طلسم ہوشربا / فتح آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

جلد سوم

بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الحکم رئیس عالیوقار ملک التجار گوہر بحر مروت قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع کے باعانت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اثر زبان اردو مین ترجمہ کیا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بحسن و خوبی طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۴ع

اطلاع – اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے
واسطے ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے
کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے
آن مین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتب
بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
قصہ جات نثر		۱۴ – طلسم ہوشربا – جلد پنجم حصہ
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و		۱۵ – ” جلد ششم
تزئین آٹھ دفترون مین ہو جسکو ابو الفیض فیضی		۱۶ – ” جلد ہفتم
فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی		۱۷ – بقیہ طلسم ہوشربا – جلد اول
تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف		منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر
کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین		۱۸ – ایضاً جلد دوم –
داستان گویون کے حسن بیان سے یہ		۱۹ – صندلی نامہ – دفتر ششم
زبان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب		۲۰ – تورج نامہ – جلد اول دفتر ہفتم
تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین		داستان امیر حمزہ –
ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر		۲۱ – ” جلد دوم
اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا		۲۲ – لعل نامہ – جلد اول دفتر ہشتم
جسکی قیمت درج ذیل ہے –		۲۳ – ” جلد دوم
۱ – نوشیروان نامہ – جلد اول	عہ پ	طلسم فتنہ نور افشان – جلد اول جسکی
۲ – ” جلد دوم	عہ پ	خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے –
۳ – ہرمز نامہ – متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ	۲ – ” جلد دوم
۴ – ہومان نامہ – ” ”	عہ پ	۳ – ” جلد سوم
۵ – کوچک باختر –	عہ پ	ایضاً کامل جلد یکشت ہر سہ جلد کے
۶ – بالا باختر	عہ پ	طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین
۷ – ایرج نامہ – جلد اول	عہ پ	صاحب متخلص بہ قمر – جلد اول
۸ – ” جلد دوم	عہ پ	۲ – ” جلد دوم
۹ – طلسم ہوشربا – جلد اول	عہ	۳ – ” جلد سوم
۱۰ – ” جلد دوم	عہ	طلسم خیال سکندری – جلد اول مصنفہ
۱۱ – ” جلد سوم	عہ	منشی احمد حسین قمر –
۱۲ – ” جلد چہارم	سہ ر	ایضاً جلد دوم
۱۳ – ” جلد پنجم حصہ اول –	عہ ر	ایضاً جلد سوم

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور میں یہانتک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع اپنے چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے ہیں اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل عنایت فرما کر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم میں وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہیں

اب اس جلد میں سلسلۂ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے کہ

پہنچنا خواجہ کا ایوان خطائی کو بعد رہا کرنے عیاروں کے قید زنبیل کر کے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کے وہاں پہنچ کر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا ادھر خواجہ کا ملکا ایوان کو زنبیل سے نکالا کر کلمہ آ صفات باری تعالیٰ و حدانیت خدا بیان کرنا اسکا بعد گفتگو کے بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام کیطرف جانا خواجہ کا اس سے کہکر دریاے ہوشربا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریاے سو میں قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کہونا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا خوش ہونا بادشاہ کا حکم جشن عیاسمندر کا برہم ہو کر خود برای مقابلہ آنا اور جنگ عاشق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندریہ کا فتح ہونا مع دیگر داستانہاے متعلقہ جنگی رنگین جانی و خوش بیانی کی کیفیت پر موقوف

جلد سوم

حسبکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوا زبان جناب شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الحکم رئیس عالیوقار ملک التجار گوہر فروخت قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع کے باعانت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اثر زبان اردو میں ترجمہ کیا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی باہتمام طبع ہوئی

سنہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا سزاوار ہی اُس خالق برحق کو کہ جس نے اس طلسم جہان کو خلق فرمایا اور طرح طرح کے غرائبات و
عجائبات و نادرات خلق فرمائے انسان کو ایک قطرۂ نجس سے خلق کیا اور کیا کیا عجائبات اُسمین پیدا کیے کہ جن کے
دریافت مین عقل کو حیرانی ہی اس جہان کا عجیب کارخانہ ہی جو چیز ہی اُس سے صنعت خالق پیدا اور ہویدا ہی وہ
خالق سب کا مالک ہی اُسکی کنہ ذات کے دریافت مین انبیا و اوصیا عاجز رہے اور عاشقہ کلمۂ عجز زبان پر لائے اور
اُسکی صفت و ثنا کرتے رہے وہ خالق یکتا کہ جسکا کوئی ہمتا نہین ہی وہ وحدہ لاشریک لہ ہی اُسنے اپنے
بندون کے لیے کیا کیا اشیاے نادرات پیدا کیے یہ اُسکی قدرت ہی کہ کبھی شام ہی اور کبھی پردۂ شب سے
روز روشن پیدا ہوتا ہی شب بہ استراحت کے خلق فرمائی اور دن براے فروخت و خرید کا خلق کیا اسی طور سے
اور بہت سے اُس دہر کے غرائبات ہین کہ جن کے دریافت مین عقل بالکل بیکار ہی اُسی سے اُسکی ذات
کا ثبوت ہوتا ہی کہ کوئی ان سب کا پیدا کرنے والا ہی وہ اپنے بندون پر مثل والدین کے شفقت کرتا ہی بلکہ
اُس سے زیادہ یہ اُسکی قدرت ہی کہ اُسنے ہماری ہدایت کے واسطے نبی خلق فرمائے اور اپنی خالقی اور یکتائی
کے ثبوت کے لیے اُسنے فرمایا کہ ہمارے بندون پر یہ ظاہر کرو کہ کوئی تمہارا پیدا کرنے والا ہی اور گمراہ
ہونے نہ پاوین تاکہ وہ ضلالت کو ترک کرین اور میری طرف رجوع کرین اُسنے اپنی قدرت سے بہشت و دوزخ خلق
کی اور نبی سے کہا کہ تم میرے بندون کو راہ ہدایت دکھاؤ اس امر کا وعدہ کرو کہ اگر تم راہ راست اختیار کروگے
تو تم کو اسکے انعام مین بہشت کی سیر نصیب ہوگی ورنہ برخلاف اسکے اگر ضلالت مین مبتلا ہوگے تو سزا
ملیگی ان انبیا و اوصیا نے طلسم جہان مین آکر علم ہدایت بلند کیا اُسکی وحدانیت کے ثبوت مین کوشش
کی بندون کو اُسکی طرف رجوع کیا جو تکالیف کہ اس امر کے رواج دینے مین پہونچین اُن سب کی برداشت
کی اُس سبب سے اُسکے حضور سے انکو مرتبہ اعلے ملا بس ثابت ہوا کہ اُسکی نعمات اور رزق کا کوئی
شکریہ ادا نہین کرسکتا ہی ہم کیا ہین جب کہ نبی و وصی بھی عاجز رہے کہ جن کو اُسنے وہ مرتبہ عطا فرمائے کہ جنکے
دیکھنے سے انسان متحیر ہو اُسکے اُسنے اپنی قدرت سے ہمارے لیے وہ نبی خلق کیا کہ جو سب سے افضل و اعلے
تھا اُسکو خاتم المرسلین کا خطاب عطا فرمایا اُسکی شان مین یہ فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک اُسکو اپنا
حبیب مقرر کیا لوح اس طلسم دہر کی اُسکے قبضۂ قدرت مین دی ہمارے نبی محمد مصطفے صلوات اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے کلید فطانت سے اسرار اس طلسم کے ہم سب پر ظاہر کیے اور ہم کو راہ نیک بتائی اُنکو وصی بھی ایسا مرحمت کیا کہ جو تمام خلق سے افضل ہی اُسکا کوئی ہمتا نہین ہی اُسنے اپنی تیغ سے تمام عالم سے ظلمت کفر کو برطرف کیا اور دین نبی کے رواج دینے مین کوشش کی جو نبی و علی کے بعد انکی اولاد امجاد یکے بعد دیگرے جانشین ہوتی آئی یہان تک کہ گیارہ امام اور ہم کو عطا فرمائے جو کہ نسل مین نبی و علی کے تھے اُنھون نے بھی دین اسلام کے قائم رکھنے کی کوشش کی اور حرمت اسلام کو باقی رکھا کہان تک اب اُس خالق کی صفت و ثنا کی جائے کہ جس نے اپنے بندون کے لیے یہ نعمات خلق فرمائے کہ جنکا شکریہ ادا نہین ہو سکتا ہی جنکے بیان اور تعریف مین زبان انسانی کو عجز ہی اشہب قلم کو میدان حمد و ثنا مین دوڑنے کی طاقت نہین ہی وہ بھی عاجز ہی بھلا کون ایسے خالق کی صفت کر سکتا ہی جو کہ ہمتا ہی اور اُسکا کوئی شریک نہین ہی وہ وحدہ لاشریک لہ ہی بس اب مین عنان اشہب قلم کو طرف میدان نعت کے پھیرتا ہون اور اُسکی حمد و ثنا کو ان ابیات پر ختم کرتا ہون ابیات

دلا کر حمد و تعریف اُس خدا کی — طلسم دہر کی جس نے بنا کی — عطا کی اُس نے نیرنگی جہان کو
کبھی ہی صبح گہہ شام سیہ رو — دگرگون کیون نہ ہو رنگ زمانہ — طلسمی ہی جہان کا کارخانہ
کوئی ہی وصل سے جانان کے دلشاد — کسی لب پر شب ہجران مین ہی یاد — کبھی دیکھا تو فصل گل عیان ہی
صدائے نغمۂ بلبل عیان ہی — کبھی دیکھا خزان دیدہ ہی گلشن — لب بلبل پہ ہی فریاد و شیون
کسی کو دیکھتے ہین صاحب تاج — کوئی نان شبینہ کو ہی محتاج — ابھی حاصل کسی کو ہی امیری
گھڑی بھر مین جو دیکھا ہی فقیری — یہ سب ہی اُسکی قدرت کا تماشا — وہی یہ کھیل ہی سارے دکھاتا
کوئی کیا جانے اُسکی مصلحت کو — تو لازم ہی صفت حضرت کی لکھو — اگر چاہتی ہی نعت سرور کائنات و

مفخر موجودات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین جناب محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اجمعین
مین یون بلبل خامہ نغمہ زن ہوتی ہی بموجب اشعار

حبیب کبریا سرور ابرار ہین — شہ حق و شہ مختار کونین — شہ ہوئی آپ کی کر ذات اقدس
ہوئے تم خلق پہ جو ہیچ مقدس — شفیع المذنبین شاہ رسولان — جناب مصطفی محبوب یزدان
شہ لولاک و مختار دو عالم — معظم از ہمہ عالم و آدم — شب معراج مین حضرت کی نعلین
ہوئی عرش برین کی زینت و زین — نسیم فیض حضرت سے ہرا کل — بہار افزا ہوا ہی باغ ایمان
جناب مالک جبریل و رضوان — قسیم نار و خلد و حور و غلمان — خدا نے آپ کو بخشا وہ رتبہ
بتون نے بھی پڑھا حضرت کا کلمہ — طلسم کفر کو دم بھر مین توڑا — بہت کوشش سے نے دین کفر چھوڑا
نشان کفر دنیا سے مٹایا — بتون کو کلمۂ حق بھی سکھایا — جہان کے واسطے رحمت تھے حضرت
پدر سے بھی سوا ہی ان پہ شفقت — درود اب بھیج کر نیر اک آن — کرو تم مدح شاہ مردان

زہی حسن عندلیب قلم در گلستان منقبت جناب امیر المومنین مقتدائے الخلق مظہر العجائب مظہر الغرائب مولانا و مقتدانا حضرت علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ بموجب اشعار

زبان کو اب کوثر سے مین دھو کر — کرون تحریر اس جا وصف حیدر — علی نے جنگ و حارث کو مارا
علی ہی نے در خیبر اکھاڑا — علی کے زور کا سکہ ہی جاری — کہ جس نے کفر کی بستی اُجاڑی
قدم حضرت کے تھے دوش نبی پر — علی کا نعرہ ہے اللہ اکبر — وزیر نائب حق شاہ مردان

خیال رہے گا یہ عرض کرکے اور رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا اور فکر کرنے لگا کیونکہ اس نامۂ نامی کو تصنیف کروں کو اسوقت تو خداے کریم کی ذات پر تکیہ کرکے اقرار کر لیا تھا مگر بڑی دقت ہوئی چونکہ اسکے بھروسہ پر اس اقرار کا اقرار کیا تھا اُس نے اپنے فضل و کرم سے آسان کیا بموجب شعر ہیچ مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ ایک طریقہ جدید خیال میں آیا فوراً حسب الارشاد فیض بنیاد قدردان ہنرمندان مربی سخن شناس دانش وران صدر نشین ایوان جاہ و جلال صاحب فضل و کمال گوہر درج سخا اختر آسمان وفا صدف بحر عطا مخزن جود و مہربانی حاتم فریدون حشمت دارا حشمت عالی منزلت بوجہ تعظیم

اختر برج عظمت و اجلال　　گوہر درج دولت و اقبال
داور کشور سخندانی　　مصلح انوری و خاقانی
آفتاب سپہر جود و سخا　　داور کشور وفا و حیا

زینت بخش چار بالش عزت و رونق افزاے بساط دانش عالی جناب معلی القاب والا خطاب شرافت پرور کرم گستر جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ و اجلالہ قلم اٹھا کر تحریر کرنا شروع کیا فضل و کرم خداوند جلیل سے دو جلدیں تحریر کرکے حاضر خدمت کیں جن کو منشی صاحب موصوف نے طبع فرما کر شایع فرمایا یقین ہے کہ نظر کیمیا اثر ناظرین سے گذری ہونگی اور جو مقامات اس حقیر نے اپنی عقل سے لکھے انکو ناظرین نے پسند فرمایا ہوگا اب یہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت بایماے انجناب بطرز جدید لکھنا آغاز کی تاکہ یہ دفتر بھی تمام ہو لیکن رحمت ذو الجلال شامل چاہیے تاکہ یہ جلد سوم بھی اختتام کو پہونچے اور جو جو مقامات و عجائبات کہ مجکو نظیر کتابوں میں اسمیں تحریر کرونگا فضل خدا شامل حال ہونا چاہیے تاکہ یہ نامۂ نامی اور فسانۂ گرامی اپنی مراد کو پہونچے اور لباس طبع سے مزین ہووے میں نے جو جو مقامات کہ رہ گئے ہیں وہ اسمیں بطرز نو تحریر کیے ہیں امید ہے خداوند کریم سے کہ یہ شاہد رعنائی و دلربائی و دلفریبائی دل مشتاقان پر ہزاران کرشمہ و ناز اپنا جلوہ دکھا کر اشتیاق افزاے ہر پیر و جوان ہو اور ناظرین نکتہ بین پسند فرمائیں اور مجکو خلعت تحسین و آفرین سے اوسکو سرفراز فرمادیں التماس ضروری خدمت ناظرین والا تمکین میں یہ ہے کہ جب اس نامۂ نامی افسانۂ گرامی کو ملاحظہ کریں تو میری اس عرق ریزی کی داد عطا فرما دیں اگر کوئی عیب عبارت میں ہو تو اسکو پردۂ دل میں پوشیدہ فرما کر میری جان فشانی کی داد دیں کیونکہ انسان تو از سر تا پا خطا سے مرکب ہے میں نے اپنے نزدیک کسی مقام پر اسکو بے ربط نہیں ہونے دیا ہے اس گلستان بے موسم خزان میں طرح طرح کے پھول لگائے ہیں اس نامہ کو فحش سے پاک رکھا ہے کسی مقام پر حسن و عشق کی تقریر ہے کہیں پر رزم کا ذکر ہے کسی جا سحر کی تیزیاں ہیں کسی مقام پر طلسمات کی عجائبات جہان جنگ و جدل کا ذکر آیا ہے وہاں پر تصویر کھینچ کر دکھائی گئی ہے بس میں نے بہت سرگرمی سے اس فسانۂ نو کو تحریر کیا ہے میری خداوند کریم سے یہی دعا ہے کہ پسند ناظرین ہو —
آمین یا رب العالمین علیہ توکلت و بہ نستعین

آرایش عروس داستان و آغاز بیان رنگین نگارستان بلبل خامہ اس قصہ کو یوں آغاز اپنی زبان میں کرتا ہے کہ جانا خواجہ کا ایوان نہ طاق کو بعد رہا کرنے عیاروں کے نذر زنبیل کرکے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کے وہاں پہونچ کر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا ادھر خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے

نکال کر کمند صفا سے باندھ کر وحدانیت خدا کا بیان کرنا اسکا بعد گفتگو سے بسیار
مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہوکر جانا طرف اپنے مقام کے خواجہ کا
اُس سے کہکر دریاے سحر شو نا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریاے سحر مین
قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کھولنا صاحبقران کا ہوش مین آنا سب کا خوش ہونا
خواجہ کا مع سرداروں کے بارگاہ مین آنا سب کا خوش ہونا اُن سرداروں کا بھی داخل
بارگاہ ہونا جنکو برق نے عیاری کرکے رہا کیا تھا سب عیاروں کا حاضر ہونا و برق ثانی و
قران ثالث کا اپنی اپنی عیاری روبرو اہل دربار و بادشاہ و صاحبقران کے عرض کرنا بادشاہ
کا خوش ہوکر حکم جشن دینا سامان جشن ہونا اُدھر سمندر شاہ کا بارگاہ گرداب وغیرہ سے یہ
کہکر کہ جب ہم تم کو تحریر کرین اُسوقت مقابلہ کرنا مع سرداروں کے سمندریہ کو جانا وہان
پہونچکر ایک روز آرام کرکے دوسرے دن دربار کرنا اور یہ فکر کرنا کہ کیا تدبیر کی جاے
اُدھر ایوان کا خواجہ سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر جانا اور ترک دنیا کرکے
گوشہ نشین ہونا اسکی خبر طائران سحر کا آکر سمندر کو دینا اسکا برہم ہوکر ایک ساحر کو روانہ
کرنا کہ تو جاکر ایوان کو میرے پاس لے آ اُسکا جانا ایوان کا آنا سمندر کا اُس سے بر سر
مقابلہ اہل اسلام کہنا اُسکا انکار کرنا سمندر کا سمجھانا اُسکا نہ قبول نہ کرنا سمندر کا برہم
ہوکر حکم قتل ایوان دینا منادی کا ندا کرنا سب کو معلوم ہونا خواجہ کا اس حال سے آگاہ
ہونا اور عیاری کرکے ایوان کو بچانا سمندر کا برہم ہوکر خود براے مقابلہ آنا اور جنگ
ہونا عشاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندریہ کا فتح ہونا سمندر کا طرف طلسم گنج سلیمانی
کے فرار کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

ساقی نامہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
نہ وہ جلسہ نہ وہ یاروں کی صحبت
نہ وہ چنگ و رباب و ساز عشرت
نہیں اب قلقل مینا کی آواز
نہیں شیشوں کا اب اُنسے وہی ناز
کہاں وہ مغبچہ رشک پری زاد
کرے زاہد نہیں دیکھے سے فریاد
پڑا ہوں بستر غم پر میں ساقی
نہیں ہے شاہد عشرت ملاقی
خزاں دیدہ ہوا عشرت سے گلشن
عوض نغمہ کے ہے بلبل کا شیون
کچھ ایسی بیخودی ہے دل پہ چھائی
نہیں معلوم فصل گل کب آئی
خدارا اب پلا ساقی مجھے جام
کہ فصل گل کے پھر آئے ہیں ایام
رہائی قید غم سے ہے پائی
مرے پہلو میں وحشت پھر آئی
وہی جلسے ہوں میخانہ سجا ہو
وہی رندوں کا ساقی جمگھٹا ہو
سجیں میخانہ میں چنگ و دف و نی
خم مے کی طرح دل جوش میں ہے
کروں پھر جشن میں ترتیب عالی
دل رندان ہو اپنے غم سے خالی
شریعت نے کیا تھا مجکو پابند
سلاسل سے رہا تو ہوگئے ہیں بند
ہوئی ہے بعد مدت کے رہائی
یہ قسمت میکدے میں کھینچ لائی
مئے رنگیں کا دے بھر بھر کے ساغر
دکھاؤں رنگ میں نشے میں آکر
لکھوں ایسا وہ قصہ رنگیں و دلکش
کہ جس سے ہو دل ناشاد بھی خوش
قلم رقصاں ہو جوشش کاغذی پہ
ہر اک کلمہ کہ جوشش سراسر
لکھے الفاظ ہوں سب اس طرح کے
کہ جیسے رند ہیں محفل میں نشے
وہ ادا حرف کے ہوں شکل ساغر
ہوں سب بادۂ مضمون سے لبریز
عیاں ہوں شاہد معنی نہاں
زبان کلک سے یوں ہو غزلخوان

غزل

کدھر ساقی ہے فصل گل پھر آئی
بہار کیف جوشش لی پھر آئی
کھلی ہیں باغ میں عشرت کی کلیاں
چمن میں نغمہ زن بلبل پھر آئی
ہوئے ہیں وہ چمن میں جام خندان
صدا شیشوں کی بھی قلقل پھر آئی
دل پر داغ کی زینت ہے گیسو
بہار لالہ و سنبل نظر آئی
کدھر ہے گردش چشم حسینان کا ملا شمیم
مری کشتی قریب ساحل نظر آئی
شب ہجرت سحر ہونے نہ پائی
قدم تک اُسکی بھی کاکل پھر آئی
شہ پایا ہے میرے گل کا آنسے
چمن میں پھر طرف بلبل پھر آئی
کہاں تک ہوئی یہ رنگین بیانی
نئی کرکے تازہ کہانی
سخنداں و سخن فہم و زمانہ
ہمیں آغاز کردہ این فسانہ

باغبانان چمن خیال و گلچینان حدیقہ مقال مبارزان عرصہ سخن سنجی و شہسواران میدان نکتہ پروری دو فارسان شہسوار بلاغت و بلاغت شیران نبردگاہ شجاعت محصوران حصار سخندانی پناہ گزینان قلعہ معانی غازیان عرصہ تحریر و مجادلان قتلگاہ تسطیر و جادوگران عرصہ تقریر و ساحران نبردگاہ تحریر بشمشیر مضامین آبدار اپنے ہمراہ افواج مخالف جہالت کے نبرد آزما ہوتے ہیں شاہ شکست بیدانشی کو یوں شکست دیتے ہیں اور اس ہورسے اشہب خامہ کو میدان مضامین میں جولان کرتے ہیں کہ جلد دوم میں یہانتک تحریر ہوا ہے کہ خواجہ تالف یعنی خضران بن عمر ثانی نے خداوند ساحری کی عیاری کرکے پہلے اپنے سب عیاروں کو الوان سے کہ نذر زنبیل کیا اُسکے بعد الوان کو مع اُس کے سرداروں کے یہ فقرہ دے کر نذر زنبیل کیا کہ تم کو سیر بہشت کرا دوں چنانچہ وہ تو فقرے میں آگئی ملکہ سمندرو کبھی مع اپنے سرداروں کے چلا تھا کہ زحل ستارہ چشم نے سمندر کو خبردار کیا اور اس بلا سے نجات دی چنانچہ خواجہ بعد تھوڑی دیر کے اپنی مسند سے اُتر کر بارگاہ سمندر سے چلے تھے یہی بیان

ہو چکا ہی کہ سمندر گرداب شاہ وغیرہ کو سمجھا کر مع زحل اپنے دوست و دیگر سردارون کے طرف
سمندریہ کے روانہ ہوا ہی یہ بھی اُس جلد مین تحریر ہوا ہی کہ جن ساحرون کو برق ثانی نے عیاری
کرکے رہا کیا تھا وہ سب کے سب چند حملے لشکر ایوان پر کرکے اسکو تباہ کرکے اسی عالم مین ایک
طرف کو روانہ ہوے ہین یہان تک تحریر ہوا ہی کہ صاحبقران بسبب فراموش ہو جانے اسم اعظم کے
کے سحر ایوان مین مبتلا ہین اُنکی حالت بہت خراب ہی نصف سے زیادہ لشکر اسیر سحر ایوان
ہو چکا ہی جو کچھ باقی ہی وہ صاحبقران کے غم مین مبتلا ہی لشکر مین ایک کہرام برپا ہی ناموس مین
تلاطم ہی یہ حال ہی لشکر اسلام کا اب پہلے مین حال خواجہ ثالث کا تحریر کرتا ہون اور خواجہ کے حال
سے اس جلد کو آغاز کرتا ہون ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ خواجہ جو اُس منڈھی کے ذریعے سے دربار
سمندر شاہ سے نکلے اپنے منڈھی سے کہا کہ مجھکو فلان صحرا مین پہونچا دے پس وہ منڈھی سناٹا بھر کر
اُسی صحرا کی طرف چلی یہان لشکر مین ایک ہلڑ مچ گیا کہ وہ خواجہ ملکہ ایوان کو اسیر کرکے لیے
جاتے ہین کوئی خواجہ کا کچھ نہ کر سکا کیا غضب کے عیار ہین کس دلیری سے عیاری کرتے ہین بھائیو
بڑا غضب ہوا تھا وہ تو بادشاہ کو بھی اسیر کرنے لیے جاتے تھے خبر ہوئی انکے ایک دوست نے آکر
بچا لیا اُنکو اس جال سے آگاہ کیا جب سب کو معلوم ہوا سب نے سحر کیا کسی کے سحر نے اثر نہ کیا آخر کار
سب عاجز ہوے خواجہ نے اپنی راہ لی دیکھو وہ جاتے ہین بھائیو اتنے دن اور رات مین کتنی طیاریان
ہوئین برق ثانی نے عیاری کرکے اپنے سب سردارون کو رہا کیا قران ثالث نے عطارد کو قتل کیا
برق نے لشکر بلا کو تباہ کیا بلکہ وہ چند سردار باقی رہے تھے اُنکو خواجہ گرفتار کرکے لے گئے ہم سب لوگ
ان عیارون کے ہاتھ سے بہت پریشان ہین کوئی صورت انکے ہاتھ سے مفر کی نظر نہین آتی خداوند قدوس
نے اچھے لوگون سے سامنا کرایا ہی کہ جن کے افعال ہمارے خیال مین نہین آتے ہین ہم ہر مرتبہ دہوکا
کھاتے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی ایک نے کہا کہ ہم پر کیا منحصر ہی بادشاہ خود دہوکا کھاتے ہین
تو ہماری کیا اصل ہی ہم کو تو انجام اسکا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی ضرور ہم کو شکست ہوگی کیونکہ جو ساحر
ادہر سے ہوتی ہی وہ اول تو خوب اپنا رنگ دکھاتی ہی بعد مین ایسی خراب ہو جاتی ہی کہ کچھ نہین
ہو سکتا ہی یا جو ساحر زبردست ادہر آتا ہی اول تو وہ لشکر اسلام کو تباہ کرتا ہی انجام اُسکا یہ ہوتا ہی
کہ یا تو کسی ساحر کی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوا اگر ایسا نہ ہوا تو عیاری کرکے قتل اُسکو کیا یا وہ
اُنکا شریک ہوا ہم تو بھی دو دفعہ دیکھ رہے ہین کہ یا تو قتل ہوے جو کہ مطیع نہ ہوے اور جو شریک
ہوے وہ قتل ہونے سے بچے ہم کو تو اسکا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہی بس اہل لشکر کفار یا ہم یہ
تقریر کر رہے ہین انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی اب حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ خواجہ کو منڈھی نے لا کر
اُسی صحرا مین اُتار دیا کہ جسکا اُنھون نے پتہ دیا تھا کہ اے منڈھی مجھکو صحراے وحشت افزا مین پہونچا دے
جو کہ سمندریہ سے شمال کی طرف تھا وہ مقام بہت وحشت افزا ہی وہان اکثر سمندر جا کر سیر کیا کرتا تھا
وہ مقام بہت شاداب اور پُر فزا ہی اُسکی وسعت اور وحشت فضا کے سبب سے سمندر نے اُسکا نام
وحشت افزا رکھا تھا اُسکا منتظم ساحر دل کش نامے سمندر کی طرف سے ہی اس صحرا مین ایک
مقام پر رہنے کے لیے ایک مکان تیار کیا ہی اُسمین ہمہ وقت رہتا ہی بہت بڑا ساحر زبردست
ہے چنانچہ اسوقت بیرون بارہ دری کرسی پر بیٹھا ہوا ہی نہ کوئی خادم ہی نہ خدمتگار کیونکہ
جب سے اسنے سُنا ہی کہ خدا پرستون کا لشکر قریب سمندریہ آگیا ہی کئی مقابلہ ہو چکے ہین اُنکے

ہمزاد عیار ہین وہ بڑے غضب کے ہین عیاری کر کے ساحر کو قتل کرتے ہین جسکی چاہتے ہین صورت اُسکی
بن جاتے ہین اُس نے اُس دن سے سب ملازمون کو چھوڑ دیا اور سب کارخانہ سحر کا تیار کیا کہ جس کام کی
ضرورت ہوتی ہی اُس نے پتلے سحر کے تیار کیے ہین اُنکے ذریعے سے کام لیتا ہی اُسپر بھی عیارون کی طرف سے
بے خوف نہین ہی ہمہ وقت ہوشیار رہتا ہی اسوقت سے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ اُسنے دیکھا کہ ایک
غبارہ بالاے آسمان بڑی تیزی سے جاتا ہی اُس نے اُسکو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی ساحر جاتا ہی اسکو
اپنے پاس طلب کر کے کچھ حال جنگ و پیکار کا دریافت کرنا چاہیے بس یہ اپنے دل مین خیال کر کے اُسنے
دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس نے اُس پتلے سے اشارہ کیا کہ یہ جو غبارہ بالاے آسمان چلا جاتا ہی
اسکو میرے پاس لے آ وہ پتلا سُنتے ہی فوراً طرف اُس غبارے کے چلا ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ غبارہ
نہ تھا بلکہ وہ منڈھی تھی جب کہ یہ پتلا قریب پہونچا اُسنے آواز دی کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جا تجکو میرے
مالک نے طلب کیا ہی چونکہ جب یہ قریب پہونچا تھا تو اس نے دیکھا کہ اُسمین ایک شخص دُبلا پتلا دراز قد
بیٹھا ہوا ہی اسی سبب سے اُس پتلے نے یہ صدا دی تھی جب صدا اُسکی خواجہ کے کان مین پہونچی اور
خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی اسی مقام پر قائم ہو جا منڈھی قائم ہو گئی خواجہ
نے دیکھا کہ ایک پتلا سحر کا میری طرف چلا آتا ہی یہ کلمہ اُس پتلے ہی نے کہا ہی کہ اے جانے والے ذرا
ٹھہر جا میرا مالک تجھے طلب کرتا ہی خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ کسی کے سحر کا پتلا ہی اُسکی طرف مخاطب
ہو کر کہا کہ کیا بکتا ہی تو کون ہی اور تیرا مالک کون ہی جو مین ٹھہر جاؤن خداوند سامری کی خدمت مین جاتا ہون
مجھکو حضور نے ایک ضرورت سے پردۂ دنیا پر بھیجا تھا بخشش خدا سے مین اُس ضرورت سے فراغت کر کے جاتا ہون تو ہوتا
کون ہی میرا روکنے والا جا میرے سامنے سے چلا جا کہین ایسا نہو کہ تجھپر غضب خداوندی نازل ہو اور
تو دم بھر مین جل کر خاک ہو جائے یہ جو صدا خواجہ نے زور سے دی دلکش جادو نے سُنی چونکہ اب
خواجہ اُسکے قریب پہونچ چکے تھے جب یہ صدا دلکش نے سُنی کہ کوئی یہ کہتا ہی اُسکو خیال ہوا کہ تو خود
چلکر دیکھ کہ یہ کون ہی کہین ایسا نہ ہو کہ کوئی بزرگان دین سے ہو یہ پتلا جا کر روکے اُنکو غصہ آ جائے کوئی
بلا نازل ہو تو بڑی خرابی ہو بس یہ دل مین خیال کر کے سحر کیا کہ پر پیدا ہوے یہ اڑکر طرف اُس غبارے
کے چلا کیونکہ یہ دیکھ چکا تھا کہ یا تو وہ تیزی کے ساتھ جا رہا تھا یا جیسے میرے سحر کا پتلا قریب اُس کے
پہونچا وہ ٹھہر گیا اور یہ صدا آئی اُس غبارے سے یہ اُس صدا کو سُنتے ہی تیزی سے پر ہلا کر کے چلا تھا یہ ابھی پہونچا
نہ تھا کہ پتلے نے آواز دی کہ اے شخص مین تجکو جانے نہ دونگا جب تک میرے مالک کے پاس نہ چلیگا خواجہ
نے کہا کہ کیا تو زبردستی مجھکو لیے جائیگا اُسنے کہا کہ ہان خواجہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہین ہی کہ ہم لوگ غلام ہین
خداوند سامری کے ہم پر کوئی زیادتی نہین کر سکتا ہی تیری کیا اصل ہی تیرے مالک کی تو کچھ حقیقت ہی نہین
تو تو کیا ہی بھلا زبردستی لے تو جا ذرا ہم بھی تو دیکھین خواجہ اس بات کے تو سُنتا دہین کہ کسی کو کرتا دیتا
ایک ادنا امر ہی پس جیسے خواجہ نے یہ کہا کہ ہم نے دیکھا نہین ہی کہ کوئی زبردستی لے جائے وہ پتلا یہ
کہکر کہ اب دیکھو تو جست کر کے منڈھی کی طرف چلا دلکش چلا آتا ہی بلند ہوتا ہوا اُسنے جو دیکھا کہ میرا پتلا
منڈھی کی طرف تیزی سے چلا آواز دی کہ اے غلام من ٹھہر جا مین خود آتا ہون گو پتلے نے یہ صدا سُنی چونکہ
خواجہ گرا چکے تھے پلک جھپکتا ہی ایک ساعت نہ کی جب تک دلکش پہونچے پہونچے یہ جا پڑا جیسے اُسنے
قصد کیا کہ جست کر کے منڈھی کے اندر جا رہون وہان پہلے ہی پہونچ چکی تھی پہلے ہی جیسے در کے اندر پہونچا اُلٹا
لٹک گیا خواجہ نے ہاتھ بڑھا کر اُسکو پکڑ کر زنبیل کر لیا یہ لاکھ چیخا چلایا کچھ بھی نہ ہوا اتنے عرصہ مین دلکش

اگیا وہ ہی خواجہ اُسکو نذر تبدیل کر چکے تھے کہ دلاشش نے دیکھا کہ ایک بیچوں بیچ اُسکے اندر ایک مرد
بزرگ بیٹھے ہین راوی نے بیان کیا ہو کہ خواجہ نے اتنے عرصہ مین اپنی صورت بدل لی تھی ایک مرد بزرگ
کی صورت پیدا ہو گئے تھے جب اُس نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوے ہین ادھر خواجہ نے دیکھا کہ ایک
ساحر بست قحسین جوان تاج سر پر رکھے ہوے چلا آتا ہی یہ سنبھل بیٹھے انھون نے فوراً پہچان لیا کہ یہ
پتلا اسی کا تھا کہ وہ جب قریب پہونچا سحر کر کے اُس نے اپنے کو ہوا پر قائم کیا ادھر بالاتے ہوا وہ
منڈھی قائم ہی کہ اُس نے اپنے کو قائم کر کے ادھر اُدھر دیکھا جب اپنے پتلے کو نہ پایا تو حیران ہوا
کہ میرا پتلا کیا ہوا مگر خاموش ہو رہا چونکہ اُسنے اُسکو منڈھی کی طرف جست کرتے دیکھا تھا مگر یہ نہین
دیکھا تھا کہ وہ اندر منڈھی کے جا کر غائب ہو گیا ہی اس نے اس خیال سے خاموشی اختیار کی کہ ان مرد
بزرگ سے دریافت کرونگا اور اُن مرد بزرگ کا ایسا کچھ رعب غالب تھا کہ کلام نہین کر سکتا ہی خاموش
ہی حیران ہو ہو کر دیکھ رہا ہی جرات کرتا ہی کہ کلام کرون مگر اپنے مین اتنی قوت نہین پاتا ہی کلام کرتے
ہوے خوف آتا ہی جب کچھ عرصہ ہوا تو خود ان مرد بزرگ نے کہا کہ تو کون ہی اور کیون میری راہ روکے
کھڑا ہی جا جدھر تجکو جانا ہو میرا ہرج ہوتا ہی مین اپنی طرف جاؤن جب یہ اُس نے سُنا تو کسی قدر دل کڑا
کر کے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مین آپ کی راہ روکے نہین کھڑا ہون بلکہ اپنے غلام کی تلاش مین آیا ہون مین نے
آپ کو دیکھا کھڑا ہو گیا حیران ہون کہ میرا غلام ابھی یہان تھا وہ کیا ہو گیا یہ سنتے ہی انھون نے ایک
قہقہہ لگایا اور جواب دیا کہ وہ پتلا تیرا غلام تھا تو نے ہم کو اُسکے ذریعہ سے طلب کیا تھا کیا تو نے تحریر سے
دریافت نہ کیا تھا کہ ہم کون ہین بدون دریافت کیے پتلے کو روانہ کیا تھا تو نے بڑی غلطی کی بہت بڑا دھوکا
کھایا تجکو اپنے سحر پر اس قدر غرور ہوا ہی کہ ہم غلامان خداوندی کے روکنے کو پتلہ بنا کے سحر روانہ کیا تجکو
لازم تھا کہ پہلے دریافت کر لیا ہوتا کہ یہ کون جاتا ہی پھر اُسکے بعد یہ حرکت کی ہوتی ہم لوگ تو اکثر ادھر سے
آتے جاتے ہین اگر ایسا ہی کیا ہوتا تو کسی صاحب لیاقت کو بھیجا ہوتا کہ وہ ساتھ لیاقت کے تقریر کرتا
اُس نے تو آکر اپنا دیا اور ڈالا ہم نے پہلے اُس سے کہا کہ ہم ضرورت سے جاتے ہین خداوند نے ایک کام کو
بھیجا ہی دنیا پر روانہ کیا تھا ہم تیرے ساتھ نہین چل سکتے ہین اُس نے جواب دیا کہ ہم زبردستی لے
جا سکتے پھر بھلا ہمارے روبرو کسی کی زبردستی کیا چل سکتی ہی کیونکہ ہم غلامان ساحری ہین جیسی اُسنے
گستاخی کی اُسکی سزا پائی اب اُسکا ملنا نہایت مشکل ہی تجکو بھی سمجھائے دیتے ہین اور اس وقت تیرے
حال پر رحم کرتے ہین اب کبھی ایسی حرکت بدون سمجھے بوجھے نہ کرنا ورنہ بڑی خرابی ہوگی اس امر کا خیال
رہے کہ ہم لوگ اکثر بہشت سے بضرورت دنیا پر بحکم خداوندی آتے ہین اسی راہ سے اب کبھی نہ روکنا ورنہ
پچھتائے گا کسی نہ کسی کے ہاتھ سے سزا پائے گا اگر تو نہ آتا تو مین ضرور جا کر خداوند سے تیری شکایت
کرتا وہ تیرے اوپر عذاب نازل کرتے مگر تیرے آنے سے تجکو تیرے اوپر ترس آگیا اب تو جا اپنے مقام
پر مین خدمت خداوندی مین جاتا ہون یہ جو اُس نے سُنا ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی
مین یہ نہ جانتا تھا ورنہ کبھی ایسی امر کا مرتکب نہ ہوتا معاف فرمایئے اور جو سزا میرے حق مین آپ تجویز
فرمایئے مجکو اس جرم مین دیجیے اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی خوب کیا کہ آپ نے اُسکو سزا دی وہ بہت
گستاخ تھا دراصل ہم لوگون کی آپکے روبرو کیا اصل ہی کہ نسبت خاک را با عالم پاک ⁂ خواجہ
نے جواب دیا کہ ہم نے تیری خطا بدون تیرے کہے معاف کی صرف اس خیال سے کہ تو بالکل ناواقف تھا
اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور سزا دیتے اور خداوند سے شکایت کرتے خیر اب تو جو ہوا سو ہوا مگر اب خیال

رکھنا اُس نے جواب دیا کہ ضرور خیال رکھونگا یہ سُنکے خواجہ نے کہا کہ بے تو جا اُس نے کہا کہ مین ایک امر کا امیدوار
ہون اگر قبول فرمایئے خواجہ نے کہا کہ بیان کر اُس نے کانپ کر عرض کیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ دو چار
سنٹ کے لیے زمین پر تشریف لے چلیے تاکہ مین کچھ آپ کی نذر کرون اور چند اشیا برائے خداوند بطور
نذر روانہ کرون تاکہ خداوند میرے اوپر نظر مہربانی و پرورش رکھین اور کچھ خداوندی بندگی آپکے روبرو
کرون یہ جو اُس نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو مہلت نہین ہے ہم کو عرصہ بہت ہوا ہے خداوند
میرے انتظار مین بیٹھے ہونگے اگر اور عرصہ ہوگا تو خفا ہونگے مجکو یہ خوف ہے کہ کہین میرے اوپر اپنا غضب
نہ نازل کرین اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ بہت عرصہ نہ ہوگا آپ ابھی ابھی تشریف لے جائیے گا
صرف مین آپ کا درشن کرلون بھلا میرا یہ مقدر کہان کہ اب پھر آپ کی زیارت نصیب ہو میرے نزدیک
جیسے آپ کی زیارت ویسے خداوندی کی کیونکہ آپ ہر وقت خدمت خداوند مین تشریف فرما رہتے ہین
مین کچھ آپ کی خدمت کرلون تاکہ میری نجات کا سبب ہو اور بہت کچھ اُس نے اصرار کیا تب تو خواجہ
نے جواب دیا کہ ہم کو بھی تیری خاطر منظور ہے لہذا ہم صرف تیری خاطر سے پھر زمین پر چلتے ہین ورنہ کبھی
نہ چلتے اگر سمندر بھی کہتا تو ہم نہ قبول کرتے مگر چونکہ تیری تقریر نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا ہے کہ ہم کو
قبول کرنا پڑا مگر عرصہ نہ کرنا بہت جلد جو کچھ تجکو دینا ہو دینا تاکہ مین خدمت خداوند مین جلد پہونچ جاؤن
یہ کہکر منڈھی کی طرف اشارہ کیا کہ زمین پر مجکو پہونچا دے بس منڈھی طرف زمین کے متوجہ ہوئی اُسکو
اعتقاد اور ہوا پہلے بھی اسکو اعتقاد ہوا تھا کہ یہ کیا امر ہے یہ کیونکر ہوا پر قایم ہے صورت کو دیکھکر یقین
ہو گیا تھا کہ یہ ضرور غلام ہین خداوند سامری کے بہشت سے آئے ہین پس جب منڈھی زمین کی طرف
چلی یہ بھی عقب مین منڈھی کے آیا یہان تک کہ منڈھی زمین پر آکر قایم ہوئی یہ بھی اترا اور ہاتھ جوڑ کر کہا
کہ بارہ دری مین تشریف لائیے خواجہ نے کہا کہ مین اسی مقام پر بیٹھا ہون جو کچھ تم کو دینا ہو اور خداوند
کی خدمت مین عرض کرنا ہو کر دو تاکہ مین جاؤن پھر بارہ دری مین کوئی کام نہین ہے اُسنے کہا کہ جہان
آپ نے اس قدر مہربانی فرمائی اتنی پرورش اور فرمایئے میری عزت بڑھایئے خواجہ نے خیال کیا کہ وہان
جانے مین کوئی نقصان نہین ہے کیونکہ میرا فقرہ اسپر اثر کر چکا ہے کہا کہ تم بہت پریشان کرتے ہو اگر مین یہ
جانتا تو کبھی زمین پر نہ آتا آج ضرور میرے اوپر عتاب خداوند نازل ہوگا مگر خیر جو کچھ ہو صرف مجکو اس امر
کا خیال ہے کہ شاید مین یہ حال خداوند سے بیان کرون وہ فرمائین کہ تم نے اسکی دل شکنی کیون کی اُسکے
پاس کیون گئے اُس کے کہنے پر کیون نہ عمل کیا کیونکہ خداوند اپنے بندون کو بہت عزیز رکھتے ہین ہمیشہ اپنے
بندون کی تعریف فرماتے ہین پس اسی خیال سے مین تیری خاطر کرتا ہون یہ کہکر اُٹھے وہ ایک طرف
کو چلا آپ نے کیا کیا کہ گلیم اوڑھ لی اسکی نظرون سے غائب ہوگئے وہ حیران ہوا کہ یہ کہان چلے
گئے ادھر ادھر دیکھنے لگا ادھر خواجہ بارہ دری مین آئے اسکو خوب آراستہ پایا تمام بارہ دری کو
دیکھکر پھر باہر آئے وہ حیران کھڑا تھا کہ یہ کیا ہوا آخر کی کرامات ان مین ہے کہ یہ غائب ہوگئے کہ آپ نے
بارہ دری مین سے آواز دی کہ ہے بھائی یہان آؤ مین تو یہان پہونچ گیا تم ابھی تک اُسی مقام پر کھڑے ہو
یہ صدا جو اُس نے سنی پلٹ کر دیکھا کہ وہ مرد بزرگ بارہ دری کے در مین کھڑے ہین چہرا [illegible] دیکھکر
وہ اور حیران ہوا دوڑ کر پاؤن پر گرا بوسہ دیے آنکھون سے لگائے دل مین کہا کہ مین کیا خوش قسمت
تھا کہ ایسے مرد بزرگ سے ملاقات نصیب ہوئی کہ جو [illegible] مین تو یہان کھڑا رہا وہ بارہ دری مین
پہونچ گئے مین تلاش کرتا رہا ان سے جس امر کی خواہش ظاہر کرونگا یہ خداوند سے کہکر ضرور اسکو کرا دینگے

کیونکہ یہ ضرور مقربین خداوندے ہین انکے خدمت خداوند مین بڑے مرتبہ معلوم ہوتے ہین جب تو خداوند نے
انکو ایسی کرامت مرحمت فرمائی ہی کہ جس وقت چاہین چشم مردم سے پوشیدہ ہوجائین یہ دل مین خیال
کرکے عرض کیا کہ تشریف لے چلیے پس خواجہ اُس کے ہمراہ بارہ دری مین تشریف لائے اُس نے بڑی
عزت سے مسند پر لا کر بٹھایا آپ دست بستہ سامنے کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ اُس نے
کہا کہ میری یہ مجال نہین ہی کہ آپ کے روبرو بیٹھ جاؤن خواجہ نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہین وہ سلام کرکے
بائین طرف مسند پر بیٹھ گیا خواجہ نے کہا کہ ہان جلد بیان کرو کہ تمھاری کیا خواہش ہی اور ہم کو کیا
خدمت خداوند مین عرض کرتا ہی اُس نے کہا کہ آپ کو زحمت تو بہت بڑی ہوگی مگر آپ مہربانی فرماکر
میری طرف سے یہ امر خدمت خداوند مین عرض کر دیجیے گا کہ وہ جو آپ کا بندہ دلکش جادو ہی اور
صحرائے وحشت افزا مین سمندر کی طرف سے منتظم ہی اُس نے عرض کیا ہی کہ اے خداوند آپ کے مہربانی
اور پرورش سے مجھکو دولت دنیا کی کوئی ضرورت نہین ہی بہت کچھ میرے پاس ہی مگر دو امرون کی
خواہش ہی ایک تو یہ کہ اگر آپ کی مہربانی ہو تو میری حیات زیادہ فرمائیے اور دوسری خواہش میری
یہ ہی کہ مین نے آج تک اپنی شادی نہین کی ہی صرف اس خیال سے کہ کوئی عورت حسین و خوبصورت
ہو تو شادی کرون گو اس وقت قدرت خداوندی سے اس دنیا پر بہت سی عورتین ہین جو کہ اپنے حسن و
جمال مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی ہین مگر مجھکو پسند نہین آتی ہین مین جیسی معشوقہ چاہتا ہون ویسی
ملی نہین ہی پس خداوند اپنی مہربانی اور قدرت سے ایک عورت خلق فرمائین کہ جو میرے
پسند آئے تاکہ مین اُس کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرون یہ صدمہ مجھکو ہلاک کیے ڈالتا ہی کہ میری عمر تمام
ہوئی جاتی ہی مین نے آج تک اپنی شادی نہین کی کسی کو اپنا معشوق نہ بنایا پس یہ دو خواہشین میری
ہین مین اسی دو امرون کا خداوند سے امیدوار ہون خواجہ نے کہا مین ضرور عرض کرونگا اور بہت
اچھی طرح سے عرض کرونگا اے دلکش جادو مجھکو اس وقت تمھارے کہنے سے یاد آیا کہ اکثر
اوقات خداوند سامری تمھارا ذکر کیا کرتے ہین اب تمھارے نام سے واقف ہوا کہ وہ دلکش جادو
تم ہی ہو کہ جسکی بابت خداوند یہ اپنے ہم صحبتون سے فرماتے ہین کہ ایک بندہ میرا دنیا پر ہی کہ جو مجھکو
بہت دوست رکھتا ہی اور مین نے اُسکو اپنی قدرت سے مال دنیا سے بہت کچھ دیا ہی مگر ایک امر کی
خواہش اُسکو ہی آج تک مین نے اُسکے مزاج کے موافق کوئی عورت نہین پیدا کی ہی بس مین ایک عورت
ایسی خلق فرماؤنگا کہ جو اُسکو پسند آئے اے دلکش اس امر کا خداوند کو تمھارے لیے خود خیال ہی اب
مین ضرور بھی عرض کرونگا بس یقین ہی کہ خداوند ضرور ایسی عورت خلق فرمائین کہ جو تم کو پسند آئے یہ جو
خواجہ نے کہا اُس نے ہنس کر اور دانت نکال کر کہا کہ خداوند میرے حال پر بہت مہربان ہین بہشت
مین میرا ذکر فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ ہان پردۂ دنیا پر چند بندے ایسے ہین کہ جن کے حال پر خداوند
بہت مہربان ہین ایک تو تم دوسرے سمندر شاہ تیسرے انکا استاد عشاق اور اسی طرح سے اور
بہت سے بندے ہین کہ جن کے نام خداوند کے دفتر مین ساتھ اس لفظ کے تحریر ہین کہ یہ سب معشوق
خداوند ہین انھین معشوقون مین تم بھی ہو خوب ہوا کہ مین تمھارے کہنے سے چلا آیا اگر نہ آتا اور خداوند سے جاکر سب
حال عرض کرتا خداوند سنتے تو ضرور عتاب فرماتے کہ ہمارا معشوق تم کو اپنے مکان پر لیے جاتا تھا تم اسکو
ناراض کرکے چلے آئے اب خداوند بہت خوش ہونگے اے دلکش مین تم سے ایک بات عرض کرتا ہون اگر
تم مانو تو بیان کرون دلکش نے کہا کہ فرمائیے مین بسر و چشم قبول کرونگا خواجہ نے کہا کہ میرے پاس

چند تصویرین ہین جو کہ عورتین اب خداوند پیدا کریگا انکی کیونکہ طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت پیدا
کی جاتی ہے قبل اس بات کے کہ اسکا نطفہ شکم مادر مین صلب پدر سے قرار پائے چند فرشتے اس امر پر خداوند
کی طرف سے مقرر ہین کہ وہ تصویرین بنا کر پیش کرتے ہین جو تصویر مرد یا عورت کی خداوند کو پسند آتی ہے وہ ان
فرشتون سے لے لیتے ہین اور میرے پاس رکھ دیتے ہین جب کہ ایک سو تصویرین عورتون کی اور ایک سو
مردون کی جمع ہو جاتی ہین اس وقت خداوند ان تصویرون کو لیکر ان فرشتون کو دے دیتے ہین جو کہ اس
کام پر مقرر ہین جب مرد عورت باہم ہم صحبت ہوتے ہین وہ اس وقت جا کر اس تصویر کا عکس ڈالتے ہین
ہین پس قدرت خداوند سے اسی صورت کا مرد یا عورت رحم عورت مین وہ نطفہ اسی صورت پر قائم ہوتا ہے یہ طریقہ
ان بندون کی پیدایش کا ہے جو کہ خوبصورت پیدا ہوتے ہین یون تو دن رات یہ امر جاری رہتا ہے کہ ہزارون
بندے پیدا ہوتے ہین انکی پیدایش کا یہ طریقہ ہے کہ فرشتون نے تصویرین بنائین اور ان فرشتون کو دین کہ
جو لے جا کر عکس ڈالتے ہین انھون نے جا کر جس وقت پر انکا عکس ڈالا نطفہ نے اسی صورت پر قرار پکڑا
پس ان تصویرون مین سے میرے پاس چند تصویرین ہین اگر تم کو کوئی تصویر پسند آئے تو تم بیان کرو مین خداوند
سے عرض کر دونگا کہ مین نے تصویرین دکھائی تھین یہ تصویر پسند کی ہے یہ عورت بہت جلد خلق فرمایئے تا کہ
دلکش جادو اپنی مراد کو پہونچے یقین ہے کہ خداوند تیری خاطر سے اسکو پیدا کرین اور تو اپنی مراد کو پہونچے
دلکش نے ہنس کر کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی خواجہ نے کہا کہ اے دلکش جو کچھ تم کو نذر دینا ہو خداوند
کو لاؤ تا کہ مین تم کو تصویرین دکھا کر جلد چلا جاؤن کیونکہ عرصہ بہت ہوا ہے دلکش نے کہا کچھ ماحضر تو فرمایئے
خواجہ نے کہا کہ ہم لوگ بہشت کے رہنے والے ہین ہم کچھ کھاتے ہین نہ پیتے ہین صرف ہماری زندگی اسی طور سے
بسر ہوتی ہے اگر کھائین یا کچھ پی لین تو بہشت مین نہ جانے پائین پس اس امر سے مجھکو معاف فرماؤ اس نے عرض کیا
کہ کچھ میوہ وغیرہ کہا کہ یہان کا میوہ کیا حقیقت رکھتا ہے خیر کہ میوہ بہشت کا ہے جس کے دیکھنے سے سیری ہوتی ہے
کھانے کی کیا ضرورت ہے مین دنیا پر کا میوہ بھی نہین کھا سکتا ہون اسنے کہا کہ اچھا ایک جام شراب نوش
فرمایئے کہا کہ ہم لوگ شراب بہشت پیتے ہین یہان کی شراب ہم پر حرام ہے یہ تم لوگون کے واسطے ہے اگر ہم یہان کی شراب
پی لین تو خدمت خداوند مین نہ جانے پائین پس مجھکو ان سب امرون سے معاف فرماؤ دلکش نے کہا کہ جو
مرضی آپ کی مین زیادہ اصرار نہین کر سکتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ایک کمرہ کھولا اسمین سے چند صندوقچے اٹھا کر لایا
اور سامنے رکھے اور کہا کہ یہ تین صندوقچے تو آپکے نذر ہین اور یہ سات صندوقچے خداوند کے نذر ہین خواجہ نے
انکو دیکھکر کہا کہ ان مین کیا ہے اس نے کہا کہ جواہرات ہین خواجہ نے کہا کہ اسکا بہشت مین کیا کام ہے یہ تو
بالکل بیکار ہین وہان خود ہر مقام پر مثل کنکر پتھر کے انبار لگے ہوئے ہین ہان کوئی اور چیز ہوتی تو کیا مضائقہ تھا
اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ سوا اس صندوقچون اور روپیہ اشرفیون کے میرے پاس کیا ہے آپ اسکو
قبول فرمائین اور خداوند سے بھی میری طرف سے یہ عذر کر دیجئے گا کہ میرے پاس اور کچھ نہ تھا کہ مین نذر خداوند کو
روانہ کرتا جو کچھ مین رکھتا تھا اسکو قبول فرمایئے یہ کہکر اور کنجی لگا کر صندوقچے کھولے خواجہ نے ہر صندوقچے کو
جواہرات سے مملو پایا پانی منھ مین بھر آیا اور خیال کیا کہ بڑا مالدار ہے پس ان سب کو دیکھکر کہا کہ اچھا مین
عرض کر دونگا مگر اے دلکش ایک اور امر میرے خیال مین آتا ہے اگر تم بھی پسند کرو اسنے عرض کیا بیان فرمایئے
کہا کہ تم کو لازم ہے کہ چند صندوقچے جواہر کے ان فرشتون کو میری معرفت روانہ کرو کہ جو تصویرین بناتے ہین مین
انکو دونگا تمہاری طرف سے اور یہ کہدونگا کہ ہم کو دلکش جادو نے بطور نذر کے دیئے ہین اور اتنا کہا ہے
کہ مین نے فلان عورت کی تصویر پسند کی ہے آپ اسمین اور کچھ نزاکت اور حسن زیادہ کر دیجئے پس وہ اور زیادہ

کرو گے جو تصویر تم پسند کرو گے انہیں اور چند صندوقچے اُن فرشتوں کو دونگا کہ جو نطفہ پر عکس ڈالتے ہیں
اُن سے کہونگا کہ دلکش جادو ایک بندہ خداوند کا ہے اُسنے یہ جواہر تم کو نذر دیا ہے اور عرض کیا ہے کہ
آپ اس تصویر کا عکس اُن مردوں کے نطفہ پر ڈالیے گا کہ جو خوبصورت ہوں اور انکا نطفہ بھی صاف و
شفاف ہو تاکہ اُسکا اثر بھی اس عورت میں آئے اور اس تصویر کا عکس اچھی طرح نطفہ میں ظاہر ہو تاکہ کوئی بات
رہ نہ جائے اس سے یہ امر ہوگا کہ تمھاری زوجہ ایسی خوبصورت ہوگی کہ آج تک کسی کی نہ ہوگی آئندہ تم کو
اختیار ہے یہ جو خواجہ نے کہا اُس نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ رائے تو آپ نے خوب دی میرے بہت پسند
آئی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور جاکر صندوقچے اور لایا اور کہا کہ اُن فرشتوں کے لیے ہیں جو کہ تصویریں
بنا لیتے ہیں اور یہ اُنکے لیے ہیں کہ جو عکس تصویر نطفہ پر ڈالتے ہیں پس خواجہ نالث نے وہ سابق کے صندوقچے
اور یہ صندوقچے اُس کے روبرو نذر زنبیل کیے وہ حیران تھا کہ یہ سب کہاں لے جائیں گے جب یوں غائب
ہوے تو وہ اور حیران ہوا اسکو بھی کرامات سمجھا متحیر ہوکر دریافت کیا یہ تو فرمایئے کہ یہ سب صندوقچے آپ
نے کیا کیے کہ ایک مرتبہ غائب ہوگئے جواب دیا کہ میں نے بہشت کو روانہ کر دیے اُسنے کہا کہ کیونکر کہا کہ
میرے ہمراہ بھی چند فرشتے رہتے ہیں جو کہ بحکم خداوند میری خدمت کے لیے مقرر ہیں میں ہر ایک چیز اُن کے
ذریعہ سے بہشت سے طلب کرتا ہوں جب میں دنیا پر ہوتا ہوں اور جو چیز چاہتا ہوں انکے وسیلے سے بہشت
میں روانہ کر دیتا ہوں پس انہیں کے ذریعہ سے یہ صندوقچے بھی روانہ کیے تب میں جاؤنگا مجھکو مل جائیں گے
ہاں اے دلکش جادو یہ بیان کرو کہ یہ جواہرات اصلی ہیں یا تم نے سحر سے تیار کیا ہے دلکش نے
عرض کیا کہ اے خداوند کے نائب بھلا میں ایسا بیوقوف نہ تھا کہ آپ کے اور خداوند کے دیگر اہل بہشت کے
نذر کے لیے جواہرات نقلی دیتا کیا کوئی مجھکو دھوکا دینا تھا نہیں کوئی آپ نے مجھ سے خواہش نہ کی تھی کہ
میں دھوکا دیتا یہ سب اصلی ہیں یہ سب پر کیا منحصر ہے جس قدر میرے پاس مال و دولت ہے یہاں تک کہ یہ بارہ دری
و دیگر اثاثے آرایش سب اصلی ہیں بعض ان میں سحر کی ہیں مگر مجھکو کیا ضرورت ہے کہ میں سحر کی چیزیں تیار
کروں جب کہ مجھکو خداوند نے اپنی قدرت سے دیا ہے سحر کی چیزیں وہ تیار کرے گا کہ جسکے پاس اصلی دولت کا
سامان نہ ہوگا خداوند کی عنایت سے مجھکو اس امر کا خوف بھی نہیں ہے کہ کوئی یہاں سے لوٹ لے جائے گا
کیونکہ میں نے وہ تدبیر کی ہے کہ کوئی یہاں نہیں آسکتا ہے اس قصد سے کہ سحر قد کروں یہ آپ نے ملاحظہ کر لیا ہوگا
کہ نہ میرے پاس کوئی خادم ہے نہ ملازم ہاں یہ سب کام میں جو کہ خادم و خدمتگار و نگہبان کے ہیں تیلہ ہاے
سحر سے لیتا ہوں وہی سب کام میرے کرتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ اہل اسلام
کا لشکر قریب شہر سمندریہ آکر فروکش ہوا ہے اور مقابلہ ہو رہا ہے اس دن سے میں نے سب کو چھوڑ دیا
اس خیال سے کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اس لشکر میں غضب کے عیار رہتے ہیں انکی یہ ادنیٰ حرکت ہے کہ وہ
جس صورت پر چاہتے ہیں تیار ہو جاتے ہیں کوئی انکی شناخت نہیں کر سکتا ہے اور وہ ساحر کے دشمن جانی
ہیں پس اُسکو قتل کر دیتے ہیں میں نے خیال کیا کہ اگر وہ ادھر بھی آئے اور میرے کسی ملازم کی صورت پر
میرے پاس آئے تو بڑی خرابی ہوگی میری بھی جان گئی اس سے ان سب کو چھوڑ دیا ہے اور تیلہاے سحر سے
کام لیتا ہوں انکی تو کوئی صورت ہی نہیں کہ ہم آئے گا پس اُس دن سے میں نے یہ تدارک کیا خواجہ نے کہا کہ تم نے
خوب تدبیر کی سوائے اس تدبیر کے کوئی صورت عمدہ نہ تھی تم نے خوب اپنی حفاظت کی صورت نکالی ہے لیکن ہم
ساحر زبردست ہو دعا قبل ہو میں تمھاری تعریف خدمت خداوند میں کروں گا بلکہ یہ کہونگا کہ اگر آپ دلکش
کو سمندریہ کا بادشاہ مقرر فرمائے تو بہتر تھا کہ وہ سمندر سے زیادہ لائق اور بہت انتظام میں ہوشیار ہے اُس کے

دلکش نے کہا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی ہے ورنہ میں کس لائق ہوں ایک میری اور گزارش ہے اگر اسکو
بھی قبول فرمائیں تو عین مہربانی ہے خواجہ نے کہا کہ وہ کیا غرض ہے بیان کرو بے وسوسہ کرو اس نے عرض کیا
کہ اگر خلاف طبع عالی نہ ہو تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اس حقیر کو آگاہ فرمایئے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی
خواجہ نے کہا کہ تم کو اس سے کیا غرض ہے میرا نام کیوں دریافت کرتے ہو تمکو میرے نام کے دریافت کرنے
کی کیا ضرورت ہے اور میرے نام کے دریافت سے تم کو کیا فائدہ ہوگا اس نے عرض کیا کہ میں اسکو لکھکر اپنے
گلے میں بطور تعویذ کے اپنی حفاظت کے لیے ڈالونگا میرا یہ اعتقاد ہے کہ اسکی برکت کے سبب میں ہر بلا
سے محفوظ رہونگا دوسرے جب میں خدمت سمندر میں جاؤنگا تو اس کے دربار میں یہ سب حال بیان
کرونگا آپکا نام لونگا اس سبب سے میری بڑی عزت ہوگی دربار سمندر میں خواجہ نے کہا کہ کوئی
ضرورت نہتھی مگر تجکو تیری خاطر شکنی منظور نہیں ہے میں بتائے دیتا ہوں اگرچہ میرے نام سے سوائے
خداوند کے کوئی واقف نہیں ہے مگر تجکو تیری اسی قدر خاطر منظور رہی کہ تجکو بھی میں آگاہ کرتا ہوں بس میرا
نام خواجہ روح کش ہے اس نے کہا کہ کیا آپ روح کھینچتے ہیں جواب دیا نہیں یہ نام نہیں ہے بلکہ میرا
نام ہی یہ ہے جیسے تیرا نام دلکش ہے کیا تو دل کھینچ لیتا ہے اس نے جواب دیا کہ جی نہیں کہا بس اسی
طور سے میرا بھی نام ہے یہ کہکر کہا کہ میں جاتا ہوں اس نے کہا کہ آپ نے تصویر نہ دکھائی کہ میں پسند کرتا کہا
کہ لو میں بھول گیا تھا یہ کہکر فوراً ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے وہاں سے جو ہاتھ نکالا تو ہاتھ میں ایک لفافہ
تھا وہ اسکو دیا یہ اور حیران ہوا کہ یہ لفافہ آپ کے پاس کہاں سے آگیا اسنے دل میں خیال کیا کہ یہ فرشتے ہیں
کہ چند فرشتے ہیں کہ جو میں یہاں سے تحفہ میں بھیجتا ہوں وہ پہونچا دیتے ہیں یا جو چیز میں بہشت سے
طلب کرتا ہوں لے آتے ہیں پس انھوں نے لا دی ہوگی یہ خیال کرکے وہ لفافہ لیا خواجہ نے کہا کہ اس
لفافہ کے اندر تصویریں ہیں تم اپنے ہاتھ سے اسکو کھولو اور تصویریں دیکھو جو پسند آئے اسپر نشان بنا دو یہ جو
خواجہ نے کہا اسنے لفافہ کو چاک کیا جیسے چاک کیا ایک غبار سا اس لفافہ سے نکلا وہ اس کے دماغ
میں پہونچا فوراً اسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہو کر گرا انھوں نے نعرہ کیا کہ وہ مارا خوب دھوکا کھایا یہ کہکر
تیغ اور خنجر کمر سے نکال کر ایک ہاتھ مارا کہ اسکا سر تن سے اڑ گیا تاریکی ہوگئی سیاہ آندھی اٹھی شور و غل ہونے لگے
ایک تلاطم برپا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں بعد تھوڑے عرصہ کے وہ سب تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی کہ مارا
جوان تجکو کہ نام من دلکش جادو بود دشمن صحرائے وحشت افزا افسوس مردم و جان دادم مطلب خود
نرسیدم جب یہ صدا آچکی سطح صاف ہوگیا کل علامت برطرف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا کہ سب
سامان اسی طرح ہے پس جو اشیا ان میں سحر کی تھیں وہ تو مٹ گئیں اور باقی موجود ہیں خواجہ نے
خوشی خوشی سب سامان اٹھا کر نذر زنبیل کیا کمرے کے بھی انمیں سے سب سارا روپیہ و اشرفی و جواہرات
و دیگر اشیا ہاتھ آئیں انکو بھی نذر زنبیل کیا بعد اسکے خواجہ نے جو خیال کیا تو بارہ دری کو اسی طرح سے
برقرار پایا پس خواجہ نے خیال کیا کہ یہ مقام خوب ہے اسی مقام پر الوان کو نکال کر قتل کیجیے یہ اپنے
دل میں خیال کرکے خواجہ نے پہلے سب عیاروں کو زنبیل سے نکالا اور انکو ہوش میں لائے جب
انکو ہوش آیا انھوں نے اپنے کو اسی بارہ دری میں پایا خواجہ کو کھڑا ہوا دیکھا حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ
ہے کیونکہ ہم کو تو پنجہ اٹھا لے گیا تھا ہم بالائے آسمان جاکر بیہوش ہوگئے تھے پھر ہم کو نہ معلوم ہوا کہ
ہم کہاں گئے اور ہم پر کیا گذری اور خواجہ تک کیونکر پہونچے پس سب کے سب حیران تھے کہ خواجہ نے کہا
کہ تم لوگ حیران نہ ہو میں سب حال تم سے دربار میں بیان کرونگا اور تمہارا واقعہ سنونگا یہاں تم نہ ٹھہرو

انہی اپنی راہ لو یہ جو خواجہ نے کہا ہر ایک بموجب حکم خواجہ اٹھ اٹھکر خواجہ کو سلام کرکے اس خلوت سے وہاں
سے روانہ ہوا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ کیا امر ہے اور کیا سبب ہے کہ خواجہ نے ہم سے کہا کہ تم چلے جاؤ ہر ایک
یہی خیال کرتا ہوا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا کوئی اس مقام پہ نہ ٹھہرا انکا حال پھر تحریر ہوگا اسکے بعد
خواجہ نے قران تالث کو بھی زنبیل سے نکالا انکو بھی خواجہ نے بیہوش کرکے جب ایوان کو داخل
زنبیل کیا ہے اور سمندر پر یہ حال ظاہر ہوا ہے ساحروں نے سحر کرنا چاہا ہے تو زنبیل میں اس خیال سے
داخل کیا تھا کہ یہ تو جاہل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ساحر پر جا پڑے تو بڑی خرابی ہو مفت میں اسکی جان
جائے پس اس امر سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کہ اسکو نذر زنبیل کرو پس نذر زنبیل کر لیا تھا چنانچہ قران کو بھی
نکالا ہوش میں لائے اب جو قران نے دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوئے ہیں میں زنبیل پڑا ہوا ہوں نہ دربار
سمندر ہے نہ اہل دربار میں دوسرا مقام ہے نہ خواجہ کی منڈھی ہے قران بہت حیران ہوا کہ خواجہ نے
کہا کہ اے قران تم اس وقت یہاں سے چلے جاؤ میں کل تم سے بیان کروں گا تمہارے ٹھہرنے کا یہاں
موقع نہیں ہے نہ اس قدر مہلت ہے کہ میں کل واقعہ بیان کروں پس تم جاؤ یہ جو خواجہ نے کہا قران
بھی اٹھکر اور سلام کرکے باہر بارہ دری کے آئے قران خود حیران تھے کہ یہ کون مقام ہے یہ بارہ دری کسی
جگہ ہے مگر قران اس مقام سے نہ گئے ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گئے اس خیال سے کہ نہ معلوم یہ کون مقام ہے کسی ساحر کے
پہنچنے کا تو مقام نہیں ہے کہ خواجہ یہاں ہیں اور وہ آجائے اور خواجہ کو غافل پاکر گرفتار کرے تو خرابی
ہو اس سے تم یہاں ٹھہرے رہو جب کوئی موقع آئے تو کچھ کام کرنا کہ جسکے سبب سے خواجہ کی جان بچے
اگر نہ آئے تو چلے جانا یہ اپنے دل سے باتیں کرکے پوشیدہ ہو سکے یہاں خواجہ نے جب عیاروں کو
رخصت کیا خود اکیلے رہے باہر بارہ دری سے منڈھی کو اٹھاکر نذر زنبیل کیا اسکے بعد پھر بارہ دری میں آئے پس
ایوان نہ طاقی کو زنبیل سے نکالا اور اسکو کمند سے صفا دیا صفائے خوب مضبوط باندھکر ایک ستون فولاد کا
سے باندھ دیا اور اسکی زبان میں سوزن دی خواجہ نے جو دیکھا تو اسکی پیشانی کو نور اسلام سے روشن پایا
دل میں خیال کیا کہ یہ ضرور مطیع اسلام ہوگی اگر یہ شریک ہو جائے تو بڑی قوت ہو جائے گی کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے زمانہ سابق کی ساحرہ ہے خداوند کریم اسکے دل میں اپنے فضل وکرم سے شمع اسلام کو روشن
کرے زنگ کفر وکافری کو برطرف کرے یہ دعا کرکے خواجہ نے فتیلہ بیہوشی دیا کہ اسکو چھینک آئی چند
قطرے گندہ اسکی ناک سے گرے اسکو ہوش آیا اسنے اپنی آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ سمندر ہے نہ اسکا دربار
ہے نہ میرے سردار ہیں ایک مقام غیر میں بندھی ہوئی کھڑی ہوں سامنے خواجہ کھڑے ہیں اپنے
دل میں خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں تو دربار میں تھی خداوند سامری تشریف لائے تھے مجکو اپنے قریب
طلب کیا تھا خواجہ اور کل عیاروں کو مجھ سے دیکر میرے روبرو داخل زنبیل کیا تھا فرشتہ خداوند
کے ذریعے سے مجکو طلب کیا تھا کہ تم سرداروں کے آؤ تو میں تم کو سیر جنت کراؤں میں و سمندر
اور کل اہل دربار اپنے اپنے مقام سے اٹھکر چلے تھے کہ سیر جنت کریں پھر معلوم کیا ہوا کیا خواب
خراب دیکھا بھلا میں کہاں اور خواجہ کہاں یہ خیال کرکے آنکھیں بند کرلیں ادھر خواجہ نے کوڑا حضرت اسحاق
کا مارا تمرین نے کہ یہ خیال کیا کہ یہ تکلیف جنت یہ خیال کرتی ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں پس خواجہ نے
کہا کہ اے ایوان ہوشیار رہو اور خبردار یہ خواب نہیں ہے میں بیدار ہی ہے میں تجکو دربار سمندر شاہ
سے خداوند سامری بنکر پکڑ لایا تھا میں نے تو چاہا تھا کہ سمندر کا بھی کام تمام کر دوں مگر کیا کروں آج
[illegible]

کر لایا میرا کوئی کچھ نہ کر سکا بڑے بڑے ساحر تھے کسی کا سحر نہ کارگر ہوا ای ایوان ہم خواجہ ثالث حضرات
بن عمر ثانی ہم ریش تراشندۂ ساحران و سر برندۂ جادوگران و قاتل کافران ہم شاہ عیار پیک طرار ابن
شاہ عیاران و ابن شاہ عیاران خواجہ عمر بن امیہ ضمیری شاہزادۂ ولایت ادل ہوں دیکھا اسکو عیاری
کہتے ہیں کیونکہ میں نے تیرے سحر کی پتلیاں اپنے قبضہ میں کین پہلے کیونکر تیرے سحر کو ہٹا کر میں نے غارت
کیا پھر پتلیاں اپنے قبضہ میں لایا تو میرا کچھ نہ کر سکی بڑے بڑے ساحر تھے کسی نے نہ سمجھا کہ میں عیار ہوں
سب کو یقین ہوا کہ سامری ہوں ای ایوان سامری کیا وہ کسی قعر دوزخ میں پڑا ہوا جلتا ہوگا
وہ مرید کہاں اس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے اسکے لیے ہمیشہ آتش دوزخ ہے وہ کیونکر آسکتا ہے یہ
بھی ایک عیاری تھی کہ میں نے اسکی صورت پر عیاری کی کیونکہ میں نے خیال کیا کہ تم لوگ اب اور کسی فقرے
پر نہ آؤ گی سوائے اسکے پس میں نے یہ عیاری کی تجھکو اس فقرے سے اپنے قریب بلا کر گلا او سیہ پشت کر او دین
مذرز بیل کیا سب لوگ اسی خوشی میں بیہوش و بد حواس ہو گئے تھے کسی نے نہ دیکھا کہ میں نے کیا کیا تیرے
سب سردار میرے پاس ہیں میں سمندر کو بھی لیتا مگر ناچار ہو گیا کہ اسکا حال کھل گیا ای ایوان تو نے
ہمارے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر ہم سب کو تیرے شر سے بچایا اور کیونکر تیری ان انتہا سے سحر کو
کہ جس پر تجھکو بڑا بھروسا تھا غارت کیا اور پھر میرا قبضہ کرا دیا کیونکر میرے شاگردوں کو تیرے ہاتھ سے امان
اور قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور کیونکر تیرے لشکر کو ایک پل میں غارت کیا اور کیونکر تیری قید سے لشکر اسلام
کے ان سرداروں کو رہا کیا کہ جو تو خیمہ میں قید کر آئی تھی اور اپنے نزدیک خوب پہرہ چوکی مقرر کر آئی تھی کس چالاکی
سے میرے شاگرد برق ثانی نے عیاری کی کہ تیرے بنائے کچھ نہ بن سکا وہ اپنا کام کرکے چلا گیا تو پہچان نہ
سکی کس چالاکی سے میرے خلیفہ قران ثالث نے تیری وزیرزادی عطارد و فلک شیر کو قتل کیا وہ بہت بڑی
ساحرہ تھی تو اس نے بھی کچھ قران کا نہ کر لیا ای ایوان دیکھیں کیونکر دربار سمندر سے بچ کر چلا آیا کہ میرا کوئی
کچھ نہ کر سکا سمندر منھ دیکھا رہ گیا تجھکو بھی لے آیا تو نے میرے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر اس نے سب
لشکر کی جان بچائی اب تجھکو قتل کرونگا جو تیرا سحر ہے سب برطرف ہوگا جو سردار تیرے سحر میں مبتلا ہیں وہ رہا
ہوں گے صاحبقران کو اسم اعظم یاد دے گا یہ میرے خدا کی قدرت ہے کہ اتنی بڑی ساحرہ کو پکڑ لایا ورنہ
تو نے تو لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا ای ایوان اسوقت تیرے خداوندوں نے کچھ تیری کمک نہ کی یہ بلا کر رد
نہ کی ای ایوان میرا تو ایک خدا ہے اسمین تو اتنی بڑی قدرت ہے تیرے تو تو نے دو سو خدا ہیں انمین سے
ایک نے آکر تیری مدد نہ کی اور وہ جو کہ اس وقت موجود ہیں تو جسکی بندگی کرتی ہے جس شیطان نے اپنے
کو خدا مشہور کر رکھا ہے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے سب اسکو خداوند کہتے ہیں وہ ایک مرتد ہے
بچہ شیطان ہے اس نے سب کو بہکایا ہے ای ایوان سوائے معبود کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے وہی
سب کا خالق ہے اسی نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے وہی سب کا رازق ہے اسی نے یہ سب اشیا خلق
کی ہیں ہم سب اسکے بندے ہیں وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے یہ اسکی
قدرت ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے وہ بڑا معبود ہے جتنے مرتد گذرے سب اسکے خدا تھے انھوں نے
بسبب اپنی کم عقلی و نادانی کے دعوے الوہیت و خدائی کیا انکے بہکانے سے ایک عالم گمراہ ہوا
جمشید ملعون و سامری مردود کا کیا حال ہوا کہ اب تک آگ میں جل رہے ہیں ای ایوان تو نے
تواریخ میں لقا سے لیکر تا راندۂ درگاہ کبریائی خدائی کا حال دیکھا ہوگا کہ اس کا خدا سر کو اٹھارہ
ہزار ملک با جبرئیل کے باشندہ سے سجدہ کرتے تھے خدائی مانتے تھے وہ مرتد برسوں کے بعد لعنۂ جہاں ہوا ہیں

کے لیے آفتاب و ماہتاب و ستارے خلق فرمائے ہم لوگوں کی راحت کے لیے وہ وہ اشیا خلق فرمائیں کہ جن کی
تعریف زبان سے نہیں ہو سکتی ہے وہ ایسا رازق مطلق ہے کہ پتھر کے اندر جو کیڑا ہے اُسکو بھی رزق پہونچاتا
ہے یہ سوائے اُس کے کوئی نہیں کر سکتا ہے اُس نے غلہ پیدا ہونے کے لیے ابر بنائے تاکہ وہ برسیں
اُن کے سبب سے زمین سے غلہ پیدا ہو اور درخت سرسبز رہیں اُس نے ہم بندوں کی فرحت کے
لیے ہر اقسام کے گلہائے خوشبودار پیدا کیے کہ جن کے سبب سے دماغ معطر ہوتے ہیں اے لوگو
اسکی قدرت اسی امر سے ظاہر ہے کہ اُس نے ہم کو گوش و چشم لب و زبان ہاتھ پاؤں صدر و شکم عنایت
فرمائے کہ جس کے سبب سے ہم سن سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ چیز شیرین ہے
یا تلخ عقل عطا فرمائی کہ جس کے ذریعہ سے نیک و بد کا امتیاز کر سکتے ہیں اس امر پر اُس نے اکتفا نہ
کی اُس نے پیشوایان دین و نبی پیدا کیے کہ وہ ہم کو راہ نیک بتاتے ہیں اور کفر و ضلالت سے بچاتے ہیں انبیا جو
بتعلیم اعدائے دین کیسے کیسے اُنھوں نے اُسپر صبر کیا جسکے سبب سے اُنکو مرتبہ اعلی ملا یہ خیال کرنے کا
مقام ہے کہ جو امر میں نے بیان کیے کسی نے ان خداؤں نے کیے ہیں کہ جو اپنے کو خدا کہتے ہیں یہ اُسکی
شان عدالت تھی کہ اُس نے اُنکو پیدا کیا اور عقل و خرد سے بہرہ مند کیا تمام نعمات دنیا اُنکو دیں اُسپر
اُنھوں نے کفران نعمت کیا اور اُس کے ساتھ ہمسری کا دعوی کیا خود خدائی کرنے لگے اُس نے
بھی اُنکو اُنکے حال پر رہنے دیا کبھی تو اُنکو خیال آئیگا کہ یہ کیا خیال کرتے ہیں اور دنیا وہ تو بد افعالی
پر کمر باندھی اے لوگو ان خیال تو کرو کہ جو قطرہ نجس سے پیدا ہو اور اُسکی غذا بھی ایک مدت تک
وہ چیز ہو جو کہ نجس ہو وہ خدائی دعوی کرے اے لوگو ان خداوندگان ان افعال و خواص سے بری
ہے جو کہ بندوں کے لیے ہیں اور تیرے خداؤں میں یہ سب خواص تھے خدائی صفت یہ ہے کہ نہ اُس کے
ہاتھ ہوں نہ پاؤں نہ گوش و چشم نہ صدر و شکم نہ شکم و پشت ایک بقعہ نور ہو دیکھتا سب کو ہو اُسکو کوئی
نہ دیکھے سنتا سب کی ہو ہر مقام پر موجود ہو ہر ایک بندے کے دل کا حال اُسپر روشن ہو تیرے
خداؤں میں یہ صفات کہاں ہیں اور تیرے خداوند تصویریں یہ صفت کہاں ہے وہ تو سب مثل تم
سب کے تھے اور یہ تیرا خدا بھی مثل ہم سب کے ہے ہمارے خدا پر ہر ایک دل کا حال روشن ہے تیرے
خدا کو اپنی پشت کی بھی خبر نہ ہوگی کہ پس پشت کیا ہوتا ہے خدا کی صفت یہ ہے کہ وہ کسی سے نہ بنا ہو اُس سے
سب بنے ہوں نہ اُس کے ماں ہو نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ زوجہ نہ بیٹا نہ بیٹی وہ ان سب باتوں سے
بری ہو یہ سب باتیں ہمارے خدا میں ہیں نہ اُس کے ماں ہے نہ باپ نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بھائی نہ بہن تمہارے
خداؤں کے تو ماں بھی تھی باپ بھی بیٹا بھی بیٹی بھی بھائی بھی وہ مثل ہم سب کے اپنی زوجہ سے مباشرت
کرتے تھے یہ صفت خدا کی نہیں ہے کہ مثل بندوں کے اُسکو بھی ہمبستری کی ضرورت ہو وہ ان سب
چیزوں سے مبرا ہے یہ سوائے بندوں کے اور کسی میں نہیں ہے پس یہ اوصاف خدا کے ہیں خدا کے
اوصاف میں سے یہ بھی ایک صفت ہے کہ وہ عادل ہو ظالم نہ ہو ظلم نہ پسند کرے حی ہو ہمیشہ ہمیشہ
زندہ رہے اُسکو مثل بندوں کے فنا نہ ہو ہمیشہ قائم ہو پس اپنی عقل سے دریافت کرو کہ یہ جو اوصاف
میں نے بیان کیے ہیں یہ سب تمہارے خداؤں میں تھے میں نے جہاں تک دیکھا اور سنا ان میں
کوئی صفت ان میں نہ تھی اے لوگو ان خیال تو کرو کہ بندے کو اُس نے کس طرح سے پیدا کیا اور دنیا میں آنے سے
کیونکر اُسے شکم مادر میں اُسکی پرورش کی اور قبل ولادت کے کئی دن پیشتر پستان مادر میں دودھ پیدا
کر دیتا ہے اور کیونکر اُسکی پرورش کراتا ہے اگر وہ یہ صفت نہ دے تو کوئی بھی پرورش اولاد کی نہ کرے

اگر کوئی یہ کہے کہ انسان عقل رکھتا ہے وہ اس خیال سے کہ یہ ہمارے خون سے بنا ہے اس سبب سے
پرورش کرتا ہے تو حیوان کو دیکھ لو کہ وہ کیونکر اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں جب تک وہ اس قابل نہیں
ہوتے ہیں اُنکی پرورش کی کوشش کرتے ہیں جہاں وہ اپنی فکر معاش کے قابل ہوئے پھر اُنکو جدا
کر دیتے ہیں پس یہ الفت جو والدین کے دل میں ہوتی ہے یہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے اگر وہ نہ الفت دے
تو کبھی نہ پرورش ہو سکے پس ان سب امروں سے ثابت ہوا کہ وہی خالق ہے جو سب کو پیدا کرتا ہے اور ہماری
پرورش کرتا ہے جس نے یہ سب تمامت خلق فرمائے وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے وہ
یکتا ہے اسکا کوئی ہمتا نہیں پس ایسے خدا کی بندگی لازم ہے نہ اُس خدا کی کہ جو مثل ہم سب کے ہو احتیاج
ضروری رکھتا ہو اور وہ بھی مثل ہم بندوں کے پیدا ہو جسنے یہ سب اشیا خلق فرمائی ہیں وہی سب کا
خدا ہے برحق اور مطلق ہے ہم سب اُسکے بندے ہیں ہم کو اُسکی بندگی لازم ہے اُس نے اپنی قدرت
سے جن و انس و ملک پیدا کیے ہیں انسان کو خاک سے جن کو آگ سے ملک کو نور سے ہم کو اشرف مخلوقات
کا خطاب عطا فرمایا ہم کو عقل سلیم عطا فرمائی کہ جس کے سبب سے ہم حرام و حلال کی تمیز کر سکتے ہیں
اُس پر خداوند کریم نے نبی خلق فرما کر ان نبیوں کے ذریعے ہم کو آگاہ کر دیا کہ جو ہم پر حلال ہیں اور حرام ہیں اگر ایسا
نہ ہوتا تو ہم بھی مثل حیوان غیر ناطق کے ہوتے ہم کو اُس نے حیوان ناطق مقرر فرمایا مگر ہماری جنس کو
جنس حیوان سے جدا کیا ہماری پیدائش کا طریقہ دوسرا مقرر کیا پس ہم اُسکی صفت و ثنا نہیں کر سکتے
ہیں ہماری یہ لیاقت نہیں ہے کہ ہم اُسکی حمد و ثنا کر سکیں مگر ہم اُسکو وحدہ لاشریک جانتے ہیں اور اپنا
خالق برحق ہم پر کیا منحصر ہے جمادات و نباتات بھی اُسکے وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں چنانچہ مشہور
ہو گیا ہے کہ از زمین رویدہ وحدہ لاشریک لہ گویدہ پس ایسے خالق کی بندگی لازم ہے اور وہی سب
کا خدا ہے یہ سب خدا کے باطل ہیں صرف وسوسۂ شیطانی سے ان سب نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا اگر
الیوان جب کہ قیامت کا دن ہوگا اور جو مر گئے ہیں سب زندہ کیے جاینگے اُس دن یہ حال ہوگا کہ زمین
تو تانبے کی ہوگی آسمان مسی ہوگا آفتاب سوا نیزے پر ہوگا ابھی تو آفتاب کی پشت اس طرف ہے جب روز
قیامت اُسکا منہ ادھر کو ہوگا تمازت آفتاب سے یہ حال ہوگا کہ ہر ایک انسان جلا جاتا ہوگا از سر تا پا
پسینے میں ہر ایک ڈوبا ہوگا خداوند کریم تخت عدالت پر جلوہ فرما ہوگا ہر ایک اعمال نیک و بد کی پرسش
ہوگی جن کے اعمال نیک ہوں گے جنھوں نے اُسکی راہ میں جہاد کیا ہوگا جنھوں نے اُسکو مختار کل
مانا ہوگا اُنکے اعضا گواہی دینگے کہ اس نے ہم سے افعال نیک کیے ہیں ہم سے اس نے ہمیشہ اچھے
کام لیے ہیں اے الیوان وہ دن ایسا دن ہوگا کہ سب نفسی نفسی کہتے ہونگے اپنے اعضا اپنے دشمن ہو جائینگے
کوئی کسی کا دوست نہ ہوگا میزان عدالت سامنے ہوگی سب کے اعمال تولے جاتے ہوں گے پس جب
اعضا اُنکے گواہی دینگے اور اُنکے اعمال بھی نیک ہونگے وہ داخل بہشت کیے جاینگے جن کے اعمال
بد ہوں گے اور اُن کے اعضا یہ گواہی دیں گے کہ اسنے ہم سے بد افعال کرائے ہیں چونکہ ہم اس کے
قابو میں تھے بدیں سبب ہم ناچار تھے پس وہ داخل دوزخ کیا جائے گا فرشتگان عذاب اُسکو کھینچ کر
دوزخ میں لے جا کر ڈال دیں گے اُسکو آتش دوزخ جلا دے گی اُسی دن ان سب خداؤں سے دریافت
کیا جائے گا جنھوں نے دنیا میں گمراہی اختیار کی اور ہر ایک کو گمراہ کیا ہے ہر ایک کے ساتھ ایک مجمع
اُنکی بندگی کرنے والوں کا ہوگا خداوند کریم دریافت فرمائے گا کہ ہم نے تم کو دنیا میں اس واسطے خلق فرمایا تھا
کہ تم ہماری برابری کرو اور دعوی خدائی کرو اور ہمارے بندوں کو گمراہ کر دیا اس لیے پیدا کیا تھا کہ ہماری

پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمہاری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ کرون جو تجھے مین نے اُسکا نمک بھی کھایا ہی
پس ایسی حالت مین اُس سے مقابلہ کرنا بالکل خلاف ہی اور نہایت حرامی ہی ہان اگر وہ کوئی بے عزتی
کرتا اور میری عزت و آبرو نہ کرتا اُس وقت مین ایسا ہو سکتا تھا پس اس امر سے مین آپکے شریک
ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی ہان جب کسی اور سے مقابلہ ہوگا اور کوئی وقت سخت آپ پر یا آپ کے
لشکر پر پڑے گا آپ مجھکو یاد فرماینگے یا مجھکو خبر ہوگی مین اگر ضرور کمک کرونگی اور اپنی جان عزیز آپ پر
اور صاحبقران پر نثار کرونگی کیونکہ مین آپکے احسان سے سر نہین اُٹھا سکتی ہون اول تو یہ کہ آپ
نے مجھکو دین اسلام بتایا جو کہ سچا دین ہی اور کفر و ضلالت سے نکالا دوسرے یہ بہت بڑا احسان کیا
کہ مجھکو قتل نہ کیا اگر آپ قتل کر ڈالتے تو مین کیا کر لیتی کسی کو خبر بھی نہ ہوتی سوے جہنم چلی جاتی وہان آگ
مین جلائی جاتی پس یہ دونون آپکے احسان تا حیات اپنے مین فراموش نہ کرونگی اور آپکی بندہ
احسان رہونگی اور آپکے دشمنون سے علاوہ سمندر کے مقابلہ کرونگی جہان تک ممکن ہوگا اپنی جان
عزیز نذر کرونگی اُن کے قتل کی کوشش کرونگی کیونکہ ابھی تو صاحبقران کو بڑے بڑے مرحلے طے کرنا ہین کوئی
سمندر ہی پر خاتمہ اس جنگ و جدال کا نہین ہی اور اس امر سے بھی آپ اطمینان رکھین کہ اگر آپ کے
شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی تو مین اُسکی بھی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی مین یہان سے
سیدھی اپنے مقام کو چلی جاونگی اور ایک گوشہ مین مشغول عبادت خدا کرونگی اور اُسی مقام پر کبھی
باہر نہ آونگی ہان جب کوئی وقت سخت آپ پر آئیگا اُس وقت ضرور آونگی یا جو کوئی بلا آنے والی
ہوگی اور مجھکو معلوم ہوگا اُس سے آگاہ کرونگی پس اگر آپ کو ان دونون شرطون سے میرا مسلمان ہونا
قبول ہو تو رہا فرمایئے ورنہ آپ کو اختیار ہی مین ان شرائط سے مسلمان ہوئی ہون خواجہ نے یہ تقریر
الیوان کی سنکے تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ ای الیوان یہ مجھکو کیونکر یقین آئے کہ تو سمندر کی
شریک نہ ہوگی اور نہ مقابلہ کرے گی سمندر کی طرف سے کیونکہ جب یہ امر میرے اوپر ظاہر ہو چکا ہی کہ تو
سمندر سے الفت رکھتی ہی اور اس الفت کے سبب سے میری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ نہین کرتی ہی
پس جب تیرا اُسکا سامنا ہوگا اور تو اُسکو اُداس پائیگی ضرور اُسکی شریک ہو کر مقابلہ کرے گی
پس اُسوقت جب مین تجھکو یاد دلاونگا کہ تو نے کیا اقرار کیا تھا تو اُس وقت جو مناسب ہوگا تو جواب
دے گی مجھکو پھر تیرے اسیر کرنے کی تکلیف ہوگی تو تو دھوکا کھا چکی ہی میرے مکر مین مشکل سے آئی مگر مین
وہ عیار ہون کہ تجھکو پھر اسیر کرونگا یہ امر میری دانائی کے خلاف ہی کہ اس وقت تو مین تیرے مکر
مین آکر تجھکو رہا کر دون اور اپنے کو آیندہ مصیبت مین مبتلا کرون ور بندگان خدا جو کہ تیرے ہاتھ سے اسوقت
مین لشکر صاحبقران کے قتل ہون انکا خون اپنے سر پر لون مین ایسا نادان نہین ہون کہ تیرے
فریب مین آؤن مین خود ہزارون کو فریب دیا کرتا ہون ایسے ایسے مکر میرے روبرو ہمہ وقت حاضر
رہتے ہین پس مین تو کبھی یہ امر قبول کرونگا دیدہ و دانستہ اپنے کو آفت مین مبتلا کرونگا یہ جو خواجہ
نے تقریر کی الیوان نے کہا کہ ای خواجہ تم اس امر سے مطمئن رہو کہ مین اپنے قول کے خلاف کرون
اس وقت تم سے اپنی جان بچانے کے لیے مکر کیے مسلمان ہون اور تم سے جھوٹ بولون اور اپنی جان
بچاؤن جب تم مجھکو رہا کر دو مین تم سے منحرف ہو جاؤن اور پھر تم سے مقابلہ کرون ای خواجہ مین یہ امر کرکے
اپنے کو تمام عالم مین عہد شکن و پیمان شکن مشہور کرون اور مثل ہلال عید کے انگشت نما ہون ہرا یا سب
صاحب میری حکایت سے اعتبار اُٹھا دیوین کرین اور میرے قول کو دروغ جانین ای خواجہ انسان کے

جسم ہر ہین ایک زبان ہو اسی زبان کے ذریعہ سے انسان ہر امر کا اقرار کرتا ہی اور لوگ اُسکی زبان پر اعتبار
کرتے ہین پس عجب زبان ہی کا ٹھیک نہ ہو اور وہ اپنے قابو مین نہ ہو تو بیکار ہی کہ کسی وقت کچھ کہا اور
پھر اس کے خلاف کیا جو صاحبان وضع ہین وہ جو زبان سے کہتے ہین کبھی اُس کے خلاف نہین کرتے
ہین چاہے سر تن سے جدا ہو جائے جو اقرار کر لیا کبھی اُس کے خلاف نہ کرینگے جو کہ عالی خاندان ہین اور
جن کے حسب و نسب مین فرق نہین ہی وہ کبھی اپنے قول و قرار سے نہین پھرتے ہین جان جاے تو جاتا
جاتے ہین مگر اپنی بات سے پھرنے کو برا خیال کرتے ہین اے خواجہ جس کے ماں باپ مین فرق ہوتا ہی
اُسکی دو زبانین ہوتی ہین اور جو ایک ماں اور ایک باپ سے ہوتا ہی اُسکی ایک زبان ہوتی ہی پس میری
ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ تھا مین اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ اگر میری جان بھی جاتی رہیگی تو اب مین
کبھی سمندر کے شریک ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرونگی تم پر کیا منحصر ہی جو کوئی اہل اسلام سے ہو اور تمہارے
مقابلہ کا ارادہ ہو مین خیال بھی نہ لاؤنگی ہان اگر میرے ماں باپ مین فرق ہوتا تو مین ایسا کرتی اے خواجہ
جس کے ماں باپ دو ہون اُسکی زبانین بھی دو ہون اگر سمندر مجھکو قتل کرنے پر بھی آمادہ ہوگا اور قتل بھی کر ڈالیگا
مگر مین اُسکی شرکت نہ کرونگی قتل ہونا گوارا ہی مگر مین اپنے قول سے نہ پھرونگی جو تم سے قول کر لونگی اُسکے خلاف
کبھی نہ کرونگی اسوقت کا قول و قرار میرے تمہارے ساتھ ہی اسی طور سے اگر تم مجھکو اس وقت خواہ اور کسی وقت
قتل کر ڈالو تو مین اس [illegible] قتل نہ کرونگا کہ تو سمندر سے مقابلہ کر اور اُسکو قتل کر تو اپنا قتل ہونا
قبول کرونگی مگر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی کیونکہ سمندر نے میرے ساتھ اسوقت تک کوئی برائی نہین کی
ہی پس کیون مین اُس کے ساتھ برائی کرون اور اپنے کو انگشت نما کرون کہ الوان نے بخوف جان اہل اسلام
کی شراکت کر کے سمندر سے مقابلہ کیا اور برسون کی ملاقات کا خیال نہ کیا ہان اگر سمندر کوئی برائی بھی
کرتا تو اُس وقت بھی مین ایک [illegible] طرح درگذر کر جاتی اور اُسکو سمجھاتی اگر وہ خیال کرتا اور کوئی حرکت نہ
کرتا تو خیر ورنہ اُس وقت بطور عجب اُس سے لڑتی میرے خلاف طبع حرکتین ہوتین اُسوقت ضرور
دشمن ہو جاتی دوسرے اگر اب کوئی میرے خلاف مزاج سمندر سے حرکت ہو اُس وقت بھی مجھکو موقع
ہی کہ مین پہلے اُس سے عذر کرون وہ اگر [illegible] نادم ہو اور قائل ہو تو خیر ورنہ اُس وقت مین مین اپنی
راستے کام لون جو راستے میری رائے مین [illegible] عمل کرون پس مین ایسی حالت مین سمندر سے خلاف
نہین ہو سکتی ہون نہ اب اُس کے شریک ہو سکتی ہون اُسکی تو شراکت غیر ممکن ہی کہ مین اُسکے شریک
ہون کیونکہ میرے اُسکے زمین آسمان کا فرق ہی کیونکہ وہ کافر ہی اور مین مطیع اسلام ہوتی ہون بس کافر
اور مسلمان کی شرکت کیسی اے خواجہ اُس امر کا خیال نہ کرنا کہ مین اس وقت تم کو دھوکا دے کر
اپنی جان بچاتی ہون یا خوف جان سے اقرار کرتی ہون مین مرنے سے نہین ڈرتی ہون نہ خوف جان سے اقرار کرتی ہون
کہ اس وقت تم [illegible] اگر [illegible] مین تم سے دغا کرون اور اپنے ذمہ یہ الزام لون کہ الوان نے خوف جان
سے خواجہ سے مکر کیا اور [illegible] اقرار کر کے اپنی جان بچائی یہ بڑی بدکارہ ہی اُسکی بات کا اعتبار نہین ہی
اور یہ [illegible] اُسکے ماں باپ مین فرق تھا جب تو اُسکی زبان مین بھی فرق ہوا اگر یہ خواجہ سے جھوٹ نہ بولتی تو اُسکو
[illegible] قتل کر [illegible] خیال نہ کیا جو کہ صاحبان لیاقت اور صاحبان
[illegible] اُن [illegible] عزت نہ کرے گا اگر مین اپنے قول پر قائم رہونگی
تو [illegible] نام [illegible] دنیا پر قائم رہے گا [illegible] کہنے سے کیا ہوتا ہی
[illegible] اے خواجہ اگر مین اپنے قول کی صادق نہ ہوئی اور مین یہ خیال کرتی کہ مجھے [illegible] پابندی

ظاہر نہ کی جاتی کی ایمان کبھی اس امر کو تم سے نہ کہتی نہ کبھی ایسی تقریر کرتی دوسرے طریقے سے اپنی جان
بچا لیتی تم سے مکر کرتی اب یہ میں کبھی نہ کرونگی کہ مسلمان ہو کر پھر کفر اختیار کروں اور اپنے کو راہ خدا سے
بیگانہ گردان کر دوں یہ کام عقل مندوں کا نہیں ہے ای خواجہ جو میں اسوقت کہتی ہوں اسی پر قائم
رہونگی اس کے خلاف نہ کرونگی ای خواجہ جب آپ مجھکو رہا کرینگے میں یہاں سے سیدھی اپنے مکان
پر جاؤنگی ایک گنبد بنا کر اسمیں بیٹھ کر عبادت کرونگی کبھی باہر نہ نکلونگی ہان جب آپ طلب کرینگے
اس وقت کی تو قسم نہیں کھاتی ہوں یا جب مجھکو یہ معلوم ہوگا کہ اہل اسلام پر کوئی بلا آئی ہے تو اسوقت
ضرور اس گنبد سے باہر آؤنگی ورنہ کبھی نہ باہر آؤنگی نہ اب میں سمندر کے پاس جاؤنگی کہ مجھکو اسکی
صورت دیکھکر کچھ خیال ہو نہ میں اپنے حال سے سمندر کو آگاہ کرونگی سیدھی اپنے مقام کو جاؤنگی جو کچھ
مال و اسباب میرا یہاں ہے سب میں نے سمندر کو دیا اس سے بھی ہاتھ دھو دیا کیونکہ جب مجھکو دنیا سے کوئی
غرض نہیں ہے تو مال دنیا میرے کس کام کا ہے خواجہ اب آپ میرے قول پر اعتبار فرمائیے
واسطے نہ فرمائیے جو کچھ مجھکو عرض کرنا تھا میں نے عرض کیا قبول فرمانے کا آپ کو اختیار ہے جب یہ تقریر
الوان نے اپنی ختم کی خواجہ خاموش بکوڑے سنا کیے جب وہ ختم کر چکی خواجہ نے اسکی تقریر دل
لگا کر سنی اور خیال کیا تو اس کے کلام سے بوے صداقت پائی گئی اور سارا کلام اسکا صداقت
سے مملو پایا اور اسکی پیشانی پر نور اسلام کو بھی پایا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جو کچھ
کہتی ہے سچ کہتی ہے اور اپنے قول پر قائم رہیگی اور کبھی اپنے عہد سے نہ پھریگی قول کی دھنی معلوم
ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بھی ہوگی کیونکہ اسکے چہرے پر آثار اسلام پائے جاتے ہیں
یہ تصور کرکے اور کچھ دیر فکر کرکے خواجہ نے سر اٹھا کر کہا کہ ای الوان ہم لوگ تو ظاہر پرست ہیں
گو ہر ایک کے دل کا حال بخوبی جانتے ہیں کہ یہ مکر کرتا ہے یا سچ کہتا ہے مگر شرع سے مجبور ہیں کہ ہماری شرع میں
یہ امر ہے کہ جو دین اسلام قبول کرے اسکو قتل نہ کرو خواہ وہ کسی طور سے قبول کرے خواہ مکر کرتا ہو خواہ
در اصل اسلام قبول کرے پر وہی ہو تم اسکو رہا کرو خدا فرماتا ہے کہ ہم اسکے حال سے واقف ہیں اگر
وہ برائی کرے گا ہم اسکو اس کی سزا ضرور دینگے ای الوان تو نے جو کچھ کہا میں نے قبول کیا لیکن تجھ
دو شرطوں سے اول تو یہ کہ تو اسم اعظم صاحبقران رہا کردے اور اپنے دریائے سحر کو مٹا دے اور سب
اہل اسلام کو رہا کردے آخر سے اپنا سحر اتارے اور صاحبقران پر سے بھی اور یہاں سے چلی جا اور جو کچھ
تو نے کہا ہے اسپر پابند رہ دوسرے یہ کہ اب کبھی سمندر پر میں نہ آنا اگر تو اسکے خلاف کرنے کی تو یاد رکھ
کہ میں ابکی مرتبہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا الوان نے جواب دیا کہ خواجہ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ
میں اب سمندر پر نہ جاؤنگی نہ سمندر کے شریک ہونگی جب میں اقرار کر چکی ہوں تو پھر کیوں میں اپنے
اقرار کے خلاف کرونگی یہ نہیں ہوگا کہ اقرار کے خلاف کروں دوسری شرط کا آپ سے میں خود اقرار
کر چکی ہوں پہلی شرط کا آپ سے یہ جواب ہے کہ میں نے پہلے ہی اس امر کا اپنے دل میں قصد کر لیا تھا کہ
جب آپ مجھکو رہا فرمائینگے میں پہلے اسم اعظم صاحبقران کو رہا کر دونگی اسکے بعد آخر سے اپنا سحر اتار دونگی
دریائے سحر کو مٹا دونگی اہل اسلام کو رہا کر دونگی کیا میں بھولی کہ ان سب کو اسی وقت میں [illegible]
چھوڑکر چلی جاتی پھر میرے مسلمان ہونے سے آپ کو فائدہ کیا تو اس امر کا آپ کو ظاہر کرنا بیجا تھا
میں نے یہ دونوں شرطیں آپ کی بدل قبول کیں خواجہ نے جواب دیا کہ [illegible] دونوں
شرطیں قبول کیں مگر اے الوان اس امر کا خیال رہے کہ جب کوئی وقت کسی مہم پر آ پڑے ضرور

آکر کمک کرنا الیوان نے کہا کہ ای خواجہ آپ اطمینان رکھین کہ یہ کنیز ضرور حاضر ہوگی یہ کہکر الیوان نے عرض کیا کہ ای
خواجہ ایک اور میری عرض ہی خواجہ نے کہا کہ وہ بھی بیان کرو الیوان نے عرض کیا کہ وہ عرض یہ ہی کہ جب
کوئی بلا میرے اوپر نازل ہو یا مین کسی آفت مین مبتلا ہون اور آپ کو معلوم ہو تو ضرور کمک فرمائیے گا خواجہ
نے جواب دیا کہ ای الیوان تو اس امر سے اطمینان رکھ جب ہم کو تیرے حال سے آگاہی ہوگی کہ تو فلان
آفت مین مبتلا ہی تو ہم ضرور تیری کمک کرینگے اور میرے اوپر کیا منحصر ہی سب اہل اسلام تیری کمک کو موجود
ہون گے خود صاحبقران تیری کمک کو تیرے مقام سکونت پر آوینگے یہ سنکے الیوان نے عرض کیا
کہ اب آپ مجکو رہا کرین اور طریقہ دین اسلام اپنی زبان سے فرمائین تا کہ مین اُس سے آگاہ ہون یہ سنکے
خواجہ نے الیوان کو پڑھا کر کمند اصفا و باصفا سے رہا کیا اور کہا کہ لے مین نے تجکو چھوڑ دیا تو اپنے قول
پر ثابت قدم رہنا یہ کہکر خواجہ الیوان کے پاس سے ہٹے اُس وقت الیوان نے اپنے دل مین خیال
کیا کہ ذرا خواجہ کا امتحان تو لو کہ اب یہ تو رہا کر چلے ہین اور مین انکے قبضہ مین نہان ہون گو مین اقرار
کر چکی ہون کہ بدی نہ کرونگی نہ در اصل اب مین بدی کرونگی انکو اسیر کر کے رہا کر دونگی یہ خیال اپنے دل
مین کر کے اب جو سحر کا خیال کیا تو سحر بھی یاد تھا نا ظاہر پر واضح ہو کہ یہ جو حرکت الیوان نے کرنے کا قصد
کیا ہی صرف خواجہ کے امتحان کے لیے کہ یہ اب میرا کیا کر سکتے ہین کیونکہ مین تو رہا ہون یہ امر اُس نے خیال
کر کے خواجہ کی طرف چین بر جبین ہو کر کہا کہ ای خواجہ تم نے اسوقت بڑا دھوکا کھایا تم سا دانا میرے دام
مکر و فریب مین پھنسا دیکھو یون دھوکا دیتے ہین تم کو یہ خیال بالکل نہ آیا کہ مین صرف اس کے کہنے پر اسکو رہا
کیے دیتا ہون اگر کوئی یہ بدی کرے اور رہا ہو کر اپنے قول سے پھر جائے تو کیا ہو کوئی بھی اس طرح اپنے دشمن
کو صرف اُسکی تقریر سنکے یون چھوڑ دیتا ہی کوئی عقل مند ایسا نہ کرے گا ایسے عدو کو کہ جس کے قتل پر آمادہ ہو
اُسکو صرف اُسکی تقریر پر رہا کر دے اور اپنی جان کا کچھ خیال نہ کرے اب تم میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤ گے
مین اُسوقت مجبور تھی کہ تمہارے قبضہ مین تھی جو تم نے کہا مین نے قبول کیا اور تم سے مکر کیا اپنی جان
بچائی بھلا تم ہی خیال کرو کہ مین کیون اپنا مذہب آبائی ترک کرتی اور دین اسلام قبول کرتی صرف یہ تدبیر
جان بچانے کی تھی اب تو میری جان تمہارے ہاتھ سے بچ گئی اب تم میرا کیا کر لوگے آیا جنبش لب مین
مین تمہارا کام تمام کر دونگی اس وقت تو تم میرے ہاتھ لگے یہ جو تقریر اسکی خواجہ نے سنی اور اُسکے
تیور بدلے پائے اپنے دل مین خیال کیا کہ ای خواجہ تم نے بڑا دھوکا کھایا کہ بدون سمجھے اور بوجھے صرف
اسکی تقریر سنکر اور چہرہ پر آثار نور اسلام دیکھکر اور اُس کے قول کو سچ جان کر رہا کر دیا اب اس کے ہاتھ
سے جان کا بچنا محال ہی بڑی نادانی کی پھر جو مرضی خدا یہ اپنے دل مین کہکر اور دل سے کہا کہ اگر اسی کے ہاتھ
سے قضا آئی ہی تو کیا چارا ہی مین نے تو موت کا خیال ہی ابھی تک نہین کیا ہی کبھی کرونگا ای دل مین
بھی تو مثل اپنے دادا عمر اول کے موت سے خوف کرتا ہون ایسی بُری چیز سے ڈرتا ہون اس وقت اسی کا
سامنا ہی یہ خیال دل مین کر کے اور دل سے باتین کر کے الیوان کی طرف بقہر و غضب دیکھا اور آنکھو
سے آنکھ ملا کر کہا کہ تو سچ کہتی ہی کہ مین تیرے قبضہ مین ہون مگر یہ امر غیر ممکن ہی میرا خدا میرا حامی و مددگار
ہی اُسی کی ذات کا ہر دم بھروسا ہی یہ کہکر اپنے دست راست کو اٹھایا اور کہا کہ تو کیا مجکو قتل کرے گی
اور کیا مجھ ایسے عیار سے مکر کرے گی ابھی ایک عیاری کا پیچ تھا الیوان نے جواب دیا کہ ای خواجہ یہ
باتین اور کسی سے کرو اب مین تمہارے مکر مین کب آتی ہون بدون قتل کیے ہوے اب تمہاری رہائی
غیر ممکن ہی مین بھی دیکھتی ہون کہ تمہارا خدا اب تمہاری کیونکر کمک کرتا ہی اور کیونکر میرے ہاتھ سے تم کو بچاتا ہی

خواجہ نے یہ کلمہ سُنکے جواب دیا کہ اولکا تو مجکو کیا ڈراتی ہے مین ڈرنے والا نہین ہون میرا خدا ضرور میری
کمک کرے گا پھر تجکو میرے قبضہ مین اسیر کرے گا مین تیری جان کا قاتل ہون یہ بھی ایک پیچ عیاری کا
تھا کہ مین نے تجکو رہا کر دیا تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جا سکتی ہے یہ کہکر جو ہاتھ کو گردش دی اور ہاتھ
نے خواجہ کے گردش کھائی پانچون گھائیون سے پانچ حباب چھوٹ گئے ایوان کے منھ پر پڑے اور بوے
اور بیہوشی دماغ مین ایوان کے پہونچی اُسکو چھینک آئی اور بیہوشی نے اپنا اثر کیا ایوان چرخ کھا کر
زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا اور جست کرکے ایوان کی زبان مین سوزن دی اور پھر کمند آصفا اور باصفا
سے اُسکے دست و پا باندھے اور اُسی ستون سے باندھ دیا کوڑا ایک ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر لیا
اور فتیلہ رفع بیہوشی اُسکو دیا اُسکے ناک سے چند قطرے گرم گرے اُس کے بعد اُسکو ہوش آیا اپنے کو
پھر اُسی طور سے بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن پائی آنکھ کھول کر جو دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ بقہر و غضب ایک
ہاتھ مین خنجر دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے ہوے کھڑے ہین چہرے سے آثار قہر و غضب عیان ہین جب اُسکو
ہوش آیا خواجہ نے ڈانٹ کر کہا کہ ای ایوان دیکھو ہمارے خدا کی قدرت کہ اس نے پھر تجکو میرے قبضہ مین
کر دیا اور مین نے پھر تجکو اسیر کر لیا اب تو میرے قبضہ مین ہے یا مین تیرے قبضہ مین ہون ہے شرط کہ ایک
ہاتھ لگاؤن کہ تیرا سر تن پر سے اُڑ جائے ہاتھ ہی سے اُس سخت کلامی کی اس کوڑے سے تجکو سزا دون
تیری کھال کو ادھیڑ دون ای ایوان وہ اپنے بندون کا ہر وقت حافظ ہے وہ تجھ ایسے نابکارون کے
ہاتھ سے اپنے خاص بندون کی خونریزی کرانا گوارا نہین کرتا ہے جب اُسکو یہ امر گوارا نہین ہے پھر وہ
کیونکر تجکو میرے اوپر غالب کرتا ای ایوان تو یہ خیال کرنے کہ جب تو پھر کہے گی کہ مجکو رہا کر دو مین رہا
کر دونگا ادھر تو نے رہا ہوکر میرے قتل کرنے کی فکر کی مین نے پھر تجکو گرفتار کر لیا اگر تو ہزار مرتبہ یا دس
ہزار مرتبہ اسی طور سے کہے گی مین رہا کر دونگا اور پھر اسیر کر لون گا مین تیرے اسیر کرنے کو کافی ہون تو
میرا کیا کر سکتی ہے یہ جو خواجہ نے کہا اور ایوان نے خواجہ کی نظر دیکھی بد پائی اشارے سے کہا کہ
ای خواجہ میری زبان سے سوزن نکال لو تو مین کچھ کلام کرون خواجہ نے کہا کہ اب مین تیرے فقرے مین
آنے والا نہین ہون مین تیرے حال سے بخوبی واقف ہو گیا کہ تو بڑی مکارہ ہے مکر کرتی ہے اب یہ دھوکا اور
کسی کو دینا اُس نے یہ تقریر سُنکے اشارے سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ تم سوزن زبان سے نکال لو تو مین
کلام کرون اور منت کرنے لگی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ منت کرتی ہے دل مین خیال کیا کہ ای خواجہ
سوزن اس کے زبان سے نکال لو اور سُنو کہ یہ کیا بیان کرتی ہے یہ خیال دل مین کرکے سوزن آگے بڑھکر
اُسکی زبان سے نکال لی جب اُسکی زبان سے خواجہ نے سوزن نکال لی اور زبان اُسکے قابو مین
ہو گئی ادھر اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ در اصل وہ خدا کیسا رحیم و کریم اور کیسا اپنے بندون کا
حافظ ہے مین نے تو دل مین خیال کیا تھا کہ خواجہ اب مجکو اسیر نہ کر سکین گے مگر کس بلا کی سے
اسنے اسیر کر لیا کہ مجکو بالکل خبر نہ ہوئی واہ کیا اُسکی قدرت ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ اب اُسکا
اعتقاد اور زیادہ ہوا اُدھر خواجہ دل مین خیال کر رہے تھے کہ اس وقت میرے قیاس نے غلطی کی
اور عقل نے راستہ نہ دی کہ یہ مکر کرتی ہے ای خواجہ اسکی پیشانی سے تو آثار نور اسلام پیدا تھے یہ کیا
ہوا کہ یہ رہا ہوتے ہی برخلاف ہو گئی مین نے تو کبھی ایسی غلطی نہ کی تھی جیسی اسوقت کی مگر خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پھر اسیر کر لیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
کہ اُسنے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ ماشاءاللہ کیا کہنا در اصل آپ کے مثل چرخ دنیا پر کوئی عیار

نہ ہوگا کیا کام کیا اور کس چالاکی سے مجکو اسیر کیا کہ مین بالکل واقف نہ ہوئی واقعی آپ کا خدا سچا اور یہ
برحق ہی مین صرف آپکا امتحان کرتی تھی کہ دیکھون اب تو خواجہ مجکو رہا کرسکتے ہین یا نہین اسکے بعد اگر ورنہ کو
اسیر کرلان کو مین پہلے ہی مذہب اسلام اختیار کرچکی تھی صرف آپکا امتحان منظور تھا کہ دیکھون اب کیونکر
خواجہ اسیر کرینگے جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا آپ کا بھی سنا تھا کہ اپنے قول پر اسی طور سے قائم ہون آپ
کچھ خوف نہ کرین اور اپنے قول پر قائم رہین مین نے یہ کلام آپ سے کسی بدی کی راہ سے نکیا تھا بلکہ بطور
آزمایش کے آپ مجکو رہا کردین اور اپنے قول پر قائم رہین خواجہ نے جواب دیا کہ اے مکارہ پہلے تیا بھلا
اب مین کب تیرے مکر مین آتا ہون ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا اب مجکو تیرے کسی قول کا اعتبار نہین ہی تو نے
بڑا دھوکا دیا تھا مگر وہ تیرا خیال بیجا تھا تو اگر پھر ایک مرتبہ رہا ہوگی اور مجھ سے آمادہ فساد ہوگی مین اپنے خدا کی
قدرت سے ہر مرتبہ تجکو اسیر کرلونگا تو بیکار مکر کرتی ہی اب مین تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اگر تجکو میرا امتحان
منظور ہی تو کہدے مین تجکو رہا کردون اور پھر اسیر کرون جو مرتبہ تو کہے الوان نے کہا کہ خواجہ قسم ہی مجکو
اپنے بھائی کے سر کی اور اسکی روح کی کہ اب مین تم سے دغا نہ کرونگی یہ صرف تمہاری آزمایش تھی تم رہا
کرکے دیکھ لو خواجہ نے کہا کہ تو کیا ہی اور تیرا بھائی کیا تھا وہ بھی کافر تھا تو بھی کافر ہی مین کیونکر یقین مانون کہ
تو اسکی روح کی سچ قسم کھاتی ہی اب یہ دھوکا اور کسی کو دینا الوان نے دیکھا کہ خواجہ کو غصہ آگیا اب تو
وہ پریشان ہوئی اور منت کرنے لگی اور کہنے لگی کہ خواجہ اچھا اب [illegible] اسوقت خواجہ نے کہا کہ اے
الوان مجکو اسوقت یقین آئیگا کہ جب تو دریا سے [illegible] کو رہا کرے گی اور صاحبقران کا
اسم اعظم کھولیگی اور سب اہل اسلام کو رہا کرے گی صاحبقران پر سے اسم سحر کے [illegible] کو ذبح کرے گی
اسوقت مجکو تیرے اسلام لانیکا یقین ہوگا الوان نے کہا کہ آپ مجکو لیے چلیئن مین موجود ہون اگر رہا ہوتی تو
مین خود آپ کو لے چلتی اب آپ مجکو لیے چلیں یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ اچھا اور یہ کہکر اسم اعظم پڑھا اور
باندھا کا ستون سے کھولا اور [illegible] راوی نے بیان کیا ہی کہ خواجہ اس بارہ دری سے الوان کو لیکر
باہر آئے الوان کی یہ صورت تھی کہ ہر شخص سر جھکائے ہوئے گردن سے [illegible] چلی آتی ہی اپنی [illegible] معقول
بہت نادم ہی اپنے کو [illegible] کرتی ہی اور کہتی ہی کہ [illegible] کیا فائدہ ہوا جو کوئی دیکھے گا
کیا کہیگا یہ تو یہ دل مین خیال کرتے ہوئے [illegible] ہوئے یہان تک کہ جب
خواجہ اس [illegible] اور دریا کے [illegible] اس وقت الوان نے خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ
ہر ایک مجکو اس حالت مین دیکھکر ہنسیگا اور طعنہ زنی کرے گا یا [illegible] کہ مذہب اسلام بھی قبول کیا اسیر
بھی ہوئی خواجہ اس ذلت سے لائے اور کچھ عزت نہ کی یہ تصور کرکے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اب آپ
میری خطا کو معاف فرمایئے اور میرے قصور سے درگذر کیجیے جیسی مین نے خطا کی اسکی سزا پائی اے خواجہ مجکو
اس حالت سے نہ لیجیے مین ہر ایک کی نگاہ مین ذلیل ہونگی ہر ایک نظر حقارت سے دیکھے گا اور طعنہ زن
ہوگا کہ دین اسلام بھی قبول کیا اسیر بھی خواجہ نے کچھ عزت نہ کی مثل قیدیون کے رکھا اے خواجہ میری
بھی ذلت ہی اور آپکی بھی ذلت اس طرح لیجانے سے ہی یہ کہکر منت کرنے لگی اور رونے لگی اسوقت
خواجہ کو بھی اسکے اس کہنے سے خیال آیا کہ یہ سچ تو کہتی ہی کہ اتنی بڑی ساحرہ کو اس حالت سے لیجانا اچھا
نہین ہی اے خواجہ اسوقت پچھتائے [illegible] چاہئے کام تو جب
یہ صاحبقران وغیرہ کو رہا کر چکیگی اور دریا سے [illegible] اس وقت ہم کو رہا کرنا ہوگا
موافق اپنے اقرار کے جب یہ رہا ہوگی [illegible] خیال آیا کہ خواجہ اس وقت [illegible] مجکو لائے ایسے کی

اگر بیکار ہی جب یہ اپنے قول سے پھر گئے اور میرے کہنے پر قائم نہ رہے اور مجکو چھوڑا جاتا تو تو کیون اپنے قول
پر قائم رہ ثمندر کی شریک ہوکر خواجہ سے مقابلہ کر ای خواجہ یہ ساحرہ زبردست ہی بیکار کو بندگان خدا کا
خون ہوگا اتنی سی بات پر جوکہ اسوقت وہ کسی پر آمادہ ہوا اُسکو دشمن کرنا کلام عقل مندی کا نہین ہے
ای خواجہ اس سے پھر سے نور اسلام بھی ظاہر ہوتا ہی پھر کیون اسیر رکھو خدا پر تکیہ کرکے رہا کر دو اور ہوشیار
رہو اگر کچھ بدی کرے اور تمھارے قابو مین آجاے تو ضرور قتل کرنا ایک نے سننا یہ خیال کرکے خواجہ نے
اُس سے کہا کہ ای الوان یہ نہ کہنا کہ مین نے دھوکا دیا اور تم میرے دھوکے مین آگئے مین صرف تیری منت
پر خیال کرکے تجکو رہا کرتا ہون مین تیرے فریب مین نہین آتا ہون الوان نے کہا کہ ای خواجہ آپ اطمینان
رکھین مین آپ سے دغا نہ کرونگی الغرض خواجہ نے الوان کو مکند اصفا اور با صفا سے رہا کر دیا جیسے الوان
رہا ہوئی دوڑ کر خواجہ کے قدمون پر گری پاؤن کو بوسہ دیا آنکھین قدمون پر ملنے لگی اور رونے لگی خواجہ نے
اُسکا سر قدم پر سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای الوان مین تجھسے بہت خوش ہوا یہ کہکر اُس کے
آنسو اپنے دامن سے پاک کیے اور بہت تشفی و دلاسا دیا اُس نے کہا کہ مجکو مطیع اسلام فرمائیے خواجہ نے
اُسکو طریقہ دین اسلام تعلیم کیا وہ مطیع اسلام ہوگئی ناظرون پر ظاہر ہو کہ ابھی الوان نے کلمہ طیبہ نہین
پڑھا ہی اس سبب سے کہ اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا پھر بیکار ہی خواجہ سے عرض کیا تھا کہ اگر
مین کلمہ پڑھتی ہون تو سحر فراموش ہوتا ہی اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مطلب حل کرنا ہین الوان نہ طاق
کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہی وہان کے ساحر بڑے زبردست ہین سپیہا نہ طاق و دیگر مقامات سے کہ
جہان جہان ساحر ہین صاحبقران کو فراغت ہوئیگی سب ساحر خواہ قتل ہون خواہ مطیع صاحبقران ہون
اُس وقت مین کلمہ پڑھونگی اگر اس وقت پڑھ لونگی تو پھر مین کسی کام کی نہ رہونگی جیسے آپ ویسے مین
بلکہ آپ تو اپنی جان بھی بچا سکتے ہین مین تو اس قابل بھی نہ رہونگی سوا اسکے کہ کوئی قتل کر ڈالے ایسی
حالت مین میرا شریک ہونا اور نہ ہونا بیکار ہی جو الوان نے کہا خواجہ نے بھی خیال کہ الوان
سچ کہتی ہی بس خواجہ نے الوان کو مطیع اسلام کیا جب الوان مطیع اسلام ہو چکی اُس نے سحر سے
تخت بنایا اُس پر خود بھی بیٹھی اور خواجہ کو بھی بٹھایا تخت کو سحر سے اُڑا کر طرف اُس دریاے سحر کے چلی جو کہ
اسنے سحر سے بنایا تھا اور جسمین اہل اسلام مبتلاے سحر اسیر تھے اور اسم اعظم بھی اُسی دریاے سحر مین
تھا صاحبقران کے دل پر سحر کیا ہوا ایک شیشے مین بند تھا یہ تو خواجہ کو لیکر اُدھر چلی اُدھر قران ثالث
نے جو کہ وہ خواجہ کے شریک ہوئی بہت خوش ہوے اور اُس صحرا سے طرف اپنے لشکر کے چلے اور عیار
بھی کہ ان سب کا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا راوی نے بیان کیا ہی الوان تخت سحر اُڑا کر اُس میدان
مین آئی کہ جہان لشکر اسکا اُترا تھا وہان آکر دیکھا کہ ہزارون لاشین جلی ہوئی پڑی ہین اور دھوئے کا انبار ہی ایک
طرف خیمہ وغیرہ سوختہ پڑے ہوے ہین ایک جانب دور لشکر کرداب وغیرہ اُترا ہوا ہی دریاے سحر
بہہ رہا ہی درمیان لشکر اسلام و لشکر کفار کے اُس طرف لشکر کفار ہین تو سب راحت سے بیٹھے ہین مگر لشکر
اسلام سے صداے گریہ و زاری آرہی ہی ایک تلاطم برپا ہی دریا سے رونے کی صدا آرہی ہی یہ اپنا تخت
بلندی سے زمین پر لائی اور کنارہ دریا کے آگئی اسنے سحر کیا کہ دریا مین ایک مرتبہ تلاطم پیدا ہوا اور پانی
دریا کا بیرون بلند ہوا اور شعلہ نکلے بعد برطرف ہونے تلاطم کے وہی حباب پیدا ہوا جسمین چراغ روشن
تھا اور وہ پانی پر آکر قائم ہوا اُس الوان نے ایک تنکے کی کمان بنائی اور اُس کمان مین تنکے کا تیر جوڑا
اور اسم سحر پڑھ کر جو اُس ناوک کو رہا کیا وہ جا کر اُس حباب پر پڑا جیسے حباب پر پڑا حباب ٹوٹا ہوا اسکا

جھونکا آیا وہ چراغ گل ہوا اُس نے سحر کر کے طرف لشکر اسلام کے دم کیا اور اپنا سحر صاحبقران پر
سے اُتار لیا اِدھر وہ چراغ گل ہوا صاحبقران کا اسم اعظم پڑھا ہوا جب وہ حباب کو توڑ چلی اور شمع
کو گل کر چکی اور صاحبقران پر سے سحر کو دفع کر چکی اُس کے بعد اُس نے اپنا سحر کیا اور دریا پر دم کیا کہ وہ
دریا دھواں ہو کر ایک آن میں اُڑ گیا اب خواجہ نے دیکھا کہ تمام اہل اسلام ساحر وغیر ساحر زمین پر
پڑے ہوئے لوٹ رہے ہیں ہر ایک کے جسم میں آبلے پڑے ہوئے ہیں اور صدائے آہ آہ ہر ایک
کے منھ سے بلند ہے یہ جو خواجہ نے دیکھا ایوان سے کہا کہ ان پر سے سحر دفع کرو کیونکہ انکی تکلیف اب
مجھ سے نہیں دیکھی جاتی ہے یہ جو خواجہ نے کہا ایوان نے اسم سحر پڑھکر جو دم کیا اُنکے جسم سے
تمام قید سحر برطرف ہو گئی اور اس نے اسم سحر پڑھا کہ وہ سب کے جسم سے آبلہ دور ہوئے سب کو
ہوش آیا ہر ایک نے دیکھا کہ ہم خاک پر پڑے ہوئے ہیں نہ لشکر ہے نہ صاحبقران ہیں اب جو غور
کر کے دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ روبرو کھڑے ہوئے ہیں اور برابر خواجہ کے ایوان جادو بیٹھی ہوئی کچھ
پڑھ رہی ہے ان سب نے خیال کیا کہ ہم تو ہمراہ صاحبقران کے بمقابلہ ایوان جادو جو کہ خواجہ
کے برابر بیٹھی ہے میدان میں آئے تھے صف آرائی ہمارے روبرو ہوئی ایوان کے سپہ سالار نے
نکل کر مقابلہ کیا تھا اُسکو آتش اندام کی بھانجی منور جادو نے قتل کیا تھا کہ ستارے آسمان پر
سے گرنے لگے بہت ساحروں کو وہ ستارے آسمان پر لے گئے اُس کے بعد خود ایوان نے نکل کر میدان
میں دریائے سحر پیدا کیا تھا اُس دریا سے کشتی پیدا ہوئی تھی اُسمیں ایک نازنین تھی اُس نے ہم کو آئینہ
دکھایا تھا ہم اُس آئینہ کو دیکھکر دریا میں کود پڑے تھے یہ تو غیر ساحروں نے خیال کیا کہ اُسی گنبد سے
ہم کو چراغ دکھایا تھا کہ ہم دریا میں کود پڑے پھر خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا اب جو ہم کو ہوش آیا تو اپنے کو خاک
پر پڑا ہوا پاتے ہیں نہ لشکر ہے نہ صاحبقران ہیں نہ لشکر اسلام ہے نہ کفار یہ کیا ماجرا ہے ہمارے تو ہوش
اُڑے جاتے ہیں یہ ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کر کے باہم اشارے کیے اور یہی تقریر کی اُس کے
بعد خواجہ کو اور ایوان کو جو دیکھا ہر ایک وہاں سے خواجہ کے قریب آیا خواجہ کو سلام کیا خواجہ
نے جواب سلام دیا اور حال دریافت کیا اُنھوں نے وہی تقریر بیان کی خواجہ نے کہا کہ شکر خدا کرو
کہ اُس نے تم سب پر رحم کیا اور تمکو ملکہ پر غالب کیا ملکہ کو میں نے اپنا مطیع کیا اُنھوں نے اگر تم سب کو
رہا کیا یہ سنکے ہر ایک نے ملکہ کی طرف دیکھا اور سلام کیا ہر ایک نے ایوان کی بہت تعریف کی خصوصاً
ساحروں نے ملکہ نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی عنایت اور بندہ پروری ہے ورنہ میں کس قابل ہوں
سب نے جواب دیا کہ ملکہ اسوقت تمہارا سحر و ساحری میں مثل و نظیر نہیں ہے پس خواجہ نے ملکہ سے
کہا کہ اب آپ میرے لشکر میں چلیں اور صاحبقران اور بادشاہ سے ملاقات کریں ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر
عرض کیا کہ ابھی میں خدمت میں صاحبقران کے نہ جاؤنگی مجکو صاحبقران سے شرم آتی ہے ہاں
جب کوئی ایسا کار نمایاں کرونگی اُس وقت صاحبقران کی قدم بوسی حاصل کرونگی ابھی معاف فرمایئے
پس ہر ایک سردار اور خواجہ نے بہت بہت ایوان نہ طاقی سے کہا اُس نے منظور نہ کیا آخر عاجز
ہو کر خواجہ نے اُس سے کہا کہ بسم اللہ تم تشریف لے جاؤ مگر اپنے قول پر قائم رہنا اور ثابت قدم
ایوان نے جواب دیا کہ جان جاتی رہے مگر میں اپنے قول سے نہ پھرونگی خواجہ آپ بھی اپنے قول پر
قائم رہیگا خواجہ نے کہا کہ ضرور پس ایوان نہ طاقی خواجہ سے رخصت ہو کر اور سب سرداروں
سے ملکر خواجہ کو سلام کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر طرف اپنے مقام کے روانہ ہوئی کہ اسکا حال آئندہ تحریر

ہوگا جب ایوان جا چکی سب سرداروں نے خواجہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیونکر بلکہ ایوان کو گرفتار کیا اور ہم سب کو رہا کیا خواجہ نے جواب دیا کہ جلد لشکر مین لشکر کا تو حال دیکھین اور سب کیفیت روبرو صاحبقران کے دربار مین بیان کرونگا سن لینا یہ کہکر خواجہ سب سرداروں کو ہمراہ لے کر طرف لشکر کے چلے اب تو راہ صاف سے صرف دریاے سحر درمیان مین تھا جو اُس پار جانے نہ دیتا تھا اب کیا ہے ادہر سے خواجہ چلے اور سب عیار اپنے اپنے مقام سے چلے اور وہ ساحرہ بھی کہ جن کو برق ثانی نے رہا کیا ہے وہ بھی طرف لشکر کے آتے ہین اب ان سب کا حال آیندہ تحریر ہوگا خواجہ اور ان سب کو راہ مین رکھا جاتا ہے اور کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے ناظرین بلاحظہ فرمائین کہ اب وہان کیا واقعہ گذرا

اب شمہ حال لشکر اسلام کا اور سمندر کا اور آنا خواجہ کا سب سرداروں کو لے کر اور صحت پانا صاحبقران کا یاد آنا اسم اعظم کا اور آنا سب سرداروں اور عیاروں کا ہر ایک کا اپنا حال بیان کرنا صاحبقران کا خوش ہوکر سب کو انعام و خلعت دینا اور حکم جشن فرمانا سمندر کو حال ایوان سے آگاہ کرنا اسکو اسیر کرنا خواجہ کا اس حال سے آگاہ ہوکر عیاری کرنا اور پھر ایوان کو رہا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل بجاے ساقی نامہ

غزل

رندوں کو شوق پیہ پیتے ہی شراب کا
ساقی ادھر کو پھیر دے شیشہ آفتاب کا

ہے شوق حسرت دید رخ لاجواب کا
ہو دور جلد یہ کہیں پردہ نقاب کا

یہ سوز غم سے عشق فزو ہین ہے دل کا حال
ہو جس طرح سے آگ پہ عالم کباب کا

تقدیر سے کہ جلد جواب آسکے نامہ بر
ہون منتظر مین دیر سے خط کے جواب کا

امید ہی امید مین محشر بھی ہو چکا
پردہ اٹھا نہ یار کے رخ سے نقاب کا

بکھری ہے زلف کب رخ پر نور یار پر
ہے چودھوین کے چاند پہ دامن سحاب کا

ہر جوہر آئینہ کا دکھائے چراغ طور
پرتو پڑے جو آسمان رخ لاجواب کا

جب نور رخ سے تیرے زمین کو ملا فروغ
گردون سے گر کے پھر گیا شیشہ آفتاب کا

تیری گلی کی خاک مین سب مل کے رہ گئے
اٹھا جنازہ کس ترے خانہ خراب کا

پتھرا لی آنکھین کہتی ہین جو مرتے دم کہ ہین
اب تک ہون منتظر ترے خط کے جواب کا

فصل بہار آگئی اب صبر تا کجے
ساقی یہان بھی دے کوئی ساغر شراب کا

بے یار ابر تر سے یہ برسات مین ہے شغل
کرتے ہے مقابلہ میری چشم تر آب کا

فرقت کی شب کو تیرے تصور مین ہے پری
پاتا نہین اثر بھی مین آنکھون مین خواب کا

اس بت کے ہجر مین مجھے سودائی کر دیا
یا رب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

تکلیف کی ہے تو کوئی بوسہ بھی دیجیے
وصلت کی شب محل نہین شرم و حجاب کا

باغ جہان مین غور سے بلبل نگاہ کر
دم مین بنا بھی اور بگڑ بھی گیا غریب
غش آ گئے سمکٹون کو ہلا طور سا پہاڑ
نرگس مین جب کہ قطرۂ شبنم نظر پڑا
جسکی نگاہ اُس رخ رخشندہ پر پڑی
ساقی بہار آنے کی ہے دے رہا خبر
جب ہی قسیم نار و جنان آل مصطفے

آنسو بھرے ہے آنکھ کٹورا گلاب کا
کچھ رنگ تو نے بحر مین دیکھا حباب کا
جب بند کھل گیا ترے رخ کے نقاب کا
آنکھوں کو گمان ہوا مری چشم پر آب کا
جھپکی نظر گمان ہوا آفتاب کا
اُٹھنا یہ جھوم جھوم کے ہے سو سحاب کا
کیا خوف ہے ہارف [illegible] روز حساب کا

سخن آرائے گلزار معانی | چمن آرائے باغ نکتہ دانی

تر دیان خوش مقال وحاکیان عدیم المثال ومشاطان عروس سخن وسیحیان مرض اندوہ ومحن ورامشگران بزم سخن ومکاران میدان معنی وعیاران سخن دانی اس داستان ندرت بیان کو صفحہ قرطاس صداقت اساس پر نوک خامہ سے یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ یہ داستان جلد دوم مین یہان تک بیان ہوئی ہے کہ بعد مقابلہ کرنے کے اور بعد اسیر ہونے اہل لشکر کے دریائے سحر مین ومبتلا ہونے صاحبقران کے سحر الوان مین جب کہ الوان نے دیکھا تھا کہ مین نے صاحبقران کو اپنے سحر مین مبتلا کیا اور نصف لشکر سے زیادہ مین نے غرق دریائے سحر کر دیا یہ کہکر طبل بازگشت پر چوب لگائی تھی کہ اے اہل اسلام مین تم کو آج رات بھر کی اور مہلت دیتی ہون اس شب بھر مین تم باہم صلاح کر لو اگر راے قرار پائے تو صبح کو آکر میری اطاعت کرنا ورنہ مین کل تم سب کا خاتمہ کر دونگی یہ کہکر واپس گئی تھی اپنی فرودگاہ پر راوی نے بیان کیا ہے کہ بہت سے عیار اس طرف رہ گئے تھے بہت سے صحرا مین منتشر ہو گئے تھے بہت سے لشکر کفار مین تھے راوی سے حال الوان وعیاران عیارون کی دخواہی کی اور رہا کرنا سرداروں کا اور سطیع کرنا الوان کو خواجہ کا اور سرداروں وصاحبقران کو اُسکے سحر سے نجات دلانا اور الوان کا طرف اپنے مقام کے خواجہ سے رخصت ہو کر جانا آخر جلد دوم و شروع جلد سوم مین بیان ہو چکا ہے اب حال صاحبقران تحریر ہوتا ہے کہ جلد دوم مین یہان تک تحریر ہوا ہے کہ جب الوان میدان سے واپس ہو کر گئی تھی تو بادشاہ اُس باقی ماندہ لشکر کو لیکر اور صاحبقران کو اُس حالت سے لیکر فرودگاہ پر واپس آئے تھے یہ حال جو نامونس کو معلوم ہوا تھا ایک کہرام مچ گیا تھا تمام لشکر مین تلاطم تھا ہر ایک صاحبقران کے لیے بیقرار تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ اشکبار نہو کسی کو اپنی جان کی فکر نہ تھی صاحبقران کی فاتحہ ہر ایک رو رو کر صاحبقران کی صحت کی دعا کر رہا تھا عجب ایک عالم تھا کہ وہ حال خدا کسی کو نہ دکھلائے کہ جو حال اُس دن لشکر اسلام مین تھا نامونس ... کہرام تھا ہر ایک اپنا سر وسینہ پیٹ رہا کوئی گریبان چاک کیے ہوے سر کے بال کھولے ہوے ... سجدہ کر رہی تھی کوئی اپنی پیشانی نورانی خاک پر رکھے ہوے یون اپنے خدا سے ملتجی تھی کہ اے کریم ہم سب کے سر پر صاحبقران کو سلامت رکھ وہی ہم سب کے والی ہین انہین کے قدم سے اس لشکر کی رونق ہے خدانخواستہ اگر ان کا دم نہ ہوگا تو یہ لشکر تباہ ہو جائیگا ہم سب دربدر خاک بسر ہونگے کوئی خبر نہ لیگا کوئی بال کھولے ہوے پیشانی پر خاک ملے ہوے خدا سے کہہ رہی تھی کہ اے فریادرس بیکسان میری فریاد کو سن لے میرے وارث وحوالی کو بچالے مجھ سی بلا سے کل اہل لشکر کو نجات دے اے کریم صاحبقران کو شکست دے الوان

کے ہاتھ سے نجات دے اگر خدا نخواستہ صاحبقران کی کوئی دوسری نوبت ہوئی تو بادشاہ اپنے کو زندہ
نہ رکھیں گے ہلاک کرینگے کیونکہ بادشاہ کی شاہی صاحبقران کی وجہ سے ہے اور اس لشکر کی رونق بھی
انھیں دونوں سے ہے جب کہ صاحبقران نہ ہوں گے تو بادشاہ کبھی اپنے کو زندہ نہ رہنے دیں گے
ہلاک کرینگے لشکر بھی تباہ ہوگا اے کریم ہم سب پر رحم کر ہم سب کی مانگ و کوکھ کو نہ اجاڑ اے بیکسوں کے
والی اے فریادرسوں کی فریاد سننے والے ہم سب کی فریاد سن لے کوئی مشکل کشا کو پکارتی تھی کوئی دونا
پھیرا ایکا ایک کا مان رہی تھی کوئی کونڈے مان رہی تھی کوئی صحنک مان رہی تھی کوئی کہتی تھی کہ اگر سر
صاحبقران پر سے یہ بلا ٹل جائے سب لشکر بچ جائے تو میں صحنک کرونگی کوئی خاک پر پچھاڑیں کھا رہی تھی
کوئی تڑپ رہی تھی خواتین محل کا یہ حال تھا جو کہ خواصیں اور پیش خدمتیں تھیں وہ اپنی [illegible] دے رہی تھیں
ہر ایک اپنے مالک کے ساتھ رو رہی تھی جو کہ باہر نکلتی تھیں وہ اس خیمہ میں گھڑی گھڑی آتی جھانکتی تھیں
جہاں صاحبقران کو لیے ہوئے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے سب سردار سر بالیں صاحبقران جو کہ باقی تھے
موجود تھے اور رو رہے تھے یہ حال دیکھ دیکھ کر وہ عورتیں محل میں جا کر کہتی تھیں خواجہ بزرجمہر [illegible]
سر بالیں صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے گھڑی گھڑی نبض دیکھ رہے تھے بادشاہ سے کہتے تھے کہ آپ پریشان نہ ہوں
کوئی مقام خوف نہیں ہے ابھی تک نبض اچھی ہے صرف صاحبقران سحر الوان میں بسبب اسم اعظم فراموش
ہو جانے کے مبتلا ہو گئے ہیں اگر الوان قتل ہو جائے تو ابھی صحت ہو جائے اور سب طور سے بہتری ہے چند دن صاحبقران
کے سخت ہیں چند ستارے خراب آ گئے ہیں یہ انکی نحوست ہے اب وہ دفع ہوتے جاتے ہیں حیات کے
خانے سب درست ہیں جان کا خوف کچھ نہیں ہے بادشاہ فرماتے ہیں کہ یہ ستارے خراب کب تک رہیں گے
اور صاحبقران کی یہ حالت کب تک رہے گی اے خواجہ صاحب اب تو دم بدم ترقی ہوتی ہے خواجہ زادے
عرض کرتے ہیں کہ اب زمانہ نحوست برطرف ہوا جاتا ہے اے حضور اگر صاحبقران کا بال بیکا ہو تو ہم نے اپنا
خون حضور کو بحل کر دیا ہے حضور ہم کو قتل کریں اور آج سے ہم [illegible] سے کوئی کام نہیں یہ تقریر سن سن کے
وہ عورتیں یہ خبر خواتین محل سے کہتی تھیں کہ خواجہ زادے بادشاہ سے یہ عرض کرتے ہیں محل دار دم بدم
بادشاہ سے آکر عرض کرتی ہے کہ حضور ناموس آپ سے عرض کرتے ہیں کہ پردہ کرا دیجیے تاکہ ہم اگر
صاحبقران کو دیکھ لیں بادشاہ فرماتے ہیں اچھا مگر سردار صاحبقران کے پاس سے نہیں ہٹتے ہیں بالیں
پر بیٹھے ہوئے دعائیں کر رہے ہیں بعض رو رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ محل میں ناموس بیقرار و اشکبار ہیں
بارگاہ میں سب سردار تڑپ رہے ہیں لشکری جدا اپنی جان دے رہے ہیں لشکر میں کہرام برپا ہے ہر طرف
صدائے گریہ و زاری بلند ہے جو عیار لشکر سے نکل گئے تھے وہ جو لشکر میں آئے ہیں یہ تلاطم جو دیکھا اہل لشکر
سے دریافت کیا انھوں نے سب حال کہا بارگاہ میں آئے صاحبقران کی حالت دیکھی بادشاہ کو
دیکھا کہ گریبان چاک منہ پر خاک حواس پریشان لبوں پر آہ آنکھوں میں اشک بالیں صاحبقران بیٹھے
رو رہے ہیں اپنے کو زمین پر دے مارتے ہیں [illegible] سردار [illegible] بیٹھے ہیں صاحبقران
مسہری پر فراموش پڑے ہیں آنکھیں بند ہیں [illegible] صدا سے آہ آتی ہے
غشی طاری ہے ہاتھ پاؤں سرد رخ زرد ہے ہونٹ خشک [illegible] سانس کی آمد و شد کا شمار ہے [illegible]
طرح کا انتشار ہے یہ حال دیکھ کر وہ عیار بھی رونے لگے چالاک ثانی وغیرہ جو بیرون بارگاہ اس فکر
میں نکلے تھے کہ کسی طرح سے الوان پر عیاری کریں خواجہ کو اس حال سے آگاہی کریں تاکہ وہ باہم
کچھ عیاری کر کے الوان کو قتل کریں صاحبقران اس بلا سے نجات پائیں آنکھوں تلے [illegible] اٹھا کے

گئی تھیں راوی نے بیان کیا ہے کہ لشکر کے جو سردار اور سپاہی اسیر ہوئے تھے شکلے ناموس ہمراہ
تھے اُنکے ناموس میں کہرام تھا جن کے ناموس نہ تھے اُن کے ملازم اُنکو یاد کرکے روتے تھے ہزاروں
خیموں میں کہرام برپا تھا صداے گریہ سے گوش فلک کر ہوے جاتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان حشر
ہے لشکر میں عجب حالت ہر ایک کی تھی اگر اس غم و الم کی حالت تحریر کی جائے تو طول پیدا ہو اور اصل
مطلب رہ جاتے خلاصہ یہ کہ وہ دن بصد رنج و الم تمام ہوا آفتاب بحال پریشان غم کدۂ مغرب کو راہی
ہوا ماہتاب چاک گریبان سر بجاک غم خانہ مشرق سے نکلا ستاروں کا یہ عالم تھا کہ بے نور تھے چاندنی
میلی تھی کہکشان نہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ رات نے نشان ماتم بلند کیا ہے ستاروں کی بھی آنکھیں رنج
و الم سے پرنم تھیں شب بسبب صدمہ رنج و الم کے ایسی تاریک تھی کہ کچھ نہ معلوم ہوتا تھا آسمان اشک
شبنم سے رو رہا تھا ملایک صداے گریہ و بکا اہل لشکر کی سنکے بیقرار ہو رہے تھے یہاں لشکر میں گریہ و بکا کا
وہی عالم تھا صاحبقران کی وہی حالت تھی ناموس میں الگ ماتم تھا سردار الگ بیقرار تھے
بادشاہ الگ اشکبار تھے نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پانی پینے کا خیال تھا غم سے عجب حال تھا یہاں
تک وہ رات اسی عالم اشکباری و بیقراری میں کٹی آثار سحر فلک پر نمایاں ہوے ماہتاب بصد
رنج و ملال طرف ماتم کدۂ مغرب کے بحال پریشان چاک گریبان روانہ ہوا انجمن انجم درہم برہم ہوئی
ستارے پنہان ہونے لگے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے مگر یہ حال تھا کہ حال اسکی عجب طرح کی
تھی ہر مقام پر گردی پڑی تھی قطرے شبنم کے جو زمین پر پڑے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا زمین رو رہی ہے
سبزہ تمام پژمردہ تھا گو وقت سحر تھا اشجار صحرا بسبب نسیم سحری کے جو حرکت کرتے تھے اور برگ ہاے
اشجار جو ہلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کف افسوس مل رہے ہیں طائران صحرا اپنے آشیانوں سے نکل کر
درختوں پر بیٹھکر اپنے غم کے اپنی اپنی زبان میں نوحہ گری کر رہے ہیں بلبلیں چہچہانی بھول گئی تھیں
تو بھر کر رہی تھیں دریا و تالاب کا پانی اس صدمہ سے جوش زن تھا حباب جو اُبھر اُبھر کر آتے آپ
آتے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے ہیں موجیں اس رنج سے مضطرب تھیں یا
بسان دریا اُبھر آتی تھیں گویا پانی میں تھیں مگر اس طور سے تڑپ رہی تھیں اُس دریاے بحر شجاعت کے
غم میں جیسے بے آب کے سبب سے مچھلیاں خشکی میں طپان ہوتی ہیں ہر شے کو صدمہ تھا یہاں تک گریبان سحر
اس غم میں چاک ہوا آفتاب بصد اضطراب مشرق سے برآمد ہوا اپنے نور جمال سے عالم کو روشن
کیا مگر دھوپ کا یہ عالم تھا کہ میلی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس روز ہر ایک کو صدمہ تھا کہ زبان
قلم و قلم و زبان سے تحریر نہیں ہو سکتا ہے اس نہنگ دریاے فراست کے صدمہ سے اور گل گلشن شجاعت
کے ابتلاے [illegible] ہونے سے ہر شے کو اضطراب تھا ہر ایک صاحب زبان و غیر زبان سب بیقرار تھے اور
ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے سبب کہ باغوں و صحرا و دریا کا یہ حال تھا حق بجانب ہے اُن لوگوں کا
جو کہ اس [illegible] کے درنگا نہ تھے یا وہ لوگ جو کہ اس [illegible] بحر سخا و بہادری سے [illegible] ملازمت
رکھتے تھے اُنکا جو کچھ حال نہ ہو سکتا ہے اب راوی اس داستان غم و الم کو کہاں تک تحریر و تسطیر کرے
[illegible]
نوحہ [illegible] قلم کا بھی دل اس رنج سے تنگ [illegible] کاغذ [illegible] انشاء قلمست ہے یہ صاحبقران
[illegible] الم ہے خلاصہ یہ کہ وہ رات اہل اسلام کو اسی حالت سے بسر ہوئی اسی صدمہ رنج و الم سے سحر ہوئی نہ
[illegible] سے کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ پلنگ پر سر رکھا رات بھر گریہ و زاری میں بسر کی اور رو رو کر مناجات

مین سحر کی ہر ایک چشم سے اپنا خون دل بذریعہ اشک کے بہاتا تھا اُن لوگون کو بجائے طعام لذیذ کے لخت جگر غذا تھی اور بجائے آب سرد کے خون دل تھا ایک دانہ سوا سے دانہ اشک کے اب آشنا نہ ہوا تھا عجب عالم تھا راوی نے بیان کیا ہے اسی حالت رنج و محن مین وہ پھر دن اور ایک شب بسر ہوئی کہ سب کے سب اُسی حالت مین مبتلا تھے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی سوا سے سلامتی صاحبقران کے دوسری لفظ زبان پر نہ تھی یہ نہ معلوم تھا کہ کون کون لشکر مین ہے اور کون نہین ہے اور کون معرکہ جنگ مین شہید ہوا کون مبتلائے سحر ہے باپ کو فرزند کی اور فرزند کو باپ کی خبر نہ تھی سب برائے تندرستی صاحبقران درگاہ جناب باری مین دعا کرتے تھے اور گھر مین ماں بہن ناموس سب دعا کر رہے تھے کہ سننے والون کے دل آب آب ہوئے جاتے تھے جو کہ سنگ دل تھے اُن کے دل بھی موم کی طرح سے پگھل جاتے تھے اکثر مسافر جو اُدھر سے نکلتے تھے وہ ناموس کی بین دل خراش سنکے رونے لگتے تھے انسان کا کیا ذکر حیوان تک گریان تھے یہ تو ذی روح ہین جو کہ غیر ذی روح تھے وہ گریان تھے دریا و نہر مین حباب کے آنسو ون اور موجون سے روتے تھے درخت بار بار کف افسوس ملتے تھے پہاڑ باہم ٹکراتے تھے زمین سے دم بدم غبار بلند ہوتا تھا یہا سے اشارہ جاری تھا صاحبقران کے رنج مین وہ اپنے دل سے پانی بہا رہا تھا یا اُس کے اشک تھے راوی نے اس طور سے روایت کی ہے کہ جب وہ دن بھی اسی عالم مین قریب اختتام پہونچا اور اہل اسلام نے بلک بلک کر تندرستی صاحبقران کی دعا کرنی شروع کی بادشاہ نے تاج اُتار کر صاحبقران کی صحت کے لیے دعا کی اور یون بصد گریہ و زاری بدرگاہ جناب باری عرض کرنے لگے اور یہ چند شعر مناجات کے زبان پر جاری کیے

مناجات

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون	عفو جنت کرے جو سزاوار ہون
ترا ایک بندہ ہون مین بے ہنر	ترے عبد احقر کا ہون مین پسر
الٰہی مرے حال پہ رحم کر	گناہون سے میرے تو اب درگذر
مری عرض کو جلد کر اب قبول	بحق محمد و آل رسول
عطا کر تو صاحبقران کو شفا	مرے حال پر رحم کر اے خدا

بادشاہ نے یہ مناجات شروع کی اور ادھر سردار و سپہ سردار اندرون بارگاہ و بیرون بارگاہ ہر ایک سوار و پیادے نے بھی دعا کے لیے سر بلند کیا دریائے رحمت احدی نے جوش مارا دعا ہر ایک کی مستجاب فرمائی چونکہ وقت اجابت دعا کا بھی آچکا تھا ساعت نحس جو کہ صاحبقران پر تھی برطرف ہو چکی تھین دریائے آسمان کشادہ تھے تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا سب نے جو تڑپ کر دعا کی خدا نے رحم فرمایا اُن سب کی دعا کو قبول فرمایا یکایک صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولین اشارے سے پانی طلب فرمایا خواجہ زادے جو برابر بیٹھے تھے انھون نے جو یہ حالت دیکھی ایک مرتبہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو کہ صاحبقران کو ہوش آیا ہے پانی طلب فرماتے ہین یہ سننا تھا کہ بادشاہ فرط خوشی سے شادمان ہو گئے چہرہ سرخ ہو گیا اُسی طور سے سر برہنہ قریب صاحبقران تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ صاحبقران چشم مبارک کو کھولے ہوئے ہین اور متحیر حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہین یہ دیکھکر بادشاہ نے خواجہ زادون سے فرمایا کہ اسے آپ کی کیا رائے ہے پانی دیا جائے یا نہین انھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ آب انار دیا جائے وہ بدقت مین

کرکے بید مشک کیوڑا وغیرہ ڈال کر تاکہ تاب صاحبقران کو فرحت ہو جو گرمی بسبب سحر کے قلب پر ہے وہ
برطرف ہو تاکہ حواس صاحبقران درست ہوں کیونکہ کل سے سحر میں مبتلا تھے اور سحر بھی زبردست تھا جس نے
تمام دل و جگر پر اپنا اثر کیا ہے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کہ اُس وقت سے نجات دی یہ سُننا تھا اُسی
وقت بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بہت جلد انار شیریں اور دواخانہ سے بید مشک وغیرہ لاؤ آبدارخانہ سے
برف لاؤ یہ حکم فرمانا تھا کہ ملازم دوڑ کر گئے اشیائے مطلوبہ لاکر حاضر کیں بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
انار کو افشردہ کیا اُسکا عرق نکالا ادھر کسی سردار نے برف کو چھیل کر گلاس میں ڈالا کسی نے شیشہ
بید مشک کی بوتل سے بید مشک و کیوڑا نکالا آب انار کو جام بھر کر کے گلاس بلوریں میں رکھا اور بید مشک
وغیرہ ڈال کر اور برف سے سرد کر کے بادشاہ خود اپنے ہاتھ میں لے کر قریب صاحبقران آئے
صاحبقران اُسی طور سے بستر پر لیٹے ہوئے آنکھیں کھولے ہوئے دیکھ رہے تھے صاحبقران سے
بادشاہ نے فرمایا کہ پانی حاضر ہے یہ سُننا تھا کہ صاحبقران نے مُنھ کھولا اور اشارہ کیا کہ پلا دو
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چمچہ میں لے کر مُنھ میں ڈالا چند چمچے دیے تھے کہ صاحبقران کے قلب کو
فرحت ہوئی وہ حالت برطرف ہوئی اور قلب پر کی گرمی دور ہوئی حواس خمسہ درست ہوئے وہ
گلاس بادشاہ نے صاحبقران کو پلا دیا اُس کے پینے سے کچھ تسکین ہوئی صاحبقران نے
اشارہ سے بادشاہ سے کہا کہ اپنے کان میرے مُنھ کے برابر لائیے فوراً بادشاہ اپنا کان صاحبقران
کے لب کے پاس لے گئے صاحبقران نے بادشاہ سے آہستہ سے یہ فرمایا کہ میرے قلب و جگر میں آگ
لگی ہوئی ہے تھوڑا آب سرد اور پلائیے یہ سُنکے بادشاہ نے خواجہ زادوں سے کہا کہ اب صاحبقران
یہ فرماتے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ آب انار اور دیجیے یہ کہکر عرض کیا کہ حکم صادر فرمائیے کہ یخنی تیار
کی جائے جس طور سے ہم عرض کریں بادشاہ نے فرمایا کہ جلد داروغہ مطبخ سے کہو کہ حاضر ہو یہ فرما کر پھر
پھر سے انار پلانے لگے اُدھر خواجہ زادوں نے نسخہ تحریر کیا کہ داروغہ مطبخ کو ایک چوبدار بلا لایا وہ آتے ہی
آکر مجرا کیا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے اشارہ کیا کہ خواجہ زادوں
کے پاس جاؤ جو وہ فرمائیں اُسکو بجا لاؤ وہ اُن کے قریب آیا انھوں نے داروغہ سے کہا کہ ایک مرغ
کی یخنی اس طور سے تیار کر لاؤ کہ یہ ادویہ اُسمیں ڈال کر یخنی تیار کرو اُسکو مقطر کرو اس کے بعد اُسکو کسی
چیز نقرئی کو آگ میں گرم کر کے اکیس مرتبہ اُس یخنی میں ڈالنا اور تیار کر کے جلد حاضر کرو داروغہ بہت خوب
کہکر فوراً نسخہ لیکر دواخانہ میں آیا اور ادویہ لے کر فوراً باورچی خانہ میں گیا اور مرغ کو ذبح کر کے اور
صاف کر کے اُسمیں جو اشیا یہ ساتھ ڈالنے کی تھیں مثل الائچی و طباشیر و زہرمہرہ وغیرہ کے ڈال کر
پکایا اور یخنی کو تو اُس کے بعد اُسکو صاف کر کے خوشبویات مشک و عنبر وغیرہ اور اجزا
مقوی جو کہ نسخہ میں تحریر تھے ڈالے اور یخنی ظرف نقرئی میں پکائی گئی تھی کیونکہ حکم تھا اُس کے بعد
اُس کو مقطر کرنا تھا کیا جس طور سے کہ حکم دیا تھا اُسی طور سے تیار کر کے طرف بارگاہ کے لے کر
چلا یہاں بادشاہ نے آب انار کا گلاس تیار کر کے پھر صاحبقران کو پلایا اُس کے پینے سے
یہ حالت ہوئی کہ صاحبقران کے اب ہوش و حواس بالکل درست ہوئے وہ آگ بھی کم ہوئی
آہستہ سے کہا کہ مجھکو اُٹھا کر بٹھا دو پس سرداروں نے بغلوں میں ہاتھ دے کر اُٹھایا اور تکیہ کی
طرف لگا کر بٹھا دیا کہ پھر بادشاہ نے گلاس شربت انار کا تیار کر کے دیا ابکی صاحبقران نے اپنے
ہاتھ میں لے کر نوش کیا اس گلاس کا نوش کرنا تھا کہ وہ حالت بالکل جاتی رہی صرف اتنی کمی رہی

قلب کی بطرف ہوئی کہ اتنے عرصہ مین دارو غہ بخشی نے کرحاضر ہوا عرض کیا کہ یہ بخشی حاضر ہی خواجہ نزادون
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ بخشی صاحبقران کے روبرو پیش کیجیے کہ وہ نوش فرمائین اگر ٹھا تو
آنکھیں کھل جاوینگی بادشاہ نے سردار سے بخشی دارو غہ سے لے کر روبرو صاحبقران کے پیش کی صاحبقران نے
آس کے ہاتھ سے لے کر نوش فرمائی خادم نے آفتابہ وغیرہ حاضر کیا صاحبقران نے کلی کی بموجب
کہنے خواجہ نزادون کے پانی سے منہ دھویا ہوا نوش کیا اس بخشی کا یہ اثر تھا کہ اس قدر طاقت قلب
و دیگر اعضا مین پیدا ہوئی کہ بسم اللہ کہکے مسہری پر سے اٹھے سردارون نے قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ لیں
فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے مین اچھا ہون یہ فرما کر مسہری پر سے اتر کر مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے
بارگاہ کی عجب حالت پائی جیسے ویران ہوتی ہے ہر سردار کو پریشان ملاحظہ کیا باوجودیکہ سب کو
خوشی تھی اُس پر چہرون کا یہ حال تھا کہ پریشان تھے اُسوقت تک کسی کے حواس درست نہ ہوئے تھے
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیا حال تم سب نے اپنا بنا رکھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے یہ آپ فرمائیں
کہ اب آپ کا مزاج مبارک کیسا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین سب طرح سے اچھا ہون یہ
سُننا تھا کہ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ نوبت خانون مین حکم دیا جائے کہ شادی کی نوبت بجاؤ تو لنداز ون
کو حکم دیا جائے کہ توپین فیر کرین چوبدارون نے یہ حکم فوراً پہونچا دیا توپین خوشی کی بجنے لگین
توپین فیر ہونے لگین اب سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے صحت پائی ہر ایک کے
ہوش و حواس درست ہوئے اس خوشی مین ہر ایک اپنے عزیز و یگانے کی یاد بھول گیا وہ جو ہر خیمہ
سے صدا ئے گریہ و زاری بلند تھی موقوف ہوئی ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ اگر ہمارے وارث مارے
گئے تو خدا نے اُنکو درجہ شہادت عطا کیا ہوگا اور حق نمک سے ادا ہوئے خیر خواہ مشہور ہو کے
تواریخون مین لکھے گئے ہم کو صدمہ تھا کہ وارث بھی مارے گئے ان کے بعد جسکا بھروسا اور سہارا تھا جو ہم سب
کا والی اور وارث بعد خدا کے تھا اُس کے بھی جان پر بنی ہے ہم کو اُسکا صدمہ ہے پس جب یہ سب کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران نے فضل خدا سے صحت پائی ہر ایک اپنے دل مین نہایت خوش ہوا اور
صدمہ و رنج برطرف ہوا اس امر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صاحبقران کے لیے چاک گریبان تھا
نہ کہ اپنے عزیزون کے لیے ان سب حالات کی خبرین محلدار نے ناموس مین پہونچائین یہ خبر خوش سُنکے
ناموس کے حواس درست ہوئے سب کو خوشی ہوئی ہر ایک عورت ادنیٰ و اعلیٰ اور ہر ایک بی بی
زمین پر برائے سجدہ شکر جھکی اور اپنی پیشانی خاک پر رکھکر یون عرض کرنے لگی کہ ای میرے مالک
و آقا تو نے ہم سب کے حال پر رحم فرمایا ہم سب کی دعا تو نے قبول کیا ہم کو خوشی کی خبر سُنائی ہم کو تو
امید نہ تھی سجدے سے سر اُٹھا کر محلدار سے کہا کہ جا کر خبر تو لا اب کیا حال ہے وہ گئی اور خبر لائی کہ حضور
اب تو صاحبقران مسند پر جلوہ فرما ہین سب سردار گرد و اطراف حاضر ہین صاحبقران ہر ایک
سے باتین کر رہے ہین لشکر مین خوشی کی نوبتین بج رہی ہین توپین فیر ہو رہی ہین یہ سُنکے ہر ایک
شاہزادی وغیرہ نے جو جو کہ صاحبقران سے قرابت رکھتی تھین اُس محلدار کو انعام دیا وہ انعام
پاکر بہت خوش ہوئی یہان تو محل مین خوشی ہو رہی ہے اُدھر بارگاہ مین صاحبقران مسند پر جلوہ گر
ہین بادشاہ تشریف فرما ہین اور سب سردار جو کہ باقی تھے اور قید ہونے سے بچے تھے سب
اپنے اپنے مرتبہ سے حاضر ہین خواجہ نزادے ... موجود ہین کہ صاحبقران کی کیفیت دریافت
فرمائی بادشاہ نے سب حالت جو کچھ گذری تھی بیان کی الوان کا سحر سے دریا پیدا کرنا صاحبقران کا

نے فرمایا کہ اس امر سے تو میں بھی آگاہ ہوں کہ اُس نے دریا پیدا کیا تھا اور ایک کشتی پیدا ہوئی تھی اُسکے
بعد ایک حباب کہ جسمیں چراغ روشن تھا کہ جسکا عکس اور روشنی میرے اوپر پڑتی کہ جس کے سبب
سے مجکو اسم اعظم فراموش ہوگیا تھا بالکل لوح قلب سے محو ہوگیا تھا زبان لکنت کرتی تھی ایک حرف بھی نہ یاد آتا تھا
پھر مجکو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا مجکو غش آگیا اُس کے بعد نہ معلوم کہ کیا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر یہ ہوا کہ
جب ہم نے آپکی یہ حالت دیکھی آپکو اُس مقام پر سے الگ لے گئے اُسی دریا سے ایک کشتی پیدا
ہوئی اُسپر ایک نازنین سوار تھی اُس نے قریب کنارے آکر ہم سب سے کہا تم ملکہ الوان سے صلح کرلو ورنہ
میرے ہاتھ سے قتل ہوگے ہم سب نے انکار کیا اُس نے آئینہ طرف غیر ساحروں کے یہ سنکے دکھایا کیونکہ اُسی
کے ہاتھ میں تھا جسپر اُس آئینہ کا عکس پڑا وہ دیوانہ وار چلا اور جاکر اُس دریا میں غرق ہوگیا نصف
سے زیادہ اُس نے سرداران لشکر و سواران لشکر و پیدلوں کو غرق دریا کیا اتنے سحر میں مبتلا کرکے اُسکے
بعد وہ کشتی غرق ہوگئی پھر ایک گنبد پیدا ہوا اُسمیں بھی ایک نازنین تھی ایک نازنین ایسی خوبصورت تھی
کہ حسن نے اسکی بلائیں لیں اور ناز نے اس کے ادا کی قسمیں کھائیں یہ اشعار پڑھنا شروع کیے

فدائے حسن و جمال تو گلعذاران شد اسیر حلقہ زلف تو پختہ کاران شد	شہید تیغ نگاہ تو شہسواران شد غلام نرگس مست تو تاجداران شد
خراب بادۂ لعل تو ہوشیاران شد	
بہیچ وجہ نہ تنہا ہمہ جہان حزین گر گذشتم اگر آشفتہ و چنین غمگین	کہ عالم ست سبب بے قرار و بے تسکین گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین
کہ عندلیب تو از طرف ہزاران شد	
اُسکی گردن ہے کہ اک نور ہی سانچے میں ڈھلا آبداری سے جو معلوم نظر آیا وہ گلا	جس نے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا
سوئے مے خانہ گلو اسکا اگر منہ موڑے ہو کے ہر مست خجل شیشے کی گردن توڑے	

غرض وہ گنبد بھی جسمیں وہ نازنین رشک مہ جبیناں تھی اُس طرف آکر قائم ہوا ادھر ساحران لشکر اسلام
صف باندھے ہوئے کھڑے تھے اُس نازنین نے اُن سے بھی مثل نازنین اول کے تقریر کی انہوں نے بھی
جواب صاف دیا اُس نے شمع یا چراغ روشن کر کے دکھایا کہ جسکے اوپر اُسکی روشنی پڑی تمثیل
غیر ساحروں کے دیوانہ ہوکر غرق دریا ہو نصف سے زیادہ جب ساحر غرق ہو چکے کہ الوان نے اشارہ
کرکے کہا وہ گنبد غرق ہوگیا اُس کے بعد الوان نے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا کہ میں نے آج کی شب کو
تم سب کو مہلت دی تم سب باہم صلاح کرکے صبح کو میدان میں آؤ اگر تم سب کی رائے اس امر پر قرار
پائے کہ باہم صلح کرلی جائے تو اگر میری اور سمندر شاہ کی اطاعت کرنا منظور ہو تو کل تم سب کا خاتمہ
کردونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اور صاحبقران تو رات بھر میں تمام ہوا چاہتے کیونکہ میں نے ایسا سحر
نہیں کیا ہے کہ وہ جانبر ہوں یہ کہکر اور وہ اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ پر چلی گئی اسکے جانے کے بعد میں بھی
باقی ماندہ لشکر کو اور آپ کو لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا اب جو حال کہ آپکی علالت اور بے ہوشی کے سبب سے
[illegible] روشن ہے اور جو حال اہل لشکر کا آپکے رنج و الم میں تھا اُسکا واقف خدا ہے خلاصہ جسکا
یہ ہے کہ [illegible] سے کسی نے ایک دانہ نہیں کھایا [illegible]

دوسرا کام نہ تھا یہی حال ناموس کا تھا جب آپ کے حواس درست ہوئے ہیں جب سب کو ہوش آیا گریہ و
زاری موقوف ہوئی ہے ورنہ یہ حال تھا کہ صدائے گریہ سے ایک کہرام برپا تھا یہ کہکر بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ
تو فرمائیے اسم اعظم یاد آیا یا ابھی نہیں یہ سُنکے صاحبقران نے جو خیال کیا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا
بادشاہ سے فرمایا کہ اب تو بفضل خدا اسم اعظم مجکو یاد ہے یہ سُنکے بادشاہ اور سب سرداروں کو خوشی
ہوئی بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ جیسا ہم نے ان خواجہ زادوں کو ہر فن میں کامل پایا ویسا
تو ہم نے آج تک کوئی نہیں دیکھا انھون نے آپ کی حالت ملاحظہ فرماکر فرمایا تھا کہ سب نحس رخ سے
صاحبقران کے جان کی خیر ہے صرف چند ستارے نحس آئے ہیں اُن کے سبب سے صاحبقران اور
لشکر پر یہ سختی ہے وہ دفع ہوئی جاتی ہے ویسا ہی ہوا ای صاحبقران یہ لوگ علم نجوم میں بھی کمال
رکھتے ہیں اور طبیب بھی حاذق ہیں صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ ای ظل اللہ یہ لوگ مثل اپنے
باپ و دادا کے ہر فن میں کمال رکھتے ہیں جیسے کہ خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق و باکمال تھے اُسی طور
سے اُن کے فرزند خواجہ دریا دل و خواجہ امید تھے اُن کے مثل یہ بھی ہیں ان کا کیا کہنا ان کے
علم و کمال کی کوئی برابری کر سکتا ہے یہ لوگ بڑے مرتبے کے ہیں ہم سے انکی قدر نہیں ہو سکتی ہے جیسے کہ
صاحبقران اول و ثانی نے اسکے بزرگوں کی قدر فرمائے تھے ہم تو اُس کے مثل نہیں کر سکتے ہیں یہ
صرف ان صاحبوں کی الفت ہے جو ہمارے ساتھ ہیں ورنہ ہم اس لائق کب تھے یہ تقریر جو صاحبقران
نے فرمائی اور بہت تعریف کی اُس کے جواب میں خواجہ زادوں نے عرض کیا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی
اور ذرہ پروری ہے ورنہ ہم کسی لائق نہیں ہیں صرف بزرگوں کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں ہم تو انکے
غلاموں کی برابری نہیں کر سکتے ہیں وہ کمال بھلا ہم کو کہاں نصیب وہ صاحبان کمال سے تھے اور برگزیدہ
خدا تھے بموجب مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے اُن کے زمین آسمان کا فرق ہے یہ جو کچھ ہے
صرف انکی جوتیوں کا صدقہ ہے انکا نام لیکر جو کام کرتے ہیں فضل خدا اور آپکے اقبال اور اُن کے
نام کی برکت سے درست ہوجاتا ہے ورنہ ہم کہاں اور یہ امر اہم و مشکل کہاں جو ہماری رائے میں آتا ہے وہ
عرض کرتے ہیں خدا اُسکو اپنی رحمت سے بنا دیتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ سب آپ کا انکسار ہے ورنہ
آپ کا بھی مثل و نظیر نہیں ہے اُنھوں نے یہ سُنکے بادشاہ اور صاحبقران کو تسلیم کی صاحبقران نے
سرداروں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں بڑی دیر سے خیال کر رہا ہوں کہ خواجہ کہاں ہیں برق ثانی
قران ثالث چالاک ثانی ضرغام ثانی چالاک سوز ثانی زاغچہ بن عمران میں سے کسی کا پتہ نہیں ہے
خصوصاً خواجہ جو کہ بہت عاشق و شیدا تھے انکا نشان نہیں ہے یہ معرکہ گذر گیا اور وہ نہ آئے
سرداروں نے عرض کیا کہ حضور جب کل صف آرائی ہوئی تھی تو کل عیار لشکر سے نکل گئے تھے خواجہ ثالث
بھی تشریف لے گئے تھے اُس وقت سے ان اشخاص کا پتہ نہیں ہے کچھ عیار تو لشکر میں آگئے وہ موجود ہیں
بلکہ کل تو چالاک ثانی بارگاہ میں آئے تھے آپ کا یہ حال دیکھکر چند عیاروں سے کچھ مشورہ کر کے باہر
بارگاہ کے گئے تھے پھر اُس وقت سے ہم نے نہیں دیکھا کہ آئے یا نہیں ہم کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ
تھا کسی کی کیا خبر لیتے صاحبقران نے اور سرداروں سے خواجہ و عیاروں کا حال دریافت کیا ہر ایک
نے یہی جواب دیا جو کہ بادشاہ نے فرمایا سب سے صاحبقران نے یہ تقریر سُنکے فرمایا کہ میں قسم کھا کر
کہتا ہوں میرے دوست صادق و یار جانی خواجہ ثالث نے عیاری کر کے الود ان جادو کو قتل
کیا ہے اور میرے سبب سرداروں کو رہا کیا ہے ضرور اُسی سبب سے مجکو صحت ہوئی اور مجکو اسم اعظم یاد

آیا اور میں نے سحر الیوان سے نجات پائی یہ کام میرے دوست کا ہے وہ اسی فکر میں ہوگا اسی سبب سے لشکر میں نہیں آیا اور یہ سب عیار بھی اسی فکر میں ہوں گے جس طرح سے خواجہ عمر اول کو صاحبقران اول سے الفت تھی اور وہ اُن کے لیے اپنی جان کو عزیز نہ کرتے تھے اسی طور سے اُن کے فرزند عمر ثانی کو صاحبقران ثانی سے الفت تھی وہ بھی ہمہ وقت صاحبقران ثانی پر نثار ہوتے تھے مثل اُن دونوں صاحبوں کے خواجہ ثالث خضران بن عمر ثانی کو میرے ساتھ الفت ہے انھوں نے اپنی جان لڑا کر ضرور الیوان کو قتل کیا کیونکہ اُن کے جان پر بنی ہوگی میری حالت دیکھکر سب سرداروں نے عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد کرتے ہیں یہ کام سوا سے خواجہ کے اور کسی کا نہیں ہے سچ ہے کہ نہ الیوان قتل ہوتی نہ خواجہ اُسکو قتل کرتے نہ حضور صحت پاتے حضور ہم خود حیران تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ کیا سبب ہے کہ کل الیوان کہہ گئی تھی کہ میں صبح کو میدان میں آکر سب کا خاتمہ کروں گی اگر تم صلح نہ کروگے ہم کو یہ خوف تھا کہ ہم تو آپ کے رنج میں مبتلا ہیں کیونکر میدان میں جا کر مقابلہ کرینگے اور ایسی ساحرہ سے کیا لڑینگے پس یہ خیال کرتا کہتے تو سید افگن دریا پار لشکر لے جائیگا وہ کل اسی مقام پر ہم سب کو قتل کریگی خیر جو منظور الٰہی وہ ہوگا ہم میں سے کیا چارہ ہے اسی طور سے ہماری آئی ہے تو کیا اختیار اور آپ کی حالت دیکھ کر یہ جی چاہتا تھا کہ وہ ابھی آ کر قتل کرے تو بہتر ہے ای خداوند کل جو ہم میدان میں کھڑے رہے اُس کے مقابلہ میں دو سبب سے اول تو یہ کہ یہ اخلاف تھا کہ ہم بدون اُس کے واپس جاتے ہوئے واپس آتے اُنکے روبرو سے فرار کرتے دوسرے آپ کی حالت دیکھکر اور یہ خیال کرکے کہ اب زندگی بیکار ہے ہٹتے بلکہ اُسکا طبل بازگشت بجوا کر واپس جانا ناگوار تھا مگر کیا کرتے اگر دریائے سحر درمیان میں حائل نہ ہوتا تو ہم ضرور تلواریں کھینچ کر اُسپر حملہ کرتے اور اُس امر کی کوشش کرتے کہ اُسکو قتل کریں یا اپنی جان دیں مگر دریا سے مجبور تھے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو یقین ہے کہ آپ لوگ ایسے ہی جوانمرد اور سرفروش ہیں جیسا کہ آپ لوگ فرماتے ہیں اس سے زیادہ مجھکو آپ لوگوں سے امید ہے یہ فرمائیے کہ پھر آج وہ میدان میں کوئی کشتی اور ادھر سے کوئی لشکر لیکر گیا تھا بادشاہ نے فرمایا نہ وہ آئی نہ ادھر سے کوئی لشکر لیکر گیا اگر وہ جاکر طبل جنگ بجواتا تو یہاں بھی طبل جنگ بجتا کوئی نہ کوئی سردار ضرور میدان میں لشکر لیکر جاتا گو یہ حالت تھی مگر اسپر بھی میں نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جاسوس قریب دریا موجود رہیں جب لشکر کفار میں طبل جنگ بجے ہم کو آکر خبر کریں تاکہ ہم بھی طبل جنگ بجوائیں اور صبح کو جاکر مقابلہ کریں اس وقت تک تو کوئی خبر طبل جنگ کی نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے طبل نہیں بجوایا ورنہ ضرور خبر کرکے ہرکارے دیتے صاحبقران نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں خواجہ نے شب ہی کو جیسے وہ میدان سے گئی اُسی وقت عیاری کی اُسکو طبل بجوانے کی بھی مہلت نہ ملی خیر تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائیگا راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو صاحبقران بادشاہ اور سرداروں سے یہ تقریر فرما رہے ہیں اور خواجہ زادوں کے واسطے حکم فرمایا کہ پچاس ہزار روپیہ اور خلعت گران قیمت حاضر کیا جائے بموجب حکم روپیہ اور خلعت حاضر کیا گیا صاحبقران نے اُنکو روپیہ و خلعت مرحمت فرمایا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ وہ وقت ہے کہ جب خواجہ ثالث خضران بن عمر نے الیوان کو اپنا مطیع کیا ہے اور قریب دریائے سحر لاکر پہلے اسم اعظم صاحبقران کی فکر کی ہے اور الیوان نے اپنا سحر صاحبقران پر سے برطرف کیا ہے اور اُس نقش کو مٹایا ہے کہ جس کے سبب سے اسم اعظم صاحبقران کو فراموش تھا اور سب سرداروں کو دریائے سحر ہٹا کر اپنے سحر سے رہا کیا اور خواجہ سے رخصت ہوکر طرف

اپنے مقام سے روانہ ہوئی تھی اور خواجہ سب کو لے کر طرف دریا، اور اپنے لشکر کے چلے تھے کہ یہاں بسبب
بر طرف ہونے سحر کے صاحبقران نے صحت پائی اور لشکر میں خوشی ہوئی اس مقام پر ایک امر ضروری
تحریر کرنا ہے ناظرین نکتہ بین پر ظاہر ہو کہ ایک امر اس حقیر سراپا تقصیر خاکپائے داستان گویان شیخ
تصدق حسین کے خیال میں آیا ہے کہ یہ حقیر ہمیشہ اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ یہ جو اُستادان داستان
گویان ماسبق نے وغیرہ جو کہ موجود ہیں بیان کیا ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اسم اعظم بند کر لیا میں کسی اعتراض
کے سبب سے نہیں عرض کرتا ہوں بھلا میری یہ لیاقت ہے کہ میں امر اعتراض کر سکوں بلکہ میں
اپنے قیاس کے موافق عرض کرتا ہوں کہ اسم اعظم کوئی انسان نہیں ہے نہ کوئی حیوان ہے کہ جسکو ساحر
نے سحر کر کے اسیر کر لیا اور شیشہ میں بند کر لیا جب وہ قتل ہوا یا اسیر ہوا اور وہ شیشہ توڑا گیا اُسوقت
اسم اعظم چھوٹا یہ بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ اسم اعظم ایک آیت آیات قرآن سے ہے یا کوئی دعا ہے
کہ جس کے سبب سے دفع سحر ہوتا ہے اور ساحر کا سحر اثر نہیں کرتا ہے اور اُس کے پڑھنے سے بلائے
آسمانی و آفت ناگہانی دفع ہوتی ہے پس وہ کیونکر قید ہو سکتا ہے اور شیشہ میں بند ہو سکتا ہے کہیں
دعا یا آیت بھی بند ہوتی ہے اور قید ہوتی ہے اُسکا دعا اور آیت ہونا بہت سے طریقوں سے ثابت
ہے جیسا کہ نوشیروان نامہ کی پہلی جلد میں اسی حقیر نے تحریر کیا ہے کہ حمزہ صاحبقران جب کہ
برائے مقابلہ لندھور بحکم بادشاہ نوشیروان ہندوستان کو تشریف لے گئے ہیں اور شہبال
عمی بن نوشیروان نے بختک سے صاحبقران کو چرا لیا ہے اور بیچے فور کے پاس قید کیا ہے سیتاپور
نے مسلمان ہو کر صاحبقران کو رہا کیا ہے اور لشکر کی طرف لندھور کے صاحبقران روانہ ہوئے
ہیں اور بسبب طوفان کے جہاز تباہ ہوئے ہیں اور صاحبقران کا جہاز ٹوٹ گیا ہے اور صاحبقران
ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے بعد تین روز کے ایک جزیرے میں پہونچے ہیں اور اپنا لباس تبدیل کر کے ایک
طرف کو روانہ ہوئے ہیں یہاں تک کہ اُس مقام پر پہونچے ہیں کہ جہاں بختیار شاہ جیپور والی کے فرزند
سے اور ایک زنگی سے جو کہ داراب شاہ بادشاہ زیرباد ہند کی طرف سے برائے مقابلہ آیا تھا مقابلہ
ہو رہا تھا اور فرزند بختیار شاہ کو اُس زنگی نے قتل کیا تھا صاحبقران کو اُسکی جوانی پر رحم آیا تھا اور
اُس کے بے گناہ قتل ہونے پر غصہ آیا تھا اور مقابلہ کر کے اُس زنگی کو قتل کیا تھا تمام لشکر نے
صاحبقران پر حملہ کیا تھا صاحبقران لڑنے لگے اُسی حالت میں جے پوری مع بارہ ہزار کے
لشکر سے پہونچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو مقابلہ کرتے ہوئے دیکھکر حمزہ صاحبقران کی
کمک کی تھی اور جنگ حمزہ صاحبقران نے سر کی تھی بختیار شاہ اپنے فرزند کے قتل ہونے
کی خبر سنکے اور لشکر لے کر آیا تھا یہاں آکر معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے لشکر زنگی سے مقابلہ کر کے
بھگا دیا تیرے فرزند کا عوض اُس سے لیا وہ بہت خوش ہوا تھا اور حاضر ہو کر صاحبقران کو بھی
اپنے شہر میں لے گیا تھا بزم عشرت آراستہ کی تھی اور ناچ رنگ گانے بجانے کا بھی جلسہ مہیا کیا تھا
اور ساغر بلوریں بادہ گلرنگ سے لبریز تھا صحبت بادہ نوشی گرم تھی ایک نازنین مہ جبین رشک قمر
حور طلعت نے یہ مسدس عاشقانہ گانا شروع کیا حاضرین محفل کا دل اپنی جانب رجوع کیا ناظرین
نہایت محظوظ ہوئے

سیدھی باتوں پہ ہے ہم سے یہ کجی تیر تمہار	جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تم پہ نثار
ایک جان اور ہے اب وہ بھی ہے سوئی تیر تمہار	لاکھ جانیں ہوں تو کرتے ہیں ابھی تم پہ نثار

چند میرے احباب نے مجھسے فرمایا کہ یہ کیا امر ہی اُس وقت مین نے اپنا قیاس ظاہر کیا اُنھون نے فرمایا کہ تیرا قیاس درست ہی تب مین نے جرات کرکے اس امر کو ترک کیا اور آیندہ سے یہ طریقہ ہوگا کہ ساحر نے سحر کیا اس طور سے کہ اسم اعظم صاحبقران کو فراموش ہوگیا زبان بند کردی پس یہ کہنا چاہیے کیونکہ یہی طریقہ ہی جب کہ زبان بند کی اور اسم اعظم زبان پر نہ جاری ہوگا تو سحر کیونکر دفع ہوگا آیندہ اب یہ حقیر اس طور سے بیان کرے گا کہ ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوگیا گو لوح سینہ پر نقش ہی مگر بسبب زبان بند ہونے کے زبان پر نہین آتا ہی اور دل اُسکی طرف سے پھیر دیا کہ اُسکی طرف رغبت نہین کرتا ہی اب آیندہ سے یہی طریقہ ہوگا وہ ساحر قتل ہوگا جب صاحبقران کی زبان کھلے گی یا وہ خود اپنا سحر برطرف کرے اُس وقت صاحبقران کو اسم اعظم یاد آ گے اگر یہ طریقہ وہ لوگ بھی برتا دیتے تو اچھا تھا کہ مین اُنپر اعتراض نہین کرتا ہون جو اُنکی راے مین آیا وہ اُنھون نے کیا کیونکہ وہ نقش اول کھنچے ہین اُن کے کف پا کی برابری نہین کرسکتا ہون مگر اب مین اس احاطہ سے باہر شجاؤن گا یقین کرتا ہون کہ ناظرین عالی فہم میری اس راے کو پسند فرمائین اور مجکو داد عنایت کرین خلاصہ یہ کہ یہ قیاس میرا تھا جو کہ مین نے ناظرین با تمکین کی خدمت مین عرض کیا اگر قبول افتد زہے عز و شرف ہ آمدم برسر مطلب اے قلم تو اپنے مطلب کو بیان کر تجکو ان مضمون سے کیا سروکار ای قلم تو کدھر کو چلا گیا اپنے مطلب کو چھوڑ کر دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ خیال کرے کہ ہم پر اعتراض کیا ہی کہ ایسے خیالات کا ظاہر کرنا باعث خرابی کا ہوتا ہی پس اب عنان اشہب قلم کو طرف میدان مدعا کے پھیرتا ہون

کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان قلم گشتہ زنجیر پا

خلاصہ یہ کہ جب خواجہ ثالث نے ایزان کو مطیع کرکے اُس سے سحر برطرف کرایا اور دریا مٹا تب خواجہ طرف لشکر کے چلے وہ جو ہرکارے براے خبر طبل جنگ بحکم بادشاہ اسلام کنارے دریاے سحر کے مقیم تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ دفعۃً دریاے سحر برطرف ہوا اور دیکھا کہ خواجہ ہمراہ ایک ساحرہ کے کنارے اُس دریا کے آئے تھے اُس ساحرہ نے اُس دریا کو مٹا دیا یہ ایسے خوش ہوے کہ اُنھون نے پوری کیفیت نہ دیکھی صرف اسی قدر حالت دیکھکر طرف لشکر کے خوشی خوشی چلے یہان اُس وقت پہونچے کہ لشکر مین نوبتین بج رہی تھین پھر ہو رہی تھین تمام لشکر مین خوشی تھی یہ بھی خوش خوش داخل بارگاہ ہوے اُس وقت بارگاہ مین پہونچے کہ صاحبقران بسبب وہی تقریر متذکرہ بالا کرتے تھے اور سب سردار خوش بیٹھے تھے خواجہ زادے خلعت پا چکے تھے کہ اُنھون نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور دعا و ثنا سے شاہی بجا لائے اور یون عرض کرنے لگے سہ الٰہی تخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ یہ شعر پڑھکر یون عرض پیرا ہوے کہ ہم غلام بموجب حکم حضور کل سے کنارہ دریاے سحر کے مقیم تھے اس خبر کے دریافت کرنے کے لیے کہ جب لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو آکر حضور کو خبر دین ہم نے ہر ایک طرح سے اس امر کی کوشش کی کہ دریاے سحر سے پار جائین اور حال دریافت کرین مگر ممکن نہوا اُسی مقام پر مقیم رہے اس وقت تک تو طبل جنگ نہین بجا مگر اسوقت ایک نیا واقعہ نظر آیا کہ خواجہ سلامت کنارے اُس دریاے سحر کے ہمراہ ایک ساحرہ کے تشریف لائے اُس ساحرہ نے کچھ پڑھکر اُس دریا کو مٹا دیا ہم یہ حال دیکھکر فوراً وہان سے روانہ ہوے کہ اس حال کی حضور کو خبر کرین اور صاحبقران کی حالت ملاحظہ کرین کہ صاحبقران کا مزاج کیسا ہی یہ سنکے بادشاہ نے فرمایا کہ اور کچھ خبر بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ اس سے زیادہ ہم کو اور کچھ نہین معلوم ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جاکر خبر لاؤ کہ اب کیا ہوا وہ

ہرکارے یہ حکم محکم پاکر اور آداب بجا لاکر بارگاہ سے نکل کر اُس طرف کو روانہ ہوئے یہاں صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سُنا کہ ہرکاروں نے کیا بیان کیا ہیں جو کہتا تھا وہی ہوا معلوم ہوتا ہے
کہ خواجہ کسی ساحرہ کو اپنا شریک کر کے کسی مقام پر لائے ہیں کہ جس نے الوان کے سحر کو برطرف
کیا یہ ساحرہ بہت زبردست معلوم ہوتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ کا اسوقت مثل و نظیر نہیں ہے
اسی سبب سے تو خواجہ ثانی نے جب انکو مثل اپنے دیکھا تو لقب خواجہ سے سرفراز کیا اور اپنی بیٹی دیدی
اور کسی کو نہ دیا یہ ضرور مثل خواجہ ثانی و اول کے ہیں صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اسمیں شک
کیا ہے اس مقام پر تو خواجہ نے ایسی ایسی عیاریاں کی ہیں کہ کوئی نہ کرے گا اس نازک عیاری سے
عشاق نہ طاقی کو قتل کیا اور اس عمدہ عیاری سے الوان سے زنجیر حاصل کیا انکی کل عیاریاں مثل
خواجہ اول کے ہیں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہ ہرکارے جو روانہ ہوئے تھے نصف راہ طے کرکے
پہونچے تھے کہ دیکھا خواجہ ثالث مع کل سرداروں کے جو کہ دریائے سحر میں قید تھے ساحر و غیر ساحر
طرف لشکر کے اُن سے باتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ہنستے ہوئے یہ حال دیکھکر وہ ہرکارے اُلٹے
پانوں پلٹے اور بارگاہ میں آکر صاحبقران سے خواجہ کی اور سرداروں کے آنے کی خبر دی بادشاہ
اور صاحبقران یہ حال سُنکے بہت خوش ہوئے مثل گل شگفتہ ہوئے کہ اتنے عرصہ میں خواجہ مع
سرداروں کے داخل لشکر ہوئے ہر طرف غل مچ گیا کہ خواجہ سرداروں کو رہا کر کے لائے ہیں ہر ایک
ملازم وفادار دوڑے اپنے آقا کو دیکھکر خوش ہوئے خواجہ کو دعائیں دینے لگے جو کہ لشکری تھے یعنی
سوار و پیادہ اور جو ساحر سوار اور پیادہ تھے وہ تو لشکر میں پہونچ کر اپنے مقام کی طرف خواجہ
سے اجازت لے کر چلے گئے کیونکہ اُنکا کام بارگاہ میں کیا تھا نصف لشکر سے زیادہ اُس نے اسیر کیا تھا
پس ملازم جیسے اپنے آقا کو دیکھکر خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُن سرداروں کے بھی ملازم اپنے
آقا کو دیکھنے آئے تھے کہ جنکو عطارد و آسمان سحر نے اسیر کیا تھا اُن سب نے اپنے آقاؤں کو جب نہ
پایا خواجہ سے عرض کیا کہ ہمارے آقا کہاں ہیں کیا آپ نے اُنکو رہا نہیں کیا اُنکو اسیر رہنے دیا خواجہ
جواب دیا کہ کون اُنھوں نے نام بتائے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ تو پہلے رہا ہو گئے تھے اُنکو تو برق
ثانی نے عیاری کر کے رہا کیا تھا کیا وہ ابھی نہیں آئے اُنھوں نے عرض کیا کہ جی نہیں وہ ابھی کہاں
تشریف لائے خواجہ نے جواب دیا کہ آتے ہونگے تم پریشان نہ ہو وہ رہا ہو چکے ہیں یہ جواب
پاکر وہ اپنے مقام کی طرف چلے گئے جو سردار رہا ہو کر خواجہ کے ہمراہ آئے تھے اُن کے ملازم
خواجہ کو از حد دعائیں دینے لگے اور جا جا کر اُن کے ناموس کو اس حال سے آگاہ کیا وہ لوگ بھی
بہت خوش ہوئے ادھر خواجہ سب سرداروں کو لیے کر داخل بارگاہ ہوئے اُن ساحروں اور سرداروں
نے ڈیرا اوپر جا کر کمریں کھولیں جو کہ ثانی بارگاہ میں جانے کے نہ تھے پس یہاں جب خواجہ داخل
بارگاہ ہوئے اور صحن بارگاہ میں پہونچے صاحبقران و بادشاہ و سرداروں نے دیکھا کہ خواجہ
کیسے خوش خوش چلے آتے ہیں صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ خواجہ کا استقبال کرو سرداروں
نے تا صحن بارگاہ خواجہ کا استقبال کیا یہاں تک کہ خواجہ مجرا گاہ پر پہونچے صاحبقران و بادشاہ
کو مجرا کیا صاحبقران نے خوش ہو کر خواجہ کو اپنے قریب طلب فرمایا خواجہ صاحبقران کے
قریب جا کر بیٹھے پھر تو سب سردار مجرا کر کے اپنے مرتبہ سے بیٹھنے لگے ساحر ساحروں کی صف میں غیر ساحر
غیر ساحروں کی طرف جب سب بیٹھ چکے اُس وقت صاحبقران نے نگاہ اُٹھا کر سب کی طرف دیکھا کل

سردار اپنے غیر ساحر پائے اُن مین سے کوئی کم نہ تھا جب ساحرون کی طرف دیکھا اُن مین دیکھا کہ آفاق
شاہ اور اسکی زوجہ و فخر الالان و سہراب و مریخ آفتاب علم وغیرہ کوئی ملین سردارون کو نہ
پایا عیارون کے صف کی طرف جو دیکھا تو چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثالث وغیرہ کو
نہ پایا یہ ملاحظہ فرماکر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای خواجہ یہ کیا کہ غیر ساحر جسقدر سردار
اسیر سحر ہوئے تھے وہ تو سب موجود ہین اور جو ساحر سردار اسیر ہوئے تھے اُن مین چند سردار
نہین ہین نہ عیار ہین اسکا کیا سبب ہی یہ امر میرے قیاس مین نہین آتا ہی خواجہ نے جواب دیا
کہ ای صاحبقران اسکا سبب یہ ہی کہ یہ جو سردار میرے ہمراہ آئے ہین یہ سب دریائے سحر مین
قید تھے اور کل لشکر ساحر وغیر ساحر اور جن سردارون کو آپ فرماتے ہین وہ دریا مین قید نہ تھے
بلکہ عطارد جادو کے سحر مین مبتلا تھے اُنکو برق ثانی نے عیاری کرکے کل شب کو رہا کیا تھا اور
وہ سب اُسکے سب لشکر کو تباہ کرکے اور لشکر ایوان کو غارت کرکے سب لشکر کو جلاکر چلے آئے تھے
مین تو جانتا تھا کہ لشکر مین پہونچ گئے ہون گے مگر یہان آنے سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک نہین آئے
ہین یقین ہی کہ آتے ہون اور جن عیارون کو آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی آتے ہون گے یہ سماعت
فرماکے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا وہ سردار دریا مین قید نہ تھے خواجہ نے جواب مین عرض کیا کہ
جی نہین نہ مین نے اُنکو رہا کیا بلکہ اُنکو مہتر برق ثانی نے رہا کیا ہی وہ کل ہی رہا ہوگئے تھے نہ
معلوم اُنپر کیا آفت آئی جو ابھی تک نہین آئے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم سب واقعہ
بیان کرو کہ تم نے ان سب کو کیونکر رہا کیا اور برق ثانی نے کیونکر رہا کیا خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
قصہ طولانی ہی اور میرے حواس اس وقت درست نہین ہین جب حواس درست ہون گے اُس
وقت عرض کرونگا دوسرے جب سردار اور عیار رہون گے تاکہ آپ پر اور سب پر یہ ثابت ہو کہ
کس نے کام اچھا کیا اور یہ مین کیا جانون کہ برق نے کیونکر رہا کیا مین کوئی برق کے ہمراہ تھا
خلاصہ اسکا یہ ہی کہ میری جان ایک نہ ایک دن ضرور جانے کی اور نقصان تو میرے مقدر مین
ہی کل سے آج تک دس ہزار کا نقصان ہوا علاوہ اُس کے جو کچھ کہ عیاری مین صرف ہوا مین ایسی
ملازمت اور عیاری سے باز آیا جو کچھ روپیہ میرا صرف ہوا ہی وہ آپ سے لون تو خانہ کعبہ کو چلا جاؤنگا
کیونکہ یہان سب میرے جان کے دشمن ہین مین آپ کے ہمراہ رہکر اپنی جان نہ دونگا اگر مرجاؤنگا
تو مجکو آپ سے یہ بھی امید نہین ہی کہ آپ میرے اہل وعیال کی پرورش کرین اور اُنکا کچھ مقرر کرین یہ
ہوگا کہ وہ بیچارے فاقہ کشی کرکے مرجائین گے یا بھیک مانگین گے پس ایسی حالت مین لازم ہی کہ میرا اپنے
کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ جب مین سرفروشی و جان نثاری کرتا ہون اور
ہزارون روپیہ کا کام کرتا ہون جو کسی سے نہین ہوتا ہی اُس وقت آپ سے تین روپیہ ماہیانہ کے بعد
ملتے ہین اُن مین سے بھی اگر کوئی ناغہ ہوجاتی ہی تو کاٹ لیے جاتی ہی پس جب مین نہ ہونگا تو کون
سرفروشی کرے گا کہ آپ تین روپیہ دین اُن بیچارون مین کوئی ایسا نہین ہی اگر وہ خواہش بھی کرے
تو یہ حکم ہوگا کہ جو منصب تمہارے باپ کا تھا اگر تم اسکو بجا لاؤ تو تمہاری پرورش کی جائے اگر تم
اُس منصب کو نہ بجا لاؤ گے تو الگ الله خیر صلاح ایسی حالت مین یہان سے کچھ نہ ملیگا اپنی بسر اوقات
کے لیے کوئی صورت کرو ہمارے یہان بڑون خدمت کیسے ہوسکتی کچھ نہ ملیگا پس جب کہ مجکو یہ حال معلوم
ہی تو کیون مین اپنی جان دون یا خدا نخواستہ میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوجائین تو بھی یہی حال ہوگا

آپ ایک بھی نہ دینگے بس اب مین خانہ کعبہ چلا جاؤنگا ایسی نوکری سے باز آیا انسان کو اپنی اور اپنے
اہل و عیال کی فکر ضرور ہے وہان جاکر عبادت خدا کرونگا وہ کریم اپنی عنایت سے مجکو اور میرے اہل و
عیال کو رزق دیگا کیونکہ اُس نے رزق کا اقرار کیا ہی وہ رزاق مطلق ہی دیدہ و دانستہ کوئی جان نہین
دی جاتی ہی آپکے ہمراہ سواے جان دینے اور مرنے کے کوئی کام نہین ہی جو جان دے اور اپنے سر کو
ہتیلی پر لیے ہوے پھرے اُسکو آپ سے فائدہ ہو وہی قلیل بس اپنی جان کی فکر ہر ایک کو لازم ہی
بقول شخصے کہ آپ از ندم جہان زندم آپ مردم جہان مردم دوسرے یہ امر اگر ہم نہ ہوتے
اور آپ نے روپیہ دیا بھی تو ہم کو کیا ہم نے تو کوئی لطف نہ پایا ایسے ہم تین روپیہ سے باز آئے جو اپنی
جان کے خواہان ہون جب تک پیٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان چلو اجا فائدہ توکل جو روپیہ
صرف کیا ہی وہ بیکار چلا جائیگا جو نقصان مقدر مین تھا وہ ہوا ابھی کل ہی کا ذکر ہی کہ اگر میری چالاکی کام
نہ دیتی تو میرا کام تمام تھا الوان میرے خون کی پیاسی تھی مجکو قتل کرتی میرے گوشت کو زاغ و زغن
کھا جاتے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ لاش کو تلاش کرکے دفن کرتا اور غسل دیتا اور قبر پر دو پھول چڑھاتا
یا ایک آبخورے اور دو روٹیون پر فاتحہ دلاتا کیونکہ میرے اہل و عیال اس قابل نہین ہین اول تو
بسبب نہ ہونے چار پیسون کے دوسرے پیٹ دست و پا ہین آپ سے یہ امید نہ تھی کہ کوشش فرماتے
اور ان سب امرون کو کرتے جب کوئی آکر خبر دیتا اُس وقت فقط زبانی صرف تھوڑے افسوس کرتے
جو کوئی کہتا بھی تو یہ جواب دیتے کہ اُنھون نے چار پیسون کے لالچ مین اپنی جان دی سواے اس
امر کے دوسری بات نہ ہوتی ہم آپکے سبب سے جان دیتے اُسکا انعام ہم کو یہ ملتا چونکہ میری زندگی تھی
بچ اُسکے نیچے سے بچ گیا خیر مال پر بنی جو زندہ ہون تو پیدا کرلونگا جن جن کا مال اس عیاری مین گیا ہی
ادا کرونگا اس وقت اُنکو سمجھا لونگا مگر اب مین کبھی عیاری نہ کرونگا کیا فائدہ ہوتا ہی
اگر تعریف ہوتی بھی تو اُس تعریف سے کوئی پیٹ نہین بھرتا ہی مین تعریف کو اوڑھون یا بچھاؤن یا
لپیٹون کیا کرون بس میری جان اسی امر سے بچیگی کہ مین خانہ کعبہ چلا جاؤن اور وہان جاکر اپنے
خالق کی عبادت کرون یہ جو تقریر خواجہ نے کی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے خواجہ تم بد دماغ
نہ ہو جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ بھی ہم دینگے اور جو روپیہ تم نے صرف کیا ہی وہ بھی ہم اور تم تو مثل
خواجہ اول اور خواجہ ثانی کے ہم سب کے جان بخش ہو اور ہمارے محسن ہو ہم تمھارے احسان
سے کسی وقت مین سبکدوش نہ ہونگے یہ کیا تم نے کہا کہ ہم خانہ کعبہ کو جائینگے تمھارے
سبب سے ہمارے لشکر کی رونق ہی جو مشکل کام ہوتا ہی وہ تمھارے سبب سے آسان ہوتا ہی اور
ساحرون کے قاتل تم ہی ہو اس وقت بھی تمھاری ہی وجہ سے مین نے اور میرے کل سردارون نے
الوان کے سحر سے نجات پائی ورنہ وہ سب کو قتل کرتی جان بری مشکل تھی یہی تقریر ہر ایک سردار
نے کی اس تقریر سے خواجہ خوش ہوے خواجہ کے خوش ہونے کا زیادہ سبب یہ تھا کہ صاحبقران
نے فرمایا تھا کہ مین سب روپیہ دے دونگا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی ابھی خواجہ نے عیاری کا
حال نہین بیان کیا ہی سب بیٹھے ہوے خواجہ کی تعریف کر رہے ہین انکو تو یہان مقام بارگاہ مین خواجہ
کی تعریف مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال قران ثالث کا تحریر ہوتا ہی کہ جب خواجہ الوان کو
لیکر بارہ دری سے باہر آئے تھے اور اُسکو لیکر طرف دریا کے چلے تھے اُسوقت قران ثالث
بھی اُس مقام سے تعقب مین خواجہ کے چلے تھے کیونکہ جب خواجہ نے سب عیارون کو زنبیل سے

زنبیل سے نکال کر چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اب تم جاؤ میں بھی آتا ہوں ہر ایک عیار تو وہاں سے نکل کر طرف لشکر کے
چلا تھا قران اسی مقام پر رہے تھے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور بلا خواجہ پر آئے پس جب خواجہ
قریب دریا پہونچے تھے اور دریا مٹا تھا خواجہ سب کو لے کر لشکر کی طرف چلے تھے خواجہ تو داخل بارگاہ
ہو سکے تھے اور نظر پر کر رہے تھے قران بھی بعد وہ ہونے دریا سے سحر کے طرف لشکر کے چلے اور داخل لشکر ہوئے
اہل لشکر نے قران کو دیکھ کر شور کیا کہ مہتر قران ثالث تشریف لائے مہتر قران ثالث ہر ایک سے
ملتے ہوئے صاحب سلامت کرتے ہوئے مزاج پرسی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے یہاں بارگاہ میں
سب کو دیکھا دل میں بہت خوش ہوئے شکر خدا کیا اور کہا کہ خدا نے پھر مجھکو یہ دربار دکھایا یہ خیال کرکے
بارگاہ پر آکر مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ خواجہ قریب
صاحبقران بیٹھے ہوئے ہیں ادھر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ قران ثالث بھی آ گئے
خواجہ نے پلٹ کر قران سے کہا کہ اے قران ثالث تم کہاں رہ گئے تھے اور سب عیار کہاں ہیں ہم تو
ہم سے پہلے چلے تھے قران نے جواب دیا کہ جب آپ نے ہم سب کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور کہا
کہ تم لوگ جاؤ ہم بھی آتے ہیں پس سب تو اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے ہیں میں نے خیال کیا کہ ہم ابھی یہاں
سے نہ جاؤ کیونکہ یہ مقام ساحروں کا ہے شاید کوئی ساحر اور ہو اور استاد کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں تو کوئی
تو ہو کہ جو استاد کی خبر لے اس خیال سے میں ٹھہر گیا تھا ان سب کا حال مجھکو نہیں معلوم کہ کدھر گئے لیکن جس وقت
آپ اس ساحرہ کو مار کر بارہ دری سے واپس آئے اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو میں بھی تھوڑی دیر
دور عقب میں آپ کے آیا جب تخت غائب ہو گیا میں وہاں سے لشکر کی طرف چلا جہاں پر دریا تھا وہاں
آکر آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس ساحرہ سے دریا اٹھوا دیا ہے جب دریا مٹ گیا میں لشکر کی طرف چلا یہاں
آکر پہونچا پھر تو یہ واقعہ ہے خواجہ نے صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ قران ثالث
نے بھی بڑا کام کیا ہے بہت بڑی عیاری کی ہے میں کیا بیان کروں کہ جو عیاری کی ہے یہ عیاری تو میرے
بھی گمان میں نہ تھی صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں نہ ہو کس کے فرزند ہیں اور کس کے ہم نام ہیں جو کہ
جان بخش عمر کہلاتے تھے ان کے بھی عیاری بڑی غضب کی ہوتی تھی صاحبقران نے بہت تعریف کی
قران ثالث نے سر جھکا کر کہا کہ یہ سب آپ کا اقبال ہے اور استاد کا فیض صحبت ہے ورنہ میں کس
لائق ہوں یہاں تو خواجہ و صاحبقران قران ثالث کی تعریف کر رہے ہیں اب راوی اور
عیاروں کا حال تحریر کرتا ہے کہ جب ان کو خواجہ نے ہوشیار کر کے رہا کیا تھا یہ بارہ دری سے نکل کر سیدھے
لشکر کی طرف چلے تھے مگر جب قریب دریا پہونچے دریا کو حائل پایا لاکھ لاکھ تدبیر کی اس پار نہ جا سکے آخر
ناچار ہو کر صحرا کی طرف چلے گئے اور فکر کرنے لگے کہ کیونکر لشکر میں جائیں دور تک اس خیال سے چلے گئے
کہ شاید کہیں سے راہ ملے مگر جب راستہ نہ ملی تو عاجز ہو کر ایک مقام پر بیٹھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ
کیونکر اس پار جائیں اور جا کر لشکر کا حال دیکھیں یہ لوگ اسی فکر میں مبتلا رہے جب وہ دن قریب ختم
پہونچا پھر سب اپنے مقام پر سے اٹھے اور صلاح کی کہ چلو دیکھیں اس وقت کوئی تدبیر پار جانے کی ہو یہ
خیال کرتے ہوئے اور باہم تذکرہ کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے تو دریا کا نام و نشان نہ پایا ہر ایک نے
سجدۂ شکر بجا لایا وہاں سے پاسے خاطری مارتا ہوا ہر ایک لشکر میں آیا یہاں اہل لشکر میں چہل پہل پائی
سب اہل لشکر ان عیاروں کو دیکھ کر خوش ہوئے سب سے ملتے ہوئے بارگاہ میں آئے راوی نے
بیان کیا ہے کہ اگرچہ سب ملے تھے ہر ایک تھکا ہوا تھا مگر بسبب خوشی کے کسی کو اپنی تکلیف کا خیال نہ تھا

تھا سب بیٹھے ہوئے تھے کہ عیار آکر حاضر ہوئے قواعد شاہی بجا لائے خواجہ کو سلام کیا اپنے اپنے مقام پر
کھڑے ہوئے گو دربار کا طریقہ نہیں ہے بلکہ سب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ خواجہ نے اُن
عیاروں سے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے برق ثانی نے بڑھ کر یوں عرض کیا کہ ہم سب جب کہ آپ سے
رخصت ہوکر بموجب آپ کے حکم کے لشکر کی طرف چلے جب قریب لشکر پہونچے دریا کو کہ وہ حائل تھا لاکھ
لاکھ تدبیر کی مگر نہ آسکے آخر عاجز ہوکر واپس گئے جہاں اس خیال سے گئے کہ اُس پار جائیں دریا کو حائل
پایا ایک صحرا میں جاکر بیٹھ گئے اسوقت وہاں سے پھر چلے کہ شاید کوئی تدبیر ہوں آتے کہ ہم اُس جگہ پہونچ
جائیں جب اُس جگہ پہونچے دریا کا نشان نہ پایا لشکر میں آئے حاضر خدمت شریف ہوئے خواجہ نے
فرمایا کہ اے برق ثانی وہ سردار کہاں ہیں کہ جن کو تم نے عیاری کرکے رہا کیا تھا وہ تو کل ہی شب کو
رہا ہوئے ہیں کیا سبب ہے جو ابھی تک لشکر میں نہیں آئے برق نے عرض کیا کہ مجھکو کیا خبر جب میں
نے اُن ساحروں کو قتل کیا جو کہ نگہبان تھے اور وہ سب رہا ہوئے اُنھوں نے رہا ہوتے ہی لشکر کو
الیوان کے غارت کرنا شروع کیا تمام لشکر میں آگ لگا دی ایک تلاطم برپا ہوگیا میں یہ صدا دے کر
وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور سرداروں سے کہا اب تم بھی اپنی اپنی جان اس بلا سے بچاؤ پھر مجھکو
نہیں معلوم کہ وہ لوگ کدھر گئے سب اہل دربار یہ حال سُنکے خیال کرنے لگے کہ وہ لوگ بھی آتے ہوں گے
صاحبقران نے برق ثانی سے فرمایا کہ اے برق ثانی تم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو برق نے عرض
کیا کہ میری عیاری کا لطف آپکو اُس وقت حاصل ہوگا کہ جب وہ سردار آلیں گے خواجہ نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ اے صاحبقران برق نے بھی آج بلا کی عیاری کی ہے صاحبقران نے
برق کی بہت تعریف فرمائی اب راوی اُن سرداروں کا حال تحریر کرتا ہے جو کہ اُس معرکہ سے
سپہ لشکر الیوان کو قتل کرکے اور خیموں بارگاہوں میں آگ لگا کر فرار کر گئے تھے اپنی جان بچا کر اس
ادھر کا خیال رہے کہ وہ لوگ جو دریا کے کنارے نہیں بھاگے بلکہ اُس دشت سے اس سبب سے بھاگ گئے تھے
کہ خود اُن کے سبب سے تمام دشت آگ سے بھرا ہوا تھا دوسرے ساحر جو قتل ہو رہے تھے اُن کے مرنے
کے سبب سے تاریکی ہو گئی تھی بوچھاری ہو رہی تھی آگ برس رہی تھی ادھر خیمہ جل رہے تھے سیر غل
کر رہے تھے بدیں سبب لوگ اُس مقام سے چلے کہ اب یہاں کیا ہے اپنے لشکر کو ملیں ایک ایک اپنا
جوہر کیے اُسی تاریکی میں روانہ ہوا چونکہ سب تھکی اور ساحروں کے مرنے سے تاریکی بھی ہوگئی تھی یہ
سب کے سب راہ فراموش کرکے دوسری طرف نکل گئے اگر راہ نہ فراموش کرتے تو ضرور یہ سب
سرداران پہنچنے کے قبل پہونچتے انکا دریا سے سحر کیا کرتا یہ تخت سحر پر سوار ہوکر دریا کے اُس پار چلے جاتے
اُن میں ہر ساحر اپنے وقت کا سامری و جمشید تھا یہ سب ساحران زبردست سے تھے راوی نے
بیان کیا ہے کہ تب یہ سب راہ فراموش کر گئے چونکہ ایک مرتبہ حملہ کرکے نکلے تھے ایک دوسرے سے
جدا نہیں ہوا تھا سب ایک ہی مقام پر کھڑے ہوئے سحر کر رہے تھے دوسرے یہ امر باہم اُس حالت میں
طے کر لیا تھا کہ اگر کوئی دوسری طرف مقابلہ کرنے جائیے اور لشکر کو تباہ کرے تو وہ جو شمال کی طرف درخت
صندل ہے اُس کے سایہ میں آکر کھڑا ہو تم سب اُسی مقام پر آ پہنچنے اور ایک مرتبہ حملہ اُسی مقام سے
کرکے خدمت میں بادشاہ کے سب مل کر ملیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا تھا کہ جو سردار اور طرف لشکر کے
تباہ کرنے کو گئے تھے یعنی کوئی مشرق کی طرف کوئی مغرب کی طرف تو کوئی جنوب کی طرف کوئی شمال کو
وہ سب اُسی درخت کے نیچے آکر کھڑے ہوئے تھے ان سرداروں نے چاروں طرف سے گھیر کر اُس لشکر

کو تباہ کیا تھا کفار کو نکلنے کی راہ نہ دی تھی کفار کو سوا ے راہ عدم کی دوسری راہ نہ ملی تھی چنانچہ سوا ے
اُن سرداروں کے کہ جو ایوان کے ہمراہ تھے وہ تو زندہ بچے تھے اور سب واصل جہنم ہوئے تھے بس
یہ سب کے سب اُس درخت کے نیچے حملہ آور ہوئے تھے اور ایک حملہ کر کے نکل گئے یہ حال سب جلد دوم
میں تحریر ہو چکا ہے اب اُنکا آنا لشکر اسلام میں تحریر ہوتا ہے اور یہ امر کہ وہ اُس شب تاریک میں کدھر
گئے اور اُنکو اتنا عرصہ کیوں ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو چلے تو لشکر کی طرف تو نہ چلے
اور ایک طرف کو چلے بڑی دور تک پیدل چلے گئے اُنکو لشکر کا کہیں نشان نہ ملا اُس وقت آفاق
نے سہراب سے کہا کہ اے سہراب ہم کو بڑی دیر ہوئی اُس مقام سے چلے ہوئے اور لشکر اسلام
کوئی ایسے فاصلہ پر نہ تھا کہ اتنا عرصہ ہوتا ابھی تک لشکر کا نشان تک نہیں معلوم ہوتا ہے کیا ہم راہ
جلدی میں فراموش کر گئے خیال کر کے تو دیکھو کہ کس قدر یہ صحرا ویران اور سنسان ہے سہراب نے
کہا کہ اے آفاق شاہ میں خود بڑی دیر سے اسی فکر میں ہوں میں خود اس امر کو تم سب سے کہا چاہتا تھا
کہ یہ کیا امر ہے کہ تم نے کہا ذرا ٹھہر کر اور مشعل سے روشن کر کے راہ کو تو دیکھو کہ ہم کس طرف چلے آئے ہیں
کہ مریخ آفتاب علم نے کہا کہ یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہم راہ فراموش کر کے آئے ہیں خیر اب
رات تو اسی مقام پر بسر کرو کیونکہ تھوڑی سی رات باقی ہے صبح کو یہاں سے طرف لشکر کے جائیں گے اگر
اس وقت چلتے ہیں تو یہ خیال ہے کہ پھر راہ نہ فراموش کر جائیں اور کسی طرف نکل جائیں دوسرے اسقدر
راہ جو چلے ہیں تو تھک بھی گئے ہیں تھوڑی دیر یہاں قیام کر لو تا کہ تھکن بھی برطرف ہو اور صبح بھی ہو جائے
یہ جو مریخ نے کہا تو کیہ وغیرہ نے پیرا سے پسند کی پس اُسی صحرا میں اُن سب نے سر سے ایک خیمہ
برپا کیا اور مشعلہا ے سر روشن کیں اُس خیمہ میں شب مقیم ہوئے ہر ایک نے اپنی راحت کے لیے
اسباب مہیا کیا یہاں تک کہ اُن سرداروں نے وہ رات اُسی صحرا میں بسر کی جب صبح ہوئی مسافر شب
طرف سرا ے مغرب کے چلا گیا آمد قافلہ سالار روز کی منزل مشرق سے شروع ہوئی صبح ہو گئی اور
آفتاب نکل آیا ہر ایک نے امور ضروری سے فراغت کی جب سب فراغت کر چکے اب جو آفاق شاہ
نے دیکھا تو خیال کیا کہ میں تو اپنے ملک کے قریب آ گیا ہوں یہ خیال کر کے اپنی زوجہ سے کہا کہ اب تو
ہم اپنے ملک کے قریب آ گئے ہیں جس دن سے یہاں سے لشکر لے کر گئے ہیں اُس دن سے یہاں کا
کچھ حال نہیں معلوم ہے لہذا ذرا شہر میں چل کر شہر کی حالت کو دریافت کریں سب اہل شہر کو اپنے
مطیع اسلام ہونے سے آگاہ کریں جو کہ ہمارے دین کی شرائط قبول کریں انکو رہنے دیں ورنہ
سب کو شہر سے نکال دیں مساجد کی بنا ڈالیں اور یہ دریافت کریں کہ کوئی سردار تو سمندر کی طرف
سے اس شہر پر قبضہ کرنے نہیں آیا تھا کیونکہ مجکو یقین ہے کہ قہلاق نے ضرور سمندر کو اس امر کی راے
دی ہوگی کہ کسی سردار کو براے غارت شہر آفاقیہ روانہ فرمائیے تا کہ وہ شہر آفاقیہ کو غارت کر کے تمام
مال و اسباب پر آفاق کے قبضہ کرے چنانچہ مشورہ جب تک شہر سے آئی تھی اُس وقت تک
تو کوئی نہیں آیا تھا شاید اس عرصہ میں کوئی آیا ہو تو معلوم ہو جائے گا دوسرے اس امر کا خیال ہے کہ
جب سب رعایا اپنے اپنے مذہب اصلی پر ہے اور میرے عزیز بھی اور وزیر بھی جب یہ سردار آئے گا تو وہ
کہے گا کہ آفاق مرتد ہو گیا اُس نے اپنا مذہب باپ دادا کا ترک کیا تو ضرور سب کو خیال ہوگا اُسکی شرکت کریں گے
شہر پر قبضہ دے دینگے پس جب میں جا کر سب کو اپنا شریک کر لوں گا اور اُنپر ظاہر کر دونگا کہ سمندر نے
میرے ساتھ بدعنوانی کی اس سبب سے میں اہل اسلام کا شریک ہوا جسکو میری شرکت منظور ہو وہ میرے

شہر میں رہے ورنہ چلا جائے اپنے عزیزوں اور بیگانوں کو مسلمان کروں اپنے وزیر کو مسلمان کروں اگر
یہ لوگ بھی مسلمان ہوں تو خیر ورنہ قتل کروں اور کسی لائق کو یہاں کا بادشاہ کروں اُسکو ہر ایک امر
کی فہمائش کردوں تاکہ جب کوئی سردار سمندر کی طرف سے آئے وہ اُس سے مقابلہ کرے اور مجھکو اُسکا
حال سے آگاہ کرے تاکہ میں آکر اُسکی گوشمال کروں اور اپنے شہر کو شہر اعدا سے بچاؤں اگر ایسا نہ کرونگا
تو مفت میں شہر ہاتھ سے نکل جائے گا چونکہ اب قریب آگئے ہیں اس کام سے فرصت کرلوں کو میرا قصد
تھا کہ میں صاحبقران سے مہلت لیکر یہاں آؤں اور اپنا سب کام اپنے حسب دلخواہ کروں مگر مقابلہ
سے مہلت نہ ملی نہ ابھی ملیگی پھر اس قدر قریب آکر اور بے تبدیل مرام پھر جانا اچھا نہیں ہے زوجہ نے کہا
کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے اور سب سے بھی کہو دیکھو وہ لوگ کیا کہتے ہیں آفاق نے یہ کلام
زوجہ سے سنکے مرزنج وسہراب وغزالان دلکو وغیرہ کی طرف متوجہ ہوکر اپنی رائے بیان کی اور کہا
کہ آپ لوگ میرے ملک کی سیر بھی کرلیں تو بہتر ہوگا اور یہ کام بھی ہو جائیگا چونکہ میرا ملک بہت قریب ہے میں
آج دن بھر میں یہ سب بندوبست کرکے سہ پہر کو یہاں سے آپ سب کے ہمراہ چلونگا میری تو یہ رائے ہے آئندہ
جو آپ سب صاحبوں کی رائے ہو مرزنج نے جواب دیا کہ اے آفاق شاہ ہم سب کو تمہارا فرمانا منظور ہے مگر
ہمکو اس امر کا خیال ہے کہ شاید ہم کو یہاں عرصہ ہو جائے اور وہاں مقابلہ ہو جائے تم اس امر سے بخوبی
واقف ہو کہ جیسا ساحرہ سے آج کل مقابلہ ہو رہا ہے اور وہ جلی ہوئی بہت ہوگی کیونکہ اول تو ہم سب اسکے
قید سے چھوٹ گئے ہیں دوسرے اُسکے لشکر کو تباہ کرکے نکل آئے ہیں ایک بھی تو اُسکے لشکر میں زندہ
نہیں رہا ہے کہیں اس غصہ میں وہ مقابلہ نہ کر بیٹھے تو خرابی ہو ہم یہاں رہیں اور وہاں خدانخواستہ کوئی
نوع دگر ہو جائے تو اُس وقت سوائے افسوس کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا اور بدنامی جو ہوگی وہ جدا
ہوگی گو یہ امر ہے کہ اگر ہم ہوں گے تو کیا کر لینگے کیونکہ جو کچھ خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا ہم بدون اُس کے
حکم کے کچھ نہیں کرسکتے ہماری کیا اصل ہے جو ہم کچھ کرسکیں مگر ہاں خیال ہوگا کہ اگر ہم ہوتے تو الوان
سے مقابلہ کرتے شاید ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتی پس تمہارے ملک میں چلنے سے عرصہ کا خیال ہے یہ سنکے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بجا ارشاد کیا مگر مجھکو میں پہر سے زیادہ عرصہ نہ ہوگا ایک
پہر دن باقی رہے گا میں اُس سہ پہر میں آپ سب کو لشکر میں پہونچا دونگا کیونکہ مجھکو بھی تو الوان کا
خیال ہے دوسرے جناب صاحبقران کا خوف ہے کہ بدون اجازت اپنے شہر کو جاتا ہوں میں خود
عرصہ نہ کرونگا مجھکو خود اس امر کا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں مقابلہ ہونے لگے تو خرابی ہو آج کے
مقابلے سے اس سبب سے اطمینان ہے کہ الوان آج تو اُن سب کے غم میں مبتلا ہوگی خصوصاً عطارد
کا بہت غم کیا ہوگا اور پس لشکر میں اُس کے بہت سے عزیز بھی ہوں گے جو قتل ہوئے ہوں گے اُنکا
بھی صدمہ ہوگا اور اُس نے شب کو طبل جنگ بھی نہیں بجوایا ہے وہ آج تو مقابلہ نہ کریگی کل مقابلہ کریگی
تب تک ہم بھی پہونچ جائینگے اے بھائی مرزنج ہم سچ کہتے ہیں پھر ایسا وقت نہ ملیگا نہ ایسا موقع ہاتھ
آئیگا آپ لوگوں کی عنایت سے میرا ملک شہر اعدا سے بچ جائیگا اور بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں
آجائیں گے نہ معلوم ایسا کب اتفاق [illegible] ادھر آنا ہو اور اس عرصہ میں ملک کا رنگ کیا ہو دگرگوں ہو جو
بڑی مشکل ہو مرزنج نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو بسم اللہ چلو مگر عجلت کا خیال رہے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ بسر و چشم آپ اطمینان رکھیے بس آفاق نے کہا تخت سجا رکھا
اور [illegible] تیار رکھیے [illegible] سوار ہوا اور اپنی زوجہ اور اپنی زوجہ کی بھائی [illegible] اور [illegible]

سحر پر سب ساحر سوار ہوئے تخت سحر کو آفاق کی طرف ملک آفاقیہ کے روانہ کیا ابر سحر پر سایہ افگن
تھا یہان تک کہ راہ طے کر کے داخل شہر ہوا یہان وزیر آفاق شاہ آفاق شاہ کی طرف سے سلطنت
کا انصرام کر رہا تھا دربار تو آراستہ تھا اسی طور سے دربار آراستہ ہوتا ہی جس طور سے زمانہ آفاق
شاہ مین ہوتا تھا سب امرا و وزرا ارکین سلطنت و امیران ہیبت و سرداران فوج و پہلوانان لشکر
و ساحران نامی حاضر دربار تھے سب اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر اور دنگلون پر بیٹھے ہوئے تھے
تخت پر شامیانہ تنا ہوا تھا وزیر کرسی پر بیٹھا ہوا حکم و احکام جاری کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ وزیر نے اہل
دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ ایکی مرتبہ جس دن سے بادشاہ تشریف لے گئے ہین حسب الطلب سمندر
شاہ کے تب سے تو کوئی خیر خیریت نہ معلوم ہوئی کہ مزاج مبارک کیسا ہی نہ معلوم سمندر پہ مین ہین یا
کسی مہم پر بادشاہ نے روانہ کر دیا ہی کچھ حال نہ کھلا اہل دربار نے جواب دیا کہ وہ اپنے ملک سے تو آپ
کے سبب سے بالکل بے خوف ہین یہ خیال فرماتے ہین جیسے مین ملک مین رہا ویسے میرا وزیر اعظم
ملک دریا دل رہے اور انکو یہ بھی خیال ہی کہ ملک دریا دل سحر مین مثل میرے ہی کوئی میرے قصور پر میرے
وزیر با تدبیر کی زندگی اور موجودگی مین قبضہ نہین کر سکتا ہی پھر کیا ضرورت ہی کہ مین انکی بابت خبر
لون جب یہان سے فرصت پاؤنگا تو چلا جاؤنگا وزیر نے جواب دیا کہ یہ انکا خیال صرف غلام نوازی
پر منحصر ہی ورنہ مین کیا انکی برابری کر سکتا ہون بقول شخصے چہ نسبت خاک را با عالم پاک وہ وہ
قدردان ہین جو ایسے خیالات میری نسبت فرماتے ہین ورنہ مین ان کے ایک ادنی غلام کی برابری
نہین کر سکتا ہون وہ تو بادشاہ ہین حاکم وقت ہین یہ صرف انکی ذرہ پروری اور بندہ نوازی ہی
خلاصہ یہ کہ میرا ان کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی اے بھائیو مجھکو اب بادشاہ کی مفارقت ناگوار ہی
ایک دم کا ہجر دشوار ہی مگر کیا کرون اس امر سے ناچار ہون کہ وہ ملک کا انتظام میرے سپرد کر گئے
ہین ورنہ اگر کوئی اور کام ہوتا تو مین ترک کر کے چلا جاتا اب اگر چلا جاؤنگا تو انتظام ملک خراب ہوگا
دوسرے معتوب ہونگا گو مین کیا انتظام کرتا ہون آپ سب لوگ مہربانی کرتے ہین دوسرے
بادشاہ کا اقبال ہی اور فضل خداوند مطلق ہے خداوند تصور یہ ہی کہ میرے ہاتھ سے یہ کام ہو رہا ہی
اہل دربار نے کہا کہ آپ کے صاحب لیاقت ہوتے ہین کچھ فرق نہین ہی آپ ایسا خیر خواہ اور نمک
حلال اور مدبر اور منتظم اور کوئی نہ ہوگا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین راوی نے بیان کیا ہی کہ جب
منورہ یہان سے گئی تھی تو وزیر وغیرہ سے خبر کر کے گئی تھی کہ مین اپنی خالہ اور خالو کے پاس جاتی ہون راہ
مین اس نے دریافت کیا تھا کہ خالہ اماں کہان ہین تو اسکو معلوم ہوا تھا کہ لشکر اسلام مین ہین لشکر
اسلام کی طرف کیا ہو گئی ہین یہ اس سبب سے آئی تھی مین وقت مقابلہ یہ تو مقصود تھا اس سبب
سے غرض کہ دیا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ منورہ کے جانے کی کیا ان لوگون کو خبر تھی اور اسکو کیونکر معلوم
ہوا کہ میری خالہ لشکر اسلام مین ہین ان لوگون کو آفاق کے حال سے خبر نہین ہی جب سے منورہ
یہان سے لشکر اسلام کی طرف گئی تو انکو بھی ضرور معلوم ہوگا ان لوگون کو اس حال کی اس سبب سے
خبر نہ تھی کہ یہ تو جانتے تھے کہ بادشاہ سمندر پہ مین ہین انکو کیا ضرورت تھی کہ یہ دریافت کرتے کہ
کہ بادشاہ کا کیا حال ہی ہان منورہ نے راہ مین دریافت کیا تھا جب وہ گئی تھی راوی نے اس کا
حال جلد دوم مین تحریر کیا ہی جس وقت وہ اپنی خالہ کے پاس پہونچی یہان تحریر کرنے کی کوئی حاجت
نہین ہی قصہ مختصر وزیر نے یہ تقریر اہل دربار سے کر کے کہا کہ مین آج مکان پر جا کر حال بادشاہ کو

دریافت کرونگا اور یہ بھی دریافت کرونگا کہ وہ کہان تشریف رکھتے ہین آیا سمندر ہی مین ہین یا کسی مہم
پہ گئے ہین جب معلوم ہو جائیگا تو ایک عرضی اُنکی خدمت اقدس مین روانہ کرونگا اور اُن کے
مزاج کی کیفیت دریافت کرونگا سب نے جواب دیا کہ یہ رای آپ کی بہت عمدہ ہی ہم کو بھی پسند ہی
ابھی یہان یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ایکبارہ ہوا سرد کا جھونکا آیا اور اُس سے خوشبو ایسی پیدا ہوئی کہ سب
کے دماغ معطر ہو گئے سب نے آنکھ اُٹھا کر طرف صحن بارگاہ کے دیکھا سب کو نظر آیا کہ ایک ابر سفید
آسمان پر چھایا ہوا ہی اور اُس ابر سے موتی برس رہے ہین یہ سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ دیکھا اُس
ابر سے چند تخت پیدا ہوے اُن تختون پر ساحران ذی وقار سوار ہین کہ یہ لوگ ابھی دیکھ رہے تھے
کہ وہ تخت صحن دربار مین آکر اُترے اب جو سب نے بغور دیکھا تو سمجھا کہ ایک تخت پر تو ہمارا بادشاہ
مع اپنی زوجہ اور منورہ کے تشریف رکھتا ہی اور تختون پر دیگر اقربا ہیکل ساحر ہین یہ حال دیکھ کر
سب اہل دربار ایک مرتبہ اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھے وزیر اپنی کرسی پر سے اُٹھا اور سب خوشی خوشی
ایوان سے صحن مین آئے اور صف بستہ ہو کر مودب کھڑے ہوے کہ وہ سب تخت زمین پر آئے
وزیر نے آفاق شاہ اور اُسکی زوجہ کو سلام کیا سب نے مجرا کیا آفاق شاہ نے سب کا سلام
و مجرا لیکر اشارہ کیا کہ ان سب کو بھی سلام کرو سب نے بموجب اشارہ اُن سب سرداروں کو جو کہ
لشکر اسلام کے آفاق شاہ کے ہمراہ تھے سلام کیا اُن سب نے بھی جواب سلام دیا مگر ہر ایک سردار
آفاق شاہ مع وزیر کے حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہین جن کو بادشاہ نے ہم سے سلام کے واسطے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی معزز ساحرون مین سے ہین ادھر آفاق شاہ مع اپنی زوجہ اور مرتیخ وغیرہ
کے تخت پر سے اُتر کر طرف ایوان کے چلا اہل دربار سب عقب مین چلے وزیر نے بڑھ کر تخت پر سے زانو یہ
اُٹھایا آفاق شاہ نے مرتیخ سے کہا کہ ای بھائی تم تخت پر بیٹھو مین تمھاری موجودگی مین کبھی تخت پر نہ بیٹھون گا
مرتیخ نے کہا کہ بھائی یہ تخت تم کو تمھارا مبارک رہے مین نے خود تخت کو ترک کیا ورنہ تمھاری مہربانی اور
عنایت سے مین بھی صاحب تخت ہون آفاق نے کہا کہ مین اس غرض سے نہین عرض کرتا ہون کہ آپ
صاحب تخت نہین ہین بلکہ میری یہ غرض ہی کہ جب آپ موجود ہین تو مین کس طور سے تخت پر بیٹھون مرتیخ
نے ہاتھ آفاق شاہ کا پکڑا اور تخت پر بٹھایا اور کہا کہ ایسی باتین ہو چکین آفاق شاہ تخت پر
بیٹھا زوجہ اُسکی کرسی پر منورہ اپنے مقام پر بیٹھی اور جو سردار لشکر اسلام کے تھے اُنکو آفاق شاہ
نے بڑی عزت و حرمت سے بٹھایا جواہر نگار دنگلون کرسیون پر اہل دربار سب اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھے
بیٹھتے ہی آفاق شاہ نے حکم دیا کہ ابھی شہر مین منادی کر دو کہ سب اہل شہر کیا جوان کیا پیر کیا امیر
کیا غریب ہر صاحب پیشہ و غیر صاحب پیشہ و مسافر سب در دولت پر حاضر ہون اور میرا کل لشکر بھی موجود
ہو اور چوبدارون سے کہا کہ تم جا کر میرے کل عزیزون کو میرے آنے کی خبر دو اور کہا کہ آپ کو اس وقت
دربار مین یاد کیا ہی کچھ بادشاہ کو کہنا ضروری ہی یہ حکم محکم سنتے ہی چوبدار فوراً روانہ ہوئے وزیر نے
منادی کو طلب کر کے حکم بادشاہ سے آگاہ کیا منادی اُدھر روانہ ہوا ادھر آفاق شاہ نے
وزیر سے فرمایا کہ ہمارا کل لشکر حاضر ہو اور کل ملازم بھی حاضر ہون ہم اُن سب کو ایک حکم سنا ئینگے اور
شہر مین جس قدر دور دور ہون اور جلد ازاُن سب کو طلب کرو اور بہت جلد ان سب کا سامان کو انجام دو
حکم دے کر اور یہ کہکر کہ سب اہل دربار حاضر رہین مین محل مین ہو آؤن تو آکر دربار کرونگا یہ خبر محل مین بھی
گئی کہ بادشاہ تشریف لائے ہین سب خواتین محل اور خواصین وغیرہ اپنے اپنے عہدون پر موجود ہو گئی

حکم

تھیں یہاں سب واقعہ سے استفادہ تھیں کہ بادشاہ یہ کہکر دربار سے مع زوجہ کے محل میں آیا سب آداب
بجا لائیں بادشاہ نے بارہ دری میں بیٹھکر سب اہل محل کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام
قبول کیا اور اہل اسلام کی شرکت کی سمندر کی رفاقت و مذہب تصویر پرستی ترک کیا پس جسکو اہل
محل سے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے محل میں رہے ورنہ اسی وقت چلا جائے نہیں تو میرے ہاتھ سے قتل
ہوگا اور چند کلمہ وحدانیت خدا میں بیان کیے راوی نے بیان کیا کہ سب اہل محل مسلمان ہوئے اور
مطیع اسلام ہوئے کوئی عورت عورت محل سے لازم وغیر لازم عزیز و بیگانہ ہر ایک زن نے اطاعت اسلام
قبول کی بادشاہ نے خوش ہوکر سب کو انعام دیا اور کہا کہ اب تم چین سے رہو تمہارا اگر ہی یہ حکم دے کر بادشاہ
یعنی آفاق شاہ محل سے دربار میں آیا ادھر وزیر نے موافق حکم آفاق شاہ کے کل لشکر کو در دولت
پہ حاضر کر دیا تھا اور دور اور نزدیک کے بھی سب حاضر تھے ادھر منادی نے ندا کر دی تھی اہل شہر کو حکم بادشاہ
سے آگاہ کر دیا تھا سب اہل شہر کیا غریب کیا امیر کیا برنا و پیر صاحبان حرفہ و صاحبان پیشہ و مسافر یہاں تک
شیر خوار بچے تک زنان شہر جو کہ باہر نکلتی تھیں سب در دولت پر حاضر ہوئیں تھیں کہ دیکھیں بادشاہ
کیا حکم فرماتے ہیں ادھر چوبداروں نے عزیزان بادشاہ کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ سب لوگ
بھی حاضر ہوئے یہاں دربار میں سب اہل دربار اور وزیر حیران ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے کہ بادشاہ نے
یہ حکم صادر فرمایا اور یہ کون لوگ ہیں جو بادشاہ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے محل میں جا کر کیا حکم دیا وزیر کو
تاب نہ رہی ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ای خداوند میری خطا معاف ہو میں ایک امر کا امیدوار ہوں کہ یہ
غلام اس راز سربستہ سے آگاہ فرمایا جاوے کہ یہ کیا راز ہے اور حضور کہاں تشریف فرما تھے اور یہ کون
بزرگوار ہیں جو آپ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے وزیر کی عرض سنکے فرمایا کہ تو سب حال سے تھوڑی دیر
میں آگاہ ہو جاوے گا و سب حال تجھ پر کھل جاوے گا ہاں ان لوگوں سے تم آگاہ ہو کہ یہ جو میرے تخت کے
برابر دنگل پر متمکن ہیں یہ شاہزادے ہیں طلسم فیروزہ کے انکا نام ہر سہ آفتاب علم ہے اور یہ
سہراب جادو ہیں سپہ سالار سمندر اور یہ کوکبہ روشن تن ہیں حاکم شہر کوکبہ کی اور غفر ولالان
جادو دختر آفتاب جادو سپہ سالار سمندر کی ہیں اور یہ فلاں ملک کے بادشاہ ہیں اور یہ فلاں ملک
کے یہ سب میرے ہمراہ میرے ملک کی سیر دیکھنے کو تشریف لائے ہیں یہ جو وزیر نے تقریر بادشاہ کی سنی
تھا مدہوش ہو رہا اب معلوم ہوا کہ یہ سب ساحران زبردست ہیں اتنے میں عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ
خداوند سب اہل شہر و لشکری و ملازم حضور و عزیزان حضور در دولت پر جمع ہیں اس قدر مجمع ہے کہ
کثرت مردم سے راہ نہیں ملتی ہے یہاں تک کہ نکلنا دشوار ہے یہ سنکے آفاق شاہ تخت پر سے
اٹھا اور سب اہل دربار کو اپنے ہمراہ لے کر مع سرداران اسلام کے بیرون دربار آیا سب اہل شہر
نے بادشاہ کو مجرا و سلام کیا اسی طور سے لشکر کا مجرا و سلام ہوا اور عزیز و اقارب و جملہ حاضرین کا
آفاق شاہ وزیر کو اور سرداران اسلام کو ہمراہ لے کر ایک بلندی پر آیا اور سب اہل دربار کو اسی
مقام پر چھوڑا بلندی پر جا کر خود آفاق شاہ نے باواز بلند کہا کہ ای اہل شہر و اہل لشکر یا بدولت
و عزیزان یا بدولت و ملازمان یا بدولت پہلے تم یہ بیان کرو کہ ایک زمانہ ہوا ہمکو تم سب پر حکومت
کرتے ہوئے میں نے کبھی تم پر کوئی ظلم تو نہیں کیا یا کسی کی فریاد رسی میں کمی تو نہیں کی تم میں سے
کسی پر کوئی ایسا خراج تو نہیں زیادہ کیا کہ جس کے دینے سے تم عاجز ہوئے ہو یا تم میں سے کسی کا میں نے
کبھی مال تو نہیں چھین لیا یا کسی کو میں نے بے خطا قتل تو نہیں کیا اگر کوئی ظلم یا ستم یا کسی کی فریادرسی

مین کمی کی ہو تو بیان کر دے وہ شخص کیونکہ زندگی کا کسی کے اعتبار نہین ہی عدم کا راستہ کھلا ہوا ہی برابر
چلے جاتے ہین دنیا ناپیدا کنار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بقول کسی کے دنیا سے دنی کو جو کہ فانی سمجھے ٭ اور
قصہ عمر کو کہانی سمجھے ٭ دریائے حقیقت کو وہی جانے تیر ٭ جو مثل حباب زندگانی سمجھے ٭ مجھکو بھی یہ خوف
ہی کہ کہین ایسا نہ ہو کہ مین مرجاؤن اور میرے سر یہ گناہ رہ جائین تو بڑی خرابی ہو جسکا مین نے
نقصان مال لیا ہو وہ کہدے جسکو مین نے بے خطا سزا دی ہو وہ کہدے جسکی فریاد رسی نہ کی ہو وہ کہدے
تاکہ مین اُس سے اپنی خطا بحل کرا لون یہ جو بادشاہ نے فرمایا اسوقت سب اہل شہر اور لشکر و ملازم و
عزیز سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آج تک تجھسا بادشاہ عادل منصف سخی جری رحیم نہین دیکھا
اگر یا درزمانہ ہزار برس گردش کرے چاہیے گی کہ تجھسا بادشاہ و فرزند پیدا ہو کبھی نہ ہوگا ہم تیرے اوصاف
حمیدہ کی کس زبان سے تعریف کرین ہم تیرے برابر سمندر شاہ کو بھی نہین جانتے ہین وہ تیرے
روبرو ظالم اور بخیل ہی اگر خداوند تصویر پھر دنیا کو خلق کرین گے تو بھی مثل تیرے کوئی بادشاہ نہ ہوگا ہم
مین سے کوئی تیرا شاکی نہین ہی خداوند کریم ہم سب کے سر پہ تجھ ایسے بادشاہ کو ہمیشہ سلامت با کرامت
رکھین تیری عہد حکومت مین ہم مین سب بے خوف و خطر اپنے اپنے مکانون مین سوتے ہین نہ دزد کا
کا خوف نہ قزاقون کا خطر ہی پیٹ بھر کھاتے ہین نیند بھر سوتے ہین تیرے جان و مال کو دعا دیتے ہین
یہ راحت و آرام تو کسی ملک مین کسی بادشاہ کے عہد حکومت مین رعایا کو نصیب نہ ہوگا جو ہم کو
حاصل ہی ہم تیرے بدخواہون کو اگر پا جائین تو اس طور سے انکو ہلاک کرین کہ مرغان ہوا و ماہیان
دریا اُن کے حال پر رحم کھائین اور ہم کو ترس نہ آوے ہم وہ لوگ ہین کہ جہان تیرا پسینہ گرے ہم وہان
اپنا خون گرا دین اور جو بلا تیرے اوپر آنے والی ہو اُسکو اپنے سر پر لین اگر خدا نخواستہ کوئی غنیم
ملک پر چڑھ کر آوے تو ہم سب کے سب پہلے اپنی جانین نثار کرین اور جی نہایت سے ادا ہون کیونکہ
تو نے ہم کو اسی طور سے خوش رکھا ہم اور راحت دی ہی جب سب نے یہ تقریر کی آفاق شاہ
نے فرمایا کہ مجھکو تم سب سے اس سے زیادہ امید ہی پس مین یہ تم سے کہتا ہون کہ جو امر مین کہون گا
اُسکو تم لوگ بخوشی خاطر قبول کرو گے اُنھون نے عرض کیا کہ جو امر حضور اپنی زبان مبارک سے فرماینگے
اُسکو ہم سب ضرور قبول و منظور کرینگے تب آفاق شاہ نے کہا کہ آگاہ ہو میری غرض تم سب
کے جمع کرنے سے یہ تھی کہ مین نے تو اطاعت سمندر شاہ کی ترک کی اور مذہب تصویر پرستی بھی ترک
کیا اور دین اسلام مع اپنی زوجہ اور اہل لشکر کے جو کہ میرے ہمراہ تھے اختیار کیا اور خدا پرستون کی
شرکت اور صاحبقران کی اطاعت اور غلامی اختیار کی یہ کہکر آفاق شاہ نے بہت کچھ تعریف
مذہب اسلام کی اور وحدانیت خدا کی کی اور صاحبقران کی بھی ازحد تعریف کی اور سب مذہبون اور
خداوندون کی مذمت بیان کی جس کے سبب سے سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اہل دربار کے دلون
سے زنگ کفر برطرف ہو گیا اور مثل آئینہ کے ہر ایک کے دل صاف ہو گئے اب تقریر آفاق شاہ
نے ہر ایک کے لوح قلب سے زنگ کفر کو دھو دیا اُس کے بعد آفاق شاہ نے سرداران
اسلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایسے ایسے لوگ صاحبقران کے مطیع ہین ان مین بہت سے
اور ملکون کے بادشاہ ہین اور بہت سے اسی ملک کے رہنے والے ہین اور سمندر کے ملازم اور
خراج گزار مثل سہراب جادو و غزالان آہو چشم و کوکبہ روشن تن کے کہ اُس کے ظلم و
ستم اور ناانصافی سے عاجز ہو کر اسکی رفاقت ترک کی اور اُس کے خون کے پیاسے ہو رہے

اور بہت سے مقابلہ کیے ہر ایک مقابلہ مین یہی لوگ سرسبز رہے ایہا الناس آگاہ ہو کہ سمندر
نے میرے ساتھ وہ حرکت کی ہے کہ کوئی اپنے خیرخواہ کے ساتھ نہ کرے گا یہ کہکے آفاق شاہ
نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ کہ اوپر گذرا تھا بیان کیا اور اپنا اہل اسلام کی شرکت کرنا بیان
کیا اور کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ لوگ بھی دین اسلام قبول کرین اور مذہب باطل تصویر پرستی
ترک کرین اور واقعہ جو کہ آفاق شاہ پر گذرا تھا اور خواجہ نے چھٹکاری کرکے آفاق شاہ
کو رہا کیا تھا جسکا ذکر جلد دوم مین ہوا ہے آفاق شاہ نے اہل مجمع کے روبرو بیان کیا یہ حالات
سنکے سب اہل مجمع نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم نے دین اسلام اختیار کیا اور مذہب
تصویر پرستی ترک کیا ہم سب تو آپکے ہمراہ ہین جو آپکی خوشی اور مرضی ہے وہ ہماری مرضی
آپ نے سنا ہوگا کہ الناس علی دین ملوکہم پس جو مذہب آپ نے اختیار کیا وہ ہم نے بھی قبول
کیا کیونکہ کوئی تو بہتری آپ نے دیکھی ہوگی جو مذہب اسلام اختیار کیا اور کوئی تو خرابی مذہب
تصویر پرستی مین آپ نے دیکھی ہوگی جو اسکو ترک کیا پس ہم نے آپکے کہنے کے موافق مذہب
تصویر پرستی پر لعنت کی اور مذہب اسلام اختیار کیا اے بادشاہ اگر سمندر کے ظلم کی خبر ہوتی کہ
اس نے آپ پر یہ ظلم کیا تو ہم سب شہر سمندر کو تباہ کرتے اور سمندر کو محل مین گھس کر قتل کرتے
وہ حرامزادہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر کہان جا سکتا تھا مگر کیا کرین کہ ہم کو خبر نہ ہوئی ورنہ آپ
ہماری جان فروشی و غلامی کا تماشا ملاحظہ فرماتے خدا خواجہ کو سلامت باکرامت رکھے کہ
جن کے سبب سے ہم نے پھر آپکی صورت زیبا دیکھی جب آفاق شاہ نے دیکھا کہ سب
اہل مجمع میرے کہنے سے مذہب ترک کرنے پر راضی ہین اس وقت آفاق شاہ نے پکار کر
کہا کہ مین کسی پر جبر نہین کرتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ بجبر میرے کہنے کو مانو ہان یہ ضرور میرا سوال ہے
کہ جن جن صاحب کو اپنا مذہب ترک کرنا منظور نہو وہ میری عملداری سے نکل جائین کیونکہ ایسا
نہو کہ ان کے خلاف مذہب ہونے سے میری طرف سے انپر کچھ ظلم ہو جو کہ میری بدنامی کا سبب
ہو اور مین ظالم مشہور ہون مین یہ نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے کسی کو تکلیف ہو یہ جو
آفاق شاہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ ہم سب بخوشی دین اسلام اختیار کرتے ہین آپ
کے جبر سے نہین اختیار کرتے ہین اور ہم مین کوئی ایسا نہین ہے کہ جو نہ اختیار کرے جب آفاق
شاہ نے یہ جواب پایا پس جو کہ ناسمجھ تھے انکو مطیع کیا اور جو کہ سمجھدار تھے انکو کلمہ تعلیم کیا
اس طور سے کہ جو قواعد اسلام کی کتابین تھین انکو تقسیم کیا حکم دیا کہ ہم مدرسے جاری کرتے ہین
اسمین سب جاکر قواعد اسلام کی تعلیم لیا کرین یہ حکم دے کر فرمایا کہ اب آپ سب لوگ اپنے اپنے
مکان پر تشریف لے جائین یہ حکم دیتا تھا کہ وہ مجمع برہم ہوا سب آفاق شاہ کی تعریف کرتے
ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے اور اپنے اہل وعیال کو مسلمان کیا اب شہر آفاقیہ مین کوئی ایسا
نہ تھا کہ جو مطیع اسلام صدق دل سے نہو بعد مجمع برخاست ہونے کے آفاق شاہ نے بیلدارون
کو حکم دیا کہ جس قدر بتکدہ ہون سب منہدم کر دو اسی وقت سب بیلدارون نے تمام شہر کے
بتکدے کھود ڈالے راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مجمع مین جس قدر لوگ تھے سب کے گلے مین
تصویرین تھین جب سب مسلمان ہوئے وہ تصویرین گلے سے اتار کر پھینک دین آفاق شاہ
نے انکو جمع کرا کے جلا دیا اسکے بعد دربار مین آکر سب اہل دربار سے جو حال کہ اسپر گذرا تھا

مع خواجہ کی عیاری کے بیان کیا جو کہ جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے اور اپنے عزیزوں کو بلا کر بہت کچھ انکو
تسلی و تشفی دی عجب لوگوں نے اپنی خوشی سے مذہب تصویر پرستی ترک کر کے مذہب اہل اسلام
اختیار کیا تب آفاق شاہ نے فرط مسرت سے وزیر باتدبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ بہت جلد محفل جشن
و طرب آراستہ ہو یہ حکم سنتے ہی وزیر دانش منش نے محفل نشاط برپا کی اور رقاصان زہرہ جبین
و خوش گلو کو طلب کیا فوراً مطربان خوش نوا حاضر ہوئیں اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیا

اشعار

سبز رنگت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ — چہرہ گویا شمع شب طور ہے اللہ اللہ
خوشبو لپٹ بھی بہت دور ہے اللہ اللہ — کیا بھلا نور کا انکو رہی اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن میں یکتا بھی یوسف ثانی ہو تم

قد تو چھوٹا سا ہے کیا چھون کا رنگ آپ کا ہے — فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپ کا ہے
چوک کی سیر ہی کر سے یہ پلنگ آپ کا ہے — اپنی نظروں کی خبر لو یہ خدنگ آپ کا ہے

زہر کو ہر دل کو تیر یا سما تو نہ کرو
مردہ عاشقوں کے کلیجوں کو جدا تم

چال وہ کہ جب دی پاؤں پہ بچھتے آکر — ہیں آنکھیں مردہ جو ترپت کو اٹھا دو ٹھوکر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شکر ہے ین پر — زہر کھاتے ہیں انہیں پاؤں پہ جادوگر

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جائے
سنگ تم پر جو زندہ تو سہا ہو جائے

ہم سا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا پیارے — خوب ان روزوں بڑی دھوم مچی ہے پیارے
انگلی پاؤں پہ ذرا دھیان نہ آیا ہے — کہتے ہیں دل ہی نہیں آپ سے پیارا پیارے

اپنی پاؤں پہ سے او کیا کہتے ہیں
بڑی چالوں سے پلا کسکو بھلا کہتے ہیں

یہ اشعار جو اس نے پڑھے سن دروں کا سے حاضرین دربار نہایت محظوظ ہوئے چونکہ وقت تنگ تھا لہذا
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ جلسہ برخاست ہو جب جلسہ برخاست ہوا تو آفاق شاہ نے اپنی سپاہ
کو انعام اور اہل دربار کو علی قدر مراتب خلعت دئے اس کے بعد وزیر کو اپنے قریب طلب کر کے حکم دیا
کہ اب میں خدمت میں صاحبقران کی جاتا ہوں کیونکہ وہاں الوان سے اور صاحبقران سے
مقابلہ ہو رہا ہے اور اپنی اس طرف کی حالت بیان کی اور کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اگر مقابلہ نہ
ہوتا تو دو ایک روز قیام کرتا یا اجازت لے کر آتا لیکن اب میں پھر اپنی طرف سے تجکو حاکم کرتا ہوں
تم یہ تدبیر کرنا کہ مدرسہ بنانا ان میں دین اسلام کی تعلیم دلانا او جہاں جہاں سے بتکدے کھدے ہیں
اسی اسی مقام پر مسجدیں بنوانا وہاں موذن نوکر رکھنا اور جہاں باقی ہوں انکو بھی کھدوا کر اس
مقام پر بھی مسجدیں تعمیر کرانا اور جس طور سے ہم کام کرتے تھے اسی طور سے کرنا اگر کوئی سردار سمندر
شاہ کی طرف سے لشکر لے کر آئے اس سے مقابلہ کرنا اور ہم کو بھی اطلاع دینا ہم بھی ادھر سے
کمک بھیج دیں گے اور دیا دل جب اس قسم سے صاحبقران کی طاقت ہوگی اور سمندر شاہ

قتل ہوگا اور سمندر پہ فتح ہوگی تو میں صاحبقران کو مع بادشاہ اور کل سرداروں کے یہاں
لاؤں گا تم سب بھی صاحبقران کی زیارت کرنا اور قدم بوسی حاصل کرنا دریا دل نے عرض کیا
کہ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے یہ غلام اُسی پر کاربند ہوگا آپ اطمینان رکھیں آپ کے غلامان جاں نثار
سمندر سے تو خوف کرتے نہیں ہیں اُس کے سرداروں کی بھی حقیقت ہے کہ وہ ہم سے آکر مقابلہ
کریں گے اگر خود سمندر لشکر لے کر آئے تو وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہ جائے نہ کہ اُس کے سردار
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ مجھ کو تم سے ایسی ہی امید ہے [illegible] باتیں آفاق شاہ نے وزیر کو
تعلیم کرکے حکم دیا کہ خاصہ لاؤ پس بکاول نے خاصہ حاضر کیا آفاق شاہ نے مع سرداران
اسلام کے خاصہ نوش فرمایا بعد خاصہ تناول کرنے کے آفاق شاہ نے سرداروں سے کہا کہ
لشکر لے کے چلیے پس اُسی وقت آفاق شاہ نے سامان سفر کیا تخت سجا تیار کرکے مع سرداران
اسلام اور اپنی زوجہ اور شورہ جادو کے سوار ہوکر وزیر اور سب سرداروں کو عدل و داد اور
رفاہ خلق کی تاکید کرکے تختوں پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور یہ بیان کیا ہے
کہ آفاق شاہ نے سب کام دو پہر میں کیا ہے اور بعد دو پہر کے جب کہ دو پہر دن باقی تھا سب سے
رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلا شہر آفاق سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا تخت
[illegible] اُڑتا ہوا مع مرجح آفتاب عالم کے چلا جاتا تھا کہ دور سے لشکر کے نشان نظر آئے
اس نے مرجح سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر جلدی ہم لشکر اسلام میں پہونچ گئے ہیں یہ خیال کرتا
کہ یہ شہر بہت دور ہے کیونکہ رات کو کس قدر دیر تک چلے تھے جب یہاں تک پہونچے تھے معلوم [illegible]
طرف شاہ [illegible] چلے تھے وہ کون سے راہ تھی ہم تو لشکر اسلام کو جانتے ہیں اور سبب [illegible] کوشش کر کے
راہ [illegible] چلے آئے مگر اس وقت بہت جلد پہونچے مرجح نے کہا کہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم لشکر میں پہونچ
گئے آفاق نے جواب دیا کہ نشان لشکر نظر آتے ہیں ملاحظہ فرمائیے مرجح نے اور دیکھا جدھر کا آفاق
نے [illegible] دیا تھا مرجح نے دیکھ کر کہا کہ اے آفاق شاہ اس طرف لشکر اسلام فروکش نہیں ہے نہ یہ
نشان لشکر اسلام میں بلکہ یہ نشان لشکر کفار ہیں ان نشانوں میں کوئی علامت اہل اسلام کی علموں
کی نہیں ہے آفاق نے کہا کہ یہ تو میں نے مان لیا کہ آپ جو ارشاد فرماتے ہیں میں بھی کوئی علامت
پاتا ہوں اگر [illegible] نہیں سمجھے کہ ہم قریب لشکر پہونچ گئے ہیں یہ نشان گرداب وغیرہ کے لشکر کے ہیں مرجح نے جواب دیا کہ
یہ [illegible] کہا پس اب سب نے اپنے تخت اُسی طرف روانہ کیے تھوڑی ہی دیر میں قریب اُس لشکر کے
پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر قریب چالیس ہزار کے زیر پہاڑ اترا ہوا ہے اس میں سب ساحران کالے علم
نکالے ہوئے ہیں خیمہ وغیرہ برپا ہیں ایک بارگاہ وسط لشکر میں برپا ہے بازار ہیں آراستہ ہیں ساحران
غدار پھر رہے ہیں یہ جو آفاق شاہ نے تخت پر سے دیکھا کہ نہ یہ لشکر اسلام ہے نہ لشکر گرداب شاہ
اور [illegible] ہے اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر سمندر شاہ کا ہے سمندر یہ کسی طرف کو
جاتا ہے پس آفاق نے مرجح وغیرہ سے کہا کہ اے بھائی یہ خوب برداشت لگی ہے لشکر ضرور کسی
ملک پر سمندر شاہ کی جانب سے جاتا ہے یا تو اس ملک کے بادشاہ نے سمندر شاہ سے سرکشی کی ہے
یا خراج نہیں دیا ہے یہ لشکر اُسی شہر کو تباہ و تاراج کرنے کو جاتا ہے مرجح نے کہا کہ ہم کہتے ہو مگر لشکر
سب ساحروں کا ہے آفاق شاہ نے جواب دیا کہ سمندر کا طریقہ ہے کہ جب کسی ملک پر
لشکر روانہ کرتا ہے تو ساحروں کا لشکر روانہ کرتا ہے میری رائے ہے کہ اس پہاڑ پر چل کر قیام کریں اور

دریافت کرین کہ یہ لشکر کدھر کو جاتا ہی اگر ہو سکے تو اس لشکر سے مقابلہ کرین مہرخ نے کہا کہ اچھا بس
یہ سب کے سب پہاڑ پر آئے اور کوہ پر اترکر قیام پذیر ہوے آفاق شاہ نے اپنی جھولی سے ماش
کا آٹا نکالا اُسکے دو پتلے بنائے اُنپر سحر کیا کہ وہ پتلے گویا ہوے آفاق شاہ نے اُن سے اشارہ
کیا اور کہا کہ بیان کرو یہ جو لشکر اُترا ہوا ہی کسکا ہی اور کدھر کو جاتا ہی اسکا افسر کون ہی یہ جو اشارہ
آفاق شاہ نے کیا وہ پتلے فوراً نگاہون سے پنہان ہوگئے ادھر آفاق شاہ نے مہرخ وغیرہ
سے کہا کہ آپ لوگ اپنا سامان کرین اس لشکر پر ایک حملہ ضرور فرمائیے اور لشکر کو بھی مثل لشکر دیوان کے
چارون طرف سے گھیر کر قتل فرمائیے کیونکہ یہ لوگ بھی سب یہان غافل ہین انکو ہمارے آنے کی خبر نہین ہی
ہم دفعةً جا گرینگے تو وہ لوگ پریشان ہو جاینگے گو ہزارون ہین مگر دفعةً ہمارے جانے پریشان ہونگے
سب کمرین کھولے ہوے ہین جبتک حالات ضرب و حرب سے درست ہونگے اُس وقت تک
ہم تہلکہ ڈالدینگے چارون طرف سے لشکر مین تلاطم برپا ہو جانے گا سب نے کہا کہ ہمارے
رب کی بہت اچھی ہی ایسی غفلت مین ضرور حملہ کرنا چاہیے بس اپنا اپنا سامان درست کرنے لگے کسی
نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا کسی نے نارنج سحر درست کیا کسی نے ترنج سحر کسی نے ناریل کسی نے
پیکان سحر کسی نے آتش کے دانے کسی نے برق سحر بنائی کسی نے رائی سرسون کے دانے ہاتھون مین لیے
آفاق و مہرخ و آئینہ اندام زوجہ آفاق نے اپنے اپنے سحر کو درست کیا کہ اتنے عرصہ مین وہ
پتلے آئے انھون نے آفاق شاہ سے یون بیان کیا کہ اے آفاق شاہ آگاہ ہو کہ یہ لشکر
سمندر ریہ سے آیا ہی اور قریب پچاس ہزار کے ہی اس لشکر کا افسر بدمست خون ریز جادو
ہی بحکم سمندر شاہ طرف آفاقیہ کے جاتا ہی کیونکہ سمندر شاہ نے بدمست کو پچاس ہزار
کی جمعیت سے برائے تاخت و تاراج آفاقیہ روانہ کیا ہی اور حکم دیا ہی کہ جا کر آفاقیہ کو
تاخت و تاراج کرو شہر کو منہدم کرکے اور عمارت شہر کو غارت کرکے تالاب بنا دو اور اہل
شہر کو قتل کر ڈالو زن و عزیزان آفاق شاہ کو اسیر کرکے میری خدمت مین حاضر کرو مال
و اسباب لوٹ لو اہل شہر سے ایک کو زندہ نہ رکھو ایسا تاراج کرو کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ شہر کبھی
آباد تھا بس بدمست مع لشکر کے اُسی طرف جاتا ہی چونکہ برابر کئی روز سے چلا آتا تھا کسی مقام
پر قیام نہ کیا تھا تمام لشکر پریشان ہو گیا تھا بدین سبب اُس نے اس پہاڑ کے نیچے قیام کیا ہی کہ
آج یہ راحت لے لون اور لشکر بھی آسودہ ہو جاے تو کل یہان سے کوچ کرون چونکہ حکم قطعی
سمندر شاہ کا ہی اور یہ حکم ہی کہ بہت جلد اس کام کو انصرام دو اور حاضر خدمت ہو بدین
سبب اسکو بھی تعجیل ہی یہ تقریر سُننا تھی کہ ایک دود غلیظ تھا کہ آفاق شاہ کے کاخ
دماغ کو توڑ کر نکل گیا آتش غیظ و غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی بنگاہ قہر اُن پتلون کی
طرف دیکھا ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ اُنپر گرا اور اُنکو جلا دیا پتلون کو جلاکر آفاق شاہ نے
مہرخ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ ان پتلون نے کیا بیان کیا معلوم
ہوتا ہی کہ اس سمندر شاہ کی شامت آئی ہی کہ اس نے مجھ سے عداوت پیدا کی ہی اور
بدمست جادو کی بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے شہر کو تاخت و تاراج کرسکے ہان اگر خود سمندر
شاہ آتا اپنے تئین بلا کو کھینچتا یا کسی اپنے وزیر یا سپہ سالار کو روانہ کرتا تو شاید شہر پر قبضہ
پاتا یہ بدمست کیا قبضہ پا سکے گا قریب شہر کے بھی تو نہ جانے پائے گا اے بھائی مہرخ جس قدر مین نے

سمندر شاہ کا پاس و لحاظ کیا اُسی قدر اُس نے مجھ پر ظلم و ستم کیا دربار میں جو اُس نے میرے ساتھ سلوک کیا وہ سب آپ لوگوں پر ظاہر ہی آپ نے سُنا ہوگا کہ مین نے سواے عذر کے کوئی کلمہ سخت نہین کہا اگر خواجہ عیاری کر کے نہ بچاتے تو مین قتل ہو چکا تھا گو میرا لشکر اُس وقت بھی آمادۂ فساد تھا جنگ و پیکار کے لیے تیار رہتا مگر مین نے اُس وقت بھی سمندر کے نمک کا پاس کیا اور اپنے لشکر کو منع کیا اُسپر سمندر نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ میرے شہر کے بربادی کی فکر کی آپ بغور ملاحظہ کرین کہ جو کچھ خطا کی ہی مین نے کی ہی اہل شہر اور میرے عزیزون و ملازمون کا کیا قصور ہی جو ان بیچارون کے قتل و غارت کا حکم بدمست کو دیا ہی اب بدمست میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی ای بھائی مرزیخ کیا قدرت خداوند کریم ہی کہ اُس نے کس تدبیر سے ہم سب کو اس طرف پہونچایا اور میرے خیال مین یہ امر آیا کہ مین چل کر اپنے شہر کی درستی کر لون یہ اُسکی شان تھی کہ اُس نے یون پہونچایا کیونکہ اسپر تو ظاہر تھا کہ یہ واقعہ پیش آنے والا ہی پس وہ سب کو یہان لے آیا اور یہ امر میرے دل مین اپنی قدرت سے پیدا کیا ورنہ میری خرابی ہوتی تمام اہل شہر پریشان ہوتے چونکہ ابھی اُنکے مقدر مین پریشانی نہ تھی اور اسکی قضا آچکی ہی اس سبب سے خدا نے یہ سبب پیدا کیا کہ مین اس طرف چلا آیا ورنہ مجھکو کیا خبر ہوتی کہ بدمست سمندر کے حکم سے میرے لشکر اور عزیزون اور ملازمون اور ملک کی تباہی کے لیے جاتا ہی مرزیخ نے جواب دیا کہ ای آفاق شاہ وہ ایسا ہی خالق برحق اور معبود مطلق ہی کہ ہر حال مین اپنے بندون کا معین و مددگار رہی وہ بڑا رحیم و غفار ہی اپنے بندون کی وہ خود حفاظت کرتا ہی آفاق شاہ نے کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے تشریف لے چلیے لشکر کو تباہ نہ فرمایئے پس یہ تقریر جو آفاق شاہ نے ختم کی ہر ایک سردار چلنے پر آمادہ ہوا اور کہا کہ چلیے پس آفاق شاہ آگے آگے اور عقب مین سب سرداران اسلام طرف لشکر بدمست کے براے مقابلہ چلے یہ تو ادھر جاتے ہین

اب شمہ حال بدمست کا تحریر کیا جاتا ہی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب آفاق شاہ کو خواجہ تالسشتی کی عیاری کر کے لے گئے تھے اور عیارون نے سمندر شاہ وغیرہ کو بیہوش کیا تھا اور سب کو اُن کے سحر کے تلے اُٹھا لے گئے تھے اور ہر ایک کو اُن کے مقام پر پہونچا دیا تھا چنانچہ دوسرے دن جو سمندر شاہ نے دربار کیا تھا تو شملاق وزیر سمندر شاہ نے چونکہ یہ آفاق شاہ سے کینہ رکھتا ہی کہا تھا کہ ای بادشاہ آفاق شاہ نے وہ حرکت کی ہی کہ جو کسی نے نہ کی ہوگی اور نمک حرامی پر کمر کسی ہی پس آپ کو لازم ہی کہ کسی سردار زبردست کو روانہ کیجیے ملک آفاقیہ کو غارت کر اسکے اہل شہر کو قتل کرا دیجیے ملازمان و عزیزان آفاق شاہ کو قتل فرمایئے اہل شہر سب کو غارت کرا دیجیے یہ مبلغ [illegible] گا کہ اس شہر کے باشندے یا ملازم یا عزیزان آفاق آپ کی اطاعت کرینگے یہ عقل سلیم کے بالکل خلاف ہی پس ان سب کا قتل کرنا اچھا ہی اور موقع بھی خوب ہی کیونکہ ابھی لشکر اسلام مین آفاق ہی اپنے شہر کو نہین گیا ہی اگر وہ شہر مین ہوگا تو خرابی ہوگی کسی سے غارت کیے سے پھر شہر غارت نہ ہوگا سواے آپ کے کیونکہ آفاق ساحران زبردست سے ہی آپ کے دربار مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ جو آفاق سے مقابلہ کر سکے اور شہر پہ قبضہ ہو یہ موقع بہت عمدہ تھا

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ تقریر شملاق کی سمندر کو بہت پسند آئی تھی اعراق وزیر نے بھی شملاق
کے قول کی تصدیق کی تھی پس اسی وقت سمندر نے بدمست کو روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ آفاقیہ
میں جا کر شہر کو غارت کرنا اہل شہر و عزیزان و ملازمان آفاق شاہ کو قتل کرنا ذرا دل میں نہ رحم کرنا
اگر پناہ بھی مانگیں تو نہ دینا تمام مال و اسباب لوٹ لینا ہر ایک عمارت شہر کو منہدم کر کے بلاخوف
و خطر تالاب بنا دینا اور بہت جلد اس کام سے فراغت کر کے اور سب کے سر لے کر آنا بدمست جادو
اسی وقت اپنے جنگل سے اٹھا تھا اور باہر آیا تھا بموجب حکم سمندر شاہ پچاس ہزار کا لشکر لے کر
اور سامان سفر درست کر کے طرف آفاقیہ کے روانہ ہوا تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس حقیر نے جلد
دوم میں یہ تحریر کیا ہے کہ سمندر کے چار وزیر ہیں دو دست چپ کے اور دو دست راست کے ایک وزیر
برادر عمر دہی آفاق شاہ کا جو کہ دست چپ کے وزیر ہیں اُن کے نام تحریر ہو چکے ہیں مگر یہاں پھر تحریر
ہوتے ہیں شملاق و اعراق یہ دونوں بڑے بد ذات کینہ نفس ہیں ہر ایک سے عداوت رکھتے ہیں
اور یہی دونوں ہر وقت حاضر دربار رہتے ہیں جو وزیر کہ برادر آفاق ہے اُس کے یہ کام سپرد تھا
کہ وہ لشکر لیے ہمیشہ دورہ کیا کرتا ہے سال بھر کے بعد ایک مرتبہ آتا ہے اور دوسرا وزیر جو دست راست کا ہے
اُس کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ کارخانجات ملکی دیکھا کرتا ہے وہ بھی گاہے گاہے دربار میں آتا ہے یہ دونوں بہت
نیک ہیں اور صاف باطن ہیں چنانچہ جس زمانہ میں آفاق پر سمندر شاہ نے وہ ظلم و ستم کیا تھا
اُس زمانہ میں بھائی آفاق کا بھی دورے سے واپس آیا تھا دربار میں تھا یہ سب امر اُس کے روبرو ہوئے
تھے وہ جب دربار سے گیا تھا اور دوسرا وزیر دست راست تو دونوں نے باہم صلاح کی تھی کہ اب
دربار بادشاہ کا لائق آنے کے نہیں ہے کیونکہ یہاں پاجیوں کا زمانہ ہے اہل لیاقت کی قدر نہیں ہے اب
وہ صاحبان عزت کی عزت نہیں رہی پس اب ہم تو اس دربار میں نہ آئیں گے ہم کو یقین ہوتا ہے کہ
اقبال سمندر کا جاتا رہا اور ادبار آگیا جو اس کے ہمراہ ہوگا اُس کی بھی بے عزتی ہوگی پس یہ صلاح
کر کے دونوں اپنے مقام پر گئے تھے اور برادر آفاق تو لشکر لے کر اور ایک عرضی روانہ کر کے
دورے پر چلا گیا تھا دوسرے وزیر نے دربار میں آنا ترک کر دیا تھا چنانچہ شملاق و اعراق کی بن
آئی تھی اور خوب سمندر شاہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور ان لوگوں کے نہ آنے کی کچھ پروا نہ
کی تھی پس اب دربار سمندر کا رنگ خراب ہو گیا ہے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے یہ سب حال جلد دوم میں
مذکور ہو چکا ہے یہاں صرف یاد دہی کے لیے تحریر کیا پس بدمست جادو دو منزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا
چلا آتا تھا اتفاق سے لشکر اُس کا تھک گیا اہل لشکر نے اُس سے شکایت کی کہ کسی مقام پر تو قیام
فرمایئے کیونکہ اب تو ہم سے نہیں چلا جاتا ہے جب تک کہ ہم قیام نہ کر لیں گے اور راحت نہ پائیں گے
چنانچہ بدمست جادو نے اُس دامنہ کوہ میں لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا تھا لشکر اترا تھا
خیمہ وغیرہ بپا ہوئے تھے بدمست کی بارگاہ برپا کی گئی تھی وہ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا تھا سرداران
لشکر اپنے اپنے خیموں میں کہ کئی دن کے تھکے ہوئے تھے کمریں کھول کر سب اپنے اپنے بستر لگا کر سو رہے تھے
کیونکہ اُن کو کوئی خوف نہ تھا جو لشکر کی حفاظت کے لیے طلایہ وغیرہ مقرر کرتے یہ لوگ تو بے خبر تھے اور
بدمست اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا چند سرداران معزز سے باتیں کر رہا تھا اور شراب خواری میں مصروف
تھا باقی سردار اپنے اپنے خیمہ میں آرام پذیر تھے خواب مرگ میں مبتلا تھے کسی کو نہ ذرا کہ جاگتے ہوئے تھے
پس لشکر بدمست کا تو یہ حال راوی نے بیان کیا ہے کہ ان سب کی قضا آگئی تھی جو آفاق وغیرہ

اس طرف آ نکلے اور آفاقیہ کا برباد ہونا خدا کو منظور نہ تھا خدا کی تو عجب قدرت ہے کہ وہ دم مین کاہ
کو کوہ اور کوہ کو کاہ کرتا ہے اپنی قدرت سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ جسکا نشان وگمان ہی نہین
ہوتا ہے وہ اس طرح سامان غیب سے پیدا کرتا ہے کہ عقل انسان کو حیرانی ہوتی ہے بڑے بڑے
عاقلان عالم ومدبران ہر فن اسکی قدرت کے کامون کو نہین دریافت کر سکتے ہین انکی عقل کو ہر دم
گردش رہتی ہے بہت سے اسی فکر مین دنیا سے طرف عالم بقا کے چلے گئے اور اس کے کامون کو اوسکی
قدرت کی شناخت نہ کر سکے اور جو کہ زندہ ہین وہ بھی یہ حسرت اپنے دل مین لیکر دار فنا سے طرف
عالم بقا کے چلے جاوینگے اور نکتہ نہ ہوسکیگا اسکے کارخانہ قدرتی ہین وہ ایسا ہی خدا ہے کہ شیر
اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا ہے اور سب کا پیدا کرنے والا ہے بھلا کون اسکی قدرت کو جان سکتا ہے
اسکی قدرت عالم الغیب ہی جانتا ہے کیونکہ اسکے نزدیک ابھی آفاقیہ کا تباہ ہونا اچھا نہ تھا اور بدمست
کی قضا آفاق شاہ وغیرہ کے ہاتھ سے تھی اسنے یہ سبب پیدا کیا آمدم برسر مطلب راوی نے
بیان کیا ہے کہ لوگ تو عالم غفلت مین تھے پس آفاق شاہ مع سب سردارون کے لشکر مین پہونچا
سب کو غافل پا کر فرخ وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ اپنا کام کرین یہ کہنا تھا کہ سب سردار چارون
طرف منتشر ہوگئے آفاق شاہ اور اسکی زوجہ بالائے آسمان گئی منورہ جادو اور چند سردار
غرق زمین ہوئے پس آفاق شاہ نے بالائے آسمان جاکر آتش سحر لشکر بدمست خون ریز
پر برسانا شروع کی برق گرانے لگا خیمون مین آگ لگ گئی ایک طرف سے فرخ نے لشکر پر سحر کیا
کہ آگ نے گھیر لیا ایک جانب سے کوکب نے ایک طرف سے سہراب نے ایک سمت
سے غزالان نے کسی نے نارنج مار کسی نے ترنج مار کسی نے گولہ مار کسی نے پیکان کا مینہ
برسایا کسی نے دانے ماش کے مارے کسی نے سرسون کے دانے مارے ادھر منورہ نے
وسط لشکر مین زمین سے نکل کر اب جو سحر کیا خیمون کی طنابین کٹ گئین خیمہ گرنے لگے برق
کڑک کڑک کر گرنے لگی ساحران لشکر بدمست جل جل کر گرنے لگے لشکر مین ایک تلاطم مچ گیا حشر
برپا ہوگیا ساحرون کے مرنے کی علامت برپا ہوئی شورغل مچانے لگے برف باری سنگ باری
ہونے لگی ساحران لشکر اسلام نے قیامت برپا کر دی تمام لشکر کے خیمون مین آگ لگا دی آفاق
شاہ نے برفین گرانا شروع کین فرخ نے آگ برسانا شروع کی آئینہ اندام نے اپنے بال
کھول دیے کہ تاریکی ہوگئی کفار کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا منورہ نے اپنی حفاظت کرکے وسط لشکر مین
کھڑے ہو کر اپنا سحر کرنا شروع کیا جب تک کفار خبردار ہون ہزارون قتل ہوگئے سیکڑون جل کر
مر گئے ہزارون خیمون مین فی النار و سقر ہوئے یہ تلاطم جو برپا ہوا ایک مرتبہ بدمست کے
کان مین صدائے شور و غل کی آئی اس نے کہا کہ یہ کیسا شور و غل ہے کہ چند ساحر دوڑے ہوئے
بارگاہ مین آئے بدمست سے کہا کہ حضور غضب ہوگیا کوئی غنیم لشکر پر آکر گرا ہے اس نے لشکر
کو تباہ کر دیا ہے جلد خبر لیجیے یہ سننا تھا کہ بدمست گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھا اور باہر بارگاہ کے
آیا چند سردار اسکے ہمراہ باہر آ گئے تھے اور ابھی بارگاہ مین تھے کہ آفاق شاہ نے اوپر سے
برق بارگاہ پر گرائی بارگاہ مین آگ لگ گئی وہ ساحر اسی بارگاہ مین جل گئے انکو باہر آنے کی
مہلت نہ ملی بازار مرگ گرم ہوا ایک تلاطم برپا تھا ہر طرف سے ساحرون کے مرنے کی صدا آرہی تھی
لشکر مین آگ لگی ہوئی تھی بدمست جادو نے بیرون بارگاہ آکر جو دیکھا کہ چارون طرف لشکر

سے آگ لگی ہوئی ہی تمام خیمہ لشکر کے جل رہے ہین اہل لشکر ایسے بدحواس ہین کہ سحر نہین کر سکتے
ہین اپنے کو بچا نہین سکتے ہین ایسا تلاطم برپا ہی جدھر بھاگ کر جاتے ہین راہ نہین ملتی ہی عجب
بے بسی سے ہلاک ہو رہے ہین یہ بھی دیکھ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ یہ کسکا کام ہی اور کون آکر لشکر
پر گرا ہی ابھی کچھ معلوم نہ ہوا تھا کہ ایک سردار نے کہا کہ خداوند ہٹئے آپ کی بارگاہ مین بھی آگ
لگ گئی یہ سُن کے اس نے پلٹ کر دیکھا کہ بارگاہ جل رہی ہی یہ وہان سے ہٹا راوی نے بیان
کیا ہی کہ جسدر دور اور لشکری اپنے خیمون مین سو رہے تھے وہ صدا سے شور و غل سُنکے اُٹھے
اور قصد کیا کہ باہر نکلین مگر ممکن نہوا اُسی مقام پر جل کر راہی سفر عدم ہوے بہت سے سوتے
رہ گئے اُنکو خبر بھی نہ ہوئی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب بدمست جادو نے یہ دیکھا کہ لشکر مین
بڑا تلاطم ہی اہل لشکر کے حواس باختہ ہین اس نے سحر کیا کہ ابر سحر پیدا ہوا اور بارش ہونے لگی
یہ جو آفاق نے دیکھا کہ ابر سحر پیدا ہوا ہی اُس سے بارش ہونے لگی بس فوراً آفاق نے ایک
گولہ اُٹھا کر اسم سحر دم کرکے اُس ابر پر مارا کہ وہ ابر دھوان ہو کر اُڑ گیا اور آگ برسنے لگی یہ حالت
جو بدمست نے دیکھی خیال کیا کہ لشکر سے نکل چلو یہان اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی حریف نے
چارون طرف سے گھیر لیا ہی بدون الاؤ جلے ہوے اس مقابلہ کا انجام نیک نہ ہوگا کیونکہ آفت
تو برپا ہی اس حالت مین نہ دریافت کر سکتے ہین کہ لشکر پر کون آیا ہی اور کس سے مقابلہ کرین اگر
یہ دریافت کرتے ہین تو آگ جلائے دیتی ہی حریف قتل کرتا ہی یہ خیال اپنے دل مین کرکے پکار کر کہا
کہ اے اہل لشکر اس مقام سے نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی حریف نے ہم کو غافل پاکر اپنا
بند و بست پورے طور سے کر لیا ہی یہ جو بدمست نے کہا اہل لشکر نے پکار کر کہا کہ کیونکر نکلین
کیونکہ جس طرف جاتے ہین آگ لگی ہوئی ہی حریف نکلنے نہین دیتا ہی یہ قصد کرتے ہین کہ سحر کرکے
اُڑ کر نکل جائین تو آسمان سے الگ آگ برس رہی ہی برق گر رہی ہی کوئی راہ نہین ملتی ہی سوا
کوچۂ موت کے یہ جو اہل لشکر نے کہا بدمست جادو نے کہا کہ زمین مین غرق ہو کر نکل جاؤ یہ کہکر
اور بدمست خود پانون زمین پر مار کر اور سحر کرکے غرق زمین ہو کر چلا اُس کے ساتھ اور چند سردار
چلے کچھ اہل لشکر بھی اُسی طور سے چلے یہ حال جو منورہ نے دیکھا کیونکہ یہ تو لشکر مین گھسی ہوئی
اڑ رہی تھی فوراً اُس نے سحر کیا کہ زمین تپھر ہو گئی اور شعلہ آگ کے نکلنے لگے یہ راہ بھی کافرون
کے نکلنے کی بند ہوئی جو بدمست کی صدا کے ساتھ نکلا گیا وہ تو نکل گیا باقی اُسی آفت مین مبتلا
رہے اور راہی سفر ہوا کیے جس نے اسباب سحر سنبھالا کہ سحر کرے اوپر سے برق گری کہ اُسکے
دو ٹکڑے ہوے لاش جلنے لگی ساری مقام منزل کشش کرتے تھے مگر نہ ملتا تھا سیدھے سفر کو
چلے جاتے ملک الموت روحین قبض کر رہے تھے اور حوالہ مالک دوزخ کے کر رہے تھے
کشتی حیات کافران دریاے آتش مین غرق ہو رہی تھی آب موت کی طغیانی تھی بحر فنا مین
طوفانی تھی نہنگ قضا کا لقمہ ہو رہے تھے ماہی موت ہر ایک کو نگل رہی تھی امواج موت کے
ہر ایک طمانچے کھا رہا تھا دریاے موت کے کنارے پر ہر ایک اُتر رہا تھا کسی کو بدون دریاے
فنا مین غرق ہوے چارہ نہ تھا ایسا بازار مرگ گرم تھا کہ سواے کوچہ فنا کے دوسرا کوچہ
ساحرون کو نظر نہ آتا تھا نہایت بدحواس تھے مثل طائران وحشی کے ہو گئے تھے ہاتھ پانون کے
طوطے اُڑ گئے تھے ایسے بدحواس تھے سحر نہ کر سکتے تھے اسباب سحر اُٹھاتے تھے مگر زبان

نہ ہلا سکے تھے شہباز اجل پر کھولے ہوئے سر پر قائم تھا ہر ایک ناری کا شکار کر رہا تھا مرغ روح قفس
جسم سے نکل نکل کر بدحواس پھر رہے تھے قصاب اجل تیغ تیز لیے ہوئے ہر ایک کو ذبح کر رہا تھا
مثل گوسفندون کے کفار قتل کیے ہوئے پڑے تھے اگر کسی نے سحر کیا بھی تو وہی سحر اس کے
جان کا خواہان ہوا اپنے سحر سے آپ قتل ہوا اُلٹا سحر کیا بھلا اس ہنگامہ مین کسی کے حواس
کیونکر درست ہون جو کوئی سحر بھی کرتا ہی وہ اُسی کی قضا کا بہانہ ہوتا ہی تھوڑے سے عرصہ مین بڑا
حصہ لشکر غارت ہو گیا یہان تو لشکر فنا ہو رہا ہی اور کوئی صورت مفر کی نظر نہ آتی تھی یہ لوگ
تو ورطۂ ہلاکت مین مبتلا ہین کسی صورت سے نجات نہین پاتے ہین اُدھر بدمست جادو
جو مع چند ساحرون کے غرق زمین ہوا تھا اور چند اہل لشکر اُس کے ہمراہ تھے وہ زیر زمین بڑی دور نکلا اور جو نکلا
نکلتا تھا کہ وہ بھی لوگ نکلے اس نے جو دیکھا کہ خدا ان پہ لشکر ہی وہان سے شعلہ آگ کے نکل رہے
ہین آگ آسمان پر سے برس رہی ہی ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی ہی اُس مقام پر تلاطم
برپا ہی یہ دیکھکر اس نے اُن ساحرون سے کہا کہ جو اس کے ہمراہ زمین سے نکلے تھے کہ یہ امر میری
سمجھ مین نہ آیا کہ کون لٹیرا آ کر گرا کہ جسنے تمام لشکر کا ستھراو کر دیا اگر مین زمین مین غرق ہو کر نہ نکل
آتا تو مین بھی قتل ہو جاتا اب یہان آیا ہون دریافت کرتا ہون کہ یہ کیا واقعہ ہی اُنھون نے عرض کیا
کہ ای خداوند دریافت فرمائیے دیر نہ لگائیے تاکہ اُسکا تدارک کیا جائے لشکر اس بلا سے نجات
پائے بدمست جادو نے کہا کہ دریافت کرتا ہون میرے حواس تو درست ہولین یہ کہکر اس نے
جھولی سے کاغذ نکالا اور قلم اور دوات لے کر اُس کاغذ پر اس نے کچھ لکھا اور سحر کیا کہ حرف پیدا
ہو سکے پہلے اس نے لکیرین بنائی تھین جب سحر کیا تو وہ حرف بن گئین بدمست جادو نے یہ
اُس کاغذ پہ تحریر پایا کہ ای بدمست آگاہ ہو کہ آفاق شاہ اور چند ساحران لشکر اسلام
ادھر سے جاتے تھے اُنھون نے جو لشکر کو تیرے یہان اُترے دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی
اُنکو معلوم ہوا کہ تم آفاقیہ برائے غارت شہر جاتے ہو تو وہ لوگ تم کو غافل پاکر لشکر پران گرے
لشکر کو تہ و بالا کر دیا تلاطم ڈال دیا چارون طرف سے لشکر کو گھیر لیا ہی منورہ جادو لشکر مین کھڑی
ہوئی لڑ رہی ہی آفاق شاہ بالائے لشکر سے سحر کر رہا ہی اور باقی سردار چارون طرف پھیلے ہوے
ہین یہ لوگ قریب بیس سردارون کے ہین جلد اسکا تدارک کر سب لشکر قتل ہو چکا ہی صرف
تھوڑا سا لشکر باقی ہی وہ بھی قتل ہوا جاتا ہی ارے بدمست جلد بہرہ کر یہ جو اُس نے کاغذ پر تحریر پایا
فوراً سردارون سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا آفاق شاہ میرے اُدھر آنے سے آگاہ ہوا تھوڑے سے
سردار لے کر آیا تم سب کو غافل پا کر قیامت برپا کر دی میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین اُس کے
مقابلہ کو جاتا ہون تم لوگ لشکر کی طرف جاؤ اُس کے ہمراہی گرد لشکر کھڑے ہوے سحر کر رہے ہین اُنسے
مقابلہ کرو چند سردار ہین اُنکو سب مل کر قتل کر ڈالو جانے نہ پائین یہ جو بدمست نے کہا سب نے اپنے
کو اسباب سحر سے آراستہ کیا اور طرف لشکر کے چلے بدمست اپنے کو اسباب سحر سے آراستہ
کر کے ایک اژدر سحر سے پیدا کر کے اُس پر سوار ہو کر اور سحر کر کے طرف آسمان کے چلا اس نے سحر سے
دریافت کر لیا تھا کہ آفاق کس مقام پر ہی پس یہ اُسی طرف چلا جب بالائے لشکر پہونچا دیکھا کہ
لشکر مین تلاطم برپا ہی اس سے بڑا افسوس کیا دیکھا کہ جوئے خون جاری ہی ہزارون لاشین زمین
پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین اسکو اپنے لشکر کے حال پر نہایت تاسف ہوا اور صدمہ ہوا اسباب جو

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ آفاق شاہ مع اپنی زوجہ کے تخت سحر پر سوار اور لشکر پر
سحر کر رہا ہے یہ نظر آتا تھا کہ ایک دود غلیظ تھا کہ اس کے کاخ دماغ کو توڑ کر پار گذر گیا اور غیظ
سے کانپنے لگا قریب تھا کہ صدمہ غیظ و غضب سے اژدرے گر پڑے اس نے اپنے کو سنبھالا
اور آواز دی کہ او آفاق شاہ خبردار ہو جا میں تیرا حریف آ پہونچا یہ کیا نامردوں کی طرح
پوشیدہ سحر کر رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر اور سربلند ہو کر مقابلہ کر یہ کون حرکت تھی اور یہ کس
استاد نے تجھکو تعلیم کیا ہے کہ حریف کو غافل پا کر اسپر حملہ کرنا کبھی سربلند مقابلہ نہ کرنا تیری تو بڑی
تعریف سنی تھی اس کے خلاف پایا خیر جو تو نے کیا خوب کیا مگر بالکل جوانمردی کے خلاف کیا
یہ بھی کوئی شجاعت تھی کہ مجھکو اور میرے لشکر کو غافل پا کر مقابلہ کیا اگر مقابلہ کی ہوس تھی تو سربلند
ہو کر مقابلہ کیا ہوتا کہ کچھ تیرا کمال ظاہر ہوتا کچھ مزہ دونوں طرف کے لوگ دیکھتے اور تعریف کرتے جسکو
خداوند تصویر ظفر دیتے وہ لیتا اب خبردار ہو جا میں آ پہونچا ہوں تیری جان کا ملک الموت ہوں
تیری قضا یہاں سے کر تجھکو لائی ہے آج میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے گو تو نے چالاکی کی تھی اور چاہتا تھا
کہ سب کو قتل کرے اور اپنی جان بچا کر نکل جاؤں مگر چالاکی کام نہ آئی نامردی بھی کی اور محنت بھی ضائع
گئی یہ جو صدا کان میں آفاق شاہ کے پہونچی آفاق شاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون
لاف زنی کر رہا ہے اور بیہودہ بکتا ہے میں نے تو بدمست جادو کی بارگاہ جلا دی کیا یہ بارگاہ سے
نکل آیا تھا جو یہ زندہ بچا یہ اپنے دل میں خیال کر کے دیکھا تو بدمست جادو کو دیکھا کہ اژدر پر سوار
لاف زنی کرتا ہوا چلا آتا ہے پس آفاق نے ڈپٹ کر آواز دی کہ او بدمست اسی مقام پر ٹھہر جا
کیا تو بیہودہ تقریر کرتا ہے تو نامرد ہے کہ میں او نامرد اپنی ہانک میرے آگے تو ہی نامرد ہے اور
تیرا بادشاہ بھی کہ جب تو نے اور تیرے بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ آج کل آفاق اپنے شہر میں
نہیں ہے پس یہ موقع بہت اچھا ہے شہر کے غارت کرنے کا اگر آفاق ہوگا تو کچھ قبضہ نہ ہوگا
پس تجھکو روانہ کیا میرے خدا نے مجھکو یہاں پہونچا دیا تیری سرکوبی کے لیے او نامرد میں تھوڑے
سے سردار لیکے یہاں تھا اور تیرے ہمراہ لشکر کثیر تھا اس سبب سے میں نے تیرے لشکر کو تباہ
کیا کیونکہ میں نے تیرے خوف سے پوشیدہ ہو کر نہیں مقابلہ کیا بلکہ فتح کم ہونے کے لیے میں
تجھ سے ساحروں کے قتل کرنے کو کافی ہوں اسی مقام پر ٹھہر رہ میں آتا ہوں اور ساری تیری
جادو بازی نکالے دیتا ہوں یہ کہکر آفاق شاہ نے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا اس
ابر سے شعلہ نکلے وہ ابر شق ہوا اس ابر سے ایک اژدر پیدا کہ اسپر جامہ کسا ہوا تھا پس
آفاق شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اے جان من و راحت قلب و مونس تنہائی تم تو یہی مقام
پر ٹھہرو میں اس حرامزادے کے مقابلہ کو جاتا ہوں اور اسکو قتل کرکے ابھی آتا ہوں اس نے بہت
سر اٹھایا ہے نہ معلوم یہ اپنے کو کیا خیال کرتا ہے اگر تم بھی میرے ساتھ زمین پر چلو گی تو یہ راہ نکل
جانے کی کفار رہ پاکر نکل جائیں گے تم یہاں ٹھہرے جاؤ اور برق گراتے جاؤ ان ناریوں کو چین نہ
لینے دو آفاق شاہ کی زوجہ نے کہا کہ خوشنما یہی مرضی وہی مجھکو منظور ہے تم کو سپرد خداوند
کیا پھر آفاق شاہ اپنی زوجہ سے یہ کلام کرکے اور تخت پر سے جست کرکے اژدر پر سوار
ہو گیا اژدر نے قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑا دھواں اس کے دہن سے نکلا کہ تمام زمانہ تاریک
ہو گیا لرزتا ہوا چلا ادھر سے بدمست اژدر پر سوار چلا آتا تھا اس نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ

میری آواز سنکے اور میری تقریر کا جواب دے کر اژدر پر سوار ہو کر میرے مقابلہ کو آتا ہی اُسمیں سے نے
اپنا اژدر اُسی مقام پر روکا کہ آفاق شاہ پہونچ گیا بدمست نے کہا کہ اے آفاق تم نے بڑی
نامردی کی کہ بدون آگاہ کیے میرے لشکر پر آگرے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤگے یہ دوسری
نادانی کی کہ میرے مقابلہ کو آئے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میرا نام بدمست خون ریز جادو خون کا
بہانا میرا کام ہی بس اسی میں خیریت ہی کہ اپنے ہاتھ رومال سے باندھ کر میری خدمت میں اور
میرے قدم پر سر رکھو تو میں تمہاری خطا کو معاف کر دونگا اور بادشاہ سے بھی سفارش کرکے معاف
کرا دونگا اور جو منصب اور مرتبہ تمہارا تھا وہ بھی برقرار رہیگا اور اُسی طور سے تمہاری عزت و
توقیر کی جائے گی اپنا مذہب اختیار کرو دوسرا مذہب چھوڑ دو تمہاری اطاعت کرنے سے اہل شہر
بھی امان پائینگے اور تمہارے عزیز بھی نہ قتل ہونگے نہ تمہارا مال و اسباب برباد ہوگا نہ شہر و
دیار غارت ہوگا اگر اس کے خلاف کروگے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے تم جدا قتل ہوگے شہر
جدا تاراج ہوگا عزیز جدا قتل کیے جائینگے سوائے افسوس کے کچھ نہ ہاتھ آئیگا آفاق شاہ
نے جواب دیا کہ او مردک میری کیا خطا معاف کریگا تیری بھی یہ لیاقت ہی جو تو میری خطا معاف
کرے تو کیا ہی اور تیرا بادشاہ کیا گیدی ہی جو وہ میری خطا معاف کریگا پہلے اپنی تو خیر لے
میں نے اُسکا بہت پاس کیا ورنہ بھرے دربار اگر بگڑ جاتا تو سب اہل دربار کو معلوم ہو جاتا وہ جو
بڑے پہلو نشین ساحری ہیں اور اسنے کو اُسنا منظور کیا ہی اُنکو تو راہ فرار ملتی صرف میں نے
اُس وقت نمک کا پاس کیا اب میں بالکل پاس و لحاظ نہ کرونگا جب تعلق نہ رہا تو کیا ضرورت
ہی کہ پاس و لحاظ کروں اور او نامعقول تیرا بادشاہ تو میری [illegible] کنده کر نہیں سکتا ہی تو کیا
مجھکو قتل کریگا اپنے دل کو سمجھالے اور او احمق وہ خود تو میرے خوف سے آیا نہیں تجھکو قتل [illegible]
ہونے کو ادھر روانہ کیا ارے نادان ساحری و جمشید آئیں تو میں اُن سے مقابلہ کروں اور
اُنکو قتل کروں جو کہ اس وقت اپنے کو خداوند کہتے ہیں میان الوان تاجدار کی تو میں اصل جانتا
نہیں ہوں ارے گدھے جو کہ موجد سحر و ساحری ہیں وہ تو مجھ سے مقابلہ کر نہیں سکتے ہیں تو تو
کیا ہی کل کا چھوکرا ہی میں نے تجھ ایسے بیسوں لونڈے تیار کرکے اور اُنکو سحر تعلیم کرکے چھوڑ دیے
ہیں ارے او بدمست میں ساری تیری بدمستی نکالے دیتا ہوں سچ ہی کہ تو خون ریز ہی دیکھ
تیرا ہی خون اس وقت زمین پر بہتا ہی ارے نادان ساحری و جمشید تو میرے ملک پر قبضہ
کر نہیں سکتے میرے خیرخواہ ایسے نہیں ہیں کہ مجھکو ایسے چھوڑ کر [illegible] خوف کھا کر بھاگ جاتے اگر تو
وہاں جاتا تو جوتیاں مار کر تیرا مغز بال کی راہ نکال دیتے تجھکو کہیں رستہ نہ ملتا کتے کی موت مارا
جاتا خیر وہاں جا کر اپنے جانے کا مزہ پاتا مگر مجبوری اس امر کی ہی کہ تیری موت تو اس مقام پر
میرے ہاتھ سے مقرر تھی وہاں کیونکر جاتا اے بدمست میں کسی غرور کی راہ سے نہیں کہتا ہوں نہ تکبر
کرتا ہوں بلکہ کلمات عاجزی کرتا ہوں کیونکہ غرور و تکبر خداوند کریم کو پسند نہیں ہی یہ امر اُسی کو
زیبا ہی کیونکہ اُسکی ذات وحدہ لاشریک لہ ہی اے بدمست یہ مرتبہ اور یہ عزت جو اہل اسلام کو
ملی اُسی فروتنی کا سبب ہی جو عجز کرتا ہی وہ ہمیشہ سربلند رہتا ہی اور جو سر اُٹھا کر چلتا ہی ہمیشہ پست
ہوتا ہی تو دیکھ لینا کہ سمندر اس غرور کرنے کے عوض میں ایسا ذلیل ہوگا کہ بادشاہ [illegible] دیکھ
کہ اب زمانہ انقلاب سلطنت سمندر شاہ آگیا ہی اور اُسکا اقبال بدل با دبار ہوگیا ہی کیونکہ

اُس نے ظلم پر کمر کسی ہی خیر خواہوں اور دوستوں کو اُس نے اپنا دشمن کیا ہی خیر خواہوں کو بدخواہ تصور
کرتا ہی اور بدخواہوں کو خیر خواہ یہ سب اُسکو ذلیل کرائینگے اور قتل کرا دینگے اور جو اُسکا ساتھ
دیگا وہ بھی ذلیل ہوگا اُس نے میرے ساتھ وہ حرکت کی جو ادنی سے ادنی بھی کوئی نہیں کرتا ہی
اُس پر اکتفا نہ کی اب میرے عزیزوں اور شہر پر ظلم کرنے کا قصد کیا ظالم بہت جلد دنیا سے جاتا ہی
اور مرنے کا مقام قعر دوزخ ہوتا ہی غریب آزاری بُری چیز ہی کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر بترس
از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن + اجابت از در حق بہر استقبال می آید + ای بدمست تو ہی
انصاف سے بتا کہ اگر سمندر شاہ کے زعم ناقص میں خطا وار تھا تو میں تھا یا میری زوجہ
ان بیچاروں اہل شہر اور میرے عزیزوں کا کیا قصور اُس نے تجویز کیا جو تجھ ایسے نامرد کو میری
شہر کے برباد کرنے کو روانہ کیا اس قدر اُس نے ظلم پر کمر کسی کہ بے گناہ ہزاروں بندگان خدا کے
خون کا قصد کیا ای بدمست اسی میں خیریت ہی کہ تو مذہب اسلام قبول کر اور راہ کفر و ضلالت
چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کر اور رفاقت سمندر شاہ و دین تصویر پرستی ترک کر ورنہ
میرے ہاتھ سے ضرور مارا جاویگا کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی آئندہ تجھکو اختیار ہی بدمست
نے برہم ہوکر جواب دیا کہ میں بھی مثل تیرے اپنے کو بدنام کروں یہ فریب کسی احمق کو دینا
مجھ ایسا دانا تیرے اس فریب میں نہ آویگا آفاق نے کہا کہ افسوس تیری قضا ہی آگئی ہی
میں کیا کروں بدمست نے جواب دیا کہ جس طور سے تو افسوس کرتا ہی اُسی طور سے میں
افسوس تیرے لیے کرتا ہوں آفاق شاہ نے کہا کہ پھر دیر کس امر کی ہی جو حربہ تجھکو کرنا ہو کر
میں تو موجود ہوں بدمست نے کہا کہ کیا اسی مقام پر مقابلہ کروگے میرے نزدیک تو بہتر یہ کہ
زمین پر چلکر ہم اور تم مقابلہ کریں آفاق شاہ نے جواب دیا کہ میں یہاں مقابلہ کرنے
سے باز نہیں ہوں نہ زمین پر جہاں تیرا جی چاہے مقابلہ کر بس جب یہ جواب آفاق شاہ
نے دیا بدمست نے اپنے اژدر کو اشارہ کیا کہ وہ طرف زمین کے چلا آفاق شاہ نے
بھی اپنے اژدر کو اشارہ کیا وہ بھی زمین کی طرف چلا یہانتک کہ دونوں زمین پر آکر پہونچے اور ہم
مقابل ہوے بدمست نے کہا کہ ای آفاق حملہ کر و ضرب لگا آفاق نے جواب دیا کہ تو
پہلے اپنا حربہ کر پیش قدمی ہمارے طریقہ میں حریف پر جائز نہیں ہی یہ جو آفاق نے کہا
بدمست نے جواب دیا کہ تیری قضا ہی آگئی ہی میں کیا کروں لے خبردار ہو جا میں حربہ
کرتا ہوں اس میرے حربہ سے بچنا یہ کہکر اُس نے اپنے جوڑے سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی
ناظرین کو معلوم رہے کہ آفاق کے گلے میں ایک سفید رومال بندھا ہوا ہی بس بدمست
نے وہ ڈبیا نکال کر کہا کہ ای آفاق اس وقت میں تیرا کمال دیکھتا ہوں تم کیونکر میرے
اس حربہ سے بچتے ہو یہ کہکر بدمست نے اپنے اژدر کو پیچھے ہٹایا اور چند قدم کے فاصلہ پر جاکر
وہ اُس ڈبیا کو آفاق شاہ کی طرف کرکے کھولا اور اشارہ کیا ڈبیا کا وا ہونا تھا کہ ایک
برق سی چمکی بہت چمک ہوئی تو آفاق نے دیکھا کہ اُس ڈبیا سے بالشت بھر کی ناگن سیاہ رنگ
کی نکلکر میری طرف آتی ہے آفاق شاہ نے جیسے اُس ناگن کو اپنی طرف آتے ہوے
دیکھا فوراً آواز دی کہ او بدمست دیکھ میرے کمال کو یہ کہکر وہ جو رومال گلے میں بندھا ہوا تھا
اُسکو فوراً جھٹ پٹ گلے سے کھولا اور اُس کے دونوں سرے پکڑکر بیچ سے جھٹکا دے کر

چاک کیا ادھر تو رومال چاک ہوا اُدھر وہ ناگن دو ہو کر زمین پر گری اور ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ناگن
جل گئی ادھر آفاق شاہ نے دونوں ٹکڑے رومال کے زمین پر پھینکے وہ شعلہ بن کر طرف بدمست
کے چلے بدمست نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے میرا سحر جو کہ تیرِ کمان کا تھا ایک آن میں
رد کر دیا اور اپنا سحر میرے اوپر کیا اس نے فوراً اپنی زبان میں سوزن دی اور خون زبان سے
لے کر اُس شعلہ پر مارا کہ وہ شعلہ برطرف ہوا اور آواز دی کہ اے آفاق تم نے میرا سحر رد کیا میں
نے تمھارا اب میں پھر حربہ کرتا ہوں جب جانوں کہ تم اس حربے سے بچو آفاق نے کہا کہ حربہ کرو اگر
میرا خدا بچائے گا تو ضرور بچوں گا ورنہ کیا جا رہا ہے جو اُسکی مرضی بس آفاق تو یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر
بدمست نے جھولی سے ایک بیضہ فولادی نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اور سینہ ور کے ٹکے
دیکر طرف آفاق کے پھینکا جب وہ بیضہ قریب آفاق پہونچا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ
اُس کے دو ٹکڑے ہوئے اُس سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق تڑک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے
چمک کر طرف آفاق کے چلی آفاق نے جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ برق تڑپتی ہے کی اس نے اپنی
کائنات کا سحر کیا ہے یہ ضرور قتل کرے گی اسکا رد کرنا محال ہے پس یہ جو آفاق کو معلوم ہوا اس نے
سحر کیا کہ یہ تو غائب ہو گیا اور اُسکی صورت کا ایک پتلا اسی مقام پر پیدا ہو کر قائم ہوا وہ برق اتنے
عرصہ میں تڑک کر سر پر آفاق کے گری اور تانکوں سے نکل گئی تاریکی ہو گئی برف باری ہونے لگی
شعلہ زمین سے نکلنے لگے آواز آئی کشتی کہ نام من آفاق شاہ بود افسوس مردیم و جہان داد ہم
بمطلب خود نرسیدم یہ صدا جو پھیلی اور کان میں جو زوجہ آفاق شاہ و ظفر نیچ وغیرہ کے پہونچی
سب گھبرا گئے زوجہ آفاق نے اپنے غصہ میں وہ سحر کیے تھے اور سب لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا اس
خیال سے کہ میں اپنے شوہر مہربان کے پاس خدا وند کریم کے فضل و کرم سے بہت جلد
صحیح و سلامت پہونچ جاؤں کوئی سو دو سو آدمی اُس لشکر کے باقی تھے باقی پچاس ہزار کو
ان سب نے حالت غفلت میں مار لیا تھا وہ سب باقی تھے جو کہ بدمست کے ساتھ غرق زمین
ہو کر نکل آئے تھے یہ جو صدا کان میں زوجہ آفاق کے پہونچی اُس نے صدا ہائے ہائے بلند کی
اور اپنا گریبان چاک کیا اور قصد کیا کہ چوڑیاں توڑ ڈالوں مگر پھر خیال آیا کہ چل کر دیکھ تو لوں کہ یہ
کیا واقعہ ہے پس اُسی حالت غصہ میں آکر ایک مرتبہ جھولی سے ایک نارنج سحر نکال کر اسم سحر
سحر دم کر کے جوں لشکر کفار پر مارا چاروں طرف سے آگ نکلنے لگی آسمان پر سے آگ برسنے لگی زمین
سے آگ اُبلنے لگی باوجودیکہ مشورہ نے اپنی حفاظت کر لی تھی مگر وہ تاب نہ لائی فوراً وہاں سے
غرق زمین ہو کر بھاگی گو زمین کو آفاق شاہ نے سخت کر دیا تھا مگر اُس کے مرنے سے اُسکی
وہ حالت برطرف ہو گئی تھی یہ تو غرق زمین ہو کر بھاگی ادھر اُس آگ نے اُن باقی ماندہ کفار کو
جلا دیا قرار ہونے کی راہ نہ ملی سب جلنے لگے اسکا حال تو بعد تحریر ہوگا مگر راوی بیان کرتا ہے کہ یہ
صدا جس سردار نے سُنی پریشان ہو کر اپنے مقام پر سے چلا مگر غصہ میں آکر ایک سحر نادر لشکر
پر کرتا ہوا کہ جس کے سبب سے کفار کو نکلنے کی مہلت نہ ملے اس خیال سے چلا کہ چل کر دیکھو تو کہ
یہ کیا واقعہ ہوا کیونکر آفاق شاہ قتل ہوا کس نے قتل کیا ادھر تو سب سردار چلے اور ادھر
آفاق شاہ کی زوجہ چلی یہ صدا جو بدمست نے سُنی اور علامت آفاق شاہ کے
مرنے کی بلند ہوئی بدمست نے جھوم کر کہا کہ وہ مارا بہت شہرہ آفاق شاہ کے سحر کا

سنتے تھے مگر میرے سوے نہ کر سکا جو کامل ہوتے ہین وہ یون اپنے حریف کو قتل کرتے ہین یہ یہ تقریر
کر رہا تھا کہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اب اس نے دیکھا کہ لاشہ آفاق شاہ کا دو ٹکڑے زمین پر
پڑا ہی اور اژدر کے بھی دو پرکالے ہین اس نے خیال کیا اپنے دل مین کہ بہت بڑے ساحر کو مین نے قتل کیا گو
میرا بہت بڑا سحر اس وقت مٹا جو کہ مین نے ایک عمر اپنی صرف کرکے تیار کیا تھا خیر مٹا تو مٹا مگر حریف
کو تو قتل کیا مگر افسوس اس امر کا ہی کہ میرا لشکر تمام قتل ہو گیا اب مجھکو پھر سمندر پہ جانا پڑا اور وہان
سے اور لشکر لانا پڑا جب بادشاہ یہ خبر سنیگا تو مجھکو بہت انعام دیگا کہ مین مالامال ہو جاؤن گا
یہ تو یہ خیال کر رہا تھا اور لاش آفاق شاہ کی زمین پر پڑی تھی یہ حالت وجد مین بار بار جھوم رہا تھا
اور اپنی بروت نحس کو جو کہ مثل پر زاغ کے اس کے منہ مین تھین تاؤ دے رہا تھا اور پھر سینہ تن تن کر
اپنے سینہ اور بازو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا اپنے دل مین کہ اس وقت اگر سامری و جمشید بھی
ہوتے تو میری اس ضرب سے نہ بچتے اگر مین لشکرون کے سامنے یہ سحر کرتا اور اتنے بڑے ساحر کو قتل
کرتا تو سب میری تعریف کرتے افسوس اسوقت کوئی میری تعریف کرنے والا نہین ہی یہ تو یہ خیال
کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر برق چمکی اس نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ چمک کیسی ہوئی اب جو اسنے
دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ زوجہ آفاق شاہ بحال تباہ آتی ہی ادھر زوجہ آفاق شاہ نے جو اس
مقام پر آکر زمین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ بدمست تو اژدر پر بیٹھا ہوا خوشی مین جھوم رہا ہی اور
میرے وارث کی لاش خاک پر دو ٹکڑے ہوئی پڑی ہوئی ہی بس اسکی آنکھون مین دنیا تاریک
ہو گئی اندھیرا آگیا ہاے وارث کہکر اس نے اپنے کو تخت سے گرایا اتفاق سے منورہ جادو جو فوق
زمین ہوا چلی تھی اس نے اسی مقام پر طبقہ زمین پر توڑا اور نکلی بدمست تو آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا
اور افسوس کر رہا تھا کہ مفت اس عورت نے اپنی جان دی اس نے قصد کیا تھا کہ جب یہ قریب
زمین پہونچیگی مین تو اسکو سنبھال لونگا کیونکہ یہ عورت بہت خوب صورت اور جوان ہی اگر مجھکو
قبول کریگی تو اس کے ہمراہ عقد کرلونگا عیش کرونگا یہ تو اس خیال سے طرف آسمان کے دیکھ
رہا تھا اسکو زمین کی کیا خبر اب یہ از سبب خیال بھول گیا دوسری طرف متوجہ ہی کہ زمین سے منورہ
نکلی اس نے دیکھا کہ ایک ساحر اژدر پر سوار طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی اسنے جو اٹھا کر دیکھا تو کیا
دیکھا کہ میری خالہ غلطان اور پیچان آسمان پر سے طرف زمین کے آتی ہی اسکو یہ دیکھ کر تاب نہ رہی
بس اس نے فوراً سحر کیا کہ دو پنجہ پیدا ہوے ان پنجون نے آلیشہ اندام کو درمیان مین روک
لیا یہ جو بدمست نے دیکھا کہ خود بخود پنجہ پیدا ہوے اور انھون نے زوجہ آفاق کو درمیان
مین روک لیا مجھ تک نہ آنے دیا یہ کیا واقعہ ہی میری حسرت دلی نہ بر آئی قصد کیا تھا کہ اسکو روک کر
سینہ سے لگاؤنگا لب و عارض کے چند بوسہ لونگا اظہار عشق اس کے سامنے کرونگا بیتابی
دل بیان کرونگا گو اسکا شوہر میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہی اسکو صدمہ ہوگا مگر عورت کی ذات بے وفا
ہوتی ہی اور اسی امر کی بھوکی ہوتی ہی کہ کوئی پیار کرے اور گلے لگالے فوراً اُس کے دام محبت مین پھنس
جانے کی جب مین یہ حرکت کرونگا اسکا بھی دل خوش ہو جائیگا اور اپنے شوہر کا غم دل سے
فراموش کریگی میری طرف متوجہ ہو جائیگی چونکہ اس حرام زادے نابکار کا قصد فاسد تھا اور
قصد خراب رکھتا تھا خدا نے آفاق کی آبرو بچانے کا یہ وسیلہ پیدا کیا کہ اسکی بھانجی کو عین وقت
پر پہونچا دیا کہ جس کے سبب سے اس حرام زادے ملعون کی حسرت دلی دل ہی مین رہ گئی پوری نہ ہوئی

کیونکر خدا اپنے بندے کی یون ایک کافر کے ہاتھ سے آبرو ریزی کراتا وہ تو ہر وقت آبرو و جان کا حافظ و نگہبان ہی جب اس نے دیکھا کہ بیجون نے بالائے ہوا یون روکا اور مجھ تک نہ آنے دیا تو اس نے خیال کیا کہ یہ سحر کسکا ہی اس نے جو اُدھر سے نظر پھیری اور طرف زمین کے اس خیال سے دیکھا کہ کیا کوئی اسکا مددگار آگیا کہ جس نے اسکو روک لیا پس کیا دیکھتا ہی کہ ایک لڑکی کم سن کوئی بارہ گیارہ برس کی چہرہ مثل آفتاب کے روشن دونون عارض مثل ماہتاب کے تابان پیشانی نورانی زلفین دوش پر پڑی ہوئین اُن زلفون کا یہ حال ہی کہ گویا بدر کامل ابر سیاہ مین نمایان ہوتا ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ روز و شب گلے مل رہے ہین یا ظلمت و نور ایک مقام پر جمع ہوئے ہین آنکھین چشم آہو کو شرمندہ کرین بینی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئی دہن ہری کی کلیان لب نازک برگ گل کو خجل کرنے والی اُسپر مسی جمائی لگی ہوئی اُسپر پان کی لالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق پھولی ہوئی ہی بموجب مثل مشہور شفق پھولی ہوئی ہی شام کو شہر بدخشان مین ✤ لب لعلین پہ مسی مل کے اس نے پان کھایا ہی ✤ پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا ہوا درمیان محراب ابرو کے بموجب شعر شہنشاہ سیندور کا ٹیکا عیان محراب ابرو مین ✤ چراغ اس شمع رو نے ہین کعبہ مین جلایا ہی ✤ وہ ابرو دراے عاشقان خنجر تیز یا شمشیر آبدار تھی جو اُسکا وار کیا پھر اُٹھکر پانی نہ مانگے مژگان کے تیر پرانے دل دوزی عشاق لئیں تھے ناک مین ایک سونے کی نتھ کو اپنے کی نشانی غنچہ سا دہن کانون مین یاقوت کے بُندے کہ وہ حرکت سے جو ہلتے تھے تو اُنکا عکس جو عارض پر پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا تھا عاشقون کے دل پامال ہوئے جاتے تھے صراحی دار گردن سینہ پر کچھ کچھ جوبن کا اُبھار کمر پتلی سراپا نور کے سانچے مین وہ ڈھلی ہوئی دھانی پوشاک پہنے کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھانون کے کھیت سے آفتاب تابان نے طلوع کیا ہی کرتی زیب بدن تھی اور آستینون پر یہ شعر آبدار منہ سے لکھے تھے

وہ باریک کرتی مثال ہوا	عیان ہو گئی جس سے تن کی صفا
مغرق زری کا وہ شلوار بند	ثریا سے تابندگی مین دو چند
لگا پاسے وہ تا زمین تا بفرق	سراپا جواہر کے دریا مین غرق
بھری مانگ موتی سے جلوہ کنان	نمایان شب تیرہ مین کہکشان
وہ ہیرے کا ٹکڑا بصد آب و تاب	وہ صبح گلو مطلع آفتاب
وہ بالون کی بو رشک بوئے ختن	وہ ڈوبا ہوا عطر مین سب بدن
زمین سے معطر ہوا تا فلک	زمانہ گیا اسکی بو سے مہک
وہ پہونچی زمرد کی اور دستبند	نزاکت مین تھی شاخ گل سے دو چند
وہ مٹھی پہ حنا کلی کی پھبن ✤	کہ سورج کے آگے ہو جیسے کرن
فلک تک گئی حسن کی اسکے دھوم	لیا ہاتھ مشاطہ نے اپنا چوم

یہ جو عالم اس قتال جہان کا بدمست نے دیکھا اُف کہکر سینہ پر ہاتھ رکھ دیا اور دل سے کہا کہ یہ تو بڑے غضب کا سامنا ہوا اُسکی طرف دیکھکر ایک آہ کی اور بیقرار ہو گیا وہ جو اسکا خیال فاسد طرف زوجہ آفاق کے تھا برطرف ہو گیا اور اسکی الفت نے اُس کے دل پر اثر کیا اور خیال کیا کہ اگر یہ مل جائے تو کیا لطف حاصل ہو اسکو اپنی آغوش تمنا مین لے کر لب و عارض کے اس قدر بوسہ لون کہ یہ عارض جو گل سے ہین کثرت بوسہ بازی سے گل گون ہو جائین اور یہ جو دو ثمر الفت اس کے

قدر رعنا ہین لگے ہین ابھی پورے اُبھرے نہین ہین صرف شگوفہ ہوئے ہین اگر ہاتھ آجائین تو کیا قلب
تسکین پائے جان مین جان آئے اگر اسکا سیب ذقن بے آسیب مجکو مل جائے تو مین خوب فرے
اُڑاؤن یہ تو اُس کے سراپا کو دیکھ دیکھ کر اور اپنے دل سے وصل کی باتین اور الفت کی گھاتین کر رہا تھا
وہ اسکی طرف متوجہ ہی نہ تھی کہ کون کدھر ہی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی مگر اسکا دل یہی تقاضا کرتا تھا
کہ دوڑ کر لپٹ جا اپنی حسرت دل کو پورا کر لے یہ تو منورہ جادو کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اور
اسکی بھولی بھولی صورت پر عاشق ہو کر رہ گیا ادھر اُن دونون بچون نے آئینہ اندام کو لا کر
سامنے منورہ کے رکھ دیا یہ بیتاب ہو کر برابر اپنی خالہ کے بیٹھ گئی آئینہ اندام کو غش آگیا تھا
بسبب زیادتی جو اسکے اور اپنے رنج وغم کے اس نے پہلو مین بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کہ
اے خالہ امان ہوشیار ہو یہ آپ کی بھانجی منورہ آپ پر سے نثار ہو ذرا آنکھ تو کھولیے کچھ منھ سے
تو بولیے کچھ حال دل تو بیان کیجیے کہ آپ پر کیا آفت آئی اب بدمست کو معلوم ہوا کہ یہ منورہ جادو
ہر آئینہ اندام کی بہن کی بیٹی ہی یہ تو اُسکی طرف دیکھ رہا ہی وہ اپنی خالہ کو کندھا ہلا ہلا کر ہوشیار
کر رہی ہی اور نرگسی چشم سے گرد اشک جاری ہین جب چند قطرے اشک کے آئینہ اندام
کے رخسار پر پڑے اسکو ہوش آیا اس نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ مین زمین پر پڑی ہون میری
بھانجی میرے برابر بیٹھی ہوئی ہی مجکو ہوشیار کر رہی ہی پس جیسے اس نے آنکھ کھولی ہاے وارث
کہکر رونے لگی اور اُٹھ بیٹھی اور سر پیٹنے لگی اس وقت منورہ نے اپنے دوپٹہ کے دامن سے آنسو
پونچھ کر کہا کہ اے خالہ امان اپنی اس کنیز منورہ کو تو آگاہ فرمایے کہ آپ پر کیا صدمہ گذرا جو آپ نے اپنا
حال کیا ہی اگر مین نہ آجاتی تو آپ زمین پر مین استخوان چورا چورا ہو جاتے کیا ایسی مصیبت ہوئی
کہ آپ نے اپنے بال بھی پریشان کیے گریبان بھی چاک کیا دوپٹہ کی خبر نہین ہی نامحرم سامنے موجود
ہی منورہ نے کہا ایا ہی غرض آئینہ اندام نے اپنا سر پیٹ کر کہا کہ اے منورہ میرا راج و
سہاگ لٹ گیا مین اپنے وارث سے چھوٹ گئی میرا سرتاج قتل ہو گیا مین کسی طرف کی نہ رہی تا
ایسا چاہنے والا کہان سے لاؤنگی اپنی جوانی کیونکر بسر کرونگی اے بیٹی مین رانڈ ہو گئی میری مانگ
اُجڑ گئی منورہ سے یہ کہکر اُدھر کو منھ کر کے کہا کہ اے صاحب تم مجھے جوانی مین رانڈ کر گئے تم نے
اپنے ساتھ اس کنیز کو بھی کیون نہ لیا اسے خدمت کے لیے لے لیا ہوتا وہان کون خدمت کرے گا صاحب
تم تو جان دے کر آفت سے دنیا سے نجات پا گئے اس لونڈی کو واسطے مصیبت کے چھوڑ گئے
یہ جوانی کا زہر دیا کیونکر کٹے گا صاحب نے تو جام شہادت نوش فرما کر سیر گلشن جنان کا قصد
کیا اس کنیز کو دنیا پر چھوڑ دیا تاکہ آلام دنیا مین مبتلا رہے یہ تو فرماتے گئے ہوتے کہ مین کس
مقام پر بیٹھ کر [illegible] عمر اپنا بسر کرونگی مین اپنی یہ جوانی کیونکر کاٹونگی تم مجھے تباہ کر گئے ہے ہے
میرے صاحب کدھر گئے مین کس دیس مین جا کر تلاش کرون کہان ڈھونڈون کوئی مجکو کالی
الفتی بتلا دے مین اُسکو پہن کر اپنے وارث کی تلاش مین نکلون کوئی جا کر صاحبقران کو خبر
کرے کہ میرا وارث مر گیا مین رانڈ ہو گئی وہ آکر اسکو دفن کرین قبر بنائین مین اب یہان سے
نہ جاؤنگی انکی قبر پہ جوگن بن کر بیٹھون گی اپنے صاحب کی قبر کو اکیلا نہ چھوڑونگی یہ باتین کر کے
زوجہ آفاق پر روئی منورہ نے جو یہ باتین سُنیے اور اس طرف دیکھا جدھر اُس نے رخ کر کے بین
کیے تھے یہ نظر آیا کہ میرے خالو آفاق شاہ کی لاش دوپارہ زمین پر پڑی ہی پس یہ جو دیکھا

نہ معلوم کیا ہوا جو وہ قتل ہوے مجکو اُن کے قاتل کا نام بتایئے نشان دیجیے ذرا مین بھی تو پہچانون
کہ وہ کون جوان مرد ہی مجھ سے مقابلہ کرے اگر مین اُسکو پا جاؤن تو ابھی اُسکی بوٹیان کاٹون
اِس طور سے قتل کرون کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اُس کے حال پر رحم کھائین اور مجکو
ترس نہ آئے مین اُس حرامزادے کو تہ تیغ کرون جس نے میری خالہ کو رانڈ کیا اور اُنکو رولایا
اور مجکو اِس صدمہ مین مبتلا کیا مین بھی دیکھون کہ وہ کون ایسا زبردست ہی ایک جنبش لب
مین تو مین اُسکا کام تمام کرونگی یہ جو منورہ نے کہا ایک قہقہہ آئینہ اندام نے ضبط گریہ کر کے
آنچل سے آنسو پونچھ کر منورہ کی حالت پر نگاہ کی دیکھا کہ وہ تڑپ رہی ہی اور اپنی جان کھو
رہی ہی سر پا کا ہوش نہین ہی دوپٹہ کہین ہی ہاتھ کہین ہین زلفین پریشان ہین لب پر آہ
و نالہ ہی ہچکی بندھی ہوئی ہی زبان پر وہی تقریر ہی حواس باختہ ہین یہ جو حال مالکہ نے اپنی بھانجی
کا دیکھا خیال کیا کہ یہ کم سن ہی اِس نے کبھی یہ واقعہ دیکھا نہین ہی نیا واقعہ پیش آیا ہی ایسا
نہو کہ ہلاک ہو جائے چونکہ اِس نے کم سنی سے اسکو پرورش کیا ہی جب یہ کوئی چھ یا سات ماہ
کی تھی جب اِسکی ماں نے انتقال کیا تھا اُسی دن سے اِسی نے اسکو اِس محبت کے ساتھ مثل اولاد
کے پرورش کیا دوسرے یہ امر تھا کہ اِس کے اولاد بھی نہ تھی یہ زیادہ الفت کرنے کا سبب
ہی یہ حال دیکھکر اُسکو تاب نہ رہی شوہر کا غم بھول گئی اور خیال کیا کہ ایک صدمہ تو تھا اُس کی
ابھی تاب نہ ہوئی تھی کہ دوسری آفت مین اور مبتلا ہوتی ہون یہ خیال کر کے اپنے کو
سنبھال کر زمین سے اُٹھی اور منورہ کو گودی مین اُٹھا لیا آنچل سے آنسو پاک کیے دلاسا
دیا پیار کیا اور کہا کہ اے بیٹی صبر کر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کیا رونے اور پیٹنے سے تیرے
خالو واپس نہ آئین گے وہ گذر گئے اب وہ فکر کرنا لازم ہی کہ اُن کے قاتل کو تم اور ہم مل کر قتل
کرین اے منورہ اب ہم اور تم تمام عمر روئین گے یہ غم کیا جاتا رہے گا ہان اُس وقت کے
رونے سے اگر وہ زندہ ہو جائین تو رو لو تو نے عرفی کا شعر نہین سُنا کہ اُس نے کیا کہا ہی وہ بھی
مضمون کو کہتا ہی کہ رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا ہی رونا اُس وقت مین لازم ہی کہ اگر رونے
سے وہ شخص مل جائے کہ جس کے لیے روتے ہین تو اِس تمنا مین ہزار برس رو یا کرو سے
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ¤ صد سال میتوان بتمنا گریستن ¤ پس کیا فائدہ اپنا حال
خراب نہ کرو میرے حال پر نظر کرو اے فرزند وہ تیرے تو خالو تھے اُس سے مجکو اِس قدر صدمہ ہوا
میرے دل کا کیا حال ہوگا کہ میری راحت برباد ہوئی راج لُٹ گیا سہاگ برباد ہوا مانگ
اُجڑ گئی دنیا کی راحتون سے چھوٹ گئی جوانی مین رانڈ ہو گئی مگر سوائے صبر اور شکر کے کیا
چارہ ہی ہم اب جب تک زندہ رہین گے رو یا کرینگے وہ بھانجی کو سمجھا تو رہی تھی مگر دل بھر آتا تھا
اور یہی دل چاہتا تھا کہ خوب لاش سے لپٹ کر روؤ اگر بس چلے تو اپنے کو بھی ہلاک کرو مگر اِس
خیال سے کہ اگر مین اپنی حالت تباہ کرونگی تو منورہ مر جائے گی پس اِس خیال سے ضبط کیے
ہوے تھی دل ہی دل مین صدمہ اُٹھا رہی تھی کلیجہ منہ کو آتا تھا آنسو نکل آتے تھے
مگر اُنکو پی جاتی تھی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب اِس طور سے آئینہ اندام نے اپنی بھانجی سے
کہا اُس وقت اُس نے کہا کہ یہ تو سب آپ سچ فرماتی ہین مگر مین خالو جان کے قاتل کو تلاش
کیا چاہون جو قتل کرون مالکہ نے جواب دیا کہ ابھی ٹھہرو تلاش کرنا گو مالکہ کو بخوبی معلوم تھا

که بدمست اسی مقام پر موجود رہی مگر اس خیال سے کہ جب اُس نے میرے شوہر کو کہ جو بہت بڑا ساحر
زبردست تھا قتل کیا اسکی کیا اصل ہو کہ یہ اُسکو قتل کرے گی اسپر ظاہر کرنا کہ یہ تیرے خالو کا قاتل ہے
محض نادانی اور حماقت ہو جس وقت یہ امر اسپر ظاہر ہوگا یہ فوراً مقابلہ کرے گی اگر خدا نخواستہ یہ
بھی قتل ہوگئی تو میرے اوپر دوسرا صدمہ پڑے گا گو میں اور منورہ دو ہیں مگر یہ ساحر زبردست ہے اور
دوسرے میرے حواس بھی اُسکے الم سے درست نہیں ہیں جو میں مقابلہ کروں یہ دل میں خیال کرکے
کہا کہ تلاش کرنا جب مل جائے گا اُس وقت مقابلہ کرکے قتل کرنا یہ کہکر اُسکو پیار کرنے لگی ادھر
منورہ کی نگاہ بدمست خون ریز پر پڑی دیکھا کہ وہی ساحر ادھر کو چلا آتا ہے جسکو میں نے جب
میں زمین سے نکلی ہوں دیکھا تھا کہ یہ کھڑا ہوا طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے جسکے سبب سے میں نے دیکھا تھا
اور اپنے خالو کو طرف زمین کے آتے ہوئے دیکھا تھا یہ خیال کرکے اُسکو ادھر آتے ہوئے دیکھ کر ملکہ
آئینہ اندام سے کہا کہ ای خالہ امان یہ کون بدسرشت سیاہ رو ہے جو ادھر کو چلا آتا ہے میری یہ
حالت ہے جب سے اسکو میں نے دیکھا ہے دل کانپ رہا ہے مارے خوف کے مری جاتی ہوں ایسی صورت
ہیبت ناک اسکی ہے کہ ڈری جاتی ہوں روح قالب میں بے چین ہے یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے کہا کہ
کدھر اُس نے اشارے سے بتایا کہ وہ چلا آتا ہے کیا ہیبت شکل ہے یہ جو کہکر اشارہ کیا ملکہ نے دیکھا
فوراً پہچان لیا کہ بدمست جادو ہے میرے شوہر کا قاتل ہے پکار کر کہا کہ ای بدمست تو ادھر
کہاں آتا ہے جا اپنی راہ لے ہم نہ معلوم کس آلام میں مبتلا ہیں کیوں ہماری طرف آتا ہے یہ کہکر ملکہ
خاموش ہوئی خیال کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہم دونوں کے قتل کے قصد سے آتا ہے بڑی خرابی ہوئی کہ
اگر اِس چھوکری کو معلوم ہوگیا کہ یہی میرے خالو یعنی آفاق شاہ کا قاتل ہے پھر اگر میں لاکھ منع بھی
کروں گی یہ نہ مانے گی ضرور مقابلہ کرے گی کیا تدبیر کروں اور یہ مردود چلا آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کی
قضا یہاں ہم کو کھینچ لائی ہے نہ معلوم اور ہمراہیوں پر کیا گذری کہ اب تک کچھ خبر نہیں کیونکہ اُنکے
مرنے کی صدا نہ آئی اگر یہ خیال کروں کہ وہ بھی قتل ہوئے تو کوئی علامت اُن سب کے مرنے کی بلند
ہوتی یہ کیا امر ہے کہ میرے شوہر کے مرنے کی علامت بلند ہوئی پیروں نے غل مچایا اُن میں سے کسی کو
خبر نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب چلے گئے اگر اُن میں سے کوئی آجاتا اور اِس مردود سے
مقابلہ کرتا تو اِس چھوکری کی جان بچ جاتی کیونکہ یہ موئی مٹی کی نشانی ہے مجھکو اپنے مرنے کا خوف نہیں ہے
بلکہ میری جان خوشی ہے کہ میں کسی تدبیر سے ہلاک ہو جاؤں تاکہ اِس کشاکش دنیا سے نجات پاؤں
بلکہ اِس مردود کے ہاتھ سے قتل ہوں تو بہتر ہے کہ مرتبہ شہادت پاؤں ملکہ نے یہ خیال کرکے دل سے
کہا کہ ای کم بخت ایسے وقت میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے نہ کوئی دوست ہوتا ہے نہ اپنا جب اُن
سب نے سنا ہوگا کہ کسی نے آفاق شاہ کو قتل کیا اُس کے مرنے کی علامت بلند ہوئی بس وہ
لوگ یہ خیال کرکے کہ ہم جس کے سبب سے اور مروت سے لڑ رہے تھے جب وہ قتل ہوگیا تو ہم کو کیا ضرورت
ہے کہ ہم یہاں قیام کریں چلو لشکر کو چلو بس اِس سبب سے سب کے سب چلے گئے بس مجھکو اِس کے
بچانے کی اب فکر کرنا لازم ہے جہاں تک ممکن ہو پہلے منت خوشامد اپنی اور اسکی جان بچا اگر یہ مان
لے تو خیر ورنہ بدرجہ لاچاری مقابلہ کر پہلے اپنے کو قتل کرا اُس کے بعد جو کچھ ہو خواہ یہ چھوکری زندہ
رہے خواہ یہ بھی قتل ہو مگر تو اپنے دل پر اسکے قتل ہونے کا داغ نہ اٹھا یہ خیال کرکے بدمست
کی طرف دیکھا دیکھا کہ وہ اسی طرح سے جھومتا ہوا چلا آتا ہے اس نے پھر پکار کر کہا کہ ای شخص تو ادھر

کیون آتا ہی ادھر ہم آفت زدہ بیٹھے ہوے اپنے وارث کو رورہے ہین اگر تجھکو کچھ مال و زیور کی خواہش ہی تو ہمارے پاس نہین ہی اور جو کچھ ہی ہی کا تو تو کہدے ہم اُسکو خود آتا رکر تیرے حوالہ کر دین تو اُسی مقام پر لگھڑا رہ ہم آفت زدون کو نہ ستا اب ہم آفت مین مبتلا ہین کیون بے کسون کو پریشان کرنے آتا ہی راوی کہتا ہی کہ یہ امر تو ضرور ملکہ کو معلوم تھا کہ زیور وغیرہ کی خواہش سے نہین آتا ہی بلکہ مقابلہ کی خواہش سے آتا ہی مگر یہ بات مشورہ کے سُنانے کے لیے کہی تھی تاکہ یہ خوف نہ کرے اسپر یہ امر ظاہر ہو کہ یہ ہم سے مقابلہ کو آتا ہی اور یہی حالوکا قائل ہی جب یہ ملکہ نے کہا مگر بد مست نے سُنا بھی نہین کہ کیا کہا کیا نہین کہا وہ تو اوسی خیال مین غرق تھا پہلے تو اس خیال سے چلا تھا کہ یہ زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی اور ابھی آپ مین نہین ہی اسکو اُٹھا کر خوب بوسہ لون جس قدر جانان سے ہم آرزو حاصل کرون گلے سے لگاؤن دست تمنا کو طرف ثمر مراد کے دراز کرون اگر مل جائین تو کیا اچھی بات ہی خوب فرصت کرون حظ دنیا وہی اٹھاؤن کیونکہ اسوقت یہ گل رعنا اپنے ہوش مین نہین ہی اور کوئی ایسی چیز بھی اُسکے پاس نہین ہی ایک پل پل کا دوپٹہ ہی وہ بھی پھٹ گیا ہی یہ تو اس خیال سے شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا تھا کہ جاتے ہی آغوش مین اٹھا لونگا اُدھر وہ واقعہ ہوا کہ ملکہ نے اپنی بھانجی کو گود مین اٹھا لیا اور پیار کیا اسکو بہت ناگوار ہوا اب یہ اس خیال سے چلا ہی کہ پہلے باآشتی طلب کرونگا اگر اس نے خوشی سے مجکو اس سیب رعنا کو دے دیا تو خیر ورنہ مثل آفاق کے اسکو بھی قتل کرکے اسکو حاصل کر دونگا اور اسی کو ہمراہ سفینہ کو سفینہ کرونگا اسی مقام پر بزم خوشی برپا کرونگا اور اپنی مراد دلی حاصل کرونگا یہ اب اس خیال سے چلا ہی اور اپنے حال مین گویا یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان ہین

غزل

ہاے اس سوز دل سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
غیر یار آنکھون مین اپنے جلوہ گر کوئی نہ تھا
خوبصورت تھا یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
ایسے نالون سے شب کی تھی قیامت منتظر
دوستی دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
معرکے مین عشق کے سر پا تو پر سے ہوے
کیا اشتی دو دلون کی جو کچھ تھی لپٹے
یار اُٹھ کر لاتا تھا صورت دکھاتا مین نہ
دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
تیرہ بختی کی بات جدائی تھی نہ آنکھے داد سے
بلبل تصویر تھا باغ جہان مین ہری طرح
رنگ کی تھی زلف رسا سے یار پھر اک سودا نہ
تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دلون
کو شکیب علقے مین ان زلفون سے تھے اک دو دل
کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبہ دل یار کو
عشق کر کے حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان

داغ دل خندہ زن زخم جگر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بے خبر کوئی نہ تھا
غیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا
واپسین دم تک تو مجھ سے نیشتر کوئی نہ تھا
ان لب شیرین سے شیرین نیشکر کوئی نہ تھا
جھٹپٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا
جلوہ فرما ہو نہ تو جسمین وہ گھر کوئی نہ تھا
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا
آشنا گردن سے اپنی اپنا سر کوئی نہ تھا
خانہ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا
فکر سے غافل ترے بین و بشر کوئی نہ تھا

عالم محویت مین اس نے ملکہ کا کہنا بالکل نہین سُنا ہی نہ کچھ جواب دیا برابر چلا آتا ہی جب ملکہ نے دیکھا کہ
مین نے دو دفعہ اس سے پکار کر کہا اس نے کچھ جواب نہ دیا اور اُسی طرح یہ کہ چلا آتا ہی ایک مرتبہ برہم
ہو کر کہا کہ ارے شخص تو کیا بہرہ ہی کہ ہم نے دو مرتبہ تجھکو منع کیا اور کہا کہ ادھر نہ آ مگر تو نے ہمارے کہنے پر عمل
نہ کیا اور نہ کچھ خیال کیا بس اُسی مقام پر ٹھہر جا جو تیری خواہش ہو ہم سے بیان کر تاکہ ہم بھی تو کچھ سُنین
کہ تو اس طرف کس غرض سے آتا ہی اگر خواہش زر و زیور ہی تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ اُسی مقام پر ٹھہرا
رہ ہم دیے دیتے ہین یا اور کچھ کہنا ہو وہ بھی کہہ ہم تیری طرح بہرے نہین ہین کہ نہ سُنین یہ جو ملکہ نے
ڈانٹ کر کہا اور اب بدمست بھی قریب آ چکا تھا ملکہ کی تقریر سُنی ایک مرتبہ ٹھہر کر کہا کہ مین کوئی محتاج
نہین ہون جو زر و زیور کی خواہش مین تمھاری طرف آتا ہون تمھارا زر و زیور تم کو مبارک رہے خدا اور نصیبون
کی عنایت سے میرے پاس سب کچھ موجود ہی تم لوگ میرے دشمن ہو اور مین تمھارا دشمن ہون مگر اب
مین یہ چاہتا ہون کہ میرے تمھارے سلسلۂ محبت و اتحاد جاری ہو جائے درمیان سے یہ فتنہ و فساد
برطرف ہو جائے رشتۂ دوستی قائم ہو جائے بس جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اب کوئی باہم فساد کرنے
سے فائدہ نہین جو لوگ کہ قتل ہوئے ہین وہ فساد کرنے سے زندہ نہ ہو جائین گے اگر تم کہو تو مین وہ
طریقہ بیان کرون مگر پہلے یہ خیال کر لو کہ جو مین تم سے کہونگا اُسکو قبول کرنا پڑے گا بدون اُسکو قبول
کیے ہوے یہان سے تمھارا جانا محال ہی اب مین تم کو جانے نہ دونگا ہان اگر میری خواہش کے موافق
کروگی تو مین تم سے مزاحم نہ ہونگا یہ جو بدمست نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ بیان کرو کہ وہ کیا طریقہ
ہی کہ جس کے سبب سے ہمارے اور تیرے سلسلۂ دوستی اور محبت قائم ہو جائے گا اور رشتۂ دشمنی
قطع ہو جائے گا اور وہ کیا امر ہی کہ جسکے بدون قبول کیے ہوے تو مجکو یہان سے نہ جانے دے گا یہ امر
خیال کرنے کہ اگر وہ امر جو کہ تو بیان کرے گا اگر لائق قبول کرنے کے ہوگا تو قبول کیا جائے گا ورنہ جواب
دیا جائے گا اور ہم سے مذہب کے بارے مین گفتگو نہ کرنا ورنہ ہم کبھی قبول نہ کرینگے یہ جو ملکہ نے کہا
بدمست نے جواب دیا کہ مجکو تم سے دو امر کہنا ہین اُنکے قبول کرنے پر تیری جان بخشی ہی ورنہ تو بھی
مثل آفاق شاہ کے میرے ہاتھ سے قتل ہوگی یہ جو بدمست نے کہا منورہ نے جو سُنا ایک
مرتبہ اپنے کان کھڑے کیے اور اپنی خالہ سے کہا کہ کیا خوب یہ تو وہ مثل ہوئی بموجب اس شعر کے شعر یار
درخانہ و من گرد جہان مے گردم + آب درکوزہ و من تشنہ لبان مے گردم + یعنی میرے خالو کا قاتل اسی
مقام پر موجود ہی اور آپ فرماتی ہین کہ تلاش کرنا جب وہ مل جائے گا اُسکو قتل کرنا مین خود اُسوقت
سے اسی فکر مین مبتلا تھی کہ کہان تلاش کرنے جاؤن کس سے دریافت کرون کیونکر پتہ پاؤن یہ نہ جانتی
تھی کہ یہی ذات بابرکات ہین مین حیران تھی کہ یہ کون ہی اسکو تو مین نے کسی مقام پر دیکھا ہی اب یہ
میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی خوب اس وقت اس نے اپنے کو ظاہر کیا اسکی قضا نے اسکی
زبان سے یہ کلمہ نکلوا دیا یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ اے بیٹی خاموش رہو سنو تو یہ
ملعون کیا کہتا ہی پہلے اسکی تقریر سُن لو تو پھر مقابلہ کرنا یہ اب جائے گا کہان مین خود اسکی فکر مین تھی
یا تو یہ مجکو قتل کرے گا یا مین اسکو قتل کرونگی مگر پہلے اسکی بات سُن لینا ضرور ہی منورہ نے جواب
دیا کہ وہ کچھ بیہودہ تقریر کرے گا بیکار کو دماغ خراب کرے گا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تو بچے کی باتین
کرنے لگی یہ کہکر بدمست سے کہا کہ پہلے تم اپنا نام ظاہر کرو پھر یہ بتاؤ کہ تم نے آفاق شاہ کو
کیون قتل کیا پھر یہ بیان کرو کہ وہ کیا دو طریقہ ہین بس یہ تقریر جو ملکہ آئینہ اندام نے کی تو

بدمست نے کہا کہ میرا نام بدمست خونریز جادو ہی اور مین نے اس جرم پر آفاق شاہ کو
قتل کیا کہ وہ سمندر شاہ سے منحرف ہو گیا اور اُس نے اہل اسلام کی شرکت کی بس بادشاہ کو
غصہ آیا اُس نے مجکو برائے بربادی ملک آفاق شاہ روانہ کیا یہ خبر آفاق شاہ کو معلوم ہوئی
وہ مجکو غافل پاکر میرے لشکر پر آ پڑا اور تمام سپاہ کو برباد کیا ایک کو زندہ نہ رکھا قصبون مین آگ
لگا دی جب مجکو معلوم ہوا مین اپنی جان بچا کر لشکر سے نکل آیا اور آفاق شاہ سے مقابلہ کیا
مجھ پہلے نصیحت کی جب اُس نے نہ مانا مین نے اُسے قتل کیا اور زوجہ آفاق تو اس حال سے
بخوبی واقف ہی اور مجکو دھوکا دیتی ہی کہ کیا ہوا تو میرے نام سے بھی آگاہ ہی اور میرا نام دریافت
کرتی ہی مین سمجھا صرف اس غرض سے یہ تقریر تیرے روبرو بیان کی کہ مجکو تجھ سے رشتہ محبت و قرابت
جاری کرنا ہی ورنہ کبھی نہ بیان کرتا راوی نے بیان کیا ہی کہ ملکہ آئینہ اندام اُس کے نام سے
و سبب واقعات سے آگاہ تھی مگر صرف اس خیال سے کہ جوہر دار اور طرف مقابلہ کو گئے تھے اُنھون
نے یہ صدا سُنی ہو کہ آفاق شاہ قتل ہوا وہ اُس کے قاتل کی تلاش مین آتے ہون راہ مین
ہون ایسی تدبیر کرے کہ عرصہ لگے گو یہ امید نہین ہی کہ وہ لوگ آئین مگر شاید کوئی مروت کرے ورنہ
زوجہ آفاق شاہ یہ مہمل سوال نہ کرتی جسکی آگاہی سے واقفیت تھی مگر وہی سوال کرتی صرف
دفع الوقتی مد نظر تھی جب یہ بدمست نے کہا تو زوجہ آفاق شاہ نے جواب دیا کہ وہ طریقہ بیان
کر اور یہ بیان کر وہ کیا تدبیر ہی کہ میرے اور تیرے رشتہ قرابت جاری ہو اسوقت بدمست نے
کہا کہ پہلا سوال تو میرا یہ ہی کہ یہ جو گل رعنا اور بلبل باغ حسن و خوبی و قمر گلزار دلی و نونہال گلشن
مطلوبی و در صدف محبت تیری گود مین ہی اسکو مجکو دیدے تا کہ مین اس کے ساتھ اپنا عقد کرون
اس سے اپنا کام دل حاصل کرون اس کے دُر نا سفتہ کو سفتہ کرون تا کہ اس سے نتیجہ مراد سے میرا دل
فرحت پائے میری آرزو دلی پوری ہو جب سے مین نے اس بت زیبا اور گل رعنا کو دیکھا ہی اور اسکے
سراپا کو خیال کیا ہی اُس وقت سے مین اسکے چاہ ذقن مین مثل یوسف کے غرق ہو گیا ہون اور اسکے
دام زلف مین اسیر ہوا ہون اس کے مژگان تیر نے میرے قلب و جگر کو گھائل کیا ہی اسکی محبت
نے میرے دل پر اثر کیا ہی مین اسیر و فریفتہ ہو گیا ہون مین اسکی الفت کے دام مین اسیر ہوا ہون
دل بیصبر کا کوئی ٹھکانا نہین ہی میرا دل مثل مرغ بسمل کے قفس جسم مین بیقرار ہی یہ چاہتا ہون کہ کسی طور سے
اس گل رعنا کو مثل بلبل کے آغوش مین لون اور اس قدر بوسہ لون کہ دل بیتاب کو قرار پائے اور
میری مراد دلی بر آئے بیقراری دل کو تسکین ہو بدون اس کے وصل کے میرے دل کو قرار نہ ہوگا بس
تجکو لازم ہی کہ اسکو میرے حوالہ کرتا کہ رشتہ قرابت جاری ہو تیری جان میرے ہاتھ سے بچے دوسرا سوال
یہ ہی کہ تو مذہب اسلام ترک کر اور میرے ہمراہ سمندر شاہ کی خدمت مین چل مین اُس سے تیرا قصور
معاف کرا دونگا بلکہ بادشاہ تیری محبت مین مبتلا ہی اُس نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ تیرے شوہر کو قتل کرے
جب تو رانڈ ہو جائے تو تجھ سے اپنی خواہش ظاہر کرے خواہ بخوشی خواہ بزبردستی جس طرح ممکن ہو
تجھ سے وصل حاصل کرے مگر اُسکی آرزو پوری نہ ہوئی گو اُسکو اختیار تھا کہ جب وہ چاہتا زبردستی
تیرے شوہر کے حیات مین تجھ سے اپنا مطلب حاصل کرتا مگر وہ خلاف انصاف سمجھا کہ موجودگی شوہر
مین زبردستی خلاف ہی لیکن اب جب وہ یہ سُنے گا کہ آفاق شاہ قتل ہوا اُسکی زوجہ بیوہ میرے پاس
اپنا قصور معاف کرانے آئی ہی بہت خوش ہوگا اُسی وقت تیرا قصور معاف کر دیگا بلکہ کئی ملک

تقریر کرتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ایسی تقریر کرنے لگا دیکھ کہیں آنکھیں نہ کور ہو جائیں تیری
تو کیا اصل ہی بڑے بڑے تو میری زندگی مین اس لڑکی کی طرف بنگاہ بد دیکھ نہیں سکتے ہیں بس اپنی
زبان بند کر ورنہ بہت پچھتائے گا اس خیال کو اپنے دل سے دور کر ورنہ آسمان خراب ہوگا آئندہ تجھکو
اختیار ہی چہ خوش گفت کجا توپچہ بوم کجا وہ ہماے سعادت سا چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ جب انسان
کی شامت آتی ہی تو وہ ایسے ایسے خیالات پیدا کرتا ہی اور یہ جو تونے کہا کہ ترک مذہب کرو اور بادشاہ
کی خدمت مین چلو وہ خطا معاف کرے گا اپنے محل مین داخل کرے گا سمندر کی بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ میری خطا معاف کرے اور مجکو داخل محل کرے داخل محل ہونے کی تیری ہان بیٹی جورو وہین ہو
وہ میری طرف بنگاہ بد دیکھ نہیں سکتا ہی اگر دیکھے تو آنکھین نکال لون افسوس اس امر کا ہی تو
مجکو بے وارث خیال کرکے ایسی تقریر کرتا ہی اور جانتا ہی کہ اسکا کوئی وارث نہیں ہی یہ نہ خیال کرنا میرے
بہت سے وارث ہین خداوند کریم لشکر اسلام کو اور بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران کو سلامت
باکرامت رکھے وہ میرے وارث ہین اگر وہ اسوقت یہان موجود ہوتے اور تو اس طور کی تقریر کرتا
تو دیکھتا کہ کیسی سزا ملتی تیری زبان گدی کی طرف سے کھینچ لی جاتی اور ایک ہاتھ پڑتا کہ سر تن سے اڑ جاتا
اس وقت مزہ اس تقریر بے عمل کا پاتا اگرچہ مین خود تیرے لیے کافی تھی بلکہ شوہر کے حکم نے مجکو مجبور
کر دیا بس جا تیری اسی مین خیریت ہی کہ مین کچھ تجکو سزا نہین دیتی ہون اور چھوڑے دیتی ہون اب اگر
جو کچھ کہا تو یاد رکھنا کہ سر تن پر نہ ہوگا اگر اس لڑکی کی طرف بنگاہ بد دیکھا تو یہ خیال رکھنا کہ دونون آنکھون مین
تیرے میری دو انگلیان ہونگی تو مجکو اس امر سے خوف دلاتا ہی کہ اگر یہ امر قبول نہ کروگی تو مین تجکو
قتل کرونگا مین مرنے سے نہین ڈرتی ہون آبرو کا صدقہ جان ہی بس اگر آبرو جانے والی ہو تو مر جانا
بہتر ہی یہ جو ملکہ نے کہا اسکو یہ تقریر بہت ناگوار ہوئی اور برہم ہوکر کہنے لگا کہ کیون اپنی قضا بلاتی ہی دیکھ
اسی مین خیریت ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ پچھتائے گی مثل اپنے شوہر کے میرے ہاتھ سے ماری
جائے گی سارا ابر و غرور نکل جائے گا مین تو صرف اس پارہ ماہ سے اپنا کام دل حاصل کرونگا کیونکہ مین
اسپر مرتا ہون دل میرا میرے قابو مین نہین ہی جب سے اسکو دیکھا ہی اسکی مفارقت نے مجکو بیقرار
کر رکھا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ اسکو میرے حوالے کر اور میرے ساتھ چل تو کیا مجکو سزا دیگی
میان آفاق شاہ تو سزا دے نہ سکے میرے ہاتھ سے قتل ہوے لشکر اسلام کی بھی یہ لیاقت ہی
کہ مجکو سزا دے یہ جو بد سرشت نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تو نے وہی تقریر کی بس اسی مین خیریت ہی کہ
تو اپنی جان سلامت لیکر چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا اور قتل ہوگا اور اگر میری قضا تیرے
ہاتھ سے ہی تو کوئی چارہ نہین ہی مگر یہ خیال کرلے کہ تو اس مہ پارہ پر میرے بعد خواہ میرے سامنے
قابض ہو یا اپنے تصرف مین لا سکے یہ امر بالکل محال ہی سر امر تیرا خام خیال ہی بس اپنے دل سے
اس خیال کو دور کر اپنی جان نہ دے یہ جو ملکہ نے کہا بد سرشت نے جواب دیا کہ کیون اپنی قضا بلاتی ہی
مین تجکو قتل کرکے اس مہ پارہ زہرہ فریب پر ضرور قبضہ کرونگا دیکھ اسی مین خیریت ہی کہ میرے کہنے
پر عمل کر اچھا اگر تجکو یہ امر منظور نہین ہی کہ تو ترک مذہب اسلام کرے اور میرے ساتھ بادشاہ کے پاس
جائے تو اس امر کو جانے دے تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی مین مجبور اس امر کا جبر نہین کرتا ہون مگر یہ امر
تجکو ضرور کرنا ہوگا کہ میری معشوقہ کو میرے حوالے کر ورنہ مین زبردستی تجھسے لے لونگا اور پھر ناحق ہوگا
دیکھ مین صرف اس امر کے لحاظ سے تیرے دین پر زبردستی اس امر کی نہین کرتا ہون کہ تو دین اسلام اختیار کر

یہ کہکر منورہ کے رخ انور کی جانب دیکھکر کہا کہ ای پیاری معشوقون کا یہی کام ہے کہ عاشقون پر ستم کرتے ہین
تمھارے کسی حربہ کا جواب نہ دونگا وہ ہاتھ ٹوٹ جائین جو تم پر کسی اور قصد سے اٹھین تم حربہ
کرو مین اسکو بسر و چشم قبول کرونگا یہ جو اس نے کہا منورہ نے وہ نارنج اسم سحر پڑھکر بلند کر کے پھینکا
اس نے جو دیکھا کہ یہ نارنج اس نے غصہ مین پھینکا ہے ساحرہ زبردست ہے اگر پڑ گیا تو کوئی عضو
بیکار ہو جائیگا اس سے اپنے کو بچانا ضرور ہے یہ خیال کر کے اس نے اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالا
اسپر اسم سحر پڑھکر ہاتھ مین لے کر کھڑا ہوا جب وہ نارنج قریب آیا اس نے اسکو اس کا روکا اور
منھ سے اف جو کی شعلہ نکلا اس نے اس نارنج کو جلا دیا جب اس حربہ کو دفع کیا تو منورہ کی طرف دیکھکر کہا کہ
تم نے جان من تمھاری محبت کی کس قدر آگ میرے سینہ مین ہے کہ جس نے نارنج کو جلا دیا ہان کوئی اور
حربہ کرو یہ حال جو منورہ نے اور ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ بڑا ساحر زبردست ہے مگر اسکی تقریر سے منورہ
کو غصہ آیا اور پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ اور کوئی حربہ نکالے کہ آئینہ اندام نے کہا کہ ای فرزند تو ٹھہر جا یہ تیرے
ہاتھ سے نہ قتل ہوگا مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون اور اسکو اسکی اس چرب زبانی اور بیہودہ گوئی کی سزا
دیتی ہون منورہ نے جواب دیا کہ آپ ٹھہر جائین مین قتل کیے دیتی ہون یہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہے
اسکی کیا اصل و حقیقت ہے آئینہ اندام نے اسکو اس کے مان کی روح کی قسم دی اور اسے سحر کی کم
تو حربہ بہ کر منورہ ناچار ہو گئی بس ملکہ نے اپنی جھولی سنبھال کر روبرو بدمست کے آ کر کہا کہ او
بدمعاش تو نہ مانیگا بہر دو سزا پائیگا لا کیا حربہ رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ اس نے سحر کیا ملکہ نے رد کیا اب
ملکہ نے سحر کیا اس نے رد کیا اب ان کے آپس میں سحر چلنے لگے اور دونون طرف سے رد ہونے لگے کوئی
دس بیس پندرہ پندرہ سحر کی نوبت آگئی تھی اور باہم دونون طرف سے رد ہوتے تھے ملکہ جان لڑاتے
ہوئے مقابلہ کر رہی تھی کیونکہ آبرو کا مقدمہ تھا جب بدمست نے دیکھا کہ یہ بڑی ساحرہ اور ہر بات سے
مقابلہ کر رہی ہے اسپر غالب آنا ذرا مشکل ہے اس نے دل مین خیال کیا کہ یہ دھوکے سے چوٹ کھائے گی
بس یہ وقت کا منتظر رہا اب جو ملکہ نے پھر سحر کیا اس نے اسکو رد کیا اور کارد سحر نکال کر اسپر اسم سحر دم
کر کے اور اپنی زبان سے خون کا ٹیکا دے کر ملکہ سے کہا کہ دیکھیے وہ میری ماں آگئی اب تم میرے ہاتھ
سے کہان جاتے ہو ملکہ آئینہ اندام اپنے سادہ پنے سے اس ملعون مکار کے کہنے سے
دھوکے مین آگئی گو ساحرہ زبردست تھی مگر پھر عورت تھی جیسے ملکہ نے ادھر دیکھا جدھر کا اس نے
اشارہ کیا تھا بس فوراً اس نے وہ کارد کھینچ کر ماری کہ منورہ نے اسکے ہاتھ کی جھپٹ دیکھی پکاری کہ
خالہ جان بچیے اس حرامزادے نے دھوکا آپ کو دے کر ادھر متوجہ کیا جب آپ ادھر مخاطب ہوئین اسنے
اپنا حربہ کیا بس جیسے یہ منورہ نے کہا ملکہ نے اپنے کو بچایا تو مگر ایک بار اس خیال سے اسکی طرف دیکھا کہ دیکھون
اس نے کیا حربہ کیا ہے بس یہی اسکا قصور ہوا چونکہ وہ کارد اسکے ہاتھ سے رہا ہو چکی تھی اور قریب
پہونچ چلی تھی اور ملکہ کی تقدیر مین زحمت لکھی تھی اور اسکی قضا ملکہ کے ہاتھ سے نہ تھی بلکہ ملکہ کو اسکے
ہاتھ سے زخمی ہونا مقدر مین تھا جیسے پلٹی وہ کارد آکر پیشانی پر پڑے کوئی دو انگل پیشانی مین در آئی
تھی کہ ملکہ نے سحر کیا کہ وہ اتنی مقام پر ٹھہر گئی آگے نہ بڑھ سکی اگر ملکہ یہ سحر نہ کرتی تو اس پار سر کو توڑ کر باہر
نکل جاتی یا سینہ یا پشت پر پڑتی تو قلب و جگر کو کاٹ دیتی چونکہ ملکہ کی اجل اسکے ہاتھ سے نہ تھی
صرف زخمی ہونا تھا اس سبب سے پیشانی پر پڑی تو ملکہ نے سحر کر کے اس کارد کو پیشانی سے نکالا ایک فوارہ
خون کا پیشانی سے جاری ہوا خون مین نہا گئی معلوم ہوتا تھا کہ شفق مین آفتاب آگیا ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا خون بہنے کا اور سے

پہنچنے دیا اور وہ کاری دے کر اُسکی طرف چلی یہ کہتی ہوئی کہ او دغا باز و مکار جب تو نے دیکھا کہ میں کسی طور سے غالب نہیں آسکتا ہوں تو تو نے مجکو دھوکا دیا اور اپنا حربہ کیا خیر اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے خبردار ہو جا یہ کہکر ملکہ چلی چونکہ خون سر سے بہت نکلا تھا ملکہ کو غش آگیا کوئی دو قدم چلی تھی کہ غش کھا کر زمین پر گری ملکہ کو غش آنے کا یہ بھی سبب تھا کہ اُسکے قلب پر مرگ شوہر کا اسقدر صدمہ تھا رسیٹ چلی تھی اُس کے سبب سے قلب و جگر ناتوان ہو رہا تھا اُسپر اسقدر خون نکلا بس غش کھا کر زمین پر گری یہ جو حال منورہ نے دیکھا جھپٹ کر خالہ کے قریب آئی بدمست اُس طرف اس خیال سے چلا کہ اسکو گرفتار کرلوں اسکا سر تن سے کاٹ لوں اور خاتمہ کروں مگر منورہ بہت جلد قریب آگئی اور بدمست کو اس طرف آتے ہوئے دیکھکر اپنے منہ کو بند کرکے اور آئینہ اندام کو پشت پر لے کر کھڑی ہوئی کہ بدمست پہونچا اور کہا کہ اے جان من تم ہٹ جاؤ تاکہ میں اسکا سر کاٹ لوں یہ میری اور تمھاری مفارقت چاہتی ہے جب میں اسکو قتل کر ڈالونگا تو کوئی قصہ باقی نہ رہیگا ہم تم خوب عیش سے بسر کرینگے یک جان دو قالب ہو جاوینگے دن عید ہوگی رات شب برات خداوند عالم نے یہ دن دکھایا کہ ہمکو تمکو ملایا یہ اشعار بے ساختہ زبان پر لایا ۔

آغاز جوانی ہے ادا اور ہی کچھ ہے
اب تو وہ صنم نام خدا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہیں ارادے مرے مجبار سے کہ بڑھا ہاتھ
سمجھائی انھیں شرط حیا اور ہی کچھ ہے

میں کیا کہوں کیوں کوستے ہیں ناز سے مجکو
جسکی یہ سزا ہے وہ خطا اور ہی کچھ ہے

ہر ایک یہ سمجھتا ہے مظاہر کو ہمہ اوست
کس کس سے کہوں میں کہ خدا اور ہی کچھ ہے

آ آ کر اُٹھا لیتے ہیں سب عشق کی افتاد
پر حوصلہ اہل وفا اور ہی کچھ ہے

سینا نہیں ہنسنا دہن زخم جگر کا
تلوار کے کھانے کا مزہ اور ہی کچھ ہے

ان شوخیوں سے کرتی ہے لیلی میں کسی کو
ان نیچی نگاہوں کی ادا اور ہی کچھ ہے

حوران بہشتی کی میں کیوں آنکھوں کو دیکھوں
ان آنکھوں میں تو نشہ بسا اور ہی کچھ ہے

اے دل نہ اُلجھنا کبھی اس زلف دوتا میں
اندھیر ہے کرتا یہ بلا اور ہی کچھ ہے

گو حضرت یوسف ہیں یگانہ حسن میں مشہور
پر حسن ترا نام خدا اور ہی کچھ ہے

پہلے تو قیامت تھے ان آنکھوں کے اشارے
سرمہ جو لگایا تو ادا اور ہی کچھ ہے

غماز ہی جو آئیں تو بد ادا نہیں ممکن
بیماری الفت کی دوا اور ہی کچھ ہے

کچھ لطف نہیں کوثر و تسنیم کا واعظ
نادان مئے الفت کا مزہ اور ہی کچھ ہے

وہ ابر وہ جمنا وہ نکھرا ہوا جوبن
وہ تشیم وہ گیسوئے دوتا اور ہی کچھ ہے

میں نشے میں اُسپر جو گرا غیر سے بولے
سمجھے سبب لغزش پا اور ہی کچھ ہے

زاہد نہیں واقف ہے جو ناگوں چمن خلد
عاشق ہوں مرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہے

ہر جرم کے اظہار پہ اس بت کا یہ کہنا
باتیں نہ بنا تیری خطا اور ہی کچھ ہے

یہ سُنکر منورہ نے جواب دیا کہ بس اُسی مقام پر ٹھہر ورنہ تیری خرابی ہوگی تیری کیا یہ لیاقت ہے کہ تو میرے روبرو میری خالہ جان کا سر کاٹنے گا تو نے دھوکا دے کر تو انکو زخمی کیا ورنہ وہ تیرے ہاتھ سے کبھی زخمی نہ ہوتیں بس خیریت اسی میں ہے کہ تو میرے روبرو سے چلا جا خبردار اب ایسی گفتگو زبان پر نہ لانا یہ جو باتیں منورہ نے کہا بدمست نے جواب دیا کہ اے جانی تم ہٹ جاؤ

مین تمھارے سبب سے قتل نہین کرسکتا ہون نہ تم سے مقابلہ کرسکتا ہون کیونکہ تم میری معشوقہ ہو جان
بلکہ ہو کسی نے آج تک اپنی معشوقہ پر ہاتھ اٹھایا ہو تو مین بھی ہاتھ اٹھادون ملکہ منورہ نے کہا کہ تو نہین
مانے گا اپنی ہی بک بکے جانے گا دیکھو مین کہتی ہون کہ تیری موت آئی ہے تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے
بدمست نے جواب دیا معلوم ہوا کہ تم بہت سرکش ہو لون تم بھی نہ مانو گی اگر اس وقت ٹھہر جا
دون گا تو تم رات کو سرکشی کرو گی مشکل سے قبضہ مین آؤ گی اب مین کہان تک تمھارا پاس و
لحاظ کرون بس خبردار ہو جاؤ اب مین تم سے اس اپنے زخمی کو لیے لیتا ہون اس کے بعد تم پر قبضہ
کرتا ہون منورہ نے جواب دیا کہ تیری کیا مجال جو میری زندگی مین میری خالہ کا سر کاٹ سکے یا
میرے اوپر قبضہ پا سکے تجکو قسم ہے اپنے خداوندی کی کہ جو تو میرے پاس رہ تو تیرا جی چاہے وہ کر یہ
کہکر منورہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا یہ ادھر سے چلا ناظرین کو یاد ہوگا کہ راوی بیان کر چکا ہے کہ سب
سردار یہ صدا سنکے چلے ہین کہ شتی کہ نام من آفاق شاہ بود اس خیال سے کہ چل کر تنبیہ کرین کہ
آفاق شاہ کو کس نے قتل کیا اور ایک ایک سحر بر دست لشکر پر کر دیا تھا یہ تو ادھر آئے ہین ایک
حملہ اور ملاحظہ فرمائیے کہ جب بدمست لشکر سے نکلا تھا تو اس کے ہمراہ چند لشکری اور چند سردار
نکلے تھے یہ تو طرف آفاق شاہ کے چلا تھا اور ان سب کو اور سردارون کی طرف تلاش روانہ کیا تھا ابھی
وہ سردارون کو تلاش کر رہے تھے کہ ان کے کان مین آفاق شاہ کے مرنے کی صدا آئی بس وہ
سب سنکے بیہوش ہو گئے اور خیال کیا کہ چل کر دیکھو کہ ہمارے آقا نے آفاق شاہ کو قتل کیا ہے
بس جو باقی کار تھا وہ تو قتل ہوا جو سردار آفاق شاہ کے ہمراہ ہون گے وہ سب یہ خبر سنکے
اسی مقام پر فرار ہون گے وہان ہمارے آقا تنہا ہون گے آقا کے پاس چلین بس وہ سب کے سب
واپس چلے راہ چھوڑ کے اس مقام پر پہونچے کہ جہان پر بدمست کھڑا ہوا مقابلہ کر رہا تھا اور منورہ
سے تقریر مذکورہ بالا مین مصروف تھا کہ یہ لوگ پہونچے انھون نے دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے
اس سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عورت زخمی پڑی ہوئی ہے نہ معلوم زندہ ہے یا مر گئی ہے اور آقا ایک
[illegible] لڑکی کو کوئی بارہ تیرہ برس کی ہوگی مگر خوبصورت بہت ہے [illegible] ایک
[illegible] دن [illegible] تقریر کر رہے ہین اور قصد انکے حملہ کرنے کا کرتے ہین یا
[illegible] وہ لڑکی اس عورت کو اپنی پشت پر لیے ہوئے شمشیر برہنہ کیے ہوئے
[illegible] ہے وہ [illegible] کرتی ہے کہ اگر حملہ کرے تو مین رد کرون کہ ان لوگون نے آکر اور ایک طرف صف
باندھ کر کھڑے ہو گئے [illegible] اور بدمست سے کہا کہ حضور آپ ہٹ جائیں ہم سب مل کر اسکو گرفتار
کر لین یہ جو صدا کان مین بدمست کے آئی اس نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ میرے سردار ہین
جو کہ میرے ساتھ اس آفت سے نکلے تھے اور مین نے اور سردارون کی تلاش مین روانہ کیا تھا جو کہ
آفاق شاہ کے ساتھ آئے ہین بس یہ دیکھکر اس نے کہا کہ تم ٹھہرے رہو مین خود اسکو اسیر کرونگا یہ
[illegible] سوا میرے اور کسی کے ہاتھ نہ آئے گا سب کو زخمی کرے گا یہ کہکر بدمست پھر اسی طرف
متوجہ ہوا وہ سردار خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے تماشہ دیکھنے لگے ادھر منورہ نے جو دیکھا کہ چند سردار
بدمست کے مدد کو آ گئے اب اسکے ہوش جاتے رہے اس نے خیال کیا کہ دو کی دوا ایک
[illegible] مین انکو کہان تک جواب دونگی جب یہ افراد دیکھے گا کہ مین نہین [illegible] ہوئی ہون اور میرا
بس نہین چلتا ہے تو عاجز ہو کر ان سب کو حکم دے گا کہ گرفتار کرو پھر میری خرابی ہوگی عجب آفت

میں مبتلا ہو گی یہ خیال کر کے دعا کرنے لگی ای میرے کریم ای میرے معبود تو میرے اوپر رحم کر کہ میں نے دین
اسلام اختیار کیا ہی میری آبرو اس حرامزادے کے ہاتھ سے بچانے سوا تیرے اب کوئی بچانے والا
نہیں ہی کسکو پکاروں کہاں بلاؤں یہ جو منورہ نے پاک کر کے دل سے دعا کی تیر اجابت دعا انشاء مراد پر
پہونچا وہ جو سردار جہر قتل آفاق شاہ شنکے چلے تھے اپنے مقام پر سے اُن میں غزالان آہو چشم
ایک قریہ ظاہر ہوئی اُس نے دور سے دیکھا کہ ایک طرف چند ساحر کھڑے ہیں صف باندھے ہوئے
اسباب سحر سے آراستہ اور ایک سب سے آگے کھڑا ہی کبھی بڑھتا ہی کبھی رک جاتا ہی اُس کے مقابلہ میں
ایک ساحرہ کم سن کھڑی ہی اور اُسکی پشت پر ایک ساحرہ زمین پر پڑی ہی اور کچھ فاصلہ پر ایک لاش
پڑی ہی پس غزالان آہو چشم یہ دیکھ کر بہت شتر آئی اب جو قریب پہونچی تو دیکھا کہ وہ لاش تو
آفاق کی ہی اور زوجہ آفاق کی زخمی زمین پر پڑی ہی اور اُسکی بھانجی آسیر اپنا سینہ سپر کیے ہوئے
آمادہ مقابلہ ہی اور بدمست اُس سے مقابلہ پر آمادہ ہی چونکہ یہ بدمست کو پہچانتی تھی بدین سبب
کہ دربار سمندر شاہ میں جاتی تھی پس پہچان لیا یہ حال دیکھ کر منورہ کے پاس تو گئی نہیں نشست
کر کے درمیان میں منورہ اور بدمست کے آگئی اور کہا کہ او بدمست خوار ہو جا کیا ایک نو دس
برس کی لڑکی سے مقابلہ کرتا ہی دیکھو اُس کے دل و جگر کو کہ اُس نے تجکو ابھی تک [illegible] کے پاس
نہ آنے دیا ادھر بدمست نے دیکھا تھا کہ ایک پری کوند گئی اب جو غور کر کے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو لڑکی
ہی آفتاب جادو کی کہا کہ او غزالان تو اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ پچھتائے گی
کیونکہ میں اس وقت اس لڑکی کو گرفتار کر کے ضرور آئینہ اندام کا سر کاٹونگا اور اُس سے وصل
حاصل کرونگا میرے اور تیرے باپ سے بڑی ملاقات تھی اسکا پاس کرتا ہوں غزالان نے جواب
دیا کہ او بدمست تو خود اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا میں تجکو
اُس کے پاس تک نہ جانے دونگی بدمست نے جواب دیا کہ ای غزالان میرے تیرے مقابلہ کا اس
وقت مزہ نہیں ہی بلکہ شب کو پلنگ پر جو مقابلہ ہوگا تو بڑے لطف سے ہوگا مگر ایک امر کا خیال رہے
جیسا کہ میں اپنی معشوقہ جو کہ میرے روبرو کھڑی ہی اس کے وصل سے کامیاب ہونگا تو تیری بھی حسرت
نکالونگا پہلے اُس کے قفل سربستہ کو اپنی کلید سے کھولونگا اور اُس کے طلسم نہانی کو جو کہ مدت سے
بند ہی اور کسی نے فتح نہیں کیا ہی فتح کرونگا تو تیری خواہش کو پورا کرونگا اور تیرے بھی طلسم کو فتح
کرونگا یہ جو بدمست نے کہا غزالان کو نہایت غصہ آیا ایک تیر پر ہم ہو کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ
بکتا ہی تو اس کے پردہ عصمت تک کیا میرے معدن عصمت تک بھی ہاتھ نہیں لے جا سکتا ہی یہ تیرا خیال
خام ہی کہ اسی امید میں رہیگا یہ تیری آرزو پوری نہ ہوگی بلکہ یہی آرزو تو اپنے دل میں لیکر دنیا سے
جائے گا اور میرے ہاتھ سے قتل ہوگا بس ابکی جو تو نے کچھ کہا تو یاد رکھ کہ تن پر سر نہ ہوگا یہ جو غزالان نے
کہا تو اُسکو بہت ناگوار ہوا اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ ادھر تو غزالان سے اور بدمست سے یہ تقریر ہو رہی تھی
اُدھر وہ سردار جو چلے تھے یکے بعد دیگرے آنے لگے غزالان کے بعد سہراب جادو کی آئے اُنہوں نے
بھی دور سے یہ معرکہ دیکھا جب قریب آئے تو پہچانا کہ لاش آفاق شاہ کی پڑی ہی اُسکی زوجہ بھی
زمین پر زخمی پڑی ہوئی ہی منورہ اُسکے پاس کھڑی ہی غزالان سے اور بدمست سے تقریر ہو رہی ہی یہ
بھی قریب منورہ کے آکر کھڑے ہوئے ابھی کچھ دریافت نہ کیا تھا کہ مہرخ آفتاب جلو بھی آکر پہونچے انہوں نے
بھی یہ معرکہ دیکھا وہ قریب سہراب کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر دشمن تن کی آئیں وہ یہ معرکہ

تاج اُس کے سر پر سے لے کر اپنے سر پر رکھا وہ تاج مثل خود کے تھا پشت پر اُس طاؤس بکنارہ وغیرہ
تھی بس فرخ نے اپنے کو سب آلاتِ حرب و ضرب سے آراستہ کیا اس خیال سے کہ یہ پہلوان بھی معلوم
ہوتا ہے تلوار کی بھی لڑائی لڑتا ہے پس جب آلاتِ حرب و ضرب سے درست ہو چکا اُس وقت دکھائی
دی کہ صحرا کی طرف سے غبار پیدا ہوا سب اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے جب وہ غبار برطرف ہوا اُس
غبار سے ایک اسپ سیاہ عنان زر و زین و لجام سے آراستہ پیدا ہوا وہ قریب فرخ آفتاب علم
آیا فرخ نے اُس کی پشت پر ہاتھ چمکاری دے کر پھیرا بس ہاتھ پھیر کر فرخ نے رکاب میں پاؤں رکھ کر
پشت مرکب پر سوار ہوا عنان ہاتھ میں لی اور مرکب کا رخ طرف میدان کے کیا اور قصد کیا کہ گرم
عنان کروں کہ کچھ فاصلہ پر درمیان فرخ اور بدمست کے روبرو دیکھا کہ ایسا زمین شق دفعتہً ہوئی ایک
برق چمکی کہ دونوں طرف کے لوگوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور صدا ایسی رعد کی کہ تمام صحرا ہل گیا دونوں
طرف کے لوگ بھی ڈر گئے کفار زیادہ خوف زدہ ہوئے اہل اسلام صرف کانپ کر رہ گئے کفار تو
مارے خوف کے گر پڑے کہ یہ کیا آفت آئی دفعتہً کون سی بلا نازل ہوئی اُس صدا کے آنے کے بعد
ایک بہت تند شور ہوا کا جھونکا آیا ہر ایک حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہے کچھ تاریکی بھی ہو گئی
جب تاریکی برطرف ہوئی دونوں طرف کے لوگوں نے دیکھا کہ زمین میں بڑا سا غار پیدا ہے یہ حال دیکھ کر
فرخ آفتاب علم نے مرکب کو روک لیا اس خیال سے کہ یہ واقعہ دیکھ لوں کیا ہے ابھی فرخ دل میں
خیال کر رہا تھا اور عفرالالان میدان میں بے ہوش پڑا ہی تھا سہراب وغیرہ اس کے لینے کو چلے تھے
کہ یہ ہنگامہ پیش آیا سب ٹھہر گئے ہیں اور حیران ہیں اُدھر خود بدمست پریشان ہے ساری بدمستی
فراموش ہے حیرت کا ایک عالم ہے کہ یکایک اُس غار سے آگ کے شعلے نکلنے لگے اور آسمان پر جا کر
غائب ہونے لگے جب شعلے نکلنا موقوف ہوئے بس ایک مرتبہ پھر برق چمکی اور اُس غار سے
بہت سا دھواں نکلا وہ آسمان پر جا کر قائم ہوا اُس ابر دخانی میں ایک مرتبہ چمک ہوئی اور چند
ستارے ٹوٹ کر اُس ابر سے اُس غار میں گرے اُس غار سے پھر ایک شعلہ نکلا کہ اس نے اُس ابر دخانی
کو بھی برطرف کیا اور خود بھی غائب ہو گیا اب جو سب نے دیکھا کہ اُس غار میں روشنی ہوئی اس طور
سے کہ جیسے آفتاب طلوع ہوتا ہے سب اُس غار کی طرف دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ غار تمام
آئی اور غار سے نکل کر پھیلی اب سب نے دیکھا کہ اُس غار سے ایک گنبد طلائی پیدا ہوا کہ جس کے چار در
طرف دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک آفتاب بنا ہوا تھا اور خاص گنبد پر ایک بہت بڑا آفتاب
تھا کہ وہ روشنی اُس آفتاب کی تھی اور ان آفتابوں کی بھی تھی اور ہر در گنبد پر ایک تخت بچھا ہوا تھا
اُس پر ایک جوان بیٹھا ہوا تھا اُس کے روبرو سپر و تلوار رکھی تھی اور ایک شیر ببر زین و لجام سے
آراستہ کھڑا تھا اُن جوانوں کی صورت سے رعب و داب پیدا تھا کوئی آنکھ ملا نہ سکتا تھا ایسا
رعب تھا کہ وہ گنبد آ کر زمین پر قائم ہوا کہ ایک مرتبہ اور جو دروازے اُس گنبد کے تھے وہ خود بخود کھلے
اُن میں چند پری زادیں پیدا ہوئیں کسی کے ہاتھ میں طبل تھا کسی کے ہاتھ میں نفیری تھی کسی کے
ہاتھوں میں جھانجھ تھی کہ انھوں نے سر باہر نکال کر نفیر بجانا شروع کیا ایک نے جھانجھ ایک نے طبل
بجایا یہ جو صدا اُن جوانوں نے سُنی بس ہر ایک جست کر کے شیر پر سوار ہوئے اور وہ چاروں جوان
صف بستہ کھڑے ہوئے اور فرخ وغیرہ حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے کس کی آمد ہے کون سا آتا ہے کسی
ساحر کی آمد کا بند و بست ہے نہ معلوم بدمست کی کمک کو کوئی آتا ہے یہ لوگ تو یہ خیال کر رہے تھے

اُدھر بدمست وغیرہ بھی حیران تھے کہ نیا واقعہ پیش آیا تھا اُن سب کا یہ خیال تھا کہ کوئی ساحر یا اسکا ملک
ان لوگوں کے آتا ہے انھیں میں سے ہے جو کہ متفرق ہو گئے تھے یہ لوگ یہ خیال کر رہے تھے مگر دلوں اُسی طرف
رہے تھے کہ یکایک وہ آفتاب جو کلس پر گنبد کے لگا تھا وہ جدا ہوا اور آسمان پر جا کر شق ہوا برق
چمکی اُس سے ابر پیدا ہوا اُس ابر سے موتی برسنے لگے ایک مرتبہ گنبد کو گردش ہوئی تڑاقے کی صدا آئی
برق چمکی ایک دروازہ گنبد کا کھلا جدھر وہ جوان کھڑے تھے اُدھر کا اُس دروازے سے سب نے دیکھا
کہ ایک گنبد نور پیدا ہوا وہ زمین پر قائم ہوا اُس گنبد نورانی ایک بار شگاف ہوا وہ نور سب ایک مرتبہ
جمع ہو کر زرد گیا آپ سب نے دیکھا کہ آفاق شاہ تاج سر پر رکھے ہوئے لباس سُرخ پہنے ہوئے شمشیر
برق تاب بصد قہر و عتاب برہنہ ہاتھ میں غصہ چہرہ سے ہویدا آثار خشم و غضب رخ سے پیدا ظاہر ہوا
جانب دیکھا دونوں طرف کے لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیا امر ہے آفاق شاہ تو قتل ہوا لاشہ اُسکا ابھی تک
زمین پر پڑا ہے یہ دوسرا آفاق شاہ کہاں سے پیدا ہوا خصوصاً بدمست اور اُس کے سردار بہت
حیران ہوئے بدمست کے تو حواس جاتے رہے کہ میں نے تو آفاق شاہ کو قتل کیا تھا یہ کیونکر آیا
بڑے غضب کی بات ہے کہ لاش اُسکی پڑی ہے تمام علامت پیدا ہوئی مرنے کی صدا آئی ہر دو نے
غل مچایا یہ ماجرا پیش آیا تو یہ حیران تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے اسکے حواس جسم مثل طائران
وحشت زدہ کے اُڑ گئے ہاتھ پاؤں کے طوطے اُڑ گئے تاب عقل بیچ پرواز پیدا کر کے طرف میدان حیرانی
کے ہو رہی ہے اُنھوں نے فکر کی کچھ بن نہ پڑا ہاتھ فکر و تردد نے مرغ عقل کا قفس کار کیا ایک عالم حیرت میں آکر
سکتہ کی صورت متصور ہو کر رہ گیا اُسکے سرداروں کا بھی یہی حال ہوا اُنکو بھی یہی خیال پیدا ہو کہ ہم
یہ خبر سنکے اور اپنے کانوں سے یہ صدا سماعت کر چکے کہ کشتی زار میں آفاق شاہ ہو اور علامت
آفاق شاہ کے مرنے کی دیکھ چکے تو کچھ اپنے ملک سے آئے تھے یہاں آکر اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا
کہ لاش پڑی ہے یہ آفاق شاہ کہاں سے ظاہر ہوا ہر ایک حیران کھڑا تھا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہا تھا
بکیفیت حیرت کے کلام نہ کر سکتا تھا بدمست و سرداران بدمست کی یہ کیفیت تھی اُدھر مرتج وغیرہ
نے جو آفاق شاہ کو دیکھا اُنکو بھی حیرت ہوئی منورہ نے کہا کہ اے خداوند آپ تو فرماتی تھیں کہ خدا نخواستہ
میں راقم ہو گئی تھی یہ خطا لو اب کہاں گئے یہ کہاں سے تشریف لائے ملکہ نے جواب دیا کہ اے فرزند میری عقل میں
نہیں آتا ہے کہ یہ کیا امر ہے میرے اور کیا پھر ہے ان سرداروں سے دریافت کرے کہ یہ سب بھی یہ حال
سُن کے آئے ہیں ورنہ میں اور یہ لشکر سے مقابلہ کر رہی تھی اتنے میں بالائے آسمان اپنے تخت پر سوار لشکر
پر سحر کر رہی تھی کہ ایک مرتبہ تاریکی ہو گئی میں یہ سمجھی کہ آفاق شاہ نے بدمست کو قتل کیا ایک میرے
کان میں صدا آئی کہ کشتی زار میں آفاق شاہ ہو یہ سنا تھا کہ میرے حواس جاتے رہے فوراً سحر کر کے
اس وقت کو آئی ہوں یہاں آکر دیکھا کہ لاش زمین پر پڑی ہے یہ جو حال دیکھا میں نے اپنے کو گرا دیا تخت
پر سے تو پہونچ گئی کہ تو نے روک لیا ورنہ میرا خاتمہ ہو جاتا لاش تو تو نے بھی دیکھی ہے بلکہ ابھی تک پڑی ہے
منورہ نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں عرض کرتی ہوں کہ آپ دروغ فرماتی ہیں یا فرمایا تھا بلکہ میرا یہ مطلب
ہے کہ یہ معاملہ کیا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ یہ معاملہ تو میری عقل میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہے تھوڑے عرصہ میں
معلوم ہو جاویگا خاموش رہو ادھر ہر ایک سردار مثل مرتج وغیرہ کے حیران تھے کہ یہ کیا بات ہے یہ
لوگ بھی حیران ہیں مگر جو اُس پاس نہیں ہیں بلکہ خوش ہیں سب سے زیادہ خوش و خرم منورہ اور ملکہ
آئینہ اندام زوجہ آفاق شاہ ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا اُدھر آفاق شاہ جو اُس گنبد نور

سے نکلا پس اُن شیر سواروں نے آفاق شاہ کو سلام کیا آفاق شاہ نے اُنکا سلام لیکر
اشارہ کیا کہ وہ ہر ایک جوان شیر پر سے کود کر اسی طور سے آکر اپنے مقام پر بیٹھ گیا شیر اُسی مقام پر جاکر
کھڑا ہو گیا آفاق شاہ نے پھر اشارہ کیا کہ وہ ابر جو محیط ہوا تھا ایک طرف سمٹ کر پھر آفتاب بن گیا
بارش موقوف ہوئی برق کوندی سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب پھر اُسی طور سے کلس گنبد پر آکر
قایم ہوا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ وہ گنبد طلائی اسی غار میں چلا گیا برق کی چمک پیدا ہوئی زمین
برابر ہو گئی یہ نیرنگ دیکھکر بدمست کے تو حواس جاتے رہے جب آفاق شاہ اُس گنبد کو روانہ
کر چکا اور زمین برابر ہو چکی اب آفاق شاہ نے تنکر ادھر اُدھر نگاہ کی دیکھا کہ ایک طرف میری زوجہ
اور سب سردار جو کہ میرے ساتھ تھے کھڑے ہیں اور مہرخ آفتاب علم مرکب پر سوار آلات حرب و ضرب
سے آراستہ و اسباب سے پیراستہ ادھر کو چلا آتا تھا مگر اب تھم گیا ہے حیران ادھر کو دیکھ رہا ہے اور
ایک طرف چند ساحر کھڑے ہیں لشکر سمندر شاہ کے اُنکے آگے بہت فاصلہ پر بدمست اژدر پر سوار
پیچ و تاب کھاتا ہوا لپیٹے ہوئے کھڑا ہے غزالان زمین پر پڑی ہے بلکہ مجروح ہے یہ جو دیکھا آفاق مہرخ کے
قصد کو سمجھ گیا تھا بدمست کی طرف سے بڑھکر مہرخ کو صدا دی کہ اے مہرخ تم اُسی مقام پر قیام کرو
تکلیف نہ فرماؤ میں اسکا ہم نبرد آگیا یہ بہت خوش تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو قتل کیا اور
اس نے میرے بعد میری زوجہ اور سپاہی کو بہت کلمات سخت کہے ہیں میں سب سن رہا تھا سب
حال سے آگاہ ہوں اسکی سزا اسکو دیتا ہوں یہ میرا شکار ہے یہ نہ معلوم اُسنے دل میں سمجھا کیا ہے اب
یہ مجکو قتل کرے اس نے اپنے خیال ناقص میں مجکو قتل کیا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ اسکی جان کا میں
مالک الموت ہوں اب یہ میرے قبضہ سے نکل کر کہاں جاتا ہے اب یہ مجکو قتل کرے اسوقت میں جانوں
اب ایسا ہوا ہے جب سے میں نے غزالان کو مجروح دیکھا ہے میرے آنکھوں میں خون اتر آیا ہے مجکو اسکا
دم بھر کا زندہ رہنا ناگوار اور شاق ہے یہ جو آفاق نے کہا مہرخ نے قصد کیا جواب دوں کہ آفاق
پہنکر مقابل بدمست ہوا چونکہ یہ قریب تھا یہ حال جو مہرخ نے ملاحظہ کیا خاموش ہو رہے اور اپنے
مقام پر چلے گئے ادھر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ دو خیمہ پیدا ہوئے بالین پر غزالان کے اور دو
بالین دو پیاروں نے غزالان کو اٹھا کر اُس مقام پر لائے جہاں سب سردار کھڑے تھے یہاں مہرخ
نے سحر سے تخت تیار کیا تھا وہ پیچھے اُس تخت پر لٹا کر غائب ہو گئے جب غزالان اُس مقام
پر سے چلی اُس وقت آفاق نے بدمست کی طرف نگاہ پھر دیکھکر اور برہم ہو کر ڈپٹ کر کہا کہ
کیا بدہوش ہو حواس باختہ حیرت زدہ کھڑا ہوا مثل تصویر کے دیکھ رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کرکے
ہمارا کمال دیکھا اب بھی کچھ جرات ہے کوئی سحر مثل میرے سحر کے یاد ہے یا نہیں بس وہی ایک سحر تھا
تیری تمام عمر کی محنت کا وہ ہی ایک ثمر تھا کہ اُس سے تجکو کچھ بھی نہ ہاتھ آیا اور نادان جو کہ عاقل مند اور
کامل ہوتے ہیں وہ اسی طور سے اپنے حریف کی ضرب سے بچتے ہیں اور حریف کو ذلیل کرتے ہیں تو تو یہ سمجھے
ہوئے تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو اپنے سحر سے قتل کیا اتنے بڑے ساحر کو مارا اُسپر بھی اکتفا
نہ کی اُسی عالم خوشی میں ظلم پر کمر کسی پہلے تو میری زوجہ کی طرف خیال بد کیا تھا اور اپنے اسکی آبرو
بچائی لڑکی کو جو دیکھا تو اُسکی طرف خیال فاسد کیا اُسپر نگاہ بد ڈالی اور بیہودہ تقریر کی عشق ظاہر
کیا دیکھ میں تیرا عشق سب نکالے دیتا ہوں آنکھوں سے جو عمل کیا تو نے نہ سنا میری زوجہ کو نہ بھی
کیا اور قصد ہلاک کرنے کا کیا اگر یہ لڑکی نہ ہوتی تو تو ضرور قتل کرتا خیر خدا کو آبرو و جان دونوں تیرے سے

ہاتھ سے بچا ناتھی کہ یہ لوگ پہونچ گئے اُن میں سے بھی ایک کو تو نے مجروح کیا اور قصد اسکے بھی قتل
کا ہوگا کہ میں آگیا یہ سب خبریں مجھکو میرے پیر دے رہے تھے میں اپنا بندوبست کر رہا تھا کیونکہ تیرے
سحر کے مٹانے کے لیے میں نے اپنے ہم شبیہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرا دیا اپنے کو تیری ضرب سے بچایا
کیونکہ تو نے سحر بہت زبردست کیا تھا یہ بھی تیرے کمال کا سحر تھا اب تیری شکست وقت رہ گئی ہے [illegible]
یوں حریف کی ضرب سے بچتے ہیں اسکو کمال کہتے ہیں تیری سمجھ میں بھی نہ آیا ہوگا کہ کیا ہوا کون قتل ہوا [illegible]
یہی خیال کرتا ہوگا کہ میں نے آفاق کو قتل کیا اپنے دل میں بہت خوش ہوگا اب مجھکو دیکھکر تیرے
حواس جاتے رہے ہوں گے کہ یہ کیا ہو گیا بموجب شعر سہ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
[illegible] کہ فلک کشد نقش [illegible] اچھا مجال ۔ میں کچھ خیال کر رہا تھا کہ یہاں دوسرا امر ہوا یہ ادھر کے میں نے
تیرے دل کو خوش کر دیا بس اب خبردار ہو جا تیری قضا آگئی ہے میں تجھکو اُن کلمات کی سزا دونگا
جو تو نے بعد میرے میرے ناموس سے کہے ہیں اسی تیغ سے تجھکو قتل کرونگا یہ جو ڈانٹ کر آفاق شاہ
نے کہا ایک تو بدمست کے حواس باختہ تھے ہی اس تقریر سے اُس کے حواس اور جاتے رہے
کلیجہ سینہ میں ہاتھوں اچھلنے لگا دل سے کہنے لگا کہ بڑی خرابی ہوئی یہاں تو دوسرا واقعہ ہو گیا میں
کچھ سمجھا تھا اور ہو کچھ گیا اب اس کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اسنے بڑی چالاکی کی میرے حواس اسکی
اس چالاکی سے جاتے رہے بڑا فریب کیا میرے سحر کو مٹا دیا اپنی شبیہ قتل کرا کے افسوس میں نے
بڑا دھوکا کھایا یہ دل سے باتیں کر کے آفاق شاہ سے کہا کہ او آفاق تو بڑا مکار نکلا تو نے مجھکو
دھوکا دیا اگر میں یہ جانتا کہ تو دھوکا دیگا تو اسکا بندوبست کر لیتا خیر اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر
کہاں جائے گا ایک مرتبہ فریب کر کے اپنی شبیہ کو قتل کرا کے بچ گیا اب کیا کرے گا لیکن میں اسکا بھی
بندوبست کر لونگا تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے ایک مرتبہ اسکی تدبیر سے تو بچ گیا اگلی بچنا دشوار ہے
معلوم ہوا تو بڑا مکار ہے تو کیا مجھکو قتل کر سکتا ہے میں خود تجھکو قتل کر کے تیرے تمام ہمراہیوں کو قتل کرونگا
اور اپنی معشوقہ کو اپنے قبضہ میں کر دونگا اور سارا لشکر تصرف کر دونگا یہ جو بدمست نے کہا
آفاق کو اسکی تقریر پر نہایت غصہ آیا جواب دیا کہ بس اپنی زبان بند کر ورنہ گدی سے کھینچ لونگا
تو بہت چرب زبان ہوا ہے عورتوں سے تقریر کر کے تیری زبان کھل گئی ہے مجھکو بھی عورا الان اور
انگلیشم انعام تصور کیا ہے اب جو تو نے کچھ کہا میں تجھکو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ مقام بزم
نہیں ہے مقام رزم ہے سہ بسیار تحمل داری زمردی نشان ۔ تمکان کیانی دگر زرگران ۔ بدمست نے
جواب دیا کہ اچھا اب تم اپنا وار کرو آفاق نے جواب دیا کہ میں پہلے حربہ نہ کرونگا گو میں تجھ سے
مقابلہ کر چکا ہوں اور کئی حربہ تیرے روک چکا ہوں مگر پھر بھی تو ہی پہلے حربہ کر بدمست نے یہ
سنکے ایک مرتبہ اپنے اژدر پر ایک کوڑا مارا اژدر سے صدا آگ کی جیسے گولہ پڑا ایک شعلہ اژدر سے
نکلا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے آنکھ کی وہ اسی مقام پر ٹھنڈا ہو کر گرا یہ دیکھکر وہ ناری
جل گیا فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی اس سے شیر پیدا ہوا اسنے اس شیر کو اشارہ کیا کہ آفاق
کو کھا لے بس وہ شیر اسکے طرف آفاق کے چلا جب آفاق نے دیکھا کہ شیر میری طرف آتا ہے
اس نے فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی وہی جوان شیر سوار جو کہ اُس گنبد طلائی کے دروازہ پر
بیٹھتے تھے انہیں سے ایک ظاہر ہوا اور سامنے آفاق کے آیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آفاق نے
کہا کہ اس شیر کو کھا لے جو میری طرف آتا ہے بس یہ کہنا تھا کہ وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر اُس شیر کی

فا

طرف چلا اتنے عرصہ میں وہ شیر بھی قریب آگیا تھا چلے اسکا اور اُس شیر کا سامنا ہوا اُس جوان نے ڈپٹ
کر کہا کہ او نالائق کدھر جاتا ہے آ میری طرف میں تیرا بہت مشتاق تھا یہ جو جوان نے کہا وہ شیر اسکی
طرف چلا اور بدمست نے اپنے سحر کو قوت دی اور پکار کر شیر سے کہا کہ پہلے اس جوان کا کام تمام
کر پھر آفاق شاہ کو قتل کرنا بس وہ شیر غرا کر اُس جوان پر آیا اور قریب پہونچ کر ایک پنجہ اُٹھا کر
قصد کیا کہ طمانچہ ماروں کہ منہ پھر جائے پیشتر اسکے اُس شیر نے یہ قصد کیا اور پنجہ اٹھایا ویسے ہی وہ جوان
شیر پر سے کود پڑا اور اُسکے ضرب سے بچ کر اُسکے شکم کے نیچے ہو گیا اُسکا پنجہ خالی گیا اُسنے کیا کیا
کہ اُسکے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ کر اور دونوں پاؤں ایک پاؤں سے پکڑ کر اُٹھا لیا اور زمین پر دے
مارا اس طور سے کہ جیسے کوئی پھول کو پھینک دیتا ہے جیسے وہ شیر گرا یہ دوڑ کر اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور
کمر سے خنجر نکال کر اُس کے سینہ کو چاک کیا اور کلیجہ نکال کر کھانے لگا اُس شیر کا سینہ چاک ہونا تھا کہ ایک
صدا ایسی مہیب آئی کہ اُس صدا کے اُٹھنے سے صحرا ہل گیا یہ جو حال بدمست نے دیکھا اس نے فوراً تھاپ
دی کہ زمین شق ہوئی ایک گرگ پیدا ہوا اُس گرگ بادیہ ضلالت نے اُس گرگ کو اشارہ کیا
کہ اس جوان کو کھا لے وہ گرگ اُس مقام پر سے پنجہ اٹھا کر چلا ادھر آفاق نے دستک دی کہ دوسرا
جوان شیر سوار پیدا ہوا آفاق شاہ نے کہا کہ لینا اس گرگ کو میرے غلام تک نہ آنے دینا یہ سنتا تھا
کہ وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر گرگ کے قریب آیا کہا کہ او صحرا کے جانور تو کدھر جاتا ہے میری طرف آ
اس نے اسکی طرف رخ کیا کہ بدمست نے سحر کو زور دیا اس جوان نے اپنے شیر پر سے کود کر گرگ
کے قریب آکر ایک طمانچہ جو مارا گرگ کا سر تن پر سے اڑ گیا اسنے بڑھکر اور ہاتھ اسکی کمر میں دیکر
زمین سے اٹھا لیا اور قریب اپنے شیر کے لاکر اسکا شکم چاک کیا یہ بھی کلیجہ نکال کر کھانے لگا اسکا شیر
خون پینے لگا اسی طور سے پھر صدا آئی ادھر اس جوان اول کا بھی شیر شیر کا خون پی رہا ہے پس اسکو
بدمست نے دیکھکر پھر دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہوا بدمست نے کہا کہ ان دونوں جوانوں
کو مع شیر کے اور آفاق شاہ کو نگل جا یہ سنتا تھا کہ وہ اژدر شعلہ آتشیں چھوڑ کر ہر اسے دم کشی
چلا کہ آفاق شاہ نے اشارہ کرکے دستک دی تیسرا جوان پیدا ہوا آفاق شاہ نے اُس سے
کہا کہ اس اژدر کو چیر کر پھینک دے بس وہ جوان شیر سوار اُسکی طرف چلا اس نے دم کشی کی
جو اسی طور سے اُسکے شیر کے قریب پہونچ گیا قریب دہن پہونچا تھا کہ اس نے کلہ دونوں طرف پکڑ کر
ایک چیخ ماری اور چیر کر پاس کے پھینک ڈالا ویسی صدا آئی جیسی دو مرتبہ آئی تھی اسکا دل نکال کر
اپنے شیر کو کھلانے لگا اب کی مرتبہ پھر بدمست نے دستک دی کہ صحرا سے ایک سوار پیدا ہوا وہ
شیر پر سوار تھا اس سے بدمست نے کہا کہ ان تینوں جوانوں کو قتل کر اور آفاق شاہ کو وہ
تلوار لیکر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ چوتھا جوان پیدا ہوا اُس سے آفاق شاہ نے
اشارہ کیا کہ اس شیر سوار کو مار لے بس وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر اسکی طرف چلا وہ ادھر کو آتا تھا
باہم مقابل ہوئے اُس نے تلوار ماری سوار آفاق شاہ نے خالی دی اور جھک کر اپنے شیر پر سے
اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسکو شیر پر سے اٹھا لیا دوسرا ہاتھ ایک مرتبہ جھٹکا دیا کہ ایک برق چمک کر
گری کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر اس جوان نے جسکو اٹھایا تھا زمین پر دے مارا اور کود کر
ایک پیر ملکر ایک ٹانگ پکڑ کر پاس کے ٹکڑے چیر ڈالا دل و جگر نکال کر شیر کو کھلانے لگا اسکے مرنے
سے ایک سیاہ آندھی اٹھی ابر تاریک پیدا ہوا بہت غل و شور کی صدا آئی جب اس طور سے

چار دن حربہ بد سرشت کے برباد ہوئے اسکو بہت غصہ آیا ایک مرتبہ اس نے برہم ہوکر دستک دی اور
کہا کہ او فیلان مردم در جلد حاضر ہو اسکا صدا دینا تھا کہ صحرا کی طرف سے صدا اُسکے زنجیر آنے لگی سب نے
دیکھا کہ صحرا کی جانب سے ایک نہایت بد سرشت اور قوی ہیکل فیل پیدا ہوا کہ دو دانت اُس کے
مثل نیزہ باہر نکلے ہوئے بلندی میں مثل کوہ سیاہ ایسا کہ تاریکی ظلمات اسکے روبرو کچھ اصل
نہیں رکھتی تھی سیاہی شب دیجور کی کوئی اصل تھی زیادہ تر دل کفار سے سیاہ خرطوم اٹھائے
ہوئے چلا آتا ہے پانوں میں زنجیر آہنی سون کی پڑی ہوئی جیسے بد سرشت نے دیکھا کہ بموجب
میری طلب کے فیلان پیدا ہوا کہا کہ ان سب کو اپنی خرطوم میں لپیٹ کر ہلاک کر وہ یہ اشارہ
پاتے ہی ایک چیخ تر دستے مارکر اپنی خرطوم اٹھا کر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ وہیں گنبد
طلائی پیدا ہوا اُسی طور سے آفتاب طلوع تھا جیسے گنبد ظاہر ہوا آفاق شاہ نے اشارہ
کیا اُس گنبد کی طرف اُس گنبد میں ایک چمک پیدا ہوئی اُس سے ایک برق کوند کر آسمان پر گئی
اور وہاں سے چمک کر گری تو پشت فیل پر گری فیل دوپارہ ہوکر زمین پر گرا تاریکی ہو گئی جب
تاریکی برطرف ہوئی صدا ایسے ہولناک آئی بعد صدا آنے کے سب نے دیکھا کہ وہ گنبد اور وہ جوان اُس
طور سے ہیں مگر فیل کے دو ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں پس یہ حال دیکھ کر بد سرشت کو بہت ہی غصہ آیا
اپنے ہونٹ مارے غصہ کے کاٹنے لگا اپنی کف دست کو کئی مرتبہ کاٹا پس برہم ہوکر آفاق شاہ
سے کہا کہ تو نے پانچ حربے میرے رد کیے اگر ابکی تو میرے حربے سے بچ جائے تو جانوں یہ کہکر اپنی جوڑے
پر ہاتھ ڈالا ادھر آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ برق کوندی اب جو سب نے دیکھا نہ وہ جوان
تھے نہ گنبد تھا صاف میدان تھا وہ پانچوں لاشیں جانوروں کی پڑی ہوئی تھیں اُدھر
بد سرشت نے جوڑے سے ایک شیشہ فولادی نکالا اور ہاتھ میں لے کر آفاق سے کہا کہ خبردار
ہو جا اب میں تیرا اپنا حربہ کرتا ہوں آفاق نے کہا کہ میں خبردار ہوں ابھی تک میں نے کوئی حربہ
نہیں کیا ہے میں تیرے حربے رد کرتا ہوں یہ کہکر کھڑے ہوئے نگاہ شیشہ کی طرف لگی ہوئی کہ اب یہ کیا پھیرتا ہے کہ
ادھر بد سرشت نے اُس شیشہ کے منہ پر سے ڈاٹ لی ڈاٹ کا لینا تھا کہ اُس سے ایک سیاہ دھواں
نکلا بعد اُسی دھویں میں نکلنے کے سب نے دیکھا کہ ایک ناگن نہایت سیاہ اور [illegible] کہ جسکی پھنکار
سے تمام صحرا کی گھاس جل گئی وہ اُس شیشہ فولادی سے نکلی بد سرشت نے اشارہ آفاق
شاہ کی طرف کیا وہ چلی ایسی وہ ناگن تھی کہ اگر اُسکی ہوا لگ جاتی تو آدمی زندہ نہ رہتا تھا
[illegible] اور مختصر ایسی تھی کہ کوئی ایک [illegible] یعنی ایک بالشت پس وہ [illegible] سے وہاں چلی
اور [illegible] دن میں آفاق شاہ کے قریب آگئی یہ تو خبردار تھے انھوں نے اسم پڑھ کر
[illegible] لیا [illegible] وہ قریب آگئی اور اُس نے قصد کیا کہ [illegible] آفاق شاہ نے
یہ دیکھ کر کہ ناگن کوڑا ہوا [illegible] اُسکی دم پر ہاتھ ڈالا پس ایسی چالاکی سے ہاتھ ڈالا تھا
کہ اُسکی دم ہاتھ [illegible] سب نے دیکھا کہ وہ ناگن نہ تھی آفاق شاہ کے
ہاتھ میں [illegible] تھا وہ ناگن کوڑا ہوکر رہ گئی آفاق شاہ نے بد سرشت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے
[illegible] کہا تھا کہ خبردار ہو جانا اور دینے کو چلاتا وہ کیا خوب حربہ کیا تھا بس تیرا کمال
[illegible] رنگ دیکھا [illegible] تمام بدن سیاہ ہو گیا اس قدر خون
نے جوش کیا بدن زہر اگلنے لگا کہ آج آفاق معلوم ہوا کہ تو سا حربہ دست ہی تو [illegible]

نہ قتل ہوگا اب مین تجکو نہیں یا تلوار سے قتل کرونگا یہ کہکر اپنے اژدر کو بڑھایا وہ بل کھا کر چلا یہ دل مین
پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہے اسکی تقریر کا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ او موذی آتو سہی دیکھو مین کیسا
تیرا بل نکالتا ہون جب تک تیرا سر کچلا نہ جائیگا اُس وقت تک یہ تیرا زہر اگلنا نہ جائیگا تیری
سر کوبی کرنے مین موجود ہون آنکھ سے خود وہ تلوار سے مقابلہ کرو وہ موذی اس تقریر کو سنکے مثل مار سر
دم بریدہ کے بل کھاکر قریب پہونچ ہی تو گیا تلوار راہ مین بیلم سے نکال لی تھی آتے ہی سر آفاق
شاہ پر وار کیا آفاق شاہ نے سپر پر روکا تلوار چلنے لگی اور آفاق شاہ خالی دیتے رہے
جب کئی وار رد کر چکے تو کہا کہ اب تو اپنا حوصلہ نکال چکا اب مجکو وار کرنے دے سا تو شعر ہے
زدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * بدمست نے جواب دیا کہ مین خود
کہنے والا تھا کہ اب تم وار کرو میری تو مین خوشی ہے یہ کہکر اس نے ہاتھ روک لیا کہ آفاق شاہ
نے وہی تلوار جو کہ اُسکے ہاتھ مین برہنہ تھی بلند کی اور کہا کہ خبردار ہو مین وار کرتا ہون بدمست
نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے تلوار علم کی اس نے سحر کیا کہ کئی سپرین پہلے بن کر اس کے سر پر
قائم ہوئین اشمیر اس نے اکتفا نہ کی ایک سپر اور قائم کی اُس کے نیچے اپنی تلوار رکھی بس اُدھر
آفاق شاہ نے نعرہ کرکے اپنا وار کیا سب نے دیکھا کہ ہاتھ تلوار بالائے سپر چمکی تھی یا زیر شکم
اژدر نمایان ہوئی زمین کو بوسہ دیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس تلوار نے اس سپر کو مثل قرص پنیر کے
کاٹا تمام سپرون کو قلم کرکے تلوار پڑی اُسکی تلوار کو قلم کرکے سر پر آئی سر کو دوپارہ کرکے صراحی گردن مین
اُتری وہان سے صندوق سینہ کے قفل کو کھولتی ہوئی شکم مین آئی شکم کی خبر لیتی ہوئی راکب کو
دو کرکے پشت اژدر پر پہنچی وہان سے جو گذری تو زمین کی خبر لی بس بدمست مع اژدر کے چار ٹکڑے
ہوا اُسکا مرنا تھا کہ صداے گیر و دار بلند ہوئی تاریکی ہو گئی برق چمکنے لگی آندھی سیاہ اٹھی برف باری
ہوئی شعلے نکلے آگ برسی جب یہ سب علامتین برطرف ہو گئین صدا آئی کہ کشتی مرا نام من بدمست
خونریز جادو بود افسوس مردم دہان وادیم بطلب خود نہ رسیدیم یہ صدا آکر وہ سب آثار شور و
شر برطرف ہوئے تو سب نے دیکھا کہ بدمست کے دو ٹکڑے پڑے ہین یکایک اُن دونون ٹکڑون
سے ایک شعلہ پیدا ہوا وہ جاکر اُن جانورون کے پرون پر پڑا وہ جلنے لگے ادھر اُس لاش بدمست
مین بھی آگ لگ گئی سب جل کر خاک ہو گئے ہوا چلی اُس ہوا نے سب راکھ کو ایک مقام پر جمع کیا یعنے
اُن جانورون کی راکھ اور بدمست کی راکھ مل گئی اُس سے ایک طائر پیدا ہوا وہ اُڑ کر بالائے آسمان
گیا اُس نے تین مرتبہ صداے ہیہات ہیہات دی اور کہا کہ افسوس بدمست خونریز ہاتھ سے
آفاق شاہ کے قتل ہوے موت نے اس قدر مہلت بھی نہ دی کہ اپنے کو بچاتے اپنی شبیہ مثل
آفاق شاہ کے قتل کراتے یہ کہکر اور صدا دے کر وہ جانور سیاہ رنگ طرف سمندر کے چلا گیا کہ
اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ پہلے تو سرداران بدمست یہ سمجھے تھے کہ مثل آفاق
شاہ کے ہمارے آقا نے بھی اپنی شبیہ کو قتل کرایا اس خیال سے حملہ ور نہ ہوئے تھے جب اُس
طائر نے خاک سے پیدا ہوکر وہ صدا دی اب سب کو معلوم ہوا کہ ہمارا آقا قتل ہوا اصل مین شبیہ
نہین قتل ہوئی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ بدمست نے جو قصد کیا تھا جب آفاق شاہ نے
تلوار لگائی تھی مگر اسکی قضا آچکی تھی کیونکر اُسکا قصد پورا ہوتا کہ وہ خود تو بچ جاتا اور اپنی شبیہ قتل
کرا دیتا جیسا کہ آفاق شاہ نے کیا تھا گو اُسنے بھی یہی قصد کیا تھا کہ اب تو مین سپرین وغیرہ

قائم کر چکا ہون خود نکل جاؤن شبیہ کو قتل کراؤن یہ بھی خیال کرتا رہا وہان ملک الموت نے اپنا کام کر لیا
یا تو فقتا کام پورا کیا صرصر قضا نے بدمست کے چراغ ہستی کو گل کر دیا بدمست یہ حسرت لیے کر اپنے دل مین
چلا گیا ایک امر بیان پر اور لائق تحریر ہے وہ یہ ہے کہ ان ساحرون کو بسبب سحر کے یہ قدرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو
پوشیدہ کر لے اور اپنی شبیہ کو قتل کرا لے مگر جس قدر سحر مین کمال زیادہ رکھتا ہو گا اُسی قدر جلد اپنے
کو پوشیدہ کر سکتا ہے اور اپنی شبیہ کو قتل کرا سکتا ہے اور جس قدر سحر مین کم مہارت ہوگی اُسی قدر دیر مین
ایسا ہو گا چونکہ آفاق شاہ ساحران زبردست و کاملین سے تھا ایک چشم زدن مین خود پنہان ہو گیا
اور اپنی شبیہ کو قتل کرا دیا تھا بدمست ساحر زبردست نہ تھا نہ ایسا کامل تھا اسکو عرصہ ہوا مارا گیا
اس امر کا لحاظ رہے ناظرین کو کہ یہ امر یعنی شبیہ کا قتل کرانا کوئی میرا ایجاد نہین ہے بلکہ اسکو طلسم ہوشربا
مین سابقین نے تحریر کیا ہے جیسے کہ افراسیاب نے طلسم نور افشان مین جب کہ خورشید
روشن ضمیر کو طلسم سیاہ سے رہا کرنے گیا تھا جسکو کوکب نے قید کیا تھا اور افراسیاب سے
و کوکب سے مقابلہ ہوا تھا اُس مقام پر افراسیاب نے اپنی شبیہ قتل کرائی تھی پس کوکب
کو تو معلوم ہوا تھا کہ افراسیاب قتل ہو گیا اس نے اسی پردے مین طلسم کو فتح کر لیا تھا پس
اسی طریقے کو حقیر نے بھی بیان کیا ہے دوسرے یہ امر ناظرین پر ظاہر ہو کہ ساحر جو دھوکا کھاتے ہین
اور یہ نہین خیال کرتے ہین کہ شبیہ قتل ہوئی یا اصل مین وہ خود قتل ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ جیسے اصل
ساحر کے مرنے مین علامتین سحر کی پیدا ہوتی ہین بیر عمل مچاتے ہین ویسے ہی شبیہ کے بھی قتل ہونے
مین ہوتا ہے گویا خود وہ ساحر قتل ہوا پس یہی امر دھوکا دیتا ہے یہ تو مین بیان کر چکا ہون کہ ساحر مین
اس امر کی بسبب سحر کے قدرت ہے کہ وہ اپنی شبیہ کو قتل کرا لے مگر اس عمل مین محنت زیادہ
کرنی ہوتی ہے بدین سبب ساحر اس عمل پر محنت نہین کرتے ہین جو کاملین سے ہین وہ محنت کرتے ہین
اس عمل کو بھی ساحر کرتے ہین گو سحر جب سکھایا جاتا ہے تو یہ بھی تعلیم کیا جاتا ہے اگر محنت کی تو وہ قبضہ
مین ہو جاتا ہے اگر محنت نہین کی تو ساتھ مشکل کے دو ایک دن مین اس سحر پر قبضہ ہوتا ہے پس اس
سبب سے چھوٹے چھوٹے ساحر اسکو عمل مین نہین لاتے ہین اور بڑے ساحر جو عمل مین نہین لاتے
ہین اسکا سبب یہ ہے کہ ہر شبیہ کے قتل کرانے سے قوت کم ہو جاتی ہے بدین سبب کاملین مین سے بھی
کوئی اس کام کو نہین کرتا ہے ہان جہان ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے وہان ایسی حرکت کی جاتی ہے پس یہ
سبب ہے جو ہر ایک ساحر اسکو نہین کرتا ہے اور اس سحر پر نہین عمل کرتا ہے یہ کوئی نہ کہے کہ جانتے نہین
ہین ہان جب ایسی قدرت رکھتے ہین تو پھر کیون اپنے کو قتل کراتے ہین عیارون کے ہاتھ سے یا مقابلہ
مین جا کر اپنی شبیہ کو کیون نہین قتل کرا لیے نہ آنے کا تو وہی جواب ہے کہ آتا سب کو ہے کوئی محنت
کر کے حاصل کر لیتا ہے کوئی نہین اگر محنت کرے وہ بھی عمل مین لانے لگے اور اس امر کا یہ جواب ہے
کہ وہ شبیہ کو کیون نہین مقابلہ مین قتل کراتا یا عیارون سے تو یہ سبب ہے کہ مین ابھی لکھ چکا ہون کہ
قوت کم ہو جاتی ہے اور بڑی مشکل پڑتی ہے پس ایسے امر کو ہر ایک بات پر عمل مین لانا مشکل ہے ہان
جب کوئی ایسی ہی مہم ہو تو ایسا کیا جاتا ہے دوسرے یہ امر ہے کہ جب اس عمل پر محنت کی جاتی ہے
اسکے جو پیر ہین وہ صاحب [illegible] ہے یہ اقرار کر لیتے ہین کہ ہم کو ہر مقام پر مطلب کرنا ہمہ وقت
ہم سے کام نہ لینا جب ایسی ہی اشد ضرورت ہو اس وقت ہم سے کام لینا بدین سبب اور بھی
ساحر اس عمل کو کام مین نہین لاتے ہین بلکہ اسکو برا جانتے ہین پھر اس سے تو کچھ غرض نہین ہے

اپنے مطلب سے مطلب ہی پس جب سرداروں نے دیکھا کہ ہمارا آقا در اصل قتل ہوا ہی وہ جس قدر تھے سب
حربہ سحر لیکر آفاق شاہ پر چلے آفاق شاہ نے سحر کرنا شروع کیا یہ حال جو زوجہ نے
آفاق شاہ کی اور منورہ نے اور مرتیخ وغیرہ نے دیکھا سب کے سب ادھر سے چلے ایک
ہی حملہ مین اُن سرداروں کے پاؤن اُکھڑ گئے اُن ساحروں کے سحر کی تاب نہ لا سکے باقی ماندہ کوئی
دس بیس فرار کر گئے سب سرداروں نے قصد کیا کہ تعاقب کرین آفاق شاہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہی
چلو کفار کے لشکر کا تو حال دیکھین کہ اُسکا کیا حال ہی کیونکہ آپ لوگ تو میرے مرنے کی خبر سُنکے ادھر چلے
آئے ہون گے اُنکو اُسی حالت پر چھوڑ دیا ہوگا اُنھوں نے جو مہلت پائی ہوگی اپنا بند و بست
کیا ہوگا سرداروں نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر ہم یہ تدبیر کر آئے تھے کہ ایک سحر ایسا ہر ایک پر
کر آئے تھے کہ جس سے بچنا اُنکا محال تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اچھا تشریف تو لے چلیے پس سب
سردار اپنے اپنے سحر کو درست کر کے ہمراہ آفاق شاہ کے لشکر کفار پر چلے یہان تک کہ قریب
لشکر کفار کے پہونچے صدائین ساحروں کے مرنے کی آرہی تھین پس آفاق شاہ وغیرہ نے یہ
صدائین سُنکے خیال کیا کہ ابھی کفار زندہ ہین لشکر مین پس ہر ایک نے پھر ایک ایک سحر کیا کہ جس سے
پھر بازار مرگ گرم ہوا کفار مر کے واصل جہنم ہونے لگے راوی نے بیان کیا ہی کہ تھوڑے عرصہ مین
اُن لوگون نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا خاتمہ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر جو کچھ باقی تھا وہ اب تمام ہو گیا جو اس
معرکہ سے بچ کر نکل گیا جو کہ بیرون لشکر ہو گیا وہ بچا اور جو لشکر مین رہا اُسکا تو خاتمہ ہوا جب سب لشکر
تباہ ہو چکا اور ایک زندہ نہ رہا تو ان لوگون نے سحر سے دریافت کیا کہ اس لشکر مین کوئی زندہ تو نہین رہا
معلوم ہوا کہ کوئی نہین رہا سب جل کر خاک ہو گئے اُس وقت سب نے مل کر سجدۂ شکر بدرگاہ بے نیاز
کیا دعا مانگی دعا مانگ کر سحر کیا کہ ایک ایسا ہوا ایسی چلی کہ جس نے ہر ایک کے قلب کو تازہ کر دیا پھر سب
سرداروں نے سحر کیا کہ وہ جو آگ لگی ہوئی تھی اُسکو سحر سے برطرف کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ
ہزاروں مقام پر خاک کے انبار رہین بہت سے مقام پر کفار پڑے ہوئے سسک رہے ہین مگر سر سے
پاؤن تک آبلہ ہین یہ حال دیکھکر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ چند جانور پیدا ہوئے وہ جو پڑے
ہوئے تھے اُنکو اُٹھا اُٹھا کر لے گئے اب وہان سوائے راکھ کے یا زر و زیور کے کوئی چیز اُس قسم کی
مثل پارچہ یا انسان سے نہ تھی خیمہ جل گئے تھے کپڑے سب سوختہ ہو گئے تھے جب انسان جل گئے تو
ان اشیا کی کیا ہستی ہی پس آفاق شاہ نے وہ سب مال و زر دیکھکر سرداروں سے کہا کہ بسم اللہ
اس سب کو آپ لوگ اپنے تصرف مین لائین اُنھوں نے کہا کہ ہم کو ضرورت نہین آپ کی مہربانی ہے
اور خدا کی قدرت سے بہت کچھ ہمارے پاس ہی ہمکو کسی شی کی ضرورت نہین ہی یہ جو سب نے
کہا آفاق شاہ نے سحر کیا کہ بہت سے پتلے پیدا ہوئے اُن سے کہا کہ تم یہ سب مال و زر اُٹھا
لے جاؤ اور اسکو امانت رکھنا جب ہم تم سے طلب کرین ہمارے پاس لے آنا وہ پتلے سب
مال و زر اُٹھا کر لے گئے اُس کے بعد آفاق شاہ نے سحر کیا کہ ہوا چلی وہ ہوا سب خاک جلی
ہوئی جو کہ پڑی تھی اُڑا لے گئی میدان صاف ہو گیا آفاق شاہ نے مرتیخ سے کہا کہ اے
مرتیخ اب تمھاری کیا مرضی ہی کہ اب یہان سے لشکر کو لے چلین یا یہ شب اسی مقام پر بسر
کرین کیونکہ اس معرکہ مین سب دن تو شام ہو گیا اگر تخت سحر پر بھی سوار ہو کر چلین گے تو تھوڑی
دور جائین گے کہ رات ہو جائیگی کہین ایسا نہ ہو کہ پھر راہ فراموش کر جائین تو بڑی خرابی ہو مرتیخ

نے کہا کہ ای آفاق شاہ میری تو یہ راے ہی کہ یہان سے چلو جس جس مقام پر شام ہو جاتے
اُسی مقام پر ٹھہر جاؤ پس جس قدر راہ اس وقت طی ہو جائے وہی بہتر ہی کل صبح کو اُسی قدر مسافت
کم ہوگی آفاق نے کہا کہ یہ راے تمہاری بہت درست ہی پس اُس وقت سب نے اس راے
کو پسند کیا ہر ایک نے تخت سحر تیار کیا راوی نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ سب نے مل کر خزالان
کو ہوشیار کیا تھا اُس کے بھی مرہم لگایا تھا لگایا تھا سر کو باندھ دیا تھا وہ بھی ہمراہ ہی تخت سحر پر
سب سوار ہو کر چلے آفاق شاہ مع اپنی زوجہ کے تخت پر سوار تھا کہ اُسکی زوجہ نے پوچھا کہ
تم نے تو آج مجکو بہت پریشان کیا مین نے تو اپنی جان دی ہوتی اگرچہ لڑکی ہو آ جاتی مین نے جب
تمہاری لاش دیکھی اپنے کو تخت پر سے گرا دیا چونکہ تخت بہت بلند تھا اگر زمین پر گرتی تو استخوان
چور ہو جاتے کچھ بیان تو کرو کہ کیا واقعہ گذرا تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اب جب ایک مقام پر
اطمینان سے بیٹھونگا تو بیان کرونگا زوجہ اُسکی خاموش ہو رہی راوی نے بیان کیا کہ آفاق
شاہ نے اپنی ہم شبیہ کی لاش کو دفن کر دیا تھا اُسی مقام پر اب راوی کہتا ہی کہ یہ لوگ
چلے آتے ہین یہان تک کہ کوئی چار کوس آئے تھے کہ ایک سبزہ زار ملا اور ایک بہت عمدہ پر صفا پہاڑ
نظر آیا اُس سبزہ زار مین ایک چشمہ بھی آب مصفا کا تھا رات بھی ہو گئی تھی آفاق شاہ سے
مرتیخ نے کہا کہ اب اسی مقام پر شب بسر کرو مرتیخ نے کہا کہ اچھا غرض کہ تخت ہوا سے زمین پر لا
بلندی پہاڑ پر آ کر پہلے خوب سیر کی اُس کے بعد سے ایک خیمہ تیار کیا آخر یہان سب جا کر بیٹھے وہ
فرش وغیرہ سے خوب آراستہ تھا ہر ایک اپنے قرینہ سے بیٹھا اب باتین ہونے لگین مرتیخ نے
آفاق شاہ سے دریافت کیا آفاق شاہ نے کل حال جو کہ مقابلہ کا تحریر ہو چکا ہی اول سے
آخر تک بیان کیا اپنی شبیہ کا قتل کرانا اور اپنے مقام پر جا کر کہ جہان سحر اُسنے تعلیم پایا ہی اور اسکا
جوکا بھی اپنے کو درست کرنا اور پیرون کا سب حال سے آگاہ کرنا اسکا کیفیت مذکورہ بالا آنا بیان
کیا اب سب کو پوری کیفیت معلوم ہوئی زوجہ آفاق نے اپنا حال بیان کیا پھر تو ہر سردار نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی سب خوش ہوئے شکر خدا کا بجا لائے چونکہ تھکے ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک نے کھانا کھایا کیونکہ جب اُس مقام سے چلنے لگے تھے تو کچھ بندوبست کر لیا تھا طعام وغیرہ سے
فراغت کر کے ہر ایک آرام پذیر ہوا یہان تک کہ صبح ہوئی سب بیدار ہوئے حوائج ضروری سے فراغت
کر کے اور تخت سحر تیار کر کے اُس پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اُنکا حال اب آئندہ تحریر ہوگا
اور ہر ایک اپنی حالت روبرو صاحبقران کے بیان کریگا

اب تتمہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جب عیار وغیرہ لشکر مین آگئے اور صاحبقران ہر ایک کے آنے سے خوش ہوئے
حال عیاری کا دریافت کیا اُنھون نے عرض کیا تھا کہ ہماری عیاری کا حال جب سردار آئینگے پس
اُسوقت ہم حال عرض بھی کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور کہا کہ اُسوقت ہم ہر ایک کو انعام
و خلعت بھی دینگے سب نے عرض کیا جو آپکی مرضی پس صاحبقران نے جو سردار کہ نہین آئے تھے اُنکا
انتظار دو پہر رات تک کیا کہ جس طرح سے عیار آئے ہین شاید وہ بھی آجاتین جب زلف لیلا سے شب تا کمر
پہنچی تو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ سردار اب تک تو نہین آئے اور معلوم راہ مین کیا گذری جو وہ نہین آئے

خیر صبح کو دیکھا جائے گا اگر صبح کو بھی نہ آئے تو کوئی تدارک کیا جائے گا یہ فرما کر صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ
حضور اب تشریف محل میں لے جائیں بادشاہ یہ سنکے اٹھے صاحبقران بھی اٹھے دونوں صاحب ناموس میں
تشریف لے گئے سب سردار بھی اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے خیمہ میں آئے لشکر میں ہر طرف خوشی بپا ہوئی ہے جا بجا راگ ہو
رہی ہے نوبتیں خوشی کی بج رہی ہیں وہ رات نہ معلوم ہوتی تھی بلکہ شب قدر معلوم ہوتی تھی کسی خیمہ سے
نماز کی صدا آرہی تھی کوئی دعا کر رہا تھا کوئی شکر اپنے خالق کا ادا کر رہا تھا کہیں گانا ہو رہا تھا غرض سب
اپنے اپنے مقام پر خوش تھے یہاں جو بادشاہ و صاحبقران محل میں تشریف لائے سب خواتین محل میں
تھیں ہر ادنیٰ و اعلیٰ انتظار میں صاحبقران و بادشاہ کے سویا نہ تھا صدقہ وغیرہ تیار رکھے تھے سجاوٹ
ہو چکی تھی کونڈے بھی ہو چکے تھے چند چیزیں باقی تھیں کہ جن پر خود صاحبقران و بادشاہ نذر دیتے تھے
چاہتے تھا دیان محل نے صدا بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند کی سب خوش ہو گئے کہ بادشاہ و صاحبقران
تشریف لائے سب برائے تعظیم تا در آئے استقبال کر کے لے گئے پہلے اس مقام پر لائے کہ جہاں منت و
مراد کے کونڈے وغیرہ رکھے ہوئے تھے صاحبقران و بادشاہ سے نذر دلائی صاحبقران و بادشاہ بہت
ہنسے پہلے انکار کیا مگر مستورات کب مانتی ہیں آخر کو نذر دینا پڑی وہاں سے ایوان میں تشریف لائے
اہل محل آکر مبارکباد دینے لگے انکو انعام ملنے لگا یہاں تک کہ اسی کاروبار میں صبح ہو گئی بادشاہ باہر
تشریف لائے صاحبقران بھی تشریف لا کر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ سے قبل سب سردار
آچکے تھے سب عیار حاضر تھے صرف انہیں چند سرداروں کی کمی تھی باقی دربار سرداروں سے آراستہ تھا
جب سب سردار آچکے اور دربار آراستہ ہو چکا صاحبقران نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ہم کو
یقین تھا کہ شب کو وہ لوگ آجائیں گے مگر معلوم ہوتا ہے کہ شب کو بھی نہیں آئے اگر آتے تو ضرور دربار میں
آتے سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد فرمایا خداوندا وہ لوگ تو ایسے نہ تھے کہ کسی مقام پر ٹھہر جاتے کوئی نہ کوئی
بلا میں مبتلا ہو گئے انکی خبر کے دریافت کرنے کے لیے عیار روانہ فرمائے جائیں یہ جو اہل دربار نے عرض
کیا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ سرداروں کی خبر کے لیے ہرکارے روانہ کرو تاکہ انکی
خبر معلوم ہو اگر کسی بلا میں مبتلا ہو گئے ہوں تو انکی رہائی کی فکر کی جائے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب میں
ہرکارے روانہ کر کے انکی خبر منگاتا ہوں آپ کو ان کے حال سے آگاہ کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے ہرکاروں کی طرف
دیکھا اور کہا کہ تم لوگ بہت جلد لشکر سے نکل کر دس دس پندرہ پندرہ کوس کی خبر لاؤ کہ اس حوالی میں کوئی قصبہ
یا گاؤں تو نہیں ہے اور وہاں تو یہ سردار نہیں ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ ہیں تو پھر یہ دریافت کرنا کہ کس مقام پر
ہیں اور کس کام میں ہیں آیا کسی بلا میں تو نہیں مبتلا ہیں یہ جو حکم خواجہ نے ہرکاروں کو دیا وہ اسی وقت
مجرا کر کے بارگاہ سے باہر آئے اور سب سامان سے درست ہو کر راستہ پر روانہ ہوئے ابھی ہرکاروں نے
نصف لشکر نہ طے کیا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر میں غل ہوا کہ وہ سردار بھی آگئے جو کہ غائب تھے جنکی فکر صاحبقران
کو بہت تھی یہ جو غل ہرکاروں نے سنا کہ کچھ غل لشکر میں ہو رہا ہے کہ آگئے آگئے انھوں نے خیال کیا کہ چل کر دیکھنا
چاہیے کہ یہ غل کیسا ہے کیا کسی طرف سے کفار نے روز خون لشکر پر مارا ہے یہ ہرکارے اپنے دل میں خیال کر کے
واپس آئے قریب بارگاہ جو پہونچے تو زیادہ غل پایا اور ایک مقام پر بہت سے لوگوں کا مجمع دیکھا یہ جو اس
مقام پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سردار کھڑے ہوئے ہیں کہ جنکی تلاش کے لیے ہم روانہ کیے گئے تھے ہرکارے
بہت خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ تو بہت تڑکے تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر چل چکے تھے
ایک پہر دن آیا ہوگا کہ یہ لوگ لشکر میں آکر پہونچے چونکہ واقف تھے کہ یہ وقت دربار کا ہے سب قریب

دربار آکر اترے اہل لشکر نے جو دیکھا تو خوش ہوکر غل مچایا اُن کے ملازم وغیرہ یہ خبر سنکے دوڑ آئے اب
اُنکو راہ نہیں ملتی ہے کہ بارگاہ میں جائیں وہ سب سے کہتے ہیں کہ راہ دو بارگاہ میں جائیں اہل لشکر و
ملازم وغیرہ کہتے ہیں یہ تو فرمائیے کہ آپ لوگ کہاں تشریف فرما تھے ہم سب تو بہت پریشان تھے وہ جواب
دیتے ہیں کہ صاحبقران سے مل آئیں اُنکی خدمت میں ہو آئیں تو بیان کریں سردار تو یہ تقریر کر رہے ہیں
وہ لوگ جانے نہیں دیتے ہیں یہ تو یہاں رکے ہوئے ہیں ہرکاروں نے جو انکو دیکھا بس فوراً وہاں
سے بارگاہ میں آئے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کرنے لگے کہ آپ کی عمر دراز ہو ترقی
ستارۂ اوج و اقبال ہو ہم خبر خوش لیکر حاضر ہوئے ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان کرو کیا خبر لائے ہو ہم
نے تم کو بہر اسے خبر سرداران روانہ کیا تھا تم اُنکی بھی کچھ خبر لائے یا نہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم بیان
کرتے ہیں یہ کہکر عرض کیا کہ مبارک ہو سب سردار آگئے حاضر خدمت ہوتے ہیں بیرون بارگاہ ہیں سب
اہل لشکر نے روک لیا ہے راہ نہیں ملتی ہے کہ حاضر خدمت ہوں یہ کہکر سب اپنی کیفیت بیان کی صاحبقران
نے حکم دیا کہ انکو انعام دیا جائے یہ حکم صاحبقران نے دیا ہرکارے مجرا کرکے مجرا گاہ سے ہٹے اور
چوبداروں نے خزانہ سے لاکر روپیہ انکو دیا اُدھر سرداروں نے اہل لشکر سے عقب گذاری کی اور داخل
بارگاہ ہوئے سب اہل دربار دیکھکر خوش ہوگئے ان سب نے مجرا گاہ سے بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اسکے بعد قدم بوسی حاصل کی اور سب اہل دربار سے ملے بعدہ اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب
اہل دربار نے دیکھا کہ ملکہ آتشم اندام و جغر الال کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے جب کل سردار
جو کہ ابھی حاضر ہوئے تھے بیٹھ چکے اسوقت صاحبقران نے انکی طرف دیکھکر فرمایا کہ آپ لوگوں کو
ہر صد کہاں ہوا تھا جو کہ اسیر ہوئے تھے یا لشکر سے کسی سبب سے نکلے تھے تم سب آگئے باوجود سے کہ
یہ لوگ آپ سے بعد رہا ہوئے اسیر آگئے اور آپ پہلے رہا ہوئے اور آج اسوقت آئے اسکا کیا سبب
ہے کچھ تو بیان فرمائیے اے ملکہ آتشم اندام و جغر الال یہ تو بیان کرو کہ یہ تمہارے سر میں کیا کوئی زخم لگا
جو سر میں پٹی بندھی ہوئی ہے کیا کسی مقام پر مقابلہ ہوا اُنھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں زخم لگے اور
مقابلہ ہوا مگر بفضل خدا و حضور کے اقبال سے آپ کے غلام ظفریاب ہوئے کفار مارے گئے یہ سنکے
صاحبقران نے فرمایا کہ بہت جلد بیان کرو کہ کس مقام پر مقابلہ ہوا اور کس سے ہوا اُنھوں نے عرض
کیا کہ ہم عرض کرتے ہیں بس آفاق نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام عرض کرے
جہاں تک غلام کو معلوم ہے پھر اسکے بعد جو جسپر گذرا ہے وہ عرض کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو
آفاق نے ابتدا سے حال شہر وغیرہ کیا عیاری برق نمائی کی سب کار ہا کرنا اور لشکر کو تباہ کرکے نکل جانا راہ
بھول کر اپنے ملک کے قریب پہونچنا صبح کو سب سے صلاح کرکے شہر میں جاکر سب اہل لشکر کو مسلمان کرنا
بعد سب اہل شہر کے مسلمان کرنے کے اپنا سب سرداروں کو لیکے وہاں سے روانہ ہونا راہ میں لشکر
بدمست سے ملنا کہ میت شہر کی تباہی کو جاتا تھا بس سب سے صلاح کرکے لشکر بدمست پر گرنا لشکر کو
تباہ کرنا پھر ایک سردار کا ایک طرف جاکر سحر کرنا لشکر کا غارت ہونا اسی حالت میں بدمست کا لشکر سے
نکل کر پھر اسے مقابلہ طلب کرنا اپنا اپنی زوجہ کو اسی مقام پر چھوڑ کر جانا اور اس سے مقابلہ کرنا اسکے ہمراہ
رہ کے اپنا سحر کرنا ردوبدل ہونا بدمست کا آخر اپنا اپنی شیشہ کو قتل کرانا اور خود نکل جانا اپنا اپنے
پر جاکر جہاں یہ سحر کو جلانا تھا سحر کو درست کرنا بیرون کا خبر دینا کیونکہ ہم مقرر کر گیا تھا کہ جو حال یہاں
گذرے اُس حال سے ہم کو آگاہ کرنا وہ دم بدم کی خبر دیتے تھے بس اس نے سب حال سنکے اور اسباب

سے درست ہوکر اُس مقام سے روانہ ہوا اے خداوند یہاں جو میرے مرنے کی صدا بلند ہوئی ان سب صاحبوں
نے اور آپ کی کنیز نے سُنی بیقرار ہوکر اپنے مقام سے چلا آپ کی کنیز کا بیان ہے کہ میں نے وہاں پر آکر دیکھا کہ
تمہارا لاشہ پڑا ہوا ہے اور بدمست کھڑا جھوم رہا ہے مجھکو تاب نہ رہی میں نے اپنے کو تخت سحر پر سے
گرا دیا کہ آپ کی دوسری لونڈی منورہ بھی چل چکی تھی وہ اُس وقت اُس مقام پر طبقہ زمین کا توڑ کر نکلی
کہ سبب یہ غلطان و پیچان چلی آتی تھی اُس نے روکا یہ کہکر آفاق نے کل تقریر جو بدمست سے اور
آنجناب اُمرا سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ مقابلہ ہوا اور آپ کی کنیز زخمی ہوئی اُس نے قصد ہلاک
کرنے کا کیا کہ منورہ حائل ہوئی اُس نے اس سے بھی قصد مقابلہ کیا کہ بدمست کے سر دار کر پہونچے
پشیمان ہوئی دعا کی بلکہ فخر الاوان پہونچیں اُنھوں نے مقابلہ کیا وہ بھی اُس مرتد کے ہاتھ سے زخمی
ہوئیں بس یہ غلام آکر پہونچا کہا کی فرخ آفتاب علم نے اُس سے مقابلہ کا قصد کیا تھا کہ میں نے
آکر مقابلہ کیا آپ کے اقبال سے اُسکو قتل کیا اُسکے لشکر کو تباہ کیا چونکہ اس معرکہ میں رات ہو گئی تھی
ایک صحرا میں شب بسر کی جب صبح ہوئی ادھر کو روانہ ہوئے حاضر خدمت ہوکر شرف ملازمت حاصل کی
حضور اپنی کیفیت فراخ سے آگاہ فرمائیں اور یہ ارشاد کریں کہ الوان سے طبل جنگ کیوں نہیں بجوایا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے یہ نہ بیان کیا کہ یہ سوار کیونکر اُس مقام پر پہونچے کیونکہ یہ متفرق
ہوگئے تھے آفاق نے عرض کیا کہ یہ امر مجھکو نہیں معلوم میں نے آپ کی لونڈی سے اسی قدر سُنا تھا
اور مجھکو میرے سحر نے بھی اسی قدر خبر دی ان سب صاحبوں سے دریافت فرمائیے صاحبقران نے
اُنکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ بیان کرو کہ تم کیونکر اُس مقام پر آئے ہر ایک نے بیان کیا
کہ جب ہم لشکر پر گرے اور لشکر کو تباہ کرنے لگے تمام لشکر غارت ہونے لگا ہم گھر رہے تھے کہ ہمارے
کانوں میں یہ صدا آئی کہ کشتہ شد امام میں آفاق شاہ بود بس ہم یہ صدا سُنکے اور ایک ایک سر لشکر پر کرکے ادھر کو چلے
اُس وقت ہر ایک آکر پہونچا کہ جب فخر الاوان سے اور بدمست سے تقریر ہو رہی تھی اور آفاق شاہ کی لاش
پڑی تھی ہم کو لاش دیکھکر بہت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتے تھے ہم سب کے سامنے فخر الاوان زخمی ہوگئی تھی ہم سب
نے قصد کیا تھا کہ ہر ایک دفعۃً دفعہ کرکے مقابلہ کرے مگر فرخ نے منع کیا خود برائے مقابلہ نکلنے کا قصد کیا تھا
کہ آفاق شاہ آپہونچے ہمارا یہ حال ہے جو عرض کیا اور جو ہم نے بیان کیا ہے کہ اُن سب سرداروں سے
صاحبقران نے اپنی کیفیت بیان فرمائی کہ یہ واقعہ یہاں گذرا خواجہ نے عیاری کرکے ہم سب کی جان
بچائی یہ فرماکر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم اپنی عیاری بیان کرو کہ تم نے کیا عیاری
الوان پر کی اور اُسکو کیا کیا خواجہ نے کہا کہ پہلے سب عیار اپنی اپنی حالت بیان کریں اُسکے بعد میں بیان
کرونگا یہ جو خواجہ نے عرض کیا صاحبقران نے عیاروں سے دریافت کیا برق نے اپنی عیاری ابتدا سے
بیان کی اور ایشا اُس طلسم سے نکل کر بھاگنا اور ایک پہاڑ پر سے اُتر جانا اور اپنے کو خواجہ کے پاس پانا اور
وہاں سے لشکر کی طرف چلنا عرض کیا قران الیث نے اپنی عیاری اور کیفیت بیان کی سب اہل دربار نے
دونوں عیاروں کی عیاری سنکے برق و قران کی بہت تعریف کی ہر ایک نے انعام دیا بادشاہ و صاحبقران نے
دونوں کو خلعت مرحمت فرمائے اُسکے بعد ہر ایک عیار نے اپنی اپنی حالت عرض کی یہ لوگ تو صرف
اُتر اُتر گئے تھے کوئی لشکر سے کوئی صحرا سے کوئی پہاڑ پر سے انھوں نے کوئی عیاری نہیں کی تھی جیسا کہ
جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے مگر سب کو انعام ملا بعد اُن سب کے خواجہ نے اپنی کل کیفیت عیاری کی
ابتدا سے بیان کی ہر ایک مقام پر سب اہل دربار مع بادشاہ و صاحبقران تعریف فرماتے تھے یہاں تک

خواجہ نے الوان کا اسیر کرنا اور اپنا بارگاہ سے مع منڈھی کے جانا راہ میں دشت وحشت افزا میں پہونچنا
اُس ساحرے سے مقابلہ ہونا جو کہ اُس دشت کا محافظ تھا اُسیر عیاری کرنا اور اُسکو قتل کرنا سب عیاروں کو
زنبیل سے نکال کر اُنکو ہوشیار کرکے کہنا کہ تم لوگ جاؤ اُنکے جانے کے بعد الوان کو زنبیل سے نکالنا اور
ہوشیار کرکے اُسکو مسلمان کرنا اُسکا خود دریاے سحر مٹانا سب کو رہا کرنا اور اُسکا قول و اقرار باہم قسم
ہونا اُسکا ان سب کو رہا کرکے طرف اپنے مکان کے جانا ادھر کو مع سرداروں کے آنا ابتدا سے کل حال
جو کہ جلد دوم میں اور اس جلد کے اول میں تحریر ہوا ہی سب بیان کیا بہت تعریف ہوئی ہر ایک نے حالت
وجد میں آکر اور خوش ہوکر اپنی لیاقت کے موافق خواجہ کو زر و جواہر دیا خواجہ بہت خوش ہوے
صاحبقران و بادشاہ نے بھی خواجہ کو بہت زر و جواہر دیا اور خلعت گراں قیمت اور جو کچھ خواجہ
نے بیان کیا کہ میرا صرف ہوا ہی اور یہ کر گیا ہی سب دیا اُس دن خواجہ نے کئی کرور روپیے لیکر اور
زنبیل میں رکھکر بہت خوش ہوے خواتین محل نے بھی خواجہ کے واسطے اور سب عیاروں کے لیے انعام
بھیجا ہر ایک عیار مالا مال ہو گیا جب سب کو انعام وغیرہ مرحمت ہو چکا اُس وقت بادشاہ نے
صاحبقران سے فرمایا کہ میں ایک جشن شاہانہ اس خوشی کا آراستہ کرونگا اور سب اہل لشکر و سرداروں
کی دعوت کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہی بس اُسی وقت بادشاہ نے سامان جشن
کا حکم فرمایا سامان ہونے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے سب اہل
لشکر کو آگاہ کیا گیا کہ سب کی ساتھ روز تک بادشاہ نے دعوت کی ہی بارگاہیں آراستہ ہونے
لگیں بازار میں سجی جانے لگیں طائفہ اطراف و جوانب سے طلب کیے گئے نعمت کا سامان ہونے لگا
جہاں جہاں اس جشن خوشی کی خبر پہونچی اُس اُس مقام سے لوگ براے تماشہ چلے طلے کتنے ہی چلے دس
کوسی پانچ کوسی لوگ اُس لشکر میں آکر جمع ہوے آتشبازی کی تیاری ہونے لگی پس وہ سامان کیا گیا کہ
شاید کبھی کسی بادشاہ نے کیا ہوگا بارگاہ شاہی وغیرہ ایسی آراستہ کی گئیں کہ جنکی تعریف نہیں
ہوسکتی ہی سب اہل لشکر کو کپڑے نئی وردیاں دی گئیں ملازمین کو جو رسد مرحمت ہوے خزانہ وا
کیا گیا غربا و مساکین کو روپیہ تقسیم ہونے لگا ہر ایک سردار و اہل لشکر و افسر کو حکم شاہی ہوا کہ سب اپنے
اپنے خیموں میں بزم عشرت آراستہ کریں جس چیز کی ضرورت ہو سرکار سے لیں جس قدر روپیہ کی حاجت
ہو خزانہ شاہی سے لیں ہر طرف اہل لشکر میں چہل پہل ہو گئی نوبت خانہ آراستہ کیے گئے بازار میں
دورویہ آراستہ ہوے میں آئینہ بندی کی گئی بارگاہ شاہی سے لیکر تا حد لشکر دونوں جانب بتیاں روشنی
کی لگائی گئیں اُمیر گیلاس چڑھائے گئے ہر سردار کے خیمہ کی طرف راستہ بنایا گیا بارگاہ سے لیکر
ہر افسر و سردار کے خیمہ تک روشنی ہونے کا سامان کیا گیا اہل لشکر نئی نئی وردیاں پہنے ہوے پھر رہے
ہیں ایک ایسا سماں ہو گیا ہی کہ پیر فلک نے بھی بایں پیرانہ سالی نہ دیکھا ہوگا جشن جمشیدی کی کوئی اصل
اُس بزم عشرت کے روبرو نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا تمام لشکر میں روشنی کی گئی روز روشن
سے زیادہ اس شب کو لشکر میں روشنی تھی جو کوئی دور سے دیکھتا تھا تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ آگ
لگی ہوئی ہی شاہ انجم نے بارگاہ نیلی میں بزم عشرت آراستہ کی شاہ خاور طرف اپنے عشرت کدے
کے روانہ ہوا یعنی شام ہو گئی ماہتاب بصد آب و تاب فلک زمردیں پر جلوہ فرما ہوا مطربہ فلک
نے اپنا سامان درست کیا کہ ترانہ شب شروع کروں جب شام ہو گئی تمام لشکر میں روشنی ہوئی
بارگاہوں میں بھی خوب روشنی ہوئی ہر ایک لشکری کے بستر پر باورچی خانہ شاہی سے طعام لذیذ روانہ کیا

سرداروں کے خیموں میں بھی طعام لذیذ کے خوان کشتیوں سے سجے ہوئے چوبدار ہمراہ گوٹے دار پگڑیاں باندھے خوان
بردوروں کے سر پر اس ترک سے داروغہ باورچی خانہ نے روانہ کیے جس مرتبہ کا جو سردار تھا اس سامان سے جب
سب لشکر کو طعام پہونچ چکا اور سب فراغت کر چکے بس سب کے سب لباس نفیس پہن پہن کر طرف بارگاہ کے روانہ
ہوئے ادھر ہر گلی کوچہ میں گانا ہونے لگا کسی مقام پر پیٹرا ہو رہا تھا کہیں حافظ کی سبھا تھی کہیں بھانڈ گا رہے تھے
کہیں کوئی رنڈی ناچ رہی تھی کہیں خیال ہو رہا تھا کسی مقام پر پکھاوج بج رہی تھی کوئی شوخ ادا ٹھمری گا رہی تھی
کوئی غزل عاشقانہ غرض کہ ایک عجب طرح کا سماں تھا کہیں نقال نقلیں کر رہے تھے لشکر میں تو یہ رنگ تھا ادھر
داروغہ بارگاہ نے بادشاہ و صاحبقران سے عرض کیا کہ بزم عشرت آراستہ ہے حضور تشریف لے چلیں پس بادشاہ
و صاحبقران تشریف لائے ظل اللہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران فلک بارگاہ اپنے دنگل شوکت پر
رونق افروز ہوئے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ساقیان سیمین ساق حاضر ہو کر بزم میں اہل بزم کو بادہ ناب سے مسرور
کریں راوی نے بیان کیا ہے کہ سب سردار اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہیں حاضر دربار ہیں یہ حکم جو فرمایا داروغہ
مے خانہ فوراً کشتیاں طیار کرکے اور ساقیان حور لقا کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا بحکم بادشاہ ساغر لبریز کرکے پلانا شروع کیا
صاحبقران و بادشاہ و دیگر ہمراہیان صاحبقران نے بادۂ گلفام نوش فرمایا سب اہل محفل کو ساقی سیراب کر چکا سو وقت حکم شاہی
صادر ہوا کہ داروغہ ارباب نشاط سے کہا جائے کہ وہ طائفہ روانہ کرے جو بیداروں سے [illegible] یہ حکم قضا شیم داروغہ ارباب
نشاط کو پہونچایا وہ فوراً ایک مطربہ حور لقا نازک ادا کو لیکر حاضر بزم عشرت ہوا مجرا گاہ میں اسنے مجرا ادا کیا اس حور
لقا نے بادشاہ کو سلام کیا اسکی پیاری پیاری صورت دیکھ کر ہر ایک کا دل مائل ہوا اسنے سامنے آکر عجب
ناز و ادا سے سب اہل محفل کو دیکھا کہ سب کے دل پائمال ہو گئے ادھر سازندوں نے ساز ملایا طبلہ پر تھاپ
پڑی سارنگی کی صدا بلند ہوئی گھنگرو بجنے لگا اس پری پیکر نے گت شروع کی اس طریقہ سے ناچی کہ اہل محفل کو
بے گت کر دیا عجب توڑا لیتی تھی ہر ایک کا دل پائمال ہو جاتا تھا عجب عجب ناز و ادا سے ناچی کہ حسب کی
اور پری بطور ناز کے کو بھی رشک ہوا مشتری فلک ہمہ تن اسکے ناچنے کے ادھر دیدہ ہو گئی گت ناچ کے اسنے یہ غزل شروع کی غزل

اے شمع [illegible] رسوا رہا
قفس ساں سینہ میں دل اک جا رہا
وحشت سے [illegible] کرتا ہے یار
پاٹ دامن کا سرے وہ پار رہا
شمع رو کو بزم میں میں دیکھ کر
جب تک قابو میں دل شیدا رہا
مثل گردوں جستجو لیے یار میں
زیست بھر عالم میں میں رسوا رہا

دل جو تیری زلف پر شیدا رہا
ہجر میں جب تک کہ میں روتا رہا
روز جاتا نزوں میں یہ چرچا رہا
چاک سینے دامن صبر و شکیب
گرد پھرتا مثل پروانہ رہا
دل مرا اک شمع رو کے ہجر میں
در بدر میں رات دن پھرتا رہا

مثل لیلی جو ترا شیدا رہا
ابر باراں منفعل ہوتا رہا
ہجر میں رونے سے اک دریا حسن
ایک مدت دل میں یہ سودا رہا
غیرت مجنوں ملا ہم کو خطاب
رات دن پروانہ ساں جلتا رہا
اس دل وحشی نے [illegible]

یہ غزل جو اسنے بتا بتلا کر گائی تمام اہل محفل سنا اسنت ہو کر رہ گئے سماں
بندھ گیا ہر ایک عالم سکوت میں بیٹھا تھا یہ عالم تھا کسی کے لب پر آہ تھی کسی کے آنکھ سے آنسو رواں
تھے کوئی اف کر رہا تھا اسکو انعام دیا گیا وہ مجرا بجا لاکر گئی دوسرا طائفہ حاضر ہوا سازندوں نے ساز
ملایا اسنے گت شروع کی بعد اسکے غزل شروع کی عجب یہ مطربہ بھی اہل محفل کے دل پائمال کر چکی انعام
لیکر رخصت ہوئی پھر کاول نے عرض کیا کہ دسترخوان طیار ہے بادشاہ و صاحبقران مع چند سرداران
عزیز و کل عزیزوں سے تشریف لے گئے نعمت خانہ میں خاصہ نوش فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف
لاکر آتشبازی کی سیر کی بعد اسکے پھر بزم عشرت میں تشریف لے گئے ناچ رنگ کا شروع ہوا اب راوی

صاحبقران و بادشاہ و کل لشکر اسلام کو مصروف بزم عشرت رکھتا ہے اور کچھ حال لشکر کفار و سمندر شاہ و الیوان کا تحریر کرتا ہے بعدہ پھر صاحبقران کا حال تحریر ہوگا

اب سمندر شاہ وغیرہ کے حال میں قلم فرسائی ہوتی ہے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سمندر شاہ بارگاہ گرداب سے چلا گیا گرداب نے بعد جانے سمندر شاہ کے چند ہرکارے طرف لشکر اسلام کے روانہ کیے تھے اور حکم دیا تھا کہ جو واقعہ وہاں گذرے ہم سے آکر بیان کرنا خود دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا تھا وہ ہرکارے جو وہاں سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بہت کوشش کی مگر بسبب دریا کے اُس پار نہ جا سکتے تھے اُسی صحرا میں ٹھہرے ہوئے تھے جب الیوان نے دریا پایاب ہوا تو یہ ہرکارے سب سے پہلے روانہ ہوئے اور انکو یہ یقین ہوا کہ خواجہ نے الیوان کو قتل کیا ہے ایسے اپنے خیال کرتے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے تھے لشکر میں تلاطم دیکھا تھا یہ بھی بارگاہ میں گئے صاحبقران نے جو صحت پائی اور جو جو کہ نذر کئے تھے سب اُنکے روبرو پہنچے بصورت تبدیل لیے ہوئے ایک طرف کھڑے تھے سب واقعہ دیکھ رہے تھے جب صاحبقران بخوبی اچھے ہو گئے اور مسند نشین ہوئے تھے بادشاہ نے فیر ہونے کا توپوں کے حکم فرمایا تھا توپیں بجتی تھیں وہاں گرداب شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سہ پہر کا وقت تھا دربار خاص تھا کہ اُنکے بھی کان میں توپوں کی صدا آئی انھوں نے گھبرا کے اہل دربار سے کہا کہ یہ توپوں کی صدا کہاں سے آ رہی ہے کیا واقعہ ہے کہ نوبت کی بھی صدا آتی اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ صدا تو لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گرداب شاہ نے فوراً حکم دیا کہ ہرکارے جائیں اور خبر لائیں اہل دربار نے عرض کیا تھا کہ حضور ہرکارے روانہ فرما چکے ہیں وہ خبر لیکر حاضر ہونگے یہ سنکے گرداب شاہ خاموش ہو رہا تھا راوی نے بیان کیا ہے جب ان ہرکاروں نے یہ واقعہ دیکھا تھا باہم صلاح کی تھی کہ ہم کئی آدمی ہیں اور سب تو یہاں ٹھہریں اور خبر دریافت کریں اور جو کچھ گذرے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھیں اور دو آدمی جاکر بادشاہ سے سب حال بیان کریں جب یہ باہم صلاح ہوئی تھی تو دو ہرکارے وہاں سے چلے تھے اور باقی اُسی مقام پر ٹھہرے رہے تھے بس یہ داخل دربار ہوئے تھے گرداب شاہ سے مجرا کرکے انھوں نے عرض کیا تھا کہ حضور صاحبقران نے سحر سے نجات پائی دریا سے سحر سب مٹ گیا جو کچھ واقعہ دیکھا تھا سب بیان کیا اور عرض کیا کہ اب تو ہم پھر لشکر اسلام میں جاتے ہیں گرداب نے کہا کہ جاؤ وہ تو سلام کرکے چلے گئے تھے اور داخل بارگاہ ہوئے تھے یہاں گرداب شاہ نے اہل دربار و دیگر شاہوں سے کہا کہ غضب ہوا خواجہ نے کیا یہ الیوان کو قتل کیا جب ہی تو صاحبقران نے نجات پائی دریا سے سحر مٹ گیا اہل اسلام میں خوشی ہے یہ جو توپیں بج رہی ہیں تو یہ فیر ہو رہی ہیں دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سب نے کہا کہ جو ہونے والا ہے وہ ہوگا بادشاہ فرما گئے ہیں کہ تم طبل جنگ نہ بجوانا جب تک ہم کوئی حکم نہ دیں بس اس امر سے تو ہم مجبور ہیں کہ مقابلہ ہوگا کیونکہ اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ طبل جنگ بجوائیں یا مقابلہ کریں جب تک ہمارے لشکر میں طبل جنگ نہ بجیگا اُس وقت تک وہ نہ بجوائیں گے بس مقابلہ سے تو ہم بے خوف ہیں جب کوئی حکم بادشاہ کا ہمارے نام آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا اگر حکم مقابلہ آیا تو ہم مقابلہ کرینگے ہم کو کوئی خوف نہیں ہے ہم کو کیا پروا بھی کا نہیں رکھتے ہیں اگر کوئی حکم اور طرح کا آیا تو اُس پر عمل کیا جائیگا ہم تو بادشاہ کے حکم کے پابند ہیں گرداب شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہے

لشکر اسلام کا تو کوئی خوف نہیں ہے اگر وہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ بھی کرینگے تو ہم مقابلہ کرینگے ہاں خوف ہے تو عیاروں کا
کہ وہ اگر عیاری نہ کریں اُن لوگوں نے جواب دیا کہ عیار ہم پر عیاری نہ کرینگے اُنکو ہم سے کوئی خصومت نہیں ہے اگر
عیاری کرتے تو کتنا عرصہ ہوا ہے کہ ہم سب کا لشکر یہاں آیا تھا اب تک کسی قسم کی عیاری کرتے ہوتے بس اس امر سے
بھی بے خوف رہئے اور اگر وہ عیاری کریں بھی تو ہم کیا کر سکتے ہیں گرداب شاہ نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا
اسکا انتظام کرنا لازم ہے کہ اب ہرکارے کیا خبر لاتے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ وہاں ہرکارے اسوقت تک
رہے کہ جب تک کہ بادشاہ و صاحبقران دربار برخاست کر کے محل میں تشریف لے گئے اتنے عرصہ میں جو
کچھ واقعہ گذرا تھا وہ سب اُنھوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا جب بادشاہ داخل محل ہوئے تھے اور سب
اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے تھے ہرکارے بھی واپس اپنے لشکر کے چلے تھے یہاں گرداب شاہ وغیرہ
اُنکے منتظر تھے بس اُنھوں نے داخل بارگاہ ہو کر اور مجرا کر کے کل واقعہ عرض کیا کہ اس طور سے صاحبقران
نے [illegible] پائی ہیں سب سردار ہمراہ خواجہ کے اور عیار آگئے مگر ابھی تک چند سردار نہیں آئے ہیں اُن کے
انتظار میں صاحبقران [illegible] بارگاہ میں تشریف فرما رہے جب وہ نہ آئے تو داخل محل ہوئے
مجھے اُن سرداروں کی [illegible] سب سردار بھی آگئے اور سب عیار بھی یہ واقعہ گذرا ہے لیکر
سب حال جو کہ [illegible] تحریر کر چکا ہوں بیان کیا گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ خواجہ نے ایوان کو کیا کیا خواجہ نے عرض کیا کہ صاحبقران نے پوچھا تھا خواجہ سے خواجہ
نے جواب دیا تھا کہ سب سردار آلیں تو میں بیان کرونگا یہ خبر بھی جو ہم نے عرض کی اب یہ غلام جاتے
ہیں کل پھر جائیں گے جو کچھ حال ہوگا سب آکر عرض کرینگے گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اچھا وہ سلام
کر کے اپنے مقام پر آئے گرداب شاہ وغیرہ نے دربار برخاست کیا تھا جا کر سو رہے تھے صبح کو پھر دربار
کیا تھا وہ ہرکارے لشکر اسلام کو گئے تھے داخل دربار ہوئے تھے یہانتک کہ سب واقعہ اُنکے سامنے گذرا
تھا جب دربار برخاست ہوا تھا وہاں سے پھر واپس اپنے لشکر کے چلے تھے یہاں گرداب شاہ وغیرہ
نے دربار کیا سب حاضر دربار تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہ معلوم خواجہ نے ایوان کو کیا کیا قتل تو ضرور
کیا اگر قتل نہ کرتے تو ہم سب لوگ رہائی نہ پاتے سب نے جواب دیا کہ ضرور یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ
ہرکارے حاضر ہوئے آداب شاہی بجا لائے اور یہ عرض کرتے تھے کہ غلام لشکر اسلام سے خبر لیکر حاضر
ہوئے ہیں گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ بیان کرو اُنھوں نے دربار کا آراستہ ہونا صاحبقران کا برائے
خبر سرداران خواجہ سے کہنا کہ ہرکارے روانہ کرو خواجہ کا روانہ کرنا ہرکاروں کا آکر خبر دینا سب سرداروں کا
آنا اور اپنی اپنی حالت بیان کرنا جو کچھ اُنکی زبانی سنا تھا اور ہر ایک عیار کا اپنی اپنی عیاری و حالت
بیان کرنا اور خواجہ کا اپنی عیاری بیان کرنا اور خواجہ کا حال ایوان بیان کرنا ہرکاروں نے جو خواجہ
سے سنا تھا اور بعد اس کے سب کو انعام و خلعت ملنا بادشاہ کا حکم جشن دینا ہرکاروں نے
روبرو گرداب شاہ وغیرہ کے بیان کیا یہ واقعات سنکے سب کے حواس جاتے رہے اور متحیر ہوئے
ہر ایک کو ایک عالم سکوت ہو گیا تھوڑے عرصہ تک سب خاموش بیٹھے رہے بعد تھوڑے عرصہ کے
گرداب نے ہرکاروں سے کہا کہ اب سب اہل اسلام کس فکر میں ہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ اُنکو
سامان جشن ہو رہا ہے بادشاہ نے جشن ہفت روزہ قرار دیا ہے صاحبقران سے [illegible] پانے کا اور اس
بلا سے نجات پانے کی خوشی کا اُسکے بعد جو کچھ اُنکو کرنا ہوگا وہ کرینگے بس اُنکو انعام دیکر رخصت کیا
[illegible] گرداب شاہ وغیرہ نے [illegible] کہا کہ [illegible] ایوان

نے خواجہ کی شرکت کی اور سمندر کی شرکت سے انکار کیا اور ایسی خواجہ کی دوست ہو گئی کہ سب کو رہا کر دیا بہت
بڑی ساحرہ شریک ہوئی ہے مگر داب کی اس تقریر کا جواب شاہ وغیرہ نے یہ دیا کہ یہی تو ہرکاروں
نے کہا ہے کہ ایوان نے خواجہ سے کہا ہے کہ نہ میں تمہاری شرکت کرونگی نہ سمندر کی ہاں اگر کوئی بلا نازل ہوگی
اُسوقت اگر تمہاری ہی شریک ہونگی نہ سمندر کے مقابلہ میں نہ شریک ہونگی پس اس امر سے خوف کرنا بیکار
ہے اور نہ معلوم اُسنے اُسوقت مکر کیا ہو اور اپنے مقام پر جا کر شریک نہ ہو جائے کیونکہ اُسنے خیال کیا ہو کہ اسوقت
جان بچا کر یہاں سے نکل چلو پھر دیکھا جائیگا اور جو کچھ خواجہ نے کہا اُسنے قبول کر لیا سب کو رہا بھی کر دیا
اور اپنی دیانت اور اعتبار زیادہ کیا تاکہ خواجہ اُسکی طرف سے غافل ہوں میں تو اس امر کو یقین کر کے کہتا ہوں
کہ ضرور اُسنے مکاری کی اب جب وہ خواجہ کو غافل پائیگی ضرور خواجہ سے اپنے ذلیل ہونے کا اور خواجہ کی ہنسی
کا عوض لیگی پس یہ تدبیر اُسنے خوب کی ہم تو بہت خوش ہوئے بڑی عقلمندی کی خوب اپنی جان بچائی
اسکے نزدیک اب ان سب کا اسیر کر لینا کوئی بات مشکل نہیں ہے اگر وہ قتل ہو جاتی اور یہ لوگ چھوٹ
جاتے تو خرابی تھی اب جب وہ خواجہ کی پوری طور سے تدبیر کر لیگی ایک دم میں ان سب کو اسیر کر لیگی مگر داب نے کہا کہ یہ تقریر تو
تم نے خوب بیان کی اور تمہاری رائے اور تمہارا خیال قرین قیاس ہے مگر اس حال سے بادشاہ کو خبردار
کرنا بہر طور ہے ان سب نے جواب دیا کہ یہ امر سب کو بھی منظور ہے پس یہ جب قرار پایا اسوقت
ایک عرضی مشتمل کل حال کے جو کچھ کہ ہرکاروں سے سنا تھا تحریر کی اور اپنی طرف سے یہ امر تحریر کیا
کہ جو حکم ہم کو ہو ہم اس پر عمل کرنے طیار ہیں اور طائر سحر بنا کر اُسکے ذریعہ سے سمندر شاہ کی خدمت میں
روانہ کی وہ طائر سحر وہ عرضی لے کر طرف سمندریہ کے پرواز کر کے سیدھا چلا اسکو راہ میں رکھا جاتا ہے
اب حال سمندر کا لکھا جاتا ہے کہ جب سمندر بعد جانے خواجہ کے اپنے سب سرداروں کو لے کر اور
رحل کو اپنے ہمراہ لیکر اور مگر داب وغیرہ کو سب امر سمجھا کر روانہ ہوا تھا راہ طے کر کے داخل سمندریہ
ہوا اور دربار میں آیا تخت پر بیٹھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رحل ستارہ چشم بھی برابر تخت
کے کرسی پر بیٹھا اُسوقت سمندر کو خیال آیا کہ چند طائران سحر روانہ کرنا چاہیے کہ وہ ایوان کی خبر لائیں
کہ خواجہ اُسکے ساتھ کس طور سے پیش آئے اُسکو قتل کیا یا رہا کر دیا یہ اپنے دل میں خیال کر کے اور کاغذ
اُٹھا کر چند طائر برابر کبوتر کے مقراض سے تراشے ان پر سحر کیا کہ وہ جاندار ہو گئے اور اڑنے لگے
سمندر نے انکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تم سب جاؤ اور جہاں تم کو خواجہ مل جائیں اُنکے ہمراہ
رہنا اور وہ جس طور سے ایوان سے پیش آئیں وہ سب حال دریافت کر کے ہم کو آ کر خبر دینا
یہ سنا تھا کہ وہ طائر اڑ کر روانہ ہوئے تھے کہ اُنکا حال پھر تحریر ہوگا یہاں سمندر شاہ دربار میں
بیٹھا ہوا تھا اور ذکر خواجہ کی عیاری کا ہو رہا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ طائر خواجہ کو تلاش
کر کے خواجہ کے ہمراہ تھے اُنھوں نے سب واقعہ دیکھا تھا اور سب حالت ایوان کی اور
تقریر خواجہ سے ہوئی تھی سب سُنی تھی اور جس طور سے ایوان خواجہ کے ساتھ پیش آئی
تھی پس جب ایوان سب کو رہا کر کے اور دریا کو ہٹا کر کے اپنے مکان کو روانہ ہوئی تھی اور
خواجہ طرف لشکر کے تو وہ طائر بھی طرف سمندریہ کے چلے تھے بادشاہ کو خبر دینے تو اب یہ تو
اُدھر کو جا رہے ہیں یہاں سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور سب حاضر دربار ہیں خواجہ کی عیاری
کا ذکر ہو رہا ہے ہر ایک تعریف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیا چالاکی کی ہے اور کس طور سے اپنا کام کیا
ہے ایسا عیار تو ہم نے آج تک دیکھا نہ سنا ان اکثر تماشا یوں میں ہم دیکھا کرتے تھے اور واقعات

خواجہ اول پڑھا کرتے تھے اور سنا کرتے تھے خیال اپنے دل میں کرتے تھے کہ یہ جو کچھ ان کتابوں میں تحریر ہے
سب غلط ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ہے انسان سے ہوا عجائبات ہو گیا ہم لوگ ساحر ہیں مگر ایسی قدرت نہیں
رکھتے ہیں وہ خیر ساحر ہو کر ایسے ایسے کام کرتا ہے یہ سب غلط ہے صرف اسی طور سے بطور مبالغہ تحریر کیا ہے
تاکہ لوگ خواہش سے کتابیں خریدا کریں ہم کو نفع ہو مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ واقعات اصلی ہیں ان
عیاروں کے حالات دیکھ دیکھ کر سمندر شاہ نے کہا کہ ہم کو نہیں معلوم تھا ان لوگوں کی تعریف خداوند
سامری و جمشید ابھی کتابوں میں لکھ گئے ہیں انکی وصیت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انکو قتل کرو کہ یہ لوگ
بنیاد سحر و ساحری کے مٹانے والے ہیں بس جیسا انھوں نے تحریر کیا تھا ویسا ہی پایا یہ سنکے زحل
نے کہا کہ یہ لوگ اس طرف کیونکر آ گئے کیونکہ یہ مقام تو کسی پر ظاہر نہ تھا سمندر نے جواب دیا کہ
بھائی کیا بیان کروں خداوند لقمہ پر اس آئینہ انداز ماہ طلسم آئینہ کا برا کرے کہ وہ یہ آفت لے کر
یہاں آیا باوجودیکہ اپنے طلسم میں خدائی کرتا تھا خداوند تھا مگر جب خداپرست اسکے طلسم پر آئے اور
مقابلہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ خداپرستوں نے طلسم کو فتح کیا اور یہ کچھ ذکر اسکا انجام کار اپنے طلسم سے
بخوف اہل اسلام بھاگا یہاں آ کر خداوند سے فریاد کی کہ میں اہل اسلام کے ہاتھوں تباہ ہو کر
آپ کے پاس پناہ لایا ہوں چونکہ خداوند رحم دل ہیں انکو اسکے حال پر ترس آ گیا اسکو دامن پناہ
دیا اپنے طلسم میں طلب کیا جب وہ داخل طلسم ہوا تو خداوند نے حکم فرمایا کہ اسکا امتحان لیا
جائے تاکہ اگر یہ کامل ہو تو کسی مرحلہ کا اسکو حاکم کیا جائے امتحان جو لیا گیا وہ امتحان میں پورا نہ اترا
بالکل سحر فراموش تھا خداوند کو اس امر سے اطلاع کی گئی چونکہ وہ پناہ دے چکے تھے انھوں نے
اپنی مروت سے رحم دلی سے یہ امر گوارا کیا کہ وہ اپنے طلسم سے نکال دیتے بس انھوں نے حکم
دیا کہ خرابے ہولناک میں اسکو ساحر لے جائیں اور تعلیم سحر کریں ایک سال تک چنانچہ اسوقت بموجب
حکم خداوند سمندر ناگ ساحر جادو و دیگر ساحر طلب کیے گئے اور اسکے سپرد آئینہ انداز کیا گیا چنانچہ
وہ اسکو لیکر طرف دشت ہولناک کے گئے ہیں بھائی یہ خداپرست اسی کے تعاقب میں اسکے قتل یا
اسیر کرنے کو آئے ہیں انکے آنے کا یہ سبب ہوا یہاں اگر جو ہو سکے چند لوگ اس اطراف کے بھی مل
گئے شاہ وشتو سہرنگ دہلوا ہو گئے اور جب تا ہمارا طوفان کش سحران
سے لڑیں سے مقابلہ ہونے لگا کسی زمانہ میں سہراب میرا سپہ سالار بھی انکا شریک ہو گیا اسنے
بہت ملک کی راہ بتائی وہ لیکر آیا قتل آفتاب جادو کی مدد اسی نے بتائی سحران کے مکان
تک وہی لیکر گیا عیار اسی کے سبب سے دریائے سبز رنگ کے پار آئے بھائی دوسرا غضب
یہ ہوا کہ ملکہ فخر الزمان دختر آفتاب جادو شریک ہو گئی ان لوگوں کو اور کمک پہونچی اسکے بعد جو ملک
کہ دریائے سبز رنگ کے بعد راہ میں ملے ان سب ملکوں کے بادشاہ شریک ہوئے ان سبھوں نے
دین اسلام قبول کیا میں نے سب کو تحریر کیا تھا کہ خداپرست ادھر آتے ہیں بائیں طرف
دو بادشاہوں سے مقابلہ ہوا ایک ملعین خود پرست دوسرے مہراب شاہ سے جب
دونوں مسلمان ہو گئے پھر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے علاوہ اسکے دوسرا غضب یہ ہوا کہ جب
خداپرست یہاں آ کر مقیم ہوئے اور میں نے سب اپنے خراج گذاروں کو نامے لکھ لکھ کر طلب کیا
چنانچہ ان میں سے جو آئے انھوں نے بہت سے مقابلہ روا رکھا خواہ پہلوان ہوا خواہ غیر پہلوان یا ساحر
وہ ہاتھ سے ان لوگوں کے قتل ہوا اگر زندہ بچا تو انکا شریک ہو گیا جیسے کہ گوہر روشن تن

یا آفاق شاہ مجکو آفاق شاہ سے ایسی امید نہ تھی یہ واقعات گذرے ہین سمندر نے کل واقعات جو کہ
اُس دن تک گذرے تھے سب بیان کیے زحل نے یہ حال سُنکے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ بلا میان آئینہ انداز
کی لگائی ہوئی ہے پہلے آپ ہی پر خدا پرستون نے یا کتہ صاف کیا آپ ہی کے ملک کو غارت کیا تم کو
کیا ضرور تھی کہ تم نے مقابلہ کیا اگر وہ ادھر آئے تھے اور تم سے اُنھون نے راہ ادھر سے جانے کو طلب
کی تھی تو تم نے دیدی ہوتی کیا ضرور تھی کہ بیکار یہ دردِ سر مول لیا سمندر نے جواب دیا کہ آپ بڑے
عقلمند ہین یہ اول تو ہین انکے خداوند کا نمک کھایا ہے دوسرے خداوند نے مجکو اسی لیے ادھر کو یہ حکومت
دیکر مقرر کیا ہے تیسرے سبب یہ کہ وہ خداوند سے مقابلہ کرتے ہیں تو کیا ہم چپکے رہتے کیونکہ یہ لوگ کو دور سے سب
نازیبون کے دشمن ہین کہتے ہین کہ اور سب خدا باطل ہین خدا کے نادیدہ سچا خدا ہی بس پھر کیونکر مین
مقابلہ نکرتا جب کہ وہ ہمارے خدا کے دشمن ہین تو ہم کیون نہ انکے دشمن ہون جہانتک ممکن ہوگا
ہم ان سے مقابلہ کرینگے چاہے اس مین ہم فتح پاتے ہون چاہے وہ لوگ ہم کو کوئی پروا نہین ہے زحل
نے جواب دیا کہ جب یہ امر ہے تو ضرور مقابلہ لازم تھا اور لازم ہی ہے آخر یہ ہو رہی تھی کوئی دو پہر دن آیا تھا
کہ ایک طائر ایوان کی دیوار پر آکر بیٹھا اور طرف سمندر کے دیکھکر اڑا اور ذرا دیر مین سمندر نے کہا
کہ دیکھو یہ طائر کون ہے اور کیا کہتا ہے سب اہلِ دربار اسکی طرف متوجہ ہوئے وہ طائر بزد فریاد کر بزبان
انسانی یون گویا ہوا کہ اے سمندر آگاہ ہو اور خبردار رہو کہ تیری بربادی حکومت کا زمانہ آگیا یہان
سے لیکر تمام اطراف و جوانب مین نہ طاق سے لیکر سب اسلام جاری ہوگا خداوند طاق بھی ہاتھ
سے اہلِ اسلام کے قتل ہونگے اور یہ طاق بھی برباد ہوگا بس اے سمندر خبردار رہو اور مین تجکو خبر
دیتا ہون کہ دلکش جادو کو جو کہ تیری طرف سے نگہبان قلعۂ فرحت افزا کا تھا اُسکو خواجہ نے
قتل کیا وہ بھی مارا گیا مین اُسکا سر ہون اُسکے مرنے کی خبر دینے آیا ہون یہ کہکر اُس جانور نے ایک آہ کی
اُسکے منہ سے شعلہ نکلا وہ اُسکے اوپر گرا کہ اُس نے اُسکو جلا دیا وہ طائر جل کر خاک سیاہ ہوگیا یہ
واقعہ سمندر نے جو طائر سے سُنا اہلِ دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ سُنا آپ نے اس طائر نے
کیا خبر دی لو دوسرا واقعہ سنو کہ دلکش جادو کو بھی خواجہ نے قتل کیا جاتے جاتے ایک ساحر
کی اور جان لی ہین کس بلا مین مبتلا ہوگیا ہون کیا تدبیر کرون دیکھا بھائی زحل تم نے کہ یہ کیا خبر آئی زحل
نے کہا کہ ہان تو یہان کے حالات سنکر بہت حیران ہون کہ جدھر سے خبر آتی ہے ایسی ہی خبر
آتی ہے مین تو اسقدر پریشان ہوگیا ایک آگ سی لگی ہوئی ہے سمندر نے کہا کہ یہی حال ہے کیا
بیان کیا جائے یہ کہکر سمندر نے کتاب ساحری اُٹھائی اسمین دیکھا کہ دلکش جادو کو کیونکر خواجہ
نے قتل کیا اسمین یہ بھی عیاری نکلی کہ یہ عیاری کرکے قتل کیا سمندر نے قصد کیا تھا کہ مین پچھلا اور
حال دیکھون کہ وہ طائر آکر پہونچے جو کہ برابر خبر خواجہ کی لیتے تھے اُنکو جو سمندر نے دیکھا کتاب
بند کردی اور اہلِ دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ خواجہ نے نئی عیاری کی کیا بیان کرون کہ
کیا عیاری کی یہ کہکر جو عیاری کہ خواجہ نے کرکے دلکش جادو کو قتل کیا تھا وہ عیاری بیان
کی سب اہلِ دربار سنکر متعجب ہوئے اور کہا کہ کیا غضب کا عیار ہے ادھر سمندر ان طائرون کی
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا خبر لائے ہو بیان کرو وہ طائر زبان انسانی گویا ہوئے کہ ہم یہ خبر
لائے ہین کہ ہم جو بموجب آپکے حکم کے خواجہ کی تلاش مین نکلے تو خواجہ کو ہم نے جا کر قلعہ
فرحت افزا مین پایا اسوقت جب کہ وہ ساحر دلکش کو قتل کر چکے تھے اور اُسکے مرنے کی

علامت بلند تھی جب علامت برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی ہم نے خواجہ کو پہچانا ہم ایک طرف کو اُس بارہ دری
کے اندر پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہے ہم نے دیکھا کہ پہلے خواجہ نے سب مال و اسباب اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
اسکے بعد اور کپڑے وغیرہ ٹھوسے اُن کمروں کے بھی مال پر قبضہ کیا بعد اسکے خواجہ نے زنبیل سے عیاروں کو
نکالا اُنکو ہوشیار کرکے اُن سے کہا کہ تم جاؤ میں بھی آتا ہوں جب وہ سب عیار چلے گئے اُسوقت خواجہ
نے ملکہ کو زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر اُنکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئیں تو اُنسے
گفتگو ہونے لگی بڑے عرصہ تک خواجہ نے کچھ کلمے ایسے بیان کیا کیے کہ اگر ہم اُنکا نام اپنی زبان پر لائیں تو ابھی
جل جائیں ملکہ نے وہ کلمہ سنکے اُسکا جواب دیا خواجہ نے پھر کچھ بیان کرنا شروع کیا نوبت باینجا رسید کہ
خواجہ سے اور ملکہ سے یہ امر قرار پایا کہ تم ہم کو رہا کر دو میں تم سے اقرار کرتی ہوں کہ میں تمھاری اطاعت
و شراکت کرونگی مگر ساتھ دو شرطوں کے اول تو یہ کہ میں نہ تمھاری شریک ہونگی سمندر شاہ کے مقابلہ
میں نہ میں سمندر شاہ کی شریک ہوکر آپ لوگوں سے مقابلہ کرونگی اور اگر کسی سے آپ سے مقابلہ
ہوگا اُسوقت میں آپ کی شریک ہونگی آپ کے طرف سے اُس سے مقابلہ کرونگی اپنی جان فدا کرونگی
اب سمندر شاہ کی کسی حالت میں شریک نہ ہونگی دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے کسی وقت
اس امر کی خواہش نہ کریں کہ میں سمندر شاہ سے مقابلہ کروں راوی نے بیان کیا ہے کہ طائروں نے
وہ سب تقریر جو کہ خواجہ سے اور الیوان سے ہوئی تھی سب بیان کی اور کہا کہ خواجہ نے سب منظور
کیا اور کہا کہ اب تم چلکر دریا سے سحر کو مٹاؤ میرے سرداروں کو رہا کرو صاحبقران پر سے سحر اتارو الیوان
نے اقرار کیا خواجہ نے اُسکو رہا کر دیا جب وہ رہا ہوئی خواجہ سے پھر گئی اور کلام سخت کرنے لگی خواجہ
نے پھر حباب مارکر اُسکو بیہوش کیا اور پھر ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا پھر وہی تقریر ہوئی
انجام کار الیوان نے پھر وہی اقرار کیا اور خواجہ کو لیکر دریا پر آئی سب سرداروں کو رہا کیا اور دریا کو
مٹا دیا صاحبقران پر سے سحر اُتار لیا اور خواجہ سے رخصت ہوکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئی
اور خواجہ سرداروں کو لیکر طرف اپنے لشکر کے راہی ہوئے ہم یہ حال دیکھکر اِدھر کو آئے اور حاضر ہوکر
آپ کی خدمت میں آپ کو کل حال سے آگاہ کیا سمندر نے جو زبانی طائروں کے یہ حال سُنا
بہت بڑا صدمہ ہوا مگر یہ امر سُن کے کہ الیوان نے اس طور کا اقرار کیا ہے اور وہ شریک اہل اسلام
ہوئی ہے بسبب غصہ آیا اُسی حالت غیظ میں طائروں کی طرف جو دیکھا ایک برق گری کہ وہ
سب طائر جل کر خاک ہوگئے جب اُنکو جلا چکا اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپنے الیوان
کا حال سماعت کیا کہ کیا اُس کمبخت نے حرکت کی ہے میرے ذہن میں آتا ہے کہ کسی ساحر کو روانہ کروں
کہ وہ اُسکو اسیر کرکے میرے پاس لائے اگر نہ آسکے تو اُسکا سر کاٹ لائے زندہ نہ رکھے اہل دربار
نے عرض کیا کہ خداوند اس امر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُسنے خواجہ کے ساتھ فریب کیا جیسے پہلے مرتبہ
کیا تھا اور پھر خواجہ نے اسیر کرلیا اب کی مرتبہ اُسنے یہ سب امر اس خیال سے کیے کہ میں یہاں
سے نکل جاؤں تو پھر کوئی تدبیر اپنے مقام پر جاکر کرونگی الیوان کے نزدیک اہل اسلام کا اسیر کرلینا
کوئی امر مشکل نہیں ہے اسوقت چھوڑ دیا ہے اور رہا کر دیا ہے اور صاحبقران پر سے بھی سحر کو اُتار لیا
ہے بس اب جب وہ خواجہ کو اسیر کریگی اور خواجہ کو قتل کرکے اپنا اطمینان کرلیں گی اُسوقت
خدا پرستوں کا خاتمہ کریگی ہمارے نزدیک تو یہ اُنکا ایک ادنی سا مکر و فریب تھا اور دھوکا
تھا جو خواجہ کو الیوان نے دیا اور خواجہ فریب میں آگئے ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہوگا

درست کیا گیا تھا وہ اُس محل مین آیا وہ محل سب اسباب ضروری سے آراستہ تھا وہان اُسنے قیام کیا یہان
تک کہ شام ہوگئی سمندر نے مارے صدمہ کے پھر اُسدن دربار نہ کیا بلکہ محل سے باہر نہ آیا جب رات
گذری صبح ہوئی سمندر نے دربار کیا سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے زحل بھی آکر اپنے مقام پر بیٹھا
سب مجرا کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی سمندر نے کوئی حکم نہ دیا تھا کہ ایک طائر سیاہ رنگ دیوار
پر آکر بیٹھا کہ سمندر نے اُسکو دیکھا اہل دربار سے کہا کہ یہ جو طائر سیاہ آیا ہے یہ بھی کوئی خبر لایا ہے بلکہ خبر وحشت
اثر ہے کہ سمندر اُس طائر کی طرف دیکھنے لگا جیسے اُس طائر نے دیکھا کہ سمندر میری طرف متوجہ ہے ایک مرتبہ
اُس مقام پر سے اُڑا اور بالائے آسمان گیا اور صدائے ہیہات ہیہات تین مرتبہ دے کر پھر اسی دیوار پر
آکر بیٹھا اور سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سمندر شاہ تم آگاہ ہو کہ مین ہیرہون بدمست خونریز جادو
کا اُسکو آفاق شاہ نے راہ مین قتل کیا اور لشکر کو غارت کیا طائر یہ کہہ رہا تھا کہ ایک برق گری کہ وہ
جل کر خاک ہوگیا یہ جو اُس طائر سے سنا کہ مین ہیرہون بدمست جادو کا تو سمندر کو بڑا صدمہ ہوا سر پکڑ
لیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مگر بہت جلد آنکھو دامن سے پونچھ ڈالا اس خیال سے کہ زحل
کہے گا کہ یہ مثل عورتون کے روتے ہین اور اپنے دل مین خیال کیا کہ اس طائر نے پورا حال نہ بیان کیا کہ
کیونکر بدمست قتل ہوا ذرا کتاب ساحری مین تو دیکھون یہ خیال کرکے اور کتاب اٹھا کر دیکھا اس مین
پوری کیفیت معرکہ جو آفاق شاہ اور بدمست سے ہوا تھا اور جس طور سے آفاق نے بدمست
و لشکر بدمست کو تباہ و قتل کیا تھا سب تحریر پایا آفاق شاہ نے دانائی کی اپنے دل مین بہت
تعریف کی اور کتاب کو بند کیا اور خاموش ہو کر فکر کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرون اہل دربار نے عرض
کیا کہ حضور نے کتاب مین کیا حال ملاحظہ فرمایا کہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے ہم غلامون کو بھی آگاہ فرمایئے
بادشاہ نے یہ سنکے کل حال اہل دربار کے روبرو بیان کیا اور کہا کہ اس اس طرح سے بدمست آفاق
کے ہاتھ سے مارا گیا اور لشکر تباہ ہوا ایک آدمی باقی نہ رہا صرف دو چار سردار بھاگ نکلے تھے وہ لوگ
بچ گئے ورنہ سب مارے گئے یہ امر سنکے اہل دربار بہت متحیر ہوئے سمندر شاہ نے زحل سے کہا
کہ بھائی تم نے دیکھا کہ کیسی کیسی نئی نئی آفت نازل ہوتی ہے کہ جس کی خبر بھی نہ تھی خیال کرنے کا مقام ہے
کہ آفاق کہان لشکر اسلام مین تھا کہان اپنے شہر مین پہونچا سب اہل شہر کو مسلمان کیا واپس چلا تھا کہ
راہ مین بدمست کا لشکر ملا اُسنے ان سب کو غافل پاکر وہ تدبیر کی کہ سب کے سب تمام ہوگئے تھے
بدمست نے نکل کر مقابلہ کیا انجام اُس مقابلہ کا یہ ہوا کہ آفاق نے اپنی شبیہ قتل کرائی اور پیچھے
آکر بدمست کو قتل کیا لشکر یون تباہ ہوا جو کام مین کرتا ہون بہتری کے لیے اُسکا انجام بد ہوتا ہے اور
کام بگڑ جاتا ہے کیسی آج کل تقدیر خراب ہوگئی ہے خداوند بھی خبر نہین لیتے ہین میرے ذہن مین آتا ہے کہ
ایک عرضی خدمت خداوند مین روانہ کرون اُسمین تحریر کرون کہ میری تقدیر خراب ہوگئی ہے اُسکو بدل
دیجیے اور کوئی عمدہ تقدیر مجکو دیجیے مین اس تقدیر سے بہت پریشان ہوگیا ہون زحل نے کہا کہ
یہ رائے تمھاری بہت عمدہ ہے مگر مین یہ دیکھتا ہون کہ آج کل کچھ نظر عنایت خداوندی تمھاری طرف سے
پھری ہوئی ہے اگر تم نے عرضی روانہ کی اور کچھ سماعت نہ ہوئی تو کیا کروگے سمندر نے کہا کہ
جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو مین روانہ کرونگا زحل نے کہا کہ کوئی عرضی روانہ کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ
تم خود چلے جاؤ سمندر نے کہا کہ یہ رائے تمھاری بہت مناسب ہے مگر خیبر مین الوان سے قضیہ
سلک فتح حاصل کرلون تو پھر جانے کی تدبیر کرون یہ کہکر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم مین

کوئی ایسا ہے کہ جو الیوان کے پاس جائے اور میرا پیام دے آئے اُس سے یہ کہے کہ تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہے
ایک اشد ضرورت ہے اگر وہ آئے تو خیر ورنہ مجکو آکر خبر کرے جو کچھ کہ وہ جواب دے اُس سے آگاہ کرے اُس کے
بعد پھر مین تدبیر کرون اور اسکو کسی نہ کسی طور سے طلب کرون یہ جو سمندر نے کہا ایک ساحر کہ نام اُس کا
جرار جادو تھا اپنے مقام سے اٹھا اور عرض کیا کہ اس کام کو خوشی سے یہ غلام سرانجام دیگا اور بجالائیگا
سمندر نے کہا کہ تم اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ مین ایک حکم نامہ ابھی تم کو لکھے دیتا ہون یہ کہکر میر منشی سے کہا کہ
ایک حکم نامہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہم نے خبر پائی ہے کہ تم نے خواجہ کی قید سے رہائی پائی بہت خوشی ہوئی
ہم کو تمھاری بھی ملاقات کا بہت اشتیاق ہے لہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم بضرور دیکھتے اس رقعہ کے حاضر خدمت
ہو تم سے ایک اشد ضرورت ہے بدون تمھارے آئے وہ ضرورت اجرا نہین ہو سکتی بس اسقدر تھوڑی تحریر کو
بہت خیال کرو زیادہ کیا لکھا جائے منشی اُسی دن حکم نامہ لکھنے لگا ادھر سمندر شاہ تخت بیٹھا ہوا ہے کہ
راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو ہمراہ جناب آفاق شاہ وغیرہ کے ہاتھ سے بچ کر بھاگے تھے
راہ طے کرکے قریب نصف شب کے سمندریہ مین پہونچے چونکہ دربار کا وقت نہ تھا اس سبب سے اسوقت دربار
مین نہ آئے ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے اپنے اپنے مکان پر بھی نہ گئے جب صبح ہوئی وہان سے طرف
دربار کے چلے ورود دولت پر آئے درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو کہ وہ لوگ آئے ہین جو کہ بدمست
کے ہمراہ آفاقیہ کو گئے تھے درگہ سالار نے کہا کہ بدمست کہان ہین انھون نے جواب دیا کہ وہ مارے
گئے لشکر تباہ ہوا ہم چند آدمی بچے تھے سو بھاگ کر آئے ہین یہ سنکے درگہ سالار دربار مین آیا مجرا
کیا اور عرض کیا کہ وہ لوگ حاضر دردولت ہوئے ہین جو کہ بدمست کے ہمراہ گئے تھے انکی نسبت
کیا حکم ہوتا ہے سمندر نے جواب دیا کہ انکو اندر لے آؤ بس درگہ سالار باہر آیا انکو ہمراہ لیکر اندر گیا
انھون نے مجرا کیا اور مؤدب مقام عرض پر کھڑے ہوئے سمندر شاہ نے کہا کہ بیان
کرو کیا خبر لائے ہو تمھارا افسر کہان ہے وہ تو خیریت سے ہے سب لوگ انھون نے رو رو کر کل حال بیان
کیا اور کہا کہ ہم اس طور سے بھاگ کر آئے افسر ہمارے تو حضور پر سے تصدق ہو گئے سمندر نے کہا کہ ہم کو
پہلے ہی خبر ہو چکی تھی جو ایسی غفلت کریگا اُسکا یہی انجام ہوگا یہ کہکر سمندر نے کہا کہ اچھا جاؤ اپنا
علاج کرو شفا اچھے ہونا تو حاضر ہونا یہ سنکے وہ لوگ مجرا کرکے باہر آئے اور اپنے مکان پر
آکر علاج مین مصروف ہوئے چونکہ زخمی تھے اس سبب سے سمندر نے انکو انکے مکان جانے کی اجازت
دی جب وہ لوگ عرض کرکے چلے گئے اُسوقت سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ بدمست مقدمہ
قتل ہوا یہ کوئی نہین جان سکتا ہے کہ ہم اسوقت قتل ہونگے یا ہم پر یہ آفت آنے والی ہے ہم ہوشیار
ہو جاتے ہین اسوقت بیٹھے ہوئے ہین اور کوئی بلا آجائے تو ہم کو کیا خبر ہو بدمست کی نہ کوئی
خطا ہے ہر ایک تمنا کی خبر آیا کیا جائے اتنے عرصہ مین منشی نے حکم نامہ طیار کیا ابھی لفافہ مین
بند نہ کیا تھا کہ ایک طائر آکر سمندر کے زانو پر بیٹھا سب نے دیکھا کہ اُسکے گلے مین ایک کاغذ بطور
تعویذ کے ہے بس سمندر نے اس کاغذ کو دیکھ کر اُسکے گلے سے اتار لیا اور منشی کو دیا کہ اسکو پڑھو
منشی نے لفافہ پر مہر اور دستخط کردار شاہ وغیرہ کی ہوئی تھی بس منشی نے وہ لفافہ لیکر
چاک کیا اُسمین سے عرضی نکلی با آواز بلند پڑھا اُسمین کل حال تحریر تھا سرداروں کا رہا ہونا
دربار کا تماشا صاحبقران کا شکست پانا الیوان کا خواجہ سے اقرار اور آفاق شاہ و بدمست
کا مقابلہ کوئی حال باقی نہ تھا جو نہ تحریر ہو جو حال سب نے ہرکاروں سے سنا تھا سب

تحریر کردیا تھا اور اسکے بعد یہ تحریر تھا کہ اب ہم کو کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو ہم اُس پر عمل کرین اب تو یہان
لشکر اسلام مین آج کل بہت بڑا جشن خوشی ہو رہا ہے اسباب عیش و عشرت مین مصروف ہین جب
سمندر رعد عرضی کے مضمون سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ پہلے اسکا جواب تحریر کرو کہ تم لوگ اسی مقام پر
قیام پذیر رہو جب تک کہ تم کو کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے وہ کرین جو امر ہم کو منظور ہوگا ہم تم کو اطلاع
دینگے تم اُس پر کاربند ہونا اور اسی پر عمل کرنا منشی نے جو کچھ سمندر رعد شاہ نے کہا وہ تحریر کردیا اور لفافہ
مین بند کرکے حاضر دربار کیا سمندر رعد شاہ نے وہ لفافہ لے کر اُس طائر کے گلے مین ڈالدیا وہ طائر
جواب عرضی پاکر اڑ گیا بعد جانے اُس طائر کے سمندر رعد شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے سُن لیا
کہ کیا عرضی مین تحریر تھا سب واقعات جو گزرے تھے خیر دیکھا چاہئے کہ یہ مسلمان ہمارے ہاتھ سے بچکے
کہان ہین اسوقت خوشی کرین آخر کو رو دینگے یہ سُنکر سب اہل دربار نے کہا حضور بجا ارشاد کرتے
ہین ادھر منشی نے وہ حکم نامہ جو کہ بنام الیوان کے سمندر نے تحریر کرایا تھا پیش کیا سمندر نے
لے کر اُس لفافہ کو جبرار جادو کو دیا کہ لیجاؤ اس حکم نامہ کو لیجاؤ وہ اپنے مقام سے اٹھا اور سامنے
آیا سلام کیا لفافہ ہاتھ سے لیا مجرا کرکے بارگاہ سے باہر آیا طاؤس سحر طیار کرکے اُس پر سوار ہو کر
طرف شرطاق کی سرحد کے الیوانیم کی سمت چلا یہ سب ساحر جو کہ زیر دست ہین سرحد شرطاق
مین رہتے ہین اور شرطاقی کہلاتے ہین مثل اسکے کہ عشاق شرطاقی الیوان شرطاقی اور اسی طرح
سے اور عشاق تو کئی ہین ہوشربا مین کئی عشاق تھے عشاق دودستی عشاق سمندر رنگ
ناظرین کو خیال رہے کہ نام کا اگر ہونا کوئی امر نقصان نہین ہے ایسے ہی طرح بین اور خاندان مین خیال
کرلیا جاسکے کہ ایک نام کے کئی ساحر آئے بھی ہوچکے ہین بس وہ عشاق دودستی اور عشاق سمندر رنگ
تھے اور یہ عشاق شرطاقی تھا کہ جسکو خواجہ نے قتل کیا اور اب جو عشاق باقی ہے یہ حجرہ نشین
یا گنبد نشین کے نام سے ہے غرض جبرار جادو نامہ سمندر رعد شاہ لیکر طرف الیوانیم کے روانہ ہوا اسکا
حال پھر تحریر ہوگا اب حال دربار سمندر رعد شاہ تحریر ہوتا ہے کہ جب جبرار حکم نامہ لیکر چلا گیا اسوقت
سمندر رعد شاہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مین بہت حیران ہون کہ مین نے بہت سے
نامے اپنے خراج گذارون کو تحریر کیے تھے انمین ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مگر انمین سے چند
آئے اور باقی نہ آئے اور بہت سے نامہ استاد نے تحریر کیے تھے انمین سے کوئی نہ آیا یہ کیا امر ہے
میری عقل اس امر مین حیران ہے عشاق وغیرہ نے جواب دیا کہ اگر یہ کہا جائے کہ انکو نامے نہین پہنچے
تو بالکل خلاف ہے کیونکہ ہر ایک نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہوتے ہین بس یہی امر ہے کہ وہ لوگ آئے
نہین اور نہ انکو آنا منظور ہے جو آنے والے تھے وہ آگئے سمندر رعد شاہ نے کہا کہ مین پھر انکو نامہ تحریر
کرتا ہون اب کی اسمین سخت سخت کلمات تحریر ہونگے یہ کہکر سمندر نے منشی سے کہا کہ چند نامے تحریر
کرو منشی بموجب حکم نامہ تحریر کرنے پر آمادہ ہوا ابھی سمندر نے مضمون نہ بتایا تھا کہ چند ہرکارے
پسینہ مین غرق خاک مین آلودہ حاضر دربار ہوئے اور مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے اور یون عرض
کرنے لگے کہ ہم غلام براے بالادوی شہر سے باہر جنوب کی طرف گئے تھے جب کوئی شہر سے پانچ کوس
پر پہنچے تو ہم نے ایک لشکر دیکھا کہ بہت بڑا وسیع ہے دور تک خیمہ و بارگاہ ہین برپا ہین لشکر کثیر
ہے لشکر ساحرون کا ہے ہم لوگ اُس لشکر مین گئے اور اہل لشکر سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ
لشکر چند شاہون کا ہے جو کہ ساحر ہین براے کمک شہنشاہ سمندر رعد شاہ چلے آتے ہین [illegible]

پر آکر پہونچے ہین اپنے آنے کی بادشاہ کو خبر کرینگے ہم نے دریافت کیا کہ اُنکے نام کیا ہین اُسنے کہا کہ نام ان بادشاہون کے یہ ہین زورق جادو و مواج جادو و موج جادو و جھنور جادو و سیراب جادو و طوفان جادو و طغیان جادو و دریا بار جادو و برقان برق پوش جادو و رعدان رعد آواز جادو و ملکہ غبار انگیز ملکہ طوفان خیز ملکہ آتش خوار ملکہ موج خیز جادو و ملکہ دریا بار جادو و ملکہ ساحر جادو و ملکہ سطوبار ملکہ ... بار جادو و ملکہ ... شدبار جادو و ملکہ ... خیز جادو و بدمست ... سوار گردن سوار قہار جادو و بانک سوار جادو و جم فار نقیر سوار کا یہ لشکر ہے یہ سب اس لشکر کے بادشاہ اور افسر ہین یہ جو خبر کار دون نے سمندر سے کہا سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ مین ابھی یہی فکر کر رہا تھا کہ مین نے ان سب کو طلب کیا تھا کوئی نہ آیا مین پھر نامے روانہ کرنیوالا تھا مگر خیر وہ لوگ آ گئے مگر ابھی بہت سے پہلوان و ساحر و بادشاہ و ساحر و ساحرہ باقی ہین کہ نہین آئے ہین اہل دربار نے عرض کیا کہ وہ بھی آتے ہونگے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نامے ان بادشاہون و پہلوانون ساحر و غیر ساحر کو پہونچے تھے ہر ایک نے سامان سفر کیا تھا اپنے اپنے ملک اور شہر سے روانہ ہوئے تھے جن مین سے ساحر و بادشاہ مثل گرداب شاہ و غیرہ کے آ گئے تھے جو کہ مقابلہ اہل اسلام مین مقیم ہین اور بہت سے نہ آئے تھے جب اُنھون نے آفاق شاہ کا واقعہ سُنا کہ اس بے مروتی اور بے عزتی سے سمندر شاہ آفاق شاہ کے ساتھ پیش آیا ہر ایک جو کہ صاحب عزت تھا اپنے لشکر کو لیکر پلٹ گیا اس خیال سے کہ ایسے ناقدر کے پاس جانا اور کمک کرنا خلاف عقل ہی جب اُسنے اپنے مخدوم کے ساتھ کہ جو بہت بڑا خیر خواہ تھا یہ سلوک کیا تو ہم کیا ہین اس امر سے تو یہ بہتر ہی کہ نہ جائیں جو بادشاہ و ساحرہ واپس گئے اُنکے نام یہ ہین بادبان جادو ملکہ لالہ رو ملکہ جمال زخمہ آرا ملکہ گلنار زعفران پوش ملکہ نیلان نیلم پوش ملکہ نیلوفر جادو ملکہ بنفشہ پوش جادو و ملکہ گل نافرمان جادو و ملکہ یاسمن ملکہ نسرین ملکہ نسترن فاخر جادو و مصفطم جادو و مرہم جادو و ملکہ خنفل جادو و ملکہ عشاق لالہ رو ملکہ ماہرو رقیع سحر ساز و سنیع سحر ساز و ملکہ سنبل جادو و ملکہ نونہال جادو و ملکہ کاکل جادو و ملکہ گلنار جادو یہ سب ساحر و ساحرہ اپنے اپنے ملک کو راہ سے واپس گئے تھے کہ انکا ذکر تحریر کیا جائیگا یہ انجام کار مین جسوقت کہ سمندر بے نیچ ہو جاتا ہے تو مسلمان ہوئے ہین باقی جو کہ اپنے مقام سے چلے تھے اُنمین سے اسقدر تو لشکر آ گئے ہین کہ جنکے نام تحریر ہوئے ہین اُنمین ہر ایک کے ہمراہ لاکھ و اسّی ہزار سے کم کا لشکر نہین ہی یہ سنکے سب اپنے اپنے مقام سے چلے تھے جب قریب سمندر کے پہونچے اور ہر ایک نے لشکر کی آمد دیکھی ہر کارے روانہ کرکے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی جب ہر ایک کو یہ امر ثابت ہوا کہ یہ لشکر طلب کیا ہوا سمندر کا ہی اور یہ لوگ بھی برائے کمک سمندر جاتے ہین تو باہم شریک ہو گئے بلکہ یہ سب بادشاہ ایک مقام پر اُترے ہوئے تھے ابھی اور لشکر برائے کمک سمندر شاہ انکا ذکر آئندہ تحریر ہوگا راوی کہتا ہی کہ یہان تو یہ لشکر اُترا ہوا تھا اور سب بادشاہ و ملکہ ایک بارگاہ مین جمع تھے اور عرضی سمندر شاہ کی خدمت مین تحریر کی جا رہی تھی کہ وہ ہرکارے دریافت کرکے سمندر کے دربار مین گئے تھے اور سمندر کو خبر کی تھی جیسا کہ تحریر ہوا سمندر نے سنکے ہرکارون کی زبانی ہر ایک ہرکارے کو انعام دیا اور رخصت کیا اب ان کی عرضی کا حال تحریر ہوتا ہی کہ جب یہ سب بادشاہ و ملکہ قریب سمندر کے پہونچے اور رنگ خیمہ طرف ہوئے تھے ایک خیمہ مین جمع

ہوئے اور راست ہوئی کہ اپنے آنے کی خبر بادشاہ کو کرین وہ جیسا حکم دین ویسا کیا جائے بس عرضی تحریر کیجانے
لگی اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ہم سب کے سب بموجب طلب حضور مع لشکر حاضر ہوئے ہین اور قریب شہر
فروکش ہین جو حکم ہم سب کی بابت ہو اُس پر عمل کرین زیادہ حد ادب یہ عرضی طیار ہو چکی ان سب نے
ایک ساحر کے ہاتھ اپنی اپنی مہر و دستخط کرکے روانہ کیا وہ ساحر وہ عرضی لیکر اُس صحرا سے شہر مین آیا در دولت
پر حاضر ہوا درگہ سالار سے کہا کہ خبر کرو کہ چند بادشاہ جو کہ لشکر لیکر حسب الطلب حضور کے آئے ہین اُنکا
پیام لیکر آدمی آیا ہے درگہ سالار نے جا کر دربار مین بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک ساحر در دولت پر حاضر
ہے اور عرض کرتا ہے کہ مین عرضی لیکر آیا ہون اُن ساحرون کی جو کہ حضور کے حسب الطلب آئے ہین
سمندر شاہ نے کہا کہ اُس ساحر کو بلا لو بس درگہ سالار آکر اُس ساحر کو لے گیا اُسنے مجرا گاہ سے مجرا
کیا اور عرضی پیش کی سمندر شاہ نے وہ عرضی منشی کو دی منشی نے عرضی پڑھی جب سمندر شاہ مضمون
عرضی سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ اسکا جواب تحریر کرو کہ ہم چند سردارون کو تمھارے پاس بھیجتے ہین
بھیجتا ہے لشکر کو جا کے معقول پر اُتروا کر اور تم کو ہمراہ لے کر ہمارے پاس لے آئینگے بس تم انکے
ہمراہ چلے آؤ منشی نے یہی مضمون اُس عرضی کی پشت پر تحریر کر دیا اُدھر سمندر نے گلاب جادو
حباب جادو شناسف جادو شیشہ طور جادو وغیرہ سے کہا کہ تم اس ساحر کے ساتھ جاؤ اُن بادشاہون سے
ملاقات کرنا ہمراہ لیکر ہمارے پاس آؤ اور اُنکے لشکر کو ایک مقام معقول دیکھ کر اُترنے کا حکم دو اگر جس مقام پر
اُنکا لشکر اترا ہوا ہے وہی عمدہ ہو تو اُسی مقام پر فروکش رہنے دو مگر یہ خیال کر لینا کہ قریب شہر کے ہو یا دور
ہو اگر دور ہوگا تو اُن لوگون کو یہان سے جانے مین تکلیف ہوگی اسکا خیال رہے یہ تقریر سنکے وہ سردار
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہمراہ ساحر کے دربار سے باہر آکے اپنی اپنی سواری پر سوار ہوکر طرف
اُس لشکر کے چلے یہان سمندر نے آراستگی دربار کا حکم دیا اہل کارون نے دربار آراستہ کیا بہت سے
دنگل اور کرسیان علاوہ اُن کرسیون کے اور آراستہ کین اس خیال سے کہ جو بادشاہ آئینگے وہ اِن
کرسیون پر دنگلون پر متمکن ہونگے یہان تو دربار آراستہ کیا گیا اُدھر وہ سردار ہمراہ اس ساحر کے
بیرون شہر آئے اور طرف لشکر کے چلے جب قریب لشکر پہونچے اُس ساحر نے سردارون سے کہا
کہ آپ لوگ تشریف لائے ہین بادشاہون کو خبر کرون سردارون نے کہا کہ اچھا بس وہ ساحر اُنسے
رخصت ہوکر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچا یہان سب بادشاہ بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے
اُسنے نامہ برکا کہ وہ پہونچا اُسنے عرضی دی اور کہا کہ آپ کے لینے کو سردار بادشاہ نے روانہ کیے
ہین اُنھون نے جواب عرضی منشی سے پڑھوا کر سُنا اور جو نامہ بر نے کہا وہ بھی سُنا بس اُسوقت
اپنے سردار براے استقبال روانہ کیے سردار سمندر شاہ لشکر مین پہونچ چکے تھے کہ یہ سردار راہ
مین ملے صاحب سلامت ہوئی اُنکو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے سب بادشاہ تا لب فرش آکر
اور استقبال کرکے لے گئے دنگل بیٹھنے کو ملے سب سردار بیٹھے وہ سب کے سب بہت خاطر
سے پیش آئے اُنسے سمندر کا پیغام دیا اُنھون نے کہا کہ جو بادشاہ کی مرضی ہو جو اُنھون نے آپ کو حکم
دیا ہے اُس پر عمل فرمایئے ہم موجود ہین بس سردارون نے کہا کہ لشکر کو طیار ہونے کا حکم دیجیے تاکہ
لشکر طیار ہو اور ہم لوگ آپکے لشکر کو مقام عمدہ پر قریب شہر فروکش کرین بس سب نے
اُسیوقت حکم طیاری لشکر کا دیا جب چلے تو کہا تھا کہ آج یہان قیام فرمایئے کل شہر مین لے چلینگے
سب سردارون نے کہا کہ بادشاہ آپ کے منتظر ہونگے اس پر اُنھون نے اُسیوقت کوچ

کا حکم دیا سب خیمہ وغیرہ بار ہوئے وہ لشکر قریب چھ سات لاکھ کے تھا اُسوقت روانہ ہوا جب بالکل قریب
شہر پہونچا سرداران سمندر نے ایک مقام معقول دیکھکر لشکر کے فرودکش ہونے کا حکم دیا لشکر اترنے لگا
بارگاہیں برپا ہونے لگیں وہ سرداران سب شاہوں کو لیکر چلے اُنمیں ساحر بھی تھے اور ساحرہ بھی یعنی
بادشاہ ساحر وہ بھی تھے اور عورتیں بھی اور انکے سردار تھے یہانتک کہ وہ سب شہر کی سیر کرتے ہوئے دروازہ
پر پہونچے سمندر کو خبر ہوئی اُسنے اور سردار استقبال کے لیے روانہ کیے وہ ان سب کو لیکر دربار میں
آئے سب نے سمندر شاہ کو مجرا کیا ساحرہ جو تھیں وہ صف ساحرہ میں بیٹھیں اور جو ساحر تھے وہ
ساحروں کی صف میں علی قدر مراتب بیٹھے یہ بادشاہ و سردار قریب پانچ سو کے تھے اب دربار سمندر کا
خوب آراستہ ہوا سب نے سمندر کو نذر دی سمندر ان سب کو دیکھکر بہت خوش ہوا ساقی کو
حکم دیا کہ ان سب کو شراب ناب سے سیراب کرو ساقی نے بموجب حکم سمندر سب کو جام بادہ گلنار
کا دیا ہر ایک شراب پی کر مست ہوا سمندر نے دریافت کیا کہ تم سب کو عرصہ کیوں ہوا انھوں نے
عرض کیا کہ جب حضور کا پہلا نامہ پہونچا ہم نے بندوبست سفر کا کرنا شروع کیا ہم اسی بندوبست
میں مصروف تھے کہ دوسرا نامہ پہونچا ہم نے جلدی کی تیسرا نامہ پہونچا ہم نے اسکا جواب تحریر کیا اسکے
بعد سفر کیا راہ میں جو کچھ عرصہ ہوا وہ ہوا جب ہم قریب شہر پہونچے ہر ایک یہاں آچکا تھا ملاقات
ہوئی باہم رائے کرکے ایک لشکر کرلیا آپ کی خدمت میں عرضی لکھی جب آپ نے طلب کیا
فوراً حاضر ہوئے سمندر نے کہا کہ اور بادشاہ و پہلوان کیوں نہ آئے کچھ تم کو معلوم ہے ان سب نے
عرض کیا کہ ہم کو کیا خبر وہ اپنے ملکوں سے چلے ہونگے ہم سب اپنے اپنے ملکوں سے آئے ہیں
راہ میں ہم نے سنا تھا کہ وہ لوگ بھی چل چکے ہیں حاضر ہونگے راہ میں ہونگے سمندر نے کہا کہ
اچھا تم لوگ سب یہیں مقیم رہو ہم تم سب کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے وہ
لوگ بھی آلیں جو کہ باقی ہیں ان سب نے عرض کیا کہ حضور نے کن کن کو یاد فرمایا ہے سمندر نے
ان سب کے نام لیے جو کہ نہ آئے تھے اُن سب نے عرض کیا کہ وہ لوگ ضرور حاضر ہونگے ہم کو
جو حکم ملے ہم اُسکو بجا لائیں سمندر نے کہا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو جب ہم لشکر کشی کرینگے
تو تم سب کو ہمراہ لینگے انھوں نے کہا کہ بہت خوب بس سمندر نے تھوڑے عرصہ تک
دربار کیا اُسکے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وہ سب بادشاہ
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے سمندر نے حکم دیا تھا کہ آج ہم نے ان سب کی دعوت کی ہے ہمارے باورچی
خانہ سے انکے لیے طعام لذیذ جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ہر ایک کے لیے طعام لذیذ روانہ کیا
گیا بس یہ طریقہ جاری ہوا کہ سب بادشاہ صبح کو دربار میں آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا
تھا اپنے لشکر میں چلے آتے تھے اب سمندر کا حال پھر تحریر ہوگا پہلے حال الوان کا تحریر ہوتا ہے

اب حال ملکہ الوان کا بتادو تین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نے بیان کیا ذکر ملکہ الوان شہر طالی جو خواجہ سے اقرار کرکے اور رخصت ہو کر اپنے
شہر میں آئی اُسدن تو اُسنے دربار نہ کیا اُسکے دوسرے دن اُسنے دربار کیا اور اپنی بہن بارالی ماجدا
کو طلب کرکے کہا کہ ای بہن میں نے تو ترک سلطنت کیا اور گوشہ نشین ہوئی لہذا میں تم کو اپنی
جا نشین بادشاہ کرتی ہوں اور تم سے کہے دیتی ہوں کہ اگر سمندر شاہ تم کو برا سے کہلا بھیجے

تو ہرگز اسکی ملک کو نہ جانا مناسب تھا انکار کرتا اگر وہ لشکر کشی کریگا اُسوقت دیکھ لیا جائیگا باران نے عرض کیا کہ
کیا امر ہے کہ آپ نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشین ہوئیں ابھی تو آپ کی اتنی عمر بھی نہیں ہوئی اور کیوں
سمندر شاہ کی ملک سے انکار ہی کیا ایوان نے جواب دیا کہ اس امر میں ایک راز ہے وہ تم پر ظاہر ہو جائیگا
ابھی اُسکا موقع نہیں ہے کہ بیان کیا جائے بس جو میں کہتی ہوں اُس پر عمل کرو تکرار نہ کرو اگر تم کو انکار
ہو تو میں تمہارے بھائی خسرو ماہ برق مزاج کو بادشاہ کروں میری پہلے ہی یہ رائے تھی کہ میں اُسی کو
بادشاہ کروں مگر پھر یہ خیال ہوا کہ وہ ابھی بچہ ہے اُس سے امور سلطنت ذرا مشکل سے سر انجام
پا سکیں گے اس امر کے لیے سن داری کی ضرورت ہے یا اور کسی کو باران تاجدار نے عرض کیا کہ مجھکو
انکار نہیں ہے صرف یہ خیال ہے کہ لوگ کہیں گے کہ کیا سبب ہے کہ ملکہ نے ترک سلطنت کیا اور ہمیں
کو حاکم کیا ملکہ نے جواب دیا کہ کسی کا اجارہ نہیں ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کہتے ہیں کون ہم پر اعتراض
کر سکتا ہے باران خاموش ہوئی ایوان نے باران کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی اُسکے بعد
کل اہل دربار سے نذر دلوائی اور حکم دیا کہ آج سے سکہ بنام باران تاجدار جاری ہو یہ بندوبست
کر کے وہاں سے محل میں آئی اور یہ حکم دے دیا کہ جو کوئی باران کی نافرمانی کریگا اُسکو سزا دیجائیگی
سب اسکے مطیع رہیں سب نے عرض کیا کہ ہم اُنکو بھی بجائے آپ کے خیال کرینگے یہ بندوبست
کر کے ملکہ اپنے محل میں آئی جو اسباب ضروری اُسکو اپنے ہمراہ لینا تھا اُسکو لیا اور چند خادم
و خواصیں برائے خدمت ہمراہ لیکر اُس باغ میں آئی جو کہ ایوان نے اپنے واسطے بنوایا تھا ہر ایک
کو ایک مقام رہنے کو دیا اور کہا کہ میرے کھانے و پانی کی فکر رکھنا صرف تمہارے ذمہ یہ کام ہے اور
میرے حال سے خبر نہ ہونا جو وقت میرے کھانے کا ہو اُسوقت میرے لیے کھانا لے آنا یا جب
میں پانی طلب کروں پانی حاضر کرنا ہاں رات کو میری حفاظت کرنا باقی ہم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
سب نے عرض کیا بہت خوب مگر سب حیران ہیں کہ ملکہ کو کیا ہو گیا ہے سمندر پہ جو لشکر لیکر لے
گئیں تھیں تو لشکر ہمراہ تھا وہاں جا کر اپنی وزیرزادی کو طلب کیا وہاں سے جو تشریف لائیں تو تنہا
اور ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہوئیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہے ایک نے دوسری سے اپنا
حال ظاہر کیا سب باہم فکر کرتی رہیں جب کوئی بات خیال میں نہ آئی تو عاجز ہو کر یہ جواب دیا

ع امور مملکت خویش خسروان دانند * گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش *

کوئی امر ہوگا ہم کو کیا کام ہم کو اپنے کام سے کام ہے جو حکم ہم کو ملا ہے ہم اس پر عمل کریں یہ خیال کر کے
ہر ایک اپنے مقام پر جا کر بیٹھ رہی یہاں ایوان ایک کمرہ میں آئی اور ایک سمت بانداز کر ایک
گوشہ میں بیٹھ رہی اور عبادت الٰہی کرنے لگی اُس طرف سے جو کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا کہ سحر
فراموش ہونے کا ڈر ہے یہ تو یہاں عبادت خدا میں مصروف ہے وہاں دربار میں باران سے اہل
دربار نے عرض کیا کہ خداوند یہ امر ہماری سمجھ میں نہ آیا کہ ملکہ یہاں سے تو بہت سا لشکر لیکر ہمراہ
ملک سمندر شاہ و بخیال مقابلہ اہل اسلام و برائے لینے عوض خون مشتاق برادر خود و بنابر
شغلہ جادو کے تشریف لے گئیں تھیں اور وہاں جا کر اپنی وزیرزادی کو بھی طلب کر لیا اب
جو تشریف لائیں نہ لشکر ہمراہ ہے نہ وزیرزادی ہیں بلکہ ایسی بیزار تشریف لائیں کہ ترک سلطنت
کی اور گوشہ نشین ہوئیں یہ کیا امر ہے ملکہ باران نے کہا کہ میں خود حیران ہوں میری عقل میں نہیں
آتا ہے کہ سمندر سے کچھ فساد ہو گیا کیونکہ انھوں نے منع بھی تو کیا ہے کہ اگر سمندر طلب کرے

تو شہ جانا انکار کرنا بس اس امر سے صاف ثابت ہو کہ کچھ سمندر سے فساد ہوا ہو بس اس خیال سے ملکہ نے ترک
سلطنت کی ہو اور ملکہ کے ہمراہ جو لشکر نہ آیا معلوم ہوتا ہو کہ سمندر سے مقابلہ ہوا ہمین لشکر کام آیا یا ملکہ وزیرزادی
کے سپرد لشکر کو کر کے خود چلی آئین ہمین عقب سے لشکر آئیگا تم لوگ پریشان نہو ہمین دریافت کر کے تم لوگون
سے کہہ دونگی ہمین خود حیران ہون ابھی ملکہ بیان نہ کرینگی یہ امر تم پر ظاہر ہوگا جب کہ عشار د وزیرزادی آئیگی
اُسکو سب حال معلوم ہوگا سب اہل دربار سُنکے خاموش ہو رہے یاران نے دربار برخاست کیا محل
مین آئی سب اہل دربار اپنے اپنے مکان کو گئے مگر حیران تھے یاران جو محل مین آئی ملکہ کو جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ وہ چند خواصون سے اور کچھ اسباب ضروری لے کر اپنے باغ مین تشریف لیگئی ہین
یاران خاموش ہو رہی یہ خبر تمام شہر مین مشتہر ہوئی کہ ملکہ نے ترک سلطنت کی اور گوشہ نشین ہوئین
ہمین اپنی بہن کو بادشاہ کیا ہو ہر طرف یہی چرچا ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ یاران کی ایک دختر ہو کہ اسکا
نام سوماق برق فرلج ہو نہایت حسین اور خوبصورت ہو اُسکا سن ابھی کوئی نو دس برس کا ہو وہ
اسم بامسمے بڑی بلا کی ساحرہ ہو اس مین ایسے ہنر ہین کہ اُسکے برابر کوئی نہین ہو مثل اپنی خالہ و مان کے ہر
ہر وقت برق بنی رہتی ہو اُسنے سحر سے ایک موتی بنایا ہو وہ اُسکے گلے مین پڑا رہتا ہو اُس موتی کا یہ اثر
ہو اور یہ طریقہ ہو کہ مثل جام جم و آئینہ اسکندری کے ہو اس موتی سے تمام حال گذشتہ و آیندہ معلوم
ہو جاتا ہو وہ جس ملک کا حال چاہتی ہو دریافت کرلیتی ہو اس لیے اُسنے یہ موتی طیار کیا ہو اُسکا
نام اُسنے گوہر جہان نما رکھا ہو چالیس ہزار لڑکیان اُسکی ہم سن اُسکے ساتھ رہتی ہین اُسنے ان سب کا
نام برق بنا رکھا ہو وہ بھی بلا کی ہین اشارون پر کام کرتی ہین جب وہ حکم کرتی ہو چالیس ہزار ایک مرتبہ
برق بنکر گرتی ہین ستھراؤ کر دیتی ہین سوماق نے بیرون شہر ایک باغ طیار کیا ہو دن رات مع اپنی ہم
سنون کے اُسی باغ مین رہتی ہو ہر روز صبح کو مان کے و خالہ کے سلام کو آتی ہو سوماق کو ملکہ الیوان
نے پرورش کیا ہو مثل اپنی اولاد کے اُس سے محبت کرتی ہو دوسرا سبب یہ ہو کہ الیوان کے اولاد بھی
نہین ہو اسکا شوہر بھی مر گیا ہو اور اسکی بہن کا بھی شوہر مر گیا ہو اور یہ عشاق کے کوئی اولاد بھی ان
مین بھائی بہن مین یہ ایک لڑکی ہو پھر ایک اسکے اوپر جان دیتا ہو خصوصا الیوان زیادہ تر سوماق بھی
الیوان سے بہت محبت کرتی ہو اپنی مان جانتی ہو وہ مان سے تو بالکل واقف نہین ہو کہ تو میری
مان ہو گو ضرور معلوم ہو کہ مین اسکی لڑکی ہون مگر الیوان کو مان جانتی ہو الیوان نے اُسکو جس وقت
پیدا ہوئی اُسی وقت سے لے لیا تھا اور پرورش کیا تھا اسی سبب الیوان اُس سے وہ الیوان
سے محبت کرتی ہو سوماق کو مشعلہ جادو نے جو کہ نانی تھی الیوان وغیرہ کی سحر تعلیم کیا ہو اور
عشاق نے مشعلہ بڑی ساحرہ زبردست تھی ایسی ساحرہ تھی کہ جس سے تعلیم کیے ہوئے عشاق
والیوان و یاران ہین کہ انکا مثل نہین ہو اور سوماق پر تو اُسنے بہت محنت کی ہو اُسکی تعلیم
کی ہوئی ہو اُسکے بعد عشاق کی و الیوان کی و یاران کی جوان سب نے اور مرتا باستا سے مختصر
تعلیم پایا ہو وہ بھی اُسکو تعلیم کیا ہو اس سبب سے سوماق بہت بڑی کاملہ اس سن مین
ہو گئی ہو بس راوی نے بیان کیا ہو کہ سوماق اُسدن بھی باغ مین تھی اور مان کی سلام کو بھی
نہ آئی تھی جو اُسکو معلوم ہوتا کہ خالہ تشریف لائین ہین دوسرا سبب یہ تھا کہ ابھی لڑکی تھی
کھیل کود مین مصروف رہی نہ آئی سوماق نہر پر بیٹھی ہوئی پانی سے کھیل رہی تھی کہ ایک
خواص دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ملکہ آپکو مبارک ہو ملکہ الیوان آپہنچی

خالہ صاحبہ تشریف لائیں سفر سے ملکہ نے تیور پر بل ڈالکر کہا کہ خالہ کیسی وہ میری ماں ہیں اب ایسی بات
زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ سزا دونگی ماں بیان کر کب تشریف لائیں اُسنے کہا کہ کل تشریف لائیں ملکہ نے
کہا کہ تو نے کس سے سُنا اُسنے کہا کہ میں ابھی در باغ پر گئی تھی دربان باہم کہہ رہے تھے کہ ملکہ تشریف
لائی ہیں اور ایک خوشخبری اور سُنائی ہوں وہ یہ ہے کہ ملکہ باران تاجدار کو تخت سلطنت پر اپنے مقام
پر بیٹھا یا اور خود ترک سلطنت کیا یہ بھی دربان کہہ رہے تھے یہ جو سوماق نے سُنا متفکر ہوئی اُسیوقت
نہر پر سے اُٹھی اور بارہ دری میں آئی لباس تبدیل کیا چند مصاحبوں کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے چلی
داخل شہر ہوئی محل میں آئی ماں سے ملی ماں نے کہا کہ ای بیٹی کیا تم کو خبر نہیں ہوئی کہ تمھاری والدہ ماجدہ
تشریف لائی ہیں بلکہ ای سوماق ایک امر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا امر تھا کہ اُنھوں نے آکر مجکو تخت
حکومت پر بٹھا دیا اور خود گوشہ نشین ہوئیں میں نے انکار کیا تو برہم ہوئیں دوسرا امر یہ ہے کہ لشکر
ہمراہ لے کر گئی تھیں تنہا تشریف لائیں وزیرزادی بھی ہمراہ نہ تھی ای فرزند تم اس امر کو اُنسے دریافت
کرو سوماق نے کہا کہ میں نے پرسوں تک کا تو حال موتی میں دیکھا تھا اُنسے اور اہل اسلام سے مقابلہ
ہو رہا تھا بہت سے اہل اسلام کو اُنھوں نے دریاے سحر میں قید کیا تھا صاحبقران کو بلا سے
سحر کیا تھا لشکر میں ایک تلاطم تھا میں نے قصد کیا تھا مگر آنکی قسم کا خیال آگیا اس سبب سے میں
نہیں گئی پھر اُسدن سے میں نے کچھ حال نہیں دیکھا کوئی مقام فکر نہ تھا جو دیکھتی باران نے کہا کہ
یہ بھی تو اُنھوں نے حکم فرمایا ہے کہ اگر سمندر برائے کمک طلب کرے تو تم نہ جانا انکار کرنا یہ کیا امر
ہے سوماق نے کہا کہ میں دریافت کرونگی وہ مجھ سے پوشیدہ نہ کرینگی وہ تشریف کہاں رکھتی
ہیں باران نے کہا کہ اپنے باغ میں چند خواصوں و خدمتگاروں سے اور کچھ اسباب ضروری
لے کر گئی ہیں پس سوماق اُسیوقت وہانسے اُٹھکر ایوان کے باغ میں آئی یہاں آکر دیکھا کہ سب
خادم و خواصیں الگ بیٹھی ہوئی ہیں جیسے اُنھوں نے سوماق کو دیکھا سب برائے تعظیم
اُٹھ کھڑی ہوئیں سلام کیا سوماق نے پوچھا کہ اماں جان کہاں ہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ
اس کمرہ میں ہیں سوماق اُس طرف چلی خواصوں نے عرض کیا کہ ملکہ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو
کوئی آئے اُسکو بدون ہماری اطلاع کے نہ آنے دینا تم میں سے کوئی بدون اطلاع آنے دیگا
اُسکے خلاف کروگی تو میں تم کو سزا دونگی بلکہ ہم نے عرض کیا تھا کہ آپ کی ہمشیرہ یا صاحبزادی
تشریف لائیں تو وہ تو بدون اطلاع تشریف لائیں جواب دیا کہ کوئی ہو بدون اطلاع نہ آئے تو ہم مجبور
ہیں سوماق نے کہا کہ اچھا خبر کرو میں کھڑی ہوں ایک خواص نے کمرے کے دروازے پر آکر کہا
کہ حضور آپکی صاحبزادی ملکہ سوماق تشریف لائیں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہیں
اُنکو کیا حکم ہوتا ہے ایوان نے یہ سُنکے جواب دیا کہ اُسکو بھیجدو بس خواصوں نے کہا کہ تشریف لے
جائیے اندر ایوان نے وہ سب سامان عبادت اُٹھا کر اور لپیٹ کر الگ رکھدیا کیونکہ ابھی
اُسکو یہ امر کسی پر ظاہر نہ کرنا تھا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں اتنے عرصہ میں سوماق پہونچی دیکھا کہ خالہ
ایک تسمہ باندھے ہوئے ایک چوکی پر سنگ مرمر کی بیٹھی ہوئی ہیں سوماق نے سلام کیا ایوان
نے جواب دیا کہ عمر دراز سلامت رہو بیاہ ہونا نصیب ہو تمھارا دولھا آئے وطن میں خوش ہو ہمارے
ارمان پورے ہوں چاند سے منھ پر سہرہ بندھے میرے قریب آؤ گلے سے لگاؤں میں نے
اپنی بچی کو بہت دن سے نہیں دیکھا تھا دل لگا ہوا تھا میں ایسی بد حواس ہوئی کہ میں اپنی

پہنچی سے بھی نہ ملی سوماق سر جھکا کر قریب گئی ایوان نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا منھ چوما پیار کیا اپنے
برابر چوکی پر بٹھایا پوچھا کہ اچھی تو رہیں مزاج کیسا ہے سوماق نے عرض کیا کہ دعا کرتی ہوں آپ کا مزاج
مبارک کیسا ہے ایوان نے جواب دیا کہ اچھی ہوں زندہ ہوں سوماق نے کہا کہ ہائی جان یہ امر
میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا سبب ہے کہ آپ یہاں سے لشکر لے گئیں اور وہاں جا کر عطارد کو طلب
کر لیا پرسوں تک اہل اسلام سے خوب مقابلہ کیا اور بہت سے اہل اسلام کو اسیر کیا صاحبقران
کو مبتلا سے سحر کیا آج آپ تنہا تشریف لائیں یہاں آکر ترک سلطنت کیا باجی امان یعنی ملکہ باران
کو حاکم کیا اور یہ حکم فرمایا کہ اگر سمندر رشتاد یہ کمک طلب کرے تو انکار کرنا اور نہ جانا خود گوشہ نشین
ہو بیٹھیں ایوان نے جواب دیا کہ یہ جو تم نے کہا سب درست اور ٹھیک ہے میں نے فوراً اہل اسلام
کو اسیر کیا اور صاحبقران کو مبتلا سے سحر کیا تھا مگر میرے تنہا آنے کا یہ سبب ہے کہ بی عطارد مجھ سے
برخلاف ہو گئیں اور انہوں نے تمام لشکر کو جو کہ میرے ہمراہ تھا اپنا شریک کر لیا اور خود سمندر سے
آشنائی کر لی مجھ کو یہ امر ناگوار ہوا میں نے بہت کچھ سمجھایا مگر نہ مانا میں نے سمندر سے اس امر کی شکایت
کی اُس نے بھی کچھ خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ تمہارا کیا نقصان ہے میں نے عطارد سے کہا کہ تم نے
بہت بیجا حرکت کی وہ مجھ سے فساد پر آمادہ ہوئی تب مجھکو غصہ آیا میں وہاں سے چلی آئی لشکر کو میں نے
اپنے ہمراہ لانے کا قصد کیا انہوں نے انکار کیا اور جواب دیا کہ ہم نے سمندر رشتاد کی اطاعت و
ملازمت کی آپ کی نوکری ترک کی یہ امر اور زیادہ تر مجھکو ناگوار ہوا میں نے اسی وقت عطارد سے
کہا کہ اب میں اہل اسلام کو رہا کیے دیتی ہوں اور صاحبقران پر سے اپنا سحر اتارے لیتی ہوں
اور دیکھتی ہوں کہ تم اس معرکہ کو سر کر لو گی یہ جو میں نے کہا اسکا جواب عطارد نے و سمندر نے
یہ دیا کہ ہم کو تمہارے بھروسہ پر مقابلہ نہیں کرتے ہیں ایک زمانہ ہوا ہم کو اہل اسلام سے مقابلہ
کرتے ہوئے کیا تمہاری مدد کے بھروسہ پر ہم نے مقابلہ کیا تھا یا کرتے ہیں تم سحر اتار لو اور رہا کر کے اہل
اسلام کے شریک ہو جاؤ ہم انکے ہمراہ تم سے بھی مقابلہ کر لیں گے ہمارے نزدیک تمہاری کیا اصل
ہے یہ تقریر ان دونوں کی از حد ناگوار ہوئی اور میں وہاں سے یہ کہہ کر اٹھ گئی میں نے اپنا دریا سے
سحر ہٹایا اہل اسلام کو رہا کیا صاحبقران پر سے سحر کو اتار لیا اور وہاں سے اپنے لشکر کو چلی آئی
اور یہ قصد کر لیا کہ جب تک سمندر ہے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے میں ہرگز مدد نہ کروں گی کیونکہ
اگر میں حاکم ہونگی اور سمندر طلب کریگا تو مجھکو انکار کرتے بن نہ پڑے گا اس وقت جانا پڑیگا اگر میں
حاکم نہ ہونگی اور گوشہ نشین ہونگی اور سمندر طلب کریگا میں باران سے کہہ چکی ہوں کہ تم انکار کرنا
جب وہ انکار کریگی سمندر شکایت مجھ سے کریگا میں جواب دونگی کہ میں نے ترک حکومت کیا
اور گوشہ نشین ہو گئی ہوں سر ان لوگوں پر کیا اختیار ہے وہ حاکم ہیں انکو اپنے فعل کا اختیار ہے اس
وقت سمندر کو پھر موقع شکایت کا نہ ہوگا اور نہ ہم کو کوئی اُسکے ماتحت ہیں نہ خراج دیتے ہیں جو وہ
ہم پر جبر کریگا اور میری موجودگی میں وہ بہت زور کیا لیگا اور زمانہ سابق کے حالات اور رفاقت
یاد دلا دیگا اُس وقت مجھکو مروت کرنا پڑیگی سوماق نے جواب دیا کہ اب میری سمجھ میں آیا کہ یہ
امر بھی خیر آپ نے بہت اچھا کیا وہ بہت خوب کیا مگر عطارد سے یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی نمک حرامی
کریگی ایوان نے جواب دیا کہ خیر اگر میں زندہ ہوں تو عطارد سے اس نمک حرامی کا عوض لوں
گی اُس وقت موقع نہ تھا ورنہ میں اسی وقت عوض لیتی بموجب مصرعہ زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی

بی عطارد و میرے ہاتھ سے سخ کر جائی کہان ہین اسوقت تو وہ بھروسہ پر اپنے یار سمندر کے مجھ سے خلاف ہو گئی
ہین خیر دیکھا جائیگا اے سوباق ابھی اس امر کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر یاران بھی پوچھے کہ تم نے دریافت کیا
انھون نے کچھ سبب بیان کیا تو کہنا کہ انھون نے مجھ سے نہین بیان کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ چندروز مین یہ امر
تم پر ظاہر ہو جائیگا اگر مین اور کسی کے منہ سے سنونگی تو یہ جان جاؤنگی کہ تو نے کہا سوباق نے جواب
دیا کہ مین قسم کھاتی ہون خداوند کی کہ کسی سے نہ بیان کرونگی ایوان نے کہا کہ ہان بس بعد اس تقریر
کے سوباق ایوان کے پاس سے اٹھکر چلی آئی باہر جو آئی سب نے بیان کیا کہ ملکہ نے آپ سے
کچھ سبب بیان کیا ترک حکومت کا سوباق نے جواب دیا کہ مین نے لاکھ لاکھ پوچھا نہین دین بلکہ
مجھ سے یہی فرمایا کہ تم کو چندروز مین معلوم ہو جائیگا اسکے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے مین لاچار
ہو گئی زیادہ نہ کہہ سکی وہ لوگ یہ سنکے خاموش ہو رہے سوباق وہان سے محل مین آئی یاران سے بھی
ملی یاران نے پوچھا کہ ملکہ نے تم سے کچھ بیان کیا سوباق نے وہی تقریر یاران سے بھی کہی یاران
بھی خاموش ہو رہی سوباق وہان سے اپنے باغ مین چلی آئی اور سیر و تماشہ مین مصروف ہوئی
چونکہ ایوان سے سن چکی تھی یہ سبب ہے اسوجہ سے اسنے موتی کے ذریعہ سے نہ دریافت کیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ ایوان نے ایک فقرہ جو کہ بالکل بے اصل تھا سوباق سے بیان کیا اور
جھوٹ بولی اسکا سبب یہ تھا کہ اسکو ابھی یہ امر ظاہر نہ کرنا تھا کہ مین مسلمان ہو گئی ہون اہل
اسلام کی شرکت کی ہے اور سمندر کی شراکت ترک کر دی ہے اگر ظاہر نہ کرتی تو اسکو خوف تھا اول تو اسکو خوف
اپنی جان کا تھا دوسرے شہر مین غدر مچ جانے کا تھا اور اسکو یہ خوف تھا کہ مجھکو سوائے میرے
عزیزون کے اور سب ملکر دھوکے سے اسیر کر لینگے بلکہ میرے ہمراہ میرے عزیز بھی اسیر ہونگے
اور کیا عجب ہے کہ عزیز بھی میرے میری شراکت نہ کرین اور مجھکو اسیر کرکے سمندر کے حوالہ کر دین
اس خیال سے اسنے یہ فقرہ کیا بقول سعدی شیرازی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
اس قول پر ایوان نے عمل کیا اور یون فقرہ کرکے اس امر کو ٹالا بلکہ اس پر بھی یہ تحفظ کیا کہ اسکو
منع کر دیا کہ تو کسی سے کہنا نہین اور سوباق سے جو یہ فقرہ کیا اسکا سبب یہ تھا کہ وہ بخوبی جانتی
تھی کہ اسکے پاس موتی ہے کہ جس سے اسکو کل حال گذشتہ و آیندہ جو یہ دریافت کرتی ہے معلوم
ہو جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ مین نہ بیان کرون اور یہ اسکو موتی مین دیکھے تو کل حال اس پر ظاہر ہو جائیگا
جو کہ میرے خرابی کا باعث ہوگا اگر مین فقرہ کر دونگی اور یہ مجھکو جھوٹ سچ بیان کر دونگی اسکو میرے
قول کا یقین ہے اس پر اعتبار کرے گی پھر موتی مین نہ دیکھیگی جو ایوان کا خیال تھا وہی ہوا
کہ اسنے اس تقریر ایوان کو سچ جانکر پھر موتی سے کچھ نہ دریافت کیا ایوان نے اس طور سے یہ
بلا اپنے سر سے ٹالی اب راوی کہتا ہے کہ اسکو چندروز گذرے تھے کہ ایوان گوشہ نشین ہو گئی
تھی اور یاران حکومت کرتی تھی مگر طریقہ یہ تھا کہ جب یاران دربار کو جاتی تھی پہلے ایوان
کے پاس آتی تھی خواہ مین اسکی خبر کرتی مین وہ طلب کر لیتی تھی یہ سلام کرکے جو واقعات
دن بھر مین گذرے تھے اور وہان سے آکر دربار کو جاتی تھی اسی طور سے سوباق ہر روز صبح
کو سلام آکر کر جاتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ یاران دربار مین بیٹھی ہے سب اہل دربار حاضر
ہین کچھ ملکی کاغذات دیکھ رہی ہے اس پر مہر و دستخط کر رہی ہے یہان کا تو یہ رنگ ہے اب
حال جرار جادو سماعت ہو کہ وہ جو سمندر شاہ سے رخصت ہو کر طرف شہر الوانیہ کے چلا

شہر سمندر رہ سے نکل کر کوہ و دشت طے کرکے قریب سرحد نہ طاق پہونچا وہاں سے سیدھا طرف الوانیہ
کے چلا چونکہ یہ سب لوگ قرب و جوار میں نہ طاق کے مقیم ہیں اس سبب سے نہ طاقی کہلاتے
ہیں اپنے ملک کا بھی نہ طاق سے متعلق ہیں اور یہ سب لوگ سرکش ہیں کسی کو خراج نہیں دیتے
ہیں نہ کسی سے دبتے ہیں مگر اپنے قول کے بڑے پختہ ہیں چاہے جان جائے مگر اُس قول سے نہ
پھرین گے جب تک وہ شخص کہ جس سے اُنھوں نے قول و اقرار کیا ہے کوئی برائی نہ کرے
اور جان و آبرو کا خواہان نہو بلکہ جان کے دینے پر آمادہ ہو جائینگے مگر اُس سے برائی نہ کرینگے
بلکہ یہ طریقہ ہے کہ اگر اپنا عزیز ہو اور یہ کہے کہ فلان کے ساتھ برائی کرو اور ہماری شرکت کرو کہ ہم
اُس سے مقابلہ کرین اور یہ لوگ اُس سے کسی قسم کا اقرار کر چکے ہوں پھر اُس سے مقابلہ نہ کرینگے
نہ اپنے عزیز کے شریک ہونگے چاہے قرابت میں فرق آجائے جیسا کہ آفاق شاہ کے مقدمہ
میں گذرا کہ آفاق شاہ نے خواجہ سے اقرار کر لیا تھا کہ اب میں آپ لوگوں سے مقابلہ نہ کرونگا
نہ کسی کا شریک ہونگا پھر سمندر سے لڑونگا پھر لاکھ لاکھ سمندر نے کہا مگر آفاق شاہ نے قبول نہ کیا
یہ بھی دل میں قصد کر لیا تھا کہ چاہے سمندر قتل کرے مگر اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرونگا سمندر نے
ذلیل کیا سر دربار زد و جر آفاق شاہ کو غصہ آیا اور اہل دربار کو سب نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ
کرکے آفاق شاہ کو رہا کر لیں مگر آفاق شاہ نے منع کیا تھا اپنا مرنا گوارا کیا مگر اپنے قول سے
پھرنا یا سمندر سے مقابلہ کرنا نہ گوارا کیا تھا چنانچہ جب خواجہ عیاری کرکے لے گئے اور سب
نے یہ امر آفاق شاہ کو بتایا اور سمجھایا تھا کہ کوئی تم سمندر سے بگڑ کر نہیں آئے نہ بھاگ کر آئے
ہو جو اسباب اہل اسلام کی شرکت نہ کرو خواجہ تم کو عیاری کرکے لائے ہیں سمندر تو تم کو قتل
کر چکا تھا ہمارے خدا نے ہم کو اس بلا سے نجات دی اور ہماری آبرو بچائی تم نے اپنی سی
سمندر شاہ کے ساتھ کی وہ اپنے قول پر قائم نہ رہا اور دیکھ لیا اُسنے تمہاری قدر نہ کی اب
کیا ضرور ہے کہ تم اپنے قول پر قائم رہو سمندر تمھارے ساتھ برائی بھی کر چکا بس اُسوقت
آفاق کو بھی خیال آیا تھا اُسنے اہل اسلام کی شرکت کی تھی اُسوقت سے اِسوقت تک
شریک ہے اور پھر مقابلہ میں میدان میں آیا ہے اور مقابلہ کرتا ہے بس یہی طریقہ ہے سب کا جو کہ
اعلیٰ تھا نہ طاق ہیں آیندہ اس الیوان کا بھی حال ظاہر ہوگا آمدم برسر مطلب جرار جادو
بعد قطع منازل و طے مراحل کے داخل شہر الوانیہ ہوا شہر کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا بہت آباد
رعایا کو دیکھا شاد ہر مقام پر نقارہ بج رہا ہے خرید و فروخت ہو رہی ہے سب رعایا آباد و فارغ البال ہے کوئی
غریب اور مفلس نہیں معلوم ہوتا ہے سب خوش پوشاک ہیں ساحر زبردست ہیں اہل شہر بہت
خوبصورت ہیں عورتوں کا کیا ذکر ہے مرد بھی خوبصورت ہیں عورتیں تو نازک اندام سیم تن قد کشیدہ
غنچہ دہن نازک بدن ملیح رکھتی ہیں ناز و کرشمہ اُنکا ایک ادنیٰ غلام ہے بہت صاحب حسن و جمال
ہیں یہ شہر بہت آباد ہے کوئی مقام ایسا نہیں ہے جو آباد نہ ہو ہر وقت ہر مقام پر مجمع رہتا ہے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ہے خصوصاً سہ پہر کو تو کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں سے آدمی ساتھ
نہ اُٹھیں [illegible] اور جاسے شانہ سے شانہ چھلتا ہے کثرت آبادی کی ہے کہ کوئی مقام ایسا
نہیں ہے کہ جہاں عمارت نہ ہو عمارت پختہ ہے ہر گلی کوچہ صاف ہے ہر مقام پر نہر جاری ہے
اُسکے دونوں طرف پھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں دو رستہ لالٹینیں لگی ہوئی ہیں سڑکیں پختہ

ہین ناب دان جابجا بنے ہوئے ہین تاکہ برساتی پانی بہ جاوے رعایا کے خیال سے ہر چوڑی سڑک پر نہرین
وہ آب صاف و شفاف سے لبریز ہین پل بنے ہوئے ہین نہر کے دونون طرف سڑکین ہین گاڑی وغیرہ چلنے
کے لیے ہر مقام پر شب کو روشنی سرکار کی طرف سے ہوتی ہی ہر گلی کوچہ مین روشنی کا بندوبست ہی رعایا
کو ضرور روشنی لیکر نکلنے کی نہین ہوتی ہی سرائین پختہ بنی ہوئین ہین مسافرون کے رہنے کا بہت
عمدہ بندوبست ہی اُنکے راحت کا کل سامان سرکار ایوان سے مقرر ہی بستر کھانا پینا وغیرہ سب سرکار
سے آتا ہی جو دن مسافر رہے اُسکا سب بندوبست سرکار سے ہوتا ہی اُسکو کسی قسم کی زحمت نہین ہوتی
ہی مگر سب رعایا ساحر ہی لشکرگاہ بہت عمدہ بنی ہوئی ہی اُس مین لشکر فروکش ہی چونکہ یہ اُسوقت پہونچا
تھا کہ دربار برخاست ہو چکا تھا اُسدن اسنے جی بھر کر تمام شہر کی سیر کی ہر گلی و کوچہ دیکھا شہر کو دیکھ کر
اپنے دل مین بہت حیران ہوا کہ کیا خوب بندوبست ہی یہ طلسم تو سمندر سے بھی نہین ہی باوصفیکہ
سمندر بادشاہ بہت بڑا بادشاہ ہی اُسنے بھی رعایا کی راحت کے لیے اور مسافرون کی راحت کے لیے یہ
سامان نہین کیا ایوان بہت رعایا پرور ہی اسکو اپنی رعایا کا بہت خیال ہی یہ ایسے ایسے خیال دل مین
کرتا ہوا اور چوک کو طے کرکے قریب عمارات شاہی کے پہونچا اُس مقام کو سب مقامات سے زیادہ
آباد پایا دست راست کی طرف عمارت شاہی کے تمام عزیزون کے رہنے کے مقامات تھے عمدہ
عمدہ عمارتین تھین ملازم و خدمتگار وغیرہ پھر رہے تھے دست چپ کی طرف عمارت کے ارکین
سلطنت وزرا امرا و افسران سپاہ کے مکانات تھے مگر سب بہت نفیس اور لائق بود و باش یہ
اُن سب عمارتون کو دیکھتا ہوا چلا گیا باغات کو دیکھا کہ کیسے کیسے پر بہار ہین اور کیا کیا عمدہ و نفیس
عمارتین اُنمین ہین یہ سب سامان دیکھ کر دنگ ہو گیا تین پہر دن پھرا اور ایک پہر رات تک مگر کل
شہر کی سیر نہ کر سکا آخر عاجز ہو کر ایک سرا مین جو کہ قریب عمارات شہر کے تھی فروکش ہوا صفت اس شہر مین یہ تھی
کہ جس طرف جاہو چوک چلے آؤ یا قریب عمارت شاہی آؤ ہر مقام سے اُس طرف کا راستہ تھا گویا
وہ شہر اس طور سے بنا پایا گیا تھا جیسے بھول بھولیان ہوتی ہین ہر سڑک ہر کوچہ و ہر گلی مین آکر
ملی تھی اور وہان سے عمارت شاہی کو گئی تھی راوی نے بیان کیا ہی کہ اس صفت کا کوئی شہر اُس
زمانہ مین نہ تھا جیسا شہر الوالنیم تھا الغرض جرار جا دوسرا مین آیا جو لوگ مسافرون کی خدمت کے
لیے مقرر تھے اُنھون نے جرار کو لا کر ایک کمرہ مین بٹھایا آب گرم لا کر پاؤن دُھلاے پلنگ
بہت عمدہ اور نفیس لاکر بچھا دیا چراغ روشن کر دیا اور سب سامان مہیا کر دیا طعام کر حاضر کیا اور
آب سرد جرار نے پوچھا کہ اُس کمرہ کا اور سب سامان کا کرایہ کیا ہوا اور طعام کی کیا قیمت ہوئی
اُن لوگون نے جواب دیا کہ کیا آپ یہان اب کی مرتبہ تشریف لائے ہین اور کبھی تشریف نہین
لائے ہین جرار نے کہا کہ ہان اسی مرتبہ آنے کا اتفاق ہوا ہی تب اُنھون نے کہا کہ یہان کا یہ طریقہ
ہی کہ جو مسافر آتا ہی اُسکے لیے یہ سب سامان سرکار شاہی سے آتا ہی ہم لوگ اسی خدمت پر مقرر
ہین کہ مسافر کی خدمت کرین کسی قسم کی اُسکو زحمت نہ ہو جتنے دن تک اُسکا جی چاہے رہے جب
تک وہ رہیگا اُسکے لیے سب راحت کا سامان کیا جائیگا ایک حبہ نہ لیا جائیگا اس شہر مین جس
قدر سرائین ہین اُنمین سب مین یہی بندوبست ہی یہ تقریر سنکے جرار کے اور ہوش جاتے رہے اور
دل مین کہا کہ ایوان بہت سخی ہی اور بڑی منتظم ہی عورت ہو کر ایسی منتظم کیا خوب حکومت کرتی
ہی اس سے رعایا خوش نہ ہو تو کس سے خوش ہو یہ دل مین خیال کرکے اٹھکر اُن لوگون سے

دریافت کیا کہ یہان کا حاکم کون ہی گو یہ واقف تھا کہ یہان کی بادشاہ ایوان نہ طاقی ہی مگر تجاہل عارفانہ کیا گو داخل
اس شہر مین یہ کبھی نہ آیا تھا مگر واقف تھا کہ فلان مقام یہ اور فلان درب شہر الوانیہ ہی دوسرے یہ سبب بھی
تھا کہ شہر پناہ پر خط جلی تحریر تھا کہ این شہر الوانیہ تا کہ جو کوئی آئے اسکو نشان مل جائے یہ اسی سبب سے
ورا اپنے خیال کے موافق آ پہونچا بس جب جرار نے ان لوگون سے یہ امر دریافت کیا کہ یہان کا حاکم کون ہی
انھون نے جواب دیا کہ یہان کا حاکم و بادشاہ تو ملکہ ایوان نہ طاقی تھین مگر جب سے ملکہ برائے ملک
سمندر شاہ تشریف لے گئین اور وہان سے کوئی آج تین یا چار دن ہوئے تشریف لائی ہین انھون نے
اپنی چھوٹی بہن ملکہ یاران کو اپنی طرف سے حاکم کیا ہی اور خود گوشہ نشین ہو بیٹھی ہین اب ملکہ یاران
تاجدار عالم ہین یہ بھی مثل ملکہ کے سخی و منصف و عادل و منتظم ہین جرار نے کہا یہ کچھ معلوم ہوا کہ ملکہ
کیون گوشہ نشین ہوئی ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم جب انکی ہمشیرہ کو اس امر کا علم
نہین ہی تو ہم تو پیادے ہین ہم کو کیونکر علم ہوگا جو سبب شعور امور مملکت خویش خسروان دانند کیا اسے
گوشہ نشینی پوچھا فقط بھر دوش * جرار نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ کہکر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب
سرد پیا بستر نرم پر جا کر لیٹا دو آدمی آئے وہ پاؤن دبانے لگے چونکہ کئی دن کا تھکا ہوا تھا اور تکلیف
راہ سے کسل مند تھا اور آج دن بھر پھرا تھا راحت جو ملی سو گیا ایسا بے خبر سویا کہ کروٹ تک نہ لی
یہان تک کہ صبح ہوئی یہ اٹھا خادم نے پانی لا کر موجود کیا اسنے منھ دھویا اور ضروریات سے فراغت
کی کہ کھانا آیا اسنے کھایا اس خیال سے کھایا کہ نہ معلوم وہان سے کب فرصت ہو بس کھانا وغیرہ
کھا کر اور لباس پہنکر آپ طرف دربار کے چلا چونکہ دربار کو دیکھ چکا تھا سیدھا دربار کے قریب
آیا دیکھا کہ سردارون و امیرون و وزیرون ذی رتبون کی سواریان کھڑی ہین کسی کی فنس ہی کسی کا
تامدان ہی کسی کا بوچا کسی کا تخت رواں کسی کا مرکب کسی کا فیل مست کسی کا طاؤس کسی کا اژدر
کسی کا شیر ببر ایک ایک سردار کی سواری اسکے مرتبے کے موافق در دولت پر موجود ہی انکے ملازم
کھڑے ہوئے ہین ہر درون مین [illegible] لگی ہوئی ہین انپر ان سردارون کے نام تحریر ہین اسقدر
کثرت سواریون کی ہی کہ راہ نہین ملتی ہی یہ سب کو طی کرکے در دولت پر آیا دیکھا کہ ایک کرسی طلائی
پر ایک ساحر زبردست بعہدہ سپہ سالاری بیٹھا ہوا ہی اسکی پشت پر اسکے ملازم کھڑے ہوئے
ہین سامنے بلند کی رکھی ہوئی ہی اسپر سپر و تلوار و جھولی رکھی ہوئی ہی [illegible] لگا ہوا ہی
خاصبردان پانون کا رکھا ہوا ہی وہ ساحر بڑے تزک و شان سے بیٹھا ہوا ہی جرار اسکی صورت دیکھکر
ڈر گیا اسکے قریب آیا اور کھڑا ہوا کہ اسنے سر اٹھا کر دیکھا جرار نے سلام کیا اسنے جواب سلام دیا
دربان سالار نے جواب دیکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کس قصد سے یہان آئے ہو دربان سالار نے جو
یہ کہا جرار نے جواب دیا کہ مین فرستادہ ہون شہنشاہ سمندر شاہ کا انھون نے یہان کے
حاکم کے نام ایک نامہ تحریر کیا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی میرا نام جرار جادو ہی میرے آنے کی
خبر کردو بس دربان سالار اپنی کرسی پر سے اٹھا اور پردہ اٹھا کر اندر گیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا
کیا اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر ساحر سمندر شاہ کا آیا ہی دربار مین حاضر ہونا چاہتا ہی اسکی
بابت کیا حکم ہوتا ہی یاران نے کہا کہ اسکو دربار مین بھیجدو بس دربان سالار باہر آیا اور
جرار سے کہا کہ جاؤ تم کو طلب فرمایا ہی بس جرار پردہ اٹھا کر اندر آیا ہر جلو خانہ کو زینت
سے آراستہ پایا غلامان زرین کمر کھڑے ہوئے [illegible] دیکھا یہ جلو خانہ کو طی کرکے دربار مین آیا

دربار میں آیا دربار کو خوب آراستہ پایا ہر ایک سردار کو دیکھا کہ وہ فرنگل پر بیٹھا ہوا ہے خادم اُسکا اُسکے پشت
پر کھڑا ہوا ہے وزیر اپنے مرتبہ سے کھڑا ہے یاران تاجدار تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اُسکے عقب میں غلامان زرین
کمر کئی سو تلواریں برہنہ کھینچے ہوئے اُنکا سایہ سر پر کیے ہوئے کھڑے ہیں روبرو چوبدار دست بستہ
کھڑے ہیں وہ رعب و داب ہے کہ ایسا رعب و داب سمندر کے دربار کا بھی نہیں ہے باوجودیکہ وہ مرد ہے
اور بادشاہ جابر ہے اُس پر یہ شان و شوکت نہیں ہے جرار یہ رنگ دیکھکر دنگ ہو گیا مجرا گاہ پر آکر مجرا کیا
اور قواعد شاہی بجالایا ایک چوبی کرسی بیٹھنے کو ملی روبرو تخت شاہی کے یہ کرسی پر سلام کرکے بیٹھ گیا
اب جرار نے غور سے دیکھا تو دربار کو ساحران نامی و سرداران ذی مرتبہ و امیران عالی منزلت سے
مملو پایا ہر ایک کو دیکھا کہ اپنے وقت کا سامری و جمشید و اسفندیار ہے اُدھر ملکہ نے ساقی کو حکم دیا کہ نامہ
بر کو ساغر مے ناب کا دو ساقی نے ساغر شراب کا مملو کرکے جرار کو دیا جرار نے ملکہ کو سلام کرکے
لے لیا اور پی گیا بس ساقی نے تین جام اُسکو دیے جب اُسکا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو
اُسنے کہا کہ میں نامہ لایا ہوں سمندر شاہ کا ملکہ نے کہا کہ وہ نامہ کہاں ہے لاؤ مجھکو دو اُسنے جواب دیا کہ وہ نامہ میرے
پاس ہے مگر میں آپکو نہ دونگا کیونکہ وہ آپکے نام نہیں ہے بلکہ ملکہ الوان شرطائی کے نام ہے اور
بادشاہ کا حکم ہے کہ اُنکے ہاتھ میں دینا سوائے اُنکے اور کسی کو نہ دینا اور کچھ زبانی پیام بھی ہے وہ
جہاں تشریف فرما ہوں مجھکو اُنکے پاس بھجوا دیجیے میں اُنکو نامہ بھی دوں اور زبانی پیام بھی کہوں
یاران نے کہا کہ اُنھوں نے ترک دنیا کیا ہے اور اب میں اُنکے مقام پر حاکم ہوں جو کچھ سمندر
نے پیام دیا ہو مجھ سے بیان کرو اور نامہ بھی مجھکو دو جرار نے کہا کہ میں اپنے بادشاہ کے حکم کے خلاف
نہیں کر سکتا ہوں اگر اُن سے ملاقات نہ ہوگی میں نامہ لیکر واپس جاؤنگا اور جاکر کہدونگا کہ اُنسے
ملاقات نہیں ہوئی وہ گوشہ نشین ہو گئی ہیں اُنکے مقام پر جو اُنکی بہن حاکم ہیں وہ مجھ سے نامہ طلب
کرتی تھیں میں نے نہیں دیا یہ نامہ حاضر ہے پھر جو بادشاہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا اگر وہ حکم
دینگے تو میں پھر نامہ لیکر آؤنگا اور آپکو دونگا اگر ممکن ہو تو اُن تک مجھکو پہونچا دیجیے کیوں مجھکو دوڑائیے
یہ جو تقریر اُسنے عجز کے ساتھ کی پہلے تو یاران کو اُسکے نامہ نہ دینے اور انکار کرنے پر غصہ آیا تھا مگر جب
اُسنے انکسار کیا اور عرض کیا کہ اگر میں خلاف حکم بادشاہ کروں تو سب مجھکو نمک حرام و نافرمان کہینگے
اس تقریر سے یاران کو رحم آگیا اور کہا کہ ہم ملکہ سے عرض کرا سکتی ہیں اگر وہ طلب کرتی ہیں
تو ہم تمکو اُنکی خدمت میں روانہ کر دینگے اگر وہ نہ طلب کرینگی پھر ہم ناچار ہیں تمکو اختیار ہے خواہ نامہ
ہمکو دینا خواہ واپس لے جانا اُسنے کہا کہ آپ خبر کرائیں ملکہ مجھکو ضرور طلب کرینگی بس یاران
نے ایک چوبدار سے کہا کہ تو ملکہ کے باغ میں جا اور اُنکے ملازموں کے ذریعہ سے خبر کرا کہ ایک
نامہ بر سمندر کے یہاں سے آیا ہے اور آپکے نام نامہ لایا ہے اور کچھ زبانی پیام بھی کہتا ہے میرا نام لینا کہ میں
نے اُس سے لاکھ طرح کہا کہ نامہ ہمکو دو اور زبانی پیام بھی بیان کرو اُسنے کہا کہ مجھکو حکم بادشاہ
کا نہیں ہے میں سوائے ملکہ کے اور کسی سے نہیں بیان کرونگا بس اُسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے وہ
کہتا ہے اگر ملکہ اپنی خدمت میں طلب کرینگی تو میں نامہ دے کر واپس جاؤنگا بس اگر حکم ہو تو
اُسکو آپکی خدمت میں روانہ کیا جائے ورنہ اُسکو جانے دیا جائے جو حکم ہو اُس پر عمل
کیا جائے بس وہ چوبدار فوراً حکم پاتے ہی دربار سے باہر آیا اور ملکہ الوان کے باغ میں پہونچا
اور یہی خبر اندر کرائی محلدار نے قریب دروازہ عرض کیا کہ حضور ایک چوبدار خاص شاہ

در باغ پر حاضر ہی اور کہتا ہی کہ مین ملکہ کے پاس ملکہ کی ہمشیرہ کا پیام لایا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ اُسس
چوبدار کو لے آؤ تاکہ وہ خود جو پیام لایا ہی بیان کرے کیونکہ ملکہ کو خیال ہوا کہ کیا سبب ہی جو پیام
ماران نے دربار سے بھیجا ہی کوئی نہ کوئی ضروری کام ہی میرے نزدیک کوئی نہ کوئی فتنہ پردازی سمندر
نے کی ہی اُسکے پاس سے کوئی نہ کوئی پیام آیا ہی یہ سنکے محلدار در باغ پر آئی اور اُس چوبدار کو لیکر اُس
کمرہ کے پاس آئی یہان ملکہ یہ دل سے باتین کر رہی تھی کہ دیکھیے ماران نے کیا پیام بھیجا ہی کہ محلدار
نے عرض کیا کہ وہ چوبدار حاضر ہی آداب و تسلیمات عرض کرتا ہی ملکہ نے کہا کہ اُس سے کہو کہ وہ پیام بیان
کرے مین سنتی ہون اُس چوبدار نے عرض کیا کہ ملکہ عالم ملکہ نے حضور سے عرض کیا ہی کہ ایک نامہ بر
سمندر کے پاس سے آیا ہی سمندر کا نامہ بنام حضور لایا ہی اور کچھ زبانی پیام بھی ہی مین نے لاکھ لاکھ اُس سے
کہا کہ مجکو نامہ دے اور پیام بیان کر اُسنے کہا کہ مجکو حکم بادشاہ کا ہی کہ ملکہ الوان کے ہاتھ مین نامہ دینا
اور انہین سے پیام بیان کرنا نہ مین آپکو نامہ دونگا نہ پیام بیان کرونگا اگر ملکہ سے ملاقات نہ ہوگی
مین مع نامہ کے واپس جاؤنگا پس ملکہ نے کہا ہی کہ جو حکم ہو اُس پر عمل کیا جائے آیا اُسکو آپکی خدمت
مین حاضر کیا جائے یا اُسکو مع نامہ کے واپس جانے دیا جائے یہ جو چوبدار نے بیان کیا ملکہ نے
تھوڑی دیر سکوت کیا اور خیال کیا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا نامہ مین لکھا ہی اور کیا زبانی پیام
دیا ہی اگر نہین طلب کرتی ہون تو وہ واپس جاتا ہی کچھ حال نہین کھلتا ہی طلب کرتی ہون اور اُس
مین میری طلب لکھی ہی تو بڑی خرابی ہی اسی سکوت مین تھوڑے عرصہ تک رہی اُسکے بعد یہی
رائے قرار پائی کہ طلب کرون پس کہا کہ ملکہ سے کہنا اُسکو یہان مع نامہ کے بھیجدے پس چوبدار سلام
کرکے باغ سے باہر آیا اور راہ طی کرکے دربار مین آیا یہان سب چوبدار کے منتظر تھے اور یہ خیال
کر رہے تھے کہ دیکھیے کیا حکم آتا ہی خصوصاً ماران کو بہت فکر تھی کہ چوبدار نے آکر کہا کہ نامہ بر کو ملکہ
نے طلب کیا ہی ماران نے نامہ بر سے کہا کہ اس چوبدار کے ساتھ جاؤ پس جبرا اُس چوبدار کے
ساتھ دربار سے باہر آیا یہان ماران نے اہل دربار سے کہا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا لکھا ہی اور کیا
پیام دیا ہی ہم کو یقین ہی کہ سمندر سے فساد ہوگا اُسنے ضرور براے کمال طلب کیا ہوگا ملکہ اب
نہ جائیگی وہ اس امر سے ناخوش ہوگا اودھر کو لشکر کشی کریگا یہان کوئی اُسکا باج گزار و با حکمت
نہین ہی جو خوشنود کرے صرف زمانہ سابق کی ملاقات کا خیال ہی اگر وہ لشکر کشی کریگا اُس سے مقابلہ
کیا جائیگا سب اہل دربار نے عرض کیا کہ سمندر کے سردار و اہل لشکر و خود سمندر سے ہم لوگون
سے کیا مقابلہ کر سکیگے اُن سب کا حال خدا پرستون کے مقابلہ مین طول کیا جب کہ ہم ساحرون سے
مقابلہ نہ کرسکے تو ساحرون سے کیا مقابلہ کرسکیگے ماران نے کہا دیکھا جائیگا ابھی تو کچھ معلوم نہین
ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی وہان وہ چوبدار اُس نامہ بر کو لے کر در باغ پر پہونچا اور عرض کرا بھیجا
کہ مین نامہ بر کو لے کر حاضر ہوا ہون محلدار نے جاکر ملکہ سے عرض کیا ملکہ نے کہا کہ چوبدار کو اُسی مقام
پر ٹھہراؤ اور اُس نامہ بر کو اپنے ہمراہ لے آؤ محلدار نے باہر جا کر جبرا کو لے آئی اور چوبدار سے کہا
کہ تم ٹھہرے رہو چوبدار باہر سپاہیون کے پاس بیٹھ گیا ادھر محلدار نے نامہ بر کو لا کر کمرے کے
قریب کھڑا کیا اور عرض کیا کہ نامہ بر حاضر ہی ملکہ نے کہا کہ کرسی بیٹھنے کو دو وہ سلام کرکے کرسی پر
بیٹھ گیا ملکہ نے پوچھا کہ سمندر شاہ کا مزاج اچھا ہی اُسنے عرض کیا کہ جی ہان ملکہ نے کہا کہ
کیا حالات ہین اہل اسلام سے کہان ٹھہری اُسنے عرض کیا کہ سب اہل اسلام حضور کے فر

سے رہا ہو گئے صاحبقران نے بھی صحت پائی آج کل اُنکے یہان جشن خوشی ہی دوسری خبر یہ ہی کہ بادشاہ
نے بدمست خونریز کو براے غارت کرنے ملک آفاقیہ کے جو کہ آباد کیا ہوا آفاق شاہ کا تھا اور
اسیر کرنے عزیزان آفاق شاہ کے پچاس ہزار لشکر سے روانہ کیا تھا کسی طور سے آفاق شاہ کو خبر ہو گئی وہ
چند سرداروں سے آگے اُنھون نے کل لشکر بدمست کو تباہ کیا اور بدمست کو بھی قتل کیا کوئی دس
یا پندرہ سپاہی اور کوئی بیس سردار بچ کر آئے ہین باقی سب مارے گئے یہ حالات ہین پہلوان نے کہا
کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اس خاکسار کو عیار رہادو کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اے عیار رہادو ہمندر
نے اب ظلم پر کمر کسی ہی دوست و خیرخواہ کو اپنا دشمن بنایا ہی اور جو کہ دشمن ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ یہ حکومت
اور شہر برباد ہو جائے اُنکو دوست و خیرخواہ جانتا ہی ضرور تباہ ہوگا کہو کیا ضرور تھی شہر آفاقیہ کو
غارت کرنے کی شہر آفاقیہ تو نہ غارت ہوا خود اُنکا لشکر غارت ہوا عجب کہ ایسے دشمن سخت سے
مقابلہ ہو رہا ہی ایسی حالت مین لشکر کے زیادہ کرنے کی فکر کرتا ہی نہ کہ اور کم کرنے کی نہ معلوم یہ راے کس
نے دی کون ایسا دوست تھا جسنے ایسی خراب راے دی عیار نے عرض کیا کہ حضور آج کل بادشاہ کے
زیادہ منہ چڑھے دو شخص ہین اور بادشاہ اُنھین کی راے پر کام کرتے ہین اُنھین نے آفاق شاہ سے
فساد کرایا اور دوست کو دشمن بنوایا اور جو دوست ہین اُنکی فکر یہ ہین کہ وہ بھی بادشاہ سے کنارہ کرین
تو ہماری پوری پوری حکومت ہو جائے ہم پورے طور سے بادشاہ پر قابض ہو جائین اب کیا ہی
بادشاہ اور سب کا کہنا ٹال دیتے ہین اور ہر ہر بات مین نقص نکالتے ہین مگر اُن دونون کا کہنا
نہین ٹالتے ہین جو وہ راے دیتے ہین اُسکو بدل و جان قبول فرماتے ہین اُسی مین خرابی ہوئی ہی
ہم نے تو نہین دیکھا کہ جو راے اُنھون نے دی ہو وہ موافق ہوئی ہو سواے خلاف کے یہ راے
بھی اُنکی تھی بادشاہ نے اس مین بھی زک اُٹھائی اور لشکر تمام ہوا ایک سردار مارا گیا ملکہ نے کہا
کہ وہ کون ہین کیا عشاق چہرہ نشین اُستاد سپہدار شاہ عیار نے کہا کہ جی نہین وہ تو
جو راے دیتے ہین بہت عمدہ اور اچھی ہوتی ہی مگر بادشاہ اُس پر عمل نہین کرتے ہین ملکہ نے کہا کہ
پھر کون عیار نے کہا کہ شملاق و افراق وزیران دست چپ یہ دونون آج کل بادشاہ کے مزاج
مین دخیل ہوئے ہین آجکل اُنکا دور دورا ہی بس اُنکے سوا کوئی نہین ہی بادشاہ کے نزدیک یہ بڑے
دوست ہین مگر ہم سب کے نزدیک اُنسے بڑھ کر کوئی دشمن نہین ہی اُنکی ذات سے یہ حکومت
و سلطنت تباہ ہو گی پہلے یہ سب دوستون و خیرخواہون کو بادشاہ سے برا کر کے جدا کر دینگے
پھر اُسکے بعد خود بھی اہل اسلام سے مل جائینگے اور بادشاہ کو اسیر کر کے اُنکے حوالہ کر دینگے یہ ہوتا ہی
اے خداوند جس قدر کہ ذی عزت و صاحب آبرو تھے اُنھون نے دربار مین اُسدن سے آنا ترک کیا
جس دن سے آفاق شاہ کا قصہ ہوا بلکہ وزیران دست راست تو اب آتے ہی نہین ایک تو
براے دورہ چلے گئے ایک نے خانہ نشینی اختیار کی اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے کاغذات دیکھا کرتے
ہین یا تو اُنکا طریقہ تھا کہ آٹھوین دن اگر بادشاہ سے دستخط کرا لے جاتے تھے اب اپنے ملازم کے
ہاتھ دربار مین بھیجتے ہین اور ایک عرضی بھی اُسکے ہمراہ ہوتی ہی کوئی نہ کوئی عذر نہ حاضر ہونے کا
تحریر ہوتا ہی بادشاہ یہ بھی نہین خیال کرتے کہ کیا سبب ہی کہ جو یہ نہین آتے ہین ایسے بد ہو گئے
ہین کہ اُس عرضی پر دستخط کر دیتے ہین یہ بھی نہین دریافت کرتے کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی دوسرے
اور دوسرے وزیر جو کہ ہمیشہ دورے پر رہتے ہین اُنکا یہ طریقہ تھا کہ وہ سال بھر کے بعد آتے تھے

ایک ماہ تک یہاں رہتے تھے سب واقعات بیان کرتے تھے وہ اسی زمانہ میں آئے ہوئے تھے جب
آفاق شاہ کا واقعہ ہوا تھا انھوں نے جو یہ رنگ دیکھا وہ اپنی عزت کو ڈرے دوسرے دن کوچ
کر گئے بس بادشاہ نے یہ بھی خبر نہ لی کہ یہ کیوں چلے گئے جب کہ بادشاہ ایسے بے خبر ہوں تو ملک کیونکر
بچے گا ای خداوند جو کہ ذی عزت ہیں وہ کیوں اگر اپنی آبرو ریزی کرینگے یا کسی صاحب عزت کی آبرو
ریزی دیکھیں گے اس سے ان لوگوں نے آنا ترک کیا اگر آبرو و جان ہے تو اور کہیں نوکری مل جائیگی
ایسی بے عزتی کی نوکری سے تو بے نوکر رہنا اچھا ہے ہر ایک نے خیال کر کے دربار کا آنا ترک کیا ورنہ پہلے
دربار میں جگہہ نہ ملتی تھی آگے پیچھے کرسیاں بچھتی تھیں یا اب سیکڑوں کرسیاں خالی ہیں ایسی حالت میں
خداوند تم ہو یہی کچھ اپنا فضل کریں تو شاید یہ ملک اہل اسلام سے بچے ورنہ بچتے نہیں معلوم ہوتا ہے
ملکہ نے جواب دیا کہ ای جرار یہاں تو سچ کہتا ہے میں نے اب کی جا کر دربار کا عجب رنگ پایا سمندر کا
کچھ عجب طور دیکھا کہ یا تو جب میں بیٹھی ملاقات کو آیا کرتی تھی تو سمندر کو ہمہ تن امور ملکی میں
مصروف پاتی تھی اور دن بدن دربار کی ترقی دیکھتی تھی ایک تو میرا جانا کہاں ہوتا تھا کبھی چوتھے
برس پانچویں برس چلی گئی یا اب دربار بالکل سرداروں سے خالی پایا تو دن بدن پرچہ اخبار سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ فلان ملک پر قبضہ ہوا فلان بادشاہ نے خراج دینا قبول کیا یا اب یہ ثابت ہوتا ہے
کہ فلان بادشاہ نے سرکشی پر کمر باندھی فلان بادشاہ اہل اسلام کا شریک ہو گیا ای جرار بہت سے
بادشاہ جو کہ صاحب لشکر تھے اور دریائے سبز رنگ سے شہر سمندر یہ تک انکے ملک پڑے ہیں
تھے اور سب سمندر شاہ کے مطیع تھے وہ بدون لڑے اور بے مقابلہ کئے شریک اہل اسلام ہو گئے اب
سواے حالت برباد ہی کے دوسری حالت میں اخبار میں نہیں دیکھتی ہوں یہی سب واقعات دیکھ
دیکھ کر میں لشکر لیکر گئی تھی میں نے وہاں کا جا کر عجب رنگ پایا سمندر کو جو دیکھا وہ تو شراب خواری
اور رقص و سرود و ناچ و رنگ و تماشہ بینی میں مصروف ہیں سمندر کو سواے عیش کے نازنینان مہ
جبینوں کے دوسری فکر نہیں ہے یہ فکر ہے کہ کوئی باکرہ ملے اس سے عیش کروں اہل شہر خوف سے
اپنی نا کتخدا لڑکیوں کو شہر سے نکال لے گئے ہیں ای جرار یہ جادو با وجودیکہ سن شریف سمندر کا کوئی کم نہیں
ہے بال تک سفید ہو گئے مگر ہیں اس پر یہ ہوس ہے میں نے سنا ہے کہ ملکہ فخر الالان دختر آفتاب اسی خوف
سے سمندر سے منحرف ہو گئی کہ اس کی طرف بھی خیال بد رکھتے تھے جرار نے کہا کہ آپ تو ملکہ فخر الالان
کو فرماتی ہیں وہ اپنی دختر نیک اختر رانکہ سے بھی وہ کی طرف خیال فاسد رکھتے ہیں اندھیر ہے کہ یا
لڑکی سے ہم بستری کی تمنا رکھتا اور اسکو بہ نگاہ بد دیکھتے گو اس مذہب میں یہ امر جائز ہے مگر آج تک
کسی نے کیا نہیں ایوان نے کہا کہ گو جائز ہو مگر بالکل خلاف ہے بس ای جرار میں یہ حال دیکھ کر
بہت پریشان ہوئی میرا دل نہ لگا وہاں سے چلی آئی دوسرے میں نے اہل اسلام کے ساتھ
مقابلہ کیا بہت سے اہل اسلام کو میں نے اسیر کیا صاحبقران کو بتلا سے سحر کیا ایسا کام تو کسی
نے بھی نہ کیا تھا مگر سمندر کو میری کچھ قدر نہ ہوئی جرار نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا یہاں تو مشہور ہے
کہ ملکہ اہل اسلام سے مل گئیں سب اہل اسلام کو رہا کر دیا صاحبقران پر سے سحر اتار لیا خواہر سے
اقرار کر لیا ہے کہ میں تمہاری شریک ہو جاؤں اور سمندر کے شریک نہیں ہوں مگر یہ امر ہے کہ نہ تمہاری طرف
ہو کر سمندر سے مقابلہ کروں گی اور نہ اسکی شریک ہو کر تم سے مقابلہ کروں گی ایوان نے کہا کہ
میری قسمت ہی ایسی ہے یہ ظاہر ہے کہ تمام میرا لشکر اہل اسلام نے تباہ کر دیا ایک نہ بچا میری وزیر زادی

کو قتل کیا قران ثالث نے عیاری کر کے مجھ پر خواجہ نے عیاری کی مجھکو اسیر کر لیا جو سردار میرے ساتھ
تھے انکو پکڑ لیا مین نے جب دیکھا کہ میری جان جاتی ہے مین نے اسکے سردارون کو رہا کر دیا اور صاحبقران
پر سے سحر اُتار لیا اور وہان سے چلی آئی یہان آکر ترک دنیا کی اسی خیال سے کہ اب دنیا مین کچھ نہین
ہے یہ امر دیگر ہے کہ جو جس کا جی چاہے کہے اور تہمت لگائے مجھکو اسکی پروا نہین ہے خیر اس سے تو
کچھ حاصل نہین ہے تم یہ بیان کرو کہ کیا پیام لائے ہو اور وہ نامہ کہان ہے جرار نے کہا کہ ملکہ ایسا امر آپ
یہ فرمایئے کہ کیا آپکا لشکر کام آیا اور پیرزادی ہاری گئی ملکہ نے جواب دیا کہ کیا تم اس ارتفاع پر نہ تھے
جرار نے کہا کہ مین تو شہر مین تھا وہ لوگ بادشاہ کے ہمراہ تھے جو کہ انکے بزرگ ہین شہر پناہ رہتے
ہین اور چند مغز سردار تھے مثل گلاب و عشاق وغیرہ کے مجھکو کیا معلوم کہ کیا واقعہ گذرا ملکہ نے
جواب دیا کہ سنو جو واقعہ گذرا ہے یہ کہکر ملکہ نے کل واقعہ اپنا مقابلہ کرنا اہل اسلام سے اور اسیر کرنا
عطارد کا سردارون کو اور اپنا صاحبقران کو مبتلائے سحر کرنا اور سب کو دریاے سحر مین اسیر
کرنا برق ثانی و قران ثالث کا عیاری کرنا عطارد و کل لشکر کا تباہ ہونا اور خواجہ کا عیاری
کرنا اور اپنی چارون پتلیون کا خواجہ کے پاس جا کر اسیر ہونا اپنا اسیر ہونا سب بیان کیا جرار نے
کہا کہ کیا خوب آپ نے تو یہ جان فشانی کی بدون کسی امر کے سواے مروت کے اور دوستی کے
کوئی آپ انکی ماتحت نہ تھین نہ آپ کا ملک انکے ملک کے ماتحت ہے نہ آپ خراج دہندہ ہین
نہ انھون نے آپکو برائے کمک طلب کیا تھا اس پر تو آپ نے ایسی محنت کی اور اتنی بڑی
زحمت اٹھائی اگر اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کام کر سکے اور سب کو رہا کر کے چلی آئین تو کیا ہرج
ہوا اس پر یہ تہمت لگائی گئی اور سب نے آپ کی طرف سے بادشاہ کو خوب بھرا اور آپکو بدنام
کیا کیا زمانہ ہے بھلائی تو کوئی دیکھتا نہین ہے برائی پر نظر ہے میرے نزدیک کوئی ایسی برائی کریگا
تو کیا پائیگا اپنا سر کھائیگا ایوان نے کہا کہ مجھکو اسکا خوف نہین ہے مین بالکل بے خوف ہون
اگر خراج دہندی ہوتی یا میرا ملک انکے ملک کے قریب ہوتا اسوقت مجھکو خوف ہوتا مگر مین اسد ملک
کی مالک ہون دوسرون کو اختیار ہے جو چاہین محبت و الفت تھی وہ میرے انکے تھی اگر مین حاکم ہوتی
دور پھر انکی کمک کرتی اگر وہ لوگ کمک نہ کرین یا جواب صاف دین جب کہ وہ طالب کمک
ہون اور اس پر سمندر کو غصہ آئے اور کسی کو براے مقابلہ ادھر روانہ کرے اور یہ لوگ مقابل
کرین تو منع نہین کر سکتی نہ روک سکتی ہون نہ ان پر کسی امر کا جبر کر سکتی ہون کہ تم ضرور کمک کو
جاؤ یا لشکر سے مقابلہ کرو مین اب صاحب اختیار نہین ہون بلکہ دوسرے ہین مین خود انکی روٹی
پر پڑی ہون اگر سمندر نے براے کمک مجھکو لکھا ہے تو میرا یہ جواب ہے یاران کو بھیج سکتی ہین جو
وہ جواب دے اسکو سماعت کرین اس سے نامہ و پیام ہے مین تو گوشہ نشین ہو گئی ہون مجھکو کیون لکھتے
دیتے ہین جرار نے کہا کہ جی نہین کمک کے لیے نہین لکھا ہے بلکہ اور کچھ مضمون ہے ایوان نے کہا
کہ پھر لاؤ راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مقام پر سواے ایوان کے اور جرار کے اور کوئی نہ تھا
اسی سبب سے تو ایوان نے جرار سے اس قسم کی باتین کین اور اسی خیال سے ایوان نے
سب کو ہٹا دیا تھا حالت یہ تھی کہ ایک چلمن پڑی ہوئی تھی چلمن کے اسطرف باہر کرسی پر
جرار بیٹھا ہوا تھا کمرے کے اندر ملکہ ایوان تھی بس جرار نے نامہ نکال کر ہاتھ بڑھا کر ملکہ کو
دیا ملکہ نے وہ نامہ لیکر پڑھا اسکے مضمون سے آگاہ ہوئی اور جرار سے کہا کہ وہ پیام جو کہ زبانی

دیا ہو بیان کرو جیرار نے عرض کیا کہ بادشاہ نے فرمایا ہو کہ ہم نے سُنا ہو کہ تم نے قید خواجہ سے رہائی پائی لہذا ہم کو
تمھاری ملاقات کا بہت اشتیاق ہو تم حاضر خدمت ہو اور ایک اشد ضرورت ہو بدون تمھارے آئے وہ جیرار
ہو سکتی بس یہ مجھے منظور بانی فرمایا تھا کہ کہہ دینا اور فرمایا تھا کہ کہہ دینا کہ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد آؤ
اگر کچھ تامل ہو تو یا عذر یہاں آکر دمعونا الیوان نے جو یہ پیام زبانی سُنا اور یہی مضمون تحریر بھی پایا
مسکرائی اور کہا کہ سمندر نے تو اس طور سے تحریر کیا ہو کہ جیسے کوئی اپنے تابعدار کو تحریر کرتا ہو یا اپنے
خراج گذار کو جن الفاظوں سے طلب کرتا ہو دراصل سمندر کا دماغ خراب ہو گیا ہو میں صرف اُسکی محبت
اور اطاعت کے سبب سے اُسکی کسی بات کا خیال نہیں کرتی ہوں ورنہ کوئی دوسرا ایسے الفاظ تحریر کرتا
یا زبانی پیام بھیجتا تو میں اُسکو وہ دندان شکن جواب دیتی کہ وہ بھی یاد کرتا خیر اس سے کوئی غرض نہیں ہو
آج کل یا تو پر آرام بہت ہیں اور شراب بھی بکثرت پیتا ہو اور عورتیں بھی بہت سی ہیں جو اسکے ہر وقت
خدمت میں رہتی ہیں تو دماغ اُسکا خراب ہو گیا ہو آج کل کی باتوں پر اُسکے خیال کرنا بالکل عبث ہو اے
جیرار تم ہماری طرف سے سمندر کو سلام کہنا اور کہنا کہ میں آتی ضرور مگر جب آپ کی طلب سے مجبور
اس امر سے ہوں کہ میں نے ایک چلہ کھینچا ہو اور اس میں شرط یہ ہو کہ جب تک وہ چلہ تمام نہ ہو اس
مقام سے اُٹھکر کہیں نہ جا سکے اُسی مقام پر بیٹھا رہے اگر اسکے خلاف کرے گا تو جان کا ضرر ہو بس میں
معاف کی جاؤں جب چلہ تمام ہو جائیگا تو حاضر خدمت ہونگی اور میری طرف سے بہت عذر کر دینا
اے جیرار تو نے خوب کیا جو یاران کو نامہ نہ دیا اور نہ پیام زبانی کہا ورنہ وہ سنتے ہی آگ ہو جاتی اور
اس تحریر کو دیکھکر ایسا برہم ہوتی اور ایسا جواب سیاہ سمندر کو دیتی کہ اُنکو جواب دیتے بن نہ پڑتا
یا تو خاموش ہو رہتے یا کچھ اور تحریر کرتے اُسکا جواب پاتے اور اگر چڑھائی کرتے کسی کو ادھر لے
مقابلہ پر اشکر کرتے تو پھر جان بچانی دشوار ہو جاتی پس تو نے اسوقت دانائی کی اور نہ کچھ کہنا اُسنے کہا
کہ میں اب دربار میں بھی نہ جاؤنگا الیوان نے کہا کہ یہ تم نے خوب بات کہی بس یہی مضمون جو
کہا الیوان نے زبانی جیرار سے کہا تھا ایک پرچہ قرطاس پر تحریر کر دیا اور اُسکو بند کرکے جیرار کو دیا اور ایک
خلعت تحلدار کو طلب کرکے کہا کہ خزانہ سے منگا لو اُسنے اُسی وقت جا کر چوبدار سے کہا چوبدار نے آکر
یاران سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے ایک خلعت طلب فرمائی ہیں یاران نے اُسوقت خلعت روانہ
کر دیا یاران دربار میں اس انتظار میں بیٹھی ہوئی ہو کہ نامہ بر وہاں سے آئے تو میں اُس سے دریافت
کروں کہ کیا جواب سے لایا اور کیا پیام لایا تھا یہاں جب چوبدار خلعت لے کر آیا ملکہ نے جیرار کو خلعت دیا
اُسنے خلعت لیکر الیوان کو سلام کیا اور جواب لے کر باغ سے باہر آیا اُس چوبدار سے کہا کہ اب
تم جاؤ میں اپنے ملک کو جاتا ہوں اُسنے کہا کہ دربار میں نہ چلوگے جیرار نے جواب دیا کہ جس سے
ضرورت تھی میں اُنکے پاس ہو لیا اب دربار میں جانے کی کیا ضرورت ہو چوبدار یہ سنکے طرف دربار
کے روانہ ہوا جیرار وہاں سے چلا اسکا حال پھر تحریر ہوگا جب چوبدار دربار میں آیا ملکہ یاران نے
پوچھا کہ کیا نامہ بر ابھی تک باغ میں ہو چوبدار نے عرض کیا کہ اُسکو جواب بھی ملا اور خلعت بھی
اور اپنے ملک کو گیا ملکہ میں نے کہا کہ دربار میں چلو اُسنے جواب دیا کہ کوئی ضرورت نہیں ہو
یہ سنتے ہی خاموش ہو رہی دربار برخاست کیا ایک سردار اپنے اپنے مقام کو گیا
ملکہ کے دل کو لگی ہوئی تھی یہ دربار سے سیدھی باغ میں آئی اور الیوان کو اپنے آنے کی خبر
کرائی الیوان نے بلا لیا اور کہا کہ اسوقت بے وقت آنے کا کیا سبب ہو الیوان نے عرض کیا

کہ میری طبیعت بہت پریشان تھی کہ نہ معلوم نامہ میں کیا تحریر تھا اور آپ نے کیا جواب دیا میں اس خیال
سے دربار میں بیٹھی رہی کہ جب نامہ بر آپ کے پاس سے آئے گا تو اُس سے دریافت کرونگی مگر وہ
ایسا ہوشیار تھا کہ وہاں نہ گیا اب بلکہ تم کو سوباق کے سر کی قسم بیان فرماؤ کہ سمندر نے نامہ میں کیا
ایسا امر تحریر کیا ہے کہ جس کا یہ حکم تھا کہ سوائے ملکہ کے کسی اور کو نہ دیا میں بھی تو آگاہ ہوں الوان
نے کہا کہ تم بیکار قسم دلاتی ہو میں کہے دیتی ہوں مجکو سمندر نے طلب کیا ہے کہ ایک اشد ضرورت
ہے بہت جلد آؤ بدون تمہارے آئے وہ کام اجرا نہ ہوگا اور یہی زبانی پیام تھا باران نے کہا کہ یہ تو
ایسا پیام نہ تھا کہ سوائے آپ کے اور کوئی اس سے واقف نہ ہو آپ پوشیدہ کرتی ہیں الوان نے
کہا کہ سوباق کے سر کی قسم میں نے پوشیدہ نہیں کیا جو انہیں تحریر تھا میں نے بیان کر دیا باران نے
کہا کہ پھر آپ نے کیا جواب دیا الوان نے کہا کہ میں نے یہ جواب دیا کہ میں چلے میں بیٹھی ہوں نکل
نہیں سکتی ہوں جب اس سے فرصت ہوگی تو آؤنگی اور یہی تحریر کر دیا باران نے جواب دیا کہ
آپ نے صاف کہدیا ہوتا کہ میں ابھی نہیں آسکتی ہوں اس امر سے کیا فائدہ تھا ہم کوئی سمندر
کی تابعدار نہیں ہیں نہ اُسکی ماتحت ہیں الوان نے جواب دیا کہ اے باران وہ کار کرنا چاہیے کہ سانپ
مرے نہ لاٹھی ٹوٹے بس جب کہ اس طور سے اپنا مطلب حاصل ہو تو پھر کیوں وہ کام کیا جائے
جس سے کہ فساد کی بنا ہو بموجب مثل جو شخص شہد دینے سے مرے پھر اُسکو زہر کیوں دیا جائے
بس میں نے جو امر مصلحت وقت دیکھا اُسکو کیا تم کو میرے امور میں کیا دخل ہے باران نے کہا
کہ جو آپ کی رائے میں جاتی ہوں یہ کہکر وہاں سے اپنے محل میں چلی آئی اور خاموش ہو رہی وہ دن
تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو باران نے پھر آکر الوان کو سلام کیا اور دربار
میں آئی سب اہل دربار حاضر ہوئے جب دربار جمع ہو چکا اہل دربار نے باران سے پوچھا
کہ حضور نے ملکہ عالم سے دریافت فرمایا تھا کہ نامہ میں کیا تحریر تھا اور کس امر کی ایسی ضرورت
تھی جو سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا باران نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دریافت کیا تھا انھوں نے فرمایا
کہ مجکو سمندر نے بلایا ہے کوئی اشد ضرورت ہے مگر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ابھی مجکو فرصت نہیں ہے جب فرصت
ہوگی میں آؤنگی اہل دربار یہ سنکے خاموش ہو رہے باران اپنے ملکی کاغذات دیکھنے لگی اسکا حال پھر تحریر
ہوگا اُدھر سوباق جو اپنے باغ سے برائے سلام الوان آیا الوان نے اُسکو گلے سے لگا لیا اور پیار
کیا کہا کہ اے سوباق کل ہمارے پاس سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا اور ہم کو بلایا ہے کوئی ضرورت
شدید ہے اس نامہ میں تحریر تھا کہ بدون آپ کے وہ ضرورت حل نہ ہوگی میں نے جواب دیا کہ
مجکو فرصت نہیں ہے کیونکہ مجکو جانا تو منظور نہ تھا جب فرصت ہوگی آؤنگی سوباق نے کہا کہ اماں جان
سمندر کو خیال نہ آیا جب کہ وہ باتیں کہیں تھیں کہ ہم کو کچھ ضرورت ہوگی اُسوقت ہم سے بے اعتنائی
نہ کریں اب جو ضرورت ہوئی تو نامہ لکھا آپ کبھی نہ جائیے گا سمندر کو لکھ دیجیے ہم کوئی سمندر
کے باپ کے نوکر نہیں ہیں کہ اُسکے بلانے سے چلے جائیں الوان نے کہا کہ میں نے اسی
سبب سے تو یہ فقرہ کر دیا سوباق نے عرض کیا کہ خوب کیا یہ تقریر کر کے اور سلام کر کے
اپنی ماں کے پاس دربار میں آیا ماں کو سلام کیا برابر کرسی پر تخت کے بیٹھا باران نے
کہا کہ اے فرزند تم نے سنا کہ کل نامہ ملکہ عالم کے پاس سمندر کا آیا تھا پہلے نامہ بر یہاں آیا
میں نے بہت بہت اُس سے نامہ طلب کیا اُسنے نہ دیا اور یہی کہا کہ میں ملکہ کے ہاتھ میں دونگا میں نے

بلکلم سے کہلا بھیجا بلکلم نے اُسکو طلب کرکے نامہ پڑھا اور جواب نامہ دیا سو یاقی نے کہا کہ ہان مجھسے
بلکلم فرماتی تھین مگر وہ یہ فرماتی ہین کہ نامہ مین یہ امر تحریر تھا کہ مجھکو طلب کیا تھا یہ کوئی راز نہ تھا
کہ جو اُسنے نامہ آپکو نہ دیا خیر معلوم ہو جائیگا یہ تقریر کرکے سو یاقی وہان سے اُٹھکر اپنے باغ
مین چلی آئی کہ اب سب کا حال پھر تحریر ہوگا

ابتدائے حال سمندر اور نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے و دیگر حالات

بس راوی تحریر کرتا ہے کہ یہان سمندر ہر روز دربار کرتا ہے اور وہ بادشاہ جو کہ کمک کو آئے ہین ہر روز
دربار مین حاضر ہوتے ہین حسب دستور آج بھی دربار آراستہ تھا کہ سمندر نے شملاق سے کہا کہ
ابھی تک جرار جادو الوان کے پاس سے جواب لیکر نہین آیا کئی دن کا عرصہ ہوگیا ہے شملاق
نے جواب دیا کہ وہ آتا ہوگا یا اُسکو الوان نے جواب نہ دیا ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ جرار
شہر الوانیہ سے نکلکر اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر چلا تھا بعد قطع راہ سمندر کے ہان پہونچا چونکہ وقت
دربار کا تھا دربار مین آیا یہان اُسکا ذکر ہو رہا تھا کہ اہل دربار نے جرار کو دیکھکر سمندر سے کہا
کہ حضور بلا انتظار کرین جرار جادو آگئے جرار نے مجرا گاہ سے مجرا کیا سمندر نے پوچھا کہ الوان کہان
ہے کیا وہ بعد کو آئیگی کیا تمھارے ہمراہ نہین آئی جرار نے کہا کہ مین عرض کرتا ہون جو کچھ واقعہ گذرا
ہے اور الوان نے عرض کیا ہے سمندر نے کہا کہ جلد بیان کر جرار نے عرض کیا کہ غلام جو الوانیہ مین
گیا تو معلوم ہوا کہ الوان نے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی ہے حضور مین نے ایسا شہر
تو آباد اور یہ بندوبست کسی شہر مین نہین دیکھا جو الوانیہ مین دیکھا یہ کہکر کل حالت شہر الوانیہ کی
بیان کی سب نے الوان کی بہت تعریفین کی اُس نے عرض کیا کہ مین اُسوقت پہونچا تھا کہ
دربار برخاست ہو چکا تھا دن بھر مین نے شہر کی سیر کی اُسکے بعد سرا مین آکر اُترا وہان سب راحت
کا سامان براے مسافران سرکار الوان سے تھا مین نے وہ رات راحت سے بسر کی سرا کے
مین مین نے یہ سُنا تھا کہ بلکلم نے گوشہ نشینی اختیار کی اپنی بہن بلکلم باران کو اپنی طرف سے
حاکم کیا جب صبح ہوئی مین دربار مین گیا وہان جاکر معلوم ہوا باران نے جو سنا کہ مین نامہ
لایا ہون مجھسے نامہ طلب کیا مین نے نامہ نہ دیا جرار نے اپنی تقریر اور اپنا جانا الوان کے
پاس اور اُسکا نامہ پڑھنا اور زبانی پیام سننا سب بیان کیا اور کہا کہ بلکلم الوان نے جواب دیا
کہ مین نے چلہ کشی کی ہے اور اس چلہ مین شرط ہے کہ جب تک تمام نہ ہو مقام چلہ کشی سے
باہر نہ نکلونگی مین مجبور ہون جب اس امر چلہ سے فراغت ہو جائیگی مین حاضر ہونگی اور
یہی جواب تحریر کیا ہے مگر وہ کاغذ جو کہ الوان نے لکھا تھا پیش کیا سمندر نے وہ کاغذ لیکر
منشی کو دیا منشی نے اُسے بہ صدائے بلند پڑھا جو کہ جرار نے بیان کیا تھا وہی تحریر تھا اب جو
تحریر و پیام زبانی الوان کا سُنکے سمندر خاموش ہو رہا مگر غصہ آیا شملاق کی طرف مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے اُسنے تو عرض کیا اور جرار اپنی آنکھ سے دیکھ بھی آیا ہے بس ثابت
ہوتا ہے کہ اُسنے ضرور چلہ کھینچا ہے شملاق نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ افراق بول اُٹھا
کہ خداوند یہ سب الوان کا فقرہ ہے اُسنے ضرور مشورہ اُسے اقرار کیا ہے وہ شریک اہل اسلام
ہوئی ہے اُسنے اسی سبب سے یہ فقرہ کیا اب وہ آپکے پاس کبھی نہ آئیگی اُسنے سرکشی کی ہے

گر کسی ہو اگر آپ زیادہ اس پر جبر فرمائینگا وہ آمادۂ فساد ہوگی اُسنے یہی تو تدبیر کی ہو کہ آپ کنارہ کش ہوئی اور
اپنی بہن کو بادشاہ کیا شملاق نے بھی افراق کے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ اسکا سبب یہ ہو کہ ایلوان
یہ خیال کرتی ہو کہ مین کوئی بادشاہ کی ماتحت نہین ہون میری حکومت خود سر ہو نہ مین باج گذار ہون جو
اطاعت کرون اسکو اپنے سحر و ساحری پر ناز ہو وہ خیال کرتی ہوگی کہ مین کیون کسی کا دباؤ اٹھاؤن کیا مین
کسی کی فرمانبردار ہون جو حسب الطلب جاؤن میرا سمندر کیا کر لیگا اگر مقابلہ کریگا تو مین بھی مقابلہ کرون گی
صرف میرے اسکے سلسلہ محبت و اتحاد ہو وہ قطع ہو جائیگا خوف وہ کرے جو کہ ماتحت ہو جبکہ مین نے
خداوندی کی اطاعت نہ کی تو سمندر کیا چیز ہو یہ جو کہا کہ افراق نے کہا کہ اُسنے یہ تدبیر کی کہ اپنی بہن کو حاکم
کیا صرف اس خیال سے کہ مین الگ رہونگی اور یاران مقابلہ کرلے گی اگر کوئی شکایت کریگا تو مین یہ جواب
دونگی کہ میرا اُن پر کیا زور ہو اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہو مین تو ترک دنیا کر چکی یہ جو تقریر سمندر نے سنی
کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو ضرور ایلوان نے فقرہ کیا اور وہ خودسر ہو گئی ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ شملاق
وغیرہ نے ایسی تقریر کی کہ جس کے سبب سے سمندر کو نہایت طیش آیا اور غصہ آیا اور کہا کہ مین ایلوان
کا غرور سب نکالے دیتا ہون اب کی مرتبہ پھر طلب کرتا ہون اگر وہ آئی تو خیر ورنہ کسی سردار زبردست
کو روانہ کر کے اُس سے مقابلہ کرونگا اور اُسکو حکم دونگا کہ اُسکا سر کاٹ لاؤ یا اسیر کر لاؤ اس حالت سے
کہ ایسی حالت ہو کہ کبھی کسی بادشاہ نے کسی خونی مجرم کو بھی اس ذلت سے نہ اسیر کرایا ہو شملاق
نے جواب دیا کہ ہان جب تک ان لوگون پر اس قسم کی سختی نہ ہوگی اُسوقت تک یہ لوگ داب ریاست
کو خیال مین نہ لائینگے اس لئے بھی مثل آفاق شاہ کے حرکت کی ہو صرف اس خیال سے کہ مین اپنے
ملک مین ہون سمندر میرا کیا کر سکیگا آپ کو اب سب نے ایسا خیال کر لیا ہو کہ گویا آپ کوئی چیز
نہین ہین سب سرکشی پر آمادہ ہوگئے یہ سب آپ کا حلم ہو کہ جس کے سبب سے سب سرکش
ہوگئے ہین اگر آپ قبل سے سیاست کرتے تو یہ نوبت نہ ہوتی حضور ریاست بدون سیاست
کی نہین ہوتی آپ نے طرح دی اُن لوگون نے خیال کیا کہ بادشاہ ہم سے دب گیا اُنھون نے زور
باندھا اگر پہلے سے آپ ظلم پر کمر کستے اور ذرا ذرا سی خطا پر سزا دیتے تو کبھی یہ سرکشی نہ ہوتی جو کہ
باج گذار تھے وہ بھی اور جو کہ نہ تھے وہ بھی خوف کرتے آپ نے تو جس نے کہا کچھ خیال اس پر نہ
کیا اب ان لوگون کا زیر ہونا محال ہو کیونکہ زور پکڑ چکے ہین ہم لوگون کی صلاح تو یہ ہو کہ اسوقت وہ
تدبیر کیجیے اور ان سب کو اپنے قبضہ مین دبا رکھ ڈالیے جب دو چار پر آپ ایسی سختی فرمائینگا
پھر کسی کو جرأت نہ ہوگی دیکھیے جب سے آپ نے آفاق نمک حرام پر وہ سختی کی پھر کسی نے
بھی سر اٹھایا اہل دربار سے یا جو کہ ہم مقابلہ اہل اسلام سرکش ہین میرے نزدیک کسی کے دل
مین خیال بھی اس امر کا نہین آتا ہوگا یہ امر اتفاقی ہو کہ آفاق بچ گیا اب کوئی نہین بچ سکتا ہو
سمندر نے جواب دیا کہ تمھاری رائے بہت ٹھیک ہو مین ضرور اب سیاست سے پیش آؤنگا
یہ کہکر میر منشی سے کہا کہ ایک نامہ میری طرف سے اور بنام ایلوان اس مضمون کا تحریر کرو
کہ ہم کو معلوم ہوا ہو کہ تو نے خواجہ ثالث سے اقرار کیا ہو کہ مین سمندر کی شراکت نہ کرونگی
اور تو ہم سے منحرف ہو گئی ہو اہل اسلام کے شریک ہوئی ہو پس ابھی مین تیرے حق مین بہتری
ہو کہ تو بموجب ہماری طلب کے ہماری خدمت مین حاضر ہو ورنہ یاد رکھ کہ مین خود وہان آؤنگا
اور تمام شہر کو تباہ و برباد کرونگا اور تجھکو اس حالت خراب سے قتل کرونگا کہ پھر سے حال یہ

مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرس کھائینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا آیندہ تجھکو اختیار ہے بس اگر اپنی بہتری کی خواہش
ہے تو فوراً چلی آ ورنہ مجھکو اُسی مقام پر موجود جان یہ جو مضمون نامہ کا عشاق و گلاب نے سنا و دیگر اہل
دربار نے جو کہ صاحب عزت تھے اور خیرخواہ تھے ہر ایک نے دل میں خیال کیا کہ مثل آفاق شاہ
کے ایوان سے بھی فساد ہوتا ہے اور یہ وزیر ایوان کو بھی بادشاہ کا دشمن کرتے ہیں یہی امر خرابی حلقو
کے ہونگے جب کہ دوست دشمن ہو جاینگے تو پھر کون کمک کریگا اس امر کا بھی بادشاہ کو خیال نہیں
آتا ہے کہ اسوقت ہمارے دربار میں بہت سے بادشاہ ایسے ہیں کہ جو ہمارے کمک آئے ہیں اگر وہ یہ
حال بہرے ظلم کا دیکھینگے تو کیا اپنے دل میں کہینگے کیونکہ جب کہ بادشاہ کا اُن لوگون سے یہ حال
ہے جو کہ باج گذار ہیں نہ ماتحت ہیں تو ہمارے ساتھ کیا حال ہوگا ایسے سے خداوند بچائیں کسی تدبیر
سے بادشاہ کو اس امر سے باز رکھنا چاہیے یہ سب نے خیال کر کے سمندر سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو
ہم بھی کچھ عرض کریں جو ہمارے خیال ناقص میں آتا ہے گو ہم وہ عقل نہیں رکھتے ہیں جو کہ وزرائے عالیمقدار
رکھتے ہیں مگر ہم بھی جو کچھ عرض کریں وہ سماعت ہو بہ نظر خیرخواہی عرض کرینگے اُس پر عمل کرنا نہ کرنا حضور
کو اختیار ہے سمندر نے کہا کہ آپ لوگ بیان کریں عشاق نے کہا یہ جو وزرا نے فرمایا بہت بجا
ارشاد کیا کیونکہ اُن لوگون کی عقل مثل لقمان و ارسطو کے ہے جو یہ رائے دینگے بہت عمدہ ہوگی مگر
ہمارے نزدیک اس امر میں کوشش کرنا بالکل بیجا ہے اگر اس نے عذر کیا ہے جیسے توقف لازم ہے
شاید جیسا کہ اُسنے تحریر کیا ہے ویسا ہی ہو جب اُسکو فرصت ہوگی ضرور آئیگی ہان اسوقت میں آئے
تو پھر اختیار ہے ہمارے ایک دوست کو دشمن کرنا بالکل خلاف ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے سمندر
نے کہا کہ یہ جو آپ نے کہا بہت ٹھیک ہے مگر میرا خیال ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس عرصہ میں
محنت کر کے کوئی سحر تیار کرلے اور اُسکا دفع کرنا مشکل ہو اسی سبب سے اُسنے یہ فقرہ کیا اور یہ
خیال آپ کا بالکل بیجا ہے کہ وہ دوست ہے اُس سے بڑھکر کوئی دشمن نہیں ہے شاید کرے کہ وہ
لشکر اسلام میں وہ سحر تیار کر کے چلی جائے تو بڑی خرابی ہوگا تب یہ شکار نکل جائے عشاق
نے و دیگر اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ اس امر سے باز نہ آئیگا شملاق و امراق کی تقریر نے
بادشاہ کے دل پر اثر کر لیا ہے شملاق و امراق کے شریک وہ بادشاہ بھی ہوئے تھے جو کہ تازہ
وارد ہوئے ہیں اُن دونوں نے چند دن میں اُن لوگون سے ایسی ملاقات بڑھالی ہے اور یہ اُن
سب پر ظاہر کر دیا ہے کہ یہ لوگ جو کہ آج کل دربار میں ہیں اُنہیں چند ایسے مقرب ہیں کہ جن کے
سبب سے یہ خرابیان ہوئی ہیں جو کہ سپہ سالار لشکر ہیں اُنکی ہمشیرہ لشکر اسلام کے شریک ہیں
جو یہان واقعات گذرتے ہیں اُنکی سب کی خبر بذریعہ اُسکے اہل اسلام کو ہو جاتی ہے یہ اپنی ہمشیرہ
سے کہتی ہیں وہ اہل اسلام سے بیان کرتی ہیں اُنکو کب یہ گوارا ہوگا کہ اہل اسلام تباہ ہوں
وہ بادشاہ بھی اُن دونوں کے شریک ہوئے ہیں اُنکی رائے کو پسند کرتے ہیں جب یہ رائے
شملاق وغیرہ نے دی تھی تو اُن سب نے بھی تصدیق کی تھی اور بادشاہ نے کہا تھا کہ وزیر صاحب
ٹھیک کہتے ہیں جب عشاق و گلاب نے و دیگر اہل دربار نے یہ تقریر سمندر سے کی شملاق
نے اُنکی طرف اشارہ کیا کہ آپ لوگون نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ لوگ کیا رائے بادشاہ کو دیتے
ہیں راہی نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں وزیر بڑے مفسد ہیں یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو چند خیرخواہ ہیں
یہ بھی دشمن ہو جائیں اور بادشاہ ہماری رائے پر کام کریں سوا ہمارے اور کوئی دربار میں

نہ رہے اور اسقدر بادشاہ کی راے مین اپنے کو دخیل کیا ہی اور اسقدر سمندر رس کے مزاج مین پیٹھے ہین کہ سمندر
بھی سواے ان دونون کے دوسرے کی بات پر مطلق خیال نہین کرتا ہی جب شملاق نے ان
سب کی طرف اشارہ کیا اسوقت اُن بادشاہون نے سمندر رس سے کہا کہ جو وزیرون نے آپکے
راے دی ہی ہمارے نزدیک بہت ٹھیک ہی ابھی سے اسکا تدارک بہتر ہی اور یہ لوگ غلطی پر ہین
مشتاق وغیرہ نے جو یہ دیکھا پھر جرات نہ ہوئی کہ کچھ کہتے مگر گلاب نے جرات کر کے عرض کیا کہ
میری ایک راے ہی اگر پسند خاطر عالی ہو وہ یہ ہی کہ اس مضمون کا نامہ نہ روانہ کیا جائے بلکہ یہ مضمون
ہو کہ ہم کو ضرورت شدید پڑی ہی تم ازراہ مہربانی اپنے چلہ کو ترک کر کے چلی آؤ جب یہان سے فرصت
کر کے جانا تو پھر چلہ کشی کرنا ہم کو تمھاری ذات سے یہ امید نہ تھی کہ ہم تم کو طلب کرین اور تم آنے
سے انکار کرو وہ محبت والفت سابق کی کیا ہو گئی کیا تم نے سب بھلا دی یہ امر تو تمھاری ذات
سے بعید معلوم ہوتا ہی اور بالکل خلاف مروت و دوستی کے ہی ہم پر ایک وقت پڑا ہی اور بدون
تمھارے اسکا حل ہونا دشوار ہی اور تم انکار کرتی ہو اس طور کے الفاظ نامہ مین ہون اس سے امید
ہوتی ہی کہ وہ ضرور چلی آئیگی اگر اس مضمون کا خط جائے گا جو کہ حضور نے تجویز کیا ہی اس مین یہ خیال
کریگی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر ہو گئی انھون نے تب تو یہ نامہ لکھا ہی بس اب تو نہ جا اگر
جائیگی تو خرابی ہوگی بلکہ وہ فوراً طرف لشکر اسلام کے چلی جائیگی اور اپنے ملک کا بند و بست کر جائیگی
پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہی اور اُسکے ملک پر قبضہ پانا بھی مشکل ہی یا لشکر اسلام مین نہ جائے اور اپنا
بند و بست کر لے اور مقابلہ کرے اسوقت بھی خرابی ہوگی کیونکہ حضور دو طرف کیونکر مقابلہ کرینگے دونون
دشمن سخت ہین ایک اہل اسلام مین سے ایک زمانہ سے مقابلہ ہو رہا ہی دوسرے یہ بھی کوئی کم
نہین ہی کوئی یہ نہ خیال کرے کہ فوراً الوان پر فتح حاصل ہوگی اسکے مقابلہ مین بھی زمانہ صرف ہوگا
جب آپ ادھر لشکر روانہ کرینگے ادھر فوج کم ہوگی اہل اسلام کا زغم ہوگا ادھر مقابلہ کے لیے لشکر روانہ
کرینگے ادھر بھی ہوگی وہ زغم کرینگے ایک آپ ہین کیونکر فکر فرمائے گا ایک نہ ایک کا قبضہ ملک پر
ہو جائے گا اگر آپ خود لشکر لیکر براے مقابلہ اہل اسلام تشریف لے گئے الوان کو خبر ہوگی وہ اُس
لشکر کو شکست دیکر شہر پر آ پڑی اور شہر پر قبضہ کر لیا اور عقب سے آکر آپ کے لشکر پر حملہ کیا ادھر
سے اہل اسلام نے حربہ کیا اور حضور کے دشمن گرفتار ہو گئے تو خرابی ہوگی یا آپ الوان کے مقابلہ
کو تشریف لے گئے اہل اسلام نے کسی تدبیر سے شہر پر قبضہ کر لیا اور لشکر پر آ کر کے ادھر سے
الوان نے مقابلہ کیا اسوقت مین بھی خرابی ہی بس فیصلہ کہ بمقابلہ اخضر ناہی پیش آپکا خیال
تھا جب کہ وہ صندوقچہ لے کر چلی گئی تھی وہی امر تو الوان سے بھی مقابلہ مین ہوگا اور جب کہ وہ
اس بہانہ سے آپ کے پاس چلی آئیگی اور آپ اسکو سمجھا لینگے اور ہم سب لوگ اگر اس نے
اس فہمایش پر عمل کر لیا تو خیر ورنہ آپ کو اختیار ہی خواہ اسکو قید فرمایئے خواہ قتل اور ایک سردار
زبردست کو مع لشکر روانہ فرمایئے کہ وہ جا کر شہر پر قبضہ کر لے وہ لوگ تو غافل ہونگے باسانی
قبضہ ہو جائیگا میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی یہ تقریر جو گلاب جادو نے کی سمندر رس نے
سب اہل دربار کی طرف دیکھا بس سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہ راے سپہ سالار کی بہت
عمدہ ہی سمندر رس نے شملاق و امراق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھون نے بھی کہا کہ یہ راے بہت
ٹھیک ہی ان دونون نے اس سبب سے انحراف نہ کیا اس راے سے کہ سب اہل دربار کی راے

اُسکی راے کے موافق ہی اگر ہم اسکے خلاف کہین گے تو اسوقت پیش نہ جائیگی بس اس سے بہتر یہ ہی کہ اسی
راے کو رہنے دو اپنا مطلب حاصل ہی اور گلاب نے اس سبب سے یہ راے دی تھی کہ شاید اس
مضمون کا نامہ جائے اور ایوان اُس نامہ کو دیکھکر برہم ہو ابھی تو اُسکا خیال دشمنی کا نہ ہو مضمون نامہ
دیکھکر پیدا ہو تو خرابی ہی جب یہان آئیگی اگر وہ خصومت پر آمادہ بھی ہوگی تو ہم سب مل کر اُس کو
سمجھا دینگے وہ یقین ہی راضی ہو جائے اگر وہ بھی راضی ہوگی تو اکیلی ہی گرفتار کرلین گے کیونکہ یہ ممکن نہین
ہی کہ بادشاہ سے خلاف ہو اور بادشاہ طرح دے ہان اگر یہ دونون حرامزادے بادشاہ کو ورغلان
دو دیتے تو ایسا ہی بادشاہ کرتے اول اُسکو طلب ہی نہ کرتے اگر طلب بھی کرتے اور اُسکو برخلاف
پاتے تو کوئی سروکار نہ رکھتے مگر یہ تو آگ لگا چکے ہین خواہ وہ یہان آئے خواہ نہ آئے اسکا اسیر یا
قتل ہونا ضرور ہی اس سے یہ امر ہی کہ ایک وہی اسیر ہوگی طرفین کے لوگ نہ قتل ہونگے اُس
حالت مین ہزارون کے خون ہونگے اور یہ بھی خیال گلاب نے اپنا عشاق سے ظاہر کیا تھا
اور کہا تھا کہ اسوقت اس صورت سے یہ بلا دفع ہوتی ہی عشاق نے بھی کہا تھا کہ تمھاری راے
بہت ٹھیک ہی تب گلاب نے بادشاہ سے کہا تھا جب سمندر نے دیکھا کہ سب کی راے
ہی بس اُسوقت سمندر نے منشی سے کہا کہ اس مضمون کا نامہ نہ لکھو بلکہ جو مضمون سپہ سالار
بتاتے ہین وہ تحریر کرو گلاب نے پہلے تو القاب وآداب تحریر کرایا اُسکے بعد وہی مضمون جو کہ مذکور
ہو چکا ہی اُسکے بعد اور بہت سے کلمات عجز تحریر کرائے جو کہ خرد بزرگ کو تحریر کرتے ہین مضمون نامہ
سُن سُن کر یہ دونون بیٹھے ہوئے جلا کیے کیا کرتے کہ اُنھون نے دیکھا کہ سب نے اس راے کو پسند
کیا اگر ہم دونون اعتراض کرینگے تو صریحاً مخالفت ظاہر ہوگی مگر اس پر بھی تاب نہ رہی بول اُٹھے اے
سپہ سالار ایسے کلمات تو نامہ مین نہ تحریر کرائیے جو کہ بادشاہ کی شان کے خلاف ہون جنسے
بالکل عجز ظاہر ہو گلاب نے جواب دیا کہ اور سب امور کا آپکو بادشاہ نے اختیار دیا ہی مگر
اس تحریر نامہ مین میری راے ہی اور مجکو اختیار ہی جو مین چاہتا ہون تحریر کراتا ہون کوئی مین
خیرخواہی سے باہر نہین جو مین ذلت چاہونگا اگر سب خیرخواہ ہون تو مین بھی خیرخواہ ہون
سمندر نے کہا کہ اچھا اچھا تم لکھواؤ اور اُن دونون کو منع کیا تم نہ بولو اس نامہ کے مضمون کا
ہمارے سپہ سالار کو اختیار ہی سمیلاق وغیرہ خاموش ہو رہے مگر باہم اشارہ کیا کہا کہ بالکل ذلیل
کرکے بادشاہ کو لکھا ہی اور ایوان کو بہت کچھ تحریر کیا ہی وہ اور زیادہ غرور کریگی اور خیال کریگی
کہ بادشاہ دب گیا اسکا یہ خیال ہی کہ وہ اس تحریر کے دیکھنے سے چلی آئیگی ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ وہ اور زیادہ مغرور ہو جائے گی خیر دیکھو جو ہمارا خیال ہی وہی ہوگا بادشاہ کو افسوس ہوگا اور
کچھ ہاتھ نہ آئے گا باہم ایک دوسرے سے اشارہ مین یہ تقریر کیا کیا ادھر گلاب نے نامہ ختم
کیا منشی نے لفافہ مین بند کیا اُس پر مہر شاہی کی بادشاہ کے روبرو پیش کیا سمندر نے وہ نامہ
لے کر جرار سے کہا کہ تم ہی جاؤ کیونکہ تم ایک مرتبہ ہو آئے تم بخوبی واقف ہو جرار سے بس
پھر جرار اپنے مقام پر سے اُٹھا گلاب نے زبانی بھی بہت کچھ سمجھا دیا اور کہا کہ جہان تک
ممکن ہو اپنے ہمراہ لے آنا جو تقریر بیان ہوئی ہی وہ نہ بیان کرنا جرار نے کہا کہ کیا آپ نے مجکو
نادان تصور کیا ہی یہ کہکر جرار دربار سے باہر آیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف ایوانیہ کے
چلا جب سمندر نامہ روانہ کر چکا اسوقت سمندر نے کہا کہ اگر ایوان آجائے اور میرے

کہنے پر عمل نہ کرے پس جسوقت مین اشارہ کرون فوراً تم سب اُسکو اسیر کر لینا بلکہ جب سے وہ آئے
اُس پر نہ ظاہر ہو مگر وہ حراست مین ہو جائے شملاق نے کہا بہت خوب یہ کہکر سمندر رس نے دربار
برخاست کیا داخل محل ہوا سب اپنی اپنی طرف چلے جو کہ دشمن تھے الوان کے وہ بہت خوش تھے
اور جو کہ دوست تھے وہ مغموم تھے اور جو کہ خیر خواہ سلطنت تھے وہ باہم یہ تقریر کرتے ہوئے جاتے
تھے کہ اب اس شہر سے تباہی کے دن آ گئے بادشاہ اندھا ہو گیا ہے دوست دشمن سے تمیز نہیں ہے
وزیران دست چپ کو اپنا بہت بڑا خیر خواہ جانتا ہے اُن دونوں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ہے
آفاق سے انھوں نے یون عداوت کرائی اب انھوں نے الوان سے بھی عداوت کا سلسلہ پیدا
کیا اور عداوت ڈلوا دی گلاب نے کہا کہ مین نے ایک تدبیر کی ہے اگر وہ اس تدبیر سے چلی آئی اور
اپنے ہم سب کے کہنے پر عمل کر لیا تو عداوت نہ ہوگی ورنہ وہ تو عداوت کرا چکے ہین یہ لوگ اسی
قسم کی باتین کرتے ہوئے اپنے مکان کو گئے اُدھر شملاق و افراق اپنے وزیرون اور دوستون سے
کہتے تھے کہ کیا خوب تدبیر ہم نے کی ہے کہ الوان سے اور بادشاہ سے مخالفت ہو گئی یہ صرف اس غرض سے
کہ وہ جو اہل اسلام کی شریک ہوئی ہے اسکو اہل اسلام کی شرکت نہ نصیب ہو اور بادشاہ
کے ہاتھ سے ماری جائے اگر وہ اہل اسلام کی شراکت کرے گی تو اُنکو بہت بڑی قوت حاصل ہو گی
پس ضرور اس تدبیر سے یہ قتل ہو گی یہ جو اُسکے سپہ سالار نے بھیجی کہ وہ یہان آ جائے تو ہم سمجھا لینگے
یہ امر محال ہے گو انھون نے اپنی راے ظاہر نہیں کی ہے مگر اُنکا منشا یہی ہے خیر دیکھو کیا ہوتا ہے
راوی نے کہا ہے کہ شملاق وغیرہ اُن بادشاہون سے جو کہ براے کمک آئے ہین ایسی تقریر کرتے ہوئے
اُنکے لشکر مین آئے اور اُنکو اُنکے بارگاہ مین پہونچا کر تھوڑی دیر بیٹھکر اور رخصت ہو کر اپنے
اپنے مکان پر آ گئے یہان اسی طور سے پھر دربار ہونے لگا اب حال جرار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ راہ
طے کر کے الوانیہ مین پہونچا یہان نازان حکومت کرتی ہے اب ان لوگون کو کچھ بھی خیال نہیں ہے
کہ کیا نامہ آیا تھا اور کیا ہوا سب عیش و عشرت سے بسر کر رہے ہین مگر الوان کو خیال ہے
کہ ضرور کوئی نہ کوئی پھر نامہ و پیام سمندر رس کے پاس سے آئے گا یہ اس خیال مین تھی اُدھر جرار
جب داخل الوانیہ ہوا سیدھا در باغ پر آیا دربار مین نہ گیا اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ
دربار مین جاؤن مجھکو تو ملکہ الوان سے کام ہے پس جب یہ در باغ پر پہونچا اسنے محلدار سے
کہا کہ ملکہ کو خبر کرو کہ نامہ بر سمندر رس شاہ کا جرار جادو نامے کو حاضر ہوا ہے محلدار نے قریب
ملکہ جا کر عرض کیا ملکہ نے کہا کہ بلا لو محلدار آ کر لے گئی چلمن پڑ گئی یہ کرسی پر بیٹھا سلام کر کے
ملکہ نے کہا کہ کیا پیام لائے ہو اور کیا رنگ ہے جرار نے کہا کہ اب تو بادشاہ کی کمک کئی ملکون
سے آ گئی ہے بہت بادشاہ ساحر آ گئے ہین مگر ابھی ایک سبب سے لشکر اسلام پر بادشاہ نے
لشکر کشی نہین کی ہے اب اُنکا قصد ہے کہ مین خود لشکر کشی کرون صرف آپ کا انتظار ہے کہ ایک بہت
بڑی مشکل درپیش ہے وہ بدون آپ کے حل نہ ہو گی بادشاہ نے آپ سے فرمایا ہے کہ جس طور
سے ہو آپ میرے پاس تشریف لائیے آپکی بزرگی سے مجھکو بہت بڑی امید ہے کہ آپ
میرے کہنے کو نہ ٹالیے گا آپ کی ذات سے بڑی امید قوی ہے میرے اوپر ایسی بڑی بلا آئی
ہے جو بدون آپ کے آئے دفع نہ ہو گی اگر مجھکو آپکی اشد ضرورت نہ ہوتی تو مین کبھی آپکو
تکلیف نہ دیتا لہذا از راہ مہربانی آپ اپنے کام کو چھوڑ کر تشریف لائیے بعید از مہربانی ہے

ہوگا آپ میری بزرگ ہین اور بزرگون سے خردون کو بڑی بڑی امید ہوتی ہے یہ جو تقریر جرار نے کی اور نامہ
نکال کر دیا اسکو جو پڑھا ایوان نے اس بیان سے زیادہ تر اُس مین عجز و انکسار پایا بس خیال کیا
کہ جب سمندر نے اس طور سے لکھا ہے تو چلکر اُسکی کمک کرنی بہر ضرور ہے سواے مقابلہ اہل اسلام
کے اور جس طرح کی بلا مین وہ مبتلا ہوا اسکو دفع کرون وہ کونسی ایسی ضرورت ہے کہ جس کے لیے بار
بار طلب کرتا ہے دراصل خلاف مروت ہے ایسے وقت مین اُسکے پاس نہ جانا وہ کوئی زبردستی مجکو
براے مقابلہ اہل اسلام روانہ کردیگا نہ ایسا ہے کہ مجھ پر جبر کرے گا بس چلنا لازم ہے یہ خیال کرکے
ایوان نے جرار سے کہا کہ تم ٹھہرو مین ابھی چلتی ہون اپنی چلہ کشی کو موقوف کرتی ہون گو دس
پندرہ دن کی میری محنت برباد ہوگی ہو مگر مین سمندر اپنے شفیق کے کہنے کو نہ ٹالونگی یہ کہکر محلدار
کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جاکر سپاہی سے کہ کہ وہ ابھی جاکر یاران و سوباق کو بلا لائے
مجکو ایک بہت بڑی ضرورت ہے محلدار نے جاکر دربان سے کہا چند سوار ہر وقت در باغ پر
مسلح حاضر رہتے ہین اُنمین سے ایک طرف ایوان شاہی کے چلا ایک طرف باغ سوباق برق
ہزار پیچ کے جو کہ طرف ایوان شاہی کے گیا تھا اُسنے جاکر درِ دولت پر بذریعہ محلدار کے کہلا بھیجا
کہ ملکہ یاران سے جا جرار سے عرض کردو کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے آپ کو طلب فرمایا ہے محلدار نے
جاکر ملکہ سے عرض کیا ملکہ اُسوقت دربار برخاست کرکے آئی تھی طعام نوش کررہی تھی جیسے یہ پیام
سُنا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور لباس دیگر پہن کر طاؤس سحر پر سوار ہوکر طرف باغ کے چلی محلدار نے
سے کہا کہ سوار سے کہدو کہ وہ جاکر خبر کرے مین آتی ہون بس وہ سوار طرف باغ کے چلا اور
ادہر محلدار سے کہا کہ عرض کردو ملکہ تشریف لاتی ہین اُدہر دوسرے سوار نے جاکر سوباق کے
باغ کے دروازے پر اپنے آنے کی خبر کرائی محلدار نے آکر دریافت کیا کہ کیون آئے ہو اُسنے کہا کہ
ملکہ عالم نے ملکہ صاحبہ کو یاد فرمایا ہے فرمایا ہے کہ اسی وقت میرے پاس ہو جاؤ مجکو تم سے کچھ
اشد ضرورت ہے یہ جو محلدار نے جاکر کہا سوباق تڑپ گئی اُسوقت یا تو بیٹھی ہوئی اپنی ہمجنسون
سے چوسر کھیل رہی تھی یا گھبرا کر اُٹھی اور فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر طرف باغ ایوان کے چلی
سوار یہ کہکر اور اجازت لیکر چلا آیا یہان قبل آنے سوباق کے یاران آکر پہونچی طاؤس
اپنا صحن باغ مین اُتارا جو ملازم اُس باغ کے تھے سب نے سلام کیا یہ سب کا سلام لیتی ہوئی
بارہ دری مین آئی جب قریب اُس کمرے کے پہونچی کہ جہان ایوان قیام پذیر تھی دیکھا کہ وہی
نامہ بر بیٹھا ہوا ہے جو کہ اُس دن نامہ لیکر دربار مین آیا تھا اور مجکو نامہ نہ دیا تھا اُس کو
فوراً خیال گذرا کہ پھر سمندر نے طلب کیا ہے اُسی مین راے لینے کو ملکہ نے مجکو یاد کیا ہے یہ قریب
آئی اُسنے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اندر چلی آؤ یاران چلمن اُٹھا کر اندر کمرے
کے گئی ابھی یہ پوری نہ بیٹھی تھی کہ سوباق بھی آکر پہونچی اُس نے بھی اپنا طاؤس صحن باغ
مین اُتارا اور سب ملازمون کا سلام لے کر یہ بھی بارہ دری مین آئی یہان آکر دیکھا کہ ایک
ساحر کرسی پر بیٹھا ہے جیسے جرار نے سوباق کو دیکھا کرسی پر سے اُٹھ کر سلام کیا سوباق نے
اُسکا سلام لے کر چلمن اُٹھا کر بدون اجازت اندر چلی گئی وہان جاکر دیکھا کہ ملکہ یاران بیٹھی ہین
یہ دونون کو سلام کرکے کھڑی ہوئی کہ ایوان نے مسکرا کر کہا کہ بیٹھ جاؤ کھڑی کیون ہو یہ
سلام کرکے بیٹھ گئی جرار نے سوباق کو ایک برق جہندہ پایا اپنے دل مین کہا کہ اس سن و سال مین

تو اسکا یہ حال ہے ابھی کیا سن ہے جب جوان ہوگی تو آفت کی پرکالہ ہوگی اور حسین بھی خوب پایا ہے ایسی
حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی غرض یہ تو اپنے دل میں سوماق کی شوخی و چالاکی و حسن کی تعریف
کر رہا ہے وہاں سوماق نے بیٹھتے ہی عرض کیا کہ یہ ساحر کون ہے اور آپ نے مجھکو اسوقت خلاف
وقت کیوں یاد فرمایا الیوان نے جواب دیا کہ آپ تو بڑی تیز آئیں کیا آپکو اسوقت کا میرا طلب
کرنا ناگوار ہوا کیا کچھ اسوقت کے آنے میں نقصان ہوا اگر کچھ نقصان ہوا ہو تو معاف فرمایئے
میں بیان کرتی ہوں میں یہ نہ جانتی تھی کہ آپ کا نقصان ہوگا ورنہ میں نہ طلب کرتی مجھسے خطا
ہوئی سوماق نے سر جھکا کر کہا کہ جی نہیں میرا کیا نقصان ہوگا صرف بے وقت یاد فرمانے سے
طبیعت پریشان ہوگئی تھی الیوان نے گلے سے لگایا پیار کیا اور کہا کہ پریشان نہو کوئی پریشانی
کا امر نہیں ہے یہ جو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سمندر شاہ کا نامہ لیکر آیا ہے اور سمندر شاہ نے مجھکو
طلب کیا ہے بہت عجز کیا ہے یہ نامہ موجود ہے بس الیوان نے سوماق کو نامہ دیا سوماق نے
نامہ پڑھا اور نامہ پڑھکر باران کو دیا باران نے بھی پڑھا جب باران پڑھ چکی سوماق نے
الیوان سے پوچھا کہ آپنے کیا جواب دیا الیوان نے کہا جواب اسکا کیا ہے میں جاتی ہوں میرے
اور سمندر سے ایک مدت کی ملاقات ہے اور دوستی ہے بس مجھکو اس ملاقات کا خیال ہے دوسرے
اگر ملاقات بھی نہ ہوتی اور وہ مجھکو اس طور سے طلب کرتا تو میں ضرور جاتی میرے جانے
میں کوئی نقصان نہیں ہے تم لوگوں کو اپنے فعل کا اختیار ہے میں جاتی ہوں تم بلو جانے نہ لو سمندر
سے اگر وہ تم کو طلب کرتا تم کو اختیار رکھتا ہیں اسی سبب سے تخت حکومت کو ترک کیا گوشہ
نشین ہوئی اور سب امور کا تم کو اختیار ہے میں تم پر جبر نہیں کرتی ہوں مگر میں جاؤنگی میں نے
تم کو اس لیے طلب کیا ہے تاکہ تم کو آگاہ کردوں اسلیے کہ تم لوگ پریشان نہو باران نے کہا کہ
یہ ہم کب عرض کرتے ہیں کہ آپ تشریف نہ لیجایئے مگر اسکا کیا ہوگا کہ یہ جو آپنے چلہ کھینچا
ہے الیوان نے کہا کہ وہاں سے آکر پھر چلہ کشی کرونگی تم لوگ پریشان نہ ہونا میں بہت جلد
آؤنگی سوماق و باران خاموش ہو رہیں خیال کیا کہ اب بلکہ ضرور تشریف لیجاینگی اتنا
تو سوماق نے کہا کہ بہت جلد تشریف لایئے گا اگر عرصہ ہوگا تو میں خود آپکے پاس
حاضر ہونگی الیوان نے کہا کہ ہاں اگر بیس دن سے زیادہ عرصہ ہو تو تم خود چلی آنا سوماق نے کہا بہت
خوب باران نے الیوان سے کہا کہ ایک میری بھی عرض ہے وہ یہ ہے کہ اگر سمندر شاہ مجھکو بھی
ملک طلب کرے اور آپسے راے لے کہ میں انکو طلب کروں تو آپ راے نہ دیجیے گا بلکہ
منع کر دیجیے گا کہ وہ مجھکو نہ طلب کرے میں ہرگز اسکی ملک کو نہ جاؤنگی مجھکو اپنے امورات ملکی سے
فرصت کب ہے جو میں کسی کی ملک کے لیے جاؤں دوسرے میرے اور سمندر سے کوئی ملاقات وغیرہ
نہیں ہے نہ دوستی ہے وہ اپنے ملک کے بادشاہ ہیں میں اپنے ملک کی بادشاہ ہوں انکو اور
بہت سے بادشاہ باج دیتے ہیں مجھکو بھی دو ایک خراج دیتے ہیں انسے کوئی پایہ کم رکھا
نہیں رکھتی ہوں ہاں انھوں نے کبھی میری کمک کی ہوتی تو میں بھی انکی کمک کرتی اگر آپ راے دینگی
اور وہ طلب کرینگے تو انکا بھی قول اور آپکا بھی قول رایگاں ہوگا میں اس امر میں آپ کی مروت
نہ کرونگی الیوان نے کہا کہ اری باران میں کیوں راے دینے لگی اگر وہ صلاح لینگے تو میں
منع کردونگی میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے یہ تقریر باران کی خبردار کو بہت

ناگوار گذری اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکو بڑا غرور ہے اس سبب سے ضرور مقابلہ ہوگا جسوقت اسکو خبر ہوئی کہ پیری
بہن کو سمندر رینٹم اسیر یا قتل کیا چاہتا ہے فوراً لشکر لیکر پہونچی گی ہے ابھی سے زورون پہ ہی سمندر کو خیال مین
بھی نہین لاتی ہے دیکھو تو کیسی تقریر کر رہی ہے ادھر الیوان نے کہا کہ تم ہم نہ ہون سمندر کو منع کردونگی
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ تقریر یاران نے موافق منع کرنے الیوان کے کہ اگر سمندر برائے کماسے
طلب کرے تو انکار کرنا ملک کو نہ جانا مرت جیرار کے سنانے کو کی تھی ورنہ اسکا موقع نہ تھا بس
الیوان نے سوماق و یاران سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اب مین بھی جاتی ہون جو چاہا خداوند نے تو بہت
جلد آتی ہون بس الیوان نے پہلے سوماق کو گلے سے لگایا اور پیار کیا گو سوماق کا دل نہ چاہتا
تھا کہ مین ملکہ کو تنہا جانے دون مگر ناچار تھی نہ یاران کا دل گوارا کرتا تھا وہ بھی ملکہ سے مجبور تھی
جب یہ الیوان سوماق کو گلے سے لگا چکی اور پیار کر چکی اسکے بعد یاران کو گلے سے لگایا اسکے
بعد وہ سمت باندھے ہوئے گھر سے باہر آئی دوسرا لباس بھی نہ پہنا طاؤس سحر طیار کیا اس پر
سوار ہوئی جیرار سے کہا کہ آؤ چلین بس جیرار نے بھی طاؤس سحر بنایا یہ بھی اس پر سوار ہوا جب یہ
سوار ہو چکا ملکہ اپنا طاؤس اڑا کر چلی اسکے عقب مین جیرار چلا ملکہ سب ملازمین سے کہہ گئی
کوئی اس باغ سے نہ جانے مین بہت جلد واپس آتی ہون چلتے وقت ملکہ نے سوماق سے
کہا کہ ای فرزند تم اپنا موتی ذرا ہم کو دے دو اس لیے کہ جس وقت ہمارا تم کو دیکھنے کو جی چاہیگا
اس موتی مین دیکھ لونگی سب حال تمھارا معلوم ہو جائیگا سوماق نے عرض کیا کہ مین کیا کرونگی
جسوقت میرا جی چاہیگا تو مین کیونکر آپکے حال سے واقف ہونگی ملکہ نے کہا کہ جو مجھ پہ
موتی مجھکو دے دو سوماق نے ناچار ہو کر موتی ملکہ کو دیا ملکہ نے موتی لیکر اپنے گلے مین
ڈال لیا جب ملکہ چلی گئی سوماق اپنے طاؤس پر سوار ہو کر اپنے باغ کو گئی اور یاران اپنے
طاؤس پر سوار ہو کر اپنے محل کو گئی سوماق سے سوماق کی مصاحبون نے پوچھا کہ ملکہ نے
آپکو کیون طلب کیا تھا سوماق نے سب حال بیان کیا سب سنکے خاموش ہو رہین اسی
طور سے یاران سے اسکی مصاحبون نے دریافت کیا اسنے بھی وہی حال سب بیان کیا سب
خاموش ہو رہین صبح کو یاران نے دربار کیا سب اہل دربار جب آچکے اسنے الیوان کا جانا
سمندر کے پاس بہ جست الطلب سمندر کے بیان کیا وہ لوگ بھی خاموش ہو رہے اب یہان
سوماق و یاران کو ملکہ کے انتظار مین رکھا جاتا ہے کہ سمندر کے پاس سے ہو کر تشریف
لاتی ہین سوماق کے پاس موتی بھی نہین ہے کہ جو وہ حال دریافت کرلی اسکا حال آئندہ
تحریر ہوگا اول حال ملکہ الیوان شہزادی تحریر ہوتا ہے کہ یہ طاؤس سحر اڑائے ہوئے جاتی
تھی اسکے عقب مین جیرار اپنے طاؤس کو اڑائے ہوئے آتا تھا تھوڑی دور پہ اپنے شہر
سے آئی تھی کہ اسکو ایک کوہ پر پہاڑ ملا یہ اس کوہ پر اتری پہاڑ کی سیر کرنے لگی اسکے خیال
مین آیا کہ ای الیوان تو ذرا اس موتی مین تو دیکھ کہ سمندر نے مجھکو کس لیے طلب کیا ہے اسکو کیا
ضرورت ہے بس یہ خیال کرکے موتی مین جو دیکھا اس سے ظاہر ہوا کہ ای ملکہ تمھارا سمندر
کے پاس جانا اچھا نہین ہے سمندر شاہ تمھارے ساتھ بہ بدی پیش آئیگا وہ مروت و
دوستی کا کچھ خیال نہ کریگا مگر انجام بخیر ہے تم اسکے شر سے محفوظ رہوگی اگر نہ جاؤگی تو اچھا
ہے گو سمندر تمھارے نہ جانے سے اوپر کو لشکر کشی کریگا مگر اسکا بھی انجام اچھا ہے یہ جو حال

ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ گو موتی سے ظاہر ہوا ہے کہ میرے ساتھ سمندر بدی کریگا مین بچاؤن مگر نہ جانتے
مین یہ امر ہے کہ وہ یہان لشکر کشی کرکے آئے گا اُسکے لشکر کشی کرکے آنے مین یہان خرابی ہی ہزارون
کی جان جائیگی اور میرے جانے مین ایک میری جان جاتی ہے پھر یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ انجام اچھا
ہے جانا بھی اچھا ہے دوسرے یہ سب کہین گے کہ ملکہ کیا سمجھکر گئین تھین اور پھر آئین
سمجھکر واپس آئین جانا ہی بہتر ہے یہ خیال کرکے ایوان نے گو موتی پہلے اسی خیال سے لیا تھا
کہ مین سوماق کا حال دریافت کرتی رہونگی مگر جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے خیال کیا کہ اس
موتی کا اس مقام پر لے جانا اچھا نہین ہے نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اسکو کسی مقام پر محفوظ
رکھنا چاہیے جب وہان سے واپس آؤنگی تو لے لونگی خوب ہوا جو مین موتی لیتی آئی اگر
سوماق کے پاس ہوتا اور وہ کسی وقت میرا حال دریافت کرتی اور اُس پر ظاہر ہوتا کہ سمندر
ساتھ بدی سے پیش آئے گا تو وہ فوراً دربار سمندر مین جاتی اور آفت برپا کرتی اُسنے دوسرے
خوب دل نے ایک بات بتائی یہ دل مین خیال کرکے ایوان ایک درخت کے پاس
آئی اس درخت پر سحر کیا کہ اُسکا تنہ پھٹ گیا اُسنے وہ موتی ایک ڈبیہ مین کرکے اُس
شگاف درخت مین رکھدیا اور سحر کیا کہ وہ برابر ہوگیا بس یہ وہان سے اُس مقام پر آئی
کہ جہان اُسکا طاؤس کھڑا تھا اُدھر جرار ایک طرف سیر کو چلا گیا تھا اس امر سے کہ شاید
تھا کہ ملکہ بھاگ نہ جائین کی کوئی مین بے خبر نہین لیے چلتا ہون وہ اپنی خوشی سے چلتی ہین
اس سبب سے یہ دوسری طرف سیر کو چلا گیا اسکو ملکہ کے موتی پوشیدہ کرنے کی خبر نہ تھی
ملکہ نے طاؤس کے پاس آکر آواز دی کہ آؤ جرار چلین اُدھر سے جرار بھی واپس چلا آتا تھا
کہ بہت عرصہ ہوا سیر کرتے ہوئے اب ملکہ کو بلاکر چلین کہ ملکہ کی آواز آئی یہ دوڑ کر آیا
دونون سوار ہوکر طرف سمندر کے چلے قطع راہ کرکے داخل شہر ہوئے اتفاق سے
اُس وقت پہونچے کہ وقت دربار کا تھا دربار آراستہ تھا سب اہل دربار حاضر دربار تھے
سمندر شاہ جرار ہی کا ذکر کر رہا تھا کہ ابھی تک جواب نامہ لیکر نہین آیا آج کئی دن
ہوئے ہین یہ تو یقین ہے کہ ایوان آئے گی نہین اُس سے فساد ضرور ہوگا کلاب نے
عرض کیا کہ حضور ایوان ضرور آئیگی آپ کے غلام نے ایسا نامہ نہین تحریر کرایا ہے کہ
جسکے پڑھنے سے وہ نہ آئے بلکہ نہ آنے والی ہوگی تو ضرور اس نامہ کو پڑھکر آئے گی
سمندر نے کہا کہ معلوم ہو جائے گا یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہے اُدھر ایوان و جرار قریب
دربار اُترے ایوان نے جرار سے کہا کہ اے جرار مین تجھ سے کہتی ہون کہ سمندر میرے
ساتھ بدی سے پیش آئے گا مجکو سب حال معلوم ہے مگر مین صرف سمندر کی دوستی
کے امتحان کے لیے آئی ہون اور اپنی دوستی کا حق ادا کرنے ورنہ جب کہ مجھکو معلوم ہے
کہ سمندر میرے ساتھ بدی کریگا پھر مین آتی مگر اپنا یہ طریقہ نہین ہے کہ جب تک کوئی
امر ظاہر نہ ہوا اُس پر عمل کرین جب اُسکی بدی ظاہر ہوگی اُس وقت دیکھا جائے گا
سب یہ کہین گے کہ ایوان نے حق ملاقات ادا کیا یہ کہکر جرار سے داخل دربار ہوئی
اُدھر عرض بیگی نے بڑھکر سمندر شاہ سے عرض کیا کہ حضور ملکہ ایوان مع جرار
جادو کے تشریف لاتی ہین کلاب جادو وزیر [illegible] مسکرایا اشتیاق

کو یہ امر بہت ناگوار ہوا مگر کیا کرتا عشاق سے گلاب جادو نے کہا کہ اُستاد بادشاہ فرماتے تھے کہ ایوان
نہ آئیگی کہنا آپ نے کہ ایوان آتی ہے ادھر سمندر نے شملاق کو اشارہ کیا کہا کہ جو مین نے اُس دن
کہا تھا اُسکا خیال ہے شملاق نے عرض کیا کہ غلام کو خیال ہے غلام بندوبست کرلے گا آنے دیجیے
یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہے اُدھر ایوان جلوخانہ طے کرکے صحن دربار مین آئی ادھر سمندر نے کہا کہ
ایک کرسی چوکی لاکر روبرو تخت کے بچھا دیجائے تا کہ ایوان اُس پر بیٹھے گلاب نے عرض کیا
کہ خداوند آپ ابھی سے یہ ذلت کے سامان اُسکے لیے نہ فرمایئے پہلے اُس سے دریافت تو کر لیجیے
سمندر نے کہا کہ ای سپہ سالار تم کو اس امر مین کیا دخل ہے بس گلاب جادو خاموش ہو رہا اُدھر
چوبدار نے لاکر کرسی چوبی بچھا دی کہ ایوان آکر پہونچی جرار نے تو جا کر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور
اپنے مقام پر آکر بیٹھ گیا ایوان نے قریب تخت پہونچکر سمندر سے صاحب سلامت کی سمندر
نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا سمندر نے اس امر پر خیال کرکے کہ ایوان نے مجھکو مجرا گاہ پر سے
کیون نہ مجرا کیا میرے تخت کے برابر آکر کیون صاحب سلامت کی اصل وجہ تو یہ تھی کہ اسکے
دل مین ایوان کی طرف سے عداوت تھی اُسکی ذرا سی بھی بات بڑی معلوم ہوتی ہے اور ایوان
نے موافق طریقہ سابق کے برتاؤ کیا کہ جب وہ قریب تخت آتی تھی اور سمندر سے آنکھ چار ہوتی
تھی جب سلام وغیرہ کی نوبت آتی تھی بلکہ سمندر ہمارے تعظیم نیم قد تخت پر سے اُٹھتا بھی تھا
بعض وقت تا لب فرش استقبال کرتا تھا آج سب امر اُسنے ترک کیے وجہ یہ تھی اسکو تو
دوسرا خیال تھا ایوان یہ حالت دیکھکر سمجھ گئی کہ جیسی خبر موتی نے دی ہے وہی امر ہے خیر میرا
نقصان کیا ہے اُدھر سمندر نے خیال کیا کہ اسقدر بادشاہ جو کہ تازہ وارد دربار مین ہین وہ سب
یہ خیال کرتے ہونگے کہ سمندر کی ایوان نے کچھ اصل نہ خیال کی برابر سے صاحب سلامت
کی کتنی بڑی سبکی کی بات ہے ایسے اپنے خیالات سمندر کے دل مین آئے بس اور زیادہ ایوان
کی طرف سے سمندر کے دل مین عداوت ہوگئی ادھر ایوان نے تمام دربار کو دیکھا دیکھا کہ کوئی
کرسی خالی نہین ہے نہ کوئی دنگل نہ کوئی مقام میرے لیے مقرر ہوا ہے ہمیشہ اسکے لیے مقام
برابر تخت کے مقرر ہوتا تھا آج نہ تھا اسکو یہ امر بھی ناگوار ہوا اور اسنے اپنے دل مین
خیال کیا کہ سمندر نے مجھکو دھوکے سے بلا کر ذلیل کیا اتنے بڑے دربار مین جہان کہ اسوقت
ہزارون سردار اور بہت سے بادشاہ جلیل القدر بیٹھے ہوئے ہین باوجود یکہ بادشاہ ہین اور
صاحب ملک و مال ہین مگر تیری برابری نہین کر سکتے ہین اُنکے روبرو مجھکو ذلیل کیا اول تو
تعظیم نہ کی دوسرے سلام نہ لیا منہ پھیر لیا تیسرے کتنی قسم کر سے تو کڑی ہے کوئی مقام میرے
لیے نہ مقرر کیا بڑی ذلت دی خیر تو اپنی نیکی سے باز نہ آ لاکھ کوئی میرے ساتھ برائی کرے
تو نیکی کیے جا یہ قول کسی بزرگ کا ہے یہ خیال کرکے جو چوبی کرسی روبرو تخت سمندر بچھی ہوئی
تھی اُسپر جا کر بیٹھ گئی مگر چین بر جبین اسنے خیال کیا کہ اہل دربار نے بھی تیری تعظیم نہ کی نہ کوئی
پیرا ستقبال کیا آج یہ رنگ کیا ہے وہان سمندر نے منع کر دیا تھا کہ کوئی ایوان کی
تعظیم نہ کرے نہ اسکو سلام کرے پھر اسنے خیال کیا کہ کسی نے آج مجھکو سلام بھی نہ کیا خیر
ان لوگون کے سلام نہ کرنے اور تعظیم نہ کرنے سے تیری عزت نہ جاتی رہیگی یہی لوگ بد
تمیز اور نالایق کہلائینگے میرا کیا جائیگا میری جو عزت ہے وہی رہیگی ای ایوان تو

اتنے عرصہ تک کھڑی رہی کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ بیٹھیے میں خود یہ کرسی کھینچکر بیٹھ گئی آج یہاں آکر بہت
ذلیل ہوئی ایسی کبھی نہ ذلیل ہوئی تھی اتنی عمر بھر میں جیسی اسوقت ہوئی ہوں الیوان تو یہ خیال کر
رہی تھی ادھر عشاق و گلاب اپنے اپنے دل میں یہ کہ رہے تھے کہ سمندر نے بڑی حرکت کی
ابھی الیوان کے ساتھ ایسی باتیں نہ کرنا تھیں شملاق وغیرہ خوش تھے کہ بادشاہ نے خوب کیا
جو الیوان کو ذلیل کیا اور جو بادشاہ تازہ وارد تھے اور سردار وہ بھی افسوس کر رہے تھے کہ اتنی
بڑی ساحرہ کو سمندر نے اپنے گھر پر طلب کر کے یوں ذلیل کیا یہ وہ ہے کہ اسکی ہم سب عزت
کرتے ہیں یا یہ آج یوں ذلیل ہوئی سمندر بہت خراب آدمی ہے اگر ہم ایسا جانتے تو کبھی نہ آتے
اہل دربار میں تو یہ ہر ایک خیال کر رہا ہے الیوان خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کہ ایک مرتبہ
الیوان کی طرف سمندر متوجہ ہوا اور اہل دربار کی طرف دیکھکر کہا کہ تم لوگ کس قدر بدتمیز اور
نالائق ہوگئے ہو کہ ملکہ الیوان آکر روبرو میرے تخت کے چوبی کرسی پر بیٹھ گئیں تم لوگوں نے کچھ
خیال نہ کیا میں تو آج کل بسبب افکارات کے ایسا بدحواس ہو رہا ہوں کہ مجھکو کسی امر کی خبر
نہیں ہے یہ تقریر جو سمندر نے کی طرف اہل دربار کے آگاہ کرنے کو کہ جو نہ واقف ہوں وہ آگاہ
ہو جائیں یہ کہکر سمندر نے کہا کہ لاؤ کرسی ملکہ کے لیے الیوان نے خیال کیا کہ اب دوسری کرسی
پر بیٹھنا بالکل خلاف ہے سمندر کو جو کچھ ذلیل کرنا تھا کرلیا اب کوئی ضرورت نہیں ہے یہ خیال کر کے
کہا کہ اے بادشاہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے میں خوب بیٹھی ہوں کیا نقصان ہوا جو میں روبرو
تخت کے بیٹھ گئی کوئی میری عزت نہیں کم ہو گئی سمندر نے کہا کہ یہ امر بالکل خلاف ہے آپ اگر
میرے برابر تخت پر بیٹھیے الیوان نے کہا کہ میری یہ کیا قسمت نہیں ہے کہ میں تخت پر بیٹھوں اب تو
میں جہاں بیٹھ گئی بیٹھ گئی اب یہاں سے نہ اٹھونگی اے بادشاہ چاند پر خاک ڈالنے سے خاک اسپر
نہیں پڑتی ہے بلکہ اپنے منہ پر الٹی آتی ہے وجہ یہ ہے کہ جو کوئی دوسرے کو ذلیل کرتا ہے وہ پہلے
ذلیل ہوتا ہے اور صاحبان عزت کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے میں ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہوں
گرم و سرد عالم چشیدہ ہوں میرے ساتھ کوئی کیا مکر و فریب کی تدبیر کریگا میں نے ہر رنگ کے
انسان فریبی اور مکار و غیر فریبی سب دیکھے ہیں بڑے بڑے لوگوں کی میں نے صحبت پائی ہے میں
ان ان مقامات اور ان ان بادشاہوں کے دربار میں شریک ہوئی ہوں کہ جہاں ہر ایک کا
ہوا دم نہ پڑتا اور ہر طور کا میں نے زمانہ دیکھا ہے اور سب طرح کے لوگ میری آنکھوں سے گزرے
ہیں چشم و ابرو سے آدمی کے دل کا حال پہچان لیتی ہوں میرا سن اسی حالت میں گذرا ہے
میں نے دھوپ میں بال نہیں سفید کیے ہیں بس خیر اس امر کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو ہونا تھا
وہ ہوا اب اصل مطلب اپنی زبان سے بیان فرمائیے کہ وہ کیا ضرورت ہے کہ جس کے لیے مجھکو
آپ نے طلب کیا ہے وہ کیا ایسی ضرورت ہے کہ میں چلمہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھکو آنا ضرور ہوا
مجھکو کچھ ہزار بار سابق کی محبت و ملاقات پر خیال کرکے آئی اگر مجھکو ایسی حالت میں بلوا
بھی طلب فرماتے تو میں نہ جاتی مگر کچھ تمھاری ملاقات کا ایسا خیال تھا دوسرے اپنے اقرار
کا کہ میں چلی آئی جیسے آئی ذلیل بھی ہوئی مجھکو اس کا کچھ غم نہیں ہے انسان کے ساتھ زمانہ
یکساں نہیں رہتا ہے گاہے چنیں ہے گاہے چناں ہے جو کہ قدرداں اور خود صاحب عزت ہیں
اور لائق ہیں انکی نگاہ میں میری قدر و منزلت اب بھی وہی ہے جو کہ تھی ناقدرداں اور نالائقوں کی

کچھ ذکر نہین ہی خداوندا اگر قہر بھی دین تو قدردان کی قہر کے برابر دین نا قدر کی قہر کے برابر نہ دین اور مجکو تو
اس حال کی خبر نہ تھی کہ میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائیگا مین صرف دو خیالون سے چلی آئی اول تو یہ
خیال کیا کہ زمانہ کیا کہے گا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ وہ راہ و رسم اور اب یہ وقت پڑا تو شرکت کی
بلکہ طلب بھی کیا تو انکار کیا سچ ہی کوئی کسی کا برے وقت مین نہین ہوتا ہی کسی پر انسان بھروسہ
نہ کرے نہ کوئی دوست ہی نہ ملاقاتی بس یہ خیال کرکے کہ تو زمانہ مین انگشت نما ہو گی دوسرے یہ
خیال ہوا کہ مین نے تم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ جب تم پر کوئی مصیبت سخت پڑیگی اور تم مجکو طلب
کروگے مین ضرور آؤنگی تمھارے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگی خیال کرو تو کہ ای سمندر شاہ تم نے مجکو
طلب بھی نہ کیا تھا نہ اس حال کی خبر دی تھی مگر مین یہ واقعات سنکے خود مع لشکر آئی اور تمھاری
شریک ہو کر اہل اسلام سے لڑی بس جب کہ میری یہ حالت ہی تو تم طلب کرو اور مین نہ آؤن
اب بہت جلد اپنی ضرورت کو بیان کرو یہ تقریر جو الوان نے کی سب اہل دربار نے کان کھڑے
کیے اور باہم اشارون مین کہا کہ سنا تم لوگون نے کہ الوان باتون مین کیا کہہ گئی خیال
کرو کہ جو کہ صاحبان لیاقت ہین وہ ایسی ہی تقریر کرتے ہین کہ دوسرے کو ناگوار بھی نہ ہو اور
اپنا مطلب بھی ظاہر ہو جائے اور جو برا و بھلا کہنا ہو وہ بھی کہہ لیا جائے اہل دربار مین تو
یہ تقریر ہو رہی ہی اشارون مین ادھر سملاق و اعراق نے یہ کچھ پہل سے کر لی ہی کہ کئی سو ساحر
پوشیدہ مقرر کیے ہین کہ وہ کمند پاس کھینچے ہوئے کھڑے ہین کہ ادھر بادشاہ خواہ وزرا کا
اشارہ ہو ادھر ہم الوان کو اسیر کرلین گویا الوان حراست مین ہی بس اسکی تقریر کا سمندر شاہ
نے یہ جواب دیا کہ ای الوان مین نے تم کو طلب بیشک کیا ہی اور تم نے جو تقریر اسوقت
کی اسکا جواب مین تم کو دونگا مگر ابھی نہین کیونکہ ابھی موقع نہین ہی ہان مین وہ ضرورت تم سے
بیان کرتا ہون کہ جس لیے تم کو طلب کیا ہی اور تمھاری محبت اور دوستی کا امتحان کرتا ہون اسی
وقت ظاہر ہوئی جاتی ہی اگر تم نے زمانہ دیکھا ہی اور ہر رنگ کی صحبت اٹھائی ہی اور ہر ایک
کے حالات سے واقف ہو اور چشم و ابرو سے حال دل شناخت کرلیتی ہو اسی طور سے مین نے
بھی زمانہ دیکھا ہی اور ہر طور کی صحبت پائی ہی ہر ایک کے حال سے مین بھی واقف ہون اور جو
کسی کے دل مین ہوتا ہی اس سے مین آگاہ ہو جاتا ہون جو امر کہ انسان کے قلب مین ہوتا ہی
وہ میرے ناخنون مین ہوتا ہی کوئی مجھ سے کیا بلکہ فریب کریگا مین خداوند کی صحبت اٹھائے
ہوئے ہون اگر تم سامری و جمشید کی صحبت اٹھائے ہو تو مین خداوند لقا کی صحبت مین
پلا ہون اور پرورش پایا ہون تم صرف شریک صحبت رہی ہو لیکن مین نے کمک سے پرورش
پائی ہی تم پھر عورت ہو اور مین مرد ہون جو عقل و فطرت مرد مین ہوتی ہی وہ عورت مین نہین
ہوتی ہی عورت ناقص العقل ہوتی ہی خیر اس تقریر سے تو کوئی مطلب نہین ہی اصل ضرورت تم سے
یہ ہی کہ تم کو مین نے اس غرض سے یاد کیا ہی کہ یہ سب بادشاہ اپنا اپنا لشکر لیکے میری کمک کو
آئے ہین اور اب لشکر کثیر بھی ہو گیا ہی بس میری تو یہ لیاقت نہین ہی کہ مین خود ساحرونکے
مقابلہ کو جاؤن گو ان مین ساحر بھی ہین مگر وہ کون ہین ان مین بہت سے ایسے ہین کہ میرے
ملازم تھے اب مجھ سے منحرف ہوگئے ہین بہت سے اور اقالیم کے ہین تاہم مجکو انکے مقابل مین
جاتے ہوئے عار ہی اور میری شان کے خلاف ہی بس تم ان سب کو لیکے اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ

لے کر جاؤ اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو میں اپنے اُستاد کو بھی تمھارے ہمراہ کردونگا اور اپنے سپہ سالار نگار جادو
کو بھی اور ایک خزانہ تمھارے ہمراہ ہوگا تم کو کسی امر کی تکلیف نہ ہوگی یہ سب بادشاہ اور میرے
ملازم مثل میرے تمھاری اطاعت کرینگے اور تمھارے ماتحت ہونگے تمھارے حکم سے سرتابی نہ کرینگے
تمھارے کہنے کو اور حکم کو مثل میرے حکم کے خیال کرینگے گو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم یہ خیال کروگی
کہ مجھکو ایسا کم رتبہ اور بے وقعت خیال کیا کہ غیر ساحروں کے مقابلہ کو اور اپنے ملازموں کے مقابلہ کو روانہ
کیا کہ جس کے مقابلہ میں جانا خود عار خیال کیا یہ امر ضرور خیال کرنے کے قابل ہے مگر میں کیا کروں کہ
میں کسی کو اس امر کے لائق نہیں پاتا ہوں رہے اُستاد اُنھوں نے ان سب امروں سے انحراف اور ترک
دنیا کی ہے پہلے میں نے اُنھیں سے کہا تھا اُنھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں تو گوشہ نشین ہوا تھا
مگر صرف تمھاری محبت میں میں اپنے مقام کو ترک کرکے آیا ہوں مگر یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں افسری
سپاہ کروں اور لشکر لے کر براے مقابلہ جاؤں اس امر سے مجھکو معذور رکھو میں نے بھی خیال کیا کہ
سچ فرماتے ہیں یہ فرمایا کہ ہاں کسی کو لشکر لے کر روانہ کرو میں اُسکے ہمراہ چلا جاؤنگا بس میں نے خیال
کیا کہ تم سے بڑھکر کوئی نہیں ہے گو جس طور سے میری کم عزتی اور ذلت ہوئی اسی طور سے تمھاری
بھی ہے مگر مجھ میں اور تم میں کچھ فرق ہے وہ یہ ہے کہ تم اس شہر کی رہنے والے نہیں ہو نہ اس ملک
کے بادشاہ ہو میں یہاں کا بادشاہ ہوں بس میری زیادہ ذلت ہے یہ نہ خیال کرنا کہ مجھکو اپنے سے
اور اپنے عزیزوں سے کم تصور کیا جو مجھکو غیر ساحروں سے اور اپنے ملازموں کے مقابلہ کو روانہ
کیا میں تمھارا جانا ہمراہ لشکر کے مثل اپنے جانے کے خیال کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ گویا میں
ہی ہمراہ لشکر ہوں یہ کہکر سمندر خاموش ہو رہا الوان نے اس تقریر کا سمندر کی کچھ جواب
نہ دیا خاموش سنا کی جب کچھ جواب نہ ملا تو پھر سمندر نے اُس تقریر کو روبرو الوان کے بیان
کیا اور کہا کہ تم نے کچھ جواب نہ دیا اُس وقت الوان نے سر اُٹھا کر سمندر سے کہا کہ یہ جو کچھ
تم نے کہا میں نے سب سُنا اور میں اسکا کیا جواب دوں اصل امر یہ ہے کہ جس طور سے اُستاد
عشاق حجرہ نشین نے ترک دنیا کی اور گوشہ نشینی اختیار کی اسی طور سے میں نے بھی کی مجھکو
لشکر لے کر جانے میں کچھ عذر نہ تھا مگر میں جب کہ ترک دنیا کر چکی اور گوشہ نشین ہو چکی تو پھر
مجھکو امور دنیا سے کیا غرض دوسرے اگر میں ترک دنیا نہ کرتی تو بھی میں لشکر لے کر بدون تمھارا
ہمراہی کے براے مقابلہ نہ جاتی کیونکہ یہ مقدمہ جنگ و پیکار کا تھا اسکو تم جانتے ہو کہ یہ
کچھ عرصہ ہوتا ہے نہ بگڑ جاتے ہوئے ایک پل میں بگڑ جاتا ہے اور اسی طور سے بن جاتا ہے اگر بگڑ
جاتا تو سب مجھکو الزام دیتے کہ جانا الوان نے لشکر کو شکست دلوائی وہ کیا جانے لشکر
سے مقابلہ کرنا عورت تھی نہ اور بن جاتا تو کوئی تعریف بھی نہ کرتا یہ کہتا کہ غیر ساحروں سے
مقابلہ تھا اُن سے جنگ کا سر کرنا کتنی بڑی بات تھی ایک ادنی ساحر جا کر فتح حاصل کر لیتا
اور یہ جو تم نے کہا کہ کسی امر کا خیال نہ کرنا اسکا جواب یہ ہے کہ اس امر میں کوئی ذلت نہیں ہے
نہ مجھکو اس امر کا خیال جب ہوتا نہ اب ہے کہ بادشاہ نے بخیال ذلت کہ کون غیر ساحروں سے
مقابلہ کرے مجھکو حقیر جان کر خود نہ گئے مجھکو روانہ کیا یہ امر کوئی بے عزتی اور ذلت کا نہیں
ہے نہ مجھکو اسکا خیال ہے بس میں اس امر سے باز رہی جاؤں میں ہمراہ لشکر کے خواہ افسر بنکر خواہ
نہ افسر بنکر براے مقابلہ نہیں جا سکتی ہوں کسی اور کو تجویز فرمائیے سمندر نے اس تقریر کا

جواب یہ دیا کہ اے الیوان تم نے پھر وہی تقریر نامناسب کی کہ جس کا کوئی نہ سر ہے نہ پاؤں میرے
اُستاد کہ جنکو ایک مدت ہوئی تھی ترک دنیا کیے ہوئے اُنھوں نے تو اس امر کو میری خوشی اور
الفت سے منظور کر لیا اور ہمراہی لشکر پر اقرار کر لیا صرف سرداری لشکر کی نہیں قبول کی اور
تم کہ جس کو ابھی ترک دنیا کیے ہوئے کچھ عرصہ نہیں ہوا ہے انکار کرتی ہو اور پھر محبت و دوستی کا
دم بھرتی ہو اسوقت کی تقریر تمھاری بالکل اُس تقریر کے خلاف ہے جو کہ ابھی تم نے قبل اسکے
کی ہے اپنے پہلے ہی قول پر قائم رہو اور جو میں کہتا ہوں اُس پر عمل کرو لشکر کی سرداری قبول
کر کے براے مقابلہ اہل اسلام جاؤ یہ عذر تمھارا لائق قبول کرنے کے نہیں ہے میں قبول کرونگا
تم کو جانا ہوگا ہمراہ لشکر کے الیوان نے جواب دیا کہ اے سمندر میں یہ تو سچ کہتی ہوں کہ میں نے
صرف تمھاری الفت اور محبت و ملاقات سابق کے سبب سے یہ امر گوارا کیا ورنہ کبھی نہ
گوارا کرتی اب یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ میں لشکر لے کر جاؤں کیوں مجھکو پریشان کرتے ہو میں نے
اسی سبب سے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی تاکہ ان آلام سے محفوظ رہوں اور
کسی قسم کی اب مجھکو زحمت نہ ہو میں کیوں اپنے سر پر بندگان خداوند کا خون لوں جو چلہ
میں نے کھینچا ہے اُس میں اس امر کی ممانعت ہے کہ خون نہ دیکھے کسی کو اپنے روبرو قتل نہ کرائے کوئی
ظلم نہ کرے اول تو یہی ہے کہ مجھ سے خلاف طریقہ ہوا کہ ایام چلہ کشی میں اُس مقام سے چلی آئی
دوسرے اب یہ طریقہ کے خلاف ہوگا بس مجھکو معاف کرو سمندر نے سب کا یہ جواب دیا
کہ میں کوئی عذر نہ سماعت کرونگا تم کو جانا ضرور ہوگا الیوان نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے میں
کوئی تمھاری تابعدار نہیں ہوں نہ تمھاری ماتحت ہوں جو تم مجھ پر زور ڈالتے ہو میں یہ
زور تمھارا نہ اُٹھاؤنگی یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ سمندر نے کہا کہ اپنے بھلے نہ قبول کروگی تم کو
میں ہمراہ لشکر روانہ کرونگا اس خیال میں نہ رہنا نہ میں ماتحت ہوں نہ باج گزار ہوں میرے
اوپر کوئی زبردستی نہیں کر سکتا ہے یہ خیال بھی نہ کرنا جسقدر راکسا اور قصبہ زیر حد نہ طاق
ہیں سب میرے ماتحت ہیں اور میں سب کا حاکم ہوں تو میری ماتحت ہو کر مجھ سے سرکشی
کرتی ہے یہ صرف میرے غفلت کا سبب ہے اور اس امر کا سبب ہے کہ میں نے خیال کیا کہ کیا
ان لوگوں سے مزاحمت کی جائے اگر یہ اطاعت نہیں کرتے ہیں اور یہ خراج نہیں دیتے
ہیں تو پھر ان سے ملاقات بہتر ہے وقت ضرورت کام آئینگے اگر کوئی غنیم آئیگا اور اُس
سے مقابلہ ہوگا تو یہ سب شراکت کرینگے تم لوگوں نے یہ خیال کیا کہ ویسا کیسے ہم نے
دبا لیا واہ کیا خوب ہم کوئی ٹھہرے ہی نہیں بس مروت ہو چکی اب میں مروت نہ کرونگا زیادہ مروت
میں بھی خرابی ہوتی ہے میں تم کو زبردستی ہمراہ لشکر روانہ کرونگا نہ جاؤگی تو عدول حکمی کی سزا دونگا
ہم کوئی نہ ٹھہرے الیوان نے اس تقریر کا سمندر کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمھارا خیال خام
ہے کہ وہ لوگ ہیں جو کہ آج تک کسی کے ماتحت نہیں رہے نہ کسی کو خراج دیا ہمیشہ خود سر اور
سرکش رہے یہ صرف تمھاری ملاقات کا سبب ہے جو اسقدر بھی باتیں میں نے اسوقت سنی
اور صرف اپنے عہد کا خیال ہے ورنہ دوسرا اگر ایسی تقریر کرتا تو اُسکو جواب سخت دیا جاتا اے سمندر
میں تجھ پر [illegible] پشیمان کرتا ہے کیوں مجھ تارک دنیا کو ستاتا ہے دیکھ پچھتائے گا سواے افسوس
[illegible] نہ آئے گا میں یہ کہہ چکی ہوں کہ میں نہ جاؤنگی اب اپنے قول سے نہ پھرونگی سمندر

نے کہا کہ اگر تو یہ کہہ چکی ہے کہ مین نہ جاؤنگی اور اپنے کہے کی پابندی کرے گی تو مین یہ سر دربار کہہ چکا ہون کہ تجکو
ہمراہ لشکر روانہ کرونگا جہان تک ممکن ہوگا روانہ کرونگا ورنہ اس تقصیر کی سزا دونگا اور اس جرم کی علت
مین تجکو قتل کرونگا اے الوان تو صاف صاف یہ کیون نہین کہتی ہے کہ مین خواجہ سے اقرار کر چکی ہون
کہ مین سمندر کی شریک ہوکر تم سے مقابلہ نہ کرونگی تو نے تو اہل اسلام کی شراکت اختیار کی ہے تو
نصف مسلمان ہوگئی ہے اب تو کیونکر اُنسے مقابلہ کریگی اور اُنکے مقابلہ مین لشکر لیکر جائیگی یہ بھی
تیری ایک فطرت ہے کہ تو نے سلطنت ترک کی مین کب تیرے اس فقرے مین آتا ہون مین تجکو
مطیع اسلام ہونے کی سزا دونگا اب تو یہان سے نہین جا سکتی ہے بدون اس کے یا تو ترک اسلام
کرکے میرے لشکر کے ہمراہ جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرنا ہوگا ورنہ مین تجکو قتل کرونگا الوان نے کہا
کہ سمندر کیون بدعت کرتا ہے دیکھ مین تجھ سے کہتی ہون تجکو نہ ستاتا دوست کو دشمن نہ کر جو کہ خراب
کرنے والے ہین اُنکے کہنے پر عمل نہ کر ورنہ خرابی ہوگی اے سمندر مین پہلے سمجھ گئی تھی جب تو نے کسی
طور سے آج میری عزت وآبرو نہ کی بلکہ ایسی حرکت کی کہ جس کے سبب سے مین ذلیل ہوئی اے سمندر
مین تجھ سے یہ کہے دیتی ہون کہ ان باتون سے تیری حکومت مین خرابی ہوگی صاحبان عزت تیرے
دربار مین آنے سے پرہیز کرینگے دیکھ سمندر ہوشیار ہو یہ جو خرابیان واقع ہوئی ہین تیری ان
حرکتون سے ہوئی ہین اے سمندر اپنے ہوش مین آ میرے اوپر ظلم و ستم نہ کر ورنہ پریشان ہوگا کیون
مجبور عورت ہون گوشہ نشین پر ستم کرتا ہے یہ جس قدر تیرے دربار مین ہین اُن مین سے کوئی ساتھ
نہ دیگا سب بوقت سختی نکل جائینگے جو کہ دوست ہین وہی رہجائینگے دشمن سب بھاگ جائینگے
آفاق شاہ اسی سبب سے نکل گیا تو نے معلوم ہوتا ہے اُسکے ساتھ بھی ایسی ہی حرکت کی ہوگی
لوگون نے مجھ سے بیان کیا تھا مگر مجکو یقین نہین آیا تھا اب یقین ہوگیا مین جو کچھ کہہ چکی ہون
کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی اب اس سے نہ پھرونگی اور یہ بھی کہے دیتی ہون کہ تجھ سے
بھی مقابلہ نہ کرونگی جو تیرا جی چاہے میرے اوپر ظلم کر ان دونون امرون سے ایک بھی امر نہ
گوارا کرونگی نہ تجھ سے فساد کرونگی نہ اہل اسلام سے سمندر نے کہا کہ مین تجکو ابھی قتل کرونگا
ورنہ تو ترک شراکت اسلام کر مین تجھ سے صاف صاف کہتا ہون الوان نے جواب دیا کہ
یہ تو کبھی نہ ہوگا بس سمندر نے برہم ہوکر کہا کہ کیون اپنی شامت بلاتی ہے چونکہ سمندر بلوائس
امر پر آمادہ تھا اور اسکو تو اسکو قتل کرنا منظور تھا فوراً حکم دیا کہ پکڑلو یہ حکم کا دینا تھا کہ قلاق
نے اشارہ کیا عقب سے چار سو کمندین الوان پر پڑین مگر اُسی طور سے اُٹھی رہی سب
نے اسیر کرلیا ایسی حرکت ناشائستہ نہ کی اپنے کو اسیر کرا دیا جب اسیر ہوگئی سب نے باندھ لیا
اُسوقت سمندر شاہ نے اشارہ کیا کہ آہن گر حاضر ہون فوراً آہن گر حاضر کیے گئے سمندر
نے حکم دیا کہ اسکو قید شدید مین گرفتار کرو آہن گر ہتکڑیان بیڑیان لائے الوان نے خود اپنے
اختیار سے قید مین لی بحکم سمندر شاہ چار سو ساحران نامی تلوارین برہنہ کیے سر الوان پر
کھڑے ہوگئے اور ایک ہزار ساحر اسباب سحر سے درست ہوکر بموجب حکم سمندر گرد
الوان کھڑے ہوئے جب یہ بندوبست ہوچکا اُسوقت سمندر نے الوان سے کہا
کہ اب تو اپنے کو کس حالت مین پاتی ہے اب بھی دیکھ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ پچھتائے گی
مفت جان جائیگی مگر مُحب خواجہ مین اُسوقت الوان نے اہل دربار کی طرف

دیکھ کر کہا تم سب لوگ گواہ رہنا کہ مین نے سمندر کی کوئی خطا نہین کی تھی نہ مین سمندر کی ماتحت تھی نہ
ہون صرف اپنی زبان کی پابندی کے سبب سے مین اپنے کو قتل کراتی ہون ورنہ سمندر کی نہ سمندر
کے اہل دربار کی یہ لیاقت تھی کہ میری ذات بہ نگاہ تند و تیز دیکھ سکتے مین ان مین سے کسی کی اصل نہین
جانتی ہون ایک جنبش لب مین یہ سب دیوانہ ہوجاتے ہین مگر مین کہہ چکی ہون اور عہد کر چکی ہون کہ
تجھ سے کسی حال مین مقابلہ نہ کرونگی جب کہ میرے اسکے باہم دوستی اور سلسلہ اتحاد جاری ہوا تھا
اسی زمانہ مین میرے اور سمندر کے اقرار ہوا تھا کہ اسوقت تو باہم استدر ملاقات اور الفت ہوتی
ہی مگر جب کوئی مقدمہ ملکی یا مالی ہوگا اسوقت ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا تو مین نے اقرار کیا تھا
کہ اگر تم میرے ملک و مال کو بھی ضبط کر لوگے اور مجھ پر ظلم کروگے تو مین بھی اپنے عہد سے نہ پھرونگی
تم سے مقابلہ نہ کرونگی اپنی جان کا جانا گوارا کرونگی مگر مین مقابلہ نہ کرونگی پس مین تو اسی قول پر ابھی
تک قائم ہون اور مرتے دم تک قائم رہونگی کیونکہ زبان تن مین ایک عضو ہی کہ جو کوئی اقرار
کرتا ہی زبان سے کرتا ہی اسی سے ہر امر کا اقرار ہوتا ہی لوگ مال و دولت ہار جاتے ہین بیٹا بیٹی کو
ہارتے ہین جسکی زبان ایک اسکے ماں باپ ایک جسکی زبان دو اسکے ماں باپ ہزارون پس
میری تو زبان ایک ہی مین کیونکر اپنے قول سے پھرون یا اگر میرے ماں باپ ہزارون ہوتے تو میری
زبان بھی دو ہوتین تم سب لوگ دیکھو سمندر اپنے قول سے پھر گیا مین نے اسوقت کا اقرار
اسوقت سمندر کو یاد دلایا اسکو اسکی پابندی ضرور ہی جس طور سے مین پابند رہی ورنہ عہد شکن
کہلائے گا اب مین صاف صاف کہتی ہون کہ مین نے جس طور سے سمندر سے اقرار کیا ہی اسی
طور سے خواجہ سے بھی اس امر کا اقرار کیا ہی کہ مین مطیع اسلام ہوئی اب مین سمندر کی شریک
ہوکر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی نہ آپ کی شریک ہوکر سمندر سے مقابلہ کرونگی پس خواجہ نے
مجکو میری زبان پر چھوڑ دیا اب یہ ممکن نہین ہی کہ مین اپنے قول سے پھر جاؤن انھون نے جو اقرار
کیا تھا کہ تم یہ کلمہ میری زبان سے یا اہل اسلام کی زبان سے نہ سننا کہ تم ہمارے شریک ہوکر سمندر
سے مقابلہ کرو بلکہ انھون نے مجکو اس امر سے منع بھی نہ کیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ بہ خوشی جانے دیا
پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین خلاف اپنے عہد کے کرون جب کہ انھون نے اپنے عہد کے
خلاف نہین کیا اب صاف صاف یہ امر ہی کہ چاہے جان جاے چاہے رہے مین ترک اسلام
بھی نہ کرونگی نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی اسی سبب سے تو مین نے ترک سلطنت کی ہی
اور گوشہ نشین ہوئی اس پر بھی مجکو مین نہ ملا کچھ پرواہ کی بات نہین ہی مین اپنی جان کو کوئی
چیز نہین خیال کرتی ہون اپنے قول کو اور اپنی زبان کو ہان مقدم جانتی ہون میرا نام نیک دنیا
مین رہجائے گا کہ ایک عورت تو اپنے قول پر قائم رہی اور اسنے اپنی جان دیدی مگر سمندر
اتنا بڑا بادشاہ اپنے قول سے پھر گیا سمندر عہد شکن و پیمان شکن مشہور ہوگا اور مین نیکنام
ہونگی اسوقت مین سمندر سے مقابلہ کرکے یا اہل اسلام سے اپنی بڑی نیکی کو برباد کرون
اور تمام عالم مین انگشت نما ہون تا قیام دنیا ساتھ بدی کے میرا ذکر ہر ایک کی زبان پر جاری
رہیگا پس دنیا مین دو ہی امر ہین ایک نیکی دوسرے بدی انسان کو لازم ہی کہ جہان تک
ممکن ہو نیکی کرے تاکہ نام ساتھ نیکی کے برقرار رہے بدی نہ کرے کہ ہر ایک نام اپنی زبان
پر جاری کرنے سے پرہیز کرے اگر جاری بھی کرے تو ساتھ کراہیت کے خیال کرنے کا مقام ہی

کہ نام نوشیروان و فریدون کس خوشی سے لوگ زبان پر لاتے ہین و نام ضحاک ماران کس بدی کے ساتھ ہر ایک اپنی زبان پر جاری کرتا ہے یہ دنیا چند روزہ ہے بس اس مین جہان تک ممکن ہو نیکی کرے اور اپنے ہر ایک قول پر قائم رہے ایک جان ہے جس کا جی چاہے لے مرنا ایک دن پر ضرور ہے مین مرنے سے نہین ڈرتی ہون میرا خدا مجھکو بچائے گا جس کا دین مین نے فی الحال اختیار کیا ہے وہ سب کا مالک و مختار ہے سوا اسکے اور کوئی خدا نہین ہے جو سب گذرے یا موجود ہین سب شیطان اور بچہ شیطان تھے اور ہین مین یہ مذہب باطل ترک کر چکی ہون اب کبھی نہ پھرونگی نہ اپنے قول سابق سے پھرونگی سمندر کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے رہا کرے مین نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی نہ اُس سے نہ اسوقت کچھ بولونگی سر جھکا دونگی زیر خنجر جلاد مگر سمندر یہ خیال رکھے کہ میرا خون ناحق بالا بالا نہ جائیگا کیونکہ مین بےگناہ قتل ہوتی ہون اور مجھ سا کوئی پابند عہد و اقرار نہ ہوگا کہ مین نہ سمندر کی ملازم ہون نہ ماتحت نہ باج گذار صرف ملاقات تھی اور بھائی کیا تھا اُس پر مین اپنے قول کو پورا کرتی ہون اور اپنی قتل کو گوارا کرتی ہون صرف اس امر پر کہ مین مطیع اسلام ہوئی ہون اور خواجہ سے قول کیا ہے کہ تم سے مقابلہ نہ کرونگی بس مجھکو وہی خدا کہ جسکا مین نے دامن پکڑا ہے اور جس پر مین نے تکیہ کیا ہے وہ اسکا عوض سمندر سے لیگا اور سمندر کی حکومت ضرور برباد ہوگی یہ دربدر پھرے گا اس کو جائے پناہ نہ ملے گی اس ظلم و ستم کا یہ انجام ہوگا جیسا یہ اسوقت مجھ بےگناہ و بیوہ گوشہ نشین کو ستا رہا ہے مین اس سے کچھ نہ کہونگی جو کہنا تھا وہ کہدیا یہ کہکر الوان خاموش ہو رہی الوان کی اس تقریر سے تمام اہل دربار کانپ گئے اور خیال کرنے لگے کہ در اصل سمندر اسوقت اس پر بیکار ستم کرتا ہے ضرور اسکے ادبار کا زمانہ آ گیا یہی حرکت اسنے آفاق شاہ کے ساتھ بھی کی تھی وہ بھی اسی طور سے عجز و انکسار کرتا تھا مگر اسنے نہ مانا اور اپنی کی اُسکی زندگی تھی وہ بچ گیا یہ بھی ضرور بچے گی اہل دربار یہ خیال کر رہے تھے کہ الوان نے کہا کہ ایک امر مین بھول گئی ہون اسکا ظاہر کرنا بھی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جو قید میرے اوپر سمندر نے قائم کی ہے یہ پہرہ اور یہ قید کوئی چیز نہین ہے مین ابھی چاہون تو سب کو جلا دون قید کو توڑ کر پھینکدون مگر کیا ضرورت ہے مین کسی امر مین لاچار نہین ہون صرف مین اپنے قول کی پابندی کرتی ہون یہ کہکر خاموش ہو رہی جو کہا تھا کہ خداوند کریم اور اُس خدا کی جسکا مین نے دین قبول کیا ہے اسوقت شان و قدرت دیکھتی ہون کہ اگر مر گئی تو داخل بہشت ہوئی اور یہ سب ظالم کہلائے الوان کی اس تقریر سے سمندر کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تیری قضا آئی ہے تو بدون سزا پائے ہوئے نہ مانے گی مین دیکھتا ہون کہ تو نے جس خدا کا دین اختیار کیا ہے وہ کیونکر تجھکو بچاتا ہے اگر اسوقت مین تجھکو چھوڑ دونگا تو سب اسی طور سے مجھکو دبالین گے ہر ایک سرکشی کریگا اب مین بھی تجھ سے نہ کہونگا یہ کہکر حکم دیا کہ چارسو بازار مین سولی تیار ہو پھر خیال کیا مجمع بہت ہوگا کہا نہین بیرون شہر اسی وقت سولی کھڑی کی جائے میدان خونی کی طیاری کی جائے ہم آج سے پہر کو اسکو ضرور قتل کرینگے اور ایک منادی تمام شہر مین اور اطراف شہر مین ندا کرے کہ جسکو تماشہ دیکھنا ہو کہ آج ایک مجرم سرکاری سولی دیا جائیگا صرف اس جرم پر کہ اُس نے عدول حکمی کی ہے وہ آکر تماشہ دیکھے اور عبرت کرے کہ جو کوئی عدول حکمی کرے گا اُسکا یہی حال ہوگا وہ اسی طور سے قتل کیا جائیگا منادی یہی ندا کرے جا کر تمام شہر و اطراف مین اور میرے لشکر مین جو کہ بمقابلہ اہل اسلام فرو کش ہے اور لشکر اسلام مین

ایک رقعہ اس مضمون کا خواجہ کو تحریر کیا جائے کہ تمہاری بہت بڑی مشفقہ اور محبہ جس کو تم نے مطیع اسلام
کیا تھا آج سہ پہر کو قتل ہوگی اسوقت جانین کہ تم اگر مثل آفاق کے اسکو بھی قتل ہوتے سے بچا لو اور ایوان
کو میرے قبضہ سے لے جاؤ یہ حکم دیکر کہا کہ ایوان کو میرے سامنے سے لے جا کر قید خانہ مین قید کر دین اس
وقت تک دربار برخاست نہ کرونگا نہ کچھ کھاؤنگا جسوقت تک کہ ایوان کو قتل نہ کر لونگا اور اسکا سر میرے
سامنے نہ آلے گا اسوقت تک مجھ پر کھانا اور پینا اور سونا حرام ہے اور جو کوئی اسوقت ایوان کی سفارش
کرے گا سمجھین چاہے میرا باپ ہو یا میری اولاد ہو مین اسکو بھی ایوان کے ساتھ بعذاب شدید قتل کرونگا
قسم ہے مجکو میرے خداوند کی کوئی مجھ سے اس امر مین نہ کہے ورنہ وہ بھی قتل ہوگا اور مین ہر ایک کو قسم خداوند
کی دیتا ہون کہ کوئی سفارش نہ کرے ورنہ وہ بھی میرے ہاتھ سے زحمت اٹھائے گا آیندہ اسکو اختیار
ہے مین کسی کا اسوقت پاس نہ کرونگا راوی نے کہا ہے کہ جب سمندر سر خداوند کی قسم کھا لیتا ہے تو پھر
کسی کی نہین سنتا ہے اسوقت سمندر کی یہ حالت تھی کہ چہرہ فرط غیض سے لال تھا منہ پر کف تھا
تلوار برہنہ سامنے رکھی تھی ایک مرتبہ سمندر نے پھر اس کلمہ کو اپنی زبان پر جاری کیا کہ جو کوئی
ایوان کی سفارش کرے گا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا جو لوگ قصد اس امر کا میرے اہل دربار
سے رکھتے ہون وہ اپنے دل سے دور کرین اب کوئی میرے روبرو ایوان کا نام بھی نہ لے ورنہ میرے
ہاتھ سے قتل ہوگا یہ جو سمندر نے کہا جو جو قصد رکھتے تھے وہ وہ کانپ گئے پھر کسی کی جرات
نہ ہوئی کہ کچھ کہے سب اپنے اپنے مقام پر خاموش بیٹھے رہے ادھر سمندر نے منشی سے کہا کہ
تو نے رقعہ بنام خواجہ تحریر کیا اسنے عرض کیا کہ جی ہان سمندر نے کہا کہ پڑھو اس مین کیا تو نے
تحریر کیا ہے منشی نے رقعہ پڑھا اس مین تحریر تھا کہ ای خواجہ ثالث آگاہ ہو کہ ایوان جسکو
تم نے مطیع اسلام کیا تھا اور وہ مجھ سے منحرف ہو گئی ہے مین نے اسکو قید کیا ہے آج سہ پہر کو
قتل کرونگا تم اگر بڑے بہادر اور کامل عیار ہو تو آکر رہا کر لے جاؤ مثل آفاق شاہ کے
مین تمکو خبر دیتا ہون اور آگاہ کرتا ہون ہوشیار آنا آفاق شاہ کو تم دھوکے سے لے گئے
ہو اب مین جانون کہ جو تم ایوان کو لے جاؤ مین تم کو اس سبب سے آگاہ کیے دیتا ہون کہ بعد
کو تم یا کوئی اور یہ نہ کہے کہ ہم کو خبر ہوتی تو ہم ضرور رہا کر لے جاتے سمندر نے ہمارے خوف سے
پوشیدہ طور سے قتل کیا بس آیندہ تم کو اختیار ہے اطلاعاً قلمی کیا گیا سمندر نے کہا کہ یہ تو نے
خوب لکھا ہے پس منشی نے لفافہ مین بند کر کے اس پر سمندر کی مہر لگائی سمندر کے روبرو پیش کیا
ایوان اسوقت تک دربار مین موجود تھی یہ واقعہ دیکھ کر خیال کرنے لگی کہ بڑی خرابی ہوئی
جب یہ رقعہ خواجہ کو پہونچے گا خواجہ ضرور میرے رہا کرنے کو تشریف لائین گے کہین ایسا
نہ ہو کہ خواجہ اسیر ہو جائین مگر کیا کر سکتی تھی ناچار رکتی کہ سمندر نے حکم دیا تھا کہ اسکی زبان
مین سوزن دے دو کہ ایوان نے کہا تھا کہ ای سمندر تو یہ خوف نہ کر کہ مین سحر کر کے نکل جاؤنگی
مین وہ ساحرہ ہون کہ میرے رگ و پے مین سحر اثر کر چکا ہے جس کو مین اشارے سے دیکھون وہ
طفل کر پانی پانی ہو جائے جب یہ ایوان نے کہا تھا تو سمندر نے کہا کہ اچھا مگر اب پھر
سمندر کو خیال آیا کہ سوزن دینا اسکی زبان مین بہ ضرور ہے اور ایک ساحر کو حکم دیا کہ
سوزن دیدے پس اب وہ بموجب حکم سمندر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب ایوان
آیا اور کہا کہ زبان باہر کر تا کہ مین سوزن دون ایوان نے فوراً زبان باہر کی اسنے سوزن

دیا

سوزن و بگر پھرا تھا اُسوقت ایوان نے اُسکی طرف بہ نگاہ قہر دیکھا بہ نگاہ قہر دیکھنا تھا کہ وہ فوراً پانی ہوکر بہ گیا
یعنی اُسکا نام و نشان تک نہ باقی رہا یہ جو حال اہل دربار نے ایوان کے سحر کا دیکھا سب کے حواس جاتے
رہے اور سب نے کہا اپنے اپنے دل میں کہ بہت بڑی ساحرہ کو سمندر قتل کرتا ہے اُدھر ایوان نے اشارہ
سے سمندر سے کہا کہ تو نے میرے سحر کا حال دیکھا سمندر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اُن لوگوں سے کہا کہ
اسکو جلد دربار سے لے جاؤ بس سب لوگ جو کہ ایوان کے اوپر مقرر تھے ایوان کو لے کر دربار سے باہر
آئے یہاں تمام شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ ایوان کو سمندر شاہ نے گرفتار کیا ہے فرط عدول حکمی کے
جرم پر آج سہ پہر کو وہ قتل کی جائے گی بعض تو یہ کہہ رہے تھے باہم کہ یہ کوئی ایسی خطا نہیں ہے کہ جس جرم
پر قتل کی جائے اور افسوس کرتے تھے اور خوف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ملک اب رہنے کے
قابل نہیں رہا بادشاہ نے آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا سب اُسکی خیر خواہی و نمک حلالی کو
بالائے طاق رکھا اُسکو ذلیل کیا قتل پر آمادہ ہوئے پھر وہ ملازم تھا اور ماتحت ایوان کے ساتھ یہ
سلوک کیا جو کہ نہ ملازم ہے نہ ماتحت صرف ملاقات و دوستی ہے ایسے بادشاہ سے خداوند بچائیں تو
آبرو بچے بعض خوش تھے اور کہتے تھے جو عدول حکمی کرے گا اُسکی یہی سزا ہے کہ یہاں تو اہل شہر باہم
یہ تقریر کر رہے تھے کہ لوگ قیدا ایوان کی لے کر دربار سے باہر آئے سب اہل شہر نے ایوان کی
قید دیکھی اور افسوس کیا مگر ایوان کو دیکھا تو وہ بہت خوش تھی اُسکے چہرہ سے آثار خوشی ظاہر
تھے بلکہ وہ مسکراتی ہوئی چلی جاتی تھی اور بخندہ پیشانی ہر طرف دیکھتی تھی ذرا بھی حزن و ملال
چہرہ سے نہ ظاہر تھا یہاں تک کہ سب لوگ لے کر قیدخانہ میں آئے اور قید کیا اور خوب پہرہ
چوکی مقرر کیا یہاں دربار میں سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے ایوان کے سحر کا حال دیکھا کہ
کیسی زبردست ساحرہ ہے ایسی ساحرہ کو میں کیونکر زندہ رہنے دیتا اس سے ہر وقت خوف تھا
سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اُدھر بموجب حکم سمندر منادی نے باہر شہر کے و اندر شہر کے جا کر یہ ندا
کی کہ حکم ہے سمندر شاہ کا کہ جسکو تماشہ قتل ایوان کا دیکھنا ہو وہ سہ پہر کو بیرون شہر آئے اور
تماشہ دیکھے جو کوئی عدول حکمی کرے گا اسکو ایسی ہی سزا دی جائے گی ہر ایک خیال رکھے یا جو
کوئی سمندر کے کہنے کو نہ مانے گا وہ اسی طور سے قتل کیا جائیگا یا جو کوئی ایوان کے حال پر
افسوس کرے گا یا آج سے نام لیگا اُسکو بھی یہی سزا ملے گی اور بہ عذاب سخت قتل کیا جائیگا
منادی نے یہ ندا اندرون شہر و بیرون شہر بموجب حکم سمندر شاہ بیرون شہر دس کوس پانچ کوس
قصبوں و دیہات میں پہونچا دی اور یہاں سے فرصت کر کے طرف لشکر کے چلا یہاں دربار میں
سمندر نے وہ نامہ منشی سے لے کر ایک طائر سحر تیار کر کے اُسکے گلے میں لٹکا دیا اور اُڑا دیا
اور اُس سے کہہ دیا کہ یہ رقعہ تو خمران بن عمر کو پہونچا دے وہ طائر اُڑ کر چلا اُدھر سے وہ منادی
چلا ان دونوں کا حال پھر تحریر ہوگا یہاں بیرون شہر اُسی وقت سے میدان خونی کی طیاری
ہونے لگی ایک میدان صاف کیا گیا وہاں فرش کیا گیا اُس پر کرسیاں و صندلیں بچھائے گئے
ایک تخت رکھا گیا ایک چبوترہ بنایا گیا ریگ کا بیرون شہر میدان خونی کی طیاری ہو رہی ہے
اُدھر ہر قصبہ و دیہات سے لوگ برائے تماشہ چلے دس کوس پانچ کوس اور شہر سے بھی لوگ
اس خیال سے چلے کہ اُس مقام پر بڑا مجمع ہوگا پہلے سے چل کر جا کے معقول دیکھ کر قیام کریں
امیروں اور رئیسوں نے اپنے ملازم روانہ کر دیئے اُنھوں نے پہلے سے جا کر ٹکیروں پر دریان

بچھا بچھا کر بیٹھ رہے اور بہت سے اہل شہر طوائفون نے بھی اپنے یارون اور آشناؤن سے کہا کہ ہم بھی چلینگے
غرض کہ ہر پیشہ اور ہر قسم کے آدمی بیرون شہر برائے تماشہ چلے سودے والے بھی خوانچے ڈلو کرکے درست
کر کرکے چلے پان والے پان کی کشتیان لگا کر روانہ ہوئے ساقی قلیان لیکر ساقنین اپنے اپنے تخت لیکر
اُس میدان مین آکر بیٹھین کہان تک عرض کیا جائے غرض ایک میلہ جمع ہو گیا اور میلہ کا سمان ہو گیا یہان
تو لوگ آ آکر جمع ہو رہے ہین اور سودے والے سودا بیچ رہے ہین خرید و فروخت جاری ہے وہان
دربار مین سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا کل لشکر طیار ہو کر جائے وہ جو کہ انتخاب کیا ہوا ہے بس کالاب جادو
یہ حکم سُنکے دربار سے چھاؤنی مین آیا اور لشکر کو انتخاب کرکے جو کہ قریب پچاس ہزار کے تھا مسلح و مکمل
کراکے اپنے ہمراہ لے کر بیرون شہر آیا اور چارون طرف مہرہ مقرر کیا اور باقی لشکر کو حکم صف بندی دیا اور
ایک احاطہ سا کھینچا اور سب کو حکم دیا کہ اس احاطہ کے اندر کوئی نہ جانے پائے سب باہر سے تماشہ
دیکھین یہ بندوبست کرکے پھر دربار مین آیا سمندر نے پوچھا کہ بندوبست کرآئے کہا جی ہان ایک
نامہ سمندر نے بنام کرواب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ہم نے الیوان کو اس جرم پر قید
کیا ہے کہ اُسنے ہماری عدول حکمی کی ہے اور ترک اسلام پر راضی نہین ہوتی ہے نہ اہل اسلام سے مقابلہ
کرنے پر بس ہم اُسکو آج سہ پہر کو قتل کرینگے لہذا تم اپنے لشکر کو حکم دو کہ ہر ایک اپنے اپنے بستر پر
مسلح و مکمل رہے کیونکہ ہمنے اس حال سے خواجہ و اہل اسلام کو اطلاع دی ہے شاید وہ لوگ یہ خبر
پاکر ترغہ کرین اس خیال سے کہ جاکر رہا کرلائین تو تم اسوقت اُنسے مقابلہ کرنا اور ادہر نہ آنے
دینا بہت کم تحریر کو زیادہ تصور کرنا اسکے خلاف عمل نہ کرنا یہ نامہ تحریر کراکے ایک طائر سحر کے ذریعہ
سے روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہو گا اُسکے بعد سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا بھی کل لشکر چھاؤنی مین
طیار رہے جسوقت ہم طلب کرین اسوقت فوراً حاضر ہو یہ حکم سردارون نے اہل لشکر کو پہونچا دیا
اُسی وقت سے کمر بندی ہونے لگی وہ جو بادشاہ سمندر کی کمک کو آئے تھے سمندر نے انکو بھی حکم
دیا کہ تم لوگ بھی اپنے لشکر مین حکم کردو کہ سب لشکر طیار رہین اور پانچ پانچ ہزار ساحر ہر ایک
اپنے لشکر سے طلب کرلے کہ وہ میدان مین آکر صف آرا ہون بس ہر ایک بادشاہ نے یہ حکم
سُنکے اپنے اپنے لشکر کے سردارون سے کہا کہ تم جاکر بموجب حکم بادشاہ بندوبست کرو بس
ہر ایک بادشاہ کا سردار دربار سے اُٹھکر آیا اور بموجب حکم سمندر بندوبست کیا پانچ پانچ
ہزار ساحر ہر ایک سے کر اُس میدان مین آیا صف آرا ہوا ادہر لشکر مین کمر بندی ہونے لگی
راوی نے بیان کیا ہے کہ ہر طرف سے جوق جوق گروہ گروہ غول غول اہل شہر و بیرون شہر کے
لوگ و تماشہ مین چلے آتے ہین ان سب کو اس بندوبست مین اور الیوان کو قید چھوڑا جاتا
ہے اب حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال لشکر اسلام و اُس منادی و دونون نامون کا تحریر کیا جاتا ہے و دیگر حالات قصہ ہذا

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان لشکر اسلام مین جشن خوشی تھا ہر طرف ایک چہل پہل مچی
ہوئی تھی ناچ و رنگ ہو رہا تھا جیسا کہ سابق مین تحریر ہوا ہے بارگاہ صاحبقران
مین و دیگر خیمون مین بزم عشرت برپا تھی ہر ایک ادنی و اعلی مصروف عشرت تھا اسی طور سے

آٹھ روز تک جشن عشرت برپا رہا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا ہر سردار اُٹھکر اپنے عبادت خانہ میں جاتا تھا نماز خالق ادا کرتا تھا اُتنی دیر تک رقص و سرود موقوف رہتا تھا جب آٹھ شبانہ روز گذر گئے آٹھوان دن تھا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ آج سہ پہر کو جلسہ عشرت برخاست کیا جائے کیونکہ سات روز ہوئے ہیں کہ برابر جشن برپا رہا ہی آج آٹھوان دن ہی یہ فرماکر خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ آج جلسہ برخاست ہوگا لہذا تم بھی اپنا گانا ہم کو سُنادو خواجہ نے کہا کہ بہت خوب بس خواجہ نے اپنی نے ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اُسکی قفلیان درست کرکے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر گایا فارسی کا شعر آقا تھا گر دیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام * بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری * اسکو کئی مرتبہ بنا بنا کر گایا تمام اہل محفل دنگ ہوگئے ہر ایک کو محویت حاصل ہوئی اُسکے بعد خواجہ نے یہ چند شعر رند کے گانے لگے

نظم

کھلی ہی کنج قفس میں مری زبان صیاد
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

میں ماجرا ے چمن کیا کروں بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجھکو آب ودانہ نے

قفس کو شام سے لٹکا کے زیر شاخ [illegible]
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

یہ چند شعر جو خواجہ نے گائے ہیں گانے کی نوبت یہ ہوئی کہ تمام چرند و پرند گرد بارگاہ جمع ہوگئے اہل بزم کو محویت ہوگئی ہر ایک جھومنے لگا سب ساکت ہوگئے بڑے عرصہ تک محفل کا رنگ بدلا رہا اُسکے بعد جب کہ ہوش و حواس درست ہوئے تو خواجہ کو بہت کچھ انعام ہر ایک نے اپنی لیاقت کے موافق دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گاؤ اب تو یہ جلسہ تمام ہوتا ہی خواجہ نے یہ غزل شروع کی

غزل

جاکے میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
نہ سُنا ہوگا گر سُنا ہوگا
دل زمانہ کے ہاتھ سے سالم
جب سُنا ہوگا رو دیا ہوگا
یاک بیباک نام سے اُٹھا میرا
بن کے میسے آہ کر رہا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا

کبھی ہنسنے میں رو دیا ہوگا
دیکھیے غم سے اب کی جی میرا
کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دل کے ٹکڑے نہ غم نازے ہوئے ہیں
جی میں کیا اُس کے آگیا ہوگا
لیکن اسکو اثر خدا جانے
کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

اسنے قصداً بھی میرے نالے کو
نہ سُنا ہوگا کیا ہوگا
حال مجھ غمزدہ کا جس جس نے
کہیں غنچہ کوئی کھلا ہوگا
مرے نالوں پہ کوئی دنیا میں
نہ ہوا ہوگا کیا ہوا ہوگا
دل بھی اے درد قطرہ خون تھا

یہ غزل جو درد کی خواجہ نے بہ لحن داؤدی گائی تمام محفل محو ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا ہر ایک کی چشم سے دریائے اشک جاری ہوا بڑی دیر تک یہی رنگ محفل رہا جب سکوت ہوا خواجہ کو انعام ملا خواجہ نے سب زر و زیور و خلعت اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران سے کہا کہ میرے سر میں اسوقت کچھ درد ہوتا ہی اگر اجازت ہو تو میں اپنے خیمہ میں جاؤں کیونکہ اب جلسہ بھی تھوڑے عرصہ میں برخاست ہوگا صاحبقران نے اجازت دی خواجہ بارگاہ سے نکل کر طرف اپنے خیمہ کے چلے جب خواجہ وسط لشکر میں پہونچے انکے کان میں نقارے کی صدا آئی انھون نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ جیسے کوئی شادی نہ نقارے پر چوب لگاتا ہی انھون نے ادھر اُدھر دیکھا کہ یہ صدا کدھر سے آتی ہی انکو وہ صدا زمین پر کی نہ معلوم ہوئی بلکہ آسمان پر کی معلوم ہوئی اب انھون نے سر اٹھاکر جو دیکھا تو

کیا نظر پڑا انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر ہے اُسکے گلے مین ڈھول پڑا ہوا ہے وہ پہلے کچھ زبان سے کہتا ہے پھر چوب
لگاتا ہے اور تمام لشکر مین بالا سے ہوا خبر دیتا پھرتا ہے چونکہ لشکر مین ہر مقام پر ناچ وگانا ہو رہا تھا کان
پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی خواجہ کی سمجھ مین کچھ نہ آیا مگر خواجہ کو فکر ہوئی کہ یہ کیا کہتا پھرتا ہے یا تو
خواجہ اپنے خیمہ کو جاتے تھے یا اُس خبر کے دریافت کرنے کے لیے اُس ساحر کے سایہ کے ساتھ
ہولے اور ہر مقام پر غور کر کے سنتے ہین کہ یہ کیا کہتا ہے مگر بسبب شور و غل کے سنائی نہین دیتا ہے خواجہ
ہر گیا سمجھ خیالی نے نہ سُنا مگر خواجہ اُسکے سایہ کے ساتھ ساتھ لشکر کے کنارے پر آئے وہ کنارے
لشکر کے جب پہونچا اُسنے صدا دی یہان شور و غل بہت کم تھا خواجہ نے سُنا کہ ایک منادی بالا
آسمان ندا کرتا ہے کہ اے اہل اسلام و فرقہ خداپرستان آگاہ ہو کہ سمندر شاہ نے ملکہ ایوان نہ طاقی
کو اس جرم مین اسیر کیا ہے کہ تو لشکر یک اہل اسلام ہوئی پہلے اُس سے بہت کہا کہ تو میری شریک
ہو مگر اُسنے نہ مانا آخر کو بادشاہ نے اُسے گرفتار کر لیا آج سہ پہر کو بیرون شہر قتل کی جائے گی
دار پر کھینچی جائے گی جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے یہ کہکر اُسنے چوب لگائی ہے جس صدا خواجہ نے
سُنی خواجہ کو تشویش ہوئی خیال کیا کہ یہ اُسنے کیا کہا پھر سننا لازم ہے یہ خیال کر کے پھر چلے اُسنے
لشکر سے نکل کر پھر صدا دی لگائی ایسا خواجہ نے بخوبی سُنی بس خواجہ نے خیال کیا کہ ایوان
کی کمک کرنا ضرور ہے یہ خیال کر لشکر کی طرف چلے وہ ندا کرتا ہوا طرف لشکر کفار کے چلا خواجہ ابھی
کنارے پر لشکر کے تھے کہ ایک پرندا اُڑتا ہوا انھون نے سر اُٹھا کر دیکھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ طائر جسکو
کہ سمندر نے نامہ دے کر روانہ کیا تھا وہ آکر پہونچا چونکہ طائر سحر تھا خواجہ کو پہچانتا تھا جیسے
اُسنے خواجہ کو دیکھا دونون کوندے جوڑ کر خواجہ کے بازو پر آبیٹھا جیسے ہی وہ شانہ پر بیٹھا خواجہ
نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ طائر کیسا میرے شانہ پر آکر بیٹھا ہے اب جو غور کر کے دیکھا تو اُسکے گلے مین دیکھا
کہ ایک لفافہ بندھا ہوا ہے خواجہ نے خیال کیا کہ کسی نے ہم کو نامہ بھیجا ہے بس خواجہ نے چمکار
کر اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا وہ خاموش بیٹھا رہا خواجہ نے وہ لفافہ اُسکے گردن سے کھول لیا
جیسے خواجہ نے لفافہ کھولا وہ فراٹا مار کر صاف اُڑا چلا گیا خواجہ نے خیال کیا کہ یہ نامہ دینے
آیا تھا نامہ دے کر چلا گیا اب جو خواجہ نے لفافہ دیکھا اُس پر سمندر شاہ کی مہر تھی اتنا خواجہ نے
اُس لفافہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا اُسمین وہی مضمون تھا جو کہ مذکور ہو چکا ہے مکرر تحریر کرنے
کی ضرورت نہین ہے خواجہ نے وہ مضمون پڑھ کر اپنے دل مین کہا کہ اے سمندر تو نے کیون
آگاہ کیا مین اس منادی سے سنکے ضرور آتا اور کوشش کرتا رہا کرنے کی بس خواجہ نے اپنے
دل سے یہ باتین کر کے اُس نامہ کو زنبیل مین رکھا اور وہان سے خیمہ مین آگئے اس حال سے
کسی کو آگاہ نہ کیا تمام سامان عیاری سے آراستہ ہو کر اور ایک گوشہ مین بیٹھ کر اپنے
خیمہ مین نقیب لگائی اس خیال سے کہ اگر مین اس حال کو سب سے بیان کرونگا تو سب
عیار ہر طرح سے تدبیر و عیاری روانہ ہونگے اور جا کر عیاری کرینگے اول تو سمندر خبردار ہے
اور اُسنے اپنا بندوبست کر لیا ہے جب تو خبر کی ہے وہ غافل ہوگا نہین یہ جا کر عیاری کرینگے
جب کہ وہ ہوشیار ہے تو عیاری کام نہ دیگی وہ گرفتار ہو جائینگے پھر سمندر اور زیادہ
خبردار ہو جائے گا اور کام بگڑ جائے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ کسی کو خبر بھی نہ کرو اور چلے چلو
نہ لشکر کے سامنے جاؤ جو کوئی دریافت کرے اپنے خیمہ مین نقیب لگا کر اسکی

راہ سے نکل چلو بس اس خیال سے خواجہ اپنے خیمہ مین نقب دے کر چلے یہان تک کہ دوسرا سرا نقب کا بیرون
لشکر آکر ایک صحرا مین نکالا نقب سے نکلکر اسکے منھ کو بند کر دیا اور وہان سے پاے شاطری مارتے ہوئے
طرف شہر سمندریہ کے چلے جب تھوڑی دور چلے خیال آیا کہ کوئی فکر کرو بس ایک درخت کے
نیچے بیٹھ گئے پہلے کتاب مستر توفیق کی جو کہ بوستان خیال مین صاحبقران اصغر کا عیار تھا نکالی اسکو
دیکھا کوئی عیاری پسند نہ آئی اسکو اٹھا کر بند کرکے رکھدیا اور کہا بہت اسکی عیاریون کی تعریف تھی کوئی
بھی عیاری ایسی اسنے نہین کی جو لائق تعریف ہو پھر خواجہ عمر بن امیہ ضمری اپنے دادا کی کتاب
نکالی اسکو پڑھا ایک عیاری پسند آئی اسکو بند کرکے نذر زنبیل کیا مستر توفیق کی بھی کتاب اٹھا کر رکھ
لی پھر خیال کیا اپنے دل مین کہا اے خضر الزمان اگر تم نے دادا جان کی عیاری کی ہوئی عیاری کی تو کیا کمال
کیا ہان اگر کوئی عیاری نئی کرو کہ تمھارا کمال بھی ظاہر ہو اور سمندریہ کو بھی معلوم ہو کہ یون عیاری کرتے
ہین بس یہ خیال دل مین کرکے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تلخ سو سہا ٹھہر پیش نگاہ آکر حاضر ہوئے
انمین سے ایک پسند کیا اور بانہلے عیاری درست کرکے پاے شاطری مار کر ایک طرف صحرا کے
روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہ تو عیاری کی فکر مین جاتے ہین یہان لشکر مین صاحبقران
و بادشاہ نے جلسہ برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمون کو راہی ہوگئے بادشاہ و صاحبقران
محل مین تشریف لے گئے سب جا جا کر آرام پذیر ہوئے تمام لشکر کا جلسہ برخاست ہوا ہر ایک جاگا
ہوا تھا خواب راحت مین مصروف ہوا یہان تو سب آرام پذیر ہین ادھر وہ منادی پہلے لشکر اسلام
مین آیا تھا جسکی صدا خواجہ نے سنی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ شہر اور بیرون شہر و اطراف
و جوانب مین ندا کر چکا اسکے بعد پھر لشکر اسلام مین آیا یہان اگر اسنے ندا کی سواے خواجہ کے
اور کسی نے بہ سبب شور و غل کے نہین سنی وہان سے لشکر کفار مین آیا یہان گرداب شاہ
وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ پہلے اسنے صدا کنارے پر لشکر کے لگائی تھی انکو اس عرضی
کا جواب آچکا تھا یہ لوگ اس امر کے منتظر تھے کہ جو کچھ حکم ہوا اس پر عمل کرین اہل اسلام کے
خوشی کرنے کی خبر سن سن کر دل مین جل رہے تھے کیا کر سکتے تھے مجبور تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
اس ساحر نے صدا لگا کر ڈھول پر چوب لگائی سب اہل لشکر کے کان کھڑے ہوگئے اس نے
دوسری صدا دی سب نے سنی وہی صدا تھی جو کہ اسنے شہر مین دی تھی سب حیران ہوئے
کہ یہ کیا واقعہ ہے تیسری صدا اسنے پھر دی اب تو سب کو معلوم ہوگیا کہ الیوان قتل ہوگی باہم
چرچے ہونے لگے کہ بادشاہ سے پھر جانے مین یہ ہوتا ہے مفت جان گئی بعض افسوس کرنے
لگے بعض خوش ہوئے چوتھی صدا اسنے بارگاہ کے قریب آکر دی جو کہ اہل بارگاہ نے سنی پھر
اسنے صدا دی اب تو گرداب نے حباب سے کہا کہ بھائی تم نے سنا بادشاہ نے منادی
کرائی ہے کہ ہم آج سہ پہر کو الیوان کو قتل کرینگے اس جرم پر کہ وہ اہل اسلام سے مل گئی ہے
وہ جو خبر ہرکارون نے آکر دی تھی کہ الیوان خواجہ کے شریک ہوگئی ہم سب نے کہا کہ اسنے
خواجہ سے مکر کیا وہ مکر نہ کیا تھا در اصل شریک ہوئی تھی اس امر کی بادشاہ کو معلوم ہوتا
ہے کہ خبر ہوگئی اور خبر کیسی ہوتا ہم نے خود بذریعہ عرضی کے خبر دی ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یقین ہوا
پہلے اسکو تصدیق کی ہوگی اسنے مارا ہوگا آخر کو گرفتار کر لیا ہوگا بھلا کوئی شہنشاہ سے
مقابلہ کر سکتا ہے گو وہ بھی اپنے ملک کی بادشاہ ہے مگر کجا سمندر شاہ جو کہ اسوقت کی

ملکون کا بادشاہ ہی بجا الوان جو کہ دس پانچ ملکون کی بادشاہ بھلا کوئی سمندر شاہ سے مقابلہ
کر سکتا ہی بجا سمندر بجا ایک چھوٹا سا دریا بھلا ہیل مست سے کہین بھی مور ضعیف مقابلہ کر سکتی ہی
بس اس سرکشی کا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اُسکی بادشاہ نے ہم لوگونکو بذریعہ منادی کے خبر دی ہے
حباب شاہ وغیرہ نے کہا کہ ہم کو کیا بموجب مثل جو آگ کھائے گا وہ انگارے ہگے گا جو
جیسا کریگا ویسی سزا پائے گا یہ تو بادشاہ نے خوب کیا جو اسکو سزا دی اور ونکو بھی اب کان
ہونگے اب کوئی ایسی خطا نہ کریگا اب چاہیئں کہ اسوقت جاکر میان خواجہ الوان کو بچالین
گرداب نے جواب دیا کہ اسوقت بھلا جاکر کیا بچائینگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی بہت سے
اہل دربار افسوس کر رہے ہین بہت سے خوش ہین اُدھر وہ چارچی قریب بارگاہ پانچ مرتبہ کہکر
اور آگے آگے پھرا اور تمام لشکر مین پھر کر تمام لشکر کو آگاہ کیا اور ڈھول بجاتا ہوا طرف سمندریہ
کے روانہ ہوا اور یہ بھی اُسی مقام پر آکر ٹھہر گیا جہان میدان خونی تیار تھا لشکر کفار سے اہل
لشکر نے قصد کیا تھا کہ جاکر ہم بھی تماشہ دیکھین ابھی کوئی گیا نہ تھا دربار آراستہ تھا یہی ذکر
ہو رہا تھا سب الوان کو نادان کہ رہے تھے کہ وہ طائر آکر پہونچا جسکو سمندر نے نامہ لیکر
روانہ کیا تھا داخل بارگاہ ہوکر گرداب کے زانو پر بیٹھا گرداب نے اُسکے گلے سے نامہ لیا
سمندر شاہ کی مہر دیکھکر پہلے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بوسہ دیا پھر چاک کرکے پڑھا اُسکے
مضمون سے آگاہ ہوا حباب شاہ کو دیا حباب شاہ نے پڑھا پھر اور بادشاہون نے
پڑھا جب ہر ایک پڑھ چکا اُسوقت اپنے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر کو حکم دو کہ کل اہل لشکر
سامان جنگ سے مسلح و مکمل ہوکر اپنے اپنے بستر پر موجود رہین جسوقت ہم حکم دین ہمارے
ہمراہ ہو لین بس سردار یہ حکم سنکے بارگاہ سے باہر آئے سب لشکر کو حکم دیا اُسوقت سب طیار
ہوکر اپنے بستر پر بیٹھ رہے سب بند و بست کر گئے اور سردار بھی مسلح و مکمل ہوکر بارگاہ مین
آ گئے یہان سب مسلح و مکمل ہو چکے تھے خود گرداب شاہ وغیرہ اب یہ لوگ تو اس انتظار مین
ہین کہ اہل اسلام غرور کر کے بطرف سمندریہ کے چلین تو ہم اُنسے مقابلہ کرین یہان اہل اسلام
کو اس حال سے خبر نہین ہی یہ لوگ تو منتظر ہین اُنکو منتظر رکھا جاتا ہی اب حال سمندر شاہ
کا تحریر ہوتا ہی کہ جب وقت سہ پہر آیا بس سمندر شاہ نے حکم دیا کہ پچاس ہزار ساحر طلب
کرو کہ وہ حاضر ہون یہ حکم دینا تھا کہ پچاس ہزار ساحر دو زانو دست بستہ حاضر ہوئے سمندر شاہ
کو خبر ہوئی یہ ایکدفعہ ہی تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اسکا اُٹھنا تھا کہ سب اہل دربار و حاضرین
دربار اٹھ کھڑے ہوئے یہ جلوخانہ طے کرکے باہر دربار کے آیا یہان تخت روان موجود تھا
اُس پر سوار ہوا سب سردار و بادشاہ جو اسکے ہمراہ تھے وہ بھی سوار ہوئے شلاق و اراق
پیش پیشت کھڑے ہوئے نکس رانی کرنے لگے ابر یاقوت رنگ سر پر آکر قائم ہوا اس سے
یاقوت برسنے لگے کبھی گوہر برسنے لگے گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے پتلیان سحر کی روبرو رقص
کرنے لگین نقیب صدا سے با ادب باتین لگانے لگے کہ سمندر نے حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ
اور ان پچاس ہزار ساحرون سے کہا کہ تم اُسکے گرد رہنا یہ حکم دیکر تخت کے بڑھنے کا حکم دیا
سواری بصد شان و شوکت چلی اتنے عرصہ مین دارو غہ زندان الوان کو اسپ پر سوار
کئے ہوئے گرد اسکے چار سوار ننگی تلوارین برہنہ کئے ہوئے انکے بعد ایک ہزار ساحران

زبردست نارنج و ترنج ہاتھون مین لیے ہوئے جھولیان شانون پڑی ہوئین اُنکے بعد یہ پچاس ہزار اس
حفاظت سے لیکر قیدی کو عقب سواری سمندر شاہ چلے مگر الوان کا یہ حال ہی کہ بخندہ پیشانی ہر طرف
دیکھ رہی ہی ذرا سا بھی میل پیشانی پر نہین ہر گز نہین ثابت ہوتا ہی کہ مجھکو قتل کرنے لیے جاتے ہین ہر
طرف مسکرا مسکرا کر دیکھتی ہی سب کہتے ہین کہ یہ وقت رنج و غم کرنے کا ہی یا خوش ہونے کا ہم نے
آج تک سوا اے دو آدمیون کے وقت قتل ہنستے ہوئے نہین دیکھا ایک آفاق شاہ کو وہ بھی
اسی طور سے خوش تھے یا ملکہ الوان کو ان سوارون اور ساحرون کے عقب مین ہزارون اہل شہر
مرد و زن طفل و پیر چلے آتے ہین یہان تک کہ سواری سمندر شاہ کی شہر کو طی کر کے بیرون شہر آئی
سمندر شاہ طرف میدان خونی کے چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر شاہ قریب میدان خونی کے
پہونچا ایک شور ہوا کہ بادشاہ تشریف لائے ہل چل پڑ گئی سب نے مع سمندر شاہ کے دیکھا
کہ ایک طرف میدان خونی آراستہ ہی اُسکے چارون طرف لشکر کا پہرہ ہی ایک طرف لشکر سمندر شاہ
کا صف بستہ ہی ایک طرف اُن بادشاہون کے پانچ پانچ سو سوار صف بستہ ہین جو کہ کمک کو آئے ہین دو طرف
اہل شہر و بیرونجات کے لوگون کا مجمع ہی ایک میلہ کا سمان ہی لوگ شطرنجیان و دریان و جازمین بچھا
ہوئے بیٹھے ہین کسی مقام پر افیون گھل رہی ہی کنٹے چھل رہے ہین چاہ بن رہی ہی افیونی جمع ہین کسی
مقام پر امیران شہر کا مجمع ہی کسی جگہ رئیسان شہر ہین کسی مقام پر طبلہ بج رہا ہی ستار چھڑ رہا ہی کوئی
بیٹھا ہوا گا رہا ہی کوئی حقہ پی رہا ہی کسی مقام پر چوسر ہو رہی ہی کسی مقام پر بادشاہ چنگ ہو رہا ہی
طوالفان شہر کا ایک طرف مجمع ہی اپنے اپنے یارون و آشناؤن کے ساتھ آئی ہین ہنس بول رہی ہین
ساقنین تخت بچھائے بیٹھی ہوئی ہین نشہ بازون کا اُنکے قریب جمگھٹا ہی چرس ہر دم پڑ رہی ہین کسی جگہ
مدک پی جا رہی ہی کسی طرف کلوار کی دوکان ہی شراب خواری ہو رہی ہی نشہ سے مست ہو ہو کر جھوم
رہے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین پان والے سفید پانون کی گلوریان لیے ہوئے پھر رہے ہین
ساقی حقہ پلا رہے ہین بار والون کی ایک طرف بہار ہی خوانچہ والے ہر رنگ کی مٹھائی لگائے جا
بجا بیٹھے ہوئے ہین دال موٹھ والے الگ ہین ایک طرف سے صدا آ رہی ہی کہ کیا گرما گرم کابلی
و چنے برس رہے ہین و آلو کے کچالو گرما گرم ایک طرف میوہ والے اپنی صدا لگا رہے ہین ترکاری
والے جدا صدا لگا رہے ہین سکرنین بھاری بھاری لہنگے پہنے ہوئے خوبصورت خوبصورت
جوان جوان اترے آرسے دو سٹہ شانون پر ڈالے ہوئے چھلکے نارنگیان و سیب وغیرہ دل کو پامال
کیے ڈالتی ہین کہہ رہی ہین فرا انگور کا ہی ولایتی نارنگیون ہین کیا عمدہ سیب ہین کہ جنکے کھانے سے
بالکل آسیب نہ ہو ایک طرف کھلونے والے ہین ایک طرف جھولے گڑے ہوئے ہین اہل شہر
کے چھوٹے چھوٹے لڑکے جھول رہے ہین ہر ایک خوش تھا وہ میدان خونی نہ تھا گویا میلہ تھا سمندر
دیکھتا ہوا اور سیر کرتا ہوا سمندر قریب میدان خونی کے آیا تخت پر سے اترا اور اس مقام پر
آیا جو کہ اُسکے بیٹھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا سمندر نے دیکھا کہ ایک جگہ سب اسباب سیاست کا
ہی سولی استادہ ہی کئی ہزار ناوک فگن کمانین لیس کیے ہوئے کھڑے ہین بہت سے ساحر
جھولیون مین پتھر لیے ہوئے ہین الوان کو سنگسار کرنے کو ایک طرف کئی ہزار سوار تلوارین
برہنہ کیے ہوئے کھڑے ہین ایک طرف بہت سے جلاد خنجر چمکا رہے ہین ایک طرف دار
نشتہ کش ایک طرف آرہ کش ایک طرف زبان کش ایک طرف چشم کن کھڑے ہین

اسباب سیاست موجود ہے یہ دیکھ کر سمندر شاہ تخت پر بیٹھا کل سردار اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے کہ سمندر
نے حکم دیا کہ ایک ہزار ساحران زبردست بالائے ہوا جاکر بندوبست کرین اور اپنا پہرہ قائم کرین
کہ کوئی طائر بھی ادھر سے اڑ کر نہ جانے پائے جب تک ایوان قتل نہ ہو لے بس فوراً ایک ہزار ساحر
بالائے ہوا گئے اور انھون نے خوب بندوبست بالائے ہوا کر لیا سمندر بیٹھا تھا کہ غل ہوا قیدی
آگیا قیدی آگیا بس وہ پچاس ہزار کا لشکر تو ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہو گیا اراہہ قیدی کو لیے
ایک سو ساحرون اور چار سو سوارون کے اس احاطہ مین آیا جو کہ گرد میدان خونی کے بنایا گیا تھا
صرف مٹی کی ایک بالشت بھر یا اس سے کم موٹی مینڈھ کھینچ کر کہ اس حد کے اندر سوائے بادشاہ
اور سردارون اور ان لوگون کے جو کاربار کرنے والے ہین کوئی اہل شہر سے نہ آنے پائے بس
جب اراہہ اس احاطہ مین پہونچا داروغہ زندان خانہ ایوان کو اتار کر روبرو سمندر کے لایا
سمندر نے ایوان کو دیکھ کر داروغہ سے کہا کہ ہم نے تم کو کب حکم دیا تھا کہ اسکو تم ہمارے روبرو
لاؤ فوراً لے جاؤ داروغہ کانپ گیا فوراً ایوان کو لا کر اراہہ پر بٹھا دیا ادھر سمندر نے حکم دیا کہ
جلاد حاضر ہو یہ حکم دینا تھا کہ فوراً جلاد حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا سمندر نے حکم دیا کہ
وہ جو قیدی اراہہ پر بیٹھا ہوا ہے اسنے بہت بڑی میری خطا کی ہے اسکو سولی پر کھینچنا تیر باران
کرنا سنگسار کرنا پہلے اسکی زبان کھینچ لینا ہر طرح کے عذاب سخت سے اسکو قتل کرو تم کو انعام
دیا جائے گا جلاد نے عرض کیا کہ ذرا سمجھ بوجھ کر حکم فرمایئے قتل کرنا میرا کام ہے زندہ کرنا خداوند
داناؤں کا کام ہے سمندر نے کہا کہ جو ہم تم کو حکم دیتے ہین تم اس پر عمل کرو یہ سنکے جلاد شلنگین لگاتا
ہوا طرف اراہہ کے چلا ایک رومال میلا اسکے دوش پر پڑا ہوا اس مین ہزارون خون کے
دھبے اس بساہندی بو آتی ہوئی ایک کرتہ پہنے ہوئے وہ بھی خون سے بھرا ہوا ایک دھوتی
باندھے ہوئے سیاہ رو تیرہ درون کان ناک سے کٹی مین ہار پڑے ہوئے خنجر ہاتھ مین اس
صورت سے قریب اراہہ کے آیا اور ایوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او مجرم چل جیو ترے پر بس
ایوان کو اراہہ پر سے لے کر چلا اہل مجمع مین ایک غل ہوا کہ قیدی قتل ہونے جاتا ہے بعض
افسوس کرنے لگے اور جو کہ ہنس رہے تھے انسے کہنے لگے کہ یہ مقام ہنسنے کا نہین ہے بلکہ مقام
افسوس ہے کہ اتنی بڑی ساحرہ اس بے بسی سے قتل کی جاتی ہے کہ نہ کوئی اسکا حامی ہے نہ
مددگار نہ کوئی عزیز قریب ہے وہ یہ جواب دیتے ہین کہ جو ایسی سرکشی کریگا اسکی یہی سزا ہے
بلکہ مقام خوشی ہے کہ اسنے اپنا مذہب ترک کرکے دوسرا مذہب اختیار کیا اور بادشاہ
سے سرکشی کی وہ خاموش ہو کر منھ پھرا لیتے ہین بعض رو رہے ہین حال پر ایوان کے جو کہ
رفیق القلب ہین واقعی کیا مقام ہے کہ کوئی قتل ہوتا ہے اپنی جان سے جاتا ہے لوگ خوش
ہو رہے ہین تماشا بین ہول بدل کر آ رہے ہین خوش خوش پھر رہے ہین کیا فلک نیرنگ ہے
ہر جیز شیر رنگ ساز بھی کیا کیا رنگ دکھاتا ہے کوئی کسی کے مرنے پر یہ شعر پڑھتا ہے شعر مرا مرگ
عدو جائے شادمانی نیست * کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست * کوئی کھڑا ہوا فلک تفرقہ پرداز
کی شکایت کر رہا ہے کہ تیرے بھی کیا رنگ ہین کبھی خاک مذلت پر بٹھاتا ہے کبھی تخت
حکومت پر کبھی کسی کی روبرو دست بستہ کھڑے ہین کبھی اسکے روبرو ہزارون خادم
حاضر ہین مقام غور ہے یہی ایوان ابھی کل تک وہ مرتبہ رکھتی تھی کہ اسکے روبرو ہزارون

بلکہ لاکھوں خادم حاضر ہونگے ابھی کل تک اسکے حکم سے گردن ماری جاتی تھی یا آج خود بھی گردن زدنی
پیر دار جلاد لیے جاتا ہی اور پوچھتا کوئی نہیں ہی اے فلک تیرا ابھی کیا رنگ ہی تو ہر جگہ ایک نئی بازی کھیلتا
ہی تو صاحبان عزت کی عزت کا و صاحبان دولت کی دولت کا دشمن ہی تو کسی کا جاہ و حشم اپنی نگاہ کو سے
دیکھ نہیں سکتا ہی تجکو کسی کا تزک و حشم پسند نہیں آتا ہی تو ہر ایک کی ثروت و عظمت کا جانی دشمن ہی جہان
تو نے دیکھا کہ یہ خوش حال ہی اسے برباد کر دیا او سفلہ مزاج یہ تیرا کیا حال ہی تجکو ہر ایک نے پامالی
کا خیال ہی کوئی زمانہ ناہنجار کی شکایت کر رہا ہی کوئی بخت بدکردار کو برا بھلا کہ رہا ہی کسی مقام پر غم و الم
کا چرچا ہی کوئی خوشی خوشی پھر رہا ہی ادھر جلاد نے ہاتھ الوان کا پکڑ کر کہا کہ چل تیرے قتل کا حکم ہی الوان
یل کھڑا کرا رہا یہ پرسے اٹھی کہ خانہ زنجیر میں غل ہوا اور جلاد نے سر از زنجیر کا پکڑا وہ سوار تلواریں برہنہ
لیے ہوئے ہمراہ ہوئے اور وہ ہزار ساحر آگے الوان قریب چبوترہ نہیں پہونچی ہی سمندر نے ابھی
ایک حکم دیا ہی دو حکم کی کسر ہی یہاں تو یہ حال ہوا ادھر بالاے ہوا کا واقعہ بلا حفظ و سماعت فرمائیے
کہ وہ ہزار ساحر جو بالاے ہوا بندوبست سے کھڑے ہوئے تھے اڑ دوسے طائر بھی نہ
جا سکتا تھا اگر کوئی قضا رسیدہ دام اجل میں گرفتار ہوکر آگیا انھوں نے سحر کر دیا وہ جل کر خاک
ہو گیا یہ تو حال تھا ہوا کا بھی گذرنا محال تھا کہ ان ساحروں نے دیکھا کہ شمال کی طرف سے ایک
تخت اڑتا ہوا ادھر چلا آتا ہی اسی طرف کا رخ ہی انھوں نے خیال کیا کہ کوئی ساحر آتا ہی اسکو دیکھ کر
روکو انمیں سے چند ساحر اس تخت کی طرف چلے وہ تخت اسقدر تیز آرہا تھا کہ یہ جانے بھی نہ پائے
تھے کہ وہ قریب آگیا انھوں نے دیکھا کہ اس تخت پر ایک مرد بزرگ با چہرہ نورانی ایسا انکا رنگ
سرخ و سفید ہی کہ جیسے مہندی اور شہاب کی آمیزش سے پتلا بنایا جاے چہرہ سے رعب و داب
ظاہر ہی جو گوشیا کلاہ سر پر چشمہ آنکھوں پر لگا ہوا لباس زرنگار قبا و شال پہنے ہوے وزرانہ
تخت پر بیٹھے ہوے ہیں تخت خود بخود چلا آتا ہی چنبر کیا ہیں تخت پر لٹکی ہوئی ہیں حکیمانہ
وضع ہی ایک عجیب ہاتھ میں ہی اسکو ٹیکے ہوے بیٹھے ہیں سن شریف کوئی دو ڈھائی سو برس
کا ہوگا بال و پلکیں تک سفید ہو گئی ہیں مگر چہرہ سے رعب و داب ظاہر ہی کوئی دفعتاً کلام
نہیں کر سکتا ہی چلے آتے ہیں یہ جو واقعہ دیکھا ان ساحروں نے خیال کیا کہ یہ کوئی مرد معتبر
اور خار رسیدہ ہیں ذرا انسے سمجھ بوجھ کر کلام کرنا چاہیے یہ امر اپنے دل میں خیال کرکے اور باہم
صلاح کرکے قریب تخت آئے بہت ادب سے جھک کر سلام کیا ان مرد بزرگ نے جو
ان ساحروں کو دیکھا تخت روک لیا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو اور کیا ضرورت ہی جو سد راہ
ہوئے ہو میں اپنی ضرورت سے جاتا ہوں تمھارا کیا مطلب ہی بیان کرو انھوں نے کانپ
کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک کے خلاف نہ ہو تو کچھ عرض کریں مرد بزرگ
نے اس طور سے کلام کیا تھا کہ جو کچھ انمیں حواس باقی تھے وہ بھی جاتے رہے تھے جب
انھوں نے اس طور سے کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ بیان کرو ان ساحروں نے عرض
کیا کہ اصل امر یہ ہی کہ ہم لوگ اس مقام پر براے نگہبانی و پہرہ کے مقرر ہوے ہیں طرف
سے سمندر شاہ کے سبب اسکا یہ ہی کہ بادشاہ نے اپنے ایک مجرم کے قتل ہونے کا
حکم اس میدان میں دیا ہی اور وہ بہت بڑا مجرم ہی اسکے قتل کرنے کے لیے بڑے بڑے
انتظام کیے ہیں خود بادشاہ تشریف لائے ہیں خوف یہ ہی کہ کوئی مددگار نہ آ جاے

کیونکہ اُنکے مددگار بہت سے ہین اور بڑے بڑے زبردست ہین زمین پر بھی خوب بندوبست ہے اور ایک ہزار
ساحر بالاے ہوا نگہبانی کر رہے ہین جو کوئی جانور ادھر سے پرند اُڑ کر جاتا ہے وہ جلا دیا جاتا ہے بس آپ اس
طرف سے تشریف نہ لے جائین دوسری طرف سے تشریف لے جائین ورنہ آپ کو زحمت ہوگی یہ کلام
سننا تھا کہ اُن مرد بزرگ نے چین بر جبین ہو کر فرمایا کہ تمھارا بادشاہ کون ہے کہ جس نے بالاے ہوا و بالاے
آسمان بھی اپنا بندوبست کیا ہے اور ہوا پر سے جانے والون کا راستہ روکا ہے وہ کون ایسا زبردست ہے جو ہوا
پر بھی قرق بٹھاتا ہے اور بالاے ہوا بھی اپنی حکومت قائم کرتا ہے ذرا اُسکا نام تو مجکو بتاؤ مین بھی تو سنون
اُن ساحرون نے کہا کہ زمانہ اُسکے نام سے ماہر ہے اُسکی دریا دلی ہر ایک پر ظاہر ہے وہ ایسا ویسا بادشاہ
نہین ہے جو کوئی اُس سے واقف نہ ہو اُسکو سب جانتے ہین اُن مرد پیر نے کہا کہ ایک ہمین نہین واقف
ہین تب انھون نے کہا کہ سمندر شاہ حاکم شہر سمندریہ ہے تب تو اُن مرد پیر نے تیور بدل کر اور کچھ کراہیت
سے کہا کہ وہ سمندر جو کہ ایوان تاجدار حاکم نہ طاق و خداوند نہ طاق کا غلام تھا اب اُسنے یہ مرتبہ
بہم کیا کہ بادشاہ ہو گیا اور زمین پر حکومت کرتے کرتے آسمان پر بھی حکومت کرنے لگا ایسا اُسکو
مرتبہ ملا اور وہ ایسا مغرور ہو گیا ہم تو اُسکی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین ابھی کل کا ذکر ہے کہ وہ پس
پشت خداوند نہ طاق کھڑا ہو کر مگس رانی کرتا تھا آج وہ بادشاہ ہو گیا تمھارے نزدیک اُسکا مرتبہ
ہے اور بادشاہ ہے ہمارے نزدیک وہ کچھ مرتبہ نہین رکھتا ہے وہی غلام ہے تم اُسکا حکم مانو ہم سے
ہین نہین مانونگا مین تو ادھر سے جاؤنگا ہم تو خاصان خداوند ہین ہم پر کوئی حکومت نہین کر سکتا
ہے نہ ہم پر کسی کا حکم چل سکتا ہے ہمارے جو دل مین آتا ہے وہ ہم کرتے ہین ارے یہ تو بتاؤ وہ مجرم
کون ایسا زبردست ہے کہ جس کے قتل کرنے کا یہ بندوبست ہے انھون نے کہا کہ ایک ملکہ ایوان
نہ طاق ساحرہ ہے اُسکے قتل کرنے کا یہ بندوبست ہے وہ بڑی زبردست ہے تب انھون نے کہا کہ
ہم ست جاؤ مین اسی طرف سے جاؤنگا ان ساحرون نے کہا کہ خطا معاف ہم نہ جانے دینگے
اُن مرد بزرگ نے کہا کہ ہم کو کوئی روک نہین سکتا ہے تمھاری تو یہ لیاقت نہین ہے کہ تم ہم کو
روک لو وہ جو تمھارا بادشاہ ہے ہم اُسکے بھی روکے سے نہین رک سکتے ہین ہم قربان خداوند سے ہین
دور خداوند کی صحبت کے رہنے والے ہین ہمارے بڑے مرتبہ ہین اُن ساحرون نے کہا کہ یہ امر
ضرور ہے کہ ہم آپ کا مقابلہ نہین کر سکتے ہین مگر ہان جسقدر ساحر بالاے ہوا ہین سب آپکے
ہاتھ سے قتل ہو لینگے اسوقت حضور کو اختیار ہے یہ جو تقریر ہونے لگی وہ مرد بزرگ بہت
برہم ہوئے کہا کہ تم لوگ بہت بدتمیز ہو میرے روبرو سے ہٹ جاؤ یہان جو ساحر آئے تھے
انمین سے چند ساحر تو اُنسے کلام کرنے لگے اور چند نے خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ خاصان خداوند
سے معلوم ہوتے ہین یا کوئی فرشتہ ہون یا کوئی بندہ مقرب بارگاہ ہون انکی خبر کرنا بادشاہ
کو ضرور ہے یہ خیال کرکے وہان سے چند ساحر طرف زمین کے متوجہ ہوئے یہان سمندر
تخت پر بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہین کہ وہ ساحر آکر حاضر ہوئے با ادب سلام کیا اور
ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے سمندر نے انکی طرف دیکھ کر کہا کہ کہو کیسا خبر لائے ہو کہ کچھ
عرض کرنا ہے انھون نے عرض کیا کہ جی ہان ایک امر ضروری عرض کرنا ہے سمندر نے کہا کہ بہت
جلد بیان کرو تب انھون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم بالاے ہوا گئے اور اپنا بندوبست
کر لیا کہ اگر ہوا بھی ادھر سے گذری تو وہ بھی مجروح ہوتی اور ہمارے سحر مین اسیر ہو کر رہجاتی

اگر طائر تو جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہم بندوبست کیے ہوئے اپنے کام مین مصروف تھے کہ ہم سب نے
دیکھا کہ ایک تخت شمال کی طرف سے چلا آتا ہی ہماری طرف ہم نے پھر کر اُس تخت کو روکنا چاہا
جب قریب تخت پہونچے تو ہم نے یہ واقعہ دیکھا کہ اُس تخت پر ایک مرد بزرگ حکیمانہ وضع بیٹھے ہوئے
ہین پلکین تک سفید ہین عبا و قبا پہنے ہوئے ہین کلاہ چوگوشیا سر پر ہی چند کتابین تخت پر رکھی
ہوئی ہین ایک چشمہ نادرکار الماس نگار لگائے ہوئے ہین یہ حال دیکھکر اُنسے عرض کیا کہ
اِدھر سے آپ نہ تشریف لے جائین اِدھر سے راہ نہین ہی بموجب حکم بادشاہ یہان زمین پر
بموجب حکم ایک مجرم بادشاہ کا قتل ہوتا ہی اُسکے قتل کا بندوبست ہی چونکہ اُسکے مددگار بھی
بہت سے ہین بادشاہ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی بالائے ہوا سے آکر لے جائے چنانچہ
اُنھون نے ہزار ساحر برائے بندوبست مقرر فرمائے ہین کوئی اِدھر سے نہ جانے پائے پرندہ بھی آئے
تو اسیر ہو جائے بس آپ اور طرف سے تشریف لے جائین یہ جو ہم نے کہا اُنھون نے ہمسے دریافت
فرمایا کہ بادشاہ کا نام کیا ہی اور اُس مجرم کا کیا نام ہی ہم نے نام آپکا بیان کیا اور ملکہ کا نام لیا
اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ بندگان خاص سے ہین ہمارا جدھر سے جی چاہتا ہی اُدھر سے
جاتے ہین ہم پر کوئی حکومت نہین کر سکتا ہی اگر تیرے بادشاہ کی حکومت ہی تو زمین پر ہی آسمان
و ہوا پر نہین ہی ہم اِدھر سے جائینگے یہ جو ہم نے سنا ہم نے اپنے دل مین خیال کیا کہ حضور کو
بھی اس حال سے خبر دین اور جیسا حکم حضور فرمائین وہ ہم بجا لائین یہ جو تقریر سمندر نے سُنی خاموش
ہو رہا اور سر جھکا لیا خیال کرنے لگا کہ کیا حکم دون ایک مرتبہ اسکے دل مین خیال آیا کہ یا تو یہ
کوئی مرد بزرگ ہین اسطرف سے انکا گذر ہوا ہی یا کوئی فرشتہ مقرب ہی ای سمندر کہین ایسا
نہ ہو کہ خود خداوند کسی صورت مین برائے سیر تشریف لائے ہون اور اِدھر آ نکلے ہون کیونکہ اُنکو ہر طرح
کی قدرت ہی چل کر ملاقات کرنا لازم ہی اور اگر ممکن ہو تو اُنکو یہان لاؤن اپنی حالت اُنسے عرض کرون
اُنکی دعا اپنے حق مین لون یہ تصور کرکے سردارون سے کہا کہ تم یہان رہو مگر ہوشیار رہنا مین اُن
مرد بزرگ سے مل آؤن اور دیکھ آؤن کہ کون صاحب ہین ایسے بزرگون سے ملنا ضرور ہی ابھی
آتا ہون ایسا نہ ہو کہ خداوند کسی صورت مین تشریف لائے ہون ایسا نہ ہو کہ میرے ملازمون کے
منع کرنے سے برہم ہون تو خرابی ہو یا کوئی عذاب نازل کرین اگر خداوند نہ ہون کوئی خاصان
خداوند سے ہون اس امر سے میرے حق مین دعا سے بد کرین تو بھی خرابی ہو لہٰذا مین جا کر اُنسے
ملون اور اُنکو یہان لاؤن ایسے لوگون سے ملنا ضرور ہی یہ جو سمندر نے کہا سردارون نے عرض
کیا کہ آپ تشریف رکھین ہم مین سے جسکا نام حکم عالی ہو وہ جائے اور اُنکو لے آئے سمندر نے
کہا کہ تم مین سے کوئی نہ جائے تم لوگ اسی مقام پر ٹھہرو مین خود جاؤنگا سردار خاموش ہو رہے
بس سمندر نے اسم سحر پڑھکر دستک دی وہ تخت بلند ہونے لگا وہ ساحر جو کہ آئے تھے وہ بھی
چلے اُنھون نے بادشاہ کو پتہ دیا کہ وہ فلان مقام پر ہین بس سمندر تخت کو لے کر اُسی طرف
چلا بہت جلد اپنے تخت کو اُس طرف لایا سمندر نے دور سے دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر قائم ہی
اُس پر اُسی وضع کے مرد بزرگ تشریف فرما ہین جیسا کہ ساحرون نے بیان کیا تھا اور میرے
ساحر ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہین اُدھر اُن بزرگ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تاج سر پر رکھے
ہوئے تخت پر سوار میری طرف آتا ہی اور چند ساحر اُسکے ہمراہ ہین یہان وہ مرد بزرگ اُن

ساحرون سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ادھر سے ضرور جائینگے کیونکہ یہ ہماری راہ ہی ہم اکثر ادھر سے آتے جاتے
ہین آج تک کبھی روک ٹوک نہین ہوئی ہم کیونکر اس امر کو گوارا کرین ہم اکثر ادھر سیر کو آیا کرتے
ہین ہمارا تو یہ دستور ہی کہ ہم تمام عالم کی سیر کرتے ہین یہ وقت ہمارے تفریح کا ہی یہ کہہ رہے تھے
کہ سمندر پہونچا گو مرد بزرگ یا حکیم وضع نے سمندر کو دیکھا تھا مگر جان کر اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا تھا
اور ساحرون سے مخاطب ہوگئے تھے سمندر نے پہونچکر اُنکے تخت کے قریب اپنے تخت کو روکا
اور جھکا کر سلام کیا اُنھون نے خیال بھی نہ کیا کہ کون سلام کرتا ہی اُن ساحرون کی طرف متوجہ رہے
ایک مرتبہ اُن ساحرون نے جو کہ کلام کر رہے تھے سمندر کی طرف دیکھا پہچان لیا کہ بادشاہ خود
تشریف لائے ہین اُنسے کہا کہ اب آپ بادشاہ سے اجازت طلب کرلین ہم پر نہ خفا ہون خود
بادشاہ تشریف لائے ہین یہ کہکر وہ ساحر ہٹ گئے اب بالکل سمندر کا اور اُنکا سامنا ہوا سمندر
اپنا تخت قریب لایا اب سمندر نے پھر سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا سمندر نے پوچھا کہ
مزاج مبارک کہا کہ اچھا ہون یہ جو اُنھون نے جواب دیا تو سمندر نے کہا کہ آپ کیا فرما رہے تھے
میرے [illegible] یہ سب نالائق اور بیوقوف ہین مجھسے ارشاد فرمایئے اُنکو بات تک کرنے
کی تمیز نہین ہی [illegible] اتنے بھی نہین ہین کہ کس سے کس قسم کی تقریر کرنا چاہیے یہ کہکر اُن ساحرون
کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم لوگ سخت نادان ہو اور بیعقل ہو کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہی کہ
ایسے بزرگون سے ایسی تقریر کرتا ہی جو آپ ارشاد فرماتے تھے کیون نہ قبول کرلیا یا فوراً ہم کو کیون
نہ خبر کی [illegible] یہ کہکر اُن ساحرون سے اور اُن مرد بزرگ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ
آپکو بڑی تکلیف ہوئی اِنکے ذات سے اور میرے سبب سے معاف فرمایئے اُنھون نے
تھوڑی [illegible] کر جواب دیا کہ اِنکی ذات سے کیون تکلیف ہوئی جو کچھ تکلیف یا راحت ہوئی
تمھارے ذات سے کہ تم نے انکو حکم دیا تھا کہ بالاے ہوا جاکر بندوبست کرو کوئی ادھر سے
نہ جانے پائے وہ حکم بجا لائے اگر حکم نہ بجا لاتے تو اُسوقت بھی معتوب ہوتے عدول حکمی کی سزا
پاتے یہ لوگ اپنے منصب کو بجا لائے اِنکی کوئی خطا نہین ہی ملازمین کو اسی طور سے اپنے حاکم
کی اور آقا کی اطاعت لازم ہی مین اِنسے بہت خوش ہوا ہون ہان تم سے شکایت ہی جو تم نے [illegible]
حکم دیا [illegible] اور یہ ملک ہی کہ قبضہ مین ہی حکم دیدیا کہ کوئی جانے نہ پائے اول تو یہ خلاف
ہی کہ [illegible] سے منع کرنا خیر وہ دوسرا امر ہی کہ ہم اُسکے مالک ہین منع کرتے ہین
بالاے ہوا تو کوئی [illegible] نہین کر سکتا ہی نہ کسی کا حکم جاری ہو سکتا ہی یہ تمھاری بالکل نادانی
ہی [illegible] زمین کب اچھی طرح سے کی جو تو بالاے آسمان حکومت کرنا چاہتا
ہی [illegible] زمین را نکو ساختی + کہ بر آسمان نیز پرداختی + تیری حکومت کا حال
ہم پر [illegible] مجرم کے قتل کرنے کے لیے اسقدر بندوبست جو کہ اپنا گنہگار رہی
[illegible] حکومت [illegible] ہوا اُس پر یہ خیال ہی کہ ہم بادشاہ ہین بالاے ہوا حکومت [illegible]
[illegible] نہ پائے جب کہ وہ اپنا مجرم ہی تو پھر اسکے قتل کے لیے اسقدر
[illegible] سمندر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا اُن مرد بزرگ نے کہا
[illegible] خاموش کیون ہو رہا کچھ جواب نہ دیا سمندر نے سر اُٹھا کر
[illegible] کیا تو اب دو دن سوا اُس امر کے کہ مین اپنی خطا پر نادم ہون

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سے سمندر نے اُن مرد بزرگ کو دیکھا ہے ایسا رعب اُنکا اسکے دل پر چھا گیا ہے کہ
یہ کلام نہیں کر سکتا ہے اور اپنے دل میں یہی خیال کر رہا ہے کہ ضرور یہ خداوند ہیں اس جامہ میں تشریف
لائے ہیں یا کوئی بہت بڑے مقرب بارگاہ ہیں انسے ضرور اپنی حالت بیان کرنا چاہیے کیا الٰہی تدبیر
کروں کہ انکو زمین پر لے چلوں یہ تو یہ خیال کر رہا ہے کہ اُن مرد بزرگ نے کہا کہ لے میں جاتا ہوں مجکو عرصہ ہوتا ہے
مجکو اسقدر مہلت نہیں ہے کہ میں بیکار کسی مقام پر قیام کروں میری اوقات میں فرق آتا ہے لوگ جو کہ
میرے پاس آتے ہیں میرے منتظر ہونگے مگر اے سمندر میں اتنا تمکو سمجھائے جاتا ہوں کہ جو کام کیا کرو ذرا
سمجھ بوجھ کر کیا کرو عقل سے کام کیا کرو بے عقلی اور نادانی سے نہ کیا کرو اپنے ارکین سلطنت سے مشورہ
کر لیا کرو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تمھارے ارکین سلطنت کیسے ہیں کہ تمکو رائے مناسب نہیں دیتے
ہیں کیسے وزیر ہیں سمندر نے یہ تقریر سنکے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ افسوس کیا عرض کروں اُن مرد بزرگ
نے کہا کہ اے سمندر تیرے آہ کھینچنے اور افسوس کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو کسی آلام میں اور مصیبت
سخت میں مبتلا ہے بیان کر سمندر نے یہ سنکے کہا کہ میں آپ سے کیا بیان کروں ایک قصہ طویل ہے اب آپ
بیان فرمایئے کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں اسطرف کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا میری آنکھیں آپ کے نور جمال سے روشن ہو گئیں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپسے میرے حاجت
روا ہو گی اگر آپ مہربانی اور کرم فرمایئے ازراہ مہربانی و عنایت میرے ہمراہ زمین پر تشریف لے چلیے
اپنے قدوم میمنت لزوم سے میرے کلبۂ تاریک کو منور فرمایئے مجکو سرفراز فرمایئے اپنے نام نامی و اسم گرامی
سے مجکو آگاہ فرمایئے اگر آپ کو میرا حال دلی و مطلب قلبی سننا ہو تو مجکو یقین ہے کہ اگر میری کمک
فرمایئے گا تو جو کچھ مصیبت میرے اوپر ہے سب دفع ہو جائے گی میں اس آلام سے فرصت پاؤنگا
آپکو زحمت تو ضرور ہوگی مگر میرا کام نکل جائے گا کیونکہ آپ مجکو بندۂ خاص خداوندی معلوم ہوتے
ہیں آپ کی پیشانی نورانی سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ مقرب بارگاہ خداوندی ہیں کوئی بڑے خدا
رسیدہ ہیں یہ تقریر سنکے اُن مرد بزرگ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا بالکل خلاف ہے بھلا میرا یہ مرتبہ کہاں
کہ میں بندگان خاص سے ہوں میں ایک سگ دنیا ہوں وہ جو بندے خاص ہیں انکی
ہے وہ یوں مارے مارے پھرتے ہیں وہ گوشۂ عافیت سے باہر نہیں آتے ہیں سوا اپنے
کے دوسرے مقام پر نہیں جاتے ہیں اہل دنیا سے انکو نفرت ہوتی ہے بھلا مجھ میں کب یہ
کہ میرے سبب سے کسی کا کام اجرا ہو یا مصیبت دفع ہو میں خود مارا مارا پھرتا ہوں وہ جو مثل تم
نے کہی ہو اگر ایسے رنگریز ہوتے تو پہلے اپنی ڈاڑھی رنگتے میری تو یہ مثل ہے میں خود درماندہ ہوں
شفاعت کسکی کرونگا بس یہ خیال تمھارا بیکار ہے اور میں کیا تمکو اپنا نام بتاؤں ایک گمنام ہوں خداوندی
درگاہ کا ایک کتا ہوں یہ جو تم نے کہا کہ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے میں وہاں جاکر کیا کروں
اسوقت ایک ضرورت سے جاتا ہوں ٹھہر نہیں سکتا ہوں میرا بہت بڑا حرج ہوگا اگر ٹھہروں
مجکو معاف کرو میں بیکار نہیں فکر معاش میں جاتا ہوں اے سمندر جو بندگان خاص ہیں وہ کہاں
یوں پھرتے ہیں انکے بڑے مرتبے ہیں اُن مرد پیر نے اس طور سے تقریر کی کہ سمندر کو اور زیادہ
اعتقاد ہوا اسنے اپنے دل میں کہا کہ جس طور سے ہو انکو لے چلو یہ بہت خدا رسیدہ ہیں انکی
تقریر سے ثابت ہوتا ہے بس یہ دل میں خیال کر کے اسنے کہا کہ جو کچھ ہو میں آپ کو بغیر لیے
نہ رہونگا ہر دو زمین پر لیجائے ہوئے بدون آپ سے اپنی حاجت کہے ہوئے میرا دل گوارا نہیں

دیتا ہی کہ آپکے سبب سے سب میرے کام اچھا ہونگے میں اس مصیبت سے نجات پاؤنگا
آپکو قسم ہی خداوندی کی کہ میری غرض کو خیال فرمائیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے انھوں نے جواب دیا
کہ یہ صرف تیرا خیال خام ہی بھلا میں کیا تیری حاجت برلاؤنگا بہتر ہی کہ تو جا اپنا
کام دیکھ جس کام میں مصروف تھا اسکو انجام دے میرے لیجانے سے باز رہ میرے جانے میں
نقصان میرا ہوگا اور تیرا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیوں اپنا ہرج کرتا ہی جا مجھکو عرصہ ہوتا ہی سمندر نے جواب دیا
کہ چاہے نقصان ہو آپ کا چاہے نفع ہو میں بدون آپکو لیجائے ہوئے نہ مانونگا آپ کے چلنے
سے ضرور میرا نفع ہوگا اسپر سمندر نے قسمیں دینا شروع کیں تب انھوں نے کہا کہ اچھا تو کہتا ہی
کہ آپ میرے ہمراہ چلیے تو میں تجھسے اقرار کرتا ہوں کہ اس وقت مجھکو جانے دو میں کل تمھارے پاس
ضرور آؤنگا اسوقت میرا نقصان ہوگا مجھکو ایک پل کی مہلت نہیں ہی کل جو آؤنگا تو جتنا عرصہ تک
کہیگا تیرے پاس بیٹھا رہونگا جو تو کہیگا سنونگا اسوقت مہلت نہیں ہی سمندر نے جواب دیا
کہ یہ تو ممکن نہیں ہی کہ میں اسوقت آپ کو جانے دوں جب اُن مرد بزرگ نے دیکھا کہ سمندر
کسی طور سے مانتا ہی نہیں ہی کہا خیر جو تقدیر الٰہی مرضی چلو یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا تخت طرف
زمین کے مائل ہوا یہاں سب سردار بیٹھے ہوئے سمندر کا انتظار کر رہے ہیں کہ ابھی تک کیا
سبب ہی جو بادشاہ نہیں تشریف لائے کہیں اسنے تکرار تو نہیں ہونے لگی عشاق سے گلاب جادو
نے کہا کہ اے استاد بادشاہ کو بڑا عرصہ ہوا گئے ہوئے کیا سبب ہی جو ابھی تک نہیں آئے
عشاق نے کہا کہ آتے ہونگے جو صاحب ادھر سے جاتے ہونگے اُنسے باتیں کر رہے ہونگے
یہی ذکر تھا اور سب طرف آسمان کے دیکھ رہے تھے کہ دیکھا سمندر شاہ چلا آتا ہی اور برابر اسکے
ایک تخت اور ہی اُس پر ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں حلیہ اور وضع انکی ہی یہانتک کہ دونوں
تخت زمین پر آئے سب سردار برائے تعظیم اُٹھے سب نے جھککر سلام کیا تخت سمندر
کا اپنے مقام پر آکر قائم ہوا سب اُن مرد بزرگ کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کون ہیں مگر سب
خاموش رہے جب سمندر شاہ بیٹھ چکا اسوقت سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اُن مرد بزرگ
نے عشاق کی طرف دیکھکر کہا کہ اے عشاق تجھسے ملا ہوں اچھے تو رہے تم سے تو بعد عرصہ ملاقات
ہوئی ہی عشاق نے جو یہ کلمہ سنا غور کرکے دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ اس مرد بزرگ نے
مجھکو کہاں دیکھا ہی جو میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے یہ تو بڑے غدار سیدہ معلوم ہوتے ہیں کہ
میں انسے واقف نہیں ہوں جو یہ میرے نام سے واقف ہیں انھوں نے مجھکو کہاں دیکھا عشاق تو یہ
خیال کر رہا تھا کہ سمندر نے کہا کہ اے استاد آپ انسے واقف ہیں یہ بڑے مرد باخدا اور صاحب
عرفان سے ہیں اور بڑے باہمت ہیں اپنی ضرورت سے جاتے تھے مگر میں نے جو زیادہ اصرار
کیا میرے ہمراہ تشریف لائے میرے نزدیک جو میں آپ سے اپنی حالت بیان کرونگا
یقین ہی کہ جب یہ دعا کرینگے تو میری سب مرادیں برلائینگے اور میں سب مصیبت سے
نجات پاؤنگا سب مشکلیں حل ہو جائیں گی عشاق نے جواب دیا کہ گو میں نے حضرت
کو کسی مقام پر نہیں دیکھا مگر صورت سے جو جو امر آپ نے بیان کیے ہیں ظاہر ہوتے ہیں
ایسے لوگ مقدر سے ملتے ہیں یہ لوگ تو کبھی کبھی باہر گوشہ تنہائی سے باہر آتے ہیں جب
کوئی ایسی ضرورت ہوتی ہی کہا کہ اے سمندر شاہ اب تمھاری تقدیر اچھی ہوگئی ہی جو ایسے شخص

مجھے تم سے ملاقات نصیب ہوئی ہے سمندر نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے یہ کہکر اُن بزرگ کیطرف
سمندر متوجہ ہوا اور کہا کہ پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہم سب کو آگاہ فرمائیے اُنھون
نے جواب دیا کہ تم کو میرے نام سے کیا غرض ہے مین تمھارے کہنے سے چلا آیا ورنہ مین
نے اہل دنیا سے ملنا ترک کیا ہے مین اُن لوگون سے ملتا ہون جو کہ مثل میرے ہین تم اپنی
حالت بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری ہے سمندر نے کہا کہ جب تک آپ اپنے اسم مبارک
سے نہ آگاہ فرمائیے گا مین اپنا مطلب نہ بیان کرونگا اُنھون نے جواب دیا کہ اے سمندر تم نے ہم
کو بہت پریشان کیا اگر مین جانتا کہ آج اس راہ مین یہ بلائین ہین تو مین کبھی ادھر نہ آتا دوسری
طرف جاتا تمھیں تمھارے ملازمون نے روکا تھا مین اسی وقت واپس چلا جاتا کس بلا مین مبتلا
ہوا ہون میرے کام کا بھی ہرج ہوا زحمت ہوئی جس کام کو نکلا تھا اگر اور زیادہ عرصہ ہوا تو پھر وہ
کام نہ ہوگا سمندر نے کہا پھر سے مقدر ہین آپ سے نیاز حاصل ہونا تھا پھر کیونکہ آپ ادھر تشریف
لاتے بیٹھکے اُنھون نے کہا کہ یہ امر ضرور تھا مگر ادھر آکر بہت پریشان ہوا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم
اپنے حال سے آگاہ کرو مگر مین حیران اس امر مین ہون کہ تمھارے پاس اسوقت اتنا بڑا شخص ہے کہ
جس کا مثل و نظیر عالم مین نہین ہے جو کہ پہلو نشین سامری ہے جس کا اسوقت جواب نہین ہے اور پھر
تم مصیبت مین مبتلا [illegible] ایسے شخص سے تمھاری مصیبت نہ برطرف ہو سکی تو مین کیا ہون
مین انکی برابری بھی نہین کر سکتا ہون سمندر نے جواب دیا کہ بہت سے ایسے کام ہوتے ہین کہ
ایک سے نہین درست ہوتے ہین وہ جسکے ہاتھ سے ہونے والے ہوتے ہین بدون اُسکے سرانجام نہین
پاتے ہین عشاقی نے کہا کہ یہ صرف آپ کی عزت افزائی ہے ورنہ مین کسی لائق نہین ہون بدنام
کرنے والا ہون مجھ سے تو ادنی ادنی اچھے ہین سبب یہ ہے کہ جو خود اچھے ہوتے ہین وہ دوسرون کو
اچھا کہتے ہین اور اپنے کو برا مگر جو اچھے ہوتے ہین وہ لاکھ اپنے کو پوشیدہ کرین مگر بسبب
اپنے کمال کے ظاہر ہو جاتے ہین میرے نزدیک آج سمندر کے مقدر نے بہا لگا ہے اب سمندر
کے مقدر نے یاوری کی ہے جو آپ ایسے فاضل بے بدل سے ملاقات ہوئی میری کیا اصل ہے مین
آپ کے روبرو کیا کر سکتا ہون دوسرے یہ امر ضرور مقرر ہو چکا تھا کہ یہ کام آپ کی کمک سے
سرانجام پانے والا تھا کیونکہ مین اس کام کو سرانجام دیتا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ وہ کام
تو بیان کیجیے جو آپ سے نہ سرانجام پاتا سمندر نے کہا پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہمسکو
آگاہ فرمائیے پھر مین تو عرض کرونگا جب سمندر نے زیادہ اصرار کیا تو اُن مرد بزرگ نے کہا کہ
اے سمندر مجھکو سب لقمان ثانی کہتے ہین میرا پیشہ حکمت ہے مین نے بڑے بڑے حکیمان حاذق
سے یہ علم حاصل کیا ہے بلکہ مین نے اسقدر کوشش کی اس فن مین کہ لقمان ثانی کے نام
سے مشہور ہوا اور یہ سب عنایت و مہربانی و فضل و کرم خداوند ہی کا ہے مین نے انکی عبادت اور
پرستش بہت کی اُسکے عیوض مین اُنھون نے یہ مرتبہ مجھکو مرحمت فرمایا بلکہ اسقدر مجھ سے
خوش ہوئے اور یہ ارشاد کیا کہ تم ہر روز ہمارے پاس بہشت مین آیا کرو مین نے اُنسے عرض کیا
کہ مین ہر روز تو نہین حاضر ہو سکتا ہون ہان مہینہ مین ایک مرتبہ ضرور حاضر خدمت ہونگا
فرمایا [illegible] عرض کیا کہ مجھکو امور دنیوی سے مہلت نہین ہوتی ہے فرمایا دوسرے روز
آیا کرو مین نے عرض کیا کہ مین تو عرض کر چکا ہون ایک ماہ کے بعد حاضر ہوا کرونگا [illegible]

ہو کر فرمایا کہ آٹھوین دن ضرور آیا کرو مین زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا مین نے منظور کر لیا اُسدن سے
آٹھوین روز مین خدمت خداوند مین جاتا ہون اب تو ہم خوش ہو گئے لے اب اپنا حال بیان کرو سمندر
نے کہا کہ یہ تو آپ نے خوب خوشخبری سنائی بقول شخصے کہ میرے مقدر نے در اصل یاوری کی جو آپ
سے قدمبوسی حاصل ہوئی کیا اچھی وہ ساعت تھی کہ جسوقت مین یہان آکر پہونچا تھا اب آپ پہلے
اپنی کل کیفیت سے آگاہ فرمائیے کہ کیونکر خداوندون سے ملاقات ہوئی اور وہ کیونکر آپ کو اپنے ہمراہ
لے گئے اور آپسے کیونکر پیش آتے ہین کبھی کبھی میرا بھی ذکر ہوتا ہے یا نہین اور آپ سے انسے کیونکر صحبت
ہوتی ہے لقمان ثانی نے کہا کہ تم کو اس حال کے دریافت کرنے سے کیا اپنا مطلب بیان کرو
دیکھو شام ہوتی ہے سمندر نے جواب دیا کہ اب مین جب تک کل حال آپکا نہ سنونگا اس
وقت تک نہ آپکو جانے دونگا نہ اپنا مطلب بیان کرونگا ادھر تو سمندر نے اصرار کیا اُدھر مشتاق
و دیگر حاضرین جلسہ نے تب لقمان ثانی نے بیان کیا کہ اصل امر یہ ہے کہ جب مین علم حکمت سے
فراغت حاصل کر چکا اُسوقت مجھکو خیال آیا کہ تو نے علم حکمت حاصل کیا اسمین اپنی عمر رائیگان کی اس
سے اگر تو اپنے خداوندون کی عبادت کرتا اور انکی پرستش کرتا تو کتنا بڑا مرتبہ تجھکو ملتا صرف حکمت
کے پڑھنے سے حکیم مشہور ہوا اور سوا اسکے فوائد دنیوی کے کوئی دینی فائدہ تیرا نہ ہوا اب تو
ان سب باتون کو ترک کر اور عبادت کر بس جب یہ ذہن مین آیا مین نے اُسوقت سے سب
سے ملنا اور ملاقات کرنا یک قلم ترک کیا اور ایک حجرہ مین جا اسباب ضروری لے کر بیٹھ رہا ایک
دوا مین نے طیار کی تھی کہ جس کے پاس رکھنے سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ نہ بھوک معلوم ہوتی ہے
نہ پیاس نہ نیند آتی ہے بس وہ دوا مین نے اپنے پاس رکھ لی صفت یہ ہے کہ بول و براز کی بھی
ضرورت نہین ہوتی ہے اور مین نے اندر سے زنجیر بند کر لی اور عبادت خداوندون کی کرنے
لگا اسی حالت مین مجکو دس برس گذر گئے اب جو کوئی میرے پاس آیا مین اس سے نہ ملا وہ چلا
گیا جب زمانہ دس برس کا گذرا ایک روز مین اُسی حجرہ مین بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا کہ یکایک
سقف حجرہ خود بخود شگافتہ ہوئی اور اُس مین سے ایک نور پیدا ہوا مین حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے
مین حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ یکایک مین نے دیکھا کہ اُس شگاف سے ایک تخت پیدا ہوا اس
تخت پر دو مرد مقدس تشریف فرما تھے اُنکے چہرون سے ایسا نور اور رعب ساطع و لامع تھا کہ
تمام حجرہ روشن ہو گیا اور ایسی ایک خوشبو آئی کہ میرا دماغ جان معطر ہو گیا بلکہ مجکو محویت کی
کیفیت سکتہ تک تو بہت رہی اور ایک عالم سکوت و حیرت میرے اوپر طاری رہا مگر رعب ایسا
تھا کہ مین خود بخود بدون اپنے اختیار کے کھڑا ہو گیا برائے تعظیم اور اُسی حالت بے اختیاری
مین مین نے اُن دونون صاحبون کو تسلیم کی کہ وہ تخت زمین پر آیا مین حیران حیران دیکھ رہا تھا
کہ اُنمین سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہین مین نے دست بستہ
عرض کیا مین نے نہین پہچانا تب اُنھون نے فرمایا کہ تو جنکی عبادت اور پرستش کرتا ہے وہ ہمین
ہین مین نے عرض کیا کہ مین اپنے خداوندون کی بندگی کرتا ہون فرمایا کہ تو ہماری ہی بندگی کرتا ہے
ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے تو نے خوب ہماری عبادت کی ایسے خوش ہوئے کہ ہم
خود تیری ملاقات کو بہشت سے دنیا پر آئے اب تو کچھ خوف نہ کر جا ہم نے تجھے اپنا
نظر کردہ کیا تو ہمارے بندگان خاص سے ہے اور تیرا مرتبہ برابر فرشتگان مقرب کے ہم نے

منظور کیا تیرے ہاتھ میں ہم نے شفا دی تجھ سے کل دوائیاں کلام کرینگی اپنی خاصیت بیان کرینگی اور
نقصان اور فائدہ تیرے برابر اب کوئی حکیم نہ ہوگا تو جسکا علاج کریگا وہ شفا پاویگا تجھکو تمام
خزانے زمین کے دکھائی دینگے ہم تجھکو یہ تخت دیتے ہیں کہ تو اس پر سوار ہوکر تمام عالم کی سیر کیا کر
تو اس تخت سے کہیگا تجھکو لے جائیگا مگر ایک مرتبہ ہمارے پاس ضرور آیا کرنا جیسا کچھ وہی تقریر
ہوئی جو کہ میں نے قبل میں بیان کی بس جب میں نے انھوں کا اقرار کیا تب ان دونون
صاحبون نے فرمایا اچھا تیرا ہی کہنا ہم نے قبول کیا تب میں نے عرض کیا کہ آپ کا اسم مبارک
فرمایا کہ ہم سامری و جمشید ہیں میں نے قدم چومے آنکھوں سے لگائے ان دونون صاحبون نے
میری پیشانی پر ہاتھ رکھا کچھ میوے بہشت سے لائے تھے مجھکو کھلائے کہ جسکا یہ اثر ہوا کہ جو علم مجھکو نہ
معلوم تھے نہ میں نے پڑھے تھے وہ بھی میرے لوح سینہ پر کندہ ہوگئے بس ایک مرتبہ وہ دونون
صاحب نظر سے غائب ہوگئے ہاں یہ بھی فرما گئے تھے کہ اب تو اس حجرہ سے نکل اور اپنے کو
ظاہر کر تاکہ تیری ذات سے تمام عالم کو فائدہ ہو ہم نے تجھکو لقمان ثانی خطاب دیا گو کہ لقمان
اول سے زیادہ ہرگز وہ اور مرتبہ کا شخص تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو خداوند کی اطاعت
اور بندگی کر کہ اب دنیا پر وہی خدا ہیں کیونکہ میں اس وقت تک آپ کے خدائی کا قائل نہ تھا
سوائے پوتے دو سو خدائیوں کے جو کہ گذر گئے تھے اسدن سے مجھکو آپ کا مرتبہ معلوم
ہوا اور میں نے جانا کہ یہی میرے خدا ہیں بس جب خداوند تشریف لائے میں بموجب حکم
خداوند حجرہ سے نکلکر باہر آیا میرا باہر آنا تھا کہ ایک شہرت ہوگئی کہ حکیم صاحب حجرہ سے باہر تشریف
لائے وہ تخت عنایت کردہ خداوند میرے پاس تھا چونکہ وہ وقت سحر تھا میں اس پر سوار
ہوکر صحرا کی طرف چلا گیا جاکر جو میں نے صحرا کی پتوں سے کلام کیا انھوں نے اپنی خاصیت
بیان کی دراصل مجھکو تمام خزانے زمین کے نظر آنے لگے بس میں نے اسدن سے یہ طریقہ
اختیار کیا کہ صبح کو مطب کرنا شروع کیا ہزارون مریض آنے لگے جسکو نسخہ لکھکر دیا وہ پہلی ہی
نسخہ میں اچھا ہوگیا وہ پھر لوگ سبق لینے کو آنے لگے بس پھر کوہ میں رہ کر جانے لگا جسدن
خداوند کی خدمت میں جانے کا دن آیا میں نے تخت سے کہا کہ مجھکو خداوند کی خدمت میں
پہونچا دے وہ تخت مجھکو لیکر آسمان پر گیا سب آسمان طے کرکے مجھکو بہشت میں پہونچا دیا میں بہشت
کی کیا حالت بیان کرون اور آسمانون کے اگلی کیا صفت بیان کرنے کے لیے ایک دفتر طول طویل
چاہئے اب پھر کبھی ملاقات ہوگی اور مہلت ملی ہوگی تو بیان کرونگا خلاصہ جسکا یہ ہے کہ وہ
مقام خداوندون کے رہنے کا ہے اسکی کیا تعریف بیان کی جاسکے احاطہ بیان سے باہر ہے بس اس
تخت نے مجھکو ایک قصر با وسعت نگار میں پہونچایا میں نے جاکر دیکھا کہ بہشت سے آدمی اس قصر
میں تشریف فرما ہیں حوریں خدمت میں حاضر ہیں غلمان موجود ہیں اور مسند پر خداوند جمشید
سامری جلوہ فرما ہیں انکے گرد و پیش اور خداوند ہیں میں نے پہلے خداوند جمشید و سامری کو سلام
کیا اور قصد کیا کہ پائین مسند بیٹھون کہ خود خداوند نے فرمایا کہ ان لوگوں کو بھی سلام کرو یہ سب
خداوند ہیں میں نے بموجب ارشاد خداوند ان سب کو بھی سلام کیا تب خداوند نے ارشاد
کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا خداوند نے فرمایا جو میرے داہنی طرف بیٹھے ہیں یہ نمرود شاہ و ہامان
ہیں اور فرعون شاہ ہیں اور شداد شاہ ہیں یہ سب خدا تھے اور میرے نائب

اور جو بائیں طرف ہیں یہ قمر و شاہ و فرعون ثانی تھا سے تر ہیں تن بی بی خرم جمشید وغیرہ ہیں
سب مجکو نام معلوم ہوئے پوسنے دو سو خداوندان حضرت خداوند نے خداوند نے دنیا کی کیفیت
مجھ سے دریافت کرنا کی مینے سب حالات بیان کی خداوند نے مجکو حکم دیا کہ تم آٹھویں دن ہم سے
تمام حال دنیا کی بیان کیا کرو اور ہم چند فرشتے مقرر کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت تمہارے پاس حاضر
رہا کرینگے جو کچھ تم کو عرض کرانا ہو ہم سے منظور ہوا کرے اسکو لکھ کر یا کہا اور بجا کیا کر وہ فرشتے تمہارا نوشتہ
ہم تک پہونچا دیا کرینگے ہم اس کا جواب اسی وقت تم کو بھیجدیا کرینگے اور تم ہم سے آٹھویں
دن آکر حال کہا کرو اسکے بعد خداوند نے حکم دیا کہ انکو لاکر بہشت کے میوے دو طبقان سے
میوے لاکر سب کے تئیں کھلائے سو وہ نکالے تمہیں دیکھا بعد اسکے پھر دنیا کا ذکر ہونے لگا پھر خداوند
تعالیٰ کا ذکر ہوا انکی کرامت کا مذکور ہوا میں بعد ہو پھر کے خداوندوں سے رخصت ہو کر چلا
آیا اسدن سے میں نے اپنا طریقہ یہی مقرر کر لیا کہ آٹھویں دن جا کر سب حال جو کہ دنیا پر گذرتا
ہے عرض کرتا ہوں جہاں تک مجکو خبر ہوتی ہے اور جو مجکو نہیں معلوم ہوتا ہے وہ خود خداوند مجھ سے
ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں جگہ میں یہ واقعہ گذرا فلاں سرزمین پر یہ حادثہ ہوا سب خداوند
حاضر خدمت ہوتے ہیں اور جسوقت مجکو ارشاد ضرورت ہوتی ہے اور میری سمجھ میں کوئی امر نہیں آتا
ہے تو میں بذریعہ عرضی کے خداوند کی خدمت میں عرض کرا بھیجتا ہوں وہ فرشتے لیجاتے ہیں
خداوند اسکا جواب مرحمت فرماتے ہیں یہ حالت ہے میری جو کہ میں نے بیان کی اب چند روز
سے واقعات سمندر پر خداوند نے یہ پایا کرتے ہیں کہ یہ واقعہ گذرا یہ حادثہ پیش آیا میں سنا کرتا تھا مگر
چند آدمیوں کی خداوندی بہت تعریف کرتے ہیں ایک تو عشاق دوسرے سمندر شاہ تیسرے
طلاسب جادو چوتھے عملاق جادو و دو افراق جادو کوئی آفتاب جادو و سمندر میں سپہ
سالار تھے وہ خداوند کی خدمت میں موجود ہیں اور کوئی ملکہ ماہیان طوفان کش و ملکہ سحر ان
سیہ پوش و عشاق شہ طاقی و ملکہ زعفران تشتر پوش یہ سب ساحر و ساحرہ دشمن ہیں حضرت کے
سے خدمت خداوندی میں ہیں خداوند تعالیٰ کی بہت خاطر کرتے ہیں مجھ سے خود فرماتے تھے
کہ یہ لوگ بالکل سے بیچارے ان لشکر اسلام کے مارے کے یہ پاس کے بیٹھا نے مگر مجکو منظور ہوا
کہ یہ بہت دنیا پر رہیں چلیں اب انکو بلا لو بس میں نے طلب کر لیا بدیں سبب یہ میرے
پاس چلے آئے مگر خداوند کو تعریف سمندر شاہ وغیرہ کی کرتے ہیں مگر ہم تو بھی فرماتے ہیں کہ یہ
جو آلام ہیں سمندر شاہ پر اس سبب سے ہیں کہ اسنے ہماری بندگی بالکل ترک کی اور جو کہ
ہمارا نائب تھا اسکو بجدا کی بابا کو اسوقت اور اس زمانہ میں وہ خدا ہے اور سب جو لیکر
بالا سے آسمان چلے آئے ہیں مگر اسکو لازم تھا کہ سمندر ہماری بندگی تو ترک کرتا اور بالکل
ہم کو نہ بھول جاتا لیس جو کچھ ہے اسکے نزدیک خداوند تعالیٰ ہے اسقدر اسکو اسکی عبادت اور
پرستش کا شوق ہوا کہ مجھ کو کوئی ہماری بندگی کرنے والا بھی ہے اسکو بھی سمندر یہی فہمایش کرتا
ہے کہ خداوند تعالیٰ کی بندگی کرو کیا خوب ہم کوئی نہ ہوئے جو کہ اول خدا ہیں اور جس نے
تمام زمین و آسمان اور دنیا کو خلق کیا جو کہ موجد اس عالم ایجاد کے ہیں انکی بندگی کوئی نہ
کرے اور جو کہ ہمارے بندے ہیں اور ہم نے اپنا نائب اپنی طرف سے کر کے بھیجدیا ہے کہ
جا کر خدائی کرو وہ ایسے ہوئے کہ تمام عالم میں انکا زمین رواج پا جائے کوئی ہمارا نام تک نہ لے

یہ امر ہم کو ناگوار ہوا ہم نے اُسکو مصیبت میں مبتلا کیا ابھی کیا مبتلا کیا ہے اور مصائب اُس پر نازل کرینگے
تباہ و غارت کر ڈالینگے اے سمندر یہ میں نے جو یہ تقریر زبانی خداوند کے سنی میں نے عرض کیا کہ یا خداوند مجکو
بھی اُس سمندر شاہ کی مع اُسکے ہمراہیوں کے صورت دکھا دیجئے تاکہ میں اُسکو پہچان لوں اور اُس کی
صحبت سے پرہیز کروں اگر کسی مقام پر مل جائے تو فہمایش کروں کہ تم نے کیا غضب کرتے ہو تم نے
خداوند اول کو ناراض کر دیا ہے اور اُسکے نائب کی بندگی کرتے ہو اور سب کو ترغیب دیتے ہو
بس یہ جو عرض کیا تو خداوند نے اشارہ کیا کہ ایک حجاب سا میری آنکھوں کے سامنے سے برطرف
ہو گیا تمام دنیا کی حالت نظر آنے لگی تمام دنیا کو میں نے اس طور سے دیکھا کہ گویا میرے پیش نگاہ
تھی جو جو اقالیم خدا پرستوں کے قبضہ میں تھے اور جو جو انھوں نے جنگ و پیکار کر کے حاصل کیے ہیں
سب خداوند نے مجکو دکھا دیئے فرمایا کہ یہ سب اقلیم میرے بندوں اور میرے نائبوں کے قبضہ میں
تھی جنھوں نے زیادہ غرور کیا میں نے اُن پر عذاب نازل کر کے خدا پرستوں کے ہاتھ سے دلوا دیا
خداوند نے سب کے نام بتائے ایرج بالا باختر کوہ قاف باختر ترکستان زبرجد نگار جواہر
الماس کشمیر وغیرہ چند نام مجکو یاد رہے پھر خداوند نے جو مسجد خدا پرستوں کا ہے مجکو دکھایا
اور فرمایا کہ یہی ایک ملک اہل اسلام کے قبضہ میں تھا اور انکا عبادت گاہ تھا اسی مقام پر
وہ ہمارا بندہ جو کہ خدا پرستی پر پیدا ہوا تھا اسی مقام سے اُسنے خروج کیا ہم نے اُس کی
نسل کو ایسی ترقی دی اور ایسا زور دیا کہ کوئی اُسکے ہم پلہ نہ ہوا چنانچہ خداوند نے صاحبقران
اول یعنی حمزہ اول کو اور خواجہ اول یعنی عمر اول کو دکھایا اور فرمایا کہ یہی عیار تھے جو کہ
بیباک طرار تھے اور جس نے اپنا لقب نقش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مشہور
کیا تھا بھلا اسکی ہی یہ لیاقت تھی کہ یہ ایسے ایسے کام کرتا صرف ہماری قدرت تھی اور ہم کو
اُسکا نام کرنا تھا بہت کچھ تعریف فرمائی اسکے بعد حمزہ صاحبقران کی بہت تعریف کی
پھر فرمایا کہ جب یہ دونوں خوب مقابلہ کر چکے اور ان کے دل میں یہ امر پیدا ہوا کہ اب ہم سے
بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور غرور کرنے لگے بس میں نے یہ امر انکے دل میں پیدا کیا کہ اب یہ
مقابلہ نہ کریں بلکہ اپنے اصلی مقام جائے ولادت پر جا بیٹھیں میں نے یہی امر اُنکے دل
میں پیدا کیا اور انکی اولاد میں سے ایک کو صاحبقران کیا جو کہ صاحبقران ثانی و امیر ثانی کے
لقب سے مشہور ہوا اور خواجہ عمر کی نسل سے ایک کو خواجہ ثانی یعنی عمر ثانی کیا خداوند
نے اُن دونوں کو بھی دکھایا اور شناخت کرایا کہ یہ صاحبقران ثانی و عمر ثانی ہیں انکی بھی
بہت تعریف فرمائی اور سب خدا پرستوں کو دکھایا جو کہ انکے ساتھ تھے دکھایا کہ ان لوگوں
نے دنیا پر راحت پائی ہے مغرور و غیر مغرور بندوں کو پریشان کیا میں نے انکو دوزخ میں
ڈالدیا اسپر یہ ہمیشہ جلا کرینگے اے سمندر شاہ صدائے آہ آہ آرہی تھی میرے تو رونگٹے
کھڑے ہو گئے تھے اور بدن کانپنے لگا تھا اور وہ جو نسل سے صاحبقران اول و ثانی کے
ہونگے وہ بھی سب دوزخ میں تھے اور اسی طور سے خواجہ عمر ثانی و اول کی نسل کے
عیار بھی خداوند نے فرمایا کہ جب انھوں نے یعنی صاحبقران ثانی و عمر ثانی نے طلسم آئینہ سپہر پیکر
آئینہ اندام جادو کو جو کہ خدائی کرنے سے مغرور ہو گیا تھا اور سوائے اپنے کسی کو
جانتا تھا تباہ کر کے اشراق جادو بادشاہ طلسم آئینہ کو قتل کیا اور نورج کو اور عجب

اُسکے بعد شکایت کی اور فرمایا کہ مین کبھی ناراض ہوتا مگر اُسکی اس حرکت سے کہ اُسنے مجھکو بالکل فراموش کر دیا
میری بندگی ترک کی خصوصاً استاد کی تمھارے بہت تعریف فرماتے ہین جب مین جاتا ہون یہی ذکر
ہوتا ہے اب برس ڈیڑھ برس سے دوسرا ذکر نہین ہوتا ہے چنانچہ کل افسوس فرما رہے تھے کہ حیف ہے
سمندر رخ خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا اور اُسنے اپنی حرکت نہ چھوڑی چنانچہ مین نے یہ تقدیر کر دی
کہ وہ تباہ ہوا اور اُسکا ملک اہل اسلام کے قبضہ مین جا سکے اُس پر کیا منحصر ہے نہ طاق بھی تباہ
ہوگا اور یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین جائینگے فرمایا کہ مین تجھکو خبر دیتا ہون ان سب امرون
کی اور اس امر سے بھی آگاہ کرتا ہون کہ کل تجھسے اور سمندر رخ شاہ سے ایک مقام پر ملاقات
ہوگی تو اُسکو آگاہ کر دینا مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا کہ کس مقام پر اور کیونکر مین تو جانتا تھا کہ
مجھکو اپنے امورات دنیوی سے مہلت نہ ہوگی پھر سمندر رخ شاہ سے کیونکر ملاقات ہوگی مین ایک
مدت سے قصد کر رہا ہون اتفاق نہین ہوتا مگر مین نے بسبب اس امر کے کہ حکم خداوندی ہے
اور جو یہ فرماتے ہین وہ ہوتا ہے اس امر پر اصرار کرنا زیبا نہین ہے چنانچہ خاموش ہو رہا خداوند
نے فرمایا کہ ایک بہت بڑا دوست ہمارا ہمارے پاس کل آئیگا ہم اُسکے بہت مشتاق ہین
بہت عرصہ بھی ہوا کہ ہم نے اُسکو دیکھا نہین ہے ہم اُسکو بہت دوست رکھتے ہین اور وہ ہم کو
ایسا تو کوئی نہین ہے جو اُسکے برابر ہو مین نے اور دیگر خداوندون نے عرض کیا کہ ہم کو بھی آگاہ
فرمائیے کہ وہ کون ہے تا کہ ہم اُس سے آگاہ ہون فرمایا کہ اسقدر لوگ میرے یہان میرے پاس ہین
اُنہین بھی کوئی اُسکے برابر نہین ہے ہم کو اُسکا اب دنیا پر رہنا بنہایت شاق ہے ہم کل اُسکو طلب
کرینگے بدون اُسکے ہماری صحبت بدرنگ و بدمزا ہے یہ فرما کر فرمایا کہ تم لوگ اُسکے نام کے
مشتاق ہو سنو اُسکا نام ملکہ الیوان نہ طاقی ہے یہ فرما کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ
دیکھ لو یہ اُسکی تصویر ہے ہم سب نے دیکھا اور عرض کیا کہ یہ خداوند کی بہت دوست ہے فرمایا کہ ہان
بہت دوست ہے اُسنے میرے لیے ترک دنیا کی ہم بھی اُسکو دوست رکھتے ہین یہ فرما کر عشاق نہ طاقی
و ملکہ شعلہ سے فرمایا کہ تم اے عشاق نہ پریشان ہو اپنی بہن کے لیے ہم کل اُسکو یہان طلب کیے لیتے
ہین ہم خود اُسکے مشتاق ہین عشاق نے کہا کہ مین عرض کرنے والا تھا کہ حضور میری ہمشیرہ کو یا تو
طلب کرلین یا مجھکو اُسی مقام پر پھر روانہ فرمائیے کیونکہ مجھکو اب اُسکی جدائی بہت شاق ہے خداوند
نے فرمایا کہ ہم طلب کیے لیتے ہین وہ دنیا پر بہت رہ چکی یہی کلمہ شعلہ سے فرمائے کہ مین تیری لوا
کو دنیا پر سے بلائے لیتا ہون تیری کیا رائے ہے ملکہ شعلہ نے بھی کہا کہ مجھکو اُسکی مفارقت نہایت شاق
ہے یہ تو آپ نے خوب ارشاد کیا مین خوش ہو گئی یہ سُنکے مجھسے خداوند نے الیوان کی بہت تعریف
کی مین اُس الیوان کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوا مین نے خداوند سے عرض کیا کہ اگر آپ ملکہ
الیوان کے مکان کا نشان مجھکو تعلیم فرمائین تو مین ضرور اُسسے پردۂ دنیا پر ملون ارشاد کیا کہ اب کی
مرتبہ جو تم آؤگے تو تم سے اسی مقام پر ملاقات ہوگی تم بھی اُنکی صحبت سے بہت خوش ہوگے
مین نے عرض کیا اگر مین پردۂ دنیا پر ملاقات کرون تو کیا نقصان ہے فرمایا کہ آج کل اُسکے مزاج
مین کچھ فتور ہو گیا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے وہ بہت بیہودہ بکتی ہے مثل دیوانون کے اُسکی تقریر
ہے کوئی اُسکی ملاقات کے قابل نہین ہے یہان جب وہ آئیگی تو پھر اُسکا دماغ اصلاح پذیر
ہو جائیگا اُسوقت یہ اس کے لائق ہوگی کہ کوئی اُس سے ملے ابھی وہ اس لائق نہین ہے

اسی سبب سے اور مین اسکو بلائے لیتا ہون اے سمندر شاہ مین یہ تقریر سنکے خاموش ہو رہا خداوند
بہت تعریف الوان کی فرمایا کچھ بعد تھوڑے عرصہ کے مین رخصت ہوکر چلا آیا مگر مجھکو خیال تھا کہ
خداوند نے فرمایا ہی کہ کل تم سے اور سمندر شاہ سے ملاقات ہوگی دیکھیے کیا سبیل ملاقات
کی نکلتی ہی چنانچہ مین آج ایک ضرورت سے ادھر کو روانہ ہوا راہ مین یہ واقعہ پیش آیا تم سے
ملاقات ہوئی چنانچہ خداوند کا فرمانا راست ہوا کیون نہ ہوتا خداوند ہین بھلا کیونکر دروغ ہوتا
میرا تو یہ واقعہ ہی مجھکو خداوند بہت مانتے ہین مین نے اپنی کل حالت بیان کی اب تم اپنی حالت
بیان کرو اور جو تم کو کہتا ہون کہو اور یہ بیان کرو کہ تم اسوقت اس مقام پر کیون آئے ہو کیا لشکر
کے لیے اور یہ مجمع کیسا ہی اور یہ فوجین کیسی صف بستہ کھڑی ہین اور یہ ہوا پر کیون فرق ہی کہ
کوئی ادھر سے نہ جانے پائے ساحر مقرر ہین وہ بالائے ہوا بندوبست کر رہے ہین اسقدر
ہم تخفیف کیون ہی یہ ہزارون آدمی تیر و کمان لیے ہوئے کیون مستعد ہین اسکا کیا سبب ہی سمندر
نے کہا کہ مین اسکا کیا حال بیان کرون آپ میرے حال سے بخوبی واقف ہین لقمان ثانی نے
ایسی کچھ تقریر کی کہ سب کو اعتقاد ہو گیا ہر ایک اپنے اپنے دل مین اپنے مقام پر کہنے لگا کہ یہ
بڑے مقرب ہین سب حال انھون نے بیان کر دیا عشاق اس امر سے حیران تھا کہ مین تو انکو
جانتا نہین ہون یہ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوئے اب اسکو بھی معلوم ہوا کہ یہ سبب ہی
کہ میرے نام سے واقف ہوئے کہ خود خداوند نے اپنی زبان سے فرمایا اور میری تعریف کی اسکے
ذریعے سے کچھ باتین جو کہ میرے دل مین ہین مین خداوند کی خدمت مین عرض کرا دونگا عذر و
معذرت کرونگا عشاق کو خوب اعتقاد ہو گیا ہی اور سمندر تو آنکھین بچھائے دیتا ہی کہ
لقمان ثانی نے کہا کہ اے سمندر جلدی بیان کر دیکھ حرج ہوتا ہی مجھکو اپنی ضرورت سے جانا
ہی اور وہ ضرورت بہت شدید ہی دیکھیں جس چیز کی تلاش کو نکلا ہون کہان ملتی ہی صحرا صحرا
پھرونگا ہر کسی سے کلام کرونگا اور تفتیش کرونگا یہ جو لقمان ثانی نے کہا اور کہا کہ زیادہ
اصرار جو اس امر مین کرتا ہون اسکا سبب یہ ہی کہ خداوند سب حالات جو کہ میرے اوپر
گذرتے ہین سب دریافت فرماتے ہین واقف ہوتے ہین مگر میری زبان سے سننے کے
مشتاق ہوتے ہین تو بیان کرونگا کہ اس مقام پر سمندر سے ملاقات ہوئی سمندر اس کام مین مصروف تھا
اس قدر مجمع تھا جب یہ سمندر نے سنا تو سمندر نے کہا کہ آپ میری طرف سے بہت بہت
عذر کیجیے گا اور میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ سمندر نے دست بستہ عرض کیا ہی کہ میری خطا
کو معاف فرمائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے اب مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی یہ امر مجھ سے
نادانستگی مین ہو گیا آپ کریم ہین رحیم ہین آپ پر ہر ایک کا حال روشن ہی ہر ایک کے
دل کا حال بخوبی آپ جانتے ہین ہر ایک کے حال سے بخوبی ماہر ہین بس میرے اوپر
رحم فرمائیے میرے قصور کو معاف و عفو فرمائیے مین اپنے کئے ہوئے سے بہت شرمندہ
ہون اب ایسے خیال کبھی نہ کرونگا جو مجھکو حکم ہو وہ مین کرون میرے اوپر سے اس بلا کو دفع
فرمائیے مجھکو اسقدر قوت عنایت فرمائیے کہ مین اہل اسلام پر غالب آؤن اور انسبکو
قتل کرون اور اپنے شہر سے نکال دون لقمان ثانی نے جواب دیا کہ اے سمندر تم نے تو
اسوقت وہ مثل کی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان مین کہتا کچھ ہون جواب تم کچھ

رہتے ہو پہلے اپنی حالت تو بیان کرو اور اس واقعہ کو بیان کرو پھر جو تم کہو گے مین خداوند سے عرض
کرونگا اگر لائق عرض کرنے کے ہوگا اور تم کو تدبیر بھی بتاؤنگا اور طریقہ بھی کہ جو باعث تمھاری
اچھائی بہتری کا ہوگا بس اُسوقت سمندر نے ابتدا سے اور اس مقام تک سب حال مجملاً
بیان کیا کہ ایوان کو خواجہ ثالث نے اسیر کر لیا اور پھر اقرار لے کر اسکے اسیرون اور مبتلاے سحر
کو رہا کر کے چھوڑ دیا اور جو جو واقعے اور معرکے گذرے سب بیان کیے اور کہا کہ یہ آفتین مجھ پہ
اُسدن سے نازل ہوئین ہین جس دن سے اہل اسلام اس طرف آئے ہین اور انکا قدم آیا ہی مین ان
آلام مین مبتلا ہون لقمان ثانی نے فرمایا کہ یہی سب امر خداوند نے فرمائے تھے ہر ہفتہ کو یہی ذکر
ہوا کرتا ہی کہ یہ جملہ حالت گذری ہین اُن سے سن چکا ہون اور اب تم سے بھی سن لیا مگر تم نے
اس مقام پر آنا اور اس مجمع کا ہونا نہین بیان کیا اسکو بھی بیان کرو سمندر نے جواب دیا کہ عرض
کرتا ہون آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہ کرونگا کیونکہ آپ سے پوشیدہ نہین رہے گا آپ پر
ظاہر ہوگا اور آپ ایسا مقرب بارگاہ خداوندی کہان مجھکو ملے گا اور کون آپ سے بہتر
ہوگا کہ جو مین اس سے عرض کرونگا اس پر ظاہر کرونگا آپ تو میرے مقدر سے مجھکو ملے
ہین میرے دن اچھے آگئے ہین نصیبہ نے یاوری کی ہی لقمان نے جواب دیا کہ اس تقریر سے
کچھ حصول نہین ہی تم اپنی تقریر کو بیکار طول دیتے ہو جلد بیان کرو مجھکو جانا ہی میرا ہرج ہو
رہا ہی یہ جو لقمان نے کہا اُسوقت سمندر نے کہا کہ جب مجھکو خبر ہوئی کہ ایوان سے اور خواجہ
سے کچھ اقرار ہوا ہی مین نے جو اپنے مقام پر دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ ایوان نے خواجہ
سے اقرار کیا ہی کہ مین مطیع اسلام ہوئی آپ کی شراکت کی مین نے اپنا مذہب قدیم ترک
کیا مگر ایک شرط کے ساتھ اگر آپ اسکو قبول کرین ایوان نے خواجہ سے یہ شرط کی کہ
مین آپکی شریک تو ہوئی مگر شرط یہ ہی کہ آپکی شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی
اُسکے سوا تمام جہان سے مقابلہ کرونگی اور نہ اُسکی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ کرونگی اول
تو میرے اور اُسکے اب شراکت کیسی اور باہم ملاقات کیسی وہ کافر مین مطیع اسلام ہون
یہ اقرار مدار ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایوان کو رہا کیا ایوان نے جو دریا سے سحر بنایا
تھا مٹا دیا سب کو جو اُسمین قید تھے رہا کر دیا صاحبقران پر سے اپنا سحر اُتار لیا یہ سب
بند و بست کر کے اپنے شہر پہنچ گئی اس امر کا خیال ذہن اقدس مین رہے کہ نہ ایوان میری
ماتحت ہی نہ باج گذار ہی بلکہ ایک خود سر بادشاہ تھی کبھی اسنے کسی کو خراج نہین دیا نہ اسکے
بھائی نے ہمیشہ ساتھ خود سری اور سرکشی کے حکومت کی میرے اوپر کیا موقوف ہی
خداوند کو خراج نہین دیتی تھی اُسکے ہمیشہ بر سر فساد رہتی تھی مگر مجھ سے از حد ملاقات تھی
اور مجھ سے الفت کرتی تھی اس سبب سے میری شریک ہوئی تھی دوسرے اپنے
بھائی کے اور نانی کے خون کا عیوض اُنکے قاتلون سے لینے کو آئی تھی کہ یہان اُس پر
یہ آفت گذری اور اُسنے جو یہ اقرار خواجہ سے کیا کہ مین سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی صرف
میری محبت اور یہ سبب میرے خوف سے کہ بس جسوقت ایسا ہوگا الزام مجھ پر ہوگا اسکے اپنے
شہر کا بادشاہ اپنی بہن کو کیا اور خود تارک دنیا ہو گئی گوشہ نشینی اختیار کیا جب مجھکو
یہ سب حال معلوم ہوا مجھکو بڑا غصہ آیا مین نے اُسکو بذریعہ رقعہ کے طلب کیا ایوان

نے عذر کیا کہ مین اٹھ نہین سکتی ہون چلہ کشی کی ہی چونکہ مجکو تو معلوم تھا کہ اسنے فقرہ کیا ہی مین نے دوسرا رقعہ
تحریر کیا اُس مین بہت کچھ لجاجت کے کلمہ تحریر کیے جس کے سبب سے وہ آج صبح کو میرے دربار
مین آئی پہلے مین نے بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ میری کمک کرو اور مطیع اسلام نہوا ور اہل اسلام سے
مقابلہ کرو مگر الیوان نے انکار کیا ہرگز ہرگز راضی ہوئی مین نے بہت دھمکایا خوف دلایا مگر راضی نہ
ہوئی یہان تک مین نے کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اُسنے کہا کہ مجکو کچھ خوف نہین ہی مین کسی امر سے
نہین ڈرتی ہون مجکو اپنی جان کا خوف نہین ہی جو تیرا جی چاہے وہ کر مین اپنے قول سے نہ پھرونگی
نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی نہ یہ امر ترک کرونگی کہ مین مطیع اسلام نہون اور مذہب کفر مین مبتلا
ہون بلکہ مذہب اسلام مذہب حق اور دین برحق ہی اور بہت سی تعریف مذہب اسلام کی کی اور
نہایت درجہ مذمت تمام مذہبون کی کی اُسکی اُسوقت کی تقریر سُنکے مجکو بہت غصہ آیا مین نے
حکم اسیر کرلینے کا دیا سب نے اسیر کرلیا مین نے اُسوقت تمام شہر و بیرون شہر منادی کرا دی
کہ ایک مجرم سرکاری گردن مارا جائیگا جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے چنانچہ مجمع وہی ہی مین نے
الیوان کو زندان خانہ مین قید کیا چونکہ سہ پہر کا وقت مقرر کیا تھا اور یہی مقام ہی بس مین بموجب
حکم کے یہان آیا یہان آکر سب اہل شہر کو جمع پایا چونکہ الیوان کے مددگار بہت ہین اسکے
عزیز بہت سے ہین اسکے پاس لشکر ہی دوسرے اب تو اسکی کمک اہل اسلام کرینگے انکا لشکر
بہت ہی اس خوف سے کہ کوئی رہا کرکے نہ لے جائے مین نے بندوبست کیا اور یہ سب لشکر
صف آرا کیے اور یہ سب تیر و کمان لیے ہوئے اُسکو تیرباران کرنے کو میرے حکم سے لیس ہین
اور مین نے بالائے ہوا اس لیے یہ بندوبست کیا تھا کہ شاید کوئی ساحر یہان آکے یہ بندوبست
دیکھکر کہ یہان سے لیکر نکلنا بہت دشوار ہی پس بالائے ہوا آئے اور ایک مرتبہ زمین پر آئے
اور رہا کرلے جائے تو خرابی ہو اس لیے بلندی کا بھی بندوبست اس طور سے کیا بس مین ایک
حکم دے چکا تھا جلاد اُسکو لے کر چلا تھا مجکو یہ انتظار تھا کہ یہ چبوترہ ریگ پر پہونچ جائے
قریب دار تو دوسرا حکم دون کہ ساحرون نے آکر آپ کا حال بیان کیا مین اُسی طور سے چھوڑکر
آپکی خدمت مین حاضر ہوا اب جب آپ تشریف لے جائینگے تو مین اُسکا پورے طور سے
بندوبست کرونگا یہ میرا واقعہ ہی جو مین نے عرض کیا جب لقمان ثانی نے سمندر کی تقریر
سُنی اور حال سے واقف ہوئے جواب دیا کہ تمھاری تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ وہی
الیوان ہی جس کا ذکر خداوند فرماتے تھے وہ تو فرماتے تھے کہ میری بڑی دوست ہی تمھارے
بیان سے تو یہان دوسرا امر ثابت ہوتا ہی مگر یہ بھی تو فرمایا تھا کہ دیوانی ہوگئی ہی مجکو اس
امر سے شک گذرتا ہی کہ تم نے کہا کہ اسکے بھائی سمشاق نہ طاقی و ثانی شعلہ جادو کے
بیٹون کا عیوض اہل اسلام سے لینے آئی تھی اور تم نے نام بھی پورا اُسی الیوان کا لیا جس طور سے
خداوند نے تحریر فرمایا تھا کہ ملکہ الیوان نہ طاقی پس مجکو شک ہوتا ہی ذرا اسکو میرے روبرو بلوا
لو کہ مین دیکھون کہ کون ہی کیونکہ مین تو خداوند کی خدمت مین بہت رہ چکا ہون سمندر نے
جواب دیا کہ ایک نام کے بہت سے انسان ہوتے ہین کوئی امر شک کا نہین ہی شاید
اسکے بھائی کا نام بھی وہی ہو اور ثانی کا اور اسکا بھی جیسا کہ خداوند نے فرمایا کہ یہ وہ
الیوان نہین ہی جس کی خداوند تعریف کرتے تھے بس کیا ضرورت ہی کہ مین ایسے مجرم کو آپ

کے روبرو طلب کرون جو کہ خداوندون کو برا بھلا کہتا ہو جو کہ اپنے قلب کو ناگوار گذرے اور کانون کو
برا معلوم ہو جو کہ اپنے خداوندون کی برائی کرتا ہو جو کہ برہمی کا سبب ہوا اور آپ کو بھی ناگوار ہو
اور غصہ آسکے دو تو ایک بیباک ہی ضرور مذمت اور لعن کریگی کیا ضرورت ہی کہ بلا کر اور برا بھلا
کہلوایئن یہ میرے نزدیک گویا اس امر کے موجد ہم ہونگے اور لوگ کہین گے کہ یہ لوگ جان کر اپنے
خداوندون کو برا بھلا کہلواتے ہین راوی نے بیان کیا ہی کہ سمندر کا اس تقریر سے منشا یہ تھا کہ یہ وہی
الوان ہی جس کی خداوند لقمان ثانی سے تعریف فرماتے ہین بس اگر لقمان ثانی نے پہچان لیا اور
کہا کہ اسکو رہا کردو تو میرے حکم مین خلل ہوگا اور سیاست مین فرق ہوگا اگر مین نے ان کے کہنے پر
عمل نہ کیا تو یہ ناراض ہونگے انکو ناگوار ہوگا اور فی الحال ایسے ایک ضرورت ہی یہ اس مین کمی کرینگے
بلکہ خداوند سامری و جمشید سے شکایت کرینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ مین سامنے طلب ہی نہ کرون یہ امر اپنے
دل مین خیال کرکے یہ تقریر کی تھی اور کہا میرے نزدیک اسکا طلب کرنا آپ کے روبرو اچھا نہین ہی
ورنہ جیسی مرضی لقمان ثانی نے کہا کہ تم طلب تو کرو یہ خوف نہ کرو کہ کوئی رہا کر لے جائیگا وہ میرے
میرے روبرو برا بھلا نہ کہیگی مین اسکو نصیحت کرونگا کچھ تعجب نہین کہ مان جاے سمندر نے
کہا کہ بہت خوب یہ کہکر حکم دیا کہ الوان کو یہان اسی طور سے لے آؤ یہ حکم پاکر چوبدار چلا ادھر جلاد
اسکو چبوترے تک لے کر پہونچا تھا زیر دار بیٹھا یا تھا حکم ثانی کا منتظر تھا کہ پہونچے اور پھانسی دار
پر کھینچون اور حکم ثانی سنا آیا مین نے کام تمام کیا کہ اتنے عرصہ مین چوبدار پہونچا اور اسنے کہا کہ مجرم کو بادشاہ
نے طلب فرمایا ہی جلاد نے کہا کہ کیون اس چوبدار نے کہا کہ تم کو اس سے کیا غرض لے چلو چوبدار
سے یہ سنکے سر زنجیر کا پکڑ کر داروغہ زندان الوان کو لے کر چلا اسطرف تو ادھر سمندر مع اہل دربار
لقمان ثانی کے بیٹھا ہوا تھا یہ تو قیدی کو لیکر آتا ہی ادھر سمندر نے کہا کہ اب مین آپ سے
عرض کرتا ہون کہ کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ خداوند مجھ سے خوش ہون اور میری خطا کو معاف کرین
اور بلا کو میرے سر سے دفع فرمایئن مجھ سے قصور تو ضرور ہوا لقمان ثانی نے کہا کہ مین اب کی
مرتبہ جو ہفتہ کو خدمت خداوند مین جاونگا تمھاری سب حالت بیان کرونگا اور بہت کچھ کہون گا
سفارش بھی کرونگا جہان تک مجھ سے ممکن ہوگا مگر تم ایک کام کرو کہ اپنے کل حال کی ایک عرضی
تحریر کرو اس مین کل حال ہوا اور بہت کچھ عذر و معذرت کیا کرو اور آج سے خداوند سامری و جمشید
کی بندگی پھر سے شروع کرو تاکہ خداوند تم سے راضی ہون اور خوش ہون انکا یہ غصہ برطرف ہو
اور مین بھی کہونگا بلکہ تم عرضی تحریر کرکے مجکو دو مین خود پیش کرونگا سوا اسکے اس تدبیر کے کوئی
دوسری تدبیر نہین ہی سمندر نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہی مگر یہ تو فرمایئے کہ
مجکو کیونکر حال معلوم ہوگا کہ خداوند نے کیا فرمایا میری عرضی ملاحظہ فرمایا کیونکہ اب آپ سے
ملاقات ہونا غیر ممکن ہی لقمان ثانی نے جواب دیا کہ جو کچھ حال ہوگا مین تم کو بذریعہ تحریر کے
اطلاع دونگا مگر اس ہفتہ مین خداوندون کی بندگی بہت اچھی طرح سے کرنا جو کہ انکی خوشنودی
کا سبب ہو سمندر نے جواب دیا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہی ویسا ہی کرونگا یہی کہہ رہا تھا کہ داروغہ
زندان الوان کو لیکر حاضر ہوا ادھر اہل مجمع مین غل و شور ہوا کہ بادشاہ نے پھر قیدی کو
طلب کیا اور ایک مرتبہ سب اہل مجمع چلے کہ ذرا بڑھ کر سنین کہ قیدی سے اور بادشاہ سے کیا
تقریر ہوتی ہی یہ جو حال سوارون نے دیکھا سب کو روکا وہ لوگ رک رہے مگر یہ حال ہوا

کہ بعض بعض محل کے گئے کچھ گر پڑے اُس پر بھی دوا ایک دب دبا کر پہنچ گئے اور آڑ پکڑ کر کھڑے ہو گئے
ایسے مقام پر کہ جہان سے تقریر سنائی دے اور کوئی ہم کو بھی نہ دیکھے اُنھون نے دیکھا کہ سب
اہل دربار موجود ہین بادشاہ تخت پر متمکن ہی مگر ایک نیا شخص حکیم وضع برابر تخت بادشاہ کے بیٹھا ہوا
ہی تخت پر اور بادشاہ اُس سے ہم کلام ہی یہی دیکھ رہے تھے اور کلام سن رہے تھے کہ قیدی
لے کر پہونچا سمندر نے لقمان ثانی سے کہا کہ ملاحظہ فرمایئے ایلوان حاضر ہی اُدھر ایلوان نے
دیکھا کہ سب وہی لوگ ہین مگر ایک شخص حکیم وضع سمندر کے تخت کے برابر ایک تخت پر
بیٹھا ہوا ہی اور اُسکی سب عزت و آبرو کر رہے ہین ایلوان نے بغور دیکھا اور سر جھکا لیا مگر ایلوان
کی یہ حالت ہی کہ بالکل ہراس نہین ہی چہرہ پر آثار مسرت ہین گویا اسکو قتل ہونے کی خوشی
ہی ایلوان تو یہ دیکھ رہی تھی جو لوگ اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے باہم اشارے کر رہے
تھے کہ تم لوگ دیکھتے ہو ایلوان کو بالکل اپنے مرنے کا ہراس نہین ہی بلکہ خوش ہی ہم نے
آج تک ایسا کسی کو نہین دیکھا حاضرین ہین تو یہ تقریر اشارون مین ہو رہی ہی اُدھر
جب سمندر نے لقمان سے کہا لقمان ثانی نے بغور ایلوان کی طرف دیکھا اور کہا کہ
قیدی کو میرے قریب لاؤ دارغہ ایلوان کو قریب لایا اب لقمان نے دیکھ کر کہا کہ ای سمندر
یہ تو وہی ایلوان ہی کہ جسکی تعریف خداوند فرماتے تھے اور بہت اسکی ملاقات کے مشتاق ہین
تم نے بڑا غضب کیا کہ خداوند کے دوست پر ایسا ظلم صریح کیا اسی سبب سے خداوند تم
سے ناخوش ہین بڑی خرابی ہوتی تھی کہ اگر مین تمھارے کہنے پر عمل کرتا تو یہ قتل ہو جاتی
اور تم پر اس سے زیادہ عتاب خداوندی نازل ہوتا جب کہ تم یہ جانتے تھے کہ یہ آج کل
دیوانی ہو گئی ہی اس کے کسی فعل کا اعتبار نہین ہی تو تم نے یہ ظلم اس پر کیون کیا سمندر نے
عرض کیا کہ مجھکو کیا معلوم کہ یہ دیوانی ہو گئی ہی اگر یہ معلوم ہوتا تو مین کیون ایسا کرتا اب آپکی زبانی
معلوم ہوا ہی اور یہ آپکے روبرو موجود ہی آپ ایلوان سے کلام فرمایئے جس طور سے چاہیے سمجھایئے لقمان
نے یہ سنکے سمندر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایلوان کی طرف دیکھ کر کہا کہ ای ایلوان سلام علیک
ابھی تو رہین ایلوان جب سے یہان آئی ہی سر جھکائے کھڑی ہی نہ اسنے کسی کو سلام کیا نہ مجھ
پہلے تو اسنے ایک نظر سب کو دیکھ لیا تھا پھر جو سر جھکایا تو سر نہ اٹھایا یہی خیال اسکے
دل مین گزر رہی تھی کہ یہ بھی کوئی گا[illegible] اور مرید ہی جو برابر تخت سمندر کے تخت پر بیٹھا ہی اگر
اسنے کچھ کلام مجھ سے کیا تو مین بھی صاف صاف جواب دونگی یہ تو اس خیال مین غرق تھی
اُدھر لقمان نے سلام کیا اسنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کون سلام کرتا ہی جواب بھی نہ دیا سمندر نے
کہا کہ دیکھا آپ نے اسکی حرکت کو کہ آپنے سلام کیا اسنے جواب بھی نہ دیا اسی طور سے
کھڑی سوچ رہی لقمان نے کہا کہ اسکی حرکت پر خیال نہ کرو تم سے کیا غرض اب مین اس کے
تقریر ہو رہی مین جانون اور ایلوان سمندر خاموش ہو رہا کہ پھر لقمان نے کہا کہ ای ایلوان
ہم نے تم کو سلام کیا اور تم نے کچھ جواب نہ دیا کس خیال مین غرق ہو سر اُٹھا کر ہم سے
دو دو باتین کر لو ایلوان نے پھر جواب نہ دیا خاموش کھڑی رہی تیسری مرتبہ جب لقمان
نے اسی تقریر کو اپنی پھر بیان کیا تو سر اٹھا کر دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ کیا بک بک کر دماغ
کھاتا ہی مین نہین پہچانتی ہون کہ تم کون ہو اور کیون سلام کرتے ہو مین تم لوگون کے

سلام کے جواب دینے کے لائق نہین ہون کیونکہ تم کافر ہو اور مین مطیع اسلام لیس مین دنیا کو ترک کرچکا ہون
اہل دنیا سے کیا مجکو مطلب مین اپنے معبود کی طرف لو لگائے ہوئے ہون اسکی طرف اپنے قلب کو
رجوع کیے ہوئے ہون خداوند کریم خواجہ کی عمر مین ترقی عطا فرمائے کہ جنھون نے مجکو ضلالت سے
نکال کر راہ ہدایت پر پہونچایا باغ بہشت کی سیر کا مشتاق کیا ایسی حالت مین مین تم ایسے سگان
دنیا و کافران دنیا کی بات کا کیا جواب دون مجکو بیکار یہان طلب کیا ہی اگر یہ خیال ہو کہ مین تم لوگون
کے سمجھانے اور نصیحت کرنے سے مان جاؤن اور سمندر کی شراکت کرون اور اپنے راہنما اور
محسن و دیگر اہل اسلام سے سمندر مرتد کے شریک ہوکر مقابلہ کرون یہ غیر ممکن ہی ایک جان ہے جسکا
جی چاہے وہ لے لے خواہ سمندر خواہ کوئی اور مجکو اسکا خوف نہین ہی کیونکہ دنیا چند روزہ ہی یہان
کسی کو قیام نہین ہی سب کو فنا ہی سواے ذات باری تعالی کے جب کہ یہ امر ثابت ہی تو پھر کیون
ایسی غفلت کی باتین کی جائے اور اپنی عمر عزیز بیکار حالت کفر مین رائگان کی جائے جس کا انجام
یہ ہو کہ سواے نار سقر مین جلنے کی دوسری صورت نہ ہو یہ کون سی عقل کا مقتضا ہی کہ بندون
کو خدا خیال کرین وہ بندے جو کہ بالکل اپنے حال سے ماہر نہ ہون اور مثل ہمارے انکے بھی
افعال ہون یہ صفت خدا کی نہین ہی یہ جو تقریر ایوان نے کی سب خاموش بیٹھے رہے مگر
ہر ایک کو غصہ بہت آیا اور ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ کلمات اسوقت لقمان نے
ایوان کو روبرو طلب کرکے ہم سب کو سنوائے سمندر بیٹھا ہوا تاؤ پیچ کھا رہا ہی مگر بسبب
لقمان ثانی کے لحاظ کے کچھ جواب نہین دیتا ہی غصہ از حد ہی بار بار لقمان کی طرف دیکھتا ہی
اور خاموش ہی صرف اتنا تو کہا کہ یہ کلام آپ کے سبب سے سننے مین آگئے اب جلد اس سے
تقریر کیجیے جو کچھ آپ کو کرنا ہو کیونکہ ہمکو ان کلمات کے سننے کی تاب نہین ہی لقمان نے
بہ نگاہ قہر سمندر کی طرف دیکھا اور کہا کہ مین تمھاری بہتری کا خواستگار ہون اور چاہتا ہون کہ تم اس
امر سے بچو اور خون ناحق مین مبتلا ہو اور تم سے خداوند ناخوش نہ ہوے تمکو یہ امر اگر ناگوار ہی
تو جانے دو جو تمھارا جی چاہے وہ کرو مین جاتا ہون دراصل مجکو کیا غرض کہ مین پرایا قصہ
اپنے سر مول لون اور جھگڑے مین پڑون مین کیون یہان بیکار اپنی اوقات برباد کرون یہ
ہی کہ نیکی کا زمانہ نہین ہی جس کے لیے نیکی کرو وہ یہی جانتا ہی کہ ہمارے لیے برائی کرتا ہی یہ نہ
جانا تھا اور کہان بلا مین مبتلا ہو گیا وہان لوگ میرے منتظر ہونگے یہ جو لقمان نے کہا سمندر
کا دم نکل گیا اور کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب ایسی خطا نہ ہوگی جو امر میرے
حق مین بہتر ہو وہ کیجیے لقمان نے کہا کہ نہین مجکو کیا ضرورت ہی کہ جو امر تمکو ناگوار ہو وہ
مین کرون مین یہان تھوڑے عرصے کے لیے آیا ہون بلکہ اپنی خوشی سے نہین آیا ہون تمھارے
جبر سے اپنا نقصان کرکے بس کیا ضرورت ہی کہ مین تم لوگون کو ناخوش کرون اور تمھاری مرضی
کے خلاف بات کرون سمندر نے کہا کہ کوئی آپ سے ناخوش نہ ہوگا آپ کا جو جی چاہے وہ
فرمائیے لقمان نے کہا کہ جسکو ایوان کی تقریر ناگوار معلوم ہو وہ تھوڑے عرصے کے لیے اٹھ کر
چلا جائے اس مین کوئی ہو اگر یہ نہین منظور ہی تو خاموش بیٹھا رہے کیا آپ لوگون نے
سعدی کا قول نہین سنا جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہی کہ جب یہ امر معلوم ہو جاتا ہی کہ ہم
قتل ہونگے تو جو اسکی زبان مین آتا ہی وہ کہتا ہی جیسا کہ سعدی نے ایک حکایت لکھی

بادشاہ اور ایک چور کی گلستان مین تحریر کی ہی کہ جب بادشاہ نے اُس چور کے قتل کا حکم دیا اُسنے
بادشاہ کو دشنام دینا شروع کیا بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا کہ اسنے کیا کہا وزیر نے
کہا کہ یہ آپکو دعا دیتا ہی پس بادشاہ نے اُسکو رہا کر دیا پس جب انسان پر آ بنتی ہی اور کسی
طور سے سفر کی صورت نظر نہین آتی ہی اور وہ مجبور بھی ہوتا ہی تو جو اُسکا جی چاہتا ہی وہ کرتا ہی
اگر ہاتھ سے بس نہین چلتا ہی تو زبان تیز کرتا ہی یہ مثل تو ضرور سُنی ہوگی کہ دبے پر چیونٹی کاٹ
کھاتی ہی پس اسوقت ایوان ناچار ہی جو اُسکے جی مین آتا ہی وہ کہتی ہی اسکا برا ماننا بیکار ہی
راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر نے ایوان کے لانے کا حکم دیا تھا اُسوقت لقمان نے
کہا تھا کہ آپ لوگون نے اُسکی زبان مین سوزن ضرور دیے ہونگے یہ حکم دیجیے کہ سوزن نکال
لائین تو سمندر نے کہا تھا کہ وہ بہت بڑی ساحرہ ہی کہین ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے اور سحر کرکے
رہا ہو جائے تو بڑی خرابی ہو ہزارون کی جان جائے لقمان ثانی نے کہا تھا کہ میرے روبرو
اُسکا سحر کچھ کام نہ دیگا نہ وہ سحر کر سکیگی اس امر سے آپ اطمینان رکھین چنانچہ سوزن نکال
لیے گئے تھے اس سبب سے ایوان نے بھی تقریر کی تھی ورنہ اُسکو بسبب سوزن کے
طاقت گویائی کب تھی جب لقمان نے اس طور سے کہا سمندر خاموش ہو رہا اُس
وقت لقمان ایوان کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے ایوان جو تم نے تقریر کی اسوقت
اسکا مین تمکو کیا جواب دون کیونکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کا ہی ہم لوگون کا نہین ہی پھر اس سے
تو ہم کو کچھ مطلب نہین ہی جو مین تم سے کہتا ہون اسکو سنو اور اُسکا جواب دو اور اپنے
مرتبہ سے آگاہ ہو پس آگاہ ہو کہ میرا نام لقمان ثانی ہی مین ہر ماہ مین چار مرتبہ خداوند سامری
و جمشید کی خدمت مین جاتا ہون بہشت مین وہ میری بڑی خاطر کرتے ہین اور جو مین اُنسے عرض
کرتا ہون وہ قبول کرتے ہین مین نے اکثر اُنکی زبان سے تمھاری تعریف سنی وہ بہت تعریف
فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ ایک بہت بڑی میری دوست پردہ دنیا پر ہی کہ جسکو مین بہت
دوست رکھتا ہون اور وہ مجکو ایسے دوست بہت کم ہوتے ہین وہ میری عبادت ہر وقت
کیا کرتی ہی مین اُس سے بہت خوش ہون جب مین نے خداوند سے نام دریافت کیا تو اُنہون
نے تمھارا نام لیا اور تمھاری تصویر مجکو دکھائی اے ایوان تمھاری تصویر خداوند کے پاس ہر وقت
رہتی ہی تم سے اُنکو اسقدر محبت ہی کہ کسی وقت اس تصویر کو اپنے سے جدا نہین کرتے ہین
مین کہان تک اُنکی حالت الفت بیان کرون یہ ایک ادنی سی بات ہی کہ بات بات مین
تمھارا نام لیتے ہین تمھارے لیے بہشت مین ایک قصر تعمیر کرایا ہی جو کہ لعل و یاقوت و زمرد کا
[illegible] ہی کہ اس قصر بلکہ ایوان نقرہ کی بس یہ تمھارا مرتبہ ہی مین اسوقت اتفاق سے
یہان پر آگیا ہون مین نے جو سنا کہ کوئی ایوان ہی وہ قید ہوئی ہی مجکو اشتیاق ہوا کہ
مین بھی اُسکو چل کر دیکھ لون کہ کون ایوان ہی یہ وہی تو ایوان نہین ہی کہ جسکی خداوند
تعریف فرماتے ہین یہان آکر سمندر سے کہکر تم کو طلب کیا اب جو تم کو دیکھا تو تم کو
پہچانا میرا مطلب یہ ہی کہ جب کہ تم خداوند کی دوست ہو اور خداوند تم سے الفت رکھتے ہین
اور تم خداوند سے ایسی حالت مین تم کیونکر خداوند کو برا کہتی ہو اور اُسکے خاص بندون
سے ایسے کلام کرتی ہو سمندر کا بھی بڑا مرتبہ ہی خداوند کے نزدیک تم اُسکی شراکت سے

انکار کرتی ہو اور اُسکے دشمنون سے مقابلہ کرنے سے انکار کرتی ہو وہ کوئی سمندر کے دشمن نہین ہین
بلکہ وہ اصل مین خداوند کے دشمن ہین وہ دین خداوندی کو مٹانے کی فکر کرتے ہین اور مٹا چکے ہین بس
ایسی حالت مین تم کو لازم ہی کہ تم سمندر کی شراکت کرو اور اُسکی کمک کرو تاکہ تم سے خداوند خوش
ہون اور تمھارے مرتبہ مین ترقی ہو تم کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو کیون اس امر کو گوارا کرتی ہو
کہ سمندر تم کو قتل کرے یہ کیا حماقت ہی جو کچھ تم سے خواجہ نے کہا وہ سب اُسکا فقرہ تھا اُسنے تم کو
فقرہ دے کر اپنی جان کی حفاظت کی اور اپنے سردارون اور صاحبقران کو تمھارے پنجہ سے بچایا
یہ مذہب اسلام کوئی چیز نہین ہی نہ کوئی خداے نادیدہ ہی سب یہ اہل اسلام کی باتین اور فقرے ہین
تم ایسے کم عقلون کے بہکانے کے لیے تم ہی بتاؤ جو اوصاف وہ لوگ خداے نادیدہ کے بیان
کرتے ہین بھلا ان باتون کو کب عقل قبول کرتی ہی کہ جب کہ خدا ایک بقعہ نور ہے نہ وہ کسی
سے بنا ہی نہ پیدا ہوا ہی بلکہ اُسی نے سبکو پیدا کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہی تم صاحب عقل و فراست ہو کر اُسکے
بہکانے مین آگئین تمھاری عقل سے یہ امر بعید ہی تم ایسے خداوند کے دوست ہو کر یون پلٹ گئین
خداوند فرماتے تھے کہ الوان بڑی اپنے دین کی پختہ ہی اُسکے برابر کوئی پردۂ دنیا پر صاحب ایمان
نہین ہی یہ تم کو کیا ہو گیا کیون اپنی جان عزیز کو برباد کرتی ہو اے الوان تم مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا
ہی کہ جو خداے نادیدہ کی بندگی کرنے والے مرے ہین اور یہان سے گئے ہین اور جو ہمارے
خداوندون کو بُرا کہتے تھے وہ قعر جہنم مین پڑے ہین اور جل رہے ہین کوئی اُنکی شفاعت بھی نہین کرتا
ہی وہ لاکھون فریاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم سے تو یہ ہوئی ہم ایسا نہ جانتے تھے ہماری خطا
خداوند معاف کرین ہم نے اپنے کیے کی سزا پائی یہ اُنکی حالت ہی کہ قابل بیان نہین ہی اور جو
کہ اپنے مذہب اصلی پر مرے ہین اور ان خدا پرستون کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہین وہ بڑی
راحت سے ہین بہشت رہنے کو ملی ہے قصر اعلیٰ اعلیٰ ہین حورین و غلمان خدمت مین ہین
اُنکے بڑے مرتبہ ہین چنانچہ مین نے تمھاری نانی شعلہ جادو و بھائی عشاق مطاقی کو دیکھا
کہ وہ خدمت خداوندین حاضر رہتے ہین اُنکے رہنے کے بڑے عمدہ اور نایاب قصر ہین حوران
بہشتی سے صحبت رہتی ہی خداوند بڑی عزت کرتے ہین برابر اپنے پاس بٹھاتے ہین اور بہت
خاطر کرتے ہین اُنسے تمھارا ذکر کیا کرتے ہین وہ بھی تمھاری بہت تعریف کرتے ہین اے
الوان میرے کہنے کو مان لے اور اپنے دل سے اس خیال کو دور کر کیون اپنی جان کو مفت
ضائع کرتی ہی کوئی فائدہ نہ ملے گا مفت مین نار دوزخ سے جلے گی ہم سب کو تیرے حال پر
افسوس ہوگا جو سمندر شاہ کہتے ہین اُس پر عمل کر اُنکی شریک ہو دنیا کو مقام راحت و
آرام خیال کر یہ بہت عمدہ مقام ہی جو یہان راحت سے بسر کرتا ہی اسکو وہان بھی راحت
ملتی ہی اہل اسلام کے لیے وہان بڑی خرابی ہی آیندہ تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی مین تیرا دوست
ہون دشمن نہین ہون میرے کہنے پر عمل کر یہ جو تو نے خیال کیا ہی کہ اگر زندہ رہی تو ترک
دنیا کرونگی وہ تم لوگون کے لیے نہین ہی وہ اور لوگ ہین خداوند نے جب کہ حکومت اور
ثروت دی تو کیون ساتھ تکلیف کے بسر کرین حکومت کیون نہ کرین اگر تو اس امر کا
اقرار کریگی کہ مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی اور سمندر کی شراکت سے باز نہ آؤنگی
جہان تک ممکن ہوگا خداوند سمندر کے دشمنون کو قتل کرونگی تو ابھی سمندر تجکو رہا کر دیگا

تیرے قتل سے دست بردار ہوگا خداوند بھی خوش ہوئنگے اور تیری محبت اُنکے دل مین پیدا ہوگی گو اُنکا
قصد ہی کہ وہ تجکو آج محل مین اپنے پاس طلب کرین تیرے بھائی اور نانی کی بھی خواہش ہی مگر تیرے
اس امر سے کہ تو اُنکے دشمنون سے مقابلہ کریگی یقین ہی کہ نہ طلب کرین اور تجکو ثروت عنایت فرمائین
اگر ایسا نہ کریگی تو وہ ناخوش ہونگے اور جو کچھ اُلفت اُنکو ہی وہ بھی جاتی رہیگی بس مجکو جو کچھ کہنا
تھا مین نے کہا اب تو میری تقریر کا جواب دے یہ جو تقریر لقمان ثانی نے کی ایوان خاموش سنا
کی کچھ جواب نہ دیا جب وہ خاموش ہوا اُسوقت کہا کہ ای لقمان بے ایمان تو اپنی تقریر ختم کر چکا
اب مین جواب دون ایوان کی اس بات پر لقمان بہت ہنسا کہ یہ جو ایوان نے کہا کہ بے ایمان
ہنسکر کہا کہ ہان جواب دو مین تمھاری کسی بات کا برا نہ مانونگا ایوان نے کہا ایک شرط ہی کہ
جو مین جواب دونگی پھر جو تم چاہو کہ مین اس سے پھرون یا تم اسکی تردید کرو مین اُسکا جواب دون
یہ غیر ممکن ہی بس تم بکا کروگے مین یہ خیال کرونگی کہ کتا بھوک رہا ہی ایک بات کا بھی جواب
نہ دونگی آخر تم خود عاجز ہوکر خاموش ہو رہوگے کیونکہ مین جو جواب دونگی وہ ایسا ہوگا کہ
اُسکا رد کرنا غیر ممکن ہی تم سے تم پر کیا منحصر ہی اگر وہ جنکو تم خداوند کہتے ہو اور جنکا تم ندیم
رکھتے ہو اور جنکی بندگی کرتے ہو وہ بھی آئینگے تو اُنسے بھی جواب اُسکا بن نہ پڑیگا تو تمھاری
کیا اصل ہی معلوم ہوا کہ تم بھی کوئی بچہ شیطان ہو یا از قسم شیاطین ہو کہ ہر ایک کو بہکاتے
ہو مین تمھارے بہکانے مین نہ آؤنگی مین نے دنیا دیکھی ہی ہر قسم کے آدمی میری نظر سے
گذرے ہین میرے اُستاد نے مجکو ایسا سبق نہین تعلیم کیا ہی کہ تم ایسے طفل مکتب کے بہکانے
سے بہک جاؤن مین ایسی تقریر کرونگی کہ ساری حکمت آپکی رہجائیگی نبض ساقط
ہوجائیگی حواس خمسہ مین اختلال ہوگا اندام پر رعشہ پڑجائیگا سکتہ کی نوبت ہوگی سب
نسخہ لکھنا و قارورہ دیکھنا فراموش ہوجائیگا آپ خود مریض ہوجائینگے پھر مریضون کو کیا
ملاحظہ فرمائینگے آپکی خود یہ حالت ہوگی کہ فرط وہم سے سر و سینہ و دست آپکے [illegible]
اگر کوئی مریض آئیگا اُسکو گاؤزبان کے مقام پر نفشہ تحریر کرجائیگا میرے جواب
سے یہ حالت آپکی ہوگی کہ زرد ہوجائیگا اختلاج ہونے لگیگا یرقان کی نوبت
پہونچیگی چارون خلط مستحیل بہ خلط ہونگے خفقان زیادہ ہوگا تشنج ہونے لگیگا اضمحلال
کی حالت کے سبب سے نوبت بہ موت پہونچیگی مین یہ دیکھتی ہون کہ ابھی سے آپکا رنگ
بدلا ہوا ہی آپکو خفقان ہوتا ہی پہلے اپنا علاج کیجیے پھر مجھسے تقریر فرمائیگا ذرا آئینہ
لیکر اپنی صورت تو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام جسم مین خون کا نام نہین ہی صفرے کا غلبہ ہی اسی
سبب سے اسکی گرمی کی وجہ سے آپکے حواس باختہ ہو رہے ہین مین کہتی ہون کہ آپکو
کہین تپ نہ آجائے اسی سے نوبت سرسام کی پہونچے یا وہ تپ محرقہ ہوجائے میری
تقریر سے آپکو دق ہونے نوبت دق کی پہونچیگی میرے نزدیک آپکا قلب و جگر
خراب ہوگیا ہی کبد مین فساد ہی دماغی حالت آپکی بہت خراب ہی آپ کیسے حکیم ہین
کہ اپنی حالت کو نہین سمجھتے ہین دوسرے کا مرض کیا تشخیص فرمائینگے بھلا یہ تو بتائیے
کہ اسوقت میرے جسم مین کون سا خلط غالب ہی آیا خون زیادہ یا صفرا یا سودا یا بلغم
کس خلط کا غلبہ ہی اسی سے میری حالت اور آپکی حکمت ظاہر ہوجائیگی یہ چند کلمہ

جو ایوان نے کہے سب حاضرین ایوان کی صورت دیکھنے لگے اور لقمان ثانی کی تو یہ نوبت
ہوئی کہ ساکت ہو کر رہگئے یہ تقریر ایوان کی سنکے کہا کہ اے ایوان معلوم ہوا کہ تم بہت چرب
زبان ہو تمھارے جسم مین خون وصفرا ازحد زیادہ خصوصاً اسوقت تمھارے خون مین جوش بہت
ہے تمہر میری ایک بات اور سن لو پھر جواب دینا ایوان نے کہا کہ وہ بھی بیان فرمایئے کوئی امر
رہ نجائے لقمان نے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ تم پر اسوقت یہ مصیبت ہے اور نہ تم اس بلا مین مبتلا ہو
کوئی اہل اسلام سے تمھاری کمک کو نہ آیا وہ جو تمھارے بہت بڑے دوست تھے اور جنکے
بہکانے سے تم اپنی جان کو برباد کرتی ہو وہ بھی نہ آئے یہ کیسے دوست ہین بس مین ختم کرتا ہون
اب تم جواب دو ایوان نے کہا کہ اے لقمان تم تو حکیم ہو اور تمام جسم کی تشریح سے واقف
ہو پہلے یہ بتاؤ کہ جسم مین کیا کیا اعضا ہین پھر مین جواب دون لقمان نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ اندرونی
اعضا کو پوچھتی ہو یا بیرونی ایوان نے کہا کہ تم سب اعضا کا نام لو مگر مجملاً لقمان نے کہا کہ اندرونی
اعضا تو جسم انسان مین قلب وجگر ریہ امعا رحم کیسہ وغیرہ ہین اور بہت سی رگین ہین بہت سی انمین سے
باریک ہین اور بہت دبیز ہین شرائین ہین دماغ سر انسان مین ہے ہڈیان ہین کریان ہین پسلیان
ہین گوشت ہے چربی ہے ان سب سے انسان مرکب ہے بیرونی اعضا ہاتھ ہین پاؤن ہین دھڑ کمر
شکم رانین بازو انگلیان سر آنکھین کان ناک بال منھ پیشانی وغیرہ ایوان نے کہا کہ سر مین کیا کیا
چیزین ہین لقمان نے کہا کہ بال گوشت عظم ناک کان آنکھین دانت زبان وغیرہ جب لقمان نے
زبان کا نام لیا ایوان نے کہا کہ اب نہ بیان کرو میرا مطلب حاصل ہوگیا بس جسم انسان مین میرے
نزدیک ایک زبان ہے کہ انسان جو اس سے کہتا ہے وہی کرتا ہے یا نہین لقمان نے کہا کہ یہ تو سچ
ہے بلکہ میرا قول ہے کہ جس کے ماں باپ مین فرق ہے اسکی زبان مین فرق ہے بس ہر ایک انسان کو
لازم ہے کہ اپنی زبان کی پابندی کرے جو زبان سے کہے پھر وہی کرے چاہے جان جائے چاہے
رہے ایوان قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جب یہ تمھارا قول ہے پھر کیون مجھ سے کہتے ہو کہ تم اپنے
قول سے پھرو اور سمندر کی شراکت کرو مین نے جو زبان سے عہد کیا ہے کیونکر اس سے پھرون
کیونکہ میری زبان ایک ہے نہ میرے ماں باپ مین فرق نہ میری زبان مین فرق ہو سکتا ہے ضرور
مین اسکی پابندی کرونگی چاہے اس مین میری جان رہے چاہے جائے مین تو نہ پھری ہون
نہ پھرونگی بس اس امر مین تمھارا کوشش کرنا اور کہنا بیکار ہے مین نے تمھارے ہی قول
سے تم کو قائل کیا اور تمھارے ہی سوال سے تم کو جواب دیا ابھی تم کہہ چکے ہو کہ جس کے ماں
باپ ایک اسکی زبان ایک یہ تمھارا ہی قول ہے اب اس سے نہ پھرنا پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ
مین اپنی زبان کے خلاف کرون پہلے زبان کو کاٹ ڈالون پھر اسکے خلاف عمل کرون یا اس
امر کی غیرت نہ کرون کہ لوگ یہ کہین کہ ایوان نے اپنے قول کے خلاف کیا ضرور اسکے ماں باپ
مین فرق تھا تو یہ ننگ مین گوارا نہ کرونگی کیونکہ یہ مثل مشہور ہے آبرو کا صدقہ جان اور جان کا
صدقہ مال ہے بس جب آبرو جاتی ہو تو جان دیدے مگر آبرو بچائے یہ کتنی بڑی بدنامی کی بات
ہے کہ مین اپنے ماں باپ مین فرق لاؤن اور اپنے کو حرامی قرار دون یہ تو کبھی نہ ہوگا دوسرے
میرے نزدیک تو جسم انسان مین سوا اسے زبان کے کوئی عضو نہین ہے اگر زبان نہ ہو تو یہ سب
عضو بیکار ہین کچھ کام کے نہین بس یہ امر ثابت ہوگیا کہ مین اپنے عہد سے نہ پھرونگی لہذا اب

اس امر کو مجھ سے نہ کہنا کہ شرکت سمندر کی کرو اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو اب جو کہوگے تو مین خیال
کرونگی کہ تمہاری زبان مین فرق ہے اور تم اپنے قول پر قائم نہ رہے اے میان لقمان یہ جو تم نے اعضا کے
نام لیے بیکار رکھے پہلے کیون نہ کہا کہ جسم انسان مین زبان ہے خیر اب مین تم کو تمہاری تقریر کا بطور
مختصر جواب دیتی ہون ذرا گوش ہوش سے سننا اگر عقل مند ہوگے تو ضرور قائل ہوگے مین اس سے
تقریر کرتی ہون جو کہ منصف مزاج ہو مین سمندر ایسے جاہلون سے تقریر نہین کرتی ہون کہ جن کو
بالکل عقل نہین ہے اور طفل مکتب ہین ابھی مین انکو برسون پڑھاؤن اس پر بھی یہ میرا مقابلہ
نہین کر سکتے ہین اے لقمان مین پہلے ضرور سامری پرست و جمشید پرست و تصویر پرست تھی
اور ضرور مین نے ایسی عبادت کی کہ جس کا بیان کرنا بیکار ہے اور مین اس مذہب پر بہت
اچھے طور سے قائم تھی مگر دراصل میری عمر رایگان ہوئی مجھکو کوئی فائدہ نہ ہوا صرف اسقدر
عمر میری کفر پرستی مین گذری بالکل ضلالت مین بسر ہوئی مجھکو پہلے ہی سے اس امر مین فکر تھی کہ یہ
مذہب کچھ ٹھیک نہین ہین کہ نہ کوئی ان مین طریقہ ہے نہ قاعدہ ہے باپ بیٹی سے بھائی بہن
مان بیٹے سے ہم بستر ہوتی ہے یہ کون طریقہ ہے مجھکو فکر تھی کہ اگر کوئی دوسرے مذہب والا مجھکو
مل جائے اور کسی صورت سے ان مذہبون کی تردید کرے تو مین ضرور اس مذہب کو ترک کرون
مین جب کہ مجھکو خواجہ نے اسیر کیا اور میرے روبرو ان سب مذہبون کی مذمت بیان کی اور
مجھکو خرابی دکھلائی تو میرے ذہن مین بھی آیا کہ خواجہ کا قول بہت ٹھیک ہے طول ہوگا ورنہ مین پوری
تقریر کو بیان کرون جو کہ خواجہ نے کی تھی خلاصہ جسکا یہ ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ خدا
واحد ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے اسکی وحدانیت کی دلیل یہ بیان کی کہ اگر دو خدا یا اس سے
زیادہ ہوتے جیسا کہ بعض مذہبون مین ہے کہ پوجتے دو سو خدا ہین تو بندوبست عالم مین فرق
ہوتا اور کبھی ایک صورت پر انتظام عالم نہ ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور راے مین اختلاف ہوتا
ایک خدا کچھ کہتا دوسرا کچھ باہم فساد ہوتا اگر یہ کہا جاے کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا تو یہ
جواب ہے کہ ان امور کو منسوخ کرتا اپنی راے کے موافق کام کرتا اسکو کیا ضرور تھا کہ وہ اسی
بندوبست کو جاری رکھتا اسی طور سے بہت سی اور باتین ہین کہ جنکی وجہ سے خدا کا ایک
ہونا ثابت ہے خدا کے نادیدہ کا برحق ہونا اس امر سے ثابت ہے کہ اسکو ہر امر کی خبر ہے اور
جو طریقہ اسنے عالم کے ایجاد کا مقرر فرمایا وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا جس طور سے اسنے
انسان پیدا کیے اسی طور سے پیدا ہونگے جس طریقہ سے اسنے شجر پیدا کیے اسی طریقہ سے پیدا
ہونگے غرض جو چیز اسنے پیدا کی جس طریقہ سے پیدا ہوگی اسکی رزاقی اور خلاقی اور وحدانیت
اور قدرت ثابت ہے کہ وہ اس مقام پر ہر ایک کی کمک اور مدد اور رزق ہر ایک کو پہونچاتا
ہے کہ جہان عقل انسانی کام نہین کر سکتی ہے پتھر کے اندر جو کیڑا ہے اسکو وہی رزق دیتا ہے اور وہ
جو آگ مین کیڑا ہوتا ہے اسکو رزق دیتا ہے اس مقام پر اسنے لوگ جمع ہین بڑے بڑے
عقلمند ہین بھلا اس کیڑے کا نام تو بتائین اور تم لوگ کہتے ہو کہ مین ہر ہفتہ کو خداوندون کی
خدمت مین جاتا ہون تم ہی بتاؤ اگر وہ خداوند ہین اور تمام عالم کو انھون نے پیدا کیا ہے تو
سب حال سے واقف ہونگے ضرور تم سے نام بیان کیا ہوگا یہ جو ایوان نے کہا سب
سر جھکا کر رہ گئے لقمان خاموش بیٹھا رہا کچھ جواب نہ دیا ایوان نے کہا کہ کسی نے نام نہ بتایا

اسکو سمندر کہتے ہین اسکو وہی خالق رزق دیتا ہی یہ سامری وجمشید وغیرہ ہوئے کیا رزق دیتے اور انکو
کیا خبر وہ عجب معبود ہی ای لقمان انکو اپنے پس پشت کی تو خبر ہوتی نہ تھی کہ کیا گذرتی ہی یہ کیا خدائی کرتے
پس خدا ایک ہی جو اوصاف خدا کے ہین وہ سب خدا سے نادیدہ ہین ہان اور کسی مین نہین ہین یہ سب بھی
اسکے بندے تھے مثل ہمارے اور تمھارے یہ سبب سحر کے انھون نے نیرنجات پیدا کیے جو لوگ کہ
کم عقیدہ تھے وہ انکو خدا کہنے لگے یہ خدا نہین ہین یہ کہین ہو سکتا ہی کہ خدا کے مثل ہماری اولاد ہو اور
مثل ہمارے ماں باپ ہوں بھائی بہن ہوں با جو حرکات و سکنات ہمارے ہون وہی خدا کے
ہون جس طور سے ہم بول و براز کرتے ہین اور سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے اور خواہش نفسانی
رکھتے ہون خدا بھی رکھتا ہو بس ہم ہین اور خدا ہین کیا فرق باقی رہا بس یہ سب باتین بندون کے لیے
ہین نہ کہ خدا کے لیے پس ثابت ہو گیا کہ یہ سب جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے بالکل نادان اور
گمراہ کرنے والے تھے بچہ شیطان تھے ہزار ہزار لعنت ان پر اور پرستش کرنے والون پر
اہل اسلام کا خدا برحق ہی جیسا کہ وہ کہتے ہین بس وہی خالق زمین و آسمان و مالک ہر دو جہان ہی
اسی نے ان سب اشیا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا اسنے یہ زمین و آسمان نار و جنان شجر و
حجر جن و بشر حور و غلمان کون و مکان تخت و تاج وغیرہ ان سب کا پیدا کرنے والا وہی خدا ہی وہ
مثل بندون کے نہین ہی جو حرکات و سکنات ہم بندون مین ہین وہ ان سب سے بری ہی اسکی
ذات جمع الصفات ہی وہ خالق کل کائنات ہی اسی کے سب بندے ہین یہ سب مرتد تھے
جو خدائی کا دعوے کرتے تھے یا کرتے ہین یہ سب گمراہ کرنے والے ہین ای لقمان تو بھی
مجکو کوئی شیطان معلوم ہوتا ہی مین تیرے کہنے کو کیونکر یقین کرون کہ جو تو نے کہا ہی کوئی بھی آج تک
بہشت مین جا کر واپس آیا ہی جو تو آیا ہی کیسے خداوند اور کیسی بہشت وہ خود تم دوزخ مین پڑے
ہونگے اور جل رہے ہونگے اپنے اعمالون کی سزا پا رہے ہونگے یہ جو تو نے کہا بالکل غلط اور
جھوٹ ہی اور بالکل خلاف ہی صرف گمراہ کرنے کی باتین ہین مین تیری ان باتون مین نہ آؤنگی اور
یہ جو تو نے کہا کہ اہل اسلام کو وہان بڑی تکلیف ہی اسکی یہ بات ہی کہ اسکے خلاف تصور کرنا
چاہیے کہ اہل اسلام بڑی راحت سے ہونگے بلکہ کفار کو تکلیف ہوگی وہ لوگ نار جہنم سے
جل رہے ہونگے اور اہل اسلام بہشت مین میوے کھا رہے ہونگے حورون سے ہم بغل
ہونگے کیونکہ وہ لوگ مذہب صادق رکھتے ہین انکا خدا برحق ہی بس مین تجھ سے کہتی ہون
کہ تو بیکار مجکو گمراہ کرتا ہی مین گمراہ ہونے والی نہین ہون کہ اب مین دین اسلام کو ترک کرونگی
اس امر کا مجکو بالکل خوف نہین ہی کہ کوئی مجکو قتل کریگا مین مرنے سے ڈرتی نہین ہون اگر
مجکو مرنے سے خوف ہوتا تو مین پہلے ہی جو کچھ سمندر نے کہا تھا قبول کر لیتی اسقدر تکلیف کیون
گوارا کرتی ای لقمان ثانی یہ مقام فنا ہی یہ سرا ہی یہان کوئی نہین قیام پذیر ہو سکتا ہی یہ راستہ
کھلا ہوا ہی آج مین کل دوسرا اس موت سے کسی کو پناہ نہین ہی ہمارا ایک دن سب کے لیے
ہی کیا بادشاہ کیا گدا اس کا مزا سب کو چکھنا ہوگا موت سب کے گلے کا ہار ہوگی موت سے
کسی کو مفر نہین ہی خیال کرنے کا مقام ہی کہ جو بادشاہ ہفت کشور تھے اور جن کے پاس سب
سامان شاہی ہمہ وقت موجود رہتے تھے انکو اس موت سے مخلصی نہ ملی خالی ہاتھ چلے گیے
سواے دو گز زمین اور کچھ پارچہ کے مال دنیا سے ساتھ نہ گیا اور یہی گدا کو بھی ملتا ہی بس

زیر زمین سب کا مرتبہ یکسان ہی ہان یہ امر ضرور ہی کہ جسکے اعمال نیک ہین اُسکو مرتبہ اعلیٰ ملتا ہی اور جسکے
بد ہین وہ اُسکی سزا پاتا ہی مقام افسوس ہی کہ یہان تو سب سامان اُنکی راحت کا تھا جب وہ مر گئے کوئی
سامان اُنکے ہمراہ نہ گیا طرہ اُس پر یہ ہوا کہ اُنکی قبرون تک کا نشان نہ باقی رہا کہ کوئی اُس پر فاتحہ پڑھتا
یا دو پھول چڑھا جاتا سوائے حسرت و یاس کے کوئی اُنکی قبر پر نظر نہین آتا ہی تنہا کنج مرقد مین پڑے ہین
جو جو امر نیکی کے خواہ بدی کے اس عمر دو روزہ مین اُنسے ہوئے ہین وہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہین
جو نیکی کر گئے ہین وہ ساتھ نیکی کے مشہور ہین لوگ اُنکا نام ساتھ نیکی کے لیتے ہین اور جو بدی کر گئے
ہین لوگ اُنکا نام ساتھ بدی کے زبان پر جاری کرتے ہین مثل ضحاک و فرعون و بخت نصر کہ یہ
بادشاہان جابر سے تھے اور لوگ اُنسے خوف کرتے تھے یہ خلق آزار تھے اُنکے سبب سے سب کو
تکلیف ہوتی تھی رعایا اُنکی بربادی کی بہ سبب اُن کے ظلم و ستم کی دعاے بد کرتی تھی اور جو کہ نیکی کرتے
تھے رعایا اُنسے خوش تھی اور اُنکی ترقی جاہ و منزلت کی دعا کرتی تھی وہ کون ہین مثل فریدون و منوچہر
و نوشیروان وغیرہ کے بس اس سے ثابت ہوتا ہی کہ مرنا ایک دن ضرور ہی بس وہ کام کیون نہ کرے
کہ جس کے سبب سے لوگ خوش ہون اور ساتھ نیکی کے یاد کرین نہ ظلم و ستم کرنا اور اس امر پر
آمادہ ہونا کہ جسکو چاہا قتل کیا کوئی خوف نہ کیا بالکل خلاف ہی جو لوگ ایسا کرتے تھے یا کرتے
ہین وہ بروز قیامت جب کہ میدان قیامت مین اُس خالق بر حق سے سامنا ہوگا اور وہ سوال
کریگا کہ تم نے کیون میرے بندون پر ناحق ظلم و ستم کیا اور اُنکو تکلیف دی ظالم لوگ اسکا کیا جواب
دینگے سوائے سر جھکا لینے کے کچھ جواب نہین ہی بس مین نے آج کی حالت کو اور اس ظلم و ستم
کے انتقام کو بروز عدالت بازپرس پر رکھا ہی کہ وہ خداے کریم اسکا انصاف کریگا جس کے
اوپر مین ایمان لائی ہون ای لقمان جب کہ یہ امر مجھ پر ثابت ہو گیا کہ مرنا آج بھی ہی اور کل بھی
تو پھر کیا ضرور ہی کہ مین گمراہ ہون اور اس خوف سے کہ مین قتل ہوتی ہون گمراہی اختیار کرون
بس یہ امر ضرور ہی کہ یہ دنیا مقام فانی ہی جاودانی نہین ہی ہم سب کا یہ حال ہی کہ جیسے حباب
پانی پر اُبھرتا ہی اور ذرا سی حرکت سے ہوا کی ٹوٹ جاتا ہی اُسی طور سے ہم بھی ہین کہ جب
جھونکا ہوا سے موت کا لگا فنا ہو گئے اُسکو تو کچھ ٹھہرنے کا موقع بھی ملتا ہی ہم کو تو یہ بھی نہ ملیگا
جسقدر منشی ازل نے تحریر کر دیا ہی ضرور ہوگا بس یہ مقام غور طلب ہی کہ مین ایسی حالت مین
کیون موت سے خوف کرون جو میرے مقدر مین تحریر ہی ضرور پیش آئیگا وہ ہرگز ہرگز نہ
ٹلیگا تمھارا سمجھانا بالکل بیکار ہی مجکو تو تو کچھ شیطان معلوم ہوتا ہی یہان تیرے گمراہ کرنے
سے یہ کافر جو کہ اس وقت یہان پر موجود ہین وہ گمراہ ہو گئے ہین تو کبھی نہ گمراہ ہونگی یہ کہکر ہزارون
کلمات لعن سبا کو دیے اور سامری و جمشید کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور ہزار ہزار لعنت کی
اور کہا اب کوئی کلام مجھ سے نہ کرنا ورنہ اس سے زیادہ سخت جواب دونگی مین اب دین اسلام
نہ ترک کرونگی مرنے سے نہین ڈرتی ہون موت سے کچھ خوف نہین ہی مین اپنی جان سے
ہاتھ دھو چکی ہون اگر مر گئی اور قتل ہوئی تو مین بہت بڑا مرتبہ پاؤنگی شہیدا مین لکھی جاؤنگی
باغ بہشت رہنے کو ملے گا اہل اسلام میری فاتحہ خوانی کرینگے سب مجھکو ساتھ نیکی کے یاد
کرینگے نام نیک میرا صفحہ دنیا پر باقی رہیگا سب یہی امر کہینگے کہ ایوان اپنے قول کی پوری
تھی جو اُسنے کہا تھا وہی کیا اپنے قول سے نہ پھری جب کہ یہ امر ثابت ہی کہ بعد مرنے کے

کچھ جاہ و حشم کام نہیں آتا ہے سوائے حسرت و یاس کے اور کچھ قبر پر نظر نہیں آتا ہے یہی گدا کی قبر کا حال ہے اور یہی شاہ کی بقول شاعر شعر جنہیں تاج زر سے اور تخت طاؤسی میسر تھا + اب اُنکی قبر پر رونق تو کیا وحشت برستی ہے + جیسے وہ سب کے سب کنج مرقد میں دامن کفن سے منھ پوشیدہ کیے ہوئے پڑے ہیں اسی طور سے ایک دن ہم بھی پڑے ہونگے کوئی ہم کو بھی نہ یاد کریگا دنیا بے ثبات ہے کوئی اعتبار حیات نہیں یہ امر اہل اسلام کے قول سے بخوبی ثابت ہے کہ وہ کہتے ہیں سب کو فنا ہے بجز ذات پروردگار کے سب مرینگے اور سب کو ذائقہ موت کا چکھنا ہوگا ہاں اُسکی ذات باقی رہیگی ہم لوگ یعنی اہل اسلام اپنے قول پر یہ دلیل لاتے ہیں بزبان عربی اور یہ آیۃ پڑھتے ہیں اور یہ قول ہم سب کا ٹھیک ہے اور میں عمل کرتی ہوں آیہ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام معنی اس آیہ کے یہ ہیں کہ سب کو فنا ہے سوائے ذات کبریا کے کہ وہ باقی رہیگا بس جب فنا سب کو ہے اور سب فانی ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ تھوڑی سی زندگی کے لیے میں نے جو دین قبول کیا ہے اُس سے اس خوف سے کہ قتل ہوتی ہوں انحراف کروں اور دیدہ و دانستہ اپنے کو مبتلائے نار جہنم کروں یہ تو میری عقل قبول نہیں کرتی ہے دوسرے یہ امر ہے کہ میں اس امر سے بھی بے خوف ہوں کہ یہ بھی قول اہل اسلام کا ہے کہ جب تک قضا نہیں آتی ہے کوئی مر نہیں سکتا ہے لاکھ اُسکے مرنے کی تدبیر کی جاوے کوئی اُسکا بال تک بھی کم نہیں کر سکتا ہے ہاں جب قضا آجاتی ہے تو لاکھ تدارک کیا جاوے کہ یہ نہ مرے مگر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے جو وقت جس کے لیے خدا نے مقرر فرمایا ہے وہ ٹل نہیں سکتا ہے اور جس طور سے موت مقرر کی ہے وہ اسی طور سے مریگا اور جس مقام پر اُسکے مقدر میں مرنا ہوگا وہ ضرور اُسی مقام پر مریگا بدون قضا کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہے کیا مجال ہے بموجب اس آیہ اذا جاء اجلہم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون بس جب تک اُسکی طرف سے نہیں آتی ہے اُس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نہ برد رگے تا نخواہد خداے + میں اس سے نہیں خوف کرتی ہوں جو جی چاہے وہ میرے ساتھ سلوک کرے میری نگاہ اُس خدائے کریم پر ہے کہ جس پر میں ایمان لائی ہوں اور اُسکی ذات پر میرا بھروسہ ہے اگر اُسکی طرف سے میری آئی ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے نہ کوئی مجھکو بچا سکتا ہے اگر میری قضا نہیں ہے تو سمندر تو کیا ہے اگر تمام عالم ایک ہو جاوے گا تو میرا ایک مو سے جسم کم نہ ہوگا مگر یہ دنیا عجب مقام بے ثبات ہے اسمیں قیام کرنا بیکار ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سواے مکر و فریب کے کوئی دوسری راہ نہیں ہے اسکو ترک کرنا بہتر ہے اور میں اسی خیال سے گوشہ نشین ہو گئی تھی اور ترک کیا تھا مگر ظالموں نے مجھکو وہاں بھی نہ قیام کرنے دیا میرے درپے آزار ہوئے اور مجھکو یہاں طلب کر کے میرے ساتھ سلوک کیا خیر کوئی پروا نہیں ہے جو اُسکی مرضی ہے تو اُسکی رضا پر ہوں یہی میرے خدا کو منظور تھا در اصل اس دنیا میں کس کی راحت سے بسر ہوئی یہ فلک کج رفتار و زمانہ ناہنجار ہر ایک کے درپے آزار رہا اسنے کسی کو چین سے نہ رہنے دیا ہمیشہ بر سر فساد رہا کسی کو آوارہ کر کے مارا کسی کو دیوانہ کیا کسی کو بے خطا قتل کرایا کسی کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ وہ عالم غربت و مسافرت میں ہے کہ اُسکے استخوان تک کا پتہ نہ ملا گوشت پوست اسکا

طعمہ زاغ و زغن ہوا سوائے حسرت و یاس کے کوئی قبر پر اور جنازے پر رویا بھی نہیں پس جب یہ معلوم
ہوگیا تو اس دنیا میں رہنا بیکار ہے اب میں نے اپنی تقریر کو ختم کیا اور میں یہ کہتی ہوں سمندر سے
کہ وہ میرے قتل کا حکم دے کیونکہ عرصہ ہوتا ہے میں بخوشی اپنی قتل پر آمادہ ہوں اب مجھ سے
کسی قسم کی تقریر نہ کی جائے ورنہ میں جواب نہ دونگی آیندہ اختیار ہے اگر جواب دونگی بھی تو وہ
سخت جواب دونگی جو کہ سب کو ناگوار ہوگا اور وہ سبب میرے قتل ہونے کا ہوگا یہی مجکو
منظور بھی ہے یہ جو تقریر الیوان نے کی اور سامری وغیرہ کو برا بھلا کہا نہایت سب کو ناگوار ہوا
بلکہ الیوان نے تو انکو دشنام مغلظ و نفرین و لعنت سب خداوندوں پر سب کے روبرو باعلان
کیے اور کہا کہ جب تک تو نہیں میں نے اہل اسلام کی شرکت کی تھی مگر اب ضرور کرونگی اگر اس بلا
سے نجات مل گئی دیکھوں کوئی میرا کیا کرتا ہے مجکو بھی کوئی اور بنایا ہے میں ایسی ویسی نہیں ہوں میں
اب صاف صاف کہتی ہوں کہ جس قدر اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یا جو اور سمندر کے مددگار
ہیں انکی میں کوئی اصل نہیں جانتی ہوں سب میرے نزدیک طفل مکتب ہیں بس میں کیا انسے
خوف کرونگی ہاں انھوں نے مجکو جیسے اسیر کیا ہے لڑکر پکڑا میں نے خود اپنے کو اسیر کرا دیا اگر میں
نہ چاہتی تو کیا کسی کی قدرت تھی کہ مجکو اسیر کرتا میں خوب اس امر سے واقف تھی میرا سحر مجکو
خبر دیچکا تھا کہ تیرے اوپر دربار سمندر میں آفت آئیگی میں خود آپ سے چلی آئی تاکہ میری
نیکی اور سمندر کا ظلم و ستم سب پر ظاہر ہو جائے اور جو جو کہ صاحب لیاقت و عزت ہوں
سمندر سے پرہیز کریں ورنہ کیا مجکو کسی نے دھوکا یا قید دیکر یا بجبر یا لڑکر اسیر کیا ہے کوئی امر
نہ تھا اگر میں نہ آتی تو سمندر تمام عمر میرے لیے کوشش کرتا میرے گرد پاپوش کو بھی
نہ پاتا اور میں بے خوف اسکے روبرو ہر روز آیا کرتی اور وہ میرا کچھ نہ کر سکتا جیسا کہ آفاق شاہ
نے کیا کہ وہ بلا خوف سمندر سے مقابلہ کرتا ہے اور سمندر اسکو دیکھکر جل جاتا ہے کچھ کر نہیں
سکتا ہے ضرور سب کے نزدیک آفاق حق پر تھا سمندر نے اس پر بھی ظلم و ستم کیا اُسنے
بہت اچھا کیا اور جو جو کہ سمندر سے کنارہ کر گئے مثل سہراب و غزالان و کوکبہ کے انھوں
نے بڑی عقلمندی کی اور خوب اپنی آبرو بچائی وہ بڑے دانا تھے ورنہ انکا بھی یہی حال
ہوتا میں امید کرتی ہوں اپنے خدا سے کہ اگر میں اس آفت سے بچ گئی تو ضرور اہل اسلام کی کمک
کرونگی اور انکی شریک ہونگی گو مجکو امید اپنے بچنے کی نہیں ہے مگر شاید اسکی قدرت سے بچ
جاؤں تو عجب بھی نہیں ہے میں نے اپنی یہ حالت یہ ظلم و جور گوارا کیا ہے صرف اپنی پابندی
زبان کے سبب سے ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی کہ میں اتنی بڑی زحمت گوارا کرتی یہ میرے مقدر
میں تھا جو کہ پیش آیا میں کہاں تک اپنے دماغ کو خالی کروں اور بیکار کی تقریر کروں ایسے
بدمغزوں کے روبرو جو کہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں یہ کہکر الیوان خاموش ہو رہی اور سر جھکا کر
کھڑی ہو گئی اہل جلسہ کو بہت غصہ آیا خصوصاً سمندر کو تو اس قدر غصہ آیا کہ لرزنے اور
کانپنے لگا اور مونچھوں کو تاؤ دینے لگا صرف اس حالت غیظ میں الیوان کی طرف دیکھکر کہا
کہ جو کچھ تو نے کہا بالکل جھوٹ ہے تو خود سے نہیں آئی بلکہ میرے جبر سے آئی نہ تجکو اس
حال کی خبر تھی اگر خبر ہوتی تو تو کبھی نہ آتی مگر میں بھی تیرے لیے اسقدر کوشش کرتا کہ اگر
تو زمین میں جا کر پوشیدہ ہوتی تو میں بھی مثل قطرہ آب کے غرق زمین ہو کر تیرے پاس

آتا اور تجھکو اسیر کرکے لاتا اگر تو بالائے آسمان پنہان ہوتی تو مین بھی مثل آہ مظلومان کے آسمان پر جاتا
اور تجھکو پکڑ لاتا تو میرے ہاتھ سے جاتی کہان اور میرے ملازمون نے تجھکو لڑکر اسیر کیا ہے یہ ممکن ہے
کہ کوئی اپنے کو از خود اسیر کرا دے تو محض اسوقت جھوٹ بول رہی ہے تو میرے ہاتھ سے
امان کب پا سکیگی جو اہل اسلام کی شریک ہوگی ابھی سب حال معلوم ہوا جاتا ہے تیرا سر تن
سے جدا کرا کے تیرے گوشت کے کباب تیار کرا کے زاغ و زغن کو تقسیم کرتا ہون تو بھولی کس بات
پر ہے بس اپنی زبان روک ورنہ مین خود ابھی اپنے ہاتھ سے تجھکو قتل کرونگا کیا کرون کہ حکیم صاحب
کا ادب مانع ہے ورنہ مین خود تجھکو اس سخت کلامی کی ابھی سزا دیتا اگر تو یہ سخت کلامی میرے
دربار مین کرتی تو اب تک کب کی تو قتل ہو چکی ہوتی اب مین دیکھتا ہون کہ تو نے جس خدا کا
دین قبول کیا ہے وہ اگر تیری مدد کرتا ہے میرے خوف کے سبب سے کوئی تیری رہائی کی فکر مین نہین
آیا باوجودیکہ مین نے خبر بھی کر دی تھی اگر آج خواجہ آئے اور عیاری کرکے لے جائے تو ہم
جانے اسدن حالت غفلت مین آفاق کو بھی لے گئے اور اُس دن دربار مین بھی عیاری
کرگئے آج نہ آسکے اگر آج آتے تو ضرور اسیر ہو جاتے یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے سر اٹھا کر
کہا کہ گو مین کہہ چکی تھی کہ اسکا جواب نہ دونگی مگر تو نے ایسی بات کہی کہ اسکا جواب دینا پڑا خیر سن
لے اسوقت لقمان نے بھی یہی کہا تھا تیرے اور لقمان کی تقریر کا یہ جواب ہے کہ آخر ہم کو کیا
غرض ہے کہ وہ ہر ایک کے پیچھے جان دیتے پھرین اور در بدر ہون مین اُنھون نے راہ نیک
بتا دی وہ کوئی اُسکے ذمہ دار نہین ہین کہ ہم قتل نہ ہونے دینگے ہان اگر اُنکے لشکر مین ہوتی
اور وہان سے کوئی تجھکو پکڑ لاتا تو وہ ضرور کوشش کرتے اور تم سب کے چھوٹا لگا کر لیجاتے
تم کو خبر بھی نہ ہوتی ہے اُنکی عقل کے خلاف تھا کہ وہ تیرے آگاہ کرنے سے آتے اگر وہ دھوکا کھا دیتا
تو کیا کرتے اور یہی تو سمجھے نے خیال کیا ہوگا کہ دھوکا اور فریب ہے خوب ہوا جو نہ آئے مین بہت
خوش ہوئی اور یہ جو تو نے کہا کہ تو جھوٹی ہے مین تو نہین جھوٹی ہون تو جھوٹا ہے اور تیرا باپ جھوٹا ہے
اے سمندر تو مجھسے اتنا چلا کر کے باتین کرتا ہے کیون زبان تیری کھلواتا ہے اور کیون اپنی اہل دربار
مین ذلت اٹھانا چاہتا ہے زیادہ جو کچھ کہیگا تو مین سب حالت تیری بیان کرونگی سب کے
روبرو بیکار کو ذلیل ہوگا جو تیری حالت سے واقف نہ ہوا اُن سے تو کہہ اور اُسکے روبرو شیخی
کیجیو مین تیری پیدائش اور تیرے حال سے بخوبی واقف ہون بس خاموش ہو اور اپنے گریبان
مین منہ ڈال کے دعا دے ایوان جادوگر کو جسکے سبب سے یہ مرتبہ تجھکو ملا ورنہ تیری کیا یہ
لیاقت تھی کہ تو اس مرتبہ کو پہونچتا تو کس لائق کرنا جانے یا حکومت ارے سمندر تیرے سلطنت
کا بھی تو کوئی ٹھکانا نہین ہے نہ معلوم تیری مان نے کس کے پیٹ رکھا لیا کہ تو پیدا ہوا نہ معلوم
کسی بد قوم سے تجھکو تیری مان نے جنا ہے یا کسی شریف کا نطفہ نہین ہے میرے نزدیک تو ضرور
کسی بد قوم کا نطفہ ہے جب ہی تو شریف و اہل خاندان کی قدر نہین کرتا ہے سمندر نے یا جیسون کو
کہ جو تیرے ہم مرتبہ ہین تجھ مین شرافت کی بالکل بو نہین ہے تیری [illegible] کے لائق بھی کافی
ہین جو کہ آج کل تیری صحبت مین ہین تو شریف کی کیا قدر جانے حاصل یہ ہے کہ جو جیسا
ہوتا ہے ویسے ہی لوگ اُسکو پسند آتے ہین اسلئے مجھسے زبان نہ ہلاتا ورنہ اور بھی تیری
حقیقت سب پر ظاہر کرونگی اور میان لقمان مجھسے کیا تقریر کرینگے وہ قارورہ کا دیکھنا

اور نسخہ کا لکھنا اور نبض کا دیکھنا جانتی ہین یا صاحبان لیاقت سے تقریر کرنا جانتی ہین ہان اُنسے کوئی علم
حکمت مین بحث کرلے وہ اُس سے تقریر کرلینگے اور ان امرون کا کیا جواب دینگے اس طور
سے جو ایلوان نے کہا سمندر نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر لقمان نے کہا کہ اے ایلوان
تم کسی طور سے نہ مانوگی معلوم ہوا کہ تمھاری قضا آئی ہی خیر مین ناچار ہون مین نے چاہا تھا کہ تمھاری
جان بچ جائے مگر تم نہین مانتی ہو اور بیہودہ تقریر کرتی ہو تم کو اختیار ہی بموجب مصرعہ بر رسولان
بلاغ باشد و بس ٭ مجکو جو کچھ کہنا تھا مین نے تم سے کہا آیندہ تم کو اختیار ہی ایلوان نے کہا کہ مین نے
کوئی آپ سے سفارش نہین کی تھی کہ میری طرف سے آپ سمندر سے سفارش کر دیجیے جو
آپ مجھ سے کہتے ہین آپ اپنے مقام پر تشریف لے جائین مریضون کو دیکھیے نسخہ تحریر فرمایئے
کیون بیکار ان قصون مین پڑتے ہین یہ کوئی مرض نہین ہی کہ نسخہ تحریر کرکے اُسکو دفع فرمایئے
آپ ان باتون کو کیا جانیے بیکار اس قصون مین آپ کی حکمت وغیرہ سب تشریف لے
جائیگی کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ کہکر ایلوان خاموش ہو رہی جب لقمان ثانی نے دیکھا کہ کسی صورت
سے یہ نہین مانتی ہی سمندر سے کہا کہ تم کو اختیار ہی بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اگر مین مد
طلب کرتا تو آپ ناراض ہوتے مجکو تو معلوم تھا کہ یہ بڑی خراب عورت ہی کسی صورت
نہ ماننے کی تجربے کامل اُستاد کی تعلیم دی ہوئی ہی پھر کب کسی کے کہنے کو سنتی ہی خیر اسقدر اسکی
زندگی اور بختی اور خداوندون کی مذمت ہم کو سنانے کو یہان یہ آئی اور ہمارے روبرو مضمون
بیان کی صرف آپکے سبب سے مین نے سزا نہ دی ورنہ مین خود اپنے ہاتھ سے اسکو اسی
مقام پر قتل کرتا اور اس کو اس بیہودہ گوئی کی سزا دیتا لقمان نے کہا کہ جو کچھ اسنے کہا اُس سے
نہ تمھارے مرتبہ مین فرق ہوا نہ خداوندون کے لیے برے دل کا بھی ارمان نکل گیا مین نے اسکو
صرف اس خیال سے نصیحت کی اور طلب سے دیکھا کہ شاید خداوند یہ فرمائین کہ تم بھی اُس
موقع پر اتفاق سے پہونچ گئے تھے تم نے نہ کوشش کی اُسوقت کیا جواب دیتا اب
جو خداوند فرمائینگے تو مین عرض کرونگا کہ مین نے بہت کوشش کی مگر اُسنے نہ مانا بس
یہ سبب تھا یہ جو لقمان نے کہا سمندر نے داروغہ کو حکم دیا کہ اس لکاٹہ کو لے جاؤ میرے
روبرو سے اور جلاد سے کہو کہ فوراً قتل کرے یہ میرا حکم برابر تین حکمون کے ہی یہ جو سمندر نے
حکم دیا داروغہ لے کر چلا لقمان خاموش بیٹھے دیکھا کیے اور فکر کیا کیے ایک مرتبہ سمندر
کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ تم ابھی اسے قتل نہ کرو مین ایک
رقعہ ابھی اپنے خداوند کی خدمت مین تحریر کرتا ہون اُس مین کل حال لکھتا ہون آپ سے
ایلوان کے بارے مین راے لیتا ہون مین چاہتا ہون کہ تم اسکے قتل سے باز رہو
کیونکہ یہ خداوند کی پیاری ضرور ہی اور اسکا دماغ بھی دراصل خراب ہی اگر خراب نہ ہوتا
تو کبھی یہ ایسی تقریر نہ کرتی مجکو اس امر کا خیال آیا کہ اگر خداوند یہ فرمائین کہ جب کہ تم
وہان موجود تھے اور تم نے بھی نصیحت کی اُسنے نہ مانا تو تم نے ہم کو کیون نہ خبر دی ہم نے
تمھارے پاس فرشتگی کس لیے مقرر کیے ہین اسی امر کے لیے مقرر کیے ہین کہ جو کوئی امر
اہم درپیش ہو اور تم نہ آسکتے ہو تو ہم کو اُنکے ذریعہ سے خبر دو جو ہم تم سے کہین اُس
پر عمل کرو بس تم نے ایسا کیون نہ کیا ہم کو خبر دی ہوتی جو ہم کہتے تم وہ سمندر سے کہتے

وہ اُس پر عمل کرتا ای سمندر اگر یہ اعتراض خداوند نے کیا تو اسکا کوئی جواب نہیں ہے خداوند تم سے
بھی اور مجھ سے ناخوش ہونگے اور پھر کسی صورت سے نہ مانینگے ایک تو تمھاری نافرمانی
سے ناخوش ہین اور ناخوشی زیادہ ہونگے اور وہ جو مین نے راے دی ہے کہ خداوند کو اپنے حال
کی عرضی کرو مین سفارش کرونگا پھر کچھ اُسکا فائدہ نہ ہوگا بیکار ہوگی نہ میری سفارش اثر
کریگی یہ میری راے ہے اب جو تمھارے نزدیک بہتر ہو مین تمھارے فائدہ کا خواہان ہون
اور خیر خواہی چاہتا ہون کیونکہ تم مجھ سے بہت خلق سے پیش آتے ہو دوسرا سبب یہ ہے
کہ جب سے مین نے تمھاری تصویر اور تم کو دربار مین بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اُسدن سے
تم سے مجکو محبت ہوگئی ہے ہر وقت یہی جی چاہتا ہے کہ تم سے ملاقات کرون خداوند سے
عرض کر کے تمھاری تصویر دیکھا کرتا تھا اور رشک کر کے خداوند کی تمھارے دربار کی حالت
دیکھا کرتا تھا جب مین نے کہا خداوند نے پردے جو کہ زمین و آسمان کے حائل ہین اٹھا دیے
اور تمھارے دربار کا مرقع پیش نگاہ ہوگیا جس طور سے کہ روبرو دل مین آیا تھا اُسی طور
سے گو مین نے تم کو دنیا پر نہ دیکھا تھا اسی طور سے دیکھا تھا مگر محبت پیدا ہوئی تھی اور
ملاقات کا اشتیاق تھا خداوند کی مدد سے آج ملاقات بھی ہوئی جیسے تم کو دیکھا اور زیادہ
انس ہوگیا اگر محبت نہ ہوتی تو مین کبھی نہ آتا یہ صرف محبت و الفت کا سبب ہے کہ مین
تمھارے ہمراہ اپنا کام حرج کر کے چلا آیا بس اسی خیال سے کہ وہ بات نہ ہو کہ جس سے
خداوند تم سے ناخوش ہون اور تمھاری بربادی کرین اور تم پر اپنا عذاب نازل کرین
جو کہ میرے تکلیف اور رنج کا سبب ہو اور مجکو صدمہ ہو سمندر نے یہ تقریر سُنکے عشاق
کی طرف دیکھا اور دیگر اہل دربار کی طرف سب نے جواب دیا کہ حکیم صاحب بجا ارشاد
کرتے ہین کوئی نقصان نہیں ہے سب نے اس خیال سے کہا کہ دیکھین کہ کیونکر یہ جواب
سنکا لیتے ہین ان کا جھوٹ و سچ سب اسوقت ظاہر ہو جائیگا اگر در اصل یہ کاذب ہین
تو ضرور سمندر کا کام ابتر ہوگا اور اہل اسلام کو سمندر کے ہاتھ سے ذلت ہوگی
سمندر نے بھی خیال کیا کہ کیا نقصان ہے تھوڑی دیر مین انکا سب کا حال کھلا جاتا ہے کہ یہ
جھوٹے ہین یا سچے اگر سچے ہین تو خداوند کو جو ایوان کے بارے مین منظور ہوگا وہ تحریر فرمائینگے
مین اس پر عمل کرونگا بس ضرور خداوند خوش ہونگے اور یہ بلا جو کہ میرے اوپر اسوقت
نازل ہے اور مین اس مصیبت مین مبتلا ہون میرے اوپر سے دفع کر لینگے اور حکیم صاحب
بھی خوش ہونگے میری سفارش کرینگے یہ جو سمندر نے خیال کیا اور سب نے بھی کہا کہ حکیم
صاحب کی راے بہت عمدہ ہے بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اچھا جو آپ کی راے
ہین تو آپ کی خوشی کا خواستگار ہون مجکو بھی تو آپ سے محبت ہوگئی ہے اور یہ میری
خوش نصیبی ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہوگئی اب ضرور میرے کل کام انجام ہو جائینگے
مین آپ کو ناخوش کرنا نہیں چاہتا ہون لقمان نے کہا کہ پھر داروغہ سے کہو کہ پھر لائے
ابھی ایوان کی قید کو لے جائے سمندر نے شملاق سے کہا کہ داروغہ کو بلا لو شملاق نے
چوبدار کو حکم دیا داروغہ ابھی ایوان کی قید کو لیکر پہنچے داروغہ گیا تھا کہ چوبدار نے جا کر
سمندر شاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ قید ایوان کو لیکر واپس آیا ایوان نے خیال کیا

کہ پھر کوئی تقریر کرے گا ابھی اگر اسنے تقریر کی تو ہین وہ سخت جواب دونگی کہ لقمان اور سمندر کو
معلوم ہوگا اب تو جو زبان سے کہا وہ کہا جو کچھ ہو کوئی خوف نہین ہے جو ذلت ہونا تھی وہ
ہوگئی اب وہ واپس نہ آئے گی ایوان تو یہ خیال کر رہی ہے ادھر جب لقمان نے دیکھا کہ سمندر
نے یہ حکم دیا اور حدا ردھم سے کرا ادھر کو چلا بس لقمان نے کتاب اُٹھائی اُس مین سے کاغذ
نکالا قلمدان کھولا اُس کاغذ پہ کچھ لکھا ایسے حرف لکھے کہ جو سمندر سے پڑھے نہ گئے کیونکہ لقمان
برابر تخت سمندر کے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا سمندر کا سامنا تھا اُسکے روبرو لکھا مگر اُس
سے پڑھا نہ گیا جب لکھ چکے ایک مرتبہ اُسکو بند کیا ایک لفافہ مین رکھا اُس لفافہ کو بند کرکے
ہاتھ اونچا کیا سب دیکھ رہے ہین کہ جب تک حکیم صاحب نے ہاتھ اونچا کیا اُس وقت
تک اُنکے ہاتھ مین وہ لفافہ تھا ادھر حکیم صاحب کی زبان سے یہ لفظ نکلی کہ اے فرشتہ
قدرت یہ میری عرضی خداوندی کی خدمت مین پہنچا دے اور اسکا جواب لادے اس کلمہ کا
نکلنا تھا کہ وہ لفافہ خود بخود ہاتھ سے غائب ہوگیا حکیم صاحب نے ہاتھ فوراً نیچا کر لیا
اتنے عرصہ مین داروغہ ایوان کو لے کر پھر اُسی مقام پر آگیا جہان پر ایوان نے کھڑے ہوکر
لقمان ثانی سے تقریر کی تھی لقمان نے ہاتھ کو نیچا کرکے ایوان سے کہا کہ تو غم نہ کر بلکہ
خوش ہو کہ مین نے تیرے بارے مین خداوندی کی خدمت مین عرضی تحریر کی ہے اور تیری
سب تقریر اور کل حالت لکھی ہے جیسا وہ حکم دینگے اُس پر عمل کیا جائے گا ایوان نے
ہنس کر جواب دیا کہ تیرے اوپر ہزار ہزار لعنت اور تیرے خداوند پر بھی کرور کرور
لعنت وہ کیا کیدی ہے جو میرے بارے مین حکم دیگا کہین تمہ دوزخ مین پڑا ہوا جل رہا
ہوگا اور تو کیا احمق ہے کہ جو تو اُس سے میرے بارے مین رائے لیگا ارے لقمان
سامری و جمشید و دیگر کافران غدار جو کہ دعوے خدائی کرتے ہین یا کر گئے سب کچھ
شیاطین و نطفہ حرام تھے اور مین اُنکے نطفہ کا کچھ حال نہین معلوم کہ شیطان کا نطفہ ہے یا کسی اور کچھ
شیطان کا کہ جنھون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے اور سب کو بھکا رکھا ہے ضرور یہ سب نطفہ
خوک و سگ تھے مین ان سب کو اور تم سب کو خوک و سگ سے بدتر خیال کرتی ہون
تمھاری صورت دیکھنا حرام جانتی ہون میری اب خدا سے یہ دعا ہے کہ کسی طور سے مین تم
سے جدا ہون تاکہ تمھاری صورت نحس مجھکو نظر نہ آئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب خوک و
سگ بیٹھے ہوئے ہین کیا اشکال مہیب و ہیبتناک ہین مگر مجبور و ناچار ہون یہ
کہکر ایوان خاموش ہو رہی سب اہل جلسہ ایوان کی اس تقریر سے مثل ہیزم خشک کے جل کر
رہ گئے اور خون جگر پیکر خاموش بیٹھے رہے لقمان نے جواب دیا کہ اس تقریر کا مزا معلوم
ہوا چاہتا ہے تھوڑی دیر اور باقی ہے ضرور تیرے قتل کا حکم آئے گا یہ کہکر کہا کہ اچھا لیتا
ہون حسب لفافہ دیا تھا اُسی طرح اپنا ہاتھ بلند کیا تھا اب کی مرتبہ بغل کیطرف سے لے گئے اور کہا
کہ لاؤ یہ کہکر فوراً ہاتھ اپنا باہر کو کھینچ لیا اب سب نے دیکھا کہ ایک لفافہ سربمہر حکیم صاحب
کے ہاتھ مین ہے لقمان نے پہلے اُس لفافہ کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اُس پر بوسہ دیا
اُسکے بعد سمندر کو دیا کہ تم بھی دیکھ لو کہ یہ مہر ہے خداوندی کی اور پہچان لو اور آنکھون سے لگاؤ
سمندر نے دونون ہاتھ بڑھا کر وہ لفافہ لیا اور اُسی طور سے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا

مہر پر بوسہ دیا اُدھر سب اہل دربار نے لقمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم سب بھی
مہر خداوندی کو آنکھوں سے لگائیں اور مہر پر بوسہ دیں لقمان ثانی نے جواب دیا کہ کیا نقصان
ہے لیکن سمندر سے کہا کہ جب آپ بوسہ وغیرہ دینے سے فراغت کیجیے گا تو اور لوگوں کو دیجیے گا
تاکہ وہ بھی مہر خداوندی کی زیارت کر لیں بس اب تو بعد سمندر کے ہر ایک کے ہاتھ میں جانے
لگا وہ اُسی طور سے چومنے لگا اور آنکھوں سے لگانے لگا نوبت با ینجا رسید کہ سب اہل جلسہ
نے یکے بعد دیگرے اُس لفافہ کو چوما اور آنکھوں سے لگایا یہاں تک کہ پھر وہ سمندر کے ہاتھ
میں آیا سمندر نے پھر اُسکی مہر کو بوسہ دے کر لقمان کو دیا لقمان نے لیکر اُس لفافہ کو چوما اور
بہت احتیاط سے چاک کیا اُسکے اندر سے ایک کاغذ نکلا اُسکو لقمان نے کھولا بوسہ دیا کیونکہ
اُسپر بھی مہر خداوندی موجود تھی بعد بوسہ دینے کے لقمان نے پہلے آہستہ آہستہ پڑھا جب سب
پڑھ چکا تو کہا کہ سب حاضرین جلسہ میری طرف متوجہ ہوں اور سماعت کریں کہ جو کچھ حکم
خداوند نے بابت الوان کے تحریر کیا ہے اور سمندر سے کہا کہ تم بھی سمندر نے کہا کہ میں
تو مشتاق ہوں الوان سے کہا کہ اے الوان تم بھی سنو جو تمہاری نسبت خداوند نے تحریر کیا
ہے الوان نے کہا کہ وہ کیدی ہے کیا تحریر کرے گا وہ نار دوزخ سے جل رہا ہوگا ہائے ہائے
کر رہا ہوگا یہ کہکر خاموش ہوئی اُدھر لقمان نے پڑھنا شروع کیا پہلے تو کچھ اُس میں تعریف
سب خداوندوں کی تحریر تھی اور اپنی شان و شوکت تحریر کی تھی اور لکھا تھا کہ اے میرے
خاص بندے لقمان ثانی حکیم حاذق تجکو معلوم ہو کہ تیرا رقعہ بدست فرشتہ مقرب و ندا کے
فرستادہ ہمارے پاس آیا ہم نے اُسکو پڑھا تجکو مبارک ہو کہ تجھ سے اور سمندر سے
ملاقات ہوئی کیونکہ تجکو سمندر کی ملاقات کا بہت شوق تھا ہم یہاں سے سب حال
دیکھ رہے ہیں سمندر نے تیری بہت خاطر کی اور بہت اچھی طرح پیش آیا گو اُسکی ذات
سے یہ امید نہ تھی کیونکہ اُسنے ہماری بندگی ترک کی اور میرے ایک ادنیٰ نائب کی
پرستش اختیار کی اور بندگی اور ہماری طرف سے بالکل دل کو اٹھا لیا ہم نے اُسکی
اُسکو یہ سزا دی کہ اُسکے اوپر اپنے بندگان مغضوب کو کہ جو خدا سے نادیدہ کی بندگی کرتے
ہیں اور ہم سے پھرے ہوئے ہیں مقرر کیا کہ وہ اُسکو سزا دے مگر آج ہم اُس سے
کسی قدر خوش ہوئے کہ وہ تمہارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا گو آج اُس سے
بہت بڑی حرکت سرزد ہوئی جو کہ بہت خراب ہے کہ اُسنے ہمارے اس دوست
کو ذلیل کیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوا کہ جس کو ہم اپنی روح سے زیادہ تر عزیز رکھتے
ہیں ہم سب اُسکا ظلم و ستم دیکھ رہے تھے اور دیکھ رہے ہیں مگر تمہارے رقعہ سے
معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے خطا ہے اور تم نے اُسکی سفارش بھی تحریر کی اور الوان کی
حالت بھی اے لقمان میں الوان کو بہت عزیز رکھتا ہوں اگر وہ قتل ہو جاتی تو میں اُسکے
طبقہ زمین کو الٹ دیتا تمام عالم آب ہو جاتا ایک کو زندہ نہ رکھتا اور یہ جو لوگ اسوقت
اس مقام پر موجود تھے ان سب کو داخل دوزخ کرتا اور سخت عذاب میں مبتلا کرتا کیونکہ
الوان تو اپنے ہوش میں نہیں ہے اور اس پر ظلم اُسکے ہوش میں نہ آنے کا سبب یہ ہے
کہ اُسکو خواجہ نے ایک ایسی چیز کھلادی ہے کہ جب تک اُسکا اثر اُسکے جسم میں رہیگا

وہ ایسے ہی کلام کیے جانے کی اُسکو اس جرم پر سمندر نے اسیر کیا اپنے دربار میں ذلیل کیا اور قتل کرنے کو اس مقام
پر لایا اور اہل شہر کو جمع کیا اسنے تو اُس پر اس طور سے ظلم و ستم کرنا شروع کیا کہ جیسے کوئی خونی پر کرتا ہے لقمان خیال
کرو کہ اگر وہ اپنے ہوش میں ہوتی تو اس طور سے وہ اپنے کو گرفتار کرا دیتی یہ جو اُسنے کہا کہ سب یہ حال معلوم تھا کہ
سمندر ریبر ہے ساتھ اس طور سے پیش آئیگا اُس پر بیٹا میں چلی آئی یہ اُسنے سچ کہا پس اسی امر سے اُسکا دیوانہ ہونا ثابت
ہے تم اسوقت ان سب کی تقدیروں سے پہونچ گئے اور سمندر نے تمھارے کہنے پر عمل کیا اور تم نے عقلمندی کی کہ
تم نے مجکو اس حال سے خبر دی اگر تم خبر نہ دیتے اور تم خاموش ہو رہتے تو میں تم سے بھی ناخوش ہوتا اور ان سب کے
ساتھ تمکو بھی مبتلاے عذاب شدید کرتا کہ تم نے دانائی کی اپنی جان بچائی اور ان سب کی کیونکہ میں فرشتگان عذاب کو
حکم دیچکا تھا کہ جب الیوان کو قاتل قتل کرے تم فوراً بالکل زمین پر طبقہ زمین کو الٹ دینا وہ چل چکے تھے کہ تمھارا رقعہ
پہونچا پس میں نے انکو منع کیا اب تم کو لکھا جاتا ہے کہ تم یہ کام کرو کہ الیوان کو میرے پاس بھیجدو تا کہ میں اپنے دوست سے
ملوں اور اُسکو میوے بہشت اور آب کوثر کھلا پلا کر اسکے جسم سے اُس اثر کو دور کروں تا کہ وہ اپنے ہوش میں آئے
پس اگر اُسکی مرضی ہوگی تو پھر دنیا پر روانہ کر دونگا اور اگر یہ خواہش ہوگی کہ میں بہشت میں رہوں تو یہاں رہنے دونگا
اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ یاد رکھو کہ اپنا عذاب نازل کرونگا تم یہ امر سمندر سے کہو اگر وہ قبول کرے تو خیر ورنہ تم اس
مقام پر سے چلے آؤ اور سمندر سے کہو کہ وہ قتل کرے اور ظلم و ستم کا مزا اٹھائے کہ دوستان خداوند پر ظلم و ستم کرنے کا
یہ مزا ہے یہ صرف تمھارا سبب ہے کہ میں نے اسقدر تحریر کیا پس اگر سمندر تمھارے کہنے پر عمل کریگا تو میں اُس سے
ضرور خوش ہونگا اور اُسکا قصور سابق معاف کر دونگا اور جو کچھ اُسکی خواہش ہوگی وہ پوری کرونگا گو وہ مجھ سے
پھرا ہوا ہے مگر میرا بندہ ہے پس یہی امر اُسکے حق میں بہتر ہے آئندہ اُسکو اختیار ہے اے لقمان تم کو میری محبت اور
الفت کا حال معلوم ہے جو کہ مجکو الیوان کے ساتھ ہے میرے ایسے دوست کو سمندر قتل کرے اور ذلیل اور میں
سمندر سے خوش ہوں یہ ممکن نہیں ہے اے لقمان یاد رکھنا کہ اگر الیوان قتل ہوگی پھر اس دنیا کا قائم رہنا محال
ہے یہ امی سکے دم تک ہے زیادہ کیا لکھوں بس یہی کافی ہے ارے غضب کیا کہ وہ تو اپنے ہوش میں نہیں ہے اس
پر یہ ستم کیا اُسنے یہ اختیار کیا تھا کہ ترک سلطنت کرکے گوشہ میں بیٹھے اُسکو زبردستی طلب کیا خیال کرو کہ کوئی
بھی ایسا کریگا کہ اپنی راحت کو ترک کرے اور دوسروں کو اپنے اوپر حاکم کرے یہ سوا اُسکے جو کہ نادان ہوگا یا
کسی سبب سے دیوانہ ہو گیا ہوگا یہ اُسی چیز کا اثر ہے کہ جو خواجہ نے الیوان کو کھلائی ہے تم کو یاد ہوگا کہ میں نے
تم سے کہا تھا کہ آج کل الیوان دیوانی ہو گئی ہے خیال کرو کہ جو کچھ اُسنے کہا ہم سب کو کیا ہم نے برا نہ مانا سمندر
کون ہے جو برا مانتا ہے سزا دیں نہ دیں ہم دیں سمندر کون سزا دینے والا ہے الیوان نے خطا کی ہے تو ہم سب
کی کی ہے سمندر کون ہے کیا ہم سزا نہ دے سکتے تھے جو وہ اس امر پر آمادہ ہوا وہ کون تھا اور کیا اُسکو
مطلب تھا کہ اُسنے یہ حرکت کی پس اسی میں خیریت ہے ہم اُس سے بہت خوش ہیں اُسنے خوب کیا جو ہم کو
برا بھلا کہا ہم کو اختیار ہے چاہے سزا دیں چاہے نہ دیں پس تم سمندر سے لیکر اُسکو ہمارے پاس اسی دم لیکر
روانہ کردو تھوڑی تحریر کو بہت جانو ہم اسکا علاج کرینگے ہم کو اُسکا اختیار ہے وہ ہماری مغرور دوستدار ہے
زیادہ والسلام یہ جو عبارت لقمان ثانی نے پڑھی اور سب نے سُنا کل اہل جلسہ لرز گئے اور کانپ گئے
خصوصاً سمندر کا تو یہ حال ہے کہ بسبب خوف کے کانپنے لگا اور لرزنے لگا یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ
اب لرزہ چڑھی ہوئی ہے یہ رقعہ پڑھکر لقمان نے سمندر سے کہا کہ تم نے یہ سُنا رقعہ خداوند نے بہت غصہ
میں تحریر کیا ہے انکو سب حال معلوم ہے وہ تمام دنیا کا حال جانتے ہیں بڑا غضب ہوا کہ خداوند کو غصہ آگیا ہے میں
اُنکے غصہ سے بہت خوف کرتا ہوں پس تم سن چکے اب تو تم کو میرے قول کا یاد رہا ہوگا اور تم نے

یقین کیا ہوگا کہ مین سچ کہتا ہون مین نے اسوقت تمھارے ساتھ بہت بڑی دوستی کی ورنہ خرابی ہوتی بس
اگر تم خداوند کے تحریر پر عمل کروگے تو مجکو امید ہے کہ خداوند تم سے خوش ہونگے اور تمھارے اوپر سے اس بلا کو دفع
فرماوینگے اب بتاؤ تمھاری کیا راے ہے آیا مین الوان کو پاس خداوند کے روانہ کرون یا نہ سمندر نے کانپکر کہا
کہ آپکو اختیار ہے مین آپکو منع نہین کرسکتا ہون جب کہ خداوند نے طلب فرمایا ہے تو مین کیونکر آپکو منع
کرکے اپنے اوپر آفت نازل کراؤن خداوند کو ناخوش کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا یہ الوان موجود ہے مین اسوقت
کی تحریر سے خداوند کی ڈر گیا اب کل سے مین اُنکی ایسی عبادت کرونگا کہ کسی نے زمانہ سابق مین بھی نہ کی ہوگی
نہ اب کوئی کرتا ہوگا نہ زمانہ آیندہ مین کریگا مین خداوند کو خوش کرونگا لقمان نے جواب دیا کہ تم پریشان نہ ہو
مین خداوند سے تمھاری سفارش کردونگا مگر تم اپنے کل حال کی عرضی اسوقت تحریر کرادو دیر نہ لگاؤ سمندر
نے کہا کہ آپ الوان کے قصہ سے فرصت کر لیجیے اُسکے بعد مین تم کو عرضی تحریر کرادونگا بس لقمان نے کہا کہ
سمندر مین تم پر جبر نہین کرتا ہون کہ تم الوان کو میرے سپرد کرو بلکہ اگر تمھاری خوشی ہو اور تم کو میرے
کہنے اور اس تحریر کا یقین ہو تو میرے حوالہ کرو ورنہ تم کو اختیار ہے کیونکہ تم لوگ اہل دنیا سے ہو اور
مین اہل دنیا سے بہت خوف کرتا ہون کہ وہ بڑے مکار ہوتے ہین ایک کام خود کرتے ہین اور پھر
کہتے ہین کہ ہم کو فلان شخص نے دھوکا دیا یہ امر تمھاری خوشی پر ہے اپنے نیک و بد کا خیال کرلو اور انجام سوچ
لو سمندر نے کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین آپ جو کچھ امر فرماتے ہین میری اچھائی اور بہتری کے لیے نہ کچھ
میری برائی کے لیے بھلا آپ لوگ کیون مجکو دھوکا دینے لگے اب الوان کا آپکو اختیار ہے بھلا مین کیونکر
الوان کو قتل کرسکتا ہون اول تو وہ خداوند کی بہت بڑی دوست ہے اور خداوند اُس سے محبت رکھتے
ہین دوسرے خداوند نے درست کیا ہے اور تحریر کیا ہے اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو مین اپنا عذاب
نازل کرونگا ایسی حالت مین میری مجال ہے کہ مین کسی قسم کی سرتابی کرسکون ایک قدم بھی تو جادۂ اطاعت سے
باہر قدم رکھ نہین سکتا ہون غضب ہے کہ خداوند کی عدول حکمی کرون جس کا بندہ ہون اُسکے حکم کو نہ مانون تو
پھر ایسی عدول حکمی کرکے جاکر رہون کہان آپ الوان کو بہت جلد خدمت خداوند مین روانہ فرمایئے
کہین ایسا نہ ہو کہ تاخیر ہو خداوند ناخوش ہون لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو سمندر نے جواب دیا
کہ جی ہان پھر لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو سمندر نے کہا کہ جی ہان اسی طور سے لقمان نے
سمندر سے تین مرتبہ کہلوایا اُسکے بعد کہا کہ آپ سب لوگ گواہ رہین کہ سمندر نے اپنی خوشی سے الوان
کو میرے سپرد کیا اس شرط پر کہ مین حسب الطلب خداوند کے الوان کو اُنکی خدمت مین روانہ کرون
سب نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہین کہ بادشاہ نے اپنی خوشی سے آپکے سپرد کیا جب یہ سب کہہ چکے
اُسوقت لقمان نے الوان کی طرف منہ کرکے کہا کہ اے الوان تو نے مضمون رقعہ سنا کہ جو خداوند کے
پاس سے آیا تھا مجکو خداوند نے طلب کیا ہے اب مجکو خدمت خداوند مین روانہ کرتا ہون جب جائین کہ
تو جاکر خداوند سامری سے بھی ایسی تقریر کرنا جیسے ہم سے کی ہے مگر کیا خوش قسمت ہے کہ خداوند نے
تجکو طلب کیا خوب قتل ہونے سے بچی اب کیون وہان سے دنیا پر آنے لگین باغ خلد مین رہوگی
کے میوے کھاؤگی آب کوثر پیوگی چین سے رہوگی خدمت خداوند مین پھر ہم سے تم سے آٹھوین دن
ملاقات ہوا کریگی پھر یہی ذریعہ ملاقات کا نکلا تمھارے سبب سے ہمارے بہت سے کام نکلا کرینگے
ہم تو بہت خوش ہوے کیا اچھا وقت تھا کہ مین اسوقت ادھر آیا ایک دوست خداوند کی میرے
سبب سے جان بچی اور بہت سے بندگان خدا کی ورنہ اسقدر بندگان خداوند کی مفت جانین جاتین

اور سمندر مفت مین مبتلائے عذاب ہوتا مین بہت خوش ہوا کہ ایک کام میرے سبب سے ہوا کہ جس سے خداوند
خوش ہوئے الوان ہم کو بھول نہ جانا ہماری ضرور سفارش خداوند کی خدمت مین کرتی رہنا یہ احسان ہمارا یاد
رکھنا لقمان تو یہ تقریر کر رہا تھا مگر الوان یہ خیال کر رہی تھی اپنے دل مین کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ بچہ شیطان مجھکو
لیے جائے گا یہ کیا امر ہے ضرور یہ بھی کوئی شعبدہ سحر کا ہے افسوس جان بچی مگر خرابی ہوئی یہ سب سحر کی باتین ہین کوئی
نہ کوئی بچہ شیطان ہے جس طرح سامری و جمشید تھے اسی طور سے یہ بھی ہے دیکھیے خدا کیا کرتا ہے الوان یہ خیال
کر رہی تھی کہ لقمان نے وہ تقریر کی اسنے اسکا یہ جواب دیا کہ او لقمان یہ تو کسی احمق کو دھوکا دے مین تیرے
اس دھوکے مین آنے والی نہین ضرور تو بچہ شیطان ہے وہ کیدی کیا مجکو طلب کریگا خود پہلے اپنی تو خبر لے
آگ مین جل رہا ہوگا وہ اپنے پاس سمندر وغیرہ کو طلب کرے جو اسکی بندگی کرتے ہین یہ سب کارخانہ سحر کا ہے
ایسے دھوکے مین نہ آؤنگی لیکن تمھارے بس مین ہون جو چاہو وہ میرے ساتھ کرو لقمان نے کہا کہ سچ خداوند
نے تحریر فرمایا ہے کہ الوان دیوانی ہے بخوبی ثابت ہے یہ کہکر کہا کہ تیرا جو جی چاہے وہ کہہ اور خیال کر ہم کو تیرے
قول و فعل سے کچھ مطلب نہین ہے ہم کو اپنے کام سے کام ہے یہ کہکر سمندر سے کہا کہ حکم فرمایئے کہ الوان کے جسم
سے قید دور کی جائے اور جس ساحر کا سحر ہو وہ اپنا سحر بھی اُتار لے اگر اس حالت مین خدمت خداوندی مین
روانہ کرونگا تو خداوند ناخوش ہونگے کہ ہماری محبوب کو اس حالت سے ہمارے پاس روانہ کیا سمندر نے
کہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ جب قید سے رہا ہو جائے اور فساد کرے تو بڑی مشکل ہو لقمان ثانی نے جواب دیا
کہ تم متوحش نہ ہو میری موجودگی مین فساد نہین کر سکتی ہے جب یہ لقمان نے کہا سمندر نے جواب دیا
کہ مین آپ کے فرمانے سے خلاف نہین کر سکتا ہون لیکن جو آپ کی مرضی یہ کہکر حکم دیا کہ جس جس ساحر
کا سحر الوان پر ہو وہ اُتار لے اور جلاد کو بلاؤ کہ وہ آکر قید دور کرے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم دینا
تھا کہ جس جس ساحر کا سحر تھا اُسنے اُتار لیا فوراً جلاد آیا اُسنے جسم الوان پر سے قید کو دور کیا بس ادھر
جسم الوان پر سے قید دور ہوئی لقمان نے اشارہ کیا کہ اسکو میرے تخت کے قریب لاؤ چند ساحر
اسکو پکڑ کر قریب تخت لائے اُسنے کچھ نہ کہا خاموش چلی آئی صرف اس خیال سے کہ چل کر دیکھو تو لو کہ کیا
واقعہ ہے جب الوان قریب تخت لقمان پہونچی لقمان نے کہا کہ اے فرشتگان مقرب بارگاہ واہی
بالکہ قدرت یہ الوان موجود ہے اسکو لے جاؤ خدمت خداوندی مین یہ کلام لقمان نے بالائے آسمان
دیکھ کر کہا سب اُسی طرف متوجہ ہوئے یہان یکایک سب نے دیکھا کہ ایک جال سا الوان پر پڑا اور
الوان غائب ہوگئی یہ واقعہ دیکھکر سب حیران ہوئے لقمان ثانی نے کہا کہ سب سجدہ کرو کہ یہ بہت
بڑی قدرت نمائی ہوئی الحمد ہم سب اس بلا سے بچے ایک سجدۂ شکر ادا کرو اور مین بھی سجدہ کرتا ہون یہ جو
لقمان نے کہا سب حاضرین جلسہ مع سمندر کے سجدے مین جھکے اس اثنا مین الوان بالکل غائب
ہوگئی اب جو سب نے سجدہ سے سر اُٹھایا الوان کا نشان تک نہ پایا پہلے ہی الوان غائب ہو
چکی تھی خدمت خداوندی مین لقمان ثانی روانہ کر چکے تھے جب سب سجدہ کر چکے اسوقت لقمان
نے سمندر سے کہا کہ خوش ہو کہ تم میرے سبب سے اس بے گناہ کے خون سے بچے اب تم اپنے
مقام پر جاؤ مین اپنے کام کو جاتا ہون اب کی ہفتہ کو جو خدمت خداوندی مین جاؤنگا تمھاری سفارش
کرونگا اور جہان تک ممکن ہوگا عرض کرکے یہ بلا تم پر سے دفع کراؤنگا یقین ہے کہ خداوند بھی تم سے
خوش ہو گئے ہونگے کیونکہ آپکے کہنے اور انکی تحریر پر عمل کیا سمندر نے جواب دیا کہ اے حکمت مآب
یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ مین آپ کو اس طور سے جانے دون جب تک دعوت نہ کرلون میری خوشی

یہ ہی کہ جو مجکو میسر ہی اُسکو نوش فرمایئے تاکہ برکت ہو اور میری ترقی کا سبب ہو آپنے میرے ساتھ وہ سلوک
کیا کہ جو کوئی کسی کے ساتھ نہ کریگا مجکو بڑی آفت سے بچایا بہت بڑی بلا سے نجات دی ہین آپکا
شکر یہ کہاں تک ادا کرون بموجب شعر اگر ہر موے تن گردد زبانے * نباید شکر تو ہرگز بپایانے * پس کیونکر
ہو سکتا ہی کہ ایسے اپنے مہربان اور شفیق کو جو کہ زیادہ مادر و پدر سے ہی جانے دون اور اُسکی کچھ خدمت نہ
کرون آپکی خدمت کرنا میرا فخر اور برکت کا سبب ہی لقمان نے جواب دیا کہ اے سمندر مین تمھارا
کہنا ضرور ضرور قبول کرتا اور بسر و چشم تمھارے ہمراہ شہر مین چلتا اور جو تم مجکو کھلاتے اُسکو نعمت
عظمے خیال کرتا مگر دو سبب سے مجبور ہون وہ یہ ہین کہ اول مین نے ترک دنیا کیا ہی کوئی چیز از قسم غلہ
و دیگر اشیا مثل میوہ وغیرہ کے نہین کھاتا ہون اُسکا سبب یہ ہی کہ اگر تم پوچھو کہ زندہ کیونکر رہتے ہو تو
اُسکا جواب یہ ہی کہ جب مین پہلے دن خدمت خداوند مین گیا تھا اُنھون نے مجکو میوہ بہشتی مرحمت
کیا تھا مین نے کھایا تھا اور آب کوثر پیا تھا اُس دن سے نہ مجکو خواہش طعام ہی نہ آب ہر وقت
پیر اُسکا اثر رہتا ہی اور سیر و سیراب رہتا ہون پس ایسی حالت مین مین کیا کسی کی دعوت قبول کرون
جبکہ کچھ نہ کھاتا ہون نہ پیتا ہون بیکار زحمت دون اور دوسرے کا نقصان کرون دوسرے سبب
یہ ہی کہ مین اس وقت ایک ضرورت شدید سے نکلا تھا اور بہت پریشان تھا ایک چیز کی تلاش مین
اُسی چیز کو تلاش کرتا ہوا ادھر بھی نکل آیا تھا میرے علم نے مجکو خبر دی تھی کہ وہ چیز دشت فرحت افزا
مین ہی مین دشت فرحت افزا کو اُسکی تلاش مین جاتا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی تمھارے کہنے
اور سننے مین تمھارے ساتھ چلا آیا بڑا حرج ہوا اور نقصان کیونکہ بہت سے لوگ میرے
انتظار مین پریشان ہونگے کیونکہ مین اُنسے یہ کہکر چلا تھا کہ تم ٹھہرو مین ابھی وہ چیز تمھارے لیے لاتا
ہون جسکی تم کو خواہش ہی بہت دل کیا ہی کیونکہ وہ لوگ ایک مدت سے مجکو پریشان کر رہے ہین
اور کہتے ہین کہ سواے آپکے کوئی اُسکو نہین لا سکتا ہی مین خداوند سے بھی اجازت لے چکا ہون
اُسکی بابت کہ مین جو چیز کہ فلان قوم طلب کرتی ہی اُسکو دون خداوند نے حکم فرمایا ہی کہ ضرور دو
پس مین اُنکو ٹھہرا کر ادھر آیا ہون بڑا حرج ہوا اگر اور حرج ہوگا اور مین تمھارے ساتھ دعوت مین
جاونگا بموجب تمھارے کہنے کے قیام کرونگا تو وہ لوگ پریشان ہونگے اور مجکو کاذب و وعدہ خلاف
تصور کرینگے اور پھر میرے کہنے پر عمل نہ کرینگے آج تک مین نے کسی سے وعدہ خلافی نہین کی ہی کیونکر
یہ امر کرون پس اگر حرج ہوگا وہ پریشان ہوکر چلے جاینگے اور میری محنت و مشقت رایگان ہوگی مین
اُنکے نزدیک لغو ٹھہرونگا پھر کوئی میرے قول کا اعتبار نہ کریگا بلکہ میری اس حرکت سے خداوند
بھی ناراض ہونگے کہ تم نے صرف سمندر کے کہنے سے اسقدر آدمیون کو پریشان کیا اے سمندر اگر ایک
دو ہوتے تو کوئی مضایقہ نہ تھی وہ تو سیکڑون اور ہزارون ہین پھر سب کا جمع ہونا ایک امر دقت طلب
ہی دوسرا امر یہ ہی کہ جس چیز کی خواہش اُنھون نے کی ہی اور مدت سے خواہش کرتے چلے آتے ہین
اتفاق سے وہ ملی ہی اور خرابی یہ ہی کہ اُسکا اثر ابھی تک ہی پھر وہ اپنا اثر نہ کریگی اگر آج کا دن گذر
گیا تو پھر برس دن تک ایسا موقع نہ ملیگا ہان اگر برس دن تک پھر سب زندہ رہین اور یہی زمانہ
اور ساعت آئے تو پھر یہی اثر پیدا ہو جو کہ آج اُس چیز مین اثر ہی پس جب کہ اُن بیچارون نے برس
دن تک اس امید مین بسر کی اور ہر روز میرے پاس برائے یاد دہی آیا کیے زحمت اُٹھائی اُنکی
بالقدر سے یہ دن آیا اور مین زحمت کرکے چلا یہان تک پہونچا پس اگر مین نہ لے جاؤن گا تو بیا

جاؤنگا اور وہ لوگ پریشان ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے جائینگے تو کیا فائدہ ہوگا وہ محروم رہ جائینگے
اور میری مشقت رائیگان ہوگی بس مین قیام نہین کر سکتا ہون اب مین ضرور اپنے کام کو جاؤنگا یہ جو
لقمان ثانی نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ ہزار حیف آپ نے فرمایا کہ مین نے ترک لذات کیا ہی اور بسبب
نوش فرمانے میوہ کے بہشتی و آب کوثر کے مجکو کسی امر کی خواہش نہین ہی بجا ارشاد ہوا میری خواہش
یہ ہی کہ آپکی شراکت دعوت مین موجب برکت و سبب ثواب و باعث فخر ہی بس مین کسی طور سے
نہ گوارا کرونگا کہ آپ تشریف لیجائین ہان ایک سبب سے اور اس شرط سے کہ آپ مجکو اُس ضرورت
سے آگاہ فرمایئے کہ جس ضرورت کے لیے آپ تشریف لیے جاتے ہین اور جس کی خواہش مین ہزارون
آدمی آپکے در دولت پر موجود ہین جنکے پریشانی کا آپکو اسقدر خیال ہی اُسوقت جانے دونگا
مین بھی تو سنون شاید مین بھی اُس سے کچھ فائدہ پاؤن لقمان ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم تو میرے
اتالیق ہوگئے کہ مین تم کو اپنے ہر کام سے آگاہ کرون اے سمندر تم اس امر مین کوشش نہ کرو مجکو جانے
دو بیکار اس زحمت مین نہ پڑو تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا وہ چیز جس کی تلاش مین مین جاتا ہون وہ تمہارے
کام کی نہین ہی اُنھین لوگون کے کام کی ہی کہ جنکے لیے مین لینے جاتا ہون تم سے بیان کرنا بیکار ہی اب
زیادہ اصرار نہ کرو مین اب نہ مانونگا بیکار تم کو صدمہ ہوگا سمندر نے جواب دیا کہ جب تک آپ بیان نہ
کرلینگے مین جانے نہ دونگا مین نے خیر اس امر سے ہاتھ اُٹھایا کہ آپ میری دعوت کو قبول کرین یا
نہ مجکو اُس ضرورت سے آگاہ کردین پھر جب کبھی ملاقات ہوگی مین دعوت کرونگا اگر آپ اس امر
کو نہ قبول کرینگے اور تشریف لیجائینگے مین اپنی جان دیدونگا میرا خون آپکی گردن پر ہوگا
اول تو جہانتک ممکن ہوگا اسی امر کی کوشش کرونگا جب بس نہ چلیگا تو جان دونگا لقمان نے
جواب دیا کہ واہ کیا خوب ہی تم کو مثل معشوقان کے نخرے بہت آتے ہین یہ امر اُس سے کرو جو کہ تمہارا
عاشق ہو یا معشوق مین کیونکر اس امر کو قبول کرون سمندر نے جواب دیا کہ جو کچھ ہو اب تو مین آپ کو
نہ جانے دونگا کیونکہ آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہی دوسرے یہ امر بھی تو ہی کہ ابھی مین نے عرضی بھی
نہین تحریر کرائی ہی جب تک عرضی تحریر ہو اُسوقت تک آپ مجکو اس امر سے آگاہ فرمایئے سمندر
نے اسقدر عجز و انکسار کیا کہ لقمان ناچار ہوگیا اور عاجز ہوکر کہنے لگا کہ اے سمندر اچھا تو عرضی لکھوا
مین تجھ سے اُس امر کو بیان کرتا ہون مگر اُس کا اقرار کرلے کہ مین پھر آپکو نہ روکونگا سمندر نے کہا
کہ ہم نے مجکو آپکے سر کی قسم خداوندون کی کہ مین پھر آپ کو نہ روکونگا لقمان نے کہا کہ اچھا تم عرضی
کے تحریر ہونے کا حکم دو پس سمندر نے میر منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے
خداوند سامری و جمشید مین تحریر کرو ہماری کل حالت لکھنا اور تحریر کرنا کہ میری خطا کو معاف
فرمایئے اور اس بلا کو میرے اوپر سے دفع فرمایئے مجکو اہل اسلام پر فتح مرحمت فرمایئے مین آپکی
خدمت مین دست بستہ عرض کرتا ہون اور بہت سے کلمات عجز و انکسار تحریر کرنا جہانتک
ممکن ہو اُسنے عرض کیا بہت خوب اور رجوع کرکے اپنے مقام پر آیا عرضی تحریر کرنے لگا ادھر
سمندر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب لوگ اپنے اپنے گھرون کو جائین ایوان کو خداوند
سامری و جمشید نے زندہ طلب کرلیا ہی نہ قتل ہوگی اور سب اسباب سیاست واپس جائے
اور کل لشکر اور جو ساحر بالا سے ہوا بند و بست کیے ہوئے ہین وہ بھی واپس جائین اب کوئی ضرورت
نہین جلاد واپس جائین یہ جو حکم سمندر نے دیا اُسوقت منادی نے ندا کی مجمع متفرق ہونے لگا

ایک ہلڑ پڑ گیا کہ یہ کیا امر ہوا کہ یا تو قتل کا بندوبست تھا یا قتل موقوف ہوگیا اور یہ حکم دیا گیا کہ الیوان قتل نہ
ہوگی ہم نے اسکو خداوند کی خدمت میں روانہ کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ الیوان نے بادشاہ کی اطاعت کی خیر
جلد معلوم ہوجائے گا یہ امر پوشیدہ نہ رہے گا ضرور تمام شہر میں مشہور ہوگا سب لوگ اپنے اپنے مکان کا
راستہ لیا باہم کلام کرتے ہوئے چلے جو جو سپاہ آئی تھی سب طرف چھاونی کے واپس چلی جلاد اسباب
سیاست لیکر طرف شہر کے واپس گئے وہ ساحر بھی جو کہ بالائے ہوا بندوبست کیے ہوئے تھے
واپس آئے اور اپنے اپنے مقام کی طرف چلے یہاں تو اب سب واپس جانے لگے کچھ لشکر جو کہ سواری
کے ہمراہ آیا تھا وہ اس مقام پر ٹھہرا رہا باقی سب واپس گیا ہر ایک بادشاہ کا بھی لشکر طرف اپنے
فرودگاہ کے چلا یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے اُدھر وہ لوگ جو کہ گھس پل کر اور پوشیدہ ہوکر قریب
اس مقام کے آ گئے تھے کہ جہاں سمندر و دیگر اہل دربار بیٹھے ہوئے تھے اس واقعہ کے دریافت کرنے
کو آکر پوشیدہ کھڑے ہوئے تھے اور سب حالت اور سب تقریر سن رہے تھے وہ لوگ اسی طور سے
کھڑے رہے اس خیال سے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے مگر اور سب اہل مجمع اپنے اپنے مقام کو راہی ہوئے
تھوڑے عرصہ میں سب مجمع متفرق ہوگیا تھوڑے سے آدمی اس مقام پر رہ گئے اہل شہر سے اور
کچھ لشکر اور وہ جو کہ ملازم سمندر و دیگر سردار و بادشاہ تھے اس پر بھی ہزاروں آدمی تھے جب یہ
حالت سمندر نے دیکھی اور یہ حکم دے چکا اسوقت لقمان سے کہا کہ ہاں بیان فرمائیے لقمان نے
کہا کہ اے سمندر آگاہ ہو کہ ایک قصبہ ہے کہ اسکا نام قصبہ مراد ہے وہاں کے باشندے میرے پاس آئے
سب جمع ہوکر انھوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے اور بہت کچھ آپ کے کمال
کا چرچا ہے ہم آپ کی تعریف سنکے آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنے آئے ہیں اور آپ سے التجا
لائے ہیں ہماری داد دیجیے اور ہمارے عرض کو قبول فرمائیے انھوں نے پہلے بہت کچھ تعریف
میری کی کہ جو باعث طول ہے اور اس سے کچھ بھی نہیں حصول ہے اصل مطلب انکا سنو جب
انھوں نے اس طور سے کہا تو میں نے جواب دیا کہ اپنا مطلب بیان کرو انھوں نے ایک زبان
ہوکر کہا کہ آپ حکیم حاذق ہیں کوئی دوا ہم کو ایسی بتائیے کہ ہم مریں نہیں تا قیامت زندہ رہیں
مگر ایک شرط کے ساتھ کہ جو حالت ہماری اسوقت ہے جو جوان ہے وہ جوان رہے جو پیر ہے وہ پیر
رہے جو بچہ ہے وہ جوان ہوکر اسی حالت پر زندہ رہے یہ نہو کہ زندہ تو رہیں مگر مثل معمر گوشہ نشین
کے کچھ زمانہ کے بعد ہو جائیں کہ حس و حرکت باقی رہے ہاتھ پاؤں بیکار ہوجائیں سوائے پڑے
رہنے کے دوسری حالت نہ ہو ہر ایک کا محتاج کریں دوسرے ہم کو کھلائیں پلائیں ایسی
ہماری خواہش نہیں ہے ہم ایسی ترقی عمر کے خواستگار نہیں ہیں بلکہ ایسی ترقی عمر کے خواستگار ہیں
کہ ہمیشہ اپنے پاؤں سے پھریں اور اپنے ہاتھوں سے کام کریں نہ ہماری قوت کم ہو نہ کسی عضو میں فرق
نہ کوئی قوت قوت خاصہ سے یا حواس خمسہ سے کم ہو سب اپنی اصلی حالت پر رہے اسی طور سے
چلیں پھریں اپنے کاروبار کریں اسی طور سے ہمارے یہاں اولاد پیدا ہو اگر ایسا نہ ہو تو ہم کو خواہش
ترقی عمر نہیں ہے کہ جیسے آب حیات میں ہوتی ہے کہ بعد ایک مدت کے انسان بیکار ہوجاتا ہے سوائے
پڑے رہنے کے کوئی حس و حرکت اسمیں باقی نہیں رہتی ہے بس یہ خواہش ہماری نہیں ہے بلکہ
یہ خواہش ہے کہ ہم مثل اسی طور کے رہیں اور اسی حالت پر جو کہ اسوقت موجود ہے ہم کو ترقی عمر
درازی حیات ایسی درکار ہے اور یہی ہماری خواہش ہے اور آپ کے امکان میں ہے اگر آپ

انکار فرمائینگے ہم لوگ کبھی نہ قبول کرینگے یہ خواہش ہماری آپکو پوری کرنا پڑیگی جب اُن سب نے اپنی یہ تقریر
ختم کی میں نے جواب دیا کہ تم نے ایسی خواہش کی ہی کہ جو میرے امکان سے باہر ہی اور ممکن نہیں ہی نہ
میں خدا ہوں نہ نائب خدا ہوں نہ کوئی ایسا حکیم حاذق ہوں نہ میرے خیال میں کوئی ایسی دوا ہی کہ جو شکل تمہاری
خواہش کے اپنا اثر کرے اور تمہاری خواہش پوری ہو تم لوگ جاؤ یہ جو میں نے کہا اُنھوں نے جواب دیا کہ
ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ آپکے امکان میں ہی اور آپ ہماری اس خواہش کو ضرور پورا
کرسکتے ہیں ہم بدون اپنی مراد پائے ہوئے یہاں سے نہ جائینگے اگر آپ اقرار نہ فرمائیگا تو سب ملکر اپنی جانیں
آپکے در دولت پر دینگے اور ہم سب کا خون آپکی گردن پر ہوگا ہم سب اہل قصبہ قریب پانچ ہزار کے
ہیں سب اپنے کو ہلاک کرینگے یہ کہکر وہ لوگ بہت انکسار کرنے لگے اور رونے لگے جب میں نے دیکھا کہ عجب
آفت میں جان پڑی ہی صرف اُنکے ٹالنے کے لیے کہ یہ اسوقت تو ٹلیں میں نے اُنسے کہا کہ اچھا تم لوگ
آج تو جاؤ ایک ہفتہ کے بعد آنا میں کتابوں میں دیکھونگا اگر کوئی نسخہ یا مفرد دوا نکلی اُسکی کہ تمہاری
خواہش کے موافق ہو تو میں تمکو بتا دونگا اور کوشش کرونگا اُنھوں نے جواب دیا کہ قسم کھائیے کہ ضرور
کتابیں دیکھونگا اور تمہاری خواہش کے موافق کوشش کرونگا میں نے قسم کھائی اُنھوں نے کہا کہ اگر
آپنے صرف اسوقت ہم سب کے ٹالنے کے لیے یہ امر کہا کہ یہ ٹل جائیں تو یہ خیال فرمائیے کہ ہماری
پھر ہم جو آئینگے تو ضرور اپنی خواہش کے موافق پائینگے اگر نہ پائینگے تو سب اپنے کو ہلاک کرینگے
اُسوقت پھر ہم کوئی امر نہ سنینگے نہ کسی بات کو آپکی مانینگے میں نے جواب دیا کہ اس شرط سے
کہ اگر کتابوں میں کوئی مفرد یا مرکب نکلے گی اور میرے امکان میں اُسکی کوشش ہوگی تو میں کبھی نہ تم سے
پوشیدہ کرونگا تم پر ظاہر کردونگا اگر تمہارے کیے سے ہوسکے گی تم سب اُسکا بندوبست کرنا اگر تمہارے
امکان سے باہر ہوگی میں اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اُنھوں نے جواب دیا یہ امر ہم نے مانا اسپر
وہ لوگ چلے گئے اُسی ساعت پر اُنکے جانے کے بعد مجھکو فکر ہوئی کہ تم نے اقرار تو کرلیا کوئی ایسی دوا ہی یا نسخہ جو
اُنکی خواہش کے موافق ہو ضرور تمکو اُن سب سے جھوٹا بولنا پڑیگا اسی فکر میں تھا کہ خیال آیا کوئی نہ
کوئی چیز خداوند نے ضرور ایسی پیدا کی ہوگی اور اُس میں ضرور یہ خاصیت وہی ہوگی کتابیں تو دیکھوں
کتب خانہ میں آیا کتابیں دیکھنا شروع کیں قدرت خدا ایک مقام پر یہ تحریر تھا کہ زمانہ بہار میں
ایک درخت خود بخود پیدا ہوتا ہی جنگل میں اُسکے پھل اور برگ کی یہ خاصیت ہی کہ اگر انسان اُسکو
کھالے تو وہ کبھی نہ مرے ہمیشہ زندہ رہے ترقی حیات ہو اگر جوان کھالے تو جوان رہے پیر کھالے تو
پیر رہے نہ کھالے تو جوان ہوکر رہ جائے پھر کبھی پیر نہ ہو اور سب قوتیں باقی رہیں آخر سب سائل
جیسی اُنھوں نے خواہش کی تھی کہ اس قسم کی دوا ہو وہی سب خواص اُسمیں تحریر تھے اور اُسکا نام
تحریر تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ زمانہ بہار میں جب کہ نوروز کا دن ہوتا ہی اور آفتاب کو شرف ہوتا ہی اُسدن
وہ درخت زمین سے نکلتا ہی ایک دن اور ایک شب وہ سرسبز رہتا ہی اور شاداب بعد اُسکے خشک
ہوجاتا ہی جیسا وہ خشک ہوگیا پھر یہ اثر اُسمیں باقی نہیں رہتا اور وہ بیکار ہی لیس لازم اُس شخص کو ہی جو
اُسکے پھل یا برگ کھانے کے وہ سرسبز اور تر و تازہ ہو اُسی زمانہ میں کھالے سبب آفتاب برج حمل
میں ہو اُسکی علامت یہ لکھی ہی کہ ایک درخت ہرا ہوتا ہی اور اُس میں ہزاروں پھل ہوتے ہیں اُسکے
برگ و ثمر کی یہ خاصیت ہی کہ اگر ایک ثمر کو یا تھوڑی سی برگ [illegible] پانی میں جوش کرکے ہزاروں
آدمیوں کو پلا دیے جائیں وہی خاصیت پیدا ہوگی جو ثمر یا برگ کھانے سے ہوگی اور [illegible]

کی اس کام کی ہی کہ اُسکو خشک کر کے اپنے پاس رکھ لے جسکی کوئی افعی زہر آلود یا کوئی چیز کاٹے یا سانپ کاٹے
یا کوئی زہر دے اور معلوم ہو جائے قدرے وہ بیج خشک پانی مین گھس کر پلا دے بالکل زہر اثر نکریگا
اگر جان بلب بھی ہوگا زندہ ہو جائے گا زندہ رہے گا پھر اُس پر کوئی زہر اثر نہ کریگا یہ جو مین نے تحریر
دیکھا بہت خوش ہوا اور ایسا خوش ہوا کہ پھولون نہ سماتا تھا جامہ جسم مین تنگ ہو گیا دل سے کہا کہ
بڑی عمدہ چیز ہاتھ آئی ہی اُن سب سے سرخرو ہوا خداوند نے ابرو رکھ لی بات خوب تھی اب جو وہ بعد ہفتہ
کے آئینگے اُنسے کہونگا کہ تم خیال رکھو زمانہ بہار کو آنے دو ہم تم کو ایک دوا دینگے جو کہ تمھاری خواہشون کو
پورا کر دیگی اور جیسی تم چاہتے ہو ویسی ہوگی مگر میرے پاس ایک دن بعد ہفتہ بھر کے سب ہو جا یا کرنا مجکو
یاد دلاتے رہنا یہ خیال کر کے مین نے کتاب کو بند کیا نشان لگا دیا پھر خیال کیا کہ اسکا ذکر خداوند سے کرنا
بہت ضرور ہی بس اُسدن سے خوش رہنے لگا یہان تک کہ خداوند کی خدمت مین گیا اُنسے عرض کیا کہ ایک
امر کی اجازت کا خواستگار ہون مجکو اجازت مرحمت ہو انھون نے فرمایا کہ بیان کرو مین نے سب
حال بیان کیا اور اُس درخت کا بھی حال بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ تمکو اجازت ہی کہ چاہے تم
تمام عالم کو بھلا دو چاہے انھی قصبہ کے لوگون کو تم کو اختیار دیا گیا ہی خداوند نے اُسکے بہت سے خواص
اپنی زبان سے فرمائے جب خداوند نے بھی اجازت دی مین اور بہت مسرور ہوا صرف مجکو اسی امر
کا خیال تھا کہ شاید خداوند اجازت نہ دین مگر وہ میرے حال پر بہت مہربان تھے اجازت دے دی
مین وہان سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا یہان تک کہ وہ ہفتہ گذرا سب لوگ آکر جمع ہوئے
پہلے تو مین نے اُنکو بہت کچھ پند و نصیحت کی نشیب و فراز دکھایا مگر جب اُنکو آمادہ پایا مین نے اُن
سے کہا کہ تم لوگ بیٹھو اور پریشان نہ ہو زمانہ بہار کا آنے دو ہم تمکو تمھاری خواہش کے موافق
دوا طیار کر دینگے کیونکہ ہم نے جو کتابین دیکھین اُس مین ایک نسخہ نکلا مگر اُس مین چند ثمر ہین اور
چند برگ ہین جو کہ زمانہ بہار مین پیدا ہوتے ہین جب تک وہ نہ ہونگے اسوقت تک تمھاری
خواہش پوری نہ ہوگی اُنھون نے جواب دیا کہ یہ تو وہ مثل آپ نے فرمائی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود
مارگزیدہ مردہ شود ہم لوگ تو اسی امید مین تمام ہو جائینگے نہ معلوم کب زمانہ بہار کا آئے اور وہ ثمر اور
برگ پیدا ہون ہم اس امید پر کب تک بیٹھے رہین نہ معلوم کون مر جائے اور کون زندہ رہے ہم آپکی
ان باتون کو نہ مانینگے آپ ہم کو بہلاتے ہین تب مین نے قسم کھا کر کہا کہ تم پریشان نہ ہو زمانہ بہار
کا قریب ہی چار مہینہ باقی ہین کچھ عرصہ نہین ہی یہ مین تم سے فقرہ نہین کرتا ہون کیا کیون بدون اُسکے
ایسی دوا طیار نہین ہو سکتی ہی جب مین نے قسم کھائی تب اُنکو یقین آیا اُنھون نے کہا کہ ہم کو کیونکر
معلوم ہوگا کہ زمانہ بہار کا آگیا مین نے کہا کہ تم لوگ آج کی تاریخ لکھ لو بس آج سے مہینہ بھر کے
بعد میرے پاس آیا کرو اور دریافت کر جایا کرو جب وہ زمانہ آئے گا مین تم سے کہدونگا اور تم کو طیار
کر دونگا جس طور سے کہون اُس طور سے استعمال کرنا اُن سب نے قبول کیا اور رخصت ہو کر چلے گئے
اُسدن سے اُنھون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مہینہ بھر کے بعد آتے تھے یہان خود اسکی خواہش تھی
رات دن شمار مین گذرتا تھا اسی امر کی فکر تھی کہ وہ زمانہ آئے اور وہ شجر پیدا ہو وہ لوگ بھی آ آکر
اپنی بھر کے یاد دلاتے تھے نوبت بایں جا رسید کہ وہ چارون مہینہ گذرے زمانہ بہار کا آیا اب مین
نے حساب لگایا کہ حساب سے ثابت ہوا کہ فلان دن شرف آفتاب ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو مین
نے علم نجوم سے دریافت کیا کہ وہ درخت کس صحرا مین پیدا ہوگا چونکہ کتاب مین تحریر تھا کہ ہر

مین پیدا ہوتا ہی خصوصاً جہان ترائی بہت ہوتی ہی اور زمین جہان کی سرسبز ہوتی ہی اسی خیال سے کہ کسی صحرا کی خصوصیت نہین ہی ہر جگہہ ہوتا ہی مگر یہ تحریر تھا کہ جس زمین کی تعریف لکھی ہی اُسکا درخت بہت عمدہ ہوتا ہی اور بہت تاثیر ہوتا ہی پس مین نے اسی خیال سے علم نجوم سے دریافت کیا کہ ایسا صحرا کون ہی پس ثابت ہوا کہ اس قسم کا صحرا طرف شمال کے ہی شہر سمندر ریہ سے قریب ہی اُس صحرا کا نام وحشت و فرحت افزا ہی وہان یہ درخت پیدا ہوتا ہی پس جب یہ معلوم ہوا مین نے اُس دن سے چلنے کا بندوبست کیا اور دن شماری کرنے لگا یہان تک کہ وہ لوگ آئے مین نے اُنکو خبر دی کہ تم فلان دن آنا ہم تم کو دوا دینگے چنانچہ وہ دن آچکا تھا جب صبح ہوئی مجکو معلوم ہوا کہ آج شرف آفتاب ہی مین نے کتابین نکالین اور وہ تخت طیار کیا جو کہ خداوند نے دیا تھا سب اپنا بندوبست کرکے چلنے پر آمادہ ہوا کہ وہ سب لوگ آکر پہونچے مجھسے عرض کیا کہ لائیے مین نے کہا کہ اب مین جاتا ہون اُن ثمر اور برگ کے لینے کو مین نے سب دوا تیار کرلی ہی صرف اُنکے ملانے کی کسر ہی وہ ملالون تو دون تم لوگ شام تک ٹھہرو مین ابھی لاتا ہون اور دیتا ہون اُن سب نے قبول کیا اور مین اُنکو بٹھا کر روانہ ہوا بہت سے صحرا و جنگل دیکھے کہین پتہ نہ چلا جو جو جنگل و صحرا راہ مین پڑے اُنکو تلاش کرتا ہوا ادھر کو آیا چونکہ معلوم تھا کہ اسی طرف وحشت و فرحت افزا ہی اور ایک مین نے طریقہ بھی ایجاد کیا ہی کہ جس سے سب اطراف کا حال معلوم ہوتا ہی کہ فلان طرف فلان ملک ہی اور فلان طرف فلان صحرا ہی اسی سے دریافت کرکے ادھر کو چلا دوسرے تخت خداوندی مین یہ خاصیت ہی کہ جدھر کو اُس سے کہو اُسی طرف لے جاتا ہی پس اُسی شجر کی تلاش مین جاتا ہون تاکہ اُسکو حاصل کرون اگر آج کا دن گذر جائیگا تو پھر سال بھر ہوگیا اُس سے مجکو جلدی ہی پس اب شہر کو جانے دو کیونکہ زمانہ بہت قلیل رہا ہی اگر یہ وقت مین گذر گیا تو وہ خشک ہوجائیگا میری محنت بیکار ہوگی اور اُن سب شہر معدوم ہوگی اور یہ کتاب مین اسی لیے ہمراہ ہون کہ اس مین اُسکی شناخت کی حالت تحریر ہی اسی مین دیکھکر اُسکی شناخت کرونگا سمندر ریہ نے جو یہ تقریر لقمان ثانی کی سُنی کہا کہ آپ نے اُس کا نام نہ بیان کیا تاکہ ہم بھی نام سے واقف ہوتے لقمان ثانی نے کہا کہ اُسکو شجرۃ الحیات و شجرۃ الحیات کہتے ہین پس سمندر ریہ نے کہا کہ بھلا اب مین کب آپ کو چھوڑتا ہون مجکو ہمراہ لے چلیے اور اُس شجر کے برگ و ثمر کھلائیے تاکہ مجکو بھی حیات ابدی اور زندگی حاصل ہو یہ تو خوب چیز آپ نے بیان فرمائی میری خود ایسی خواہش تھی بلکہ مین عرضی مین لکھوانے والا تھا کہ خداوند سے اس امر کی خواہش کرون کہ میری عمر مین ترقی عطا کرین بلکہ سب اہل دربار کی عمر مین ترقی عطا فرماوین اور سب کو تا زمانہ قیام دنیا قائم رکھین پس خداوند سے عرض کرنے کی ضرورت نہ ہوئی یہ مطلب میرا حاصل ہوگیا کہ آپ ایسے مہربان اور شفیق کے ہاتھ ایسی چیز لگی جو کہ نایاب اور نادر زمانہ ہی پس مجکو بھی اُس سے سرفراز فرمائیے تاکہ میری بھی ترقی عمر ہو اور میرے اہل دربار کی بھی پس خلاصہ یہ کہ سمندر ریہ نے اس طرح سے کہا کہ لقمان ثانی کو انکار کرتے بن نہ پڑا کہا کہ اچھا جو تمھاری مرضی مین تمھاری خوشی کا خواستگار ہون اگر تمھاری یہی مرضی ہی تو اچھا پس تم اُن لوگون کو ہمراہ لو جو جو کہ تمھارے بہت خیر خواہ ہین اور بہت بڑے نمک حلال ہین اور چلو طرف دشت فرحت افزا کے سمندر ریہ نے جواب دیا کہ حکیم صاحب وہ صحرا تو میرے قلمرو مین ہی بلکہ مین نے اسکا نام فرحت افزا رکھا ہی مین اُس مین سیر کو آیا کرتا تھا وہ تو یہان سے

قریب ہی کوئی ایک کوس کے فاصلہ پر ہوگا یہ کہکر کہا کہ اگر ایسا ہوا اور ثمر اور برگ شجر نے یہ اثر کیا تو پھر
کیونکر اہل اسلام ہم سب کو قتل کر سکتے ہیں ہم انکو چڑھ دوڑ کر قتل کر سکینگے یہانتک کہ تمام عالم میں میری حکومت
ہو جائیگی سب سرکشان جہان مجھ سے خوف کرینگے ہر ایک میری اطاعت کریگا جب یہ سب کو معلوم
ہوگا کہ یہ اب مرنا دہ رہیں گے انکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے سمندر نے جو یہ کہا لقمان ثانی نے جواب دیا
کہ اے سمندر جلدی کرو دیر نہ لگاؤ مگر یہ حکم دے دو کہ جن لوگوں کو میں اپنے ہمراہ لے جاؤں انکے سوا کوئی
میرے ہمراہ نہ آئے اگر آئیگا تو سزا پائیگا پس سمندر نے اُسی وقت قریب ڈیڑھ سو سرداروں کے
اور اُن بادشاہوں کو جو ہمراہ کمک آئے تھے حکم دیا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں چنانچہ کوئی دو سو
آدمیوں کے قریب ہو گئے تھے انتخاب کیا باقی کو حکم دیا کہ تم اسی مقام پر رہو میں آتا ہوں تم سب کو
اپنے ہمراہ لیکر شہر کو چلونگا یہ حکم دیکر منادی سے کہا کہ ندا کردے کہ جو کوئی سوا اُن سرداروں کے
جو کہ بادشاہ کے ہمراہ ہیں اور بادشاہ اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے بادشاہ کے عقب میں جائیگا وہ
سزائے سخت پائیگا یہ منادی ندا کردے پہلے کل اہل جلسہ نے قصد کیا تھا کہ ہم بھی جاکر بادشاہ
کے ہمراہ وہ ثمر کھائیں گے جسکو ثمرۃ الحیات کہتے ہیں مگر اس قصد سے سبکے عزم فسخ ہو گئے اور افسوس
کرنے لگے وہ جو چند آدمی اہل شہر سے آکر پوشیدہ ہو کر سب لشکر میں رہتے تھے اور یہاں کا حال
سنا تھا انھوں نے اور الوان کی کیفیت سنی تھی انھوں نے بھی قصد کیا تھا مگر جب یہ حکم سنا
مایوس ہو کر رہ گئے سمندر نے ادھر لقمان ثانی سے کہا کہ تشریف لے چلیے وہاں سے اگر میری
فوج لیکر اپنے مقام پر تشریف لے جانے کا ارادہ ہو تو میری فوج بھی طیار ہو جائے گی لقمان نے
کہا کہ اچھا یہ کہکر سمندر نے کہا کہ چلو پس میں جب اس درخت کو پہچان لونگا تو پھر اُسکا ثمر توڑ لونگا
پس تم لوگ فوراً اسکو توڑ توڑ کر کھانے لگنا جو جس کے ہاتھ آئے ثمر خواہ برگ سب نے کہا
کہ اچھا لقمان نے کہا کہ مجھ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے کہنے کی نوبت آئے اسی
سبب سے میں تم کو اسی مقام سے سب طریقہ بتائے دیتا ہوں پس یہ کہکر لقمان اپنے تخت پر سے
سے اُترے اور کہا کہ چلو سمندر نے کہا کہ کیا پیادہ پا چلیے گا لقمان ثانی نے جواب دیا کہ ہاں سب کو
تلاش کرنا ہے اگر تخت پر سوار ہو کر چلونگا تو کیونکر معلوم ہوگا تم لوگ بھی میرے ہمراہ پیدل چلو
سمندر نے منظور کیا لقمان ثانی نے ایک کتاب تخت پر سے اٹھالی اسکو کھول کر ہاتھ میں لیا
اور تخت سے کہا کہ میرے بالائے سر چل پس وہ تخت خود بخود بلند ہو کر بالائے سر لقمان ثانی آیا
آگے آگے لقمان ثانی کتاب کو ہاتھ میں لیے ہوئے چلے اُنکے عقب میں سمندر پر دستہ قفا
اُنکے عقب میں اور سب بادشاہ و سردار چلے جب سمندر کو لقمان ثانی اپنے ہمراہ لیکر چلے
اسوقت لقمان نے تخت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جب دشت فرحت افزا آجائے تو ٹھہر
جانا تاکہ معلوم ہو کہ یہاں سے حد دشت بہار افزا ہے سمندر نے کہا کہ آپ اس امر سے اطمینان
رکھیے مجھکو معلوم ہے کہ جہاں سے سرحد شروع ہوتی ہے کیونکہ میں یہاں اکثر برائے سیر آیا کرتا ہوں
میں نے سرحد بندی کر دی ہے لقمان نے کہا کہ اچھا یہ لوگ تو ادھر چلے ادھر کا حال سنیے کہ جب
ہمیسہ نے دیکھا کہ بادشاہ مع چند سرداروں کے طرف دشت فرحت افزا کے تشریف
لے گئے جو لوگ اس حال سے واقف تھے کہ بادشاہ لقمان ثانی کے ہمراہ ثمرۃ الحیات
نوش فرمانے جاتے ہیں وہ مایوس ہو کر رہ گئے یہ حال سوائے اُن لوگوں کے کہ جو سردار تھے

حکیم صاحب سے یہ حال بیان کرون کہ میری یہ حالت ہے پس چند قدم چلا تھا کہ ایسا چکر آیا کہ سنبھلا نہ گیا دھم سے
مثل کے بھل زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا یہ جو اسکے وزیرون اور دیگر سردارون نے دیکھا سب اپنے
اپنے مقام پر سے اسکے اُٹھانے کو چلے جو چلا وہ دھم سے گرا اینٹھ لگا لگ گیا کیونکہ سبکا یہی حال تھا کہ
سر گردش کر رہے تھے قدم نہ تھمتے تھے لاکھ لاکھ ہر ایک نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے گر پڑے کیونکہ
وہ برگ ثمر اپنا اثر کر چکے تھے خوب کھا سکے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے ہی سب گر کر بیہوش ہوئے
اور ارقمان ثانی کو یقین ہوگیا کہ سب بیہوش ہوگئے ہین ایک مرتبہ نعرہ کیا کہ منم خواجہ ثالث خضران بن
عمرو ثانی اسوقت باباجان و داداجان ہوتے تو میری عیاری کی تعریف کرتے کیا کوئی میرے برابر
عیاری کر سکتا ہے عیاری اسکا نام ہے کبھی ایسی عیاری کسی عیار نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ اول
و ثانی نے بھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی مین اُنسے گو سبقت لیگیا یہ کلمہ کہکر پھر نعرہ کیا منم شاہ عیاران
عیار یکتا طرار بے ریش تراشندۂ ساحران و سر برندۂ کافران منم شاہزادۂ ولایت اول اب یہ سب نابکاران تیر دغا
میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین آج ہی تو سمندر میرے ہاتھ لگا ہے مین اسے کب زندہ چھوڑتا ہون
اسکا سر تن سے جدا کرتا ہون یہ کہکر اور یہ نعرہ کرکے کہ منم خواجہ ثالث اور خنجر میان سے نکالکر تخت پر
سے اترے اور طرف سمندر کے چلے ابھی قریب نہ ہونچے تھے قدم اٹھا سکے چلے جاتے تھے نعرے
نعرے کرتے تھے اور بہت خوش تھے کہ یکایک ایک گڑگڑاہٹ کی صدا آئی بہت زور سے کہ خواجہ کانپ گئے
اور سہم گئے یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان پھٹ پڑے خواجہ کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیسی صدا
آئی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کیا ابر آیا ہے جو یہ رعد کی گرج ہے ایسی گرج تو مین نے اپنی عمر مین کبھی
نہ سنی تھی جیسی اسوقت صدا آئی یہ خیال کرکے دل مین خواجہ نے طرف آسمان کے دیکھا کہ نہ طاق
کی طرف سے ایک ٹکڑا ابر نہایت تاریک چلا آتا ہے اسی مین گرج بھی ہو رہی ہے اور چمک بھی ہے
خواجہ نے خیال کیا کہ خیر کیا نقصان ہے تم اپنے کام مین مصروف ہو بہت ہوگا ابر برسنے لگیگا
پانی سے بچنے کے لیے منڈھی وا انبالی نکالی تو یہ خیال کرکے زنبیل سے منڈھی نکالی اور کہا کہ اری
منڈھی مثل چھتری کے میرے سر پر قائم ہوجا وہ منڈھی برابر چھتری کے ہوگئی بس یہ تدبیر کرکے
خواجہ طرف سمندر کے چلے جیسے ہی قصد چلنے کا کیا اور قدم اُٹھایا اُس مرتبہ سے زیادہ گرج ہوئی
کہ تمام صحرا ہلگیا خواجہ کانپ گئے بسبب لرزہ کے خنجر ہاتھ سے چھوٹ گیا اب جو خواجہ نے اپنے کو
سنبھالکر طرف آسمان کے اس خیال سے دیکھا کہ یہ کیا امر ہے کہ جب مین سمندر کی طرف بڑھنے کا قصد
کرتا ہون اسوقت صدا ایسے مہیب آتی ہے خواجہ کو یہ نظر پڑا کہ وہ جو ابر نہ طاق کی طرف سے اٹھا
تھا قریب آگیا ہے اور محیط ہوگیا ہے اسی سے بار بار صدا آرہی تھی اور چمک بھی ہو رہی تھی یہ خیال
کرکے دل سے کہا کہ کیسا تو آج بودا ہوگیا ہے کہ رعد کی صدا سے ڈرا جاتا ہے اپنا کام کر اے خواجہ تم
کیسے مرد ہو یہ اپنی طرف خطاب کرکے کہا اور خنجر اٹھاکر چلنے کا قصد کیا کہ پھر صدا آئی ابکی مرتبہ
بہت زور سے اور بہت قریب سے برق چمکی خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور قصد آگے بڑھنے کا
کیا کہ ایک مرتبہ صدا آئی کہ اے ناشدنی ہم تجھکو منع کرتے ہین اور تو نہین مانتا ہے اپنے قصد کو فسخ
کر درست خود در انگمدار ابکی مرتبہ اگر تو نے قصد کیا تو ایسی ڈانٹ بتاؤنگا کہ تیرا جگر شق ہوجائیگا
اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو یہ پلٹ اور نہ پچھتائیگا دیکھ خبردار اب آگے قدم بڑھانے کا قصد نہ کرنا
خواجہ نے جو یہ صدا سنی اپنے دل مین کہا کہ یہ کوئی سحر ہے سمندر کا تو خوف نکر اپنے کام مین مصروف ہو

یہ سوچکر خواجہ بڑھتے کہ صدا آئی تو بولو نہ مانیگا ہم منع بھی کرتے ہیں تو نہیں سنتا ہے ارے ظالم کیا غضب کرتا ہے معلوم ہوا کہ تیری شامت آئی ہے بدون سزا پائے ہوئے تو اپنی حرکت سے باز نہ آئیگا یہ صدا خواجہ کے کان میں آئی خواجہ نے جواب دیا کہ تو بکا کر میں ایسے خوف دلانے سے نہیں ڈرتا ہوں اب سمندر ہے میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اسکو میں اسوقت ضرور قتل کرونگا یہ کہکر خواجہ نے قصد کیا کہ بڑھکر سمندر کا کام تمام کریں ایک مرتبہ ایسی چمک ہوئی کہ خواجہ کی آنکھیں خیرہ ہونے لگی تھیں اور چکا چوند سی ہوگئی آنکھوں کے سامنے تاریکی سی چھا گئی و برق چمکی کہ خواجہ پر گری تھی اگر منڈھی نہ ہوتی تو خواجہ جلکر خاک ہوجاتے مگر برکت سے منڈھی کی بچ گئے اور برق چمک کر گری ادھر گرج ہوئی کہ تمام صحرا ہلگیا اور ایسے شور ہوئے بادل گئے یہ سمجھے کہ تمام قتل نے صور قیامت کو پھونکا اور زمین و تمام ہند سے صحرا سے بھاگنے لگے ایسا خوف طاری ہوا کہ خواجہ کے دست و پا کانپنے لگے حواس جاتے رہے اور گرج سے صدا آئی کہ تو نے غضب کیا تھا کہ سمندر کو قتل کر ڈالا تھا اگر میں نہ آجاتا تو کام تمام کر چکا تھا بس اگر اپنی خیریت درکار ہے تو پلٹ جا ورنہ ابھی جلا کر خاک کر دونگا انجام ہوگا میرا نام رعد شیر ہے اور وہیں طرف سے خداوند سمندر کے بچانے کو آیا ہوں تو نے بڑے غضب کی عیاری کی سمندر کو بہت بڑا دھوکا دیا بس ابھی میں خیریت ہے کہ اپنے قصد سے باز رہ ابتک سمندر کو کسی طرح قتل نہیں کر سکتا ہے میں آگیا ہوں یہ سنکر خواجہ نے اپنے دل میں کہا کہ بڑا غضب ہوا سمندر بچ گیا مفت ہاتھ سے شکار نکلا جاتا ہے یہ صدا تھوڑی دیر اور نہ آتا تو میں اپنا کام کر چکا تھا جو کچھ ہو سو ہو اپنے قصد سے باز نہ آؤنگا چاہے جان جاتی رہے یہ دل میں خیال کر کے اور خواجہ خنجر علم کر کے چلنے تھے کہ ایسی صدا آئی کہ خواجہ گر پڑے اور وہ ابر گرج کر آگے بڑھا اور اس مقام پر ساحر بیہوش ہو گئے تھے سب کو پوشیدہ کر لیا اور تاریکی ہوگئی اور چمک ہونے لگی اور گرج اور صدا آنے لگی کہ تو نہیں مانتا ہے کیوں اپنی قضا سر پر بلاتا ہے یہ حالت جو خواجہ نے دیکھی اور اپنے دل میں قوت نہ پائی بس الٹے طرف اپنے تخت کے چلے اور دوڑ کر تخت پر بیٹھ گئے اور وہاں جاکر اپنے شعور اس و حیرت کیسے منڈھی سے کہا کہ تمام تخت کو چھپا لے منڈھی مثل چھولداری کے ہوگئی اُس ابر سے بجلیاں چمک کر منڈھی پر گرنے لگیں صدا رعد کی آنے لگی ہر مرتبہ پہلی مرتبہ سے زیادہ مہیب صدا آتی ہے تمام صحرا میں تاریکی ہوگئی ہے یہ حال خواجہ نے دیکھا اور دیکھا کہ اب سمندر پر قابو پانا مشکل ہے خیال کیا کہ بیکار یہاں قیام کرنا بس چاہو طرف لشکر کے یہ خیال دل میں کر کے تخت کی کل موڑی اور منڈھی سے کہا کہ مجھکو لشکر میں پہونچا دے بس وہ منڈھی ایک مرتبہ اُڑ کر طرف لشکر کے چلی خواجہ تخت پر بیٹھے ہیں مگر پھر پھر کر اُس طرف دیکھتے جاتے ہیں خواجہ نے دیکھا کہ جب میرا تخت وہاں سے چلا تو وہ برق کا چمکنا اور رعد کا گرجنا موقوف ہوگیا وہ تاریکی بھی برطرف ہوئی خواجہ نے دیکھا کہ وہ ابر مثل غبار کے ہوگیا ایک مرتبہ زمین سے بلند ہوا خواجہ جاتے ہیں مگر اسی طرف دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ ابر بلند ہوا زمین سے تو خواجہ نے دیکھا کہ وہ زمین صاف ہے جہاں سب ساحر بیہوش پڑے تھے کسیکا نام تک نہیں ہے اور وہ ابر سناٹا مار کر طرف سمندر کے چلا گیا خواجہ بھی اپنے لشکر کی طرف تخت پر سوار چلے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہ لشکر کی طرف جاتے ہیں مگر اب حال اُس ابر کا اور سمندر کا تحریر ہوتا ہے کہ اس ابر میں کون تھا جو سمندر کو اُن

آفت سے بچا کر لے گیا اور سمندر پر کیا گذری راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ ابر جو وہاں سے چلا سیدھا شہر
سمندر ریہ میں آیا اور جس مقام پر سمندر دربار کرتا تھا اُس عمارت پر محیط ہوا وہاں سناٹا تھا اور
کوئی نہ تھا کیونکہ جس قدر ملازم تھے وہ سب تو ہمراہ سمندر کے گئے تھے جو باقی رہے تھے وہ اپنے کاروبار
میں مصروف تھے بریں سبب وہ سناٹا تھا پس راوی بیان کرتا ہے کہ ناظرین پر واضح ہو کہ وہ ابر جس میں تھا
اور اس ابر میں رعد شور خیز جادو تھا یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے طاق سے آیا ہے سمندر کے
بچانے کو پہلے اسنے خواجہ کو گرج سے ڈرایا تھا جب خواجہ نہ ڈرے تھے اور رہبر پر قصد کرتے
تھے کہ میں سمندر کو قتل کروں تو وہ کلمات خلاف تہذیب کہتا تھا جب خواجہ اپنے قصد سے باز نہ آتے
تھے تو اسنے ابر کو اکر سب کو پوشیدہ کر لیا تھا اور ایسی سحر سے گرج و چمک پیدا کی کہ خواجہ
تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے جیسا کہ مذکور ہوا ہے اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ
کچھ بجلیاں پیدا کیے تھے اُن بجلیوں کے ذریعے سے مع سمندر سب کو اسی تاریکی اور ابر کی حالت
میں اٹھا کر اور انکو اسی ابر پر اڑا کر طرف سمندر ریہ کے روانہ ہوا تھا ایسا کہ سمندر ریہ میں پہونچا
اور خاص دربار سمندر شاہی عمارت پر جا کر ٹھہرا اسکے آنے کا حال نہ طاق سے خود اسکی زبانی
رعد برق سمندر کے بیان ہوگا پس اسنے یہ تدبیر کی کہ انہیں بجلیوں کے ذریعے سے اُن سب کو ایوان
دربار میں پہونچا دیا سب کو […] اسوقت خود بھی ابر سے نکلا اور ایوان میں آیا دیکھا کہ سب
ابھی تک بیہوش پڑے ہوے ہیں پس اسنے سحر کیا کہ ایک ہوا […] وہ ہوا جسکے لگی اسکو
ہوش آیا سبب اثر بیہوشی کا دور ہوا اگرچہ اس بیہوشی کا اثر بھی کم ہو چکا تھا اسنے سحر دافع بیہوشی
کیا سب کو ہوش آیا سب سے پہلے سمندر کو ہوش آیا اسنے جو آنکھ کھولی اپنے کو ایوان میں فرش پر
پڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں تو دشت وحشت افزا میں ہمراہ لقمان ثانی کے واسطے
کھانے ثمرۃ الحیات کے گیا تھا اور ثمرۃ الحیات کھایا اسکے کھانے سے کچھ معلوم ہوا کہ میں
پاس لقمان کے گرمی کی شکایت کو چلا تھا […] آیا میں […] بیہوش ہو گیا یہاں کیونکر آیا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب ہے اسی طور سے ہر ایک کو ہوش آیا اور ہر ایک نے یہی خیال کیا
اسی طور سے فرش پر پڑے ہوے ہیں اور یہ ہی خیال کر رہے تھے کہ رعد شور خیز جادو نے
دیکھا کہ میں نے سحر بھی کیا اور کوئی ہوشیار نہ ہوا اسکا کیا سبب ہے کیا خواجہ نے اس درخت کے
پھلوں میں زہر ملایا تھا کہ وہ کھا کر سب مر گئے یہ خیال کر کے سمندر کے قریب آیا اور اسکے سرہانے
بیٹھکر اسکا شانہ ہلایا اور کہا کہ اے بھائی سمندر شاہ ذرا ہوشیار ہو اپنی حالت دیکھو کہ تم پر کیا گذری
دشمنوں نے اپنا کام کر لیا تھا کبھی کوئی نادان نہ ہوگا میں تمہاری حالت کی خبر پا کر طاق سے
آیا ہوں اگر میں نہ آتا تو بڑا غضب ہوتا دشمن تمکو قتل کر ڈالتے خداوند نے اپنا فضل کیا کہ میں عین
وقت پر پہونچا میں تمکو اُس مقام پر سے اٹھا لایا ہوں یہ تمہارا ایوان ہے ذرا ہوشیار ہو کر دیکھو
اور اپنی سب حالت بیان کرو یہ جو اس ساحر نے کہا سمندر نے سنا اور سب نے بھی سنا سمندر
نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے ایوان کو پایا کہ جہاں دربار کرتا تھا پس ایک مرتبہ گھبرا کر اٹھ
بیٹھا اسکا اٹھنا تھا کہ سب سرداران دربار جو اسکے ہمراہ بیہوش ہوے تھے اور وہ ساحران
سب کو اٹھا لایا تھا ہوشیار ہو گئے تھے مگر اس خیال سے پڑے ہوے تھے کہ ہم خواب
دیکھ رہے ہیں شاید اس ثمر کا یہی اثر ہے کہ جو کھاتا ہے بیہوش ہو جاتا ہے اسکو ایسے ایسے خواب نظر آتے ہیں

اگر ہم اٹھ بیٹھیں اور کچھ اسکے اثر میں کمی ہو جاوے تو سب محنت برباد ہو جاے تب لقمان ثانی نے فرمایا میں گئے ہم
نہ اٹھیں گے یہ سب خیال کر رہے تھے کہ اُسنے سمندر کا شانہ ہلا کر وہ تقریر کی سمندر پر اسکی تقریر سُن کے
اُٹھ کھڑا ہوا پس یہ سب بھی اٹھ بیٹھے اور خیال کیا کہ یہ تو بنا بنایا کھیل بگڑنے میں آیا جب سب اُٹھے سب نے دیکھا
کہ ایک ساحر نہایت باندھے ہوے کمر تا پہنچے ہوے قشقہ لگاے بھبوت ملے ہوے کھوپڑیاں
گلے میں لٹکے ہوے جھولی شانے پر پڑی ہوئی بڑے بڑے بال سر پر کالے کوڑیالے گلے اور ہاتھوں سے
لپٹے ہوے عقرب اسکی پیشانی پر بیٹھے ہوے آنکھ اور منہ سے اور کانوں سے شعلے نکل رہے
ہیں رنگ سیاہ ہی قد بہت دراز ہی ہاتھ پانوں مثل شاخ چنار کے ہیں دو دانت منہ سے باہر ہیں
نیلے نیلے اور موٹے موٹے ہونٹ ہیں اسقدر منہ پر چیچک کے داغ ہیں کہ جیسے منہ کو بھڑوں نے
نوچا ہی اگر کوئی دیکھے اسکو دن کو تو ڈر جاے عجب شکل مہیب ہی بچہ دیو وہ پیشیطان معلوم ہوتا ہی وہ
از سر تا پا شعلہ آگ بنا ہوا ہی ایسی صورت مہیب جو اُن سب نے دیکھی اور دیکھا کہ سمندر کے برابر
بیٹھا ہوا ہی سب خوف زدہ ہوے خیال کرنے لگے کہ شاید خداوند نے کسی فرشتہ عذاب کو ہم سب کی
روح قبض کرنے کو روانہ کیا ہی یہ وہی فرشتہ ہی پہلے بادشاہ کی روح قبض کریگا پھر ہم سبکی یہ اسکا فقرہ
ہی یہ خیال کرکے سمندر کی طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں چونکہ بہت ڈر گئے اور نہایت خوف زدہ
تھے وہ کانپنے لگے مگر اب یہ کسیکی جرات نہیں ہوتی ہی کہ بات کریں یا پھر لیٹ جائیں سب مثل تصویر
کے بے حس و حرکت بیٹھے ہوے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس بیداری سے تو وہ بیہوشی
اچھی تھی کہ ایسی مہیب صورت تو نہ دکھائی دیتی تھی جو ہوشیار ہونے سے نظر آئی یہ کیا آفت پیش آئی
زندگی بھر کے لیے ثمرۃ الحیات کھایا تھا نہ اس لیے کہ روح قبض ہو جاے ثمرۃ الحیات نے تو سب کو
ثمرۃ الممات کا اثر دکھایا کہ فرشتہ عذاب قبض روح کو آیا بڑی خرابی ہوئی لقمان ثانی نے مفت میں جان لی
اور فقرہ دیا معلوم ہوا کہ ثمرۃ الممات تھا ثمرۃ الحیات نہ تھا سب خاموش بیٹھے ہوے یہ خیال دل میں
کر رہے ہیں سمندر بھی اُسکی صورت دیکھکر حیران ہوا سبب اسکا یہ تھا کہ ابھی تک کچھ اثر بیہوشی کا دماغ
میں باقی تھا بالکل زائل نہ ہوا تھا پس سمندر نے اُسکو دیکھکر کہا کہ اے بھائی تم کس لیے آئے ہو ہمنے کوئی
خطا نہیں کی ہی خداوند کی کہ جو اُنھوں نے تمکو ہم سبکی قبض روح کے لیے روانہ کیا ہی ہمارا ابھی جی یہاں
سے جانے کو نہیں چاہتا ہی تم بیکار ہماری قبض روح کرتے ہو ہمنے اسی خیال سے کہ دنیا مقام فرحت
ہی اور جاے فرحت ہی لقمان ثانی سے منت کرکے ثمرۃ الحیات کھایا تھا اس لیے نہیں کھایا تھا کہ
مر جائیں بلکہ زندگی کے لیے کھایا تھا یہاں اسکے خلاف ہوا کہ بہت جلد موت کا سامان ہو گیا کھانا
میرا ابھی جی دنیا سے جانے کو نہیں چاہتا ہی نہ میرے ہمراہیوں کا تم جاکر اہل اسلام کی روح قبض
کرو کیونکہ وہ لوگ بہت سرکش ہیں بلکہ میرے خیال میں یہ آتا ہی کہ خداوند نے تمکو انھیں لوگوں کی
قبض روح کے لیے روانہ کیا ہوگا تمکو دھوکا ہوا کہ تم یہاں چلے آئے وہ لوگ بیرون شہر فروکش
ہیں جاکر اُنکی روح قبض کرو مگر اسکا خیال رہے کہ اُنکے مقابلے میں میرا لشکر بھی فروکش ہی اُن
لوگوں کی روح نہ قبض کر لینا کیونکہ وہ سب میرے دوست اور میرے خیرخواہ ہیں ہاں اہل اسلام
کی روحیں قبض کرو کہ وہ سب خداوندوں کے دشمن ہیں ہم سب نے تو ثمرۃ الحیات کھاے ہیں کہ
جسکا اثر یہ ہی کہ کبھی انسان مرتا نہیں ہی زندہ رہتا ہی تمکو ہم سبکی روحیں قبض کرنے میں بڑی تکلیف
ہوگی ہم مرینگے نہیں یہ جو سمندر نے کہا ساحر شعلہ پیکر نے خیال کیا کہ ابھی اسکے دماغ میں اثر بیہوشی باقی ہی

سمندر نے کہا کہ ای سمندر اپنے حواس درست کرو کیا بیہودہ تقریر کر رہے ہو کیسا فرشتہ عذاب اور
کیسی قبض روح اور کیسا ثمرۃ الحیات کھانا ذرا ہوشیار ہو میری طرف دیکھو یہ کیا بکتے ہو کیا دیوانے
ہو گئے ہو مین ہون تمھارا دوست رعد شور خیز جادو اور تم دیکھو کہ تم کہان ہو کیا واہیات بک رہے ہو
جب یہ اسنے کہا سمندر کے حواس بھی درست ہو چکے تھے سمندر نے پہچانا اور اثر اس بیہوشی کا بالکل
زائل ہو چکا تھا اب سمندر نے غور سے دیکھا اور شناخت کیا اپنے کو اپنے ایوان مین فرش پر پڑے
ہوئے پایا اور سب سرداران کو جو ہمراہ تھے اور رعد شور خیز کو اپنے برابر دیکھا کہ وہ بیٹھا ہی نہ لقمان ہی
نہ دشت فرحت افزا ہی انکو سمندر کو خیال ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک مرتبہ شور خیز سے کہا کہ بھائی رعد شور خیز
سلام علیک مزاج تو اچھا ہی تمھارا اسوقت کہان آنا ہوا کس غرض سے آئے تم نے آکر ہمارا کام ہمارا
برباد کیا مجھکو تم کیون پاس سے لقمان ثانی کے لے آئے کیا ایسی ضرورت تھی انھون نے تو ہمارے ساتھ
بڑی مہربانی کی مجھکو اور میرے ہمراہیون کو ثمرۃ الحیات کھلایا اسکے کھانے سے ہم لوگ بیہوش ہو گئے
تھے کیونکہ اسکا اثر یہ ہی کہ جو کوئی کھاتا ہی وہ بیہوش ہو جاتا ہی وہ اسکا تدارک کر لیتے اب وہ ضرور ناخوش
ہوئے ہونگے تمنے بہت برے میرے دوست کو ناراض کر دیا وہ ضرور میری شکایت خداوند سے کرینگے
ایسے لوگ قسمت سے ملتے ہین انھون نے اقرار کیا تھا کہ مین خداوند سے کہکر تمھارا رتبہ اور ہر بلا
دفع کرا دونگا اب وہ ناراض ہو گئے ہونگے اب وہ کیون میری سفارش خداوند سے کرنے لگے مین تو
ایسے لوگون کی تلاش مین تھا اتفاق سے مل گئے تھے ان مین بڑی بڑی کرامتین تھین انکے خداوند سے
نامہ و پیام ہوتا ہی وہ آٹھون پہر خداوند کی خدمت مین جاتے ہین وہ بہت بڑے مقرب بارگاہ خداوندی ہین
انھون نے ایک پل مین ایوان کو معہ جب طلب خداوند خداوند کی خدمت مین روانہ کر دیا ایسے بزرگ
اور صاحب خاص کے پاس سے تم مجھکو یون لے آئے کیا ایسی ضرورت تھی ذرا ٹھہر گئے ہوتے
جب وہ جاتے تو مین خود یہان آتا اسوقت مجھسے بیان کرتے بس اسی مین خیریت ہی کہ تم مجھکو پھر انہی
مقام پر پہونچا دو مین منت و سماجت کرکے راضی کر لونگا تمنے بڑا غضب کیا وہ کیا خبر ہے دوستی یا خیر خواہی
تمنے کی ہو ایسا بھی کوئی کرتا ہی سچ کہا ہی کسی نے کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہی تمنے سخت
بڑی نادانی کی سب محنت میری برباد کی سمندر کی یہ تقریر سنکے اس ساحر نے جواب دیا کہ ای سمندر ابھی تک
تمھارے دماغ مین بیہوشی کا اثر باقی ہی مین تمسے کہتا ہون کہ اپنے حواس درست کرو ہوشیار ہو کر
بیٹھو تو مین تمسے سب حالت بیان کرون بیکار مجھکو الزام دیتے ہو مین نے ضرور خیر خواہی کی ہی بلکہ
تمھاری جان اور تمھارے ہمراہیون کی جان دست ظالم سے بچائی ورنہ وہ قتل کرتا ای سمندر کیسے
لقمان ثانی اور کیسا خداوند سے سفارش کرنا لو صاف صاف سنو وہ خواجہ جعفران بن عمرو عیار لشکر
اسلام تھا وہ تمسے عیاری کرکے ایوان کو لیگیا اور اسنے تمھارے قتل کی فکر کی تھی وہ تو مین وقت پر
مین پہونچ گیا وہ ہی لقمان ثانی بنکر آیا تمنے اسکو پہچانا بھی نہین اگر تمکو اور مہلت ہوتا وہ تمکو اور تمھارے
سب ہمراہیون کو قتل کرتا اب تمکو معلوم ہوا یا نہین اس عیار نے وہ درخت اپنی ترکیب سے درست
کیا تھا اسمین بیہوشی ملائی تھی اسکے برگ و ثمر سب بیہوشی آلودہ تھے اسی سبب سے تم سب کے سب
اسکو کھاکر بیہوش ہو گئے اور گر پڑے وہ قتل کرنے چلا تھا کہ مین آگیا پہلے مین نے اسکو سخت خوف
دلایا جب اسنے نہ سنا تو مین ابر سحر مین تم سب کو پوشیدہ کرکے یہان لے آیا اور تم سب کو ہوشیار
کیا یہ واقعہ ہی جب یہ تقریر سمندر نے سنی اور سب نے بھی سنی انکو سب کے حواس درست ہوئے

اور خیال کیا کہ یہ تو دوسرا واقعہ بیان کر رہے ہیں ذرا سننا چاہیے کہ یہ کیا ماجرا ہے اگر ایسا ہوا تو بڑا
دھوکا کھایا اور بہت چڑھی عیاری ہوئی واہ کیا خوب عیاری کی اب سب نے پھر آنکھیں کھولیں تو در
اصل اپنے کو ایوان دربار میں پایا اٹھ اٹھ کر اس ساحر کو سلام کیا اور سمندر بھی اٹھ کر اپنے تخت پہ
جا کر بیٹھا اور سب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پہ بیٹھو ایک سردار سے کہا کہ تم پہرے پر جا کر خبر
کرو کہ سب ملازم حاضر ہوں جو کہ یہاں موجود ہیں یہ سنتے وہ سردار باہر آیا باہر کے سپاہی سے
کہا کہ جا کر سب کو خبر کرو جو جو سردار یہاں موجود ہیں کہ بادشاہ دربار میں تشریف لائے ہیں وہ سپاہی
سنکر حیران ہو گیا کہ بادشاہ تو بڑے جاہ و حشم سے تشریف لے گئے تھے یہ کیونکر چلے آئے کسی کو
خبر بھی نہ ہوئی اس نے اس سردار سے یہی سوال کیا اس نے جواب دیا کہ تجھکو امورات شاہی میں کیا دخل
ہے جو تجھکو حکم دیا گیا ہے اسپر عمل کر جس طور سے انکا جی چاہا چلے آئے جا جلدی سے جا سب کو خبر
کر کہ آئے وہ خاموش ہو رہا اسنے جو سوار کہ اس مقام پہ پہرہ دیتے تھے اور اس امر کے مقرر
تھے کہ اگر کوئی جلدی کی خبر کرنا ہو تو جا کر خبر کریں ان سواروں سے کہا کہ بادشاہ دربار میں جلوہ
گر ہوا تشریف لائے ہیں انھوں نے سرداروں کو طلب کیا ہے جا کر خبر کرو وہ سوار یہ سنتے مرکب
اڑا کر فوراً ہر ایک کے مکان پر گئے اور سمندر کے آنے کی خبر کی ابھی دن باقی تھا بس یہ خبر سنکے
ہر ایک اپنے مقام سے چلا اور داخل دربار ہوا یہاں آکر پہلے مجرا کیا اسکے بعد اپنے اپنے
مقام پر آکر بیٹھے دیکھا کہ بادشاہ تھوڑے سے سرداروں سے اور ان بادشاہوں سے جو کہ برابر کے
کے آئے تشریف فرما ہیں اور ایک نیا ساحر برابر تخت کے کرسی پہ بیٹھا ہوا ہے مگر سب حیران
ہیں یہ دیکھکر ان لوگوں کی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ دریافت کریں اسکا سبب یہ تھا کہ دیکھا سمندر غصہ میں
ہے چونکہ جب یہ سمندر کو معلوم ہوا کہ خواجہ نے عیاری کی اور ایوان کو برباد کر گئے تو بہت خفا
آیا اسی حالت غیظ و غضب میں تخت پہ بیٹھا تھا اور سرداروں کو طلب کیا تھا اسی وقت یہ خبر مشتہر
ہو گئی کہ بادشاہ بدون اطلاع اور سب سامان سواری اسی صحرا میں چھوڑ کر دربار میں تشریف
لائے ہیں یہ خبر کا مشتہر ہونا تھا کہ سب چوبدار و دیگر ملازم جو کہ اس مقام پہ تھے اور غلامان زریں کمر
آکر حاضر ہو گئے سمندر نے شملاق اپنے وزیر سے کہا کہ تم ایک حکم نامہ ان سرداروں اور ملازموں
اور فوج کے نام لکھو کہ ہم یہاں شہر میں چلے آئے ہیں لہذا جو لشکر کہ ہماری سواری کا ہے وہ اپنے
مقام پر جا رہے اور گھر کے اور تم سب یہاں حاضر ہو ہم دربار کر چکے اور سب سامان وہاں سے
چلا آئے ہمارا اس وقت یہی جی چاہا کہ ہم وہاں سے اکیلے آئے شہر کو چلے آئے یہ حکم نامہ بہت جلد
تحریر کر وہیں شملاق نے بموجب حکم سمندر کے حکم نامہ تحریر کیا اور ایک چوبدار کو دیا کہ یہ حکم نامہ لے جاؤ
اس سوار کو دیدو جو کہ پہرے پہ ہے اور اس سے کہنا کہ فلاں صحرا میں سب جمع ہیں اور بادشاہ کا انتظار
کر رہے ہیں انکو جا کر یہ حکمنامہ دے اور زبانی بھی یہ کہے کہ بادشاہ دشت فرحت افزا سے شہر میں
تشریف لے گئے ہیں تم سب کو طلب کیا ہے دربار آراستہ ہے پس وہ چوبدار وہ حکم نامہ لیکر باہر گیا
اور سوار کو دیا اور جو کچھ شملاق نے کہا تھا وہ بھی کہدیا پس وہ سوار یہ حکم سمندر کا سنکے اور حکم نامہ
لیکر اس طرف کو چلا شہر کو چھوڑ کر اس صحرا میں آیا یہاں سب بیٹھے ہوئے بادشاہ کا انتظار کر رہے
تھے کہ وہ سوار پہنچا جو سردار وہاں تھے انکو حکمنامہ دیا انھوں نے اسپر بادشاہ کی مہر دیکھی
حیران ہوئے کہ بادشاہ شہر میں کیونکر تشریف لے گئے پھر خیال کیا کچھ اس میں راز ہوگا یہ خیال کرکے

اُس لفافے کو چاک کیا سوار نے جو زبانی چوبدار کی سنا تھا سب بیان کیا اُن سب نے حکم نامہ بھی پڑھا پس
اُسوقت سب کے سب وہان سے آئے اپنی سواری پر سوار ہو کر چلے اور پکار کر اُس سوار نے کہدیا
کہ جو لشکر ارولی کا ہے وہ لشکر دردولت پر حاضر ہو باقی چھاؤنی کو جاوے اور سب جلوس سواری بھی واپس
جاوے اور یہ سب سامان داخل توشک خانہ کیا جاوے پس جو لشکر چھاؤنی کا تھا وہ طرف چھاؤنی کے
چلا اور ارولی کا تھا وہ طرف دردولت کے چلا اور سب ملازم وغیرہ بھی چلے یہان سمندر دربار مین بیٹھا
ہی سب سردار حاضر ہین سواے اُن سرداروں کے کہ جو کہ اُس صحرا مین رہگئے تھے اور اُنکو طلب کیا ہے
اور سب مین اُسوقت رعد شور خیز نے سمندر سے کہا کہ یہ کیا واقعہ تھا ذرا بیان تو کرو سمندر نے
کل حال اول سے یون بیان کیا کہ جب مجھکو معلوم ہوا کہ الیوان شریک اہل اسلام ہوئی ہے مین نے
اُسکو بلایا وہ آئی مین نے اُسکو بہت سمجھایا جب اُسنے نہ مانا مین نے اُسکو اسیر کیا اسی کے قتل کا حکم دیا
سب سامان سیاست اُس صحرا مین روانہ کیا سب اہل شہر کو اس حال سے خبر دی اور اپنے لشکر بھی
ایک لاکھ کے قریب اُس صحرا مین برائے بندوبست روانہ کیا اور اس حال کی اہل اسلام کو بذریعہ
منادی کے خبر کرا دی غنچہ کو ایک رقعہ لکھا کہ اب آکر الیوان کو رہا کرے جاؤ تو ہم جانین اُس لشکر کو
بھی اس حال سے آگاہ کیا جو کہ مقابلہ اہل اسلام مین اترا ہوا تھا اُسکو حکم دیا کہ تم تیار رہنا جسوقت
اہل اسلام یلغار کر کے چلین تم اُنکو روک لینا ادھر اُنسے نہ بنا اور ساحر برائے بندوبست بالا سے
ہوا مقرر ہیں یہ بندوبست کر کے ہم سب سرداروں کے اُس مقام پر گیا قیدی کو طلب کیا قیدی
حاضر ہوا اُس صحرا مین لاکھون اہل شہر کا مجمع تھا تل رکھنے کی جگہ نہ تھی ایک حکم مین نے دیا تھا جلاد
الیوان کو لیکر چلا تھا کہ اُن ساحرون نے جو کہ برفرے ہوا حفاظت کر رہے تھے آکر خبر دی کہ ایک
بزرگ تخت پر سوار جنکی یہ وضع ادھر سے جاتے تھے ہمنے اُنکو منع کیا اُنھون نے نہ مانا اور خیال کیا کہ
ہم آپکو خبر کرین پس خبر لیکر نے آئے ہین مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شاید خداوند ہون کیونکہ
اُنکو اختیار ہر جس صورت مین اور جس طریقے سے چاہین سیر کرین ایسا نہو کہ ناراض ہو جائین
چلکر دیکھنا چاہیے پس مین خود گیا گو سرداروں نے منع کیا مگر مین نے نہ سنا جیسا اُن ساحرون نے
کہا تھا ویسا ہی پایا خلاصہ یہ کہ اُنسے ملاقات ہوئی بڑی دیر تک گفتگو رہی اُسکے بعد بہت کوشش کر کے
مین اُنکو لایا وہ زمین پر آئے اُنسے پہلے اُنکا حال دریافت کیا اُنھون نے بیان کرنے سے انکار کیا
جب ہم سب نے اقرار کیا تب اُنھون نے سب اپنا حال بیان کیا مین بہت خوش ہوا سمندر نے کل
حال جو کہ لقمان ثانی نقلی نے بیان کیا تھا اپنا خدمت خداوندی مین جانے کا اور مقرب بارگاہ ہونے کا
سب رعد شور خیز سے بیان کیا اور کہا کہ مجھکو خیال ہوا کہ ایسے کی خدمت کرنا باعث افتخار ہے مین نے
اپنی حالت بیان کی اور کہا میری سفارش خداوند سے کرنا اُنھون نے اقرار کیا کہ ایک عرضی لکھوا دو
مین عرضی پیش کر کے تمھاری سفارش کرونگا مین نے منظور کیا پھر اُنھون نے الیوان کی حالت دریافت
کی اُنھون نے الیوان کو اپنے روبرو طلب کیا بہت کچھ نصیحت کی آخر کو اُنھون نے اُسکو خدمت
خداوندی مین روانہ کیا سمندر نے کل حال الیوان کی تقریر کرنے کا لقمان ثانی سے اور اُنکا
بذریعہ تہ خداوند سے دریافت کرنے کا اور جواب آنے کا اور الیوان کو روانہ کرنے کا اُسکے بعد
سب مجمع کو حکم دیدیا کہ متفرق ہو جاوے لقمان کا جانے کا سوال کرنا اپنا اصرار کرنا اُنکا انکار کرنا دعوت
سے اور کہنا کہ مجھکو ضرورت ہو اپنا اُنسے ضرورت کا دریافت کرنا اُنکا بعد اصرار بسیار بیان کرنا

پس اپنا اُنکے ہمراہ مع سرداروں کے جانا دشت فرحت افزا میں اور ثمرۃ الحیات کھانا اور بیہوش ہونا
سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ کیا واقعہ گذرا تم بیان کرو کہ تمکو کیونکر خبر ہوئی اور یہ تم کیونکر اُسوقت
پہونچے یہ تم کیا کہ رہے ہو کہ وہ لقمان ثانی نہ تھے خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام تھے عیاری کرنے آئے
تھے عیاری کر کے الوان کو رہا کر لے گئے اور تم سب کو بیہوش کیا اور قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ
میں آکر پہونچا ورنہ وہ اپنا کام کر چکے تھے اُسنے جواب دیا کہ اے سمندر تجھسا نادان اور بیوقوف کوئی
نہ ہوگا بقول اہل اسلام کہ وہ مثل کہتے ہیں کہ گوز بہ گوز و صنوبر و صنوبر ہر مرتبہ دھوکا کھاتا ہے تجھکو سمجھ
نہیں آتا ہے ارے نادان میں نے سچ کہا کہ وہ عیار لشکر اسلام تھا جب تو نے اُسکو رقعہ لکھا رقعہ اُسکو
پہونچا وہ اُسوقت روانہ ہوا پہلے یہاں آیا اُس درخت کو اپنی مرضی کے موافق بیہوشی سے درست
کیا کیونکہ عیاری تجویز کر چکا تھا اُسکے بعد لقمان ثانی کی صورت بنکر اسطرف آیا ارے کمبخت تجھکو یہ بھی
خیال نہ آیا کہ کیسے لقمان ثانی اور کیسے خداوند کیا لقمان ثانی زندہ ہیں جو خدمت خداوند میں آتے
جاتے ہیں سوا ہے خداوند کے کوئی بھی بہشت میں جا کر پھر واپس آتا ہے پس اُسنے تمکو دھوکا دیا تم
دھوکے میں آ گئے کہ مجھکو پورا حال نہیں معلوم ہے مگر یہ امر ضرور ہے کہ وہ خواجہ تھے اُنھوں نے
تمکو فقرہ دیکر الوان کو رہا کیا اُسکے بعد تمکو لیجا کر درخت کے پھل اور برگ کھلا ئے کہ جسکو بیہوشی سے
درست کیا تھا یہ بھی خیال نہ آیا کہ کوئی بھی ایسا درخت ہوگا جیسا کہ یہ بیان کرتے ہیں سمندر نے جواب دیا
کہ میں نے خیال کیا کہ شاید خداوند نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہو کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ
ہمکو نہیں معلوم ہیں اور وہ دنیا میں ہیں اُس ساحر نے کہا کہ خیر مگر تمہاری عقل کو کیا ہو گیا تھا کہ تم نے نہ
سحر سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ اصلی کیا ہے اور یہ لقمان ثانی اصلی ہیں بندوبست تو اسقدر کیا اور پھر ایسے
غافل ہو گئے یہ خیال تھا کہ وہ عیار عیاری آکر ضرور کریگا اور پھر نہ دریافت کیا نہ اوراق ساحری میں
دیکھا اگر کوئی مرتبہ دھوکے کھا چکے تھے پہلے آفاق کے بارے میں دھوکا کھایا کہ وہ عیاری کر کے
آفاق کو رہا کر لیگیا پھر اُسنے عیاری کر کے عشاق نطاقی کا سر منڈایا اُسکو قتل کیا پھر عیاری کر کے
الوان کو اسیر کر لے گیا ہر مرتبہ نئی عیاری کی اُس سے یہ امر کیا بعید تھا کہ وہ الوان کو نہ لیجاتا سمندر
نے جواب دیا کہ ضرور یہ دھوکا کھایا مگر اب کیا ہوتا ہے بیکار الزام دیتے ہو اس مقام پر [illegible]
وہ بھی دھوکا کھاتے کیونکہ جب وہ الوان کو اسیر کر لے گیا ہے اور میری بھی اُسنے فکر کی تھی تو [illegible]
نے آکر بچایا تھا اس مرتبہ اُنھوں نے بھی دھوکا کھایا وہ موقع ہی دھوکا کھانے کا تھا اسقدر ضرور
نادانی ہوئی کہ نہ سحر سے دریافت کیا نہ اوراق ساحری میں دیکھا ورنہ ضرور ظاہر ہوتا پھر اس تقریر کو
ختم کر کے جو ہونا تھا وہ ہوا اب اس الزام دینے سے کیا حاصل یہ بیان کرو کہ تم کیونکر آئے خداوند تو
اچھی طرح ہیں اُس ساحر نے کہا کہ اے سمندر میں اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ مجھکو خداوند کے بھائی الوان
نے طلب فرمایا یہ تو تمکو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی نہ خداوند کے پاس جا سکتا ہے نہ اُنکے بھائی کے پاس جب
میں وہاں حاضر ہوا اُنھوں نے بذریعہ سفال کے اور سفال جادو نے بذریعہ اپنے نائب کے اور اُنکے
نائب نے بذریعہ اپنے نائب کے مجھسے کہا کہ اے رعد شور زخیز جادو خداوند نے فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے
دیکھا ہے کہ سمندر پر خواجہ نے اس طریقے کی عیاری کی جا کر اُسکو بچاؤ ورنہ خواجہ سمندر کو قتل کر کے
لشکر سمندر پر تباہ ہو جائیگا پس تم جا کر سمندر کو بچاؤ کیونکہ خداوند نے ابھی حکم اپنے بھائی کو دیا ہے اور
اُنھوں نے اپنے وزیر سفال جادو کو طلب کر کے دیا اُنھوں نے اپنے نائب کو اُنھوں نے مجھکو طلب

کو سکندر نے یہ حکم دیا کہ کسی ساحر کو بہت جلد سمندر ریگ کو روانہ کرو کہ وہ جا کر سمندر کو بچا لے میرے خیال میں کوئی
اس کام کے قابل نہ تھا پس میں نے تم کو طلب کیا اور خیال کیا کہ سوا تمھارے یہ کام اور کسی سے
نہ ہوگا پس تم بہت جلد جاؤ میں نے عرض کی کہ بہت خوب وہ جو بات ہی تو مجھکو معلوم ہو جاوے انھوں نے
صرف اسقدر مجھسے بیان کیا جو کہ میں نے تمھارے سامنے بیان کیا ہے مجھکو نہیں معلوم کہ خواجہ نے کیا
تدبیر کی اس حال سے خداوند واقف ہو گئے پس بھائی میں وہاں سے چلا یہاں آکر اسوقت پہونچا کہ
یہ خواجہ تمکو قتل کرنے کو خنجر لیکر چلے تھے میں نے آکر تم کو بچایا جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ہاں بھائی میں نے
یہ ضرور دریافت کیا تھا کہ خداوند کو کیونکر خبر ہوئی تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ اول تو خداوند عالم
ہیں سب حال انپر ظاہر ہیں دوسرے وہ ہر وقت سیر کیا کرتے ہیں ہر ایک کا حال دیکھا کرتے ہیں کہ
کون کون میری عبادت کرتا ہے اور کون کون مجھسے منحرف ہے پس انھوں نے یہ واقعہ بھی دیکھا ہوگا
اپنے بھائی کو طلب کر کے فرمایا ہوگا کہ اسکا بندوبست کرو سمندر نے جواب دیا کہ یہ انھوں نے سچ کہا
کہ یہی امر ہے وہ میرے حال سے ضرور آگاہ ہو گئے خیر خوب تھے آکر جان بچائی اس اثنا میں وہ نقیب
ساحر بھی آ گئے تھے اور سب سردار بھی سمندر نے جب یہ سب حال سنا بہت غصہ آیا اسوقت دربار
برخاست کیا اور دوسرے شام بھی ہو گئی تھی سمندر نے جب دربار برخاست کیا تو اس ساحر نے کہا کہ
اب میں جاتا ہوں سمندر نے بہت روکا اسنے جواب دیا کہ مجھکو جا کر عرض کرنا ہے کہ میں بموجب حکم خداوندی
نے یہ کیا اور سمندر کو قبضہ خواجہ سے بچا کر اور اسکو اس حال سے آگاہ کر کے اسکو اسکے دربار
میں پہونچا کر حاضر ہوا ہوں مجھکو کیا حکم ہوتا ہے اگر نہ جاؤنگا تو عتاب خداوندی نازل ہوگا سمندر نے
کہا کہ بہتر جاؤ پس وہ رخصت ہو کر جادو سمندر کے پاس سے رخصت ہو کر طرف نہ طاق کے روانہ ہوا کہ اسکا حال
تحریر ہوگا یہاں سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور یہ کچھ زہر مار کرکے
خواب غفلت میں مبتلا ہوئے کیونکہ دن بھر کے تھکے ہوئے تھے اور رات کے جاگے ہوئے تھے سمندر نے بھی محل
میں گیا مگر بہت مشوش تھا کچھ زہر مار کرکے وہ بھی سو رہا اسکا حال پھر تحریر ہوگا اس مقام پر ایک امر
اور ضرور لائق تحریر ہے وہ یہ ہے کہ کوئی یہ نہ اعتراض کرے کہ نہ طاق میں کیونکر اس حال کی خبر ہوئی کہ وہاں سے
ساحر نے آکر سمندر کو بچایا اسکا واقعہ مجملاً یہ ہے کہ جلد دوم لعل نامہ میں تحریر ہو چکا ہے کہ نہ طاق معلق ہوا پر
قائم ہے وہاں کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں کا حاکم الیوان تاجدار ہے اور وہ بڑا دعویٰ خدائی بھی کرتا ہے اسکو آجتک
کسی نے نہیں دیکھا ہے سوا اسکے بھائی آکوان تاجدار کے اور آکوان کو اسکے نائب نے اور اسکو
اسکے نائب نے اور اسکو اسکے نائب نے پس جو کہ آخری نائب ہے اسکو سب دیکھتے ہیں اور یہ بھی
سب سے کام لیتا ہے جیسا کہ جلد دوم لعل نامہ میں ابتدا ہم جادو کے حال میں یہ سب واقعہ تحریر ہو چکا
بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہاں جب نہ طاق کی فتح کا زمانہ آئیگا تو سب حال مفصلاً تحریر ہوگا
اور یہ بھی تحریر ہو چکا ہے کہ یہ سمندر ریگ غلام ہے الیوان تاجدار کا اسکو الیوان نے خفا ہو کر نکال دیا تھا
اسنے سحر کی تعلیم پائی تھی چنانچہ اسنے اس مقام پر آکر سمندر ریگ آباد کیا اور کچھ سحر عشقاق سے بھی سیکھا
اسکے پاس چند [illegible] نہ طاق کے [illegible] یہ اتنا بڑا بادشاہ ہو گیا اور ایسے ایسے
مطیع ہو گئے اور اسقدر ملک اسکے قبضے میں آ گئے اور یہ سب ملازم و سردار الخیر خواہ [illegible]
تھا اسکے غرور اور اسکے لہو و لعب نے اسکی یہ نوبت کی کہ یہ بادشاہ ہونے لگا اور جو جو حلال
اور خیر خواہ تھے وہ اس سے کنارہ کشی کرنے لگے اسنے خود انکو اپنا دشمن کیا پس اس سے تو کوئی

تحریر کرتا ہے عنان قلم کو اصل مطلب کی طرف منعطف کرتا ہے اور رہنمایان مدعا مین اشہب قلم کو جولان
کرتا ہے کہ سمندر رعد کو بار برخاست کرکے داخل محل ہوا اور جاکر خواب غفلت مین مبتلا ہوا اب خواجہ
کا حال تحریر کیا جاتا ہے کہ خواجہ جو اُس مقام سے طرف اپنے لشکر کے چلے قریب لشکر پہونچے تخت کو زمین پر
لاکے اُسکو نذر زنبیل کیا منڈی کی بھی اپنی اصلی صورت بنائی وہان سے داخل لشکر ہوئے دیکھا کہ وہ
وقت ہے کہ بادشاہ نے دربار خاص فرمایا ہے تھوڑے سے سردار حاضر دربار ہین باقی سب غیر حاضر ہین
خواجہ نے خیال کیا کہ اسوقت چلکر سب حال بیان کرون خواجہ طرف دربار کے چلے راوی نے
تحریر کیا ہے کہ صبح کو تو جلسہ برخاست ہوا تھا دن بھر سب آرام پذیر رہے کیونکہ کئی شبانہ روز کے
جاگے ہوئے تھے جب وقت سہ پہر آیا بادشاہ نے بیدار ہوکر امور ضروری سے فراغت کرکے
نماز ظہر پڑھی اور دالان بیرون محل آکر دربار کیا چیدہ چیدہ سردار اور سب عزیز حاضر ہوئے صاحبقران
اپنے دل پر شگفتہ ہوئے خواجہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ آج کیا خوب گاتے ہین یہ صحبت کا لیسی اسوقت
ہوئی اور ذکر و اذکار نہ تھے صرف جلسے کا ذکر تھا اور یہ ذکر تھا کہ خوب خواجہ نے ہم سب کو الوان
نرطاقی کے قبضے سے بچایا اور اُسکو مطیع اسلام کیا انکی بھی عیاریان مثل خواجہ اول و خواجہ ثانی کے
ہین کیون نہ ہون یہ بھی تو اُسی گلشن عیاری کے ثمر ہین اور اُسی نہال عیاری کے ثمر ہین پھر ایک خواجہ
کی تعریف کر رہا تھا کہ خواجہ آکر پہونچے سلام کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا سب تمھاری تعریف کر رہے تھے خواجہ نے مسکرا کے کہا کہ کیا مین اسکو
اوڑھون یا بچھاؤن خالی خولی تعریف سے میرا کیا ہوتا ہے کوئی خوش نہین ہوتا ہون ہان یہ
تعریف ہے کہ کچھ ملے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ ہان تمکو تو اسی سے مطلب ہے کہ کچھ ملے جاسے
خیر جس سے جو کچھ ہوسکا سیمنے دیا اور جس سے ہوسکا آنٹھے دیا کوئی اپنا گھر نہ دیا خواجہ نے کہا کہ ہان بیچارے
لیکن کوئی نہین ہوا ہم ہر ایک کے لیے جان دیتے پھرتے ہین اپنا مال و زر صرف کرتے ہین اور ہمکو
ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ سمندر پر فتح حاصل ہو چنانچہ الوان کو گرفتار کیا
آپ لوگون کو اُسکے پنجے سے بچایا بڑے بڑے عیار لشکر مین ہین کسی سے نہ ہوسکا علاوہ اسکے
ہر ایک کی فکر کرتا اور اس خیال مین رہتا کہ کوئی گرفتار نہ ہوجائے کیونکہ لشکر کفار قریب ہے
تو اسکا خیال رکھنا کہ اب کون لشکر کفار مین آیا ہے اور کفار کیا فکر کر رہے ہین ہمکو ہر وقت اسی فکر مین
گذرتا ہے اور سب چین سے آرام کرتے ہین نہ کسی سردار کو فکر ہے نہ کسی عیار کو ابھی کا ذکر ہے کہ ہم جو یہان سے
جلسہ برخاست ہوا اور اپنے خیمے کو اس خیال سے چلے کہ اب چلکر سو رہین کیونکہ ساری شب
جاگے ہوئے ہین دیوے لشکر مین سنتے ہین کہ ایک ساحر آسمان پر نظر آتا تھا کہ سمندر نے الوان
نرطاقی کو گرفتار کر لیا ہے آج سہ پہر کو قتل کریگا جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے اب لوگون کو خبر بھی
نہ ہوئی اور نہ معلوم ہوتا الوان قتل ہوجاتی ہمکو تو فکر تھی کہ نہ معلوم الوان پر کیا گذری یہ سنتے ہی بے خبری
فوراً لشکر کفار کی طرف چلا کہ چلکر دریافت کرون کہ کیا واقعہ ہوا یہی راحت کا کچھ خیال نہ کیا اب کہا
جو یہان سے جلسہ برخاست کرکے گئے آرام پذیر ہوئے پھر یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ دنیا مین کیا
گذرتی ہے خیر مین چلا تھا کہ ایک طائر نے آکر نامہ دیا مجھکو مین نے جو اسکو پڑھا اُسمین یہ لکھا
تھا کہ جب مین جانون کہ تم عیار ہو کہ اب آکر الوان کو رہا کر لیجاؤ پس مین تو اسی وقت اسطرف کو
روانہ ہوا راہ مین عیاری سوچی اب لوگون کو خبر بھی نہ کی اس خیال سے کہ بیکار پریشان ہونگے

لشکر میں سنا گیا پایا مگر مہرہ چوکی کا خوب بند و بست تھا یہ لشکر میں پھرا کیے کہ شاید کچھ حال کھلے مگر نہ کھلا
یہ لشکر ہی میں تھے کہ دربار خاص آراستہ ہوا یہ صورت بدلکر پہونچ گئے تھے پس یہ دربار میں تھے
کہ خواجہ آئے اور خواجہ نے وہ تقریر کی آدم پر سر مطلب اور گرداب شاہ وغیرہ اپنے دربار میں
اس انتظار میں بیٹھے ہوے ہیں کہ ہرکارے آکر خبر دیں تو ہم لشکر لیکر جا کے مقابلہ کریں اہل اسلام کو آگے
قدم نہ بڑھانے دیں پس انکا حال تحریر ہوگا خلاصہ یہ کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ وہ بھی جمع ہیں اسوقت کہا
کہ مہلت فرمائیے کہ میں نے کیا کام کیا اے صاحبقران جب میں اسوقت بند و بست کو دیکھکر پلٹا اور
خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری کروں پس میرے ذہن میں آیا کہ لقمان ثانی بنکر جاؤں مگر خیال کیا کہ یوں
جانا مجھے ممکن ہے اگر اسی طور سے چلا جاؤں تو ضرور پہچان لیا جاؤنگا بالاے آسمان سے جاؤں تو ضرور سبب
وسوسہ کا کیا ہوگا پہلے قصد ہوا تھا کہ چند بیلے اور شہد سے زنبیل سے نکالوں اُنکو اپنی راے کے
موافق آراستہ کرکے اُنکو ہمراہ لیکر پھر اُس مجمع میں جاؤں اور قریب سمندر پہونچکر اُسپر
اپنے کو ظاہر کروں کہ میں لقمان ثانی ہوں مگر اس خیال سے کہ شاید پہچان لیا جاؤں یا جانا نہ ملے
دوسرے یہ بھی سن چکا تھا کہ حکم ہے کوئی اب نہ آئے اور ایک احاطہ بنا گیا تھا کہ اسکے اندر کوئی
نہیں جانے پاتا تھا پس جانا نہ ملتا میں نے دوسری تدبیر کی اور خیال کیا کہ بالاے ہوا سے جانا
بہتر ہے پس اے صاحبقران پہلے میں نے دشت فرحت افزا میں جاکر ایک درخت کہ جو ابھی پودا تھا
تھا اُسکے تمام برگ پر بیہوشی ملی اور اُسمیں بیہوشی کے بنا کر ثمر لگائے مثل خوشہ انگور وہ ثمر ایسے
تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے اُسکو اپنی راے کے موافق درست کرکے کیونکہ یہ ہی عیاری
خیال کر چکا تھا اور ذہن میں اُسکو قبول کر چکا تھا کہ سمندر اُسی میں وسوسہ کا کھائیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ یہ درخت تمنے کیوں درست کیا تھا خواجہ نے کہا کہ اسکا حال آپکو آیندہ معلوم ہوگا اگر بیان
کرونگا تو پھر کوئی لطف نہ ہوگا پس میں اُس درخت کو درست کرکے وہاں سے چلا اور قریب
اُس مجمع کے آکر میں نے اپنی صورت حکیم وضع کی تبدیل کی ایک عینک لگائی مگر بہت عمدہ اور
لباس نفیس حکیمانہ وضع کا پہنا اور تخت زبرجد شاہ کو نکالا اُسپر قالین آراستہ کیے اور چند کتابیں
نکالکر اور قلمدان رکھا اور خود اُسپر سوار ہوا اُسکی کل موڑ دی وہ تخت بلند ہوا میں نے اُسطرف کا
رُخ کیا یہانتک میں تخت اُڑا کر اُس مقام پر پہونچا کہ جہاں پر ساحر اپنا بند و بست کیے ہوے کھڑے
تھے اُنھوں نے جو مجھکو اوپر آتے ہوے دیکھا آکر منع کیا میری اُنکی تکرار ہونے لگی خواجہ نے جو
اُن ساحروں سے تقریر ہوئی تھی بیان کی اس حقیر نے اس سبب سے اس تقریر کو یہاں پر نہیں
لکھا کہ طول ہوگا طول سے کیا حاصل خواجہ نے کہا کہ میری اُنکی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چند ساحر تخت
سمندر کے پاس گئے اور میرے حال سے اُسکو آگاہ کیا وہ فوراً تخت پر سوار ہوکر آیا اُسوقت
پہونچا کہ میں اُن ساحروں کو ڈانٹ رہا تھا کہ سمندر آکر پہونچا میرے اُسکے سلام کی نوبت آئی
مزاج پرسی ہوئی اُسنے میرا حال دریافت کیا میں نے سب حال بیان کیا خواجہ نے سمندر سے
گفتگو ہونا اور سمندر کا اصرار کرکے لے جانا زمین پر اور اپنا بعد اصرار بسیار ہمراہ سمندر کے
آنا اور پھر جانے کا قصد کرنا سمندر کا روکنا سمندر کا پوچھکر حال دریافت کرنا اور اپنا نام
ظاہر کرنا کہ میں لقمان ثانی ہوں اور وہ سب تقریر جو کہ مذکور ہوئی تھی بیان کرنا اور سب کا یقین
کرنا سمندر کا بہت خوش ہونا اور یقین کرنا اپنا ہر ایک بات پر زور دینا اور کہنا کہ میں سفارش

کرونگا تمہاری خداوندی سے سب تقریر صاحبقران کے روبرو بیان کی صاحبقران اور سب
اہل دربار سننے خواجہ کی تقریر پر آخر کو اپنا سمندر سے کہکر الوان کو طلب کرنا اسکا بولانے
مین الوان کے عذر کرنا اپنا زور دینا اسکا الوان کو طلب کرنا آخر کو اپنا ایوان کو نصیحت کرنا
اسکا انکار کرنا اپنا عاجز ہوکر سمندر سے کہنا کہ اسکو قتل کر ڈالو اسکا داروغہ کو حکم دینا کہ اسے
لیجاکر جلاد کے سپرد کر پھر اپنا کہنا کہ مین خداوند سے تو اجازت لے لون اسے طلب کرلو پھر اسکا
آنا اپنا جھوٹے موٹ ایک رقعہ لکھنا اور اسکو بلند کرکے روانہ کرنا راوی نے بیان کیا ہے کہ
جب خواجہ نے رقعہ لکھا اور ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا کہ ای فرشتۂ قدرت یہ رقعہ خدمت خداوند
مین پہونچا دو اس چالاکی سے اُس رقعہ کو آستین مین ڈال لیا کہ کسیکو بالکل ثبوت نہ ہو اور بعد
اسکے اُس رقعہ کو اُسی مقام پر سے نذر زنبیل کر لیا اور بالکل کسی پر ظاہر نہ ہوا خواجہ نے کہا
کہ مین نے اسطور سے اُس رقعہ کو غائب کیا اسکے تھوڑی دیر کے بعد مین نے دوسرا رقعہ جو کہ
قبل سے لکھکر زنبیل مین رکھ لیا تھا اس چالاکی سے نکالا کہ کسی پر ظاہر نہ ہوا سبکو یہ یقین ہوا کہ
زیر بغل سے کسی فرشتے نے دیا پس راوی نے کہا ہے کہ جب خواجہ نے دوسرا رقعہ لیا تھا
جیسا کہ مین نے قبل مین تحریر کیا ہے وہ زنبیل سے نکالا تھا عیاری اسکا نام ہے کہ کسیکو ثابت ہوا
سبکو یہ یقین ہوا کہ فرشتہ دے گیا پس خواجہ نے اُس رقعہ کو پڑھنا اور سمندر وغیرہ کو اس امر
آمادہ کرنا کہ مین الوان کو خدمت خداوندی مین روانہ کردون ان سبکا قبول کرنا اتنا سمندر کے
تین مرتبہ اقرار لینا اسکے بعد الوان پر سے ساحرون کا گھیرا اور قید دور کراکے اپنے تخت کے قریب
بولاکر اور جال کو چالاکی سے نکال کر اس جال سے اپنا یہ کہنا کہ ایسا یا رب ہو تا کہ کسیکو
نظر نہ آئے الوان کو جال دار کر نذر زنبیل کرنا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب الوان قریب
تخت خواجہ آ گئی تھی خواجہ نے یہ کہکر جال نکالا تھا کہ ای جال ایسا یا رب ہو تا کہ کسیکو نظر نہ آئے
مگر اس پھرتی اور چالاکی سے ہاتھ زیر بغل لے گئے کہ کسیکو ثابت نہ ہوا نہ خواجہ کا جال
سے کرنا ثابت ہوا لیکن جب الوان جال مین پھنس گئی تھی اسوقت خواجہ نے سب سے
کہا تھا کہ سجدہ کرو سب سجدہ کرکے مین حکم ہو کے سمجھے کہ خواجہ نے الوان کو نذر زنبیل کر لیا تھا
پس خواجہ نے کہا کہ یہ مین نے تدبیر کی جب مین الوان کو نذر زنبیل کر چکا اور سب سجدے
سے اُٹھے مین نے سمندر سے سوال جانے کا کیا سمندر نے کہا کہ میری دعوت قبول فرمائیے
خواجہ کا انکار کرنا خواجہ نے خود بیان کیا کہ جب مین نے بہت کہا تو سمندر نے کہا کہ اپنی ضرورت
بیان فرمائیے تو مین جانے دونگا پس خواجہ نے وہ مصنوعی تقریر جو کہ سمندر سے کی تھی بیان
کی اور کہا کہ مین نے سمندر سے یہ کہکر سب مجمع کو برطرف کرایا پس خواجہ نے بیان کیا کہ سمندر نے اقرار
کیا کہ مجھکو بھی وہ پھل کھلائیے پس اپنا سمندر کو ہمراہ چند سردارون کے لیکر جانا اور ان سب کا وہ
پھل اور برگ کھا کر بیہوش ہونا اور اپنا خنجر لیکر چلنا اور گرج و چمک کا ہونا اپنا خوف کرنا
اس ساحر کی صدا آنا اور اپنا ہر مرتبہ قصد کرنا گرج و چمک کا زیادہ ہونا ابر کا سب ساحرون
پر جو کہ بیہوش پڑے تھے گرنا اور اپنا تخت پر سوار ہو کر ادھر کو آنا سب بیان کیا کوئی امر
چھوڑا نہین جو کچھ گذرا تھا وہ سب مع زنبیل کے صاحبقران کے روبرو اور بادشاہ اور اہل
دربار کے روبرو بیان کیا جبکہ اسوقت موجود تھے سب خواجہ کی اس عیاری اور اس

رسم راب جادو وغیرہ سے ایک طرف خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں چونکہ یہ ان سب کو میدان
جنگ میں دیکھ چکی تھی اس سبب سے پہچانتی تھی الیوان نے سب سے پہلے مودب ہوکے
بادشاہ کو سلام کیا قواعد شاہی بجا لائی پھر صاحبقران کو سلام کیا پھر خواجہ کو سلام کیا اسکے بعد
سب حاضرین دربار سے صاحب سلامت کی مگر حیران ہے کہ میں کہاں تھی اور کہاں آگئی کچھ یہ واقعہ
سمجھ میں نہیں آتا ہے ادھر بادشاہ نے حکم فرمایا کہ الیوان کے لیے کرسی لاؤ فورًا کرسی حاضر کی گئی
الیوان سلام کر کے کرسی پر بیٹھی مگر حیران ہے کہ کیا واقعہ ہے کہ اتنے عرصے میں صاحبقران نے حیران
ہوکر الیوان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے الیوان تم کیوں اسقدر حیران ہو ہوکر دیکھ رہی ہو کچھ
بیان تو کرو الیوان نے جواب دیا کہ حضور میں یہ حیران ہو ہوکر دیکھ رہی ہوں کہ میں تو سمندر
کے پاس اسیر تھی اسنے میرے قتل کی فکر کی تھی اور بہت بڑا مجمع تھا سب اہل شہر و دیگر اطراف و
جوانب کے لوگ جمع تھے اور سمندر نے بہت بند و بست کیا تھا کہ ہوا کا گذر نہ تھا سمندر میرے
قتل کا ایک حکم دے چکا تھا کہ کوئی بچہ شیطان لقمان اسکے پاس آیا اسنے مجھکو طلب کیا اور
بہت کچھ نصیحتیں کی میں نے نہ مانا اسنے غصہ کر کے مجھکو پھر سپرد سمندر کر دیا پھر کچھ سوچکر کہا کہ
میں خداوند سے اجازت لیلوں پھر نہ معلوم اسنے کیا کیا کیونکہ میں تو سر جھکائے ہوئے تھی
اسنے اتنا مجھسے کہا کہ اے الیوان تمکو خداوند نے طلب کیا ہے میں تمکو روانہ کرتا ہوں یہ کہکر اسنے
سمندر سے کہا میرے جسم سے قید دور کر اپنے ساحروں کا سحر دور کرا اپنے تخت کے قریب
بلاکر کوئی چیز ایسی میرے جسم پر ماری کہ میں بے حس و حرکت ہوگئی اور پھر مجھکو خبر نہیں کہ کیا
گذری میری جو آنکھ کھلی اپنے کو تاریکی میں پایا اسکے بعد پھر مجھکو ہوش آیا کیونکہ میں بسبب
تاریکی کے بیہوش ہوگئی تھی ہوش جو آیا تو اپنے کو اس دربار میں پایا نہ معلوم کہ یہ کیا واقعہ
ہے صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ نے تمہارے لیے اپنی جان دیکر عیاری کی اور تمکو
رہا کرا لائے اے خواجہ ذرا تم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو بس خواجہ نے کہا کہ اے الیوان
سنو میری طرف متوجہ ہو پس خواجہ نے کل حالت اپنی عیاری کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی
اور سب حالت کہی اور کہا کہ اس طور سے میں تمکو رہا کر کے لایا ہوں اب تم بیان کرو کہ تمپر کیا
سمندر نے ظلم و ستم کیا اور کیوں قتل پر آمادہ ہوا تھا الیوان نے سب اپنی حالت بیان کی
سمندر کا طلب کرنا اپنا ترک دنیا کرنا پھر حسب طلب سمندر آنا سمندر سے بحث ہونا اسکا سمجھانا اپنا
انکار کرنا سمندر کا خشمگین گرفتاری دینا بلکہ اسیر کرنا اور سمندر کا حکم قتل دینا اپنا خداوند کریم
پر نظر رکھنا سب بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ تمپر سمندر نے بڑا ظلم و ستم کیا الیوان نے کہا کہ
جی ہاں مگر میری ابھی قضا نہ تھی جو بچ گئی ورنہ قتل ہو جاتی سمندر نے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا
خداوند کریم خواجہ کی عمر و دولت میں برکت دے کہ انہوں نے میری جان بچائی خداوند کریم انکی مراد دلی
برلاوے میں کیا شکر انکا ادا کروں میری زبان میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ انکی تعریف کروں
میں خواجہ کی ایک ادنا کنیز ہوں خواجہ نے مجھکو بے دام خرید کر لیا میں اپنی زندگی بھر خواجہ کے
احسان سے سر نہ اٹھا سکونگی خواجہ نے میری جان بخشی فرمائی دوبارہ میری زندگی ہوئی یا خدا
جان بچائی یا خواجہ نے الیوان نے یہ تقریر کی خواجہ نے جواب دیا کہ اے الیوان میری کیا لیاقت ہے
کہ میں کسی کی جان بچاؤں سوا سے خداوند کریم کے دوسرے میں قدرت نہیں ہے میں کوئی معمولی آدمی

خدا نہیں ہوں یہ بندے کی طاقت نہیں کہ کسی کی جان بچاسکے یہ کلمہ کفر ہے اب کبھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا
ای الوان یہ بیان کر کہ اب تیرا کیا قصد ہے جو تو نے پہلے شرط کی تھی یا اب دوسرا ارادہ ہے میرے نزدیک
تو بہتر یہ ہوگا کہ اب تم ہماری شراکت کرو اور سمندر سے مقابلہ کرو کیونکہ اُسنے تمسے خلاف عہد کیا
اور تمہارے ساتھ یہ بدی پیش آیا اب تمکو لازم ہے کہ تم بھی خلاف عہد کرو اور اُسکے ساتھ یہ بدی پیش
آؤ الوان نے جواب دیا کہ ای خواجہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اگر ایک اپنے قول کے خلاف کرے تو دوسرا
بھی مثل اُسکے ہو جاوے کیا تمنے نہیں سُنا ہے اکثر بزرگون کا قول ہے کہ اگر کوئی تیرے ساتھ بدی کیے جاوے
تجھکو لازم ہے کہ تو اپنی نیکی سے نہ باز آ ساتھ اُسکے نیکی کیے جا تا کہ دیکھنے والے تیری تعریف کرین اور
اور اُسکی مذمت پس مین کیونکر وہ کام کرون کہ لوگ یہ کہین کہ الوان ذرا سی سختی مین نکل گئی اور
سمندر سے مقابلہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ ای الوان یہ تیرا خیال بہت ٹھیک ہے مگر اسکا سبب
یہی ہے کہ جو مین نے تمسے کہا وہ سب یہ ہے کہ سمندر نے جو کچھ تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کر چکا اگر مین نہ جاتا
اور جا کر عیاری نکرتا تو وہ تمکو قتل کر چکا تھا پس اُسکے نزدیک تو تم اُسکے ہاتھ سے نکل گئیں وہ اپنا
فعل جو اُسکو منظور تھا کر چکا اب اُسکا کوئی دعوی تمپر نہیں ہے نہ کوئی اب تمکو الزام دے سکتا ہے کیونکہ تمنے
اپنے عہد کے خلاف نہین کیا اُسی پر قایم رہین اور اُسکے ظلم و ستم سے سرتابی نہ کی جو اُسنے ستم کیا وہ
تمنے گوارا کیا یہانتک اپنی جان دینے پر آمادہ ہوئین اور بدی پر صرف ہم لوگون کی تقدیر تھی اور
ابھی تمہاری قضا نہین تھی کہ تم بچ گئیں اور خداوند کریم نے تمکو بچا لیا اگر تمہاری قضا آگئی ہوتی تو
میری کیا اصل تھی کہ مین تمکو بچا سکتا پس خدا نے تمکو اسی واسطے زندہ رکھا ہے کہ تم اُسکی راہ مین
جہاد کرو اور اُسکی عبادت کرو تا کہ جو کچھ تمنے گناہ کیے ہین اور ایک مدت تک حالت کفر مین رہی ہو
وہ سب عفو ہو جائین اور دنیا سے پاک و صاف جاؤ تا کہ بہشت برین تمہارا مقام ہو اور تم بھی
عبادت گذارون مین شامل کیجاؤ اور جب تم اس دنیا سے جاؤ تو مرتبہ شہادت پاؤ پس اب
اس خیال کو اپنے دل سے دفع کرو اور میرے کہنے پر عمل کرو اب کوئی تمکو الزام نہین دیگا بلکہ یہی
کہیگا کہ الوان نے اپنی سی کی کہانتک کوئی بدی بھی ہو اُسنے بہت عجز و انکسار کیا جب سمندر نے نہ مانا اور
اُسکے عجز و انکسار کی جانب خیال نہ کیا اور قتل پر آمادہ ہوا قتل کرنے کو لیگیا اُسپر بھی اُسنے سرتابی
نہ کی اور قتل پر اپنے راضی رہی اُسکو اور لوگ بچا کر لیگئے اور اُسکی جان بچائی احسان کیا اُسپر وہ
محسن کُش نہ تھی جو محسن کُشی کرتی سمندر کا یہ رنگ دیکھا تب اُسنے دوسرے کی شراکت کی پہلے تو
وہ ترک دنیا کرکے بیٹھی تھی اسی وجہ سے کہ نہ مین سمندر کی شراکت کرون نہ اہل اسلام کی دنیا کو مین
ترک کرون تا کہ کوئی میرے اوپر نہ دھبہ لگائے مگر اُسپر بھی سمندر نے اُسکو چین نہ لینے دیا اُسکو بلا کر
ساتھ بدی کے پیش آیا آخر کو وہ جو کسی سبب سے بچی اُسنے شراکت ترک کی اور اہل اسلام کی شراکت
کی کوئی بری بات نہین کی بلکہ عقلمندی کی جو کہ عقلمند ہین وہ کبھی الزام نہ دینگے بلکہ تعریف کرینگے کیونکہ جو
اپنے سے بدی کرے اُسکے ساتھ بھی کرنا زیبا ہے اہل لیاقت اور بزرگون کا قول ہے کہ جو اپنے سے
بدی نہ کرے اور اُسکے ساتھ بدی کرے اُسکے ماں باپ مین فرق ہے اور جو اپنے ساتھ بدی کرے
اور خود اُسکے ساتھ بدی نہ کرے اُسکے بھی ماں باپ مین فرق ہے پس اگر سمندر بدی تمہارے ساتھ
نہ کرتا اور تم بدی اُسکے ساتھ کرتین تو ضرور خلاف تھا اور دنیا مین بدنام ہوتین اور ہم بھی [illegible]
جبکہ اُسنے پہلے تمکو گرفتار کیا تھا اور تمسے شراکت کرکے کیا تھا [illegible]

میری شراکت کرتین اور سمندر سے انحراف کرتین تو مین ضرور یہ خیال کرتا کہ تمنے جان کے خوف سے
یہ امر کیا اور تمھاری شرافت وعالی خاندانی مین فرق ہو بلکہ ہر ایک یہی خیال کرتا پس جب تمنے ایسا نہین
کیا بلکہ تارک دنیا ہوئین اور سمندر سے مقابلہ کرنے سے انکار کیا تو اب کوئی نہین کہسکتا ہو سب
سمندر ہی کو الزام دینگے دوسرے تم نہ سمندر کی ملازم ہو نہ ماتحت ہو صرف ملاقات و دوستی وذریعی کا
پاس تھا تمنے دوستی و ملاقات کو اپنے امکان بھر خوب نبایا اسکو تم کیا کرو کہ سمندر نے حق دوستی کو
نہ پہچانا اور تمھاری قدر نہ کی ہان اگر ملازم ہوتین تو شاید لوگون کو یہ گمان ہوتا کہ نمک حرامی کی
پس اب کوئی اس امر کو کہہ نہین سکتا تیسرے یہ کہ تمھارے اسکے مذہبی فرق بہت بڑا ہی پس تمنے
اپنی عقبیٰ درست کرنے کے لیے اس مذہب باطل کو ترک کیا اور مذہب حق اختیار کیا پس ایسی
حالت مین تمھارے اسکے ضرور دشمنی اور عداوت ہوگی اب وہ دوستی اور ملاقات کہان رہی کہ
جسکا تم خیال کرو اور مین تمپر کوئی دباؤ ڈالکر نہین کہتا ہون شاید تم اس کا خیال کرو کہ مین تمکو مجبور کیا
کرایا ہون اور تمکو بیچ تنہا سے کیا چاہتا ہون اس سبب سے زور ڈالتا ہون یہ امر نہین ہو بلکہ تمھاری
خوشی پہ ہو تم ایسا خیال نہ کرنا اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگی تو جو تمھارے حق مین منظور خدا وند کریم
ہوگا وہ پیش آئیگا اور تمکو راحت ملیگی ورنہ تمکو اپنے فعل کا اختیار ہو ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین ہو
کہ کسی پر زور و ظلم کرکے اپنا مذہب قبول کرائین اسکی خوشی پر منحصر ہو جو اسکی مرضی ہو وہ کرے
اگر اپنی بہتری اور اچھائی دیکھے تو اسکو منظور کرے ورنہ اسکو اختیار ہو کسی قسم کا تمپر ظلم و ستم نہین
کیا جاتا ہو تمپر کیا منحصر ہو یہان کسی پر ظلم نہین کیا جاتا ہو خوشی پر اسکی موقوف ہو ہان اسکے سب طریقے
اور قاعدے اور نیک و بد اور بھلائی اور برائی سب بتادی جاتی ہو پس وہ جانے اور اسکا کام
کوئی وہ نیکی نہ ہوگی اگر ہمارے کہنے پر عمل کریگا یہان بھی راحت پائیگا وہان بھی نہ عمل کریگا تو کیا
معلوم کیا گذرے کوئی ہم اسکا اٹھاوین سے واقف نہین بات ظاہر دیکھا جاتا ہو اسپر عمل کیا جاتا ہو
اور الله الله یہ تمنے سنا ہوگا کہ اپنی اپنی گور واپنی اپنی منزل پس جیسے جیسے اعمال ہونگے ویسا اسکے
ساتھ برتاؤ ہوگا تمکو کسی کے فعل اور افعال سے کیا غرض ہو جو ہمارا فرض تھا وہ ہمنے تمسے کہدیا
اور تمکو آگاہ کردیا یہ کہکر خواجہ نے بہت سے کلمے تعریف خدا وند کریم مین اور اچھائی مذہب اسلام
مین اور بہت سے کلمے مذمت دین ساحری وغیرہ مین اور مذمت ساحری وجمشیدی مین بیان کیے الوان
خاموش سنا کی کچھ جواب نہ دیا جب خواجہ اپنی تقریر کر چکے اسوقت الوان نے جواب دیا کہ اے
خواجہ یہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا مین نے سنا اور بہت بجا ارشاد ہوا مین اس سے انحراف
نہین کرتی ہون بلکہ مذہب اسلام تو مین نے اسیدن قبول کرلیا تھا جسدن آپ نے مجھکو پہلے
اسیر کیا تھا اسی سبب سے تو مین نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور جو کچھ آپ نے اسدن
فرمایا تھا وہ بھی میری اچھائی اور بہتری کے لیے تھا اور آپ کی تقریر دلپذیر نے میرے دل پر ایسا
اثر کیا تھا کہ جسکا انجام یہ ہوا اور مین نے اسپر بخوشی عمل کیا اور آج جو ارشاد ہوا یہ بھی میرے
لیے ہی مین ایسی نادان نہین ہون کہ دوست و دشمن کو نہ پہچانون پس مین نے آپ کے کہنے پر
عمل کیا مجھکو کوئی خوف نہین ہو مین نے آپ کی شراکت بدل قبول کی اور سمندر کو دیکھ لیا اور
مجھکو اب مین سمندر کے باپ سے مقابلہ کرونگی اسکی کیا اصل ہو نہ مجھکو اس امر کا خوف ہو
کہ اہل دنیا مجھپر طعنہ زن ہونگے انکی طعنہ زنی سے مجھکو کیا بقول آپ کے جو نادان ہونگے وہ ایسا کرینگے

کہ الزام دینگے عقلمند تو خیال بھی نہ کرینگے اور کس کے سمجھ مین و اتنا ہین جو مجھکو الزام دینگے بقول
آپ کے نہ مین اسکی مالکت تھی نہ ملازم پس ملاقات و دوستی تھی جبتک اسنے دوستی اور ملاقات کا
پاس کیا اسوقت تک مین نے بھی کیا پس جب وہ اس سے پھر گیا تو مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین اسکا
پاس کرون پس میرا تو یہ قول اول سے ہے کہ جو اپنے سے بدشمنی پیش آئے اس حالت مین جبکہ مین اسکے
ہمراہ کوئی امر دشمنی کا نہ کرون تو پھر مجھکو بھی لازم ہے کہ مین بھی اسکے ساتھ دشمنی کرون ہان جسکے ساتھ
مین دشمنی کرون وہ میرے ساتھ دشمنی کرے تو کیا مضایقہ ہے جیسا کہ میرے آپ کے گذرا کہ مین
آپ سے بدشمنی پیش آئی آپ نے اسکا عوض کیا مجھکو کوئی گلہ نہین ہے ہان ضرور ہنمند سے گلہ ہے
اور اس امر کا خیال ہے کہ مین نے اسکے ساتھ کوئی بات ایسی نہین کی کہ جس سے یہ بدعداوت
ظاہر ہو پس اسنے میرے ساتھ یہ حرکت کی پس ثابت ہوا ایسی ملاقات اور دوستی پر کہ ایک تو ہمراہ
دشمنی کرے دوسرا دوستی کا دم بھرے چاہئے پس مین نے ابھی جو وہ تقریر آپ سے کی صرف اس
خیال سے کہ شاید آپ لوگون کو یہ شک ہو کہ یہ بڑی خراب عورت ہے اور بخوف جان اسنے یہ امر
قبول کیا ہماری شراکت اختیار کی یا یہ کوئی کہے کہ اسکی ہنمند سے مقابلہ منظور نہ تھا تو مین قسم کہا کر
کہتی ہون کہ یہ امر نہ تھا بلکہ صرف اس امر کا ظاہر کرنا تھا کہ مین ہنمند سے اسوقت تک خلاف نہین
ہون مگر کیا کرون اسکی حرکتون نے مجھکو مجبور کر دیا اگر مجھکو ہنمند سے مقابلہ منظور ہوتا تو پہلے
مین اس سے دشمنی نہ کرتی اور آپکی شراکت قبول کر لیتی پس یہ امر مجھکو سب پر ظاہر کرنا تھا کہ مین نے
ہنمند کے ساتھ ایسی کی اور اسنے اس نیکی کا میرے ساتھ سلوک یہ کیا اس سبب سے مین نے
انکار کیا کہ آپ مجھکو سمجھینگے اسلیئے مین سب یہ امر ظاہر ہو جائیگا اگر مین اپنی زبان سے بیان کرونگی تو
لوگون کو یہ خیال ہوگا کہ اسنے ہنمند پر الزام رکھا ضرور اسکی یہ خواہش تھی کہ مین ہنمند سے مقابلہ
کرون پس ایسے ایسے الزام لگا کر اسکی شراکت سے دست بردار ہوئے اور مقابلہ پر آمادہ
ہوئے اس سے یہ ہوا کہ ہر ایک پر اسکا ظلم و ستم اور میری نیک نیتی ظاہر ہو گئی اور سب نے سن لی
لیا یہ جملہ الوان نے کہا تو صاحبقران نے جواب دیا کہ آپنے بڑی عقلمندی اور دانائی کی در اصل اچھا کیا
تم بے خوف ہو جاؤ تمکو کوئی کچھ نہ کہیگا اگر کہیگا تو ہم اسکا جواب دیدینگے ان شکون اسکو دیکھیے اور
کے الوان سے ایسی تقریر کی ادھر کل اہل دربار نے جو اسوقت وہان موجود تھے سب نے الوان
کو سمجھایا اور صاحبقران نے بلکہ آفاق شاہ وغیرہ نے بھی سب سے زیادہ اچھائی کے الوان کو دیکھا
الوان نے بھی خیال کیا کہ یہ سب سچ کہتے ہین ہنمند نے میرے ساتھ بہت بری حرکت کی اور کوئی
دوستی اور پیار کا خیال نہ کیا پہلے ذلیل کیا پھر مجھکو طلب کر کے اسکے بعد یہ میری
جان کا خواہان ہوا اگرچہ … تو … قتل کرنا … باطن اور ظالم کی شراکت
یا اسکے ایسے لوگون سے … بالکل خلاف ہے پس یہ امر اپنے دل مین خیال کرکے کہا کہ مین نے
آپ لوگون کی شراکت بدل قبول کی اب مین ہنمند سے مقابلہ کرونگی اور مین مطیع اسلام ہوئی آپکی
ایک ادنی کنیز ہون یہ کلام صاحبقران و بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اور کہا کہ اب مین آپ کے
حکم سے کبھی سرتابی نہ کرونگی چاہے آپ لوگ مجھکو بلا جرم و خطا قتل بھی کرین مین یہی خیال کرونگی
کہ قصور میری کوئی نہ کوئی خطا تھی جب تو یہ امر میرے ساتھ کیا گیا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم بھی
تمہارے ہر امر کا خیال رکھینگے کیونکہ تم ہماری ہم مذہب ہو اس امر کا کبھی خیال بھی نہ کرنا کہ ہم لوگ

کبھی بے جرم و خطا کسی پر ظلم و ستم کریں ہمارا تو یہ طریقہ ہی کہ ہم اُسپر بھی ظلم و ستم نہیں کرتے ہیں جو کہ خطا کرتا ہی
بلکہ ہمارا یہ حکم ہی کہ کوئی کافر پر بھی ظلم و ستم نہ کرے نہ کہ اپنے پر اور دینی پر یہاں ظلم و ستم کا طریقہ ہی نہیں
آتا ہی نہ یہاں کوئی ظلم و ستم کرتا ہی بس اِس امر سے تو بے خوف رہ اب تمہاری جان تیرے جان کے ساتھ
ہی پہلے ہم قتل ہونگے پھر تیری نوبت آئیگی ہر ایک ہمارے دوستوں اور سرداروں اور عزیزوں
میں سے تیری حفاظت کریگا اور تجھکو اپنے حد بھر عزیز خیال کریگا اور تیرے اوپر اپنی جان نثار کرنیکو
موجود ہوگا اپنے امکان بھر الوان نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ میں سبکی لونڈی ہوں میں خود سب کے اوپر
اپنی جان فدا کرنے کو موجود ہوں ایک ادنیٰ کنیز ہوں یہ جو کچھ آپ نے فرمایا سب آپ کی قدردانی
اور غریب پروری ہی میری اتنی عمر ہوئی ہیں نے آجتک ایسے صاحب لیاقت و اہل قدر لوگ نہیں
دیکھے ایسے لوگ تقدیر سے میسر ہوتے ہیں جو کہ شریف اور سپاہی کی قدر کرتے ہیں یہ میرا مقدر
تھا کہ میں انکی خدمت میں حاضر ہوئی بس طریقہ یہ ہی کہ قدردان سے بس چلتا ہی ناقدرے سے کچھ
بس نہیں چلتا ہی آپ کی اس قدردانی اور مرتبہ شناسی سے ہر ایک آپ کے اوپر فدا ہونے کو
موجود ہی بس خداوند کریم آپ کو ہم سب کے سر پر سلامت رکھے میں نے تو ایسی مرتبہ شناسی اور
کسی میں نہ پائی جیسی آپ لوگوں میں پائی اور مجھکو آپ کے قدموں پر خدا موت نصیب کرے
اور میں اب طریقۂ اسلام میں مروں یہ کہکر اپنی کرسی پر سے اُٹھی بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی قریب
تخت پہونچی اور قصد کیا کہ اپنا سر قدم بادشاہ پر رکھوں بادشاہ نے ہاتھ سے اُسکا سر اُٹھا لیا اور
دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ یہ کیا کرتی ہی ایسی حرکت نہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ میری خطا
معاف فرمایئے کہ میں نے انکو بڑی زحمت دی تھی کہ آپ میرے سبب سے ایک شبانہ روز درد و
رنج میں مبتلا رہے سب سرداروں کا غم میری ذات سے آپ نے اُٹھایا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
تیری خطا نہ تھی بلکہ ہمارے مقدر میں یہ تکلیف بدی تھی اور بہت کچھ اُسکو سمجھایا اور فرمایا کہ جا
اپنے مقام پر بیٹھ میں تجھسے بہت خوش ہوں بس الوان بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی اور دعائیں
دیتی ہوئی صاحبقران کے نزدیک آئی اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ آپ میری خطا کو بحل فرمایئے کہ میں نے
آپ پر سحر کیا تھا اور میں نے یہ قصد کیا تھا کہ آپ کو قتل کروں آپ اُس سحر میں مبتلا رہے آپ کو بڑی
تکلیف ہوئی یہ کہکر قصد کیا کہ سر کو قدم صاحبقران پر رکھوں صاحبقران نے اُسکا سر اُٹھا کر سینے
سے لگایا اور بہت شفقت سے فرمایا کہ اے الوان یہ کوئی خطا نہ تھی ہمارے تیرے مقابلہ تھا بس
جنگ و جدل میں یہی امر ہوتا ہی کہ باہم مقابلہ ہوتا ہی بس جسکا مکر یہ چل گیا وہ اپنا کام کر گیا اگر میرا
مکر یہ چل جاتا اور تو مر جاتی تو کیا ہوتا یا میں مر جاتا تو کیا تھا لڑائی میں یہی ہوتا ہی جب باہم دشمنی
ہوئی تو اسکا خیال نہیں ہوتا یہ کوئی امر ایسا نہ تھا کہ میں کہوں کہ تو نے میری خطا کی اور جبتک تو
ہمارے اور تمہارے دشمنی تھی اُس حالت میں خطا کیسی اور قصور کیسا ہر ایک کو اپنی فتح و ظفر
کا خیال تھا جو تجھسے ہو سکا تو نے کیا اور جو ہمسے ہو سکا ہم نے کیا بس یہ کوئی امر نہیں ہی میں تجھسے
بہت خوش ہوں اور تمہاری شراکت سے میرا دل بہت شاد ہوا یہ فرماکر اُسکو سینے سے لگایا
اُسنے دست صاحبقران کو بوسہ دیا اُدھر بادشاہ نے فرمایا کہ الوان کے لیے خلعت حاضر کیا جائے
بس فوراً خلعت فاخرہ حاضر کیا گیا اُدھر سے الوان چلی صاحبقران کی تعریف کرتی ہوئی تو
خواجہ کے پاس آئی خواجہ نے بھی سینے سے لگایا بہت تعریف کی پھر تو ہر ایک سردار سے ملی

اور سب بہت خوش ہوئی صاحبقران نے بھی ایک خلعت براے ایوان اور ایک خلعت براے
خواجہ اور دس ہزار روپیہ نقد براے خواجہ طلب فرمایا اسی طور سے بادشاہ نے بھی اور ہر ایک
سردار نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق براے خواجہ روپیہ طلب کیا اس خوشی مین کہ خواجہ
کے سبب سے ایوان نے تم سب کی شراکت کی اور خواجہ نے ایوان کی جان بچائی پس جب ایوان
سب سے مل چکی اور پھر بادشاہ اور صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھی اسوقت بادشاہ
و صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ یہ خلعت تم پہنو اور دوسرا ایوان کو پہناؤ غرض بادشاہ و صاحبقران
نے ایوان کو خلع بخلعت فاخرہ کیا اُسنے سلام کر کے دونون خلعت پہن لیے اور بہت تعریف کی
اُدھر بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ یہ نقد روپیہ اور یہ خلعت تمھاری نذر ہی اس
صلے مین کہ تمنے ایوان کو ہماری شراکت پر راضی کیا اور اُسکی جان بچائی خواجہ نے خوش ہوکر
اور سلام کر کے وہ سب نذر قبول کیا یہ کلام سُنکے صاحبقران کے ہر ایک سردار نے بھی نذر خواجہ
سے کیا خواجہ نے سب سے روپیہ لیکر نذر قبول کیا پس ایوان نے جو یہ طریقہ دیکھا اُسکے پاس ایک
مالا تھا کہ وہ اُسکے زیر پیرہن تھا خواجہ کو نہ معلوم تھا ورنہ خواجہ ضرور اُتار لیتے اس مالے مین
بہت عمدہ اور نادر موتی تھے وہ ہر وقت ایوان کے پاس رہتا تھا پس ایوان نے وہ مالا
گلے سے اُتار کر اور خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اس لونڈی کی بھی نذر قبول ہو گو یہ کوئی حقیقت
نہین رکھتا ہی پس اسوقت اسکو قبول فرمائیے آپ کی فرزند ہون جب اپنے ملک مین جاؤنگی
جو میرے سے ہو سکیگا آپ کو صرف اس صلے مین دونگی کہ آپ نے میری جان قبضۂ ظالم
سے بچا دی ہی یہ تو صرف آپ کے پان کھانے کے لیے دیتی ہون بھلا مین کیا آپ کو دونگی
مین خود آپ کی دست نگر ہون مگر ہان جو کچھ مجھکو میسر ہوگا بطور نذر پیش کرونگی بموجب مصرعہ
گر قبول اُفتد زہے عز و شرف یہ خواجہ نے وہ مالا ہاتھ بڑھا کر لے لیا اور بہت ایوان کی تعریف
کی جب خواجہ کو ایوان مالا دے چکی اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ آج ایوان کی دعوت ہمنے کی ہی
ایوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس کنیز کی بھی یہ لیاقت ہی کہ حضور اسکے یہان دعوت کھا سکے
یا حضور دعوت فرمائین ایک ادنی ملازم کو حکم فرمائیے کہ وہ میری دعوت کرے یہ صرف آپ کی
کنیز پروری ہی ورنہ مین آپ کی کنیزون کی کبھی ہمسری نہین کر سکتی ہون مین عذر تو نہین کر سکتی
ہون مگر ایک امر ہے کہ اگر اجازت ہو تو یہ کنیز آج اپنے مکان پر جاے اور اپنی پھوپی ماران
تاجدار و دیگر سردارون و اہل لشکر و اہل شہر کو مسلمان کرے اور وہان سے لشکر لیکر آئے
حاضر خدمت ہو اُسوقت حضور دعوت فرمائین تو میرے ہمراہیون کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
مالک کو ایسے قدردان آقا ملے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا ہم کہہ چکے ہین آج تمکو ضرور دعوت
کھانا ہوگی ہان جب تم اپنا لشکر لیکر آؤگی پھر تمھاری دعوت مع تمھارے لشکر کے کیجائیگی ایوان
نے سر جھکا لیا اور بہت تعریف اپنے دل مین کی پس صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
ایوان کی دعوت کل ہی اسی طور سے ہر ایک نے اعلی قدر مراتب ایوان سے دعوت کا وعدہ
لیا راوی نے بیان کیا ہی کہ پہلے ایوان نے بادشاہ کے یہان دعوت کھائی اُسکے بعد صاحبقران
کے یہان پھر ہر ایک سردار نے دعوت کی اسی طور سے سب سردارون کے یہان دعوت
کھائی جو جو کہ معزز تھے پس جب دعوت سے فراغت ہوئی طریقہ یہ تھا کہ شب کو ایوان مع لشکر

یہاں دعوت کھاتی تھی صبح کو حاضر دربار ہوتی تھی دوسرا سردار وعدہ لیتا تھا پہلے عزیزان
صاحبقران نے بعد بادشاہ و صاحبقران کے دعوت کی پھر سرداروں نے جب دعوت سے فراغت
ہوئے اور سب دعوت کر چکے اب جو الیوان نہ طاقی دربار میں آئی اور اپنے مقام پر بادشاہ
و صاحبقران کو سلام کر کے بیٹھی اسکے لیئے مقام صف ساحران میں برابر مریخ آفتاب علم کے
مقرر ہوا اسکی کرسی مریخ کے برابر بچھائی گئی پھر ایک کی خوشی سے اور یہ تو بارہا ذکر ہو چکا ہے
کہ جب کوئی شہریار اہل اسلام ہوتا ہے تو اسکا مشاہرہ اور اسکے لیے خدمتگار و خواص و دیگر
اشیاے ضروریات و پیش خدمتین و خیمہ وغیرہ و چوبدار سرکار شاہی سے مقرر ہوتے ہیں
اسی طور سے الیوان کے لیے بھی سب سامان مقرر ہوا یہ حال دیکھکر الیوان اور خوش ہوئی
ہر وقت بادشاہ و صاحبقران و دیگر اہل اسلام کی تعریف کرتی تھی اور سب اس سے بخوشی
ملتے تھے اور اسکی بہت خاطر کرتے تھے اسدن جو الیوان حاضر دربار ہوئی اسنے بادشاہ و
صاحبقران سے عرض کی کہ کنیز اسوقت کچھ عرض کیا چاہتی ہے اگر اجازت ہو تو عرض کرے
بادشاہ نے فرمایا کہ بشوق سے عرض کرو الیوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ لونڈی اس امر کی
امیدوار ہے کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ وہ اپنے ملک کو جاے اور وہاں جا کر سب کو مسلمان
کرے اور اپنا لشکر لیکر حاضر خدمت ہو کیونکہ اب سمندر سے بہت بڑا مقابلہ ہوگا میں لونڈی
بھی اپنے جوہر حضور کو دکھاے گو یہ امر ضرور ہے کہ حضور میری کمک کے خواستگار نہیں ہیں
سمندر کو حضور ہی کا لشکر کافی ہے مگر لونڈی کے دل میں ہوس ہے کہ میں اپنا لشکر لاؤں اور سمندر
کو اپنے سحر کا تماشا دکھاؤں جیسے اسنے مجھکو ذلیل کیا ہے میں بھی اس سے اس ذلت کا بدلہ لوں
اسی امر میں یہ بھی ہوگا کہ سب کو مسلمان بھی کروں دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ مجھکو عرصہ ہوا ہے
کہ میں وہاں سے آئی ہوں بیس روز کا وعدہ کر آئی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بھانجی گھبرا کر
چلی آئے اسکو تو یہ معلوم نہیں ہے وہ سیدھی سمندر پر کو جائیگی سمندر تو دشمن ہو رہا ہے اسکے ساتھ
نہ کوئی بدی کرے تو بڑی خرابی ہوگی وہ سمندر سے کم نہیں ہے مگر خیال یہ ہے کہ سمندر کا طریقہ یہ ہے
کہ جہاں جسکو اپنے سے زبردست پایا اسکے ساتھ فریب کرتا ہے پس اسکو دھوکا دے اور
گرفتار کر لے تو میری بڑی بدنامی ہو اور میں کسی طرح کی نہ ہوں اگر خدانخواستہ اسپر کوئی
آفت آئے تو پھر میرا زندہ رہنا دشوار ہے کیونکہ میں اس سے بہت الفت رکھتی ہوں تیسرے
اس امر کا خیال ہے کہ شاید سمندر نے کسی کو میری طرف لشکر لیکر روانہ کیا ہو کہ جا کر شہر الیوانیہ
کو تاراج کرو اور الیوان کے عزیزوں کو قتل کر دو وہ پہونچا ہو اور اس سے مقابلہ ہوتا ہو
تو ایسی حالت میں میرا ہونا وہاں پر ضرور ہے بایں امر سمندر نے کہا ہو کہ ایک نامہ میری شکایت کا
اس میں میری برائی اور اپنی اچھائی اور میرا دین اسلام اختیار کرنا اور آپ کی شراکت کرنا
تحریر کی ہو صرف اس خیال سے کہ تاکہ یہ لوگ اس سے منحرف ہو جائیں اور اس سے دشمنی
کریں پس اس سے میں چاہتی ہوں کہ اپنے ملک کو جاؤں اور اسکا بند و بست کروں تاکہ
یہ فتنہ نہ اٹھے میں خود سب کو پہلے سے سمندر کے حالات سے آگاہ کر دوں یہ جو الیوان نے کہا
بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک تمہارا جانا مناسب ہے ہم نے اجازت دی کہ تم جاؤ مگر
بہت جلد آنا اسنے جواب دیا کہ یہ کنیز بہت جلد حاضر ہوگی میرا خود دل وہاں نہ لگے گا اُن سب کا مونس

بھی

فرصت کرکے بہت جلد حاضر خدمت ہوتی ہوں پس جب الوان کو اجازت ملی تو الوان اپنے
مقام پر سے صاحبقران و بادشاہ سے رخصت ہوئی سلام رخصتی بجا لائی اسکے بعد سب اہل دربار
سے ملکے خواجہ سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ آئے تخت سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوئی اور تخت
کو سحر سے اُڑا کر طرف اپنے شہر کے چلی پہلے اس مقام پر آئی کہ جہاں اُسنے سوماق اپنی بھائی کا
صندوق رکھا تھا وہ صندوق کہ جسکو اُسنے سحر سے تیار کیا تھا وہ کل حال بتا دیتا تھا یہ اُس سے اس خیال سے
لائی تھی کہ میں اُسکے ذریعے سے حال دریافت کرتی رہونگی سوماق کا دوسرے اسکو یہ بھی خیال
تھا کہ اگر صندوق اسکے پاس رہیگا اور مجھکو آنے میں عرصہ ہوا اتفاق یہ اُس سے میری حالت دریافت
کریگی اور جب اسکو معلوم ہوگا کہ خالہ پر یہ گذری خواہ اچھی ہو خواہ بُری یہ ضرور میرے پاس
آئیگی اور مجھکو یقین ہے کہ سمندر میرے ساتھ بدی پیش آئے پس یہ آکے سمندر سے مقابلہ کریگی
پس اپنی طرف سے بھل نہ ہوچاہیے جو کچھ سمندر سلوک کرے اُسکو اُٹھانا چاہیے ان خیالات سے
یہ صندوق لے آئی تھی اور سمندر کے دربار میں اس سبب سے نہیں لے گئی تھی کہ شاید میں قتل
ہوجاؤں تو ایسی نادر چیز سمندر کو ملجائے جو کہ ایک محنت سے تیار ہوئی ہے پس اسے اُس
پہاڑ پر درخت کی تنہ میں رکھدیا تھا جیسا کہ بیان ہوچکا ہے پس اسنے اُس پہاڑ پر آکر پہلے اُس
صندوق کو نکالا اور اپنے قبضے میں کیا پس پھر وہاں سے تخت پر سوار ہوکر طرف اپنے ملک کے
چلی کہ اسکا حال اب آئندہ تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ جب اسکا حال تحریر ہوگا ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے اب دیگر حالات تحریر ہوتے ہیں وہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب الوان رخصت ہوکر صاحبقران وغیرہ سے طرف اپنے شہر کے
گئی بعد جانے الوان کے بادشاہ نے و صاحبقران و دیگر سرداروں نے الوان کی بہت
تعریف کی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے بیان کیا ہے
کہ اُسوقت آکر ہر ایک سردار نے کہ جو صاحب ملک و مال تھے مثل آفاق شاہ و لعل کیجہ وغیرہ
کے ایک ایک نامہ اپنی طرف سے اپنے ملک کے نائب کو اس طور سے تحریر کیا کہ تم یہ فوراً
پہونچتے اس نامہ کے اپنے مقام پر کسی شخص معتبر کو حاکم شہر کرکے اور لشکر لیکر ہمارے
پاس بہت جلد پہونچو پس یہ نامے تحریر کرکے اور طائر سحر بناکر اُسکو نامہ دیکر آفاق شاہ نے
طرف اپنے ملک کے اور سب نے طرف اپنے ملک کے روانہ کیے کہ اسکا حال آئندہ تحریر
ہوگا اور اسی طور سے قیصر صاف باطن نے ایک نامہ اپنے نائب کو جو کہ حاکم طلسم مراۃ العدم
کا تھا اس مضمون کا لکھا کہ تم بہت جلد اپنے مقام پر کسیکو حاکم کرکے اور لشکر ساحران وغیرہ
ساحران لیکر بہت جلد شہر سمندر پر آؤ کہ یہاں سمندر بادشاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہورہا
ہے قیصر نے بھی اس نامہ کو روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہوگا اُدھر برج آفتاب علم نے ایک
نامہ اپنے نائب مہتن جادوگر اور ایک نامہ اپنے بھائی مہتاب مشتری خصلت کو روانہ کیا
اسکا یہ مضمون تھا کہ ای مہتن جادو عالم سحر و ساحری کے جاننے والے خداوند سمندر کے ماننے والے تم
بہت جلد اپنے مقام پر کسی کو حاکم کرکے مع لشکر ساحران وغیرہ ساحران سمندر پر آؤ کہ یہاں
اہل اسلام سے اور سمندر سے مقابلہ ہورہا ہے دیر نہ کرنا اور جو نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا تھا
اسکا یہ مضمون تھا کہ ای برادر جان برابر تمکو معلوم ہو کہ صاحبقران سے اور سمندر بادشاہ سے

جو کہ حاکم سمندریہ ہے مقابلہ ہو رہا ہے پس تمکو اہل اسلام کی کمک لازم ہے لہذا بہت جلد مع لشکر کے آؤ
کیونکہ یہ وقت کمک ہے پھر دونون نامہ لکھکر اور طائر سحر بنا کر ایک طائر کو طرف طلسم فروریہ کے نامہ
دیکر پاس اپنے نائب کے روانہ کیا دوسرے طائر کو نامہ دیکر طرف شہر مشتریہ کے کہ جہان کا حاکم
عتاب مشتری خصلت اسکا بھائی تھا روانہ کیا پس یہ سب نامے جاتے ہین یہان صاحبقران
اس انتظار مین ہین کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے صاحبقران کو ان نامون
کی خبر نہین ہے بادشاہ ہر روز موافق دستور کے دربار فرماتے ہین اہل اسلام کو اس انتظار مین
رکھا جاتا ہے کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے اور ان طائرون کو جو کہ نامہ لیکر
ایک گئے ہین راہ مین رکھا جاتا ہے پس سب حالات آیندہ تحریر ہونگے اب کچھ حال سمندرہ
گرداب شاہ وغیرہ کا تحریر ہوتا ہے کہ وہ لوگ کس فکر و تردد مین پڑے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ایوان
کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی اور اسکو خلعت ملا اور بادشاہ نے
اسکی دعوت کی دربار برخاست ہوا وہ ہرکارے جو کہ گرداب شاہ وغیرہ کے حکم سے یہان موجود
تھے بعد دریافت کرنے کل حالات کے اور حسن نے عیاری سے اور گرفتاری ایوان کے بعد برخاست
دربار اپنے لشکر مین آئے یہان گرداب شاہ وغیرہ انکے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارے
جو کچھ حال بیان کرین ہم اسپر عمل کرین پس یہ ہرکارے دربار مین آئے بعد دعا دینے کے اور
مجرا عرض کرنے لگے کہ ہم غلام بموجب حکم شاہی لشکر اسلام مین گئے تھے اور اسوقت سے وہان
موجود تھے پہنچے تو وہان کوئی سامان جنگ نہین دیکھا بلکہ آج جلسہ برخاست ہوا اسوقت سب اشخاص
دربار مین مصروف تھے ہم بھی کہ بادشاہ نے دربار خاص کیا سب سردار حاضر ہوئے ہم بھی
دربار مین گئے وہان موجود تھے کہ خواجہ آئے کہا اے خداوند بڑا غضب ہوا کہ خواجہ ایوان کو
عیاری کرکے رہا کر لائے گرداب نے کہا کہ یہ کیا کہتے ہو بیان کیا مفصل طور سے کہو تاکہ سمجھ مین
آئے تب انھون نے ابتدا سے کل حال عیاری خواجہ کا اور ایوان کو زنبیل سے نکالنا اور اسکا
مطیع اسلام ہونا سمندریہ سے مقابلہ کرنے کو کہنا اور اسکو خلعت کا ملنا اور سب کا اسکی دعوت کرنا بیان
کیا جو واقعہ گذرا تھا کل کہا کچھ نہ چھوڑا یہ حال سنتے گرداب شاہ وغیرہ حیران ہوے اور باہم کہا کہ
خواجہ نے بڑی غضب کی عیاری کی اور خوب ایوان کو رہا کر لاے یہ عیاری تو اس عیاری سے
زیادہ ہوئی جبکہ آفاق پری کی تھی اور بڑی جرأت کی بادشاہ کے آگاہ کرنے پر جاکر عیاری کی
جب کہ وہان ایسا بند وبست تھا اور بادشاہ نے بہت بند وبست کیا تھا کہ یہانتک بند وبست
کیا تھا کہ ہم سب کو بھی خبر دی تھی کہ تم لوگ بھی مستعد رہنا اگر خدا پرست ہماری طرف بلغار کرکے
آئین تو انکو نہ آنے دینا مگر کیا خوب عیاری کی کہ کچھ نہ ہو سکا نہ کچھ بند وبست کام مین آیا خواجہ اپنا
کام کرکے چلے آئے پس معلوم ہوا کہ انسے کوئی سر سبز نہ ہوگا اب بڑا غضب ہو گیا کہ ایوان شریک
اہل اسلام ہوئی بادشاہ نے برا کیا کہ ایوان پر ایسا ظلم و ستم کیا جبکہ وہ گوشہ نشین ہوئی تھی اسکو
ستانا کیا ضرور تھا پڑا رہنے دیا ہوتا کیونکہ وہ انسے مقابلہ کرتی نہ بادشاہ سے ایک مقام پر پڑی
رہتی یہان جب اہل اسلام سے فیصلہ ہوجاتا آخر جو انکا اختیار تھا نہ معلوم پھر اسے کیسی دشمنی
دل مین تھی [illegible] شاہ نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اسکا ایوان سے
ہمکو کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایوان ہمسے زیادہ نہین ہے اگر شریک ہوئی ہے تو ہم اس سے بھی

مقابلہ کرینگے یہ الزام بادشاہ کو دیتا کہ انھون نے برا کیا یہ بات خلاف ہو وہ شہنشاہ ہین جو انکی
راے مین آیا وہ انھون نے کیا ہماری راے سے انکی راے عمدہ ہی ہم تو ایک یا دو ملک کے
حاکم ہین انکے قبضے مین بہت سے ملک ہین جیسا انکا مرتبہ ہو ویسی انکی راے ہی ہم کبھی اسکا الزام
انکو نہ دینگے یہ کلمہ نمک حرامی پر دلالت کرتے ہین کہ جسکی اطاعت کرین اسکو برا کہین بالکل خلاف
ہو پس جو انھون نے کیا خوب کیا انکی تقدیر مین اسی طور سے رہا ہونا تھا اسکا کوئی گلہ نہین ہماری
راے کیا اور ہم کیا جو ہم بادشاہ کو الزام دین اب ایسی بات زبان پر نہ لانا ہان ہم خواجہ کی ضرور
تعریف کرینگے کہ خواجہ نے خوب مصر کے کی عیاری کی اور بہت جرأت کی ہان اسکا عیاری نام ہو
یہ کہکر حکم دیا اپنے سردارون کو کہ فوج کو حکم دو کہ کمرین کھولین اور راحت سے بیٹھین پس سب
نے حکم دیا سردارون نے لشکر کو اس حکم سے آگاہ کیا سب نے کمرین کھولین اور اپنے اپنے
بستر پر بیٹھے کچھ مصروف اپنے اپنے کام مین ہوے کوئی کھانا پکانے لگا کوئی پوچھ
کرنے لگا کوئی نہانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا اہل لشکر تو اس کاروبار مین مصروف ہوے
ادھر گرداب نے ان ہرکارون سے کہا کہ تم پھر لشکر اسلام مین جاؤ اور وہان کے حالات
دریافت کرکے ہمکو خبر دیتے رہو کہ کیا فکر ہوتی ہی تاکہ ہم غافل نہ رہین اور ایوان کی حالت سے
ہمکو آگاہ کرتے رہو کہ وہ بادشاہ اور صاحبقران کو کیا راے دیتا ہی کیونکہ اسکو سمندر شاہ سے
بہت بڑی عداوت ہو گئی ہی پس انھون نے عرض کی کہ بہت خوب گرداب شاہ وغیرہ نے ان
ہرکارون کو نوا انعام دیکر رخصت کیا وہ پھر لشکر اسلام مین آئے یہان گرداب شاہ نے
منشی کو طلب کرکے اسوقت ایک عرضی اس مضمون کی سمندر کی خدمت مین تحریر کی کہ ہم بموجب حکم
عالی مسلح و مکمل آئے مگر یہان لشکر اسلام سے کوئی بھی طرف سمندر کے لشکر لیکر نہ چلا کہ ہم ان
مقابلہ کرتے وہ لوگ تو عیش مین مصروف تھے چنانچہ ابھی ہمکو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ
خواجہ عیاری کرکے ایوان کو رہا کر لاے اور وہ شریک اہل اسلام ہوا پس اب جو حکم ہو وہ
ہم غلام کرین یہ کامو اکر اور جو بوقت عیاری کے اور جو تقریر کہ خواجہ سے اور ایوان سے ہوئی
تھی وہ اور ایوان کا شریک اہل اسلام ہونا اور سب کا انکی دعوت کرنا جو کچھ ہرکارون سے
سنا تھا اور قبل مین تحریر ہو چکا ہی سب عرضی مین تحریر کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اب وہ دعوت مین
ہین ہر ایک انکی دعوت کر رہا ہی جب انکو فراغت ہوگی تو وہ اپنے لشکر کو جائینگے اور اپنے
شہر کو جا کر اسلام آباد کرینگے اور وہان سے لشکر لیکر آئینگے اور آپ سے مقابلہ کرینگے زیادہ کیا عرض
کیا جاے اطلاعاً تحریر کیا ہی جو حکم صادر ہو اسپر عمل کرین جب عرضی تیار ہو چکی ہر ایک نے اپنی
اپنی مہر اسپر کی اور لفافے مین بند کرکے ایک طائر سحر کے ذریعے سے خدمت سمندر شاہ مین
روانہ کی بعد روانہ کرنے عرضی کے دربار برخاست کیا سب نے جا کر اپنی اپنی پوشاک بدلی
راحت پذیر ہوے یہ سنکے سب خواب غفلت مین مبتلا ہوے کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا کہ انکی
عرضی کا کیا جواب آتا ہی اب راوی سمندر کا حال تحریر کرتا ہی کہ سمندر بعد جانے صدر شہر کے
دربار برخاست کرکے محل مین گیا تھا اور ہر ایک سمندر کی خدمت کرتا ہوا جو کہ صاحب لیاقت
اور عزت تھا اپنے مکان پر آیا تھا اور جو کہ ظلم پسند تھا وہ سمندر کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ سمندر نے خوب بندوبست کیا تھا اگر کیا کرے وضو کا کہا گیا سب اپنے اپنے مکان پر آکر خواب

غفلت میں مصروف ہوئے اسوقت یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ خواجہ عیاری کرکے ایوان کو رہا کر لیگئے
اور یہ عیاری کی بادشاہ کو بھی قتل کیا تھا مگر انکو رعدشور خیز نے بطاق سے آکر بچا لیا ورنہ وہ بھی
قتل ہو جاتے سب اہل شہر کو یہ حال سنکے خوشی ہوئی کہ ایوان رہا ہو گئی مگر یہ حال سنکے صدمہ ہوا
کہ بادشاہ کو خواجہ نے قتل کیا ہوتا جب یہ حال سنا کہ انکو رعدشور خیز نے بچا لیا تو خوشی ہوئی اہل شہر
میں تو ہر مقام پر یہی ذکر ہے کہ خواجہ نے بہت بڑی عیاری کی بہت بڑا کمال ظاہر کیا چونکہ رات کا وقت
تھا ہر ایک اپنے مکان میں بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا تھا یہانتک صبح ہوئی سمندر خواب مرگ سے
بیدار ہوا امور ضروری سے فراغت کرکے دربار میں آیا دربار کا دل لگا ہوا سب اہل دربار اور
ارکین سلطنت و امیران ابہت حاضر دربار ہوئے دربار بخوبی آراستہ ہوا جب سب حاضر دربار
ہو چکے اسوقت سمند رشاہ نے طرف اپنے اشنا و عشاق حجرہ نشین کے دیکھکر کہا کہ اشنا د خواجہ نے
بہت بڑی عیاری کی باوجودیکہ میں اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اور جانتا تھا کہ خواجہ ضرور آئینگے
کیونکہ میں نے خود انکو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ اگر عیاری کرو پھر نہ خیال رہا اور وعدہ کا لحاظ یا افسوس
اس امر کا ہے کہ نہ مجھسے دریافت کیا نہ اوراق جمشیدی نہ بیاض سامری میں اس حال کو دیکھا بالکل
خواب غفلت میں پڑ گیا تھا پردہ غفلت آنکھوں پر پڑ گئے عقل بالکل زائل ہو گئی کچھ خیال نہ آیا عشاق نے
کہا کہ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ کبھی اس امر کا خیال بھی نہ ہوتا کیونکہ خواجہ نے در اصل وہ عیاری بڑی
عمدہ اور نادر کی تھی وہ ایسا موقع نہ تھا کہ یہ خیال ہوتا کہ خواجہ نے عیاری کی ہے کیونکہ اس بات کا
خیال کرنا ایسے وقت میں بالکل خلاف عقل تھا کہ جبکہ اس قسم کا بند و بست ہوا اور پہرہ چوکی ہو
یہ خیال کیا جائے کہ کوئی عیار ہو گا تو کرے نہیں آیا میرے نزدیک بالکل خلاف تھا یہ گمان کیونکر
ہو سکتا تھا کہ کوئی اپنی جان کا خیال نہ کریگا اور اگر عیاری کریگا اس امر سے بے خوف ہوگا کہ
عیاری ظاہر نہ ہوگی جبکہ اسکو یہ معلوم ہوگا کہ ہمکو خود دلت کیا ہے کہ اگر عیاری کرو وہ ضرور خیال
کریگا کہ کوئی تو ضرور ایسا بند و بست کیا ہے کہ جب تو ہمکو آگاہ کیا ہے پس اگر میں نے جاکر عیاری کی
اور ظاہر ہو گئی تو خرابی ہوئی نکلنا دشوار ہوگا جان بچنے کی جان بچنا دشوار ہو گی پس جب
یہ خیال تھا کہ کوئی مہمان اگر عیاری نہ کریگا یہ بند و بست دیکھکر چلا جائیگا ایسے ایسے خیالات کرکے
پھر کیونکر گمان ہوتا کہ یہ کوئی عیار ہے ہاں اگر ایسے خیالات نہ ہوتے اور ایسا بند و بست نہ ہوتا
تو ضرور اس امر کا گمان ہوتا پس میرے نزدیک خواجہ نے بڑی جرات کی اور ہم نے غفلت
سے وعدہ کا نہیں کہا بلکہ اپنے نزدیک عقلمندی کی اور بہت بند و بست کیا مگر کیا ہوتا ہے جو اسکے
مقدر میں رہا ہونا تھا وہ رہا ہو گئی اسکا شکریہ ادا کرو کہ اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچ گئی
اگر رعدشور خیز نہ آجاتا نہ جان بچتی دوسرے یہ امر بھی ضرور تھا کہ ایوان بے قصور بھی تھی
صرف تمنے اپنی سیاست جتانے کے لیے یہ ظلم و ستم کیا تھا اگر انصاف سے دریافت کرو اور
دیکھو تو وہ بالکل بے قصور اور بے خطا تھی اسکا کوئی قصور نہ تھا اول تو وہ نہ تمہاری ملازم
تھی نہ ماتحت صرف اس سے ملاقات تھی اگر اسنے ملاقات کا پاس کرکے تمہاری شراکت کی اور
اہل اسلام کا مقابلہ کیا تو تمپر بڑا احسان کیا جب اسکو خواجہ کے ہاتھ سے ذلت پہونچی اور اسکی
جان پر بنی تو اسنے صرف ملاقات کے خیال سے اسکی شراکت نہ کی اور اپنی جان بچانے کے خیال
سے تمہاری شراکت سے انکار کیا اور گوشہ نشین ہوئے اسپر تمنے یہ ستم کیا پہلے اسے قید کیا

پھر اُسکے قتل کا قصد کیا وہ لاکھ لاکھ طرح سے عجز و انکسار کرتی رہی مگر تم نے اُسکا عجز و انکسار ایک نہ سنا خداوند کو
پسند آیا تمکو و عالم مشقت میں مبتلا کیا اور اُسکو رہا کرا دیا تمہارے پنجہ سے اور اُس ظلم و ستم کی
تمکو سزا بھی دی کہ تمکو خواجہ کے ہاتھ سے ذلیل کرایا بس اب تمکو لازم ہی کہ تم اس امر کا خیال نہ کرو
کہ الیوان میری شراکت کرے اب وہ ضرور اہل اسلام کی شراکت کریگی اور تمسے مقابلہ کریگی اور
اُسکو کوئی الزام نہیں دیسکتا ہی وہ حق دوستی و ملاقات ادا کر چکی اُسنے اتنا ہی کیا تو بہت کیا
ورنہ کوئی ایسا نہیں کرتا ہی اپنا عزیز نوکر تا نہیں ہی نہ کہ دوست پس وہ بالکل بے قصور ہی اب میرے
نزدیک اُس سے امید نیکی رکھنا محض حماقت ہی اُس سے خبردار رہنا ضرور ہی تمہیں جو بیٹھکر بیگی
اے سکندر یہ تمہکو کیا ہو گیا ہی کہ تو ان سبکو اپنا دشمن بنائے لیتا ہی کہ جو جو کہ تیرے دوست ہیں اُنہیں کو
تو اپنا دشمن خیال کرتا ہی اور جو خیرخواہ ہیں اُنکی راے پر عمل نہیں کرتا ہی اور جو کہ دشمن اور بدخواہ ہیں
اُنکو دوست جانتا ہی اُنکی راے پر عمل کرتا ہی یہ کیا امر ہی اے سکندر یاد رکھ یہ سامان تباہی اور
بربادی حکومت کے ہیں آیندہ تمہکو اختیار ہی پس میں تمکو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ جو صاحب عزت
اور غیرت ہیں وہ جس وقت تیری حرکتیں سنینگے فوراً تیری صحبت سے کنارہ کشی کرینگے اور تیرے
دربار میں آنا قبول نہ کرینگے فاقے کر کے مرجانا گوارا کرینگے مگر اس ذلت کو نہ گوارا کرینگے میں
تیری نیکی اور خیرخواہی اور اچھائی کے لیے کہتا ہوں پس تمکو لازم ہی کہ جو کام کر اُس میں
سب سے مشورہ کر اور اُس مشورے سے جو راے قرار پائے اُسپر عمل کر آیندہ تمکو اختیار
ہی ہمارا اتنا ہی کام ہی کہ نیک و بد دکھا دینا جو عشناق نے کہا سکندر نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب
نہ دیا مگر شملاق نے کہا کہ اُستاد آپنے اسوقت بادشاہ کو بہت بڑا الزام دیا اور الیوان کی طرف
داری کی امر اُستاد الیوان کی کیا اصل ہی جو وہ بادشاہ سے مقابلہ کریگی یہاں اُسنے بادشاہ کا کیا بنا
لیا جو وہاں جا کر بنا لیگی جبکی کھڑی رہی ہم سب نے اسیر کر لیا اُسکی کبھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم لوگوں
کے سامنے ٹھہر سکے یا ہم سے ہمسری کا دعویٰ کرے اور وہ کون بادشاہ کے دشمن ہیں جنکی
راے پر بادشاہ عمل فرماتے ہیں ہر امر میں آپ سبکی راے لیتے ہیں جب اُسپر عمل کرتے ہیں کیا
الیوان کے بارے میں آپ کی راے نہ تھی کہ وہ طلب کیا جائے یا اُسپر بجنگ کیا جائے سب اہل
دربار کی راے تھی یہ آپکا اُسوقت کا کہنا بیکار ہی یہ جو شملاق نے کہا عشناق نے جواب دیا کہ اے
شملاق میں تمہاری اس کل تقریر کا کیا جواب دوں مگر اتنا تو ضرور کہونگا کہ اس دربار میں تو
کوئی ایسا نہیں ہی کہ جو الیوان سے مقابلہ کر سکے کل ہی کا ذکر ہی کہ جو ساحرہ جب جاسوسہ بنکر الیوان
کی زبان میں سوزن دہنہ کو چلا تھا اُسکی طرف الیوان نے تیر دیکھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا تھا جبکہ
اُسکا یہ اس قسم کا ہی تو پھر کون اُس سے مقابلہ کر سکتا ہی پس اگر وہ خود اپنے کو اسیر کرا دیتی تو
یہاں کسی میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اُسکو گرفتار کرتا یا وہ اگر بگڑ جاتی تو صاف سب کو قتل کر کے نکل جاتی
یہ کہنا تمہارا بیکار ہی کہ الیوان ہم سے کیا مقابلہ کریگی دوسرے یہ جو تم نے کہا کہ وہ کون دشمن ہیں جنکی
راے پر بادشاہ کام کرتے ہیں میں اُنکا نام لیکر اپنے سے بھی سکندر کو خلاف کیوں کروں اور اپنا دشمن
سکندر کو کیوں کروں کہ وہ اُنکے بہکانے سے میرے ساتھ بھی بدی سے پیش آئے کیا مجھکو ضرور پڑی ہی
اور یہ جو تم نے کہا کہ کیا آپکی راے الیوان کے بارے میں نہ تھی ہرگز ہرگز میری راے نہ تھی یہ یہاں اُسکو لاکر
نہ اس طور سے پیش آنے کی نہ جیسے سکندر نے اس امر میں راے لی جب سب کی راے ہو چکی اور

ایک راے سب کی ہوئی تو سمندر رخ نے ہم چند لوگون سے دریافت کیا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہے
ہم سب نے دیکھا کہ اگر ہم اسکے خلاف راے دیتے ہین تو اتنے لوگون سے دشمنی ہوتی ہے ہم نے
بھی کہا کہ یہ راے اچھی ہے اگر ہمسے راے لیجاتی تو ہم کبھی ایسی راے نہ دیتے جو کہ بالکل خلاف بھی
اور جسمین سے فساد پیدا ہوتے ہین یہ جو عشاق نے کہا تو سمندر رخ نے سر اٹھا کر کہا کہ استاد مین آپکو
جھوٹا تو نہین کہہ سکتا ہون مگر آپ کی بھی یہی راے تھی اسکو طلب کیا جاے ہان شاید یہ راے
نہ ہو کر وہ قتل کیجاے کوئی مین نے اپنی اکیلی راے سے یہ کام نہین کیا جب سب کی راے ہوئی
تو مین نے یہ کام کیا خیر وہ تو جو کچھ ہونے والا تھا ہو گیا اب اس تقریر سے اور باہم کی بحث سے
اور میرے سر الزام رکھنے سے کیا حاصل خیر جو کچھ کیا مین نے خواہ نادانی خواہ عقلمندی سے کیا
اب وہ واپس تو ہوگا نہین پس اسکی بحث سے کیا حاصل اب وہ کام بتائیے کہ جو کہ اسوقت کے
موافق ہو اور کچھ بہتری اسمین پائی جاے عشاق نے کہا کہ ان لوگون سے راے لیجیے جو کہ آپکے
مشیر سیاہ ہین سمندر رخ نے جواب دیا کہ اب مین کسی کی راے پر کام نہ کرونگا صرف آپکی راے پر عمل
کرونگا پس جو میرے حق مین بہتر ہو وہ راے دیجیے عشاق نے کہا کہ اب مین اس کام مین راے
نہ دونگا کیونکہ یہ کام بگڑ چکا ہے سب پھول پان میرے سر ہونگے لاکھ لاکھ سمندر رخ نے کہا مگر عشاق
نے قبول نہ کیا تب سمندر رخ نے کہا کہ استاد اب آپ مجھکو الزام نہ دین جو میری راے مین آئیگا مین وہ
کرونگا عشاق نے کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ تم میری راے پر عمل کرو سمندر رخ نے جواب دیا کہ مین نے
تو پہلے ہی آپ سے عرض کیا کہ اب مین آپکی راے پر عمل کرونگا آپ قبول نہین فرماتے ہین اسپر
عشاق نے جواب دیا کہ ایک شرط سے مین قبول کرونگا کہ جو مین راے دون تم اسکے خلاف
عمل نہ کرو اس مین اپنی راے نہ دو جو مین کہون اسکے خلاف نہ کرو سمندر رخ نے کہا کہ مین آپ سے
اقرار کرتا ہون کہ جو آپ راے دینگے مین اسپر عمل کرونگا اسکے خلاف نہ کرونگا یہی تقریر ہو رہی
تھی کہ شملاق و اصراق نے خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ کل کاروبار اپنے استاد کے سپرد
کیے دیتا ہے اور یہ استاد اگر دیکھینگے کہ اہل اسلام غریب ہین اور ہم مقابلہ نہین کر سکتے تو ضرور
مصالحت کرینگے ہمارا جو خیال ہے وہ نہ ہوگا یہ اپنے دل مین سوچکر باہم اشارہ کیا کہ بڑا غضب
ہو گیا کہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلی جاتی ہے بڑی خرابی ہوتی ہے بڑی مشکلون سے تو ہم بادشاہ کو
اس طریقے پر لاے تھے اور دو طرفیے ہو آتے تھے ایک مدت کی محنت بیکار ہوتی ہے اصراق نے
کہا کہ پھر کیا کیا جاے شملاق نے کہا کہ ٹھہر جاؤ آج تخلیے مین بادشاہ سے کہا جائیگا اور
اس امر سے انکے دل کو پھیرا جائیگا اور انکو سب نشیب و فراز دکھاے جائینگے اصراق نے
کہا کہ اچھا یہ صلاح باہم اشارون مین ہوئی ادھر سمندر رخ نے اور عشاق نے اقرار ہوا عشاق نے
سمندر رخ سے کہا کہ اگر تم میری راے کے خلاف کرو گے تو پھر مین کسی امر مین تمھارے کسی طرح کا
دخل نہ دونگا سمندر رخ نے جواب دیا کہ بہت اچھا راوی نے بیان کیا کہ سمندر رخ یہی تقریر کر رہا تھا کہ
ایک طائر آکر سمندر رخ کے قریب تخت پر بیٹھا سمندر رخ نے اور دیگر اہل دربار نے جو دیکھا اسکے گلے
مین ایک کاغذ ملفوف کیا ہوا پڑا ہے پس سمندر رخ نے وہ کاغذ اسکے گلے سے کھولا اس لفافے کو جو
چاک کیا تو اسمین سے عرضی گرداب شاہ وغیرہ کی نکلی پس سمندر رخ نے وزیر کو دی کہ عرضی کو پڑھو
وزیر نے اسی عرضی کو بہ آواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے اسمین القاب و آداب تحریر تھا اسکے بعد وہی مضمون تھا

جو کہ تحریر ہوچکا ہی اور رسالہ میں کیفیت خواجہ کی عیاری کی تھی اور ایوان کی حالت تحریر تھی اور یہ تحریر تھا کہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہی یہ عرضی پڑھکر سمندر کو بہت غصہ آیا مگر غصے کو ضبط کیا اور عشاق سے کہا کہ اس امر مین اب انکی کیا راے ہی ایوان کی حالت آپ نے سن لی کہ وہ شریک اہل اسلام ہولی اور اب اپنے شہر کو اسلام آباد کرنے جاینگی اور لشکر لینے کو اب بابت ایوان کے آپ کی کیا راے ہوا اور بابت اہل اسلام کے مقابلے کے کیا راے ہی عشاق نے جواب دیا کہ بابت ایوان کے تو میری یہ راے ہی کہ اسکو تو اسکی حالت پر چھوڑیے وہ اب آپ کی شریک نہ ہوگی اور نہ وہ آپ کی اطاعت کریگی اور اہل اسلام سے مقابلے کے لیے گرداب شاہ وغیرہ کو تحریر فرمایے کہ تم ابھی خاموش رہو یا تو ہم خود لشکر لیکر آتے ہین یا کسی سردار زبردست کو روانہ کرتے ہین کہ وہ آکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا پس میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ کسی کو افسر کرکے یہ جو لشکر آپ کی کمک کو آئین انکو ہمراہ دے مقابلہ اہل اسلام روانہ فرمایے کہ یہ لوگ جاکر مقابلہ کرین اور آپ یہان چین سے حکومت کیجیے سمندر نے یہ راے سنکے عشاق سے کہا کہ بہت خوب پس دبیر سے کہا کہ اسی عرضی کی پشت پر تحریر کردو کہ تمھاری عرضی ہمارے پاس پہونچی ہم سب حال سے بخوبی آگاہ ہوے تمکو قلمی کیا جاتا ہی کہ تم لوگ ابھی خاموش رہو ہم تمھاری کمک کے لیے کسی نہ کسی سردار کو مع لشکر روانہ کرتے ہین کہ وہ آکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا جب وہ سردار مع لشکر تمھارے پاس پہونچ جاے اسوقت تم اور وہ شریک ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ کرنا یا ہم خود لشکر لیکر آینگے تاوقتیکہ کوئی دوسرا حکم تمھارے نام نہ پہونچے اسوقت تک تم طبل جنگ نہ بجوانا یا کوئی افسر مع لشکر نہ پہونچے پس تمکو لازم ہی کہ تم مقابل لشکر اسلام فروکش رہو دبیر نے یہی مضمون عرضی کی پشت پر تحریر کردیا سمندر نے وہ عرضی لیکر اس طایر کے گلے مین باندھ دی وہ طایر جواب عرضی لیکر اڑگیا جب وہ طایر جاچکا اسوقت سمندر نے عشاق سے کہا کہ اب کسکو لشکر لیکر روانہ کرون اول تو یہ بتایے کہ یہ جو بادشاہ اور ملک میری کمک کو آئی ہین یہ کیون اس امر کو قبول کرنے لگے کہ میرے سردارون مین سے کوئی انپر افسر کیا جاے اور یہ اسکے ماتحت ہون دوسرے کون ایسا افسر ہی جو اہل اسلام کے مقابلے کو جاے سواے چند آدمیون کے عشاق نے کہا کہ جبکہ یہ لوگ جو کہ آپ کی کمک کو آئے ہین اور آپکے باج گزار ہین اور آپکے تابع حکم ہین پس جو حکم اب آپ انکو دینگے وہ قبول کرینگے اگر یہ لوگ اس امر کو قبول نہ کرین تو آپ یہ کیجیے کہ انھین مین سے کسی کو افسر سب لشکر کا کیجیے کہ وہ لشکر لیکر جاے یہ افسری نہ ہو کہ وہ سب پر حاکم ہو بدون اسکے کوئی کام نہ ہو صرف میدان جنگ مین اسکا تخت قلب مین قایم ہوا ہو رزمگاہ جدال مین اسکی راے مقدم ہو اور اسکی راے پر جنگ و پیکار ہوا ور سب امرون کا ہر ایک کو اختیار ہی اور جنگ مین کوئی اسکی راے سے انحراف نہ کرے جو اسکی راے ہو اسیپر سب عمل کرین سمندر نے جواب دیا کہ یہ امر ممکن نہین ہی کہ کوئی انھین سے حاکم کیا جاے کیونکہ انھین ہر ایک اپنے اپنے ملک کا بادشاہ ہی اور برابر برابری کا رکھتا ہی پس کیونکہ ایک کی سب اطاعت کرنے لگے بصورت نساد کی ہی باہم فساد ہوگا ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریگا غدر پڑ جائیگا وقت مقابلہ اگر باہم تکرار ہوگی تو اہل اسلام کو فتح ہو جائیگا سبب اسکا یہ ہی کہ ایک افسر ہوگا اور سب ہم رتبہ ہین اگر اسکی راے خلاف ہوئی اور دوسرون کی راے موافق ہوئی جو کہ ہماری بہتری کی ہو یا اسکی راے ہمارے موافق ہوئی اور دوسرون کی راے خلاف ہوئی اور باہم تکرار ہوئی کہ نہین

سمجھنا چاہیے اُسنے کہا کہ یہ ہونا چاہیے تو باہم تکرار ہونے لگی منظر ہونے جنگ خراب ہو گیا پس یہ امر تو
بالکل خلاف ہے کہ ان بادشاہون نفس کو منتشر کرکے اور انھین سے ایک کو سبکا افسر کرو ان پس خیال
کر لیجیے کہ اسی مقام پر فساد ہوگا کہ ہر ایک یہ چاہیگا کہ ہم افسر ہون پس اگر یہ کیا جاے کہ انھین
سب کو حکم دیا جاے کہ تم سب ملکر ایک شخص کو تجویز کرو کہ وہ تم سب پر امور جنگ مین بروز میدان داری
اہل اسلام افسر ہو اُسکے حکم کے تم سب پابند ہو تو یہ مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ انمین بہت سے ایسے ہین
کہ باہم پرخاش رکھتے ہین پس جو جسکا دوست ہوگا اُسکی افسری کو قبول کریگا اُسیوقت دو فرقہ
ہو جاینگے اور باہم تکرار ہونے لگی تو وہ کام کیون کیا جاے کہ جس سے صورت فساد پیدا
ہو پس بہتر یہ امر کہ اپنے سرداران مین سے کسی کو انکا افسر کرین پس پہلے آپ اُس شخص کو تجویز
فرما لیجیے اُسکے بعد اُسنے کہا جاے اگر یہ لوگ اُسکی افسری کو قبول کرین تو خیر ورنہ کسی اور کو تجویز
فرمایئے گا یا جو اُسوقت انکی راے ہو عشناق نے برہم ہوکر جواب دیا کہ تمنے خود ہی میری راے مین
اختلاف کیا اور جو امر ہونے والا تھا اُسکو ظاہر کیا ہر ایک کو ایک نئے طریقے سے آگاہ کر دیا اب
کیون کوئی کسی کی افسری قبول کرنے لگا چاہیے یہ امر ہوتے چاہیے نہ ہوتے مگر تمنے سب کو بتا دیے
کہ یہ کرنا اور یہ کرنا خیر ہین اس امر کو بھی سنئیے ان سب کو اس امر پر راضی کر دونگا کہ تم جسکو اپنے
سرداران مین سے ان سب پر افسر کروگے یہ قبول کرین گے شمندر نے جواب دیا کہ مین کب منع
کرتا ہون میری تو عین یہی خوشی ہے مگر ان چار شخصون کے سوا اب جسکو چاہیے ان سب کا افسر قرار
دیجیے اور اُسکے زیر حکم تمام فوج کرکے براے مقابلہ اہل اسلام روانہ فرمایئے عشناق نے کہا کہ
وہ چار شخص کون ہین شمندر نے کہا کہ دو تو ان میرے وزیر دست چپ یعنی شملاق و امراق کہ جنکے جانے
تو مین بہت پریشان ہونگا تیسرے یہ اور آفاق شاہ یعنی اشفاق جادو اول تو وہ یہان ہے
نہین اگر ہوتا بھی تو اُسکا جانا مناسب نہ تھا کیونکہ اُسکا بڑا بھائی شریک اہل اسلام ہے وہ ضرور
اعانت کرتا چوتھے گلاب جادو کہ یہ میرے تمام لشکر کا افسر ہے اسکے جانے سے میرے لشکر مین ابتری
پڑ جائیگی اب آپکو اختیار ہے اُنکے علاوہ جسکو چاہیے افسر قرار دیجیے عشناق نے جواب دیا کہ مین
خود ہی شملاق و امراق کو نہ روانہ کرتا ہان ان مین سے کسیکو یا تو مین گلاب کو افسر کرتا یا اشفاق کو
تمنے اشفاق کی بابت اچھا راے خوب دی یہ میری عقل مین بھی آئی اب رہا گلاب اسکو بھی تمہارے کہنے
سے نہ روانہ کرونگا اب جو مین خیال کرتا ہون تو سواے اسکے اور الطاف جادو وزیر چہارم
کے کسی کو نہین پاتا ہون یا مین جاؤن یا اُسکو روانہ کرون شمندر نے کہا کہ مین آپکو نہ جانے دونگا
اگر آپ تشریف لے گئے تو پھر مین کیون نہ چلون کیونکہ آپکا جانا بمنزلہ میرے جانے کے ہے
بلکہ میرے جانے مین کوئی نقصان نہین ہے جیسا کہ آپکے جانے مین میری حقارت اور آپکی ذلت ہے
لیکن میرے نزدیک الطاف کو روانہ فرمایئے عشناق نے کہا کہ یہ میری راے ہے اسکو طلب
فرمایئے یہ سنکر شمندر نے ایک چوبدار سے کہا کہ الطاف جادو کو بلا لاؤ اُس سے جاکر کہو کہ بادشاہ
نے تمکو اسوقت طلب کیا ہے بہت جلد حاضر خدمت ہو وہ چوبدار یہ حکم پاکر دربار سے باہر آیا اور
طرف مکان الطاف جادو کے چلا یہان شملاق نے شمندر سے کہا کہ مین آپکو ایک امر سے آگاہ
کرتا ہون وہ امر یہ ہے کہ جسدن سے آپنے آفاق پر وہ بدعت کی اور آفاق کے قتل کا حکم دیا ہے
الطاف نے دربار مین آنا ترک کر دیا وہ جو آٹھوین دن آکر کاغذات دکھا کر دستخط کرا لے جاتا تھا

وہ بھی انھون نے ترک کیا صرف کاغذات روانہ کر دیتے ہین اور خود نہین آتے ہین تمکو تو انکا بھی
رنگ اچھا نہین معلوم ہوتا ہی اور ہمارا اسوقت کا کہنا یاد رکھیےگا کہ وہ اس افسری سے انکار
کرینگے اول تو حاضر خدمت ہی نہ ہونگے اور اگر ہوے بھی تو انکار کرینگے کیونکہ چند آدمیون کو آپکی
مسند کی حرکت خلاف گذری تھی اُنکے نزدیک وہ بدعت تھی اسی سبب سے سب نے حاضری دربار
موقوف کی سمندر نے کہا کہ یہ امر تمنے بہت ٹھیک کہا مجھکو اس امر کا خیال نہ تھا ہان اُسدن سے مین نے
الطاف کو دربار مین نہین دیکھا جب کاغذ ملکی آتے اُسکے ساتھ ایک عرضی بھی تھی کہ مین علیل ہون
بسبب علالت کے حاضری سے مجبور ہون میری عدم حاضری معاف فرمائی جاے کاغذات حاضر خدمت
ہین بملاحظہ ہون مین نے کچھ خیال نہ کیا اسوقت تمہارے کہنے سے یاد آیا ضرور وہ بھی منحرف ہوگیا ہی
اور اُسنے بھی اطاعت سے انحراف کیا ہی اور عدول حکمی پر کمر کسی ہی خیر دیکھا جائیگا اسوقت معلوم
ہوجائیگا اگر آیا تو خیر ورنہ اُسکی عدم حاضری سے ثابت ہوجائیگا کہ اُسنے اطاعت سے انحراف کیا
اور کوچہ سرکشی مین قدم رکھا یہ تقریر جو عشتاق نے سُنی عشتاق نے جواب دیا کہ یہ صرف تمہارا خیال
خام ہی وہ ضرور علیل ہوگا اگر علیل نہ ہوتا تو ضرور آتا اور اگر علیل نہ ہوگا تو ضرور آئیگا سمندر نے
جواب دیا کہ اُستاد اب میرے ملازمون کے بارے مین کوئی دخل نہ دیجیےگا اگر وہ میرے حکم کے
خلاف کرینگے پس جو میرے نزدیک اُنکے حق مین مناسب ہوگا وہ مین کرونگا آپکو مین نے صرف
امور ملکی اور امور جنگ کی بابت حکم دیا ہی کہ مین آپکی راے پر عمل کرونگا امور خانہ داری مین
کوئی آپ کو دخل نہین ہی عشتاق نے کہا کہ مین امور خانہ داری مین کب دخل دیتا ہون اور امور
جنگ و ملکی مین میرا کیا اختیار رہا ہی جو راے مین نے دی تمنے اُسکو رد کیا مین باز آیا ایسی راے دینے
سے کہ تم خود اُسے رد کر دو چاہے وہ اس قابل ہو چاہے نہ ہو تم اُسمین ایک نہ ایک نقص نکال دیتے ہو
چاہے وہ مانی جاتی ہو چاہے نہ سمندر نے کہا اب نہ بولونگا جو آپکا جی چاہے وہ کیجیے جو امر میرے
خیال مین آیا مین نے آپ پر ظاہر کر دیا کہ شاید آپ نہ واقف ہون اگر آپ کے خلاف ہوا تو اب کچھ
نہ کہونگا یہ کہکر سمندر خاموش ہو رہا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی اُدھر وہ چوبدار مکان پر الطاف جادو
کے پہونچا پہرے پر جا کر خبر کی کہ وزیر اعظم سے اطلاع کر دو کہ چوبدار سرکاری آیا ہی کچھ اُنسے کہنا ہی پہرے
کے سپاہی نے محلدار سے کہا کہ حضور سے جا کر خبر کرو کہ چوبدار آیا ہی در دولت پر موجود ہی کہتا ہی
کہ مجھکو کچھ عرض کرنا ہی جو کہ میرے ذریعے سے پیام بادشاہ نے دیا ہی محلدار نے جا کر الطاف سے
کہا الطاف نے محلدار سے کہا کہ جا کر اُس چوبدار سے کہو کہ مین تو بہت علیل ہون باہر آ نہین
سکتا ہون پس جو کچھ تمکو کہنا ہو کہلا بھیجو مین اُسکے اوپر عمل کرونگا ایسا علیل ہون کہ بدون اعانت
دوسرے کے بستر پر سے ہل نہین سکتا ہون عرصہ ہوا ہی کہ حاضر دربار بھی نہین ہوا ہون ہر مرتبہ
اپنی علالت کی اطلاع بذریعہ عرضی کیے دیتا ہون کبھی کسی نے خبر بھی نہ لی کہ تم کیسے ہو مگر مین آگاہ
کرتا گیا نہ معلوم کون ایسی ضرورت ہوئی جو بادشاہ نے تمکو بھیجا ہی یہی تقریر محلدار نے آکر اُس سپاہی
سے کہی سپاہی نے چوبدار سے کہی چوبدار نے کہا کہ کہلا بھیجو کہ انکو بادشاہ نے طلب کیا ہی بہت
ضرورت ہی فرمایا ہی کہ جس حالت مین ہو چلے آؤ مجھکو تمسے ایک ضرورت شدید ہی اور تمنے تمکو
بہت دنون سے دیکھا بھی نہین ہی اور تمہاری علالت کی بھی ہمکو خبر ہی پس چلو چوبدار نے اپنی
طرف سے محلدار کی زبانی الطاف سے کہا چونکہ الطاف جادو نہ کچھ علیل تھا نہ بیمار صرف اُسی خوف سے

کہ جب بادشاہ نے آفاق کے ساتھ ایسی حرکت کی اُسکو سر دربار ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوا جو کہ
برسوں کا ملازم تھا اور بہت خیر خواہ تھا تو میری کیا اصل ہی ذرا سی عزت ہی اگر وہ جاتی رہی اور ذلت
ہوئی تو کیا فائدہ اس سے دربار میں نہ جاؤں یہاں سے کاغذ روانہ کر دیا کروں اور ایک عرضی کہ میں
علیل ہوں جبتک یہ بلا ٹلے ٹالو یہی الطاف نے کیا تھا کہ نو ماہ تک نہ آیا اسی طور سے بذریعہ عرضی
کے کام نکالا سمندر نے بھی کچھ خیال نہ کیا کیونکہ وہ خود آفت میں مبتلا تھا اور مبتلا ہی اُسکو اپنے تن
بدن کی تو خبر نہ تھی اور اُسکو کیا خبر ہوتی وہ اُدھر اس فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کروں کہ اہل اسلام پر ظفر پا
ہوں وہ کیا جانے کہ کون برا ہی اور کون اچھا ہی یا کسنے فقرہ کیا یا در اصل بھی امر ہی آج جو آفاق
نے یاد دلایا تو یاد آیا اُسنے طلب کیا وہ بھی اپنی ضرورت سے ورنہ نہ طلب کرتا مگر الطاف کو ہر وقت
خوف تھا کہ جب بادشاہ سے کسی نے کہدیا کہ الطاف کو طلب کرو تو ضرور خیال آئیگا جو دن گذرتا ہی
وہ گذرتا ہی ایک نہ ایک دن ضرور طلبی ہوگی اسکو جو خوف تھا وہی ہوا کہ طلبی ہوئی کیوں نہ ہوتی
ملازم تھا پس جب چوبدار نے جاکر وہ پیام بیان کیا اُسکے حواس جاتے رہے اُسنے خیال کیا کہ کسی
نہ کسی نے بادشاہ کو میرے حال سے آگاہ کر دیا کہ انھوں نے طلب کیا اب کیا کروں مجھکو دربار میں
جانا منظور نہیں ہی چاہے ملازمت رہے چاہے نہ رہے میں باز آیا ایسی ملازمت سے پس یہ خیال
کرکے اُسنے کاغذ اور قلم اُٹھا کر ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اے حضور میں نے بارہا خدمت
عالی میں بذریعہ عرضی کے تحریر کیا ہی کہ میں بہت علیل ہوں چنانچہ اسی سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا
ہوں میری حاضری معاف فرمائی جاوے وہ میری عرضیاں دفتر سرکاری میں موجود ہونگی آنکو
نکلوا کر ملاحظہ فرمائیے میں عذر کرتا ہوں کہ مجھمیں اسقدر طاقت نہیں کہ میں اپنے پاؤں سے بیرا
بول و براز جاؤں جہاں بستر علالت پر پڑا ہوں اُسی مقام پر بول و براز بھی کرتا ہوں دو آدمی مجھکو
اُٹھاتے اور بٹھاتے ہیں پس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں صاحب فراش ہوں ایسی حالت میں کیونکر
حاضر خدمت ہوں میں کچھ دنکا مہمان ہوں مجھکو اس علالت سے امید نہیں ہی کہ جانبر ہوں میرے
جو قصور ہوئے ہوں آنکو معاف فرمائیے معافی کا خواستگار ہوں مجھکو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ میں
ایسا علیل ہونگا اور حضور میری خبر نہ لیں گے یہ میرا مقدر ہے کہ حضور نے میری خبر نہ لی اسکا مجھکو کچھ گلا
نہیں ہی لیکن میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں اگر یقین نہ ہو تو کسی کو روانہ فرما کر دریافت فرمالیجیے
یہ لکھکر اور اپنی مہر کرکے اس چوبدار کو دی اور کہا کہ چوبدار کو دے آؤ اس چوبدار نے وہ عرضی
لاکر چوبدار کو دی اور کہا کہ یہ عرضی خدمت بادشاہ میں لیجا کر پیش کر دینا اس میں سب حالت تحریر ہی
پس وہ چوبدار وہ عرضی لیکر اُدھر گیا ادھر الطاف جادو نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنا سامان کریں
میں آج شب کو یہاں سے نکل جاؤنگا کیونکہ بادشاہ ضرور اس امر کا درپے ہوگا کہ میں اُسکے پاس حاضر
ہوں اور میں جاؤنگا نہیں کیونکہ وہ قدردان نہیں ہی وہ ہر ایک کی عزت کا خواہان ہی آفاق کی تو
عزت لے چکا اُسکے بعد اُسنے الوان کی عزت لی جو کہ نہ اُسکی ملازم تھی نہ ماتحت تھی صرف ملاقات
تھی ایسے کم ظرف اور ناقدر کی ملازمت کرنا اپنی آبرو دینا ہی پس کیا ضرورت ہی کہ میں جاکر اپنی
آبرو دوں مجھکو یقین ہی کہ اُسنے مجھکو جو طلب کیا ہی تو وہ مجھکو ضرور برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ کریگا
اور میں اُنکے مقابلے کو جاؤنگا نہیں کیونکہ وہاں آفاق شاہ ہی اور میرے اُسکے ملاقات ہی دوسرے
وہ لوگ بڑے زبردست ہیں اُنسے مقابلہ کرکے اپنی آبرو دینا ہی یا جان پس ایسے لوگوں سے کون

مقابلہ کرے جو کہ بحر شجاعت کے نہنگ ہون ایسون سے کون مقابلے کو جاے کہ جو صحراے
بہادری کے شیر بیر ہون ان لوگون سے جہانتک ہوسکے عقب گذاری کیجاے وہ لوگ بہت
بہادر ہین اور سپاہی کی بہت قدر کرتے ہین پس مین کیون ایسے بہادرون سے مقابلہ کرون
کہ جنکی بہادری اور شجاعت کے جھنڈے گڑے ہون اور سپاہی کے دلون پر جنکے بیٹھے ہون
میان سمندر نے کیا کیا کئی مقابلے ہوے جب مقابلے مین لشکر گیا شکست کھا کر بھاگا اسی سبب سے
خود بادشاہ سمندر شاہ نہین جاتا ہے ہر ایک کو روانہ کرتا ہے عشناق نہ طاقی گئے وہ بھی مارے گئے
بی الیوان گئین وہ بھی ذلیل ہوکر آئین انھون نے بادشاہ کے لیے اپنی جان دی بادشاہ نے
اسکا صلہ اسکو یہ دیا کہ اسکو ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوے میرے پانؤن کے نیچے سے زمین
نکلگئی مین اب کبھی نہ جاؤنگا چاہے کچھ ہو مین نے ملازمت ترک کی آج شب کو اپنا سب مال اور
اسباب لیکر نکلجاؤنگا الطاف کے بھائی مہربان جادو اور سیمبر خوش اندام جادو نے کہا کہ پھر
کہان جائیے گا اور کس اقلیم مین رہیے گا الطاف نے کہا کہ مین صاف صاف کہدون مین یہان سے
لشکر اسلام مین جاکر انکا شریک ہونگا میری بہت قدر ہوگی مین نے کتابون مین دیکھا تو مذہب
اسلام مذہب حق ہے اور سب مذہب باطل ہین جو اس مذہب مین مارا جائیگا وہ مرتبہ شہادت
پائیگا اور بڑا مرتبہ ہوگا اور ولی اللہ کہلائیگا اور جو اس مذہب کفر مین قتل ہوگا وہ کافر کہلائیگا
اور داخل دوزخ کیا جائیگا یہ سب امر مجھکو کتابون سے ثابت ہوے ہین دوسرے یہ کہ اگر مذہب
اسلام حق نہ ہوتا تو کبھی وہ لوگ ایسے زبردست نہ ہوتے نہ آفاق انکی اطاعت کرتا نہ الیوان
تمنے الیوان کا قصہ سنا تو ہوگا کہ اسکے ساتھ سمندر کیونکر پیش آیا اور وہ لوگ کیونکر پیش آے
اور بہت قدر و منزلت کی وہ لوگ بہت شریف ہین اور صاحب لیاقت ہین پس ایسے لوگونکی
اطاعت کرنا ہم لوگون کا فخر ہے اور ایسے لوگون کی اطاعت کرنا جو کہ نا قدرے اور کم ظرف ہین
بالکل خلاف عقل ہے پس مین تو ضرور جاؤنگا جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ میرا ساتھ دے
ورنہ وہ اسی مقام پر رہے یہ جو الطاف نے کہا سب نے کہا کہ ہم انکی ہمراہ ہین کیا عزیز اور کیا
ملازم سب الطاف کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوے اسوقت سے سب اپنا انتظام کرنے لگے
مال و اسباب کے بار باندھے جانے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ ناظرین تک یہ بیان ظاہر ہو
کہ الطاف کا دل سمندر کی طرف سے اسی دن پھر گیا تھا کہ جب اسنے آفاق کے ساتھ وہ
حرکت کی تھی وہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی پہلو ایسا نکلے کہ مین یہان سے نکل جاؤن مگر نہ ملتا تھا
جب سے اسنے الیوان کی حالت سنی اسوقت سے تو اسنے حتما قصد نکلجانیکا کیا اسی سبب سے صبح
یہ عرضی تحریر کی اسکو یقین تھا کہ سمندر جادو اس عذر کو نہ قبول کریگا ضرور وہ کد کریگا مین نہ جاؤنگا
پس یہی بنا فساد کی ہوگی مین یہان سے شب کو نکلجاؤنگا وہ ہاتھ ملکر رہجائیگا یہان تو الطاف نے
یہ خیال کرکے اور سب کو مستقل کرکے اپنے نکلجانیکا انتظام کیا ادھر چوبدار نے داخل دربار
ہوکر الطاف جادو کی عرضی بادشاہ کے روبرو پیش کی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کاغذ کیسا ہے
اسنے عرض کیا کہ الطاف نے عرضی بھیجی ہے ملاحظہ فرمائیے پس سمندر نے وہ عرضی لیکر وزیر کو دی
وزیر نے پڑھی پس جب سمندر نے مضمون عرضی سنا آگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ خفرہ ہے تو نادان ہوئی
کہ ابھی تک اچھا نہین ہوا اسنے حکم عدولی یہ کرکسی ہے میری طرف سے اسکو یہ لکھدو کہ جس حالت مین ہو

ضرور حاضر ہو ورنہ عتاب سلطانی تمپر نازل ہوگا ہم اس عذر کو تمہارے نہ سنینگے یہ عذر تمہارا
بالکل مہمل ہی قابل قبول نہین ہی پس فوراً حاضر ہو آیندہ تمکو اختیار ہی مین کبھی نہ بلاؤنگا پس یہ مضمون
وزیر نے تحریر کردیا عشاق نے کہا کہ ای سمندر مین پھر کہتا ہون کہ تم الطاف سے خبر نہ ہو وہ
ضرور علیل ہی اگر علیل نہین بھی ہی اور اُسنے کسی سبب سے یہ عذر کیا ہی تو کیا نقصان ہی اُسکو اُسکی
حالت پر چھوڑ دو وہ ضرور حاضر ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی کیون دوست کو دشمن بناتے ہو اُسنے
ملازمت کی ہی وہ کوئی تمہارا غلام نہین ہی کہ جس حالت مین ہو وہ فوراً حاضر ہو یہ بھی کوئی طریقہ ہی کہ
دوست کو دشمن کرتے ہو اور یہ کونسا طریقہ ہی یہ جو عشاق نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ مین
اس امر کو آپ کے کہنے پر عمل نہ کرونگا جو میری راے مین آئیگا اُسپر عمل کرونگا یہ امور ملکی
نہین ہین یہ امور خانگی ہین مین ملازمون کو کیونکر اُنکی حالت پر چھوڑ دون کہ وہ سرکشی کرین اور
مین خاموش رہون نوکری نہ ہوئی خالاجی کا گھر ہوا جب چاہا آئے جب چاہا نہ آئے مین نے گھر مین
بیٹھکر بسر کرنے کے لیے نہین نوکر رکھا ہی اپنی ضرورت کے لیے نوکر رکھا ہی جب میری ضرورت
کے وقت وہ کام نہ آئے تو پھر کس کام کی ایسی ملازمت خیال کرنے کی جگہ ہی کہ نو ماہ سے بالکل
دربار مین بھی نہ آئے یہ بھی خبر نہ لی کہ کیا گذری اور کیا نہ گذری ہم کسی کے ملازم ہین جاکر اُسکو
سلام تو کر آئین بالکل خیال نہین اگر مین اس امر مین طرح دیتا ہون تو اورون کو بھی جرأت
ہوگی وہ اُسنے زیادہ سرکشی کرینگے اُسوقت مجھکو زحمت ہوگی عشاق نے جواب دیا کہ تمکو اختیار
ہی جو امر میری راے مین آیا مین نے تمکو صلاح دی تم جانو اور تمہارا کام یہ کہکر عشاق خاموش
ہو رہا سمندر نے وہ حکم نامہ چوبدار کو دیا اور کہا کہ اُسکا جواب الطاف سے لے آؤ وہ لیکر
پھر الطاف کے مکان پر آیا یہان سمندر دربار مین اس انتظار مین بیٹھا ہی کہ میرے حکمنامہ
کا جواب آئے تو مین دربار برخاست کرون اگر الطاف آجاے تو اُسکو بموجب راے
عشاق کے افسر بناکر کے طرف اہل اسلام کے روانہ کرون خواہ وہ علیل ہو خواہ اچھا ہو
اب مین اُسکو روانہ کرونگا یہ کیا معنی کہ جب ہمکو ضرورت ہوئی تو ایک عذر بارد کر دیا یہ سوتے
گھر مین بیٹھے ہوے تنخواہ کہا رہے ہین اب جو ہمپر وقت پڑا ہی تو نکلے جاتے ہین ایسے ملازم
کس کام کے یہ تو یہ خیال کر رہا ہی اور بہت غصے مین ہی وہان چوبدار مکان پر الطاف کے جا دو
کے پہونچا اور یہ خط دیا تھا اُسکے وہ کاغذ اندر بھیجا الطاف نے وہ کاغذ سب کو جمع کرکے
پڑھا اور کہا کہ جتنا جو سمندر نے لکھا ہی اُسکے حال سے تم لوگ آگاہ ہوے اگر دراصل مین
علیل ہوتا تو وہ اسکو بھی فقرہ خیال کرتا اور ضرور ہے اور یہ شدت کرتا اور ستم کرتا کیونکہ
اُسنے ایسے مکر ظلم و ستم پر کسی ہی سب نے کہا کہ پھر ایسے کی نوکری کو ترک فرمائیے اور جو آپکا قصد
ہی وہ کیجیے اسوقت تو اس بلا کو کسی صورت سے ٹالیے اور شب کو نکل چلیے جب آپ یہان
نہ ہونگے تو وہ پھر کس پر ظلم و ستم کریگا الطاف نے جواب دیا کہ ہان یہی تدبیر کرتا ہون
اگرچہ لیکن یہ کہکر اور کاغذ اُٹھا کر یہ تحریر کیا کہ آپ کا حکم نامہ پہونچا مین اُسکی عبارت سے آگاہ ہوا
خیر آج تو نہین کل مین جس حالت مین ہونگا ضرور حاضر ہونگا جہان آپ نے میری اُتنے
دنون کی عدم حاضری معاف فرمائی وہان آج کی بھی معاف فرمائیے مین آج اسکا انتظام
کر لونگا کل سے رہین آکر پڑا رہونگا آپ کی خدمت مین ہر وقت حاضر رہونگا تاکہ آپ کو

میرا فقرہ معلوم ہو جاے اور یہ ثابت ہو جاے کہ مین نے آپ سے فقرہ کیا اور آپ کی خدمت
مین جھوٹ بولا ہین امیدوار ہون کہ آج کی حاضری میری معاف فرمائیے اور عدم حاضری کا
قصور عفو ہو یہ امر آپ کی غلام نوازی و ذرہ پروری و قدردانی سے بعید نہ ہوگا کہ جہان
اسقدر مہربانی فرمائی ہے ایکدن کی مجھکو مہلت اور عنایت فرمائیے زیادہ حد ادب سے شکر
قبول افتد زہے عز و شرف ہے یہ لکھکر محافظدار کو دیا کہ اس چوبدار کو لیجاکر دیدے محافظدار نے
لاکر چوبدار کو دیا چوبدار وہ کاغذ لیکر طرف دربار کے چلا یہان الطاف جادو نے کہا
کہ بھائیو جلدی کرو سب نے جواب دیا کہ ہم سب اپنا اپنا بند و بست کر چکے ہین صرف رات کا
انتظار ہے پس الطاف تو رات کے انتظار مین اپنے مکان مین سب سامان سے درست
بیٹھا ہے اس قصد سے کہ رات ہو تو مین یہان سے مع اپنے کل ہوا خواہون اور کل مال و
اسباب کے نکلجاؤن یہ تو اس قصد مین ہے ادھر چوبدار نے جاکر جواب حکمنامہ کا سمندر کے
حضور مین پیش کیا سمندر نے دبیر سے پڑھوایا دبیر نے پڑھا چونکہ سمندر کی طبیعت ظلم و
ستم کی طرف مائل ہوئی ہے اور اسکی تباہی کا زمانہ قریب ہے بدین سبب آتش برہم ہو کر کہا
کہ کوئی حاضر ہے ابھی جاے اور جس حالت مین الطاف جادو ہو لے آئے اگر کچھ عذر لاے
تو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کر لاے یہ جو حکم دیا سب اہل دربار کانپ گئے لیکن
عشاق نے سمندر سے کہا کہ اے سمندر اسقدر غصہ کو کام مین نہ لاؤ ذرا انجام کا خیال کرو
اگر تم ادنی ادنی سے امر پر اپنے ملازمون و ماتحتون کے ساتھ اس طور سے پیش آؤ گے
تو مجھکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سب تمھاری رفاقت سے منھ پھیر لین اور ملازمت کو ترک
کر کے چلے جائین تو پھر کیا ہو اپنے دشمن زبردست سے تو مقابلہ اور تم ملازمون سے
اور خیر خواہون کے ساتھ ایسی بے رحمی اور بدعت کرتے ہو آجکل تمکو انکی دلجوئی
کرنا لازم ہے نہ کہ ان پر بدعت اگر ساتھ دیتے بھی ہون تو نہ دین تمکو تو یہ امر لازم تھا کہ
تم ایسی تدبیر کرتے کہ اگر وہ لوگ تمسے خلاف بھی ہوتے تو راضی ہو جاتے اگر الطاف نے
یہ عذر تحریر کیا ہے کہ مین آج معاف کیا جاؤن کل جس حالت مین ہونگا حاضر خدمت ہونگا صرف
اسقدر دن اور شب بھر کا واسطہ ہے دیکھو وہ بھاگ نہ جائیگا اگر کل نہ آئے تو ایسا حکم
کل دینا سمندر نے تیوری بدلکر کہا کہ مین نے آپ کو کئی مرتبہ منع کیا کہ آپ میرے ملازمونکے
بارے مین نہ بولیے مگر آپ نے سماعت نہ فرمایا ہر مرتبہ آپ فرماتے ہین مین یہ آپ سے کہتا ہون
کہ خیال آپ کے اگر وہ قابل ہے تو خیر اور اگر خیال میرے تم سے فقرہ کیا ہو اور وہ فرار کر جاے
تو کیا ہو آخر وقت سوا اسکے افسوس کے اور کچھ نہ ہاتھ آئے عشاق نے کہا کہ یہ صرف
تمھارا خیال ہے الطاف کبھی ایسا نہ کریگا اگر فرار بھی کر جائیگا تو تمھارا کیا نقصان ہے تم اسکے
مقابلہ سے بچ سکوگے اور سب آسیب ہر آئین کے تمکو یہ خیال نہین آتا ہے کہ ایک آفاق والون
نے ایسا کہا کہ تمھے سر نگہ ہو کر تقریر منہ کی کیا ہر ایک ایسا کریگا اگر کسی نے سر دربار تمسے گفتگو
سخت کی جو کہ تمھاری بے عزتی کا سبب ہوتی تو کیا رکھا ہے سوا اسکے کہ تم اسکو قتل کر دو اور
یا قید کر دو مگر وہ عزت جو کہ اصلی تمھیر اور رعب سے جائیگی وہ پھر واپس نہ آئیگی اگر تم اسکو
قتل بھی کر ڈالوگے مگر پھر ایک کی زبان پر یہ پھر جاری ہوگا کہ فلان شخص نے بادشاہ سے سر دربار

ایسی تقریر سخت کی کہ جو کہ بادشاہ کے لیے بے عزتی کا سبب ہوئی اور کوئی حقیقت بادشاہ کی نہ
خیال میں لایا سر دربار ذلیل کیا گو بادشاہ نے اسکو قتل کیا مگر وہ اپنے سی کر گیا تو کیا ہوگا اور
ہر ایک یہی کہیگا کہ نمک کا کوئی پاس و لحاظ کرے بادشاہ نے تو یہ امر خیال کر لیا کہ ہر ایک کو
وہ باتوں ہاتھ پہونچا ہے ذات نہیں بیچی ہے ملازمت کی تھی کوئی غلامی کا خط نہیں لکھا تھا کیوں ایسی
بات کی جاتی کہ جسکہ ملازموں کو بھی جرأت ہوتی ایک تو بے عزتی ہوگی دوسرے اور لوگ
الزام دینگے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام ہوگا پس وہ بات کیوں کیجاے کہ اور لوگ بھی برا
کہیں بہتر ہے نزدیک تو کیوں وہ کام کیا جاے غرض جس میں اپنی بدنامی ہو اے سمندر وہ بات
نہ کر جو کہ سب برا کہیں بموجب مثل نہ گوہیں ڈھیلا و الونہ چھینٹ پڑے پس کیا ضرور ہے کہ غصے میں آکر
ہر ایک پر بدعت کرو ذرا تو غصے کو کم کر دیں سمجھے اس امر کو کہتا ہوں کہ جہاں تمہنے اتنے دنوں
اپنی طرف سے طرح دی آج بہتر ہے کہنگے سنے طرح دو اسکا کل کا بھی وعدہ دیکھ لو سمندر نے
یہ تقریر عشاق کی سنکے کہا کہ استاد آپ تو پریشان کرتے ہیں خیر ہیں آپ کے کہنے سے اسوقت
تو طرح دیتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ آج کوئی الطاف کے گھر پر نہ جاے ہاں کل صبح کو جو وہ نہ آ
تو فوج جا کر اسکا گھر لوٹ لیوے اور اسکو مع اسکے ناموس و اقربا کے اسیر کر لاے اور حاضر
دربار کرے کوئی ضرورت حکم ثانی کی نہیں ہے ہمنے یہ حکم قطعی دیدیا ہے اگر اسکے خلاف
ہوگا تو سب کو سزا دیجائیگی یہ حکم دیکے سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مکان کی
طرف چلے راہ میں یہ کہتے ہوے کہ اب بادشاہ نے بہت ظلم و ستم پر کمر کسی ہے بڑی خرابی
ہوئی ہے خیر جو کچھ بہتر گذریگی اسکو برداشت کرینگے ہم وہ امر ہی نہ کرینگے کہ جس سے ہم پر کوئی
الزام آئے ضرور جب تک بادشاہ نے ہمکو بنگاہ کج اگر دیکھا تو ہم اسکا پاس نہ کرینگے کہ ہم ملازم
ہیں ہمنے نمک کھایا ہے ضرور جواب سخت دینگے اور جو کچھ ہمارے ہاتھ پاؤں سے ہو سکیگا
وہ کرینگے ایسی ایسی تقریر باہم کرتے ہوے اپنے اپنے مکان پر گئے جو بادشاہ کے لشکر لیکر
آئے تھے پرائے ملک وہ باہم یہ کہتے ہوے گئے کہ در اصل سمندر نے بہت بدعت پر کمر کسی ہے
مگر ہمکو کیا ہم تو پرائے ملک آے ہیں جب مقابلے سے اہل اسلام کے فراغت ہوگی ہم اپنے
ملک کو چلے جاینگے کوئی ہمیں ہمیشہ کا تو سابقہ ہے نہیں کہ ہم اس امر کا خوف کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو
کہ سمندر ہمارے ساتھ کبھی یہی برتاؤ کرے سمندر ہمسے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتا ہے ہاں اگر ہم خراج
نہ دیں تو ایسا کر سکتا ہے کہ ہمپر فریادی کرے یہ تقریر کرتے ہوے اپنے مقام پر پہونچے اور سب
ایک مقام پر جمع ہوے باہم صلاح کی کہ ہم لوگ باہم یہ راے قرار دے لیں کہ اگر سمندر بادشاہ
ہمپر اپنے سرداروں میں سے کسیکو افسر کرکے روانہ کرے برائے مقابلہ اہل اسلام تو ہم
نہ جاوینگے یا تو خود چلے یا اپنے استاد کو روانہ کرے ہم اسکے کسی سردار کی افسری کو نہ قبول
کرینگے نہ اس امر کو قبول کرینگے کہ ہم میں سے کسی کو افسر کرے سب نے کہا کہ اچھا جب یہ راے
قرار ہو لی تو سب اپنے اپنے خیمے میں جا کر آرام پذیر ہوے ادھر سمندر محل میں گیا اور رات کو
آرام پذیر ہوا اشلاق و اشراق جو دریا سے مکان پر گئے ہر ایک نے امور ضروری سے فراغت
کی پس اشلاق فراغت کرکے اشراق کے مکان پر آیا اشراق سے کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ
نے عشاق کو اختیار دیا اور کہا کہ جو آپکی راے ہو اسپر عمل کروں ہماری اور تمہاری

رائے کوئی نہ بہتر ہے عشتاق کے نزدیک ہم دشمن ہین پس مفت ہین اہل اسلام یہان قبضہ کر لینگے یہ امر
ضرور ہوگا کہ جب مقابلہ ہوگا اور اتفاق سے لشکر نے بادشاہ کے شکست کھائی عشتاق بادشاہ
کو صلاح دیکر باہم مصالحت کرا لینگے اور اہل اسلام کا قبضہ کرا دینگے کیونکہ اُنکے تیور سے ثابت
ہوتا ہے ہم تم یونہی رہجائینگے پس کوئی تدبیر ایسی کرو کہ بادشاہ ہماری رائے پر عمل کرے اور
اور جو ہم رائے دین اُسپر کاربند ہو اور یہ بھی رائے عشتاق کی ہمارے نزدیک اچھی نہین
ہے کہ کسی سردار کو بادشاہ اِن سب بادشاہون پر افسر کرکے روانہ کرے کیونکہ اول تو یہ
خلاف ہے دوسرے یہ امر ہے کہ جو کوئی جائیگا جہان ذرا سختی پڑی ضرور شریک اہل اسلام ہوجائیگا
اُنکو قوت ہوگی ہماری طرف ضعف ہوگا ہمارے نزدیک تو بہتر ہے کہ خود بادشاہ جاکر مقابلہ کرے
جسقدر وہ لوگ یہان قیام کرتے ہین اُسیقدر اُنکو قوت بہم ہوتی جاتی ہے اب اُنکا قیام کرنا یہان
اچھا نہین ہے امراق نے کہا کہ چلو پھر بادشاہ کو ایسے امر کی صلاح دین شملاق نے کہا کہ مین اسی
لئیے تمہارے پاس آیا ہون کہ مین اور آپ ملکر چلین اور بادشاہ کو صلاح دین پس امراق و
شملاق دونون دیوان خانے سے باہر آئے اور سوار ہوکر طرف دردولت کے روانہ
ہوئے جب دردولت پر پہونچے اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی کہ آپکے وزیر آپکے پاس
حاضر ہوتے ہین اور قدمبوسی کے خواستگار ہین کچھ ضروری عرض کرنا ہے محلدار نے جاکر سمندر
سے عرض کیا کہ آپکے وزیر دست بستہ حاضر ہوئے ہین باریابی کے خواستگار ہین وہی سمندر
کھانا کھاکر بہ ارادہ آرام خلوت کدہ مین گیا تھا کہ یہ خبر محلدار نے جاکر بیان کی جیسے ہی سمندر نے
شملاق و امراق کا نام سنا فوراً باہر نکل آیا اور اُٹھ بیٹھا وہان سے اُس مقام خاص مین آیا
کہ جہان صحبت تخلیہ برپا ہوتی تھی وہان آکر محلدار سے کہا کہ جہرہ پر کھڑے ہو کر اُنسے کہو کہ وہ صحبت
تخلیہ کے مکان مین آوین محلدار نے جہرہ پر آکر کہدیا اُسی ساعت ہی شملاق و امراق نے
جب یہ سنا تو دونون اُس مکان مین آئے دیکھا کہ سمندر مسند پر تنہا بیٹھا ہوا ہے دونون نے
سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیکر کہا کہ آؤ بس یہ دونون سامنے سمندر کے بیٹھے سمندر نے
کہا کہ اے شملاق و امراق کیون کیا ضرورت ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ہمکو کچھ ضروری باتین ہین عرض
کرنا ہین جو ہم اسوقت حاضر خدمت فیضدرجت ہوئے اور حضور کو تکلیف دی سمندر نے کہا
کہ بیان کرو امراق نے کہا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے اُستاد عشتاق کو تمام اختیار ملکی و
امر جنگ و جدل اُنکے قبضے مین دیدیے اور کہا کہ جو آپکی رائے ہوگی اُسپر ہم عمل کرینگے اُسوقت تو ہم
بول نہ سکے کیونکہ یون ہی بدخواہ اور دشمن سب کے نزدیک ہین اور زیادہ ہوتے ہم نے
خیال کر لیا کہ پھر کو حضور سے عرض کر لینگے اور جو جو خرابیان اُنکے صاحب اختیار ہونے مین
ہین وہ سب ظاہر کر دینگے سمندر نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے کہا کہ ہم آپکو اس امر سے آگاہ
کرتے ہین کہ اُنکی رائے پر اگر آپ عمل کرینگے تو یہ خیال فرمائیے کہ ملک آپکے قبضے سے نکل جائیگا
وہ یہ سبب ہے کہ وہ یہ امر جب دیکھین گے کہ اہل اسلام نے کئی معرکے سر کیے فوراً آپکو رائے
دینگے کہ صلح کر لیجیے اور اہل اسلام کو خراج دیا کرو اسیلیے اسی مین آپکے لیے بہتری ہے چونکہ
آپ اُنکو اختیار دے چکے اور اُستاد اپنے کو سب سے موافق کر چکے اگر اب آپ اُس سے آپ
انحراف کرینگے تو آپ کو بڑی مشکل ہوگی پھر اُسوقت کوئی آپ کا ساتھ نہ دیگا بڑی خرابی ہوگی

ایک تو یہ نقص ہے دوسرا یہ نقص ہے کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ انھوں نے ابھی سے صورت فساد کی
نکالی وہ یہ ہے کہ انھوں نے یہ راے آپ کو دی کہ ان بادشاہوں میں سے کسی کو افسر کرکے
مع فوج روانہ فرمائیے کہ وہ جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرے پس جب آپ یہ سب باتیں کرتے
تو فوراً باہم فساد ہوتا اور کوئی اس امر کو قبول نہ کرتا کیونکہ سب ہم مرتبہ تھے اور اگر آپ یہ کرتے
کہ کسی کو اپنے سرداروں سے افسر کرکے اور ان سب کو اسکی ماتحت کرکے روانہ فرمائیے گا
یا فرماتے تو اسوقت میں بھی فساد ہوتا کہ وہ اس امر کو قبول نہ کرتے اور نہ کرینگے اسوقت
آپ کو غصہ ان سب پر آتا کہ انھوں نے میری عدول حکمی کی پس یہ بھی بنا ہے فساد کی تھی اور یہ بھی
آپ خیال فرمائیے کہ یہ سب امور ضرور ہوتے اگر انکی راے پر عمل فرمائیے گا اہل اسلام
سے تو مقابلہ درکنار رہے باہم فساد ہونے لگیگا اسوقت بڑی مشکل ہوگی سمندر نے کہا کہ
یہ تم نے سچ کہا گو میں نے اسوقت بھی یہ خیال کرکے استاد کو جواب نہ دیا تھا صرف یہی خیال
کیا تھا کہ کوئی اس امر کو قبول نہ کریگا انھیں میں سے کسی کی افسری کو قبول کریگا نہ میرے
سرداروں کی افسری کو مگر اسوقت تمھارے کہنے سے میرے بھی خیال میں آیا کہ یہ ضرور صورت
فساد کی ہے ضرور فساد ہوگا معلوم ہوگیا کہ استاد کی راے ضرور غلطی پر ہے میں اسکو کبھی نہ
قبول کرونگا امراق نے کہا کہ انکی راے پر کام کیجیے گا وہ نہ سمجھا ہے گا کیونکہ یہ بھی خیال
فرمالیجیے کہ انھوں نے الطاف جادو کے مقدمہ کو کیونکر ٹالدیا ہمارا اسوقت کا کہنا یاد
رکھیے کہ اب الطاف جادو کو آپ نہ پائیے گا ہم دریافت کرچکے ہیں کہ وہ اچھا ہے بیمار نہیں
ہے صرف فقرہ ہے اور یہ چشم اسنے فقرہ کیا اسنے اسیدان سے سرکشی پر کسی جن سے آفاق
پر آپ خفا ہوے چونکہ یہ لوگ آفاق کے بہت بڑے دوست تھے انکو یہ امر ناگوار گذرا
مگر کوئی پہلو اسوقت ان سب نے فساد کا نہ دیکھا اس سبب سے فساد نہ کیا اگر دیر ابھی آفاق
آپ سے سخت کلامی کرتا اور فساد پر آمادہ ہوتا یہ سب کے سب آپ سے پھر جاتے اسی کے
شریک ہوکر آپ سے مقابلہ کرتے میں ان سب کا رنگ دیکھ رہا تھا کہ بل کھا رہے تھے مگر
ناچار تھے بلکہ آفاق خود ہی اس امر کا قصد نہ کرتا تھا اسنے آپکے خوف سے اپنے کو اسیر کرادیا
دوسرے یہ خیال کیا کہ میں اکیلا ہوں یہاں ہزاروں آدمی ہیں اگر اسکو یہ معلوم ہوتا تو وہ ضرور
فساد کرتا لیکن مجھکو اسی دن سے یقین تھا کہ یہ سب آپ سے ضرور پرخاش کرینگے چنانچہ الطاف
نے اسیدن سے آنا دربار میں موقوف کیا اور اشتعاق اسی دن سے لشکر لیکر طرف اپنے ملک
کے چلا گیا اور الطاف نے فقرہ کرنا شروع کیا چونکہ آپکو اور فکریں تھیں اس سبب سے
آپ نے خیال نہ فرمایا کہ آپ الطاف کو طلب کرتے اب جو طلب کیا تو یہ امر اسنے ظاہر کیا کہ میں
قبل سے عرض کرتا آتا ہوں حاضر نہیں ہوسکتا ہوں گو آپ نے ضرور یہ خیال فرمایا کہ یہ فقرہ ہے
اور وہ حکم دیا مگر بعد عشاق نے جو اسکی بیماری کی تقریر کرکے اور کچھ نشیب و فراز دکھایا جو کہ
بالکل اصل نہیں رکھتا تھا آپ راضی ہوگئے کہ اچھا کل اگر الطاف نہ آئے تو اسکے ساتھ یہ سلوک
کیا جائے پس عشاق نے اسکو بچا دیا اسکے دوست اسکو خبر دینگے وہ فوراً آج شب کو چلا جائیگا
مجھکو تو یہی معلوم ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے سمندر نے جواب دیا کہ میں نے ضرور وعدہ کا کہا یا اب کیا
ہوتا ہے اصرار کیونکر کیا اور رہ گیا اور نہ حاضر ہوا تو جو کچھ کل اسکے لیے ہوگا دیکھ لینا مگر ہاں میں نے

ہماری اور اُنکی راے مین بہت فرق ہے وہ بہر ہو گئے ہین اُنکی عقل ضعیف ہے جو اس اُنکے درست نہین
ہین پس اُنکی راے ہمیشہ خراب ہوگی اور ہم لوگ ابھی جوان ہین ہماری عقل تیز ہے ہم مین ابھی رطوبت
باقی ہے پس ہم جو راے دینگے وہ کبھی خراب نہ ہوگی ہان اگر آپ اس امر کی قسم کہاے کہ ہم تمہاری
راے پر عمل کرینگے تو ہم راے دین ورنہ بیکار ہے کیونکہ اسوقت آپ ہمسے راے لیجیے اور کل
جب سب دربار مین آئین اور استاد آپ سے فرماوین کہ میری یہ راے ہے آپ قبول کر لیجیے اور
ہماری راے بیکار ہو تو کیا فائدہ کیونکہ آپ اُنسے فرما چکے ہین کہ مین آپ کی راے پر عمل کرونگا
اُسکے خلاف کیونکر کیجیے گا وہ ناراض ہونگے سمندر نے کہا کہ کیا سبب ہے جو مین اُنکی راے پر کبھی
عمل نہ کرونگا مگر اسپر اُنکی راے میرے حق مین بری ہے اور بری ہوگی پس تم اپنی راے ظاہر کرو
امراق نے کہا کہ آپ اس امر کی پہلے قسم کہاے کہ مین جو تم راے دوگے اسپر عمل کرونگا یہ نہ ظاہر کرونگا کہ امراق
وشملاق کی راے ہے سمندر نے کہا کہ پھر کیا ظاہر کرو اس ظاہر کرنے مین کیا نقصان ہے امراق نے
کہا کہ اسمین یہ نقصان ہے کہ وہ لوگ ہم دونونکو بجاے خیر خواہ دشمن جانتے ہین پس اور زیادہ اُنکو خیال ہوگا اور ہماری
دشمنی پر آمادہ ہونگے پس یہ راے ہے کہ آپ یہ فرمایے کہ مین اب کسی کی راے پر کام نہ کرونگا
اپنی راے پر عمل کرونگا جو میرے حق مین بہتر ہوگا اور مین اپنے مقام پر خیال کرلونگا اُسپر
عمل کرونگا اور جو اسوقت ہم راے دین اُسپر عمل فرمایے اور ہم وقتاً فوقتاً راے دیتے
رہین گے ان دونون نے سمندر کو اسقدر پہرا اور ایسے ایسے نشیب و فراز و خرابیان
دکہائین کہ سمندر پہر گیا چونکہ یہ اُنسے محبت کرتا ہے اور اُنکو اپنا بہت بڑا دوست جانتا ہے پس اُنکے
کہنے مین آگیا اور یہ دونون بڑے مفسد اور فسادی ہین اُنکو یہی فکر ہے کہ کسی طور سے فساد ہو
جاے اور اہل اسلام سے ہمیشہ مقابلہ رہے کیونکہ اُنکے دلون مین اہل اسلام کی طرف سے بہت
کینہ ہے اور اُنکے قلب سیاہ ہین یہ کبھی مسلمان نہ ہونگے اُنکا خمیر کفر و نفاق سے کیا گیا ہے پس جب
سمندر نے یہ تقریر اُنکی سنی اُسکو پسند آئی اور کہا کہ تمنے خوب بات بتائی پس اُسوقت سمندر
نے تصویر خداوندی اُٹھا کر جو کہ اُسکے گلے مین تہی کہا کہ مین اِسی تصویر کی قسم کہاتا ہون کہ کبھی
تمہاری راے کے خلاف نہ کرونگا اور کسی کی راے پر عمل نہ کرونگا جو تم راے دوگے اُسپر
عمل کرونگا اور نہ یہ ظاہر کرونگا کہ یہ میرے وزیرون کی راے ہے بلکہ یہ ظاہر کرونگا کہ میری راے ہے
نہ اسوقت کی تقریر کسی سے بیان کرونگا نہ یہ اتفاقات جو تمنے بیان کیے ہین اُنسے کسی کو آگاہ کرونگا
پس اب تم اپنی راے پھر اسمین ظاہر کرو جب یہ امراق وشملاق کو یقین ہوگیا کہ اب ہماری تقریر نے
دیکر تو شکو نے سمندر کے دل پر اثر کیا اور بادشاہ نے قسم کہائی اُنکو یقین ہوگیا کہ اب سمندر اس
قسم سے نہ پہریگا تب امراق نے کہا کہ ہماری دونونکی راے بابت مقابلے کے یہ ہے کہ اب سب کو
روانہ کرچکے دیکہہ چکے سواے ذلت اور خواری کے اور شکست کے کچہ حاصل نہ ہوا پس اب
آپ خود لشکر لیکر شہنشاہ مرآپ کے پاس لشکر ہے اور جو آپ کی کمک کو آئے ہین اُن سب کو ہمراہ
لیکر اہل اسلام سے مقابلہ فرمایے اور ایک ایسی جنگ فرمایے کہ اہل اسلام کو بہی معلوم ہو جاے
ضرور اُنکی فتح ہوگی اور آپ ظفر یاب ہونگے اور اس صورت مین جو کہ آپ کے استاد نے بتائی
ہے سواے کمی قوت اور بربادی سپاہ کے کوئی نفع نہ ہوگا اب یہی راے ہے سمندر نے کہا کہ تمکو
راے بہت اچہی ہے مین اسی پر عمل کرونگا اور کبھی اس سے نہ پہرونگا سمندر نے اسپر کبھی

قسم کھائی اسکے بعد امراق وشغلاق نے کہا کہ بابت الیوان کے ہماری یہ رائے ہے کہ ابھی وہ لشکر
اسلام میں ہے پس ایسی حالت میں کسیکو تھوڑا سا لشکر لیکر طرف شہر الوانیہ کے روانہ فرمائیے کہ وہ
جاکر پہلے الیوان کی بہن سے یہ ظاہر کرے بذریعہ نامہ و پیام کے کہ تمہاری بہن مسلمان ہوگئی اُسنے
اپنا دین آبائی ترک کیا خدا پرستون کا دین اختیار کر لیا اُس جرم پر سمندر رشاہ نے اُسکو طلب کر کے
بہت نصیحت کی اور سمجھایا اُسنے نہ مانا آخر اُسکے قتل پر آمادہ ہوئے اُسکو اہل اسلام کا عیار عیاری کر کے
لیگیا اب اُسنے جاکر اُنکی شراکت کی اور اُنکی شریک ہوگئی ہے اور اُسنے اقرار کیا ہے کہ میں اپنے ملک کو
جاؤنگی اور اہل شہر کو مسلمان کرونگی اور اپنا لشکر لیکر آؤنگی اُنکی کمک کرونگی اور سمندر رشاہ سے مقابلہ کرونگی
پس سمندر رشاہ نے مجھکو بھیجا ہے کہ تمکو آگاہ کرون اُسکے مرید ہو جانے سے پس جب وہ دوسرے مذہب
میں گئی تو اب تم لوگ اُسکا پاس نہ کرنا اور اُس سے مقابلہ کرنا کیونکہ تمسے اور اُس سے مذہبی فرق ہوگیا
ہے اب وہ تمہاری شریک نہ ہوگی جبتک تم اُسکے شریک نہ ہوگے مذہب اسلام نہ قبول کروگے پس تمکو
لازم ہے کہ تم ہماری شراکت کرو کیونکہ ہم اور تم ایک ہی مذہب میں اور باہمی ملت رکھتے ہیں ہمارے
تمہارے کوئی فرق نہیں ہے اگر ایسا نہ کروگے تو ہم تمسے مقابلہ ہوگا پس وہ یہ پیام روانہ کرے اگر
وہ اس امر پر راضی ہوں اور آپکی شراکت کریں تو خیر ورنہ وہ سردار اُنسے مقابلہ کرے اور تمام شہر
کو تاخت و تاراج کرے اہل شہر کو قتل کرے اور غارت مال و اسباب سب لوٹ لے عزیز و اقارب الیوان
کو بحالت خراب گرفتار کر کے بہت جلد حاضر کرے سوائے اس تدبیر کے کوئی اور تدبیر نہیں ہے اگر انھون
نے آپکی شراکت کر لی تو خیر اگر شراکت نہ کی اور ملک تاراج ہو گیا لشکر تباہ ہوا الغرض الیوان کس کو
اسلام آباد کریگی اور کہان سے لشکر لیکر اہل اسلام کی کمک کو جائیگی آپکا مطلب ہر طور سے حاصل
ہوگا سمندر رشاہ نے کہا کہ ہان یہ رائے خوب ہے در اصل اُستاد کی رائے بالکل خلاف تھی اُنکی کوئی رائے
اچھی نہ تھی سمندر رشاہ نے کہا کہ اب میں ایسا ہی کرونگا اب الطاف کے بارے میں کیا رائے دیتے ہو
امراق وشغلاق نے کہا کہ اُسکے بارے میں کیا رائے عرض کیجائے اُسکے بارے میں آپ حکم فرما چکے
ہیں اب اپنے حکم کو منسوخ کرنا بالکل خلاف ہے سب یہ خیال کرینگے کہ بادشاہ کو اپنی زبان کی پابندی کا
بھی خیال نہیں کبھی کچھ حکم فرماتے ہیں کبھی کچھ پس جو کچھ حکم فرما دیا فرما دیا اب اُسمین کوئی کوشش جدید نہ فرمائیے
اگر وہ کل حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکا گھر کل لوٹ لیا جائے اگر وہ شب کو فرار نہ کر گیا تو اُسکو جس حالت
میں ہو اسیر کر لیا جائے یہ بھی حکم آپکا بہت مناسب ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے
اس سبب سے اسمین رائے نہ دی کہ ایک امر تو خلاف ہوتا کہ بادشاہ کو ثابت ہو جاتا کہ اُستاد
کی یہ رائے غلط تھی کیونکہ یہ دریافت کر چکے تھے کہ الطاف بیمار نہیں ہے صرف فقرہ کرتا ہے اور
وہ سرکشی پر آمادہ ہے کبھی حاضر دربار نہ ہوگا عشاق نے سمندر رسے کہا تھا کہ آج کوئی حکم اب ایسا
نہ فرمائیے کہ جو خلاف ہو کل آپکو اختیار ہے اگر وہ حاضر ہو کل ضرور حاضر ہوگا پس انھون نے اسی سبب سے
رائے نہ دی تاکہ عشاق جھوٹا ہو اور سمندر کی نگاہ میں لغو قرار پائے پھر سمندر کسی امر میں مشورہ
کی رائے نہ لیگا اپنا کام نکالیگا اور عنقریب اپنی چڑھی بارگاہ ہوگی پھر ہم سبکی رائے پر عمل کریگا یہ دونو تو
یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ الطاف بھاگ جائیگا پس اگر ہمارے خیال کے موافق ہوا تو ہم سچے ہوے
اور عشاق جھوٹا ہوا یہ وجہ تھی کہ انھون نے الطاف کے مقدمے میں کوئی رائے نہ دی پس
جب یہ تقریر تمام ہوئی سمندر نے کہا کہ کل سے اسکا بندوبست کیا جائیگا جب ان دونوں کو تنبیہ کیا

کہ بادشاہ اسکے خلاف نہ کریگا اور خوب پٹی پڑھا چکے اور اس امر پر آمادہ کر چکے کہ بادشاہ خود مقابلے کو
اہل اسلام کے لشکر لیکر جائے اور ایک سردار کو بھی ساتھ لے جانا ابھی شہر الیوا بھیجے مع لشکر روانہ کریگے
اسوقت ان دونوں سے کہا کہ ہم رخصت ہوتے ہیں اب آپ جا کر آرام فرمائیں کل جو کچھ کہنے والے دی
اسکے موافق عمل فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر مفید ہے سمندر نے کہا کہ تمہیں ابھی سے اسکے فائدہ
میری پیش نگاہ ہیں تم دونوں بڑے عقلمند ہو میری سلطنت میں کوئی ایسا نہیں ہے جیسے تم ہو اگر دو چار
اور ایسے عقلمند میرے پاس ہوتے تو میں تمام عالم پر اپنی حکومت قائم کرتا اور سب اقالیم میرے
قبضے میں آجائیں مگر کیا کروں کہ کوئی تم سا نہیں ملتا ہے میں کچھ سمجھا تمکو اپنا وزیر قرار دیا اور اپنا کارندہ
مقرر کیا وہ خوشامد کرنے لگے اور بہت کچھ تعریف کرنے لگے سمندر خوش ہوا بازو پر دو آگے کے
زمرد کے جنکا مثل و نظیر نہ تھا دونوں کو انعام میں دیے وہ بہت خوش ہوے اور سلام کرکے
لے لیے اور دوسرا سلام رخصت کرکے باہر آئے اور طرف اپنے مکان کے چلے اور سمندر اندر محل
محل ہوا اور اپنے مقام پر جو اسنے خیال کیا کہ استاد کی راے ٹھیک نہیں ہے ان دونوں وزیروں کی چونکہ اسکا
دل پہلے آچکا تھا اسکو عشتاق کی راے خلاف معلوم ہوئی اور ان دونوں کی راے ٹھیک معلوم
ہوئی کیونکہ یہ سبق ایسا پڑھا گئے تھے اور ایسے ایسے پہلو سمجھا گئے تھے کہ سمندر جس پہلو کو خیال
کرتا تھا انہیں کی راے کا پہلو اسکو اچھا معلوم ہوتا تھا اور عشتاق کی راے کا غلط ایسا معلوم ہوتا
تھا یہ دونوں بچے شیطان کے تھے بھلا انکے بہکانے سے سمندر کیونکر نہ بہکتا اور کیوں نہ انکی راے پر
عمل کرتا اگر شیطان ان کے روبرو آجائے تو یہ مکر و کید میں اسکو اپنا شاگرد کریں اور باہم دونوں
میں فساد ڈالتے ہیں اور بہکاتے ہیں اسکو سبق پڑھاتے ہیں اب سمندر کب پھرتا ہے اسکے دل پر
انکی راے مثل نقش کے ہوگئی ہے اور دل نے قبول کرلی ہے انکی راے کا سکہ تمامت دل پر بیٹھ گیا
ہے اب کیا وہ ہر طرف تھا دیکھا لیکن جب کہ سمندر نے اپنے مقام پر بھی انکی راے کو راست پر عشتاق کی خطا
پایا بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ مجھکو بہت عمدہ وزیر یہ دونوں ملے ہیں انکی راے بہت
عمدہ اور نیک ہے اسی پر عمل کرونگا سمندر تو یہ خیال کر رہا ہے اور شملاق و امراق جو سمندر کو ورغلا
کے اور فساد پر آمادہ کرکے اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں باہم صلاح کی کہ چلکر ذرا کچھ حال الطاف
کا دریافت کریں کہ درحقیقت وہ بیمار ہے اور اسکا قصد کیا ہے اگر وہ بیمار ہوا اور نہ ہوا تو خیالات میں
کل دربار میں آیا تو ہم جھوٹے ہوے بادشاہ خیال کریگا کہ یہ تو کہتے تھے کہ الطاف اچھا ہے اور یہ
شب کو بھاگ جائیگا ان کے کہنے کے موافق ہوا الطاف حاضر بھی ہوا اور بیمار بھی ہے اگر دربار
بیمار ہے تو اسکو کچھ ایسا بادشاہ کی طرف سے بدگمان کریں کہ وہ کل دربار میں نہ جائے تاکہ عشتاق
جھوٹا ہو جائے اور ہم سچے ہوں یہ صلاح کرکے الطاف کے مکان کی طرف چلے اور اسکے مکان
پر پہنچے سپاہیوں اور ملازموں نے جو دیکھا کہ سمندر شاہ کے دست چپ کے وزیر بیمار کے
مالک کے مکان پر آئے ہیں سب کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور بڑھ کر عرض کی کہ حضور ادھر
کیوں تشریف لاتے ہیں ہمارے آقا تو از حد بیمار ہیں صاحب فراش ہیں اٹھ نہیں سکتے ہیں اگر بادشاہ
بھی تو خبر کر دیں امراق نے کہا ہم بھی تو خبر سنکے انکی عیادت کو آئے ہیں بہت دنوں سے قصد
کر رہے تھے مگر کاروبار سرکاری سے مہلت نہ ملتی تھی کہ آکر اپنے دوست کی خبر لیتے آج یہ خیال
کیا کہ کام تو یوں ہی رہینگے ہم جاکر اپنے دوست کو تو دیکھ آئیں تاکہ وہ شکایت نہ کریں ابھی دنیا

ہین سوا اسکے اور کیا ہی کہ وقت مصیبت کسی کی خبر لینا یہی انجام دوستی اور ملاقات ہو اگر یہ نہ ہو تو
سب بیکار ہی وہ دوست کس کام کا کہ دوست کی خبر نہ لے یہ جو کہا وہ سپاہی خاموش ہو رہے اور مجلدار
کو بلا کر کہا کہ خبر کر دو کہ آپکی ملاقات کے لیے اور آپ کی عیادت کے لیے وزیران دست جب
تشریف لائے ہین مجلدار نے جا کر الطاف سے کہا کہ حضور وزیران دست جب آپ کی عیادت کو یہان
تشریف لائے ہین الطاف اپنے عزیز و اقارب سے بیٹھا ہوا اہل اسلام کی تعریف کر رہا تھا اور یہ
کہ رہا تھا کہ آج شب کو ضرور یہان سے نکل چلین گے ورنہ کل ضرور کوئی نہ کوئی آفت ہم سب پر
ستمگر نازل کریگا اگر مین دربار مین نہ جاؤنگا اور یہ ضرور ہی کہ مین اب تو دربار مین نہ جاؤنگا وہ تو
دربار جانے کے لایق نہین ہی گو فقرہ تھا مگر ستمگر کو خیال نہ آیا کہ اسنے علالت کا عذر کیا ہی ہم اسکو
ایسا تحریر کرین کہ تم ضرور آؤ ورنہ سمجھاؤ گے مجھسے فقرہ کرتے ہو بس ایسے کی اطاعت کرنا عین حماقت ہی
اگر در اصل مین بیمار ہوتا تو اسوقت بھی یہی حکم دیتا ایسی ایسی باتین کر رہا تھا کہ مجلدار نے یہ آکر عرض کی
الطاف نے انکی طرف دیکھکر کہا کہ سمجھے بادشاہ کی فطرت دیکھی کہ وزیرون کو بھیجا کہ جا کر دیکھ آؤ اور
ان لوگون کو بھیجا جو کہ میرے دشمن ہین باطن مین اور ظاہر مین بڑے دوست ہین اب تم انکی تقریر سننا
یہ بڑے مفسد ہین یہان سے جا کر ایک کی دس لگائین گے خیر آئے ہین تو انسے دو بدو کیا جائے
مین انکو یہان بلا لیتا ہون یہ کہکر کہا کہ ایک میز میرے پلنگ کے برابر لگا دو اسپر بوتلین اور
پیالے اور سامان دوائی رکھدو اور ایک چوکی برابر پلنگ کے لگا دو اسکے نیچے طشت وغیرہ
رکھدو اور تمام ملازم مجھکو گھیر کر بیٹھ جائین ایک گاؤ لگا دو میری پشت پر تاکہ مین اس سے لگ کر
بیٹھ جاؤن اور دو آدمی میری بکس برائی کرین اور ایک لحاف لا کر مجھکو اوڑھا دو مین اپنے کو بیمار کی
صورت بناؤنگا لیکن جو کچھ الطاف نے کہا سب سامان کر دیا گیا وہ ملازم پس پشت بیٹھکر بکس برائی
کرنے لگے چوکی لگا دی گئی میز پر سب سامان دوائی کا رکھدیا گیا عرق وغیرہ کی بوتلین اور رکھا گیا
اوڑھا دیا گیا گاؤ تکیہ لگا دیا الطاف سر مین پٹی باندھکر اور کچھ صندل وغیرہ سر مین لگا مثل بیمار کے
اس گاؤ سے لگ کر بیٹھا اور آہ آہ کرنے لگا اتنے عرصے مین بڑی دیر ہو گیا الطاف نے حکم دیا کہ
انکو اندر لے آؤ بس مجلدار نے پہرے والے سے آکر کہا کہ جو صاحب تشریف لائے ہین انکو
اندر بلا لو حضور نے طلب کیا ہی بس یہ دونون جو افراد یہان کھڑے ہوئے تھے کہ سپاہی نے
آکر کہا کہ تشریف لے چلیے اندر بلایا ہی یہ سنکر شملاق و امراق ہمراہ اس سپاہی کے اندر آئے وہ
انکو لیے ہوئے ایوان مین آیا انھون نے مکان کو باغ وغیرہ سے خوب آراستہ پایا اور جو سامان
لایق وزیرا اور امرا کے ہین وہ سب مہیا ہو رہے تھے ایک طرف شملاق و امراق نے دیکھا کہ بہت سے
لوگ بیٹھے ہوئے ہین بارہ دری مین وہ سپاہی انکو لیکر اسطرف چلا جب یہ قریب پہونچے تو دیکھا
کہ الطاف چادر اوڑھے پلنگ پر لیٹا ہوا ہی گاؤ تکیے لگا ہوا ہی سر مین پٹی بندھی ہوئی خادم پشت پر
کھڑے ہوئے بکس برائی کر رہے ہین چوکی برابر لگی ہوئی ہی میز پر سامان بیماری کا رکھا ہوا ہی
ان دونون نے بغور طرف الطاف کے دیکھا جب یہ سب سامان نظر پڑا تو باہم کہا کہ سچ الطاف
نے لکھا تھا کہ مین علیل ہون واقعی بہت علیل معلوم ہوتا ہی شملاق نے بہ تکلم امراق سے کہا امراق
نے الطاف کی طرف دیکھکر کہا کہ ای بھائی دیکھو تو کسقدر اسکے چہرے پر رونق ہی حالت صحت کا چہرہ
معلوم ہوتا ہی میرے نزدیک یہ بہانہ ہے انکی خبر لے کے بیمار بنا ہی مگر کہان بیمار اور کہان صاحب صحت

بھلا کہیں بھی حالت بیمار کی پوشیدہ ہو سکتی ہے اگر بیمار یہ چاہے کہ میں اچھا بھی ہو جاؤں تو غیر ممکن ہے اگر
اگر یہ چاہے کہ میں بیمار بنوں تو یہ بھی غیر ممکن ہے ضرور یہ بیٹا ہے جو امراق سے کہا شہلاق نے غور کر کے
دیکھا کہا کہ افسوس تم سچ کہتے ہو یہاں چہرے پر نور رونق ہے بالکل آثار علالت نہیں پائے جاتے ہیں فقرہ ہی ہے
تو دور سے دیکھ کر خیال کیا تھا کہ غضب ہوا کہ یہ بیمار نکلا عشاق کا کہنا سچ ہوا اگر کیا ہوتا ہے کہتے جو خیال
کیا تھا وہی نکلا ہمارا خیال آج تک غلط نہیں ہوا آج کیونکر غلط ہوتا ہم انتظار کرتے ہوئے
بارہ دری میں آئے دو کرسیاں برابر پلنگ کے بچھی ہوئی تھیں انھی پر آکر الطاف سے صاحب سلامت
کر کے بیٹھے اور سب سے بھی صاحب سلامت ہوئی ایک پہلو میں الطاف کے اسکا فرزند تھا اور
ایک پہلو میں بھائی باقی اور عزیز و اقارب بھی بیٹھے ہوئے تھے جب انھوں نے الطاف کو سلام
کیا تھا الطاف نے بہت آہستہ سے جواب سلام دیا تھا مگر منہ سے آہ آہ کی صدا نکل رہی تھی
کہ انھوں نے پوچھا کہ بھائی مزاج تو اچھا ہے یہ کیا حال ہو گیا کہ تم پہچانے نہیں جاتے ہو انھوں نے
تو طعن سے کہا الطاف نے آہستہ سے کہا کہ زندہ ہوں تمھاری جان و مال کو دعا کرتا ہوں آپ
لوگوں کا تو مزاج اچھا ہو اور سب طرح سے خیریت ہے بادشاہ کا مزاج اچھا ہے اور سب سرداران سلطنت
امیران ایمنت اچھے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ سب اچھے ہیں الطاف نے کہا کہ تمھارے گھر میں
سب خیریت سے ہیں جواب دیا کہ ہاں یہ کہکر کہا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ تم کیسے ہو بالکل ضعیف
ہو گئے ہو چہرہ اتر گیا ہے کیا علالت تھی اور اب کیسے ہو یہ سنکر الطاف نے آہستہ سے کہا کہ اب بھی
خبر لی تو خوب کیا مجھکو تو آپ لوگوں سے یہ امید نہ تھی کہ آپ لوگ میرے ساتھ اس طور سے پیش
آئینگے جبکہ ایسی ملاقات ہو کہ عزیز داری سے بڑھکر ہو ایسی حالت میں آپ لوگ پھر نہ خبر
ہو جائیں اور خبر نہ لیں مرتے مرتے بچ گیا کیا امید زندگی تھی آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا
تو بارہ ہوئے ہیں کہ میں نے قسم غلہ سے ایک دانہ نہیں کھایا نہ پانی سرد پیا ایسا شدید بخار آیا کہ
تمام اعضا توڑ دیے طاقت زائل ہو گئی نوبت یہ پہونچی کہ صاحب فراش ہو گیا چار آدمی اٹھاتے
ہیں اور چار بٹھاتے ہیں بول و براز کو اپنے پاؤں سے نہیں جا سکتا ہوں گو برابر جیسی لگی ہوئی
ہے یہی لوگ بٹھا دیتے ہیں اور پھر پلنگ پر لٹا دیتے ہیں بھائی ایسا بخار آیا کہ پندرہ پندرہ دن تک
ہوش نہیں آیا بیہوش پڑا رہا صرف سانس کا شمار رہا اسی سبب سے سب کو امید تھی کہ زندہ ہوں
آنکھ نہیں کھولی ایسی تپ تھی کہ جو لوگ برابر آکر بیٹھتے تھے وہ گرمی سے پریشان ہو جاتے تھے میرا تو
یہ عالم ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ تنور میں پڑا ہوا ہوں ایک شمع ہے کہ جسم میں روشن ہے کہ وہ قلب و
جگر کو جلائے دیتی ہے یہ عالم تھا جو کہ میں نے بیان کیا اگر پرسوں سے بخار تو برطرف ہو گیا کسی قدر
حرارت باقی ہے مگر شدت سے سر میں درد ایسا ہے کہ وہ ہلاک کیے دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آبلہ
نشتر ہے کہ سر میں خلش کر رہا ہے کسی پہلو قرار نہیں ہے میں اسوقت دلپر جبر کیے ہوئے آپ لوگوں سے
کلام کر رہا ہوں ورنہ میرا دل کلام کرنے کو نہیں چاہتا ہے آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا آ کر یا
میں اچھا ہوں ورنہ یہ کب امید تھی کہ میں اچھا ہونگا یا پھر یہ حالت ہوگی کہ کسی سے کلام کرونگا
لیکن جو جو حالت میرے اوپر گذر گئی وہ دل خوب جانتا ہے یا میرے تیمار دار اس علالت میں سب کو
دیکھ لیا یہ چند عزیز اقربا میرے ملازم تو میرے کام آئے ورنہ نہ کسی عزیز نے خبر لی نہ کسی دوست نے
سب کی عزیزداری اور ملاقات کا امتحان اس علالت میں مجھکو ہو گیا کوئی کسیکا نہیں ہے مجھکو امید یہ نہ تھی

ہین نے کیسی کیسی عرضی مین حالت اپنی تحریر کی بادشاہ نے خبر تک نہ لی کوئی جواب تک نہ روانہ فرمایا نہ آپ
لوگون نے خبر لی اگر زندگی ہی تو اچھا ہو جاؤنگا مگر اب سب سے امید قطع ہو گئی اگر موت آئی ہی تو کیا خوف
ہی یہ جو الطاف نے کہا امراق نے شملاق کی طرف دیکھا اور باہم اشارے سے کہا کہ یہ کیسے فقرہ دیتے
ہین اور بناتے ہین کسی بچے کو بنائین ہم ایسے گرگ جہاندیدہ کب بنتے ہین آتے ہین جیسے ہم انکی حالت
سے واقف نہین ہوئے اور یہ نہین سمجھے کہ یہ فقرہ ہی بنکر لیتے ہین یہ باہم اشارے کرکے رونیاسا منہ بنا
کے کہا کہ واقعی بہت بڑی ہم سب سے غفلت ہوئی کہ تمہاری خبر نہ لی مگر ہم سب بھی مجبور تھے بادشاہ کی تو
یہ حالت تھی کہ انکو کسی وقت اہل اسلام کی طرف سے مہلت نہین ملتی تھی آج فلان سردار کو برائے مقابلہ
روانہ کیا اُسکے مرنے یا شریک اسلام ہونے کی خبر آئی کل دوسرے کو روانہ کیا وہ تو اس فکر مین ہین
رہتے ہم لوگ ہمکو اس فکر سے مہلت نہین تھی دوسرے اور کاروبار سرکاری تم نو ماہ سے نہین تھے
تمہارا کام کرنا پڑتا ہی میان اشفاق دورے پر ہین انکا کام دیکھنا اپنا کام کرنا شب کو بھی مہلت نہین ملتی
ہی کھانا پینا حرام ہی اُسپر فکر کہ بادشاہ کو کیا رائے دیجائے کہ وہ ہم لوگون کی رائے پر کام کرتے ہین یہ فکر ہی
کہ کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ اہل اسلام پر ظفر حاصل ہو بس اسی فکر مین رات و دن بسر ہوتی ہی اسے
تن بدن کا تو ہوش ہی نہین اور کسی کی کیا فکر ہو آج بہت سے کام حرج کیے جو آپ کی عیادت کو آئے
یہ خیال ہوا کہ یہ کاروبار تو اسی طور رہینگے مہلت ہوگی نہین چلکر دیکھو تو آؤ معاذرت مجبوری
ہین تھے ورنہ ہم اور یہ سنتے کہ تم علیل ہو اور ایسے علیل ہو کہ صاحب فراش ہو اور عیادت کو نہ آتے
ہان تمہاری صحت کی ہر وقت خداوند سے دعا کرتے تھے اور روتے تھے یہ جو اُنھون نے کہا الطاف
نے کہا کہ کیا ابھی اہل اسلام سے فیصلہ نہین ہوا اُنھون نے جواب دیا کہ نہین میان آفاق تو اُسی زمانہ
مین شریک ہو گئے تھے اُسکے بعد کئی مقابلے ہوئے مشتاق نہ طاق مارے گئے اُنکی بھتیجی نے اگر
مقابلے کیے وہ بھی ماری گئین نہ ظفریاب ہوئین انپر بھی بڑے بڑے الام گذرے کیا بیان کیا جائے
ایک قصہ طولانی ہی کہانتک بیان ہو تمہارا ابھی دماغ بیکار خالی ہو گا خلاصہ یہ ہی کہ ابھی اُسی طور سے
مقابلے ہو رہے ہین یہ قصہ ابھی نہ فیصل ہو گا کیونکہ اہل اسلام کو دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہی ابھی
کل کا ذکر ہی کہ بی ایوان نے بادشاہ کی طرف سے مقابلہ کیا خواجہ عیار نے اُنکو اسیر کر لیگئے وہ اُنکی
شریک ہو گئین یہ کہکر کل واقعہ ایوان کا بیان کیا اور کہا کہ اور بہت سے بادشاہ برائے کمک
آئے ہین اب یہ رائے ہو رہی ہی کہ کیا کیا جائے کسطور سے مقابلہ کیا جائے مشتاق چہرہ نشین اُستاد
بادشاہ کی یہ رائے ہی کہ ان سب پر کسی اپنے لشکر کے سردار کو افسر کیجئے ان سب باوفا ہون کہ
اُسکے ماتحت کرکے برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ کرو چنانچہ تجویز ہونے لگی مشتاق نے تمہاری رائے
دی یہ رائے بادشاہ نے پسند کی بلکہ مین نے کہا ہی کہ وہ علیل ہین نو ماہ سے تو مشتاق نے کہا کہ بہت
عرصہ ہوا اُنکی علالت کو اب وہ اچھے ہوگئے ہونگے چنانچہ ہمکو اُنکے کہنے سے بادشاہ نے طلب کیا
جب یہان سے چوبدار نے جا کر تمہارا عذر بیان کیا بادشاہ کا دماغ تو آجکل خراب ہی اور اُنھون نے
ظلم و ستم پر کمر کسی ہی مین نے ایوان کی حالت تمہارے روبرو بیان کی کہ جو سلوک بادشاہ نے اُسکے
ساتھ کیا اور جس طور سے ذلیل کیا اب ایسی تو حالت ہو رہی ہی بس فوراً غصہ آگیا اور ایک نامہ بنام
تمہارے لکھوا کر روانہ کیا کہ جسکا مضمون تمنے پڑھوا کر سنا ہو گا مین اور شملاق و مشتاق نے منع بھی کیا
ایک نہ سنی اُسکا جواب بھی دیا کہ جنبہ اس لیے ملازم نہین رکھا ہی کہ گھر بیٹھے ہوئے تنخواہ کھائین اور

جب کام کا وقت آئے تو ایک فقرہ کرین تم تو علیل ہو بادشاہ کو یہ خیال ہو کہ فقرہ کیا اگر علیل بھی ہین تو ہودن
لشکر کے ساتھ انکو جانا ہوگا اگر وہ انکار کریگا تو مین بری طرح پیش آؤنگا الطاف نے جواب دیا کہ
بجا ارشاد ہوا انکے حق بجانب ہو جو کچھ نہ فرمائین وہ بجا ہو وہ مالک ہین ہم اُنکے خادم ہین خیر اس سے
کچھ مطلب نہین ہو کل مین حاضر دربار ہونگا جو کچھ وہ حکم دینگے بجا لاؤنگا چاہے جیسی میری حالت ہو
مین سرتابی نہ کرونگا یہ جو الطاف نے کہا انکے ہوش اڑ گئے اپنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ تو بڑا
غضب ہوا کہ یہ دربار مین جانے کو کہتا ہو اور کہتا ہو کہ جو کچھ وہ حکم دینگے وہ بجا لاؤنگا بڑی خرابی
ہوئی کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ کل حاضر دربار نہ ہو اسپر عتاب شاہی نازل ہو عشاق جو چھوٹا ہوا اور
ہم پیچے ہین راوی نے کہا ہو کہ صرف الطاف نے اس خیال سے اسلئے یہ کہا کہ کل مین حاضر ہونگا
اور جو وہ حکم دینگے اُسکو بجا لاؤنگا کہ اگر مین یہ نہ کہتا ہون کہ مین دربار مین نہ حاضر ہونگا تو یہ اسیوقت
جاکر ایک کی ہزار بادشاہ سے جڑینگے اور اُسکو غصہ دلا دینگے اور اس امر پر آمادہ کرینگے کہ ابھی
اسیر کر لیا جاوے ورنہ بھاگ جائیگا بادشاہ انکا کہنا بہت مانتا ہو ضرور انکے کہنے پر عمل کریگا جو
میرا قصد ہو وہ فسخ ہو جائیگا مفت مین بدنام ہونگا اور ذلت جو کچھ ہوگی وہ الگ ہوگی اس
سبب سے اسنے یہ کہا تھا لیکن جب انھون نے یہ سُنا اور خیال کیا کہ اس مین یہ خرابی ہو اور یہ جانیکو
آمادہ ہو تو یہ اپنے دل مین کچھ سوچکر کہنے لگے کہ تھوڑا واقعہ تو سُن لو اور جو کچھ ہم کہین اُسکو
یہ سمجھو کہ ہم تمہارے دوستی اور محبت کے سبب سے کہتے ہین ورنہ ہم کبھی نہ کہتے الطاف نے
کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہو کہ آپ جو کچھ فرمائیےگا صرف محبت اور الفت کے سبب سے اور میری
خیرخواہی کے سبب سے بیان فرمائیے اعراق نے کہا کہ جب اُس حکم نامہ کا جواب یہان سے گیا
اُسکے مضمون سے بادشاہ آگاہ ہوے تمنے یہ لکھا تھا کہ مین کل حاضر ہونگا لیکن بہت غصہ آیا حکم
دیا کہ اسیوقت سپاہی جائین اور میر کوتوال بھی اگر الطاف جادوبخشی آئے تو خیر ورنہ جس حالت
مین ہو گرفتار کر لائین مع اُسکی ناموس کے اُسکا گھر لوٹ لین اُسکے عزیزون کو اسیر کرین اور
مین ہو آئے اسیر کر کے تمہارا دربار کرین یہ کیا کہ اُسنے میری عدول حکمی کی یہ جو حکم دیا اُسوقت
تمام شہر مین تشہیر کر کے داخل انھون نے لکھا ہو کہ آج مین حاضر نہین ہو سکتا ہون
ہم سب نے اور عشاق نے عرض کی کہ انکے نہ حاضر ہون تو یہ بھی حکم فرمائیے گا جب بہت
حاضری آج کی معاف کیجائے تو کیا نقصان ہو کل اگر کی ضرورت دوسرے حاکم کی نہین ہو بیا
سمجھایا تو غصہ فرو ہوا حکم دیا کہ اگر کل نہ حاضر دربار ہو تو کل ہم سب کے تو جو اس
جو ہمنے حکم دیا ہو اُسکی تعمیل کیجائے اسوقت بھائی تمہاری بابت یہ حکم دیا گیا ہو اگر تم کل گئے تو بھی
جانتے رہئے واقعی وہ دربار اب لائق شرفا کے نہین رہا ہمارے نزدیک
تمہارے لیے خرابی ہو وہ یہی حکم دینگے کہ لشکر کے ساتھ جاؤ اگر انکار کیا تو عدول حکمی کا جرم قایم
کرینگے جیسا کہ الوان پر قایم کیا گو وہ نہ ملازم تھے نہ ماتحت صرف ملاقات تھی اسپر اُسکو ذلیل کیا اور
قتل کرنے پر آمادہ ہوے اور ہم لوگ تو ملازم ہین ہمپر تو فوراً جرم قایم ہوگا اگر تم گئے تو ہمارا یہ
اور تمنے اقرار بھی کیا ہمراہ لشکر کے جانیکا تو ایسی حالت مین کیا کروگے ہر طرح تمہارے لیے
خرابی ہو ہمنے تمکو وہان کے حالات سے آگاہ کر دیا کہ یہ واقعہ ہو اور بادشاہ کا تمہاری نسبت
یہ خیال ہو وہ اب ہر ایک کی دل آزاری مین پہلو ڈھونڈھا کرتے ہین کہ کوئی پہلو ایسا ملجائے کہ مین
ظلم وستم کرون لیکن تمہاری ذلت ہماری ذلت ہو اور ہماری ذلت تمہاری ذلت ہو کیونکہ برسون کی

ملاقات ہی ایک مقام پر برسون رہے ہین عزیزداری سے زیادہ ہمیشہ تمسے برتاو رہے ہین اسی
خیال سے آکر تمکو خبر کی گئی تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ایک تو آپ کو سب حالت معلوم تھی ہمکو آگاہ بھی نہ کیا ہمارے
نزدیک تمھارا دربار مین جانا اچھا نہین ہی اگر ہماری راے پر عمل کرو تو ہماری راے یہ ہی کہ تم کل
ایک اس مضمون کی عرضی کرو کہ مین فلان ملک کو جاتا ہون اپنا علاج کرنے کو مین نے سُنا ہی کہ وہان
ایک بہت حکیم حاذق ہین اُنکے ہاتھ سے بہت سے مریض اچھے ہوے ہین یہ عرضی کرکے فوراً بلا انتظار
جواب کسی ملک کو دو ایک مہینے کے لیے چلے جاؤ جب خوب اچھی طرح اچھے ہو لینا تو آنا اُسوقت ہم
بہت اچھی طرح سے سفارش کر دینگے اور بادشاہ کی بھی یہ حالت برطرف ہو جائیگی اہل اسلام سے
بھی تصفیہ ہو جائیگا اُسوقت کوئی قضیہ نہ ہوگا بھائی جان ہی تو جہان ہی اگر جان ہوئی تو جہان کو پا
مال کو لیکر جاؤ گے یا آبرو نہ ہوئی تو کیا کروگے اپنے چار چشمون مین بے عزتی سے کیونکر بسر کروگے
یہی سب کہین گے کہ سمندر نے انھین کو عدول حکمی کے جرم مین قید کیا یا سر دربار ذلیل کیا آفاق
والیوان کی نسبت کہا جاتا ہی ہمنے دوستی کی راہ سے تمکو آگاہ بھی کر دیا اور اپنی راے بھی بتا دی
آیندہ تمکو اختیار ہی اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی ہم اس امر سے اور اس حکم سے نہ آگاہ کرتے نہ اپنی
راے اُسپر ظاہر کرتے یہ تقریر سُنکے الطاف نے کہا کہ تمنے اپنی ملاقات اور محبت کا حق ادا کیا
دوستون کو دوستون کے ساتھ ایسی ہی قدر و محبت اور دوستی کرنا چاہیے تم اپنے حق دوستی سے سبکدوش
ہوے تمسے کوئی شکایت نہین ہی تمنے خوب کیا جو آکر آگاہ کیا اور جو میرے حق مین بہتر تھی وہ راے
بھی دی مگر میری راے سنو مین کل ضرور جاؤنگا اگر وہ ہمراہ لشکر جانے کو فرماینگے مین کوئی عذر نہ کرونگا
فوراً جس حالت مین ہونگا ہمراہ لشکر جاؤنگا کیونکہ مرنا بھی ضرور ہی ایک نہ ایک دن اگر یہان مرا تو کیا
اور وہان مرا تو کیا مین اپنی جان سے عاجز ہون بس یہ تو چرچا رہیگا کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول
حکمی کی کس حالت مین اطاعت کی اچھا ہوگا کہ مین اہل اسلام کے ہاتھ سے مرون اور قتل ہون
سب میرے گناہ عفو ہو جائینگے بس مین تو کبھی نہ اس امر کو قبول کرونگا جان کے خوف سے
کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول حکمی کی اور نکل گیا اس مین جو میرے حق مین ہو وہ بہت اچھا ہی
کل تم دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہی امراق و شملاق نے کہا کہ بسبب بخار کے تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہی
یہ راے تمھاری بالکل خلاف ہی دیکھو ایسا نہ کرنا ورنہ بہت پریشان ہوگے سواے ذلت اور
خفت کے کچھ نہ حاصل ہوگا الطاف نے کہا کہ جو کچھ ہو اُنھون نے جواب دیا کہ تم دیوانے ہو گئے
ہو خیر اب تو ہم جاتے ہین کیونکہ تمکو ہمارے سبب سے تکلیف ہی اسی امر سے آگاہ کرنے کو آئے
تھے تو تمکو خبردار کر چلے اب تمکو اختیار ہی ابھی تو بہت وقت ہی اپنے عزیزون سے اور اپنے فرزند سے
راے لینا کیونکہ اُنکی راے سالم ہی تمھاری راے سے وہ لوگ صحیح ہین تم علیل ہو جو اُنکی راے
ہو اُسپر عمل کرنا الطاف نے کہا کہ اچھا بس یہ دونون اُنسے صاحب سلامت کرکے چلے اشارے سے
الطاف کے بھائی اور فرزند کو بُلایا وہ خود ہو بچانے کو اُٹھے تھے اُنکو ہمراہ لیکر باہر آئے اور اُنکو
بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ نہ جانے دینا ورنہ بڑی خرابی ہوگی بلکہ اُنکو لیکر نکل جاؤ تو اچھا ہی اور بہت سے
نشیب و فراز دکھاے اُنھون نے کہا کہ ہم اپنے امکان بھر تو اُنکو نصیحت کرینگے قبول کرنے نکرنے کا
اُنکو اختیار ہی کیونکہ وہ ہمارے بزرگ ہین ہم زبردستی نہین کر سکتے ہین ان دونون نے کہا کہ خیر تمنے
ہمکو بھی آگاہ کر دیا اور اُنکو بھی ہم اپنا حق ادا کر چلے اُنھون نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ کہکر وہ

دونوں اندر آئے یہ اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں کہا کہ اب الطاف
نہ جائیگا وہ ماندہ تو ہی نہیں صرف ہمارے دکھانے کو بنا تھا ضرور نکلیگا اگر جاتا بھی ہوگا تو یہ لوگ
منع کرینگے اور اُسکو دربار میں نہ جانے دینگے امراق نے کہا کہ ضرور ایسا ہوگا اگر ہم اسوقت نہ آتے
تو ضرور کل خفیف ہوتے بادشاہ کی نگاہ میں یہ دونوں تو آپس میں تقریر کرتے ہوئے اپنے اپنے
مقام پر آئے اور اپنی کارروائی پر بہت خوش ہوئے اور اس انتظار میں رہے کہ کل یہ کیا کیا
ان کو تو اسی خوشی میں اور فکر میں رکھا جاتا ہے وہاں جب یہ نامہ جا چکے اُسوقت الطاف نے
حکم دیا کہ یہ سب سامان لے جاؤ یہ بیکار ان حرامزادوں نے آکر دماغ خراشی کی یہ ہمکو نصیحت
کرنے آئے تھے میں ان ایسے سیکڑوں کو جرا دیتا ہوں میرے آگے یہ طفل مکتب ہیں میں ایسا
نادان تھا کہ اُنکو اپنے دل کے حال سے آگاہ کرتا یہ ایسے راگ کیسی لونڈے کو جا کر دیں اپنی محبت
جتانے آئے تھے ہمارے دل کا حال دریافت کرنے آئے تھے اور دیکھنے آئے تھے کہ کیا حال
ہے اگر میں کچھ بھی کہتا تو یہ ابھی تو جا کر بادشاہ سے لگاتے اور اُسکو یہ رائے دیتے کہ ایسا بند و بست
فرمائیے کہ یہ جانے نہ پائے بس میرے ارادے میں فرق آتا اور میں مفت ذلیل ہوتا اور یہ لوگ
سب ہنستے اور میں کب ایسا تھا کہ انکے کہنے پر عمل کرتا اور کہتا کہ ہاں میں ایسا ہی کرونگا میں نے
بھی اسی مصلحت سے کہدیا کہ میں کل ضرور جاؤنگا دربار میں جو وہ حکم دینگے اُسکو بجا لاؤنگا تاکہ انکو
موقع نہ ملے کہ یہ کوئی فتور برپا کریں میرا جو قصد ہو وہ ہو یہ کہکر اُٹھکر بیٹھا اتنے عرصے میں بھائی
اور فرزند آئے اُنسے پوچھا کہ یہ نطفۂ حرام کیا کہتے تھے اُنھوں نے جواب دیا کہ کہتے تھے کہ سمجھانا کہ دربار
میں نہ جائیں ورنہ خرابی ہوگی ہمنے بھی جواب دیا کہ اپنے امکان بھر کوشش کرینگے آیندہ اُنکو اختیار
ہے الطاف نے جواب دیا کہ خوب جواب دیا ہمکو لونڈا بنانے آئے تھے میں نے خود لونڈا بنا دیا
ذرا سی بھی بھانوں نہ آیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا یا دربار میں نہ حاضر ہونگا یہ کہکر وہ بھی [illegible]
الطاف نے سنایا اور فرزند سے بیان کیا کہ یہ ابھی جا کر بادشاہ کو بدگمان کرینگے گرفتاری کی
فکر کرتے میرا قصد فسخ ہو جاتا اور میں اسیر ہو جاتا اگرچہ میں کہتا کہ میں دربار میں نہ جاؤنگا یہ بڑے
مفسد ہیں اور میرے بڑے دشمن ہیں یہ صرف دنیا ساز ہی اور اس امر کی باتیں تھیں تاکہ میں اُنسے
اپنا حال دل کہوں کیسے دوست بنے تھے کہ اُنسے بڑھکر کوئی نہ ہوگا بس میں نے خود اُنکو لونڈا
بنایا اور دھوکا دیا یہ کہکر الطاف نے کہا کہ جو کچھ باقی ہے وہ بہت جلد سب باندھ لو کیونکہ اب زمانہ
بہت کم ہے سب بند و بست ہو گیا ایک تنکا بھی کسی نے نہ چھوڑا الطاف نے سب سے کہا کہ تمنے
سمندر کی حالت سنی جو کچھ اُنھوں نے سمندر کی بابت بیان کیا کہ یہ اُسنے حکم دیا اور یہ سب درست
اور صحیح تھا دیکھو تھوڑے عرصے میں معلوم ہو جاتا ہے وہ لوگ آتے ہونگے جو کہ میری طرف سے دربار
میں رہتے ہیں اور میرے دوست ہیں اُنسے سب حال ظاہر ہو جائیگا راوی نے بیان کیا ہے کہ چند
اہل دربار میں سے الطاف کے بہت بڑے دوست ہیں جو کچھ حال روز دربار میں گذرتا ہے وہ سب آکر
اُس سے بیان کرتے ہیں جب سمندر نے بابت الطاف کے حکم دیا تھا کہ کل یہ اُسکے ساتھ سلوک
کیا جائیگا اُنکو بہت غصہ آیا تھا مگر کیا کر سکتے تھے مجبور تھے جب دربار برخاست ہوا چپکے اپنے
مکان پر گئے سب امور سے فراغت کرکے جو وقت کہ الطاف کے پاس جانیکا تھا جب وہ آیا الطاف
کو اُنکے آنیکی خبر ہوئی وہ اُنکے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا جیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ آتے ہیں فوراً

اُس مقام پر آیا کہ جہان آسنے بیٹھکر باتین کرنا تھا جب سامنا ہوا پہلے صاحب سلامت ہوئی اُسکے بعد مزاج پرسی ہوئی پھر الطاف نے دربار کی کیفیت دریافت کی اُنھون نے عرفی کا آنا اور عشاق کا اعتراض کرنا سمندر کا اس امر کا اقرار کرنا کہ جو آپ کی راے ہوگی اُسپر عمل کرونگا عشاق کا راے دینا سمندر کا تقریر کرنا اور الطاف کا بعد طلب ہونے [illegible] کے طلب ہونا اور یہان سے جواب کا جانا اور سمندر کا برہم ہونا اور حکم نامہ لکھنا اُسکا جواب جانا اور حکم دینا سمندر کا عشاق کا منع کرنا سمندر کا بہت دیر کے بعد قبول کرنا اُسکی حکم کے ساتھ کہ اگر کل نہ آئے تو یہ اُسکے ساتھ برتاؤ کیا جاے جو کہ شملاق و امراق نے بیان کیا تھا سب بیان کیا اور جو حکم سمندر نے دیا تھا کوئی امر اپنی طرف سے نہین بیان کیا بلکہ کہا کہ ہمکو بہت غصہ آیا مگر کیا کرتے الطاف نے جواب دیا کہ سچ ہے پس الطاف نے بھی شملاق و امراق کا آنا بیان کیا اور جو کہ اُنھون نے تقریر کی تھی سب بیان کی اُنھون نے کہا کہ کیا آپنے الطاف نے کہا کہ ہان لیکن الطاف نے اُنکو بھی اپنے قصد سے نہین آگاہ کیا ہو کہ میرا یہ قصد ہو صرف یہ کہا ہو کہ مین دربار مین تو ہرگز نہ جاؤنگا چاہے جو کچھ میرے اوپر گذر جاے مجھکو گھر کا تاراج ہونا اپنا اور اپنے عزیزونکا اسیر یا قتل ہونا گوارہ ہو مگر اسی کے دربار مین جانا گوارہ نہین ہو یہ ذلت گوارہ ہو کہ مین شہر شہر مین تشہیر کیا جاؤن مگر وہ دربار کی ذلت نہ اُٹھاؤن وہ لوگ سُنکے خاموش ہو رہے افسوس کیا سکے تھوڑی دیر ٹھہرکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے یہ سب واقعات دن بھر مین تمام ہوے جب وہ لوگ پھر کر گئے تو شام ہوگئی جب کسیقدر تاریکی ہوئی الطاف اُسوقت کا منتظر تھا اُسنے حکم دیا کہ اب سب اپنا اپنا اسباب اُٹھا کر میرے محل کی پشت کی طرف جو دروازہ چور ہو اُس سے نکلکر اور شہر پناہ کے چور دروازے طے کرکے فلان صحرا جو شمال کی طرف ہو وہان جاکر قیام کرین مین بھی آتا ہون جب یہان کوئی نہ رہیگا اُسوقت مین بھی آؤنگا ایک امر کا خیال رہے کہ جو کوئی راہ مین ملے خواہ اہل شہر سے ہو خواہ ملازم ہمارا ہو بدون دریافت کیے ہوے اُسکو قتل کرنا اُسکو ایک لمحہ کی مہلت نہ دینا کہ وہ کچھ دریافت کرسکے سب نے کہا کہ بہت خوب پس اُسیوقت سے دس دس بیس بیس ملازم اپنا اور الطاف جادو کا اسباب بھی لیکر اُسی دروازے سے نکلکر جانے لگے شہر کو طے کرکے اور شہر پناہ کے چور دروازے سے نکلکر اُس مقام پر جاکر قیام پذیر ہوے کہ جسکا پتہ الطاف نے دیا تھا جو کوئی راہ مین ملا بلاخوف و خطر اُسکو قتل کیا راوی نے بیان کیا ہو کہ نوبت باینجا رسید کہ تا نصف شب کل نکل گئے اب کوئی سواے الطاف اور اُسکے عزیزون کے ملازمون مین سے باقی نہین رہا اور سب اسباب لے گئے جو جواہرات تھا وہ اُسکے پاس تھا الطاف نے اُس مکان مین ایک تنکا بھی نہین چھوڑا جب زلف لیلا سے شب تا کمر آئی اور الطاف کو معلوم ہوا کہ ابھی چند لوگ رہگئے ہین پس اُسنے سب کو ایک مقام پر جمع کیا اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا آگے آگے اُسکا بھائی بیچ مین الطاف اور سب عزیز و ناموس و جواہرات لیے ہوے تعاقب مین اُسکا فرزند اسی طور سے مکان سے نکلے الطاف نے جانور تک ہمراہ لے لیے تھے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا بالکل مکان خالی کر دیا تھا راوی نے بیان کیا ہو کہ اُسکا مکان بالکل آخر شہر مین واقع ہوا تھا اور اُسکے مکان کی پشت پر بہت بڑا صحرا تھا اُدھر آبادی بالکل نہ تھی پس پشت مکان سے باہر آیا اور سب کو ہمراہ لیکر صحیح و سلامت نکلا ہوا صاف چلا گیا کسی کو کان و کان خبر بھی نہ ہوئی سبب یہ تھا کہ جو چوکی اُسکے مکان سے قریب تھی اور اُسپر جو سپاہی پہرہ دے رہا تھا اُسکو پہلے ہی قتل کر ڈالا تھا کیونکہ خبر کرتا راوی کہتا ہو کہ یہ شہر سمندر رہو سے نکلکر اُس مقام پر آیا کہ جہان لوگ اُسکا انتظار کر رہے تھے اُنھون

جو قدم کی آہٹ سنی خیال کیا کہ معلوم نہیں کہ کون آتا ہے سپاہی ایک مرتبہ متنبہ ہوکر بیٹھے اور یہ آواز دی کہ
کون الطاف کے بھائی نے اسکی آواز پہچانکر جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں ہم ہیں انھون نے بھی الحمد للہ کہکر
پہچان لیا پس خاموش ہو رہے اور خوش ہوئے کہ آقا آ گئے کہ اتنے عرصے میں الطاف جادو سے
نا مانوس و غریب زمین سے پہونچا تھوڑی دیر دم لیا جب دم لے چکا تو کہا کہ اب چلو سب تیار ہوئے
اسوقت الطاف نے کہا کہ کوئی چیز تو مکان میں رہ نہیں گئی یا کوئی آدمی یا جانور تو نہیں رہا سب نے
عرض کی کہ جی نہیں پس الطاف ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اسی تاریکی شب میں طرف لشکر اسلام کے
خوشی خوشی روانہ ہوا کہ اسکا حال انشاء اللہ تعالی آئندہ تحریر ہوگا جہان پر موقع ہوگا اب راوی کہتا ہے
کہ یہ لوگ تو نکل گئے انکا حال پھر تحریر ہوگا اب کچھ حال شہر سکندریہ تحریر ہوتا ہے کہ انکے جانے کے
بعد کیا گذری پس جب قریب صبح ہوا گشت اس طرف آیا چونکہ اسکے ہمراہ روشنی تھی اسنے دیکھا کہ
شہر پناہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ سپاہی جو کہ پہرے پر تھا مرا ہوا پڑا ہے اسنے خیال کیا کہ بڑا غضب
ہوا کہ چور شہر میں آئے اور چوری کر کے مال و اسباب لے گئے اور اسکو قتل کر کے چلے گئے پس
کوتوال سے اسکی لاش اٹھوائی اسدن اتفاق سے دوسرا سپاہی پہرہ بدلوانے بھی نہ آیا طریقہ
یہ تھا کہ جب اسکے پہرے کا زمانہ ختم ہوتا تھا تو یہ جاکر اسکو جگاکر پہرہ بدلوا دیتا تھا آج یہ تو گیا نہیں تھا
اس سبب سے پہرہ بھی نہیں بدلا گیا پس کوتوال نے اسکی لاش اٹھوائی اور کوتوالی میں لایا اتنے
اتنا میں صبح ہوگئی سکندر دربار میں آیا سب اہل دربار حاضر ہوئے شملاق و امراق جو عیار تھے
انھوں نے اپنے عیار سے کہا کہ جاکر ذرا خبر تو لاؤ کہ الطاف جادو کس فکر میں ہے وہ عیار الطاف کے
مکان پر حسب حکم اپنے مالک کے گیا یہاں آکر مکان کو خالی پایا ایک شخص بھی نہ تھا مکان میں سناٹا
پڑا ہوا ہر طرف سیر کیا مقام سمجھا کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ جو کچھ مالیت رکھتی ہو صرف ظروف گلی پڑے
وہ بھی ٹوٹے ہوئے یہ حال دیکھکر فوراً اپنے آقا کے پاس آیا سب حال اسنے بیان کیا وہ بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ وہ مارا اچھا ہوا حکم چلا گیا ہم سمجھے ہوئے عشاق جھوٹا ہے اب بادشاہ کو ہمارے
قول کا بہت اعتبار ہوگا یہ کہکر خوشی خوشی سوار ہوکر طرف دربار کے چلے راہ میں سنا کہ کوئی
شہر پناہ کے پشت کے دروازے پر کے سپاہی کو قتل کر کے چلا گیا اسکا پتہ نہیں ہے شملاق نے
امراق سے کہا کہ یہ کام الطاف کا ہے وہ اسی طرف سے گیا ہے سب کو لیکر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے روکا ہی
یہ اکیلا تھا وہ جمعیت سے ہوگئے سب نے ملکر اسکو قتل کیا چلو دربار میں اسکا تذکرہ کیا جائیگا
پس یہ راہ طے کر کے دربار میں آئے سکندر شاہ کو سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی
کوئی ذکر نہ ہونے پایا تھا کہ کوتوال شہر حاضر ہوا اور اسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے کہا کہ میں ایک
خبر تازہ لایا ہوں میں پھرتا ہوا شہر پناہ کی پشت کے دروازے کی طرف گیا اسکو کھلا
ہوا پایا اور جو سپاہی اس مقام پر پہرہ دے رہا تھا اسکا لاشہ پڑا تھا نہ معلوم کون اسکو قتل
کر گیا شاید رات کو چور آئے وہ اسکو قتل کر کے چلے گئے اسکو موقع نہ ملا کہ چلاہٹ کرتا چلا گیا
سکندر نے کہا کہ یہ تمھاری غفلت ہے کہ تم اچھے طور سے حفاظت نہیں کی خیر ابکی خطا تمہاری معاف
کیجاتی ہے اب ایسی غفلت نہ کرنا ورنہ عتاب سلطانی تمپر نازل ہوگا کوتوال نے ہاتھ جوڑ کر عرض
کی کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اگر ہو تو سزا دیجائے پس سکندر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی اسکے وارثوں کو
دیدو تاکہ وہ اسکا کریہ کرم کریں یہ کہکر سکندر طرف عشاق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے آشنا دانیک

الطاف جادو نہیں آیا کیا عجب دربار برخاست ہو جائیگا اُسوقت آئیگا عشاق نے جواب دیا کہ
آتا ہوگا یہ کہکر ایک چوبدار کی دیکھکر عشاق نے کہا کہ تم الطاف جادو کے مکان پر جاؤ اور کہو کہ تمنے
کل عذر کیا تھا کہ میں آج حاضر نہیں ہوسکتا ہوں کل ضرور حاضر ہونگا یہ کیا کہ اسقدر دن آگیا اور تم
نہیں آسکے اگر نہ آنا تھا تو کل عذر کیوں کیا اگر آنا ہو تو آؤ ورنہ عتاب شاہی تمپر نازل ہوگا وہ چوبدار
یہ تقریر عشاق کی سنکے دربار سے باہر آیا اور طرف مکان الطاف کے چلا یہاں سمندر اور تقریر
کرنے لگا وہ چوبدار اُدھر مکان پر الطاف کے پہونچا دیکھا وہ مقام ہموار ہو رہا ہے سبب در و اثر کے
کھنڈر ہو رہے ہیں ایک چڑیا تک نہیں ہو سناٹا ہو رہا ہے وہاں سے یہ حال دیکھکر بہت جلد واپس آیا
اور بمقام عرض پر کھڑے ہو کر دعا وثنا سے شاہی بجا لایا عشاق نے کہا کہ کیا خبر لائے کیا الطاف
آتا ہے اُس چوبدار نے عرض کیا کہ کیسا الطاف اور کیسا آنا وہاں ہر کوئی ایک متنفس تو ہے نہیں سناٹا ہو رہا ہے
تمام مکان خالی ہے نہ الطاف ہے نہ اُسکے ملازم ہیں ایک چیز تو چھوڑی نہیں گیا ہے نہ معلوم کسوقت یہ
نکل گیا ہے کل تک تو سب سامان تھا یہ جو عشاق نے سنا چہرے کا رنگ فق ہو گیا جبکہ الطاف سے
دوستی تھی انکو بڑا اندیشہ ہوا کہ نہ معلوم الطاف کدھر چلا گیا پس ایک مرتبہ شقاق و افراق نے کھڑے
ہو کر عشاق کو سلام کیا اور کہا کہ استاد سلام ہے اور تسلیم ہے اگر تم کل کی رائے دیتے تو سب
ہمکو انعام دیتے کہ تم بادشاہ کے دشمن ہو دوست کو دشمن بنا دیتے ہو یہ کیا ہوا کیا بےخوف و خطر
الطاف نکل گیا آپ فرماتے تھے کہ ضرور علیل ہے ابھی حضرت یہ سب اُسکے فریب سے اب مجھسے صاف
صاف سنیے کہ جب اُسنے تقریر مجھسے کل کی ہے تبھی اُسکی عیادت کو کل گئے تھے پہلے تو وہ مجھسے بہت اچھی
طرح ملا اور کہا کہ مجھکو معلوم ہے کہ بادشاہ مجھکو صرف میرے دیکھنے کو بلاتا ہے کیا ہے میں تو اچھا ہوں
صرف میں نے بادشاہ سے فقرہ کیا کیونکہ مجھکو انکی نوکری اب منظور نہیں ہے اسی سبب سے میں نے
بادشاہ کے دربار میں قدم نہیں رکھا پس اب میں کبھی اُس دربار میں نہ جاؤنگا وہ دربار پاجیونکا
ہو شرفا کے لائق نہیں ہے بادشاہ میرا کیا کرسکتا ہے میں کوئی آفاق و ایوان تو ہوں نہیں کہ اسنے کو
ذلیل کرا اور میری گرد قدم کو تو بادشاہ پا سکیگا نہیں میں نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے ایک نہ سنی اور
اتنی بہت سی گالیاں بادشاہ کی شان میں کہے کہ جنکو میں اپنی زبان پر لانا غیرمناسب جانتا ہوں
پس وہ شب کو سب کو لیکر بھاگ گیا اور یہ جو سپاہی دراصل شہر پناہ کے چوبدار دروازے پر کوتوال کو
بلا معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے قتل کیا استاد آپنے بڑا دھوکا کھایا آپ کے سبب بادشاہ نے بھی یہ جو
شقاق نے کہا عشاق نے سر جھکا لیا خاموش ہو گیا پس سمندر کو غصہ آگیا فوراً حکم دیا کوتوال کو
کہ تم فوراً جاؤ اور مکانات الطاف کو گرا دو اور جو اُسکے عزیز اس شہر میں ہوں انکو گرفتار
کرلاؤ جہاں ملیں پس میں آج سے اپنی رائے پر عمل کرونگا جو میری رائے ہوگی اُسکے
موافق کام کرونگا کسی کی رائے پر عمل نہ کرونگا استاد کی رائے پر عمل کرکے میں نے اتنا بڑا دھوکا
کھایا کہ الطاف صاف بلاخوف و خطر ہم سب کو دھوکا دیکر چلا گیا ہم اُسکا کچھ نہ کرسکے استاد کی عقل میں
آپ کی ٹھیک نہیں ہے جو رائیں کل آپنے دی ہیں سب خراب دی ہیں میں کسی پر عمل نہ کرونگا حال یہ ہے کہ
تمکو کوئی رائے کبھی کسی مقدمے میں دینگے کیونکہ میں اسپر عمل نہ کرونگا یہ ... کا ہوا ہے کہ
عشاق نے یہ سنکر جواب دیا کہ بہت بہتر آپ بھی مجھسے کسی امر میں ... کرکے اپنی زبانی
بھی رائے نہ دونگا اُسوقت آپکو بھی ناگوار ہوگا سمندر نے کہا اچھا ہے تم بھی کچھ میری طرف سے

اُستاد و شاگرد بین ہوچکی سمندر نے اُسوقت حکم دیا کہ چند سوار تلاش بین الطاف کی جائین جہان پر
وہ ملجاوے وہ سوار ہمکو آکر خبر دین اور باقی اُسی مقام پر ٹھیرے رہین اور اُسکو روکین اور ساحر بھی
جائین یہ سُنکے شملاق نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہی میرے بھی پسند ہی پس اُسوقت پچاس سوار
اور دس ساحر براے تلاش الطاف جادو روانہ ہوے کہ اُنکا ذکر کیا جائیگا اُدہر کوتوال نے جاکر
تمام مکان کو الطاف جادو کے گرا دیا نشان تک باقی نہ رکھا اُسکے عزیزون کو تلاش کیا تو معلوم ہوا
کہ اس شہر بین کوئی اُسکا عزیز نہین ہی سب اُسکے ہمراہ گئے پس کوتوال نے آکر عرض کی غلام نے جاکر
تمام مکانات الطاف و عزیزان الطاف کے گرا دیے نشان تک باقی نہ رکھا اور عزیزون کو جو
تلاش کیا الطاف کے تو معلوم ہوا کہ کوئی عزیز اُسکا اس شہر بین نہین ہی سب اُسکے ہمراہ گئے
بین سمندر نے کہا کہ اب سے اور جبتک میری حکومت ہی اگر ہمکو کوئی عزیز الطاف کا ملجاوے یا دریافت
کرنے سے اُسکا پتہ لگے کہ اس شہر بین فلان عزیز ہی تو بلا تحقیقات بلا ہمارے دریافت کے اُسکو
قتل کرنا تمسے کوئی پرخاش نہ کیجائیگی اگر ذرا سا بھی سلسلہ قرابت کا پاتا اس بین اگر میرا عزیز بھی ہو
تو تم رعایت نہ کرنا ورنہ تمکو سزا دیجائیگی آیندہ تمکو اختیار ہی کوتوال نے کہا کہ بین کبھی رعایت نکرونگا
چاہے میرا باپ بھی ہو یہ حکم دیکر سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ جو براے کل اُستاد نے
دی تھی کہ آج الطاف کی حاضری معاف کردو کل وہ ضرور حاضر ہوگا وہ خلاف نکلی پس جو براے اُنھون نے
دی ہی وہ سب خلاف ہوگی اُسکا انجام اچھا نہ ہوگا اب بین کل حکم دونگا کہ جو کچھ کرنا چاہیے اور جو
میری براے ہوگی یہ کہکر سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے سمندر محل بین
گیا مگر عشاق کو بہت فکرمندی تھی ہر ایک اہل دربار کہتا تھا کہ الطاف نے بہت چالاکی کی جو کہ الطاف
کے دوست تھے وہ سب خوش تھے کہ اچھا ہوا آبرو بھی بچی اور جان بھی جو کہ دشمن تھے اُنکو صدمہ تھا
کہ مفت الطاف نکلگیا راوی نے کہا کہ جب سمندر دربار برخاست کرکے محل بین گیا اور کھانے
وغیرہ سے فراغت کرچکا فورًا ایک چوبدار کو روانہ کرکے شملاق و امراق کو طلب کیا وہ فورًا حاضر
ہوے مکان خلوت بین لے گیا اور کہا کہ جو براے تمنے کل دی ہی اُسی پر عمل کرون کوئی اسمین نقص
تو نہین ہی اُنھون نے کہا کہ شوق سے وہ براے بہت عمدہ ہی یہ کہکر کہا کہ کیون تمنے حضور سے
عرض کیا تھا کہ الطاف شب کو فرار کر جائیگا وہی پیش آیا سمندر نے جواب دیا کہ تمنے سچ کہا تھا
تمہاری براے بہت ٹھیک اور عمدہ ہی پس بین تمسے کہتا ہون کہ میری ایک براے ہی کہ اُدہر تو بین
سامان لشکرکشی کرون اُدہر ایک نامہ بنام مالکہ طلسم گنجوری سلیمانی لکھون اور اُس سے کمک کا
خواستگار ہون اسمین تمہاری کیا براے ہی اُنھون نے کہا کہ یہ براے آپکی بہت عمدہ ہی ہم اسکو پسند
کرتے ہین کیونکہ اسمین کوئی نقصان نہین ہی جب یہ وزرا نے کہا سمندر نے کہا کہ پس اسی لیے طلب
کیا تھا وہ رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئے سمندر محل بین گیا اب سمندر کو تو اس انتظار بین رکھا جاتا
ہی کہ کب صبح ہوے اور بین دربار کرون تو حکم و احکام موافق اپنے وزرا کے راے کے جاری کرون
کہ کیا تماشا ہوا مگر داب شاہ وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہی کہ راوی نے بیان کیا ہی کہ جب یہ عرضی روانہ کر چکے تھے
سمندر نے کہا کہ شہر بین جاکر آرام پذیر ہوے تھے دوسرے دن دربار کیا سب آکر حاضر دربار
کیا تو ہی اب ایسی غفلت نہ ہو لیکر آیا کہ داب شاہ وغیرہ نے مضمون عرضی پڑھا جو کہ جواب سمندر کیطرف
کی کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اگر ہی تھی کہ ہم بار بار تحریر کرین کہ ہم کیا کرین آپ سوا اس امر کے
دیدو تاکہ وہ اُسکا کریدکم کرین یہ کہا

کہ جو یہان واقعہ گذریگا وہ ہم تحریر کر دیا کرینگے جو سمندر کا جی چاہے وہ کرین خواہ خود لشکر لیکر تشریف لائین
خواہ کسی سردار کو روانہ کرین راوی نے بیان کیا ہے کہ خاموش ہو رہے آن ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ آج ایوان کی فلان خداپرست نے دعوت کی اب ہرکارے آکر یہ بھی خبر دیتے ہین کہ آج فلان فلان
خداپرست نے ایوان کی دعوت کی ہے کل فلان نے کی تھی گرداب وغیرہ ہر روز دربار مین آتے ہین اور
قریب دوپہر کے دربار برخاست کر کے اپنے خیمون مین چلے جاتے ہین مختصر یہ کہ آج ہرکارون نے آکر
خبر دی کہ آج دعوت سے فراغ ایوان کو ملا اور صاحبقران سے رخصت حاصل کر کے اور اجازت لیکر
طرف شہر کے روانہ ہوئی اور یہ عرض کر گئی ہے کہ مین جا کر سب اہل شہر اور اپنے عزیزون و ملازمون کو
مسلمان کرونگی اسکے بعد لشکر لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہونگی یہ خبر ہے جو کچھ ہمکو حکم ہو وہ ہم بجا لائین جو
فرمایئے تو لشکر اسلام مین رہین ورنہ اپنے لشکر مین گرداب شاہ وحباب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اب لشکر
اسلام مین جانے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ ہمکو صرف اس سے وہان رہنے کا حکم دیا گیا تھا کہ تاکہ
ایوان کی خبر دریافت ہوتی رہے کہ اسنے اہل اسلام کو کیا صلاح دی چنانچہ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ اب
اپنے شہر کو چلی گئی اب کیا ضرورت ہے بس تم لشکر مین رہو اب جب ہم تمکو حکم دینگے پھر جانا یہ کہکر انکو انعام
دیا وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے یہان گرداب نے منشی کو طلب کر کے کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی
طرف سے بادشاہ کو تحریر کرو اسمین یہ حال ہو کہ یہان سب طور سے خیریت ہے صرف عرضی اس غرض سے
خدمت عالی مین تحریر کی ہے کہ ایوان آج اہل اسلام سے رخصت ہو کر اپنے شہر کو گئی ہے اس قصد سے کہ
سب اہل شہر اور اپنے عزیزون کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر پھر اسکے کمک آؤن باقی خیریت ہے اطلاعاً
عرض کیا منشی نے اسی مضمون کی عرضی لکھکر پیش کی گرداب شاہ وغیرہ کی اسپر مہر کی گئی پس لفافہ کر کے
حاضر کی گرداب نے ایک طائر ہمر کے ذریعہ سے خدمت سمندر مین روانہ کی اسکے بعد دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اب انکا حال آئندہ تحریر ہوگا طائر عرضی لیکر ادھر کو روانہ ہوا یہان
سمندر رحلہ دربار کیا ہے حسب معمول سب حاضر دربار کفر آثار ہین اپنے اپنے عہدے اور اپنے اپنے
قرینہ سے زنگلون و کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ سمندر نے ایک مرتبہ وزیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ
ایک نامہ ہماری طرف سے بنام حاکم طلسم گنجینۂ سلیمانی تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ اے ہمارے صاحب
آپ کو بعد تحفۂ سلام کے معلوم ہو کہ مجھکو آپ سے یہ امید نہ تھی کہ میرے اوپر یہ مصائب گذرینگے اور آپ
میری خبر نہ لین گے مین یہ خیال کرتا تھا کہ آپ میری ہر امر مین خبر لین گے آجکل میرے اوپر وہ مصائب
ہین کہ خداوند کسی اپنے بندے پر نہ ڈالین آپ پر کیا منحصر ہے خداوند نے بھی خبر لینا ترک کر دیا پہلے تو
خداوند کیسی کیسی خبر لیتے تھے ابتو انحضرت نے ایک قلم میری طرف سے نگاہ پھیر لی اور میرا اقبال
گھٹا دیا گو میرا ابھی یہ طریقہ تھا کہ سال بھر کے بعد خدمت مین جاتا تھا مگر بسبب آفت تازہ کے جس مین
آجکل مبتلا ہون کوئی پانچ برس سے نہین گیا ہون معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے خداوند ناخوش ہو گئے
اور مجھ سے بالکل بے خبر ہو گئے ہین لہذا مین تم سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری اس مشکل مین
آکر کمک کرو اور خبر لو اور خدمت خداوند مین بھی میری طرف سے عرض کرو کہ وہ میرے حال پر رحم
فرمائین اور اس آفت کو میرے سر پر سے دفع کرین کہ بعد مدت کے کوئی عرصہ چند روز کا ہوا ہے کہ
ایک مقام پر خداوند نے میری کمک کی اور میری جان بچائی لیکن شور و غیرہ کو روانہ کر کے انہین کی زبانی
معلوم ہوا کہ خداوند ناخوش ہین مین نے اسکے ذریعہ سے بھی عرض کرایا ہے تم بھی کچھ میری طرف سے

سفارش کرو تاکہ خداوند کا غصہ فرو ہو اے بھائی گنجور شاہ جادو تمہارے جد امجد ذی رتبہ و صاحب شکوہ
و جلیل القدر اس اقلیم میں کوئی نہیں ہے تم ایسے ہو کہ تمہارے پاس خداوند نے روح نزطاق و جان
نزطاق رکھی ہے اور خداوند تمکو بہت مانتے ہیں اور عزت فرماتے ہیں تم ایسے صاحب دیانت و امانت
ہو کہ خداوند نے ان اشیاء پر تمکو حاکم کیا ہے کہ جو خداوند کے سبب بقاے حیات ہیں سوا تمہارے
آنکھوں نے اور کسی کو وہ نادرات اشیا میسر نہیں کہیں تمکو اپنے عزیزوں سے زیادہ تر خیال کیا کہ
تحفہ جان نزطاق تمہارے سپرد کیے تمہاری سب عزت و حرمت کرتے ہیں پس میرے حال پر رحم کرو
اور اس وقت میں میری کمک کرو نہ باقی کبھی اور ہاتھ پاؤں سے بھی میری کمک کے لیے لشکر روانہ
کرو اے بھائی یہ وقت غفلت کا نہیں ہے تمہارا خبر لینا میری پر ضرور ہے بلکہ تمہیر کیا منحصر ہے جسقدر یہاں بادشاہ
صاحب سپاہ و لشکر ہیں سب پر میری کمک فرض ہے اور تمہیر تو بڑا ایک زور ہے اور یہ بھی امید ہے کہ تمہارے
کمک کرنے سے میری بلا دفع ہوگی کیونکہ صاحب طلسم و مالک طلسم ہو تمہارا بڑا مرتبہ ہے تم مجھسے زیادہ تر
متقبل ہو اے بھائی یہ میری کمک نہیں ہے بلکہ گویا سب بندگان خداوند کی کمک کی اگر تمہاری کمک کرنے
سے و دیگر بادشاہوں کی کمک کرنے سے یہ بلاے تازہ دفع ہوگی تو خیال کرو کہ دین لقو پرستی
دنیا پر قایم رہا ورنہ اس غفلت اور بےخبری سے یہ ہوگا کہ پھر کسی مقام پر کوئی لقو پرست نظر نہ آئیگا
سواے دین اسلام کے اور کوئی تم میں سے دکھائی نہ دیگا سواے خداپرستوں کے اور کوئی بھی
خداوند نزطاق کا نام بھی نہ لیگا سواے خداے نادیدہ کے اور اہل اسلام کا عمل اور طلسموں اور شہروں
کے یہاں بھی قبضہ ہو جائیگا انھیں کا سکہ جاری ہوگا جیسا کہ انھوں نے ہزارہا ساحروں و غیر ساحروں کے
طلسم تباہ کیے اور اپنا طریقہ اس مقام پر جاری کیا اسی طور سے انکو بھی وہ تباہ و برباد کرینگے اور
اپنا طریقہ یہاں بھی جاری کرینگے پس ہر بندۂ خداوند پر میری کمک فرض ہے میں کوئی ملک و مال کے لیے
نہیں کمک طلب کرتا ہوں بلکہ مذہب کے بچانے کے لیے اور دین لقو پرستی قایم رکھنے کے لیے
اے بھائی یہ بلا تم سب پر بسبب آئینہ اندام جادو حاکم طلسم آئینہ کے سبب سے نازل ہوئی ہے نہ وہ ادھر
آتی نہ یہ بلا نازل ہوتی نہ تم سب بندگان خداوند اس بلا میں مبتلا ہوتے تم لوگوں نے یہ واقعہ سنا ہوگا
مگر میں تمکو بطور احوال کے تحریر کرتا ہوں کہ یہ بلا کیونکر آئینہ اندام جادو کے سبب سے تمپر نازل ہوئی
اسکا واقعہ یوں ہے کہ جب خداپرستوں کے ہاتھ سے زمرد ثانی و لقورج حرامی سنگتگان بھاگ کر طلسم آئینہ
میں آئے اشراق جادو و آئینہ اندام جادو نے انکو دامن پناہ دیا تم زمرد ثانی و لقورج و سنگتگان کے حسب
نسب سے واقف ہو انکے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ زمرد کس خاندان سے اور لقورج کس خاندان سے
ہے اور سنگتگان پس زمرد لقو فرزند تھا لقا کا جو کہ سبائل میں خدائی کرتا تھا اور بہ اقتضاے صاحبقران اول کے مارا
گیا اور یہ لقورج خاندان صاحبقران سے ہے مگر حالت کفر میں پیدا ہوا اسی حالت میں رہا اور سنگتگان اولاد
شیطان درگاہ لقا سے ہیں میں نے صرف تمکو یاد دلایا کہ شاید تم بھول گئے ہو پس جب آئینہ اندام نے انکو
پناہ دی آئینہ اندام طلسم میں خدائی کرتا تھا ان سب سے کہا کہ مجکو سجدہ کرو تو ہم کمک کرینگے اہل اسلام سے
مقابلہ کرینگے گو زمرد خود دعوی خدائی کرتا تھا اور خدا تھا بھی اور علاوہ کئی ایک مقامات کے سب انکو خدا
جانتے تھے مگر بسبب اسکے کہ اہل اسلام سے بہت پریشان تھا اور کہیں دامن پناہ نہ ملتا تھا یہاں ملا تھا انکا
کرنا مناسب نہ جانا سب نے سجدہ کیا آئینہ اندام نے دامن پناہ دیا تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ اہل اسلام بھی اس طلسم
پر آئے پہلے آئینہ اندام اور اشراق زمرد و لقورج وغیرہ کو طلب کیا اور کہا کہ اگر نہ دوگے تو ہم تمسے مقابلہ

کرنیکے انھوں نے انکار کیا خلاصہ یہ کہ مقابلہ ہونے لگا نوبت باینجا رسید کہ اہل اسلام غالب آئے اشراق
وغیرہ نے شکست کھائی چونکہ طلسم بہت بڑا تھا بدین سبب ان لوگوں کو زمانہ جنگ و پیکار میں بہت
گذرا اسی زمانے میں آئینہ اندام نے ایک عرضی بنام خداوند تحریر کی تھی کہ جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ
ہمیشہ اوپر اہل اسلام نے نرغہ کیا ہے میں انکے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہوں لہذا امیری کمک ضرور
ہے یہاں سے جواب روانہ کیا گیا تھا کہ اچھا کمک بھیجا ئینگی یہاں اس انتظار میں کہ عرضی گئے اور اسکا جواب
جاوے اہل اسلام غالب آگئے اور کوئی صورت مفر کی آئینہ اندام کو سوا اسکے فرار کے نظر نہ آئی پس سب
سامان کو چھوڑ کر مع چند ساحروں کے وہان سے بھاگا اشراق وغیرہ کو طلسم میں چھوڑا اور شہر نہ طاق
کو چلا گیا وہان طلسم میں غدر مچ گیا اشراق وغیرہ مع زمرد و لقوریخ کے ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئے
اہل طلسم نے امان طلب کی اہل اسلام نے انکو امان دی اس طلسم پر بھی اہل اسلام کا قبضہ ہوا اور
جو ملک اس طلسم کے متعلق تھے وہ بھی قبضے میں آگئے بعد اس واقعہ کے صاحبقران ثانی [illegible]
نے طلسم کو فتح کیا تھا اور اہل اسلام کے افسر اعلی تھے مع ایک سو چالیس سرداروں کے طرف
اپنے معبدگاہ کے ترک دنیا کر کے روانہ ہوئے اور بدیع الملک کہ جو کہ اب صاحبقران ہیں انکو
لقب صاحبقران ثالث دیا اور تمام لشکر پر افسر کیا اور یہ وصیت کی کہ بعد قتل آئینہ اندام تم
آرام نہ لینا اور جو جو ملک کہ ساحروں سے آباد ہوں انپر قبضہ کرنا تمام عالم میں دین اسلام کو رواج
دینا پس وہ تو یہ کہکر چلے گئے بدیع الملک نے پہلے شہر [illegible] طلسمی نکلوایا اسکے بعد مع کل لشکر کے طرف
شہر نہ طاق کے کوچ کیا کیونکہ انکو قبل سے معلوم تھا کہ آئینہ اندام طرف نہ طاق کے گریز کر گیا ہے چنانچہ
وہ آکر دشت بہار افزا میں فروکش ہوئے مع لشکر کے آئینہ اندام جب وہاں سے بھاگا تو قریب نہ طاق
آیا اپنے [illegible] خداوند کو خبر کرائی خداوند نے اسکو بدون دریافت حال اندر طلسم کے طلب کر لیا
بعد جو حال معلوم ہوا تو پھر کیا ہو سکتا ہے یہ خیال فرمایا کہ [illegible] سمجھے ہیں اپنی عدالت کے
خلاف ہے کہ جسکو پناہ دیں پھر اسکو نکال دیں چنانچہ آئینہ اندام کا امتحان جو کیا گیا تو وہ سحر میں بالکل بیکار
نکلا ایک حرف بھی نہ آتا تھا پس جب یہ حال خداوند کو معلوم ہوا حکم فرمایا کہ اسکو تعلیم سحر کی کیجاوے
اور جب یہ بالکل سحر میں کامل ہوجاوے تو ایک پرچہ حملہ پیرون نہ طاق بنا دیا جاوے یہ وہاں کی حکومت
کرے وہ پرچہ حملہ بھی متعلق نہ طاق ہو چنانچہ اسکی تعلیم کے لیے [illegible] حکم خداوند [illegible] جادو و
شبرنگ جادو وغیرہ کہ بدولت سے بلا خدمت مشاہرہ مشغول پاتے تھے طلب کیے گئے اور انکے سپرد
آئینہ اندام کو کیا اور ایک مکان صحرائے ہولناک میں تعمیر کیا گیا کہ یہاں آئینہ اندام کو تعلیم سحر کیجاوے
پس ساحران مذکور آئینہ اندام کو لیکر اس صحرا میں گئے اور تعلیم کرنے لگے ابھی یہ آفت جو
ہمپر آئی ہے اسکا سبب یہ ہے جیسا کہ میں نے تحریر کیا نہ آئینہ اندام آتا نہ اہل اسلام اس ملک میں آتے
یہ اسکے قدم کی برکت تھی کہ آپ بھی تباہ ہوا اپنے ہمراہ اوروں کو بھی برباد کیا پس جب اہل اسلام
دشت بہار افزا میں فروکش ہوئے انھوں نے ایک جشن کیا اور اپنے لشکر میں ایک بادشاہ کیا
اسی زمانے میں صنوبر شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی انھوں نے صنوبر شاہ کو مسلمان کیا یہ خبر
دلبند کبود و مبدوت کو پہونچی وہ بہ ارادہ مقابلہ آئے ان دونوں کو بھی بدیع الملک نے زیر کیا وہ
بھی اسکے مشرف باسلام ہوے یہ خبر جب سحران سبز پوش کو پہونچی اسنے حباب جادو و سراب جادو کو براے
اسیری صنوبر شاہ و بدیع الملک روانہ کیا حباب [illegible] ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا [illegible]

اسیر کر لیا وہ شریک اُنکا ہوگیا یہ ساری آفت اُسی کی ڈالی ہوئی ہے کیونکہ وہ یہان اکثر مقامات سے
بخوبی واقف ہے پس جب وہ شریک ہوا اسکی خبر سحران کو ہوئی کہ حباب مارا گیا اور سہراب اسیر ہوگیا
اسکو بڑا صدمہ ہوا اُسنے سامان جنگ کیا اُسی زمانے مین سہراب سحران کے پاس آیا اور کہا کہ مین کہ
اُنکا شریک ہوا تھا صرف اپنی جان بچانے کے لیے ورنہ مین بھی مثل حباب کے مارا جاتا مین تمھارا
شریک ہون بلکہ سحران کو یقین آگیا وہ خوش ہوئی جب اُسکو یہ معلوم ہوا اُسنے مجھکو خبر کی جب مجھکو خبر
ہوئی مین نے اُسوقت سحاب جادو و شجر جادو کو صندوبر پر بھیجا کہ تم جاکر صندوبر شاہ کو اسیر کر لاؤ مع
اُسکے اہل و عیال کے چنانچہ وہ گئے اُسیدن صندوبر شاہ نے کل اہل شہر کو مسلمان کیا تھا انھون نے
جاکر تمام اہل شہر کو درخت بنا دیا اور غارت کیا کیونکہ میرا حکم تھا اور صندوبر شاہ کو مع اہل و عیال و
وزیرون کے اسیر کر لائے اور میری خدمت مین حاضر کیا پس مین نے اُن قیدیون کو آفتاب جادو کے
ہمراہ پاس ملکہ سحران سیاہ پوش کے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالار یعنی آفتاب سے کہا کہ تم جاکر سحران کی کمک
کرنا مجھکو یہ حال نہین معلوم تھا کہ سہراب مکر سے شریک سحران ہے صرف یہان کی حالت دریافت کرنیکے
لیے اس عرصے مین کہ جبتک آفتاب وہان پہونچے پہونچے ملکہ سحران نے کئی مقابلے کرکے بہت سے
اہل اسلام اسیر کر لیے اور اُسکی بہن ماہیان طوفان کش نے اسم اعظم صاحبقرانی بھی فراموش کرا دیا
کہ آفتاب پہونچا اُسنے سب اسیرون کو سپرد سحران کیا اور کہا کہ مین اپنا سحر تیار کرتا ہون ایک دم مین سبکو
غارت کرونگا سحران نے کہا کہ مرحبا جب یہ حال سہراب کو معلوم ہوا چونکہ وہ تو اسی لیے یہان آیا تھا
اُسنے یہ حال دریافت کرکے اسکی خبر اہل اسلام کو کی بھائی اہل اسلام تو کوئی چیز نہین ہین اُنکا قتل کرنا
کوئی امر مشکل نہین ہے کیونکہ وہ ساحر نہین ہین بلکہ غیر ساحر ہین ہان چند ساحر اُنکے ہمراہ ہین وہ کوئی چیز
نہین ہین وہ بھی یہ لیاقت رکھتے ہین کہ ہمسے مقابلہ کرین مگر ہان ایک پیادہ ہے کہ جو کہ ہزارون سے
نہین جیتا ہے اُسکا مثل و نظیر نہین ہے بڑے غضب کا عیار ہے یون تو لشکر اسلام مین ہزارون عیار ہین
ہر ایک اپنے فن مین کامل و اکمل ہے مگر وہ سب کا افسر ہے اُس سے کوئی سر بر نہین ہو سکتا ہے اُسنے
بہت سے قلعہ برباد کر دیے جیسا کہ تمنے اکثر کتابون مین عمرو اول و ثانی کی عیاریان سنی ہونگی کہ انھون
نے لاکھون بلکہ کرورون کو قتل کیا ہزارون ملک پر قبضہ کر لیا اسی طور سے اُسنے بھی یہان آکر وہ کام
کیا کہ بھلا وہ کیا کرینگے یہ جو کچھ زور ہے اہل اسلام کو اُسی کے سبب سے ہے اُسکے سبب سے کسیکا بس نہین چلتا
ہے جہان کوئی آفت اہل اسلام پر آئی اُسنے عیاری کرکے اُسکو قتل کیا وہ آفت ٹل گئی چنانچہ جب اُسکو
معلوم ہوا کہ آفتاب جادو نے آکر سحر آفتاب تیار کیا ہے پس اُسوقت وہ چند عیارون کو لیکر چلا اُدھر کو
کوہ اسپار دریاے سبز رنگ سے آنا مشکل تھا کیونکہ راستہ اُسکا کسیکو نہ معلوم تھا مگر اُسنے تلاش کرکے
نکال لیا اور اسپار آیا آفتاب کو قتل کیا سحر اُسکا مٹا دیا اُسکے سحر سے اہل اسلام کو بچا لیا اُسکے بعد سہراب
سے ملکر ملکہ سحران کو قتل کیا اُسکے بعد ملکہ ماہیان طوفان کش کو مارا اور دریاے سبز رنگ کو مٹا دیا جبتک
مین بند و بست کرون کرون اُسنے سب کا خاتمہ کر دیا راہ صاف کر لی ابتو اہل اسلام کو راستہ مل گیا وہ
اُدھر کو چلے مین نے سب کو نامہ لکھکر طلب کیا اور بعد عمر سے اہل اسلام آتے تھے اُدھر کے شاہون کو لکھا
کہ ادھر اہل اسلام کو نہ آنے دینا چنانچہ پہلے اہل اسلام یقین عمرو سمت کے ملک پر پہونچے اُسنے مقابلہ
کیا چونکہ وہ ساحر اُسکی کمک کو روانہ کیے ملکہ غزالان دختر آفتاب کو روانہ کیا یقین نے شکست کھائی
وہ شریک اہل اسلام ہوا اور غزالان بھی پس اہل اسلام وہان سے محراب پر آئے محراب شاہ نے روکا

بڑا امر کہ بڑا آخر وہ بھی مغلوب ہوکر شریک ہوا کیونکہ اہل اسلام کی کمک غیب سے ہوتی ہے لیس جب یہ حال
اور بادشاہوں نے سنا اور خیال کیا کہ جب ایسے ایسے بادشاہ مغلوب ہوئے اور کچھ نہ کر سکے تو بہتر ہے
بدون مقابلہ انکی شراکت کی اہل اسلام کا دین قبول کر لیا چنانچہ استمال شاہ و اقبال شاہ و بہروز شاہ
و مرادو شاہ سب مسلمان ہوئے جس ملک پر اہل اسلام پہونچے اُس ملک کے بادشاہ نے انکا دین قبول
کیا میرے حکم پر عمل نہ کیا نہ میری تحریر کی پابندی کی جب یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضے مین آ گئے انھون
نے ادھر کا قصد کیا جب یہ خبر مجھکو ہوئی کہ یہ سب مسلمان ہو گئے اور اب یہ سب ملکر اپنا اپنا لشکر لیکر خدا جانے
کے ہمراہ ادھر آتے ہین لیس مین نے چند ساحر زبردست روانہ کیے کہ جاکر راہ مین انکو روکین چنانچہ انھون نے
جاکر راہ کا بند و بست کیا مگر کچھ نہ ہو سکا ایک ہاتھ سے سہراب کے اور ایک ہاتھ سے حمزہ ثانی کے مارا گیا
باقی بھاگ کر میرے پاس چلے آئے کہانتک تحریر کرون یہ قصہ بہت طولانی ہے لیس جب بادشاہ سعید کہ خدا [illegible]
مع کل لشکر کے آکر قریب سمندر یہ کے اُترے میرے مددگار بھی آ گئے تھے مثل قیم و جمیم وغیرہ [illegible]
اُنکو اُنکے مقابلہ کے لیے روانہ کیا وہ بھی مارے گئے ہاتھ سے لقا بدار کے پھر ایک [illegible]
کو روانہ کیا وہ بھی مارے گئے کو کبہ روشن تن میری کمک کو آئی تھی وہ بھی کسی سبب سے [illegible]
ہو گئے زمرد جادو نے بہشت سے خدا پرست اسیر کیے تھے اُس عیار لیتے خواجہ ثالث نے جاکر وہ زمرد
کو شاہ کیا زمرد کو قتل کیا سب کو رہا کر لایا آفاق شاہ اپنے وزیر کو روانہ کیا اُسپر بھی عیاری ہوئی وہ
بھی مسلمان ہو کر اُنکا شریک ہوا اُسکے بعد گرداب شاہ وغیرہ آئے اُنکو روانہ کیا برائے مقابلہ چنانچہ ملکہ
زعفران سبز پوش و ملکہ چندر ہین یہ بھی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئین مغفاق نہ طاقی اپنی ثانی
کے لیے اپنے ملک سے سمندر یہ مین آئے تھے انھون نے جو یہ آفت میرے اوپر دیکھی میری کمک کی
پہلا انپر عیاریان ہوئین خواجہ نے انکو بہت پریشان کیا آخر کو وہ پریشان ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئے
اور اپنا ابر سحر جو کہ انھون نے بارہ برس مین محنت کثیر سے تیار کیا تھا لائے کہ مین اہل اسلام کو جلا دونگا
اُس عیار نے عیاری کی اُنکا ابر سحر مٹایا اور میرے تین گروہ ساحر جلائے اُنکو بھی قتل کیا چاہتا تھا کہ [illegible]
پہونچ گیا مین نے اُنکو بچایا انھون نے لامکان بنایا خواجہ نے وہان جاکر اُنکو اور اُنکے بھائی کو قتل کیا
اُنکی بہن ملکہ ایوان نہ طاقی اُنکے خون کا عوض لینے کو آئین پہلے اُنپر عیاریان ہوئین [illegible]
نہین بچین آخر کو یہ ہوا کہ انھون نے سب اہل اسلام کو دریائے سحر مین اسیر کیا میرے کو [illegible] مبتلا کیا اُنکی وزیر زادی [illegible]
بہت اہل اسلام پکڑے مگر کچھ نہ ہوا انکی وزیر زادی کو قران ثالث نے اور چند سرداروں کو برق ثانی نے قتل کیا اور [illegible]
سرداروں کو رہا کر لیگئے اور خواجہ ثالث نے ایوان پر عیاری کر کے اپنے سب اہل لشکر کو رہا کر لیا
اور صاحبقران کو سحر سے نجات دلوائی اور انکو اپنا شریک کیا اب ایوان بھی شریک اہل اسلام ہو گئی
ہین مختصر یہ واقعات ہین اب جب آپ سے اور مجھسے ملاقات ہوگی سب مفصل طور سے بیان کرونگا
ہین آجکل اس آفت مین مبتلا ہون یہ بلا مجھپر نازل ہے لیس اس آفت مین میری کمک کرنا ضرور [illegible]
مین برائے دین و مذہب مقابلہ کر رہا ہون اگر سمندر یہ برباد ہو گیا تو پھر تمھاری باری ہے اسکے لیے
نہ طاق ہو پس کل مقامات اُنکے قبضے مین ہین آیندہ تمکو اختیار ہے [illegible] میرا یہ قصد ہو کہ [illegible]
پاس اسوقت بہت سا لشکر جمع ہو گیا ہے اور بہت سے بادشاہ میری کمک کو آ گئے ہین اور ابھی آنے
والے ہین لیس اگر تم بھی کمک روانہ کرو تو مین اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر اسکے مقابلہ جاؤن اور
ایک ایسی جنگ عظیم واقع ہو کہ اہل اسلام بھی خیال کرین کہ ہان کسی سے مقابلہ ہوا تھا [illegible]

زبردست تھا مجھکو اس امر کا یقین ہی کہ جب مین جا کر خود بہ نفس نفیس مقابلہ کرونگا ضرور فتح پاؤنگا آیندہ جو مرضی
خداوند اسمین کوئی چارہ نہین ہی بس مین تمھارے جواب کا منتظر ہون مین نے جو کچھ حال تھا تمکو خلاصۃً طور سے
تحریر کردیا اب تمکو اختیار ہی چاہے میری کمک کرو چاہے نکرو مگر اسکا خیال رہے کہ میری سفارش ضرور خداوند
سے کسی تدبیر سے کرنا تاکہ مین اس بلا سے نجات پاؤن اور یہ کیا تحریر کرون گو بہت ابھی حال باقی ہی مگر مین نے
بسبب طول کے نہین تحریر کیا اس شعر پر اپنے نامہ کو ختم کیا شعر مثنوی آنچہ حق بود گفتم تمام ٭ تو دانی دگر
بعد ازین والسلام و بگیر سپردم بتو مایۂ خویش را ٭ تو دانی حساب کم و بیش را ٭ پس جب یہ مضمون سمندر شاہ
بنا چکا دبیر نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ابھی تیار کیے لاتا ہون یہ عرض کرکے دبیر تو اپنے مقام پر آیا اور قلم و
قرطاس اٹھا کر نامہ بنام کیخسرو شاہ حاکم طلسم کیخسرو سلیمانی تحریر کرنے لگا کہ سمندر نے دوسرے منشی کو طلب
کیا اور اُس سے کہا کہ تو ایک حکم نامہ بنام اشکفاق جادو تحریر کر اُسکا خلاصہ مضمون یہ ہو کہ تمکو معلوم ہو
کہ میرا اب قصد مصمم ہوگیا ہی کہ مین خود جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرون پس تمکو لازم ہی کہ جس کام مین مصروف
ہو اُسکو ملتوی کرکے مع لشکر میرے پاس آؤ اگر مین شہر مین ملون تو خیر ورنہ مین مقابلے مین اہل اسلام کے
ہونگا اور رسد کا بندوبست کرتے ہوئے آنا کیونکہ میرے ہمراہ لشکر بہت ہی تاکہ اُسکو کسی قسم کی تکلیف نہو
اگر کسی مہم پر ہو تو اُسکو بھی ترک کرنا بعد کو دیکھا جائیگا بفور دیکھنے اس نامہ کے تم میرے پاس آؤ مگر
مع لشکر کے آنا اسکا خیال رہے کہ رسد کا ضرور تدارک چاہیے مقرر رہے لکھے کو بہت تقدیر سمجھ و یہ جواب سن
سمندر نے کہا اُسنے بہت خوب کہا اور اپنے مقام پر آکر وہ بھی تحریر کرنے لگا یہان تو دونون نامہ تحریر
کیے جاتے ہین ابھی سمندر نے کوئی اور حکم دینے نپایا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا کہ جو عرضی گرداب شاہ وغیرہ
کی لیکر لشکر سے چلا تھا اور وہ سمندر کے آگے تخت پر بیٹھ گیا سمندر نے و نیز اہل دربار نے دیکھا کہ اسکے
گلے مین ایک کاغذ ملفوف ہی پس سمندر نے وہ لفافہ جو کھولا اُسکے گلے سے تو وہ عرضی تھی گرداب شاہ
وغیرہ کی پس سمندر نے خود پڑھی اُسمین کل حال لشکر اسلام کا تحریر تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ الیوان نے طاق اہل
اسلام سے رخصت ہوکر اپنے ملک کو گئی ہی اور یہ صاحبقران وغیرہ سے اقرار کر گئی ہی کہ مین اپنے ملک مین
جاکر کل اہل شہر کو اور اپنے عزیزون کو مسلمان کرونگی اور جو ملک میرے قبضے مین ہین اور میرے قرب و
جوار مین ہین سب کو دین اسلام کی ترغیب دونگی اُسکے بعد اپنا کل لشکر لیکر حاضر ہونگی ہمکو یہ خبر ملی تھی سیکھے
آپ کی خدمت مین اطلاع دی تاکہ آپ اُسکا کچھ بندوبست فرمائین پس یہ جو سمندر نے تحریر پایا بہت غصہ
آیا غضبناک ہوا منھ مین کف بھر لایا اور یہ کہا کہ اس الیوان کی قضا آگئی ہی یہ اپنے دل مین کیا سمجھی ہی مین نے
درگذر جو کی تو یہ اترا گئی یہ کہکر دست چپ کی طرف دیکھا اور ایک ساحر کہ نام اُسکا جبران بادلہ پوش تھا
بہت بڑا ساحر زبردست تھا برابر کرسی طلائی کے دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اسباب جو سے آراستہ اُسکے اوپر
اسکی نظر پڑی اشارے سے اُسکو اپنے قریب طلب کیا وہ اپنے دنگل پر سے اٹھکر باتعظیم بانداز اُسکے تخت کے
قریب آیا سمندر نے اُس سے کہا کہ اے جبران بادلہ پوش مین تمکو حکم دیتا ہون کہ جبتک کیخسرو شاہ کے پاس سے
میرے نامے کا جواب آئے پس تم اسّی ہزار ساحران زبردست کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر بطور استقبال الیوانیہ کو
جاؤ اور راہ مین کسی مقام پر قیام نکرنا کہین منزل نکرنا سوا اسکے الیوانیہ کے پہلے بذریعہ نامہ و پیام سے اہل
شہر کو اور اُسکو جو کہ الیوان کی طرف سے حاکم ہی اور الیوان کے عزیزون کو الیوان کے حال سے آگاہ کرنا
اور سمجھانا اگر وہ تمھارے کہنے پر عمل کرین تو خیر ورنہ مقابلہ کرنا سب اہل شہر کو قتل کرنا اور عزیزان الیوان کو
اسیر کرکے تشہیر کرنا اور قتل کرنا شہر کی بنیاد و نشان نہ باقی رکھنا اور جو کوئی بادشاہ اُنکی کمک کو آئے اُسکے

ساتھ بھی یہی سلوک کرنا پس جو عزیز و اقربا الیوان کے باقی رہیں انکو اسیر کر کے میرے پاس لانا اس حکم مین
میرے فرق نہ ہو بالکل رحم نہ کرنا اور شہر مین شہر کے ساتھ بہت برے طور سے پیش آؤ گے تمکو لازم ہے کہ تم الیوان
سے قبل وہان پہونچ جانا کہ وہ تمام شہر کو آکر غارت پاوے یا اپنے سے برخلاف آستے ہاتھ باندھکر عرض کی
کہ بہت خوب کیا مجال جو حکم عالی مین فرق ہو مین بعد برخاست ہونے دربار کے اس طرف کو روانہ ہونگا
سمندر رخ نے یہ سنکے حکم دیا کہ ایک خلعت حاضر کیا جاوے پس فوراً خلعت حاضر کیا گیا سمندر رخ نے وہ خلعت اس
ساحر کو دیا اور یہ کہا کہ دیکھو میرے حکم مین فرق نہ ہو اسنے عرض کی کہ کیا مجال جو فرق ہو پس سمندر رخ نے کہا کہ بعد
برخاست ہونے دربار کے تم آج ہی روانہ ہو جانا جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو پس وہ ساحر تسلیم بجا لا کر اپنے
مقام پر آکر بیٹھا اسکے بعد سمندر رخ نے گلاب جادو اپنے سپہ سالار و مرجان جادو اپنے دوسرے سپہ سالار
سے کہا کہ جب دربار برخاست ہو جاوے تو تمکو لازم ہے کہ اسی ہزار ساحران زبردست کا لشکر انتخاب کر کے
ہمراہ جیران بادلہ پوش کے کر دینا اور ان سب کو آج ہی طرف الیوانیہ کے روانہ کرنا اور سامان سفر
درست کرو اور لشکر تیار کرو بلکہ بھرتی جاری کر دو اب میرا قصد ہے کہ مین خدا پرستون سے خود مقابلہ کروں
جہان جہان لشکر میرا ہو وہان وہان سے طلب کر لو اور نئے ساحر ملازم کرو لشکر کو ترقی دو اور تم بھی اپنا
سامان کرو کہ مین صرف جواب نامہ کا انتظار کر رہا ہونگا ادھر جواب نامہ آیا ادھر اسکے دوسرے دن مین نے
یہان سے کوچ لشکر کو کوچ کیا ہر وقت لشکر تیار رہے کیا معلوم کس وقت جواب نامہ آجاوے پس اسوقت
جب جواب آجاوے مجھکو حکم دینے کی ضرورت نہ ہو نہ معلوم ہو اگر میرے اس حکم کے خلاف ہوگا تو مین
مؤاخذہ کرونگا انھون نے دست بستہ عرض کی کہ ہمکو جیسا حکم دیا گیا ہے اسی کے موافق عمل کرینگے اسکے خلاف
نہ ہوگا سمندر رخ نے کہا کہ ہان یہ کہکے سمندر رخ نے سب سرداران سے کہا کہ آپ لوگ بھی ہر وقت آمادہ سفر
رہیں ادھر مین حکم دون ادھر آپ میرے ہمراہ ہون سب نے جواب دیا کہ بہت بہتر پس سمندر رخ نے ان
بادشاہون سے کہا کہ جو کہ کمک کو آئے تھے کہ آپ لوگ بھی اپنے لشکرون کو تیار رکھیں کہ جب مین لشکر
لیکر شہر سے باہر آؤن آپ ہمراہ ہو لیں انھون نے جواب دیا کہ ہمارا لشکر ہر وقت آمادہ ہے سفر ہے جسوقت
مین جب آپکا جی چاہے سفر فرمایئے یہ سنکے سمندر رخ نے اپنے سپہ سالارون کی طرف دیکھا کہ جو کہ [illegible]
لشکر کے سپہ سالار ہین اور آگے یہ نام ہین غول [illegible] نہایت [illegible] اشرار [illegible] پیشانی پس انکی
طرف دیکھکر کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کا بند و بست کرو اور لشکر کی نگہداشت کرو اور سب آلات حرب وغیرہ
درست کرو خیمہ و بارگاہین وغیرہ بار کراؤ تاکہ ہر وقت کسی امر کی ضرورت نہ ہو اور سب سامان رہیں تب
انھون نے عرض کی کہ بہت اچھا آپ کے حکم کی تعمیل کیجائیگی یہ حکم دیکر سمندر رخ نے میر منشی سے
کہا کہ اس عرضی کی پشت پر تحریر کر دو کہ ہم خود لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام آتے ہین ہمارے آنے کے
کے لیے ایک میدان وسیع ہموار کرا لو اور جو درخت وغیرہ ہون انکو قلم کرو پست و بلند زمین کو ہموار
کرا لو مگر اسکا خیال رہے کہ میرے فرودگاہ ہونے کے لیے جو مقام ہو اور میرے لشکر کے پڑاؤ کے
لیے دریا کے کنارے ہو تاکہ پانی کی تکلیف نہ ہو اور اسکا بھی خیال رکھنا کہ میدان بہت وسیع ہو
اور پر از آب و گیاہ ہو کیونکہ میرے ہمراہ لشکر کثیر ہے کہ وہ سب اس مقام مین آجائین اور زحمت نہ ہو
اور میدان وسیع برائے مقابلہ رہے دبیر نے کہا کہ بہت اچھا یہ کہکر اور وہ عرضی سمندر رخ کے ہاتھ
سے لیلی اور اسپر وہی مضمون تحریر کر کے لے لیا سمندر رخ نے اجناس جادو سے حکم دیا کہ غلہ وغیرہ کی [illegible]
اور رسد کا بند و بست کرو تاکہ وقت پر دقت نہو اور لشکر کو تکلیف نہو اسنے جواب دیا کہ بہت بہتر جیسا آپکا

حکم کے عمل کیا جائیگا پس اس عرصے میں اس دبیر نے کہ جسکو عرضی کی پشت پر جواب عرضی تحریر کرنے کو دیا تھا
جواب تحریر کر کے حاضر کیا پس سمندر نے اسکو دیکھکر حکم دیا کہ اسکو ملفوف کر کے حاضر کرو اسنے ملفوف
کر کے حاضر کیا سمندر نے اس طائر کے گلے میں وہ لفافہ باندھ دیا اور اشارہ کیا وہ اڑ کر طرف لشکر
کے روانہ ہوا جب طائر جا چکا تو اس منشی نے نامہ لا کر حاضر کیا کہ جسکو اشفاق کے نام تحریر کرنے کا حکم
ملا تھا جو مضمون سمندر نے بتایا تھا سب تحریر کیا اور لا کر پیش کیا سمندر نے اسکو دیکھا سب وہی مضمون
پایا پس اسکو دیکھکر حکم دیا کہ لفافے میں بند کرو پس منشی نے لفافہ میں بند کیا اور اسپر مہر شاہی کر کے
حاضر خدمت کیا تب سمندر نے ایک ساحر کیطرف دیکھا کہ نام اسکا پیامبر جادو تھا وہ روبرو اپنے طلب کیا
پس پیامبر جادو روبرو حاضر ہوا سمندر نے وہ نامہ اسکو دیا کہ یہ نامہ لیکر پہلے تو اشفاقیہ میں جانا اگر
اشفاق جادو تجھکو وہاں ملجاوے تو اسکو یہ نامہ دینا اور زبانی پیام یہ کہنا کہ بادشاہ نے تجھے فرمایا ہے
کہ تم جس کاروبار میں ہو اسکو ملتوی کرو اور کل لشکر لیکر بہت جلد حاضر ہو اور رسد کا بندوبست کر لینا
کیونکہ میرے ہمراہ لشکر بہت ہے میں اہل اسلام کے مقابلے کو جایا چاہتا ہوں اور انسے مقابلہ کرونگا
اگر وہ اپنے شہر میں نہ ہو تو جو اسکی طرف سے حاکم ہو اس سے ملنا اور یہی پیام میرا اسکو دینا اور کہنا
کہ تم لشکر لیکر سمندر شاہ کی کمک کو جاؤ اور اس سے اس مقام کو دریافت کر لینا کہ جہاں اشفاق گیا
ہو اس مقام پر جانا اور میرے پیام سے اشفاق کو آگاہ کرنا اگر کسی مہم پر ہو یا دورے پر ہو پس
سب کام سرکاری خواہ اسکے ذاتی ہوں ملتوی کرا کے اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر اسکو ادھر آنا پیامبر نے
کہا کہ بہت خوب اور نامہ سمندر کے ہاتھ سے لیکر اور سلام کر کے دربار سے باہر آیا اور رخصت سفر
تیار کر کے طرف اشفاقیہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا ادھر اس دبیر نے وہ نامہ بھی تیار کیا
کہ جو بنام گنجور شاہ تھا سمندر کے روبرو پیش کیا پس سمندر نے اسکو دیکھکر دبیر کو دیا دبیر نے اسکو ملفوف کیا پھر
حاضر کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ میں ناظرین کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ سمندر کے روبرو ایک
منبر آراستہ رہتی ہے اسپر ایک آئینہ لگا ہے اسپر غلاف پڑا رہتا ہے اور چاروں گوشوں پر اسکے چار گلدستے
لگے رہتے ہیں اور ایک حوض سنگ مرمر کا اسپر رکھا ہوا ہے اسمیں پانی ہے اور ہر رنگ کی مچھلیاں
اسمیں پڑی ہیں اور سنگ مرمر کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے اور چار صندوقچے رکھے رہتے ہیں پس جب اس
دبیر نے وہ نامہ حاضر کیا سمندر نے ایک صندوقچے کی طرف دیکھا ایک برق چمکی وہ صندوقچہ خود
بخود کھلگیا اسمیں سے ایک تیلی زمرد کی پیدا ہوئی اور سامنے سمندر کے آئی اور ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوئی
پس سمندر نے وہ نامہ اس تیلی کو دیا اور کہا کہ یہ نامہ پاس گنجور شاہ جادو حاکم طلسم گنجور سلیمانی
کے پہونچا دے اور اسکا جواب جو کچھ وہ دے لے آنا پس یہ سمندر کا کہنا تھا کہ اس تیلی نے ہاتھ
بڑھا کر وہ نامہ سمندر کے ہاتھ سے لیا وہ تیلی شرارے کے سب کی نگاہ سے غائب ہوگئی اور نامہ
لیکر طرف گنجور سلیمانی کے روانہ ہوئی اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا بعد اس نامہ روانہ کرنے کے
سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور اسیوقت سے
سامان سفر کرنے لگے کہ انکا حال آیندہ تحریر ہوگا جبکہ سمندر لشکر لیکر واسطے مقابلہ اہل اسلام روانہ
ہوگا ادھر آئیے اب دون سپہ سالار دون خیر ساحر نے جا کر لشکر کا بندوبست کیا اور بھرتی شروع کر دی
اور سب سامان جنگ درست کرنے کا حکم دیا اور تیاری لشکر میں مصروف ہوا اسکا بھی حال آیندہ
تحریر ہوگا ادھر میدان جادو و گلاب جادو ہیران بادل پوش کو لیکر چھاؤنی میں آئے اور اسی ہزار

ساحران زبردست انتخاب کرکے اسکے ہمراہ کردیے وہ اُسیوقت سب کو لیکر اپنے ہمراہ طرف ایوانیہ کے
روانہ ہوا اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا اور یہ دونون بھی لشکر کا بندوبست کرنے لگے ساحر ملازم ہونے
لگے اور حکم دیا کہ سب تیار رہین اور اپنے اپنے سحر کو تیار کرلین ساحر دن مین بھی بندوبست سفر ہونے
لگا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا اب راوی سمندر کو اس انتظار مین چھوڑتا ہی کہ جواب نامہ کیخسرو شاہ کے
پاس سے آسکے تو مین لشکر لیکر کوچ کرون اور اہل لشکر کو اور اُن بادشاہون کو سامان سفر مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور ایوان کو طرف شہر ایوانیہ کے رہبری مین چھوڑا جاتا ہی اور الطاف جادو کو مع
مال و اسباب و اہل و عیال کے طرف لشکر اسلام کے اور سرداران سمندر کو الطاف کی تلاش مین اور
اہل اسلام کو اس انتظار مین کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے گرداب شاہ وغیرہ کو
انتظار جواب عرضی مین اور اس طائر کو جو کہ عرضی لیکر گیا تھا اور سمندر نے اُسکے ہاتھ جواب روانہ کیا ہی
راہ مین اور سیاسپر جادو کو طرف شہر اشتافیہ کے اور رتیلی زمرد کو طرف طلسم گنجور سلیمانی کے مع نامہ کے
اور حیران بادلہ پوش کو مع اسی ہزار ساحرون کے طرف ایوانیہ کے روان رکھا جاتا ہی اور اب یہان
دوسرا حال تحریر ہوتا ہی یہ سب واقعات آیندہ تحریر ہونگے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار شعر
ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ نہ جاے دگر داستان گوش کن ٭ اب راوی دوسرا حال تحریر کرتا ہی
ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ حال جلد دوم کے آغاز مین تحریر ہوا تھا جب سے اُسکے تحریر کرنے کی نوبت نہین
آئی اب مین عنان قلم کو اُس قصے کی طرف منعطف کرتا ہون اور اُن حالات کو تحریر کرتا ہون جو کہ جلد اول و دوم مین تحریر
ہوئی اور ابھی تک تحریر نہین ہوے ہین ناظرین کو اُنکا اشتیاق ہوگا پس اگر عنایت پروردگار شامل ہوئی
تو مین اُسکو بھی تحریر کرونگا اب

چند کلمہ داستان ارژنگ تن زمرد کے کہ وہ جو کوچ کرکے مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے اس قصد سے
روانہ ہوا تھا کہ مین چلکر اپنی شادی ملکہ سیمتن سے کرون خواہ برجیس آفتاب پرست بخوشی کرے
خواہ بجبر اگر مقابلہ کریگا تو مقابلہ کرونگا پس اُس سے راہ مین مقابلہ ہونا نیرہ طہماس سے اُسکا
شریک ارژنگ ہونا اور ارژنگ کا قریب شہر آفتاب نما پہونچنا اُسکی خبر ہونا برجیس کو اور باہم
نامہ و پیام ہونا اُسکے بعد جنگ و پیکار ہونا اسی حالت جنگ مین جہرنگ بن زمرد کا مع لشکر پہونچنا
اور ایکطرف فروکش ہونا اور ارژنگ سے مقابلہ ہونا بعد کئی جنگ کے باہم صلح ہونا اور دونوں کا
شریک ہوکر برجیس سے مقابلہ کرنا آخر بعد جنگ بسیار باہم صلح ہونا اور تینون کا فرونکا ایک کرور
اسی لاکھ کا لشکر لیکر خروج کرنا اور ممالک اہل اسلام پر قبضہ کرنا اور اُنکو کفر آباد کرنا اور راہ میں جا بجا
سے سب ملکون کو تباہ کرتے ہوے طرف نطاق کے روانہ ہونا ہی مگر ارژنگ نے حکم دیا

ہذا ساقی نامہ

ہر کہ ہمراہ ساقی نیرنگ ساز | آئی بدلی بجتا ہی ہر سمت

بےخودی مین بھی خودی دکھلا گیا
ہر طرف گلشن کا سبزہ لہلہا
جو ہی صحن باغ مین خوش حال ہی
یا دہی چشم خمار آلود کی
لاصراحی صبر تجھسے تا بکی
میری خواہش اب تو ہی اس ڈھنگ کا
سیکشی کرتا رہون جبتک جیون
عقل سے لون کام ہوشی مین کبھی
توڑ ڈالون خم خانہ خمار کو
جو نہ کہنے کی ہون باتین وہ کہون
کبر و نخوت بھرے شیطان الرجیم
ہجر سے نیرنگ سازی وہ گرون
سو سے مطالب حل عنان کا کام
تم نثار ہو کے یہ فرقت مین مرگیا
مقتل ہی ہو گئی ہی زمین دیار دل
پامال کرکے پاؤن رو دھوا وستم شعار
جو ایک پل مین لیگئی صبر و قرار دل
کس دلولے سے صدقہ ہوا نار دوست
شوق سے ہو وجیدہ کیونکر و قرار دل
بیت نویسندۂ قصۂ داستان
ہین زمزمہ شد تہ رنگ سرا
زمزمہ کرتے ہین طائر باغ کے
واسطے ریا ہی فرش مخمل کا مزا
کہ رہے ہین میکشان بے حجاب
جا بجا ہی کچھ نہ کچھ ہو دل لگی
و سے مجھے بنت عنب سی نازنین
ہو صراحی لبس میکے گلرنگ کی
ساغر موبہ رہے چنگ و جدل
لاؤ لاؤ ہو وے تو نوشی مین کبھی
شیشہ مین جو آ لیے مکدون دلبر انہو آ
جائے خسرو فرعون بے سامان ہون
لشکر مین شیطان کو بھگاؤن مین
ساحری کی روح ہو گئی زبون
غزل جیتا مرا انکو اگر یا گوارہ دل
تم حکم دو جہان پہ ہے وان مزار دل
راحت کی نہ رنگ حوادث سے ہو گئی
ہر ایک قطرہ خون کا ہی یادگار دل
کشتہ کیا ہی برق تجلا سے یار نے
کیا لے کے کلیجہ دل تھا مرا مین نثار دل
محشر تباہ ہو کے یہ کہتے ہین حشر مین
چنین کردا ین داستان رابیان
ضیکشون کے ہر طرف مین سبز جا کھڑے
منہ گلشن آئینہ تمثال ہے
ساقیا جو کبھی سے جو کبھی لا شراب
دختر رز سے مجھے آتش عشق ہی
رند ہون ڈر مجھکو قاضی کا نہین
سیخ کھا ہے پھول گلشن مین ہیون
وخت رہ ہو الہ رہو اپنی بغل
پیست کر دون مین حریف زار کو
اور کر دون دعوی کہ مین ہون نوشیا
گو کہ حادث ہنون ہنون لیکن قدیم
کا فرون کو راہ پہ لے آؤن مین
او ہدف کر مختصر طول کلام
لے جاؤ برق حسن سے صبر و قرار دل
ارمان اپنے تیغ الم سے ہوے ہلاک
ٹکڑے ہی سو مقام سے لوح مزار دل
قربان لاکھ جان سے اس چشم ناز کے
روشن ہو شمع طور سے شمع مزار دل
وان قرب دوست اگر ہو تو یہ کفر ہو دوست
ہمکو نہ راس آئی زمین دیار دل
نیرم سخن طوطی خوش نوا

راویان خوش تقریر و کاتبان عہد آفت تحریر و حاکیان شیرین گفتار و غزل خوانان صدق آثار و لشکر کشان میدان معنی و شہسواران صحراے فصاحت و عساکر کشان دشت بلاغت و قلعہ گیران حصار معنی و ساحران نیرنگ مضامین شاہ بلاغت و فصاحت کو اسطور سے میدان قرطاس مین صف آرا کرتے ہین و شاہ جہالت کو لشکر دانش سے یون شکست دیتے ہین اور اس قصے کو اس طور سے بیان کرتے ہین کہ ناظرین عالی فہم و دقیقہ سنج معنی شناس کو بخوبی یاد ہوگا کہ اس داستان کو جلد دوم دفتر آفتاب شجاعت مین اس مقام پر موقوف کیا تھا کہ ازرنگ بن زمرد یہ خبر پاکر کہ سلیم شیر صولت نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا اور پری جبین آفتاب پرست نے میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا اور مضمون نامہ پڑھا بہت غصہ آیا اور بعد کئی دن کے لشکر کثیر قریب تیرہ [illegible] الکھ کے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوا تھا گو حالات تمام جلد اول و دوم مین تحریر [illegible] مگر بطور یاد دہی پھر تحریر ہوتی ہی تا ناظرین کو معلوم ہو کہ جلد اول و دوم [illegible] ازرنگ نے شہر خور شید نگار سے بعد روانہ کرنے دو پہلوانون کے اور [illegible] سامان جنگ [illegible] طلسمات کے یہ خبر پاکر کہ بدیع الملک نے لشکر نیکی تہ طاق پر [illegible] اکتفا رہ اور کرکے خاور پر پہونچا تھا اسکا بھی واقعہ تحریر ہے

ہو چکا ہے جب خاور پہ ازرنگ نے فتح پائی اور کل اہل شہر سے عہد و پیمان ہوا تھا اُس زمانہ میں ازرنگ
سیر کو نکلا تھا اتفاق سے مقبرہ ملک قاسم کی طرف چلا گیا تھا دریافت جو کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ مقبرہ
ملک قاسم کا ہے پس سنگان نے ورغلان کر اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ اس مقبرہ کو منہدم کر دے ازرنگ
بھی آمادہ ہو گیا تھا اُسنے بیلدار طلب کیے تھے یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تھی اور سب اس امر پر آمادہ
ہوے تھے کہ ہم جبتک زندہ ہیں مقبرہ کو منہدم نہ ہونے دینگے اُسی حالت میں خواجہ بازرگان سے ایک
ازرنگ سے ملاقات ہوئی تھی اُسنے ایک تصویر دکھائی تھی جو کہ اُسنے دریا کے کنارے ملکہ ثریا سیمتن
کی کھینچی تھی پس ازرنگ اُسکو دیکھکر عاشق ہو گیا تھا یہ کہکر اُس مقام پر سے اُٹھا کہ اب تو عابد ولنت کو
اپنی معشوقہ کی فکر ہوئی ہے جب عابد ولنت اپنی شادی کر لین سے اُسوقت اہل اسلام سے اپنے والد کے
خون کا عوض لینگے اور اُن سب کو قتل کرینگے اور اپنی خدائی کو درست کرینگے چنانچہ اُسوقت اُسنے ایک
نامہ بنام برجیس آفتاب پرست نسبت اپنی شادی کے تحریر کیا تھا اور بہ سلیم شیر صولت کے ہاتھ مع دس ہزار
سپاہ کے روانہ کیا تھا اور جب وہ پہونچا تھا اور نامہ پڑھا گیا تھا برجیس بہت برہم ہوا تھا اور حکم
دیا تھا کہ ایلچی کے ناک و کان کاٹ کر شہر سے نکالدو یہ خبر اُسکو ہوئی تھی وہ تلوار لیکر چلا تھا کہ برجیس نے
اپنے چہرہ پر سے نقاب اُٹھا کہ اپنی صورت دکھائی تھی کہ وہ صورت دیکھکر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا
تھا تو برجیس کو سجدہ کیا تھا مع نو ہزار کے اور شریک برجیس ہو گیا تھا اور برجیس آفتاب پرست اس
فکر میں تھا کہ اب یہان سے خروج کرون اور خدا پرستوں سے مقابلہ کرون اور اپنے دین کو رواج
دون پس یہ داستان تو اُس مقام پر چھوٹی تھی اب آیندہ برجیس کا بھی حال تحریر ہوگا وہ جو ہزار سوار
باقی رہے تھے وہ جواب نامہ لیکر وہان سے بھاگے تھے کیونکہ یہ اُس مقام پر نہ تھے ورنہ یہ بھی بیہوش
ہو جاتے جو اُنکا حال ہوا تھا وہی اِنکا بھی حال ہوتا یہ لوگ یہ واقعہ دیکھکر وہان سے بھاگے تھے پس
ازرنگ کے پاس آئے تھے ازرنگ کو اس حال سے آگاہ کیا تھا چنانچہ ازرنگ نے یہ سنتکے
کوچ کیا تھا پس اب ازرنگ کا حال تحریر ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ نے خاور سے جو کوچ
کیا ایک پہلوان زبردست مع ایک لاکھ سپاہ کے اُسکا پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد دوسرے
دن ازرنگ نے لشکر کو حکم سفر دیا لشکر میں نقارہ سفری بجا لشکر چلا قلب لشکر میں دس ہاتھیوں پر تخت
کسا ہوا اُسپر ازرنگ تاج الماس سر پر رکھے ہوے قبائے قلمکار زیب تن کیے ہوے ہتھیار رزم کا
لگائے چتر سر پر لگا ہوا خواصی میں سنگان بیٹھا ہوا مرصل بال ہما کی ہوتی ہوئی عقب میں تمام لشکر اسطرح کوچ کیا اور اونٹ
بارگاہیں و خیمے لدے ہوے خزانہ بار تھا عقب میں لشکر بیشمار تھا آگے کوس سفری بجتا ہوا شتر بانی ہولے
سنے چڑھا کرتے ہوے اِس سامان سے چلا سب لشکر کو نئی نئی وردیان زرتقی تقسیم کی گئی ہین ایک لاکھ
سپاہ کو جو کہ خاص اردلی کے تھے اُسکو اسلحہ مرصع کار عنایت کیے ہین بڑے تزک و حشم سے طرف شہر آفتاب
کے چلا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ اسقدر مشتاق تھا بلکہ ثریا سیمتن کا اور اسقدر جو اُسکو
عشق تھا کہ وہ راہ اُسکو راہ عدم سے زیادہ تھی دو منزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب لشکر تھک
جاتا تھا تو قیام کرتا تھا ورنہ برابر راہ روی میں مصروف تھا ہمراول لشکر مقام پر آب گیاہ دیکھکر قیام کرتا
تھا ازرنگ اُس مقام پر فروکش ہوتا تھا اسی طور سے کئی منزلیں طے کین تھین کہ ازرنگ نے حکم دیا
کہ لشکر روانہ ہو کیونکہ اُسنے ایک مقام پر قیام کیا تھا وہان پر یہ حکم دیا تھا پس بوقت سحر وہان سے
ہمراول لشکر بارگاہ لیکر روانہ ہوا دو پہر راہ طے کی تھی کہ ایک صحرا لق و دق ملا کہ جہان آب و گیاہ کا نام نہ تھا

اُسدان وندوپ بہت سخت تھی اِسی سبب سے اُرژنگ نے اُسدان کوچ نہ کیا تھا صرف پیش خیمہ روانہ کیا تھا
خود اُسی خیمے میں قیام پذیر رہا تھا اور حکم دیا تھا کہ کل صبح کو یہاں سے کوچ ہوگا یہ تو اُسی صحرا میں ہی اور
ارمان شیر صولت کہ بہرام اول لشکر ہی اور دوسرا نام اسکا جاہد دوم میں تحریر ہو چکا ہی اُسکے دو نام ہیں
پیش خیمہ لیکر اُس صحرا سے بموجب حکم ارژنگ چلا تھا کہ اُس صحرا میں پہونچا کہ جسکا ذکر ابھی ہوا ہی کہ جہاں
سوا سے ریگ کے پانی و گیاہ کا نام نہ تھا درخت کا نو نشان تک نہ تھا بوقت دوپہر اُس صحرا میں پہونچا
حرارت آفتاب و طپش دھوپ سے سبکی یہ حالت ہوئی کہ شدت سے راکب کو مرکب کی زبانیں نکل آئیں
سب ہانپنے لگے ارمان شیر صولت سے آکر شکایت کی کہ شدت عطش سے سب ہلاک ہوے جاتے
ہیں اُسنے کہا کہ کیا کیا جاے جلد قدم اُٹھا کر چلو شاید کہیں پانی دستیاب ہو پس یہ سنکے سب نے مرکب
اُٹھاے اور چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دور سے دو پہاڑ نظر آئے اہل لشکر نے باہم کہا کہ اِس پہاڑ
سے ضرور پانی جاری ہوگا یہ خیال کرکے اور بہت جلد قدم اُٹھاے یہاں تک کہ وہ صحرا اتمام ہوا
اب صحراے سبزہ زار ملا ہری ہری دوب لگی ہوئی اشجار میوہ دار لگے ہوے بسبب کثرت اشجار کے شاخیں
زمین کے بوسے لے رہی تھیں ایک نہر آب صاف و شفاف سے لبریز تھی پانی کو دیکھا سب کی جان میں
جان آئی اُس صحرا کی ہوا کھا کے غنچہ دل شگفتہ ہوگئے ہوا اُسے صحرا سے وہ جو پژمردگی تھی اُسکو برطرف
کیا پس سب نے خوشی خوشی پانی پیا مرکبوں کو پلایا جب سب راکب و مرکب سیراب ہو چکے پس
وہاں سے آگے کو روانہ ہوے جب اُن پہاڑوں کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ سوا سے درمیان
میں سے اُن پہاڑوں کے اور کوئی راہ نہیں ہی کیونکہ دونوں طرف وہ پہاڑ ہیں پس اُنکے بیچ میں ایک
سڑک پچاس گز کی چوڑی بنی ہوئی ہی پس ارمان شیر صولت مع لشکر کے اُس سڑک پر روانہ ہوا دیکھا
اُسنے کہ دونوں طرف پہاڑ ہیں اسطور سے دربنا سے ہیں اور ایسے خوشنما ہیں کہ اُس میں صنعت
صانع ظاہر ہوتی ہی یہ اُس پہاڑ کو دیکھتے ہوے برابر چلے گئے وہ پہاڑ کوئی قریب دو کوس کے
احاطے میں تھے اور وہ سڑک درمیان میں تھی پس جب وہ پہاڑ طے ہوے اور درمیان سے
نکلے تو دیکھا کہ ایک صحرا ہی ہرا آب و گیاہ اور اشجار میوہ دار سے مملو ہی اور کہیں دوب لگی ہوئی ہی
طائران خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں پس یہ جو عالم دیکھا ارمان نے
لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر پڑاؤ کرو اور خیمہ برپا کرو کیونکہ دوپہر کے تھکے ہوے ہیں دھوپ کی بہت
تکلیف اُٹھائی ہی طبیعت بہت کسل مند ہی خداوند کبھی ایسی صحرا سے آتے اُنکو کبھی تکلیف ہوتی پس لازم ہی
کہ رات بھی یہاں آکر راحت پائیں یہ کہکر خود مرکب بڑھا کر سیر صحرا کرنے لگا اور پھر دیکھی پھرتے آگے
خوب سیر کی ایکجانب جو سیر کرتا ہوا گیا دیکھا کہ ایک پہاڑ بہت بلند ہی زقلعہ کوہ تا پاین گیاہ سبز لگی ہوئی
ہی گلہاے رنگارنگ کے درخت لگے ہوے ہیں گلہاے خودرو کھلے ہوے ہیں آبشار پانی کی
مثل چادر کے گر رہی ہی اُسکے قطرے جو گرتے ہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوہر آبدار غلطان ہیں اُس
پہاڑ کا عجب رنگ تھا یہ سماجو دیکھا تو ارمان کو یہ حسرت ہوئی کہ پہاڑ پر جاکر اُسکی سیر کروں راہ
تلاش کی مگر نہ ملی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو اوس کوہ سربلند پہ ایک قلعہ سنگ مرمر کا بنا ہوا نظر آیا اُسکو سب
آلات حرب و ضرب سے آراستہ پایا یہ دیکھکر ارمان کو حیرت ہوئی کہ یہ قلعہ کیسا ہی اور اس قلعے کا کون
حاکم ہی اور یہ قلعہ کسنے اِس پہاڑ پر بنایا ہی بڑے عرصے تک اُس قلعے کو دیکھا کیا چونکہ راہ اُس
پہاڑ پر جانے کی نہ ملی تھی اس سبب سے ناچار ہوگیا پہاڑ پر نہ جا سکا مجبور ہوکر اودھر سے واپس ہوا

مگر اس فکر مین تھا کہ اس پہاڑ پر یہ قلعہ کیسا بنا ہی اور کدھر سے اس پہاڑ کی راہ ہی کیا خوب قلعہ بنا ہی اور کیا عمدہ پہاڑ ہی نہ معلوم اس قلعے مین کوئی رہتا ہی یا خالی ہی ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دل مین اس مقام پر آیا کہ جہان لشکر کے اُترنے کا حکم دیا تھا یہان سب سرکارون نے لشکر کو اُتار اچھے وغیرہ برپا کیے اتالہ بارگاہ ارزنگی کا ایک جانب رکھا گیا ارابون پر لدا ہوا اثاثہ صرف بیل کھولے تھے ارمان نے خود آ کر سب سامان درست پایا مرکب پر سے اُتر کر اپنے خیمے مین آیا پس ہر ایک سردار بھی سیر کرکے آیا ہر ایک نے اس پہاڑ پر جانے کا قصد کیا مگر راہ نہ ملی سب واپس آئے چند سردارون نے ایک بیشہ کلک کا دیکھا کہ اس مین نہر بہتی ہوئی ہی کنارے اسکے ایک چبوترہ ہی وہ مقام کسی پہلوان یا بادشاہ کے شکارگاہ کا ہی جب وہ سردار واپس آئے اُنھون نے سُنا کہ ہمارا سردار اپنے خیمے مین ہی سب اس خیمے مین آئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارمان نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کدھر کو گئے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ اسی صحرا مین ہوا کھا رہے تھے اے خداوند کیا خوشنما پہاڑ ہی اور کیا عمدہ اُسپر قلعہ بنا ہوا ہی ہمنے بہت تلاش کی مگر پہاڑ پر جانے کی راہ نہ ملی آخر کو عاجز ہو کر واپس چلے آئے ارمان نے کہا کہ مین نے بہت تلاش کیا مگر مجھکو بھی راہ نہ ملی نہ معلوم اس قلعے مین کوئی رہتا ہی یا نہین میرے نزدیک یہ قلعہ خالی ہی کسی زمانے مین کوئی اس مین رہتا ہوگا یہ قلعہ کسی بادشاہ جلیل کا تیار کرایا ہوا ہی مین یہ خیال کرتا ہون کہ کوئی شہر ضرور اس مقام پر آباد تھا اس زمانے مین اس قلعے کو تیار کیا ہی جب یہان کا کوئی بادشاہ ہوگا جب وہ شہر برباد ہو گیا یہ قلعہ بھی ویران ہوا اس زمانے مین اسکا راستہ ہوگا بسبب اسکے کہ کوئی خبر لینے والا نہ رہا راہ بند ہو گئی ایک سردار نے کہا کہ اس پہاڑ کے شمال کی طرف ایک صحرا ہی کہ اس مین کلک لگی ہی اور درمیان کلک کے ایک نہر بہتی ہوئی ہی اور کنارے اس نہر کے ایک چبوترہ ہی قاعدے سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی بادشاہ کی شکارگاہ ہی اس مقام پر وہ آ کر شکار کھیلا کرتا تھا یہ شکارگاہ بھی اُسی زمانے کی ہی ایک سردار بولا کہ اے خداوند ایک امر قیاس مین نہین آتا ہی کہ قلعے کو جو دیکھا تو سب سامان حرب و ضرب سے آراستہ ہی کسی زمانے مین یہ قلعہ کسی کے قبضے مین ہوتا اور اب کوئی نہ رہتا ہوتا تو ضرور اس طور سے یہ قلعہ نہ آراستہ ہوتا میرے نزدیک کوئی ضرور اس قلعے مین رہتا ہی اور اسکا راستہ اور کسی طرف سے ہی ارمان نے کہا کہ تمھارا گمان غلط ہی یہ قلعہ اُسی زمانے کا آراستہ کیا ہوا ہی جو لوگ اس قلعے مین رہتے ہین کیا وہ پر رکھتے ہین کہ اُنکا پتہ نہین ہی کوئی راستہ ضرور بنانے کیا اُڑ کر جاتے ہین راستہ ضرور رہتا اُسنے جواب دیا کہ کسی طرف ضرور راستہ ہوگا ارمان نے کہا کہ مین سب طرف تلاش کر چکا ہون کیا زمین کے اندر سے راستہ ہی یا آسمان پر سے یہ اسطور سے برہم ہو کر کہا کہ وہ خاموش ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے ارمان اپنے خیمے مین آرام کو چلا گیا اور سب سردار اپنی اپنی طرف اپنے اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوئے چونکہ تھکے ہوئے تھے شب راحت سے جا کر سو رہے یہ تو یہان بے خوف و خطر اُترے ہوئے ہین اُنکو کوئی خوف نہین ہی اُدھر کا حال سنیے کہ راوی نے بیان کیا ہی کہ اس قلعے مین ایک پہلوان رہتا تھا کہ نام اسکا قرماسپ بن غرماسپ بن طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پرور تھا یہ نسل سے طہماس کی تھا بیٹا ہی غرماسپ کا پوتا ہی طہماس کا لقاپرست ہی صغر سنی مین اس صحرا مین آیا تھا جب سے یہان مقیم ہی اسکا واقعہ یہ ہی کہ جب غرماسپ مارا گیا ہی تو اسکی مان جو کہ ایک شہر کی وزیرزادی تھی اور غرماسپ کے اس سے آشنائی ہوئی تھی غرماسپ اسکو نکال لایا تھا چونکہ غرماسپ لقاپرست تھا اور وہ بھی لقاپرست تھی پس اس طریقے سے موافق باہم عقد ہوا تھا

وہ غرماسپ سے حاملہ ہوئی تھی پس جب غرماسپ ہاتھ سے اسفندیار دلاور کے قتل ہوا اسکی زوجہ کو
خبر ہوئی چونکہ عفت دار تھی پھر اپنے شہر کو نہ گئی سیدھی صحرا کیطرف چلی گئی جب اُس صحرا مین پہونچی اور اس
پہاڑ پر آئی تو یہ قلعہ اسکو نظر آیا پنہن پہ اُس قلعے مین آئی یہان ایک قزاق رہتا تھا اسکا یہ طریقہ تھا
کہ وہ قافلہ لوٹ لیتا تھا اور راہی اوقات بسر کرتا تھا اسکے ماتحت پچاس ہزار سوار تھے انمین ہر ایک
اپنے وقت کا سام و رستم تھا وہ قزاق جسکا نام شداد دزد تھا سبکا افسر تھا بڑا مال و اسباب اسکے
پاس تھا اس قلعے کو اُسنے بنا رکھا تھا اسکا راستہ اُسنے وسط قلعے سے رکھا تھا ایک نقب اُسنے قلعے
سے کھودی تھی اسکا دوسرا سرا لاکر اُس کوہ کے جنگل مین نکالا تھا یہ اُس قلعے کا راستہ تھا ہرکارے
مقرر کیے تھے کہ وہ آکر خبر دیتے تھے کہ فلان قافلہ اسطرف سے جاتا ہے پس اسکا یہ طریقہ تھا کہ جب
اُسنے خبر پائی فوراً اسپ سوارون کو لیکر اُس نقب کی راہ سے اُس صحرا مین آیا اور قافلے کو لوٹکر
لیگیا اسی طریقے سے اُسنے لاکھون روپیہ جمع کر لیا تھا شداد قلعے مین حکومت کرتا تھا ہزارون
ملازم تھے مگر شداد نے اپنی شادی نہ کی تھی اسکو عورت سے نفرت تھی سوا اسکے ورزش کے دوسرا
مشغلہ نہ تھا خوب لقمے حرام کے کھا کھا کے موٹا ہوا تھا کوئی قافلہ ایسا نہ تھا کہ اُدھر سے جاے اور
وہ اُسکو نہ لوٹ لے یا کسی بادشاہ کی رسد جاے وہ غارت کرے یہ ممکن نہ تھا یہ طریقہ تھا
ہر ایک اُس سے ڈرتا تھا دوسرا سبب یہ تھا کہ کسیکو قلعے کی راہ نہ معلوم تھی کہ اُسپر لشکرکشی کی جاے
اس سبب سے وہ بہت بے خوف تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ شداد اس راحت و آرام سے
بسر کرتا تھا ایک دن وہ قلعہ کوہ پر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا اور سب سردار حاضر تھے سہ پہر کا
وقت تھا کہ زوجہ غرماسپ یعنی ملکہ ماہ پارہ مع چند اپنی کنیزون کے آوارہ و سرگردان اُس صحرا
مین پہونچی نیچے ایک درخت کے بیٹھکر رونے لگی چند دن کی حاملہ تھی یہ رونے کی صدا جو اسکے کان
مین پہونچی تھی اُسنے جو سر اُٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آتا تھا کہ چند عورتین ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی
ہین انمین سے کوئی عورت رو رہی ہے پس اسکو اُنکے حال پر ترس آیا اپنے ملازمون سے
کہا کہ جاکر ان عورتون کو میرے پاس لے آؤ نہ معلوم انپر کیا بلا نازل ہوئی ہے جو یہ یون تباہ سرگردان
بحال خراب اس صحرا مین آئین ہین اگر انپر کسی نے ظلم و ستم کیا ہو تو مین اُسکو سزا دون میرا خود پیشہ
ظلم و ستم کرنے کا ہے مگر ہین عورتون پر ظلم و ستم کرنا جائز نہین سمجھتا ہون کیونکہ وہ بے دست و پا ہوتی
ہین یہ حکم اُسنے ملازمون کو دیا پس چند ملازم اُسی نقب کی راہ سے اُس صحرا مین آئے اور ان
عورتونکے پاس پہونچے کہا کہ تمکو ہمارے مالک نے طلب کیا ہے پس جسنے تمپر ستم کیا ہے ہمارا مالک
اُسکو سزا دیگا اور تمھاری مراد بر لائیگا پس تم ہمارے ہمراہ چلو ماہ پارہ نے اپنی کنیزون کی طرف
دیکھا اور اشارے سے کہا کہ انسے کہدو کہ ہم تمھارے مالک کے پاس نہ جائینگے ہمین اُسنے
کوئی غرض نہین ہے ہمپر کسی نے ظلم و ستم نہین کیا ہے ہم فلک کے ستاے ہوے ہین ہمپر آسمان مصیبت
وکوہ بلا ٹوٹا ہے ہمکو فلک تفرقہ پرداز نے لوٹا ہے ہمپر آسمان نے ظلم و ستم کیا ہے پس ہم تمھارے
ہمراہ جاکر کیا کرین ہم یونہی آوارہ و سرگشتہ رہینگے یہ تقریر اُن کنیزون نے اُن ملازمون سے
کی اُنھون نے جواب دیا کہ ہم تمکو ضرور لے چلینگے ہم اپنے مالک کے حکم کو بجا لائینگے
یہ جو اُنھون نے کہا ملکہ نے کنیزون کی طرف دیکھا تھا پس کنیزون نے ملکہ کو سمجھایا کہ چلیے چلیے
دیکھیے کیا کہتا ہے ملکہ کنیزون کے سمجھانے سے چلنے پر راضی ہوئی تھی پس اُن ملازمون کے ہمراہ

نقب کی راہ سے اُس قلعے مین آئی اُن ملازمون نے اُن سب کو ایک قصر مین بٹھا کر اور شہزادہ کو خبر
کی تھی کہ اُن سب کو لے آئے ہین پس شہزادہ وہان سے چلا یہان ماہ پارہ منھ پر سے نقاب اُٹھائے
ہوئے اُس مکان کی سیر کر رہی تھی اور اُس مکان کی صنعت دیکھکر بنانے والون کی تعریف کر رہی تھی
کہ شہزادہ آپہونچا اُسنے بخوبی ملکہ کو دیکھا اور تیر عشق ملکہ شہزادہ کے دل پر پڑا کہ گھائل ہو گیا پس
فریفتہ ہوا اُدھر ماہ پارہ بھی شہزادہ کو دیکھکر عاشق ہو گئی تھی کیونکہ جوان قوی تن تھا لیکن بسبب مرد
غیر ہونے کے اُس سے حجاب کیا کچھ شرم آئی منھ کو نقاب سے پوشیدہ کر لیا شہزادہ آکر کرسی پر بیٹھا
اور اپنے برابر ملکہ کو کرسی پر جگہ دی اور بہت اعزاز سے بٹھایا ملکہ بصد ناز و ادا کرسی پر بیٹھی مگر منھ کو
شرم سے چھپائے ہوئے تھی کہ شہزادہ نے ملکہ سے حال دریافت کیا کہ آپ کون ہین اور آپ پر کیسی
کیا آفت آئی جو آپ یون آوارہ اور سرگردان ہو کر نکلین ملکہ نے جواب نہ دیا مگر اُسکی ایک کنیز
نے جواب دیا کہ یہ وزیرزادی ہین شہر سبزنگار کے فرزند طہماسپ انپر عاشق ہوا تھا اور یہ اُنپر
پس یہ اُسکے ہمراہ نکل آئین تھین چند دن تک اُسکے ہمراہ رہین وہ ایک سقا لینے گیا تھا ہاتھ سے
خداپرستون کے مارا گیا یہ اُس سے جا ملی تھی ہین پس جب انکو معلوم ہوا کہ میرا شوہر مارا گیا پس
خیال سے اپنے ملک مین اپنے عزیزون کے پاس نہ گئین کہ مین بڑون کو اب کیا اپنا منھ دکھاؤن سب
یہی کہین گے کہ یہ وہی ہے کہ جو کہ ایک ملازم کے ہمراہ نکل گئی تھی سب مین انگشت نما ہونگی پس یہ
وہان سے بھاگین اِدھر آنکلین اُس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کو یاد کرکے رو رہی تھین
کہ تمھارے ملازم پہونچے تمھارا نام لیا کہ ہمارے مالک نے آپ کو طلب کیا ہے انھون نے انکار
کیا مگر ہم سب نے انکو سمجھایا اور سمجھا کر انکو یہان لائے انپر بڑی مصیبت پڑی انکا یہ واقعہ ہے جو
مین نے بیان کیا شہزادہ نے جو یہ حکایت سُنی ملکہ سے کہا کہ اب آپ میرے کہنے پر عمل کرین میری
بات سماعت کرین مین نے اپنی شادی آجتک نہین کی ہے نہ میرا قصد تھا کہ مین شادی کرون مجھکو تو
عورت کے نام سے نفرت تھی مگر جب سے آپکو دیکھا ہے آپ کے دام الفت مین گرفتار ہو گیا ہون
پس نہ میری کوئی عورت ہے نہ کوئی آشنا ہے آپ میرے ہمراہ عقد کر لین کیونکہ آپ بھی جوان ہین اور
مین بھی جوان ہون مین آپ کی اطاعت کرونگا آپ مجھکو اپنا غلام تصور کرین مین آپ کی اطاعت
سے کبھی باہر نہ ہونگا اور آپ کا شوہر بھی مر چکا ہے اس تباہ پھرنے سے کیا حاصل شہزادہ نے اسطرح سے
تقریر کی تھی کہ ماہ پارہ کو کچھ جواب دیتے بن نہ پڑا کچھ کہتی دوسرا سبب یہ تھا کہ وہ بھی عاشق ہو چکی
تھی اس سے اور کچھ جواب نہ دیا صرف اسقدر کہا کہ مین اسکا جواب آپ کو کل دونگی کیونکہ
آج تو مین تھکی ہوئی ہون میرے حواس درست نہین ہین شہزادہ نے یہ سُنکے کہا کہ اچھا اور اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ اِن لوگون کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاوے اگر کسی قسم کی شکایت کرینگے
تو تمکو سزا دیجائیگی یہ کہکر وہان سے چلا اُدھر کنیزین ملکہ کے ہمراہ آئین تھین اُنکو الگ طلب
کرکے کہا کہ تم ملکہ کو اس امر پر راضی کرو کہ وہ میرے ساتھ عقد کر لین مین اُنکو بہت راحت
دونگا اور تمھارا یہ امر نیک کرونگا بہت کچھ انکو سمجھا دیا تھا اور انکو سمجھا کے اپنے مکان پر آیا تھا
اور وہ دن اور وہ رات تڑپ کر بسر کی اُدھر ملکہ نے جب شہزادہ چلا گیا اور ملازمان شہزادہ
نے سب سامان راحت کے لیے ملکہ کی مہیا کر دیا تھا ملکہ نے اپنی کنیزون کو جمع کرکے اُنسے کہا تھا
کہ تمھاری اس امر مین کیا راے ہے جو کہ شہزادہ کہتا ہے اول سب نے کہا کہ ہمارے نزدیک تو اچھا ہے

کیونکہ اب آپکا کون ہی کہ جسکے پاس جائینگا اس تباہ پھرنے سے کیا حاصل ہی بہت آپ کی خاطر کرینگا
اور تمام مال و دولت کی آپ مالک ہونگی اسطور سے اُنھون نے کہا کہ ملکہ نے جواب دیا کہ اگر
تمھاری بھی صلاح ہی تو خیر کل اُس سے کہدینا کہ جو تمنے ملکہ سے کہا تھا ملکہ نے قبول کر لیا یہ تو مین
بیان کر چکا ہون کہ ملکہ خود بھی عاشق ہو چکی تھی اُسکو خود منظور تھا بدین سبب اُسنے اسطور سے
قبول کر لیا اور یہ اپنے کنیزون سے کہا کہ تم اُسنے کہنا کہ ملکہ کو قبول ہی جب ملکہ نے کنیزون سے
کہا وہ خوش ہو گئین اور خیال کیا کہ اب پھر راحت سے بسر ہوگی خلاصہ یہ کہ وہ دن گذر اتفاقاً دوسرے
دن جو شدّاد آیا تھا اُسنے ملکہ کی کنیزون کو طلب کرکے دریافت کیا کہ ملکہ کی کیا مرضی ہی اُنھون نے
جواب دیا کہ ملکہ کو قبول ہی پس وہان سے ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے میرے سوال کا جواب
نہ دیا ملکہ نے اُس کنیز کی طرف اشارہ کیا کہ اُس سے دریافت کر لو اُس کنیز نے کہا کہ ملکہ کو آپ کے
ہمراہ عقد کرنا قبول ہی پس شدّاد خوش ہو گیا اور کہا کہ مین سامان کرتا ہون اُسنے عقد کے سامان کا
حکم دیا تھا چنانچہ ملکہ ماہ پارہ کا عقد ہمراہ شدّاد فزاق کے بطریق لقا پرستان ہوا تھا وہ چین سے
وہان رہنے لگی تھی رات شب برات دن عید تھا غرماسپ اپنے شوہر کا غم بھی فراموش کر گئی تھی دوسرے
شدّاد نے اُسکی اطاعت بھی خوب کی تھی بعد انقضا سے مدت حمل کے لڑکا پیدا ہوا اس امر کا خیال
رہے کہ مذہب زمرد پرستی مین یہ طریقہ نہ تھا کہ اگر عورت حاملہ ہو اور اُسکا شوہر مر جاے یا اُسکو
چھوڑ دے اُسوقت تک وہ عورت پھر عقد نہین کر سکتی ہی کہ جبتک لڑکا پیدا نہ ہو لے جیسا کہ اہل
اسلام مین جاری تھا اور اب بھی جاری ہی بلکہ یہ طریقہ تھا کہ عورت کو ہر وقت اختیار ہی موجودگی
شوہر مین اگر وہ کسی پر عاشق ہو تو اُس سے عقد کر سکتی ہی یا حاملہ ہو اُس حالت مین بھی عقد کر سکتی ہی
حتیٰکہ یہ طریقہ تھا کہ باپ بیٹی کے ساتھ اور بیٹا ماں کے ساتھ خواہ بہن کے ساتھ شادی کر سکتا ہی تو یہ
امر کیا مشکل تھا کہ حالت حمل مین عقد ہو گیا یہ بھی رسم اُس زمانے کی تھی حاصل کلام کا یہ ہی کہ جب
لڑکا پیدا ہوا تو اُسکا نام شدّاد نے اور اُسکی ماں نے قرماسپ رکھا تھا اور قرماس بھی کہتے تھے
بوزن طہماس کیونکہ یہ نبیرہ تھا طہماس کا شدّاد کو بہت خوشی ہوئی تھی بہت بڑا جشن کیا تھا دھوم
دھام کی تھی سب کو جوڑے دیے تھے خلاصہ یہ کہ قرماسپ پسر غرماسپ کو پرورش کرنے لگا تھا نوبت
باینجا رسید کہ جب اُسکا سن پانچ برس کا ہوا تھا اُسکو پڑھنے بٹھایا تھا ہر فن کے اُستاد اُسکے لیے بڑی
بڑی دور سے تلاش کرا کے بلا کے اور نوکر رکھ لیے تھے پس اُسکو ہر فن کی تعلیم ہونے لگی تھی مگر
شدّاد نے اپنا پیشہ ترک نہ کیا تھا اُسی طور سے قافلہ لوٹتا تھا روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی کہ قرماسپ
نے عرصہ چار سال مین ہر ایک فن کی خوب تعلیم پائی جب قرماسپ کو نو برس ہوا تو شدّاد علیل ہوا
تھا کوئی چھ ماہ تک بیمار رہا تھا اُسکے بعد انتقال کیا عالم فنا سے طرف عالم بقا کے کوچ کیا فرشتگان
عذاب نے اُسکو لیجا کر مالک کے سپرد کیا نار دوزخ جلانے لگی ملکہ ماہ پارہ اور قرماسپ نے
بہت صدمہ کیا تھا چالیس دن تک سیاہ پوش رہے تھے بعد اُسکے اہل قلعہ نے ملکر اور سمجھکر
قرماسپ کو حاکم قلعہ کیا تھا قرماسپ حکومت کرنے لگا تھا مگر اُسنے اپنی تعلیم مین کمی نہ کی تھی بلکہ
اور ترقی کی تھی چنانچہ تھوڑے عرصے مین اُسنے ہر فن مین کمال حاصل کر لیا تھا فنون سپہ گری مین
خوب حاصل کیا دوسرے بڑا شہ زور صاحب طاقت تھا کہ اُسکے برابر کوئی صاحب قوت اُس
قلعے مین نہ تھا وہ شخص چار سو من کا بار حفظاً تھا مثل اپنے پردادا کے نبیرہ سو من کا ساطور باندھتا تھا

جب اُسکا پندرہ برس کا سن ہوا تھا تو اُسکی یہ حالت تھی کہ وہ پانچ ہزار سواروں کو ایک حملہ مین ٹھکا دیتا تھا
اور اُس پر غالب آتا تھا جب یہ قوت اور یہ طاقت اہل قلعہ نے اُسکی دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور اُس سے
کہا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار یہ پیشہ کرتے تھے کہ قافلے غارت کرتے تھے اور جو روپیہ و مال و اسباب
لوٹ کر لاتے تھے اُسمین ہم سب کو بھی حصہ دیتے تھے اور خود بھی لیتے تھے اسی طور سے اُنھون نے یہ
سب روپیہ جمع کیا تھا اور اس قلعے کے حاکم بنے تھے ہم اُنکی اطاعت کرتے تھے چنانچہ آپکو بھی یہ طریقہ
کرنا چاہیے قرماسپ نے جواب دیا کہ اچھا اگر میری رائے یہ ہو کہ مین ملک گیری پر کمر باندھون سب نے
رائے دی تھی کہ ابھی یہ زمانہ نہین ہو کیونکہ آپ کے پاس اسقدر نہ لشکر ہے نہ اسقدر دولت ہے ہان جب
مال و دولت آپ کے پاس ہو جاے اور آپ لشکر بھی جمع کر لیجیے اسوقت آپکو اختیار ہے پس قرماسپ
خاموش ہو رہا تھا جب دربار برخاست کر کے اندر محل کے گیا تھا اپنی مان سے سب حال بیان کیا تھا
اُسکی مان نے اُسوقت اُسکو اپنے پاس بٹھا کر اُس سے کہا تھا کہ گوش ہوش میری طرف متوجہ ہو اور میری
بات سُن تیرا اصلی باپ یہ شداد نہین ہو بلکہ یہ تیرا دوسرا باپ تھا تیرا اصلی باپ قرماسپ پسر طرماسپ
تھا کہ جسکے ساتھ میری پہلی شادی ہوئی تھی یہ جو ملکہ نے کہا قرماسپ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ تو نے
ابتک مجھ سے پوشیدہ کیا جلد بتا کہ میرا باپ کہان ہو اور تو نے اُسکی زندگی مین یار کیا ماہ پارہ نے کہا
کہ اتنا غصہ نہ کر پہلے مجھ سے سب حال سُن لے پھر غصہ کرنا قرماسپ نے کہا تھا کہ سچ سچ بیان کرنا ورنہ مین
تجھکو ابھی قتل کر دونگا ماہ پارا نے جواب دیا تھا کہ مین سچ سچ بیان کرونگی یہ کہکے کہنے لگی تھی کہ [illegible]
مین ایک پہلوان تھا کہ اُسکا نام تھا عنقوبیل اُسکو دیوتے پرورش کیا تھا وہ عنقوبیل دیوپرور کے
نام سے مشہور تھا اُسکا کوئی ہمسر نہ تھا اُس زمانہ مین بہت زبردست پہلوان تھا خداوند لقا کی بارگاہ
کا ستون قدرت کہلاتا تھا اُسکا ایک فرزند تھا اُسکا نام تھا طہماس بن عنقوبیل وہ اپنے باپ سے بھی
زیادہ زبر قوی اور صاحب طاقت تھا سترہ سو من کا ساطور باندھتا تھا اور اُس سے قتل تلوار کے
وقت جنگ کا کام لیتا تھا چنانچہ وہ بھی ستون قدرت کے لقب سے مشہور تھا اور خداوندان دونون کی
بڑی عزت کرتے تھے مین کہانتک بیان کرون قصہ طولانی ہو خلاصہ یہ کہ جب خداوند پر اہل اسلام نے
لشکر کشی کی اور خداوند پریشان ہوئے تو طہماس کو طلب کیا تھا طہماس نے جا کر بہتیرا اہل اسلام کو زخمی
کیا تھا اہل اسلام کا جد تیرا علی یعنی صاحبقران تھا اُس سے جو طہماس سے مقابلہ ہوا صاحبقران نے
طہماس کو زیر کر لیا ای فرزند طہماس تیرا پردادا تھا یہ اسیر کر کے اپنے لشکر مین گیا دین اسلام کے
قبول کرنے کو کہا تیرے پردادا نے قبول نہین کیا مگر اسکا اقرار کیا تھا کہ اب مین آپ کی موجودگی مین
کبھی میدان مین برائے مقابلہ نہ آؤنگا نہ اسلحہ باندھونگا آپ مجھکو رہا کر دین چنانچہ پہلوان زبردست
تھا اہل اسلام بہادران دوست ہین صاحبقران نے قبول کر لیا اور تیرے پردادا کو رہا کر دیا جیسا کہ
تیرے پردادا نے اقرار کیا تھا ویسا ہی کیا کہ اُسدن سے سب ہتھیار کھول ڈالے اور فقیر بنکر اپنے
بیشے مین جا کر بیٹھ رہے اپنی زندگی بسر کرنے لگے اُنکے والد حکومت کرتے تھے ایک زمانہ یہ آیا کہ خداوند
سائل سے بھاگے اور قریب آذرکوہ کے پہونچے کسی ساحر نے صاحبقران و کل اولاد صاحبقران
کو اپنے سحر مین مبتلا کیا صرف لشکر اسلام مین بادشاہ اور ایک فرزند صاحبقران شیرویہ باقی رہے یہ جو
حال خداوند کو معلوم ہوا اُنھون نے تیرے پردادا کو طلب کر کے کہا کہ تم نے صاحبقران سے اقرار کیا
تھا کہ جبتک آپ زندہ رہین گے آپ کے لشکر سے مقابلہ نہ کرونگا چنانچہ تمنے ایسا ہی کیا اب صاحبقران

لشکر مین نہین ہین اُنکا پتہ نہین ہی اُنکی اولاد کا بس اب تم میری مدد کرو چونکہ یہ جو لقا نے کہا ایک طریقے کی
بات تھی اور ختیر سے وادا نے بھی خیال کیا کہ خداوند سچ فرماتے ہین دوسرے بادشاہ اسلام سے ایک
قسم کا کینہ بھی تھا ختیر سے پر وادا کو خداوند سے اقرار کرلیا اور لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو گئے ادھر
سے بادشاہ نے مقابلہ کیا دونون لشکر صف آرا ہوے لشکر اسلام سے فرزند صاحبقران جو کہ علیل تھے
اور ہمراہ صاحبقران کے بسبب علالت کے نہ گئے تھے وہ یہ خبر سنکر کہ طہماس نے سرکشی پر کمر کسی ہی اور لشکر
لیکر مقابلے کو آیا ہی بادشاہ نے اُسکے مقابلے مین لشکر آراستہ کیا ہی اُسی حالت تب مین میدان مین
آئے اور طہماس ختیر سے پر وادا سے مقابلہ کیا بہت دیر کے بعد اُنکے ہاتھ سے پسر حمزہ مارا گیا اور
سرداروں نے مقابلہ کیا زخمی ہوے بعض مارے گئے ختیر سے وادا کا بھلا کون مقابلہ کرسکتا تھا لشکر
اسلام بھاگا اور ایک پہاڑ پر جاکر قیام پذیر ہوا ختیر سے وادا نے سب مال و اسباب بارگاہ وغیرہ
پر قبضہ کرلیا دوسرے دن پہاڑ پر نرغہ کیا حمزہ صاحبقران کا پوتا نورالدہر لقا پر ادھر نیکر آیا اُسنے
تھوڑے عرصے مین ختیر سے وادا کو زیر کرلیا سبب اسکا یہ تھا کہ وہ تازہ دم تھا اور یہ دو دن سے
لڑ رہے تھے لیس زیر ہوگئے اُسنے پھر ختیر سے وادا پر ایسا افسون کیا کہ وہ مطیع ہوگئے اور اسکی
اطاعت کرلی دین اسلام قبول کرلیا اُنکو لوگ یہ مشہور کرتے ہین کہ وہ نورالدہر پر عاشق ہوگئے
تھے بسبب اُسکے حسن و جمال کے غیر اُسکی رفاقت مین رہنے لگے قصہ مختصر اپنے باپ کو بھی مسلمان
کیا خداوند وہان سے بھی بھاگے اُسکے بڑے قصے ہین کہانتک بیان کرون اصل مطلب سے
غرض ہی خداوند بھاگتے پھرے اہل اسلام اُنکے عقب مین چلے گئے اب سنو کہ کیا ہوا طہماس کے
کئی فرزند تھے مگر اُن سب مین ختیر سے وادا جنکا نام طرماسپ تھا بہت زبردست تھے اُنکی شادی
ایک ملکہ کے ساتھ ہوئی تھی اُسکے بطن سے تیرا باپ فرماسپ جو کہ ہمراہ شوہر تھا پیدا ہوا تھا مگر بڑا
زبردست تھا افسوس یہ ہی کہ جب وہ مارا گیا تھا اُسکا کچھ سن نہ تھا صرف پندرہ برس کا سن تھا وہ میرے
اوپر عاشق ہوا تھا اور مجھکو میرے شہر سے نکال لایا تھا میرے ساتھ عقد کیا کہ تو میرے پیٹ مین
آیا مین فرماسپ سے حاملہ ہوئی فرماسپ نے کہا کہ اے والدہ میرے پر دادا کیا ہوے اور دادا
اور والد کیونکر مارے گئے فرماسپ کی ان نے کہا کہ اسکا قصہ بہت طویل ہی مگر مختصر طور سے بیان
کرتی ہون وہ یون ہی کہ حمزہ صاحبقران کا ایک پوتا تھا کہ اُسکا نام تھا ملک قاسم وہ خداوند کی
دختر پر عاشق ہوا تھا نورچکیدہ خالص کو نکال لیگیا تھا اور اُسکے ساتھ شادی کی تھی وہ اُس سے
حاملہ تھی چنانچہ کسی سبب سے لشکر اسلام تباہ ہوا ملکہ گیتی افروز دختر خداوند لشکر اسلام سے تباہ
ہوکر مع اپنی دو پریزادی کے نکل گئین صحرا مین آوارہ پھرنے لگین چونکہ زمانہ وضع حمل قریب تھا ایک
صحرا مین دونون کو دردزہ شروع ہوے کنارے ایک نہر کے دونون کے یہان لڑکے پیدا
ہوے نہ وہان قابلہ تھی نہ خادمہ سب اپنے ہاتھ سے کام کیا ابھی فراغت نہ ہوئی تھی کہ ایک سوداگر
اُسطرف ہو نکلا دونون عورتین لوگون کی آواز سنکر لڑکون کو چھوڑکر بھاگ گئین غرض بعد مدت
کے اپنے لشکر مین اپنے شوہر کے پاس چلی آئین اُن لڑکون کا یہ واقعہ ہوا کہ وہ سوداگر جب اُس
مقام پر پہونچا اُسنے جو لڑکے دیکھے چونکہ وہ لاولد تھا دونون کو اُٹھا لیگیا اپنے مکان پر آیا دایہ
نوکر رکھکر اُنکی پرورش کرنے لگا ایک کا نام شاپور رکھا جو کہ بہت دُبلا پتلا تھا اور جو کہ بہت
حسین اور خوبصورت تھا اور ملکہ کا لڑکا تھا اُسکا نام ایرج نوجوان رکھا یہانتک دونون جوان

ہوئے ایرج نوجوان کو تو فن سپہ گری کی طرف رغبت تھی اور شاپور کو فن عیاری کی طرف ایک زمانہ ایسا آیا کہ حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو سے بگاڑ ہوا اور باہم فساد ہوا خواجہ نے بہت بہت فکر کی کہ کسی طور سے حمزہ کو زک دوں مگر کچھ نہ بن پڑی آخر کو یہ فکر کی کہ کسیکو صاحبقران بنا کر لاؤں اور اُس سے اور حمزہ سے مقابلہ کراؤں چنانچہ خواجہ شہر فرنگو شیہ میں آئے اور شہر کی سیر کرنے لگے ایرج کو دیکھکر پسند کیا اور کسی نہ کسی تدبیر سے ایرج سے ملے ایرج آفتاب پرست اسکے قالب کی صورت بنکر اُسکو اپنے سے راضی کیا اور اُسکو سب فنون سپہ گری تعلیم کیے اور شاپور کو فنون عیاری یہ دونوں ہر فن میں کامل ہوئے ایرج بہت صاحب قوت تھا بس کئی لاکھ کا لشکر لیکے فرنگو شیہ سے کوچ کیا تدبیر یہ کی تھی کہ وہاں کے بادشاہ کو بھی بلا لیا تھا کہ جسکا نام مالک بن ملکوت شاہ تھا اُسنے ایرج کو اپنا فرزند کیا تھا ایرج کو خواجہ نے صاحبقران آفتاب پرستان مشہور کیا تھا پس اہل اسلام کے مقابلے میں آکر ایرج نوجوان ایکجانب آ کے فروکش ہوا پس ایک طرف لشکر اسلام فروکش تھا اور ایک طرف لشکر خداوندان اور ایک طرف ایرج آکر اُترے پہلے خداوند کے لشکر سے مقابلہ کیا پھر لشکر اسلام سے اسی زمانے میں تیرا دادا طرماسپ یہ خبر سنکے کہ میرا باپ مسلمان ہو گیا ہے اور نبیرہ حمزہ کی اطاعت کر لی ہے اور اُسکی غلامی کی ہے اس خیال سے لشکر لیکر آیا تھا کہ میں اپنے باپ کو زیر کرکے کہوں کہ وہ تدبیر ہو گئی میں چلا تھا کہ اُنکو کوئی امر کا خیال نہیں ہے پھر مذہب قدیم پر لاؤں لشکر اسلام کے مقابلے میں جا کر اُترے تھے اور اپنے لشکر کو اُتارا تھا چونکہ ایرج اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا تھا اُسنے جو تیرے دادا کو دیکھا بہت پسند کیا جب یہ میدان میں آئے اور اہل اسلام سے مبارز طلب کیا ایرج اپنے لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور تیرے دادا سے مقابلہ کیا کئی دنتک مقابلہ رہا آخر کو ایرج نے تیرے دادا کو زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر میں لے گیا اور اُسنے مذہب آفتاب پرستی قبول کرنے کو کہا اُنھوں نے قبول کیا وہ مرد عاقل اور جری دوست تھے اُنھوں نے ایرج کی اطاعت اختیار کی ایرج نے اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا اور بہت عزت سے پیش آیا بہت دنوں بلکہ برسوں ایرج کے پاس رہے بڑے بڑے معرکے پڑے خوب باپ بیٹوں سے مقابلے ہوئے یعنی طہماس سے اور طرماسپ سے اور ایرج سے اور اہل اسلام سے طرماسپ نے دادا عنقوبل کو پہاڑ پر جا کر اسی خطا پر قتل کیا کہ اُسنے کہا تھا کہ تم دین آفتاب پرستی قبول کرو اُنھوں نے انکار کیا پس طرماسپ نے اُنکو قتل کیا اور اُس مقام پر اپنا قبضہ کیا اور پھر ایرج کے پاس چلے تو بیشتر یا بیمار رسید کہ اسی جنگ و پیکار میں طرماسپ تیرے دادا طہماس اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اُدھر حمزہ نے اپنے پروتے کو زیر کر لیا وہ باہم ملگئے مگر ایرج نے اپنے دادا کا بڑا صدمہ کیا تھا طہماس بھی مارے گئے اپنے باپ کے مارے جانے کی حالت سنکر وہ لیکر بیمار ہوکے گئے تیرے دادا یعنی طرماسپ تو اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اُسکے قتل ہونے کی نوبت حالت سنی اب اپنے باپ کی کیفیت سن کہ ایک شہر میں پیدا ہوئے تھے جب سن و تمیز کو پہنچ اور میرے ساتھ عقد کر چکے تو اُنکو یہ خیال آیا کہ اپنے باپ کے پاس لشکر ایرج میں جا کر حملے کرتا ہے طوں پہ لشکر لیے ہوئے جاتے تھے کہ راہ میں نواسہ حمزہ کا اسد دلاور جو تھا جلدی زیادہ لشکر ارمان تاب دادا سے پر خاش رکھتا تھا اپنا لشکر لیے ہوئے جاتا تھا کہ تیرے باپ سے مقابلہ ہوا جب اسد کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر فرزند طرماسپ ... یہ ہوا کہ ایک سپہ پھر ... لشکر سے ... کر کہا کہ ... بہادر ... نکالا ... ارمان نے کہا ... ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا اور

مع لشکر کے جانا ہی سدِ راہ ہوا نوبت مقابلے کی آئی اسد مرد جوان اور سن رسیدہ تھا تیرا باپ ابھی بچہ
تھا پندرہ برس کا سن تھا وہ ابھی فنون جنگ سے ماہر نہ تھا اسد سے مقابلہ کر چکا تھا بڑے بڑے
بہادروں کے معرکے دیکھ چکا تھا دوسرے مرد عیار بھی تھا پس مقابلہ جو ہوا تو اُسنے تیرے باپ
کو مکر سے قتل کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا لشکر بے سردار کو بھگا دیا تیرا باپ اسد نواسہ
حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا جب مجھکو خبر ہوئی میں نے بہت صدمہ کیا تو میرے شکم میں تھا میں تیرے
حمل سے تھی بس وہاں سے بھاگی اِس قلعے کے نواح میں پہونچی شداد میرے اوپر عاشق ہوا
چونکہ میں بے وارث کی ہو چکی تھی میں نے اُسکی مرضی کو اپنے حق میں بہتر جانا اُسکے ساتھ عقد کر لیا
پس تو اُسی زمانے میں پیدا ہوا اُسنے تجھکو مثل اپنے فرزندوں کے پرورش کیا تیری تعلیم و تربیت
میں بہت کوشش کی کہ تو اِس سن کو پہونچا اب جو واقعہ گذرا وہ تیرے روبرو گذرا اما وہ بار اُسنے
اول سے آخر تک سب حال طہماس کا اور طرماسپ کا اور غرماسپ کا بیان کیا اور کہا کہ تو اُس
خاندان سے ہی تیرے باپ و دادا ہمیشہ زبردست رہے اور آفتاب پرست بلکہ تیرا باپ و دادا
تو بڑا زبردست بھی تھا اور آفتاب پرست اور ہمیشہ اولاد ایرج کی اُنھوں نے اطاعت کی گو ایرج
اپنے دادا سے ملگیا اور مسلمان ہو گیا تھا مگر اُسکا ایک فرزند تھا کہ جسکا نام تورج تھا وہ ہمیشہ
آفتاب پرست رہا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرتا رہا اور اُنکا شریک نہ ہوا پس تجھکو لازم ہی کہ تو اولاد
ایرج سے کبھی مخالفت نہ کرنا جو کہ زرد پرست ہو یا آفتاب پرست ہو اُس سے اور اہل اسلام سے
جہانتک ممکن ہو مقابلہ کر کے اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض لینا اسی واسطے میں نے کل قصہ
تیرے روبرو بیان کیا جب قرماسپ نے اپنی ماں سے سب قصہ سُنا تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ اب
مجھکو معلوم ہوا کہ میں خاندان عالی سے ہوں اور میرے باپ و دادا پہلوان تھے اب میں بھی
مثل اُنکے نام پیدا کرونگا خوب ہوا کہ تُنے مجھسے سب قصہ بیان کر دیا یہ مقام میرے فخر کا ہی اے
والدہ تم دیکھنا کہ میں کیونکر اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض اہل اسلام سے لیتا ہوں اب
معلوم ہوا کہ میرے باپ و دادا اہل اسلام کے ہاتھ سے بیگناہ مارے گئے ہیں خیر دیکھا جائیگا میں
لشکر تیار کر کے اُنپر لشکر کشی کرتا ہوں اور میں نے آج سے مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا اور
زرد پرستی کو بھی رواج دونگا کہ دونوں مذہب میرے خاندان میں تھے میں برسوں تک لشکر لیکر
اہل اسلام پر جاؤنگا ماں نے جو یہ سُنا تو اُسکو یہ نصیحت کی اور قسم دی کہ اے فرزند تو لشکر
جمع کر لے اور مال و دولت بہم کر لے اور خوب قوت و طاقت پیدا کر لے پھر اہل اسلام کے مقابلے کو
جانا کیونکہ وہ لوگ بہت قوی ہیں اور بڑے طاقتور و صاحب زور ہیں اُنھوں نے بڑے بڑے
پہلوان زبردست زیر کیے ہیں جو کہ اپنے وقت کے رستم و سام ہیں ابھی تجھمیں اُنکے مقابلے کی طاقت
نہیں ہی جب تو جاہ و حشم اُنکے مثل پیدا کر لیگا تو میں اجازت دونگی کیونکہ جبکہ تیرے باپ و دادا لشکر کثیر
اُسطرح تھے وہ تو زیر ہو گئے اور مارے گئے ابھی تجھمیں وہ طاقت اور قوت نہیں ہی کہ اُنسے مقابلہ
کرے اپنے لشکر باپ و دادا کے مقابل نہیں ہی یہ جو ماں نے کہا قرماسپ کو بہت برا معلوم ہوا تھا
مقام پر پہونچا اُسنے وہاں سے اُٹھکر چلا آیا تھا اپنے خوابگاہ میں اُسدن سے اُسکو یہ فکر تھی کہ میں
نوکر رکھکر اُنکی پرورش کروں کہ اہل اسلام سے مقابلہ کروں اُسدن سے اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا
[illegible] اور رخی لعبد ریت تھا اور تازا اور اسقدر قوت بہم پہونچائی تھی کہ فیل مست کو ایک ضرب مشت سے

ہلاک کرتا تھا اور شیر زیان کو بدون اسلحہ قتل کرتا تھا اور نیزہ سوسن کا سا طور باندھتا تھا اُس سے قتل
تلوار کے کام لیتا تھا تمام قلعے میں آفتاب پرستی اور زمرد پرستی کو جاری کیا تھا گو مذہب زمرد پرستی تو
قدیم سے جاری تھا مگر آفتاب پرستی کو بھی بہت ترقی ہوئی تھی اُسنے چند ہرکارے مقرر کیے تھے اور انکو
حکم دیا تھا کہ جو کوئی قافلہ اس صحرا میں آکر اُترے ہمکو آکر خبر دینا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُسکا دین و مذہب
کیا ہے اور جو لشکر کسی بادشاہ کا اِدھر آئے تو ہمکو خبر کرنا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُنکا دین کیا ہے اگر وہ لوگ
اہل قافلہ آفتاب پرست ہوں تو ہمکو خبر نہ کرنا ہم آفتاب پرستوں کو نہ لوٹینگے اور جس مذہب کے
ہونگے لوٹ لینگے یا جو بادشاہ آفتاب پرست ہوگا اُسکو ہم نہ پریشان کرینگے اور جو مذہب رکھتا ہوگا
اُسکو ضرور پریشان کرینگے پس یہی اُسکا طریقہ تھا کہ جو سوداگر آفتاب پرست ہوتا تھا وہ قوا اُسکے ہاتھ
سے محفوظ رہتا تھا اور جو دیگر مذہب رکھتا تھا وہ لوٹ لیا جاتا تھا اسی طور سے جو بادشاہ آفتاب پرست
ہوتا تھا وہ تو مع لشکر سلامت نکل جاتا تھا باقی خواہ زمرد پرست ہو خواہ اور کوئی مذہب رکھتا ہو
وہ اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا تھا یہی طریقہ قرماسب نے جاری کیا تھا دوسرے صبح سے دوپہر تک
اُس ملک کے جنگل میں ورزش کرتا تھا اور شکار کھیلتا تھا دوپہر سے شام تک قلعے میں جا کے
حکومت کرتا تھا شام سے دوپہر رات تک پھر ورزش کرتا تھا اُسنے اپنے اوپر راحت و آرام کو حرام
کر لیا تھا سوا اسکے ورزش اور زیادتی طاقت و قوت کے دوسرا کام نہ تھا بہت صاحب زور تھا
اُسکو یہ بھی خیال تھا کہ میرے پاس لشکر و مال و دولت ہو جائے تو میں اہل اسلام پر لشکر کشی کروں
اُسکو بھی ایک زمانہ گذر گیا یہ اُس عہد کا ذکر ہے کہ جب صاحبقران ثانی کی صاحبقرانی تھی نوبت پہنچی
کہ زمانہ دگرگون ہوا صاحبقران اول بھی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اور ثانی بھی بدیع الملک صاحبقران
ثالث ہوئے اور اُنسے اسکندر شاہ سے مقابلے ہو رہے اس عرصے میں قرماسب نے بھی بہت سا
روپیہ جمع کر لیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر بھی جمع کر لیا اُسکی ماں بھی مر گئی اب یہ خود اختیار بھی ہو گیا
اسکی طاقت و قوت کا شہرہ ہوا اُس گرد و نواح میں ہوا مگر اسکا وہی طریقہ تھا اور اُسنے وہی راستہ قلعہ کا
جاری کیا تھا جو کہ شداد کے وقت میں تھا دوسرا راستہ نہ بنایا تھا اسی طریقے سے یہ تاجروں کو لوٹا کرتا
تھا اب اُسنے قصد کیا تھا کہ میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو جاؤں یہ اُسکا بند و بست کر رہا تھا
لشکر کی نگہداشت شروع کی تھی خیمے وغیرہ تیار ہو رہے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ارمان
پیش خیمہ لیکر ازرنگ کا اُس صحرا میں پہنچا اور صحرا میں اُترا قرماسب کے ہرکارے تو اُس صحرا میں
خبر کے لیے موجود تھے اُنھوں نے جو لشکر کو فرودکش دیکھا لشکر میں آئے علم ہائے لشکر کے پھریرے
سیاہ پائے اُنپر تعریف لقا و زمرد ثانی و ازرنگ بن زمرد کی تحریر پائی اہل لشکر سے دریافت کیا کہ
یہ کسکا لشکر ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ لشکر خداوند ازرنگ کا ہے اُنھوں نے کہا کہ کون خداوند
ازرنگ ابھی اُنھوں نے سب حال بیان کیا چنانچہ ہرکارے یہ حال دریافت کرکے لشکر میں اسکے تلے
میں آئے رات ہو گئی تھی دربار کا وقت یہ تھا اپنے مقام پر آکر سو رہے یہاں ارمان نے جو اس
خطر اترا ہوا ہے اُسنے رات براحت بسر کی جب صبح ہوئی اہل لشکر سے کہا کہ جب خداوند حملہ کرتا ہے
اور قیام کرینگے تو ہم یہاں سے آگے کو کوچ کرینگے پس اس سبب سے ارمان [illegible] لشکر ارمان نایب
صبح کو اُسنے کوچ نہ کیا یہ کہتا یہاں فرودکش ہے ادھر قلعے میں جب قرماسب [illegible] ہوئی کہ اب سب جمع ہو گئے
وغیرہ سے فراغت کرکے دربار میں آیا اور سب [illegible] حاضر [illegible] لشکر [illegible] کیا کرکے [illegible] بہادر
[illegible] کا [illegible] ہوا ارمان [illegible]
[illegible] ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا [illegible] ادھر

اُن ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے آکر مجرا کیا دعا و ثنا بجا لا کر یون عرض کی کہ ہم بموجب حکم سرکار صحرا مین برائے دریافت حال موجود رہتے تھے اے پہلوان دوران جو اگر شاسپ جہان ہمنے دیکھا کہ ایک لشکر آکر اُس صحرا مین فروکش ہوا جو کہ زیر کوہ ہی اور آپ کا ورزش گاہ اور شکار گاہ ہی ہمنے اُس لشکر کے جو علم دیکھے تو سیاہ پایے اُس پر خدنگ و سنگ اور لقا و زمرد کی تصویرین بنی ہوئی تھین اور ایک تصویر علمون کے پھریرون پر بنی تھی جو کہ ہمنے کبھی نہ دیکھی تھی اُن علمون کی مگر تصویر خداوند آفتاب کی کسی پھریرے پر نہ تھی ہمنے غور کرکے جو دیکھا اُنپر تعریف و ثنا خداوند لقا و فرزند خداوند لقا یعنی زمرد ثانی کی تحریر تھی خداوند آفتاب کی تعریف نہ تھی یہانتک غنیمت تھا اب جو خیال کرکے دیکھا تو ایک نئی خداوند کی تعریف اُن پھریرون پر تحریر تھی اب کوئی ازرنگ پیدا ہوے ہین اُنھون نے اپنے کو ظاہر کیا ہی کہ ہم خداوند ہین اور یہ زمرد ثانی کے فرزند ہین یہ جو ہمنے دیکھا اور اہل لشکر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ پیش خیمہ خداوند ازرنگ بن زمرد ثانی کا لیکر طرف شہر آفتاب نما کے جاتے ہین خداوند ازرنگ نے یہ سبب آفتاب پرست پر لشکر کشی کی ہی اس خیال سے کہ اُنکو جاکر قتل کرین اگر وہ مذہب ازرنگی کو نہ قبول کرے دوسرا سبب یہ ہی کہ خداوند یہ سبب سے کی بہن ملکہ ثریا سے ہین یہ عاشق ہوے ہین پہلے خداوند نے ملکہ کی طلب مین نامہ لکھا اُنھون نے انکار کیا پس خداوند کو غصہ آگیا فوراً لشکر لیکر اُس طرف کو کوچ کیا اپنے سپہ سالار اہرمان کو اپنا پیش خیمہ دیکر روانہ کیا یہ وہی لشکر ہی اور جو خداوند کا پیش خیمہ لیکر طرف آفتاب نما کے جاتا ہی یہ ماتحتی اہرمان ہمنے دریافت کیا کہ ازرنگ نے کس شہر سے خروج کیا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ ازرنگ خداوند نے شہر خورشید نگار سے کوچ کیا تھا پہلے ایک پہلوان کو طرف طلسمات کے روانہ کیا اور ایک طرف خانہ کعبہ کے اور خود مع لشکر کے لشکر اسلام کی طرف کوچ کیا کیونکہ آجکل لشکر اسلام سمندر پر ہی سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہی پس جب خداوند خاور پر پہونچے حاکم خاور سے مقابلہ ہوا لشکر خداوند ظفریاب ہوا خاور پر قبضہ کیا گیا پس اُسی زمانے مین خداوند ملکہ پر عاشق ہوے اور خداوند نے حکم دیا کہ ہم بعد معرکہ آفتاب پرستان کے اور بعد فراغ عقد ملکہ کے اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے اور اپنے مذہب کو رواج دینگے اور اپنی خدائی کو درست کرینگے خداوند نے یہ فرمایا تھا کہ ایک مذہب اسلام تو تھا اب یہ دوسرا مذہب کہاں سے پیدا ہوا ہان ایک زمانے مین پیدا ہو تھا مگر وہ مٹ چکا اب پھر مذہب آفتاب پرستی ظاہر ہوا اُس مذہب کو مٹانا بھی ضرور ہی پس خداوند نے اُن دونو قصدون سے اُس طرف کو کوچ کیا ہی اے خداوند ہمنے جو سنا اُسوقت قلعے مین اُس لشکر کی خبر لیکر آئے یہان آپ محل مین تشریف لیجا چکے تھے ہم بھی اپنے مکان پر چلے گئے صبح ہوئی حاضر دربار ہوے یہ خبر تازہ ہی جو کہ ہمنے بیان کی خداوند اُس پہلوان کے ہمراہ لشکر کثیر ہی اور بہت نامی و گرامی زبردست پہلوان ہی اور بارگاہ ازرنگی بھی ہمراہ ہی پس یہ جو قیصر پاسب نے ہرکارون کی زبانی سُنا پس آگ ہو گیا کیونکہ ہرکارون نے یہ کہا تھا کہ آفتاب پرستون پر ازرنگ نے لشکر کشی کی ہی اسکا بھی مذہب آفتاب پرستی ہی اسقدر سُنا تھا کہ غصہ آگیا اور منھ لال ہو گیا تمام بدن کے بال مثل نیزون کے کھڑے ہو گئے منھ سے کف گر اپنے لگے یہ ... وہ خلیفظ تھا کہ کاخ دماغ سے توڑ کر نکلا گیا غصے سے تھر تھر کانپنے لگا اور کہنے لگا مقام ہی ... کیا آسے ... کی شامت آئی ہی کہ آفتاب پرستون پر لشکر کشی کرکے جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہ نوکر ... آنکھی ... سہ ... چھین لونگا اُسنے کیا آفتاب پرستون کو بھی مثل خدا پرستون کے خیال ... ین اور ... تھا اور نہ ... والے نہ تھے اور نہین نہ معلوم کیا اُنپر آفت آئی جو اسنے شہر خاور پر ...

قبضہ کرلیا اور وہ بھاگ گئے ورنہ وہ ایسے فراریون کی کب سُنتے ہین اسکے باپ دادا ہمیشہ اہل اسلام سے
پریشان رہے ہین اور بھاگتے پھرے ہین کہین جاے پناہ نہ ملی ہر ہان جب شنر بکب ہوکراہل اسلام سے
لڑے وہ ہمین آفتاب پرست تھے صد اُسکی کماسا کی اور اُسکے باپ دادا کی باوجود یکہ خدا تھی اور دعوی
خدائی کرتے تھے لاکھون بلکہ کرورون لوگ سجدہ کرتے تھے اُسپر یہ حال تھا کہ گوشۂ امن تلاش کرتے
تھے جسکے باپ و دادا کا یہ حال ہوا اُسکا پوتا آفتاب پرستون پر لشکر کشی کرکے جاے اور اُنسے مقابلے کا
قصد رکھے یہ تو کبھی نہ ہوگا پس اگر میرے ہاتھ سے سلامت نکلگیا تو شاید اُنسے مقابلے کی نوبت آئے
یہ غیر ممکن ہو کہ مین یہ سُن لون کہ ازرنگ کا لشکر آفتاب پرستون کے مقابلے کو جاتا ہو اور
مین خاموش بیٹھا رہون جانے دو ان خوب کیا جو بہرجیس نے اپنی ہمشیر کی شادی نہ کی اور انکار کیا
ازرنگ کی بھی یہ لیاقت تھی کہ کوئی عالی خاندان اپنی لڑکی کی شادی اُسکے ساتھ کرے ایک سردار
نے کہا کہ وہ سنا جاتا ہو کہ اپنے کو خداوندزادہ کہتا ہو اور خود بھی دعوی خدائی کرتا ہو اور بہت سے
لوگ اُسکو بخدائی مانتے ہین پھر کیا ہوا جو اُسکو کوئی بادشاہ اپنی لڑکی نہ دیگا ازرنگ کے عالی خاندان
ہونے مین کیا شک ہو عالی خاندان کیسے خدائی اُسکے گھر مین ہو لوگ اپنا فخر و افتخار جانکر اپنی لڑکی دینگے
یہ خیال کرکے کہ ہمارا داماد خدا ہو ہماری لڑکی کا بڑا مرتبہ ہوگا قرماسب نے برہم ہوکر جواب دیا کہ
ایسے بہت سے خدا ہوتے ہین کیا امر خدائی ایسا آسان ہو کہ ہر ایک خدائی کرنے لگے پس خدائی
خداوند آفتاب کے لیے تھی یا جو کہ خدائی کرگئے اُنکے لیے تھی اور کوئی نہین کرسکتا ہو پس اگر ازرنگ
خدا ہو تو مین اُسکا امتحان کیے لیتا ہون اگر وہ خدا ہوگا تو مجھکو زیر کرلیگا کیونکہ خدا کا تو یہ مرتبہ ہو کہ اُسنے
سب کو خلق کیا ہو ہر شی اُسکے تابع ہو اُس سے سب زیر ہونگے وہ کسی سے نہ زیر ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ
ہمارا لشکر تیار ہو ہم ابھی جاکر لشکر ازرنگ کو جو کہ پیش خیمہ اُدھر لیکر آیا ہو قتل کرکے بارگاہ پر اپنا
قبضہ کرینگے جب ازرنگ یہان آئیگا اُسکے لشکر سے مقابلہ کرینگے اگر مجھکو شکست ہوئی تو مین اُسکی اطاعت
کرونگا اور اُسکے ہمراہ جاکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرکے اور اُنکو شکست دیکر ازرنگ کی شادی
ہمشیرہ بہرجیس کے ساتھ کردونگا اُسکے بعد خداپرستون سے مقابلہ کرونگا اور اُن سب کو غارت کرکے
ازرنگ کی خدائی کو رواج دونگا اور اگر مین نے نہ شکست کھائی اور ازرنگ نے شکست
کھائی پس اُسکو قتل کرکے کل اُسکے لشکر کو اپنے قبضے مین کرونگا اور اُسکا کل مال و اسباب لوٹ لونگا اور اہل
اسلام سے مقابلہ کرکے اُسکو تباہ کرونگا اور مذہب آفتاب پرستی کو رواج دونگا پس کل لشکر میرا
ابھی ابھی تیار ہو مین محل سے لباس رزم پہنکر آتا ہون اتنے عرصے مین لشکر تیار ہوجاے یہی وقت
امتحان اور تقدیر آزمائی کا ہو یہ حکم دیکر شہزادہ اُٹھکر کھڑا ہوا اور داخل محل ہوا اُسکا حکم حکم نادری
ہو اگر اُسکے خلاف ہوتا ہو جب یہ حکم دیتا ہو تو اُسکو سزا دیتا ہو پس یہ حکم دیتا تھا اُٹھا وقت سپہ سالار اور
سرداروں نے حکم شاہی سے اہل لشکر کو آگاہ کیا اور حکم کمربندی کا دیکر خود بھی اسلحہ وغیرہ اپنے تئین
آراستہ کرنے لگے تھوڑے عرصے مین کل لشکر مین کمربندی ہوگئی سپاہی مرکبون پر زین چڑھا اُس
ہتھیار لگاے خود سرون پر رکھے نیزے ہاتھون مین لیے تیار ہوگئے سردار اُنکے جو حملہ کرتا ہو
سکانون سے مسلح ہوکر آئے اور در دولت قرماسب پر ہر ایک منتظر کھڑا مقابلہ زمانا لشکر ارمان تابہ
مین قرماسب بھی اپنے تن پر ہتھیار لگاے محل سے برآمد ہوا دیکھا کہ یہ ہوا کہ اب سب چھپ رہا
اور میری سواری کا مرکب بھی موجود ہو سپہ سالار سے پوچھا کہ لشکر سے کیا رکر کہا کہ کیسے بہادر ہو
[illegible] ی گاڈ [illegible] دستے ہوے ہو ارمان نے کہا
[illegible] ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا اور [illegible]

آپ تشریف لے چلیں یہ سنتا تھا کہ قرماسپ مرکب پر سوار ہوا عنان لی مرکب کو مہمیز کیا آگے آگے قرماسپ
عقب میں سب سردار انکے عقب میں لشکر قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے قرماسپ نے پلٹ کر حکم دیا کہ
خاموش اور آہستہ آہستہ سرکیدن کو لاؤ شور نہ کرو تاکہ وہ لوگ آگاہ نہ ہوں ورنہ بارگاہ لیکر فرار کر جائینگے
یہ جو قرماسپ نے حکم دیا سب نے اپنے اپنے مرکب کو قدم قدم روانہ کیا قرماسپ اُسی راہ سے جو کہ
نقب کے ذریعے سے وسط قلعہ سے نکلے زیر پہاڑ بیرون قلعہ کلاک کے جنگل میں آمادہ ہوا راستہ
اسقدر کشادہ تھا کہ پچاس سوار برابر چل سکتے تھے اور وہ جنگل کلاک کا اتنا بڑا جنگل تھا کہ تین لاکھ آدمی
اُس جنگل میں بخوبی پوشیدہ ہو سکتے تھے پس قرماسپ سب لشکر کو لیکر کلاک کے جنگل میں آیا بیرون قلعہ
اور اپنے لشکر کو طریقے سے آراستہ کر کے کھڑا ہوا ہرکاروں کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو کہ وہ لوگ
کیا کر رہے ہیں آیا غافل ہیں یا ہوشیار صحرا میں انکا لشکر بھی ہے یا کوچ کر گیا ہے ہرکارے بہ حکم پاکے
فوراً روانہ ہوئے صحرا میں آکر دیکھا کہ لشکر اُسی طور سے اُترا ہوا ہے اور سب بے خوف و خطر اپنے
اپنے کام میں مصروف ہیں ارمان شیر صورت اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا شغل مے خواری کر رہا ہے پس یہ
حال دیکھکر وہ ہرکارے خدمت قرماسپ میں حاضر ہوئے عرض کی کہ سب لشکر اُسی طور سے فروکش
ہے اور سب اپنے کاروبار میں مصروف ہیں اور بہت خوش ہیں پس یہ سنکے قرماسپ نے اہل
لشکر کو حکم دیا کہ سب ایک مرتبہ تلواریں کھینچکر اور مرکب اُٹھا کر جا پڑیں اور قتل کرنا شروع کریں کچھ خیال
نہ کریں یہ حکم دیا اور خود تلوار کو میان سے لیا اور ایک مرتبہ مرکب کو مہمیز کیا قرماسپ کا مرکب مہمیز کرنا
تھا اور تلوار علم کرنا تھا غوغا ہوا ایک لاکھ پچاس ہزار تلواریں علم ہو گئیں اور سب نے مرکب اُٹھائے
پس قرماسپ اس کلاک کے جنگل سے مثل سیل کے نکلا اور ایک بارگی لینا لینا کہکر لشکر ارمان شیر صورت
کے لشکر پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا یہ لوگ کمریں کھولے ہوئے اپنے اپنے مقام پر بے خوف و خطر بیٹھے
ہوئے تھے کسی قسم کا انکو خوف نہ تھا پس یہ جو آفت دفعتاً آئی سب کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیا بلا نازل
ہوئی اودھر بازار گرم ہو گیا لشکر قرماسپ لشکر ارزنگ کے سواروں اور پیدلوں کو بے دریغ
تہ تیغ کرنے لگے ایک تلاطم پڑ گیا تمام لشکر میں ہلڑ مچ گیا کہ قزاق کلاک کے جنگل سے نکلکر لشکر پر گرے
ہیں تمام لشکر تباہ کئے دیتے ہیں یہ جو شور و غل مچا ارمان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہمراہ سرداروں کے
شغل مے خواری کر رہا تھا ایک مطربہ گا رہی تھی کہ لشکر کے شور و غل کی صدا اُسکے کان میں پہونچی اُسنے
چوبدار سے معلوم کیا کہ خبر تو باہر جاکر لا کہ یہ لشکر میں شور و غل کیسا ہے کیا خداوند تشریف لاتے ہیں
کہ ہمکو خبر نہ ہوئی انکا لشکر آ گیا پس چوبدار باہر آیا اُسنے دور سے دیکھا کہ ہزاروں سوار لشکر میں پھر رہے
ہیں تلواریں جو ہیں اُنکے ہاتھ میں ہیں تمام لشکر میں تہلکہ پڑا ہوا ہے ایک غدر مچا ہوا ہے ہر طرف سے صدائے
تیر و بکش کی آ رہی ہے لشکری قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھکر وہ فوراً خیمے میں واپس آیا مگر یہ
حال کہ حواس باختہ منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں رنگ رخ فق آکر سامنے ارمان کے کھڑا ہوا
ارمان نے اُسکی طرف دیکھا کہا کیوں کیا خبر ہے کچھ بیان کر وہ تو باہر سے بالکل بدحواس آیا ہے
کہ اپنے [illegible] اپنے حواس درست کر کے کہا کہ میں بموجب حکم خیمے سے باہر گیا تو میں نے دیکھا
مقام پر پہونچا [illegible] ہوا ہے ہزاروں سوار زرہ پوش تلواریں علم کیے ہوئے لشکر خداوند کو
نوکر کے [illegible] انکی [illegible] اپنی بے سر و سامانی کے قتل ہو رہے ہیں کیونکہ بے خبر تو
ہیں اور [illegible] درست تھا [illegible] اپنا بند و بست کر لیتے یہ جو اُس چوبدار نے کہا ارمان نے

سرداروں سے کہا کہ غضب ہو گیا قزاق لشکر پر آ گرے مگر بڑے غضب کے قزاق ہین کہ دن دہاڑے لوٹ
مار کرنے کو آئے سب تیار ہو جاؤ یہ کہکر جام شراب ہاتھ سے رکھدیا اور اٹھکر دوسرے خیمے مین گیا
ہتھیار تن پر لگانے لگا ادھر سردار بھی اُس خیمے سے نکل نکلکر اپنے اپنے مقام پر آئے مگر جب خیمے سے
باہر نکلے تھے تو دیکھا تھا کہ لشکر مین تلاطم ہوا تھا یہ دیکھتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے
تھوڑے عرصے مین مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے مقام سے باہر آئے کہ ارمان بھی اپنے خیمے سے باہر آیا
یہ سب مرکب پر سوار ہو کر چلے اُسطرف کہ جدھر تلوار چل رہی تھی مگر یہ صدا خود دیتے ہوئے کہ اے اہل لشکر
گھبراتا نہین ہم مسلح و مکمل ہو کر آ گئے ہین تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلہ کرو یہ قزاق ہین ابھی انکو مارلو
یہ صدا جو اہل لشکر ارمان نے اپنے سردار کی سنی کسیقدر حواس درست ہوئے جو جہان پر تھا اُسی مقام
سے تلوار لیکر لینا لینا کہکر چلا کہ قزاقون کو جانے نہ دینا گھیر کر مار لینا ادھر ارمان مع سرداروں کے اُس
مقام پر پہونچ گیا اور لڑنے لگا گھمسان کی تلوار چلنے لگی ارمان نے اور دیگر سرداروں لڑائی کو آکر
روکا ادھر نقیبون نے سب لشکر کو ہوشیار کیا چونکہ دن تھا سب جاگ تو رہے تھے پس سب مسلح و مکمل
ہو ہو کے اور اپنے اپنے مقام پر سے چلے اتنے دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی سر تن پر سے
اترنے لگے مگر لشکر قرماسپ کا یہ حال ہے کہ جب حملہ کیا لشکر ارمان کے پاؤن اُکھاڑ دیے ملتا ہی نہ ہٹا کر خیمے
گرا دیے جو لوگ اپنے خیمون مین اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے وہ اُسی مین دب کر رہ گئے اُن خیمون
ارمان دل کے دل ہی مین رہے حسرت جنگ پوری نہ ہوئی اصطبل سے مرکب شور و غل سنکے رسیان
تڑا کر بھاگے ارابون کے بیل ہر طرف پھر رہے ہین ایک غدر مچا ہوا ہے ایک طرف تلوار چل رہی ہے
تلوارون کی جھنکار بلند ہے تلوارون بجلیان کوند رہی ہین ایک سمت کو باہم تیر سے چل رہے ہین انکی
سنانین مثل شرارون کے دھوپ مین چمک رہی ہین ایک طرف مرغ تیر پر کھولے ہوئے اُڑ رہے
ہین اُدھر شہباز اجل اپنی طرف طائران روح کا شکار کر رہا ہے سرداروں مر مر کر رہے ہین بازار مرگ
گرم ہے ارمان کی عجیب حالت ہے کبھی مرکب ڈپٹ کر اپنے لشکر کی خبر لیتا ہے کہ کیا حال ہے کبھی لشکر حریف سے
لڑنے لگتا ہے برق شمشیر کوند رہی ہے خرمن ہستی پر گر رہی ہے عجیب حال ہے لشکر کا باوجودیکہ سب لشکر تیار
ہو گیا ہے برابر سے لڑ رہا ہے مگر پہلے جو حواس جاتے رہے ہین تو اب حواس درست نہین ہو سکتے ہین اور
بدحواسی سے لڑ رہے ہین خود قتل ہو رہے ہین لشکر قرماسپ با حواس عجیب ساکر سے لڑ رہا ہے لشکر
ارمان کے پاؤن اُکھڑے جاتے ہین ایک قرماسپ ایک تیغہ آبدار ہاتھ مین لیے ہوئے ہے اُس سے خون کی
بوندین ٹپکتی ہوئی حریف کو قتل کر رہا ہے اُسکے عقب مین اُسکے سب سردار زخمی شدہ برابر حملہ کر رہے
ہین اُسکا لشکر ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہا ہے نقیب لشکر قرماسپ پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ جوانون
اسی طور سے لڑے جاؤ حریف کو مار لیا ہے اب تھوڑی دیر اور باقی ہے کہ حریف بھاگا جاتا ہے جو اس
ہو کر لڑ رہا ہے یہ معرکہ سر کر لیا ہے اسطور سے نقیب دل بڑھا رہے ہین لشکر قرماسپ جم جم کر حملہ کرتا ہے
ہر حملے مین لشکر ارمان کے پیر اُکھاڑ دیتا ہے اسی طور سے تھوڑے عرصے تک مقابلہ رہا لشکر ارمان تاب
مقابلہ نہ لا سکا پیچھے ہٹنے لگا اور لشکر قرماسپ اُسکو دبانے لگا پس نوبت یہ ہوئی کہ اب سب شکست
کھا کر فرار پر قرار لین یہ حال جو ارمان نے دیکھا ایک مرتبہ اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ [illegible] بہادر ہو
کر قزاقون سے بھاگے جاتے ہو نام بہادری اور جوانمردی کا ڈبوئے دیتے ہو یہ ہو ارمان نے کہا
ادھر نقیبون نے دل بڑھائے بس پھر سب جم کر لڑنے لگے ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا ادھر

قرماسپ لشکر ارمان کے سواروں کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ارمان سے اور قرماسپ سے سامنا
ہوگیا ارمان نے پکار کر کہا کہ او قزاق کدھر ہے تین روپیہ کے پیادوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا جاتا ہے مردان
عالم سے آنکھ چار کر کے مقابلہ کرنا کچھ ہنر جنگ معلوم ہوں ہے جو ارمان نے کہا قرماسپ نے صدا
سُنی پلٹ کر جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو قزاق ہوگا اور تیرا باپ یہ کیا کلمہ مردان عالم کی شان میں کہا
میں وہ بہادر ہوں کہ میرے خوف سے رستم و سام نے قبر میں جا کر کفن سے منہ اپنا پوشیدہ کر لیا ہے
اور جب میں نعرہ کرتا ہوں اُنکا بند بند میرے نعرے کی صدا سے گوشۂ قبر میں کانپ جاتا ہے میں تجھ
ایسے بھگوڑے سے مقابلہ کروں تو عیب کا پھر وہی اُسکا ہمیشہ سے یہی طریقہ ہے اُسکے باپ و دادا ہمیشہ بھاگ
گئے ہیں وہ بھی بھاگے گا تو کیا مقابلہ کریگا بھلا تو کیا تلوار کے روبرو ٹھہرے گا ادھر تلوار کا سامنا ہوا
ادھر تو نے منہ پھیر لیا ہے جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ بس زبان بند کر اور مجھسے آکر
مقابلہ کر یہ کہکر ادھر کیا کو مہمیز کر کے برابر قرماسپ کے پہونچا اور کہا کہ کیا تیرا نام ہے تا کہ تو میرے
ہاتھ سے گمنام نہ مارا جائے یہ کیا تو نے طریقہ اختیار کیا ہے کہ جسکو غافل پایا قزاقوں کی طرح سے
لشکر لیکر آپڑا اور حریف کے لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا یہ امر بالکل خلاف شجاعت کے ہے قرماسپ نے
تیوری پر بل ڈالکر جواب دیا کہ او نامرد تو کیا بک رہا ہے کیا تجھکو یہ خبر نہ تھی کہ اس بیشے میں ایک شیر
رہتا ہے مع اپنے ہمراہیوں کے کہ تو اُسکی بدون اجازت یہاں لشکر لیکر آیا ارے آگاہ ہو کہ میرا نام
قرماسپ بن طرماسپ بن طہماس ہے یہ تمام صحرا اور پہاڑ اور وہ جو قلعہ سامنے ہے میرے
قبضے میں ہے کوئی لشکر ادھر سے نہیں جاتا ہے بدون میری اجازت کے دوسرے میں آفتاب پرست
ہوں میں نے سُنا کہ ایک لشکر اس صحرا میں اترا ہے اور وہ بیش خیمہ کوئی اژرنگ ہے کہ اُسنے دعوی
خدائی کیا ہے اُسکو لیکر آفتاب پرستوں پر جاتا ہے اُسکا ارمان نام ہے پس مجھکو غصہ آگیا کہ اول تو بدون
میری اجازت کے وہ اس صحرا میں اترا دوسرے اُسکو آفتاب پرستوں سے مقابلے کی حسرت ہے پس
میں نے خیال کیا کہ یہ حسرت اُسکی میں نکالدوں گو میں نے قصد کیا تھا کہ خدا پرستوں سے جا کر مقابلہ کروں
اُنکے مقابلے کے لیے لشکر جمع کیا تھا پس میں نے تیرے آنیکی خبر سنکے یہ عہد کیا کہ اگر میں اُن لوگوں پر
فتح پاؤنگا تو خدا پرستوں پر بھی ظفریاب ہونگا اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہے تو اپنے لشکر کو لیکر چلا جا
اور بارگاہ وغیرہ مجھکو دیدے ورنہ میرے ہاتھ سے تو سلامت نہ جائیگا یہ بارگاہ تجھسے اس خطا کے
لیے لیتا ہوں کہ تو نے میرے بیشے میں اپنے لشکر کو بدون میری اجازت کے کیوں اتارا دوسرے
میرے پاس کوئی بارگاہ بھی نہیں ہے جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ ارے نادان یہ
تو کیا کہتا ہے اژرنگ خداوند ہے اور خداوندزادہ ہے میرا اور تیرا اور تمام عالم کا وہی خدا ہے اُسی نے
سب کو پیدا کیا ہے وہی سبکا خالق ہے سوا اُسکے اور کوئی خدا نہیں ہے خدائی اُسکے گھرانے میں
چلی آئی ہے اُسکا دادا یعنی لقا زمرد شاہ باختری جو ہزار ملک کا خدا تھا سب اُسکو سجدہ کرتے
تھے اُسنے عالم خواب میں کچھ بندے خلق کیے تھے اُنکو قوت و طاقت بہت دی تھی اُنکی صورت خلق
کرنا بھول گیا تھا وہ خداوند لقا سے منحرف ہوگئے تھے اُنھوں نے دوسرا خدا پیدا کر لیا تھا اور اپنا
دین دوسرا کر لیا اور خداوند لقا سے برسر فساد ہوتے تھے اور ہزاروں مقابلے ہوئے چونکہ
خداوند اُن بندوں کو نہایت دوست اور مہربان جانتے تھے اور الفت اُنسے کرتے تھے کیونکہ
وہ خوبصورت بہت تھے اور صورت بھی خلق کرنا بھول گئے تھے پس اُنکے ہاتھ سے پریشان ہوکر

اور اپنے فرزند زمرد ثانی کو امر خدائی کا مالک کرکے بالائے آسمان چلے گئے اُن بندگان خدا نے
اِسقدر ترقی کی اور روز بروز ہزاروں ملک اُنکے قبضے میں ہو گئے اور اُنھوں نے اپنے دین و مذہب
کا نام دین اسلام رکھا اور کہدیا کہ کل دین باطل ہیں ہمارا دین برحق ہے پس اِسی پر زمرد ثانی سے بھی
مقابلے رہے آخر کو وہ بھی پریشان ہو کر اور بندوبست خدائی کو اپنے فرزند اژدر رنگ کو سپرد کرکے
اور چولہ بدلکر بالائے آسمان چلے گئے ہیں پس یہ ایسے خدا ہیں کہ اُنکے زمانے میں سب بندگان خدا
کا خاتمہ ہو جائیگا اور آفتاب پرستی کوئی دین نہیں زمانہ لقا میں حمزہ صاحبقران زمان کا پیرو تھا یہ
دین ایجاد کرکے برائے مقابلہ حمزہ صاحبقران آیا تھا چونکہ وہ بہت زبردست تھا اور اُس سے
کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا اِس سبب سے اُسکا دین سب نے قبول کیا تھا جب وہ صاحبقران سے زیر ہو کر
اُنکا شریک ہو گیا وہ دین مٹ گیا پھر اُسدن سے وہ دین نہ جاری ہوا اگوا ایرج کا ایک لڑکا تھا اُسکا نام
اُسکا نوریج تھا یہ نہایت زبردست تھا پہلے اُسکا بھی دین آفتاب پرستی تھا مگر جب اُسکو ثابت ہوا کہ یہ
دین میرے باپ کا ایجاد کیا ہوا تھا تو اُسنے بھی زمرد پرستی اختیار کی اور ہمیشہ جبتک خداوند لقا و
خداوند فرعون رہے اور آسمان پر تشریف لے گئے اُنکے ہمراہ رہا جب وہ بالائے آسمان گئے
اور خداوند زمرد ثانی خدا ہوئے اُنکو سجدہ کیا اُنکے ہمراہ پھر مقابلے میں رہا آخر کو اُنکے ہمراہ وہ بھی
بالائے آسمان گیا اب اُسکے دو فرزند ہیں کہ وہ ہمراہ خداوند اژدر رنگ ہیں وہ بھی مذہب اژدر رنگی
رکھتے ہیں سوائے مذہب اژدر رنگی کے کوئی دوسرا مذہب سچا اور برحق نہیں ہے جب خداوند نے سُنا
کہ چند بدمعاشوں نے بعد مدت پھر مذہب آفتاب پرستی کو رواج دیا ہے اور ایک جم غفیر بہم کیا ہے پس
خداوند نے خیال کیا کہ ابھی یہ لوگ کم ہیں اگر انکی طرف سے پہلو تہی کیجائیگی تو اُنکو بھی مثل خدا پرستوں
کے زور ہو جائیگا اور یہ بھی ترقی بہم کرلینگے اُسوقت اِنکا استیصال بہت دقت کے ساتھ ہوگا
جیسے میرے دادا نے پہلو تہی اُسوقت میں کی جب کہ یہ مذہب اسلام جاری ہوا تھا اور خیال کیا کہ
یہ چند لوگ ہیں جسوقت چاہونگا اِن کا خاتمہ کردونگا اُسکا انجام یہ ہوا پس ایسی نادانی کرنا بالکل حماقت
ہے پہلے انکی فکر لازم ہے اہل اسلام کو ترک کرکے اُدھر کا قصد کیا اور مجھکو یہ اول لشکر مقرر کرکے اور
اپنی بارگاہ دیکر اُدھر کو روانہ کیا چنانچہ میں نے کئی منزلیں طے کرکے اِس مقام پر آیا چونکہ یہ صحرا بہت
پُر فضا تھا مجھکو اچھا معلوم ہوا میں نے یہاں قیام کیا مجھکو یہاں کا قاعدہ معلوم نہ تھا نہ اِس صحرا کی حد پر کوئی
ایسا کتبہ آگاہ ہوا تھا کہ یہ صحرا فلاں پہلوان یا بادشاہ یا ظالم کے قبضے میں ہے اور یہاں کا یہ طریقہ ہے کہ جو کوئی
اِس صحرا میں اُترتا ہے تو اُس سے اجازت لے لیتا ہے بغیر اُسکی اجازت کے نہیں لشکر کو اُتارتا ہے
اگر ایسا ہوتا اور میں اُسکے موافق عمل نہ کرتا تو ضرور خطاوار تھا مجھکو لازم تھا کہ ایسی تحریر حد صحرا پر
لگا دی ہوتی یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں خداوند کی بارگاہ تمکو دیدوں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اور یہ صحرا اور یہ قلعہ بھی خداوند کے قبضے میں آئیگا پس اِسی میں خیریت ہے کہ تو
اپنے لشکر کو لیکر اپنے قلعے میں چلا جا اور اپنی زندگی کو غنیمت جان میں اِن گیدڑ بھبکیوں سے
ڈرنے والا ہوں یہ نہیں کسی کی مجال ہے کہ بارگاہ اژدر رنگی کی طرف آنکھ اٹھا کر
دیکھے تو میں آنکھ نکال لوں یہ جواب ارمان نے کہا فرماسپ سچ کہتا ہوں
بیہودہ بک رہا ہے اِس تقریر بیکار سے کیا حاصل ہے میں ضرور
دونگا مجھکو کیا ضرورت تھی کہ میں منہ لگا دیتا پس یہ مقام

مدان سکا ... وجال ہوتا ہے ... رہا ہے آخر اپنی شرارت ... دیتا ہے ... پہنچیگا

یہ مجال ہی کہ تو کسی کی آنکھ نکال سکے سے دیکھ ہین بنگاہ کج طرف بارگاہ کے دیکھ رہے ہین اور بارگاہ پر
اپنا قبضہ کر لیا ہی اور قبضہ کرتے جاتے ہین تو روک تو لے یہ جو قرماسپ نے کہا ہین ارمان کو تاب
نہ رہی فوراً نیزہ اٹھا کر سینہ قرماسپ پر مارا قرماسپ نے اسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اور جھپٹا
طعن ہین نیزہ اسکے ہاتھ سے سوا کر دیا اسکو بہت غصہ آیا نیزہ پھر آب خجالت ہین غرق ہو گیا قرماسپ
نے پکار کر کہا کہ اسی فنون پر تجھکو دعوی ہی کہ مین تجھکو سزا دونگا نیزہ تو تو روک نہ سکا یہ جو قرماسپ
نے کہا ارمان نے برہم ہو کر قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر قرماسپ
کے سر پر مارا قرماسپ نے سپر پر تلوار کو روکا اور ایک مرتبہ اپنی تلوار کو نیام سے لیکر اور خبردار
ہوشیار باش کہکر حملہ وار کیا ارمان نے سپر کو سپر کی پناہ کیا تلوار سپر کو مثل قرص پنیر کے کاٹ کر سر پر
آئی اور خود و ابرو اتر آئی ارمان نے گھبرا کر دستانہ مارا کہ تلوار تو قضا کر سر سے نکل گئی چادر خون کی
سر سے جاری ہوئی اسکو غش آنے لگا ارمان نے دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیئے اور
قرماسپ نے قصد کیا کہ بڑھ کر ارمان کا سر کاٹ لون لیں یہ قصد دیکھکر بہت سے سردار اور سوار
درمیان مین آگئے اپنے کو اپنے افسر پر تصدق باش کیا مگر اسکو پنجہ ظالم اور قضا سے بچا لیا ابھی
اسکی قضا ابھی نہ آئی تھی ورنہ اتنی کیا قدرت تھی کہ بچا سکتے قرماسپ تلوار پکڑ کر لشکر پر جا پڑا اور
قتل کرنے لگا ہزارون کو قتل کیا نوبت یہ ہوئی کہ لشکر ارمان شکست کھا کر بھاگا بارگاہ تک چھوٹ گیا
خیمے وغیرہ اسی مقام پر رہ گئے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ کسی طور سے بارگاہ کو لیجاوین مگر ممکن نہ ہوا
بارگاہ چھوٹ گئی چونکہ ارمان زخمی ہو چکا تھا دوسرے پہلے ہی سے بہت لشکر حالت غفلت مین
کام آچکا تھا اور قدم اکھڑ چکے تھے جب سردار زخمی ہوا اور کوئی لشکر کا بندوبست کرنے والا اور
پشت و پناہ اور روکنے والا نہ رہا تو لشکر بے سر کہاں تک لڑے اتنے عرصے تک بھی لڑا اور مقابلے مین
ٹھہرا رہا تو بہت بڑا کام کیا آخر کو اس درہ کوہ کی طرف بھاگا جدھر سے آیا تھا تھوڑی دور تک
لشکر قرماسپ نے تعاقب کیا بموجب حکم قرماسپ بعد جب قرماسپ نے یہ حکم دیا کہ جانے دو جس مہم
سے مطلب تھا اسپر تو قبضہ کر لیا اب کیا فائدہ بیکار قتل کرنے سے یہ جو قرماسپ نے کہا سب اسکے
تعاقب سے واپس آئے تمام مال و اسباب لوٹ لیا بارگاہ پر قبضہ کیا قرماسپ نے حکم دیا کہ یہ
بارگاہ ہمارے لیے برپا کی جاوے ہم اس مین بیٹھکر جشن خوشی برپا کرینگے اور ان خیمون مین میرے
سب سردار رہینگے اور میرا لشکر اور ہمارے لشکر کی سب لاشین اٹھا کر ایک مقام پر جمع کر کے جلا
دیجاوین اور لشکر حریف کے لاشے اس غار کوہ مین ڈالدیے جاوین تا کہ میدان صاف ہو جاوے اور
بدبو نہ ہو اور جو لشکر ہمارا قلعے مین ہی اسکو حکم دیا جاوے کہ وہ بھی یہان چلا آئے کیونکہ جب یہ خبر
ثمر رنگ کو معلوم ہوگی کہ میری بارگاہ فلان مقام پر میرے ہراول لشکر کے ہاتھ سے میرے لشکر کو
ہو چکی کہ فلان پہلوان نے چھین لیا تو ضرور وہ لشکر لیکر آئیگا مین اس سے مقابلہ کرونگا یہ جو حکم
تھے اسنے دیا اسیوقت سب بجا لیے گئے اور بارگاہ اور ایوان پرے آثار کر برپا کی گئی جب
کرنا قبول کیا تھا وہ سانٹر کر داخل بارگاہ ہوئے اور سب سردار خیمون مین اترے لاشے اٹھائے
دین دو پہر اکر لیا اور خدا را لاشے قرماسپ کے لشکر کے لوگون کے تھے اور بیس ہزار لاشین
غدار ان بندون کو نہایت دکھ تو جہان قرماسپ نے حکم دیا تھا ڈالدیا اور اپنے لشکر کے
وہ خود بصورت بہت سے اور صورت کیمپ جو لشکر قلعہ مین تھا اسکو بھی طلب کر لیا قرماسپ نے بزم عشرت

اور سب سرداروں کو جمع کیا ساقی کو طلب کیا وہ جام و صراحی لیکر حاضر ہوا سب کو شراب پلانے لگا ایک
رقاصہ حاضر ہوکر یہ غزل گانے لگی غزل

پھر ایسی بات کیجیے ای بادشاہ حسن
مارے ہوئے ہم اک بت پیمان شکن کے ہین
جیسے ہین گلعذار حسینان لکھنؤ
مبہوت ایسے عشق مین اس گلبدن کے ہین
رخ سوکھے مسکرانے سے ثابت ہوئی یہ بات
افسانہ وہ کچھ ایسے غریب الوطن کے ہین
مرنیکے بعد دولت و ہمت سے کام کیا
کس واسطے کہ ہم تو محب پنجتن کے ہین

ہر دم یہ شور قمری سرو چمن کے ہین
مشتاق اہل بزم نہایت سخن کے ہین
بلبل کی یہ دعا ہے کہ یارب تو صبر کر
معشوق ہین خیال کے نالے ختن کے ہین
فصل خزان کبھی ہے جہان مین کبھی بہار
کشتہ بنے ہوئے کسی گلپیرہن کے ہین
صیاد کیجیے کسکو اسیر چمن کو چھوڑ دے
محتاج بادشاہ و گدا اک کفن کے ہین

جنگل مین آج پھول کسی بے وطن کے ہین
پوچھے اگر تو کہدین خدا لکھے بھی سماں
بگڑے ہوئے تھے آج یہ نقشے چمن کے ہین
بلبل کیطرح ہوش مین آئی ہین بہار
نیرنگ سب یہ گردش چرخ کہن کے ہین
فریاد فلق سے راتوں کو اٹھتے ہین عندلیب
مشتاق اسے زمانہ سے سیر چمن کے ہین
اصلا نہ ہوگا ہمکو تصدق فشار قبر

اس مطرب نے یہ غزل مصنف دفتر ہذا کی خوب بنا بنا کر گائی اور اہل
بزم سب خوش ہوئے یہان تو بزم عشرت برپا ہے اور قرماسب بیٹھا ہے بہت خوش ہے انکو تو یہان
مشغول عیش و عشرت رکھا جاتا ہے اور اب لشکر ارمان و ارمان کا و ازرنگ کا حال تحریر ہوتا ہے
شمہ حال ازرنگ وغیرہ کا سماعت فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ تو ابھی اسی صحرا مین مع
لشکر فروکش ہے کیونکہ اسکو اس صحرا کی آب و ہوا بہت پسند آئی تھی جہان سے ارمان پیش خیمہ لیکر اس
مقام پر آیا تھا اور اسپر یہ واقعہ گذرا اس ارمان مین ارمان زخمی ہوا کہ یہان پیش خیمہ آگے لیکر روانہ
ہوا یہ حسرت اسکے دل مین رہی کہ اسکے لشکر نے لشکر قرماسب سے شکست کھائی راوی نے بیان
کیا ہے کہ لشکر ارمان شکست کھا گیا اور ارمان کو زخمی لیکر طرف لشکر ازرنگ کے بھاگا تھا تھوڑی دور اہل لشکر قرماسب نے
تعاقب کیا تھا یہ سب کے سب بحالت خراب بصورت زلف محبوبان پریشان مثل نرگس حیران بدحواس
ہاتھ منہ کٹے ہوئے اپنے زخمی شدہ سردارون کو دوش پر اٹھاتے ہوئے اسکے زخمون سے
خون بہتا ہوا اس درہ کوہ سے نکلے اور اس صحراے سبز و خرم کو طے کرکے صحراے ہولناک مین
پہونچے کہ جہان پانی ملنا ممکن نہ تھا اس صحرا کو بھی بدقت طے کیا اور قریب لشکر کے پہونچے لشکر ازرنگ
اترا ہوا تھا سب خوش و خرم تھے اور ٹہل رہے تھے ازرنگ تخت خدائی پر بیٹھا ہوا تھا ایک طرف
دیلم بن تورج دنگل سپہ سالاری پر اور ایکجانب اسلم بن تورج دنگل سپہ سالاری پر بصد کبر و نخوت
بیٹھے ہوئے اور سب سردار حاضر تھے سنگان بعسکرہ وزارت اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا جام
شراب گردش مین تھا ترماسے سیمین کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ ایسی معشوقہ ہے کہ اسکا ثانی اسوقت عالم
مین نہین ہے سنگان کہہ رہا تھا کہ خداوند جلدی فرمائیے اور وہان پہونچیے اور بزرجبس سے خواہ
مقابلہ کرکے خواہ بآشتی ترماسے سیمین کو حاصل فرمائیے اسکا طلسم بکارت اپنی کلید دلربح مردمی سے
فتح فرمائیے اسکے در ناسفتہ کو سفتہ فرمائیے اسکے وصل سے کامیاب ہوجیے ورنہ وہ گوہر بیبہا
اختر برج حسن و جمال آفتاب آسمان عزت و کمال کسی نہ کسی خداپرست کے قبضے مین آجاے گا
آپ ہاتھ ملتے رہجائیے گا کچھ نہ حاصل ہوگا وہ مزے کریگا خوب اسکے ساتھ اور اسکے معدن بکارت
سے زر آرزو حاصل کریگا اور کچھ نہ ہوگا کیونکہ اکثر مین نے سنا ہے کہ جو صاحب حسن و جمال ہوتا ہے
وہ انکے قبضے مین آتا ہے ازرنگ برہم ہوکر جواب دیتا ہے کہ یہ تو کیا بک رہا ہے تو اپنی شرارت
سے باز نہین آتا ہے سنگان جواب دیتا ہے کہ مین جھوٹ نہین کہتا ہون سچ کہتا ہون دیکھیے گا

کہ جو مین کہتا ہون وہی ہوگا وہ کبھی آپ کے قبضے مین نہ آئیگی کوئی نہ کوئی بلبل باغ اسلام اُس گلشن جمال کو لیجائیگا آپ کو اور اُسکے بھائی کو داغ جدائی دیجائیگا اور کچھ نہ حاصل ہوگا ہان اگر آپ بہت جلد پہونچے اور جبیس بھی راضی ہوگیا اور اُسکے ساتھ شادی آپ کی کردی اور وہ بھی راضی ہوئی خیر ورنہ غیر ممکن ہی یا اِس عرصے مین کسی خداپرست نے اُسکے حسن و جمال کی تعریف سُن لی ہیں وہ آکر لے گیا ازرنگ نے جواب دیا کہ تو بکتا کر مین ضرور اُس سے اپنی آرزوے دل حاصل کرونگا اُسکے نخل جوانی سے ثمر مراد توڑونگا اُسکے در نا شگفتہ کو شگفتہ کرونگا کیا مجال کسی خداپرست کی کہ اُسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے دیکھنا تو ایک طرف اگر اُسکی طرف خیال فاسد بھی کرے تو اُسیوقت سنگ سیاہ ہوجاے کیونکہ بابدولت کی وہ معشوقہ ہوچکی ہی بس نہین ہوسکتا ہی کہ کوئی اُسکو بخیال فاسد دیکھ سکے شمشگان نے کہا کہ تمنے ایسے بہت سے کرشمے سنے ہین تو رچکیدہ قدرت کو اہل اسلام نکال لے گئے خداوندا تھا اُنکا کچھ نہ کرسکے جبریل قدرت یعنی یاقوت شاہ کی منگیتر کو لیگئے قدرت کی کچھ نہ چلی اسی طور سے بہت سے واقعہ ہوے ہین کہانتک بیان کرون مین نے کتابون مین دیکھے ہین جو کہ خدا سے اول تھے وہ تو سنگ سیاہ اُنکو کر نہ سکے اب سنگ سیاہ کروگے جبکہ آپ پاس خدائی کمزور ہوکر آئی ہی ازرنگ نے ہنسکے کہا کہ بس خاموش رہ زیادہ نہ بک بیکار دماغ کو خالی نہ کر تو بہت گستاخ ہوگیا ہی یہ جو ازرنگ نے کہا شمشگان خاموش ہوگیا اور کچھ باتین ہونے لگین کہ اُدھر وہ شکست خوردہ لشکر داخل لشکر ہوا لوگون نے جب اُسکا حال پریشان دیکھا اور زخمی پایا اور تباہ حال دریافت کیا اُن لوگون نے کل حال بیان کیا ایک شور و غل لشکر مین ہوا چند ہرکارے کہ جو اُسوقت لشکر مین موجود تھے یہ حال دیکھکر فوراً بارگاہ مین آئے اور مجرا بجا لاکے اور بعد دعا دیکر یون عرض کرنے لگے کہ خداوند کو معلوم ہو کہ وہ جو لشکر ارمان کے ہمراہ پیش خیمہ شاہی خداوندی لیکر آگے گیا تھا وہ لشکر شکست کھاکر اور ارمان زخمی ہوکر سپاہ بحالت تباہ بارگاہ خداوندی کو حریف مین دیکر داخل لشکر خداوندی ہوئی ہے ارمان کی بہت حالت خراب تھی اُسکو دیکھکر ہم غلامون کا دل بہت بیتاب ہی یہ خبر غم ہم سنانے کو آئے یہ کہکر وہ ہرکارے خاموش ہو رہے ازرنگ کچھ دریافت نہ کرنے پایا تھا کہ شمشگان نے رنجیدہ سر پر سے آثار کر اور ایک بار گردن ہلا کے کہا کہ مرگ تو مبارک باد یہ پہلے بدشگونی ہوئی کہ لشکر نے شکست کھائی اب خداوندی بر جبیس آئی فتح و ظفر ہونا غیر ممکن ہی ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوے تھے کہ کوئی نہ کوئی آفت ضرور پڑیگی خداوند یہان اِس جھگڑے مین مصروف ہونگے کہ جسنے بارگاہ چھین لی ہی اُس سے مقابلہ کرکے بارگاہ لون وہان اُتنے عرصے مین کوئی نہ کوئی معشوقہ خداوند کو لیجائیگا بر جبیس کو معلوم بھی نہ ہوگا کیونکہ اُسنے اپنی سیر کے لیے باغ کنارے دریا کے بنایا ہی سیر و زیر کو آتی ہی سوداگر سے یہ معلوم ہوچکا ہی اور کیا اُس سوداگر نے بھی ایک تصویر بنائی ہوگی اور بھی بہت سی تصویرین اُسنے بنائی ہونگی اور بادشاہون کے ہاتھ فروخت کین ہونگی ایک نہ ایک تصویر بلکہ شہر یا سے ہیمتن کی اہل اسلام کے ہاتھ ضرور فروخت کی ہوگی وہ ضرور اُس تصویر کو دیکھکر چلا ہوگا یہ تو مجھکو یقین ہی کہ جسمہ اہل اسلام کا ہی عجب نہین ہی کہ کہین اہل اسلام نے آکر بارگاہ چھین لی ہو اور ارمان کو شکست دی ہو یہ کام اہل اسلام کا ہی یہ دل گردہ اور کسی کا نہین ہی جو لشکر خداوند سے مقابلہ

کر سکے یہ جو سخنگان نے کہا ازرنگ نے جواب دیا کہ پھر تو اپنی بکنے لگا ہرکارون سے یہ تو دریافت کرنے
دیا کہ کسنے بارگاہ چھین لی اور کسنے شکست دی کسکے ہاتھ سے ارمان پر ارمان زخمی ہوا سخنگان نے
ہنسکر کہا کہ ہرکارے موجود ہین اُنسے دریافت کر لیجیے ابھی وہ کہین گئے ہین مین سمجھا کہ کوئی خدا پرست تھا
میرا کہنا کبھی غلط نہ ہوگا یہ کہکر خود سخنگان نے ہرکارون سے کہا کہ بیان کرو کہ کسنے بارگاہ چھین لی اور کون
ایسا زبردست تھا کہ جسنے لشکر کو شکست دی جلد بیان کرو خداوند کو اُسکے حال کے سننے کا بہت اشتیاق
ہوا اُنھون نے جواب دیا کہ ملک جی ہم لشکر مین تو تھے نہین اسی لشکر مین تھے اُسکے ہمراہ نہ تھے جب وہ
لشکر تباہ ہوکر یہان آیا تو معلوم ہوا کہ یہان سے فرسخ بھر پر دو پہاڑ ہین اُنکے درمیان سے راہ ہی
اُنھیان پہاڑون کے ایک جنگل بہت پُر فضا ہی کہ لائق سیر و تماشہ ہی اُس صحرا مین ایک فلک کا بہت بڑا
جنگل ہی اور ایک بہت سربلند پہاڑ ہی اُسپر ایک قلعہ ہی مگر اُس پہاڑ کا کسی طرف سے راستہ نہین ہی اُسی
قلعے مین ایک پہلوان رہتا ہی کہ نام اُسکا قرماسپ ہی وہ اولاد سے غرماسپ کی ہی اور خاندان سے
طہماس کے مگر وہ آفتاب پرست ہی جب یہ لشکر جاکر اُس صحرا مین اُترا اور رات بسر ہوئی صبح ہوئی یہ لوگ
تو بے خوف و خطر بیٹھے ہوے تھے اُسکو خبر ہوئی کہ ایک پہلوان پیش خیمہ ازرنگ کا لیکر طرف آفتاب کی
کے جاتا ہی ازرنگ نے دعوی خدائی کیا ہی اور آفتاب پرستون پر لشکر کشی کی ہی پس وہ بھی آفتاب پرست
ہی اُسکو بہت غصہ آیا وہ اُسیوقت اپنا لشکر لیکر زیر پہاڑ آیا نہ معلوم کس راہ سے اور لشکر پر شبخون
کرا تمام لشکر تہ تیغ بیدریغ کیا ارمان سے اور قرماسپ سے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا
لشکر نے شکست کھائی بارگاہ وغیرہ پر اُسکا قبضہ ہوگیا یہ سب ارمان کو لیکر وہان سے بھاگے
اور اپنے لشکر مین چلے آئے یہ حال تمنے اُنھین لوگون کی زبانی سنا تھا جو بیان کیا پس ہمکو
نہین معلوم کہ یہ اصل واقعہ ہی یا دروغ ہی سخنگان نے کہا کہ این گل دیگر شگفت ایک خداپرست
تو حریف ہی تھے اب آفتاب پرست بھی حریف ہوگئے ہان یہ اُسکا نتیجہ ملا کہ تمنے بھی خداوند آفتاب پرستون
پر لشکر کشی کرکے چلے تھے راہ ہی مین سامنا ہوگیا ملاحظہ فرمائیے کہ قرماسپ پسر غرماسپ نے
آپکے لشکر کو شکست دی گو قرماسپ بھی اُسی خاندان سے ہی کہ جس خاندان سے طہماسپ تھا
وہ بھی آفتاب پرست تھا مگر وہ نہ مرد پرستون پر جان دیتا تھا یہ اُسکا پوتا ہمارا دشمن ہوگیا ہی یہ
کہان سے پیدا ہوا اور بہت سے باتین سخنگان نے ایسی کہین کہ ازرنگ کو غصہ آگیا اور برہم ہوکر
اُسنے کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ لشکر لیکر جاے اور قرماسپ سے میری بارگاہ لے آئے اور اُسکو گوشمالی
سخت دے اور میری اطاعت پر راضی کرے اگر وہ نہ راضی ہو تو قتل کرے یہ جو ازرنگ نے کہا
ویلم بن نورج حرامی اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور کہا کہ مین جاکر قرماسپ کو اس گستاخی کی سزا دونگا
اور بارگاہ خداوندی کو لیکر اپنے قبضے مین کرونگا اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ قتل کرونگا
ازرنگ اُسکی یہ تقریر سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ جسقدر تمہارا جی چاہے اپنا لشکر لو اور
میرے لشکر سے بھی جسقدر جی چاہے لشکر اپنے ہمراہ لو اور جاؤ تمکو میری دید قدرت کیا ویلم نے
سلام کیا اور قصد جانے کا کیا کہ وہ لوگ جو کہ ہمراہ ارمان کے گئے تھے سب سردار جو قتل ہونے
اور زخمی ہونے سے بچے تھے ارمان کو لیکر بارگاہ مین آئے اور روبرو ازرنگ کے اُسکو بٹھاکر
قواعد شاہی بجالاے اور مجرا کیا اور تمام حال جو کہ ہرکارون نے بیان کیا تھا اور گذرا تھا سب
بیان کیا ازرنگ نے حکم دیا کہ ارمان کا علاج کیا جاے اور جو لشکر شکست کھا کر آیا ہی وہ ہمراہ

دیلم کے جاسے اور انکو وہ مقام بتائے وہ ناواقف ہین پس بموجب ازرنگ سب ارمان کو اٹھا کر
باہر لاسے اور جراح کو طلب کر کے اُنکی زخم دوزی کی گئی اُنکا علاج ہونے لگا اُدھر دیلم بارگاہ سے
باہر آیا اور حکم دیا کہ ہمراہ کل لشکر تیار ہو اور پچاس ہزار سوار لشکر خداوندی کے تیار رہین پس فوراً
لشکر دیلم بھی تیار ہوگیا اور پچاس ہزار سوار لشکر ازرنگ کے تیار ہوئے دیلم مرکب پر سوار ہوا
تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سربہ مع لشکر کے جو کہ قریب دو لاکھ اسی ہزار کے تھا اور
اسی لشکر کو ہمراہ لیکر کہ جو شکست کھا کر آیا تھا طرف قرماسپ کے روانہ ہوا بہت جلد راہ طے کر کے اُس
مقام پر پہونچا کہ جہان پر درمیان پہاڑون کے راہ ہی پس دیلم نے اُن لوگون سے دریافت کیا
جو کہ ارمان کی ہمراہی تھے کہ جہان پر مقابلہ ہوا تھا وہ مقام یہان سے کتنی دور ہی بیان کرو انھون نے
کہا کہ اِن پہاڑون سے نکلے اور وہ صحرا ملا راوی نے بیان کیا ہی کہ ازرنگ نے دیلم سے کہا تھا کہ
تم اپنے ہمراہ ہرکارے لیتے جاؤ جب تم قرماسپ پر ظفر پانا تو مجھکو خبر کرنا مین مع لشکر وہان آجاؤنگا
پھر مین اور تم دونون ملکر کوچ کرینگے یا دیکھنا کہ لشکر کو شکست ہوگی اور قرماسپ غالب ہوگا
تو خبر کرنا مین آکر تمھاری کمک کرونگا پس دونون ملکر اُس سے مقابلہ کرینگے اور یہی ہرکارون سے
کہا تھا پس جب دیلم اُس مقام پر پہونچا اور اُسکو معلوم ہوا کہ اِن پہاڑون کے اُس پار مقابلہ ہوا تھا
دیلم نے اسی خیال سے کہ شاید قرماسپ درہ کوہ پر اِسی خیال سے لشکر لیے ہوئے درہ کوہ پر موجود
ہوا گر ازرنگ ضرور کسی نہ کسی کو ہراسے مقابلہ روانہ کریگا پس جیسے وہ لشکر آئے مین اُسکو اُسی
مقام پر گھیر کر شکست دون او وہین اس امر سے غافل ہون اور شکست کھاؤن تو میری کرکری ہو
اور آبرو جاسے سب یہ طعنہ زن ہون کہ بہت بڑا دعوی کر کے گئے تھے یہ بھی شکست کھا کر آئے
اس سے ہوشیار رہنا چاہیے یہ خیال کر کے لشکر کو حکم دیا کہ سب خبردار ہو جائین تلوارین ہاتھ
کر لین تہمتنہ سپر سے کر لین اور ہرکارون سے کہا کہ تم آگے جاؤ اور خبر لاؤ کہ کیفیت کیا کر رہا ہی
آیا درہ پہاڑ مین پوشیدہ تو نہین ہی اور بارگاہ لیکر کدھر کو گیا وہ ہرکارے یہ حکم پاکر فوراً داخل درہ
ہوسے آنکے عقب مین دیلم یا خداوند ازرنگ کہکر چلا اُسکے عقب مین تمام لشکر ہرکارے
راہ طے کر کے اُس صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بڑی چہل پہل ہی ہر طرف خوشی ہو رہی ہی
بارگاہ اندر تکی بپا ہی کو را... اور بہر و الون کے خیمے ہین اُس مین ناچ ہو رہا ہی یہ حال
دیکھکر وہ ہرکارے اُلٹے واپس آئے ابھی دیلم نے نصف راہ نہ طے کی تھی کہ اُنھون نے آکر خبر دی
کہ خداوند قرماسپ مع اپنے لشکر کے اور بارگاہ کے صحرا مین اُترا ہوا ہی ابھی بارگاہ لیکر قلعہ مین
نہین گیا ہی وہی بارگاہ بپا ہی اُسی مین ناچ ہو رہا ہی سب لوگ بہت خوش ہین یہ حال جو دیلم
نے سنا لشکر کو حکم دیا کہ بہت جلد چلو ایسا نہ ہو کہ حریف کو خبر ہو جاسے اور وہ آکر راہ روک لے
تو بڑی خرابی ہو پس بحکم لشکر کو ... نے ایک مرتبہ باگین اُٹھا دین اور بہت تیزی کے ساتھ
لشکر مرکب ان کو دوڑا یا یہانتک وہ راہ طے کر کے اُس درے سے نکلے اب دیلم نے حکم دیا
کہ نقارے پر چوب پڑی جیسے نقارے پر چوب پڑی اور صدا سے نقارہ صحرا مین گونجی اور کان پڑی
... ایکبارگی ایک مرتبہ اہل لشکر نے جو صحرا کی طرف دیکھا تو یہ نظر آیا کہ جس درے مین
... دیکھا تھا اُسی درے سے ایک لشکر کثیر نقارے بجاتا ہوا چلا آتا ہی اُسکے
آگے آگے ایک پہلوان ... دستار سر تا پا آہن مین غرق مرکب ... پر سوار مسلح و مکمل اُسکے

عقب میں لشکر بیشمار یہ حال دیکھکر فوراً چند سوار داخل بارگاہ ہوے قرماسپ کو مجرا کرکے عرض کیا کہ
خداوند خبردار ہو جایئے لشکر حریف بڑا سے مقابلہ آیا ہی جس درے کی طرف وہ لشکر شکست کھاکر
بھاگا تھا اُسی درے سے لشکر مع ایک پہلوان قوی ہیکل کے آپ کے مقابلے کو آیا ہی قرماسپ
نے کہا کہ آنے دو اور فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور سب سردار بھی پس اُسنے حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل
ہو جائیں اور لشکر میں کمر بندی ہو شاید حریف اپنا عوض لے ہمکو غافل پاکر ورد خون گرا سے یہ حکم
دیکر بہت جلد مسلح و مکمل ہوا اور بارگاہ سے باہر نکلا سب سردار بھی مسلح و مکمل ہوکر آ گئے پس قرماسپ
مع سرداروں کے کنارے پر لشکر کے آکر کھڑا ہوا اور آمد لشکر حریف کا تماشہ دیکھنے لگا ادھر لشکر
قرماسپ میں کمر بندی ہونے لگی اُدھر دیلم بن نوریج اپنا لشکر لیکر اُس درۂ کوہ سے باہر نکلا اور
لشکر حریف کو دیکھکر اور سب کو مسلح و مکمل پاکر حکم دیا کہ مقابلہ لشکر حریف میدان جنگ کی وسعت چھوڑ کر
خیمے وغیرہ برپا کیے جائیں گو اسکا قصد تھا کہ جیسے قرماسپ ارمان کو غافل پاکر آگرا تھا اُسیطرح سے
میں بھی لشکر پر آ سکے جا گروں کیونکہ یہ غافل ہی ضرور میری ظفر ہوگی مگر آتے درے سے باہر نکلکر
سب کو خبردار پایا اور دیکھا کہ لشکر میں کمر بندی ہو رہی ہی پس اُسنے حکم لشکر کے اُترنے کا دیا اور
اُدھر قرماسپ نے دیکھا کہ ایک پہلوان مع ہزار بارہ سو سواروں کے اور مع لشکر کثیر کے
درۂ کوہ سے نکلا اور اُسنے میرے لشکر کی طرف دیکھکر میرے مقابلے میں لشکر کو ٹھہرایا اور خیمے
برپا ہونے لگے قرماسپ دیکھ رہا ہی اور اپنے سرداروں سے دیلم کی اور لشکر کی تعریف کر رہا ہی
اور کہتا ہی کہ یہ کوئی پہلوان زبردست ہی اور عالی خاندان ہی کیونکہ اسکے ہمراہ لشکر بھی معقول
ہی یہ مثل ارمان کے ایسا ویسا پہلوان نہیں ہی دیکھو کس طریقے سے لشکر کو درۂ کوہ سے نکالا
ہی اور کس قاعدے سے صف بستہ کیا ہی جو کہ لشکر کا طریقہ ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ سر کر چکا
ہی فنون جنگ سے خوب واقف ہی اگر یہ میرا رفیق ہو جاے تو اپنے لشکر کی سپہ سالاری اُسکو
دوں اور اپنا کل لشکر اُسکے سپرد کروں قرماسپ تو یہاں اپنے سرداروں سے یہ تقریر کر رہا ہی
اُدھر دیلم نے اپنے لشکر کو کھولنے اور خیمے وغیرہ برپا کرنے کا حکم دیکر اور مع چند سرداروں
مرکب کو مہمیز کرکے اُسطرف کا رُخ کیا کہ جدھر قرماسپ مع اپنے سرداروں کے مسلح و مکمل کھڑا
تھا اور قرماسپ کو دیکھکر اپنے سرداروں سے کہا کہ یہ جو پہلوان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی
مع چند سرداروں کے معلوم ہوتا ہی کہ یہی لشکر کا افسر ہی اور مالک سپاہ و لشکر ہی دیکھو اُسکے
چہرے سے شان دلاوری و شوکت بہادری پیدا ہی اور کسقدر مشابہ ہی طرماسپ بن طہماسپ
سے گو ہمنے طرماسپ کو دیکھا نہیں مگر اُسکی تصویر دیکھی ہی اُسکی تصویر سے بہت مشابہ معلوم ہوتا ہی
میں خیال کرتا ہوں کہ اُسی خاندان سے ہی سرداروں نے جواب دیا کہ آپ نے شاید سُنا نہیں
ہرکاروں نے تو بیان کیا تھا کہ قرماسپ بن غرماسپ بن طرماسپ نے بارگاہ ارمان [illegible]
سے چھین لی پس ثابت ہوا کہ یہ پوتا ہی طرماسپ کا دیلم نے کہا کہ تمنے سچ کہا ہاں ہاں میں نے بھی سُنا تھا
مجھکو اسوقت خیال نہ رہا یہ تقریر کرتا ہوا آگے بڑھا اُدھر قرماسپ نے جو دیکھا کہ وہ پہلوان
ہی کہ آگے آگے لشکر کے تنہا بعہدہ سرداری اپنے لشکر کو فرودگش ہونے کا حکم دیکر مع چند سرداروں
کے میری طرف آتا ہی یہ بھی مع اپنے سرداروں کے لشکر سے چلا اور لشکر کے باہر آیا اُدھر سے
دیلم چلا اِدھر سے قرماسپ پس وسط راہ میں دونوں سے باہم ملاقات ہوئی جب باہم [illegible]

قرماسپ نے بطریق آفتاب پرستی اور دیلم نے بطریق آذر رنگ پرستی سلام کیا اور دونوں مرکب
رنگ کر کھڑے ہوئے بعد صاحب سلامت کی دیلم نے کہا کہ انکا نام قرماسپ ہی اور آپ کس خاندان
سے ہین قرماسپ نے کہا کہ جی ہان مین ہی قرماسپ ہون اور مین خاندان طہماس بن عنقفیل دیو پیکر
سے ہون طہماس میرے دادا ہین اور طرماسپ بن طہماس میرے دادا ہین اور غرماسپ بن
طرماسپ میرے باپ تھے مین فرزند ہون پہلوان دوران گرشاسپ جہان غرماس بن طرماس
کا میرا نام قرماس ہی اور مجھکو قرماسپ بھی کہتے ہین فرمائیے آپ کو کیا ارشاد کرنا ہی دیلم نے جواب دیا
کہ ای قرماسپ مین نے تو سنا تھا کہ تم بڑے بہادر ہو اور طریقۂ بہادری سے خوب واقف ہو اور
خاندان دلاوران سے ہو مگر جو طریقہ تمنے اختیار کیا ہی وہ کبھی تمھارے باپ دادا نے نہین کیا وہ
ہمیشہ حریف سے سر مکھ ہو کر لڑتے یہ تمنے کیا طریقہ اختیار کیا کہ حریف کو تمنے غافل پاکر اسپر
روز خون کری اور اسکو زخمی کرکے بارگاہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور لشکر کو شکست دی یہ کونسی
جوانمردی تھی اور تمکو یہ بھی نہ خیال آیا کہ ہم کس سے مقابلہ کرتے ہین یہ کون ہی یہ خداوند آذر رنگ
کا ہراول لشکر ہی اور انکا پیش خیمہ لیکر جاتا ہی جو کہ ہمارا خداوند ہی کیا تمکو ارمان نے اس
واقعہ سے آگاہ کیا تھا ای قرماسپ تمکو ضرور اسکا خیال کرنا نہ چاہیے تھا کہ تمھارے بزرگ
ہمیشہ ایک مدت دراز تک لقا پرست رہے جو کہ خداوند آذر رنگ کے دادا تھے انکی بندگی
کی اور خدائی انکو مانا عنقفیل دیو پیکر لقا پرست تھا طہماس بن عنقفیل بھی لقا پرست تھا
اور بستون قدرت کہلاتا تھا مگر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ خداوند لقا سے منحرف ہو گیا اور
انکی اطاعت ترک کی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ حمزہ اول کے پوتے نورالدہر پر عاشق ہو گیا
تھا اسکے عشق مین اسنے اپنا مذہب قدیم ترک کیا اور دین اسلام قبول کر لیا اور اسی مذہب
مین مار گیا اسکے سبب سے عنقفیل نے بھی دین اسلام قبول کیا تھا مگر اسکا خیال رہے کہ
کوئی انھون نے نامردی سے اور عاجز ہو کر ایسا نہین کیا تھا بلکہ طہماس کو نورالدہر نے
زیر کیا اور اسکا یہ قول تھا کہ جو مجھکو زیر کرے مین اسکا دین قبول کرون اور اسی طور سے
عنقفیل نے بھی نورالدہر سے زیر ہو کر دین اسلام قبول کیا پس اگر اسکے خلاف کرتے تو
نامرد کہلاتے کہ اپنے قول کے خلاف کیا وہ لوگ اپنے قول کے پابند تھے اور اسطور سے
کہ جسطور سے تمنے مقابلہ کیا حریف سے مقابلہ کرنے کو ننگ و عار خیال کرتے تھے ہمیشہ سپاہیانہ
جوانمردی سے لڑے گو مسلمان ہو گئے تھے انکی شجاعت و بہادری مین فرق نہ آیا عنقفیل کے
واقعہ کو خیال کرو تمنے سنا ہوگا کہ طرماسپ نے لاکھ لاکھ چاہا کہ وہ دین اسلام ترک کرے
اور ایرج نوجوان کی اطاعت کرے مگر اسنے نہ قبول کیا اور یہی جواب دیا کہ مین نورالدہر
کی غلامی قبول کر چکا ہون اب ایرج کی اطاعت نہ کرونگا آخر طرماسپ نے پریشان ہو کر
اسکو قتل کیا اسنے جان دیدی مگر اطاعت نورالدہر سے منہ نہ پھیرا ای قرماسپ تیرے
بزرگ ایسے تھے مدت تک دہر پرست رہے اپنے دادا کو خیال کر یعنے طرماسپ کو
جب اسکو خبر ہوئی کہ میرے دادا اور باپ نے دین اسلام قبول کر لیا تو برہم ہو کر لشکر
لیکر اس قصد سے آیا کہ باپ کو زیر کرکے پھر مذہب قدیم پر لاؤن بہت بڑے معرکے پڑے
ایرج نوجوان سے وہ آفتاب پرست تھے طرماسپ سے مقابلہ ہوا انھون نے تیرے دادا

زیر کر لیا اور اپنے مذہب مین لائے وہ ایسے صاحب وضع تھے کہ لاکھ لاکھ تدبیر طہماسپ نے کی
پر رفاقت ایرج کی ترک کرے اور دین اسلام قبول کرے مگر انھون نے نہ قبول کیا آخر
رفاقت ایرج مین جان دی انکو انکے باپ طہماسپ نے قتل کیا اسی خطا پر کہ یہ آفتاب پرست
ہی اور میری اطاعت نہین کرتا ہی ایسے ساکھ کے لوگ تھے کہ انھون نے جان دینا گوارہ کی مگر
اطاعت کرنا قبول نہ کیا یہ خیال کرتا کہ ایرج آفتاب پرست تھا مگر بباطن لقا پرست تھا اطاعت
ایرج مین اطاعت خداوند لقا ہی لیس طہماسپ تیرا دادا اطاعت خداوند لقا مین مارا گیا اگر وہ
زندہ ہوتے ضرور زمرد ثانی و ازرنگ بن زمرد کی اطاعت کرتے اور آنکی باہندگی سے سرتابی
نہ کرتے گو ایرج آخر مین مسلمان ہو گیا اور شریک حمزہ ہوا کیونکہ وہ انکا بہروتا تھا اسی طرح
تمھارے باپ نے اسد کی اطاعت نہ کی گو کم سنی مین مارے گئے اسد کے ہاتھ سے غرناسپ
بھی بڑا زبردست پہلوان ہوتا اگر زندہ رہتا وہ بھی ضرور اسی خاندان خدائی کی مدد و کمک کرتا
مگر افسوس ہی کہ اسکو قضا نے مہلت نہ دی وہ اپنے باپ سے ملنے کو چلا تھا اور لقا کو سجدہ کرنیکو
راہ مین اسد سے مقابلہ ہو گیا وہ کمسن بہادر بیدرہ زمین و آسمان کا فرق مارا گیا مگر اسد کی
اطاعت نہ کی اور اپنے مذہب کو ترک کرنا نہ قبول کیا ایسے بہادرون کے فرزند ہو کر تم ایسی
نامردی کرو اور اپنے خداوند سے مقابلہ کرو آفتاب زمانہ بھی تو خداوند لقا و زمرد ثانی و
ازرنگ کے پیدا کیے ہوئے ہین لیس تمکو لازم ہی کہ تم بھی مثل اپنے باپ دادا کے اطاعت
پر کمر کسو اور اس سرکشی سے باز آؤ تمھارے بزرگ خداوند کے بزرگون کے تابع فرمان رہے
تم انکے تابع فرمان ہو یہ کیسی نادانی ہی کہ اپنے خداوند سے مقابلہ کرتے ہو کوئی بھی آجتک اپنے
خدا سے لڑا ہی جو تم لڑتے ہو لیس میرے کہنے پر عمل کرو بارگاہ خداوندی مین میرے ہمراہ چلو اور
رومال سے ہاتھ باندھ کر میرے ہمراہ چلو مین تمھاری خطا خداوند سے معاف کرا دونگا اگر
اسکے خلاف کروگے تو یاد رکھو کہ مین تم سے مقابلہ کرونگا اور تمکو زیر کرکے خواہ قتل کرکے
بارگاہ اپنی قبضے مین کرونگا اگر تم اس حالت مین اطاعت خداوندی پر راضی ہوگے تو تمکو
زندہ چھوڑ دونگا ورنہ قتل کرونگا آیندہ تمکو اختیار ہی مین نے تمکو سمجھا دیا جو میرا حق تھا
مین نے ادا کر دیا مین اسی غرض سے بحکم خداوندی تمھارے مقابلے کو آیا ہون میرے کہنے پر
عمل کرو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو اس زندگی کو غنیمت جانو یون برباد نہ کرو باہم مقابلہ کرنے
سے کیا حاصل بلکہ یہ فکر کرو کہ ہم اور تم ایک ہو کر اس عرب زبردست سے مقابلہ کرین کہ جسکے
ہاتھ سے ہمارے اور تمھارے بزرگ قتل ہوے ہین اور جنھون نے ہمارے اور تمھارے
خداوندون کو پریشان کیا ہی اور وہ انکے ہاتھ سے عاجز ہو کر بالاے آسمان چلے گئے
ہین وہ کون ہین یعنی اہل اسلام انکو سب کو زیبا ہی کہ ایک دل ہو جائین اور اہل اسلام سے
مقابلہ کرین اور انکو شکست دین اور انکا استیصال کرین لیس فرماسپ تم میرے قول پر
عمل کرو اور جو مین نے کہا ہی اسکو مان لو تمھارے لشکر سے ثابت ہوتا ہی کہ تم ضرور میرے
کہنے پر عمل کروگے اور اپنے بزرگون کے قدم بقدم چلوگے یہ جو دیلم نے کہا فرماسپ نے
جواب دیا کہ پہلے یہ تو آپ فرمایئے کہ آپ کس خاندان سے ہین اور آپکا اسم مبارک کیا ہی تاکہ
مین آپکو آپکی اس تقریر کا کافی جواب دون دیلم نے کہا کہ ای فرماسپ آگاہ ہو کہ مین خاندان

حمزہ سے ہوں میرا نام ویلم بن تورج ہے اور تورج فرزند رشید ایرج نوجوان کے تھے اور ایرج
فرزند رشید ملک قاسم کے تھے اور یہ وہ نواسے تھے حمزہ صاحبقران کے اور نواسے تھے خداوند لقا کے
اور ملک قاسم فرزند تھے علمشاہ رومی کے علمشاہ رومی فرزند تھے حمزہ کے پس میں حمزہ کے
پرپوتے کا پوتا ہوں ہمارے والد بزرگوار کا خیال کرو کہ خاندان اسلام سے تھے کہ جس خاندان میں کوئی
اُنکے قول کے موافق کافر نہیں ہوا اگرچہ کہ میرے والد کو یہ تصدیق ہو گیا تھا کہ دین اسلام کوئی
مذہب قدیم نہیں ہے صرف حمزہ کے بزرگوں نے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے یہ دین اختیار کیا ہے
اور حمزہ نے اسکو رواج دیا ہے اُنھوں نے نہ قبول کیا اور شرکت خداوند لقا سے منھ نہ پھیرا
اُنکی اطاعت سے سرتابی نہ کی کبھی سرکشی نہ کی لاکھ ایرج نوجوان اُنکے والد نے چاہا کہ یہ مثل میرے
دین اسلام قبول کرے مگر اُنھوں نے نہ قبول کیا اور ہمیشہ برسر فساد رہے اور مقابلہ کرتے رہے
کیسے کیسے مقابلے کیے اپنے پردادا علمشاہ کو دربار فرعون شاہ ثانی میں سر دربار قتل کیا اپنے
دادا قاسم کو لشکر دوانہ کر کے قتل کرا دیا پہلے آفتاب پرست تھے جب دیکھا کہ لقا خداوند برحق ہے
اُنھوں نے لقا کی بندگی کی اور خدائی پایا دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں جو کہا زبان سے وہ
کیا اُسکے خلاف نہ کیا جبتک خداوند لقا زمین پر تشریف فرما رہے اُنکے ہمراہ رہے جب وہ اپنے
فرزند زمرد ثانی کو امور خدائی سپرد کرکے بالائے آسمان گئے تو میرے والد اُنکے ہمراہ ہم
سفر میں رہے نوبت بایں جا رسید کہ خداوند زمرد ثانی بھی بعد مدت مدید بالائے آسمان تشریف
لے گئے اُنکے اور ہمارے والد سے ایسی اُلفت تھی کہ اُنکو بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے پس بعد
زمرد ثانی کے امر خدائی اُنکے فرزند ازرنگ کو ملا ہم لوگوں نے اپنے باپ کی پیروی کی اور
اُنکی اطاعت سے سرتابی نہ کی اسلیے بھی خداوند کے مطیع ہوئے اور ہمیں بھی پس ہم لوگ ایسے
اپنے قول کے پابند ہیں کہ اُس قول سے نہ پھرے سوائے ہم تین شخصوں کے اور کل خاندان
ہمارا خداپرست تھا مگر ہمیں تین شخصوں نے دین اسلام نہ قبول کیا بلکہ اپنا مذہب قدیم
بھی ترک کیا یعنی آفتاب پرستی پس اے قرماسپ ہر ایک کو اپنے خاندان کے قدم بقدم رکھنا
زیبا ہے پس یہ کہا کہ پہلے تو کسی کے شریک ہوئے جیسا دباؤ پڑا تو اسکے شریک ہوئے کہ جسکا
دباؤ پڑا پس چاہیے جان جائے چاہے رہے جسکے شریک ہوئے اسکے شریک ہوئے چونکہ
ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا اور یہی جو زبان سے کہا وہ کیا اسی طور سے ہمارے والد نے
لقا سے اقرار کیا تھا کہ میں آپ کی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اور نہ میری اولاد پس اسی پر عمل
کیا اُنھوں نے بھی اور ہمنے بھی اب تک اور جبتک زندہ ہیں عمل کرینگے کبھی ہمسے کوئی فعل اُس
قول کے خلاف نہ سرزد ہوگا پس تم بھی مثل میرے خداوند کی اطاعت کرو اور مثل اپنے
باپ دادا کے جسطور سے وہ میرے دادا کی محبت میں مارے گئے اور اُنھوں نے
دین اسلام قبول نہ کیا پس تم بھی میری اطاعت کرو وہ لوگ جسطور سے اُنکی عزت کرتے تھے
اسی طور سے میں تمھاری عزت کرونگا قرماسپ نے جواب دیا کہ اب مجھکو ثابت ہوا کہ آپ
فرزند ہیں تورج مدرک حرامی کے کہ جو فرزند تھے ایرج نوجوان کے جو کہ حالت کفر میں
بقول اہل اسلام کے پیدا ہوئے تھے زوجہ برادر فرخ تاج سے یہ تو آپ نے بجا ارشاد کیا
میرے باپ دادا نے کبھی اپنے باپ دادا کی اطاعت سے سرتابی نہ کی اور انکے دادا نے

انکی بڑی عزت کی یہ مرتبہ بہم کیا کہ انکو اپنا سپہ سالار کیا اور جب وہ قتل ہوئے تو انکو ماتم مین چالیس
ون تک سیاہ پوش رہے ویسی عزت کون کریگا جب وہ ایسی عزت کرتے ہین تو اُن لوگون نے بھی
اپنی جان نہ عزیز کی انپر نثار کی گو مجھکو بھی آپ کی اطاعت کرنا لازم بلکہ فرض ہی مگر اُسوقت کی اور اسوقت
کی حالت مین بہت فرق ہی آپ ایک گبر کی طرف سے مجھسے مقابلہ کرنے آئے ہین اور مین اسکو خدا اپنا
نہین جانتا ہون پس مین کیونکر آپ کی اطاعت کرون ہان اگر آپ اپنی طرف سے خود مجھسے مقابلہ کرنے
آتے تو مین ضرور آپ کی اطاعت کرتا یہ ممکن نہین ہی کہ مین بارگاہ آپکو بدون مقابلہ کیے ہوے دیدون
یہ کسیکا اجارہ نہین ہی جسطرح جی چاہا حریف سے مقابلہ کیا اور مین نے کوئی پوشیدہ ہوکر مقابلہ نہین
کیا لشکر طبکہ ارمان کو زخمی کیا اور لشکر کو شکست دی جب مین نے سُنا کہ یہ لشکر میرا سے مقابلہ آفتاب
پرستان جاتا ہی چونکہ مین آفتاب پرست تھا مجھکو مذہبی پاس ہوا مین لشکر لیکر آیا لشکر سے مقابلہ کیا
ہزارون کی جان لی تب بارگاہ قبضے مین آئی مین تو پہلے ہی ارمان سے کہا تھا کہ تم اپنا لشکر لیکر
واپس جاؤ بارگاہ مجھکو دیدو اُسنے نہ قبول کیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا مین اُسکی ضرب سے بچا مین نے
اُسپر حربہ کیا وہ زخمی ہوا لشکر نے شکست کھائی مین نے بارگاہ پر قبضہ کیا مین نے ہزارون جانین
گنوا کر اور اپنے لشکر کو برباد کرکے بارگاہ پر قبضہ کیا ہی پس مین کیونکر بارگاہ دیدون اور کیونکر
ازرنگ کی اطاعت کرون پس اگر آپ برائے مقابلہ آئے ہین تو مقابلہ کیجیے اگر مجھپر غالب آئیے
تو بارگاہ لیجیے ورنہ میری تو یہی ہی اور مین تو یون بارگاہ نہ دونگا بدون ہاتھ منہ کٹے ہوے اگر مین
بارگاہ فریب سے یا دھوکے سے لیتا یا یہ مجھکو منظور ہوتا کہ مین بارگاہ لیکر چلا جاؤن یا مین
بہادر نہ ہوتا تو بارگاہ لیے ہوے کوئی یہان قیام کیون کرتا اپنے مسکن کو چلا نہ جاتا میرا یہی
تو آپ کو نہ معلوم ہوتا پس مین خود اس امر کو خلاف بہادری سمجھا اس سبب سے مین نے یہان
قیام کیا مین نے خیال کر لیا تھا کہ جب ازرنگ کو خبر ہوگی وہ کسی نہ کسی کو ضرور میرے مقابلے کو
روانہ کریگا پس اُسکے خوف سے کیون تم کسی طرف چلے جاؤ وہ کیا چیز ہی کہ جسکا مین خوف کرون جو
کوئی آئیگا مین اُسکو قتل کرونگا اور شکست دونگا پس مین کیون نہ مقابلہ کرون اور یہ آپ ہی کا
قول ہی کہ میرے بزرگون نے جنکی اطاعت کی زیر ہوکر کی جب اپنے سے دوسرے کو زبردست
پایا اور اپنے اوپر غالب دیکھا طہماس نے وعقوبیل نے نورالدہر کی اطاعت کی تو جب اُنسے
زیر ہوے تب اُنکا دین اختیار کیا اسی طور سے میرے دادا نے جبتک ایرج نوجوان نے
زیر نہ کر لیا اُسوقت تک اُنکی اطاعت نہ کی نہ اُنکا دین قبول کیا پس مین کیونکر آپکی اور یا ازرنگ
کی بدون زیر ہوے اور مغلوب ہوے اطاعت کر لون اپنے بزرگون کے قول کے خلاف
کرون اُنکی پیروی کیونکر نہ کرون اگر مین نے اُنکے خلاف کیا تو پھر مین کب اُس خاندان سے
ہوا پس جو کوئی مجھکو زیر کرے وہ یہ بارگاہ بھی لے جاے اور مین اُسکی اطاعت بھی کرونگا اگر
مین زیر کر لون وہ میری اطاعت کرے ویلم نے کہا کہ تجھے یہ امر واجبی کہا پس میری بات سنو
جب یہ خبر ازرنگ کو معلوم ہوئی کہ قرماسپ بن غرماسپ نے میری بارگاہ چھین لی اور مین نے
تمھارا اور تمھارے باپ کا نام سُنا تھا تمھارے دیکھنے کی محبت میرے دل مین پیدا ہوئی پس ازرنگ
نے کہا کہ کوئی جا کر اُس سے مقابلہ کرکے میری بارگاہ لے آئے اور اُسکو میری اطاعت پر راغب
کرے اگر وہ میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ اُسکو قتل کرے مین اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور لشکر لیکر

ادھر کو آیا اس خیال سے کہ مین جا کر مقابلہ کرون اور زیر کر لون تو میرا رفیق زیادہ ہو جاے کیونکہ
اسکے بزرگ میرے بزرگون کی خدمت مین رہے ہین اور میرے بزرگون نے قرماسپ کے بزرگون کو
ہمیشہ زیر کیا ہے پس مین بھی جا کر اُسکو زیر کرون اور اپنی اطاعت پر راضی کرون پس میرے کہنے پر
عمل کرو جبکہ تمھارا یہ قول ہے کہ جو کوئی مجھکو زیر کرے خواہ فنون سپاہ گری مین خواہ کشتی مین وہ مجھسے
یہ بارگاہ بھی لے اور مین اُسکی اطاعت کرون اور اُسکا دین بھی قبول کرونگا پس کیون اہل لشکر
طرفین کے باہم مقابلہ کرین اور خون ناحق ہو میرے تمھارے کل مقابلہ ہو جاے جو غالب ہو
وہ اس بارگاہ کا مالک ہو اگر تم مجھپر غالب آؤ مین تمھاری اطاعت کرون اور تمھارا دین اختیار
کرون اور اگر مین تمپر غالب آؤن تو مین اس بارگاہ کا مالک ہون اور تم میری اطاعت کرو
قرماسپ نے کہا کہ مجھکو بدل قبول ہے اور مین آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون بشوق آپ
طبل جنگ بجوا دیجیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا یہ جو قرماسپ نے کہا دیلم نے قبول کیا باہم قول
قرار ہوا بعد وہ دونون اپنے اپنے لشکر مین واپس آئے قرماسپ بارگاہ ارزنگی مین آکر بیٹھا
سب سردار آکر حاضر ہوے اور اُسنے دیلم کی بہت تعریف کی اپنے سردارون سے کہا کہ میرے
دادا اُسکے دادا کے سپہ سالار تھے اور ان کے دادا میرے دادا کی بڑی عزت کرتے تھے
اُدھر دیلم اپنے لشکر مین آیا وہان خیمے وغیرہ برپا ہو چکے تھے دیلم اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار
حاضر ہوے قرماسپ کی بہت تعریف کی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہمارے نام پر ہم کل
قرماسپ سے خود مقابلہ کرینگے پس بموجب حکم دیلم لشکر دیلم مین طبل جنگ پر چوب پڑی صدا
نقارہ کی جابجا مین گونجی لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سب سامان جنگ کرنے لگے جب صدا
طبل جنگ یکایک قرماسپ کے کان مین پہونچی اور ہرکارے کوس رزمی کے بجنے کی خبر
لیکر خدمت قرماسپ مین حاضر ہوے دعا و ثنا سے شاہی بجا لاکر عرض کی کہ لشکر دیلم مین طبل
جنگ بجا ہے دیلم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے پس قرماسپ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بنام ہمارے طبل جنگ بجے ہرکارے حکم قرماسپ سنکر لشکر قرماسپ مین آئے اور بآواز
بلند پکار کر کہا کہ قرماسپ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے لشکر مین نقارہ رزمی بجایا جاے کل ہم دیلم سے مقابلہ
کرینگے یہ جو حکم قرماسپ کا پہونچا فورًا نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر قرماسپ کو معلوم ہوا کہ کل
مقابلہ ہوگا پس یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا دونون لشکرون مین رات بھر تیاری رہی
جنگ کا سامان ہوا طلایہ پھرا کیا صدا اے حاضر باش و ناظر باش بلند رہی جب صبح ہوئی ایکطرف سے
دیلم اپنا کل لشکر لیکر میدان مین آیا صف آرا ہوا ایک طرف سے قرماسپ اپنا لشکر لیکر آیا اور
صفوف لشکر آراستہ کین تبرداروں نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت کہ حائل
نظر تھے اُنکو قلم کیا سقون نے نکلکر آب پاشی کی نقیبون نے نکلکر نقابت کی کمر بست کرکا کہ لشکر
مین چلے آئے پس دیلم اپنے سب سردارون سے رخصت ہوکر اور مرکب کو مہمیز کرکے میدان
مین آیا سراپا میدان کا دکھایا اُدھر سے قرماسپ نے اپنے لشکر سے نکلنے کا سامان کیا کہ دیلم
نے مبارز طلب کیا پس قرماسپ سب سردارون سے ملکر اور مرکب کا تنگ اپنی اپنی مرضی
کے موافق درست کرکے سوار ہوکر طرف میدان کے چلا اور میدان مین پہونچا دیلم سے
ہم نگاہ ہوا دونون کی سپرین اڑین غرارے سپرون سے نکلے دونون نکلے مرکب برابر رکھے

کسیکا مرکب نہ لیسپا ہوا پس دیلم نے کہا کہ اے قرماسپ تیکاورین ہم اور تم برابر رہے پس اب مقابلہ
کرو قرماسپ نے کہا کہ کس امر کا انتظار ہے جو آپ حربہ رکھتے ہوں وہ حربہ کیجیے پس یہ سنتے دیلم نے
نیزہ اٹھایا اور سینۂ قرماسپ کو تاک کر وار کیا قرماسپ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا باہم
نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے لگی بموجب شعر ؎ دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ☆ تو گوئی کہ بودند
دو نرہ شیر ☆ بڑے عرصے تک نیزہ بازی رہی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا دونوں کے نیزے
بیکار ہو گئے سنانیں ناکارہ ہو گئیں دندانے اندر پڑنے لگے جب نیزہ بازی میں دونوں عاجز
ہوئے نیزے اٹھا کر زمین پر پھینک دیے عمود اٹھائے گرز بوس زمین ہے اُس سے لڑنے لگے کئی
ضرب کی ردوبدل ہوئی عمود بھی بیکار ہو گئے انہیں بھی پھینک دیا اسکے بعد بڑے عرصے تک تیر و
کمان لیکر مقابلہ کیا ترکش خالی ہو گئے کمانیں بھی رکھ دیں تیر بازی ہوئی انہیں بھی برابر رہے
پس تلواریں کھینچ لیں ردو قدح ہونے لگی دو بجلیاں تھیں کہ برابر چمک رہی تھیں مرکب مثل
ڈل کے پھر رہے تھے کبھی دیلم نے سر پہ ضرب لگائی قرماسپ نے رد کر کے کمر کا ہاتھ لگایا دیلم
نے رد کر کے پالرٹ کا ہاتھ لگایا قرماسپ نے بہرے کا ہاتھ لگایا دیلم نے تمانچہ لگایا اُسنے
جھنڈارے کا ہاتھ دیا اسی طور سے بڑی دیر تک تلوار چلی سپریں مثل غربال کے ہو گئیں اور
تلواروں میں دانت پڑ گئے پس دیلم نے کمر کا ہاتھ لگایا قرماسپ نے اسکو رد کر کے سر کا ہاتھ
لگایا دیلم نے سپر کو سر کی پناہ کیا اور اپنی تلوار کو نیام میں کر کے دست چپ میں سپر کو خوب
مضبوط تھا اس کے اپنے کو بچایا جیسے تلوار قریب سر آئی سپر کی اوجھر جودی تلوار پٹ پڑی
پس دست راست کو دراز کر کے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کرنا شروع کیا اودھر
قرماسپ نے بھی زور کیا باہم زور ہونے لگے قرماسپ نے کہا کہ اے دیلم یہ ممکن نہیں ہو کہ
اب میرے ہاتھ سے تلوار لے لو میں بھی کوئی ایسا گرز نہیں ہوں ایک بچے کے ہاتھ سے
تو کوئی زبردستی لے نہیں سکتا ہے نہ کہ مجھ پہلوان قوی کے ہاتھ سے دیلم نے کہا کہ اچھا تم زور
کرو باہم زور ہونے لگے مرکب طاقت نہ لا کر زمین پر پیٹ کے بھل بیٹھ گئے
زبانیں نکل آئیں یہ حال جو اہل لشکر نے مرکبوں کا دیکھا تو پکار کر دونوں سے کہا کہ اگر
باہم زور آزمائی کرنا ہے تو پشت مرکبوں پر سے اُتر کر زور آزمائی کر لو اور اپنی اپنی تقدیر
کو آزما لو یہ بے زبان تمہارے لنگروں کی تاب نہیں لا سکتے ہیں جان گاؤ زمین تمہارے
لنگر اٹھا سکتی ہے کیوں بیکار بے زبانوں کو ہلاک کرتے ہو یہ سنکے دونوں جدا ہو گئے اور
اپنے اپنے مرکب پر سے کود کے دامن گردانکر اور اسلحہ تن سے اُتار کر زور کرنے لگے
اتنے عرصے میں بیلداروں نے اکھاڑا تیار کر دیا پس اکھاڑے میں آ کر کشتی ہونے لگی
جو پیچ دیلم باندھتا ہے قرماسپ اُسکا توڑ کر کے مثل برق کے نکلجاتا ہے اور جو داؤں قرماسپ
باندھتا ہے دیلم اسکا توڑ کر کے مثل شرارے کے نکلجاتا ہے دونوں برابر سے لڑ رہے ہیں
اگر ٹکر دیلم نے ماری اور قرماسپ کے سر سے خون نکلا تو اسکے جواب میں قرماسپ نے بھی
ایسی ٹکر ماری کہ اسکا بھی سر مجروح ہوا اگر اسنے تو اڑ بند باندھا تو قرماسپ نے بھی اسکا جوڑ
کیا اسنے اندر ہی چڑھادی اگر دیلم نیچے پکڑ لایا تو پھر وہاں گھسیٹا چلا گیا مگر جیت نہ کر سکا اسیطور
اگر قرماسپ پکڑ لایا تو بھی جیت نہ کر سکا کشتی نے وصدولی پاٹا گیا کسی نے گدھا لوٹن کیا اسیطور سے

باہم دونوں پیچ ہو رہے ہیں جیسے شیر ببر بندھ رہے ہیں اگر قرماسپ نے ہتھیں اکھیڑیں تو دیلم نے
ٹانگ ایسی لگائی کہ دوسرا ہوتا تو ضرور گر پڑتا اسی طور سے بڑے غصے تک لڑا کیے جیسا دونوں کی
اہل لشکر نے دیکھا کہ کشتی جکڑ ہونے لگی اور کوئی زیر نہیں ہوتا ہے کنارے اکھاڑے کے زین پوش
بچھا بچھا کر بیٹھ گئے کشتی کا تماشہ دیکھنے لگے کشتی جکڑ کا بندھا ہوا ہے برابر سے لڑ رہے ہیں مگر یہ
حال ہے کہ جہان پر جکڑ لڑنے لگتے ہیں اسقدر پسینہ آتا ہے کہ وہ مقام تمام تر ہو جاتا ہے بلکہ کیچڑ ہو جاتی
ہے اسی طور سے تا شام باہم کشتی رہی جب شام ہو گئی قرماسپ نے ہاتھ روک لیا اور کہا کہ رات
برائے آرام ہے اور دن برائے جنگ دیکھا ہے اب ہم اور آپ کل پھر لڑینگے دیلم نے کہا کہ
اپنا یہ طریقہ نہیں ہے بدون یکسو ہوئے میں میدان سے نہیں جاتا ہوں اگر اسی طور سے لڑتے
تو تمام عمر فیصلہ نہ ہوگا ہر روز تازہ دم ہو کر مقابلہ کرینگے بس ایکسو ہو جاے جسکو خداوند ارژنگ
غالب کریں قرماسپ نے کہا کہ تاریکی شب میں کوئی کیا دیکھے گا اور یہ تم کیا مقابلہ کرینگے دیلم
نے کہا کہ میرے اور تمہارے نزدیک رات کا دن کرنا کیا مشکل ہے ابھی حکم دو روشنی ہو جاے
سب دیکھیں قرماسپ نے کہا کہ بہت خوب پس قرماسپ نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ
روشنی کرو ادھر دیلم نے اپنے سرداروں سے روشنی کرنے کا حکم دیا دونوں طرف سے روشنی
ہو گئی ایسی روشنی ہوئی کہ روز روشن میں بھی ایسی روشنی نہ ہوگی دونوں طرف دو شربت کے
پیالے آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھی اسی طور
کشتی میں بسر ہوئی صبح ہو گئی اُس دن بھی دن بھر کشتی رہی پھر شام ہوئی اُسی طور سے روشنی
ہوئی اب دونوں کا یہ عالم ہے کہ جو جسکو پکڑ لاتا ہے پہروں وہ پڑا ہوا ہانپا کرتا ہے اور بمشکل نکلتا
ہے غرض وہ رات بھی بسر ہوئی اور وہ دن بھی تیسری شب ہوئی وہ شب بھی اسی کشتی میں بسر ہوئی
تین شبانہ روز سے اہل لشکر نے طرفین کے نہ کچھ کھایا ہے نہ سوئے ہیں صرف پانی پر قناعت کی ہے
کہ وہ رات گذری دوپہر دن تک اسی طور سے لڑا کیے کہ جب دوپہر ہوئی تو قرماسپ نے کہا
کہ میں یہ آخری زور کرتا ہوں یہ کہکر دونوں مونڈھوں پر دیلم کے پکڑ کر لے دوڑا دس قدم
پر لا کر یکبارا اُدھر اُسنے جھٹکا دیا ادھر دیلم نے اپنا لنگر قایم کیا کہ تا پا سینہ غرق زمین ہو گیا
قرماسپ نے لاکھ زور کیا مگر اُسکا لنگر نہ اکھڑ سکا آخر کو عاجز ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ
میں زور کر چکا اب آپ کی نوبت ہے جو قرماسپ نے کہا دیلم نے اپنا لنگر توڑا اور نکلکر
اسی طور سے دونوں بازو قرماسپ کے پکڑ کر اور سر سینہ میں اڑا کر لے چلا اسی طور سے
قرماسپ نے بھی دس قدم پر آکر اپنا لنگر قایم کیا کہ مارے لنگر قایم ہوا وہان پہ شق خانہ تھا
اٹھیں پانوں جا رہا ادھر دیلم نے جھٹکا مارا ایسا قرماسپ کا کولا اتر گیا جب یہ نوبت اس زور
جھکا ہوئی کہ قرماسپ کو چکر آ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا مگر اُسنے منہ سے کچھ نہ کہا اس
خیال سے کہ اگر یہ ظاہر کرونگا کہ میرا کولا اُکھڑ گیا ہے تو حمزہ یہ خیال کریگا کہ اُسنے فقرہ کیا ہے
یا یہ کہ اتنے سے درد کی تاب نہ لا سکا میری بہادری میں فرق آویگا چاہے شدت درد سے
روح قالب سے نکل جاے مگر اُف نہ کرونگا زبان سے اس امر کو ظاہر کرو یہ خیال اپنے دل میں
کرکے درد کو ضبط کیا مگر درد بہت شدت سے تھا ضبط نہ ہو سکا رنگ روئے متغیر ہو گیا چہرہ
زرد ہو گیا منہ پھیر ہوا آنسو آنکھ سے نکلیں درد بہت شدت سے ہو رہا تھا یہ اسکو ضبط کیے

ہوئے تھا کہ اتفاق سے دیلم کی نظر اُسکے منھ پر پڑی اور منتشر پایا اور چہرے کو اُسکے متغیر دیکھا خیال کیا
کہ اُسکے ضرب شدید آئی ہی اُسکے سبب سے اُسکے قلب پر صدمہ ہی مگر اُسنے بسبب حجاب کے منھ سے کہا
نہیں اور اُسکو ضبط کرتا ہی اسکی شدت سے درد ہو رہا ہی یہ خیال کر کے اور اُسکے چہرے کے تغیر کو
دیکھکر اپنے ہاتھ اُسکے بازو پر سے اُٹھا لیے گو قصد کیا تھا کہ اسکی کمر زنجیر پکڑکر زور کروں مگر جب یہ
حال دیکھا تو اپنے قصد کو فسخ کیا اور الگ ہٹکر کہا کہ کیوں قرماسپ تمھارا مزاج کیسا ہی تمھارے
چہرے پہ یہ تغیر کیوں ہی کیا کہیں درد اُٹھا ہی یا کوئی اعضا ٹوٹ گیا ہی یا کسی عضو میں درد ہی تو قرماسپ نے
جواب دیا کہ آپ علیحدہ کیوں ہو گئے ہیں زور پیچ میں موجود ہوں میری طبیعت اچھی ہی نہ درد ہی نہ
کوئی عضو ٹوٹا ہی نہ بیکار ہوا ہی دیلم نے کہا کہ میں کبھی نہ مانونگا یہ دفعتہً تغیر کا ہونا دلیل ہی اسکی کوئی نکوئی
ضرب شدید آئی ہی یہ اپنا طریقہ نہیں ہی کہ صید زبون پر ہاتھ ڈالیں یا جو کہ کسی درد میں مبتلا ہو اُسکو زیر کریں
جاؤ تم اپنا علاج کرو جب اچھے ہو تو پھر مجھسے مقابلہ کرنا اُسوقت جو غالب ہو وہ بارگاہ لے اور جو مغلوب ہو
وہ اطاعت کرے قرماسپ نے کہا کہ بسبب جاگنے کے یہ حالت میری ہوئی ہی دیلم نے کہا کہ مجھکو فقرہ بندی
مت دو مجھکو قسم ہی اپنے باپ کی سر کی سچ سچ بیان کرو اب میں تمسے اُسوقت تک مقابلہ نہ کرونگا جبتک تم بیان نکروگے
اور اپنا علاج نکروگے اور اچھے نہو لوگے اُسوقت تک میں مقابلہ سے باز رہونگا جب یہ دیلم نے کہا
تو قرماسپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ بڑا بہادر ہی اگر کوئی اور اس مقام ہوتا ضرور زیر کر لیتا
کیونکہ مجھ میں بسبب شدت درد کے طاقت نہیں ہی بہت آسانی سے زیر کر لیتا ایسے کی اطاعت کرنا اپنا
فخر ہی اور میرے باپ دادا ہمیشہ اسکے دادا کے مطیع رہے پس کیا نقصان ہی یہ خیال کر کے یہ اُسی جا
میں دیلم کے قدم پر گر پڑا اور کہا کہ میں نے آپ کی اطاعت قبول کی میں آپ سے زیر ہو گیا بارگاہ موجود
ہی لیجیے مجھکو کوئی عذر نہیں ہی کیونکہ میں نے آپ ایسا بہادر آجتک کسیکو نہیں دیکھا اگر اور کوئی ہوتا
اُسوقت کو غنیمت جانتا اور مجھکو اسیر کر لیتا آپ نے خوب پہچانا کہ میرے درد ہی پس جب آپ مجھکو پکڑکر
اس مقام پر لائے اور میں نے دیکھا کہ میں دس قدم تک آ گیا ہوں میں نے لنگر مارا اُدھر میں نے لنگر
مارا اُدھر آپ نے جھٹکا دیا اس مقام پر ہوش نہ تھا پھر اپنا نوں اُٹھیں چار ہاتھ زور جو پڑا گولہ آ گر گیا اور
میں نے زور کر کے اُسکے رکنا لینے کا قصد کیا اور زیادہ ضرب آئی اُسمیں بہت شدت سے درد ہو رہا ہی
کہ مجھسے ضبط نہیں ہو سکتا ہی میں ہی ایسا ہوں کہ ضبط کیے ہوئے ہوں اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور
چلانے لگتا دیلم نے جواب دیا کہ میں تمھارے منھ کو دیکھکر پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تمھارے ضرب شدید آئی
ہی بس یہ خلاف بہادری ہی کہ جب حریف کسی آفت میں مبتلا ہو اُسکو زیر کرے یا اسیر قرماسپ نے کہا
کہ اب میں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کا مذہب اختیار کیا میرا فخر ہی آپ کی بندگی کرنا کیونکہ میرے
بزرگ آپ کے بزرگوں کے تابع فرمان رہے ہیں اور انکی غلامی کو اپنا فخر خیال کیا ہی صرف مجھکو
اپنی طاقت کا امتحان منظور تھا وہ ہو گیا اب آپ میرے لشکر میں تشریف لے چلیں دیلم نے انکار کیا
مگر قرماسپ نے نہ مانا دیلم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا بلا زمون نے تحقیق حال کیا اسیر ہو کر
قرماسپ طرف اپنے لشکر کے چلا دیلم نے اپنے لشکر سے کہا کہ تم لوگ پڑاؤ پر جاؤ میں بھی آتا ہوں اور
ہرکارہ وہاں سے گیا کہ خداوند سے کہا کر خبر کرو کہ دو لشکر لیکر آئیں قرماسپ نے اطاعت قبول کی
بارگاہ موجود ہی پس یہ سنکے لشکر پڑاؤ پر واپس گیا مگر میں کچھ لیں چار شبانہ روز کے تھکے ہوئے
تھے اور جاگے ہوئے کچھ کھایا پیا اپنے اپنے مقام پر آرام پذیر ہوئے ہرکارہ سے طرف لشکر ازرق

کے خبر کو روانہ ہوے ادہر قرماسپ اپنی فرودگاہ پر آیا لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا آپ بارگاہ مین آیا
سب سردار حاضر ہوے کمنگر کو طلب کیا اُسنے آکر کورنش بجا لایا بندش کی مالش کر کے چلا گیا پس قرماسپ نے
سب سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ مین نے اپنے آقازادے کی اطاعت کی کیونکہ یہ میرے آقازادے
ہین میرے باپ دادا انکے بزرگون کے ہمیشہ مطیع رہے اور اُنکی غلامی سے سرتابی نہ کی اُسی طور سے
مین نے ان کی اطاعت کی پس تم سب بھی مثل میرے انکو اپنا آقا و مالک تصور کرنا سب نے کہا کہ جو آپکا
حکم ہو اُسکو بسر و چشم بجا لائین گے کبھی آپ فرمانے کے خلاف نہ کرینگے جب یہ سب نے جواب دیا پس
قرماسپ نے اُن سب کی بہت تعریف کی اور حکم دیا کہ بزم عشرت برپا کرو پس اُسیوقت سامان ہونے
لگا سب سامان ہو گیا تھوڑے عرصے مین بزم عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق جام و سبو لیکر
بزم مین آئے رقاصان شوخ و شنگ حاضر ہو کر گانے بجانے لگین یہان تو بزم عشرت آراستہ ہی راوی نے
بیان کیا ہی کہ یہ جو حرکت دیلم نے کی کہ جب اُسکا چہرہ متغیر ہو گیا ہاتھ اُٹھا لیا یہ اُتنا بڑا اثر اُسکا تھا کہ نوریج
بیٹا تھا ایرج نوجوان کا یہ صرف خاندان صاحبقران کا اثر اُسمین آگیا تھا ورنہ یہ لوگ کب ایسی حرکت
کرتے ہین جسطور سے ہوتا ہی حریف کو زیر کرتے ہین پس یہان تو بزم عشرت آراستہ ہی دیلم خوشی خوشی
شراب پی رہا ہی خوش بیٹھا ہی وہان ارزنگ سخنگان اور سرداروں سے روز کہتا تھا کہ ابھی کچھ خبر
دیلم کی نہین آئی نہ معلوم مقابلہ ہوا یا نہین اگر مقابلہ ہوا تو کیا انجام ہوا کون غالب ہوا اور کون
مغلوب سخنگان کہتا تھا کہ وہ ملا بھی نہ ہوگا جو مقابلہ ہو وہ بارگاہ لیکر کسی طرف چلا گیا ہوگا دیلم تلاش مین
پھر رہا ہوگا جب اُس سے کسی مقام پر سامنا ہوگا تو مقابلہ ہوگا کیا اُسکا ہاتھ آنا امر آسان ہی وہ چلد پا ہوگا
ارزنگ کہتا ہی کہ تیرے ایسے ہی خیال ہوتے ہین ارزنگ ہر روز ایسی انتظار مین رہتا ہی کچھ خبر دیلم
کی آئے دیلم کو گئے ہوے پانچ روز گذر گئے تھے کہ پھر ارزنگ نے کہا کہ ابھی تک کوئی دیلم کی خبر
نہ آئی اور ہرکارے جا کر اُسکی خبر لائین ابھی ہرکارے نہ روانہ ہوے تھے کہ ہرکارے جو کہ دیلم نے
خبر کرنے کو اُس مقام سے روانہ کیے تھے جبکہ خود ہمراہ قرماسپ کے مع اسکے لشکر مین چلا تھا آکر لشکر مین پہونچے
اور سیدھے بارگاہ مین آئے مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے سخنگان نے کہا کہ کیا خبر تازہ لائے ہو بیان
کرو انھون نے کہا کہ ہم یہ خبر لائے ہین کہ ہم جب تک تھے اور دیلم بن نوریج کے ہمراہ گئے تھے وہ جب لشکر لیکر
برابر مقابلہ قرماسپ گئے تھے ہم انکے پاس سے آئے ہین حضور کو خبر دینے یہ جو اُن ہرکارون
نے کہا ارزنگ نے ایک مرتبہ خوش ہو کر کہا کہ جلد بیان کرو کہ دیلم کا مزاج تو اچھا ہی اور وہ خیریت
سے ہین انھون نے عرض کیا کہ وہ بھی خیریت سے ہین اور جملہ لشکر بھی آپ کو مبارک ہو اور اسلم کہہ دیجو
دیکھکر کہا کہ آپ کو بھی مبارک ہو آپ کے بھائی نے قرماسپ کو زیر کر لیا اُسنے اطاعت کی اور وہ
انکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لیگیا ہی یہ جو ہرکارون نے کہا ارزنگ تو فرط خوشی سے اُچھل پڑا اخگن پر
اور یہ عالم ہوا کہ پیراہن جسم مین تنگ ہو گیا اور اسلم کی بھی یہی نوبت ہوئی مارے خوشی کے
پھولون نسماتا تھا سخنگان نے ہرکارون سے بیان کیا کہ کچھ یہ تو بیان کرو کہ کیونکر زیر کیا گیا واقعہ
ہوا اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ چار شبانہ روز کی کشتی مین زیر کیا مگر سبب یہ ہوا کہ اُسکا زور کرنے
سے کولا اُتر گیا انھون نے جو اُسکی یہ حالت دیکھی ہاتھ اپنا کھینچ لیا اُسنے کہا کہ یہ کیا آپ نے ہاتھ کیون
کھینچ لیا انھون نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہے کہ جب حریف زبون ہو رہا اُسکے ضرب شدید آئے
اور نہ ہم اُس سے مقابلہ کرین اور نہ یہ کرین یہ جو اُسنے سُنا پس اُسنے اطاعت کی اور یہ کہا کہ مین نے

آپ کی اطاعت کی اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لے گیا ہے آنحضرت نے سنکے فرمایا کہ تم خدمت خداوند میں جاؤ اور
میری طرف سے خداوند سے عرض کرو کہ آپ مع لشکر تشریف لائیے میں نے فرماسب کو آپ کی اطاعت پر
راضی کیا ہے پس انکو ہمراہ لیکر طرف آفتاب نما کے کوچ فرمائیے چنانچہ ہم خداوند کو خبر کرنے آئے ہیں یہ اصل
واقعہ ہے یہ جو ارزنگ نے سنا اسیوقت خوش ہو کر حکم دیا کہ لشکر میں یہ اطلاع دیجائے کہ وہ سامان سفر
کریں میں اسیوقت یہاں سے طرف دیلم کے کوچ کرونگا یہ جو حکم دیا اور سب حاضرین دربار سے کہا
کہ آپ لوگ بھی سامان کریں پس لشکر میں نقارہ سفری پر چوب پڑی صدائے رحیل بلند ہوئی سب نے
اپنا اسباب بار کیا تھوڑے عرصے میں کل لشکر تیار ہو گیا شاگرد پیشہ سامان سفر لیکر آگے کو روانہ ہوئے
تخت خداوندی ہاتھیون پر کسکر موجود کیا گیا ارزنگ اسپر سوار ہوا تختگان خواصی میں بیٹھا اسلم
اپنے مرکب پر سوار ہوا جلوس سواری آگے بڑھا سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے سڑک آگے گئی تھی ہودی
بانگ برداران ہمراہ بڑی شان و شوکت سے سواری ارزنگ کی چلی عقب میں لشکر پیچھا تھا قطار در
قطار مرکبان ترکی و عراقی کوتل ہمراہ شترسواران خاص بردار جوہر البیا دل مرد سے رو رویان
زرق و برق پہنے ہوئے عصائے طلائی و نقرئی ہاتھوں میں خاص گیسون پر زربفتی غلاف چڑھے
ہوئے ماہی مراتب ہمراہ نقیب نقابت کرتے ہوئے صدائے با ادب با ہوش دیتے ہوئے آگے
آگے چلے پس یہانتک کہ ارزنگ مع لشکر کے اس مقام پر پہنچا کہ جہاں آب و گیاہ کا نام نہ تھا وہاں
لشکر نے قیام نہ کیا پس اسیوقت کوچ کیا یہانتک کہ لشکر اس درہ کوہ پر پہونچا کہ جسکے اندر سے
راستہ تھا پس ارزنگ نے لشکر کو اسکے اندر سے چلنے کا حکم دیا وہ ہرکارے جو کہ برائے خبر
آئے تھے آگے آگے تھے کوس سفری پر ہر ہر چوب پڑ رہی تھی صدائے نقارہ فضائے آسمان
میں گونج رہی تھی نوبت باجا رہی کہ لشکر ان پہاڑون سے نکلا کر نقارے پر چوب پڑی اہل
لشکر دیلم کو ہرکارون نے ہر لشکر خبر دی کہ خداوند تشریف لاتے ہیں مع لشکر کے اور سپہ سالار
کہاں تشریف رکھتے ہیں انھون نے کہا کہ وہ تو کل سے لشکر میں آئے نہیں ہیں فرماسب کے
لشکر میں موجود ہیں پس وہ ہرکارے دوڑتے ہوئے لشکر فرماسب میں آئے یہاں دیلم و فرماسب
دونوں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے اب فرماسب بھی ایسا ہو گیا ہے کہ اٹھکر بیٹھ
سکتا ہے اور راہ بھی چل سکتا ہے کہ ہرکارون نے قراگاہ پر سے جا کر دیلم سے عرض کیا کہ خداوند
مع لشکر تشریف لاتے ہیں یہ سننا تھا کہ دیلم نے کہا میں تو جاتا ہون اپنے لشکر میں تاکہ لشکر کو ہمراہ
لیکر خداوند کا استقبال کرون فرماسب نے جواب دیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر بزم
عشرت کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور اپنے سردارون سے کہا کہ تمام لشکر کو تیار کرو اور تم
لوگ بھی آراستہ ہو میں اپنے آقا کے ہمراہ جا کر خداوند کا استقبال کرونگا اپنی خطا خداوند سے
معاف کراؤنگا پس سب سردار بارگاہ کے باہر آئے اور لشکر کو کمربندی کا حکم دیا فوراً لشکر تیار
ہوا ادھر دیلم نے ان ہرکارون سے کہا کہ تم جا کر میرے سردارون سے کہدو کہ ہمارے افسر کا حکم
ہے کہ سب لشکر تیار رہے ہم خداوند کے استقبال کو چلینگے ہرکارون نے یہ حکم دیلم کا سردارون
کو آکر سنا دیا سردارون نے اہل لشکر کو آگاہ کیا اسیوقت یہاں بھی کمربندی ہوئی اور لشکر تیار
ہو گیا پس ادھر جب سب لشکر فرماسب کا تیار ہو گیا پس فرماسب ہمراہ دیلم کے اپنا کل لشکر لیکر دیلم
کے لشکر میں آیا یہاں بھی لشکر تیار کھڑا تھا پس دیلم نے اپنے لشکر کو صف بندی کا حکم دیا لشکر دیلم نے

صف باندھی اور ایک طرف لشکر قرماسپ صف بستہ ہوا یہ دونوں برابر برابر مرکب پر سوار ہوکر مع
اپنے سرداروں کے کھڑے تھے کہ نقارے کی صدا آئی ہر سمت سقّے آبپاشی کرتے ہوئے آئے پھر اور جلوس
سواری آیا پھر مرکب کوتل آئے اسکے بعد سواروں کے پرے کے پرے غول کے غول غٹ کے غٹ
اسکے بعد تخت ارزنگ نمایاں ہوا دیلم مرکب پر سے کود پڑا اسکے ہمراہ اسکے سردار قرماسپ بھی
مرکب پر سے اترا اسکے بعد اسکے سردار بھی اور سب لشکر کے سوار بھی پیدل ہوے علمہاے لشکر کو
جلوہ دار اسلامی کے باجے بجے دیلم نے جھک کر ارزنگ کو سلام کیا پھر سجدہ کیا اسی طور سے قرماسپ
نے بھی بعد اسکے دیلم اپنے بھائی سے ملا اور قرماسپ سے کہا کہ یہ میرے بھائی ہیں قرماسپ نے
اسلم کو بھی سلام کیا اور کہا کہ آپ بھی آقا ہیں بس ارزنگ دیلم وغیرہ کو ہمراہ لیکر آگے بڑھا قرماسپ نے
دیلم سے کہا کہ خداوند سے میری طرف سے عرض کیجیے کہ وہ میرے لشکر میں تشریف لے چلیں انکی بارگاہ
برپا ہے اس میں تشریف فرما ہوں دیلم نے ارزنگ سے عرض کیا ارزنگ نے قبول کیا بس ارزنگ
لشکر قرماسپ میں آیا اپنی بارگاہ میں اترا دونوں لشکر ایک ہوگئے وہ تمام صحرا لشکر سے بھر گیا ہزاروں
خیمے برپا ہوگئے ارزنگ بارگاہ میں آیا سب سردار حاضر ہوے دیلم اور اسلم و دیگر سردار
اپنے اپنے مرتبے سے بیٹھے قرماسپ کو قریب دیلم جگہ ملی اور اسکے سردار اسی صف میں بیٹھے
قرماسپ نے بزم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا بزم عشرت اسیوقت آراستہ ہوئی ارزنگ نے
دیلم سے حال دریافت کیا دیلم نے پہلے قرماسپ کی بہت تعریف کی اسکے بعد کل حال جنگ بیان
کیا اور کہا کہ قرماسپ نے آپکی اطاعت کو اختیار کیا قرماسپ نے مع کل اپنے سرداروں کے
اٹھکر ارزنگ کو سجدہ کیا مذہب آفتاب پرستی ترک کیا دین ارزنگی اختیار کیا ارزنگ کو اور
خوشی ہوئی اسکو بھی اپنا سپہ سالار کیا خلعت سپہ سالاری اسکو دیا اسنے سلام کرکے لیلیا ارزنگ نے
قرماسپ کو اسیوقت خطاب پیر قدرت و ستون قدرت کا دیا قرماسپ نے بہت خوش ہوکر بارگاہ
نذر کی اور کہا کہ میں آپکا ایک ادنی غلام ہوں اس عرصے میں سب سامان بزم موجود کیا گیا ساقی
نے آکر سب کو شراب پلائی جب سب بادہ ناب سے مست ہوے مطربان خوش گلو حاضر ہوکر ناچنے
لگیں و گائیں بس سات روز تک بزم عشرت قرماسپ نے برپا کی اور ارزنگ کی دعوت کی غرض
آٹھویں دن جلسہ برخاست ہوا سب نے آرام کیا نویں دن ارزنگ نے حکم دیا کہ اب یہاں سے
کوچ کرو طرف آفتاب نما کے کیونکہ مجھکو تعجیل ہے فراق معشوقہ سے دل بہت بیقرار ہے اب ایک منٹ
برابر ایک برس کے اور ایک دن برابر ایک ہزار برس کے معلوم ہوتا ہے پس آج سامان کرو
کل یہاں سے کوچ کریں سب نے عرض کیا بہت خوب قرماسپ نے عرض کیا کہ اگر مجھکو اجازت ہو
تو میں اپنے قلعے میں جاؤں اور کسی کو اپنی طرف سے قلعے کا حاکم کروں اور سب بندوبست کرکے
حاضر خدمت ہوں اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلوں ارزنگ نے کہا کہ بہت جلد آنا میں
کل یہاں سے ضرور کوچ کرونگا اسنے جواب دیا کہ یہ غلام ابھی حاضر ہوگا ارزنگ نے کہا کہ جاؤ
پس قرماسپ ارزنگ سے رخصت ہوکر باہر آیا اور اپنے سرداروں کو اسی مقام پر چھوڑا
اور کل لشکر کو چند ملازم ہمراہ لیکر اسی نقب کی راہ سے قلعے میں آیا سب اہل قلعہ کو قرماسپ کے
آنے کی خبر ہوئی اسنے آتے ہی دربار کیا سب کو جمع کیا پہلے حکم مذہب آفتاب پرستی کے ترک کرنے کا
اور دین ارزنگی کے قبول کرنے کا دیا سب نے قبول کیا اسکے بعد اپنے بھائی نیمبرد لاور کو جو کہ

صاحب شہر او ور لیقان ملکہ ماہ پارہ سے پیدا ہوا تھا اور اپنے طرف سے قلعے کا حاکم کیا اور شہر کو اسکی
اطاعت اور فرمان برداری کا حکم دیا اور اپنا سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں تو مع لشکر ہمراہ ارزنگ
کے طرف آفتاب نما کے جاتا ہوں وہ آفتاب پرستوں کے مقابلے کو جاتے ہیں سب نے کہا کہ ہم آپکے
بیٹے کو بھی مثل آپ کے خیال کرینگے اسکی اطاعت سے سرتابی نہ کرینگے یہ کہکر سب نے بموجب حکم قرباسپ
بیٹے کو تخت پر بٹھایا قرباسپ نے پہلے نذر دی پھر اور سب نے نذریں دیں جب قرباسپ ان سب امروں
سے فراغت کر چکا تو سب سے رخصت ہو کر قلعے سے پھر اسی راہ سے لشکر سے آیا ارزنگ سے حال اپنا اور کل
نے بیان کیا ہو کہ یہاں لشکر میں سب سامان سفر درست ہو چکا تھا اور ارزنگ اسفندیار خان کو
کہ وہ اچھا ہو چکا تھا ہراول لشکر کر کے اور پیش خیمہ اسکے سپرد کر کے طرف آفتاب نما کے روانہ
ہوا اسفندیار دو منزل چلا گیا تیسری منزل پر اسنے قیام کیا دو دن اور رات ارزنگ نے
اسی ٹھیرا ہین تیسری صبح کو کوچ لشکر کا کوچ کیا اسنے ترک اور حشم سے جس ترک اور حشم سے تھا وہ ساتھ
چلا تھا بلکہ یہاں لشکر اور زیادہ ہو گیا تھا ارزنگ نے بھی اسفندیار دو منزل تک قیام نہ کیا تیسری
منزل پر جا کر ارزنگ نے قیام کیا ارمان جب لشکر ارزنگ اس منزل پر پہنچا وہاں سے اور
آگے روانہ ہوا پھر اسنے تیسری منزل پر جا کر قیام کیا یہ ایک منزل کو تین منزل کرتا ہوا جاتا ہے پھر تیسری
تیسری منزل پر قیام کرتا تھا اسی طور سے ارزنگ بھی کوچ کرتا [illegible] ہوا چلا جاتا ہے یہاں تک
کہ ارمان کو بعد چند روز کے ایک دوراہا ملا اب جو سپاہی فوجون سے دریافت کیا کہ یہ دونوں
راہیں کدھر کو گئی ہیں انھوں نے کہا کہ یہ دونوں راہیں اقلیم خورشید یہ کو گئی ہیں ارمان نے
اس سے پوچھا کہ شہر آفتاب نما کدھر کو ہے انھوں نے جواب دیا کہ وہ شہر اسی اقلیم میں ہے اور اب تو
وہ بہت شہر ہو گیا ہے پہلے وہ کچھ بھی نہ تھا جبکہ خورشید شاہ بادشاہ تھا جیسے اسکا نواسہ پیدا ہوا
اور وہ یہاں خداوند آفتاب ہوا اور خود خدائی کرنے لگا کیونکہ وہ خداوند آفتاب کا فرزند ہے
اسکا سبب یہ ہے کہ خداوند آفتاب دختر خورشید شاہ پر عاشق ہوئے اسکے باغ میں آکر اسکے ساتھ عقد
کیا اور ہمبستر ہوئے ملکہ حاملہ ہوئی پہلے یہ جبس پیدا ہوئے پس خداوند نے اپنی قدرت سے ایک
قلعہ پیدا کیا اور ایک باغ اور گنبد اور ایک خانہ رزاق کہ جہان سے سب کو رزق تقسیم ہوتا ہے اور
ایک خانہ عیش کہ جہان بروز جشن نوروزی جسدن خداوند جبس کی ولادت کا جشن ہوتا ہے سبکی
دعوت ہوتی ہے اور بہت سے سامان ہیں ہم کہانتک بیان کریں اور فرزند خداوند کے پاس بڑا لشکر
ہے جبس کے چار چیلے ہیں اور بہت سے افسر ہیں وہ ہمیشہ نقاب منھ پر ڈالے رہتے ہیں قلعہ ایسا ہے
کہ اسکے اندر سے سب باہر کا حال معلوم ہوتا ہے ایک گنبد آفتاب نما ہے اسمیں خداوند تشریف رکھتے ہیں
یہ قدرت خداوند ہے کہ ہمیشہ ہر رنگ کے پھول قلعے میں کھلے رہتے ہیں اور صدا [illegible] آگ ورنگ
آتی ہے گانے والا نظر نہیں آتا ہے ایک آسمان قلعے پر قایم ہے اس سے ہر وقت بارش گل ہوا کرتی ہے
ایک آفتاب وسط قلعہ میں ہے اسکی روشنی بارہ کوس تک رہتی ہے اور رہنے سے آفتاب اسکی قلم پر ہے
اس تختے کا نام قلعہ آفتاب نگار رونقا آفتاب نما ہے خط جلی زمرد و یاقوت کے حرفوں سے تختہ قلعے
پر لکھا ہوا ہے کہ ایسن قلعہ آفتاب نگار وہ آفتاب نما وہ تختہ در قلعہ پر لگا ہوا ہے اسی طور سے ہر گلی و
کوچے پر شہر کے لکھا ہوا ہے اندر باہر قلعے کے اس گلی اور کوچہ کا نام اس تختے پر تحریر ہے خداوند کی
طرف سے جو کہ مسافر سرا میں اترتے ہیں طعام لذیذ انکو دیا جاتا ہے لشکر کی چھاونی شہر میں ہے اور یہ بھی

پہر وہان فقیر ہو شہر بہت وسیع ہو اور بہت آباد ہو خصوصاً اب بہت کثرت سے آباد ہو گیا ہو کہین تل
رکھنے کی جگہ نہین ہو اسقدر عمارت اس شہر مین تیار کی گئی ہین اب دریا تک عمارت بنگئی ہو اور بنتی
چلی جاتی ہین اس شہر مین کوئی محتاج نہین ہو فقیر کا نام تک نہین ہو تمام اقلیم خورشید نگار مین دین آفتاب
پرستی جاری ہو ورنہ قبل ازین مختلف مذہب کے بادشاہ حکومت کرتے تھے جبسے برجیس نے خدائی
کی سب ایک مذہب ہوگئے اور اقلیمون سے لوگ آتے ہین دین آفتاب پرستی اختیار کرتے ہین
ارمان نے کہا کہ مین نے سوال کیا تھا تو نے تقریر طولانی بیان کی میرے سوال کا جواب دے یہ
مین نے سب سن لیا اسنے کہا کہ تمنے یہ دریافت کیا کہ یہ دونون راہین کہان گئی ہین اور پھر پوچھا
کہ شہر آفتاب نما کہان ہو بس مین نے کہا یا کہ یہ دونون راہین خورشید نگار یعنی اقلیم خورشید کو
گئی ہین اور اسی اقلیم مین شہر آفتاب نما ہو اور اب وہ دار السلطنت ہو اقلیم خورشید کا ایک
راہ خشکی سے گئی ہو خشکی کی راہ سے دس روز مین پہونچو گے اور ایک راہ تری سے ہو مگر تری کی راہ سے
پندرہ روز مین پہونچنا ہوگا کیونکہ یہ راہ پھیر کی ہو یہ کہکر وہ مسافر تو راہی ہوا یہ اسنے نہ پوچھا کہ
تم لشکر لیکر کیون جاتے ہو کیا کام ہو کسکا لشکر ہو اسنے اپنی راہ لی پس ارمان خشکی کی راہ سے چلا
اور ایک تختہ لکھکر اس مقام پہ لگا دیا کہ جو راہ شمال کو گئی ہو ادھر سے ہو جانا مشرق کی راہ سے
آنا یہی راہ شہر آفتاب نما کو گئی ہو اسکے جانے کے دوسرے روز ارژنگ مع لشکر اس مقام پر
پہونچا پس اس نوشتہ کو پڑھکر اسطرف چلا تھا کیونکہ یہی حیران ہوا تھا کہ کدھر جاؤن مگر تختے کے
سبب سے اسی طرف چلا راوی نے بیان کیا ہو کہ بعد دس روز کے ارمان اقلیم خورشید مین
پہونچا ایک صحرا ملا اس صحرا مین اترا چند مسافر ادھر سے جاتے تھے انکو اپنے قریب طلب کیا اُنسے
دریافت کیا کہ اقلیم خورشید یہان سے کتنی دور ہو انھون نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ اقلیم خورشید
مین داخل ہو چکے ہین یہ صحرا اسی اقلیم مین ہو ایسے ایسے ہزارون صحرا ہین اسلئے زیادہ تر [illegible] ہین
اسکی کیا اصل ہو ارمان نے کہا کہ شہر آفتاب نما یہان سے کتنی دور ہو اور کونسی راہ ہو اسنے کہا
کہ اس شہر کی یہی راہ ہو اور یہان سے پانچ فرسخ پر ہو پہلے شہر [illegible] ملیگا وہان سے [illegible]
شہر کے اور بائین طرف شہر افریقہ وغیرہ ہو اسکے بعد ایک بہت بڑا صحرا ملیگا پس اسکے بعد سے [illegible]
شہر آفتاب نما کی راہ ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ ہزار سوار اور آگے افسر جو بھاگ کر آتے تھے کہین
سے کچھ تو ہمراہ ارمان کے تھے کہ وہ راہ سے واقف تھے اور باقی ہمراہ ارژنگ کے تھے
مگر جب سلیم شیر صولت یہان آیا ہو تو اور طریقہ تھا اتنے عرصے مین اور طریقہ ہو گیا دوسرے
وہ تری کی راہ سے گیا تھا یہ خشکی کی راہ سے آئے ہین اس سبب سے وہ کچھ نہ جانتے تھے خلاصہ کہ
وہ مسافر بھی بتا کے اپنی منزل کو چلے گئے اُسدن ارمان نے اس مقام پر قیام کیا دوسرے دن
وہان سے کوچ کیا ایک نوشتہ لکھکر درخت مین آویزان کر دیا اُسکا یہ مضمون تھا کہ اسی طرف سیدھے
چلے آئیے پس راوی نے بیان کیا ہو کہ جب ارژنگ اس مقام پر پہونچا بہت اس مقام کو پسند
کیا چند روز تک وہان قیام کیا ایک سوار نے وہ نوشتہ جو کہ ارمان نے درخت پر [illegible] کیا تھا لاکر
پیش کیا چونکہ ارژنگ حیران تھا کہ اب کدھر کو جاؤن اور کس طرف کو لشکر لیکر روانہ ہون
کہ وہ نوشتہ جو دیکھا پس لشکر کو اسی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور اس مقام سے کوچ کیا راوی
ارمان کو وارژنگ کو مع لشکر طرف آفتاب نما کے روان رکھتا ہو اور کچھ حال شہر آفتاب کا

اور برجیس کا تحریر کرنا جواب

شمہ حال شہر آفتاب نما و برجیس آفتاب پرست یعنی خداوند برجیس کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نازک خیال اس قصے کو اس طور سے عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ اس مقام تک جلد دوم میں تحریر
ہوا ہے کہ برجیس پیدا ہوا اور جبران پیدا ہوا اور اسکی بہن ثریا سے بیتن پیدا ہوئی ہے یہی جوان ہوئی اسنے
ایک باغ بنوایا ہے اسی میں ہر روز مع چار سو یا پانچ سو انیسوں اور جلیسوں کے سیر کو جاتی ہے اور
رات کو قلعے میں چلی آتی ہے برجیس جبکہ جبران ہوا اور آفتاب جادو نے اپنے کو ظاہر کر کے اسکو سحر
کر میں خداوند ہوں خورشید شاہ سے برجیس کو تاج و تخت دلوایا تھا اور قلعہ سحر تیار کیا تھا
اسکے کل واقعات جلد دوم میں تحریر ہو چکے ہیں جو کچھ اس قلعے کی صفت ہے اسی میں خانۂ عیش و
خانہ رزق بنا تھا جس سے ہزاروں آدمی بوقت صبح رزق پاتے تھے اور آفتاب نے شہر برجیس
کے غازہ سحر ملا تھا کہ جسکی سبب سے جو اسکی صورت دیکھتا تھا وہ سجدہ کرتا تھا برجیس کے منہ پر
ہر وقت نقاب پڑی رہتی تھی چنانچہ اقلیم خورشید کے سب بادشاہ مثل خونخوار شاہ و افریق شاہ
کے مطیع ہوئے تھے اور بہت سے اطراف و جوانب کی بادشاہ آکر آفتاب پرست ہوئے برجیس کا
خدم و حشم دیکھکر اور جاہ و جلال سنکے اور سنگے شمار شاہ و منظور شاہ و قیصور شاہ و خنجر شاہ اور
ناتار شاہ و سمار شاہ و تلقار شاہ وغیرہ آفتاب پرست ہوئے اور بہت سے مثل ثمود و شہر پرست
سند و کوہ پرست صمصام سنگ پیشانی شیران شیر صولت پیران ببر سوار ببران فیل پیکر پیکران
خار پشت وغیرہ اور پہلوانان پیشہ از در بیہ مثل منصور ور از آور قیصر آدم خوار و صریح ار خوار کے
آفتاب پرست ہوئے ہیں اور خداوند برجیس کی ملازمت کی ہے تو اور بہت سے بادشاہ کہ جنکے نام
یہ ہیں مطیع ہوئے تھے شہنشاہ چہرہ نشین گلاق شاہ اشتیاق شاہ یہ لوگ بھی کوئی دو لاکھ سے کوئی
تین لاکھ سے آکر شریک برجیس ہوئے تھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلیم شیر صولت جو نامہ لیکر آیا تھا
اور جب نامہ برجیس کے پاس پہونچا تھا وہ پڑھکر بہت ناخوش ہوا تھا اور ایلچی کے ناک و کان
کاٹنے کا حکم دیا تھا سلیم کو خبر ہوئی تھی یہ تلوار پکڑ کر چلا تھا کہ قلعے میں گھسکر برجیس کو عین دربار
میں قتل کرونگا مع اسکے اہل دربار کے اور اسکے ہمراہ جو اسکا لشکر دس ہزار کا تھا وہ بھی جاتا تھا
چنانچہ جب برجیس کو خبر ہوئی تھی اسنے دریچہ قدرت سے سر نکالکر اپنی صورت دکھائی تھی تو سلیم مع
دس ہزار کے بیہوش ہو گیا تھا اور جب ہوش آیا تھا تو برجیس کو سجدہ کیا تھا اور آفتاب پرستی اختیار
کی تھی چنانچہ اسکو عہدۂ جمعداری لشکر ملا تھا اور بڑا مرتبہ اسکا ہوا تھا ایک ہزار سوار جو کہ قطب میں تھے
انہوں نے جو یہ حال دیکھا تھا تو وہ اُلٹے واپس ہوئے تھے اور وہ نامہ جو کہ چاک شدہ تھا
بطور جواب لیکر خاور کی طرف گریزاں ہوئے تھے اور ارژنگ کو آکر خبر دی تھی اور ارژنگ اسی پر
غصہ کھا کر چلا تھا اسکا حال تحریر ہوا کہ وہ اقلیم خورشید میں پہونچ گیا ہے اور برابر شہر [illegible] تک
ہوا چلا آتا ہے پس راوی نکتہ سنج بیان کرتا ہے کہ جب سلیم شیر صولت شریک برجیس ہوا اور پھر برجیس
آفتاب جادو نے کہا کہ اے فرزند من وائے نا سپاس آگاہ ہو کہ ایک ہزار سوار ہمراہیان سلیم شیر صولت
سے جو کہ نامہ لیکر آیا تھا جواب نامہ لیکر فرار ہو گئے ہیں وہ ارژنگ کے پاس گئے ہیں جب ارژنگ
کو معلوم ہوگا وہ اُسی وقت لشکر لیکر آئیگا وہ تمہارا کچھ بنا نہیں سکتا ہے اسکو آنے دو مگر یہ تدبیر کرو

کہ چند نامے لکھکر اُن ملکون کی طرف روانہ کرو کہ جو فوج اُسکو راہ مین ملین سے کوئی اُسکو نہ روکے
اور اُس سے نہ مقابلہ کرے تاکہ وہ یہان پہونچ جاوے یہان اُسکو اُسکی اِس گستاخی کی سزا دیجائیگی
پس دوسرے دن برجیس نے جب دربار کیا اور تخت خدائی پر آکر اندرون پردۂ قدرت بیٹھا
اور خونخوار افریق دو لقون پیغمبر نامرسل و کل اہل دربار اپنے اپنے مقام پر سب درجون مین آکر
بیٹھے اُسوقت برجیس نے اندر سے پردۂ قدرت کے آواز دی کہ اے خونخوار تم یہ کام کرو کہ مجھکو
بعلم قدرت ثابت ہوا ہے کہ ارزنگ نطفۂ حرام مع لشکر کوچ کرچکا ہے اور اُسکے ہمراہ لشکر کثیر ہے وہ
ابھی خیال خام مین اپنے کو خدا جانتا ہے اور خدازادہ لیس لقا وغیرہ میرے فرستادہ تھے انھون نے
یہان آکر دعوی خدائی کیا تھا وہ خدا نہ تھے بالکل یہ خیال اُسکا غلط ہے کہ میرے باپ دادا خدا تھے
مین بھی خدا ہون پس وہ یہان آکر اپنی سزا کو پہونچیگا اور اس سرتابی کی سزا پائیگا لہذا جو بادشاہ
کہ اسوقت یہان موجود ہین اور اُنکی طرف سے اُنکے ملکون مین اُنکے نائب ہین اور جو کہ اپنے
ملکون مین ہین اُنکو یہ تحریر کرو کہ اگر کوئی لشکر تمھارے ملک کی طرف سے ادھر کو آوے تو اُسکو
آنے دینا ہرگز ہرگز نہ روکنا ہم اسکو یہان آنیکی سزا دینگے تم کوئی تعرض نہ کرنا اگرچہ وہ تمسے بر سر فساد
بھی ہو تو تم مقابلہ نہ کرنا ورنہ اس عدول حکمی کی ہم تمکو سزا دینگے اور غضب خداوندی تمپر نازل کرینگے
خونخوار نے عرض کیا بہت خوب پس اُسیوقت اُس درجے کی طرف خونخوار نے نگاہ کی کہ جسمین صاحبان
قلم بیٹھے تھے یہ مین عرض کرچکا ہون کہ درجۂ بالا والے پائین کا حال دیکھ سکتے ہین اور پائین
والے درجہ بالا کا پس خونخوار نے اُنکی طرف دیکھکر اشارہ کیا پس جو کہ سب دبیرون کا افسر تھا
وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور ہاتھ باندھے ہوے سب درجے طے کرکے روبرو خونخوار کے حاضر ہوا
پہلے اُسنے اُس پردۂ قدرت یعنی حجاب قدرت کی تعریف کی اور سجدہ کیا پھر خونخوار سے عرض کیا
کہ کیا حکم ہوتا ہے خونخوار نے وہی مضمون اُس سے بیان کیا اور کہا کہ اس مضمون کے بہت جلد
نامے تحریر کرو وہ سلام کرکے گیا اور اُسی مضمون کے نامے ایک ساعت مین لکھ لایا اور حاضر کیے
خونخوار نے کرسی پر سے اُٹھکر اور قریب حجاب جاکر عرض کیا کہ یہ نامے حاضر ہین آواز آئی کہ ہان پڑھا
پھر پڑھکر دیکھو پس خونخوار نے نامے پڑھکر رکھدیے ایک ہوا ایسی چلی کہ وہ نامون کو اُڑا کر لیگئی اور جو
نامہ جسکے نام کا تھا اُسکو پہونچا دیا پس ہر ایک مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ادھر برجیس جب نامہ روانہ
کرچکا یہ تو مین عرض کرچکا ہون کہ ہر وقت آفتاب جادو برجیس کے پاس پوشیدہ موجود رہتا ہے
اور ہر ایک بات کی اُسکو خبر دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اُسپر برجیس عمل کرتا ہے پس آفتاب نے
برجیس سے کہا کہ اے برجیس قہار دیو گشتی قیصر آدم خوار و سیہ دندان تیز دندان روشن ننگ خود پرست
و حسام شیر صولت کو مع طوبار شاہ سرشار شاہ کے تین لاکھ سپاہ سے روانہ کرو کہ وہ بیرون شہر
آفتاب نما جاکر مقیم ہوویں اور جب ارزنگ آوے تو اُسکو بیرون شہر روکے نہ آنے دے ورنہ بڑی خرابی
ہوگی حریف اندر شہر کے اگر آگیا تو اہل شہر پریشان ہونگے اور غدر مچ جائیگا کیونکہ اُسکا قصد یہ ہے کہ
لشکر لیے ہوے اندر شہر کے چلا آوے تو اُسکے ہمراہ لشکر کثیر ہے اور بہت سے پہلوان ہین اور دوسرے
جہرتگ بن زہرو جو کہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مجبوبہ تھا زہرو پر عاشق ہوئی تھی اور زہرو سے اُسکو
حمل رہا تھا شہنشاہ کے شہر مین اُسکے بطن سے یہ پیدا ہوا تھا مگر اُسکی خالہ نے اُسپر عاشق ہوکر
اور محروم جادو وہ ملکہ انقرام جادو وہ جمرود جادو وہ ناشاد جادو کو ہمکر کے اور اُسکی خدائی کو مع نصف

کرکے کوئی بیس لاکھ کا لشکر ہمراہ لیکر اور بہت سے بادشاہوں کو اپنا شریک کرکے اور سامان
خدائی درست کرکے یہ دعوی کیا کہ میں خدا ہوں اور مجھکو میرے بزرگوں نے خانۂ خدائی سپرد کیا
ہے ارزنگ میرے باپ کا غلام تھا وہ جھوٹا دعوی کرتا ہے کہ میں فرزند ہوں زمرد کا وہ فرزند زمرد شاہ نہ
تھا اور نہیں اُسنے اپنے مالک سے کوچ کیا ہے پہلے وہ خاور میں جاتا تھا پھر اُسنے سُنا تھا کہ ارزنگ
تخت خاور پر ہے جب اُسکو معلوم ہوا کہ ارزنگ حضرت شہر آفتاب شاہ کے کوچ کرکے گیا ہے تو اُسنے ادھر کا قصد
کیا ہے وہ بھی بیس لاکھ ہی ہے اُسکا یہ قصد ہے کہ میں پہلے ارزنگ سے مقابلہ کرکے پھر اُسکو مٹالوں کیونکہ میں خدا
ہوں نہیں پھر اُسکے بعد اپنی خدائی کو درست کروں پھر تجھسے وہ مقابلہ کریگا اُسکے بعد خدا پرستوں سے [illegible]
خبر دیتا ہوں کہ یہ دونوں فرزند ہیں زمرد کے مگر مخالف آپس میں اور دونوں تمہارے شریک ہونگے اور تمہاری
اطاعت کرینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ تم لشکر کو روانہ کرو کہ وہ ان دونوں کو روکے یہ بھی خبر دیتا ہوں کہ پہلے
ارزنگ آئیگا اور تجھسے نامہ و پیام کریگا ابھی عرصے میں شیر ناگ بھی آجائیگا اُسکے اور ارزنگ کے مابین
ہوگا اور پھر باہم شریک ہو کر تجھسے مقابلہ کرینگے جو آفتاب خاور نے برجیس سے کہا برجیس نے اُسوقت
افریق کا نام لیکر کہا کہ اے مرسل دست چپ تم آگاہ ہو کہ سرداران دست چپ سے قیصور اور خونخوار دستنبور
نیزہ باز تہمار دیو گیش حسام شیر صولت کو مع طوبار شاہ سمر شار شاہ کی تیس لاکھ سپاہ کے روانہ کرو
بیرون شہر جا کر خیمہ زن ہوں اور میدان جنگ کو آراستہ کریں اور جب ارزنگ آئے ہمکو خبر کریں کہ ہم
اسکو [illegible] سے یہ سنتے خود کوچ کرینگے اور یہ بھی معلوم ہو کہ علاوہ ارزنگ کے ایک اور زبردست
کہ نام اُسکا شیر ناگ ہے اُسکے ہمراہ بہت سے ساحر ہیں اور لشکر کثیر ہے وہ بھی لڑکا ہے زمرد کا وہ بھی دعوی خدائی
کرکے اپنے مقام سے چلا ہے اُسکو یہ دعوی ہے کہ میں خدا ہوں نہ ارزنگ خدا ہے نہ برجیس بس وہ بھی جھوٹا
ہے اور ارزنگ بھی پس اسکو بھی روکیں اور ہمکو خبر کریں افریق شاہ نے کہا بہت خوب پس اُسیوقت
افریق شاہ نے پہلوانان نامبردگان کو طلب کرکے کہا کہ قدرت نے یہ حکم دیا ہے اُن سب نے پہلے سجدہ کیا
اسکے بعد وہاں سے اجازت لیکر زیر گنبد آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر اپنے مقام پر
آئے اُدھر اُن سرداروں نے چھاونی میں جا کر بیس لاکھ کا لشکر انتخاب کرکے اور خیمہ و بارگاہ نکلوا کر
طوبار شاہ و سمر شار شاہ کو ہمراہ لیکر نامبردگان نے کوچ کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ گو بیس لاکھ کا لشکر شہر
سے نکل گیا مگر اسقدر آبادی تھی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس شہر سے دس آدمی نکلے ہیں پس انھوں نے بیرون
شہر جا کر مقام نفیس تجویز کرکے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا خیمے وغیرہ برپا ہوے سب اُن خیموں میں اُترے
بارگاہ برپا ہوئی اُسمیں طوبار شاہ و سمر شار شاہ اُترے اُسکے برابر جو خیمے تھے اُنمیں وہ سردار اُترے
لشکر کا پڑاو ہوا وہ مقام پر از آب و گیاہ تھا دریا کے قہار جاری تھا اسکو پہلے ہی لشکر فروکش ہوے
یہ کارخانہ تھا کہ جب سے لشکر آکر اُترا برجیس نے یہ بھی کہدیا تھا کہ کل لشکر کو کھانا یہاں سے پہونچا کریگا تم
کوئی فکر نہ کرنا آب و طعام کا بندوبست نہ کرنا دونوں وقت قدرت کے مطبخ سے کھانا لشکر کے لیے
علی قدر مراتب آیا کریگا راوی نکتہ سنج بیان کرتا ہے کہ بس یہ طریقہ تھا کہ دونوں وقت ہر ایک کے لیے
کھانا علی قدر مراتب موجود ہوجاتا تھا اور پہلوانوں اور سرداروں کے اور بادشاہوں کے لیے
خوان آراستہ ہو کر آجاتے تھے کوئی پہونچانے والا نظر نہ آتا تھا ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ کارخانہ [illegible] کا
تھا آفتاب جادو [illegible] سے کل لشکر کو کھانا روانہ کر دیتا تھا پس برجیس نے یہ بندوبست کیا تھا جو کہ [illegible]
ہوا ہے برجیس تو قلعے میں بیٹھا ہوا خدائی کر رہا ہے بالکل بیخوف و خطر ہے کوئی اُسکو فکر نہیں ہے لوگ [illegible] اکثر

اُسکو سجدہ کرتے ہین اُسکی خدائی کے معتقد ہوتے ہین یہان تو یہ سامان ہی اُدہر ارمان شیر صولت ہراول لشکر
ارزنگ مع پیش خیمہ کے چلا آتا ہی جب اُسنے چند صحرا طی کیے اب اُسکو شہر ملنے لگے ہر ایک بادشاہ نے ہرکارے
اُن ناموں کے پہونچنے سے پیشتر مقرر کیے تھے کہ جب کوئی لشکر ادہر سے جاے اُس سے دریافت کرکے
ہمکو خبر کرنا کہ اگر ارزنگ کا لشکر ہوگا تو ہم مزاحم ہونگے اگر اور کوئی لشکر ہوگا اس سے ضرور مزاحم ہونگے
چونکہ ہرکارے مقرر تھے انھون نے جو لشکر آتے ہوے دیکھا اہل لشکر سے جاکر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ یہ لشکر ارزنگ کا ہی ارمان شیر صولت ارزنگ کا پیش خیمہ لیکر طرف آفتاب نما کے جاتا ہی اُسکے
عقب مین ارزنگ مع لشکر کثیر چلا آتا ہی وہ ہرکارے یہ جا کر اس شہر کے بادشاہ کو خبر دیتے تھے وہ خاموش
ہو جاتا تھا اُسکے بعد جانے ارمان کے ارزنگ مع لشکر کے آتا تھا ہرکارے یہ دریافت کرکے فوراً
بادشاہون کو خبر کرتے تھے نوبت بانیجا رسید کہ ارمان قریب شہر آفتاب نما کے پہونچا دور سے اُسنے
دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بلند سربفلک کشیدہ بنا ہوا ہی اُسکے وسط مین ایک گنبد ہی اُس گنبد کے برج پر
ایک آفتاب لگا ہوا ہی کہ اُس سے شعاعین نکل رہی ہین اور گرد اُسکے بہت سے آفتاب ہین یہ قلعہ
بہت دور سے دکھائی دیتا ہی یہ قلعہ جو ارمان نے دیکھا اول سردارون سے اور سوارون سے
دریافت کیا کہ تم تو اسطرف آئے ہو ہمراہ سلیم شیر صولت کے یہ کون قلعہ ہی انھون نے دیکھکر عرض کیا
کہ اے پہلوان جہان آپ کو مبارک ہو کہ آپ شہر آفتاب نما کے قریب پہونچ گئے ہین یہ قلعہ وسط شہر مین
ہی اسی مین یہ جلیس خدائی کرتا ہی اسکے گرد تمام شہر آباد ہی اور اہل شہر سردار ان لشکر کی نگاہ بہت ہی اور سب
اہل شہر اس قلعے کے گرد رہتے ہین اور یہ قلعہ بہت وسیع ہی اور یہ آفتاب اس قلعے کے وسط کے برج
پر بنا ہوا ہی اسکی روشنی بارہ کوس تک ہر دن شہر کی پہیلی ہوئی ہی اور بہت سے آفتاب اس قلعے کے
آفتاب کے گرد ہین جسکو آپ دیکھ رہے ہین سُنا ہی کہ اس قلعے پر ایک آسمان ہی ایسا صاف و شفاف
ہی کہ اُس آسمان پر جو عمارت بنی ہوئی ہی وہ نیچے سے معلوم ہوتی ہی اُس آسمان پر سے پہول ہمیشہ برستے
ہین اور قلعے مین ہزارون چمن کہلے ہوے ہین اور بہار اسکے رنگ برنگ آتی ہی مگر کاٹنے والا نظر
نہین آتا ہی یہ جو ارمان نے سُنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہم منزل مقصود پر پہونچ گئے اب یہان سے
شہر آفتاب نما کسقدر دور رہا انھون نے کہا کہ ایک منزل ہی اب کچھ دور نہین ہی ارمان نے اُسدن
اسی مقام پر قیام کیا دوسرے دن کوچ کو وہان سے روانہ ہوا دو پہر دن راہ طی کی تھی کہ دور سے نشان
لشکر نظر آئے ایک سردار ہمراہی نے ارمان سے عرض کیا کہ اے پہلوان جہان دیکھیے وہ سامنے سے علم لشکر
نظر آتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی لشکر ادہر کو آتا ہی کہین مقام معقول دیکھکر اور تجویز کرکے لشکر کو فروکش
ہونا چاہیے تا کہ اگر لشکر حریف یہ شخص ہو آپ کے ادہر آنے کی خبر سنکر آپ کے روکنے کو اور مقابلہ کرنے کو آتا ہو
تو کچھ خرابی ہو ہم تو غافل ہون اور وہ متصل فرا سپ سے گہیر آئیں اور قتل کرنا شروع کرے بارگاہ
و خیمے وغیرہ نصب کیے یہ جو اُس سردار نے کہا ارمان کو بھی یقین ہو گیا اُسیوقت اُسنے ہرکارون سے کہا کہ جاکر
خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کدہر کو جاتا ہی ہمسے مقابلہ تو نہین کرنے آتا ہی وہ ہرکارے یہ حکم پاکر فوراً روانہ
ہوے ادہر ارمان نے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین مقام کرو آب و گیاہ دیکھکر قیام کرو ابھی مرکب [illegible]
نہ اُترو سب اسباب بار رہے اور جبتک ہرکارے خبر لیکر نہ آلین یہ جو حکم دیا کل اہل لشکر ایک صحرا [illegible] آب و
گیاہ دیکھکر آکے کہین صفین باندہکر کہڑے ہوے لشکر کے آگے ارمان اپنے مرکب کو روک کر اور کل سردار تلوار
لیکر کہڑا ہوا ادہر وہ ہرکارے جو کہ روانہ ہوے تھے پاسے شادی مارکر اور راہ طی کرکے قریب اُس لشکر

آفتاب پرستان کے پہونچے کہ جسکو بسرکردگی طوبار شاہ و سرشار شاہ و قیصور زرنگار و سنقور نیزہ باز
و حسام شمشیر و صولت شمشیر زن و تک خود پرست کے بڑا سے بدو کئے ارزنگ وغیرہ کے اترا ہوا تھا اور شہر آفتاب نما
کو پشت پر کر لیا تھا انھون نے دیکھا کہ کوسون تک خیمہ وغیرہ برپا ہین بازارین آراستہ ہین جھنڈے بانات
کے ہوا سے لہرا رہے ہین باجے جنگی بج رہے ہین سوار و پیدل پھر رہے ہین سردارون کے خیمے
برپا ہین پہرہ بان چوکیدار پہرہ دے رہے ہین سوار دربان بیٹھے کھڑے ہین انکے سینون پر تصویر
آفتاب لگی ہوئی گرد اس تصویر کے بخط جلی لکھا ہوا ہی کہ این تصویر خداوند آفتاب است اسکے برابر ایک تصویر
بنی ہوئی ہی وہ انسان کی ہی اسکے منھ پر نقاب پڑی ہوئی ہی صرف چہرہ ہی اسکے برابر بخط جلی لکھا ہوا ہی کہ این تصویر
نائب خداوند قیصر زرنگار خداوندزادہ زرجبیں است لکھا ہے لشکر کے پھریرون پر تعریف خداوند
آفتاب و زرجبیں تحریر ہی اور مذمت اور سب خداؤن کی خصوصاً لقا سے بے لقا و زمرد ثانی و ارزنگ
وغیرہ کی بہت شد و مد سے تحریر ہی وسط لشکر مین ایک بہت بڑا علم ہی کہ اسپر آفتاب بنا ہوا ہی اس سے فرو
بیہ ہوا ہی اسکے برابر چہرہ زرجبیں کا ہی اسکے اوپر بخط یاقوت رنگ بڑے بڑے حرفون سے تعریف آفتاب
و زرجبیں تحریر ہی اور سیاہ حرفون سے مذمت لقا اور زمرد شاہ باختری و زمرد ثانی و ارزنگ بلید
تحریر ہی لشکر کے سوارون کی وردیان بہت زرق و برق ہین سب طلائی ہین ہر چیز پر سونے کا کام بنا
ہوا ہی ہر خیمہ پر اور ہر بارگاہ پر آفتاب بنے ہوئے ہین وہر دوکاندار کی دوکان پر آفتاب کی تصویر
ضرور ہی اور زرجبیں کی ہر کارخانہ پر یہ سیر کرتے ہوئے اور لشکر کو دیکھتے ہوئے ہر مقام پر پہونچتے ہوئے
ایک مقام پر پہونچے وہان چند سوار بیٹھے ہوے ہین فرش نفیس بچھا ہوا تھا حقہ پیچوان آگے لگا ہوا تھا
شطرنج کھیل رہے تھے یہ بھی کھڑے ہوکر دیکھنے لگے کہ ان مین سے ہر ایک نے انکی طرف دیکھا اور کہا
کہ آپ تشریف لائیے کیونکہ یہ بھی بوضع شرفا تھے اور اسباب سفر انکے دوش پر تھا یہ مسافر بنکر لشکر مین
گئے تھے اسنے انکو مسافر خیال کرکے کہا کہ آپ تشریف لائیے اسکا اثر یہ مطلب تھا یہ اسباب کو رکھکے
بیٹھ گئے اسنے خاصدان سے نکالکر انکو پان دیا انھون نے پان لیکر کھایا اسنے پوچھا کہ آپ کون
لوگ ہین اور کدھر سے تشریف لائے ہین اور کہان تشریف لیجانے کا قصد ہی یہ جو بیٹھے تو اب سب
انکی طرف متوجہ ہوئے شطرنج کو رکھدیا کیونکہ انکی صورت کچھ عجیب طور کی تھی اس اقلیم کے رہنے
والے نہ تھے انکی وضع پر شکل انکی اور وضع تھی سب متعجب ہوکر دیکھ رہے تھے یہ جو اسنے کہا انھون نے
جواب دیا کہ ہم مسافر ہین ترکستان سے آئے ہین کیونکہ اس ملک مین مدت سے دین اسلام رائج ہی
اسلام کا ڈنکا بجتا ہی اب تک ہم پوشیدہ رہے مگر اب ہمسے برداشت نہ ہوسکی کہ ہم اپنے خداؤن کی مذمت
سنین لہذا ہم وہان سے چلے آئے نہ اپنے مین ہمنے اسقدر قدرت پائی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرین
ہم پچاس آدمی تھے اور وہ لاکھون جدھر جسکا جی چاہا وہ چلا گیا ہمنے راہ مین سنا کہ شہر آفتاب نما جو کہ
اسوقت بہت بڑا شہر ہی اور خورشیدیہ کا دارالسلطنت ہی وہان خداوند آفتاب نے نزول فرمایا ہی
انکا ایک فرزند ہی کہ جسکو انھون نے اپنا نائب کیا ہی وہ بہت شدومد سے خدائی کرتا ہی کہ بہتون نے
انکا دین اختیار کیا ہی بڑا اختیار ہی چونکہ ہم بھی ایک مدت سے آفتاب پرست تھے ہمنے خیال کیا کہ ہماری
بسر اس ملک مین خوب ہوگی اسی شہر مین چلکر رہو اور اپنی زندگی براحت بسر کرو چنانچہ لوگون سے دریافت
کرتے ہوے اور نشان پوچھتے ہوے اقلیم خورشیدیہ مین پہنچے ایسے شہر آفتاب نما کو دریافت کیا لوگون
نے پتہ دیا اسی پتہ پر اس مقام پر پہونچے جب یہان پہونچے تو یہ لشکر فروکش پایا ہم لشکر مین آئے لشکر کو

ایسا اگر اسنا پایا کہ ہمنے ہزارون سفر کیے لاکھون لشکر دیکھے مگر اس شان و شوکت کا لشکر نہین دیکھا آجکل
جو شان و شوکت لشکر اسلام کی ہے وہ کسی لشکر کی نہین ہے یہ شوکت اسنے کبھی نہین پائی ہے ایک زمانے
مین جب ایرج نوجوان آفتاب پرست تھے اسکے بھی ہمراہ لشکر تھا مگر یہ شوکت نہ تھی جو اس لشکر کی ہے
خداوند لقا جو کہ اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک تھا اور ہمیشہ لاکھ کا لشکر زیر قبطول خدائی ہر وقت
پڑا رہتا تھا اور یہ لشکر کا کچھ شمار نہین باوجود اس مرتبے کے کہ خدائی کرتا تھا مگر اسکے لشکر کے بھی ایسے
نشان نہ تھے جو کہ ہمنے اس لشکر کے دیکھے ہمکو حیرت ہوئی کہ یہ کس بادشاہ کا لشکر ہے چلکر ذرا اس کی
سیر کرنا چاہیے بعد اسکے پھر طرف اپنی منزل مقصود کے روانہ ہونگے چنانچہ لشکر مین آکے تمام دن ہوا پھر
ہوئے مگر لشکر کی حد وانتہا نہ معلوم ہوئی کہ کسقدر لشکر ہے اور اسکا کون افسر ہے ہمکو یہ حیرت ہے اور یہ بھی
حسرت ہے کہ ہم اس لشکر کے حال سے واقف ہون یہ تو ہمپر ثابت ہوگیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے
مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کدھر جاتا ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کس مہم پر گیا تھا اور یہان کیون مقیم ہے غرض ان
سوارون نے جواب دیا کہ یہ کوئی مقام حیرت نہین ہے ایسے ایسے بہت سے لشکر ہین درافضل تمنے اس
شان و شوکت کے لشکر نہ دیکھے ہونگے اب دیکھوگے اسکی کیا اصل ہے یہ ایک ادنی لشکر ہے آگاہ ہو
کہ جس شہر کی تم تلاش مین منزلون سے یہان آئے ہو یہ اسی شہر سے لشکر نکلکر آیا ہے اور یہ لشکر خداوندی
ہے مگر ادنی لشکر ہے اسکے مثل ہزارون لشکر ہین اس لشکر کے افسر دو بادشاہ اور چار پہلوان ہین کہ جنکے
نام یہ ہین قیصور آدمخوار سنتور پنجزہ بازنسا فم شمر صولت شیرناب خود پرست طوفان شاہ و سمندر شاہ
اور وہ جو تم قلعہ دیکھتے ہو جسپر آفتاب تابان درخشندہ اور تابندہ ہے وہی شہر آفتاب نما ہے یہ قلعہ
اسی شہر مین ہے اسی قلعے مین خداوند تشریف فرما ہین اور یہ لشکر جسکو تم دیکھ رہے ہو نہ کسی مقام پر
گیا تھا نہ کہین جاتا ہے صرف شہر سے اس غرض سے بحکم خداوندی آیا ہے کہ کوئی ارژنگ بن زمرد ہے اور
وہ بونا ہے تقابلی زمرد شاہ کا اسنے یہ دعوی کیا ہے کہ مین خدا ہون اور کوئی خدا نہین ہے وہ ہر طرف
اپنی خدائی کی نوبت بجاتا پھرتا ہے اسکو خداوند آفتاب کے نزول کی خبر ہوئی پس اسنے ادھر کا قصد
کیا کہ خدا تو مین ہون یہ خداوند آفتاب کون ہے مین جاکر مقابلہ کرکے خداوند آفتاب کو مٹادونگا
پس وہ لشکر کثیر لیکر ادھر کو آتا ہے یہ حال خداوند کو بعلم خدائی معلوم ہوگیا قدرت صفات چار سردارونکو
اور دو بادشاہون کو مع بیس لاکھ سپاہ کے روانہ فرمایا کہ تم بیرون شہر جاکر مقیم ہو اور جب ارژنگ
لشکر لیکر آئے اسکو روکنا اور مقابلہ کرنا اور ہمکو خبر دینا ہم کچھ تدبیر کرینگے گو ہمکو علم خدائی سے ثابت
ہوجائیگا مگر تم بھی ہمکو خبر کرنا یہ ہے کیا پوچھا اس لشکر کی کیا حقیقت ہے جب تم شہر مین جاؤگے اور دیکھوگے تو
تمکو اور زیادہ حیرت ہوگی اور عجب قدرت کی قدرت نمائیان اور شوکت نمائیان اور اپنے بندہ پرور
مہربانیان اور نوازشین اور رحم دلی دیکھوگے تو دریائے حیرت مین ہمہ تن غرق ہوجاؤگے عجب نہین
کہ تمکو سکتہ کی نوبت پہونچے پس جو شان خدائی اور قدرت نمائی چاہیے وہ خداوند آفتاب اور اسکے
نائب یعنی فرزند خداوند مین موجود ہے یہ قدرت نمائی ہے کہ جب سے لشکر یہان آکر مقیم ہوا ہے اسدن سے
دونون وقت علی قدر مراتب کل لشکر کو خداوند کے مطبخ سے طعام لذیذ آتا ہے ہم اہل لشکر کو کوئی تکلف نہین کرنا پڑتی
ہے بلا محنت و مشقت کھانا کھاتے ہین اور چین سے بسر کرتے ہین یہ جو ان ہرکارون نے سنا کہا کہ جو سچ ہے خداوند
آفتاب کی کیا قدرت ہے اور کیا شان ہے واقعی یہ قدرت اور یہ شان نہ کسی خدا کی سنی نہ دیکھی ہے
انھون نے کہا ابھی کیا دیکھی ہے جب شہر مین جاؤگے تو دیکھ لینا کہ کیا قدرت ظاہر ہوتی ہے ان ہرکارون نے

کہا کہ آپ یہ فرمائیں کہ یہاں سے شہر آفتاب کس قدر فاصلے پر ہے اور اس ملک میں کوئی سرا بھی ہے یا نہیں
انھوں نے جواب دیا کہ وہ دیکھیا سامنے ہے کوئی ایک گھنٹہ کا راستہ ہوگا بہت زائد دو گھنٹہ کا اور سرا کو جو
دریافت کیا تو سیکڑوں سرائیں ہیں اور ہر سرائیں قدرت کی طرف سے لوگ مقرر ہیں وہ جو مسافر
آتا ہے اسکا بند و بست کرتے ہیں اسکو راحت دیتے ہیں آب و طعام کی فکر کرتے ہیں طعام لذیذ اسکو
کھلاتے ہیں جو دن اسکا جی چاہے رہے اور جب وہ طرف اپنی منزل کے روانہ ہوتا ہے تو اسکو وہ
زاد راہ دیتے ہیں اور طعام اسکے ہمراہ کرتے ہیں اسکے علاوہ اہل شہر کے لیے قدرت نے ایک
خانۂ رزق اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے بوقت صبح جو جو کہ مفلس اور کم مایہ ہیں انکو انکے خرچ کے
موافق رزق ملتا ہے وہ بلا محنت و مشقت اپنی اوقات بسر کرتے ہیں لیکن تم سرائیں جا کر اترو گے
تم لوگوں کو تکلیف نہ ہوگی خصوصاً آجکل تو اور بھی نہ ہوگی کیونکہ آجکل جشن عالم افروز ہو رہا ہے تمام
کل اہل شہر غریب سے لیکر امیر تک اور شہر کی عورات تک علاوہ اسکے ہر پیشے کے آدمی کل رعایا سے
شہر اور مسافر سب قدرت کے مہمان ہیں خانۂ بہشت میں سب کی دعوت ہوتی ہے اور رنگ و ناچ بہشت
کے لوگوں کا سننے میں آتا ہے عطر پان و پھول ملتے ہیں صفت یہ ہے کہ سب سامان درست ہو جاتا ہے
کھانا چن جاتا ہے گانا سننے میں آتا ہے مگر یہ قدرت کی قدرت ہے کہ ان سب کاموں کا کرنے والا نظر
نہیں آتا ہے یہ جشن ایک ماہ تک برپا رہتا ہے جو جو مسافر جاتے ہیں اور وارد شہر ہوتے ہیں انکی بھی
دعوت ہوتی ہے پس آجکل تمھاری بھی دعوت ہوگی ہر اسکے بعد بود و باش مکان ملیگا آجکل قدرت کی
سالگرہ ہے اسی زمانے میں خداوند جلیس زمین پر تشریف لاتے ہیں اور یہی زمانہ انکی ولادت کا ہے
سال بھر کے بعد یہ بہت بڑا جشن ہوتا ہے اس جشن کی میں کیا تعریف کروں یہ جو ہرکاروں نے سنا کہا
کہ اچھا اب تو ہم لوگ جاتے ہیں جب آپ لوگ اس مہم سے فرصت کر کے شہر میں تشریف لائینگے
تو آپ سے ملینگے انھوں نے کہا کہ آج نہ جاؤ کل صبح کو جانا اتنا دن اور یہ شب اسی مقام پر
بسر کرو جواب دیا کہ ہم لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک منزل پوری یعنی جس مقام پر قیام کرنیکا قصد ہوتا
ہے اس تک نہیں پہونچ لیتے ہیں راہ میں نہیں قیام کرتے ہیں چاہے رات ہو جائے برابر راہ چلے
جائینگے جہاں سے ہم چلے ہیں اور پہلے قصد کر لیا ہے کہ ہم بیس کوس پر جا کر قیام کرینگے بس بیس ہی کوس
پر قیام کرینگے پس اب بیرون شہر کے دوسرے مقام پر نہ قیام کرینگے دوسرے کوس دو کوس کے
لیے کہ اب یہاں سے کس قدر فاصلے پر ہے یہاں رہ جائیں اور صبح کو پھر اسکے کو پریشان کریں اور
سفر کی زحمت گوارہ کریں پس اب ہم ضرور جائینگے اور شہر ہی میں تو قیام کرینگے وہاں آپ سے پھر
ملینگے یہ جو انھوں نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے یہ ہرکارے جو کہ مسافر بنے ہوئے تھے
اس مقام پر سے اٹھے اور انکے سامنے تو طرف شہر کے چلے جدھر کا انھوں نے پتہ دیا تھا جب
سامنا جاتا رہا اپنے لشکر کی راہ لی مگر تمام لشکر کو دیکھ لیا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جس مقام کی انھوں نے
سیر نہ کی ہو بس لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے یہاں ان ہرکاروں اور لشکر کے انتظار میں
سردار مع لشکر کے اسی طور سے کھڑے ہوئے تھے اور لشکر کو آگے نیکا حکم نہ دیا تھا چونکہ ابھی منزل پوری
نہ ہوئی تھی کہ ہرکارے آ کر پہونچے چلے تو بہت تعریف لشکر کی کی اور پھر کہا کہ لشکر قریب شہر آفتاب کا
اترا ہوا ہے یہ جلیس نے اس لشکر کی خبر پاکر کہ ادرنگ آتا ہے اسے مقابلہ کا ارادہ کیا ہے کہ اگر ادرنگ
آئے تو اسکو بیرون شہر روکنا ہم اور کچھ تدبیر کرینگے پس یہ لشکر خداوند کی روکنے کے لیے یہاں اترا ہے

آ گیا پس تم طوفار شاہ وغیرہ کو یہ خبر دو کہ جسوقت ارزنگ آ جائے تو تم لوگ اُس سے مقابلہ کرنا
اور جبتک یہاں سے کوئی حکم تمہارے نام نہ پہونچے اس امر کا خیال رکھنا کہ جب ارزنگ آ جائیگا تو
وہ نامہ لکھیگا تمہارے نام تم اُس نامے کا یہ جواب دینا کہ ہم اسکا جواب نہیں دیسکتے ہیں خداوند کو
نامہ لکھو جیسا وہ جواب دین اُسپر عمل کرنا اور ہم تو اُنکے حکم کے منتظر ہیں پس جب یہ جواب ارزنگ
کو پہونچیگا وہ ضرور تمکو نامہ لکھیگا وہ نامہ بر لشکر میں آئیگا تم طوفار شاہ وغیرہ کو لکھنا کہ وہ نامہ نامہ بر
سے لیکر تمہارے پاس روانہ کردے پس تم اُس نامہ پر جواب جنگ لکھنا اور طوفار شاہ وغیرہ کو
الگ لکھنا کہ وہ ارزنگ سے مقابلہ کریں یہاں سے اُسکی کمک ہوگی یہ آفتاب نے برجیس سے
کہا برجیس نے حجاب قدرت کے اندر سے خوشخوار کو آواز دی اور کہا کہ مابدولت کو علم خدائی سے
معلوم ہوا کہ آج ارمان ہراول لشکر ارزنگ ہمارے لشکر کے مقابلے میں آکر فروکش ہوا ہے اور
کل تک ارزنگ بھی آ جائیگا پس ہماری طرف سے طوفار شاہ وغیرہ کو تحریر کرو کہ وہ جب ارزنگ
آ جائے اور اُنکو نامہ تحریر کرے تو وہ یہ جواب دین کہ ہم اسکا جواب نہیں دیسکتے ہیں تم خداوند کو
نامہ لکھو وہ جو کچھ جواب دین اُسپر عمل کرو اور جو نامہ خداوند کے نام تحریر کرنا اُسکو ہمارے پاس روانہ
کرنا ہم اپنے ذریعے سے خدمت خداوندی میں روانہ کردینگے پس خوشخوار نے اُسوقت اسی مضمون
کا نامہ لکھوا کر پیش کیا آواز آئی کہ کسی چوبدار کے ہاتھ روانہ کردو پس خوشخوار نے اُسوقت ایک
چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا وہ چوبدار نامہ لیکر بیرون شہر لشکر میں آیا اور داخل بارگاہ ہوکر طوفار شاہ
وغیرہ کو نامہ دیا پہلے طوفار نے وہ نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا اسی طور سے
دیسرشار شاہ وغیرہ نے چوما اور سر پر رکھا اُسکے بعد سب نے اُس نامے کو سامنے رکھکر سجدہ کیا کیونکہ
اُسپر تصویر برجیس کی بنی ہوئی تھی اب نامے کو چاک کیا مضمون نامہ پڑھا پس اُسیوقت عرضی لکھی
جسکا یہ مضمون تھا کہ حکمنامہ قدرت پہونچا حال مندرجہ سے یہ بندگان درگاہ قدرت آگاہ ہوے
پس جیسا حکم عالی صادر ہوا ہے اُسپر غلامان قدرت کاربند ہونگے زیادہ حد ادب یہ لکھکر اور اس عرضی
کو چوبدار کو دیا وہ چوبدار وہ عرضی لیکر قلعے میں آیا اور خوشخوار کو دی خوشخوار نے قریب حجاب قدرت
جاکر پڑھی اور سنائی آواز داخل دفتر کی آئی پس یہاں تو روز دربار حسب دستور ہوتا ہے وہاں جب
وہ دن گذرا اور شب آئی اور شب بھی بسر ہوئی یہ حقیر ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ناظرین
اسکا خیال نہ فرمائیں کہ اسنے کسی مقام پر صبح کا حال نہیں تحریر کیا اسکا سبب یہ ہے کہ اس ناچیز کو اس
امر کا خیال ہے کہ یہ دفتر طولانی نہ ہو جائے اور اصل مطلب رہجائے ابھی مجھکو بہت کچھ لکھنا ہے وقت کم ہے
کہ رات کم اور قصہ طولانی و اقعات تو بہت ہیں مگر اسکا خیال ہے کہ طول نہ ہو اسی سبب سے ہر مقام پر
اختصار کرتا جاتا ہوں گو میرا جی نہیں چاہتا ہے مگر ناچار ہوں خیر آمدم بر سر مطلب جب سحر ہوئی یہاں
دونوں لشکر آنکے سوے تھے ادھر ارزنگ طی مراحل و قطع منازل کرکے اپنے لشکر کے قریب پہونچا
ہرکارونکو پہلے سے روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ کہ میرا لشکر کہان پر ہے اور شہر آفتاب تھا کسقدر فاصلے پر
ہے پس ہرکارے چور ادھر کرکے آئے تو اپنے لشکر کے علم دیکھکر داخل لشکر ہوئے مگر مقابل اپنے لشکر کے
اور ایک لشکر کثیر فروکش دیکھا پس بارگاہ میں آئے ارمان سے ملے اور کہا کہ خداوند تشریف لاتے
ہین قریب آ گئے ہیں ہمکو ہراول سے خبر روانہ کیا ہے اور یہ لشکر کسکا ہے ہمارے لشکر کے روبرو فروکش ہے
ارمان نے کہا کہ یہ لشکر آفتاب پر شغون کا ہے خداوند کے روکنے کے لیے شہر سے آیا ہے قریب تیس لاکھ

گئے ہیں پس ہرکاروں نے کہا کہ ہم جاتے ہیں تم خداوند کے آنیکا بندوبست کرو یہ کہکر ہرکارے چلے گئے
یہاں ارمان نے لشکر کو حکم دیا کہ سب کمرین باندھیں اور آراستہ ہوکر صف بندی کریں خداوند تشریف
لاتے ہیں یہ حکم دینا تھا اسوقت لشکر مین کمربندی ہوئی سب لشکر تیار ہوگیا ارمان بھی مسلح و مکمل ہوکر
مع سرداروں کے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوا لشکر کی صفین آراستہ کین آپ روبرو لشکر کے مع سرداروں کے
برائے استقبال ارزنگ کھڑا ہوا ادھر لشکر برجیس کے ہرکاروں نے طلو بادشاہ وغیرہ کو جاکر خبر دی
کہ لشکر ارمان مین خبر مشتہر ہی کہ ارزنگ آتا ہی بلکہ تمام لشکر مسلح و مکمل ہوکر اور صفین باندھکر برائے استقبال
کھڑا ہوا ہی ہم آپ کو خبر دینے آئے ہین طلو بادشاہ وغیرہ نے بھی سرداران کو حکم دیا کہ آپ لوگ مسلح و مکمل ہوکر
تشریف لائین اور کنارہ پر لشکر کے چلکر اس لشکر کا تماشا ملاحظہ کرین سب نے جواب دیا کہ جو آپکی مرضی پس
طلو بادشاہ و سمرشار بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک تکیہ بہت بڑا عہد لشکر پر آراستہ کیا جاے اور اسکے بیچ تخت
کیا جاے تخت وغیرہ آراستہ کیے جائین ہم آکر لشکر حریف کا تماشا دیکھین گے یہ حکم دینا تھا اسوقت
سب بندوبست ہو گیا پس طلو بادشاہ و سمرشار بادشاہ وغیرہ سب آکر مع سرداروں کے دنگلیون پر
اور کرسیون پر اور طلو بادشاہ و سمرشار بادشاہ تخت پر بیٹھے بڑے تزک و حشم سے ایسا تزک و حشم تو بادشاہ
ہفت اقلیم کو بھی نہ میسر تھا کہ ان چھوٹے چھوٹے بادشاہون کو دیا تھا برجیس نے یہاں تو یہ بندوبست ہے
ارمان مع اپنے لشکر کے اور طلو بادشاہ وغیرہ مع سرداروں کے کنارہ پر لشکر کے بیٹھے ہوے آمد
لشکر ارزنگ کا انتظار کر رہے ہین ادھر ارزنگ جب قریب لشکر و شہر کے پہونچا تو پہلے اسکو قلعہ
نظر آیا اور اس پر آفتاب درخشان نظر آیا اسنے جو کہ سردار اسکے قریب تھے انسے دریافت کیا کہ کیا کسی
نے بیان کیا ہی جب سے یہ سرحد اقلیم فتح شدہ مین پہونچا ہی تو انسے ان مین سے ایک سردار کو اپنے
قریب بٹھا لیا ہی جو کہ نامہ بر کے ہمراہ گئے تھے اور وہان سے بھاگ کر آئے تھے جنکے خبر دینے سے
یہ لشکر لیکر چلا ہی پس ہر مقام کو اس سے دریافت کرتا جاتا ہی جو اسکو معلوم ہی وہ بتا دیتا ہی اور جو
نہین معلوم ہی اس سے انکار کرتا ہی تو نوبت بایجا رسید جب اسنے قلعہ اور آفتاب دیکھا تو کہا یہ کیا
مقام ہی اسنے عرض کیا کہ خداوند منزل مقصود پر پہونچ گئے یہ قلعہ آفتاب نگار ہی اور یہ وسط شہر آفتاب نگار
ہی اور اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی ہی اب شہر آفتاب نگار بہت قریب ہی یہ سنکے ارزنگ
بہت خوش ہوا اور بخشگان سے کہا کہ دیکھا تم نے قدرت مابدولت کو کسقدر جلد اپنی منزل مقصود پر
پہونچے لشکر کو حکم دے کہ بہت جلد چلے اب کچھ عرصہ نہین ہی منزل مقصود بہت قریب ہی پس بخشگان
نے لشکر کو حکم ارزنگ سے آگاہ کیا اسنے اپنے مرکبون کو تیز کر دیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ارزنگ
کو علم لشکر نظر آئے ایک جگہ ٹھہر کر دیکھا تو ارزنگ نے اپنے لشکر کے علم پہچانے اور علم جو کہ
لشکر برجیس کے تھے نہ پہچانے بخشگان سے کہا کہ یہ جو اسطرف علم ہین اور لشکر ایسے ہین یہ تو لشکر
ارمان کے ہین مگر وہ جو بہت سے علم ہین اور وہ رہین یہ نہ معلوم کس لشکر کے ہین بخشگان نے کہا کہ کوئی
اور لشکر برائے مقابلہ آفتاب پرستان آیا ہوگا یہ علم اسی لشکر کے ہونگے یہ کہکر اور غور کر کے بخشگان نے
دیکھا اور کہا کہ پہلے مجھکو گمان ہوا تھا کہ اہل اسلام شاید آئے ہون مگر اب جو مین نے دیکھا تو یہ نشان
لشکر اسلام کے نہین ہین بلکہ اور لشکر کے ہین جو کہ مثل ہمارے ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر اور
قریب تخت پہونچکر ارزنگ کو دعا دی اور عرض کیا کہ ہم غلام بموجب حکم خداوند برائے خبر گئے شہر
آفتاب نگار بہت قریب ہی بلکہ خداوند اسکی سرحد مین پہونچ گئے ہین جتنے خداوند کی تشریف آوری کی

غرض ارمان کو دی وہ لشکر لیے ہوئے مقام پر فضا میں آیا قریب شہر آفتاب نما کے بارگاہ خداوندی برپا کیے
ہوئے انتظار خداوند میں فروکش تھا آمد خداوند سنکے اسنے لشکر کو تیار کیا اور برائے استقبال قدم
باندھکر استادہ ہوا ہی اور سب خبر بخت برگشتگان نے ہرکاروں سے کہا کہ تم لشکر میں گئے تھے کیا کوئی اور لشکر
بھی تمنے دیکھا تھا کہ اس صحرا میں فروکش ہی انھون نے عرض کیا کہ جی ہان تمنے ایک لشکر کثیر کو اپنے لشکر کے
مقابل فروکش دیکھا ہمکو حیرت ہوئی ارمان سے جو دریافت کیا انھون نے فرمایا کہ میرے آنے سے قبل یہ
لشکر یہان فروکش تھا مین نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ارزنگ کے آنے کی خبر جو برجیس کو معلوم
ہوئی تو اسنے قبل سے لشکر برائے مقابلہ روانہ کیا تا کہ خداوند کو روکے اور اندر شہر کے نہ جانے دے یہ
لشکر آفتاب پرستون کا ہی یہ جو کہتے ارمان نے بیان کیا تمنے اسوقت جانا کہ یہ لشکر حریف ہی لیکن ہم یہی
عرض کرتے وہ لوگ بھی خداوند کی آمد کا تماشہ دیکھنے کو اپنی سرحد میں آکر بیٹھے ہیں ہم خداوند سے یہ عرض
کرنے والے تھے یہ جو ہرکارون نے کہا اسوقت ارزنگ نے حکم دیا کہ لشکر طرح لیجے سے روانہ ہو لیکن یہ حکم
حکم دیا لشکر میں بند و بست ہوگیا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اُنکے پانوں میں گلسیان کے پائجامہ
بانات کی کرتیان سرخ پگڑیان مشکون کے دہانوں سے اوپر ترارے لگے ہوئے کئی ہزار سقے چھڑکاؤ
کرتے ہوئے اُنکے عقب میں اور سب سامان پیش اس طرح لیجے سے لشکر چلا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی پہاڑ
کم لشکر کے علم ارمان وطوبار شاہ وغیرہ کو نمایان ہوے سب اُسیطرف دیکھنے لگے طوبار شاہ وغیرہ نے
دیکھا کہ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے گذرے اُنکے عقب میں کئی ہزار فیلان مست آہن علم اور ماہی مراتب
اُنکے پیچھے سرون پر تعریف لقا وزہرہ ثانی وارزنگ تحریر ہی اور ان ہاتھیوں سمکان مزید کی صورتیں بنی
ہوئی ہیں ہاتھیوں کی پیشانیون حلبی آئینے لگے ہوئے جھول میں کار چوب پڑی ہوئی ایسے وہ سقے اور فیلبان
سب ہاتھیون کو لیکر لشکر ارمان میں آئے اور ایک طرف صف باندھکر کھڑے ہوئے اُنکے عقب میں بارہ
سانڈنی سوار اُنکے بعد جو بدار غول کے غول خاص بردار غٹ کے غٹ اُنکے بعد مرکبان تہی کوتل وعراقی وہ
دو سائیس جلو میں ہاتھون میں لیے ہوے اُنکے بعد گرد وگرد نشتہ کے دستہ سواران چالاک پوش آہن
کے گذرے اُنکے بعد سرداران ذی مرتبہ مرکبان باد رفتار پر سوار گذرے لیکن کوئی دس لاکھ کے قریب
لشکر گذر گیا تو سب نے دیکھا کہ ہاتھیون پر تخت کسا ہوا اُسپر ایک بچہ دیو صورت تاج سر پر رکھے
ہوئے اور اسکی خواصی میں ایک عروس بادیہ ضلالت عجب شکل کا بیٹھا ہوا مگس رانی کرتا ہوا اور بہت
سے سردار گرد اسکے ہاتھیون پر سوار اور نقیب جی خداوند ارزنگ کی پکارتے ہوئے ڈنکا بجتا ہوا
ایک طرف اُن ہاتھیون کے دو پہلوان بہت قوی ہیکل اور ایک طرف ایک ساحر بہت زبردست اور
بہت سے ساحر اُن سب کے عقب میں لشکر بیشمار اور خزانہ اور بچے اور ایون پر بار طوبار شاہ وسرشار
وغیرہ نے جو دریافت کیا تو ہرکارون نے کہا کہ یہ جو تخت پر بیٹھا ہوا ہی یہ ارزنگ ہی اور اسکی خواصی میں
اسکا وزیر برگشتگان ہی اور داہنی طرف جو دو پہلوان ہیں انمیں ایک فرزند لعدرج تھا اسکا نام ویلم ہی
اور دوسرا سپہ سالار ارزنگ کا ہی اسکا نام قرماسب ہی اسیکو ویلم نے زیر کیا ہی اور سب سردار اور یہ
پہلوان لشکر بائیں طرف دیلم کا بھائی اسلم ہی یہ بہت زبردست ساحر ہی اور یہ لشکر ساحر ان کا افسر وسپہ سالار ہی کے
ہمراہ سب ساحر سردار ہیں اور لشکر قریب تیس لاکھ کے ہی اور بہت سے شاہان اطراف اور ممالک ہمراہ ہیں
یہ سنکے طوبار شاہ نے کہا کہ ان سب کی قضا یہان ان سب کو لائی ہی اس لشکر کی کیا اصل ہی ایک حملہ میں فرار
ہو جائیگا بڑے بڑے لشکر دیکھو دیکھ ڈالے ہیں نامی گرامی پہلوانونکو مار ڈالا ہی آخر کو بھاگے یا مارے گئے یہی لشکر فرار

کر جائیگا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی اُدھر ارزنگ نے بھی لشکر آفتاب پرستان کو دیکھا اور دیکھا کہ کوسون
تک لشکر اُترا ہوا ہی ارزنگ نے طوہارشاہ وغیرہ کو دیکھا کہ زیر نگیرہ کارچوبی تخت پر اور زنگلون پر
و کرسیون پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہین اور وہ شان وشوکت ہی کہ جو مجھکو بھی نہین نصیب ہی باوجودیکہ
مین خداوند ہون اور خداوند زادہ ہون اور نہ کسی میرے بزرگون کو نصیب تھی ہرکارہ دن سے پوچھا کہ کیا
یہ ہی برجبیس ہی جو کہ تخت پر بیٹھا ہی اور یہ دوسرا کون ہی جو اُسکے برابر ہی اور یہ سب سردار ہین ہرکارون
کہا کہ یہ برجبیس نہین ہی بلکہ ادنیٰ اُسکے ملازم ہین یہ ہی آپ سے مقابلہ کرنے کو بحکم برجبیس آئے ہین اُنمین
ایک طوہارشاہ ہی اور دوسرا سمشار شاہ اور رہا والون مین ایک قیصور آدمخوار دوسرا سنتور
نیزہ باز تیسرا قہار دیوکش چوتھا قمر رنگ خود پرست پانچوان حسام شمشیر صولت ہی باقی اور سب سردار ہین
مگر یہ سب ادنیٰ مرتبہ کے لوگ ہین جو کہ اعلیٰ مرتبہ کے سردار ہین اور بادشاہ ہین کہ جنکو پیغمبری کا خطاب ہی
علاوہ یہان نہین آئے ہین یہ سنکے ارزنگ کے حواس جاتے رہے تختگان سے کہا کہ برجبیس نے تو
بڑا مرتبہ پیدا کیا کہ جسکے ادنیٰ ملازم یہ شان وشوکت رکھتے ہین جو کہ میری بھی نہین ہی یہ کہکر ارزنگ
اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوا پس ارمان مع کل لشکر کے ایک مرتبہ سجدے کو جھک گیا اور سجدہ کیا جب
سجدے سے سر اُٹھایا سلام کیا گو ارزنگ نے منع کیا تھا کہ کوئی ابھی مجھکو سجدہ نہ کرے اُسوقت تک
کہ جبتک قبطول خدائی درست نہ ہو جاوے اور سامان خدائی نہ درست ہو جاوے اور خداپرستون کا
نہ خاتمہ ہو جاوے مگر اُسپر بھی یہ لوگ ایسے سیاہ قلب ہین کہ نہین مانتے ہین سجدہ کرتے ہین پس جب
سجدے سے اُٹھے اور سلام سے فراغت کر چکے تمام لشکر کے علمون کو جلوہ دیا اور باجے خوشی کے
بجاے پس ارزنگ اُترکر داخل لشکر ہوا اپنی بارگاہ مین آیا سب لشکر اُترا کمر کھولنے کا حکم ملا سب
سردار بھی اپنے خیمون مین چلے گئے کوسون تک لشکر کا پڑاؤ ہوا اُس صحرا مین سواے خیمون اور بارگاہون
کے کوئی دوسری چیز نظر نہین آتی تھی دونون لشکر اُترے ہوئے تھے اُسدن تو ارزنگ نے دربار
نہ کیا اُدھر طوہارشاہ وغیرہ کنارے سے لشکر کے چلے گئے جب لشکر ارزنگ آچکا ارزنگ
کی صورت دیکھکر طوہارشاہ وغیرہ اور کل لشکر برجبیس بہت ہنسا تھا اور کہا تھا کہ کیا شکل مبارک
ہی بالکل لنگور کی صورت ہی صرف اُس دُم کی کسر ہی یہی تقریر ہر ایک کی زبان پر تھی اور یہی تقریر
دربار مین بھی ہو رہی تھی اسی تقریر مین اور ہر ایک کو خوش ہو رہے ہین وہ دن تمام ہوا شب آئی
اُس شب کو بھی سب نے بخوشی بسر کیا طوہارشاہ وغیرہ نے اپنے لشکر مین دربار کیا اُدھر اپنے لشکر
مین ارزنگ نے دربار کیا سب حاضر ہوے ارزنگ نے تختگان سے کہا کہ اب کیا کیا جاے کیونکہ
برجبیس تک خبر ہو کیونکہ وہ تو شہر مین ہی اور بیرون شہر اُسنے میرے مقابلے کے لیے لشکر فروکش کیا
تو [illegible] چاہتا ہون کہ پہلے مین ایک نامہ لکھون کہ جسمین کلمات نصیحت و پند ہون اگر وہ اُسپر عمل کرکے
میری اطاعت کرے اور اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دے تو خیر ورنہ بزور شمشیر اپنی معشوقہ کو
اُس سے حاصل کرون مگر میرا نامہ اُسکو کون لیکر جاے راہ مین تو لشکر اُترا ہوا ہی یہ لوگ ضرور
[illegible] تختگان نے کہا کہ میری راے یہ ہی کہ اب پہلے ایک نامہ ان سب کے نام تحریر فرمایئے
[illegible] یہ ہو کہ ہم [illegible] نہین آئے ہین بلکہ ایک [illegible] آئے ہین [illegible]
[illegible] نے [illegible] مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہی پس اگر یہ امر ہی تو ہم اس سے بھی باہم
[illegible] مقابلہ کرو اور [illegible] بلکہ بہتر یہ ہی کہ ہمارے آنیکی خبر اپنے بادشاہ کو کرو وہ

جیسا تمکو حکم دے اسپر عمل کرو یا ہم اپنے ایلچی کو مع نامہ کے روانہ کرتے ہین اُسکو اپنے بادشاہ تک پہونچا دو پس اتنی باتون مین جو تمکو منظور ہو اسپر عمل کرو ہم کسی امر سے باہر نہین ہین جو تم قبول کروگے ہم اُسپر عمل کرینگے اگر مقابلہ تمکو مد نظر ہو تو ویسا تحریر کرو اگر ہمارے آنے کی خبر کرنا منظور ہو تو ویسا کرو اگر ہمارے ایلچی کو راہ دینا ہو کہ وہ شہر مین جاے تو ویسا تحریر کرو علاوہ اسکے تمکو یہ بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ کیون گمراہی مین پڑے ہو اپنے خدا کو پہچانو تو مجھکو آکر سجدہ کرو میری اطاعت بجا لاؤ یا خود سمجھو مین تمھارا خدا ہون برجبیس نے جسکا اپنے کو فرزند کہا ہے کہ مین خداوند آفتاب کا فرزند ہون اور نہ مین خدا ہون یہ بالکل غلط ہے اور گمراہ کرنے کی باتین ہین تم سب کو گمراہ کر رکھا ہے آفتاب و ماہتاب سب میرے بندے ہین اور میرے پیدا کیے ہوے ہین اور برجبیس بھی میرا بندہ ہے اُسنے سرکشی کرکے گمراہی کی ہے جیسا کہ خدا پرستون نے گمراہی کی ہے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ تمکو اختیار ہے جو حق میرا تھا مین نے تمکو سمجھا دیا اور تمکو آگاہ کر دیا اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ یاد رکھنا کہ ہم باد پایان سے تمام لشکر کو پامال کرونگا اُسکے بعد شہر کو غارت کرونگا اور برجبیس کو قتل کرکے تمام شہر پر اپنا قبضہ کر لونگا پس کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو میری اطاعت کرو مین جانتا ہون اور برجبیس تم کیون اُسکے کارن اپنی جان دو اُسنے تو یہ امر کیا کہ آپ تو شہر مین میرے خوف سے بیٹھا رہا اور تمکو تبدیل ماش ہونے کو روانہ کیا ایسا میرا خوف اُسپر غالب ہوا کہ میرے مقابلے کو نہ آیا تم ایسے لوگون کو روانہ کیا کہ جو کہ میری ہیبت شمشیر سے فرار کر جائین جنگ و پیکار کی بھی نوبت نہ آئے پس تم میری شراکت کرو مین برجبیس سے سمجھ لونگا تم بیکار سد راہ ہوتے ہو کیون اپنی قضا بلاتے ہو اگر میری تحریر کے خلاف کروگے اور میری اطاعت نکروگے تو مین تمسے سمجھ لونگا آیندہ تمکو اختیار ہے والسلام خیر ختام دیکھیے اسکا جواب کیا آتا ہے مجھکو یقین ہے کہ جواب جنگ آئیگا پس طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیجیے انکو شکست دیکر بھگا دیجیے جب یہ بھاگ جائین تو اسی مقام پر فروکش ہوجیے اور برجبیس کو نامہ تحریر فرمائیے اپنے مطلب کے بارے مین پس جیسا وہ جواب دے اسپر عمل فرمائیے اگر وہ بآشتی آپ کے مطلب کو قبول کرلے تو خیر ورنہ اُس سے بھی مقابلہ فرمائیے اور شکست دیجیے اور اپنی معشوقہ کو حاصل فرمائیے اُس سے آرزوے وصل پوری فرمائیے ارزنگ نے کہا کہ یہ رائے تمھاری بہت ٹھیک ہے پس اُسیوقت ارزنگ نے دبیر کو طلب کرکے جو مضمون بختگان نے بتایا تھا تحریر کرنے کا حکم دیا اُسنے فورًا تحریر کیا پہلے تعریف لقا و زمرد ثانی و ارزنگ تحریر کی اُسکے بعد مذمت اُن سب مذہبون کی اُسکے بعد مطلب نگاری شروع کی جب نامہ تیار ہو چکا خدمت ارزنگ مین پیش کیا ارزنگ نے دیکھکر حکم دیا کہ اسکو ملفوف کرکے حاضر کرو پس دبیر نے حاضر کیا مہر ارزنگی اُسپر کی پس ارزنگ نے ایک پہلوان کو نام اُسکا قیطار آئنہ بند تھا اُسکو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا کہ یہ نامہ لیکر تو لشکر برجبیس مین جا جو کہ میرے لشکر کے مقابلے مین فروکش ہے اور یہ نامہ طوماربشاہ وغیرہ کو دیکر اسکا جواب لے آ پس قیطار آئنہ بند نے سلام کرکے نامہ لیا اور خود مین رکھکر بارگاہ سے باہر آیا اپنے مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلکر داخل لشکر برجبیس ہوا تمام لشکر کو طے کرکے قریب بارگاہ پہونچا اہل لشکر نے جو غیر شخص کو دیکھا اپنے لشکر کے خلاف پایا پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین خداوند ارزنگ کا نامہ لیکر تمھارے افسر طوماربشاہ وغیرہ کے پاس آیا ہون جب یہ اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ یہ نامہ بر ہے پس سب خاموش ہو رہے یہ دربار گاہ پر پہونچا قصد اندر جانیکا کیا دربان سالار نے کہا کہ

سوار بے ادب تو کہاں بدون اجازت کے اندر جاتا ہی پہلے ہمکو بتا کہ تو کس غرض سے آیا ہی تاکہ ہم تیری
خبر کریں اگر اجازت ہو تو اندر جانا ورنہ جدھر سے آیا ہی اودھر کو واپس جانا قیطار نے کہا کہ تم جا کر خبر کرو کہ ایک
پہلوان خداوند ارژنگ کا نامہ لیکر آیا ہی وہ دربارگاہ پر موجود ہی اُسکے بارے میں کیا اجازت ہوتی ہی چوب
دار کہ سالار نے سُنا اپنے دنگل پر سے اُٹھا اُسکو اُسی مقام پر ٹھہرایا اب اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا
اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر ارژنگ کا نامہ لیکر آیا ہی اجازت اندر آنیکی چاہتا ہی اُسکے بارے میں کیا حکم
ہوتا ہی طوطمار شاہ وغیرہ نے کہا کہ اُسکو اندر بھیجدو اور حکم دیا کہ ایک کرسی چوبی روبرو تخت کے لا کے
بچھادو پس فوراً کرسی حاضر کی گئی اودھر درگہ سالار نے کہا کہ تم اندر جاؤ تمھاری طلب ہی پس قیطار
مرکب پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا روبرو تخت کے آیا طوطمار شاہ نے اشارہ کیا
طرف چوبی کرسی کے پس سلام کرکے بیٹھ گیا مگر اُس بارگاہ کو ایسا آراستہ پایا کہ اُسکے حواس جاتے رہے
ایسی بارگاہ نہ ایسا دربار کبھی اُسنے دیکھا تھا یہ زیب و آرایش دربار ارژنگ کی کہتی بڑی دیر تک دیکھا
کیا کہ طوطمار نے کہا کہ ای نامہ بر تو کس کام کے لیے آیا ہی کیا حیرت زدہ ہو ہو کر دیکھ رہا ہی پس جس کام کو
آیا ہی وہ اپنا کام کر اور جا یہ سُنکے قیطار نے خود سے نامہ نکالکر طوطمار کے ہاتھ میں دیا پس طوطمار نے نامہ
لیکر دبیر کو دیا اور کہا کہ پڑھو پس دبیر نے نامہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب نامہ دبیر پڑھ چکا اُسوقت
طوطمار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے مضمون نامہ سُنکر برہم ہوکر جواب دیا دبیر سے کہ ہماری طرف سے لکھدو
کہ ہمکو حکم خداوند نہیں ہی ورنہ ہم تمکو اس تحریرات کا جواب دیتے مگر ناچار ہیں خیر اسمیں بھی ہم تمکو یہ جواب
دیتے ہیں کہ یہ جو تم نے تحریر کیا ہی کہ میں خدا ہوں اور یہ جسقدر تم سب کو گمراہ کرتا ہی میری آکر اطاعت کرو
اور یہ جسقدر بھی میرا بندہ ہی اور یہ آفتاب و ماہتاب بھی میرے خلق کیے ہوے ہیں یہ سب تمھاری تحریر
اور تمھارا خیال سراسر غلط ہی بلکہ تو خداوند آفتاب کا خلق کیا ہوا ہی اور انکا بندہ ہی اور تو نے گمراہی پر
کمر کسی ہی اور تیرے بڑے گون نے سب کو گمراہ کیا تھا اپنے گمراہ کرتا ہی تجھکو لازم ہی کہ تو میرے پاس آ
رومال سے باندھکر میں تجھکو خداوند کی خدمت میں لیجا کر تیرا قصور معاف کرا دونگا اور تو میرے لشکر کو کیا
سم باد پایان پامال کریگا تو اپنی خیر منا میں تیرے لشکر کو سم باد پایان سے ایسا تباہ کر دونگا کہ سیدھا
ملک عدم کے اور کسی جا پر جاے پناہ نہ ملیگی اور خداوند کیا تیرے خوف سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں جب
اُنکے غلام سرکوبی نہ کر سکیں تو وہ تیرے مقابلے کو اُنہیں ہمیں کافی ہیں بلکہ تو اپنی زندگی کی خیر منا تو نے
کیا تحریر کرتا ہی کہ ہم خیر منائیں پس اب کبھی ایسے کلمات ہمکو نہ تحریر کرنا ورنہ بہت سخت جواب دینگے اور
یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ جیسے مقابلہ کرو یا میری شراکت کرو تا کہ میں جمشید سے مقابلہ کروں اسکا جواب
یہ ہی کہ ہم تیرے کیا شراکت کرینگے کہیں غلامان خداوند بھی ایسے مردودوں کی شراکت کرتے ہیں مقابلہ
کے بارے میں یہ ہی کہ ہم بدون اجازت خداوند کے مقابلہ نہیں کر سکتے دوسرے یہ جو تمنے تحریر کیا
ہی کہ ہماری خبر کرو خداوند کو اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تمھارے ملازم نہیں ہیں یا یہ جو تمنے تحریر کیا ہی
کہ ہم نامہ روانہ کرتے ہیں ہمارے نامہ بر کو خدمت خداوند میں روانہ کرو پس اسکا جواب یہ ہی
کہ تمھارا ایلچی تو نہ جانے پائیگا ہاں تم نامہ بنام خداوند تحریر فرماؤ اپنے ایلچی کے ہاتھ ہمارے پاس روانہ کرو
ہم اُس سے لیکر خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے اور اُسکا جواب حاصل کرکے تمھارے ایلچی کو
دینگے پس اسطور سے تو تمھارا نامہ خدمت خداوند تک جا سکتا ہی ورنہ غیر ممکن ہی آیندہ تمکو اختیار ہی
ہم بدون اجازت خداوند کے تمسے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اگر تم اس امر کو قبول کرو کہ ہم اپنے ذریعہ

تمھارا نامہ خدمت خداوندی میں پہونچا تو خیر ورنہ تمکو اختیار ہی یہ لکھوا کر طومار شاہ نے اُس نامہ بر کو دیا
اور بہت کچھ زبانی بھی کہا اور یہ کہا اگر کچھ ہمارا کر سکو تو اپنی قضا بلاتے ہو پس وہ نامہ بر جواب نامہ پاکے
اور زبانی پیام سُنکے وہان سے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی
راہ طی کرکے اپنے لشکر میں پہونچا داخل بارگاہ ہوا ارزنگ کو جواب نامہ دیا ارزنگ نے دبیر سے
پڑھوا کر سُنا اور وہ جو پیام زبانی لایا تھا وہ بھی سُنا اُسنے دربار کی بہت تعریف کی جب ارزنگ مضمون
جواب سے آگاہ ہوا سختگان سے کہا کہ اب کیا صلاح ہی اُنھوں نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہی نامہ لکھوا اور
انھیں کے ذریعے سے بھیجیے نزدیک بھی ممکن نہیں ہی کہ تمھارا نامہ پہونچ جائے اول تو یہ لوگ سد راہ ہیں
اگر کیا بھی تو یہ جب تک اُسکا پہونچنا غیر ممکن ہی کسی کے ذریعے سے نامہ جائیگا چاہیے کہ قبل میں ہو لیکہ
سلیم شیر صولت کو ایک مقام معقول پر ٹھہرا کر مرزنج مار نیز ارزنگ نامہ لیگیا تھا یہ جو سختگان نے کہا پسند کیا
نے دبیر کو طلب کیا اور کہا کہ ہماری طرف سے ہر جمیں کو تحریر کرو کہ قبل اسکے میں نے تمکو ایک نامہ تحریر
کیا تھا طالب ہیں ملکہ شہر یاسمین کے اور تحریر کیا تھا کہ کیا نقصان ہی کہ تم بھی خدائی کا دعویٰ کرتے ہو اور
یہ کہتے ہو کہ یہ لڑکی خداوند کی ہی پس میں بھی خدازادہ ہوں میرے ساتھ عقد کرو اُسکے جواب
میں تمنے بہت سخت الفاظ تحریر کیے اور میرے ایلچی کی ذلت چاہی چونکہ وہ مرد جری تھا اُسکو اپنی ذلت گوارہ
نہ ہوئی وہ قلعے پر چلا تمنے اُسکو اپنی صورت دکھائی اُسنے تمھاری صورت دیکھکر تمھاری اطاعت کی اور
تمکو سجدہ کیا مع نو ہزار اپنے ہمراہیوں کے تمھارا شریک ہو گیا جو باقی رہے اُنھوں نے آکر مجکو خبر دی
چنانچہ میں وہان سے مع لشکر اس قصد سے چلا کہ خواہ باشتی خواہ بہ جنگ و پیکار اپنی معشوقہ کو تم سے
حاصل کرون جسکی جدائی میں بیقرار ہا ہون پس میں یہان آکر پہونچا یہان تمنے قبل سے لشکر میرے مقابلے
کے لیے روانہ کیا تھا اُسکو فروکش پایا پہلے اُس سے جنگ کی خواہش کی اُنکو نامہ لکھا اُنھون نے
جواب دیا کہ ہم اس امر میں کچھ نہیں کہ سکتے ہیں اپنا خداوند سے نامہ و پیام ہمارے ذریعے سے بھیجیے
جیسا وہ جواب دین اُسپر عمل کیجیے پس تمکو تسلی ہوتا ہی اور میں تمکو آگاہ کرتا ہون کہ بخوشی خاطر اپنی
ہمشیرہ کا عقد میرے ہمراہ کر دو کوئی امر نقصان کا نہیں ہی کیونکہ میں اُس خاندان سے ہون کہ جس میں
ہمیشہ خدائی رہی ہی میرے دادا کی خدائی کا حال سب پر بخوبی روشن ہی کہ جیسے وہ خدا تھے یہ تمام دنیا
اُنھیں کی خلق کی ہوئی ہی اور سب بندے آفتاب و ماہتاب وغیرہ سب اُنکے عہد میں وہ ان سب کے معبود
تھے مگر وہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بالاے آسمان چلے گئے اس امر میں بھی ایک مصلحت
تھی وہ یہ تھی کہ اگر وہ بالاے آسمان نہ جاتے تو میرے باپ کیونکر خدا ہوتے پس وہ اپنے مقام پر اپنے
فرزند زمرد شاہ ثانی کو خدا کرکے چلے گئے میرے باپ زمرد شاہ ثانی نے بھی بڑے شد و مد سے خدائی کی جب انکو
یہ منظور ہوا کہ میں بھی اپنے باپ کے پاس جاؤن اور انکو بھی خدا پرستون نے پریشان کیا وہ امر خدائی میرے سپرد کر گئے اگر یہ اعتراض کرو کہ
خدا ہو کر بندون سے پریشان ہوے اسکا جواب یہ ہی کہ ان دونوں صاحبوں کو اہل اسلام سے
بہت تکلیف تھی وہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے غارت کرنا اور اُنپر اپنا عذاب نازل کرنا چاہتے تھے
اس سبب سے اُنھون نے کہا انکو نگوارہ کیا اور بالاے آسمان چلے گئے عاجز ہو کر نہیں گئے بلکہ انکو اب
یہ منظور ہوا کہ اہل اسلام کو غارت کرون پس خود چلے گئے مجکو تخت خدائی سپرد کیا اور کہا کہ تم اہل
اسلام کو غارت کرنا اور رعایت نہ کرنا پس تم دیکھ لینا کہ میں کیونکر اہل اسلام کو غارت کرتا ہون لیکن
اصل امر یہ ہی کہ میں خاندانی خدا ہون میری تین پشتیں گذری ہیں کہ جو خدائی چلی آتی ہی تو ہر خاندانی

ہون تمھاری صرف ایک پشت ہی گو یہ امر قرین قیاس نہین ہی کہ بھلا آفتاب جو کہ ذی روح نہین ہی اور میرا
بندہ ہی وہ کیا خدائی کریگا اور کیا اسکے یہان اولاد ہوگی خیر مین اسکو بھی مانے لیتا ہون لیکن اس سلسلے
یہ ہوگا کہ دو خدا ایک ہو جائینگے نصف دنیا مین تم خدائی کرنا اور نصف مین مین کرونگا میرے سبب سے
تمھاری بھی خدائی کو ترقی ہوگی اور یہ امر تمھاری عزت کا سبب ہوگا گو مین بخوبی جانتا ہون کہ کوئی ساحر
تمھارا مربی ہی اسنے یہ سب سامان تمھارے لیے مہیا کر دیا ہی اور کوئی ایسی شی تمکو دی ہی اور وہ تمھارے
پاس ہی خواہ تمھارے تاج مین ہو خواہ تمھارے پاس ہو جسکے سبب سے یہ امر ہوتا ہی کہ جہان تم نے
نقاب منھ پر سے ہٹائی اور لوگون نے تمھاری صورت دیکھی تمکو سجدہ کیا خیر اس سے ہمکو کوئی مطلب
نہین ہی ہمکو اپنے کام سے کام ہی ہم اس حیلے سے کہ تم ہمارے ہمراہ اپنی ہمشیر کی شادی کر دو نصف
دنیا کی حکومت دیتے ہین کہ تم اسمین خدائی کرو پس جب امر شادی سے فراغت ہو جاے مین اور تم دونون ملکر
اہل اسلام پر لشکرکشی کرین اور انکو غارت کرکے اپنی اپنی خدائی کو ترقی دین اسی پر جبیں یہ امر باعث تمھارے
افتخار کا ہی کہ مجھ ایسا خدا تمھاری ہمشیر کی خواہش کرتا ہی اور رہے سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہی گو
ثریا سے عشق کو بھی مین ہی نے پیدا کیا ہی اور اپنی ید قدرت سے اسکی صورت بنائی ہی مجھکو علم خدائی
سے یہ امر ثابت ہو چکا تھا کہ خورشید شاہ کی دختر کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ وہ اپنے کو ظاہر
کریگا کہ مین فرزند خداوند آفتاب ہون اور دین آفتاب پرستی کو رواج دیگا پس مین نے خیال کیا
کہ کوئی امر ایسا ہو کہ میرے اسکے سلسلہ قرابت ہو اور اسکی خدائی کو ترقی ہو گو ثریا کو مین نے اسی لیے
بنایا تھا کہ مین اسکے ساتھ عقد کرونگا اسی حالت مین اسپر مین عاشق ہوا تھا اس فکر مین تھا کہ اسکو
کہان پیدا کرون جو میرے لشکر فتح مین آے پس جب مجھکو یہ امر اپنے علم قدرت سے ظاہر ہوا اور اسکی
قرابت کا خیال ہوا مین نے تیری ماں کے یہان اسکو پیدا کیا اور جب وہ جوان ہوئی اسکی تصویر
میرے پاس پہونچی مین عاشق ہوا اور مین نے تجسے طلب کیا تونے وہ جواب دیا مجھکو غصہ آیا مین لشکر لیکر
یہان آیا پس اب تمکو لازم ہی کہ اس امر کو بخواہش دلی و تمنا سے قلبی قبول کرو ورنہ آمادہ جنگ
و پیکار ہو کر شہر سے باہر آؤ مجھسے مقابلہ کرو یہ یاد رکھو کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو مین شہر
آفتاب سیما کو ٹاپون سے اپنے لشکر کی مرکبون کی خاک تک اڑا دونگا اور ایک کو اہل شہر سے
زندہ نہ چھوڑونگا کیون ہزارون کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو یہ صرف ثریا سے عشق اپنی معشوقہ کا
پاس ہی جو یون تمکو تحریر کرتا ہون ورنہ میری عادت یہ ہی کہ جسنے ذرا سرتابی کی مین نے اسپر فورًا اپنا
عذاب نازل کیا اور اسکو غارت کر دیا جیسا کہ ابھی خاور مین واقعہ گذرا اگر اسکے مین نے غارت
کر دیا تھا اگر اہل شہر عجز و انکسار نہ کرتے تو مین تمام شہر کو سنگ سیاہ کر دیتا میرے ہمراہ وہ لشکر جرار
ہی کہ وہ ہر ایران پہلوان و پہلوانان قوی تن ہین کہ جو لاکھون کی اصل نہین جانتے ہین اپنے کو اور اہل شہر کو
اس آفت ناگہانی سے بچاؤ اور میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ خرابی ہی آیندہ تمکو اختیار ہی یہ نہ کہنا کہ ہمکو آگاہ
نہ کیا تھا مین نے اپنا حق ادا کر دیا اب تم جانو اور تمھارا کام مین صرف اس نامہ کے جواب کا منتظر ہون
اگر میرے حسب دلخواہ جواب آیا تو خیر ورنہ اگر خلاف آیا تو فورًا کیل جنگ بجوا کر اس لشکر کو تمھارے
تباہ و غارت کرتا ہوا داخل شہر ہونگا اور سب کو قتل کر دونگا اور اپنی معشوقہ پر قبضہ کر دونگا اسکے وصل سے
اپنے دل کو شاد کرونگا ایسی صورت [illegible] کہ میرے ساتھ شادی کرو اپنی جان سے [illegible] ہو آیندہ اختیار
ہی کہ جب [illegible] اگرچہ عشق بود [illegible] تمام [illegible] والسلام [illegible] نے ثریا و میرے کہا

نامہ ختم کر اور ایک نامہ میری طرف سے طوبار شاہ وغیرہ کو اس مضمون کا لکھ دو کہ یہ نامہ سر بستہ تمہارے پاس
آتا ہی اسکو اسی طور سے ہمارے ایلچی سے لیکر جیبس کے پاس روانہ کر دو اور جو جواب وہان سے آئے
اسکو اسی طور سے ہمارے پاس بھیجدو بموجب تمہاری تحریر کے یہ ہمنے کہا ورنہ تمہاری یہ مجال نہ تھی کہ تم
ہمارے نامہ بر کو شہر مین نہ جانے دیتے اسی امر پر بڑا کشت وخون ہوتا چونکہ ہمکو خود فساد کرنا منظور نہین
پس تمنے جس طور سے کہا ہمنے قبول کر لیا اب اسکے خلاف نہ ہو لیس دبیر نے وہ نامہ بھی تیار کیا اور پھر یہی لیس
جب دونون نامہ تیار ہو چکے ارزنگ کی مہر دونون پر کی گئی ارزنگ نے دونون نامے قنطار آتش پوش
کو دیے کہ طوبار کے پاس لے جاؤ وہ نامہ لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوا لشکر طوبار شاہ مین
آیا یہان ابھی دربار آراستہ تھا ورنگ سالار نے آکر کہا کہ پھر میری خبر کر دو کہ پھر نامہ بر ارزنگ کے
پاس سے آیا ہی یہان سب یہی تقریر کر رہے تھے کہ دیکھیے نامہ کا کیا جواب آتا ہی یقین ہی کہ اس نامہ کے
جواب کو دیکھکر اسکو مقابلے کی جرأت نہ ہو واپس چلا جاے کہ ورنگ سالار نے عرض کیا پھر نامہ بر
ارزنگ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہی کیا حکم ہوتا ہی طوبار شاہ نے کہا کہ اسکو اندر بھیجدو ورنگ سالار
نے آکر قنطار سے کہا کہ جاؤ طلب فرمایا ہی پس قنطار مرکب پر سے اتر کر اندر گیا اتنی جودت کرسی پر بیٹھکر
وہ دونون نامہ دیے اور کہا کہ یہ جو نامہ سربمہر لفافہ مین ہی وہ آپکے نام ہی اور جو سرخ لفافہ مین ہی یہ
آپکے خداوند جیبس کے نام ہی پس ہمارے خداوند نے کہا کہ اس نامہ کو اپنے خداوند کی خدمت
مین روانہ کرکے اسکا جواب منگوا دو تاکہ مین جواب لیکر یہان سے جاؤن جبتک جواب نہ آئیگا مین یہان
موجود رہونگا پس طوبار نے دونون نامہ لیکر جو اسکے نام تھا اسکو دبیر سے کہا پڑھو وہی مضمون تھا
جو کہ تحریر ہو چکا ہی جب مضمون نامہ ختم ہوا اسوقت طوبار شاہ نے کہا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے
خداوند کی خدمت مین اس مضمون کی تحریر کرو کہ ہم بموجب حکم قدرت یہان آکر فروکش ہوے اسکے دوسرے
دن ہمارے آنے کے ہراول لشکر ارزنگ آیا اسکے بعد خود ارزنگ آیا اسنے ہمکو ایک نامہ لکھا جسکا
مضمون یہ تھا پس وہی مضمون جو پہلے ارزنگ نے لکھا تھا لکھوایا ہمنے اسکا جواب اسکو دیا کہ ہم
بغیر اجازت خداوند تمسے مقابلہ نہین کر سکتے ہین پس اسکے جواب مین یہ نامہ آیا جو کہ حاضر خدمت
ہی اور یہ نامہ ہمارے نام آیا جو کہ شامل عرضی ہی چونکہ مضمون نامہ کا جو کہ ہم غلامون کے نام آیا یہ تھا کہ
اسکو اپنے خداوند کی خدمت مین روانہ کرکے جواب منگا دو چنانچہ اس نامہ کو آپکی خدمت مین روانہ کیا
جو اسکا جواب قدرت کو منظور ہو تحریر فرمائین اور ہمارے پاس روانہ کر دین تاکہ ہم اسی نامہ بر کو
دیدین وہ لیکر ارزنگ کے پاس جاے اور جو ہمکو حکم ہو ہم اسپر عمل کرین نامہ بر جواب کا منتظر یہان
ہی زیادہ حد ادب اب جب یہ عرضی تحریر ہو چکی اسپر سب نے دستخط کیے وہ عرضی اور وہ نامہ جو کہ ارزنگ
کا بنام جیبس تھا ایک چوبدار کو دیا کہ یہ خدمت پیغمبر خداوند مین پہونچا دو اور کہنا کہ اسکو آج ہی پیش
کرکے اسکا جواب حاصل کرکے ہمکو آگاہ فرمائیے کیونکہ نامہ بر یہان موجود ہی منتظر جواب ہی پس وہ چوبدار
بارگاہ سے نکلکر فورًا طرف شہر کے روانہ ہوا وہان جیبس سے آفتاب جادو نے کہا کہ یہ واقعہ گذرا
یون پہلے نامہ آیا اسکا جواب طوبار شاہ نے دیا اسکے جواب مین اسنے نامہ تمہارے نام لکھا اور اسکو
لکھا کہ اسکو خدمت مین جیبس کی بھیجدو پس طوبار شاہ وغیرہ نے وہ نامہ اور ایک عرضی اپنی طرف سے
لکھکر اپنے چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہی تمہارے پاس پس تم سب کو حکم دو کہ جب چوبدار طوبار شاہ کے
پاس آتا ہی اسکو کوئی [illegible] روکے یہان تک لیکے قریب حجاب قدرت آنے کو ہین اسکے آنیکی اسوقت اجازت دیگا

پس جب یادہ نامے دیسے اسکو پڑھوا کر سننا اور اسکا جواب بابت تحریر کرنا پس جب جواب تحریر ہوگا جب تجھکو
تعلیم کروں گا وہ ہی تحریر کرانا پھر حبیبس نے یہ سنکے افریق کو آواز دی کہ اے میرے پیغمبر نامرسل تم آگاہ ہو
کہ یہ امر مجھکو ابھی ابھی ظاہر ہوا ہی خدائی کے زور سے پس یہ کہکر جو کہ آفتاب جادو نے کہا تھا اُس سے
سب کو آگاہ کیا اور کہا کہ جو چوبدار کو نذر و کثیا اُسے دیدیا افریق نے اُسیوقت حکم پر حبیبس سے آگاہ کیا
راوی نے بیان کیا ہو کہ یہاں تو یہ بند و بست ہوا اُدھر وہ چوبدار راہ طی کرکے داخل شہر ہوا اور
قلعے میں آیا در گنبد پر پہونچا درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کرو پیغمبر خداوند کو کہ ایک چوبدار
طوطمار شاہ کے پاس سے عرضی لیکر آیا ہی درگہ سالار نے کہا کہ تمہارے آنیکی یہاں خبر ہو چکی ہی تم
جاؤ برابر چلے جاؤ کوئی نہ روکے گا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہیں ہی حکم ہو چکا ہی کہ چوبدار جو آئے
تو اُسے دینا وہ ہمارا بندۂ خاص ہی اور خاص بندوں کے پاس سے آیا ہی پس وہ چوبدار سب درجے
طی کرکے اُس مقام پر پہونچا کہ جہاں حجاب قدرت حائل ہی اور سوا سے خوشخوار اور افریق و دیگر شاہان
کے جو کہ مقربین ہیں کوئی نہیں ہی اُسنے جاکر پہلے حجاب قدرت کی طرف جھک کر سجدہ کیا اُسکے بعد سب کو
سلام کیا بعد سلام کرنے کے وہ عرضی اور نامہ نکالکر خوشخوار کے روبرو پیش کیا طوطمار وغیرہ کا پیام پہنچایا
کیا پس خوشخوار شاہ نے اُٹھکر قریب حجاب جاکر عرض کیا کہ خداوندکو علم خدائی سے معلوم ہوگا مگر یہ
حقیر عرض کرتا ہی کہ ایک عرضی طوطمار شاہ کی مع نامہ ارژنگ آئی ہی اُسکے بابت قدرت کا کیا حکم ہوتا ہی
آواز آئی پہلے عرضی تم خود پڑھو اُسکے بعد افریق نامہ ارژنگ کا پڑھے اور دبیر کو طلب کرلو کہ ہم
اُسیوقت جواب عرضی و نامہ دونوں تحریر کرادیں کہ ارژنگ کا نامہ بر وہاں موجود ہی پس وہ نامہ
کا جواب لیکر ارژنگ کے پاس جائے کیونکہ وہ بھی جواب کا منتظر ہی پس خوشخوار شاہ نے نامہ
افریق شاہ کو دیا خود عرضی کو کھولکر پڑھا جب عرضی خوشخوار شاہ پڑھ چکا پھر حبیبس نے سُنی افریق
سے کہا کہ تم نامہ پڑھو افریق نے نامہ پڑھا جب نامہ پڑھ چکا پھر حبیبس مضمون نامہ سن چکا یہاں دبیر
حاضر تھا آواز آئی کہ اے دبیر جواب نامہ لکھدے پھر اُسنے فوراً قلم و قرطاس اُٹھاکر پہلے تعریف خداوند آفتاب
کی اُسکے بعد تعریف حبیبس کی پھر سب پیغمبروں کی اور شان و شوکت لشکر کی اور سرداروں کی تحریر
کی کیونکہ حبیبس نے یہی حکم دیا تھا جب دبیر لکھ چکا اُسوقت صدا آئی کہ یہ لکھو پھر یہ جواب جاہلان
باتمیز جو تھی ہوا اُسکے بعد یہ تحریر کرنا کہ بھلا تو کیا خدائی کریگا اور تیری اصل کیا ہی اور تیرے بزرگ
کیا تھے اور وہ کیا خدائی کرتے تھے وہ سب تیرے باپ بزرگ و الخداوند آفتاب کے بندے تھے
اور تو بھی بندہ ہی ہیں اُنکا نائب ہوں اُن لوگوں کو بھی اور تجھکو بھی خداوند نے خلق کیا اور تمام
زمین و آسمان وغیرہ کو انکے اختیار میں دیا پھر آکر سرتابی اور سرکشی کی اور خدائی کا دعوی کیا پس
تیرے پدر نے ایک فرقہ ایسا خلق کیا کہ جو خدا سے نادیدہ کو مانتا ہی اُسنے لقا تیرے دادا اور پردادا
تیرے باپ کو پریشان کیا وہ اُسکے ہاتھ سے پریشان ہوکر بھاگے اور مقام امن تلاش کرنے
لگے کہیں پناہ نہ ملی آخرکو ایک بعد دیگرے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے تیری بھی یہی حالت ہوگی
لقا اُنکو کیا غارت کریگا سو اسے تیرے اور کوئی ساتھ غارتشی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمسے
سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہی اور تو ہمارا نفس کی ہمشیرہ کا خیال دل میں لاتا ہی اب اگر ایسا کلمہ
زبان پر لائیگا تو تیری زبان جلادی جائیگی پس اب کبھی ایسا خیال خام دل میں نہ لانا ورنہ پچھتائیگا
آیندہ تجھکو اختیار رہا یہ جو تونے تحریر کیا ہی کہ کوئی ساحر تیرا مطیع ہی یہ بالکل تیرا خیال خام ہی یہاں تیرا

کہ جیسا عمر کوئی ہوتا ہے ویساہی دوسرے کو بھی جانتا ہے جیسا کہ [illegible] کے دادا کا [illegible] زمین تھا اُسکے سبب سے
اُسکی خدائی کی رونق تھی جب اُسکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا سب زینت و رونق مٹ گئی اسیطرح
سے زبرجد شاہ کی معین و ماہ سیاہ جادو تھی جو کہ تیرے دادا لقا کا بھائی تھا اُسکے سبب سے اُسکی خدائی
تھی ماہ سیاہ نے لعل بنادیا تھا کہ جو تاج میں زبرجد شاہ کے لگا ہوا تھا کہ جسکی یہ تاثیر تھی کہ جو کوئی دیکھتا تھا
تھا وہ اُسکو سجدہ کرتا تھا تو وہ بھی جانتا ہے کہ میرے پاس بھی کوئی چیز اسی قسم سے ہوگی ارے احمق وہ
خدا سے باطل تھے کہ انھوں نے یہ سامان درست کیے تھے میں خدا برحق ہوں مجھکو ان امرونکی
ضرورت نہیں ہے کہ کوئی ساحر میرا معین ہو یا کوئی چیز ایسی ہو کہ جسکے سبب سے سب سجدہ کریں یہاں یہی
قدرت ہے کہ سب یصورت دیکھکر سجدہ کرتے ہیں اور یہی نشان خدائی ہے میں مثل تیرے باپ کے خدا
نہیں ہوں اور اُسکی معین حمود جادو تھی جو کہ اُسپر عاشق ہوئی تھی اُس محبت کے سبب سے اُسنے خدائی کو
تیرے باپ کی درست کیا تھا مگر وہ بھی اہل اسلام کا کچھ نہ کرسکی تجھکو کچھ خبر بھی ہے تو کیسا خدا ہے کہ کسی حال سے
نہیں واقف ہے کہ تیرا بھی ایک ساحر معین ہے یعنی الملجم بن نورہ رج اور اُسکا اُستاد انھیں کے سبب سے
تونے دعوی خدائی کا کیا ہے مگر کیسے غافل ہیں کہ کچھ خبر نہیں یہ شان خدائی ہے کہ دنیا کے حال سے آگاہ نہ ہو
بلکہ یہ شان خدائی ہے کہ جو دنیا پر گذرے اُس حال سے خدا واقف ہو جیسا کہ میں ہوں کہ تونے شاہ [illegible]
ادھر کا قصد کیا میں خبردار ہو گیا میں نے بندوبست کر لیا تیرے آنے سے قبل میں نے لشکر تیرے
مقابلے کے لیے بیرون شہر روانہ کر دیا تو نے نامہ طہماسپ شاہ کو لکھا مجھکو خبر ہو گئی طہماسپ شاہ نے
تیرا نامہ اور اپنی عرضی میری خدمت میں روانہ کی جو جادو گر کے ہاتھ مجھکو خبر ہو گئی تجھکو کسی امر کی خبر نہیں
ہے کہ دنیا پر کیا گذرا اور کیا گذرتا ہے اور کیا گذریگا اگر تو خدا ہے تو بھلا جو حال ماضی ہوا اور جو زمانہ موجود
میں گذرتا ہے اور جو آیندہ گذریگا بیان تو کر دے جب تجھکو اپنے خاندان کی حالت نہیں معلوم ہے
یہ نہیں معلوم ہے کہ میری پشت کے پیچھے کیا گذرتا ہے تو [illegible] گذریگا یہ قدرت تجھمیں نہیں ہے اور سب
حال گذشتہ و موجودہ اور آیندہ سے [illegible] نہیں [illegible] اے نادان تو کس خواب غفلت میں ہے اور
کسنے تجھکو یہ صلاح دی ہے کہ تو دعوی خدائی کر [illegible] طرف [illegible] میں اپنا [illegible] خیر یہ تو تونے نادانی
کی تو کی کہ خدائی کا دعوی کیا مگر یہ کونسی نادانی ہے کہ اتنے بڑے امر کی خواہش کی جو کہ تیری لیاقت کے
موافق نہیں ہے اور نہ تو اس مرتبے کے موافق ہے کہ تیرے ساتھ برتاؤ کیا جاوے ارے نادان تو
بڑا بیوقوف ہے کہ ہم ایسے خدا سے لڑنے آیا ہے اور تو رضا کس کی خواہش کرتا ہے کہا تجھ ایسا زاغ سیاہ
اور کہاں وہ بلبل گلشن خدائی اگر تونے ابھی اس امر کی خواہش کی اور مجھکو اس امر کے بارے میں
تحریر کیا یاد رکھنا کہ وہ سزا سخت دونگا کہ تمام عمر نہ بھولیگا ارے نادان پہلے اپنے اس امر کو تو
ثابت کر لے کہ میں خدا ہوں اور اپنے خاندان کی خدائی کو ثابت کرلے اور یہ ثابت کر کہ میں زمرد
ثانی کا فرزند ہوں اور لقا کا نبیرہ ہوں کیونکہ چنگیز بن زمرد جو کہ بطن سے حمود جادو کے پیدا ہوا
ہے بعد مرجانے زمرد ثانی کے شیرادشاہ کے ساتھ جب حمود نے عقد کیا ہے اُسوقت میں حاملہ تھی پس بعد
زمانہ حمل کے لڑکا پیدا ہوا کہ جسکا نام چنگیز رکھا گیا شیرادشاہ نے اپنا لڑکا مشہور کیا تھا عالم حیرانی [illegible]
اُسکو بسبب طعنہ زنی لوگوں کے خیال ہوا کہ میرا باپ شیرادشاہ تھا یا کوئی اور اُسنے اپنی ماں سے پوچھا تب اُسنے سب حال بیان
کیا جب اُسکو معلوم ہوا اپنی ماں سے کہ زمرد ثانی جو کہ خدا تھا میں اُسکا فرزند ہوں میرا باپ اور دادا
خدا تھے اس جہت سے چنگیز کو فکر ہوئی کہ میں دعوی خدائی کروں رات دن اسی فکر میں غرق

جان مع کل لشکر کے برباد ہوگی پس یہی جواب نامہ ہے اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو اچھا رہیگا یہ خیال
اپنے دل سے دور کر کہ میں تیرے ساتھ ملکہ قہر یاسمین کی شادی کروں یا تجھکو رہائی دلاؤں شنیدہ یہ
خدا ہوں یہ دونوں امر غیر ممکن ہیں اگر تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو خراب ہوگا پس اگر تو یہ میرے کہنے کو
یقین کر لیگا اور مجھسے نہ مقابلہ کریگا اور خاموش واپس جائیگا تو میں بھی تجھسے کوئی غرض نہ رکھونگا تو جا
اور عمر زنگی اپنے باہم سمجھ لینا مجھکو تمہارے باہم کے فساد سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ تم جانو اور وہ
جانے مجھکو کوئی سروکار نہیں ہے اگر اسکے خلاف کروگے تو میں ایک حملے میں تمکو غارت کر دونگا اور یہ
جو لکھنے تحریر کیا کہ میرے خوف سے تم خود بیرا سے مقابلہ نہیں آتے ہیں ایسا ویسا خدا نہیں ہوں جو مثل
تمہارے باپ دادا کے ہوں کہ ادنی و اعلی کے مقابلے کو آؤں جسقدر میرے بندے موجود ہیں جو کہ
تجھسے مرتبے میں زیادہ ہیں وہ موجود ہیں تجھ ایسے لوگ ان کے مقابلے کو تو پھر میں کیوں ان مقابلے کو
آؤں شان ہے میری کہ میں تیرے خوف سے کہ جو کہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے قلعے سے باہر آؤں جسقدر میرے
بندے تیرے لیئے کافی ہیں تو پھر کیا ضرور رہتا ہے بلکہ میں نے اپنے ان بندوں کو بھی زیر دار کیا ہے کہ
جو کہ صاحب مرتبہ ہیں یہ لوگ جو کہ تیرے مقابلے کو آئے ہیں یہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے ہیں میں نے
تجھکو ایسا خیال کیا کہ جیسے کوئی کم مرتبہ مثل ادنی غلاموں کے ہوتا ہے پس اپنی لیاقت کی طرف خیال کرکے
واپس جا اگر کچھ ہوس ہے اور دل میں حوصلہ ہے تو طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کر دیکھ کیا ہوتا ہے میں نے بہت
کچھ لکھا ہے کہاں تک لکھوں اب تجھکو اپنے فعل اختیار ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو میرے کہنے پر عمل
نہ کریگا تجھکو نصیحت کرنا گویا اپنی بات کو رائیگان کرنا ہے خیر میں خدا تھا مجھکو زیبا تھا کہ میں بندوں کو
نصیحت کروں پس میں بھی تیرے اسی شعر پر اپنے نامے کو تمام کرتا ہوں جو کہ تو نے اپنے نامے
کے آخر میں لکھا ہے شعر مصنف آنچہ حق بود گفتم تمام شد نامہ تو دانی دگر بعد ازین والسلام [illegible]
دبیر نے بموجب حکم اسکو ملفوف کیا اور یہی کہا تھا کہ لاؤ ہے جبیس نے بعد [illegible]
تحریر کرا کے تھے (الی) ہیں نامہ طولانی ہوگیا یہاں اختصار کا خیال ہے پس جب نامہ ملفوف ہو چکا
افریقی نے عرض کیا کہ نامہ تیار ہوگیا حکم ہوا کہ ہماری طرف سے ایک حکمنامہ بنام طلوبار شاہ وغیرہ
تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ اگر امر زنگ طبل جنگ بجواے تو تم بھی طبل جنگ بجوانا اور جو کیفیت
صف آرا ہوتا یہاں سے تمہاری کمک بھیجا جائیگی تم کوئی خوف نہ کرنا پس یہ حکمنامہ بھی دبیر نے تیار کیا
جب دونوں کاغذ تیار ہو چکے ہے جبیس نے حکم دیا کہ اسی چوبدار کو دو کہ وہ لیجاے اور طلوبار شاہ
کو دیدینا کہ وہ امر زنگ کے پاس بھیجدیں پس خوشحال شاہ نے جو ہے جبیس نے حکم دیا اسکے موافق
عمل کیا اس چوبدار کو دیا وہ چوبدار سجدہ کر کے اور سب کو سلام دونوں کاغذ لیکر زیر گنبد آیا اور
قلعے سے باہر نکلکر شہر میں آیا اور شہر کو طے کر کے لشکر میں پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا یہاں قندطار
نقاب پوش بیٹھا ہوا تھا انتظار جواب میں طلوبار شاہ وغیرہ کا دربار آراستہ تھا کہ اس چوبدار نے
دونوں لفافے طلوبار شاہ کو دیے طلوبار شاہ وغیرہ نے آنکھوں سے لگا لیا اسمیں بدستور دیکھے
اسکے بعد اپنا نام جس لفافہ پر لکھا تھا اسکو چاک کیا اور پڑھا اسمیں یہی تحریر تھا کہ یہ دوسرا لفافہ قندطار
کو دینا کہ جو کہ اسکے جواب کا منتظر ہو تمہاری بارگاہ میں بیٹھا ہے اور امر زنگ کا نامہ لایا ہے اسکا نامہ
ہے پس طلوبار نے وہ لفافہ قندطار کو دیا اور کہا کہ لیجا یہ جواب ہے امر زنگ کے نامہ کا پس قندطار
اس لفافہ کو لیکر کرسی پر سے اٹھا اور سب کو سلام کرکے باہر بارگاہ کے آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر

اس لشکر سے نکلکر داخل لشکر ہوا اور اپنے لشکر میں پہونچکر بارگاہ میں آیا یہاں ارژنگ جواب نامہ کا
منتظر دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ قنطار آکر پہونچا اور زرہ و بر تخت کے پاتختگان
نے کہا کہ واقعہ بیان کر قنطار نے اپنا جانا دربار میں اور طوطار کو نامہ دینا اور اسکا عرضی لکھکر اُس
نامے کے ہمراہ روانہ کرنا اور وہاں سے جواب کا آنا سب یہ جو قنطار نے بیان کیا ارژنگ نے کہا کہ
لاؤ وہ لفافہ کہاں ہے پس قنطار نے لفافہ دیا اور خود سلام کرکے اپنے مقام پر آکر بیٹھا ارژنگ نے
دبیر سے کہا کہ اس لفافہ کو چاک کرکے پڑھو پس دبیر نے لفافہ کو چاک کیا نامہ پڑھنا شروع کیا اول تو
تعریف برجیس اور خداوند آفتاب کی تحریر تھی اور یہ تحریر تھی لقا و زہرہ و ثانی و ارژنگ کی یہ تحریر دیکھ
اور سنکر ارژنگ بہت برہم ہوا چہرہ اسکا لعل ہو گیا ارژنگ نے دبیر سے کہا کہ اس مہمل تحریر کو چھوڑ کر
اصل مطلب کو پڑھو پس دبیر نے عرض کیا کہ یہ سب تحریر تمام ہو گئی ہے یہاں سے مطلب شروع ہے پس اُسنے
مطلب پڑھنا شروع کیا تمام نامہ پڑھا ارژنگ کا یہ حال تھا کہ مثل مار سر و دم بریدہ کے پیچ و تاب
کھا رہا تھا اور بار بار موچھوں کو تاؤ دیتا تھا منہ سے کف جاری تھا غیض و غضب طاری تھا مثل بید
مجنون کے کانپ رہا تھا مثل ساہی کے تن پر بال کھڑے ہو گئے تھے ہر موے بدن ارژنگ کا
فرط غیظ سے استادہ تھا کروٹیں بدلا کیا جبتک نامہ پڑھا گیا جب نامہ ختم ہو چکا اُسوقت ارژنگ نے
کہا کہ ای سخنگان اُسنے بہت سخت کلمے تحریر کیے ہیں اور ایسا واہیات کلمات تحریر کیے ہیں کہ کوئی ادنی کو
بھی نہ تحریر کریگا اور یہ جو اُسنے لکھا ہے کہ حضرت ارژنگ کو زہرہ ثانی کا فرزند ہے بالکل غلط ہے کوئی میرے
باپ کی زوجہ جمشید جادو نہ تھی کہ جسکے بطن سے حضرت ارژنگ پیدا ہوا ہے وہ بالکل جھوٹا ہے اور یہ خوف اُسکا
دعوی غلط ہے جب وہ یہاں آئیگا تو اُسکو جواب دیا جائیگا اور وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا وہ نہ معلوم
اپنے دل میں سمجھا کیا ہے اول تو یہ امر بالکل غلط ہے گویا اُسنے اپنی شان دکھائی ہے کہ ہم ایسے خدا ہیں
کہ حالات گزشتہ و آئندہ و موجودہ سے واقف ہیں پس اسکے اس نامہ کا یہ جواب ہے کہ طبل جنگ بجوادو
برجیس بدون اسکے نہ مانیگا اسکی شامت ہی آئی ہے خیر دیکھا جائیگا مجھکو بھی دیکھنا ہے کہ برجیس کیونکر
مجھسے مقابلہ کرتا ہے اور ہمکو شکست دیتا ہے یقین کر لو کہ میرا لشکر اُسکے لشکر کو بھگا دیگا سخنگان نے کہا کہ
آپکا مبحث درست خیال ہے پس ارژنگ نے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجے دیر نہ ہو یہ جو حکم ارژنگ نے
دیا اُسیوقت سب حسب حکم ارژنگ کوس حربی پر چوب پڑی صدا سے نقارہ کے گونجی تمام لشکر میں غل پڑا
ہلگیا زمین کانپ گئی لشکر کو معلوم ہوا کہ کل صبح کو لشکر حریف سے مقابلہ ہوگا حکم نواخت طبل جنگ دیکر
ارژنگ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر دربار سے اُٹھکر آئے سامان جنگ
کرنے لگے لشکر میں درستی آلات حربیہ و ضرب ہونے لگی سب اہل لشکر یہاں سامان جنگ کرنے
لگے اُدھر لشکر برجیس میں طوطار شاہ وغیرہ کا دربار آراستہ ہے ابھی تک طوطار شاہ بارگاہ میں
بیٹھا ہے کہ اُسکے کان میں صدا طبل آئی طوطار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ بھائی ارژنگ نے
طبل جنگ بجوایا ہے معلوم ہوتا ہے خداوند نے بہت سخت جواب دیا ہے پس اُسنے برہم ہوکر طبل جنگ بجوادیا
کوئی جاکر خبر تو لاوے پس ہرکارے یہ حکم پاکر چلے تھے کہ وہ ہرکارے جو کہ لشکر ارژنگ میں موجود تھے
صدا سے طبل جنگ سنکے اور خبر نواخت طبل لیکر اپنے لشکر میں آئے اور داخل بارگاہ ہوکر مجرا گاہ پر
مجرا کرکے یوں دعا دی کہ درگاہ خداوندی میں آپکا بڑا مرتبہ ہو ہمیشہ خداوند آفتاب و نائب خداوند
ولیعہد خداوندی برجیس کا آپ سے سروں پہ ہمیشہ سایہ رہے اور آپکے اوپر نظر عنایت رہے

آپ کی ترقی عمر ہو یہ دعا دیکر عرض کیا کہ بعد پڑھنے جواب نامہ کے ارژنگ نے طبل جنگ کا حکم دیا ہے اور دربار
برخاست کر کے چلا گیا بموجب حکم ارژنگ اُسکے لشکر مین نقارۂ رزمی بجا ہے اور سامان جنگ ہو رہا ہے اُسکا یہ
قصد ہے کہ کل غلامان خداوند سے نکلا ہے اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہو کر مقابلہ کرے باقی خیر ہے یہ جو
ہرکارون نے کہا طوبار شاہ نے مہر شمار شاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیون مہر اقبال کیسا درست نکلا کہ
ارژنگ نے طبل جنگ بجوایا ہے دیکھو وہی ہرکارون نے آکر خبر دی ہے پس یہ کہکر طوبار شاہ نے حکم دیا کہ
ہمارے لشکر مین بھی بفضل و بتائید خداوند آفتاب درجبین کے طبل جنگ بجے اور ہمارے لشکر مین بھی
سامان جنگ ہو ہم کل نکلکر میدان جنگ مین ارژنگ سے مقابلہ کرینگے اور اُسکو اسکی سزا دینگے یہ
جو اُسنے خداوند کی عدول حکمی کی اس سبب سے طبل جنگ بجوایا ہے یہ حکم طوبار شاہ نے دیا اُسیوقت لشکر
طوبار مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صدائے نقارۂ حربی و کوس رزمی فضائے صحرا مین گونجی اہل لشکر کو معلوم
ہوا کہ صبح کو لشکر ارژنگ سے مقابلہ ہوگا اُسیوقت سے لشکر مین سامان جنگ دنیا رہی بزم ہونے لگی طوبار
وغیرہ بھی دربار برخاست کر کے اپنے اپنے خیمے مین گئے پس دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا تھا
کسی مقام پر دونون طرف ہزارون بلکہ لاکھون سوار و پیدل بیٹھے ہوئے تلوارون کو صیقل کر رہے تھے
چرخ پر چڑھا رہے تھے کہ جسکے سبب سے عقل چرخ پیر کی چرخ مین آرہی تھی کسی مقام پر لاکھون سوار و پیدل
اپنے اپنے خنجرونکو درست کر رہے تھے زرہون کو دیکھ رہے تھے خود و موزے و دستانین صاف کر رہے
تھے سپرین درست کر رہے تھے کمانین جو خانہ خورنہ کر گئین تھین اُنکو سینک سانک کر درست کیا ترکش سے
تیر نکالے جو کہ عمدہ عمدہ تھے اُنکو ترکش مین رکھا اور برے برے چھانٹ لیے اسی طور سے دونون لشکرونمین
سرداران و پہلوان و افسر اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو اپنے اپنے خیمے مین بیٹھے ہوئے درست کر رہے تھے
باجے جنگی بج رہے تھے چاوش پکارتے پھرتے تھے کہ او جوانون کل روز جنگ ہے جو کہ بہادر ہین اُنکے
لیے عید ہے جو کہ بزدل ہین اُنکے لیے بڑی خرابی ہے اے جوانون خوش ہو کہ کل عروس مرگ سے وصل حاصل ہوگا
معشوق اجل آکر گلے سے ملیگا یہ چاوش پکارتے تھے جوانون کے دل بڑھا رہے تھے پس راوی نے
کہا کہ وہ دن اسی سامان مین تمام ہوا شاہ خاور نے سلطان مغرب سے شکست کھائی سپاہ ظلمت نے لشکر
نور پر ظفر پائی یعنی شب آئی شاہ انجم نے تخت نیلی پر مع اپنے مصاحبان انجم و وزیران سلطنت جلوس کیا اور
شاہ خاور روز کو قید خانہ مشرق شب مین قید کیا وہ آفتاب کا زرد رو ہو کر طرف مغرب کے روانہ ہونا
وہ جابجا دھوپ کی شعاع وہ شفق کا آسمان پر پھولنا وہ مشرق کی طرف سے سیاہی شب کا پھیلنا غنچون کا
مسکرانا اسکا نسیم کے جھونکون سے باغون مین کھلنا طائرون کا ہنگام شام و غروب آفتاب طرف اپنے
آشیانون کے پرواز کر کے واسطے بسیرے کے جانا چرندون کا طرف اپنے آشیانون کے و درندون کا
طرف اپنے آشیانون کے ایسی فکر تھی بسبب رات ہو جانے کے کہ ہرن شیر کے برابر سے نکلا تا تھا وہ کچھ
تعرض نہ کرتا تھا باز کے پہلو سے کبوتر نوبت بانیجا رسید کہ آفتاب غروب ہو گیا شام ہو گئی تاریکی شب پھیلائی تو
ظلمت شب نے اپنا عمل کیا ہر طرف چراغ روشن ہوئے دونون طرف لشکرون مین گھنٹے و ناقوس بجنے
لگے دونون لشکرون مین صدائے جُز جُز پکاری جانے لگی لشکر طوبار شاہ مین یا آفتاب یا درجبین کی جز
تھی اور لشکر ارژنگ مین یا لقا یا زمرد ثانی یا ارژنگ کی جز تھی ہر ایک پوجا پاٹ کر رہا تھا پس جب
پہر رات آئی تو دونون لشکرون مین لوگون نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی طلایہ پھرنے لگا اہل طلایہ نے
مشعلین روشن کین اور طلایہ کے لوگ صدائے حاضر باش و ناظر باش و صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگے

سرداران ہر دو لشکر و اہل لشکر سامان جنگ مین مصروف تھے کوئی مارے خوشی کے جامہ سے باہر تھا عروس مرگ
مین دو شب بسر کی ہر ایک کو خوشی تھی کہ کل صبح کو عروس مرگ سے ہمکنار ہونگے معشوقہ اجل ہمارے گلے کا ہار
ہوگی کسیکو یہ تصور ہے کہ دیکھیے کل کون کھڑا رہتا ہے اور کسکے قدم ہٹ جاتے ہین کون ثابت قدم رہتا ہے بڑے
بڑے لوگون سے مقابلہ ہے وہ بھی کم نہین ہے کوئی کہتا ہے کہ دیکھیے کل کون آب شمشیر کے گھاٹ اترتا ہے کسکی
کشتی عمر دریاے اجل کے پار ہوتی ہے کون کون غرق بحر فنا ہوتا ہے اور کون کون ساحل فنا کے کنارے
اترتا ہے کون گھاوے زخم اپنے تن نازک پر کھاتا ہے کسکے بدن پر بدخشان گل زخم کی کھلتی ہین کوئی گرز گران
سر کو تولکر کہتا تھا کہ کل ایک ضرب گرز مین اپنے حریف کو پیوند زمین کردونگا کوئی سیف کو ہلا کر کہتا تھا کہ یون وار
کرونگا کہ ایک ہاتھ مین سر حریف کا خاک پر غلطان نظر آئیگا کوئی نیزے کو تکان دیکر اپنے خیال سے ہوا مین
کہتا تھا کہ یون حریف کو پشت مرکب پر سے اٹھا کر زمین پر دے مارونگا کہ اسکے استخوان سرمہ سا ہو جاینگے
سپر کو ہاتھ مین لیے ہوے خیال کر رہا تھا کہ یون حریف کی ضرب کو رد کرونگا بعض کے روبرو تصویر جنگ
پھر رہی تھی کشتون کے انبار نظر آتے تھے بسمل لوٹ رہے تھے خاک پر زخمی کراہ رہے تھے بعض باہم
بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ صبح کو میدان جنگ مین حریف سے مقابلہ ہے آؤ بھائی ہم تم گلے ملین معلوم
پھر یہ دن نصیب ہون یا نہ ہون کون زندہ رہے اور کون نہ رہے باہم ملکر بیٹھ لین باتین کر لین کیون
بھائی دیکھیے کل کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون حریف کی ضرب کو پھیکر روکتا ہے کل بہت بڑا معرکہ پڑے گا
ہزارونکا کھیت ہوگا خداوند آفتاب آبرو رکھے ہین لشکر ارژنگ کے پہلوان کتنے تھے خداوند ارژنگ
آبرو رکھے ہین ہر ایک لشکر کے لوگ اپنے خدا سے دعا کر رہے تھے بہادرون مین یہ تقریر تھی اور سامان
جنگ کی فکر تھی اور بہادری کا ذکر تھا بار بار خیمون سے اور بسترون پر سے اٹھ اٹھکر میدان مین آ آکر
کھڑے ہوتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ آثار سحر نمایان ہوے دامنون کو تھام کر کے
دیکھتے تھے کہ نسیم سحری چلنے لگی جب کچھ آثار نہ پاتے تھے پھر خیمون مین جاکر اپنے مقام پر بیٹھکر باتین کرنے
لگتے تھے جو کہ بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جب سے انھون نے صداے طبل سنی تھی کسیکو تو دست
آنے لگے تھے کسیکو تپ لرزہ آگئی تھی لحاف پر لحاف اوڑھکر پڑا ہوا تھا اگر کسی بہادر نے آکر کہا
کہ بھائی کل میدان جنگ مین مقابلہ ہے کہو کیا کہتے ہو جواب دیا کہ بھائی ہم کیا بتائین ہمسے تو سیاہ لرزہ تپ
سے مقابلہ ہو رہا ہے اسنے آکر ہمکو گھیر لیا ہے اسکے مقابلے سے فرصت ہوئی تو ضرور میدان مین جاکے
مقابلہ کرینگے ورنہ مجبور ہین دیکھو کس شدت سے تپ آئی ہے کہ تمام بدن جلا جاتا ہے انھون نے جواب دیا
کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ تم اچھے تھے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ تمکو تپ آگئی معلوم ہوا کہ بڑے بزدل ہو اسی
خوف سے تپ آئی کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہے یا کتنے فقرہ کیا اسنے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس بہادر ایک
آپ ہی ہین اور سب بودے ہین فقرہ کرنے سے کیا حاصل مرض کو آتے کچھ دیر لگتی ہے یہ بہادر جھینپکے چلا آیا
کسی نے دستون کی شکایت کی کوئی دراصل بیمار تھا اسکا جو کوئی مزاج پرسی کو آیا کہدیا کہ درد سر ہو یا تپ
آگئی ہے یا اسہال سے اس حال کو پہونچے ہین کہ پلنگ پر سے اٹھنا دشوار ہے کسی نے اپنے خادم سے کہا
کہ ہمارا مرکب نصف شب کو کسکر حاضر کرنا ہم اپنے مکان کو جاینگے اسنے کہا کہ آقا صبح کو مقابلہ ہے برسون نمک
کھایا ہے اور آپ مکان تشریف لیے جاتے ہین لوگ آپکی نسبت طعن کرینگے یہ کون حرکت ہے اسکو یہ سمجھکر
جواب دیا کہ کچھ پروا نہین ہے ہمیشہ کوئی جان دینے کے لیے ملازمت نہین کی تھی صرف بسر اوقات کے لیے
کر اپنی اولاد کی پرورش کرین بھائی ابھی تو شادی ہوئی ہے اگر ہم کل حریف کے ہاتھ سے مارے گئے

تو وہ رانڈ ہو جائیگی کیونکہ اُسکا رنڈاپا کٹ گیا کیونکہ نہ اُسکے ماں ہے نہ باپ صرف ہمارا سہارا ہے دوسرے جہان
ہی لوگ بہ نگاہ بد دیکھین گے ہم ایسی نوکری سے باز آئے کہ اپنی جان جائے ناموس تباہ ہو اگر ہم زندہ ہین
تو اور کسی مقام پر نوکری کر لینگے میاں آپ زندہ جہان زندہ ہم آپ مردم جہان مردم اسوقت کے طعنہ
اُٹھانا اچھا اُس سے کہ سب تباہ ہون اُسنے کہا کہ یہ کیونکر آپکو یقین ہوا کہ مارے ہی جائیگا جواب دیا
کہ میدان جنگ مین سوائے نیزہ و تلوار و گرز کے اور صورت کے کیا ہے کوئی لڈو پیڑے تقسیم ہوتے
ہین اگر تمکو اس امر کا یقین ہے تو یہ وردی اور ہتھیار موجود ہین تم پہن لو اور میرے مرکب پر سوار ہو کر
میدان مین جانا ہین تمھارے مقام پر تمھارا لباس پہنکر کام کرونگا مگر میدان جنگ مین نہ جاؤنگا
اُسنے جواب دیا کہ کیا خوب واہ رہے تو آپ پائین مزے آپ کرین نام آپکا اور اگر مارے جائین تو ہم
ہماری اولاد تباہ ہو ہمکو کیا حاصل بعد میرے پھر یہ تو ہوگا کہ اپنی تنخواہ مین سے کوئی روپیہ
مہینہ میری زوجہ کا یا اولاد کا مقرر کر دیجیے ایک مرتبہ ہنسکر کہا ابد یا کہ یہی خیال تو ہمکو بھی ہے کہ کوئی
ایسا نہین ہے کہ اگر مر جائین تو نصف تنخواہ جو کہ ہم اسوقت پاتے ہین اُنھین سے ہمارے ورثا پرورش کرے
پس ایسے مین کیا ضرور ہے کہ خواہ مخواہ اپنی جان دین بادشاہون کے تو یہ جھگڑے ہین کہ ذرا سی
زمین پر لڑ بیٹھے ہین آپ تو بیٹھے ہوئے ہین کسی پری پر عاشق ہوئے اُس سے طلب کیا اُسنے انکار کیا اُسپر
لشکر کشی کر کے چلے یہ بھی کوئی بات ہے اُسکو اپنی اولاد اپنی بہن کا اختیار رہی نہین آپکے ساتھ شادی کرتا
اگر آپ ہوش پر سے اُتر کر آئے ہین تو وہ جبار کے ساتھ شادی کرتا ہے آپکے ساتھ نہین کرتا ہے کوئی
زبردستی ہے اُسنے کہا کہ یہ تو نمک حرامی آپکی ہے کہ ایسے وقت مین یون نکلے جاتے ہین جبتک مفت کا
ملا کھایا اب جو اُسکے ادا کرنے کا وقت آیا تو بھاگ نکلے اُنھون نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تو بڑا چرب
زبان ہے اب جو کچھ منھ سے کہا ایک ہاتھ تلوار کا مارونگا کہ سر تن سے اُتر جائیگا اُسنے ہنسکر جواب دیا
کہ صرف منھ سے اور ابھی سے خوف سے تو آپ بھاگے جاتے ہین اور پھر اُسیکا نام لیتے ہین دیکھیے
ایسا نہ ہو کہ کوئی سن لے تو بڑی خرابی ہو اگر آپ ایسے بہادر ہوتے تو جہان پر تلوار کھینچتے تاکہ کچھ حال
معلوم تو ہوتا دو دو ہاتھ چلتے اور اگر ایسے شمشیرزن ہوتے تو کیون آدھی رات کو بھاگنے کا قصد
کرتے مین نے جو نصیحت کی مجھکو بے دست و پا پا کر یہ فرماتے ہو کہ ایک ہاتھ مین سر تن سے اُتر جائیگا کیا خوب
سچ کسی نے کہا ہے کہ گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارتا ہے یہ جو جا کر نے کہا اُنکو بہت غصہ آیا اور یہ کہا کہ چلا جا ورنہ
تیری قضا آئی ہے وہ ہنستا ہوا چلا گیا اور مرکب تیار کر کے لایا اور رکھا اسباب لادنے کا جو کچھ بھی لیں اُنھون
نے جو پر اسباب بار کیا اور مرکب پر خود سوار ہو کے اُسی تاریکی شب مین نکل گئے اسی طور سے سیکڑون
سوار و پیدل دونون لشکر کے جو کہ بزدل بہت تھے نکل گئے اور جو کچھ دل رکھتے تھے کوئی بیمار بنا اور کوئی
دشمنون کا بہانہ کر کے پڑ رہا اور اپنے کو میدان جنگ کے جانے سے بچا لیا دونون لشکرون کے
بزدلون کا یہ حال اور بہادرون کا وہ حال ہے کہ جو کہ تجربہ ہو چکا ہے کہ خوش خوش ہین اور رات کو کسی نہ کسی
سے بسر کر رہے ہین تاہم سیکڑون بزدل لشکر اورنگ سے اور طلوع بادشاہ سے نکلے مگر لشکر اورنگ
سے بہت نکل گئے نوبت باینجا رسید کہ شہنشاہ انجم نے شاہ خاور سے شکست کھائی شاہ انجم مع اپنی سپاہ
انجم کے میدان فلکی پر سے گریزان ہوا اور عمل خسرو خاور کا ہوا سپاہ ظلمت نے پہلوان روز سے تو
شکست کھا کر گریز کیا طرف مغرب کے یعنی سپاہ نور کا عمل دنیا مین ہوا آثار سحر فلک سے نمایان ہوئے خروس
فلکی نے صدائے آواز بلند کی صبحت انجم و رہم ہم ہوئی نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے

یہ معلوم ہوتا تھا کہ نور کے فوارے چھوٹ رہے ہیں بس دونوں لشکروں میں گھنٹے و ناقوس بجنے لگے باجے اور نفیر آفتاب و بر جیس و ارژنگ کی صدا آنے لگی ورد ہی صبح کی بجی سب اپنے اپنے بستر پر سے اُٹھے پوجا پاٹ میں مصروف ہوئے اُدھر نور سحر جو پھیلا اور گلہائے خودرو جو صحرا میں کھلے اُنکی خوشبو جو پھیلی تمام صحرا مہک گیا وہ صبح کے وقت طائران خوش الحان کا درختوں پر بیٹھکر زمزمہ سنجی کرنا اور آشیانوں سے اُڑ اُڑ کے ہوا سے فکر قوت لایموت جانا باد صبا کا اشجار گلہائے رنگا رنگ سے ملکر چلنا درختوں کا بسبب ہوا کے متحرک ہونا آفتاب کا نکلنا اسکی شعاع کا صحرا میں پھیلنا برگ ہائے شجر پر پڑنا آنکا مثل زمرد کے چمکنا باغ عالم کا عجب سما تھا وہ صحرا عجب ہرا بھرا تھا سبزہ کوسوں تک ہرا بھرا لہلہاتا تھا اُسپر جو اوس کے قطرے پڑے ہوئے تھے وہ در غلطان معلوم ہوتے تھے بلبلیں خوش ہو رہی تھیں کبک دری قہقہہ کر رہی تھیں طاؤس رقص کر رہے تھے اور خوش ہو کر سنکار اُٹھتے تھے بموجب اشعار

بوسے گیسو سے گلعذار آئی
سبز پتوں میں گل جھلکتے ہیں
نرگس نخل ہر دو بہ جو ہری
چل رہی ہے نسیم فرحت خیز
شاہد گل کا دیکھ کر جوبن
ہر طرف کو سماں بہار کا ہے

نخل گل جھومتے ہیں مستانہ
جیسے جگنو کہیں چمکتے ہیں
ابر چھایا ہے مینھ برستا ہے
آرہی ہے ہوا سے عنبر بیز
چشم نرگس ہے محو نظارہ
ابر ہے ذکر وصل یار کا ہے

باغ عالم میں ہے بہار آئی
ایک جا پر ہیں شمع و پروانہ
قہقہے مارتے ہیں کبک دری
ہر طرف اک خوشی کا چرچا ہے
چہچہے کرتے ہیں طیور چمن
ہے طرب زا فزائے ارض و سما
یہ عالم تھا کہ تھو نہ بہشت بریں

تھا وقت صبح جو تھا تو ہر چیز پر جوبن تھا ہوا چل رہی تھی جو مزے سے دو دو چار چار چڑیوں سے اونچے آشیانوں سے نکل نکلکر صحرا کی ہوا کھا رہے تھے گل آفتاب چمن آسمان پر کھل رہا تھا اُسکا عکس جو آب دریا پر پڑتا تھا تو ہر موج معلوم ہوتی تھی کہ طلائی ہے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہزاروں آفتاب پانی سے طلوع ہو رہے ہیں جا بجا دھوپ نکل آئی تھی صحرا کا یہ حال تھا اُدھر جب لشکر نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی ہر ایک کمر کسی مسلح و مکمل ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوے پرے کے پرے غول کے غول طرف بارگاہ کے چلے اُدھر سردار بھی اپنے اپنے خیموں سے نکلے اور لشکر کو مسلح و مکمل دیکھکر حکم دیا کہ طرف میدان جنگ کے چلو پس سوار و پیدل غٹ کے غٹ رسالے کے رسالے باجے جنگی بجاتے ہوے علموں کے پھریرے لہراتے ہوے طرف صحرا کے چلے اسطرف سے آفتاب پرست بھی بڑے جاہ و حشم سے دوسری طرف آئے کہ اسنے عرصے میں ارژنگ اپنی بارگاہ سے نکلا تخت اُڑکر حاضر کیا سب کا مجرا ہوا ارژنگ تخت پر سوار ہوا خواصی میں سنگان بیٹھا داہنی طرف مرکب پر دیلم بن نوروج آنکے برابر قربا سب اور سردار ان زبردست بائیں طرف اسلم بن نوروج وساحران زبردست کے پرے کے پرے سبنش و باہ و طاؤس وازدر پر سوار اور زرسول ہاتھوں میں پیشانیوں پر قشقے لگے ہوے گلوں میں مار وعقرب پڑے ہوے شانوں پر بادلہ کی جھولیاں پڑی ہوئی آگے آگے نقیب پولتے ہوے طرف صحرا کے ارژنگ کا تخت چلا ہوا اُسکے جو بھو چکے آنے سب کے دماغ معطر ہو گئے خنکی معلوم ہونے لگی باجے بجنے لگے اُس راہ کو طے کر کے ارژنگ میدان جنگ میں پہونچا ایک مرتبہ سلامی کے باجے بجے علموں کو جلوہ دیا گیا تخت ارژنگ قلب سپاہ میں آکر قایم ہوا صف بندی ہونے لگی صف آرا نکلے اُنھوں نے صفیں درست کیں سم سے سم دم سے دم کنوتی سے کنوتی ملائی رکاب سے رکاب ملی دوش بدوش چار آئنہ بند جالینہ پوش کی پرے جمے ابھی صف بندی نہ ہونے پائی تھی کہ اُدھر سے آمد لشکر طلوع بادشاہ کی شروع ہوئی علم طلائی رنگ کے

لہراتے ہوئے عکس آفتاب سے چمکتے ہوئے آکر علم اور کھڑے ہوئے اب لشکر آنے لگا غول کے غول اور
غٹ کے غٹ جوق جوق کے جوق و دستہ کے دستہ آکر پہونچے کہ اتنے مین طلو بار شاہ و سمر شار شاہ مع سرداران
کے نمایان ہوئے دونون تخت پر سوار آئے برابر مرکبون پر قیصور آدمخوار سنتور نیزہ باز حسام شمشیر
شمشیر بگ خود پرست قہار دیوکش اور سرداران زبردست مرکبون پر سوار تھے آکر پہونچے قلب لشکر مین
دونون بادشاہون کا تخت قایم ہوا باجے جنگی بجے علم سلامی ہوئے ادھر بھی صف آرا نکلے صفین درست
ہونے لگین صف آرا نے میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ درست کیا قلب مین تخت قایم ہوا قرماسپ بترتیب
سپہ سالاری ادھر کھڑا تھا ادھر اسکے جواب مین قیصور آدمخوار کھڑا ہوا جب صفین درست ہو چکین
آشوب تنبر دار دونون طرف سے نکلے انھون نے جھاڑی جھنڈی لیست و بلند زمین کو ہموار کیا
اور جو درخت کہ حائل نگاہ تھے انکو کاٹ کر گرا دیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھا دیا کہ یکایک
دونون طرف سے نقیب و کرکیت نکلے نقیبون نے نقابت شروع کی یون جوانون کے دل بڑھانے لگے
اور صدائین لگانے لگے اے جوانون بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید اے جوانون آج دن نام کا ہے وہ تلوار
چلے کہ افسانہ رستم و اسفندیار صفحہ ہستی پر سے مثل حرف غلط کے مٹا دے دیکھین آج کون کون ثابت قدمی
دکھاتا ہے بڑھ بڑھ کر حریف کو وار کرتا ہے تم آن نام آورون کے یادگار ہو کہ جنکے افسانہ بہادری کے ابتک ہر ایک
کی زبان پر جاری ہین آج اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو کیونکہ یہی ذکر بہادری دنیا مین باقی رہتا
ہے اور جو بزدلی کرتا ہے اسکا کوئی نام بھی نہین لیتا ہے خیال کرو کہ اب نہ رستم باقی ہے نہ سام مگر اسکا نام ہر ایک
کی زبان پر ہے آج دن نام آوری کا ہے یہ وہ کام کرنا کہ جو کہ رستم و سام نے نہ کیا ہو آگے قدم بڑھکر پیچھے
نہ ہٹین تن پر یون زخم لگین کہ جیسے گلہائے خوشبو کے ہار گلون مین پڑے ہوتے ہین دولہا بنکر عروس
مرگ سے ہمکنار ہو جسکا مرنا کہ ہو نام کا پیدا کرنا ہے یہ دنیا مقام بے ثبات ہے اس مین کسی کو ثبات نہین ہے
لازم ہے کہ نام پیدا کرو کہ تا کہ اسکے سبب سے سب یاد کرین خیال کرو بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم ہوئے
انکی قبر تک کے نشان مٹ گئے کوئی فاتحہ تک بھی نہین پڑھتا ہے وہ پھول بھی نہین چڑھاتا ہے یہان جو ہو کر
نیکی و نام آوری پیدا کر گئے ہین انکو سب یاد کرتے ہین یہ دنیا وہ مقام ہے کہ کہین شادی ہے اور کہین غم
غرضکہ یہان جو نام پیدا کریگا گویا اسنے لطف زندگی پایا اور وہ دنیا پر آیا ایسی ایسی باتین جو نقیبون
نے کہین صفون پر سناٹا سا ہو گیا سب ساکت ہو کر رہ گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب تصویر سے کھڑے ہین صفون پر
صف فرگان کے اداسی چھا گئی ادھر کرکیتون نے کڑکا کہا اور یہ شعر پڑھا شعر جوانون خبردار و ہشیار ہو
بلاحق سے اپنے خبردار ہو دیکھو پیارے لا دیس عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سرت کو دلگیر
رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ہے مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ہے نقیبون نے جو نقابت کی کرکیتون
نے کڑکا کہا دونون لشکرون کے بہادرون اور مردلاورون کا یہ حال ہوا کہ فرط شجاعت سے ہر ایک کے
چہرے لعل ہو گئے جوش شجاعت مین آکر جھومنے قبضے شمشیر کے چومے ہر ایک نے قصد کیا کہ مرکب کو
اڑا کر لشکر حریف سے غٹ بھٹ ہو جائین اور جنگ مغلوبہ ہو جائے کوئی نیزہ ہلانے لگا کوئی تلوار
نکالنے لگا کوئی کمان مین تیر جوڑنے لگا بعضون نے صفون سے مرکب بڑھا دیئے یہ عالم تھا دونون
لشکر ڈنکا نقیب و کرکیت کڑکا کہکر لشکر مین آئے اور رنگ کے لشکر مین تمام علم جلوہ گری پر آئے ابھی
دونون لشکرون سے کوئی نہ نکلا تھا کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے چاند سپید ... دونون لشکر
کی طرف دیکھنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر سفید رنگ بر نقش بار یکساں ظاہر ہوا اور اسقدر تیز آیا

پلک جھپکانے کی مہلت نہ ہوئی کہ وہ ابر لشکر طومار شاہ پر محیط ہوگیا اُس ابر سے بادل کی گرج اور برق کی چمک
پیدا تھی جب وہ ابر محیط ہوچکا اور گرج و چمک موقوف ہوئی اُس ابر سے صدا آئی کہ اے طومار شاہ و سمنار شاہ
خبردار ہو جاؤ اور ہوشیار رہو کوئی خوف نہ کرنا خداوند نے تمہاری کمک کے لیے ابر غضب کو روانہ کیا ہے لشکر
حریف پر عذاب نازل ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب جواب نامہ لکھکر برجیس روانہ کرچکا تھا اُٹھکے دربار
برخاست کیا تھا سب اپنے اپنے مقام پر آئے دوسرے دن جب دربار آراستہ ہوا اور برجیس [illegible]
قدرت آکر بیٹھا ادھر آفتاب جادو نے برجیس سے کہا کہ آج صبح سے میدان جنگ میں دونوں لشکر صف آرا
ہیں پس تم یہاں دربار کرو میں طومار شاہ کی کمک کو جاتا ہوں سب اہل دربار سے کہو کہ طرف مشرق کے
دیکھیں اور تم انکو خبر دو کہ وہاں بیرون شہر لشکر ارژنگ سے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ ہوگا سبکو وہاں کی
حالت نظر آئیگی گویا آنکھ کے رو برو مقابلہ ہو رہا ہے یہ کہکر آفتاب تو اُسیوقت وہاں سے سب سے پوشیدہ
ابر سفید تیار کرکے چلا گیا تھا سحر کیا تھا کہ سب کو اسی مقام پر سے حالت جنگ معلوم ہو یہ ابر سفید جو کہ
لشکر طومار پر آکر قائم ہوا تھا وہی ابر ہے جسمیں آفتاب جادو بھی نہاں تھا برجیس نے اہل دربار سے کہا
کہ اے حضار سب کو آگاہ کرو کہ سب طرف مشرق کے دیکھیں مجھکو علم خدائی سے معلوم ہوا ہے کہ بیرون شہر
دونوں لشکروں میں مقابلہ ہونے والا ہے دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں آپ سب کو وہاں کی
حالت اسی مقام پر سے نظر آئیگی کیونکہ میں نے وہ حجاب جو کہ حائل نگاہ ہے سب کی نگاہوں پر سے اٹھا دیے
ہیں حضار نے یہ حکم سب کو سُنا دیا پس ایک دریچے سے لوگوں نے طرف مشرق کے دیکھا یہ نظر آیا کہ ایک
طرف طومار شاہ و سمنار شاہ لشکر جمائے ہوے کھڑے ہیں اُنکے مقابل ارژنگ کا لشکر صف آرا ہے سب
ارژنگ کی صورت دیکھکر مبہوت ہیں اب سب اُسی طرف دیکھ رہے ہیں یہاں کا تو یہ حال ہے اُدھر جب وہ
ابر محیط ہوچکا اور صدا سب نے سُنی پر آچکی اُسوقت لشکر ارژنگ سے قنطار آہنہ پوش ارژنگ سے اجازت
لیکر نکلا اور اپنے مرکب کے تنگ کو درست کیا میدان میں آیا پہلے [illegible] کی جب خود بھی غرق عرق
ہوگیا اور مرکب بھی پس برچھے کو زمین پر گاڑ کر اور اپنا دم راست کرنے کو کھڑا ہوا جب دم راست
ہوگیا اور پسینہ بھی خشک ہوگیا مبارز طلب کیا طرف لشکر حریف کے منہ کرکے اور کہا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
میرے مقابلے کو آئے اس طور سے جو مبارز طلب کیا لشکر طومار شاہ وغیرہ سے زنجیل سردار خونخوار طومار شاہ
سے اجازت لیکر نکلا اور میدان میں آکر گرم تگا و رہوا دونوں مرکب برابر سے تھے پس مرکبوں کو بڑھا کے
مقابل ہوے نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزے بیکار ہوے عمود بازی ہونے لگی عمود بھی شل ہو
بیکار ہوگئے پس تلوار چلنے لگی ضرب رد و بدل ہوئی ایک مقام پر جو وار زنجیل نے کیا قنطار نے خالی دیا
اور وار اپنا کیا زنجیل نے سپر کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر آئی تا دو ابرو اتر آئی اُسنے قصد کیا کہ
تلوار کو کھینچ لوں تا کہ حریف کا کام تمام ہو جائے زنجیل نے دستانہ مارا کہ دستانہ قلم ہوکے کلائیاں مجروح تلوار
تو سر سے نکل گئی مگر جا در خون سر سے جاری ہوئی اور غش آگیا اُسنے ہرنے پر مرکب کے سر رکھدیا قنطار
نے قصد کیا کہ بڑھکر سر کاٹ لوں کہ برجیل بھائی زنجیل کا یہ حال دیکھکر اور طومار شاہ سے اجازت لیکر
فوراً میدان میں پہنچا اور بھائی کو پھیر دیا اور خود قنطار سے مقابلہ کیا اُسنے اسی طور سے برجیل کو
بھی زخمی کیا جب برجیل بھی زخمی ہوا آخر جیل مار خوار نے آکر مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا بلارج گرز زن آیا اُسنے
مقابلہ کیا یہ بھی مجروح ہوا اس جنگ میں نصف دن گزرا تھا کہ پانچ پہلوان زخمی ہوے یہ حال جو طومار شاہ
نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف سر اٹھا کہ کہا کہ اے خداوند یہ کیا کہ حریف نے کئی میرے لشکر کے پہلوانوں کو

زخمی کیا ہی اور پھر مبارز طلب کر رہا ہے یہ کہتا تھا کہ صدا آئی کیوں پریشان ہوتا ہے ہم تک کو موجود ہیں کسیکو
بھیجو مقابلہ روانہ کریں جو صدا آئی لیکن اسوقت لشکر طوہارشاہ سے میلاج گرز زن مقابلے میں قنطار کے
آیا اور پکارا کہ لاجوج یہ بہادری کا رکھتا ہو اُسنے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا ہے اور آفتاب پرستوں کا خون
چاٹ چکی ہے یہ کہکر وار کیا اُسنے بھی وار کیا اُدھر اُس ابر میں حرکت ہوئی وہ ابر شق ہوا اُس ابر سے ایک آفتاب نمایاں ہوا
کہ اُسکی روشنی پھیلی جیسے ہی لشکر طوہار نے آفتاب کو دیکھا فوراً سجدے کو جھک گئے اور سجدہ کیا سر سجدے سے
اٹھایا مگر لشکر ارزنگ کے لوگ اُس آفتاب کو دیکھکر حیران ہوئے اُس آفتاب سے ایسی حدت پیدا ہوئی کہ لشکر
ارزنگ کے سب سوار و پیدل مارے گرمی کے پریشان ہوگئے تھوڑی دیر میں اندر سر تا پا غرق عرق
ہوگئے شدت عطش سے زبان تالو میں چپٹنے لگی منھ میں کانٹے پڑگئے ارزنگ کا تو یہ حال تھا کہ دم بدم گلاس
پر گلاس آب سرد کے پی رہا تھا مگر پیاس نہ کم ہوتی تھی انسان کا کیا ذکر ہے مرکب تک زبانیں نکالے ہوئے ہانپ
رہے تھے جو کہ مغز ہمہ دار تھے وہ دم بدم پانی پی رہے تھے سینے پر زبان لگالیں تھیں ہتھیار جو بدن پر آراستہ
تھے وہ جلائے دیتے تھے ہوا ایسی گرم جو چلتی تھی اُس سے جو ذرا بچ گئے تھے ذرے اُٹھکر جسم پر پڑتے تھے آبلے
ڈالدیتے تھے یہ حدت تھی اُس آفتاب کی دھوپ کی صفت یہ تھی کہ وہ حدت سوا لشکر ارزنگ کے اور کسیکو
نہ معلوم ہوتی تھی لشکر طوہارشاہ اُسی طرح سے کھڑا ہوا تھا بالکل گرمی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اُس صحرا کے جانوروں کو
معلوم ہوتی تھی یہ تو حالت گرمی کی تھی برا لشکر ارزنگ اُدھر میلاج سے اور قنطار سے مقابلہ ہو رہا تھا
گو گرمی کے سبب سے اُسکی عجیب حالت تھی مگر کیا کہ تا وہ لڑ رہا تھا کہ آفتاب کی کرنیں اور عکس اور شعاع قنطار
پر پڑنے لگا اُسنے یہ اثر پیدا کیا کہ سر سے قنطار کے دھواں نکلنا شروع ہوا جیسے شمع کو روشن کرو اور اُس سے
دھواں نکلتا ہے گو گرمی کے سبب سے سب کی حالت غیر تھی مگر مقابلے کی طرف سبکی نگاہ لڑی ہوئی تھی لشکر ارزنگ
کے لوگوں نے اور لشکر طوہار کے اہل لشکر نے اُس دھوان کو دیکھا مگر کچھ اُن لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا یہاں باہم
نیزہ بازی ہو رہی تھی کہ یکایک ایک شعلہ سر سے قنطار کے پیدا ہوا اور وہ اُسکے تمام جسم میں لگ گیا اور قنطار
مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا تمام ہتھیار بھی جلنے لگے ایک منٹ میں جلکر خاک ہوگیا نام و نشان تک باقی نہ رہا
اِدھر وہ جلکر گرا اُدھر وہ آفتاب نہاں ہوگیا اُس ابر میں اور صدا آئی کہ کیوں طوہار شاہ تمنے خداوند کی قدرت
دیکھی کیونکر حریف کو جلاکر خاک سیاہ کردیا کہ نام تک باقی نہ رہا سوائے خاک اور کچھ نہیں ہے جو خداوند سے
مقابلہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا لشکر ارزنگ نے جو دیکھا جہاں پر قنطار تھا اُس مقام پر خاک کا انبار تھا نہ
راکب کا پتہ تھا نہ مرکب کا یہ حال دیکھکر سب کو حیرت ہوئی اب وہ گرمی اور شدت عطش بالکل جاتی رہی کہیں
گرمی کا نام بھی نہ تھا پھر سب کو راحت ہوئی گرمی کے سبب سے جو سب بدحواس تھے سبکے حواس درست ہوئے
ہتھیاروں کا جلنا برطرف ہوا مرکب بھی اپنے حواس میں آئے اُدھر میلاج نے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ میرے مقابلے کو آئے یہ صدا دینا تھا کہ سنتار قوی بازو کیانی قنطار کا بھائی مرکب صف سے نکالکر ارزنگ سے
اجازت لیکر میلاج کے مقابلے میں آیا آتے ہی نیزے کا وار کیا میلاج نے اُسکے نیزے کے وار کو رد کرکے
اپنا جو وار کیا اُسکو پشت مرکب پر سے نیزے پر اُٹھا لیا اور زمین پر دے مارا اُسکے استخوان ریزہ ریزہ
ہوگئے اُسکے بعد اور ایک پہلوان لشکر ارزنگ سے نکلا اُسکو بھی میلاج نے نیزے سے ہلاک کیا تا شام
دس پہلوان میلاج نے ہلاک کیے اور ایک آفتاب کی حدت سے جلکر خاک سیاہ ہوگیا دوپہر تک تو ارزنگ
کی فتح رہی بعد دوپہر کے آفتاب پرستوں کی ظفر ہوئی جب شام قریب ہوئی بختکان نے ارزنگ سے کہا کہ
طبل بازبجوائیے ورنہ یہ پہلوان سب کو آج ہی قتل کریگا کیونکہ بڑا زبردست ہے لیں ارزنگ نے طبل بازبجوادیا

جیسے ہی طبل باز پر چوب پڑی اور طومار شاہ نے سنی اپنے لشکر مین بھی طبل باز بجوایا پس میلاح میدان سے اپنے
لشکر مین آیا اُدھر ارزنگ مغموم و محزون طرف اپنی فرودگاہ کے واپس گیا طومار شاہ وغیرہ بھی مع اپنے لشکر
کے فرودگاہ پر واپس آئے وہ ابر سفید بھی طرف شہر آفتاب نما کے واپس چلا گیا اُسی طور سے گرجتا ہوا
راوی نے بیان کیا ہو کہ آج دن بھر برجیس تکلے مین گنبد آفتاب نما مین رہا اور تمام سامان جنگ دیکھا کیا
اور کل اہل دربار بھی جب لشکر واپس گئے فرودگاہ پر برجیس نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے آرام پذیر ہوئے وہ ابر قریب قلعہ آکر غائب ہو گیا یعنی آفتاب جادو
اپنے مقام پر اُس آسمان مین آیا جو کہ بالائے قلعہ سحر سے بنا ہوا ہی جسکا ذکر جلد دوم مین ہو چکا ہو یہان تک
راحت پذیر ہوئے وہان ارزنگ نے جاکر دربار کیا لشکر نے کمر کھولی اُدھر طومار وغیرہ نے دربار کیا
ارزنگ نے بصلاح سخندان پھر طبل جنگ بجوایا صدائے کوس حربی لشکر مین پھیلی سب سامان جنگ کرنے
لگے ارزنگ طبل جنگ بجواکر خیمۂ خاص مین گیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے مقام پر آئے
اُدھر طومار شاہ وغیرہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حریف مین پھر طبل جنگ بجا ہو صبح کو میدان مین آکر
مقابلہ کریگا طومار شاہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہان بھی طبل جنگ بجا اہل لشکر
کو معلوم ہوا کہ کل حریف سے مقابلہ ہی انکے دل قوی ہین کہ ہماری کمک پر خود خداوند ہین طومار نے بھی
دربار برخاست کیا یہان بھی سب سامان جنگ مین مصروف ہوئے آلات حرب و ضرب موافق دستور
کے درست کرنے لگے طلایہ دونون لشکرون مین پھرنے لگا چاؤش پکارنے لگے سردار باہم ذکر جنگ
کرنے لگے وہ رات اسی طور سے بسر ہوئی صبح کو حسب قاعدہ دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہوئے وہان شہر مین برجیس نے دربار کیا اُسی طور سے آفتاب جادو برجیس سے کہکر کہ مین تو جاتا
ہون تم سب کو حکم دو کہ مشرق کی طرف دیکھین آفتاب یہ کہکر ابر سفید بنا کر اور لشکر طومار پر آکر چھایا ہوا
یہان برجیس نے سب اہل دربار سے کہا کہ آج پھر طرف مشرق کے دیکھو سب واقعات جنگ نظر آئینگے
کل کے واقعات تو دیکھے اور میری قدرت کو جانا یون اپنے بندون کی کمک کرتا ہون سب نے کہا کہ
سوائے آپ کے کون خدا ہی پس سب اُسی طرف متوجہ ہوئے یہان یہ سب بند و بست ہوا اُدھر جب ابر
پیدا ہو چکا لشکر طومار سے میلاح گرز زن میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر ارزنگ سے میلاد خرس
صورت نکلا ہم نگاہ رہا بعدہ نیزہ بازی ہونے لگی میلاد ہاتھ سے میلاح کے زخمی ہوا پس اسکے پھر
مبارز طلب کیا فولاد نکلا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی اسکے ہاتھ سے مارا گیا بعدہ پھر ایک
پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اور ایک قوی تن نکلا وہ میلاح کے ہاتھ سے زخمی ہوا تا دو پہر میلاح نے
دو سردارون کو جان سے مارا اور تین کو زخمی کیا اب جو اسنے مبارز طلب کیا تو لشکر ارزنگ سے
صداد صخرت پنجہ نکلا اسنے آکر میلاح کو زخمی کیا جب میلاح مجروح ہوا پس لشکر طومار سے ایک سوار
میدان مین آیا اسنے میلاح کو پھیر دیا خود مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک سوار آیا وہ بھی صداد
کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایک سوار میدان مین آیا بعد مقابلۂ بسیار وہ ہاتھ سے صداد کے مارا گیا
یہ جو رنگ طومار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف منھ کرکے کہا کہ ای خداوند آپ کے بندے قتل ہوتے
ہین کمک فرمایئے صدا آئی کہ کسیکو برائے مقابلہ روانہ کرو پس طومار نے قرطاس سخت جان کو اجازت
دی وہ میدان مین آیا صداد سے ہم نبرد ہوا ابھی ہم نبرد ہوا ہی کہ اُس ابر سے ایک برق چمک کر گری کہ
اُسکے سر پر آئی اسکے اہل لشکر نے پکار کر کہا کہ ای پہلوان بچ تیرے سر پر برق آئی ہو جبتک خبردار ہو

کہ وہ برق گویا نگوں سے نکلگئی وہ مرکر گرا آگ پیدا ہوئی لاش جلنے لگی کہ قرطاس نے مبارز طلب کیا ادھر
لشکر طلومار شاہ کا تو یہ حال ہوا کہ یا خداوند آفتاب کہکر سجدے میں جھکے لشکر ارزنگ کو حیرت ہوئی مگر یہ جو حکم
ارزنگ ایک پہلوان نکلا میدان میں آیا ہم نبرد ہوا ہاتھ سے قرطاس کے زخمی ہوا تا شام چار پہلوانوں کو
قرطاس نے زخمی کیا اور تین کو جان سے مارا آخر شام ہو گئی ارزنگ طبل باز بجوا کر طرف فرودگاہ کے داخل ہو
گیا طلومار اپنی فرودگاہ پر آیا ابر سفید اسی طور سے طرف شہر کے چلا گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ ارزنگ
نے پھر طبل جنگ بجوایا طلومار شاہ کو خبر ہوئی اسنے بھی طبل جنگ بجوایا دونوں لشکروں میں رات تیاری
جنگ رہی موافق کل کے آج بھی برجیس دربار برخاست کرکے چلا گیا تنہا رات بھر آرام پذیر رہا صبح کو
دربار میں آ کے موجود ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے حسب قاعدہ جو کہ دو روز سے مقرر رہی
آفتاب برجیس کو خبردار کرکے چلا گیا ابر میں پوشیدہ ہو کر یہاں برجیس نے سب کو حکم مشرق کی طرف
دیکھنے کا دیا یہ لوگ اسطرف متوجہ ہوئے یہاں دونوں لشکر میدان میں صبح کو آکر صف آرا ہوئے ابر آکر
محیط ہوا کہ لشکر طلومار سے قرطاس سخت کمان نے نکلکر لشکر ارزنگ سے مبارز طلب کیا پھر ایک بہرام سنگ صورت
آیا اور ہم نگاور ہوا بعد ہم نگاور ہونے کے نیزہ بازی ہونے لگی قرطاس نے بہرام کو نیزے سے مجروح
کیا اور صدا دی کہ کسی اور کو میرے مقابلے کو روانہ کرو ایک گمنام سردار نکلا وہ جان سے ہلاک ہوا
اسی طور سے قرطاس نے سات پہلوان زخمی کیے اور تین جان سے مارے وہ پھر تک یہ رنگ
دیکھکر ارزنگ کے لشکر سے اوصاف تبرزن نکلا ارزنگ سے اجازت لیکر اور آتے ہی تبر کا وار کیا
کہ قرطاس مجروح ہوا ایک سوار نے آکر اوصاف کا مقابلہ کیا قرطاس کو لشکر میں بھیجدیا وہ بھی اوصاف
کے ہاتھ سے مجروح ہوا اور ایک سردار نکلا وہ بھی مجروح ہوا اور ایک سردار آیا وہ مارا گیا کہ یہ جو
طلومار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف منھ کرکے کہا کہ ای خداوند آپ کے بندے قتل ہوئے انکی کمک پر
آنا ضرور ہے پس یہ کہنا تھا کہ صدا آئی تو پریشان نہ ہو ہم کمک کے لیے موجود ہیں تعجیل نکر و مقابلے کو
کوئی جائے پس مرتاض قوی بازو بموجب اجازت و اشارۂ سرشار شاہ میدان میں مقابلہ اوصاف
آیا اور ہم نگاور ہوا کہ اوصاف نے تبر کا وار کیا اسنے خالی دیا اپنا وار کیا کہ اسنے بھی خالی دیا اور قصد کیا
کہ وار کروں کہ صدا آئی اوصاف سنبھل جا تیرے اوپر عذاب خداوندی نازل ہونے کو ہے یہ جو اسنے
سنا پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی کہ برابر سے زمین شق ہوئی اور اوصاف مع مرکب کے اس میں
غرق ہو گیا پھر پتہ نہ ملا کہ کیا ہوا بعد تھوڑے عرصے کے لاش اوصاف کی اور مرکب کی زمین سے خود
بخود نکلی اور اس ابر سے صدا آئی کہ دیکھی قدرت خداوند آفتاب کی کہ کیونکر اسکو ہلاک کیا اور
آفتاب پرستوں نے تو سجدہ کیا مگر ارزنگ پرست حیران ہوئے کہ مرتاض نے مبارز طلب کیا لشکر
ارزنگ سے ایک سردار نے نکلکر مقابلہ کیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر وہ سردار
مرتاض پر غالب آیا اور قریب تھا کہ مرتاض کو زخمی کرے یا قتل کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اس سے
ایک ہاتھ پیدا ہوا اس ہاتھ میں ایک تلوار تھی کہ اسنے اس تلوار کو طرف آسمان کے اوچھال دیا وہ
تلوار بالائے آسمان گئی اور وہاں سے سر پر اس سردار کے گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے زمین
سے صدا آئی کہ منم ملک الموت قدرت یوں روح قبض کرتے ہیں کوئی بھی خداوند برجیس یا اسے خداوند
آفتاب سے مقابلہ کر سکتا ہے یہ صدا آ کر وہ ہاتھ غائب ہو گیا مرتاض نے سنبھلکر پھر مبارز طلب کیا اور
ایک سردار نکلا اسکو مرتاض نے مجروح کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو جان سے مارا اور ایک سردار

نکلا وہ بھی مجروح ہوا قریب شام ایک پہلوان نکلا کہ اُس سے اور مرتاض سے تلوار چلنے لگی بڑے عرصے
تک تلوار چلی قریب دو سو کے سردار و سوار لشکر ارژنگ کے اپنے لشکر کی صف سے نکلکر حرب و ضرب کا
تماشہ دیکھنے کو کچھ آگے بڑھ آئے تھے یہان تو رد و بدل ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ آفتاب اُس ابر سے طلوع ہوا
اُسکا عکس جو زمین پر پڑا زمین سے شعلے نکلنے لگے اِسقدر گرمی ہوئی کہ سب از سرتا پا تھوڑے عرصے
مین غرق عرق ہوگئے گھوڑون کی وہ اگیون کی دونون کی زبانین نکل آئین گو وقت شام کا قریب
تھا آفتاب غروب ہوچکا تھا مگر ایک شدت گرمی سے پریشان ہونے لگا الغرض حال لشکر ارژنگ کا
تھا آفتاب پرستون کا یہ حال نہ تھا وہ اپنے جیسے تھے ویسے رہے کہ ایکدفعہ عکس جو اُس آفتاب کا
اُس سردار پر پڑا وہ مثل چنار شتاب جلنے لگا اور تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوگیا یہ تو جل ہی رہا
تھا کہ وہ جو کچھ آگے گئے تھے اُنپر عکس پڑا اور صدا آئی کہ اے ارژنگ اگر تو خدا ہے تو ان سب کو
بچالے ہمنے انپر اپنا عذاب نازل کیا کہ یہ سب ابھی ابھی جلکر خاک ہوئے جاتے ہین ارژنگ نے و کل
اہل لشکر ارژنگ نے یہ صدا سنی ارژنگ تو بغلین جھانکنے لگا اور متفکر ہوا کہ کیونکر بچاؤن اُدھر
عکس جو اُن سب پر پڑا اُنکے سرون سے دھوآن نکلنے لگا کہ دفعتًا اُنکے جسمون مین آگ لگ گئی اور
وہ جلنے لگے یہ تو جلتے تھے پھر ارژنگ کے برابر سے صدا آئی کہ اب مین خدا ہون یا تو نہ بچا سکا
مین نے اپنا عذاب نازل کیا یہ ادنی نمونہ میرے غضب کا ہے اسی طور سے کل لشکر کو تیرے جلادونگا
بھلا تو بندہ ہوکر خدا سے مقابلہ کرنے آیا ہے یہ جو صدا آئی ارژنگ منھ دیکھ رہگیا کچھ جواب دیتے
نہ بن پڑا اُدھر وہ آفتاب ابھی ابر مین پوشیدہ ہوگیا اور وہ سب جلکر خاک ہوگئے ارژنگ دیکھا کیا
کچھ نہ ہوسکا چونکہ شام ہوگئی تھی اور اُسدن بہت سے سردار لشکر ارژنگ کے کام آچکے تھے پس ارژنگ
نے پریشان ہوکر طبل بازگشت بجوادیا ابر اپنی طرف چلا گیا دونون لشکر طرف فرودگاہ کے واپس آئے [illegible]
گنبد سے اُترکر محل مین گیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو گئے یہان ارژنگ نے دربار کیا طوطی بادشاہ
نے اپنے لشکر مین دربار کیا اس خیال سے کہ شاید پھر ارژنگ طبل جنگ بجوائے تو ہم بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ
کا حکم دون وہان ارژنگ نے جب دربار کیا اور سب سردار کمرین کھولکر اور لباس درباری پہنکر
حاضر دربار ہوئے اُسوقت ارژنگ نے سخنگان سے کہا کہ میری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ کیا امر ہے جو
مقابلے ہوئے میری شکست ہوئی لڑائی بنکر بگڑ گئی جہان دو ایک پہلوان لشکر حریف کے زخمی ہوئے
اور حریف نے ابر کی طرف دیکھکر فریاد کی پس اُس ابر سے اُسکی کمک ہوئی اور میرا سردار مارا گیا اور
آج تو غضب ہوگیا قریب دو سو یا تین سو کے سواران لشکر جلکر خاک ہوگئے اس آفتاب مین جو کہ ابر سے
ظاہر ہوتا ہے اُسمین کیا اثر ہے کہ گرمی ایسی ہوتی ہے کہ حال تباہ ہوجاتا ہے اور جسپر عکس پڑتا ہے وہ جلجاتا ہے
تمنے دیکھا کہ وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے کیونکر جلے سخنگان نے کہا کہ اے خداوند میرے نزدیک تو یہ
کارخانہ سحر کا ہے اور یہ ابر سحر ہے اور یہ آفتاب سحر ہے کسی ساحر زبردست کا بنایا ہوا ہے جبتک ابر سحر نہ مٹے گا
اُسوقت تک یہ حالت نہ برطرف ہوگی نہ آپکی ظفر ہوگی پس آپکے ہمراہ اسلم ایسے ساحر زبردست ہین اور
ساحرون کا لشکر بھی ہے حکم دیجیے کہ کل سے غیر ساحر نہ مقابلہ کرین بلکہ ساحر مقابلہ کرین اور اس ابر سحر کو
مٹادین جو کہ لشکر حریف پر آکر محیط ہوتا ہے جو میری راے مین آیا مین نے عرض کیا اسلم سے حکم فرمایئے اور
سردارون سے بھی راے لیجیے دیکھیے وہ کیا کہتے ہین اگر غیر ساحر ساحر کا مقابلہ کرینگے قیامت آجاے گی
کچھ بھی نہ ہوگا دوسرے آپ علم خدائی سے دریافت فرمایئے ارژنگ نے ایکمرتبہ مسکراکر جواب دیا

کہ جو فعل خدائی کے تعلق ہیں اُنہیں علم خدائی کا کام ہوتا ہے اور جو کچھ دنیا کے متعلق ہیں اُنہیں کوئی علم خدائی کی ضرورت
نہیں ہے وہ صرف مشورہ پر کام ہوتا ہے اور میں نے تمہیں ایسی عقل دی ہے اور اپنا مشیر مقرر کیا ہے سب امور دنیا کے لیے
اور بعض اوقات تمہیں امر خدائی میں بھی مشورہ کرونگا میں نے سنا ہے اسی پیشتر ہی قدرت سے تقدیر کی نفی کہ تو
ایسی رائے دے اور تیری رائے بہت ٹھیک ہے یہ کہکر ارژنگ نے دیلم و اسلم و دیگر سرداروں کی طرف
دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا رائے ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سے دیلم و اسلم یہاں آئے ہیں اور یہ مقابلے
ہوئے ہیں اُنکے بھی دل ارژنگ کی طرف سے پھر گئے ہیں اور یہ خیالات ہیں کہ پورے طور سے ثابت ہو جائے
کہ یہ دراصل خداوند آفتاب ہیں اور بہرجیس اُنکا فرزند نائب ہے تو ہم ارژنگ کی بندگی ترک کریں اور اپنا
مذہب قدیم پر آئیں جو کہ باپ دادا کا مذہب تھا کچھ کچھ اُن کو ان واقعات سے یقین ہوتا جاتا ہے مگر ابھی یقین
کلی نہیں ہوا ہے اس سبب سے اپنے خیالات کو ظاہر نہیں کیا ہے لشکر کے لوگ بھی ارژنگ کی طرف سے کچھ شک
کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی سردار ارژنگ سے پھرے تو ہم بھی اپنے خیالات ظاہر کریں یہ رنگ
اہل لشکر کا ہے پس جب ارژنگ نے اسلم و دیلم سے رائے لی اُنھوں نے یہی جواب دیا کہ در یہ ٹھیک
کہتے ہیں اور یہ ہم سب بھی خیال کرتے ہیں کہ ضرور یہ کارخانہ سحر کا ہے پس سب سرداروں نے تخنگان کی رائے کی
تائید کی ارژنگ نے کہا کہ ہاں تو پھر ارے ہیں پیشتر تقدیر یہ کر چکا تھا بھلا ممکن تھا کہ اُسکے خلاف ہوتا اسی سبب
سے تو میں نے تخنگان کو اپنا مشیر قرار دیا ہے کہ اُسکی رائے ایسی ہوتی ہے کہ جو کہ موافق علم خدائی کے ہوتی ہے
اپنا ہیں اُسکو اپنے امور خدائی میں بھی شریک کر لیا کرونگا تخنگان نے اپنے دل میں کہا کہ تم تو ایسے ہی ہو
کہ خدائی کر دکھے ہیں تمکو مثل تمہارے باپ دادا کے تباہ کرونگا جیسے میرے باپ دادا نے لقا و زمرد کو
تباہ کیا اور در بدر پھرایا اور نوبت یہ ہوئی کہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے میرا کام سب کو گمراہ
کرنے کا ہے چونکہ مجھکو اہل اسلام سے عداوت ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا ہو کہ جو اہل اسلام کو
پریشان کرے اسی سبب سے میں نے تمکو خدا بنایا تھا مگر تم ایسے عشق میں مبتلا ہوئے کہ ادھر چلے آئے اب
یہ مجھکو مد نظر ہے کہ تم تباہ ہو اور میں بہرجیس کے پاس جاؤں اُسکو ورغلا کر خدا پرستوں سے مقابلہ کراؤں
ارژنگ سے خدا پرستوں کے لیے کچھ نہ ہو سکیگا جب بہرجیس کا کچھ نہ کر سکا تو بھلا اُنکا کیا مقابلہ کریگا
اور یہ قریب ہے کہ تمکو یقین ہے اہل اسلام کا وہی اُسکے وصل سے شاد کام ہونگے اُسکے گوہر ناسفتہ کو سفتہ
کرینگے یہی خیال کرکے اور قوت کم کرنے کی غرض سے اُسنے ارژنگ کو یہ رائے دی کہ ساحروں سے
مقابلہ کراؤ دوسرے اُسکو بھی یہی دیکھنا تھا کہ جو کہ ساحر بہرجیس کا معین و مددگار ہے ساحر ان زبردست
ہے یا کوئی ایسا ویسا ساحر ہے پس ساحروں کے مقابلے سے یہ حال ظاہر ہو جائیگا یہ خیال اپنے دل میں کیے
تھے قبل ہی اور جب ارژنگ نے وہ کلمے کہے اُسنے پھر وہی خیال کیا اور ارژنگ کو بُرا بھلا دل میں کہا
مگر ظاہر میں تعریف کی اور کہا کہ آپ میری بڑی تعریف کرتے ہیں ورنہ میں کس قابل ہوں ایک ادنی آپکا خادم
ہوں ہاں یہ مرتبہ میرے باپ دادا کا تھا کہ وہ آپکی خدائی کے کاموں میں رائے دیتے مگر اُنکو خداوند
لقا و زمرد ثانی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں میں ایک کندہ ناتراش ہوں جو بات ذہن میں آئی بیان کر دی آگے
عمل کرنا نہ کرنا آپ کا فعل ہے ارژنگ نے جواب دیا کہ نہیں ہم ضرور عمل کرینگے یہ کہکر اسلم سے کہا کہ پھر کل تم
مقابلہ کرنا اپنے لشکر کے ساحروں کو مقابلے کے لیے روانہ کرنا اسلم نے کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ
بجوائیے پس ارژنگ نے خوش ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ ساحروں کے لشکر میں بھی بجے اور یہ خبر ساحروں
بھی لشکر میں اور یہ ظاہر کر دیا جائے کہ کل ساحر مقابلہ کرینگے لشکر حریف سے کوئی مجبر ساحر میدان میں نہ آیا

پس بموجب حکم ارژنگ لشکر میں طبل جنگ بجا تیاری ہونے لگی اپنا اپنا سحر جگانے لگے ہوم خانے روشن
ہوئے رائی سرسون کالے دانے گوگل کے جلنے کی بو آنے لگی بچہ خوک ذبح ہونے لگے کالی کلکتہ والی کے پکارنے
کی صدا آنے لگی کوئی لوناچاری کو پکارنے لگا ساحروں کے پھنکنے سے دھوآں بلند ہونے لگا گو یہ امر دیلم
کو بہت ناگوار ہوا کہ اسلم نے کیوں اِس امر کا اقرار کیا مگر خاموش ہو رہا لشکر میں تو تیاری جنگ ہونے لگی
ارژنگ نے حکم طبل جنگ دیکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے مگر ساحر تو
اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے کیونکہ یہ انکو معلوم تھا کہ کل مقابلہ ساحر نہ کرینگے ساحروں نے
اپنا سامان درست کرنا شروع کیا دیلم پہلے اپنے خیمے میں آیا کچھ زہر پارہ کرکے اسلم کے پاس آیا وہ سامان سحر میں
مصروف تھا کہ خادم نے اس سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہیں وہ ہوم خانے سے نکل آیا اور
کہا کہ کیوں بھائی صاحب اسوقت کیوں سرفراز کیا دیلم نے کہا کہ اے اسلم تو نے بڑا غضب کیا کہ ارژنگ
سے اقرار کر لیا کہ میں مقابلہ کرونگا میرے نزدیک اسکے مقابلہ کرنا گویا خداوند آفتاب سے لڑنا ہے ضرور یہ
خداوند آفتاب ہیں میرا تو خیال بدل گیا ہے یہ کہکر جو کہ اسنے اپنے دل میں خیال کیا تھا وہ اسلم پر ظاہر کیا
اسلم نے کہا کہ اے بھائی یہی میرا بھی خیال ہے صرف میں نے اپنا اطمینان کرنے کے لیے اس مقابلہ کو قبول
کر لیا ہے گو یہ طریقہ ساحروں کا نہیں ہے نہ یہ کارخانہ سحر کا ہے خفتگان کی راے غلط ہے پس اگر یہ امر بھی ثابت
ہو گیا کہ یہ خداوند آفتاب ہیں تو ہم ضرور ارژنگ کی اطاعت ترک کرینگے اور پرستش خداوند آفتاب پر
کرینگے بھائی میرا یہ قصد ہے کہ اگر کل مقابلے میں غالب آیا تو خیر ورنہ اپنے استاد کو بلا کر مقابلہ کراؤنگا
سب طور سے اپنا اطمینان کر لونگا تا کہ بعد کو کوئی امر رہ جائے اور پھر پشیمانی ہو ارژنگ سے بھی بگڑے
اور کوئی امر نہ ہوا ابھی درجۂ یقین کو یہ امر نہیں پہونچا ہے کہ ضرور خداوند آفتاب میں شک ہے پس اس امر سے
یہ شک رفع ہو جائیگا اور یقین کلی ہو جائیگا دیلم نے کہا کہ ہاں یہ راے تمنے خوب نکالی ہے پس اگر خداوند
ہیں تو تمہیں کیا مقدور اور تمھارے استاد پر کیا منحصر تمام عالم کے ساحر ایکطرف ہونگے اور مقابلہ کرینگے
تو بھی انکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اسلم نے جواب دیا کہ ضرور پس جب ہمپر یہ امر ظاہر ہو جائیگا اسوقت ارژنگ
پر زور ڈالینگے اور کہینگے کہ تم بھی خداوند کی اطاعت کرو اگر اسنے قبول کر لیا تو خیر ورنہ اسیر کرکے
اسکو خدمت خداوند میں لیجائینگے اور یہ تحفہ نذر کرینگے اس طور سے اس قصے کو پاک کرینگے دیلم اسلم
کی راے سنکے خوش ہو گیا اور کہا کہ تم اپنا کام کرو میں جاتا ہوں یہ کہکر اپنے خیمے میں آیا اور بلا خوف
وخطر سو رہا کیونکہ آج اسکو تو کچھ سامان کرنا نہ تھا یہاں سامان جنگ ساحروں میں ہو رہا ہے اُدھر
ہرکاروں نے طومار شاہ وغیرہ کو خبر دی کہ آج لشکر ارژنگ میں یہ راے پیش ہوئی وہ راے
بیان کی جو کہ خفتگان سے و ارژنگ سے تقریر ہوئی تھی اور بیان کیا جب سب کی راے ہو چکی اسوقت
ارژنگ نے ساحروں کے نام طبل جنگ بجوایا کہ میدان میں اگر ساحر مقابلہ کرینگے باقی خیریت ہے
طومار شاہ و سرشار شاہ نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہمکو کوئی خوف نہیں ہے ہم بندے
ہیں خداوند جلیل و آفتاب کے وہ ہماری کمک کرینگے یہ حکم جو دیا یہاں بھی کوس بزرگی بجا دونوں
لشکروں میں سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا لشکر آفتاب پرستان کو بالکل اس امر سے ہراس
نہ تھا کہ ساحروں سے مقابلہ ہے دل قوی تھے کہ خداوند کمک پر موجود ہیں رات بھر تیاری جنگ ہوا کی
کہ اتنے عرصے میں ساحر روز نے ساحر شب کو شکست دی اور ساحری وقت قلعی ہو گئی خانہ مشرق سے
جھولی شعاع کی روشن پر ڈالے ہوئے بصورت نور ظاہر ہوے میدان فلکی پر جلوہ گر ہوا اور ساحر

اُس نے شکست کھا کر مع اپنے ہمراہیون کے طرف ہو محانہ مغرب کے کوچ کیا یعنی ماہتاب مع ستارون کے روپوش ہو گیا آفتاب عالمتاب نے اپنا جلوہ کیا پردہ شب سے صبح برآمد ہوئی سب بیدار ہوئے ارزنگ سب کامون سے فراغت کر کے برآمد ہوا اور تمام لشکر کو ہمراہ لیکر میدان جنگ مین آیا صف آرائی ہوئی ادھر سے طوطمار شاہ وغیرہ بھی لشکر لیکر آئے آج لشکر ارزنگ مین یہ نیا سامان تھا ہر طرف مجمرون پر بخورات جل رہا تھا ساحر اپنے اپنے حربہاے سحر سے آراستہ تھے اور نشر سول پیشول بلند تھے ہر ایک ساحر ساحری اپنے وقت کا بنا ہوا تھا یہان لشکر صف آرا ہو رہے تھے وہان قلعے مین برجیس برآمد ہوا سب نے حاضر ہو کر جناب قدرت کی طرف سجدہ کیا آفتاب نے برجیس سے کہا کہ مین جاتا ہون تمہارے بندون کی کمک کو کیونکہ رات کو وہان یہ صلاح ہوئی ہے کہ یہ کارخانہ سحر کا ہے پس غیر ساحر نہ مقابلہ کرین بلکہ ساحر مقابلہ کرین چنانچہ اس امر کے لیے ساحر مقابلہ کرین رات طبل جنگ بھی ساحرون کے نام پر بجا ہے پس آج اسلمیون تو ہر رنج چونکہ ساحر ہی اسکے ہمراہ ساحرون کا لشکر ہے وہ مقابلہ کریگا قدرت کو کوئی خوف نہین ہے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر مقابلہ کرین تو بھی ما بدولت کا کچھ نہین کر سکتے ہین پس آفتاب ابر سفید مین پنہان ہو کر روانہ ہوا یہان برجیس نے خوش نخوار سے کہا کہ سب مثل ہر روز کے طرف مشرق کے متوجہ ہون آج قدرت کو معلوم ہوا ہے کہ ساحر مقابلہ کرینگے میرے بندے سحر کا بھی تماشہ کرین اور میری قدرت نمائی کو دیکھین کہ کیونکر اُنپر میرا عذاب نازل ہوتا ہے خوش نخوار نے سب کو آگاہ کیا سب اُسی طور سے اُسطرف متوجہ ہوے خوش نخوار نے عرض کیا کہ بھلا کوئی بھی قدرت سے مقابلہ کر سکتا ہے ساحر کیا حقیقت رکھتے ہین آپکی بہت بڑی قدرت ہے پس یہان تو سب متوجہ ہین ادھر وہ ابر جا کر لشکر پر محیط ہوا جب نقیب نقابت کر چکے اُسوقت لشکر ارزنگ سے ایک ساحر کہ نام اُسکا جرجیر جادو تھا اپنے طاوس سحر کو بڑھا کر اسلمو ارزنگ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میرا مقابلہ کرے پس مرتاض اپنے مرکب کو بڑھا کر اور صف سے نکلکر طوطمار سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کہا کہ کل مین نے ہی تیرے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی کیا تھا اور ہلاک کیا آج ارزنگ نے عاجز ہو کر غیر ساحرون کو منع کر دیا اور ساحرون کو براے مقابلہ روانہ کیا یہ کیسا خدا ہے کہ بندون سے عاجز ہے یہ ہمارا خدا ہے اور راستی خدا ہے کہ ہم بندے ہین جو ہر امر پر حاوی ہے ہمکو دیکھو کہ ہم بلا خوف ساحر سے مقابلہ کرنے آئے ہین گو ساحر نہین ہین پھر مرتاض نے کہا اُسنے جواب دیا کہ بس زبان اپنی بند کر اور حربہ کر پس مرتاض نے نیزہ اُٹھا کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے اسم سحر پڑھا کہ اُسکی قوت سلب ہونے لگی اور بیہوش و بےحرکت ہو کر مرکب پر سے گرا کہ جرجیر جادو نے آواز دی اور کسی کو روانہ کرو اور ایک سردار اجازت لیکر آیا وہ بھی مثل مرتاض کے بےحس ہو کر گرا اور ایک پہلوان آیا وہ بھی گرا تب سرشار شاہ نے سر اُٹھا کر کہا کہ اے خداوند قدرت مدد ہو روانہ فرمایئے کسی فرشتہ قدرت کو وہ آکر اُسکا کام تمام کرے یا اپنا عذاب نازل فرمایئے یہ سرشار شاہ کا کہنا تھا کہ آواز آئی قدرت نے فرشتہ عذاب سے اُسکے لیے حکم کر دیا ہے وہ اُسکی روح قبض کیے لیتا ہے یہان یہ صدا آرہی تھی اُدھر جرجیر نے مبارز طلب کیا اِدھر سے ایک سوار مقابلہ کو چلا کہ سب نے دیکھا اُس ابر سے یکایک صورت مہیب پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے دیو کا بھی زہرہ آب ہو جاے اہل لشکر ارزنگ دیکھکر خوف زدہ ہوے یہان لوگ خوف کرتے تھے اُدھر آواز آئی کہ اے جرجیر میری طرف دیکھ اپنے سر پر پس جرجیر نے سر اُٹھا کر دیکھا جیسے ہی نگاہ اُسکی اُس چہرہ ہولناک پر پڑی ایک نعرہ سے چیخ ماری اور اپنے طاوس پر سے گرا دونون لشکر کے لوگ سمجھے کہ خوف کھا کر گرا ہے کچھ لوگ ساحر اُسکے اُٹھانے کو چلے جبتک اُسکے قریب پہنچین کہ وہ پانی ہو کر بہگیا اُسکا نام تک نہ باقی رہا یہ لوگ اور حیران ہوے اُسی مقام پر سمجھکر

اور چند ساحروں نے نارنج و ترنج جھولیوں سے نکالکر اُس صورت مہیب پر مارے قہقہہ کی صدا آئی اور کسی نے کہا کیا شان ہی خداوند آفتاب کی بندے خداوند سے اپنے مقابلہ کرتے ہیں ابر قدرت پر اور ملک الموت قدرت پر سحر کرتے ہیں ہاں اپنے دل کے ارمان نکال لو یہ بھی حسرت باقی نہ رہے خوب اپنا اطمینان کر لو میں کوئی ایسا ویسا نہیں ہوں کہ دب جاؤں میں اصلی خدا ہوں میری قدرت تمپر بخوبی ظاہر ہو چکی ہی یہ تم لوگوں نے نارنج سحر ابر پر مارے ہیں یا گلہائے صد برگ پھینکے ہیں یہ مذاق کسی معشوقہ سے کرو یہاں کوئی تمھارا معشوق نہیں ہی نہ فرشتگان قدرت کو اسقدر مہلت ہی کہ وہ تمھارے ساتھ گیند بازی کریں یہ لڑکیوں کا کھیل ہی سب نے دیکھا کہ وہ ترنج و نارنج نہیں ہیں بلکہ گل صد برگ ہیں جو کہ ان ساحروں نے اُس چہرۂ ہولناک پر مارے تھے یہ سب حیران ہوے خصوصًا وہ ساحر تو بہت پریشان ہوے کہ ترنج و نارنج گل صد برگ بنگئے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیے اور قصد کیا کہ اپنے مقام پر پلٹ جائیں آواز آئی کہ اب جا بھی سکتے ہو تمنے بہت گستاخی کی ساتھ قدرت کے فرشتہ کے تمپر عذاب نازل ہوتا ہی کیا گھر بنا پایا ہی کہ ایک حرکت کی پھر واپس چلے یہ بھی ارژنگ نے تصور کیا ہی کہ جو چاہے بے ادبی کرے اور عذر کر لیا وہ خاموش ہو رہا انہیں کچھ باقی ہی نہیں نہ وہ خدا ہی صرف اُسنے گمراہ کرنے کو اپنے کو خدا مقرر کیا ہی سب کو بہکا رکھا ہی یہ لوگ اور حیران ہوے کہ اب کیا کریں پاؤں جو اُٹھاتے ہیں تو زمین سے نہیں اُٹھتے ہیں بالکل بے حس و حرکت ہو گئے ہیں یہ تو حیران تھے کہ یہ کیا ہوا اُدھر اُس چہرے سے صدا آئی کہ میری طرف دیکھو تاکہ میں تم سبکی صورت کو پہچان لوں کیونکہ تمنے مجھپر سحر کیا تھا کہ اُن سب نے اُسطرف کو دیکھا وہی حال ہوا جو کہ جوہر جادو کا ہوا تھا کہ گر پڑا تھا یہ بھی سب گر پڑے اور پانی ہوکر بہ گئے یہ حال دیکھکر اسلم کو بہت غصہ آیا اور ساحر سے کہا کہ تو جا کر اس ابر سحر کو مٹا دے وہ ساحر بموجب حکم اسلم فورًا اژدر سحر کو بڑھا کر چلا جیسے سامنے اُس صورت کے پہونچا اور نگاہ اُس صورت پر پڑی اژدر پر سے گرا اُدھر اژدر پانی ہوکر بہ گیا اُدھر پھر اسلم نے اور ایک ساحر کو روانہ کیا وہ بھی اسی طور سے کام آیا یہانتک پچیس ساحر مارے گئے اُسوقت ٹھہر جادو سپہ سالار اسلم کو تاب نہ رہی اپنا تخت سحر صف سے نکالکر اور اسلم سے اجازت لیکر اور یہ کہکر کہ میں اِس صورت کو مٹائے دیتا ہوں اور ابر سفید کو بس اسی مقام سے تخت سحر کو اُڑا کر طرف اُس ابر کے چلا اور فورًا تخت کو قریب اُس صورت کے لایا اور روک کر تخت کو کھڑا ہوا بالائے ہوا مگر اُدھر سے منھ پھیرے ہوے ہی جھولی سے بیضۂ فولادی نکالا مگر ابھی تک منھ پھیرے ہوے ہی اُسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور اپنی زبان میں سوزن دیکر اور خون لیکر اُسپر چھڑک دیے یہ تو یہ کام کر رہا ہی اُدھر اُس ابر سے آواز آئی کہ کیا خوب مقابلہ تو کرنے آیا ہی مگر اودھر سے منھ پھیرے ہی کوئی بھی ملک الموت سے منھ پھیر سکتا ہی کہ تو ہی منھ پھیرے ہی اِدھر دیکھکر مقابلہ کرو وہ اِس عرصے میں اپنے حربہ کو تیار کر چکا تھا بس بلکہ اُسنے فورًا وہ بیضۂ فولادی اُس ابر اور صورت پر مارا اور پھر منھ پھیرنے کا قصد کیا مگر اُس حرکت میں اُسکی نگاہ اُس چہرے پر پڑ گئی بس نگاہ کا پڑنا تھا ٹھہر جادو نے آہ کی اور تخت پر سے گرا اور طرف زمین کے چلا صدا آئی کہ بہت ملک الموت سے منھ چھپاتا تھا یہ بھی ہو سکتا ہی کہ ملک الموت کا سامنا نہ ہو کیا دل لگی ہی بس زمین پر اُترنے نہ پایا پانی ہوکر بہ گیا اور وہ جو بیضۂ فولادی مارا تھا اُدھر وہ بیضہ قریب اُس ابر کے جا کر شق ہو گیا آگ شعلہ نکلکر چلا اگرچہ بھی ابر بہ گیا کر پانی پانی ہوا اُسکا سحر بھی مٹا وہ شعلہ گل ہوکر رہگیا وہ تخت جسپر یہ سوار تھا اُسکو طرف سے مٹ گیا آواز آئی کہ خداوند سے تخت پر سوار ہوکر لڑنے آیا تھا آخر کو خداوند نے غارت کر دیا بس یہ رنگ جو ارژنگ نے دیکھا کہ آج بہت سے ساحر مارے گئے اور سپہ سالار اسلم بھی کام آیا اور شام بھی قریب آگئی تھی مغموم ہوکر سب کو ہمراہ لیکر فرودگاہ کی طرف واپس چلا طبل بازگشت شاہ بھی طبل بازگشت بجا کر فرودگاہ پر داخل ہوا

وہ پھر بھی اُسی ابر میں پوشیدہ ہو گیا اور ہر طرف شہر کے چلا یہ سب حالت اہل دربار کی برجیس نے گنبد پر سے دیکھی
وزیر جلیس کی خدائی کی بہت تعریف کی جب دونوں لشکر واپس گئے برجیس بھی دربار برخاست کر کے محل میں چلا
گیا سب اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے یہاں دونوں لشکروں نے فرودگاہ پر پہنچکر کمر کھولی یہاں بارگاہ میں
ابھی ارژنگ نے لباس بدلکر آیا اپنی بارگاہ میں ظلمات شاہ وغیرہ نے بھی دربار کیا اُدھر ارژنگ کے سردار آئے
یہاں آ کے ارژنگ نے اسلم سے کہا کہ آج تمھارے ساحر بہت سے کام آئے نہ معلوم یہ کون ساحر ہے مگر
بہت زبردست ہے سختگان نے کہا کہ وہ اپنا بند و بست کر چکا ہے ذرا مشکل سے اُس پر ظفر حاصل ہوگی اور اسکا
سحر مٹے گا اور یہ سحر اسلم کے مٹائے تو نہیں مٹتا ہے پس ارژنگ نے کہا کہ اے سختگان جو تم کہتے ہو بہت ٹھیک
ہے یہ کلمہ سختگان کا اسلم کو بہت ناگوار ہوا اور کہا کہ کل میں جا کر مقابلہ خود کرونگا اور ایک تاریخ میں مٹا دونگا
سختگان نے واسطے گرمانے کے کہا کہ اے اسلم اسقدر برہم نہ ہو یہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ بہت زبردست ساحر ہیں اور
اپنے وقت کے سامری ہیں مگر اس مقام پر آپکا سحر کارگر نہ ہوگا سبب اسکا یہ ہے کہ وہ بخوبی اطمینان کے ساتھ
اپنا بند و بست کر چکا ہے جبتک کوئی ویسی محنت نہ کرے اُسکا رد نہ حاصل کرے اُسوقت تک ممکن نہیں یہ ایسے
ویسے سحر سے نہ برباد ہوگا یہ آپکا کہنا کہ میں ایک تاریخ میں مٹا دونگا بالکل خلاف عقل ہے اسلم نے کہا کہ اسکا بھی
تم کیا کہتے ہو میں نے کوئی ایسے ویسے ساحر سے تعلیم سحر نہیں پائی ہے بلکہ اُس ساحر سے تعلیم سحر پائی ہے جو کہ
پہلو نشین سامری و جمشید ہے جسنے بڑے بڑے ساحر ذیلی آنکھیں دیکھیں اور اپنے ہمسروں کو ایک جنبش لب
میں تمام کیا ہے جسنے چاہ اژدر پر ایسے مقام پر قبضہ کیا ہے کہ جہاں لاکھوں بلکہ کروروں ساحر اپنے وقت کے
سامری و جمشید رہتے تھے اُن سب کو اپنا مطیع کیا ہے میں اژدر جادو کا شاگرد ہوں سختگان نے کہا کہ جو کچھ ہو
تم کچھ نہیں کر سکتے ہو برسوں محنت کیے ہوئے تم پر کیا اثر ہے تمھارے اُستاد برسوں مشقت کیے ہوئے اس
ابر کو مٹا نہیں سکتے ہیں اسلم نے مونچھوں پر تاؤ دیکر کہا کہ تو میرا نام اسلم ہے کہ کل اس ابر کو جو کہ آفتاب پرستوں کی
طرف سے آتا ہے نہ مٹا دوں محنت کرنا اور مشقت کرنا ادنی ساحروں کا کام ہے اور جو کہ ساحر ان زبردست ہیں
اُنکو کوئی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے سختگان نے کہا کہ تم اپنے اُستاد کو پہلے طلب کر لو پھر مقابلہ کرنا آئندہ
میری رائے بیان کرنا دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں اسلم نے کہا کہ کوئی اُنکے طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے
میں ہی کافی ہوں وہ ایسے مقام پر آکر کیا کرینگے ہاں اگر کوئی مقام سخت ہوتا تو وہ آتے یہ کہکر اسلم نے
ارژنگ سے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے میں کل نکلکر مقابلہ کرونگا سختگان نے اسلم کو ایسا کج پایا
کہ اسکو غصہ آگیا چونکہ سختگان کا منشا یہ تھا کہ اسلم مارا جائے کیونکہ یہ خاور میں بھی دیکھ چکا تھا کہ جب ارژنگ
قاسم کے مقبرہ کھدوانے پر آمادہ ہوا تھا تو یہ دونوں بھائی نکل گئے تھے اور کسی پر تو ظاہر نہ ہوا تھا سختگان
نے تیور سے پہچان لیا تھا اُسوقت بمصلحت ٹال گیا تھا اور جب سے یہاں لشکر آیا ہے اور مقابلے ہو چکے ہیں
یہ پہچان گیا ہے کہ انکے تیور بدلے ہیں بس اسی منشے سے اُسنے اسلم کو گرما دیا کہ جب اسلم مارا جائیگا تو دیلم کا بھی
زور کم ہوگا اول تو بھائی کا دشمن خیال کریگا اس سبب سے نہ میل کریگا دوسرے یہ بات بھی جاتی رہیگی اسکو
اسلم پر بہت بھروسا ہے اگر یہ دونوں نکل گئے تو لشکر میں اور قلت ہو جائیگی انکے سبب سے لشکر بہت ہے
اگر یہ نکلکر برجیس کے شریک ہو گئے تو اُسکو قوت ہوگی اور سب حال معلوم ہوگا کیونکہ یہ بالکل حال
ارژنگ کے واقف ہیں انکا نکلجانا کوئی امر مشکل نہیں ہے کیونکہ اُنکا میلان بھی طرف آفتاب پرستی کے ہے کیونکہ
اُنکے باپ دادا ہمیشہ آفتاب پرست رہے ہیں گو وہ لوگ بمصلحت زردشت پرست ہو گئے تھے اور یہ بھی
کسی نہ کسی مصلحت سے اسوقت تک شریک ہیں پس یہی تدبیر اچھی ہے کہ اُنکو قتل کرا دوں اسلم کے قتل ہونے

ویلیم کا زور کم ہو جائیگا پھر یہ نہ جائیگا چنانچہ یہ اپنے دل میں تجویز کرکے اپنے اسلم کو گرایا تھا وہ آمادہ ہو گیا پس
ارزنگ کو محمنگان نے اشارہ دیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے پس ارزنگ نے طبل جنگ بجوا دیا لشکر میں سامان
جنگ ہونے لگا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل اسلم میدان میں جا کر اس ابر سحر کو مٹائیں گے اور آفتاب پرستوں سے
مقابلہ کرینگے جو کہ ساحر تھے وہ اپنا سحر جگانے لگے غیر ساحر اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے اس خیال سے
کہ کل جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اور بہت بڑا معرکہ پڑیگا ارزنگ نے دربار برخاست کیا خیمۂ خاص میں گیا اسلم
اپنے خیمے میں آیا اور سب اپنے اپنے مقام پر آگئے ویلیم اپنے خیمے میں اسلم نے اپنے خیمے میں آکر ایک نامہ بنام
اپنے استاد کے تحریر کیا اور لکھا کہ بہت جلد تشریف لائیے اور کل حالات یہاں کے تحریر کیے اور ایک طائر
سحر بنا کر اسکے ہاتھ نامہ طرف چاہ اژدر یہ کے روانہ کیا وہ طائر نامہ لیکر اڑ گیا پس اسلم نامہ روانہ کرکے
سو رہنے میں آیا سحر جگانے لگا [illegible] خوک کو ذبح کیا اور [illegible] کیا اسکے خون سے یہ اپنا سحر تیار
کرنے لگا ادھر ہر خیمے میں ساحر سحر جگا رہے تھے ادھر طلوع بارشاہ وغیرہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لشکر حریف
میں طبل جنگ بجا ہے نام پر اسلم بن نوروج کے اسنے اس اقرار پر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کہ میں اس
ابر سفید کو مٹا دونگا اور کل آفتاب پرستوں کو غارت کر دونگا باقی خیریت ہے پس طلوع بارشاہ وغیرہ نے سنکے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہمکو کچھ خوف نہیں ہے خداوند اسکو بھی غارت کریگا یہ کہکر دربار
برخاست کیا یہاں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوا کی کہ بیگانہ
ساحر شب نے شکست کھائی مع اپنے ہمراہیوں کے بخوف ساحر روز کے طرف ہو تھا نہ مغرب کے راہی ہوا
اور ساحر روز یعنی آفتاب جبدلی شعاع روشن پڑا لے ہوئے ہوتا تھا نہ مشرق سے میدان میں آیا اور تمام
عالم کو اپنے نور جمال سے روشن کیا یعنی صبح ہو گئی پس ارزنگ مع کل لشکر کے واسطے میدان جنگ میں
آکر صف آرا ہوا ادھر سے طلوع بارشاہ وغیرہ بھی کل لشکر لیکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے وہاں قلعے میں خلیس
نے دربار کیا اور سب کو اس حال سے آگاہ کیا کہ آج اسلم نے قصد کیا ہے کہ میں مقابلہ کروں پس تم لوگ اسلم
کا بھی مقابلہ دیکھو اور خیال کرو کہ یہ کس سے سرکش ہوتے ہیں کہ خداوند سے مقابلہ کرتے ہیں باوجودیکہ اس
امر کے کہ کئی مرتبہ ذلیل ہو چکے ہیں اور شکست کھا چکے ہیں پس سب اہل دربار طرف مشرق کے متوجہ ہوئے
تمام سحر کے جنگ اسکے سامنے نظر آنے لگا وہ ابر سفید لشکر طلوع بارشاہ پر محیط ہوا نقیب نکلے نقابت کرکے
لشکر میں آئے اسلم نے قصد کیا تھا کہ میں میدان میں جاؤں کہ ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا احرام قشقر خوار
ہو صف شکر ساحران سے نکلا اور ویلیم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو اجازت ملے تاکہ میں جا کر آفتاب پرستوں سے
لڑونگا مقابلہ کروں اپنے جوہر شمشیر دکھاؤں ویلیم نے جواب دیا کہ آج جنگ سحر ہے بھائی اسلم کے نام طبل جنگ
بجا ہے تو دیکھ ہی چکا ہے کہ جو جاتا ہے یا مارا جاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے اسلم یہ ابر سحر مٹا لے پھر جا کر مقابلہ کرنا اسنے کہا
کہ میں ابھی جانا چاہتا ہوں کہ اسی حالت میں جا کر مقابلہ کروں ویلیم نے کہا کہ اسلم سے اجازت حاصل کر اگر وہ
اجازت دیوے تو میدان میں جا پس احرام اسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے ساحر وقت ایک امر کی مجھکو اجازت
مرحمت فرمائیے اسلم نے کہا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مجھکو یہ اجازت ملے کہ میں جا کر مقابلہ کروں اسلم نے کہا کہ میرے
نام پر طبل جنگ بج چکا ہے میں کیونکر تجھکو اجازت دوں دوسرے وہاں سحر و ساحری کا معاملہ ہے بغیر ساحر ہوئے
مقابلہ کرنے لگا تو بیکانہ مارا جائیگا وہ بہت کہنے لگا آخر اسلم نے پریشان ہوکر اجازت دی وہ ارزنگ کے
پاس آیا ارزنگ سے اجازت لیکر [illegible] درست کرکے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ابھی
کوئی لشکر طلوع بار سے نہ نکلا تھا یہ مبارز طلب کر رہا تھا کہ صحرا کی طرف سے ایسا گرد و غبار بلند ہوا کہ جسکے

سبب سے روے آفتاب پنہان ہوگیا نہ ہوا آسمان ایک آسمان خاکی تیار ہوگیا صحرا مین تاریکی ہوگئی درندے
دہونڈنے دچرندے یہ خیال کرکے کہ شام ہوگئی اپنے مسکن کی طرف گریزان ہوے انسان یہ خیال کرنے لگے
کہ آندھی سیاہ بہت شدت سے اٹھی ہے اور ابر سیاہ اٹھا ہے سب نے برساتیان طلب کین کہ اسے اوڑھ لین
تاکہ بارش جو ہو تو پانی سے محفوظ رہین پس دونون لشکر کے اہل لشکر اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے وہ گرد و
غبار اسقدر تیز آیا کہ ایک چشم زدن مین اُس صحرا کے قریب آگیا اب سب نے سُنا کہ اُس گرد و غبار سے آواز
گھنٹہ و ناقوس و ڈنکا و دیگر باجون کی آرہی ہے یہ صداے گھنٹہ و ناقوس سُنکے سب اہل لشکر ہر دو لشکر
نے غور کرکے دیکھا تو نشان ہاے لشکر نمایان ہوے اُس لشکر مین پس ارژنگ نے اپنے لشکر کے
ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جو ادھر کو آتا ہے کوئی میری کمک کو آتا ہے یا آفتاب
پرستون کی ادھر طلوع بار شاہ نے بھی اپنے لشکر کے ہرکارون کو بہ ارادۂ خبر روانہ کیا ادھر وہ جو لشکر آرہا
تھا اُسکے بادشاہ و سردارون نے جو دور سے دو لشکر میدان جنگ مین صف آرا دیکھے اپنے لشکر کے ہرکارون
کو طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ دونون لشکر کون ہین جو کہ صف آرا ہین پس ہرکارے آپس
سے بھی چلے کچھ لشکر ارژنگ مین آئے اور کچھ لشکر طلوع بار شاہ وغیرہ مین آئے انکا حال تحریر ہوگا یہان
اُس ابر سے صدا آئی کان مین کل لشکر آفتاب پرستانکے کہ تم لوگ پریشان ہو کہ یہ گرد و غبار جو بلند ہوا ہے
یہ لشکر کا ہے جہترنگ بن زمرد بھائی ارژنگ کا جو کہ جمشید جادو کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور اسکی
خدائی کو مجروح و جمشید و ملمود و ناشاد جہروت وغیرہ نے درست کیا ہے اور وہ یہ دعوی کرکے اپنے مقام
سے چلا تھا کہ مین خدا ہون اور فرزند ہون زمرد ثانی کا اور ارژنگ میرے باپ کا غلام ہے فرزند
نہین ہے خدائی کا اُسنے بیکار دعوی کیا ہے سب کو گمراہ کرتا ہے مین اُسکو جاکر سزا دونگا اور اپنی خدائی کو
درست کرونگا اُسکے بعد خدا پرستون و آفتاب پرستون کو سمجھ لونگا پس وہ خاور کی طرف چلا تھا
کہ راہ مین اُسنے سُنا کہ ارژنگ شہر آفتاب نما کی طرف گیا ہے وہ ادھر کو مع بائیس لاکھ لشکر کے راہی ہوا
اور اسطرف سے آیا کہ جدھر آبادی بھی نہ تھی ورنہ نہ آنے پاتا کیونکہ میرے فرزند کا حکم ہے کہ کوئی لشکر بدون
اجازت میری غیر بادشاہ کا اقلیم جمشیدیہ مین نہ داخل ہو مگر یہ اسطرف سے آیا کہ جدھر آبادی نہین ہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ اقلیم جمشیدیہ مین تین طرف ملک ہین اور ایک طرف صحرا ہین اس خیال سے
کہ اگر لشکر حریف آئے تو اسی صحرا مین اُس سے مقابلہ کرین دوسرے اسطرف پہاڑ بھی ہین اور کل اقلیم کے
بادشاہون کی شکارگاہین بنی ہوئی ہین سب بادشاہ اسی صحرا مین جاکر شکار کھیلتے ہین جب سے کہ جمشید کی
خدائی کی ہے تب سے اس سبب سے کوئی آدمی اسطرف نہ تھا اور اب جمشید نے اسطرف بھی ملکون کے
آباد کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بند و بست ہو رہا ہے پس یہ لشکر اسطرف سے آیا تب یہ صدا اہل لشکر نے سنی
سب کو معلوم ہوا کہ جہترنگ بن زمرد ثانی لشکر لیکر آیا ہے اُن سب کو تو معلوم ہوگیا کہ جہترنگ کا لشکر ہے مگر
ارژنگ کو نہین معلوم ہوا ادھر ہرکارے ارژنگ کے و طلوع بار شاہ کے اُس لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کو بہت آباد پایا اور بہت بڑا لشکر دیکھا لشکر کی تیاری جب لشکر یہان پہونچیگا تو تحریر ہوگی ورنہ دو
ہر نہ تحریر کرنے سے طول ہوگا پس دونون لشکر کے ہرکارے دریافت کرکے اپنے اپنے لشکر مین فورا
آئے جو ہرکارے کہ طلوع بار شاہ نے روانہ کیے تھے اُنھون نے وہی خبر آکر طلوع بار شاہ کو دی جو کہ اُس
ابر کی صدا آئی تھی طلوع بار شاہ وغیرہ کو تو قبل ہی سے معلوم ہو چکا تھا ہرکارون سے سنکے کہا کہ اپنے
مقام پر جاؤ ہمکو خداوند ہمارے آنے کے قبل اس لشکر کے حال سے خبر دے چکے ہین وہ ہرکارے اپنے

پس پشت کھڑے ہین اور برابر تخت کے چار بادشاہ اُسطرف کرسیون پر بیٹھے ہین داہنی طرف کے جو درجہ
ہین اُنمین کسی مین شراب خانہ ہو کسی مین دفتر ہو کسی مین اور بیٹھے کے لوگ ہین بائین طرف کے جو درجہ ہین انمین
کسی مین نوبت خانہ ہو کسی مین ارباب نشاط ہین کسی مین اور رنشاگرد پیشہ ہین گرد آن کے نقیبان گرد پیش
بادشاہ کے کھڑے ہیں سوار اور سرداران قوی ہیکل مرکبون پر سوار اصدا سے جو گفتار چترنگ کی بلند ہو نقیب صدا سے
ادب باش دیتے ہوے اور ہزارون سوار شمشیر ہاے برہنہ لیے ہوے عقب مین لشکر بیشمار قطار در قطار
اراہون پر خزانہ بار اور درمیان لشکر مین سیکڑون محافے ناموس کے اور سراپردہ عقب مین لشکر کے اثاثہ بنگاہ
وغیرہ کا اور بہت سے خیمے پس وہ لشکر آکر ایکطرف اُسی میدان مین کھڑا ہوا یہ لوگ دونون لشکر و شکوہ
اُس لشکر کو دیکھکر خاموش کھڑے رہے طوطی بادشاہ وغیرہ کی نونگاہ مین وہ لشکر کچھ نہ سمایا نہ وہ سامان مگر
ارزنگ دیکھکر حیران ہوا اور سنگلان سے کہنے لگا کہ اس چترنگ نے خوب سامان مہیا کیا ہو اور خوب
شوکت بہم پہونچائی ہو اور بہت سے بادشاہون کو گمراہ کیا ہو خیر ہو جاتا کہان ہو میرے ہاتھ سے مین برجیس کے
مقابلہ سے فراغت کر لون تو پھر اس سے سمجھون یہ سب شان و شوکت جو کہ اسنے محنت کر کے بہم پہونچائی ہو
وہ بادولت کے لیے بہم پہونچائی ہو نہ معلوم اُن محافون مین کون ہو سرکارون نے اُن محافون کا حال تین
بیان کیا سنگلان نے کہا کہ سرکارون نے عرض کیا تھا کہ محافہ ہمراہ ہین انمین چترنگ کی معشوقہ ہو اور
بہت سی خواصین و پیچھے خدمتین ہین ارزنگ نے کہا کہ یہ سب اسی عشق کی ہین یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی
ہو وہان جب لشکر اُس مقام پر پہونچا چترنگ نے ایک مرتبہ نگاہ اٹھا کر دیکھا اُدھر مالکہ الصرام نے محروم
کے پاس سے آکر چترنگ سے کہا کہ محروم شتہ کہا ہو کہ تم لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو اور خیمے وغیرہ برپا کیے
جائین آج ہی سے مقابلہ شروع کر دو ارزنگ سے اُسکے لشکر کا سردار میدان مین کھڑا ہوا لشکر نہین
سے مبارز طلب ہو تم اپنے لشکر کی صف بندی کر کے اپنے لشکر کے پہلوان کو حکم دو کہ وہ نکلکر مقابلہ کرے کیونکہ
ساعت بہت اچھی ہو تمھاری ظفر ہو گی پہلے ارزنگ کو غارت کر لو پھر آفتاب پرستون سے سمجھ لینا یہی کہتا
تھا ہو اُنکے بعد خدا پرستون کی باری ہو لیکن یہ کلمے جو مالکہ الصرام نے چپکے سے چترنگ شاہ سے کہے کسی نے
نہ سنے نہ الصرام کو دیکھا کیونکہ وہ تو سحر سے پوشیدہ اسکے پاس موجود رہتی ہو اور یہ برابر سحر مین آیا جایا
کرتی ہو پس چترنگ نے ایک مرتبہ سر اٹھا کر چارون طرف دیکھا جیسا کہ اسکو سرکارون سے معلوم ہو چکا تھا
انمین لشکر کے علم طلائی ہین وہ لشکر آفتاب پرستون کا ہو طوطی بادشاہ وغیرہ طرف سے برجیس شاہ کے
پرستون لشکر لیکر برائے مقابلہ ارزنگ آئے ہین اور جنکے علم سیاہ ہین یہ لشکر ارزنگ کا ہو خود ارزنگ
لشکر لیے ہوے میدان مین موجود ہو اور یہ پہلوان جو میدان مین کھڑا ہو ارزنگ کی طرف سے مقابلے کو
نکلا ہو پس چترنگ نے یہ دیکھکر اپنے لشکر کے سرداران کو حکم دیا کہ جلد صف بندی ہو اور خیمے وغیرہ برپا
ہون ناموس و خزانہ اُتارا جاے ہم ارزنگ سے اسیوقت سے مقابلہ کرینگے کیونکہ ہمارا علم خدائی یہ کہتا
یہ کہتا ہو کہ آج ہی سے مقابلہ شروع کیا جاے یہ حکم دینا تھا کہ بارگاہین اور خیمے وغیرہ برپا ہوے
برپا ہوگئے ناموس وغیرہ اترے اراہون سے خزانہ اُتارا گیا بازاران آراستہ ہوے جھنڈے کھڑے کیے گئے
اور صف آرا ہونے نکلکر سب لشکر کی [illegible] لشکر مین چترنگ کا تخت قایم ہوا ڈنکے پر چوب
پڑی جنگی باجے بجے علم لشکر جلوہ گری [illegible] بندی [illegible] اُسوقت چترنگ نے اشارہ کیا
بائین جانب لیس فوج سے ایک پہلوان کہ نام اسکا [illegible] تھا اپنے مرکب کو مہمیز کر کے [illegible]
چترنگ کے آیا اور اجازت چاہی چترنگ نے کہا کہ جاؤ اور اس پہلوان کو جو کہ میدان مین [illegible]

یہ سنکے اُسنے سلام کیا اور مرکب کو جولان کرکے طرف میدان کے چلا ادھر اُس پہلوان نے مبارزطلب کیا کہ کیون
اب اطمینان ہو چکا ہی جب اُسنے مبارزطلب کیا مہر پرور نے صدا دی کہ ٹھہر جا مین تیرا حریف آتا ہون میرے تیرے
مقابلہ ہوگا مین تیری بہادری کا امتحان کرونگا یہ کہکر اور مرکب کو ڈپٹ کر اُسکے قریب پہونچا اور یہ کہا کہ کیون
اسقدر جلدی کرتا ہی مین آتا تھا جب مہر پرور قوی تن اُسکے قریب پہونچا اُسنے اُسکی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ میرے
تیرے مقابلہ نہین ہی بلکہ مین تو آفتاب پرستون سے مقابلہ کررہا ہون تجسے کیا غرض جو تم مقابلے کو آئے ہو
میرے حریف تو آفتاب پرست ہین مہر پرور نے جواب دیا پہلے ہم لوگون سے مقابلہ کرلو اگر ہمپر ظفریاب ہوئے
تو خیر ورنہ ہم تمھارے مقابلے کے لیے آئے ہین یہ سنکے وہ خاموش ہو رہا کہا معلوم ہوا کہ تیری قضا
ہی آئی ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی اُدھر ارزنگ نے جو دیکھا کہ
جب چنگیز تنگ میدان مین آکر پہونچا اپنے لشکر کو صف آرا کیا اور ایک پہلوان کو میرے پہلوان سے
مقابلہ کرنے کو روانہ کیا تخشگان نے کہا کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی مین ایک ہون دو لشکر ون سے کیونکر
مقابلہ کرونگا اسی وزیر سے مین کیا تدبیر کرون تخشگان نے کہا کہ آپ ایک سردار کو پاس چنگیز تنگ کے روانہ
کرین وہ جاکر چنگیز تنگ سے کہے کہ ہمارا اور آفتاب پرستون سے مقابلہ ہو رہا ہی جب ہم اُنکے مقابلے
سے فراغت کرلین اُسوقت دیکھا جائیگا ہمارے آپ کے کوئی ایسی دشمنی بھی نہیں ہی ہم اُنکے مقابلے کے
بعد باہم فیصلہ ہو جائیگا بلکہ یہ امر بہتر ہی کہ ہم اور آپ شریک ہوکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرین بس
اگر آپ کی یہ مرضی ہی کہ ہمارا پہلوان میدان مین مقابلہ کرے مین اپنے پہلوان کو بلائے لیتا ہون تاکہ
آپ ہی کا پہلوان آفتاب پرستون سے مقابلہ کرے اگر در اصل مجھسے مقابلہ کرنا ہو تو خیر امر ناچاری ہی
ارزنگ نے تخشگان کی یہ تقریر سنکے فوراً اُسوقت ایک سردار کو یہی پیام دیکر روانہ کیا وہ راہ طی
کرکے پاس چنگیز تنگ کے پہونچا اور ارزنگ کا پیام دیا چنگیز تنگ نے پیام سنکے جواب دیا کہ اُس ارزنگ
سے کہدینا کہ مین یہ خبر پاکر اپنے ملک سے چلا ہون کہ تو نے دعوی خدائی کیا ہی تو میرے باپ کا غلام ہی پس
غلام ہوکر میری ہمسری کرے مین نے خیال کیا کہ تجھکو چلکر اس گستاخی کی سزا دون تیری تلاش مین
پہلے خاور گیا وہان سنا کہ تو شہر آفتاب نما کو گیا ہی ادھر کو کوچ کیا تجھکو سزا دینے آیا ہون یہان اگر تیرے
لشکر کو صف آرا پایا مین بہت خوش ہوا مین نے اپنے لشکر کے پہلوان کو تیرے پہلوان کے مقابلے
کو روانہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ مین مقابلہ نکرون ہان جب میرے اوپر ظفر پالیگا اُسوقت آفتاب پرستون سے
مقابلہ کرنا مین تیرے کہنے پر عمل نکرونگا اور مین تیرا کیا شریک ہونگا کوئی باپ بھی کا رکھتا ہون تو
تیرا شریک ہون مین تجھکو بھی کافی ہون اور آفتاب پرستون کو بھی اور اب کوئی پیام مجھکو نہ دینا البتہ
مقابلہ کیجیو یہ کہکر اُس سردار کو واپس کیا اُس سردار نے ارزنگ کو پیام چنگیز تنگ کا دیا ارزنگ جواب
پیام سنکے خاموش ہو رہا اُدھر اُس ابر سے جو کہ لشکر طلوبار شاد وغیرہ پر چھایا تھا صدا آئی کہ اے مبذگان
سن آگاہ ہو کہ جتنے ارزنگ کو مہلت دی کہ وہ چنگیز تنگ سے مقابلہ کرے اور باہم سمجھ لے جب ارزنگ
کو اُس مقابلے سے فرصت ہو جائیگی اُسوقت ہم اپنا عذاب نازل کرینگے خواہ یہ ظفریاب ہو خواہ چنگیز
یہ دونون سنگ باہم لڑلین اُنکے حوصلے نکلے مین اُسوقت تک کہ جبتک یہ باہم نہ لڑلین اور باہم نہ فیصلہ
کرلین کوئی ہمارے بندون سے مقابلے کو نہ جائے یہ حکم سنا آج کل اہل لشکر طلوبار نے سجدہ کیا
اور ہمیشہ بیٹھ گئے ادھر مہر پرور اور اُس پہلوان سے مقابلہ ہونے لگا پہلے نگاہ و رہی چلی
پھر ہر کام کرکے کوئی دو قدم اور آسکا ہو گیا کوئی چار قدم پیچھا ہو آخر کو دونون مرکبونکو برانگیختہ کرکے ملکر

مقابل ہوئے نیزہ بازی ہوئی سمر پر نے اُسکا نیزہ ہوئی کیا تلوار کی نوبت آئی وہ پہلوان ارزنگ کا ہاتھ
سے سمر پر کے مارا گیا پس ایکدفعہ تمام لشکر جمر تنگ کے علم جلوہ گری مین آئے اور سب اہل لشکر نے تلوار بلند
کرکے کہ خداوند جمر تنگ کی بلندگی یہ افراد ارزنگ کو بہت ناگوار ہوا پس ادھر سمر پر نے صدا دی کہ جسکو تمنا
مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے لشکر ارزنگ سے یہ صدا دینا تھا کہ ایک پہلوان اور برائے مقابلہ ارزنگ
سے اجازت لیکر آیا اور سمر پر سے لڑنے لگا خلاصہ یہ کہ وہ بھی مارا گیا پس تا شام سمر پر نے لشکر ارزنگ کے
ساٹھ پہلوان جان سے مارے اور چار زخمی کیے جبکہ رات ہوگئی اور دن تمام ہوا ارزنگ نے
بصلاح شحنگان طبل باز بجوایا انہین لشکرون مین کوس بازگشت بجا اپنے اپنے مقام پر وہ لشکر واپس
گئے وہ ابر جو کہ لشکر طوبار شاہ پر چھایا تھا طرف شہر آفتاب تہا کے موافق قاعدے کے واپس گیا وہان
شہر مین بہرجیس نے دربار آراستہ کیا اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند آج آپ کے لشکر سے مقابلہ نہین
ہوا بلکہ وہ جو لشکر تازہ آیا تھا اُس سے اور ارزنگ سے مقابلہ ہوا اندرون بارگاہ سے صدا آئی کہ
ساعت وقت اس لشکر سے اور ارزنگ سے مقابلہ ہوگا کیونکہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ جمر تنگ کا ہے جو کہ اپنے کو
خدا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ مین فرزند ہون زمرد کا اور یہ ارزنگ غلام ہے میرے باپ کا یعنی زمرد ثانی کا جسنے
بیکار دعوی خدائی کا کیا ہے مین اسکو سزا دونگا پس اسی کی تلاش مین لشکر لیکر یہان آیا ہے اب باہم مقابلہ
ہوگا یہ دونون سچے ہین یہ بھی زمرد ثانی کا لڑکا ہے اور وہ بھی انجام اس مقابلے کا یہ ہے کہ باہم دونون
لڑجائینگے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرینگے ہمنے بھی مہلت دی ہے کہ باہم سمجھ لین پھر تو ہم اپنا عذاب
نازل کرینگے یہ دونون لڑکر اپنے اپنے دل کے حوصلے نکال لین یہ جو صدا آئی سب نے کہا کہ دراصل تو
سچا خدا ہے کوئی تیرے برابر خدا نہین ہے اور یہ سب باطل خدا ہین بہرجیس یہ کہکر داخل محل ہوا دربار برخاست
ہوا سب اپنے اپنے مکان پر آئے وہان سب لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر اترے کمرین کھولین ارزنگ
نے اپنی بارگاہ مین دربار کیا جمر تنگ نے اپنی بارگاہ مین طوبار شاہ نے اپنی بارگاہ مین جب دربار
آراستہ ہوچکے جمر تنگ نے شداد شاہ وغیرہ سے کہا کہ آج تو ہمارا لشکر آیا ہوا تھا اور ایک کسل مند
تھا اُسپر بھی ہمین غالب آئے اور کئی پہلوان نامی ارزنگ کے لشکر کے مارے گئے پس معلوم ہوا
کہ میری ظفر ہوگی یہ ہی تقریر ہو رہی تھی کہ اُس ابر سوسنی رنگ سے جو کہ ہمراہ لشکر تخت جمر تنگ پر چھایا رہتا تھا
اُس ابر مین مخرود جادو و ناشاد جادو وغیرہ کاروبار خدائی کے منتظم تھے اور انقراص دختر مخرود آکر سبھی
باتین جمر تنگ کو تعلیم کرتی تھی جیساکہ جلد دوم مین ذکر ہوا ہے پس جب یہان دربار ہوا اور یہ تقریر جمر تنگ
نے اہل دربار سے کی ملکہ انقراص پوشیدہ طور سے جمر تنگ کے پاس آئی اور کہا کہ طبل جنگ بجنے کا حکم
دو تاکہ بہت جلد فیصلہ ہو جائے اور تمہاری فتح ہوگی پس جمر تنگ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہم کل ارزنگ
سے پھر مقابلہ کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر جمر تنگ مین طبل جنگ پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا تیاری
جنگ ہونے لگی جو ہرکارے یا مرجاسوسی لشکر طوبار شاہ و ارزنگ کے یہان موجود تھے وہ فوراً
طبل جنگ لیکر اپنے اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہوکر خبر آگاہ سے خبر کیا اور عرض کیا کہ لشکر جمر تنگ
مین طبل جنگ بجا ہے طوبار شاہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کو ہمسے مقابلہ نہین ہوگا
مگر ہمکو لازم ہے کہ ہم بھی لشکر لیکر میدان مین جائین یہ حکم ہوتا یا لشکر آفتاب پرستان مین بھی کوس پر دمی پر
چوب پڑی یہان بھی نقارہ بجا طوبار شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ لشکر جمر تنگ نے پیدل
فوج مین دیکھا ہمنے کہ سفر کے تھکے ہوئے راہ کے ماندے تھے مگر آج ہی کی امید اللہ کی مین کئی پہلوان لشکر

ارزنگ کے قتل کیے اہل دربار نے جواب دیا کہ ہمکو یہ خیال ہوتا ہی کہ چترنگ کی ظفر ہوگی وہ غالب آئیگا
ارزنگ مغلوب ہوگا طوطارشاہ وغیرہ نے جو اندیا کہ طریقے سے تو یہی معلوم ہوتا ہی یہاں یہ تقریر ہورہی
تھی بعد تھوڑے عرصے کے طوطارشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے خیموں میں آکر آرام پذیر
ہوئے اُدھر چترنگ بھی طبل جنگ بجوا کر خوشی خوشی دربار برخاست کرکے اپنے خیمہ خاص نامہ میں آیا
تمود جادو سے سب حال بیان کیا وہ بھی خوش ہوئی اور کہا کہ تمہاری خدائی کو ترقی ہوگی چترنگ خوش ہی
اُدھر ارزنگ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہی سب حاضر دربار ہیں ارزنگ نے سخنگان سے کہا کہ او مشور
میں تو نے دیکھا کہ یہ نیا قصہ دوسرا اور پیدا ہوا اسقدر بابدولت کو جلدی تھی کہ کسی طور سے آفتاب
پرستوں سے مقابلہ ہوجائے میری معشوقہ میرے قبضے میں آئے اسقدر عرصہ ہوتا ہی یہ چترنگ درمیان
میں آکر کود پڑا اور میرے ہی لشکر سے مقابلہ کرنے لگا آج اسکے لشکر کے پہلوان غالب آئے دیکھیے
انجام اسکا کیا ہوتا ہی سخنگان نے جواب دیا کہ میری تو رائے یہ ہی کہ اگر چترنگ صلح کرلے تو اچھا ہی آپ اور وہ
ملکر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کریں اور اہل دربار نے یہ تقریر سنکے مثل ویلم و اسلم وغیرہ سے کہا کہ یہ غیر ممکن
ہی کہ وہ صلح کرلے کیونکہ اسکا لشکر غالب آیا ہی ہاں اگر مغلوب ہوتا تو صورت باہم صلح کی تھی ارزنگ نے کہا
کہ تمہارا قول درست ہی خیر دیکھا جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا آج کی لڑائی قابل اعتبار نہیں ہی
اس سے یہ نہیں پایا جاتا ہی کہ اسی کی ظفر ہوگی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ہرکاروں نے حاضر ہوکر یہ دعا دی
اور عرض کیا کہ لشکر چترنگ میں طبل جنگ بجا ہی چترنگ نے اس قصد سے طبل بجوایا ہی کہ کل صبح کو پھر میدان
میں آکر بندگان خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش بغض و نفاق کو دوبالا کرے ارزنگ نے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجایا جائے ہم کل میدان میں جاکر اسکے لشکر سے مقابلہ کریں گے پس یہ
حکم دینا تھا کہ لشکر ارزنگ میں بھی کوس حربی پر چوب پڑی راوی نے بیان کیا ہی کہ تینوں لشکروں میں
نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ ہونے لگی طوطارشاہ و چترنگ دربار برخاست کرکے اپنے خیمہ خاص کو گئے
ہیں مگر ارزنگ نے اپنا دربار نہیں برخاست کیا ہی یہاں باہم مشورے ہو رہے ہیں انکو تو یہاں باہم
مصروف مشورہ رکھا جاتا ہی اور سب حاضر دربار ہیں چترنگ و طوطارشاہ اپنے اپنے خیمے میں مصروف عیش
ہیں اب حال اُس نامہ کا تحریر ہوتا ہی جو کہ اسلم نے اپنے آشنا اژدر جادو کو لکھا تھا اور اسکو طلب کیا تھا
وہ چاہ اژدر میں رہتا ہی پس طائر سحر کے ذریعے سے نامہ روانہ کیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہاں
چاہ اژدر میں اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی اسکے مصاحب و شاگرد حاضر ہیں سحر و ساحری کا ذکر ہو رہا ہی اژدر
کہ رہا ہی کہ آجکل پردہ دنیا پر بڑا غدر مچا ہوا ہی آفتاب جادو نے برجیس کی کمک کی ہی اسکو خدا بنایا ہی
اور بہت اسکی خدائی کو ترقی دی ہی ہزاروں ملک برجیس کے قبضے میں آئے ہیں لاکھوں آدمیوں و
بادشاہوں نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی ارزنگ برجیس پر لشکر کشی کرکے گیا ہی میں ارزنگ
کی بسبب اسلم کے ضرور کمک کرتا مگر وہ بہت مغرور ہی اسنے مجھکو اس امر سے آگاہ نہیں کیا میں بھی نہیں گیا
اُدھر تمود نے اپنے معشوق یعنی آشنا چترنگ کی خدائی کو درست کیا ہی گردم جادو کو جسنے بعد مرگ جمشید کے
ترک دنیا کیا تھا تلاش کرکے لائی ہی اسنے سب بند و بست کیا ہی چترنگ کے شریک ہوئے بڑے ساحر
زبردست ہیں مثل گردم و ناشاد و انتہرام و تمود کے پس چترنگ یہ دعویٰ کرکے اور لشکر لیکر چلا ہی کہ میں
خداوند زمرد شاہ کا فرزند ہوں ارزنگ غلام ہی میں خدا ہوں میری خدائی سچی ہی اسکے ہمراہ بھی بہت
بڑا لشکر ہی اور وہ بھی شہر آفتاب نما کے قریب پہونچ چکا ہی بہت بڑے معرکے ہونگے آخر انجام یہ ہوگا کہ

سب برجیس کے شریک ہونگے اور خداپرستون سے مقابلہ ہوگا اُسکے مصاحب دریافت کررہے ہین کہ آخر
ان سب مین غالب کون آویگا اژدر کہ رہا ہے کہ برجیس اُنھون نے کہا کہ خداپرستون سے کیا ہوگا کون
غالب ہوگا اژدر نے جوابدیا کہ اسکا حال ابھی مین نہین کہہ سکتا ہون پورے طور سے معلوم نہین ہوا ہے
یہی گفتگو ہورہی تھی کہ وہ طائر جوکہ اسلم بن نورنج کا نامہ لیکر اژدر کو چلا تھا آکر پہونچا نامہ اژدر جادو
کی گود مین ڈالدیا اور خود سامنے بیٹھ گیا اژدر جادو نے نامہ اُٹھا کر پہلے کاتب کا نام دیکھا اسپر اسلم کا
نام پایا اہل دربار سے کہا کہ بہت دنون کے بعد اسلم نے نامہ لکھا ہے اب میری یاد آئی کوئی نہ کوئی سخت
مصیبت پڑی ہے جو نامہ مجھکو لکھا ہے مجھکو اسلم سے بہت اُلفت ہے مین ضرور اسکی کمک کرونگا یہ کہکر نامہ کو
چاک کیا بہت کچھ عذر و معذرت تحریر تھی خلاصہ یہ تھا کہ بہت جلد تشریف لائیے ورنہ ہمکو زندہ نہ پائیے گا
یہ مضمون دیکھکر اژدر کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اسلم سے بہت اُلفت ہے پس اپنے شاگردون اور
مصاحبون سے کہا کہ مجھکو اسلم نے طلب کیا ہے اور بہت تاکید لکھی ہے لہذا مین تو جاتا ہون جسکو میرے
ساتھ چلنا ہو وہ بہت جلد سامان سفر کرکے اسیوقت آئے مین ابھی روانہ ہونگا یہ کہکر ملازمونکو طلب
کرکے حکم دیا کہ سامان سفر درست کرو سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپکے ہمراہ چلینگے اژدر نے کہا
کہ بہت جلد سامان کرکے آؤ پس سب رخصت ہوکر اپنے مقام پر گئے اور اپنا اپنا سامان کرکے
اژدر جادو کے پاس آئے یہان ملازمان اژدر نے سب سامان درست کرلیا تھا پس جب آچکے اسوقت
اژدر ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر ارژنگ کے روانہ ہوا چنانچہ قطع راہ کرکے کسیدن آکر پہونچا
کہ جسدن لشکر چین تک آیا تھا اور مقابلہ ہوا تھا لشکر ارژنگ کے چند پہلوان گرے تھے اور یہان مشورہ
ہورہا تھا یہ بھی اُسی شب کو آکر لشکر مین پہونچا اُسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب بارگاہ مین بیٹھے
ہوے مشورہ کررہے ہین پس یہ بارگاہ مین آیا صحن بارگاہ مین اُسنے اپنا تخت اُتارا ارژنگ وغیرہ باتین
کررہے تھے کہ ایک برق چمکی کہ جسکے سبب سے سب کی آنکھون مین ایک چکاچوندھ سی [illegible] ان سے
آنکھین ملکر کہا کہ کوئی ساحر آیا ہے یہ اُسکی آمد کی برق ہے آدھر سب حیران تھے کہ یہ کیسی برق چمکی کہ وہ طائر
جوکہ نامہ لیکر گیا تھا روبروے اسلم کے آیا اور بزبان انسانی اسلم سے گویا ہوا کہ آپکے استاد اژدر جادو
تشریف لاے ہین اُنکا تخت صحن بارگاہ مین اُترا ہے یہ کہکر وہ طائر تو غائب ہوگیا اسلم مع کل ساحرون کے
اپنے مقام پر سے اُٹھا ارژنگ نے اسلم سے کہا کہ کہان جاتے ہو اُسنے عرض کیا کہ استاد تشریف
لاتے ہین ابھی مجھکو طائر سحر نے خبر دی ہے یہ برق اُنکی آمد کی ہے مین اُنکے استقبال کو جاتا ہون پس
ارژنگ نے اور سردارون کو حکم دیا کہ تم بھی برائے استقبال جاؤ پس دیلم وغیرہ بموجب حکم ارژنگ
ہمراہ اسلم کے چلے جبکہ اسلم صحن بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ اژدر جادو مع اپنے شاگردون و مصاحبون
کے طرف ایوان کے چلا آتا ہے پس اسلم یا استاد کہکر اور دوڑکر اژدر سے لپٹ گیا سلام کیا اژدر
نے اسلم کو گلے سے لگایا اور حال مزاج دریافت کیا اسلم نے کہا زندہ ہون پس اسلم اور سب سے
ملا اژدر نے دیلم وغیرہ کو گلے سے لگایا اور باتین کرتا ہوا دربار مین آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہیکل
بدہیئت ساحر ہے اگر اسکو شیطان بھی دیکھ لے تو ڈرجائے گلے مین سانپ و عقرب چمٹے ہوے منہ سے
شعلے نکلتے ہوے آنکھین مثل تنور کے روشن قد بہت طویل ہاتھ پانون مثل شاخ چنار کے سیاہ رنگ
شب تار ہے بس جو کوئی دیکھے دیو سیاہ کا گمان ہو ہمراہ اسلم کے چلا آتا ہے سب بسبب خوف کے اُسکی
صورت دیکھکر اور کانپ کر رہگئے اُسنے آکر ارژنگ کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ چھوے

ارژنگ نے برابر تخت کے کرسی مرحمت کی کرسی پر بیٹھا اور سب اسکے ہمراہی بھی تھے اور سب اہل دربار بھی
تھے جب سب بیٹھ چکے اسوقت اژدر نے اسلم سے کہا کہ کیون تمنے کیون مجھکو طلب کیا ہی اسلم نے جواب دیا
کہ استاد کیا عرض کرون کہ جو آجکل بلا ہمپر نازل ہوئی ہی بروقت کمک ہی خداوند کی کمک فرمائیے اژدر نے
کہا کہ بیان تو کرو کہ کیا وقت سخت پڑا ہی پس اسلم نے ارژنگ کا خروج کرنا اور رخاور پر جانا اسکو فتح
کرنا ملک قاسم کے مقبرے کے کھودنے کا حکم دینا اہل شہر سے عہد و پیمان ہونا اسی حالت مین خواجہ حسین
کا ملکہ ثریا سے سیمتن کی تصویر ارژنگ کو دینا ارژنگ کا اسپر عاشق ہونا اور اپنے قصد کو فسخ کرنا اور کہنا
کہ بعد کتخدائی کے خداپرستون سے مقابلہ کرونگا نامہ بر کو پاس برجیس کے طلب مین ملکہ کے روانہ کرنا اور
برجیس کا جواب سخت تحریر کرنا نامہ بر کا شریک برجیس ہونا پس ارژنگ کا یہ خبر پاکر لشکر لیکر طرف آفتاب نگار
کے کوچ کرنا راہ مین قرماسپ کا شریک ہونا ارژنگ کا شہر آفتاب نگار پر پہونچنا اور طوبار شاہ کا برجیس
کی طرف سے لشکر لیکر آنا باہم نامۂ و پیام ہونا آخر کو جنگ ہونا کئی مقابلے ہونا لشکر برجیس کا غالب
آنا اپنا یہ خیال کرنا کہ یہ کارخانہ سحر ہی پس نامہ لکھنا اور رجز تنگ کا لشکر لیکر آنا اس سے مقابلہ ہونا سب
بیان کیا اور کہا کہ بدون آپکی کمک کے یہ بلا دفع نہ ہوگی اسواسطے آپ کو طلب کیا ہی کہ اس بلا کو دفع
فرمایئے کیونکہ یہ کارخانہ سحر کا ہی وہ برجیس تو تنہا ہی اس رجز تنگ نے بہت پریشان کیا ہی بیکار کی خصوصیت
پھر کسی ہو یہ سنکے اژدر نے جواب دیا کہ جب وقت سخت پڑا تو مجھکو طلب کیا پہلے خبر نہ لی اگر کوئی اور
اس مقام پر ہوتا تو کبھی اسکی کمک نہ کرتا مگر کیا کرون کہ تیرا پاس ہی تیرے سبب سے ناچار ہون
جہانتک مجھسے ممکن ہوگا کوشش کرونگا ضرور یہ سب کارخانہ سحر کا ہی مگر اسکا برباد ہونا غیر ممکن ہی کیونکہ
آفتاب جادو جو کہ مرلی اور سحر پرست اور پایا ہی برجیس کا وہ ساحر زبردست ہی اور اپنا پورا
طور سے بند و بست کر چکا ہی ہان جو کوئی اسقدر رستگار کرے اور سب سامان درست کرے وہ اس
کارخانہ کو برباد کر سکتا ہی مگر مین کوشش کرونگا اور رجز تنگ کو تو ایک دن مین مٹا دونگا وہ کوئی
چیز نہین مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ ارژنگ اور رجز تنگ باہم ایک ہو جائین تو بہتر ہی کیونکہ
وہ بھائی ہی ارژنگ کا اور زمرد ثانی کا فرزند ہی یہ کہکر کل حال رجز تنگ کی پیدائش کا اور اسکی خدائی کے
درست ہونے کا جو کہ جلد دوم مین تحریر کر چکا ہون ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہین سب کے روبرو بیان
کیا مین نے بسبب اس امر کے کہ طول ہوگا اور زیادہ تحریر کرنے کی اجازت نہین ہی بابو صاحب کا حکم
ہی کہ اسی جلد مین تمام ہو سب قصہ پس بطور پتہ سب حال تحریر کرتا ہون مجبور ہون ورنہ اگر یہ حکم نہوتا
تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ ہان یہ دفتر بھی کوئی چیز ہی افسوس حوصلہ دلکا دل ہی مین رہگیا اور جو عرق
ریزی مین نے کی تھی اور میرا خیال تھا وہ پورا نہوا ہان اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ کیا
عجائبات اور سحر نجات و معرکہ مین تحریر کرتا جو کہ آجتک کسی دفتر مین نہین تحریر ہوے ہین اور وہ جو کہ
ہوش ربا ہی اسمین بھی نہین لکھے گئے ہین مین اس دفتر کو اسم بامسمی کر دیتا مگر حکم بابو صاحب دام اقبال
سے ناچار ہو گیا اور یہ مقام پر اختصار کیا اگر زندگی باقی ہی اور عمر نے وفا کی اسکے بعد جو دفتر ہی اور وہ
میرے پاس موجود ہی جسکا پتہ آخر جلد مین دیا جائیگا اگر اسکے ترجمہ کی بابو صاحب نے اجازت دی
تو مین اپنی جودت طبع اور رنگینی عبارت اسمین ظاہر کرکے دکھا دونگا وہ دفتر کارنامہ ہی سب دفاتر
کی جان ہی جب ناظرین اسکو ملاحظہ فرمائینگے تو میری یادگاری کا لطف پائینگے اسکے روبرو یہ سب
دفتر ایک ادنی دفتر ہین بوستان خیال کی اسکے روبرو کوئی اصلیت نہین ہی مگر شرط زندگی و اجازت

بابو صاحب ابھی ہین اپنے مین اسقدر قوت نہین رکھتا ہون کہ اُسکو کہکر طبع کراؤن اسقدر زر کثیر کہان سے لاؤن
جو اُس گوہر بے بہا کو صدف طبع سے باہر نکالون اور نذر ناظرین کرون اگر خداوند کریم کو منظور ہوگا تو وہ
اُسکا اسباب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کریگا اور آپ لوگ اُسکو ملاحظہ کرینگے ورنہ مین اپنے صدف دل مین
اُس گوہر نایاب کو لیکر کنج لحد مین چلا جاؤنگا اور نہ ظاہر کرونگا افسوس اس امر کا ہی کہ مین نے تو قصد کیا تھا کہ اُسکو
اسی دفتر کے ہمراہ بیان کرون مگر حکم سے بابو صاحب کے ناچار ہوگیا آمدم بر سر مطلب کہ سب حال اژدر دنے
چترنگ کا بیان کیا اسکے بعد کل حال برجیس کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ الٰہی نار سرکرد تہم اور
چترنگ باہم شریک ہوکر برجیس سے مقابلہ کرین و شاید کوئی دوسرا انجام ہو یہ تقریر اژدر کی سُنکے سخنگان نے
جواب دیا کہ اے آشنا و ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوے تھے کہ برجیس کی بربادی غیر ممکن ہی کیونکہ اُسکا امر بہت زبردست
ہی اور یہ امر بھی غیر ممکن ہی کہ چترنگ ہمارا شریک ہو کیونکہ اُسکو غلبہ حاصل ہوچکا ہی جبتک اُسپر کوئی دباؤ نہ پڑیگا
وہ کبھی نہ شریک ہوگا اور رستے ہی کہہ دیتے ہین کہ برجیس ہم مین سے کسی سے پریشان نہ ہوگا سواے
اہل اسلام کے وہی اُسکی سرکوبی کرینگے اور نہ ثریا ہم مین سے کسی کو ملیگی سواے اہل اسلام کے اُن مین
سے کوئی شاہزادہ اُسکو اپنے تصرف مین لائیگا ہم ہاتھ ملکر رہجاینگے کیونکہ یہ امر زمانہ سابق سے چلا آتا
ہی کہ جو کوئی خوبصورت اور حسین عورت ہم لوگون مین پیدا ہوتی ہی جبتک جوان نہین ہوتی ہمارے
قبضے مین رہتی ہی جہان اور قابل ہوئی وہ اُسے اپنے تصرف مین لاے اُسکے گوہر ناسفتہ کو سفتہ کیا وہ اہل
اسلام کا حصہ ہوگئی جیسے کہ دختران خداوند لقا ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز جب جوان ہوئین
اور اُنکی شادیان قرار پائین اہل اسلام زبردستی نکال لے گئے گھر مین گھسکر اور خداوند کچھ نہ کرسکے گو کہ
اٹھارہ ہزار ملک کے خداوند تھے لاکھون آدمی سجدہ کرتے تھے جو سو لاکھ کا لشکر ہر وقت زیر قبطول رہتا
رہتا تھا مگر ان لوگون کا کچھ نہ کرسکے آخر دن نے لیجا کر فرص سے کیجے کچھ بھی خداوند ملکہ گوہر ملک کو کس شد و
مد سے لے گئے اور کچھ نہ ہوسکا اسی طور سے بہت سے واقعے ہوے ہین کہانتک بیان کرون رفتہ
گذشتہ مین بیان بھی یہی واقعہ ہوگا کوئی نہ کوئی زبردستی ملکہ ثریا کے سینتن کو لیجائیگا اور وہ بھی اُسکے ہمراہ
بخوشی چلی جائیگی کیونکہ ان لوگون مین جرأت و مردی بہت ہی اور یہ آلہ مردی بہت سخت رکھتے ہین کہ جسکو عورت دیکھکر
فریفتہ ہوجاتی ہی اور اُسکے ساتھ نکلجاتی ہی فرصہ کر رکھے ہین کچھ خاندان و ناموس کا پاس نہین رہتا ہی ہمارے
اسوقت کے کہنے کو لکھ لیجیے کہ ثریا کے سینتن خود کبھی نہ کسی خدا پرست پر فریفتہ ہوگی ابھی کوئی ایسا مرد
آیا نہین ہی ورنہ ابتک خاتمہ ہوگیا ہوتا کسی کے قبضے مین آچکی ہوتی کوئی نہ کوئی اولاد بھی پیدا ہوچکی
ہوتی مگر برجیس خوش تقدیر ہی جو ابھی تک ملکہ ثریا کے سینتن کا پردہ ناموس رخنہ اندازی اہل اسلام سے
بچا ہوا ہی مگر یہ حصہ بھی اہل اسلام کا ہی خداوند برکیا منحصر ہی برجیس خود ہاتھ ملکر رہجائیگا اور یہ وہان دوسرونکا قبضہ
ہوجائیگا وہ اسی خیال مین رہیگا کہ تو خالص کو کسی اور تو زخالص کے ہمراہ منعقد کرون وہان تو قدرت
اُسپر قبضہ کرینگے اہل اسلام بڑے تقدیر والے اچھے اور بہت خوش قسمت ہین یہ میری تقریر گو اسوقت
سب کو ناگوار ہوتی ہوگی مگر مین جو ہونے والا ہوتا ہی اُسکو ظاہر کردیتا ہون یہ اثر مجھ مین صرف خداوندی
خدمت مین رہنے سے آیا ہی کہ حال آیندہ کو بیان کرتا ہون سخنگان ہنس ہنسکے یہ باتین کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ ہمسب تماشہ دیکھینگے ملکہ ثریا کے سینتن اہل اسلام کا حصہ ہی سب ہاتھ ملکر رہجاینگے جب ایسی
باتین سخنگان سے سُنین اژدر کو نہایت غصہ آیا برہم ہوکر کہا کہ تو بہت گستاخ ہوگیا ہی خداوندی شان
مین اور معشوقہ خداوندی شان مین ایسے کلمے کہتا ہی اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تیرے جز رین اپنا

صلح کرلو اور باہم شریک ہوکر برجیس سے مقابلہ کرو انہیں پردہ فاش نہ ہوگا پس اس عرصے میں میں اپنا بندوبست
کرونگا اگر ارزنگ برجیس پہ غالب آیا اسوقت ہم بھی اپنا بندوبست کر چکے ہونگے اس سے پھر مقابلہ
کرینگے اور ارزنگ کو شکست دینگے کیونکہ تمنے جلدی کی ہیں اپنے سحر کو پورے طور سے قبضے میں نکالا
کیونکہ ایک بات کا ترک کیا ہوا تھا اسوقت میں بھی امر بہتر ہے کہ جس طور سے ہو ارزنگ سے صلح کرلیجائے
اور سب اپنا بندوبست کیا جائے آیندہ دیکھا جائیگا میں بھی اپنا سحر کامل طور سے درست کرلونگا اسوقت
اژدر سے لڑکر اژدر جادو کو قتل کرونگا ابھی میں اژدر جادو سے مقابلہ نہیں کرسکتا ہوں یہ جب الفرام
نے چترنگ سے کہا چترنگ نے کہا کہ آپکو اختیار ہے اگر آپکی مرضی ہے کہ صلح ہوجائے تو وہ بھی کوئی تدبیر کریں
میں تو آپکے حکم کا پابند ہوں الفرام نے محروم کو چترنگ کا پیام دیا محروم نے کہا کہ ہم اسکا بندوبست
کرینگے وہ اطمینان رکھے میدان میں جاکر مقابلہ کرے یہی الفرام نے چترنگ سے کہا چترنگ خاموش ہوگیا
اور یہ بات خواست کرکے گیا شمو و اپنی آشنا جمو و اپنی ماں سے سب حال کہا اور کہا کہ یہ پیام وسلام ہیں
اور محروم سے کہدے پس اسوقت یہ دونوں پاس محروم کے آئیں اور کہا کہ تمنے کیا چترنگ سے کہا
انکو ان سے کہو یہ بات کہ یہ میں نے کہلا بھیجا تھا اور یہی صلاح ٹھہری ان دونوں نے بہت تقریر کی آخرکو
وہی امر قرار پایا کہ جو کہ پہلے تجویز ہوا تھا یہی رائے ہوئی کہ کسی صورت سے صلح ہو جائے پس یہ دونوں
چترنگ کے پاس آئیں اور کہا کہ ہمنے بہت کچھ تقریر کی مگر محروم جادو نے نہیں قبول کیا اور کہا کہ
صلح ہونا بہتر ہے میں اژدر جادو سے مقابلہ نہیں کرونگا کیونکہ میں اور وہ ایک ہی مقام کے بیٹھنے
والے ہیں ہمسے اُسکے بہت ملاقات ہے میں اس سے نہ مقابلہ کرونگا اگر تم میں سے کسی میں قوت ہو
تو مقابلہ کرو پس جب محروم انکار کرتے ہیں تو ہم کیا ہیں ہم بھی نہیں مقابلہ کرسکتے ہیں اُنہیں کی رائے پر
رہنے دو اگر اپنی اچھائی چاہتے ہو اگر وہ خفا ہوکر چلے گئے تو سب کارخانہ مٹ جائیگا چترنگ نے
کہا کہ میں کب انکی رائے کے خلاف کرتا ہوں انکو اختیار ہے یہ تقریر کرکے باہم عیش کرنے لگے صبح ہوئی
دونوں لشکر حسب دستور میدان میں آئے لشکر ارزنگ سے قرماسپ نے میدان میں آکر مبارز
طلب کیا لشکر چترنگ سے اسکے مقابلے کو کئی پہلوان گئے زخمی ہوئے اور جان سے مارے گئے
روز تورنگ بھی معرکہ رہا اسوقت وہ بھی قرماسپ مبارز طلب کر رہا تھا کہ ایک رقعہ خمو و جمو و پاس الفرام
کے آیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اے بھائی مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تم ارزنگ کے سرپرست اور مربی ہو اگر مجھکو
معلوم ہوتا تو کبھی یہ صلاح چترنگ کو نہ دیتا کہ ارزنگ سے مقابلہ کرے پس میرے تمہارے تو ایسا
دیرینہ ملاقات ہے اور ہم اور تم ایک مقام کے بیٹھنے والے ہیں ملاقات کا پاس کرو کوئی تدبیر ایسی
کرو کہ باہم صلح ہوجائے اور ہم اور تم دونوں ملکر برجیس سے مقابلہ کریں اسکو شکست دیں اس سے
کیا حاصل کہ باہم لڑکر اپنی قوت کو کم کریں خیال تو کرو کہ نہ ہم غیر ہیں نہ تم اور ہم و تم جسکے سرپرست اور مربی
ہیں وہ بھی کوئی غیر نہیں ہیں ایک خاندان خداوندی کے دو گوہر آبدار ہیں ایک درج خدائی کے جواہر
بیش قیمت ہیں ایک شجر کے دونوں ثمر ہیں ایک جگر کے دو ٹکڑے ہیں یعنی ارزنگ بھی خداوند زمرد ثانی
کے فرزند ہیں اور چترنگ بھی پس اسقدر اختلاف ہے کہ وہ دوسری زوجہ سے ہیں یہ دوسری زوجہ
سے صرف شکم کا فرق ہے ورنہ نطفہ تو ایک ہی ہے جس نطفہ سے وہ پیدا ہوئے ہیں اسی سے یہ پس کیا
ضرور ہے کہ باہم نفاق ہو یہ نہ معلوم تھا اگر مجھکو معلوم ہوتا تو کبھی ایسی نوبت نہ آتی باہم صلح ہوجاتی
اور آفتاب پرستوں سے سمجھ لیا جاتا جب دو لشکر ایک ہوکر انسے مقابلہ کرینگے تو ضرور انکو شکست ہوگی

فرض کرو کہ تم ہمپر غالب آئے اور ہم مغلوب ہوئے تو فرض یہ ہوا کہ تمہاری بھی قوت کم ہوئی پھر حریف سے
جو کہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا حریف ہے کیونکر مقابلہ کروگے پس ضرور شکست کھاؤ گے اس سے کوئی فائدہ
نہیں ہے کہ باہم فساد رہے ایسی تدبیر کرنا لازم ہے کیونکہ تم مرد بزرگ ہو کہ باہم یہ جو دشمنی ہے نکل جائے اور ہم
اور تم ایک ہو جائیں والسلام یہ جو رقعہ پاس اژدر کے آیا اور اُسنے مضمون رقعہ پڑھا بہت خوش
ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ جو مجھکو خیال تھا کہ باہم صلح ہو جائے آخر کو اُسی طرف سے پیام صلح آیا ہمکو اس
پیام کے روانہ کرنے کی نوبت نہ آئی پس اُسوقت میدان جنگ میں اژدر نے دوات وقلم طلب کرکے
اسکا یہ جواب تحریر کیا کہ اس امر سے تم بخوبی واقف تھے بلکہ میں نہیں واقف ہوں کیونکہ یہاں میں تھا
تمہاری طرف سے مقابلے کا سوال ہوا بلکہ ہمکو منظور نہ تھا جو کہ تمہارا بادشاہ ہے آنے آتے ہی اُسنے
مقابلہ شروع کر دیا گو ہم لشکر پرجیس سے لڑ رہے تھے تمنے اُسپر کہلا بھی بھیجا کہ ہمسے تمنے مقابلہ نہیں ہے
کیوں مقابلہ کرتے ہو جواب ملا کہ ہم تمسے مقابلہ کرنے کو آتے ہیں ضرور مقابلہ کرینگے آخر مجبور ہو کر مقابلہ
کیا اسکے دوسرے دن بھی مقابلہ ہوا اب جو ہم غالب آئے اور تم مغلوب ہوئے تو تمنے صلح کا پیام دیا
خیر گو یہ وقت صلح کرنے کا نہیں ہے مگر ہم تمہارے سبب سے اور تمہاری ملاقات کے سبب سے اور
تمہارے لحاظ سے اس امر کو قبول کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اچھا ہے باہم جو فساد ہے یہ برطرف
ہو جائے گو بڑی مشکل ہے اورنگ منظور کریگا کیونکہ وہ بہت زبردست اور مغرور ہے اور نہایت
درجہ بد مزاج ہے اور کسی کا کہنا سماعت نہیں کرتا ہے مگر ہم کسی نہ کسی طور سے اسکو سمجھا دینگے تم چترنگ کو بھی
امر پر راضی کرو گو یہ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ امر ضرور تھا کہ اگر تمہارا لشکر مغلوب ہوتا اور تم لوگ غالب
آتے اور ہم صلح کا پیام دیتے تو تم کبھی نہ قبول کرتے خیر یہ صرف اُس ملاقات کا پاس ہے جو کہ ہمارے اور
تمہارے زمانہ کم سنی سے ہے اور ہم اور تم ایک جا خدمت خداوند جمشید میں رہتے ہیں اُسی زمانے کی
ملاقات کا خیال ہے جو یہ امر ہمنے منظور کیا ہے آیندہ تمکو اختیار ہے یہ لکھکر اژدر نے وہ پرچہ اڑا دیا
وہ پرچہ ہوا پر جا کر بالائے آسمان غائب ہو گیا بعد تھوڑے عرصے کے محروم کے پاس پہونچا محروم
نے اُسے پڑھا اور اسکا یہ جواب تحریر کیا کہ آپنے بڑی مہربانی فرمائی اور بہت عنایت کی پس آپ
لشکر لیکر واپس جائیے اور آپ براہ مہربانی اورنگ کو راضی فرمائیے میں چترنگ کو راضی کرتا ہوں
یہ لکھکر اُسی طرح رقعے سے روانہ کیا جس طور سے پہلے روانہ کیا تھا یعنی ہوا کے ذریعے سے روانہ کیا تھا
اُسی طور سے پھر روانہ کیا اژدر کے پاس وہ نامہ آیا اژدر نے پڑھا جواب لکھا کہ تم چترنگ سے کہو
کہ وہ طبل بازگشت بجوا کر واپس جائے ہم بھی واپس جائینگے جب یہ جواب محروم کے پاس پہونچا محروم نے
بذریعہ ملک انصرام کے چترنگ سے کہلا بھیجا کہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ پر واپس آئیے اب مقابلہ [illegible] حکم
چترنگ کو پہونچا کیں چترنگ نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا اُدھر اژدر نے اورنگ سے کہا کہ آپ بھی
طبل بازگشت بجوائیے لشکر اورنگ میں بھی نقارے پر چوب پڑی لشکر طلسم بادشاہ میں بھی کوس بازگشت
بجایا گیا دونوں لشکر فرودگاہ پر واپس آئے گھروں کے نزدیک بستروں پر آرام سے بیٹھے یہاں چترنگ نے
اپنی بارگاہ میں دربار کیا اورنگ نے اپنی بارگاہ میں طلسم بادشاہ نے اپنی بارگاہ میں جب دربار
اورنگ آراستہ ہو چکا اُسوقت اژدر جادو نے اُس رقعہ کا آنا اور اپنا جواب تحریر کرنا بیان کیا
اور یہ کہا کہ آپکو لازم ہے کہ صلح کر لیجیے کیونکہ یہ بہت اچھا موقع ہے آپ کی بات بالا رہتی ہے آپکو یاد ہوگا
میں نے آتے ہی آپکو صلاح دی تھی کہ اگر چترنگ سے صلح ہو جائے تو بہتر ہے آپنے فرمایا تھا کہ

وہ کیون صلح کرنے لگا اب اُسکی طرف سے خود صلح کا پیام ہوا ہے پس لازم ہے کہ صلح فرمائیے ارزنگ نے
جواب دیا کہ اُستاد مین تو نہ صلح کرونگا کیونکہ میرا لشکر غالب آیا ہے اور چہرتنگ نے مجھکو بہت کلمہ سخت کہے
ہین جب لشکر لیکر آیا تھا تو مین نے صلح کرنی چاہی تھی اُسنے قبول نہین کیا بلکہ انکار کیا اور مقابلہ کیا پس
اگر اُسکا لشکر غالب آتا اور مین صلح کا پیام دیتا وہ کبھی نہ قبول کرتا پس مجھکو کیا ضرورت ہے کہ مین صلح کرون
یہ تقریر اژدر نے جو ارزنگ کی سُنی کہا اے ارزنگ تم بالکل نادانی کرتے ہو میرے کہنے پر عمل کرو اس
امر مین بڑی خرابیان ہین اور یہ اپنی اسوقت بات رہتی ہے فرض کر لو کہ تم غالب آئے اور چہرتنگ نے
شکست کھائی اور فرار کر گیا مگر یہ امر ضرور رہا کہ تمھاری قوت بھی کم ہوئی لشکر بھی کم ہوا اور جو سحر
مین نے اسوقت بہ اسے مقابلہ پرجبیں درست کیے ہین وہ چہرتنگ کے مقابلے مین مین نے صرف کیے
ہین پس پھر جب محنت کرون اور سحر تیار کرون تو لشکر پرجبیں کے ساحرون سے مقابلہ کرون کیونکہ
جو کہ چہرتنگ کے معاون اور مددگار ہین وہ بھی ایسے ویسے ساحر نہین ہین بہت زبردست ساحر ہین
اُنکے مقابلے مین بھی بہت مشقت کرنا ہوگی پس یہ خیال کرلو کہ جب تم چہرتنگ پر دباؤ ڈالوگے اُسوقت
وہ اُسکی کمک کرینگے جب تمپر دباؤ پڑیگا مین تمھاری کمک کرونگا پس ساحرون مین مقابلے ہونے لگے
جو سامان کہ مین نے ساحران پرجبیں کے مقابلے کے لیے درست کیا ہے وہ سب بہ مقابلہ محروم جادو
کام آئیگا پھر پرجبیں سے مقابلہ کرنا مشکل ہوگا اور اگر چہرتنگ کی فتح ہوئی اُسکو کیا ضرورت ہے کہ وہ
پرجبیں سے مقابلہ کرے اور ظفر حاصل کرے پس وہ تمپر ظفر حاصل کرکے اپنے ملک کی راہ لیگا تمھارا
مطلب رہجائیگا تم اپنی معشوقہ نہ پاسکوگے پس مناسب یہی ہے کہ تم صلح کرلو راوی نے بیان کیا ہے کہ اژدر
کو بھی یہی خوف تھا کہ مین محروم سے نہین لڑسکتا ہون جیسا کہ محروم کو اژدر سے خوف تھا اور اُسنے مقابلہ
نہین کیا پس یہ ہی ڈر اژدر کو تھا اسی سبب سے وہ ارزنگ کو صلح پر راضی کر رہا تھا پس جب یہ تقریر
اژدر نے کہا ارزنگ نے سب اہل دربار کی طرف دیکھا پس سب نے اژدر کے کلام کی تائید کی
جب ارزنگ نے دیکھا کہ سب اژدر کے کلام کی تائید کر رہے ہین کہا کہ مین نے تو سے ہزار برس
قبل ہی تقدیر کی تھی کہ اژدر جادو کے ذریعے سے چہرتنگ سے صلح ہوا اژدر جادو تمکو اختیار ہے جیسے چاہو
تمکو اختیار دیا ہے جس طور سے چاہو صلح کرلو راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان ارزنگ کو اژدر نے
صلح پر راضی کیا ہے اُدھر محروم نے ملا اقدام کے ذریعے سے چہرتنگ کو راضی کیا چہرتنگ تو پہلے ہی راضی
تھا یہی تقریر کرکے محروم نے چہرتنگ کو بھی رضامند کیا پس اُسوقت ایک رقعہ بنام اژدر تحریر کیا کہ
مین نے چہرتنگ کو راضی کیا ہے پس اگر ارزنگ راضی ہوا ہو تو باہم ملاقات ہو جاے اور دونون
لشکر ایک ہو جائین اور پرجبیں کے لشکر سے مقابلہ کیا جاے یہ لکھکر اک ساحر کو دیا کہ وہ رقعہ لیکر پاس
اژدر کے آیا یہان اژدر اسی فکر مین تھا کہ کیونکر اس حال کی محروم کو اطلاع دون کہ وہ کاغذ اسکے
پاس آیا اُسنے اُسکو پڑھا اور ارزنگ کو سنایا اور کہا کہ مین لکھے دیتا ہون کہ کل فلان صحرا مین تم چہرتنگ
کو لیکر آؤ مین خبر دیتا ہون کہ مین ارزنگ کو لیکر آؤنگا باہم ملاپ ہو جائیگا جو نفاق کہ پڑا ہوا ہے وہ
مٹ جائیگا شگفتگان نے کہا کہ شوق سے تحریر فرمائیے خداوند آپکے کہنے سے باہر نہ ہونگے مگر یہ
تحریر کر دیجیے گا کہ چند شرائط ہین جو کہ بوقت ملاقات بیان ہونگے اگر آپ لوگ اُنکو منظور کرینگے
تو باہم فیصلہ ہو جائیگا ورنہ ارزنگ راضی نہین ہو سکتے مگر مین نے اُنکو مجبور کیا اژدر نے کہا کہ
اچھا یہ کہکر خود اپنے ہاتھ سے جواب لکھا کہ ہم فلان صحرا مین کل ارزنگ کو لیکر آئینگے تم بھی چہرتنگ کو

لیکر آتا مگر ایک امر یہ ہی کہ ارژنگ کو جینے مجبور کرکے راضی کیا ہی وہ راضی نہ ہوتے تھے چند شرائط
ہین اگر تم قبول کروگے تو باہم میل ہوجائیگا ورنہ مشکل ہی اور وہ بوقت ملاقات بیان ہونگے
یہ لکھکر اسی طور سے اس نامے کو اڑا دیا وہ پاس مجروم کے پہونچا مجروم نے اسکو پڑھا اور چترنگ
سے کہا کہ کل صبح کو تمکو فلان صحرا مین چلنا ہوگا وہان تمھارے اور ارژنگ کے ملاقات ہوگی ایک
خیمہ روانہ کرو کہ وہ وہان برپا کیا جاے پس یہ کلام النصرام نے چترنگ سے کہا چترنگ نے جواب دیا
کہ آپکو اختیار ہی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ فلان صحرا مین برپا کیا جاے کل ہم وہان جائینگے یہ حکم دیکر
دربار برخاست کیا نکھود کے پاس آیا سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ جبکہ آپکی مرضی ہم آپکے خلاف نہین
کرسکتے ہین یہان تو یہ امر طے ہوگیا وہان ارژنگ نے بھی بموجب کہنے اژدرجادو کے دو خیمے اس صحرا
مین روانہ کیے پس ادھر سے ملازمان چترنگ خیمہ لیکر آئے اور برپا کیا سب سامان شاہانہ آراستہ کیا
ادھر سے ملازمان ارژنگ خیمہ لیکے گئے برابر خیمہ چترنگ کے برپا کیے ایک خیمے مین کل سامان مہیا
کیا اور ایک خیمہ درمیان خیمہ چترنگ و ارژنگ کے برپا کیا اور بموجب اژدرجادو کے تعلیم
کی دو کرسیان برابر آراستہ کین اور کئی ایک دنگل گرد و اطراف مین اور خوب اسکو آراستہ کیا
سب سامان امید ان درست ہوگیا کہ وہ باقی دن اور رات تمام ہوئی سحر ہوئی ادھر سے اژدرجادو
ارژنگ کو تخت پر سوار کرکے اور سامان سواری ہمراہ لیکر طرف اس صحرا کے چلا یہ خبر طلودار خانہ
وغیرہ کو ہوئی کہ آج چترنگ و ارژنگ مین باہم صلح ہوئی ہی ارژنگ برا سے صلح جاتا ہی یہ لوگ
بھی اپنے لشکر کے کنارے پر آکے برا سے تماشہ کہ دیکھین کس شان و شوکت سے ارژنگ جاتا
ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ سواری ارژنگ کی اس شان سے روان تھی کہ آگے آگے جلوس
سواری تھا اسکے بعد ایک تخت پر ارژنگ سوار تھا تاج سر پر تھا چتر طلائی لگا ہوا تھا خواصی مین
سخنگان مگس رانی کر رہا تھا برابر تخت ارژنگ کے اژدرجادو تخت زر پر سوار تھا اسکے برابر ہم
مرکب ہر پر سوار اور ساحران نامدار کوئی ہنس پر سوار کوئی اژدر پر دوسری طرف دیلم و فرہاد
مرکبون پر سوار و دیگر سرداران نامدار پس ارژنگ اس شان و شوکت سے طرف اس صحرا کے
روانہ ہوا کہ جہان ملاقات چترنگ سے بدی گئی تھی اور راہ طے کرکے اس خیمے مین داخل ہوا کہ جو کہ
اسکے قیام کے لیے مقرر ہوا تھا اور ملازم قبل سے وہان موجود تھے ارژنگ اپنے خیمے مین اترا تھا
کہ ادھر سے چترنگ بھی اس شان و شوکت سے آیا کہ تخت پر سوار اور سونے سر پر سایہ فگن برابر تخت کے
داہنی طرف نصر ادشاہ و گلریز شاہ بائین طرف گلاب شاہ و غضنفر شاہ و دیگر سرداران آزمودہ کار
ذریہ سلطنت پس پشت مگس رانی کرتا ہوا پس چترنگ بھی اس خیمے مین آکر اترا جو کہ اسکے قیام کے
لیے مقرر تھا جب چترنگ آچکا اسوقت ایک رقعہ اژدر کے پاس آیا کہ ارژنگ کو خیمۂ وسط مین
لاتے ہین چترنگ کو لاتا ہون باہم ملاپ ہوجاے پس اژدرجادو نے ارژنگ سے کہا کہ آپ بھی
تشریف لے چلیے ارژنگ تخت پر سے اٹھا ہمراہ اژدر کے چلا اسوقت ارژنگ کے ہمراہ اقلیم
و دیلم و فرہاد سخنگان تھا اور اژدرجادو تھا اور باقی سب اسی خیمے مین رہے پس ارژنگ
اس خیمے مین گیا اژدر نے ارژنگ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور داہنی طرف سخنگان برابر داہنی طرف
کے سرداران کو کہ یہ بیٹھ چکے تھے کہ ایک مرتبہ مجروم جادو اس ارسیمی سے باہر آیا یہ تماشا دیکھا
لیکے اور مالک الاژدرام سے کہا کہ تم چترنگ کو لیکر آؤ مین اژدرجادو سے ملاقات کرتا ہون یہ لیکر اس

خیمے مین آیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست نہایت بدشکل منہ اور کانون سے شعلے نکلتے ہوے قشقہ
پیشانی پر دیا ہوا جوگی وضع اُسکے ہمراہ اور چند ساحر ساتھ سامنے سے نمودار ہوے جیسے اژدر رسنے اُسکو دیکھا
اپنے مقام پر سے اُٹھا اور تا صحن خیمہ اُسکا استقبال کیا اور سلام کیا گلے سے ملے مزاج پرسی ہوئی اژدر رسنے
کہا کہ بڑے عرصے کے بعد میری آپ سے ملاقات ہوئی جب سے خداوند جمشید و سامری آسمان پر تشریف
لے گئے ہین جب سے میرے آپکے ملاقات نہین ہوئی تھی اب ہوئی خوب ذریعہ ملاقات کا نکلا یہ باتین
کرتے ہوے ایوان مین آئے اژدر رسنے بائین طرف کے ڈنگلون پر اُن سب کو بٹھایا اور یہ کہا خوب کیا
آپنے کہ باہم صلح کرا دی ورنہ میرے آپکے مقابلہ ہوتا ملاقات سابقہ مین فرق آتا مُحرِ وہم نے کہا کہ مین
کب ایسا ہونے دیتا کیونکہ آپ تو بڑے عرصے کے میرے دوست تھے تو مین نے بعد تشریف لیجانے
خداوندون کے ترک دنیا کیا تھا اور گوشہ نشین ہوا تھا اور ایسا پوشیدہ ہوا تھا کہ کوئی نہ پا سکتا تھا
مگر تمھو دیکھنے سے اور اُسکی کوشش سے ملا اور مجبور ہو گیا کہ چترنگ کی شراکت کی اور یہ سب بھائیون
کی خوشی کی کیونکہ وہ وصیت کر گئے تھے آئندہ فرمانے لگے کہ جب پھر مین دنیا پر آیا ورنہ ممکن نہ تھا دوسرے
آپ سے ملاقات باقی تھی جو امر خداوند مقرر کر گئے تھے وہ ضرور ہوینگے واقع بڑے عرصے کے بعد آپکی
زیارت نصیب ہوئی آپ نے تو خوب خوب سحر کیے ہین ہزارون شاگرد ہین اژدر رسنے جواب دیا کہ یہ حرف
آپکا حسن گمان ہے مین کیا سحر تیار کرتا کیونکہ آلام دنیوی مین مبتلا تھا ہان آپ نے سحر تیار کیے ہونگے کہ کسی کام
سے کچھ غرض نہین ایسی باتین باہم ہو رہی تھین اور سب خاموش بیٹھے ہوے سُن رہے تھے کہ خبر آئی کہ
چترنگ آئے ہین پس محرِ وہم جادو مع اپنے ہمراہیون کے تا در خیمہ براے استقبال آیا پس چترنگ
داخل خیمہ ہوا اُسکے ہمراہ ملکہ ژنفرام تھی اور شدرو شلدرو سنگ ریشا و گلاب شاہ و غفار شاہ تھے پس
مُحرِ وہم چترنگ کا استقبال کرکے اُسی مقام پر لایا کہ جہان ارزنگ تھا چترنگ چونکہ چھوٹا تھا ارزنگ
کو سلام کیا ارزنگ نے جواب سلام دیا اور سب سردارون نے بھی ارزنگ کے سردارون نے
چترنگ کو سلام کیا مُحرِ وہم نے لا کر چترنگ کو برابر کرسی ارزنگ کے کرسی پر بٹھایا اور اپنی طرف کے
سردارون کو داہنی طرف بیٹھنے کا حکم دیا سب بیٹھے پس اژدر رسنے حکم دیا کہ ساقی حاضر ہون ساقی
جام و صراحی لیکر حاضر ہوے پہلے ایک ایک جام چترنگ و ارزنگ کو دیا اُسکے بعد کل اہل محفل کو
دیا جب سب کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اُس وقت مُحرِ وہم نے اژدر سے کہا کہ وہ کیا شرطین ہین
کہ آپنے تحریر کیا تھا کہ بروقت ملاقات تحریر ہونگی بیان فرمائیے اژدر رسنے سخنگان کی طرف دیکھکر کہا
کہ وہ شرطین ہمارے وزیر اعظم بیان کرینگے اُنسے دریافت فرمائیے مُحرِ وہم نے سخنگان سے کہا کہ آپ
بیان کرین سخنگان نے کہا کہ وہ شرطین یہ ہین کہ ہم اسلئے یہ صلح کو قبول کرتے ہین کہ جب دونون لشکر
ایک ہو جائین اور لشکر حبیبی سے مقابلہ ہو تو ایک دن ہمارے لشکر کے سردار لشکر حبیبی سے
مقابلہ کرین ایک دن اُنکے لشکر کے سردار اور دوسرے یہ کہ طبل بازی بجوانیکا ہمکو اختیار رہے جب ہمکو منظور رہے
طبل بازی بجوا دین چترنگ امور جنگ مین دخل نہ دین جسدن اُنکے سردار مقابلہ کرین اسدن بھی طبل بازی
کا ہمارے خداوند کو اختیار رہے سبب اسکا یہ ہے کہ چترنگ شاہ ابھی بچے ہین ناآزمودہ ہین طریقۂ جنگ سے
واقف نہین ہین کیونکہ انہون نے دیکھ لیا ان معرکون مین خداوند ہمارے سو کے جھیلے ہوے ہین طریقہ جنگ
سے آگاہ ہین اُنکا حال بخوبی جانتے ہین کہ یہ فرار کر جائیگا اور یہ میدان جنگ مین قائم رہیگا پس ایسی
حالت مین اُسی شخص کو ہر امر کا اختیار رہنا زیبا ہے پس اگر یہ دونون شرطین منظور ہون تو باہم صلح ہو جائے

ورنہ ہمکو صلح کسی صورت سے منظور نہین ہے یہ تقریر جو بختگان نے کی تو اسکا جواب مخروم نے دیا کہ جو کچھ
آپ نے کیا سب ہمارے حق مین بہتر کیا ہمکو یہ شرطین بھی قبول ہین اور جو کچھ آپ کو کہنا ہو وہ فرمایئے بختگان
نے جواب دیا کہ بس اگر آپ کو منظور ہے تو ایک عہدنامہ تحریر فرمایئے تاکہ کسی وقت اگر آپ انکار کرین تو ہم آپسے
پیش کرین مخروم نے کہا کہ اچھا پس اسوقت عہدنامہ تحریر کیا گیا اسپر چترنگ اور جو جو اسکے ہمراہ تھے انکی
مہرین کی گئین اور ارزنگ کی اور ہمراہیان ارزنگ کی بھی مہرین کی گئین اسکی دو نقلین ہوئین ایک
ارزنگ کے دفتر مین داخل کی گئی دوسری چترنگ کے پاس رہی جب عہدنامہ مکمل طور سے تیار ہو گیا
اسوقت ارزدر اپنے مقام سحر سے اٹھا اور ارزنگ کا ہاتھ پکڑکر ادھر مخروم نے چترنگ کو اور دونو کو
گلے ملایا باہم تاج بدلے وہ بڑے خدا کے نام سے اور یہ چھوٹے خدا کے نام سے مشہور ہوے اسوقت
حکم دیا کہ توپین سلامی کی فیر ہون لشکرون مین حکم پہونچا کہ باجے بجاے جائین خوشی کی نوبتین بجین اور یہان
سب نے ارزنگ وچترنگ کو نذرین خوشی کی گذرین ارباب نشاط طلب ہوے انھون نے مبارکباد
گائی تھوڑے عرصے تک یہان جلسہ رہا اسکے بعد یہ امر قرار پایا کہ چترنگ اپنے لشکر مین جائین اور کل
لشکر کو شامل لشکر ارزنگ کرین اور کل سے لشکر بھیس سے مقابلہ کیا جاے یہ جو ارزدر نے سنا
اور مخروم نے پس اسیوقت ارزدر ارزنگ کو لیکر اسی خیمے مین آیا اور اسی شان وشوکت سے
سوار کرا کے لشکر مین لایا یہان توپین فیر ہو رہی تھین باجے بج رہے تھے نوبتین بج رہی تھین پس ارزنگ
جب لشکر مین پہونچا اور طومارشاہ وغیرہ کو معلوم ہوا کہ ارزنگ سے اور چترنگ سے میل ہو گیا ہے
اسکی خوشی کی نوبتین بج رہی ہین یہ لوگ بھی تماشا دیکھنے کو کنارے پر اپنے لشکر کے آئے تھے جب
ارزنگ اپنے لشکر مین آگیا اور داخل بارگاہ ہوا یہ لوگ بھی اپنی بارگاہ مین چلے پردے بارگاہ
کے بلند کرا دیے ادھر چترنگ بھی اپنے لشکر مین گیا مخروم جادو اسی ارسوسی مین گیا پس چترنگ نے
جاتے ہی حکم دیا کہ سب خیمہ اور بارگاہین اس مقام پر سے اٹھا لیجائین اور برابر خیمہ بارگاہ ارزنگ
کے برپا ہون اور کل لشکر میرا شامل لشکر ارزنگ ہو ہماری انکی صلح ہو گئی یہ حکم دینا تھا کہ اسیوقت
سب کارپردازون نے بندوبست کیا خیمے وغیرہ اکھیڑکر لدوالیے اور داخل لشکر ارزنگ ہوے
ارزنگ کے حکم سے کیونکہ اسکو ہرکارون نے خبر دی تھی کہ چترنگ کا لشکر آپ کے لشکر مین آتا ہے خیمے
وغیرہ روانہ ہو چکے ہین پس ارزنگ نے بختگان سے کہا تھا کہ مقام مناسب پر لشکر اتروا کر اور خیمہ وغیرہ
برپا کرادو پس بختگان نے بیرون بارگاہ آکر سب بندوبست کیا بارگاہ چترنگ برابر بارگاہ ارزنگ
کے برپا ہوئی اور خیمہ سردارون کے مقام مناسب پر برپا کیے گئے خیمہ تا سوکس بھی برپا ہوا لشکر آنے لگا
ایک طرف لشکر چترنگ سے چھاؤنی ہوئی یہ خبر طومارشاہ کو ہوئی وہ کنارے پر آئے اور لشکر کا تماشا دیکھا
کہ پرے سے اسکے تہ سے آتے تھے مگر اپنے لشکر کی حد پر سے آکر تماشہ دیکھا راوی نے بیان کیا کہ تھوڑے عرصے
مین وہ میدان جہان چترنگ اترا ہوا تھا خالی ہو گیا کل لشکر شامل لشکر ارزنگ ہوا اور ایک مسندسی
بارگاہ چترنگ پر آکر قائم ہوا اسی طور سے چترنگ آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اب اور کہا کہ لشکر
ارزنگ مین ہو گئی کوس چترنگ لشکر اترا ہوا تھا نشانون سے بھر گیا اتر رہے ہین باجے بج رہے ہین
دوسرا ارزنگ ہو گیا ہے یہ حال طومارشاہ وغیرہ دیکھکر اپنی بارگاہ مین آئے یہان بارگاہ ارزنگ مین
دو تخت برابر بچھائے گئے پس چترنگ اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر دربار برخاست کر کے مع اپنے سردارون کے بارگاہ
ارزنگ مین آیا اور جو تخت برابر تخت ارزنگ کے آراستہ تھا اسپر بیٹھا اپنا تخت جسپر بیٹھکر خدائی کرتا تھا

اسکو اپنی بارگاہ میں چھوڑ کر آیا بائیں طرف سردار جہرتنگ بیٹھے اور داہنی طرف سردار ارژنگ اب دربار
لگا اور رنگ ہو گیا ارژنگ نے حکم دیا کہ چونکہ آج اپنے بھائی کی دعوت کی ہے سامان دعوت کیا جائے
اسیوقت سے سامان ہونے لگا یہاں دونوں بادشاہ یعنی خداوند ارژنگ و جہرتنگ بارگاہ میں بیٹھے
ہیں دربار آراستہ ہے سردار دونوں کے حاضر ہیں کہ سرہنگان نے ارژنگ سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ
بجوا لیجے لشکر بدجبیں سے مقابلہ فرمائیے ارژنگ نے سرہنگان کے کہنے سے جہرتنگ کی طرف دیکھا اور
کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے جہرتنگ نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپکو اختیار ہے میں نے آپکو اختیار
دیا ہے جو آپکی مرضی وہ میری رائے ہے میں آپکی مرضی کے خلاف کوئی امر نہ کرونگا یہ جو جہرتنگ نے کہا
ارژنگ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اے بھائی صاحب میں بدجبیں پر غالب آؤنگا اور اسکے ملک پر
قبضہ کر لونگا تو یہاں کا تمکو بادشاہ کر دونگا تم یہاں خدائی کرنا اور میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلہ
کو جاؤنگا اور انپر بھی ظفر حاصل کرکے پس سبائیل میں جاکر قبیطول کو درست کرونگا جہاں دادا جان
خدائی کرتے تھے اور تمام دنیا کے دو حصے کر دونگا جو بڑا حصہ ہوگا اسمیں میں خدائی اور حکومت
کرونگا اور جو چھوٹا حصہ ہوگا اسمیں تم خدائی اور حکومت کرنا جہرتنگ نے جواب دیا کہ میں عرض کر چکا
ہوں کہ آپکو اختیار ہے جو آپ میرے حق میں مناسب جانیں گے وہ کرینگے میں اسکو بسر و چشم
قبول کرونگا کیونکہ آپ میرے بزرگ ہیں اور میں چھوٹا ہوں یہ تقریر جو جہرتنگ نے کی ارژنگ
اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ اب میں حکم دیتا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ ہو
جہرتنگ سے کہکر ارژنگ نے وزیر با اسلیم و قرطاس پر اژدر جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہاری
کیا رائے ہے ان سب نے جواب دیا کہ جو مرضی خداوند ہے ارژنگ نے ایک مرتبہ مونچھوں پر تاؤ
دیکر اور کرسی پر پہلو بدلکر کہا کہ میں تو ہزار برس قبل ہی تقدیر کر چکا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور
کل لشکر بدجبیں سے مقابلہ کیا جائے ایہا الناس آگاہ ہو کہ اب دنیا میں خدا دو ہیں ایک میں اور
ایک بھائی میرا جہرتنگ جو کہ خاص میرے باپ کا نطفہ ہے اور ملکہ جمود کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور
اسوقت میرا شریک خدائی ہے تم سب اسکو بھی اپنا خدا جانو اور انکی بھی اطاعت کرو مثل میرے جب میں لشکر
میں نہ ہوں تو سب انکی اطاعت کریں اور انکے کہنے پر عمل کریں ارژنگ نے یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر
میں ہمارے طبل جنگ بجے ہم کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرینگے یہ حکم ارژنگ کا دینا تھا کہ نقارہ
پر چوب پڑی دونوں لشکر میں طبل جنگ بجا یعنی لشکر ارژنگ و جہرتنگ میں یہاں تو طبل جنگ بجا
جب یہ خبر جو ہرکارے لشکر اسلام و بادشاہ وغیرہ کے یہاں باہر جاسوسی متوجہ تھے فوراً خبر انہوں نے
طبل لشکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہاں لشکر میں تیاری جنگ ہونے لگی سامان اپنا جنگ کا
لگے پہلوان اسلحہ صاف کرنے لگے سردار درستی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے وہاں بارگاہ
میں ارژنگ نے حکم دیا کہ ساقیان سیمیں ساق حاضر ہو کر بادہ گلگوں پلائیں و مطربان خوش گلو
پری رخ و شنگ حاضر ہوں کہ اہل دربار سے بزم آرا ہوں آج شب بھر ہم جلسہ دیکھیں گے صبح کو
میدان میں جا کر لشکر بدجبیں سے مقابلہ کرینگے کیونکہ ہمکو جہرتنگ سے ملنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی
اسکا جلسہ کرنا ہمکو ضرور ہے مگر اس امر سے ناچار ہیں کہ لشکر حریف مقابلے میں آ پڑا ہے اور یہ کچھ
کھلی ہوئی ہے کہ کسی طور سے فیصلہ ہو جائے کہ میں نے حکم دعوت کا دیا ہے کہ سامان دعوت کیا جائے
یہ کچھ دعوت نہیں ہے پس جب میں بدجبیں پر ظفر پاؤنگا اور رہبری کی فتح ہو گی پس بعد فتح اس خوشی کا

راوی نے بیان کیا ہے کہ ارژنگ و چھبر تنگ نے وہ رات بعیش و عشرت بسر کی کہ کیفیت انجم پر تماشا سیمت
ہونے لگی مطرب فلک مع اپنے سازندوں کے طرف عشرتکدۂ مغرب کے راہی ہوئی آمد آمد سلطان فلکی
پر سلطان خاور کی شروع ہوئی علم شعاع بلند ہوا لشکر نور نے سپاہ ظلمت پر ظفر پائی سلطان روز کا غلبہ
ہوا شاہ شب نے شکست کھائی یعنی چاند مع ستاروں کے غروب ہوا آفتاب نکلا شب کافور ہو گئی جھونکے
نسیم کے چلنے لگے پھول باغوں میں کھلنے لگے قطرے شبنم کے در غلطان کا سماں دکھانے لگے طائران خوش گلو
چہچہانے لگے سبزۂ صحرا جدہر آنکھوں میں کھپا جاتا تھا ایسی خنکی تھی کہ بدن کے بال کھڑے ہوئے
جاتے تھے جب نسیم کا جھونکا آتا تھا ایک دل کو فرحت ہوتی تھی جب خوب روشنی ہوئی لشکروں میں
صبح کی وردی بجی پوجا پاٹ ہونے لگا گھنٹے و ناقوس بجنے لگے ایک طرف جو خداوند ارژنگ و
چھبر تنگ و لقا و زہر و تاتی کی پکاری جانے لگی ساحر خداوند جمشید و سامری کی جو پکارنے لگے ایک طرف
خداوند آفتاب و برجیس کی جو کی صدا بلند تھی کوئی لوٹا لیے ہوئے آفتاب کو پانی دے رہا تھا اور
کوئی پھول چڑھا رہا تھا کوئی اشنان کر رہا تھا کوئی پوجا پاٹ کرکے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کر رہا تھا کوئی مسلح و مکمل مرکب پر سوار ٹہل رہا تھا دونوں لشکروں میں یہ حال تھا وہاں ارژنگ
نے جلسہ برخاست کیا اور حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل ہو کر دردولت پر حاضر ہوں ہم برآمد ہوتے ہیں
پس سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور مسلح و مکمل ہو کر دردولت ارژنگ پر حاضر ہوئے
رات بھر کے جاگے ہوئے آنکھوں میں ایک نوع نیند کا خمار تھا دوسرے بسبب شراب خواری کی
بدمست ہو رہے تھے آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں اسپر مزا یہ تھا کہ صبح کا وقت تھا جب صبا کا جھونکا آتا
آتا تھا سب کو غنودگی سی ہو جاتی تھی انگڑائیاں لیتے تھے مگر مجبور رہتے کیا کرتے ادھر چھبر تنگ بھی
اس جلسے سے اٹھکر اپنے خیمے میں گیا اور اس نے بھی اپنے سرداروں کو مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہونیکا
حکم دیا اور خود آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہونے لگا کہ اسی عرصے میں سب سردار چھبر تنگ
کے بھی حاضر دردولت ہوئے کہ ارژنگ اپنے خیمے سے اور چھبر تنگ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے
کل لشکر دونوں کا تیار تھا سلامی کے باجے بجے سب نے سلام کیا سب کا سلام و مجرا لیکر ایک
تخت پر پہلو بہ پہلو سوار ہوئے ارسوسی آکر سر پر چھبر تنگ و ارژنگ کے سایہ فگن ہوا اشتلنگان
خواصی میں بیٹھا لشکر چھبر تنگ بائیں طرف کو اور لشکر ارژنگ داہنی طرف کو قائم ہوا سب بادشاہزادوں
نے آکے تخت کے گرد حلقہ کیا ساحروں نے اپنی اپنی سواری کو طلب کیا اور سوار ہوئے کل ساحروں
اسلحہ و اژدر چادو لیکر ایک طرف کو قائم ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی دمامہ و قرنا سب بجے بہ تندی
سپہ سالاری اس شان و شوکت سے ارژنگ و چھبر تنگ کل لشکر کو لیکر طرف میدان کے چلے
علموں کے پھریرے ہوا سے لہرا رہے تھے باجے جنگی بج رہے تھے ادھر سے بطرف میدان کے نکلے
ادھر طوطا مار شاہ بیدار ہوئے سب امور ضروری سے فراغت کرکے اور مسلح و مکمل ہو کر برآمد
ہوئے لشکر قبل سے تیار تھا سب سردار حاضر تھے کہ سب کا مجرا ہوا طوطا مار شاہ وغیرہ سب کا مجرا
لیکر تخت پر سوار ہوئے تخت طرف میدان کے چلا عقب میں کل لشکر روانہ ہوا نشان طلائی کے پھریرے
جلوہ دکھا رہے تھے کہ ادھر طوطا مار شاہ وغیرہ مع کل لشکر کے میدان جنگ میں پہونچے ادھر سے
ارژنگ و چھبر تنگ مع لشکر سپاہ ضلالت اثر کے آکر پہونچا صفیں آراستہ ہونے لگیں دونوں طرف
راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے کہ بائیں طرف لشکر چھبر تنگ کے صفیں آراستہ ہوئیں اور داہنی طرف

سیاہ ارژنگ کی اور ایک طرف کل ساحروں کی پس ساحروں کے لشکر میں اسلم و اژدر کم رتبہ سپہ سالاری
قایم ہوئے اور غیر ساحروں کے لشکر میں ویلیم و قرماسپ بمرتبہ سپہ سالاری قایم ہوئے اور لشکر طوطار شاہ
وغیرہ کی بھی صفیں آراستہ ہوئیں جب صف بندی ہو چکی تبر داروں نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو
درخت کہ حائل نظر تھے انکو قلم کیا سقوں نے دونوں طرف سے نکلکر چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو بٹھا دیا نقیبوں
نے نکلکر نقابت آغاز کی یہاں تو نقیب نقابت کر رہے ہیں اب شہر آفتاب نما کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ جب
صبح ہوئی کل حاضرین دربار جلیس اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور داخل قلعہ آفتاب نما اندر
گنبد آفتاب تابان ہوئے اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب درجہ حاضرین دربار سے مملو ہو گئے
جو نجوار شاہ و افریق شاہ اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے کہ حجاب قدرت کو حرکت ہوئی سب حاضرین
یا خداوند یا خداوند کہکر سجدے کو خم ہوئے سجدے سے سر اٹھایا صدا آئی کہ ای بندگان سن دیکھو میری
قدرت کو اور آگاہ ہو اور جانو کہ سوا میرے کوئی دوسرا خدا تم سب کا نہیں ہے سبہوں نے کہا کہ
آمنا و صدقنا ہمنے خوب خوب تیری قدرت دیکھی اور تیری شان کو دیکھا تیری وہ شان جبروتی ہے کہ ہر
ایک کو تیرے حضور میں کلام کرنے کی قدرت نہیں ہے تو ہم سب کا معبود حقیقی ہے ہمنے وہ قدرت دیکھی
کہ زبان نہیں جو تیری قدرت کی تعریف کر سکیں یا خداوند ہم سب تیرے بندے گنہگار ہیں تو بڑا غفار
ہے تیرا رحم و کرم ہم سب پر ہر وقت نازل رہتا ہے ہم سب بندگی و اطاعت سے باہر نہیں ہیں جو تیرا حکم ہو
اسکو ہم سب بسر و چشم بجا لائیں جب سب اہل دربار یہ کہہ چکے پھر صدا آئی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ لقا نے
کسقدر دعوی کر کے آیا تھا کہ میں خدا ہوں گو وہ میرا بندہ ہے مگر مغرور ہو گیا تھا اور یہی اسکا انجام تم سبنے
اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ وہ کیسا ارژنگ کے ہاتھ سے ذلیل ہوا آخر کو صلح کر لی ارژنگ سے اور
اسکا شریک ہوا لیکن اب دونوں نے پھر قصد کیا ہے کہ میرے بندگان خاص سے مقابلہ کریں چنانچہ آج میدان
میں لشکر لیکر آئے ہیں اور صف آرا ہوئے ہیں تم سب میدان جنگ کی طرف دیکھو اور جنگ کا تماشا کرو
کہ کیونکر میرے بندگان خاص ان گمراہ بندوں کو قتل کرتے ہیں اور ان سب پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے
یہ جو صدا آئی سب طرف مشرق کے متوجہ ہوئے دیکھا کہ دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں
اور نقیب نقابت کر رہے ہیں پس سب اسطرف متوجہ ہوئے حاضرین دربار انکو تو متوجہ رکھا جاتا ہے
کہ یہ سب تماشائے جنگ میں مصروف ہیں وہاں نقیب نقابت کر رہے ہیں اپنے لشکر میں واپس نہیں آئے
ہیں کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے ایک نور ظاہر ہوا کہ چلا آتا ہے وہ نور ایک مرتبہ آکر تمام لشکر
آفتاب پرستان پر قائم ہوا اسپر جو لشکر ارژنگ و چھترنگ کے لوگوں نے دیکھا کہ اس نور سے
ایک آسمان نیلگون پیدا ہوا اور تمام لشکر طوطار شاہ کے محیط ہو گیا اس آسمان سے نور پیدا
تھا اسکا عکس جو پڑتا تھا زمین پر تو زمین سے خود بخود غبار طلائی رنگ کا مگر نہایت باریک بلند ہوکر
طرف آسمان کے جاتا تھا اور وہ غبار ابر طلائی بنکر زیر آسمان نیلگون قایم ہوتا تھا اس سے بارش
گلہاے خوشبو کی ہوتی تھی ایسی خوشبو اس صحرا میں ان پھولوں کی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت تھا کہ
ہزاروں نافہ مشک کھول دیے ہیں اور جب ہوا کا جھونکا آتا تھا دماغ جان کو معطر کر دیتا تھا
تمام صحرا اسکا ہوا تھا اور اس نور سے منور تھا ایسا نور پھیلا تھا کہ معلوم ہوتا تھا ہزاروں آفتاب نکلے
ہوئے ہیں یہ حال لشکر ارژنگ و چھترنگ نے جو دیکھا سب کو حیرت ہوئی مگر لشکر طوطار شاہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر ایسے محو ہوئے کہ سجدے کو خم ہو گئے اور پکار اٹھے کہ یا خداوند آفتاب تابان کی قدرت

اور کیا شان ہی غائب خداوند و فرزند خداوندی پرجبیں کی یہ کہکر سب نے سجدے سے سر اٹھایا کہ ایک مرتبہ
اُس آسمان پر سے صدا آئی کہ ای بندگان من و امۃ ایہا الناس آگاہ ہو اور دیکھو میری قدرت کو اور
قائل ہو میری خدائی کے کہ آج عالم مین کوئی خدا سوائے میرے ہی کہ جسکی یہ شان و شوکت ہو اور ایسی
قدرت ہو لیکن تم سب میرے بندے ہو اور یہ جو کفار سے مقابلے مین کھڑے ہوے ہین یہ سب میرے
بندے ہین اِنکے باپ و دادا کو مین نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا اُنھون نے دنیا پر آکر مجھسے انحراف
کیا اور خود دعوی خدائی کیا تم سب نے دیکھا اور سُنا ہوگا کس کس ذلت سے مین نے اُنکو غارت کیا
اور کیسا عذاب مین نے اُنپر نازل کیا یہ بھی مثل اُنکے مجھسے منحرف ہین اُنکو بھی ذلیل کرونگا اور اپنا
عذاب نازل کرونگا یہ میرے عذاب سے بچکر کہان جاسکتے ہین جہانتک انکا جی چاہے غرور کرلین ابھی
کل ہی کا ذکر ہو کہ چترنگ کس شور و شر سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ مین خدا ہون ارزنگ میرے باپ کا
غلام ہی اور کس شور و شر سے ارزنگ سے مقابلہ کیا آخر انجام کیا ہوا کہ ارزنگ کے ہاتھ سے
ذلیل ہوا اور پھر دشمن کا شریک ہوا اسوا سے صلح کرنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی آخر کو صلح کرلی اور
اُسکا شریک ہوا جو مجھسے مقابلہ کرتا ہی ان سب پر اپنا عذاب نازل کرونگا ہان مقابلہ کرو کوئی خوف
اپنے دل مین نہ لاؤ یہ جو صدا آئی طلوع ارسشاہ وغیرہ نے سر بلند کرکے طرف آسمان کے کہا کہ یا خداوند
ہم آپ کے بندے ہین ایسے نامردون سے کہین ڈرتے ہین اگر تمام عالم ایکطرف ہوجاوے اور ہمسے
مقابلہ کرے تو بھی ہم قدم میدان سے نہ ہٹائین اور سب کو قتل کرکے اپنا نام کر جائین پھر صدا آئی ہان
تم ایسے ہی لوگ ہو میری قدرت کو دیکھو اِس لیے کہ تمھارے دماغ معطر ہون اور روح کو تازگی ہو
اور جسمون مین قوت ہو اِس واسطے ابر طلائی سے پھول برساے اور ہوا سے سرو کے جھونکے
پیدا کیے اور تم سب کو اپنے نور مین رکھا کہ ہمارا انتظار ہے اور یہ نور برابر رہا ہی یہ میری رحمت تم سب پر
ہی یہ سُننا تھا کہ پھر سب نے سجدہ کیا اب جو سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نقیب نقابت کرکے واپس لشکر
مین آئے چین صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا ہی ہر ایک جری جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر چوم رہا ہی
ہرکسون کو صفون سے بڑھاے دیتے ہین صف آرا صفین درست کر رہے ہین ادھر چترنگ نے
ارزنگ سے کہا کہ فرمائیے بھائی صاحب اگر آپ کی خوشی ہو اور آپکی مرضی ہو اور انکار طبع اقدس نہ ہو تو
آج میرے سردار لشکر پرجبیں سے مقابلہ کرین آپ کے لشکر کے سردار تو اکثر مقابلہ کرچکے ہین اب آج
میرے لشکر کے سردارون کی جنگ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے ارزنگ نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہی
اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو خیر میرے لشکر کے پہلوان کل مقابلہ کرینگے جبکہ ہم اور تم ایک ہوے تو
اِس سے کیا کہ ہم یہ کہین کہ نہین آج میرے سردار مقابلہ کرینگے کوئی غیریت نہین ہی تمکو اختیار ہی لیکن
جب یہ جواب ارزنگ نے دیا چترنگ نے اپنے لشکر کی طرف بغور نگاہ اٹھاکر بائین طرف کی
صف سے لشکر گلریزشاہ سے ایک پہلوان کہ نام اُسکا سہیل گلریزی تھا اپنے گھوڑے کو بڑھاکر روبرو
ارزنگ و چترنگ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا بہت زبردست پہلوان ہی ان دونون خدا سے
باطل و گمراہ کنندہ نے اپنی آستین مرحمت اُسکی پشت پر جھاڑی اور کہا کہ جا تجھکو ہمنے اپنی ید قدرت
کے سپرد کیا حریف کے لشکر کے سردارون کا کام تمام کرلیں اُسنے سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر
میدان مین آیا پہلے سراپا میدان کا دکھایا اسکے بعد اپنا دم راست کیا جب جو اس بجا ہوے تو
لشکر آفتاب پرستون کی طرف منھ کرکے کہا کہ جسکو جینا گراں ہو میرے مقابلے کے لیے آئے اور

میرے ہاتھ سے مارا جائے اسطور سے جو مبارز طلب کیا ہیں لشکر میں سے شبر نگ خود مستعد
ہو کے اپنے مرکب کو بڑھایا اور طلوع بادشاہ وغیرہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا جیسے ہی اُسنے شبر نگ
کو آتے ہوئے دیکھا اپنے گینڈے کو بہ عزم نگاورزی پیچھے ہٹایا اور پیہم نگاور رہیوار دونون کے قریب
برابر رہے پس ر آلیون میں مسلکر ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزہ بازی میں بھی
برابر رہے عمود چلے اسمین بھی برابر رہے نوبت تلوار کی آئی نبرد و بدل ہوئی آخرکار شبر نگ کو اسنے
خبردار کرکے تلوار کا وار کیا شبر نگ نے سپر کو سر کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کے چار انگل سر میں در آیا
شبر نگ نے داستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی شبر نگ کو غشی طاری
ہوئی سہیل نے آواز دی کہ لیجاؤ اس پہلوان کو اور کسی کو میرے مقابلے کے لیے روانہ کرو پہر جو
سہیل نے کہا ہیں بھائی شبر نگ کا جالتر نگ کشتی گیر صف لشکر پر کھڑا تھا اسنے جو اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا
تاب نہ رہی غصہ آگیا یہ بھی پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست مرکب کو بڑھا کر میدان رزم
میں آکر جھومنے لگا سہیل نے دیکھا کہ یہ پہلوان سیاہ فام بد انجام ہاتھ پانون کا لانبا قد چوڑا سینہ
مرکب پر سوار میدان میں جھوم رہا ہے اسنے دیکھکر آواز دی کہ اے پہلوان دوران کس فراق میں ہو
جالتر نگ نے جواب دیا کہ میرا بھائی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اب میں تیرے مقابلے کو آیا ہون پہیر بھی
اپنا وار کر سہیل نے کہا کہ تم بہت بڑے نامی گرامی پہلوان ہو میں تمہاری سی قوت کہاں سے لاؤن
البتہ اگر خداوند ارزنگ کی کمک ہوئی تو تجھکو بھیڑ کی طرح سے ذبح ڈالونگا تیرا غرور مٹاؤنگا یہ سنکے
جالتر نگ کو غصہ زیادہ ہوا بڑھکر نیزے کا وار کیا سہیل نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا اتنے
نیزہ بازی ہونے لگی چند ساعتین نبرد و جدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر سہیل نے نیزے کو لگا [illegible]
ہاتھ مارکر نیزہ جالتر نگ کا ہوائی کیا جالتر نگ نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا نیام سے نکالا سہیل نے بھی
تلوار کو کھینچا گھمسان کی تلوار چلنے لگی جھنکار کی آوازیں بلند ہوئیں تھوڑے عرصے تک تلوار چلی تھی
کہ جالتر نگ نے قریب سہیل آکر تلوار کا وار کیا سہیل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور گینڈے کو پھیر کر
دو استانہ مارکر جالتر نگ کی تلوار کو چھینکر اپنے قبضے میں کیا اور پکار کر آواز دی کہ اب خالی ہاتھ کیا کر سکا دیکھو
اسوقت تک میں تجھسے پیش ہوں جالتر نگ نے جواب دیا اب تجھسے کشتی میں مقابلہ کرتا ہون یہ کہکر مرکب
کو چھوڑا سہیل اپنے گینڈے سے کودا اور دونون نے رخت جنگ اتار کر لنگوٹے باندھے اسی میدان کی
بھوبھل میں خم مارکر دونون سامنے آئے ہاتھ ملاکر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی جالتر نگ نے ہاتھ
کے زور کو دیتے کر تنے گھسوٹا دیا سہیل فوراً بغلی بیٹھکر پکڑ اڑایا جالتر نگ نے بھی [illegible] دم توڑ کر
نکل بھاگا سامنے آکر خم مارا سہیل ایک گھٹنہ ٹیک کر کھڑا ہوا اور پہلے زور کرنے لگے دونون پر دانو
پیچ پر پیچ ہونے لگے اب وہ وقت آیا کہ پہلوان دوران دگرشاہ سپہر جہان آفتاب تابان شکست خوردہ
مع لنگوٹ پائے ضیا و شعاع اکھاڑۂ مغرب میں جاکر ڈنڈ پیلنے لگا دن غائب ہوا سیاہی شب کی نظر
آئی جالتر نگ نے کہا اب میرے تمہارے کل فیصلہ ہوگا اب رات ہوگئی ہے یار دشمنی کا سامان کیا جائے
سہیل نے جواب دیا تم اپنے داؤن پیچ سے غافل مت ہو ہوشیاری سے لڑتے جاؤ وہ روشنی ہوگی
کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہوگا تھوڑے عرصے کے بعد پہلوان ماہ تابان اکھاڑۂ مشرق سے نکلا
مع شاگردان سیارگان میدان نیلگون چرخ میں آکر دونون پہلوانون کی کشتی دیکھنے لگا سیاہی شب
مارے خوف کے منہ چھپایا تمام عالم میں روشنی ہوگئی سہیل نے کہا میرے تمہارے اسی چاندنی میں [illegible]

آج فیصلہ ہوگا جلتر تنگ بھی پہلوان قوی ہیکل ہر کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہی برابر لڑے جاتا
ہی ہر وار انکو ان کا جواب دیتا ہوا ہر پیچ کا توڑ کرتا ہوا لڑ رہا ہی جہان پر بگڑ لاتا ہی گردن پر گھٹنہ رکھکر گھسیٹ دیتا
ہی پہلوان ٹال دیتا ہی کہ سہیل کو اٹھانا دشوار ہوتا ہی مگر اپنی زیادتی قوت سے نکلجاتا ہی اہل لشکر جا بجا دیکھ رہے
ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ آج تمام رات ہم لوگونکو بھی یونہی گذریگی دونوں پہلوان زبردست ہیں کے
دیکھیے خداوند کسکو فتحیاب کرتے ہیں غرض تمام رات کشتی رہی آخرکار جلتر تنگ کا دم بھر آیا ہانپنے لگا
سہیل نے ایک جھٹکا دیکر جلتر تنگ منہ کے بل زمین پر آیا سہیل نے سواری کا دانون ڈالکر اس
زور سے کسا کہ جلتر تنگ کی ایک پسلی دوسری پسلی سے ملگئی آنتیں منہ کے راستے باہر نکل آئیں تمام
اہل لشکر دیکھ رہے ہیں سہیل نے دیکھا کہ جلتر تنگ دم توڑنے لگا ہٹکر علحدہ کھڑا ہوا ادھر لیلی شب مجنون
روز کے غم میں دم توڑنے لگی پہلوان ماہ تابان مع شاگردان انجم ہٹ کر اپنے قلعۂ مغرب میں گیا ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا نسیم سحری چلنے لگی صبح کی وردی کا ڈنکا ہوا روح لیلی شب نکلگئی ادھر جلتر تنگ کا دم
نکلگیا اب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نے ظہور کیا تمام دن روشن منور ہوا سہیل نے رخت جنگ جسم پر
آراستہ کیا گینڈے پر سوار ہو کر پھر میدان میں آکر للکارنے لگا اور آواز دی کہ ای شہبر تنگ تیرا بھائی
بڑا زبردست نامی گرامی پہلوان تھا دیکھا تو نے کہ ایک پشہ کی طرح میں نے مل ڈالا اب اگر تجھکو دعوی
پہلوانی ہو تو پھر میرے مقابلے میں آ کو دو دو ہاتھ لڑتے ہوئے مگر ابھی تیرے مقابلے کو بہت ہوں
شہبر تنگ نے چاہا کہ اسی حالت زخم کاری میں میں بھی جاکر اپنے بھائی پر جان فدا کردوں لیں اور ایک
پہلوان لشکر طلوع بادشاہ سے مقابلے کو آیا شہبر تنگ ہٹا کر خود مقابلہ کیا سہیل نے اسکو بھی زخمی کیا
پھر میدان طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو سہیل نے جان سے مارا اور ایک پہلوان نکلا وہ
بھی زخمی ہوا دو پہر تک چار پہلوانوں کو زخمی کیا اور دو کو جان سے مارا لیں جب دوسرا پہلوان
ہے کہ قریب [illegible] دن اور چار پہر رات میں اسکے ہاتھ سے مارا گیا طلوع بادشاہ کو ہراس ہوا اور خیال
کیا کہ یہ کیا ہوا کہ آج جو میدان میں گیا وہ زخمی ہوا یا جان سے مارا گیا کیا خداوند مجھ خفا ہو گئے یہ خیال
دل میں کر کے سر اٹھا کہ آسمان کی طرف دیکھا جو آسمان کہ اسکے سر پر محیط تھا اور کہا کہ یا خداوند فرمائیے
کہ ایسی خطا ہوئی ہو کہ آپکے بندے ذلیل ہوتے اگر کوئی گناہ ہوا ہو تو معاف فرمائیے ملاحظہ
فرمائیے کہ کئی سردار زخمی ہوئے اور دو جان سے مارے گئے حریف ہمیں مسخر کرتے ہیں جلتر تنگ
کتنا بڑا پہلوان مارا گیا ای خداوند تیری ذات عالم الغیب ہی تو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف
ہی یہ جو طلوع بادشاہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کچھ صدا تو نہ آئی مگر ایک حرکت اس آسمان کو
ہوئی اور ایک مرتبہ وہ آسمان شق ہوا ایک آفتاب اس سے پیدا ہوا اور اس پہلوان کے
مقابلے میں اسکا عکس ہوا ایسی گرمی پیدا ہوئی کہ زمین سے شعلے نکلنے لگے حیوان و انسان لشکر
ارژنگ کے [illegible] بیقرار ہو گئے بشدت پیاس لگی زبانیں نکل آئیں منہ میں کانٹے
پڑ گئے ادھر عکس جو آفتاب کا سہیل پر پڑا اسکے سر سے دھواں نکلنے لگا ایک مرتبہ ایک شعلہ
ہوا کہ اسکے جسم سے کہ وہ جلنے لگا آتش آفتاب سے صدا آئی کہ [illegible] دیکھا بڑا غضب کیونکر میں [illegible]
[illegible] ایک مرتبہ وہ آفتاب طرف زمین کے آیا چند سردار و سوار لشکر ارژنگ
کے شدت پیاس سے بیقرار ہو کر بڑھ آئے سنتے ہی گرا کہ وہ جلنے لگے اور غرق زمین ہو گیا لشکر
طلوع بادشاہ کے لوگ [illegible] میں گرے اہل لشکر ارژنگ و جلتر تنگ نے دیکھا کہ یا تو وہ آفتاب غرق

زمین ہوا تھا یا یکایک اُس آسمان پر جاکر چمکا اور اُسی آسمان میں پنہان ہو گیا اور پھر اُسی طور سے
پھولوں کی بارش ہونے لگی اہل لشکر طوطار شاہ نے بانیر تابان و مہر درخشان کہکر چہرے سے سر اٹھا کے
اور شدت عطش و گرمی بھی برطرف ہوئی لشکر ارژنگ و چہرتنگ کے حواس خمسہ جو شش جہت میں منتشر
ہوگئے تھے جمع ہوئے سب کے ہوش درست ہوئے صفوں میں جو برہمی واقع ہوئی تھی صف آرا نے
انکو درست کیا جب پھر صف بندی ہو چکی ابھی کوئی دو پہر دن آیا تھا کہ یہ معرکہ پیش ہوا تھا پس چہرتنگ
نے پھر اپنے لشکر کی طرف دیکھا ایک پہلوان اور برائے مقابلہ میدان میں چہرتنگ سے اجازت لیکر
آیا مبارز طلب کیا لشکر آفتاب پرستان سے قیصور آدمخوار نے اپنا مرکب نکالا اور طوطار شاہ وغیرہ
سے اجازت لیکر میدان کا قصد کیا نبردگاہ میں پہونچکر اُس پہلوان سے مقابلہ کیا ایک ضرب تیغ میں اسکو
دو پارہ کیا پس رسد لگ گئی چہرتنگ کے لشکر سے سوار نکلنے لگے جو مقابلے میں قیصور کے آیا
یا تو مارا گیا یا مجروح ہوا تا شام قیصور نے دس پہلوان لشکر چہرتنگ کے زخمی کیے اور پانچ کو جان سے
مارا کہ آفتاب عالمتاب بصد اضطراب طرف میدان کے راہی تھا غروب ہو گیا تاریکی شب نے اپنا
عمل شروع کیا پس ارژنگ نے حکم دیا کہ کوس بازگشت بجے فوراً طبل بازگشت پر چوب پڑی دونوں لشکر
طرف فرودگاہ کے چلے لشکر طوطار شاہ میں کوس بازگشت بجایا گیا طوطار شاہ قیصور پر سے زر و
جواہر نثار کرتا ہوا اپنے قیامگاہ پر واپس آیا اہل لشکر نے کمر کھولی سب تبدیل لباس کرکے بارگاہ میں
آئے وہ آسمان نیلگوں تو اُسی طور سے محیط رہا مگر وہ نور جاتا رہا یعنی وہ نور طرف شہر آفتاب نما کے
چلا گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہاں مہ جبیں نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مکان کو
گئے راوی اس مقام پر خدمت ناظرین میں التماس کیے دیتا ہے کہ جبتک لشکر ارژنگ و چہرتنگ سے
مقابلہ رہیگا اسی طور سے ہر روز مہ جبیں سب کو قلعہ آفتاب نما و گنبد آفتاب تابان سے تماشائے جنگ
دکھایا کریگا اور شام کو دربار برخاست کرکے محل میں جایا کریگا اب ہر روز کی حالت مہ جبیں لکھنے کی
ضرورت نہیں ہے کیونکہ طول ہوتا ہے اور طول آپ لوگوں کو پسند نہیں ہے دوسرے میں خود بھی طول سے
پرہیز کرتا ہوں یہی طریقہ تا اختتام جنگ مہ جبیں کا رہیگا اور اسی طرز سے نور جبکہ آسمان نیلگوں میں
سے پیدا ہوتا ہے اور وقت شام طرف شہر کے چلا جاتا ہے صرف آسمان قایم رہتا ہے تا اختتام مقابلہ اسکا
بھی یہی طریقہ رہیگا ہر مرتبہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے پس آمدم بر سر مطلب طوطار شاہ نے
تبدیل لباس کرکے بارگاہ میں آکر دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے حکم ساقی کو دیا کہ سب کو جام گردش
شراب خواری ہونے لگی طایفے حاضر ہوئے ناچ شروع ہو گیا یہاں طوطار شاہ وغیرہ مع حاضرین
دربار کے شرابخواری میں و ناچ و رنگ میں مصروف تھے وہاں چہرتنگ و ارژنگ جو میدان جنگ
سے طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ پر واپس گئے ان دونوں نے بھی دربار کیا انکے بھی لشکر نے کمر کھولی سردار
لباس بدلکر حاضر دربار ہوئے تھوڑی دیر تک یہ دونوں کافر خاصر ارژنگ و چہرتنگ سر جھکائے عالم
سکوت میں بیٹھے رہے اور یہ سوچا کیے کہ بڑا غضب ہے کہ اگر دو ایک سردار لشکر طوطار شاہ کا زخمی ہووے
خواہ مارے گئے اور ہمارا سردار جاکر لڑا تو آسمان سے آفتاب پیدا ہوا اُسنے اسکو بھی جلا دیا اور اُسکے
ساتھ دو سو کی جان لی اسکی تدبیر کیا کیجیے یہی سوچا کیے جب کچھ خیال میں نہ آیا تو چہرتنگ نے سر
اٹھا کر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے مقابلے کا حال ملاحظہ فرمایا کیا خرابی کی بات ہے کہ جب ہمارا سردار
جاکر مقابلہ کرتا ہے اور وہ ایک کو قتل کرتا ہے یا زخمی اُس آسمان پر سے آفتاب نکلکر جلا دیتا ہے اسکا کیا

علاج کیا جائے ارژنگ نے جواب دیا کہ مین خود اسی فکر مین مبتلا ہون تمنے تو آج یہ رنگ دیکھا مین تجھے
آیا ہون اور مقابلہ شروع ہوا ہو اُس دن سے یہی رنگ دیکھ رہا ہون اسی کے تدارک کے لیے مین نے
اژدرجادو کو طلب کیا ہو کیونکہ یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہو کہ یہ کارخانہ سحر کا ہو پس کچھ خیال نہ کرو اژدرجادو
اور تمھاری معین و مددگار پہونچ جاوے وہ خبر اسکا بند و بست کرلیگا چترنگ نے کہا جو آپکی رائے ہو
یہ کہکر خاموش ہو رہا ارژنگ بھی ساکت ہو رہا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ سخنگان نے کہا کہ یا خداوند کل مقابلہ
کرنیکا قصد نہین ہو جو طبل جنگ کا حکم نہین فرمایا ارژنگ نے جواب دیا کہ نہین ضرور مقابلہ ہوگا اب
مقابلہ ہوتا نہ رکیگا یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہم کل میدان مین جاکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرینگے
آنپر اپنا غضب نازل کرینگے سخنگان یہ کلمہ سنکر مسکرایا اور کہا کہ گستاخی معاف آپ تو غضب نازل کرتے
رہجائینگے آپ پر انکا غضب نازل ہوگا جب سے آپ یہان تشریف لائے ہین اسوقت سے غضب
نازل کرتے ہین مگر کچھ نہو سکا ہمیشہ آپ کے والد بزرگوار وحید نامدار خدا پرستون پر اپنا غضب نازل
فرماتے تھے کبھی سنگ سیاہ کرتے مگر ایک دن بھی نہ نازل فرمایا نہ ایک انکا مر سکا جیسے کہ تم سکے اسی طور
سے آپ بھی فرماتے ہین مگر کچھ بھی جو ہو سکے وہی زبردست رہین گے یہ جو سخنگان نے کہا ارژنگ بہت برہم
ہوا اور کہا او سخنگان تو بہت گستاخ ہو گیا ہو مابدولت کی شان مین ایسے کلمے کہتا ہو دیکھ تیرے اوپر
غضب نازل ہو مین تیرا پاس کرتا ہون اس خیال سے کہ تیرا دادا خداوند لقا کا بہت بڑا دوست تھا
اور انکی درگاہ کا شیطان تھا وہ اُنکی کسی بات کا بُرا نہ مانتے تھے وہی اُنکے ساتھ ایسی باتین کرتا تھا
اور تیرا باپ بخنگان اور تیرے میرے والد خداوند زمرد ثانی کے بہت بڑے مقرب تھے
اُنسے تقریر کرتے تھے زمرد ثانی بھی اُنکا پاس کرتے تھے پس مین بھی یہی خیال کرتا ہون کہ اسکے بزرگ
میرے بزرگون کے دوست تھے اور ساتھ اُنکے ہمیشہ رہتے اور آسمان پر اُنکے ہمراہ گئے ہین مین بھی
اسکی کسی بات کا برا نہ مانون کیونکہ اسکا طریقہ یہی ہو یہ اپنے بزرگون کے قدم بقدم چلتا ہو مگر وہ لوگ
اسقدر بدتہذیب نہ تھے نہ ایسے کلمے کہتے تھے جیسے تو کہتا ہو مین اسوقت تیری خطا کو معاف کرتا ہون
اب کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا ورنہ تجھکو بہت بڑی سزا دونگا سخنگان نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی
مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کی ورنہ بڑی خرابی ہوتی اب مجھسے کسی وقت مین ایسی خطا نہ ہوگی
اب مجھپر ثابت ہو گیا کہ آپ ضرور خدا ہین کیونکہ خداؤن کا یہی طریقہ ہوتا ہو کہ جو کوئی اُنکی خطا کرے
اُسکو معاف کردے اُسکا علم نہ لے وہ رحیم ہوتا ہو پس اب مین کبھی کوئی کلمہ سخت نہ کہونگا یہ کہکے
سخنگان خاموش ہو رہا ارژنگ بھی اور طرف متوجہ ہوا پس ارژنگ نے جب حکم طبل جنگ بجنیکا
دیا تھا تو ہرکارے لشکر طلوع بارشاہ کے یہان موجود تھے وہ یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے راہی ہوئے
تھے اور بعد جب حکم ارژنگ طبل جنگ بجایا گیا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سب سامان
درست کرنے لگے اپنے آلات حرب و ضرب کی تیاری مین مصروف ہوے وہان بارگاہ مین بعد اس
گفتگو کے ارژنگ نے یہ کہکر چترنگ سے دربار برخاست کیا کہ کل میرے لشکر کے سردار مقابلہ
کرینگے اُسنے جواب دیا کہ جو آپکی مرضی پس دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے چترنگ
اپنے خیمے مین آیا اور بعد تناول طعام ہمراہ اُنشہ و کے عیش مین مصروف ہوا یہان لشکر مین طبل بجنے
لگا ارژنگ بھی جاکر اپنے خیمے مین خواب مرگ مین مبتلا ہوا اُدھر ہرکارون نے جاکر طلوع بارشاہ
کو خبر دی کہ لشکر ارژنگ مین کوس حربی بجا ہو اور وہ کل پھر میدان مین آکر بندگان خداوند آفتاب

مقابلہ کریگا باقی خیریت ہے طوطمار شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہم بھی کل میدان میں جاکر اُسکے لشکر کو مثل آج کے شکست دینگے ہمکو کوئی خوف نہ اُس سے ہے نہ اُسکے لشکر سے کیونکہ ہم لوگ بندے ہیں خداوند آفتاب و برجیس کے اور ہم لوگ شیر ہیں میدان جنگ کے ہم ایسے روباہ خصالوں و شغال منشوں سے نہیں ڈرتے ہیں یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا یہاں بھی نقارہ نوازش میں آیا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کو مقابلہ ہوگا سب درستی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے طلایہ پھرنے لگا غرض رات دونوں لشکروں کو سامان جنگ میں بسر ہوئی جب سحر ہوئی طوطمار شاہ اپنا لشکر لیکر میدان میں آیا اور ارژنگ و چہرنگ اپنا لشکر لیکر میدان میں آئے صفیں درست ہوئیں نقیبوں نے نقابتیں کی اسطور سے برجیس آکر قلعے میں بیٹھا سب حاضر دربار ہوئے موافق کل کے متوجہ ہوئے تماشائے جنگ میں اُسی طور سے نور اُس آسمان میں پیدا ہوا بارش گل ہونے لگی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اُسوقت تمام علم خوک پیکر و سگ پیکر جلوہ گری پر آئے ناظرین کو خیال رہے کہ لشکر ارژنگ کے علم خوک پیکر ہیں گو ارژنگ و لقا و زمرد ثانی کی بھی تصویریں اُنپر بنی ہیں اور لشکر چہرنگ کے علم سگ پیکر اُنپر بھی چہرنگ و لقا وغیرہ کی تصویریں ہیں پس جب سب علم جلوہ گری میں آچکے بعد لشکر ارژنگ سے مسمار تیغزن نے مرکب بڑھایا اور ارژنگ سے اجازت لیکر میدان میں آیا پہلے سراپا میدان کا دیکھا جب خود غرق عرق ہوگیا اور مرکب بھی پسینہ کرلایا تو باگ روک کر اپنا دم راست کیا لشکر طوطمار شاہ کی طرف رُخ کیا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ صدا دیتا تھا کہ قیصور آدمخوار طوطمار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا ہمنگاہ ہوا قیصور نے اُسکو گرد برد کر دیا بعد نگاہوری کے نیزہ بازی ہوئی قیصور نیزہ بازی میں غالب آیا گرزہ بازی میں بھی غالب آیا تلوار کی نوبت آئی کوئی دس پندرہ ضرب کی ردوبدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر موقع پاکر قیصور نے تلوار لگائی تا دو ابرو اُتر آئی مسمار نے داستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی چادر خون سر سے جاری ہوئی قیصور نے آواز دی کہ اسکو لے جاؤ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے مسمار کا بھائی معمار گرزمار ارژنگ سے اجازت لیکر آیا وہ بھی ہاتھ سے قیصور کے زخمی ہوا اب تو پہلوان نکلنے لگے اور زخمی ہونے لگے دو ایک کو قیصور آدمخوار نے جان سے مارا تین پہر دن اسی طور سے گذرا کہ قیصور نے اس عرصے میں پندرہ پہلوان تو مجروح کیے اور تین جان سے مارے ارژنگ نے قصد کیا تھا کہ طبل باز گشت بجوادے کہ بہرنگ تیر انداز داہنی طرف کی صف سے اپنے مرکب کو جولان کرکے روبرو ارژنگ کے آیا اور اجازت لیکر میدان میں پہونچا اور قیصور سے مقابلہ کیا گرز چلا نیزہ بازی میں دونوں برابر رہے تلوار کی نوبت آئی پچاس ضرب کی ردوبدل ہوئی ایک مقام پر قیصور کے مرکب نے سکندری کھائی یہ اُس جھونک میں چلا اور مرکب کو سنبھالنے لگا کہ خود سرپر سے گر گیا بہرنگ نے اُسوقت کو غنیمت خیال کرکے ضرب لگائی کہ تا دو ابرو قیصور کے تلوار سر میں در آئی اسنے برہم ہوکر داستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر سر سے نکل گئی اسنے قصد کیا کہ میں بھی حریف پر وار کروں مگر چادر خون جو سر سے جاری ہوئی اُسکو بسبب خون کے جاری ہونے کے ضعف طاری ہوا اور غش آگیا پس بہرنگ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لوں کہ ایک سردار نے جو یہ حال دیکھا فوراً اپنا مرکب دوڑا کر بدون اجازت طوطمار شاہ بہرنگ سے آکر مقابلہ کیا اور کہا کہ اے نامرد کوئی مجروح پہ ہاتھ ڈالتا ہے بہرنگ نے کہا تو مقابلہ کر جواب دیا کہ میں موجود ہوں یہ کہکر قیصور آدمخوار کو واپس کیا اور آپ اُسکا مقابلہ

اُسنے کہا کہ تلوار برسون کی قصہ ایک دم مین پاک کرتی ہی نیزہ بازی وغیرہ فضول ہی اور ایک کو مین تلوار
سے مجروح بھی کر چکا ہون یہ تم لوگو نکا خون بھی چاٹ چکی ہی بس تلوار ہی سے مقابلہ بہتر ہی اُسنے جواب دیا
کہ اس تقریر فضول سے کیا حاصل ہو حربہ کر یہ مقام جنگ ہی نہ جاے گفتگو یہ سنتا تھا کہ نیرنگ نے تلوار کا
وار کیا اُس سردار نے اُسکو رد کیا وار ہم چلنے لگے جبکہ قیصور ایسا پہلوان اُسکے ہاتھ سے مجروح ہوا
تو اُسکی کیا اصل ہی جو اُسکے مقابل ٹھہری ہی وہ ہمین یہ بھی مجروح ہوا زخم کاری لگے اسنے پھر قصد کیا تھا کہ
اسکا سر کاٹ لون کہ ایک اور پہلوان طلوع بادشاہ سے اجازت میدان لیکر آیا اُسکو واپس کیا اُسنے
نیرنگ سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان آیا وہ نیرنگ کے ہاتھ سے مارا گیا راوی نے
بیان کیا ہی کہ چند سردار لشکر ارژنگ کے نیرنگ کی جنگ کا تماشہ دیکھنے لگے اور صف سے بڑھ آئے
تھے اُسکا دل بڑھا ہوا سے تھے جب نیرنگ نے ایک پہلوان کو جان سے مارا اور قیصار گرز باز طلوع بادشاہ
سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو چلا اب کوئی تھوڑا سا دن باقی ہی آفتاب غروب ہونے کو ہی جا بجا
دھوپ ہی رنگت دھوپ کی زرد ہو چلی ہی ارژنگ نے ابھی طبل نہین بجوایا ہی گو اُسکا قصد پہلے بھی
ہوا تھا جب کئی سردار مارے گئے تھے مگر نیرنگ نے نکلکر اُسکے قصد کو فسخ کر دیا تھا اب اسنے پھر
قصد کیا تھا کہ مین طبل بجوادون کیونکہ میری فتح ہی اور میرا پہلوان غالب آیا ہی مگر قیصار کے نکلنے سے
کہ وہ لشکر طلوع بادشاہ سے نیرنگ کے مقابلے کو نکلا اسنے طبل نہین بجوایا کہ نیرنگ اسکو بھی زخمی
یا قتل کرلے تو پھر بجواؤن یہ تو یہ خیال اپنے دل مین کر رہا ہی ادھر قیصار چلا آتا ہی کہ طلوع بادشاہ نے
طرف آسمان کے سر اُٹھا کر کہا کہ یا خداوند جلد کمک فرمائیے اور قیصار کو اس کافر پر غالب فرمائیے
اسنے بہت جدت کی ہی یہ طلوع بادشاہ کا کہنا تھا کہ ایک طرف آسمان کو حرکت ہوئی اور شق ہو گیا آفتاب
نکل آیا جیسے اُسکا عکس نیرنگ پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آگ مین ڈالدیا اور دھوان منہ سے
نکلنے لگا تھوڑے عرصے کے بعد شعلہ خود بخود جسم سے پیدا ہوا کہ مثل ہیزم خشک کے نیرنگ جلنے لگا
اُدھر وہ آفتاب اُس آسمان سے جدا ہوا اور تڑپکر ان سردارون پر گرا کہ وہ بھی مثل اُسکے جلنے
لگے وہ آفتاب اُن سب کو جلا کر بلند ہو گیا اور آسمان پر جا کر غروب ہو گیا یہ حال جو قیصار نے دیکھا
یا تو طرف میدان کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا ادھر ارژنگ وغیرہ کو حیرت ہوئی اور بہت
افسوس کیا نیرنگ اور ان سردارون کا جیسے کہ شام ہو گئی تھی دوسرے ارژنگ کئی مرتبہ طبل
بازی بجوانے کا قصد بھی کر چکا تھا لیکن اُسنے حکم دیا کہ طبل باز بجے نقارے پر چوب پڑی صدا طبل باز
سنکر طلوع بادشاہ نے بھی طبل باز بجوایا لیکن دونون لشکر طرف قیام گاہ کے واپس ہوے طلوع بادشاہ
قیصار کو لیکر اپنے مقام کے اوپر واپس آیا ادھر چترنگ و ارژنگ مغموم و محزون واپس گئے
دونون لشکرون کے سوارون و پیدلون نے کمر کھولی بادشاہون نے دربار کیا سردار لباس
تبدیل کرکے حاضر دربار ہوے یہان بارگاہ طلوع بادشاہ مین ناچ و رنگ و شراب خواری ہونے
لگی اُدھر ارژنگ نے بعد آراستہ ہونے دربار کے بعد ارژنگ و چترنگ کو حکم دیا کہ بجے طبل
جنگ چترنگ نے کہا کہ بھائی صاحب کل میرے لشکر کے سردارون کے مقابلہ کرنے کی باری
ہی ارژنگ نے کہا کہ جو تمہاری رائے خیر تمہارے ہی لشکر کے سردار مقابلہ کرین کیا نقصان
ہی یہ کہکر دربار برخاست ہونے کا حکم دیا سب اپنے مقام پر گئے چترنگ اپنی بارگاہ مین
آیا سمود نے پوچھا کہ آج کسکے لشکر نے ادھر بازی کیا چترنگ نے کہا کہ ارژنگ کے لشکر نے سمود نے

کہا کہ کیا ہوا چہرنگ نے جواب دیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور کیا ہوا اُسی طور سے آفتاب نے نکلکر
جلا دیا ثمود نے کہا کہ آفتاب بھی جادو بہت بڑا ساحر زبردست ہے خیر دیکھا جائیگا چہرنگ نے کہا کہ کل
میرے لشکر کی باری ہے ثمود یہ سُنکے خاموش ہو رہی اور لب چہرنگ کے بوسے لینے لگی چہرنگ کو بھی
بے خودی طاری ہوئی باہم عیش ہونے لگے ارژنگ اپنے خیمے مین گیا اور خواب مرگ مین مبتلا ہوا
اُدھر طوبار شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہے طوبار شاہ نے بھی کوس حربی
کے بجنے کا حکم دیا یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا کیا طلایہ
پھرا کیا صبح کو ارژنگ و چہرنگ دونون اپنے مقام پر خواب مرگ سے بیدار ہوئے خیمون سے
نکلے لشکر لیکر میدان مین آگئے اُدھر سے طوبار شاہ لشکر لیکر پہونچا صف آرائی ہوئی حسب دستور نقیبون
نے نکلکر نقابت کی آج لشکر چہرنگ سے مرید تیغ زن نکلا میدان مین آیا حسب اجازت ارژنگ و چہرنگ
مبارز طلب کیا قہیار گرز بار طوبار شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا باہم لگاوٹ چلی نیزے کی نوبت
آئی نیزے بیکار ہوئے گرز چلنے لگا قہیار نے جو دودستی گرز مارا مرید پیوند خاک ہو گیا استخوان کا نشان
بھی نہ باقی رہا کہ کیا ہوئے قہیار نے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اُسکو بھی اُسنے گرز سے ہلاک
کیا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی ہلاک ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان آیا
اُسپر جو گرز کا وار کیا اُسکا شانہ اتر گیا اُسکو اُسنے یہ کہکر واپس کیا کہ کسی اور کو میرے مقابلے کے لیے
بھیجدے مین تجھسے مقابلہ نہ کرونگا کیونکہ تو مجروح ہو گیا ہے پس وہ واپس گیا اور پہلوان آیا وہ بھی اسکی ضرب
گرز سے مجروح ہوا تا دوپہر اُسنے سات پہلوان گرز سے زخمی کیے اور تین جان سے مارے یہ حال دیکھکر
شدید تیغ زن چہرنگ و ارژنگ سے اجازت لیکر اور مرکب کو جولان کر کے قہیار کے مقابلے کو
آیا آتے ہی بدون کچھ کہے سنے تیغ کا وار کیا قہیار کا شانہ زخمی ہوا مگر قہیار نے جرأت کر کے گرز کا وار کیا
اُسنے خالی دیا اور پھر تیغ کا وار کیا کہ سر قہیار کا مجروح ہوا یہ حال دیکھکر اور ایک سردار نے نکلکر مقابلہ
کیا وہ بھی اُسکی تیغ سے مجروح ہوا اور ایک سردار نے مقابلہ کیا وہ جان سے مارا گیا پس طوبار شاہ نے
آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ یا خداوند آپ کے بندے مجروح ہوتے ہین انکی خبر لیجیے بس یہ کہنا تھا کہ آسمان
شق ہوا دوسرا آفتاب نکلا ایک آفتاب تو نکلا ہوا تھا یعنی آفتاب اصلی اسکا ظاہر ہونا تھا اور عکس
شدید پر پڑتا تھا کہ اُسکے سر سے شعلے نکلے اور وہ جلنے لگا آفتاب گڑگڑا کر زمین پر آیا اور اُسپر گرا کہ وہ
خاک سیاہ ہو گیا جلکر صدا آئی کہ ہم اسی طور سے سب کو جلا دینگے بس پھر بلند ہو گیا اور آسمان مین جاکر
پنہان ہو گیا ارژنگ و چہرنگ وغیرہ کے ہوش جاتے رہے مگر ایسے کمبخت سخت ہین کہ ہوش جاتے رہے
لیکن لشکر لیکر واپس نہ گئے چہرنگ نے اشارہ کیا کہ ایک سردار اور بڑھا اسکے مقابلہ پر اجازت چہرنگ
میدان مین آیا مبارز طلب کیا اُدھر سے سردار نکلے مقابلہ ہونے لگا سردار چہرنگ نے اُس پہلوان کو
زخمی کیا اُدھر سے اور ایک پہلوان گیا وہ بھی زخمی ہوا اسکا زخمی ہونا تھا کہ پھر سر اُٹھا کر طوبار نے فریاد
کی پس آسمان شق ہوا آفتاب ظاہر ہوا اُترکر اُس سردار پر گرا اُسکو جلا کر خاک کر دیا اُسی طور سے
بلند ہو کر آسمان مین گیا اور پنہان ہو گیا یہ دیکھکر ارژنگ و چہرنگ کے حواس جاتے رہے ارژنگ
نے اژدر جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ آشنا اسکی کوئی تدبیر فرمائیے اژدر نے جواب دیا کہ آج آپکے
لشکر کے مقابلے کا دن نہین ہے جو مین تدبیر کرون ہان اگر آپکے لشکر کے سردار مقابلے کو جاتے
تو مین ضرور تدبیر کرتا چہرنگ سے فرمائیے کہ وہ اسکا تدارک بذریعہ اپنے مددگارون کے کرین کیا

خاموش ہین یہ جو اژدر نے کہا ارزنگ نے چترنگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ سُنا تمنے اُستاد نے کیا جواب
اسکا بندوبست جلدی کرنا ضرور ہی کہانتک اہل لشکر کو قتل کرایا جاے چترنگ نے یہ سُنکے طرف اُس
ابر کے دیکھا اور کہا کہ سُنا آپنے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہین ای میرے فرشتگان عذاب اُس ابر سوسنی رنگ
سے صدا آئی کہ ای خداوند چترنگ اب یہ جواب دیجیے کہ اسوقت تو تدارک ہو نہین سکتا ہی ہان اگر کل کی
بھی میدان داری یہین لوگ کرین تو اسکا بندوبست ہو لیگا یہی امر چترنگ نے ارزنگ سے کہا
ارزنگ نے سختنگان و اسلم و دیلم و قرماسپ و اژدر کی طرف دیکھا سب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی
گو خلاف عہد ہی مگر جبکہ وہ اور ہم ایک ہین تو کوئی نقصان نہین ہی کل کی بھی میدان داری سرداران چترنگ
کرین ارزنگ نے چترنگ سے کہا کہ کیا نقصان ہی اگر یہی مرضی ہی تو بشوق سے کل کی بھی میدان داری کو
تمھارے لشکر کے سردار کرین ہان اپنے مطلب سے کام ہی اُن لوگون کو شکست دینے سے غرض ہی
یہ کہکر ارزنگ خاموش ہو رہا و نیز چترنگ بھی راوی نے بیان کیا ہی کہ ابھی کوئی دو پہر دن باقی تھا
کہ یہ سردار آفتاب سے جلکر خاک ہوا تھا اور طبل باز بھی لشکرون مین نہین بجا تھا کہ لشکر واپس جاے
اُسی طور سے لشکر دونون طرف کے میدان مین صف آرا ہین نہ ادھر سے کوئی نکلتا ہی نہ اُدھر سے
نہ طبل باز بجتا ہی سختنگان نے جو یہ رنگ دیکھا تو چترنگ سے کہا کہ کیا کوئی اب آپ کے لشکر سے برا
مقابلہ نہ جائیگا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے آپ کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا آپ کس برتے پر
آئے یہ کیسے آپ کے لشکر کے بودے سردار ہین حیف کی بات ہی کہ آپ ایسا بودا لشکر لیکر ہمارے
مقابلہ تشریف لاتے تھے یا تو صاحب کسی کو برائے مقابلہ روانہ فرمائیے یا خداوند سے کہیے کہ وہ
طبل باز بجوادین کہ موقع تو نہین ہی یہ کہانتک ہوگا کہ لشکر بیکار صف آرا میدان مین رہین بس معلوم
ہوا کہ آپ کے لشکر مین کسیکا دل نہین ہی نہ کوئی بہادر ہی سب بزدل ہین جسکے آپ شریک ہون اُسکا
لشکر بھی آپ کے لشکر کا طریقہ دیکھکر بزدل ہو جاے اسکی بھی آبرو جاے بے عزتی ہو سر میدان وہ
ذلت پاے یہ جو تقریر سختنگان نے چترنگ سے کی اور غیرت دلائی کسیقدر تا تا لیس چترنگ کو حمیت
آگئی اور اپنے لشکر کی صف کی طرف دیکھا ایک سردار رشک رستم و اسفندیار اپنے نزا سوار کو صف
سے نکالکر روبرو چترنگ کے آیا اور اجازت لیکر قصد میدان مین جانے کا کیا کہ سختنگان نے کہا کہ بھائی
اپنا نام بتادو تاکہ ہم تمھارے نام سے آگاہ ہون کیونکہ ہمکو یہ امر معلوم ہی کہ تم اب میدان مین جاکے
زندہ نہ واپس آؤگے یا کسی سردار کے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اگر ایسا نہ ہوا اور تم غالب
آئے تو وہ آفتاب تمکو جلا دیگا پس نام مجھکو معلوم ہو جاے تو مین وہی نام لیکر تمھاری یادگاری
کرون اُسنے تیوری پر بل ڈالکر کہا کہ کیا کلام بدشگونی زبان سے نکالتے ہو اور برہم ہو کر کہا کہ میرا
نام منصور تیغ باز ہی مجھکو کیا کوئی قتل کریگا ہان اس امر سے ناچار ہون کہ سحر سے بس نہین چلیگا
شاید آفتاب سے جل جاؤن سختنگان نے کہا کہ بھائی منصور آفتاب سے بچنے کی ہم تمکو تدبیر بتاتے ہین
اگر تم اُسپر عمل کرو اُس تدبیر کو سُنکے تم یہ ضرور کہوگے کہ یہ میری مردی و بہادری و دلاوری کے بالکل
خلاف ہی کیونکہ تمھارے رُخ سے جرأت آشکارا ہی مجھکو تمھارے حال پر بڑا افسوس ہی کہ تم ایسا
پہلوان زبردست یون ضایع ہو کہ جسکا کچھ صرف پالون نہین بے بس ہو کر مرو مقام افسوس ہی
بھائی بس انسان کو لازم ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرے اور اسکو جہانتک ممکن ہو بچاے کسی کے
ہاتھ سے مرنا خواہ تلوار سے قتل ہونا اس مین نام ہی مگر اسطور سے جلکر مرنے مین کوئی نام نہین ہی

بس جو مین تدبیر بتاتا ہون اگر تمنے اُسپر عمل کیا تو اسقدر لوگ ہمکو کہینگے کہ جان کے خوف سے بھاگ گیا
تم کسی بہادر کے روبرو سے نہین بھاگو گے بلکہ ایک بلاے ناگہانی سے کہ جسکا تم دفعیہ نہین کر سکتے
ہو اُسکے رفع کرنے مین ناچار و مجبور ہو منصور نے جو یہ تقریر سنی جواب دیا کہ جلد بیان کرو کہ وہ کیا تدبیر ہے
اِس تقریر بیجا سے کیا حصول ہے بیکار وقت ضایع کرتے ہو سخنگان نے جواب دیا کہ میرا منشا یہ ہے
کہ جو گھڑی تم یہان بیہودہ بیٹھے ہو اور مین تمکو دیکھتا ہون کہ خوب جی بھر کر دیکھ لون پھر تم کہان اور مین کہان
تم مردون مین شامل ہوگے اور مین زندون مین ہونگا بھلا زندون مین مردون کا کیا کام اور مردون مین
زندون کا کیا کام اُسنے کہا کہ تو تو یون ہی بیہودہ تقریر کیا کریگا مین جاتا ہون سخنگان نے کہا کہ بھائی
مجھکو تجھسے از حد محبت ہے برہم نہ ہو لیکن تمسے وہ تدبیر بیان کرتا ہون وہ تدبیر یہ ہے کہ اگر تم کسی پہلوان کے
ہاتھ سے زخمی ہوے تو واپس آؤگے اگر مارے گئے تو بڑا نام ہوا اور شاید تمنے دو ایک پہلوان
اُس لشکر کے مجروح کیے یا قتل کیے اور تمھاری ظفر ہوئی تو تم یہ خیال رکھنا کہ جب طلوع بادشاہ آسمان
کی طرف سر اُٹھا کر فریاد کرے اور آسمان کو حرکت ہو اور شفق ہو اور آفتاب نکلے تو فوراً امر کی
باگ پھیر کر اپنے لشکر کی طرف چلے آنا یون اپنی جان بچانا کوئی پس و پیش نہ کرنا اسمین تمھارے لیے
کوئی قباحت نہین ہے کیونکہ تم اپنی جان کی حفاظت کروگے بلاسے اور کوئی تمکو بدنام نہ کریگا اگر کوئی
اعتراض کرے تو یہ جواب دینا کہ مین نے جان کی حفاظت کی اور سپاہی کے چھتیس فن مین جس فن سے
چاہا اپنی جان بچائی اور مین کسی سردار یا پہلوان کے روبرو سے نہین فرار ہوا بلکہ ایک بلا سے
کہ جس سے کچھ بس نہین چلتا ہے بھاگ کر اپنی جان بچائی بروقت یہ جواب دوگے تو پھر کوئی اعتراض
نہ کریگا اگر تمنے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو جان بچی ورنہ مردہ تو ہو ہی چکے تو تمھاری طرف سے ناامیدی ہے
چہرنگ شاہ تو تمکو اپنے ہاتھ سے کھو چکے ہین یہ تدبیر ہے جو کہ مین نے بیان کی منصور نے جواب دیا
کہ یہ تو مجھسے نہ ہوگا چاہے جان جاے چاہے رہے مین تو میدان سے نہ بھاگونگا سخنگان نے کہا
کہ مین پہلے ہی جانتا تھا کہ میرا کہنا بیکار ہے تم نہ مانوگے مگر پھر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تم
اپنی نیکی سے نہ باز آؤ اور اپنا حق ملاقات ادا کرو وہ انکو اختیار ہے خیر جاؤ تمھارا مددگار خداوند لقا و
زہرہ وثانی کیا یہ کہکر اور سرپر سے رفیدہ اُتار کر یون دعا مانگنے لگا کہ اے خداوند لقا و زہرہ وثانی اپنے
منصور کو اپنے پاس نہ طلب فرمائیے گا مجھکو اس سے بہت محبت و انس ہے مین آپ کا بندۂ خاص ہون
آپ سے بمنت التماس کرتا ہون میری اسوقت کی دعا کو سماعت فرماکر قبول فرمائیے کیونکہ آپ بڑے
رحیم ہین میرے حال پر رحم فرمائیے یہ آپ کا ایک ادنی سی رحم تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
جبکہ آپ سیائل مین قید لقا کی پر خدائی کرتے تھے عالم خواب مین سنا تھا آپ کی ریش مبارک
پریشان کر کے موتیون کے لالچ مین آپ کی ریش کو مونڈ لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی جب صبح کو
آپ کو معلوم ہوا تو کوئی آپ نے اُس بندۂ گستاخ سے اس خطا کا عوض نہ لیا بلکہ وہ موتی جمع کر کے
اُسکو معاف کر دیے گو وہ بندۂ مغضوب تھا اُسپر آپ نے رحم کیا اور مین بندۂ خاص ہون مین نے
کبھی کوئی خطا نہین کی ہے بیگناہ ہون مجھکو یقین ہے کہ آپ ضرور میری خطا کو معاف کرینگے اور میری
دعا قبول کرینگے اور اسی طرح سے بہت سے رحم آپ نے فرماے ہین کہ جنکا ذکر بیکار ہے یہ بھی ہوا ہے
ظاہر ہے کہ آپ کی بیٹیان اور بہوین ہمراہ خدا پرستون کے نکل گئین اور اُنکے ساتھ اور کیون اسوقت
مگر آپ نے کچھ خیال نہ کیا اُنکی خطائین بخشدین نہ اُنپر اپنا غضب نازل کیا بردباری و از رنگ و اسپ

ایسی بے جہم ہی دعا کرکے رقیبہ و سرپر رکھا اور اپنے مقام پر بیٹھ گیا سخنگان کے ان کلمات سے گو چترنگ
دارزنگ کو بہت غصہ آیا مگر یہ خیال کرکے کہ یہ مسخرہ ہی کچھ نہ کہا مگر جو جو سردار و افسر و پہلوان قریب تھے
وہ منھ پر رومال رکھکر ہنسنے اور باہم اشاروں میں کہا کہ کیا حرامزادہ اور چرب زبان ہی کیسے کیسے
کلمے کہہ گیا مگر اسکا کوئی کچھ نہ کرسکا دو بہت بڑے عزیز لقا کے موجود تھے کچھ نہ بناسکے سوا اسے خاموشی
کے یہ لوگ تو باہم اشاروں میں یہ تقریر کر رہے ہیں ادھر منصور سخنگان کی تقریر سنتا ہوا ہنستا ہوا
مرکب کو اٹھاتے ہوئے طرف میدان کے چلا جاتا تھا دل میں خیال کرتا جاتا تھا کہ سخنگان نے تدبیر
تو اچھی بتائی ہی اس بلا سے جان بچانیکی دراصل کوئی اعتراض نہیں کرسکتا ہی اگر کرے بھی تو بہت
سے جواب ہیں یہ باتیں دل میں کرتا ہوا اور یہ خیال کرتا ہوا کہ جب وہ موقع آئیگا دیکھا جائے گا
میدان میں پہونچا پہلے خوب سراپا میدان کا دیکھا پاجب خود بھی از سرتا پا دریائے عرق میں غرق
ہوگیا اور مرکب بھی بس نیزے کو زمین میں گاڑ کر اور مرکب کی باگ روک کر دم راست کیا ہیں
جسوقت پسینہ خشک ہوگیا لشکر آفتاب پرستوں کی جانب دیکھکر صدا دی کہ جسکو تمنائے مرگ ہو
وہ میرے مقابلے کو آئے وہ لوگ تو اس انتظار میں تھے کہ کوئی نکلکر میدان میں آکر مقابلہ کرے
یہ صدا سنتے ہی بائیں طرف سے ایک پہلوان لے مرکب نکلا طوماربشاہ سے اجازت لیکر میدان
میں آیا باہم نگاہ دو رہوا منصور کا مرکب گھوڑی دو قدم اسکا مرکب پانچ قدم لمبا ہوا دونوں مرکبونکو
سنبھلکر باہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی منصور نے نیزے کو اسکی کمر میں بند کرکے قاش زین
سے اٹھا لیا اور زمین پر مارا اکر اسکے استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے تنق گرد کا اٹھا کہ جسنے اسکو پوشیدہ
کرلیا اس تاریکی میں انکی روح ناپاک خاک کے پردے میں طرف دوزخ کے راہی ہوئے یہ جرأت
دیکھکر لشکر چترنگ دارزنگ میں ایک شور تحسین و آفرین بلند ہوا سب لشکر کے علم جلوہ گری
میں آئے سخنگان نے رقیبہ و اپنا طرف آسمان کے اچھالا اور بہت خوش ہوا کہا کہ واہ کیا جرأت
کی ہی مگر اسکی خبر نہیں ہی اسکو آفتاب ضرور جلا دیگا یہاں سخنگان تو یہ تقریر کر رہا ہی ادھر منصور
نے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا طوماربشاہ سے اجازت لیکر اور مقابلہ کیا اسکو بھی
منصور نے مثل اسکے پیوند زمین کیا ابکی مرتبہ اس مرتبہ سے زیادہ شور و غل ہوا اور سب نے
تعریف کی پھر اسنے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا بہ اجازت طوماربشاہ اس سے اور اس سے
نیزہ بازی ہوئی کوئی کارپردازی نہ ہوئی تلوار کی نوبت آئی وہ منصور کے ہاتھ سے مجروح ہوا
اور ایک پہلوان نکلا اسکے مبارز طلب کرنے پر طومار سے اجازت لیکر آیا تھا وہ بھی مجروح ہوا
اور ایک پہلوان نکلا وہ جان سے مارا گیا ابتو منصور تلوار لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے
جھوم رہا ہی اور مبارز طلب کر رہا ہی حالت یہ ہی کہ جو کوئی مقابلے کو آیا تو مجروح ہوا یا مارا گیا تیغ
تلوار سے خون ٹپک رہا ہی ارزنگ و چترنگ خوش ہو رہے ہیں چہروں پر آثار سرور ظاہر ہیں
مگر سخنگان کہتا ہی کہ یہ مقام ابھی خوشی کا نہیں ہی میں تو اسوقت خوش ہونگا کہ جب یہ زندہ واپس
آئیگا آفتاب نہ جلائیگا مجھکو تو مایوسی ہی اسکی جان کی خداوند خیر کریں کیونکہ اسنے کئی سردار مارے
پہلوانوں سے مجروح کیے ہیں اب کچھ ہی عرصہ ہی کہ طوماربشاہ فریاد کرے میں نے جو تدبیر بتائی اگر
ہاتھ سے مرنا منظور ہو تو جان بچیگی ورنہ مشکل ہی یہاں یہ تقریر ہو رہی ہی ارزنگ و چترنگ یہ جواب
سے ہماری راے جانتا ہی ہمارے روبرو ایسے کلمے زبان پر نہ لایا کر

وہان منصور سے مقابلہ کر رہا ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ جب کوئی ایک گھنٹہ دن باقی رہا اور منصور نے وجیہ
سے اسوقت تک دس پہلوان مجروح کیے اور چار جان سے مارے نوبت یہ ہو کہ جو گیا مجروح ہوکر آیا
اب طلومار شاہ کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ تاج اُتار کر اور نہ ہاتھون پر رکھکر سر کو بلند کر کے ہاتھ طرف آسمان
کے اونچے کر کے یون فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند درخشان مہرتابان و آفتاب دوران و ای نائب
خداوند یعنی فرزند خداوند بر حبیب ان بندون سے کونسا ایسا قصور ہوا ہو کہ آپ دونون صاحب خفا
ہوگئے ہین اور یہ عتاب ہو یون اپنے بندگان خاص کو حریفین کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہین آج جو
میدان مین گیا یا مجروح ہوا یا مارا گیا اگر یہی عتاب ہو تو آپ خود اپنا عذاب نازل فرمایئے آپ کے
ہاتھ سے ذلت گوارہ ہو لیکن نہ ذلیل کرائیے بہتر ہوگا کہ ایک مرتبہ ہم سب کو اپنے عذاب سے قتل
فرمایئے کیونکہ ہمسے دشمنون کی خوشی نہین دیکھی جاتی ہو وہ ہمکو دیکھ دیکھکر ہنستے ہین آپ کے بندے
ہم ہوکر یون لوگ ہنسین اور طعنہ زنی کرین جلد تک فرمایئے اس مرتد کے زور کو ڈھایئے یون
جو طلومار نے فریاد کی ایک مرتبہ آسمان کو بہت شدت سے حرکت ہوئی زمین کو زلزلہ سا ہوا صدا آ
مہیب آئی کہ کیون گھبراتا ہو ہم ابھی اپنا عذاب نازل کرتے ہین ہمکو سب امر کی خبر ہو ہم اپنے بندون سے
غافل نہین ہین صرف ارژنگ و چترنگ کی خدائی کا تماشہ دیکھتے ہین اور انکے خوش کرنے کو اپنے
بندون کو انکے سردارون کے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ورنہ ہمارے بندون کو کوئی بنگاہ کج بھی
دیکھ سکتا ہو تم لوگ اطمینان رکھو کہ جسقدر بندے اس مقابلے مین ان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے
ہین بلکہ اسلئے زیادہ پروردہ بخشش ولادت اپنے فرزند کے جسدن انکی ولادت کا جشن ہوتا ہو اور یہ سب
بندگان ہماری دعوت کھانے آتے ہین پیدا کرینگے ہمنے یہان انکے بڑے مرتبے کیے ہین یہ لوگ
یہ لوگ یہان بہت خوش ہین تو تاج کو سر پر رکھ مین اپنا عذاب نازل کرتا ہون بلکہ اسکے ہمراہ اور دیگر
بھی یہ جو صدا آئی لیبی سب اہل لشکر مع طلومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کے کانپ کر رہ گئے اور یا خداوند
کہکر سجدے کو خم ہوگئے یہ صدا ارژنگ و چترنگ و سختگان و کل لشکر نے سنی سختگان نے تو اسوقت
پکار کر منصور سے کہا تھا کہ جب طلومار شاہ نے تاج اُتار کر فریاد کرنا شروع کی تھی کہ ای پہلوان جہان
دیکھو میرے کہنے پر عمل کرو اور اپنی جان بچاؤ اب بلا نازل ہوتی ہو طلومار شاہ نے فریاد کرنا شروع
کی ہو کوئی دم مین آسمان شق ہوتا ہو اور آفتاب ظاہر ہوتا ہو اور تم جلتے ہو مگر منصور نے کچھ خیال نکیا
کہ یہ کیا بکتا ہو گو اسنے اپنے دل مین یہ مصمم قصد کر لیا تھا کہ اُدھر آسمان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اُس
مین نے مرکب کو بھگایا اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہو غرض سختگان نے جان بچانے کی تدبیر بتائی ہو
ضرور مین اسکی تدبیر پر عمل کرونگا یہ اسی انتظار مین کھڑا ہوا تھا کہ آفتاب ظاہر ہو کہ مین بھاگون کہ وہ
صدا آئی اُسنے بھی سنی اُدھر سختگان اپنا منھ پیٹ رہا تھا کہ افسوس میرے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین
نہ معلوم انکو کیا خیال ہو اپنی جان بچائین ارژنگ و چترنگ سے کہ رہا تھا کہ یہ میرے سخن ناشنو
ہین مین نے پکار کر بھی کہا مگر نہ سُنا اپنی جان شاید انکو دو بھر ہو تھوڑا ہی عرصہ ہو بلا کے نازل ہونے
مین کہ وہ صدا اٹھی ایک مرتبہ بیتاب ہوکر پکارا کہ بھائی منصور جلد بھاگو جان بچاؤ کیسے نادان ہو
مین تجھسے کتنی دیر سے کہ رہا ہون ارے تمنے کچھ سُنا ہو کہ کیا صدا آئی ارے حریف اپنا کام کر چکا ہو اب
کچھ دیر نہین جو دم کی ہوا کھاتے ہو مفر اسی مین ہو کہ بھاگ کر لشکر مین چلے آؤ کیون ناحق
اپنی جان تلف کرتے ہو اپنی جوانی پر رحم کھاؤ تمکو قسم ہو خداوند لقا و زہرہ و تابئی دار ارژنگ و اسپ

خداوند جہرنگ کے سر کی کہ میرے کہنے پر عمل کرو عاقل کو نہ چاہیے کہ جو دو صورتین کہ اُسپر عمل کرے یہ خیال کرے
کہ کیونکر بہتری ہی جو یہ مجھکو سمجھاتا ہی شخنگان نے جو یہ پکار کر کہا جہرنگ و ارزنگ نے برہم ہوکر کہا کہ بکتا ہی
گلے کو چلا چلا کر پھاڑے ڈالتا ہی ہمارے کان کے پردے کھائے جاتا ہی تیری بلا سے وہ جل جائیگا تیرا
کیا ہوگا اگر اُسکو اپنی جان بچانی ہوگی بچا لیگا تو کیون بیتاب ہوا جاتا ہی تونے سمجھا دیا قبول کرنے
نہ کرنے کا اُسکو اختیار ہی کیا اُسکو اپنی جان عزیز نہیں ہی کہ وہ فکر کرے کوئی تو بات اُسنے سوچ لی ہوگی
جو تیرے کہنے پر عمل نہیں کرتا ہر شخص کو اُسکی لیاقت کے موافق ہمنے عقل دی ہی وہ اپنے نیک و بد کو
خیال کر سکتا ہی شخنگان نے کہا کہ کچھ بھی نہیں سوجھا ہی مفت جان جاتی ہی خداوند مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہی
مین کیا کرون ارزنگ نے کہا کہ پھر ہمارے پاس سے علیحدہ ہو جا اور جہانتک تجھسے ہو سکے تو چلا
تیرا ہی گلا پھٹیگا ہمارا کیا جائیگا تو بڑا احمق ہی جو تجھسے صبر نہیں ہو سکتا ہی ارے احمق ہمنے جو اُسکی اسی طور
سے لکھی ہو کہ وہ جلکر مرے اب کوئی ہم تبدیل تو کر نہیں سکتے ہین کہ بدل دین تو ہمارے قدرت کے
کارخانون مین دخل دیتا ہی جو لکھدیا لکھدیا کوئی مہاجنی کھاتا تو ہی نہین کہ ہر روز بدلہ جاتا ہی یہ خدائی دفتر
ہی جو آئین جسکے حق مین لکھدیا گیا یہ جو ارزنگ و جہرنگ نے برہم ہوکر کہا انہ یہ بھی کہا کہ تو کیون
مرا جاتا ہی ہم اپنی قدرت سے اس سے اچھے بندے پیدا کرسکتے ہین اُسکی کیا اصل ہی شخنگان یہ
سنکر خاموش ہو رہا کہ میری بلا سے اُسکی جان جائیگی آپ بیکار خفا ہوتے ہین مین اُسکے اچھے کے لیے
کہتا تھا کوئی میرا نفع نہیں ہی ابھی جل جائے اُسکے ساتھ اور دس پانچ جل جائین میری بلا سے مجھکو کیا ہی
اگر یہ لشکر برباد ہوگا مین نوکری پیشہ ہون اور کسی مقام پر ملازمت کرلونگا اگر وزارت نہ ملیگی تو
خدمتگاری تو ملیگی تین روپے کی یہ بھی نہیں تو مزدوری کرونگا دن بھر مین تین آنے پیدا کرلونگا یہ بھی اگر
نہ ہو سکیگی تو بھیک تو کہین نہیں گئی ہی مین ہر صورت اپنی زندگی بسر کرلونگا اپنے بچے بالے وہ بھی
کچھ نہ کچھ کرکے پیدا کرلین گے جو لڑکے ہین وہ بھیک مانگین گے لڑکیان کسب کمائین گی جورو کرکے
اُنکی ٹانگ بنکر بیٹھے گی میری عمر بہر طور بسر ہو جائیگی آپ لوگ مارے مارے پھرینگے کوئی دمڑی کو
بھی نہ پوچھیگا جہان جائیگا یہی زبان سے نکلیگا من چہ نقد پر کردم میرے قدرت مابدولت جسکے
سامنے یہ کلمہ نکلا اُسنے گردن مین ہاتھ دیکر نکالدیا کہ یہ دیوانے ہوگئے ہین انکا یہان کام نہیں ہی آپ
لوگون سے یہ کوئی پیشہ نہ ہوگا آپ ہی لوگون کی خرابی ہی مین جو کچھ کہتا ہون آپ کی بہتری کے لیے
کہتا ہون ارزنگ نے کہا کہ شخنگان اسوقت میرا دل قابو مین نہیں ہی مجھکو خفقان ہو گیا ہی تیرے
حواس پراگندہ ہین کہ تو مثل دیوانون کے کلام کر رہا ہی تیری بلا سے کچھ ہو شخنگان نے کہا کہ مین سچ کہتا
ہون دیوانہ نہیں ہون بلکہ اورون کو دیوانہ بناتا ہون بڑا سیانہ ہون ارزنگ نے کہا کہ بس خاموش
بک بک کر دماغ پریشان کر دیا اور بہت برہم ہوکر کہا شخنگان تو یہان ارزنگ کے برہم ہونے سے
خاموش ہوا اُدھر منصور کے بھی کان مین وہ صدا آئی اور جو کچھ شخنگان نے پہلے پکار کر کہا تھا وہ بھی
سنا تھا اور اب جو پکار کر کہا وہ بھی سُنا اور وہ صداے غیب کبھی سُنی اور خیال کرکے جو دیکھا تو آسمان
کو متحرک پایا خیال کیا کہ شخنگان درست کہتا ہی اُسکے کہنے پر عمل کر کیون اتنی سی بدنامی کے لیے اپنی لعل
سی جان برباد کرا ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہی جورو کبھی جوان ہی اُسپر رحم کھانا یہی بدنامی ہوگی کہ میدان
سے بھاگا جان تو بچیگی بس بھاگنا یہ خیال کرکے تلوار کو میان مین کیا اور مرکب پر سنبھلکر بیٹھا اُٹھا کر
کوڑا مرکب کے مارا جس مرکب نے کبھی تازیانہ نہ کھایا ہو اُسپر جو کوڑا پڑا وہ بلبلا کر اور کنوتی بدل کر

بلا اُسنے اُسکا رُخ لشکر کی طرف کیا اور بہم کوڑے مارنے لگا اور اُسکو اپنے لشکر کی طرف لیکر چلا مرکب
اس تیزی سے جاتا تھا کہ ہوا سے سر راہ اُسکی گرد قدم کو نہ پہونچتی تھی بیک خیال و بیک نگاہ انہماک کرتے
جاتے تھے سرپٹ زمین سے ملا ہوا چلا جاتا تھا یہ اپنی جان پر کھیلے ہوئے پیٹھ پر جما بیٹھا ہوا تھا یہ خیال
تھا کہ قبل اسکے کہ آسمان شق ہو اور آفتاب نکلے کہ میں لشکر میں پہونچ جاؤں تاکہ جان بچ جائے یہ تو
اودھر بخوف جان مرکب کو بھگائے ہوئے چلا جاتا ہے اسکی یہ حالت دیکھکر ایک مرتبہ کل لشکر طلوع اپنا
وغیرہ نے غل کیا کہ وہ بھاگا ہے وہ بھاگا ہے کیا نامرد ہے کہ میدان سے بھاگا ہے شیران بیشہ مردی کا مقابلہ کر
اسنے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ لوگ کسکی نسبت کہہ رہے ہیں چلا جاتا ہے شمشیرکشان نے جو اُسکو بھاگتے ہوئے
دیکھا ایک مرتبہ کھڑا ہو گیا ایک ہاتھ کمر پر رکھکر دوسرا ہاتھ بلند کرکے انگلیاں چٹکا کرتا تھا تھیا کہکر ناچنے
لگا اور شعر ہیں پڑھنے لگا کہ اور تیزی سے اور تیزی سے جہانتک تیرے ہاتھ میں قدرت ہو تازیانہ
لگائے جا بہت قریب آگیا ہے کچھ خوف نہ کر اب کچھ فاصلہ نہیں ہے جونہی یہ صدا اسکندور کے کان میں
آئی ہے وہ وہ وہ مرکب کو مارتا ہے اور یہ مرکب تلملا کر بھاگتا ہے تمام اُسکے پٹھوں اور چوتڑوں سے
خون جاری ہے تازیانہ کے نشان پڑ گئے ہیں زخمی ہو گیا ہے سوزوں کے کانٹوں نے تمام شکم کو
مجروح کر دیا ہے اسکے دونوں ہاتھ دونوں پانوں برابر چلے جاتے ہیں پانوں سے ایڑ دے رہا ہے
ہاتھوں سے تازیانے لگا رہا ہے ابھی یہ لشکر میں پہونچا نہیں تھا کہ یکایک صدا آئی کہ کہاں تو
بھاگا جاتا ہے کیا بھاگ کر بچ جائیگا یہ تیرا خیال خام و تصور ناتمام ہے میں مثل خیرتنگ و ارژنگ
کے خدا نہیں ہوں کہ جو اُسکے روبرو سے بھاگ جائے پھر وہ اُسکا کچھ نہ کر سکیں میں خدائے
برحق ہوں اگر تو تحت الثریٰ میں جاکر پوشیدہ ہوگا میں وہاں تجھپر اپنا عذاب نازل کرونگا اگر
بالائے آسمان جائےگا وہاں بھی تو اب بچ نہیں سکتا ہے یہ تصور کیا ہے کوئی خدا کے عذاب سے محفوظ
رہ سکتا ہے جسپر خدا کا عذاب نازل ہوا اُسکو کون پناہ دے سکتا ہے کس میں یہ قدرت ہے خیر تمکو بھی دیکھنا
ہے کہ خیرتنگ و ارژنگ کیونکر بچاتے ہیں تو انکی پناہ میں چلا ہے وہ بھی تو اپنے کو خدا کہلاتے ہیں
ذرا ہم بھی تو انکی خدائی کی قدرت دیکھیں اسکے تو خاندان میں خدائی ہوتی ہے انکا دادا خدا تھا
باپ خدا تھا وہ خود بھی خدا ہیں اور دو خدا ایک مقام پر ہیں اور میں اکیلا ہوں انمیں تو مجھسے
زیادہ زور ہوگا تو لشکر کو جائے اس خیال کرتا ہے خیر جا کیوں اپنے ساتھ اور دس بیس کی جان
لیگا اب تو زندہ بچے گا جہاں جائیگا مارا جائیگا اب یہ کب ایسی سنتا ہے یہ اُسی طور سے چلا جاتا ہے
شمشیرکشان نے جو یہ صدا اُسنی اسکندور سے پکار کر کہا کچھ خوف نہ کرنا برابر چلا جا یہ صرف دھمکانے کی باتیں
ہیں تیرے ڈرانے کے لیے کہتا ہے ادھر تو لشکر میں پہونچا اور پھر تیرا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے یہاں
دو خدا موجود ہیں تجھکو بچا لینگے جو بلا تجھپر آئیگی دونوں ملکر اپنی قدرت سے اسکو دفع کرینگے
کیا کسی کی مجال ہے جو یہاں کوئی تجھکو جلا سکے آخیر حفاظت ہو جائیگی یہ سب تیرے ڈرانے کے
لیے باتیں ہیں جس میں تو یہاں نہ آئے اور حریف اپنا کام کرلے یہ کسی میں قدرت نہیں ہے کہ
یہاں آکر تجھکو اذیت دے خداوند ارژنگ موجود ہیں یہ صرف اُسی میدان تک ہے اور یہاں تک
وہ آسمان ہے تو نے خوب کیا جو وہاں سے فرار کیا اب تھوڑا راستہ طے کیا ہے اور تھوڑا اور باقی ہے
ابھی تو نے مرکب کو تیز کیا اور تو پناہ میں خداوند ارژنگ و خیرتنگ کی پہونچا تو نے خوب میرے
کہنے پر عمل کیا میں تجھسے بہت خوش ہوا شمشیرکشان یہ پکار کر کہہ رہا ہے اور اسکندور شمشیرکشان کے کہنے کو سچ جانتا ہے

گو اُس صدمہ سے کسیقدر رفع تھا یہ اپنے دل مین خیال کرکے کہ جب لشکر مین بھی پہونچکر چلا گیا تو پھر کیا حاصل
مگر سختگان کے جرات دلانے سے اور مرکب کو تیز کیا پر جب قریب لشکر پہونچا اُدھر ایک مرتبہ آسمان کی
حرکت خوب ہوئی اور آسمان مین جیسی حرکت ہوئی اور وہ آسمان ایک مرتبہ حرکت کرکے وہان سے
چلا اس تیزی سے آیا کہ یہ لشکر مین نہ پہونچا تھا کہ اسکے سر پر آکر قایم ہوگیا سختگان نے پکار کر کہا
کہ بھاگو اور سے جلدی بھاگ بہت جلد داخل لشکر ہو کیونکہ آسمان سحر جو کہ لشکر بادشاہ پر محیط
تھا تیرے قریب آگیا ہے یہ سُننا تھا کہ اپنے مرکب کو اور تیز کیا بس یہ جیسے اپنے لشکر مین پہونچا اور
مرکب کو اُٹھاتے ہوئے صف اول مین پہونچا اور قریب آیا اب مرکب کو روکا کیونکہ اسکو اطمینان
ہوا کہ مین اپنے لشکر مین آگیا ہون سختگان سچ کہتا ہے کہ یہان کوئی میرا کیا کریگا وہ خدا ہین یہ دونون
ملکہ مجھکو بچا لینگے جو کچھ بلا مجھپر آئیگی اُس بلا کو دفع کر دینگے ایسا کوئی اندیشہ تو ہی نہین کہ انکی موجودگی
مین جل جاؤنگا اسکے قریب پہونچکر اور وہ کچھ اسکا تدارک نہ کرینگے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ گیدی کیا ہین
اِنکے بزرگون نے بھی کبھی کسی کو بچایا ہے جو یہ بچا لینگے سوا لات اُٹھانے کے اِنکو تو یہ اطمینان
ہوا تھا یہ مرکب کو روک کر صف اول مین آکر کھڑا ہوا مگر پشت پر اس خیال سے کہ مین بھی تمام پسینے
مین غرق ہون اور مرکب بھی میرے حواس بھی درست نہین ہین ٹھہر کر اپنے ہوش و حواس بھی درست
کر لون پھر خدمت مین خداوندون کی جاؤن دیکھون اب یہ آفتاب میرا کیا کرتا ہے یہ تو کھڑا ہوا اپنا
دم راست کر رہا ہے مرکب کو چمکار رہا ہے سب نے دیکھا کہ وہ جو آسمان دراز ہوکر آیا تھا جب اُس
صف کے مقابل پہونچا اور یہ اُس صف مین پہونچکر تھا ایک مرتبہ وہ آسمان شق ہوا اُس سے وہ
ہی آفتاب پیدا ہوا اور چمکا آفتاب کا ظاہر ہونا تھا کہ گرمی کی شدت ہوگئی باوجودیکہ موسم سرما تھا
سب کو دھوپ ایسی معلوم ہوتی تھی چونکہ دن جو تمام ہوگیا تھا سب کو خنکی معلوم رہی تھی اِس آفتاب
کی دھوپ نکلنے سے سب کے دم مین دم آگئے تھے غنیمت ہوگیا تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ دھوپ
نہین ہے بلکہ شعلہ ہا سے دوزخ ہین ایک ہی منٹ مین ایسی حدت ہوئی کہ سب کے ہتھیار جلنے لگے
از سر تا پا دریا سے عرق مین غرق ہوگئے مرکبونکی زبانین نکل آئین بارے پیاس کے اور گرمی
کے مارے یہ حال راکبون کا ہوا کہ سایہ تلاش کرنے لگے سپرونکو چہرے کی پناہ کیا اِس سے کیا ہوتا ہے
گرمی نہین کم ہوتی بلکہ اور گرمی بڑھتی جاتی ہے تمازت گرمی سے چہرے مثل تانبے کے ہوئے جاتے
ہین منصور کی تو یہ نوبت ہوئی کہ ششدر سا ہوکر رہگیا گو پشت صف اول پر تھا مگر اسکی حالت سب سے
زیادہ تباہ تھی زبان منھ سے نکل آئی تھی تالو مین کانٹے پڑ گئے تھے زبان لپٹی جاتی تھی یہ نوبت تھی
اُدھر وہ آفتاب بلند ہوا جب جب آفتاب بلند ہوتا تھا وہ وہ گرمی زیادہ ہوتی تھی اب جو اسکا عکس
اُس صف کے لوگون پر پڑا سب کے سرون سے دھوان نکلنے لگا دھوآن نکلکر ایسا بلند ہوا
کہ منصور پشت پر صف کی تھا اُسپر بھی عکس پڑا اُسکے بھی سر سے دھوان مثل بخارات کے نکلا اسکو جیسے کہ
کسی ظرف مین پانی لو اور اُسکو بند کردو اور سرپوش مین سوراخ کردو اور اُس ظرف کو آگ پر
رکھکر آنچ کرو جب وہ پانی جوش کھاتا ہے اور بخار اُس سوراخ سے نکلتا ہے یا جسطور سے انجن کے
نیچے سے دھوان نکلتا ہے اسطور سے اُس صف کے لوگون کے سرون سے دھوان نکل رہا ہے
اور منصور کے سر سے بھی دھوان اسی طور سے نکل رہا تھا اب یہ کسی مین طاقت نہ تھی کہ اپنے مقام
سے حرکت کرسکے کیونکہ یہ طریقہ تھا کہ جہان آفتاب کا عکس پڑا قوت حس و حرکت فوراً زائل ہوگئی ایک

سبب یہ تھا کہ شاید کوئی بھاگ کر عکس کے سایہ سے نکلا ہے تو قوت پہلے زائل ہو جائے ان سب کی تو
یہ حالت تھی اور باقی گرمی کے سبب سے پریشان تھے اُدھر اُس آفتاب سے صدا آئی کہ دیکھا تمنے
میری قدرت کو میرے غضب کو کہ وہ میرے غضب کے خوف سے بھاگ کر لشکر میں آیا یہاں بھی تو بچا
اور اپنے ساتھ اور روں کی بھی جانیں لی گو ممکن تھا کہ (طرف اسکی) پر غضب نازل ہوتا مگر منظور یہ ہوا کہ ان
سب پر بھی اپنا غضب نازل کر دیتا کہ اور ونکو عبرت ہو پھر کوئی ہمارے بندے مغضوب کو اپنے پاس نہ
آنے دے جیسے انھوں نے اپنی صف میں جگہ دی ایسی سزا پائی یہ ممکن ہو کہ ہم جس پر اپنا غضب نازل کریں
وہ بچ جائے اور لوگ اسکو پوشیدہ کر لیں اور اسکی رعایت کریں اے حیرت نگ و اورنگ تمکو بڑے
وعدے ہیں تم دونوں خود بھی خدا ہوا اپنے خیال میں اور اُن سب کو بھی تمنے گمراہ کر رکھا ہے کہ وہ اپنے
خدا کو نہیں پہچانتے ہیں اور یہ تم کہتے تھے کہ میرے باپ دادا بھی خدا ہیں یہ سب میرے بندے ہیں اور
اُنکے زمین و آسمان کو میں نے پیدا کیا ہوا ور میرے باپ دادا نے اسوقت کچھ قدرت خدائی نہیں
دکھاتے ہو منصور اور ان سب کو نہیں بچاتے ہو اگر تم میں یہ قدرت نہیں ہے تو پھر کیوں تمنے ایسا
دعوی کیا ہے انکو بچا رو جو کہ بڑے خدا تھے اور تمہارے خیال میں وہ آسمان پر موجود ہیں وہ کچھ
تمہاری کمک کریں اور ان سب کو بچا لیں پھر تو قدرت دکھاؤ جو زبان سے کہا ہے اسکو ظاہر کرو
اور ایسے نادان تو وہ بھی میرے بندے تھے اور تم بھی میرے بندے ہو انھوں نے بھی گمراہی اختیار
کی تھی اور اپنے ہمراہ لاکھوں کو گمراہ کیا تھا تمنے بھی گمراہی اختیار کی ہو اور لاکھوں کو گمراہ کر رکھا ہو کیونکہ
خدائی کے یہ معنی ہیں کہ ایک وہ آسمان بنایا جسپر اپنا ظہور دکھایا اور ایک آسمان یہ بنایا اس میں فرشتگان
عذاب کو پوشیدہ کیا کہ جو سرتابی کرے اسکو سزا دے تم بھی کوئی چیز بنا کر دکھاؤ کیوں اپنی شامت بلاتے
ہو لیس خیر اسی میں ہو کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میرے فرزند برجیس کی اطاعت کرو اور اُسکو اول
جھککر سجدہ کرو اے اورنگ تو یہ خیال خام اپنے دل سے دور کر کہ نور چکیدۂ قدرت سے تیرا
وصل ہو تھا تو کہاں اور وہ گوہر آبدار و لولوے شاہوار کہاں یہ سررشتہ کبھی نہ ہوگا تو اسی امید
میں مر جائیگا ہم اپنی قدرت سے اسکے ساتھ ہم بستر ہونے کے لیے اور ایک فرد دوسری مرتبہ خلق کرینگے
جو کہ نور قدرت سے بنا ہوگا کسی حسین و خوبصورت کے شکم میں اپنا نور اتارینگے اُس نور سے لڑکا
پیدا کرینگے وہ ثریا کے ساتھ منعقد ہوگا وہ اُسکے وصل سے کامیاب ہوگا نور قدرت کے لیے نور
قدرت ہونا چاہیے ہم تیرے دادا لقا کی طرح نہیں ہیں کہ اُسنے دعوی خدائی کیا اور اپنی لڑکیوں کو
نور قدرت کے خطاب سے مشہور کیا کہ یہ نور چکیدۂ قدرت ہیں مثل گیتی افروز و جہان افروز کے
اور انکو خدا پرستوں نے لے گئے اور لقا کچھ نہ کر سکا یہ ویسے نور قدرت سے نہیں ہیں کہ جسکو ایسے ویسے
لوگ نگاہ اٹھاکر دیکھیں اگر اسکی طرف خیال بد کریں تو جل جائیں بس اس امر سے دست بردار ہو اور
اپنی زندگی کو غنیمت جان ورنہ اب جو ایسے خیال آئیگا تو پچتائیگا ہمنے سمجھا دیا اور ابکے اب ان سب کو
تم دونوں ملکر بچا لو میں جلاتا ہوں یہ جو صدا آئی وہاں کس کے حواس درست تھے بسبب گرمی کے
سب پریشان تھے جو اسکو سنتا اور جواب دیتا مگر جیپ تختگان نے سنا تو اورنگ و حیرت نگ سے کہا
کہ کیا آپ لوگ خاموش ہیں کچھ آپ نے سنا ہے کہ کیا آپ کی شان میں اور آپ کے بزرگوں کی شان میں
اس آسمان پر سے صدا آئی کچھ اسکا جواب زبان سے ارشاد فرمائیے گا یا خاموش ہی رہیگا ہاں
ایک خاموشی ہزار بلا کو رد کرتی ہے اگر اسوقت آپ لوگ کچھ بھی کہیے وہ شخص ہیں سب کو جلا دے گے

ایک بھی زندہ نہ رہے مجھکو یقین ہو کہ یہاں بھی کچھ نہ حاصل ہوگا سوا اسکے ذلت کے اگر زیادہ کدوکوشش
کیجائیگی تو جانیں جائینگی ورنہ ذلت ضرور حاصل ہوگی لقا و زمرد ثانی نے تو خداپرستوں کے ہاتھ سے
ہمیشہ ذلت اُٹھائی اور اُنکا کچھ نہ کرسکے آپ لوگ آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو چکے گا اگر اس
امر کو غنیمت جانکر کہ جان بچے اور رخصت اُٹھاکر یہاں سے واپس چلیے تو خیر ورنہ جانیں تو ضرور رجائینگی یا
خداوند اپنے بندوں کی کمک فرمایئے دیکھیے سب کو وہ آفتاب جلائے دیتا ہے یہ کہکے چترنگ کی طرف
مخاطب ہوکر کہا کہ آپ تو بہت بڑا دعویٰ کرتے آئے تھے کہ میں خدا ہوں ارژنگ میرے باپ کا
غلام ہے اسوقت کچھ خدائی کام نہیں کرتی نہ آپکی نہ آپکی وہ قدرت کدھر گئی وہ خدائی کدھر گم ہوگئی آپکے
خاص بندے ہلاک ہوتے ہیں اور آپ خاموش دیکھ رہے ہیں یہ جو سخنگان نے کہا ارژنگ وچترنگ
نے برہم ہوکر کہا کہ تیرا مذاق اسوقت بھی نہیں جاتا یہاں تو جان پر بنی ہے بسبب گرمی کے تو مذاق کر رہا ہے
ہم تیرا بہت پاس کرتے ہیں سخنگان نے جواب دیا کہ میں تو سچا امر کہتا ہوں اگر وہ بندے نہیں بچا سکتے
جانتے تو اسقدر قوت دکھایئے کہ یہ گرمی کم ہوجاے یہ جو کہا ارژنگ وچترنگ نے تیوری چڑھاکر
سخنگان کی طرف سے رُخ پھیر لیا اور کہا کہ بکتا ہے یہاں تو یہ کرشمہ تھا کہ سخنگان اُنکو خفیف کر رہا تھا اس
خیال سے کہ شاید ارژنگ اژدرجادو کو حکم دے کہ مقابلہ کرو یا ہرموم کو چترنگ اس آفتاب کے
روکنے کے لیے روانہ کرے یہ اس غرض سے تان رہا تھا مگر وہ ایسے نہ تھے کہ اسکے تان نے سے
کوئی حرکت کرتے اور اُسکا کہنا ناگوار ہوتا اسنے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا یہ بکتا رہگیا اُدھر وہ آفتاب
یہ صدا دیکر ایک بار چمکا اور دریا تو بلند ہو رہا تھا یا ٹوٹ کر اُس آسمان سے طرف زمین کے چلا اور ہم
صف کے وسط میں آیا اور چمک کر اُس صف پر گرا اُسکا گرنا تھا راوی نے بیان کیا کہ وہ ایک آدمی
پر گرا تھا کہ اُسکے جسم سے شعلہ نکلا وہ آفتاب اُسکو جلا کر غرق زمین ہوگیا اُسکا غرق ہونا تھا کہ ایک
ایسا شعلہ زمین سے نکلا اُس صف کی صف میں سب کے جسموں سے شعلے نکلے اور جلنے لگے اور مقتولوں
کی تو یہ نوبت ہوئی کہ مثل درخت چنار کے درخت بھی ایسا جو کہ بالکل خشک ہوگیا ہو اور وہ اسطرح
جلنے لگا واقعہ یہ ہوا کہ یا تو وہ خاموش کھڑا تھا اور اُسکے سر سے دھواں نکل رہا تھا کہ ایک مرتبہ
سر سے شعلہ نکلا جلنے لگا تماشہ یہ تھا کہ اُس صف میں ایک ہزار آدمی تھے وہ سب جلتے رہے مگر کچھ
آدمی ایسے تھے کہ نہیں جلتے تھے مگر اُنکے سر سے دھواں نکل رہا تھا اُنکے جسم سے شعلے نہیں نکلے
وہ اُسی طور سے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں شعلے بلند ہیں یا پرے انار چھوٹ رہے
ہیں یا برابر ہزاروں روشن ہیں اسلیے کہ وہ لوگ جل رہے تھے یہ حالت دیکھکر کل اہل لشکر ارژنگ
وچترنگ تو یہ توبہ کرنے لگے حواس جاتے رہے سب بدحواس ہوگئے وہ گرمی کی تکلیف بھی بھول گئے
اب سب کو اپنی اپنی جانوں کی فکر ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آتش غضب ہم تک آجاے تو بڑا غضب ہو
ہم لوگ جلکر ہلاک ہوجاوینگے یہ خیال کرکے ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر کرنے لگا اُدھر وہ جو
غرق زمین ہوا تھا ایسی تھوڑے عرصے کے بعد قریب تخت ارژنگ وچترنگ زمین خود بخود شق ہوئی
اور وہ آفتاب نکلا اور زمین سے بلند ہوگیا اور آسمان میں جاکر پنہاں ہوگیا مگر یہ صدا اُس سے
بلند تھی کہ دیکھا تمنے میرے غضب کو اور میری خدائی کو اب میں خدا ہوں یا تم اسی طور سے تم سب کا
خاتمہ ہوگا تم تو دو تھے ایک سے بھی اپنے بندوں کو نہ بچا لیا میرے غضب کو نہ برطرف کیا دیکھو
یوں جلا دیتے ہیں یہ صدا ارژنگ وچترنگ نے سنی مگر مارے خوف کے دم نہ مارا ایسیں جیسے کہ

آفتاب پیدا ہوا وہ گرمی وغیرہ سب دفعتاً جاتی رہی وہی خنکی ہوگئی ہر ایک سے کچھ حواس درست ہوئے
اُدھر وہ صف کی صف جلکر خاک ہوئی مع فتحپور کے مگر چند سوار اسی طور سے کھڑے رہ گئے ابو حسن کے
حواس درست ہوئے اور خوف برطرف ہوا تو اُس صف کے مقام پر اُنکا انبار دیکھا کہ جابجا انبار
لگے ہوئے ہیں صفت یہ ہو کہ مع راکب و مرکب جلجاتے ہیں جسوقت ان کو نہیں پہنچتا ہی ہتھیار بھی کہ آہنی چیز ہو وہ بھی
جل جاتے ہیں سخنگان اُس صف کی طرف دیکھکر چترنگ و ارزنگ سے کہتا ہو کہ افسوس ان سب کی جان
مفت برباد ہوئی یہ سننکے سب منصور کے سبب سے جلے نہ وہ انکو بھاگ کر آتا نہ یہ جلتے یہ کیسا بری کم تر
کی ہو منصور نے کہا کہ اے خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ ابھی چند کس باقی ہیں دیکھیے اُسی طور سے کھڑے ہیں
کیا سبب ہوا کہ یہ نہیں جلے یہ بھی تو انھیں میں شامل ہیں حالانکہ ہزار آدمی جلے یہ کیونکر بچے ارزنگ اور
چترنگ نے کہا کہ مجھکو خود اس امر کی حیرت ہو کہ یہ کیا امر ہو کوئی جا کر انکو بلا لاوے کہ میں اُنسے دریافت
کروں راوی نے بیان کیا ہو کہ کل لشکر کو اس امر کی حیرت تھی کہ یہ کیا امر ہو جب ارزنگ نے سخنگان
سے یہ کہا سخنگان نے ایک چوبدار سے جو کہ برابر تخت کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ تو اُس صف میں چلا جا اور
وہ جو لوگ جلنے سے بچے ہیں اور خاموش کھڑے ہیں اُنکو بلا لا وہ چوبدار چلا یہاں ارزنگ
نے کہا کہ نہ معلوم بیچارے منصور پر کیا گذری آیا وہ بچا یا نہیں چترنگ نے جواب دیا کہ وہ کیا بچا
ہوگا سخنگان نے کہا کہ بھلا وہ بچ سکتا تھا اُسنے تو یہ آفت برپا کی اپنے ساتھ اتنوں کی جان لی کہو
تمکو بھاگ کر آنا کیا ضرور تھا اگر بھاگے بھی تھے تو ہماری طرف بھاگے ہوتے کہ یہ لوگ تو نہ ہلاک
ہوتے ارزنگ نے سخنگان کی طرف دیکھکر کہا کہ تو بڑا پاجی ہو اور بڑا مرشد ہو پہلے خود اُسکو یہ
تدبیر بتائی کہ بھاگ آوے نہ بھاگتا تھا تو اُسکو یہاں سے پکار پکار کر اور یہ کہہ کہ آ جا وہ کیا ایسا
رہ بھاگتا اُدھر کو آیا تو اُسکو لشکر میں بلایا اب جو وہ بیچارہ جل گیا اور اسقدر لوگ اُسکے ہمراہ جلے
تو سارا الزام اُسکے سر پر رکھدیا کہ یہ اُسنے کیا یہ سب تیری بدذاتی اور حرامزدگی ہو میں تجھکو خوب جانتا
ہوں پہلے یوں کہا پھر یہ کہتا ہو نہ تو ایسا اُسکو تعلیم کرتا نہ وہ اس امر کا مرتکب ہوتا معلوم ہوا کہ یہ
امر تجھکو منظور تھا کہ اُسکے ہمراہ اوروں کی بھی جان جاوے یہ امر تیری ذات سے ہوا تو اُسکو
بھی اور اُن سب کو بھی جلوا دیا تو بڑا مفسد ہو تیری وہ مثل ہو کہ چور سے کہہ کہ چوری کر اور شاہ
سے کہہ کہ تیرا گھر لٹتا ہو منصور کو وہ تدبیر بتائی اُسنے جو اُس پر عمل کیا اُسکے سبب سے یہ امر ہوا تو
تو نے سارا الزام اُسکے سر پر دیا میں خوب تیری باتوں کو سمجھا خیر دیکھا جائیگا سخنگان نے کہا کہ خداوند
میرے اوپر بیجا خفا ہوتے ہیں میری کیا خطا ہو میں نے اسکو تدبیر بتائی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ تو لشکر میں
بھاگ کر آنا اپنے ساتھ اوروں کی بھی جان لینا اگر میں یہ کہتا تو گنہگار تھا جو کچھ میں نے کہا آپ
لوگوں کے روبرو کہا ہاں جب میں نے دیکھا کہ وہ اُدھر بھاگ کر آتا ہو اسوقت میں نے خیال کیا
کہ اگر اب یہ اور طرف بھاگ کر جائیگا تو ہلاک ہوگا میں نے پکار لیا تو میرا کیا قصور ہو یہاں تو یہ تقریر
ہو رہی ہو اُدھر وہ چوبدار اُس صف میں گیا اور وہ جو سوار مرکب پر کھڑے تھے اُنسے پکار کر کہا
کہ چلو تمکو خداوند چترنگ و ارزنگ طلب فرماتے ہیں پھر صدا اُنسے نہ آئی کسی نے ... نہ دیکھا
اُسی طور سے کھڑے رہے اُسنے پھر پکار کر کہا مگر وہی کلمہ کہا پھر صدا نہ آئی ایک مرتبہ پھر اُسنے وہی
کلمہ کہا اور کہا کہ کیا تمہارے کان بہرے ہوگئے ہیں کہ میں پکارتا ہوں تم جواب نہیں دیتے ...
پھر صدا نہ آئی ایسا اسکو غصہ آیا اسنے بڑھکر ایک سوار کا پاؤں پکڑکر ہلانے کا قصد کیا ...

ہاتھ ڈالا وہ اسطور سے اسکے ہاتھ مین آگیا کہ جیسے کوئی چیز کہ آگ مین جلا دو اور وہ جلکر اسی طور رہے
قایم رہے بسبب اسکے کہ اُسکو حرکت نہین دی ہو اپنے اصلی حیثیت پر جہان اسکو ذرا سا حرکت دی جلو
وہ مٹ گئے اسطور سے واقعہ گذرا جیسے اسنے پانون پر ہاتھ رکھا وہ راکھ ہوکر رہگیا پھر اسکو حیرت ہوئی
اسنے مرکب کی گردن پر ہاتھ رکھا وہ بھی راکھ ہو گیا خلاصہ یہ کہ اسنے جس مقام پر ہاتھ رکھا وہ
راکھ ہوگیا پس اسنے اسکے پاس سے ہٹ کر دوسرے کو دیکھا اسکی بھی یہی حالت ہوئی کہ وہ راکھ
ہوکر رہگیا اُسی طور سے راکھ کا ڈھیر تھا جیسے اور سب تھے بس اب اسنے جسقدر اس صورت سے
کھڑے تھے سب کو جا جا کر دیکھا دیکھا تو اُسی طور سے پایا سب اسکے ہاتھ لگانے سے راکھ ہوگئے
اسکا سبب یہ تھا کہ کل گوشت وپوست واستخوان جلکر راکھ ہوگئے راکب ومرکب دونون کے وہ
جو دھوان نکلتا تھا وہ ان سب چیزون کے جلنے کا تھا چونکہ سر سے جلے تھے اور یہ بھی منظور رہتا
کہ کچھ مذاق بھی ہو اس سبب سے اسی طور سے قایم رہے جو مذاق منظور تھا وہ پورا ہوا وہ
چوبدار وہان سے حیرت زدہ ہوکر واپس چلا طوبار شاہ وغیرہ نے جو یہ حالت دیکھی ایک قہقہہ
لگایا اور پکار کر کہا کہ کیسے یہ خدا ہین کہ جنکو یہ نہین معلوم کہ یہ سب راکھ ہین چوبدار کو انکے لینے
کے لیے روانہ کیا ذرا آنکھ کھولکر دیکھیو کہ وہ کیا ہے سے چوبدار خالی واپس آیا ہی جو طوبار شاہ
وغیرہ نے کہا ارزنگ وغیرہ کو اور خفت ہوئی ... کہ وہ چوبدار آکر پہونچا اُسنے سب حال بیان کیا
اب جو سر اُٹھاکر دیکھا تو وہ سب کے سب راکھ ہوگئے تھے انکی راکھ کے انبار تھے بہت خفیف
ہوئے اُسی حالت خفت مین حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے چونکہ شام ہوگئی تھی طبل باز پر چوب پڑی
لشکر طوبار شاہ مین بھی چوب پڑی دونون لشکر واپس ہوئے طرف فرودگاہ کے اور فرودگاہ پہ
پہونچکر کچھ دیر مین آسودہ ہوئے بادشاہ لباس تبدیل کرکے بارگاہ مین آئے دربار آراستہ
ہوا طوبار شاہ وغیرہ خوش ہوگئے تھے وہان ناچ ورنگ ہونے لگا ارزنگ وچنگیز نے بھی
دربار آراستہ کیا یہ لوگ مغموم تھے ناچ وغیرہ کا حکم نہین دیا سب متفکر ومتردد سر جھکائے
ہوئے بیٹھے تھے یہان اپنی بارگاہ مین طوبار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ یہ کچھ نہ کھلا کہ یہ
لوگ کیونکر جلے کیونکہ جب خداوند زمین پر تشریف لائے ہین اور کل لشکر یا خداوند کہکر سجدے
کو خم ہوگیا اب جو سر اٹھاکر دیکھا تو سب کو جلتا پایا سرشار شاہ نے جواب دیا کہ آج خداوند کو
بڑا غصہ تھا تمنے فرمایا دیکھی تو خوب ہلاک کر گئی تھی لیکن اگر اُس صف مین لاکھ آدمی بھی ہوتے تو سب
جل جاتے اور انہی سب کی جانین منصور نے لین نہ وہ بھاگتا نہ یہ سب جلتے طوبار شاہ نے کہا خوب
ہوا یہ کہکر ناچ دیکھنے لگا یہ تو یہان ناچ ورنگ مین مصروف ہین وہان چنگیز وارزنگ مغموم
بیٹھے ہین ... نے کہا کہ اب اسکی تدبیر کوئی کیجائے کہانتک لشکر کو تباہ کرایا جائیگا آج اُسنے
ایک صف جلا دی کل دو دو صفین جلا دیگا پرسون سب کو جلاکر خاک کر دیگا یہان تدبیر ہوا
کر رہی ایسے ایسے ساحر ہین کہ جنہون نے خدائی کا بندوبست کیا اپنے کو پہلونشین سامری وجمشید
کہتے ہین اور پھر کوئی تدبیر نہین کرسکتے ہین ارزنگ نے جواب دیا کہ مین نے تمہارے سامنے
استادون سے کہا تھا اُنہون نے جواب دیا تھا کہ آج ہمارا دن نہین ہے چنگیز اسکا بندوبست کرین
مین نے چنگیز سے کہا انہون نے اُس وقت میدان مین مجھکو جواب دیا کہ کل کی بھی میدان داری
ہمارے ذمے ہے ہم ہین اسکا بندوبست کرینگے لیکن کل بندوبست ہو جائیگا خوف وتردد اُٹھا رکھیں

امر کا ہو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ ہر مقام پر اپنا کام کر سکتا ہی یہ کہکر چہرنگ سے کہا کہ کیون کل بھی تمھارے
سردار مقابلہ کرینگے چہرنگ نے کہا کہ مین اسکا جواب کل صبح کو بوقت میدان مین جانے کے دونگا یقین
ہو کہ کل میرے ہی سردار مقابلہ کرین اور اس آفتاب کا خاتمہ ہو جاے سمنگان نے کہا کہ یہ کیسی
بات ہی انھین تو ضرور ابی ہی کہ ہم تو اس بھروسہ پہ رہین کہ کل آپ کے سردار مقابلہ کرینگے ہم کوئی
بند و بست نہ کرین اور آپ صبح کو یہ جواب دین کہ آج آپ کے سردار مقابلہ کرین کل سرا
دن ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے یہ تو کچھ نہ ہوا ایک بات پختہ ہو کر فرمایئے چہرنگ نے کہا کہ
خیر وہ تدبیر ہی سے سردار مقابلہ کرینگے آپ لوگ کچھ بند و بست نہ کرین پس یہ کلام سنتے ارژنگ نے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً کوس حربی بجایا گیا لشکر ارژنگ و چہرنگ مین طبل جنگ سپید رنگ
بجنے لگا سب سردار اپنا اپنا بند و بست کرنے لگے آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے ادھر ہرکارہ
خبر نواخت طبل جنگ لیکر خدمت طوبار شاہ مین حاضر ہوے مجرا گاہ پہ سے مجرا بجا لاے عرض کیا کہ
لشکر چہرنگ سے سردار مقابلہ کرین گے طوبار شاہ نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے فوراً
یہان بھی طبل جنگ سپید رنگ بجا صداے نقارہ فضاے ارض و سما مین گونجی شور نقارہ آواز
آمد برون ہو کر دو لشکر دو لشکر گردون دون ہو یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا پس طوبار شاہ
نے دربار برخاست کیا اس خیال سے کہ دن بھر کے لوگ تھکے ہوے ہین اور کل پھر میدان داری
ہی لہذا کچھ دیر تو راحت پالین ادھر چہرنگ و ارژنگ نے بھی دربار برخاست کیا سو ہرے سے
اسی خیال سے ارژنگ اپنے خیمۂ خاص مین جا کر خیال معشوقہ مین مبتلا ہوا اور اشعار عاشقانہ
پڑھ رہا ہی تصویر خیالی نظر پاسے حسینون کی پیش نگاہ ہی دل سے باتین کر رہا ہی اسکی تو یہ حالت ہی چہرنگ
جو اپنے خیمے مین گیا تو شمشو جادو جو اپنی معشوقہ و جمجمو جادو جو اپنی ماں سے سب حال بیان کیا اور یہ
کہا کہ آج یہ واقعہ گذرا ہی مین نے تمہین لوگون اور مخمور جادو وغیرہ کے بھروسے پہ اقرار کر لیا ہی کہ کل یہ
بلا دفع ہو جائیگی اب لوگ اطمینان رکھین پس کوئی تدبیر تو کرو شمشو نے جواب دیا کہ مین مخمور کے
پاس جاتی ہون اس سے کہتی ہون دیکھون وہ کیا جواب دیتا ہی یہ کہکر جمجمو سے کہا کہ آؤ ہم چلین
دونون اسی وقت سحر کرکے اس ابر سوسنی کی طرف پروانہ ہوئین قریب اسکے پہونچکر دستک دی فوراً
ایک آواز آئی کہ کون ہی انھون نے کہا کہ ہم ہین شمشو و جمجمو پس یہ سنتا تھا کہ ابر شق ہوا اور دروازہ
پیدا ہوا یہ دونون اس دروازے سے داخل ابر ہوئین دیکھا کہ مخمور جادو و چہرو جادو اور
فاشا جادو بیٹھے ہوے سحر کر رہے ہین شمشو و جمجمو نے مخمور کو سلام کیا اسنے جواب سلام دیکر
اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ یہ دونون بیٹھ گئین کہ ملکہ الصرام بھی اپنے مقام پر سے آئی وہ بھی آکر بیٹھی
مخمور نے اسم سحر پڑھکر تمام کیا ان دونون کی مزاج پرسی کی اور کہا کہ اس وقت آنے کا کیا سبب
ہی شمشو نے کہا کہ آپ کو دیکھا نہ تھا دوسرے اپنے آفتاب پرستون نے بڑا اندھیر کر رکھا ہی آجکا
واقعہ آپ نے دیکھا سب حال آپ پر ظاہر ہی اب کہانتک انتظار کیا جاے چہرنگ ان کے
بھروسے پر وعدہ کر آیا ہی کہ کل مین پھر مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو دفع کرونگا آپ نے کوئی تدبیر
کی ہی مخمور نے کہا کہ جب ارژنگ نے اردو سے کہا کہ آمنا کوئی تدبیر کیجیے اور اژدر نے
جواب دیا کہ مین آج تدارک نہین کر سکتا ہون کل کرونگا آج چہرنگ اپنے مددگار سے اسکا
بند و بست کرائین چہرنگ سے ارژنگ نے کہا وہ حیران ہوا کہ مین ہی نے تو خبر دی کہ تو اقرار

کرے کہ کل پھر میرے سردار مقابلہ کرینگے اور اسکا بند و بست ہو جائیگا پس اُسنے میرے کہنے سے
اقرار کیا میں اسوقت سے اسی فکر میں مصروف ہوں اور ہر کام کر چکا ہوں پس اب تم جاؤ
اور چھتر رنگ کو مطمئن کرو کہ وہ پریشان نہ ہو کل سب بند و بست ہو جائیگا یا ہمیں نہیں یا آفتاب
جادو نہیں دراصل اُسنے بہت سر اُٹھایا ہی میری راے یہ ہی کہ کل پہلے تم میں سے ایک جاکے
مقابلہ کرے شاید تمہارے ہی ہاتھ سے یہ فتح حاصل ہو چھرود نے کہا کہ آپکے [illegible] کی
کوئی ضرورت نہیں میرا خود قصد یہی ہی کہ میں مقابلہ کرون میرے بعد تم دو مقابلہ کرو لیکن اس عرصے میں
آپ کل بند و بست کر لیجیے گا محرودھم نے کہا میرا ابھی یہی مطلب ہی یہ کہکر اُن دونون کو محرودھم نے
رخصت کیا اور خود سحر تیار کرنے لگا اُنکا حال پھر ظاہر ہوگا جو وقت مقابلہ ہو دونون اُس ابر سکوسی
رنگ سے نکلکر خوشی خوشی اپنے خیمہ میں آئین یہاں چھتر رنگ منتظر بیٹھا تھا کہ دیکھیے کیا جواب
آتا ہی کہ یشمود نے چھرود نے آکر سب حال چھتر رنگ سے بیان کیا جو تقریر باہم ہوئی تھی اور کہا
کہ تم اطمینان رکھو اسکا بند و بست ہو جائیگا کل پہلے تمہاری والدہ مقابلہ کرینگی اگر وہ غالب آئین
تو خیر ورنہ میں مقابلہ کرونگی اگر میں بھی غالب نہ آئی تو پھر محرودھم جادو مع اپنے شاگردون اور مالک
الانتقام جادو کے مقابلہ کرینگے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہی انھون نے سب بند و بست کر لیا ہی
اور ہم بھی اپنی فکر کر چکے ہیں یہ کہکر چھرود اپنے خیمے میں آئی اور شداد شاہ کو اس خیال سے طلب
کیا کہ کل بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہی جو کہ اپنا کامل طور سے بند و بست کر چکا ہی جسکے مقابلے
سے اندر جادو و محرودھم جادو پہلو تہی کرتے ہیں ایک دوسرے کا سہارا ڈھونڈھتا ہی پس کیا
معلوم کہ انجام کیا ہو جنگ کا سردار شاید میں قتل ہو جاؤن تو حسرت رہجاے بہتر ہی کہ اپنے
معشوق کو بلاکر اس سے آخری وصل تو حاصل کر لون اس سے میں نے بڑی راحت پائی خوب
میری آتش بیقراری کو شداد نے اپنی آپ مردی سے فرو کیا ایسا مرد کوئی مجھکو نہیں ملا میں نے
ہزارون مرد دیکھے مگر جیسا یہ شداد ہی کسی کو بھی نہیں پایا گیا کوئی شداد کی برابری کر سکتا ہی چین
دل کو چین دیتا ہی قلب کو قوت دیتا ہی آنکھون کو بصارت دیتا ہی دل کو راحت دیتا ہی پس یہ
خیال اپنے دل میں کرکے شداد کو طلب کیا اور خود مقام خلوت میں جاکر بیٹھی شداد بموجب طلب
چھرود کے اسکے خیمے میں آیا خواصون سے پوچھا کہ ملکہ عالم کہان ہیں مجھکو کیون طلب کیا ہی میں موجود
ہون یہ سنکر خواصون نے کہا کہ ملکہ خلوت خانے میں ہیں آپ کو یہ سنکر اسکو خوشی ہوئی چہرہ
فرط خوشی سے لعل ہو گیا کیونکہ مدت سے اسکو قربت نہیں ہوئی تھی ترس رہا تھا پس سمجھ گیا کہ ملکہ
کو خواہش ہوئی ہی ہمبستری کو طلب کیا ہی یہ کہتا ہوا چلا کہ اس فراموش شدہ کو کیون طلب کیا
ہی اسوقت کس واسطے یاد فرمایا ہی یہ کہتا ہوا پردہ اُٹھاکر خلوت خانے میں داخل ہوا اور ویسے ہی
چھرود نے شداد کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی عالم بیخودی میں خود بوسے لینے لگی ابتو شداد بھی بالکل
آپے سے باہر ہو گیا بیقراری وصل سے آنکھون میں ڈورے پڑ گئے شداد نے بھی اپنے
دست گستاخ کو دراز کیا سینے پہ ہاتھ رکھکر آہین سرد بھرنے لگا اور یہ مصرع پڑھنے لگا ؎
دکھلا کے ناکسون کو شریفون کا جی جلا دونون نے اپنی حسرت دل کو پورا کیا چھرود نے کہا کہ
اے آرام دل عاشقان تم تو مجھکو بھول گئے ہم بستر پر تنہا پڑے ہوے تڑپا کرتے تھے اور تمکو کچھ
خیال نہ تھا لو آج آخری حسرت نکال لو نہ معلوم کل کیا ہو کیونکہ کل آفتاب جادو سے مقابلہ ہی

مقابلہ کو مین نکلا تو خدا کو شکنگان نے چہتر تنگ سے کہا کہ فرمایئے آپ سے کیا ہو وا ہی مقابلہ کو نکلے یا کہ
خداوند کے چہتر تنگ نے جواب دیا کہ نہین ہم سے لشکر سردار مقابلہ کو نکلینگے شکنگان نے کہا کہ تم
کسی کو میدان مین روانہ فرمایئے پس یہ جو شکنگان نے کہا چہتر تنگ نے اپنے عیار سے کہا کہ پکار کر کہدو
کہ کوئی پہلوان واسطے میدان مین مقابلے کو نہ جاوے آج حوران جنت جو میرے ہمراہ ہین وہ ہی
آفتاب پرستون سے مقابلہ کرینگی اسکے بعد مین اپنا غضب ان سب پر نازل کرونگا کہ اس امر سے
شکنگان پر خدا پرستی ظاہر ہوگی وہ مقابلہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے آج مجھکو غیظ آگیا ہی پس اس
عیار نے حسب حکم چہتر تنگ سب اہل لشکر کو آگاہ کر دیا جب یہ امر ہو چکا اسوقت چہتر تنگ نے
جمود کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہان لینا ان سب کو یہ سنتا تھا کہ اسنے دستک دی جیسے دستک
دی ویسے فرشتے کی صدا آئی سب نے دیکھا کہ ایک طاؤس زرین کسا ہوا اڑکر برابر تخت کے
آیا پس جیسے ہی طاؤس برابر تخت کے آیا فوراً جمود جست کر کے اس طاؤس پر سوار ہوئی اور روبرو
ارزنگ و چہتر تنگ کے آئی چہتر تنگ نے کہا کہ اے حور جنت جا تجھکو مین نے اپنے بھائی صاحب کے
بقدرت کے سپرد کیا اس آسمان اور آفتاب کو جو کہ اس آسمان سے ظاہر ہوتا ہو مٹا دے پس یہ
سنتا تھا کہ جمود نے سلام کیا اور طاؤس کو اڑا کر چلی اور پکار کر کہا کہ اے آفتاب پرستون تم ٹھہرے
رہیو مین اس آسمان کو مٹاتی ہون تو پھر تم سب کو قتل کرونگی اسکی اس تقریر پر سب آفتاب پرستون
مین ایک قہقہہ بلند ہوا ان سب نے پکار کر کہا کہ ضرور ایسا کرنا لازم ہی تو بڑی بہادر ہی یہ سنتے ہی
طاؤس کو اڑاتے ہوئے چلی جاتی تھی یہانتک کہ قریب اس آسمان کے پہونچی اسنے طاؤس کو روکا
دونون لشکرون کی نگاہ لڑی ہوئی ہی کہ دیکھئے یہ کیا کرتی ہی سب اسی طرف متوجہ ہین جیسے اسنے
طاؤس کو روکا اس آسمان سے ایک قہقہہ کی صدا آئی کہ سب نے قہقہہ مارا اور یہ آواز آئی کہ او
جمود جادو کیون قضا آئی ہی کیا تو کوئی کارخانہ سحر کا سمجھی ہی کہ جو سامان سحر لیکر یہ آئی ہی چہو
آسمان کو مٹانے آئی ہی پھر بنا دی ہی بہت بلند پرواز پر ان کرنے لگی ہی مین بھی کوئی مثل سحر و ہم
کے ساحر ہون کہ مین نے اپنے سحر کے زور سے یہ جہین کو ساحر بنایا ہی وہ فرزند خداوند آفتاب ہی
اور مین برحق خدا ہون مین نے مثل سحر و ہم کے سحر سے کوئی کام نہین لیا ہی یہان سحر کا بالکل دخل
نہین ہی جیسے کہ سحر و ہم سحر سے چہتر تنگ کو خدا بنا کر لایا یہان ارزنگ کا جو دیا تو پڑا اسکا شریک ہوگیا
یہان وہ کارخانہ نہیں ہی بقول کسے مصرعہ دیکھے ہین ایسے خواب پریشان ہزارہا پس تو جو طاؤس
سحر پر سوار ہوکر میرے مقابلے کو آئی ہی تو نے زمین پر کیا کام کیا جو یہان آئی جا اپنے عاشق کے
ساتھ رہ وہ اہم کر جیسے عشق مجھکو ان کا مدن سے کیا غرض تجھکو روسیاہی سے مطلب یا مقابلے
سے اور تیرا مقابلہ تو تیرا عاشق خود کریگا اے کمبخت تو کیون اپنے کو خراب کرتی ہی اگر مر گئی
تو پھر کون شخص اسکے ہمراہ روسیاہی کریگا اور کون اسکو راحت دیگا وہ بہت پریشان ہوگا سبب
کیون اپنی جوانی برباد کرتی ہی جیسے جب زمین پر کچھ نہ ہوسکا تو تو یہان کیا کریگی بقول شاعر شعر
تجھکو اے زمین ازلکہ ساختی ہلاکت کہ بر آسمان نیز پرداختی ۔ دیکھ تیری راحت مین فرق آجائیگا وہان
کوئی ایسا مرد جو شکا جو رات بھر روسیاہی مین مصروف رہے وہ مقام ان باتون سے
پاک ہی وہاں کون تیری آگ کو سرد کریگا وہ مقام اس لایق نہین ہی کیون اپنی لذت مین فرق
لاتی ہی آ پس تجھکو اختیار ہی مین نے سمجھا دیا یہ جو صدا آئی اول تو سب نے سنی لشکر طومار کے

لوگ تو ہنسنے لگے شہداد شاہ کو بڑی غفت ہوئی کہ میری معشوقہ کی شان میں ایسے کلمے کہے گئے لیکن
جمہود کو بہت غصہ آیا اور برہم ہو کر کہا کہ کیا پوشیدہ بیٹھا ہے اور بیہودہ تقریر کر رہا ہے سامنے آ کے
مقابلہ کر جب میں جانوں ایسے کارخانے بہت سے میں نے بنا ڈالے ہیں یہ دھمکیاں اور کسی کو تو دینا
میں ایسی دھمکیوں میں نہیں آنے والی ہوں بڑی پکی ہوں جو خام ہوں انکو ایسی باتیں پڑھا میں خوب
واقف ہوں کہ تو آفتاب جادو ہے تو نہیں اپنی معشوقہ کے ساتھ کر رسیاہ کرتا ہے جو مجھکو طعنہ دیتا ہے اس
فعل سے کون خالی ہے جب میں جانوں کہ تو بڑا مرد ہے کہ سامنے آ کر مقابلہ کر یہ کیا کہ پردے میں بیٹھے ہوئے
ہیں اور مقابلہ کر رہے ہیں یہ مردوں کا کام نہیں ہے سامنے آ کر مقابلہ کر تو حال اس سحر کا اور ساحری کا
معلوم ہو تو نے شاید یہ مثل نہیں سنی میری زبانی سن لے کسیکا قول ہے کہ جبتک اونٹ پہاڑ کے نیچے
نہیں آتا ہے بہت بلبلایا کرتا ہے کہ مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے جہاں آیا تب اسکو حال معلوم ہوتا ہے وہی نقشہ
تیرا ہے کہ یہاں کوئی ساحر نہ تھا سب بے خبر ساحر تھے انکو تو نے سحر سے چند عجائبات دکھا کے وہ سمجھے کہ حضور
یہ خداوند ہیں وہ سب تیرے اوپر ایمان لائے تو نے اپنا بند و بست کر لیا ہم اسوقت جانتے کہ جب
ساحر ہوتا اور تو یہ بند و بست کر لیتا بیشک تو سچا تھا لیکن ابھی میں خبر ہے کہ رو برو آ کر مقابلہ کر
ورنہ میں آج اس سب کارخانہ سحر کو مٹا دونگی بیکار کی تجھکو خفت ہوگی یہ جو جمہود نے کہا پھر قہقہہ
کی آواز آئی اور صدا آئی کہ تو میرے جمال کی تاب نہ لاسکے گی جو مجھکو روبرو بلاتی ہے مثل ان سب کے
بلکہ خاک ہو جائیگی وہ جو بہت بڑے ساحر زبردست ہیں میان محرومی وہ تو میرا کچھ کر نہیں سکتے
ہیں تو کیا ہے تو جا اور انکو بھیج دے کہ وہ آ کر اس آسمان کو مٹا دیں جمہود نے کہا کہ جب انکی لونڈیاں
اس کام کے کرنے کو موجود ہیں تو انکو کیا ضرورت ہے جو وہ ایسے ویسے سے مقابلہ کریں میں ہی
کافی ہوں آواز آئی کہ تو مٹا دیگی اسنے کہا کہ ہاں آواز آئی کہ تو میرا جلوہ دیکھے گی اسنے کہا کہ ہاں
تیرا کیسا جلوہ دیکھونگی آواز آئی کہ جلجائیگی جو اسے پایا کہ دیکھا نہیں ہے آواز آئی کہ ہم تو ابھی نہ نکلینگے اس سبب سے کہ تو
ہمارے نور جمال کی گرمی سے جلجائیگی تیرے دل کی حسرت دل ہی میں رہجائیگی پہلے تو اپنی
حسرت نکال لے اس آسمان کو مٹا لے پھر تو ہم خود ہی ظاہر ہونگے کہ لا انہ خود نکلنے کی ضرورت
نہ ہوگی لو اور سنو کہ کارخانہ خدائی کو سحر سے مٹانے آئی ہے اپنا حربہ کر یہ جو اسنے سنا کہا کہ تو یوں نہ
کیوں باہر آنے لگا جبتک ذلت نہ اٹھائیگا سچ کہا ہے کسی نے کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے
ہیں تو اسکے پر نکلتے ہیں اور جب انسان کی قضا آتی ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ مجھ سے بڑھکر کوئی نہیں ہے
لے اب اس آسمان کو پہچان لے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج چھوٹا سا اپنے
جوڑے سے نکالا اسپر کچھ قلم سے خط بنائے زبان میں نشتر دیا خون لیکر اسپر ٹپکے وہ چپکے لیں پھر
پڑھ پڑھ کر اس نارنج کو طرف آسمان کے پھینکا وہ قہقہہ کرتا ہوا چلا اسکا عالم یہ تھا کہ اس سے شعلے
نکلتے رہتے تھے اور سب ایک مقام پر جمع ہوتے تھے بالا ہوا ادھر نارنج چلا ادھر اسنے
جلدی سے اپنی ران میں کارد سے زخم ڈالا اور خون لیکر اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس نارنج کی طرف
پھینکا جیسے ہی وہ نارنج قریب آسمان ہوا پھر قہقہہ کی صدا آئی اور آواز آئی کہ تو اپنا حربہ کر چکی
خدا سے ڈر چکی دیکھ ہمارے قدرت کو کہ کیسی بڑی قدرت اور شان ہے تو تو اپنا حربہ کر چکی اور اپنی
حسرت نکال چکی واقعی تو نے بہت بڑا کمال کیا کہ خدا پر حربہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ تو نمرود کی قوم سے
ہے اسنے بھی تو خدا سے مقابلہ کرنے کا دعوی کیا تھا اور تیر مارا تھا وہ تیرا کوئی خیر رنگ ہوگا تو نے بھی

اسکی پیروی کی اور جو تیرا کمال کا سحر تھا وہ کیا واقعی مین اصلی خدا نہ ہوتا اور زمین خدا سے برحق نہ ہوتا
مثل تیرے خیال کے ہوتے سب کارخانہ درست کیا ہوتا تو ضرور تو نے مٹا دیا تھا کیون نہ ہو
ساحرہ زبردست ہی مگر سانچ کو آنچ کیا ہی خیال تو کر کہ تو نے نارنج پھینکا تھا یا گل صد برگ اب جو
جمہور نے دیکھا تو دراصل وہ نارنج نہین ہی بلکہ گل صد برگ ہی اسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ گل
اسکے پاس آیا اسنے ہاتھ مین لے لیا جمہور پر کیا ستم سب نے دیکھا کہ پہلے نارنج تھا اب گیندے کا
پھول ہو گیا پہلے سخنگان نے بہت تعریف کی تھی مگر یہ حال دیکھکر منہ بنا لیا اور کہا کہ آپ کی کچھ خبر
نہین ہی مجھکو انجام برا معلوم ہوتا ہی چیزنگ نے گھور کر دیکھا سخنگان نے سر جھکا لیا اس واقعہ
سے جمہور کو خفت بہت ہوئی کہ پھر آخر سامنے دو دریا سے لشکر کے رد ہو گیا آسمان سے صدا
آئی کہ خفیف نہ ہو اور کوئی حربہ کر یہ کوئی خفت کی بات نہین ہی اسنے جھلا کر اور خون پیشانی مین
نشتر دیکر جلد مین لیکر کچھ پڑھکر دم کیا اور ان شعلون پر مارا جو کہ بالا سے ہوا اس نارنج سے نکلکر
قایم ہوے تھے جیسے خون انپر پڑا وہ ایک مرتبہ بھڑک کر جلے اسنے کہا کہ ہان جلا دو اس آسمان
کو بڑی تیزی سے جلے جیسے قریب پہونچے گل یاسمن ہو کر رہ گئے اور زمین پر گر پڑے صدا آئی کہ
کیا پھول بار بار ادھر پھینکتی ہی یہان کوئی فرشتہ ایسا نہین ہی جو تیرے ان اشارون سے تیرا
اور پر عاشق ہو کوئی حربہ عمدہ کر کہ سب لوگ جانین کہ تو بہت بڑی ساحرہ ہی اسکو اور خفت
ہوئی ابکی مرتبہ اسنے اس گل صد برگ کو جو کہ نارنج کا بنا ہوا تھا اپنی پیشانی کے خون سے
رنگین کر کے اور اسم سحر دم کر کے بہت تیزی سے اچھالا اور کہا کہ تو ہی جا کر جلا دے اور
اپنے طاؤس کو کوڑا کیا کہ وہ بھی بلند ہو کر چلا اسنے سحر کرنا شروع کیا اور زور زیادہ دیا آواز
آئی کیون زیادہ زحمت کرتی ہی اور بڑبڑاتی ہی سب نے دیکھا کہ اس آسمان سے ایک انگشت
ظاہر ہوئی جیسے ہی وہ پھول قریب پہونچا اس انگشت نے اشارہ کیا کہ اسکی پتی پتی جدا ہو گئی
اور ستارہ بنکر طرف زمین کے چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ چنگاری آگ کی ہی کہ جلتی ہوئی چلی آتی
ہی آتے ہی لشکر چیزنگ کی ایک صف پر گری [illegible] وہ چنگاری پڑی اسکو جلا دیا قریب
دو سو آدمی کے جلکر خاک ہوے آواز آئی کہ دیکھی تو نے ہماری قدرت تیرے ہی حربے
سے ہمنے تیرے لشکر کو تباہ کیا ادھر لشکر مین غل ہوا کہ بلکہ ایسا سحر نہ کرو کہ جو کہ ہمکو ہلاک کرے
واہ کیا خوب مقابلہ کیا اپنے ہی لشکر کے لوگون کو ہلاک کیا اسکو اور خفت ہوئی ابکی برہم ہو کر
اسنے کہا کہ یہ کیا نامردی ہی کہ سامنے آکر مقابلہ نہین کرتا ہی اگر بڑا مرد ہی تو سامنے آکر مقابلہ کر کیونکہ
تو مین عورت ہی جوانمرد ہون یہ جو اسنے کہا جواب ملا کہ تو کبھی [illegible] بلایا ہی ابھی مین آتا ہون اور
دیکھتا ہون کیونکر میرے جمال کی تاب لاتی ہی معلوم ہوا [illegible] ہوشیار رہو خیال اور
تو اپنے ارمان بھی نکال چکی ہی اب کوئی حسرت باقی نہین [illegible] جمہور نے جب یہ سنا اور
سب حاضرین میدان نے بھی [illegible] ہاتھ [illegible] کارد نکالی اسکو اپنے
خون سے رنگین کیا اور اپنے دل مین خیال کیا [illegible] آسمان سے نکلی ویسے کارد کو لیکر
مار دون پس کارد کو لیکر [illegible] آسمان کو حرکت ہوئی کہ
جیسے یہ واقعہ سخنگان نے دیکھا [illegible] چیزنگ سے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھیے
جمہور پر اب اسکا بچنا محال ہی کوئی دم مین [illegible] اسکی جان گئی شد آو

کی راحت مین خلل آیا امیر شداد ہاے معشوقہ کہکر روئی اور اسپا کہکے ہمراہ روسیاہ کیا کرونگی کون تمکو
اپنے وصل سے کامیاب کریگا کس سے مزے دنیا کے اٹھاؤنگی وہ جا لی ہین ادھر آفتاب ظاہر ہوا
اور اسکا عکس پڑا وہ جلین ارژنگ وچیتر نگ نے کہا کہ کیون ببکا ہی کو فال بد منہ سے نکالتا ہی
وہ سن لیگی تو برا مانیگی سختگان نے کہا کہ فال بد کیسی دیکھ لینا جو مین کہتا ہون وہ ہوگا تین حرف
سے ایک بھی تو کارگر نہ ہوا قریب تک تو پہونچا نہین چیتر نگ نے کہا کہ تیری بلا سے یہان تو یہ
گفتگو ہو رہی ہی ادھر آسمان شق ہوا اور ایک مرتبہ آفتاب ظاہر ہوا ناظرین کو خیال رہے
جب یہ آفتاب آسمان سے نکلتا ہی تو آفتاب اصلی غائب ہو جاتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ آفتاب جادو
اپنے سحر کا لکہ اسمیں قایم کر دیتا ہی اس خیال سے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ جیسے خداوند ہین کہ ایک تو نکلتے
ہوے ہین دوسرے اور نکلے لوگون کو شک نہ ہوا اور جہان پوشیدہ ہوا اور آفتاب نکل آتا ہی
پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہی ہر ایک یہ کہ خداوند پہلے اس آسمان پر سے اس آسمان پر آتے
ہین یہان سے ظاہر ہوتے ہین اس سے کسی کو کچھ شک بھی نہین ہوتا سبب اسی آفتاب کو جاتے
ہین پس جیسے آفتاب ظاہر ہوا اس آسمان سے جمشید نے وہ کارد اس آفتاب پر ماری جیسے کارد
قریب پہونچی ایک شعلہ نکلا کہ وہ کارد مثل ہیزم کے جل گئی آواز آئی کہ دیکھا تو نے جننے کارد آتی
کو جلا دیا سنبہلے خبردار ہو جا میری طرف رخ کر میرا جمال دیکھ بہت کہتی تھی کہ سامنے آؤ سامنے آؤ
پس جیسے یہ صدا آئی جمشید نے اپنا منھ اس آفتاب کی طرف کیا کیونکہ اسنے کارد مارکر منھ پھیر لیا تھا
جیسے منھ پھیرا اور عکس آفتاب کا اسپر پڑا اسنے اپنے اوپر سحر دم کرکے منھ پھیرا تھا مگر جیسے عکس
پڑا اسکی قوت بالکل زائل ہوگئی حس و حرکت جاتی رہی بت ہوکر رہگئی اب اسقدر بھی طاقت
نہ رہی کہ حرکت کرسکے ادھر سختگان نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون لو ملکہ جمشید تو ہاتھ سے گئین
ادھر عکس جو پڑا جمشید کو بالکل سحر فراموش تھا اور اسی طور سے دھواں نکلنا شروع ہوا ایک
چند ساعت دھواں نکلا تھا کہ ایک شعلہ اسکے اس مقام سے نکلا کہ جو کہ شداد کے تصرف مین تمام
رات رہا تھا اور ہمیشہ رہتا تھا اسنے اس طاوس کو بھی جلایا اور اسکو بھی جیسے وہ جلنے لگی ویسے
آفتاب ایک بارگی کڑک کر زمین پر گرا اور غرق زمین ہوکر دوسرے مقام پر ظاہر ہوا اور بلند ہوکر
اس آسمان مین پنہان ہوگیا اسکا پنہان ہونا تھا کہ آسمان اصلی پر آفتاب اصلی نکل آیا اور اس
آفتاب کی چمک کی کرن سے ایک چکا چوندھی دونوں لشکروں کے لوگون کی نگاہون مین ہوگئی
تھی اور طوطا بادشاہ وغیرہ تو سجدے کو خم ہوگئے طوطا بادشاہ وغیرہ نے سر اٹھا کر اور اہل لشکر
چیتر نگ وارژنگ نے آنکھین ملکر جو دیکھا تو اس آفتاب کو پوشیدہ پایا اور آفتاب جو کہ بالا سے
آسمان نکلا ہوا تھا اسکو ظاہر پایا اور جمشید کو دیکھا کہ جلتی ہوئی طرف زمین کے آتی ہی زمین تک
آتے آتے جلکر خاک ہوگئی تو زمین پر جو گری تو رد کہ بھی آواز آئی افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب
خود نرسیدیم مارا جوان قہار کہ نام میرا جمشید جادو تھا یہ سنتے ہی شداد نے تو اپنا سر پیٹ لیا اور
چیتر نگ کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین منھ سے نکلا کہ ہاے والدہ ماجدہ سختگان نے کہا کہ ہمکو تو
پہلے سے یقین ہو گیا تھا مگر تمھاری دلیلہ جو یہ حالت دیکھی اور جمشید کے مرنے کی صدا سنی تاب نہ رہی خون
عزیزی نے جوش مارا ہاے بیٹی کہکر اپنا گریبان چاک کیا اور اسی حالت بیقراری مین دستک دی
کہ ایک جنبش پیدا ہوا یہ اسپر تخت پر سے جست کرکے سوار ہوئی اور پلٹ کر جو سحر کیا تو تخت چلنے لگا

اور حالت غیظ مین بیقرار ہوکر چلی از زنگ و چترنگ سے اجازت بھی نہ لی بلکہ اپنے معشوق سے
بھی نہ ملی سخنگان نے جو اُسکو اسطور سے دیکھا جاتے ہوے پکار کر کہا کہ آپ بھی ہمسے جدا ہوتی ہین
اور کہان جاتی ہین ابھی تو جمشید کے غم سے فراغت نہین ہوئی ہو کہ آپ تشریف لے چلین اپنے غم سے
بچائیے گا اپنے ماتم مین نہ رُلایئے گا ورنہ بڑا غضب ہوگا ایسی جلدی نہ فرمائیے ہم سب سے مل تو جایئے
کیونکہ یہ امید کرنا کہ وہان جاکر کوئی واپس آئے بالکل بیکار ہو جو جائیگا وہ مارا جائیگا بی جمشید نے
کو لنا و تیغ انتظار رکھا مگر کچھ نہ ہوا آپ بھی جاکر خفیف ہونگی انجام یہ ہوگا کہ مفت مین جان برباد ہوگی
کیون اپنی جوانی کو تلف کرتی ہو ابھی کیا ثمر باغ جوانی سے پایا ہوگا مین جانتا ہون کہ کوئی دس
برس کا سن ہوگا کو دنیا کے کل مزون سے واقف ہو چکی ہوگی مجھکو خوب معلوم ہو کہ تم معشوقہ ہو
ہمارے خداوند کے بھائی کی خداوند چترنگ کی تمنے خوب خوب انکو مزے دکھائے ہین وہ تمکو پیار
کرتے ہین ہر روز نور خداوندی تمھارے شکم مین اپنے آلے سے اُتارتے ہین اسی سبب سے تو تمھارا
حسن چمکتا جاتا ہو کیون خداوند کو اپنا داغ دیتی ہو اب کون نور شکم مین اُتارا جائے گا ارے بچاؤ
جو ہونا تھا وہ ہوگیا سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہ حاصل ہوگا تمشود نے اُسکی کچھ بھی نہ سُنی
خاموش جوش الم مین ہنس اُڑاتے ہوے چلی گئی سخنگان کی اس تقریر سے سب ہنس پڑے گو
چترنگ کو رنج تھا مگر اُسکے بھی دانت نکل آئے سخنگان سے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو وہ بات کر جو
سب کو اچھی معلوم ہو ابھی وہ پہونچی نہین تو نے بدشگونی کی تقریر کی یہ تمشود ہو جمشید سے بہت
زبردست ہو جمشید اسکے روبرو چھوکری تھی یہ جاکر اپنا کام کریگی آسمان کو برباد کریگی سخنگان
نے جواب دیا کہ کیا ہوگا یہ دو چار رسنٹ اُس سے زیادہ لڑینگی مگر میرے نزدیک وہان جاکے
اسکی بھی عقل چکر مین آئیگی اِن سے بھی کچھ نہ ہوسکیگا ایک تو جمشید کا غم دوسرے جوان تیز مزاج
لیکن کچھ نہ ہوگا ہمکو رونا پڑیگا چترنگ سنکر دیکھا سخنگان نے مسکرا کر منھ پھیر لیا اور کہا
کہ جو کچھ ہوگا تھوڑی دیر مین ظاہر ہو جائیگا اُدھر تمشود حالت غیظ مین ہنس کو اُڑاتے ہوے قریب
آسمان پہونچی جیسے ہی پہونچی قہقہہ کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کہ لو یہ آئے ہین لڑنے کو وہ تو مر چکین
اور اپنی جان برباد کر چکین اب انکو حوصلہ ہوا ہو کیون تم بھی میرا جمال دیکھوگی ہان تم کیون میرا جمال
دیکھنے لگین تم اپنے خداوند چترنگ کا جمال ظاہری و باطنی دیکھوگی اُسکے ہمراہ منھ سیاہ کروگی خیر آؤ
جو تم کو بھی حوصلہ ہو نکال لو تمھاری بھی حسرت باقی نہ رہے پھر جو ہونا ہو وہ ہوگا کیون اسقدر رہین
کے مجھ مین بد جو اس ہو تمنے اُسکو بُلا لیا ہو یہان اسکے لیے تمنے ایک مرد خلق کیا ہو اُسکو اُسکے سپرد
کیا ہو تمکو بھی بلائے لیتے ہین تیری بہن کے پاس پہونچائے دیتے ہین تو کیون پریشان ہوتی ہو
کچھ دیر کی دیر ہو بہت عرصہ نہین ہو تمشود نے جواب دیا کہ وہ ایسی تھی کہ جمال دیکھکر جل گئی مین ایسی نہین
ہون بلکہ اپنے جمال سے دوسرون کو جلا دیتی ہون بس ہوشیار ہو جاؤ مین حرب کرتی ہون مین
گفتگو کرنے نہین آئی ہون بلکہ مقابلہ کرنے آئی ہون آؤ اور آئی حرب کر مجھکو کوئی خوف نہین ہو
ہم اپنے خدا نہین ہین کہ بندون سے خوف کرین یہ سننا تھا کہ تمشود نے ایک مرتبہ دستک دی کہ
سب نے دیکھا کہ دو عقاب پیدا ہوے اُنکے پرون پر ایک صندوق بہت بڑا رکھا ہوا ہو وہ
بہت جلد قریب تمشود کے آئے تمشود نے چھرے سے کنجی نکالی اُس صندوق کو وا کیا جیسے اُسکا
پٹ اُٹھا یا تو ہزارہا ایک ناگن کیسی سیاہ اُسکے اندر سے نکلی کہ جسکے کاٹنے کا منتر نہ تھا اگر پھونکار مارے

تو جہانتک اُس پھونک کا اثر جاے خواہ انسان ہو خواہ حیوان خواہ نباتات ہو خواہ جمادات سب
جلکر خاک ہو جاے جیسے ہی وہ ناگن نکلی شمود نے فوراً اپنی ران چیر کر اور خون لیکر اُسکو پلایا کہ اُسکی
وہ تیزی کم ہوئی اسنے اُسکو اُٹھا کر اپنے شانے سے لپیٹ لیا اب صندوق سے ایک صندوقچہ نکالا
اور ایک فولادی ڈبیہ اور ایک گلدستہ اور ایک آئینہ کہ اُسپر غلاف مخمل سیاہ کا چڑھا ہوا تھا ان
اشیا کو نکالکر اُس صندوق کو بند کر دیا ایک نارنج و کارد بھی نکالی جب صندوق بند کر چکی قفل دیا
کنجی ہاتھ سے مین رکھی کچھ پڑھکر دستک دی کہ وہ عقاب جسطرف سے وہ صندوق لیکر آے تھے
اُسی طرف پرواز کر گئے یہان چتر ناگ نے منجمگان سے کہا کہ تمنے دیکھا کیسے زبردست یہ حریف ہیں
اسنے کیسا کیسا سامان اپنی ظفر کا مہیا کیا ہے اب یہ آسمان زیچہ کا منجمگان نے کہا کہ جو کچھ ہو مین یہ ہی
ہوگا کہ اسکا بھی انجام مثل شمود کے ہوگا چتر ناگ منھ پھیر کر خاموش ہو رہا اُدھر شمود نے آواز دی
کہ ہوشیار ہو جاؤ مین حملہ کرتی ہون آواز آئی کہ تو بھی حسرت نکال لے یہان کچھ بھی نہ ہوگا یہ سنا تھا
کہ شمود نے اُس ناگن کو بازو سے کھولا اور اُسکی دم پکڑ کر اور کچھ اسم پڑھکر دم کیا کہ اُس مین اُس
زیادہ تیزی و تڑپ پیدا ہوئی جبکہ وہ صندوق سے نکلی تھی اُسنے فوراً اُسکو اپنی زبان مین نشتر
دیکر زبان کا خون اُسکو دیا اور زیادہ تر وہ تیزی ہوئی بس اسنے دستک دی کہ ایک پتلی اُسکی
پشت پر سے پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ مین ایک طبق حلوے کا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک کاسۂ شیر کا
اور اُس حلوے پر ایک دل رکھا ہوا تھا بس شمود نے وہ طبق اُس پتلی کے ہاتھ سے لیکر اُس
ناگن کے آگے رکھا اور کہا کہ لے یہ تیری خوراک ہے مین نے تجھکو دی ہے یہ حلوا اور یہ دل موجود ہے اور
یہ کاسۂ شیر اسکو کھا کر اور شیر کا کاسہ پی کر میرا کام کر بس یہ کام ہے کہ جا کر اس آسمان کو پھونک دے
اور جو کوئی اس آسمان مین ہو اسکو بھی مین مدت سے تیری پرورش اسی دن کے لیے کر رہی تھی
یہ جو شمود نے کہا اُس ناگن نے سُنا فوراً اپنا منھ اُس طبق مین ڈالدیا پہلے اُس دل کو کھا لیا پھر تمام
حلوا کھا گئی اور بعد اُسکے اُس کاسۂ شیر کو پی لیا گو چھوٹی سی ناگن تھی مگر بلا نوش تھی سب حلوا کھا لیا
اور سب دودھ پی لیا اور سر اُٹھا لیا شمود کی طرف دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیا حکم ہوتا ہے شمود نے کہا
کہ جا اور اپنا کام کر اگر کام میرے حسب دلخواہ کریگی آئیگی تو مین اور تجھکو حلوا و شیر دونگی یہ سُنتا تھا
کہ وہ منھ پھیر کر مثل باد صرصر کے اُڑکر طرف آسمان کے جدھر کہ لشکر طلوع بادشاہ پر چھایا تھا چلی ایسی تیزی
سے جاتی تھی کہ نظر آتی تھی اور ایسی حدت تھی اسمین کہ جو پرند اُسکے قریب آجاتا تھا جل جاتا تھا جہانتک کہ وہ قریب آسمان پہونچی
اور ہوا پر قایم ہوئی اسنے دم چھوڑا منھ سے شعلہ نکلا جیسے ہی آسمان پر پڑا خاموش ہو گیا بلکہ بجھ گیا اسی طرح سے کتنی
تیزی یہ برق خاطر فانوس ہو گئی جو شرر دے اُٹھا آگ شعلہ فانوس ہی ہو گیا اب اسنے دم کشی شروع کی جو شعلہ منھ سے نکلتا
تھا بالکل آسمان پر اثر نہ کرتا تھا یہان شمود اسم پڑھکر دستک دیکر اُسکو زور دے رہی تھی
جو جو زور دیتی تھی وہ وہ دم کشی کرتی تھی مگر بالکل کچھ اثر نہ ہوتا تھا یہانتک کہ وہ اسی طرح
سے منھ سے شعلے نکالا کی یہ تو اس شغل مین مصروف ہے اور شمود زور دے رہی ہے کہ ایک مرتبہ
اُس آسمان سے قہقہہ کی صدا آئی اور کسی نے کہا کہ خوب سانپ کا تماشا کیا اب اپنی ناگن کو بچا لے
یہ صدا آئی اور ایک ہاتھ اُس آسمان سے پیدا ہوا اُسمین ریسمان تھی جیسے اُس ناگن نے دم
چھوڑا وہ ہاتھ بلند ہوا اور ایک حلقہ اُس ریسمان کا اُسکے اوپر پڑا کہ سر اُسکا اُس حلقہ مین پھنسا
بس جھٹکا پڑا اور وہ ہاتھ مع اُس ریسمان و ناگن کے غائب ہو گیا لشکر طلوع بادشاہ نے یا سعد اوپر

آفتاب تابان کہکر شور و غل کیا لشکر ارژنگ وغیرہ کو حیرت ہوئی ثمود و ہاتھ ملکر رہگئی لیکن اُسنے وہ
قرنبیہ اُٹھاکر اور کچھ پڑھکر اُسکو کھولا اُسمین سے بھی ایک ناگ بہت زہردار بہ رنگ سبز نکلا دونون
آنکھین اُسکی دو انگارے تھے اُسنے نکلتے ہی آنکھ ثمود سے ملائی اور دم چھوڑا ثمود نے کہا کہ
تو مجھکو کیا دیکھتا ہے تیری ناگن اُس آسمان کے قریب جاکر غائب ہو گئی تو بھی جاکر آسمان کو جلا کر اپنی
ناگن کو لے آ یہ سنتا تھا کہ وہ جھپٹ کر چلا جیسے قریب آسمان پہونچا کہ آسمان [illegible] گیا رسّی کے سانپ
بنا بنا کر پھینکتی ہے دیکھو یہ سانپ ہے یا رسّی اور وہ ناگن تھی کہ رسّی اسکو قدرت سے کہتے ہین کہ ہم نے
دونون کو رسّی بنا دیا دونون لشکرون نے دیکھا کہ وہ جو ناگ تھا اتنا مجھ [illegible] سے دو بالشت
کا ٹکڑا تھا اور ایک ریسمان کا ٹکڑا اُس آسمان سے نکلا دونون طرف زمین کے چلے جیسے قریب
زمین پہونچے کہ ایک شعلہ زمین سے نکلا وہ دونون ٹکڑے جلکر خاک ہو گئے ثمود کو بہت غصہ
آیا لیکن اُسنے نارنج کو اُٹھاکر اُس کارد سے کاٹا اور دونون ٹکڑے نارنج کے ایک داہنی
طرف اور دوسرا بائین جانب پھینکا اور اُس کارد کو درمیان مین اُسکے کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ
گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ رنگ ثمود کی داہنی طرف سے اور
سرخ رنگ بائین طرف سے اور درمیان مین اُن ابر کے برق چمک رہی تھی جیسے وہ ابر قریب
ثمود پہونچا ثمود نے اشارہ کیا زبان سے حرف اسقدر کہا کہ اپنا اس آسمان کو لیکر دو دونون
ایک ایک مرتبہ گڑگڑاکر اُس آسمان پہ چلے جیسے قریب آسمان وہ ابر و برق پہونچے آسمان کو حرکت
ہوئی اور آفتاب نکل آیا آفتاب کا نکلنا تھا جیسے عکس اُن ابرون و برق پر آفتاب کا پڑا ایک
شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ابر و برق مثل روئی کے گالے کے جلگئے آفتاب پنہان ہو گیا ثمود کو اور
غصہ آیا اُسنے صندوقچہ اُٹھاکر کھولا جیسے صندوقچہ کھولا ایک برق چمک کر چلی اُسنے اشارہ کیا
کہ وہ برق پا تو آسمان کی طرف بلند ہوتی تھی پا پلٹ کر اُس آسمان کی طرف جو کہ محیط لشکر تھا چلی
اُسنے پڑھنا کچھ شروع کیا ثمود نے اُس صندوقچے سے ایک شیشہ نکالا اُسمین پانی بہ رنگ سبز تھا
اُس شیشے کو کھولا اور پانی لیکر چلو مین اُس برق پر چھینٹا دیا اُس برق مین اور تیزی ہوئی اُسنے
دوسرا چھینٹا دیا جیسے تیسرا چھینٹا دیا کہ وہ برق کڑک کر چلی یہ شیشہ ہاتھ مین لیے ہوئے تھی اور
قریب تھا کہ چوتھا چھینٹا دے کہ اُس آسمان سے ایک ماہی پیدا ہوئی اور مقابل اُس برق کے
آئی جیسے برق چلی اُسنے دہن اپنا کھولا اور کھینچا سانس لی وہ برق مثل تیر کے اُسکے دہن مین چلی گئی
اُسنے وہ دہن بند کر لیا اور اپنی دم کو بلند کر کے حرکت دی اُس سے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ہاتھ پر
ثمود کے گرا کہ ثمود نے آف کیا وہ شعلہ گو خاموش ہو گیا مگر اُسکی حدت جو ہاتھ کو محسوس ہوئی
وہ شیشہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زمین پر گرا اور گر کر ٹوٹ گیا ثمود کو بڑا صدمہ ہوا صندوقچہ
اُٹھاکر زمین پر دے مارا کہ چکنا چور ہو گیا اور جھلا کر گلدستے کو اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا
وہ گلدستہ قریب آسمان پہونچکر ہوا پر قایم ہوا اور ہر ایک پھول اُس گلدستے سے جدا ہوا
اور شرارہ بنکر طرف آسمان کے چلے جیسے ہی قریب آسمان پہونچے سب گل ہو کر زمین پر گر پڑے
پس ثمود نے اشارہ کیا کہ وہ گلدستہ پھر اُسکے پاس آیا اُسنے سحر کیا کہ وہ گلدستہ بیضہ فولادی ہو گیا
اُسنے اُس بیضے کو اسم سحر پڑھکر اُس آسمان پر مارا وہ بیضہ آسمان پر پڑا تڑاخے کی صدا آئی اور ریزہ ریزہ
ہو کر زمین پر گرا اتنے میں اسکو نہایت غصہ آیا اُسنے وہ آئینہ ہاتھ مین لیا اور اسم سحر پڑھکر اُسکا غلاف

ہر طرف کیا اور فوراً اُسکا رُخ طرف اُس آسمان کے کیا یہ سحر اُسکا ایسا تھا کہ جیسے عکس اُس آئینہ کا اُس
آسمان پر پڑا وہ آسمان حرکت میں آیا اُسنے زور دیا یہ تو اِس سحر میں مصروف تھے اُدھر جیسے آسمان
حرکت میں آیا اور ایک پایہ شق ہوا اُس سے ایک چہرہ ہیبت ناک پیدا ہوا جیسے اُس چہرہ کا
عکس آئینہ میں نمایاں ہوا وہ آئینہ بالکل بے نور ہو گیا اور تڑاق سے آواز آئی ٹوٹ گیا زمین
پر گر پڑا یہ حیران ہوئی کہ یہ کیا ہوا اب یہ اور کچھ تدبیر کیا چاہتی تھی کہ آواز آئی اے شمشو میری طرف
دیکھ میں تیرا بہت مشتاق تھا مجھکو فراق تیرا بہت شاق تھا یہ جو شمشو نے سُنا اُسکی طرف دیکھا
شمشو کو یہ نظر پڑا کہ ایک صورت خوبصورت ناک میرے روبرو ہے جیسے آنکھ شمشو کی اُس صورت
پر پڑی ایک چیخ ماری چیخ کا مارنا تھا کہ ایک شعلہ اُس صورت کے منہ سے نکلا کہ وہ آ کر شمشو کے
لپٹ گیا وہ صورت تو فوراً اُس آسمان میں پوشیدہ ہو گئی آواز آئی کہ تمنے ہمارے فرشتہ خود آرا
کی صورت دیکھی اور کیونکر بچینے شمشو کو غارت کیا اُدھر شمشو مثل درخت چنار کے جلنے لگی پھر جاتی
ہوئی طرف زمین کے چلی لشکر چترنگ وار زنگ میں شور گریہ وزاری بلند ہوا سبکے حواس جاتے
رہے چترنگ کا تو یہ حال ہوا کہ اُسنے اپنا گریبان چاک کر ڈالا ہائے ہائے کہکر رونے لگا لیس
سنگیگان نے کہا کہ ہمکار ہو میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ بھی ہاتھ سے گئیں آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ایسی
ویسی نہیں ہیں کہ ہاتھ سے جائیں ملاحظہ فرمائیے کہ کون کون سی تدبیریں کیں مگر کچھ بھی ہوا آخر کار
اپنی جان اِلفت سے آپکے اوپر سے نثار کی اس رونے اور حالت تباہ کرنے سے کیا ہو سکتا
اُدھر شمشو جلتی ہوئی زمین پر آئی اور بالکل خاک ہو کر رہ گئی آندھی سیاہ بہت شدت سے اُٹھی
سنگ باری ہوئی برف باری ہوئی بجلیاں چمک چمک کر زمین پر گریں زمین کو زلزلہ سا ہوا اُغیالہ
اندھیروں نے غل مچایا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشو جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم
بمطالب خود نرسیدیم جب یہ صدا آ چکی وہ تاریکی وغیرہ ہر طرف ہوئی روشنی ہوئی سب نے دیکھا
انبار پایا راوی نے بیان کیا ہے کہ جو اشیا چترنگ کے پاس ساختہ شمشو جادو وجمشو جادو تھیں اُن
دونوں کے مرتے ہی وہ بھی جلکر خاک ہو گئیں چترنگ کف افسوس ملکر رہ گیا خیال کرنے لگا
کہ تیری قدر ایسکا یہاں تھا تمہ ہوا نہ شمشو ایسی شفیق ملیگی نہ خدائی کا بند و بست ہو گا اور تمکو عروج
ہو گا افسوس بڑی مشفقہ نے تیرا ساتھ چھوڑا اسے جورو کا مزہ اس سے تھا مالکا لطف اُس
تھا کبھی کبھی امر میں اِنکا پہ نہ کیا اُدھر سنگیگان کو مذاق کی سوجھی پکار کر کہا کہ او میاں شیدا اب
آپ و چترنگ برابر ہو گئے آپ کی بھی زوجہ نے انتقال کیا اور انکی بھی زوجہ نے مگر وہ بیوی
حالت سے مریں کہ اُنکے دوسرے مقام سے آگ لگی اُنکے سر سے خیر دونوں ملکر تمام ہوئیں کیا
آگ اِن دونوں کے بھری تھی کہ اپنی آگ سے آپ جلیں سنگیگان نے جو یہ کہا سب منہ پھیر کر رومال
رکھکر ہنسنے لگے چترنگ کے بھی دانت نکل آئے مگر راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے شمشو کے
مرنے کی صدا بلند ہوئی اور تاریکی ہر طرف ہوئی ایک مرتبہ اُس ابر سوسنی رنگ کو حرکت ہوئی
جو کہ چترنگ کے سر پر محیط تھا اور اُس میں بجلیاں چمکنے لگیں گرج ہونے لگی اور وہ ابر حرکت
کر کے اُس مقام سے چلا سنگیگان نے چمک دیکھی اور گرج سنی سر اُٹھا کر دیکھا تو نظر آیا کہ ابر
سوسنی کو حرکت ہوئی اُسکی بیٹھک پر صدمہ آ پہنچا اور وہ آہستہ آہستہ اُس [illegible] وہ آسمان
محیط تھا [illegible] سر پر [illegible] اور [illegible] سر پر [illegible] پھینک دیا اور چترنگ [illegible]

آپ کا برباد ہوتا ہے وہ ابر بھی برابر سے مقابلہ چاہتا ہے جو کوئی اس ابر میں ہو اسکو قتل فرمائیے
ورنہ جمشید و کشود کی سی حالت ہوگی اور سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ سب تدارک بیکار
ہیں ان آفتاب پرستوں پر ظفر پانا امر دشوار ہے کوئی بہت زبردست ساحر ہے اور وہ اپنا کامل
طور سے بندوبست کر چکا ہے عمرو ناگ نے اس ابر کی طرف دیکھا سخنگان سے کہا یہ ایسے ویسے لوگ
نہیں ہیں جو ابر میں ہیں کہ مثل جمشید و کشود کے مارے جائیں اب یہ آسمان پر پہنچے گا سخنگان نے
کہا کہ آپ نے کشود کی بھی نسبت ایسے ہی کلمے فرمائے تھے انجام کیا ہوا عمرو ناگ نے کہا کہ وہ
میرے قتل کرنے سے مانع تھے کیونکہ غصہ آگیا ہے سخنگان نے کہا کہ میں عرض کرتا ہوں عمرو ناگ نے کہا کہ
ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی سخنگان یہ کہکر خاموش ہو رہا کہ افسوس یہ بھی ہاتھ سے گیا اور
ناظرین کو خیال ہوگا کہ کشود و جمشید کے مقابلے میں دو پہر دن ختم ہوا ہو دو پہر دن باقی ہے جو یہ
ابر بستی رنگ چلا ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ جو تخت اور گلدستہ عمرو وغیرہ نے بنایا کرکے
تخت نقرہ پر نصب کیے ہیں عمرو ناگ بیٹھکر خدائی کرتا تھا وہ سب عمرو وغیرہ کے سحر کا تھا جو کہ
آسمان بنایا تھا اس قابل نہ تھا کہ شیدان میں آسکے وہ بارگاہ میں تھا یہاں عمرو ناگ ہمراہ ارژنگ
کے تخت پر سوار ہو کر آتا تھا ہاں جب اپنی بارگاہ میں جاتا تھا تو اسی تخت پر بیٹھکر دربار کرتا تھا
لیکن آمدم بر سر مطلب کہ وہ بہت بڑی تیزی سے ایک آن میں مقابل آسمان پہنچا ہوا جب یہ قریب
پہنچا سب نے دیکھا کہ اس آسمان سے آواز آئی کہ بہ خوش یہ بڑی شان و شوکت سے مقابلے
کو آئے ہیں پہلے کیوں نہ آئے جب وہ کو اپنے اور پہلے حد قید کر لیا اب کیوں تکلیف اٹھائی ہے
میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم عمرو ہو اور تیری دختر الضرام جادو تیرے پاس ہے اور دونوں
تیرے شاگرد ہیں [illegible] میں واقف ہوں کیوں قضا آئی ہے فرشتہ
قدرت کو حکم [illegible] کی روح قبض کر لیگا اب کوئی بھی خدا [illegible] جو ترا بچہ
آیا ہے [illegible] تو کیا انجام ہوا اسکا [illegible] کیا کہ لیا سب کی روحیں فرشتہ قدرت
قبض کر لیں اور [illegible] وہی انجام تیرا بھی ہوگا جو خود خدا سے مقابلہ کرتے ہو تم
سب [illegible] نہ مانوگے اس ابر سے صدا آئی کہ تو بہت
مغرور ہو گیا ہے جمشید و کشود کو قتل کرکے دیکھ میں سارا غرور نکالے دیتا ہوں تو میرے
حال سے واقف نہیں ہے میں پہلو لشکر ساحری ہوں بس ہوشیار ہو جا اب بہادر سے تجھ
سے مقابلہ ہے میں مثل جمشید و کشود کے [illegible] ایک سحر کا امتحان ہوگا جب
[illegible] تو وہاں سے بیٹھا ہوا سحر کریں یہاں سے وہ ابھی چھوڑ کر یاد رکھیں کہ [illegible] نے
ایسے [illegible] اور نادانی کر کے اپنی جان دی خیر اب کوئی مقام تقریر نہیں ہے میں سحر کرتا ہوں تو
رد کر آواز آئی کہ سحر کہ ہم خدا ہیں اور خبردار ہیں خدا کسی وقت اپنے بندوں سے اور اپنے
کاروبار سے غافل نہیں ہوتا ہے اگر غافل ہو تو سب کارخانہ [illegible] جائے پس یہ صدا آکر موقوف
ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ وہ ابر بستی رنگ شق ہوا اور اس سے چار ہاتھ پیدا ہوئے ان
چاروں ہاتھوں میں چار [illegible] تھے ایک مرتبہ ان ہاتھوں نے وہ [illegible] اس آسمان پر مارے
وہ [illegible] ابر آسمان سے [illegible] شق ہوئے اور چار [illegible] پیدا ہوئیں وہ چلیں یا تو
آسمان کی طرف چلی تھیں جب قریب آسمان پہنچیں اس آسمان سے یہ صدا آئی کہ [illegible]

گر اپنے لباس کو درست کیا اُن سب نے اپنے حواس درست کیے اتنے عرصے مین وہ ابر جلکر
خاک ہو گیا اُس سحر کے مٹنے سے جو تاریکی وغیرہ ہوئی تھی وہ سب برطرف ہوئی اب جو حیز تاگ نے
میدان کی طرف دیکھا تو اسکو نظر آیا کہ مخروم مع اپنے شاگردون کے میدان مین کھڑا ہوا ہی
تسکے حواس درست ہوے اسنے خود پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ غل نہ کرو مخروم جادو
زندہ ہین وہ سامنے میدان مین کھڑے ہین اب سب نے دیکھا سب کو اطمینان ہوا وہ شور و
غل موقوف ہوا یہان مخروم جادو نے سحر کیا کہ ایک نہر بہت بڑی اُس میدان مین جاری ہوئی
کیسا اسکا پانی صاف و شفاف تھا کہ تہ تک کا حال صاف معلوم ہوتا تھا مخروم نے افراسیاب اور
اپنے شاگردون سے کہا کہ مین سحر کرتا ہون شاید میرا سحر رد ہو اور آسمان شق ہو اور آفتاب
ظاہر ہو تو فوراً تم سب اپنے کو اس نہر مین گرا دینا تمھارے لیے کوئی باعث ضرر نہ ہوگا اور
آفتاب کا عکس تمھارے لیے باعث خرابی ہوگا پس اسکا عکس اپنے اوپر نہ پڑنے دینا ورنہ طاقت
زائل ہو جائیگی اور بمثل مخمود و محمود و دیگر لوگون کے جل جاؤگے کچھ خوف نہ کرنا اور مین تو
فوراً اسکو دور کردونگا کیونکہ مجھکو اپنی جان بہت عزیز ہی مین اپنے کو بہت بچا کے رہتا ہون سب نے
عرض کیا کہ بہت خوب اُدھر آسمان پر سے آواز آئی کہ تو نے میرا غضب دیکھا کیون تو نے
[illegible] اگر اُس آسمان [illegible] تو [illegible] ہوگا پشیمان تو بچا بہت ہوے
کو آتے ہین پہلے کیون نہ آسکے محمود کو اپنے اوپر سے صدقہ کر لیا اور جلا کر خاک کر دیا اب بھی
مین خدا [illegible] ہون کہ تو مخروم جادو اور [illegible] افراسیاب جادو [illegible] گمراہی پر کمر باندھے ہو
تیرے شاگرد [illegible] اپنے [illegible] واقف ہون [illegible] دیتا ہون یہ کہ [illegible] اور
قدرت [illegible] کی روح قبض کر لیگا [illegible] کوئی بھی خدا ہے کو پا مین ہاتھ مین لیا
آیا [illegible] آفتاب نکلی تو کیا انجام ہوا اسکا اور [illegible] کیا کر لیا سب کی [illegible] ہوا بس ایک
[illegible] وہی انجام تیرا ابھی ہوگا [illegible] خدا سے [illegible] آسمان سے چلا بعد اسکے
[illegible] سرزنش [illegible] سزا اپنا پاؤگے نہ مانوگے اُس ابر سے صدا کی طرف افراسیاب
[illegible] قتل کر کے دیکھ مین سارا غرور نکالے دیتا ہون ، کو حرکت ہوئی
حال سے واقف نہین ہی مین پہلو نشین سامری ہون بس ہوشیار ہو جا اب [illegible] ظاہر ہونے سے
[illegible] ہین [illegible] کرونگا میرے [illegible] تیرے وہ ایک سحر کا امتحان ہے تھے مخروم نے
[illegible] تو وہان سے بیٹھا ہوا سحر کرتے ہین یہان سے وہ ابھی [illegible] کہ افراسیاب و تماشا [illegible]
ایسے ہوگئے اور نادانی کرکے اپنی جان دی خیر اب کوئی مقام تقریر نہین ہی مین حربہ کو [illegible] دونون جلکر
رد کر آواز آئی کہ حربہ کرو ہم خدا ہین اور خبردار ہین خدا کسی وقت اپنے بندون سے اغماض [illegible]
کار و بار سے غافل نہین ہوتا ہی اگر غافل ہو تو سب کارخانہ مٹ جاوے پس یہ صدا آکر موقوف رہی تھی
ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ وہ ابر سوتی رنگ شق ہوا اور اس سے چار ہاتھ پیدا ہوے [illegible] سے
چارون ہاتھون مین چار تیغ تھے ایک مرتبہ ان ہاتھون نے وہ تیغ اُس آسمان [illegible] زمین
وہ تیغ برابر آسمان کے جا کر شق ہوے اور چار [illegible] آنکھ سے پیدا ہوئین وہ چلین [illegible] اسکے
آسمان کی طرف چلی تھین جیسے قریب آسمان پہونچین اُس آسمان سے یہ صدا آئی کہ [illegible]

ابھر آئی تھی تھوڑے عرصے میں نہر کے پانی کا یہ حال ہوا تھا کہ جوش کھانے لگا تھا اور نیزوں بلند ہو ہو کر اُس نہر
میں گرنے لگا یہ عالم تھا کہ جیسے اوپر چھینٹا پڑ جاتی تھی آبلہ پڑ جاتا تھا اندر پانی کے فرودم و ناشاد وغیرہ کا
یہ حال تھا کہ اُنکو تیرنا دشوار تھا گو سحر سے اپنی حفاظت بخوبی کرلی تھی اور فرودم وہاں کھڑا ہوا سوچ رہا تھا
کہ کیا تدبیر کروں کیونکر اسپر غالب آؤں یہ تو کسی طور سے مغلوب نہیں ہوتا میرے بڑے حربے کو اسنے رد
کیا اب کیا تدارک کرنا چاہیئے جو یہ مغلوب ہو یہ تو یہاں یہ سوچ رہا ہے اور افصرام و ناشاد وغیرہ کا یہ
حال ہے کہ کانپ رہے ہیں رنگ سرخ زرد ہے ہوائیاں اُڑ رہی ہیں فرودم نے جو یہ دیکھا تو اُن سب سے
کہا کہ تم لوگ اپنے کو کوئی ماہی کوئی نہنگ کوئی مگر بنا لے سحر سے کیونکہ آفتاب ضرور یہاں آئیگا میں اُس سے
مقابلہ کرونگا جب تمکو وہ نہ پائیگا تو اپنے دل میں یہ خیال کریگا کہ صرف میں ہی تھا اس طور سے تم سب
بچ جاؤ گے اگر وہ میرے اوپر غالب آگیا اور اگر میں غالب آیا تو پھر کیا ہے یہ سُنکے افصرام نے سحر کیا
کہ مچھلی کی صورت پر ہو گئی ناشاد نے اپنے کو مگر بنایا فرود سنے اپنے کو نہنگ کی صورت بنایا مگر یہ سب
گرد فرودم کے کھڑے ہیں اُسکے پاس سے الگ نہیں ہوئے ہیں یہاں تو یہ تدبیریں ہو رہی ہیں فرودم نے
ایک گولہ فولادی ہاتھ میں لیا ہے اُسکو سحر سے درست کیا ہے اور اس قصد سے کھڑا ہے کہ ادھر آفتاب یہاں
آیا اور میں نے گولہ مارا راوی نے بیان کیا ہے کہ پہر دن چڑھے آفتاب تھوڑے عرصے تک بالائے ہوا قائم رہا
اور عکس اُسکا نہر پر پڑا کیا مگر گرمی کی وہی حالت تھی کہ سب بیقرار تھے اور شدت عطش سے بیتاب تھے کہ
راکب و مرکب دونوں دریائے عرق میں از سرتا پا غرق تھے اُدھر وہ آفتاب اُسی طور سے قائم ہے جب چمکتا ہے
اور گرمی زیادہ ہو جاتی ہے اور آنکھوں میں چکا چوند سی ہو جاتی ہے سب حیران ہیں لشکر از رنگ و چترنگ کے
لوگ کہہ رہے ہیں کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے آج یہ تو بہت ہوتا ہے کہ اسی طور سے سب کے سب تمام ہو جائیں گے
لشکر آفتاب پرستوں کا یہ حال ہے کہ صدائے یا نور اور نعرے بلند کر رہے ہیں اور بہت خوش ہیں کہ کیا یہ
وہ آفتاب یا تو قائم تھا یا متحرک ہوا اور چکر کر کے زمین کا رخ کیا اور دفعۃً کڑک کر اُسی نہر میں گرا
سب نے دیکھا کہ تمام نہر کا پانی طلائی رنگ کا ہو گیا اور جو جانور آبی بالائے پانی بیقراری کے سبب
اُبھر آئے تھے سب خاک ہو گئے اُنکے جسموں سے خود بخود آگ نکلی اُسنے جلادیا پانی کی یہ نوبت ہوئی
کہ جوش کرتا کرتا سوکھنے لگا اور خشک ہونے لگا اب پانی کے اندر کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے وہ آفتاب
پانی میں گرکے غرق ہوا فرودم تو اس انتظار میں کھڑا تھا کہ آفتاب آئے تو گولہ ماروں بس جیسے ہی آفتاب
پانی میں گرا اور غرق ہوا فرودم نے دیکھا کہ وہ ظاہر ہوا فوراً گولہ مارا اور کہا کہ بچ او آفتاب میرے حربے سے
کہ یہ جو فرودم نے کہا آفتاب سے صدا پیدا ہوئی کہ ابھی تک تیرا غرور نہیں گیا تو اپنے خدا سے ایسی تقریر
کرتا ہے دیکھ جل جائیگا اور یہ گولہ تیرے سحر کا ہے یا موم خام کا ہے دیکھ تو بھلا یہ گولہ میرا کیا کریگا اب جو غور کرکے
فرودم نے دیکھا تو واقع میں وہ گولہ موم خام کا تھا اثر اسکے حواس باختہ ہوئے مگر اسنے [illegible] کرکے
اپنی جھولی سے ایک نارنج نکال کر مارا وہ قریب آفتاب پہنچکر جل گیا اُدھر سایہ پڑا آفتاب کا مچھلی
اور نہنگ و مگر پر پڑا اُنکی صورتیں بدل گئیں ہر ایک اپنی اصلی صورت پر آگیا آفتاب سے صدائے قہقہہ
بلند ہوئی آواز آئی کہ کیا خوب آدمی سے جانور بنے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا سے بھی کوئی پوشیدہ
ہو سکتا ہے مجکو پہلے ہی بذریعہ علم اپنی خدائی و قدرت سے معلوم ہو گیا تھا کہ تم جانور آبی بنے ہوئے گرد فرودم
کے کھڑے ہو دیکھو میرے سایہ سے ہی اپنی اصلی صورت پر آگئے کیوں اپنے کو فرودم کے ساتھ ہلاک کرتے ہو دیکھو
مجکو خدا کو اب بھی پہچانو میری قدرت کے قائل ہو یہ تو گمراہ ہے اور تم سب کو بھی گمراہ کر رہا ہے اب اسپر تو

عذاب نازل ہوتا ہو اور ہر ایک حیران تھا کہ یہ کیا ہوا یہ تدبیر بھی نہ پوری ہوئی مگر کسی نے جواب نہ دیا جب کہ
مخمور نے دیکھا کہ یہ دونون حربے بھی میرے خالی گئے یہ سوچ کر پھر اپنے سحر کیا کہ بصورت مگر ہوگیا اور منھ کھولکر
اِس قصد سے چلا کہ اسکو دم کشی کرکے نگل جاؤن یہ تو اُدھر سے چلا اُدھر افصرام وناشاد نے ترنج ونارنج
و ناریل جھولیون سے نکال کر اور اسم سحر پڑھ دم کرکے آفتاب پر مارے سب اُسکے قریب آکر جلکر خاک ہوگئے
یہ دونون نیچہ سحر پکڑ کر دوڑے کہ مارے نیچون کے اسکے پرزے پرزے کرینگے اِس آفتاب کو توڑ ڈالین گے
اُدھر سے یہ چلے اور اُدھر سے مخمور دہن باز کرکے اسکے قریب پہونچا جیسے ہی عکس آفتاب کا مخمور پہ پڑا
فوراً اپنی اصلی صورت پر آگیا دم کشی نہ کرنے پایا یہ تینون بھی قریب پہونچ گئے تھے بس ایک صدا اُسنے عجیب
اُس آفتاب سے آئی وہ سب کے سب مع مخمور کے بیہوش ہوگئے اور گرے کسی کو اپنے حال کی خبر نہ رہی
یہان بیرون آب لشکر ارژنگ وچترنگ کے لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو گو آفتاب
نہر مین غرق تھا مگر گرمی اُسی طرح رہتی تھی سنگنگان نے چترنگ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو بہت بڑا معرکہ پڑا کہ نہ تو
ابھی تک مخمور نکلے نہ آفتاب بلند ہوا چترنگ نے جواب دیا کہ میرے اُستاد ایسے ویسے نہین ہین کہ وہ
مغلوب ہوجائین ضرور اسکو قتل کرینگے سنگنگان نے جواب دیا کہ جو کچھ ہوگا وہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہو مگر مجھکو
انجام اچھا نہین نظر آتا ہو میرے نزدیک مخمور وغیرہ بھی مغلوب ہونگے وہ غالب آئیگا اِسکا سبب یہ ہو کہ اگر
ذرا بھی مخمور کو غلبہ ہوتا تو یہ حدت اور گرمی کم ہوتی کسقدر عرصہ ہوا ہو آفتاب کو غرق نہر ہوئے کم ہونا
کیسا اور گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ دیکھا سب نے کہ پھر نہر کو طلاطم ہوا پہلے سے زیادہ اور
پانی جوش مارنے لگا اور بالکل کم ہوگیا مگر رنگ پانی کا طلائی تھا اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ کندن چمک رہا ہو اور
ایسے لو رأس پانی سے پیدا ہو بس جب نہر مین پانی نے جوش مارا اور نہر مین طلاطم ہوا سب نے دیکھا کہ
سناٹا ہوا ایک برق سی کوندگئی اب سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب نہر سے نکلنے لگا نوبت باینجا رسید کہ پانی سے
باہر نکلا اور بلند ہونے لگا مگر لرزان اور سرخ اسقدر کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ تابہ آہنی کو آتش مین ڈال کر خوب گرم
کیا ہو اور وہ سرخ ہوگیا ہو ملکہ [illegible] شاہ نے [illegible] شاہ سے کہا کہ غضب ہوگیا خداوند کو جلال آگیا دیکھو
کہ کیا اسوقت حالت ہو بس یہ لوگ تو یہ کہہ رہے تھے ادھر وہ آفتاب جب کچھ بلند ہوا دیکھا کہ اُس مین سے
چار ہاتھ پیدا ہین کہ بسبب ضو کے اُسپر نگاہ نہین ٹھہر سکتی تھی کہ یہ ثابت ہو کہ یہ کیسے ہین ہان اسقدر ثابت ہوتا
تھا کہ اون ہاتھون مین زنجیر طلائی ہین کہ جو پانی مین غرق ہین یہ لوگ اور حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہو یہ
ہاتھ کیسے ہین اور یہ زنجیرین کیسی ہین یہ کچھ بھید کچھ نہین کھلتا کہ یہ زنجیرین کیون پانی مین غرق ہین سب دیکھ
رہے ہین کہ جو جو آفتاب بلند ہوتا ہو وہ وہ زنجیرین باہر نکلتی آتی ہین یہانتک کہ وہ زنجیرین تمام ہوئین سب نے
دیکھا کہ ہر ایک زنجیر کے سرے مین ایک آدمی بندھا ہوا ہی اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ مخمور و ملکہ
افصرام وناشاد وغیرہ ہین اور بالکل بیہوش ہین اور بےحس وحرکت ہین ہاتھ پاؤن سب بندھے ہوئے
ہین یہ دیکھنا تھا کہ لشکر چترنگ مین طلاطم مچگیا چترنگ نے تو [illegible] گریبان [illegible] دامن چاک کیا ارژنگ
حیران ہوکر رہگیا اژدر جادو متحیر ہوکہ یہ کیا واقعہ گذرا اتنا بڑا ساحر یون اسیر ہوگیا اور کچھ بس نہ چلا اسلم
ہین تو [illegible] نے اژدر سے کہا کہ استاد یہ کیا ہو [illegible] اسیر غالب نہین آتا کیا کیا تدبیرین مخمور نے اپنے بچانے
کی کین اور اسکے یاد کرنے کی مگر ایک پیش نہ گئی سب بیکار ہوئین ایسی تدبیرون سے ہوتا کیا ہو اژدر نے
جواب دیا کہ کیا بیان کرون [illegible] میرے بھی ہاتھ سے مغلوب ہوگا اور کوئی اسیر غالب نہ آئیگا اسلم نے
کہا [illegible] سنگنگان نے چترنگ سے اُدھر کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا ہوا جو مجھکو گمان تھا وہی ہوا اسیر تو غالب

آنا محال ہی کیسکی کیا مجال ہی بس معلوم ہوا کہ سب کا خیال خام ہی یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی مگر چتر رنگ نے
کسی بات کا تشنگان کی جواب نہین دیا ہاے اُستاد ہاے اُستاد زبان پر ہی اور اشکون کا تار بندھا ہوا ہی
اودھر وہ آفتاب بلند ہو کر قریب آسمان پہونچ گیا یہ چارون اُسی طور سے لٹکے ہوئے ہین مزا یہ ہی کہ اب انکو
اپنی فکر نہین ہی نہ گرمی کا خیال ہے نہ پیاس کی فکر ہی ابھی تک گرمی اُسی طور سے ہی جب آفتاب قریب
آسمان پہونچا تو اوس آسمان سے صدا آئی کہ اے بندگان من دیکھا تم سب نے قدرت میری کہ کیونکر مین نے
انکو گرفتار کر لیا ہی بھلا کوئی بھی خدا سے لڑ سکتا ہی جو لڑے آخر کو اپنی سزا کو پہونچے اب انکی روح ملک الموت
قدرت قبض کریگا جو اپنے خدا سے سرکشی کرتا ہی اور انکار اوسکا ہمیشہ یہی سزا دی جاتی ہی بس تم سب کو معلوم ہو
کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے اور دین آفتاب پرستی نہ قبول کروگے اور اس گمراہی سے باز نہ آؤگے
تو مثل انکے اور جمود کے اور ثمود کے اور دیگر لوگون کے جو کہ میرے عذاب مین مبتلا ہوئے ہین تم سب پر
بھی عذاب نازل کرونگا اور سب کو غارت کر دونگا یہ صدا آئی اور آفتاب اُس آسمان مین غروب ہو گیا
راوی نے بیان کیا ہی کہ شام بھی قریب تھی آفتاب اصلی غروب ہو چکا تھا اب وہ گرمی بھی کم ہو گئی بالکل
جاتی رہی اب سب کے حواس درست ہوئے اور خیال کر کے دیکھا کہ آفتاب تو پنہان ہی مگر وہ چارون
زنجیر مین باہر ہین اور یہ لوگ اُسمین لٹکے رہے ہین لشکر چتر رنگ اور رنگ مین تہلکہ پڑا ہوا ہی ہر ایک
رو رہا ہی چتر رنگ اپنی جان دے رہا ہی اودھر دیکھا کہ آسمان شق ہوا اور ایک شکل مہیب ظاہر ہوئی کہ
جسکے چار سر تھے سولہ آنکھین سر پر بال بڑے بڑے سولہ ہاتھ ہر ہاتھ مین تلوار شعلے منہ سے نکلتے ہوئے
آنکھین مثل انگارے کے چمکتی ہوئین آسمان سے باہر آیا اور قریب اُن چارون کے آیا اور پکار کر کہا دیکھو
میری صورت مین ہون ملک الموت قدرت قابض ارواح مخلوقان لوین بحکم خداوند ان چارون کی
روح قبض کرنے آیا ہون اور اسی طور سے تم سب کی روح بھی قبض کرونگا تم سب جاتے کہان ہو صرف
خداوند کے حکم کا منتظر ہون یہ کہکر پہلے اُسنے افراہم کو اُس زنجیر سے کھولا اور گردن ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے
ہاتھ سے تلوار ماری کہ سر تو ہاتھ مین رہگیا اور تن طرف زمین کے چلا اُسنے جلدی سے سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑا
اور فوراً ناشاد کو زنجیر سے کھولا اور اُسی طور سے اُسکا بھی سر پکڑ کے تلوار ماری کہ سر تن سے جدا ہو کر ہاتھ
مین رہگیا تن طرف زمین کے چلا اُسنے سر کو بھی چھوڑ دیا اور جمہور کو اُسی طور سے قتل کیا لیکن ان تینون
ساحرون کے مرنے کی جو علامت بلند ہوئی لشکر مین ایک تلاطم مچ گیا ہر ایک چیخین مار کر رونے لگا اُدھر اُس
صورت مہیب نے تمردہم کو زنجیر سے کھولا اور اُسی طور سے اُسکا بھی سر قلم کیا اور تن طرف زمین کے چلا اُسنے
سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور آفت جو کی تو [illegible] شعلہ نکلا اور وہ [illegible] آگ تن تمردہم سے لپٹ گیا اور سر سے
ابھی وہ تینون تن اور سر بھی زمین پر نہ پہونچے تھے اُس شعلے نے اُنکو بھی لیا چارون تن جلنے لگے پھر وہ شکل
مہیب اُسی آسمان مین غائب ہو گئی ایک تلاطم عظیم اُس عالم [illegible] کے مرنے سے برپا ہوا آگ بجھنے
لگی سیاہ آندھیان پُر در پُر بلند ہوئین کہ جسکے سبب سے تمام صحرا تاریک ہو گیا بڑی بڑی گلین سنگ کی
اور برف کی گرین ہر تدبیر قبول کر کے مچانے لگے اُس تاریکی سے یہ صدا آ رہی تھی ہاے ملکہ افراہم
و ناشاد جادو و جمہور جادو و ہاے تمردہم جادو [illegible] سامری
و جمشید [illegible]
[illegible]
[illegible] صدا آئی

اور وہ تاریکی برطرف ہوگئی سب صاف ہوگیا کوئی علامت سحر کی باقی نہ رہی بس راوی نے یہ بیان کیا ہے
کہ جو چیزیں چترنگ کی پاس القرام و ناشتاد و جہروست و جہروم کے سحر کی تھیں سب جل گئیں وہاں
بارگاہ میں تخت میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی خود بخود وہ جلنے لگا ایسے شعلے بلند ہوئے کہ بارگاہ بھی جلنے لگی اور
وہ گلدستے بھی اور جو اشیا اُس بارگاہ میں تھیں سب میں آگ لگ گئی جو وہاں کے منتظم و محافظ تھے وہ
یہ حال دیکھکر بھاگے جو رہ گئے تھے وہ جلنے لگے جو بچا سکے تھے وہ طرف میدان کے چلے کہ چترنگ کو جا کر خبر کریں
یہاں میدان میں تلاطم مچا ہوا ہر ایک نے اپنا گریبان چاک کیا ہے چترنگ نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک
کریں کہ ارژنگ و سنجگان نے منع کیا اور سمجھایا شہداد شاہ نے اپنی بری حالت کی ہے جب اہل لشکر نے
دیکھا کہ جہروم کے مرنے کی علامت بلند ہوئی اور جہروم کا تن خاک ہوگیا اور تاریکی دفع ہوئی بس سب نے
قصد کیا کہ تلواریں پکڑ کر لشکر طولدار شاہ پر جا پڑیں مگر ان کی باگیں اُٹھانے کا قصد کیا تھا سنجگان کو پہلے سے
اس امر کا خیال تھا اور وہ بار بار دیکھتا تھا وہ لشکر چترنگ کے قصد کو سمجھ گیا اُسنے ارژنگ سے کہا کہ اب
اور غضب ہوتا ہے کہ لشکر چترنگ نے جنگ مغلوبہ کا قصد کیا ہے اگر اسوقت جنگ مغلوبہ ہوئی تو قیامت ہوجائیگی
اول تو یہ امر ہو کہ شام ہوگئی ہے دوسرے آفتاب ڈھلتا جاتا وہ کو بہت غصہ ہے اسوقت سب کا قاتل ہے چترنگ سے
کہیئے کہ وہ منع کریں کہ یہ کیا غضب کرتے ہو یہ سنجگان نے کہا ارژنگ نے چترنگ سے کہا کہ فوراً کہ یہ
موقوف کرو اور اپنے لشکر کو منع کرو کہ یہ کیا غضب کرتے ہو ایسا کہیں غضب بھی نہ کرنا ورنہ اسوقت
سب کا قاتل ہو جائیگا چترنگ نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں ارژنگ نے کہا کہ انھوں نے جنگ
مغلوبہ کا قصد کیا ہے اگر اسوقت مغلوبہ ہوئی تو سب لشکر کا قاتل یہ ہو ارژنگ نے چترنگ سے کہا
چترنگ نے اسیوقت نقیبوں کو حکم دیا کہ پکار کر کہدو کہ خداوند منع کرتے ہیں کہ اسوقت جنگ مغلوبہ نہ کرنا
ورنہ خرابی ہوگی نقیبوں نے بموجب حکم چترنگ سب لشکر میں پکار کر کہدیا انھوں نے اپنا قصد فسخ کیا
اپنے اپنے مقام پر کھڑے رہے سنجگان نے ارژنگ سے کہا کہ اب کس امر کا انتظار ہے طبل بازگشت بجوا دیجیے
بس فوراً ارژنگ نے حکم دیا کہ طبل بازگشت فوراً لگتا ہے چوب چھڑی اور ارژنگ نے فیلبان
کو حکم دیا کہ ہاتھی کو طرف فرودگاہ کے پھیر دے فیلبان نے ہاتھی کا رخ پھیر دیا بس لشکر نے بھی اپنا رخ بدلا
ارژنگ و چترنگ گریاں و نالاں اور لشکر چترنگ کی گریاں اپنے ہمراہ لیکر واپس چلا آئے و لشکر
طولدار شاہ میں بھی طبل بازگشت نوازش میں آیا طولدار شاہ کل لشکر کو لیکر خوشی خوشی اپنی فرودگاہ پر آیا
لشکر نے کمریں کھولیں ہر سو وہ ہو گئے طولدار شاہ لباس بدل کر بارگاہ میں آیا اور سب سرداروں نے بھی اپنے
اپنے تبدیل لباس کرکے حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا طولدار شاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ سب کو شراب
پلاؤ اُسنے فوراً جام لبریز کرکے ہر ایک کو دیا شکر ادا کیا طولدار شاہ نے حکم دیا کہ مطربان خوش گلو حاضر
ہوکر مبارکباد گائیں بس اُسی وقت للہ حاضر ہوئے مبارکباد گانے لگے صحبت ناچ و رنگ برپا
ہوئی یہاں تو خوشی ہو رہی ہے وہاں لشکر چترنگ و ارژنگ جو فرودگاہ میں پہونچا کمر کھولی اور ہر ایک
جہروم کا نام لیکر اور چیخیں مار کر رونے لگا اسقدر کثرت گریہ تھی کہ آواز سنائی نہ دیتی تھی کوئی ایسا نہ تھا
کہ جو نہ روتا ہو چترنگ و شہداد و مگر شاہ و غفار شاہ و گلاب شاہ و زنار شاہ وغیرہ کی تو حالت تباہ
تھی لوگوں نے ان سب کو پکڑ کر مرکبوں پر سے اور چترنگ کو تخت پر سے اتارا ابھی بارگاہ میں نہ پہونچے
تھے کہ محافظان بارگاہ چترنگ چاک گریبان بحال پریشان روتے ہوئے پہونچے انھوں نے یہاں کی حالت
بہت خراب پائی ہر طرف نالہ ہے جہروم و القرام و ناشتاد و جہروست کی صدا بلند ہے یہ اور حیران ہوئے کہ یہ کیا

واقعہ ہی دو ایک سے دریافت جو کیا تو اُسنے کہا کیا تم سوتے تھے دونون لشکر ایک مقام پر ہین اور اتنا بڑا معرکہ
گذرا تمکو خبر نہوئی اُنھون نے کہا کہ ہم بارگاہ مین تھے اور یہ معرکہ جو کچھ ہوا ہی میدان مین ہوا ہی ہم خود خبر کرنے آئے
تھے کہ تخت خداوندی و بارگاہ اور کل اشیا جل گئین بلکہ اُسکے ساتھ کے محافظ بھی جلے ہم یہ خبر کرنے میدان کو جاتے
تھے کہ خداوند کو اِس حال سے آگاہ کرین یہانسے ابھی چلے تھے کہ لشکر آیا اُسکی ہمنے یہ حالت دیکھی سنا کہ خداوند
بارگاہ ارژنگ مین ہین ہمنے کہا کہ جاکر اُسے خبر کردین تم بیان کرو کہ یہ کیا معرکہ گذرا اُسنے یہ سنکے کل حال بیان کیا
اب تو یہ بھی رونے لگے اور اُسی حالت سے قریب چترنگ آئے ابھی چترنگ وارژنگ بارگاہ مین نہ گئے تھے کہ
اُنھون نے قریب چترنگ پہونچکر اور روکر سب حال بیان کیا کہ خداوند اُنکے تخت مین خود بخود آگ لگ گئی تمام
بارگاہ جل گئی یہ سننا تھا کہ چترنگ نے کہا کہ کیون نہ جل جائی کہ جبکہ اُسکا بنانے والا ہی نہ رہا وہ مارا گیا خیر مین تو
تباہ ہوگیا اُسنے کہا کہ جاؤ مین کیا کرون وہ یہ خبر کرکے چلے گئے بس چترنگ وارژنگ اور کل سردار بارگاہ ارژنگ
مین آئے یہان بھی دربار آراستہ ہوا سرداران چترنگ اور خود چترنگ اور وہ بادشاہ جو ہمراہ چترنگ ہین سب گہیا
چاک ہین ارژنگ اور اُسکے سردار خاموش بیٹھے ہوئے رو رہے ہین جب دیکھا کہ کسی سے اور رنج کم نہین ہوتا
ارژنگ نے چترنگ کو خوب سمجھایا اور خاموش کیا چترنگ کے خاموش ہونے سے اور سب نے بھی صبر اختیار کیا
اب سب خاموش بیٹھے ہین کہ سخنگان نے ارژنگ سے کہا کہ اب کیا صلاح ہی آیا کل مقابلہ ہوگا یا نہین ارژنگ
نے کہا کہ مین کیا بتاؤن میری تو عقل کو حیرانی ہی کہ کیا کرون اگر مقابلہ کرتا ہون تو سوا شکست کے کچھ نہین
نظر آتا ہی اگر مقابلہ نہین کرتا ہون تو کیا کرون یہ گوارا نہین ہوتا ہی کہ سپاہ سے بدون حصول مقصد اور اُس
خوف سے کہ لشکر تباہ ہوتا ہی چلا جاؤن سب یہ کہین گے کہ کیا بزدل لشکر لیکر گئے تھے جب دبا دیکھا تو بھاگ آئے مین
تو عجب مخمصے مین مبتلا ہون سخنگان نے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ صلح کر لیجیے اور اُنکے شہر تک جاکر خدا اپنے مقبول
پر چترنگ جلیس کو ورغلان کرلے چلیے مجھکو یقین ہوتا ہی کہ ضرور یہ خدا اپنے مقبول پر غالب آئیگا اور وہ اُنکے ہاتھ سے ضرور یہ
مغلوب ہونگے اب اُنکی بربادی کا زمانہ آگیا ہی یہ خوب شخص ہاتھ لگا ہی اور اگر یہ خدا اپنے مقبول کے ہاتھ سے مارا
گیا تو بھی اپنا مطلب حاصل ہی اور اگر وہ مارے گئے تو بھی اپنا مطلب حاصل ہوا دونون طرح سے اپنا ہی مطلب
ہی ارژنگ نے کہا کہ ابھی تو مین اسکا جواب نہین دیتا ہون اور نہ یہ کہتا ہون کہ کل مقابلہ کیا جائے کیونکہ اب
چترنگ کی بھی یہی صلاح ہی اُسکے ابھی حواس درست نہین ہین وہ اپنے استاد و اپنی والدہ اور زوجہ
کے غم مین مبتلا ہی اُسکو فراغت ہولے تو اُس سے بھی رائے لی جائے سخنگان نے کہا کہ مین نے مانا ارژنگ
نے کہا کہ جب اُسوقت جیسی صلاح ہوگی خواہ مقابلہ کی خواہ صلح کی وہ کیا جائیگا ہان بالفعل تو کل مقابلہ موقوف
ہی یہ جو اژدر نے سنا کہ کل مقابلہ نہوگا فوراً اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری ایک بات سن لیجیے
ارژنگ نے کہا کہ فرمائیے اژدر نے کہا کہ کل ضرور مقابلہ فرمائیے یہ نہین ہوسکتا ہی کہ کل مقابلہ نہو مجھکو بھائی کی
محرومی کے مرنے کا بڑا صدمہ ہی کیا کرون مین اِس سبب سے ناچار ہو گیا کہ شام ہوگئی تھی اگر کچھ بھی دن ہوتا
تو ضرور جاکر مقابلہ کرتا مجھکو بدون آفتاب جادو کو مارے ہوئے چین نہ آئیگا خواہ اُسکے ہاتھ سے مین ہی قتل ہون خواہ
حریف کو قتل کرون سخنگان نے جواب دیا کہ اُستاد تعجیل نہ فرمائیے ذرا سمجھ بوجھ کر کام کیجیے اِس جلدی مین
خرابی ہوگی دوسرے خداوند فرما چکے ہین کہ کل مقابلہ نہوگا آگے رائے عالی فرمائیے تعجیل مین کام خراب
ہوتا ہی اژدر جادو نے کہا کہ جو کچھ ہو جائے خراب ہو جائے درست ہو جائے مین ہرگز نہ مانونگا کل ضرور جاکر مقابلہ کرونگا
اگر لشکر نہ جائیگا نہ جائے بلکہ ارژنگ اور آپ اِسی مقام پر رہین کوئی ہمراہ میرے نہ جائے مین تنہا جاکر مقابلہ
کرونگا مین کسی کے بھروسے پر مقابلہ کرنے نہین جاتا ہون تم لوگ خیر سے بیٹھے رہو مین ساحر ہون تم میرا کیا کرسکتے

کروگے صرف تماشائی ہو اگر نہ جاؤ گے تو کیا ہوگا کل کا مقابلہ نہ موقوف ہوگا یہ جو اژدر نے کہا سخنگان نے
یہ کہکر اژدر کی طرف سے منھ پھیر لیا کہ میں کیا کروں تمھاری بھی قضا آئی ہے ارژنگ نے کہا کہ استاد کو منع
فرمائیے کہ وہ برائے مقابلہ کوشش نہ کریں ذرا تو صبر کریں دو ایک دن تو ٹھیریں پھر دیکھا جائیگا ارژنگ نے
بہت سمجھایا مگر اژدر نے نہ مانا تب تو ارژنگ نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور چوبدار حکم لیکر نقارخانہ
کو جا چکا اسوقت اژدر جادو اپنے دنگل پر آکر بیٹھا ادھر چوبدار نے حکم ارژنگ سے نقارچیوں کو آگاہ کیا
انھوں نے کوس حربی پر چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی سب کو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
ہوگا شب بھر سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب وضرب درست کرنے لگے ہرکارے لشکر
آفتاب پرستوں کے خبر نواخت طبل جنگ لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے بارگاہ میں آکر کافر نے کافر
کو ہاتھ اٹھا کر بعد دعا دی اسکے بعد عرض کیا کہ لشکر ارژنگ میں بھی طبل جنگ بجا ہے کل پھر وہ میدان
میں آکر مقابلہ کریگا طومار شاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی کوس حربی بجے فوراً یہاں نقارہ حربی بجایا گیا اہل لشکر
طومار شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا یہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا دو پہر رات تک طومار
شاہ نے دربار کیا اسکے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے آلات حرب وضرب کو درست
کرکے سو رہے طلایہ پھرنے لگا ہوشیار باش بیدار باش کی صدا بلند ہوئی وہاں بارگاہ ارژنگ میں جب
حکم طبل جنگ بجنے کا ہو چکا اور طبل جنگ بج چکا اژدر اپنے مقام پر آکر بیٹھا اسوقت اسلم بن تورج نے
کہا کہ استاد پہلے میں جاکر مقابلہ کرونگا اسکے بعد آپ مقابلہ فرمائیےگا اژدر نے کہا کہ اے اسلم تم یہ بیکار کہتے ہو
جبکہ ہمود ایسی ساحرہ و شمود ایسی و محروم ایسا ساحر نہ بچا اب آیا تو تم کیا ہو بس بہتر یہ ہے کہ میں ہی جاکر مقابلہ
کروں اسلم نے بہت کہا مگر اژدر نے نہ مانا اسلم ناچار ہو گیا یہاں بھی ارژنگ نے دربار برخاست کیا
چہر ناگ اپنی بارگاہ میں سویا شمود سے بارگاہ کو خالی پاکر بہت رویا شداد بھی گریہ وزاری میں مصروف ہوا
جو کہ خواجہ میں وغیرہ شمود کی ملازم تھیں وہ بھی بہت روئیں یہاں لشکر میں رات بھر گریہ وزاری کی صدا بلند رہی
لشکر چہر ناگ و ارژنگ کے لوگ مصروف سامان جنگ تھے اور محروم کو بھی روتے جاتے تھے اور
سامان جنگ بھی کرتے جاتے تھے طلایہ پھر رہا ہے ادھر اژدر نے جاکر اپنے خیمے میں اپنے سحر کو جگایا سخنگان
اپنے خیمے میں بہت متفکر ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے میرے شاگرد کہیں اژدر کی بھی قضا آئی ہے کیونکہ اسنے بہت
جلدی مقابلہ میں کی ہے آجکل آفتاب پرستوں کا ستارہ اقبال ترقی پر ہے اُنپر کوئی غالب نہوگا اگر عالم عالم ایک
ہو جاوے ارژنگ نے برا کیا کہ اژدر کے کہنے پر عمل کیا طبل جنگ بجوا دیا بڑی خرابی ہے انجام اسکا اچھا نہیں
ہے سوائے شکست کے یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہے ارژنگ اپنے خیمہ خاص میں پلنگ
پر لیٹا ہوا ہے یاد معشوق میں مبتلا ہے اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں تصویر جو کہ خواجہ حسین سوداگر سے مول لی
تھی وہ ہاتھ میں تھی اُس سے مخاطب کرکے باتیں کر رہا ہے کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی کسی شعر پر سر دھنتا ہے یہ رنگ
ہے یہاں دونوں لشکروں کے بہادر دن سے وہ رات جاگ کر بسر کی طبل جنگ برابر رات بھر بجا کیا کہ یکایک
آثار سحر فلک زبرجدی پر نمایاں ہوئے نور سحر نے افق مشرق سے ظہور کیا ظلمت شب کافور ہوئی نسیم سحری
کے جھونکے چلنے لگے بلبلیں آمد سحر دیکھکر اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخہائے درخت پر بیٹھیں گلوں کو شگفتہ
دیکھکر چہچہے کرنے لگیں طائران خوش الحان بہمہ خوشی حمد الٰہی میں مصروف ہوئے سبزہ برابر کوسوں روئیدہ
تھا اُسپر قطرہائے شبنم جو پڑے تھے تو دانہائے لؤلؤ معلوم ہوتے تھے صبا چونکہ گلزاروں سے ہوکر آئی تھی تو اُسکے
دوش پر خوشبو سے گل سوار تھی دماغوں کو معطر کرتی تھی ادھر شہنشاہ انور نے اپنے رخ نورانی پر سے نقاب

شب کو دور کیا اور میں ظہور کیا اپنے نور جمال سے تمام دنیا کو معمور کیا یعنے صبح ہوگئی آفتاب عالم تاب بصد آب
و تاب دریچہ مشرق سے برآمد ہوا اہر ایک بستر سے اٹھا لشکر دون میں وردی سحر بھی بجا ہونے لگا گھنٹے و ناقوس
بجنے لگے لوگ اشنان کرنے لگے بار پھول موافق اپنے اپنے مذہب کے چڑھانے لگے جرس کی صدا بلند ہوئی بعد
فراغت امور دینی و ضروری کے کمریں کسین اور مسلح و مکمل ہو کر سپاہ سردار اپنے اپنے خیموں سے نکلے حاصل کلام
طومار شاہ برآمد ہوا لشکر کو آراستہ پایا تخت شاہی پر ایک بادشاہ سوار ہوا لشکر کو حکم طرف میدان کے روانہ ہونے کا
دیا تخت شاہی بھی روانہ ہوا طومار شاہ وغیرہ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پہونچے صف بندی کا حکم دیا
ادھر ارژنگ بھی بیدار ہوا اور خیمے سے برآمد ہوا لشکر بھی تیار تھا تخت پر سوار ہوا چترنگ بھی اپنے خیمے میں
بیدار تھا گو اسکا قصد یہ تھا کہ میدان جنگ میں نہ جاؤنگا اپنے دل سے کہا کہ اے چترنگ میدان میں آج
ضرور چل اور مقابلے کا تماشا دیکھ کیونکہ اژدر جادو نے بہت عاجزی سے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اژدر
کے مقابلے کا تماشا ضرور دیکھنا چاہیے بس یہ خیال کر کے اور لباس تبدیل کر کے برآمد ہوا یہاں ارژنگ
اسی وقت اپنے خیمے سے نکلا تھا کہ چترنگ نے ارژنگ کو سلام کیا ارژنگ نے کہا کہ کیوں بھائی میدان
کو چلوگے چترنگ نے جواب دیا کہ جی ہاں بس ارژنگ نے چترنگ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا کل
لشکر کا مجرا ہوا لشکر چترنگ بھی تیار تھا بس ارژنگ لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کے چلا علم و کوس پیکر
و سنگ پیکر جلوہ گری پر آئے ارژنگ لشکر لیے ہوئے میدان میں پہونچا راوی نے بیان کیا ہے کہ اسدن
اژدر بھی بہت سامان سے ہمراہ لشکر تھا ایک تخت پر سوار تھا جھولی بادلہ کی شانے پر پڑی ہوئی کاسہ
گوڑیا سے گلے میں اور بازوؤں پر لپیٹے ہوئے قشقہ صندل و زعفران کا ماتھے پر کھینچا ہوا [illegible] ہوئے تھے سنہرا [illegible]
ہوا ایک گبرو اکرتا پہنے ہوئے مہنت بندھی ہوئی ایک اول آہنی اسکے ہاتھ میں تھا اسمیں کٹا پڑا ہوا تھا
اور اسکے ہاتھ میں بھی ایک آہنی کٹورا پڑا ہوا تھا سامنے تخت پر ایک کاسہ رکھا ہوا تھا اسمیں پانی بھرا ہوا
تھا اور ایک تھیلی سرخ رنگ اسمیں پڑی ہوئی تھی اور کچھ بجورات تخت پر رکھا ہوا اس سامان سے اژدر
ہمراہ ارژنگ کے میدان میں آیا طومار شاہ تو آچکا تھا دونوں طرف صف بندی ہونے لگی اور جب
صف بندی ہو چکی سقوں نے نکل کر آبپاشی کی تبرداروں نے جو درخت کہ حائل نظر تھے انکو قلم کیا بیلداروں
نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبوں نے نکلکر نقابت کی جیسا کہ دنیا میں چند شعر پڑھے از مست دنیا
بیان کی لشکر کی صفوں پر سناٹا ہو گیا جب نقیب نقابت کر کے لشکر میں گئے اب لشکر طومار شاہ کے لوگ
اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیے کون میدان میں برائے مقابلہ آتا ہے کہ ناگاہ اژدر جادو نے اپنا تخت بڑھایا اور
روبرو ارژنگ کے آیا اور کہا کہ مجکو اجازت مرحمت ہو کہ میں جاکر مقابلہ کروں یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ اے
اژدر جادو میں تمکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ان سب آفتاب پرستوں کی موت تیرے ہاتھ سے ہے میں یہ تقدیر
کرچکا ہوں اسی ہزار برس پیشتر منگان نے یہ سنکے ہنسکر کہا کہ جی ہاں آپ نے یہ تقدیر کی ہے کہ اژدر جادو بھی
مثل محروم وغیرہ کے قتل ہوں میں تو یہ جانتا ہوں اور اے اژدر تجکو بھی پاس ہے افسوس تجنے بہت جلدی
کی اور جیسے فراق کی سامان کی فکر کی سوائے افسوس کے کیا کیا جائے اژدر نے کہا کہ تمکو ایسی ہی باتیں آتی
ہیں تم اپنی زبان کو بند کرو اور کچھ نہ کہو یہ کہکر ارژنگ و چترنگ کو سلام کیا اور تخت کو اڑا کر چلا تمام علم جلوہ گری
پر آئے اژدر اپنا تخت اڑا کر میدان میں آیا اور مقابل لشکر طومار شاہ کے ہو کر اپنے تخت کو روکا اور چند
شعبدے دکھائے سحر کیا کہ ایک ابر آکر برسا اس سے موتی گرے اسکے بعد سحر کیا کہ زمین جابجا کر گئی جا بجا
غار ہو گئے وہ جب اپنے سحر کی نیرنگیاں دکھا چکا آواز دی کہ اے آفتاب پرستوں تم میں سے جسکو آرزو ہے مرگ

ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ صدا دیتا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر طلوع بارشاہ کے علم جلوہ گر ہوئے اور طلوع بن
نیزہ باز نے قصد کیا طلوع بارشاہ سے اجازت لیکر برائے مقابلہ بڑھا ان کہ آسمان سے صدا آئی کیا غضب کرتا
ہے ساحر ہو کر ساحر کے مقابلے کو نکلتا ہے ٹھہر جا ہم اس پر اپنا عتاب نازل کرتے ہیں یہ لیتے دل کی حسرت
نکال لے یہ آواز جو آئی طلوع بن ٹھہر گیا اور آفتاب پرست بہت خوش ہوئے یہ صدا اپنے لشکر کو دے کر
اژدر کو آواز دی کہ اے اژدر جادو اب تو مقابلے کو آیا ہے جمشید جم کل جو اپنے تئیں گردون کے آیا تھا تو اسنے
کیا کیا جو تو آیا کیوں اسقدر گمراہ ہوا ہے اپنے خدا کو پہچان سمجھ کہ کیوں اپنی جان برباد کرتا ہے جس طور سے ہم نے
اپنا عذاب اُن سب پر نازل کیا ہے اسی طور سے تیرے اوپر بھی نازل کرونگا اور تو دیکھ لیگا کہ یہ سب تیرے
عذاب میں مبتلا ہونگے اپنی گمراہی سے باز آئیں ممکن نہیں ہے کیوں اپنے کو تلخی گمراہی میں برباد کرتا ہے اپنی
جان کو غنیمت جان دنیا میں وہ گیا معدوم ہو گیا ضرور ہے جو بیکار کو ضائع کی جائے ہاں کچھ ایسی ہی ضرورت ہو
تو کیا مضائقہ ہے دوسرے یہ امر ہے کہ بندے سے بندہ اگر مقابلہ کرے تو یہ امید ہو کہ ہم بھی غالب آئیں گے
اور جبکہ خدا سے مقابلہ ہو اور جسکے قبضے میں تمام عالم کی جان ہو اُس سے کون لڑ سکتا ہے بس ٹھہر جا اپنی جان
کو بچا ورنہ میرے عذاب میں گرفتار ہوگا ملک الموت روح قبض کریگا تو جمشید جم و ضحیرہ کا انجام دیکھ چکا ہے
اژدر جادو نے صدا دی کہ او نامرد نامعقول تو کیا بک رہا ہے سامنے آکر مردان عالم سے مقابلہ کر یہ کیا کہ پردے
میں بیٹھا ہوا ہے اور بکتا ہے او ازلی کی تجھکو بھی تو جمال خداوندی کی دیکھنے کی خواہش ہے خیر معلوم ہوگا تو بھی
عذاب لا سکے کا قتل جمود کے جلکر خاک ہو جائیگا تو اپنا حوصلہ نکال ہم پھر میں اپنا جمال دکھا دینگا زیادہ بکتا بکتا
وہ یہ سنتا تھا کہ اژدر جادو کو غصہ آگیا فوراً جھولی پر ہاتھ ڈال کر چند دانہ ماش کے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھکر
اپنے چاروں طرف پھینکا بعدہ اُس جھولی سے ایک گولہ فولادی کا نکالا اُسپر اسم پڑھکر وہ گولا اُس آسمان پر مارا
وہ گولہ قریب آسمان جاکر شق ہوا اُسی سے ایک غبار بلند ہوا وہ غبار بلند ہو کر ابر ہو گیا اُسنے اشارہ کیا کہ وہ
ابر ایک مرتبہ جاکر آسمان پر اس زور سے پڑا اور آسمان سے لڑا کہ سب کے دل ہل گئے صدا ہولناک عجیب
پیدا ہوئی کہ گردون دوار کو بھی زلزلہ سا ہو گیا زمین کانپنے لگی پرند چرند سب پریشان ہو گئے اُدھر وہ ابر
فلک لگاکر ہٹا اسنے پھر اشارہ کیا پھر وہ ابر جاکر اس آسمان سے لڑا اُس سے بھی صدا پیدا ہوئی راوی نازک
خیال نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے دس مرتبہ وہ ابر آسمان سے جاکر لڑا مگر آسمان کو حرکت تک نہ ہوئی ابر بھی
اسی طور سے قائم رہا یکایک ایک برق چمک کر اُس ابر پر گری کہ جسکے سبب سے وہ ابر لخت لخت ہو گیا اور مثل
روئی کے گالوں کے ہوا میں اُڑنے لگا آواز آئی تو نے ہماری قدرت دیکھی کہ کیونکر تیرے ابر کو ہٹا دیا اژدر نے
کچھ جواب نہ دیا برہم ہو کر اور ایک گلدستہ تخت پر رکھتا تھا اسکو اٹھا کر اور اسم سحر دم کرکے اڑا دیا گلدستہ تھا گویا ہزاروں
توپیں اسمیں بھری ہوئی تھیں قریب آسمان جاکر اس سے صدائیں پیدا ہوئیں کہ جسکے سبب سے تمام عالم میں
تزلزل پڑ گیا یہانتک کہ وہ صدائیں موقوف ہوئیں اب سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز پرواز منقار اُسکی
فولادی پنجہ اسکا برابر فیل کے قریب آسمان ہوا پر قائم ہے جیسے ہی وہ عقاب ظاہر ہوا اژدر نے حکم دیا کہ اے عقاب
اِس آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے جو اسکے اندر ہو اسکو تو کھالے یہ کہتا تھا کہ وہ عقاب جھپٹا کر قریب آسمان
گیا اور منقار و پنجہ اُسپر مارے مگر کچھ نہ ہوا شرارے نکلے پھر اسنے جھنجھلا کر پنجے مارے پھر شرارے نکلے اب عقاب
پیہم حملہ کرتا ہے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے تھوڑے عرصہ تک یہ معرکہ رہا بعد اسکے وہی عقاب اپنے حملے کر رہا تھا
کہ برق کوند کر گری عقاب کو جلا دیا عقاب کا جلنا تھا کہ ایک فیل مست ہوا پر خود بخود ظاہر ہوا کہ جسکا قد بہت
دراز تھا خرطوم فولادی تھی بڑے بڑے دو دانت باہر تھے بس اژدر نے کہا کہ اے فیل تو ہی اس آسمان

سحر کو برباد کرکے جو کوئی ہوا اُسکو ہلاک کرے کہتا تھا اژدر کا کہ وہ فیل بڑی تیزی سے چلا اور جاتے ہی اُسنے ایک
ٹکر ایسی لگائی کہ اگر پہاڑ پر لگاتا تو زبیح سے اُس پہاڑ کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر گرا دیتا مگر اُس آسمان کو خبر بھی
نہوئی اُس فیل نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ مین اِس آسمان کو برباد کر دون مگر ممکن نہوا یکایک اُس آسمان سے
ایک ہاتھ پیدا ہوا جیسے ہی اُس فیل نے جاکر ٹکر ماری اُس ہاتھ نے اُسکی خرطوم پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ منھ کے
پاس سے اُکھڑ گئی خرطوم کا اُکھڑنا تھا کہ ایک شعلہ اُسکے منھ سے نکلا وہ ہاتھی مثل فیل آتشبازی کے جلنے لگا کچھ
تاریکی ہوئی اب جو تاریکی برطرف ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک گینڈا بہت بڑا ہوا پر قائم ہے اُسکو بھی اژدر نے
اشارہ کیا اُسنے بھی کئی حربے کیے مگر کچھ نہوا یکایک پھر ہاتھ آسمان سے ظاہر ہوا اُسمین ایک تلوار تھی جیسے ہی گینڈا
نے ٹکر لگائی وہ تلوار کمر پر پڑی کہ صاف اُسکو دو کر دیا پھر تاریکی ہوئی اب جو تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک
شیر ژیان ہوا پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہے آتے ہی اُسنے رخ طرف اژدر کے کیا اژدر نے اشارہ کیا وہ آسمان
کی طرف پلٹ پڑا جاتے ہی ملپا پنجہ مارا اور منھ اِسی طور سے کئی مرتبہ نوبت آئی کہ یکایک دو پنجے پیدا ہوئے
ابکی مرتبہ جیسے ہی اُسنے حملہ کیا اور منھ مارا دونون پنجے اُسکے دہن مین دے آ لیے اور مثل کرپاس کہنہ کے اُسکو
چیر کر پھینکدیا ایک شور قیامت افزا بلند ہوا تاریکی ہوئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا کہ ایک دیو
قوی ہیکل بد شکل مہیب صورت ایک پرچہ کوہ دوش پر رکھے ہوئے ہوا پر قائم ہے اُسنے پلٹ کر طرف اژدر
کے دیکھا اژدر نے اشارہ کیا کہ اِس آسمان سحر کو گرا دے یہ اشارہ کرنا تھا کہ اُسنے پیچھے ہٹ کر اور اُس
پارچہ کوہ کو اُٹھا کر اُس آسمان پر مارا کہ ایک صداے تڑاقہ پیدا ہوئی گوش گردون کر ہوگئے شعلے نکلے اُسنے
پھر اُسی پر اُسکو روکا اور پھر ابکی اُس سے زیادہ طاقت سے مارا پھر ویسی ہی نوبت ہوئی اُسنے پھر روکا پھر مارا
نوبت باینجا رسید کہ اُس دیو نے ہر مرتبہ اپنی قوت اُس پر ختم کی مگر کچھ نہوا ابکی مرتبہ جو اُسنے مارا اور شعلے نکلے
ایک شعلہ اُنھین شعلون مین سے اُسپر آکر گرا اُسنے اُسکو جلا دیا یہ بھی مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگا ابکی مرتبہ
بہت شور قیامت افزا و تلاطم عظیم ہوا جب تاریکی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ وہ آسمان اُسیطور سے قائم ہے اور
اب کوئی نہین اُسکے مقابلے مین ہے سواے اژدر جادو کے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس گلدستے مین پانچ رنگ کے
پھول تھے وہی پانچ طرح کے حملے ہوئے جب اژدر نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا اور کوئی کام نہ نکلا اُسکو بہت
غصہ آیا اور اُٹھا کر اُس جام آب کو زمین پر مارا کہ وہ پانی شرارہ ہوکر اُڑ گیا اور وہ ماہی ایک مرتبہ تڑپ کر
چلی طرف لشکر طومار شاہ کے منھ سے شعلے نکالتی ہوئی جہان پر لشکر طومار شاہ تھا وہان کی زمین جابجا سے
شق ہونے لگی اور پانی نکلنے لگا طرفۃ العین مین ایک بحر ذخار موجزن ہو گیا اور لشکری غرق ہونے لگے
لشکر مین تلاطم مچ گیا جو عالم طومار شاہ وغیرہ نے دیکھا ایک مرتبہ تاج سرون سے اُتار کے محتاج ہوئے
اور یون فریاد کرنے لگے کہ اے خداوند آفتاب ہمسے کونسا ایسا گناہ سرزد ہوا کہ ہمپر یہ عذاب نازل ہوا
ہوا آواز آئی کہ پریشان نہو تم مین سے کوئی غرق نہوگا یہ صرف اژدر جادو کا شعبدہ ہے اُسکو اپنے دل کی ہوس
نکال لینے دو یہ لوگ تو مصروف دعا تھے اُدھر وہ ماہی بھی پہونچی یا تو اُسکے منھ سے شعلے نکل رہے تھے یا اب
حباب نکلنے لگے اور اگر اُس دریا مین وہ شناوری کرنے لگی جسپر اُسنے حباب مارا وہ جلنے لگا یا غرق ہو گیا
اُدھر ماہی جلا رہی ہے اور غرق کر رہی ہے اُدھر پانی سب کو ڈبو رہا ہے ایک تلاطم ہے کہ مچا ہوا ہے کوئی نصف لشکر
تہ و بالا ہوا تھا کہ آسمان پر سے آواز آئی کہ اے پانی و اے ماہی تم دونون میرے بندے ہو اور میرے بندون کو
ہلاک کر رہے ہو جاؤ لشکر ارژنگ وچیترنگ کو اسی طور سے غرق کر دو یا تو دریا اِس مقام پر جوش مار رہا
تھا اور دمبدم ٹھہر جاتا تھا یا دیک مرتبہ بالکل خشک ہو گیا وہ ماہی بھی اُسی پانی کے ہمراہ غائب ہو گئی پھر ذرا

ذرا تری کا نام بھی نہ رہا سب نے دیکھا کہ جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ سب کے سب زمین پر کھڑے ہیں
ایک بھی ضائع نہیں ہوا سب بہت خوش ہوئے اور یا خداوند کہکر سجدے کو خم ہوئے اب جو سجدے
سے سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ لشکر ارژنگ و چترنگ میں تلاطم مچا ہوا ہے دریائے ناپیدا کنار موجزن ہے وہ
ماہی اسی طور سے غرق کر رہی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہی حالت ہوئی کہ یکایک یہاں لشکر بادشاہ
ارژنگ و چترنگ تھا وہاں کی زمین شق ہونے لگی اور پانی ابلنے لگا لشکری غرق ہونے لگے لشکر میں تہلکہ مچگیا
کہ ہم غرق ہوئے جاتے ہیں یہ تو الٹی تدبیر ہو گئی ای اژدر جادو ہم نے کیا قصور کیا جو ہمکو غرق کرتے ہو یہ جو شور و غل
اژدر نے سنا پلٹ کر جو دیکھا تو لشکر میں تلاطم پایا سنگان نے پکار کر کہا کہ اگلی تو کسی ہاتھی کی سی مثل ہو گئی بقول
کسے کہ گا ترو ہاتھی اپنی فوج کو مارے وہی حرکت آپ نے کی یہ جو سنگان نے کہا اژدر کو خفت ہوئی بس برہم
ہو کر اٹھے چند دانے ماش کے اٹھا کر اسم سحر پڑھ کر اس پانی پر اسی مقام سے مارے اس ماہی پر اور کہا کہ
جل جا اور خشک ہو جا جیسے ہی دانے ماش کے مارے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ جسنے پانی کو بھی خشک کر دیا
اور ماہی کو بھی جلا دیا لشکر میں امن ہوا تلاطم موقوف ہوا جو لوگ غرق ہوئے تھے بعض ان میں ہلاک ہوئے
تھے اور باقی زندہ تھے پھر لشکر کی صفیں درست ہوئیں آواز آئی کہ دیکھا تو نے تیرے ہی ہاتھ سے تیرے
سحر کو مٹوا دیا یہ قدرت ہے خدا کی بس اب اژدر کو غصہ آگیا ایک مرتبہ جوڑے پر ہاتھ ڈالکر ایک کارد
نکالا اور ڈبیہ بس اس کارد سے اس بچہ خوک کو ذبح کیا اور اسکا خون لیکر ایک پیالے میں رکھا اور ماش
کا آٹا جھولی سے نکالا اسکو اس خون سے گوندھا اور ایک پتلہ بنایا اسکے منہ میں ایک گولہ فولادی رکھا اور
ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کارد جھولی سے نکال کر دی اب اسپر سحر کرنا شروع کیا اور اسپر خون کے چھینٹے
دینا شروع کیے نوبت باینجا رسید کہ وہ پتلہ بصورت انسانی ہو گیا جب صورت انسان پر ہوا تو پکارا کہ میری
خوراک لا اژدر نے فوراً اپنی ران کو خنجر سے چاک کیا اور اسکا خون اسکو دیا اسنے اس مقام پر منہ لگا
دیا جسقدر اس سے خون پیا گیا پی لیا پھر منہ اس مقام پر سے اٹھایا یہاں اژدر نے یہ تدبیر کی تھی کہ
بچہ خوک کا دل و جگر نکال رکھا تھا جیسے ہی اسنے منہ اٹھایا ویسے ہی اسنے وہ دل و جگر اسکے آگے رکھدیا
اسنے وہ بھی کھا لیا اب گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے اژدر نے وہ ڈبیہ جو جوڑے سے نکالی تھی اسکو کھولا اور ایک
چیونٹا سا بیضہ فولادی نکالا اسپر خون و سیندور کے ٹیکے دیے اور رائی سرسوں گوگل لونگ گوگرد کو آگ پر
ڈالا اس سے دھواں بلند ہوا وہ بھی اس بیضہ پر لیا جھولی سے ایک شیشہ نکالا اس شیشہ میں وہ دھواں بند کیا اور
نو سبا مضبوط ڈاٹ دی اور ایک شیشہ نکالا اسمیں وہ خون خوک لیا اور کچھ اسم سحر اسپر پڑھا کہ وہ خون جوش
مارنے لگا فوراً اسنے اسکا منہ بند کر دیا جب یہ سب تدارک کر چکا اژدر نے وہ شیشے اور وہ بیضہ اس پتلے
کو دیا اور کہا کہ ای بھائی یہ سب چیزیں لیجا اور اس آسمان پر مار جب یہ آسمان ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
تو جو کوئی اسمیں ہو اسکو اس کارد سے ذبح کرنا کیونکہ وہ میرا دشمن قوی ہے جب تو اس آسمان کو مٹا کر اور
اس میرے دشمن کو قتل کرکے آئیگا تو میں تجھکو وہ چیز دونگا کہ تو بھی بہت خوش ہوگا یہ سنتے ہی وہ پتلہ مثل تیر کے
اژدر جادو کو سلام کرکے چلا جاتے ہی اسنے آسمان کے قریب وہ شیشہ جسمیں غبار تھا آسمان پر مارا وہ آسمان پر پڑتے ہی
ٹوٹ گیا اس سے وہ دھواں نکلا تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سوا دھوئیں کے
کچھ نظر نہ آتا تھا وہ دھواں لشکر طومار شاہ کے لوگوں میں گیا اور جسکی آنکھ میں لگا وہ نابینا ہو گیا ایک
تلاطم مچگیا یا خداوند اس بلا سے بچا ادھر اس پتلے نے دوسرا شیشہ اٹھا کر آسمان ساختہ سحر آفتاب پر
مارا وہ بھی پڑکر ٹوٹ گیا اور خون جو اسمیں تھا وہ جوش کھا کر بالائے آسمان گیا اور ابر خونی رنگ بنکر تیار

ہوا اور اُس ابر سے خون لشکر طومار شاہ پر برسنے لگا جس پر قطرہ خون کا پڑا وہ پتھر کا ہو گیا دو بلاؤن مین لشکر مبتلا ہوا یہ واقعہ دیکھکر سب نے آنکھین بند کر لی تھین کہ دھوان نہ لگے اب خون برسنے لگا اور لوگ پتھر کے ہونے لگے اور زیادہ پریشان ہوئے کہ کیا کرین اگر آنکھین کھولتے ہین تو نابینا ہوتے ہین اور اگر نہین کھولتے ہین اور کوئی تدبیر نہین کرتے ہین تو پتھر کے ہوئے جاتے ہین لشکر طومار شاہ ایک آفت مین مبتلا ہو تھا کہ تمام لشکر مین پڑا ہوا ہو ہزار ورا نہ مع راکب و مرکب سنگ سیاہ ہو کر رہ گئے ہین طومار شاہ وغیرہ سپرین سرون پر روکے ہوئے ہین بہت سے لشکری زیر سایہ درخت کھڑے ہین صفین درہم و برہم ہو گئی ہین یہان تو یہ حال ہو طومار شاہ دعا مانگ رہا ہو ادھر اُس پتلے نے یا سامری کہکر اور چیخ مارکر وہ بیضہ فولادی جو کہ اژدر نے اُسکو دیا تھا آسمان پر مارا وہ بیضہ آسمان پر پڑا ایک تڑاقہ ہوا کہ تمام صحرا گونج گیا یہ ثابت ہوا کہ ہفت طبق آسمان زمین پر گرے زمین جا بجا سے شق ہو گئی پانی نکل آیا مردے زیر زمین ہل گئے کنج مرقد مین گوشہ امن تلاش کرنے لگے خفتگان زمین نے یہ خیال کیا کہ قیامت آگئی اسرافیل نے صور قیامت پھونکا رستم ایسا بہادر زیر زمین کفن مین کانپ کر رہ گیا گوشہ کفن سے منھ چھپا لیا یہ حالت اُس صدا سے ہوئی بہت لوگ ہلاک ہو گئے حاملہ عورتون کے جو کہ شہر آفتاب نما و دیگر اطراف مین تھین اُنکے حمل ساقط ہو گئے بہت سی عمارتین ہل کر رہ گئین قلعہ آفتاب نما کو بھی حرکت ہوئی برجیس یہان بیٹھا ہوا ہو تماشہ جنگ مین مع اہل دربار کے مصروف ہو قلعہ کو جو حرکت ہوئی سب اہل دربار پکارے کہ یا خداوند بچا لیجیے قلعہ کو جنبش ہو برجیس نے پردہ قدرت کے اندر سے کہا کہ پریشان نہو مین موجود ہون کچھ نہوگا سب خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا ہو کہ جیسے ہی وہ بیضہ پڑا اور یہ صدا بلند ہوئی بس اُس بیضہ کا پڑنا تھا کہ آسمان شق ہو گیا اور وہ پتلہ فوراً کارد لیکر اندر اُس آسمان کے مثل تیر کے داخل ہوا اور تلاطم مچ گیا اژدر نے سحر کرنا شروع کیا راوی نے بیان کیا ہو کہ جیسے وہ پتلہ داخل آسمان ہوا وہ شگاف فوراً بند ہو گیا وہ پتلہ مثل تیر کے چلا جاتا ہو کہ ایک مقام پر رُکا کیونکہ اندر اُس آسمان کے بہت بڑی وسعت تھی جیسے ہی رکا ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اُسکی گردن پکڑ لی وہ چلانے لگا کہ اژدر جادو مجھکو بچائیے میری جان نکلی کیونکہ حریف زبردست نے پکڑ لیا ہو اب کون سنے کیونکہ اژدر تک آواز بھی نہین آتی تھی اُس ہاتھ نے اُسکو پکڑ کر رسی سے باندھا اور اُسکے ہاتھ سے کارد چھین لی اور لٹکائے ہوئے صرف ہاتھ معلوم ہوتا ہو اور کچھ نظر نہین آتا ہو چند قدم چلا کہ پھر آسمان شق ہوا اور اُس ہاتھ نے اُس پتلے کو باہر نکالا اور کہا کہ او اژدر دیکھ تیرا سحر پکڑ گیا گو تو نے بہت بڑا سحر کیا تھا اگر کوئی ساحر ہوتا تو ضرور تو نے اُسکا سحر بھی دفع کیا تھا اور اُسکو قتل بھی کیا تھا مگر خدا سے کیا زور بندے کا چلتا ہو آخر منھ کی کھائی اب اپنے سحر کو بچا لے یہ کہکر اُسی کارد سے اُس پتلہ کو ذبح کیا وہ بہت چلایا اور پھڑکا مگر کچھ نہوا ذبح کر کے اُسکو پھینک دیا وہ وہی ماش کا آٹا تھا مگر ابھی تک اُسی طور سے دھوان لشکر پر چھایا ہو اور ابر خونی برس رہا ہو لشکر مین تلاطم ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ اژدر نے بہت زبردست سحر کیا تھا یہ سحر وہ تھا کہ جو بقوت ساحری و جمشید تیار ہوا تھا اور اُسکا رد نہ تیار ہو سکا تھا اگر آفتاب جادو اپنا بند و بست نہ کر چکا ہوتا تو ضرور یہ سب کارخانہ اُسکا مٹ جاتا چونکہ اُسکو سحر سے سب حال معلوم ہو چکا تھا اُسنے سب بند و بست کر لیا تھا اور ساحر زبردست بھی تھا اس سبب سے ہر مرتبہ غالب آیا ہر چند یہ سحر اژدر کا اُستاد دیا رکھ لیا تھا راستہ بھی ہین لیکن جب وہ پتلہ بھی اُسکے سحر سے دفع ہوا دوسرا سبب یہ ہو کہ سونا بنت جادو جو کہ اُستاد آفتاب ہو وہ بھی تو شریک آفتاب ہو اور ایسا ہی بہت ساحر ہو کہ اژدر وغیرہ اُسکے آگے طفل مکتب ہین یہ بھی پہلو نشین ساحری و جمشید ہو بہت سے سحر اُسکے

پاس اپنے ہین کہ جتکار و ساحری و جمشید نہین کر سکتے اُنکی صلاح سے اسنے تیار کیے ہین ایسا ساحر ہو کہ غازۂ
سحر تیار کیا ہو کہ جو کہ بہ جلیس کے منھہ پہ ملا ہو کہ جسکے سبب سے سب اُسکو سجدہ کرتے ہین اُسکو کوئی رد نہین
کر سکتا ہو اور نہ اُسکے اثر کو مٹا سکتا ہو یہ زور اور آفتاب جادو کو ہو اُسی نے یہ سب چیزین تیار کی ہین اور
اُسی نے آفتاب کو اسقدر زور دیا ہو یہ اُسی کا سحر ہو وہ بھی کمک کر رہا ہو اور آفتاب بھی ان سب سے زبردست
ہو پس وہ ساحر زبردست جب ایسی تدبیرین کرین تو پھر کون مقابلہ کر سکتا ہو اور وہ اس طور سے شریک
آفتاب ہو کہ کوئی ساحر اسکے حال سے آگاہ نہین ہو سواے آفتاب کے یا اُسکی دختر کے کہ دختر سومنات
تو جانتی ہو ان دو کے سوا کوئی واقف نہین ہو پس کہ مدم بر سر مطلب پس جب اژدر جادو کا یہ بھی سحر رد ہوا
اژدر نے قصد کیا کہ اور کوئی سحر کرے کہ آواز آئی او اژدر بس ہو چکا اب ہوشیار ہو جا کہ مین اپنا عذاب تیرے
اوپر نازل کرتا ہون کیونکہ میرے بندے تیرے سبب سے بلا مین مبتلا ہین اور تو اُنکو بیکار کر کے پریشان کرتا ہو
ہان اگر تو تنہا میرے اوپر چڑھ کے جاتا تو مین ابھی تجھکو اپنے عذاب مین نہ مبتلا کرتا مگر تو تو اُنکو عاجز کرتا ہو
اب خبردار ہو جا مین اپنا جلوہ تجھکو دکھاتا ہون پس یہ صدا آئی اور آسمان کو حرکت ہوئی اژدر سمجھ گیا کہ اب
آسمان شق ہوگا اور آفتاب نکلیگا اور میرے اوپر عکس پڑیگا اور جب مین جلنے لگونگا تو زمین پر گر پڑونگا پس یہ امر
اپنے دل مین خیال کر کے اسنے فوراً کچھ جھولی سے نکال کر اپنے جسم پر ملا اور تخت پر سے زمین پر آیا اور اسم سحر
پڑھکر ایک قلابا سا لگائی اور اب سب نے دیکھا کہ ایک اژدر طویل القامت میدان مین کھڑا ہو سر اسکا مثل
گنبد فلک کے ہے دونون آنکھین دو تنور روشن ہین دم کا اُسکے نشان تک نہین ہو سیاہ اسقدر ہو کہ
ظلمات ظلمات اُسکے آگے کوئی حقیقت نہین رکھتی ہے بال بڑے بڑے ہین جب دم کشی کرتا ہو جسقدر سبزہ
ہرا بھرا صحرا مین لگا ہو منھہ سے شعلے نکلتے ہین تو وہ سبزہ جل جاتا ہو اور بڑے بڑے سنگ ریزے و درخت بڑے
اُکھڑ کر اُسکے منھہ مین چلے جاتے ہین پشت و شکم پر سفید داغ ہین ہر بن مو سے شعلے نکل رہے ہین سر پر ایک
چوٹی ہو اُسکے گرد و اطراف کا سب سبزہ خاک ہو گیا ہو جل کر جب زمین پر منھہ مارتا ہو غار ہو جاتا ہو یہ تو
اُسکی صورت تھی لشکریون کے اُس اژدر کو دیکھکر ہوش جاتے رہے ہر کسی بگڑ ریان کرنے لگے راکب پٹری
جہانے لگے مگر کب رہ سکتے نہین ہین اُس اژدر نے ایک مرتبہ بل کھا کر آسمان کی طرف سر بلند کیا یہ معلوم
ہوا کہ گویا پہاڑ بلند حائل ہو گیا اُس اژدر نے منھہ کھولدیا اور اس آسمان ساختہ آفتاب کی طرف بلند
کیا منھہ سے شعلے نکلنے لگے اژدر جادو نے یہ تدبیر اس خیال سے کی کہ اس امر سے تو مین نے اپنا
اطمینان کر لیا ہو کہ اُسکا عکس میرے اوپر نہ اثر کریگا پس اگر مین اسی صورت پر رہونگا تو وہ میرے اوپر
گریگا اور مقابلہ ہوگا اُس سے اژدر بنکر اور منھہ کھول کر زیر آسمان کھڑا ہون جب اسکا عکس میرے اوپر اثر
نہ کریگا تو بہ سہم ہوکر میرے اوپر گریگا مین دم کشی کر کے اُسکو نگل لونگا وہ آفتاب بنا ہوا ہو میرا کچھ نہ کر سکیگا
شکم مین جاتے جاتے شعلہاے سحر سے جل کر خاک ہو جائیگا پس اس سبب سے صورت اژدر پہ تیار ہوا تھا
پہ فوراً اُس اژدہا نے منھہ کھولے ہوے کھڑا ہو اُدھر آسمان کو حرکت ہوئی آسمان شق ہوا اصل آفتاب تو
ابر سحر مین آفتاب کے پنہان ہوا اور آفتاب جادو آفتاب بنا ہوا اُس آسمان سے ظاہر ہوا پس گرمی
اُسی طور سے ہوئی اور لشکر اژدر و جتر نگ کے لوگون کی وہی حالت ہوئی اُدھر آفتاب نے اپنا
عکس اُس اژدر پر ڈالا چونکہ وہ اپنی حفاظت کر چکا تھا کیونکہ یہ بھی تو ساحر زبردست ہو اس سبب سے اُس
عکس نے اپنا پورا اثر نہین کیا اسقدر تو ضرور ہوا کہ گرمی معلوم ہونے لگی اور دل و جگر مین آگ لگ گئی
بیقرار ہونے لگا مگر یہ حال نہین ہوا کہ دم وان نکلے ہان گرمی بہت معلوم ہونے لگی اُدھر آفتاب چند دقیقہ

پرستا بلقت ید وغا صد تمہاری طرف آتے ہین لینا انکو یہان تک نہ آنے دینا یہ حکم جو ملا تو کل آفتاب پرست تلوارین
میان سے نکال اور مرکب اٹھا کر ایک مرتبہ دفعتہ چلے انکے بھی مرکبون کے ٹاپون سے زمین معرکہ ہل گئی
تخت طاؤس بادشاہ وغیرہ کا بڑھا باجے جنگی بجنے لگے قرنا کردم نالہ نفیر بجی کوس کرگراے تاشون کی صدا بلند
ہوئی جوانون کے دل بھر آئے دلاورون کے چہرے سرخ ہوے وہ لوگ بڑھے جو وسط میدان مین تھے کہ جہان
لاش اژدرہا دو کی پڑی ہوئی تھی کہ یہ لشکر بھی پہونچ گیا دونون لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی سنانین
ہلنے لگین گھٹاٹوپ غبار کی بلند ہوگئی خنجر بازی ہونے لگی گرزگران کی صدائین بلند ہوئین جھنکار تلوارون کی تا بفلک جانے لگی جنگ
مغلوبہ ہوئی قیامت کی تلوار چل رہی تھی سرون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہوگئے سوار و پیدل مجروح
ہوہوکر دونون لشکرون کے گرنے لگے اور مثل مرغ نیم جان کے تڑپنے لگے بازار مرگ گرم ہوا ملک الموت
روحین قبض کرکر کے دونون جانب کے اہل لشکر کی مالک جہنم کے حوالے کرنے لگے ہر طرف لاشون کے انبار
ہوگئے مرکب سواران کشتہ و مجروح کی لاشون کو روندتے پھرتے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تمام لاشین
پامال ہوئی جاتی تھین مرکبون کی ٹاپون سے جو غبار اٹھ اٹھ کر بالاے آسمان جاتا تھا تو ایک آسمان خاکی
بلکہ تیار ہوگیا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت
ہشت * چڑھے غضب کی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی تھی نقیبون کی یہ حالت تھی کہ پکارتے پھرتے تھے کہ جوانون
یہ وقت جان لڑادینے کا ہے جان لڑاؤ نام پیدا کرو اس مقام پر قیامت کی لڑائی اور ایسی جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی کہ دریاے خون صحرا مین جاری تھا لاشین جو سوار و پیدل کی اس دریاے خون مین گرین تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ کشتیان بہی چلی جا رہی ہین ہاتھ پیرون کی مچھلیان معلوم ہوتی تھین تلوارین ناگنین تھین انکی
درازی ہیر ہین سنگ پشت کا عالم دکھاتی تھین سر حباب معلوم ہوتے تھے تلوارین چمک چمک کر جو لشکر پر
گرتی تھین تو بہ سبب پارہ پارہ کردینے کی تھین نیزے جو خون مین ڈوب کر بلند ہوتے تھے اور انکی سنانین
بسبب عکس آفتاب کے چمکتی تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت رمانی کے ٹکڑے آسمان پر چمک رہے ہین
سوار باہم غٹ پٹ تھے خنجر چل رہے تھے انکی چقا چاق الگ بلند تھی وہان پر دریاے خون جاری
تھا اور یہ ہر گروہ ایک ہنگامہ برپا تھا یہ عالم تھا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید * زمین خون
شد و خون بکیوان رسید * عجب عالم تھا ترک فلک بھی اس جنگ مغلوبہ کو دیکھکر کانپ رہا تھا پیر فلک
لرزان تھا صداے دلیران سے صحرا گونج رہا تھا جوانون کے نعرون کی صدا گوش گردون کے پار ہوئی
جاتی تھی ایسی جنگ مغلوبہ تھی کہ گاؤ زمین کے پانون تھرائے جاتے تھے وہ یہ کہتی تھی کہ آج زمین پر
کیا معرکہ ہے جو [illegible] زمین کو زلزلہ ہے سبب اسکا یہ تھا کہ قریب اسی نوے لاکھ کے تینون لشکر تھے اور باہم
ملے ہوئے لڑ رہے تھے دلیرون نے جو نقیبون کی صدا سنی اور امنگ جنگ زیادہ ہوئی دل توڑ توڑ کر
لڑنے لگے ارزنگ پرستون و چترنگ پرستون کا یہ قصد ہے کہ ہم غالب آئین آفتاب پرست اپنی فتح
چاہتے ہین ایک طرف لشکر ارزنگ کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسلم بن قورج خر کر رہا ہے
آگے نارنج و ترنج چل رہے ہین ایک طرف تیر باران لا رہا ہے ایک جانب دیلم مقابلہ کر رہا ہے دونون
لشکرون کے سوار و پیدل مر مر کر گر رہے ہین بسمل کرا رہے ہین صداے اہو لبتہ کسی جانب سے بزن و بکش
کی صدا آتی ہے ادھر تو یہ جنگ ہو رہی ہے اور بسبب اسلم کے و دیگر ساحرون کے سحر کے آفتاب پرست
زیادہ کام آ رہے ہین کہ یکایک آسمان شق ہوا اور آفتاب نمایان ہوا اسکا عکس جو لشکر ارزنگ و
چترنگ پر پڑنے لگا اور صدا آئی کہ مین اپنا عذاب سب پر نازل کرتا ہون اور اپنے آتش نور جمال سے

سب کو جلائے دیتا ہون بس یکس جو پڑے لگا ارژنگ و جنگ پرست جلنے لگے اب آفتاب
پرستون کی بن آئی یہ قتل کرنے لگے قریب تھا کہ علم لشکر کو آفتاب پرست گرادین اور شکست دین یہ رنگ
جو سنجگان نے دیکھا اور خیال کیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور قریب ہے کہ لشکر جھڑمٹ کھا کر میدان
جنگ سے فرار کرے اور کسی قدر لشکر نے گو شکست بھی کھایا تھا کچھ پہلوانون نے رخ بھی پھیرا تھا اسنے خیال
کیا کہ اگر ایسا ہوا تو غضب ہو گیا یہ لوگ پڑاو پر بھی دم نہین لینے دینگے دوسرے آفتاب سحر بھی نکل آیا
کہ جسکے سبب سے یہ لشکر کا حال ہوا ہے ہزارون اتنے ہی عرصے مین جلکر خاک ہو گئے ہین آج ہی تو
خاتمہ ہو جائیگا ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ اپنے دل مین خیال کرکے ارژنگ سے کہا کہ کیا تماشہ دیکھ رہے
ہو کیا لشکر کا آج ہی خاتمہ کرادو گے ایک تو یہ نادانی کی کہ جنگ مغلوبہ کا حکم دیا دوسرے یہ حماقت ہے کہ طبل باز
نہین بجواتے ہو اب غضب ہوا جاتا ہے آفتاب پرست غالب آگئے ہین دیکھا لشکر کا رنگ بے رنگ ہے
کوئی دم مین فرار کرتے ہین یہ لوگ پڑاو تک پیچھا نہ چھوڑینگے اور یہ آفتاب اسوقت سب کو جلا دیگا
کوئی نہ بچیگا ارژنگ نے سنجگان سے کہا کہ پھر مین کیا کرون جو تقدیر کرتا ہون بگڑ جاتی ہے اب جو
بتاؤ وہ تقدیر کرون سنجگان نے مسکرا کر کہا کہ دعوی خدائی تو آپ کرتے ہین اور تقدیر کرنا مجھ سے دریافت
کرتے ہین کس … خدائی کا دعوی کیا اگر … تو کیا میری … کیا جا … جو جی چاہے
وہ تقدیر کرو ارژنگ نے کہا کہ ای سنجگان میرے دادا اکثر … سے دریافت کرکے تقدیر کرتے
تھے اکثر امور خدائی انھون نے انکے سپرد کیے تھے اسی طور سے زمرد ثانی پدر میرے تمھارے باپ سے صلاح
کرکے تقدیر کرتے تھے اب مین بھی انھین کی پیروی کرتا ہون مین نے بھی اکثر امور خدائی تیرے سپرد کیے
ہین بس جو تو بتاوے وہی کرون یہ مقام مذاق کا نہین ہے … درست نہین ہین ابھی تو تم از در
جادو کا دوسرے لشکر کے شکست کھانے کا الم تیسرے تیری باتون نے الگ جگر کو خون کر دیا ہے جو کچھ خیال
شوقیہ و تصور … قلب و جگر کو کباب کیا ہے مین یہان آکر تباہ ہو گیا مین تو کس ولولہ اور کس خیال
مین تھا مگر یہان آکر دوسرا حساب ہوا سنجگان نے … کہ جی ہان اور … جیسے اور عشق
مین مبتلا کر خدا پرستون کے مقابلے کو چھوڑ کر ادھر آئے ہین پہلے مین عرض کر چکا ہون کہ … کا ملنا امر محال
ہے یہ خیال بالکل بیکار ہے اس امر مین کوشش کرنا نہایت … زبون اور سواے جگر خون کرنے کے کچھ بھی
حصول نہین … یہ کیسی … خدا پرست کا … ارژنگ نے کہا کہ تم تو وہی باتین کرنے
لگا کیا منشا ہے کہ لشکر شکست کھا کر بھاگے جلد بتا سنجگان نے کہا کہ کیا عرض کرون تم اپنے نادان ہو اور
کم عقل ہو تو خدائی بیکار کرتے ہو بیکار رہندگان زمرد ثانی و لقا کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو … اسکی
تدبیر تو یہ ہے کہ طبل بازگشت بجوا دو سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہین ہے ارژنگ نے ایک بلند
قہقہہ مارا اور کہا کہ اسی ہزار برس پیشتر مین یہ تقدیر کر چکا تھا کہ اپنے وزیر کی رائے پر اس دربار مین کام
کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ پھر نقارچی کو حکم دو کہ وہ طبل باز پر چوب لگائے یہ حکم سنجگان نے کھڑے ہو کر روا
بلایا اور نقارچی کو اشارہ کیا کہ بیٹھا ہوا کیا دیکھ رہا ہے طبل باز بجا دے یہ جو اشارہ اسنے پایا جھپٹا اٹھا کر
دھما دھم نقارے کو پیٹنا شروع کیا ادھر آفتاب پرست اسقدر غالب آگئے تھے کہ انکو مارتے اور قتل
کرتے ہوئے ایک فرسخ تک پیچھے ہٹا لائے تھے گو یہ ہٹتے تھے مگر سبب یہ تھا کہ ایسا تو آفتاب کی گرمی
ہلاک کیے دیتی تھی دوسرے آفتاب جلا رہا تھا تیسرے بسبب تشنگی اور پیاس کے … درست نہ تھے
کیا مقابلہ کرتے جو تھے یہ لوگ قتل کر رہے تھے اگر تھوڑی دیر اور طبل باز نہ بجتا تو لشکر کے قدم بالکل اکھڑ

جاتے اور اُٹھ چکے تھے اگر ایک حملہ اور آفتاب پرست کرتے تو یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوتے جیسے ہی صدا
طبل بلند ہوئی برابر سے طوما رشاہ کے صدا آئی کہ اُن لوگوں نے عاجز ہو کر طبل باز بجوا دیا اور امان
چاہی اب نہ قتل کرو تم بھی طبل باز بجوا کر واپس جاؤ ہم اپنا عذاب نازل کرینگے یہ جاتے کہاں ہیں
یہ سنتا تھا کہ طوما رشاہ نے طبل باز کے بجنے کا حکم دیا یہاں نقارے پر چوب پڑی سرداران لشکر طوما ر
شاہ اپنے لشکر دست کو کاٹ کر رہ گئے کہ یہ کیا بادشاہ نے کیا کہ طبل باز بجوا دیا ہم تو لڑائی کو فتح کر چکے
تھے اب باقی کیا تھا ابھی حملہ میں لشکر فرار کر جاتا دانت پیس پیس کر رہ گئے ہاتھوں کو روک لیا اُدھر لشکر
ارژنگ و چترنگ کے لوگوں نے جو صدائے طبل کی سنی جان میں جان آئی ہاتھ روک لیے و شور و غل
موقوف ہوا آفتاب بھی آسمان میں پنہان ہو گیا دن بھی تمام ہو چکا تھا اب ارژنگ نے حکم دیا کہ لشکر
فرودگاہ پر واپس چلے اور مہا سبھا شمار کر کے عرض کرے کہ کسقدر لوگ ہماری طرف کے اس جنگ میں کام
آئے اور کسقدر لشکر طوما رشاہ کے ابھی لشکر ارژنگ و لشکر طوما رشاہ میدان سے فرودگاہ پر واپس
نہیں گیا تھا سب اُسی مقام پر موجود تھے ارژنگ و چترنگ بھی تھے کہ اُس آسمان سے صدا آئی کہ اے
بندگان مرند میں نے تمکو آج اس سبب سے امان دی اور مہلت دی کہ تم باہم صلاح کر لو اور اس گمراہی
سے باز آؤ خیال کرو کہ اژدر و قہر و دم کہ جن پر تمکو بڑا بھروسہ تھا وہ کیونکر میرے عذاب میں مبتلا ہوئے
اور بیکار اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے بہتر یہ ہوگا کہ صلاح کر کے مہا جلیس کی آکر اطاعت کرو اگر اسکے خلاف
کرو گے تو ایک دم میں سب کو بھونک دونگا مگر دو دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ اس زمانے میں جو کچھ
تمکو کرنا ہو کر لو ورنہ بعد اسکے نہ مہلت ملے گی پھر کسی کی نہ سنونگا سب کو جلا کر خاک کر دونگا مجھکو اختیار
تھا کہ آج ہی خاتمہ کر دیتا مگر اس سبب سے کہ شاید تم راہ راست پر آ جاؤ اور گمراہی سے باز آؤ چند روز تمکو
اختیار رہے اگر اپنی جانیں عزیز ہیں تو اطاعت کرنا ورنہ انجام اچھا نہیں ہے یہ کہا گیا کہ اے طوما رشاہ لشکر
لیکر واپس جا اور دو دن تک راحت سے بسر کر اگر یہ لوگ تیرے پاس التجا لائیں کہ ہم اطاعت کرتے ہیں
تو انکو مہا جلیس کی اطاعت پر راضی کر کے اور عہد و پیمان لیکر چند معزز لوگوں کو خدمت خداوند مہا جلیس
میں روانہ کر تاکہ پھر تمکو چند شرائط ہیں اگر وہ یہ لوگ قبول کرینگے تو امان انکو ملیگی ورنہ پھر اپنا عذاب نازل
کرونگا یہ آواز آکر پھر کچھ صدا نہ آئی طوما رشاہ وغیرہ نے مہا سبھا کو طلب کر کے حکم دیا کہ شمار کر کے
عرض کرو کہ کسقدر بندگان خداوند کام آئے اور کسقدر بندگان مرند مارے گئے [illegible] طوما ر
شاہ لشکر لیکر فرودگاہ کی طرف واپس چلا اور پڑاؤ پر پہونچکر لشکر کو حکم دیا کہ [illegible] کر لو اور حکم دیا کہ
مجروحوں کا علاج کیا جائے کہ اسی اثنا میں مہا سبھا نے آکر عرض کیا کہ بندگان خداوند اس
جنگ میں [illegible] ہزار کام آئے اور بندگان مرند ساٹھ ہزار اور بیس ہزار بندگان خداوند مجروح ہوئے
یہ سنکے طوما رشاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو دفن کرو [illegible] نے جا کر سب کو دفن کر دیا یہ حکم دے کر
طوما رشاہ خیمے میں گیا اور اس دن کسی نے دربار نہ کیا سلطان کا دربار موقوف ہوا چونکہ رات تو یہاں
[illegible] ہو گئی تھی یہاں تو یہ بندوبست ہوا اُدھر ارژنگ و چترنگ جو لشکر کے ہمراہ سے کہ واپس
گئے ابھی اپنے فرودگاہ پر نہ پہونچے تھے کہ مہا سبھا نے آکر عرض کیا کہ ساٹھ ہزار آدمی لشکر سوار و پیدل
کام آئے اور بیس ہزار مجروح ہوئے ارژنگ نے حکم دیا کہ مردوں کو دفن کرو اور مجروحوں کا علاج کرو
[illegible] کر فرودگاہ پر پہونچا زخمیوں کا اسی وقت سے علاج ہونے لگا [illegible] کا حکم دیا چترنگ
[illegible] آج تو تھکے بہت ہیں دربار نہ کرینگے تم بھی جا کر آرام کرو [illegible] میں کبھی اپنے خیمہ کو [illegible]

مین جاتا ہون چترنگ کو رخصت کرکے اپنے خیمۂ خلوت مین آیا یاد معشوق و یاد اژدر مین اور اپنی حالت ادباری
پر بدلے عرصے تک رو یا کیا اُدھر چترنگ بھی اپنے خیمے مین جا کر یاد تمھود و محروم مین رو یا کیا
لشکر مین ہر طرف صداے گریہ و زاری بلند ہی کوئی باپ فرزند کیلئے رو رہا ہی کوئی باپ بھائی کیلئے گریہ کر رہا
ہی کوئی اپنے شوہر کو رو رہا ہی کوئی بھانجے کو کوئی بھتیجے کو کوئی داماد کو اسلم اپنے استاد کے غم مین مبتلا ہی یہان
رات بھر تمام لشکر مین صداے نالہ و فغان بلند رہی یہانتک کہ سحر ہوئی سب لباس سیاہ پہن پہن کر لشکر ارژنگ
کے سردار اپنے عزیزون و اژدر کے غم مین سیاہ پوش و لشکر چترنگ کے بھی سردار و خود چترنگ غم
تمھود و جمود و محروم مین سیاہ پوش ہوا ارژنگ بھی الم اژدر مین سیاہ پوش تو نہین ہوا مگر سیاہ پٹکا بازو
یا سر مین باندھ لیا ارژنگ نے صبح کو دربار کیا سب سلام کر حاضر ہوئے جب سب دونون طرف کے
سردار آ چکے دربار کفر آثار بضلالت شعار دونون سے معمور ہو گیا اسوقت ارژنگ نے چترنگ سے
کہا کہ بھائی تم نے کل کی تقریر سنی کہ کیا صدا آئی تھی بھائی بڑا غضب تو یہ ہی کہ بھاگ بھی نہین سکتے ہین بسبب
اہل عالم کی طعنہ زنی کے دوسرے یہ دل گوارا نہین کرتا ہی کہ بدون حصول معشوقہ یہانسے چلا جاؤن لیکن چاہے
جان جائے چاہے رہے مین تو نہ جاؤنگا اور نہ ان مقتولون کا ماتم کر سکتے ہین کیونکہ آج و کل کی مہلت ہی آئین
کیا ماتم کرین تمھاری کیا صلاح ہی جو راے ہو وہ بیان کرو چترنگ نے کہا مین کیا عرض کرون میرے
حواس خود باختہ ہین مین تو بالکل بے دست و پا ہو گیا ہون میری راے کیا اور مین کیا بس جو آپکی راے
مین آئے وہ کیجیے مجھکو جنکا بھروسہ تھا وہ سب قتل ہوگئے انمین سے ایک نہ رہا مگر ہان مین اسقدر ضرور
عرض کرونگا کہ آفتاب پرستون پر غالب آنا یہ امر بہت دشوار ہی کیونکہ جب اژدر جادو و محروم جادو
غالب نہ آئے تو اور کون ایسا ہی ایک تو اُس لشکر کے سوار و پیدل افسر و سردار بہادر ہین دوسرے یہ آفتاب
اور قیامت کہ تا ہی اس سے کون سر بر ہوگا اب تو کوئی نہ آپ کا ایسا مددگار ساحر ہی کہ جو مقابلہ کرکے اسکو ہٹا دے
اور آفتاب جادو کو قتل کرے اور نہ میرے خیال مین کوئی ساحر ایسا زبردست دنیا مین ہی جو کہ ہمسر ہو
آفتاب جادو کا بس اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہی سواے ذلت اٹھانے اور شکست کھانے کے دوسرا
امر ہوگا آئندہ جو آپکی مرضی بندہ ہر امر مین آپکا شریک ہی سواے آپکے اور کسکا شریک ہون اور کسکے پاس
جاؤن میرا تو سب ترک و حشم خاک مین ملگیا مین کسی طرف کا نہ رہا یہ جو تقریر چترنگ سے سنی ارژنگ کے
بھی آنسو نکل آئے اور کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہی میرا بھی حال ہی مین کس سے راے لون اور کیا کرون چترنگ
نے کہا کہ آپ مثل میرے ناچار و مجبور نہین ہین جیسا کہ مین ہون آپکے ہمراہ اسوقت ایسے ایسے لوگ
ہین کہ جو کہ اپنے وقت کے لقمان و فلاطون ہین انسے مشورہ فرمائیے ارژنگ نے کہا کہ وہ کون لوگ
ہین چترنگ نے کہا کہ دیلم بن نوروج و اسلم بن نوروج موجود ہین تیر اسپ ایسا عقیل و بہادر
آپکے پاس ہی ان سب سے راے لیجیے ارژنگ نے کہا کہ یہ لوگ بہادر ہین انکو کیا علاقہ اور کیا
دخل امور خدائی مین یہ لڑنا اور مرنا جانین تجھسے اس سبب سے راے لیجاتی ہی کہ تم میرے برادر ہو اور میری
طرح تم بھی خدائی کرتے ہو اور ہم اور تم ایک ہی شخص کی اولاد ہین گو دنیا مین تمکو فرقہ ہی مگر میرا اور تمھارا
خون تو ایک ہی کیونکہ جس نطفے سے تم پیدا ہوئے اُسی سے مین بھی پیدا ہوا ہون جو امر خدائی کے تمکو یا مجکو
معلوم ہونگے وہ ان لوگون کو نہ معلوم ہونگے اسلیے جو راے لونگا تو یہ راے [illegible] تو
مناسب یہ ہی کہ مقابلہ فرمائیے ہم مقابلہ کرینگے چترنگ نے کہا کہ اچھا اسلیے تدارک کیجیے اسوقت آپکے
ہمراہ وہ شخص ہی کہ جسکے باپ دادا ہمیشہ ہمارے باپ دادا کے پاس رہے شریک رہے ہر امر مین ہمارے باپ

اور دادا نے اُسکے بزرگون کو اکثر ایسے امر اہم خدائی کے سپرد کیے اور اُسکی راے پر کام کرتے تھے وہ ہی
مشیر امور خدائی تھے ویسا ہی یہ عقل و فہم مین اپنے وقت کا لقمان اس زمانہ کا ارسطو عقل مین جالینوس استادین
ارسطاطالس ہے اُس سے راے لیجیے ارزنگ نے کہا کہ تمنے جسکی اسقدر تعریف کی وہ کون ہے چیترنگ
نے کہا کہ آپکا وزیر اعظم دستور معظم یعنی فلاطون جہان سختگان بن سختگان کہ جسکی عقل کے اسوقت جھنڈے
گڑے ہوئے ہین ملاحظہ تو فرمائیے کہ کل کیا کام کیا ہے اور کیا عقلمندی کی ہے اور کسقدر جلد لشکر کی حالت سے
واقف ہو گئے اور آپ سے عرض کرکے اور راے دے کر طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ کل ہی خاتمہ ہو گیا تھا یہ
چیترنگ نے کہا سختگان نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ سب آپکی غلام نوازی و بندہ پروری ہے ورنہ مین
کس قابل ہون ایک محض نالائق و بے عقل کندۂ ناتراش سراسر بدمعاش ہون آپ عزت افزائی فرماتے
ہین جو کہ عالی مرتبہ لوگ ہین وہ اپنے ملازمون و نمک خوارون کی اسی طور سے قدر کرتے ہین جن لوگون
کا آپ نے ذکر فرمایا وہ دراصل اس قابل تھے کہ جو کچھ انکی تعریف کی جائے وہ سب اُنکی شان مین کم
ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ کل بڑی عقلمندی کی اُسوقت عقل لڑ گئی ورنہ یہان ہمہ وقت تو اس امر کی
فکر رہتی ہے کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے حضور آمدنی کم مصارف زیادہ اُسپر غضب یہ کہ اولاد کی کثرت ہمہ وقت اسی
فکر مین رہتا ہون مین کیا راے دونگا اور میری کیا راے چیترنگ نے کہا کہ یہ سب تمھاری لیاقت پر دلیل
ہے کہ جو تم اسقدر انکسار کرتے ہو بس جو تم راے دوگے وہ بہت عمدہ اور صائب و نایاب ہوگی یہ کہکر
ارزنگ سے کہا کہ انسے راے لیجیے ارزنگ نے کہا کہ مین نوسے ہزار برس پیشتر یہی تقریر کر چکا ہون کہ آج
وزیر سے راے لونگا یہ کہکر سختگان کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ہان بیان کرو کہ تمھاری راے کیا ہے اس
مقدمہ مین کہ آیا یہان سے فرار کیا جائے یا مقابلہ یا اطاعت مقابلہ مین جو خرابی ہے وہ سبھی پر ظاہر ہے اور یہان سے
فرار کرنے مین جو خرابی ہے وہ بھی ظاہر ہے اور اطاعت کرنے مین جو نقصان ہین اور فائدے ہین وہ سب پر
ہویدا ہین سختگان نے پہلے تو بہت انکار کیا جب ارزنگ نے کسی طور سے نہ مانا تو کہا کہ اچھا مین ایک
شرط سے راے دیتا ہون پہلے اُسکو آپ سماعت فرمالیجیے اور قبول کر لیجیے تو پھر مین اپنی راے بیان
کرون اسکا خیال رہے کہ مین جو راے دونگا وہ آپکے مفید ہوگی اور آپکی خیرخواہی کی صورت سے
دونگا اور یہ چاہونگا کہ کسی طور سے آپکو ذلت نہو اور ترقی کی صورت پیدا ہو ارزنگ نے کہا کہ وہ شرط
بیان کرو سختگان نے کہا کہ وہ شرط یہ ہے کہ جو مین کہون اُسپر عمل فرمائیے اُسکے خلاف عمل مین نہ لائیے
دوسرے اگر مین کوئی امر خلاف عرض کرون اُسکی تردید دوسرے کرین اور امر معقول ہین کوئی نہ بولے بلکہ
سب قبول کرین ارزنگ نے کہا کہ ہمنے قبول کیا مین نے یہان کے مقدمات تیری راے پر چھوڑے
جو تو کہیگا مین اُسپر ضرور عمل کرونگا چاہے میرے لیے خرابی ہو اور چاہے اچھائی ہو یہ سنکر سختگان نے
کہا کہ خرابی کبھی نہوگی آپ اس امر سے اطمینان رکھین یہ سنکے ارزنگ نے پکار کر کہا کہ سب اہل دربار
آگاہ ہون کہ ہمنے آج سے سختگان کو اپنی خدائی کے کامون مین شریک کیا اکثر ہم اسکی راے پر ہی
کام کیا کرینگے اور ہمنے آج سے اسکو مشیر قدرت کا خطاب دیا یہ سنکے سختگان اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بہت
مؤدب ہو کر ارزنگ و چیترنگ کو سلام کیا اور کہا کہ اب مین اپنی راے بیان کرتا ہون خداوند کو یاد
ہوگا کہ سپہ سالار جب بعد مقابلہ جنگ و بعد قتل ہونے عمرو و سم جادو کے لشکر فرودگاہ پر واپس آیا ہے اور
آپنے دربار فرمایا ہے اور راے لی ہے آپ نے مجھ سے تو مین نے اُسدن بھی عرض کیا تھا کہ اب مقابلہ کرنا
مناسب نہین ہے اور اُسکے پہلو تہ دیکھے تھے مگر ہمارے اتر رجادو کو یہ امر ناگوار ہوا تھا اور اُنھون نے

زبردستی آپکو عاجز کرکے طبل جنگ بجوایا جو انجام مین سوچا تھا وہی ہوا گو مین نے منع بھی کیا مگر انھون نے
نہ سنا خیر اسکی شکایت کرنا بیجا ہی ہان اگر وہ ہوتے تو مین سلام کرتا وہ تو خدمت سامری و جمشید و
لقا و زمرد شاہ مین ہین بس اصل امر یہ ہی کہ مقابلے مین جو نقصان ہین اور جو خرابیان ہین وہ سب
آپ پر ظاہر ہین آپ پر کیا موقوف ہی کل اہل دربار بلکہ کل اہل لشکر پر سواے نقصان مال اور بربادی
جان کے دوسرا نفع نہین ظفر پانا امر دشوار ہی اور بھاگنے فرار کرنے مین سواے ذلت کے کوئی نفع نہین
ہر ایک کی نگاہ مین ذلیل ہونا پڑیگا بس اب رہا امر اطاعت اسمین بہت سے فائدے ہین انکو مین بیان
کرتا ہون ذرا صاحب سماعت فرمائین اور جو امر بیجا مین عرض کرون آپ اسکی تردید فرمائین
اول تو یہ خیال کر لیا جاسکے کہ اطاعت مین کوئی نقصان نہین ہی سواے نفع کے وہ نفع مین پھر عرض
کرونگا پہلے مین اس امر کو آپ لوگون پر ثابت کیے دیتا ہون کہ خداوند ہوکر بندون کی اطاعت کرین
اور وہ بندے جو کہ مرتد ہون اور دشمن جان (?) اگر اس امر کا کوئی اعتراض کرے تو یہ جواب ہی کہ جبکہ خداوند
لقا جو کہ سبائل مین فیلطول خدائی پر بیٹھکر خدائی کرتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کے لوگ انکو خدائی
مانتے تھے اور سجدہ کرتے تھے جنکے چار پیغمبر تھے مثل گنجاب و کاولنگی کے جو کہ ہر ایک بادشاہ بزرگ
تھا اور لشکر کثیر رکھتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان نامی و دلاوران گرامی کہ جو وقت مقابلہ دیو کو پشہ
ضعیف جانتا تھا خداوند کی اطاعت کرتے تھے خداوند لقا کے پاس بھی لشکر کثیر تھا ادنی سی بات
ہی کہ چہل نشستہ لاکھ لشکر کی چھاؤنی ہمہ وقت زیر فیلطول رہتی تھی اسکے علاوہ اور لشکر تھا آپنے سنا
ہوگا کہ خداوند لقا برس دن کے بعد یوم جشن نوروزی اپنے جمال باکمال سے سب کو مشرف فرماتے تھے
اسدن اٹھارہ ہزار ملکون کی خلقت خداوند کے جمال سے مشرف ہوتی تھی طریقہ یہ تھا کہ جب سب جمع ہو جاتے
تھے تو خداوند دریچہ قدرت سے اپنا منھ نکال کر سب کو اپنے جمال سے مشرف کرتے تھے اسدن خداوند کا
دیدار نصیب ہوتا تھا جو کہ ایسی شان و شوکت رکھتا ہوا اسکو کیا ضرورت ہی کہ کسی کی اطاعت کرے مگر
انھون نے بھی اطاعت کی اسکا قصہ یون ہی کہ جب ملک قاسم و بدیع الزمان یہ دونون خدا پرست
خداوند کے نور خالص یعنی ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز و اسد دلاور اور ملکہ مہر افروز دختر یاقوت
شاہ کو باغ سے نکال لے گئے اور خدا پرستون کا سبائل مین قدم آیا اور ان دونون خدا پرستون نے
لشکر خداوند پر شبخون دیکر روز خون مار کر لشکر کو تباہ کیا اسمین اسیر بھی ہوئے چونکہ خداوند لقا نے انکو عالم
خواب مین خلق کیا تھا انکی موت خلق کرنا بھول گئے تھے اس سبب سے انکو مرنے کی عادت نہ تھی
دوسرے وہ بندے حسین و خوبصورت بہت تھے اور اب بھی ہین اور ہمارے خداوند رحم دل تھے اس
سبب سے انپر رحم بھی آجاتا تھا اور رحم نازل کرکے پھر انکو بچا لیتے تھے چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ عذاب
نازل کیا اور اپنے بندگان خاص کو بھی عذاب مین مبتلا کیا اور انکو بچا لیا اگر ان واقعات کو بیان کرون تو
طول ہوگا ادنی سی یہ بات تھی کہ جب ملک قاسم نور چکیدہ قدرت کو نکال لے گئے اور گرفتار ہوکر (?)
خداوند مین حاضر ہوئے اور حکم ملا کہ دوزخ مین ڈالدو چنانچہ بموجب حکم خداوند دوزخ مین ڈالے گئے
مگر پھر خداوند کو رحم آگیا فرشتہ قدرت کو بھیجکر نکلوا لیا غیر اسکا سبب یہی تھا کہ وہ جوش خداوندی تھا
یہ خیال ہوا خداوند کو کہ اگر یہ مرگیا تو بیٹی رانڈ ہو جائیگی جوان ہی کیونکہ جوانی بسر ہوگی بدیع الزمان پر
بھی اسی سبب سے رحم کیا اور واقعات ہین کہ انکا بیان کرون کتابین چھپ گئی ہین آپ لوگون کی
نظرون سے گذری ہونگی کہان کہان پر خداوند لقا نے رحم فرمایا خلاصہ یہ کہ دختران ناکتخدا کو نکال لیگئے او

عذاب نازل کرنے دیا ایسے بھی خداوند کم ہوتے ہین بس جب خداپرست یعنی بندگان منحرف نے آکر سبائیل
مین مقابلہ کیا تو نوبت یہ پہونچی کہ بسبب رحم خداوند لقا کے وہ ہر مرتبہ ظفریاب ہوئے خداوندکو
شکست ہوئی بڑے دادا بھی شاہزادگان ایران کے ہمراہ خدمت مین خداوند کی آئے خداوندکو انکی
تقریر پسند آئی انکو اپنا مشیر قرار دیا امور خدائی مین اکثر مشورہ لیا کرتے تھے دوسرا لقب انکو شیطان
درگاہ ملا اس سے کچھ غرض نہین جسکو یہ واقعات دیکھنا ہون کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ
وغیرہ جو کہ بالکل واقعات خداوند لقا و حمزہ سے مملو ہو دیکھ لے میرے جھوٹ سچ کا حال معلوم ہو جائیگا
اسمین خداوند کی اطاعت کا کرنا بھی تحریر ہے یہ حال بھی ہر ایک پر منکشف ہوگا کوئی عیب نہین ہی جب
ایسے خداوند نے اطاعت کی اور ایک مقام پر نہین کئی مقام پر بس خلاصہ یہ کہ خداوند سبائیل سے
خداپرستون کے ہاتھ سے عاجز ہو کر بھاگے گو بسبب اپنے رحم کے یہ حالت ہوئی مگر بھاگے اب شہر بشہر
دیار بدیار پھرتے ہین ہر ایک کے دامن مین پوشیدہ ہوتے ہین خداپرست تعقب مین جاتے ہین بادہ
بادشاہ جو کہ خداوند لقا کو پناہ دیتا ہی جبکہ خداپرستون سے مقابلہ ہوتا ہی انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی خداوند
وہانسے فرار کرتے ہین یا شہر یکسا خداپرستان ہوتا ہی اسوقت خداوند فرار کرتے ہین ہزارون ملک
اسی طور سے خداپرستون کے قبضہ مین آگئے لاکھون ساحر مارے گئے چنانچہ طلسم معطلی آباد وغیرہ یہ ملک ساحرون کا
تھے یہان بھی خداوند آئے والی ملک نے امن پناہ دیا خداپرست پہونچے اس ملک کو فتح کیا یہان سے
خداوند بھاگ کر اور ملک مین تشریف لیگئے گو کہین پناہ نہ ملی خلاصہ یہ کہ مجھکو تو یہ بیان کرنا ہی کہ خداوند
لقا نے اطاعت کی اور کئی مقام پر اتفاق سے شہر اختم پر جمشید شاہ اختمی نے دامن پناہ دیا بڑی
نوبت کی اسی زمانہ مین ایک پہلوان کوہ الوند سے خدمت خداوند مین آیا اسنے خداپرستون سے مقابلہ
کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری شاہ عیاران عیار پیک البرز کا ایک فرزند تھا سکندر رفتار انگیز اسکو
خواجہ صاحب بہت عزیز رکھتے تھے وہ اسکے ہاتھ سے مارا گیا اسکے غم مین خواجہ نے اسکی ناک سوتے
مین کاٹ لی میرے دادا کی فطرت سے یہ ہوا کہ حمزہ کو غضبناک کیا حمزہ نے اس خفت مین عمرو کو گرفتار
کرکے خداوند کے حوالہ کیا خداوند نے قتل کرنا چاہا وہ رہا ہو گیا پھر حمزہ نے گرفتار کرکے حوالہ کیا پھر بھی
رہا ہو گیا اب حمزہ سے اور اس سے بگاڑ ہو گیا پہلے اسنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ حمزہ سے میل
ہو جائے مگر میل نہوا تب اسنے بڑے بڑے فساد برپا کیے نوبت باینجا رسید کہ وہ شہر فسرنگوشیہ مین گیا وہان
ایک تاجر بچہ ایرج نامے تھا بڑا زبردست تھا اسکا دین و مذہب آفتاب پرستی تھا بس خواجہ نے اسکو
فنون سپہ گری تعلیم فرمائے اور اسکو صاحبقران بنایا وہان ایک پیر تھا کہ نام اسکا پیر قطب دوران
نائب آفتاب تابان تھا خواجہ نے اسکو قتل کیا اور آپ اسکی صورت بنکر لشکر کشی کیا اور ایرج کو
صاحبقران بناکر اختم پر آئے حمزہ سے بڑے بڑے مقابلے ہوئے خداوند سے کبھی مقابلے کی نوبت
آئی کبھی مقابلہ ہوئے آخر کو خداوند اس سے عاجز ہوئے کیونکہ وہ بھی بہت خوبصورت تھا دوسرے
اور بھی ایک سبب تھا اس سبب سے خداوند نے اسپر رحم کیا اور میرے دادا کی راے سے اسکی اطاعت و
شراکت کی اس شرط پر کہ تو ان خداپرستون کو قتل کرکے انکا قیطول پہونچا دے اسوقت مین تیرا دین قبول
کرونگا ایرج نے منظور کر لیا اسوقت ایرج و خداوند ایک ہو گئے جب ایرج کو ایک ساحرہ نے
بہفت منظر سلیمانی کو قتل کیا اسمین یہ بھید تھا کہ اسکو تو اٹھا لیگئی اور اسکی صورت بنا کر اور کسی کو
بستر پر ڈال دیا تب خداوند بھاگ کر زبرجد نگار کو گئے تھے کہ زبرجد شاہ کی اطاعت کسی شرط پر منظور کی کہ اگر خداپرستون

پر تم غالب آؤ گے تو مین تمھارے دین کو قبول کرونگا خلاصہ یہ کہ خدا پرست جو یہان پہونچے اُس ملک
کو کبھی تباہ کیا جاسوس کو مارا خداوند ہا للہ الحکمی نکالے گئے اس عرصہ مین ایرج نے اُس ساحر کو مار کر پھر خروج
کیا تھا اُسکے شریک ہوئے اور پھر بہت عرصہ تک ایرج خدا پرستون سے لڑتا رہا آخر کو زیر ہوا حمزہ سے
تب معلوم ہوا کہ یہ حمزہ کا پوتا اور خداوند کا نواسہ ملکہ گیتی افروز کا فرزند ملک قاسم کا جگر بند ہی اِسی
سبب سے خداوند نے اُسپر اپنا عذاب نہ نازل کیا تھا کیونکہ اُنکو علم خدائی سے ثابت ہو گیا تھا کہ یہ میرا
نواسہ ہی بس اپنے اہل دربار سے اِسی طور سے خداوند لقا نے بہت مقام پر اطاعت کی کہانتک بیان کرون
آفتاب پرستون کی اطاعت کرنا کوئی عیب نہین ہی ہمارے خداوند بزرگون نے اطاعت کی ہی یہ تو آپ کے
خاندان مین ہوتا آیا ہی زمرد شاہ نے بھی تو سج بن ایرج کی کئی مقام پر شراکت کی اور اطاعت
کی جسکے فرزند اسلم و دیلم ہین وہ بھی تو آفتاب پرست تھا یہ تو سلسلہ پہلے سے جاری ہی اگر آپ لوگون
کو یقین نہو تو ایرج نامہ و سج نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و صندلی نامہ و تورج نامہ و ہوشربا وغیرہ
مین ان واقعات کو دیکھ لیجیے کہ خداوند نے کہان کہان اور کس کس شخص کی اطاعت کی سب میرا کہنا سچ
ظاہر ہو جائیگا اہل دربار نے کہا کہ تمنے جو کہا وہ ہم سب کو یقین ہی کہ ایسا ہی ہوا ہوگا دوسرے کتابون کا
حوالہ دیا بس اب رائے ظاہر کرو مشخکان نے جواب دیا کہ بس میرے نزدیک اطاعت کرنا کوئی عیب
نہین ہی خداوند کو لازم ہی کہ آفتاب پرستون کی اطاعت کرلین بر جلیس کی اطاعت اِس شرط پر کرین
کہ اگر تم خدا پرستون سے مقابلہ کروگے اور اُنکو غارت کروگے اور میرے باپ دادا کی ملک مجھکو دلادو گے
اور سبائکل مین پہونچا دوگے تو مین تمھارا دین قبول کرونگا ابھی اطاعت کرتا ہون اور تمھارا شریک
ہون اسوقت جو تم کہوگے وہ مین قبول کرونگا یقین ہی کہ وہ لوگ بھی قبول کرلین اطاعت کرنے مین
بہت سے نفع ہین اور نقصان کوئی نہین ہی اول تو یہ کہ ہمیشہ خداوند اُنکے ہمراہ رہین گے خداوند کو اُنکی
معشوقہ کی حالت معلوم ہوتی رہیگی دوسرے یہ کہ اگر اتفاق سے ملکہ شہر یا سے یہان سے ملاقات بھی
ہوگئی تو کیا عمدہ بات ہی یہان سے جاتے ہین یہ نقصان ہی کہ یہ امر کسی وقت مین نہ نصیب ہوگا کہ معشوقہ
کی شکل دیکھنے مین آئے اطاعت کرنے مین یہ امر ضرور ہی کہ شاید کبھی صورت دیکھنا نصیب ہو جائے اور
مقابلہ کرنے مین سوائے شکست کے دوسرا نفع نہین ہی اطاعت ہی مین نفع ہی کیونکہ یہ لوگ مجھکو زبردست
معلوم ہوتے ہین اور آفتاب جادو زبردست ساحر ہی یہ اُن لوگون کو جلا کر خاک کر دیگا اب کوئی
ایسا شخص کہ بالائے آسمان جا کر آفتاب جادو کو قتل کرے لشکر اسلام مین نہین ہی بس ضرور خدا پرست
اُنکے ہاتھ سے غارت ہونگے یہ غالب آئینگے کیسے دشمنان قوی کا اِنکے سبب سے خاتمہ ہوگا بس شراکت
و اطاعت اِسی شرط پر کی جائے اور کہا جائے کہ لشکر کو براے مقابلہ خدا پرستان روانہ کرو اگر یہ اُنکے
ہاتھ سے مغلوب ہوئے اور خدا پرست غالب آئے تو بھی اپنا مطلب ہی کہ یہ دشمن قوی کھا خوب اِسکے
مقابلہ سے فراغت ہوئی ہمکو تو اُنہین سے ایک کا برباد کرنا مد نظر ہی کیونکہ ہم ایسے نہین ہین کہ دونون
سے مقابلہ کرین اور دونون پر غالب آئین جبکہ ہم ایک سے مقابلہ کرینگے تو یہ امر ضرور ہی کہ ہمارے لشکر
کی قوت نہ کم ہوگی بس جب لشکر کی قوت کم ہوگئی تو پھر ہم دوسرے سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہینگے
خواہ اُنکے مقابلہ مین کم ہو تو خدا پرستون سے مقابلہ کرسکین گے تو اُنکا اور زیادہ زور ہو جائیگا اگر آفتاب
و دلوگ بکثرت ہین دوسرے قومی [illegible] سے یہ امر ہوگا ہم کم ہونگے ضرور شکست کھائینگے اور کچھ
نہوگا سوا اسکے بھاگے بھاگے پھرینگے اگر آپ اِنکو چھوڑ کر اُنسے مقابلہ کرتے ہین تو اُنکے مقابلہ مین اِسکے

کر لیا جائیگا جبتک کہ فیصلہ ہو اُس سے پوشیدہ طور سے اور آپ سے ملاقات کرا دی جائیگی آپ عیش فرمائیے گا
جب بعد کو ظاہر ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا اور مقابلہ کرنے میں یہ نفع نہیں ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے خواہ ہماری
رائے پر عمل فرمائیے خواہ نہ فرمائیے جو میری رائے ناقص میں آیا میں نے عرض کر دیا یہ کہکر سخنگان نے
اپنی تقریر ختم کی پس سب اہل دربار نے مع چترنگ کے کہا کہ بہت معقول تدبیر ہے اور بہت مناسب رائے
ہے دراصل سراسر اِس اطاعت کرنے میں نفع ہے اور امر دیگر میں سراسر نقصان ہے پس یہی امر بہتر ہے جو کہ وزیر اعظم
نے بیان کیا ارزنگ نے جب سُنا اور دیکھا کہ سب نے سخنگان کی رائے سے اتفاق کیا خصوصاً اسلم
و دیلم و قرماسپ نے زیادہ تر پسند کیا کیونکہ اسکا مذہب قدیم ہے اِس خیال سے کہ بعد مدت پھر مذہب
قدیم پر آگئے ہیں جب یہ امر ارزنگ پر ظاہر ہوا کہ سب کی رائے یہ ہے تو بہت خوش ہوئے اور چہرہ فرط خوشی
سے لال ہوگیا مثل گل کے کھل گیا آنکھ پھول گیا ایسی خوشی ہوئی کہ سب غم جاتے رہے اپنے خیال کیا کہ
خوب چال میرے وزیر نے نکالی کہ شر اکثر لشکر آفتاب پرستان رہتی ہے اور معشوقہ کی بھی حالت معلوم
ہوتی رہیگی اگر موقع بن پڑا تو کسی کو درمیان میں ڈال کر اور پیام و سلام کر کے اُسکو راضی کر لیں گے یہ فقرہ تنہا
جاتا رہیگا کہ نہ معلوم معشوقہ پر کون قابض ہوا دوسرے جو کہ دشمن زبردست اور قوی خدا پرست ہیں اُنسے
یہ خوف ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ وہ ملکہ پر عاشق ہو کر ملکہ کو لیجائیں اُنکے بھی تباہی کی صورت پیدا ہوتی ہے وہ
لوگ ضرور انھیں لوگوں کے ہاتھ سے تباہ ہونگے کیونکہ یہ اُنسے قوی ہیں پس سخنگان کا قول درست
ہے جب اُنکی قوت کم ہوگی اُسوقت مقابلہ کر کے ہم اُنکو غارت کرینگے آفتاب کا سحر بھی کم ہو جائیگا اِس
عرصہ میں اسلم بھی اپنے سحر کو قوی کر لیگا اور کوئی ساحر زبردست میں اپنی قدرت سے خلق کر کے آفتاب
کو قتل کرا دونگا اُسوقت تو مقابلوں سے مہلت نہیں ملتی ہے امر خدائی کو کیونکر دیکھوں اور کیا فکر کروں کیونکہ
ساحر زبردست خلق کروں اُسوقت یہ ہوگا کہ خدا پرست و آفتاب پرست مقابلہ کرینگے مجھکو مہلت ہوگی
میں اپنے سب کام درست کر لونگا کیا خوب رائے دی ہے یہ باتیں اپنے دل سے کر کے ایک مرتبہ
بہت بلند قہقہہ لگایا اور پکارا کہ اے بندگان نابدولت پہ بنیہ قدرت مرا کہ میں نے کیسی عقل و فطرت اپنی قدرت
سے اپنے وزیر کو دی ہے کہ جیسے ایسی رائے دی جو کہ سراسر عمدہ اور مناسب وقت ہے اسی سبب سے تو میں نے
اسے وزیر کیا اور منشی قدرت کا خطاب مرحمت کیا کوئی میری قدرت کو سمجھ سکتا ہے سوا میرے میں نے
نوسے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی کہ میں آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت کرا دوں اور
اُسکے بعد ان سب کو میں اپنے عذاب میں مبتلا کر کے غارت کروں اور اپنا مذہب تمام عالم میں رواج
دوں سب کو [illegible] کہ میں ایک [illegible] ہوں [illegible] کہ باطل [illegible] غارت ہونا اور
معشوقہ کو اپنے قبضہ میں لاؤں کیا کوئی میری قدرت کو پا سکتا ہے سوا میرے [illegible] میں اُسوقت
اپنے دادا [illegible] لقا اور اپنے باپ [illegible] ثانی سے کم نہیں ہوں [illegible] تقدیر کرتے تھے اُنکی تقدیر کی
ہوئی بگڑ جاتی تھی بسبب اُنکے رحم کے میں جو تقدیر کرتا ہوں اُسکو پلٹتا نہیں ہوں کیونکہ رحم میرے دل
میں نہیں ہے میں ظلم کو پسند کرتا ہوں دیکھنا کہ ان خدا پرستوں پر آفتاب پرستوں کے ذریعہ [illegible]
عذاب نازل کرتا ہوں کہ یہ بھی یاد کرینگے اور بالکل مجھکو رحم نہ آئیگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُنکے حال
زار پر رحم کھائیں گے اور میں رحم نہ کھاؤنگا کیونکہ وہ بندے [illegible] ہیں اور میں نے اِن آفتاب
پرستوں پر [illegible] اپنا عذاب نہیں نازل کیا کیونکہ یہ منظور رکھا کہ اِنکے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت
کراؤں کیونکہ تقدیر کر چکا تھا دوسرے یہ کہ میری معشوقہ [illegible] اگر میں [illegible] عذاب نازل کروں اور

اور جب معشوقہ پر قبضہ پاؤں وہ وقت موقع کے انکار کرے اور یہ سوال کرے کہ تو کیسا میرا عاشق ہے کہ تونے
میرے بھائی اور دیگر عزیزوں کو غارت کیا اور اب مجھ سے وصل کا خواستگار ہے میں کبھی نہ منظور کرونگی
کیونکہ تو میرا بھی دشمن ہے جبکہ تو میرے عزیزوں اور بھائی کا دشمن ہے ضرور میرا بھی دشمن ہے پس میں اسوقت
کیا جواب دونگا اور یہ امر ضرور معشوقہ کو ناگوار ہوگا کہ میرے عاشق نے میرے عزیزوں پر ظلم کیا ایسی بات
کرنا معشوق کو ناراض کرنا ہے پس یہ خیال کرکے میں نے اپنا عذاب ان لوگوں پر نہیں نازل کیا بلکہ میں
خود بہر مرتبہ انسے مغلوب ہو گیا اپنے بندوں کو اسکے عزیزوں کے ہاتھ سے قتل کرایا کہ وقت موقع کے اسکو
انکار کا اور شکایت کا موقع نہ ملے چونکہ میرے اضطراب کا سبب ہوا اور بے قراری کا انپر عذاب
نازل نہ کرنے کا یہ سبب ہے اور انکے ہاتھ سے مغلوب ہونے کی یہی وجہ ہے ورنہ ایک پل میں میں انکو غارت
کر دیتا یہ سمجھے کیا اور یہ بھی انکی قدرت تھی کہ انسے مغلوب ہوتا ہے جب ارژنگ نے کہا سب احمق اور کیدی
پکار اٹھے کہ آمنا وصدقنا تو ایسا ہی خدا ہے تیری قدرت کو اور علم خدائی کو کون جان سکتا ہے جو تقدیر کرتا
ہے خوب سمجھ بوجھکر کرتا ہے تیرے برابر کوئی خدا نہیں ہے تو خدا سب پر حق ہے ہم سب تیرے بندے ہیں ہم سبکی
روح تیرے قبضے میں ہے تو سب کا مالک و مختار ہے ہم سب تابعدار ہیں یہ کہکر سب خاموش ہو گئے کہ ایک
مرتبہ سخنگان نے کہا کہ پس تقدیریں بگھارنے لگے اور اپنی قدرت جتانے لگے ابھی کچھ ہوا نہیں ہے ایسے تو
یہ ہیں کہ انھوں نے یہ تقدیر کی تھی سب کام وقت پر منحصر ہوتے ہیں پہلے اسکی تدبیر تو کیجیے کیونکہ ان
لوگوں کے پاس جاتا ہے اور انکو راضی کرتا ہے یہ کوئی کام مشکل نہ ہے کہ فوراً ہو جائیگا ارژنگ نے کہا
پھر جو تو بتا وہ کرو کیونکہ یہ سب امر تو میں نے تیرے اوپر منحصر کیے ہیں جو تو کہیگا اسپر عمل کرونگا یہ سنکر
سخنگان نے کہا کہ ایک نامہ بنام طوطار شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا جائے کہ ہمکو اطاعت کرنے
میں خداوند کے کوئی عذر و انکار نہیں ہے ہم موجود ہیں پس اگر آپکو منظور ہو تو ہم اپنے وزیر کو روانہ کرتے
ہیں اسکو خدمت خداوند میں روانہ فرمائیے جو عذر ہمکو پیش کرنا ہیں ہم انکو خداوند بہ طلبیس سے عرض کریں
پھر یہ اپنے وزیر کے کہ جسکا نام سخنگان ہے اگر وہ قبول کرلیں اور جو امر وہ فرمائیں اسکا جواب وہ دے
پس دونوں طرف سے تقریر ہو کر طے ہو جائے کہ ہم اطاعت کرلیں یہ جو سخنگان نے کہا ارژنگ نے کہا
کہ پھر نامہ لکھیے کہ اسوقت دبیر کو طلب کر کے نامہ تحریر کیا گیا بہت کچھ آفتاب تابان کی اور طلبیس
کی تعریف لکھی گئی اسکے بعد اسکے ناموں کی اور پیغمبروں کی تعریف تحریر کی گئی پھر اپنا مطلب تحریر کیا
لفافہ بند کر سکے دبیر نے پیش کیا وہی مضمون تھا جو کہ بالا مذکور ہو چکا ہے سخنگان نے دبیر سے کہدیا تھا
جب دبیر نے نامہ تیار کر کے پیش کیا پس سخنگان نے قرماسب سے کہا کہ تم یہ نامہ لیکر لشکر طوطار شاہ
میں جاؤ اور اسکا جواب لاؤ یہ نامہ خداوندی ہے اسکے لیجانے کے قابل تم ہی ہو وہ اپنے دنگل پر سے
اٹھا اور اس نامہ کو سخنگان کے ہاتھ سے لیا اور بوسہ دیا اور سر سے باندھکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب
پر سوار ہو کر طرف لشکر طوطار شاہ کے روانہ ہوا جو ہر کارے لشکر میں بامر جاسوسی لشکر طوطار شاہ کے
موجود تھے یہ خیال رہے کہ جب یہ راستہ ہوئی ہے تو جو خدمتگار و ملازم بارگاہ میں تھے وہ سب باہر کر دیے
گئے تھے ہر شناسر دار تھے تو ہر کارے گو صورت بدلے ہوئے تھے مگر بارگاہ میں نہ تھے انکو اندر کی حالت
معلوم تھی ہاں جب قرماسب باہر آیا اور طرف لشکر کے چلا تو دریافت کرنے سے انکو ظاہر ہوا کہ یہ
ارژنگ کا نامہ لیکر طوطار شاہ کے پاس جاتا ہے پس یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
یہاں سخنگان نے ارژنگ سے کہا کہ جواب نامہ آلے تو اور تدبیر کروں پس اگر یہ جواب آیا کہ اپنے

وزیر کو روانہ کر دے کہ وہ آکر یہ تقریر کرے اور تمہارے عذر راست بیان کرے تو مین کل ضرور جاؤنگا اور
جو شرطین مین نے یہان بیان کین وہی مین وہان بھی بیان کرونگا اور اپنی طاقت لسانی سے پر جبلیس کو
راضی کراؤنگا پھر آپ کو لیجا کر ملاقات کراؤنگا اُسکے بعد اِس امر پر آمادہ کرونگا کہ لشکر لیکر کوچ فرمایئے
دیکھیے تو مین کیونکر آفتاب پرستون کو خداپرستون سے لڑوا دیتا ہون دو مین سے ایک کا خاتمہ کراتا ہون بلکہ
یہ کرونگا کہ باہم جو جو امر طے ہونگے اُسکی تحریر باہم درمیان مین ہوگی مناسب طور سے بذریعہ اقرارنامہ و عہدنامہ
کے تاکہ ہم اور وہ دونون اپنے اپنے اقرار و عہد پر قائم رہین اور کوئی عہد شکنی نہ کرسکے ارزنگ نے کہا کہ
تمکو اختیار ہے جو تم طے کرا دوگے اور جس طور سے تم کہوگے مین قبول کرلونگا بس جب یہ تقریر ہوچکی سختگان
اپنے مقام پر بیٹھ گیا اور یہ انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے کیا جواب نامہ آتا ہے یہان تو ارزنگ و چیترنگ
وغیرہ انتظار نامہ کر رہے ہین اُدھر طومار شاہ وغیرہ دربار مین بیٹھے ہوئے ہین دربار آراستہ ہے سب
سردار حاضر ہین کہ ہرکارون نے بدعا دی ہاتھ اُٹھا کر اور مجرا کیا اور عرض کیا کہ ارزنگ نے ایک
نامہ آپکے نام تحریر کیا ہے ایلچی نامہ لیکر آتا ہے طومار شاہ نے کہا کہ آنے دو بلکہ درگہ سالار کو حکم دیا کہ اگر ایلچی
نامہ ارزنگ کا لیکر آئے تو آنے دینا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہین ہے کہدینا کہ جانے کی آپکی خبر ہوگئی ہے یہان یہ
بند و بست ہے اُدھر قرماسپ اپنے لشکر کو طے کر کے اور جو میدان درمیان مین دونون لشکرون کے بیچ
مقابلہ چھوڑ دیا گیا تھا اُسکو طے کرکے داخل لشکر طومار شاہ ہوا سب لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ پر آیا کسی قسم کا ظلم و ستم
ایلچی نے نہین کیا دربارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو کہ ارزنگ کا نامہ بر نامہ لیکر آیا ہے اُسنے
عرض کیا کہ تشریف لیجائیے آپکی خبر ہوچکی ہے ہمکو حکم ہے کہ اگر نامہ بر آئے تو آنے دینا روکنا نہین بس قرماسپ
مرکب پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا صحن بارگاہ کو طے کرکے ایوان مین پہونچا بطریقہ ارزنگ پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا طومار شاہ نے اشارہ کیا چوبدار نے دنگل و برو تخت کے بچھا دیا
اُسپر بیٹھ گیا طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ جو بادشاہ اور سردار بحکم پر جبلیس لشکر لیکر آئے تھے وہ سب
موجود تھے بلکہ سب بادشاہ ایک ہی تخت پر پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے دربار خوب آراستہ تھا سرداران قوی
ہیکل کریہہ و دنگلون پیشمکن تھے سب قوی تن و قوی من تھے دربار نہ تھا بیشۂ شیران تھا قرماسپ
اُس دربار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے سردار نہ ارزنگ کو نصیب ہین نہ چیترنگ کو جیسے
جیسے کہ اس دربار مین ہین بھلا ارزنگ کیا مقابلہ کرسکتا تھا ضرور شکست کھاتا یہ تو اپنے دل سے
یہ باتین کر رہا تھا کہ طومار شاہ نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبریز کرکے نامہ بر کو دیا قرماسپ نے
جام چڑھا لیا طومار شاہ نے پوچھا کہ آپکا نام مبارک کیا ہے اور آپ کہان کے رہنے والے ہین
اور ارزنگ کے کیونکر شریک ہوئے اور یہان کس غرض سے تشریف لائے ہین قرماسپ نے جواب دیا
کہ نام میرا قرماسپ بن ہرماسپ بن طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو پروردہ میرے دادا لقاپرست تھے
حمزہ کے پوتے نے اُنکو زیر کیا جبکہ خداوند لقا خدائی کرتے تھے چونکہ وہ خوبصورت بہت تھا یہ اُسکے
عاشق ہوگئے اُنھون نے اسکا دین قبول کرلیا اور عنقویل نے بھی اپنے باپ کو اسی امر پر راضی
کیا وہ بھی زیر ہوکر خداپرست ہوگئے میرے دادا طرماسپ یہ خبر سنکے برائے مقابلہ طہماس اس خیال
سے آئے کہ اُنکو زیر کرکے پھر اصلی دین پر لاؤن مقابلے ہوئے چونکہ اُس زمانے مین ایرج نوجوان
صاحبقران آفتاب پرستان بھی وہان موجود تھے مع لشکر خداپرستون سے لڑ رہے تھے اُنسے اور
میرے دادا طرماسپ سے مقابلہ ہوا وہ ایرج نوجوان سے زیر ہوگئے اُنھون نے آفتاب پرستی

اختیار کی چنانچہ وہ اُنکے ہمراہ رہے بڑے بڑے معرکے پڑے آخر کو اپنے باپ دلہاس کے ہاتھ سے عالم
زنجمداری میں قتل ہوئے اُنکے فرزند عزیز باسمت اپنے باپ سے ملنے کو جاتے تھے ابھی سن کچھ نہ تھا کہ
اسد سے مقابلہ ہوا بسبب کمسنی اور ناواقفی کے اسد کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سب واقعات آپنے
ملاحظہ فرمائے ہونگے تفصیل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب میرے دادا نے آفتاب پرستی
اختیار کی تھی اُسدن سے ہم سب آفتاب کو خدا جانتے تھے بجز اُن ماننے تھے جو کہ دین آجکل آپ لوگون کا
ہے میرے دادا بھی اسی مذہب میں قتل ہوئے اور باپ بھی گو ابرج تمرتاش کے ہاتھ سے زخمی ہوکر خداپرست
ہوئے کیونکہ اُنکے پوتے تھے مگر ہم سب اُسی مذہب پر رہے جب میرا باپ … میں پیدا ہوئی تھا
میری والدہ جا … جب میرے باپ مارے گئے اور لشکر فرار ہوا تو وہ بھی بھاگین اور ایک شہر میں
پہونچین وہان قلعہ تھا بہت بڑا اُسمین ایک حاکم بہت زبردست قوی ہیکل رہتا تھا وہ حاکم قلعہ تھا وہ
اُنپر عاشق ہوا اور اُنکو لیگیا وہ لقا پرست تھا اُسنے اُنکے ہمراہ عقد کیا جب مین پیدا ہوا اُسنے میری پرورش خوب
اچھی طرح سے کی میری تعلیم میں بہت کوشش کی جب مین نوبرس کا ہوا وہ مرگیا مین حاکم قلعہ ہوا مین نے
اپنی مان سے سب حال سنا دین آفتاب پرستی کو رواج دیا سب اہل قلعہ آفتاب پرست ہوئے مین
حکومت کرنے لگا سب فنون سپہگری سے جب ماہر ہوچکا تو قصد کیا کہ خداپرستون سے باپ دادا کے خون
کا عوض مقابلہ کر کے لون مین نے جو یہ قصد اپنا اپنی مان سے ظاہر کیا اُسنے کہا کہ ابھی تیرے پاس لشکر
ہے نہ سپاہ جو تو اُنسے مقابلہ کرے گا وہ لوگ بہت قوی ہیں لشکر جمع کر لے تو پھر مقابلے کو جانا مین نے
خیال کیا سچ کہتی ہیں اُسی دن سے لشکر جمع کرنے کی فکر شروع کی اور یہ تدبیر سوچی کہ جو کوئی قافلہ خداوند
لشکر آفتاب پرستون کا میرے قلعے کی طرف سے جاتا تھا اُسکو کبھی نہیں غارت کرتا تھا ہان اگر کوئی دوسرے
مذہب کا لشکر جاتا تھا تو ضرور غارت کرتا تھا اسی زمانہ مین ارژنگ سے لشکر کے پہونچنے معلوم ہوا کہ ارژنگ
پرستون کا لشکر آیا ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ آفتاب پرستون کے مقابلے کو شہر آفتاب شما کو جاتا ہے بس
مجکو خوشی آیا کہ یہ آفتاب پرستون سے مقابلے کو جاتے اور مین آفتاب پرست ہوکر جانے دون … سے
نکلکر لشکر پر گرا اور پہلے دل لشکر سے بارگاہ چھین لی سپاہ بھاگ گئے ارژنگ کو خبر ہوئی اُسنے دیلم اپنے
سپہ سالار … کو مع لشکر روانہ کیا اُسنے آکر مجھسے مقابلہ کیا مین کشتی لڑنے لگا کہ پھر اُسکو اُٹھاکر
دے پٹکے ہاتھ پاؤن باندھ لیا اور کہا کہ جاکر علاج کر … اچھے ہو تو آکر مقابلہ کرنا مین نے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ ابرج … فرزند ہین اور ابرج … تھے ابرج کے … اس سبب سے انکی اطاعت
کی یہ میرے بزرگ ہیں اور اُس خاندان سے ہین کہ جنہون نے مجکو راہ راست دکھائی اور ہا… بزرگ
اطاعت کرتے رہے اسلیے بزرگون کی اُنھون نے ارژنگ سے ملاقات کرلی ارژنگ نے اپنا سپہ سالار
مقرر کیا بہت خاطر اوقات کی اُسدن سے مین اُنکے ہمراہ ہون آج آپکے پاس اُنکا نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ
موجود ہے اسکا جواب … علمبار شاہ نے وہ نامہ لیکر دبیر کو دیا اُسنے نامہ پڑھا جب مضمون نامہ
ختم ہوا علمبار شاہ مضمون سے واقف ہوا تو قریباسپ سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں مین یہ نامہ مع اپنی
عرضی کے خدمت خداوند مین روانہ کرتا ہون جو جواب وہان سے آئیگا مین اُسپر کاربند ہونگا یہ کہکر دبیر سے
کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی طرف سے خدمت خداوند مین اس مضمون کی تحریر کرو کہ پہلے تو کل حالات …
تحریر ہون بعد القاب و آداب کے پھر یہ تحریر ہو کہ ہم بموجب حکم خداوند یہان فروکش تھے کہ قریباسپ
سپہ سالار ارژنگ نامہ لیکر آئے … وہ نامہ اُسی طور سے بذریعہ اپنی عرضی کے حاضر خدمت کیا اور جو

جواب مناسب ہو وہ تحریر فرمایا جائے تاکہ ہم انکو دیدین بدون اطلاع سرکار ہم جواب نہ دے سکے کہ نہ
معلوم کیا جواب دیا جائیگا بس جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین کیونکہ سپہ سالار یہان موجود ہے زیادہ حد ادب
بس دلپذیر نے جس طور سے کہ طومار شاہ نے کہا عرضی تحریر کی اسپر دستخط و مہر کرکے طومار شاہ کو دی
طومار شاہ نے وہ عرضی اور نامہ دونون کو ایک چوبدار کو جو کہ پشت طومار شاہ کھڑا تھا اسکی پیشانی
پر لکھا تھا بخط جلی اپنی خاص چوبدار خداوند ہمہ جلیس وہ دونون کاغذ دیے اور کہا اسکا جواب بہت جلد
لیکر آو وہ سلام کرکے باہر بارگاہ کے آیا اور طرف شہر کے روانہ ہوا یہان قرماسپ سے کہا کہ آپ اپنے
واقعات مفصل طور سے بیان فرمایئے جبتک کہ جواب نامہ آئے پس قرماسپ نے بیان کرنا شروع
کیا جو جو امر بیان کرنے سے رہگئے تھے یہان قرماسپ اپنے حالات بیان کر رہا ہے ادھر چوبدار عرضی و
نامہ لیے ہوئے جاتا ہے یہان شہر آفتاب نما مین اندرون قلعہ آفتاب نگار و گنبد خورشید آثار مین ہمہ جلیس
عقب حجاب قدرت تخت خدائی پر بیٹھا ہوا ہے ایسون درجہ حاضرین دربار سے معمور ہین ہر قسم کے لوگ
موجود ہین جو جسکا مرتبہ ہے وہ اس مرتبہ سے بیٹھا ہوا ہے یہ بارہا عرض ہوا ہے کہ درجے زیر و بالا واقع ہوئے
ہین بالا والے نیچے والون کو بخوبی دیکھتے ہین یہ گنبد و قلعہ ساختہ سحر ہے اس سبب سے یہ بات ہو رہی ممکن
نہین ہے جبکہ یہ خاصیت ہے کہ اندر سے بیرون کا حال معلوم ہوتا ہے تو یہ کیا بات ہے پس اس طور سے دربار آراستہ
ہے افریق شاہ و خونخوار شاہ ہمرتبہ پیغمبری قریب حجاب قدرت کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین آج کوئی
مقابلہ تو لشکر سے ہے نہین کہ تماشا جنگ کا حکم ہو سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین حکم و
احکام جاری ہو رہے ہین آفتاب جادو بھی میدان جنگ سے اس آسمان پر سے چلا آیا ہے جو کہ محیط لشکر
طومار شاہ ہے مگر آسمان اسی طور سے قائم ہے اپنے اصلی مقام پر ہو بیٹھے اس آسمان پر جو کہ قلعہ پر قائم ہے
جس سے ہمہ وقت بارش گل ہوا کرتی ہے اور صدا سے راگ و رنگ آتی ہے اور خوشبو بس [illegible] اپنے قاعدے
کے آفتاب نے کہا کہ ہمہ جلیس آگاہ ہو کہ آج ارژنگ پرستون نے دربار کیا اور ہم سے یہ تقریر ہوئی ہے
کہکر وہ سب تقریر جو کہ جنگ آوران نے بیان کی اور کہا کہ جو صلاح انھون نے کی ہے [illegible] انکے خیال
ہوگا ارژنگ وغیرہ کی تو کیا قدرت ہے کہ وہ ثریا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ [illegible]
انھون نے ایک نامہ طومار شاہ کے نام لکھا اسکا مضمون وہی تھا [illegible] نامہ مین
تحریر کیا تھا وہ نامہ قرماسپ لیکر لشکر [illegible] طومار شاہ نے [illegible] اور ایک عرضی لکھکر
تیرے پاس روانہ کیا ہے تو جواب نامہ [illegible] اور عرضی نامہ کی پشت پر تحریر کرا دینا کہ تم اپنے وزیر کو روانہ کرو
جو وہ شرائط بیان کریگا اگر لائق قبول ہونگے تو ہم قبول کرینگے ورنہ خدا اور [illegible] اطاعت قبول کی
ہو جو راسے بیان ہوئی ہے سب [illegible] علم خدائی ظاہر ہوا ہے ہمہ جلیس ارژنگ و [illegible] کے منتظر ہو رہے
سے یہ امر ہوگا کہ [illegible] خدا پرستون [illegible] تکلیف زیادہ ہوگی [illegible] دشمن ہے پس
تم کو ان ملکون پر [illegible] کہ جو اسلام آیا [illegible] خدا پرست [illegible] خدا پرستون
پر بھی ظفر پائیگا مثل ارژنگ کے اس سے بڑی ایک ملک [illegible] ارژنگ
کی اطاعت کو قبول کر لینا اب تو یہ امر قبل اسکے چوبدار کے ان سب [illegible] اور کہدیے کہ علم
خدائی معلوم ہوا ہے اور طومار شاہ کی عرضی کی پشت پر یہ تحریر کرنا کہ اس نامہ کو اسی طور سے سپہ سالار ارژنگ
کو دیدو تم [illegible] دیکھنا چاہتے کہ انکا وزیر آئے تو اسکو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر و قلعہ ہونا تمام [illegible] جو کہ
مین نے اپنی قدرت سے پیدا کیے ہین وہ سب دکھانا اسکے بعد حاضر خدمت [illegible] لانا ہمہ جلیس نے کہا

کر اچھا آفتاب یہ تعلیم کر کے اپنے مقام پر چلا گیا یہ سب امر سواے برجلیس کے اور کسی نے نہیں سنے
برجلیس نے حجاب قدرت کے اندر سے آواز دی کہ آگاہ ہو کہ آج یہ واقعہ لشکر ارژنگ مین گذرا
بس جو کہ آفتاب نے بیان کیا تھا وہ سب بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ چوبدار نامہ لیکر آتا ہے نامے کا یہ
مضمون ہے مضمون نامہ بھی سب بیان کر دیا اور جو صلاح شختگان نے ارژنگ کو دی تھی وہ بھی بیان
کی اور کہا کہ یہ سب مجکو اپنی قدرت سے ظاہر ہوا کیونکہ مین تو روشن ضمیر ہون اور کیون نہون کہ خدا ہون
اور فرزند خدا ہون سب کافرون نے کہا کہ بجا اور درست اور اسمین کیا کلام ہے بس یہان تو یہ تقریر ہو رہی
تھی ادھر وہ چوبدار داخل شہر ہوا شہر کو طے کر کے قلعہ مین آیا قلعہ کو طے کر کے گنبد مین آیا اسکو کون روکتا
کیونکہ یہ خاص چوبدار ہے بس اکیسون درجہ طے کر کے درجۂ خاص مین پہونچا پہلے حجاب قدرت کو
سلام کیا اور سجدہ پھر اسکے بعد خونخوار شاہ و افریق شاہ کو اور عرض کیا کہ ایک عرضی طومار شاہ
کی اور ایک نامہ جو کہ ارژنگ کے پاس سے آیا تھا مین لیکر آیا ہون خداوند سے عرض فرمائیے یہان
افریق شاہ نے اٹھکر اور دست ادب جوڑ کر قریب حجاب جاکر عرض کیا آواز آئی کہ عرضی و نامہ
لیکر پڑھو بس افریق شاہ نے لیکر پڑھنا شروع کیا کیونکہ آج اسکا دن تھا کہ وہ کلام کرے ایک
دن خونخوار شاہ کلام خداوند سے کرتا ہے اور ایک دن افریق شاہ بس جب نامہ و عرضی پڑھ چکا
افریق شاہ سب حاضرین نے سنا اکیسون درجہ کے لوگون نے حجاب قدرت سے صدا آئی کہ یہ نامے
کی پشت پر لکھدے اور چوبدار کو دیدے بس وہی مضمون جو کہ آفتاب نے بتایا تھا نامے پر لکھوا دیا اور جو
عرضی کی پشت کا تھا وہ عرضی پر لکھوا دیا اور افریق شاہ نے لکھدیا اور عرضی تو اسی طور سے اور نامہ
ملفوف کر کے اور مہر لگا کر چوبدار کو دیدیا اور کہا کہ لیجا کے طومار شاہ کو دینا کہ نامہ اسی طور سے قرطاس ایلچی
کو دیدے جواب تحریر ہو گیا اور جو عرضی پر حکم ہے اسپر عمل کرے اور وہ چوبدار سلام و سجدہ کر کے روانہ
ہوا برجلیس نے حکم دیا کہ کل تمام شہر آئینہ بند ہو اور سب اہل شہر پوشاک نفیس سے آراستہ ہون اور بیس
لاکھ کا لشکر زیر گنبد آکر صف بستہ ہو اور کل اہل دربار نفیس پوشاک پہنکر آئین دربار خوب آراستہ
کیا جاوے کیونکہ وزیر ارژنگ کا آوے گا قدرت اسکو اپنی شان و شوکت دکھائینگے یہ سب
سامان ہم ہر ایک مکان پر اپنی قدرت سے پہونچا دینگے کوئی تردد نہ کرے بس برجلیس نے جب یہ
حکم دیا اسیوقت سے سب سامان ہونے لگا تمام شہر مین منادی ہو گئی کہ کل کوئی سواے پوشاک نفیس
کے معمولی کپڑے پہنکر نہ نکلے چھاؤنی مین اسی وقت حکم پہونچا دیا گیا کہ کل صبح کو بیس لاکھ سپاہ زیر
قلعہ آکر صف بستہ ہووے ان بیس لاکھ کو نئی وردیان مرحمت ہوئین بس یہان کا سامان جب شختگان
آئیگا اسوقت بیان کیا جائیگا ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کیسی آرائش ہوئی ہے یہان بند و بست ہونا
ہے انکو اسی مین مصروف رکھا جاتا ہے ادھر چوبدار نے جاکر عرضی و نامہ سربمہر دیا طومار شاہ وغیرہ
نے مہر خداوندی دیکھکر پہلے سجدہ کیا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بوسہ دیا پھر عرضی کو پڑھا جو کچھ چوبدار
سے افریق شاہ نے کہا تھا اُسنے کہدیا بس طومار شاہ نے وہی مضمون پشت عرضی پر بھی پایا نامہ
قرطاس کو دیا کہ لیجایئے اسکی پشت پر جواب تحریر ہے ہم اس جواب سے واقف نہیں ہین ورنہ بیان
کر دیتے مگر ہمکو حکم نامے کے واکرنے کا نہیں ہے ہمکو جو حکم ملا ہے ہم اسپر کاربند ہونگے اور جو آئندہ
کے واسطے حکم ہے اسپر عمل کرینگے بس قرطاس وہ نامہ لیکر اور سب کو سلام کر کے بارگاہ سے باہر آیا
یہان طومار شاہ وغیرہ نے حکم دے کر دربار برخاست کیا کہ کل لشکر مین خوب آراستگی ہو اور سب نیا سامان

کیا جائے کیونکہ کل ارژنگ کا وزیر حضور آئیگا خداوند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی اور ایک لاکھ سپاہ
تیار رہے کہ اُسکو ہم سب کے ہمراہ چلنا ہوگا اردل مین وزیر ارژنگ کے سب سرداروں سے کہا
کہ آپ لوگ بھی کل دیرے سے دربار مین تشریف لائین سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس
طومار شاہ وسمر شاہ وغیرہ دربار برخاست کرکے اور ہرکارون کو یہ حکم دیکہ تم لشکر ارژنگ
مین جاؤ جو کچھ واقعہ گذرے ہمکو خبر دو اور جب ارژنگ کا وزیر ادھر کو آئے تو اُسکے آنے کی خبر دو ہرکارے
روانہ ہوئے طومار شاہ وغیرہ اپنے خیمون مین گئے یہان تو بندوبست ہونے لگا کہ اِسکا بھی ذکر بہ چہر ہوگا ادھر
قرماسپ اپنے لشکر مین آیا اور قریب بارگاہ آکر مرکب پر سے اُترکر داخل بارگاہ ہوا اور قریب تخت آکر وہ
نامہ پیش کیا ارژنگ نے کہا کہ کیا جواب لائے قرماسپ نے کہا کہ نامہ بر کی تحریر سے مجھکو بھی معلوم ہوا
ہوگا کہ جو واقعہ گذرا تھا سب بیان کیا ارژنگ نے وہ نامہ دبیر کو دیا اُسنے پڑھا بہت کچھ تحریر تھا
مگر القاب وآداب ندارد نہ کسی کی تعریف تھی نہ توصیف تھا سوائے آفتاب کے وہی مضمون تھا جو کہ
آفتاب نے برجیس سے کہا تھا یہی تحریر تھا کہ ہمنے تمھاری اطاعت قبول کی اور جو تمھارے وزیر نے
ہمکو راے دی ہو جسپر تم اطاعت کرنے پر راضی ہوئے وہ سب ہمکو بعلم خدائی معلوم ہو جب تمھارا وزیر
آئیگا ہم قبل اُسکے بیان کرنے کے بیان کر دینگے اگر تم اطاعت پر راضی ہوئے تو پرسون مین حضور ورنہ تم
سب پر اپنا عذاب نازل کرتا اور جلاکر خاک کرتا یہ قصہ پاک کرتا مگر تم اطاعت پر راضی ہوئے خیر اب کیا
برائی کرون مگر ہمارے خیال مین یہ ہی کہ تم برائی پر ہو مگر ہمارا کیا کرسکوگے اپنے منھ کی کھاؤگے لہذا تمکو خبر
دی جاتی ہی کہ کل تم اپنے وزیر سخنگان نیک مشیر قدرت کو روانہ کرو میرے لشکر مین جو کہ تمھارے مقابلے
مین ہی اُنکو میرا حکم پہونچ چکا میرے پیغمبرون کے پاس طومار شاہ وغیرہ اُسکے اپنے ہمراہ لیکر تمام عجائبات
دکھاتے ہوئے میری خدمت مین حاضر کر دینگے بابدولت اُس سے خود تقریر کرینگے جو وہ شرطین کریگا
قبول کی جائینگی جو لائق قبول ہونگی اور باہم عہدنامہ و اقرارنامہ تحریر ہو جائیگا تاکہ تم اُس اپنے قول
سے انحراف نہ کرو اور کوئی نئی بات نہ پیدا کرو کیونکہ تمھاری طبیعت مین اُسکی سے منشا دہر زیادہ کیا تحریر
کیا جائے یہ جو مضمون ارژنگ وجنگ نے سُنا سخنگان سے کہا کہ سن لیا وہ سب حال سے آگاہ
ہین سخنگان نے جواب دیا کہ آگاہ ہونے کو کیا ہوا ساحر زبردست ہی دریافت کر لیا ہوگا جب نقشہ ہوگی
دیکھا جائیگا ارژنگ نے کہا کہ آپ کل تشریف لیجائیے سخنگان نے جواب دیا کہ بہت خوب مین ضرور
جاؤنگا یہ کہکر کہا کہ میرے ہمراہ کون کون چلیگا جو جو بیٹھے وہ کھڑا ہو جائے بس اسلم و حاطم قرماسپ
وغیرہ کھڑے ہوئے سخنگان نے کہا کہ ایک شرط سے مین لیجاتا ہون میرے کسی امر مین دخل نہ دیجیئے گا
جو مین حرکت کرون اُسکو خاموش دیکھا کیجئے گا کچھ اعتراض نہ کیجئے گا اور جو کسی مقام پر کوئی امر
میرے یا آپ کے خلاف ہو اُسپر بھی ہم نہ بولینگے جب تو وقت ہوگا اور اپنا سکینگا ورنہ کام خراب ہوگا اُن
سب نے کہا کہ بہت خوب جو تمنے کہا ہی ہم اُسپر عمل کرینگے سخنگان نے کہا کہ کل سب لوگ ترک لباس نفیس
بدل کر اچھے خاد اون وغیرہ کو درست کرکے ہمراہ لیکر آئیے سو سوار اپنے اپنے لشکر سے آزمودہ اور قوی کہ
جنگی وردیان عمدہ ہون اپنے ہمراہ لائیے اور ارژنگ سے کہا کہ بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیدل کو حکم
فرمائیے کہ نئی وردیان زیب تن کرکے بوقت سحر دردولت پر حاضر ہون اور آپ بھی صبح سویرے دربار مین
تشریف لائین میری سواری کا سامان ملاحظہ فرمائین وہ بیس ہزار اور دس ہزار پیدل میری سواری کے
ہمراہ چلین کچھ شان و شوکت سے مین جاؤن تاکہ معلوم ہو کہ وزیر خداوند کے جسکو مشیر قدرت لقب ملا ہی

یہ اسکی سواری ہی ارژنگ نے اُسیوقت جو کچھ سخندگان نے کہا وہ حکم دیدیا اُسیوقت سے سامان ہونے لگا یہاں بھی ارژنگ
نے دربار برخاست کیا سب رخصت ہو ہوکر اپنے اپنے خیمون مین آئے دیلم و اسلم و قرماسپ سامان کرنے لگے
اپنے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ سو سو سوار نئی وردیان پہن کر اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کرکے خیمون پر سحر کے
جلد حاضر ہون یہ حکم دے کر اور سامان کرنے لگے اُدھر سخندگان نے اپنے خیمے مین جاکر اپنا بند و بست کرنا
شروع کیا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ اُسقدر دن تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی سخندگان و اسلم وغیرہ
نے اختر شماری مین بسر کی کہ فلک پر آثار سحر نمایان ہوئے سخندگان نے جامہ ایک سو کلی کا پہنا رفیدہ
سر پر رکھا ہتھیار لگائے سب الماس نگار بیرون خیمہ خادم و خدمتگار نئی وردیان زیب تن کیے
ہوئے مؤدب کھڑے ہین سائیس خچری کو ساز و یراق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہی ایک مرتبہ خیمے
کا پردہ اُٹھا اور سخندگان خیمے سے برآمد ہوا سب نے سلام کیا سخندگان نے سب کا سلام لیا اور اپنی
خچری پر سوار ہوکر طرف بارگاہ کے چلا اُدھر سے اسلم پوشاک نفیس پہن کر یاقوت کی پچکاری کی طلائی
کشادان کی زرہ پہن کر ہتھیار مرصع کار لگائے ہوئے خیمے سے برآمد ہوا اسکے سوار بھی نئی وردیان
کارچوبی پہنے ہوئے خادم و خدمتگار بھی در خیمہ پر موجود تھے مرکب با ساز و یراق مرصع حاضر تھا یہ اُسپر سوار ہوکر
سب کا سلام و مجرا لیتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا دیلم اپنے خیمہ سے نکلا اُسکی زرہ پر زمرد کا کام کیا ہوا تھا
اُسکے بھی خادم و خدمتگار و سوار نئی وردیان پہنے ہوئے تھے قرماسپ کی زرہ پر فیروزے کا کام تھا
یہ بھی اُسی سامان سے خیمے سے اور سب کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ کے چلا یہان بیس ہزار کا لشکر نئی نئی
وردیان پہنے ہوئے یراق زرق برق تن پر لگائے ہوئے صف بستہ کھڑے تھے ارژنگ و چتر ناگ
بارگاہ مین آچکے تھے اور سب سردار بھی دربار آراستہ تھا کہ سخندگان پہونچا ارژنگ و چتر ناگ کو سلام
کیا اور اپنے مقام پر آکر بیٹھا کہ اسلم آکر پہونچا اپنے سوارون کو باہر ٹھہرا کر سلام کرکے وہ دنگل پر بیٹھ گیا
دیلم آیا وہ بھی بیٹھ گیا قرماسپ آیا وہ سلام کرکے بیٹھ گیا جب سب آچکے اُسوقت سخندگان نے کہا کہ
یہ خادم اب سوار رخصت ہوتا ہی ارژنگ نے کہا جاؤ تمکو سپرد اپنے یدِ قدرت کے کیا بس ارژنگ نے
بارگاہ کے پردے اُٹھوا دیے سخندگان اپنی کرسی پر سے اُٹھکر چلا اسلم و دیلم و قرماسپ بھی دنگلون پر
سے اُٹھے ارژنگ وغیرہ کو سلام کرکے ہمراہ سخندگان کے باہر بارگاہ کے آئے بس سخندگان خچری پر
سوار ہوا اسلم و دیلم و قرماسپ اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوئے بیس ہزار لشکر کے علم کھل گئے نقارہ پر
نئے نئے باجی مراتب جو کہ سواری وزیر کے ہمراہ ہوتا ہی سب تھا ڈنکا بجتا ہوا باجے بجتے ہوئے دہنی
طرف سخندگان کے قرماسپ و دیلم بائین طرف اسلم جلوس سواری آگے آگے چلا نقیب نقابت
کرتے صدائین با ادب بانش کی لگاتے ہوئے آگے روانہ ہوئے سقے گلاب کیوڑہ کا چھڑکاؤ کرتے ہوئے
آگے آگے تھے اور جلوس سواری تھا جب ہرکارون نے دیکھا کہ سخندگان سوار ہوکر طرف ہمارے لشکر
کے چلا بس ہرکارے لشکر طومار شاہ کے یہ خبر لیکر اپنے لشکر کی طرف راہی ہوئے یہان ارژنگ
بارگاہ مین بیٹھا ہوا سواری کا تماشہ دیکھا کیا جب سواری سخندگان کی روبرو سے نکل گئی تو ارژنگ
نے ہرکارون سے کہا کہ لشکر طومار شاہ مین جاکر خبر تو لاؤ کہ کیا گذری اور اگر موقع ملجائے تو شہر مین جانا
ہرکارے روانہ ہوئے یہان ارژنگ بارگاہ مین بیٹھا ہوا یہ انتظار کر رہا ہی کہ سخندگان واپس آلے تو
دربار برخاست کرون اُدھر بوقت سحر طومار شاہ نے برآمد ہوکر دربار کیا بارگاہ خوب آراستہ تھی تمام
کرسیان مرصع کار تھین اور دنگل طلائی مرصع کار صف بصف آراستہ تھے وہ سردار لباس مرصع کار پہنے

ہوئے اور ہتھیار مرصع کار لگائے ہوئے بیٹھا ہے بارگاہ مخمل کاشانی کی کارچوبی پر پالکی ایسی آراستہ و پیراستہ تھی
کہ طلا و یاقوت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے خادم و خدمتگار زرچوبہ اسباب وردیاں نئی نئی پہنے
ہوئے تھے اور جام و صراحی کی کشتیاں قرینے سے آراستہ تھیں اور زرکار چوبی توڑے پوش پڑے تھے در بارگاہ
پر درگہ سالار لباس زرین پہنے ہوئے ڈنگل طلائی پر ہتھیار لگائے ہوئے بیٹھا تھا پردہ زنبوری کارچوبی
پڑا ہوا تھا اسکے خادم مودب کھڑے ہوئے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ سواری وزیر ارزنگ
کی آتی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک لاکھ سوار وردیاں کارچوبی پہنے ہوئے طلائی کلاہ سروں پر ہتھیار
مرصع کار لگائے ہوئے قریب بارگاہ کھڑے تھے جب ہرکاروں نے یہ خبر آکر طومار شاہ سے بیان کی
طومار شاہ نے انعام دے کر انکو رخصت کیا اور پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے تاکہ سواری کا سامان
دیکھوں ادھر سواری سختگان کی داخل لشکر طومار شاہ ہوئی سختگان اور اسکے کل ہمراہیوں نے دیکھا
کہ جب حد لشکر پر پہونچے کہ جابجا سوار وردیاں نئی نئی پہنے ہوئے کھڑے ہیں طومار شاہ نے دیکھا
کہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے عقب میں ماہی مراتب ڈنکا ہوتا ہوا اور جلوس سواری لشکر قریب
تیس ہزار کے ہمراہ ایک شخص عجیب الخلقت جامہ پہنے ہوئے رفیدہ سر پر رکھے ہوئے گھوڑے پر سوار
داہنی طرف اسکے ایک جوان بہت قوی اور آدمی سے برابر قرماسب جو کہ نامہ لیکر آیا تھا وہ جوان زمرد کے
کام کی زرہ پہنے ہوئے اور جو کہ نامہ لے کر آیا تھا وہ فیروزے کے کام کی زرہ پہنے ہوئے اور بائیں پر دوسرا
جوان وہ بھی بہت زبردست با قوت سے کام کی زرہ پہنے ہوئے بڑے شان و شوکت سے سواری وزیر
ارزنگ کی آتی ہے اسکی نگاہ میں یہ شان و شوکت کچھ نہ معلوم ہوئی خاموش بیٹھا ہوا دیکھا کیا اپنے عیار
سے کہا کہ تو جا کر سختگان سے میری طرف سے پیام دے کہ طومار شاہ نے کہا ہے کہ اب آپکو لازم ہے کہ ڈنکے کو موقوف
کرائیے اور ماہی مراتب کو سلامی کرائیے کیونکہ اب آپ ہمارے لشکر میں تشریف لائے ہیں یہاں کا یہ طریقہ
نہیں ہے کہ ہر ایک کے آگے ڈنکا بجے اور ماہی مراتب سواری کے ہمراہ رہے جبتک آپ اپنے لشکر میں تھے تو
ہمارا کوئی حرج نہ تھا ہم خلاف دستور نہیں کر سکتے یہاں یہ سب سامان تو خداوند کی سواری کے ہمراہ ہوتا
ہے یا پیغمبران خداوند کی سواری کے ہمراہ یا جس لشکر میں خداوند کی تصویر ہوتی ہے جیسے میرے لشکر میں ہے
اگر ایسا نہ فرمائیے گا تو ہم نہ آنے دینگے بس عیار پا سے شاطری مار کر قریب سختگان آیا سواری حد لشکر پر
تھی اور سب کو بڑھا کر سختگان کے پاس پہونچا اور سلام کرکے طومار شاہ کا پیام سختگان کو دیا سختگان
نے یہ مناسب نہ جانا کہ میں اسکے خلاف کروں کیونکہ میں تو صلح لیکر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں اسکے کہنے کے
خلاف کروں تو کوئی خرابی ہو یہ خیال کر کے اپنے دل میں کہا کہ سب علم و ماہی مراتب سلامی ہو جائیں
ڈنکا نہ بجے اب کوئی ضرورت نہیں ہے بس یہ جو حکم دیا ڈنکا موقوف ہو گیا نشان سلامی کر دیئے گئے نقیب
وغیرہ صدائیں لگاتے ہوئے چلے آتے تھے یہاں طومار شاہ بیٹھا ہوا سواری کا تماشہ دیکھ رہا ہے ادھر
سختگان نے دیکھا جبکہ لشکر میں پہونچا کہ بازار میں آراستہ ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہے آئینہ بندی کی ہوئی ہے
سوار و پیدل پھر رہے ہیں لشکر کم تر آتا ہوا ہے جھنڈے بازاروں کی لہریں لے رہے ہیں یہ سیر لشکر کی کرتا ہوا
چلا آتا ہے کہ جب وسط لشکر میں پہونچا اور زیادہ تر سامان پایا سرداروں کے خیمے لگے ہوئے دیکھا ایسا ول
عبداری پھر رہے ہیں خیموں پر سرداروں کے پہرے ہیں میدانوں میں باجے جنگی بج رہے ہیں لشکر کی شان و
شوکت کو اور آراستگی کو دیکھکر حیران ہو گیا اور خیال کیا کہ ایسا لشکر کسی کا نہیں ہے جیسا کہ آفتاب پرستوں
کا ہے کلس بارگاہ کا نمودار ہوا طلائی تھا اسپر آفتاب بیٹھا ہوا تھا اول تو یہ تھا کہ ہر مقام پر آفتاب کی تصویر

تھی ہر ایک کی وردی میں کارچوبی تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی لیس اسپلا رسے مع اپنے لشکر کے قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک لاکھ کا لشکر ایک طرف بارگاہ کے صف بستہ ہے مگر سب کارچوبی لباس پہنے ہوئے
ہیں اور سب کے ہتھیار مرصع کار ہیں اور سب کے سینوں پر آفتاب کی صورت بنی ہوئی ہے لیس جب یہ
قریب بارگاہ پہونچا طوہار شاہ نے چند سرداروں کو حکم دیا کہ جا کر وزیر ارژنگ کو استقبال کر کے لے آؤ
وہ سردار اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھکر چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ جب سخنگان قریب بارگاہ آچکا اہالیان
طوہار شاہ نے چار کرسیاں طلائی مرصع کار روبرو تخت کے آراستہ کرائیں ان چاروں کے لیے کہ یہ سردار
جا کر سخنگان سے ملے صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی کی گئی بعد سخنگان وغیرہ کو مرکبوں پر سے اُتارا
درگہ سالار کھڑا ہو گیا سلام کیا ایک خادم نے بڑھ کر پردہ اُٹھایا سرداران طوہار شاہ سخنگان وغیرہ کو
ہمراہ لیکر داخل بارگاہ ہوئے ساتھ جلوخانہ تھے ہر ایک جلوخانہ آراستہ تھا غلامان زرین کمر صف باندھے
استادہ تھے یہانتک کہ سخنگان وغیرہ جلوخانہ طے کر کے صحن بارگاہ میں آئے سخنگان نے بارگاہ مخمل سبز
کاشانی کی کارچوبی پائی جواس چاہئے رہتے ہیں وہ سرداران سخنگان کو لیکر ایوان میں آئے جہاں کہ طوہار
شاہ و سرشار شاہ وغیرہ تخت طلائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب سرداران معزز کرسیوں پر متمکن تھے
اُنکے عقب میں خادم وغیرہ دست بستہ کھڑے تھے بہت قرینہ سے بارگاہ آراستہ تھی وہ بارگاہ نہ تھی
بلکہ بقعہ نور تھا ہر ایک سردار اسلحہ جواہر نگار لگائے ہوئے تھا لیں وہ سرداران سخنگان وغیرہ کو
اُنھی مقام پر لائے کہ جہاں سے مجرا سلام ہوتا ہے لیں سخنگان نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
طوہار شاہ وغیرہ و کل اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ تو ارژنگ پرستا ہے اُسنے کیوں سلام ہمارے
طریقہ کا کیا سب نے جواب سلام دیا مگر یہ امر اسلم و دیلم و قراسپ کو ناگوار ہوا اسکا اسطور سے سلام
کرنا چونکہ اس اقرار سے اپنے ہمراہ لایا تھا کہ تم میرے کسی امر میں دخل نہ دینا اس سبب سے خاموش
رہے لیں ان سب نے بھی بطریق ارژنگ پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا راوی نے
بیان کیا ہے کہ سخنگان وغیرہ سلام کر کے آگے بڑھے کہ طوہار شاہ نے چوبدار کو اشارہ کیا کہ اُسنے اُنسے
کہا کہ یہ جو کرسیاں روبرو تخت کے آراستہ ہیں آپ لوگوں کے لیے ہیں لیں سخنگان وغیرہ سلام کر کے
اُسی طریقے سے بیٹھے کہ داہنی طرف دیلم و قراسپ اور بائیں طرف اسلم بیٹھے جب سخنگان وغیرہ بیٹھ چکے
اُسوقت وہ سردار جو کہ اُسکے استقبال کو گئے تھے وہ بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا
طوہار شاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو جام شراب دو لیں ساقی نے سب کو جام شراب دیے
ان سب نے سلام کر کے لیے اور لاجرعہ پی گئے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اُسوقت طوہار
شاہ نے سخنگان سے کہا کہ آپ اپنے نام سے آگاہ فرمائیے گو واقف تھا اور اس امر سے کہ آپ تو ارژنگ
ولقا پرست ہیں پھر آپ نے بطریق آفتاب پرستان کیوں سلام کیا سخنگان نے کہا کہ میرا نام سخنگان
ہے بختیارک بن بختک بن القش بن ساگ سفید ہے مرد ایرانی ہوں میرے پردادا اپنے القش
بادشاہ قباد حاکم مدائن کے وزیر اعظم تھے اُنکے بعد میرے دادا بختک وزیر ہوئے اُسی زمانہ
میں بزرجمہر بھی وزیر تھے جبکہ نوشیروان مالک عادل کسری تخت پر متمکن ہوئے اُنھوں نے بختک کو
وزیر کیا چنانچہ وزارت ہمیشہ سے میرے خاندان میں چلی آئی ہے قصہ طویل ہے نوشیروان نامہ وغیرہ میں
سب حال تحریر ہے جبکہ نوشیروان نے ترک سلطنت حمزہ کے ہاتھ سے عاجز ہو کر کیا اور مدائن کو
واسطے اپنی بسر کرنے کے حمزہ سے طلب کر لیا خیال فرمائیے کہ جو بادشاہ ہفت کشور رہا ہو سے کسی مقا

پرپناہ نہ ملے خدا پرستون کے ہاتھ سے یہ خدا پرست ایسے زبردست ہین سخنگان نے ابھی سے اہل اسلام
کی اُنسے برائی اور قوت کا ذکر شروع کر دیا بس ای بادشاہ آخر کو مدائن مانگ لیا سر کرنے لگا اُسی کی
آمدنی ہین اور تمام ملکون پر اہل اسلام قابض ہوئے طوماریشاہ نے کہا کہ آپ کا قطع کلام ہوتا ہی کہ حمزہ
دقاکون اور نوشیروان سے وجہ عداوت کیا تھی جواب دیا کہ اسکا کل حال نوشیروان نامہ مین عداوت
حمزہ کا حال سب تحریر ہی اسکو ملاحظہ فرما لیجیے چونکہ یہ قصہ طویل ہی اور مجکو جلدی ہی کہ کسی طور سے خدمت خداوند
آفتاب مین پہونچون اُنکی ملازمت کا بہت اشتیاق ہی حضوری حاصل کر کے سعادت کونین حاصل کرون
شکر ہی کہ آپ کے نور قدم سے میری آنکھین روشن ہوئین مجکو آپکی بھی ملازمت کا نہایت اشتیاق تھا ایک
مراد تو حاصل ہوئی ایسی لسانی سخنگان نے کی کہ کل اہل دربار طوماریشاہ اُسکی تقریر کی تعریف کرنے
لگے اور کہنے لگے اور دل مین خیال کرنے لگے کہ بہت مرد معقول ہی یہ لائق شاہون کی صحبت کے ہی جب یہ
خداوند کی خدمت مین جائیگا خداوند اسکو بہت پسند کرینگے اور اُسکی تقریر سُنکے بہت خوش ہونگے طومار
شاہ نے کہا کہ ای سخنگان تم اس قصہ کو مختصر طور سے بیان کرو پھر ہم کتاب مین تو دیکھ لینگے مگر تمھاری زبانی
مجکو سننے کا اب اشتیاق ہی سخنگان نے جواب دیا کہ آپکی صرف غلام نوازی ہی خیر سماعت فرمائیے اسکی
خلاصہ یہ ہی کہ سرزمین عرب مین ایک مقام ہی کہ اُسکا نام مکہ ہی اور یہ حمزہ عرب ہی اور یہ خیال رہے کہ عرب
ہوا مزاد اور بے مروت ہوتے ہین کہ ان خدا پرستون کا معبد ہی کہ جسکا نام خانہ کعبہ ہی پس حمزہ خواجہ
عبد المطلب کا فرزند ہی اور عبد المطلب مجاور خانہ کعبہ تھے پس حمزہ مجاور زادہ ہی نہ کوئی ملک
تھا نہ ایسی دولت وہ جو کعبہ مین لوگ آکر چڑھاوا کرتے تھے اُسی پر بسر ہوتی تھی مگر عالی خاندان سے تھے
لوگ عزت کرتے تھے جب حمزہ پیدا ہوا ہی تو نوشیروان نے اپنا پسر خواندہ کیا تھا اس خیال سے
کہ نوشیروان نے خواب دیکھا تھا بہت ہولناک اُسکی تعبیر اہل تنجیم نے یہ بیان کی تھی کہ خیبر مین ایک
لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا ہشام ہوگا وہ تیرا تاج و تخت لے لیگا پھر کی نوشیروان نے سوال کیا تھا
کہ اُسکا قاتل کون ہی اُنھون نے بیان کیا تھا کہ اُسکا قاتل حمزہ ہی جو کہ سرزمین عرب مین مکہ مین خواجہ
عبد المطلب کے یہان پیدا ہوگا پس بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ بزرجمہر کو روانہ کیا تھا کہ تم جاکر
اُس طفل کو پرورش کرو اور میرا فرزند کرو چنانچہ خواجہ بزرجمہر گئے یہ بھی مسلمان تھے انھون نے خوب
اچھی طور سے اُسکی پرورش کی وہ لڑکا یعنے حمزہ جوان ہوا اور بہت زبردست پہلوان ہوا اُسنے کئی پہلوانون
کو بادشاہ کے قتل کیا اب اُسنے ملک گیری پر کمر کسی جو ملک عرب مین تھے سب پر قبضہ کر لیا بادشاہ
کو خبر ہوئی میرے پروا اُسکے سمجھانے سے اُنھون نے یہ بادشاہ سے کہا کہ یہ تو آپ کا پسر خواندہ ہی اسپر
یہ کیا حرکت ہی کہ آپ ہی کے ملکون کو غارت کرتا ہی اور اپنا دینی رواج دیتا ہی اسکا قتل کرنا بہتر ہی کئی
سردار روانہ کیے وہ حمزہ سے زیر ہوکر اُسکے شریک ہو گئے اُسی زمانہ مین نوشیروان کا تاج و تخت
ہشام نے شکارگاہ مین نوشیروان کو تنہا پا کر چھین لیا اور قید بھی کر لیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو کسی
فطرت سے رہا ہوکر چلے آئے تھے مگر ہشام تاج و تخت لیکر حمزہ سے لڑنے کو گیا تھا پس جب حمزہ
سے مقابلہ ہوا حمزہ نے قتل کیا بعد اُسکے تاج و تخت لیکر حمزہ مدائن مین آیا بادشاہ کو تاج و تخت دیا
نوشیروان بہت خوش ہوا بڑا اعزاز کیا اب نمک حرامی کو حمزہ کی خیال فرمائیے کہ نوشیروان کی
ایک دختر اور دو فرزند تھے دختر جو تھی وہ بہت حسین اور خوبصورت تھی کہ جسکا مثل نہ تھا اُسکا نام
ملکہ مہرنگار تھا ایک فرزند کا نام ہرمز دوسرے کا نام فرامرز تھا حمزہ دختر نوشیروان مہرنگار پر فریفتہ

ہوا اور ملکہ حمزہ پر کیونکہ حمزہ بھی بہت حسین تھا بس پوشیدہ طور سے شب کو ملکہ کے پاس جانے لگا ایک
بڑے بڑے معرکہ پہلے ہندوستان کے بادشاہ نے برپا کیا بڑے بڑے قصہ ہوئے نوبت باینجا رسید کہ بادشاہ
نے حمزہ کے قتل کی بہت سی تدبیرین کین اور کئی مرتبہ اسکی نوبت ہین جبکہ وہ کسی مہم پر گیا ہوا تھا قصد کیا کہ
دختر کا عقد کر دون جب سامان عقد کیا وہ آگیا درہم وبرہم ہو گیا اسی عرصہ ہین ملکہ کو حمزہ نکال لے گیا
اب حمزہ سے اور بادشاہ سے بڑی بڑی مقابلے ہونے لگے اسی زمانہ مین حمزہ زخمی ہو کر پردہ قاف کو
گیا وہان جا کر دیوون سے لڑا تمام سرکشان قاف کو زیر کیا بادشاہ قاف نے اپنی دختر کے ساتھ عقد کیا
اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہا یہان اسکا عیار ملکہ مہرنگار کو لیے ہوئے ملک بملک پھرا کیا نوشیروان اسی فکر
مین رہا کہ کسی تدبیر سے ملکہ ہاتھ آجاوے ممکن نہوا حمزہ کا عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بلا کا عیار تھا ویسا
نہ ہوا ہی نہوگا چند واقعات سخندگان نے خواجہ عمرو کے بیان کیے اور پھر حمزہ کا قاف سے آنا اور ملکہ
سے عقد کرنا بیان کیا اور نوشیروان کا ملک بملک تباہ پھرنا اور حمزہ کا عقب مین جانا آخر عاجز ہو کر
ملک مدائن مین طلب کر کے قید کرنا بہرز و فرامرز کا خروج کرنا اور مقابلہ ہونا اور بہرز وغیرہ کا فرار
کرنا اور سہائل مین جانا بیان کیا اور کہا کہ میرے دادا خداوند لقا کی درگاہ کے شیطان تھے اور انکو
خداوند نے منشیر قدرت لقب خطاب دیا تھا جیسے مجھکو خداوند ارژنگ نے مگر مجھکو ابھی عہدہ شیطانی نہین عطا
ہوا ہی بس اسی سبب سے مین ایرانی ہون یہ واقعہ ہی سخندگان نے کل حالات صاحبقران اول اور
ثانی کہا اور یہ بھی حال جو کہ میرے دہنی طرف بیٹھے ہوئے ہین جنکی زرہ مین زمرد جڑا ہوا ہی اور جو بائین طرف ہین
جنکی یاقوت کی جڑاؤ زرہ ہی یہ لوارج بن ایرج کے فرزند ہین جو کہ زمرد شاہ ثانی کے شریک رسالہ
راوی نے بیان کیا ہی کہ سخندگان نے جو حالات نوشیروان نامہ و بہرز نامہ و بالا باختر و کوچک
باختر و صندلی نامہ و ہفت شمر و لوارج نامہ و لعل نامہ مین تحریر ہین سب مختصر طور سے بیان کیے اور
کہا کہ سب کتابین ملاحظہ فرمائیے اب طومار شاہ وغیرہ کو سب حالات معلوم ہوئے اور کہا کہ ہم بہت
بہت مشکور ہوئے اور ضرور دیکھا جائیگا ان سب کو ہمارے خداوند ایک پل مین غارت کر دینگے سخندگان
نے کہا کہ ہم جو آپ سے دریافت کیا کہ تم نے بجا آفتاب پرستان کیون سلام کیا اسکا سبب یہ ہی کہ مین نے
جو دیکھا اور خیال کیا تو خداوند آفتاب کی بہت بڑی قدرت دیکھی بس ثابت ہو گیا کہ یہ خدا ہے برحق اور
اور سب باطل ہین کیونکہ مین عرض کر چکا ہون کہ زمانہ خداوند لقا مین بھی ایرج نے آفتاب پرستی
کو رواج دیا تھا بہت کرامتین ظاہر ہوئی تھین لقا نے بھی ایرج کی اطاعت کی تھی بس یہ سبب
قدیم ہو کسی مصلحت سے خداوند نے اپنے کو پوشیدہ کیا ہوگا اب پھر ظہور کیا اپنے نور سے عالم کو معمور کیا گو ہر روز
اپنا جمال سب کو صبح سے شام تک دکھاتے تھے مگر یہ نہین ظاہر فرماتے تھے کہ ہماری پرستش کرو ابھی
یہ امر ظاہر کیا بس جب یہ امر دیکھا مین نے خیال کیا کہ کیون گمراہی مین رہون بس اسی طریقہ سے سلام کیا
طومار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ان لوگون مین تم بہت عقلمند ہو خداوند تم سے بہت خوش
ہونگے اگر تم ایسی باتین خداوند کے روبرو کرو گے سخندگان نے کہا کہ ای بادشاہ آپ مجھکو خداوند کی خدمت
مین لے چلیے کیونکہ اب مجھکو خداوند کی دوری ناگوار ہی انکی خدمت مین حاضر ہونے کا بہت اشتیاق ہی یہان
ٹھہرنا بہت شاق ہی طومار شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ ہماری سواری طیار ہو ہم سخندگان وزیر ارژنگ کو لیکر
خدمت خداوند مین جائینگے یہ حکم دینا تھا کہ سب سامان سواری در دولت پر حاضر کیا گیا بس طومار
شاہ و سرشار شاہ مع قیمور و صمصام و شبرنگ و دیگر سرداران نامی کے چلنے پر آمادہ ہوئے کہ آکر

چوبدار نے عرض کیا کہ سواری در دولت پر موجود ہے بموجب حکم حضور یہ سنا تھا کہ طومار شاہ و سحر شمار
شاہ مع اپنے سرداروں و سخنگان کے تخت پر سے اٹھے بیرون بارگاہ آئے دونوں بادشاہ تخت
پر سوار ہوئے سخنگان اپنی چتری پر اور سب سردار مرکبوں پر سخنگان نے اپنا چہرہ برابر تخت کے
نکال لیا وہ جو لاکھ سوار مسلح و مکمل در بارگاہ پر حاضر تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے اور تیس ہزار جو سخنگان کے
ہمراہ آئے تھے پس طومار شاہ یہاں سے روانہ ہوا جلوس سواری آگے آگے مگر ماہی مراتب نہ تھا اور
سب جلوس تھا یہ تو یہاں سے چلا وہاں بہ جلیس نے نکلکر دربار کیا سب اہل دربار لباسہائے نفیس
سے آراستہ بیس لاکھ سپاہ زیر قلعہ صف بستہ طلائی خود سروں پر بازار میں شہر کی و قلعہ کی پیراستہ اہل شہر
پوشاک عمدہ سے مزین دکانیں آراستہ جب دربار آراستہ ہو چکا اسوقت حجاب قدرت کے اندر
سے صدا آئی کہ ای بندگان من آگاہ ہو کہ وزیر ارژنگ یہاں آتا ہے پس سب اپنے قرینہ سے ہو جاؤ
طومار شاہ اُسے لے کر چل چکا ہے چند سردار جائیں اور در قلعہ پر کھڑے ہوں اُسکے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر
ہے اُسکو بیرون شہر روکیں اندر نہ آنے دیں صرف سخنگان و اسلم و دیلم و قرماسیپ کو لائیں مع
چند ملازموں کے اور ہمارے بندگان خاص طومار شاہ و سحر شمار شاہ اور سرداروں کو اور ہمارے
لشکر کو بھی بیرون قلعہ صف بندی کا حکم دیں جہاں یہ بیس لاکھ صف باندھے ہوئے کھڑے ہوں اور
لشکر ارژنگ ایک طرف کھڑا ہو اور جب سخنگان قلعہ میں آئے اور قلعہ کی سیر کرکے دربار میں
آئے تو صرف سخنگان کو حجاب قدرت کے قریب طلب کیا جائے اور اُسکے سردار ہمارے سرداروں
کے صف میں بٹھائے جائیں ملازم ملازموں کے درجہ میں انکی کوئی ضرورت یہاں آنے کی نہیں ہے
جو کچھ گفتگو ہوگی سب سماعت کر لیں گے اور یہ مکان ایسا ہے کہ بالا سے نیچے کا حال ظاہر ہوتا ہے اور پائیں
سے بالا کا حال پس کیا ضرورت ہے اور کوئی سردار معزز نہ جائے کیونکہ وہ کوئی نامی آدمی نہیں ہے گو کہ یہ
ارژنگ کا وزیر ہے مگر لقا کے شیطان کا پوتا ہے اور یہ ارژنگ کوئی بادشاہ جلیل نہیں ہے جو اُسکے وزیر
کے استقبال کے لیے سردار جائیں یہ صرف لشکر کے بندوبست کے لیے کہ میں نے طومار شاہ کو اس
امر سے آگاہ نہ کیا تھا کیا ضرورت ہے کہ اتنا لشکر قلعہ میں آئے پس جب یہ حکم اندر سے حجاب کے جاری
ہوا خود تخت ارشاد سے سرداروں کو دیا اور یہ بیان کیا ہے کہ چند سردار کم مرتبہ کے پہنچکر اپنے مقام
سے اٹھکر بیرون گنبد آئے مگر وہ بھی سرداران ارژنگ سے معزز تھے اور اعلیٰ درجہ کے لباس سے
آراستہ تھے اور در قلعہ پر آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے کرسیاں مرصع کار تھیں یہاں تو یہ بندوبست ہوا اُدھر
بہ جلیس نے حکم دیا کہ ایک چوکی چھپی برائے سخنگان روبرو حجاب قدرت کے بچھائی جائے اسوقت
چوکی پہونچا دی گئی یہاں تو یہ سب سامان ہو رہا ہے اُدھر طومار شاہ اُسی جاہ و حشم سے سخنگان کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا تمام شہر میں ایک شور و غل ہے کہ ارژنگ کا وزیر آتا ہے اہل شہر برائے
تماشہ جنکے مکان سر راہ ہیں اپنے دروازوں پر کرسیاں بچھائے ہوئے اپنے دوستوں سمیت بیٹھے ہیں بعض اپنے مکان
کے کمروں پر طوائفان شہر بناؤ سنگار کیے ہوئے کمروں پر بیٹھی ہیں [illegible] کمروں پر اہل شہر کا مجمع ہے کچھ لوگ
دوکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لاکھوں آدمی [illegible] سے شناسائی
خواصوں سے دریافت کیا کہ آج شہر میں غل کیسا ہے [illegible]
عرض کیا کہ کیا عرض کریں کہ اصل بات [illegible] کہا کہ بیان تو کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کوئی شخص
ارژنگ سے امداد [illegible] کا آتا ہے وہ آپکی تصویر کو دیکھکر آپ پر عاشق ہوا اور اُس نے نامہ [illegible] کو تحریر کیا ہے

کہ ملکہ کا عصمت میرے ہمراہ کر دیجیے کیونکہ مین بھی خدازادہ ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیونکر خدازادہ ہے انھون نے
عرض کی کہ کوئی خداوند لقا تھا کہ اسکو خداوند نے اپنا نائب کہا تھا اسنے دنیا پر آکر دعوی کیا کہ مین
خدا ہون جب وہ مرگیا تو اسکا فرزند زمرد شاہ ثانی تھا اُسنے دعوی کیا جب وہ مرگیا تو اسکے فرزند ارژنگ
نے دعوی کیا اسی طور سے خدازادہ ہے مگر یہ سب مرتد اور باطل خدا تھے بس جب یہانسے جواب صاف
گیا تو وہ لشکر لیکر مقابلہ کو آیا بہت سے مقابلہ ہوئے آخر کو وہ عاجز ہوا ہر مرتبہ لشکر خداوند شکست
کھائی اب اسنے عاجز ہوکر درخواست صلح کی کی بس اسکا وزیر واسطے گفتگو کے آتا ہے یہ سننا تھا کہ ملکہ
آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ وہ کون حرامزادہ ہے جو مجھپر عاشق ہوا اگر مجکو پہلے سے معلوم ہوتا تو مین خود جاکر اسکو
قتل کرتی تمنے مجکو خبر بھی نہ کی خیر اب ذرا چل کر اس نابکار حرامزادے وزیر کی صورت تو دیکھون کہ کیا صورت
ہے اور مین ایسی خوبصورت ہون کہ میرے اوپر لوگ عاشق ہونے لگے مجھسے تو بدصورت زیادہ کوئی
عورت نہو گی بس راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ بھی مع اپنی خواصون کے اپنے محل کے بالاخانے پر آکر
متمکن ہوئین موتیون کی چلمنین پڑ گئین اور اہل شہر کی بھی عورتین اپنے اپنے مکان پر چلمنین ڈالے ہوئے
کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھین یہان تو یہ حال ہے ادھر جب طومار شاہ لشکر کوچ کرکے حد لشکر سے باہر ہوا
سخنگان و دیلم و اسلم و قرماسپ و اہل لشکر ارژنگ نے دیکھا کہ ایک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور دونون
طرف سڑک کے نہر جاری ہے اور سبزہ لگا ہوا ہے اور باغ آراستہ ہین مقام بہت پر فضا ہے یہ دیکھتے ہوئے
چلے جاتے ہین کہ دور سے شہر پناہ کی دیوار اور پھاٹک نظر آیا ان سب نے دیکھا کہ وہ دیوار مثل آئینہ کے
چمک رہی ہے اور پھاٹک بھی ادھر پھاٹک کے ایک آفتاب بہت بڑا لگا ہوا ہے کہ وہ ضو [illegible] رہا ہے جب
یہ سب قریب دیوار پہونچے تو دیکھا کہ دیوار گنگا جمنی ہے اور ایسی صیقل کی گئی ہے کہ مثل آئینہ کے معلوم ہوتی ہے
اور پھاٹک کے پٹ طلائی ہین اور دونون طرف دو دو سہ دری ہین انمین لوگ بیٹھے ہین سوارون کا
پہرہ ہے نئی وردیان کارچوبی تنون مین خود نقرئی سرون پر ہین مرکبان ترکی ساز و یراق سے درست کھڑے
ہوئے ہین تخمیناً کوئی پانسو کے انکا پہرہ ہے پھاٹک پر جب انھون نے سواری طومار شاہ کی
آتے ہوئے دیکھی سب صف باندھکر کھڑے ہوئے اور سلام کیا جیسے سخنگان وغیرہ نے اندر پھاٹک
کے قدم رکھا ایک مرتبہ خود بخود صدا آئی کہ جے خداوند پرچیس کی بس سواری مع لشکر کے داخل شہر
ہوئی سخنگان نے شہر کو آباد رعایہ دلشاد ہر ایک گلی کوچہ کو صاف و شفاف اور آئینہ بند پایا
ہر مقام پر چوپڑ کے بازار دیکھے شہر کو کسی مقام پر ویران نہ پایا عمارت عمدہ و نفیس نہایت بلند ہر مقام
پہ کٹورہ کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے اہل شہر کا ہر مقام پر مجمع ہے تاجر و جوہری اپنی اپنی دوکانون
پر بیٹھے ہوئے ہین غل ہوا کہ وزیر ارژنگ کی سواری آئی سخنگان نے دیکھا کہ ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع ہے
اور اگر جوہری بازار ہے تو دونون طرف جوہری بیٹھے ہوئے ہین اسی طور سے ہر بازار کو خیال فرمائیے بازارون
کے نشان اوڑ رہے ہین انپر تصویر آفتاب کی بنی ہوئی ہے دلال بولی بول رہے ہین خرید و فروخت جاری
ہے طوائفان شہر کمرون پر بیٹھی ہوئی ہین ہر مقام پر چمن لگے ہوئے ہین نہرہا جاری ہین سوار و پیدل پھر
رہے ہین مگر سب نفیس لباس سے آراستہ ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یوم عید ہے آپس مین جنس بول
رہے ہین سخنگان کی جو صورت دیکھی اور نخچیری پر سوار تو باہم اشارے ہونے لگے اور کہنے لگے کہ واہ
کیا صورت ہے کوئی بن مانس یا جانور ہے جب تو آجتک اس شکل کا انسان نہین دیکھا سخنگان نے جو دیکھا
تو اس شہر کے زن و مرد کو خوبصورت اور حسین پایا گویا حسن کا ان سب کے حصہ مین تھا وہ شہر غیرت وہ

لہرین وچلپن تھا ہر زن و مرد سخنگان کو دیکھکر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا ایسی صورت تو کبھی خواب مین
بھی نہ دیکھی تھی یہانتک کہ طومار شاہ سخنگان کو لیکر قریب قلعہ پہونچا سخنگان نے قلعہ کو جو دیکھا تو بہت
بلند تھا سر بفلک کشیدہ اُسکی ہر دیوار پر الماس کاری کی ہوئی روزن سینے ہوئے در قلعہ نہایت بلند اور
وسیع تھا اُسپر آفتاب جو بنا تھا وہ ضو دے رہا تھا اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی تھی پھاٹک
زمرد سبز کا تھا اُسمین یاقوت کی کیلین تھین سخنگان وغیرہ نے اور لشکر ارزنگ نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر
زیر قلعہ صف بستہ ہی مگر سب کے سرون پر خود طلائی ہین وردیان نفیس ہین بس یہ دیکھتے ہوئے آگے
بڑھے کہ جیسے ہی قریب در قلعہ پہونچے کہ وہ سردار اپنے مرکبون پر سوار ہوکر طومار شاہ کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ حکم خداوندی ہی کہ تم اپنے لشکر کو بھی اور لشکر ارزنگ کو بھی بیرون قلعہ رہنے دو قلعے
مین لانے کی کوئی ضرورت نہین ہی صرف تم اور تمھارے سردار اور سخنگان اور اُسکے سردار اور چند
ملازم بس یہ جو اُنھون نے کہا اور حکم سے خداوند کے آگاہ کیا طومار شاہ نے حکم دیا اپنے لشکر کو کہ تم اس
لشکر مین چلے جاؤ جو کہ صف آرا ہو بس وہ لشکر الگ ہو گیا اور اُس لشکر مین صف باندھکر شامل ہو گیا طومار
شاہ نے سخنگان سے کہا کہ آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دین کہ وہ بھی صف بستہ ہو کیونکہ اندر قلعہ کے آنیکا
حکم نہین ہی سخنگان نے ناچار ہوکر حکم دیا لشکر ایک طرف صف باندھکر کھڑا ہو گیا بس سخنگان و اسلم
و دیلم و قرماسپ و چند خدمتگار رہ گئے اسی طور سے طومار شاہ و سرشار شاہ و حشام و شبرنگ و فیروز
و دیگر سرداران نامی اور چند ملازم رہے سخنگان نے دیکھا کہ در قلعہ پر ایک تختہ طلائی لگا ہوا ہی اُسپر خط جلی
زمرد سے لکھا ہی کہ این قلعۂ آفتاب تمامسکن خداوند برجیس اور لقا و زمرد ثانی و ارزنگ کی مذمت
تحریر ہی بہت بڑا علم در قلعہ پر نصب ہی ایک ہزار سوارون کا پہرہ ہی اسی طور سے ہر مقام پر تھا اور ہر مقام
پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی تھی جب سے شہر مین آئے ہین کوئی مقام اُس سے خالی نہ تھا اور ہر مقام
پر مذمت لقا وغیرہ کی تحریر تھی اور صفت یہ تھی کہ خواہ لشکری ہو خواہ رعایا خواہ دوسرے شہر کا باشندہ
خواہ مسافر سب کے سینون پر تصویر آفتاب کی لگی ہوئی تھی گرد اُسکے تعریف تحریر تھی بس سخنگان مع اپنے
ہمراہیون کے ہمراہ طومار شاہ کے داخل قلعہ ہوا سخنگان وغیرہ نے قلعہ کو شہر سے زیادہ تر آباد پایا یہان
کے باشندون کو شہر کے باشندون سے زیادہ خوبصورت دیکھا اور یہان کی کل عمارت طلائی پائی اور ہر
مقام پہ چمن دیکھے کہ طلائی ہین نقرئی زمردی یاقوتی اور ایک آسمان دیکھا کہ وہ بالاے قلعہ محیط ہی اور ایسا
صاف و شفاف ہی کہ اُسپر جو عمارت بنی ہوئی ہی سب نظر آتی ہی اور سب باشندے اُس آسمان کے
معلوم ہوتے ہین اگرچہ بہت خوبصورت ہین کہ اُنکے رخون پر نگاہ نہین ٹھہر سکتی ہی اُس آسمان پر بھی چمن بندی
کی ہوئی ہی اور ہر وقت بارش گل ہو رہی ہی صداے رقص و نغمہ آرہی ہی مگر کوئی معلوم نہین ہوتا ہی طومار
شاہ سخنگان کو سیر کراتا ہوا اور ہر مقام کو بتاتا ہوا کہ یہ خانہ آسایش ہی اور سب اُسکے حال سے آگاہ کرتا ہوا
اور یہ بتاتا ہوا کہ یہ خانہ رزق ہی چلا آتا ہی اسی طور سے شہر کے بھی کل حالات سے آگاہ کرتا تھا کہ یہ فلان
کی عمارت ہی اور یہ فلان کی عمارت ہی ہر مقام پہ پہرہ چوکی بیٹھا ہی بس اسی طور سے طومار شاہ سب حالات
سے آگاہ کرتا ہوا در گنبد پہ آیا کہ جہان خداوند برجیس خدائی کرتا تھا سخنگان نے یہان سب سے زیادہ
سامان پایا جیسا دربان پیادل و چوبدار چپدل و سوار لاکھون تھے سب لباس نفیس پوش تھے قلعہ مین ہر
مقام پر آفتاب بنا ہوا تھا در گنبد پر بھی آفتاب بہت بڑا لگا ہوا تھا اور نشان آتشین روشن [illegible]
تھے اور اُسی طور سے یہان بھی تختہ لگا ہوا تھا اور وہی الفاظ تحریر تھے اور وہ گنبد ایک سال [illegible]

کے بعد درجہ ملا بیشب انگوری کا وہان سخنگان نے دیکھا کہ ہزارون چوبدار ہین مگر سب مودب استادہ
ہین سب نے سلام کیا طومار شاہ کے چوبدار اس درجہ مین حسب قاعدہ کھڑے ہو گئے اور ایک [illegible]
سخنگان کے ہمراہ جو چوبدار تھے اسنے کہا کہ تم بھی اسی مقام پر رہو تمکو جانے کا آگے حکم نہین ہے وہ بھی
ٹھہر گئے اسی طور رستہ تیسرا زینہ ملا اور اسی طریقہ سے جو کہ پہلے اور دوسرے گذرا تھا گذرا تیسرے درجہ مین
ہین پہونچے یہ در نقرئی تھا یہان یساول کھڑے تھے اسنکے ہمراہ کے بھی یساول وہین ٹھہر گئے یہ لوگ
چوتھا زینہ تمام کر کے اسی طریقہ سے چوتھے درجہ مین پہونچے یہان سب صاحب سردار وہین رہ گئے [illegible]
طومار شاہ وغیرہ کے مصاحب اسی مقام پر رہے سخنگان وغیرہ کے ہمراہ جو مصاحب تھے وہ پانچوین زینہ
کو طے کر کے پانچوین درجہ مین پہونچے یہان سامان پیشکشی تھا یہان کی زمین طلائی تھی [illegible] اس درجہ کو تمام
کر کے اور چھٹوین زینہ کو طے کر کے چھٹے درجہ مین پہونچے یہان سامان عشرت ہر قسم کا موجود تھا ساز [illegible]
موجود تھے ہر قسم کا ساز لیے ہوئے سب سازندے [illegible] اسی طریقہ سے [illegible] خیال رہے کہ اسی طور سے
ہر دروازے پر پہرہ تھا اور پردہ تھا اس درجے کی زمین سنگ مرمر کی تھی [illegible] نفیس یہان مطربان
خوش گلو خوش آواز و حسین و صاحب جمال اٹھین ہر ایک زہرہ خصال مشتری تمثال تھی مگر سر جھکائے
ہوئے خاموش ادب سے بیٹھی ہوئی تھین ہر ایک دریائے جواہر مین از سر تا پا غرق تھی اور یہ بھی خیال
رہے کہ سخنگان نے ہر درجہ مین آفتاب دیکھا کہ لگا ہوا ہے اسکی روشنی پھیلی ہوئی ہے لیکن اسی طریقہ سے یہ
آٹھوین درجہ مین پہونچے یہان آکر دیکھا کہ ہزارون منشی و دبیر و صاحبان دفتر بیٹھے ہوئے ہین قلمدان
آگے رکھے ہوئے ہین طلائی میزون پر یہ درجہ بھی سراج زر کا تھا اس درجہ کو طے کر کے نوین درجہ مین
پہونچے یہان دیکھا کہ افسران سپاہ مگر کم مرتبہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین سر جھکائے ہوئے سپر مین تلوارین
سامنے رکھی ہین یہان سخنگان نے طومار شاہ سے پوچھا کہ یہ لوگ فوج کے افسر ہین طومار شاہ نے جواب
دیا کہ نہین بلکہ یہ لوگ کوتوالی کے ملازم ہین جو پیادے کوتوالی مین نوکر ہین اور جو سپاہی اور سوار
پہرے والے ہین انکے افسر ہین یہان سے آگے چلے دسوین درجہ مین پہونچے وہان بھی صاحبان سپر و
شمشیر کو سخنگان نے کرسیون پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور یہ درجہ عقیق سرخ کا تھا طومار شاہ سے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ یہ پیادون و سوارون کے جمعدارون کی نشست ہے یہ انکا درجہ ہے ہزارون آدمی تھے
اسی درجہ کو اور زینہ کو طے کر کے گیارھوین درجہ مین پہونچے وہ درجہ عقیق زرد کا تھا دریافت کرنے سے
ثابت ہوا کہ یہان تومندار سوارون و پیدلون کے ہین وہ بھی ہزارون تھے یہان سر اٹھا کر جو سخنگان
نے دیکھا تو جسقدر درجے باقی تھے سب کا حال معلوم ہوا کہ ہزارون آدمی ہر درجہ مین ہین اور سب کے
ادھر جو درجہ ہے وہان ایک پردہ پڑا ہے اسکے برابر کرسیون پر دو بادشاہ سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہین اور کرسی
نہین ہے زمین کی طرف جو دیکھا تو فرش مخمل گسترده تھا مگر جو درجے انھون نے ختم کیے تھے سب نظر آتے تھے [illegible]
دیکھکر حیران ہوئے طومار شاہ سے دریافت کیا اسنے جواب دیا کہ یہ قدرت خدا اور ہی ہے کہ بالا والے
پائین والون کو دیکھ سکتے ہین و پائین والے بالا والون کو اور اسی طور سے ہر درجہ والے ہر درجہ والون کو
سخنگان وغیرہ کو حیرت ہوئی گیارھوین درجہ کو طے کر کے بارھوین درجہ مین پہونچے وہان دیکھا کہ وہ درجہ
عقیق سبز کا ہے وہان بھی صاحبان لشکر موجود ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ دار ہین کل لشکر کے جو کہ اسی
لاکھ سے کم نہین ہے تیرھوین درجہ مین پہونچے یہ درجہ عقیق سفید کا تھا یہان بھی لوگ تھے صاحبان سپاہ
سخنگان نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جو خاص سپاہ ہے خداوند ارژنگ کی یہ اسکے جمعدار ہین

اطلاع فرمائیے بس نہ یادہ اور کچھ نہ کہیے گا وہ یہ سنکے خاموش ہو جائیگا اور ایک مرتبہ گھنٹہ ہلائیگا بس جسوقت وہ
کہے کہ جائیے اور پردہ اُٹھے اُسوقت آپ مؤدب اور خوب طریقۂ ادب سے جائیےگا کہ وہ مقام متبرک
ہی سوا ے پیغمبرون کے اور کوئی نہین جاسکتا ہی آپ کا بہت پاس کیا گیا ہی جو آپکو اُس مقام پہ جانیکی
اجازت ہوئی ورنہ کیا قدرت تھی سختگان نے کہا بہت خوب مین اُسی طریقہ سے دینہ کو طی کر کے
جس طور سے طومارشاہ نے کہا تھا اور جلوخانہ کو طی کر کے آخر کے دروازے پہ پہونچا ان تینون دروازون
پر بڑے بڑے قوی ہیکل اور بڑے بڑے طویل القامت پہلوان نظر آئے اول جہان سے افسران لشکر کے
درجہ شروع ہوئے تھے اور پہلوانون کے وہ سب زبردست تھے ایک درجہ مین دوسرے درجہ سے
زیادہ قوی و طویل القامت تھے مگر یہ لوگ اُنسے بدرجہا اولی قوی تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ جس
درجہ مین افسران کوتوالی تھے اُسی درجہ مین سب اسباب سیاست بھی تھا مثل جلادان مریخ صولت
و چشم کتان بہرام خصلت و دیگر قسم کا اسباب سیاست جدا ہزارون ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوئے موجود
تھے فرشتگان عذاب بھی تھے یہ سب طومارشاہ نے سختگان کو بتا دیا تھا یہ حقیر خدمت مین ناظرین
مین عرض کرتا ہی کہ مین اِس مقام کو بہت عمدگی اور ربط کے ساتھ تحریر کرتا مگر بسبب طول کے
اختصار پہ ختم کیا گو اگر تحریر کرتا تو بہت ہی عمدہ طریقہ ہوتا کیا کرون کہ ایک تو بابو صاحب کا حکم نہین ہی
کہ طول ہو بلکہ یہ حکم ہی کہ اِسی جلد مین سب حالات ہون کہ جس سبب سے میرا ولولہ کم ہو گیا اور دوسرے
آپ لوگون کا خیال کہ آپ لوگ طول کو پسند نہین فرماتے ہین بس اگر اِس مقام پر کسی قدر طول ہوا ہو
تو اُسکو معاف فرمائیے گا کہ بدون اِسکے چارہ نہ تھا اگر مین درجون کا حال نہ تحریر کرتا اور کسی مقام پر ذکر نہ
کرتا کہ فلان درجے کے لوگ مقابلے کو نکلے اُنکے نام حکم ہوا یا سختگان کی ہمراہی ہر مقام ٹھہرنے لگے تو
اعتراض ہوتا کہ یہ بیان نہین کیا دوسرے مین عرض کر چکا تھا کہ گنبد کے اکیس درجہ ہین بس ضرور
ہوا کہ ہر درجہ کا حال تحریر ہو پس بطور مختصر تحریر کر دیا اِس طول کو معاف فرمائیےگا آپکی عنایت سے
بعید نہوگا بس جب سختگان اُس مقام پہ پہونچا اور اُس پہلوان سے تقریر مذکورہ بالا ہوئی بس اُسنے
وہ تقریر سنکے گھنٹہ ہلایا اور گھنٹہ ہلاکر پردے کے پاس کھڑا رہا کہ خود بخود پردہ اُٹھا اُسنے اشارہ کیا سختگان
کو کہ جاؤ بس سختگان مع پاپوش کے چلا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا بے ادبی ہی ایسے مقام متبرک
پر تو جاتا ہی اور پاپوش پہنے ہوئے اسکو اُتارتا جا سختگان نے پاپوش اُتاری اُسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ اندر
آیا وہان جو پہونچا دماغ اِسکا مشک و عنبر کی خوشبو سے معطر ہو گیا دیکھا کہ چارون طرف چمن جواہر کے
لگے ہوئے ہین اُنمین پھول کھلے ہوئے ہین اُس سے خوشبو چلی آتی ہی لوٹے گلدانون کے رکھے ہوئے اُنمین
عود و عنبر و مشک سلگ رہا ہی وہ عجب مقام فرحت افزا و راحت دہ ہی روح کو طاقت و قلب کو قوت
دل کو فرحت حاصل ہوتی ہی وہ درجہ ایک ڈال الماس کا ہی ہر در و دیوار سے صدا ے نغمہ و سرود آرہی ہی
طائران خوش رنگ جو دیوارون پہ بیٹھے ہوئے ہین وہ تانا ترنی کر رہے ہین سب التعریف پڑھ [illegible]
مصروف ہین اسنے یہ سمان دیکھکر طرف بالا کے دیکھا اُسی آسمان کو جو کہ قلعہ پر محیط تھا محیط پایا طرف زمین
کے دیکھا سب حال درجہ آخر تک کا معلوم ہو گیا قلعہ کی طرف خیال کر کے دیکھا تمام عمارت قلعہ اندر
دیوارون کے اور سب سامان نظر سے شہر کی سمت کو خیال کر کے دیکھا تو جو دیکھ آیا تھا سب نظر آیا اتنو
اسکو ایسی حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران و ششدر رہ کر رہ گیا سکتہ کی نوبت پہونچی خاموش کھڑا ہی اور دل مین
کہہ رہا ہی کہ بیشک یہ کارخانہ خدائی کا ہی ضرور یہ خدا ہی یہ قدرت کسی ساحر مین نہین ہی کہ ایسے کام کر سکے

سوا اسکے خدا اسکے یہ تو یہان یہ خیال کر رہا ہو اور ایک امر مین نے نہین بیان کیا پہلے اسکو عرض کر چکا
تھا کہ ملکہ ثریا کے ... بھی اسکے دیکھنے کو اپنے بالاخانہ پر تشریف لائی تھی اُسکا حال نہین تحریر کیا
پس اب اسکا عرض کرتا ہون کہ جب اسکی سواری یعنے سختگان کی زیر قصر ملکہ پہونچی ملکہ نے جو سختگان کی
صورت دیکھی اور دیلم و اسلم و ثریا سپہر کی اپنی خواصون سے کہا کہ ان مونڈی کاٹون کی کیسی صورت
خدا ساز ہے اور کیسے پُرشکل ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے غلام ہین یہ انسان ہین یا حیوان خداوند کبھی خواب
مین بھی ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہتی ہوئی اور ارژنگ کو برا بھلا کہتی ہوئی اپنی خواصون سے یہ تقریر
کرتی ہوئی کہ جیسے یہ پرشکل لوگ ہین ویسے ہی انکے بادشاہ بھی ہونگے بالاخانہ سے ایوان مین آئی خواصون نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا شکل تھی ایک ہمارے خداوند کے بندے ہین کہ انہین
جو ہر ... سے حسین زیادہ ہے ملکہ نے جواب دیا کہ کیون نہون بندۂ خاص ہین یہ تو مرتد بندے ہین
خداوند انکو غارت کرین کہین ایسا ہو کہ اُنپر خداوند اپنا عذاب نازل کرین ملکہ تو اس مقام پر تقریر کر رہی تھی یہان
گنبد مین سختگان حیران و ششدر کھڑا ہے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی کہ او سختگان کہان آیا ہے اور کیا
حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے یہ مقام ایسا نہین ہے کہ تو یون بے ادب کھڑا رہے مؤدب ہو جا اور جس کام
کو تو آیا ہے اسکو بیان کر اور اپنے مقام کو جا یہان زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہین ہے یہ جو سختگان نے سنا کانپ
گیا جو کچھ حیرانی تھی سب نکل گئی اپنے حواس مین آیا ایک مرتبہ بہت جھک کر اور ہاتھ باندھ کر طرف
اُس پردہ کے جو کہ حائل تھا چلا وہان خونخوار شاہ و داقیوس شاہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اُسنے
پہونچکر اور بہت جھک کر سلام کیا پہلے پردہ کی طرف پھر چارون گوشون کی طرف مگر اس طور سے کہ
گویا گشت ناچ ... سلام کرکے اُس ایوان کی چوکھٹ یعنے آستان کو بوسہ دیا اور پیشانی اسپر ملی مگر یہ سلام
جو کیا تو بطور آفتاب پرستان کیا اور کھڑا ہو گیا سر جھکا کر اسنے دیکھا کہ اُس مقام پر ہزارون آفتاب
ہین اور وہ پردہ جو ہے وہ گھڑی گھڑی رنگ بدل رہا ہے اور تمام ایوان مین مخمل کاشانی سفید کا فرش
کیا ہوا ہے اُسپر کام زردوزی بنا ہوا ہے اُسمین جواہر استا لگا ہے موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہین وہ موتی خود
بخود ٹوٹ جاتے ہین اُنسے خوشبو پیدا ہوتی ہے اور صدا آتی ہے کہ یا خداوند آفتاب و ماشہا خداوند جہان بین
دو ... برابر ہو جاتے ہین ہر دیوار و در سے یہی صدا آتی ہے یہ کھڑا ہوا سب کرشمہ اور تماشہ دیکھ رہا تھا
کہ اندر سے حجاب کے صدا آئی کہ اے خونخوار شاہ بضمیر من سختگان سے کہو کہ وہ یہان آئے اور اس چوکی
پر جو کہ بچھی ہوئی ہے بیٹھ جائے ہم اُس سے سوال کرینگے اور جو وہ کہے گا اسکا جواب دینگے پس یہ سنکے
خونخوار شاہ نے سختگان کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ حاضر ہو طلب کیا ہے پس خونخوار شاہ کے
اشارہ کرنے سے سختگان آستان ایوان کو چوم کر اور بہت جھک کر تسلیمین کرتا ہوا ایوان مین آیا آتے ہی اسنے
پھر اُسی طور سے چارون طرف سلام کیا اور اپنے کمر و کولے کو مٹکا کر اور قصد کیا کہ حجاب کو بوسہ دے
کہ خونخوار شاہ نے بہ نظر تیز دیکھا گھبرا گیا اندر سے حجاب کے قہقہہ کی صدا آئی اُسکی اس حرکت پہ اور
بہت ہنسی خدا کے کتنے مسخرے ہین کہین کہ مارے خوشی کا ہو مین ادھر قریب چوکی کے آکر کھڑا ہوا ہاتھ باندھے ہوئے
مگر ادھر اُدھر برابر دیکھ رہا تھا اور سر ہلاتا تھا اور کمر و کولے کو پھر صدا آئی کہ اے خونخوار شاہ اس سے
کہو کہ یہ چوکی پر بیٹھ جائے ہمنے اجازت دی کھڑا کب تک رہیگا خونخوار نے سختگان سے کہا سختگان
نے پھر سب طرف سلام کیا اُسی طور سے اور چوکی کو بوسہ دیا یہ کہکر چوکی پر قدم رکھا کہ یا خداوند آپکی حفاظت
مین مین نے اپنی جان دی یہ کہکر چوکی پہ دو زانو مؤدب سر جھکا کر بیٹھا مگر ... مسخرے پن کی لیے جاتا

جب یہ بیٹھ چکا تو اندر سے صدا آئی کہ اس سے پہلے دریافت کرو کہ تو تو مرد ایرانی تھا تیرا باپ ایرانی تھا پھر یہ کیا
ہوا کہ تیرا باپ شیطان درگاہ لقا ہوا اور تو ابھی ارژنگ کی درگاہ کا شیطان نہیں ہوا گو تیرے نام سے
اور تیرے بزرگوں کے نام سے ہم خوب واقف ہیں مگر تو اپنی زبان سے بیان کر مع ولدیت اور اپنے اپنی
حالت ایران سے بیان کر سختگان نے باشارہ خونخوار شاہ ہاتھ جوڑ کر اپنا حال بیان کرنا شروع کیا
اور کہا کہ اے خداوند میرا نطفہ ایران میں رحم مادر میں قرار پایا نہ میرے باپ کا نہ معلوم کس مقام پر قرار
پایا ہاں میرا دادا ایرانی تھا اسکا بھی نطفہ ایران میں قرار پایا تھا اور وہ پیدا بھی ہوا تھا میرا باپ اور
میں تو نہ معلوم کہاں پیدا ہوا میرا دادا خداوند لقا کا شیطان تھا میرا باپ زمرد ثانی کا شیطان تھا جسکی
مذمت خداوند کے یہاں ہر مقام پر تحریر ہے یہ دونوں اسی قابل تھے کبھی کچھ نہ کر سکے خداوند پر تو ظاہر ہے
کہ لقا کی لڑکیاں جو کہ نور خالص سے پیدا ہوئی تھیں خدا پرستوں کے ہمراہ نکل گئیں مجھے دیکھ نہ کر سکا ہوں میں
قبل اسکے کہ شادی ہو راہ سے خدا پرست لیگئے جبکہ وہ لوگ انکو لیکر یہاں شادی کرنے کو آتے تھے
تو کیا کر لیا اسکے علاوہ یہ بہت بڑی ذلت ہوئی کہ انکی ریش جسمیں موتی تھے ایک عیار نے اسپر عنایت
کرکے مونڈ لی انکو خبر بھی نہوئی نہیں معلوم یہ کیسے خدا تھے کہ انکو خبر نہوتی تھی اگر کوئی فعل یہ بھی کرتا تو خبر نہوتی
انھوں نے کیا کر لیا سوا اسکے کہ مجکو رحم آتا ہے میں ان لوگوں کی تقضا خلق کرنا بھول گیا ہوں یہ بندے
خدائی ہیں اور کیا کیا سوا ذلت و خواری اٹھانے کے باوجودیکہ اٹھارہ ہزار ملک پر قبضہ تھا اور
سب سجدہ کرتے تھے مگر ایک خدا پرست کا بھی تو کچھ نہ بنا سکا جو انکا جی چاہا انھوں نے لقا کی گت
کی ویسے ہی زمرد ثانی تھے اور ویسا ہی ارژنگ ہے جیسے کسی نے مثل کہی ہو اور بہت ٹھیک کہی ہے سگ
زرد برادر شغال دیگر کیا تیری کیا کد لعنت بہر دو این اس ارژنگ کے ہاتھ سے ناک میں دم ہو اس امر
کی خواہش کرتا ہے کہ جو کہ اسکے لائق نہیں ہے بھلا خداوند خیال کریں کہ کجا نور خالص اور کجا یہ ظلمت کہاں
یہ پیدا ہو سکتا تھا میں نے لاکھ لاکھ سمجھایا نہ سنا ایک ملک خدا پرستوں کا انسے مقابلہ کرکے لے لیا تو مغرور
ہو گیا اور دل میں یہ خیال کر لیا کہ میں خدا ہوں اور خدازادہ ہوں اسکا سبب یہ تھا کہ کوئی زبردست
سردار اس ملک میں نہ تھا اور اسقدر لشکر تھا کہ مقابلہ ہوتا اسکے ہمراہ لشکر سو لاکھ کا تھا وہ لوگ دو
لاکھ تھے مگر اسپر بھی انھوں نے ناک میں دم کر دیا تھا اگر لشکر انکے پاس کثیر ہوتا یا کوئی سردار زبردست
ہوتا یا اور ملکوں میں اسکی خبر ہو جاتی تو میاں کو بھاگتے راستہ نہ ملتا لقا و زمرد تو کچھ دنوں مقابلہ میں بھی
ٹھہرے تھے یہ تو ایسے بھاگے کہ پھر اس طرف کا رخ بھی نہ کرسکے ایسی جوتیاں کھائے کہ صورت پہچانی
بھی نہ جاتی مگر وہ لوگ کیا کرتے ہر طرح سے مجبور تھے دوسرا سامان ہو گیا تھا وہ تو میرے سبب سے
اور عشق کے سبب سے بچ گئے اس عشق نے بچا لیا گو اسکا انجام اچھا نہوا اس سے زیادہ ذلیل ہوئے
مگر ان لوگوں کے ہاتھ سے آبرو بچ گئی اسکا قصہ بھی کہا اور یہ کہکر تمام حال خاور پر قبضہ کرنے کا اور
عہد نامہ لکھنے کا اور ملک قاسم کے مقبرے کے منہدم ہونیکا اور اہل شہر کے بگڑنے کا بیان کیا اور کہا کہ
اگر مقبرہ ذرا سا بھی منہدم کیا جاتا پھر تو قیامت آجاتی ارژنگ کا پتہ نہ ملتا خواجہ حسین کے آنے کا
اور تصویر فروخت کرنے اور عاشق ہونے کا بھی حال کہا اور کہا کہ یہ کہکر اس مقام سے اس طرف کو
راہی ہوئے کہ بعد عقد خدا پرستوں سے سمجھ لونگا بس یہ غرور ہوا کہ میں ایسا بڑا لشکر لاونگا یہاں
آکر وہ ذلت ملی کہ اب کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی ساری تقدیر کرنا بھول گئے یہ حال اسکا ہے بس
یہ سبب کے سبب لائق لعنت اور مذمت ہیں آواز آئی کہ تو نے نہ اپنا نام بیان کیا اور نہ اپنے بزرگوں

کا نام اس عیار کا پہلے ان سب ناموں سے آگاہ کرے پھر تمام حال خدا پرستوں کا کہ کیونکر تو نے اُنکی بہت تعریف
کی تھی اور بہت اُنکی قوت و طاقت کی حالت بیان کرتا ہی بس سب حال اُنکا ابتدا سے بیان کر کچھ رہ
نہ جائے گو پھر ظاہر ہی مگر ہمارے اہل دربار اور بندے بھی سن لین جو حال تو فراموش کریگا پھر ظاہر ہو یا
تو پوشیدہ کریگا ہم تجھکو سزا دینگے سخنگان نے جواب دیا کہ جہانتک مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی اور
مین نے کتابون مین دیکھا ہی اور جب سے مین نے ہوش سنبھالا ہی اور جو جو امر میرے سامنے گذرے
ہین اور مجھکو شنیدہ ہین اور دیدہ ہین مین سب بیان کرونگا کبھی پوشیدہ نہ کرونگا اگر ایسی حرکت کرون
تو حضور سے سزا ملے یہ کہکر اُسنے پہلے اپنا نام بیان کیا کہ میرا نام سخنگان ابن بخنگان ابن بختیارک ابن
بختک ابن القش ابن سنگ سفید پھر اندر سے پردے کے قہقہہ کی صدا آئی اور کل دربار کے لوگ
مسکرائے کیونکہ یہ امر ہر مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ یہ صفت ہی جو یہان تقریر ہوتی تھی سب دربار کے لوگ
ہنستے تھے آدم بہ سر مطلب پھر صدا آئی کہ اسکی وجہ بیان کر کہ سنگ سفید تیرا کون تھا کہا کہ میرا دادا
اور سکا دادا تھا یہ خیال نہ کوئی کرے کہ وہ اصلی سنگ تھا اصل امر یہ تھا کہ القش کے دادا کے یہان
کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تھا اُنھون نے اس خیال سے سنگ سفید نام رکھا وہ انسان تھا اس عیار
کا نام جو آپ نے دریافت فرمایا مین نام لیتے ہوئے خوف کرتا ہون گو اُنھون نے عیاری کو ترک کیا
ہی اور خانۂ کعبہ مین جا کر بیٹھے ہین مگر اُنہین اب بھی یہ قدرت ہی کہ وہ جہان چاہین چلے جائین میرے
بزرگ اُس عیار کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوئے میرے دادا اور پردادا کو اسقدر جوتیان ماری ہین
کہ گنج ہوگیا وہ اثر ابتک نہ گیا اُنکی اولاد کے سر مین گنج ہوتا ہی خداوند ملاحظہ فرمالین میرے بھی سر مین
موجود ہی یہ کہکر اور رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا کہ دیکھیے سب نے ملاحظہ کیا کہ کیسا اُسکا سر صاف صاف
ہی ایک بال کا بھی نشان نہین ہی سخنگان نے پھر سر پر رفیدہ رکھ لیا اور کہا کہ یہ نشانی موجود ہی کیونکر اُنکا
نام لون دوسرے گستاخی ہی کہ اُنکا نام بہت ادب سے لیا جاتا ہی اگر مین نام لون اُسی طریقہ سے تو خداوند
کو ناگوار ہوگا اور میرے اوپر عتاب ہوگا کہ میرے روبرو ایک بندے کا ادب کیا تو مین کیا کرون آواز
آئی کہ تو شوق سے نام اُسی طریقہ سے لے ہمکو ناگوار نہوگا بس یہ سُنکے سخنگان اُٹھا اور رفیدہ سر پر سے
اُتارا چارون کونون کو سلام کیا بہت ادب سے پھر اور سات سلام کیے اُسکے بعد مٹک کر اور سر پر
ہاتھ پھیر کر اور یہ کہکر کہ مین آپکا نام لیتا ہون ناچار ہون اور مین آپکی عادت سے واقف ہون کہ
جب چار مرتبہ کوئی آپکا نام لے اُس مقام پر آپ تشریف لاتے ہین مگر جب سے آپ نے
عیاری ترک کی یہ عادت بھی چھوڑ دی خیر مین نام لیتا ہون یہ کہکر اور کہا کہ میرے سر پر آپکی مہربانی
کی نشانی بھی موجود ہی جو کہ آپ نے میرے بزرگون پر عنایت فرمائی ہی بس یہ کہکر پہلے بہت بڑا القاب
پڑھا اُسکے بعد بہت تعریف کی اُسکے بعد کہا کہ شاہزادۂ ولایت اول شاہ عیاران دوندۂ بیدرنگ قلعہ
گیر جنگ شاہ عیاران عیار یک طرار ریش تراشندۂ کافران سر برندۂ ساحران یعنے خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار یہ کہکر اور رفیدہ سر پر رکھکر بیٹھ گیا اور کہا کہ اُنھون نے عیاری کرکے ریش لقا کو
پہنچایا ہی مونڈا تھا سخنگان کی ان حرکتون پر سب لوگ بہت ہنسے اندر حجاب کے بھی جلیس بھی
بہت ہنسا اودھر سخنگان نے ابتدا سے نوشیروان نامہ سے لیکر اور آخر لعل نامہ تک کل حالات
بیان کیے کوئی مقام نہ چھوڑا مین نے بسبب طول کے نہین تحریر کیے اُسمین لقا کی دختر ون کا بھی بھاگنا
اور جو جو گتین لقا کی خواجہ عمرو کے ہاتھ سے بنین اور دیگر عیارون کے ہاتھ سے اور عمرو ثانی کے

ہاتھ سے سب بیان کین اور کہا کہ ارزنگ کو ملک قاسم سے بہت دشمنی تھی کہ ملک قاسم ملکہ کیتی افروز
کو جبکہ وہ باکرہ تھی نکال لیگیا تھا بدیع الزمان دوسری دختر کو اسد نواسہ حمزہ پوتی کو لقا کی لیگیا
اور لقا کچھ نہ کرسکا سواے خاموشی کے انھون نے مزے کیے لڑکے تھیں اصل امر یہ ہی کہ جو کوئی عورت حسین وجمیل اور
خوبصورت لڑکی باکرہ ہمارے مذہب اور ہماری قوم مین یا دوسرے مذہب یا دوسری قوم مین جو کہ اہل اسلام کے
نزدیک کافر ہین ہوتی ہی وہ حصہ ہی اہل اسلام کا ضرور وہ لیجاتے ہین اور اپنا قبضہ کرتے ہین مین نے بہت سے
واقعات سنے اور دیکھے حقیقت یہ ہی کہ اگر کوئی لڑکی حسین وخوبصورت اور قومون اور مذہبون مین پیدا
ہوئی جبتک وہ مجرد رہی اور قابل شادی نہوئی اور اس قابل نہوئی کہ مرد کے کام آسکے
اسوقت ایک تو اسنے اسی مذہب اور ملت مین پرورش پائی اپنے ماں باپ کے گھر مین جب ان
سب باتون کے قابل ہوئی سب اہل اسلام لیگئے اور وہ بھی بخوشی چلی گئی دراصل وہ لوگ بہادر
بھی بہت ہین اور حسین بھی ہین کہ انکا بہادری اور خوبصوری مین مثل ونظیر نہین ہی بس وہ انپر خود ہی
عاشق ہوجاتی ہی اور پھر اپنے ماں باپ کی دشمن ہوجاتی ہی اور مذہب انکا اختیار کرلیتی ہی بہت سے
ایسے واقعہ ہوے کہ مین کہانتک بیان کرون وہ لوگ مرد بھی ایسے ہین کہ جاتے ہی عقل رہتا ہی اور
لڑکا پیدا ہوتا ہی تو وہ لڑکا اپنے ماں باپ سے زیادہ بہادر ہوتا ہی مجھکو ایک امر کا بہت بڑا تعجب ہی کہ
جب سے مین یہان آیا ہون بر حلیس سمجھ گیا آواز آئی بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ زبان جل جائیگی
اور عذاب نازل ہوگا سختگان نے کانپ کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھے تو کوئی کلمہ خلاف نہین
عرض کیا اب مین اسکا ذکر بھی نہ کرونگا اور مین نور خالص ملکہ ثریا کی نسبت کوئی امر بدگمانی کا اگر
دل مین لایا ہون یا لاؤن تو خداوند میرے اوپر ضرور اپنا عذاب نازل کرین وہ ایسی نیک اور پارسا
انکی صورت کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جبتک کوئی مثل انکے نور خالص سے نہ پیدا ہوا اسوقت تک ورنہ
وہ اسی طور سے رہینگی انکی طرف کون دیکھ سکتا ہی جو دیکھے وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاے آواز آئی بس
اب زیادہ لسانی نہ کر اب یہ بیان کر کہ تو تو ارزنگ پرست ہی تو نے کیون آفتاب پرستون کے
طریقہ پر سلام کیا یہ سوال جب ہوا ہی کہ جب سختگان نے کل حال حمزہ کا ابتدا سے آخر تک اور
انکی اولاد کے حال بیان کرنے سے فراغت پائی اور یہ کہا کہ حمزہ کا حال ختم ہوگیا جب یہ سوال ہوا تو
اسنے جواب دیا کہ مین ضرور ارزنگ پرست تھا اور ہون مگر مین نے خداوند کی ایسی قدرت دیکھی
کہ میرے ہوش جاتے رہے درجۂ گمان سے درجۂ یقین کا مرتبہ حاصل ہوا کہ ضرور آپ خدا ہین اور یہ
سب باطل اور کافر تھے بس مین نے اسی طریقہ پر سلام کیا اور چارون طرف اس سبب سے سلام کیا
کہ خدا ایک مقام پر نہین ہی مجکو کیا معلوم کہ کدھر ہی پردے کے اندر کا حال کیونکر معلوم ہوتا بس مین نے
چارون طرف سلام کیا کہ تاکہ میرا سلام قبول ہو یہ حلیس ہنسا اور آواز آئی کہ تو بڑا عقلمند ہی خیر اب اپنے
مطلب اصلی کو بیان کر کہ تو کس ضرورت سے آیا ہی سختگان نے کہا کہ خداوند پر سب حال ظاہر ہی میرے
بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی آواز آئی کہ سن تو اسلیے آیا ہی کہ ہم اور ارزنگ سے صلح ہوجاے
اور ارزنگ ہماری اطاعت کرے یہ کہکر کل تقریر جو کہ ارزنگ سے سختگان نے کی تھی بیان
کی اور کہا کہ تو نے ارزنگ کو صلح پر راضی کیا ان پہلوؤن پر خیر اتنا بیان کر کہ کیا امر ارزنگ کو منظور
ہی کیا کیا شرطین کرتا ہین سختگان نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہون تو مین بیان کرون آواز آئی کہ تو
شوق سے بیان کر تو تو پیامبر ہی تو بیشہ بیقصور ہی ہمکو جو کچھ نقصان لینا ہوگا ارزنگ سے لین گے یہ سنکر

سخنگان نے عرض کیا کہ پہلی خواہش ارژنگ کی یہ ہے کہ میرا عقد ملکہ کے ہمراہ ہو جائے جس لیے مین
اسقدر زحمت اُٹھا کر یہان آیا ہون اور اتنی بڑی ذلت بھی پائی لشکر بھی تباہ ہوا مال بھی برباد
ہوا پھر مطلب نہ حاصل ہوا بس خداوند میرے حال پر رحم فرما کر میری خواہش کو برلائین اُنکے رحم و کرم
سے بعید نہو گا مین اپنی مراد دلی کو پہونچون اور میری آرزو قلبی برلائیے کیونکہ مین اس صدمہ سے مرا جاتا ہون
گو مین اُنکے برابر نہین ہون اور نہ برابری کا دعوی کرتا ہون مگر ہون خاندان بزرگ سے میرے بزرگ
خدائی کرتے آئے ہین اور مین دعوی کرتا ہون مگر خداوند کی موجودگی مین نہین اور ملکون مین جو کہ آبائی
ہین بس کیا نقصان ہوگا آیندہ خداوند کو اختیار ہے اب میری آبرو و زندگی خداوند کے قبضہ مین ہے چاہے
زندہ رکھین چاہے قتل کرین چاہے ذلیل و خوار کرین چاہے سرفراز دین کہکر سخنگان خاموش ہوا اسی خیال
سے کہ جب اسکا جواب ملے تو پھر اور عرض کرون اندر سے آواز آئی کہ تو سب بیان کر لے پھر
ہم سب کا ایک مرتبہ جواب دینگے مگر اُس آواز سے قصہ ظاہر تھا سخنگان نے کہا کہ دوسری
خواہش اور شرط یہ ہے ارژنگ نے کہا ہے کہ مین اُسوقت خداوند کو سجدہ کرونگا کہ جب خداوند سب
خداپرستون پر اپنا عذاب نازل کرکے غارت کر دینگے اُسوقت مین ضرور سجدہ کر لونگا اور جانونگا کہ ضرور
آپ خدا ہین گو اب بھی یقین ہو گیا مگر اُسوقت حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا اور کوئی عذر کا موقع نہوگا
تیسری خواہش وہ شرط یہ ہے کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کر لین اور سب ملک جو جو کہ اُنکے قبضے
مین ہین اُنپر آپ قابض ہو جائین اور تمام عالم مین آپ کا دین جاری ہو اُسوقت جو ملک میرے آبائی
ہین مجکو مرحمت ہون اور مین اُنمین جا کر خدائی کرون قبطول خدائی درست کرون بس جب مین خدا
ہونگا اور آپ بھی جو تقدیر کرونگا آپ سے اجازت لیکر کرونگا کیونکہ آپ بڑے خدا ہونگے وہ ایسی ہوگی کہ پھر
کبھی خلاف نہوگی اور یہ بھی میری خواہش ہے کہ کسی طور سے مین اپنے آبائی ملکون پر قبضہ پاؤن اور اپنا
آبائی طریقہ اختیار کرون اور رہا یہ امر کہ اگر آپ یہ گمان فرمائین کہ خود کیون نہین خداپرستون سے مقابلہ
کرکے اپنے آبائی ملکون پر قبضہ نہین کرتا ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ابھی میری خدائی نے اچھی طرح شہرت
نہین پائی ہے نہ میرے پاس اُنکے مقابلہ کے قابل لشکر ہے بس مین اسی فکر مین تھا کہ کوئی تو معین و مددگار
ایسا زبردست ہو کہ جو اُنکو غارت کرے بس جب مین نے خواجہ حسین سے یہان کی حالت سُنی بہت
خوشی ہوئی اُسوقت خیال کیا کہ آپ سے کمک طلب کرون جب اُس نے تصویر دکھائی تو مین ملکہ پر بہت
فریفتہ ہوا اور اس امر سے اور خوش ہوا کہ اب سلسلہ قرابت بھی ہو جائیگا ضرور پاس ہوگا بس اسی خیال
سے نامہ تحریر کیا جواب نامہ بہادر سخت گیا اُسوقت کچھ جمعیت اُنکی لشکر لیکر اُتر آیا گو یہ بہت بڑی خطا
ہوئی اُسکی سزا پائی بس اب میرا قصور معاف کیا جائے اور میری اطاعت ساتھ ان سب شرطون کے
قبول فرمائی جاوے اور لشکر میرے ہمراہ کیا جائے کہ مین اُسکو لیکے خداپرستون پر روانہ ہون اور جو ملک
اُنکے قبضہ مین ہین اُنکو غارت کرتا ہوا اُنکے سر پر پہونچون اور مقابلہ کرون آپ عذاب نازل کرکے
اُنکو غارت فرمائین بہتر یہ ہوگا کہ خود خداوند بھی تشریف لیچلین فرشتہ قدرت کے کہنے سے کہ یا تو کل
آکر اطاعت کرو تمکو مہلت دی جاتی ہے ورنہ بعد گذرنے میعاد مقررہ کے تمپر عذاب نازل ہوگا کہ تم
سب غارت ہو جاوگے خوف پیدا ہوا کہ اسقدر مقابلہ کیا تو کیا ہوا سوا اب شکست کے ضرور ہم سب
غارت ہونگے اپنے مشیرون سے جو صلاح کی اُنکی بھی راے ہوئی کہ ان شرطون پر صلح کر لو آپ کے کرم و
رحم سے اور بندہ پروری سے بعید نہین ہے کہ آپ میری خواہشون کے موافق منظور نہ کرین میری اطاعت

ان شرائط سے منظور فرماکر مجکو اپنے بندون مین سرفراز فرمائیے مین ادنا آپ کا بندہ ہون بس میری یہ
خواہش ہی جو کہ مین نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے آپکی خدمت مین عرض کی آیندہ آپ کو اختیار ہی سخنگان
نے اپنی تقریر کو ختم کیا اس طور سے اور اس چرب زبانی اور لسانی سے کی کہ پرجلبیس بہت خوش ہوا
گو بعض بعض مقام پر غصہ آیا مگر وہ ایسا چالاک تھا کہ ایک امر اپنے مطلب کا کہتا تھا اور پھر ایسی آمیزش
کرتا تھا کہ غصہ فرو ہوجاتا تھا اور یہ بھی کہا کہ ارژنگ نے قبول کیا کہ بعد قبول کرنے میری اطاعت
کے مجکو طلب فرماکر اپنی ملازمت سے سرفراز فرمائیے کیونکہ مین آپ کا خورد ہون اور آپ بزرگ ہین
ہر طرح سے اور یہ بھی عرض کیا کہ یہ جو مین نے تقریر و شرائط اپنے وزیر کی زبانی عرض کرائے ہین
اگر کوئی لفظ خلاف شان و شوکت و مزاج کے ہو اور کوئی گستاخی ہوئی ہو اُسکو از راہ بزرگی معاف
فرمائیے گا کیونکہ از خوردان خطا و از بزرگان عطا کا مصداق ہوجاتے ہین مینے تو اپنے نزدیک کوئی
ایسی لفظ نہین استعمال کی ہی کہ جو کہ خلاف ہو اور یہ بھی عرض کیا ہی کہ جب سب امر طی ہوجائین تو ایک
اقرار نامہ و عہدنامہ باہم تحریر ہوجائے تاکہ مین اپنے قول و اقرار سے نہ منحرف ہون آپکی نسبت تو
ایسا گمان کرنا بالکل خلاف ہی اور بہت بڑی گستاخی ہی صرف اپنے قول کی پابندی کے لیے کہ شاید
بھول جاؤن تو اپنی تحریر دیکھکر نادم ہون اور عذر کرلون بس اور زیادہ کیا عرض کرون آپ خود
میرے دل کے حال سے واقف ہین آپ کے روبرو عرض کرنا بالکل حماقت ہی یہ کہکر سخنگان
خاموش ہوا اور اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی شعر سنت آنچہ حق بود گفتم تمام ؛ تو دانی دگر بعد ازین
والسلام ؛ دیگر اگر بخشی زہی رحمت نہ بخشی تو شکایت کیا ؛ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
جب سخنگان خاموش ہوا اور کچھ کلام نہ کیا تو آواز آئی کہ تو اپنی تقریر کو ختم کر چکا اب جواب دیا
جائے یا کچھ اور کہنا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نے ارژنگ کی پیامبری کو تمام کیا اب کچھ نہین
عرض کرنا ہی جواب کا امیدوار ہون جو جواب مرحمت ہوگا وہ جاکر اُنسے کہدونگا مین تو پیامبر
ہون ہین یہ عرض کرتا ہون کہ اُسنے اول جو خواہش کی ہی وہ تو نہایت درجہ بیجا ہی اُسکا قبول ہونا تو
محال ہی یہ اُسکا خام خیال ہی باقی اور شرائط تو قبول ہونگے ضرور ارژنگ ذلت اُٹھائیگا یہ سودا
نہ اُسکے سر سے نکلے گا نہ وہ اپنی اچھائی کا اور آرزو اپنی کنار مین دیکھے گا یہ سودا اُسکو تباہ کرے گا
اسقدر تو برباد کیا اور زیادہ تباہ ہوگا جبتک اس امر سے باز نہ آئیگا اُسوقت تک اُسکا دامن امید
گل آرزو سے نہ بھریگا اُسوقت تک جبتک نہ یہ خیال کریگا کہ اس امر کو ترک کرو تاکہ اُسکے وصل
سے دست بردار ہو اور یہ آرزو نہ کرو تو اُسوقت اپنی کنار مین شاہد امید کو نہ پائیگا اور محال سے
اس سے بس اور سب امر بھی محال ہین اپنی رائے حضور مین ظاہر کرتا ہون اگر حضور اس امر کو اس
امر کو اس طور سے قبول کرین کہ اپنے تئین جب ہم خدا پرستون سے مقابلہ کرکے اُنکو غارت کردینگے
اور اُنکے غم سے فراغت پائین گے اُسوقت ہم اس امر کو قبول کرینگے اور تھارے ساتھ عقد کردینگے
تو کوئی نقصان حضور کا نہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہی یہ جو سخنگان نے کہا آواز آئی کہ تو پیام لے کر آیا ہی
یا ہمکو رائے دینے بس تو اپنا منصب جو تھا ادا کرچکا اب جو تو نے کوئی کلام کیا تو سزا ملیگی ہمسے جواب اس
ہم کوئی تیرے تابعدار ہین یا تو ہمارا مشیر ہی جو ہم تجھ سے رائے لین تو کبھی احمق ہی اور تیرا بادشاہ بھی ہو تو
مصرعہ وزیر سے چنین شہریار سے چنان ؛ اب خاموش رہ ہم جواب دیتے ہین اگر اس امر کی اُسکو صلح
منظور ہوگی تو صلح ہوگی ورنہ کل اُسپر اور اُسکے لشکر پر اُسکے عذاب نازل ہوگا ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ اُسنے تمکو یہ

اجازت دی ہو کہ جو تیرا جی چاہیے وہ کرنا اور جسطور سے تیری رائے ہو عہد و اقرار کرنا ای سخنگان
جواب بشن یہ جو اُسنے خواہش کی ہو کہ عقد ہو جائے یہ خواہش اُسکی بالکل بیکار ہی یہ امر تو نہایت دشوار
ہی تونے اُسکو سمجھا یا ابھی نہین کہ یہ کیا امر کہتے ہو اُسکے دماغ سے ابھی تک یہ بات نہین نکلی ابھی اُسکے
سر پر ولولہ عشق سوار ہی خیر ہمکو کیا باوجود دیکہ اتنی بڑی ذلت اُٹھائی اسقدر زحمت گوارا کی اُسپر بھی اُسکو
ہوش نہ آیا ہم اُسکا انتظام کیے دیتے ہین اُسکے سر پر سے جن عشق کو اُتارتے ہین وہ بغیر سزا پائے
ہوسکے اپنی اِس حرکت سے باز نہ آئیگا جو امر ہماری مرضی کے خلاف ہو وہ ہر مرتبہ اُسی کی خواہش کرتا ہو
ہم جواب سخت دے چکے ہین بڑا بے غیرت ہی جو پھر اِس امر کو زبان پر لایا تو بتا کیا سمجھکر اُسنے یہ خواہش
ظاہر کی اُسکو ہمسے کیا برابری کا دعوی ہو اُسکا دادا مرتد تھا ہمنے اُسکو خلق کیا اُسنے ہمسے انحراف کیا اُسکا
انجام کیا ہوا کہ دوسری قوم کے لوگون سے ذلیل کرایا آخر کو مارا گیا جو کہ ایسا ہوا اور کوئی اُسکی وقعت نہو
پھر بھلا کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُس سے سلسلۂ رشتہ داری کیا جائے بس اُس سے کہنا کہ اِس امر کو اپنے دل
سے بھلا دے اور اُسکا خیال بھی نہ لائے ورنہ بہت خراب ہوگا اگر نہ دست بردار ہوگا تو مفت اُسکی جان
برباد ہوگی آیندہ اُسے اختیار ہی یہ کہکر بہت کچھ سخت و سست لقا و زہرد و ارژنگ کو کہا اور کہا
اِسی مین خیر ہی اُس سے کہدینا کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھی زبان پر نہ لائے ورنہ غضب خداوندی مین مبتلا
ہوگا اور بہت ذلیل ہوگا ابھی کچھ نہین ہوا ہی اور دوسری شرط جو اُسنے کہی ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ ہمکو کیا
ضرورت ہی کہ بیکار کو لشکرکشی کیجیے خدا پرستون پر جائین اور اُن سے مقابلہ کرین جبکہ وہ ہمارے دشمن
نہین ہین اپنا دشمن بنائین اگر یہ امر ہمکو مدنظر ہوتا تو اب تک ہم نہین رہتے اُنکو غارت ہی کر چکے
بس جب وہ درمیان مین اُنکی ... اُس سے سمجھ لیا جاتا تو وہ خداپرستی ترک کرتے یا ہم اُنکو غارت
کرلے گو قصد نہ تھا مگر خیر جبکہ ارژنگ نے ہمارے دامن مین آکر پناہ لے اور ہمکو اپنا معین مقرر کیا
ایسی حالت مین ہمکو بھی لازم ہوا کہ اُسکی کمک کرین اور خداپرستون سے مقابلہ کرین اور اُنکو غارت کرین
کیونکہ اب اُنکو نہایت ... ہوا ہی اور بہت سر اُٹھایا ہی تمہارے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنھون نے بہت
سرکشی پر کمر باندھی ہی اور بہت سے ملک اُنکے قبضہ مین ہین سخنگان نے عرض کیا اے مالک کیسے نصف دنیا
پر اُنکا قبضہ ہی گو وہ بھی بندے ہین مگر اتنا کہ تیرا پاس ... ہی کیونکہ تونے یہان آکر پناہ لی ہی اور یہ ایک
تجسس پیش کی ہی کہ مین اُسوقت سجدہ کرونگا کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کرینگے بس ہمپر فرض ہوا
کہ یا تو اُسنے مقابلہ کرے کہ اُنکو بھی آگ ... پرست کرین یا غارت کرین ہمکو کیا ضرور ہی کہ ہم اپنا لشکر
تیرے ہمراہ کرین کہ تو جاکر مقابلہ کرے جبکہ تیرے بزرگ اُنسے ہمیشہ شکست کھا چکے اور مغلوب
رہے تو کیونکر اُنپر غالب آئیگا تو بھی ... ہوگا میرا لشکر بھی بدنام ہوگا بس مین خود اُنکے مقابلے کو
لشکر لیکر جاونگا مگر شرط یہ ہی کہ ارژنگ یہ خیال کرلے کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھولے سے بھی زبان
پر نہ لائے تو اِس صورت مین یہ شرط اُسکی قبول ہی اور اطاعت بھی صرف اُسکے یہان آنے کے سبب
سے یہ امر گوارا کیا جاتا ہی اور اُسکے عجز و انکسار کرنے سے ورنہ ہمکو کوئی ضرورت نہ تھی سبب اِسکا یہ ہی
کہ ہم رحم دل ہین اُسکے عجز و انکسار پر ہمکو رحم آگیا ہمنے قبول کرلیا سخنگان نے عرض کیا بہت آپکی
بندہ پروری ہوئی خداوند یہی امر بہتر ہی کہ جو کچھ عرض کرے اُسکو قبول کرے آواز آئی کہ بہت
اسائی نہ کرین یہ جو اُسنے شرط کی ہی کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کرلین اور تمام عالم پر آپکا
قبضہ ہوجائے اُسوقت میرے ملک کو بالی مجھکو حوالہ فرمائیے تاکہ مین اُسپر قبضہ کرکے مشغول خدائی درست

کیوں اور خدائی کروں بس مجھکو کیا ضرور ہے کہ جبکہ میں ارزنگ کی خاطر سے مر بھا اس امر سے
کہ وہ میرے پاس عاجز ہو کر پناہ لایا اور یہ شرط کی اپنے ان بندوں کو کہ جنکو میں نے ہر ایک طرح کا [illegible] تھا
رکھا ہوا اور انکو اپنے ید قدرت سے بنایا ہے اور تمام زور و طاقت انکو دیا ہے غارت کروں ایسا دیوانگی
کروں پھر یہ امر کروں کہ کچھ ملکوں پر ارزنگ کا قبضہ کرا کے اسکو جانے دوں کہ وہ خدائی کرے
بیکار و [illegible] ہوں جب ارزنگ کے پاس کچھ لوگ جمع ہوں اور لشکر ہو جائے وہ دعوی کرے
کہ میں خدائے برحق ہوں اور یہ جلیس و آفتاب باطل کیا خوب میں خود اپنے ہاتھ سے قصہ مول
لوں اور درد سر خرید کروں یہ کون عقلمندی اور دانائی ہے بلکہ یہ امر خدائی کے خلاف ہے کہ اپنا برابر والا
پیدا کروں اسوقت تم سب لوگ اعتراض کرو کہ اگر ارزنگ خدا نہ تھا اور خدا زادہ نہ تھا تو کیوں ان
خداوند نے قبول کیا اور حکم دیا کہ ان ملکوں پر تم اپنا قبضہ کرو اور خدائی کرو ہاں یہ شرط اس طور سے قبول
کی جاتی ہے کہ جب سب ملکوں پر اور تمام دنیا پر میرا قبضہ ہو اور خدا پرست میرے [illegible] تباہ ہو لیں
تباہ ہو چکے ہوں اسوقت ارزنگ اپنے آبائی ملک [illegible] اور وہیں حکومت کرے اور وہاں کے
لوگ اور خود ارزنگ میری خدائی کے قائل ہوں تو کیا نقصان ہے ورنہ اسکی خواہش کے موافق
ہمکو قبول نہیں ہے جو اسکا جی چاہے وہ کرے یہ جو بختگان نے سنا دل میں خیال کیا کہ یہاں اسوقت تو
اس بلا کو دفع کرنا ہے جو شرط کہ میں قبول کر لو کہا کہ یہ بھی ارزنگ کو قبول ہے اسی طور سے کہ جس طور سے
آپ نے بیان فرمایا اور از آنکہ وہ جو اسکی خواہش تھی اور ہے کہ میں اپنے آبائی ملکوں پر قابض ہوں سو
وہ مطلب اسکا حاصل ہے مگر اسی شرط سے کہ جب میں خداپرستوں کو غارت کر لوں اور ارزنگ میرا آئین
قبول کرے اور اپنے آبائی طریقہ کو ترک کرے اور اسکے جاری کرنے کا قصد کرے اور ملک کا خیال
دل میں رکھے تو اسکی اطاعت قبول ہو ورنہ قبول نہیں ہے اسکی خاطر سے ہم خود اپنے مقام سے [illegible] کرتا
کرینگے کہ ہمارا قصہ نہ تھا مگر اسکی خاطر [illegible] منظور ہے [illegible] اسی ہے اور اسکے [illegible] نازل
کیا یہ [illegible] نمائی تھی اور اسنے جو خیال کی تھی کہ اس غرور میں لشکر لیکر آیا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا
اور مقابلہ سے یہ نہ خیال کیا کہ میں بندہ ہو کر خدا سے مقابلہ کرتا ہوں اسکو یہ خیال تھا کہ میں ہی خدا
ہوں میرا باپ خدا تھا اور دادا اور یہ نہ جانتا تھا کہ وہ سب باطل ہیں اور سچا اصلی خدا خداوند آفتاب ہے
میں اگر پہلے ہی یہ درخواست کرتا کہ میری کمک فرمایئے میں خداپرستوں کے ہاتھ سے بہت عاجز ہوں اور
یہ امر نہ کرتا کہ نور خالص کی نسبت خیال فاسد کرتا تو یہ نوبت کیوں آتی بس جیسی حرکت کی اور غرور
کیا ویسی سزا پائی جب غرور دماغ سے برطرف ہوا اور سب بل نکل گیا اب ساری شیخی اور وہ غرور
کہ میں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں اور پوتا ہوں سب معلوم ہوتا ہے کہ جاتا رہا ذرا سی شکست کھانے
سے یہ خوف غالب ہوا کہ ایسا نہو کہ عذاب نازل ہو جان الہی [illegible] جان اطاعت
کرنے پر راضی ہو گئے مگر ابھی کچھ غرور ہے اور یہ خیال باقی ہے کہ میں خدا ہوں اور میرا باپ دادا خدا
تھے جو یہ خواہش ظاہر کی کہ میں بعد فراغت ختم اہل اسلام اسکو ممالک وغیرہ دوں اور وہ خدائی
کرے ابھی اسقدر اثر ہے دوسرے یہ خیال ہے کہ میں عالی خاندان ہوں میرے ساتھ عقیدہ ملک کا کر دیجیے
کہتا کہ کیوں اسقدر مغرور ہو گیا ابھی اچھی طرح سے یہ نشہ غرور سر سے نہیں گیا ہے بس اگر مجھکو قبول ہوں تو
شرطیں کہ میں نے ابھی بیان کی ہیں تو سب ہی خدمت میں آوے ورنہ تو جان اور تیرا کام اور یہ بھی کہنا
کہ اگر تو خیال کرے کہ جب میں خدمت میں جاونگا تو مجکو خاص مقام پر طلب فرمائیں گے یہ کبھی نہوگا

جب ارژنگ نے خروج کیا تھا اور قصد لشکرکشی کیا تھا تو نامہ ایوان تاجدار خداوند نہ طاق کا آیا
تھا کہ تم یہاں آؤ اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو کیونکہ وہ لشکر کثیر لے کر میری طرف آ رہے ہیں اور دیکھو کہ
کیونکہ یہاں غارت ہو رہے ہیں تمہارا ہی نفع ہو پس ارژنگ نے طرف نہ طاق کے کوچ کیا اتفاقا
اس زمانہ میں خداپرست دشت فرحت افزا میں مقیم تھے اور بلند و پست مقابلہ کر رہے تھے اور
بلکہ یہ بھی سنا تھا جبکہ ہم ملک خورشید نگار میں تھے جو کہ دیا سے ورا ورثا ارژنگ ہے کہ جو ملک قریب
و جوار دشت بہار افزا میں تھے ان سب پر خداپرستوں نے قبضہ کر لیا ہے مگر نہ طاق پر اس
سبب سے نہیں گئے ہیں کہ ایک دریا سے سبز رنگ حائل ہو اسکی بربادی کی فکر میں حضرت ان بن
عمرو ثانی جو کہ عیار ہیں شاہزادہ بدیع الملک کا اور مثل خواجہ اول یعنی عمرو اول و خواجہ ثانی
یعنی عمرو ثانی کی بھی فکر میں گیا ہے پس ارژنگ لشکر لیکر طرف نہ طاق کے چلا راہ میں تھا وہ ملا
خیال ہوا کہ جو ملک اہل اسلام لے گئے ہیں انکو غارت کرتے ہوئے ہمراہ اہل اسلام نہ طاق میں پہنچو
چنانچہ ویسا ہی کیا تھا اور کو غارت کیا اور اسیر قبضہ کیا کہ کوچ کرنے کا قصد تھا کہ شہر کا قصد بیکار
ہوا اس سے فرصت نہ ملی تھی کہ ادھر کو آنا ہوا مگر راہ میں سنا تھا کہ حضرت ان نے عیاری کر کے افتاب
جادو و مہران جادو و ماہیان طوفان کش جادو کو مارا دریا برباد ہوا انکو کوچ کر کے ملک
الماشیہ پر پہونچا بلقیس سے مقابلہ ہوا آخر کو بلقیس بھی مسلمان ہوا پھر اپنے لشکر اسلام کیا وہاں بھی بہت
بڑا مقابلہ ہوا آخر اسپہ شاہ بھی شریک ہوا اور مسلمان ہو گیا چونکہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ سنا
گیا ہے کہ اہل اسلام کی شریک ہو گئی ہو وہ وارد ہوئی کر کے سینہ جانی ہے پس اور یہ ملک راہ میں سطح
و مسیحا بادشاہ بدون مقابلہ شریک ہوئے اب سنا ہے کہ لشکر سمندر پر ہو فروکش ہوا اور سمندر شاہ
سے جو کہ حاکم سمندر ہے برابر مقابلے ہو رہے ہیں اسکے بعد نہ طاق ہو پس آجکل اہل اسلام
سمندر پر ہیں ابھی کسی کو شکست ہوئی ہو نہ ظفر بلکہ کبھی مرتبہ سمندر جادو نے شکست کھائی ہو مگر مقابلہ
کر رہا ہے پس اہل اسلام سمندر پہ پہونچے یا خداوند اگر حکم ہو تو میں کچھ عرض کروں آواز آئی کہ بیان
کر سرہنگان نے عرض کیا کہ خداوند کو اس معرکہ سے تو فرصت ہو گئی اب خداوند یہ تدبیر کریں کہ ہم
کو حکم فرمائیں کہ وہ یادہ ہو سفر کے لیے پس خداوند لشکر کثیر ہمراہ لیکر اور ارژنگ کو لیکر پیراسے تاکہ کوئی
اہل اسلام کو کوچ فرمائیں تاخیر نہ فرمائیں اگر اہل اسلام نے نہ طاق فتح کر لیا تو انکا اور زیادہ قوت ہو جائیگی
کہ وہاں خزانہ کثیر اور مال کثیر ہے ایک تو وہ لشکر کثیر رکھتے ہیں دوسرے اور لشکر کی قوت بھی ہو جائیگی
تیسرے یہ ہوگا کہ جو عزیز و اقارب اہل اسلام کے ہیں سب ایک مقام پر جمع ہو جائیں گے اس وقت
بڑی دقت ہو گی اسی سے جو خداوند نہ طاق پر پہونچ جائیں گے تو بہت اچھا ہو گا میں ہمراہ ہونگا
جو جو ملک آئے ہیں اور سپاہ کثیر رکھتے ہیں انکو خداوند کے یا تقدیر سے غارت کراؤنگا اور انپر خداوند کا
قبضہ ہو جائیگا پس خداوند ان ملکوں پر جو کہ اہل اسلام کے قبضہ میں ہیں اپنا قبضہ کرتے ہوئے اور
اہل اسلام کو غارت کرتے ہوئے بدیع الملک کے سر پر پہنچ جائیں اس سے یہ نفع ہو گا کہ جب
یہ افتاد اہل اسلام پر آئیگی تو ایک دوسرے کی کمک نہ کر سکیگا یہ خیال ہو گا کہ اگر ہم اسکی کمک کو گئے
اور یہاں کوئی بلا نازل ہوئی تو بڑی خرابی ہو گی اور اہل اسلام کی قوت کم ہو گی بدیع الملک کے پاس
جو لشکر ہو سوا اسکے دوسرے کوئی مدد نہ ہو گا کیونکہ یہ لوگ تو یہاں غارت ہو چکے ہونگے پس اس سے بہتر کوئی تدبیر
انکے غارت کرنے کی نہیں ہو اور اگر یہ سب ایک مقام پر جمع ہو سکے تو پھر خداوند کو انکے غارت کرنے

لیاقت مع سختنگان کے خلعت دیے یہ سب خلعت پاکر بہت خوش ہوئے کوئی خلعت اُنمین ایسا
نہ تھا کہ جو گران قیمت نہو بس قلعے سے باہر آئے اور سوار ہو کر اُسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے بیرون
شہر آئے طومار شاہ اُسی طور سے اپنے لشکر مین آیا سختنگان سے کہا کہ بارگاہ مین تشریف لیچلو سختنگان
نے کہا کہ اب جاؤنگا بس سختنگان وہانسے بھی رخصت ہو کر اور اپنا لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور
لشکر آفتاب پرستون سے نکل کے اُسنے حکم دیا کہ ڈنکا بجے اور علم بلند ہون بس بموجب حکم کے
سب سامان درست ہوا ارژنگ کی طرف سختنگان چلا یہان ارژنگ انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ وزیر اعظم آتے ہین راوی نے بیان کیا ہو کہ طومار شاہ نے بھی لشکر مین آکر دربار کیا اور
ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ کہ ارژنگ کیا کرتا ہو آیا وہ عہدنامہ کرتا ہو یا نہین ہرکارے اُسی وقت روانہ
ہوئے یہان طومار شاہ انتظار مین ہرکارون کے بیٹھا ہوا ہو اُدھر جب ہرکارون نے ارژنگ کو خبر
دی اُسنے چند سردار برائے استقبال روانہ کیے یہ اُدھر سے چلے سختنگان مع جاہ و حشم کے داخل لشکر ہوا
اُسی طور سے لشکر کو طی کر کے قریب بارگاہ پہونچا وہ سردار آکر لے اسنے دربارگاہ پر پہونچکے سب سامان
کو رخصت کیا لشکر اپنے مقام پر جاکر فروکش ہوا بس سختنگان مع کل سردارون کے جو کہ برائے استقبال
آئے تھے اور جو کہ ہمراہ تھے داخل بارگاہ ہوا سب مقام مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے اور اپنے اپنے مقام
پر پہونچے سختنگان بیٹھا جب سب بیٹھ چکے اُسوقت سختنگان نے کل حالات بیان کیے ابتدا سے طومار
شاہ کے پاس جانا اور جو حالت لشکر کی دیکھی اور اُسکا لے کر شہر مین جانا اور شہر کی کیفیت اور
وہان کے باشندون کا حال اور جو جو واقعات دیکھے تھے وہ سب بیان کیے اور قلعے کے دروازے
پر جو تحریر تھا وہ سب بھی بیان کیا داخل قلعہ ہونا قلعے کی کیفیت وہان کے سب مقامات کی حالت
بیان کر رہا ہو اور بہت تعریف کرتا جاتا ہو گنبد مین سب درجون کا حال پھر جلیس کے قریب پہونچنا جانا
سے آواز آنا باہم تقریر ہونا اور عہدنامہ تحریر ہونا کل حال ابتدا سے انتہا تک اپنے لشکر مین آنے
تک کا اور خلعت پہننے تک کا بیان کیا ذرا سا نہ چھوڑا اور عہدنامہ پیش کیا اور کہا کہ اِن سردارون کی
اور چترنگ کی اور چترنگ کے سردارون کی مہر و دستخط اور اپنی فرمائیے اور نقل کرا کے اپنے
پاس رکھیے اور اصل لے کر کل چلیے اور ملاقات فرمائیے یہ طریقہ ملاقات کا ہو کہ جس درجہ مین
سب بادشاہ ہونگے اُسی مین آپ کو جگہ ملیگی اور مجکو تو شیطان درگاہ کا خطاب ملگیا آیندہ آپکو
اختیار ہو اگر اسکے خلاف عمل مین لائیے گا تو عذاب نازل ہوگا اور مین تو آپکے پاس سے
چلا جاؤنگا یہ کہکر خاموش ہوا ارژنگ نے جو عہدنامہ پڑھا بالکل اُس تقریر کے خلاف پایا
سختنگان سے کہا کہ یہ تو ان شرائط کے خلاف ہو سختنگان نے کہا کہ آپ کیسے نادان ہین بھلا
کیونکر وہ شرائط جو کہ بیان کیے تھے قبول کر سکتے ہین وہ ہی سب شرطین سوائے عقد ملکہ کے ہین
وہ اُنھون نے نہین قبول کین ہین باقی کوئی ایسی شرط نہین ہو کہ نہ قبول کی ہو اور وہ کیونکر اِس امر کو
قبول کرتے کہ مین خدائی کرون اور ارژنگ بھی اُسمین یہ شرط ہو کہ بادشاہت کرین اپنے آبائی ملکون
مین پھر سختنگان نے اپنا شرطون کو بیان کرنا اُسکا جواب جو کہ بالا گذرا ہو اور مذکور ہوا ہو بیان کیا اور
کہا کہ مین نے اِس سبب سے منظور کیا کہ خدا پرستون کا تو قصہ پاک ہو پھر اسنے سمجھ لیا جائیگا
کوئی نقصان نہین ہو اِس عہدنامہ پہ دستخط کر لینے سے اِنکا قصہ پاک ہوگا اہل اسلام سے سمجھ
لیا جائیگا ہم مین وہ جو لوگ ہین اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین ہو اُسمین سے ایک لڑیگا ایک مارا جائیگا

اپنا مطلب ہر طرح سے حاصل ہے یون جو ارژنگ کو سمجھایا سختگان نے اُسنے قبول کر لیا اپنے
سر اور چترنگ کی مہر کرا دی اور کل اہل دربار کی سختگان کی بھی مہر ہو لی دبیر نے اُسکی نقل کر لی پس
سختگان نے ارژنگ سے کہا کہ لشکر کو حکم دیجیے کہ کل وہ طیار رہے پس صبح کہ ملاقات کو تشریف
لیچلیے ارژنگ و چترنگ نے سب سردارون کو حکم دیا اور کل لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور ایک
نامہ بنام طومار شاہ لکھا کہ آپ بھی کل تیار رہیے گا صبح کو ہم خداوند کی ملاقات کی اور قدمبوسی کو آپکے
ہمراہ چلینگے ہم ادہر سے لشکر لیکر آئینگے آپ وہان ہمارے منتظر رہیے گا پس دونون ملکر
چلینگے ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا وہ ہرکارے جو کہ خبر لیکے آئے تھے یہ خبر لیکر بارگاہ مین
آئے طومار شاہ سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ نامہ آتا ہے وہ عیار نامہ لیکر آیا طومار شاہ کو دیا طومار
شاہ نے منشی کو دیا اُسنے پڑھا طومار شاہ نے جواب تحریر کر دیا کہ بہت بہتر وہ جواب لیکر اپنی بارگاہ
مین آیا طومار شاہ کا جواب ارژنگ کو دیا ارژنگ نے جواب معقول پاکر دربار برخاست کیا
اور خود بھی اور چترنگ بھی دونون کے سردار اور جو بادشاہ کہ مطیع تھے سب سامان چلنے کا کرنے لگے
لشکر مین بھی بندوبست ہونے لگا یہان تو یہ سب سامان مین مصروف ہین وہان طومار شاہ نے
سب سردارون و لشکر کو حکم دیا کہ کل صبح کو کل تیار رہو کہ ہم بموجب حکم خداوند شہر مین جا کر اپنے مقام پر
مقیم ہونگے ارژنگ نے اطاعت کر لی اب مقابلہ نہو گا یہ حکم دے کر اُسنے بھی دربار برخاست کیا
سب لشکر مین سامان ہونے لگا سب اپنا اپنا اسباب باندھنے لگے یہان تو یہ بندوبست ہو رہا تھا اور
وہان شہر آفتاب تماشا مین بہ جلیس نے بموجب فہمایش آفتاب حکم صادر کیا کہ شہر مین اور قلعہ و گنبد مین
آج کے سامان سے زیادہ سامان کیا جائے اور منادی نے ندا کر دی کہ کل اہل شہر تماشا کرین کہ
ارژنگ جو کہ خدائی کا دعوی کر کے آیا تھا اُسنے اطاعت کی اور وہ شہر مین آئیگا اُسکی آمد کا تماشہ
بیرون شہر جا کر دیکھین کیونکہ اُسکا لشکر شہر مین نہین آئیگا ہان وہ صرف اپنے کل سردارون اور بادشاہون
سمیت مع اپنے بھائی کے آئیگا اور اُسکی خانہ عیش مین دعوت ہو گی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا راوی نے
بیان کیا ہے کہ آج سے زیادہ سامان سب جگہ کیا گیا یہ خبر مالکہ کو بھی ہوئی اُسنے بھی اپنے بالاخانہ پر سامان
نشست کا حکم دیا یہان بھی بندوبست ہونے لگا اب کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہین ہے صرف
اسقدر کافی ہے کہ آج سے زیادہ مجمع ہو گا اور سامان ہو گا ایک مرتبہ سختگان کی آمد مین تو بیان ہو چکا ہے
دوبارہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اب راوی بیان کرتا ہے کہ بہ جلیس نے کیون ارژنگ کی اطاعت کو قبول
کیا آفتاب جادو نے بہ جلیس سے کہا کہ کل وزیر ارژنگ آئیگا اور اطاعت کا پیام لائیگا تم قبول
کر لینا کیونکہ اسمین بڑے نفع ہین اول تو یہ کہ تم خداپرستون کے حال سے واقف نہین ہو کہ وہ کیسے ہین
اور نہ اُنکی جنگ کے طریقے سے دوسرے یہ کہ وہ جو شریک ہو گا اور ہمراہ ہو گا تو اُس سے بڑی کمک ملیگی
اُسکا وزیر تمکو اُن ملکون پر لے چلیگا جو کہ خداپرستون کے قبضہ مین ہین پس اُنپر قبضہ کرنا اور غارت کرنا
جب تم اس طور سے ملک غارت کرتے ہوئے بدیع الملک کے مقابلہ مین پہونچوگے اور تمھاری
خدائی کی شہرت ہو گی تو بدیع الملک کو بھی خیال ہو گا کیا عجب ہے جو اطاعت کر لے ورنہ قتل تو ضرور
ہو گا اُسکے قتل کرنے سے کوئی نفع نہین ہے ہان جب خداپرست غارت ہونگے تو پھر اُسکو بھی خیال ہو گا
کہ انھون نے ایسے لوگون کو غارت کیا تو میری کیا اصل ہے اُسوقت اطاعت کرتا ہے اُسوقت تمکو خدائی
مانیگا کچھ ملک دیدینا اُسمین حکومت کریگا یہ بھی نفع ہے کہ اُسوقت اس لالچ مین کہ خداپرست اُنکے ہاتھ سے

غارت ہونگے تمام عالم پر قبضہ کرا دیگا جہان خدا پرست ہونگے اسکے سبب سے تمام عالم مین خدائی کی تمہاری رواج ہوجائیگا مگر ان شرطون کے ساتھ جو کہ بالا مذکور ہوچکی ہین آفتاب نے برجیس کو سمجھایا تھا اسی سبب سے برجیس راضی ہوگیا ورنہ مشکل تھا یہ بھی کہا تھا کہ ارژنگ کے قتل کرنے سے اور شکست کھانے سے کوئی تمہارا نام نہین ہے کیونکہ یہ بھی تو مثل اُن بادشاہون کے ہے جو کہ تمہارے شریک ہوئے ہین ہان اگر اسکی کمک سے اور مدد سے خدا پرستون پر غلبہ ہو تو البتہ اس کمک و مدد سے یہ خیال کرنا کہ تم کمزور ہو اہل اسلام سے مقابلہ نہین کرسکتے ہو بلکہ اس کمک و مدد سے یہ سمجھتے ہین کہ اسکے وزیر کی راے سے جو اور فطرت سے جو امر ہوگا وہ اچھا ہوگا بس اگر خدا پرستون پر غالب آسکے تو نام نیک ہوگا اور شہرت بھی زیادہ ہوگی کیونکہ وہ بہت بڑے دشمن اور مدد سے قوی ہین اُنکا غارت کرنا واجب ہے بس جب وہ مغلوب ہو جائے تو پھر کسی سے کوئی مقابلہ نہ کریگا بلکہ تمہارے تمہیں بھی نہ چھوڑیگا بدون مقابلہ سب عالم پر قبضہ ہو جائیگا اسکی اطاعت سے یہ نفع ہین اسکا قتل کرنا کوئی بات نہ تھی نہ ہے مگر کیا ضرور ہے جبکہ وہ عجز و انکسار کرتا ہے برجیس نے جواب دیا تھا کہ جو اُنکی مرضی اگر یہی راے ہے تو مین قبول کرلونگا ویسا ہی کیا جو کہ کہا تھا آفتاب نے کہا کہ اب تم لشکرکشی کا سامان کرو اور اہل اسلام کی طرف تم خود لشکر کے ہمراہ رہنا مین بھی رہونگا کیونکہ مین تو خدا ہون اور تم میرے فرزند ہو اور ملکہ ثریا سے تکین کو بھی ہمراہ لے لینا یہان کسی کو سرداران زبردست سے اپنی جانب سے نائب کرتا ہے قلعہ و گنبد وغیرہ اسی طور سے قائم رہیگا برجیس نے قبول کرلیا تھا یہی کہا تھا کہ ہان ایک آسمان ہروقت تمہارے لشکر پر چھایا رہیگا جب کوئی وقت سخت تم پر پڑے تو اُس آسمان کی طرف دیکھکر ایک دوہتڑ مارنا اور کہنا کہ اے بابا جان و خداوند اس بلا کو دفع فرمائیے مین اپنا عذاب نازل کرونگا اور بہت سے کلمے تعلیم کیے تھے کہ جو وقت پر تحریر ہونگے برجیس نے یہ خیال کیا تھا اور وہ معجزہ یہ سمجھا تھا کہ میرا باپ لیکن خداوند مجھکو علم خدائی سے آگاہ کرتا ہے اور میری اچھائی اور شہرت کا خواستگار ہے وہ نہ جانتا تھا کہ کاتب تقدیر نے خط پیشانی مین جو قلم قدرت سے تحریر کیا ہے وہ پیش آئیگا اُس حال سے غافل تھا اور اس امر کا غرور تھا کہ مین خود خدا ہون اور میرا باپ بھی خدا ہے جب وہ ضعیف ہوجائینگے مین بالکل مختار ہونگا تمام عالم کا جو چاہونگا کرونگا ابھی نائب ہون مگر اسوقت بھی مجبور نہین ہون جو چاہتا ہون کرتا ہون وہ مغرور یہ نہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہے اور خدا وہی ہے جسنے تمام عالم کو ایک لفظ کن سے خلق کیا ہے جو سب کو رزق دیتا ہے جسنے سب کو خلق کیا وہ وحدہ لا شریک ہے اُسکا کوئی ہمسر نہین ہے اور ہم سب اُسی کے بندے ہین وہ تو عجب رحیم ہے جو جو کرتا ہے اُسکی سزا وہ اسوقت نہین دیتا ہے رفتہ رفتہ اس خیال سے کہ شاید اب بھی یہ اپنی حرکت سے باز آئے وہ تو بڑا حکیم اور عادل ہے اس سبب سے اُسنے عذاب و ثواب و سزا و جزا قیامت پر موقوف رکھی ہے دو راستہ بتا دیے ہین ایک نیکی دوسرا بدی جو نیک راہ چلیگا اُسکا مرتبہ بڑا ہوگا بہشت مقام ہوگا جو راہ بد کو اختیار کریگا اُسکی سزا پائیگا نار دوزخ سے جلایا جائیگا نبی و امام خلق فرمائے تاکہ جو جو بندے گمراہ ہین اُنکو راہ نیک پر لائین اُنکی یہ روش اور عنایتون کا کہانتک ذکر کیا جائے افسوس یہ کیسے لوگ تھے جو دعوی خدائی کرتے تھے اور اپنے خدا کو بھول گئے تھے بس جیسا اُنھون نے کیا ویسی سزا ملی اور ملیگی آمدم برسر مطلب برجیس کو یہ خیال تھا اور یہ سبب امر آفتاب نے برجیس کو قبل آنے سنجیدگان کے سمجھا دیے تھے برجیس نے اُسپر عمل کیا برجیس نے بعد جانے سنجیدگان کے اور اس حکم دینے کے دربار برخاست کیا محل مین آیا سب سرداران اپنے اپنے مقام پر آئے سامان کرنے لگے اہل شہر بھی سامان مین مصروف ہوگئے یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی

لیلائے شب نے اپنی زلفین کھولین شاہ انجم نے تخت زبرجدی پر جلوس فرمایا بزم عشرت گرم ہوئی شہنشاہ انجم نے وہ شب بصد خوشی بسر کی اپنے نور جمال سے عالم کو منور کیا یہان سرداران ارژنگ وچتر نگ واہل لشکر ارژنگ وچتر نگ نے وہ شب اس خوشی مین بسر کی کہ کل شہر آفتاب نما کی سیر ہوگی سرداران بدخصال نے اس مسرت سے بسر کی کہ صبح کو ارژنگ کی سواری کا تماشہ کرینگے اہل شہر بھی بہت خوش تھے ارژنگ کے دیکھنے کے بہت مشتاق تھے یکایک آسمان پر آثار سحر نمایان ہوئے صحبت انجم درہم وبرہم ہوئی شاہ انجم نے گریز کی آمد آمد شاہ خاور کی افق مشرق سے شروع ہوئی شہنشاہ نیر اعظم سر پر تاج شعاعی رکھے ہوئے بصد آب وتاب تخت نیلوفری پر جلوہ گر ہوا اور اپنے نور جمال سے تمام دنیا کو منور ومعمور کیا صبح ہوگئی ادھر لشکر طومار شاہ تیار تھا طومار شاہ برآمد ہوا کل لشکر کو لے کر صف آرا ہوا انتظار ارژنگ کا کرنے لگا خیمے وبارگاہین سب بار ہوگئین اور وہ جو آسمان محیط تھا ایک مرتبہ خود بخود غائب ہوگیا یہان ارژنگ خواب سے بیدار ہوا سب سردار اور لشکر چتر نگ کا اور ارژنگ کا تیار تھا صرف ان دونون کے برآمد ہونے کی دیر تھی کہ ارژنگ اپنے خیمے سے نکلا سب لشکر اور سردارون کا مجرا ہوا سب کا مجرا لے کر دونون بھائی ایک تخت پر بیٹھے سخنگان خواصی مین بیٹھا اور سب بادشاہ جو کہ مطیع تھے گرد تخت کے ہوئے دیلم واسلم وقرماسپ وغیرہ سرداران چتر نگ نامی وگرامی سب اپنے اپنے طرلیقے سے ہمراہ رکاب تخت آثار ہوئے جلوس سواری کے بڑھنے کا حکم دیا ڈنکا ہوا کچھ لشکر یہان براے حفاظت بارگاہ وغیرہ چھوڑ دیا ہوا ورشاگرد پیشہ ہین اس جاہ وحشم سے ارژنگ طرف لشکر طومار شاہ وغیرہ کے چلا یہ اپنے نزدیک بڑے تزک وحشم سے جاتا ہو وہان اس تزک وحشم سے ادنا ادنا عہدیدار جب کہین جاتے ہین تو زیادہ اسکے ہمراہ تزک ہوتا ہو یہ کیا ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ سولہ لاکھ کا لشکر اسکے ہمراہ خاور سے آیا تھا اور کچھ لشکر لاکھ سوا لاکھ کا قرماسپ کا راہ سے شامل ہوا تھا اور چتر نگ کے ہمراہ بھی بیس بائیس لاکھ کا لشکر تھا بس یہ سب قریب چالیس لاکھ کے دونون لشکر تھے یہ سواری کے ہمراہ تھے اور جلوس سواری علاوہ سخنگان نے ارژنگ سے کہا کہ جب قریب لشکر طومار شاہ پہنچیگا تو ڈنکے کی موقوفی کا حکم دیجیئے گا اور علم لشکر کو سلامی ہونے کا کیونکہ یہ وہان کا طریقہ ہو اور مجھپر گذر چکا ہو ارژنگ نے کہا کہ اچھا وہان شہر آفتاب نما مین بدخصال نے دربار کیا آج کل سے زیادہ آرائش دربار ہو کل کی آرائش کی کوئی حقیقت نہین ہو اور سردار بھی کل سے زیادہ ہین اور لباس فاخرہ سے مزین ہین اسی طور سے قلعہ وشہر کی آرائش ہو اور اہل شہر بکثرت ہین اور براے تماشہ بیرون شہر بھی مجمع ہو چونکہ کل حکم ہوا تھا کہ ہم دعوت کرینگے خاص شہر مین اسکا بھی بندوبست ہو دربار خاص وعام ہو وہان بھی بڑا سامان ہو بدخصال نے اہل دربار کو حکم دیا کہ تم سب اس طرف دیکھو بدمعہ نے حکم دیا تھا جبکہ جنگ وپیکار رہتی تھی سواری ارژنگ کی نظر آئیگی ارژنگ اپنے تزک وحشم کو بہت کچھ خیال کرتا ہو ہمارے ادنا بندے اس سے زیادہ جاہ وحشم اپنے ہمراہ رکھتے ہین یہ حکم سنکے سب اسی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک طرف لشکر طومار شاہ صف بستہ کھڑا ہو بارگاہین وغیرہ لدچکی ہین اور جہان پر لشکر ارژنگ فروکش تھا وہان سناٹا ہو کچھ لشکر اور شاگرد پیشہ لوگ ہین خیمے وغیرہ کھڑا ہین ارژنگ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خواصی مین سخنگان پہلو مین چتر نگ گرد وپیش شاہان جلیل جو کہ اسکے مطیع ہین اور آگے اسکے اسپہ سالار لشکر آگے آگے جلوس سواری سقے کیپاشی کرتے ہوے نقیب بولتے ہوئے عقب مین لشکر بیشمار چلے آتے ہین طرف لشکر طومار شاہ کے جب قریب لشکر

طومار شاہ کی سواری ارژنگ کی پہونچی ڈنکا موقوف ہو گیا علم سلامی ہوئے کیونکہ ارژنگ
بموجب کہنے سخنگان کے حکم دے چکا تھا یہ سب دیکھ رہے ہین یکسان جب بالکل سواری قریب
آئی طومار شاہ وغیرہ بڑھکے چلے صاحب سلامت کی ارژنگ وچترنگ سے مزاج پرسی
ہوئی پس طومار شاہ وغیرہ کا بھی تخت برابر تخت ارژنگ کے آیا طومار شاہ نے لشکر
کو روانہ ہونے کا حکم دیا لشکر طرف شہر کے روانہ ہوا چنانچہ جب قریب شہر پہونچا تو طومار شاہ نے کہا
کہ ای ارژنگ شاہ حکم ہی خداوند کا کہ لشکر ارژنگ بیرون شہر ٹھہرے ارژنگ مع اپنے کل سردارو
کے شہر مین آسکے اور داخل قلعہ ہووے قلعے کی سیر کرے اسکے بعد میری خدمت مین آسکے پس لشکر اسی مقام
پر ٹھہرے اسکو حکم فرمائیے ارژنگ وچترنگ نے اپنے لشکر کو حکم ٹھہرنے کا بیرون شہر دیا اور خود مع
جملہ سرداروں کے کیا ادنا اور کیا اعلی کے سب کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا آج اس سے زیادہ مجمع تھا
اور آراستگی بھی جو اہل شہر بیرون شہر آئے تھے وہ ہمیں سواری کے ساتھ اندر شہر کے گئے اور باہم تقریر کرنے
لگے کہ ارژنگ شاہ تو ایک عجیب شکل کا آدمی ہی بن مانس یا حیوان معلوم ہوتا ہی اسکا بھائی اس سے
زیادہ بدشکل ہی سواری آ پہنچی دیکھی بڑے جاہ وحشم سے اپنے نزدیک آیا ہی ہماری نظر مین تو کچھ بھی وہ جاہ وحشم
نہین معلوم ہوتا ہی ہمارے شہر کے کوتوال صاحب جو دربار کو جاتے ہین تو اس سے زیادہ سامان
ہوتا ہی پس یہان یہ تقریر ہو رہی ہی اور اہل شہر اسکی صورت کو تکتے آنکھی زبانی ہنس رہے تھے جو کہ دیکھ آئے
ہین وہان بیرون شہر لشکر ارژنگ وچترنگ صف بستہ ہوا طریقہ سے چونکہ سخنگان کی آمد مین بیان
ہو چکا ہی کہ جہان سے لشکر طومار شاہ کی حد ہی اور وہ لشکر اترا ہوا تھا اس مقام پر تا شہر پناہ ایک سڑک
وسیع ہی اور گرد اسکے بھی دونون طرف نہر بنی ہوئی ہی اور چمن بندی ہی پس اسی سڑک پر لشکر کھڑا ہوا تھا
ارژنگ شہر مین آیا شہر کو خوب آباد اور رعایا شاد ہر ایک کو خوش حال پایا شور وغل ہوا اہل شہر مین
کہ وہ سواری آئی وہ سواری بڑھی سب تماشائی اس طرف متوجہ ہوئے ہر ایک دیکھکر ہنسنے لگا اور
تمسخر باہم کرنے لگے مگر ارژنگ وچترنگ اسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
چلے جاتے ہین سخنگان سب مقامات کے نشان دیتا ہی کیونکہ یہ محل آ چکا ہی اور طومار شاہ اسکو نشان
دے چکا ہی یہانتک کہ سواری ارژنگ کی زیر قصر ملکہ پہونچی ملکہ بھی دیکھ رہی تھی وہ ارژنگ کی صورت
دیکھکر اور موے کھکر ہٹ گئی اور پکارتی کہ سیوتی وچنبیلی ذرا دیکھنا کہ کیا بدشکل انسان ہین یہی ارژنگ
ہی خداوند ایسی صورت نہ دکھائے مین تو ڈر گئی یہ خیال کیا کہ کوئی کالی بلائین ہین ایسے کالے ہین کہ ظلمت
شب بھی انکے آگے گرد ہی اگر کوئی رات کو دیکھ لے تو ڈر جائے اسپر یہ تاج مرصع اور یہ لباس نفیس کیا
اچھا معلوم ہوتا ہی اسکی بھی مٹی خراب ہوئی ذرا غور کرکے دیکھ پیشانی پر کسقدر برص کے داغ ہین وہ
اس ظلمت کے چراغ ہین کیا صورت خداوند نے دی ہی پس اس صورت وشکل پر کیا یہ سر مین سودا
سمایا ہی اگر خوف خداوند نہوتا تو ضرور تعریف کرتی یہ سیوتی وغیرہ سے کہکر پھر اسی طرف متوجہ ہوئی سواری
جا چکی تھی اپنے قصر سے اتری اور ایوان مین آکر خدمت کرنے لگی یہان ارژنگ کو لیکر طومار شاہ
داخل قلعہ ہوا تمام قلعہ کی سیر کرائی سخنگان نے دیکھکر کہا کہ یہ قلعہ بھی کل سے زیادہ آج آراستہ ہی سب
مقامات بتائے پھاٹک سے در گنبد پر پہونچے اندر گنبد کے اسی طور سے داخل ہوئے جیسے کہ سخنگان کے قصہ
مین بیان ہوا ہی پس سرداران ارژنگ وچترنگ و طومار شاہ ہر ایک درجہ مین علے قدر مرتبہ ٹھہرنے
لگے نوبت باینجا رسید کہ ارژنگ وغیرہ و طومار شاہ وغیرہ وسخنگان تو اس درجہ مین رہ گیا کہ جہان

وزیر و سپہ سالار مقیم تھے اور انکی جگہیں تھی پس سب اس درجہ میں آئے کہ جہان بادشاہون کا مقام تھا
پس سب اپنے تختون پہ بیٹھے ارژنگ سا حضرت بھی ناچار تھے کہا کہ تب ارژنگ و چنگیز نے جو
دیکھا تو اس مقام پہ سے اوپر کے بھی درجہ کا حال معلوم ہوتا تھا اور نیچے کے بھی درجون کا اور بیرون شہر
کا بھی اور شہر و قلعہ کا بھی اسکو حیرت پہ حیرت ہوتی جاتی ہے [illegible] سب اسباب جمع ہو چکا اسوقت پردہ
قدرت کے اندر سے آواز آئی کہ سختگان کو یہان طلب کرو اور کہو کہ وہ عہدنامہ لیتا آئے یہ صدا اسنے
سنی کوئی ایسا اس گنبد مین نہ تھا کہ جسنے یہ آواز سنی ہو سختگان نے جو سنی تو بہت خوش ہوا کہ میری طلبی ہوئی
پس یہ اس انتظار مین تھا کہ حکم ہو تو مین جاؤن جب یہ حکم خطاب قدرت کے اندر سے صادر ہوا افریق
شاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک [illegible] پیدا ہوا [illegible] افریق شاہ نے اشارہ کیا سختگان کو پھر
اور کہا کہ اسے خداوند نے طلب کیا ہے [illegible] جو واقعہ وہان گذرتا ہے وہ سب کو نظر آتا
ہے پس وہ چوبدار غائب ہو گیا اور وہ قریب سختگان ظاہر ہوا اور کہا کہ چلو خداوند نے طلب کیا ہے پس
سختگان اپنے جامہ اور رفیدہ کو سنبھال کر اٹھا عہدنامہ جو اسکے پاس کل سے تھا اسکو بھی لیا اور اسی طرح
سے پہونچا جس طور سے کل گیا تھا اور [illegible] مین حرمت ہوئی کھڑے ہونے کا حکم
ملا یہ کھڑا رہا اور عہدنامہ ہاتھون پر رکھ کر روبرو افریق شاہ خواجہ ارشاد کے پیش کیا کہ یہ عہدنامہ موجود ہے پس وہ
نامہ افریق شاہ نے لیا اور قریب حجاب جا کر عرض کیا کہ یہ عہدنامہ کل طور سے موجود ہے حکم ہوا کہ اسکو
پڑھو اور اسی مقام پہ سے ارژنگ سے دریافت کرو کہ یہ سب شرائط تمکو قبول ہین جنمے اپنی مہر کی ہے
اور اپنے بھائی کی اور کل سردارون کے دستخط کیے ہین جب وہ کہے کہ ہان تو اسوقت اس عہدنامہ کو دفتر
سرکار مین داخل کرو اور احتیاط سے رکھا جائے کہ جب ضرورت ہو تو نکل آئے افریق شاہ نے
بعد جب حکم اسکو پڑھا اور سب کو سنایا ارژنگ سے دریافت کیا اسنے اقرار کیا پس اسپر کچھ لکھکر مہر بھی
رکھ دیا کہ وہ خود بخود اڑکر افسر دفتر کے پاس گیا اسنے اسکو احتیاط سے رکھا جب یہ سب ہو چکا آواز آئی
کہ ہمنے سختگان کو اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور شیطان کا خطاب دیا ایک طوق طلائی اسکی گردن مین
ڈالا جائے جو کہ مرصع ہو اسپر تحریر ہو کہ این شیطان درگاہ خداوند آفتاب تابان و نائب خداوند آفتاب تابان
یہ جو حکم دیا اسی وقت طوق خود بخود پاس افریق شاہ کے آگیا افریق شاہ نے وہ طوق سختگان
کو پہنا دیا سختگان بہت خوش ہوا خلعت مرحمت ہوا اسکو پہنکر خوب ناچا اور بہت تعریفین کی اور
ہزارون سلام کیے آواز آئی کہ ہان کچھ حال اپنے خداپرستون کا بیان کرو سختگان نے واقعات حمزہ کے
بیان کیے اور زور و قدرت کی تعریفین کرے انکا اور حسن و جمال کی توصیف اور ہر مرتبہ یہ کہتا تھا کہ خداوند
کو لازم ہے کہ کوچ فرمائین اور انکو غارت کرین وہ بہت مغرور ہین یہان سختگان یہ حرکتین
کر رہا ہے وہان ارژنگ بیٹھا ہوا آہ سرد دل پر درد سے بھر رہا ہے اول تو معشوق کے نہ ملنے کا غم و الم دوسرے
اپنی شکست کھانے کا اور اطاعت اس مجبوری سے کرنے کا ہر مرتبہ یہ خیال کرتا تھا کہ کل کا ذکر ہے کہ
ہم صاحب اختیار تھے ہمارے دربار مین [illegible] آج ہم ایک ادنا کے دربار مین مجبور بیٹھے
ہوئے ہین چونکہ ہمارے بزرگون کا بندہ ہے اسکی سبب سے یہ ظلمت و نشان ہم ہو گئی اور ہم ایسے ناچار
ہوئے کہ اطاعت کی کیا گردش فلکی ہے کوئی اعتبار اس چرخ ناہنجار کا نہین جسکو چاہے ذلیل کرے
اور جسکو چاہے سرفراز کرے اس سے کسی کو چارہ نہین ہے شعر بیک گردش چرخ نیلوفری + نہ نادر بجا ماند
نے نادری [illegible] بیک گردش چرخ [illegible] تو ذرہ تھا [illegible] کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا اپنے

دوسرا حکم یہ ہے کہ اسی ہزار جوانان آزمودہ کار لشکر خاص سے منتخب کر کے اُنکو وہ لباس و اسلحہ دیئے جائین
کہ وہ زیب تن کرین اور گرد ہماری سواری کے رہین اور ایک خیمہ و بارگاہ ایسی ہمراہ ہو کہ جسمین ناموس
کا قیام ہو کیونکہ ناموس بھی ہمارے ہمراہ ہوگا اور یہ حکم دیا جاتا ہے کہ قلعہ کے فلان درجہ مین ہمارا تخت تیار رکھا
ہوا ہے کہ جسکا نام تخت قدرت ہے وہ نکالا جائے ہم اُسپر سوار ہو کر ہمراہ لشکر کے چلینگے اور دوسرا
تخت بھی نکال لیا جائے جو کہ بارگاہ مین آراستہ ہوگا اور جو تخت اُس درجہ مین ہین وہ سب نکال لیے
جائین کہ انپر یہ سب بادشاہ جو کہ دربار مین ہین بیٹھین گے اور ہماری سواری کے ہمراہ چلینگے اور
یہان ہم اپنی طرف سے مرتاض شاہ حاکم مرتاضیہ کو کہ وہ کبیر السن ہے لائق ہمراہی کے نہین ہے اور دوسرے
مرد عاقل اور جہاندیدہ ہے حاکم کرینگے تاکہ وہ یہان کا بندوبست کرے اور اسیطور سے سب سامان حسب
معمول کیا کرے کوئی فرق نہو اور قریب تین لاکھ کے لشکر یہان رہیگا برائے حفاظت شہر و قلعہ اُسکو حکم
دیا جائیگا کہ وہ یہان ہمارے نیابۃً حکومت کرے اور جب کوئی مہم اُسپر آپڑے اور بلا نازل ہو یا کوئی لشکرکشی
کر کے آئے تو وہ ہمکو خبر دے اگر نامہ بر روانہ کریگا تو عرصہ مین پہونچیگا خبر دینے کا یہ طریقہ ہمنے ایجاد کیا ہے
کہ یہان جو واقعہ ہو تحریر کر کے حجاب قدرت کے اندر رکھے گا ہم تک پہونچ جائیگا جو حکم دینا ہوگا
ہم اُسکو اُس سے آگاہ کر دیا کرینگے اور ارژنگ سے کہا جائے کہ وہ اپنا لشکر لیکر اُسی مقام پر فروکش
ہو اور پرسون آمادہ رہے کہ جب ہم شہر سے برآمد ہون اور اُسکے لشکر کے قریب پہونچین وہ بھی ہمراہ ہو لے
اور اسوقت ارژنگ کی مع اُسکے کل سردارون کے خانۂ عیش مین دعوت ہے اور مرتاض شاہ
کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اسی طور سے سب طریقہ جاری رکھے اور مسافرون کی خبر لیتا رہے اور جشن وغیرہ
کرتا رہے کسی طریقہ مین فرق نہو جو طریقہ اور قاعدے ہماری موجودگی مین ہین یہی سب رہین جب ہم
آئین تو کوئی شکایت نہ سنین ورنہ عذاب نازل کرینگے اور شہر مین منادی کرائی جائے کہ پرسون
خداوند کوچ فرمائینگے برائے غارتگری اہل اسلام کیونکہ اُنھون نے بہت سر اُٹھایا ہے کسی طور
سے راہ پر نہین آتے ہین اُنکو سزا دینا لازم ہوئی بس کل اہل شہر و کل باشندگان اقلیم خورشید یہ معلوم
ہو کہ خداوند نے اپنی طرف سے مرتاض شاہ کو اپنا نائب کیا ہے اُسکی سب اطاعت کرین اگر کوئی اُسکی
اطاعت سے سرتابی کریگا اور وہ شخص فریاد کریگا ہم اُسپر اپنا عذاب نازل کرینگے ہمکو دور نہ خیال کرنا
اور سب یہی طریقہ جاری رہین گے جو ہماری موجودگی مین ہین اسی طور سے دربار ہوا کریگا صرف ہم نہ
ہونگے جسکو عرض معروض کرنا ہو وہ مرتاض شاہ سے کرے ہم اُسکو حکم دیے جاتے ہین وہ ہمکو
خبر کیا کریگا جو ہم اُسکو حکم دینگے وہ اُسپر عمل کریگا اب دربار برخاست ہو یہ حکم دے کر برچلبیس نے
دربار برخاست کیا افریق شاہ نے جو جو حکم برچلبیس نے دیے تھے سب کی تعمیل کرنا شروع کی اور
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور سامان سفر کرنے لگے یہان بحکم برچلبیس افریق شاہ اور
خونخوار شاہ نے شہر مین منادی کرائی صفت یہ تھی کہ منادی یہان ہوئی مگر جسقدر ملک اُس اقلیم
خورشید مین تھے سب اس حکم سے آگاہ ہوئے وہان کے بادشاہ اور نائب و باشندے اُسکے بعد
افریق شاہ وغیرہ نے طوبار شاہ و سرشار شاہ و حسام و قیصور و قباد و شبرنگ کو آگاہ کیا
اور کہا کہ تم لوگ سامان سفر کرو اُسکے بعد مرد شیر افگن جو کہ سپہ سالار لشکر خاص قدرت ہے اُسکو ہمراہ لیجا کر
اسی ہزار لباس اور اسلحہ نکلوا دیے اور کہا کہ لشکر پرسون تیار رہے مرد شیر افگن نے کہا کہ مین حکم خداوندی
سُن چکا ہون بعدہٗ ارژنگ کو لیجا کر خانۂ عیش مین پہونچایا برائے دعوت مع کل سردارون کے بادشاہ

ارژنگ نے دیکھا کہ مکان بہت نفیس بنا ہوا ہی یاقوت سرخ کا اوستون بھی سرخ ہین فرش نفیس سے آراستہ و پیراستہ شیشہ آلات بکثرت لگا ہوا ہی چمن بندی بھی ہی جانوران خوش رنگ چہچہے زنی کر رہے ہین آواز نغمہ و سرود آ رہی ہی مگر کوئی معلوم نہین ہوتا ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی بس افریق شاہ نے لاکر ان سب کو کرسیون پر بٹھایا جب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھ چکے ہر ایک کے روبرو خودبخود پان الائچی ہار وغیرہ موجود ہو گئے جسم مین کسی نے عطر مل دیا اسکے بعد افریق شاہ اس مقام پر ارژنگ وغیرہ کو لیگیا جہان انتظام طعام تھا سب نے دیکھا کہ جب سب بیٹھ چکے افریق شاہ نے قصد کیا تھا کہ جو جس مرتبہ کا ہو اسکو اس مرتبہ سے بٹھائے آواز آئی کہ ہمارے نزدیک گدا و شاہ سب برابر ہین یہان مرتبہ اور غیر مرتبہ کی کوئی ضرورت نہین سب ایک دستر خوان پر کھانا کھائین بس سب ایک مقام پر بیٹھے کہ خودبخود کھانا دستر خوان پر چن دیا گیا کوئی چننے والا نظر نہ آیا ہر قسم کا کھانا تھا کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہین ہی آواز آئی کہ ہاتھ دھو لیں ہزارون آفتابے اور سلفچی خودبخود پیدا ہو گئے سب نے ہاتھ دھوئے کوئی دھلانے والا نظر نہ آیا اب یہان افریق شاہ بھی نہین ہی سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ہاتھ دھو کر باہر آئے کرسیون پر بیٹھے یہان افریق شاہ تھا نہ پھر ارژنگ کی صدا آنے لگی پھر اسی طور سے عطر و پان کی ہر ایک کو کشتی خودبخود ملی بس افریق شاہ کو حکم ہوا کہ اب ان سب کو کہ اپنے لشکر کو جائین اور جو جو کہا ہی اسپر عمل کرین افریق شاہ ارژنگ وغیرہ کو لیکے باہر آیا خانہ عیش سے سنجنگان بھی ہمراہ تھا ان سب کو ان کامون کی خبر خودبخود ہو جانے سے حیرت ہوئی ہر ایک حیران ہوا بس جب خانہ عیش سے باہر آئے ارژنگ افریق شاہ سے رخصت ہو کے بیرون قلعہ آیا شہر کی سیر کرتا ہوا بیرون شہر آیا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا سنجنگان سے راہ مین شکایت کی کہ میری وقعت برجلیس نے کچھ نہ کی مجھکو مثل سب بادشاہون کے خیال کیا مین تو اپنے غم مین مبتلا تھا آہ سرد بھی بھرنے کو منع کیا سنجنگان نے کہا کہ تم بڑے نادان ہو ارے خداوند اپنا وقت ٹالنا اور کام نکالنا ہی جو کچھ گذرے اسکو برداشت کرو کوئی حرج نہین ہی جب وقت پڑتا ہی تو ادنیٰ کی خوشامد کرتے ہین یہ تو بڑا آدمی ہی وقت پر ایک چمار کی خوشامد کی جاتی ہی یہ تو بہت بڑے مرتبہ کا شخص ہی اور کیا اسنے تمھاری کم عزتی کی جو اسکے دربار کا طریقہ ہی وہ اسنے برتا اس طور سے سنجنگان نے سمجھا دیا کہ ارژنگ خاموش ہو رہا جب قریب بارگاہ پہونچا حکم دیا کہ پرسون کل لشکر طیار رہے بوقت صبح اور ارسلان شیر صولت میرا پیش خیمہ لیکر ایک لاکھ بیس ہزار سے ہمراہ ہراول لشکر خداوند برجلیس جائے اور جہان وہ اپنا لشکر فروکش کرے اسی کے ساتھ یہ بھی مقام معقول دیکھکر میری بارگاہ برپا کیا کرین کیونکہ مین نے حکم بموجب حکم برجلیس دیا ہی اسنے مجھسے فرمایا ہی یہ حکم دے کر اپنے خیمہ خاص مین داخل ہوا دربار نہ کیا کیونکہ وقت دربار کا گذر گیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ ارژنگ تو یہان یہ حکم دے کر خیمے مین گیا تھا لشکر اسکا وہان شہر آفتاب نما مین افریق شاہ نے طوطار شاہ کو ہمراہ لیکے بارگاہین و خیمہ وغیرہ نکلوا دیئے اور ایک بارگاہ اور چند خیمے معقول برائے ناموس نکلوا دیئے اور ایک سو ایک محافہ زرنگار و نادرنگار نکلوا کر درست کروائے بس سپہ سالار لشکر کو یہ حکم دیا کہ دو لاکھ اسی ہزار کا لشکر کل تیار رہے کہ وہ ہمراہ پیش خیمہ جائیگا خزانہ کھلوا کر کرورون روپیہ ارابون پر بار کرایا اور سپرد طوطار شاہ کیا خیمہ وغیرہ کیا اسباب خیمے و بارگاہین ارابون پر بار ہوئین برجلیس کے لشکر کے چار سپہ سالار ہین اور وہ لشکر کا ایک سپہ خاص اور ایک عام جو لشکر خاص ہی اسکے چار سپہ سالار ہین اول سپہ سالار صرصر شمشیر افگن [illegible] سپہ سالار

سمار قوی تن تیسرا سپہ سالار قیصار تیغ زن چوتھا سپہ سالار شاہ دگر پانچ بادشاہ اس لشکر مین بائیس لاکھ
جوان ہین کہ جو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین یہ سب چھاونی مین رہتے ہین اور اس لشکر مین پانسو پہلوان ہین
کہ جنکا لقب ستون قدرت ہے ان سب کا افسر و سردار وہ تین بھائی ہین جو کہ بیرون شہر رہتے
ہین صحرا مین اور لشکر کشی کرکے آئے تھے اور ایمان لائے تھے بعد مقابلہ جنگ کا ذکر جلد دوم مین ہو چکا ہے اور
دوسرا لشکر جو ہے جسکی چھاونی اندرون شہر و بیرون شہر ہے اسکے بھی چار سپہ سالار ہین انکے نام بھی یہ ہین کہ
فولاد پنجہ کش صداد نیزہ باز قنطور تیر زن شمشیر زن ملک بشارانی انہین سب سے اول قنطور ہے اس لشکر
مین اسی لاکھ جوان ہین اور بیس ہزار پہلوان ہین جو کہ مثل [illegible] رکھتے ہین تو سب لشکر چالیس کا ایک کرور
دس لاکھ کا ہے اس لشکر کی حد و انتہا کچھ نہین ہے افریق شاہ نے قنطور سے کہا کہ دو لاکھ اسی ہزار جوان
ہمراہ طومار شاہ وغیرہ کے کر دو اور انکے افسر اور تین لاکھ سپاہ کو منتخب کر لو کہ وہ شہر مین مع افسرون کے مقیم
رہے اور یہ خیال رہے کہ کوئی افسر زبردست باقی نہ رہے کہ جو ہمراہ نہو یہان کسی زبردست کی ضرورت
نہین ہے مرتاض شاہ بہت مرد عاقل ہے اور جری بھی ہے یہ حکم دیکر افریق شاہ اپنے مکان پر آیا
یہان سب بندوبست ہونے لگا اور افریق شاہ نے اسی دن اس درجہ کو کھلوا کر وہ تخت اور دوسرا
تخت اور سب تخت نکلوائے جو تخت کہ ہمراہ لشکر رہیگا وہ تو رہنے دیا اور سب جو تخت بارگاہ مین رہا
ہوگا اسکو اور تختون کو طومار شاہ کے سپرد کیا کہ تم انکو اپنے ہمراہ لیجاؤ بس جب یہ سب بندوبست ہو چکا
وہ دن تمام ہوا رات آئی رات بھی بسر ہوئی بعد چالیس نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے سوا
طومار شاہ وغیرہ سب سامان سفر سب درست ہوکر اپنے مقام سے چلے لشکر تو دو لاکھ اسی ہزار کا تیار
تھا کیونکہ قنطور بندوبست کر چکا تھا اسکو طومار شاہ نے ہمراہ لیا بارگاہون اور خیمون اور خزانہ کے
اراسلے بیچ مین لیے اور خود مرکب پر سوار ہوا اور سب بھی پہنچ کر زیر قلعہ آیا اور گنبد آفتاب نما
کو سلام کرنے کے کھڑا ہوا سب حاضرین دربار دیکھ رہے ہین جب یہ صف بستہ کھڑا ہو چکا اپنے طریقہ سے لشکر
کو درست کرکے اجازت کے لیے افریق شاہ کو حکم ہوا کہ طومار شاہ سے کہو کہ پیش خیمہ لیکر جائے
اجازت ہے اور راہ سے ارژنگ کا بھی پیش خیمہ لے لے اسکا لشکر ہمراہ ہوگا مگر بہت ہوشیاری اور
خبرداری سے یہ جو حکم ہوا افریق شاہ نے تحریر کرکے میز پر رکھا فوراً کاغذ اڑ کر پاس طومار شاہ کے
آیا اسمین اجازت تھی لیکر سلام آخری کرکے مرکب کی باگ اٹھا کر ادھر پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا بڑے
جاہ و حشم سے چلا اسکا جاہ و حشم تحریر کرنا بیکار ہے طول ہوگا لہذا سب اہل شہر برائے تماشہ کھڑے ہوئے
تھے کہ پیش خیمہ خداوندی کے جانے کی سیر کرین کہ سامنے سے نشان لشکر نمودار ہوئے سب اسطرف
متوجہ ہوئے حاصل کلام سقے آبپاشی کرتے ہوئے نکل گئے اور جلوس سواری آیا وہ گذر گیا اسکے آگے
لشکر ہوئی وسط لشکر مین ارابون پہ بارگاہین اور خیمے اور خزانہ تھا اسکے طومار شاہ و سرشار شاہ
کی مرکب تھے بعد ازان قیصور و حشام و شہرنگ وغیرہ مرکبون پر سوار تھے انکے عقب مین لشکر تھا بڑے سامان
سے پیش خیمہ رب چالیس نے روانہ کیا تھا طومار شاہ جبتک اندرون شہر رہا تو آہستہ آہستہ لشکر کو چلنے کا
حکم دیا جب بیرون شہر آیا تو باگین اٹھا دین پانسو ارابون پر خزانہ تھا اور آٹھ سو ارابون پہ بارگاہین
وغیرہ تھین طومار شاہ شہر سے نکلکر قریب لشکر ارژنگ کے پہونچا وہان قیام کیا جب رات بسر ہوئی
صبح ہوئی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور ارژنگ سے کہا کہ تم بھی اپنا پیش خیمہ میرے ہمراہ کرو کیونکہ مجھکو حکم
خداوندی ہوا ہے کہ ارژنگ کا بھی پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیے جانا یہان ارژنگ و چترنگ تیار ہے

پہونچا دینا اور جو ہم حکم دین اُسکو بیان کر دینا اس طور سے کہ مین فرشتۂ قدرت ہون مجکو خداوند نے بھیجا ہی
یہ حکم دیا ہی اُسپر عمل کرو آفتاب نے ان کامون سے برجلیس کو آگاہ نہ کیا تھا صرف یہ کہدیا تھا کہ جو خبر کرنا
ہو وہ مرتاض شاہ لکھکے یہان رکھدے تم تک پہونچ جائیگی یہ سب بندوبست آفتاب نے کیا تھا
یہانتک کہ جب برجلیس آراستہ ہو چکا حکم دیا کہ ناموس سوار ہون بس سوار ہونے لگے سب عورات
محل مین گئین مگر اُسپر بھی تین ہزار عورت ہمراہ تھی برجلیس کے محافہ الماس نگار مین ثریا سے بیگمن
سوار ہوئی اور دوسرے محافہ زمرد نگار مین ملکہ بدرہ بیگم ماں برجلیس کی اور محافون مین
وزیرزادیان شاہزادیان سوار ہوئین جب سب ناموس سوار ہو چکے یہانتک کہ صاحبان خدمت بھی [illegible]
برجلیس بالائے گنبد آیا یہان سب سردار حاضر تھے افریق شاہ وغیرہ نے سلام کیا اسکا طریقہ یہ ہی
کہ کیونکہ معلوم ہوا کہ خداوند گئے جب برجلیس ہوتا ہی تو خود بخود ہر در و دیوار سے یا خداوند کی صدا پیدا
ہوتی ہی اور ایک خوشبو ایسی آتی ہی کہ سب کے دماغ معطر ہو جاتے ہین پس جب برجلیس آیا اور سب کو
معلوم ہوا سب کھڑے ہو گئے سجدہ کیا سلام و مجرا ہوا برجلیس نے کہا کہ سب سامان درست ہی افریق شاہ
نے کہا کہ خداوند سوار ہون سب سامان درست ہی آواز آئی کہ سب سردار بیرون گنبد جا کر اپنے اپنے مقام
پر کھڑے ہون اور فیلبانان ہاتھیون کو برابر دریچۂ قدرت کے لگا دین تاکہ ہم سوار ہون بس یہ حکم سنکے سب
حاضرین گنبد باہر آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنی اپنی سواری کے پاس کھڑے ہوئے فیلبانون نے ہاتھیون
کو برابر دریچۂ قدرت کے لگا دیا تو وہ دریچہ بلند تھا یا اُسکے برابر آگیا برجلیس نے جو سر نکال کر دیکھا تو
تمام لشکر سے شہر کو معمور پایا اور اہل شہر کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے ہین ایک طرف مرتاض شاہ کھڑا ہوا ہی
تمام سب سردارون کے جو کہ یہان رہنے والے ہین کوتوال شہر بھی اپنے پیادون کو لیے ہوئے کھڑا ہی
ایک طرف دریہ کی سواریان بھی کھڑی ہوئی ہین یہ سب سامان دیکھکر برجلیس کا دماغ بالائے آسمان گیا
اور بہت خوش ہوا کہ مجکو یہ مرتبہ ملا میرے والد بزرگوار خداوند نے یہ مرتبہ عطا کیا ہی کہ جو اسوقت
کسی کو نہین ملا ہی نہ کوئی میرے برابر ہوگا یہ اپنی کلاہ کج کیے اُس دریچہ سے نکلکر تخت پر آکر بیٹھا
کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین راوی نے تخت کا حال یون بیان کیا ہی کہ تخت کس قسم کا تھا اُسکی صورت
یہ تھی کہ اُس تخت مین سات در تھے درمیان کا در بہت بڑا تھا اُسپر موتیون کا پردہ پڑا ہوا اور اُس در سے
ایسی شعاعین اور نور پیدا ہوتا تھا کہ نگاہ نہ کام کر سکتی تھی کہ کوئی دیکھ سکے اور یہ خبر تھا آفتاب جادو
کا تاکہ برجلیس کسی کو نظر آئے اور اُس در کی پیشانی پر ایک آفتاب لگا ہوا تھا کہ جس سے نور پیدا
تھا اُسکے سبب سے اور نگاہ نہ کام کرتی تھی اور اُس تخت پر ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسکا کلس طلائی تھا
اُسپر بھی ایک قسم آفتاب سا تھا کہ اُسکا نور کوسون جاتا تھا اور اُس در پر ایک تختہ لگا ہوا تھا طلائی اُسپر خط
جلی تحریر تھا کہ این مقام نائب خداوند یعنی برجلیس فرزند اور اُسکی پشت پر دروازہ لگا تھا کہ
جبکہ کھول کے برجلیس دریچۂ قدرت سے اندر آیا جب برجلیس تخت پر آکے بیٹھا وہ دروازہ خود بخود
بند ہو گیا اور غائب ہو گیا اور درمیان کے در کے داہنی طرف لکھا تھا کہ این مقام پیغمبر خداوند ہست یعنی
خونخوار شاہ اور بائین طرف لکھا تھا کہ این مقام افریق شاہ اور انہین کرسیان آراستہ تھین
رہے چار در انہین بھی کرسیان تھین ایک کی پیشانی پر تحریر تھا کہ این مقام وزیر روشن دل اور ایک
طرف لکھا تھا کہ این مقام سپہ سالار قدرت لشکر خاص قدرت یعنی مرد شیر افگن داہنی طرف کے آخر
در پر اور بائین طرف کے آخر در پر تحریر تھا کہ این ہر دو مقام عشرت ایک پر لکھا تھا کہ این میخانۂ خداوندی

اور ایک پر لکھا تھا کہ یہ مقام آبدار خانہ خداوندی اور وہ تخت طلائی تھا پس جب بہ جلیس تخت پر سوار ہوا
ایک صدا پیدا ہوئی کہ یا خداوند آفتاب تابان اور خوشبو آئی کل لشکر نے سجدہ کیا پس بہ جلیس نے
سوار ہوتے ہی آواز دی کہ اے افریق شاہ تم اپنے مقام پر آؤ جہاں تمہارا نام لکھا ہے اور خونخوار شاہ
سے کہو کہ وہ اپنے نام کو دیکھکر اپنے مقام پر آئے اور وزیر روشن دل اپنے مقام پر اور سپہ سالار
قدرت شیر افگن کا جو مقام ہو وہ وہاں ٹھہرے اس صدا کا آنا تھا کہ افریق شاہ اس درجہ میں آیا جو بیچ
نردبان کے اور خونخوار شاہ بھی اپنے درجہ میں وزیر اپنے درجہ میں اور شیر افگن اپنے درجہ میں
جو بیٹھا وہ تھا وہ سامان میکشی سے آراستہ تھا مگر اسمین کوئی نہ تھا اور جو آبدار خانہ تھا وہ بھی اپنے سامان سے درست تھا مگر
اسمین بھی کوئی نہ تھا آفتاب نے بہ جلیس سے کہا تھا کہ تجھکو جس چیز کی ضرورت ہو یا جو کوئی تجھ سے کوئی چیز
طلب کرے تو تو یہ کرنا کہ جو آسمان تیرے تخت پر قائم ہوگا اسکی طرف اشارہ کر کے کہنا کہ یا والد
بزرگوار فلان شخص فلان چیز کی خواہش رکھتا ہے تیرے پاس آجائیگی یا جس بارگاہ مین تو بیٹھا ہو اور طلب کرے
تو اسوقت بھی بارگاہ کے سقف کی طرف دیکھکر یہی کلمہ کہنا اور جب تجھکو ضرورت ہو اسوقت یہ کارروائی کرنا مگر
آہستہ سے تاکہ کوئی نہ واقف ہو یہ تعلیم کر دیا تھا پس جب خونخوار شاہ وغیرہ بھی سوار ہو چکے اسوقت
بہ جلیس نے آواز دی کہ اے خونخوار شاہ اب سب کو حکم دو کہ سوار ہون اور مرتاض شاہ سے کہو
کہ وہ قلعہ مین جائے اور کوتوال کو حکم دو کہ وہ اپنا کام دیکھے ہم لوگون کے ساتھ بیرون ٹھہرنا جانے کی
ان لوگون کی کوئی ضرورت نہین ہے بس یہ کہو پہونچا چکے اور سب بادشاہون کو حکم دو کہ وہ گرد تخت
کے پائیون سے اتر کر گھوڑون پر سوار ہو کر چلین اور جو لشکر خاص ہمارا ہے اسکو حکم دو کہ وہ ہماری سواری
کے ہمراہ با شمشیر پا برہنہ ہون اور صدا سے خداوند آفتاب بلند کرین اور وہ جو اسی ہزار سوار
ہین جنکو لباس نفیس سرکار بادولت سے ملے ہین وہ روبرو تخت کے رہین اور محافظہ سے ناموس
درمیان لشکر مین بڑی نگہبانی کے ساتھ سواران لشکر گرد اسکے بھی ہون یہ جو کہا خونخوار شاہ اور
افریق شاہ نے سپہ سالارون کو طلب کر کے حکم سے آگاہ کیا مرتاض شاہ یہ حکم پاکر قلعہ مین مع
سب سوارون کے گیا اور گنبد مین پہونچا ایک درجہ کو کھلا ہوا پایا باقی سب درجہ بند تھے اسنے
دربار اپنا آراستہ کیا بہ جلیس نے مرتاض شاہ سے کہہ دیا تھا کہ ایک درجہ تیرے بارگاہ کیلئے کھلا
ہوگا باقی سب بند ہونگے ہان جب تجھکو کسی امر کے خبر کرنے کی ضرورت ہو تو اس درجہ سے اٹھکر
ہر درجہ کے دروازے پر جانا اور کہنا کہ مین حجاب قدرت کے قریب جاؤنگا فوراً دروازے
کھل جایا کرینگے پس جب تو وہان جانا اور جو کچھ خبر کرنا ہو یا عرض اسکو لکھکر اندر حجاب قدرت
کے کھڑا رہنا تاوقتیکہ جواب نہ آئے وہاں سے نہ آنا جب جواب خواہ زبانی خواہ تحریری مل جائے چلا آنا
پھر اسی طرح سے سب درجے بند ہو جائینگے یہی طریقہ ہمیشہ جاری رکھنا پس مرتاض شاہ نے
آکر سب درجون کو بند پایا جو درجہ کھلا تھا اسمین دربار کیا آخر کو کوتوال شہر اپنے پیادون کو اپنے
ہمراہ لیجا کر اور سلام کر کے بندوبست کرنے لگا جو لوگ اہل شہر سے سڑک وغیرہ پر تھے انکو منع
کیا اور کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ کیونکہ سواری خداوند کی آتی ہے کوئی دب کر پامال نہ ہو جائے اور
در دولت سے لیکر تا در شہر پناہ و بیرون شہر جہانتک سڑک بنی تھی اور اہل شہر کا مجمع تھا پہرہ پیادون
کا مقرر کیا پس جب یہاں بہ جلیس یہ حکم دے چکا اور اسی طور سے بندوبست ہو گیا تب بہ جلیس نے
حکم دیا کہ جلوس سواری روانہ ہو نقیب صدا سے با ادب باش دیتی پس یہ حکم دینا تھا کہ نقارا ہوا عالم

لشکر کے پھریرے کھل گئے ایک کروڑ چار لاکھ بیس ہزار لشکر کے نشان بلند ہوئے اسی ہزار سوار تلواریں برہنہ کیے روبروئے تخت برجیس کے صف بستہ ہوئے انیس بیس ہزار گرد تخت با شمشیر برہنہ چلے سب شاہان دیگر اقالیم مرکبوں پر سوار ہو کر ہمراہ ہوئے سپہ سالار لشکر اپنے اپنے مرتبوں سے چلے محافہاے ناموس کو قلب لشکر میں لیا اس تزک و حشم سے سواری برجیس کی شہر سے روانہ ہوئی عقب میں لشکر بیشمار قطار در قطار باجے بجتے ہوئے نقیب صدا دیتے ہوئے ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی خداوند آفتاب کے جر کی صدا بلند تھی راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آسمان شلگون بالاے لشکر محیط تھا اور سر پر برجیس کے اس آسمان میں ایک آفتاب پیدا تھا کہ اسکی روشنی سب لشکر پر پڑ رہی تھی تمام لشکر کے علم طلائی تھے اور لشکر خاص کے علم بھی طلائی تھے مگر مرصع کار اور خود و زرہ لشکر خاص کے طلائی تھے اور دیگر لشکر کے خود فولادی مگر ایسی صیقل کی ہوئی تھی کہ مثل آئینہ کے ضو دیتی تھی نیزے بلند تھے تلواریں علم تھیں ڈھالوں کی گھٹا اٹھی ہوئی تھی گرز دوش پر تھے پہلوانوں کے نیچے مرکبوں کی باگیں اٹھائے ہوئے ہمراہ تھے وردیاں زرق برق تھیں نشانوں کے پھریرے کارچوبی تھے اس آسمان سے صداے راگ و رنگ و یا خداوند کی آرہی تھی پھول برس رہے تھے خوشبو سے دماغ معطر ہوئے جاتے تھے ہواے سرد کے جھونکے آرہے تھے دلوں کو بشاش کر رہے تھے اور دوسری صفت یہ تھی کہ آگے آگے لشکر کے سقے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے یہ طریقہ تھا کہ خود بخود سڑک بنتی جاتی تھی اور ادھر ادھر سڑک کے نہر آب خوشگوار رواں ہوتی جاتی تھی اور گرد نہر کے چمن بندی ہوتی جاتی تھی یہ نیا طریقہ تھا کوس پیہم بجتا جاتا تھا سڑک سرخی کی تیار ہوتی جاتی تھی اسپر سقے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے نوبت بانجا رسید کہ سواری مثل باد بہاری کے شہر سے باہر آئی اور طرف صحرا کے روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے بصد جاہ و حشم و شان و شوکت چلے آتے ہیں یہ حکم ہے کہ جب لشکر ارژنگ آجائے تو ٹھہر جانا کیونکہ اسکو بھی ہمراہ لیجانا ہے بس یہ تو چلے آتے ہیں ادھر ارژنگ کل لشکر کو ہمراہ لیے ہوئے مع چہرنگ اپنے بھائی کے اس انتظار میں لشکر کی صفیں آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہے کہ لشکر برجیس و سواری برجیس آجائے تو اسکے ہمراہ چلوں کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے ایک نور پیدا ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ہزاروں برقیں چمک رہی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار ابر سے ہوا پر اتر رہے ہیں ڈنکے کی صدا آرہی ہے سخنگان نے کہا کہ خبردار ہو جائیے برجیس کی سواری آتی ہے اور نقیبوں کو حکم فرمائیے کہ وہ لشکر میں پکار دیں کہ سب آمادہ کوچ ہو جائیں تاکہ عرصہ نہو ارژنگ نے بموجب کہنے سخنگان کے نقیبوں کو حکم دیا بس نقیبوں نے پکار دیا کہ سب خبردار ہو جائیں اور آمادہ سفر ہوں برجیس مع لشکر کے آتا ہے اب عرصہ نہیں ہے یہ جو لشکر میں خبر ہوئی بس سب اہل لشکر اسی طرف متوجہ ہوئے ارژنگ و چہرنگ و سخنگان مع سرداروں کے متوجہ ہوا اب سب نے دیکھا کہ سامنے سے نشانہاے طلائی نمایاں ہوئے جب قریب پہونچے تو یہ نظر آیا کہ کوس پیہم آگے آگے بجتا ہوا سڑک بنتی ہوئی دونوں طرف سڑک کے نہر رواں آب شفاف کی نہر کے برابر چمن گلہاے خوشبو کے کھلے ہوئے خود بخود طائران خوش الحان بیٹھے ہوئے چہچہہ زنی کرتے ہوئے گذر رہے یہ سامان دیکھ کر ارژنگ و چہرنگ و سخنگان و کل سرداران و افسران سپاہ و کل اہل لشکر کے ہوش جاتے رہے اور حیرت ہوئی سب چشم براہ ہو گئے نیا تماشہ نظر آیا کہ جو کبھی نہ دیکھا تھا کہ چمن خود بخود تیار ہوتے جاتے ہیں راہرو سے گذر رہے اب دیکھا کہ سیکڑوں ہزاروں گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے سرخ بانات کے

اسپر کارچوبی کام بنا ہوا پائجامہ گھٹنوں تک لپیٹے ہوئے بادلے کی لنگیاں باندھے ہوئے مشکیں دوش
پر اُنکے دہانوں پر فوارے چڑھے ہوئے مشکوں میں بجائے پانی کے گلاب یا کیوڑہ بھرا ہوا کئی ہزار سقے
چھڑکاؤ کرتے ہوئے آتے ہیں گرد و غبار کو بٹھاتے جاتے ہیں جب زمین پر گلاب اور کیوڑہ گرتا ہے اُسکے
سبب سے خاک بیٹھتی ہے اور کچھ غبار بلند ہوتا ہے اُس سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی ہے کہ تمام راہ مہک جاتی
بس چھڑکاؤ کرتے ہوئے گذر گئے اُنکے عقب میں دس ہزار کئی سو ہاتھی قطار در قطار خرطوم میں زنجیریں
طلائی لپٹی ہوئیں مستکوں پر آئینے طلائی چوکٹھوں کے لگے ہوئے پیشانی رنگی ہوئی اُنپر لکھا ہوا کہ این نشان لشکر خداوند
آفتاب جھولیں کارچوبی مخمل سرخ کی پڑی ہوئیں فیلبان وردیاں نئی نئی پہنے ہوئے وہ بھی سب
کارچوبی سینوں پر تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی پگڑیاں سروں پر کجک طلائی ہاتھوں میں لیے
ہوئے بیٹھے ہیں اُنکے عقب میں علمدار اُسی طور کی وردیاں پہنے ہوئے چھڑ بغل میں دبائے ہوئے
پھریرے کھولے ہوئے ہیں پھریرے سب سرخ ہیں اُنپر زردوزی بنی ہوئی ہے تصویر آفتاب و برجیس
بنی ہوئی تعریف ان دونوں کی تحریر ہے نشان طلائی ہیں اور کچھ نشان اُنکے عقب میں مرصع ہیں اُسپر یہ
تحریر ہے کہ این نشان لشکر خاص خداوند برابر چلے جاتے ہیں اُنکے بعد ماہی مراتب کے ہاتھی اُسی طور سے
آراستہ تھے اور یہ بھی قریب چار پانچ ہزار کے تھے اُنکے بعد سانڈنیاں باسامان مرصع و سانڈنی سوار
نادرکار وردیاں زیب تن کیے ہوئے اُسپر بیٹھے تھے اب بعد اسکے ہاتھیوں پر اور اشتروں پر ڈنکے رکھے
ہوئے اُنپر چوب پڑتی ہے کہ اُنکی صدا سے صحرا گونجا جاتا تھا یہ بھی گذرے پھر اُنکے بعد کئی لاکھ مرکبان
ترکی و عراقی و عجمی باساز و یراق مرصع سائیس چوریاں طلائی ہاتھوں میں لیے ہوئے مگس رانی
کرتے ہوئے صف بصف چلے آتے ہیں جب وہ بھی گذر گئے اُنکے عقب میں غول کے غول غٹ
کے غٹ خاص برداروں کے خاصگیاں دوش پہ رکھے غلاف زردوزی اُنپر چڑھے ہوئے اور
وردیاں کارچوبی پہنے ہوئے اُنکے بعد چوبدار عصا ہائے طلائی لیے ہوئے وردیاں پہنے ہوئے غٹ
کے غٹ گذر گئے اُنکے بعد یساول اُنکے ہاتھوں میں عصا ہائے مرصع کار وہ بھی کئی ہزار تھے سامنے
سے گذرے اب جو نظر کی تو دیکھا کہ نقرئی و گذدمی و گاؤدمی و شتری دماموں کی صدا بلند تھی کہ جسکے
سبب سے گوش کر ہوئے جاتے تھے صحرا گونج رہا تھا زمین ہل رہی تھی طائران صحرا صدا
نقارہ سے پریشان ہو ہو کر آشیانوں کی طرف جاتے تھے چرند جھاڑیوں اور جھنڈیوں میں پوشیدہ
ہو گئے تھے درندے بھاگے جاتے تھے کھائیوں میں پہاڑوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے جب یہ سب گذر چکے
سامنے سے پلٹنیں و رسالہ نمودار ہوئے تلواریں حمایل نیزے بلند سپریں و تلواریں دوش پر گروہ گروہ
ٹھٹ کے ٹھٹ مرکبوں کے سم سے سم کنوتی سے کنوتی ملی ہوئی دوش بدوش چار آئینہ چہار جامہ پوش مرکبوں
کی ٹاپوں سے زمین ہل رہی تھی غبار بلند تھا جھنکار سے تلواروں کی کان پڑی صدا نہیں سنائی دیتی
تھی سب کے سروں پر خود فولادی تھے غبار جو بلند ہوتا تھا اُسمیں جو سنانیں بلند تھیں اور چمکتی تھیں تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ برج خاکی کے اندر ستارے چمک رہے ہیں دھوپ کی شعاع سے نشان اور خود
ایسے چمکتے تھے کہ جیسے آئینے نشانوں کا یہ حال ہے کہ طلائی جو ہیں اور عکس آفتاب جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوتا
ہے کہ بالا سے ہوا آگ لگی ہے اُسکے شعلے بلند ہیں بس لاکھوں سوار و پیدل رسالہ کے رسالہ سامنے سے
گذر گئے اُنمیں باجے جنگی بجتے ہوئے ارژنگ وغیرہ نے دیکھا تھا کہ جب سے آمد لشکر کی شروع ہوئی
ہے اُس لشکر پر ایک نیلگوں آسمان سا محیط ہے اُس سے برابر بارش گل ہوتی جاتی ہے یہ لوگ حیرت میں

یہ سامان دیکھتے تھے حیرت بالائے حیرت ہوتی تھی جب قریب بیس یا بائیس لاکھ کے لشکر گذر گیا
سب نے دیکھا کہ تمام صحرا زمردی ہوگیا اور طلائی اب جو غور کرکے دیکھا تو آگے آگے اسی ہزار سوار
دوش بدوش چار آئینہ بند چاندپوش رکاب بر کاب سم سے سم مرکب کا ملا ہوا دم سے دم چلے آتے ہیں
اُنکے لباس زمردی تھے خود طلائی ہیں اسلحہ مرصع ہیں ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ کل لشکر کے
سینوں پر تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی ہے اور گرد اُسکے تعریف اُسکی تحریر ہے اور نشان بھی آفتابی
ہیں لشکر کے پس اُنکے بعد دیکھا کہ قریب تیس لاکھ کے لشکر خود اُنکے طلائی تلواریں علم کیے ہوئے برہنہ
اور ہزاروں بادشاہ اور سرداران سپاہ اور سرداران بادشاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار و کل افسران
فوج موج بموج نقیبان خوش گلو صدائے ادب باش لگاتے ہوئے اور بہت سے ہاتھی اُس تخت
کے روبرو زنجیرہائے طلائی سے کسے ہوئے فیلبان وردیاں پہنے ہوئے اور اُس تخت پر ایک گنبد
ایسا ضو وار بنا ہے کہ وسط کے درجہ پر نگاہ نہیں کام کرتی ہے اُسپر موتیوں کی جھالریں پڑی ہیں اُس سے نور
ساطع و لامع ہے چتر اُس گنبد پر لگا ہوا ہے آفتاب کلس پر بنا ہوا ہے کہ اُس سے نور پیدا ہے صرف اسقدر
محسوس ہوتا ہے کہ پیشانی پر اُس در کی تحریر ہے کہ این مقام خداوند برجیس ایک پہلو کے درمیان
افریق شاہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے طرۂ پیغمبری کلاہ میں لگا ہوا ہے اور ایک طرف خوشخو ارشاد
ہے جس طرف افریق شاہ ہے اُسکے برابر کے درجہ میں مرد شیر افگن سپہ سالار لشکر خاص کرسی پر بیٹھا ہے
طرۂ سپہ سالاری خود پر لگا ہے اور اُسکے برابر کے درجہ میں مخانہ ہے اُسکی پیشانی پر تحریر ہے این مخانہ خاص
اور جدھر خوشخو ارشاد ہے اُسکے برابر کے درجہ میں وزیر اعظم روشن دل سندیل وزارت سر پر رکھے
ہوئے ہے اور برابر اُسکے جو در ہے اُسمیں آبدار خانہ ہے بکلام تحریر ہے کہ این آبدار خانہ خداوند اُنھیں تختوں
کے گرد سب سرداران اور افسران سپاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار فوج و شاہان ذیجاہ ہیں اُسکے
بعد تیس لاکھ سپاہ شمشیر برہنہ لیے کہ جنکے خود طلائی ہیں اوپر ذکر ہو چکا ہے اور سر پر برجیس کے نیچے کلس
گنبد پر اُس آسمان نیلگوں سے ایسا آفتاب ظاہر ہے کہ اُسکا عکس جو گنبد پر پڑتا ہے وہ گنبد چمکتا ہے اور
وہ گنبد ایک ڈال الماس ہے اور ستون اُسکے زمردی ہیں وہ جو آفتاب آسمان سے ظاہر ہے اُس سے
اسقدر نور پیدا ہے کہ تمام لشکر پر اُسکا عکس پڑتا ہے اور سب مقام پر روشنی ہے یہ جو سامان دیکھا ارژنگ
وغیرہ کو اسقدر حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گئے کل لشکر ارژنگ کو بھی حیرت ہوئی اور
خیال کیا کہ بڑا سامان ہے یہ جو کچھ دھوم سے کر کے سب بجا ہے ہمنے ایسا سامان کبھی کسی کے ہمراہ نہیں دیکھا
جو کہ برجیس کے ہمراہ ہے بس جب سواری برجیس کی سامنے سے گذری ارژنگ وغیرہ نے دیکھا
کہ ہزاروں تلواریں برہنہ علم ہیں اب جو دیکھا تو بہت سے محافہ طلائی ہیں اور دو محافہ الماس نگار
ہیں اُن سب محافوں کے گرد لشکر تلواریں برہنہ لیے ہوئے ہمراہ ہے کارچوبی پردے پڑے ہوئے
ہیں الماسی محافوں پر موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی منقشی ڈوریاں ہیں کہار وردیاں پہنے ہوئے ہیں
محافوں کو دوش پر اُٹھائے ہوئے بڑے ساز و سامان سے اُن دونوں محافوں کے عقب میں ہزاروں
محافہ ہیں ارژنگ نے پلٹ کر سنگدلان سے کہا کہ ناموس بھی ہمراہ ہے ملکہ بھی ضرور ہوگی البتہ ہمکو بھی
نکلیں سا سنا ہے جاتے ہیں اُسپر عاشق ہوں وہ بھی مجھکو دیکھ کر ضرور فریفتہ ہوگی سنگدلان نے جواب دیا
کہ جی ہاں آپ ایسے ہی تو خوبصورت ہیں وہ جو کی پیچ لوٹا بھی نہ رکھے گی عاشق ہونا کیسا اُسکی لونڈی بھی
تو ادھر نہ رخ کریگی اُسکی خواصیں کنیزیں شاہزادیوں پر فوق لیجاتی ہونگی اُنکے نزدیک کسی شاہزادے

کی اصل نہو گی راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ ایسی حسین تھی اور وہ نور حق تعالی نے ملکہ ثریا سے ستین کو
عطا فرمایا تھا کہ محافہ کے اندر سے منور ہو رہا تھا اور گرد محافہ کے ہالہ بندھا ہوا تھا جیسے ماہ کے گرد
ہالہ ہوتا ہی بلکہ تمام شہر آفتاب نما مین ماہ آفتاب نما مشہور تھی اپنے زمانے کی زلیخا تھی سختگان نے
کہا کہ ای ارژنگ دیکھ کہ اس محافہ مین ملکہ ہی اور دوسرے محافہ مین جو کہ اسکے برابر ہی ملکہ کی مان
ہی یہ کہکر سختگان نے اشارہ کیا ارژنگ نے کہا کس محافہ مین سختگان نے جواب دیا کہ جسکے گرد نور
کا ہالہ ہی بس یہ سننا تھا کہ ارژنگ نے دیکھا ادھر کو اور ہائے کر کے کلیجہ پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے مار
ڈالا سختگان نے جواب دیا کہ ای ارژنگ بس ان باتون سے درگذر رو ورنہ خراب ہو گے جو ایسی باتین
کروگے دل پہ سل صبر کی رکھو اور جبر کرو ورنہ ذلت کا سامنا ہوگا اور پھر کچھ بنائے سے تدبیر نہ بن پڑیگی
مین نے سمجھا دیا وہ محافہ بھی گذر گئے اب دیکھا کہ لشکر چلا آتا ہی یہ تو گھوڑے ہوئے تھے کہ ادھر بہرجلیس نے
جو تخت پر سے دیکھا کہ ارژنگ مع کل لشکر کے میرے انتظار مین کھڑا ہی خونخوار شاہ سے کہا کہ ایک
چوبدار کے ذریعہ سے ارژنگ کے پاس پیام روانہ کرو کہ تخت پر سے اترکر اور مرکب پہ سوار ہو کر
مع اپنے سردارون کے میرے لشکر مین آؤ اور جہان اور بادشاہ ہین انہین شامل ہوا پنے سردارون
کو میرے سردارون مین اور اپنے پہلوانون کو میرے پہلوانون مین اپنے سپہ سالار کو میرے سپہ سالارون
مین اور اپنے وزیر سختگان کو اپنے ہمراہ رکھو اور لشکر میرے لشکر مین شامل کرو بس خونخوار شاہ نے
ایک چوبدار کو یہ حکم دے کر جب حکم بہرجلیس روانہ کیا یہان ارژنگ کھڑا ہوا تماشہ سواری کا
دیکھ رہا تھا کہ چوبدار خاص بہرجلیس پہونچا اسکے سر پر آفتاب بنا ہوا تھا غرض یہ تھا کہ این چوبدار خاص نے
ارژنگ کو پیام خداوند کا دیا اور کہا خداوند نے یہ حکم فرمایا ہی بس ارژنگ وچترنگ نے تخت کو
ترک کیا مرکبون پر سوار ہوئے سختگان و دیلم و اسلم و قرماسپ کو ہمراہ لیکر اور سب اپنے لشکر
کے سردارون و افسرون و پہلوانون کو اور لشکر کو یہ حکم دے کر کہ جو لشکر عقب مین چلا آتا ہی اسی مین
تم بھی شامل ہو جاؤ بس کل لشکر جو کہ قریب چالیس لاکھ کے تھا ایک مرتبہ باگین اٹھا کر مرکب
دوڑا کر شامل لشکر بہرجلیس ہو گیا نشان لشکر جتنے پھریرے سیاہ تھے اور خوک پیکر و سگ پیکر تھے
وہ ایک طرف نشانون مین مل گئے اور جلوس سواری جلوس سواری مین سردار و افسر سپاہ
سردار و افسران سپاہ مین ارژنگ وچترنگ مع سختگان و دیلم و اسلم و قرماسپ بادشاہون مین گل
ہوئے مگر لشکر کے علمون اور پھریرون اور وردیون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ لشکر اور ہی اور یہ اور ہی
بہرجلیس کے لشکر کے نشان آفتاب نما تھے اور پھریرے سرخ پھریرے تھے اور وردیان بھی اور اس لشکر
کے علم خوک پیکر و سگ پیکر اور پھریرے سیاہ وردیان بھی سیاہ تھین کچھ تکرنا بہت ہوتا بس جب تک
لشکر ارژنگ وچترنگ شامل لشکر ہو چکا اب اس لشکر کی حد انتہا نہ رہی اور شمار کرنے سے
معلوم ہوا کہ یہ لشکر ایک کرور چالیس لاکھ کا ہی بس اب بہرجلیس ارژنگ وغیرہ کو ہمراہ لیکر
چلا طریقہ یہ ہوا کہ داہنی طرف بہرجلیس کے جو بادشاہ تھے انکے ہمراہ ارژنگ تھا مع سختگان و دیلم
کے اور بائین طرف کے بادشاہون مین چترنگ تھا مع اسلم و قرماسپ کے اور جو بادشاہ مطیع
تھے ارژنگ کے اور جو چترنگ کے مطیع تھے وہ چترنگ کے ہمراہ تھے بس بہرجلیس اب
یہان سے طرف فرنگو شیشہ کے مع کل لشکر کے روانہ ہوا مقام قیام پہ کوچ و گاہ دیکھکر قیام کرتا ہوا اور
یہان شہر مین عمر تا مین شاہ حکومت کرتا ہی جب بوقت سحر دربار مین جاتا ہی پہلے تصویر آفتاب کو

سجدہ کرتا ہی پھر تخت پر قدم رکھتا ہی اسی طور سے ہوتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی یہ تو یہان حکومت کر رہا ہی سبب
اسکے یہ جب حکم برجلیس مطیع و فرمانبردار ہین ادھر برجلیس لشکر کشی کیے ہوئے اس شان و شوکت
سے بر سر اہل اسلام چلا جاتا ہی یہ راہ مین ہی اور طریقہ یہ ہی کہ جہان قیام کرتا ہی وہ تخت ہاتھیون پر سے
کھول لیا جاتا ہی جو بارگاہ وغیرہ ہمراہ ہین وہ برپا ہوتی ہین انہین رکھدیا جاتا ہی پھر جب کوچ ہوتا ہی
کسدیا جاتا ہی مگر برجلیس اسکے اندر سے باہر نہین آتا ہی جس بارگاہ مین تخت رکھا جاتا ہی اسکی پشت پر
ایک خیمہ برپا ہوتا ہی اسکے اندر کسی کے جانے کا حکم نہین ہوتا ہی وہ خالی رہتا ہی اسپر پہرہ مقرر رہتا
ہی بس شب کو برجلیس اس خیمے مین جاتا ہی اور حاجت ضروری سے فراغت حاصل کرتا ہی پشت گنبد
سے جب یہ گنبد مین آجاتا ہی پھر وہ دروازہ غائب ہو جاتا ہی اسی طور سے کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا
ہی یہ تو راہ مین ہی اسکا حال پھر تحریر ہوگا لیکن اب طوطار شاہ کا حال سماعت فرمایے کہ یہ جو پیش خیمہ
لیکر روانہ ہوا تھا اور اسکے ہمراہ ارمان بھی تھا اور اسکے ہمراہ پیش خیمہ ارژنگ و چنرنگ کا تھا
یہ سب کے سب برابر دو منزلہ کا ایک منزلہ کرتے ہوئے راہ کو بالکل صاف و شفاف کرتے ہوئے
جا بجا سے رسد جمع کرتے ہوئے چلے جاتے ہین خلاصہ یہ کہ بعد ایک ماہ اور چند روز کے بعد قطع منازل
و طی مراحل سرحد فرنگوشیہ مین پہونچے کوکہ فرنگوشیہ دارالسلطنت شہر آفتاب تھا و اقلیم خورشید یہ
سے پانچ ماہ کا راستہ رکھتا تھا مگر یہ اپنے جلد آنے کے ڈیڑھ ماہ مین پہونچے جب سرحد فرنگوشیہ مین پہونچے
دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان سے دس کوس پہ شہر فرنگوشیہ ہی اب جو کوچ کیا جائیگا تو اندرون
شہر منزل ہوگی بس طوطار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ منزل مقصود پر آگئے اب ایسا مقام مناسب
دیکھکر قیام کیا جائے کہ لشکر خداوندی ایک کروڑ سے زیادہ ہی پھر انکے ہمراہ ارژنگ بھی ہی اور
چنرنگ بھی ہی انکا بھی لشکر تیس چالیس لاکھ کا ہی بس قریب ڈیڑھ دو کروڑ کے لشکر ہو گیا بس ایسا مقام ہو
کہ یہ سب لشکر فروکش ہون اور خیمے و بارگاہین وغیرہ برپا ہون ایک میدان دس بارہ کوس کا
تو خیموں سے مملو ہو جائیگا اور مقام پر از آب و گیاہ ہو اور یہ بھی ہو کہ اگر مقابلہ کی ٹھہرے اور لشکر حریف بھی کر
مقابلے مین فروکش ہو تو میدان سے برابر مقابلہ رہے سرشار شاہ نے کہا کہ یہی مقام مناسب
ہی جیسا کہ تم چاہتے ہو اس سے بہتر کوئی مقام نہوگا شہر سے دس کوس کا فاصلہ ہی اور لشکر حریف اسطرف
آکر فروکش ہوگا یہی مقام برابر مقابلہ قرار پائیگا اول تو مقابلہ کی نوبت نہ آئیگی جب وہ اسقدر لشکر دیکھینگے
تو اطاعت کرینگے طوطار شاہ نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہی سنا گیا ہی کہ وہ لوگ بہت خود سر ہین بس
اطاعت کرنا امر دشوار ہی ضرور مقابلہ ہوگا سرشار شاہ نے کہا کہ پھر اسی مقام پر قیام کرو ارمان
کھڑا ہوا تھا برابر طوطار شاہ کے کہنے لگا کہ میری تو یہ راے ہی کہ اسی طور سے بغیر کیے ہوئے شہر مین چلو
وہ لوگ غافل ہونگے انکو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلو جب خداوند تشریف لائین تو شہر کو مسخر پائین اور طرفہ
کو کوچ فرمائین طوطار شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر بالکل نامردی پر محمول ہی دوسرے یہ حکم ہمکو خداوند
کا بھی نہین ہی اگر ہم خلاف حکم کرینگے تو عذاب مین مبتلا ہونگے بس خلاف نہین کر سکتے ہین یہ کہکر کہا
کہ تم بھی اپنے خیمے وغیرہ برپا کرو اور اپنے لشکر کو اتار لو اس سے بہتر کوئی دوسرا مقام نہ ممکن ہوگا
ارمان شہیر صولت نے کہا کہ بہت بہتر یہ کہکر اسنے مقام مناسب دیکھکر خیمہ وغیرہ برپا کرنے کا حکم
دیا بارگاہین برپا ہو گئین ایک طرف برجلیس کی بارگاہین برپا ہوئین ایک جانب ارژنگ
کی بارگاہین آراستہ کی گئین کوسوں تک خیمہ و بارگاہین برپا ہوئین جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوا

خیموں اور بارگاہوں سے کچھ نظر نہ آتا تھا وسط میں بارگاہ بہرجلیس برپا ہوئی تھی کہ جسکے اندر ایک لاکھ آدمی
کرسی و دنگل تھے مرصع کار و ستون سب الماس لگا رہے تھے بارگاہ مخمل سبز کی تھی زر و وزری بنی ہوئی
تھی کلس طلائی تھا ہر دروازے اور ہر ستون پر آفتاب بنا ہوا تھا کلس جو تھا وہ طلائی بھی تھا گو سب
بارگاہوں اور خیموں کا یہی حال تھا سب کے کلس طلائی تھے مگر اس بارگاہ کا بھی کلس طلائی تھا
اس پر آفتاب بنا ہوا تھا اور اس سے ضو پیدا تھی کہ اسکی روشنی دور تک جاتی تھی پس جب بارگاہیں برپا
ہو چکیں اور خیمے و علم برپا ہو چکے نشان کھولے گئے ایک طرف ارژنگ کے لشکر کے نشان بھی
تھے اور ایک جانب لشکر بہرجلیس کے پس یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ لشکر آفتاب پرستان ہو اور یہ
لشکر لقا پرستان ہی مگر طریقہ یہ تھا کہ ایک لشکر سے دوسرے لشکر تک بازار بن گئے تھے دونوں لشکر جدا
نہ تھے ایک مقام پر خدا اپنے کا خیمہ تھا اُس مقام پر پہرہ چوکی بہت مقرر کیا لشکر اُترا چھاؤنی لشکر کی
ہوئی ادھر لشکر ارژنگ نے بھی چھاؤنی کی پس لشکر جب اُتر چکا طوطمار شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ میں
داخل ہوئے ارمان اپنی بارگاہ میں یہ تو یہاں خیمے وغیرہ برپا کر کے فروکش ہوئے ہیں بہرجلیس
چلا آتا ہی یہ انتظار ہی کہ خداوند آئیں تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح ہے تو اس انتظار میں ہیں
کہ خداوند آئیں تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح ہی تو اس انتظار میں ہیں پس انکو تو اسی
انتظار میں یہاں مقیم رکھا جاتا ہی اور بہرجلیس کو راہ روی میں اور اب کچھ حال شہر
فرنگوشیہ کا تحریر ہوتا ہی

اب شمہ حال شہر فرنگوشیہ کا سماعت فرمائیے

راوی نے بیان کیا ہی کہ یہاں محکوم شاہ طرف سے ایرج نوجوان کے حاکم ہی خاندان کے
مالک بن ملکوت شاہ کے ہی بہت مرد جری اور بہادر ہی اور بڑا دبدبہ دار ہی یہاں اسکے پاس
چار لاکھ کا لشکر ہی اسکے افسر و سردار اور پہلوان دربار میں بیٹھے ہیں جو کچھ اس ملک سے اور دیگر
ملک سے حاصل ہوتا ہی جو کہ اسکے متعلق ہیں وہ سب آمدنی جمع کر کے پاس ایرج نوجوان کے
روانہ کرتا ہی جب سے ایرج نوجوان ہمراہ صاحبقران تشریف لیگئے ہیں اور اسکو معلوم ہوا
کہ یہ رستم ثانی ہیں یہ شہر بار رعایا برقرار ہیں تو یہ خزانہ میں جمع کرنے لگا اس خیال سے کہ یہ جب میرے
آقا و مالک تشریف لائینگے اسوقت پیش کرونگا جسے عدل و انصاف سے حکمرانی کرتا ہی کوئی
ناخوش نہیں ہی سب اہل شہر و اہل لشکر دل شاد ہیں محکوم شاہ کی سلامتی کی دعا درگاہ خدا سے
ہمیشہ نماز پنجگانہ میں کرتے ہیں محکوم شاہ بھی بہت خوش اعتقادی کے ساتھ بسر کرتا ہی دونوں
وقت دربار کرتا ہی افسران سپاہ و سردار دونوں وقت حاضر دربار ہوتے ہیں ایک دن کا ذکر ہی کہ
پرچہ اخبار دیکھ رہا تھا پرچہ نویس نے لکھا تھا کہ ایک لشکر کثیر آفتاب پرستوں کا اس طرف آتا
ہی اور طوطمار شاہ پیش خیمہ ایک قریب شہر کے پہنچ چکا ہی لشکر ہمراہ ارژنگ کے بہت [illegible] طریقہ
سے ثابت ہوتا ہی کہ ہم سے مقابلہ کرنے آئے ہیں یہ جو پرچہ اخبار محکوم شاہ نے دیکھا اہل دربار سے
کہا کہ آپ لوگوں نے اور کچھ سنا کہ کیا واقعہ آجکل عالم میں گذرا ہی کچھ پرچہ نویس نے لکھا ہی کہ سمت
مشرق کے ایک اقلیم ہی کہ نام اسکا خورشید ہی وہاں بہت سے ملک تھے اور [illegible]
قبل اسکے مختلف مذہبوں کے آدمی مقیم تھے سوا مذہب اسلام [illegible]

ہی کہ اُسکا نام شہر آفتاب نما ہی وہان کا بادشاہ خورشید شاہ تھا وہ لکھتا ہی کہ اُسکی ایک دختر تھی
اور خورشید شاہ کا مذہب آفتاب پرستی تھا وہ جو اُسکی دختر تھی اور اب بھی ہی بہت حسین اور
خوبصورت تھی اُسکو شادی سے ہمیشہ انکار تھا اور اصل امر یہ تھا کہ اُسکو اپنے حسن و جمال پر غرور
تھا کہ مین بہت خوبصورت ہون یہ بھی تحریر کرتا ہی جب اُس سے کوئی سوال کرتا تھا کہ تم شادی
کیون نہین کرتی ہو تو کہتی تھی کہ مین خداوند آفتاب پر عاشق ہون خداوند میرے اوپر فریفتہ ہین مین زوجہ
خداوند ہوکر بندون کے ساتھ شادی کرون حسن اتفاق سے وہ حاملہ ہوئی اُسپر تہمت زنا کی لگائی
گئی اُسنے انکار کیا اور کہا کہ مین خداوند سے حاملہ ہون سب نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہی بس اُسنے ثابت
کردیا اُسدن سے اُسکا بڑا اعزاز کیا گیا نو مہینہ بانجام رسید کہ لڑکا پیدا ہوا بڑا قصہ ہی وہ جوان ہوا اُسدن
سے وہان دین آفتاب پرستی کو زیادہ ترقی ہوئی قاعدہ بنایا گیا تمام اقلیم کے لوگ سب آفتاب پرست
ہوگئے محکوم شاہ نے سب واقعہ ابتدا سے جو کہ جلد دوم و اول مین اور اس جلد مین تحریر
ہوا ہی بیان کیا کہ پرچہ نویس تحریر کرتا ہی کہ ارژنگ لشکرکشی کرکے اُسکی بیٹی پر عاشق ہوکر گیا تھا
بڑے بڑے مقابلے ہوئے آخر کو ارژنگ نے شکست کھائی سبب یہ ہی کہ آفتاب جلا دیتا ہی آخر
کو عاجز ہوکر اطاعت کی اِس شرط پر کہ تم خداپرستون سے مقابلہ کرو اُنکو غارت کرو تو مین تمھارا دین
قبول کرون اُسنے قبول کیا چنانچہ وہ ارژنگ کو اپنے ہمراہ لیکر براے غارتگری اہل اسلام اپنے
ملک سے لشکر کثیر لیکر روانہ ہوا اُسکا ہراول پیش خیمہ لیکر آتا ہی ادھر کے ہراول لشکر کا نام طومار شاہ
و مہر شاہ ہی اُسکے ہمراہ دو لاکھ اسی ہزار سپاہ ہی اور اسی لشکر کے ہمراہ ارژنگ کا بھی پیش خیمہ ہی اُسکا
ہراول ارمان شیر صولت ہی ارژنگ کو لکھتا ہی کہ یہ لڑکا ہی زمرد شاہ ثانی کا جو کہ صاحبقران ثانی
کے ہاتھ سے مارا گیا اِسنے خورشید نگار سے خروج کیا تھا بلکہ خاور پر قبضہ بھی کر لیا تھا بہرام شاہ
خاور ہی شکست کھا کر فرار کر گیا جب یہ شہر آفتاب نما کو گیا تو رستم خان بن گنجا سنے پھر جا کر
خاور پر قبضہ کیا اور وہان کسی کو بادشاہ کیا بس اُسنے لکھا ہی کہ اپنا بندوبست فرمایئے آفتاب پرست
اِس سے مقابلہ کرنے آئے ہین اِس خیال سے کہ قبل مین یہان کے لوگ آفتاب پرست تھے
پہلے اِسی ملک پر قبضہ کرو افسران سپاہ نے سنکے جواب دیا کہ اگر آتا ہی تو آنے دیجیے کیا کریگا ہم نہ
اطاعت کرینگے اور نہ اُسکا دین قبول کرینگے بلکہ مقابلہ کرلین گے اگر مارے گئے تو مرتبہ شہادت پایا
اور جو غالب آئے تو بھی اپنے آقاؤن اور مالکون کے روبرو اور اہل خلق کے نزدیک سرخرو ہوئے
ہم یون تو مانین گے محکوم شاہ نے کہا کہ خیال اِس امر کا ہی کہ آجکل ہمارے آقا رستم ثانی ہین
شہریار عالیوقار شاہ ایرج نامدار ان لوگون کا کچھ پتہ و نشان نہین معلوم کہ اُنکو آگاہ کرتے نہین معلوم
کہان تشریف فرما ہین خیر جو مرضی مالک ہم راضی برضا ہین اگر وہ مرتد ادھر آتے ہین تو کیا غم ہی
ہم بھی وہ جنگ برداشت کرینگے کہ اُنکو بھی معلوم ہوگا کہ کسی سے مقابلہ ہوا تھا سب نے جواب دیا کہ بجا
ارشاد ہوا یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چوبدار سرکار کے دربار مین حاضر ہوئے مجراگاہ سے مجرا بجا لائے
زمین ادب کو لب عجز و عقیدت سے بوسہ دیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے شاہی بجا لائے اور یہ شعر پڑھا
شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ☆ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ☆ بادشاہ عالم کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارۂ اوج
و اقبال ہو دوست شاد دشمن رو سیاہ پائمال ہو محکوم شاہ نے فرمایا کہ کیا خبر لائے بیان کرو یہ سنکر
اُنھون نے عرض کیا کہ ہم غلامان حضور و جان نثار سرکار براے ہوا خوری بیرون شہر گئے تھے چنانچہ

جب شہر سے کوئی دس کوس پرے گئے تو ہمکو نشان لشکر نظر آئے کہ کوئی لشکر اُترا ہوا ہے غلام پاس شاطری
لگا کر گئے تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر اُترا ہوا ہے مگر اُسکے دو حصہ ہین ایک سمت کے تو نشان طلائی ہین پھریرے
گلنار ہین ایک سمت کے نشان سیاہ و زنگاری پھریرون کے ہین اُن نشانون پر جو کہ طلائی ہین آفتاب
بنے ہوئے ہین اور جو سیاہ پھریرون کے ہین اُنپر تصویر لقا و زمرد شاہ کی ہے اور کسی پر تصویر ارژنگ بن زمرد کی بنی
ہوئی ہے اور اُنکی تعریف تحریر ہے اور اُنپر آفتاب اور مہر جبیں کوئی ہے اُسکی تعریف ہے اور لاکھون خیمے
کوسون تک برپا ہین اور ہزارون بارگاہین مگر دو بارگاہین جو وسط لشکر مین ہین ایک پر تحریر ہے کہ این
بارگاہ خداوند مہر جبیں واین بارگاہ ناموس اس بارگاہ سے اُس بارگاہ تک کوئی ایک میل کا فاصلہ ہے مگر ایک راستہ
بنا ہوا ہے کہ اُس بارگاہ سے اُس بارگاہ مین جا سکتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ جب طومار شاہ پیش خیمہ لیکر
چلا تھا تو ایک کاغذ لفافہ مین بند حجاب کے اندر سے افریق شاہ کو ملا تھا کہ یہ طومار کو دیدینا اور
کہدینا کہ اسکو اسوقت کھولے کہ جب خیمہ وغیرہ برپا کرنے لگے اُسوقت اس تحریر کو دیکھنا چنانچہ جب
یہان آکر خیمے وغیرہ طومار شاہ نے برپا کرائے تھے تو اُس تحریر کو دیکھا تھا یہ تحریر تھا کہ وسط لشکر
مین میری بارگاہ برپا کرنا اُس سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ ناموس ہو اور پشت بارگاہ پر جہان
پر اندر بارگاہ کے تخت ہم آراستہ کیا جائے اُس مقام پر ایک خیمہ برپا کیا جائے اُس خیمہ سے
تا خیمہ ناموس ایک کوچہ سلامت بنایا جائے اور اس خیمہ پر پہرہ وغیرہ مقرر کیا جائے چنانچہ
ایسا ہی کیا تھا اندر بارگاہ کے طومار نے تخت ہم آراستہ کیا تھا اُس تخت کی یہ حالت تھی کہ تین در
کا تخت تھا اور سات زینے لگے تھے وہ تخت طلائی تھا اُس بارگاہ مین تین درجے تھے پہلے درجہ کے
اوپر لکھا تھا این مقام خداوندی است وہ تخت اُس درجہ مین برپا کیا گیا اور وہ تخت
مثل گنبد کے تھا اور اُس تخت کے درون پر نہایت عمدہ زربفتی حجاب پڑے تھے مگر
اُن حجاب کے برابر دو کرسیان جواہر نگار آراستہ تھین ایک کرسی پہ لکھا تھا کہ این
مقام خونخوار شاہ واین مقام افریق شاہ بس دوسرے درجہ مین جو کہ اُس بارگاہ کا بہت
وسیع تھا یہ لکھا تھا کہ این مقام شاہان مطیع خداوند اُسمین وہ نیم تخت طومار شاہ نے آراستہ کئے ہر نیم تخت
پر ہر بادشاہ کا نام تحریر تھا تیسرے درجہ کی پیشانی پر یہ تحریر تھا کہ این مقام کل افسران سپاہ و
پہلوانان لشکر و سرداران فوج اُسمین ہزارون ڈنگل و کرسیان طومار شاہ نے آراستہ کی تھین اور
ہر ایک کرسی و ڈنگل پر نام افسرون کے و سردارون کے و پہلوانون کے مع لشکر ارژنگ و چترنگ
کے تحریر تھے اُس درجہ کے بعد صحن تھا اُسکے بعد جلوخانے تھے یہ طریقہ تھا یہان کی نشست کا بس
طومار شاہ نے پشت بارگاہ پر خیمہ برپا کیا اور کوچہ سلامت بارگاہ سے لیکر تا بارگاہ ناموس
تیار کیا اور پہرے چوکی ہر مقام پر بطور مناسب مقرر کیا تھا یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدم برسر مطلب اُن ہرکارون
نے عرض کیا کہ دوسری سمت بھی بارگاہین برپا تھین ایک بارگاہ پر لکھا تھا کہ این بارگاہ ارژنگی اور
دوسرے پر لکھا تھا کہ این بارگاہ چترنگی اور ہزارون خیمے برپا تھے اور لشکر کثیر بھی سوائے خیمون اور
بارگاہون کے کچھ نظر نہین آتا ہے بڑی شان و شوکت ہے ہم غلامون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ یہ لشکر خداوند آفتاب کا ہے اور وہ ارژنگ و چترنگ بن زمرد شاہ کا خداوند آفتاب نے
طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کو اپنا پیش خیمہ لیکر روانہ کیا ہے اور اُنکا قصد ہے کہ بذات خود [illegible]
سے مقابلہ کرین اور اُنکو اپنے مذہب مین لاوین اگر وہ آفتاب پرستی اختیار کرین تو خیر ورنہ اپنا عذاب

اُنپر نازل کرکے اُنکو غارت کرین کیونکہ یہ لوگ بہت مغرور ہوگئے ہین گویا قصد خداوند کا اپنے مقام
سے کوچ فرمانے کا نہ تھا یہ قصد تھا کہ جب خداپرست یہان آئین گے تو اُنسے مقابلہ کیا جائیگا اور اگر
وہ راہ پر آئین گے تو خیر ورنہ اُنپر عذاب نازل کیا جائیگا اور غارت کیے جائین گے چنانچہ خداوند اِسی
قصد سے اپنے مقام پر مقیم تھے اتفاق سے خداوند کی ہمشیرہ پر ارزنگ بن زمرد ثانی جو کہ اپنے
کو خدا کہتا تھا اُسنے خورشید نگار سے جو واسطے مقابلہ اہل اسلام خروج کیا تھا اور خاور پر قبضہ کرلیا
تھا اُسی زمانہ مین وہ عاشق ہوا اور ولولۂ عشق مین ارزنگ نے نامہ تحریر کیا اُسکا جواب سخت
خداوند نے دیا وہ اِس غرور مین خداوند پر لشکرکشی کرکے آیا کہ مین خود خدا ہون اِن سب کو غارت
کرکے اپنی معشوقہ پر قبضہ کرلونگا چنانچہ آکر مقابلہ کیا انجام یہ ہوا کہ شکست کھائی آخر عاجز ہوکر خداوند
کی اطاعت پر اِس شرط سے راضی ہوا کہ آپ لشکرکشی کرکے خداپرستون کو غارت فرمائیے خداوند
نے قبول کیا اور اُسکے کہنے سے لشکرکشی کی چنانچہ طومار شاہ وغیرہ کو پیش خیمہ لیکر اِدھر کو روانہ کیا
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اُسکا قصد مصمم یہ ہے کہ اِسی طور سے جو جو ملک ہم لوگون کے قبضہ مین ہین
یعنے اہل اسلام کے اُنکو غارت و تباہ کرتا ہوا برسر لشکر اسلام پہونچے جہان صاحبقران تشریف فرما
ہون اُنسے مقابلہ کرے چنانچہ پہلا ملک حضور کا اُسکو ملا ہے اُسکے ہراول نے یہان خیمے وغیرہ برپا کیے
ہین اور اُنکا قصد ہے کہ خداوند آلین تو مقابلہ کیا جائے اُسکی بھی آمد لگی ہوئی ہے یہ خبر تازہ تھی جو غلامون
سے دریافت کی تھی آگے عرض کی اب حضور کو اختیار ہے محکوم شاہ نے فرمایا کہ آیا ہے تو آنے دو ہمارا ایک
خدا مالک ہے جو اُسکی مرضی ہوگی وہ ہوگا یہ ہمارے نے سے رہا کہ ہم بخوف جان اُسکی اطاعت کرین یا ترک
اسلام کرین جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہم مقابلے سے باز نہ آئین گے یہ کہکر اُنکو خلعت دیکر
رخصت کیا وہ سلام کرکے دربار سے باہر آئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تمنے سُنا جو کچھ
ہرکارون نے خبر بیان کی کسقدر یہ لوگ کم عقل ہین کہ جہان کچھ تزک و حشم دیکھ لیا اُسنے کہدیا کہ مین خدا
ہون بس قبول کرلیا کسقدر کم اعتقاد ہین بھلا یہ کہان ممکن ہے کہ خدا کی بہن ہو اور مان اور باپ یہ کوئی
ساحر ہے لو اور غضب سنو کہ خدا کی بہن پر ارزنگ بن زمرد ثانی فریفتہ ہوا اِس ارزنگ نے اپنے
باپ کی طرح دعوی کیا اِسکو کیا ہوا ہے دادا اِسکا حالت کفر مین ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا
باپ اِسکا کافر تھا وہ بھی ہاتھ سے صاحبقران ثانی کے مارا گیا یہ بھی قتل ہوگا اِس خاندان مین جو پیدا ہوتا
ہے بالکل بیوقوف پیدا ہوتا ہے ذرا بھی عقل نہین رکھتا ہے خیر جب آئیگا تو دیکھا جائیگا مگر یہ نہ ثابت ہوا
کہ اولاد بختیارک سے بھی کوئی ہے یا نہین جو کہ ارزنگ کی درگاہ کا شیطان ہے اور مین نے سُنا تھا
کہ توریج بدرگ حرامی کے دو فرزند تھے جو کہ فرعون ثانی کی دختر سے پیدا ہوئے تھے نہین معلوم
وہ کہان ہین اور کیون نہ اِسکے شریک ہوئے ایک اہل دربار نے عرض کیا کہ بہت عرصہ ہوا مین نے
ایک اخبار مین دیکھا تھا وہ تحریر کرتا تھا کہ ارزنگ نے خروج کیا ہے شہر خورشید نگار سے اور
سوختگان بن بختگان کو اپنا وزیر کیا اور دیلم بن توریج و اسلم بن توریج کو اپنا سپہ سالار لشکر مقرر
کیا اور بڑی شان و شوکت پیدا کی ہے اُسکا قصد یہ ہے کہ ممالک اہل اسلام کو غارت کرے میرا قصد ہوا
تھا کہ مین حضور سے عرض کرون پھر خیال کیا کہ اور کچھ اخبار روانہ آئین تو مین عرض کرون مگر
اُس دن سے پھر کچھ اُسنے نہ لکھا نہ مین نے عرض کیا محکوم شاہ نے کہا اب معلوم ہوا یہ سب اُسی داد تھا
اُسی سوختگان کے ہین اُسنے پہلے ارزنگ کو ورغلان کر خروج کرایا ہوگا پھر آفتاب پرستون سے

مقابلہ کرایا جب دیکھا کہ وہ غالب آئے تو یہ حال کیا کہ اُنکو خدا پرستون پر لشکرکشی کرنے پر آمادہ کیا یہ ساری اُسی کی کارروائی ہی وہ بڑا مفسد شخص بد عقل اپنے باپ دادے کے اُسکو ضرور خدا پرستون سے تفریق ہوئی خیر دیکھا جائیگا خدا سے مانو زرگ اسد نے یہ کہکر کہا کہ ہمکو کیا ایسی ضرورت ہی کہ ابھی سے فکر کریں جب کوئی نامہ وغیرہ روانہ کریگا اُسکا جواب جو مناسب ہوگا دینگے ابھی سے کیا ضرورت ہی کہ ہم اپنے کو تشویش مین ڈالین اِسکا فرزند ہی کہ نام اُسکا حاکم بن محکوم ہی وہ ہی ولیعہد اور سپہ سالار لشکر ہی بہت بہادر اور قوی ہی مرد جری ہی ابھی اُسکا سن کبھی کچھ نہین ہی مگر بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے ہین اپنے زمانہ کا رستم ہی سبب اُسکو رستم فرنگو شیہ کہتے ہین وہ کبھی دربار مین تھا جب باپ سے یہ سُنا کہ جو مناسب ہوگا وہ جواب دیا جائیگا کہنے لگا کہ سوائے جواب جنگ کے دوسرا کیا جواب ہی بس یہی جواب ہی کہ مقابلہ کو لشکر لیکر روانہ ہوجیے گا مقابلہ فرمائیے گا اور یا حملہ فرمائیے گا کہ وہ تلوارین مارونگا کہ وہ لوگ بھی یاد کرینگے اِس طرف آنے کی سزا پائین گے یہ ممکن نہین کہ اُنکا دین اختیار کیا جائے یا اُنکی اطاعت کرین محکوم شاہ نے کہا کہ ضرور مقابلہ کیا جائیگا تم اطمینان رکھو لیکن یہ کہکر دربار برخاست کیا سب رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئے محکوم شاہ محل مین آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیا کیا جائے یہان تو یہ اِس فکر مین ہی اسکو فکر مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور یہ فکر ہی کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی لیکن اب پھر حال برجلیس کی آمد کا اور نامہ تحریر کرنے کا اور اُسنے مقابلہ ہونے کا بیان کیا جاتا ہی

اب شمہ حال آمد برجلیس و نامہ و پیام درمیان برجلیس و محکوم شاہ و حالات مقابلہ و دیگر واقعات متعلق داستان ہذا

راوی بیان کرتا ہی کہ طوطار شاہ وغیرہ کو آئے ہوئے قریب فرنگو شیہ تین دن کا زمانہ ہوا تھا کہ ایک دن بوقت سحر یہ بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ سمت مشرق سے غبار بلند ہوا اور ایسا غبار بلند ہوا کہ فضا سارا تیرہ و تار ہو گیا طوطار شاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ آندھی ہی یا کوئی لشکر آتا ہی یا خداوند تشریف لاتے ہین یہ حکم پاکر ہرکارے اُس غبار کی طرف روانہ ہوئے اور قریب گرد جب پہونچے تو دیکھا کہ لشکر کثیر کی آمد کی علامت ہی آگے جو بڑھا تو پہچان لیا کہ یہ لشکر خداوند کی آمد ہی بس اسوقت واپس آئے اور عرض کیا کہ مبارک ہو خداوند تشریف لاتے ہین یہ اُنکی سواری کی گرد ہی یہ سُننا تھا کہ طوطار شاہ نے حکم دیا کہ کل لشکر طیار ہوکر صف بستہ ہو اور ارمان سے کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو برائے استقبال خداوند بس ارمان بھی اپنے لشکر مین آیا اور تیاری کا حکم دیا فوراً لشکر تیار ہو گیا اُدھر لشکر طوطار شاہ بھی آراستہ ہوا دونون لشکر صف بستہ ہوکر کھڑے ہوئے کہ وہ گرد شق ہوئی اُس سے پہلے تو وہی سامان لیئے سڑک بنتی ہوئی اور چمن تیار ہوتے ہوئے ظاہر ہوئے بعد اُسکے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اُنکے عقب علمہائے سیاہ و زرتاری مراتب وغیرہ نمودار ہوئے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ سڑک جب تیار ہوتی ہوئی قریب فرودگاہ لشکر پہونچی اُس مقام تک آئی کہ جہان بارگاہ برپا تھی بس اب بالکل اُسکا اثر جاتا رہا ہی جب یہ سب سامان داخل لشکر ہوا جو نشان اور سقے وغیرہ لشکر ارژنگ کے تھے اور جتنے ارژنگ کے وہ ارمان کی طرف آئے اور جو مقام اُنکے اُترنے کا تھا اُترے اور جو لشکر برجلیس کے تھے اپنی طرف مقام مناسب پر فروکش ہوئے

آج کا دن آمد جلوس سواری مین تمام ہوا شام ہوگئی دوسرے دن پھر صبح سے آمد شروع ہوئی دوپہر تک
اور سب جلوس آیا بعد دوپہر کے آمد لشکر کی شروع ہوئی اُسی طور سے جو سامان اور جو سپاہ لشکر ارژنگ
کی تھی وہ اُس طرف فروکش ہوئی جدھر ارمان نے خیمے وغیرہ برپا کیے تھے اور جو بہ چلبیس کے لشکر
کے تھے وہ اپنے لشکر مین رہے وہ دن تمام ہوا شام ہوگئی تیسرے دن پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی
دوپہر تک کل لشکر آیا بعد دوپہر کے ڈنکا ہوتا ہوا لشکر خاص ہمراہ کل شاہان اقلیم و دیگر ممالک مرکبون
پر سوار یہان تک کہ لشکر بہ چلبیس کا آکر پہونچا قریب شام طوبار شاہ وغیرہ نے تخت شاہی و خداوندی
کو سلام کیا اور سجدہ بس سب بادشاہ و سردار و پہلوان اپنے اپنے نام کے خیمون مین اُترے اور افسر
سرداران ارژنگ و چترنگ اپنے لشکر مین آئے بس حکم ہوا افریق شاہ کو کہ ہمارا تخت
پشت بارگاہ پر لگا دیا جائے تاکہ ہم بارگاہ مین جا کر فروکش ہون اور ایک ہزار سواران خاص سے
گرد بارگاہ کے ہمہ وقت پہرے پر رہین اور ایک ہزار گرد خیمہ ناموس کے اور کل سپہ کو ہم دربار کرینگے
یہ حکم جو دیا افریق شاہ نے اُسیوقت تعمیل کیا بس تخت ہاتھیون پر سے اُتارا گیا پشت پر لگا دیا گیا اب
بہ چلبیس اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور واسطے اُس سلامت کونچہ کے ذریعہ سے خیمہ ناموس مین آیا
اُدھر ناموس بھی اپنے خیمون مین اُترے ارژنگ و چترنگ اپنی اپنی بارگاہ مین گئے افریق شاہ
اپنے خیمے مین خونخوار اپنے خیمے مین وزیر اپنے خیمے مین بس اسی طور سے اور سب سردارون کو خیال
کرنا چاہیے جسکا نام جس خیمے پر تحریر تھا وہ اُس خیمے مین گیا ہزار ہزار سوارون کا پہرہ دونون مقام
پر مقرر کر دیا گیا کل جو لشکر عقب مین تھا وہ بھی کل آگیا لشکر ارژنگ ایک طرف اُترا اور لشکر بہ چلبیس
ایک سمت کہ وہ آسمان نیلگون کل لشکر پہ چھپا ہوگیا آسمان پر جو آفتاب تھا وہ سقف بارگاہ پر قائم
ہوا اُسی طور سے اُس آسمان پر سے پھول برس رہے ہین خوشبو آرہی ہے بازار ہین آراستہ ہوگئین
جھنڈی گنجیات کی نصب کر دی گئی لشکر نہ تھا سمندر موج زن تھا تیس یا بائیس کوس کے گردے
مین کل لشکر اُترا جو درخت وغیرہ تھے سب قلم کر دیے گئے لشکر کی انتہا نہ تھی وہ رات تو بسر ہوئی
صبح ہوئی جو لشکر باقی رہگیا تھا وہ بھی آگیا تخت جسپر بہ چلبیس سوار ہوکر آیا تھا وہ ایک خیمے مین الگ
رکھدیا گیا بس چونکہ بہ چلبیس حکم دے چکا تھا کہ کل سپہ کو دربار ہوگا بس سب سردار بوقت سحر
لباس تبدیل کر کے داخل بارگاہ ہوئے درجہ اول مین اول اپنے اپنے نام کے ڈنگل و کرسی پر
بیٹھ گئے سب بادشاہ اور وزیر درجہ دوم مین اپنے اپنے نام کے نیم تخت پر آکر مقیم ہوئے ملازم و
چوبدار وغیرہ صحن بارگاہ مین کھڑے ہوئے ایک طرف دفتر تھا وہان منشی وغیرہ متمکن تھے ایک سمت
اسباب سیاست کا سامان تھا جب سب سردار آچکے اور پہلوان و افسران ہر دو لشکر یعنے خاص
و عام اُسکے بعد ارژنگ و چترنگ بھی مع اپنے کل سردارون و بادشاہون کے یہ لوگ بھی اپنے
اپنے نام کی کرسی و ڈنگل و نیم تختون پر بیٹھے کہ ایک مرتبہ اُس درجہ سے کہ جہان تخت خداوندی تھا
اور افریق شاہ و خونخوار شاہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے صدائے یا خداوند کی بلند ہوئی اور
اُسی طور سے خوشبو آئی جیسے گنبد مین آتی تھی جب بہ چلبیس محل سے برآمد ہوتا تھا بس راوی نے
کہا ہے کہ بہ چلبیس خیمہ ناموس سے اُسی سلامت کونچہ کے ذریعہ سے اُسی خیمے مین آیا جو پشت پر
بارگاہ کی برپا تھا ایک دروازہ بارگاہ اُس خیمہ مین تھا اُسکے ذریعہ سے تخت پر آکر بیٹھا ایک نور اُس
حجاب سے پیدا ہوا افریق شاہ وغیرہ و کل حاضرین دربار مع ارژنگ برائے استقبال کھڑے ہوگئے

سواے ارزنگ و چترنگ اور اُنکے سردارون کے اور جو بادشاہ اُنکے ہمراہ تھے اور سب نے سجدہ
کیا اور پھر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے یہان یہ لوگ کھڑے رہے جب یہ سب بیٹھے تو یہ بھی بیٹھے جب یہ
سب سردار بیٹھ چکے اُسوقت حجاب کے اندر سے صدا آئی کہ بلاؤ ہماری درگاہ کے شیطان کو یہ حکم
ہوتا تھا کہ افریق شاہ نے سختگان کو اشارہ کیا تو سختگان مٹکتا ہوا تھرکتا ہوا اُس درجہ مین آیا کہ
جہان خداوند جلوہ فرما تھے سامنے حجاب کے آکر کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لایا آواز آئی کہ اے شیطان سُن اب
یہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک نامہ بنام حاکم فرنگو شیشہ اس مضمون کا تحریر کرتا ہون کہ اب وہ زمانہ گذر گیا
کہ تمنے اور دیگر خداپرستون نے خوب حکومت کی اور بہت سے بندگان بادولت کو قتل کیا لہذا اب تمکو اطلاع
دیجاتی ہے کہ مذہب اسلام کو ترک کرو اور غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر خدمت ہو تا کہ میرے
غضب سے پناہ پاؤ اور اگر اسکے خلاف کروگے تو خیال کرلو کہ تمپر غضب بادولت کا نازل ہوگا تملوگونکو
حمزہ نے گمراہ کر رکھا تھا اور اُسکے بعد اُسکی اولاد نے اور جانلو کہ سواے میرے کوئی خدا نہین ہے
گو مین نے زمانۂ حمزہ مین خروج کیا تھا اور ایرج کے ذریعہ سے قصد کیا تھا کہ رواج دین بس جب
ایرج نے کبر و غرور پر کمر کسی تب بادولت نے اپنے کو پوشیدہ کرلیا اور ایرج کو حمزہ کے ہاتھ سے
زیر کرایا اور بادولت نے یہ بھی خیال کرلیا تھا کہ جسقدر ادیان باطلہ ہین سب کو یہ بندے مثل در میرے
بیٹے حمزہ وغیرہ برباد کرلین صرف خداپرستی رہ جاے تو مین ظہور کرون چنانچہ جب مین نے دیکھا کہ اب
سواے دو ایک دین کے اور کوئی دین نہین ہے تو مین نے اقلیم خورشید یہ مین ظہور کیا اور برجلیس
کو جو کہ میرا فرزند اور بادولت کا نائب ہے اپنی طرف سے خدا کیا اُسکے سجدے کا حکم دیا اور اب
تم لوگون کی تنبیہ کو بادولت خود مع برجلیس کے لشکرکشی کرکے آے ہین بس اب تم لوگون کی حکومت
کا زمانہ ختم ہوگیا اگر اطاعت کروگے اور سجدہ تو امان ملیگی ورنہ تم سب کو غارت کردونگا آئندہ اختیار
ہے اِس بھروسے پر نہ رہنا کہ صاحبقران اس مذہب کو بھی برباد کردینگے کہ وہ یہان نہین ہین مگر
بدیع الملک اُنکے مقام پر صاحبقران ہے اور وہ آجکل نہ طاق پر ہے بس اسی طور سے سب ملک
غارت کرتا ہوا بدیع الملک کے مقابلے کو جاؤنگا پہلے اُسکو بھی نصیحت کرونگا لہذا اسکے اگر اُسنے قبول کیا
تو خیر ورنہ اُسکو بھی غارت کرونگا اور کل لشکر کو اُسکے بعد ازان خانۂ کعبہ پر جاؤنگا وہان صاحبقران اول
ثانی سے مقابلہ کرونگا اور اُنکو بھی غارت کرونگا بس اب مجکو غصہ آگیا ہے تم سب نے بہت سرکشی کی
مگر کسی ہے کہانتک تمہارا خیال کیا جاے بس ہوچکا لاکھون بندون کو بادولت کے تمنے بیکار جان
سے مارا اِس کم تحریر کو بہت جانو اور بادولت کے اطاعت کرو ترک مذہب کرو بس حمزہ کے بہکانے
پر نہ آؤ وہ بھی کوئی دم مین غارت ہوگا اُنپر بادولت کو خیال آیا ہے اُنکا کوئی بھروسہ نہ کرو وہ بھی
چراغ سحری ہو رہا ہے صرف میرے اُس طرف جانے کی دیر ہے گیا اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ
غارت کیا پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرے سواے بادولت کے کوئی دوسرا خدا نہین
ہے مین تو خدا ہون اور تم سب میرے بندے ہو مین ہی نے زمین و آسمان نار و جنان پیدا کیے ہین
بس اب گمراہی سے باز آؤ میرے پاس چلے آؤ تو خیر ورنہ اپنے مرگ کو اپنے کنارہ مین پاؤگے اور
ہمیشہ دوزخ مین جلوگے مجکو جو فرض تھا کہ مین نصیحت کرون وہ مین نے کہا تمکو راہ نیک و بد دونون
دکھا دین اب تمکو اختیار ہے جو چاہو قبول کرو یہ نامہ میری طرف سے بھی ہوگا اور خداوند کی طرف سے
بھی ہوگا سختگان نے عرض کیا کہ یہ تدبیر بہت خوب ہے مگر مین عرض کیے دیتا ہون کہ نہ وہ لوگ اطاعت

کرینگے نہ ترک اسلام بلکہ مقابلہ کرینگے آواز آئی کہ ہم انکو تباہ کر دینگے اگر وہ مقابلہ کرینگے اُنپر کیا منحصر ہے
کل شہر کو سختگان نے عرض کیا کہ جبتک خداوند ایسی سختی نہ فرمائینگے یہ لوگ راہ پر نہ آئینگے آواز
آئی کہ تو اب دیکھ لینا کہ ہم کیونکر اب انکو تباہ کرینگے واقعی اب ان لوگون کے ادبار کا زمانہ آگیا ہے یہ
کہکر حکم دیا کہ اسیوقت نامہ تیار ہو اور ہمارا چوبدار نامہ لیکر جائے سختگان نے عرض کیا کہ یا خداوند کوئی
سردار جائے آواز آئی کہ وہ لوگ ایسے معزز نہین ہین کہ سردار جائے ہان جب حمزہ یا اولاد حمزہ سے
نامہ و پیام ہوگا تو دیکھا جائیگا یہ لوگ اولاد حمزہ اور حمزہ کے ملازم ہین پس کیا ضرورت ہے کہ سردار نامہ
لیکر جائے سختگان خاموش ہو رہا افریق شاہ نے فوراً وہی مضمون دبیر سے تحریر کرا کے اسپر مہر کرکے
قریب پردہ کھڑے ہوکر عرض کیا کہ نامہ تیار ہے حکم ہوا کہ ایک چوبدار خاص کے ہاتھ روانہ کرو اور اسکا
جواب منگالو پس افریق شاہ نے فوراً ایک چوبدار خاص کو نامہ دیا جو کہ سب چوبدارون کا افسر تھا
اور کہا کہ اسکو شہر فرنگو شیر کے حاکم کے پاس لیجا اور اسکا جواب اُس سے لے آ وہ نامہ لیکر اور آداب
بجالا کر فوراً بارگاہ سے باہر آیا اور راستہ شہر فرنگو شیر کا لیا اپنے لشکر کو طے کرکے اُس صحرا کو بھی طے کیا جو کہ
درمیان مین لشکر اور شہر کے واقع تھا پس ابعد راہ طے کرنے کے داخل شہر ہوا شہر کو بہت آباد پایا ہر جائے
کو دل شاد باشندون کو مرفہ حال ہر مقام پر کٹورہ کھنکتا رہا تھا دوکانین آراستہ تھین خرید و فروخت
ہو رہی تھی سب باشندے شہر کے خوبصورت تھے کیا زن و کیا مرد یہ شہر کی سیر کرتا ہوا دولتشاہی پر
پہونچا اندر جانے کا قصد کیا درگہ سالار نے منع کیا اور کہا کہ تو کہانسے آیا ہے گو پہچان لیا تھا کہ یہ ضرور
لشکر آفتاب پرستان سے آیا ہے کیونکہ اسکے سینے پر آفتاب بنا ہوا تھا اُسنے کہا کہ مین چوبدار خاص
ہون خداوند برجلیس کا نامہ خداوندی لیکر آیا ہون پاس محکوم شاہ کے اُسنے کہا کہ مین خبر کرلون
پھر جانا کیونکہ یہان کا یہ طریقہ ہے چوبدار نے کہا کہ خبر کردو گو مین یہ قدرت رکھتا ہون کہ بدون اطلاع
چلا جاؤن مگر خلاف طریقہ نہ کرنا چاہیے یہ سنکے درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اور اندر راہ لی ان کے چلا
یہان دربار آراستہ تھا سب سردار حاضر دربار تھے گو چھوٹا سا دربار تھا مگر ایسا رعب و داب تھا کہ کس و
ناکس یہان نہ آسکتا تھا بڑے بڑے بہادرون کے جگر آب ہوتے تھے ایسا یہ دربار تھا یہ سب
رعب و داب بسبب خداپرستی کے تھا ورنہ کوئی ایسا دربار نہ تھا پس سب حاضر دربار تھے سرکار سے
عرض کر رہے تھے کہ ہم بیرون شہر موجود تھے تین دن ہین لشکر آفتاب پرستان آیا اور اُن سبکا
خدا بڑی شان و شوکت سے آیا ہے سب حال اور کیفیت بیان کی جو کہ راوی مذکور کرچکا ہے جب
برجلیس شہر سے نکلا تھا اور سامان عرض ہوا تھا سرکارون نے عرض کیا کہ بڑا لشکر ہے دریافت جو کیا
تو معلوم ہوا کہ ایک کڑوڑ چھ لاکھ کے قریب لشکر ارزنگ و چترنگ کا ہے یہ کلام سنکر
محکوم شاہ نے اُن سب لوگون سے کہا کہ تم لوگون نے برجلیس کی صورت دیکھی ہے کہا کہ خداوند
اُسکی صورت نظر نہین آتی ہے وہ اندر حجاب کے رہتا ہے مگر ہان ارزنگ و چترنگ کو دیکھا
اور اُنکے سردارون کو سب عجیب الخلقت ہین اور بہت سے بادشاہ ارزنگ و چترنگ کے
ہمراہ ہین اور ہزارون سردار و افسر و بادشاہ برجلیس کے ہمراہ ہین و بادشاہ خطاب پیغمبری سے
مشہور ہین افریق شاہ و خونخوار شاہ و سختگان کو دیکھا کہ بالکل بجنسہ رکھتا اپنے دادا کی صورت
ہے سلم و دیلم و تورج کی صورت ہین سختگان کو بھی خطاب شیطانی ملا ہے اور شیطان ہی درگاہ بادشاہ
برجلیس کا سرکار سے یہ عرض کر رہے تھے کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ ایک چوبدار آفتاب پرستونکا

برجلیس کا نامہ لیکر آیا ہے اجازت شاہزادہ ہے کیا حکم ہوتا ہے حکم ہوا کہ اُسکو آنے دو ورگہ سالار سلام کر کے
باہر آیا پیادہ ان ہرکارون نے کل حال بیان کیا کہ ایک آفتاب کا اس خیمہ پر ہے اور ایک آسمان کھلا ہے
اُسمین سے آفتاب پیدا ہوا ہے کل کیفیت بیان کی اُنکو حکموم نے انعام دے کر رخصت کیا اور اہل
دربار سے کہا کہ ضرور کوئی ساحر خورشید شاہ کی لڑکی پر عاشق ہوا اور اُسنے یہ سب سامان کیا ہے
اور یہ سب سامان سحر ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ورگہ سالار باہر آیا اُس چوبدار سے کہا کہ جاؤ وہ پردہ
اُٹھا کر اندر آیا جلوخانہ طے کر کے ایوان مین آیا حکموم شاہ کو مجرا کیا اور نامہ دیا حکموم شاہ نے بھی
کوئی عزت نہ کی نہ کرسی دی نہ چوکی روبرو کھڑا رہنے دیا اُسکے ہاتھ سے نامہ لے کر دبیر کو دیا خیال کرنیکا
مقام ہے کیا عزت کرتا چوبدار کی اگر کوئی سردار نامہ لیکر آتا تو ضرور عزت کیجاتی یہ کھڑا رہا دبیر نے
لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھنا شروع کیا اور پہلے بہت کچھ تعریف آفتاب و برجلیس کی تحریر تھی بعد
اُسکے وہی عبارت تھی جو کہ مذکور ہو چکی ہے جب نامہ دبیر نے تمام کیا اور سب نے مضمون نامہ سُنا اور
حکموم شاہ نے بھی سُنا اسکا مضمون کا سننا تھا کہ ایک دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر پار گذر گیا
حکموم شاہ کا چہرہ فرط غیظ سے لال ہو گیا افراط غصہ سے تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے ابرو پہ
شکن پڑ گئی مثل سپند کانپنے لگا اور دبیر سے کہا کہ یہ چند فقرے میری طرف سے اسکی پشت پر تحریر کر دے
کہ او مرتد اور ناکار اپنی خبر تو لے کہ تو کون ہے اور کیا تیری اصل ہے بندہ ہو کر اپنے کو خدا کہتا ہے وہ جو
تیری ماں ہے جسنے یہ ظاہر کیا ہے کہ مجھپر خداوند عاشق تھے اُسنے کسی ساحر سے اپنا عقد کر لیا جب حاملہ
ہوئی یہ ظاہر کیا کہ میرے اوپر خداوند عاشق تھے وہ آسمان پر سے تشریف لائے اُنھون نے میرے
ساتھ عقد کیا مین اُسنے حاملہ ہوئی ہون وہ ساحر مکار تھا اُسنے یہ مکر کر کے اپنے کو خداوند ظاہر کیا
بس تو اُس ساحر کا نطفہ ہے اور تیری بہن بھی اُسنے یہ سب سامان کیا ہے تو ہمکو کیا غارت کریگا اور
صاحبقران کو یاد رکھ کہ تو بھی مثل لقا و نمرود ثانی و فرعون ثالث کے تباہ ہوگا او احمق یہ کیا نادانی
ہے کہ خدا اپنے کو کہلاتا ہے سب کو گمراہ کر رکھا ہے اور ہمکو بھی گمراہ کرنے آیا ہے ہم تو کبھی نہ تیری اطاعت کرینگے
جو تجھ سے ہو سکے وہ کر شعر سر نمی پیچم ز تشنیع حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + ہم اُس خدا کی بندگی
کرتے ہین جو سب کا مالک و مختار ہے جسنے آفتاب و ماہتاب و ستارے و شجر و حجر پیدا کیے جو ہر
فعل سے بری ہے بھلا یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ جو افعال ہمارے ہون وہ خدا کے بھی ہون جو نفس ہمارا
ہو وہ خدا کا ہو وہ ان سب امرون سے مبرّہ ہے نہ اُسکی ماں ہے نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ جورو نہ بیٹا اور
نہ بیٹی نہ ہاتھ نہ پاؤن نہ صدر نہ کمر نہ پشت نہ شکم یہ سب امر ہین وہ خدا نہین ہین وہ بندے ہین اور
تو آفتاب جادو کا فرزند ہے کیون گمراہی پہ کمر کسی ہے کیون اور سب کو گمراہ کرتا ہے تو جس آفتاب کو
خداوند سب سے کہلواتا ہے وہ بھی میرے خدا کا پیدا کیا ہوا ہے وہ بھی خداوند کریم کا بندہ ہے بس اس مرتدی
سے باز آ اور تو خود غاشیہ اطاعت دوش ہوش پر رکھکر میری خدمت مین حاضر ہو اور دین اسلام کو اختیار
کر ورنہ یاد رکھ کہ بہت ذلیل و خوار ہوگا اور ہم لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا مثل لقا اور زمرد کے
ذلیل و خوار ہوگا اور واصل جہنم ہوگا اور وہ جو ارژنگ و چشتنگ تیرے ہمراہ آئے ہین وہ تجھکو
ورغلا کر یہان لائے ہین صرف تجھکو تباہ کرنے کو اور غارت کرنے کو بس اسی مین خیر سمجھتا ہون کہ تو
بدیع الملک کی اطاعت کر اور صاحبقران اول و ثانی کی اور ہماری اور اسلام قبول کر اور ہم
کیا لکھین اس تحریر کو بہت جان دبیر نے اسی وقت نامہ کا جواب پشت پر تحریر کر دیا اور یہ بھی لکھا

دیا کہ ہمکو اطاعت کسی صورت سے منظور نہین ہو بلکہ وہ ہان اگر تجکو اس طور سے اطاعت منظور ہو کہ ترک
آفتاب پرستی کر اور اپنے کو خدا نہ کہلا تو خیر ورنہ ہم آج ہی بیرون شہر آتے ہین ہم سے مقابلہ کر جو ہمارا خدا
چاہیگا وہ ہوگا ہم تیرے اس لشکر سے نہین ڈرتے ہین جو کہ تو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لایا ہی
جیسا بہادرون کی تلوار میان سے نکلیگی سب مثل سگ بزدل کے فرار کرینگے اگر تجکو اپنی فوج
اور اپنے پدر ناہنجار آفتاب جادو پر بھروسہ ہی تو ہمکو اپنے خدا پر بھروسہ ہی کہ وہ سب کا مالک و مختار
ہی بس خدا سے بزرگ است اور بہت کچھ کلمے سخت و سست تحریر کرائے تھے جب دبیر لکھ چکا
نامہ تیار ہوا محکوم شاہ نے چوبدار کو دیا اور کہا کہ لیجاؤ جواب نامہ جنگ ہی اور یہ زبانی کہدینا کہ وہ
مقابلہ کو آتے ہین چوبدار سلام کرکے دربار سے باہر آیا محکوم شاہ نے اسیوقت حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
اسیوقت ہی بیرون شہر جاکے مقیم ہونگا اور کل مقابلہ کرونگا اگر لشکر حریف مین طبل جنگ بجائین محل مین
جاتا ہون محل سے جو برآمد ہون تو لشکر تیار ہو یہ حکم دے کے داخل محل خاص ہوا یہان سرداران دربار
سے باہر آئے اور لشکر مین جاکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بادشاہ برائے مقابلہ بیرون شہر تشریف لیجائینگے
چونکہ الٰہی اپنے حالت کی ہی کہ سب محکوم ہین محکوم کے یہان اسوقت سامان سفر ہونے لگا اور
سب مسلح و مکمل ہوکے تھوڑے عرصے مین تین لاکھ سپاہ تیار ہوگئی ادھر سب سرداران اپنے
مقام سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر در دولت پر حاضر ہوئے وہان محکوم شاہ
بھی سب سے رخصت ہوکر اور اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر محل سے برآمد ہوا سب لشکر کو تیار پایا تخت پر
سوار ہوا اور کہا اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود مع کل لشکر کے روانہ ہوا فرزند اسکا بمرتبہ سپہ سالاری
آگے آگے لشکر کے تھا اور قلب لشکر مین محکوم شاہ تخت پر سوار تھا تمام جلوس سواری ہمراہ تھا ڈنکا ہوتا
ہوا شہر سے باہر آیا پیش خیمہ پہلے سے روانہ کردیا تھا سراول لشکر نے آکر شہر سے تین کوس ہٹ کر خیمے
وغیرہ برپا کیے ہرکارون نے یہ خبر بارگاہ ہمہ جلیس مین پہنچائی ہرکارون کے بیان کرنے کی نوبت
نہ آئی تھی کہ خود ہمہ جلیس نے کہدیا تھا کہ جواب جنگ لکھا ہی اور پیش خیمہ بیرون شہر آگیا ہی پردے
بارگاہ کے اٹھا دو اور شہر کیطرف دیکھو سب حال معلوم ہوگا پردے اسی وقت اٹھا دیے گئے دیکھا
کہ خیمے وغیرہ برپا ہو رہے ہین چونکہ دن ابھی بہت باقی تھا دیکھا کہ شہر کی طرف سے گرد اڑی اور
نشان لشکر نمودار ہوئے یہان جو خیمہ لیکر آیا تھا وہ خیمہ وغیرہ برپا کرچکا تھا کہ محکوم شاہ مع لشکر کے
آکر پہنچا آگے آگے سقہ چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے ہمراہ نشان تین لاکھ سپاہ کے بلند تھے اور سب سامان سواری تھا
کیا ضرور ہی کہ محکوم شاہ کی بھی سواری کا حال تحریر کیا جائے یہ خیال ہی کہ طول ہوگا اس سبب سے
زیادہ تر خیال ہی کہ حکم ہی صاحب مطبع کا کہ اسی جلد مین یہ قصہ تمام کردیا جائے اسی سبب ہر مقام پر
اختصار کیا جاتا ہی اگر یہ حکم نہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ یہ دفتر اسم بامسمی ہوتا اس سبب سے میرا
دل شکستہ ہوگیا وہ ولولہ جاتا رہا الغرض لشکر محکوم شاہ تخت پر سے اترکر بارگاہ مین داخل ہوا سردار
حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا لشکر فرودگاہ پر اترا بازارین آراستہ ہوگئین اتنے مین شام ہوگئی محکوم
شاہ دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہی ادھر جو آیا لشکر آفتاب پرستون اور ارژنگ پرستون نے
دیکھی باہم کہنے لگے کہ کسقدر جلد لشکر آیا ہی یہان اہل دربار باہم اشارے بازی کرنے لگے کہ کیا جلد محکوم
شاہ لشکر لیکر آیا ہی یہ اشارے ہمہ جلیس نے جو بتایا تھا کے اندر سے دیکھے ارژنگ وغیرہ دنگ ہوگئے
سوختگان نے عرض کیا کہ خداوند نے ملاحظہ فرمایا کہ کسقدر جلد برائے مقابلہ آیا ہی محکوم شاہ یہ لوگ

بہت اپنے کو زبردست خیال کرتے ہیں اور کسی کے کہنے پر عمل نہیں کرتے ہیں خیال تو فرمایئے کہ جواب
نامہ یہاں نہ آیا اور وہ لشکر لے کر آ گیا آواز آئی کہ اے سخنگان یہ جو تو نے کہا یہی سب اہل دربار
باہم اشارہ کر کے کہہ رہے ہیں جس نے جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے ہیں تو پر نکلتے ہیں
بس اب ان سب کی قضا آئی ہے اور وہی قضا انکو گھیر کر لائی ہے جاتے کہاں ہیں دیکھنا کس غضب
سخت سے ان سب کو غارت کرتا ہوں کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا انکے حال پر رحم کھائینگے
اور ما بدولت کو رحم نہ آئیگا سخنگان نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا سخنگان یہ عرض کر رہا تھا
کہ وہ چوبدار جواب نامہ لیکر حاضر ہوا چونکہ چوبدار خائف تھا باہر چلا گیا اور افریق شاہ
کے ہاتھ میں نامہ دیا اور زبانی کہا کہ ان سب لوگوں نے بہت سخت سست خداوند
کی شان میں کہا ہے اگر میں کہوں تو شاید زبان جل جائے اور کہا کہ جواب نامہ جنگ کا ہے بس نامہ لیکر
افریق شاہ برابر حجاب قدرت کے آیا اور عرض کیا کہ یہ جواب نامہ آیا ہے کیا حکم ہوتا ہے راوی
نے بیان کیا ہے کہ اس پردے پر بھی یہ تحریر تھا کہ اے حجاب قدرت اس سبب سے ہر مقام پر
یہ حقیر حجاب قدرت تحریر کرتا ہے جب یہ افریق شاہ نے کہا تو آواز آئی کہ نامہ تم خود بآواز
بلند پڑھو اور دیکھو کہ کیا جواب تحریر کیا ہے افریق شاہ نے نامہ پڑھنا شروع کیا وہی سب مضمون
تھا بلکہ اور زیادہ تر سخت تھا جیسے ہی نامہ تمام ہوا اور برجلیس نے مضمون سنا اور کل اہل دربار نے بھی
سب مارے خوف کے کانپنے لگے کہ بڑا غضب ہوا کہ ایسے سخت کلمے خداوند کی شان میں اس خدا پرست
نے تحریر کیے ہیں سچ کہتا ہے سخنگان کہ یہ لوگ بہت مغرور ہیں اب تو سخنگان کی بن آئی خوب خوب
رنگا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ وہ لوگ بہت مغرور اور سخت زبان ہیں انکو اپنی
قوت و طاقت پر بڑا ناز ہے وہ کسی کی سوائے اپنے خدائے نادیدہ کی اصل نہیں جانتے ہیں اپنے
مذہب کو سچا اور سب مذہبوں کو باطل خیال کرتے ہیں یہ لوگ بہت ظالم ہیں ملاحظہ فرمایئے کہ کیا سخت تحریر
میں روا رکھی ہے اب تو سخنگان کی خوب بن آئی بہت کچھ کہا ایسا تو برجلیس کو جواب نامہ کے
مضمون پر غصہ آیا تھا کانپنے لگا منھ لال ہو گیا اسی حالت میں ایک مرتبہ پکارا کہ او افریق شاہ
بہت جلد حکم دے کہ طبل جنگ بجے میں صبح کو انکو غارت کرونگا یہ اپنے دل میں سمجھے کیا ہیں اور کس
بات پر بھولے ہیں کیا انھوں نے مجکو بھی لقا اور نمرود ثانی خیال کیا ہے میں ویسا نہیں ہوں کل انکو
اس سخت کلامی کا حال معلوم ہو جائیگا کہ پناہ پانی دشوار ہو گی یہ جو حکم برجلیس نے دیا سب اہل دربار
کانپ گئے باہم کہنے لگے کہ غضب ہو گیا خداوند کو غصہ آ گیا کل ان سب کا خاتمہ ہے ادھر افریق شاہ
نے حکم محکم برجلیس کو بذریعہ چوبدار کے نقارخانہ میں پہونچایا یہ حکم پہونچنا تھا کہ نقارے پر چوب
پڑی صدائے نقارہ میدان میں پھیلی اور لشکر میں کل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا خدا پرستوں
سے لشکر ارژنگ و چترنگ میں بھی کوس حربی بجا ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر لشکر جرار
سے اپنے لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہو کر محکوم شاہ سے عرض کیا کہ خداوند لشکر کفار میں طبل جنگ
بجا ہے کل وہ کافر خاسر میدان جنگ میں آ کر مقابلہ کرینگے جواب نامہ سنتے ہی ا[illegible] طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا اور باقی خیریت ہے محکوم شاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجائیں [illegible]
بجے [illegible] مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است حکم دینا تھا کہ [illegible]
بجنی کوس حربی بجا ادھر برجلیس نے دربار برخاست کیا ادھر محکوم شاہ نے دربار برخاست کیا پھر طرفین [illegible]

سامان جنگ رہا طبلہ یہ پھرنے لگا کہ صبح ہوئی اُدھر سے محکوم شاہ اپنا لشکر لیکر بعد فراغ نماز صبح اور اپنی
فتح یابی کی دعا کرکے میدان جنگ مین آیا اُدھر سے ارزنگ وچترنگ وطومار شاہ وسرشار
شاہ مع دس لاکھ کے بحکم برجلیس میدان جنگ مین آئے خود برجلیس نہ آیا نصف لشکر ارزنگ
وچترنگ اپنا لیکر گیا تھا اور نصف لشکر آفتاب پرستون کا تھا دس لاکھ مین باقی لشکر پڑاؤ پر تھا
اور برجلیس یہان دربار آراستہ کیے ہوئے سویرے سے بیٹھا تھا پردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے تھے اور تماشائے جنگ
جنگ مین مصروف تھا اُدھر سے ارزنگ وچترنگ وغیرہ میدان مین پہونچے مقابل لشکر محکوم
شاہ کے صف آرا ہوئے دونون لشکرون کی صفین آراستہ ہوئین سقون نے اٹھ آبپاشی کی تبرداروں
نے نکلکر پست وبلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نقابت کی طریقہ صفوف جنگ کا یہ تھا کہ اُدھر سے
طومار شاہ وسرشار شاہ وارزنگ بیٹھے ہوئے تھے تخت قلب سپاہ مین تھا اور قرماسپ ودیلم واسلم بر تنہ سپہ سالاری
کھڑے ہوئے تھے قلب لشکر مین محکوم شاہ کا تخت تھا اسکا فرزند حاکم بر تنہ سپہ سالاری کھڑا تھا اُدھر ایک تخت پر طومار شاہ کے
قیصور وحشام وشبرنگ وقہار تھے جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اسوقت لشکر کفار سے قیصور اپنے مرکب کو صف
سے نکال کر اور طرف بارگاہ برجلیس کے سلام کرکے طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سرا پا میدان کا دکھا یا مبارز
طلب کیا اُدھر سے ایک پہلوان کہ نام اسکا حارث سیستانی تھا محکوم شاہ سے اجازت لیکر اسکے مقابلے مین
آیا باہم لگا دوہرا حارث کا مرکب تین قدم پیچھا ہوا اور اسکا چار قدم پس دونون رانون مین مرکب کو مسل کر
ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی حارث نے نیزہ بھی اُسکا ہوائی کیا سختگان ارزنگ
کے ہمراہ آیا تھا ارزنگ وطومار شاہ سے کہا کہ قیصور کی خیر نہین ہے یہ ضرور مارا جائیگا یا زخمی ہوگا
جیسا حارث نے نیزہ ہوائی کیا اسکی نگاہ مین تمام جہان تیرہ وتار ہو گیا اُسنے تلوار کا وار کیا اسکے
وار کو بھی حارث نے خالی دیا بنا وار کیا پس اسی طور سے چند مرتبہ رد وبدل ہوئی ابکی جو حارث
نے وار کیا اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تلوار نہ رکی سپر کو کاٹ کر خود وبلغہ کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین
در آئی چار انگل کا زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور
قیصور کو غشی طاری ہوئی حارث نے صدا دی کہ اسکو لیجاؤ اور کسی کو برائے مقابلہ روانہ کرو یہ مجروح
ہو گیا ہے پس ایک اور سردار گمنام لشکر طومار شاہ سے برائے مقابلہ حارث آیا قیصور کو لوگ واپس
لیگئے وہان بارگاہ مین بیٹھا ہوا برجلیس تماشہ دیکھ رہا ہے اور سب اہل دربار مین یہ جو سردار پہونچا اُسنے
حارث پر تلوار لگائی حارث نے اسکی تلوار چھین کر اور زین مرکب پر سے اُٹھا کر بالائے آسمان پھینکا
جیسا وہ طرف زمین کے آنے لگا چہ رنگ کیا یہ قوت اور یہ طاقت حارث کی دیکھکر اہل دربار برجلیس
نے باہم چشمک زنی کی اور کہا اشارہ سے کہ بہت زبردست ہے اُدھر حارث نے پھر مبارز طلب
کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو بھی حارث نے جان سے مارا تا دوپہر لشکر طومار شاہ کے بیس لشکر
برجلیس کے دس پہلوان مقابلے کو آئے پانچ زخمی ہوئے پانچ مارے گئے اب جو مبارز طلب کیا
حارث نے تو لشکر ارزنگ سے باجازت طومار شاہ وارزنگ ارمان شیر صولت نکلا
حارث سے مقابلہ کیا حارث نے اسکو بھی مجروح کیا نہنگان فیل پیشانی نے آکر مقابلہ کیا
حارث نے اسکو بھی مجروح کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اُسدن کی میدان داری مین
بہرام مردار خوار حشام دلو کش وغیرہ لشکر ارزنگ کے پہلوان دوپہر سے شام تک مجروح
ہوئے اور آٹھ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر واپس گئے پھر

پھر لشکر کفار میں بحکم برجلیس طبل جنگ بجا برجلیس نے اہل دربار سے کہا کہ میں نے صرف دل بڑھانے
کے لیے آج انکو غالب کیا کہ شاید وہ راہ پر آجائیں چونکہ میدان سے سختگان بھی آچکا تھا یہاں
موجود تھا عرض کیا کہ یہ لوگ راہ پر نہ آئینگے اور شیر ہونگے آواز آئی تو پریشان نہو ہم غارت
کیے دیتے ہیں جب یہاں طبل جنگ بجا تو لشکر اسلام میں بھی ہرکارون نے خبر کی وہان بھی طبل جنگ
بجا دونون طرف کے دربار برخاست ہوئے رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان میں آئے طومار شاہ وغیرہ اسوقت آئے کہ جب برجلیس دربار میں آچکا تھا جب صفین آراستہ
ہو چکین نقیب نقابت کر چکے آج لشکر کفار سے شبرنگ خود پرست اجازت لیکر اور بارگاہ
برجلیس کو سلام کر کے میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہزاد طوسی نے نکلکر مقابلہ کیا
شبرنگ کو زخمی کیا اور دوپہر تک میں دس پہلوان لشکر آفتاب پرست کے قتل اور مجروح کیے
آج پھر دوپہر سے لشکر چترنگ کے پہلوان میدان میں آنے لگے بہزاد کے ہاتھ سے مجروح اور
قتل ہونے لگے شام تک پندرہ پہلوان لشکر چترنگ کے بھی مجروح اور مقتول ہوئے شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر واپس گئے پھر لشکر کفار میں اور لشکر برجلیس میں طبل جنگ بجا لشکر
اسلام میں بھی کوس حربی بجا آج پھر اہل دربار سے برجلیس نے وہی کلمہ کہا اندر سے حجاب قدرت
کے دربار برخاست کیا محکوم شاہ نے بھی دربار برخاست کیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو
دونون لشکر میدان میں آئے برجلیس بارگاہ میں آکر بیٹھا یہان بعد صف آرائی اور نقابت نقبا
لشکر کفار سے حشام میدان میں آیا باجازت طومار شاہ اسی طور سے سلام کر کے مبارز طلب کیا
آج لشکر اسلام سے حاکم پسر محکوم نے نکلکر مقابلہ کیا چونکہ حشام زبردست تھا اس سے حاکم
پسر محکوم شاہ نے مقابلہ کیا اور اہل اسلام کا ستارہ بھی اوج ترقی پر تھا حاکم نے حشام کو مجروح
کیا پھر قتار دیوکش نکلا باجازت طومار شاہ وہ بھی مجروح ہوا تا دوپہر پندرہ سردار مجروح اور
دس جان سے مارے گئے دوپہر سے لشکر ارژنگ و چترنگ میں لگا لگا شام تک تیس سردارون کی
نوبت آئی جسمین بیس تو مجروح ہوئے اور دس جان سے مارے گئے شام ہو گئی دونون بادشاہ
طبل باز بجوا کر فرودگاہ پر واپس آئے محکوم شاہ نے دربار کیا برجلیس تو دربار میں موجود تھا
طومار شاہ وغیرہ میدان سے دربار میں آئے طومار شاہ وغیرہ نے آکر سارا حال جنگ کا بیان
کیا اور کہا کہ خداوند کہانتک اپنے بندون کو قتل کرائیے گا خدا پرست کسی طور سے راہ راست پر نہ
آئینگے آواز آئی کہ پرسون ہم ضرور انپر اپنا عذاب نازل کرینگے سختگان نے عرض کیا کہ یہ لوگ
بہت مغرور ہیں انکو امان دینا یا یہ خیال کرنا کہ کسی طور سے مان جائیں بالکل عبث ہے انکا قتل ہی
لازم ہے آواز آئی کہ پرسون دیکھ لینا یہ حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جب حکم نقارہ رزمی بجایا گیا لشکر کو معلوم
ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا لشکر اسلام میں بھی ہرکارون نے خبر پہونچائی وہان بھی نقارہ بجا رات بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے برجلیس بارگاہ میں آیا اور سب حاضر دربار ہوئے
جب وہان نقیب نقابت کر چکے تو لشکر ارژنگ سے قرماسیب اپنے مرکب کو جولان کر کے اور
ارژنگ و طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار
مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی جب تلوار کی نوبت آئی تو سردار اسلام مجروح ہوا اسنے پھر مبارز طلب
کیا اور ایک بہادر نکلا وہ بھی مجروح ہوا پھر مبارز طلب کیا اور دینار میدان میں آیا وہ بھی مجروح

ہوا ادھر مبارز طلب کیا اور ایک جری میدان مین مقابلے کو آیا اُسنے بھی جام شہادت نوش کیا پس
حاکم بن فتح کو تاب نہ رہی اپنا مرکب بڑھا کر اور اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور قرماسپ
سے مقابلہ کیا ہم ہنگامہ رہا اور دونون مرکب برابر رہے صرف بسبب مسلمان ہونے کے اسقدر ہوا کہ
قرماسپ کا مرکب نیم قدم ہٹ گیا قرماسپ نے نیزہ مارا حاکم نے نیزے کو نیزے پر روکا تا دیر
نیزہ بازی ہوا کی حاکم نے سنان نیزہ قرماسپ کو نکال دیا اُسکو غصہ آیا چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پرنسے
پرنسے اُڑ گئے باہم گرز بازی ہونے لگی نیزے زمین پر پھینک دیے طوب گرز بازی ہو لی جب اُنکی
بھی کار برآری نہوئی تو گرز بھی پھینکدیے اور تلوارین نیام سے لین ضرب شمشیر چلنے لگی رد و بدل ہونے
لگی خوب تلوار چلنے لگی نوبت یہ ہوئی کہ سپرین غربال ہو گئین مگر کوئی مغلوب ہوتا ہو نظر نہ آتا راوی
نے بیان کیا ہے کہ دو پہر تک تلوار چلی قریب دوپہر قرماسپ نے برہم ہو کر وار کیا اُسکو حاکم نے اپنی
سپر پر روکا اور خود وار کیا قرماسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار حاکم کی ابر سپر کو کاٹ کر
خود و دبلغہ کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار تو چھینا کر نکل گئی
مگر چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی حاکم نے آواز دی کہ اسکو لیجاؤ یہ مجروح ہو گیا ہے لوگ
آکر لے گئے حاکم نے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے ایک سردار نے نکلکر مقابلہ کیا حاکم نے اسکو بھی
قتل کیا پس تا شام حاکم نے پچیس سردار لشکر کفار کے مجروح کیے اور پندرہ جان سے مارے
جب یہ رنگ طوماربشاہ و اورنگ نے دیکھا ایک مرتبہ بارگاہ کیطرف منھ کرکے پکارے
کہ فریاد ہے خداوند آفتاب کی ہم خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت پریشان ہو گئے ہین اے خداوند
رحم فرمائیے یہ صدا جب برجیس نے سنی ایک مرتبہ تخت پر بیٹھے بیٹھے دونون ہاتھ تخت پر مارے
اور باواز بلند کہا کہ اے پدر بزرگوار مین آپ سے کہتا ہون یا خداوند آفتاب اب ان خدا پرستون نے
بہت سر اُٹھایا ہے اُنپر اپنا اور میرا عذاب نازل فرمائیے مین اس سبب سے آپسے انکی سفارش کی تھی
کہ یہ بندے بہت ہی پر قوت ہین دوسرے حسین بھی ہین ابھی انکو غارت فرمائیے آپ تو
پہلے ہی دن غارت فرماتے تھے یہ خیال تھا کہ شاید راہ راست پہ آجائین مگر معلوم ہوا کہ مغرور و سرکش
ہین اب مین انکی فریاد آپ سے کرتا ہون گو مین بھی آپکا نائب و فرزند ہون مگر جبکہ آپ موجود ہین
تو مین کیون پیشقدمی کرون یہ جب برجیس نے کہا ایک مرتبہ صدا آئی کہ اے فرزند من و اے نائب من
تو پریشان نہو اور اطمینان رکھ مین نے تو صرف تیری سفارش کے سبب سے نہین غارت کیا ورنہ
ابتک تو غارت کر چکا ہوتا تیرا قبضہ بھی ہو جاتا اب تو نے کہا ہے تو آج رات بھر کی انکو مہلت دی جاتی
ہے کل عذاب نازل کیا جائیگا یہ لوگ بہت خود سر ہین کبھی راہ پر نہ آئینگے یہ جو صدا آئی سب اہل
دربار کانپ کر رہ گئے باہم اشارے کرنے لگے کہ اب ضرور غضب نازل ہوگا افسوس یہ لوگ مفت
مین برباد ہو گئے کیسے خود سر ہین کہ کسی طور سے راہ راست پر نہین آسکتے ہین یہان تو یہ تقریر ہو رہی
ہے اور یہ فریاد برجیس نے کی ہے وہان میدان مین شام قریب ہے اور حاکم اسقدر سردار قتل کر چکا ہے
اور مجروح کہ جنکی کچھ حد نہین اور طوماربشاہ نے فریاد کی کہ جسکے سبب سے برجیس نے فریاد کی اور وہ صدا
ناکو برجیس کو آئی کہ برجیس اُس صدا کو سنکے خاموش ہو رہا بس یکایک اُس آسمان سے جو
کہ لشکر اور بارگاہ پہ محیط تھا اُسکو حرکت ہوئی اور وہ آسمان روانہ ہو کر لشکر طومار پر جو کہ میدان مین صف آرا
تھا محیط ہوا اور ایک صداے مہیب اُس آسمان سے ظاہر ہوئی اور اُسنے رخ لشکر اسلام کی طرف کیا اور پکارا

کہ اے محکوم شاہ بہادر ثابت ہو گیا کہ تم لوگ پست خود سر ہو اور کسی طرح راہ پر نہیں آتے ہو اور بہت سے
میرے بہادروں کو تمنے قتل کیا ہو لہٰذا تمکو خبر کیجاتی ہو اور اس شب کی مہلت دیجاتی ہو کہ تم لوگ باہم صلاح
کرکے آؤ اور اطاعت کرو اور ترک دین اسلام کرو ورنہ کل صبح کو تم سب پر عذاب نازل ہو گا تم سب
غارت کیے جاؤگے اگر اس میرے کہنے پر عمل نہ کروگے ہم فرشتہ قدرت و ملک الموت قدرت ہیں محکوم
شاہ وغیرہ نے جواب دیا کہ او مرتد تو کون ساحر ہو جا تیرے بنانے سے ہم نہیں بنا کیے ہم لوگ
کبھی اطاعت نہ کرینگے جادو ہو جا ہمارے سامنے سے ایسی بڑھکوں سے کسی بزدل اور نامرد کو خوف دلا
ہم جان کو جان نہیں جانتے ہیں سر کو ہتھیلی پر ہر وقت رکھے رہتے ہیں اور تو کیا ہے ہم لوگ وہ نہیں ہیں
کہ راہ نیک کو ترک کرکے راہ بد اختیار کریں یہ کہکر محکوم شاہ نے ہزاروں گالیاں دیں اور سخت سست
برجلیس کو کہا یہ جو حرکت محکوم شاہ سے ہوئی تو بیکل ہو ہیبت تو آسمان ہیں یہ کہکر پنہاں ہو گئی کہ کل تمکو
اس سخت کلامی کی سزا ملیگی ادھر جانکم نے قصد کیا کہ مبارز طلب کرے مگر ادھر طومار شاہ نے بصلاح
سرہنگان طبل بازگشت بجوا دیا شام ہو چکی تھی آج یہ سب خدا پرست قصد کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ اگر
کوئی سردار اسوقت مقابلے کو آیا خواہ وہ مجروح ہو خواہ قتل ہم سب تلواریں پکڑ کر لشکر کفار پر جا
پڑینگے اور اس لشکر کو مار کر بھگا دینگے گو ہم کم ہیں اور وہ بہت ہیں اور اسی طرح سے بھگاتے ہوئے اُس
لشکر پر جا پڑینگے اسکو بھی قتل کرنا شروع کرینگے یا شکست دینگے یا خود مر جائینگے جو کچھ ہو جب طومار
شاہ نے طبل باز بجوا دیا ان لوگوں کے دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی محکوم شاہ بھی اپنے فرزند کو
اپنے ہمراہ لیکر اور طبل بازگشت بجوا کر واپس آیا فرودگاہ پر لشکر نے کمر کھولی محکوم شاہ نے دربار کیا
سب حاضر دربار ہوئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ کل ہم سب پر ضرور یہ قہر ہوگا خبردار رہنا میرے نزدیک یہ
تو بہتر ہو کہ کل تلواریں پکڑ کر لشکر کفار پر جا پڑو گو ہماری کیا اصل ہے اس لشکر کے نزدیک وہ لشکر بہت ہے گو نام ہو جائیگا
سب نے عرض کیا کہ ہمنے آج ہی قصد کیا تھا کہ گو ہماری ظفر ہو رہی ہے ہم مغلوب نہیں ہوئے ہیں مگر یہ خیال کیا
کہ انکے ہاتھ سے کسی صورت سے مفر نہیں ہے بس وہ کام کرو کہ تاقیامت ہم سب کا نام صفحۂ ہستی پہ
باقی رہے مگر کیا کریں کہ شام ہو گئی اور طبل باز بجگیا محکوم شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا کل سہی یہاں تو یہ
گفتگو ہو رہی ہو وہاں طومار شاہ وغیرہ لشکر لیکر فرودگاہ پر آئے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اور خود دربار
میں آئے برجلیس نے اندر سے حجاب کے کہا کہ کیا گذرا طومار شاہ نے سب حال مقابلے کا اور لشکر
کے ظاہر ہونے کا بیان کیا اور محکوم کی سخت کلامی کا بس برجلیس نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل ان
سب کو میں ضرور غارت کرونگا اسوقت طبل جنگ بجا برجلیس نے دربار برخاست کیا سب سردار
باہم یہ تقریر کرتے ہوئے بارگاہ سے باہر آئے کہ غضب ہو گیا کہ خداوندزادے خود خداوند کو غصہ آگیا
اب کوئی اہل اسلام سے نہ بچیگا یہ لوگ تو اپنے مقام پر آئے ادھر محکوم شاہ کو ہرکاروں نے جا کر
خبر دی کہ برجلیس نے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کہ کل سب خدا پرستوں کو غارت کرونگا میرے ہاتھ
سے جا کے کہاں ہیں محکوم شاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجے بقوت یزدانی ہم سب کو قتل
کرینگے اگر ہمارے خدا نے ہماری کمک کی یہاں بحکم محکوم شاہ طبل جنگ بجا دربار برخاست کیا
سب سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے دونوں لشکروں میں
طلایہ پھرنے لگا محکوم شاہ و سرداران لشکر نے وہ رات عبادت خدا میں بسر کی اور اپنی ظفر کی
درگاہ خدا سے دعا کی چونکہ آجکل ستارہ اہل اسلام کا ادبار میں تھا اور کفار کا ستارہ ترقی پر تھا دعا

ان سب کی درجۂ اجابت تک نہ پہونچی نوبت بانیجا رسید کہ عابد شب زندہ دار راہ طرف عبادت خانہ
مغرب کے مع اپنے ہمراہیوں کے راہی ہوا یعنے جب آفتاب غروب ہوگیا اور آمد آمد شاہ خاور کی افق مشرق
سے شروع ہوئی سب اہل اسلام جو ان پرستہ دعا مانگ کر اٹھے کفن زیب تن کے غسل کیا اسم
سے لباس پہنا ہتھیار لگائے در دولت محکوم شاہ پر آکر کھڑے ہوئے انکو یقین ہوگیا تھا کہ آج وندور
یوم شہادت ہم سب کا ہے کیونکہ ہمنے کل بہت سخت لڑائی کی ہے اس سبب سے یہ بندوبست کیا یہاں
محکوم شاہ بھی اسی طور سے آراستہ ہوکر اپنے خیمے سے برآمد ہوا لشکر آراستہ پایا سب کو ہمراہ لے کر
طرف میدان جنگ کے چلا اور حکم دیا کہ کل خیمہ وغیرہ شہر میں لیجاؤ اور وزیر سے کہا کہ شہر کا بندوبست
کرکے قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرے آج رنگ مقابلے کا اچھا نہوگا شاید ہماری شکست
ہو تو ہم آکر قلعہ بند ہوں محکوم شاہ بہت عقلمند اور دانا تھا انجام کا بہت خیال رکھتا تھا اسی سبب سے
یہ حکم دیا اسیوقت کارندے سب خیمے و بارگاہیں وغیرہ اکھڑوا کے اندر شہر کے لیگئے اہل شہر نے جو دریافت
کیا انھوں نے جواب دیا کہ ظفر ہوگئی بادشاہ بھی شام تک تشریف لائیں گے یہاں بہت خوشی سب
اہل شہر کو ہوئی مگر ان لوگوں نے جاکر وزیر کو حکم شاہی سے خبردار کیا اور جو اہل شہر سے کہا تھا وہی
وزیر سے کہا کہ ہمنے اہل شہر سے یہ کہا ہے وزیر نے کہا کہ تمنے بڑی دانائی کی اور خود وہاں دربار میں آیا
اور سب کو جمع کرکے حکم دیا کہ قلعہ آراستہ کرو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا ہوا کہا کہ اپنا بندوبست
پیشتر سے کرنا ضرور ہے جنگ کا معاملہ ہے خدانخواستہ بادشاہ کو شکست ہو اور قلعہ بند ہوں تو یہ سب
سامان درست ہونا لازم ہے تاکہ وقت پر دقت نہو انھوں نے کہا کہ ہمنے تو شہر میں یہ چرچا سنا ہے
کہ ظفر ہوگئی اور بادشاہ شام تک مع خدم و حشم تشریف لاتے ہیں ہم مبارکباد دینے والے تھے
آپ یہ فرماتے ہیں وزیر نے کہا کہ اسمیں یہ مصلحت ہے کہ اگر میں ایسا ظاہر کردیتا تو شہر میں غدر مچ جاتا
اور لوگ پریشان ہوتے شاید ظفر ہوجاتی تو یہ پریشانی اہل شہر کو بیکار کی ہوتی سب نے جواب
دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس سب سوار یہاں تو اسیوقت سے جو کہ باقی تھے قلعے کا بندوبست کرنے لگے یہاں
تو بندوبست قلعہ ہو رہا ہے وہاں محکوم شاہ میدان میں پہونچا صف آرا ہوا ادھر لشکر کفار میں
سے آچکا تو اسوقت طومار شاہ وغیرہ مع ارژنگ و
جبہ جانیس بارگاہ میں پہنچا میدان میں آکر ہم مقابل لشکر اسلام صف آرا ہوئے جب
چتر تک کے دس لاکھ کا لشکر لیکر میدان میں آکر انھوں نے نقابت کی اور بعد نقابت کے داخل
صف بندی ہوچکی اسوقت نقیبوں نے بعد تھوڑے سے توقف کے لشکر کفار سے ایک پہلوان
لشکر ہو کر دونوں لشکروں پر سناٹا سا چھا گیا
صمصام جنگ خنجر بکف باجازت طومار شاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایک دلاور
نے محکوم شاہ سے اجازت لیکر پیدا باگ کا لیا ابھی وہ بہادر مقابل صمصام نہ پہونچا تھا کہ وہ
آسمان جو کہ محیط تھا میدان پر اسمیں برق چمکی اور صدا آئی کہ او خدا پرست کہاں جاتا ہے ادھر دیکھ
یہ جو صدا آئی تو اس بہادر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی دیکھا کہ جو آسمان محیط لشکر کفار
ہے اس سے ایک شکل مہیب ظاہر ہوئی جیسے ہی اس دلاور نے دیکھا اس شکل سے صدا آئی
کہ کیوں اپنی جان تلف کرتا ہے اپنے گھر کو پھر جا اور اپنی زندگی کو غنیمت جان برجلیس کو سجدہ کر
اس بہادر نے اس شکل کو دیکھکر اور وہ صدا سنکے لاحول زبان پر جاری کی اور فوراً گوشہ ترکش سے تیر
کمان لی اور یہ اپنے دل میں خیال کرکے کہ اس شکل نحس کو نشانہ خدنگ بنائیے یہ سوچکر اور ترکش

سے تیر نکالا کمان میں پیوستہ کرکے اُس شکل کو تاک کر قصد کیا کہ خدنگ کو رہا کروں کہ صدا آئی او شطار کار
کیا کرتا ہے اپنے خدا کو نشانۂ خدنگ بناتا ہے ارے کیوں اپنی جان کو برباد کرتا ہے یہ مرغ تیر میرا کچھ نہ کریگا
پلٹ کر تجھی پر آئیگا و زاغ کمان چلا کر اگر مجھ کو جلال آگیا تو پھر تجھکو کہیں پناہ نہ ملیگا سوائے جان دینے کے
کچھ نہ حاصل ہوگا یہ کب سنتے ہیں تیر کو رہا کیا اُدھر سے تیر چلا اُدھر وہ شکل اُس آسمان پر پنہاں ہوئی
یہ کہا کہ تم سب کی قضا ہی آگئی ہے شکل کا پوشیدہ ہونا تھا کہ اُسی مقام پر سے ایک آفتاب پیدا ہوا
خورشید اصلی پنہان ہوگیا گرمی کی شدت اُسی طور سے ہوئی جیسا کہ مذکور ہوا اور رنگ پر ستون کے جب
آفتاب نکلتا تھا اور گرمی کی شدت ہوتی تھی سب خدا پرست گرمی سے پناہ مانگنے لگے اُس گرمی
سے پناہ پانی دشوار ہوئی یہاں یہ بہادر تیر لگا کر کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ میدان میں جاؤں کہ وہ آفتاب
نکلا جیسے ہی اُس تیر پر آفتاب کا عکس پڑا تیر جل کر خاک ہو گیا انھوں نے دوسرا تیر اور نکالا اور
پیوستہ کرکے قصد کیا کہ رہا کروں آفتاب کو نشانۂ خدنگ بناؤں کہ آفتاب کا عکس اِس بہادر
پر پڑا بس ساکت ہوکر رہ گیا جس طور سے کمان کو کھینچا تھا اُسی طور سے رہ گیا بس جیسے ہی عکس پڑا
پیر سے دھواں نکلا عرصہ نہ گزرا تھا کہ گوشۂ کمان سے شعلہ پیدا ہوا اُٹھتے اُس بہادر کو مثل چنار
خشک کے جلا دیا ایک تو شدت گرمی سے اہل اسلام بیقرار تھے کہ خیمے لیے ہوئے تھے دوسرے
یہ جو واقعہ درپیش ہوا اور حیران ہوئے مگر استقلال کو کام میں لائے قضا کو مقدم خیال کیا عنان صبر
کو ہاتھ سے نہ دیا بڑے دیندار تھے اس واقعہ کو بھی سحر کا کارخانہ خیال کرکے خاموش رہے اُسی طور سے
صف بستہ کھڑے رہے وہ آفتاب اِس بہادر کو جلا کر پنہان ہوگیا خورشید عالم تاب نکل آیا گرمی
جاتی رہی کہ پھر اُس صمصام نمک حرام نے مبارز طلب کیا اُدھر سے پھر ایک بہادر نکلا اور مقابلہ
کو چلا پھر وہی واقعہ درپیش ہوا کہ اُس شکل نے پہلے نکلکر نصیحت کی جب نہ مانا تو آفتاب نے ظاہر
ہوکر جلا دیا اور پوشیدہ ہوگیا صمصام نے مبارز طلب کیا اِن لوگوں کو کب یہ تاب تھی کہ مقابلے کو
نہ جاتے پھر مقابلہ کو ایک جری نکلا وہ بھی اُسی طور سے جل کر خاک ہوگیا اب انکو تاب نہ رہی
محکوم شاہ نے خیال کیا دل میں کہ اگر ایک ایک اِسی طور سے جائیگا تو یہ آفتاب سحر جلا دے گا
بہتر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حملہ کردو جو کچھ ہو یا تو مر جاؤ یا قتل کرکے بھگا دو گو یہ امید نہیں ہے کہ بھگا دیں کیونکہ وہ لوگ
بہت ہیں اور ہم کم یہ مثال ہے جیسے آٹے میں نمک اِس جلنے سے تو یہ مرنا بہتر ہے کہ تلواروں سے مریں اپنی حسرت دل تو نکالیں
بس یہ تصور کرکے لشکر کو حکم دیا کہ اِن کفاروں کو مارلو گو آج خلاف طریقہ صاحبقران یہ تقصیر
جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہے گو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہے مگر کیا کیا جائے اِس جلکر بھی کے
مرنے سے تو بہتر ہوگا یہ حکم دینا تھا کہ کل اہل اسلام تلواریں پکڑ پکڑ کر اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر
پل گئیں اُٹھا کہ ایک مرتبہ حملہ کرکے چلے محکوم شاہ نے بھی تخت کو ترک کیا مرکب پر سوار ہوا اور
خود بھی تلوار پکڑ کر چلا اِدھر اہل اسلام نرغہ کرکے چلے اب اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ یہ جو حال کفار نے
دیکھا طومار شاہ نے حکم دیا کہ خدا پرست بقصد جنگ مغلوبہ آتے ہیں تم لوگ بھی انپر حملہ کرو
یہ حکم دینا تھا کہ کفار بھی ایک مرتبہ اپنے مقام سے تلواریں اُٹھا کر چلے پر چلیس بارگاہ میں بیٹھا ہوا
تماشہ دیکھ رہا ہے اہل دربار سے بار بار خطاب قدرت کے اندر سے کہتا ہے کہ تم سب نے میری
قدرت اور میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکر میں نے خدا پرستوں کو جلایا اور کیونکر انکو غارت کیا وہ لوگ
ایسے نادان ہیں کہ خود وہ تو کم ہیں اور اِس لشکر سے جنگ مغلوبہ پر آمادہ ہوئے ہیں اس نادانی کی کوئی حد ہے سب اہل دربار

کہ رہے ہین کہ آپکی بڑی قدرت ہی اور بہت بڑی شان آپکے غیظ و غضب سے کسی کو پناہ نہین ملسکتی
ہی ان سب نے اپنی صفت مین جانین تلف کین یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی ادھر دونون لشکر ال گئے
باہم تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہو گیا سوار و پیدل مر مر کر گرنے لگے بسمل مثل مرغ سر بریدہ کے خاک
پر لوٹنے لگے اہل اسلام نے اسدن ایسی جرأت کی کہ پہلے حملہ مین کئی ہزار کفار قتل کیے مگر چارون
طرف سے گھر گئے اپنی شمشیر زنی سے باز نہین آتے ہین اہل اسلام کی شمشیر کا یہ حال ہی کہ بموجب شعر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد * یکے را دو کرد و دو را چار کرد * نعرۂ بہادران سے زمین معرکہ ہل رہی تھی
جوے خون روان تھی سر مثل حبابون کے تیر رہے ہین تن مثل مگر کے ہاتھ مثل ماہیون کے نیزے
مثل افعی دراز کے سپر مثل سنگ پشت کے بازار مرگ ہی کہ گرم ہی زمانہ رستخیز برپا ہی نقیب بہادران
کے دل بڑھا رہے ہین اہل اسلام قدم جمائے ہوئے لڑ رہے ہین کھیت سے باہر نہین ہو سکتے ہین
اتنے بڑے لشکر سے ثابت قدمی سے لڑ رہے ہین ملک الموت ہر طرف روحین قبض کرتے پھرتے
ہین ایک کی روح قبض کی ہزار مر کر گر پڑے آب تیغ کی طغیانی ہی سپرون کی کالی گھٹا بلند ہی آسمین
برق شمشیر چمک رہی ہی سنانین مثل شرارون کے چمک رہی ہین صدائے سم اسپان سے زمین معرکہ
کو زلزلہ ہوتا ہی نایون کی صدا سے کچھ سنائی نہین دیتا ہی جنگی باجے بج رہے ہین ایک طرف حاکم بہا
ھکلوم شاہ وہ شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کفار کو پناہ نہین ملتی ہی شعر یکے زخم زد بر تن پہلوان * گزان
زخم لرزید پیر و جوان * کسی مقام پر چقا چاق خنجر بلند ہی باہم کفار و مومن خنجرون سے لڑ رہے ہین
جوے خون جاری ہی اس مقام پر یہ شعر ہی شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید * زمین خون شد و خون
بگردون رسید * ایک سمت گرز زنی ہو رہی ہی صدائے تڑاق تڑاق بلند ہی کفار پیوند خاک
ہو رہے ہین باجے جنگی بج رہے ہین صورت یہ ہی کہ ابھی تک اہل اسلام کا غلبہ ہی کفار کو گوشۂ پناہ
نہین ملتا ہی سواے کہ بچ زخم سے زخمی ہو ہو کر گر رہے ہین اہل اسلام بڑھتے ہوئے چلے آتے ہین
گو اہل اسلام تین لاکھ ہین اور کفار دس لاکھ مگر جی چھوڑ دیے ہین کیون نہ کس کے زیر کیے
ہوئے ہین اور کس بہادر کی آنکھین دیکھے ہوئے ہین جو کہ ہزار کو برابر ایک کے جانتے ہین ایسی جنگ
رستا نہ اہل اسلام نے کی اور ایسی کفار کشی کی کہ لاشون کے ڈھیر سرون کے انبار لگ گئے مرکب کوتل
پھر رہے ہین لاشون کو پامال کرتے ہوئے غبار اسقدر میدان جنگ مین بلند ہی کہ زیر آسمان ایک
آسمان خاکی بنگیا ہی جیسا کہ شاعر نے شعر کہا ہی شعر ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و
آسمان گشت ہشت * صدائے بندوق سے گوش کر رون کر ہوئے جاتے ہین یہ رنگ جو برجیس
نے بارگاہ سے بیٹھے دیکھا اور خیال کیا کہ خدا پرست بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہین گو
میر لشکر بھبوٹا ہی مگر بھاگتا پھرتا ہی اور ہزارون میرے لشکر کے سوار مارے گئے ہین اہل اسلام
جان دے دے کر لڑ رہے ہین ایک مرتبہ خوشخوار شاہ سے کہا کہ سمار شاہ کو مع دس لاکھ لشکر
کے ہمراہ کے طومار شاہ روانہ کرو خوشخوار نے سمار کو روانہ کیا اسیوقت لشکر مین کرنا ہی
ہوئی لشکر تیار ہو کر سمار شاہ کے ہمراہ روانہ ہوا یہان برجیس نے ایک مرتبہ قبۂ بارگاہ کی
طرف سر اٹھا کر کہا کہ امر داد بزرگوار یہ کیا کہ اہل اسلام کم ہین اور غالب آتے ہین یہ وقت کرم کا
ہی اپنے بندون کی کمک فرمائیے آواز آئی کہ پریشان نہو ہم غافل نہین ہین کوئی فعل ہمارا خالی
از مصلحت نہین ہوتا ہی تو نے سمار شاہ کو روانہ کیا خوب کیا اب مین اپنا عذاب نازل کرتا ہون

دیکھ لے یہ جو صدا آئی سب اہل دربار کانپ کر رہ گئے برجیس خاموش ہو رہا اُدھر جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی طومار شاہ لڑ رہا تھا مگر لشکر بہت کام آیا تھا اہل اسلام نے جی چھوڑ دیے تھے ہزاروں
لاشین خاک معرکہ پہ پڑی ہوئی تھیں سر مانند اولوں کے پڑے ہوئے تھے کہ مسمار شاہ لشکر لے کر
پہونچا چونکہ اہل اسلام کا ستارہ گردش میں تھا بدین سبب فتح کی شکست ہو گئی فوج تازہ جو پہونچی
اُسنے چاروں طرف سے گھیر لیا اور لڑنے لگے اہل اسلام بھی لڑنے لگے دونوں طرف کے سوار و
پیدل قتل ہو ہو کر گرنے لگے پھر رستخیز بپا ہوا پھر مینہ سروں کا برسنے لگا پھر برق شمشیر چمک
چمک کر گرنے لگی پھر دریائے خون کی طغیانی ہوئی کشتی حیات مرگ طوفان میں
مبتلا ہوئے بازار مرگ پھر گرم ہو گیا یہ لشکر تازہ جو آیا اسنے لڑائی کو روکا دن بھر
ہوا ہے کہ اہل اسلام لڑ رہے ہیں ایک تو یہ لوگ کم ہیں دوسرے بہت سے مجروح
ہو گئے ہیں مگر اُسی طور سے لڑ رہے ہیں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے ہیں عجب طرح کی جنگ واقع
ہوئی ہر نشان لشکر بلند ہیں ادھر تو لشکر تازہ نے دبا ڈالا اُدھر برجیس نے جو فریاد کی ایک مرتبہ
آسمان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اُسکی گرمی نے اہل اسلام کو پریشان کیا ایک جنگ مغلوبہ کی گرمی
دوسرے آفتاب کی تپش سے یہ غضب ہوا کہ اُس آفتاب نے جلانا شروع کیا اب اہل اسلام کا
عجب عالم ہوا ٹھہرنا مشکل دم لینا دشوار ہوا اسی اثنا میں جو کہ لشکر کو لڑوا رہا تھا یعنی حاکم بن محکوم
شاہ وہ ہاتھ سے دیلم کے مجروح ہوا اُدھر محکوم شاہ سے اور مسمار شاہ سے مقابلہ ہو گیا محکوم
شاہ نہایت پریشان تھا اور یہ سبب تھا ایک تو گرمی کے باعث سے اور اپنے لشکر کے لوگوں کے
جانے کے سبب سے دوسرے اپنے فرزند کے مجروح ہونے کے سبب سے بس یہ بھی مجروح ہوا
ورنہ مسمار کی یہ لیاقت نہ تھی کہ محکوم شاہ کو مجروح کرتا محکوم شاہ کا زخمی ہونا تھا کہ ایک مرتبہ
لشکر اسلام کے قدم اُکھڑ گئے کچھ لوگ حاکم بن محکوم شاہ کو تخت پر ڈال کر میدان جنگ سے
نکلے اور کچھ لوگوں نے محکوم شاہ کی فوج میں سے جو اپنے افسروں کو مجروح دیکھا کر لوٹ گئی گھوڑا
کھایا اور مجروح کھا کر جنگ سے گریز کرنے لگے اور سپاہ ایک سمت کو جمع ہوئے اس قدر سے کہ گو سردار
ہمارے مجروح ہوئے ہیں مگر ہم ایسے حملہ کریں کہ کفار بھی یاد کریں مگر کفار نے جمع نہ ہونے دیا
پراگندہ کر دیا اُدھر اسلام میں تورج نے نشان لشکر اسلام کو قلم کر کے گرا دیا نشان کا گرنا تھا کہ اسپ
بالکل فوج اسلام کا دل ٹوٹ گیا ہے نشان کا قلم ہونا دبار کا آگاہی بس لشکر ایک مرتبہ فرار پر آمادہ
ہوا اور چل نکلا کفار نے قصد کیا کہ گھیر کر ان سب کو قتل کریں کہ آواز آئی اے بندگان من ان سب کو
نکل جانے دو کیا حاصل یہ جو صدا آئی کفار نے ایک طرف راہ خالی کر دی اہل اسلام نے جو راہ
پائی اُسی طرف سے بھاگے تم آگے آگے لوگ محکوم شاہ کو اور حاکم بن محکوم شاہ کو لیے ہوئے
بھاگے جاتے تھے عقب میں اُنکے کل لشکر جو کہ قتل ہونے سے بچا ہوا تھا اُسکے عقب میں
کفار قتل کرتے ہوئے آتے تھے یہاں در شہر کھلا ہوا تھا کہ یہ لوگ ایک مرتبہ داخل شہر ہوئے
اور کل لشکر بھی جب کفار انکے عقب میں قریب شہر پہونچے قصد کیا کہ اسیوقت شہر میں جا گھسیں اور قتل
کر کے شہر پر قبضہ کر لیں پھر صدا آئی کہ انکو شہر میں جانے دو تعاقب چھوڑ دو کوئی ضرورت تعاقب کی
نہیں ہے یہ جو صدا آئی کل لشکر ٹھہر گیا اہل اسلام بہت جلد داخل شہر ہوئے در شہر بند کر لیا پل خندق
اُٹھوا دیا باندھ کھول دیا خندق میں پانی بھر دیا جب سب بند و بست ہو گیا اہل اسلام تو داخل شہر

ہوسکے اُدھر کفار کو صدا آئی کہ اب لشکر کو واپس آؤ کوئی ضرورت نہیں ہو اگر یہ لوگ قلعہ بند ہو
ہیں تو جا کہاں سکتے ہیں سب کو ایک مرتبہ قتل کرونگا اور بھاگ رہے ہیں اپنا اسپ ایسا ضرور عذاب نازل
کرونگا مگر یہاں یہ تدبیر ضرور لازم ہو کہ کچھ لشکر گرد قلعہ [illegible] محاصرہ متعین ہو تاکہ اہل اسلام یہ فکر نہ کریں کہ
قلعہ سے نکل کر لشکر پر شبخون ماریں یہ جو حکم پالیس اسی وقت طومار شاہ نے قیصور ادھم شو کو
کو مع ایک لاکھ سپاہ کے گرد قلعہ فرودگش ہونے کا حکم دیا اور خود کل لشکر کو لیکر فرودگاہ پر داخل ہوا
شمار جو کیا تو اپنے لشکر کے سواروں کو قریب ایک لاکھ کے مجروح پایا اور قریب پچاس ہزار کے
کشتہ پائے اور اہل اسلام اس جنگ میں قریب چار ہزار کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے راوی
نے بیان کیا ہو کہ کفار نے اپنے لشکر کی لاشوں کو جلا دیا اور زخمیوں کو برائے علاج شفاخانہ میں
روانہ کیا اہل اسلام کی لاشوں کو میدان جنگ سے اٹھوا کر ایک غار [illegible] اسمیں ڈالدیا اور اوپر
سے خاک ڈالدی یہ سب بندوبست کر کے طومار شاہ لشکر لیکر خیمہ گاہ پر آیا لشکر کو کمر کھولنے کا حکم
دیا خود دربار میں آیا جب بیٹھ چکا آواز آئی کہ اے سپہ سالار کیا ہوا سب حال طومار شاہ نے بیان
کیا حکم ہوا کہ کل قلعہ پر یورش کرنا اور قلعے کو لیلینا مہلت اس سبب سے انکو دی ہو کہ انکو قلعے
پر بھروسہ بڑا ہو وہ بھی حسرت اپنے دل کی نکال لیں کوئی حسرت باقی نہ رہجائے طومار شاہ نے
کہا کہ بہت خوب پس بعد چالیس سنے یہ حکم [illegible] کہ طبل بجوایا کہ کل قلعہ پر یورش ہوگا اور دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر بعد قلعہ قیصور مع ایک لاکھ سپاہ کے محاصرہ کیلیے
اُترا ہو قلعے کو اکل گھیر لیا ہو بیرون قلعہ و شہر تو یہ بندوبست ہوا اندرون قلعہ جب سب لشکر داخل ہوا اور جو
مجروح تھے وہ تو شفاخانہ کو روانہ ہوئے انکا علاج ہونے لگا وزیر محکوم شاہ اور محکوم شاہ کو
اسی حالت سے ایوان میں لایا تھا لٹکوائے بادشاہ کے اور فرزند بادشاہ کے بھی اور کل سرداروں
کے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے کو قلعے میں پایا حال دریافت کیا وزیر نے جو حال تھا سب بیان
کیا بادشاہ نے کہا کہ تم جا کر قلعے کا بندوبست کرو جو لشکر قتل ہونے سے بچکر آیا ہو اور داخل قلعہ ہو
اسکو مقام مناسب پر فرودگش کرو اور خوب قلعے کا بندوبست کرلو نہ ضرور ہوگا وزیر بادشاہ کے
پاس آیا اور خوب بندوبست کرلیا دو لاکھ اسی ہزار سپاہ بچکر گئیں ایک لاکھ بیس ہزار تو کام
آئے اسقدر باقی تھے انمیں دس ہزار مجروح تھے پس دو لاکھ ستر ہزار سپاہ کو فصیل اور برج قلعہ
پر مقرر کیا توپیں کئی ہزار قلعے پر چڑھوا دیں اور ہر مقام پر پہرہ چوکی مقرر کر کے خدمت بادشاہ میں
آیا یہاں سب حاضر تھے حاکم بن محکوم بھی پٹی باندھے بیٹھا تھا کہ چوبدار دروازے سے ہرکارے آئے
انھوں نے بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ کفار نے طبل یورش بجوایا ہو انکا قصد ہو کہ کل قلعے
پر یورش کریں باقی خیر بہت ہو اور قیصور ایک لاکھ سے گرد قلعہ محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہو محکوم
نے وزیر کی طرف دیکھا اُسنے عرض کیا کہ آپ پریشان نہوں قلعہ خوب آراستہ ہو کیا طاقت کفار
کی کہ قلعہ لیسکیں پس محکوم نے ایک آہ سرد دل سے کھینچی اور کہا کہ افسوس میں بھی مجروح ہوں
اور میرا فرزند بھی اور کل سردار کیا ہوگا سب نے کہا کہ ہم سب اپنی جانیں لڑادینگے حریف کو اندر
شہر کے نہ آنے دینگے اُسوقت سب ایک قسم ہوئی پس محکوم نے ناموس کو اپنے عیار کے ہمراہ کر کے
کہ نام اُسکا تیز رفتار تھا مع دس ہزار سواروں کے اور خزانے کی طرف [illegible] اپنے بھائی
احکام شاہ کے پاس روانہ کیا اور سب حال تحریر کر دیا وہ ناموس کو چور دروازے سے لیکر

طرف نور نگوشتہ کے چلا گیا یہان یہ خبر تو آچکی تھی کہ طبل یورش بجا ہو پس سب نے سجادے بچھا
اور عبادت خدا مین مصروف ہوئے اُدھر لشکر کفار مین شب بھر تیاری یورش ہوئی محکوم شاہ
نے کل اہل شہر کو طلب کر کے کہا کہ تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جان دو اسکی اطاعت کر لو اور
تقریر جب صاحبقران اسکو قتل کرینگے خواہ یہ اطاعت کرین اُس وقت پھر تم اپنے دین کو اختیار
کر لینا مین تو ایسا نہ کرونگا اہل شہر نے جواب دیا کہ ہمسے تو یہ نہو گا کہ ہم تقیہ کرین اور آفتاب کو
خدا جانین جو آپکا حال ہوگا وہ ہم سب کا ہم مرنے سے نہین ڈرتے ہین اگر مر گئے تو مرتبہ شہادت
پایا ایسا مرنا تو بہتر ہو یہ جو اہل اسلام سے کہا محکوم کو انپر بہت بھروسہ ہوا اور اُسنے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ خدا تمہارا مرتبہ بلند کرے اب سب اہل شہر اپنے اپنے مکان پر اُسکے رخصت ہو کر اور سب
مسلح و مکمل ہوئے اور کفن پہن لیے اپنی اپنی عورتون کو ہمراہ ناموس شاہی کے روانہ کر دیا یہانتک
کہ وہ رات تمام ہوئی محکوم شاہ فصیل قلعے پر آکر بیٹھا اور سب سردار گرد گولندازون کو طلب کر کے
انعام کا امیدوار کیا اُنھون نے آکر توپون کو درست کیا مستعد حکم قضا تسمم کھڑے ہوئے اُدھر صبح
کو بہ جلیس آکر دربار مین بیٹھا طومار شاہ کو حکم دیا کہ قلعے پر یورش کرو اور سرکارون کو روانہ کیا
کہ جو لشکر زیر قلعہ اُترا ہوا ہو وہ بھی آراستہ ہو سرکارون نے آکر فیلسوز کو حکم بہ جلیس سے آگاہ
کیا یہان لشکر آراستہ ہوا اُدھر سے طومار شاہ وغیرہ مع ارژنگ و چترنگ کے پندرہ لاکھ سپاہ
لیکر برائے یورش روانہ ہوئے سب سامان جنگ و قلعہ گیری ہمراہ تھا یہان در قلعہ پر دیدبان
بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ کے برائے یورش چلا آتا ہو
بادشاہ سے عرض کیا کہ کفار بقصد یورش آئے ہین کیا حکم صادر ہوتا ہو بادشاہ نے جواب دیا کہ آنے
دو چونکہ ان سب کا ستارہ گردش مین ہو کوئی تدبیر و تدارک بن نہین پڑتا ہو اُدھر طومار شاہ
مرکب اُٹھائے ہوئے سامان قلعہ گیری لیے ہوئے آپہونچا فیلسوز بھی ہمراہ ہوا طرف قلعے کے چلے
بلد کر کے اور یہ کہتے ہوئے کہ قلعے کو لیلو آگ لگا دو اہل شہر کو قتل کرو اُدھر دیدبان نے عرض کیا کہ
میدان جنگ طے کر کے آ گئے ہین اب خوب زد پر ہین یہ سنتا تھا کہ محکوم شاہ نے ہوائی اُڑا کر
پھر کی یہ علامت تھی شر کی ہوائی کا فیر ہوتا تھا کہ گولندازون نے توپون کو جھکا جھکا کر مہتاب دکھائی
بس مہتاب کا دکھانا تھا کہ ایک مرتبہ پانچ ہزار توپ کی صدا بلند ہوئی زمین تھرتھرا گئی تمام عالم
دھوان دھار ہو گیا سواے دھوئین کے کچھ نہ نظر آتا تھا جو صف لشکر کفار کی آگے بڑھ آئی تھی
وہ سمار ہو گئی گولہ مثل اولے کے برسنے لگا ہزارون کے سر اڑ گئے ہزارون کے مرکب اور سپر اُڑ
کے ہاتھ اُڑ گئے کوسون تک لاشین نظر آنے لگین اسطور سے سر و صدر مقتولون کے ہوا پر اُڑتے
رہتے تھے جیسے چیلین منڈلاتی ہین ایک ہی فیر مین پندرہ ہزار سپاہ کام آئی لشکر کفار کے قدم اُکھڑ گئے
اور زد پر سے ہٹ کر کھڑے ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھ روک لو گولندازون نے ہاتھ روک
لیا اب جو دیکھا سب اہل قلعہ نے تو دور تک لاشون کے سوا کچھ نہ نظر آتا تھا اور کفار دور کھڑے
ہوئے تھے یہان سب خوش ہوئے مگر ستارہ گردش مین تھا پھر طومار شاہ نے لشکر کو آمادہ
کر کے یورش کا حکم دیا اور خود مرکب اُٹھا کر چلا اُدھر دیدبان نے پھر عرض کیا کہ لشکر آتا ہو یہان
گولنداز توپین درست کر چکے تھے کہ جب کفار زد پر آ گئے دیدبان نے عرض کیا کہ زد پر آ گئے تب
بادشاہ نے ہوائی واقعی ہوائی کا واقعہ تھا کہ گولندازون نے توپون کو سیدھا کر کے جو آگ بتائی

پھر اُسی مرتبہ کی طرح سے پھر صدا بلند ہوئی کفار پر آگ برسنے لگی سر اُڑ گئے اگلی مرتبہ بیس ہزار کفار
کام آئے اِسی طور سے تین حملہ کیے ان تین حملون مین ایک لاکھ کفار مارے گئے اور زخمی ہوئے
اُسوقت طومار شاہ نے بارگاہ کی طرف مُنھ کرکے فریاد کی کہ اے خداوند اتنے ہم لوگ بہت پریشان
ہوئے ہین ہر مرتبہ کے حملے مین ہزارون آپکے بندے کام آئے ہین یہ جو فریاد کی بس برجیس کے کان
مین صدا فریاد طومار شاہ کی پہونچی یہی سبب تھا کہ کیسی ہی دور لشکر ہو جب یہ فریاد کرین برجیس
سن لے اُسنے بھی تنہا بارگاہ کی طرف سر اُٹھا کر فریاد کی یا خداوند وای پیر بزرگوار کمک فرمایئے
طومار شاہ کی بس یہ جو فریاد کی آواز آئی کہ اب تیری خوشی ہو کہ غارت کر دون خیر لے غارت ہوتے
جاتے ہین راوی نے بیان کیا ہو کہ جب یہ صدا آئی اِدھر صدا آئی اُدھر آسمان مین درازی شروع
ہوئی کہ دفعۃً وہ آسمان نیلگون قریب قلعہ پہونچگیا یہان کو لندارا ہاتھ بڑھ گئے ہوئے کھڑے تھے
میدان مین ہزارون لاشین پڑی ہوئی تھین طومار شاہ قلعے سے دور کھڑا ہوا تھا کہ وہ آسمان محیط
ہو گیا اور برق چمکنے لگی اور مقابل قلعہ ہو کر محیط ہوا محکوم شاہ وغیرہ نے جو اُس آسمان کو دیکھا باہم
کہنے لگے کہ اب غضب ہو گیا کہ برجیس نے ساحرون کو روانہ کیا اب قلعہ فتح ہو جائیگا یہ کہکر حکم دیا
کہ کیا فائدہ جان دینے سے تم سب بلکہ اِس شہر سے نکلکر زرنگو شیشہ کو چلے جاؤ کیون اپنی جانین
برباد کرو جبتک مقابلہ لشکر سے تھا فتح کی امید تھی اب خدا سے مقابلہ ہو ہم کیا کر سکتے ہین سوا
مرجانے کے اُنھون نے عرض کیا کہ جو آپ کا حال ہوگا وہ ہمارا ہوگا ہم آپکو کیونکر چھوڑکر جائین یہ
سنکے محکوم شاہ چپ ہو رہا اُدھر اُس آسمان سے ایک شکل مہیب پیدا ہوئی اور سامنے محکوم شاہ
واہل قلعہ واہل شہر کے قائم ہوئی اور پکار کر کہا کہ سب نے سنا اے اہل قلعہ واے اہل شہر و محکوم
شاہ کیون اپنی جانین برباد کرتے ہو بس خیر اِسی مین ہو کہ آکر برجیس کی اطاعت کرو دین خداپرستی
ترک کرو اور آفتاب پرستی قبول کرو اگر اِسوقت اِس پر عمل نہ کروگے تو یاد رکھو کہ سب کو خداوند
ہمارا کہ ابھی ابھی خاک کر دیگا ایک بھی نہ بچے گا یہ سُنکے اہل شہر و محکوم شاہ نے ہزار ہزار لعنت
برجیس اور آفتاب پرستون پر کی اور کہا کہ وہ کیا غارت کریگا ہمارا خدا تمکو تمھارے شر سے
بچائیگا اور بہت سخت و سُست کہا پھر صدا آئی کہ تم سب کی قضا آئی ہو خیر تمکو اختیار ہو دیکھو عذاب
نازل ہوتا ہو یہ کہکے وہ شکل اُسی آسمان مین پنہان ہوگئی اب پھر حرکت ہوئی آفتاب عالم تاب
پوشیدہ ہو گیا سب کو یقین ہو گیا کہ شام ہو گئی یکایک دوسرا آفتاب اُس آسمان سے پیدا ہوا
چونکہ محیط تھا اُسکا ظاہر ہونا تھا کہ قلعے مین اِسقدر گرمی پیدا ہوئی کہ زمین و دیوار و در جلنے لگے کہ
ہتھیار تک جلنے لگے پیاس کی شدت ہوگئی ہر ایک بسبب پیاس اور گرمی کے بیقرار ہو گیا اتنے اہل
قلعہ کی عجب حالت ہوئی کہ جیسے ماہی بے آب کی حالت ہوتی ہو مگر کیا بہادر تھے اُسی طور سے بیٹھے
رہے جو جس مقام پر جس کام مین مصروف تھا اُسی کام کو کیے گیا اُدھر وہ آفتاب آسمان سے جدا
ہو کر وسط قلعہ پر آکر چمکا اُسکا چمکنا تھا کہ ہر در و دیوار سے اور زمین سے قلعے کے شعلے نکلنے لگے یہ جو
عالم اہل شہر نے دیکھا اتنے حواس جاتے رہے جمع ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ اب کیا
کرین زمین الگ آگ اُگل رہی ہو آسمان پر سے الگ آگ برس رہی ہو اِس آگ سے تو ہم
جلے جاتے ہین بلکہ ہزارون آدمی جل گئے مکان مثل ہیزم کے جل رہے ہین یہ جو محکوم شاہ
نے سُنا فرمایا کہ کیا کیا جائے جو مرضی خدا آپ لوگ پشت قلعہ پر جو پھاٹک ہو اُس سے فرار کر جایئے

ہین نے پہلے ہی عرض کیا تھا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ تو نہوگا آپ بھی اگر تشریف لیچلین تو کیا
مضائقہ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ کوئی لشکر نہین ہی جو مقابلہ فرمائیے گا سحر سے کیونکر مقابلہ فرمائیے گا پھر تو
جان بوجھکر جان دینا ہی یہ جو اہل شہر نے کہا تو سب سردارون نے عرض کیا کہ اہل شہر درست کہتے
ہین آپ بھی قلعے کو ترک کرکے یہان سے روانہ ہوجیے کیونکہ حکم شرع ہی کہ جہان بلا نازل ہو وہان سے
نکل جاؤ بس جبکہ یہ بلا نازل ہوئی ہی تو کیا ضرور ہی کہ یہان قیام کیا جائے بادشاہ نے جواب دیا کہ
یہ تو تمنے سچ کہا مگر غیرت گوارا نہین کرتی ہی کہ مین قلعے کو چھوڑکر بھاگون اُنھون نے عرض کیا کہ کیا لشکر
کے روبرو سے فرار فرماتے ہین اکثر آپکے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہی کہ جب بلا نازل ہوئی اُس مقام
کو ترک کیا بس حفظ جان مقدم ہی اور اس مرنے سے کیا حاصل کہ جل کر مرین بادشاہ نے کہا کہ اچھا
یہ تدبیر کرو کہ در قلعہ کھول کر مع لشکر کفار پہ جا پڑو اور قتل کرو اور خود بھی قتل ہوکر مر جاؤ سب نے
عرض کیا کہ یہ تو ضرور تھا مگر یہ آفتاب لشکر تک کسی کو نہ جانے دیگا راہ مین جلا دیگا پھر کیا حاصل ہوگا
اس سے تو بہتر یہ ہی کہ یہین جلکر مرین یہ جو سردارون نے کہا محکوم شاہ کو بھی خیال آگیا اُٹھ کھڑا ہوا
اور مرکب پر سوار ہوکر اور کل لشکر کو لیکر مع سرداران و اہل شہر کے در شہر سے جو کہ پشت پر واقع ہوا
تھا طرف زرنگوشہ کے روانہ ہوا ناموس وغیرہ اور خزانہ مال و اسباب تو پہلے روانہ کر چکا تھا اب
خود روانہ ہوا اُسکا جانا تھا اب سب اہل شہر راہی ہوئے اُدھر جو جو آفتاب نیچے اُترتا ہی وہ وہ
آگ زیادہ شعلہ ور ہوتی جاتی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ تھوڑے عرصے مین کل شہر خالی ہوگیا جسکی
قضا تھی وہ اُس آتش قہر سے جل کے خاک ہو گئے اِدھر یہ لوگ تو نکل گئے اُدھر وہ آفتاب
کڑک کر عمارت شہر پر گرا تمام شہر کی عمارتون مین آگ لگ گئی اور گرنے لگین قلعہ بھی گرنے لگا
خندق کا پانی خشک ہوگیا طلومار شاہ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ قلعے سے شعلے نکل رہے ہین اہل اسلام
کے حال پر افسوس کر رہا ہی اور دیکھتا ہی کہ آفتاب جو جو نیچا ہوتا ہی اُسیقدر شعلے بلند ہوتے ہین طلومار
شاہ نے دیکھا کہ جو لوگ فصیل قلعہ پر اور برجہاے قلعے پر تھے مع محکوم شاہ کے غائب ہو گئے
اور آفتاب کڑک کر گرا یہ دیکھکر یہ تو کانپ گیا کہ مع لشکر کے رہگیا اور لو یہ تو آ گرنے لگا غبار بلند ہوا
اُسنے دیکھا کہ اُسی غبار مین پھر چمک ہوئی اور وہ آفتاب غضب خداوندی بلند ہوکر آسمان مین
پنہان ہوگیا تھوڑے عرصے کے بعد جو غبار برطرف ہوا طلومار شاہ و کل لشکر نے دیکھا نہ قلعہ ہی نہ
شہر نہ عمارت شہر میدان صاف پڑا ہی سوختہ و نیم سوختہ راکھ کا انبار جا بجا ہی نہ کسی انسان کا
نشان ہی نہ حیوان کا ہان کچھ لاشین اہل قلعہ کی جلی ہوئی پڑی ہین اور کچھ مرکبون کی یہ دیکھکر طلومار شاہ
نے بہت افسوس کیا سخنگان و ارزناک و چترنگ وغیرہ تو بہت ہی افسوس کرنے لگے مگر
سخنگان ناچنے لگا طلومار شاہ نے سخنگان سے کہا تو نے غضب خداوندی کا حال دیکھا کہ کیونکر
اہل شہر و قلعہ کو ایک چشم زدن مین غارت کیا تو کہتا تھا کہ یہ لوگ بہت زبردست ہین اب وہ زبردستی
کہان گئی سخنگان نے کہا کہ خداوند اسی طور سے سب خداپرستون کو غارت کرین طلومار شاہ نے
جواب دیا کہ جو نہ اطاعت کریگا وہ اسی طور سے غارت ہوگا یہ تقریر ہو رہی تھی کہ آواز آئی کہ تم سب نے
میری قدرت دیکھی اور میرا غضب کیونکر غارت کیا ان سب خداپرستون کو اب لشکر کو واپس جاؤ
وہ آسمان جو چھپا تھا سمٹا کر اپنے مقام پر چلا آیا طلومار شاہ بھی لشکر لیکر فرودگاہ پر واپس آیا پس
ارزناک پرست و چترنگ پرست و سخنگان و ارزنگ و چترنگ وغیرہ تو بہت خوش ہین مگر

طومار شاہ افسوس کرتا اپنا لشکر لیکر ڈروگاہ پر آیا لشکر کو کھولنے کا حکم دیا اور خود مع سب سردارون
کے اور سنگھکان کے اور ارژنگ وغیرہ کے دربار مین آیا دربار آراستہ تھا بلکہ سب اہل دربار نے
یہ واقعہ دیکھا تھا اور سب جنہیں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ تمنے میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکر غارت کیا
ایک ساتھ سب کو سب نے کہا کہ تیری ذات بہت بڑی ہو اور تیرا غضب غضب خداوندی ہی جو تجھ سے خوف
ہوا وہ نہیں بچ سکتا ہو جب طومار شاہ آکر پہونچا آداب بجا لائی سب حال بیان کیا سنگھکان سے کہا کہ او
شیطان من تونے دیکھا کہ مین نے کیونکر ان سب کو غارت کیا اب تو قائل ہوا اسنے کہا کہ مین کب نہ
قائل تھا لیکن اب سب کو اسی طور سے غارت فرمایئے آداب آئی حضور یہ کہکر حکم دیا کہ کوچ ہو طومار شاہ
پیش خیمہ لیکر روانہ ہو طرف زرنگوشیہ کے اور ہم کل یہان سے کوچ کرینگے کیونکہ بہت جلدی ہو کہ اب ہم
سب خدا پرستون کا خاتمہ کرین کل لشکر تیار ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ یہ حکم دیکے سب جنہیں نے
دربار برخاست کیا سب اپنے مقام پر آئے رخصت شب بسبب بسر ہوا صبح بارگاہین وغیرہ [illegible]
بار کی گئین اسی طور سے ارمان نے بھی سب خیمے وغیرہ بار کیے پس طومار شاہ تین لاکھ اسی ہزار
سے پیش خیمہ لیکر طرف زرنگوشیہ کے روانہ ہوا مع ارمان کے یہ لشکر ادھر کو روانہ ہوا اسکے دوسرے
دن سب جنہیں نے اسی حشم وخدم سے یہان سے کوچ کیا اب یہان کیا کرتا کیونکہ شہر کو تو غارت کر چکا
تھا اگر شہر ہوتا تو کچھ دنون رہتا اگر [illegible] کرتا دوسرے اسکو جلدی بھی تھی کہ مین خدا پرستون
کا خاتمہ کرکے اپنے کام [illegible] سنگھکان اسکو دربلان ودربلان کو جلدی کر رہا تھا یہ خیال تھا
جنہیں کا کہ [illegible] غارت کرتا ہوا بر سر بدیع الملک نہ طاق مین پہونچون اور
وہان جاکر بدیع الملک کے لشکر کو اور بدیع الملک کو غارت کرون اور جس ملک کے باشندے
اطاعت کرین [illegible] اسکو نہ غارت کرون [illegible] ایسے خیال کرتا ہوا طرف زرنگوشیہ کے جاتا ہی اسکو
تو راہ مین رکھا جاتا ہی اور طومار شاہ کو بھی اسکا حال تحریر ہوگا

اب شمہ حال شہر زرنگوشیہ اور حکوم شاہ وغیرہ کا سماعت فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہو کہ شہر زرنگوشیہ کا حاکم احکام شاہ ہی اور حکوم شاہ ہی اور یہ بہت بڑا ملک
ہی یہان پانچ لاکھ کا لشکر ہو یہ ملک بھی ایرج تاجدار کا ہو لیکن احکام شاہ یہان حکومت کرتا ہے
یہ بڑا بھائی ہو حکوم شاہ کا بہت عادل اور منصف ہی اس سے بھی رعایا بہت خوش ہی پانچ لاکھ
سپاہ کے افسر وسردار وپہلوان اسکے دربار مین حاضر رہتے ہین کرسیون پر اور دنگلون پر متمکن رہتے
ہین اسکا وزیر اور یہ خود بھی بہت عقلمند ہی چنانچہ دربار آراستہ تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ
آپکے بھائی صاحب کا عیار مع [illegible] سپاہ کے اور ناموس شاہی کے آتا ہی ہمنے اسے بیرون
شہر دیکھا تھا احکام شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا آفت آئی جو بھائی نے اپنے ناموس کو یہان روانہ
کیا یہ فکر ہو رہا تھا کہ عیار حکوم شاہ بعد طے مراحل وقطع منازل داخل ہوا اور قریب عمارت شاہی
کے آکر ناموس کو تو محل خاص بادشاہی مین بحفاظت اتروایا سب کنیزان وغلامان تھے اور خود لشکر
کو ایک مقام پر مقیم کرکے دربار مین آیا احکام شاہ کو مجرا کیا اور سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے حال
دریافت کیا اسنے کل حال بیان کیا اور عرض کیا کہ سبب ہوا ناموس کے آنے کا اور اہل شہر کے
بھی ناموس ہین میرے ہمراہ لشکر ہی اور [illegible] ناموس کو تو مین نے محل خاص سرکار مین اتار دیا ہی اب

لشکر اور خزانے کے بابت کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تم یہ بندوبست کرو کہ
خزانہ تو سپرد خزانچی سرکار کرو اور سب اسباب داخل محل سرکار کرو اور لشکر چھاؤنی میں اتارو یہ حکم
دے کر دربار برخاست کیا اور محل میں آیا بھاوج سے ملا سب حال دریافت کیا اُسنے رو رو کر
سب حال بیان کیا اُسنے بہت کچھ اطمینان اُسکا کیا اور ایک محل بہت عمدہ رہنے کو دیا سب سامان
درست کر دیا خود اُنکے ہمراہ تھا یہاں وزیر نے جو کچھ حکم ملا تھا اُسکا بندوبست کیا اب اختصار پر نظر
ہی کیونکہ بابو صاحب کا حکم ہو کہ اِسی جلد میں تمام ہو جائے باقی نہ رہے اس حکم سے ناچار ہو گیا ورنہ ہر
مقام کو میں اپنی طبیعت کے موافق تحریر کرتا تاکہ اختصار سے کوئی اطلاع ناظرین کو نہ حاصل ہوگا مگر کیا کروں
ناچار ہوں آمدم برسر مطلب جب سب بندوبست ہو چکا وزیر اپنے مکان پر آیا دوسرے دن پھر دربار
کیا احکام شاہ نے کہ پرچہ نویس نے کل حالات شہر فرنگوشیہ تحریر کیے اور یہ تحریر کیا کہ تمام شہر
غارت ہو گیا آپکے بھائی بھاگ کر ادھر کو آتے ہیں سوائے میدان کے کچھ نشان تک نہیں باقی ہے
یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہاں کبھی کوئی شہر تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ بد حلبیس نے یہ تدبیر کی تھی
کہ ایک میل ہٹا کر اُسپر ایک تختہ لگا دیا تھا کہ اس مقام شہر فرنگوشیہ ان لوگوں نے ہماری اطاعت
نہ کی جسمیں انکو غارت کر دیا اور شہر کو بھی جلا دیا اور باشندگان شہر کو بھی اِسی سبب احکام شاہ نے
اخبار میں دیکھا بہت افسوس کیا اور سب اہل دربار سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ فرنگوشیہ برباد
ہو گیا بد حلبیس نے برباد کیا بھائی صاحب آتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ بد حلبیس کے ساتھ کوئی ساحر ہی
اُسنے یہ سب سحر سے سامان یہ حلبیس بنا دیا ہی اور وہ بھی کمک کرتا ہی اُسی نے شہر کو ایسا غارت
کیا کہ نشان تک نہ رہا خیر محکوم شاہ آئیں تو معلوم ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
اور مجرا بجا لائے عرض کرنے لگے کہ آپکے بھائی صاحب محکوم شاہ مع کل لشکر اور اہل شہر کے
تشریف لاتے ہیں دو منزل شہر تک پہونچ چکے ہیں یہ سنتا تھا کہ احکام نے چند سردار برائے استقبال
روانہ کیے اور حکم دیا کہ کل لشکر کو اُنکے چھاؤنی میں جگہ دو اور اہل شہر کی بہت خاطر کرنا اور شہر میں
جو مکان سرکاری خالی ہوں یا رعایا کے ہوں اُنکو رہنے کو دینا کسی قسم کی تکلیف نہو وہ سردار
یہ حکم پا کر بیرون دربار آئے اور سوار ہو کر بیرون شہر آئے دیکھا کہ محکوم شاہ بحال خراب مع ہزاروں
سوار و پیدل مجروح اِسی حالت سے چلا آتا ہی ان سرداروں نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ بھائی کے
سردار ہیں بس اُنکے ہمراہ شہر میں آیا چند سردار تو محکوم شاہ کے ہمراہ دربار میں آئے اور احکام
نے بھائی کو دیکھا بہت افسوس کیا وہاں سرداروں نے لشکر کو چھاؤنی میں اُتارا اہل شہر کو شہر میں
جگہ دی سب باطمینان بیٹھے اور رہنے لگے یہاں دربار میں احکام نے محکوم شاہ سے سب حال
دریافت کیا اُسنے کل حال بیان کیا اور کہا کہ میں نے راہ میں سنا تھا کہ وہ اب لشکر لیکر آتا ہے اپنا
بندوبست فرمایئے اُسکے ساتھ ساحر زبردست ہی کہ جسکے سبب سے میں نے شکست کھائی میرا شہر
غارت ہو گیا احکام نے کہا کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہی اب باہم مشورہ کرکے اسکا انتظام کیا جائے
اگر مقابلے کی صلاح ہو تو بہت بہتر اور اگر صلح کی صلاح ہو تو صلح یہ کہکر دربار برخاست کیا بھائی
کو لیکر محل میں آیا وہ رات بسر ہوئی صبح کو دربار کیا انجمن شاہانہ درست کر ہوئی شمع رائے کو روشن کیا
صلاح ہونے لگی بس یہ صلاح قرار پائی کہ مقابلہ نہ کیا جائے کیونکہ مقابلے میں سراسر نقصان جان
اور مال ہے صلح اس طور پر کر لی جائے کہ اب ہم آپکی اطاعت اس شہر وار کرتے ہیں کہ جب تک پہونچا

صاحبقران سے مقابلہ فرماکر خواہ انکو زیر فرمائیے خواہ قتل اگر وہ خدانخواستہ قتل ہوگئے تو اُسوقت
بھی ہم آپکی اطاعت کرینگے اور اس حالت مین بھی ہم آپکی اطاعت کرتے ہین مگر جبتک
صاحبقران سے آپ سے فیصلہ نہوگا اُسوقت تک ہم سجدہ نکرینگے سب نے کہا کہ یہ راے خوب ہی
احکام نے کہا کہ بس حالت تقیہ تو جائز ہی تقیہ کر لیا جائے سب نے منظور کیا اُسی دن احکام نے
اہل شہر کو طلب کرکے سب حال اُنسے بیان کیا اور اپنی راے بھی بیان کی سب نے منظور کی اور کہا
کہ جو آپکی راے وہ ہماری راے ہم آپکے حکم سے باہر نہین ہین جب اہل شہر کیطرف سے بھی اطمینان
ہوگیا تو احکام نے کہا میری راے یہ ہی کہ بیرون شہر نکل کر مقیم ہو جب لشکر برجلیس آئے تو خود
جاکر اُس سے تقریر کرکے طے کرلو اور عہدنامہ باہم ہو جائے اسمین جانین بھی بچتی ہین اور ایمان بھی رہتا
ہی سب نے قبول کیا بس اُسی دن احکام نے لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ ہم جاکر کل بیرون
شہر مقیم ہونگے اور برجلیس سے صلح اگر وہ اس شرط پر کریگا تو کرلینگے ورنہ مقابلہ کرینگے یہ حکم دیکر
دربار برخاست کیا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ امر کیون احکام نے کیا اسکا سبب یہ تھا کہ اُسنے خیال
کیا کہ جو حکم شاہ کا حال ہوا وہی حال میرا بھی ہوگا ہزارون بندگان خدا کی جانین ضائع ہونگی شہر تباہ
ہوگا اور پھر کچھ حاصل نہوگا جیسے فرنگوشیہ برباد ہوا اور صلح کرنے مین کچھ نقصان نہین ہی سب کی
جانین بھی بچتی ہین اور ایمان بھی اگر صاحبقران دریافت کرینگے تو جواب دیدیا جائیگا کہ ہمنے
حفاظت جان بھی کی اور آبرو بھی اور ایمان بھی کیونکہ اُسکے ہمراہ ساحر تھے اور وہ بھی پوشیدہ
ہم لڑ نہین سکتے تھے اس سبب سے تقیہ کرکے اطاعت کرلی راوی نے بیان کیا کہ یہ راے بھی
احکام نے خوب ہی کی بس حکم دے چکا تھا اُسدن تو داخل محل ہوا یہان لشکر تیار ہوا دوسرے دن
مع لشکر آکر بیرون شہر مقیم ہوا اُسکے ہمراہ اب سات لاکھ کا لشکر ہی پانچ لاکھ کا اُسکا لشکر ہی اور دو لاکھ
کا لشکر حکم شاہ کا ہی اور باقی مجروح ہین اور کچھ شہر مین لگیا ہی یہان یہ اُترا ہوا تھا کوئی تین دن گذرے
تھے کہ طومار شاہ پیش خیمہ لیکر پہونچا گرد اُسکے ہرکارون کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے گئے کہ طومار
شاہ پیش خیمہ لیکر آیا ہی اُدھر طومار شاہ کو معلوم ہوا کہ حاکم فرنگوشیہ یعنے احکام شاہ خداوند کے
آنے کی خبر سنکے مع لشکر بیرون شہر مقیم ہوا ہی اور قصد ہی اُسکا کہ اطاعت خداوندی کرون اگر خداوند
میری شرط قبول کرین بس یہ آکر مقابلہ مین اُترا خیمے وغیرہ برپا کیے اُسکے آنے کے تیسرے دن برجلیس
آکر پہونچا اُسی شان و شوکت سے دس دن مین لشکر آیا اور مقیم ہوا چھٹے دن برجلیس نے دربار
کیا اُسی شان و شوکت سے یہان جب احکام کو معلوم ہوا کہ آج دربار کیا ہی یہ منتظر رہا کہ نامہ آئے
وہان برجلیس نے صرف اسقدر نامہ مین تحریر کرایا کہ تمنے حال فرنگوشیہ و حاکم فرنگوشیہ کا سنا ہوگا
بس تمکو لازم ہی کہ میری اطاعت کرو اور دین اسلام ترک کرو آیندہ تمکو اختیار ہی اس سے زیادہ
تمھارا حال خراب ہوگا زیادہ کیا تحریر کیا جائے اور اسکو جبکہ یہ آیا تھا تو معلوم ہوچکا تھا کہ یہ لشکر
احکام شاہ کا ہی میرے آنے کی خبر سنکے پہلے سے بیرون شہر آکر مقیم ہوا ہی اور اُسنے دریافت بھی
کیا تھا اور افتاب نے بھی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ یہ اطاعت کریگا اس شرط پر کہ اب ہم آپکی اطاعت
کرتے ہین اُسوقت تک کہ جبتک آپ سے اور بدیع الملک جو کہ اسوقت صاحبقران ہین
فیصلہ نہو جائے اگر وہ اطاعت کرینگے اور سجدہ تو ہم بھی اطاعت اور سجدہ کرینگے اگر وہ نکرینگے اور آپ
انپر غالب آئینگے تو اُس حالت مین بھی ہم آپکو سجدہ کرینگے اگر وہ شرط بیان کرین تو قبول کرلینا کیا

حاصل کہ بندگان مابدولت کی جانبین ہو یا دہون یہی تقریر برجلیس نے سب اہل دربار سے گرد برو
بیان کی تھی جب آفتاب سے سن چکا تھا سختگان نے کہا کہ وہ اطاعت تو ضرور کرینگے
مگر مکر کے ساتھ کیونکہ اُنکے مذہب مین تقیہ جائز ہی بس وہ تقیہ کر لینگے آواز آئی ہمارا
کیا نقصان ہی جب بدیع الملک قتل و غارت کر چکین گے اُسوقت سب تمکو سجدہ کرینگے
یا بدیع الملک ہماری اطاعت کریگا جبکہ جو آپکا افسر اعلے ہی اُسنے اطاعت اور سجدہ کیا
تو اُنکو کب انکار رہوگا سختگان خاموش ہو رہا خونخوار شاہ نے بموجب حکم برجلیس چوبدار
خاص کے ہاتھ نامہ روانہ کیا چوبدار نامہ لیکر بارگاہ احکام شاہ مین آیا اُس چوبدار کی عزت
کی چوکی کرسی مرحمت کی وہ سلام کرکے اُسپر بیٹھ گیا تا دبیر نامہ پڑھا گیا سب اہل دربار مع
احکام شاہ کے مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے احکام شاہ نے دبیر سے کہا کہ اسکا جواب
میری طرف سے لکھدو کہ نامہ آپکا آیا حال معلوم ہوا کہ ہمکو آپکی اطاعت کرنا منظور ہی اگر اجازت
ہو تو ہم آکر عرض کرین جن شرطوں کے ساتھ اگر قبول ہو وے زہے عزت و شرف ورنہ جو ہمارے
مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا زیادہ کیا تحریر کیا جاوے یہ جواب لکھوا کر چوبدار کو دیا وہ جواب
لے کر بارگاہ برجلیس مین آیا بہت تعریف کی احکام شاہ نے نامہ خونخوار شاہ کو دیا اُسنے
نامہ پڑھا مضمون مرقومہ بالا جو برجلیس نے سنا حکم دیا کہ لکھدو کہ تم شوق سے آؤ اور جو تم کہوگے
ہم قبول کرینگے یہ لکھوا کر خونخوار نے پھر اُس چوبدار کو دیا وہ پھر بارگاہ احکام شاہ مین آیا اور
نامہ دیا اُسی طور سے کرسی ملی بادشاہ نے دبیر سے نامہ پڑھوایا جب معلوم ہوا کہ طلب کیا ہی کہا
کہ لکھدو کہ کل حاضر ہونگا دبیر نے لکھدیا چوبدار لیکر اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوکر خونخوار کو دیا
خونخوار نے پڑھا لکھا تھا کہ کل حاضر ہونگا برجلیس نے حکم دیا کہ ہمارا دربار خوب آراستہ ہو سامان
ہونے لگا دربار برخاست کیا وہ شب گذر رہی دوسرے دن احکام شاہ و محکوم شاہ مع سرداران
معزز کے سوار ہوکر طرف لشکر برجلیس کے چلے یہان بھی دربار خوب آراستہ ہی سب حاضر دربار
ہین کہ برجلیس نے حکم دیا کہ احکام شاہ آتا ہی چند سردار جاکر استقبال کرکے لائین اور اُسکو جا
مناسب پر جگہ دی جاوے کیونکہ اُسکی عزت کرنا مناسب ہی کہ اُسنے بدون مقابلہ صلح کی ہی بس چند
سردار بارگاہ سے باہر آئے اور احکام شاہ کا استقبال کرکے بارگاہ مین لیگئے بڑی عزت سے
بٹھایا احکام شاہ وغیرہ نے سلام بطریق اہل اسلام کیا برجلیس نے برہم ہوکر کہا کہ یہ کیا
حرکت تھی اے خونخوار پوچھ تو اُسنے حرکت کی خونخوار نے جو دریافت کیا تو احکام شاہ نے جواب
دیا کہ ابھی تو ہم خدا پرست ہین جب صلح ہو جائیگی اُسوقت ہم سلام نہ کرینگے اُسی طریقہ سے آواز
آئی سچ کہتے ہو جاؤ معقول بیٹھنے کو ملی بیٹھا افریق شاہ کو حکم ہوا کہ دریافت کرو کیا شرط ہی اور
کس طور سے تمکو صلح منظور ہی احکام شاہ نے وہی شرط بیان کی جو کہ باہم رائے ہوکر قرار پائی
تھی اور آفتاب نے برجلیس سے قبل آنے احکام شاہ کے بیان کی تھی بیان کی آواز
آئی کہ اُنسے کہو کہ ہمکو قبول ہی صرف اسی سبب سے کہ تم نے ہم سے مقابلہ نہ کیا اور ہماری اطاعت
پر راضی ہوئے تمنے شرط معقول کی اگر حاکم فرنگ شیر بھی یہ شرط کرتا تو کیون اُسکا مال غارت
ہوتا احکام شاہ نے جواب دیا کہ جو اُسکے مقدر مین تھا وہ پیش آیا آواز آئی کہ ایک امر ہی کہ
اسی مضمون کا ایک عہدنامہ درمیان ہمارے اور تمہارے تحریر ہو جائے احکام شاہ نے کہا کہ

کیا نقصان ہی بس اسیوقت عہد نامہ تحریر ہوا اُسپر احکام شاہ وکل سرداران احکام شاہ کی و محکوم
شاہ اور کل سرداران محکوم شاہ اور پھر بد جلیس اور کل اہل دربار کی مہرین کی گئین ایک نقل احکام شاہ
کو ملی جب یہ سب امر طے ہو گئے احکام شاہ نے کہا کہ مذہب آفتاب پرستی کے طریقے بتائے جائین تاکہ مین اہل شہر
کو تعلیم کر دون لشکر حکم ہوا کہ جو ہمارے مذہب کی کتابین دفتر ما بدولت مین موجود ہین اُنمین سے ایک کتاب
دیجائے اور کہدیا جائے کہ اسکو طبع کرا کے تقسیم کر دو بس اسیوقت کتاب لا کر دفتری نے احکام
شاہ کو دی اور حکم سے بد جلیس کے خوشخوار شاہ نے آگاہ کیا احکام شاہ نے کہا کہ میری طرف سے
خدمت خداوند مین عرض فرمائیے کہ جو نان و نمک حقیر کو میسر ہی کل تشریف لا کر نوش فرمائین مع سب
اہل دربار کے خوشخوار شاہ نے قریب پردہ جا کر احکام شاہ کی خواہش بیان کی آواز آئی کہ اُس
کہدو کہ ابھی نہین جب تم پورے طور سے ایمان لاؤ گے اُسوقت دعوت تمہاری منظور کیجائیگی خوشخوار شاہ نے احکام
شاہ سے کہا احکام شاہ نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون خوشخوار نے عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا سخنگان نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ عرض کر دون آواز آئی عرض کر اُسنے کہا کہ میری یہ عرض ہی کہ احکام شاہ
کو حکم دیا جائے کہ وہ اُن مساجد کو منہدم کرائے جو شہر مین ہین جبکہ اُسنے اطاعت کی اور اُس مقام
پر مکان بنوا کر تصویر خداوند نصب کرے اور در شہر پر بھی کچھ اندر سے جواب نہ ملا تھا کہ احکام
شاہ نے خوشخوار شاہ سے کہا کہ اسکا جواب یہ ہی کہ یہ امر اُسوقت تک نہوگا جبتک صاحبقران
ثانی یعنی بدیع الملک سے اور خداوند سے فیصلہ نہولیگا خواہ وہ اطاعت کرین خواہ مغلوب ہو جائین
بس جب خداوند اگر اُنپر غالب آئے جو فرمائین گے ہم قبول کرینگے اگر انہون نے اطاعت کرلی
تو دیکھا جائیگا یہ جو احکام شاہ نے کہا آواز آئی کہ او سخنگان تو نے جواب پایا احکام شاہ سچ
کہتا ہی تو بڑا مفسد ہی چاہتا ہی کہ کسی طور سے صلح نہو ہم تیرے مطلب کو سمجھ گئے اے احکام شاہ ہمکو تیری
خوشی ہر طرح سے منظور ہی بس یہ سب کام اُسیوقت پر منحصر رکھے گئے ہمنے تمکو رخصت کیا یہ سنکے احکام
شاہ و محکوم شاہ مع اپنے کل سرداروں کے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے اور مرکبوں پر سوار ہو کر اپنے
لشکر مین آئے راہ مین باہم تقریر کرتے ہوئے کہ خوب یہ بلا دفع ہوئی یہ بدیع الملک کے مقابلے مین مارا
جائیگا اور ہم کیا کچھ نیا طریقہ یہاں ایجاد کرینگے ادھر یہ حال سنئے کیا اُدھر ہمنے تقریر کیا کہا بس جب لشکر مین
پہونچے اُسوقت لشکر اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوئے اور خوشی خوشی رہنے لگے یہان بعد جانے احکام
شاہ کے بد جلیس نے حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ طرف اخشم کے روانہ ہو کل ہم یہاں سے کوچ کرینگے یہ حکم
دے کر دربار برخاست کیا اُسی دن طومار شاہ پیش خیمہ لیکر طرف اخشم کے روانہ ہوا اُسی کے دوسرے
دن بد جلیس اُسی حشم و خدم سے مع کل لشکر کے روانہ ہوا بس یہ اسی طور سے اہل اسلام کے
ملکوں پر قبضہ کرتا ہوا چلا جاتا ہے جن بادشاہوں نے اہل اسلام مین سے اسکی اطاعت
اُس شرط پر کی جو کہ احکام شاہ نے کی تھی اُسکا ملک تو اُسنے برقرار رکھا اور اُسکو اُس ملک کا حاکم کیا
اور جسنے نہ کی اُسکو اُسنے مثل ملک زنگوشیہ کے تباہ و برباد کیا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یونہی ظلم و
ستم کرتا ہوا اور اہل اسلام کو غارت و تباہ کرتا ہوا بسمت بدیع الملک طرف نہ طاق کے جاتا ہی
اسکو تو اُس غارتگری اہل اسلام مین رکھا جاتا ہی اسکی داستان اسپر موقوف کیجاتی ہی اور یہ
سارا فساد ارژنگ و چہرنگ و سخنگان کا ہی انھون نے اپنی عداوت دیرینہ کو اپنا ظاہر کیا ہی بس
بد جلیس تو یہ حرکتین کرتا ہوا چلا جاتا ہی اب آیندہ اسکا قصہ بیان ہوگا اسی جلد مین کہ یہ کہان پہونچا اور

کون کون ملک اسنے غارت و تباہ کیے اور کن کن بادشاہون نے اسکی اطاعت قبول کر کے منظور کی
بس اب مین اِس قصہ کو موقوف کرتا ہون اور عنان قلم کو دوسری طرف منعطف کرتا ہون
شعر: ازین قصہ یکدم فراموش کن * بزجا دیگر داستان گوش کن * اب مین سہراب ثانی
فرزند رستم ثانی کا حال تحریر کرتا ہون کہ عرصہ ہوا ہی کہ اسکا حال نہین تحریر ہوا جلد اول کے آخر
مین اور جلد دوم مین آسکے تحریر کرنے کی نوبت نہین آئی یہ حقیر مجبور ہی اور آپ لوگون سے بہت
شرمندہ ہی کہ سہراب ثانی کا حال نہین تحریر کیا سبب اسکا یہ تھا کہ قصد اِس حقیر کا تھا کہ اِس
قصہ کو ساتھ تفصیل کے تحریر کرے اور کوئی مقام باقی نہ رہے مگر کیا کرون ناچار ہون کہ اہل مطبع
کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ اسی جلد مین ختم کرو تا کہ طول نہ ہو گو قصد تھا کہ اپنی جودت طبع آپ
لوگون پر ظاہر کرون کیونکہ داستان لعل نامہ تک تمام ہوگئی تھی مگر یہ دفتر جو کہ آج تک کسی داستان گو
نے نہ بیان کیا تھا اِس حقیر کو خوبی تقدیر سے ملگیا تھا اسکا ترجمہ شروع کیا دو جلدون تک ساتھ
تفصیل کے بیان بھی کیا مگر اب آپ لوگون سے معافی کا خواستگار ہون کہ معاف فرمائیے اب بطور
چند ہر مقام کو تحریر کرونگا کیونکہ حکم بابو صاحب سے مجبور ہون ہان اگر حکم ہوتا تو تینا کتین دفتر زیادہ ملاحظہ فرماتے
کہ بعد اُن فاتر کے مین نے کس عرق ریزی اور جانفشانی سے اِس دفتر کو تحریر کیا اگر بتفصیل
خدا ہوتا تو اسم باسمے کر کے دکھا دیتا اور آپ لوگون سے اپنی جان کاہی و عرقریزی کا وجود ستا کا
صلہ پاتا خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز ہوتا مگر یہ میری بدنصیبی تھی کہ اپنی حسرت دلی کو پورا نہ
کرسکا خیر جو جو حسرتین و ولولہ دل مین تھے وہ دل ہی مین رہگئے اور آپ لوگون سے شرمندگی حاصل
ہوئی بموجب این مصرعہ ارمان و حسرتین دل نالان مین رہگئین کوئی مقام چھٹکا جست نہین جو کہ
مقدر مین ہوتا ہی وہ پیش ضرور آتا ہی میرا خیال کچھ تھا فلک نے کچھ اور قرار دیا بموجب شعر من درچہ
خیالیم فلک درچہ خیال * کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال * اسکا کوئی گلہ نہین ہی اہل مطبع سے صرف
اپنے مقدر سے گلہ ہی بموجب مصرعہ تقدیر سے گلہ ہی ترکون سے گلہ نہین * اب مین معافی کا امیدوار
ہون آپ لوگ معاف فرمائین اور اِس امر کا خیال رکھین کہ اب ہر مقام پر اور ہر داستان بطور
اختصار بیان ہوگی کیونکہ یہان بہت کچھ کرنا ہی اور سوا اِس جلد کے اور جلد کا حکم بھی نہین ہی
اور یہ حکم ہی کہ جو جو داستانین جلد اول و دوم مین بیان ہوئی ہین اور اختتام کو نہین پہونچی ہین
سب اِسی جلد مین ختم ہو جائین لہذا اختصار کر کے تحریر کرتا ہون ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین
اور مجکو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائین اگر لائق اِسکے ہون ورنہ اختیار رکھتے ہین تو اپنا
حق ادا کرتا ہون اگر پسند خاطر ہو تو خیر ورنہ میرا مقدر بموجب مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف
آمدم برسر مطلب ناظرین کو خیال رہے کہ داستان برجیس آفتاب پرست اِس مقام پر ترک کی
گئی ہی کہ برجیس نے شہر آفتاب پرستے بصلاح منجمان و ارزنگ سبز برائے مقابلہ اہل اسلام
خروج کیا تھا اور بعد قطع راہ شہر فرنگوشیہ پر پہونچا تھا محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ نے مقابلہ ہوا اسنے
برجیس کی اطاعت نہ کی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش مین تھا محکوم نے شکست کھائی ہزارون
لشکری و اہل شہر قتل ہوئے شہر فرنگوشیہ غارت و تباہ ہوا بعد اِسکے برجیس زرنگوشیہ پر گیا احکام
شاہ حاکم زرنگوشیہ نے بمصلحت وقت قبول کیا اور اطاعت برجیس کی اب برجیس وہان سے
بھی روانہ ہوا ہی اور اِسی طور سے جس ملک کے حاکم نے اُسکی اطاعت کی تو اُسکا ملک اُسنے نہ

غارت کیا اور جسنے اطاعت نہ کی اور مقابلہ کیا اُس ملک کو مثل فرنگو تیمہ کے غارت و تاراج کیا بس اب یہ صلح و غارت کرتا ہوا طرف نہ طاق کے جاتا ہی براسے مقابلہ صاحبقران ثالث اسکو تو اُس طرف روان رکھا جاتا ہی کہ اسکا حال پھر تحریر کیا جائیگا اور اب سہراب ثانی کی کی داستان بطور اختصار تحریر ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیے

اب شمہ داستان سہراب ثانی پسر رستم ثانی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو اپنے باپ یعنی رستم ثانی کو خواب مین دیکھکر اور بوقت شب اس خیال و قصد سے تن تنہا بدون اطلاع اپنی مان و نانا کے نکلکر برائے فتح طلسم چہل چراغ سلیمانی روانہ ہوئے تھے جہان کہ رستم ثانی و شہریار عالیوقار کو دیوہامان شقی نے دھوکے سے پھنسا دیا تھا اور رہائی اُنکی سہراب کے ہاتھ سے تھی اور فاتح طلسم بھی سہراب ثانی تھے اور حالات طلسم اور کیفیت مضراب پری و اخضر پریزاد اور جو کہ اُنکی مفارقت مین گذری و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

غزل بجائے ساقی نامہ بیت

عنان قلم کو مین پھیرون یہان
اشک آنکھون مین جگر مین غم رہا
مرگئے عادت نہ رونے کی گئی
اُسکے آنے تک جو اپنا دم رہا
راستی پہ بال بھر آیا نہ حسن
صبر میرے زخم کا مرہم رہا
اُسکے چتونوں کا وہ عالم یاد ہے
عمر بھر یہ گنجفہ برہم رہا
قطرۂ خوناب غفلت سے جو اب چاہینگے تو کیا
ڈھل گیا سورج بہت دن کم رہا

لکھون آگے سہراب کی داستان +
ضبط گریہ پر یہ آنکھین ہین گواہ
تر رہین آنکھین کفن بھی نم رہا
فاتحہ تھا کس شہید عشق کا
کج رہی زلف اور ابرو خم رہا
شعلہ تھا عہد جوانی اُڑ گیا
ایک عالم کا عجب عالم رہا
جس سے رونق تھی حریم قلب کی
وقت کوئی اُسکے کوئی دم رہا
بیت بزم سخن طوطی خوش نوا

غزل دم رہا جب تک تعلق ہمدم رہا
جوش مین آ کے دریا تھم رہا
دیکھ لین گے وقت آخر کبھی اُسکے
راستا بھر درگاہ مین ماتم رہا
ضبط نے رکھے لب فریاد بند
برف تھا ہنگام پیری جسم رہا
ہو سکا ہمسے نہ اجماع حواس
اُسکی صورت سے مین نا محرم رہا
بھر گھٹنون پہ جھکا پیر ادہم
+ پہ مین زمزمہ شد ترنم سرا + دیکھ

بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نویسندۂ معنی خوش زبان + چنین کرد این داستان را عیان + راویان خوش تقریر و حاکیان نازک تحریر اس داستان دلپذیر کو قرطاس صداقت اساس پر اشہب کلک تیز سے یون تحریر کرتے ہین اور گلشن مضامین مین بلبل شاخسار معنی یون زمزمہ سنج ہوتے ہین و فاتحان طلسم معنی طلسمات مضامین کو یون فتح کرتے ہین و یکہ تازان عرصہ مطالب و مضامین شہسوار طبع سے لشکر معانی کو یون شکست دیتے ہین کہ یہ داستان نازک جلد اول مین یہانتک تحریر ہوئی تھی کہ بعد اسیر ہونے شہریار عالیوقار کے دیوہامان نے اخضر پریزاد پر پھر خروج کیا تھا اور مقابلہ کی نوبت آئی تھی چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی صاحب شعور تھا گوش زد

شاہزادہ صاحبقرانی و نہنگ دریاے رستم ثانی کا کوئی سات برس کا تھا مگر شکل اپنے جد امجد مالک
قاسم و حمزۂ صاحبقران و ایرج نوجوان و علمشاہ عالی شان کے نہایت جری و بہادر تھا
اپنا مثل نہ رکھتا تھا اُسی سن میں اُسنے دیو ہامان ایسے زبردست کو قتل کیا تھا بعد فتح جنگ کے
ایک جشن شاہانہ ترتیب کیا تھا جو کہ پندرہ روز تک برپا رہا اور تمام پردۂ قاف کی پریان اُس
جشن عالی مین ناچین جبکہ وہ جشن تمام ہوا تھا اور اُس گوہر بحر شجاعت نے بستر راحت پر آرام فرمایا تھا
اُسی حالت خواب مین اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا تھا کہ اُنھون نے اُسی عالم خواب مین شکایت
کی تھی کہ اے فرزند خون دنیا کا سفید ہوگیا ہے کوئی مقام شکایت نہین ہے زندہ و سلامت و خوش رہو ہمکو
اسی غرض سے چاہیے ہماری خبر لو چاہیے نہ لو ہمکو تمھاری خوشنودی سے سروکار ہے پھر جو گذرتی ہے
وہ گذر جائیگی جو زندگی باقی ہے اسی قید طلسم مین بسر ہو جائیگی کیونکہ یہ بھی ہماری قسمت مین تھا کہ ہم
تمھارے باغ جوانی کی سیر نہ کرین اور تڑپ تڑپ کر مرین اے فرزند ہمکو خیال تھا کہ تم ہماری
فکر کروگے اور ہماری خبر لوگے ہمکو اور اپنے عم بزرگوار کو جو کہ تمھارے اُستاد ہین اس مصیبت و بلا سے
نجات دوگے طلسم کو فتح کرکے ہمکو رہا کروگے مگر اب امید قطع ہوگئی تم عیش و عشرت مین مصروف
ہوگئے ہمکو دل سے فراموش کیا تم کیا کرو یہ ہمارے مقدر کی خوبی ہے اور اب رہائی اس طلسم سے
ہماری ممکن نہین ہے بس جو مشیت ایزدی ہے اُس سے کیا چارہ ہے کوئی اُسکے حکم مین اجارہ ہے
تم وہان عیش سے راتین بسر کرو اور آب سرد و نان گرم سے سیر و سیراب ہو ہم اور تمھارے عم
بزرگوار یہان تڑپ تڑپ کر راتین کاٹین اور آب گرم و نان جو ہین کھائین جو کہ حلق سے نہ
اُتر سکے اور ایذاے طوق و سلاسل اُٹھائین اور تکلیف قید کو گوارا کرین تم ہمراہ پریزادون کے
سیر باغ کرو ہم یہان زندان تاریک مین سر ٹکرائین نہ کوئی ہمدم نہ مونس کہ جس سے اپنا حال
بیان کرین اور وہ سنے اے فرزند مقام تعجب ہے کہ جسکا باپ و چچا اس بلا مین مبتلا ہو اور وہ اُنکی خبر نہ
لے خود عیش کرے اب دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہے بس معلوم ہوا کہ دنیا ہیچ ہے اور بیکار دنیا ہمہ ہیچ
جبکہ اپنے ہاتھ پانون اپنی خبر نہ لین تو اورون سے کیا امید ہمکو اب امید منقطع ہوگئی خیر یا شاد رہو
تمھاری صحت اور تندرستی سے غرض ہے ہمین اپنی کوئی فکر نہین ہے یہ جو کہا یہ سب اُنھین بہت کا تھا خفا تھا
بیکار ہو یہ کہکر رستم ثانی غائب ہوگئے تھے ایسے کلمات حسرت و یاس کے تھے کہ مہر اسپ ثانی
رونے لگے تھے اُسی حالت مین آنکھ کھل گئی تھی وہ وقت صبح تھا روشنی تھی نماز وغیرہ سے فراغت کرکے
مان کے پاس گئے تھے شب کے خواب کا حال بیان کیا تھا مان نے جواب دیا تھا کہ اے فرزند
خواب و خیال پر عمل کرنا نہایت نادانی ہے تم فکر و تشویش نہ کرو راحت سے بسر کرو کوئی مقام تشویش
نہین ہے بیشک مہر اسپ ثانی خاموش ہو رہے اور مان کے پاس سے اُٹھکر باغ کے دربار مین چلے
تھے جبتک دربار آراستہ رہا اپنے دنگل پر بیٹھے رہے بعد برخاستگی دربار اپنے مصاحبون اور ہمجولون
پریزادون کے ہمراہ صید و شکار مین مصروف ہوئے وہ دن لہو و لعب مین بسر کیا تھا چونکہ کمسن تھے
کچھ خواب کا خیال بھی نہ رہا تھا دوسرے مان نے سمجھا دیا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا عقلمندون
کی راے کے خلاف ہے انھون نے بھی خیال کیا کہ والدہ ماجدہ سچ فرماتی ہین یہ خیال کرکے
مصروف صید و شکار ہوئے تھے چنانچہ دن بھر تو مصروف رہے بوقت شب خاصہ تناول کرکے
بستر آرام پر راحت پذیر ہوے سو گئے کہ پھر رستم ثانی نے خواب مین آکر کہا کہ اے فرزند مین نے

تمکو کل بھی نصیحت کی اور اپنے حال زار سے اور تمھارے عم بزرگوار کے حال سے آگاہ کیا تمکو
اُسپر بھی نہ خیال ہوا تھے ماں کے کہنے سے ہماری طرف سے دل کو بالکل پھیر لیا اور کوئی فکر ہماری
رہائی کی نہ کی ہاں کیون نہو جو کہ تمھارے بزرگ ہین اُنکی تمنے خبر لی دیو ہا ماں کو جو کہ تمھارے نانا
پر لشکر کشی کر کے آیا تھا کس بہادری سے قتل کیا اُنکو مصیبت سے بچایا ہم تمھارے کون ہین جو تم خبر لو
اے فرزند تمھارے دادا ایرج نوجوان بھی اس طلسم مین قید ہین اُنپر بھی بہت سختی ہے تم ہم لوگون کی
کیون خبر لینے لگے یہ کہکر وہی کلمہ حسرت و یاس کہے تھے جو کہ شب گذشتہ کہے تھے بس اُسکا سہراب
ثانی پر یہ اثر ہوا تھا کہ رونے لگے تھے اور اُسی حالت خواب مین یہ کہکر طرفدار رستم ثانی کے چلے تھے
کہ مین آپکا خانہ زاد ہون ضرور آپکی رہائی کی فکر کرونگا آپ ناراض نہون بس اُسکی حالت خواب
مین ٹھوکر کھائی تھی کہ اُسکے سبب سے آنکھ کھل گئی تھی اسلیے جو آنکھ کھلی تھی تو اپنے کو بستر خواب پر پایا تھا
آنکھون سے آنسو روان تھے رستم ثانی نظرون سے پنہان تھے بس تصور باپ کا بندھ گیا تھا اور ان
کلمات حسرت و یاس نے اسقدر دل پر اثر کیا کہ بیقرار ہوگئے تھے اُٹھ بیٹھے تھے مسہری پر پاؤن لٹکا کر
بیٹھے تھے دیکھا تھا کہ سب اہل محل بیخبر سوتے ہین کوئی ایسا نہین ہے کہ جو خواب مین مبتلا نہو جو کہ
پہرہ چوکی اور رچپی پر لوگ تھے سب بیخبر تھے عالم ہو کا اور سنسانی کا تھا اہل شہر کے بولنے کی بھی
صدا نہ تھی یہ جو عالم دیکھا خیال کیا تھا کہ اے سہراب ثانی کل بھی خواب مین والد بزرگوار نے آکر
اپنے حال سے آگاہ کیا تھا تو نے والدہ سے بیان کیا اُنھون نے یہ کہکر ٹالدیا کہ خواب و خیال ہے
آج پھر تشریف لاے اور اپنے حال سے آگاہ فرمایا تو کیسا فرزند ہے کہ باپ و چچا و دادا مصیبت
مین مبتلا ہون اور تو راحت و آرام سے بسر کرے اور اُنکی خبر نہ لے اور نہ اُنکی رہائی کی فکر کرے بس تجکو لازم
ہے کہ اپنے اوپر خواب و خور حرام کرے اور اُنکی خبر لے وہ جو کچھ فرما گئے ہین سب سچ اور بجا ہے مین نے
بہت نادانی کی کہ آج جناب بیہوش رہا کل جو ماں نے کہا اُسپر عمل کیا تو کیسا اُنکا فرزند ہے کہ باپ تو
اِس بلا مین مبتلا ہو اور بیٹا عیش کرتا ہو خبر نہین لیتا ہو سچ ہے کہ کیا دنیا کا لہو سفید ہو گیا ہے اولاد ہوتی
اِسلیے ہے کہ باپ ماں کی وقت مشکل مین کمک کرے نہ یہ کہ اُنکی خبر نہ لے بس اب اُنکی رہائی کی
فکر کر خدا مالک ہے اگر تیرے مقدر مین ہے تو ضرور طلسم کو فتح کرکے اُنکو رہا کریگا اور اگر نہین ہے تو تمکو
یہ تو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا فرزند ہماری رہائی کی فکر مین آیا تھا اور وہ مبتلاے بلا ہوا بس صبر ہوگا یہ
خیال اپنے دل مین کرکے فکر کرنے لگے تھے کہ کیا تدبیر کرون اگر ماں و نانا سے کہکر جاتا ہون تو
کوئی بسبب محبت اور الفت کے گوارا نکریگا کہ مین جاؤن اُنکو مفارقت ناگوار ہوگی اور ایسے
مقام پر جاؤن کہ جہان امید و بیم ہو اگر لشکر کے ہمراہ لیکے جاتا ہون تو بھی خرابی ہوگی اول تو
ہم سن ساتھ نہ چھوڑینگے اگر کسی سبب سے ساتھ چھوٹا بھی گیا اور جیسا وہ واپس آے اور مین نہ آیا
تو اُنھون نے نانا سے آکر بیان کیا تو پھر [illegible] وہ مورد بلا ہونگے میرے سبب سے کیا کیا جا
فکر کرتے تھے تدبیر خیال مین آئی تھی کہ یہ وقت شب ہے اور تاریکی ہے اور کوئی نصف شب کا زمانہ
ہے اور سب سوتے ہین جتنی کہ اہل شہر بھی بس اسوقت سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا نکل چلنا چاہیے
اطلاع ماں و نانا کے جب صبح کو معلوم ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا رنج و غم کرلینگے دیو و پریزاد براے
تلاش روانہ کرینگے بس اگر خدا کو منظور ہوگا تو پھر آن سے آملینگے ورنہ جو مرضی خدا جیسے تو والد
بزرگوار کے کلمات حسرت جو کہ وہ خواب مین آکر فرماتے ہین نہین سنے جاتے ہین اُنکی فکر لازم

ہیں یہ لوگ کوئی بلا میں نہیں مبتلا ہیں جو میں نہ جاؤں حضرت مفارقت کا صدمہ ہوگا دو ایک دن
میں صبر آجائیگا یہ خیال کرکے پلنگ پر سے اُٹھے تھے میز پر ہتھیار رکھے ہوئے تھے پہلے پوشاک
پہنی پھر ہتھیار لگائے دیکھا کہ سب بیخبر سورہے ہیں کمند پھینک کر بالائے قصر سے پشت قصر پر آترے
تھے کیونکہ دروازہ گھر ماکا تھا بالائے قصر سوتے تھے جب پشت قصر پر آئے تھے تو دیکھا کہ ایک دیو
مرکب چوکی کا لیے ہوئے بیٹھا ہے مگر اونگھ رہا ہے انھوں نے خنجر مارا اسکو قتل کیا اور اس مرکب پر سوار
ہوکر اسی تاریکی شب میں چلے سب شہر کے گلی کوچے طے کرکے قلعے کے دروازے پر آئے تھے
یہاں جو دیو پہرے پر بیٹھا ہوا تھا وہ بھی سورہا تھا سبب یہ تھا کہ سب اہل شہر و اہل محل و اہل قلعہ چندروز
روز کے جاگے ہوئے تھے سب بے ہوش سے سورہے تھے انھوں نے اس دیو کو بھی قتل کیا تھا اور در
قلعہ کھول کر بیرون قلعہ ہوئے تھے پھر انکا راستہ لیا تھا اس مقام پر یہ داستان جلد اول میں چھوٹی
تھی کہ یہ شب کو نکل کر ہیرا سے روانہ ہوئے رستم ثانی جاتے ہیں اس میں لکھنے والے نے اور ناظرین کی کل
حال بیان کیا اور داستان کا ہاتھ دیا کہ یہاں [illegible] بھی کیونکہ جلد اول میں انھیں کا سا بیان لکھی تھی یہاں اگر
گذشتہ ذہن سے ناظرین کے اُترگئی ہو لہٰذا اب میں اصل داستان کو آغاز کرتا ہوں اور پہلے حال
اخضر پریزاد و مضراب پری و اہل محل و شہر کا تحریر ہوگا اُسکے بعد حال سہراب ثانی تحریر کیا جائیگا
مگر دو امر خدمت ناظرین میں لائق گذارش ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ جو راوی نے بیان کیا کہ رستم ثانی
نے سہراب ثانی سے خواب میں کہا کہ تمھارے [illegible] ابھی تک جو اُن میں بھی اس طلسم میں قید
ہیں گو انکا حال میں نے نہ جلد اول میں تحریر کیا اور نہ جلد ثانی میں کہ وہ کیونکر قید ہوئے لیکن اب
میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے قید ہونے کی کیفیت خود اپنی زبان سے جبکہ وہ رہا ہونگے اور
سہراب ثانی طلسم فتح کرینگے بیان کرینگے اُسوقت ناظرین کو انکے قید ہونے کی حالت بخوبی ظاہر
ہوگی دوسرا امر یہ ہے کہ سہراب ثانی نے جو دو دیو قتل کیے ایک وہ جو مرکب لیے بیٹھا تھا دوسرا
وہ جو پہرے پر تھا پس انکو بیگناہ قتل کیا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ خیال کیا کہ اگر میں اسکے ہاتھ سے
باگ لیتا ہوں تو ہوشیار ہوجائیگا غل مچائیگا سب خبردار ہوجائینگے میرا راز افشا ہوگا میرے
قصد میں خلل آئیگا پس قتل کیا اور پہرہ والے کو جو قتل کیا اس خیال سے کہ شاید یہ صدا سے سم
مرکب سے ہوشیار ہوجائے اور غل و شور کرے اس حالت میں بھی میرے قصد میں خلل ہوگا پس
اُسکو بھی قتل کیا تیسرے یہ کہ ایسا اپنے باپ و چچا و دادا کے غم میں مبتلا تھا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا دنیا
اندھیر تھی ذرا سی تاخیر ناگوار تھی کچھ خیال نہ تھا کہ یہ بیگناہ ہیں یا پر گناہ قتل کیا پس یہ قتل کرکے مرکب
دوانیدہ ہوکے چلے جاتے ہیں صحرا نورد ہیں اسقدر مرکب کو تیز لیے جاتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر
ہے پس انکو تو اسی حال میں روان رکھا جاتا ہے اور پہلے حال اُن عزیزو دلوں کا تحریر ہوتا ہے جو کہ
سہراب کے جانے کی خبر سنکے مبتلائے رنج وغم ہوئے ہیں

اب شمہ حال ملکہ یاقوت نگار و اخضر پریزاد و مضراب پری کا سماعت فرمائیے کہ انھوں نے مفارقت سہراب ثانی میں کیا اپنا حال کیا

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ قیامت شب جو کہ باقی تھی گذری اور سحر ہوئی تم نے اپنا چہرہ دکھایا
ہوا سرد چلی اور اُن پریزادوں اور پریوں کے کہ جو کہ پہرہ اور چپی پر متقرر تھے آنکھ کھل گئی

گھبرا گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں آنکھیں مل کر جو دیکھا تو نورِ سحری کو آسمان پر جلوہ گر پایا آفتاب تابان کو طلوع
دیکھا ایک مرتبہ پریشان ہوکر اور یہ خیال کرکے کہ دن بہت آگیا اور ہم ایسے سوئے کہ ہمنے شاہزادے
کو برائے نماز بھی بیدار نہ کیا آج ضرور عتاب نازل ہوگا اب جو مسہری پر نگاہ پڑی تو اُسکو خالی پایا اُس
آفتاب حسن کو نہ پایا ایک نے دوسری کی طرف پریشان ہوکر دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ شاہزادہ
پلنگ پر نہیں ہے کہ ہر تشریف لیگیا کیونکہ جبتک ہم نہیں بیدار کرتے تھے اُسوقت تک وہ نہیں بیدار
ہوتے تھے نماز کا وقت گذر جاتا تھا اسی سبب سے ہمکو حکم تھا کہ بیدار کردیا کرو آج کیا سبب ہے کہ خود
بیدار ہوئے اور کہاں تشریف لیگئے مالک کو اگر معلوم ہوگا کہ شاہزادہ خود بیدار ہوا نماز کا وقت گذر گیا
تھا اور یہ سب سو رہیں تو ہم پر آفت آئیگی دوسری نے کہا کہ کوئی مقام فکر و تشویش نہیں ہے ہم جو سوگئے
معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادے کی آنکھ کھل گئی نماز کا وقت قریب ہوگا یہ خیال کرکے ہمکو اُنھون نے نہ جگایا
کہ صبح کا وقت ہے یہ لوگ کئی روز کے جاگے ہوئے ہین سونے دو خود زیر قصر تشریف لیگئے ہین نماز
مین مصروف ہونگے چلو چلکر عذر و معذرت کرلین بس یہ صلاح کرکے سب کی سب زیر قصر آئین
جہان شاہزادہ نماز پڑھتا تھا اور وظیفہ اُس مقام پر یہ بھی خیال نہ کیا کہ لباس و اسلحہ کیا ہوئے کیونکہ
طریقہ یہ تھا کہ انھون نے شاہزادے کو بیدار کیا وہ اُٹھکر زیر قصر تشریف لایا یہان جو لوگ برائے خدمت
مقرر ہین وہ مصروف ہوئے بس یہ لوگ لباس و اسلحہ لیکر زیر قصر آئے اور کشتی مین لگا کر عبادتخانہ
مین لیکر حاضر ہوئے شاہزادے نے وظیفہ وغیرہ سے فراغت کرکے پوشاک پہن لی بس ایسے
یہ سب پریشان ہوئے کہ لباس وغیرہ کا بھی خیال نہ آیا اُسی حالت مین زیر قصر آئے یہان جو آکر پہونچے
تو دیکھا کہ سب سو رہے ہین اور حیران ہوئے کہ یہ آج سبب کیا ہے کہ ابھی تک سب سو رہے ہین یہ لوگ کبھی
نہ بیدار ہوئے جو کہ برائے وضو پانی دیتے تھے کیا سبب ہے شاہزادے نے اُنکو بھی نہ بیدار کیا یہ
خیال کرکے اُن سب کو جگایا اور کہا کہ کیا سو رہے ہو ذرا اُٹھو تو آج ہم سب پر مالکہ کا عتاب ہوگا
ہم بھی سوگئے اور تم بھی نہ ہمکو خبر ہوئی کہ کب شاہزادہ بیدار ہوکر زیر قصر آیا نہ تمکو خبر ہوئی کہ شاہزادہ
یہان آیا اور کہان تشریف فرما ہے یہ جو اُنھون نے کہا وہ بھی پریشان ہوئین اور ایک مرتبہ سب کے
سب طرف عبادتخانہ کے چلین یہان آکر عبادتخانہ کو اُسی طور سے بند پایا کہ جس طور سے بند کیا تھا
اب اور حیرت ہوئی اور باہم کہا کہ یہ کیا سبب ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ آج کیا واقعہ گذرا ایک نے اُنمین سے
کہا کہ کوئی پریشان ہونے کی بات نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیدار ہوکر زیر قصر تشریف لائے یہان
اِن سب کو بھی سوتا ہوا دیکھا چونکہ ابھی بچہ ہین اور رحم دل ہین خیال کیا کہ یہ لوگ ہمارے ملازم ہین
تھکے ہوئے ہین اگر ہم انپر زیادہ شدت کرینگے تو یہ عذر تو نہ کرینگے مگر ایسا نہو کہ بیمار ہو جائین تو ہمکو
تکلیف ہوگی بس نہ جگاؤ اپنے ہاتھ سے سب کام کرلو تو کیا نقصان ہے بس سب کام کرلیا ہوگا چلو دیکھ آئین اور عذر کرلین
مالکہ کی خدمت مین ہونگے اُنکے سلام کو گئے ہونگے کہ ایک پری بول اُٹھی تو سب کی سب بدحواس ہو ہو چلکر قصر پر
دیکھ تو لو کہ پوشاک وغیرہ بھی ہے یا خود پہن لی یہ کہکر وہ جھپٹ کر بالائے قصر گئی دیکھا کہ پوشاک وغیرہ
بھی نہین ہے اب تو سب کو یقین ہوا کہ ضرور سلام کو مان ونانا کے گئے ہونگے بس وہانسے یہ سب مالکہ
پریشان اور بدحواس مالکہ کے خوف سے کانپتی ہوئین اور یہ کہتی ہوئین کہ چلکر مالکہ سے عذر کرلین
قدمون پر گرین اور عرض کرین کہ ہمسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہو گی صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو
لگی تو آنکھ لگ گئی ہمسے یہ خطا ضرور ہوئی ہم خطا وار ہین چاہے سزا دیجیے چاہے بخش دیجیے یہ باہم

صلاح کرتی ہوئین ملکہ کی خوابگاہ مین آئین دیکھا کہ ملکہ کے ملازمین اپنے اپنے کام مین مصروف ہین
اُنھون نے جو اُنکو بدحواس دیکھا تو دریافت کیا کہ خیر تو ہی تم پریشان کیون ہو نصیب دشمنان شاہزادے
کا تو مزاج اچھا ہی تمھارا اسوقت ایسی بدحواس ہو کہ تمکو دیکھکر ہمارے حواس جاتے رہے چہرون پر
ہوائیان اُڑ رہی ہین اُنھون نے جو یہ سُنا کہ یہ کہتی ہین کہ شاہزادے کا مزاج تو اچھا ہی یہ کیون انھون نے
دریافت کیا شاہزادہ تو خود یہان تشریف لایا ہی بس اور زیادہ بدحواس ہو گئین مگر اُسنے کہا کہ یہ
تمنے کیا دریافت کیا کہ شاہزادے کا مزاج اچھا ہی وہ تو یہین تشریف لائے ہین ملکہ کی خدمت مین
برائے تسلیم ہم خود ملکہ کے پاس عذر کرنے آئے ہین کیا کہین کہ سو گئے تھے اُنھون نے جواب دیا
کہ معلوم ہوتا ہی کہ تم سب کے سب ابھی سوتی سوتی اُٹھی ہو حواس درست نہین ہین کیسے شاہزادے
اور کیسا تشریف لانا ہمتو یہان بہت سویرے سے ہین کوئی بھی نہین آیا اتنا اور یہ سب سنکے سب بدحواس
ہو گئین اور کہا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہین اُنھون نے کہا کہ عبادت خدا سے فراغت پائی ہی اب اپنے
والد بزرگوار کے تسلیم کو جانے والی ہین یہ سُنتے ہی وہ سب کی سب ایوان مین آئین جہان ملکہ تھین دیکھا
کہ ملکہ کرسی پر بیٹھی ہوئی ہین گرد ایسین و مصاحبین ہین آئینہ سامنے لگا ہوا ہی بلکہ سنگار کر رہی ہین
کہ یہ جا کر پہونچین اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑین اور رونے لگین اور کہنے لگین کہ ای ملکہ عالم
ہمسے آج بہت بڑا قصور ہوا معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہوگی ملکہ نے حیران ہو کر اُنکی طرف
دیکھا اور کہا کہ بیان کرو کہ کیا خطا ہوئی کیون اسقدر بیقرار ہو ملکہ نے پہلے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ سب کی
سب شاہزادے کی ملازمہ ہین ملکہ نے خود پریشان ہو کر دریافت کیا اور فرمایا کہ کیا کوئی تمنے ایسی
خطا شاہزادے کی کی ہی کہ مجھسے معافی کی خواستگار ہو بیان کرو جب وہ میرے سلام کو آئینگے تو
مین اُس سے معاف کرا دونگی مین ضامن تو ہی کیون اسقدر بیقرار ہوتی ہو اپنے حواس درست کرو
گریہ کو ضبط کرو ملکہ نے جو یہ کہا اُنھون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم صبح کا وقت تھا ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی آنکھ لگ گئی وقت نماز کا گذر گیا ہر روز ہم شاہزادے کو خواب سے بیدار کرتے
تھے آج بسبب سوجانے کے نہ بیدار کر سکے اب جو اُٹھے تو شاہزادے کو پلنگ پر نہ پایا خیال کیا کہ
زیر قصر تشریف لیگئے ہونگے حواس جاتے رہے کہ آج عتاب حضور مین مبتلا ہونگے زیر قصر گئے
یہان بھی ان سب کو سوتا ہوا پایا عبادت خانہ مین شاہزادے کو دیکھا نہ پایا خیال ہوا کہ معلوم ہوتا
ہی کہ آپکی تسلیم کو گئے ہین اور یہ بھی خیال ہوا کہ چونکہ شاہزادہ رحم دل بہت ہی اُنھون نے ہمپر اس خیال
سے رحم فرمایا کہ یہ سب بھی کئی شبون کی جاگی ہوئی ہین سوئے ہوئے ہین جگانا اپنے دست مبارک سے
سب کام کیا ہوگا یہان جو آئے تو آپکے ملازمون سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ یہان بھی نہین
تشریف لایا اب ہم بہت پریشان ہین اور خدا جانے کیا ہوئی ملکہ نے جو یہ سُنا قلب پر ایک گھونسا سا لگا
دل بیقرار ہو گیا مگر ضبط کیا اور اُنسے کہا کہ پریشان نہ ہو خیر اگر آج ایسا ہوا تو کیا نقصان ہی اب ایسی غفلت
نہ کرنا اور کوئی مقام تشویش نہین ہی اُنکا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ پوشاک پہن کر اپنے مقام سے جاتے ہین
تو پہلے اپنے نانا کی تسلیم کو جاتے ہین وہان سے میرے پاس آتے ہین بعد اسکے نانا کے ہمراہ تھا دربار
مین جاتے ہین نانا کے پاس ہونگے چلو مین بادشاہ کے سامنے اسکا ذکر کرکے اُنسے تمھاری خطا
معاف کرا دون یہ کہا تو مگر دل کا مالک خدا ہی ہزارون طرح کے خیال دل مین کر رہی ہین مگر اُنکو
ٹالتی تھی اور یہ دل سے کہتی ہی کہ یہ کیا واہیات خیال ہین وہ اپنے نانا کے پاس ہونگے اُنسے باتین

کر رہا ہوگا اس سبب سے عرصہ ہو گیا جو میرے سلام کو نہین آیا مگر دل کو لاکہہ سمجہاتی ہو وہ نہین مانتا
ہو آخر کو تاب نہ رہی کرسی پر سے اُٹھی اُن سب کو ہمراہ لیکر اپنے قصر سے طرف قصر بادشاہی کے
چلی یہان اخضر پریزاد لباس شاہی پہن چکا ہو تاج شاہی سر پر رکھ چکا ہو پریان تخت لیے ہوئے
موجود ہین دربار جانے کا قصد ہو کیونکہ وقت آگیا ہو مگر اس خیال سے ٹہرا ہوا ہو کہ سہراب آلے
تو اُسکو ہمراہ لیکر جاؤن خیال کر رہا ہو کہ کیا سبب ہو جو اب تک نہین آیا ہر روز تو سویرے آجاتا تھا
کہ مین نماز پڑھتا ہوتا تھا پھر یہ اپنے دل سے کہتا ہو کہ بچہ تو ہو سو گیا ہوگا آتا ہوگا بادشاہ تو یہ خیال دل مین
کر رہا ہو کہ سامنے سے مضراب پری نظر آئی بادشاہ نے دیکھا کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ پریون کے
میری طرف آتی ہو مگر کچھ پریشان ہو پاؤن کہین ڈالتی ہو پڑتا کہین ہو اور جو خواصین وغیرہ ہمراہ ہین
وہ بھی سب حیران و پریشان ہین اُن سب مین سہراب ثانی کی بھی خواصین وغیرہ ہمراہ ہین وہ بھی
نہایت پریشان و حیران ہین اب یہ حال جو اخضر نے دیکھا اور ملکہ کو پریشان پایا خیال کیا
دل مین کہ یہ آج کیا سبب ہو جو مضراب اس حال پریشان سے آئی ہو خدا خیر کرے کوئی نہ کوئی نئی
بات ہو سہراب ثانی کی خیر ہو یہ بادشاہ خیال کر رہا تھا مگر مضراب پری اپنی دختر کی پریشانی دیکھکر
خود بھی پریشان ہو گیا تھا کہ ادہر مضراب نے جو طرف ایوان کے دیکھا تو کیا نظر آیا کہ بادشاہ تاج
شاہی سر پر رکھے ہوئے دربار مین تشریف لیجانے کے قصد سے بیٹھے ہین تخت حاضر ہو سہراب
ثانی کا پتہ یہان بھی نہین ہو اب تو دل کو قرار نہوا جھپٹ کر ایوان مین آئی اِدہر اُدہر گھبرا کر دیکھا
مگر اپنے آرام جان کو کسی طرف نہ پایا کہ اتنے مین بادشاہ نے فرمایا کہ اے مضراب خیر تو ہو تم اسوقت
اسقدر پریشان کیون ہو اور یہ وقت کیون آئی ہو مضراب اسقدر پریشان تھی کہ تسلیم کرنا بھی بادشاہ کو
بھول گئی تھی جب بادشاہ نے پوچھا پہلے اسنے تسلیم کی اور کہا کہ کیا عرض کرون بابا جان مین لٹ گئی
اپنی راحت جان و آرام قلب سے چھوٹ گئی اب مجھکو کچھ نہین دکھائی دیتا ہو یہ تو فرمایئے کہ سہراب کہان
ہو آپکی خدمت مین براے تسلیم آج حاضر ہوا تھا یا نہین یہ جو بادشاہ نے سُنا دل پر ایک چوٹ سی
لگی گھبرا کر کہا کہ کیسا سہراب کچھ صاف طور سے بیان کرو وہ تو ابھی تک میرے پاس نہین آیا بلکہ
مین اُسکا خود انتظار کر رہا ہون یہ خیال کیا تھا کہ ابھی بچہ ہو سو گیا ہوگا اس سبب سے عرصہ ہوا اسنے
تو وہ واقعہ بیان کیا کہ میرے حواس جاتے رہے کچھ بیان تو کرو کہ مین بھی سنون تب ملکہ آہ کر کے
روبرو بادشاہ کے بیٹھ گئی اور جو خواصان سہراب سے سُنا تھا سب حال بیان کیا اور عرض کیا
کہ مین نے خیال کیا تھا کہ وہ آپکی خدمت مین ہوگا یہان آکر بھی نہین پایا اب مین کیا کرون سہراب
مجھکو داغ دے گئے نہ معلوم کدہر تشریف لے گئے یہ کہکر چیخین مار کر رونے لگی اخضر پریزاد بھی پریشان
ہوا دربار کرنا تو بھول گیا ملکہ سے کہا کہ ذرا صبر کرو مین خواصون سے دریافت تو کر لون کہ کیا واقعہ
گذرا اور تمسے کبھی اُسنے کسی امر کو کہین جانے آنے کو تو نہین کہا تھا ملکہ نے جواب دیا کہ جی ہان کل
مجھسے اسقدر کہا تھا کہ مین نے اپنے دادا کو خواب مین دیکھا ہو وہ یہ فرماتے ہین یہ کہکر ملکہ نے
خواب کا حال بیان کیا اور کہا کہ اسکا قصد تھا کہ مین جاکر طلسم کو فتح کرون اور اُنکو رہا کرون مین نے
یہ کہکر ٹالدیا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا کام عقلمندون کا نہین ہو وہ سنکے خاموش ہو رہا نہ معلوم اب
اُسپر کیا گذری جو بے دون اطلاع وہ چلا گیا بادشاہ نے جواب دیا کہ معلوم ہو گیا کہ یہ اولاد صاحبقران
ہین بس جو امر کہ اُنکے ذہن مین آتا ہو اُسکو یہ لوگ ضرور کرتے ہین چاہے جہان جائے چاہے رہے

بس صبر کرو وہ چلے گئے تمنے بھی اِس حال کو نہ کہا اور نہ اُنکا قصد ظاہر کیا ورنہ مین کوئی تدبیر کرتا اُنکے
ہمراہ جاتا یہ تمھاری غفلت سے کیا تم یہ سمجھین کہ یہ بچہ ہی جو سمجھا دیا مان گیا وہ اُس وقت کا منتظر تھا
موقع ملا چلا گیا ضرور وہ شب کو کسی طرف نکل گیا افسوس اب مین کیا کرون یہ کہکر اخضر بہزاد
بھی رونے لگا محل مین کہرام مچ گیا ایک تلاطم برپا ہو گیا اخضر نے خواصان سہراب کو روبرو طلب
کرکے سب حال دریافت کیا اُنھون نے کل حال بیان کیا جو کہ ماں سے کہا تھا اور بالا مذکور ہو چکا ہی
جب اخضر سن چکا اُسوقت اخضر نے اُنسے پوچھا کہ تمنے اُنکی اسلحہ و پوشاک بھی دیکھی کہ ہی یا کہ وہ
بھی نہین ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے نہین ہی اخضر نے کہا کہ ضرور کسی طرف چلے
گئے اب خدا لائیگا تو ملاقات ہوگی افسوس اب مین کیا کرون ابھی اُسکا سن کیا ہی دوسرے وہ
آلام سفر سے واقف نہین ہی کبھی گھر سے تنہا نہین نکلا کیا کیا جائے مین تو ضعیفی مین تباہ ہو گیا اور
وہ یون ضائع ہوا کہ جسکے ملنے کی امید نہین ہی سہراب کا بھروسہ تھا وہ یون تنہا چھوڑ کر چلے گئے
اخضر بہزاد یہ کہتا ہی اور روتا ہی مضراب کا تو یہ حال ہی کہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہی اور
سہراب کو پکار رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند آکر اپنی والی کو صورت دکھا جا مین ترستی رو کو تیری صورت
دکھا کر چلے جانا بیٹا مجکو معلوم تو ہوگا کہ تم فلان مقام پر گئے ہو خیریت تو معلوم ہوتی رہیگی یہ تو امید
ہوگی کہ پھر آکر ملوگے ای فرزند مین مر جاؤنگی اگر تمکو نہ دیکھونگی یہ کہتی ہی اور خاک پر پچھاڑین کھاتی ہے
اور کہتی ہی کہ مین اپنے ماہ تابان و مہر درخشان کو کہان تلاش کرون اور اپنے باپ کی طرف خطاب
کرکے کہتی ہی کہ مین اپنے بچہ کو آپ سے لونگی میرا کلیجہ منہ کو آتا ہی مین نے صبح سے اُسکو نہین دیکھا ہی ای والد
مین کدھر تلاش کرنے جاؤن وہ تو راہ سے بھی نہین واقف ہی نہ معلوم کدھر شب تاریک مین نکل گیا
ہوگا کہان شب بسر ہوئی ہوگی اُسکو تو بدون میرے قرار نہ آتا تھا یہ کیسا دل پر صبر اور جبر کیا یہ نہ خیال
کیا کہ مان تڑپتے تڑپتے مر جائیگی ہائے وہ چاند سی صورت میری آنکھون سے پوشیدہ ہو گئی ملکہ کی
ان باتون پر سبکے کلیجہ منہ کو آتا تھا سب رو رہے تھے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ رومال پر رومال تر
ہو رہا ہی خاموش بیٹھا ہوا رو رہا ہی واسپ پر بڑا صدمہ ہی دل سے کہتا ہی کہ کیا کہکر مضراب کو سمجھاؤن
جو اپنا حال نہ کرے بجا ہی کیونکہ اُسکا فرزند تھا فرزند بھی وہ فرزند جو کہ تمام گھر بھر کا اُجالا تھا لائق و سعادتمند
یون یکایک جسکا ایسا فرزند بدون کہے سنے غائب ہو جائے جو اُسکا حال ہو وہ بجا ہی یہ شور وغل جو
برپا ہوا ملکہ سحاب پری مادر مضراب پری اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی اپنے مصاحبون سے باتین
کر رہی تھی کہ اُسکے کان مین جو رونے کی صدا گئی گھبرا کر خواصون سے کہنے لگی کہ یہ رونے کی صدا
کہان سے آتی ہی ذرا سنا تو اُنھون نے جو کان لگا کر سنا عرض کیا کہ قصر شاہی سے آتی ہی یہ گھبرا
کر اُٹھی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ تشریف فرما تھے دیکھا کہ بادشاہ بھی رو رہے ہین اور
مضراب زمین پر پڑی ہوئی لوٹ رہی ہی اور رو رہی ہی اور جسقدر پریان وہان ہین وہ سب
رو رہی ہین یہ حال دیکھکر اور گھبرا کر ایوان مین آئی حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سہراب ثانی
شب سے بدون اطلاع ماں و نانا کے کسی طرف چلے گئے ہین یہ سب اُنکے الم مین گریان ہین
یہ سنتا تھا کہ ایک چوٹ قلب پر لگی یہ بھی بہت نواسے سے الفت رکھتی تھی ہائے سہراب کہکر
بیٹھ گئی اور رونے لگی اب تو تمام محل شاہی مین کہرام مچ گیا اور سب رونے اور پیٹنے لگے کوئی اپنے
منہ پر طمانچے مارتی ہی کوئی بال نوچے ڈالتی ہی مضراب نے تو گریبان چاک کر ڈالا ہی منہ پر

خاک ملی ہی اور کہتی ہے کہ مین جوگن بنکر اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش مین نکلونگی فقیری اختیار کرونگی خواصین وغیرہ جو سمجھاتی ہین کہتی ہین کہ ملکہ اپنے حواس درست کرو کوئی مسافر کے پیچھے اسطرح نہین روتا ہی خدا سے دعا کرو کہ وہ صحیح وسلامت آپکے فرزند کو آپ سے ملا دے اُسکی ذات پر بھروسہ کرو وہ جامع المتفرقین آپ سے ملا دیگا وہ خدا نے چاہا تو ضرور طلسم کو فتح کرکے اور اپنے باپ وچچا کو رہا کرکے اپنے ہمراہ لیکر آئینگے اور آپ سے ملینگے یہ اولاد صاحبقران ہین انپر ایسے ایسے واقعات بہت گذر چکے ہین اپنے شوہر کی زبانی اُنکے واقعات اور اُنکے والد کے واقعات وشاہزادہ مالک قاسم کے واقعات جو کہ آپ کے فرزند کے جد امجد تھے کہ سات برس کے سن مین اُنھون نے طلسم افراسیابی کو فتح کیا اور اپنے والد علمشاہ کو رہا کیا اٹھارہ دن تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی مین ترک توسن بلیطانی کو قتل کیا وحمزہ صاحبقران ودیگر اولاد صاحبقران کے حالات سنے ہین کہ کیسے کیسے کام کیے اور کیسے کیسے آلام مین مبتلا ہوگئے مگر خدا نے اُنکی ہر مقام پر حفاظت کی اور بچا لیا اُسی طور سے خداوند کریم اِنکا بھی محافظ ہی اور بچا لیگا آپکے رونے اور بلکنے سے واپس نہ آ جائینگے اُنکو آپکے حال کی خبر بھی نہوگی اِس بیقراری اور آہ وزاری سے کیا فائدہ ہوگا بلکہ یہ ہوگا کہ جو تدابیر کرنا ہین وہ بھی بھول جائیگا کیونکہ حواس تو درست نہونگے اے ملکہ اپنے حواس درست فرمایئے آپکے رونے سے بادشاہ بھی بدحواس ہوئے جاتے ہین ظل اللہ دربار مین تشریف لیے جاتے ہین وہ جاکر پریزادون ودیوزادون کو براے تلاش روانہ کرینگے وہ تلاش کرکے لے آئینگے ابھی کہین دور نہ گئے ہونگے کیونکہ راہ سے واقف نہین ہین ضرور مل جائینگے وہ آسکتے ہین دوسرے جہان پناہ سمر ورحبی کو طلب فرماکر اُنسے فرمائینگے کہ تم رمل سے دریافت کرو کہ شاہزادہ کب تک آئیگا وہ منجم بے بدل ہین جو حکم لگاتے ہین اُسمین فرق نہین ہوتا ہی اکثر امتحان کر لیا گیا ہی اسقدر نہ بیقرار ہوجیے اُنکے ملاقات کی تدبیر کرنے دیجیے جب دیو وپریزاد خبر لیکر آئینگے کہ آپ بھی اُنکے پاس تشریف لیجائیگا جہان وہ ہونگے اُنکو سپرد خدا فرمایئے دل پر ذرا جبر فرمایئے صبر کیجیے اپنے ہمراہ اورون کے حواس نہ پراگندہ فرمایئے یہ جو پریون نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ سچ ہی جسکے دل پر جو گذرتی ہی اُسی کا دل جانتا ہی تمکو کیا میرے دل کا حال معلوم کہ کیا گذر رہی ہی مین تو لاکھ چاہتی ہون کہ صبر کرون مگر کیا کرون کہ دل ہی قابو مین نہین ہی کیا مین کسی کو منع کرتی ہون کہ کوئی تدبیر نہ کرے میرا کوئی اختیار نہین ہی نہ میرے حواس ہین مجبور ہی آنکھون پر اختیار ہی مین رو رو کر اپنی زندگی بسر کرونگی لاکھ تدبیر کیجایئگی مگر اب وہ گوہر نایاب نہ دستیاب ہوگا مہر اسپ کا ملنا دشوار ہی سب تدارک بیکار ہی جو کچھ کیا جائیگا مین تو بیدست وپا ہون یہ کہکر رونے لگی ادھر بادشاہ نے خیال کیا کہ تو بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہی دربار مین چل دیوزاد وپریزاد براے تلاش روانہ کر سمر ورحبی کو طلب کرکے زائچہ کراؤن یہ دل مین خیال کرکے اپنی زوجہ مصاحب پریون سے فرمایا کہ تم مہر اسپ کو سنبھالو سمجھاؤ مین دربار مین جاتا ہون تاکہ کوئی تدبیر کرون مصاحب نے کہا کہ آپ تشریف لیجائین جہانتک ممکن ہوگا مین سمجھاؤنگی یہ سنکے بادشاہ تخت پر سوار ہوکر متفکر پریشان دربار مین تشریف لائے یہان سب حاضر دربار تھے چونکہ عرصہ ہوگیا تھا سب اہل دربار پریشان تھے کہ کیا سبب ہی کہ بادشاہ ابھی تک نہین تشریف لاتے ہین اور یہ کیسا آج محل مین شور و غل ہی یہ لوگ پریشان بیٹھے ہوئے تھے کہ بادشاہ برآمد ہوا سب براے تعظیم اُٹھے مجرا کیا بادشاہ

نے سب کا ماجرا لیا مگر اب جو سب نے دیکھا تو بادشاہ کو پریشان پایا مگر رعب شاہی سے کوئی دریافت
نکرسکا بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ پریزادان تیز پرو دیوزادان چابک دست حاضر ہون
یہ حکم دیا فوراً دیو اور پریزاد حاضر ہوئے بادشاہ سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی اخضر پریزاد
نے انسے فرمایا کہ تم لوگ اسیوقت فوراً تمام پردۂ قاف کے ملکون اور صحراؤن مین جاکر تلاش
کرو شاہزادہ سہراب کو اور کچھ دیو اور پریزاد تمام شہر مین تلاش کرین اور جو دیو کہ طلسم چہل چراغ سلیمانی
سے آگاہ ہون وہ اسطرف کو جائین اور تلاش کرین کیونکہ شاہزادہ شب سے بدون اطلاع کے
غائب ہوگیا ہی یہ جو بادشاہ نے فرمایا سب اہل دربار کو سناٹا سا ہوگیا جو ملازم شاہزادے کے تھے
وہ گھبرا کر رونے لگے بادشاہ نے دیو اور پریزاد کو یہ بھی حکم دیا کہ جبتک شاہزادہ نہ ملے
اسوقت تک نہ آنا یہ حکم سنکے وہ پریزاد و دیوزاد جدا کرکے روانہ ہوئے اور تمام پردۂ قاف
مین منتشر ہوگئے اور صحرائین اور بعض دیو طرف طلسم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہوگا
یہان جب وہ دیو روانہ ہوچکے جو افسران سپاہ زیادہ بادشاہ کے مقرب تھے اُنھون نے عرض
کیا کہ یہ کیا واقعہ درپیش ہوا ہم غلامون کو آگاہ فرمائیے سُنکے بڑا صدمہ ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کیا
بیان کرون یہ کہکر بادشاہ نے کل حال سب اہل دربار سے بیان کیا کہ یہ واقعہ گذرا کہ شاہزادہ
شب کو کہین چلا گیا ہی خواصون نے جو بیان کیا تھا سب حال کہا اور کہا کہ کل اپنی والدہ سے
ذکر کیا تھا کہ شاید کل اُنھون نے اپنے والد کو خواب مین دیکھا تھا اُنھون نے بہت شکایت کی تھی
اُنھون نے ماں سے کہا تھا کہ ہم طلسم کو فتح کرنے جائینگے ماں نے سمجھایا اُسوقت تو وہ خاموش
ہورہے مگر شب کو بدون اطلاع چلے گئے ماں نے تو اپنی حالت تباہ کر رکھی ہی اُسکے رونے اور پیٹنے
سے سب کے آنسو آئے ہوئے حواس جاتے ہین اُسکا حال نہین دیکھا جاتا ہی یہ سُنکے اہل دربار نے
کہا کہ بجا ارشاد ہوا جو کچھ حال ہو وہ درست ہی ماں کا کلیجہ ہی بادشاہ نے فرمایا کہ میرے بھی جو قلب
کا حال ہی وہ بیان نہین کرسکتا ہون اگرچہ مین مرد ذات ہون دل پر صبر کی سل رکھ لی ہی مگر سہراب
کی تصویر سامنے پھر رہی ہی اہل دربار نے عرض کیا کہ بجا اور درست ارشاد ہوا ہم لوگون کے جو
قلب کا حال ہی وہ کیا عرض کرین بہت بیقرار ہین یہی جی چاہتا ہی کہ ڈھونڈین بادشاہ نے فرمایا
کہ تم لوگ نمک حلال ہو ہمارے غم سے تمکو غم ہوتا ہی ہماری خوشی سے تمکو خوشی اتنا بھی کوئی مصیبت اور
آسمان بلا ٹوٹتا ہی کہ دادا سے یون جدائی ہوئی کہ برسون ہوگئے کہ صورت دیکھنا نصیب ہی نہ ہوئی کہ دیکھین بیٹی
جوان گھر مین بیٹھی ہوئی ہی ایک اسد تھا وہ یون [illegible] گیا گھر تباہ و برباد ہوگئے کیا چارہ ہی مصیبت
خدا ہی جو کاتب ازل نے خط پیشانی مین روز الست تحریر کیا ہی وہ پیش آئیگا ہم اس پیرانہ سالی
مین سب کے صدمہ اُٹھانے کو رہگئے ہین کیا تقدیر سے زور ہی جو ہم پر گذریگی برداشت کرینگے یہ کہکر بادشاہ
آنسو بھر لائے سب اہل دربار رونے لگے اور یون بادشاہ کو سمجھانے لگے کہ آپ صبر فرمائیے یہ تو
اولاد صاحبقران ہین انپر ایسے مصائب بہت گذرتے ہین رستم ثانی کو ملاحظہ فرمائیے
کہ جب شکار پر گئے تھے اور غائب ہوگئے تھے بہت دنون تک نشان نہ ملا پھر اپنے وقت پر کیونکر
تشریف لائے مع سپاہ و لشکر کے اسی طور سے یہ شاہزادہ بھی بامراد دلی مع اپنے والد کے
با جاہ و حشم تشریف لائینگے اپنے نور جمال سے آپ لوگون کے چشمہاے مبارک کو روشن کرے گا
صبر و خدا فرمائیے دیو وغیرہ تو آپ نے برائے تلاش روانہ فرمائے ہین وہ ضرور خبر خوش لیکر

حاضر ہونگے آپ یہ تدبیر فرما چکے ہین ہم لوگ بھی کوشش کرینگے اب آپ ملکہ کی دلجوئی فرمایئے
اور تسکین قلب بادشاہ نے فرمایا کہ سوا اسکے اور کیا چارہ راوی نے بیان کیا ہو کہ اُنھون نے
پیک زادے جو دیو وغیرہ روانہ فرمائے تھے اُنکو انعام کثیر کا امیدوار کیا تھا اُنسے کہا تھا کہ تم شاہزادے
کی خبر خیریت لاؤ گے تو تمھارا دامن جواہر سے بھر دونگا اگر شاہزادے کو تلاش کر کے اپنے
ہمراہ لاؤ گے تو اُسکے برابر زر و جواہر تول دونگا تم سب کو انعام کثیر سے مالا مال کر دونگا
راوی نازک خیال عرض کرتا ہو کہ جب بادشاہ سے اہل دربار نے یہ تقریر مذکورہ کی اور بادشاہ
نے یہ جواب دیا کہ سوا صبر کے کیا چارہ ہو اُسکے بعد یہ شعر پڑھا شعر مرا دردیست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد + وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + یہ فرما کر فرمایا کہ مجھکو صرف اپنی جان
کا خوف ہو وہ اس الم و رنج مین ضرور اپنے کو ہلاک کریگی خیر جو تقدیرات الٰہی یہ فرما کر سرور جنی
کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اے واقف رموز الٰہی و اے دانا دہر آپ نے کچھ دریافت
کر کے نہ فرمایا کہ آیا شاہزادہ کس طرف کو گیا ہو آیا یہ فاتح طلسم ہی یا نہین یا صرف اُسکی قسمت
مین سرگردانی اور ہم سب سے مفارقت مقدر مین ہو اور ہم سب کو اُسکی جدائی کا صدمہ اُٹھانا ہو
آیا ہم سب اُس سے ملین گے اور ہمارے مقدر مین اُسکی ملاقات ہوتی ہو یا نہین ہم اسی طور سے
تڑپ تڑپ کر مر جائین گے اُسکے دیدار سے محروم رہین گے مجھکو آپکے قول کا بہت اعتبار رہی
جو حکم آپ نے لگائے وہ سب پورے ہوئے سر مو فرق نہوا لہٰذا اس امر مین بھی حکم لگا دیجئے زائچہ
کھینچیے سرور جنی نے دست بستہ عرض کیا کہ مجھکو کیا عذر ہو مین صرف آپکے حکم کا منتظر تھا بخدا جو صدمہ
کہ مجھکو یہ خبر وحشت اثر سنکے ہوا اُسکو عرض نہین کر سکتا ہون ابھی تعمیل حکم حضور کرتا ہون جو میرے
حساب سے ظاہر ہوگا خدمت والا مین عرض کر دونگا حال غیب سے نہین واقف ہون کہ اُسکی
مشیت مین کیا ہو مصرعہ حال غیب کس نہ داند بجز پروردگار + بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
سب درست ہو اور قسم کی کیا ضرورت ہو مجھکو یقین ہو کہ آپکو ہم لوگون سے زیادہ صدمہ ہوا ہوگا
کیونکہ آپ نے تو اُسکو گود مین کھلایا اور آپ ہی تو اُسکے فرع کے باعث ہوئے اور
آپ ہی نے ہمکو اس قابل کیا کہ ہمکو خداوند کریم نے ایسا سرفراز کیا کہ آبا و اجداد یاد دیا لہٰذا
آپکو کیون نہ صدمہ ہوا ہوگا غرضکہ جب سرور جنی نے عرض کیا کہ مین کس قابل ہون یہ خداوند
کریم کی مہربانی ہو کہ اُسنے یہ سب سامان بہم کر دیے اُسکا شکر کہان تک ادا کیا جائے اور آپکی
بندہ پروری ہو کہ آپ یون مجھ ایسے ناچیز کی نسبت فرماتے ہین ورنہ مین کس لائق ہون جو مجھکو معلوم
ہوتا ہو عرض کرتا ہون ناظرین کو یاد ہوگا کہ مین عرض کر چکا ہون جلد اول مین کہ سرور جنی تو
خاندان عبد الرحمن جنی سے ہین اور ہر علم و ہر فن مین مثل اُنکے ہین لہٰذا سرور جنی نے قرعہ
نکال کر پھینکا ساتون ستارے سولہ خانے بارہ برجون کو خیال کر کے زائچہ کرنا شروع کیا اور
جو جو سوال بادشاہ نے کیے تھے سب کے جواب استخراج کر کے سر اُٹھایا اور باادب
یون عرض کیا کہ میرے حساب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہو کہ شاہزادہ اس طلسم کو فتح کریگا اور آپ
لوگون سے مع اپنے بزرگون کے ملیگا بلکہ ایک بزرگ اور اُسکو اس طلسم سے دستیاب ہونگا
جو کہ ایک مدت سے اس طلسم مین قید ہے مشیت ایزدی اسی طور سے جاری ہوئی تھی کہ
شاہزادہ اسی طور سے یہان سے جائے اور طلسم کو فتح کرے اور اپنے بزرگ کو رہا کرے کہ

جو کہ دستِ نا سے قید ہے اور شاہزادہ بصحت و خیریت ہے اور چھ ماہ کے بعد آپ لوگون سے بعہد
جاہ و حشم ملیگا آپ اُسکو دیکھکر خوش ہونگے آپکے قلب رنجور مسرور ہونگے کوئی مقام خوف نہین
ہے فقط نہ حیات درست ہے جان کا بالکل خوف نہین مشیت ایزدی مین یہ تھا کہ جو کفار نابکار
پردہ قاف مین ہین وہ اسکے ہاتھ سے قتل ہون اور اسکا بھی نام مثل حمزہ کے پردۂ قاف
مین بلند ہو بس یہ صورت پیدا ہوئی آپ لوگ اطمینان رکھین اگر ان احکامون مین میرے
فرق ہو تو خداوند مجھکو مع میری آل و اولاد کے توپ دم کرین مجھکو کچھ عذر نہوگا یہ سب امر ہے مگر
حال غیب سے نہین واقف ہون اپنے امکان بھر مین نے خوب جانچ کر حکم لگایا ہے اگرچہ خدا
کو منظور ہوگا تو کبھی نہ فرق ہوگا اسی سبب سے مین نے اس امر کا بھی اقرار کر لیا کہ اگر فرق ہو تو
توپ دم فرمایئے اُسکی ذات سے بہت بڑا بھروسہ ہے یہ کہکر وہی احکام ایک پرچۂ قرطاس پر
لکھکر بادشاہ کے روبرو پیش کیے اور عرض کیا کہ اس کاغذ کو حضور اپنے پاس رکھین تاکہ جو مین نے
احکام لگائے ہین وہ بروقت تشریف لانے شاہزادے کے دیکھ لین حضور کہ کچھ فرق تو
نہین ہوا مین نے دروغ تو نہین عرض کیا بادشاہ نے وہ کاغذ سرور جنی سے لیلیا اور فرمایا
کہ آپکے احکام مین کبھی فرق نہین ہوا نہ انشاء اللہ ہوگا نہ آپ نے کبھی دروغ کہا جو مین خیال کرون یہ
فرماکر بادشاہ نے سرور جنی کو خلعت سے سرفراز فرمایا سبب اسکا یہ تھا کہ بادشاہ کو سرور جنی
کے احکام لگانے سے اطمینان ہو گیا اور دل سے تسکین قبول کر لیا کیونکہ جسقدر سرور جنی نے جو امر
مین کہا اُسی قدر ہوا کیونکہ نجومی سب بے بدل ہین اُنکے احکام مین کبھی فرق نہین ہوتا ہے سرور جنی نے
سلام کرکے خلعت لے لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر مین منادی کر دی جائے کہ تا آنے شاہزادے
یا اُسکی خیر خیریت کے کوئی اپنے گھر مین اہل شہر سے شادی نہ کرے نہ بزم عشرت آراستہ کرے
اور اگر کریگا تو معتوب سرکار ہوگا اور ہمارے نوبت خانون مین نوبت نہ بجے بلکہ سب شاہزادے
کے ملنے کی دعا کرین یہ حکم دے کر دربار برخاست کیا اُسدن کوئی دوسرا کام نہ کیا جب بادشاہ
دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے راہ مین
یہ ذکر کرتے جاتے تھے کہ بڑا غضب ہو گیا کہ شاہزادہ یون غائب ہو گیا جو دیو اور پریزاد شاہزادے
کے ملازم تھے وہ بعد برخاست ہونے دربار کے اپنے مقام پہنچے نہ آئے اُسی مقام سے برائے
تلاش روانہ ہوئے دیکھا حال آئندہ کیا ہوگا بس سب اہل دربار یہ باتین کرتے ہوئے اپنے
اپنے مکان پر آئے اور آتے ہی یہ تدبیر کی کہ ہر ایک نے دو دو چار چار دیو و پریزاد اپنے ملازمون
مین سے برائے تلاش روانہ کیے اول ہر ایک خوشنودی بادشاہ و نمک حلالی اور خیر خواہی
کے اور دوسرے بطمع انعام کثیر ادھر منادی نے ندا کر دی کہ حکم ہے بادشاہ کا کہ شب سے شاہزادہ
غائب ہو گیا ہے تا آنے شاہزادے یا خیر خیریت اُسکی کے جو کوئی بزم عشرت یا بزم شادی برپا
کریگا وہ سزا پائیگا بلکہ شاہزادے کی سلامتی کی دعا کرے جب یہ خبر تمام شہر کے گلی کوچہ مین منتشر
ہوئی سب اہل دربار و شہر کو معلوم ہو گئی بس اُسوقت سے سب نے جو وابستہ کیا اپنے اوپر
بزم عشرت و شادی و شغل دیگر حرام کر لیا اور جہان جہان شادی یا بزم عشرت برپا تھی اُسوقت
سے ترک کر دی اور موقوف کر دیا اور سلامتی شاہزادے کی دعا کرنے لگے نوبت خانہ شاہی مین نوبت
بجنا موقوف ہو گئی ہر ایک اہل شہر کو شاہزادے کا رنج ہوا اہل شہر تو اسطرح ہوئے جب حکم بادشاہ

دعا مین مصروف ہین یہان بادشاہ داخل محل ہوا دیکھا کہ سحاب پری میری زوجہ و دیگر پریزاد
مضطراب کو سمجھا رہی ہین مگر اُسکی عجب حالت ہو کسی طور گریہ کم نہین ہوتا ہو زمین پر تڑپ رہی
ہو بہت بیقرار ہو کسی طرح اُسکو صبر نہین ہوتا ہو اخضر پریزاد نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا دل کو
تاب نہ رہی رومال منھ پر رکھکر رونے لگے ایوان مین آئے سب برائے تعظیم کھڑے ہو گئے
بادشاہ تخت پر سے اُترے کرسی پر جلوہ گر ہوئے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ جب سے مین گیا ہون
مضطراب کی یہی حالت ہو اُسنے عرض کیا کہ جی ہان یہ سنکے خود اُٹھکر بیٹی کے پاس آئے اور
اُسکو اُٹھا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا صبر کرو دل پر جبر کرو مقدرات الٰہی مین کیا زور ہو اے
مضطراب تیرے سر کی قسم جو میرے دل کا حال ہو وہ خدا پر خوب روشن ہو مگر مین مرد ہون صبر
کو کام مین لاتا ہون کیا ہمکو سہراب کی مفارقت کا رنج والم نہین ہو مگر یہ خیال کرتے ہین کہ اگر
ہمارے حالت تباہ کرنے سے وہ بیٹے آسکے تو ہم ایسا ہی کرین وہ اُسی وقت آئیگا کہ جو وقت خدا
نے مقرر کیا ہو اور اُسی وقت تمسے ملیگا کہ جب تمہارے مقدر مین اُس سے ملنا ہوگا چاہے جو
کچھ ہم اور تم اپنی حالت تباہ کرین بیٹا تقدیرات الٰہی سے کسی کا زور نہین چلا ہو انبیا و اولیا
ایسی حالت مین مجبور ہو گئے ہین اے بیٹا صبر کرو کیونکہ خداوند کریم صابرون سے بہت خوش
ہوتا ہو کہین اُسکو تمہارا یہ جزع وفزع کرنا ناگوار نہو اور معتوب درگاہ خدا نہو اُسکی مشیت پر شاکر رہو
اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو اے فرزند صبر کا بڑا صلہ ہو اور صابرون کا پیش خدا بڑا مرتبہ
ہو اس گریہ وزاری سے نہ کچھ حاصل ہوا ہو نہوگا تیرا حق بجانب ہو کیونکہ تو مان ہو مگر کیا چارہ ہو جو اُسکو منظور تھا
وہ ہوا اور جو منظور ہوگا وہ ہوگا خیال کرو کہ شوہر کے غم مین اسقدر تمنے اپنی حالت تباہ کی کیا ہوا وہ ملگیا جب خدا کو
منظور ہوگا ملیگا اسیطور سے اس بات کو بھی خیال کرلو کہ صبح سے تم بیقرار ہو اور رہی ہو کیا فائدہ ہوا اسکا
ملکا نہیں سکے کیا ملا اگر تم روتے روتے اپنے کو ہلاک بھی کرو گی تو کچھ نہوگا جس طور سے تم
سہراب کے لیے بیقرار ہو اور تم ماں ہو اسی طور سے ہم بھی تمہارے باپ ہین جو محبت والفت
تمکو سہراب سے ہو وہی ہمکو تمسے ہو جو اپنا یہ حال کرتی ہو اب جو ہمارے قلب کی حالت ہو وہ
کس سے بیان کرین اگر خدا نخواستہ تمہاری کوئی حالت خراب ہو گئی یا جان پر بنگئی تو ہم کیا
کرینگے کسکے سہارے زندگی بسر کرینگے تمام عمر گنواکر تو تم ہاتھ لگین ضعیفی کا سہارا ہو ہمکو بالکل مرجائینگے
ایک تو یہی صدمہ ہالسے ڈالتا ہو دوسرے تمہاری فکر نے اور ہلاک کر رکھا ہو ہمکو یہی آسرا ہو کہ ہمکو بھی
سہراب سے ملنے کی امید ہو اُسپر تو تم اسقدر اپنے کو ہلاک کرتی ہو اگر خدا نخواستہ تمہارے
لیے کوئی نوبت گرہ ہو گی تو ہم کیا کرینگے سہراب تو انشاء اللہ تعالیٰ تمسے بعد چھ ماہ کے
بعد جاہ و حشم ملیگا اور اپنے باپ و چچا کو رہا کر کے طلسم فتح کر کے آئیگا مگر ہم تمکو کہان پائینگے
جو تم نے اپنے کو اُسکی مفارقت مین گنوا دیا تو کیا ہوگا بیٹا ہمارا بھی ماں باپ کا قلب ہو ہماری ضعیفی
پر رحم کرو اور صبر کرو دیکھو تو یہ احکام سرورجنی نے لگائے ہین اُسمین فرق نہین ہوتا ہو اور
اُنھون نے بقسم یہ احکام لگائے ہین اور کہا ہو کہ اگر اسکے خلاف ہو تو آپ مجھکو مع اولاد کے
توپ دم فرمائیے اے بیٹا جب ایسی ہی قوت اُنھون نے پائی تب یہ شرط کی ہو یہ جو بادشاہ
نے کہا اور اس طور سے سمجھایا تو یہ تمنکے ملکہ کے قلب کو کچھ تسکین ہوئی گریہ کو ضبط کیا اور کہا کہ یہ
جو کچھ آپ نے فرمایا بہت درست اور بجا ارشاد کیا واقعی جو آپکے قلب کا حال نہو وہ عجب ہو

مگر مین کیا کرون کہ قلب نہین مانتا ہی خیر آپ کو میرے سر کی قسم کیا یہ احکام سرو رحبشی نے لگائے
ہین جو آپ نے فرمائے ہین بادشاہ نے جواب دیا کہ مین نے جھوٹھ نہین کہا لو دیکھو یہ کاغذ پر
لکھکر دیدیتے ہین یہ کہکر وہ کاغذ مضراب کو دیا مضراب نے کاغذ کو لیکر پڑھا اور کہا کہ میرا یہ
منشا نہ تھا کہ خدانخواستہ آپ جھوٹ فرماتے ہین بلکہ یہ منشا تھا کہ شاید آپ میرے تسکین قلب
کے لیے فرماتے ہون بادشاہ نے جواب دیا کہ اسکو تمکو یقین ہو گیا مضراب نے کہا کہ بہت
بجا ہو اس کاغذ کے دیکھنے سے کچھ اضطراب ملکہ کا کم ہوا کیونکہ اُسنے اکثر سرو رحبشی کے احکام کا
امتحان کیا تھا سب پورے ہوئے تھے سر مو فرق نہوا تھا جو احکام اُنھون نے لگائے تھے اُس سے
اطمینان ہوا گو یہ کی حالت کم ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے مضراب مین نے بہت سے دیو اور
پریزاد برائے تلاش سہراب روانہ کیے ہین کہ تلاش کر کے لاؤ یقین ہی کہ وہ خبر لیکر آئین اور
چند دیو طرف طلسم کے بھی روانہ کیے ہین کہ تم شاہزادے کی خبر لاؤ جہان تمکو شاہزادہ ملے تم اسکو
اپنے ہمراہ لے آنا اگر وہ نہ آئے تو تم مین سے ایک ہماری طرف برائے خبر آئے اور باقی اسکے
ہمراہ رہین انکو انعام کثیر کا امیدوار کیا ہی مین غافل نہین ہون جہانتک ممکن ہوگا مین تلاش مین بہت
کوشش کرونگا بلکہ مین نے یہ بھی حکم دیا ہی کہ آج سے نوبت خانہ مین نوبت نہ بجے جبتک شاہزادہ
نہ آلے اور شہر مین بھی منادی کرا دی ہی کہ کوئی اہل شہر سے بزم عشرت و شادی وغیرہ نہ کرے
جبتک خبر شاہزادہ یا خود شاہزادہ نہ آلے بیٹا مجکو بہت بڑا صدمہ ہی یہ جو بادشاہ نے کہا تو
مضراب نے کہا کہ سوائے آپ کے اب کون ہی میرا آپ نہ یہ سب تدبیرین کرین گے تو کون
کریگا شوہر سے جدا ہوئی ایک زمانہ ہوا آپ کا سہارا تھا یہ یون تباہ کر گئے خیر جو مرضی خدا آپ نے
اسوقت یہ خبر سنا کر خوش کر دیا یقین ہی کہ کچھ نہ کچھ خبر ضرور آئے بادشاہ نے جواب دیا کہ ضرور آئیگی
تم اپنے دل کو قابو مین کرو اور اپنی حالت کی طرف دیکھو خدا پر نظر رکھو کہ وہ کیا اپنی قدرت سے ظاہر کرتا ہی
شاہزادے سے تو ضرور ملاقات ہوگی اطمینان رکھو اور بامراد ہو گی اِس طور سے جو بادشاہ نے کہا
ملکہ کو اطمینان ہوا اول سرو رحبشی کی تحریر سے دوسرے بادشاہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے بیٹی
کو سمجھا بجھا کر کھانا کھلایا اور کہا کہ مین ہر روز برائے تلاش دیو و پریزاد کو روانہ کرونگا تم صدمہ نہ کرو
ملکہ باپ سے رخصت ہو کر اپنے قصر مین آئی اپنے فرزند کو یاد کر کے رونے لگی اب راوی اِن سب کو
تو اِس رنج و الم مین مبتلا رکھتا ہی اور دیو و پریزاد کو جو بحکم اخضر پریزاد تلاش کو گئے ہین تلاش مین
مصروف رکھتا ہو اور اب حال سہراب ثانی کا تحریر کرتا ہی حال اِن سب کا آئندہ تحریر ہوگا وقت
اور موقع پر یہان قلعہ یاقوت نگار مین تو سب رنج و غم مین مبتلا ہین اخضر پریزاد دیو و پری کو برائے
تلاش روانہ کرتا ہی اور اِس انتظار مین ہی کہ خبر شاہزادہ کوئی دیو لیکر آئے اور سرو رحبشی سے
ہر روز یہ سوال ہی کہ اب اسکی مدت کا زمانہ تمام ہوتا جاتا ہی وہ عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ تعالے
بعد چھ ماہ کے شاہزادے سے ملاقات ہوگی بادشاہ دربار سے آکر بیٹھتا ہی بیٹی کو تسکین دیتا ہی اور اسکی
دلجوئی کرتا ہی مضراب سہراب کے لیے رویا کرتی ہی مین اِس داستان کو اسی مقام پر موقوف
رکھتا ہون آئندہ اِسکا حال تحریر کرونگا

اب تتمہ حال سہراب ثانی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ اُنپر کیا گذری اور کیونکر

طلسم فتح کیا و دیگر حالات

راوی نازک خیال نے اس طور سے اس داستان کو بیان کیا ہی کہ جب سہراب ثانی
قصر پر سے اوترکر اور دیو کو قتل کر کے مرکب پر سوار ہو کر دروازہ کھول کر طرف صحرا کے راہی ہوئے
تھے یہ خیال کیا تھا کہ اگر ہم تیز نہین چلتے ہو تو صبح ہو جائیگی جب سب کو معلوم ہوگا تو ضرور براے
تلاش دیو و پریزاد ادہر و ادہر کیے جائینگے ایسا نہو کہ ہمکو ملجائین اور کسی نہ کسی طور سے لیجائین تو بہت
بڑی خرابی ہوگی یہ دل مین خیال کر کے مرکب کو گرم عنان کر دیا تھا وہ مرکب بھی خاصہ کا تھا
ایسا تیز گام تھا کہ ہوا بھی اسکا تعاقب نہ کر سکتی تھی بس یہ مرکب کو اڑائے ہوئے چلے جاتے ہین وہ
صحرا کا سناٹا ہول افزا تاریکی شب درندون کا جھاڑیون مین بولنا زہرہ آب کیے دیتا تھا مگر اس
شیر بیشۂ رستم ثانی کو کچھ خوف نہ تھا اسی طور سے مرکب اڑائے ہوئے چلا جاتا تھا کسی مقام پہ
دم نہ لیتا تھا یہانتک کہ وہ نصف شب اسی رہروی مین تمام ہوئی مسافر شب اپنی منزل مقصود
مین اپنے ہمراہیون کے پہونچا اور آرام پذیر ہوا اور مسافر روز نے اپنا اسباب سفر درست کیا اور
اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا یعنے آفتاب نکلا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور سحری کا پھیلنا نسیم
صبح دم کا چلنا کلیون کا کھلنا طایرون کا اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے شجر پر بیٹھکر حمد الٰہی مین
زمزمہ سنجی کرنا وہ آفتاب کی شعاعون کا برگہاے اشجار پر پڑنا اور اسکے سبب سے انکا چمکنا
پتا بہت ہوتا تھا کہ لوح زمردی چمک رہی ہو وہ کوسون تک سبزہ کا لہلہانا اوسپر وہ اوس
کے قطرون کا مثل گوہر آبدار کے غلطان نظر آنا عجب سما دکہاتا تھا وہ ہر طرف گلہاے خودرو
کا کھلکر جوبن دکھانا کہین پر لالہ کا کھیت کہین کوڑیالہ کھلا ہوا کہین نسرین و نسترن کہین سمن و
یاسمن کہین گلاب کا تختہ کہین بیلا و موگرا کہین موتیا کہین کیوڑا کھلا ہوا کسی مقام پر شبو کا تختہ یہ
سما دکھاتا تھا کہ گویا چاندنی کا کھیت ہی کسی سمت بلبلین زمزمے کر رہی تھین پہلوے گل مین کسی
طرف فاختہ سرو پر بیٹھی ہوئی صداے کوکو کر رہی تھی کسی طرف قمریان شمشاد پہ یاہو کا دم بھر
رہی تھین طاؤسان قدسی ایک طرف رقص مین مصروف تھے کسی سمت تدروان کوہسار کی
چہچہزنی صبح کا جو ہنگام تھا ہر ایک اپنے اپنے عالم مین سرشار تھا وہ آفتاب کا چرخ اخضری
پر نکلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گل سرخ چمن مین کھلا ہوا ہی جب کوئی چشمہ یا جھیل ملتا تھا اسمین جو آفتاب
نظر آتا تھا اور عکس پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام پانی طلائی ہی شاہزادے کے جو جسم مین ہوا
لگی پشت قبا کھولے لیے بس وہ آفتاب آسمان صاحبقرانی و گل گلشن رستم ثانی اسی صورت
سے مرکب اڑائے ہوئے تماشاے گل و صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہی نہ دان کا خیال ہی نہ نانا کا کہ میری
مفارقت مین انکا کیا حال ہوا ہوگا ہان خیال ہی تو فتاحی طلسم کا یا رہائی جد و عم کا اسی خیال مین
غرق چلا جاتا ہی اتفاق سے ایک چشمہ پر گذر ہوا خیال آیا کہ دوگانہ خالق ادا کر لو بس مرکب کو
روک لیا اسکو صحرا مین چھوڑ دیا چشمے پر بیٹھکر وضو کیا نماز خالق ادا کی اپنی فتاحی طلسم کی اپنے خالق
سے دعا کی کچھ میوہ و خورہ تناول کیا چشمے سے پانی پیا ادہر مرکب بھی سیر و سیراب ہوا بس حسب
سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوئے اب دن بخوبی نکل آیا ہی اور اسقدر تیز آئے ہین کہ شہر
یاقوت رنگار سے سولہ کوس دور ہو گئے ہین مگر مرکب اڑائے چلے جاتے ہین اب دھوپ
کی شدت ہوتی جاتی ہی تمازت آفتاب بڑھتی جاتی ہی مگر کچھ پروا انہین نہین سرگرم رہروی مین مصروف

یہاں نوبت باینجا رسید کہ آفتاب نے نصف منزل طے کی اور دائرۂ نصف النہار پر آیا نوبت دھوپ
کی شدت ہو گئی ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اس شدت دھوپ کے اندر تمازت آفتاب
سے ہتھیار جلنے لگے خود بھی اور مرکب بھی ادھر تا بخود غرق ہو گیا ہانپنے لگا گرمی سے
زبان میں کانٹے پڑ گئے مرکب ہانپنے لگا ہوا سے گرم کے جھونکے چلنے لگے زمین تپنے لگی جیسے
جھونکا ہوا کا جسم کو لگا اُسنے جلا دیا زمانہ گرمی کا تھا اور وہ زمانہ کہ جس زمانہ میں چیل انڈا چھوڑتی
ہے اور ایسے صحرا میں پہونچے تھے کہ جہاں کوسوں نہ کوئی چشمہ تھا نہ چاہ بلکہ پانی کا گزر نہ یا سبزہ
تھا نہ کہیں سایہ تھا درخت کا کہ کاش کچھ دیر اسکے سایہ میں دم لیتے وہ زمانہ تھا کہ امرا
ورئیس خس خانوں میں رہتے تھے یہاں انپر دھوپ پڑ رہی تھی سوا آسمان زمین کے
کوئی چیز نظر نہ آتی تھی وہ وقت تھا کہ چرند و پرند درندے سب اپنے اپنے آشیانوں میں بسبب
شدت دھوپ کے جا کر پوشیدہ ہوئے مگر یہ پروردۂ ناز و نعم اُس صحرائے لق و دق میں تنہا گرم
سفر تھا یا آپ تھا یا مرکب تھا ان ہمراہ سفر کون تھا اس صحرا میں آفتاب تھا یا پیاس کی آگ
شدت گرمی کی آگ زیادتی سوا اسکے پاس دستر کے کوئی رکاب میں نہ تھا نہ کوئی خادم نہ
خدمتگار یہاں ایک اقبال اس گوہر بحر صاحبقرانی کا ہمسفر تھا یا آفتاب تمازت آفتاب و شدت
دھوپ سے گل رخسار اُس نونہال رستم ثانی کے کمہلا گئے تھے پسینا جاری تھا دھوپ کے
چہرہ کا یہ عالم تھا کہ کمہلا گیا تھا وہ پروردۂ ناز و نعم کہ جسکے ہمراہ ہزاروں پہرہ اور ہر وقت سایہ
تھے اور ہر مقام پر اپنی آنکھیں بچھاتے تھے وہ یوں آوارہ دشت غربت تھا کل ہی کا ذکر تھا
کہ خس خانہ آراستہ تھا ہر طرح کا سامان راحت موجود تھا طعام لذیذ تناول کرنے کو آب سرد
و خشک نوش کرنے کو خادم سر کو حاضر ہوتا تھا یا وہی شاہزادہ ہے کہ صحرائے ہولناک ہے
اور آپ ہے اور مرکب کوسوں پتہ عمارات کا نشان نہیں ہے کوئی ہمصورت نظر نہیں آتا ہے انسان و
حیوان کا کیا ذکر ہے سبزہ و شجر تک نہیں ہیں اسقدر زمین تپ رہی تھی کہ اگر دانہ زمین پر گرے
تو بریان ہو جائے شدت عطش ہے اگر سلگی علاوہ اس صحرا میں سوائے ذرۂ ریگ و قرص
آفتاب و لخت جگر کے کوئی دوسری شے کھانے کی نہیں سوائے خون دل و اشک چشم کے
پانی کا نام تک نہیں ہے مگر یہ جری و بہادر اس بیابان صحرا میں چلا جاتا تھا مرکب کا عجب عالم
تھا کہ ہانپ رہا تھا خود بھی غرق عرق تھا کہ یکایک دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے نظر آئے
شاہزادے نے خیال کیا کہ جہاں یہ جانور اڑ رہے ہیں یہاں آبادی ضرور ہے اگر آبادی نہیں ہے
تو چشمہ وغیرہ ضرور ہے جانوروں کا اڑنا اسکی دلیل ہے کہ یا تو آبادی ہے یا چشمہ ہے بس شاہزادے
نے یہ دل میں خیال کر کے مرکب کو اس سمت کو مہمیز کیا جب کسی قدر قریب پہونچا تو کچھ سبزہ
صحرائی نظر آنے لگے اب شاہزادے نے خیال کیا اپنے دل میں کہ یہ وقت آ گیا ہے دوپہر ہی میں
اور وقت بھی بہت گرم ہے دھوپ کی گرمی ہے لو بھی چل رہی ہے تمازت آفتاب بھی بشدت
ہے لہذا اچھا ہے ان درختوں کے سایہ میں دم لو جب حدت دھوپ و تمازت آفتاب اور لوں
کم ہو گی اُس وقت منزل مقصود کو روانہ ہونگے گو واقف نہیں ہیں مگر دریافت کرنے
سے منزل مقصود کا پتہ لگایا جائیگا بس اس خیال میں غرق اُس طرف کو چلا اور جب قریب اُس
مقام کے پہونچا تو دیکھا کہ صحرا نہایت پر فضا ہے ہزاروں درخت لگے ہوئے ہیں ہوا سرد چل رہی ہے

گو وہ ہوا ابھی سرد نہ تھی مگر سبب یہ تھا کہ یہ خود عرق عرق تھے اُسمین جو ہوا لگی تو سرد معلوم ہوئی اِس شاہزادے
کی جان مین جان آئی مرکب کے بھی حواس کسی قدر درست ہوئے اب یہ اُسکو خراماں خراماں
لیچلے آگے جو بڑھے تو اُنھون نے دیکھا کہ ایک چشمہ آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہے پانی کو
دیکھتے ہی تاب نہ رہی اُس چشمے کے کنارے کچھ گنجان درخت لگے ہوئے ہین اُنکا سایہ اُس
پانی پر ہے اور ایک چھوٹا سا خشتی چبوترہ بھی بنا ہوا ہے یہ سامان دیکھکر انھون نے دل مین خیال کیا
کہ یہان تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ سایہ بھی ہے پانی بھی ہے اور سبزہ بھی دوسرے پانی کو دیکھکر بیتاب بھی
ہو گئے تھے اور مرکب بھی بس یہ خیال کرکے مرکب سے اُترے پہلے اُسکو چند قدم ٹہلایا کہ اُسکا
بھی پسینہ خشک ہوا اور اپنا بھی بس اُسپر سے زین پوش اُتار کر سایہ مین چبوترے پر بچھایا مرکب
کو چھوڑ دیا کہ اُسنے جا کر چشمہ سے پانی پیا اور چرا مین مصروف ہوا انھون نے پہلے پانی سے منھ
دھویا اُسکے بعد پانی پیا اور شکر خالق ارض و سما بجا لائے اور آکر اُس چبوترے پر زین پوش بچھا کر
ایک درخت کے تنہ کو تکیہ بنا کر بیٹھے ذرا راحت جو ملی اور ہوا جو جسم کو لگی اور پانی کی تری محسوس
ہوئی آنکھ لگ گئی اول تو دو پہر رات کے جاگے ہوئے تھے دوسرے دو پہر دن رہ سپری مین
کٹا تیسرے اُس صحرائے ہولناک کی صعوبت اُٹھائی تھی سو گئے راحت کیا چیز ہے گو وہ راحت نہ
تھی جو کہ مکان پر تھی مگر اِس صعوبت کے بعد جو ملی اُسکو غنیمت خیال کیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ یہ تو سو رہے ہین اور مرکب خوشی خوشی چرا مین مصروف ہے اُس چشمے اور درختون کے قریب
ایک شیر بہت خونخوار رہتا تھا اُسی کے سبب سے یہ مقام ویران تھا جو کوئی آیا اُسنے اُسکو
ہلاک کیا راستہ بند ہو گیا تھا مسافر پہونچ نہین سکتا تھا جو اجل رسیدہ پہونچا اُسکا لقمہ ہوا گویا وہان
اجل ہی پہونچا اُس صحرا مین کیا پہونچا ایسا زبردست شیر تھا کہ دیو وغیرہ اُس سے عاجز تھے وہ
چھوڑتا نہ کھاتا تھا وہ اُس وقت کچھار مین بیٹھا ہوا تھا اور کئی دن سے اُسکو شکار بھی نہ ملا تھا گرسنہ
بھی تھا کہ اُسکے دماغ مین بوئے حیوان و انسان پہونچی ایک مرتبہ تڑپ کر اُس کچھار سے نکلا اور
بو پر چلا اور بڑی خوشی خوشی اُس طرف کو آیا جب اُسکو مرکب نظر آیا ایک مرتبہ ڈکارا مرکب
نے جو شیر کی صدا سُنی سر اُٹھا کر دیکھا اُسکی بھی نگاہ شیر پر پڑی شیر اُدھر سے اُسکی طرف چلا یہ
مرکب اصیل تھا شیر کو دیکھکر سبزہ سے منھ اُٹھا کر شاہزادے کے قریب آیا اور ہنہنایا کہ اے راکب
ہوشیار خبردار ہو جا سوئے شاہزادہ سو رہا تھا وہ کیا خبردار ہوتا شیر چلا آتا ہے جب مرکب نے دیکھا
کہ میرا راکب نہین ہوشیار ہوا اور شیر چلا آتا ہے بس اپنا منھ شاہزادے کے قدمون پر ملنے لگا
منھ جو ملا ایک مرتبہ شاہزادے کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ کون ہے کہ اُسنے مجھکو جگا دیا دیکھا کہ
مرکب پائنتی کھڑا ہوا ہے اُسنے جگایا ہے اُسکی طرف بنگاہ قہر دیکھا اور کہا کہ تو بہت بدتمیز ہو گیا ہے اگر
اب ایسی حرکت کریگا تو سزا پائیگا چونکہ مرکب اصیل تھا اپنے مالک کا خیر خواہ اُسنے سر اُٹھا کر
شاہزادے کی طرف دیکھا اور پھر منھ کو طرف صحرا کے پھیرا کہ جدھر سے شیر آتا تھا گویا اشارہ
کیا شاہزادہ نیند مین تھا کچھ خیال نہ کیا پھر آنکھین بند کرلین اُدھر وہ شیر بہت قریب آ گیا ایسا
کہ اگر دو جست کرے تو مار لے جب مرکب نے دیکھا کہ شاہزادے نے میری طرف دیکھکر اور
میرے اشارے کو نہ سمجھکر آنکھین بند کرلین اور قضا سر پہ آگئی ٹاپین زمین پر مارنے لگا اور
ہنہنانے لگا شاہزادے کو بہت غصہ آیا کہ جانور کی بھی ذات کیا بد ذات ہوتی ہے سونا دشوار

کیا ہی جھلا کر آنکھ کھولدی دیکھا کہ مرکب زمین پر ٹاپین مار رہا ہی اور کبھی سیدھی طرف دیکھتا ہی اور
کبھی صحرائے ہولناک کی طرف دیکھتا ہی انکو خیال ہوا کہ کوئی نہ کوئی امر ضرور ہی جو مرکب اسقدر
بیقرار ہی اور نہایت بیقرار ہو کر ٹاپین مار رہا ہی اُٹھ بیٹھے اور ہر طرف صحرا کے دیکھا کیا نظر پڑا کہ
ایک شیر ژیان اس طرف کو چلا آتا ہی اب انکو ثابت ہوا کہ اسی شیر کو دیکھکر مرکب نے یہ حرکت
کی تھی حیوان ہی اور بے زبان کچھ کہہ نہ سکا اس طور سے ہوشیار کیا خدا نے ہر ایک کو اُسکی قدر و
منزلت کے موافق عقل دی ہی حیوان کو حیوان کے موافق انسان کو انسان کے موافق خوب
بچایا ورنہ یہ شیر مجکو بھی ہلاک کرتا اور اسکو بھی بس یہ سوچکر مرکب کی باگ پکڑکر اپنے حفاظت کی طرف
کیا کیونکہ وہی زد پر تھا اُدھر شیر نے دیکھا کہ اب جو جست کرونگا تو شکار پر تا بہن ہونگا بس
جست کی اور قریب شاہزادہ کے آپڑا وہ شیر بیشہ شجاعت اُسی طور سے ہتھیار ہاتھ میں لیے قائم ہوتے کے
ساتھ ہی شیر نے شاہزادہ سے پر طمانچہ مارا چاہتے ہی اُسکا پنجہ قریب آیا اس شیر افگن نے اپنا ہاتھ
بڑھا کر اُسکی کلائی پکڑ لی شیر نے غصہ میں آکر جھٹکا دیا کلائی نہ چھٹی اسکو اور غصہ آیا دوسرا پنجہ
اُٹھا کر پھر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے بائین ہاتھ سے دوسری کلائی بھی اُسکی پکڑلی اور ایک
مرتبہ دونون کلائیان اُسکی بائین ہاتھ سے مضبوط پکڑکر ایک طمانچہ جو مارا سر شیر کا چنبر گردن سے
اُڑ گیا خون بہنے لگا شاہزادے نے ہاتھ سے کلائیان چھوڑ دین وہ شیر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا تھوڑی
دیر مین تڑپ کر مرگیا اور سرد ہو گیا انھون نے شکر خدا کیا مرکب کی پشت و پیشانی پر ہاتھ پھیرا اب
جو خیال کیا تو دیکھا کہ دوپہر ڈھل گئی ہی وہ تیزی اور حدت دھوپ کی بھی کم ہی اور ہوا کی بھی آفتاب
نصف النہار سے تجاوز کر گیا ہی وقت نماز ظہر کا ہی تمازت آفتاب مین بھی فرق ہی بس اُسکے
چشمے سے وضو کیا نماز ظہر ادا کی اور دو رکعت نماز شکر یہ پڑھی اُسکے بعد چشمے سے پانی پیا
مرکب پر زین پوش اپنے ہاتھ سے کسا سوار ہو کر ایک طرف کو چلے کوئی کوس دو کوس آگے
ہونگے کہ ایک درہ پہاڑ نظر آیا انھون نے دیکھا کہ سوائے اُس درہ کوہ کے راستہ نہین ہی بس
یہ اُسی طرف کو چلے جب قریب اُسکے پہنچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل دیو درہ
کوہ کے قریب ایک چٹان پر پتھر کی بیٹھا ہوا ہی اور سامنے اُسکے آگ سلگ رہی ہی شراب و
کباب رکھے ہوئے ہین اور سیخین و کارد بھی ہی اور سامنے اُسکے ایک پریزاد طوق و سلاسل
مین گرفتار بیٹھا ہوا رو رہا ہی وہ دیو اُس پریزاد کو ان سیخون سے تکلیف دے رہا ہی پہلو مین اُسکے
زانو پر ایک پری گلنار چہرہ پہنے ہوئے بیٹھی ہی ایسی خوبصورت ہی کہ اُسکے نور جمال سے وہ
درہ منور ہی ابھی اُسکا سن کوئی تیرہ چودہ برس کا ہی نخل جوانی مین ابھی اچھی طرح ثمر بھی نہین
آئے ہین وہ دیو اُس سے بوسہ و کنار مین مصروف ہی جب یہ قصد کرتا ہی وہ ڈر کر اپنا منھ پھیر لیتی
ہی بوسہ نہین دیتی ہی یہ دست گستاخ کو جب اس قصد سے اُسکے سینہ کی طرف بڑھاتا ہے
کہ اُسکے باغ جوانی سے گل چینون اور نخل قد سے ثمر مراد حاصل کرے وہ برہم ہو کر اُسکا ہاتھ
جھٹک دیتی ہی یہ قہقہہ مار کر ہنستا ہی اور پھر بوتل اُٹھا کر شراب ساغر مین انڈیل کر اُس پری کے
منھ کے پاس لیجاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے جان جہان وا سرور قلب نا توان یہ جام پی جا وہ منھ
پھیر لیتی ہی اور ہاتھ سے ہٹا دیتی ہی دیو بدبخت خود اُس ساغر کو پی جاتا ہی اور اُس پریزاد کی
طرف منھ کر کے کہتا ہی کہ شراب پی لون تو تیرے کباب لگاؤن اور اُسکی گزک بناؤن جب

تیرے کباب بنا کر مجھکو کھلاؤنگا اور تو مر جائیگا تو یہ مجھ سے راضی ہوگی اُس وقت اُسکے ساتھ ہمبستر ہونگا
اور اُسکے وصل سے دل شاد کرونگا جبتک تو زندہ ہی ہرگز ہرگز قبول نکریگی یہ کہتا ہی اور درد اُسکو
پہنچاتا ہی وہ بیچارہ کچھ کہہ نہیں سکتا ہی کیونکہ ناچار ہی فلک کی طرف دیکھکر رہجاتا ہی اور ظلم و ستم دیو کے
سہتا ہی جب نشہ دیو کو ہوتا ہی وہ پھر بقصد بوسہ اُس پری کو گلے سے لگاتا ہی اور کہتا ہی کہ ای جانی اب
انکار نہ کرو اپنے وصل سے شاد کرو ایک مدت سے مین تمپر مرتا تھا قابو نہ چلتا تھا آج تم خداوند اکیس
کی عنایت سے مل گئیں مین تمہارے شوہر کو بھی پکڑ لایا ہون اب تم یہ امید نہ رکھو کہ مین اسکو زندہ
رکھونگا ضرور قتل کرونگا اور تم سے مراد دلی حاصل کرونگا خواہ بخوشی خواہ بجبر وہ یہ جواب دیتی ہی کہ او
کمبخت خیال نکر کہاں مین پری اور کہاں تو دیو مین کیونکر تیرے ساتھ ہمبستر ہون تڑپ کر مر جاؤنگی
دوسرے یہ مسلمان اور تو کافر اور مین صاحب شوہر کیون اسقدر میرے اوپر ظلم و ستم کرتا ہی قہر خدا
سے نہین ڈرتا ہی چپکا رہ تو میرے نصیبہ مخالفت تو ایسی گفتار کرتا ہی اس سے بہتر تو یہ ہی کہ تو مجھکو بھی میرے شوہر
کے ساتھ قتل کر تو جس امر کی خواہش رکھتا ہی اور جو تیری مراد ہی وہ کبھی نہ پوری ہوگی مین اپنی جان
دونگی جان دینا گوارا ہی مگر تیرا وصل نہین منظور ہی وہ جواب دیتا ہی کہ تو بڑی اپنی بات کی پکی ہی
مین تو بدون اپنی مراد حاصل کیے ہوے تجھکو آج نہ چھوڑونگا مدت سے تیری جدائی مین تڑپ رہا
ہون اور مین نا حق سے اپنے معشوق کو قتل کیا ہی جو مین تجھکو قتل کرون اگر تجھکو قتل کرون تو پھر مراد
دلی کس سے حاصل کرون یہ کہتا ہوا اور بوسہ کا قصد کرتا ہی وہ پری منھ پھیر کر اور طرف آسمان کے
دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لاکر کہتی ہی کہ ای میرے خدا تو نے مجھکو کس آفت مین مبتلا کیا ہی جسکا حکم
ملک الموت کو کہ میری روح قبض کر لے تاکہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن یا اپنے کسی
بندۂ خاص کو حکم فرما کہ وہ آکر اس موذی کا سر دیو کے اس حرکت کی سزا دے اب
اسکے ہاتھ سے میرا پردۂ عصمت سلامت رہتے ہوے نہین معلوم ہوتا ہی ضرور یہ رخنہ اندازی
کریگا مین کیا کہون اپنے کو بچاؤنگی یہ دیو مین پری یہ مرد مین عورت مین نے کونسی ایسی خطا کی ہی
کہ جسکی مجھکو یہ سزا ملی وہ دیو یہ کلام اُس بانو کے سنکر ہنستا ہی بس ایک مرتبہ نشہ مین آکر اُسنے
قصد کیا کہ اب مین اس سے اپنا کام دل حاصل کرون اور خوب زور سے بغل مین دبایا اور
بوسہ لینا چاہا کہ اُس پری نے غصہ مین آکر ایک طمانچہ مارا کہ تڑاقہ کی صدا آئی منھ پر دیو کے نشان
ہوگیا وہ پری تڑپ کر بغل سے نکل گئی یہ جو واقعہ ہوا اُس دیو کو غصہ آگیا کہنے لگا معلوم ہوا کہ تو بڑی
سرکش ہی خیر پہلے تیرے شوہر کو قتل کر لون اور اُسکے کباب کھا لون پھر دیکھونگا کہ تو کیونکر نہین راضی
ہوتی ہی اور سرکشی کرتی ہی یہ جبتک زندہ ہی تو اسی طور سے سرکشی کریگی بس یہ کہکر اور سرا زنجیر
کا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس قصد سے کہ اُس بیچارہ کو ذبح کرے وہ بیچارہ زمین سے رگڑتا ہوا
چلا گیا کیا کر سکتا تھا وہ پری یہ حال دیکھکر اُسکی منت کرنے لگی کہ پہلے مجھکو قتل کر ابھی میرے سامنے
میرے شوہر کو نہ قتل کر ارے میرا سب زیور لے لے اور مجھکو بھی قتل کر مگر اسکو چھوڑ دے یہ بیچارہ
بیقصور ہی اسکی کوئی خطا نہین ہی اُسنے جواب دیا کہ تو جس طرح مجھکو جلاتی ہی اور اپنے وصل سے
شاد نہین کرتی ہی اور اسکے ساتھ راضی ہی مین بھی اُسی طور سے تجھکو جلاؤنگا اور اسکو ضرور ذبح کرونگا
تاکہ تو مجبور ہوکر میرے وصل پر راضی ہو وہ پری یہ سنکر گریہ و زاری کرنے لگی اُدھر وہ بیچارہ بنظر حسرت
و یاس اپنی زوجہ کی طرف دیکھتا ہی اور کبھی فلک کی طرف اور کھنچا ہوا چلا جاتا ہی راوی نے

بیان کیا ہو کہ جب شاہزادے نے دور سے یہ سامان دیکھا تھا تو دل میں خیال کیا کہ اِس
واقعہ کو کسی مقام پر پوشیدہ کھڑے ہوکر دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا واقعہ ہو بس آہستہ آہستہ آئے تھے
اور ایک درخت بہت قریب تھا اُس درے کے روبرو دیو کے پڑا ہوا تھا اُسکی آڑ میں کھڑے
ہوگئے تھے مرکب کو اُسی مقام پر چھوڑ دیا تھا سب واقعہ دیکھا یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پری ہو مع شوہر
کے اِس نازنین کو دیو پکڑ کر اُٹھا لایا ہو اور ہمبستر ہوا چاہتا ہو وہ راضی نہیں ہوتی ہو اور اُسکے شوہر
کو بھی پکڑ لایا ہو اُسکے قتل کا قصد رکھتا ہو یہ دیو ابلیس پرست ہو اور یہ دونوں خدا پرست ہیں بس
جب اُسنے اُس پریزاد کو کھینچا اور وہ ناچار ہو کر مجبور اپنے بخت سیاہ کے ہاتھوں سے دل رنجور لئے چلا ہوا
چلا وہ پری تڑپنے لگی شاہزادے کو اِن دونوں کے حال پر رحم آگیا اور دیو پر بہت غصہ آیا اور
ایکبارگی درخت کی آڑ سے نکل کر نعرہ کیا کہ او کمبخت نامرد یہ کیا حرکت کرتا ہو دست خود را نگہدار
میں تیرا ملک الموت آپہونچا یہ کیا حرکت نازیبا ہو تو دیو ہو کر تو انسان بیچارے پر اور اِس بیچاری
پر ظلم کرتا ہو یہ بھی کوئی طریقہ ہو کہ وہ صاحب شوہر ہو کیونکر راضی ہوجائے اُس پر یہ ستم کہ اُسکے شوہر کو
پکڑ لایا روبرو قتل کرکے اُسکے ساتھ ہمبستر ہونے کا قصد رکھتا ہو چھوڑ دے ورنہ وہ سزا دونگا کہ تمام
عمر یاد کریگا منم مہر اسپ ثانی پسر رستم ثانی او کافر خانہ براندازی میں ہوں کہ ان دونوں
کو چھوڑ دے اور میرے روبرو ہاتھ باندھکر حاضر ہو شیطان پر لعنت کر خداوند کریم کو سجدہ کر منم کشندۂ
دیوہا ان سیاہ بخت یہ صدا دیو کے کان میں آئی اور اُس پریزاد و پری نے بھی سنی تو دیو نے
گھبرا کر کہا کہ یہ کون ہو جو ان کلمات سے مجکو خوف دلاتا ہو اُس پریزاد و پری نے بھی دیکھا
اِن سب کو کیا نظر آیا کہ پشت درخت سے ایک آفتاب طالع ہوا کہ تمام صحرا روشن و منور ہوگیا
دیکھا کہ ایک آدم زاد کمسن تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے زرہ یاقوت کی کڑیوں کی پہنے
ہوئے تیغ حمائل کئے ہوئے موزے پاؤں میں زلفیں دوش پر پڑی ہوئیں یہ نعرے کرتا ہوا
چلا آتا ہو چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہو وہ پری اور پریزاد تو دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوکر رہ گئے
کہ یا الٰہی یہ کوئی فرشتہ ہو یا بشر یہ حیرانی تو رہ کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہو عقل سے معلوم ہوتا ہو
کہ کوئی شاہزادہ ہو اِس طرف شکار کھیلتا ہوا آیا ہو مگر جو یہ ظلم و ستم دیکھا تاب نہ رہی کمک کرنے کو
موجود ہو بھلا یہ کیا اِس دیو سے مقابلہ کریگا افسوس یہ جوان مفت ہمارے سبب سے ضائع ہوگا
جب اِسکے ماں باپ کو اِسکے مرنے کی خبر ہوگی وہ تو جیتے جی مرجائینگے اپنے ایسے پسر کہیں پیدا ہوتے
ہیں اُس پری نے اپنے دل میں یہ خیال کرکے کہ اِسکو منع کروں کہ کیوں یہ ہمارے لئے اپنی
جوانی برباد کرے پکار کر کہا کہ اے شہریار آپ کیوں یہاں تشریف لائے چلے جائیے یہ بڑا
ظالم ہو جب ہم دو اِس سے سر نہ ہوسکے تو آپ تو ابھی کمسن ہیں اِس ظالم سے عہدہ برا نہ ہوسکیگا
مفت جوانی برباد ہوگی شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا اُسی طرح برہم تیوری پر بل پڑے ہوئے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو غیظ آگیا ہو سراپا غصہ کی تصویر بنے ہوئے اُس دیو کی طرف
چلے آتے تھے اور بار بار وہی نعرہ تھا کہ میں آپہونچا ہوں خبردار اب اِس پریزاد پر ظلم نہ کرنا
تو بڑا ظالم ہو اُس دیو نے جو شاہزادے کو دیکھا تو حسن و جمال دیکھکر ہوش جاتے رہے رعب
شاہی سے ہاتھ کانپ گیا بس زنجیر کا سرا چھوٹ گیا وہ پریزاد و پری تو افسوس کرنے لگے
جوانی پر شاہزادے کی اور اُس دیو نے شاہزادے کو دیکھکر کہا کہ بعد مدت کے آج خداوند

ابلیس نے ایک لقمہ چرب عنایت فرمایا مدت سے آدم زاد کا گوشت نہین کھایا تھا بہت تمکین
ہوتا ہے اب خوب مزا ملیگا کہ مین اس گوشت کے کباب لگا کر کھاؤنگا اور شرابخواری کرونگا اُسی
نشے مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کرونگا کیا شکر یہ خداوند ابلیس کا ادا کرون اے آدم زاد میرے
پاس جلد آ دیر نہ کر اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہے تو میری ساقی گری کر تو شراب پلا اور یہ پری میرے
ساتھ ہمبستر ہو تو کیا مزا ملے شاہزادے نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے بس خیر اسی مین ہے کہ ان دونون
کو چھوڑ دے اور میری غلامی کر خدا کو سجدہ کر شیطان پر لعنت کر اُسنے جواب دیا کہ چہ خوش آپ تو خوب
آئے مین بڑی محنت سے تو اس پری کو لایا ہون تیرے کہنے سے بدون وصل حاصل کیے ہوئے
چھوڑ دین آپ کیا اچھے آئے اب تو تیرا قتل مجھپر لازم ہوا کہ ایک تو تو خداوند کو برا کہتا ہے دوسرے خدا ہے
ہے تیسرے میرے حریف کا طرفدار ہے بس تیرے گوشت کے کباب ضرور لگا کر کھاؤنگا بلکہ اگر تو اسقدر
مہربانی کرے کہ مین منہ کھولتا ہون تو میرے منہ مین کود پڑے تو کیا تیرا احسان ہے یہ تو مجھکو معلوم ہوگیا
کہ تیری قضا تجھکو یہان لائی ہے شاہزادے نے جواب دیا کہ بس زیادہ نہ بک جو ہم کہتے ہین اُسپر عمل کر
دیو نے جواب دیا کہ تو یون نہ مانیگا اپنے کو بہت زبردست خیال کرتا ہے شاہزادے نے جواب دیا
کہ ضرور میرے رعب و شیری کیا اصل ہے جبکہ مین نے دیو پامال ایسے زبردست دیو کو جو کہ عفریت
ثانی مشہور تھا اُسکو تو مین نے چورنگ کیا تو تو اُسکے روبرو ایک پشہ ہے میرے ہاتھ سے ایسا بچکر
جاتا کہان ہے اُسنے کہا کہ کیا تو ہی قاتل ہے دیو پامال کا جواب دیا کہ ہان وہ بولا کہ تو مزاق کرتا ہے کہان
تو نے ان ہاتھ پاؤن پر کیسا اسکو قتل کیا ہوگا وہ تو شاہ دیوان قاف تھا کسی اور نے قتل کیا ہوگا
تو میرے ڈرانے کے لیے کہتا ہے مین ڈرنے والا نہین ہون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور
کہا کہ تو کیون زیادہ تکلیف کرے مین خود تجھکو اُٹھا کر کھائے لیتا ہون وہ کیا اُٹھا کہ گویا قیامت اُٹھی
یہ معلوم ہوا کہ ایک سیاہ پہاڑ ہے کہ سامنے حائل ہو گیا شاہزادہ بھی قریب آگیا تھا بس اُسنے اپنا
ہاتھ بڑھایا کہ مین شاہزادے کی کمر زنجیر پکڑ کر اُٹھا کر کھا جاؤن جیسے ہی اُسکا دست ناپاک قریب
شاہزادے کے آیا اس بہادر نے اپنا دست پنجہ و لیکش دراز کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اس
قوت سے کہ پانچون اُنگلیان اُسکے گوشت مین درآئین خون اُسکی کلائی سے جاری ہوا اُسکو
تکلیف جو ہوئی اُسنے تڑپ کر آنکھ کھولدی کیونکہ آنکھین بند کیے ہوئے تھا اور کہا کہ اے آدم زاد
تو بڑا صاحب طاقت ہے اچھا میری کلائی چھوڑ دے تیری مرضی مین سمجھ گیا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مین
تجھکو اس طور سے نہ کھاؤن بلکہ تیرے کباب لگا کر کھاؤن خیر اسی طور سے کھاؤنگا تو خفا نہو
شاہزادے نے کہا کہ اگر تجھ مین طاقت ہو تو اپنی کلائی میرے ہاتھ سے چھوڑا لے یہ جو اُسنے
سنا زور کرنے لگا اب جو جو زور کرتا ہے وہ وہ کلائی زخمی ہوتی جاتی ہے ایک مرتبہ اُسنے خوب
زور سے جھٹکا دیا اُسپر بھی کلائی نہ چھوٹی بس شاہزادے نے جو جھٹکا دیا منہ کے بل آرہا شاہزادے
نے کلائی چھوڑ کر شاخ سر پکڑ لی اور قصد کیا کہ اسکو اُٹھا کر زمین پر مارون کہ نقش زمین ہو جائے
کلائی جو چھوٹی ذرا دیو مین دم آیا اب زور کرتا ہے کہ شاخ بھی چھوٹ جائے اُدھر شاہزادے
نے زور کیا شاخ سر ٹوٹ گئی خون بہنے لگا دیو یہ کہکر چلانے لگا کہ یہ آدم زاد بہت پُر قوت ہے
مین اس سے زور نہ کرونگا یہ کہتا ہے اور خون چلو مین لیکر پی جاتا ہے بس اُسنے قصد کیا کہ بھاگ
جاؤن شاہزادے نے جو اُسکے تیور بد پائے اور دل مین خیال کیا کہ شکار ہاتھ سے جاتا ہے بس

چھپٹ کر اُسکی کمر سے لپٹ گئے اب اُس دیو نے دیکھا کہ رہائی غیر ممکن ہے وہ بھی کشتی لڑنے
لگا اُدھر وہ پری اور پریزاد حیران ہین کہ کیا قوت خداداد ہے کہ اس شاہزادے نے اتنے
بڑے دیو کو یون عاجز کیا شاخ توڑ ڈالی اب کشتی لڑ رہا ہے خداوند کریم نے ہماری کمک کی
اور اِس بہادر کو اپنی قدرت سے یہان پہونچا دیا کہ مرنے سے جان بچی اور میری زوجہ کا شیشۂ
عصمت اِسکے سنگ ظلم سے محفوظ رہا اور اُسکی بھی جان بچی اُدھر وہ پری یہ اپنے دل مین کہہ
رہی ہے کہ کیا قدرت خدا کی ہے کہ کیا اُسنے عین وقت پر اِس بہادر کو بھیجا کہ میرے شوہر کی بھی
جان بچی اور میری بھی جان اُسکے ہاتھ سے چھوٹی اور یہ وہ عصمت وعفت مین رخنہ نہوا یہ دونو
تو یہ خیال کر رہے ہین اُدھر شاہزادے نے اُس دیو کو تھوڑی ہی دیر مین کشتی مین زیر کیا
گول بر لاد کر زمین پر پچھاڑ دیا کہ وہ چارون شانے چت گرا یہ معلوم ہوا کہ آسمان زمین پر پھٹ پڑا
یا پہاڑ گرا دھماکا ہوا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ فوراً جست کرکے اُسکی چھاتی پر سوار ہوئے اُسنے قصد
اُٹھنے کا کیا اِنھون نے رانون مین مضبوط دبا لیا تھا اور کہا کہ کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار
عالم کی اُسنے کہا کہ ہزار ہزار جانین میری فدا ہون ابلیس کے اوپر نثار ہین اور کلمۂ سخت شان
مین شہزادہ کے کہے بس یہ سنتے ہی سہراسپ ثانی کو غصہ آگیا ایک طمانچہ اِس زور سے مارا کہ مُنھ اُسکا پھر گیا
دانت ٹوٹ گئے خون مُنھ سے جاری ہوا بس ایک ہاتھ زیر ذقن رکھا اور دوسرا
ہاتھ پس سر رکھکر جو جھٹکا دیا اُسکا سر دھڑ سے کھینچکر زمین پر پھینکدیا بس سینے پر سے اُسی حالت
غیظ مین اُٹھے ابھی وہ تڑپ رہا تھا کہ ایک پاؤن کو اپنے پاؤن سے دبایا اور دوسرے کو
دونون ہاتھون سے پکڑ کر جو زور کیا پہلے زور مین تا بہ ناف دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے
مین مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا ہر در و دیوار شجر و حجر زمین و آسمان سے صدائے تحسین
و آفرین بلند ہوئی شاہزادے نے اُسکو قتل کرکے اور جوش شجاعت مین جھوم کر جگر سے نعرۂ
اللہ اکبر کھینچا کہ تمام صحرا گونج گیا یہ قوت و طاقت دیکھکر وہ پری تو دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور
اپنی آنکھین قدم شاہزادے سے ملنے لگی اور عرض کرنے لگی کہ آپ نے میری آبرو و جان اور
میرے شوہر کی جان بچائی خدا آپکی مراد دلی بر لائے اور آپ کو نظر بد سے بچائے یہ تو فرمائیے
کہ آپ کون ہین جو ہم غریبون کی آپ نے کمک فرمائی اور ہماری جان بچائی ورنہ یہ بدبخت
ضرور میرے شوہر کو قتل کرتا اور میری آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکا سر قدم سے اُٹھا کر کہا
کہ کیا تو دیوانی ہو گئی ہے کہ میرے قدمون پر گری پڑتی ہے ارے کمبخت جا مین تیرے شوہر کو قید بلا
سے رہا کر دون وہ بیچارہ گرانی طوق و زنجیر سے ہلاک ہوا جاتا ہے اُسکی خبر تو لینے دے یہ کہکر
اُس پریزادے کے قریب آئے اپنے ہاتھ سے اُسکے گلے کا طوق ہاتھون کی ہتھکڑیان پیرون
کی بیڑیان توڑ کر مثل تار عنکبوت کے اُسکے جسم سے جدا کیا اور اُسکو قید سے رہا کیا وہ بیٹھے سے
دعائین دے رہا تھا اور لرزاہٹ کر رہا تھا بس جیسے ہی یہ رہا ہوا دوڑ کر قدم پر گر پڑا اور آنکھین
ملنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ کے سبب سے دوبارہ زندگی پائی پھر حیات تازہ ملی ورنہ یہ حرام زادہ
مجھکو قتل کرتا اور میری زوجہ کی آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکے سر کو اُٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا
کہ اے بھائی یہ تم کیا کہتے ہو اُس خداوند کریم کا شکریہ ادا کرو کہ جسنے تمھاری جان بچائی اور مجھکو اِس
مقام پر عین وقت پر پہونچا دیا تمھاری قضا نہ تھی کہ وہ حرام زادہ میرے ہاتھ سے مارا گیا ہین

کس قابل ہون کہ کسی کو زندہ کرونگا یہ کلمہ کفر ہی اب کبھی زبان پر نہ لانا مین اُسکا ایک بندۂ ذلیل ہون
یہ سب اُسکی عنایت ہی اب تم اپنے حال اور اپنے نام سے مجکو آگاہ کرو اور یہ بیان کرو کہ یہ کیا واقعہ
تھا اُسنے دست ادب جوڑکر عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلئے اور
اپنے قدم مبارک کے نور سے میرے کلبہ تاریک کو روشن فرمائیے اور جو نان و نمک ما حضر نصیب
ہی نوش فرمائیے اور میرے حال کو سماعت فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہر امر وقت پر
موقوف ہوتا ہی ابھی اس امر کا وقت نہین آیا ہی مین ایک اشد ضرورت سے جاتا تھا تمہارا
یہ حال دیکھا ترس تمہارے حال پر آیا دوسرے خدا نے اُسکی قضا میرے ہاتھ سے مقدر کی
تھی کیون ادھر آتا بس مین تمہاری دعوت کو رد نہین کرتا ہون جب اپنے کام سے فراغت
کرکے واپس آؤنگا تو ضرور تمہارا مہمان ہونگا اگر ابھی مہمان ہون تو عرصہ ہوگا میرے کام مین
زیادہ عرصہ ہونا باعث میری ہلاکت کا ہی کیونکہ مین یہ قسم کھا چکا ہون کہ جبتک اس کام کو نکرلونگا
نہ کچھ پیونگا ہاتھ کا کھانا حرام ہی بس مین کیونکر تمہارے ہمراہ چل سکتا ہون دوسرے یہ امر اور بہت
برا ہی کہ اگر مین عرصہ کرونگا تو میرے عرصہ کرنے سے چند بندگان خدا کی ہلاکت کا خوف ہے
بس مین اُنکی ہلاکت کا سبب ہونگا ہان تم اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو مین ضرور آؤنگا
اُس پریزاد نے کہا کہ اچھا آپ اپنے اسم گرامی نام نامی سے اور اپنے دولتخانہ کے پتہ
سے اس خاکسار کو آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ امر بھی ناممکن ہے اور نہ مین
اپنے نام سے اُس وقت تک کسی کو آگاہ کرونگا کہ جبتک مین اپنے مقصد سے کامیاب نہ
ہو لونگا اور مراد دلی سے فیضیاب نہ ہونگا نہ نشان سے آگاہ کرونگا اسمین ایک مصلحت ہی تم
کیا ضد مصر ہو اور ضد نہ کرو اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو اور اپنے مقام کی راہ لو میری منزل
کھوٹی ہوتی ہی لاکھ لاکھ اُس پریزاد نے کہا مگر شاہزادے نے جانے کا اقرار نہ کیا اور نہ نام
سے آگاہ کیا اور یہی جواب دیا کہ جب واپس آؤنگا تو تمہارا مہمان بھی ہونگا اور اپنے نام سے
بھی آگاہ کرونگا آخرش وہ مجبور ہوگیا اور کہا کہ جب میرا اسقدر شاہزادے نے کہا کہ تم آزردہ نہو مین تمسے
اقرار کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ ضرور آؤنگا لیکن تم جلد بیان کرو عرصہ ہوتا ہی تب اُسنے کہا کہ
اس غلام کو صدف پریزاد کہتے ہین اور یہ جو آپکی کنیز ہی اسکا نام گلشن پری ہی اس درہ کوہ سے
پانچ فرسخ ایک جزیرہ ہی کہ اُسکا جزیرہ ارغوان نام ہی مین وہان کا حاکم ہون اور ناظم
ہون میرا جزیرہ کوسون تک مشہور ہی جہان سے حضور دریافت فرمائینگے پتہ چل جائیگا اور
یہ جو واقعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا یہ اس طور سے ہی کہ جبکہ میری زوجہ کی میرے ساتھ شادی ہوئی
تھی یہ ناکتخدا تھی اُسی زمانہ مین یہ دیو جسکو حضور نے قتل کیا ہی اور اسکا نام دیو دراز قد ہی یہ دیو میری زوجہ پر
عاشق ہوگیا تھا اور چاہتا تھا کہ مین لیجاؤن چونکہ ہم اور یہ چچازاد بہن بھائی بھی تھے اور میرا باپ
صاحب لشکر تھا میرے چچا بھی مع میرے باپ کے ہمراہ رہتے تھے اس سبب سے موقع نہ ملتا تھا
ناچار تھا خون جگر پیکر رہ جاتا تھا شاہزادے نے فرمایا کہ تمہارے باپ اور چچا کا کیا نام تھا اور
کیا تمہارے باپ بادشاہ تھے اور صاحب لشکر صدف پریزاد نے عرض کیا کہ جی ہان
جزیرہ کوہ سنگ کے حاکم تھے دو لاکھ دیو و پری اُنکے لشکر مین تھے اور ہر ایک نبرد دست تھا
اور خود بھی والد بزرگوار شجاعان روزگار سے تھے بڑے بڑے شاہان قاف نے اُس

جزیرے پر لشکرکشی کی مگر آپ کے اقبال سے سوا شکست کے کبھی فتح نہ پائی اس کمبخت
دیو دراز قد نے کیا کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہے مگر فضل خدا ہمیشہ شامل حال رہا کہ یہ ہمیشہ
شکست کھا کر بھاگا حضور میرے والد بزرگوار کا نام ششمشاد پریزاد تھا اور عم بزرگوار کو میرے
عنقا پریزاد کہتے تھے سب ہمیشہ سے خداپرست رہے ابھی تک ہمارے خاندان مین کوئی کافر
نہین ہوا حضور یہ اس دیو دراز قد کا باپ بھی مرد پرہیزگار اور دیندار تھا اور بہت بہادر
تھا میرے باپ کے لشکر کا سپہ سالار تھا یہ اُسکا فرزند کافر ہوا اسکا قصہ یون ہو کہ جب یہ پیدا
ہوا تو اسکے باپ نے اُسی دن انتقال کیا اول تو یہ نحوست ظاہر ہوئی مگر اسکی پرورش سرکار
شاہی سے کی گئی جب یہ کوئی چار برس کا ہوا ماں اسکی مر گئی وہ بھی بہت نیک بخت تھی غرض اب یہ
اکیلا رہگیا اسکا ایک چچا تھا کہ وہ اسکو لیگیا اپنے مکان پر لیکن اسکا کوئی سرپرست تو تھا نہین
جو یہ آوارہ نہوتا آوارہ ہوگیا اور اسکو ابلیس پرستون سے صحبت رہی ابلیس پرست
ہوگیا اسکا چچا بھی ابلیس پرست تھا وہ یہان کا باشندہ نہ تھا اور نہ ہمکو اسکے کافر ہونے کی
خبر تھی نہ اسکی نسبت کبھی ہمارے جزیرے مین آیا کرتا تھا ایک دن یہ جو آیا تو میری زوجہ
یعنے گلشن پری کو کہ یہ اسوقت کمسن تھی اور شادی بھی نہین ہوئی تھی برائے سیر باغ گئی
تھین دیکھکر عاشق ہوگیا پہلے تو اس دیو نے انتظار کیا کہ جوان ہولے تو پھر درخواست کرون
جب یہ سن تمیز کو پہونچی اُسکو معلوم ہوا اُسنے بڑے چچا سے درخواست کی اول تو یہ بازم کا لڑکا
تھا دوسرے اطوار بھی درست نہ تھے تیسرے یہ قوم دیو سے ہم قوم پریزاد سے زمین و آسمان کا
فرق چوتھے ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا کہ آپس مین شادی کرتے تھے اور اب بھی کرتے
ہین کسی طور سے منظور نہ کیا گیا اسکو جواب دیا گیا اسکو بہت ناگوار ہوا اب یہ اس فکر مین رہا کہ کسی
صورت سے نکال لیجاؤن مگر بسبب والد بزرگوار کے قابو نہ پا سکا بس وہ کئی مرتبہ لشکر آیا مقابلہ ہوا
شکست کھائی اب ظاہر ہوا کہ یہ ابلیس پرست بھی ہو اسکو اور زیادہ کراہیت ہوئی ہو تو
اُسدن سے وقت و موقع کا منتظر تھا کہ اُسی زمانہ مین عم بزرگوار علیل ہو گئے اور جب وقت
انتقال قریب ہوا تو میرے والد سے وصیت فرمائی کہ اے برادر تم صاحب اولاد ہو اور مین
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا یہ جو لڑکی میری ہو تمہاری خورد ہو اسکا بہت خیال رکھنا اور سوائے
اسکے کوئی میرے اولاد بھی نہین ہو اور اس امر کا خیال رہے کہ اسکی شادی ایسے مقام پر کرنا
کہ جہان اُس حرامزادے دیو دراز قد کا دسترس نہو ورنہ خرابی ہوگی بلکہ میری یہ مرضی ہو
کہ تم میرے شاہزادے اور خداوندزادے یعنے صدف شاہ پریزاد کی کنیزی مین دینا تو بہتر
ہوگا اور اسکا قابو نہوگا والد نے کہا کہ جو تمنے کہا ہو مجکو بسر و چشم قبول ہو یہ میرے سر کا تاج ہو
آنکھون کا نور ہو بس اُنھون نے انتقال کیا اُنکا صدمہ والد کو بہت ہوا بعد ازان اسوقت تعزیت
سال بھر کے بعد میرا عقد کر دیا بس ہم اور یہ دونون عیش و عشرت بسر کرنے لگے جب
اس حرامزادے کو خبر ہوئی لشکر لیکر پھر آیا اور مقابلہ ہوا شکست کھا کر بھاگا مگر اپنی حرکت سے
باز نہین آتا ہے بعد چند سال کے والد نے بھی انتقال کیا اب مین حاکم ہوا اسکو جو معلوم ہوا پھر
لشکر لیکر آیا مگر فضل خدا سے شکست کھائی اب جو شکست کھائی تو اسنے لشکرکشی موقوف کی اور وقت
کا منتظر رہا کہ غافل پاؤن تو لیجاؤن ہم بہت فکر رکھتے تھے تھوڑے دنون سے کچھ اسکی خبر

نہ معلوم ہوئی کہ کہان ہو جب یہ مجھکو معلوم ہوا کہ مفقود الخبر ہو گیا ہی مجھکو بھی اطمینان ہو گیا مین نے
بھی فکر کرنا چھوڑ دی اب اتفاق سے آج شب کو ہم زن و شوہر بالاے قصر تنہا سو رہے
تھے کوئی سواے ہم دونون کے نہ تھا چونکہ شب ماہ تھی دو پہر رات بیدار رہے اب جو سوئے
تو غافل ہوگئے کہ کسی امر کا تو خوف تھا ہی نہین یہ حرام زادہ وقت کا منتظر تھا اس موقع کو غنیمت
جان کر مجھکو اور میری زوجہ کو غافل پاکر اُٹھا لایا اس درہ کوہ مین جب صبح کو میری آنکھ کھلی
اپنے کو طوق و زنجیر مین گرفتار پایا مین نے خیال کیا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر خیال کیا کہ یہ خواب
کیسا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو اس حرام زادے کو روبرو پایا اور زوجہ کو اپنی اُسکے پہلو مین
پہلے تو خیال ہوا کہ یہ حرکت میری زوجہ کی ہی پھر جب مین نے طریقہ دیکھا تو وہ خیال برطرف ہو گیا
اُس وقت سے اُسکا یہ قصد تھا کہ مجھکو قتل کرے اور میری زوجہ سے وصل حاصل کرے مگر اِس
عفیفہ نے قابو نہونے دیا اُس نے جو جو بدعت اور تکلیف مجھکو دی کیا عرض کرون خلاصہ یہ
کہ آپ تشریف لائے اور آپ سے اُسکا ظلم نہ دیکھا گیا آپ نے اُسکو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا
جو کہ مین نے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا خیر شکر خدا کرو مصرعہ رسیدہ بود بلاے ولے
بخیر گذشت + اب تم اپنے مقام کو جاؤ اور مین طرف اپنے منزل مقصود کے جاتا ہون یہ فرماکر
قریب مرکب کے تشریف لائے اور سوار ہوکر اُس درہ کوہ کی طرف روانہ ہوئے داخل
درہ ہوئے اُس درہ کو طے کرکے صحرا کا راستہ لیا شاہزادہ تو اُدھر کو روانہ ہوا اُدھر صدف پریزاد
مع اپنی زوجہ کے شاہزادے کی تعریف و توصیف کرتا ہوا اپنے جزیرے مین آیا یہان سب
ملازم پریشان تھے اُنھون نے جو دریافت کیا کہ ہم دونون براے شکار صبح کو چلے گئے تھے
کوئی مقام فکر نہ تھا وہ واقعہ سب بیان کیا جزئی خیال کی بس صدف پریزاد تو اپنے جزیرے
مین انتظار شاہزادے کا کر رہا تھا اور یہی کہتا ہی کہ شاہزادے نے جو اپنا نام نہ بتایا اور نشان
اِس خیال سے کہ شاید یہ خبر کردے اور روک لے بس شاہزادہ درہ کوہ سے نکلکر مرکب کو
مہمیز کرکے ایک طرف کو روانہ ہوا کوئی پانچ چھ کوس راہ طی کی ہوگی کہ آفتاب غروب
ہوگیا شام ہو گئی قریب ایک چشمے کے پہونچے دل مین خیال کیا کہ رات ہوگئی ہی اب یہ شب
اِسی مقام پر بسر کرو گو شب ماہ ہی مگر کیا حاصل کہ کسی اور طرف نکل جائین صبح کو پھر روانہ ہونگے
بس یہ قصد کرکے مرکب پر سے اُترے نماز مغرب پڑھی مرکب کو درخت سے باندھ دیا
خود زین پوش بچھا کر اُسپر بیٹھے سپر تلوار روبرو رکھ لی جو جو رات بڑھتی جاتی ہی وہ سناٹا
ہوتا جاتا ہی ہر طرف ایک ہو کا عالم اُس ویران صحرا مین سواے درندون کی صدا کے دوسری صدا
نہ تھی غول بیابانی الگ ڈرا رہے تھے سانپ سانپون کی صدا آرہی تھی کبھی اِس حالت سے
شب نہ گذری تھی کہ کوئی پاس نہوا ہو اُس صحرا مین وہ پروردہ آغوش مادر تنہا تھا سواے حسرت
پاس کوئی پاس نہ تھا نہ کوئی ہمدم تھا نہ غمگسار نہ مونس نہ یار کہ اُس سے کلام کرین کبھی اُٹھکر
ٹہلنے لگتے تھے کبھی بیٹھ جاتے تھے اِسی صورت سے وہ شب تمام ہوئی آثار سحر نمایان ہوئے
نماز سحر ادا کرکے مرکب پر زین پوش کس کر سوار ہوئے اور طرف صحرا کے چلے اِسی صورت
سے تین شبانہ روز برابر رہروی مین گذرے شب کو کسی درخت کے سایہ مین بسر کرلی دن
پھر رہروی کی اِس رہروی مین ایک مقام پر مرکب مرگیا پیادہ پا ہوگئے مگر اپنے ارادے سے

باز نہ آئے مرکب جب مرگیا تو بہت افسوس کیا اور زوناک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھکو یہ بھی
ناگوار ہوا کہ مین سوار ہو کر راہ دور و دراز طی کرون خیر جو میرے مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا
مین پیادہ پا اپنے کام کے پورا کرنے کی کوشش کرونگا راوی نے بیان کیا ہی کہ مرکب
ایک صحرائے بے آب و گیاہ مین بسبب دن بھر کی رہروی کی اور شدت کے مرگیا قریب
شام ایک صحرا مین پہونچے وہان پانی وغیرہ ملا بہت افسوس کیا وہ شب اسی صحرا مین بسر کی
صبح کو پا پیادہ روانہ ہوئے راوی کہتا ہی کہ تھوڑی دور تک تو کچھ نہ معلوم ہوا مگر کبھی پیادہ پا نہ
چلے تھے اسلیے گران گذرنے لگا کیا کرتے مجبوری و ناچاری تھی جو مقدر مین لکھا تھا وہ پیش
آتا تھا ناچار قدم اٹھائے چلے جاتے ہین جب بہت تھک جاتے ہین کسی شجر کے نیچے بیٹھکر دم
راست کر لیتے ہین پھر راہی ہوتے ہین اسی طور سے وہ صحرائے سبزہ زار تمام ہوا ایسے صحرا
مین پہونچے کہ جہان سوائے ریگ روان کے کوئی شئے نہ تھی کوسون کہین درخت کا نشان تک
نہ تھا چشمہ و چاہ کیسا نایاب تھا انکو یہ بہت پریشان ہوئے کبھی اس طور سے بدون سواری کے
راہ نہ چلے تھے تمام تلوؤن مین آبلہ پڑگئے وہ پاے نازک کہ جسکو پریان آنکھون سے ملتی تھین
اور چومتی تھین آماس کر آئے تھے تمام آبلہ پھوٹ پھوٹ کر اس گوہر صدف شہریاری کے
حال پر گریان ہوتے تھے مگر یہ دلیر جبر اختیار کیے ہوئے برابر چلے جاتے تھے تمام لباس پر گرد
کدورت اور چہرے پر گرد ملال تھی پاؤن افراط ورم اور کثرت آبلون سے اٹھائے نہ جاتے
تھے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت کو کسی امر کا خیال نہ تھا سوا اس امر کے کہ کوئی مقام آباد ملے تو
ان لوگون سے جو کہ وہان کے باشندے ہون قفل طلسم چہل چراغ سلیمانی کا نشان دریافت کرون
اپنے پدر و عم کی رہائی کی فکر کرون اپنے اس بلا مین مبتلا ہونے کی کچھ تشویش نہین نوبت با ینجا رسید
کہ دن خوب چڑھ گیا آفتاب بلند ہوا وہ ریگ و ذرہا ریگ حدت دھوپ سے مثل اخگر
کے جلنے لگے ہر ذرہ بصورت چنگاری تھا زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی تھی گرمی کا یہ حال تھا
کہ پسینے آرہے تھے ایسی حدت دھوپ کی تھی کہ ہتھیار پگھلے جاتے تھے پاؤن زمین پر نہین رکھا جاتا
تھا مگر کیا کرتے جس طور سے ممکن ہوتا تھا رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب ہوا کا
جھونکا آیا یہ معلوم ہوا کہ آتش نے جلا دیا تمام جسم کو پھونک دیا اگر کوئی ذرہ اڑ کر جسم پر پڑ گیا
یہ معلوم ہوا کہ اخگر ہی کہ اسنے جلا دیا آبلہ پڑ گیا کوسون سایہ کا نام نہ تھا چٹیل میدان تھا پرند وغیرہ
اسی صحرا مین آتے ہوئے ڈرتے تھے بو سے نباتات و حیوانات کا نشان تک نہ تھا اگر
کوئی چشمہ یا چھپر ملا امید ہوئی کہ پانی پیکر تشنگی فرو کرون قریب جو پہونچے دیکھا کہ اسمین افعی و اژدر
پڑے ہوئے ہین بسبب گرمی کے اور حدت دھوپ کے لوٹ رہے ہین زہر اگل رہے
ہین کف اپنا ڈال رہے ہین یہ جو حال دیکھا امید قطع ہو گئی اور آگے بڑھے اگر کوئی درخت سایہ
دار دور سے نظر آیا خیال کیا کہ اسکے سایہ مین کچھ دیر دم لین گے جب اسکے قریب پہونچے تو دیکھا
کہ تمام برگ و ثمر اسکے خشک ہین ٹھنٹھ کھڑا ہی بلکہ شاخین تک خشک ہین اگر اسپر کوئی زاغ یا زغن
کہین سے مرتا ہوا بسبب تمازت آفتاب کے گر کر اس ٹھنٹھ پر بیٹھتا وہ ایسا جاتا تھا اور ایسی گرم
ہوا تھی کہ اسکے پر و بال جلنے لگتے تھے اور زمین پر گر پڑتا تھا انکا بھی یہی حال ہی کہ تمازت آفتاب سے چہرہ
کمھلا گیا ہی اور سر تا پا غرق عرق ہین آبلہ پڑے ہوئے ہین شدت عطش سے تالو چٹخا جاتا ہی زبان

مین کانٹے پڑے ہوئے ہین گرسنگی کا الگ غلبہ ہی وہ گل گلزار صاحبقرانی خار ہاے بلا و مصیبت
مین گھرا ہوا ہی اپنی زندگی سے عاجز ہی موت کا خواستگار ہوا اپنے خالق سے اِس طور سے دعا کرتا ہی کہ ای
خالق لم یزل و رزاق بے بدل و قاضی الحاجات دافع البلیات و ای حلال مشکلات میرے حال
پر رحم فرما اور بلا سے نجات دے یا قابض ارواح کو بھیجدے کہ وہ آکر میری روح قبض کرلے
اب مجھ سے یہ مصیبت سفر و تکلیف راہ نہین اُٹھ سکتی ہی اِس طور سے دعائین کرتا ہوا روانہ ہوا
بعض بعض مقام پہ اِسقدر ریگ باتی ہی کہ تا کمر دھنس جاتا ہی بہزار دقت و خرابی اپنے کو نکالتا ہی
ہتھیار رجلنے لگے اور ناگوار گذرنے لگا اُنکو جسم پر سے دور کیا اُسی صحرا مین پھینکدیا صرف ایک کمان
و تلوار اپنے پاس رہنے دی اِس خیال سے کہ شاید کوئی درندہ ملے اور وہ تکلیف پہونچاے
تو اِس سے اُسکو ہلاک کرکے اپنی جان تو بچالونگا تقدیر نے ایک ایسے صحرا مین پہونچایا کہ جہان
مغیلان کے درخت لگے تھے مگر خشک تھے تقدیر نے وہ بھی سبز نہ دکھاے کہ کاش اُنکے نیچے
سایہ مین دم لیتے بلکہ یہ تکلیف پہونچی کہ اُنکے خارون نے تمام جسم کو فگار کردیا آبلہ سب نوک خار
سے پھوٹ گئے خون بہنے لگا تمام لباس تار تار ہوگیا عجب بلا مین سہراب ثانی مبتلا ہین اپنی
زندگی سے بیزار موت کے خواستگار چلے جاتے ہین تلوار سے اُن کانٹون کو کاٹتے ہوئے
تلوؤن سے خون بہ رہا ہی لباس کی دھجیان ہین خاک مین اٹے ہوئے ہین جہان جہان زخم
پڑ گئے تھے اُس پر ریگ پڑکر جم گئی ہی وہ علٰحدہ تکلیف دے رہی ہی اگر کسی مقام پہ تھک کر خاک
پہ بیٹھ گئے تو برداشت نہو سکی پھر کھڑے ہوگئے زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی ہی ہر طرف سے
شعلے نکل رہے ہین یہ عالم ہی کہ اگر دانہ گرے تو بریان ہوجاے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ
دن اِسی حالت مین بسر ہوا ایک مرتبہ اب عاجز ہوکر اور تڑپ کر سہراب نے دعا کی چونکہ
زمانہ تکلیف کا برطرف ہوچکا تھا ستارۂ اقبال نے رخ کیا تھا ساعت نحس جو تھی وہ برطرف
ہوچکی تھی گردش مقدر بھاگ چکی تھی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا خدا نے رحم کیا کہ سامنے سے
ایک صحراے سبزہ زار وادی پر بہار نظر آیا گو عجب حال تھا راہ چلنا محال تھا مگر اُس صحرا کو دیکھکر
جسم مجروح مین پھر روح نے عود کیا قدم اُٹھا کر جلد جلد اُس طرف کو چلے گو قدم نہ اُٹھ سکتے ہین
مگر اُس خوشی مین کہ یہان تو کچھ راحت ملیگی ضرور چشمہ و چاہ ہوگا سایہ بھی ہی خداوند کریم نے تیرے
حال پر رحم کیا کہ اُس بیابان بلا سے نجات دی خضر راہ نے صحراے پر بہار تک پہونچا دیا اب
جون تون اپنے کو اُس بیابان مصیبت و بلا سے نکالا اور اُس صحراے بہشت فضا مین اپنے کو
پہونچایا دن بھی تمام ہوچکا اب وہ حدت اور گرمی بھی نہ تھی ہوا مین بھی برودت اثر کرچکی تھی
اُس صحرا کی سرد ہوا جو لگی غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل ہوئی روح نے راحت پائی پسینہ خشک ہوا
قلب کو سرور ہوا دل مسرور ہوا ہوا کے جھونکون نے دل پژمردہ کو تازہ کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
جو زخمون مین لگی تو راحت ملی اور جسم کو آرام ملا اُس صحرا مین پہونچکر سب تکلیف راہ فراموش
ہوگئی ایسی راحت ملی تلاش آب مین چلے ایک چشمۂ آب خوشگوار و شفاف کا نظر آیا اُسکے قریب
آئے پہلے مُنھ ہاتھ دھویا جو آبلون پر خاک جم گئی تھی اُسکو پانی سے برطرف کیا اُسکے بعد جو صحرائی
ثمر تھے اُنکو توڑ کر کھایا کیونکہ شدت بھوک سے عجب عالم تھا پانی پیکر شکر خدا کیا قصد کیا کہ اب آگے
چلون مگر ہمت نہ پڑی طاقت پاؤن مین نہ پائی اُسی چشمہ کے قریب سبزہ پر سایۂ درخت مین

بیٹھ گئے دل سے باتیں کرنے لگے کچھ شکایت نالی کرنے لگے جب اُس صحرا کی تکلیف کا خیال
دل میں آجاتا تھا تو تمام بدن کے بال کھڑے ہو جاتے تھے کبھی دل میں کہتے تھے کہ میں
وہی ہوں کہ جسکی خدمت میں ہر وقت ہزاران پریان اور پریزاد موجود رہتے تھے جہاں ایک
قطرہ پسینے کا گرتا وہ اپنی جان نثار کرتے نانا نانا کا میرے ساتھ وہ عالم تھا کہ ہر وقت منھ
دیکھے جاتا تھا دھوپ میں نکلنا انکو ناگوار ہوتا تھا ہر وقت سامان عیش مہیا رہتا تھا تاکہ کسی امر
کی تکلیف نہو کوئی وقت ایسا نہوتا تھا کہ میں اکیلا ہوں یہ خیال تھا نانا نانا کو کہ ڈر نہ جائے یا
آج وہی ہم ہیں کہ آج یوں اکیلے ہیں نہ کوئی ہمدم ہے نہ مونس نہ غمگسار کہ جس سے اپنا حال زار
بیان کریں اسوقت وہ لوگ کہاں ہیں کہ جو اس امر کے اوپر مستعد رہتے تھے کہ اگر ہمارے مالک
و آقا کا پسینہ گرے تو ہم اپنا خون اُس مقام پہ گرا دیں وہ آکر دیکھیں کہ پسینہ تو ایک طرف خون
جسم سے بہ رہا ہے کہاں ہیں اسوقت نانا نانا کہ جنکو میرا دھوپ میں نکلنا ناگوار ہوتا تھا آج کئی
دن سے میں دن بھر دھوپ میں سرگردان و آوارہ پھر رہا ہوں ایسی ایسی باتیں دل سے کرتے
تھے پھر یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ مصیبت و بلا گذرے سب راحت و آرام ہے مقام طلسم کا پتہ ملجائے
پدر بزرگوار جد عالی مقدار عمر نامدار کی رہائی ہو جائے چاہے میری جان جائے کہا ہے رہے
میں تو اب اس امر سے باز نہ آؤنگا جو قصد کر لیا وہ کر لیا جو مرد ہیں وہ زبان سے کہتے ہوتے
ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں میرا تو عمل اس شعر پر ہے شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان زتن برآید
دست از طلب ندارم تا کار من برآید + دیگر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من با نصیب
کوئی امر مشکل نہیں ہے اگر خدا کو منظور ہوگا تو کوئی بات نہیں ہے وہ ایک پل میں سب آسان کرنیوالا
ہے انسان کو لازم ہے کہ اُسکی ذات پر بھروسہ رکھے اور تکیہ کرے وہی آسان کرنے والا مشکلات
کا ہے مرد کو لازم ہے کہ ہر مشکل میں اپنے حواس بجا رکھے بدحواس نہوا ہے ہمراہ اب یہ کیا ہے اس
کی باتیں کرتے ہو کیا تم وہ شعر بھول گئے جو شاعر نے کہا ہے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد
باید کہ ہراسان نشود + تم مرد ہو تمکو اسقدر تکلیف سے پریشان ہونا زیبا نہیں ہے بس شاہزادہ
ایسے ایسے خیال دل میں کر رہا ہے اور کنارے چشمہ کے زیر سایہ درخت بیٹھا ہے چونکہ دن تمام
ہو چکا ہے ہنگام شام قریب ہے طائران صحرائی اُڑ اُڑ کر آتے ہیں اور آشیانوں میں مقیم ہوتے
ہیں اور کچھ درختوں پر بسیرا لے رہے ہیں چرندے بھاگے چلے جاتے ہیں شاہزادہ اُسی طور
سے بیٹھا ہوا تماشہ دیکھا کیا بالکل خوف و خطرہ نہ کیا یہانتک کہ رات ہو گئی و سناٹا صحرا کا فراٹا
ہوا کا درندوں کا بولنا غول صحرائی کا ڈرانا دل کو بیقرار کیے دیتا تھا مگر وہ قوی دل اُسی طور
سے دوزانو بیٹھا ہوا تھا گو وہ صحرا ابھی سبزہ زار تھا مگر صحرا سے قیامت سے زیادہ تھا اگر رستم
سا بہادر اس صحرا میں شب کو قیام کرتا تو اکیلا نہ رہا جاتا مگر یہ شیر بیشہ شجاعت نہنگ دریائے
جرأت شب بھر اُس صحرا بے خوف و خطر میں بیٹھا رہا کبھی آنکھ لگ گئی جب کوئی درندہ
بولا آنکھ کھل گئی پھر دل سے باتیں کرنے لگا اسی عالم سے وہ شب بسر ہوئی سحر ہوئی کہا
عرض کیا جائے کہ کیا سماں تھا جو ہنگام سحر صحرا میں سماں قدرت خدا کا ہوتا ہے وہ شاہزادے
کو نظر آیا بس جب وقت نماز سحر قریب آیا چشمے سے وضو کیا دوگانہ خالق ادا کیا اُس لباس
تار تار کو بطور لباس قلندرانہ اُٹھایا اور ایک طرف کو فقیرانہ وضع سے چلے گو کہ تہمت تھی نہ

کرتا مگر فقیرانہ وضع کر لی تھی اُس صحرا کی سیر کرتے ہوئے پاؤن سوجے ہوئے آبلے پڑے
ہوئے بعض پھوٹے ہوئے بعض مین پانی کسی سے خون جاری کسی پر خون جما ہوا اُنکی تکلیف
کے سبب سے راستہ چلا نہین جاتا مگر بہزار دقت و خرابی چل رہے ہین ہر قدم پر بیٹھ جاتے
ہین پھر اُٹھکر راہی ہوتے ہین اسی حالت سے کوئی پانچ چھ کوس چلے تھے تین پہر دن مین یا
ایک ایک دن مین پندرہ پندرہ کوس کا صحرا طے کیا تھا جب اُس صحرا سے نکلے اور ایک سبزہ
زار ملا اُسمین قدم رکھا چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے کچھ لوگون کے بولنے کی صدا آئی اور
خیام برپا نظر آئے اسپ سہراب ثانی اُس آواز پر اور اُن خیمون کی طرف روانہ ہوئے کہ
شاید اِن لوگون سے کچھ نشان و پتہ طلسم چہل چراغ سلیمانی کا ملے یہ اُس طرف کو چلے اور قریب
پہونچے تو دیکھا کہ چھ سات خیمے برپا ہین مگر سب سیاہ ہین اور جو لوگ اور شاگرد پیشہ و خادم و
خدمتگار ہین سب سیاہ پوش ہین کچھ سوار بھی ہین اور پیدل بھی چوبدار و پیادہ ول مگر سب سیاہ پوش
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بادشاہ ہے اور کسی مصیبت مین مبتلا ہے وہ یہان آکر مقیم ہوا ہے یہ سب
اُسکے ملازم ہین شاہزادے نے دور سے دیکھا تو یہی ثابت ہوا کہ یہ سب پریزاد ہین اور دیوزاد
ہین اور ایک جانب خیمہ ناموس بھی برپا معلوم ہوتا ہے بس شاہزادے نے خیال کیا کہ لوگون
سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس بلا مین مبتلا ہین کو قرینہ سے اور سیاہ پوشی کی حالت سے معلوم
ہوتا ہے کہ کسی کے غم و الم مین مبتلا ہین سیاہ پوشی کا کیا سبب ہے کون مرگیا ہے یہ خیال اپنے دل مین
کرکے بس قریب اُن لوگون کے پہنچے پریزادون کے آگے اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک آفتاب
تھا کہ یکایک طالع ہوگیا حالت جو دیکھی تو فقیرانہ وضع ہے مگر چہرے سے شان و شوکت عیان
ہے گو فقیر ہین مگر امیری رخ سے ظاہر ہے یہ جو دیکھا اور خیال کیا تو سن بھی کم پایا دیکھا کہ کوئی سات
آٹھ برس کا سن ہوگا مگر چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہے زلفین دوش پر پڑی ہین ہاتھ
مین تلوار ہے کمان دوش پر ہے یہ جو حالت سب نے دیکھی وہ پریزاد جو کہ اُس مقام پر موجود تھے
وہ سب شاہزادے کے گرد جمع ہوگئے اور دریافت کرنے لگے کہ اے شاہ صاحب آپ کدھر
سے تشریف لائے ہین ادھر کیونکر قدم رنجہ فرمایا یہ تو فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ
بابا فقیر کا حال کیا پوچھتے ہو جدھر منھ اُٹھ گیا اُدھر جا نکلے جدھر کا پھیرا ہوگیا تم بیان کرو کہ یہ کیا سبب
ہے کہ تمکو دیکھتا ہون وہ سیاہ پوش ہو بلکہ خیمے تک سیاہ ہین اُنھون نے کہا کہ اے شاہ صاحب
ہم کیا سیاہ پوشی کا سبب بیان کرین [illegible] کہ ہم کسی سے بیان کرین مگر ہم یہ عرض کیے
دیتے ہین کہ ایک جوان کا ماتم ہے جو کہ ہمارا شاہزادہ تھا سہراب ثانی نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ
کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اسکا افسر کون ہے اور تمھارا مالک کہان ہے ہمکو اُسکے پاس لے چلو ہم اُس سے
دریافت کرلین گے اے پریزادو کچھ طلسم چہل چراغ سلیمانی کی حالت بھی معلوم ہے اور اُسکا پتہ
اگر معلوم ہو تو مجھ سے بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ ہمکو تو نہین معلوم ہے ہان ہمارے بادشاہ
بخوبی واقف ہین اگر آپ اُنسے دریافت فرمائیے گا تو وہ ضرور نشان دینگے کیون آپکو طلسم کے
دریافت سے کیا غرض ہے کہا کہ ایک میرا پیر بھائی اُس طلسم کی سرحد پر رہتا ہے مین اُس سے
ملاقات کے لیے جاتا ہون شاہزادے نے یہ نہین ظاہر کیا کہ مین فتح کرنے کو جاتا ہون بمصلحت
اُنھون نے یہ کہا جب یہ سُنا تو کہا کہ ہم اُس طلسم سے واقف نہین ہین ہان ہمنے بھی نام سُنا ہے مگر ہمارا

بادشاہ واقف ہی شاہ صاحب نے کہا کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی اور وہ کہان ہی یہ سنکر
اُنھون نے جواب دیا کہ یہ لشکر اور خیمے وغیرہ انھین کے ہین اور وہ سامنے کے خیمہ مین تشریف
فرما ہین اُنکا اسم مبارک سلیمان پریزاد ہی تب سہراسپ نے کہا کہ ہمکو اُنکے پاس لیچلو اور یا
اجازت دو کہ ہم جائین اُنھون نے جواب دیا کہ ہم آپکی اطلاع کرتے ہین اگر وہ طلب فرمائینگے
تو ہم آپکو پہونچا دینگے راوی نے بیان کیا ہی کہ سلیمان پریزاد ایک زمانہ سے اُس صحرا مین
فروکش ہی اور اُسکا حکم ہی کہ جو کوئی کسی طرف سے وارد ہو خواہ گدا خواہ بادشاہ اُسکو روکنا اور اُس
حال دریافت کرنا کہ تم کدھر سے آتے ہو اور کدھر جاؤگے اور ہمسے اطلاع کرنا بدون ہماری
اطلاع کے اُسکو جانے نہ دینا اور دوسرا یہ حکم تھا کہ کوئی دریافت کرے تم لوگ اس سیاہ پوشی
کا سبب نہ بیان کرنا نہ کسی کو طلسم چہل چراغ سلیمانی کا نشان دینا بلکہ کہنا کہ ہم نہین واقف
ہین ہمارا بادشاہ واقف ہی بلکہ جو کہ طلسم کا پتہ یا نشان دریافت کرے اُسکی خبر ہمکو ضرور کرنا جبسے
سلیمان یہان آکر فروکش ہوا ہی یون تو بہت سے مسافر آئے مگر سوائے سہراسپ ثانی کے
کسی نے طلسم کا نام بھی نہ لیا بس اسی سبب سے اُن لوگون نے گرد شاہزادے کے مجمع کیا
تھا شاہزادے کو خود اُنسے ملنا منظور تھا بغرض دریافت طلسم وہ خود آیا تھا اور وہ تقریر ہوئی
تھی جب اُنھون نے یہ جواب دیا تھا کہ ہمارا بادشاہ واقف ہی تو شاہزادے کو فرض ہوا کہ اُنسے
بھی ملاقات کرے تاکہ کچھ پتہ یا نشان ملے دوسرے اُسکو سبب سیاہ پوشی بھی دریافت کرنا
تھا اس خیال سے کہ شاید یہ کسی بلا مین مبتلا ہون اور میری بھی کوشش سے یہ بلا ان لوگون
پر سے دفع ہو تو کیا میرا اجر کم ہی خداوند کریم نے ہمارے بزرگون کو حلال مشکلات بنایا ہی اور اکثر
مقام پر اُنھون نے لوگون کی کمک کی خدا نے وہ بلا دفع کی بس مجھکو بھی بزرگون کے قدم بقدم
چلنا چاہیے اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم سمجھنا چاہیے اگر یہ لوگ کسی تازہ بلا مین مبتلا
ہین تو پہلے انکی بلا کو اپنے امکان بھر دفع کرونگا تاکہ خداوند کریم مجھ سے خوش ہو اور میری مہم کو
سر کرے اور مشکل کو حل اس خیال سے یہی کہا تھا کہ مجھکو اپنے مالک کے پاس لیچلو بس جب اُن
پریزادون نے یہ سنا کہ انکی بھی خواہش ہی کہ بادشاہ کے پاس جائین تو کہا کہ آپ یہان قیام
کرین ہم ابھی آتے ہین شاہزادے کو ٹھہرا کر دو ایک پریزاد اُس خیمے مین آئے کہ جس
خیمے مین سلیمان پریزاد اپنے فرزند کے غم مین مبتلا سیاہ پوش بیٹھا تھا اور روبرو اُسکے ادب
سے کھڑے ہو کر مجرا کیا اور عرض کیا حضور ہم لوگ اسوقت اپنے کام مین مصروف تھے کہ صحرا کی
طرف سے ایک شاہ صاحب تشریف لائے گو اُنکا سن اس قابل نہ تھا کہ وہ فقیری اختیار کرتے
مگر کچھ حال نہین کھلتا کہ کیون فقیری اختیار کی چہرے سے اُنکے آثار بہادری عیان ہین اور وہ
شان و شوکت اس فقیری مین رخ سے پیدا ہی کہ شاہان جلیل بھی نہونگے اور وہ رعب و داب
ہی اس سن مین اور اس حالت مین کہ ہر ایک کلام نہین کر سکتا چہرے سے یہ عیان ہی کہ کسی ملک
اور شہر کا شاہزادہ ہی کسی نہ کسی سبب سے لباس فقیری اختیار کیا ہی خواہ کسی کے عشق مین خواہ
کسی اور سبب سے وہ حسن و جمال ہی کہ اس پردۂ قاف مین سب حسین پریزاد و پریان ہین
مگر سب اُنکے حسن کے روبرو ہیچ ہین آفتاب اُنکے روئے زیبا کے مقابل ایک ذرہ ہی بس ہمنے
جو یہ حسن و جمال اور یہ رعب و داب دیکھا حواس جاتے رہے مگر جرأت کرکے دریافت کیا

کہ کدھر سے آنا ہوا اور کدھر کا قصد ہے جواب دیا کہ بابا فقیرون کا کیا حال دریافت کرتے ہو
جدھر کا پھیرا ہو گیا ہم آزاد بندے ہین تارک دنیا ہین تم یہ بیان کرو کہ تم لوگ سیاہ پوش کیون
ہو اور یہ بیان کرو کہ تمکو طلسم چہل چراغ سلیمانی کا پتہ معلوم ہے اور تمھارا افسر کون ہے ہمنے کہا
کہ ہم یہ حال نہین بیان کر سکتے ہین کہ سیاہ پوش کیون ہین اور نہ ہمکو طلسم کا پتہ معلوم ہے لیکن ہان
ہمارے بادشاہ سلامت واقف ہین اُنھون نے کہا کہ ہمکو اُنکے پاس لے چلو ہمنے عرض کیا کہ
طلسم کا حال کیون دریافت فرماتے ہو کہا کہ میرا بھائی سرحد طلسم پر رہتا ہے اُسکی ملاقات منظور
ہے آپکا اسم مبارک دریافت کیا ہمنے عرض کر دیا لہذا وہ آپکی خدمت مین آنے کا قصد
رکھتے ہین کیا ارشاد ہوتا ہے یہ سلیمان نے سُنا کہ طلسم کو فقیر دریافت کرتا ہے خیال کیا کہ مین
جس شخص کا منتظر ہون یہ وہی تو نہین ہے کیونکہ اہل نجوم نے مجھکو خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ آکر
اِس طلسم کو فتح کریگا مجھکو اِس غم سے رہا کریگا یہ وہی شاہزادہ تو نہین ہے پھر خیال کیا کہ وہ اِس
حالت فقیری سے کیون آنے لگا جاہ و حشم سے تشریف لائیگا خیر جو کوئی ہو اپنے پاس
بلا کر دریافت حال کرنا ضرور ہے شاید کچھ مطلب برآئے یہ خیال اپنے دل مین کرکے
اُن پریزادون سے کہا کہ اُن شاہصاحب کو میرے پاس لے آؤ مین بھی تو دیکھون کہ
وہ کون صاحب ہین وہ پریزاد یہ سُنکے خیمے کے باہر آئے اور شاہزادہ سے کہا کہ اُٹھئے
چلئے بادشاہ نے طلب فرمایا ہے شاہزادہ خوشی خوشی ہمراہ اُن پریزادون کے اُس خیمے
مین آیا کہ جہان سلیمان پریزاد تھا اندر خیمے کے جو قدم رکھا تو خیمے کو سیاہ اندر سے
بھی پایا شاہزادے کی نظر جو سلیمان پریزاد پر پڑی دیکھا کہ ایک پریزاد سیاہ مخمل پر
با لباس سفید بیٹھا ہے اور چند خادم و خدمتگار سیاہ پوش پس پشت کھڑے ہین وہ بزرگ سا
یعنی سلیمان پریزاد بھی سیاہ پوش ہے تاج سر پہ ہے سطوت شاہی چہرے سے ظاہر ہے ادھر
سے شاہزادے نے سلیمان کو دیکھا اُدھر سلیمان کی نظر جو شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک
طفل کمسن بیس برس سات آٹھ کا سن چہرہ مثل آفتاب کے روشن زلفین دوش پر چہرے سے
رعب شاہی و سطوت جہانبانی آشکارا ایسا رعب و داب اور حسن و جمال ہے کہ کوئی آنکھ ملا
نہین سکتا ہے اور آثار جوانمردی و بہادری اِس سن مین چہرے سے پیدا ہین خیال کیا کہ مقام
تعجب ہے کہ اِس سن مین یہ رعب و داب ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ حالت فقیری کسی
نہ کسی سبب سے ضرور ہے اسمین کوئی نہ کوئی بھید ہے یہ صورت فقیرون کی نہین ہوتی ہے
یا کسی کے عشق مین یہ حال کیا ہے یا اور کسی امر سے جب یہان آئیگا تو معلوم ہو جائیگا سلیمان
پریزاد اپنے دل مین کہہ رہا تھا اور اُسی طرف دیکھ رہا تھا جب یہ قریب پہونچے گو کہ
فقیرانہ وضع تھی مگر ایسا رعب و داب و شان و شوکت تھی کہ بے اختیار سلیمان پریزاد
تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور تا لب فرش آگے لینے کو آیا اُنھون نے بھی بسبب اُسکی بزرگی کے اُسکو
سلام کیا اُسنے کہا کہ اُسی مسند پر برابر اپنے بٹھا لیا بلکہ خود کچھ فاصلہ سے بیٹھا یہ تلوار روبرو رکھکر
بیٹھ گئے جب یہ بیٹھ چکے اُسوقت سلیمان نے مزاج پرسی کی گو یہ کلام فقیرانہ سے واقف نہ تھے
مگر یون جواب دیا کہ بابا یہ بندہ رب جلیل اچھا ہے تو اپنے مزاج کا حال بیان کر سلیمان نے جواب دیا
کہ ابھی تک آپکی دعا سے زندہ ہون مگر حیران ہو کر دیکھ رہا ہے کہ یہ تو فقیرون کی وضع نہین ہے شہزادہ

شاہزادہ ہی کلام سے بھی ثابت ہوتا ہی جو تقریر اور گفتگو فقیرون کی ہوتی ہی وہ اِنکی نہین ہی
بس اِس سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ یہ فقیر نہین ہین یہ اپنے دلمین خیال کرکے کہا کہ اے شاہصاحب
یہ تو فرمائیے کہ آپکا تشریف لانا کدھر سے ہوا اور ارادہ کس سمت کا ہی اور کس مرشد کا پیالہ پیا ہی
اور کیون اِس سن مین یہ وضع اختیار کی ہی ابھی تو آپکا سن نہ تھا کہ آپ فقیری اختیار کرتے یہ
کیا سبب ہوا کہ کسی کے عشق مین یہ حالت بنائی روے مبارک کی شان سے تو ثابت ہوتا ہی کہ آپ
کسی ملک کے شاہزادے یا شہریار زادے ہین کسی سبب سے یہ وضع اختیار کی ہی اپنے حال
سے آگاہ فرمائیے راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سے شاہزادے کو سلیمان پریزاد نے دیکھا ہی
ایک الفت دلی اور اُنس قلبی پیدا ہو گیا ہی بس جب یہ سوال اُسنے شاہزادے سے کیے تو
شاہزادے نے جواب دیا کہ بابا یہ تیرا گمان اور خیال بالکل بیکار ہی کہ مین شاہزادہ ہون مجھکو
اہل دنیا سے کیا غرض ہم لوگ تارک الدنیا ہین اور شاہ لوگ اہل دنیا ہین اُنہین اور ہم مین
زمین و آسمان کا فرق ہی اگر تو اِس سبب سے کہتا ہی کہ حسن و جمال میرے چہرے پر ہی تو یہ
خدا کی دین ہی اُسنے جیسا چاہا پیدا کیا یہ فرض نہین ہی کہ ایسی صورت و شکل شاہزادون کی
ہوتی ہی گدا بھی بہت خوبصورت ہوتے ہین اور یہ جو تمنے کہا کہ کدھر سے آنا ہوا سو
فقیرون کا کوئی مقام ہی جہان سینگ سمائے وہین وہان سے مین بھی آیا ہون اور جہان
سینگ سمائینگے وہان مین بھی چلا جاونگا یہ سوال کرنا بیکار ہی رہا یہ امر کہ اسوقت کہان
جاؤنگا تو مین صحرا سے آتا ہون اور قصد ہی کہ طلسم چہل چراغ سلیمانی کو جاؤنگا کیونکہ میرا
پیر بھائی اُس طلسم کی سرحد پر آکر مقیم ہوا ہی بہت دنون سے اُس سے ملاقات نہین ہوئی ہی
اُسکی ملاقات کے اشتیاق مین چلا ہون تمھارے ملازمون سے ملاقات ہوئی اُنسے دریافت
کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمکو طلسم کا حال نہین معلوم مگر ہمارے مالک کو معلوم ہی بس اُنسے
ملاقات کا کرنا ضرور ہوا اور یہ پوچھنا تھا کہ مین نے جو یہان آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش
پایا کہ خیمہ تک سیاہ پایا اُسکا بھی سبب دریافت کرتا تھا کہ کیا سبب ہی کہ سیاہ پوش کیون
ہو اگر کوئی بلا مین مبتلا ہو تو مین خدا سے دعا کرون تاکہ یہ بلا تمپر سے دفع ہو کیونکہ ہم لوگ خدا رسیدہ
ہین بس تم اپنے حال سے آگاہ کرو سلیمان نے جو یہ کیفیت سُنی اور نام طلسم کا سُنا آنکھون مین
آنسو بھر لایا اور کہا کہ مین کیا اپنا حال پر اختلال بیان کرون مجھپر اِس سن و سال مین کوہ الم
ٹوٹا ہی فلک کج رفتار مجھسے پھرا ہی فلک ستمگار نے لوٹ لیا ہی اِس حال کو کیا بیان کرون اپنا
حال بیان کرتے کلیجہ پھٹتا ہی میرا وہ حال ہی جو ستمگار و دشمن کا خدا کسی کو اِس بلا مین
نہ مبتلا کرے آپ میرے حال کی شماتت فرمانے کی نہ کوشش فرمائیے بلکہ مجھکو اپنے اصلی
حال سے آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جو کیفیت تھی وہ مین نے بیان کی اب
مین بدون تمھاری حالت سنے ہوئے اپنی حالت جو کچھ کہ ہی نہ بیان کرونگا تمکو لازم ہی کہ اپنا
حال بیان کرو سلیمان پریزاد نے اشک آنکھون مین بھرکر یہ شعر پڑھا شعر حال زارم با کہ گفتم
نشنود نشنود میری داستان نہ سلوید لاکھ لاکھ انکار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا تب لاچار
ہوکر سلیمان پریزاد نے بیان کیا کہ یہان سے تھوڑے فاصلہ پر ایک ملک ہی کہ نام اُسکا
سلیمانیہ ہی وہ آباد کیا ہوا حضرت سلیمان کا ہی مین وہان کا حاکم ہون میرے آبا و اجداد

حکومت اس ملک کی کرتے آئے ہیں بعد دیگرے اس ملک پر قابض رہتے ہیں میں نے بعد اپنے پدر بزرگوار کے
انتقال کی حکومت کی اس ملک کی رعایا مجھسے بہت خوش ہے لشکر بھی قرینہ کا ہے سپاہ بھی کم نہیں ہیں لاکھوں پری
دیو ہر وقت حاضر خدمت رہتے ہیں خداوند کریم نے سب سامان عیش مہیا کر دیا ہے اسکی عنایت سے کسی چیز کی
ضرورت کسی وقت میں نہ تھی اور بہر صورت میں اپنی زندگی بخوشی و خوبی و عیش و عشرت بسر کرتا تھا کسی بات کا
غم نہ تھا ہاں ایک غم ضرور تھا اور اس امر کا ضرور خیال تھا کہ میرے خانہ تاریک کا چراغ نہ تھا نہ بعد میرے
کوئی وارث تاج و تخت تھا اسی غم میں میں اور میری زوجہ بھی مبتلا تھی اور ہر وقت یہی خالق سے دعا
تھی چونکہ وہ کریم کارساز ہر وقت اپنے بندوں پر مہربان ہے ہم دونوں کی دعا ہم نشینی کو قبول فرمایا اور
اس سن میں ایک فرزند ارجمند عنایت فرمایا جو کہ در اصل خانہ تاریک کا چراغ ہوا اور ہمارے باغ مراد
کا ثمر تازہ اور گلشن آرزو کا گل رعنا تھا گویا آفتاب اوج اقبال نے برج حمل سے طلوع کیا وہ لڑکا بہت
حسین پیدا ہوا مجکو خبر پیدائش میں بہت خوش ہوا ایسی خوشی ہوئی تھی اسوقت کیا گذارش کروں علی قدر
مراتب ہر ایک کو خلعت و جاگیر و انعام دیا صحبت عیش برپا کی چودہ دن تک صحبت عیش برپا رہی چھٹی
خوب دھوم سے کی کہانتک عرض کروں کہ کل کام اسکے سب اچھی طرح سے کیے نوبت باینجا رسید کہ
وہ سن تمیز کو پہونچا ہم دونوں زن و شوہر کی جان و روح ہے اسکے دیکھنے سے زندگی ہے پھر کیا منحصر ہے کل
اہل شہر کا اور اپنے اور بیگانے کا یہی حال ہے کہ ہر ایک اس شمع انجمن شہریاری پر پروانہ وار نثار رہتا
ہے خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہر فن میں طاق شہرۂ آفاق ہوا زور و طاقت میں اپنا مثل نہ رکھتا
تھا بڑے بڑے سرکشان پردۂ کوہ قاف کو زیر کیا تھا بڑا نام کیا تھا ہم سب اسکو دیکھکر خوش ہوتے
رہتے اسی حالت میں براحت و عیش بسر کرتے تھے اب کوئی رنج و الم نہ تھا اتفاق قضا و قدر دیکھیے اور
ملاحظہ فرمائیے کہ کیا اتفاق پڑتا ہے اور اس پیرانہ سالی میں کیا صدمہ ہوتا ہے گردش زمانۂ غدار و تفرقہ اندازی
فلک ناہنجار سے یہ اتفاق ہوا کہ ایک دن کا ذکر ہے میرا فرزند مجھ سے کہنے لگا کہ میں شکار کو جاتا ہوں مجکو
اجازت مرحمت فرمائیے گو میرا دل نہ چاہتا تھا مگر اس خیال سے اجازت دی کہ اسکا دل نہ دکھے وہ سامان
شکار ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس صحرا میں آکر مشغول صید و شکار ہوا میرے مقدر کی سختی اور تقدیر کی
ناسازی کو دیکھیے کہ اس صحرا سے قریب ایک صحرا ہے اور وہ صحرا طلسم چہل چراغ سلیمانی کی جس صحرا
میں ایک درۂ کوہ ہے اس صحرا میں ایک بڑا بستی ہے اور یہ مرحلۂ اول طلسم ہے ایک عبارت اس درۂ کوہ پر
بخط جلی تحریر ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی اس مقام پر پہونچے اور اسکو شوق فاتحی طلسم ہو اور اسکا خواستگار ہو
کہ جو مال و اسباب اس طلسم میں زمانۂ حضرت سلیمان علیہ السلام سے واسطے فاتح طلسم کے رکھا ہے
حاصل کرے تو اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرے اگر فاتح طلسم ہے تو ضرور طلسم کو فتح کریگا اسکا
طریقہ یہ ہے کہ اس درۂ کوہ کے سامنے آئے جب وہ یہاں پہونچیگا تو اس درے سے ایک بط پیدا
ہوگی پس وہ بلند ہوکر صدا سے ہماتت ہماتت بلند کریگی اس شخص کو لازم ہے کہ تیر اسقدر انداز سے
لگائے کہ جب وہ دہن کھولے وہ تیر اسکے منہ میں چلا جائے یہ مرحلہ فتح ہو جائیگا اگر تیر نے خطا
کی اور اسنے صدا بلند کی پس وہ تیر لگانیوالا تا کمر پتھر کا ہو جائیگا پس اسیطور سے وہ بط تین مرتبہ صدا
دیگی پس وہ شخص تا بہ گلو پتھر کا ہوکر رہ جائیگا اور تا قیامت رہیگا یہ عبارت لکھی ہے بہتیرے
شاہزادے و امیرزادے تاجر بچے آئے اپنی قسمت آزمائی کی پتھر کے ہوکر رہ گئے آجتک تو نہ رہا ہوئے
روبروئے ہمیں درۂ کوہ کے تا بہ گلو پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہیں مثل مردے کے بلکہ اس سے بدتر

مین کیا عرض کرون وہ ناشدنی یہین شکار کو آیا تھا اُدھر جو جا نکلا اُس عبارت کو دیکھکر اُسکے بھی
دل مین ہوا سے فتح طلسم نے اپنا اثر کیا اور یہ خبط پیدا ہوا کہ مین بھی اپنی تقدیر کو آزماؤن شاید مین
ہی فاتح طلسم ہون میرے ہی مقدر مین یہ سب مال و اسباب ہو بس یہ خیال دل مین کرکے میرے
اوپر رحم نہ کرکے لاکھ لاکھ ہمراہیون نے منع کیا ایک کی نہ سُنی اُس میدان کو طی کرکے قریب در کے
پہونچا اُن سنگین تصویرون نے بھی منع کیا کہ او شخص پلٹ جا نہین تو مثل ہم سب کے تو بھی پتھر کا ہوجائیگا
مگر اُسنے نہ سُنا وہ کیا سنتا ہمارے مقدر مین تو اس سن مین یہ داغ مقدر تھا اور کاتب تقدیر نے قلم قدرت
سے لکھ چکا تھا بس جیسے ہی یہ پہونچا وہ بلا نظاہر ہوئی اُسنے تیر لگایا تیر نے خطا کی کہ اُسنے صدا دی یہ تا بہ کمر
سنگ ہو کر رہگیا اُسنے دوسری صدا دینے کا قصد کیا اُسنے دوسرا تیر لگایا اُسنے بھی خطا کی اُسنے
صدا دی یہ تا بہ سینہ پتھر کا ہوگیا پھر اُسنے دہن صدا دینے کو وا کیا اُسنے تیسرا تیر لگایا وہ بھی خطا کر گیا
ابکی جو صدا دی یہ تا بہ گلو پتھر کا ہوگیا اے شاہ صاحب طریقہ یہ ہے کہ تمام جسم تو پتھر کا ہوجاتا ہے مگر زبان
مین گویائی رہتی ہے کہ جو کوئی اُدھر جاتا ہے وہ لوگ منع کرتے ہین باقی اور حس و حرکت کے قابل
نہین رہتے ہین بس جب یہ واقعہ گذرا ہمراہی سکے لوگ یہ حالت دیکھکر بحال پریشان میرے پاس
آئے مین دربار مین تھا دربار آراستہ تھا کہ اُنھون نے جو حال تھا وہ سب آکر بیان کیا یہ سُنتا تھا
کہ میرے ہوش جاتے رہے آنکھون مین اندھیرا ہوگیا تمام عالم سیاہ ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی نے
تمام جسم کی طاقت کھینچ لی تاج سر پر سے پھینکدیا غش کھا کر گرنے لگا قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون
لوگون نے ہتھیار چھین لیے مجھکو سنبھالا دربار مین ایک کہرام مچگیا ایسی حالت ہوئی کہ کوئی ایسا نہ تھا
کہ نہ گریان ہو یہ خبر محل مین پہونچی وہان اُسکی مان نے برا حال کیا اپنے کو ہلاک کرنیکا ارادہ کیا مگر خواصون
وغیرہ نے روک لیا مین نے اُسیوقت حکم دیا کہ سب سیاہ پوش ہون نشان و نوبت سب مین نے
اُکھڑوا ڈالے کیونکہ اب کوئی وارث تاج و تخت نہ رہا تھا اُسیوقت سے قصد کرلیا تھا کہ لباس فقیری
پہنکر زوجہ کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو نکل جاؤن دربار برخاست کرکے محل مین گیا وہان کا عجب نقشہ
دیکھا مین کہانتک بیان کرون جو حال تھا رنج و غم مین اُس نامراد کے زوجہ کو طلب کرکے اُس سے
اپنا ارادہ بیان کیا اُسنے منظور کیا مگر یہ کہا کہ اتنے دن ٹھہر جاؤ کہ مین اُسکا کچھ فاتحہ وغیرہ کرلون مین نے
منظور کیا مگر اسقدر صدمہ تھا کہ کھانا پینا سب ترک کیا سوا رونے اور تڑپنے کے کوئی کام نہ تھا
چنانچہ بسبب ترک آب و طعام کے غش آنے لگے مین بیہوش ہوگیا کہ اُسی عالم غفلت مین ایک بزرگ
میرے قریب تشریف لائے اور مجھ سے بہت کچھ خفا ہوئے اور فرمایا کہ تو بڑا نامرد ہے کہ ایک فرزند کے
مبتلاے طلسم ہونے سے تو نے خلق کی خبرگیری موقوف کی آب و طعام ترک کیا بس اسی مین خیر ہے
کہ اپنے حواس درست کر مرد ہوکر ایسا ہراس ہے اور اپنی زوجہ کو سمجھا اور حکومت پر کمر باندھ بروز قیامت
خدا کو کیا جواب دیگا جب سوال ہوگا کہ ہمنے تجھکو اسقدر لوگون پر حاکم کیا تھا وہ تیرے زیر حکم تھے تو نے
ایک فرزند کے مبتلاے طلسم ہونے سے اُنکی طرف سے آنکھ پھیر لی تھی بتا کیا سزا دیجائے تو کیا
جواب دیگا بہتر یہ ہے کہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو زوجہ کو سمجھا تیرا فرزند ابھی تک زندہ ہے اور وہ تجھکو
ضرور آکر ملیگا تو اسوقت کی میری بات یاد رکھ اے سلیمان تو غم نہ کھا تیرا فرزند زندہ رہا ہوگا فاتح اس طلسم
کا پیدا ہوچکا ہے وہ آکر اس طلسم کو فتح کریگا اور تیرے فرزند کو رہا کرائیگا بلکہ وہ اور لوگون کو بھی رہا کریگا
یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہوگئے مین اُنسے یہ نہ دریافت کرسکا کہ کتاب اور کس کے ہاتھ مین نہ اسم مبارک

اُس فاتح طلسم کا دریافت کرسکا نہ اُن بزرگ کا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے جسم کو معطر پایا بس مین نے اُسیوقت
طعام طلب کیا پکڑ ایسا خوف اُنھون نے ڈالا تھا کہ میرا بند بند کانپ رہا تھا اور اپنی زوجہ کو طلب کیا
وہ بھی کانپتی ہوئی باعانت اور پریون کے میرے پاس آئی مین نے اُس سے سب حال بیان کیا اُسنے
کہا کہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا ہی جب سے بند بند میرا کانپ رہا ہی بس ہم دونون نے کھانا کھایا
جو اس درست ہوئے اُسدن سے رونا کم کیا اور امیدوار پردۂ غیب سے حصول مقصد کے ہوئے دوسرے
دن دربار کیا مگر یہ امر چند ورکیا کہ سیاہ پوشی نہ ترک کی جب دربار آراستہ ہوا اہل نجیم کو طلب کرکے زائچہ کرایا
اُنھون نے حکم لگایا کہ یہ دو برج قاف مین ایک بادشاہ ہی کہ نام اُسکا اخضر پریزاد ہی اُسکی دختر ہی کہ نام
اُسکا مہر افسر پری ہی اُسکی شادی زلزلۂ قاف سے یعنے رستم ثانی پسر ایرج نوجوان کے ہمراہ
ہوئی تھی ایک فرزند پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا سہراب ثانی ہی وہ فاتح ہی اس طلسم کا وہ شہریار بضرور
اس طلسم کو فتح کرنے آئیگا کیونکہ اُسکے بزرگ بھی اس طلسم مین قید ہین عنقریب آنیوالا ہی بس آپکو لازم
ہی کہ اُسکی تشریف آوری کی دعا فرمائیے وہ بڑا صاحب نصیب و بلند اقبال ہی اُسکے قدمون کی برکت
سے آپکے فرزند ارجمند بھی رہائی پائین گے یہ جو اہل نجیم نے حکم لگایا کیونکہ اُن بزرگ سے بھی سن
چکا تھا مجھکو یقین ہو گیا مین نے اُسی دن اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم شہر کیا اور چند خیمے لیکر اس
مقام پر آیا اور یہان مقیم ہوا اپنی زوجہ کو بھی لیتا آیا وہ مصیبت زدہ بھی یہان ہی اُسدن سے یہان
مقیم ہون اور اُس شہریار کی آمد کا انتظار کر رہا ہون اسی خیال سے مین نے اپنے ملازمون کو منع کر دیا
تھا کہ اگر کوئی میرے حال کو دریافت کرے تو ہر گز نہ بتانا نہ طلسم کا پتہ دینا میرے پاس لے آنا ابھی تک
تو وہ شہریار نہین تشریف لایا خداوند کریم جلد اُسکو یہان بصحت و سلامتی پہنچائے تاکہ ہم اُسکے نور
قدم سے اپنی چشم بے بصیرت کو روشن کرین اُسکی خاک قدم کا سرمہ بنائین یہ میرا حال ہی جو مین نے
عرض کیا اس بلا مین مبتلا ہون اُس شہریار کا انتظار کر رہا ہون وہ میری امید کا برلانیوالا ہے
اور آرزو کا پورا کرنیوالا ہی یہ جو سلیمان پریزاد نے بیان کیا شاہزادے نے دریافت کیا کہ تیرے
فرزند کا نام کیا ہی اُسنے کہا ایک کو سہا پون پریزاد کہتے ہین اور دوسرا نام فیروز پریزاد ہی جب یہ بیان
شاہزادے نے سنا تو خیال کیا کہ یہ انتظار تیرا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے منزل مقصود تک
پہونچا دیا خوب سلسلہ ہاتھ لگا تیرا سہراب اپنے کو ظاہر کرو یہ سوچکر سلیمان پریزاد سے کہا کہ تم کیونکر
اُس شہریار کو پہچانوگے کہ یہ وہی فاتح طلسم ہی اگر وہ آئیگا کیا تم اُسکو دیکھ چکے ہو اُسنے عرض کی کہ مین نے
کوئی آج تک شہزادہ کو دیکھا نہین ہی مگر سبب شناخت کا یہ ہی کہ وہ بادشاہ جابلقا کا پوتا ہی دوسرے برائے
فتح طلسم تشریف لائیگا تو بہ جاہ و حشم تشریف لائیگا اس سبب سے شناخت ہوگی تیسرے اہل رمل نے
ایک تصویر خیالی اُس شہریار کی بنا کر میرے پاس رکھدی ہی اور کہدیا ہی کہ اُسکی تصویر کے موافق
وہ شہریار ہوگا سر مو فرق نہوگا وہ تصویر بھی ہی اس سے شناخت ہوگی یہ جو شاہزادے نے سنا
کہا کہ خوب مین سوال کرتا ہون کہ اگر وہ جاہ و حشم سے نہ آئے اکیلا ہو تو کیونکر شناخت ہوگی کہا کہ
تصویر سے کہ جس کا حال مین نے عرض کیا ای شاہ صاحب اب آپ اپنے حال سے آگاہ فرمائیے
جواب دیا کہ مین تو کچھ نہین فقیر ہون سلیمان نے کہا کہ مین نہ مانونگا اور کبھی مجھکو یقین آئیگا کہ آپ فقیر ہین
آپ ضرور کسی ملک کے شاہزادے ہین از برائے خدا مجھکو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے جب سلیمان نے
واسطہ خدا کا دیا اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ اب بیکار ہی اس سے پوشیدہ ہونا بہتر ہی کہ اپنا

ظاہر کروتا کہ طلسم کا پتہ چلے تم اسی غرض سے آئے ہو خداوند کریم نے تمکو خوب منزل مقصود پر پہونچا دیا اسکے
فرزند کو بھی طلسم فتح کرکے رہا کروادو اور اپنے پدر و عم کو بھی یہ جو خیال دلمین آیا کہا کہ ای سلیمان پریزاد مجھے بسا
تعجب ہی کہ تم جسکے منتظر تھے وہ تمھارے پاس آیا اور تمنے نہ پہچانا ای سلیمان پریزاد وہ نامراد و ناشاد
مین ہی ہون میں اپنے والد بزرگوار کے رہا کرنیکو بدون اطلاع اپنے مان و نانا کے برای فتح طلسم نکلا
ہون پس اگر فضل خدا شامل حال ہوگا تو ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا ورنہ مانند اُن سبھا کے مین بھی گرفتار
طلسم ہونگا یہ فرماکر تمام واقعہ ابتدا سے بیان فرمایا اور یہ شعر پڑھا شعر کیا بیان ہووے حال زار اپنا +
کوئی ہمدم نہ غمگسار اپنا + ای سلیمان پریزاد درحقیقت کیونکر اس حال مین کوئی ہمکو پہچان سکے اس
فلک کے ہاتھون سے تباہ ہوئے اس نوبت کو پہونچے خیر کیا ذرہ ہو مگر مقدر نے منزل مقصود تک
تو پہونچا دیا ہی یقین ہی کہ خوبی قسمت سے طلسم بھی فتح ہو جائے یہ جو سلیمان نے سنا خادم کو اشارہ
کیا کہ وہ صندوقچہ اٹھا لاؤ جسمین تصویر شاہزادہ کی جو کہ ازل حکیم نے بنا کر مجکو دی ہی بس وہ خادم دوڑکر
گیا اور صندوقچہ لایا سلیمان نے صندوقچہ کھول کر اور تصویر نکال کر جو چہرے سے مقابل کی تو
سر مو فرق نہ پایا تصویر کا مقابل ہونا تھا کہ سلیمان کو یقین ہو گیا اٹھکر قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا
کہ مجکو پہلے ہی یقین ہو گیا تھا کہ آپ فقیر نہیں ہین بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہین گو آپ انکار
فرماتے تھے میری خوبی تقدیر سے آپکو یہانتک پہونچایا شاہزادے نے اُسکا سر قدم پر سے اٹھا کر
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو پہلے مین تمھارے فرزند کو رہا کرونگا اُسکے بعد اپنے
بزرگون کی رہائی کی فکر کرونگا اور انکو رہا کرونگا اب مجھپر فرض ہوا کہ پہلے تمھاری مشکل کو حل کرون
خداوند کریم نے ہم لوگون کو اسی لیے خلق فرمایا ہی کہ بیکسون اور مظلومون کی مدد کو پہونچین اور اپنے
کام پر اُنکے کام کو مقدم جانین یہ جو فرمایا تو سلیمان نے عرض کیا کہ ای شہریار اگر اجازت ہو تو
ایک امر مین عرض کرون فرمایا کہ بیان کرو اُسنے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ اس خیال کو اپنے دل سے
دور فرمائیے آپ برای فتح طلسم تشریف نہ لیجائیے مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ ایسا مرد حسین صاحب
جمال و شجاع میرے لیے اس بلا مین مبتلا ہو کر جو کہ مقام پر آفت و بلا ہی ہمایون ایسے سو فرزند ہون تو
آپکے نقش قدم پر سے نثار کرون اب مجکو جب سے مین نے آپکو دیکھا ہی ہمایون کی بالکل محبت نہین ہی
آپکی خدمت مین حاضر رہا کرونگا آپکے نور جمال سے اپنے چشم کور کو روشن کیا کرونگا آپکی خدمت مین
اپنی بقیہ عمر بسر کرونگا آپ طلسم مین نہ تشریف لیجائیے میرا مصرعہ وہ مقام خوف و خطر ہی شاہزادے
نے جواب دیا کہ ای سلیمان تم اس امر مین کہنا کرو ہم اولاد صاحبقران سے ہین جب امر کا قصد کرتے
ہین بدون اُسکو پورا کیے ہوئے ہرگز نہین باز آتے ہین چاہے اسمین جان ہی کیون نہ جائے ہمارے لیے
خرابی ہو کیونکہ یہ سکتا ہی کہ ہم اپنے گھر سے اس طلسم کو فتح کرنیکو نکلے ہین کیونکر بدون فتح واپس جاتے ہین
کوئی مین تمھارے فرزند کی رہائی کے لیے یہ امر نہین گوارا کرتا ہون بلکہ اپنے پدر و عم کی رہائی کے لیے یہ امر گوارا کرتا
کرتا ہون اور اسی فکر مین سبکو چھوڑکر گھر سے نکلا ہون یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ لوگ تو مبتلاے رنج و بلا رہین اور مین
سامان عیش و عشرت سے بسر کرون اگر ایسا ہوتا تو مین اپنی راحت و آرام کیون ترک کرکے نکلتا اور اپنے نانا
و ماں کو اپنی مفارقت مین مبتلا کرتا اب ایسا امر ہی تمھارا کہنا مجھسے نہایت دور ہوگا رہی اور یہ امر
نہایت دشوار ہی کہ مین اس امر سے باز آؤن ہان تمکو یہ لازم ہی کہ اپنے کو میرے ہمراہ کر دو تاکہ وہ مجکو
اُس سرحد کا نشان دے اور مین اپنے کام مین مصروف ہون یہ جو شاہزادہ نے کہا سلیمان

کو یقین ہوا کہ یہ شہریار ضرور کہیگا دراصل اسکو منع کرنا بیکار ہی ناچار ہو کر کہا کہ اختیار ہی آپ کو بندہ
مجبور و ناچار ہی جو حق غلامی تھا وہ مین نے ادا کیا اچھا ایک امر کا اور امیدوار ہون کہ آج آپ
میری دعوت قبول فرمائیے اور حمام فرمائیے کل صبح کو مین آپ کے ہمراہ چلونگا اور آپکو سرحد
طلسم تک پہونچا دونگا شاہزادے نے جواب دیا کہ اس امر کا کوئی مضائقہ نہین ہی آج نہین کل سہی
یہ فرماکر خاموش ہو رہے یہ بات اس خیال سے منظور کر لی کہ اب اسکے بھی دل کو رنجیدہ کرو
کیا نقصان ہی ایک رات مین دوسرے تمکو یہ لازم ہی کہ اس امر کی کوشش اسطور سے کرو
کہ آج شب کو عبادت خدا کرو اور اپنے حل مطلب کی دعا کرو دیکھو تو تمھارے مقدر مین اس
طلسم کی فتح ہی یا کوئی اور فاتح ہی جو پردۂ غیب سے ظاہر ہو اسپر عمل کرو کیونکہ نہ تمھارے پاس
لوح طلسم ہی نہ تم مالک اسم اعظم ہو کہ جو تمپر سحر و جادو نہ اثر کریگا طلسم مین سوا سحر و جادو کے
کوئی چیز نہین شاید کوئی ذریعہ پردۂ غیب سے ایسا ظاہر ہو کہ جسکے سبب سے کوئی صورت کامیابی کی ظاہر ہو تمھارے
بزرگون نے اکثر ایسا کیا ہی جب انپر کوئی وقت سخت پڑا ہی تو انھون نے خدا سے کمک طلب کی ہی اور پردۂ غیب
سے کشود مطلب کی صورت نکلی ہی دل مین یہ تصور کرکے سلیمان سے کہا کہ اے سلیمان ایک شرط سے مین
تمھاری دعوت قبول کرتا ہون کہ ایک خیمہ الگ صحرا مین برپا کرادو مین شب کو اسمین عبادت
خدا کرونگا اور اپنے حل مشکل کی دعا کرونگا دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی وہ حلال
مشکلات ہی کوئی نہ کوئی صورت حل مشکل کی ضرور پیدا ہوگی سلیمان نے عرض کیا کہ بہت خوب
بس شاہزادے کو اسیوقت حمام کرایا لباس تبدیل کرایا شاہزادے کی دعوت کے سامان کرنے کا
حکم دیا یہ خبر تمام لشکر مین پھیل گئی کہ بادشاہ جس شہریار کا منتظر تھا وہ تشریف لایا وہ فقیر نہ تھا بلکہ وہی
شہریار تھا ہر ایک ادنی و اعلی خوش ہوا کہ اب ہمارا شاہزادہ رہا ہوگا یہ خبر خیمہ ناموس مین جو
پہونچی تو مان ہمایون کی بہت خوش ہوئی اسیوقت سجدۂ شکر بجا لائی اور دعائین دینے لگی اور
یہ یون درگاہ باری مین عرض کرنے لگی کہ مین تیرے کریمی رحیمی کے صدقہ ہون کہ تو نے آئینۂ آرزو
مین شکل امید دکھائی میرے نخل مراد کو پھر بارور کیا اے کریم تو اس شہریار کو تا صد و سی سال
سلامت رکھ جسنے ہم غریبون کی کمک کرنیکو موجود ہی اور اسکو کامیاب کر اپنے فضل و کرم سے یہ دعا
مانگکر سجدہ سے سر اٹھایا اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ کو کسی کے ذریعہ سے خبر کردے کہ ذرا
اندر تشریف لائین مجھے کچھ عرض کرنا ہی محلدار نے پہرے پر حکم ملکہ کو بیان کیا چوبدار نے جاکر خیمہ
شاہی مین مجرا کیا بادشاہ کو دیکھا کہ ایک طرف بادشاہ مودب بیٹھا ہی اور ایک شاہزادہ مسند پر
جلوہ فرما ہی کہ تمام خیمہ اسکے نور جمال سے روشن ہی اس چوبدار نے پہلے شاہزادے کو مجرا کیا پھر
اسکے بعد اپنے بادشاہ کو اور ملکہ کا پیام بیان کیا بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا بس وہ چوبدار تو مجرا
کرکے رخصت ہو کر چلا گیا سلیمان نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اندر چند منٹ
کیلیے یہ غلام جائے اور اس سوختہ جگر کو بھی آپکی تشریف آوری سے آگاہ کرے اور آپکے
قصد سے شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تاخیر نہ کرو بلکہ ہماری طرف سے کہنا کہ تم اب رنج و صدمہ
نہ کرو مین پہلے تمھارے فرزند کی رہائی کی فکر کرونگا اگر خدا نے چاہا جب یہ اجازت ملی تو سلیمان
خیمہ ناموس مین آیا دیکھا کہ زوجہ محسن خیمہ مین کھڑی ہی بادشاہ کو دیکھتے ہی خوش ہوگئی تعظیم کرکے
ایوان مین لائی مسند پر بٹھایا سب حال دریافت کیا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور کہا

کہ بیان کرون کہ جو حسن و جمال یہ شہریار رکھتا ہی ہمایون تو اُسکے کف پا کا بھی مقابلہ نہین کرسکتا ہی اور
ہمایون تو ادنا غلام معلوم ہوگا اِس شہریار کا کیا خداوند کریم نے بنی آدم کو حسن عطا فرمایا ہی ہم جانتے
ہین کہ سواے بنی جان کے ایسے حسین نہین ہوتے ہین مین نے لاکھ لاکھ روکا کہ آپ براے فتح طلسم نہ
تشریف لیجائین مگر اُنھون نے نہ مانا بلکہ ناراض ہوئے اُسکے بعد تو پدر بزرگوار اِس طلسم مین قید ہین اُنکی رہائی
کی فکر مین تشریف لائے ہین ملکہ نے عرض کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو ایک نگاہ اُس شہریار کو مین بھی
دیکھ لون اور بلائین لیلون کہ اُسکے سبب سے میری مراد دلی بر آئیگی بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا یہ کہکر باہر آیا
اور خدمت شاہزادے مین حاضر ہوا یہان شاہزادہ بیٹھا ہوا اور پریزادون سے ہمکلام تھا کہ سلیمان
آکر پہونچا شاہزادے نے بسبب بزرگی کے تعظیم فرمائی اپنے برابر ہاتھ پکڑکر بٹھالیا جب سلیمان بیٹھ چکا
تو ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ اندر خیمۂ ناموس کے تشریف لیچلیے تاکہ وہ سوختہ جگر بھی آپکے دیدار فرحت آثار
سے مسرور ہو اور شرف ملازمت حاصل کرے آپکی کنیز کو بھی آپکی قدمبوسی کا اشتیاق ہی جواب دیا کہ ابھی
مین اُسکے پاس نہ جاؤنگا جبتک اُسکے فرزند کو رہا نہ کرلونگا مجھسے اُسکا حال دیکھا نہ جائیگا لاکھ لاکھ
سلیمان نے کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا بلکہ یہان اِس انتظار مین تھی کہ میرا شوہر اُس شہریار
کو لیکر آتا ہوگا طبق زر و جواہر براے نثار مہیا کر رکھے تھے یہان بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار
ہو بس سلیمان شاہزادے کو لیکر دسترخوان پر آیا شاہزادے نے خاصہ نوش فرمایا بعد فراغت طعام
پھر اُس خیمہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے کہ شام ہوگئی اُدھر کارپردازون نے ایک مختصر خیمہ براے عبادت
شاہزادہ بحکم سلیمان پریزاد برپا کردیا تھا جب نماز مغرب کا وقت آیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے
سلیمان تم محل مین جاؤ اور ہماری طرف سے اپنی زوجہ سے کہنا کہ سہراب نے کہا ہی کہ مین تجھسے
جبھی ملونگا جب تیرے فرزند کو رہا کرلونگا اُسوقت ملونگا ابھی مجھکو شرم آتی ہی اب مین خیمۂ عبادت مین جاتا ہون
یہ فرماکر اُٹھے اور ایک پریزاد کے ہمراہ اُس خیمہ مین آئے جو کہ براے عبادت برپا کیا گیا تھا اُدھر
سلیمان پہرہ چوکی مقرر کرکے اور حکم تاکید دیکر کہ کسی امر کی تکلیف شاہزادے کو نہو داخل محل ہوا
زوجہ نے پوچھا کہ وہ شہریار تشریف نہ لایا جو کچھ شاہزادے نے کہا تھا وہ بیان کردیا اور کہا کہ مین
کس کس امر کی تعریف کرون ہمہ تن خلق ہین ایسے لوگ تو مین نے آجتک نہین دیکھے نہ پریزاد
نہ آدم زاد جیسے یہ ہین خدا اُنکو نظر بد سے بچائے اور اُنکی مراد دلی بر لائے صدقہ اُسکو اپنی عزت و
جلال کا ایسے لوگ دیکھے نہ سنے کہ جو اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم خیال کرین بعد اسکے
اِس خاندان کے زوجہ اُسکی بھی دعائین دینے لگی اور شاہزادے کی فتح و ظفر کی دعا مانگنے لگی راوی
نے بیان کیا ہی کہ یہان تو یہ زن و شوہر خوش بیٹھے ہین مگر صدمہ ہی جوانی تھی شاہزادے کا ادھر شاہزادے
نے داخل خیمہ ہوکر وضو کیا اور سجادہ بچھا کر نماز مغرب بہزار رجوع قلب ادا فرمائی اُسکے بعد وظیفہ
شروع کیا بعد ختم وظیفہ اِسما اور سے اپنے خدا سے بعد التجا دعا کرنے لگے اپنی فتح و ظفر کی کہ اے کریم تو
بڑا رحیم ہی تو نے تمام انبیا کی اکثر مقام پر بوقت مصیبت کمک فرمائی حضرت یوسف کو چاہ سے نجات
دی یونس کو شکم ماہی سے ابراہیم کو آتش نمرودی سے خضر کو چشمۂ حیات عطا فرمایا اکثر تیرے
بزرگون کی وقت مشکل مین جبکہ اُنھون نے تیری طرف رجوع کی مدد فرمائی اُنکی مشکل حل فرمائی اے میرے
خالق اسوقت بدین میری بھی کمک فرما اور اگر میرے مقدر مین فتح اِس طلسم کی مقرر ہو
تو مجھکو ہدایت فرما کہ مین اُسپر عمل کرون اور تیری کمک کے سبب سے اپنی مراد کو پہونچون اپنے

اپنے لیے مصیبت نہیں گوارا کرتا ہوں بلکہ تیرے بندوں کے لیے جو کہ اس طلسم میں مدت سے قید ہیں
اور بلا میں مبتلا ہیں واسطے انکی رہائی کے عرض کرتا ہوں الحال تمام شب شاہزادہ اسیطور سے دعا میں مصروف
رہا یہانتک کہ قریب صبح آنکھ لگ گئی غنودگی طاری ہوئی دیدۂ ظاہری بند ہو گئے باطنی وا رہے
کہ یکایک ایک مرتبہ آسمان کی طرف سے ایک نور پیدا ہوا اور وہ نور اس خیمہ میں تھا اب جو شاہزادہ
نے دیکھا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ تخت پر سوار ہیں جامہ سفید زیب جسم انور ہے عمامہ سر پر ہے
تسبیح صد دانہ دست مبارک میں چہرۂ انور سے ایسا رعب و داب و نور پیدا ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی
ہے پیشانی پر نشان سجدہ ہے گرد تخت کے ہزاروں ملائکہ ہیں اور سبوحاً و قدوساً کی صدا بلند ہے وہ تخت
آکر زمین پر قائم ہوا جس دم شاہزادہ اسی عالم خواب میں برائے تعظیم اٹھا تمام خیمہ معطر ہو گیا جھک کر
تسلیم بجا لایا ان بزرگ نے کمال شفقت انکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے سہراب ثانی تو رنجیدہ نہو
تو ہی فاتح ہے اس طلسم کا لے یہ کاغذ جو کہ میں تجھکو دیتا ہوں اسمیں جسطور سے تحریر ہے اسی پر عمل کرنا
بوقت صبح تن تنہا طرف مشرق کے جانا مرکب ساتھ نہو صرف ایک کمان اور دو تیر اور ایک شمشیر ہو
اور جسطور سے اس کاغذ میں لکھا ہے اسیطور سے سب کام کرنا اے سہراب ثانی اب زمانہ تیری
تکلیف کا برطرف ہو گیا خداوند کریم نے تیرے حال پر رحم فرمایا تو ہی فاتح ہے اس طلسم کا اب مالک
فتح طلسم آ گیا مدت اسکی پوری ہوئی عمر طلسم تمام ہو گئی مجھکو درگاہ خداوند کریم سے حکم ہوا کہ اے سلیمان
بن داؤد تم اسوقت یہ کاغذ لیکر سہراب ثانی کے خیمہ میں جاؤ وہ تمسے فتح طلسم کی دعا کر رہا ہے
طلسم اسی کے ہاتھ سے فتح ہوگا یہ کاغذ اسکو دینا اور کہنا کہ جو اس کاغذ میں تحریر ہے اسپر وہ عمل کرے
اسکے ہاتھ سے طلسم فتح ہو جائیگا لوح طلسم دستیاب ہو جائیگی یہ جو حکم جناب باری سے ہوا میں فوراً
کاغذ لیکر تمہارے پاس آیا خوش ہو اور رنج و غم کو دور کرو کہ تمپر رحم باریتعالی ہوا اب کوئی مشکل
ایسی نہوگی کہ جو حل نہو آگاہ ہو کہ میرا نام سلیمان بن داؤد ہے میرے ہی زیر حکم جن و انس دیو
پری وحش و طیر زمین و آسمان ابر و ہوا بحکم خالق کون و مکان تھے میں ہی ان سب پر حاکم تھا اسی
زمانۂ حکومت میں میرے وزیر آصف بن برخیا نے بہت طلسم بنائے کہ جو تیرے اکثر بزرگوں نے
بمدد خداوند کریم فتح کیے اور ابھی باقی ہیں انھیں طلسموں سے یہ بھی ایک طلسم ہے جسکا فاتح تو ہے
اسمیں بہت مال و اسباب میرے وزیر نے میری اجازت سے واسطے فاتح طلسم کے رکھا ہے اس
طلسم کو تمام خداپرست دیو و پری زادوں سے آباد کیا تھا مگر تھوڑے زمانہ سے حاکم اس طلسم کا کافر ہو گیا اسکے
ساتھ کے بہکانے سے سب ہی طریقہ میرے وزیر نے مقرر کیا تھا کہ جب یہاں کفر کو رواج ہوگا اسی
زمانہ میں یہ طلسم فتح ہوگا وہ زمانہ آ گیا تو شوق سے جا اگر بادشاہ طلسم مسلمان ہو جائے تیری اطاعت
اختیار کرے تو خیر ورنہ اسکو قتل کرنا یہ فرما کر اور اپنا دیدار دکھا کے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے
غائب ہو گئے ادھر وہ حضرت پوشیدہ ہوئے ادھر سہراب ثانی کی آنکھ کھل گئی اپنے بچھونے سے
اٹھ بیٹھا اور تمام خیمے اور اپنے لباس کو خوشبو سے معطر پایا سجدۂ شکر کیا اور اپنے خواب کی صداقت کا
یقین ہوا دیکھا تو سرہانے ایک لفافہ بھی موجود ہے اسکو اٹھا کر جو دیکھا تو وہی لفافہ تھا جو کہ حضرت
نے خواب میں دیا تھا انتہا یہ حال ہوا کہ جامہ جسم میں تنگ ہو گیا چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا نماز صبح
کا وقت قریب تھا وضو کر کے نماز خالق ادا کی اور دعا مانگ کر سجادے کو لپیٹا کمر فتح طلسم پر کسی
لفافہ کو چاک کیا اسمیں سے جو پرچہ نکلا اسکو پڑھا اور اسکو پڑھکر باہر تشریف لائے اسمیں یوں تحریر تھا

کہ تو اسیوقت بدون اطلاع سلیمان پریزاد کے طرف مشرق کے روانہ ہو خود بخود سرحد طلسم
تک پہونچ جائیگا جب تو اس مقام پر پہونچے کہ جہان درہ کوہ ہو اور تصویرین پتھر کی ہین تو پھر
کاغذ کو دیکھنا جیسا تحریر ہو اسپر عمل کرنا جب تجکو وہ صورتین دیکھین گی تو منع کرینگی کہ ادھر نہ آنا
تو کچھ نہ سننا اور نہ کچھ جواب دینا پھر برابر اُنکے پہونچکر اس کاغذ کو دیکھنا جو تحریر پایا اُسیوقت
ایک پرچہ لکھکر اُسی خیمے مین رکھدیا کہ ای سلیمان تم پریشان نہونا اور نہ میری تلاش کو کسی کو
روانہ کرنا مین بموجب حکم حضرت سلیمان پیغمبر برای فتح طلسم جاتا ہون کوئی مقام تشویش نہین ہے
نظر خدا پر رکھو وہ حلال مشکلات میری سب آسانی مین حل فرمائیگا یہ پرچہ رکھکر بموجب تحریر طرف
مشرق کے روانہ ہوئے اب راوی پہلے شاہزادے کا حال تحریر کرتا ہے پھر یہان کا حال تحریر
ہوگا شاہزادہ پیادہ پا طرف مشرق کے سیر صحرا کی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ آفتاب نکل آیا
وہ صبح کا وقت وہ طائرون کا زمزمہ سنجی کرنا وہ سبزے کا لہلہانا عجب سمان دکھاتا تھا یہ تعریف صنعت
پروردگار کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سرحد طلسم پر پہونچے کہ سامنے سے وہ پہاڑ نظر آیا اور
وہ تصویرین سنگین انھون نے شکر خدا کیا اور آگے قدم رکھا اپنے دل مین کہا کہ منزل مقصود پر تو آگئے
اگر خدا مدد کریگا تو طلسم فتح ہو جائیگا یہ دل سے باتین کرتے ہوئے طرف اُن تصویرون اور درہ کوہ
کے چلے جاتے تھے جب اُن تصویرون نے شاہزادے کو دیکھا تو گویا ہوئین کہ ای شخص پلٹ جا اپنے کو
اس بلا مین نہ مبتلا کر ورنہ تو بھی مثل ہمارے پتھر کا ہو جائیگا شاہزادے نے کسی کا کہنا نہ سنا اور نہ
کچھ جواب دیا وہ چیخا کیے اور کہا کہ شاید تو بہرہ ہے جو ہمارے کہنے کو نہین سنتا ہمارے پلٹ جا کیون اپنی
جوانی کو برباد کرتا ہے یہ طلسم ہفت چراغ سلیمانی ہے ہمنے کبھی نہ کہنے پر عمل کرکے اپنی زندگی سے
ہاتھ دھویا اور پتھر کے ہوگئے اسکا افسوس کہ تو نہین مانتا ہے ہمارے کہنے پر عمل کر اور واپس جا جب
شاہزادے نے نہ سنا تو یہ کہکر وہ سب کے سب خاموش ہو رہے کہ ہم مجبور ہین ہمارا جو حق تھا ہمنے
ادا کیا کیا کرین کہ تیری قضا ہے اور تو بھی ناچار ہے مشیت خدا سے وہ تو خاموش ہوئے ادھر شاہزادہ
قریب اُنکے پہونچا سامنے درے کے کھڑا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اسکو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای
فاتح طلسم جب تو سامنے درے کے پہونچے اور برابر اُن پتھر کی تصویرون کے تو تجکو لازم ہے کہ جو اسم
حاشیہ کاغذ پر لکھا ہے اُسکو یاد کرلے بس جب تو اُس درے کے سامنے پہونچیگا تو ایک اژدر درے سے
باہر آئیگی جو کہ برابر شیر مرغ کے ہوگی وہ تیرے سر پر تین مرتبہ گردش کرکے صدا سے ہیبت ناک کے
قصد سے تجھے اپنا منقار کھولیگی بس تجکو لازم ہے کہ جو تونے اسم حاشیہ پر سے یاد کیا ہے اُسکو پیکان تیر
پر دم کرکے اس تادراندازی نشانہ لگا کہ اژدر وہ فاتح جو منہ کھولے اور صدا دینے نہ پاوے کہ تیرا تیر اسکے حلق
کمان سے اُسکے دہن مین پہونچے اگر تیر نے خطا کی اور اُسنے صدا دیدی تو پہلی مرتبہ تا بہ کمر پتھر کا ہوجائیگا
بس اگر اسیطور سے تیرے تیرون سے تینون مرتبہ خطا کی اور وہ صدا تین مرتبہ دیچکی تو تو بھی مثل انکے
پتھر کا ہوجائیگا اور پھر قیامت تک رہا ہونا غیر ممکن ہے بس اپنی تقدیر کو آزمانا آئندہ تیری تقدیر
دیکھ تیر خطا نہ کرے نشانہ پر پہونچے اگر تیر نشانہ مراد پر پڑا بس تونے ایک مرحلہ طلسم کا فتح کیا یہ مرحلہ
آزمان ہے جیسے تاریکی وغیرہ برطرف ہوجائے اُسوقت پھر کاغذ دیکھنا جیسا تحریر ہو اسپر عمل کرنا
یہ مضمون دیکھکر شاہزادے نے کاغذ کو لپیٹا کر جیب مین رکھا اسم یاد کرلیا شاہزادے نے وہ اسم یاد کرلیا اتنے مین
وہ اژدر جو کہ برابر شیر مرغ کے تھی تڑپا کر درے سے نکلی جسکا رنگ سبز تھا منقار نیچے

زیر دستے نکل کر بلند ہوئی اور گرد شاہزادہ گردش کرنے لگی جیسے ہی قاز نکلی شاہزادے نے دوش سے کمان
لی ترکش سے تیر پیکان تیر پر اسم جانشیہ پڑھ دم کر کے چلہ کمان میں پیوستہ کیا اور لیس ہو کر اس قصد سے کھڑا
ہوا کہ جب قاز منقار باز کرے مین نشانہ لگاؤن یہ کھڑے ہوئے تھے اُدھر اُس قاز نے گردش کر کے اور
سامنے ہوا پر قائم ہو کر اس قصد سے منقار باز کی کہ صدا دون اُسکا منقار باز کرنا تھا کہ شاہزادے نے
یا علی مدد کہکر تیر کو چلکی سے نشانہ تاک کر رسا کیا چونکہ وقت فتح طلسم کا آگیا تھا وہ صدا نہ دینے پائی تھی کہ تیر
نشانہ پر بیٹھا اُسکی منقار مین درآیا اور پر ماتا ہوا صاف پشت سے نکل گیا تیر کا پڑنا تھا اور نشانہ ہونا تھا
اُس قاز کا کہ ایک شور قیامت خیز برپا ہوا آندھی سیاہ اُٹھی تمام عالم تاریک ہو گیا پر فباری ہوئی سنگباری
غبار اُڑا آواز آئی اے ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُسنے مرحلہ قازان کو فتح کر لیا افسوس
صد ہزار افسوس کہ حریف نے اپنا کام کر لیا قاز جادو مارا گیا اب طلسم نہ بچیگا یہ صدا آکر پھر صدا آئی کہ کشتی
مرا کہ نام من قاز جادو بود افسوس مردیم دجان دادیم ومطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی وغیرہ
برطرف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ ہزاروں قازین اُس درہ کوہ سے غول کے غول نکلین اور گرد شاہزادہ
جمع ہوئین اور یہ قصد کیا کہ منقار و پنجہ سے شاہزادے کا جسم پارہ پارہ کرین جب شاہزادے نے دیکھا
کہ انسے جان بچانا دشوار ہی فوراً کاغذ کو دیکھا تحریر تھا کہ اے طلسم کشا مبارک ہو کہ تو نے مرحلہ قازان بمدد
خداوند یزدان فتح کیا اب تجکو لازم ہو کہ جو قاز کہ تیر سے روبرو مرادہ پڑی ہی جسکو تو نے خدنگ کا نشانہ کیا تھا
اُسکو فوراً اُٹھا کر ذبح کر اور اُسکا خون تھوڑا سا اُن سب قازون پر مار قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ کیا ظاہر ہوتا
ہو اور تھوڑا سا خون لیکر اور اُس چشمہ سے پانی تھوڑا سا لے جو کہ سامنے ہی یہ خون اُس پانی مین ملا کر ان
سب پر جو کہ پتھر کے بنے ہوئے ہین مار تاکہ یہ اصلی صورت پر آئین آگاہ ہو کہ یہ قاز اصلی ہی اور اُسکے جسم مین
ایک ساحر تھا کہ جو کہ سحر کرتا تھا اور وہ صدا سے ہیبات بلند کرتا تھا تو نے اُسکو قتل کیا وہی اس مرحلے
کا حاکم تھا اُسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی ہی اور ان سب کا حالت اصلی پر آنا اسطور سے مقرر ہوا
ہی بانیان طلسم نے اسی طریقہ سے مقرر کیا ہی بعد ان سب کے حالت اصلی پر آنے کے ان سب کو رخصت
کر کے بلاخوف وخطر داخل درہ ہونا پھر جو امر واقع ہو اور عقل نہ کام کرے کاغذ سے مشورہ کرنا یا جو تجربہ
ہو اُسپر عمل کرنا یہ جو شاہزادے نے تحریر پایا کاغذ جیب مین رکھا فوراً قاز کو اُٹھا کر کہ وہ ابھی تڑپ رہی
تھی ذبح کیا اُسکا خون اُن سب قازون پر مارا کہ وہ سب مثل ہیزم خشک کے جلنے لگین اُنکے جسمون
سے شعلہ پیدا ہوئے وہ سب جلکر خاک ہو گئین بعد اسکے شاہزادے نے خون اور پانی ملا کر ان سب
پتھر کی تصویرون پر چھڑکا کہ تڑاقہ کی صدا آئی وہ سب حالت اصلی پر آگئے ہر ایک دوڑکر شاہزادے
کے قدم پر گرا ہاتھ چومے اور کہا کہ آپکے سبب سے ہمنے حیات پائی قید طلسم سے نجات پائی آپنے
ہم سب پر بڑا احسان کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ مین کیا ہون جب خدا کو منظور ہوا اُسنے تمکو
نجات دی بس تم لوگ اپنے اپنے مقام کو جاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ اب ہم اپنی حیات بھر آپکے
قدمون سے نہ جدا ہونگے ہمکو ایسا آقا ولی نعمت کہان ملیگا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دو سو آدمی تھے
اُنمین بہت سے آدم زاد تھے بہت سے دیوزاد و بہت سے پریزاد کوئی تاجر تھا کوئی شاہزادہ کوئی وزیرزادہ
کوئی امیرزادہ جب یہ سب نے کہا تو شاہزادے نے جواب دیا کہ ابھی تو مین برائے فتح طلسم جاتا ہون
تم سب اپنے اپنے مقام پر جاؤ جب واپس آؤنگا تو پھر آنا اُنھون نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ چلینگے
شاہزادے نے جواب دیا کہ کسی کے لیجانے کا حکم نہین ہی تنہا جانے کا حکم ہی اور تم مین ہمایون بن سلیمان

کون ہی وہ میرے روبرو آسکے یہ سننا تھا کہ ایک پریزاد کمسن ہاتھ جوڑکر روبرو آیا قدمون کو بوسہ دیا اور عرض
کیا کہ غلام حاضر ہی میرا ہی نام ہمایون ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تو اپنے باپ پاس جا کہ وہ اور تیری مان تیرے
غم مین بہت بیقرار ہین اور قریب مرگ ہین اُنسے مل تا کہ اُنکو تسکین ہو اور ہماری طرف سے کہنا کہ تمکو تمھارا
فرزند مبارک ہو خدا نے تمپر رحم کیا کہ اُسکو نجات دی اور کہا کہ جب ہم طلسم فتح کر لینگے اور اپنے بزرگون
کو رہا کر لینگے تو تم سے ملینگے تم اطمینان رکھو اُسنے عرض کیا کہ آپ سے اور میرے والد سے کہان ملاقات
ہوئی تب شاہزادے نے کل حال بیان فرمایا کہ جو تحریر ہو چکا ہی اُسنے سنکے عرض کیا کہ اب غلام تو نہ
جائیگا ہمراہ رہیگا شاہزادے نے فرمایا کہ مین کہہ چکا ہون کہ کوئی میرے ہمراہ نہین چل سکتا ہی تم بیکار بار
بار کہتے ہو مین اکیلا جاؤنگا یہ معاملہ طلسم کا ہی جو کہ حکم ہوتا ہی اُسی پر عمل کیا جاتا ہی تب اُسنے عرض کیا کہ میرے
ہمراہ میرے باپ کے پاس چلیے تا کہ مین اور وہ آپکی دعوت کرین فرمایا کہ تمسے کہہ چکے کہ تم جاؤ ہم بعد فتح
طلسم ضرور ضرور آئینگے اُسوقت دعوت کر لینا ہمارے کام مین ہرج ہوتا ہی اور اُن سب سے کہا کہ تم بھی
ہمایون کے ہمراہ جاؤ اور جہان جی چاہے رہو اگر مکان دور ہو تو ہمایون کے پاس ہی رہو اُن
سب نے عرض کیا کہ ہم مکان جا کر کیا کرینگے آپکی تشریف آوری تک ہمایون کے پاس رہینگے بعد
اُسکے آپکی خدمت مین تا عمر رہینگے شاہزادے نے یہ فرمایا اور طرف درہ کوہ کے چلے وہ سپاہ کے سب
ناچار ہوئے اور سلام و مجرا کر کے ہمراہ ہمایون کے چلے شاہزادہ داخل درہ ہوا اور غائب ہو گیا یہ لوگ
سب ناچار ہو کر چلے ہمایون اُن سبکو ہمراہ لیکر اُسطرف کو چلا کہ جدھر اور جس صحرا مین اُسکا باپ مقیم
تھا اور شاہزادے سے ملا تھا یہ تو اُدھر کو جاتا ہی وہان کا حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی اور
سلیمان بیدار ہو کر باہر آیا پہلے خیمہ شاہزادے مین کہ جہان وہ عبادت کرنے کے لیے تشریف لیگئے
تھے گیا داخل خیمہ جو ہوا تو شاہزادے کو نہ پایا خیمہ خالی تھا حواس جاتے رہے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ شاہزادہ کچھ خفا ہو گیا کہ بدون اطلاع کہین تشریف لیگیا یہ حیران کھڑا تھا کہ ایک کاغذ دیکھا کہ فرش
پہ پڑا ہی اُسکو اُٹھا کے جو پڑھا تو وہی مضمون تحریر تھا جو کہ شاہزادے نے لکھکر خیمہ مین رکھدیا تھا اور
خود تشریف لیگئے تھے جب سلیمان نے وہ پرچہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ تنہا بحکم حضرت سلیمان برای
فتح طلسم تشریف لیگیا بس یہ مجبور خیمہ سے باہر آیا لوگون نے پوچھا کہ شاہزادہ کہان ہی کہا کہ وہ تشریف
لیگئے برائے فتح طلسم اُنکو درگاہ خدا سے حکم ہو گیا حضرت سلیمان نے آکر اُنکی کمک فرمائی سب بہت خوش
ہوئے سلیمان اپنے خیمہ مین آیا اور برائے فتح دعا کرنے لگا پردے خیمہ کے اُٹھوا دیے بیٹھا ہوا اُس
طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کہ قریب دو پہر کے دیکھا کہ کچھ آدمی صحرائے طلسم کی طرف سے چلے آتے ہین
اُسنے ہرکارون سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے اور فوراً واپس آئے اور عرض
کیا کہ مبارک ہو اے بادشاہ ہمارا شاہزادہ ہمایون مع چند پریزادون کے اور اسیران طلسم کے
جو کہ چتر کے بنے ہوئے تھے تشریف لاتا ہی یہ سننا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ شادی
مرگ کی نوبت آئی چہرہ سرخ ہو گیا پیرہن جسم مین تنگ ہو گیا فوراً اُٹھکر اور پریزادون کو ہمراہ لیکر
اُس طرف چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا آگے آگے ہمایون اور عقب مین اُسکے اور سپاہ چلے
آتے ہین یہ بیتاب ہو کر دوڑا ہمایون نے جو باپکو آتے ہوئے دیکھا ایک مرتبہ دوڑ کر اپنے باپ کے
قدم پر گرا سلیمان نے اُسکو سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور اُن سب سے ملا اپنے ہمراہ لیکر خیمہ
مین آیا اُسوقت لباس سیاہ تبدیل کیا اور سبکو حکم دیا کہ تم سب بھی تبدیل لباس کرو فرزند سے رہائی

کی کیفیت دریافت کی اُسنے سب حال بیان کیا یہ سنکر سلیمان نے ہاتھ اُٹھاکر درگاہ خدا مین دعا کی کہ اے
خداوند کریم تو اُس شہریار کی مراد دلی برلا اور طلسم کو فتح فرما یہ دعا مانگ کر اُن سب سے حال دریافت کیا
ہر ایک نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ تا تشریف آوری شہریار ہم آپکے پاس رہینگے سلیمان نے کہا
کہ بسم اللہ یہ آپ کا گھر خانہ ہی تشریف رکھیے اُنکی دعوت کی یہ خبر محل مین پہونچی کہ اُس شہریار نے جاکر
طلسم کو فتح کیا اور ہمایون کو رہا کر کے ادھر روانہ کیا اور خود بقیہ طلسم کے فتح کے لیے تشریف لیگئے ہین
ہمایون کی یہان تشریف لائے اپنے باپ سے ملے ہین بادشاہ بہت خوش ہی یہ سننا تھا کہ ہمایون کی
مان بہت خوش ہوئی سجدۂ شکر کیا اور شاہزادے کے لیے دعا کی اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ سے جاکر کہدو
کہ شاہزادے کو لیکر اندر تشریف لائین میرا قلب بہت بیقرار ہی محلدار نے آکر چوبدار سے کہا چوبدار نے
بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ اُسیوقت شاہزادے کو لیکر اور اُن سب کو خیمہ مین ٹھہرا کر اور اپنے ملازمون کو
یہ حکم دیکر کہ انکو کسی امر کی تکلیف نہو مین آتا ہون بس مع فرزند کے داخل خیمہ ہوا یہان مان ہمایون کی صحن
خیمہ مین ٹہل رہی تھی جیسے ہی ہمایون کی نظر مان پر پڑی جھک کر سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر گرا مان نے سر
اُسکا اُٹھاکر سینہ سے لگایا پیار کیا اور بہت سا روپیہ ہمایون پر سے نثار کیا خواصون نے آکر مبارکباد دی
اُن سبکو انعام دیا بارے جشن اور ناچ وغیرہ کی فکر ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ فرزند کو لیکر خیمہ مین آیا
یہان سب کے ساتھ شاہزادہ عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اُسیدن اپنے خیمہ وغیرہ لیکر اُس صحرا مین آکر
مقیم ہوا اور انتظار شاہزادے مین مصروف ہوا اُسکو تو عیش و عشرت و انتظار شاہزادے مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور مان کو ہمایون کی سامان جشن وغیرہ مین اور حال سہراب ثانی تحریر کیا جاتا ہی راوی
نے بیان کیا ہی کہ سہراب ثانی جو اُن سبکو رخصت کر کے بحکم پرچۂ کاغذ داخل درۂ کوہ ہوگئے تھے رہروی
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ درۂ کوہ پُر فضا تھا بہت وسیع تھا صناعان چابکدست نے اُس
درۂ کوہ مین دو طرفہ دریان بنائی تھین اور اُنپر نقش و نگار نادر کار بنائے تھے شاہزادہ سیر کرتا ہوا
چلا جاتا تھا گو اُس درے مین تاریکی تھی مگر صناعان چابکدست نے ایسے روزن اور جالیان نادرکار
بنائی تھین کہ روشنی ظاہر ہوتی تھی اور وہ تاریکی برطرف ہوگئی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ بلاخوف و
خطر چلا جاتا تھا ایک امر در ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب شاہزادے نے اُس قارّہ کو ذبح کر کے اور
خون لیکر زمین پر پھینکدیا تو ایک غبار زمین سے بلند ہوا تھا اور وہ غبار لاش اُس قارّہ کی لیکر بلند ہو گیا
تھا شاہزادہ تو ادھر روانہ ہوا اُدھر وہ غبار لاش اُس قارّہ کی لیکر قلعہ طلسم مین گیا وہان بادشاہ طلسم
اژدر پریزاد جو کہ حاکم طلسم تھا اور اُسکے بزرگ ہمیشہ سے حاکم طلسم ہوتے آئے اور خداپرست رہے مگر
یہ اپنے وزیر یعنی مکار جادو کے بہکانے سے کافر ہو گیا اور چند طلسم کے حاکمون کو بھی کفر کیطرف
رغبت دلائی اُنھون نے بھی اُسکی پیروی کی یہ مکار جادو بھی قوم پریزاد سے ہی اژدر پریزاد نے
اسکو اپنا وزیر کیا بس اب اس طلسم کے باشندے تھوڑے سے تو خداپرست ہین باقی سب ابلیس پرست
ہین اور ساحری پرست آدم بسر مطلب کہ بادشاہ طلسم قلعہ طلسم مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہی اور سب
حاضر دربار ہین یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ کسی مقام پر نہین تحریر ہوا کہ جب رستم ثانی قید ہوکر گئے تو اُنپر کیا
گذری اور جب شہریار گئے تو اُنپر کیا گذری اِس امر کا بھی ظاہر کرنا ضرور ہی کہ جب بامان دیو نے
دھوکے سے رستم ثانی کو مبتلاے طلسم کیا اور اُنھون نے ہمراہ اسیری کے خیال سے مرکب کو اُسکے عقب
مین روانہ کیا تھا اور وہ ہمراہ طلسم پہونچ چکے تھے تھا اُنھون نے کمند ماری تھی بس غبار بلند ہوا تھا اور

وہ اُسی غبار مین غائب ہوگئے تھے لوگ واپس آئے تھے اور صدا آئی تھی کہ ماہ ری ماندری تا دور قیامت
اِین جا ماندی بس وہ غبار نہ تھا بلکہ یہ سحر تھا غزال جادو جو کہ لوگون کو اُڑا کر لیجاتا تھا اور
اُنکو سحر کرکے اسیر کرلیتا تھا وہ غزال اصلی نہ تھا بلکہ غزال جادو تھا کہ ہرن بنکر دھوکا دیتا تھا اور
اسیر طلسم کرتا تھا پس رستم ثانی کو اسیر کرکے سامنے بادشاہ طلسم کے لیگیا تھا اور سب حال بیان کیا
تھا بادشاہ نے پوچھا تھا کہ یہ خداپرست ہی یا سامری پرست تو اُس نے کہا تھا کہ سامری پرست نہین ہی
بلکہ خداپرست ہی حکم دیا تھا کہ اسکو لیجا کر قید کرو بعد دس برس کے قتل کرینگے اس طلسم کا طریقہ یہ ہی کہ قیدی
طلسم دس برس کے بعد قتل کیا جاتا ہی پس رستم ثانی قید کیے گئے ایک آبخورہ پانی کا اور ایک نان جو
دونوں وقت ملتی تھی قید تھا وہ طلسمی مین قید تھے اپنی زندگی بسر کرنے لگے بعد اُنکے کئی برس کے
شہریار کو بھی دیو ہامان نے جا کر بتلا کے طلسم کیا تھا یہ بھی اسیطور سے پہلے بادشاہ طلسم کے پاس قید ہوکر
گئے تھے اور اُسکے حکم سے زندان طلسمی مین جہان رستم ثانی قید تھے قید کیے گئے بھائی سے بھائی ملے ہر ایک
نے اپنی حالت بیان کی تھی رستم ثانی نے اپنے آنیکی کیفیت پردۂ قاف مین اور ہامان سے ملنا بکرنی
حالت اور سب واقعات بیان کیے شہریار نے بھی اپنی حالت بیان کی تھی یہ دونون بھائی مدت سے
قید تھے کہ جو اُنپر آلام گذرے ہین وہ کیا تحریر ہون خلاصہ یہ کہ یہ تو قید ہین اور سہراب ثانی براے فتح
طلسم چلے ہین اور ایک مرحلہ فتح کرچکے ہین یہان قلعہ مین بادشاہ بیٹھا ہی سب حاضر دربار ہین مکار جادو
بھی ہر جمع ہی سب دیو پری ساحر و غیر ساحر موجود ہین کہ تڑاقہ ہوا اور صدا آئی کہ اے ساکنان طلسم آگاہ
ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُسنے مرحلۂ قازان فتح بھی کرلیا قازہ جادو کو بھی قتل کیا یہ جو صدا آئی تو اب
اژدر پیکر جادو کل اہل دربار حیران ہوئے یہ سب عالم حیرت مین تھے کہ ایکبارگی دربار و تختنشاہ کے لاش
قازہ جادو کی اور قاز اصلی کی گری یہ واقعہ دیکھکر اُنہوں سب کے حواس جاتے رہے اژدر تو دنگ ہوکر
رہگیا اور مکار سے کہنے لگا کہ تمنے سنا اور دیکھا اب کیا تدبیر کیجاے مکار نے کہا کہ آپ پریشان ہون
اس امر سے تو اطمینان ہی کہ طلسم کشا کے پاس لوح نہین ہی اور لوح کا ملنا بہت دشوار ہی اگر مرحلۂ قازان
اُسنے فتح کرلیا تو کیا غم ہی آپ اطمینان سے بیٹھے رہیے کسی نہ کسی مرحلہ پر وہ اسیر ہوجائیگا بدون لوح کے
فتح طلسم مشکل ہی اژدر نے کہا کہ تمنے یہ جو کہا سب صحیح ہی مگر جب وہ یہانتک آگیا تو کسی نہ کسی صورت
سے لوح بھی حاصل کرلیگا مکار نے کہا کہ یہ امر بہت مشکل ہی جبکہ ہم اہل طلسم ہین اور آپ بادشاہ ہین
آپکو تو لوح کے حال سے آگاہی بھی نہین تو وہ کیونکر پائیگا بتائیے تو کہ لوح کہان ہے اژدر نے کہا کہ یہ تو
تمنے سچ کہا بالکل مین لوح کے حال سے واقف نہین ہون مکار نے کہا کہ خیال فرمائیے جبکہ آپ
بادشاہ طلسم ہوکر واقف نہین ہین تو پھر اور کون واقف ہوگا بس کوئی مقام خوف نہین ہی بدون لوح
فتح طلسم مشکل ہی رہا یہ امر کہ مرحلۂ قازان شکست ہوگیا تو ہوجانے دیجیے طلسم کشا اسیطور سے سرگردان
پھریگا نوبت یہ پہونچیگی کہ کسی نہ کسی مرحلہ پر ملازم حضور کے ہاتھ سے یا تو قتل ہوگا یا اسیر صرف اسقدر
بندوبست فرمائیے کہ کل مرحلہ جات پر نامے تحریر فرمائیے کہ طلسم کشا نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا ہی اور وہ داخل
طلسم ہوا ہی پس جسکی طرف آئے وہ اُسکو خواہ قتل کرے یا زندہ اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجدے اژدر
مکار کے کہنے پر عمل کرتا ہی مکار اُسکا نفس ناطقہ ہی پس اُسیوقت چند نامہ تحریر کرکے مرحلون کیطرف روانہ کیے
اور خود عیش و عشرت مین مصروف ہوا وہ نامے ہر حاکم مرحلہ کے پاس پہونچے اور وہ آگاہ ہوئے اور
بہت سے حاکم مرحلہ ایسے تھے کہ وہ ناراض تھے اژدر سے وہ تو خوش ہوئے اور بہت سے فکر کرنے لگے

طلسم کشا کی ان لوگونکو تو فکر مین کہا جاتا ہو اور اژدر کو عیش و عشرت مین مشغول رکھا جاتا ہی اس خیال سے کہ لوح کا
ماننا دشوار ہی جبتک لوح نہ ملیگی طلسم فتح نہوگا مکار کے قول نے دل پر اثر کر لیا اور خواب غفلت نے اپنا
عمل کیا بس یہ لوگ تو اس فکر سے غافل ہین ادہر شاہزادہ اس درہ کوہ کو طے کر کے جو کہ پانچ فرسخ کا تھا
بیرون درہ آیا دیکھا کہ ایک صحراے مینا حصار ہی کہ جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سواے مینائی رنگ کے کچھ
نظر نہین آتا ہی خاک بھی مینا رنگ کی ہی شجر بھی یہ اس صحرا کو دیکھکر بہت حیران ہوے سیر کرتے ہوے
قدم اٹھائے چلے جاتے ہین لطف یہ ہی کہ طائر بھی مینا رنگ کے ہین یہ چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیونکر آیا تو نے اپنی جان کا خوف نہ کیا بس اسی مین خیریت ہی کہ
پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا آیندہ تجکو اختیار ہی یہ طلسم جہل چراغ سلیمانی ہی کوئی اور مقام
نہین ہی یہان کا ہر مقام پر آفت و بلا ہی کیون اپنے کو بیکار بلا مین مبتلا کرتا ہی کیا قارز جادو مارا گیا جو تو
یہان آیا شاہزادے کے کان مین جو یہ صدا آئی سر اٹھا کر اس صدا کیطرف دیکھا جدہر سے وہ صدا آئی
تھی تو کیا نظر آیا ایک دیو قوی ہیکل دراز قد دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے میری طرف چلا آتا ہی اور یہ صدا
اوسی کی ہی سر اسکا مثل گنبد ضحاک کے ہی اور ہاتھ پانون مثل شاخ چنار کے آنکھین مثل تنور گرم کے دہن
مثل غار اژدر کے یہ صورت و شکل جو اس دیو کی دیکھی شاہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ خدا اسکے ہاتھ
سے جان بچاے ورنہ جان بچنی معلوم نہین ہوتی مگر کچھ خوف نہ کیا اپنا راستہ لیا اوسنے کہا کہ تو بڑا سخن ناشنو
ہی مین منع کرتا ہون تو نہین سنتا ہی تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا سکتا ہی تیری اجل تجکو یہان لائی ہے
یہ کہکر جھپٹ کر قریب آیا اور بدون آگاہ کیے دار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ تو خبردار تھا اوسکے وار کو خالی
دیا اور پہلو پر آکر اوسکی کمر مین لپٹ گیا وہ دیو اب تک یہ سمجھا تھا کہ مین نے اسکا خاتمہ کیا پکارا کہ زدم و بست
گرد و غبار بلند ہوا دیو سمجھا تھا کہ شاہزادہ لپٹ گیا تب تو یہ پریشان ہوا کہ یہ کون ہی اب جو دیکھا تو اوس
آدم زاد کو پایا بس بہم ہو کر کشتی لڑنے لگا دو پہر تک کشتی ہوئی وہ دیو زیر نہوا ایک مرتبہ وہ دیو جدا ہوا
اور کہا کہ یہ وقت میرے کھانا کھانیکا ہی میرا مارے بھوک کے عجب حال ہی اور مجکو معلوم ہوا کہ تو بہت
زبردست ہی بس اتنی دیر ٹھہر جا کہ مین جاکر کھانا کھا آؤن دیکھ ہرگز ہرگز یہان سے نہ جانا ورنہ خرابی ہوگی
شاہزادے نے جواب دیا کہ تو شوق سے جا مین بدون تجکو زیر کیے ہوئے یہان سے نہ جاونگا بس وہ دیو
ایک طرف شاہزادے کو اسی مقام پر ٹھہرا کے چلا گیا جب وہ دیو چلا گیا تو شاہزادے کو خیال آیا کہ کاغذ
کو تو دیکھو اسمین کیا تحریر ہی بس فوراً کاغذ جیب سے نکالا اور بسم اللہ کہکر اسکو کھولا لکھا پایا کہ ای طلسم کشا
آگاہ ہو کہ جب تو درہ کوہ سے باہر نکلیگا تو تجکو صحراے مینا حصار ملیگا تجکو لازم ہی کہ پھر کاغذ کو دیکھ اور
جو اسمین تحریر ہو اسپر عمل کر آگاہ ہو کہ جو اسم اس کاغذ پر تحریر ہی اسکو یاد کر لے اور آگے کو روانہ ہونا
مقام پر تجھے اور دیو مینا رنگ سے ملاقات ہوگی وہ تیرے اوپر بہت خفا ہوگا تو نہ سننا وہ وار شمشاد کا
وار کریگا تو اس اسم کو جو کہ یاد کیا ہی اپنے اوپر دم کر کے اس سے مقابلہ کرنا اس اسم کی برکت سے تو
اسکو زیر کریگا تو اس سے کہنا کہ ای دیو مینا رنگ تو میرے حال سے واقف نہ تھا مین طلسم کشا ہون
مین نے مرجانہ قازان فتح کیا اور طلسم کو بھی فتح کرونگا بس جو میری اطاعت کریگا وہ میرے ہاتھ سے
امان پائیگا اور جو اطاعت نہ کریگا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا جب تم یہ کہوگے وہ جواب دیگا کہ مین امان
کا خواستگار رہون تم کہنا کہ مین اس شرط سے امان دیتا ہون کہ تو مجکو اس مقام پر پہونچا دے کہ جہان
لقمان چیپزاد وزیر حاکم مرجانہ مینا حصار بیٹھا ہوا انتظار کھینچ رہا ہی تو مجکو وہان پہونچا کر چلا جا جب وہ

طلسم فتح ہو جائیگا اُسوقت آنا جب تم یہ کہو گے وہ قبول کریگا تم اُسکے سینہ پر سے اُٹھ بیٹھنا وہ تمکو اپنے دوش پر سوار کر
لیجائیگا اور قریب اُس مقام کے پہونچکر تم سے کہیگا کہ وہ مقام آگیا تم اُسکے دوش پر سے اُتر پڑنا اور وعدہ لیکر اُسکو
رخصت کرنا کہ جب قلعۂ طلسم پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو تو لشکر دیوان لیکر آنا وہ تم سے وعدہ کرکے چلا جائیگا جب
وہ چلا جائے تو تم سمت مغرب راہی ہونا جب کوئی ایک میل بھر راہ طے کرو گے تو تمکو لقمان پریزاد وزیر حاکم جانہ
بینا حصار ملیگا وہ تمکو دیکھکر بہت خوش ہوگا وہ لاولد ہے تمکو اپنا فرزند کریگا تم بخوف اُسکے پاس چلے جانا وہ مرد
مسلمان اور باخدا ہے اُسکے پاس بعیش و عشرت بسر کرنا جب وہ بہت تم سے تمھارا حال دریافت کرے تو پہلے اپنے
کو ظاہر کرنا اور کہنا کہ میں فاتح طلسم ہوں میں نے مرحلۂ قازان فتح کیا دیو مینا رنگ کو کشتی لڑکے زیر کیا ہے اگر
تمکو یقین نہو تو مجکو مزار شاہ صفا کیش پر بھیجو اُسکے یہاں سے تمکو معلوم ہو جائیگا اے طلسم کشا مرحلۂ مینا حصار میں ایک
مقام ہے کہ وہاں آٹھوین دن میلا ہوتا ہے اُس طلسم میں ایک درویش تھا کہ اُسکا نام شاہ صفا کیش تھا جب
اُسنے انتقال کیا تو اُسدن سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ آٹھوین دن میلا اُسکی مرقد پر ہوتا ہے اور وہ آٹھ دن کی خبر جو کہ
طلسم میں گذرنیوالی ہوتی ہے مرقد کے اندر سے بیان کر دیتے ہیں اور جو احکام اُنکو بابت طلسم کے کرنا ہوتے ہیں
بیان کرتے ہیں بس ساکنان طلسم علاوہ اُن لوگوں کے جو کہ کافر ہیں اُسپر عمل کرتے ہیں بس جب تم یہ کہو گے
لقمان تمھاری عزت کریگا اور جسدن میلا ہوگا اُسدن وہ تمکو مزار پر لیجائیگا مزار سے آواز آئیگی بادشاہ مرحلہ کو
کہ جسکا نام حسان پریزاد ہے وہ بھی مرد مومن اور دیندار ہے کہ آگاہ ہوا اب عمر طلسم تمام ہوئی اور طلسم کشا آگیا
یہ جو جوان پہلوے لقمان میں کھڑا ہے یہی طلسم کشا ہے اسی نے مرحلۂ قازان فتح کیا اور دیو مینا رنگ کو زیر کیا
اُسنے اُسکی اطاعت کی بس تمکو لازم ہے کہ تو اُسکو اپنے ہمراہ لیکر پاس طوفان پریزاد کے جا اور بہت سے الفاظ
اُس قبر سے صاحب قبر بیان کریگا جو کہ وقت پر ظاہر ہونگے سو جب تمکو لقمان و حسان دونوں لیکر مرحلۂ بادگرد
پر جائیں اور طوفان کے پاس پہونچیں حسان پریزاد تمھارا حال طوفان سے بیان کریگا وہ جواب دیگا کہ مجکو
تمھارے کہنے کا بھی یقین ہے اور مرشد کامل کے بھی کہنے کا مگر بدون امتحان کے یقین نہ آئیگا وہ لقمان اور
حسان سے کہیگا کہ میں امتحان کرلوں تو یقین آئے جو وہ تم سے کہے اُسکو قبول کرنا اور کوئی خوف نہ کرنا باقی
حال پھر کاغذ سے دریافت کرنا اور اگر بیٹا اب تم کاغذ دیکھنا فراموش کر جاؤ اور دیو سے مقابلہ ہو اور تم اُس سے
لڑو گے جب تک کہ اسم اپنے اوپر نہ دم کروگے اُسوقت تک اُسپر غالب نہ آؤ گے بس جب یہ وہ تم سے اجازت لیکر کھانا
کھانے جائے اور پھر آئے تم اُس سے اُسی تدبیر سے مقابلہ کرنا جو کہ تمکو تعلیم کی گئی ہے یہ جو شاہزادے نے تحریر
پایا بہت خوش ہوا اور اپنے دل سے کہا کہ خوب کاغذ یاد آیا ورنہ میں اُسپر غالب نہ آتا اُس کاغذ سے یہ بھی
حال ظاہر ہوا تھا کہ یہ دیو طلسمی ہے اسپر سواے طلسم کشا کے کوئی غالب نہیں آسکتا ہے سو یہ کاغذ دیکھکر اُس دیو
کے منتظر رہے وہ اسم یاد کرلیا اور دیو کی آمد کے منتظر رہے کھڑے ہوئے تھے کہ وہ دیو آکر پہونچا اور پکارا کہ
او آدم زاد تو اپنے قول کا بڑا سچا ہے موافق وعدہ کے کھڑا رہا آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ دوڑ کر لپٹ
گیا اسم تو اپنے اوپر دم کر چکے تھے تھوڑی دیر میں اُسکو زیر کر لیا اُسکو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور جست کرکے
سینہ پر سوار ہوئے جبتک اسم اپنے اوپر دم کرکے مقابلہ نہ کیا تھا وہاں تک وہ دیو لڑا تھا یا ایک دم میں زیر
ہو گیا شاہزادہ جب سینہ پر سوار ہوا اور زانون سے اُسکو دبا کر بیٹھا اور کہا کہ اے دیو مینا رنگ آگاہ ہو کہ میں
طلسم کشا ہوں میں نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا اور جو کہ کاغذ سے تعلیم ہوئی تھی کہے دیو نے امان طلب کی
شاہزادے سے کہا کہ اس شرط سے امان دیتا ہوں کہ تو مجکو اُس مقام پر پہونچا دے کہ جہاں لقمان پریزاد
وزیر حسان پریزاد شکار کھیل رہا ہے اور وہاں جا کر سے قبول کیا شاہزادہ سینہ پر سے اُترا اُسنے قدم شاہزادہ کے

چڑھے اور اپنی پشت پر سوار کر کے بلند ہوا اور تھوڑے عرصہ مین زمین پر آیا تو ج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب یہ
زمین پر اترا شاہزادے کو ہوش آیا دیو نے کہا کہ اب مجکو اجازت ملے اس صحرا مین لقمان پریزاد ہو شاہزادے نے
کہا کہ ایک طور سے اجازت ہی کہ جب قلعہ طلسمی پر مقابلہ ہو تو اپنا لشکر لیکر ضرور آنا اُسنے عرض کیا ضرور حاضر ہونگا شہزادہ
نے کہا کہ جاؤ پس وہ سلام کر کے راہی ہوا کہ اسکا ذکر پھر ہوگا شاہزادہ وہانسے روانہ ہوا ایک میل راہ طے کی تھی کہ
چند پریزاد نظر آئے راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس صحرا مین لقمان زیرجسان شکار کو آیا تھا ہر روز آتا تھا حسب معمول
آج بھی آیا ہی شکار کے بیٹھا ہوا ماہی کا کھیل رہا ہی یہ پریزاد شاہزادے کو جو نظر آئے ہین اُسکے ملازم ہین شاہزادہ بلا خوف و خطر
اُسطرف کو چلا گیا کیونکہ کاغذ سے حکم ہو چکا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پریزاد مسن باریش سفید ایک مدور چبوترہ
سنگ مرمر کا ہی کنارے چشمہ کے اُسپر فرش نفیس کیا ہی مسند آراستہ ہی بیٹھا ہی اور بہت سے پریزاد اپنے اپنے مرتبہ سے
کھڑے ہوئے ہین وہ مرد بزرگ شکار ماہی کھیل رہا ہی شاہزادے نے اُسکو دیکھا اُدھر لقمان کی نگاہ جو شاہزادے
پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان رعنا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان لباس نفیس پہنے ہوئے گرد مین آلودہ بوضع
مسافر صحرا سے اِدھر کو چلا آتا ہی لقمان نے شاہزادے کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کیا سبب ہی کہ آجتک کبھی اس
صحرا سے کوئی نہین آیا یہ صحراے طلسمی ہی اول تو مرحلہ قازان ہی دوسرے دیو مینا رنگ ان مرحلون سے
جبکے وہ آئے یہ جوان کیونکر آیا پھر اسکو خیال آیا کہ شب کو مین نے اپنی لاولدی پر بہت افسوس کیا تھا اور خدا
سے دعا کی تھی کہ اگر میرے مقدر مین میری زوجہ سے فرزند نہین ہی تو کوئی ایسا جوان پردۂ غیب سے پیدا کر کہ جو کہ
میری فرزندی کو قبول کرے اور مین اُسکو اپنا فرزند بناؤن اور اُسکو دیکھکر مین اپنے دل رنجور کو خوش کرون معلوم
ہوتا ہی کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور اس جوان کو میرے لیے روانہ فرمایا کہ یہ اُسطرف سے آیا ہی کہ جدھر
سے کوئی نہین آسکتا ہی پس اگر یہ قبول کرے تو اسکو مین اپنا پسر خواندہ کرون لقمان نے یہ خیال کر کے ایک
پریزاد سے کہا کہ اِس جوان کو میرے پاس بلا لاؤ پس وہ پریزاد گیا اور کہا کہ اے مسافر تمکو ہمارا آقا لقمان
طلب فرماتا ہی چونکہ شاہزادے کو کاغذ سے حکم ہو چکا تھا بلا خوف اُس پریزاد کے ہمراہ لقمان کے پاس
آئے لقمان نے چہرے کو دیکھا اور شان و شوکت کو خیال کر کے دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی عالی خاندان سے
ہی شاہزادہ ہی پس برائے تعظیم اُٹھا یہ قدرت خدا ہی کہ جو شاہزادے کو دیکھتا ہی برائے تعظیم ضرور اُٹھ کھڑا ہوتا
ہی جو ادھر لقمان برائے تعظیم اُٹھا اِدھر اُنھون نے اسکو بزرگ دیکھکر سلام کیا لقمان نے ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا
لیا یہ قدرت خالق ہی کہ جبسے لقمان نے شاہزادے کو دیکھا ہی ایک ایسی الفت قلب مین پیدا ہوئی ہی
جو کہ اولاد سے ماں باپ اور بزرگ کو ہوتی ہی پس لقمان نے پوچھا کہ آپکا کدھر سے آنا ہوا اور کہانکا
قصد ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مین مسافر ہون راہ فراموش کی ادھر چلا آیا اب جو واپس چلا کہ پھر جاؤن
وہ راہ نہ ملی تین دن سے پریشان پھر رہا ہون ہانپر صدا آئی تھی کہ تو طلسم مین اسیر ہو گیا اب اِس امر
قطع امید کر کہ پھر دنیا پر جائے یا رہا ہووے پس مایوس ہو گیا اور خیال کیا کہ جو مقدر مین لکھا تھا وہ پیش آیا
لقمان نے کہا کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور آپکو میرے پاس پہنچایا اگر آپکو ناگوار نہو تو مین ایک
امر عرض کرون شاہزادے نے فرمایا کہ بیان کرو لقمان نے کہا کہ دراصل یہ طلسم ہو اب یہانسے جانا بہت
مشکل ہی پس اگر آپ یہ امر قبول فرمائین کہ مین آپکو اپنا فرزند بناؤن اور آپکو دیکھکر اپنا دل خوش کرون
کیونکہ لاولد ہون اور یہ میرے ذہن آیا کہ میرے یہان کوئی اولاد نہوئی مین نے کئی محل بھی کیے مگر نہوئی اب کیا
ہوگی رات کو مین نے پریشان ہوکر خدا سے دعا کی تھی کہ کسی ایسے شخص کو روانہ فرما کہ جسکو مین اپنا فرزند کرون
اُسنے آپکو میرے مقدر کی خوبی سے یہانتک پہونچا دیا شاہزادے نے جواب دیا کہ خیر جو آپکی مرضی جبکہ یہ امید

قطع ہو کیونکہ یہانسے پیدل ہو کر جاؤن تو کیا کرونگا سرگردان پھرنے سے بہتر ہوگا کہ اب ایسا شفیق سرپرستی کریگا
چونکہ شاہزادے کو حکم تھا کہ جو وہ کہے اُسکو قبول کرنا جبتک وہ کئی مرتبہ حال نہ دریافت کرے اپنا حال نہ
بیان کرنا بلکہ جو تمھاری رائے مین آئے وہ فقرہ کہہ دینا لہٰذا بس اُسی تعلیم کے بموجب شاہزادے نے یہ فقرہ کہا اور اُسکے
کہنے کو قبول کیا بس اُسوقت لقمان شاہزادے کو لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا اپنی زوجہ سے
سب حال کہا وہ مومنہ بھی بہت خوش ہوئی اور مثل مادر مہربان کے شفقت سے پیش آئی شوہر سے کہا کہ خیر خدا نے
وارث مال و دولت تو پیدا کر دیا اُسکے شوہر نے اپنے دعا مانگنے و عجز و انکسار درگاہ باری مین کرنیکا سب حال بیان
کیا وہ بہت خوش ہوئی شوہر سے کہا کہ خدا نے دعا قبول کی بعد اسکے لقمان نے شاہزادے کو حمام کرایا
لباس نفیس سے آراستہ کیا پریان و پریزاد برائے خدمت مقرر کیے نام شاہزادے کا فرخ فال رکھا شہزادے
نے اپنا نام خلیل تاجر بتایا تھا نام بدل دیا اب طریقہ یہ ہے کہ لقمان شاہزادے کو اپنے سے کسی وقت جدا نہین
کرتا ہے سوائے اُسوقت کے کہ جب دربار کو جاتا ہے باقی ہر وقت ہمراہ رکھتا ہے مگر اس امر مین ضرور حیران
ہے کہ یہ جو جوان آیا ہے اُسطرف سے آیا ہے کہ جدھر سے کوئی آجتک نہین آیا مرحلۂ قازان پر پتھر کا بنجاتا ہے اور
شاذ و نادر کوئی بچکر نکل آیا تو دیو مینار رنگ قتل کرتا ہے یا اسیر ہو کر قید خانۂ طلسم مین قید ہوتا ہے یہ کیونکر ان سب بلاؤن
سے بچا اور یہ کوئی ایسا ویسا شخص بھی نہین ہے ضرور شاہزادہ ہے یہ اکثر اوقات شاہزادے کو تنہا پاکر دریافت
کرتا ہے کہ اے فرزند تم اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو کہ کون ہو اور کیونکر ادھر سے آئے کیونکہ ادھر سے تو کوئی آ نہین
سکتا ہے شہزادہ جواب دیتا ہے کہ خدا نے پہونچایا اور مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ تاجر بچہ ہون یہ کلام سنکے
لقمان خاموش ہو جاتا ہے جب اسکو ایک زمانہ گذرا اور کچھ حال نہ ظاہر ہوا یہ بہت پریشان تھا ایک دن اُ
شاہزادے کو تنہا پاکر پھر اُسیطور سے دریافت کیا شاہزادے نے وہی جواب دیا تب لقمان نے کہا کہ اے
فرزند تمکو قسم ہے خداوند کریم کی کہ تم اپنے اصلی حال سے آگاہ کرو مین تمھارے واقعہ مین بہت پریشان ہون جب
لقمان نے قسم دلائی شہزادے کو حکم تھا کہ جب لقمان قسم دلائے تب اپنا حال بیان کرنا اُسوقت شہزادے
نے کہا کہ اے لقمان آگاہ ہو کہ میرا نام سہراب ثانی ہے اور مین فاتح طلسم ہون مین نے بمدد خداوند کریم بموجب ارشاد
فیض بنیاد حضرت سلیمان مرحلۂ قازان کو فتح کیا اور قازہ جادو کو قتل کیا اُسکے بعد دیو مینار رنگ کو زیر کیا اُسکے
ذریعے سے یہان آیا تمسے ملاقات ہوئی اُسنے کہا کہ پہلے آپ نے اپنے تئین کیون نہ ظاہر کیا کہا کہ مجھکو حکم اسیطور سے تھا
اگر اب بھی تمکو یقین نہو تو مجھکو قید شاہ صفا لیش پر لیچلو تمکو بالکل ظاہر ہو جائیگا اے لقمان اب وہ فکر کرو کہ لوح طلسم ہاتھ
لگے لقمان نے جب یہ سنا بہت خوش ہوا اور اُٹھکر قدم چومے ہاتھونکو بوسہ دیا اور کہا کہ مجھکو یقین ہے مین خود ہی حیران
تھا کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی اُدھر سے نہین آسکتا ہے ہو نہو یہ طلسم کشا ہین کسی مصلحت سے اپنے کو پوشیدہ کرتے
ہین اسی سبب سے بار بار دریافت کرتا تھا جو مجھکو خیال تھا وہی ٹھیک ہوا خیر ابھی اس امر کو نہ ظاہر فرمائیے مین کل
آپکو مرقد پر لیچلونگا میلا بھی ہے حسان جو کہ میرا بادشاہ ہے وہ اس مرحلہ کا مالک ہے وہ مرد مسلمان ہے جب اُسکو
معلوم ہوگا تو وہ اور مین دونون ملکر فقط لوح کے دستیاب ہونے کی کوشش کرینگے اگر خدا کو منظور ہوگا تو لوح ملجائیگی اب
شاہزادہ خاموش ہو رہا وہ شب شاہزادے نے عیش و عشرت بسر کی جب صبح ہوئی لقمان شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لیکر دربار مین آیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پریزاد تخت پر بیٹھا ہے اور بہت سے پریزاد کرسیون
اور دنگلون پر بیٹھے ہین مگر سب عینائی لباس پہنے ہوئے ہین بادشاہ کا سن بہت ہے بال ریش کے سفید
ہین لقمان نے سلام کیا اُدھر حسان نے جو شاہزادے کو دیکھا کہا کہ لقمان آج ایک جوان نو عمر کو
اپنے ہمراہ لایا ہے اور وہ جوان بہت خوبصورت ہے لقمان سے پوچھا کہ یہ جوان تمھارا کون ہے اُسنے کہا کہ

آپکا خادم میرا فرزند ہی حسان نے کہا کہ مینے جب تسے دریافت کیا تمنے یہی کہا کہ کوئی فرزند نہین ہی اور مینے
اکثر اور لوگون کی زبانی بھی تمھاری لاولدی کی شکایت سُنی لقمان نے کہا کہ ایک زمانہ ہوا کہ میری زوجہ اصلی
مجھسے خفا ہوکر اِس امر پر کہ مین نے جو متعدد عقد کیے اپنے میکے چلی گئی تھی اور بہت خفا تھی
یہ نوبت پہونچی تھی کہ بالکل آمد و رفت میری و دیگر لوگون کی قطع ہوگئی تھی مجکو یہ امر نہ معلوم تھا کہ حاملہ ہی
وہ حاملہ تھی لیکن میکے مین یہ لڑکا پیدا ہوا مجکو خبر بھی نہ کی بعد کئی برس کے معلوم ہوا جب مجکو معلوم ہوا اپنے
بمصلحت کسی پر نہین ظاہر کیا اِس خیال سے کہ جب یہ جوان ہوکر میرے پاس آئیگا اسوقت ظاہر ہوجائیگا
چنانچہ یہ جوان ہوے اپنی مان سے اجازت لیکر میرے پاس پرسون آئے لیس مین آج لیکر حاضر ہوا
اِس خیال سے کہ آپکی قدمبوسی حاصل کراؤن اور آج یہان بھی ہو مرقد مرشد پر بھی لیجاؤن اور اُس مرقد کی زیارت
سے مشرف کراؤن لیس لیکر حاضر ہوا حسان یہ تقریر سنکر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل مین کہنے لگا کہ لقمان
کا فرزند نہین ہی ضرور اِس امر مین کچھ بھید ہی اسنے کسی وجہ سے یہ امر ظاہر کیا ہی اسطور سے بحضور مرقد مرشد سے یہ راز
بھی ظاہر ہوجائیگا یہ دل مین خیال کرکے حکم دیا کہ فرزند لقمان کے لیے کرسی لاؤ کرسی آئی شاہزادہ سلام کرکے
کرسی پر بیٹھ گیا لقمان اپنے مقام پر آیا بادشاہ نے لقمان سے کہا کہ کل میرے پاس نامہ بادشاہ طلسم کا
آیا ہی کہ مرحلہ قادان فتح ہوگیا قادر چاودہ مارا گیا طلسم کشا داخل طلسم ہوا ہی لیس اگر تمھارے مرحلہ کیطرف
آئے خواہ گرفتار یا قتل کرنا مین نے کچھ جواب نہین لکھا خاموش ہو رہا مجکو کیا چاہیے طلسم کشا آئے چاہے
کوئی مین کیون اِس امر مین کوشش کرون یہ تو نہوگا کہ ایک کافر کے حکم سے مین مرد مسلمان کو قتل کرون
یا اسیر لقمان نے جواب دیا کہ میری بھی یہی رائے ہی بلکہ اگر وہ مدد کا خواستگار ہو تو طلسم کشا کی کمک فرمایئے یہ
سنکر حسان نے جواب دیا کہ جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا مگر اے لقمان طلسم کشا کا آنا طلسم مین بیکار ہی وہ لوح
اور لوح طلسم کا پتہ نہین ہی کہ کس مقام پر ہی لقمان نے جواب دیا کہ وہ تو حاصل کرلیگا کسی بھید و سلسلہ پر تو اِس امر کا
قصد کیا ہوگا حسان نے جواب دیا کہ یہ ضرور ہی کہ وہ کسی بزرگ کی کمک سے یہانتک آیا ہوگا اور اُسی کی
مدد سے ایک مرحلہ بھی فتح کیا خداوند کریم اُسکو دیو بیشمار کے ہاتھ سے بچائے اور اُسکو اُسکے مقصد دلی پر
کامیاب کرے کیونکہ اب اِس طلسم مین فسق و فجور بہت پھیل گیا میرے نزدیک بربادی طلسم کا زمانہ نزدیک آگیا
ہی لقمان نے جواب دیا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شاہزادہ خاموش بیٹھا ہوا وزیر و بادشاہ کی
تقریر سنتا گیا لقمان نے کہا کہ اب تشریف لیچلیے میلا جمع ہو گیا ہوگا اور در مرقد کے کھلنے کا بھی وقت آگیا
لیس حسان یہ کلام وزیر سے سنکے تخت پر سے اُٹھا اور اپنے اہل دربار کو ہمراہ لیکر مع لقمان و شاہزادے
کے تخت پر سوار ہوکر اُس مقام پر آیا کہ جہان مرقد شاہ صفا کیش روشن ضمیر کا تھا یہان میلا جمع تھا ہر
قسم کے سودے والے موجود تھے در گنبد پر مرادمندون کا مجمع تھا مجاور بیٹھے ہوئے تھے پھول والے الائچی
دانہ ہار شمعین لیے ہوئے موجود تھے لیس جب بادشاہ پہونچا سب اہل میلہ نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ
تخت پر سے اُترکر سیدھا طرف مرقد کے چلا مجاورون نے دروازہ مرقد کا کھولا بادشاہ مع وزیر و شاہزادہ و دیگر
اہل دربار کے داخل مرقد شاہ صاحب ہوا اور سب مرادمند بھی اندر آئے پہلے بادشاہ نے قبر پر فاتحہ پڑھی بعدہ
وزیر و شاہزادے و دیگر ہمراہیان بادشاہ نے یہان ہر طرف گلدستے رکھے ہوئے تھے آئینہ لگے ہوئے تھے فرش
نفیس آراستہ تھا شیشہ آلات لگا ہوا تھا مختلف روشن تھے عود و عنبر مجمرون مین جل رہا تھا تمام گنبد مہکا ہوا
تھا ایک چادر زرتار بادلے کی کار چوبی اور ایک موتیون کی قبر پر پڑی ہوئی تھی کٹہرا قبر کا طلائی تھا اُسپر جڑاؤ
کام کیا ہوا تھا لیس جو مرادمند تھے اُنھون نے شمعین روشن کین اپنی مراد طلب کی چراغ چڑھائے جب بادشاہ

کام ہو چلے اُسوقت قبر سے صدا آئی کہ ای حاضرین گنبد وای حسان پریزاد آگاہ ہوا اور ہوشیار رہو تو کیا غافل و
بیہوش ہو کہ تیرے شہر مین وہ شخص آیا کہ فاتح طلسم ہی اور تو نے اُسکی کچھ قدر و منزلت نہ کی بلکہ وہ اِسوقت یہان
بھی موجود ہی اُس با اقبال نے مرحلۂ قازان اپنی قوت بازو و مدد بزرگان سے فتح کیا اور دیو مینا رنگ
کو کشتی مین زیر کیا اُسنے اطاعت کی وہ فکر لوح مین یہانتک آیا اور تُنے کچھ مدد نہ کی آگاہ ہو کہ عمر طلسم تمام
ہو گئی وہ صاحب اقبال اِس ہفتہ مین لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کریگا جو کفر و کافری آجتک یہان
ہی وہ سب اپنی آب شمشیر سے دھو کر اِس طلسم کو ضلالت کفر سے پاک کریگا اُسکے نور قدم سے یہ ظلمت
کفر ہر طرف اور اسی ہفتہ کے اندر یہ طلسم فتح ہو جائیگا ای حسان تجکو لازم ہی کہ اِس شہریار کی خدمت
کر اور اِس شہریار کو اپنے ہمراہ لیکر طوغان پریزاد مرحلہ گرد باد کے پاس جا اور اُسکو میرے حکم سے
آگاہ کر کہ مرشد کامل نے حکم فرمایا ہی کہ تیرے مرحلہ مین لوح ہی اور تجکو لوح کا پتہ معلوم ہی تو اِس با اقبال
کو آگاہ کر یہ با اقبال اپنے قوت بازو و مدد بزرگان دین سے لوح حاصل کر لیگا اور طلسم کو فتح کریگا پس
اُس سے کہنا اور تو بھی سُن کہ جو اِس شہریار کی اطاعت کریگا اُسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور جو اطاعت نہ کریگا
وہ اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا پس سب ساکنان طلسم پر اُسکی اطاعت فرض ہی اور اب میلا نہوا کرے اور تم
اب میرے مرقد سے آواز آنیکی صرف اِسی زمانہ کے لیے تین یہان مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اب مین اپنے
مقام اعلی پر جاتا ہون طلسم فتح ہو جائیگا سبب یہ تھا کہ کفر و کافری زیادہ ہو گئی تھی کوئی ایسا نہ تھا کہ تم لوگون کو
اِس امر سے باز رکھتا پس مجکو حکم ملا تھا کہ تا تشریف آوری طلسم کشا تم بعد ہر ہفتہ کے اپنی قبر مین جا کر ہفتہ بھر کے
واقعات و احکامات سے طلسم کے آگاہ کر دیا کرو جب طلسم کشا آجائیگا اور طلسم فتح ہو جائیگا پھر تمہارا کوئی کام
نہین ہی پس مین نے آگاہ کر دیا یہ جو صدا قبر سے آئی سب حاضرین گنبد پریشان ہو کر دیکھنے لگے وہ کون شخص
ہی کہ جو کہ فاتح طلسم ہی سوا اُن لوگون کے جو کہ داخل حجرہ ہوے تھے کسی کو خبر نہ پائی حسان خود
حیران ہو کر دیکھ رہا تھا کہ پھر صدا آئی کہ ای حسان تو بڑا نادان ہی یہ شاہزادہ تیرے وزیر کے پہلو مین جو جوان
کھڑا ہی جسکو تیرے وزیر نے اپنا فرزند بنایا ہی اور تجھے ظاہر کیا ہی کہ یہ میرا فرزند ہی ارے یہی طلسم کشا ہی
لقمان کا فرزند نہین ہی اُسکے قدم چوم ہاتھون پر بوسہ دے آنکھون سے لگا اِس امر مین مصلحت تھی کہ جو اِس
امر کو لقمان نے پوشیدہ کیا اور خود نہ ظاہر کیا اگر وہ ظاہر کرتا تجکو یقین نہ آتا پس اسیطور سے ظاہر ہونے سے
سب کو یقین آگیا ہوگا یہ جو صدا آئی اُنکا یہ حال ہوا کہ سب نے دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومے حسان نے
سر قدمون پر رکھدیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے مین آپکے حال سے آگاہ نہ تھا شاہزادے نے یہ سنکر
حسان کو گلے سے لگایا اور کہا کوئی تمہاری خطا نہین ہی یہی مصلحت تھی پس پھر صدا آئی کہ اب ہم جاتے
ہین تم بھی جاؤ اور اِس شہریار کو طرف مرحلۂ گرد باد کے لیکر جاؤ تا کہ شہریار لوح حاصل کرے طلسم فتح کرے
یہ صدا آکر پھر صدا نہ آئی پس حسان نے فاتحہ پڑھی اور سب حاضرین گنبد سے اُسکے بعد باہر آئے حسان
بڑے اعزاز و اکرام سے شاہزادے کو شہر مین لایا اور داخل محل ہوا اور اپنے وزیر لقمان کو طلب کر کے
کہا کہ سامان سفر کرو تا کہ مین اِسیوقت طلسم کشا کو لیکر طوغان کے پاس جاؤن اور حکم مرشد بجا لاؤن لقمان
نے کہا بہت خوب اور باہر آیا اور تھوڑے عرصہ مین سب سامان سفر تیار کر لیا بادشاہ سے کہا یہان بادشاہ
نے بڑی تواضع و تکریم سے شاہزادے کی دعوت کی خوش شکل غلامون کے خدمتگذاری مین مصروف رہا
لباس پر تکلف سے آراستہ کیا کہ لقمان نے آکر کہا کہ سامان سفر سب تیار ہی پس حسان نے اپنے فرزند
ضربان کو اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود مع لقمان پریزاد و شاہزادے کے دیگر چند پریزادون کو ہمراہ لیکر

روانہ ہوا بعد قطع راہ کے قریب مرحلۂ گرد باد پہونچا راہ مین شاہزادے کی خود خدمت کرتا تھا اور اپنا فخر خیال
کرتا تھا جب قریب مرحلہ پہونچے شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا کہ اسقدر ہوا کا زور ہی کہ اُس مقام پر قیام کرنا
دشوار ہی اور خاک اُڑ رہی ہی کچھ نظر نہین آتا ہی حسان اُس مقام کے قریب پہونچکر کھڑا ہوا یہ کھڑا ہوا تھا
کہ ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی ایک شعلہ اُس ہوا مین نظر آیا اور وہ آکر سامنے حسان کے قائم ہوا حسان
نے کہا کہ جاکر خبر کردے کہ حسان پریزاد حاکم مرحلہ مینا حصار آپکی ملاقات کو آیا ہی کوئی امر ضروری عرض کرنا ہی
اُسکا وزیر ہوا اور چند آدمی ہین یہ جو حسان نے کہا وہ شعلہ ایک مرتبہ غائب ہو گیا راوی نے بیان کیا ہی
کہ اِس مرحلہ کا راستہ بند ہی بدون اطلاع حاکم مرحلہ کے کوئی جا نہین سکتا ہی نہ راستہ کھلتا ہی اور اطلاع کی یہ صورت
ہی کہ شعلہ پیدا ہوتا ہی اور وہی شعلہ جاکر خبر دیتا ہی اگر حاکم مرحلہ کو اُس شخص کو طلب کرنا ہوتا ہی تو وہ راستہ کھولدیتا
ہی ورنہ اُسیطور سے راستہ بند رہتا ہی آنیوالا عاجز ہوکر چلا جاتا ہی حسان کئی مرتبہ آچکا تھا اُسکو طریقہ معلوم تھا
اور راہ بھی معلوم تھی پس اِسی سبب سے اُسنے شعلے سے یہ کہا جب وہ شعلہ چلا گیا حسان اُسی مقام پر کھڑا رہا
کہ اُس شعلہ نے جاکر روبرو طوغان کے اپنی اصلی صورت پیدا کی اصل مین وہ شعلہ نہین ہی بلکہ ایک ساحر ہی
اور وہ ساحر مسلمان ہی بانیان طلسم نے یہ بھی طریقہ مقرر کیا ہی جو کہ عرض کیا گیا کہ اسیطور سے خبر ہوتی ہی پس
یہان طوغان دربار مین بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ شعلہ پہونچا اور اپنی صورت اصلی پیدا کی اور
کہا کہ آپکو معلوم ہو کہ حسان پریزاد مع اپنے وزیر اور چند پریزادون کے تشریف لائے ہین اور کہتے ہین کہ ایک
امر مین رائے لینا ہی اور وہ امر ضروری ہی پس اُسکے بابت کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے کہا کہ برق باد نگہبان مرحلہ
سے کہدے کہ راستہ کھولدے تاکہ حسان پریزاد یہان چلا آئے پس یہ حکم دیتا تھا کہ وہ اُسیطور سے شعلہ بنکر
پاس دیو برق باد کے آیا اور بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا اُسنے راستہ کھولدیا کہ یہان حسان کھڑا تھا اُسنے
دیکھا کہ اُس ہوا مین راہ پیدا ہوئی پس حسان شاہزادے اور لقمان و اُن پریزادون کو ہمراہ لیکر اُس راہ
سے داخل مرحلہ ہوا اُس مقام پر بالکل اثر ہوا کا نہ تھا یہان طوغان اپنے وزیر و دیگر اہل دربار سے کہہ رہا تھا
کہ نہ معلوم حسان کو کیا ضرورت پیش آئی ہی جو اسوقت آیا خوب ہوا کہ وہ آگیا مین خود اُنکو بلانے والا تھا کیونکہ
مشورہ کرنا تھا میرے پاس بادشاہ طلسم کا نامہ آیا ہی کہ طلسم کشا نے مرحلۂ قارزان کو فتح کیا دیو پنبار زنگ
کو زیر کیا داخل طلسم ہوا ہی لہذا اُسکی فکر کرو کہ وہ اور کوئی مرحلہ فتح نہ کرنے پائے تو اِس امر مین صلاح کرنی تھی
کہ آیا بادشاہ سے مخالفت کیجائے اور طلسم کشا کی شراکت کیجائے کیونکہ وہ مالک طلسم ہی اور طلسم کشا اگر
آیا ہی تو بیکار ہی کیونکہ لوح اُسکے پاس نہین ہی طوغان نے جواب دیا کہ بادشاہ کی شراکت مین نقصان ہی پس اِس
امر سے اطمینان رکھو کہ یہ طلسم نہ فتح ہوگا یہ امر غیر ممکن ہی کیونکہ جسطور سے طلسم کشا یہانتک پہونچا ہی اُسیطور سے
لوح بھی حاصل کر لیگا اور ہمنے اپنے بزرگون سے اکثر سنا ہی کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا اُسکا بڑا مرتبہ ہوگا ایک
نہ ایکدن یہ طلسم فتح ضرور ہوگا اور جو اطاعت نہ کریگا ذلیل ہوگا پس بادشاہ کی شراکت مین ذلت ہی دوسرے
بادشاہ نے کفر اختیار کیا ہی ہمارے اُسکے زمین و آسمان کا فرق ہی اگر وہ کافر نہوجاتا تو ضرور اُسکی شراکت کیجاتی
وزیر نے جو یہ سُنا تو کہا کہ اچھا حسان کو آنے دیجئے دیکھئے کہ وہ کیا صلاح دیتے ہین یہان یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ حسان مع سب ہمراہیون کے آکر پہونچا طوغان و کل اہل دربار نے حسان اور اُسکے ہمراہیون کو جو پریزادے
مع لقمان وزیر کے پہچانا مگر دیکھا کہ ایک جوان کہ جسکے چہرے سے آثار شجاعت و دلاوری و شوکت شاہی
آشکار ہین چہرہ مثل آفتاب تابان کے روشن ہی کہ نگاہ نہین کام کرتی ہی اور ایسا رعب و داب ہی کہ جسم کے
بال کھڑے ہوے جاتے ہین بسبب خوف کے حسان پریزادے اور طوغان پریزاد مصاحب

اور سب اہل دربار نے تعظیم کی حسان مع شاہزادے کے برابر طوغان کے آکر بیٹھا سب ہمراہی اپنے اپنے
مرتبہ سے بیٹھے بعد مزاج پرسی کے طوغان نے حسان سے کہا کہ مین اس ضرورت سے آیا ہون کہ میرے پاس
کل بادشاہ طلسم کا نامہ آیا ہی اُسکا مضمون یہ ہی کہ مرحلۂ قازان کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اور دیو مینا رنگ نے
طلسم کشا کی اطاعت کی بس وہ داخل طلسم ہو چکا ہی اُسکو یا تو اسیر کر کے میرے پاس روانہ کرو اگر ملجائے یا اُسکا
سر روانہ کرو تو مین اس غرض سے آیا ہون کہ اسمین تمھاری کیا راے ہی اول تو وہ خود ہی پریشان ہو کر چلا جائیگا
کیونکہ بدون لوح فتح طلسم غیر ممکن ہی اور لوح کا نشان آجتک کسیکو نہین معلوم ہی یا طلسم کشا کی اطاعت کیجائے
اگر وہ ہمارے پاس آئے طوغان نے کہا کہ مین خود تمکو بلاتا ہوا لاتا تھا اسی مضمون کا نامہ میرے پاس بھی
آیا ہی اور تمسے راے لینے والا تھا خوب ہوا کہ تم خود آ گئے ان سے جو تمنے کہا کہ کیا کیا جائے پہلے تم یہ بیان
کرو کہ جس شخص نے بدون لوح کے ایک مرحلہ فتح کر لیا اور دیو کو زیر کر دیا اُسکے نزدیک لوح کا نشان اور پتہ
دریافت کر لینا کیا مشکل ہی اور یہ بھی ثابت ہی کہ عمر طلسم تمام ہو چکی ہی کیونکہ یہ کتاب طلسم اور طریقۂ طلسم
سے ثابت ہوتا ہی کہ جب بادشاہ طلسم کفر اختیار کریگا اُسی زمانہ مین طلسم کشا آکر طلسم کو فتح کریگا وہی زمانہ ہی
اسی کی خبر بانیان طلسم دے گئے تھے اور یہ بھی لکھ گئے ہین کہ جو اطاعت طلسم کشا کریگا وہ مرتبہ اعلیٰ پائیگا
اور جو مخالفت کریگا ذلیل ہوگا اور یہ بھی تحریر ہی کہ جس زمانہ مین طلسم کشا آئیگا اُس زمانہ مین مخالفت باہم
ہوگی کچھ لوگ مسلمان ہونگے کچھ کافر بس یہ وہی زمانہ ہی بس اب طلسم کا باقی رہنا تو دشوار ہی اور ایک مرحلہ
بھی فتح ہو چکا ہی ایسی حالت مین ان امرون پر خیال کر کے کیا کیا جائے دوسرے ہم خدا پرست اور بادشاہ
کافر اُسکی کیونکر اطاعت کرین جو میرے نزدیک مناسب تھا وہ مین نے بیان کر دیا اب جو تم راے
دو وہ کیا جائے حسان نے کہا کہ جبکہ یہ سب امر ثابت ہین تو پھر کیا ضرور ہی کہ طلسم کشا سے مخالفت کیجائے
ضرور اُسکی اطاعت کیجائے طوغان نے کہا کہ میرے نزدیک تو اطاعت ہی بہتر ہی بس میری راے یہ ہی
کہ بادشاہ کو کسی بات کا جواب نہ دیا جائے اور طلسم کشا کی تلاش کیجائے حسان سپہزادے نے کہا یہ بہتر ہی
سب اہل دربار وہمراہیان حسان مع شاہزادے کے حسان وطوغان کی تقریر سنا کیے جب باہم
یہ تقریر ہو چکی اُسوقت طوغان نے شاہزادے کیطرف دیکھکر حسان سے کہا کہ یہ کون بزرگوار آپکے ہمراہ
ہین انکی کچھ حقیقت بیان فرمایئے یہ جو طوغان نے کہا حسان نے کہا یہ ہمارا بھتیجا ہی ایسا ہی
کہ آپ نے اس شہر یار کو نہ پہچانا اچھا حضرت یہ وہی شہریار ہین کہ جنکا ابھی ذکر ہو رہا تھا اے طوغان
یہ شہزادہ شہریار طلسم کشا ہین انکو تمھارے پاس اسلیے لایا ہون کہ مجھکو حکم مرشد کامل شاہ صفا کیش
کا ہوا ہی کہ تم طلسم کشا کو اپنے ہمراہ لیجاؤ پاس طوغان سپہزادے کے اور اُس سے کہنا کہ انکی اطاعت کرو
اور اُسکے مرحلہ مین لوح ہی اُسکا نشان دیدے تاکہ یہ لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کرین یہ کہکر کل تقریر جو کہ
مرقد شاہ صفا کیش سے کی تھی بیان کی اور کہا کہ اسی شہریار نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا اور دیو
مینا رنگ کو زیر کیا ہی اور حسان نے لقمان کے پاس آنا شاہزادے کا اور اپنے کو پوشیدہ کرنا اور
بہت تسمین دیکر لقمان کا حال دریافت کرنا شاہزادے کا اپنے کو ظاہر کرنا لقمان کا دربار مین لیکر آنا اور
اپنا دریافت کرنا لقمان کا بیان کرنا کہ میرا فرزند ہی اپنا ہمراہ زیارت کو بوسیلہ مرقد شاہ صفا کیش پر
جانا اور وہان اس امر کا ظاہر ہونا اور اُس تقریر کا ہونا اور مرقد سے بر آمد ہونا بعد اُسکے اپنا ادھر کو
آنا سب حال بیان کیا جب یہ سب تقریر طوغان نے سُنی شاہزادے کیطرف بغور دیکھا اور حسان سے
کہا کہ شاہ صفا کیش نے جو کچھ خبر دی سب درست اور بجا ہی اور جو تمنے بیان کیا وہ بھی سب درست ہی

حسان پریزادے نے کہا کہ شاہ صفا کیش نے بہت تعریف کی ہو اُنکے فرمانے سے مجھکو بھی یقین آگیا ہو اُنکا
فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا ہو جو حکم اور جو چیز اُنکی قبر سے ظاہر ہوتی ہو اور جس امر کے بابت صدا آتی ہو وہ بہت
درست ہوتی ہو ہم اُنکے حکم سے سرتابی نہین کرسکتے ہین ہمپر کیا منحصر ہو کل اہل طلسم اُنکو مانتے ہین پس ہم کیونکر اس
امر کو غلط خیال کرین اُنکے حکم کے بموجب ہم یہان طلسم کشا کو لیکر آئے ہین پس تمکو بھی لازم ہو کہ اس شہریار
کی اطاعت کرو اور حکم شاہ صاحب پر عمل کرو نشان لوح دو طوغان نے جواب دیا کہ مجھکو کب حکم شاہ صاحب
سے انحراف ہو جو کچھ اُنھون نے فرمایا ہو سب درست ہو لیکن مین بھی جبتک امتحان نہ کرلونگا مجھکو بالکل یقین
نہوگا حسان نے کہا کہ کس طریقہ سے امتحان کروگے طوغان نے کہا کہ جب سے یہ طلسم بنا ہو اور ہمارے
بزرگ اس مرحلہ کے حاکم مقرر کیے گئے ہین تو ایک کتاب امانت رکھی گئی ہو اور وہ کتاب جب سے ہمارے
خاندان مین چلی آتی ہو جو بادشاہ ہوتا ہو وہ کتاب اُسکے پاس ہوتی ہو جب وہ مرنے لگتا ہو تو اپنے قائم مقام
اور جانشین کے وہ کتاب سپرد کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ جب طلسم کشا آئیگا تو اس کتاب پر تحریر ظاہر ہوگی
ورنہ یہ کتاب سادی رہیگی اور اس کتاب کے اول ورق پر تصویر طلسم کشا بنی ہو پس جو شخص تمہارے
زمانہ حکومت مین اس امر کا دعوی کرے کہ مین طلسم کشا ہون تو اس تصویر سے اُسکے چہرے کو مطابق
کرنا اگر سر مو فرق نہو تو یقین کرنا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو ورنہ کاذب جاننا چنانچہ میرے پردادا کو اُنکے والد
نے یہی وصیت کی اور کتاب دی وہ اُنکے پاس رہی جب میرے پردادا انتقال کرنے لگے تو میرے دادا کو بھی
وصیت کرکے کتاب سپرد کرگئے وہ جب انتقال کرنے لگے تو میرے والد کو وصیت کرکے کتاب
دے گئے جب والد نے انتقال کیا تو وہ مجھکو کتاب دے گئے اور یہی وصیت کی پس میری سات پشت
سے وہ کتاب چلی آتی ہو مین نے اکثر اُسکو دیکھا سب ورق سادے پائے صرف ایک ورق پر تصویر بنی
نہ اُس زمانہ سے آجتک کسی نے دعوی اس امر کا کیا اب یہ شہریار دعوی کرتے ہین اور شاہ صاحب
کی مرقد سے بھی صدا آتی ہو پس مین اُس کتاب کو طلب کرکے تصویر سے ملاتا ہون اگر فرق نہوگا تو مجھکو بھی
یقین ہوجائیگا اور ضرور کچھ نہ کچھ تحریر ظاہر ہوگی اور اگر فرق نہوا تو مین اطاعت کرونگا نہ مخالفت جسطور سے
اُنکا جی چاہے لوح حاصل کرین اور بخدا مجھکو لوح کا نشان معلوم ہی نہ مین نے اکثر اپنے بزرگون سے سنا ہو کہ
اُسی کتاب سے لوح کا نشان ملیگا پس اگر یہ طلسم کشا ہین تو عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا بھی پتہ ملیگا
اور نہ مین شاہ صفا کیش کی مرقد کی صدا کو غلط کہسکتا ہون مگر مجھکو اُسوقت تک یقین نہوگا کہ جبتک کتاب
سے نہ ظاہر ہوگا اگر تمھاری مرضی ہو تو مین کتاب طلب کرون حسان نے کہا کہ شوق سے تم اپنا جسطور سے ہو
اطمینان کرلو مجھکو تو یقین ہوگیا یہ کہکر شاہزادے سے کہا کہ آپکی مرضی ہو شاہزادے نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہو
پس میرے طلسم کشا ہونیکا امتحان بھی ہوجائیگا اور طوغان کا خلجان بھی دفع ہوگا بفضل خدا ضرور میری صورت
سے وہ تصویر مشابہ ہوگی اور عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا پتہ ملیگا کیونکہ مین فرستادہ ہون حضرت سلیمان
علیہ السلام کا اُنھون نے مجھکو خواب مین بشارت دی ہو اور فرمایا ہو کہ تو ہی فاتح طلسم ہو پس کبھی فرق نہوگا
یہ جو شاہزادے نے فرمایا فوراً طوغان نے کتاب طلب کی چوبدار خزانہ سے وہ کتاب لیکر حاضر ہوا راوی
نے بیان کیا ہو کہ یہ طریقہ ہمیشہ سے جاری چلا آتا ہو اور اُسی زمانہ سے جاری ہو کہ جب سے طلسم بنا ہو پس جو کہ
حاکم ہوتا ہو اور اُسکے انتقال کا زمانہ آتا ہو تو وہ خزانہ سے کتاب طلب کرکے اپنی مہر سے برطرف کرتا ہو اور جو کہ
اُسکے بعد بادشاہ ہونیوالا ہوتا ہو اُسپر اُسکی مہر کردیتا ہو پھر اُس بادشاہ کو اختیار ہو کہ جب چاہے اُسکو منگا کر
اور اپنی مہر توڑ کر اُسکو دیکھے اور پھر اپنی مہر کرکے اُسیطور سے خزانہ مین رکھدے خزانچی کو حکم ہو کہ جب ہم [illegible]

طلب کرین فوراً بھیجدینا چنانچہ وہ کتاب ایک صندوقچہ مین بند رہتی ہی اُسکی کلید بادشاہ کے پاس رہتی ہی اور یہ
صندوقچہ پر بادشاہ کی مہر ہوتی ہی پس جب طوغان نے حکم دیا کہ خزانچی سے وہ صندوقچہ لیکے آؤ جو کہ امانت رکھا
ہی چوبدار نے جاکر خزانچی سے کہا اُسنے فوراً نکالکر دیدیا یہ لیکر حاضر ہوا سب نے دیکھا کہ ایک صندوقچہ فولادی ہی پس
طوغان نے وہ صندوقچہ لیکر اور کلید اپنے جوتے سے نکالکر پہلے اپنی مہر توڑی اُسکے بعد اُس کلید سے قفل کھولا اور پھر
اُسمین سے کتاب نکالی سب نے دیکھا کہ ایک مخمل سبز کے جزدان مین کتاب ہی پس طوغان نے اُس جزدان کو اُسپر سے
دور کیا اور کتاب کو نکالا اُسکو کھولا پہلے ہی صفحہ پر تصویر طلسم کشا کی بانیان طلسم نے بنائی تھی اب جو چہرہ سے شاہزادہ
کے ملایا سر مو فرق نہ پایا اُسپر لکھا تھا کہ این تصویر طلسم کشا است سہراب ثانی پسر رستم ثانی نبیرہ امیر نوجوان و حمزہ
صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان طوغان کو جب سر مو فرق نہ پایا کہا کیا صنعت کی تھی بانیان طلسم نے کہ کئی
ہزار برس قبل یہ تصویر بنائی تھی اور سر مو فرق نہ تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کسی نے کھینچی ہی ایک مو کا فرق نہ تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ سامنے بٹھا کے کھینچی ہی یہ حال دیکھکر طوغان کو یقین ہوگیا کہ یہ جوان بیشک طلسم کشا ہی سب اہل دربار
کو دیکھایا سب نے تعریف کی حسان نے بھی دیکھا شاہزادے نے خود اپنی تصویر دیکھی اور بانیان طلسم کی تعریف
کی اب حسان نے طوغان سے کہا کہ تمکو یقین ہوا یا ابھی کچھ شبہ ہی اگر شک ہو تو وہ بھی دفع کر لو اسلئے کہ ابھی کچھ
امر باقی ہی وہ بھی ظاہر ہوجائے تو پھر بالکل یقین ہوجائے حسان نے کہا کہ وہ کیا طوغان نے کہا کہ عبارت کتاب کا ظاہر
ہونا حسان نے کہا کہ کتاب کھولو اور دیکھو یقین ہی کہ وہ بھی ظاہر ہو پس طوغان نے پھر کتاب کو کھولا اور ورق کو الٹا تو
سرے پر صفحہ کے بخط جلی بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تھا اُسکے بعد نعت سرور کائنات باسبق و التعریف اوصیا اسکے ہی تحریر تھی اُسکے
بعد یہ تحریر تھا کہ جبکہ طلسم کا بادشاہ اژدر بہزاد ہوگا اور اُسکا وزیر مکار بہزاد ہوگا جو کہ ساحری پرست ہوگا اُسکے
بہکانے سے اژدر بہزاد کافر ہوجائیگا اور بہت سے اہل طلسم کفر اختیار کرینگے اُس زمانہ مین ایک جوان کہ جسکا
نام سہراب ثانی ہوگا وہ اولاد سے صاحبقران یعنی حمزہ عرب کے ہوگا جو کہ زلزلۂ قاف بھی مشہور ہوگا برائے
فتح طلسم تشریف لائیگا اور مرحلہ قادان کو فتح کرکے دیو مینار رنگ کو زیر کریگا اور اُسکے ذریعہ سے لقمان جو کہ اس زمانہ
مین وزیر بادشاہ مرحلہ مینا حصار کا ہوگا تشریف لائیگا وہ اپنا فرزند کریگا بعد کئی دن کے اسپر حال ظاہر ہوگا وہ اسکو اپنے بادشاہ
پاس لیجائیگا بادشاہ کے ہمراہ وہ شہریار پر مرقد شاہ صفا کیش پر جائیگا مرقد شاہ صفا کیش سے اسکا حال بادشاہ
پر ظاہر ہوگا اور اُسکے حکم سے وہ اُس بادشاہ پاس اُس شہریار کو لائیگا جو کہ مرحلہ گرد باد کا حاکم ہوگا پس اُس
بادشاہ کو لازم ہی کہ اُس شہریار کی اطاعت کرے اور جو تصویر صفحہ اول پر بنی ہوئی ہی تصویر طلسم کشا کی ہی سر مو
فرق ہوگا پس جب تصویر سے بھی مطابق پائے اور وہ شہریار لوح کا نشان دریافت کرین تو بادشاہ اُس سے یہ
عرض کرے کہ جو محل آہنی میرے دربار کے صحن مین نصب ہی اُسکو بزور صاحبقرانی اور طلسم کشائی اُٹھا
تاکہ ہم سب پر آپکے طلسم کشا ہونیکا یقین کامل ہو وہ شہریار بلا خوف و خطر اُس محل کو اُٹھا لیگا پس ایک غار ظاہر
ہوگا پس بادشاہ کو لازم ہی کہ اُس شہریار سے عرض کرے کہ اس غار مین تشریف لیجائیے اندر اُس غار کے ایک
دروازہ ہوگا اُسکو کھولکر دروازے کے اندر جائیگا ایک باغ ملیگا اُس باغ میں ایک بارہ دری ہو پس اُس
بارہ دری مین تشریف لیجائیگا وسط بارہ دری مین ایک دیو سے ملاقات ہوگی اُسکا نام دیو دربان ہی وہ مقابلہ
کریگا اُسکے تئین زیر کرکے اور اُسکے سینہ کو خنجر سے چاک کرکے دل اُسکا نکال لیجئے گا اور آگے اندر جائیگا دوسرے
درجہ مین اور ایک دیو ملیگا کہ اُسکا نام دیو دور اندیش ہی وہ بھی مقابلہ کریگا اُسکو بھی زیر کرکے اُسکا بھی سینہ چاک
کرکے جگر نکال لیجئے گا پس آگے تشریف لیجائیگا تیسرے درجہ مین وسط درجہ مین ایک زمین پر ایک تختہ لگا ہی
اُسکو اُٹھاکر اندر جائیگا بعد کئی زینہ کے ایک حجرہ ملیگا اُس حجرہ مین ایک [illegible] اُسمین ایک صندوقچہ

رکھا ہوگا اُسی صندوقچہ مین لوح طلسم ہی اور اُسکی کلید بھی اُسی زمین پر ہی مگر ایک افعی سیاہ رنگ گرد اُس صندوقچہ
کے حلقہ کیے ہوئے بیٹھا ہوگا وہ اُس شہریار کو دیکھکر اپنا سر اونچا کرکے براے ایذارسانی اپنے مقام سے چلیگا ای
طوغان سپہزادہ اُس شہریار سے یہ کہدے کہ جب وہ افعی سیاہ رنگ قریب آسکے تو وہ شہریار یہ اُس سے کہے
کہ ای ابرار حبشی مین طلسم کشا ہون اور جو جو واقعات گذرے ہون سب بیان کرے اور کہے کہ مین لوح لینے آیا ہون
اگر طلسم کشا نہوتا تو یہ بھی ممکن تھا کہ مین یہانتک آتا بس اسی امر سے ثابت ہی آج سے تجکو چھٹے رہا کیا تو اپنے مقام
کو چلا اب نگہبانی کر چکا ہماری امانت یعنے لوح طلسمی ہمکو دے اور لے یہ دل دیو دربان کا اور جگر دیو دراز شاخ
کا ہی یہ کہکر وہ دونون چیزین یعنے دل و جگر اُسکے روبرو رکھدے وہ سانپ یعنے ابرار حبشی اُسکو کھاکر ایک طرف
چلا جائیگا یہ بسم اللہ کہکر کلید سے صندوقچہ کو کھولین اور لوح نکالین اُسی حجرے مین ایک مقام پر ایک سنگ گران
رکھا ہی اُسکو بقوت طلسم کشائی اُٹھا کر الگ رکھدین جب وہ سنگ زمین سے جدا ہوگا تو ایک چشمہ ظاہر ہوگا
پہلے اُس چشمہ کے پانی سے غسل کرین بعد اُسکے وضو کرکے لوح کو اُس چشمہ مین غوطہ دین تاکہ اُسکی تحریر ظاہر ہو
بس جو اُس لوح مین تحریر ہو اُسپر عمل کرین اور وہ جو کاغذ اُنکے پاس ہی وہ اُسی دیو مینارہ رنگ کے مقابلہ تک
بکار تھا اب بیکار ہی والسلام یہ جو عبارت طوغان نے تحریر پائی بہت خوش ہوا اور اُسنے اکثر اس کتاب کو
دیکھا تھا تو بالکل سادہ پایا تھا اب جو ورق اُلٹ کر دیکھتا ہی یہی عبارت تحریر ہی بس کتاب بند کرکے شاہزادے
سے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ آپکو فتح طلسم مبارک ہو ہم غلامون کا ضرور خیال رکھیے گا مبارک ہو کہ نشان لوح بھی
ملگیا یہ کہکر طوغان نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ایک دختر رکھتا ہون اُسکو کنیزی مین قبول فرمایئے سپہ طوغان
نے کس سبب سے کہا کہ یہ امر بھی اُس کتاب سے ظاہر ہوا اور تحریر تھا کہ اُس زمانہ مین بادشاہ ہر جلوہ گرد باد
کے یہان ایک لڑکی ہوگی اُسکو لازم ہی کہ وہ اُس شہریار کی کنیزی مین دے تاکہ اُسکا مرتبہ سب پر اعلےٰ ہو اور یہ بھی
لازم ہی کہ جب وہ نشان لوح بیان کرے اُسکے پہلے یہ درخواست کرے یہ امر اُسکے حق مین بہت بہتر ہوگا راوی
نے بیان کیا ہی کہ طوغان سپہزادہ کی ایک دختر ہی کہ اُسکا سن بہت کم ہی مگر ایسی حسین و جمیل ہی کہ کوئی پری
اُس طلسم مین ایسی حسین نہین ہی اُسکا نام مالکہ سیما سوچا پری ہی بس اُسی کو کنیزی مین دینے کو طوغان سپہزاد
نے کہا سوا اُسے اُس دختر کے کوئی دوسری اولاد نہین ہی جب یہ طوغان سپہزادہ نے کہا تو شاہزادے
نے جواب دیا کہ مین اس امر کا ابھی اقرار نہین کرسکتا ہون بدون اپنے بزرگون کی صلاح کے ہان
اس سے تم اطمینان رکھو کہ بعد فتح طلسم مین ضرور اُسکا بند و بست کردونگا طوغان سپہزادہ نے
کہا کہ بہت خوب اسکا خیال رہے کہ ہم سب آپکے غلام ہین اور ہماری قوم کی پریان سب آپکی کنیزین اور لونڈیان
ہین شاہزادے نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تم کیا کہتے ہو تم سب ہمارے بزرگ ہو یہ فرماکر فرمایا کہ اب جلدی نشان لوح
بتاؤ بس طوغان نے جو عبارت کتاب مین دیکھی تھی وہ سب عرض کی اور کتاب دکھادی شاہزادے سے
عرض کیا کہ مین ہمیشہ سے یہ میل آہنی دیکھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ کسی ضرورت سے زمین مین نصب ہی مگر آج ظاہر
ہوا کہ یہ نشان لوح کے لیے نصب کرایا گیا تھا یہی امر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ہم لوگ بھی یہی خیال کرتے تھے
مگر بسبب خوف بادشاہ کے اُسکے دریافت کرنے کی جرأت نہوتی حسان نے کہا کہ جب مین آیا تو مین نے
بھی یہ میل پایا شاہزادے نے فرمایا کہ مین جب تمھارے ہمراہ آیا ہون مین نے پہلے ہی میل کو دیکھا تھا مگر خیال
کیا کہ کسی ضرورت سے نصب کیا گیا ہوگا۔ راوی نے بیان کیا ہی کہ ایک میل صحن دربار مین زمین پر نصب تھا
سوا گز بلند اور اُسمین آہنی کڑے پڑے ہوے لٹکتے بس جب یہ امر شاہزادے پر ظاہر ہوا کہ اس میل کے اُکھڑنے سے
لوح دستیاب ہوگی بس اپنے مقام پر سے خوشی خوشی اُٹھے اور قریب میل تشریف لائے طوغان و حسان

و دیگر پریزاد بھی ہمراہ تھے پس شاہزادے نے دونوں دست مبارک اپنے اُن کڑوں میں ڈالے اور طلسلئہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا پہلے ہی زور میں وہ میل زمین سے نکالکر پھینکدیا راوی کہتا ہے کہ وہ میل دس گز زمین کے
اندر دفن تھا بہت سے دیوزادوں و پریزادوں نے اُسپر زور کیا مگر ہلا تک نہیں شاہزادے نے پہلے زور میں
زمین سے نکال لیا اور پھینکدیا یہ زور صاحبقرانی و طلسم کشائی تھا بدون امداد خدا یہ امر ممکن نہیں ہو سکتا ہے جب
شاہزادے نے وہ میل نکالا اور پھینکدیا اُسوقت ایک شور اہل دربار میں تعریف کا بلند ہوا یہ دیکھکر طوغان و
لقمان وغیرہ دوڑکر قدموں پر گرے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا شاہزادے نے سب کو گلے سے لگایا
اور کہا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں لوح لینے جاتا ہوں سب نے کہا بسم اللہ تشریف لیجائیے پس جسطرح سے کتاب
میں لکھا تھا اُسیطور سے شاہزادہ غار میں گیا اور دروازہ کھول کر باغ میں داخل ہوا باغ کو خوب بہار پر پایا
ہر قسم کے درخت لگے ہوئے تھے سیر باغ کرتا ہوا طائران خوش الحان کے زمزمے سنتا ہوا بارہ دری میں آیا دیو
دربان کو کشتی میں زیر کر کے اُسکا سینہ چاک کر کے دل نکال لیا دوسرے درجے میں جاکر دیو دراز شاخ کو
قتل کیا اُسکا جگر لیکر اور سنگ اُٹھا کر زینے کی راہ سے حجرے میں آیا اور ابرار رحمتی سے وہ لقریہ کر کے دل و جگر
اُسکو دیا دیو دربان و دیو دراز شاخ کا وہ اُسکو کھا کر اور لقریہ شاہزادے کی سنکے ایک طرف کو چلا گیا اب
شاہزادے نے صندوقچہ میز پر سے اُٹھا کر اور قفل اُسکا کھول کر لوح نکالی اور اُس سنگ کو اُٹھا کر الگ رکھا
چشمہ ظاہر ہوا پہلے غسل کیا پھر وضو کر کے لوح کو غوطہ دیا دیکھا کہ لوح زرد و سبز کی ہے اور گرد اُسکے سونے کا پتر لگتا ہے
اور اُس لوح پر یاقوت کے حرفوں سے لکھا ہے اور اُسمیں منقش کی ڈوری بندھی ہے پس شاہزادے نے لوح کو
گلے میں ڈالا اسیجہ عبارت پر نظر کی یہ تحریر پایا کہ تجکو فتح طلسم مبارک ہوا ہو فاتح طلسم اگر قدرت خدا سے
لوح ملجائے پس تجکو لازم ہے کہ جس حجرے میں لوح رکھی ہے اور چشمہ ہے پس اُس حجرے میں کھڑے ہو کر یہ اسم
جو حاشیہ لوح پر تحریر ہے اکیس مرتبہ پڑھکر اُس چشمہ پر دم کر کہ جسمیں غسل کیا ہے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھلے
کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ بارہ دری اور یہ باغ سب طلسمی ہے برباد ہو جائیگا اور تو دربار میں طوغان
پریزاد کے بآسانی پہونچ جائیگا آیا تو بڑی مشکل سے ہے اور یہ تحریر تھا کہ جب طوغان کے پاس پہونچنا پھر لوح
کو دیکھنا اسکے بعد اور کچھ نہ تحریر تھا شاہزادے نے موافق تحریر لوح کے اکیس مرتبہ اسم حاشیۂ لوح پانی چشمہ
پر پڑھکر دم کیا جب اسم تمام ہوا اُس چشمے سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور پانی دھواں بنکر اڑ گیا اُس شعلے نے
تمام باغ و عمارات کو ایک دم میں پھونکدیا اور ایک تڑاقہ ہوا شاہزادہ اُسیطور سے کھڑا رہا کوئی آسیب نہ پہونچا تھا
یہاں دربار میں سب نے دیکھا کہ ایک مرتبہ صحن بارگاہ میں غبار بلند ہوا ہوا چلی ایک چمک سی ہوئی کہ سب کی آنکھیں
جھپک گئیں اسکے بعد جو آنکھیں ملکر دیکھا نہ وہ غار ہے نہ وہ میل شاہزادہ صحن میں کھڑا ہوا ہے اور لوح گلے میں ہے شاہزادے
نے اپنے کو صحن میں پایا نہ اُس باغ کا نشان پایا نہ عمارت کا نہ چشمہ کا پس طوغان و حسان وغیرہ نے دوڑکر
قدم چومے اور لاکر چاہا کہ تخت پر بٹھائیں شاہزادے نے انکار کیا اور فرمایا کہ تم لوگ تاج و تخت کے مالک ہو میں
تمہارا تخت تمکو مبارک رہے یہ فرماکر سب حال بیان کیا وہ سب پریزاد کل حال سنکر حیران ہوئے حسان
نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے کہ اب کیا حکم ہوتا ہے پس شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ اے فاتح طلسم
جب تو دربار طوغان میں پہونچے تو حسان کو اسکے مرحلے کیطرف رخصت کرنا اور یہ اقرار لینا کہ جب سب مرحلے فتح
ہو جائیں اور بادشاہ طلسم سے قلعہ طلسمی پر مقابلہ ہو تو اپنا لشکر لیکر اور جب کہ حسان جا چکے تو بھی اقرار طوغان
سے لیکر اور اسکے دربار سے نکلکر مشرق کیطرف روانہ ہونا بعد شہر طوغانیہ کے ایک صحرا ملیگا تم اُس صحرا میں
چلے جانا جب تم وسط صحرا میں پہونچوگے تو ایک گنبد نظر آئیگا اُسپر ایک زاغ سیاہ بیٹھا ہوگا وہ تمکو دیکھکر

صداے افسوس بلند کریگا بس تمکو لازم ہی کہ اُسکے شکم پر ایک سفید داغ ہی جیسے وہ صداے افسوس بلند کرکے
بلند ہو فوراً تیر کمان سے رہا کرنا کہ اُس خال سفید پر پڑے جب وہ زاغ تیر کھاکر گرے فوراً اُسکو اُٹھاکر ذبح کرنا
اور اُسکا خون لیکر اُس گنبد پر مارنا جب تم خون گنبد پر مارو گے اُس گنبد سے ایک دیو پیدا ہوگا اور تمسے
لڑنیکو آمادہ ہوگا تم وہ مردہ زاغ اُسپر کھینچ مارنا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ کیا ظاہر ہوتا ہی بہت تاریکی
ہوگی اور صداے مہیب آئینگی جب وہ تاریکی برطرف ہوجاے اُسوقت آگے روانہ ہونا اور پھر لوح کو دیکھنا
یہ عبارت دیکھکر شاہزادے نے خسمان سے اقرار لیکر رخصت کیا اور طوغان سے بھی اقرار لیا اور خود اُس سے
رخصت ہوکر شہر کی سیر کرتے ہوے بیرون شہر آے اُسی تدبیر سے زاغ کو مارا اور دیو کو قتل کیا اُس دیو
کا مرنا تھا کہ وہ گنبد خود بخود گر پڑا تاریکی ہوئی برف برسی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ جادو حاکم مرحلہ
زاغان بود جب یہ صدا آچکی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی نہ وہ زاغ لاش ایک
دیو کی پڑی ہی کہ یکایک ایک بگولا اُٹھا اور اُس لاش کو ایک طرف لیکر روانہ ہوا ابھی شاہزادے نے لوح کو نہ
دیکھا تھا کہ صحرا کیطرف سے ہزاروں زاغ نمودار ہوے اور قریب شاہزادہ جمع ہوگئے بس شاہزادے نے لوح کو دیکھا
تحریر تھا کہ زمین کی خاک اُٹھاکر اور یہ اسم اُسپر دم کرکے زاغوں پر مارنا کہ یہ سب جل جائیں شاہزادے نے ایسا ہی کیا
بس جیسے ہی خاک ماری وہ سب زاغ جل گئے اب شاہزادے کو ایک دیوار نظر آئی جدھر جاتا ہی وہ دیوار لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو اِس دیوار پر رکھو جب یہ دیوار گر جائیگی تو وزیر زاغ جادو زاغ جادو کے فرزند کو لیکر حاضر
ہوگا اور امان مانگے گا اُسکو امان دینا اور زاغ جادو کے فرزند کو بادشاہ شہر کرنا اُسکا نام بوتیمار پیرزاد ہی اور
وزیر کا نام عقاب پیرزاد اُسکو بادشاہ کرکے اور پھر لوح کو دیکھنا جیسا حکم ہو اُسپر عمل کرنا تم نے مرحلہ زاغان
فتح کیا اب چار مرحلہ اور باقی ہیں ایک مرحلہ مینا عصار جسکا حاکم خسمان ہی دوسرا مرحلہ گرد باد جسکا حاکم
طوغان پیرزاد ہی بس تمکو یہ معلوم ہی کہ یہ دونوں مسلمان ہیں اور تمھاری اطاعت بھی کرچکے ہیں یہاں کوئی مشکل
نہیں ہی باقی رہے تین مرحلے اُنمیں ایک تو فتح کرچکا ہی صرف دیوار باقی ہی وہ بھی فتح ہوئی جاتی ہی ان تینوں
مرحلوں کے حاکم کافر ہیں جنمیں ایک تو مارا گیا یعنی دیو زاغ جادو اور اُسکی فوج ہی اب رہا مرحلہ خرکان اُسکا
حاکم دیو شوکت پشیان ہی وہ بھی کافر ہی اور اطاعت نہیں کریگا وہ بھی مارا جائیگا اُسکے بعد مرحلہ خرسیان ہی
اُسکا حاکم دیو شمس صورت ہی وہ بھی اطاعت نہیں کریگا بس اُسکے بعد قلعہ طلسمی ہی اور بادشاہ طلسم
مقابلہ ہی بس طلسم تمام ہوگیا شاہزادے نے جو جب تحریر لوح لوح کو دیوار پر رکھا ایک تڑاقا ہوا اور دیوار مثل
غبار کے اُڑ گئی نشان تک نہ رہا بس شاہزادے نے آگے قدم رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے ہزاروں
پیرزاد نظر آے دیکھا کہ ایک پیرزاد مندیل وزارت سر پر رکھے ہوے ایک طفل دو سالہ اُسکی گود میں ہے
چلا آتا ہی جیسے ہی اُس پیرزاد نے شاہزادے کو دیکھا دوڑکر اُس طفل کو شاہزادے کے قدموں پر ڈالدیا
اور کہا کہ ہم سب کو امان عطا فرمایئے شاہزادے نے کہا کہ امان بشرط ایمان اُسنے عرض کیا کہ ہم سب مسلمان
ہیں بسبب خوف بادشاہ یعنی دیو زاغ کے اپنے کو نہیں ظاہر کرتے تھے بس یہ سنتے ہی شاہزادے نے اُس
طفل کو گود میں لیا اور منھ چوما اور اُس سے یعنی وزیر سے کہا کہ ہمنے تمکو امان دی تم شہر میں جاؤ اور اِس طفل
کو ہمنے اِس ملک کا بادشاہ کیا تم اِسکی طرف سے کام کرو جب یہ سن تمیز کو پہنچیگا اُسوقت اِسکو حاکم کرنا اور
تم اپنے عہدہ پر قائم ہونا عقاب پیرزاد نے عرض کیا کہ بہت خوب مگر میری خوشی یہ ہی کہ آپ شہر میں
تشریف لے چلیے اور خود اِس کام کو سرانجام فرمایئے میرے کہنے پر کوئی عمل نہ کریگا بس یہ سنکے شاہزادہ ہمراہ
وزیر کے شہر میں آیا اور اُسدن سب بندوبست کیا یعنی بوتیمار پیرزاد کو حاکم شہر بوتیمار رکھا اور ابھی

اس قابل نہ تھا اُسکی طرف سے وزیر کو برائے کاروبار مقرر کیا اور سب اہل شہر اور سپاہ کو طلب کرکے بوتیمار اور
عقاب کی اطاعت کا حکم دیا سب نے منظور کیا میکدے منہدم کرائے مساجد کی بنا ڈلوائی عقاب پریزاد
نے بڑی دھوم سے دعوت کی یہ بند و بست کرکے دوسرے دن وہاں سے بحکم لوح روانہ ہوئے طرف مشرق کیا کے
شہر سے نکلکر لوح کو دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ جہان پر تو کھڑا ہی یہاں سے چالیس قدم راہ گن کر طے کر جب چالیسوان قدم
ہو اُس مقام کی زمین کو تلوار سے کھودنا ایک تختہ ظاہر ہوگا اُسکو اُٹھانا زینہ ملیگا اُسپر بلا خوف و خطر یہ اسم پڑھکر
روانہ ہونا ایک دروازہ ملیگا اُس دروازے کو کھولکر باہر جانا ایک صحرا ملیگا اُسمین ایک گنبد ہی اُس گنبد کے
اندر سے غبار نکل رہا ہی بس یہ اسم جو لوح کے حاشیہ پر تحریر ہی اُسکو پڑھکر گنبد پر دم کرنا وہ غبار نکلنا برطرف ہو جائیگا
اور ایک دیو نکلیگا کہ جسکا نام دیو گرد باد ہی بس وہ تجھ سے مقابلہ کریگا تو اُسکو کشتی مین زیر کرنا اور سینہ پر سوار
ہوکر اُسکو ذبح کرنا اور اُسکا خون اپنے چلو مین لینا اِدھر وہ دیو ذبح ہوگا اُدھر وہ گنبد برطرف ہوگا ایک غار ظاہر
ہوگا اُس سے ہوا بہت شدت سے نکل رہی ہوگی اسقدر زور ہوا کا ہوگا کہ تجکو قدم زمین پر قائم کرنا دشوار ہوگا
بس وہ خون اُس غار پر مارنا جب خون غار پر پڑیگا تاریکی ہوگی صدائین بہت آئینگی جب تاریکی برطرف
ہوگی تو دیو برق باد حاضر ہوگا وہ مسلمان ہی اُسکو تم یہ کہکر رخصت کرنا کہ طوفان پریزاد کے پاس جاؤ اور
اُسکے ہمراہ قلعہ طلسم پر آنا پھر لوح کو دیکھنا جو حکم ہو اُسپر عمل کرنا یہی طریقہ فتح مرحلہ گرد باد کا ہی جو کہ تعلیم کیا
گیا لوح کی بہت حفاظت کرنا ہر مقام پر لوح کو دیکھ لینا دھوکھا نہ کھانا شاہزادے نے جو یہ نوشتہ پایا چالیس قدم
جاکر زمین کھودی تختہ ظاہر ہوا اُسکو اٹھایا زینہ ظاہر ہوا اُسکے ذریعہ سے دروازے تک پہونچے دروازہ
کھولکر صحرا مین آئے اسقدر زور سے ہوا چل رہی تھی کہ قدم زمین پر نہ ٹکتے تھے اور غبار اُڑ رہا تھا جیسا
کہ جب ہمراہ حسان کے طرف مرحلہ گرد باد کے آئے تھے جہان کہ شعلہ کے ذریعہ سے خبر ہوتی تھی اُسیطرح
سے یہان بھی ہوا ہی اور غبار مگر شاہزادہ قدم جماتا ہوا قریب گنبد پہونچا اگر لوح نہ ہوتی تو شاہزادہ ہلاک ہو جاتا
بس دیکھا کہ ایک گنبد سنگ مرمر کا ہی اُس سے غبار نکل رہا ہی اور ہوا بھی ہی اور غبار تمام صحرا مین پھیلا ہوا
ہی بس جو جب نوشتہ لوح اسم اُس گنبد پر دم کیا وہ گنبد شق ہوا اور دیو پیدا ہوا اور آتے ہی شاہزادے
سے لپٹ گیا شاہزادے نے اُسکو زیر کیا اور خنجر سے ذبح کیا اُسکا ذبح ہونا تھا کہ وہ گنبد غائب ہو گیا غار نمایان
ہوا ہوا بہت شدت سے اُس غار سے نکل رہی تھی بس شاہزادے نے وہ خون جو چلو مین تھا اسم حاشیہ لوح
پڑھکر اُس غار پر مارا شور قیامت افزا بلند ہوا تاریکی ہو گئی صدائین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے
صدا آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دیو گرد باد و جادو بود جب یہ صدا آچکی دیکھا کہ نہ تاریکی ہی نہ وہ فضا رہی ہی مطلع
صاف ہی شاہزادہ کھڑا تھا کہ دیو برق باد ہاتھ جوڑے ہوئے حاضر ہوا قدم چومے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی فرمایا
کہ طوفان کے پاس جا اُسکو مرحلہ کے فتح ہونے کی خبر دے اُسکے ہمراہ قلعہ طلسمی پر آنا وہ رخصت ہو کر چلا
شاہزادے نے دیکھا کہ سامنے شہر طوفانیہ ہی نہ وہ ہوا ہی نہ غبار ہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ تھا کہ
تو یہان سے طرف شمال کے جا اور اسی قدم بڑھ جاکر تجکو ایک گنبد ملیگا اُسکا در بند ہوگا قفل پڑا ہوگا اُس قفل کو
توڑکر اندر گنبد کے جانا ایک زینہ ملیگا اُس راہ سے تو اُس صحرا مین پہونچیگا کہ جہان تو نے دیو بیمار رنگ کو
ذبح کیا تھا بس وہان سے تو جنوب کیطرف جانا جب تو قریب ایک میل کے راہ طے کریگا تو ایک باغ ملیگا
در باغ کشادہ ہوگا بلا خوف اندر باغ کے چلا جانا جب تو باغ مین پہونچیگا تو بہت سی پریان تیرے گرد جمع
ہونگی اُنمین ایک پری تاج سر پر رکھے ہوگی وہ تجسے بہت اچھی طرح پیش آئیگی اپنے ساتھ بارہ دری مین
لیجائیگی تیری دعوت کا سامان کریگی تو بھی اُس سے خوب خوش ہوکر باتین کرنا بس جب وہ شراب ہا دے

جام شراب لیکر اُسپر مارنا اِدھر تو جام شراب ماریگا وہ ہاتھ جوڑ کر کہیگی میری کیا خطا ہے تو ایک وہ سننا اُسکی التجا
اور زاری کو جام مار دینا کہ تجھکو رحم آئیگا مگر وہ رحم کا موقع نہین ہے وہ بڑی مکارہ ہے بس تو جام مارنا وہ جام
کو خالی دیکھ تیرے لپٹ جائیگی تو تم اُسکو اُٹھا کر دے مارنا اور چھاتی پہ چڑھ کر اُسکا سر تن سے جدا کرنا جب تو
اُسکو ذبح کریگا وہ سب پریان تیرے اوپر دوڑینگی تم اُسکا خون لیکر اُن سب پر مارنا اور قدرت خدا کا تماشہ
دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ طریقہ ہے مرحلۂ مینا رنگ کے فتح کرنیکا اور بھی چند امر لوح نے تعلیم
کیے کہ جو کہ وقت پہ بیان ہونگے شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ آندھی چلی اور لاش اُس دیو کی جو کہ
سامنے پڑی ہوئی تھی خود بخود ناپدید ہوئی اور ایک طرف کو چلی گئی پس شاہزادہ بموجب نوشتہ لوح طرف شمال
کے گیا گنبد ملا اُسکے قفل کو توڑ کر اُسکے اندر گیا اور زینہ کے ذریعہ سے صحراے مینا رنگ و مینا حصار
مین پہونچا وہی صحرا تھا کہ جہان دیو مینا رنگ کو درۂ کوہ سے نکلکر زیر کیا تھا وہان سے طرف جنوب کے گیا
باغ ملا بلا خوف و خطر اندر باغ کے گیا سیر باغ کرنے لگا وہ باغ بہت پر بہار تھا نہرین جاری تھین
طائر زمزمے کر رہے تھے شاہزادہ سیر باغ کر رہا تھا کہ پریون نے آکر شاہزادے کو گھیر لیا اُنمین ایک پری
بہت خوبصورت و حسین تھی تاج سر پر رکھے ہوئے تھی شاہزادے کو پسند آئی مگر خیال کیا کہ اسی کے
قتل کرنیکا لوح سے حکم ہوا ایسی حسین پر کیونکر ہاتھ اُٹھیگا یہ تو بڑا ظلم ہے شاہزادہ تو یہ دل سے باتین کر رہا تھا کہ
وہ شاہزادے کی قریب آئی سلام کیا اور کہا کہ مین تو آپکی بڑی دیر سے منتظر تھی آئیے تشریف لائیے بہت
خلق سے پیش آئی شاہزادے کو اُس پر رحم آیا مگر حکم لوح سے مجبور تھا اور یہی خوف تھا کہ کسی بلا مین مبتلا
ہون بالکل اُسکی طرف سے دل کو ہٹا لیا وہ بہت اچھی طرح سے ملی چونکہ حکم لوح تھا شاہزادے نے
اُس سے باتین کین مگر ساتھ برخاستگی کے ایسا نہو کہ میرا دل اسیر آجائے اور مین قتل نہ کر سکون تو خرابی ہو
ساری محنت بیکار ہو جائے پس اُسکے ہمراہ باتین کرتا ہوا بارہ دری مین آیا وہ بہت خوش تھی اُسنے
ایسی باتین کین کہ شاہزادے کو بدون اُسکے ہمراہ آئے بن نہ پڑا کہا اُسکا عالم بیان کیا جائے عارض اُسکے
مثل برگ گلاب کے تھے نور کے بنے ہوئے آنکھین مثل گل نرگس کے پیشانی مثل ماہتاب کے زلفین
دوش پہ پڑی ہوئین چہرہ اُن زلفون مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب پر لکۂ ابر ہے گلا صراحی دار ابرو مثل
تلوار مژگان خدنگ دل دوز بازو بھرے بھرے سینہ تختۂ نور اُسپر جوبن کا اُبھار اُسکے کس کس عضو کی
تعریف کیجائے از سر تا پا جواہر مین غرق جوڑہ مینائی رنگ جسم مین ایسا حسن تھا کہ اگر زاہد بھی دیکھے تو فریفتہ
ہو جائے وہ شاہزادے کو یہ کہکر ہمراہ لائی کہ آج شب کو اسی مقام پر بسر فرمائیے راحت مین آپکی کنیز ہون
مجھکو سرفراز فرمائیے مین آپکی آمد کی بہت عرصہ سے منتظر تھی پس شاہزادہ ہمراہ اُسکے بارہ دری مین آیا
مسند پر بیٹھا اُسنے اُسیوقت سامان عیش مہیا کیا کشتی شراب کی اُسنے کھینچی اور جام لبریز کرکے شاہزادے
کو دیا شاہزادے نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکر یہ قصد کیا کہ پی جاؤن آواز آئی کہ کیا کرتا ہے دیکھ دھوکھا کھائیگا
لوح کا نوشتہ فراموش کر دیا ایسا اُسکے حسن کا شیدا ہوا یہ جو آواز آئی شاہزادے نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی
نظر نہ آیا اُسنے کہا کہ اے شہر یار یہان سے بہت سی آوازین آیا کرتی ہین کوئی آپکا دشمن ہے جو آپکو منع کرتا ہے
پھر شاہزادے نے قصد پینے کا کیا کہ پھر وہی صدا آئی پھر دیکھا پھر اُسنے یہی کلمہ کہا اب پھر شاہزادے نے قصد کیا
کہ پھر صدا آئی اور ابکی بہت قریب سے آئی جب تین مرتبہ یہ صدا آئی شاہزادے کو خیال آیا کہ کوئی دوست
ہے پس اُس جام کو گردش دینے کا قصد کیا یہ قصد جو اُسنے دیکھا ایک مرتبہ ہاتھ جوڑ کر منت کرنے لگی کہ تم کیسے
ظالم ہو کہ مجھ ایسی معشوقہ کو یون قتل کرنیکا قصد کرتے ہو یہ میرا دشمن ہے جو تمکو بہکاتا ہے دیکھو مجھکو قتل کرکے پچھتاؤ گے

شاہزادے نے ہاتھ روک لیا اور دل میں کہا کہ سچ کہتی ہے کہ پھر صدا آئی اسکے مکر کی باتوں پر نہ جا اپنا کام کر کیوں جرعہ
کرتا ہے یہ جو صدا آئی شاہزادے نے جام اُسپر مارا ناچار و مجبور ہو کر گو دل نہیں چاہتا تھا مگر کیا کرتا جیسے ہی جام
مارا وہ جام کو خالی دیکر شاہزادے سے لپٹ گئی اور منتین کرنے لگی پھر شاہزادے کو اُسکے حال پر رحم آیا اور وہ
جو اُسکا نرم نرم جسم اور ابھرا ابھرا جوبن شاہزادے کے جسم سے مس ہوا اور کسی امر کو جی چاہا کچھ طبیعت میں خلش سی
ہوئی مگر صدا آئی کہ کیوں دیر کرتا ہے اگر دیر کریگا اور اسکا تمام جسم تیرے جسم سے مس ہوگا اور پسینہ اسکا تیرے
لگیگا تو پانی ہوکر بہ جائیگا جلد اپنا کام کر بس شاہزادے نے ناچار ہوکر اور اُسکی منت کو نہ خیال کرکے اُسکو دے مارا
اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ پھر منتین کرنے لگی اور رونے لگی اور کہنے لگی کہ افسوس میں نے باغ جوانی سے کوئی
گل مراد نہ پایا نامراد و پر حسرت دنیا سے چلی تو بڑا ظالم ہے کہ میرے حال پر رحم نہیں آتا ہے پھر شاہزادے کا قصد
ہوا تھا کہ چھوڑ دے کہ پھر صدا آئی کہ نا حق تمکو سمجھاتے ہیں تو ہر مرتبہ اپنے قصد کو فسخ کرتا ہے ارے اسکے مکر میں
نہ آ یہ بڑی مکارہ ہے یہ سنکر وہ منتین کرتی رہی شاہزادے نے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر خنجر اُسکے گلوے
نازک پر رکھا ادھر شاہزادے نے خنجر رکھا اُدھر سے وہ سب پریان شاہزادے پر حربہ لیکر کوئی تلوار کوئی
خنجر لیکر دوڑیں یہ کہتی ہوئی کہ ہماری ملکہ کو چھوڑ دے نہیں تو ہم تجکو قتل کرینگے جب وہ قریب آئیں اور شاہزادہ
نے دیکھا کہ سب مجکو ہلاک کرنے کے قصد سے آئی ہیں بس خنجر کو حرکت دی اُدھر خنجر کو حرکت دی ادھر اُسکا
گلا کٹا خون کی دھار گلے سے نکلی بس وہ خون چلو میں لیکر اُن سب پر مارا جیسے ہی خون اُنپر پڑا ایک شعلہ اُنکے
جسموں سے نکلا کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگیں اُدھر شاہزادے نے اُسکو ذبح کیا اور اُسکا کلیجہ سینہ چاک
کرکے نکال لیا مگر افسوس بہت ہوا اُسکی جوانی اور حسن پر اور بانیان طلسم کی بہت مذمت کی کہ ایسی معشوقہ
کو یوں میرے ہاتھ سے قتل کرایا اُسکا ذبح ہونا تھا کہ تاریکی ہو گئی بز غباری ہوئی آگ برسی آواز آئی کشتی مرا
نام من مینا سے پری بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی
دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ بارہ دری صرف ایک خام چار دیواری ہے اُسمیں کھڑا ہوں اور سامنے ایک دیونی کی لاش
پڑی ہے کہ جسکا سن ہزار برس سے کم نہوگا اُس لاش کو دیکھکر لاحول پڑھی اور ایک طرف اُس احاطہ کے
روانہ ہوئے بموجب ہدایت لوح ایک مقام پر پہونچے کہ دیکھا ایک چشمہ ہے کہ اُسمیں آب مینا رنگ بھرا ہوا ہے
اور اُس چشمہ سے وہ پانی خود بخود مثل غبار کے بلند ہوتا ہے اور آسمان پر جاکر غائب ہو جاتا ہے بس اُس
پری کے کلیجہ کو بموجب ہدایت لوح اُسی چشمہ میں ڈالدیا اُسکا چشمہ میں پڑنا تھا کہ ایک تلاطم برپا ہوا اُس
تلاطم سے زیادہ وہ چشمہ خود بخود غائب ہو گیا اب جو دیکھا نہ وہ چار دیواری ہے نہ چشمہ ہے مطلع صاف ہے نہ وہ
مینائی رنگ ہے نہ وہ صحرا ہے بس وہ درہ کوہ ہے اور سامنے شہر مینا حصار ہے شاہزادہ حیران کھڑا تھا کہ دیکھا
سامنے سے دیو مینا رنگ چلا آتا ہے آتے ہی اُسنے سلام کیا قدم چومے اور عرض کیا کہ اگر غلام نہ منع کرتا
تو حضور نے دھوکا کھایا تھا اُسکی باتوں نے اثر کر لیا تھا خیر غلام عین وقت پر پہونچگیا کہ خداوند کریم نے
بچا لیا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بیان کروں واقعی میرا تو دل اُسکے قتل کرنیکو نہیں چاہتا تھا مگر حکم لوح سے
اور تمہارے دھمکانے سے میں نے یہ کام کیا خیر خدا نے خوب بچایا اے دیو مینا رنگ اُسکی لاش کیا ہوئی
دیو نے جواب دیا کہ یہ جو لاش سامنے پڑی ہے اُسی کی ہے شاہزادے نے کہا کہ وہ حسن و جمال کیا ہوا جواب دیا
کہ سحر کا تھا آپکے دھوکا دینے کے لیے اور آپ اُسکے مکر میں مبتلا ہو گئے تھے اگر میں پوشیدہ طور سے
نہ منع کرتا ظاہر ہوکر منع کرتا تو وہ تجکو قتل کرتی اور آپکو بھی خدا نے خوب بچا لیا کہ شاہزادے نے فرمایا کہ
رسیدہ بود بلا ئے ولے بخیر گذشت تم خوب وقت پر پہونچے اور میں نے بھی تمہارے کہنے پر عمل کر لیا خیر اب

تم جاؤ اپنے مقام پر اور لشکر لیکر قلعۂ طلسمی پر آنا جب مقابلہ ہو ہان یہ تو بیان کرو کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہان
یہ معاملہ ہو دیو نے عرض کیا کہ جب آپ مرحلۂ گردباد فتح کر کے ادھر کو تشریف لائے تو مجکو خبر ہوئی مین نے
خیال کیا کہ یہ بڑی مکارہ ہو کہین ایسا تو نہو کہ شاہزادہ اسکے مکر مین آکر مبتلاے بلا ہو چلکر خبر تو لون بس مین
جو یہان آیا تو مجکو خیال تھا وہی ماجرا دیکھا خدا نے اپنا فضل کیا یہ کہکر دیو مینار رنگ تو طرف اپنے مقام
کے روانہ ہوا شاہزادہ اوسی مقام پر کھڑا رہا کہ ایک گولہ پیدا ہوا کہ وہ اوس دیونی کی بھی لاش لیکر روانہ ہوا
بعد لاش جانے کے شاہزادے نے لوح دیکھی حکم ہوا کہ اے طلسم کشا مبارک ہو کہ مرحلۂ مینار رنگ بھی
فتح ہو گیا مگر تو نے وضو کھا لیا تھا باوجودیکہ ہمنے منع بھی کر دیا تھا مگر پھر بھی خیال نہ آیا اگر دیو مینار رنگ
نہ پہونچکر منع کرتا تو بڑی خرابی ہوئی تھی ہر مقام پر تجکو خیال رکھنا ضرور ہو اگر ایسے ہی ہر ایک سے مکر و
فریب مین آ جائیگا تو پھر طلسم کیونکر فتح ہوگا تجکو لازم ہو جسقدر تو لوح مین تحریر پائے اوسپر عمل کر اوسکے خلاف
نہ عمل کر اگر خلاف عمل کریگا تو مبتلاے بلا ہوگا پھر تا بہ قیامت پڑا رہا ہوگا خیر آنچہ گذشت گذشت آیندہ
سے خیال رکھنا بس اب تجکو لازم ہو کہ تو طرف مرحلۂ خوکان کے روانہ ہو اور اوسکو جاکر فتح کر اوسکا طریقہ
یہ ہو یہان سے تو طرف مغرب کے روانہ ہو بعد چند میل راہ طے کرنے کے ایک سبزہ زار ملیگا اوس سبزہ زار
مین ایک درخت صندل بہت بڑا ہوگا بس تو اوسکو بقوت صاحبقرانی و طلسم کشائی جڑ سے اکھیڑ کر
پھینکدینا ایک دیو اوسکے بیخ سے پیدا ہوگا اوسکو کشتی لڑکر زیر کرنا اور اوسکو قتل کرنا اوسکا خون لیکر زمین
پر مارنا بس زمین شق ہوگی اور ایک چشمہ ظاہر ہوگا تو اوس چشمہ مین آنکھین بند کر کے کود پڑنا جب پاؤن
زمین پر لگین آنکھین کھولنا ایک صحرا مین پہونچیگا کہ جہان سواے ریگ کے کوئی دوسری شی نظر نہ آئیگی
والسلام اوس صحرا مین پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا اور جو حکم ہو اوسپر عمل کرنا بس شاہزادہ بموجب نوشتۂ لوح
سبزہ زار مین پہونچا درخت صندل کو اکھاڑ کر دیو صندلی کو قتل کیا اور اوسکا خون زمین پر مار کر چشمہ کو
ظاہر کیا اور اوسمین کود کر صحراے ریگستان مین پہونچے آنکھ جو کھولی دیکھا کہ ایک صحرا نہایت وسیع ہو
اور سواے ریگ کے کوئی دوسری چیز نظر نہین آتی تھی شجر تک کا نشان نہ تھا شاہزادہ اوس صحرا کو دیکھکر
حیران ہوا اور ایک طرف کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ چار طرف سے ہزارون خوک جنکے بڑے بڑے
دانت منھ سے باہر اور وہ خوک برابر شیر کلان کے ہین چلے آتے ہین اور آکر شاہزادے کو چار طرف سے
گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنے دانتون سے ہلاک کرین شاہزادے نے اونکو قتل کرنا شروع کیا جو جو قتل کر
ہین وہ دو دو زیادہ ہوتے جاتے ہین بس شاہزادے نے عاجز ہو کر خوکون کو اوٹھا اوٹھا کر زمین پر مارنا
شروع کیا مگر وہ کم نہین ہوتے ہین اور ترقی ہوتی جاتی ہو کہ شاہزادے کو خیال آیا کہ تو نے لوح کو نہین
دیکھا دیکھو تو کیا حکم ہوتا ہو بس یہ خیال کر کے لوح جو گلے مین پڑی ہوئی تھی اوسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے
طلسم کشا آگاہ ہو کہ جب تو صحراے ریگستان مین پہونچے جو کہ مقام و مسکن دیو خوک پیشانی حاکم مرحلۂ
خوکان کا ہو تو تجکو لازم ہو کہ لوح کو دیکھے اگر شاید تو لوح کو دیکھنا فراموش کر جاے بس خوک تجکو آکر چار طرف
سے گھیر لین تو تو اونکو قتل نہ کرنا اگر ایک کو قتل کریگا تو دس پیدا ہونگے تیری عمر اونکی قتل مین بسر ہو جائیگی
بس لوح کو اونکے درمیان مین ڈالدینا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا وہ خوک خود باہم مقابلہ کر کے
ہلاک ہونگے ایک خوک جو کہ سب سے بڑا ہو وہ باقی رہیگا وہ لوح کو اوٹھا کر اور منھ مین دبا کر بھاگے گا تم جست
کر کے فوراً اوسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمکو اپنی پشت پر پاکر اور زیادہ گریز کریگا اور تھوڑی دور پر جا کر ریگ مین کود
جائیگا تم بھی اوسپر خوب جمے بیٹھے رہنا تا کہ اوسکی پشت سے جدا نہو وہ تمکو لیکر ایک باغ مین پہونچے گا ہرگز ہرگز نہ

اُس باغ کا نہ میوہ کھانا نہ پانی پینا اور اُسکی پشت پر سے اُتر کر اُسکو تلوار سے قتل کرنا تلوار پر اسم جاشینہ لوح
دم کرنا جبکہ قتل ہوے قبل اسکے کہ وہ زمین پر گرے اور اُسکے جسم مین آگ لگے لوح اُسکے مُنھ سے لے لینا
اُسکو دیکھنا والسلام یہ جو شاہزادے نے نوشتہ پایا لوح سنگ سے اُٹھا کر زمین پر ڈالدی وہ خوک باہم لڑنے
لگے اور ایک تھوڑے عرصہ مین تمام ہلاک ہوے ایک خوک جو کہ ابر فیل سے تھا لوح منھ مین دبا کر بھاگا
شاہزادہ جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہوا آشنہ جو بار پشت پر پایا اور زیادہ بھاگا یہانتک کہ قریب
غار پہونچکر اُس غار مین کود پڑا مع شاہزادے کے شاہزادے نے آنکھین بند کر لین تھین اب جو آنکھ کھولی
تو اپنے کو ایک باغ مین پایا مگر پشت خوک پر سوار تھا فوراً تلوار نیام سے لی اور اسم جاشینہ لوح تلوار پر دم
کر کے اور اُسکی پشت پر سے کود کر ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جیسے ہی وہ قتل ہوا شاہزادے
نے جھپٹ کر لوح اُسکے منھ سے لی اور لوح کا عکس اُسکے اوپر ڈالا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ جلنے لگا وہ تو
جلنے لگا اُنھون نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو اس باغ مین ایک بارہ دری ہے اُسمین
دیو خوک پیشانی حاکم مرحلہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے جبکہ اُسکا اژدرہا دو کا نام پہونچا کہ طلسم کشا داخل طلسم
ہوا ہے اُسکی فکر ضرور لازم ہے پس یہ فرزند [illegible] جو کہ اس مرحلہ سے متعلق ہے اپنے
فرزند دیو اسد کو حاکم کر کے تمہاری [illegible] آیا اس [illegible] باغ [illegible] تاکہ بیٹھا اس امر کا خیال
ہے ادھر اسکو تم نے قتل کیا مرحلہ خوک کان فتح ہوا اسکا فرزند مسلمان ہو وہ [illegible] آئیگا اُسکو حکم دینا کہ تم
اُسکے لیکر قلعہ طلسمی پر آؤ اور اُسکو رخصت کرنا اور اُسکے قتل کی تدبیر یہ ہے کہ تم سامنے بارہ دری کے جاؤ
وہ سامنے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے اُسکو للکارو کہ او نابکار مین تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا خبردار ہو جا
وہ تمہاری صدا سنکے دانت پیستا دلیر خود [illegible] باہر آئیگا بارہ دری کے پس باہر کر اور [illegible] دیکھنا کہ
یہ کہکر پرواز پیدا کر کے بھاگے گا کہ مین تیرے قتل کرنے کے لیے [illegible] آؤن تو تھا بلکہ کرون پس
جیسے ہی وہ بلند ہو اُسپر لوح کا عکس ڈالنا کہ اُسکی قوت پرواز کم ہو گی عکس لوح پڑنے سے پس یہ تدبیر
کرنا کہ پیکان تیر پر اسم جاشینہ لوح دم کر کے اُسکی پیشانی پر اس قادر اندازی سے مارنا کہ وہ زرد داغ
جو ہے اُسپر تیر پڑے پس قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا جب وہ دیو مر کر گریگا اور اُسکے مرنے کی علامت بلند ہوگی
تجھکو لازم ہے کہ لوح کو اپنے سر پر لینا تا کہ ہر آفت سے بچے جب وہ علامت برطرف ہو جاوے گی تو ایک
چار دیواری تجھکو نظر آئیگی اُسکا دروازہ نہ ہوگا اور اُسکو گردش ہوگی پس جب مشرق کا رُخ تیری طرف
گردش کر کے آوے لوح کا عکس اُسپر ڈالنا وہ گردش اُسکی برطرف ہوگی دروازہ ظاہر ہوگا پس جست کر کے
اُسکے اندر جانا ایک دیوانی کو دیکھے گا کہ وہ بیٹھی ہوئی چرخے کو گردش دے رہی ہو اُسکو للکارنا کہ خبردار ہو جا
مین آ پہونچا وہ تجھکو دیکھکر یہ کہکر اُٹھنے کا قصد کریگی کہ افسوس طلسم کشا یہانتک آ گیا وہ اُٹھنے نہ پاوے کہ
تو اُسکے قریب پہونچ جانا اور وہی چرخہ اٹھا کر اُسپر مارنا جب تو چرخہ مار یگا اُسکے جسم سے شعلے
نکلکر چارون طرف سے گھیر لین گے پس تو لوح کو سر پر رکھنا تاریکی ہوگی بعد رفع تاریکی سامنے شہر
[illegible] نظر آئیگا دیو اسد آ کر قدمبوس ہوگا اُسکو بھی وہی لقب دیکے رخصت کرنا اور پھر آگے کو روانہ
ہونا جہان جو واقعہ گذرے لوح دیکھ لینا والسلام پس شاہزادے نے اُسی تدبیر سے دیو خوک پیشانی کو
قتل کیا تاریکی ہوئی صداے گیرودار بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو خوک پیشانی بود شہزادے
نے لوح سر پر رکھ لی تھی ہر آفت سے بچا جب تاریکی برطرف ہوئی نہ وہ باغ تھا نہ وہ عمارت سامنے ایک
مکان خام گردش کر رہا تھا اور وہی چرخہ [illegible] گیا تھا اُسی تدبیر سے جو کہ لوح سے تعلیم ہوئے تھے مکان

کے دروازے کو ظاہر کیا اور اُس دیونی کو قتل کیا آگ برسی برفباری ہوئی تاریکی ہوئی شاہزادہ بسبب برکت
لوح ہر آفت سے محفوظ رہا جب سب تاریکی برطرف ہو چکی آواز آئی کشتی مرا نام من چیخ زن جادو بود جب
تاریکی وغیرہ برطرف ہوئی سامنے سے شہر حبشا میہ نظر آیا اور اُس دیو کی لاش سامنے پڑی تھی شدہ صحراسے
ریگ تھا نہ وہ مکان تھا بس ایک بگولہ پیدا ہوا دونون کی لاشین ایک سمت وہ بگولہ لیکر راہی ہوا ابھی شہزادہ
اُسی مقام پر تھا کہ در قلعہ کھلا اور سامان سواری باہر نکلا اُسکے بعد ہزارون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوئے
اور ایک دیو تخت پر سوار نظر آیا وہ سب سامان سواری اور لشکر دیو ایک طرف آکر قائم ہوا اور جو دیو تخت پر
سوار تھا وہ تخت پر سے اُتر کر شاہزادے کے قریب آیا مجرا بجا لایا شاہزادے کے قدم چومے اور عرض کیا
غلام لڑکا ہے دیو خوک سا پیشانی کا وہ تو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خاکسار حاضر خدمت ہے وہ تھوڑے
زمانہ سے بسبب بہکانے اژدر پریزاد بادشاہ طلسم کے ابلیس پرست ہو گیا تھا اُسنے اپنے کردار کی سزا
پائی مگر غلام نے اپنا مذہب قدیم یعنے اسلام نہین ترک کیا تھا گو اُسپر یہ امر ظاہر تھا وہ اپنے مقتل جانتا
تھا اسی سبب سے مجکو حاکم شہر کرکے آپکے مقابلہ کی فکر مین گیا تھا یہان اس عرصہ مین پھر غلام نے سبکو
مسلمان کیا اور اپنا سکہ وغیرہ جاری کیا اب آپ شہر مین تشریف لے چلیے غلام کو سرفراز فرمائیے شاہزادے
نے فرمایا کہ ابھی ہم نہین جا سکتے ہین تیرے ہمراہ تو اپنے شہر مین جا اور جب تجھسے اور بادشاہ طلسم سے
مقابلہ ہو تو لشکر لیکر آنا بعد فتح طلسم ہم ضرور تیرے ہمراہ تیرے شہر مین آئینگے اور سیر کرینگے وہ زیادہ
نہ کہ سکا ناچار سلام کرکے مع لشکر کے واپس گیا شاہزادہ ایک طرف کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ
سامنے سے ایک باغ نظر آیا یہ اُس باغ مین تشریف لیگئے در باغ کشادہ تھا یہ باغ کی سیر کرتے ہوئے
میوہ وغیرہ کھاتے ہوئے قریب شہر پہونچے دیکھا کہ ایک بارہ دری اُس باغ مین سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے
اور پردے ٹیاٹچی کے پڑے ہوئے ہین اور سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ بھی ہے کہ اُسپر زربفت
کا نگیرہ طلائی چوبون سے استادہ موتیون کی جھالر لگی ہوئی ہے انھون نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ
کا ہے وہ بادشاہ جب باغ کی سیر کو آتا ہو تو اس بارہ دری مین اُترتا ہے چل کر ذرا اندر سے بارہ دری کی
سیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے پردہ اُٹھا کر اندر بارہ دری کے آئے اُسکو شیشہ آلات و فرش نفیس سے
آراستہ پایا ہر قسم کا سامان عیش مہیا تھا یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کیسی شوقین کا باغ ہے اور
وہ ہر درجہ کو بارہ دری کے دیکھنے لگے اور سیر کرنے لگے کہ ایک طرف جو یہ گئے تو اُنکے کان
مین کراہنے کی صدا آئی کہ جیسے کوئی بیمار یا وہ شخص کہ جو کہ بار گران کے نیچے پڑا ہوتا ہے اور ہل نہین سکتا ہے
یہ حیران ہوئے کہ یہ صدا کہاں سے آئی کان لگا کر سُنا اور کہا کہ یہ کون غریب ہے جو اس درد سے کراہ رہا
ہے اسکی خبر لینا ضرور ہے اور اسکو بلا سے نجات دینا لازم ہے یہ خیال کرکے کان لگا کر سُننے لگے معلوم ہوا
کہ اس بارہ دری کے اُس کمرے سے صدا آتی ہے جو کہ مشرق کیطرف ہے بس یہ اُس طرف کو چلے جو جو
قریب پہونچتے ہین وہ صدا قریب ہوتی جاتی ہے جب بالکل قریب پہونچے تو یہ سُنا کہ کوئی مظلوم و بیکس
یہ آہستہ دعا کر رہا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رحیم بے نیاز واسطہ تجکو اپنی عزت و جلال کا واسطہ تجکو
اپنے مرسلین کا جلد مجکو اس بلا سے نجات دے ایک زمانہ ہوا ہے اس بلا مین مبتلا ہوئے کہ یا تو کسی
اپنے بندے کو بھیج کہ وہ آکر اس ظالم کو قتل کرے اور مجکو رہا کرے یا ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ
میری روح قبض کرے کہ مجھسے یہ کشاکش نہین اُٹھ سکتی ہے اب بہت عاجز ہون تا کہ صبر کرون
یہ صدا سنتے ہی شاہزادے کو اُسکے حال پر رحم آیا اور دلمین خیال کیا کہ نہ معلوم کون مصیبت زدہ ہے

جو اسطرح سے دعا کر رہا ہے اور کس بلا مین مبتلا ہے بس قریب کمرہ تو پہونچ چکے تھے کمرے کے دروازے پہ ہاتھ
رکھا اور اسکو اندر سے بند پایا پانچ دروازے تھے چار اندر سے بند تھے پانچوین مین باہر سے قفل لگا تھا اسکو انھون نے
توڑا اور پٹ کھول کر اندر جانیکا قصد کیا کہ صدا آئی پھر وہ ظالمہ آگئی اور نفرین ہائی کی صورت ہوئی نہ ملک الموت
نے آکر روح قبض کی مین کس بلا مین مبتلا ہوا ہون نہ معلوم کون ایسی خطا کی تھی کہ جسکی یہ سزا مل رہی ہے شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا اندر قدم رکھا دیکھا کہ ایک جوان لباس سرخ پہنے ہوئے چوپخا کیا ہوا زمین پر پڑا ہے اور
اُسکے سینہ پر ایک سنگ گران رکھا ہے دو ہاتھ پاؤن اور گلے مین طوق و زنجیر و بیڑیان پڑی ہین اس سنگ
گران کے سبب سے وہ ہل نہین سکتا ہے ناچار و مجبور ہے بس اس خیال سے اُسکے حال پر رحم کھا کر چاہے کہ
اسکو اس بلا سے نجات دون نہ معلوم کس ظالم اظلم نے اسکو اس بیرحمی سے قید کیا اسکو اسکے حال پر
ترس بھی نہ آیا یہ قریب جب پہونچے تو دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا بہت خوبصورت اور روشن ہے مثل آفتاب
کے اور بالکل ہمشکل رستم ثانی یعنے اپنے پدر کے پایا اور بالکل مشابہ اپنے عم نامدار شہریار عالیوقار کے
دیکھا پہلے تو گمان ہوا کہ یہ میرے عم نامدار یا پدر عالیمقدار ہین مگر جب غور سے دیکھا تو اُن دونون صاحبون
کو نہ پایا کیونکہ وہ ابھی بجز بل جوان ہین اور کمسن ہین یہ جوان تو ہے مگر انسے زیادہ سن ہے حیران ہو کر دیکھنے
لگا کہ یہ کون صاحب ہین یہ تو یقین ہے کہ اسی خاندان سے ہے جس خاندان سے مین ہون کیونکہ جو جو بلا مین
میرے باپ اور چچا مین ہین وہ سب اس جوان مین ہین یہ جوان ضرور خاندان صاحبقران سے ہے
اور میرے والد بزرگوار کا عزیز ہے شاہزادہ تو یہ اپنے دل سے باتین کر رہا تھا اُدھر جب دروازہ کھولا
تھا تو اُس جوان نے یہ کہا تھا کہ وہ ظالمہ آگئی جب اُدھر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ ایک جوان کمسن نوعمر کوئی آٹھ
سات برس کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان گلے مین ایک لوح زمردی پڑی ہوئی بر مین لباس شاہی سر پر
خود طلائی اسلحہ کمر سے لگے ہوئے میری طرف چلا آتا ہے مگر چہرے سے آثار بہادری و شجاعت و جوانمردی نمودار
ہین جب قریب آیا تو دیکھا کہ خال سبز رنگ ہاشمی پیشانی پر عیان ہے اور زلفین خلیلی دوش پر ہین علامت
اولاد صاحبقرانی کی پائی جاتی ہے اور چہرے سے آشکار ہے کہ خاندان حمزۂ صاحبقران سے ہے اور بہت
مشابہ ہے حمزۂ صاحبقران و رستم ثانی و شہریار عالیوقار و ملک قاسم و علمشاہ عالیشان سے یہ
دیکھکر وہ جوان مجبوس بلا حیران ہوا کہ یہ کون جوان ہے کہ جسمین کل علامتین خاندان صاحبقرانی کی موجود
ہین اور یہ یہان کیونکر آیا خیال کیا دلمین کہ ضرور یہ کوئی پوتا یا پڑپوتا حمزۂ صاحبقران کا ہے یہ خیال کر کے
باواز بلند کہا کہ اے جوان رعنا یہانسے بھاگ جا اپنی جان بچا اگر وہ ظالمہ آجائیگی تو بڑا غضب ہوگا جان
بچنا دشوار ہوگا اپنی جوانی اور حسن و جمال پر رحم کر یہ وقت اُسکے آنیکا ہے وہ آتی ہوگی شاہزادے نے آواز
بھی مشابہ آواز رستم ثانی سے پائی حیران ہو کر جواب دیا کہ یہ کیا آپ نے فرمایا کہ بھاگ جا وہ آتی ہوگی تو یہ
بڑی خرابی ہوگی مرد جو ہوتے ہین اور جس کام کا قصد کرتے ہین پھر اُسکو بدون سر انجام دیے ہوئے باز
نہین رہتے ہین کیون بھاگون اگر وہ آئیگی تو اپنی سزا بے کنار ہین پائیگی ابتو مین تجھکو بدون اس بلا سے
نجات دیے ہوئے واپس نہ جاؤنگا یہ جو شاہزادے نے کہا اُس جوان نے آواز بھی مثل اولاد صاحبقران
کی پائی اور اُنکے اور زیادہ حیران ہوا اور کہا کہ اے نادان میرا رہا ہونا بہت دشوار ہے ارے اپنی زندگی کو
غنیمت جان اور اس بلا سے بچنے کی تدبیر کر کیون میرے لیے اپنے کو آفت مین مبتلا کرتا ہے وہ بہت ستمگر
اور زبردست ہے اگر میری تقدیر مین رہا ہونا ہوتا اور اپنے عزیزون کے ہمراہ رہنا ہوتا تو ابتک رہا ہو چکا
ہوتا ایسی قید شدید اور ایسے ظالم کے قبضہ مین کیون مبتلا ہوتا جاؤ اپنی راہ لے اور جدھر سے آیا ہے اُسیطرف

چلا جا کیونکہ تیرا آنا ادھر ہوا ہے تیرے ماں باپ نے کیونکر تیری مفارقت کو گوارا کیا کسی نے تجکو منع بھی نہ
کیا ادھر نہ جاؤ یہاں ایک ظالمہ ستم کیش رہتی ہے اے جوان یہ طلسم چہل چراغ سلیمانی ہے یہاں کیونکر تیرا آنا
ہوا کس ظالم نے تجکو یہاں بھیجا اُسکو تیری جوانی اور صورت پر رحم نہ آیا مجکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے کیوں مفت
اپنی جان کو برباد کرتا ہے بس معلوم ہوا کہ تو بڑا جوانمرد ہے تو ضرور تجکو رہا کرےگا اے جوان تو واپس جا جب میرے مقدر میں
رہائی نصیب ہوگی میں رہا ہو جاؤنگا میں کیوں اپنے لیے تیری جان لوں یہ تو تجکو یقین ہو چکا ہے کہ اب میری
رہائی غیر ممکن ہے اسی قید میں تڑپ تڑپکر مرونگا کیونکہ جن لوگوں سے یہ امید قوی تھی کہ اگر اُنکو خبر ہوگی تو میری
رہائی کی فکر کرینگے اول تو اُنکو خبر کیا فکر ہوتی وہ کہاں اور ہم کہاں دوسرے وہ خود مبتلاے بلا ہیں مثل ہمارے
اور جو عزیز ہیں اُنکو خبر بھی نہیں ہے کہ وہ اُکر خبر لیں بس اب کونسی صورت رہائی کی ہے شاہزادے نے جواب
دیا کہ آپ اطمینان رکھیے میں آپکو رہا کرونگا اور اُس ظالمہ کو قتل کرونگا اُس جوان نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں
چاہتا ہوں کہ میرے سبب سے تو بلا میں مبتلا ہو شاہزادے نے کہا کہ میں بلا میں نہیں مبتلا ہوں لفضل ایزدی
میں نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا ہے صرف ایک مرحلہ باقی ہے وہ بھی فتح ہوا جاتا ہے اور ہمارے تو خاندان
اور بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ ہر مظلوم و بیکس کی دادرسی کرتے ہیں ظالم کو سزا دیتے ہیں ہمارے بزرگوں نے
اکثر طلسم فتح کیے ہیں میں اُس خاندان سے ہوں کہ جس خاندان کے لوگ کسی بلا کو بلا اور کسی مصیبت
کو مصیبت نہیں خیال کرتے ہیں اور اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم جانتے ہیں جبتک اُسکو سرانجام
نہیں دے لیتے ہیں اُسوقت تک اپنے کام کیطرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں بس میں جبتک آپکو رہا نہ کرونگا
اور آپکو آپکے مسکن تک نہ پہونچا لونگا اُسوقت تک براے فتح طلسم نہ جاؤنگا گو میرے عزیز قریب اس
طلسم میں قید ہیں اور اُنکی رہائی کے لیے میں نے اس طلسم کو فتح کیا مگر اب مجھپر فرض ہوا کہ پہلے آپکو رہا کروں
اور اُس ظالم کو قتل کروں کہ جسنے آپکو اس بلا میں مبتلا کیا ہے پھر اُسکے بعد اپنے کام کو جاؤں یہ جو شاہزادے
نے کہا تو اُس جوان نے کہا کہ تم کس خاندان سے ہو اور تمہارے کون بزرگ اِس طلسم میں قید ہیں اُنکے
حال سے اور نام سے اور اپنے نام سے آگاہ کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ پہلے میں آپکو رہا کر لوں تاکہ آپکے
حواس درست ہوں اور آپ اِس بلا سے نجات پائیں پھر میں اپنا حال عرض کرونگا اور آپکی کیفیت سنونگا
یہ کہکر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر وہ سنگ گران وزن سینہ پر سے اُس جوان کے اُٹھایا اور الگ پھینکدیا
اور قصد کیا کہ طوق و زنجیر توڑ ڈالوں کہ اُس جوان نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا خیر اب تم طوق و زنجیر نہ
توڑو بلکہ میرے ہاتھ پاؤں میخوں سے کھولدو یہ طوق و زنجیر کوئی شئی نہیں ہے میں خود اُنکو اپنے جسم پر سے
دور کر لونگا شاہزادے نے کہا کہ بہت خوب اُس جوان نے کہا کہ میں اِس سنگ گران اور ان میخوں
سے ناچار تھا اور ہوں ورنہ اِس قید کو توڑ ڈالتا شاہزادے نے اُن میخوں سے ہاتھ پاؤں اُس جوان
کے کھولدیے وہ جوان اللہ اکبر کہکر اُٹھ بیٹھا اور زور کیا پہلے طوق اور زنجیر پر مگر نہ ٹوٹا راوی نے بیان کیا ہے کہ
وہ قید سحر تھی دوسرے وہ ساحرہ اُنکا زور کم کر گئی تھی بالکل طاقت نہ تھی کیونکر ٹوٹتی بہت زور کیا کچھ نہوا
آخر ناچار ہو کر رہگئے بس شاہزادے نے اُس طوق و زنجیر و ہتھکڑی و بیڑی کو بھی اُس جوان کے جسم سے
دور کیا کیونکہ شاہزادے کے پاس لوح تھی جو کہ دافع سحر ہے اور دوسرے اُسکی طاقت پوری تھی کوئی کم نہ
تھی بس جب قید کو جسم سے دور کر چکا کہا کہ بسم اللہ بارہ دری میں تشریف لے چلیے اور اپنے حال سے
آگاہ فرمائیے اور میری حالت سماعت فرمائیے وہ جوان یہ طاقت و قوت دیکھکر بہت شرمندہ ہوا اور حیرتا
سے اپنے دل میں کہا کہ تم ایسے کم قوت ہو گئے ہو کہ تمسے یہ طوق و زنجیر نہ ٹوٹ سکے اِس طفل نے توڑ ڈالے

بیٹھا ہوا ہی اور میرا معشوق قید سے رہا ہی یہ دیکھکر اسکو نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اسی نے رہا کیا ہوگا ایسا کہا
کہ او خیرہ سر تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی خوب عین وقت پر پہونچی تو تو اپنا کام کر چکا تھا ساحری
نے خوب وقت پر پہونچایا ورنہ تو ضرور اسکو لیجاتا اب تو زندہ نہین بچتا ہی پہلے تجکو قتل کرونگی اسکے بعد اس سے
درخواست ہمبستری کی کرونگی کیونکہ آج مین بہت بیقرار ہون اب صبر نہین ہوسکتا ہی اگر اسنے آج بھی انکار کیا
تو اسکو بھی قتل کرونگی کیا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا جو کہ اپنے کام کا نہو اور ہر وقت جلاتا ہو اور جسکے سبب
ہر وقت خوف سا لگتا ہو اسکو زندہ رکھنا کیا ہی اسکو قتل کرے اور کسیکو لاؤنگی کہ جو میری آتش شہوت کو بجھا دے اور
ہر وقت میرے ساتھ ہمبستر رہے کسی دیو کو یا قوی جوان کو لاؤنگی یہ جو کہا اور طرف شاہزادے کے چلی ادھر اس
جوان نے شاہزادے سے وہ کلام کیے اور کہا کہ وہ تمھاری طرف آتی ہی شاہزادے نے بھی اسکی صدا سنی ایکمرتبہ
پلٹا کر دیکھا کیونکہ وہ منھ اس جوان کیطرف کیے ہوئے بیٹھا تھا ادھر پشت تھی جیسے ہی رخ پھیرا ایک بڑھیا کی
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک عورت سیاہ فام موٹے موٹے ہونٹ بڑے بڑے دانت دہانہ بڑا سا قد لمبا بال چھوٹے
چھوٹے پستان بڑے بڑے لٹکے کہ و دراز لنگا کھینچے ہوئے نیلی چادر سر پر میری طرف چلی آتی ہی گو وہ اپنی دانست
مین خوبصورت بنی ہوئی تھی مگر شاہزادے کو بسبب لوح کے بدصورت دکھائی دیتی تھی اسکے سحر کو کہ جسکے سبب
سے وہ خوبصورت بنی ہوئی تھی بیکار کر دیا تھا شاہزادے نے اسکو دیکھکر لاحول پڑھی یہ بھی دیکھا کہ وہ کوئی ہزار برس
کی بڑھی تھی بال سر کے سفید تھے ادھر اسنے جو شاہزادے کو دیکھا اور رخ پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل ہی
کہ ابھی سن کم ہی مگر ہاتھ پاؤن خوبصورت ہین چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہی اسی وقت دیکھتا تھا کہ فریفتہ ہوگئی
دل مین کہنے لگی کہ اگر یہ راضی ہوجاوے تو اس سے خوب مزا ملیگا اور خوب شہوت کو پورا کریگا کیا خوبصورت
جوان ہی اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن بھی ہی اس سے خوب مطلب نکلیگا یا ہر اسکے قتل کی
تھی یا ایکمرتبہ پکاری کہ او جوان تم میرے پاس آؤ تاکہ مین تجکو گلے سے لگاؤن خوب پیار کرون اپنے دل
کی حسرت نکالون تیری صورت دیکھکر میرے دل سے اس جوان کی الفت جاتی رہی دوسرے میرے کام کا
بھی نہین ہی تو جو میرے ساتھ ہمبستر ہوگا تو خوب مزا ملیگا مین تجکو اپنے سے کسی وقت جدا نکرونگی ہر وقت
ساتھ رکھونگی اگر تو میری ہمبستری قبول کریگا مین تجکو بادشاہ ہفت اقلیم کردونگی اے جوان تجکو دیکھکر میری آتش
شہوت بھڑکی اور ترقی کی میرا جی چاہتا ہی کہ تجھسے اسی مقام پر ہمبستر ہون اور اس جوان کو جلاؤن اور میرے
لب و رخسار کے بوسے تیرے اوپر لینے کو تقاضا کرتی ہون تیرا جسوقت جی چاہے میرے ساتھ ہمبستر ہونا
مین کبھی انکار نکرونگی یہ جو اسنے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ او کٹنی خیر اسی مین ہی کہ میرے سامنے سے دور ہو
کیا بیہودہ بکتی ہی تو تو ایسی ہی کہ جیسے سیاہ آندھی ہو اگر زیادہ کچھ بکیگی تو میرے ہاتھ سے ماری جائیگی اپنی زبان
کو تھامکر بیان اور بیہودہ نہ بک چلی جا تو نے مجکو بھی کوئی اور سمجھ رکھا ہی بڑھی تو فاحشہ ہی کہ لوگون کو اٹھا لاتی ہی
اور ان سے فعل ناجائز کی درخواست کرتی ہی اگر وہ انکار کرتے ہین تو انپر ظلم و ستم کرتی ہی جیسے اس جوان کو ستایا ہی
جو تیرے پنجے مین پھنسے وہ کر ہر کو فریب دیتی ہی اگر ابکی تونے قدم آگے رکھا تو یاد رکھنا کہ وہ تلوار مارونگا کہ مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہو کر گریگی یہ سنکر کہا او جان جانان تو کیا کہتا ہی دیکھ مثل اس جوان کے پچتاویگا مجھ جیسی حسینہ و جمیلہ عورت
اور محبت کرنیوالی نہ پاویگا جو تیرا جی چاہے کہہ لے ابتو مین تجپر دل دیچکی ہون اگر گالیان دیگا تو برا نمانونگی مگر ہان
اپنے وصل سے شاد کر میری آتش شہوت کو اپنے آب وصل سے بجھا دے میرے گلے سے لگ جا میرے لب و
عارض کے بوسے لے شاہزادے نے پھر وہی کلمہ کہا اور ہزارون گالیان دین تلوار لیکر اٹھا کہ تو یہان سے نہین ٹلتی
بیہودہ بکے جاتی ہی اسنے کہا اسے یہ سر کاٹ لے دیکھ مین اف بھی کرتی ہون مین تو تیرے اوپر مرتی ہون چاہے

جتنا چاہیے وہ ظلم کر مگر اپنے وصل سے دل شاد کرے سچ ہے کہ معشوق ہمیشہ عاشق پر ستم کرتے ہین شاہزادے نے کہا
کہ دیکھیے مین ایسا اپنے وصل سے تیرے دل کو شاد کرتا ہون اور تیری آتش شہوت کو بجھاتا ہون کہ تو بھی کیا یاد کریگی
جانتی کہان ہے ایسا تجھکو خوش کرونگا کہ پھر کبھی تجھکو مرد کی خواہش نہوگی یہ کہتے ہوئے اُسکی طرف چلے اُس جوان نے
کہا کہ اے نادان یہ کیا کرتا ہے ارے وہ ساحرہ ہے اُسکے پاس نجا وہ سحر کریگی تو بیکار ہو جائیگا شاہزادے نے
جواب دیا کہ یہ لگا ہے میرا کیا کریگی مین اسکو بہتری کا مزا چکھا دون یہ جو بار بار کہہ رہی ہے کہ میرا دل شاد کر تیغ تو
تلوار سے قلم کر کے چلے اُدھر اُسنے خیال کیا کہ یہ بچہ ہے اسکو وار کرنے دے جب یہ وار کرے تو سحر کرنا اسکا ہاتھ
خشک ہو جائیگا قوت کم ہو جائیگی پس اسکو قید کرنا جب قید کی ایذا ہوگی خود راضی ہوگا یہ دل مین خیال کر کے
کہا کہ لے یہ سر حاضر ہے کاٹ لے اچھا ہے کہ اس عذاب سے نجات پاؤن کہ مین تو تیرے اوپر مرون اور تو کچھ
خیال نکرے اس جینے سے اِس وقت کا مرنا بہتر ہے یہ کہکر سر جھکا لیا اور کھڑی ہو گئی چپکے چپکے کچھ بڑبڑانے لگی
اودھر شاہزادہ تلوار تول کر اُسکے برابر پہونچا اُسنے سحر کیا کہ ہاتھ اسکا خشک اور قوت اِسکی کم ہو جائے مگر
اُسکا سحر بالکل شاہزادے پر بسبب لوح طلسمی کے اثر نکیا اُسنے جو دیکھا کہ میرے سحر نے اسپر اثر نہ کیا اور
وہ قریب آ گیا ایکمرتبہ سر اٹھا کر کہا کہ تو بڑا بے رحم ہے میری اس حالت پر بھی تجھکو رحم نہ آیا پر مین بنا پاسے
ہوئے یہ تیری سرکشی نجائیگی اسی طرح [illegible] کرتی ہون یہ کہکر چند دانے ماش کے اُس گوہر دریای
شجاعت پر مارے وہ سب چمکا ور ہوگئے بالکل اُنھون نے اثر نکیا اب تو یہ اور پریشان ہوئی مگر اپنے حواس
درست کر کے ایک گولہ جوڑ سے نکالا شاہزادے پر مارا وہ پاس شاہزادے کے آکر سرد ہوکر رہ گیا
بس اُسنے یہ ماجرا دیکھا اپنے ہاتھ کو دیکھا اور سحر کر کے کہا کہ کیا سبب ہے جو اس جوان پر سحر نہین اثر کرتا
ہے کف دست پر تحریر پایا کہ آگاہ ہو کہ یہ فاتح طلسم ہے اسکے پاس لوح طلسمی ہے اسپر تیرا سحر نہ اثر کریگا تو بیکار
کوشش کرتی ہے اپنی جان لیکر بھاگ ورنہ قتل ہوگی یہ جو تحریر پایا کف دست پر بہت گھبرائی قصد بھاگنے
کا کیا کہ بھاگ جاؤن شاہزادہ قریب آ چکا تھا فرار ہونیکا راستہ نہ ملا مجبور ہو کر زمین پر لوٹ گئی اور شیر
ببر کی صورت بنکر شاہزادے پر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ جو تلوار کا وار کیا عکس لوح جو اسپر
پڑا اُسکی صورت بدل گئی دیکھا کہ ہاتھ پاؤن زمین پر ٹیکے ہوئے مثل کتے کے یہ کتیا چلی آتی ہے تو اپنے
خیال مین شیرنی ہوئی ہے وہان شکل تبدیل ہو چکی تھی اور شاہزادے کی تلوار بھی چل چکی تھی جلدی
اسقدر کیا پنجہ مارون ادھر تلوار کر گاہ پر پڑی ہی تلوار کا پڑنا تھا کہ دو پرکالہ ہوئے تلوار اُسکی کمر کو کاٹکر
زمین پر آئی وہ دو ہو کر گری شور ہوا اور گمپرپا ہوا تاریکی ہو گئی اور یہ سر گرگری اُدھر وہ باغ و عمارت گرنے
لگی کل باغ و بارہ دری دھوان ہو کر اُڑ گئی تاریکی چھا گئی بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتی مجھکو نام
من حمیرہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبہلاکت [illegible] شدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی برطرف
ہوئی شاہزادے اور اُس جوان نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ وہ بارہ دری نہ وہ کمرہ ہم دونون آدمی صحرا
مین ایک بار یکجا کے چبوترے پر کھڑے ہوئے ہین اور لاش اُس ساحرہ کی پڑی ہوئی ہے بس اُس
جوان نے دوڑ کر شاہزادے کو گلے سے لگایا چشم و ابرو پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے گل گلشن شجاعت واے
گوہر صدف جرات وہمت جلد بیان کر کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے تجھسے تو خون عزیزی اور بو قرابت
کی آتی ہے راوی نے بیان کیا کہ جب سے اُس جوان نے شاہزادے کو دیکھا ہے ایسی محبت پیدا ہوئی
ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ اسکو کلیجہ مین جگہ دون گرد پھرون آخر کو نہ تاب رہی سینے سے
لگا لیا اور پیار کیا اور حال دریافت کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ مین اپنا حال عرض کرونگا پہلے

آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے اور اس حال سے کہ کس خاندان سے ہین اور یہ واقعہ کیا ہوا اور کب سے
آپ اس نکارہ کی قید مین ہین اور کیونکر اُسکے ہاتھ لگے کیونکہ مجھکو بھی آپ سے بوے محبت آتے ہوئے معلوم
ہوتی ہو اور الفت ہو گئی ہو اسطور کی کہ جیسے خورد کو بزرگ سے ہوتی ہو اور آپکی صورت اور بدر سے مبارک
میرے چند بزرگون سے بہت مشابہ ہو مین خود اُسوقت سے حیران ہون کہ آپ کون بزرگوار ہین اُس
جوان نے جواب دیا کہ اے راحت و آرام قلب ناتوان تو بھی میرے خاندان کے لوگون سے بہت
مشابہ ہے اور جنکے مشابہ مین ہون اُن تمھارے بزرگون کے کیا نام ہین مجھکو آگاہ کرو شاہزادے نے
کہا کہ اگر گستاخی نہو تو مین عرض کرون اُس جوان نے کہا کہ شوق سے جو کچھ کہنا ہو کہو مجھکو کسی بات مین
عذر نہین ہو اگر جان کے خواستگار ہوگے تو جان تک حاضر ہو تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہو شاہزادے
نے جواب دیا کہ بس یہ عرض ہو کہ پہلے آپ اپنے حال سے آگاہ فرمایئے پھر مین اپنا حال عرض کرونگا اُسوقت
اُس جوان نے کہا کہ بیان کرون مگر مجھکو بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہو ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم غریبون کی
کمک کرتے تھے اور اب وہ زمانہ ہو کہ ہماری دوسرے کمک کرتے ہین ہم ناچار و مجبور ہین اب اپنا حال
ظاہر کرکے اور بزرگون کا اُنکو بھی بدنام کرنا ہو شاہزادے نے فرمایا ہو کہ قسم ہو آپکو خداوند کریم کی اپنے حال سے
آگاہ فرمایئے اُس جوان نے کہا کہ تمنے جو سُنا ہو کہ حضرۃ صاحبقران زادالہ قاف ثانی سلیمان جو کہ
زوج آسمان پری تھے وہ میرے پردادا تھے مین خاندان صاحبقران سے ہون میرے جد بزرگوار کا نام عملشاہ
عالیشان تھا جو کہ قاتل کیتیان فرنگی تھے اور فرزند رشید صاحبقران تھے اور میرے پدر بزرگوار کا نام
ملک قاسم تھا جو کہ فاتح طلسم افراسیابی تھے مین ملک قاسم کا فرزند رشید ہون میرا نام ملک ایرج
نوجوان ہو مین بدنام کرنیوالا نام بزرگون کا ہون اپنے میرے بزرگون کی اور نہ میری کسی دوسرے نے کمک
کی سوا اسکے آج تک اے جوان آگاہ ہو کہ بعد قتل ہونے لقا کے صاحبقران اول خانہ کعبہ تشریف
لیگئے اُنکے فرزند امیر ثانی صاحبقران ہوئے ہم سب لوگ اُنکے ہمراہ رہے بس ایرج نوجوان نے ابتدا
سے حال صاحبقران اول و ثانی سب بیان کیا اور کہا کہ میرے کئی فرزند ہین منجملہ اُنکے دو بہت زبردست ہین
ایکا نام رستم ثانی [illegible] دوسرے کا نام شہریار عالیوقار ہو اور تم میرے اُسی
فرزند رستم ثانی کے مشابہ ہو ایرج نوجوان نے کل حال اپنے خاندان کا اور کل واقعات
بیان کیے اور کہا کہ اے جوان میرا واقعہ یہ ہو کہ جب صاحبقران ثانی بعد قتل زمرد ثانی و نوبیچ
کے ہم ایک سو چالیس سردارون کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجانے لگے اُنہین دنون بھی تھا سبب اسکا
یہ تھا کہ صاحبقران ثانی نے خلافت قاعدہ بدیع الملک نوجوان کو جو کہ نور الدہر لبیب بدیع الزمان
کا فرزند ہو اپنا جانشین کیا اور صاحبقران ثالث کا خطاب دیا لیکن یہ امر ہم سب دستہ چیون سے
ناگوار ہوا مگر حکم صاحبقران سے مجبور تھے مین تو ہمراہ صاحبقران کے کعبہ کو روانہ ہوا میرا فرزند رستم ثانی
بھیجنے کا رہا گیا شہریار میرا دوسرا فرزند فرنگستان مین تھا اُسکو اس حال کی خبر تھی ایرج نوجوان نے
ابھی اور تکلیف کی اور ملک قاسم و رستم ثانی و شہریار کی بڑی بڑی بہادری بیان کی سوا اسکے
اور سب کی بھی تعریف کی بعد صاحبقران ثانی سواسے کاج باج مین جو پہنچے وہان خیمہ وغیرہ لگا
ہو گئے سب اُترے رات کو ساحرون نے جو کہ بہت بڑے دشمن تھے اُن خیمون اور ڈیرون مین آگ لگا دی
جسوقت ہمکو معلوم ہوا تو ہم سب منتشر ہو گئے نور الدہر بھی ہمراہ صاحبقران کے تھے مین کو در نور الدہر
ایک طرف اُس آگ سے نکل کے بیٹھے اب ہمکو حال صاحبقران نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری ہم دونون

گیا

آدمی عالم بدحواسی مین اُس عالم شب مین آگ سے نکلکر راہی ہوے اور اپنے ساتھ والونکو تلاش کرنے لگے اور
فقط آگ گل کرنیکی کرنے لگے چنانچہ جادوگر جاتے تھے سواے صدا کے کچھ سنائی نہین دیتا تھا اور چارون طرف
آگ لگی ہوئی تھی پریشان پھر رہے تھے کہ یکایک برق چمکی اور چشم مین بڑی خیرگی ہوئی مین سنبھلنے نہ پایا تھا
کہ ایک پنجہ میرے کمر مین پڑا اور مجکو لیکر ہوا سے آسمان ہوا بسبب کثرت ہوا اور بلندی کے مین بیہوش ہو گیا
اب مجکو خبر نہین کہ میرے بعد صاحبقران پر کیا گذری اور نورالدہر پر اور کون اُس آگ سے بچا اور کون
ہلاک ہوا واللہ اعلم اب جو مجکو ہوش آیا تو مین نے اپنے کو اس باغ مین پایا کہ جہان سے تمنے مجکو رہا کیا مین نے
خیال کیا کہ مین آگ مین جل گیا اور میری روح کو ملک الموت لاکر بہشت مین چھوڑ گئے مین سیر باغ کرنے
لگا کہ ایک طرف سے چند عورتون کے بولنے کی آواز آئی مین ادھر کو چلا جب سب نے مجکو دیکھا نامحرم نامحرم
کہکر میرے پیچھے دوڑین چنانچہ اُنہین ایک نازنین نظر آئی میرا دل اُس پر آگیا وہ میرے اوپر فریفتہ ہوئی
بعد کہنگو کے پیار مین اُسکے ہمراہ بارہ دری مین آیا اُسنے صحبت عیش آراستہ کی مجکو شراب پلائی مین نے
سوال اسلام کیا اُسنے کہا کہ مین مسلمان ہون بس جب مین شراب پیکر خوش ہوا اسوقت بیتاب ہو گیا مین
اُس سے ہمکنار ہونے کے قصد سے اور بوسہ لینے کے ارادے سے اُسکے قریب آیا اور منہ اُسکے قریب
لیگیا ایسی بو سڑائی کہ میرا دماغ متعفن ہو گیا غشیان کی نوبت پہونچی مین الگ ہٹ بیٹھا اُسنے سبب
پوچھا مین نے بیان کر دیا کہ تیرے منہ سے بو سڑائی ہے تو ساحرہ ہے مین تجھ سے ہمکنار نہین ہو سکتا ہون
ہمارے مذہب اور ہمارے خاندان مین ساحرہ سے ہمبستر ہونا ناجائز ہے اُسنے بہت منت سے کہا کہ میرا نام
[illegible] جادو ہے اور مین خاندان [illegible] جادو سے ہون [illegible] میری نانی تھی مین دختر ہون [illegible] جادو
کی مین ایک [illegible] عاشق تھی مگر [illegible] چنانچہ [illegible] کا [illegible] مین جب آگ
لگی اور تو پریشان ہو کر نکلا تو مجکو موقع ملا مین پنجہ بنکر لے آئی یہان پر دہ قافت مین اور تو طلسم جہل چراغ سلیمانی
مین ہے [illegible] اگر مجکو ناراض کرکے نکل جائیگا تو کبھی تیری رہائی غیر ممکن ہے بس اپنے وصل سے میرے دل کو شاد کر
کہا کہ یہ تو ہرگز نہو گا اُسنے کہا کہ مین اس خوف سے یہان لائی کہ مجھے ہوئی کہ تیرے بزرگ ساحر و ساحرہ کش ہین
ایسا نہو کہ وہ خبر پاکر آئین اور مجکو قتل کرکے تجکو رہا کر لیجائین بس یہان تو آ نہین سکتے ہین نہ میرے حال
سے خبردار ہو سکتے ہین یہ جو اُسنے کہا مجکو زندگی اور رہائی سے نا امیدی ہو گئی خاموش ہو رہا وہ دوسری طرف
سے اس قدر سے چھری کے گلے سے لگا کے مین نے ہاتھ اٹھا یا ہاتھ مارا کہ اُسکے منہ سے خون نکلا تلوار لیکر اُسپر چلا اُسنے
سحر کیا کہ میری طاقت بالکل زائل ہو گئی اور ہاتھ میرا خشک ہو کر رہ گیا اُسنے پھر مجھ سے سوال وصل کیا اُسنے
مجھ سے عاجز ہو کر اس کمرے مین قید کیا اُسدن سے یہ اُسکا دستور تھا کہ دن کا مین دو دوا یا ساحرہ مجکو اپنے
روبرو بلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی جب مین انکار کرتا تھا ہر قسم کی اذیت دیتی تھی مین بلا مین مبتلا
تھا ایکدن اُس لڑکی نے کہا کہ آج طلسم مین شہزادہ [illegible] ثانی قید ہو کر آیا ہے اور بادشاہ طلسم نے اُسکو
طلسمی مین قید کیا ہے مجکو بڑا صدمہ ہوا اور مین نے کہا کہ یہ جو ہو رہا تھی تجھ کو کہان اور طلسم کہان وہ پھر کو دنیا
پر یہ پردہ قافت ہے پھر خیال آیا کہ شاید یہان کسی حضرت سے کسی دیو کے مقابلہ کو آیا اور اسیر ہو گیا
ہو اتنے چند سال کے بعد اُس لڑکی نے کہا کہ تمہارا پوتا فرزند شہریار رہا ہو گیا یا قید ہو گیا یا ہمکو اور دنیا اور
صدمہ ہوا مین نے اُس سے کہا کہ مجکو اسوقت یقین نہیں کہ ۔۔ کا آئیگا کہ جب تو مجکو دکھلائیگی اُسنے کہا کہ اچھا
بس اُسنے کہا تدبیر کی کہ دربانان قید خانہ سے ملاقات پیدا کی مین جب سامنے آتا تھا یہ سوال کرتا تھا کہ
دکھلا دے وہ کہتی تھی تدبیر کرتی ہون بس جب خدا کو منظور تھا و ہم باہم ہو گئی ایکدن مجھ سے کہا کہ آج تم

چلو مین تمکو ان دونون قیدیان طلسم کو دکھلاؤن مین نے دربانان زندان کو راضی کر لیا ہو مگر ایک شرط ہو اگر تم
قبول کرو مین نے کہا کہ وہ کیا شرط ہو اُسنے کہا کہ مین تمھاری آرزو بر لاتی ہون تم میری آرزو بر لانا اپنے وصل
سے شاد کرنا مین نے خیال کیا کہ اگر انکار کرتے ہو تو پھر یہ نہ لیجائیگی مصلحت یہ ہو کہ اسوقت اقرار کرلو مین نے
اقرار کیا وہ مجکو تخت سحر پر سوار کرکے زندان طلسمی مین لائی مین نے دیکھا کہ ہزارون آدمی قید مین اُنمین میرے
دونون فرزند رستم ثانی و شہریار بھی طوق و زنجیر پہنے گرفتار بیٹھے ہوئے ہین مین اُنکو دیکھکر حیران ہوا اور وہ
مجکو اُنھون نے سلام کیا مین نے دعا دی اور اشارے سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر اسیر ہوکر آئے اُنھون نے
اشارے سے جواب دیا کہ کیا عرض کرین یہی سوال اُنھون نے مجھسے کیا مین نے بھی جواب دیا وہ یہ حیران ہوکر
دیکھ رہے تھے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران طرف خانۂ کعبہ کے گئے تھے یہان کیونکر پہونچے مین یہ حیران ہوکر
دیکھ رہا تھا کہ یہ تو پردۂ دنیا پر اپنے لشکر مین تھے یہان کیونکر آئے کہ وہ لکاتہ مجکو لیکر وہانسے اپنے باغ
مین چلی آئی مجھ سے کہا کہ اب تم وعدہ وفا کرو مین نے انکار کیا وہ بہت برہم ہوئی اور پھر مجکو قید کیا مین نے
کہا کہ تو مجکو بھی اُسی قیدخانہ مین قید کر جواب دیا کہ ہان تم سب ملکر میرے قتل کی فکر کرو اور مجکو ہلاک کرو بس تم
یہان تڑپو اُنکے لیے وہ تمھارے بیٹے وہان تڑپین دوسرے تم میرے قیدی ہو کوئی بادشاہ طلسم کے
قیدی نہین ہو جو قیدخانۂ طلسمی مین قید کیے جاؤ وہ تو قیدی طلسم ہین بس مین خاموش ہو رہا اور اُسدن سے
قید مین بسر کرنے لگا وہی طریقہ تھا کہ ہر روز یا کہ مجھ سے سوال وصل کرتی تھی جب مین انکار کرتا تھا تو اذیت
دیکر قید کرتی تھی اِسی طریقہ سے کہ جسطور سے تمنے دیکھا خدا سے ہر روز اپنی رہائی کی دعا کرتا تھا اور یہی
دعا تھی کہ اگر رہائی مقدر مین نہین ہو تو ملک الموت کو حکم ہو کہ وہ روح قبض کرلے کہ خداوند کریم نے میرے
حال پر رحم فرمایا کہ تمنے آکر اِس بلا سے نجات دی اور اِس ساحرہ کو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا جو کہ مین نے بیان
کیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو راوی بیان کرتا ہو کہ وہ جو رستم ثانی نے دوسرے دن خواب مین اپنے
پدر سہراب ثانی سے کہا تھا کہ تمھارے جد نامدار بھی اِس طلسم مین قید ہین اور وہ بھی مبتلائے بلا ہین یہ کوئی
اعتراض نہ کرے کہ رستم ثانی کے پاس بیٹے قیدخانۂ طلسمی مین تو وہ قید نہ تھے بلکہ دوسرے مقام پر تھے
پھر کیونکر رستم ثانی کو معلوم ہوا اور اُنھون نے سہراب ثانی کو خبر دی اسطور سے معلوم ہوا تھا کہ جو کہ مین نے
تحریر کیا اور یون باہم ملاقات ہوئی اور ایرج نوجوان نے اشارے سے کہا تھا کہ مین اِس ساحرہ
کی قید مین ہون وہ بھی رستم ثانی نے سہراب ثانی سے کہا تھا ایرج نوجوان آٹھ برس قید سحر جادو
مین مبتلا رہے بعد آٹھ برس کے سہراب ثانی نے حریف جادو کو قتل کرکے رہا کیا یہ جملہ معترضہ تھا آمدم برسر
مطلب جب یہ سوال ایرج نوجوان نے سہراب ثانی سے کیا کہ تم اپنا حال بیان کرو اور سہراب ثانی
کو یہ امر بخوبی بیان ایرج نوجوان سے ثابت ہو گیا کہ یہ میرے جد بزرگوار ہین میرے والد رستم ثانی کے
پدر عالیمقدار ہین ملک قاسم کے فرزند ارجمند ہین حمزۂ صاحبقران کے جگر بند ہین اکثر اپنی مان کی زبانی
سُنا بھی کرتا تھا کہ ایرج نوجوان تمھارے دادا ہین وہ یہ کہا کرتی تھین شہریار عالی وقار سے بھی سُن
چکا تھا اور صورت سے بھی مشابہ پایا اور کل حال بھی سُنا بس دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور قدم چومے اور یون
عرض کرنے لگا کہ مجکو نہ معلوم تھا کہ آپ میرے جد بزرگوار ہین ورنہ مین کبھی اسقدر بیہودہ گوئی نہ کرتا مین
کرتا گو مجکو حیرت تھی کہ یہ تو بالکل میرے باپ اور ہم سے مشابہ ہین ضرور اُنکے خاندان کے ہین کوئی میرے
بزرگ ہین پر نہ معلوم تھا کہ میرے جد نامدار ہین میری خطا کو معاف فرمایئے اے جد نامدار مین آپکے نور نظر
سرور قلب و جگر فرزند ارجمند شہریار رستم ثانی کا فرزند ہون اور آپکا ادنیٰ غلام ہون میرا نام سہراب ثانی ہے

مین پردۂ قاف مین ملکہ مضراب پری دختر اخضر پریزاد عالم پردۂ پنجم قاف کے بطن سے پیدا
ہوا ہون یہ جو سہراب ثانی نے کہا ایرج نوجوان پہلے ہی سے حیران تھے کہ یا کون جوان ہو جو کہ بالکل
مشابہ ہو رستم ثانی و شہریار سے بس یہ جو سہراب ثانی نے عرض کیا ایرج نوجوان نے اپنے خاندان
کی علامتین بھی سب سہراب ثانی مین پائین خوش ہو کر گلے سے لگایا مبارکباد دی اور فرمایا کہ تم میرے
نور نظر ہو مین نے جب سے تمکو دیکھا تھا حیران تھا کہ یہ میرے فرزند رستم ثانی کے ہم شکل ہین اور میرے
خاندان کی نشانیان بھی موجود ہین اور یہ قدرت و جرأت و ہمت سوا اسے خاندان صاحبقران کے کسی مین
نہین ہو ضرور یہ میرے خاندان سے ہو اسی سبب سے مین زیادہ تر استفسار حال کی کوشش کرتا تھا
اور تمھاری محبت بھی میرے دل مین پیدا ہو گئی تھی خون عزیزی بھی رگون مین جوش مار رہا تھا یہی جی چاہتا
تھا کہ تمکو گلے سے لگاؤن اپنی جان نثار کرون شکر ہو اس خداے کریم کا کہ تم میرے پوتے نکلے اور کسی غیر کا
میرے اوپر احسان نہوا کہ یہ جوان دست راستون مین سے ہو اور انکا احسان میرے اوپر ہو مگر خدا نے اس
امر سے بچایا کہ تم میرے لخت جگر کے پارۂ دل ہو یہ کہکر خوب سر و چشم پر بوسہ دیے اور فرمایا کہ تم اس حال سے
آگاہ کرو کہ میرا فرزند رستم ثانی پردۂ قاف مین کیونکر آیا اور اس طلسم مین کیونکر اسیر ہوا سہراب ثانی
نے عرض کیا کہ واقعہ یہ ہو اور یون مین نے سنا ہو اور جو کچھ میرے روبرو گذرا ہو کہ جب صاحبقران ثانی
بدیع الملک کو صاحبقران فرما کر خانۂ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ خبر میرے والد کو ہوئی انکو بڑا صدمہ ہوا
بس انھون نے یہ خیال فرمایا کہ بدیع الملک میرے ہم چشم تھے اور میرا دنگل اور انکا مقابل مین بارگاہ
مین بچھا تھا اب مین انکی اطاعت کرون بس فقیر ہو کر اپنے لشکر سے نکل گئے راوی نے بیان کیا ہو کہ
سہراب ثانی نے رستم ثانی کا فقیر ہو کر نکلنا شہر زرین حصار مین پہونچنا اور صیقل کشتی گیر کو قتل کرنا
تقبل دیو پہور کو زیر کرنا اور بادشاہ کا خوش ہو کر اور فقیر جان کر عزت کرنا انکا بیرون شہر تکیہ بنوا کر
قیام کرنا بعد مدت کے سب اہل شہر کو مسلمان کرنا بیان کیا اور کہا اسی زمانہ مین پردۂ قاف مین اخضر
پریزاد کی دختر مضراب پری پر دیو ہامان عاشق ہوا اور بادشاہ سے پھر گیا بس سہراب نے دیو
ہامان کا مقابلہ کرنا اخضر کا شکست کھا کر قلعہ بند ہونا سرور حبشی کا زائچہ کر کے بیان کرنا کہ پردۂ دنیا پر
ایک فقیر ہین اگر وہ آئین تو اسکو زیر کرین اور تعریف کرنا اخضر کا دیو روانہ کر کے بموجب نشان دینے
سرور حبشی رستم ثانی کو اٹھوا منگوانا انکا آنا اور کل حالات دربار دیو ہامان کے نامہ بر کو ہلاک کرنا رستم
کا اور مقابلہ کر کے اسکو مجروح کرنا اسکا بھاگنا رستم کا خیمہ شہنگالنا پر براے سیر ہمراہ مضراب پری جانا
دیو مثقال ہون دیو ہامان کا جا کر مقابلہ کرنا رستم ثانی کے ہاتھ سے ہلاک ہونا شہر مین آنا بصلاح سرور حبشی
مضراب پری کے ساتھ رستم ثانی کا عقد ہونا پھر ہامان کا آکر مقابلہ کرنا اور زخمی ہونا اور کسی سے اطاعت
کرنا اپنا پیدا ہونا رستم ثانی کا شکار پر جانا دیو ہامان کا دھوکہ دیکر اسیر طلسم کرانا عرض کیا کہ اسطور سے
میرے والد اسیر طلسم ہوئے ہم اس زمانہ مین میرا سن چار برس یا پانچ برس کا تھا سب کا یہ حال سنکے رنج و غم کرنا
ہامان کا پھر منحرف ہو کر لشکر کشی کرنا پھر سرور حبشی کا زائچہ کرنا اور بیان کرنا کہ اس ایک پیادہ اور ایک فقیر اسی خاندان
کا ہو اسکو اگر طلب فرمائیگا وہ آکر دیو ہامان کو زیر کریگا اور اس جناب کو معہ کریگا اخضر کا پھر دیو کو روانہ کرنا اسکا شہر بالہ
کو لیکر آنا دیو ہامان کا قلعہ پر یورش کرنا اخضر پریزاد کا سہراب ثانی کو بہانے سے براے شکار روانہ کرنا بیان
کیا اور عرض کیا کہ مجکو نادان نے فریب دیکر شکار کو روانہ کر دیا اپنا شکار مین مصروف ہونا صدا توپ کی
کان مین کرنا ایک دیو سے حال دریافت کرنا اسکا رونا اپنا اسپر خفا ہونا اسکا سب حال بیان کرنا لیکر اپنا

ملا ہیگا تو ملیں گے ورنہ مجبور رہیں رستم ثانی و شہریار سے ملنے کی حسرت رہ گئی خیر تمکو دیکھ لیا ای فرزند لوح سے خبردار ہو اور لوح کو دیکھو کہیں ایسا نہو کہ کوئی حریف تمپر بھی دست اندازی کرے یہ جو صدا اسہراسپ نے سنی اور گھبرا کر دیکھا اور خیال کیا کہ یہ کیا جد نامدار فرماتے ہیں پریشان ہوکر ادھر ادھر دیکھا یکایک نگاہ جو بلند ہوئی دیکھا کہ جد نامدار کو ایک پنجہ اُٹھائے لیے جاتا ہے سوائے پنجہ کے کچھ نظر نہیں آتا ہے انھوں نے قصد کیا تھا کہ تیر لگاؤں جب کسیکو سوائے پنجہ اور ایرج نامدار کے نہ پایا ناچار ہوئے اور پکار کر کہا کہ ای جد نامدار میں نے آپکو پہچانا کیا یہ کہتے رہے کہ یکایک وہ پنجہ غائب ہو گیا انکو بہت صدمہ ہوا الغرض کیا کرتے ناچار رہگئے مجبور ہوکر رہگئے اب لوح کا خیال آیا ایرج نامدار کے کہنے سے دلمیں کہا کہ بڑی غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا ورنہ یہ واقعہ پیش آتا ضرور کوئی نہ کوئی حکم لوح سے ہوتا مگر خیر جو مشیت باری یہ دل سے باتیں کر کے لوح کو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ جب تو مرحلہ خوکان فتح کر کے مرحلہ خرسان کیطرف روانہ ہوگا تو راہ میں باغ حمیرہ جادو کا ملیگا چونکہ تو اسی ہودماہ جادو کی اور بیٹی ہے دنیا سے جا چکی ہے تیرے جد حمزہ صاحبقران بیٹے ایرج نوجوان تیرے دادا کو لیکر یہاں آئی ہے اور مقیم ہے اور وہ تیرے دادا پر عاشق ہو گئی اور انکو قید کر رکھا ہے اس سبب سے کہ انھوں نے وصل سے انکار کیا ہے پس اسکو قتل کر کے اور انکو رہا کر کے طرف شہر حشنا میہ کے روانہ کرنا اور خود طرف مرحلہ کے روانہ ہونا اگر انکو ہمراہ رکھیگا تو خرابی ہوگی وہ پھر گرفتار ہو جائینگے کیونکہ فاتح طلسم کو تنہا برائے فتح طلسم جانا چاہیے اگر شاید تو لوح نہ دیکھے اور انکو رہا کرے کیونکہ تیر اور سحر کسی کا اثر نہ کریگا اور وہ تیرے ساتھ برائے فتح مرحلہ چلیں اور راہ سے کوئی پنجہ لیجائے تو کوئی مقام خوف و اندیشہ نہیں ہے وہ بعد فتح مرحلہ خرسان تجھے اسی مرحلہ میں ملینگے تو اندیشہ نہ کر اور اپنے کام میں مصروف رہ یہ جو تحریر پایا پہلے تو اپنی نادانی پر بہت نفرین کی اُسکے بعد اطمینان بھی ہوا کہ اُسی مرحلہ پر ملینگے پس پھر لوح کو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ جب تو اپنے جد بزرگوار ایرج نامدار کو رہا کر چکے خواہ انکو حشنا میہ کو روانہ کرے خواہ انکو پنجہ لیجا پس بعد اس واقعہ کے تو طرف مغرب کے روانہ ہونا جب تو تھوڑی راہ طے کریگا تجھکو ایک دریا ملیگا اسکے کنارے کھڑے ہوکر یہ اسم پڑھنا ایک کشتی پیدا ہوگی اُسپر جست کر کے سوار ہونا ایسی جست کرنا کہ تو کشتی میں پہونچے دریا میں نہ گرے ورنہ پھر تمام عمر تو اسیر طلسم رہیگا پس جب تو کشتی میں پہونچ جائیگا وہ کشتی غرق ہو جائیگی اور تو بھی جائیگا اسوقت آنکھیں کھول لینا تو اپنے کو زمین پر ایک صحرا پر کھڑا پائیگا پس پھر لوح کو دیکھنا والسلام یہ دیکھکر اور نوشتہ پاکر بموجب تحریر لوح کنارے دریا کے پہونچے دریا کو دیکھا کہ وہ بحر ذخار ہے کہ جسکا کنارہ دوسرا عدم سے ملا ہے آسمان اُس دریا میں ایک حباب سا معلوم ہوتا ہے حباب آنکھیں نکال نکال کر ڈرا رہے ہیں موجیں مثل تلوار کے نظر آتی ہیں ہزاروں مقام پر گرداب پڑ رہے ہیں دریا میں تلاطم ہے بڑے بڑے … گرداب میں پانی اُبھرتے ہیں اور پھر غرق ہو جاتے ہیں انھوں نے اُس دریا کو دیکھکر اور کنارے پر کھڑے ہوکر نام خدا لیکر وہ اسم پڑھا کشتی ظاہر ہوئی اُسمیں بموجب تحریر لوح بنام خدا جست کر کے سوار ہوا وہ کشتی چرخ کھا کر غرق ہو گئی انھوں نے آنکھیں بند کر لیں تھیں جب کشتی تھمی تو آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا وہاں نہ وہ دریا تھا نہ وہ صحرا اس صحرا کو اُس صحرا سے ہول خیز و آفت انگیز پایا وسعت میں وہ صحرا … اسہراسپ ثانی نے اُس صحرا کو دیکھکر اپنے دلمیں کہا کہ اس طلسم میں جو مقام ہے وہ پر آفت و بلا ہے یہ دل میں کہکر لوح کو دیکھا اُسمیں تحریر پایا کہ ای طلسم کشا اس صحرا کا نام صحرائے خرسان ہے پس آگاہ ہو کہ دیو خرس … اُس صحرا میں رہتا ہے اور وہی حاکم اس مرحلہ کا ہے اور اس مرحلہ سے بھی متعلق ایک ملک ہے کہ اُسکا نام شہر … ہے وہاں اسکی طرف سے اسکا فرزند دیو خرس … حاکم ہے مگر وہ بھی مسلمان ہے اور تمام اہل شہر کو ظالم سے … دیو خرس کی صورت ابلیس پرست ہے پہلے یہ خدا پرست تھا مگر بہکانے سے بادشاہ طلسم افراسیاب کے

کافر ہو گیا ہے یہی حاکم تھا شہر کا اور سب اہل شہر اور اسکے فرزند نے اسکے خوف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ ہم بھی لقلیس پرست
ہیں اور پوشیدہ طور سے خدا پرست تھے پس جب اسکے پاس اژدر پیر پزاد جو کہ اب بادشاہ طلسم ہے اسکا نامہ
پہونچا اور اسکو معلوم ہوا کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوا اپنے فرزند کو اپنے مقام پر حاکم کرکے اصلی مرحلہ پر براے
بند و بست مرحلہ گیا ہے اور تمہارے قریں ہے آگاہ ہو کہ جبکہ اسکو یہان پہونچکر یہ معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے مرحلۂ
پہنا عصار و مرحلۂ گرد باد و مرحلۂ زاغان و مرحلۂ خوکان کو فتح کر لیا اور طلسم کشا کی خبر اکثر حسان پرزاد
و طوفان پیر پزاد نے کی اور لوح کا نشان دیا طلسم کشا نے لوح حاصل کرکے یہ سب مرحلے فتح کیے اور اپنے جد بزرگوار
کو قید حسن سے جادو سے رہا کرکے میرے مرحلہ کا قصد کیا بہت پریشان ہوا اسکا وزیر قریب پیر پزاد اسکے ہمراہ تھا
اس سے اسنے حال بیان کیا اور کہا کہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ طلسم کشا یہ مرحلہ فتح کر سکے پس اسنے کہا کہ میں
جاتا ہوں اگر میری تدبیر بن پڑی تو طلسم کشا کو لاتا ہوں یا لوح لیکن جب لوح اسکے پاس نہوگی تو وہ مرحلہ
کیونکر فتح کریگا کسی نہ کسی طور سے اسیر ہو جائیگا یہ کہکر وہ چلا تھا تمہارے قریب آیا تھا پر تو اسکا دسترس
نہ چلا اسبب لوح سکے اور نہ لوح ہاتھ لگی وہ تمہارے جد بزرگوار کو اسیر کرکے لیگیا اسنے جاکر سب حال کہا دیو
خرس صورت سے اور کہا کہ میں طلسم کشا کے دادا کو اسیر کر لایا ہوں اسپر تو میرا قابو نہوا نہ لوح پر اسے
طلسم کشا اسنے آپکے دادا کو اپنے پاس قید کیا ہے اور خود بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے پس اس مرحلہ کے فتح کرنیکی
یہ تدبیر ہے پس جو کچھ لوح سے تعلیم ہوا اسکو نوشتہ کے بموجب سہراب ثانی نے کام کیا پس سہراب ثانی
تحریر لوح سے آگاہ ہوکر اسی صحرا میں ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا کہ ایک خرس ایک
غار میں بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی اسنے شاہزادے کو دیکھا غار سے نکلا اور اس زور سے چلایا کہ تمام صحرا ہل گیا اسکا
چلانا تھا کہ چہار طرف سے جوق جوق خرس آنے لگے شاہزادے کے گرد جمع ہونے لگے پس شاہزادہ بموجب
تحریر لوح خاموش کھڑا رہا جب تمام صحرا خرسون سے بھر گیا اور وہ خرس شاہزادے پر حملہ آور ہوئے اسوقت
شاہزادے نے لوح گلے سے اتار کر اپنے ہاتھ پر رکھی اور کہا کہ یہ لوح موجود ہے جسکا جی ہو وہ لیجائے کیونکہ
لوح سکے لیے میرے اوپر حملہ آور ہوتے ہو یہ جو شاہزادے نے کہا وہ خرس باہم لڑنے لگے ایک ایک پر سبقت
کرتا تھا کہ میں لوح کو شاہزادے کے ہاتھ سے لیلوں اسی سبب سے باہم جنگ و پیکار ہونے لگی تھوڑے عرصہ
میں وہ سب خرس باہم لڑکر ہلاک ہوگئے صرف ایک خرس بہت بڑا باقی رہا اسنے قصد کیا کہ میں لوح لیلوں
جیسے ہی اسنے پنجہ بڑھایا کہ لوح لوں جب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک خرس رہ گیا ہے وہ لوح لیے جاتا ہے تو
جیسے ہی اسکا پنجہ قریب آیا شاہزادے نے اسکا پنجہ اپنے دست زبردست میں خوب مضبوط پکڑ لیا اسنے زور
کیا شاہزادے نے لوح کو گلے میں جلد ڈال لیا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا دوسرا پنجہ پکڑا اور زور کرکے
اسکو اٹھا کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر اسکا سر کھینچ لیا اور اسکا دل و جگر نکال لیا اسکا مرنا تھا آندھی سیاہ چلی
برچھا باری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بو خرس صورت بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم
جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاش ایک دیو کی پڑی ہے اور ایک گنبد سامنے ہے پس شاہزادے نے بڑھکر اس
قفل کو جو کہ گنبد میں دیا ہوا تھا توڑا در گنبد کھولکر اندر تشریف لائے دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا [illegible] ہے شاہزادے نے آواز
دی کہ او نابکار خبردار ہو جا میں تیرا قاتل ہوں یہ سنکے اس ساحر نے بھی سر اٹھایا اور کہا تو یہان تک
آگیا اور میرے ہم شبیہ کو قتل کیا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے یہ کہکر ایک گولہ شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے اس گولہ پر عکس لوح ڈالا وہ گولہ سرد ہوکر رہ گیا پس وہ ایک مرتبہ اٹھکر چلا طرف شاہزادے کے شاہزادے
نے جیسے ہی اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا فوراً تلوار میان سے لی اور اسپر اسم لوح دم کر کے [illegible]

سپر جمشید پر چار آئینہ کی یا تلوار سپر پر جھکی تھی یا زیر زمین اس نے بوسہ دیا وہ ساحر مر کر گرا تمام عالم تاریک ہو گیا
آواز پھر آئی کہ کشتی نام میرا دیو خرس صورت ہو بود اسکا مرنا تھا کہ وہ گنبد وغیرہ نا غائب ہو گیا جب تاریکی برطرف
ہوئی دیکھا کہ دیو کی لاش پڑی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ جو خرس مارا گیا تھا شاہزادے نے وہ اسکی ہمشکل
شبیہ تھی اب اصلی دیو مارا گیا مرحلہ فتح ہو گیا شاہزادہ کھڑا تھا کہ گھوڑا صحرا سے پیدا ہوا اور اسکی لاش کو لیکر
روانہ ہوا طرف شہر اسکے شاہزادے نے قصد کیا تھا آگے روانہ ہوں کہ دیکھا ایک اژدر آتش فشاں ایک
طرف سے نمایاں ہوا اس نے آتے ہی شاہزادے پر شعلہ چھوڑا شاہزادے نے عکس لوح اس شعلہ پر ڈالا وہ
شعلہ گل ہو کر رہ گیا اس عرصہ میں وہ اژدر قریب آگیا تھا کہ شاہزادے نے عکس لوح اسپر ڈالا وہ اپنی صورت
اصلی پر آیا پس شاہزادے نے خنجر دار کر کے جو تلوار لگائی کمرگاہ پر سے اسکے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا کہ
نام میرا فریب جادو ہو بود اسکا مرنا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ایرج نامدار ایک طرف سے ہنستے ہوئے
چلے آتے ہیں شاہزادہ دوڑ کر اسکے قدم پر گر پڑا انھوں نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مبارک ہو کہ طلسم کا مرحلہ
خرسان فتح ہو گیا پس شاہزادے نے جواب دیا کہ آپکے اقبال سے ماما ایرج نے بیان کیا کہ مجھکو فریب
جادو وزیر دیو خرس صورت پکڑ لے گیا تھا اور لیجا کر بحکم دیو خرس صورت ایک چاہ میں قید کیا تھا جب وہ
دونوں مارے گئے مرحلہ فتح ہوا میں رہا ہو گیا اب چلو طرف قلعہ طلسم کے اسکو بھی فتح کریں الغرض پس شاہزادہ
خوشی خوشی ایرج نامدار کو ہمراہ لیکر چلا یہ سب جو کچھ کہا شاہزادے نے جو جب تحریر لوح سے کیا اور لوح سے
یہی حکم ہوا تھا کہ اب اپنے جد نامدار کو ہمراہ رکھنا کوئی اب خوف نہیں ہے پس شاہزادہ آگے چلا تھا کہ سامنے
سے شہر بڑا طلسم نمودار ہوا یہ اُدھر کو چلے تھے کہ شہر کے اندر سے جلوس سواری دکھائی لشکر شروع ہوا ایک دیو ایک
شہزادہ دیو کا لشکر لیکر پسر دیو خرس صورت شہر سے باہر آیا اور لشکر کو ایک طرف ٹھہرا کر خدمت شاہزادے میں
آیا شاہزادے کے قدم چومے ایرج نامدار سے ملا شاہزادے نے فرمایا کہ اے دیو خردوس تو لشکر کو حکم دے
کہ طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہو اب قلعہ پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور دو مرکب طلب کر ہمارے لیے پس
اُسی وقت دیو خردوس نے دو مرکب طلب کیے بہت خوبصورت اور تیز گام بادپا حاضر آنا تھے پس
ایک پر تو شاہزادہ سوار ہوا اور ایک پر ایرج نامدار اور دیو خردوس نے لشکر کو بھی طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہونیکا
حکم دیا پس شاہزادہ دیو خردوس کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوا شاہزادے کو تو دو روز روانہ رکھا جاتا ہے اور
اب حال بادشاہ طلسم کا بیان ہوتا ہے کہ اُسنے ان سب مرحلوں کے فتح ہونیکی خبر پا کر کیا تدبیر کی

اب سنو حال بادشاہ طلسم و قلعہ طلسم کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ طلسم نامور روانہ کر کے کشتی و عشرت میں مصروف ہوا ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار
آراستہ تھا سب جا حاضر دربار تھے کہ اژدر پیرزادے نے اپنے وزیر سے کہا کہ کچھ حال طلسم کشا کا معلوم ہوا کہ شہزادہ
کہاں گیا آیا وہ اپنے طلسم میں ہے یا چلا گیا یا کسی مرحلہ پر اسیر ہوا وزیر نے مکار جادو نے کہا کہ جو کچھ حالت ہو گی ابھی
معلوم ہو جائیگی یہی فکر ہو رہا تھا کہ یکایک ایک لاش آکر گری سامنے تخت کے اور آواز آئی کہ آگاہ ہو طلسم کشا نے
مرحلہ زاغان کو فتح کیا اور دیو زاغ جادو مارا گیا یہ لاش اسکی ہے اور حسان پیرزادہ و طوفان پیرزادہ
بحکم شاہ [illegible] اسکے منتظر بیٹھے ہیں طوفان نے وہ کہا پس نکالا کہ جو کچھ مرحلہ میں امانت رکھی ہے اور
یہ تحریر لکھی تھی کہ جب طلسم کشا آئیگا اسکی عبارت ظاہر ہو گی طلسم کشا کو نشان لوح دیا اسکی عبارت ظاہر ہوئی
اُسی لوح کا پتہ ملا تو طلسم کشا نے لوح حاصل کر لی اور جس طریقے سے لوح حاصل ہوئی [illegible] سب

طریقہ اس صدا نے سنا دیا جب یہ صدا آچکی ایک شعلہ لاش سے زاغ کے پیدا ہوا اُس نے صدا دی کہ اب عمر
طلسم تمام ہوئی اب طلسم نہ بچیگا یہ حال سنکے اور لاش دیکھکر اژدر پیہ بیزاد حیران ہوا اور وزیر سے کہا کہ ہم غافل
رہے عمر العیون نے کام کرلیا لوح بھی ملگئی ہمکو یقین تھا کہ لوح نہ ملیگی کیونکہ جب ہمکو لوح کا حال نہ معلوم تھا تو اور کسیکو
کیا معلوم ہوگا مگر طوفان نے ما کر یہ سب کام کیا اور شاہ صفا کیش سے کہ جسکو قدرت سے نشان لوح ظاہر ہوا اب کیا
تدبیر کیجائے اُسنے کہا کہ آپ پریشان نہوں اگر لوح ملگئی ہے تو کیا پرواہ ہے ضرور کسی نہ کسی مرحلہ پر لوح چھین جائیگی اور
وہ اسیر ہو کر آپکے پاس آئیگا یہاں یہی تقریر ہو رہی تھی کہ دوسری لاش آکر گری آواز آئی کہ آگاہ ہو کہ یہ لاش
دیو گرد باد کی ہے گرد باد بھی فتح ہوا اور وہی سب صدا آئی یعنے سب حال لوح وغیرہ کا بیان کیا اُس لاش سے
بھی شعلہ پیدا ہوا اُسنے بھی بربادی طلسم کی خبر دی اب تو اژدر پیہ بیزاد اور پریشان ہوا مکار جادو سے کہا کہ جلد
کوئی تدبیر کر اُسنے کہا کہ بہت خوب ابھی وہ تدبیر نہ کرنے پایا تھا فکر کر رہا تھا کہ تیسری لاش آکر گری اُس سے
شعلہ پیدا ہوا اور آواز آئی کہ یہ لاش دیونی بینا رنگ کی ہے جو کہ بانی مرحلہ بینا رنگ تھی جسکے مرنے سے وہ
مرحلہ فتح ہوگیا اور سب واقعہ جو کہ گذرا تھا اُس شعلہ نے بیان کیا اور غائب ہوگیا اب تو اژدر پیہ بیزاد اور پریشان
ہوا اور کہا کہ غضب ہوگیا سب مرحلے فتح ہوگئے ایک مرحلہ خوکان و مرحلہ خرسان باقی ہے اُسکے بعد وہ
طلسم ہے جو گرد قلعہ ہے طلسم کشا ان مرحلوں کو فتح کرکے اُس طلسم کو بھی شکست کریگا اور قلعہ پر آجائیگا اور
سب تمہارے مددگار بھی آجائینگے کیا کیا جائے مکار نے کہا کہ آپ فکر نہ کیجئے اور پریشان نہو جیے میں تدبیر
کرتا ہوں اژدر نے یہ سنکے کتاب سامری سامنے کی اُٹھائی کہ اسمیں حال دیکھوں کہ کیا گذرا لکھا جو کچھ حال
گذرا تھا سب تحریر تھا اُسنے دیکھا کہ مرحلہ خوکان و خرسان بھی فتح ہوگیا اب طلسم کشا مع اپنے مددگار
کے اور لشکر دیوان لیے ہوئے ادھر آتا ہے اُسکے ہمراہ دیو خرس پسر دیو خرس صورت بھی ہے یہ لکھا ہوا دیکھتا
تھا اژدر جادو نے زانو پر ہاتھ مارا اور تاج سر سے اُتار کر پھینکدیا مکار نے پوچھا کہ کچھ بیان فرمائیے
کیا ہوا ہے آپ نے یہ حالت کی اژدر پیہ بیزاد کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گریں ایک دیو کی اور ایک
دیونی کی دونوں لاشوں سے شعلہ پیدا ہوئے اُن شعلوں سے صدا آئی کہ ہم ہیں دیو خوک پیشانی اور
دیونی ہیر خنزیر ان کے مرحلہ خوکان بھی فتح ہوا اور یہ دونوں مارے گئے اور کل حال اُن شعلوں نے بیان کیا
ابتدا سے آخر تک فتح طلسم کا اور غائب ہوگئے اژدر پیہ بیزاد نے مکار جادو سے کہا کہ اب کیا کروں کسقدر
جلد طلسم کشا نے طلسم فتح کیا ہے ہمکو خبر بھی نہوئی کہ ہم غافل رہے اُنکو کوئی تدبیر کرو اب کیا باقی ہے طلسم کشا سر پر
پہونچگیا اُسکے یہی حال لکھا ہے کتاب میں بھی دیکھا تھا جو میں نے سر پیٹ لیا اور تاج پھینکدیا ابھی کچھ جواب
مکار نے نہ دیا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گریں اُنسے شعلہ پیدا ہوئے ایک سے آواز آئی کہ ہم پسر ہیں فریب
جادو وزیر دیو خرس صورت کے دوسرے سے صدا آئی کہ ہم پسر ہیں دیو خرس صورت کے وہ مارا گیا
طلسم کشا نے مرحلہ خرسان فتح کیا اور اب لشکر لیکر ادھر آتا ہے فرزند دیو خرس صورت نے طلسم کشا
کی اطاعت کی اور کل حال سب فتح مرحلہ جات کا شعلوں نے بیان کیا اور غائب ہوگئے اب اژدر نے
کہا کہ کیا تدبیر کیجائے مکار نے کہا کہ ایک نامہ بنام دربان جادو جو کہ طلسم سرحد قلعہ کا مالک ہے تحریر فرمائیے
کہ وہ بند و بست ایسا کرے تا کہ طلسم کشا اُسکو نہ فتح کر سکے کیونکہ جبتک وہ مرحلہ نہ فتح ہوگا قلعہ نہ ظاہر ہوگا
اور نہ کل مرحلوں کی راہ کھلے گی چونکہ طلسم کشا کے دوست لشکر لیکر طلسم کشا کی کمک کو آسکیں اور آپ لشکر لیکر
بیرون قلعہ تشریف فرما ہوں اگر وہ اس مرحلہ کو بھی فتح کر کے آجائے تو آپکا لشکر تیار ہو فوراً مع لشکر
اُسکے لشکر پر جا پڑیے اور جنگ مغلوبہ کر دیجیے اور اُسکو مہلت قیام کرنے کی نہ دیجیے اسقدر جلد لڑائی ابتدائی

کیجیے کہ اُسکے دوست لشکر لیکر نہ آنے پائیں لشکر اُسکے ہمراہ کم ہی فوراً شکست کھائیگا اور مارا جائیگا اژدر نے
کہا یہ تدبیر خوب ہی مکار نے کہا کہ اگر اُسکے مددگار آگئے تو پھر مشکل ہی فتح پانا بس اُسوقت اژدر نے ایک
نامہ دیو دربان کو اُسی مضمون کا تحریر کیا اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوراً مکار نے لشکر کا بندوبست کیا شام
تک سب لشکر تیار ہو گیا وہ رات تو اژدر نے قلعہ میں بسر کی دوسرے دن صبح کو دس لاکھ دیو اور پریزاد کا
لشکر لیکر بیرون قلعہ میدان وسیع دیکھکر مقیم ہوا اور لشکر کو حکم دیا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے جب ہم حکم دیں فوراً
ہمارے ہمراہ ہو لے پس بموجب حکم اژدر پریزاد لشکر ہر وقت تیار رہتا ہی اژدر پریزاد یہاں اُنکی انتظار
میں ہی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آئے تو اُسپر حملہ کروں اُدھر نامہ دیو دربان کے پاس پہونچا وہ سب حال نامہ میں
تحریر دیکھکر بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ غضب ہو گیا طلسم فتح ہو گیا اب یہی مرحلہ باقی ہی جب اُسنے
سب مرحلہ فتح کر لیے تو یہ کیا ہی بس بیکار ہی کہ میں کسی امر میں کوشش کروں میں تو طلسم کشا کی اطاعت کرتا
ہوں اُسکی اطاعت میں عزت ہی اور مخالفت میں ذلت ہی سب نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہی پس اُسیوقت دیو دربان
اپنے مرحلہ سے اُسطرف کو روانہ ہوا کہ جہاں طلسم کشا لشکر لیے ہوئے مقیم تھا وہاں آکر پہونچا چونکہ جب کئی منزل تمام ایرج
شہزادے نے کوچ کیا تھا جب لشکر تھک گیا تو ایک صحرا میں خیمے وغیرہ برپا کرکے قیام کیا تھا اور قصد تھا کہ روانہ ہوں
کہ دیو دربان مع اپنے ہمراہیوں کے پہونچا خبر کرائی شہزادے نے کہا کہ بلا لاؤ اور بموجب اشارہ ایرج لوح دیکھی ایرج
نے اشارہ کیا تھا کہ لوح دیکھ لو شاید اسمیں کوئی فریب نہو شہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا
فتح طلسم مبارک ہو دیو دربان تمھاری اطاعت کرنے آیا ہی اُسکو بڑی عزت سے جگہ دینا اور بہت خاطر
سے پیش آنا اور اُس سے کہنا کہ مجھکو اُس مقام پر لیچلو کہ جہاں یہ حال طلسم بنی ہوئی ہی تاکہ میں اُسکو بھی فتح کروں
اور قلعہ طلسم کو فتح کروں جبتک وہ حد نہ فتح ہوگی نہ راہ سب مرحلوں کی کھلے گی نہ قلعہ ظاہر ہوگا پس وہ اقرار
کریگا اور تمکو اپنی پشت پر سوار کرکے ایک صحرا میں لیجائیگا جب تم اُس صحرا میں پہونچنا پھر لوح کو دیکھنا دیو
دربان صدق دل سے مسلمان ہی اور تمھاری اطاعت پر خود اپنی طبیعت سے راضی ہو کر آیا ہی اسمیں
کوئی مکر و فریب نہیں ہی چونکہ مرد عاقل ہی تمھاری شراکت میں اُسنے اپنی بہتری دیکھی پس اطاعت پر بخوشی دل
راضی ہوا اور خود حاضر ہوا جب وہ تمکو اُس صحرا میں پہونچا دے پس تم اُسکو طرف لشکر کے رخصت کر دینا اور
خود لوح کو دیکھکر پراسے فتح کی جانا والسلام جب شہزادہ یہ عبارت دیکھکر اپنا اطمینان کر چکا اپنے جد
بزرگوار یعنی ایرج نامدار سے سب حال بیان کیا وہ خوش ہوئے ادھر شہزادے نے چند سردار برائے
استقبال روانہ کیے دیو دربان دربارگاہ مع اپنے ہمراہیوں کے کھڑا ہوا تھا کہ سردار آئے دعا سلام
سلامتی کی بعد مزاج پرسی کے اُسکو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے آئے دیو دربان اور اُسکے ہمراہیوں نے
بارگاہ کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا دیکھا کہ تخت پر غاشیہ پڑا ہی برابر تخت کے ایک ہیکل پر ایک جوان
آفتاب تمثال بصد جاہ و جلال متمکن ہی کہ ابھی سبزہ آغاز ہی اُسکے برابر اور ایک جوان کہ سن اُسکا بھی
کم ہی مگر بزرگ ہی وہ جلوہ فرما ہی اُسنے دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ جوان جو کہ نو عمر ہی یہی طلسم کشا ہی اور وہ
دوسرا جوان طلسم کشا کا جد نامدار ہی طلسم کشا کا نام سہراب ثانی اور اُس جوان کا نام ایرج عالیجاہ
ہی دیو دربان نے بہت سے دیو بارگاہ میں دیکھے ایک طرف دیکھا کہ خروس پسر دیو خرس صورت بیٹھا ہوا
ہی اُسنے دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومے شاہزادے نے بہت مہربانی فرمائی اُسنے ایرج نامدار
کے قدموں کو بوسہ دیا وہ بہت عزت سے پیش آئے شاہزادے نے برابر اپنے اُسکو ہیکل مرحمت فرمایا اور
اُسیوقت کل لشکر کا سپہ سالار فرمایا اور سب اُسکے ہمراہی آداب بجا لائے علیٰ قدر مراتب جگہ پائی

سب ہمراہ اکے بیٹھے شاہزادے نے جو حال لوح سے ظاہر ہوا تھا دیو دربان سے فرمایا اُسنے عرض کیا
کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے شاہزادے نے فرمایا کہ کل صبح کو چلینگے شب کو اُسکی دعوت ہوئی جب سحر
ہوئی شاہزادے نے اپنے لشکر کو سپرد ایرج نامدار کرکے لشکر کو طرف قلعہ کے کوچ کرنیکا حکم دیا اور خود
سب سے رخصت ہوکر پشت دیو پر سوار ہوکر روانہ ہوئے لشکر اُسطرف کو کوچ بکوچ چلا جاتا تھا لشکر ایک
صحرا سے سبزہ زار مین پہونچا کہ وہ سبزہ زار پر از آب و گیاہ تھا مگر اہل لشکر نے اُس صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ سامنے
کی طرف ایک دیوار آہنی حائل ہے کہ راستہ نہین ہے اور ایک طرف ایک قلعہ ہے کہ اُسمین چالیس دریچہ ہین
ہر دریچہ کے اوپر ایک چراغ روشن ہے اُسکی روشنی دور تک جاتی ہے دریچون کے اندر کرسیون پر پریزادان
ماہ طلعت و دردر گوش مرصع پوش بیٹھی ہوئی ہین سامنے کسی کے سامان میکشی رکھا ہوا ہے کسی کے روبرو سامان
رقص و سرود ہے کوئی بیٹھی ہوئی سنگار کر رہی ہے کوئی گا رہی ہے صدائے ساز آرہی ہے کوئی اپنی آرائش مین
مصروف ہے کوئی میکشی مین مشغول ہے کوئی گلدستہ بنا رہی ہے ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف ہے بالائے
قلعہ ایک دیو ایک پانون سے کھڑا ہے اُسکے ہاتھ مین ایک بوق آہنی ہے وہ اُسکو دم دے رہا ہے جب وہ بوق
کو دم دیتا ہے قلعہ کو گردش ہوتی ہے ایرج نامدار نے اہل لشکر اور دیو خروس سے کہا کہ یہ کیا سامان ہے
اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند یہی اصلی طلسم ہے اور یہی قلعہ طلسمی ہے اور یہ جو آپ دیوار ملاحظہ فرماتے ہین
اُسکے اُسطرف وہ قلعہ ہے کہ جہان بادشاہ طلسم حکومت کرتا ہے تیسری طرف دیکھا کہ ایک غبار بلند ہے
غبار کے کچھ نظر نہین آتا ہے بس اُسطرف بھی راہ نہین ہے یہ ماجرا دیکھکر ایرج نامدار نے دریافت
فرمایا کہ یہ کیا امر ہے کہ ایک سمت دیوار آہنی حائل ہے ایک سمت قلعہ ایک سمت غبار راستہ نہین ہے پھر اب
کیا کیا جائے اور یہ غبار کیسا ہے دیو خروس نے عرض کیا کہ خداوند یہ غبار طلسمی ہے اُسکے سبب سے ہر
مرحلہ کی راہ بند ہے سوا میرے مرحلہ کے جب یہ غبار برطرف ہوگا راستہ ہر مرحلہ کا کھل جائیگا بس اگر
کوئی اِس غبار کیطرف جائیگا وہ ہلاک ہوگا یا دیوار آہنی کیطرف جائیگا تو بھی اگر اِس قلعہ کیطرف اِس
روشنی کے قریب جائیگا تو بھی بس یہ سنکے ایرج نامدار نے حکم دیا کہ اسی صحرا مین قیام کیا جائے اور
کوئی دیو یا پریزاد اُسطرف نہ جائے یہ صحرا بہت معقول ہے لشکر کے فرودکش ہونے کے لیے یہان کسی طرح کی
تکلیف نہوگی میرا فرزند برائے فتح گیا ہے انشاء اللہ تعالی یہ بھی فتح ہوا جاتا ہے یہ جو حکم دیا سب لشکر اُسی
مقام پر فرودکش ہوا خیمہ وغیرہ برپا ہوئے بارگاہ برپا کی گئی ایرج نامدار مرکب پر سے اُترکر داخل
بارگاہ ہوئے لشکر کا پڑاو ہوا وہ دن اسی سامان مین تمام ہوا شب جو ہوئی تو سب نے دیکھا کہ اُس قلعہ پر
ہزارون چراغ خودبخود روشن ہوگئے ایک بادشاہ بالائے قلعہ آکر بیٹھا اُسکے روبرو ناچ ہونے لگا وہ دیو
بوق بجانے لگا وہ پریزادین جو دریچون مین بیٹھی ہوئی تھین کرسیون پر وہ بھی رقص و سرود مین مصروف
ہوئین تمام شب یہی سامان رہا صبح کو سب خودبخود برطرف ہوگیا پھر وہی قلعہ اُسیطرح رہ گیا یہان تو لشکر
فرودکش ہوا ہے اور سب انتظار مین ہین کہ شاہزادہ طلسم فتح کرکے تشریف لائے اور قلعہ [illegible]
ہوا ایرج نامدار تو یہان اِس انتظار مین ہین اُدھر شاہزادہ پشت دیو پر سوار چلا جاتا ہے قضارا
ہوا کہ شاہزادہ بیہوش ہوگیا تھا کہ دیو دربان شاہزادے کو لیکر ایک صحرا مین پہونچا زمین پر اُترا شاہزادہ
کو ہوش آیا اپنے کو ایک صحرائے لق و دق مین پایا دیو کو دست بستہ استادہ دیکھا بس شاہزادے نے
دیو سے کہا کہ اب تم جاؤ مین برائے فتح طلسم چلا جاتا ہون بس دیو دربان سلام کرکے روانہ ہوا جب دیو
چلا گیا اُسوقت شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور اُسکی عبارت سے آگاہ ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوئے

قریب ایک درخت کے پہونچے جیسا کہ لوح سے حکم ہوا تھا بس اُس درخت پر بموجب حکم لوح اسم حاشیہ
لوح پڑھکر دم کیا وہ درخت خود بخود زمین سے اُکھڑ کر ایک طرف کو چلا یہ جست کرکے اُسکی ایک شاخ پر
بیٹھ گئے وہ درخت جا کر ایک صحرا مین قائم ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک صحرا مین ایک غار ہے اُس غار سے
ایک غبار نکل رہا ہے بس یہ اُس درخت پر سے اُترے اُس صحرا کو سرسبز و شاداب پایا مگر غبار اسقدر تھا کہ وہ
تاریک ہو رہا تھا اور وہ غبار ایک طرف کو بلند ہو ہو کر جا رہا تھا وہ جو امیر حمزہ نامدار اور کل اہل لشکر نے ایک
سمت غبار دیکھا تھا وہ غبار اسی صحرا اور غار سے جا کر محیط ہوتا تھا یہ بانیان طلسم نے بنا کے طلسم بنایا تھا اور
بڑی صفت رکھی تھی جب شاہزادے نے اُس غبار کو دیکھا فوراً قریب غار بموجب تحریر لوح کے آ گئے کیونکہ لوح سے سب
مراحل طے ہو چکے تھے اور سب تدبیرین تعلیم ہو چکی تھین آتے ہی اُس غبار غار پر لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا
عکس اُس غبار و غار پر پڑا اندر سے غار کے ایک دیو غرش کنان نکلا اور آتے ہی اُسنے یہ کہکر شاہزادے پر
وار کیا کہ افسوس ایسی غفلت کی گئی کہ طلسم کشا نے سب مرحلے فتح کر لیے اور یہان آ پہونچا خیر میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا وار شمشاد کا وار کیا شاہزادے نے بموجب تعلیم لوح اُسکے وار کو خالی دیا اور یہ فرمایا کہ خبردار
ہو جا مین اب وار کرتا ہون اُس دیو نے کہا کہ وار کر بس شاہزادے نے تیغ پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے تیغ
اُسکی کمر پر وار کیا تیغ مثل خیار تر کے اُسکو دو ٹکڑے کرکے اُسکی کمر سے گذر گیا وہ دیو مر کر زمین پر گرا تاریکی ہو گئی آواز
آئی کہ کشتی نام من دیو غبار انگیز بود دو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی
دیر کے جو تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے نہ اُس غبار کو پایا نہ غار کو بالکل صحرا صاف تھا
غبار کا نام نہ تھا لاش دیو کی پڑی ہوئی تھی یہان تو دیو غبار انگیز کو شاہزادے نے قتل کیا اور اُس طلسم
غبار کو فتح کیا وہان جہان لشکر فیروز کش تھا سب نے دیکھا کہ یکا یک ایک برق چمکی اور وہ غبار جو محیط صحرا
تھا ایک مرتبہ غائب ہو گیا اہل لشکر نے امیر حمزہ نامدار سے آکر عرض کیا کہ جس سمت غبار محیط تھا وہ غبار
خود بخود برطرف ہو گیا صحرا بالکل صاف و شفاف ہو گیا بالکل غبار کا نام تک نہین رہا تب امیر حمزہ نے
فرمایا کہ خوش ہو اور شاد ہو کہ تمھارے آقا نے طلسم غبار بفضل یزدان پاک فتح کیا سب خوش ہو گئے دیو
فردوس نے عرض کیا کہ راہ ہر مرحلہ کی کھل گئی اب کوئی دم مین ہر مرحلہ کا حاکم مع لشکر کے حاضر ہوگا یہی
گفتگو ہو رہی تھی کہ دیو دربان آکر حاضر ہوا قدمبوسی امیر حمزہ نامدار کی حاصل کی اور عرض کیا کہ مین شاہزادہ
کو پہونچا آیا مبارک ہو کہ آقاے نامدار نے مرحلہ غبار کو بھی اور دیو غبار انگیز کو قتل فرماکر فتح کیا اب کوئی
ساعت مین قلعہ طلسم کو فتح فرماکر مرحلہ آہن تا سپا کو فتح فرمائینگے اور قلعہ طلسم جسمین بادشاہ اژدر پیرزاد
حکومت کرتا ہے ظاہر ہوگا ایک میری راے ہے اگر آپ بھی قبول فرمایئے اگر اجازت ہو تو عرض کرون امیر حمزہ
نے کہا بیان کر دیو دربان نے عرض کیا کہ میرے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ لشکر کو کمربندی کا حکم فرمایئے کیونکہ ان سب
واقعات کی خبر بادشاہ کو ضرور ہوئی ہوگی وہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آیا ہوگا اور اُسکا لشکر مسلح و مکمل ہوگا ادھر
یہ دیوار آہنی فتح ہوئی اور قلعہ نمایان ہوا اور اژدر نے لشکر کو دیکھا فوراً حملہ کریگا یہان جبتک لشکر تیار ہوگا
اُسوقت تک حریف اپنا کام کر جائیگا بس یہی لشکر تیار رہے آیندہ جو آپکی مرضی امیر حمزہ نے فرمایا کہ یہ
راے تمھاری بہت مناسب ہے بس اُسیوقت لشکر کو کمربندی کا حکم دیا ہر ایک سلاح جنگ سے آراستہ ہونے
لگا یہان تو کمربندی ہو رہی ہے اور ایک حال ساعت فرمایئے کہ عمان پیرزادہ و طوغان پیرزادہ و دیو لوتھا
و دیو اسد نے اپنے لشکر کو ہر وقت مسلح و مکمل رہنے کا حکم دیا تھا اس قصد سے کہ ادھر غبار جو کہ مانع
راہ قلعہ طلسمی ہے برطرف ہو ہم لشکر لیکر برآمد کہ طلسم کشا روانہ ہون اور خود بھی مستعد تھے اور جنبار سرکا

ہر ایک نے سرحد مرحلہ پر مقرر کیے تھے انکو حکم دیا تھا کہ جب یہ غبار برطرف ہو جائے اور میدان صاف ہو تو ہمکو
فوراً آکر خبر کرنا بس وہ ہرکارے ہر ایک مرحلہ کے جدھر موجود تھے جب شاہزادے نے دیو غبار انگیز کو قتل
کیا اور وہ غبار برطرف ہوا وہ ہرکارے فوراً اپنے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ غبار
برطرف ہو گیا میدان صاف ہو گیا بس ہر ایک حاکم مرحلہ اپنا اپنا لشکر لیکر کوئی دو لاکھ سے کوئی ایک لاکھ سے
کوئی تین لاکھ سے برائے کمک طلسم کشا طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوا کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا وہاں جب شاہزادہ
دیو غبار کو قتل کر چکا اور غبار برطرف ہو گیا لاش دیو کی خود بخود جلکر خاک ہو گئی شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اور
عبارت لوح سے آگاہ ہوا حکم ہوا تھا کہ اب برائے فتح قلعہ طلسمی روانہ ہو اسکی تدبیر تعلیم ہو چکی تھی بس شاہزادے نے
دیکھا کہ جس درخت پر میں سوار ہو کر آیا تھا وہ ایک مقام پر قائم ہے بس بموجب تحریر لوح اسکو اُس تلوار سے قلم کیا
اُسکا قلم ہونا تھا کہ اُسکے تنہ سے پانی جاری ہوا مثل سیلاب کے شاہزادے نے لوح کو اُس پانی میں ڈالدیا وہ
بصورت کشتی بنگئی شاہزادہ اُسپر سوار ہو لیا وہ صحرا پانی سے مملو ہو گیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی
تھا زمین کا نام نہ تھا بس وہ کشتی یعنی لوح ایک طرف کو روانہ ہوئی اور ایک مقام پر گردش کرکے مع شاہزادے
کے غرق ہو گئی اب جو شاہزادے نے دیکھا اپنے کو ایک صحرا میں پایا نہ پانی ہے نہ وہ صحرا لوح زمین پر پڑی ہوئی
تھی شاہزادے نے لوح کو اُٹھا کر گلے میں ڈالا اور بموجب تحریر لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے
کہ قلعہ سامنے سے نظر آیا اور وہی سب سامان تھا جو کہ اہل لشکر نے اُس صحرا میں دیکھا تھا جیسے ہی اُن پریزادوں
نے اور اُس دیو نے شاہزادے کو دیکھا ایک مرتبہ سب پکار اُٹھے کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا یہانتک آ گیا
طلسم فتح ہو گیا اب طلسم کا بچنا دشوار ہے وہ دیو جلد جلد بوق بجانے لگا قلعہ گردش کرنے لگا پریزادیں
اُٹھ اُٹھکر رقص کرنے لگیں شاہزادہ یہ تماشہ دیکھنے لگا تھوڑا عرصہ گذرا تھا ایسا تماشہ تھا کہ محو ہو گیا جو کچھ لوح
سے تعلیم ہوا تھا سب اُس تماشہ کو دیکھکر فراموش تھا حیرت کا ایک جوش تھا اسی حالت میں کھڑا ہوا تھا
کہ بالائے قلعہ پر سے اُس دیو نے شاہزادے پر ایک گل صد برگ اُٹھا کر مارا جب اُسنے گل صد برگ مارا اور
وہ قریب شاہزادہ آیا شاہزادے نے خیال کیا کہ تم کس خواب غفلت میں مبتلا ہو اپنے کام میں مصروف
ہو اگر ابھی دیو نے گل صد برگ مارا تو سنگ سیاہ ہو کر رہجاؤگے پھر تمام عمر رہا نہو سکوگے لوح سے یہ سب امر
تمہیں ظاہر ہو چکے ہیں اُسپر تم ایسے غافل ہوئے کہ اپنے کام کو فراموش کیا بس یہ جو دلمیں خیال آیا لاحول
پڑھی اور ایک مرتبہ لوح کو اُٹھا کر اُس دیو کے روبرو کیا اُسنے دوسرا گل جو اُٹھایا تھا مارنے کو کہ شاہزادے
نے لوح کو اُسکے سامنے کرکے چمکایا اُسنے گیند سے کو توڑ کر پھینکدیا اور بوق کو بجانے کا قصد کیا اُدھر عکس لوح اُسپر پڑا
ایک شعلہ پیدا ہوا کہ اُسکے جسم سے لپٹ گیا وہ دیو جلنے لگا اور دوڑنے لگا بوق بجانا [illegible] بھول گیا جدھر
دیو جاتا ہے اُسطرف آگ لگ جاتی ہے اور قلعہ مثل چاک کمہار کے گردش کر رہا ہے پریزادیں جلد جلد رقص
کر رہی ہیں اُدھر بالائے قلعہ جسقدر چراغ تھے اور سامان تھا سب جلکر خاکستر ہو گیا تاریکی ہو گئی اور آواز
آئی کہ کشتی نام من دیو بوق لوا الہ دوا افسوس طلسم فتح ہو گیا کل اہل طلسم طلسم کشا [illegible]
نے اپنا کام کر لیا تاریکی دفع ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ قلعہ کو اُسیطور سے گردش ہے اور ابھی تک وہی کل
سامان موجود ہے سوائے اُس سامان کے کہ جو دیو کے پاس تھا سب سے اوپر کے درجہ پر موجود تھا وہ تو نہیں ہے
اور سب سامان اُسیطور سے ہے چراغ دن کو روشن ہیں بس شاہزادے نے چند قدم ہٹ کر ایک مرتبہ زمین
پر لوح کو رکھدیا لوح کا زمین پر رکھنا تھا کہ ایک غبار زمین سے بلند ہوا اور طبقہ زمین کا اُلٹ گیا شاہزادے نے
دیکھا کہ ایک سہ دری ہے اُسمیں بیچ کے در میں ایک پریزاد بیٹھا ہوا کچھ کاغذ کا نقشہ بنا رہا ہے اور اُسپر سیر کرتا ہے

اور ایک در مین ایک دیو مقراض سے کاغذ کی پتلیان بنا بنا کر اُنپر سحر کرتا ہی کہ وہ بصورت انسان ہو ہو کر اُسکے
روبرو کھڑی ہو گئی ہین اور ایک در مین ایک اور دیو ہی کہ اُسکے روبرو ہزارون چراغ رکھے ہوئے ہین اور
روشن ہین اور ایک میل آہنی سامنے اُسکے زمین مین نصب ہی اُس میل پر ایک چرخہ لگا ہوا ہی وہ گردش کر رہا ہی
اور ایک دیو بالاے در بیٹھا ہوا کچھ پڑھ پڑھکر دم کر رہا ہی بس جیسے ہی اُن سبہون نے شہزادے کو دیکھا وہ پریزاد
اور دونون دیو یہ کہکر شاہزادے پر چلے کہ او ظالم تو یہان بھی آن پہونچا خیر آ ہم سب تیرے خون کے پیاسے ہین
جیسے وہ سب اسکے سب چلے شاہزادے نے بموجب نوشتۂ لوح دوڑکر اُس میل کو بغل مین دبا کر اور نعرۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا وہ میل زمین سے نکل آیا جیسے ہی وہ میل نکلا ایک شعلہ اُس غار سے نکلا جو کہ میل کے
نکلنے سے ظاہر ہوا تھا اور طرف شاہزادے کے چلا شاہزادے نے عکس لوح اُس شعلہ پر ڈالا وہ فرو ہوا اُسکا فرو
ہونا تھا کہ ایک دیو پیدا ہوا اور آتے ہی اُسنے شاہزادے پر وار کیا شاہزادے نے اُسکا وار خالی دیکر اور میل کو گرد
سر گردش دیکر اِس زور سے دیو پر مارا کہ اُسکے سر پر پڑا کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہوگئے اُسکا مرنا تھا کہ تاریکی
ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من یوقلاعہ دار طلسمی بود افسوس مارا مجکو بھی پھر کیا طلسم مین رہگیا جب یہ صدا
آچکی اور تاریکی دفع ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ طلسم دری ہی نہ وہ میل ہی صرف مین کھڑا ہون اور وہ پریزاد اور
تینون دیو ہین جب تاریکی دفع ہوئی وہ دیو اور پریزاد پھر شاہزادے پر حملہ آور ہوئے لوح سے حکم تھا کہ اسطور سے
اِنکو قتل کرنا کہ ایک ہی وار مین چارون تمام ہون بس شاہزادے نے اسم جانشینۂ لوح تلوار پر دم کرا اور پینترا بدل کر
جیسے اُنھون نے حملہ کیا اب جو تلوار کو گردش دیکر وار کرتے ہین برابر سے چارون کے سر تن سے جدا ہو گئے اُنکا مرنا
تھا کہ پھر تاریکی ہوئی آوازین مہیب آئین صدا آئی کشتی کہ نام من ملاذبان دیو قلعہ دار بود بس اُنکا مرنا تھا کہ اب جو
شاہزادے نے دیکھا تو اپنے کو اُس صحرا مین پایا کہ جہان وہ قلعہ بنا ہوا تھا اُس قلعہ کا تو نام بھی نہ تھا مگر اُس مقام
پر ایک عمارت بہت وسیع اور عظیم الشان نقرئی بنی ہوئی تھی اُسپر چمکا رہی جواہرات کی کی ہوئی تھی اور بیچا کا کلس
اُس قلعہ کا یعنے عمارت نقرئی کا ڈھلا ہوا ہی اُسپر ہزارون گوہر شب چراغ نصب ہین اور وہ جلوہ دے رہے ہین
شاہزادہ کھڑا ہوا اُس عمارت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک دیو پیدا ہوا شاہزادے کو پہلے سے
لوح کے نوشتہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ جب تم قلعہ طلسمی کو فتح کر لوگے تو دیو غزال جو کہ اُس صحرا کا مالک ہی کہ جسنے
تمہارے والد اور چچا ہرش سے تعاقب مین آکر اسیر ہوئے تھے اور دیو غزال اُنکو پکڑ لایا تھا بس جب یہ قلعہ
فتح ہوگا اُس صحرا کا بھی طلسم شکست ہو جائیگا وہ آکر اطاعت کریگا اُسکی عمارت نقرئی سے بہت سے [illegible]
آئین گے اُنکے ہمراہ خزانہ اشرفی دار طلسمی ہوگا بس وہ تمکو اندر اپنی عمارت کے لیجائیگا اُسکا نام کندن جنتی ہی
بس وہ سب مال و اسباب طلسمی پیش کریگا مرکب و اسلحہ دربارگاہ والی شہر از لباس سیاہ و اسلحہ تم اپنا لباس و
اسلحہ و مرکب اُس سے لے لینا اور باقی اُسکے سپرد کرنا اور کہنا کہ جب مین بادشاہ طلسم کو زیر کرلونگا اُسوقت
سب لیکر حاضر ہونا وہ قبول کریگا بس تم سب اسلحہ سے آراستہ ہو کر اور مرکب خوش خرام سلیمانی پر سوار ہوکر
آگے روانہ ہونا اور لوح کو دیکھنا جو ظاہر ہو اُسی پر عمل کرنا یہ عبارت اور یہ مضمون قبل سے شاہزادے پر ظاہر تھا
اسی سبب سے بخوف کھڑے رہے وہ دیو غزال آکر خدمت مین حاضر ہوا سب حال بیان کیا شاہزادے نے
شفقت فرمائی وہ دست بستہ حاضر تھا کہ یکایک اُس عمارت کا کھلا اور ہزارون پریزاد و دیوزاد اُس عمارت
سے باہر آئے سب نے شاہزادے کو مجرا کیا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا اور ایک طرف کھڑے ہوگئے صف
باندھکر کھڑے تھے کہ یکایک کندن جنتی تاج سر پر رکھے مع اپنے ہمراہیون کے حاضر ہوا مجرا بجالایا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کیا کہ تشریف لیچلیے شاہزادہ اُسکے ہمراہ اندر گیا اُسنے سب مقامات کی سیر کرائی شاہزادے نے عمارت

کو خوب آباد و وسیع پایا ہر مقام اُسکا خوب آراستہ تھا پس کندن جنی نے لاکر شاہزادے کو تخت پر بٹھایا اور عرض کیا
کہ میں خزانہ دار طلسمی ہوں سب مال و اسباب میرے سپرد ہے چلیے ملاحظہ فرمائیے پس شاہزادہ اُسکے ہمراہ گیا
اُسنے لاکر پہلے خزانہ دکھایا کروڑوں روپیہ تھا اور جواہرات کا کچھ حساب نہ تھا اُسنے فرد پیش کی شاہزادے نے دیکھی
اپنے دستخط فرمائے اُسکے بعد وہ اُس مقام پر لایا کہ جہاں بارگاہ تھی شاہزادے نے بارگاہ کو دیکھا بہت خوش ہوئے
عرض کیا کندن جنی نے کہ اسکا نام بارگاہ چہل چراغ سلیمانی ہے وہاں سے اسلحہ خانہ میں لایا تمام اسلحہ ملاحظہ سے
گذرا اسمیں ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر لکھا تھا کہ این برائے رقعا طلسم کشا ہے اُن سب کے بعد ایک بہت بڑا
صندوق تھا اُسپر لکھا تھا کہ این برائے طلسم کشا پس وہ صندوق شاہزادے نے باہر نکلوایا وہ توشک خانہ
میں لایا یہاں بھی ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر یہ تحریر تھا کہ این برائے طلسم کشا وہ صندوق بھی بحکم
شاہزادہ باہر لائے باقی اُس مقام پر رہے قفل لگا دیا گیا کندن شاہزادے کو لیکر اصطبل میں آیا شاہزادے
نے ہزاروں مرکب دیکھے ہر ایک مرکب عمدہ تھا پس وہ شاہزادے کو ایک مقام پر لایا کہ وہاں ایک مرکب تھا
عرض کیا کہ یہ مرکب حضور کا ہے اسکا نام خوش خرام سلیمانی ہے یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاص سواری کا
مرکب ہے پس شاہزادے نے اُس مرکب کو بہت پسند کیا ایسا مرکب تھا کہ اُسکی تعریف میں زبان ثنا خوان
قاصر ہے کندن جنی نے اور ایک کوٹھا کھولا اور اُسمیں سے ایک صندوق نکالا وہ سائیس کو طلب کر کے دیا
اور کہا کہ اِس مرکب کو ساز و یراق سے آراستہ کر کے جلد حاضر کر پھر کوٹھا بند کر دیا اور شاہزادے کو ہمراہ
لیکر ایوان میں آیا یہاں آکر شاہزادے نے صندوق پوشاک کو کھول کر لباس طلسمی زیب تن فرمایا اُسکے بعد
صندوق اسلحہ کھول کر زرہ و چار آئینہ طلسمی وغیرہ سے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کیا موزے زیر پا کیے خود طلسمی
سر پر رکھا اسلحہ و شبوک طلسمی سے مزین ہوئے نیزہ طلسمی ہاتھ میں لیا سپر پشت پر کمان دوش پر بکتر چار آئینہ وغیرہ سب
آلات حرب و ضرب سے مزین و آراستہ ہوئے تیغ چہل چراغ سلیمانی کو زیب کمر فرمایا اُس تلوار کی کیا صفت
و ثنا ہو ایسی وہ خوش اسلوب اور قطعہ دار تھی کہ خود دشمن اُس سے آکر گلے ملتے تھے پس جب سب سامان سے
آراستہ ہو چکے اُسوقت کندن جنی سے فرمایا کہ تم یہ سب سامان و مال و اسباب لیکر جب میں بادشاہ طلسم کو
خواہ قتل کروں خواہ وہ زیر ہو جائے حاضر ہونا اُسنے عرض کیا بہت خوب اور ایک فرد اُسکی دستخطی لے لی اُس سے کہا
کہ اب جاتا ہوں یہ کہکر اُدھر وہ سائیس مرکب لیکر حاضر ہوا تھا سب ساز و یراق مرصع سے وہ مرکب آراستہ تھا
پس یہ اُسکے قریب آئے اُسکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اُسنے قدم چومے یہ اُسپر جست کر کے سوار ہوئے باگ لینا تھا
کہ وہ نقل پا ہوا سے کہ معلوم نہ تھا کہ زمین پر قدم رکھنے لگا تب یہ اُسکو خراماں لیچلے سب مال و اسباب کندن جنی
کے سپرد کیا خود بیرون قلعہ یعنی عمارت کلڑی کے تشریف لائے وہ سب جا کر کے اندر عمارت کے واپس گئے
جب وہ جا چکے شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور پھر لوح کو گلے میں ڈالا اور بموجب حکم لوح ایک طرف روانہ ہوئے
وہاں پہنچے جس مقام پر لشکر فرو کش تھا اور قلعہ طلسمی ظاہر تھا جب یہاں شاہزادے نے اُن سب دیو اور پریزاد کو قتل
کیا اور قلعہ درہم و برہم ہوا وہ بھی قلعہ درہم و برہم ہو گیا ایرج نامدار بارگاہ میں بیٹھے ہوئے قلعہ کی طرف
دیکھ رہے تھے کہ دیکھا ایک برق چمکی اور ایک سناٹا ہوا وہ تمام قلعہ دھواں ہو کر اڑ گیا تاریکی ہوئی اب جو روشنی
ہوئی تو قلعہ کا نام و نشان نہ تھا معلوم ہوا کہ قلعہ طلسمی کو بھی فتح کر لیا لشکر سب آمادہ جنگ تھا پس یہ واقعہ دیکھکر
سب سرداروں نے مبارکباد دی ایرج نامدار نے سجدہ شکر کیا اور لشکر کو بھی جب صلاح دیو دربان
صف بندی کا حکم فرمایا سب لشکر اُس صحرا میں صف آرا ہوا اب وہ طرف کا راستہ بالکل کشادہ ہو صرف روبرو
دیوار آہنی باقی ہے یہاں تو لشکر صف آرا ہے اُدھر دیو پریزاد کل لشکر لیے ہوئے بیرون قلعہ فرو کش تھا

خشتی اُس صحرا مین بنا ہوا ہی جیسے ستی کا مٹ ہوتا ہی اُسکا دروازہ بند ہی قفل پڑا ہوا ہی بس جاتے ہی قفل سے
لوح کو مس کیا لوح کا مس ہوتا تھا کہ وہ قفل کھل گیا بس شاہزادہ دروازہ کھول کر اندر اُس مٹ کے آیا دیکھا کہ
اُس مٹ کے اندر ایک دیو بیٹھا ہوا ہی آگ اُسکے روبرو روشن ہی دھونکنی رکھی ہوئی ہی ایک بڑا سا کڑھاو اُس
آگ پر رکھا ہوا ہی وہ دیو اُس کڑھاؤ مین کچھ چیزین اسم سحر پڑھ پڑھکر ڈال رہا ہی اور وہ کڑھاؤ گرم ہی اور وہ
چیزین پانی ہوکر اُس کڑھاؤ سے خود بخود جوش کھا کر باہر نکلتی ہین اور ایک نالی بنی ہوئی ہی اُس سے بہکر باہر
مٹ جاتی ہین اور جو بخار اُس کڑھاؤ سے اُٹھتا ہی وہ ابر بنتا ہی اور سقف مٹ کو توڑکر باہر نکل جاتا ہی راوی نے
بیان کیا ہی کہ یہی پانی اور یہی ابر اُس مقام پر جاکے قائم ہوتا ہی کہ جہان وہ دیوار آہنی ہی اور اُسی سے وہ دیوار بنی ہی
یہ سحر اُس دیو کا ہی بانیان طلسم نے اِس دیو کو اِسی کام پر مقرر کیا تھا اور یہ مقام اِسکے رہنے کے لیے بنایا تھا بس
جب شاہزادہ اُس مقام پر پہونچا دروازہ وا کرکے اُسنے دروازے کے کھلنے کی صدا سُنی یا تو وہ بیٹھا ہوا اپنا کام
کر رہا تھا اُسنے سر اُٹھا کر دروازے کیطرف دیکھا جیسے ہی شاہزادے پر نگاہ پڑی پکار اُٹھا کہ افسوس تو او ظالم
سب کو قتل کرکے یہان آگیا معلوم ہوتا ہی کہ دیو لعلان کو تو نے قتل کیا افسوس عمر طلسم تو تمام ہوچکی تھی بس
یہ کہکر اور ہی دھونکنی لیکر شاہزادے پر دوڑا شاہزادے نے جو اُسے اِس حالت سے آتے ہوئے دیکھا ایک
مرتبہ پیترا بدل کر ایک مقام پر قائم ہوکر کھڑا ہوگیا بس اُسنے آتے ہی شاہزادے پر دھونکنی کا وار کیا شاہزادے
نے خالی دیکر اور پنجہ بلی دراز کرکے اور اُسکا بند دست پکڑکر جو جھٹکا دیا وہ دیو منھ کے بھل زمین پر آرہا اور کمر زنجیر
پکڑکر جو زور کیا اور جھٹکا دیکر سر سے بلند کرلیا اور گرد سر چرخ دیکر اور پیترے پر آکر اُس دیو کو کڑھاؤ مین
ڈالدیا اُسکا کڑھاؤ مین گرنا تھا کہ تڑاق تڑاق کی صدا بلند ہوئی تاریکی ہوگئی بیہ ساری تدبیر بھول کر غل مچانے
لگے صدا ہائے مہیب آنے لگین بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من دیو آہن تاب جادو بانی دیوار
آہنی بود افسوس دیدیم و جان دادیم بطلب خود رسیدیم ای ساکنان قلعہ آگاہ ہو کہ طلسم کشا نے سب طلسم کو فتح کرلیا
اب کچھ نہین باقی رہا حیف اپنا پورا کام کر گیا تم لوگ خواب غفلت مین مبتلا رہے یہ سب اُسی غفلت کا نتیجہ ہی
جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی بھی برطرف ہوگئی اب جو شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ مٹ ہی نہ وہ صحرا مین ایک
صحرا سبزہ زار مین کھڑا ہوں اور وہ مرکب طلسمی بھی سر جھکائے ہوئے برابر کھڑا ہی بس شاہزادے نے
لوح کو دیکھا تحریر یہ تھا کہ مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جا وہان تیرے لشکر سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ
ہو رہا ہی یہ جو تحریر پایا فوراً مرکب پر سوار ہوکر جدھر کو لوح نے نشان دیا تھا اُسطرف کو روانہ ہوئے یہ تو لشکر
کیطرف مرکب اُڑائے ہوئے چلے آتے ہین اب اُدھر کا حال سماعت فرمائیے کہ جب اُنھون نے یہان دیو
آہن تاب کو قتل کیا اُسکے مرنے سے وہ دیوار آہنی جو کہ طلسمی تھی منہدم ہوئی راوی بیان کرتا ہی کہ دونون لشکر
کمر بستہ مسلح و مکمل کہ یکایک تراقے کی صدا پیدا ہوئی اور وہ دیوار دھوان ہوکر بہ گئی اور اُڑ گئی اُسکا منہدم ہونا
تھا کہ لشکر طلسم کشا و امیر حج نامدار نے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر کثیر صف بستہ کھڑا ہی اور اُسکے عقب مین ایک قلعہ
بہت بڑا ہی در قلعہ کشادہ ہی اُدھر اژدر سپہزاد و لشکر نے دیکھا کہ ایک لشکر قلیل ہمارے روبرو صف بستہ کھڑا ہی
بس مکار نے اژدر سے کہا کہ آپ کیا تماشہ دیکھ رہے ہین طلسم کشا نے دیو آہن تاب کو قتل کیا دیوار آہنی
منہدم ہوئی دیکھیے سامنے لشکر طلسم کشا صف بستہ کھڑا ہی لشکر کو حکم فرمائیے کہ ان سب کو قتل کرین تا آنے
طلسم کشا کے اگر طلسم کشا آگیا تو بڑا غضب ہوگیا بس یہ سننا تھا کہ اژدر نے کل لشکر کو حکم دیا کہ ان سبکو
مار لو ایکمرتبہ دس لاکھ دیو و سپہزاد نے اپنے اپنے سنبھال کر اور ساحر یہ شور و غل کرتے ہوئے دوڑے
کہ لینا ان سب کو یہ لوگ اِدھر سے چلے اُدھر جو امیر حج نامدار نے ان سبکو بارادۂ فاسد آتے ہوئے دیکھا

لشکر کو حکم دیا کہ لینا ان کافران پر دغا و ساحران نابکار و دیوان ناہنجار کو ایرج نامدار نے جو یہ حکم دیا پس
اس لشکر کے بھی دیو و پریزاد و ساحر اپنے حربے سنبھال کر چلے اور باہم مل گئے خلط ملط ہو گئے یہ ساحر اپنے
حربہائے سحر سے لڑنے لگے اور سحر اٹھنے لگے صدائے ہاہوئے دیوان سے صحرا کانپنے لگا دریائے خون روان
ہوا ملک الموت حیران و پریشان ہو کر روحیں کافر و مسلمان کی قبض کرنے لگے بازار مرگ گرم ہوا ایرج کا یہ
حال تھا کہ جس طرف زیادہ ہجوم کفار ملاحظہ فرمایا اور دیکھا کہ میرے لشکر کے لوگ گھرے ہوئے ہیں مرکب ڈپٹا کر
اس غول پر گئے اور کفار کو قتل کر کے اپنے لشکر کو رہا کیا جس سردار کو دیکھا کہ وہ گھرا ہوا ہے اسکی جا کر کمک کی
اگر کسی ساحر کا سحر چل گیا مجبور ہو گئے انکے لشکر کے ساحر نے اسکو قتل کیا یہ رہا ہوئے پھر حملہ کیا راوی نے
یوں بیان کیا ہے کہ ایرج نے لشکر کفار میں تہلکہ ڈالدیا تھا اس قدر دیو و پریزاد قتل کیے تھے یہ تو ہمیشہ کے
دلکش ہیں انکا کیا کہنا جس طرف کو حملہ کرتے تھے کفار منتشر ہو جاتے تھے مگر یہ اکیلے ہیں کہانتک مقابلہ
کریں اور کہانتک انکے حملوں کو روکیں کفار بہت اور انکا لشکر کم وہ اہل طلسم سے ہیں یہ کوئی طلسم کشا
نہیں جو انکے پاس تبرکات طلسمی ہوں کہ جنکے سبب سے انپر سحر نہ اثر کرے وہ ساحر یہ غیر ساحر کفار کو بھی قتل
کرتے ہیں اور اپنے لشکر کا جو کوئی گھر جاتا ہے بچاتے ہیں دیو و پریزادوں سے مقابلہ ہے عجب مخمصہ میں گرفتار ہیں
مگر باحواس ہیں برابر شمشیر زنی کر رہے ہیں لاش پر لاش گرا رہے ہیں کفار نرغہ کرتے چلے آتے ہیں یہ
انکے حملوں کو رد کر رہے ہیں بڑی بہادری اور جوانمردی سے لڑ رہے ہیں آب تیغ کی طغیانی ہے دریائے
خون طوفانی ہے کشتی حیات دریائے تیغ و نہر میں کفار کے غرق ہو رہی ہے لاشیں دیو و پریزاد کی زمین پر
تڑپ رہی ہیں ڈھالوں کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے پنجہ سروں کا و آب شمشیر کا برس رہا ہے برق اجل کوند کوند کر
گر رہی ہے کشت حیات کو جلا رہی ہے خرمن عمر کو برق قضا پھونک رہی ہے مگر یہ اسی جوانمردی و بہادری سے
لڑ رہے ہیں کہ کوئی بہادر آجتک ایسا نہیں لڑا کہ اسی حالت میں اژدر پریزاد کی نگاہ ان پر پڑی اس نے
دیکھا کہ ایک آدم زاد نے میرے لشکر کو تباہ کر دیا اور جب حملہ کرتا ہے سیکڑوں پریزاد و دیوزاد اسکے ہاتھ سے
مارے جاتے ہیں ایک دیو سے کہا کہ اس آدم زاد کو تو کس لیے وہ چلا ایک ساحر سے کہا کہ تو سحر کرکے اسکو
بیکار کر دے اس نے سحر کیا انپر اسکے ہاتھ پاؤں کی قوت کم ہوئی اس دیو نے آکر لڑکا یہ اسی حالت میں اوسپر
جا پڑے اس نے وار شمشاد کا وار کیا اسکی قضا نہ تھی وار اسکا خالی گیا کہ اس نے پھر وار کیا ابکی مرتبہ یہ زخمی ہوئے
زخم کھا کر مجبور ہے اور اس نے قصد کیا کہ سر کاٹ لوں دیو دربان لڑ رہا تھا کہ اسکی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا
جھپٹ کر قریب آیا اور بیچ میں آکر انکو پشت پر لیا اور اس دیو سے مقابلہ کر کے قتل کیا اور انکے گرد
کھڑا ہو کر لڑنے لگا اب جو ایرج نامدار زخمی ہوئے یہ بھی تو فوج کے حملوں کو رد کر رہے تھے کفار کو قتل
کر رہے تھے اب کفار کی بن آئی انھوں نے جو حملے کیے پس لشکر کفار نے جو ہجوم کر کے حملے کیے اہل اسلام
کے پاؤں اکھڑ گئے قریب تھا کہ شکست کھا کر بھاگے کہ ایرج نامدار کو ہوش آیا چونکہ زخم کاری لگا تھا
خون بہت نکلا تھا غشی سی آگئی تھی اب جو ہوش آیا لشکر کا جو یہ حال دیکھا اور اپنے کو مجبور پایا پاک کر دعا کی
چونکہ وقت اجابت دعا کا تھا فوراً قبول ہوئی کہ یہ وہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا
پس اس گرد سے تین سو نشان تین لاکھ سپاہ کے پیدا ہوئے دونوں ہاتھوں میں نشان لیے ہوئے آگے
آگے چلے آتے تھے انکے عقب میں تین لاکھ دیو و پریزاد کا لشکر تھا اور ایک پریزاد تخت پر سوار تاج
سر پر رکھے ہوئے جب وہ قریب صحرا کے پہونچا اور اس نے جنگ مغلوبہ دیکھی ہرکاروں کو روانہ کر کے دریافت
کرایا کہ یہ کس سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے ادھر سے بھی دونوں لشکر والوں سے ہرکارے برابر دریافت تھے

اُس پریزاد کے ہرکارے دریافت کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر طلسم کشا اور لشکر کفار
یعنی اژدر پریزاد بادشاہ طلسم کے لشکر سے جنگ مشغول ہو رہی تھی قریب ہو کہ لشکر طلسم کشا شکست کھائے
طلسم کشا لشکر مین نہین ہی یہ سنتا تھا کہ اُدھر پریزاد مع اپنے لشکر کے لشکر کفار پر جا پڑا اور کفار کو قتل کرنے لگا
اُدھر ہرکارون نے اژدر پریزاد کو آکر خبر دی کہ یہ لشکر حسان پریزاد کا ہی حاکم رحلہ بینا حصار برلب کمک
طلسم کشا آیا ہی اُدھر ایرج و دیو دربان و دیو خروس کو ہرکارون نے خبر دی کہ یہ لشکر آپکی کمک کو آیا ہی
حسان کی پریزاد لیکن راوی نے بیان کیا ہی کہ سواے ایرج کے سب حسان کو پہچانتے تھے مگر اُس وقت
کفار و اہل اسلام ایسے بدحواس تھے کہ نہ پہچانا ہرکارون نے جب آکر کہا تو معلوم ہوا اُدھر حسان نے آکر
لڑائی کو روکا پھر اُسیطور سے مقابلہ ہونے لگا لشکر تازہ دم آیا تھا ایسے مار ستھراؤ کر دیا پھر اُسیطور سے بازار تیغ
گرم ہو گیا دیو و پریزاد و ساحر مرنے لگے پھر بازار مرگ گرم ہو گیا حسان کے آنے سے لشکر اسلام کے
پھر دل قوی ہو گئے پھر اُسیطور سے لڑنے لگے مہلت جو ملی دم استوار کی یہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ پھر صحرا
سے گرد اُڑی اور طوفان پریزاد مع دو لاکھ دیو و پریزاد کے آکر پہونچا لشکر کفار کو پہچان کر لڑنے لگا یہان بھی
لشکر کفار و لشکر اسلام نے سواے ایرج نامدار کے اُسکو پہچان لیا ایرج کو ہرکارون نے آگاہ کیا یہ بھی
لڑنے لگا کفار قتل ہونے لگے بیشمار سرون کا پشتہ لگا ہر طرف کفار تڑپنے لگے یہان جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی
دونون لشکر ملے ہوئے لڑ رہے تھے صداے ہا ہو [illegible] رہا تھا صداے بزن بکش بلند تھی کہ پھر لشکر کفار
نے دباؤ ڈالا اور اہل اسلام بیتاب ہوئے سبب یہ ہو کہ ابھی تک ایرج نامدار اُس ساحر کے سحر مین مبتلا ہین
وہ مارا نہین گیا ہی کہ پھر ایرج نامدار نے دعا کی دعا اُنکی قبول ہوئی کہ صحرا کیطرف سے بونڈلا گرد کا پیدا ہوا
وہ بونڈلا قریب لشکر آکر شق ہوا اُس گرد سے ایک آفتاب نمایان ہوا کہ تمام صحرا روشن ہو گیا اُدھر لشکر کفار
نے دیکھا کہ ایک جوان مرکب خوش رفتار پر سوار اسلاح جنگ سے آراستہ مرکب جولان کیے ہوئے چلا آتا ہی
مرکب ایسا ہی کہ زمین پر پاؤن نہین رکھتا ہی وہ راکب ایسا ہی کہ جسکے چہرے سے رعب و داب پیدا ہی آثار
بہادری نمایان ہین اژدر پریزاد نے جو اُسکو دیکھا پہچان لیا کیونکہ طلسم کشا کی تصویر دیکھ چکا تھا بانیان
طلسم بنا گئے تھے دیکھکر اپنے وزیر سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا اسلحہ طلسمی وغیرہ سے آراستہ
ہو کر مرکب طلسمی پر سوار ہو کر آ پہونچا [illegible] کہا کہ کہان اپنے اشارے سے بتایا مکارون نے بھی دیکھا اور پہچان لیا اور
سب اہل لشکر نے یہان لشکر اسلام نے بھی طلسم کشا کو آتے ہوئے دیکھا غل مچ گیا کہ طلسم کشا آگیا حسان و طوفان و دیو
دربان و خروس نے دیکھا بہت خوش ہوئے ایرج نامدار نے جو یہ خبر پائی مرکب کو جولان کر کے چلے
مگر قوت نہ پائی بیخبر ہو کر [illegible] دیکھنے لگے دیکھا کہ ہمارا فرزند یعنی سہراب ثانی رستم ثانی کا جگر
مرکب پر سوار چلا آتا ہی سہراب ثانی کو دیکھکر ایسے خوش ہوئے گو بہت مجبور تھے سحر سے مگر چہرہ گلنار ہو گیا اُدھر
شاہزادے نے جو دیکھا کہ میرا لشکر اور لشکر کفار سے ہم مقابلہ کر رہا ہی اور قریب ہی کہ میرا لشکر شکست کھا جاوے گو
حسان و طوفان و دیو دربان و خروس اُترے ہین بس اُسی مقام سے نعرہ کیا اور تیغہ برق تاب سلیمانی جسکو
چہل چراغ سلیمانی بھی کہتے ہین میان سے کھینچ لیا اور نعرہ اللہ اکبر کہکے کفار پر جا پڑے نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا
واے کم بختان [illegible] تمہاری جان کا ملک الموت آ پہونچا کہ گذار کرادست من زندہ و سلامت بدر روی [illegible]
طلسم کشا فاتح طلسم چہل چراغ سلیمانی یہ کہکر جو حملہ کیا ایک ہی حملہ مین بہت سے کفار فی النار کیے دیو
پریزاد فرار ہونے لگے [illegible] سے لڑتے جاتے ہین اور حملہ کرتے جاتے ہین اور پھر مڑکے بھی دیکھتے جاتے ہین
[illegible] کفار کا ستیاناس کرتے ہین جسپر تیغ چمکا کر گرتی ہی دشمن کی صف کے سر گر جاتے ہین کہ دو ٹکڑے ہون

شاہزادے کی برش تیغ دیکھکر نعرہ ایسا کرتا ہوا قریب آیا اب لشکر کا یہ حال ہو کہ خوب جم کر لڑ رہا ہو کفار کا ناطقہ بند کر دیا ہو پھر اسیطرح سے بازار مرگ گرم ہو گیا ہو جو اِسمین ایکسا تیغ زنی برپا ہو دریا سے خون رواں ہو مثل ژالہ کے برس رہے ہین ہمل تخت پہ پا رہے ہین ہم یہان سماسا رہے ہین کہ دیو خفر وس سنکر قریب آکر جھکا اور عرض کیا کہ حضور بار بار کیا پلٹ کر ملاحظہ فرماتے ہین فرمایا کہ جب سے مین یہان آیا ہون اور مقابلہ کر رہا ہون نہ مین نے دادا جان کو دیکھا اور نہ اُنکے نعرے کی صدا سنی مین یہ خیال کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ وہ کس صف مین لڑ رہے ہین اور اُنکی موجودگی مین یہ لشکر کا حال کیونکر ہوا کہ قریب فرار تھا خفر وس نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہون اصل واقعہ یہ ہو کہ واقعی لشکر کا یہ حال نہوتا اُنھون نے تو وہ معرکہ روکا تھا اور وہ مقابلہ کیا تھا کہ اِس لشکر قلیل سے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار فرار کر جائے اِسی اثنا مین آقاے نامدار اُنکی آب تیغ سے کفار کو پناہ پانا دشوار تھا ہر حملہ مین ہزارون دیو و پریزاد مر کر گرتے تھے ہم لوگ اُنکے بھروسہ پر لڑ رہے تھے مگر کیا کرین کہ ایک دیو سے اُنسے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے مجروح ہوے قریب تھا کہ وہ قتل کرے کہ دیو دربان نے جا کر اُسکو قتل کیا وہ ملاحظہ فرمائیے اُس صف مین مرکب پر سوار حالت زخمداری مین مجبور رہے ہین دیو دربان اُنکے قریب لڑ رہا ہی اور حفاظت بھی کیا جاتا ہی اِس حالت مین بھی یہ رعب و داب ہی کہ کوئی اُنکے قریب نہین جا سکتا ہی حضور اُنکے زخمی ہونے سے لشکر کی یہ نوبت ہوئی تھی کہ قریب فرار تھا کہ حسان پریزاد و طوغان پریزاد مع لشکر کے آکر پہونچے اُنھون نے لڑائی کو روکا ورنہ خرابی ہوئی تھی ابھی پھر وہی حالت ہوئی تھی کہ آپ تشریف لائے یہ سنتا تھا کہ سہراب کو بہت بڑا صدمہ ہوا اور خفر وس سے کہا کہ میرے نہونے سے تم نے کچھ خیال نہ کیا میرے جد نامدار کو زخمی کرایا خیر یہ کہکر اور ایک حملہ شیرانہ ایسا کیا کہ کفار منتشر ہو گئے بس مرکب کو ڈپٹا کر اُس صف پر آئے کہ جہان ایرج نامدار مجروح کھڑے تھے اور کفار اُنکے گرد تھے دیو دربان اُن سب سے لڑ رہا تھا بس جب یہ اُس صف پر پہونچے اور حملہ کیا کفار کو مار کر ہٹا دیا اُس صف مین آئے دیکھا کہ دیو دربان مثل پروانہ کے گرد اُس شمع شبستان صاحبقران کے پھر رہا ہی اور کفار کشی مین مصروف ہی اور جد نامدار مرکب پر سوار ہین مگر مجبور رہے ہین زخم کاری سر پر لگا ہی بس یہ دیکھنا تھا کہ نعرہ کیا اور کافران بچیا مین آ پہونچا اور مرکب جھکا کر قریب ایرج نامدار آئے دیو دربان نے سلام کیا ایرج نے پلٹ کر دیکھا اپنے جگر گوشہ و راحت قلب ناتوان کو اپنے قریب پایا کہ بکمال شان و شوکت سے چہرہ فرط خوشی سے گلنار ہو گیا سہراب نے قریب پہونچکر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اے جد نامدار کیا حالت ہی مزاج کیسا ہی فرمایا کہ اے فرزند کیا بیان کرون جو اِسوقت حالت میرے دست و پا کی ہی کہ بالکل بیحس و بیحرکت ہین کچھ ایسا خون بھی نہین نکلا ہی کہ کہا جاے کہ اُسکے سبب سے یہ حالت ہوئی ہی نہ ایسا زخمی ہوا ہون اِس سے زیادہ زیادہ مجروح ہوا ہون مگر یہ حالت کبھی نہین ہوئی نہ معلوم کیا سبب ہی یہ سننا تھا کہ سہراب نے اِس خیال سے کہ شاید اُنہی نے سحر نہ کیا ہو اُس سے یہ حالت ہوئی ہو لوح کو ایرج نامدار کے جسم سے مس کیا لوح کا مس ہونا تھا کہ وہ سب حالت برطرف ہو گئی طاقت اُسیطور سے عود کر آئی ہاتھ پاؤن مین حرکت پیدا ہوئی ایرج نے فرمایا کہ اے فرزند مین اچھا ہو گیا اب کوئی شکایت نہین ہی یہ فرما کر زخم سر کو خوب مضبوط باندھکر کہا کہ اب تم بھی حملہ کرو اور مین بھی مگر کچھ سبب نہ معلوم ہوا کہ سبب تھا سہراب نے عرض کیا کہ حضور کسی ساحر نے سحر کیا تھا یہ اُسی سبب سے حالت تھی فرمایا کہ ہان جب وہ دیو مقابلہ کر رہا تھا اُسکے زخم لگنے سے قبل یہ میری حالت ہو گئی تھی یہ سنکر سچ کہا یہ فرما کر ایرج نے نعرہ کیا نعرہ منم ایرج آفتاب منیر کہ صاحبقران اعظم و آفاق گیر یہ نعرہ کرکے اور تلوار کو علم کرکے ایک ہی جملہ ایسا

اب جو یہ دونوں شیر بیشۂ صاحبقرانی حملہ آور ہوئے بھلا اب کیا کسی کی مجال تھی جو ادھر ٹھہر سکے یہ حالت تھی
کہ بیشے کا گوسفندان میں شیر بیر آتا ہے ہر طرف کفار منتشر ہو جاتے تھے یہ دونوں صاحب ایک دوسرے کی
آواز کے خواستگار تھے جب ایرج نعرہ کرتے تھے تو سہراب ثانی صدا اسکی سنکے خوش ہو جاتے تھے اور
حملہ کرتے تھے اور جب سہراب ثانی نعرہ کرکے حملہ کرتے تھے اور ایرج نامدار صدا اسکی سنکے خوش ہوتے
تھے اور حملہ کرتے تھے یہ لوگ کفار کشی میں مصروف تھے کہ صحرا سے گرد اڑی اور دیو مینا رنگ ایک لاکھ
دیو سے پیدا ہوا دونوں لشکر کو برہم دیکھکر اور دریافت کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگا کہ دونوں لشکروں
کے اہل لشکر و بادشاہوں نے پہچان لیا تھا کہ یہ دیو مینا رنگ ہے مگر اژدر جادو نے اور دیو خروس
نے ہرکارے روانہ کیے تھے کہ خبر تو لاؤ کہ کسکی کمک کو آیا ہے بس دونوں طرف کے ہرکارے خبر لیکر حاضر
ہوئے دیو خروس کے ہرکاروں نے عرض کیا کہ دیو مینا رنگ طلسم کشا کی کمک لشکر لیکر آیا ہے
اور اژدر پریزاد سے اسکے بھی ہرکاروں نے یہی بیان کیا کہ طلسم کشا کی کمک کو دیو مینا رنگ
آیا ہے ابھی یہ اچھی طور سے نہ پہونچنے پایا تھا کہ پھر گرد اڑی اور دیو بوتیمار مع اپنے وزیر عقاب پریزاد
ایک لاکھ پریزاد اور دیو سے آکر پہونچا اور حال دریافت کرکے کفار سے لڑنے لگا ہرکاروں نے دونوں
طرف کا حال دریافت کرکے خبر دی اور اژدر سے کہا کہ دیو بوتیمار پسر دیو زلزغ برائے کمک طلسم کشا
آیا ہے ان دونوں کے آنے سے اسقدر لشکر طلسم کشا کو مہلت ملی کہ انھوں نے اپنا دم راست کیا جا بجا
بجا کیے ان دونوں نے آتے ہی لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا کیونکہ یہ لشکر تازہ دم تھا یہ لڑ رہے تھے کہ پھر
گرد اڑی دیو اسد پسر دیو خوک پیشانی مع ایک لاکھ اسی ہزار کے آکر پہونچا اور خبر دریافت
کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگا اسیطور سے ہرکاروں نے حال دریافت کرکے اژدر و خروس
سے بیان کیا کہ طلسم کشا کی کمک دیو اسد پسر دیو خوک پیشانی آیا ہے اتنے اژدر پریزاد کے ہوش
پران ہوئے سارا زہر اگلنا پیچ و تاب کھانا بھول گیا کہ اسقدر لشکر طلسم کشا کی کمک کو آ گیا اسکا
لشکر قلیل تھے تو حواس پریشان کر دیے تھے اور مار کر لشکر کا ستھراؤ کر دیا تھا نہ اب کہ جب لشکر تازہ دم
آ گیا اور بہت اب فتح ہونا دشوار ہے مگر یہ بھی اپنے لشکر کو جان دیدے کر لڑا رہا ہے لشکر کفار برابر حملے
پر حملے کر رہا ہے اہل اسلام اسکے حملوں کو رد کرتے ہیں اور کفار کشی میں مصروف ہیں لشکر تازہ دم کے
آنے سے اسقدر قوت حاصل ہوئی ہے کہ لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا ہے اسیطور سے سات شبانہ روز تک برابر
جنگ مغلوبہ رہی نہ کوئی سویا نہ کسی نے کچھ کھایا نہ پیا برابر شمشیر زنی کرتے رہے سہراب ثانی اور
ایرج نامدار و دیو دربان و دیو خروس و حسان پریزاد و طوفان پریزاد و دیو مینا رنگ
و دیو اسد و عقاب پریزاد و دیگر سرداران نامدار کا یہ حال ہے کہ کہنیوں سے خون بہ رہا ہے قبضہ ہاتھوں
میں گھر بیٹھا ہے تختے خون کے زرہوں پر جم گئے ہیں آنکھوں میں لال لال ڈورے شجاعت کے پڑے
ہوئے ہیں خون کی چھینٹیں تمام جسم پر پڑی ہوئی ہیں ہر مرتبہ جوش شجاعت میں جھوم جھوم کر حملہ کرتے ہیں کفار کے پیر اٹھ
جاتے ہیں کوسوں تک صحرا لاشوں سے پٹا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجائے غلہ کے لاشیں زمین سے پیدا ہوئی
ہیں سروں کے جا بجا انبار ہیں کسی جا دار قمشا دو آرہ پشت نہنگ پڑے ہوئے اسقدر کثرت سے لاشیں زمین
پر پڑی ہیں اور بسمل تڑپ رہے ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون بکثرت جو جاری ہوا ہے زمین اسکے سبب سے
پھٹ گئی ہے مردے نکل آئے ہیں باشتیاق جنگ میں مردوں نے اپنے کو زمین سے نکال کر خاک پر ڈالدیا
ہے ان سب کے تن بسمل اور گھائل جو خون میں غلطاں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ کا کھیت ہے ایسی جنگ مغلوبہ

ہوتی تھی کہ لاکھون کفار خاک پر غلطان خاک و خون مین پڑے تھے بسمل تڑپ رہے تھے بازار تیغ گرم تھا ملک الموت روحین قبض کرتے پھرتے تھے تمام جسم کفار سے بھر گیا تھا ملک دوزخ اژدہا و کر رہا تھا پیر فلک بھی چشمہ آفتاب کو لگائے ہوئے تماشائے جنگ مین مصروف تھا ہر ایک بہادر کفار کشی مین ہمہ تن مصروف تھا دریائے خون صحرا مین روان تھا سر مثل حبابون کے نظر آتے تھے کشتی حیات کفار طوفانی تھی جہاز زندگی کفار طوفان موت مین آگیا تھا اسی روز زمین سے خون نکلتا تھا اور آسمان سے برستا تھا تلوارین جو خون مین آلودہ تھین اور بہادر جو ہاتھ بلند کر کے وار کرتے تھے اونسے جو قطرے گرتے تھے اور اوپر عکس آفتاب پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ذرہ ہائے یاقوت ہوا سے زمین پر گر رہے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ اسقدر کفار اس مقابلہ مین کام آئے کہ لاشون کے انبار ہو گئے اب یہ نوبت ہے کہ قدم انکے نہین ٹھہر سکتے ہین راہ فرار اپنی جو تلاش کرتے ہین تو سوائے گوشہ کمان یا کوچہ زخم کے دوسری راہ نہین پاتی تھی بس یہ نوبت ہے کہ اس میدان مین کہ جو مرغ تیر آشیانہ کمان سے اوڑ کر چلا فوراً اسکے پر قینچ ہوگئے پھر چانا بھی نہ نصیب ہوا زاغ کمان چلا کر رہ گیا راوی کہتا ہے کہ بہادرون کے جسم پر گھائے زخم کی باچھیان پڑی ہوئین جیسے عروس برگ کے اشتیاق مین نوشاہ بنی ہو لئے تھے سجائے عطر سہاگ کے خون لباس مین ملا ہوا تھا زرہون کے حلقون مین جو خون کے قطرے تھے وہ حلقے یہ معلوم ہوتے تھے کہ گویا چشمہائے معشوق سیکڑون ہین کہ بسبب نشہ شراب کے لال ہو رہی ہین کہانتک حال جنگ عرض کیا جائے اسیطور سے صبح تا شام روز ہوا اور پشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے اب لشکر کفار کا یہ حال ہے کہ رک رک کر مقابلہ کرتا ہے جی چھوٹ گئے ہین اب اہل اسلام نے چارون طرف سے کفار کو گھیر لیا اور زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا قتل کرنا شروع کیا اسی عالم مین ایرج نامدار کفار کو قتل کرتے علمدار لشکر کے قریب پہونچے اسنے از رہ پشت [illegible] کا وار کیا انھون نے خالی دیکر جو اپنا وار کیا یا تو تلوار سپر پر جھکی تھی یا خود و مغفر کو بیا دو بلغہ کو کاٹتی ہوئی سر پر آئی جھٹکا دیا کہ سر مین درآئی صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ مین درآئی صدر و شکم و کمر کی خبر لیتی ہوئی رسا مثل قطرہ کے باہر جسم سے نکلی اور زمین کو بوسہ دیا علمدار لشکر مر کر گرا ایرج نے علم لشکر پر ہاتھ لگایا [illegible] ہوا اس مقام پر تلوار چلی کفار شمع تیغ پر مثل پروانہ کے گر کر جلنے لگے اودھر دیو سنار رنگ نے جاتے ہی کوس رزمی کو قلم کیا نقارچی کو قتل کیا دیو دربان نے شہنا نواز کو شاہزادہ سہراب شمشیرزنی کرتا ہوا مرکب کو دبائے ہوئے دروازہ تخت اژدر پیر زاد کے چلا جاتا ہے جہان پر جگر شمشیر زنی کی لاشون کے انبار لگا دیے چونکہ یہان پہ پیلتنون کا اور پہلوانان قوی دل و سرداران پر جگر کا مجمع تھا اور تخت شاہی بھی تھا سب گرد تخت کو گھیرے ہوئے تھے یہ خیال تھا کہ طلسم کشا یہان نہ آجائے بہت کفار کام آئے مگر یہ شمشیر [illegible] ان سبکو قتل کرکے قریب تخت پہونچا جیسے ہی اژدر پیر زاد کی نگاہ طلسم کشا پر پڑی مکار جادو اپنے وزیر نے کہا کہ حریف آگیا لینا جانے نہ پائے بقصد فاسد آتا ہے یہ کہنا تھا کہ مکار اژدر سحر پر سوار ہو کر شاہزادے کے مقابل ہوا شاہزادے نے فرمایا کہ جادو دور ہو میرے روبرو سے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اسنے جواب دیا کہ اب مین کب زندہ تمکو رکھتا ہون یہ کہکر اپنا وار کیا نارنج سحر مارا شاہزادے پر اس نارنج نے کچھ اثر نہ کیا شاہزادہ نے بسم اللہ ہو کر اسکو رد کیا اور اسکے قریب پہونچے جب اسنے دیکھا کہ حریف قریب آگیا تلوار کا وار کیا شاہزادے نے خالی دیکر اسکا بند دست پکڑ کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اژدر سحر سے اٹھا لیا اور مثل پھول کے گرد سر گردش دیکر فرمایا کہ شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہے جواب دیا کہ میری ہزار جانین ہر موئے تن پر سامری و جمشید کے نثار ہون یہ سنتا تھا کہ شاہزادے کو غصہ آگیا اسکو اس زور سے اسکے اژدر پر مارا کہ وہ مع اژدر کے [illegible] زمین ہو گیا ساری مکاری و فنون ساحری بھول گیا نشان بھی باقی نہ رہا گویا کہ کبھی دنیا پر پیدا ہی نہ ہوا تھا

بائین شاہزادے نے اسکو اس آسانی سے اُٹھا لیا تھا کہ جیسے کوئی طفل کبوتر کو اُٹھا لیتا ہو اور اسطور سے زمین پر مارا تھا
کہ جیسے کوئی لوٹیا کو پھینکتا ہو کچھ معلوم نہیں ہوا کہ پوچھو وہ دیو اسد عقب میں شاہزادے کے شمشیر زنی کرتے
تھے اور حفاظت بھی کرتے جاتے تھے یہ حالت دیکھکر لقرہ بہت کرنے لگے شاہزادہ مکار کو قتل کرکے طرف اژدر پرپزاد
کے متوجہ ہوا اور جو سردار آراستہ تخت تھے اُنکو قتل کرکے قریب پہنچا اژدر نے دیکھا کہ طلسم کشا آگیا اور سوائے
اسکے مقابلہ کے نہیں تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی جلدی اُٹھا کر وار کیا شاہزادے نے جھپکی وہی تلوار پیٹھا پڑی
ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اُٹھا لیا اور گرد سر پھیر دیا کر
تاج گرا میں ... سب ہتھیار سے خالی کر گئے کفار نے یہ حال دیکھا کہ بادشاہ ہمارا گرفتار ہو گیا سب کفار
سمٹ کر اس مقام پر آکر لپٹنے لگے یہاں تلوار چلنے لگی شاہزادے نے اژدر پرپزاد کو بائیں ہاتھ پر بجائے
سپر کے لیا اور دہنے ہاتھ سے شمشیر زنی کرنے لگے اس مقام پر اسقدر کشت و خون ہوا کہ کثرت خون سے
زمین کیچڑ ہو گئی اور خون کی نہر ایک طرف کو رواں ہوا جب کفار نے دیکھا کہ سوائے فرار کے قرار کا موقع
نہیں ہے اور یہی ہوا کہ ہزاروں کے قدم اُکھڑ گئے سپاہ نے گھوڑا اُٹھایا کہ جدھر جاتی ہے راہ فرار کی نہیں پاتی ہے بس
سب نے جبر ... کیا اور ایک مقام پر جمع ہو کر تلوار کی اور راہ پیدا کر کے شہر کی طرف کا رخ کیا اور فرار پر قرار لیا سچ
کسی نے کہا ہے کہ تین چیزیں بدون تین چیزوں کے بیکار ہیں تیغ بے تیز ... فقیر لشکر بے سپہ سالار سچ کہا ہے
کہا شاہ لشکر بے سردار مقابلہ کرے پہلے تو جس سے شکست ہوئی کہ علم لشکر کا علمدار لشکر مارا گیا نقارہ فوج بھی قلم
ہوا اور بادشاہ اسیر ہو گیا اب کیونکر میدان میں قیام کریں اور ثابت قدمی دکھائیں بس فرار پر قرار لیا اہل
اسلام تعاقب میں اُنکو قتل کرتے ہوئے چلے پڑا یہ حال کہ اُنھوں نے قدرے دم لیا کہ وہاں بھی یہ لوگ جا پہونچے
اور قتل کرنا شروع کیا ایک آن واحد میں وہاں بھی کفار سے ... پڑاو اہل اسلام نے لوٹ لیا اور اسکا قبضہ
کیا شاہزادہ اسیطور سے اژدر کو ہاتھ پر لیے ہوئے ... شمشیر زنی کرتا چلا جاتا ہے ایک پہلو میں امیر حج ابن دیو
مینار رنگ عقب میں دیو دربان و دیو اسد و دیو پوشخورس و عقاب پرپزاد و حسان پرپزاد و دولتخان
پرپزاد و دیو غزال لڑتے چلے آتے ہیں بس کفار جب دور شہر پہونچے اُس مقام پر بھی کچھ دیر کشتی رہی
اور تلوار کی اگر کیا ہوتا ہے مجبورانہ لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں بس کفار داخل شہر ہوئے اُنکے عقب میں اہل اسلام
ہیں اب شہر و قلعہ میں ہر گلی و کوچہ میں تلوار چلنے لگی در و دیوار خون کے چھینٹوں سے رنگین ہو گئے اہل شہر بھی قتل
ہونے لگے ... کیا کہ طلسم کشا شہر میں داخل ہو گیا قتل عام کا حکم دیدیا ہے اہل شہر قتل
ہو رہے ہیں ... جو کہ بزدل تھے اُنھوں نے دروازے بند کر لیے جو کہ ذرا بہادر تھے تلواریں لے لیکر مکانوں
سے باہر آکر لڑنے لگے نالیوں سے شہر کی اسطور سے خون رواں تھا کہ جیسے کثرت بارش میں پانی رواں ہوتا
ہے تین پہر یہاں بھی تلوار چلی ہزاروں اہل شہر قتل ہوے آخر کو اہل شہر نے عاجز ہو کر دوہائی دی کہ طلسم کشا
کی دوہائی ہے اب ہمکو امان ملے ہم اہل شہر ہیں ... اپنے کردار کی سزا پائی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے سب نے جواب دیا
کہ ہمنے آپکا دین قبول کیا باطل پرستی ترک کی یہ جو سب نے کہا اور امان طلب کی بس شاہزادے و ملک امیر حج
نے ہاتھ روک لیا اُنکا ہاتھ کا روکنا تھا کہ سب نے ہاتھ روک لیا قتل و غارت سے اہل شہر و کفار نے نجات
پائی بس اُسوقت کل سردار لشکر کفار حاضر خدمت ہوئے رکاب سعادت کو بوسہ دیا امیران شہر نے حاضر
ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا شاہزادہ دار الامارۂ شاہی میں تشریف لے لایا اُسوقت اژدر پرپزاد کو دیو
دربان کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنی قید میں رکھو کل اسکا دربار کیا جائیگا اور دیو مینار رنگ کو حکم دیا کہ
تم تمام شہر کا بند و بست کرو تمام بتکدہ و مندر منہدم کرا دو ہر امیر شہر و رئیس شہر کے مکان پر پہرہ چوکی

کرو اور محلات شاہی پر اور شہر سے لاشین اہل اسلام کی اٹھواکر دفن کراؤ اور کفار کی لاشون کو صحرا
مین ڈلوادو اور شہر کو خون وغیرہ کے آلایش سے صاف و پاک کرو اور منادی کرادو کہ سب کو
اس شرط سے امان ملی ہو کہ دین اسلام قبول کرنا ہوگا کوئی آج سے ابلیس پرستی یا ساحری پرستی
نہ کرے ورنہ عتاب شاہی مین گرفتار ہوگا اور کل لشکر کفار کو جو کہ مجروح ہین اور جو کہ غیر مجروح ہین سب کو
اپنے افسرون کی سپردگی مین دو اور اُن پر پہرہ چوکی اپنے لشکر کا مقرر کرو اور خوب شہر کا بند و بست کرنا
تاکہ غدر نہونے پاوے ورنہ تمکو عدم تعمیل حکم کی سزا دیجائیگی یہ حکم دیکے شاہزادہ مع ایرج نامدار و
دیگر سردارون کے بیرون شہر آیا یہان دربان نے اژدر پیزاد کو غل و زنجیر مین اسیر کیا اور
پہرہ وغیرہ مقرر کیا دیو مینا رنگ نے ہر مکان اور ہر محل شاہی و اہل شہر پہ پہرہ چوکی مقرر کیا کل لشکر
کفار کو ایک مقام پہ جمع کر کے اپنے لشکر کی حراست مین کیا شہر کو لاشون اور خون سے صاف و
پاک کیا کل کام بموجب حکم کے بجا لایا منادی سے شہر مین ندا کرادی شکیب سے منہدم کرا کے سب طرح
کا بند و بست کر لیا یہان بیرون شہر سرداران لشکر نے یہ بند و بست کر لیا تھا کہ جس مقام پہ دست
کہ جہان لشکر اترا ہوا تھا سب خیمے و بارگاہین اکھڑوا کر اُس مقام پہ برپا کی تھین کہ جہان اژدر
پیزاد کا لشکر فروکش تھا اور اُس مقام پہ لشکر کا پڑاو بھی تھا اور کفار و اہل اسلام نے کشتون کا
شمار بھی کر لیا تھا اور کفار کو ایک صحرا مین دور ڈلوا دیا اور اہل اسلام کو دفن کروا دیا اور مجروحان
لشکر کو شفاخانہ مین روانہ کر دیا انکے ٹانکے وغیرہ لگائے گئے علاج ہونے لگا یہ سب بند و بست تو
کر چکے تھے کہ شاہزادہ سہراب ثانی تشریف لائے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار حاضر ہوئے
شاہزادہ عالی شان نے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا سب نے اپنے اپنے بستر پر آکر کمر کھولی سات
شبانہ روز کے جاگے ہوئے تھے اور تھکے ہوئے تھے بھوکے اور پیاسے تھے کہ سات دن تک نہ
کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا سب نے کھانے کھائے اور بسترون پہ آرام کیا یہان بارگاہ مین شاہزادے
نے سردارون سے دریافت کیا کہ کچھ پتا چلا کہ کسقدر کفار واصل جہنم ہوئے اور کس قدر
اہل اسلام درجہ شہادت پہ فائز ہوئے انھون نے عرض کیا کہ شمار جو کیا گیا تو اسی ہزار
اہل اسلام شہید ہوئے ہین ان سب مقتولون کو دفن کرا دیا اور بیس ہزار مجروح ہوئے تھے انکو شفاخانہ
مین روانہ کر دیا ہی اور لشکر کفار کے آدمی دو لاکھ بیس ہزار قتل ہوئے اور زخمیون کا حساب
نہین ہی کہ نہ معلوم کسقدر مجروح ہوئے اور بموجب حکم آپ کے کفار کی لاشین صحرا مین پھنکوا
دی ہین یہ سنکے شاہزادے نے اُن سب کی کار پردازی کی بہت تعریف کی اور بارگاہ سے
اٹھکر خیمہ خاص مین آئے خاصہ نوش فرما کر آرام کیا پوشاک وغیرہ بھی بدل چکے تھے وہ شب
بسر ہوئی صبح کو سب خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوشاک درباری پہن کر حاضر ہوئے
شاہزادہ و ایرج نامدار بعد الفراغ نماز سحر لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برآمد ہوئے
سب کا مجرا و سلام ہوا اسپ سوار ہو کر اور سب سردارون کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے روانہ ہوئے
داخل شہر ہوئے دیکھا کہ تمام شہر آلایش خون وغیرہ سے پاک و صاف ہی مکانات منہدم پڑے
ہین ہر مقام پہ پہرہ چوکی ہی شاہزادہ شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین آیا دنگل شوکت پہ متمکن ہوا یہان
دیو مینا رنگ نے دربار بھی آراستہ کر رکھا تھا پس شاہزادے نے دربار کو لائق آراستہ پایا
سب سردار علے قدر مراتب اپنے اپنے مقام پہ متمکن ہوئے تخت پر نماشہ پڑا ہوا ایک سمت کو مساکن پیزاد

وطوفان پریزاد و عقاب پریزاد اور دیگر پریزاد ایک طرف دیو اسعد و دیو خروس و دیو غزال و دیو
کلکال و دیو ہلاک و دیگر دیو و سردار بیٹھے ایک دنگل شوکت پر ایرج نامدار جلوہ فرما ہوے ایک شہزادہ
سہراب ثانی دیو مینار نگ نے آکر مجرا کیا شاہزادے نے بہت تعریف فرمائی اور دنگل مرحمت کیا کہ
دیو دربان حاضر ہوا مجرا بجالایا شاہزادے نے فرمایا کہ اژدر پریزاد و دیگر اسیرون کو بہت جلد حاضر کرو اور کل
سرداران کفار کو بس اسیوقت دیو دربان کل سردارون و اسیرون و اژدر پریزاد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادے
نے علے قدر مراتب ہر ایک کی عزت کی اور روبرو بٹھایا اژدر کو کرسی مرحمت کی اژدر نے کل دربار کو آراستہ پایا
ایسا دربار تو اسکے زمانہ مین کبھی نہ تھا جو اسوقت شان و شوکت ہی بس اژدر نے اور دیگر اسیرون و سردارون
نے حالت دربار دیکھکر بہت حیرت کی اور شاہزادے کی خلق و مروت کی اپنے دلمین بہت تعریفین کی بس شاہزادے
نے اژدر پریزاد سے فرمایا کہ اے اژدر پریزاد اب تم دین اسلام کے قبول کرنے اور میری اطاعت کرنے
کے باب مین کیا کہتے ہو جواب جلد بیان کرو اگر دین اسلام نہ قبول کروگے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
بس جان لو کہ خداوند لاشریک ہے اسکا کوئی شریک نہین ہے وہ سب کا خالق ہے اُسنے سبکو پیدا کیا ہے کیا
شیطان کیا سامری کیا جمشید یہ سب اُسکے بندے ہین انھون نے بیکار دعوی خدائی کیا اور ہزارون بندون
کو گمراہ کیا اسکا حال انکو روز قیامت معلوم ہوگا اور اب بھی انکے جسم آتش دوزخ مین جلتے ہونگے اور شیطان
جسکو تم اپنا خدا کہتے ہو یہ قوم اجنہ سے تھا جبکہ اجنہ دنیا پر حاکم تھے اور انھون نے کفر و عناد پر کمر کسی تو خداوند
کریم نے ملائکہ آسمان کو زمین پر نازل فرمایا انھون نے اجنہ کو آکر قتل و غارت کیا اور کچھ کو جو کہ باقی رہے
اسیر کرکے لیگئے انمین یہ شیطان بھی تھا بس اسنے بالاے آسمان پرورش پائی اور اسقدر اسنے اطاعت و
فرمانبرداری کی کہ یہ بھی ملائکان مقرب سے ہو گیا عزازیل اسکو درگاہ باری سے خطاب ملا بس خداوند کریم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا سب فرشتون کو انکی اطاعت اور سجدہ کرنیکا حکم فرمایا سب حکم باری بجا لاے مگر
اس شیطان نے سجدہ نہ کیا اور عذر کیا کہ مین آتشی اور یہ خاکی مین کیونکر سجدہ کرون بس اسپر عتاب الٰہی
نازل ہوا اور معتوب درگاہ ہوا بس جبسے یہ معتوب بارگاہ احدی ہوا اسنے بعض بندون کو خدا کے
گمراہ کرکے بت پرستی کرائی بعض کو آتش پرستی کیطرف راغب کیا اسکا بہت بڑا قصہ ہے بعض سے اپنی
پرستش کرائی کہانتک بیان کیا جاے خلاصہ یہ کہ یہ سب دین باطل ہین سواے خداوند کریم کے کوئی
دوسرا خدا نہین ہے بس یہ فرماکر چند کلمے وحدانیت خدا مین اور چند کلمہ مذمت ادیان باطلہ مین زبان
سے فرماے کہ سب کفار و اسیران کفار و اژدر پریزاد نے یہ کلمہ سنکے سر جھکا لیے اور کچھ رد نہ کرسکے اور
اژدر پریزاد فکر کرنے لگا کہ کیا جواب دون اور کیونکر اپنے دین کو ثابت کرون طلسم کشا نے تو ایسی تقریر
کی کہ جسکا رد ہونا غیر ممکن ہے سواے اطاعت و ترک مذہب کے راوی نے کہا ہے کہ یہ اژدر پریزاد و کل سردار
و کل لشکر و اہل شہر سب خداپرست ہین کیونکہ اژدر کے بزرگ ہمیشہ سے اس ملک اژدریہ کے اور قلعہ طلسم
و کل طلسم کے حاکم رہے اور خداپرست رہے اژدر پریزاد اپنی ذات سے کافر ہو گیا تھا اور یہی امر
بانیان طلسم نے مہر باوی طلسم کے بارے مین بیان کیا تھا بلکہ تحریر کردیا تھا کہ جس زمانہ مین بادشاہ طلسم
کفر اختیار کریگا اور اہل طلسم کے دو فرقہ ہونگے ایک کافر اور ایک مسلمان اُسی زمانہ مین عمر طلسم تمام ہوگی اور طلسم کشا
آکر طلسم کو فتح کریگا بس یہ وہی زمانہ تھا کہ اژدر بہکانے سے اپنے وزیر کے کافر ہوگیا اور اسنے چاہا کہ کل اہل طلسم بھی
دین اختیار کرین بعضون نے اسکی پیروی کی اور بعضنے انحراف کیا بس اہل طلسم کے دو فرقے تھے کچھ مرضون سے حاکم خداپرست
اور کچھ کافر جو کافر تھے وہ طلسم کشا و اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے جو کہ کبھی مسلمان نہ تھے اور جو مسلمان تھے انھون نے اطاعت

قیامت کو یاد دلایا اور سب بد ہونوں کی مذمت فرمائی ہیں سے جو خیال کیا تو آپ کا قول صادق پایا ہیں
اپنی حالت پر روتا ہوں کہ یہ تو نے کیا کیا تیرے خاندان میں کوئی کافر نہ ہوا تو کیوں کافر ہوا تو بڑا
بد نصیب ہے اور یہ خیال ہوا کہ سب حاضرین دربار جو کہ میرے خاندان کے حال سے واقف ہیں اور
یہ سب کسی زمانہ میں ملازم اور میرے ماتحت تھے اور میرے حکم کو مانتے تھے یا آج میں انکے روبرو
اس حالت سے ہوں یہ سب میری گمراہی اور سرکشی کا انجام ہے یہ لوگ کیا اپنے دل میں کہتے ہونگے
کہ ایسے عالی خاندان نے یہ کیا طریقہ ایک مکار کے بہکانے سے اختیار کیا کہ جسکے سبب سے یہ ذلت
ہوئی پس اس سبب سے میری یہ حالت ہوئی کہ اب اس لائق نہیں ہوں کہ کسی کو منہ دکھا سکوں بس میں سلطنت
کی اہلیت نہیں رہی اور ساحری پرستی پر اور اپنا آبائی طریقہ اختیار کیا اگر مجھکو یہ اجازت مرحمت ہو کہ میں کسی
طرف فقیر ہو کر نکل جاؤں اور یہ اپنا کالا منہ کسی کو نہ دکھاؤں جو کہ کسی قابل نہیں ہے اور یہ شعر
اور یہ صادق ہے واقعی صحبت بد کا ضرور اثر ہوتا ہے اور صحبت نیک کا بھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر

پسر نوح با بدان بنشست — خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزی چند — پے نیکان گرفت مردم شد

پس وہ جو فقر و افتخار کا مقام تھا کہ زمانہ حضرت سلیمان سے
آج تک ہمیشہ سے ہم لوگ خدا پرست تھے کوئی کافر نہ ہوا وہ میری اس گمراہی سے میرے خاندان
سے جاتا رہا افسوس اب میں کیونکر کہہ سکتا ہوں پس یہی بہتر ہے کہ میں اپنا کالا منہ کر کے کسی طرف نکل جاؤں تاکہ
مثل بلال کے انگشت نما نہ ہوں شاہزادے نے ایرج نامدار سے یہ ساعت فرمایا کہ ای اژدر
ہم تم سے بہت خوش ہوئے اور ہم تمکو ایسا نہیں جانتے تھے کہ تم ایسے غیرت مند ہو پس یہ قصہ میری اور
تمہیں کوئی مقام رنج و افسوس نہیں ہے تمہارا خود ہی قول ہے کہ صحبت بد کا یہ اثر تھا پس اب جب تم اصلی
دین کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے آبائی طریقہ کو اختیار کیا کوئی تمکو انگشت نما نہ کریگا بلکہ یہی کہیگا کہ ایک
شیطان کے بہکانے سے اژدر شاہزادے نے ایسی گمراہی اختیار کی تھی آخر کو اپنے طریقے پر آ گیا مگر
اژدر بہت پریشان ہوا اور یہ کہا کیا ایسا امر ہے کہ اس میں اپنا منہ دکھا سکوں یہ خیال تو کرو کہ حضرت آدم نے کیسا گیہوں
کھایا اور ترک اولیٰ کیا جسکے سبب سے وہ بہشت سے نکالے گئے پس ہماری تمہاری کیا اصل ہے
کوئی رنج و الم نہیں ہے پس اس خیال کو دل سے دور کرو کہ فقیر ہو کر دن یہ خیال تمہارا بالکل بیکار ہے اپنے
ملک میں حکومت کرو یہ تاج و تخت تمکو مبارک ہو اور یہ سب تمہاری اسی طور سے فرمانبرداری
کرینگے جس طور سے کرتے تھے کوئی تم سے سرکشی نہ کریگا تم اطمینان رکھو یہ جو شاہزادے نے اژدر سے فرمایا
اژدر نے جواب دیا کہ جو آپ نے فرمایا بہت درست ہے لیکن میری ہمت گوارا نہیں کرتی ہے کہ
مجھ سے ایسی خطا سرزد ہوا اور پھر میں حکومت کروں ایسی ذلت اٹھا کر شاہزادے نے فرمایا کہ ای
اژدر سر بلند پس جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو یہ جو شاہزادے نے فرمایا اژدر شاہزادے نے سر جھکا کر
عرض کیا کہ حاضر ہوں جو حکم ہو کسی کو کوئی عذر و انکار نہیں ہے پس شاہزادے نے فرمایا
کہ یہ تاج و تخت اپنا لو اژدر نے عرض کیا کہ یہ تاج اور تخت آپکو مبارک رہے فرمایا کہ ہم لوگ تاج بخش ہیں
تاج گیر نہیں ہیں تمہارا تخت و تاج تمکو مبارک ہو یہ فرمایا کہ اژدر کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا تاج سر پر رکھا اور
سب سے کہا کہ نذریں دو سب نے اٹھ کر نذریں گذرانیں پس سب سرداران کو اژدر شاہزادے
نے قدر مراتب خلعت مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ منادی کرا دو شہر میں کہ اہل شہر آگاہ ہوں کہ ہمارے
بادشاہ نے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا پس سب اپنا دین قدیم اختیار کریں ورنہ مستوجب سزا کا

ہونا سیارہ ثانی کا عیاری کرکے پردہ غفلت میں آنا اور دیو کو قتل کرکے ادھر کو آنا اور عیاری
کرکے اختر ساحرہ کو قتل کرنا اپنا سپاہی ہونا اور سیارہ ثانی کا نامہ یاقوت نگار کے روانہ ہونا
وہاں دیو کا بادشاہ کا قلعہ پر یورش کرنا سہراب ثانی کا اسکو گرفتار کرنا اسکے ہاتھ سے مجروح ہونا
اپنا عین وقت پر پہنچنا دیو کا بادشاہ سے مقابلہ کرنا اسکو زیر کرنا اسکا کے سے مسلمان ہونا اپنا ہمراہ
اختر شہریار کو لیکے داخل شہر ہونا اور اختر کا بیجا طریق آنا اسکا شہر آسیب کو فنون سپہ گری تعلیم کرنا اور
بیٹا اختر ثانی کی بھی بتانا [illegible] یاقوت نگار کے [illegible] طلسم پر لانا اور دھوکے سے اسیر
طلسم کرانا اور اپنا اسیر ہونا پادشاہ طلسم کے پاس [illegible] کا حکم قید دینا [illegible] بیان کیا رستم ثانی نے اپنی
کل حالت [illegible] بیان [illegible] اختر شہریار [illegible] مختصر بیان بھی سنی بس
رستم ثانی نے اپنی حالت بیان کرکے کہا کہ ای برادر [illegible] رہائی کی امید نہیں ہے کیونکہ کون ایسا ہوگا کہ
اس طلسم کو فتح کریگا اور ہمکو رہا کریگا شہریار نے کہا اسکی امید تھی وہ ابھی بچہ ہے ہاں جب جوان ہوگا
اسوقت شاید اسکو خیال آئے اور وہ طلسم کو فتح کرے ای برادر میں نے تو اسکو اچھی طور سے دیکھا
نہیں اسوقت دیکھا کہ جب اسیر طلسم ہوچکا ہوں وہ اس زمانے میں بہت کم سن تھا ماشاءاللہ اب تو جوان ہو
ہوگا شہریار نے جواب دیا کہ جب میں آیا تھا تو وہ ماشاءاللہ ایسا تھا کہ میں نے اسکو فنون سپہ گری
تعلیم کیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ میں نے اسی خیال سے کہا کہ ای برادر اگر وہ آیا بھی تو کچھ پتا نہ لگے
[illegible] طلسم فتح بھی کیا تو ہمکو کیا [illegible] اس عرصے میں ہم قیدیوں کی مصیبت اٹھاتے اٹھاتے مرجائینگے
[illegible] کی برداشت کرینگے شہریار نے جواب دیا کہ یہ جو آپنے ارشاد کیا بہت درست ہے مگر
پروردگار عالم کی ذات سے امید [illegible] بعید نہیں شاید وہ کوئی [illegible] غیب سے پیدا کردے رستم
ثانی نے جواب دیا کہ یہ امر ضرور ہے یہ دونوں صاحب باہم باتیں کر رہے تھے کہ یکایک در زندان
کشادہ ہوا اور داروغہ زندان اندر آیا رستم ثانی نے اسکو دیکھکر شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
کوئی [illegible] پادشاہ کا [illegible] داروغہ زندان اندر آیا ہے [illegible] قیدی
داروغہ زندان [illegible] دیکھکر حیران ہوا [illegible] داروغہ زندان نے پکار کر کہا کہ ای اسیران طلسم
[illegible] تمہارے نصیب [illegible] اس قید بلا سے رہا ہونے کی صورت خداوند کریم نے نکالی
[illegible] کو طلسم کشا نے [illegible] پادشاہ طلسم نے کہا [illegible] طلسم ضرور رہا ہونگے طلسم کشا طلسم میں
[illegible] تمام طلسم کو [illegible] پادشاہ طلسم کو اسیر کر لیا [illegible] قبضہ کرلیا جب پادشاہ نے
اسکا دین قبول کیا پھر اسکو [illegible] سب کی [illegible] سنتا تھا کہ سب قیدی خوش ہوئے
[illegible] شہریار اور رستم ثانی کو [illegible] خوشی ہوئی مگر [illegible] طلسم کس نے فتح کیا معلوم ہوتا ہے [illegible]
تو فتح کیا شاید اس ساحرہ کو قتل کرکے یہ کام کیا ہو [illegible] ہمراہ اس دن زندان خانہ میں آئے
شہریار نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے [illegible] نے فتح کیا ہے ایسا نہو کہ کسی [illegible]
نے فتح کیا ہو کہ اسکا احسان ہم پر ہو [illegible] اسکے [illegible] مشہور ہوں رستم ثانی نے
کہا [illegible] ہوجائیگا یہاں تو یہ باتیں باہم ہو رہی تھیں ادھر داروغہ زندان نے
قیدیوں کی زنجیروں سے [illegible] اور [illegible] زنجیروں [illegible] ہاتھ میں لیکر زندان خانہ سے
باہر آیا [illegible] طوق و سلاسل میں گرفتار تھے ایک مدت کے بعد روشنی دیکھنا نصیب ہوئی وہ
[illegible] تاریکی [illegible] کیا تھا داروغہ زندان ان سب کو [illegible] پر [illegible] در دولت پر حاضر ہوا

اور پہلے خود دربار میں گیا طلسم کشا اور ایرج نامدار و دیر پریزاد کو جھکر مجرا کیا اور دست طلسم کشا کو
بوسہ دیا کہ بادشاہ نے فرمایا لاسکے قیدیان طلسم کو اُسنے عرض کیا کہ سب بیرون دربار حاضر ہین ارادہ
نے کہا کہ جلد اندر لاؤ پس وہ باہر گیا اور سب کو لیکر حاضر ہوا جیسے ہی رستم ثانی اور شہریار اور دیگر قیدی
صحن ایوان مین پہونچے اور دربار کی طرف دیکھا ایک دربار آراستہ پایا کہ کبھی کسی وقت مین اپنا
دربار ہوتا تھا اس دربار کو دیکھکر اپنا دربار یاد آیا دیکھا کہ ہزارون سردار ڈنگلون و کرسیون پر بیٹھے ہوے ہین اور وہی بادشاہ
ہی کہ جسکے سامنے اسیر ہوکر آئے تھے مگر اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک شخص کو تخت سے دیکھا
کہ ایک ڈنگل پر ایک جوان کم سن نوعمر جسکے سبزہ خط بھی ابتک نمودار نہین ہوا ہی بڑی شان وشوکت سے ڈنگل پر
بیٹھا ہی اور اسکے برابر اور ایک جوان ہی مگر اسکی عمر زیادہ ہی چونکہ ابھی دور بیٹھے تھے اس سبب
سے نہ پہچان سکے اور یہی سب قیدیون نے دیکھا جب قریب آگئے تو رستم ثانی و شہریار عالیجاہ
نے پہچانا کہ وہ جو جوان نوعمر ہی وہ تو سہراب ثانی میرا فرزند ہی اور وہ جو جوان زیادہ عمر کا ہی وہ
پسر عالیمقدار ایرج نامدار ہین رستم ثانی نے شہریار سے کہا کہ تمنے پہچانا انھون نے کہا کہ ہان ان
ایک سہراب ثانی آپکا فرزند میرا جگر پیوند ہی ایک پسر عالی وقار ہین لیکن کہا کہ معلوم ہوا کہ انھین
دونون صاحبون مین سے کسی نے طلسم کو فتح کیا ہی خوب خداوند کریم بے احسان سے دست
راستون کے سچا پایہ باتین کرتے ہوے ایوان مین آئے اُدھر سہراب ثانی و ایرج نامدار باہم
ہم کلام تھے اس طرف متوجہ نہ تھے جو قبل سے پہچانتے جیسے ہی کانون مین زنجیرون کی صدا پہونچی اور
پیش تخت کے سب ایوان مین آ بھی چکے ہین کہ ان دونون صاحبون نے سر اٹھا کر دیکھا پس دونون
صاحبون نے بنگاہ اول ہی پہچان لیا کہ ان مین ایک رستم ثانی دوسرے شہریار ہین باقی اولاد اسیران
طلسم مین پہچانتا تھا کہ سہراب ثانی نے فوراً حکم دیا کہ حدادون کو طلب کرو اور کرسیان لاؤ کہ ان
سب قیدیون کی قید دور کیجائے کیا غضب ہو کہ مین تو اس شان وشوکت سے بیٹھا ہون اور میرے
روبرو میرے پدر و عم اسیر کھڑے ہون جلد حداد حاضر ہون یہ حکم دیتا تھا کہ چند پریزاد دو کرسیان
لائے اور برابر تخت کے بچھادین اور چند پریزاد حداد کو بلانے کے لیے دوڑے کہ رستم ثانی و
شہریار نے سہراب ثانی و ایرج نامدار کی طرف دیکھکر کہا کہ کوئی ضرورت حداد کی نہین ہی ہم قید کو
توڑ ڈالینگے کیونکہ اب ہماری رہائی کا وقت آگیا یہ بھی کہا تھا کہ زور جانفرسا مین سے دونون حضرات نے
جھرجھری لگایا اُس قید آہنی کو مثل تار عنکبوت یا کچے دھاگے کے توڑ کر الگ پھینکا اور دوڑ کر
رستم ثانی نے اپنے فرزند کو لپٹ کے گلے سے لگایا اور شہریار ایرج نامدار کے قدمون سے
لپٹ گیا ایرج نے شہریار کو گلے سے لگایا سر پر دست شفقت پھیرا اور کہا کہ بعد مدت کے تمسے
آج ملاقات ہوئی گو ہم بھی اسی طلسم مین قید تھے اور تم بھی مگر یہ خوبی تقدیر تھی کہ جدا جدا تھے
اُدھر رستم ثانی نے خوب اپنے فرزند سہراب ثانی کو گلے لگالیا اور فتح طلسم کی مبارکباد دی پیشانی
وابرو پر بوسہ دیا سہراب ثانی نے باپ کے قدم چومے اور عرض کیا کہ آپکے اقبال اور فضل
خداوند کارساز سے مین نے اس طلسم کو فتح کیا اور آپ لوگون کی زیارت سے مشرف ہوا
ورنہ میری کیا لیاقت تھی کہ مین طلسم فتح کرتا پس رستم ثانی فرزند سے ملکر طرف باپ کے متوجہ ہوے
جھک کر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اسکی سعادتمندی پر خیال کیا ایرج نامدار نے گلے سے لگایا اور
وہ ہی گلے اسنے بھی ادھر شہریار نے دوڑ کر بھتیجے کو گلے سے لگایا پیار کیا سہراب ثانی

نے سلام کیا قدم بوسی حاصل کی شہریار نے فتح طلسم کی مبارکباد دی وہی کلمہ اسنے بھی کہے
سہراب ثانی نے عرض کیا بعد اسکے اسیوقت حمام کرنے کو روانہ کیا انھون نے جاکر حمام
کیا پوشاک بدل کر آئے سواے ایرج کے سب اہل دربار نے تعظیم کی کیونکہ سب کو معلوم ہوا کہ انکے
ایک والد بزرگوار طلسم کشا ہین اور ایک عم بزرگوار ہین پس وہ آکر پاس بیٹھے یہان سہراب نے
سب قیدیون کو رہا کر دیا جلادون نے قید کاٹ دی اسنے جو دریافت کیا تو کسی نے کہا کہ ہم تاجر تھے تجارت
کو نکلے تھے اتفاق سے ایک صحرا مین پہونچے اسکی آب و ہوا اچھی معلوم ہوئی وہان قیام کیا دوسرے دن
سیر کو چلے سرحد طلسم مین داخل ہوئے یکایک اسیر ہوگئے نہ معلوم ہمارا مال و اسباب کیا ہوا اور کون
عزیزون مین زندہ ہے اور کون مرگیا بعض نے کہا کہ ہم وزیرزادے تھے شکار کو آئے تھے ہرن کے
تعاقب مین مرکب ڈالا جب سرحد طلسم مین پہونچے بعض نے کہا کہ ہم شاہزادے ہین بعض نے کہا کہ ہم
خود بادشاہ تھے کسی نے اپنا اسیر ہونا بسبب شکار کے بیان کیا کسی نے سبب بیان کیا وہ
سب تین چار سو سے زیادہ تھے امیرزادے اور بادشاہ بھی تھے جب سبکا حال شاہزادہ سن چکا فرمایا
کہ ہمنے تمکو رہا کیا تمھارا جہان جی چاہے جاؤ کوئی مانع نہ ہوگا انھون نے عرض کیا کہ اب ہم
کہان جائینگے ہمکو قید ہوے مدت گذری نہ معلوم ہمارے عزیز زندہ ہین یا مرگئے مکانات وغیرہ
ہین یا گرگئے ہمارے ملکون پر کس کس نے قبضہ کرلیا اور کون قابض ہوا پس اب ہم آپکے قدم
نہ چھوڑینگے شاہزادے نے فرمایا تمکو اختیار ہے کوئی تم پر جبر نہین کیا جاتا ہے یہ فرماکر انکو حمام
کرایا خلعت مرحمت فرماکے علی قدر مراتب دربار مین جگہ مرحمت کی جب سب بیٹھ گئے اور اس امر
سے فراغت ہوئی کہ ایک مرتبہ اژدہا پیدا ہوا اس مقام پر سے اٹھا اور روبرو سہراب ثانی
اور ایرج نامدار کے آیا اور عرض کیا کہ حضور نے میرے حال پر بڑی عنایت فرمائی پہلے مجھکو بادشاہ
کیا گو مین اس لائق نہ تھا مگر آپ کی عنایت سے ناچار ہوا پس میری تین باتین اور حضور قبول
فرمائیے اور انکا بہ دولت فرمائین بعد از غلام نوازی نہ ہوگا کہ اسوقت بھی مین غلام ہون بلکہ پہلے بھی مین غلام
پیدا ہم ہونگا فرمایا کہ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ پہلی بات اور بات یہ ہے کہ میری زوجہ اپنی لڑکی
تا آکن پری کی ہے وہ ایک مدت سے بالکل کو معلوم کسی بیچ کچھ دکھائی نہین دیتا ہے مین نے تمام تر سعی کے
علاج کیے اور یہان آسکتی ہوا کوشش کی کہ کچھ نہ ہوئی خیال فرمائیے کہ مجھکو تمام طلسم کا [illegible]
تھا دوسری یہ بھی قدرت تھی کہ جہان جسکو چاہون پیدا ممکن کرون خواہ طلسم سے خواہ بیرون طلسم
خواہ پردہ دنیا پر سے بس ہو جسکو ایا وہ علاج کیا گیا حتی کہ پردہ دنیا پر سے حکیمان حاذق طلب
کیے ہر ایک دیکھا اور میرزادے آئے انکا بھی علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی کوئی درجہ مین [illegible]
مگر صورت [illegible] نہ نظر آئی آخر وقت تک وہ اسی صورت سے ہے مین رات دن اسی غم و
الم مین مبتلا رہتا ہون کہ آنکھ محروم ہونے سے تمام راحتون مین میرے خلل ہے مگر تقدیر سے کوئی چارہ
نہین ہے مگر بڑے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک حکیم صاحب تشریف لائے تھے انھون نے بھی کوشش کی مگر
نہ ہوا تب انھون نے فرمایا کہ اے بادشاہ جب تک گل بصیرت نہ آئیگا ملکہ شفا نہ پائیگی اسکا نام [illegible]
ہے مین نے کہا کہ آپ اسکی شناخت اور نشان بتاتے مین منگا دونگا اگر وہ دنیا پر پیدا ہوا ہے تو ضرور
ممکن ہو سکتا ہے خواہ یہان سے خواہ پردہ قاف مین خواہ پردہ دنیا پر سب جگہ سے آسکتا ہے تب انھون
نے فرمایا کہ اگر وہ آجاسکے اور اسکی خوشبو ملکہ کے دماغ مین جائے پس یہ عارضہ دفع ہو جائے اور

کیا اچھی بات ہی کہ اگر اُسکا ثمر اور برگ بھی آجاسکے تو بالکل زوال مرض ہوجاسکے ثمر ملکہ نوش کرین اور برگ کا
عرق آنکھون مین ڈالا جاسکے اور خوشبوے گل سے دماغ کو معطر فرمائین تو بینائی عود کر آسکے تو آنکھون مین نور
پیدا ہو مین نے کہا کہ کچھ اُسکا نشان و پتہ بھی ہی کہ وہ گل و ثمر کہان پیدا ہوتا ہی کہا کہ وہ پردۂ قاف مین
پیدا ہوتا ہی مین نے کتاب مین دیکھا ہی کہ سال بھر کے بعد ایک مرتبہ زمانہ گرما مین وہ ثمر و گل
ایک آن درخت مین لگا رہتا ہی بعد اُسکے خود بخود غائب ہوجاتا ہی اُس ثمر و گل کا درخت چشمہ یا دریا
کے وسط مین ہوتا ہی نادرات زمانہ سے ہی حضرت سلیمان کے وقت مین ایک درخت یہ پیدا ہوا تھا
جو کہ اُنھون نے اُسکی بہت حفاظت کی اور پردۂ قاف مین کسی مقام پر کسی چشمہ مین اُسکو نصب کیا مگر
اُسکا حال آج تک نہین معلوم ہی کہ کہان ہی جبھی اُسکا ملنا دشوار ہی تب مین نے کہا کہ اُسکی تلاش ہوگا
پر حکیم صاحب نے کہا کوئی بات نہین مین نے کہا کہ حکیم صاحب اُسکے استعمال کا کیا طریقہ ہی جواب دیا کہ کیا
ملکہ نوش کرین برگ کا عرق آنکھون مین ڈالا جاتا ہی اور ثمر کھلایا جاتا ہی پھول سونگھایا جاتا ہی مین نے کہا اور کچھ چیز
بھی اُسکے ہمراہ ہوتی ہی جواب دیا کہ کوئی چیز نہین ہوتی ہی تب مین نے اُسکی صورت دریافت کی اُنھون نے
جواب دیا کہ ایک درخت چھوٹا سا ہوتا ہی کہ پانی پر قائم ہوتا ہی اُسکو شجرۃ البصارت کہتے ہین اور اُسکے برگ
بالکل مشابہ انگور کے ہوتے ہین اور اُسکا ثمر برابر بادام کے ہوتا ہی بعینہ بادام معلوم ہوتا ہی رنگ اُسکا
سفید ہوتا ہی ثمر کو ثمرۃ الابصار کہتے ہین اور پھول بالکل مشابہ گل نرگس کے ہوتا ہی مگر رنگ اُسکا
دھانی ہوتا ہی دو پھول اُس درخت مین سال بھر کے بعد پیدا ہوتے ہین ایک ثمر ہوجاتا ہی اور ایک
رہتا ہی بس یہ شناخت اور پہچان ہی اور یہ تدبیر ہی اُسکے استعمال کی آپ اہل قاف کو اور اہل طلسم کو
جو کہ بزرگ اور سیاح ہون طلب فرمائیے اور اُنسے دریافت فرمائیے شاید کچھ نشان ملے ایسے دیو اور
پریزاد ہون جو کہ زمانہ حضرت سلیمان مین تھے اور اُنکو خدمت حضرت سلیمان مین بار تھا اُنسے یہ پتہ
چلیگا ورنہ غیر ممکن ہی مین یہ سنکر مایوس ہو رہا دو چار دن کے بعد حکیم صاحب تشریف لیگئے مگر مجھکو
اُنکے دن سے فکر تھی اور تلاش تھی جو دیو یا پریزاد یا جن یا جر یا غیر تاجر ہمارے دربار مین آتا تھا مین
اُس سے اس امر کو دریافت کرتا تھا وہ حیران ہوکر جواب دیتا تھا کہ ہم اس نام سے بھی نہین واقف ہین
مین انھین ہون کہ ایک دن طلب کیا مجھے خیال آگیا کہ عمل نجوم کے ذریعہ سے شاید کچھ پتا چلے اور نشان
ملے گو بہت سے رمال و ستارہ شناس طلب کیے سب نے بتائی او بہت سے فن ناقص ہین ایک نے کچھ پتا دیا مگر بہت مشکل تھی کہ وہ ہاتھ نہ آیا
یہ نشان تو ملگیا حضور اُن نجومیون مین ایک جن تھا کہ اُسکا بہت سن تھا اُسنے میری صورت
دیکھی اور قیافہ سے کچھ شناخت کیا اور بدون میرے سوال کے قرعہ پھینکا اور کچھ حساب کرکے
میری طرف دیکھکر کہا اگر فرمائیے تو مین آپکے سوال کا جواب دون کہ آپنے مجھسے سوال
نہین فرمایا ہی مین نے کہا کہ جواب دو اُسنے کہا کہ اُنکو کسی درخت کی تلاش ہی کہ اُنکو پتہ و نشان
ملجاسکے مگر وہ آپکے ہاتھ نہ آئیگا آپکا اُس تک بھی دسترس نہ ہوگا گو آپ بادشاہ طلسم ہین ہر طرح کا
اختیار رکھتے ہین مگر اس چیز کے حاصل کرنے مین مجبور ہین اور یہ جو اُنکا الاسد والا اور یہ بھی قصور ہی
ابھی ایک زمانہ باقی ہی اور آپکو اس غم و الم مین مبتلا رہنا ہی کہ میری زوجہ کی آنکھین روشن ہوجائین
حضور وہ نجومی گو طلسم کا نہ تھا مین نے بذریعہ پریزادون کے زیر کشتی کر کے اُسکو بلایا تھا
جب اُسنے یہ کہا میرے دل کو یقین ہوگیا اور خیال کیا کہ ضرور یہ کامل ہی اُسکے کمال مین کوئی شبہ
نہین ہی تب مین نے اُس سے کہا کہ اچھا مجھکو نشان اُس چیز کا دو مین صرف اس بات پر کہ تم نشان دو

اپنے علم کے ذریعہ سے تمکو مالامال کر دونگا ہاتھ آیا نہ آیا اسکے ملنے کی کوشش کرنا میرا کام ہے مجھکو جبتک
اسکا پتا بھی نہ ملا ورنہ میں اب تک حاصل کر چکا ہوتا نشان ملجائے اگر بالائے آسمان ہوگا تو
میں اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اور اگر زیر زمین ہوگا تو بھی اب میرا مقدور اور تقدیر
میری نزدیک کی کہ نہ ملے تب اسنے کہا کہ نہ بالائے آسمان ہے نہ زیر زمین ہے اسی طلسم میں ہے مگر ملنا اسکا
دشوار ہے خیر میں عرض کرتا ہوں آپ ہم لوگوں سے ایک درخت کا پتا دریافت کرنا چاہتے ہیں جسکا
نام شجر البصارت ہے اور اسکے ثمر کا نام ثمرۃ الابصار ہے اور گل کا نام گل بصیرت ہے پس اسکی خاصیت
ہے کہ جس نابینا کو اسکا ثمر کھلایا جائیگا اور پھول سونگھایا جائے اور عرق اسکے برگ کا آنکھ میں ڈالا
جائے پس نور آنکھ عود کر آئے آنکھیں مثل ستارے کے روشن ہوجائیں آپکو یہ ایک حکیم نے بتایا ہے
اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ درخت چشمہ میں پیدا ہوتا ہے اور بعد سال بھر کے زمانہ بہار میں ایک ثمر اور ایک
گل درخت میں پیدا ہوتا ہے اسکا یہ نام ہے اگر وہ گل و ثمر ہاتھ آئے تو ملکہ صحت پائے واقعی اسنے سچ کہا ہے
لوگ کتابوں سے اسنے یہ سب حال دریافت کرکے بتائے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ملنا بہت دشوار ہے اور
کہا تھا قاف میں ہوتا ہے پس آگاہ ہوجیے میں آپکو اپنے علم کے ذریعہ سے بتلائے دیتا ہوں آپ
عرصہ سے اسکی تلاش میں بہت سرگردان رہے اور آج تک پتا نہیں ملا گو وہ درخت اسی طلسم
میں ہے مگر آپکو نہیں معلوم ہے آگاہ ہوجیے کہ اس طلسم میں ایک صحرا ہے اسکا نام صحرا ہمیشہ بے خزان
ہے وہاں ہمیشہ بہار رہتی ہے زمانہ خزان میں بھی وہ صحرا پر بہار رہتا ہے اس صحرا میں ایک پہاڑ ہے بسعت بلند
اس پہاڑ کے دامن میں ایک چشمہ ہے کہ اسکا نام چشمہ شجاعت ہے اس چشمہ کے پانی کی یہ خاصیت ہے کہ جو
کوئی پانی پی لے اگر کیسا ہی کمزور ہو اس سے قوی اور پر قوت ہوجائیگا کہ پھر اسکو کوئی زیر نہ کرسکیگا
اس چشمہ کے وسط میں وہ درخت لگا ہے کہ جسکا نام شجرۃ البصارت ہے اسی میں یہ گل و ثمر زمانہ بہار
میں پیدا ہوتے ہیں یہ چشمہ اور شجر جناب حضرت سلیمان کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا اور حضرت نے اس
شجر کو اس مقام پر وسط چشمہ میں اپنے ہاتھ سے بویا تھا چونکہ وہ بھی باخبر تھے وہ سب حال غیب سے
آگاہ تھے اس شجر کے اثر و خاصیت سے واقف تھے انکو یہ بھی خیال ہوا کہ جو اس چشمہ کا پانی پی لیگا وہ صاحب
طاقت و قوت ہوگا پس ہر ایک خواہش کریگا اور پانی پی لیگا انھوں نے ایک دیو کو اس مقام پر مقرر کیا
کہ جو کوئی ادھر آئے تو اسکو قتل کرنا اور اس چشمہ تک نہ آنے دینا اور ایک طلسم اس چشمہ پر اسکے ذریعہ
اثنا میں بنا دیا اس طلسم کا سب بند و بست اس دیو کی حیات پر رکھا یہ طلسم ان حضرت نے بنایا
تاکہ یہ دیو اس چشمہ کا پانی نہ پی لے تو پھر یہ ایسا قوی ہوجائے کہ تمام پردہ قدرت کو اپنی قوت سے
مسخر کرلے اور کوئی اسمیں خلل نہ آنے ہو پس طلسم باندھ دیا اور اس دیو کے ہلاک ہونے پر اس طلسم
کی شکست مقرر کی اور ایک طلسم ایسا باندھ دیا کہ وہ دیو ہمیشہ زندہ رہے اپنی قضا سے نہ مرے جبتک
کہ کوئی اسکو قتل نہ کرے اور ایک طلسم ایسا باندھا ہے کہ ہر ایک اس جگہ نہیں جا کر ایسا کم قوت ہوجاتا
ہے کہ وہ دیو اسکو ہلاک کرتا ہے وہ دیو کبھی کوئی ہو پس جسکے ہاتھ سے اس دیو کی قضا ہوگی وہ اس
دیو کو قتل کریگا گو اس دیو کی بہت عمر تھی اور ہے لیکن جو کوئی ادھر جاتا ہے اس دیو کے ہاتھ سے ہلاک
ہوتا ہے ہاں ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ چند آدم زاد اس طلسم میں آکر قید ہونگے اور انکا ایک عزیز طلسم
جہل حسین سلیمانی کو فتح کریگا اسی زمانہ میں وہ دیو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور طلسم
چشمہ شکست ہوگا اسی زمانہ میں اس درخت میں ثمر و گل دونوں ہونگے پس وہ ہی حاصل

ہو جاے اگرچہ میری جان بھی کام آسکے لیکن مین نے یہ کبھی نہ خیال کیا اس لگی مین کہ ایمان جاتا ہی اُس
کہنے پر عمل کیا پہلے اُسکو اپنا وزیر کیا اُسکے بعد اُسکا دین و مذہب اختیار کیا ابلیس پرست ہو گیا
اُسنے کہا کہ سب اہل طلسم کو بھی اُسی مذہب مین لائیے مین نے سب اہل طلسم کو مطلع کیا اور بہت کچھ تعریف ابلیس پرستی
اور سامری پرستی کی پس نصف طلسم سے زیادہ نے میرے کہنے پر عمل کیا اور نصف اہل طلسم اپنے قدیم مذہب
پر رہے مگر مجھ پر ظاہر کیا کہ ہمنے ابلیس پرستی اختیار کر لی مگر وہ مسلمان تھے اے خداوند جب سے [illegible]
ہو گیا تھا الغرض زمانہ مین وہ ہمیشہ مجھکو امید دلایا کرتا تھا کہ وہ زمانہ آجائے تو مین جا کر اُسکے حسب مراد
کام کرونگا اور گل و ثمر حاصل کرکے حاضر ہونگا خداوند بس اُسدن سے مین فصل بہار کا بھی
منتظر تھا چنانچہ جب سے مکار آیا تھا پہلا زمانہ اُسکے آنے ہونے کے یہ آیا ہی جو آج ہی اسی کا وہ اقرار
کرتا تھا حضور مکار جادو قوم آدم زاد سے تھا سبب ساحر ہونے کے پردہ دنیا سے غائب ہو گیا
اور یہان کے اہل طلسم سے رسم و راہ پیدا کرکے طلسم مین آیا اور میرے پاس آکر اُسنے یہ مکر کیا
ساحر کو سب سمجھکر طلسم مین آنے کی مخالفت نہین ہی اور نہ طلسم اُسکو تابع ہوتا ہی اے خداوند مین
مکار نے یہ کہ سمجھ گیا تھا اُسکے قول پر اعتبار تھا سبب آدم زاد ہونے کے مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ مکار تھا
صرف گمراہ کرنے کے لیے اُسنے یہ جال پھیلایا تھا اور مجھکو اپنے دام مکر مین لا کر سب اہل طلسم کو گمراہ
کیا اُس سے مجھکو کچھ نہ ہوا خیر اُسکا گذشت گذشت جب اُسنے مجکو زیر کیا اور آج مہربانی فرما کر
رہا کیا چونکہ جب مین دیو دربان کی قید مین تھا مین نے خیال کیا تھا کہ اگر طلسم کشا مجھے ایمان لانے
[illegible] تو مین یہ شرط و اپیش کرونگا کہ اگر اُس دیو کو آپ قتل کرکے اور وہ ثمر و گل لا دین اور میری
[illegible] کی آنکھین روشن ہو جائین تو مین ایمان لاؤن جب یہان آیا اور آپ خلق سے پیش آئے اور
آپنے وہ تقریر فرمائی اور مین نے آپکے خیال کیا تو سوا اسکے مجبور ہو جانا پایا اپنی حالت پر رو دیا [illegible]
رحم آگیا اور مجھکو [illegible] یہ امر مناسب ہے عرض کرنا سمجھا اور اطاعت قبول کر لی جو آپنے
ایسی مروت فرمائی [illegible] کہ وہ پھول اور ثمر کسی تدبیر سے مجھکو منگا دیجئے اور حضور قول
[illegible] کا پورا [illegible] اُسنے کہا تھا اُسکے بیان مین سر مو فرق نہ ہوا اب میری آرزو
پوری فرمائیے اور میری مراد [illegible] جان نثار ہون یہ ہوا اژدر پیزاد نے بیان کیا
[illegible] ثانی [illegible] ابھی [illegible] کسی نے
جواب [illegible] ثانی نے قصد کیا تھا کہ کچھ جواب دین
[illegible] ثانی [illegible] اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین آج ہی جا کر اُس دیو کو
قتل کرکے گل و ثمر [illegible] لا دونگا اُسنے عرض کیا کہ مین اس امر کا خواستگار نہین ہون
حضور [illegible] کوئی عزیز [illegible] کشا جائے اور اس حرامزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو
خدا نخواستہ [illegible] مجھکو الزام دین کہ دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کی میرا یہ منشا ہی کہ کوئی تدبیر
ایسی فرمائی جائے کہ مین اپنی مراد کو کامیاب ہون سو حضور اس قصد سے باز رہین اور کوئی
تدبیر طلسم کشا فرمائین [illegible] ثانی نے فرمایا واہ بس ہمنے قصد کر لیا تو بیکار نصیحت کرتا ہی تو
اور یہ کیا [illegible] ہی اگر تمام زمانہ [illegible] ہوگا اور منع کریگا تو اب ہم نہ مانینگے ہم لوگونکا یہ طریقہ ہی کہ جس امر کو
دل سے خیال کرکے اُسکے پورا کرنے پر کمر باندھ لی پس اُسکو بدون پورا کیے ہرگز باز نہین
رہتے ہین چاہیے اُسمین جان رہے چاہے جان جاتی رہے کچھ پروا نہین ہی ہم لوگونکا [illegible]

شعر بیر شعر سر نرسد بیکم ز شمشیر طبیب + ہر چہ آید بسر من بانصیب + دیگر باشتن بسوے جانان
یا جان ز تن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید + ہم لوگ ہمیشہ سے اسی شغل پر رہتے
ہیں اور دوسرے کے مطلب کے بر لانے کی کوشش کرتے ہیں ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریقہ
تھا اور یہ قول تھا کہ ہمیشہ دوسروں کی حاجت روائی میں کوشش کرنا تا کہ خداوند کریم ہم سے خوش
رہے ہم بس یہ کام کیا ہے دیو کو قتل کرکے پھول کا حاصل کرنا اگر دریا سے آتش ہوتا اور ہم قصد کرتے
تو ضرور ظہور کرتے دیو کشتی تو ایک معمولی کام تھا ہمارے خاندان کے بچے اور طفل کمسن دیو کو
قتل کر کے شیر کا شکار کرتے ہیں ہمیں تو یہ خیال کرو کہ طلسم کشا جو کہ اسوقت تمہارے سامنے موجود ہے
اسکا کیا ہیں ہم کیسے بہادر دیو قتل کیے اور تنہا جا کر طلسم کو فتح کر لیا ہے ہمیں پس ہم لوگوں نے جہاں کہیں
امر کا قصد کیا خداوند کریم کی طرف سے کمک ہوئی اور وہ کام ہو گیا تب طلب کرو دیو اور پریزاد کو
کہ وہ ہمکو اس مقام پر پہنچا دیں کیونکہ تمنے بیان کیا ہے کہ اس پھول اور ثمر کے پیدا ہونے کا ابھی
کا دن ہے اور زمانہ بہار بھی ہے کہیں ایسا نہو کہ یہاں عرصہ ہوا اور یہ زمانہ گذر جائے اژدر پریزاد
خاموش ہو رہا اور حکم دینے میں تامل کیا اور طرف سہراب ثانی و شہریار دیوانہ و ایرج نامدار کے دیکھتا
اُن صاحبوں نے فرمایا کہ جلد دیو طلب کرو کوئی تم خوف نہ کرو فضل خدا سے یہ سب کام پورا کرینگے
جو انھوں نے کہا ہے ہمارے خاندان کا اور ہم لوگوں کا یہی طریقہ ہے ہم منع نہیں کر سکتے ہیں یہ
ہمارا کہنا نہ مانینگے اگر ہم ہیں سے انکے قبل کوئی قصد کرتا ہے اسی طور سے خاموش رہتے اور منع مت کر
جب یہ اپنے سنا بس نہ تو اژدر کو جرأت ہوئی کہ کچھ کہتے نہ دیگر اہل دربار کو پس اژدر نے حکم
دیا کہ جلد چند دیو پریزاد تخت لیکر حاضر ہوں یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا اور رستم ثانی یہ کہکر دنگل پر
بلیغ کہ اور جو تمکو کہنا ہو وہ بیان کرو تمہاری اس شرارت کو بوا سمجھ دیتا ہوں اژدر پریزاد
اپنی حرکت پر کہ ہم لوگ نے کیا کیا بیکار اس جوان کی جان لی تو کاش سے بیان کرتا تم سے تو اس
خیال سے بیان کیا کہ شاید طلسم کشا کوئی تدبیر کرے تو اس امر سے ناواقف تھا کہ یہ ہوگا
افسوس تیرے سر پر رستم ثانی پسر طلسم کشا کا خون ہوا الٰہی اس خون میں ہم بھی مبتلا ہونگے اور اہل
دربار بھی الگ کہنے لگے کہ اژدر پریزاد نے دوستی کی پردے میں دشمنی ادا کی تو
طلسم کشا کے والد کو قتل کرا دیا سب حال پہلے سے واقف تھا اور پھر بیان کیا اور بعد میں جان
لی اژدر تو یہ خیال کرکے اپنے دل میں نادم ہو رہا ہے اور اپنے اوپر ہزاروں نفرین کر رہا ہے سمجھ کا کے
کھڑا ہے ادھر اہل دربار کا یہ رنگ ہے کہ سب آپس میں باہم اشاروں میں کہا کہ خیال تو کرو کیا ہمت و
جرأت ہے کیوں نہو جس خاندان کے کم سن لڑکے اکیلے آکر طلسم کو فتح کریں اس خاندان کے
بزرگ کیوں نہ ایسے بہادر ہوں سب حال سن چکے ہیں مگر انسے قصہ معلوم کر دیا اژدر پریزاد
نے در پردہ عداوت ادا کی کیوں ان لوگوں کے روبرو یہ حال بیان کیا کیا ضرورت تھی یہ نہ
جاتے اور کوئی انمیں سے جاتا یا طلسم کشا خود تشریف لیجاتے خیر جو ہوا سو ہوا اب خداوند کریم
اس شہریار کو اس دیو کے ہاتھ سے بچائے اہل دربار تو باہم اشارے کر رہے ہیں کہ رستم
ثانی نے اژدر پریزاد سے کہا کہ تم خاموش کس سکوت میں کیوں ہو کچھ رنج و غم نہ کرو سب
وہ خدا آسان کرنے والا ہے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہے تمنے اپنا حق دوستی اور ملاقات کا ادا
کر دیا ہمکو کچھ خوف نہیں ہے ہاں اور جو کچھ آپکے دل میں ہوا اسکو بیان کرو اور جا کر تخت پر بیٹھو

ہمکو تمھارا یون کھڑا ہونا ناگوار ہی اژدر نے سر اٹھا کر کہا کہ کیا عرض کرون خیر جو امر میرے مقدر مین تھا وہ
ہوا دوسری عرض یہ ہی کہ میری عزت قبول فرمایئے سہراب ثانی نے جواب دیا کہ بسر و چشم مگر جب [illegible]
اس کام سے فراغت کرینگے تشریف لائینگے جب اُسنے کہا کہ بہت خوب اور تیسری عرض یہ ہی کہ ایک
دختر رکھتا ہون اُسکو کنیزی مین قبول فرمایئے یہ سنکے سہراب ثانی نے سر جھکا لیا اس سبب سے
کہ باپ دادا اچھے بیٹھے ہوئے ہین مین کیا جواب دون ایرج نامدار نے کہا کہ یہ عرض بھی تمھاری قبول
ہی بس اژدر پیرزاد سلام کرکے پھر تخت پر آکر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہی کہ سب دیو پری اُسی
طور سے اژدر پیرزاد کے محکوم ہین تھوڑی دیر مین پھر شہر مین اُسی طور سے چہل پہل ہوگئی ادھر امان
کا جارچی سنے جا بجا پھرا اُسیوقت سب شہر آباد ہوگیا لوگ اپنے اپنے گھرون سے نکلے بازارین کھل
گئین چوک آراستہ ہوگیا دین اسلام سب نے قبول کرلیا تھا ہر طرف کہا سنی تھی یہ تو شہر کا حال
تھا اب محلات کا حال سماعت فرمایئے کہ جب سے اژدر جادو نے سب اہل محلہ سے مع اپنی زوجہ
اور دختر کے یہ کہا تھا کہ طلسم کشا نے طلسم کے ایک مرحلہ کو فتح کرکے طلسم کے اندر قدم رکھا ہی اب یہ طلسم
تمام ہوگا اور بربادی طلسم کا زمانہ آگیا ہی جو طلسم تمام ہوگئی ہی تو اسکی زوجہ و دختر نے پوچھا تھا کہ اب
کیا ہوگا اژدر پیرزاد نے کہا تھا کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا وہ زندہ رہیگا اور جو نہ اطاعت
کریگا مارا جائیگا تب اُنھون نے کہا تھا کہ آپ کا کیا قصد ہی جواب دیا تھا کہ مین تو یون اطاعت نہ
کرونگا خواہ زندہ رہون خواہ قتل ہون مقابلہ کرونگا جب سے ایک محل مین تلاطم مچا ہوا تھا ہر ایک کو
اپنی جان کی فکر تھی پیرزن اژدر پیرزاد کی زوجہ و دختر حال دریافت کیا کرتی تھی وہ بیان کرتا تھا
کہ ابھی کچھ حال نہین معلوم ہوا جب سب مرحلون کے فتح ہونے کی خبر ہوئی تھی اور لشکر بیرون طلسم
آیا تھا تو سب حال بیان کردیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا اب مین مقابلہ کرنے جاتا ہون یہ تلاطم مچا ہوا تھا
تمام ابلیس پرست و سامری پرست دعا بادشاہ کو فتح کی مانگتا تھا کہ وہان مقابلہ ہوا اور بادشاہ اسیر ہوگیا سہراب
ثانی مع لشکر کے داخل شہر ہوئے شہر مین تلوار چلی اس سب حال کی خبر محل مین پہونچی اور زیادہ
تلاطم ہوا جب امان کی خبر پہونچی تو کچھ حواس اہل محل کے درست ہوئے ورنہ سب کو یہ
خیال تھا کہ قتل ہونگے نوبت یہ پہونچی تھی کہ بہت سی ہانا اس خوف سے کہ قتل کیے جاینگے طلسم کشا
زندہ نہ رکھیگا وہان سے فرار کرگئین تھین جب پہرہ چوکی کے مقرر ہونے کی خبر پہونچی
واپس آگئین تھین اُسی شہر مین مگر ادھر اُدھر منتشر ہوگئی تھین اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ طلسم کشا
ہمکو بھی قتل کرے جب وہ ادھر کا قصد کریگا ہم یہان سے بھی فرار کرجاینگے جب امان کی خبر معلوم
ہوئی تو محل مین سب آئین دوسرے دن بادشاہ کی اطاعت کرنے کی خبر پہونچی محل مین اور ایمان لا
کی ایسے سب کو بہت خوشی ہوئی کل اہل محل بیرون آئے بادشاہ کے مسلمان ہوگئے جو بہ ایمان
انھین بخوف جان کافر بھی ہوگئی تھین انھون نے اسوقت اپنے کو ظاہر کیا کہ ہم خوف سے ابلیس
پرست ہوگئے تھے ورنہ ہمنے اپنا دین ترک نہین کیا تھا انھون نے سب کو مسلمان کیا زوجہ
اژدر پیرزاد اور دختر اژدر پیرزاد بھی مسلمان ہوئین وہ حالت اضطراب و انتشار کی ہر طرف ہوئی
شہر مین اُسی طور سے سب بند و بست ہوگیا کوئی خوف نہ رہا راوی نے بیان کیا ہی کہ اژدر
پیرزاد کے سواے ایک دختر کے کوئی اولاد نہین ہی نہ کوئی اور لڑکا ہی نہ لڑکی یہی ایک لڑکی ہی
جسکو اُسنے کہا ہی کہ آپ کنیزی مین قبول فرمایئے انتہا حسینہ اور جمیلہ ہی کہ اسکا مثل و نظیر اس طلسم مین

کوئی نہین ہی سب پریان اُسکے حسن کے روبرو اور اُسکے سامنے اُسکی کنیزین معلوم ہوتی ہین رین اُسکا بہت
کم ہی عارض اُسکے مثل آفتاب کے ہین بہت خوبصورت ہی کیا اُسکی تعریف کیجائے ادنی تعریف یہ ہی کہ
گروہ ماہ طلسم مثل چراغ سلیمانی و زلیخائے طلسم مشہور ہی زبان قلم اُسکی تعریف مین قاصر ہی اُس بادشاہ
حسن و خوبی کا نام نایاب پری ہی پس اُسکے عقد کے لیے اژدر نے عرض کیا ہی اژدر اُسکو بہت عزیز
رکھتا ہی پس آمدم برسر مطلب جب اژدر پریزاد یہ سب عرض کرکے تخت پر جاکر بیٹھا اور دیو اور
پریزاد بموجب حکم اژدر پریزاد تخت لیکر حاضر ہوئے پس اژدر نے عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہی پس یہ جو رستم
ثانی نے سنا اپنے دنگل پر سے اُٹھے اور سلاح و سنجوک سے آراستہ ہوئے کمر ہمت باندھکر روبرو
ایرج نامدار کے آئے اور عرض کیا اجازت مرحمت ہو تاکہ مین جاکر دیو کو قتل کرکے اپنا
مطلب یہ بادشاہ طلسم حاصل کرون اور حاضر خدمت ہون ایرج نامدار نے گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا پس رستم ثانی نے سلام کیا اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ جاتا ہون مین سفر کو ہمارا
سلام ہی + اُسکے بعد خود سہراب ثانی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم پریشان نہو
اگر فضل خدا شامل حال ہی تو مین آتا ہون بامراد اُسنے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائین پھر شہریار
سے ملنے کے لیے اُسکے تخت کی طرف چلے شہریار و سہراب نے سلام کیا اژدر پریزاد وغیرہ تا یہ تخت
پہونچانے آئے جب یہ تخت پر بیٹھ چکے اور دیو تخت لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوئے سب نے
مجرا کیا یہ سب کا مجرا لیتے ہوئے روانہ ہوگئے اژدر نے دیو و پریزاد سے بتاکید کہدیا کہ
رستم ثانی کو کسی قسم کی تکلیف نہو اور انکو اُس صحرائے بحیرہ ان مین پہونچا دو کہ جہان چشمہ شہادت ہی
پس دیو تخت لیکر روانہ ہوئے پھر سب آکر ایوان مین بیٹھے راوی نے کہا ہی کہ جب اژدر پریزاد
نے سب واقعہ بیان کیا تھا اور ان شاہزادون نے سنا تھا ہر ایک نے اپنی طرف قصد کیا تھا کہ ہم
جائین مگر کسی نے ظاہر نہ کیا تھا بلکہ شہریار عالیوقار و ایرج نامدار کا قصد ہوا تھا کہ اُسکے ہمراہ
قصد کر ظاہر کرین اُدھر سہراب نے بھی یہی قصد کیا تھا کہ رستم ثانی نے سبقت کی پھر کیونکر یہ ہوتا کہ دوسرا
اپنے قصد کو ظاہر کرتا کیونکہ یہ طریقہ بھی خاندان صاحبقران کا ہی کہ جس کام کے لیے کوئی آمادہ ہو
سب سے پہلے کوئی کھڑا ہو گیا پھر دوسرا اُسپر سبقت نہین کرتا ہی وہ حصہ اُسی کا ہی پس
اُنہین سے کسی نے اپنا قصد نہ ظاہر کیا ورنہ خلاف قانون صاحبقرانی ہوتا [illegible] راوی
کہتا ہی کہ جب رستم ثانی اُس طرف کو روانہ ہوچکے اژدر پریزاد نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو
محل مین جاؤن کہ جب سے مین جنگ کے قصد سے شہر سے نکلا ہون مجکو کچھ حال محل کا نہین معلوم
نہ مین نے اپنی دختر کو دیکھا ہی سہراب ثانی نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پس اژدر پریزاد نے حکم دیگر دربار
برخاست کیا کہ چند ایوان برائے طلسم کشا و سرداران طلسم کشا آراستہ کیے جائین اور دربار برخاست
کیا داخل محل ہوا سرداران اژدر پریزاد دربار سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام پر گئے اپنے
عزیزون سے ملے سب انکو دیکھکر خوش ہوئے اُدھر سہراب ثانی وغیرہ اپنے سردارون کو لیکر
بیرون شہر آئے اور اپنی بارگاہ مین بیٹھے کچھ دیر دربار کیا رستم ثانی کا ذکر رہا کہ خداوند کریم انکو
اس مہم پر فتح نصیب کرے اُسکے بعد دربار برخاست کیا خیمہ خاص مین جاکر آرام پذیر ہوئے شہریار
کے واسطے خیمہ الگ برپا کیا گیا وہ اُس خیمہ مین گئے اور جو باقی اسیران طلسم تھے اور انکو شاہزادہ
نے رہا کیا تھا اور وہ ہمراہ تھے اُنکے واسطے بھی خیمہ وغیرہ برپا ہوئے وہ ان خیمون مین فروکش ہوئے

اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے لشکر طلسم کشا مین خبر ہوئی کہ طلسم کشا نے اپنے والد اور
چچا کو قید طلسم سے رہا کیا جنکی رہائی انکے لیے آئے تھے اور طلسم کو فتح کیا مگر والد طلسم کشا شہنشاہ شجاعت
پیر گل بصیرت لینے کو گئے ہین بموجب خواہش اژدر پیر شیراد اہل لشکر نے بہت افسوس کیا اور دعا
کی کہ خداوند کریم انکو زندہ و سلامت باکرامت لاوے یہان تو یہ ذکر ہو رہے ہین سب نہ دل سے
دعا مین مصروف ہین وہان شہر مین بھی یہ خبر عام ہوئی کہ اسیران طلسم مین طلسم کشا کے والد اور چچا بھی قید
تھے انکی رہائی کے لیے یہ طلسم فتح کیا تھا چنانچہ انکو رہا کیا اب طلسم کشا کے والد بموجب خواہش
اژدر گل بصیرت لینے چشمہ شجاعت پر گئے ہین ہر ایک اہل شہر کو بڑا صدمہ ہوا اور باہم کہا کہ
بادشاہ نے دغا کی جو یہ حال ان لوگون سے کہا اور اس امر کی خواہش کی اگر چہ بڑے بڑے دیو
ہلاک ہو گئے ہین ساحر بھی گئے وہ بھی ہلاک ہوئے خود بادشاہ لشکر لیکر گیا لشکر تباہ ہوا گو
یہ لوگ بہادر ہین مگر اُس دیو سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین ضرور ہلاک ہونگے اور تباہ ہونگے خداوند
کریم انکو زندہ پھیر کر لاوے بعض نے کہا کہ دیو کشی انکا دستور ہے یہ دیو کیا ہے سنتے ہین کہ اسکے
جد اعلے امیر حمزہ نے دیو عفریت ایسے دیو کو اور دیو سفید دلن ہزار دست کو قتل کیا از الہا
قاف لقب ہو گیا تمام کتابین اس حال سے مملو ہین یہ لوگ بھی تو اُسی خاندان سے ہین دیو کشی
انکا کام ہے دیکھو لوگو طلسم کشا جسنے طلسم کو درہم برہم کیا ہے کیا سن رکھتا ہے ابھی بچہ ہے مگر اس قدر تنہا
اس طلسم کو فتح کیا اور کسقدر دیو جان سے مارے لیکن یہ لوگ بہت با اقبال ہین ضرور اس دیو کو قتل
کرینگے اہل شہر باہم یہ تقریر کر رہے ہین بعض افسوس کرتے ہین بعض یہ باتین کرتے ہین جب یہ
خبر محل اژدر پیر شیراد مین پہونچی کہ طلسم کشا نے یہان آکر سب قیدیان طلسم کو قید سے رہا کیا
انہین طلسم کشا کے باپ و چچا بھی قید تھے کسی سبب سے اسیر طلسم ہو گئے تھے انکو بھی رہا کیا انکی
رہائی کے لیے اس طلسم کو فتح کیا اب والد طلسم کشا واسطے لینے گل بصیرت کے گئے ہین جب اژدہا
نے سب حال بیان کیا اور یہ خواہش کی کہ مین اس پھول کا خواستگار ہون اگر وہ پھول لیجا سکے
تو مین انکا بندہ بے دام ہو جاؤن پس والد طلسم کشا نے قبول کیا اور دیو پیر شیراد کو مارا لیکر
گئے ہین یہ لوگ یعنی طلسم کشا و دیگر عزیز طلسم کشا جو یہان موجود ہین اُسی سے ہین اور واقف نہین
کہ اس طلسم مین نہ کوئی پری ہے نہ پری زاد نہ دیو زاد اسکے سوا … ہے … جب یہ خبر زوجہ
اژدر و دختر اژدر نے سنی نہایت پریشان ہوئی اور افسوس کیا اور باہم کہا کہ ایک آفت
سے تو جان بچی تھی طلسم کشا نے رحم کیا یا جہان سب کو قتل کر ڈالا … بادشاہ کو رہا کیا اور پھر بادشاہ
نے یہ کیا اگر انحضور نے اطاعت کی تھی تو اب کیا ضرور تھا اس پھول کا حال کہنا یہی نا بینائی رہتی انکو نہ ملنے
پر یہ غضب کیا کہ حال بیان کیا کہ جو والد طلسم کشا لینے کو گئے کہین ایسا نہو کہ وہ ہاتھ سے اس دیو
کے قتل ہو جائین تو بڑا غضب ہو کہ پھر طلسم کشا کو یہ خیال ہوگا کہ اژدر نے جانکر یہ حال بیان کیا اور
اپنی خواہش بھی ظاہر کی یہ دشمن ہے ضرور قتل کریگا یہ کیا ان کے دل مین آئی یہ تو بخوبی واقف تھے
کہ اس پھول کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے پھر کیون بیان کیا نہ معلوم بادشاہ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے
دشمن قوی ہے تو یون صفائی ہوئی اور پھر اسکو دشمن بنانے کی تدبیر کی نا بابا … نے … گیا
امان جان وہ اسکے سبب سے دیوانے ہو رہے ہین آپنے ملاحظہ کیا ہو کہ جب سے … کوئی
کوشش اٹھا نہ رکھی تھی کہ دو بیٹیون کی لاکھون روپیہ صرف کیا مگر کیا کرین مین یہ خیال کرتی ہون کہ شاید انکو

بہتر کیا بخدا ہین تم سے خود کہنے والی تھی اُنکے بزرگون نے قبول کرلیا بادشاہ نے کہا کہ ہان بیٹے
زوجہ اژدر پیرزاد بہت خوش ہوئی یہان بادشاہ بیٹھا ہوا ہی سب خواصین مبارکباد دیتی ہین
بادشاہ خوش ہو ہو کر اُنکو انعام کثیر مرحمت کرتا ہی یہان تو یہ سامان ہی اب راوی شیرین بیان حال
رستم ثانی تحریر کرتا ہی کہ انکا تخت جو دیو لیکر وہان سے چلے تو ایسے تیز آئے کہ دو گھنٹہ مین قریب
صحرائے بیجزان کے پہونچ گئے بالائے ہوا سے زمین کیطرف مائل ہوئے اور لاکر تخت ایک مقام پر
ایک سبزہ زار مین رکھا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہی سرحد صحرائے بیجزان کی ہی حضور تشریف لیجائین غلام
یہان تخت لیے حاضر ہین کیونکہ اگر غلام جائینگے تو وہ دیو ہم سبکو ہلاک کریگا حضور تو دیو کش ہین ہمنے
کبھی پشہ بھی نہین مارا ہی اگر یہ امر حضور کو منظور ہو کہ ہم اُس نابکار کے ہاتھ سے ہلاک ہون تو ہم حاضر
ہین رستم ثانی نے فرمایا کہ اچھا تم اسی مقام پر ٹھہرے رہو کہین اور نہ جانا مین ابھی آتا ہون
یہ فرما کر تخت پر سے اُترے اور طرف اُس صحرا کے بموجب نشان دیے ہوئے اُن پریزادون
کے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہین ہی نمونہ باغ شداد
ہی سبزہ مثل مخمل سبز کے کوسون زمین پر روئیدہ ہی جدھر نگاہ اُٹھ جاتی ہے سوائے سبزے کے کوئی چیز
نظر نہین آتی ہے چارون طرف اشجار گلہائے رنگارنگ کے لگے ہوئے ہین لیکن تختہ بیلے کا کھلا
ہی کہین نسرین و نسترن ہی کسی سمت سمن و یاسمین ہی کسی جانب نرگس و لالہ پھولا ہوا ہی کوڑیالہ
و سوتیا و موگرا ایک طرف ہی کیوڑے و گلاب کی ایک سمت بہار ہی شبو و سنبل ایک طرف سے
سرو و شمشاد ایک سمت اکڑ رہے ہین طاؤس سان خوش انداز ایک طرف رقص مین مصروف
ہین فاختہ و قمریان سرو و شمشاد پر بیٹھی ہوئی بول رہی ہین اور یاد الٰہی مین مصروف ہین طائران خوش الحان
زمزمہ سنجی کر رہے ہین بلبلین پہلوئے گل سے جدا نہین ہوتی ہین تدروان کوہسار قہقہہ زنی مین
مصروف ہین ابر کا صحرا پر چھایا ہی ہوا ایسی چلتی ہے آدم مسیح نفس کے جھونکے آرہے ہین یہ جو بہار
رستم ثانی نے دیکھی اپنے دل مین کہا کہ واقعی جیسے اس صحرا کا نام صحرائے بیجزان رکھا ہی
خوب سمجھکر رکھا ہی یہ صحرا در اصل بیجزان ہی بس سیر کرتے ہوئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم
پھولدار سے کچھ لیتے تماشائے گل و بلبل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا سامنے ایک کوہ سربلند
باشکوہ و وقار نظر آتا ہی کہ جسکی چوٹی آسمان سے ملی ہی اور وہ کوہ مثل آئینہ کے درخشان ہی از قلہ کوہ
تا پایین کوہ سبزہ و گلہائے بوقلمون لگے ہوئے ہین آبشارین کوہ سے جاری ہین اس طور سے
پانی گر رہا ہی کہ گویا بارش مروارید سفتہ ہو رہی ہی عجب مقام پربہار و پرفضا ہی شاہزادہ اُس صحرا اور
اُس بہار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور خیال کیا کہ اسی کوہ کے دامنہ مین وہ چشمہ ہوگا بس اُس کوہ
کی طرف متوجہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ سامنے سے درہ کوہ نظر آیا اُسکو بھی اس صفت سے
صناعان چابکدست نے درست کیا تھا کہ محراب اسکی مثل محراب ابروے معشوق کی تھی اُس پر بھی سبزہ
لگا ہوا تھا اُس طرف روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو اُنھون دیکھا کہ سامنے درہ کوہ کے ایک
سنگ کی چٹان پر ایک دیو قوی تن قوی بازو بیٹھا ہوا ہی کہ سر اُسکا مثل گنبد مرقد ضحاک کے ہی ہاتھ مثل
شاخ چنار کے پانون مثل ڈالے برگد کے سینہ تختہ کوہ معلوم ہوتا ہی لنگ زرد باندھے ہوئے
کمر مین زنجیر آہنی لپیٹے ہوئے شکم اُسکا غار بلا ہی بڑے بڑے بال ہین دانت نہایت دراز
ہین شاخہائے سر مثل شاخ کرگدن کے بہت دراز سر پر ہین آنکھین مثل تنور سوزان کے ہین

ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ او دیو تو کیا گوگھاتا ہی اور جھک مارتا ہی تو میرے حال سے
بالکل نہین واقف ہی کیا تو نے پردۂ قاف کا قصہ نہین سنا ہی کہ آدمزادے نے آکر دیوان قاف کو
ایسا قتل کیا ہی کہ لقب زلزلہ قاف ہوگیا آگاہ ہو کہ مین امیر حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان کا
پوتا ہون جنھون نے دیو عفریت و دیو سمندون ہزار دست کو اُس سن طفلی مین قتل کیا اور
مین نے بھی اکثر دیو قتل کیے ہین میرے فرزند سہراب ثانی نے ابھی ابھی طلسم کو فتح کیا اور
تن تنہا ہزارون دیو قتل کیے اور مین نے بھی پردۂ پنجم قاف مین بہت سے دیو قتل کیے ہین تیری
کیا اصل ہی بس خیریت اسیمین ہی کہ میری اطاعت کر او ترک ابلیس پرستی پر کمر باندھ یہ جو رستم ثانی
نے کہا دیو نے باواز بلند قہقہہ لگایا اور کہا کہ یہ قصہ کسی طفل نادان سے بیان کر مین نہین سنتا ہون
خداوند ابلیس نے میرے موہنہ کے ذائقہ تبدیل کرنے کو تجھکو بھیجا ہی لے اب مین موہنہ کھولتا
ہون تو کود پڑ یہ کہکر موہنہ کھولا اور آنکھین بند کرلین شاہزادہ قریب تو آچکا تھا ایک سنگ گران
اُٹھا کر اُسکے موہنہ مین ڈالدیا اُسنے دانت مارا کڑک سے آواز آئی اور دانت ٹوٹ گیا دیو نے
گھبرا کر آنکھ کھولدی اور کہا کہ او آدمزاد تو بہت سخت ہی کہ میرا دانت ٹوٹ گیا یہ کہکر اُسکو اگل دیا
تو پتھر پایا شاہزادے نے آواز دیکر کہا کہ او دیو تو نے مزا اِس سخت زبانی کا پایا اب جو دیو نے
یہ صدا سنی اور دیکھا تو شاہزادے کو کھڑا پایا دیو نے کہا کہ تو بڑا دلگی باز ہی خیر میرے پاس آ اب مین
تجھکو ذبح کرکے کھاؤن تیرے گوشت کے کباب بناکر شاہزادے نے کہا کہ تو بڑا احمق ہی اور معلوم
ہوا کہ تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی بس اپنی زبان بند کر ورنہ گدی سے کھینچ لونگا دیو نے کہا کہ اے
آدمزاد تو مجھکو بڑا سخت زبان اور درشت کلام معلوم ہوتا ہی مین تو یہ جانتا تھا کہ تیرا گوشت
کرکرا مزیدار ہوتا ہے مین تجھکو کھالون مگر تو نہین مانتا ہی خیر مین سمجھتا ہون اگر ابکی تو نے
سخت کلامی کی تو ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ کہکر کہا کہ بس اسیمین خیریت ہی کہ تو میرے پاس چلا آ اور
مین تجھکو کھالون شاہزادے نے جواب سخت دیا بس دیو کو غصہ آگیا اور اپنے مقام سے حرکت کی
اور اُٹھا وہ کیا اُٹھا گویا قیامت اُٹھی یا پہاڑ نے حرکت کی دار شمشاد جو سامنے گڑی تھی اسکو اُکھاڑ کر
اور سنبھالکر طرف شاہزادے کے یہ کہتا ہوا چلا کہ خداوند نے تو بھیجا تھا مگر کیا کرون کہ وہ مانتا ہی نہین
اب چاہیے گوشت مٹی مین ملجاے صاف رہے اتبو وار کرتا ہون اور آتے ہی دار کا وار کیا
شاہزادے نے خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ غرق زمین ہوگئی ایک غار ہوگیا پانی نکل آیا
تیغ گرد بلند ہوا دیو نے وار کرکے کہا کہ زدم و شکستم گردم افسوس تمام گوشت مٹی مین ملگیا
یہ کہکر قصد کیا اُس گرد کے اندر جاکر تلاش کرون کہ آواز اُس گرد سے آئی کہ ارزدی وگرالست
کردی مین تیری جان کا ملک الموت موجود ہون دیو حیران ہوا کہ یہ صدا کہان سے آئی ایک
دیکھتا ہی کہ اُس گرد سے ناگاہ ایک آفتاب طالع ہوا شاہزادہ رومال سے چہرہ کی گرد پاک کرتا
ہوا برآمد ہوا دیو رستم ثانی کو دیکھکر حیران ہوا اور کہا کہ تو بڑا سخت جان ہی کہ میرے وار شمشاد کی بھی
ضرب سے بچا لے مین اب دوسرا وار کرتا ہون یہ کہکر پھر وار کیا پھر رستم ثانی نے وار کو خالی دیا
اور چند دست دیو کو جھٹکا دیا کہ دیو موہنہ کے بل طرف زمین کے چلا انھون نے پینترہ بدل کر اُسکی کمر
زنجیر خوب استوار پکڑکر نعرہ اللہ اکبر کے جوش در کیا اور اڑانگ لگائی وہ دیو مثل پہاڑ کے زمین
گرا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ بیخ سے اُکھڑ کر گرا ابلیس دیو نے گرکر قصد کیا کہ سنبھلے ان انھون نے ٹھوکر

کہ وہ گرد ہو گیا اور جست کر کے چھاتی پر سوار ہوئے گندے زانو سے دبا کر کہا کہ اے دشمن
پروردگار عالم چہ میگوئی اس نے کچھ کلام سخت کیے اور کہا کہ میری ہزار جانیں ہیں ایک خاک پا سے
ابلیس پر نثار ہوں پس شاہزادے کو غصہ آ گیا ایک مرتبہ غضبناک ہو کر ایک گھونسا ایسا مارا کہ
رستم ثانی کا گھونسا تک ہاتھ سر میں در آیا سر دیو کا شق ہو گیا بھیجا نکل پڑا وہ تڑپنے لگا تو سینے
پر سے اُتر آئے وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکا ہلاک ہونا تھا کہ ایک غبار بلند ہوا برق کی
سی چمک ہوئی جب وہ غبار برطرف ہوا شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا کہ زیر کوہ اسی مقام پر جہاں
دیو بیٹھا تھا ایک چشمہ آب شفاف کا موجزن ہے پانی اُسکا مثل گوہر کے چمکتا ہے طول
اس چشمہ کا بہت ہے مگر عرض اُسکا کوئی میل بھر کا ہے اور وسط چشمہ میں ایک درخت پانی پر لگا
ہوا ہے برگ اُسکے مثل چشم مردم کے ہیں اور مانند زمرد کے چمک رہے ہیں اور ایک گل بلندی پر
لگا ہے اُسکے برابر ایک ثمر بھی ہے مگر گل کا رنگ دھانی ہے اور ثمر کا رنگ سفید ہے اور برابر باد کے
ہلتے ہیں یہ دیکھکر شاہزادے نے شکر خدا کیا اور کنارے پر چشمہ کے آئے اسقدر پانی صاف پایا کہ
زمین کا حال معلوم ہوتا تھا مردمان آبی نظر آتے تھے پس شاہزادے نے لباس اُتار الگ باندھکر یہ
خیال کیا کہ اے رستم ثانی تم اس پانی سے منہ ہاتھ دھو نہ کلی کرو گو پیاسے بہت ہو مگر نہ پیو
کیونکہ اسکی خاصیت زبانی اژدر پیر زاد کے سن چکے تھے کہ اس پانی کا یہ اثر ہے کہ طاقت و
قوت دونی کر دیتا ہے اور اس چشمہ کا نام چشمہ شجاعت ہے مجکو ذاتی قوت اسقدر خداوند کریم نے
مرحمت فرمائی ہے کہ جسکا حساب نہیں ہے پھر کیا ضرورت ہے اگر کوئی سن لیگا کہ رستم ثانی نے چشمہ
شجاعت کا پانی پی لیا اس سبب سے قوت زیادہ ہو گئی تو لوگ طعنہ زن ہونگے کہ کم قوت تھے
اسی سبب سے یہ پانی پی لیا اور سب لوگ خندہ زن ہونگے پس تم انگشت نما ہو جاؤ گے پس
لازم یہ ہے کہ اس چشمہ کے پانی سے لب تک آشنا نہ کرو منہ بند کر کے چشمہ میں اُترو اور برگ و
ثمر و گل حاصل کر کے اسی طور سے منہ بند کیے ہوئے واپس آؤ وہ کام کیوں کرو کہ جو بدنامی کا باعث
ہو الغرض رستم ثانی مجبوری اس امر کی ہے کہ وہ گل و ثمر وسط چشمہ میں ہے ورنہ میں قسم کھانے کو
بھی پانی ہاتھ سے نہ چھوتا اُترنا کیسا یہ دل میں باتیں کر کے اور بسم اللہ کہکر منہ کو بند کر کے اُترے
کنارے پر پانی تا بہ گلو پایا اب خیال ہوا کہ آگے اور زیادہ ہو گا اندازہ جو کیا تو اسقدر رکھتا پس
بہ آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے چلے جب کچھ دور چلے وہاں پانی اسقدر تا بہ گلو پایا نہ کسی مقام پر زیادہ
نہ کم انکو خیال ہوا کہ چشمہ ہموار ہے اسمیں پانی ہر مقام پر برابر ہے پس یہ بلاخوف اب پانی کو کاٹتے ہوئے
چلے کوئی پاؤ میل راہ طے کی تھی کہ اب جو قدم رکھتے ہیں وہاں پر گہرا زیادہ تھا اور یہ اسی خیال میں
تھے کہ برابر ہو پس اس گہرائی میں جاتے رہے اور غوطہ کھا گئے غوطہ کا کھانا تھا کہ حواس جاتے رہے
اس بدحواسی میں منہ کھل گیا اور ایسا کھلا کہ بہت سا پانی منہ میں چلا گیا اور شکم میں اور غوطے
کھانے لگے ہر غوطہ میں پانی منہ میں جاتا تھا اور حلق سے اُتر جاتا تھا انہوں نے چند غوطے کھائے
ہاتھ اپنے قابو میں نہ تھے بدحواس ہو رہے تھے اسی غوطہ کھانے میں خیال آیا کہ اے
رستم ثانی اپنے حواس درست کرو اور ہاتھ پاؤں اور جسم کو ہلکا کرو تاکہ ابھرو ورنہ اسی طور سے
غوطے کھاتے کھاتے ہلاک ہو جاؤ گے پس یہ خیال کر کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کیے اور تمام بدن کو
ہلکا کیا اب جو غوطہ کھا کے ابھرے اپنے کو پانی پر قائم کیا اور جلدی سے منہ بند کر لیا اور سا

دل مین کہا کہ اے رستم ثانی تمنے بڑا دھوکا کھایا اگر یہ خیال نہ کرتے کہ چشمہ ہموار ہی تو یہ نوبت غوطہ خوری
کی کیون ہوتی افسوس کہ جس امر سے تمکو خوف تھا اور تمنے پیاسے رہنا گوارا کیا تھا اور پانی نہ پیا
تھا وہی ہوا کہ حالت غوطہ خوری مین سونہہ کھل گیا اور پانی حلق مین پہونچ گیا ایک مرتبہ نہین کئی مرتبہ
تم اسوقت کیسے بدحواس ہوئے کہ تمکو خیال نہ رہا جو کوئی سُنیگا کیا کہیگا کیسی لعنت اور ملامت کریگا
خیر شکر اس امر کا ہی کہ سواے تمھارے اور ذات خداوند کریم کے اور اس صحرا اور چشمہ کے کوئی دوسرا
نہین تھا ورنہ بڑی خفت ہوتی خیر اور کسی نے نہ دیکھا بس جب تم کسی سے یہ حال کہوگے تو اسکو معلوم
ہوگا ورنہ اور کون کہنے والا ہی دوسرے یہ امر ہی کہ تمنے عمداً پانی نہین پیا ہی بلکہ ایک افتاد سے یہ امر
واقع ہوگیا خیر کیا کیا جاے یہ باتین دل سے کرتے جاتے ہین اور شناوری کرتے جاتے ہین کیونکہ
جیسے ہی تیسرا غوطہ کھاکر ابھرے بس ویسے ہی ہاتھ لگانے لگے تھے اس سبب سے قائم ہوگئے تھے
کیونکہ برسون اس فن مین بھی ریاض کیا تھا اسوجہ سے مشاق تھے ورنہ پھر غوطہ کھاتے اب شناوری کرتے
ہوئے اور سونہہ بند کیے ہوئے طرف درخت کے چلے جاتے ہین اب ایسے ہوشیار ہوگئے ہین اگر کمر
تک پانی ہوتا تو یون نہ جاتے بدرون شناوری کیے ہوئے بس کہان تک عرض کیا جاے شناوری
کرکے قریب درخت پہونچے اپنے کو پانی پر کھڑی لگاکر قائم کیا اور ایک ہاتھ سے تو ہاتھ لگا رہے ہین
دوسرے ہاتھ سے جلدی جلدی برگ اس شجر کے توڑے اور پھر کیا کیا کہ اپنے کو اس درخت کے
تنہ کی آڑ پکڑ کر قائم کیا ایک ہاتھ سے اس شاخ کو جھکایا کہ جسمین وہ گل و ثمر لگا تھا اور دوسرے ہاتھ
کو بڑھاکر ایک ہی مرتبہ دونون کو توڑ لیا یعنی گل و ثمر کا توڑنا تھا کہ ایک شور پیدا ہوا کہ او ظالم
تونے بڑا غضب کیا کہ گل بصیرت ثمرۃ الابصار کو حاصل کر لیا شجرۃ البصارت سے آج تک
زمانہ حضرت سلیمان سے تا ایندم کوئی ایسا نہوا کہ جو کوئی آتا اور چشمہ شجاعت مین اُتر کر ان
اشیا کو حاصل کرتا تو بڑا جوانمرد ہی تونے معلوم ہوتا ہی کہ نگہبان چشمہ دیوار جنگ پرخوار کو بھی
ہلاک کیا جو چشمہ ظاہر ہوا خیر لیجا یہ گل و ثمر تیری قسمت کا تھا تونے اپنی محنت اور مشقت کا ثمرہ
پایا ہی جو صدا سُنی رستم ثانی نے ادھر اُدھر دیکھا صدا دینے والے کا نشان تک نہ پایا دل
سے کہا کہ کوئی ہوگا بس ثمر اور گل اور برگ کو خوب حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور اب
وہان سے شناوری کرتے ہوئے کنارے کی طرف چلے جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہان غوطہ
کھائے تھے وہان بہت ہوشیاری سے شناوری کی یہانتک کہ صحیح و سلامت مع ان اشیا
کے چشمہ سے نکلکر باہر آتے ہی پہلے سجدہ شکر کیا اب جو سر اُٹھایا اُس چشمہ کو نہ پایا وہ چشمہ
خود بخود غائب ہوگیا یہ اور حیران ہوئے اور خیال کیا کوئی مصلحت خداوند کریم ہوگی لباس اٹھا
لیا بس پہنا آلات حرب تن پر لگائے اب جو خیال کرتے ہین تو اپنے جسم مین پہلے سے قوت دہ
اور بیش گونہ پائی اور دل بھی قوی تھا کہا کہ دراصل اس چشمہ کا پانی کا اثر بھی ظاہر ہوا جسنے اسکا
نام چشمہ شجاعت رکھا ہی بہت درست اور بجا رکھا ہی کیا اُسکی قدرت ہی کہ پانی مین یہ اثر
ہی مگر غضب ہوا کہ ہمنے مجبوری سے پی لیا نہ غوطے کھاتے نہ یہ امر ہوتا خیر شکر اس امر کا ہی کہ
اور کوئی نہ تھا بس اس طور کی باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین یہانتک کہ اس صحرا کو تمام کیا
وہ گل و ثمر و برگ پاس ہین وہ دیو جو کہ شکست کھاکر آئے تھے باہم کہہ رہے تھے کہ معلوم ہوتا ہی آقاے
نامدار کو اُس دیو نے ہلاک کیا جو ابھی تک نہین تشریف لائے ہین بھلا اُس دیو سے کون

گر سکتا ہے اور تھوڑی دیر انتظار کرتے ہیں اگر تشریف لائے تو خیر ورنہ ضرور جاکر بیان کردینگے کہ اُس
دیو نے ہلاک کیا ہے باتیں باہم کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے رستم ثانی چلے آتے ہیں جلدی
اِن سبکی نگاہ پڑی پکارے کہ اے آقائے نامدار مبارک ہو واہ کیا آپکا قدم مبارک ہے معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے اُس دیو کو ہلاک کیا آج تک تو سوائے آپ کے کوئی وہاں سے واپس نہیں آیا فرمائیے
جس کام کو وہاں تشریف لائے تھے وہ بھی ہوا یا نہیں رستم ثانی نے فرمایا کہ جاکر دیکھو تو وہ دیو مرا
پڑا ہے تو پھر یہ برگ ہیں اور یہ ثمر اور یہ گل یہ فرماکر اُن سب کو وہ چیزیں دکھائیں وہ دیکھکر بہت
خوش ہوئے اور دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور بوسہ دیا اور اجازت لیکر اُس صحرا کی سیر کرنے لگے
اور اُس مقام پر آئے کہ جہاں دیو ارژنگ دیو خوار مرا پڑا ہوا تھا اُسکو دیکھکر سب کے ہوش اُڑ
جاتے رہے کہ انھوں نے باوجود دیو ہونے کے اتنا بڑا دیو نہ دیکھا تھا اُس صحرا کی خوب سیر کی تب
ہیں شاہزادے کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی بدولت ہمنے آج صحرا کی سیر کی ورنہ کبھی نہ نصیب ہوتی
ہم پر کیا منحصر ہے بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی کئی مرتبہ لشکر کشی کرکے آئے مگر اس مقام تک آگے نہ جا سکے
شاہزادے نے فرمایا کہ سب قدرت خدا ہے اور اُسکا فضل و کرم ہے ورنہ ہم میں کس لائق ہوں سکے
اب چلو وہاں سب کو انتظار ہو گا اُنھوں نے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت پر تشریف رکھئے ہم سب خادم
حاضر ہیں تب شاہزادہ تخت پر بیٹھا دیو تخت کو اُٹھا کر لے چلے چونکہ دن بہت قلیل تھا تھوڑی راہ
طے کی تھی کہ رات ہو گئی دیوؤں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کسی صحرا میں شب بھر قیام کریں
کہیں ایسا نہ ہو کہ شب تاریک میں راہ فراموش کر جائیں تو دقت ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ ٹھہر جائیں
صبح کو پھر یہاں سے روانہ ہونگے فرمایا کہ اچھا تب ایک صحرا میں تخت اُتارا شاہزادہ آسائش آرام پذیر ہوا
اور دیو پہرہ دینے لگے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی پردۂ شب سے صبح برآمد ہوئی تب شاہزادہ
نے نماز وغیرہ سے فراغت کی اور تخت پر سوار ہوئے دیو لیکر روانہ ہوئے یہاں جب اژدر پیکر اور پری
زوجہ سے سب حال کہہ چکا تھا تو آپنے بھی آرام کیا تھا اور سہراب ثانی وغیرہ اُمیدوار شاہزادہ کے منتظر تھے
ادھر کارپردازان سلطنت نے بموجب حکم بادشاہ کے محل شاہی برائے شاہزادہ سب سامان
سے درست کیے تھے جب صبح ہوئی بادشاہ محل سے برآمد ہوا سب سردار حاضر ہوئے جنکو
حکم ملا تھا کہ برائے شاہزادہ محل آراستہ کرو اُنھوں نے عرض کیا کہ حسب الحکم سرکار سب
بندوبست کر دیا فلاں فلاں محل آراستہ کر دیئے بادشاہ نے کہا اچھا وہاں شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے لشکر میں بیدار ہوئے تب بعد فراغ نماز و وظائف لباس وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ
ہوکر مع ایرج نامدار و شہریار عالیجاہ و دیگر شاہزادوں اور سرداروں کی طرف دربار بادشاہ زادہ
کے روانہ ہوئے راہ میں شہریار نے سہراب ثانی سے دریافت کیا کہ اے فرزند تمہارے عہد
دیوبانان سے کیا فساد برپا کیا سہراب ثانی نے اُنکا لشکر کشی کرنا اور اپنا مقابلہ کرنا اور اُسکو قتل کرنا اور دنیا
جشن کرنا رستم ثانی کو خواب میں دیکھنا اور اپنا صاحب پوشیدہ ہوکر ہمراہ فتح طلسم روانہ ہونا اور
کے واقعات طلسم کے فتح کرنے کی حالت بیان کی شہریار سب سنکے بہت خوش ہوئے پھر شہریار نے اپنے
قید ہونے کی کیفیت بیان کی اور ایرج نامدار نے اپنے قید ہونے اور زرین حصار پر ہو کر پہنچنے اور
واقعہ میں آکر اور پاتال سے مقابلہ کرنے کی کل حالت بیان کی راہ میں ایرج نامدار نے کہا کہ تمہیں بھی
گذری سب میری سرگذشت سنو کہ کیونکر خیال سہراب ثانی سے تب دور رہا ہو سنکے بیان آگیا تھا وغیرہ مختصر

بیان کیا اور کہا کہ پرسون میرا یہان آنا ہوا اور یہ وجہ صاحبقران ثانی کے ساتھ سے جدا ہونے کی
ہوئی الغرض باتون میں وہ راہ تمام ہوئی دربار میں آکر پہونچے کل اہل دربار نے مع اژدر پریزاد کے سلام
و مجرا کیا اور تعظیم کی پس شاہزادے اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے اور سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھکر اژدر
پریزاد نے کہا کہ ای خداوند ابھی تک آقائے نامدار نہین تشریف لائے ہین بہت پریشان ہون ایرج
نامدار نے فرمایا کہ کوئی امر پریشانی کا نہین ہے نہ فرصت ہوئی ہوگی جو کل آتے آج ضرور آئینگے یہی
ذکر تھا کہ دیوون نے تخت لاکر صحن دربار مین اتارا سب نے دیکھا کہ اسپر رستم ثانی تشریف فرما ہین
سب دیکھکر حیران ہوئے اژدر پریزاد نے خوش ہوکر کہا کہ آقائے نامدار تشریف لائے پس رستم
ثانی تخت سے اترکر ایوان شاہی مین آئے سوائے ایرج نامدار کے سب نے تعظیم کی اور سلام
و مجرا کیا رستم ثانی نے جھکا ایرج کو مجرا کیا اور قدمون کو بوسہ دیا انھون نے گلے سے لگایا اسکے بعد
رستم ثانی نے سہراب کو گلے سے لگایا اور اپنے دنگل پر بٹھایا جب بیٹھ چکے تب ایرج نے فرمایا
کہ کہو وہ گل و ثمر لائے رستم ثانی نے وہ گل و ثمر شجر برگ کے جیب سے نکال کر پیش کیے اور کہا کہ یہ
حاضر ہین پس اسکو جیسے اہل دربار نے دیکھا بہت متحیر ہوئے اژدر پریزاد کی یہ نوبت ہوئی کہ شاہزاد
کے قدمون پر گر پڑا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس شاہزادے نے وہ سب اشیا یعنی گل و
ثمر و برگ اژدر پریزاد کو دیئے اور گلے سے لگایا وہ دعائین دیتا ہوا اور تعریفین کرتا ہوا تخت
پر آکر بیٹھا تب ایرج نے فرمایا کہ کیونکر حاصل ہوئے پس سب واقعہ رستم ثانی نے ابتدا سے
آخر تک بیان کیا یہ جو واقعہ اہل دربار وغیرہ نے سنا بہت تعریف کی اور حیرت سی ہوئی ایرج نامدار
و شہریار عالیوقار سہراب ثانی نے بھی تعریف کی تمام شہر مین مشہور ہوگیا کہ پدر طلسم کشا
دیوار جنگ دیو خونخوار کو قتل کرکے گل و ثمر لے آئے مگر رستم ثانی نے سب حال بیان کیا سوا
اپنے غوطے کھانے کے غوطہ کھانے کا حال نہین بیان کیا ہان اپنا مونھ بند کرکے چشمہ مین اترنا
بجھانا اس امر سے کہ پانی نہ پیون بیان کیا اس امر پر سب نے تعریف کی جب یہ سب امر اہل
شہر کو معلوم ہوئے ہر ایک نے از حد تعریف کی اور کہا کہ یہ لوگ بہت با اقبال ہین راوی کہتا ہے
کہ جب یہ خبر اندرون محل پہونچی زوجہ اژدر پریزاد سنکے نہایت خوش ہوئی اسیوقت نذر و نیاز کا
سامان کیا اپنے یہان اژدر نے عرض کیا کہ آپ میری دوسری عرض قبول ہو سہراب وغیرہ نے عرض کیا
کہ ہان ہمنے تمھاری دعوت قبول کی اسنے جو عمارت ان لوگون کے لیے آراستہ کرائی تھی وہ سب آراستہ
تھی عرض کیا کہ اب آپ بیرون شہر نہ تشریف لیجائین بلکہ جو مین نے جو برج وغیرہ حضور کے قیام
کے لیے درست کرائے ہین اسمین حضور تشریف فرما ہون سہراب ثانی نے کہا کہ اچھا پس یہ
فرما کر دنگل پر سے اٹھے اژدر نے سردارون سے کہا کہ انکو لیجا کر ان مکانات مین فروکش کرو اور
سامان مہیا کرو کسی امر کی تکلیف نہو ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہ سب شاہزادون اور انکے سردارو
کو لیکر اس عمارت مین پہونچا سب نے دیکھا کہ وہ عمارت ہر ایک سامان سے خوب آراستہ و پیراستہ
ہے تشریف فرما ہوئے سہراب ثانی نے اپنے سردارون سے کہا کہ آپ لوگ تشریف لیجائین اور ان لوگون
سے کہا کہ لشکر جو طلسم سے رہا کیا تھا کہ آپ لوگ بھی تشریف لیجائین اور وہان قیام کرین اہل لشکر سے
کہدین کہ تمام لوگ اطمینان رکھو شاہزادے وہان شہر مین اژدر پریزاد کے مہمان ہوئے ہین حسب الحکم ان سردار
و طوغان پریزاد و دیو بہارنگ و دیو اسد و دیو خروس و دیو دربان و دیو غزال نے عرض کیا کہ ہم قدمون سے نہ جدا ہونگے

فرمایا تمھاری مرضی بس اور باقی سردار لشکر میں گئے اور اہل لشکر کو کل حال سے آگاہ کیا اور رستم ثانی کا پھول
وغیرہ لیکر تشریف لانے کا حال بیان کیا سب اہل لشکر خوش ہوئے یہاں ایرج نامدار نے رستم ثانی
سے حال پردہ کاف میں آنے کا دریافت کیا رستم ثانی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا
اسکے بعد ایرج نامدار نے اپنی کل حالت جو کہ سہراب و شہریار سے بیان کی تھی بیان کی غرض ہر ایک دوسرے
کے حال سے بخوبی آگاہ ہوا یہاں سب راحت و آرام سے پہنچے میں سب سامان راحت مہیا ہو وہاں اژدر
دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے مقام پر آئے باہم طلسم کشا اور ایرج نامدار و شہریار
و رستم ثانی کی تعریف کرتے ہوئے آئے ادھر جب اژدر داخل محل ہوا خوشی خوشی اپنی زوجہ کے پاس آیا اسکو
اس امر پر مبارکباد دی کہ مبارک ہو تمھاری آنکھیں روشن ہو جائینگی پدر طلسم کشا پھول وغیرہ لیکر تشریف لائے
خدا نے تمھاری سن لی بس یہ کہکر برگ برگ آنکھوں میں ڈالا ثمر کھلا دیا پھول کی خوشبو سونگھائی بس زوجہ اژدر
پریزاد یعنی ناگن پری کی آنکھیں مثل ستارے کے روشن ہو گئیں بلکہ سابق سے زیادہ نور پیدا ہوا جب سب
اہل محل کو معلوم ہوا سب نے آ کر مبارکباد دی نذریں پیش کیں ہر ایک کو انعام ملا جشن و رستگی کا سامان دعوت
کی ہاں جوانی لیکن تحقیق اثر یہ ہوئی یہاں بیرون محل سب نے سامان دعوت کیا جب سامان دعوت کیا اژدر
غرض کر بھیجا جب اسکو معلوم ہوا کہ سب سامان ہو گیا ہے وہ خدمت سہراب وغیرہ میں آیا اور سبکو اپنے ہمراہ
اس مقام پر لایا کہ جہاں سامان دعوت تھا راوی نے بیان کیا ہے کل طلسم کی پریاں اور بیرون طلسم کی آ کر حاضر جلسہ ہوئیں
محفل عیش و عشرت برپا ہوئی دور شراب گردش میں آیا رقص و غنا شروع ہوا خوب جلسہ آراستہ ہوا اہتمام پردہ کاف
کے تحفہ جات موجود تھے خوب آتشبازی وغیرہ پردہ کاف کی تیار کی گئی تھی اسکا تماشا دکھایا سات شبانہ
روز جشن برپا رہا آٹھویں دن صحبت برخاست ہوئی سبکو انعام وغیرہ دیکر رخصت کیا شاہزادے اپنے مقام پر آئے
نویں دن دربار ہوا اسدن کتنے ہی سب مال و اسباب و بارگاہ و دیگر سامان سپاہ و اسی ہزار خفتان
شب چراغی وغیرہ تبرکات طلسمی و دیگر سامان اعجوبہ بار کرا کے مع اپنے ہمراہیوں کے حاضر ہوا داخل
دربار ہو کر طلسم کشا وغیرہ کو مجرا کیا فرد اسباب پیش کی سہراب ثانی نے سب اشیا ملاحظہ فرمائیں اور جو پیش لائق
تھا اسکو وہ عدد مرحمت کیا کچھ ان کو منظر مرحمت فرمایا دربان وغیرہ کو اور بعضے مرحمت کیے کسی کو داروغہ
بارگاہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ چہل چراغ سلیمانی برپا کی جائے وہ اسیوقت بیرون شہر برپا ہوئی اور جو اسکے متعلق
بارگاہیں اور خیمہ تھے سب برپا ہوئے اسی ہزار دیو و پریزاد لشکر سے انتخاب کر کے ان کو اسلحہ طلسمی و مرکب
طلسمی مرحمت فرمائے اور وہ اسی ہزار خفتان شب چراغی مرحمت کیں یہ لشکر خاص کے نام سے مشہور ہوا
عجب شان اور دبدبہ تھا اس لشکر میں سبکے اسلحہ مرصع کار تھے مرکب کے ساز و یراق سب مرصع تھے جب
یہ لشکر دھوپ میں روان ہوتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں شب چراغ درخشاں ہیں بارگاہ چہل چراغ
سلیمانی جو برپا ہوئی اسکی کیا تعریف بیان ہو وہ بارگاہ مثل بارگاہ سلیمانی کے تھی کئی بار زمین آسمان
ہمراہ تھیں اور کیسی حسین جواہر اسکے وہ بارگاہ مخمل سرخ کا شامیانہ کی تھی اسپر سیم کا رچوبی کا بنا ہوا کلس اسکا
طلائی تھا اسمیں طاؤس شب چراغ کے بنے ہوئے تھے پانچسو ستون الماس نگار تھے سب بارگاہ ہوئیں گوہر
شب چراغ نصب تھے تین ہزار کرسیاں و دنگل و مسند لیان الماس نگار اس بارگاہ میں آراستہ تھیں
لو حلو خانہ تھے تمام بارگاہ میں فرش مخمل تھا چاروں طرف اسکے حاشیہ زردوزی تھا قنات تو مرزیانان جابجا
دستے چاروں طرف شکارگاہیں معرکہ سیدان کی تصویریں بادشاہان قاف کے دربار بستہ خوبی
سے بنائے گئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اصلی معرکہ ہے ایسی بارگاہ تھی کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی تھی بارگاہ

سلیمانی کی ثانی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب محبوب مسلم سہراب ثانی بارگاہ وغیرہ برپا ہو گئی
سب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوئے اور بہت تعریف کی اسی دن سے اسی بارگاہ میں دربار
ہونے لگا سب اہل طلسم دور دور سے برائے تماشائے بارگاہ و بازار و لشکر کہ جسکو طلسم کشا نے
سامان طلسمی سے آراستہ کیا تھا آتے تھے اور دیکھکر بہت خوش ہوتے تھے لاکھوں صندوق زر و
جواہر سے مملو طلسم سے ملے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ اژدر پریزاد نے بذریعہ اپنے وزیر اکرم
پریزاد کی خدمت میں کہا ایرج نوجوان سے عرض کرایا کہ میں نے باتیں متفرقین خدمت عالی میں کہیں
نہیں سود و قبول ہوئیں اور تیسری عرض آپ نے ابھی تک قبول نہیں فرمائی اسکے بارے میں کیا
مرضی مبارک ہے ایرج نامدار نے جواب دیا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ وہ سامان کرے ہم اس سے فراغ
حاصل کریں اور اب ہمارا قصد ہے کہ ہم اپنے ملک کی طرف جائیں کیونکہ سہراب ثانی کے نانا وغیرہ
کا انکی مفارقت میں بہت حال ابتر ہوگا جو کچھ کرنا ہے بہت جلد کریں وزیر نے بادشاہ سے عرض
کیا کہ یہ جواب ملا اسنے حکم دیا کہ سامان کتخدائی مہیا کیا جائے اور گل خوشبو میں دربار میں بلایا بادشاہ
وزیر نے شاہزادہ سہراب ثانی پر مارا اور بیاہ کیا دکی دھوم ہوئی علی العموم سبکو معلوم
ہوگیا کہ بادشاہ نے طلسم کشا کو اپنی دختر کے ساتھ منسوب کیا اسکے زمانہ کا طریقہ تھا کہ جب
کسی کو منظور ہوتا تھا کہ ہمارے اوپر ایسکے پیشکے اظہار ہوا اور جب ظاہر ہوجاتا تھا تو وہ سب سے بڑا
کرنے کو وہیں کسی بہت بڑے جلسہ میں اس شخص کے سینہ پر کہ جسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی قرار
دیتا تھا گل خوشبو کہ زرد ہوتا تھا مارتا تھا کہ جسکے سبب سے یہ امر سب پر ظاہر ہو تا کہ فلاں شخص نے
فلاں کے ساتھ اپنی دختر کو منسوب کیا پس وہی طریقہ یہاں بھی ہوا اب سبکو معلوم ہوگیا اسیدن
سے سامان شادی طرفین میں ہونے لگا تاریخ بیاہ ساچق و برات وغیرہ اہل نجوم کی رائے سے
ساعت نیک دیکھکر مقرر کی گئی یہاں سے تھے اژدر پریزاد کی طرف سے بڑی دھوم سے اٹھایا
گیا تمام لشکر ہمراہ تھا پریزادگی کے پاس جتنے پریزاد تھے سب ہمراہ تھے ساچق دولہا نے پہنا مانجھے و
رنگ شروع ہوا مانجھے کے دن سے تا چوتھی جلسہ عیش و عشرت برپا رہا یہاں سے ساچق بڑی دھوم
سے گئی وہاں سے مہندی آئی یہاں سے برات گئی سب رسوم جو اس زمانہ میں جاری تھے ادا
ہوئے بہت کچھ جہیز وغیرہ اژدر پریزاد نے دیا جہیز ایسا کہ طلسم نے دیا برات مکان نوشاہ پر آئی
یہاں بھی بہت سی رسمیں ادا ہوئیں دولہن اور دولہا بصد عشرت میں تشریف لائے پس دولہا نے کام
دل حاصل کیا اس گوہر ناسفتہ کو اپنے نیشتر سے سفتہ کیا مراد دلی حاصل کی لولوئے شاہوار
نے صدف میں قرار پایا صبح ہوئی ایک اس نے سے سرخرو دو ہمراہ زر و زیور نکلا حمام کیا دولہن کا بھائی
رشتہ کا آیا دولہن کو لیگیا شام کو چوتھی یہاں سے گئی پھر چوتھی سے بھی فراغت ہوئی راوی نے
بیان کیا ہے کہ ملکہ نایاب پری اسیدن سہراب ثانی سے حاملہ ہوئی تھی کہ اسکے بطن سے لڑکا
پیدا ہوا ہے کہ جسکا ذکر دفتر ... واقعہ میں ہے جو کہ اس دفتر کے بعد ہے بہت بہادر اور شجاع ہوا ہے
بڑے بڑے معرکہ سر کرتا ہے اگر اس دفتر کے ختم کرنے کی نوبت آئی تو اسکے کارنامہ کا حال تحریر
ہوگا جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو لطف اٹھائینگے پس جب چوتھی چالے سے فراغت ہوئی
شاہزادہ نے اژدر پریزاد سے کہا کہ اب ہم رخصت ہونگے میں نے اسنے بہت روکا
مگر شاہزادوں نے نہ مانا آخر الامر ایکدن قرار پایا شاہزادہ نے حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو

پس سب سامان ہونے لگا دیو خروس سے کہا کہ ہم تمہارے ملک کو چلینگے اُسنے عرض کیا کہ
مین رخصت ہوتا ہون تاکہ سامان کرون شاہزادے نے رخصت کیا وہ اپنے ملک مین راہ طے
کرکے آیا اور سامان دعوت کیا شاہزادہ اُسدن یہان سے جو کہ مقرر ہوا تھا اژدر
پریزاد سے رخصت ہوکر روانہ ہوا یہان کام ختم ہو گیا تمام اہل شہر تا بحد شہر پہونچانے آئے اور اژدر پریزاد
بھی سواری ناموس کی شاہزادے کے ہمراہ تھی دو لاکھ پری و دیو و پریزاد اپنے لشکر سے
اژدر پریزاد نے شاہزادہ کے ہمراہ کر دئے تھے پس شاہزادہ نے اژدر پریزاد کو رخصت
کیا خود مرحلہ خرسان کی طرف روانہ ہوئے کہ جہان تک گرد لشکر نظر آئی اژدر پریزاد مع لشکر کے کھڑا دیکھا
کیا جب نشان گرد بھی مٹ گیا اُسوقت شہر مین واپس آیا اور اسباب طنطنہ و حکومت مثل سابق کرنے
لگا یہان شاہزادہ بعد قطع راہ کی جب قریب مرحلہ خرسان کے پہونچا دیو خروس نے سامان دعوت
کرکے چند دیو مقرر کیے تھے کہ جب لشکر طلسم کشا میرے ملک کے قریب آئے مجکو خبر کرنا مین استقبال
کرکے شہر مین لاؤنگا دعوت کرونگا اُن دیوون نے خروس کو خبر کی کہ طلسم کشا تشریف لایا پس خروس
مع لشکر اور سردارون کے باہر شہر کے آیا اُدھر لشکر طلسم کشا آیا شاہزادہ سے ملا اور قدمبوسی
حاصل کی لشکر کو بیرون شہر مقیم کیا اور سب بارگاہین برپا ہوئین بارگاہ پر چراغ سلیمانی ار الونہ پا
رکھی لشکر یہان اُترا شاہزادہ مع سردارون کے ہمراہ خروس کے شہر مین تشریف لیگیا شہر کو
بہت آباد رعایا کو دلشاد پایا شاہزادہ شہر کی سیر کرتے ہوئے ایوان مین تشریف لائے اہل شہر نے
بھی قدمبوسی حاصل کی اور بہت تعریف کی یہان دیو خروس نے یہ انتظام کیا تھا کہ جسقدر شاہ کے
تھے منہدم کرا دئے تھے مسجدین بنائین تھین پس شاہزادہ ایوان مین تشریف لائے دنگلون مین متمکن
ہوئے اور سردار کرسیون پر قیام پذیر ہوئے صحبت آراستہ کیا بہ پا ہوئی ناچ رنگ شروع ہوا تین دن تک
صحبت عیش و عشرت برپا رہی بڑی دھوم دھام سے دیو خروس نے دعوت کی بعد انفراغ دعوت
شاہزادے نے وہان سے کوچ کیا دیو خروس نے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم کیا اور
خود ایک لاکھ پری و دیو و پریزاد کو لشکر کے ہمراہ رکاب ہوا شاہزادہ دیو اسود کے ملک
مین آیا اُسنے بھی قبل سے آکر سامان دعوت کیا تھا اُسی طور سے استقبال کرکے لیگیا اُس شہر
کو بھی خوب آباد پایا تین دن تک یہان بھی مہمان رہے چوتھے روز یہان سے طرف شہر پرستار کے
کوچ کیا دیو اسود بھی اپنی طرف سے وزیر کو حاکم کرکے مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو پریزاد کے ہمراہ
رکاب ہوا دیو پریزاد و عقاب پریزاد قبل سے شہر مین آئے سامان دعوت کیا جب شاہزادے پہونچے
استقبال کرکے لیگئے شاہزادون نے اُس شہر کو بھی خوب آباد پایا یہان بھی تین دن مہمان رہے چوتھے
روز یہان سے طرف شہر طوغان پریزاد کے کوچ کیا چونکہ دیو پرستار ابھی کمسن تھا اُس نے ساتھ
ہمراہ نہین ہوا صرف پچاس ہزار دیو و پریزاد اپنے لشکر سے ہمراہ کردے طوغان پریزاد نے قبل
سے یہان آکر سامان دعوت کیا استقبال کرکے لیگیا یہ شہر بھی بہت آباد تھا یہان بھی تین روز تک
مہمان رہے اُس زمانہ مین طوغان نے بذریعہ پیام برکے عرض کیا کہ جب شاہزادہ قبل مین تشریف
لایا تھا اور فتح حاصل کی تھی مین نے عرض کیا تھا کہ ایک دختر رکھتا ہون اُسکو میرا سے خدمت
قبول فرمائیے فرمایا تھا کہ بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا لہذا امیدوار ہون کہ میرا تحفہ قبول ہو سقیم نالی
لے اور شہر یار و امیر سج نامدار نے فرمایا کہ تمہاری طرف سے کہا کہ تسلیم انہوں کرکے اسکو منظور ہوا پس

گل خوشبو عین جلسہ مین سہراب ثانی کے سینہ پر مارا گیا سبکو یقین ہوا کہ دختر طوغان پریزاد
طلسم کشا کے ساتھ منسوب ہوئی سامان شادی ہونے لگا تاریخ وغیرہ مقرر ہوئی بڑی دھوم
سے مانجھا ہوا ساچق مہندی ہوئی اسکے بعد برات ہوئی بہت کچھ جہیز مین ملا برات نوشاہ کے
گھر آئی نوشاہ نے عروس سے کام دل حاصل کیا اسی شب گوہر مراد صدف آرزو مین قرار پایا
راوی نے بیان کیا ہے کہ بطن سے سحاب پری دختر طوغان پریزاد کے بھی ایک لڑکا نہایت
حسین وجمیل وبہادر وشجاع پیدا ہوتا ہے کہ اسکا بھی ذکر دفتر نیرنگ قاف مین ہے جو کہ اس دفتر کے بعد
ہے اس دفتر مین نہایت عجیب وغریب واقعات ہین اور صاحبقرانی بدیع الملک کی ہے بعد
الفراغ شادی شاہزادون نے وہان سے بھی کوچ کیا طرف شہر مینا حصار کے طوغان پریزاد
اپنے وزیر کو یہان کا حاکم کرکے مع دو لاکھ دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا حسان پریزاد نے پہلے سے جاکر
سامان دعوت کیا اور سب شاہزادون مع خدم وحشم کے پہونچے استقبال کرکے لیگیا بڑی دھوم سے
دعوت کی یہ بھی شہر بہت آباد تھا یہان شاہزادہ پانچ روز مہمان رہا مرقد شاہ [illegible] و شمشیر کی
زیارت کی بہت کچھ زر وجواہر چڑھایا اور سب نے فاتحہ پڑھا اب وہان سے کوچ کیا طرف مکان
دیو مینار رنگ کے حسان پریزاد بھی مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا اپنے
فرزند کو بادشاہ کیا دیو مینار رنگ نے بھی قبل سے آکر سامان دعوت کیا اور استقبال کرکے
لیگیا اسکا بھی شہر خوب آباد تھا بڑے تزک وحشم سے دعوت کی یہان بھی شاہزادہ تین دن
مہمان رہے وہان سے کوچ کیا اب شاہزادون کے ہمراہ آٹھ لاکھ دیو و پریزاد تھے ایک لشکر کثیر
سے دیو مینار رنگ بھی بیس ہزار پری مع دیو کے ہمراہ رکاب ہوا الغرض شاہزادون نے صحرائے
مینا حصار مین آکر قیام فرمایا اب یہان لشکر کو شاہزادے نے بموجب ارشاد ایرج نامدار و شہریار
عالیمقدار رستم ثانی اپنے پدر بزرگوار کے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ لشکر کوچ کرے اس درہ کو
سے نکلکر بیرون طلسم روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ درہ اصلی تھا طلسمی نہ تھا کہ بعد فتح طلسم
برباد ہوجاتا بیرون درہ سلیمان پریزاد مع اپنے لشکر اور فرزند اور پریزادون کے مقیم تھا کہ جسکو
شاہزادے نے رہا کیا تھا اور انتظار شاہزادہ کر رہا تھا اور ہر روز کہتا تھا کہ ابھی تک وہ شہریار
طلسم فتح کرکے تشریف نہین لایا نہ معلوم کیا سبب ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ بارگاہ مین بیٹھا ہوا
ہے صحرا کی سیر کر رہا ہے اور وہان بموجب حکم شاہزادہ لشکر مرتب ہوکر روانہ ہو چکا ہے صبح کے وقت
سلیمان بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے پہلو مین اسکا فرزند دلبند ہے اور کرسیون پر سردار ہین کیونکہ اسنے
شہر کل شہر کو طلب کر لیا ہے اور سب سردار بھی حاضر دربار ہین کہ دفعتہً کوہ سے گرد عظیم بلند
ہوئی کہ جسنے شہر و دیار کو تیرہ و تار کر دیا یہ گرد وغبار جو سلیمان نے دیکھا ان پریزادون کو حکم دیا کہ
جو سرکارون مین ملازم تھے کہ خبر تو لاؤ کہ یہ گرد وغبار کیسا بلند ہے گو آمد لشکر کی تو خبر ور ہے مگر معلوم نہ
ہو سکا کہ یہ کسکا لشکر ہے وہ پریزاد فوراً روانہ ہوئے اور قریب گرد وغبار پہونچے جب دامن کوہ کو
شق ہوا تو دیکھا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے انکے عقب مین نوسو علم نشان نو لاکھ سیاہ
دیو نشان اٹھائے ہوئے لیے ہوئے انکے عقب مین اور سب سامان سواری بعد اسکے ایک ہزار زر و جواہر
کے صندوق بار ہین محافہ ناموس کے ہمراہ ہین اور ہزارون ارابون پر اثاثہ بارگاہ اسکے عقب پیادہ
بہت سے دیو ہین اسکے بعد دیکھا پھر جلوس سواری نمودار ہوا بعد اسکے لشکر کثیر کی آمد شروع ہوئی سوا

دیوزاد و پریزاد کے اور کوئی اُس لشکر مین نہ تھا دیکھا کہ وسط لشکر مین چار مرکبون پر چار جوان ماہ طلعت
مہر پیکر سوار ہین انمین وہ جوان بھی ہی جو کہ براے فتح طلسم گیا تھا بڑے جاہ و حشم سے چلا آتا ہی عقب
مین لشکر بیشمار ہی پس وہ پریزاد شاہزادے کو دیکھکر اور دریافت کر کے سر پر پانون رکھکر بھاگے اور بحضور
سلیمان پریزاد مین آئے اور آداب شاہی بجالا کر عرض کیا کہ مبارک ہو کہ یہ جو گرد و غبار بلند
ہوا ہی آمد لشکر کشاے طلسم ہی وہ شہریار طلسم کو فتح کر کے مع لشکر کے بیرون طلسم تشریف لایا ہی
یہ سنا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہی اُنکو انعام دیکر رخصت کیا اور
خود مع کل سردارون و فرزند و کل لشکر کے سوار ہو کر براے استقبال چلا جب قریب لشکر پہونچا
ایک طرف صف باندھکر کھڑا ہوا اتنے مین آمد لشکر شروع ہوئی لشکر کو خوب آراستہ پایا شاہزادہ
کو دیکھا اور ساتھ ہی تین آدم زاد نظر آئے شاہزادے نے سلیمان اور اُسکے فرزند کو پہچانا پس لشکر کو
قیام کرنے کا حکم دیا لشکر اُس صحرا مین ایک طرف فروکش ہوا نا موسم خیمے مین اُترے شاہزادہ
بارگاہ مین فروکش ہوا سلیمان اور اُسکے فرزند اور سب سردارون نے قدمبوسی حاصل کی پیر کیا
اشارہ بیٹھنے کا پا کر سب آداب و سلام کر کے بیٹھے سلیمان نے عرض کیا کہ میری دو غرضین ہین انکو
قبول فرمایئے فرمایا بیان کرو اُسنے عرض کیا ایک عرض یہ ہی کہ حالات طلسم ہو اور ان بزرگوارون سے آگاہ فرمایئے جو کہ
مثل آپ کے ہین اور اُنمین اور آپ مین سر مو فرق نہین ہی دوسرے میرے شہر مین تشریف
لیجائے اور میری دعوت قبول فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ اچھا پہلے شاہزادے نے ملک ایرج
کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرے چچا مدار ہین مین انکا ادنے غلام ہون انکا اسم مبارک
ملک ایرج نوجوان ہے اور یہ دوسرے جو اُنکے برابر دنگل پر تشریف فرما ہین میرے بہت
بزرگوار ہین انکا نام رستم ثانی ہی اور یہ جو برابر میرے والد کے دنگل پر متمکن ہین انکا نام شہریار
عالیوقار ہی اور میرے عم عالیمقدار ہین یہ فرما کر سب واقعات طلسم بیان کیے اور فرمایا کہ اُن
صاحبون کی رہائی کے واسطے مین نے اتنی بڑی کوشش کی اور طلسم فتح کیا خداوند کریم نے
مجھکو میرے مطلب پر کامیاب کیا یہ فرما کر سب سردارون اور بادشاہون کے نام بتا کے جو
طلسم سے ہمراہ آ گئے تھے اور اُن لوگون کے نام سے آگاہ کیا کہ جنکو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور
فرمایا اگر تم اپنے ملک کو جاؤ مین آتا ہون مین نے تمھاری دعوت قبول کی پس سلیمان پریزاد اپنے
فرزند کو خدمت مین چھوڑ کر اور چند سردارونکو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا سامان ضیافت مین مصروف ہوا
شہر کو آئینہ بند کیا ہر گلی و کوچہ کو صاف کرایا بڑے تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا یہان
تمام تکلف سے طلسم کشا کہین یہان تک کہ شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا قریب شہر آکر فروکش ہوا
سلیمان کو خبر ہوئی وہ آکر بڑی تعظیم و تکریم اور تواضع سے شہر مین لایا پہلے شہر کی سیر کرائی شہر کو خوب
آباد پایا ہر گلی کوچہ اہل شہر سے مملو تھا اسکے بعد دار الامارۂ شاہی مین آئے ایوان مین پہونچے سلیمان
نے قصد کیا کہ تخت پر بٹھاؤن انکار کیا اور کہا کہ ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تمھارا تخت و تاج
تمکو مبارک رہے ہاتھ پکڑ کر سلیمان کو تخت پر بٹھایا اُسنے صحبت مجلس عشرت کی آراستہ ہونے کا حکم دیا
ساقیان مہ جبین ساق سے آکر سبکو بادۂ گلگون سے سیراب کیا اُسکے بعد ناچ رنگ ہونے لگا سلیمان پریزاد
نے بڑی دھوم سے دعوت کی پندرہ دن تک بزم عشرت برپا رہی سولہوین دن برخاست ہوئی شاہزادہ
لشکر مین آیا بعد دو دن کے جب آرام پایا تو وہان سے کوچ کا حکم دیا سلیمان نے اصرار کیا شاہزادے

نے فرمایا کہ اب مین نہین ٹھہر سکتا ہون اُسنے قصد ہمراہ چلنے کا کیا اُسکو منع کیا پس ہمایون اسکا فرزند
ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوا پچاس ہزار دیو و پریزاد کے لشکر سے اور وہ بھی دیو و پریزاد ہمراہ ہوئے کہ جنگجو
ہمراہ فرزند ہمایون کے رہا کیا تھا پس وہان سے شاہزادہ نے بصد جاہ و حشم کوچ فرمایا طرف جزیرہ
ارغنون کے کیونکہ صدف پریزاد سے اقرار کرچکے تھے کہ جب مین اپنے کام سے فراغت حاصل کرونگا اور
وہان سے واپس آونگا ضرور تمھارے جزیرے مین آؤنگا اور مہمان تمھارا ہونگا اور تمکو اپنے حال سے
آگاہ کرونگا پس اُسی سبب سے اُدھر کو روانہ ہوئے طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین
یہ تو راہ مین ہین اب راوی حال صدف پریزاد کا بیان کرتا ہے کہ اُسنے ایک مدت تک انتظار کیا کہ اب
وہ شہریار آتا ہے اور اب آئیگا جب زمانہ زیادہ گذر گیا تو خیال کیا کہ شاید فراموش کیا ایکدن کا ذکر ہے کہ مع ا
سردارون کے برائے شکار صحرا مین آیا شکار مین مصروف تھا کہ ایک طرف سے غبار بلند ہوا اسنے
ہرکارے برائے دریافت خبر روانہ کیے وہ ہرکارے جلد دریافت کرکے واپس آئے اور عرض کیا کہ ایک
لشکر کثیر آتا ہے ہمنے جو دریافت کیا تو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہے طلسم کشا طلسم کو
فتح کرکے سب مال و اسباب طلسمی لیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے حضور ہم کیا عرض کرین جو شان و شوکت
ہے لشکر کی اور طلسم کشا کی خداوند خود کسی مقام پر کھڑے ہو کر ملاحظہ فرمالین پس صدف پریزاد ایک
طرف اپنے سردارونکو لیکر کھڑا ہوا چونکہ وہ صحرا بہت پر فضا تھا شاہزادون نے لشکر کو اُسی صحرا مین اترنے
کا حکم دیا تھا پس دامن گرد کا شگافتہ ہوا صدف پریزاد نے دیکھا کہ اُس گرد سے سقے پیدا ہوئے وہ
ایک طرف قائم ہوئے اُنکے بعد فراشان خیمہ بارگاہ شاہی آکے خیمہ وغیرہ برپا ہوئے آمد لشکر شروع
ہوئی اور جلوس سواری آیا اُسکے اندر دیکھا کہ ہاتھی ناموس کا ہے اور خزانہ اُسکے بعد دیکھا کہ چار آدمزاد
چار مرکبان پری نژاد پر سوار ہین اب جو غور کرکے دیکھا تو اُس جوان کو پایا کہ جسنے دیو دراز قد کو قتل
کرکے اُسکے ظلم سے اسے نجات دی تھی پس دیکھکر اپنے سردارون سے کہا کہ اسی جوان نے میری
جان بچائی تھی کیا صاحب اقبال ہے یا تو اکیلا گیا تھا یا اسقدر لشکر لیکر آیا بڑا صاحب اقبال ہے مین اُسی
جوان کا ذکر کرتا تھا انھون نے عرض کیا کہ یہ تین جوان جو کہ مثل آپکے اور ہین یہ کون ہین صدف پریزاد
نے دیکھا کہ برابر اُسکے جوان سے اور تین جوان ہین جو کہ بالکل اُس سے مشابہ ہین سرمو فرق
نہین ہے صرف فرق اسقدر ہے کہ یہ ابھی کم سن ہے وہ سن دار ہین یہ دیکھکر اپنے سردارون سے کہا کہ مین بھی
واقف نہین ہون مین اسی شہریار کے انتظار مین بیقرار رہتا تھا صدف پریزاد یہ باتین کر رہا ہے
وہان لشکر فیروزی اثر ہوا خیمون مین ناموس اُترے بازارین آراستہ ہوئین راوی نے کہا ہے کہ جہان پانچ چار روز
قیام کرنے کا قصد ہوتا تھا وہان بارگاہ طلسمی برپا کی جاتی تھی پس یہان بارگاہ برپا ہوئی شاہزادہ اپنی
بارگاہ مین مع سردارون اور بادشاہان طلسم کے داخل ہوا جب لشکر اُتر چکا صدف پریزاد اپنے
سردارونکو ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلا اُسنے کہا کہ چلو ملازمت حاصل کرین مین یہ خیال کرتا ہون کہ مجھسے جو اقرار کیا تھا
اُسی اقرار کے بموجب تشریف لائے ہین مین تو خیال کرتا تھا کہ فراموش کیا ہوگا مگر معلوم ہوا کہ قول کے صادق ہین پس لشکر
مین داخل ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا دیو کلکال دربار بارگاہ پر کمر بستہ مستعد سپہسالاری کھڑا تھا جب یہ در
بارگاہ پر پہونچا اُسنے کہا کہ تم کون ہو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد رکھتے ہو یہ بارگاہ اُس شخص کی ہے کہ جسکا
نام صاحبقران ثانی فاتح طلسم کہیل چراغ سلیمانی ہے بدون اجازت کوئی نہین جا سکتا ہے اپنے نام سے آگاہ کرو
ہم جاکر عرض کرین اگر اجازت ملیگی تو جانا ملیگا ورنہ واپس جانا اُسنے کہا بہت خوب تم جاکر عرض کردو کہ آپکا غلام

دیو ہے صدف پری زاد در دولت پر حاضر ہو شرف ملازمت کا خواستگار ہے اُسکے بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے
دیو کالکال یہ سنکے اندر بارگاہ کے آیا مجرا کرکے جو صدف نے عرض کیا تھا عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ
اُسکو بھیجدو پس دیو کالکال نے کہا کہ جاؤ تمکو طلب کیا ہے پس صدف پری زاد مع سرداروں کے بارگاہ میں
آیا تو شان و شوکت کی بارگاہ پائی اور تمام بارگاہ کو سب سرداروں سے مملو پایا دیکھا کہ دو جوان ایک تخت پر
متمکن ہیں اُسکے برابر اور تین جوان جلوہ فرما ہیں ہزاروں دیو و پری زاد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ملازم و
خدمتگار دست بستہ حاضر ہیں یساول و چوبدار ہوئے ہوئے کھڑے ہیں کسیکو یہ یارا نہیں ہے کہ سر اُٹھا کر دیکھ سکے
سب سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں کہ صدف پری زاد نے مع سرداروں کے مجرا گاہ پر پہونچکر بیت ادب سے
مجرا کیا شاہزادوں نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ کرسیاں لاؤ اُنکے واسطے صدف پری زاد نے دوڑ کر
قدم سہراب ثانی کے چومے اور اُسکے بعد اور سب سرداروں نے قدم چومے شاہزادے نے اُنکو حکم دیا
کہ بیٹھو صدف پری زاد مع سرداروں کے حسب قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھ گیا جب سب بیٹھ چکے اُسوقت صدف
پری زاد نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اسوقت حسب وعدہ میرے کلبۂ فقیرانہ میں تشریف لے چلیں اور میں آپکی
خدمت کروں اور اسم سامی سے اور اپنے حال سے آگاہ فرمائیے اور وہ واقعات طلسم سے پس شاہزادے نے
اپنے خاندان سے اور اپنے نام سے اور اپنے والد و جد و عم کے نام سے اور کل واقعات طلسم سے اور
دیو و پری زاد و سرداروں کے حالات سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ میں ان بزرگواروں کی رہائی کے لیے جاتا تھا
اُسوقت بمصلحت اپنے حال سے آگاہ نہیں کیا تھا اب آگاہ کر دیا پس صدف پری زاد بھی کرسی پر سے اُٹھا اور
ملک ایرج و شہریار و رستم ثانی کے بھی قدم چومے اُنھوں نے شفقت فرمائی وہ پھر آکر کرسی پر بیٹھا پس
عرض کیا کہ میرے نان و نمک کو بھی قبول فرمائیے جواب دیا کہ ہمنے قبول کیا پس وہ رخصت ہوکر اپنے جزیرہ
میں مع اپنے سرداروں کے باتیں کرتا ہوا آیا راہ میں کہا کہ ہمنے دیکھا کہ یہ لوگ کیسے خلیق ہیں انکی کس زبان
سے تعریف کیجیے پس اپنے جزیرے میں آیا سامان دعوت کرکے پھر خدمت شاہزادہ میں عرض کیا کہ
تشریف لے چلیے پس شاہزادہ مع سرداروں اور پدر و عم و جد کے ہمراہ صدف پری زاد کے جزیرے میں آیا جزیرے کو
خوب آباد پایا ہر مقام پر خوب خوب گل و صنوبر لگے ہوئے تھے سب اہل جزیرہ نے شاہزادہ کے قدم بوسی
حاصل کی شاہزادہ عمارت شاہی میں تشریف لایا صحبت عیش و عشرت ہوئی جام شراب گردش میں
آیا جلسہ ناچ رنگ برپا ہوا چار دن تک محفل عیش برپا رہی پانچویں دن شاہزادہ جزیرہ سے لشکر میں
آیا اور دو روز کے بعد صدف پری زاد سے فرمایا کہ اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہیں تم اپنے جزیرے کو
جاؤ اُسنے عرض کیا کہ میں رکاب سعادت میں رہونگا اب ایک پل جدا نہونگا شاہزادے نے فرمایا کہ تمہارا جزیرہ
ہے اگر تم چلے جاؤ گے تو کیونکر بند و بست ہوگا عرض کیا کہ میں کسیکو یہاں اپنی طرف سے حاکم کرونگا اور آپکے
ساتھ چلونگا فرمایا کہ جاؤ بند و بست کر آؤ وہ رخصت ہوگیا اور اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم جزیرہ کرکے اور بیس
ہزار دیو و پری زاد ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا اب یہاں سامان سفر ہونے لگا خیمہ خرگاہ بار ہونے لگے پس کوس رحیل پر چوب
پڑی اب شاہزادہ بصد جاہ و حشم طرف قلعہ یاقوت نگار کے بخدم و حشم روانہ ہوا قطع منازل و طے کرتا ہوا چلا
اُسکو راہ میں رہنے دیجیے اب کچھ حال قلعہ یاقوت نگار کا سماعت فرمائیے

اب شمہ داستان قلعہ یاقوت نگار و حالات اخضر پری زاد کہ فرمانروا طلسم کے فتح ہونے
کی اور شاہزادے کی مع خدم و حشم ادھر کو آنے کی اخضر پری زاد کا یہ خبر سنکے خوش ہو

ہونا اور براے استقبال پریزادون کو روانہ کرنا شاہزادے کا مع رستم ثانی و شہریار عالیوقار و ایرج نامدار و کل لشکر کے داخل قلعہ ہونا اپنے نانا اور ماں سے ملنا سبکا خوشی کرنا اور محفل عیش کا برپا ہونا بعد اختتام جشن بصلاح ایرج نامدار و شہریار عالیوقار سفر کرنا براے روانگی بہ دہ قاف و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیت

سخن سازے کہ معنی ساز کردہ
سخن را این چنین آغاز کردہ
نویسندۂ دفتر داستان
چنین سے نگارند این داستان
راویان دردو غم و حالیان مسرت
شیم اس مع الشان لسان کو یہ

تحریر کرتے ہین کہ بموجب سرور جنی کے زائچہ کرنے کے اور خبر دینے کہ شاہزادہ سلامت ہے اور بعد چھ ماہ کے بخدم و حشم تشریف لائیگا اسمین فرق نہوگا اخضر پریزاد کو اطمینان ہوا تھا مگر چند دیو پریزاد براے تلاش روانہ کیے اور چند دیو طرف طلسم جہل چراغ شہابی کے روانہ کیے تھے چنانچہ وہ دیو پریزاد براے خبر گئے ہوے ہین نہان اخضر پریزاد انکا انتظار کرتا تھا کہ دیکھیے وہ دیو پریزاد کیا خبر لیکر آتے ہین اور ہر روز اہل دربار سے کہتا تھا کہ وہ دیو پریزاد ابھی تک کچھ خبر لیکر نہین آئے سرور جنی سے کہتا تھا کہ آپ کی مدت کا زمانہ کم ہوتا جاتا ہے اور وعدہ کا دن قریب آتا جاتا ہے وہ عرض کرتا تھا کہ کبھی فرق نہوگا اگر فرق ہو تو مین اپنا خون مع اپنی اولاد کے آپ کو بحل کرونگا فوراً حکم قتل فرمائیگا یہی حال ہر روز اخضر پریزاد مضراب پری اپنی دختر سے آکر بیان کر دیتا تھا کہ سرور جنی کہتے ہین مگر وہ ماں تھی اسکی بیقرار اور اضطراب نہ جاتا تھا رات دن رویا کرتی تھی سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھی چہرہ ارغوانی ہوگیا تھا یا وہ حالت تھی کہ آفتاب شرمندہ ہوتا تھا اخضر پریزاد اسکی حالت دیکھ دیکھکر بہت پریشان ہوتا تھا مضراب پری ہر روز بادشاہ سے کہتی تھی کہ سرور جنی سے دریافت فرمائیے کہ اب کسقدر زمانہ باقی ہے بادشاہ اسکے کہنے سے دریافت کرتا تھا سرور جنی وہی جواب دیتا تھا شہر مین کسی مقام پر بزم عشرت نہ برپا ہوتی تھی سب نے شادیان موقوف کردی تھین شاہزادے کے غم و الم مین مبتلا تھے اس امر کو عرصہ گذرا یعنے پانچ ماہ پندرہ یوم گذرے کہ اخضر پریزاد نے سرور جنی سے کہا کہ اے سرور جنی واقعت اسرار الٰہی جو تمنے حکم لگایا تھا اسکو ایک مدت ہوئی یعنے تمہارے حکم لگانے پر پانچ ماہ پندرہ یوم گذر گئے اب آپکی مدت مین پندرہ یوم باقی ہین اور کوئی خبر مسرت و نسبت کی نہین آئی اسوقت تو زائچہ ملاحظہ فرمائیے سرور جنی نے عرض کیا بہت خوب اسی وقت سوا ہاتھ زمین لیپی اور اصطرلاب کو آفتاب سے مقابل کیا تختہ تفصیل پر قرعہ تفکر کو پھینکا اور احکام استخراج کرنے کے سر اٹھایا مگر چہرے سے آثار مسرت پیدا تھے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو آج کچھ خبر خوش سمع اقدس سے گذرے گی کہ جو باعث رفع پریشانی ہوگی اور اضطراب قلب کو رفع کریگی اور انھین پندرہ یوم مین شاہزادے سے ملاقات ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ حسب المراد واپس آئینگے انکے ہمراہ انکے پدر و عم بھی ہونگے میرے زائچہ مین تو یہی نکلتا ہوا اور یہ میرا علم خبر دیتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہ امر ہے تو مین آج آپکو زر کثیر دونگا کہ آپ سے اٹھ نہ سکیگا یہ فرماکر کہا کہ خدا ایسا کرے تاکہ مضراب کے تو دل کو کل آئے یہان یہ باتین ہورہی تھین کہ یکایک وہ دیو جو کہ طرف طلسم سماہانی کے روانہ ہوے تھے براے دریافت حال اور براے

تلاش سہراب ثانی حاضر خدمت ہوئے آنکی یہ حالت تھی کہ چہرہ پر آثار مسرت ہویدا تھے سانس پھولی
ہوئی تھی حواس بجا نہ تھے فرط خوشی سے انکی عجیب حالت تھی آتے ہی قریب تخت کے پہونچے اور قصد کرتے تھے
کہ کچھ کلام کریں مگر بسبب خوشی کے کلام نہیں کیا جاتا ہی بجز او سلام تک نہیں کیا حضرت نے کہا کہ انکو
اُٹھا لو اور اُنسے کہو کہ کیا ایسی خبر لائے ہیں کہ جو یہ انکا حال ہی میرے دل کو تشویش ہوتی ہی یہ تو وہی لوگ
ہیں جو کہ براے خبر شاہزادہ طرف طلسم چہل چراغ سلیمانی کے گئے تھے ایسے بدحواس ہو کر آئے ہیں
کہ کچھ خیال تک نہیں ہی چند دیو اُٹھے اور انکو اُٹھایا اور کہا کہ حواس درست کرو دیکھو سامنے بادشاہ
تشریف فرما ہیں ایسے منہ لیے ادب ہوگئے ہو کہ کچھ خیال نہ رہا یہ جو کہتوں نے کہا اور انکو اُٹھایا انھوں
نے اپنے حواس درست کیے جب حواس بجا ہوئے سجدہ مجرا کیا پھر دعاے شاہی بجا لائے
اُسکے بعد عرض کیا کہ ہم وہ خبر لائے ہیں کہ حضور ہمکو زر و جواہر سے مالا مال کر دینگے بادشاہ نے فرمایا کہ
بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ غلام بموجب احکام سرکار براے تلاش شاہزادہ بلند اقبال طرف طلسم
کے گئے تھے جب ہم راہ طے کر کے سرحد طلسم پر پہونچے تو ہمنے کوئی وہان آثار طلسم نہیں پایا مگر حد تو ہمکو
معلوم تھی ہم آگے نہ بڑھے اُسی سرحد پر ٹھہر گئے رہے مگر کوئی علامت طلسم نہ تھی کچھ اصناف تھا ہم حیران
رہے کہ یہ کیا سبب ہی وہان قیام پذیر ہوئے کہ شاید کچھ خبر ملے شب جب گذری صبح کو ہم صحرا میں پھرنے
لگے کہ کچھ شکار وغیرہ ملجاے تو اپنی گرسنگی کو شکار کرکے بجھا ویں ہم تلاش شکار کر رہے تھے
کہ ہمنے دیکھا طلسم کی طرف سے چند دیو زاد و پریزاد چلے آتے ہیں ہم اور حیران ہوئے کہ ادھر سے
کوئی آتا ہی نہ جاتا ہی پھر خیال کیا دل میں کہ یہ ساکنان طلسم سے ہیں انکو اختیار ہوگا جب وہ حد طلسم
سے باہر آئے ہم اُنکے قریب پہونچے اور ہمنے اُنسے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے تشریف لاتے ہیں اس
مقام پر تو طلسم تھا اور یہ سرحد طلسم کی ہی ادھر جو جاتا ہی اسیر ہو جاتا ہی اور ہمنے آجتک اُدھر سے
کسی کو آتے نہیں دیکھا آپ کیونکر آگئے تب انھوں نے ہنسکر جواب دیا کہ اے بھائی آگاہ ہو کہ ہم
رہنے والے طلسم کے ہیں اور یہ تمنے سچ کہا کہ یہ سرحد طلسم ہی پس یہ امر ضرور ہی کہ ادھر سے بدون
اجازت بادشاہ کے نہیں آسکتا تھا اور جو اس مقام پر آتا تھا اور حد طلسم پر پہونچا اسیر ہوگیا
یہ ضرور تھا مگر اب وہ بات جاتی رہی جسکا جی چاہے طلسم سے آئے جسکا جی چاہے طلسم کو جاے
اب کوئی روک ٹوک نہیں ہی ہمنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ روک ٹوک جاتی رہی انھوں
نے کہا کہ چند دن کا عرصہ ہوا ہی کہ طلسم کشا نے داخل طلسم ہو کر طلسم کو درہم و برہم کر دیا تمام طلسم
فتح کیا بادشاہ طلسم کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا بلکہ اُسنے اپنی دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ
کر دی ہی تب ہمنے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے یہ طلسم کیون درہم و برہم کیا انھوں نے جواب دیا
کہ طلسم کشا کے جد و پدر و عم اس طلسم میں کسی سبب سے اسیر ہوگئے تھے انکی رہائی کے
لیے طلسم فتح کیا بڑا مال و اسباب مع بارگاہ و خزانہ کے ہاتھ آیا تب ہمنے کہا کہ طلسم کشا کا اور
اُنکے بزرگوں کا کیا نام ہی اور طلسم کشا کا سن کیا ہوگا اور اب طلسم کشا کہاں ہی اور کہاں انکا رہنے والا
ہی تب انھوں نے جواب دیا کہ طلسم کشا کے جد کا نام ملکشاہ ایرج نوجوان پدر کا اسم سام سوار یکہ
رستم ثانی عالیشان و عم کا نام شہریار عالیوقار اور خود طلسم کشا کا اسم نامی سہراب ثانی
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان ہی اور لقب طلسم کشا ہی اور سن کوئی نو دس برس کا
ہوگا ابھی جوان رعنا ہی طلسم کشا کا مسکن قلعہ یاقوت نگار ہی طلسم کشا کو اسم ہی [illegible]

بادشاہ پردہ پنجم قاف کا اب طلسم کشا نے شہر اژدریہ و قلعہ طلسمی کا بندوبست کر کے مع خدم و
حشم کی طرف مرحلہ جات کے کوچ فرمایا ہے کہ سب مرحلوں کی سیر کرتے ہوئے اپنے ملک کو
جاوینگا جب یہ سنا فورا وہان سے ادھر کو روانہ ہوئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کریں
کہ ہمکو یہ حال معلوم ہوا ہے حاضر ہو کر عرض کیا ہے جو اخضر پریزاد نے سنا چہرہ فرط خوشی سے سرخ
ہوگیا اور جسم فرط مسرت سے ایسا بالیدہ ہوگیا کہ پیرہن تنگ ہوگیا اہل دربار کا یہ حال ہوا
خوشی سے ہر ایک کا دل مثل گل شگفتہ ہوگیا سرور جنی تو نہال ہوگیا کہ میرا حکم سچا نکلا بس
اخضر پریزاد نے اسیوقت ہر ایک دیو و پریزاد کو جو کہ خبر لیکر آئے تھے خلعت گران اور زر کثیر
مرحمت کر کے رخصت کیا وہ خوشی خوشی سلام و مجرا کر کے اپنے مقام پر آئے سرور جنی کو استقدر
زر و جواہر مرحمت کیا کہ وہ مالا مال ہوگیا حکم دیا کہ خوشی کی نوبتیں بجیں توپیں فیر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ
اسیوقت نوبتخانے میں خبر پہونچی نوبتیں بجنے لگیں توپیں فیر ہونے لگیں اہل شہر کو بھی معلوم ہوا کہ
شاہزادے نے طلسم فتح کیا اب ادھر کو تشریف لاتا ہے ابھی یہ خبر آئی تھی کہ اہلی خوشی بادشاہ نے
فرمائی ہے سب خوش ہوئے غم و رنج دلوں سے دور ہوئے جب یہ خبر محل میں پہونچی پریوں نے جو سنی
از حد خوش ہوئیں چہل پہل مچ گئی مضراب پری مادر سہراب ثانی اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی تھی
کہ اسکے کان میں نوبت بجنے کی صدا آئی سر اٹھا کر اپنی خواصوں سے کہا کہ باوجودیکہ بادشاہ نے
حکم دیدیا تھا کہ کوئی بزم عشرت برپا نہ کرے اہل شہر نے شادی برپا کی ہے کسکے گھر میں شادی
کی نوبت بج رہی ہے کوئی حکم شاہی کا خیال نہ کیا انھوں نے عرض کیا کہ سزا پائیگا یہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک
پری دوڑی ہوئی آئی اور ملکہ سے عرض کیا کہ مبارک ہو کچھ خبر خوش آئی ہے جو بادشاہ نے نوبت
کے بجنے کا حکم دیا توپیں فیر ہو رہی ہیں شہر بھر سب خوش ہیں آپ کی بالادہ کی خواصیں خوش
خوش پھر رہی ہیں اور مبارکباد دے رہی ہیں یہ جو آکے عرض کیا ملکہ اپنے مقام سے اٹھی
اس سے کہا کہ کیا بادشاہ تشریف لاتے ہیں اس نے عرض کی کہ ابھی تو نہیں مگر میں نے کسی پہرہ
والے سے سنا آپ نے آکر محل میں سب سے کہا بس ملکہ اپنی خواصوں کو لیکر طرف قصر شاہی کے
چلی ادھر سب خواصیں مضراب پری کی گھیر رہیں اور مبارکباد دے رہی ہیں کہ ابھی خبر آئی
ہے کہ شاہزادے نے طلسم فتح کیا اور سب کو رہا کیا اور ادھر کو تشریف لاتے ہیں اسی سبب سے
بادشاہ نے خوشی کا حکم فرمایا ہے سب خوش ہو رہے ہیں کہ مضراب پہونچی مع اپنے خواصوں کے
آئی خواصوں نے ملکہ کو بھی یہی کہکر مبارکباد دی ملکہ نے کہا کہ کیا معلوم کیا خبر آئی ہے بادشاہ تشریف
لائیں تو معلوم ہو تمھارے منہ میں گھی شکر یہی خبر آئی ہو یہ کہکر ملکہ کے پاس بیٹھ گئی اسنے
بلا بھیں لیں وہاں بادشاہ نے دربار برخاست کیا خوشی خوشی ہر سردار طرف اپنے مکان کے
روانہ ہوا باہم یہ تذکرہ کرتے جاتے تھے کہ یہ لوگ کیا صاحب اقبال ہیں دیکھو تو کیونکر تنہا
طلسم فتح کیا اور سب کو رہا کیا کیوں نہ ہو کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں اہل دربار تو تمام
یہ باتیں کرتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے سرور جنی خوش خوش زر کثیر لیکر اپنے مکان پر آیا
یہاں بادشاہ شاد و خرسند رنج و غم سے آزاد داخل محل ہوا جبھی سے بادشاہ کو آتے دیکھا
مجرا بجا لائیں ہو دو کھڑے ہو گئیں بادشاہ اپنے قصر میں آ گئے تو زوجہ و دختر نے تعظیم کی
مضراب نے مجرا کیا بادشاہ نے دعا دی اور مسند پر بیٹھ گئے مضراب نے خود پوچھا کہ کیا

کچھ میرے لاڈلے کی خبر خوش آئی بادشاہ نے فرمایا کہ مبارک ہو کہ تمھارے فرزند نے طلسم فتح کر لیا ہی
اپنے باپ و چچا کو رہا کیا اب مع خدم و حشم کے آتا ہی جسقدر سرور حبشی نے کہا تھا سر مو فرق نہوا یہ کہکر
جو خبر دیو و پریزاد لیکر آئے تھے اور انھون نے جو بیان کیا تھا سب دختر سے بیان کیا مضراب خوش تو
ہوئی اور کہا کہ ای والد بزرگوار یہ جو کچھ آپنے فرمایا سب درست ہی مگر اندھا تب پتیائے جب دو آنکھیں
پائے تاوقتیکہ وہ یہان نہین آلیتا ہی مجکو نہین یقین آتا ہی نہ میرے دلکو قرار آتا ہی خیر یہ تو معلوم ہوئی کہ زندہ ہی
بادشاہ نے فرمایا کہ ای بیٹا خوش ہونے کا مقام ہی کہ یہ خبر آئی خدا وہ دن بھی لائیگا کہ وہ ہمسے آکر ملیگا اس دن
کی کب امید تھی مضراب نے کہا کہ یہ امر ضرور ہی لیکن بادشاہ نے سمجھا کر سیاہ پوشاک بدلوائی دلکو تسکین دی ادھر
اہل محل نے مبارکباد دی انکو انعام دیا گیا اب یہان سب خوش ہین دوسرے دن پھر دربار کیا گیا اسی
طور سے آٹھ روز گذرے تھے مضراب جب بادشاہ محل مین دربار سے آتا تھا تو دریافت کرتی تھی
کہ کچھ خبر آئی بادشاہ فرماتا تھا کہ ابھی نہین آئی وہ خاموش ہو رہتی تھی گو خوش تو ہوتی تھی مگر مغموم بھی تھی آ
امر کو آٹھ روز گذرے اور کوئی خبر نہ آئی بادشاہ دربار مین جلوہ فرما تھا مگر اسدن کچھ مغموم تھا کسی سے کلام نہ
کیا تھا کہ چند دیو اور پریزاد آکر اسی حالت سے جیسے کہ وہ دیو و پریزاد آئے تھے حاضر دربار ہوئے سامنے
دیکھا کہ یہ وہ دیو و پریزاد ہین جو اطراف و جوانب مین برائے تلاش شاہزادہ بحکم بادشاہ گئے تھے جب انکے
بھی حواس درست ہوئے انھون نے مجرا و سلام کیا دعا و ثنا بجا لائے عرض کیا کہ وہ خبر لائے ہین کہ
ہمارے دہن جواہر سے بھر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم سرکار
برائے تلاش شاہزادہ روانہ ہوئے اسقدر زمانہ تک کوہ و صحرا گلشن و دریا مین اُس گوہر نایاب شہریاری
و گل شاداب بختیاری کو تلاش کیا کہین نپایا آخر کو پریشان ہو کر واپس چلے آتے تھے جب
قریب اپنے ملک کے پہونچے دیکھا کہ کوسون تک خیمہ و بارگاہ ہین برپا ہین اور ایک لشکر کثیر فروکش ہی
بازار ہین آراستہ ہین کٹورا اکڑتا رہا ہی نشان لشکر کھلے ہوئے ہین ایک بارگاہ وسط لشکر مین برپا
ہی کہ جسکا کلس طلائی ہی وہ تمام بارگاہ کارچوبی ہی بلندی اسکی بلندی فلک سے کم نہین ہی وہ
بارگاہ فلک بارگاہ ایسی ہی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اسکے روبرو یہ نہ سمجھو کہ فلک
وقار مین کم ہی اس بارگاہ پر تمام گوہر شب چراغ نصب ہین اور ایک طرف ایک لشکر ایسا ذی
ہی کہ جسکے اسلحہ و لباس سب نئی وضع کے ہین اور سب پر جڑاؤ شب چراغ کا کیا ہوا ہی ہم لشکر
اور بارگاہ دیکھکر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ جلیل کی بارگاہ اور لشکر ہی کیا کسینے ہمارے
بادشاہ پر لشکر کشی کی ہی صورت بدل کر داخل لشکر ہوئے پر اس لشکر مین سوائے دیو زاد و
پریزاد کے اور کسیکو نہ پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہی طلسم کو فتح کیے
ہوئے اپنے بزرگون کو رہا کیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہی یہ بارگاہ اور خیمہ و خزانہ و اسلحہ
و لشکر سب طلسمی ہی جسکے نام دریافت کیا تو کہا کہ سہراب ثانی نبیرہ رستم ثانی نبیرہ حمزہ صاحبقران
زلزلہ قاف ثانی سلیمان ملقب بہ طلسم کشا طرف قلعہ یاقوت نگار کے جاتے ہین چونکہ قلعہ
یہانسے بہت قریب ہی اور چندے یہان قیام فرمانا مع لشکر کے منظور ہی کسی کے ذریعے سے
خبر کرانہین بس یہ سنکر کہ لشکر طلسم کشا ہی یہ جو ہمنے سنا اور معلوم ہوا کہ اسوقت طلسم کشا
اپنی بارگاہ مین تشریف فرما ہین دربار آراستہ ہی گو انکے بیان سے نقصان ہوگیا تھا کہ ہمارے
شاہزادے کا لشکر ہی اور وہی فاتح طلسم ہی مگر خیال کیا کہ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لوین

تبدیل کرکے داخل دربار ہوئے وہ بارگاہ دیکھی کہ کبھی خواب میں نہ دیکھی تھی حضور عجب شعر
عجب بارگاہ عجب کر و دار ہو ۔ تو گوئی کہ یک عرش و کرسی شد آ ۔ وہ بارگاہ دیکھی کہ موتی جالے
رستے تمام ستون الماس نگار وشت چراغی ہیں فرش مخمل کا بچھا ہے گلدستے لگے ہوئے
ہیں فرش پر کارچوبی کام ہے اندر بارگاہ کے سب زر و جواہر نصب ہیں گلدستہ جواہرات کے طلائی
گملون میں ہیں جن میں پھول کا درخت ہے اسکا عطر اسمیں بھرا ہوا ہے منقلین روشن ہیں عود و
عنبر مشک سلگ رہا ہے خوشبو سے دماغ معطر ہوئے جاتے ہیں ایوان بارگاہ میں ہزارون دنگل و
کرسیاں جواہر نگار آراستہ ہیں وسط میں تخت آراستہ ہے اسپر قاشمہ پڑا ہوا ہے دیکھا کہ ہزارون
دیو و پریزاد کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ جنکو ہمنے آج تک نہیں دیکھا انمیں ہر ایک رستم
وقت و اسفندیار زمانہ معلوم ہوتا ہے سب کرسیاں و دنگل سرداروں سے مملو ہیں ہم تعجب ہیں چند بادشاہ
پریزاد و دیوزاد بیٹھے ہوئے ہیں اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک دنگل پر ہمارا شاہزادہ بصد شان و
شوکت جلوہ فرما ہے لباس زرنگار زیب تن ہے جسمیں تمام گوہر شب چراغ نصب ہیں خود طلائی
سر پر ہے زرہ مشبک چہار آئینہ جسم اقدس پر ہے اسلحہ جواہر نگار زیب کمر صندلی شوکت پر متمکن ہے انکے
برابر اور ایک جوان جنکو ہمنے اوقات میں دیکھا مگر بالکل ہمشکل جلوہ فرما ہیں وہ بھی لباس پر تکلف
سے آراستہ ہیں اسلحہ لگائے ہوئے ہیں انکے برابر ہمارے آقا و پیر و مرشد والد بزرگوار
شاہزادہ سہراب ثانی آپکے خویش رستم ثانی دنگل شوکت پر لباس پر تکلف
سے آراستہ جلوہ فرما ہیں انکے برابر ایک دنگل پر عم نامدار کشا شاہزادہ عالیوقار شہریار ذوالفقار لباس
نفیس و اسلحہ سے آراستہ جلوہ فرما ہیں باقی اور بہت سے سردار ہیں یہ جو سننے دیکھا حواس جاتے
رہے شاہزادہ اپنے اہل دربار سے فرمارہا ہے کہ اب تو قلعہ یاقوت نگار بالکل قریب ہے کل کسکو یہانسے
اپنے نانا کی خدمت میں روانہ کرینگے اور انکو اپنے آنے سے آگاہ کرینگے سب کہ رہے ہیں بہت
خوب بس ہم یہ حال دیکھکر بارگاہ سے باہر آگئے اور فوراً ادھر کو راہی ہوئے اب حاضر
خدمت ہوکر سب حال عرض کیا اب ہم لوگ امیدوار انعام ہیں اور حضور پر تو یہ کوہسار
ہو یہ جو ان سب نے حال کہا تو ہر ایک اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ دل ہر ایک کا مثل گل
شگفتہ ہو گیا اور اسنے اٹھکر بادشاہ کو مبارکباد دی اور گستاخانہ اور بے ادبانہ کہا کہ انعام
ملے احمق کا تو یہ حال ہے کہ پھولوں نہیں سماتا ہے باچھیں تا بنا گوش پہونچ گئی ہیں ہر مرتبہ
سرورجنی کی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ واقعی مثل آپکے کوئی اب احکام لگانے والا نہیں
ہے سرورجنی عرض کرتا تھا کہ آپکی قدردانی اور غلام نوازی ہے بس احمق پریزاد نے اُن دیو و پریزاد
کو انعام کثیر دیکر رخصت کیا اور اہل دربار کو بھی انعام علے قدر مراتب مرحمت کیا سرورجنی کو تو نہال
کر دیا نوبت خانون کے آراستہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نقارہ خوشی پر چوب پڑے تو ہمیں
خبر ہوں اہل شہر خوشی کریں یہ حکم دیکر سرورجنی سے فرمایا کہ اے وزیر اعظم و اے دستور مکرم تم کل لشکر
اور سرداروں کو لیکر برائے استقبال جاؤ سرورجنی نے عرض کیا بہت خوب بس دیو ہومان اپنے
سپہ سالار سے کہا کہ تم بھی سرورجنی کے ہمراہ جاؤ اور چند سرداروں کو حکم دیا کہ تم یہیں رہو بس
بعد ان احکام کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سرور اپنے مکان پر آیا اور سامان کرکے
مستعد ہوا ادھر سرورجنی بھی لباس وغیرہ سے آراستہ ہوکے دیو ہومان نے لشکر کو آراستہ کیا

بس بڑے خدم و حشم سے ہمراہ سے استقبال طرف لشکر سہراب ثانی کے روانہ ہوئے دو
پریزاد بھی ہمراہ تھے جو کہ لشکر میں آگئے تھے یہاں تمام شہر میں غل مچا ہوا تھا کہ شاہزادہ تشریف
لایا بیرون شہر فروکش ہے مع اپنے والد و چچا کے ہمراہ آگئے لشکر اور خزانہ کثیر طلسمی ہمراہ ہے
اہل شہر خوش ہو رہا ہے ادھر یہاں نوبت خانے آراستہ کیے گئے نوبتیں بجنے لگیں توپیں [illegible]
ہونے لگیں شہر کی آرائش کا حکم دیا تھا تمام شہر خوب صاف کیا گیا آئینہ بندی ہوئی بازار آراستہ
کیے گئے یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے وہاں محل میں ملکہ مشراب پری اپنے مقام پر [illegible]
ہے اور خیال کر رہی تھی کہ آج جو بادشاہ دربار سے تشریف لائینگے تو میں اُن سے کہونگی کہ [illegible]
سے فرمائیں کہ پھر وہ کوئی احکام لگائیں اُس خبر کو بھی آئے ہوئے آٹھ روز ہوئے [illegible]
اپنے دل سے کہہ رہی تھی کہ یکایک چند پریزادیں دوڑی ہوئیں آئیں اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا
کہ خدا حضور کو مبارک کرے حضور کے صاحبزادہ بلند اقبال تشریف لائے اور حضور آپکے ہمراہ
آپ کے شوہر بھی تشریف لائے ہیں اور دیور بھی اور خسر بھی مع مراد کے آگئے ہیں ملکہ
ازحد خوش ہوئی جو محلدار خوش خوش ہنستی ہوئی آئی اسمیں محلداروں نے صلاح کی کہ ملکہ سے
انعام لو کہ آگئے داماد اور نواسہ دونوں مع الخیر آگئے ہیں ابھی میں ڈیوڑھی پر گئی تھی تو ایک غل
شور خوشی کا سنا اور یہ سنا کہ توپیں فیر ہو رہی ہیں نوبتیں بج رہی ہیں میں نے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ ان پریزادوں نے آکر بادشاہ کو دربار میں خبر دی ہے کہ شاہزادہ مع لشکر
کے بیرون شہر قیام پذیر ہے بس بادشاہ نے آراستگی شہر کا حکم دیا توپیں فیر ہونے کا حکم فرمایا
اور نوبتیں خوشی کی بجنے کا اور سب سرداروں اور اپنے وزیر کو مع لشکر کے ہمراہ استقبال
روانہ کیا ہے وہ سب گئے ہیں بس اوسوقت ہم ملکہ کو مبارکباد دیں ادھر ملکہ وہ سبکے سب ملکہ عالم کے حضور
میں گئیں میں مبارکباد دینے کو جو یہ سنا تو ہم ادھر آئے یہ سنا تھا کہ مشراب پری کو
ایسی خوشی ہوئی کہ باچھیں تا بہ بناگوش پہونچ گئیں چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا نور رخ پر نمود
کر آیا پیرہن تنگ ہو گیا سب نے مبارکباد دی فرمایا کہ بی بیوں تمکو بھی مبارک ہو بادشاہ
سے دریافت کرلوں پھر انعام دونگی اور تم سب کو خوش کروں گی سب نے عرض کیا
بہت خوب ملکہ کو دو خوشی ہوئیں ایک تو فرزند جگر پیوند کے آنے کی دوسرے اپنے عاشق
و شیدا رستم ثانی یعنی اپنے شوہر کے آنے کی کہ ایک مدت کے بعد پھر ملاقات نصیب
ہوئی ملکہ سب خواصوں کو ہمراہ لیکر فوراً اپنی ماں کے قصر میں آئی یہاں بھی مجمع خواصوں کا
پایا اور دیکھا کہ ہر ایک خواص مبارکباد دے رہی ہے اور ملکہ عالم آن سبکو انعام دے رہی
ہیں اُن خواصوں نے جو مشراب پری کو آتے ہوئے دیکھا [illegible] ہجوم کیا اور سب نے
مبارکباد دی ملکہ اپنی والدہ بزرگوار کے پاس پہونچی تسلیم کو سر جھکایا اُن کے دست شفقت
پشت پھیرا اور اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا کہ لو بیٹی شوہر کا آنا تمکو مبارک ہوا اور فرزند کا بھی [illegible]
جو محلدار سے سنا تھا وہ سب بیان کیا جہاں تک ملکہ نے سہراب ثانی کا ذکر کیا [illegible]
پری سنا کی جب رستم ثانی کا نام لیا اسوقت سر جھکا لیا مگر خوش بہت ہوئی یہاں تو انعام
وغیرہ تقسیم ہو رہا تھا کہ بادشاہ محل میں تشریف لائے ایک دھوم مبارک اور سلامت کی
لگی خواصوں وغیرہ نے بادشاہ کو گھیر لیا کہ حضور کو مبارک ہو انعام مرحمت فرمائیے فرزند

کا بھی آنا اور خویش کا بھی آنا خوشی کا باعث ہی بادشاہ نے سبکو انعام دیا اور اپنی زوجہ کے پاس آئے ملکہ نے
تعظیم کی مضراب پری نے مودب ہوکر سلام کیا بادشاہ نے دعا دی اور مسند پر بیٹھے
بیٹھتے ہی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے مضراب مبارک ہو تمھارا فرزند بھی آگیا تمنے اتنے
عرصہ مین کیا اپنا حال کر لیا تھا خیر خدا نے تم سب پر رحم کیا ہمکو تو تمھارے فرزند کی امید
نہ تھی یہ فرماکر جو پریزادون نے آکر کہا تھا سب بیان فرمایا اور جو بندوبست کیا تھا وہ
بیان کیا پس یہ سنا تھا کہ مضراب بہت خوش ہوئی اسیوقت صحنک ورت جگے کا سامان
ہونے لگا دونے پریان آنے لگین حاضری کا بندوبست ہوا سب اہل محل نے تبدیل لباس
کیا ملکہ نے پوشاک کو بدلا اور سب نے اپنا اپنا بناو کیا ملکہ نے بھی غسل کیا اور پوشاک
بدلی یہان تو یہ سب بندوبست ہی وہان سرو رحجنی سب سردارون کو لیکے بیرون
شہر آئے اور لشکر کو آراستہ کرکے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہی
کہ جب شاہزادے نے جبینہ پرہ ارغوان سے کوچ کیا تو بعد قطع منازل وطی مراحل جب
قریب شہر یاقوت نگار و قلعہ کے پہونچے تو لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا کہ اسی مقام پر
لشکر فروکش ہو یہ مقام بہت عمدہ ہی ہم یہان سے کسی پریزاد کو روانہ کرینگے کہ وہ جاکر
ہمارے آنے کی خبر کرے پس اس سبب سے وہ لشکر وہان فروکش ہوا تھا اور اُن
پریزادون نے دیکھا تھا اب ملاحظہ فرمایئے کہ لشکر تو یہان فروکش ہی سرو رحجنی
مع لشکر کے آکر پہونچا ایک لشکر کثیر اُترا ہوا دیکھا ان لوگون نے جو لشکر آتے ہوئے دیکھا
تو یہ خیال کیا کہ نہ معلوم یہ لشکر کسکا ہی کوئی مقابلہ کرنے تو نہین آتا ہی پریزاد روانہ کیے
اُدھر پریزادون نے جو خبر لیکر گئے تھے اور ہرا سے نشان دہی ہمراہ تھے سرو رحجنی وسردارون
سے عرض کیا کہ یہی لشکر ہی کہ جو سامنے فروکش ہی پس سرو رحجنی نے اپنے لشکر کو اُسی مقام ٹھہرایا
اور خیمہ وغیرہ برپا کرا کے اور خود بھی اُترے چونکہ رات ہو گئی تھی اُسوقت جانا مناسب نہ سمجھا
رات اُسی مقام پر اپنے لشکرون بسر کی اُدھر پریزاد جو لشکر مین آئے تھے وہ دریافت کرکے اپنے
لشکر مین آئے اور سردارون سے کہا کہ یہ لشکر قلعہ یاقوت نگار آیا ہی سرو رحجنی اسکا سردار
ہی اختصر پریزاد برائے استقبال طلسم کشا روانہ کیا ہی لوگ خاموش ہو رہے چونکہ دربار
برخاست تھا شاہزادے تک خبر نہوئی آمد لشکر کی کیونکہ شاہزادہ اپنے ناموس مین تھا پس
رات اُسی خوشی مین سرو رحجنی نے بسر کی بوقت صبح لباس سے خود بھی آراستہ ہوا اور
سردارون کو بھی آراستہ کیا اور مرکبون پر سوار ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اپنے لشکر کو
اُسی مقام پر رہنے دیا جب داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سد راہ ثانی ہوئے تو اُنھون نے کہا
کہ تم ہمکو منع نہ کرو ہم شاہزادے کے بلانے کو ملازم ہین کوئی ہم ادنی مرتبے کے ملازم نہین ہین
ہم لوگ کوئی وزیر ہین کوئی سپہ سالار ہین ہم شاہزادے کے استقبال کو لشکر لیکر آئے ہین اب
آنکی قدمبوسی کو جاتے ہین یہ جو کہا اور اُن سب نے معزز بھی پایا خاموش ہو رہے پس
سرو رحجنی مع کل سردارون کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے جاتے تھے
جتنا اُن پریزادون نے بیان کیا تھا اُس سے زیادہ پایا ایک طرف دیکھا کہ ایک خیمہ ناموس کا
برپا ہی اُسکے قریب پہرہ چوکی خوب ہی جہان شاہزادے کی بارگاہ تھی تشریف لائے اور

اور سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا کہ ان سرداروں نے جنھوں نے خبر منگائی
تھی کل قریب شام کے ایک لشکر آپ کے لشکر کے قریب آکر فروکش ہوا ہے ہمنے جو خبر منگائی
تو معلوم ہوا کہ سرور حبشی لشکر لیکر آپ کے استقبال کو آئے ہیں ہم اسوقت خبر نہ کر سکے
کیونکہ حضور محل میں تھے یہ جو شاہزادہ نے سنا فرمایا کہ میرے نانا کو کیونکر خبر ہو گئی جو انھوں
نے سرور حبشی اپنے وزیر کو مع لشکر کے روانہ کیا ہے میں خود اس فکر میں تھا کہ کسکو روانہ
کروں کہ انکو خبر ہو گئی خیر کوئی جا کر درگہ سالار کو منع کرے کہ اگر سرور حبشی خواہ اور کوئی
سردار اندر آنے کا قصد کریں تو اُسکو روکنا نہیں سب کے نام بتا دیے ابھی کوئی
چلا نہ تھا ادھر سے سرور حبشی مع سرداروں کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے قریب بارگاہ آ گئے
بارگاہ کو بھی اس سے زیادہ مزین پایا در بارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ جاکر ہماری خبر کرو
کہ آپ کے نانا اخضر پریزاد کا غلام وزیر مع چند غلاموں کے حاضر در دولت ہے سرور حبشی
اسکا نام ہے اور ایک غلام کا دیو ہوماں نام ہے باریابی کا خواستگار ہے بس وہ کالکال یہاں
سے اٹھکر چلا وہاں شاہزادہ حکم دے رہا تھا کہ کوئی انکو نہ روکے بس کالکال نے جا کر
مجرا کیا اور عرض کیا کہ سرور حبشی و دیو ہوماں اور چند پریزاد و دیوزاد فرستادہ اخضر پریزاد
بادشاہ پنجم قاف حاضر در بارگاہ ہیں باریابی کے خواستگار ہیں یہ سنا تھا فرمایا کہ تمنے آنے
کیوں نہ دیا وہ لوگ اس لائق نہ تھے کہ انکے آنے کی خبر کیجاتی تعجب اجازت کی جب وہ حاضر
آتے بلکہ آنکے لیے ہر وقت اجازت ہے اُسنے عرض کیا کہ میں حال سے آگاہ نہ تھا فرمایا
کہ بہت جلد انکو اندر روانہ کرو بلکہ چند سرداران سے کہا کہ تم استقبال کرکے لاؤ یہاں
سے سردار چلے وہاں درگہ سالار نے کہا کہ آپ سب لوگ تشریف لیجائیں بس سرور حبشی
ادھر سے چلا ان سرداروں سے تیسرے جلوخانہ میں ملاقات ہوئی سرور حبشی نے ہر جلوخانہ
کو ایک جلوخانہ سے زیادہ تر آراستہ پایا ابھی چند جلوخانے طے نہ کرنے تھے کہ سامنے سے سردار
نظر آئے دیکھا کہ چند دیو و پریزاد قوی ہیکل قوی بازو لباس نفیس و اسلحہ سے آراستہ ہماری
طرف اندر سے بارگاہ کے چلے آتے ہیں ان سرداروں نے دیکھا کہ ایک مرد پیر باریش
سفید پوشاک پرتکلف پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر رکھے اور اسکے برابر
ایک دیو قوی ہیکل قوی بازو کہ جسکے لباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سپہ سالار لشکر
میں تھا اور بہت سے سردار بھی چلے آتے ہیں وہ لوگ سرور حبشی وغیرہ یہ سمجھے
کہ یہ سردار شاہزادہ نے استقبال کے لیے بھیجے ہیں اور یہ بھی سمجھ گئے کہ یہی سرور حبشی
اور سب سردار ہیں برابر سے ہاتھ صاحب سلامت کے آگے بڑھے جب دونوں طرف
کے سردار قریب پہونچے سرداران شاہزادہ نے مزاج پرسی میں سبقت کی
جب مزاج پرسی ہو چکی اور سب حال باتوں باتوں میں دریافت ہو گیا تب انکو لیکر داخل
ہوئے سب جلوخانے طے کرکے جب صحن بارگاہ میں پہونچے سرور حبشی نے عجب بارگاہ
پائی کہ کسی نے نہ دیکھی تھی بارگاہ کو سب سرداروں سے بھرا ہوا پایا رستم ثانی و شہریار
و سہراب ثانی کو اور باقی اہل بارگاہ کو نہ پہچانا دیکھا کہ برابر سہراب ثانی کے اور ایک
بزرگوار تشریف فرما ہیں جو کہ بالکل مشابہ ہیں رستم ثانی و سہراب ثانی سے ادھر سے رستم ثانی

و شہریار نے سرور جنی اور کل سرداروں کو بھیجا تھا مگر ایرج نامدار و کل اہل دربار نے
دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار با ریش سفید مندیل وزارت سر پر اور بہت سے دیوزادے پیرزادے ہمراہ ہیں
مگر سب سردار معزز معلوم ہوتے ہیں ہمارے لشکر کے سرداروں کے ہمراہ ادھر کو چلے آتے ہیں
جب وہ قریب ایوان پہونچے رستم ثانی و شہریار نے سب اہل دربار سے کہدیا کہ برائے تعظیم
اٹھو اور خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ وہ مرد بزرگ ہے کہ اسکا مرتبہ کیا بیان کیا جائے
عبد الرحمن جنی سے کم نہیں ہے سب اہل دربار کھڑے ہو گئے سہراب ثانی نے چند قدم
بڑھکر سرور جنی کو سلام کیا اور دیو ہو بان کو کیونکہ شاہزادہ توران سنگی کو دیوں کا کھلایا
ہوا ہے سرور جنی نے دعائے ترقی عمر و اقبال کی دی پس شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے ایوان میں
لے آیا سرور جنی نے شاہزادے کے ہاتھ چومے گلے سے لگایا باقی اور سب سرداروں نے
شاہزادہ و رستم ثانی و شہریار کو مجرا کیا سرور جنی بھی رستم ثانی و شہریار سے ملے اور ایرج
نامدار نے رستم ثانی کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہیں رستم ثانی نے فرمایا یہ میرے
پدر بزرگوار ملک ایرج نامدار فرزند ہیں ملک قاسم نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ہیں انھیں کا
غلام ہوں یہ سنا تھا کہ سرور جنی نے ایرج نامدار کو بھی سلام کیا اور ہاتھوں کو چوما اور سب
سرداروں نے بھی پس تخت آیا اس پر سرور جنی بیٹھے اور سب سردار اپنے اپنے مرتبہ
سے بیٹھے جب سب بیٹھ چکے سرور جنی نے شاہزادہ سے کیفیت طلسم دریافت کی شاہزادے
نے سب ابتدا سے آخر تک بیان کی رستم ثانی سے اسیری کا حال دریافت کیا اور شہریار سے
انھوں نے بیان کیا پھر ایرج نامدار سے دریافت کیا آخر جو گذرا تھا انھوں نے بیان کیا
شاہزادے نے سب سرداروں کے نام بتائے اور کہا کہ ان لوگوں کو میں سرحد طلسم سے
رہا کرکے لایا ہوں اور ان لوگوں کو قید خانہ طلسم سے جب یہ سب باتیں ہو چکیں شاہزادے
نے انحضر پیرزادہ اور اپنی والدہ کا حال دریافت کیا تب سرور جنی نے کل حال جو کچھ گذرا
تھا سب بیان کیا اور کہا کہ آپ بہت جلد تشریف لیچلیے وہ لوگ بہت بیقرار ہیں شاہزادہ
نے جو حال سنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ بہت خوب میں آج ہی کوچ کرتا ہوں پس یہ کہکر حکم دیا
کہ لشکر تیار ہو اور جو سامان سفر ہو وہ سب بار ہو پس یہ حکم دیا تھا کہ سب سامان بار ہو
بار ہو گیا تا سوس سوار ہوئے شاہزادہ بھی سوار ہوا مرکب طلسمی پر پس اسکے بعد اور سب
سوار ہوئے سرور جنی ہمراہ رکاب چلا لشکر نے کوچ کیا ادھر وہ لشکر بھی یہ خبر سنکے کہ شاہزادے
نے کوچ کیا سب اپنا اسباب بار کرنے کے آمادہ کھڑا تھا جو کہ ہمراہ سرور جنی کے آیا تھا پس
وہ بھی لشکر شامل ہو گیا شاہزادے نے یہاں سے مع حشم و خدم کے کوچ کیا ڈنکے پر چوب
پڑتی جاتی تھی باجے بجتے جاتے تھے وہاں انحضر نے اور مضراب پری نے کل اہل شہر اور اہل محل
نے وہ رات خوشی میں بسر کی صبح کو سب اہل شہر تو گلی کوچوں میں آکے جمع ہوئے کثرت
اہل شہر سے راہ نہ ملتی تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا دوکانوں اور گھروں پر اسقدر
کثرت سے اہل شہر نکل کر آ گئے تھے پڑتے تھے رعیان شہر اپنے اپنے مکانوں پر
سر براہ کرسیاں ڈالے ہوئے بیٹھے تھے ہر ایک طرف خوشی تھی کہ شاہزادہ تشریف لائے
ہم تو بتیاں نہیں رہی تھیں سب برائے تماشا جمع ہوئے تھے کہ سواری شاہزادے کا تماشا دیکھیں گے

اندرون محل شاہی سنہنے بناؤ کیا تھا ملکہ مضراب کو آراستہ کیا تھا سحاب پری الگ خوش خوش
تھی تمام اہل محل خوش تھے بلکہ مضراب پری سحاب پری مع اپنی خواصوں کے طبق جواہر و زر سرخ سے لیے
ہوئے شہزادہ پر نثار کرنے کو کھڑی ہوئیں یہیں یہاں تو یہ بندوبست تھا ادھر اخضر برزاد
بعد الفراغ امور ضروری کے محل سے برآمد ہوا چند ہرکارے روانہ فرمائے اُنسے کہا کہ جب سواری
شاہزادے کی قریب عمارت شاہی کے آجائے مجھکو خبر کرنا میں برائے استقبال بیرون دربار
جاؤنگا گر وہ میرے فرزند کا فرزند ہے مگر اُسنے وہ کام کیا ہے کہ جو بزرگ کرتے ہیں پس اسکی تعظیم کرنا ضرور
لازم ہے پس یہ جو حکم دیا ہرکارے روانہ ہوئے یہاں بادشاہ جو سردار نامی آئے تھے اُنکی جمعیت
سے دربار میں تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے سیارہ ثانی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب سے شاہزادہ
غائب ہو گیا تھا کہ سب لباس ترک کیا تھا فقیری اختیار کی تھی شہر میں ایک مکان مختصر لیا تھا اُسمیں
رہتا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ شاہزادہ تشریف لایا ہے اور میرا آقا رستم ثانی طلسم سے رہا ہوا ہے اور
شہریار اور ایرج نامدار بھی یہ سب ہمراہ ہیں پس سیارہ ثانی لباس نکری تبدیل کرکے لشکر میں آیا
شاہزادے کے سب لوگ نیز ملا رستم ثانی وغیرہ کے قدم چومے شاہزادہ نے اُسکو خلعت وغیرہ سے
سرفراز کیا اُسنے اپنی سرگذشت سب بیان کی جو کہ جلد اول میں بیان ہوئی تھی ناظرین کو یاد ہوگی رستم
ثانی نے سب اپنی حالت بیان کی ایرج نامدار نے بھی شہریار نے بھی سہراب ثانی نے بھی اپنی کیفیت سب
بیان کی یہ سب واقعات کہ اُسمیں گذرے تھے کہ تھوڑے دن ہوئے سرو رختی پہونچے تھے اور اسی دن شاہزادہ
وہاں سے روانہ ہوا تھا خلاصہ یہ کہ شاہزادہ مع خدم و حشم داخل شہر ہوا شہر کو سابق سے زیادہ آباد پایا
اور آہستہ آہستہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایوان پہونچا یہاں چند سرداروں نے لیجاکر شاہزادے کو مقام معقول
میں فرو کش کرایا اور خزانہ داخل خزانہ کیا بارگاہیں و خیمہ وغیرہ باحتیاط تمام رکھے گئے زنانی سواریاں اندر محل سرا کے
گئیں پس جب شاہزادہ قریب پہونچا ہرکاروں نے بادشاہ کو خبر دی پس اخضر برزاد مع سرداروں کے
بیرون ایوان آیا جیسے شاہزادہ کی نگاہ نانا پر پڑی مرکب سے اُترکر سلام کیا اخضر برزاد نے گلے
سے لگایا پیار کیا اور خدم و حشم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا کہ تمنے تو کسی طرح کا نہ رکھا تھا جیتے جی مار ڈالا تھا اسکے
بعد رستم ثانی سے ملا انھوں نے بھی سلام کیا اُنکو بھی گلے سے لگایا اُنکے بعد شہریار سے سرو رختی نے ایرج نامدار
کی طرف اشارہ کرکے بادشاہ سے کہا کہ آپ سے بھی ملیے یہ آپ کے سمدھی ہیں ملک ایرج پدر رستم ثانی
و شہریار عالیشان نبیرہ حمزہ صاحبقران ہیں یہ سنا تھا کہ بادشاہ بہت جھپٹ کے
ملا اُنھوں نے بھی صاحب سلامت کی پھر سب کو لیکر بادشاہ دربار میں آیا اپنے برابر
دست چپ کی طرف جگہ دی شاہزادے کے ہمراہ جو سردار آئے بادشاہ نے
اُنکو دست راست کی طرف بٹھایا پس ایرج نامدار و شہریار کو دربار میں بٹھایا اور سبکو
اُنکی خاطرداری و تواضع کا حکم دیکر رستم ثانی و سہراب ثانی کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوئے
محلدار نے بڑھکر خبر دی کہ بادشاہ مع داماد اور نواسہ کے تشریف لاتے ہیں سب یہاں
تو منتظر تھے سب کی نگاہ در محل کی طرف لگی ہوئی تھی کہ سب نے دیکھا کہ بادشاہ بیچ میں
ایک طرف شاہزادہ رستم ثانی دوسری طرف سہراب ثانی خوشی خوشی تشریف لاتے
ہیں جیسے نگاہ مضراب پری کی اپنے فرزند پر پڑی دوڑ کر گلے سے لپٹ گئی خوب پیار کیا بہت شکایت کی کہ تمنے
ہمکو زندہ درگور کر رکھا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے سہراب ثانی نے نانی کو سلام کیا قدم چومے اور رستم ثانی

لے خوشدامن کو سلام کیا سحاب پری نے سر سینہ سے لگایا اور بہت خوش ہوئی
جب سہراب ثانی ان سے مل چکا نانی کے پاس گیا سلام کیا سحاب پری نے گلے سے لگایا
بہت شکایت کی سہراب خاموش سر جھکائے سنا کیا کہ ابھی لوگ ایوان میں نہ رکے تھے
کہ مجاہدان نے آکر عرض کیا کہ چند محافہ طلائی در محل پر موجود ہیں کیا حکم ہوتا ہے سحاب پری
نے کہا کون آیا ہے رستم ثانی خضر پیرزاد نے فرمایا کہ آپکی بہوئیں ہیں سہراب ثانی کی
بیبیاں ہیں جنکے ہمراہ طلسم میں عقد کیا ہے یہ سنا تھا کہ مضراب پری و سحاب پری بہت خوش
ہوئیں اور خود پردہ کرا کے آگے آئیں سبکو اتارا دلہنوں کو دیکھکر بہت خوش ہوئی انھوں نے
سلام کیا اسنے پیار کیا اور گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بس زر و جواہر نثار کرتی ہوئی
قصر میں مع بیٹے اور بہوؤں کے آئی اپنے شوہر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہ مدت کے
بعد ملاقات نصیب ہوئی بدولت فرزند کے رستم ثانی بھی مضراب پری کو دیکھکر بہت
شاد ہوئے جب ایوان میں لاکر سبکو مسند پر بٹھایا اب خواصیں وغیرہ انعام مانگنے لگیں
نذریں مبارکباد کی دینے لگیں اسوقت اخضر پیرزاد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ صاحب
تم ہٹ جاؤ تاکہ آقاے نامدار ملک ایرج تمھارے سمدھی و شہریار عالیوقار یہاں تشریف لاتے ہیں
وہ بھی ہوتے ملیں اور رونما دیجئے بس اسیوقت پردہ ہوگیا اخضر پیرزاد خود محل سے
دربار میں آیا اور شاہزادہ ایرج و شہریار کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوا مضراب پری رستم
ثانی و سہراب ثانی نے ایرج نامدار کا استقبال کیا انپر بھی زر نثار کیا شہریار نے
بھاوج کو سلام کیا مضراب پری نے سر جھکا کر دعا دی ملک ایرج کو تسلیم کی ملک
ایرج نے مالا مروارید کا بہو کو منہ دکھائی میں دیا کہ جس کی قیمت ایک سال کا خراج
فرنگ تھا یہ مالا اسیوقت اسکے گلے میں رہا [illegible] مسند پر بٹھایا بس یہاں سامان نذر و
نیاز ہونے لگا مضراب پری نے کونڈوں کا بندوبست کیا کھانے کا انتظام ہونے لگا
بعد تھوڑی دیر کے ایرج نامدار و شہریار ثانی و سہراب ثانی محل سے باہر تشریف لائے
دربار میں اخضر پیرزاد تخت پر آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اخضر پیرزاد نے ایرج نامدار
سے اور رستم ثانی و شہریار و سہراب ثانی سے حال دریافت کیا بس ہر ایک نے
اپنے اپنے حالات بیان کیے جوکہ گذرے تھے سب نے سنے عمدہ اہل دربار نے نذریں
گذرانیں خوشی کی سب کو انعام دیا گیا اخضر پیرزاد نے بزم عشرت اور جشن خوشی کی
برپا ہونے کا حکم فرمایا بس اسی وقت سے سامان جشن ہونے لگا بادشاہ نے فرمایا
کہ اہل شہر کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ بھی محفل عیش برپا کریں صرف کے لیے خزانہ شاہی
سے جسقدر چاہیں لیں زر خزانہ دیا گیا سب اہل شہر کو زر و جواہر بیراسے مصارف بزم عشرت سرکار
سے ملنے لگا ہر ایک نے اپنے اپنے مکان پر بزم عشرت برپا کی ہر گلی کوچہ میں ناچ ہونے
لگا یہاں ہراے ایرج نامدار و شہریار محل خالی کیے گئے اور آراستہ کیے گئے سب سرداروں
و بادشاہوں کو بھی حسب قدر مراتب مکان رہنے کو ملے بس دربار برخاست کرکے بادشاہ
محل میں آیا اور رستم ثانی اپنے قصر میں اور سہراب اپنے قصر میں ایرج نامدار و شہریار اس قصر میں
آئے جو انکے قیام کے لیے مقرر کیے گئے تھے اور سب سردار بھی گئے بس رستم ثانی اپنے قصر میں آئے زوجہ سے شکایت مفارقت کی

و شکایت رہی ہر ایک نے اپنی حالت بیان کی بعد اُس کے ہر ایک خوش ہوا پس وہ دن وہ رات
خوشی خوشی سب نے بسر کی دوسرے دن سے جشن عشرت شروع ہوا ناچ رنگ ہونے لگا یہاں محل
میں نذر و نیاز سے فراغت ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ دو ماہ تک کل اہل شہر اور اہل محل کو عیش و عشرت
میں بسر ہوئی دن عید تھا رات شب برات تھی تمام پردۂ قاف کی پریاں آکر انعام پا کر بہت
خوش ہو ہو کر گئیں پس بعد دو ماہ کے بزم عشرت برخاست ہوئی پھر موافق دستور کے دربار ہونے لگا
ہر روز سب سردار سہراب ثانی کے اور رستم ثانی و ایرج نامدار و شہریار عالی وقار کے دربار
میں آتے تھے اسکو بھی ایک ماہ کا زمانہ گذرا کہ آج جو رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار دربار
سے جو اپنے مقام پر آئے جب رستم ثانی محل سے اپنے بھائی اور والدہ کے پاس آکر پاس
بیٹھے تب ایرج نامدار نے کہا کہ افسوس کچھ حال پردۂ دنیا کا نہیں معلوم ہے کہ وہاں کیا گذری
بدیع الملک نے کیا کیا اور صاحبقران ثانی اس آگ سے بچ کر قلعۂ کیمیا پہونچے اور کون کون
زندہ بچا میرے سرداروں اور ملازموں کے ساتھ بدیع الملک کیونکر پیش آئے اور جو ملک میرے
فتح کیے ہوئے تھے اُن بادشاہوں کے ساتھ کس طور کا برتاؤ کیا اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں پردۂ
دنیا پر جاؤں کل اخضر پری زاد سے کہونگا شہریار نے عرض کیا کہ آپ نے بجا ارشاد کیا میں
بھی عرض کرنے والا تھا واقعی نہ معلوم بدیع الملک میرے سرداروں اور اہل لشکر کے ساتھ
کیونکر پیش آئے اور میرے اہل لشکر نے اور میرے ناموس نے اور چیمہا سے فرنگی نے میری مفارقت
میں کیا اپنا حال کیا اب وہاں کی خبر لینا ضرور ہے بس یہ سنکے رستم ثانی نے کہا کہ اگر آپ
دونوں صاحب تشریف لے جانے کا قصد رکھتے ہیں تو میں بھی ہمراہ ہوں نہ معلوم میرے اہل لشکر کا
کیا حال ہوا گو یہاں آنے کی تو خبر پہونچی تھی کہ سہراب بن لندھور میرے لشکر کو لیکر طرف ترکستان
کے چلا تھا کہ راہ میں برادر عزیز شہریار سے ملا یہ انکو قلعہ فرح بخش میں مقیم کرکے تنہا شیر پر ہوکر نکلے تھے
پس پھر حال نہ معلوم ہوا کہ کیا انپر گذری اور بدیع الملک ان کے ہمراہ کس طور سے پیش آئے
پس کل ضرور ضرور اخضر پری زاد سے کہا جائے گا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میں نے اور آپ نے
جو جادو سے روگردانی کی پس یہ امر خداوند کریم کو ناگوار ہوا اس لیے اس امر کی ہم کو سزا دی کہ یہاں
پہونچایا اور اس کے بعد قید کرا دیا اسی امر کی سزا تھی کہ اتنی مدت تک قید رہے ایرج اور
شہریار نے کہا کہ آپ کا خیال بہت درست ہے پس یہ رائے اس دن قرار پائی پس جب دن تمام ہوا
ہر ایک بستر راحت پر آرام پذیر ہوا پس اخضر پری زاد و مضراب پری و سہراب ثانی و
رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار نے خواب میں اس شب کو دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف
لائے ہیں انھوں نے رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار سے فرمایا کہ پس اب پردۂ قاف پر تم
رہ چکے اخضر پری زاد سے ملکر پردۂ دنیا پر جاؤ کہ وہاں کفار نے بہت خرابی پیدا کی ہے اولاد زہرہ
ثانی نے خروج کیا ہے اور ایک آفتاب پرست نے اس نے تمام ممالک اہل اسلام کو جو کہ
حمزہ صاحبقران اور انکی اولاد کے اور تم لوگوں کے فتح کیے ہوئے تھے بہت سے خراب کیے
اور بہت سے ملکوں میں کفر پرستی کو رواج دیا ہے بدیع الملک نہ طاقت پر ہیں وہاں لاچار رہے ہیں
انکو اس حال کی خبر نہیں ہے جو وہ بند و بست کریں پس تم کو یہ امر لازم ہے کہ ان سب ملکوں کو پھر
اسلام آباد کردو اور بدیع الملک کی کمک کرو کہ وہ صاحبقران ثانی ہے تم سب پہ اسکی اطاعت

و کمک لازم ہی اب یہان نہ قیام کرنا بہت جلد پردۂ دنیا پر جاؤ اُدھر سہراب ثانی کو بھی یہی خواب
ہوا کہ تم اپنے باپ و چچا و دادا کے ہمراہ پردۂ دنیا پر لشکر دیو و پری زاد لے کر جاؤ مگر یہ اُنکو حکم دینا
کہ وہ بصورت انسان متشکل ہوں اور اُسی صورت سے مقابلہ کریں تاکہ یہ امر نہ ہو کہ کوئی اعتراض
کرے کہ یہ کیسے بہادر ہیں کہ دیو سے اور انسان سے مقابلہ کرتے ہیں بہت جلد جاؤ پردۂ دنیا پر کہ وہان
بہت کفر کو رواج ہو گیا ہی اخضر اور مضراب کو یہ خواب میں دکھائی دیا کہ جب تم سے سہراب ثانی
و رستم ثانی وغیرہ پردۂ دنیا پر جانے کی درخواست فرمائیں تو اُنکو روکنا نہیں جانے دینا کیونکہ یہ
لوگ بہادر ہیں اور اولاد صاحبقران سے ہیں آج یہان ہیں کل اور کہیں پس اگر روکو گی تو خرابی ہوگی
وہ چلے تو ضرور جائیں گے پھر مدت العمر تم سے ملاقات نہ ہوگی اگر خوشی خوشی اجازت دوگی تو پھر وقتاً فوقتاً
ملاقات ہوتی رہے گی پس خلاف اسکے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گی راوی نے بیان کیا ہی کہ ہر ایک نے
خواب دیکھا اب جو آنکھ ہر ایک کی کھلی تو اپنے جسم کو معطر پایا اور وقت نماز تھا اپنے خواب کو سچا خیال کیا
ہر ایک اُٹھا اور وضو کرکے نماز سحر سے فراغت کی اُدھر اخضر پری زاد نے مضراب پری کو
طلب کرکے کہا کہ ای مضراب میں نے رات کو یہ خواب میں دیکھا ہی اور یہ حکم مرد بزرگ نے فرمایا ہی
پس سب خواب بیان کیا اور کہا کہ اب تم صبر کرو اور دل پر جبر کرو تب مضراب نے کہا کہ میں نے
بھی یہی خواب دیکھا ہی پس مجبور ہوں ضرور صبر کروں گی کیا اختیار ہی پس بادشاہ دربار میں تشریف لائے شہریار
نے ایرج نامدار سے عرض کیا کہ آج ضرور اعلیحضرت سے پردۂ دنیا پر جانے کے لیے ارشاد فرمائیے گا میں نے
رات کو یہ خواب دیکھا ہی اور مجھکو حکم ہوا ہی ایرج نامدار نے فرمایا میں نے بھی رات کو یہی خواب دیکھا میرے
اور تمہارے خواب میں سر مو فرق نہیں ہی یہ خواب بہت سچے ہیں اب ایک دم قیام کرنا نازیبا ہی پس شہریار
و ایرج نامدار دربار میں آئے اخضر پری زاد وغیرہ نے تعظیم کی کہ بعد انکے آنے کے رستم ثانی و
سہراب ثانی بھی آئے پس سب اہل دربار نے تعظیم کی مجرا ہوا انھون نے بھی یعنی سہراب نے تو
ایرج نامدار و شہریار کو مجرا کیا اور رستم ثانی نے ایرج نامدار کو مجرا کرکے اور اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے کہ جب دربار آراستہ ہو چکا اُس وقت ایرج نامدار نے اخضر پری زاد کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا کہ ای بادشاہ پردۂ قاف میں مجھکو آئے ہوئے ایک زمانہ ہوا کہ اپنے لشکر کا حال نہیں معلوم ہوا
کہ اُن لوگون کا ہماری جدائی میں کیا حال ہوا ہی کچھ حال پردۂ دنیا کا معلوم ہی پس اب ہم کو پردۂ دنیا
پر پہونچوا دیجیے اب آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اب ہم کو بدون اُن لوگون کے قرار نہیں ہی یہی امر رستم ثانی
نے اور شہریار نے بھی کہا تب اخضر پری زاد نے جواب دیا کہ اگر یہ امر ہی تو آپ جن جن لوگون کو فرمایئے
میں دیوون کے ذریعہ یہان طلب کرلون اور آپ کو پردۂ دنیا کی خبر منگا دون فرمایا نہیں بلکہ مجھکو روانہ
کردو تو بہتر ہی جو سہراب ثانی نے سُنا کہا کہ میں بھی آپ لوگون کے ہمراہ چلونگا اُن سب نے فرمایا کہ تم یہان
رہو تمہاری مفارقت میں تمہارے نانا اور مان کا بُرا حال ہوگا کہا کہ پھر میں کیا کرون مرد ہون کیا مجھکو خداوند
کریم نے اس لیے خلق فرمایا ہی کہ عورات میں رہون نہیں بلکہ اس لیے خلق فرمایا ہی کہ جہاد کرون اور ملک
گیری کرکے اپنی شان و شوکت مثل اپنے بزرگون کے بڑھاؤن پس اب میں یہان کسی صورت سے
نہیں ٹھہر سکتا ہون جب بہت ان سب نے اصرار کیا اُس وقت سہراب ثانی نے خواب کا حال بیان
کیا کہ یہ مجھکو خواب میں حکم ہوا ہی میں اُس کے بموجب ضرور کاربند ہونگا اور اب مجھکو آپ کے ہمراہ
چلنا بہت ضرور ہی جب یہ سہراب نے کہا اُس وقت ایرج نامدار اور شہریار زمانی وقار رو

رستم ثانی نے بھی اپنے خواب کو بیان کیا اور کہا کہ اب ہم کسی صورت سے نہین ٹھہر سکتے ہین یہ جو
اخضر پری زاد نے سُنا اور خیال کیا کہ اب یہ لوگ نہین قیام کر سکتے کہا کہ آپ لوگ شوق سے تشریف
لے جائین مجکو کچھ عذر نہین ہی یہ کہکر ایرج و شہریار و رستم و سہراب سے کہا کہ آپ لوگ اپنی کنیز
مضراب سے بھی تو مل آیئے اور اُس سے اپنے جانے کا حال بیان فرمایئے دیکھیے وہ کیا کہتی ہی اور
مین نے تو آپ سے عرض کیا کہ شوق سے تشریف لے جائیے مین نہ روکونگا جب کہ آپ کو مردِ بزرگ کا حکم
ہوا ہی پس اخضر کو بھی تو خواب ہو چکا تھا اُس نے اُسی سبب سے زیادہ اصرار نہ کیا بلکہ یہ کہا اگر
مین جبر سے روکونگا تو یہ ہوگا کہ آپ لوگون کے بھی بہت سے دیو و پری زاد مطیع ہین آپ اُن کے ذریعہ
سے تشریف لے جائیے گا اور یہ ہوگا کہ آپ لوگ ناخوش ہون گے تو مین آپ لوگون کو ناخوش نہین
کرنا چاہتا ہون یہ کہکر اخضر پری زاد نے سر جھکا لیا گو بہت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتا ہی اسی طور
سے سب اہلِ دربار کو صدمہ ہوا مگر ناچار رہین ان شاہزادون نے فرمایا کہ ای اخضر پری زاد ہم کو
تمھاری مفارقت کا بہت صدمہ ہی مگر ناچار ہین کیا کرین خلاف حکم خواب کے نہین کر سکتے ہین دوسرے
وہ لوگ جو کہ ہمارے متعلق ہین سب ہمارے لیے پریشان ہین جیسے تم ہم سے محبت و الفت کرتے ہو اسی
طور سے وہ لوگ بھی الفت رکھتے ہین پس ہم اُنکا کیونکر نہ خیال کرین اخضر پری زاد نے عرض کیا کہ
بہت بجا ارشاد ہوا مگر ہان ایک امر کا خیال رہے کہ مجکو کبھی کبھی اپنی خیریت مزاج سے آگاہ فرماتے
رہیے گا کہا کہ اچھا سرداران سہراب ثانی نے مثل حسیان پری زاد و طوغان پری زاد و دیو دوران
و دیو غزالان و دیو بینا زناب و دیو جروس نے عرض کیا کہ ہم لوگ آپ کے ہمراہ ضرور چلین گے اور
اُن پری زادون اور دیوون نے کہ جن کو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور صدف پری زاد و ہمایون
پری زاد نے بھی یہی عرض کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تم سب کو لے چلین گے مگر ایک شرط سے
کہ تم لوگ پردۂ دنیا پر پہونچ کر متشکل بشکل انسان ہونا تاکہ وہ یہ نہ کہین کہ ہم آدمزاد ہین اور یہ پری زاد
ہین اور دیو ہین ہم اُن سے کیونکر مقابلہ کرین ہمارے حربے اُنپر کارگر نہ ہون گے اُن کے حربے ہم پر کارگر
ہون گے پس جب تم بصورت انسان ہوگے تو اُن کے حربے تم پر کارگر نہ ہون گے اور تمھارے اُنپر کارگر
ہون گے پس جو میرے اس حکم سے سرتابی کرے گا وہ سزا پائے گا پس اگر یہ منظور ہو تو چلو ورنہ کوئی
ضرورت نہین ہی سب نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم عالی بصورت انسان ہون گے اور کبھی اس حکم
سے سرتابی نہ کرین گے شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا بہت سے سردارون نے اخضر پری زاد کے
بھی ہمراہ چلنا اسی شرط سے منظور کیا شاہزادے نے اُن سے بھی اقرار لیا کہ تم بھی چلنا پس راوی
نے بیان کیا ہی کہ اخضر پری زاد نے دربار برخاست کیا اور سب شاہزادون کو ہمراہ لے کر محل
مین آیا اور مضراب پری کو طلب کر کے شاہزادون کی تقریر اور خواب کا حال بیان کیا جب
مضراب نے یہ سُنا کہ میرا شوہر اور فرزند بھی پردۂ دنیا پر جاتا ہی پس تاب نہ رہی رونے لگی اور
کہا کہ مجکو بھی ہمراہ لے چلو فرمایا کہ یہ نہین ہو سکتا ہی آسمان پری کا واقعہ خیال کرو اور دیگر پری زادون
کا حال کہ جب صاحبقران اول یہان آئے تھے بہت سی پریان حبالۂ عقد مین لائے تھے جب
یہان سے تشریف لے گئے سب کو یہان چھوڑ گئے کسی کو ہمراہ نہین لے گئے پس تمھارا یہان رہنا
اچھا ہی اپنے مان باپ کے پاس رہو ہم وقتاً فوقتاً آئین گے اور سہراب کو بھی لائین گے لاکھ
لاکھ مضراب پری نے اصرار کیا مگر کچھ پیش نہ گیا آخر مجبور ہوئی سر جھکا کر رہ گئی سہراب سے

کے پاس پہونچنا اور اسکا اپنے ملک کا بندوبست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا اور خود رستم خان کا لشکر لیکر روانہ ہونا اور بہرام خاوری کا اور شہزادہ تومان خاوری کا مع ناموس کے ترکستان میں پہونچنا اور سب حال بیان کرنا اور وہان سے پھر خاورین آنا اور اپنا بندوبست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں

مخمس کہا ساقی نامہ

جسے کہ یاد نہ ہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
کھلی ہو تیغ قفس میں مری زبان صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

ابھی نہیں ہے ستمگار تیری قدر مجھے
وہ ہون میں رونق گلزار ہی مرے دم سے
اڑے گا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
اڑا لئے نغمہ سرائی میں ہوش بلبل کے
ہون چند روز ترے گھر میں میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہیں مے خوار ساغر دل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہیں آرام و چین بلبل کو
کہ جھانکتا نہیں جا کے قفس سے بھی گل کو
کہ تا نہ ہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہے
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو ہی مرتا ہے
کبھی نہ مانون گا میں تو خدا سے ڈرتا ہے
پرون کو کھول دے ظالم جو قید کرتا ہے
قفس کو لیکے میں اڑ جاؤنگا کہان صیاد

ادھر ہری تاک میں اٹھانے کے ترے بلبل
پھنسا ہی لینے کی ہے فکر جا بجا بالکل
ادھر ہے دام بچھائے ہوئے محبت گل
نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل
لگائے بیٹھے ہیں ہر بید سے جہان تہان صیاد

اگرچہ میری ہی کی اس نے خانہ بربادی
پر اب تو ظلم پہ جلاد نے کمر باندھی
مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یون ہی ہو جائے بے نشان صیاد

نہ اس کے دام میں آتا میں زینہار اے رند
کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار اے رند
پے تماشا میں اٹھاتا نہ زینہار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک میں نہان صیاد

بیت

سخن آرائے گلزار سعادت
چنین ارقام نامہ عنبر دادی

راویان شیرین زبان و حاکیان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سید دوران

اس مقام پر جلد دوم میں چھوٹی تھی کہ رستم خان بن گنجاب نے جب حسین سوداگر سے سنا کہ
ارژنگ بن زمرد ثانی نے شہر خاور پر لشکر کشی کی تھی اور بہرام خاوری نے شکست کھائی
اور فرار کیا ارژنگ نے قبضہ کر لیا تھا اور ملک قاسم کے مقبرہ کے منہدم کرنے کا قصد کیا تھا کہ تصویر
ملکہ ثریا سے سیم تن پر عاشق ہو کر اس امر سے باز رہا اور وہاں سے چلا آیا اور بعد نامہ و پیام کے
اپنی طرف سے ابرار خاوری کو خاور کا حاکم کرکے اور خود لشکر لے کر طرف شہر آفتاب نما کے
گیا ہے پس رستم خان لشکر لے کر خاور پر آئے ابرار خاوری نے اطاعت کی اور یہاں کا
بندوبست کیا یہ بھی حسین سوداگر سے سنا تھا کہ بدیع الملک نوجوان جو اب صاحبقران ہیں
انھوں نے شہر طاق پر لشکر کی ہے اور سمندریہ پر سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہے پس اس نے
خیال کیا تھا کہ کمک پر ضرور ہے پس خاور سے چار سو یا ساڑھے چار سو کے قریب نامہ تمام ممالک اسلام
کو تحریر کیے تھے جو جو ملک حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی نے اور انکی اولاد اور سرداروں نے
فتح کیے تھے اُن سب کے نام طرف ہندوستان و فرنگستان و ترکستان وغیرہ کے روانہ کیے تھے یہ تو
نامہ روانہ کرکے پھر باختر کو روانہ ہوئے تھے اور قاصد نامہ لے کر اُن ملکوں کی طرف گئے تھے پس یہ داستان
یہاں پر چھوڑی گئی تھی اب راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ خاور سے باختر میں آئے پس اپنا بندوبست
کیا اور اپنی طرف سے کسی کو یہاں کا حاکم کیا اور خود لشکر قریب ایک لاکھ کے لے کر شہر طاق کی طرف
روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر ہوگا اب راوی بیان کرتا ہے کہ جس بادشاہ اور حاکم اہل اسلام کے
پاس نامہ رستم خان کا پہونچا اور وہ حال سے آگاہ ہوا فوراً اُس نے بندوبست کیا اور اپنی طرف
سے کسی کو حاکم کرکے روانہ ہوا لشکر لے کر ہندوستان سے اولاد لندھور میں سے روم سے اولاد قیصر
روم سے چین سے اولاد بہرام میں سے پس جس نے نامہ پایا روانہ ہوا کوئی لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے
کوئی تین لاکھ سے طرف شہر طاق کے روانہ ہوئے کہ ان سب کا حال آئندہ تحریر ہوگا اگر موقع ملا اسی زمانہ
میں رستم خان کا نامہ پاس محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ اور احکام شاہ حاکم زرنگوشیہ
کے بھی پہونچا تھا کہ یہ لوگ بھی روانگی کا بندوبست کر رہے تھے کہ برجلیس لشکر لے کر پہونچا اور شہر کو
تباہ کیا محکوم شاہ زرنگوشیہ کو گیا اور برجلیس زرنگوشیہ پر لشکر لے کر پہونچا احکام شاہ
نے اطاعت اُس شہر طے کے ساتھ کی جو کہ قبل میں مذکور ہو چکی ہے پس بدین سبب احکام شاہ نے
اپنا قصد موقوف کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ جب برجلیس کو خبر ملے کہ احکام شاہ نے میری تو اطاعت
قبول کی جب میں وہاں سے چلا آیا تو اُس نے لشکر لے کر بدیع الملک کی کمک کا قصد کیا ہے اور
کوچ کرکے چلا گیا اُس کے ہمراہ اہل اسلام کے دشمن جانی و ایمانی مثل ارژنگ و سخت گمان و
اولاد تورج کے موجود ہیں وہ ضرور اُسکو ورغلائیں گے ایسا نہ ہو کہ پھر وہ ادھر آئے اور مثل فرنگوشیہ
کے اسکو بھی تباہ و غارت کرے تو ہزاروں بندگان خدا کی جانیں برباد ہونگی اور ان سب کا خون
ناحق میرے اوپر ہوگا اس سے نہ جانا بہتر ہے جب سنا ہوگا تو یہی حال عرض کر دیا جائے گا پس
اس سبب سے نہ احکام شاہ نہ محکوم شاہ برائے کمک گئے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ
جن جن ملکوں کو برجلیس نے غارت و تباہ کیا تھا اُن کے حاکم و بادشاہ اس سبب سے برائے کمک
نہیں گئے اور جس جس نے بسبب اپنی دانائی خواہ بسبب خوف کے اطاعت اسی شہر طے کے ساتھ
قبول کر لی کہ جس طرح سے محکوم شاہ و احکام شاہ نے کی تھی وہ اسی خیال سے نہ گئے کہ جس

خیال سے احکام شاہ نہ گیا تھا بس راوی اُن شاہون اور سردارون کو مع لشکر و سپاہ کے براے
ملک بدیع الملک روان رکھا جاتا ہی اور اب حال شہر ترکستان اور بہرام خاوری کا اور
تومان فرزند بہرام خاوری کا بیان کیا جاتا ہی کہ بہرام خاوری کی داستان اس مقام تک جلد اول
مین بیان ہوئی ہی کہ مطراق عیار نے بہرام خاوری کو مع سردارون کے رہا کیا عیاری کرکے اور سب
کو لے کر طرف ترکستان کے بہرام خاوری رہا ہو کر روانہ ہوا اور تومان فرزند خاوری کی داستان
یہان تک جلد اول مین تحریر ہوئی ہی کہ جب یہ ناموس اور لشکر و خزانہ و قیدی ارزناک سے لے کر چلا آتا تھا
اور راہ مین لشکر ارزناک ملا تھا گو شکست خوردہ تھا اور گوجر بخت نیزل اسکا عیار وہان پہونچ گیا تھا
مگر یہ شریک تومان سب لشکر ہوا تھا اور گوجر نے عیاری کرکے ارزناک کو رہا کیا تھا اور لشکر پر شبخون
مار کر چلا گیا تھا ارزناک کا حال تحریر ہو چکا ہی کہ اُس نے رہا ہو کر کیا فساد برپا کیے اور تومان دوسرے
دن لشکر لے کر ترکستان کی طرف مع ناموس اور خزانہ کے روانہ ہوا تھا اب وہ حال بیان ہوتا ہی کہ
کہ تومان چلا جاتا ہی یہ تو جب قریب ترکستان پہونچا اس نے خیمہ وغیرہ برپا کیے اور وہان مین فروکش
ہوا جب تومان بعد قطع منازل و طی مراحل کے قریب ترکستان پہونچا اور فروکش ہوا یہ تو یہان
فروکش ہی اب اُدھر کا حال سنیے کہ سلیمان شاہ جو ان دنون صاحبقران کی طرف سے
حاکم ترکستان ہی دربار مین بیٹھا ہوا ہی یہ بہت مرد با مروت اور بہادر ہی ترکستان مین قریب آٹھ
لاکھ کے لشکر ہی اور سب ترک ہین اس لشکر کے سردار اور افسر اسکے حاضر دربار رہتے ہین یہ بہت عدل و
انصاف سے حکومت کرتا ہی سب رعایا اور برایا اس سے شاد ہی برابر خراج خزانہ عامرہ مین پہونچاتے
جاتا ہی بس یہ دربار مین بیٹھا تھا اور سب اہل دربار حاضر دربار تھے کہ چند ہرکارے حاضر دربار ہوئے مجرا
بجا لائے اور دعا و ثناے شاہی ادا کی بس جب عرض کر چکے کہا کہ ہم ایک تازہ خبر لے کر حاضر ہوے
ہین سلیمان نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم بیرون شہر سے گئے تھے ہم نے ایک لشکر
دیکھا مگر طریقہ سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر خدا پرستون کا ہی بس ہم نے جو لشکر مین جا کر دیکھا تو پہچانا کہ
یہ لوگ خاوری ہین دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ تومان فرزند بہرام خاوری مع مال و خزانہ و سپاہ
و ناموس کے خاور سے بھاگ کر ادھر کو آیا ہی جب ہم نے یہ سنا تو دریافت کیا کہ کیون بھاگے ہین تو
معلوم ہوا کہ کوئی کافر ہی ارزناک بن زہر دندانی اُس نے شہر خورشید نگار سے آٹھ لاکھ کا لشکر لے کر
خروج کیا ہی اُس کے ہمراہ اولاد و رنج بھی ہی وہ بہت زبردست ہین بس ارزناک جب
خاور پر آیا بہرام شاہ خاوری کو نامہ بھیجا اور کہا کہ دین اسلام ترک کرکے میری بندگی کرو
کہ مین خدا ہون اور میری اطاعت قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگے اگر ایسا نہ کروگے بس جب
یہ بہرام شاہ کو معلوم ہوا اُنھون نے جواب صاف تحریر کیا مقابلہ ہوا شکست کھائی اسیر ہوے
شاہزادہ خزانہ و ناموس کو لے کر ادھر چلا آیا بلکہ یہ کہا تھا کہ عیار کے ذریعہ سے ارزناک کو بھی چھوڑوا
منگایا تھا اسکو قید کیے ہوے ادھر آتا تھا کہ ارزناک کا لشکر کسی طرف سے آتا تھا اور عیار آگیا وہ
عیاری سے رہا کر کے اور لشکر پر شبخون مار کر وہ لوگ چلے گئے اُنھون نے شاہزادے کے ہمراہ بکر کیا بس
شاہزادہ تومان یہان آیا ہی کہ بادشاہ ترکستان سے ملے اور اُنکو ہمراہ لے کر اپنے ملک کو
جائے ارزناک کو شکست دے کر اپنے ملک پر قبضہ کرے یہ جو ہم نے اہل لشکر سے سنا خیال کیا
کہ اپنے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کرین وہان سے چلے اور حاضر خدمت ہوے سلیمان شاہ

ترک نے جب یہ سنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ایک صاحبقران کے نہ ہونے سے یہ سب خرابیان
ہین دوسرے دو تین امیر بہادر کہ جیسے علم شاہ و ملک قاسم خاور بہادر نے شہادت پائی یہ لوگ
بالکل بے دست و پا ہو گئے گو ایرج نامدار ہین اور رستم ثانی و شہریار ذی وقار مگر ان لوگون
کو اپنے ممالک کی خبر سے مہلت نہین ہی وہ کیونکر ان ممالک کی خبر رکھین دوسرا امر یہ ہی کہ اولاد
حمزہ صاحبقران کو ملک گیری اور کفار کشی سے فرصت نہین ملتی ہی وہ کیونکر ممالک کی خبر رکھین آج
یہان ہین کل قاف مین پرسون ایسے مقام پر ہین کہ جسکی کسی کو خبر نہین پس کیا کیا جاوے کافرون کو
مہلت ملتی ہی وہ وقت کو غنیمت جان کر ہم لوگون کو دبا لیتے ہین جو دب گیا اسکو مار لیا اور جو نہ دبا
اس سے روگردانی کی خیر چند سردار جاوین اور شاہزادہ تومان خاوری کو مع ناموس و خزانہ کے شہر مین
لے آوین اور چند مکانات خالی کیے جاوین تاکہ یہ لوگ انمین فروکش ہون اور لشکر کو چھاونی مین جگہ دیجائے
پس یہ سب بند و بست اسی وقت سے ہونے لگا چند سردار دربار سے باہر آئے اور مرکب پر سوار ہو کر
طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہان بموجب حکم مکانات خالی کیے گئے اور چھاونی مین لشکر کے اترنے کا بند و بست
کیا گیا مکانات آراستہ کیے گئے ادھر سردار شہر سے نکل کر لشکر تومان مین آئے تومان خاوری
سردارون سے کہہ رہا تھا کہ نامہ روانہ کر کے بادشاہ ترکستان کو اپنے آنے کی خبر کرون کہ سرداران
سلیمان شاہ ترک پہونچے لشکر کو دیکھا اہل لشکر نے روکا انھون نے کہا کہ ہم بادشاہ کے پاس سے
تمہارے شاہزادے کے استقبال کو آئے ہین پس انھون نے تومان کو خبر کی تومان خود بارگاہ سے
اٹھکر مع سردارون کے باہر آیا صاحب سلامت کے بعد مزاج پرسی کر کے بارگاہ مین لایا بہت عزت
سے بٹھایا انھون نے کہا کہ بادشاہ کو آپکی تشریف آوری کی خبر بذریعہ ہرکارون کے ہوئی ہم لوگون
کو روانہ کیا کہ جا کر لے آؤ پس ہم حاضر ہوئے ہین تشریف لے چلیے دیر نہ فرمائیے بادشاہ منتظر ہونگے
یہ سنتا تھا کہ تومان خاوری نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو پس اسی وقت کل لشکر مین بند و بست ہوا
پس سردار تومان خاوری کو لیکر مع ناموس و لشکر و خزانہ کے داخل شہر ہوا سب اہل شہر کو معلوم ہوا
کہ خاور سے لشکر اسلام بھاگ کر آیا ہی کسی کافر نے لشکر کشی کی تھی شکست کھائی پس تومان خاوری
شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان سردارون کے قریب عمارت شاہی کے آیا ان سردارون نے تومان خاوری
سے کہا کہ یہ مکانات آپکے فروکش ہونے کیلیے بادشاہ نے مقرر فرمائے ہین ان مین ناموس کو
فروکش فرمائیے خزانہ رکھیے اور لشکر کو چھاونی مین روانہ فرمائیے پس تومان خاوری نے لشکر کو حکم دیا
کہ آپ لوگ جاوین چھاونی مین اترین ادھر تومان نے ناموس کو ان مکانات مین اتارا خزانہ ایک
مکان مین رکھا اسپر پہرہ چوکی مقرر کیا آپ سردارون کے ہمراہ طرف دربار کے چلا ادھر ان لوگون نے لاکر
لشکر خاور کو چھاونی مین مقیم کیا اب بند و بست کر کے دربار مین آئے یہان تومان خاوری ہمراہ
سردارون کے داخل دربار ہوا یہان سلیمان شاہ ترک تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سردار حاضر تھے
جب تومان سامنے پہونچا تومان نے سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا باقی اہل دربار نے تومان
کو سلام کیا سرداران تومان نے سلیمان شاہ کو سلام کیا ان سب کو اشارہ بیٹھنے کا ہوا سب
علی قدر مرتبہ کرسیون پر بیٹھے تومان کو سلیمان شاہ ترک نے دنگل برابر اپنے تخت کے مرحمت کیا
تومان خاوری اس دنگل پر بیٹھا سلیمان شاہ نے حالت دریافت کی تومان نے سب حالات
جنگ اور خروج ارزناک و دیگر حالات اور اپنا ادھر کو مع ناموس و خزانہ آنا مطراق عیار کا ارزناک

کو اسیر کر کے لانا اور اُسکا رہا ہونا گوجر کا عیاری کر کے رہا کر لے جانا اور لشکر ارزنگ کا شب خون مارنا
عجب حال کہ بیان کیا جو کہ جلد اول میں اسی دفتر کے یہ حقیر تحریر کر چکا ہے اور ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا پس
جب قومان بیان کر چکا اُس وقت سلیمان شاہ ترک نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں سامان جنگ
کر کے آپ کے ہمراہ چلتا ہوں اور اُس کافر کو اس حرکت کی سزا دیتا ہوں اگر خداوند کریم نے چاہا قومان
نے جواب دیا کہ والد بزرگوار نے اسی سبب سے تو مجھکو ادھر روانہ کیا اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ
طمطراق نے کہا ہے اگر میرا موقع چلا تو ضرور رہا کر کے لاونگا اُنکو سلیمان شاہ نے کہا کہ اچھا پہلے
کہا کہ اسقدر تو ہے کہ آپ لوگ میرے مہمان ہیں جب تک کہ آپ یہاں سے خاور کی طرف کوچ کرنے
قومان نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی پس بعد تھوڑی دیر کے سلیمان شاہ نے دربار برخاست کیا
اور یہ حکم دیا کہ سامان سفر جنگ تیار ہو ہم طرف خاور کے برائے مقابلہ ارزنگ سفر کرینگے اور
قومان کی دعوت کا سامان مہیا ہو پس سلیمان داخل محل ہوا اور قومان اپنے مقام پر آیا جہان
اُترا تھا پس سب مکانات کو خوب آراستہ کیا سب سردار قومان کے بھی اور مکانات میں اترے
دعوت کا سامان ہوا کھانا وغیرہ آیا سب نے کھایا ادھر سرداروں نے بادشاہ کا حکم اہل لشکر کو پہنچا دیا
وہاں سامان ہونے لگا پس راوی نے بیان کیا ہے کہ روز سلیمان شاہ ترک دربار کرتا ہے قومان
دربار میں آتا ہے سلیمان کہتا ہے کہ پریشان نہ ہو تیار میں چلتا ہوں یہاں لشکر میں سامان سفر ہو رہا ہے
قومان کو آئے ہوئے کوئی پانچ روز گذرے تھے اور ابھی سلیمان نے سفر نہیں کیا ہے دربار آراستہ
تھا کہ ہرکاروں نے آکر دعا و ثنائے شاہی بجا لا کر مجرا گاہ سے مجرا کر کے عرض کیا کہ ہم غلام اس وقت
برائے بالا وری گئے تھے ہم نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامن گرد شگاف ہوا اُس گرد سے
بہرام شاہ خاوری مع چار سو سرداروں کے پیدا ہوا ہم نے جو بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ عیار نے بہرام شاہ کو تنہا عیاری کر کے رہا کیا اور یہ سب لوگ وہاں سے ادھر کو چلے آتے ہیں راوی
نے بیان کیا ہے کہ جب طمطراق نے بہرام شاہ کو عیاری کر کے مع سرداروں کے رہا کیا پس
اُس وقت بہرام شاہ نے وہاں سے طرف ترکستان کے کوچ کیا تھا طمطراق ہمراہ تھا
اور سب سردار بھی ساتھ تھے پس بعد قطع راہ کے یہ یہاں آکر پہونچے پس طمطراق کی عیاری کرنے کا
اور رہا کرنے کا اور ان کے ادھر کو روانہ ہونے کا سب حال یہ حقیر جلد اول میں تحریر کر چکا ہے ناظرین
عالی فہم نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یاد ہوگا کوئی ضرورت یہاں تحریر کرنے کی نہیں ہے کیونکہ طول ہوگا پس
ہرکاروں نے عرض کیا کہ جب ہم نے یہ سنا فوراً وہاں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو
خبر کریں یہ سننا تھا کہ قومان نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں والد بزرگوار کا استقبال
کر کے لاؤں اور اُنکی قدم بوسی حاصل کروں سلیمان شاہ نے کہا کہ بسم اللہ پس قومان اپنے
سرداروں کو لے کر دربار سے گیا ہمراہ یا بلکہ کئی سردار سلیمان شاہ نے اپنے بھی ہمراہ کر دیئے پس سب
مرکبوں پر سوار ہو کر بیرون شہر آئے تھے کہ پھر اسی صحرا سے گرد پیدا ہوئی جب دامن گرد کا شگاف ہوا
قومان خاوری و سرداروں نے دیکھا کہ بہرام شاہ آگے آگے اور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے
طمطراق عیار اور سب سردار جو کہ قید ہوگئے تھے پس جیسے قومان کی نگاہ باپ پر پڑی اور
سرداروں کی بھی نگاہ بادشاہ پر پڑی مرکبوں پر سے اُتر پڑے اور پیادہ پا چلے ادھر
بہرام نے اپنے فرزند کو اور سب سرداروں کو دیکھا پس مرکب روک لیا قومان نے قریب پہونچ کر

مجرا کیا اور رکاب کو بوسہ دیا سب سرداروں نے بھی مجرا کیا پس مرکب پر سے اُتر کر بہرام نے اپنے فرزند کو
گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی جرأت اور بہادری کی اور عقلمندی کی سرداروں کے نمک حلالی کی بہت
داد دی اُنھوں نے بھی قدم چومے طمطراق بھی لائے پس توماں کو بہرام نے مرکب پر سوار کیا اور خود
بھی سوار ہوے اور سب کو ہمراہ لیکر ہمراہ توماں کے شہر میں آئے یہاں سلیمان شاہ ترک
انتظار کر رہا تھا اور سب سرداروں کو استقبال کے لیے روانہ کیا تھا وہ سردار راہ میں ملے پس ان سب
کو لے کر دربار میں آئے باہم بادشاہوں میں صاحب سلامت ہوئی سرداروں نے سلام و مجرا کیا
سلیمان شاہ نے اپنے برابر بہرام کو تخت پر بٹھایا سب سردار بیٹھے جب دربار آراستہ ہو چکا اُس
وقت سلیمان نے کیفیت جنگ اور رہائی کی دریافت کی پس بہرام نے کہا کہ آپ سے توماں نے تو
عرض کیا ہوگا جواب دیا کہ ہاں مگر آپ بھی بیان فرمائیے پس بہرام نے سب حال بیان کیا اور اپنی
رہائی کی حالت بیان کی اور آنے کی اور ارزنگ کا حسب و نسب بیان کیا اور کہا کہ وہ کم بخت
کہتا ہے کہ میں خدا ہوں میرا دادا لقا دیا پدر میرا مجکو چولہ خدائی دے گئے اور چولہ بدل کر طرف آسمان
کے چلے گئے ہیں یہ اُس نے گمراہی اختیار کی میں نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ فتح میری ہو مگر ستارہ برگشتہ
تھا نہ ہوئی اسیر ہو گیا میں نے توماں کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا مع ناموس اور خزانہ کے کہ یہ تو
بچے اور یہ بھی خیال تھا کہ جب آپ کو خبر ہوگی آپ ضرور میری کمک فرمائیے گا سلیمان شاہ نے
جواب دیا کہ میں نے تو اقرار کیا تھا کہ میں چلتا ہوں اور لشکر کو سامان سفر و جنگ کا حکم دیا تھا اُدھر
سامان سفر و جنگ تیار ہو جاتا میں یہاں سے آپ کے فرزند کو لے کر کوچ کرتا خوب ہوا کہ آپ بھی
تشریف لے آئے دو ایک دن قیام فرمائیے پھر یہاں سے کوچ کرینگے اُس سے مقابلہ کر کے شکست
دینگے اگر خداوند کریم کا فضل شامل حال ہوا بہرام نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے پس بعد تھوڑی دیر
کے دربار برخاست کیا بہرام شاہ اپنے فرزند کے ہمراہ اُس مقام پر مع سرداروں کے آیا کہ جہاں
اُنکا ناموس اُترا ہوا تھا سرداروں کو مکانات میں فروکش کر کے خود داخل ناموس ہوا پس بادشاہ
کو دیکھکر سب خوش ہوے بہرام شاہ اپنے ناموس سے ملا سب کو خوشی ہوئی سلیمان شاہ کے
یہاں سے سامان دعوت آیا خوب راحت سے وہ دن اور شب بسر کی صبح کو مع سرداروں کے دربار میں
آئے سلیمان شاہ ترک نے بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا دربار آراستہ ہوا سلیمان شاہ نے
کہا کہ آپ اطمینان فرمائیں میں آج کے آٹھویں دن آپ کے ہمراہ لشکر لے کر چلوں گا بہرام شاہ
نے کہا کہ اچھا پس اب ہر روز بہرام شاہ دربار میں آتا ہے اسکو آئے ہوے کوئی چھ روز ہوئے تھے
صبح کا وقت تھا دربار آراستہ تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا مجرا کر کے کہ ایک نامہ بر رستم خان بن
گنجاب کا نامہ لے کر آیا ہے مگر کہتا ہے کہ میں خاور سے آیا ہوں بار چاہتا ہے سلیمان شاہ ترک نے
کہا کہ نامہ بر کو بھیج دو درگہ سالار نے جا کر نامہ بر سے کہا کہ جاؤ اور وہی کہتا ہے کہ یہ وہی نامہ بر ہے جس کو
رستم خان نے نامے دے کر روانہ کیا تھا اُنھیں ناموں میں سے یہ نامہ ہے جو کہ خاور سے چار سو یا ساڑھے
چار سو تحریر کیے گئے تھے پس یہ نامہ بر نامہ لے کر ادھر کو آیا تھا جب درگہ سالار نے نامہ بر سے کہا
کہ جائیے طلب کیا ہے پس نامہ بر اندر بارگاہ کے چلا اُدھر سلیمان شاہ ترک نے بہرام شاہ
سے کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ رستم خان نے خاور سے نامہ تحریر کیا یہ خاور میں کیونکر پہونچے
بہرام شاہ نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے نامہ سے اور نامہ بر کی زبانی سب ظاہر ہوگا ادھر نامہ بر نے

داخل بارگاہ ہوکر بہرام شاہ و سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا چوکی کرسی مرحمت ہوئی اُسپر نامہ بر
بیٹھا جام مرحمت کیا گیا نامہ بر نے ساقی سے جام لے کر پیا سلیمان شاہ نے کہا کہ کیونکر آنا ہوا اُسنے
کہا کہ مین اپنے بادشاہ کا نامہ آپ کے نام لے کر حاضر ہوا ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ لاؤ اُسنے
عمامہ سے نامہ نکال کر پیش کیا سلیمان شاہ نے کہا کہ رستم خان بن کنجاب تو باختر مین
حکومت کرتے تھے بحکم صاحبقران یہ خاور مین کیونکر پہونچے اور کیونکر یہ نامہ روانہ کیا نامہ بر نے
عرض کیا کہ آپ کو نامہ سے ظاہر ہوگا کہا کہ تم بیان کرو تب اُس نے کہا کہ اصل حال یہ ہی کہ خاور پر
ارزناک بن زہرہ نے لشکر کشی کی بہرام شاہ خاوری جو کہ یہان تشریف فرما ہین اُنھون نے
مقابلہ کیا لشکر نے شکست کھائی تو یان شاہ فرزند بادشاہ ناموس و خزانہ لے کر آپ کی
طرف آتے ارزناک نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا عطراق نے عیاری سے ارزناک کو قید کیا تھا وہ
فرزند بہرام شاہ کے پاس قید تھا اُسکا عیار رہا کر لایا تھا بہرام شاہ کو اُنکا عیار رہا کر لے گیا
پس جسوقت بالکل ارزناک کا قبضہ خاور پر ہو گیا اُس نے جو شہر کی سپہر کی بالک قائم کئے مقبرہ
پر پہونچا اُسکو سنگتراشون نے ورغلا کر اِس امر پر آمادہ کیا کہ مقبرہ کھود کر گرا دیا جاوے وہ اِس
امر پر آمادہ ہوا اہل شہر بگڑے اسی حالت مین ایک حسین سوداگر ایک تصویر لے کر پہونچا وہ تصویر
ملکہ ثریا سیمتن ہمشیرہ پرجلیس آفتاب پرست کی تھی یہ واقعہ یہ ہے کہ ایک اقلیم ہی خورشید
وہان بہت سے ملک ہین اُن ملکون مین ہر مذہب کے لوگ آباد ہین پس ایک بادشاہ تھا کہ اُس کا
نام خورشید شاہ تھا وہ آفتاب پرست تھا اُسکی ایک دختر ہی نام اُسکا بدر سیمتن ہی وہ بہت
حسین ہی وہ ہمیشہ کہتی ہی کہ مین خداوند آفتاب پر عاشق ہون اور خداوند میرے ولیکن اُس
نامہ بر نے سب حال پرجلیس کی ولادت اور سب اقلیم کو آفتاب پرست کرنے کا اور جو حسین سوداگر
نے رستم خان سے بیان کیا تھا سب بیان کیا پس کہا کہ اُسکی ایک بہن ہی ثریا نام سیمتن
اُسکی تصویر لا کر حسین سوداگر نے ارزناک کے ہاتھ فروخت کی سو ارزناک عاشق ہو گیا مقبرہ
منہدم کرنے سے باز رہا اور پرجلیس کو نامہ لکھا جب وہان سے جواب صاف آیا تو ارزناک اپنی
طرف سے ابرار خاوری کو خاور کا حاکم کر کے اور خوب بندوبست کر کے طرف شہر آفتاب مشرق کے کہ جہان
پرجلیس خدائی کرتا ہے روانہ ہو گیا اور بادشاہ یہ خبر ہمارے بادشاہ کو اُسی سوداگر نے آکر دی اور ایک
تصویر ملکہ کی دی بادشاہ نے وہ تصویر تو واپس کی اُس سوداگر نے کہا کہ مین نے یہ تدبیر کر کے ارزناک
کو تو اُدھر روانہ کیا اور آپ کو اس حال سے آگاہ کیا پس جا کر وہان کا بندوبست فرمایئے اور اُس سوداگر
نے یہ بھی خبر دی کہ بدیع الملک کو صاحبقران ثانی نے صاحبقران کیا اور خود طرف کعبہ کے تشریف
لے گئے اب بدیع الملک نہ طاق پر تشریف فرما ہین اُنپر کافرون کی چڑھائی ہی پس یہ خبر سنکے ہمارے
بادشاہ لشکر لے کر خاور پر آئے ابرار خاوری کو خبر ہوئی اُس نے آکر قدم بوسی حاصل کی اور کہا کہ ہم سب
اہل شہر نے قبضہ کر لیا تھا اور اُسکی اطاعت جان بچانے کو کی تھی چنانچہ جب وہ چلا گیا ہم لوگ پھر اپنے
اصلی مذہب پر آ گئے تشریف لایئے ابرار خاوری بادشاہ کو لے کر شہر خاور مین آیا بادشاہ نے سب
ملک کو اسلام آباد پایا چونکہ زبانی سوداگر کے اور بذریعہ اخبار معلوم ہو چکا تھا کہ جو اب صاحبقران ہین
اُنپر کفار نے نرغہ کیا ہی پس خاور ہی سے ہمارے بادشاہ نے قریب چار سو [illegible] نامے بنام
ممالک اسلام اور حاکمان خدا پرست اور سلطان صاحبقران داد و دہ صاحبقران و سرداران صاحبقران

کو تحریر فرمائے اور وہ نامے سب طرف روانہ کیے چنانچہ یہ بھی نامہ انھین نامون مین سے ہی اور خود اُسی اِرار
خاوری کو حاکم کرکے اور سب بندوبست کرکے باختر کو تشریف لیے گئے یہ نامہ لشکر ادھر آیا یہ واقعہ
ہوا اور اس سے ہمارے بادشاہ خاور مین پہونچے بہرام شاہ تو یہ حال سُنکے بہت خوش ہوا
کہ بہت شہر سے بلا دفع ہوئی خوب اہل شہر نے تدبیر کی اب مین یہان سے جاؤن گا اور شہر کا بندوبست
کرون گا اب کوئی ضرورت انکی کمک کی نہین ہی یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ سلیمان شاہ نے نامہ دبیر کو
دیا اُس نے آواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے اُسمین تعریف خدا اور نعت انبیا تحریر تھی اُس کے بعد
تحریر تھا کہ مقام عجب ہی کہ آپ لوگ ایسے غافل ہون کہ ایک اہل اسلام پر آفت آئے دوسرا خبر نہ
لے باوجودیکہ قریب ہو یہ طریقہ اہل اسلام کا نہین ہی بلکہ یہ طریقہ ہم کو حمزہ صاحبقران نے
تعلیم فرمایا تھا کہ جب سنو تمہارے برادر ایمانی پر کوئی آفت آئی ہی تو اُسکی کمک کرو آپ کو یاد
ہوگا کہ حمزہ صاحبقران کس قدر مذہب و اہل اسلام کا پاس فرماتے تھے اور انکی اولاد مین بھی ابھی
تک وہی طریقہ جاری ہی اور ہم کو یہ بھی علم تھا ہم پر کیا منحصر ہی سب اہل اسلام کو ہم لوگ اُنکی
برابری نہین کر سکتے ہین کیونکہ وہ لوگ تو غیرون کے لیے اپنی جان نہین عزیز کرتے ہین بھلا یہ ہم سے
کب ہوگا کہ اپنے برادران ایمانی کی تو کمک کرین مقام حیف ہی کہ خاور پر اتنا بڑا واقعہ گذرے اور
بہرام شاہ شکست کھاکر بجائے کفار کا قبضہ ہوا اور آپ خبر نہ لین باوجودے کہ قریب ہین مجکو خیال
فرمایئے کہ جب مین نے سُنا فوراً لشکر لیکر پہونچا اور آپ نے بالکل خبر نہ لی وہ حمیت اسلام کیا ہوئی
افسوس یہ دو آدمی کے ہونے سے یہ بات ہوئی افسوس ہمارے آقا کی اولاد کا شہرہ کفار تیغ دینے
پر آمادہ ہون اور ہم کو خبر نہ ہو اور وہ اولاد کیسی کہ جنکے احسان ہم پر ہون دور کے لوگ تو خبر سُنکے آئین
اور جو قریب ہون وہ خبر تک نہ لین خیر یہ تو سب گذر گیا اب سب اہل اسلام کو لازم ہی کہ بدیع الملک
نوجوان جو کہ اب صاحبقران ہین آخر کفار نے زخم کیا ہی لہذا اُنکی کمک ضروری ہی پس اُنکی کمک
کے لیے روانہ ہوتا ہون تم بھی لشکر لیکر جاؤ مین تو جاتا ہون آیندہ تم کو اختیار ہی مین نے آگاہ کر دیا والسلام
خیر اندیش یہ مضمون نامہ سُنا سلیمان شاہ ترک بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ جو کچھ تحریر کیا ہی بہت
درست تحریر کیا ہی بہت بڑی خرابی ہوئی کہ بیان کیا کرون یہ پرچہ نویس نے غلطی کی اُس نے یہ حال
نہین تحریر کیا بہرام شاہ نے کہا کہ خیر وہ تو گذر گیا جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اب مجکو اجازت
دیجیے کہ مین اپنے ملک کو جاؤن اور وہان کا بندوبست کرکے اور لشکر لیکر طرف طراق کے جاؤن
سلیمان شاہ نے کہا کہ مین بھی تو آپکے ہمراہ چلتا ہون اب کوئی ضرورت نہین ہی بس سلیمان شاہ
نے کہا کہ آپکو اختیار ہی یہ کہکر اپنے لشکر کے سردارون سے کہا کہ سب سامان سفر درست ہی انھون
نے عرض کیا کہ جی ہان کہا کہ پرسون ہم یہان سے طراق کو کوچ کرینگے سب تیار رہین عرض کیا کہ بہت
خوب بس سلیمان شاہ نے دربار برخاست کیا سب سردارون نے آکر بادشاہ کے حکم سے اہل لشکر کو
آگاہ کیا لشکر مین تیاری ہونے لگی یہان بہرام شاہ نے اپنے مقام پر آکر اپنے سردارون کو حکم تیاری
سفر دیا یہان بھی تیاری ہونے لگی سلیمان شاہ نے اُس نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا تھا وہ
وہان سے طرف قلعہ قہر بخش کے روانہ ہوا کیونکہ اُس کے پاس نامہ تھا جو کہ بنام حاکم قلعہ قہر بخش
تھا بس راوی نے بیان کیا ہی کہ دوسرے دن سلیمان شاہ ترک نے اپنی طرف سے اپنے فرزند کو
بادشاہ کیا کہ جسکا نام الماس شاہ تھا اور رعایا کو جمع کرکے اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا

اُس کے دوسرے دن سلیمان شاہ پانچ لاکھ سپاہ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوا اور بہرام شاہ
اُس سے رخصت ہو کر طرف خاور کے مع اپنے سرداروں اور ناموس اور لشکر کے روانہ ہوا سلیمان شاہ
تو طرف نہ طاق کے گئے براے کمک بدیع الملک جاتے ہیں انکا حال پھر تحریر ہوگا بہرام شاہ
خاور میں پہونچے ابرار خاوری کو خبر ہوئی وہ آکر انکو استقبال کر کے لے گیا سب اہل شہر خوش ہوئے
کہ ہمارا بادشاہ اور شاہزادہ تشریف لایا رعایا بہت شاد ہوئی غم سے آزاد ہوئی ناموس محلات میں
اترے انکی زینت ہوگئی در و دیوار خوش ہوگئے مکان مکین کے آنے سے شاد ہوئے بہرام شاہ نے
دیوان میں آکر دربار کیا اپنے قدم سے تخت کو رونق بخشی سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سب نے
خوشی کی نذریں دیں بادشاہ نے خوش ہو کر سب کو انعام و خلعت سے سرفراز کیا خوشی کی نوبتیں بجنے لگیں
ہر گلی کوچے میں چہل پہل مچ گئی بہرام شاہ نے ابرار سے سب حال دریافت کیا اُس نے کل واقعہ بیان کیا
بہرام شاہ نے کل سنا اور جو سردار اور اہل شہر تھے انکی خیرخواہی اور ایمانداری کی بہت تعریف
کی اور کہا کہ آپ لوگوں نے بہت جوانمردی اور بہادری کی آپ لوگ بہت ایماندار نیک نہاد ہیں خدا آپ کے قدموں
میں برکت عطا کرے یہ کہکر دربار برخاست کیا محل شاہی میں آیا اپنے محل کو دیکھکر بہت خوش ہوا سب شہر کی
سیر کی مقبرہ ملکہ قاسم پر آیا فاتحہ و درود پڑھا مجاوران مقبرہ وغیرہ کو طلب کر کے بہت انعام دیا اور انکی
بہت تعریف کی پس پھر وہاں سے اپنے محل میں آیا پس پندرہ دن تک اس نے سب شہر کا بندوبست کیا اُس کے
بعد لشکر کو سامان سفر سے درست ہونے کا حکم دیا لشکر نے سب سامان درست کیا پس بہرام خاوری نے
اپنی طرف سے ابرار خاوری کو حاکم شہر کر کے اور اپنا کل خزانہ اور ناموس و سپاہ اُس کے سپرد کر کے دو لاکھ
سپاہ لیکر مع سرداروں اور فرزند کے طرف نہ طاق کے روانہ ہوا آگے انکا حال بھی وقت پر تحریر
کیا جاے گا انشاء اللہ تعالے

اب شمہ حال قلعہ فرخ بخش کا سماعت فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب شہریار عالی وقار نے تہمور فیل پیکر کو قتل کر کے اُسکے لشکر کو شکست دی تھی اور
سہراب بن لندھور اور [illegible] بوقت جنگ مغلوبہ پہونچے تھے جب شاہزادے نے ان کو بھگا
دیا تھا اور اپنا خیمہ بیرون قلعہ ڈیرا کیا تھا فیروز بخت حاکم قلعہ نے آکر قدم بوسی حاصل کی تھی شاہزادے
نے سہراب سے رستم ثانی کا حال دریافت کیا تھا اُس نے سب واقعہ بیان کیا تھا پس شاہزادہ
نے سہراب کو مع لشکر کے اس مقام پر مقیم کر کے اور قیام کرنے کا حکم دے کر اور اپنی بھاوج ملکہ [illegible] کو
قلعہ میں مقیم کر کے فقیر ہو کر وقت شب نکل گیا پس جب صبح کو سب کو معلوم ہوا تو سب یاروں نے بھی
فقیری اختیار کی تھی اور سپہ سالار نے فوج لشکر شاہزادے کو لیکر [illegible] سہراب
بن لندھور یہاں مقیم تھا دونوں شاہزادوں کا بہت صدمہ تھا مگر کیا کرے خیال کرتا تھا کہ لشکر لیکر کہاں
جاؤں میرے آقا کا یہ حکم تھا کہ میرے بھائی شہریار کے پاس رہنا انکا یہ حال ہوا انھوں نے کوئی حکم مجھکو نہیں
دیا بہت پریشان تھا اور یہاں مقیم تھا سب حالات جلد اول میں تحریر ہو چکے ہیں پس ہر روز دربار کرتا تھا
وہاں قلعہ میں حاکم قلعہ بہت خاطر سے ملکہ کے ساتھ پیش آتا تھا فیروز بخت قلعہ میں دربار کرتا تھا وہ نامہ بر جو کہ
ترکستان میں نامہ لیکر گیا تھا اور سلیمان شاہ کو نامہ دیکر ادھر کو روانہ ہوا تھا راہ طے کر کے جب
قریب قلعہ فرخ بخش کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر گرد قلعہ فرخ بخش کے [illegible]

وقت انبیاء سے ماسبق تحریر ہی نامہ بر نے خیال کیا دل مین کہ یہ کیا سبب ہی کہ حاکم قلعہ بھی مسلمان اور خدا پرست
ہی اور یہ اہل لشکر بھی پھر کیون قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے پڑے ہین اسکو دریافت کرنا ضرور ہی پس جب یہ
لشکر مین آیا تو سمجھا کہ یہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہی ادھر اہل لشکر نے اسکو سمجھا کہ یہ شخص باختر کا ہی کوئی مانع
نہ ہوا اس نے دل مین خیال کیا کہ بارگاہ مین چلکر رستم ثانی سے خاور کا واقعہ بیان کرون اور بدیع الملک
کے احوال سے آگاہ کرون تاکہ یہ بھی براے کمک لشکر لیکر جائین اور دریافت کرون کہ آپ یہان کیون مع لشکر
کے فروکش ہین کیا حاکم قلعہ مرتد ہو گیا جو اسکی تنبیہ کے واسطے تشریف لائے ہین پس وہ نامہ بر دربارگاہ آیا
یہان بارگاہ مین سہراب بن لندھور مع سردارون کے بیٹھا ہوا تھا دنگل رستم ثانی غاشیہ اٹھا
اور سب سردار موجود تھے سلیمان زرنگاری بھی موجود تھا یہ سردارون سے کہہ رہا تھا سہراب اب کیا کیا
جائے شاہزادہ ہم کو جنگی اطاعت کا حکم دے گیا تھا وہ بھی فقیر ہو کر چلے گئے اب ہمارا کوئی سرپرست
نہ رہا کیا کرین کیا بدیع الملک کے پاس جائین سلیمان و دیگر سردارون نے کہا کہ نجومیون کو طلب کر کے
اُن سے زائچہ کرائیے اور دریافت فرمائیے کہ اب ہم سے اور شاہزادے سے ملاقات ہو گی یا نہین سہراب
نے کہا کہ بہتر ہے تم نے خوب بتائی پس اُسی وقت نجومیون کو طلب کیا اور اُنسے کہا زائچہ کرو کہ اب ہم سے اور
شاہزادے سے ملاقات ہو گی یا نہین اور اگر ہو گی تو کہان انھون نے حساب کر کے کہا کہ ملاقات تو ضرور ہو گی
مگر ابھی عرصہ ہی اور جب آپ یہان سے مع لشکر کے سمت مشرق تشریف لے جائیے گا ایک مقام ہی کہ وہان
سب لشکر جمع ہون گے بلکہ کفار سے مقابلہ ہوتا ہو گا وہان شاہزادہ مع خدم و حشم تشریف لائینگے وہان
ملاقات ہو گی اب آپ کو لازم ہی کہ سمت مشرق تشریف لے جائیے یہ جو نجومیون نے حکم لگایا سہراب نے
کہا کہ اچھا انکو رخصت کیا اب فکر کرنے لگا کہ سمت مشرق کہان جاؤن کہ اُدھر نامہ بر دربارگاہ پر پہونچا درگہ
سالار سے کہا کہ شاہزادے کو خبر کر دو ایک نامہ بر خاور سے درگہ سالار نے یہ نہین کہا کہ شاہزادہ نہین ہی
پس سہراب کو خبر کی کہا نامہ بر آیا ہی رہنے والا تو باختر کا ہی مگر کہتا ہی کہ خاور سے آیا ہون سہراب
نے کہا کہ اندر بھیج دو پس درگہ سالار نے جا کر اُس سے کہا کہ جاؤ وہ بارگاہ مین آیا بارگاہ کو سردارون نے
آراستہ پایا مگر شاہزادے کو نہ دیکھا حیران ہو ہو کے دیکھنے لگا سہراب بن لندھور نے کہا کہ کیا دیکھتے ہو
جسکی تم کو تلاش ہی وہ شہریار نہین ہی ہان تم بیان کرو کیا ضرورت ہی مین اُسکو سنوا دونگا اُس نے سہراب
بن لندھور کو سلام کیا اور کہا کہ شاہزادہ کہان تشریف فرما ہین سہراب نے جواب دیا کہ تم حال بیان کرو
کہ کیا ضرورت ہی شاہزادہ تو ایک ضرورت سے کہین تشریف لے گیا ہی اے مرد عزیز تو رہنے والا باختر
کا ہی اور کہتا ہی کہ مین خاور سے آیا ہون یہ تو بیان کر کس کا نامہ لایا ہی کیا بہرام خاوری نے نامہ لکھا ہی
اُس نے کہا کہ جی نہین بلکہ رستم خان بن کنجاب نے نامہ تحریر کیا ہی خاور سے سہراب نے کہا کہ وہ
خاور مین کیونکر گئے اپنا ملک چھوڑ کر کہا کہ یہ نامہ شاہزادے کے نام نہین ہی بلکہ حاکم قلعہ کے نام ہی مین جو
یہان پہونچا مین نے یہ لشکر دیکھا دل مین خیال کیا کہ شاہزادے کو سب حال سے آگاہ کرون اور نامہ جو اسکے
حاکم قلعہ کو دون سہراب نے کہا کہ حال بیان کرو اُس نے تب تمام حال ابتدا سے روبرو سہراب
کے بیان کیا اور کہا کہ ارزنگ نے خاور پر خروج کیا بہرام نے شکست کھائی آخر کو اسیر ہو گیا اُسکا
فرزند تو ہان ناموس و خزانہ کو لیکر ترکستان کو گیا بہرام کا عیار بہرام شاہ کو بھی رہا کر کے
لے گیا وہان خاور پر ارزنگ نے قبضہ کر لیا مقبرہ شاہزادے کا ملک تھا اسیم کا کھو دیا جاتا تھا کہ اہل شہر
بیکل ہے اُسی حالت مین ایک سوداگر پہونچا اُس نے ایک تصویر حسین نامہ بر نے کشور آفتاب نما کا

حال بیان کیا اور کہا کہ ارزنگ تصویر ملکہ پر عاشق ہوا مقبرہ کھودنے سے کیا نامہ و پیام ہو گئے اُس نے
سخت جواب دیا یہاں سے ارزنگ لشکر کشی کرکے شہر آفتاب شمایل پر گیا اُس سوداگر نے آکر یہاں سے
بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کیا اور بیان کیا کہ بدیع الملک نہ طاق پر ہیں بہت مشرق امیر کفار کی
چڑھائی ہے پس ہمارے بادشاہ عالی جاہ خفا و رنجیدہ ہو گئے وہاں کا بندوبست کیا اُسی شام سے
چار سو نامے تحریر کیے سب اہل اسلام کو روانہ کیے اس غرض سے کہ آپ لوگ اپنے اپنے لشکر ہمراہ لیکر
برائے کمک بدیع الملک روانہ ہو جیے کہ یہ وقت امداد کا ہے میرے ہاتھ ایک نامہ بنام
سلیمان شاہ ترک و ایک نامہ بنام حاکم قلعہ فیروز بخت و ایک نامہ بنام پیرسیاہ فرنگی روانہ
کیا تھا میں نے سلیمان شاہ کو تو نامہ دیا وہاں بہرام شاہ بھی تھا پس انہیں ملک کا حال سنکے
اُس کے دوسرے دن بہرام شاہ وہاں سے اپنے ملک کو گیا اور سلیمان شاہ لشکر لیکے طرف
نہ طاق کے روانہ ہوے ہیں اور ادھر کو روانہ ہوا پس یہی حال شاہزادے سے کہنا تھا کہ وہ بھی نہ طاق
پر تشریف لے جائیں اور بدیع الملک کی کمک کریں مگر اُن سے ملاقات نہ ہوئی نہ قدم بوسی حاصل
ہوئی تب سہراب نے سب حال شاہزادے کے فقیر ہونے کا اُنکا اور اُدھر کو جانے کا بیان کیا نامہ بر
نے سنکے بہت افسوس کیا اور کہا کہ اب کیا ہوتا ہے خیر آپ لوگ بھی لشکر لیکے جائیں اور کمک کریں
میں حاکم قلعہ کے پاس نامہ لیکے جاتا ہوں اُنکو نامہ دیکے فرنگستان جاؤنگا پس سہراب نے اُسکو
انعام دیکر رخصت کیا وہ قلعہ کی طرف روانہ ہوا داخل قلعہ ہوا یہاں سہراب نے سرداروں سے
صلاح کی نجومیوں نے بھی کہا ہے کہ سمت مشرق جو جاؤ گے شاہزادے سے ملاقات ہوگی دوسرے
شاہزادہ جسکی اطاعت کا ہم کو حکم دے گیا تھا وہ بھی فقیر ہوکر چلے گئے پس اب ہم کو لازم ہے کہ ہم جاکر
بدیع الملک کی اطاعت تا آنے شاہزادے کے کریں ہمارے نزدیک دونوں ہمارے مالک و آقا
ہیں اِس تباہ پھرنے سے تو بہتر ہوگا سب نے کہا کہ یہ رائے خوب ہے پس سہراب بن لشکر ہوا ہم چلتے
کرکے قلعہ میں آئے اور بدولت ملکہ وہاں پر حاضر ہوے ملکہ نے بذریعہ مخبران کے خبر پائی ملکہ پس یہ وہ
تشریف لائی سہراب نے سب حال جو کہ نامہ بر سے سنا تھا ملکہ سے عرض کیا اور عرض کیا کہ نجومیوں نے
بھی خبر دی ہے کہ شاہزادے سے سمت مشرق جو جاؤ گے تو ملاقات ہوگی پس میری رائے یہ ہے کہ اس
تباہ پھرنے سے بہتر ہوگا کہ بدیع الملک کے پاس چلیں جب ایسے وقت میں پہونچیں گے تو اُنکو
بھی ہمارا خیال ہوگا اور شہریار بھی اپنے برادر کا حال سنکے فقیر ہوکر کسی طرف تشریف لیگئے ہم کو اُنکی
اطاعت کا حکم تھا اب ہم بالکل بے دست و پا ہوگئے پس اس سے بہتر ہوگا کہ تا تشریف لانے
شاہزادے کے بدیع الملک کے پاس رہیں اس امر میں آپکی کیا رائے ہے ملکہ نے جواب دیا کہ
بھیا سہراب جو تمہاری رائے ہو وہ کرو میں تو بالکل بے دست و پا ہوں بالکل میرے حواس درست
نہیں ہیں اگر تمہاری اور سب سرداروں کی یہ رائے ہے تو بسم اللہ کرو مگر اسکا خیال رہے کہ شاہزادہ
ناخوش نہ ہو سہراب نے کہا کہ اگر اس امر سے ناخوش ہونگے تو ہم راضی کرلیں گے آپ اطمینان
رکھیں پس جب سہراب نے ملکہ کا بھی منشا پایا رخصت ہوکر لشکر میں آیا سب اہل لشکر و سرداروں کو
سفر کے سامان درست کرنے کا حکم دیا یہاں قلعہ میں وہ نامہ بر پہونچا اُس نے فیروز بخت کو نامہ
رستم خان کا دیا زبانی بھی سب حال بیان کیا فیروز بخت نے نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا
وہ طرف فرنگستان کے روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو فیروز بخت نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا

یہاں بھی سامان ہونے لگا کہ فیروز بخت کو معلوم ہوا کہ سہراب بن لندھور کا بھی قصد ہے کہ
بہ ربیع الملک کی خدمت میں جائے یہ خبر پا کر سہراب سے بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ کا بھی قصد طرف
نہر طاق کے جانے کا ہے پس میں بھی اُسی طرف کو چلتا ہوں ہم اور آپ ہمراہ چلیں تو کیا نقصان
ہوگا سہراب کے پاس جو یہ پیام پہونچا اس نے کہلا بھیجا کہ بہت مناسب ہے مگر میں تو پرسوں
یہاں سے کوچ کر جاؤنگا ہاں اگر وہ بھی پرسوں چلیں تو کیا مضائقہ ہے پیام بر نے جا کر فیروز بخت
سے کہا اُس نے جواب سنکے کہا کہ بہت خوب میں بھی پرسوں کوچ کرونگا یہ کہکر اپنے لشکر اور
سرداروں کو حکم دیا کہ پرسوں بوقت سحر تیار رہنا کہ میں مع لشکر کے طرف نہر طاق کے کوچ کرونگا
پس جب وہ دن گذرا دوسرا دن آیا اُس دن فیروز بخت نے سب اہل قلعہ کو جمع کیا اور اپنے
فرزند جمال بخت کو حاکم قلعہ کیا اور سب کو اُسکی اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا پس جب
سب بند و بست کر چکا دربار برخاست کیا وہ دن تمام ہوا وہ دن آیا کہ جو سفر کے لیے مقرر ہوا تھا
پس فیروز بخت محل سے برآمد ہوا یہاں لشکر سب سامان سے درست تھا پس فیروز بخت مع ایک
لاکھ سپاہ کے چلا وہاں بیرون قلعہ سہراب نے بیدار ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا تھا اب قلعہ میں آیا
یہاں اسباب سامان سفر کے درست بیٹھی تھی انتظار سہراب کا کر رہی تھی کہ سہراب پہونچا ملکہ کو خبر
ہوئی پس محافہ میں سوار ہوئی سہراب پاس محافہ پر ہاتھ رکھکر ہمراہ سواری کے چلا اور
خورشید وغیرہ سوار ہوئیں پس ملکہ کی سواری بیرون قلعہ آئی یہاں سب لشکر تیار تھا بارگاہیں وغیرہ
آخر الامر برپا رہیں خرام وغیرہ بھی اور سب سردار تیار تھے کہ سہراب مع ملکہ کے آکر پہونچا پس
سواری ملکہ کی قلب لشکر میں قائم ہوئی سہراب نے اُسیکو حکم دیا تھا کہ فیروز بخت بھی مع لشکر کے
آپہونچا اور سہراب سے ملا پس دونوں لشکر مل کر اور سب کوسے کر طرف نہر طاق کے روانہ ہوئے
کہ اُنکا بھی حال آئندہ تحریر ہوگا اب راوی حال فرنگستان کا تحریر کرتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال پیپاسہ فرنگی و نامہ بر کے پہونچنے میں اور دیگر حالات ملاحظہ ہوں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہریار عالی وقار فقیر ہو کر شب کو کسی طرف نکل گئے اور پیپاسہ
فرنگی کو صبح کو معلوم ہوا پس بہت صدمہ کیا اور اُسی دن مع لشکر کے کوچ کر کے طرف فرنگستان
کے چلا گیا جب فرنگستان میں پہونچا لشکر چھاؤنی میں فروکش ہوا یہ داخل محل ہوا ملکہ ماجرہ
دختر صاحبقران زمانی کی زوجہ شہریار کو طلب کر کے شاہزادے کے حال سے آگاہ کیا ملکہ کو
بہت صدمہ ہوا ایک فرزند تھا شہریار عالی وقار کا کہ جسکا سن اس زمانہ میں کوئی چار پانچ
برس کا تھا وہ گل گلشن صاحبقرانی بہت حسین اور خوب صورت تھا بالکل مشابہ اپنے
جد عالم شاہ عالی شان کے تھا وہی زلفین چلیلی رنگ ہاشمی و خال سبز رنگ ہاشمی پیشانی میں
تھا غرضکہ تمام اُس گوہر بے بہا سے صاحبقرانی کا سکندر ثانی تھا
بالکل مشابہ تھا عالم شاہ رومی کے بدن سے یہ نام رکھا گیا تھا وہ شاہزادہ بڑا ہوا کہ
اُس کے لیے معلم و اتالیق و ہر فن کے استاد ملازم تھے ہر روز تعلیم دیا کرتے تھے جب ملکہ ماجرہ
زمانی نے یہ سنا فرنگی سے اپنے شوہر کا حال معلوم ہوا تو بہت صدمہ کیا رات دن اُ

میں مبتلا رہتی تھیں کہ کیا کروں کہ کچھ حال شوہر کا نہیں کھلتا کہ وہ شہر پارسس عرفان کو فقیر ہو کر نکل گیا اپنے
بھائی کی تلاش میں بس ملکہ اسی فکر میں مبتلا رہتی تھی اور یہی صدمہ ہر روز ہر رہتا تھا یہاں سپیسار فرنگی
ملکہ کی دلجوئی کیا کرتا تھا تاکہ ملکہ کا رنج و غم دفع ہو ملکہ اپنے فرزند کو دیکھ کر اپنے رنج و غم کو بہلاتی تھی شاہزادہ
پرورش پا رہا تھا اسکو ایک زمانہ گذرا کہ یہ سپیسار فرنگی دربار میں بیٹھا تھا سب اہل دربار حاضر دربار تھے
کہ نامہ بر در دولت پر پہونچا دربان سالار کے ذریعہ سے خبر اسکے آنے کی گزرانی سپیسار نے اسکو دربار میں
طلب کیا نامہ بر نے داخل دربار ہو کر مجرا کیا اس نے رخسارہ کیا یہ مجرا کر کے چوبی کرسی پر بیٹھ گیا روبرو
تخت کے نامہ عمامہ سے نکال کر پیش کیا اور سب حال بیان کیا جو کچھ کہ سلیمان شاہ اور سہراب
بن لندھور سے بیان کیا تھا پر سپیسار فرنگی نے نامہ دبیر کو دیا اس نے پڑھا جب سپیسار
فرنگی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور زبانی نامہ بر کے سنا کہ بدیع الملک پر کفار نے لشکر کشی کی ہے اور
بدیع الملک بموجب حکم صاحبقران ثانی برائے قتل آئینہ ابرام جادو حاکم طلسم آئینہ [illegible]
تشریف لے گئے ہیں وہاں کفار سے مقابلہ ہے اور تو سپیسار فرنگی سن چکا تھا کہ صاحبقران
ثانی بعد قتل کرنے زمرد ثانی و تورج بدرگہری کے مع ایک سو چالیس سرداروں کے خانہ کعبہ شریف
لے گئے ہیں اور بدیع الملک کو صاحبقران ثالث کے خطاب سے ملقب کیا اور سب لشکر کا
حاکم کیا اب بدیع الملک صاحبقران ہیں پس جب نامہ سے رستم خان کے پر سپیسار
فرنگی کو یہ حال معلوم ہوا کہ کفار نے لشکر کشی کی ہے اور نہ طاقت مقابلہ ہے [illegible] سب کو کمک
کرنا لازم ہے اس نے بھی خیال کیا کہ لشکر کا جانا ضرور ہے ہمارے نزدیک جیسے وہ ویسے ہم بس یہ
سوچ کر اسنے نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ میں لشکر لیکر ابھی آتا ہوں اور
سرداروں کو تیاری لشکر اور سامان سفر کا حکم دیا دربار برخاست کر کے محل میں آیا ملکہ حاجرہ بانو
کو طلب کر کے سب حال بدیع الملک کا سنایا اور مضمون نامہ کا سنایا جو کہ رستم خان نے
تحریر کیا تھا اور کہا کہ میرا قصد ہے کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں تاکہ مجکو آپ کی طرف سے اطمینان رہے
حاجرہ بانو نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ میں نہیں جاؤنگی کیونکہ میرا شوہر بدیع الملک
[illegible] صاحبقرانی کے سبب سے ناراض ہو کر اور صدمہ کر کے فقیر ہوا اور سلطنت کو ترک کر کے سر دریا
ہی کی طرف کو نکل گیا گو بدیع الملک نے اپنی طبیعت سے صاحبقرانی نہیں اختیار کی بلکہ میرے
[illegible] انکو صاحبقران کیا اور خود خانہ کعبہ کو گئے وہ صاحبقران ہیں پس انکو اختیار تھا جسکو
چاہا اسکے لائق دیکھا اسکو یہ مرتبہ دیا مگر سبب کہ میرا شوہر ناراض ہے تو میں کیونکر خوش ہوں اور
بھائی کے پاس جاؤں تم جاؤ مجکو یہاں رہنے دو پر سپیسار فرنگی نے جواب دیا کہ یہ امر ممکن نہیں ہے کہ
میں آپ کو یہاں چھوڑ کر جاؤں اگر خدانخواستہ کوئی آفت [illegible] تو میں کیا منہ آقا کو دکھاؤنگا
بار خود تشریف لائے اور ضرور تشریف لائینگے یہی کوئی مصلحت خدا کی ہوگی جو وہ فقیر ہو کر نکل گئے اسی
زمانہ میں کوئی ملک اسلام آباد ہونے والا ہوگا کہ خداوند کریم نے یہ بات ان کے دل میں ڈالی لیکن
سفر سے اگرچہ سوال کریں کہ ایک میرے ناموس کی تم سے حفاظت نہ ہو سکی تو میں کیا جواب دوں گا
ہر صورت میں آپ کو یہاں چھوڑ جا سکتا ہوں نہ یہ امر ممکن ہے کہ بدیع الملک کی امداد نہ کروں ناچار
وہ فرمائینگے کہ آپ میرے ہمراہ چلیں مجکو اس سعادت سے محروم نہ رکھیں کہ میں کفار کے ہمراہ سے
اہل اسلام کی کمک نہ کروں اگر آپ تشریف لیچلینگی تو میں بھی [illegible] جاؤنگا [illegible]

کہا ہی پرسیپاسے فرنگی مین تو ہرگز ہرگز بدیع الملک کے لشکر مین نہ جاؤنگی اگر ایسا ہی تو تم مجکو میرے باپ صاحبقران ثانی کے پاس خانہ کعبہ مین پہونچا دو پرسیپاسے فرنگی نے جواب دیا کہ مین آپکے پہونچانے کو ادہر جاؤن اور وہان جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو مجکو کیا فائدہ ہو اور صاحبقران بھی ناراض ہون اور آقاے نامدار بھی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا تم ایک کام کرو کہ میرے ہمراہ کچھ لشکر کرکے مجکو شہر فیروزہ حصار مین فیروزشاہ کے پاس بھیج دو کہ وہ ملک میرے باپ کا فتح کیا ہوا ہی اور فیروزشاہ انکا مطیع ہی اور وہ ملک میرا جاے ولادت ہی مین وہان اپنے فرزند کو لے کر رہونگی جب تم بدیع الملک کے پاس سے واپس ہوکر آؤ گے مین پھر یہان چلی آؤنگی مگر مین بدیع الملک کے پاس نہ جاؤنگی اور تم بھی کفار کشی سے نہین محروم رہنے ہو اور وہان کسی امر کا خوف نہین ہی پرسیپاسے فرنگی نے کہا کہ فیروزشاہ بھی تو ضرور کمک کو جانے گا جواب دیا کہ وہ نہین جانے کا جب مین پہونچ جاؤنگی اگر وہ جائے گا بھی تو وہ مقام ایسا نہین ہی کہ کسی قسم کی آفت مین مین مبتلا ہون اور میرا بہت دلون سے دل بھی اُس ملک مین جانے کو چاہتا ہی یہ جو ملکہ نے کہا پرسیپاسے فرنگی نے خیال کیا کہ ملکہ درست کہتی ہی وہ ملک ایسا ہی کہ ہر آفت سے محفوظ ہی بس عرض کیا کہ اگر آپ کی یہ مرضی ہی تو آپ سامان سفر درست فرمایئن کل آپکو روانہ کر دونگا اور پرسون خود مع لشکر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونگا ہان اگر آقاے نامدار ناراض ہون تو آپ انکو سمجھا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا ملکہ وہان سے اپنے مقام پر آئی خواصون کو حکم دیا کہ سامان سفر کرو ہم کل طرف فیروزہ حصار کے جائینگے پس اُسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا سب مال و اسباب بندھ گیا اور سب سامان رات بھر مین درست ہو گیا پس صبح کو ملکہ کو پرسیپاسے فرنگی نے تخت پر سوار کرکے اور سب خواصون کو مع مال و اسباب کے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے پچیس ہزار سوار ہمراہ کرکے طرف فیروزہ حصار کے روانہ کیا معلم و اتالیق وغیرہ سب اُستاد شاہزادے کے ہمراہ گئے بیرون شہر اکر خود پرسیپاسے فرنگی پہونچا گیا ملکہ تو اُدہر روانہ ہوئین یہان پرسیپاسے فرنگی نے آکر سامان سفر تیار ہونے کا حکم دیا پس جب سب سامان تیار ہوا دوسرے دن پرسیپاسے فرنگی بھی دارلاکو فرنگون سے طنبور بجاتا ہوا طرف نہ طاق کے روانہ ہوا اور یہان اپنی طرف سے ایک فرنگی کو چونکہ اُسکا عزیز قریب تھا اور نام اُسکا ولیماسے فرنگی تھا مقرر کیا اسکا حال آیندہ وقت پر تحریر ہوگا مگر اب راوی حال ملکہ کا تحریر کرتا ہی

دو کلمہ داستان ملکہ و شاہزادہ سکندر رستم خو کے بلا حظہ فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہی کہ جب ملکہ مع لشکر کے قطع منازل و طی مراحل کرکے قریب فیروزہ حصار کے پہونچین حاکم فیروزہ حصار فیروزشاہ کو ملکہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی شہر ملکہ کی جاے ولادت ہی پس فیروزشاہ نے شہر سے بیرون شہر آیا اور ملکہ کو بڑی عزت و آبرو سے لے گیا اور جاکر عمارت شاہی مین اتارا سکندر کی قدم بوسی حاصل کی لشکر ملکہ کو جاے معقول پر فروکش کیا ملکہ سے سبب تشریف آوری کا دریافت کیا ملکہ نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین اس لیے یہان آئی ہون کہ تم میرے باپ کے ملازم ہو جو مین کہونگی تم اُس پر عمل کروگے فیروزشاہ نے کہا کہ آپ کی اطاعت کرنا ہمارا فخر و افتخار ہی پس ملکہ نے کہا کہ اگر نامہ رستم خان کا تمہارے پاس آئے کہ بدیع الملک کی کمک کو لشکر لے کر جاؤ تو تم نہ جانا کوئی بہانہ کر دینا فیروزشاہ نے کہا کہ بہت خوب بس ملکہ یہان رہنے لگی مگر اپنے شوہر

شہریار عالی وقار کا بڑا صدمہ ہے اور اُنکی مفارقت کا بڑا رنج ہے اُن کے فقیر ہونے کا بہت خیال ہے شہزادی
نے کہا ہے کہ فیروز شاہ کے پاس نامہ رستم خان بن کنجاب کا نہیں آیا ہے اب اس مقام پر بلکہ یہاں
تشریف فرما ہے اور شاہزادہ پرورش پاتا ہے یہاں تک کہ شاہزادے نے تمام علم و فضل سے فراغت پائی
فن سپاہ گری سے فارغ ہوا ہر فن میں طاق شہرۂ آفاق ہوا حسین بھی ایسا تھا کہ کوئی ہمسر ہو سکے برابر
اُس زمانہ میں خوبصورت نہ ہوگا بالکل حمائل شاہزادے کے مثل علم شاہ اور مالک قاسم کے
تھے جو اُن کے زمانہ طفلی میں تھے وہی غصہ وہی بانک پن وہی شجاعت اور بہادری کا طریقہ شاہزادہ
اُس سن میں کسی کو اپنے مقابل نہ جانتا تھا شیر کو زندہ گرفتار کرنے کا قصد رکھتا تھا دیو کو ایک بچہ مور
اور فیل کو پشہ خیال فرماتا تھا اب سن شاہزادے کا کوئی آٹھ برس کا ہوا ہے ملکہ شاہزادے کو دیکھ کر
خوش ہوتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ ملکہ سے شاہزادے نے دریافت کیا کہ ہم نے آج تک اپنے
والد بزرگوار کو نہیں دیکھا جب سے فرنگستان سے یہاں آئے اور ہم پر یہ حال ظاہر نہیں ہوا کہ آپ
فرنگستان سے یہاں کیوں تشریف لائیں یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ رونے لگی اور کہا کہ اے فرزند میں
تم سے کیا بیان کروں کہ کیا مجھ پر آفت آئی تم ابھی بچے ہو تم کو ان باتوں سے کیا غرض و مطلب ابھی
تمہارے کھیلنے اور کودنے کے دن ہیں جاؤ کھیلو اور کودو ان باتوں کو نہ دریافت کرو شاہزادہ نے
جواب دیا کہ اگر آپ نہ بیان فرمایئے گا تو میں اپنے کو ہلاک کر دونگا بس اب میرے لہو و لعب کے دن گذر گئے
ہم اولاد صاحبقران ہیں ہم کو اپنی فکر کرنا ضرور ہے بس تلوار و نیزے سے کھیلنا ہم کو زیبا ہے میدان
وغا ہمارا بازی گاہ ہے شمشیر و تیر ہمارے کھلونے ہیں آپ بیان کریں کہ کیا آفت آئی اور آپ کیوں
یہاں تشریف لائیں اور ہمارے والد بزرگوار کہاں ہیں میں اُن کے پاس جاؤں میں بہت دنوں سے اسی
فکر میں تھا کہ آپ سے یہ حال دریافت کروں مگر موقع نہ پاتا تھا آج موقع ملا تو دریافت کیا جب شاہزادے
نے بہت اصرار کیا تو ملکہ نے مجبور ہو کر بیان کیا پس رستم ثانی کا فقیر ہو کر اس امر پر لشکر سے
نکلنا کہ میں بدیع الملک کی اطاعت نہ کرونگا اپنے لشکر کو شہریار کے پاس روانہ کرنا فیروز بخت
کی عرضی کا آنا کہ ہم پر مخمور فیل سوار زرنگار پرست نے اور تہران نوش نے لشکر کشی کی ہے میری کمک
فرمائیے شہریار کا شکارگاہ سے قلعہ تمر بخش پر جانا یہ حال سنکر سپیلا سے فرنگی کا جانا وہاں شہریار
کا اُسکو قتل کرنا اور تہران سے جنگ مغلوبہ ہونا اُسی حالت جنگ میں سہراب بن لندھور مصاحب
خاص رستم ثانی کا پہنچنا مع لشکر کے شہریار سے ملنا اُس جنگ کا فتح ہونا پس شہریار کا اُس سے
حال دریافت کرنا اُسکا سب حال بیان کرنا شہریار کا یہ حال سنکے سب کو اُس مقام پر ٹھہرانا اور خود
فقیر بن کر شب کو تلاش میں رستم ثانی کے نکلنا بیان کیا اور سپیلا سے فرنگی کا لشکر لیکر وہیں
آنا اور سب حال سے آگاہ کرنا اپنا رنج و غم میں مبتلا ہونا اُس کے بعد رستم خان بن کنجاب کا نامہ
آنا اس غرض سے کہ بدیع الملک کی کمک کرو اور سپیلا سے فرنگی کا سب احوال کہنا اپنا وہاں جانے
سے انکار کرنا اور ادھر کو آنا سپیلا سے فرنگی کا طرف نہ طاق کے جانا روبرو رکہ سب بیان کیا اور کہا کہ
یہ آفت ہم پر پڑی ہے یہ تمہارے باپ کا واقعہ ہے وہ تو ہم کو جیتے جی مار گئے ہم کسی طرف کے نہ رہے نانا
تمہارے یعنی صاحبقران ثانی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اگر وہ یہاں ہوتے تو بھی میری زندگی بسر ہو جاتی
مگر خیر خداوند کریم تم کو سلامت رکھے کہ تمہارے سبب سے میری زندگی ہے جب تم کو دیکھ لیتی ہوں سب
رنج و صدمہ برطرف ہو جاتا ہے یہ جو سکندر رستم خو نے سنا ملکہ اپنی ماں سے کہا کہ اب مجھکو معلوم ہوا

کہ یہ واقعہ گزرا ہے میں یہ جانتا تھا کہ والد بزرگوار کسی بلا پر لشکر سے کر گئے ہیں اب معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو کر نکل گئے ہیں
اور آپ اس سبب سے یہاں تشریف لائی ہیں خیر دیکھا جائے گا یہ کہکر سکندر رستم خو اپنی ماں کے پاس سے اٹھے مگر یہ
کہتے ہوئے کہ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں اپنے باپ کی تلاش میں جاؤں ماں نے جو سنا یہ کلمہ کہا کہ میں اسی سبب
سے یہ حال نہیں بتاتی تھی مگر جب تم نے اصرار کیا ناچار کہنا پڑا اے فرزند ابھی تمہارا یہ سن نہیں ہے کہ تم گھر سے نکلو ہاں
جب جوان ہونا اس وقت اختیار ہے سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ جی ہاں ابھی نہیں میں نے بات کہی کہ
میرا بھی جی چاہتا ہے کہ ایسا کروں ملکہ نے کہا کہ اے فرزند تم کبھی مفارقت کا صدمہ مجھکو نہ دینا یہ کہکر گلے سے لگایا اور
پیشانی پر بوسہ دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں یہ کہکر اپنے رفیقوں میں
آ گئے اور لہو و لعب میں مصروف ہوئے وہ دن تمام ہوا شب کو جب کھانا کھا کر بستر پر آرام کرنے لیٹے تو باپ کا
خیال آیا اور خیال کیا کہ اے سکندر رستم خو تم اس قدر کم ہمت اور بیچ دل کے ہو اور دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے کہ
تمہارے باپ فقیر ہو کر لشکر سے نکل گئے اور ابتک تم نے خبر تک بھی نہ لی کیا حال دنیا کا ہے کہ باپ تو فقیر ہو کر
سر بصحرا نکل جائے اور بیٹا اور فرزند باپ کی خبر نہ لے نہ معلوم وہ کس آفت میں مبتلا ہوئے ہیں تم کو
خداوند کریم نے مرد کی صورت بنایا ہے اور ایسے خاندان میں پیدا کیا ہے کہ جہان سب بہادر ہیں اور ہر ایک
نے نام پیدا کیا اور اپنی شوکت بڑھائی پس اب تمہارا یہ سن نہیں ہے کہ تم اپنی عمر طفیل کو ویسے ہی بسر کرو
اور اپنی ترقی اور شوکت بڑھانے کی فکر کرو پس تم کو لازم ہے کہ بہادروں کے مثل طلب ہمت ہو گا ماں کو
تمہاری بھی جدائی کا صدمہ ہو گا ہونے دو کہاں تک ماں کے پہلو سے لگے بیٹھے رہو گے مثل لڑکیوں کے
اور کہاں تک خوفزدہ رہو گے پس باپ کو تلاش کرو اور اس قدر شوکت پیدا کرو کہ مثل بدیع الملک
کے تم بھی چچا اپنے کو صاحبقران بناؤ بدیع الملک سے مقابلہ کرو پس جیسے تمہارے باپ و چچا اس
حال سے فقیر ہو کر نکل گئے ہیں کہ ہم بدیع الملک کی اطاعت نہ کرینگے ویسے تم بھی یہ کرو کہ لشکر جمع
کر کے ملک گیری کرو کوئی بدیع الملک صاحبقرانی کو لے کر پیدا نہیں ہوئے تھے جب انھوں نے ہزاروں
معرکے طلسم فتح کیے لاکھ تسخیر ان کے ہمراہ ہو گیا ہزاروں پہلوانوں کو زیر کیا بہت سے سردار مطیع ہوئے تب یہ رتبہ
بہم ہوا میرے باپ و چچا بھی تو بدیع الملک کے برابر رہے جو انکے مرتبے تھے وہی انکے بھی ہیں اس شخص کا
پوتا ہوں کہ جس نے ہزاروں طلسم فتح کیے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا اور اسکا پرپوتا ہوں کہ جس نے
سات برس کے سن میں طلسم افراسیابی فتح کیا اور نقارہ رزم ترک توسن ملیطاقی کا تعاقب کر کے
بارگاہ سنجروی میں اس سے قتل کیا اور لشکر لقا پر یکہ و تنہا شبخون مارے اور میں اس شخص کا پرپوتا ہوں
یعنی علم شاہ رومی کا کہ جنہوں نے بارہ برس کے سن میں فیل سفید کو مارا کہ رستم لقب پایا اور
یکہ و تنہا فرنگستان میں جا کر کپتان فرنگی کو قتل کیا و فیل ہندی و فیل ہندی کو کہ جو مثل
لندھور کے تھے دونوں ہاتھیوں کے پاؤں پر اٹھا کر خندق میں ڈال دیا کہ انکو پانی سے پناہ مانگنی دشوار
ہوئی موت کے گھاٹ اتر کے غرق دریائے فنا ہوئے اثر کیا منحصر ہے لندھور ایسے جوان کو مع گرز
اور فیل بمعہ ہودہ کے اٹھا لیا اگر حمزہ صاحبقران نہ آ جاتے تو انکو بھی مثل فیل ہندی کے موت کے
گھاٹ اتارا تھا پس جب تیرے بزرگ ایسے ہوں اور تو کچھ شوکت نہ پیدا کرے گا بلکہ مثل ماں کے پہلو میں بیٹھا رہے
اب لازم ہے کہ تو بھی بہادروں کی مثل اور شوکت بہم کرو ورنہ اب کسی کو منہ نہ دکھانا سکندر رستم خو نے یہ
قصد دل میں کر لیا اور کہا کہ تیرا ہی نام [illegible] پس تو بھی ویسی ہی شوکت پیدا کر مثل اپنے باپ دادا کے
اور بدیع الملک سے مقابلہ کرتا کہ انکو بھی معلوم ہو کہ اسکا [illegible] یار کا فرزند ایرج نامدار کا نبیرہ

ملک قاسم و علم شاہ کا پڑا رہا ہے جب ایسے ایسے خیال دل میں آئے فوراً خیال کیا کہ اگر یہاں سے نکل جائیں گے
تو جانا نہ ملے گا لیکن اس تاریکی شب میں بدر دان کہیں نکل چلو بصورت فقیرانہ کیونکہ تیرے والد بزرگوار
بھی فقیر ہوکر نکلے ہیں یہ جو دل میں خیال آیا وقت کے منتظر رہے جب دیکھا کہ سب سو گئے سناٹا ہو گیا
فوراً گنبد بارگاہ پشت بام پر آئے جب بستر سے اٹھے تھے سب لباس اتار کر رکھدیا تھا صرف تہ بند خوابی لنگی
میں تھا اور ایک کمند جو کہ رات کو کسی مقام سے بہم کرلی تھی وہ باندھکر بام پر آگئے اور وہاں سے
زیر قصر آگئے اور اسی حالت سے ایک طرف کو روانہ ہوئے قریب صبح در شہر پناہ پر پہونچے جیسے پھاٹک کھلا
سب سے پہلے یہی شہر سے نکل کر روانہ ہوئے چونکہ اول تو تاریکی تھی دوسرے انکی حالت بھی دگرگون تھی تہمت
بندھی ہوئی تھی کرتہ گلے میں تھا کوئی کیا پہچانتا پس راوی انکا کچھ حال بیان کرے گا مگر ان کے نکل کر
جانے کی خبر ہونا اور وہاں کا اور رفیقوں کا رنج و غم کرنا اور سب کا مصروف آہ و فغان ہونا دفتر نیرنگ
قاف میں جو کہ اس دفتر کے بعد ہے بیان کرے گا کیونکہ یہ حالات اسی دفتر سے متعلق ہیں اور سب حال
سکندر رستم خو کا اور انکی شوکت تمامی کا حال اسی دفتر میں تحریر ہوگا اگر جناب منشی صاحب مالک مطبع
نے اسکے ترجمہ کا حکم فرمایا اور آپ لوگوں نے بھی اسکی خواہش کی جب آپ لوگ اس دفتر کو ملاحظہ فرمائینگے
تو اسکی داستانوں کا لطف پائینگے خلاصہ یہ کہ سب واقعات اسی دفتر نیرنگ قاف میں تحریر ہونگے
یہاں اس دفتر میں کچھ حال برائے نام سکندر رستم خو کا تحریر ہوتا ہے پس شاہزادے نے اپنی حالت
فقیرانہ بنائی گو کہ نہ راہ سے واقف تھے نہ طریقہ فقیری سے مگر جس طور سے ہوا تبدیل صورت کی اور فقیروں کی راہ
شہر سے نکل کر ایک طرف کو روانہ ہوئے بالکل راہ سے نابلد تھے مگر جوش میں اس امر کے چلے جاتے تھے
کہ کسی طور سے اپنی شوکت بڑھاؤں اور اپنے باپ کو تلاش کروں یہ خیال دل میں کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں
دوپہر دن پایا تو راہ صحرا کی بصورت قلندرانہ رہ نورد ہیں تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اس رخ پر نور پہ
یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا نقاب خاکی ہے اس خاک میں وہ چہرہ پرنور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خاکی
میں آگیا ہے پس شاہزادہ تباہ و برباد عرق میں زہرتا یا غرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے
وہ پھول سے رخسار کہ جن پر کبھی گرمی کی حدت تک نہ پہونچی ہو آج اس قدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ
وہ مثل گل کے مرجھا جھائیں خیر وہ آفتاب حسن و خوبی ایک صحرا میں پہونچا وہ صحرا پر از آب و گیاہ تھا لب
چشمہ بیٹھکر منھ ہاتھ دھویا جو کچھ میوہ اس صحرا میں تھا نوش جان کیا پھر دم آرام لیکر پھر راہ لی اسی طور سے
شب کو دوپہر قیام کرتے ہوئے بناس پتی کھاتے ہوئے چلے جاتے ہیں پاؤں میں آبلہ پڑ گئے ہیں خار مغیلان
تلووں کے پار ہوگئے ہیں پاؤں ورم کر آئے ہیں آبلوں سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکلا تلوے سے خون
بہکر تمام زمین لعل ہوگئی پاؤں میں دھجیاں بندھی ہوئی ہیں آبلہ اس گوہر آبدار شہریاری پر پھوٹ
پھوٹ کر روتے ہیں برگ شجر جب ہوا چلتی ہے اس کے حال پر کف افسوس ملتے ہیں چہرہ سونلا گیا ہے
جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ رہ نورد بادیہ مصیبت رہروی سے باز نہیں ہے برابر راہ طے کیے جاتا ہے پس
شاہزادے کی غذا بناس پتی ہے اور جہاں پانی مل گیا پی لیا اسی طور سے ایک ماہ تک صحرا گردان و پریشان
رہے پس ایک دن ایسے صحرا میں پہونچے کہ جہاں سوائے ریگ کے کسی شے کا نام نہ تھا درخت کا
نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا میں مسافر تشنہ لبی سے تباہ و پانی دشوار تھی سوائے خون دل کے
پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی شے قسم غذا کے تھی سوائے لخت جگر یا دم خورشید کے جانور تاب اس صحرا
میں نہ آتے تھے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گرسنگی اور تشنہ لبی سے ہلاک ہو گیا اگر درخت بھی کوئی

نظر آیا تو بالکل مثل بید مجنون کے خشک شاہزادہ اُس صحرا میں رہ نورد تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ
سے پاؤں زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تاوہ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے
تھے ذرہ ریگ انگارے معلوم ہوتے تھے اس قدر گرمی تھی کہ از سر تا پا شاہزادہ پسینہ میں غرق تھا تشنگی
کے سبب کم یابی آب کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی زبان میں کانٹے پڑے ہوئے تھے طاقت الگ
طاق ہو گئی تھی پاؤں میں الگ آبلے پڑ گئے تھے یہ حالت تھی کہ کسی مقام پر پاؤں ریگ میں گڑ گئے تھے
کسی مقام پر بالکل بس راہ طے کرتے ہوئے سختیاں سفر کی اٹھاتے ہوئے اس صحرائے بلا کو طے کرتے ہوئے
چلے جاتے ہیں پس ایک مقام پر پہونچ کر ایسے بے بس ہوتے کہ اب راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے
الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤں نے الگ جواب دیا جب یہ نوبت پہونچی شاہزادے کو یقین
مرگ ہو گیا پس اپنے خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی قریب سہ پہر کے وہ صحرا تمام ہوا اور ایک صحرا میں
پہونچے جو کہ نمونہ بہشت تھا پانی بھی ملا منہ ہاتھ دھویا زبان کو تر کیا کچھ گھاس پھوس کھایا اب وہاں سے
چلے قریب شام ایک شہر پناہ کا پھاٹک دور سے دکھائی دیا انھوں نے اسکو دیکھ کر شکر خدا کیا اس
طرف کو متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ چار دیواری اس شہر کی سنگ مرمر کی ہے اور پھاٹک
فولادی ہے پس بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر داخل شہر ہوئے شہر کو خوب آباد پایا رعایا کو دلشاد ہر مقام
پر اہل شہر کا مجمع تھا سب عورت و مرد کو اس شہر کے حسین پایا ہر مقام پر کثرت اژدہام رہتا تھا بازار میں آراستہ
تھیں دوکانیں خوش پوشاک بیٹھے ہوئے تھے خرید و فروخت جاری تھی ہر ایک مرفہ الحال تھا جو تھا خوش
پوشاک تھا جو شہر میں داخل ہوئے دیکھا کہ ہر گلی کوچہ شہر کا صاف و شفاف ہے عمارت شہر بہت بلند گچ
اور پختہ ہے ایسی گنجان آبادی ہے کہ تل رکھنے کی جگہ بسبب عمارت کے نہیں ہے انکو جو اس شہر کے لوگوں نے
دیکھا ایک تو کم سن پایا دوسرے حسین و جمیل مگر لباس فقیری کا ہے پس ان کے گرد سب جمع ہو گئے کوئی
کہتا ہے کہ یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے نہ معلوم کیا آفت و بلا نازل ہوئی جو فقیری اختیار کی کوئی بولا کہ
بھائی بادشاہ و گدا سب بندے خدا کے ہیں فقیر بھی ایسے ایسے حسین ہوتے ہیں کہ بادشاہ کیا ہونگے
پس کیا عجب ہے جو یہ فقیر حسین ہے ہاں یہ امر ضرور ہے کہ یہ سن و سال ابھی فقیری کے لائق نہ تھا کیونکہ ابھی اسنے
دنیا کا کیا لطف دیکھا تھا جو فقیر ہو گیا ابھی سبزہ خط تو نمایاں نہیں ہوا ہے ایک نے بڑھکر پوچھا کہ اے شاہ
صاحب آپ کا کہاں سے آنا ہوا جواب دیا کہ بابا جہاں سے سب آئے ہیں وہاں سے میں بھی آیا ہوں اسنے
کہا کہ کہاں کا قصد ہے کہا کہ جہاں سب جائینگے وہاں میں بھی جاؤنگا اس نے کہا کہ آپ کا کیا اسم
مبارک ہے جواب دیا بابا اس ملک دنیا کو آوارہ شاہ کہتے ہیں یہ جواب دے کر کہا کہ اس ملک کا کیا نام
ہے اور بادشاہ کا اور اہل شہر کا کیا طریقہ ہے اور کوئی سرا بھی ہے ان لوگوں نے کہا کہ اس شہر کو صندلیہ
کہتے ہیں یہاں کے بادشاہ کا نام صندل شاہ فیل زور ہے اور بادشاہ اور کل اہل شہر کا دین
آب پرستی ہے ہم سب بندے خداوند آب حیات کے ہیں جب شاہزادے کو معلوم ہوا کہ یہ صندلیہ
شہر ہے اور یہاں کے لوگ آب پرست ہیں اور بادشاہ کے بھی نام سے آگاہ ہوئے دریافت کیا کہ یہاں
کوئی سرا بھی ہے کہا کہ جی ہاں بہشت سرا میں ہیں ایک سرا یہاں سے بہت قریب ہے جواب دیا کہ خیر یہ کہکر
سیر کرتے ہوئے بہ حسب نشان دہی ان لوگوں کے سرا میں آئے یہ خیال دل میں کر لیا کہ ہم اس شہر میں
آئے ہیں اب بدون اسکو اسلام آباد کیے ہوئے واپس نہ جانا پس اس قصد سے سرا میں آئے یہاں
جو پہونچے مسافروں نے جو انکو دیکھا کہا کہ دیکھو کیا خوبصورت یہ فقیر ہے پس انھوں نے ایک کوٹھری

سرا میں کی بھٹیارے نے پوچھا کہ شاہ صاحب کچھ کھاؤ گے جواب دیا کہ میں کیا کھاؤں گا پھر انشاء اللہ
مجکو بھیجے گا جب مسافروں نے دیکھا کہ اس فقیر نے کچھ نہیں کھایا ایک نے اُن میں سے آگے آ کر ہاتھ جوڑ کر
عرض کیا کہ یا شاہ صاحب آج اس حقیر کے یہاں نان و نمک نوش فرمائیے تاکہ آپ کے نوش فرمانے
سے برکت ہو پہنچے شاہزادے نے انکار کیا مگر اُس نے نہ مانا کیونکہ زمانہ سابق میں پھر ادنیٰ و اعلیٰ
فقیر کو بہت مانتے تھے معاذ اللہ اُسکی خدمت کرنا اور اطاعت کرنے کو اپنی بخشش کا نتیجہ جانتے تھے
فقیروں کا مرتبہ پیغمبروں کے مرتبہ سے کم نہیں جانتے تھے بس عجز و منت کر کے شاہزادے کو کھانا کھلایا
صبح کو دوسرے نے بس شاہزادہ وہاں رہنے لگا مگر اس فکر میں ہے کہ کیونکر اس ملک کو اسلام آباد
کروں ہر روز اسی فکر میں ہے سہ پہر کو اور صبح کو سیر کو شہر نکلتا ہے ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ انکی خاطر
کرتا ہے اور قدم بوسی حاصل کرتا ہے دکاندار ہر ایک اپنی دکان پر انکو جلوہ دیتا ہے مگر یہ اسی فکر میں
ہیں کہ کسی صورت سے اس ملک کو اسلام آباد کیجیے اور یہاں کے بادشاہ کو اپنا مطیع کیجیے ایک
دن کا ذکر ہے کہ یہ موافق دستور کے سہ پہر کو شہر کی سیر کو نکلے تھے اور چوک میں سیر کر رہے تھے کہ
یکایک ایک طرف سے شور و غل کی صدا آئی اور جو راہگیر سڑک پر راستہ چل رہے تھے وہ کنارے
کنارے ہو گئے دکاندار اپنی دکانوں پر کھڑے ہو گئے شاہزادے نے دیکھا کہ کوتوال شہر اُس کے
ہمراہ ہے پیادے کوتوالی کے سب راہگیروں کو ہٹاتے ہوئے اور کہتے ہوئے کہ کوئی سر نہ اونچا کرے
سواری ملکہ کی آتی ہے نکل گئے شاہزادے نے اہل شہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہ سب لوگ کنارے
کنارے ہو گئے اور دکاندار بھی کھڑے ہو گئے مگر سر جھکائے ہوئے اور کوتوال بندوبست کرتا ہوا چلا گیا
کسکی سواری آتی ہے اُس نے کہا کہ اے شاہ صاحب آگاہ ہو جیے کہ یہاں کا جو بادشاہ ہے صندل شاہ
اُسکی ایک دختر ہے کہ اُسکا حسن و جمال تمام دنیا میں مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے ابھی اُسکا سن کوئی چودہ
برس کا ہوگا وہ ماہ آسمان شہریاری ہے اپنے کمال کو نہیں پہونچی ہے اُسکے حسن و جمال کی کیا تعریف
کروں اُس ماہ فلک شہریاری کا نام ملکہ ماہ پارہ ہے در حقیقت وہ اسم با مسمیٰ ہے یا ماہ پارہ ہی ہے یہ اُسکی
سواری آتی ہے ملکہ اپنے باغ کو جاتی ہے بیرون شہر ملکہ کا باغ ہے یہ ملکہ وہاں جاتی ہے اُس باغ کو
اگر بہشت بریں کہیے تو بجا ہے یہ اُسکی آمد کا بندوبست ہے شاہزادے نے دریافت کیا کہ کیا بادشاہ
شہر کی ایک یہی لڑکی ہے کہا کہ نہیں ایک لڑکا بھی ہے کہ جو ایسے حسن و جمال اور جوان مردی و
شجاعت میں عدیل نہیں رکھتا ہے وہ بھی ابھی کم سن ہے بلکہ وہ ولی عہد ہے اُسکا نام مظفر شمشیر گیر
ہے شاہزادے نے اس سن و سال میں ایک دن ایک شیر زندہ شکار گاہ میں پکڑ لیا تھا اُس دن
سے شمشیر گیر لقب ہو گیا وہ شاہزادہ بہت جری اور بہادر ہے یہ جو شاہزادے نے سنا تا خاموش
ہو رہا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا دیکھا کہ آگے آگے سوار تلواریں برہنہ ہاتھ میں لیے چلے آتے ہیں
اُن کے عقب میں اور جلوس سواری اُسکے بعد دیکھا کہ ایک محافہ طلائی اُس پر الماس کی چمکاری کی ہوئی
کہار وردیاں بانات کی پہنے ہوئے جھالیاں لگی ہوئی ہیں وردیوں پر کام زردوزی کیا ہوا ہے بانا کار چوبی
چو رستے پہنے ہوئے طلائی جھلیاں لگی ہوئی ہیں سر سے پاؤں تک جڑاو غرق میں چلی آتی ہیں محافہ
پر زردوزی پردے جالی لوٹ کے پڑے ہوئے اُس کے اندر وہ ماہ پارہ حسن سے اپنی زیور زردوزی [illegible]
کے بیٹھی ہوئی عقب میں اور محافے ہیں جن میں خواصیں [illegible] چلی آتی ہیں شاہزادہ دیکھ رہا تھا اتفاقاً [illegible] شاہزادے کی
نگاہ پڑا اور مقابل ہوا ایک مرتبہ ہوا کا جھونکا چلا پردہ محافہ کا بلند ہو گیا ملکہ ماہ پارہ نے جھکر اسی طرف نظر

دیکھ رہی تھی اور شاہزادہ بھی اسی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ جیسے پردہ ہوا سے بلند
ہوا ایک برق تھی کہ چمک گئی اُدھر ملکہ نے دیکھا کہ ایک جوان کم سن کہ جسکی مسیں بھی ابھی تک نہیں
نمودار ہیں مثل ماہ چہاردہ کے لباس فقیری پہنے کھڑا ہی بھرے بھرے بازو ہیں سینہ چوڑا ہی زلفیں
دوش پر ہیں گو عالم فقیری میں ہی مگر چہرے سے وہ شان و شوکت آشکار ہی کہ شاہزادہ معلوم
ہوتا ہی مگر عجیب حالت سے ہی اسپر بھی حسن چمک رہا ہی جیسی بھوین ہیں صراحی دار گلا ہی ملکہ نے
جو شاہزادے کو بغور دیکھا ایک تیر عشق تھا کہ قلب کے پار ہو گیا اُدھر شاہزادے نے ملکہ کو بھی خوب سا
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سراپا حسن و جمال عارض مثل آفتاب کے پیشانی مثل بدر کے
زلفیں مثل سنبل کے جوبن کا سینہ پر ابھار بازو مثل بلور کے کلائیوں میں چوڑیاں وہ گوری گوری
کلائی و سیاہ سیاہ چوڑی بموجب نغوسا سیہ چوری بدست آن نگار سے + بشاخ صندلین پیچیدہ
مارسے + دھانی پوشاک پہنے ہوئے تھی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھانوں کے کھیت سے آفتاب طلوع
ہو رہا ہی برابر ملکہ کے برہم آرا اُسکی وزیرزادی بیٹھی ہوئی تھی بس جیسے چار نگاہ ملکہ سے اور شاہزادے سے
ہوئی دونوں طرف حضرت عشق نے اپنا عمل کیا کشور دل پر سپاہ محبت نے لشکر کشی کی شاہزادہ ملکہ پر اور ملکہ شاہزادہ
پر فریفتہ ہو گئے بس فوراً ہوا نے پردے کو پھر گرا دیا پردے کا گرنا تھا کہ ملکہ کے دل پر پہاڑ غم و الم کا گر پڑا اور آہ
کر کے دل کو پکڑ لیا اُدھر شاہزادے نے بھی اُف کر کے ہاتھ قلب پر رکھ لیا مگر یہ واقعہ کسی اور نے نہیں دیکھا
سواری چند قدم چلی مگر ملکہ کا یہ حال ہی کہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ پھر پردہ اُٹھ جائے پھر ویسا ہی جھونکا آئے
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی کہ شاید پردہ ہٹ گیا ہو شاہزادے کی بھی آنکھ اُسی طرف لگی ہوئی تھی اور دعا
کر رہا ہی کہ اے میرے خدا پھر ویسا ہی جھونکا ہوا کا چلے اور پردہ اُٹھ جائے وہ مہ پارہ جو پردہ میں چھپ گیا ہی پھر آ
اور پھر دل سے کہتے ہیں کہ او نالائق تو آیا بھی تو کس پر آیا کہ جو شاہزادی ہی اور تو فقیر بھلا تیرا اور اُسکا کیا مقابلہ
ہاں خیر تجھکو خدا نے کسی قابل کیا تھا وہ زمانہ ہوتا تو زیبا تھا اب یہ امر کیونکر ہوگا بس اسکے فراق میں تڑپ
تڑپ کر مر جاؤ گے اُدھر ملکہ یہ اپنے دل میں کہہ رہی تھی کہ افسوس یہ کم بخت دل آیا ہی تو کس پر آیا کہ جو فقیر ہی یہ
عشق بھی وہ بد بلا ہی اور کیسا کم ظرف ہی ایسے کم ظرفوں پر آتا ہی یہ بھی کوئی موقع ہی کہ فقیر پر میں عاشق ہوں
یہ کہکر پھر دل سے کہا یہ امر کسی پر منحصر نہیں ہی دل کا آجانا ہی جسکی صورت دل کو اچھی معلوم ہوئی بس اس میں
اعلیٰ و ادنیٰ کی کوئی تمیز نہیں ہی افسوس ہی کہ بیقرار دل کس پر آیا کہ جو فقیر ہی اور تو شاہزادی کہاں تیرے اور اسکے
زمین و آسمان کا فرق ہی جو کوئی سنیگا وہ کہیگا کہ شاہزادی کیسی کم ظرف تھی کہ فقیر پر عاشق ہوئی کسی
شاہزادے و شہر یار زادے پر نہ فریفتہ ہوئی مگر میں کیا کروں دل پر کسی کا اختیار نہیں ہی اگر ایک جھلک اور
آ جائے بس یہ خیال کر کے دل نے یہ امر ارادہ کیا کہ اسکو چھوڑ کر جاؤں بس اپنی وزیرزادی سے کہا کہ جو
کہاریاں ہمراہ محافہ میں اُن سے کہو کہ جو لوگ ہمراہ سواری ہیں وہ ان شاہ صاحب کو باغ میں لے آئیں
میں انکی دعوت کرونگی فقیروں کی خدمت کرنا باعث برکت و بخشش ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس
زمانہ میں فقیر کی بہت قدر کی جاتی تھی فقیروں کا مرتبہ برابر پیغمبروں کے خیال کیا جاتا تھا خصوصاً کفار بس
اُس زمانہ کے عورت و مرد سب فقیر کی عزت کرتے تھے کوئی عار نہ تھا چاہے شاہزادی فقیر کو اپنے برابر
بٹھائے کوئی منع نہیں کر سکتا تھا لیکن ملکہ نے اسی سبب سے وزیرزادی سے کہا کہ کہدو شاہ صاحب کو
ہمراہ باغ میں لیتے آئیں بس یہ امر ظاہر تھا کہ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ شاہزادی فقیر کو اپنے ہمراہ
لے گئی ہی چاہے فقیر جوان ہو چاہے پیر یہ جو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا وزیرزادی نے مہریوں سے

ملکہ کا حکم بیان کیا بس اُنھون نے ملکہ کے حکم سے سوارون کو آگاہ کیا بس یہ حکم پاتا تھا کہ سوار طرف شاہزادے
کے چلے شاہزادہ یہان کھڑا ہوا طرف محافہ کے دیکھ رہا تھا کہ سوار قریب آئے اور کہا کہ شاہ صاحب تشریف
لے چلیے ملکہ نے آپ کو باغ مین طلب کیا ہی یہ سُننا تھا شاہزادے نے جواب دیا کہ مجکو نہین طلب
کیا ہوگا وہ شاہزادی ہی مین فقیر ہون وہ دنیا ساز لوگ بھلا فقیرون کو شاہون سے کیا غرض اور شاہون
کو فقیرون سے کیا مطلب وہ لوگ دنیا کے بادشاہ ہین ہم لوگ آخرت کے وہ صاحب دنیا ہین ہم تارک
دنیا ہمارے اُن کے زمین و آسمان کا فرق ہی مین جاکر کیا کرون ملکہ نے کسی دنیا ساز کو طلب کیا ہوگا تم کو
دھوکا ہوا ہی مین نہ جاؤنگا میرا کیا کام ہی شاہون کی صحبت مین یہ تو کہا مگر دل نے کہا کہ معشوق بلاتا ہی
اور تو نہ جائے مگر مصلحت یہ ہی کہ پہلے انکار کر پھر دیکھا جائیگا جب شاہزادے نے یہ کہا اُن سوارون نے
کہا کہ جی نہین ہم کو دھوکا نہین ہوا ہی آپ ہی کو طلب کیا ہی تشریف لے چلیے پھر شاہزادے نے انکار
کیا اُنھون نے عرض کیا کہ جی نہین آپ ہی کو یاد کیا ہی جب شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لوگ اب نہ مانینگے
کہا کہ اچھا چلو تمھارا ہی کہنا کرتا ہون مگر میری اور اُسکی صحبت کا برآنا محال ہی یہ کہکر اُن کے ہمراہ چلے سواری
یہان رُکی ہوئی تھی ملکہ نے کہا تھا کہ جب تک شاہ صاحب نہ آئین اُس وقت تک آگے نہ بڑھنے پائے دیکھا
وہ فقیر ہمراہ سوارون کے چلا آتا ہی رادی نے کہا ہی کہ خود شاہزادے کا جی چاہتا تھا کہ مین اس محافہ کے
ہمراہ جاؤن یہ انکار بغرض دنیاداری کیا تھا اس خیال سے کہ یہ کوئی نہ خیال کرے کہ یہ فقیر اس امر کا
خواستگار تھا جب شاہزادہ قریب محافہ پہونچ گیا ملکہ نے کہا کہ سوارون سے کہو کہ انکو مرکب پر سوار کرکے عزت
سے باغ مین لے چلین وزیرزادی نے سوارون سے کہا اُنھون نے شاہ صاحب سے کہا ملکہ کا حکم ہی کہ مرکب
پر سوار ہوکر تشریف لے چلیے جواب دیا کہ ہم فقیر ہین ہم کو مرکب سے اور ترک دنیا سے کیا غرض ہم اسی طور سے
صحرانوردی کرتے ہین مرکب وغیرہ دنیا سازون کے لیے ہی ہم تارک دنیا ہین ہمارے پاؤن مرکب ہین یہ جو
کہا اُنھون نے ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ اچھا جو اُنکی مرضی بس سواری طرف باغ کے روانہ ہوئی شاہزادہ
بھی ہمراہ تھا یہان تک کہ ملکہ باغ مین پہونچی پردہ گرا دیا گیا ملکہ محافہ سے اُتری اور سب خواصین و انیسین
جلیسین بھی اُترین پہرہ وغیرہ در باغ پر مقرر ہوا جو لشکر ہمراہ ملکہ کے آیا تھا وہ زیر باغ فروکش ہوا جب
ملکہ بارہ دری مین پہونچی سب سامان درست ہو چکا تھا اُسوقت ملکہ نے حکم دیا کہ لاؤ اُن شاہ صاحب کو
بس یہ حکم پاکر وزیرزادی نے محلدار سے کہا کہ در باغ پر جاکر کہو کہ جن شاہ صاحب کو ملکہ شہر سے اپنے
ہمراہ لائی ہین اُنکو اندر باغ کے یاد کیا ہی غرض دو محلدار در باغ پر آئی جو وزیرزادی بزم آرا سے سُنا تھا
آکر کہا بس سوارون نے عرض کیا کہ شاہ صاحب باغ مین تشریف لے جائیے ملکہ نے طلب فرمایا ہی
شاہزادہ ایک مقام پر بیٹھا ہوا تصور ملکہ مین شعر عاشقانہ پڑھتا تھا یہ شعر ورد زبان تھا ۔ مجھے آنا ہے
کیونکر تری صحبت مین جانانہ ۔ مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ ۔ جب اُن لوگون نے یہ کہا شاہزادے
نے کہا کہ بیکار ہم کو پریشان کر رکھا ہی مین کیون کھڑا ہو گیا تھا جو اس بلا مین مبتلا ہوا اُنھون نے کہا کہ تشریف
لے جائیے بس یہ سُنکے شاہزادہ داخل باغ ہوا باغ کو خوب آراستہ پایا سوارون نے محلدار سے کہا کہ
شاہ صاحب تشریف لاتے ہین جیسے محلدار کی نگاہ شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان رعنا ہے
ابھی تک سبزہ بھی نمودار نہین ہی بھرے بھرے بازو ہین چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہی محلدار نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ فقیر نہین ہی مقرر کوئی شاہزادہ ہی کسی سبب سے اپنے فقیری اختیار کی ہی بس محلدار
دل سے یہ باتین کرتی ہوئی شاہزادے کو ہمراہ لے کر طرف بارہ دری کے چلی شاہزادہ نے باغ کو خوب

کہا کہ ای شاہ صاحب آپکا اسم مبارک کیا ہی اور کدہر سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا تشریف لائے ہوئے
اور کہان کا قصد ہی جواب دیا کہ میرا نام آوارہ شاہ ہی اور جہان سے سب آتے ہین وہان سے مین بھی
آیا ہون اور بہت عرصہ ہوا آئے ہوئے اور جلد ہر سب کی بازگشت ہی اُسی طرف مین بھی جاؤن گا ملکہ
نے کہا کہ یہ مجکو بھی معلوم ہی میرا مطلب یہ ہی کہ اس شہر مین کب تشریف لائے اور کہان تشریف فرما ہوئے
جواب دیا کہ مجکو یہان آئے ہوئے دس دن ہوئے اور سرا مین اُترا ہون یہ سنکے ملکہ نے خواصون کو حکم
دیا کہ شاہ صاحب کی دعوت کا سامان کرو اور کشتی شراب کی کھینچ کر کہا کہ شراب نوش فرمائیے جواب
دیا کہ ہم لوگ تارک دنیا ہین ہم کو شراب وکباب سے کیا کام ہان یہ مشغلہ اہل دنیا کا ہی ملکہ نے قصد کیا
کہ اصرار کرون چونکہ ملکہ کا ذرہ بھی بس نہ چلا شہزادہ نے خیال کیا کہ کافر کے یہان کا کھانا پینا حرام ہی اور سب
اشیا سوا ے خشک چیزون کے نجس ہین کہا کہ ای ملکہ اس امر مین اصرار کرنا تمہارا سخن ضائع جائیگا
ملکہ نے بھی زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی اس خیال سے کہ شاید آزردہ ہو جائین اب
ملکہ نے کہا کہ ای شاہ صاحب یہ تو فرمائیے کہ آپ نے یہ لباس فقیری اس سن وسال مین کیون اختیار
کیا اسکا کیا سبب ہی مجکو تو آپکے چہرے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ کسی بادشاہ کے شاہزادے ہین
آپنے کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہی جواب دیا کہ یہ تیرا خیال خام ہی فقیری ہمارا آبائی طریقہ ہی
ہمارے خاندان مین سب فقیر ہوتے آئے ہین وزیرزادی چونکہ بہت چلبلی اور بامذاق تھی بولی کہ مین نہ
مانون گی یہ کسی کے ولولہ عشق مین آپنے فقیری کا بانا لیا ہی اسکی تلاش مین فقیر ہوکر نکلے ہین سچ سچ بیان
فرمائیے جواب دیا کہ او عورت تو بہت زبان دراز ہی یہ کیا کلام تو نے لیا کیسا عشق اور کیسا ولولہ اور کیسی
تلاش ہم لوگ ہان عاشق خدا ہین اسکے عشق مین ترک دنیا کرتے ہین ہم کیا بندون کا عشق کرین گے
ہم لوگ پاک محبت کرتے ہین اب ایسے کلمے زبان پر نہ لانا ملکہ نے اشارے سے منع کیا کہ چپ رہو کیا
فائدہ آخر وہ سب باہم اشارون مین باتین کر رہی ہین کہ ضرور کوئی شاہزادہ ہی از طرز تقریر اور طرز
گفتار و نشست و برخاست تو دیکھو بھلا یہ طریقہ فقیرون کا کب ہوتا ہی گدا یہ طریقہ کیا جانین یہ تو وہ
باتین کر رہی ہین ملکہ اپنی طرف اور شاہزادہ اپنی طرف خاموش بیٹھا ہی اور نیچی نیچی نگاہون سے ایک
دوسرے کو دیکھ رہا ہی شاہزادہ جب زیادہ بیقرار ہوتا ہی تو خطاب بدل کے کہتا ہی کہ بس اس قدر صحبت کو
غنیمت جان ورنہ تیری یہ صورت تھی کہ تو یون پہلو بہ پہلو بیٹھتا اور نظارہ جمال جانان کرتا اودھر ملکہ اپنے
دل سے کہتی ہی کہ افسوس کیا کرون کیونکر اسکا حال ظاہر ہو اور اس سے لطف صحبت حاصل ہو پھر اسی قدر
غنیمت ہی کہ اپنا معشوق سامنے تو بیٹھا ہی مگر یہ کسی پر عاشق ہی اسی کے ولولہ عشق مین اسکا یہ حال
ہی افسوس دل میرا اسپر آیا کہ جو دوسری طرف اپنا دل لگا چکا ہی ایسی ایسی باتین ملکہ دل سے کر رہی تھی
کہ اتنے عرصہ مین ایک خواص نے لاکر دسترخوان بچھا دیا اب رات ہوئی ہی تمام بارہ دری مین روشنی
ہی پس لاکر ہر قسم کا کھانا اور میوہ تر سب چن دیا اور ملکہ سے عرض کیا کہ خاصہ حاضر ہی پس ملکہ نے شاہ
صاحب سے کہا کہ تشریف لیجیے کچھ نوش فرمائیے جواب دیا کہ تم جاکر کھاؤ ہم لوگ ترک آب و دانہ
کر چکے ہین ہم کو اس سے کیا غرض یہ تمہارے لیے ہی ملکہ نے کہا کہ آپکو اپنے پیدا کرنے والے کی
قسم ہی کچھ ماحضر نوش فرمائیے مین نہ مانونگی جب ملکہ نے بہت اصرار کیا شاہزادہ دسترخوان پر تشریف
لایا ملکہ بھی مع وزیرزادی کے آکر بیٹھی پس شاہزادے نے کچھ میوہ خشک اٹھاکر کھایا ملکہ نے ہر ایک قسم
کا کھانا شاہزادے کے روبرو رکھا شاہزادے نے کہا کہ یہ سب تم ہی کھاؤ میری جو غذا تھی مین نے کھا لی

میں ان چیزوں سے محروم ہوں یہ طعام اہل دنیا کے لیے ہی جو تارک دنیا ہیں اُنکو اس سے پرہیز ہی یہ بھی
میں نے تمھاری خاطر سے کھایا ورنہ میرا یہ وقت نہیں ہی میں رات دن میں ایک وقت کھاتا ہوں اب
زیادہ اصرار نہ کرو ورنہ تم کو ناگوار ہوگا ملکہ خاموش ہو رہی وزیرزادی نے ہنس کر کہا معلوم ہوا کہ
انھوں نے کسی کے ولولۂ عشق میں ترک لذت کیا ہی پس جب تک وہ نہ ملیگا اُسوقت تک یہ
طعام لذیذ نہ کھائینگے شاہزادے نے وزیرزادی کی طرف دیکھکر کہا کہ تو بہت چرب زبان ہی میں نے
منع کیا تو نہیں مانتی ہی اب جو ایسے کلام کرے گی تو جواب سخت پاے گی ملکہ نے پھر منع کیا وزیرزادی
خاموش ہو رہی سب ہاتھ منھ دھوکر آئے مسند پر ملکہ اور شاہزادہ بیٹھا اُس دن صحبت ناچ رنگ
موقوف رہی دو پہر رات تک ملکہ اور شاہزادہ دونوں بیٹھے رہے اور گل چینی گلشن جمال کیا کیے
جب نصف شب آئی تو شاہزادے نے کہا کہ اب جاتا ہوں تمھاری خاطر ہو گئی ملکہ نے جو یہ سنا دل
سینہ میں بیقرار ہو گیا کہ یہ گیا اور تو گئی کیا تدبیر کروں گو شاہزادے کا خود اس امر کو دل نہ چاہتا تھا
کہ میں یہاں سے جاؤں مگر مصلحت وقت جان کر کہا تھا پس جب ملکہ نے اپنے دل کا یہ حال پایا تو کہا کہ ایک
میری اور عرض ہی اگر قبول ہو تو عرض کروں کہا کہ بیان کرو ملکہ نے کہا کہ میری یہ خواہش ہی کہ جب تک
آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں میرے باغ میں تشریف رکھیے تاکہ میں آپکی خدمت اچھی طور سے کروں
جواب دیا کہ بس اب کیا ضرورت ہی میں تیرا مہمان ہو چکا اب جاتا ہوں ملکہ نے اور سب نے بہت
اصرار کیا شاہزادے کی خود یہی مرضی تھی یہ جواب دیا کہ تم لوگوں نے ہم کو بہت پریشان کیا ہی خیر اب
تو یہاں آگیا ہوں تمھارا ناخوش کرنا بھی ہم کو زیبا نہیں ہی بس اُس وقت تک یہاں رہونگا کہ جبتک
تمھاری مرضی نہ ہوگی کہ جاؤ یہ کہکر خاموش ہو رہا بس ملکہ نے ایک کمرے میں سامان راحت برائے
شاہ صاحب مہیا کرا دیا بس شاہ صاحب اُس صحبت سے اُٹھکر وہاں آگئے یہاں ملکہ نے بھی صحبت
برخاست کی تصور میں اپنے معشوق کے لیٹی کسی طور سے نیند نہیں ہی یہی خیال ہی کہ کیونکر یہ امر ظاہر ہو کہ
یہ کون ہی شاہزادہ تو فرشتہ سا ہی اور کسی کے عشق میں اس نے یہ حال اپنا کیا ہی اُدھر شاہزادہ یہ اپنے
دل سے باتیں کر رہا ہی کہ کیونکر ملکہ کو مسلمان کروں اور اسکو اپنا عشق ظاہر کروں یقین ہی کہ اسی طور
سے تڑپ تڑپ کر تمام ہوں گے بس اُدھر ملکہ نے اور ادھر شاہزادے نے وہ رات تڑپ تڑپ کر
بسر کی نیند کسی کو نہ آئی ہر ایک کو یہی فکر تھی کہ کس طور سے یہ راز ظاہر ہو جب صبح ہوئی ملکہ منھ ہاتھ
دھوکر مسند پر آکر بیٹھی وزیرزادی سے کہا کہ جاؤ شاہ صاحب کو دیکھ آؤ اگر بیدار ہوے ہوں بس
وزیرزادی نے آکے دیکھا کہ شاہ صاحب بھی بیٹھے ہوے ہیں کہا کہ چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی شاہزادہ
ہمراہ وزیرزادی کے آیا اور آکر برابر ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ بہت خاطر سے پیش آئی ادھر اُدھر گل چینی
ہونے لگی دونوں خاموش بیٹھے ہیں راوی نے کہا کہ اسی طور سے چند روز گذرے ہیں کہ ایک دوسرے
کو دیکھکر اپنے دل کو قرار دے لیتا تھا مگر بسبب شرم و لحاظ کے اپنا حال نہیں ظاہر کرتا تھا اُدھر
خواصوں اور سہیلیوں میں یہ چرچا تھا کہ یہ کسی پر ضرور عاشق ہی شاہزادے کا اُس کے عشق میں یہ
حال ہی اور اسی سبب سے ملکہ کی طرف التفات نہیں ہوتا ہی اور ملکہ ضرور اسپر عاشق ہی بس جب
چند دن گذرے اب سب کو اس امر کی پروا لگی رہی کہ ہم موجود رہیں اور طریقہ دیکھیں کہ کیا
برتاؤ ہوتا ہی جب دیکھا کہ ایک دوسرے سے التفات نہیں ہوتا اب کنارہ کشی آن سب نے خیال
کی تخلیہ ہونے لگا مگر باہم یہ باتیں ہیں کہ ملکہ کے سبب سے ایک دن ضرور ناک چوٹی کاٹی جاے گی

ہم سے اگر بادشاہ دریافت کرینگے تو ہم اپنے بچانے کو صاف صاف کہدینگے ذرا سی بات کو پوشیدہ نہ کرینگے
بس اب جو تخلیہ ہوا سوا ملکہ کے اُس دن اُس مقام پر کوئی نہ تھا ملکہ نے کہا کہ اے شاہ صاحب آپ
کو قسم اُسی کے سر عزیز کی کہ جسکو آپ چاہتے ہوں اپنے اصلی حال سے آگاہ فرمائیے یہ تو مجھکو بخوبی معلوم
ہے اور میرے اوپر ظاہر ہے کہ آپ فقیر نہیں ہیں کسی ملک کے شاہزادے ہیں کسی کے ولولہ عشق میں آپ نے یہ
کسوت فقیری اختیار کی ہے مجھ سے نہ پوشیدہ فرمائیے میرے دل مضطر کو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے مجھکو اس
دریائے فکر سے رہا فرمائیے جب ملکہ نے اُس طور سے کہا اور اصرار کیا شاہزادے کے بھی دل کو قرار نہ رہا بیتاب
ہوگیا اور کہا کہ اب اپنے حال کو اسپر ظاہر کرو اور اسکو مسلمان کرو اسکی صحبت سے لطف اُٹھاؤ کہاں تک
اسکے فراق میں تڑپا کروگے یہ خیال کرکے کہا کہ ملکہ تم اپنے حواس درست کرو اور وہی تقریر پہلے کی جو سابق
میں کہا کرتا تھا ملکہ سنتی کی ملکہ نے کہا کہ اس سے کچھ حصول نہیں اس امر سے اطمینان رکھیے کہ میں آپکے راز کو
کسی پر افشا کروں جب ملکہ نے اس طور سے کہا اُس وقت شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ تم نے بہت پریشان کیا
خیر اس امر کا خیال رہے کہ میرا راز کسی پر ظاہر نہ ہو تم کو میں اپنے حال سے آگاہ کرتا ہوں دوسرے یہ امر ہے کہ
اگر میں تم پر اپنا حال ظاہر کردونگا اور جب تم میرے حال سے واقف ہوگی تم کو میرا یہاں رہنا ناگوار ہوگا بس
ایک امر ہے کہ جو میں کہوں اُسپر تم عمل کرو تو میں اپنا حال ظاہر کروں گو واقف ہوں کہ تم میرا حال سنکے میری
دشمن جانی ہوجاؤگی تم پر کیا منحصر ہے جو سنیگا وہ دشمن ہوگا مگر مجھکو کچھ خوف نہیں ہے تم نے جو اصرار کیا اُس
سبب سے میں حال بیان کرتا ہوں ملکہ نے کہا کہ ٹوٹیں وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھیں اور غارت ہوں وہ لوگ جو
آپ سے عداوت کریں اس امر سے آپ اطمینان رکھیے کہ کوئی آپکا دشمن نہ ہوگا اور جو آپ فرمائیے گا
اُسپر عمل کرونگی ملکہ نے اپنے دل میں کہا کہ جس امر کے لیے کہیگا اگر کہیگا بھی تو وصل کے لیے یہاں خدا د
اسی امر کی خواہش ہے کہ اس سے وصل حاصل ہو اور اسکا حال ظاہر ہو بس یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے
نے جواب دیا کہ ملکہ آگاہ ہو کہ میں اصل میں شاہزادہ ہوں تمہارا اور تمہارے خواصوں وغیرہ کا خیال
درست ہے اور خوب پہچانا ہے مگر میں خاندان سے حمزہ صاحبقران کے ہوں اور خداپرست ہوں میں نے
جو یہ کہا کہ تم میری دشمن ہوجاؤگی وہ یہ سبب ہے کہ جب تم کو یہ معلوم ہوگا کہ میں خداپرست ہوں اور
تمہارے خداوند کا دشمن ہوں تم اور سب میرے دشمن ہوں گے اور میں بھی اُن سب کا قاتل ہوجاؤنگا
بدیں سبب میں نے ابھی تک سبب حال تم سے نہیں بیان کیا تھا آگاہ ہو کہ میں حمزہ صاحبقران کا پوتا
ہوں شہریار عالی وقار کا فرزند ہوں صاحبقران ثانی کی دختر ملکہ جاجرہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہوں
صاحبقران ثانی کا نواسہ ہوں ایرج نامدار کا پوتا ہوں میں خداپرست ہوں میری فقیری کا یہ سبب
ہے کہ میرے باپ و چچا فقیر ہوکر لشکر سے نکل گئے ہیں میں کمسن تھا جب کا یہ واقعہ ہے جب میں سن تمیز
کو پہنچا تو میں نے اپنی ماں سے سنا بس خیال کیا کہ تم کسی طور سے اُنکو تلاش کرو اور اُنہی کی تلاش و کمک
بڑھاؤ بس میں بھی فقیر ہوکر نکلا یہ سبب ہے میری فقیری کا بس آوارہ پھرتا ہوا اس شہر میں آیا یہاں آکر
معلوم ہوا کہ یہ شہر اور اہل شہر اور بادشاہ شہر سب آتش پرست ہیں دل میں خیال ہوا کہ کسی طور سے اس
ملک کو اسلام آباد کردوں ان لوگوں کو اس گمراہی سے نکالوں بس اس خیال سے یہاں سے نہ گیا ورنہ
اب تک میں چلا بھی گیا ہوتا اسی فکر میں تھا ہر روز سیر کو نکلا کرتا تھا کہ تمہاری سواری اُدھر سے گذری ہوا نے
پردہ اُٹھا دیا میں نے تمکو دیکھا جب سے تمہاری طرف دل مائل ہوا تم نے طلب کیا چلا آیا جب سے یہاں آیا ہوں
اسی فکر میں تھا کہ کسی طور سے تم کو مسلمان کروں اور یہاں کے بادشاہ کو بس میرا یہ واقعہ ہے بس اگر تم کو

میری خاطر منظور ہو تو یہ آتش پرستی ترک کرو اور میرے پاس شوق سے رہو اور اگر یہ امر تمہین منظور ہی تو اب مین جاتا
ہون تم پر میرا حال ظاہر ہو گیا اب مین یہان قیام نہین کر سکتا ہون پس اس فکر مین جاؤنگا کہ کسی طور سے
یہان کے بادشاہ کو مسلمان کرون خواہ قتل کرون اور تم کو اپنے قبضہ مین لاؤن ملکہ نے جو یہ سنا اور سب
حال شاہزادے نے بیان کیا اور شاہزادے کے حال سے آگاہی ہوئی سر جھکا لیا اور اپنے دل سے کہا کہ بڑی
مشکل لاحق ہوئی دل جو آیا تو کس پر کہ جو دشمن ایمان ہی اور جن کو مرنے سے کچھ خوف نہین ہی اگر مذہب
اسکا نہین قبول کرتی ہون تو مفارقت اسکا سہنا ہی تڑپ تڑپ کر فراق مین مر جاؤنگی اور اگر مذہب اختیار
کرتی ہون تو دین آبائی مین فرق آتا ہی کیا کرون عجب کشمکش مین جان پڑی ہی ملکہ فکر کرنے لگی کہ کیا کرون
دل نے کہا کہ بندہ عشق کو دین و مذہب سے کیا غرض پس جو اپنے معشوق کا دین ہو وہی اختیار کرو ادھر
شاہزادے نے چند کلمہ وحدانیت خدا مین بیان کیے اور کہا کہ یہ کیسا تمہارا خدا ہی کہ لوگ اس سے منہ ہاتھ
دھوتے ہین زمین پر پھینک دیتے ہین پس ای ملکہ یہ پانی اور آگ جسکو کہ خداوند کریم نے خلق فرمایا ہین
یہ سب اس کے بندے ہین پس چند کلمہ مذمت ادیان باطلہ مین بیان کیے ملکہ نے جو زبانی شاہزادے
کے سنا پس زنگ کفر آئینہ قلب ملکہ پر سے آب تقریر شاہزادے نے دھو دیا اور نور اسلام نے کاشانہ
قلب ملکہ مین اپنا عمل کیا ملکہ نے سر جھکا کر اور شرما کر کہا کہ جو آپ کے مذہب مین آئے وہ کیا کہیے پس
شاہزادے نے ملکہ کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا ملکہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی شاہزادہ بہت خوش ہوا
پس ملکہ نے اس وقت اپنی وزیرزادی اور سب خواصون کو طلب کیا اور ان سے سب حال شاہزادے کا
بیان کیا وہ سب باہم اشارے سے کہنے لگین کہ جو ہم کو خیال تھا وہی ہوا کہ یہ شاہزادہ نکلا اور یہ امر بھی
ضرور ہی کہ ملکہ اسپر عاشق ہی پس ملکہ نے کہا کہ مین نے تو اس شہریار کا دین اختیار کیا پس جو ہمارا دوست
ہو اور ہم سے الفت رکھتا ہو وہ بھی اس شہریار کا دین اختیار کرے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے جسکو کوئی
مطلب نہ مان سے ہی نہ باپ سے وہ کافر ہین اور ہم مسلمان یہ کہکر شاہزادے سے کہا کہ اب پھر وہی کلمات
اپنی زبان سے فرمائیے کہ جو آپ نے میرے روبرو فرمائے تھے پس شاہزادے نے وحدانیت خدا مین چند کلمہ
اور چند کلمہ مذمت ادیان باطلہ مین زبان سے فرمائے پس جس قدر عورتین اس باغ مین ملکہ کے ہمراہ
آئی تھین وہ سب کی سب از سر صدق مسلمان ہوئین اور سب نے کلمہ طیبہ پڑھا ملکہ نے ان سب کو اپنے
سر کی قسم دی کہ تم اس راز کو افشا نہ کرنا سب نے قسم کھائی پس جب ملکہ کو سب کی طرف سے اطمینان
ہو گیا اسوقت ملکہ نے کہا کہ اب مین بھی اپنا حال ظاہر کرتی ہون کہ جب مین تیرے باغ کو آئی تھی تو یہ شہریار
اسی حالت سے کھڑے ہوئے تھے ہوا سے محافہ کا پردہ بلند ہو گیا تھا میری نگاہ جو انپر پڑی پس انکی محبت
نے میرے دل پر اثر کیا دم بھر کی جدائی ناگوار ہوئی اپنے ہمراہ باغ مین لائی جب سے یہ یہان ہین مجھکو انکی
صورت اور شوکت سے ضرور معلوم تھا کہ شاہزادے نے کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہی مین اسی فکر مین
تھی آخر آج موقع پاکر دریافت کر لیا شکر ہی خداوند کریم کا یہ شوہر مجکو وہ ملا جو کہ عالی خاندان بہادر جری یکتا
فخر روزگار ہی سب نے کہا کہ بہت درست ارشاد ہی ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جب ہم نے دیکھا تھا کہ
ملکہ کا دل اسیر کیا ہی اور یہ فقیر نہین ہین بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہین ہمارا قیاس درست تھا پس
ملکہ نے بزم عشرت درست کیے ہونے کا حکم دیا شاہزادے سے کہا کہ تبدیل لباس فرمائیے شاہزادے
نے جواب دیا کہ جب تک مین اپنے والد کو دلائل سے نہین کر لیتا ہون یا اپنی شوکت نہین بڑھا لیتا ہون اس
وقت تک تبدیل لباس نہ کرونگا اس امر مین زیادہ اصرار نہ کر ملکہ نے بھی خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرو

ملکہ خاموش ہو رہی پس سب خواصوں وغیرہ نے بزم آراستہ کی سب سامان عیش مہیا کیا پس بزم عشرت
آراستہ ہو چکی ملکہ نے جام شراب لبریز کرکے شاہزادے کے روبرو پیش کیا شاہزادے نے ملکہ کے ہاتھ
سے لیکر نوش کیا اور اپنے ہاتھ سے جام مملو کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا کہ اس دن تم نے شراب کیوں
نہ پی شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ جب تک تم کافر تھیں اور کافر کی چیز مسلمان کو کھانا حرام ہے اسی سبب
سے میں نے آج تک سوائے میوہ کے کوئی چیز نہیں کھائی پانی نہر سے پی آیا کہ وہ جاری ہے اب تم
مسلمان ہوئیں اور سب تمہاری خواصیں وغیرہ بھی میں نے شراب پی اور کھانا بھی کھاؤنگا یہ سنکے ملکہ
خاموش ہو رہی دور شراب چلنے لگا ملکہ نے ارباب نشاط کو طلب کیا وہ سب ساز و سامان سے حاضر
ہوئیں ایک مطربہ نے آکر گانا شروع کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی گانا ہونے لگا شراب ناب پی
جانے لگی گزک کے واسطے کباب تھے ملکہ کی وزیرزادی بیٹھی چہولیں کر رہی تھی سب خوش ہو رہے تھے
شب دو پہر رات تک یہ صحبت بزم و سرود برپا رہی خاصہ والی نے آکر عرض کیا خاصہ تیار ہے ملکہ مع
شاہزادے کے دسترخوان پر تشریف لائی خاصہ سے فراغت کرکے پھر صحبت میں آکر بیٹھے پھر جام شراب
گردش میں آیا اب جو دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اور [illegible] آگیا شاہزادہ نے دست شوق کو
دراز کیا ملکہ کے [illegible] کرنے لگا [illegible] گلے سے لگایا رخسار و زبان کے بوسے
لینے لگا ادھر بھی شعلہ شوق بلند ہوئی آنکھوں آنکھوں میں [illegible] دست شوق دراز ہوگئے دونوں طرف کے
حوصلے [illegible] نکلنے لگے [illegible] وزیرزادی اور سب خواصوں نے دیکھا یہاں سے [illegible] وغیرہ کے بہانے
سے سرک گئیں خلوت ہوگیا اب [illegible] ارمان پورے ہونے لگے مگر شاہزادے کو اس امر کا خیال ضرور تھا
کہ گو یہ مسلمان ہوئی ہے مگر جب تک اسکا باپ مسلمان نہ ہولے اسوقت تک سوائے پاک صحبت کے دوسرے
امر کا خیال بھی نہ کرو بس بوسہ بازی میں کوئی مضائقہ نہیں زیادہ فعل ہونا نہیں پس اسوقت اسکو اپنے
حبالہ عقد میں لاؤ اس سے وصل حاصل کرو اسوقت [illegible] جا لو تھوڑے عرصہ تک بوس و کنار
رہا بعد اس کے دونوں پلنگ پر کر لیٹ رہے اس [illegible] میں جا بجا سے ملکہ کی مہر [illegible] لگی تھی
پس جب پلنگ پر آئے شاہزادہ ادہر کروٹ سے اور ملکہ ادہر کروٹ سے سو رہے صبح کو دونوں اٹھے اور
منہ دھویا [illegible] کو گمان تھا کہ [illegible] کو ہو گیا ہوگا خوب لذت وصل ملکہ نے
حاصل کی ہوگی وزیرزادی [illegible] ملکہ سے خلوت میں دریافت کیا کہ رات کو تو
خوب آرزوئے دل پوری کی ہوگی [illegible] گذری ملکہ نے شرما کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ
بکتی ہے یہ لوگ مسلمان ہیں [illegible] جب تک عقد نہیں کرتے ہیں اس وقت
تک اور کسی بات سے نہیں غرض رکھتے ہیں ہاں بوسہ بازی میں کوئی ہرج نہیں ہے پس جب تک عقد
نہ ہولے گا کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا وزیرزادی خاموش ہو رہی اور سب نے اس سے دریافت کیا اس نے
وہی واقعہ جو کہ ملکہ نے کہا تھا کہہ دیا وہ بھی خاموش ہو رہیں پس یہاں ملکہ شاہزادے کے ساتھ عیش و
عشرت میں بسر کرتی ہے مگر صحبت پاک ہے اور شاہزادہ آج کل یہاں فقیری میں ہے ملکہ جب سے باغ میں آئی
ہے محل میں نہیں گئی صندل شاہ اسکو عزیز [illegible] رکھتا ہے اسکا طریقہ تھا کہ جب یہ باغ میں آتی تھی
آٹھ روز سے زیادہ نہیں رہتی تھی اور جب یہاں سے جاتی تھی تو باپ کے پاس ضرور جاتی تھی مہرے کو
اب اسکو یہاں بارہ دن ہوگئے ہیں کہ یہاں سے نہیں گئی پس صندل شاہ کو خیال آیا کہ اسکی
جو ملکہ [illegible] باغ کو گئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی ہے کیا سبب ہے یہ خیال کرکے خواصان

ملکہ کو طلب کیا چونکہ سب خواصین ہمراہ ملکہ کے گئی ہوئی تھین کوئی نہ حاضر تھی مگر ایک خواص جو کہ
سن رسیدہ تھی وہ اُس دن سے جب سے کہ اُس فقیر کو ملکہ لے کر آئی تھی صرف اُس خیال سے چلی آئی تھی کہ
یہ فقیر نہین ہے ضرور کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ گل ایک نہ ایک دن کھلے گا اور رنگ لائے گا اُسوقت
سوا ے ذلت کے کچھ نہ حاصل نہ ہوگا اور بادشاہ کو کیا جواب دیا جائے گا بس ایسی حالت مین
جب آبرو کا مقدمہ ہو یہان قیام کرنا بیکار ہے اپنی حفظ آبرو ہر ایک کو لازم ہے اگر تو یہان ہوگی تجھسے
بھی جواب طلب ہوگا کہ تو کیسی بڑی بوڑھی تھی کہ تو نے منع نہ کیا اور ہم کو خبر نہ کی کہ ہم اُسکا تدارک
کرتے تو کیا جواب دے گی بس یہان سے چلا جانا بہتر ہے جب تجھ سے سوال ہوگا اُس وقت یہی جواب
دینا کہ مین وہان نہین تھی مجکو کیا حال معلوم اگر مین وہان ہوتی تو بیشک کچھ حال معلوم ہوتا اور مین عرض کرتی
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ اُس دن سے یہان تھی آج جو بادشاہ نے خواصان ملکہ کی تلاش کی
برا ے دریافت حال ملکہ اور کوئی نہ حاضر ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ محلدار نواب ناظر کو اسی وقت
حاضر کرے یہ حکم دیا تھا اور ابھی نواب ناظر حاضر نہین ہوا تھا کہ ایک خواص نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ ملکہ کی خواصون مین سے شگوفہ خواص اپنے بستر پہ حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ ہم نے طلب کیا
وہ کیون نہ حاضر ہوئی بلکہ پیغام بھیجا گیا کہ کوئی خواص نہین ہے سب ملکہ کے ہمراہ ہین جلد طلب کرو مین
اُس سے نہ حاضر ہونے کے سبب کو دریافت کرون اور ملکہ کی حالت کو یہ جو حکم دیا وہ خواص ملکہ کی
خواص کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ چلو تم کو بادشاہ یاد فرماتے ہین اُس نے کہا کہ مجھ
مین حالت نہین ہے کہ مین حاضر حضور ہون بسبب شدت بخار کے آج پندرہ سولہ دن سے بہت
بخار ہے یہی عرض کر دو اُس نے کہا کہ حکم عالی ہے کہ جس حالت مین ہو حاضر کر لیں چلو ورنہ عتاب
سلطانی مین مبتلا ہوگی یہ جو سنتے کما یہ گھبرائی ہوئی اور کانپتی ہوئی اُسکے ہمراہ ہوئی اور حاضر
ہوکر آداب بجا لائی اور دست بستہ کھڑی ہوئی بادشاہ نے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے شگوفہ کیا تو نے
یہ نہین سنا کہ مین نے ماہ پارہ کی خواصون کو طلب کیا ہے جو تو نہین حاضر ہوئی اور سب نے کہا کہ وہ ملکہ
کے ہمراہ ہین اگر سنا تو کیون نہ حاضر ہوئی اسکا بہت جلد جواب دے شگوفہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
کہ خداوند مین آج پندرہ سولہ دن سے بہت شدید تپ مین مبتلا ہون واقعی یہ جو سب نے حضور مین
عرض کیا کہ سب خواصین ملکہ کے ہمراہ ہین سچ عرض کیا کیونکہ یہ خادمہ بھی گئی تھی مگر جب مجکو تپ آگئی تو
ملکہ سے اجازت لے کر چلی آئی راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لکاتہ ملکہ ماہ پارہ سے بھی یہی فقرہ کرتے آئی تھی
کہ مین آج صبح سے مبتلاے بخار ہو گئی ہون لہذا مین بستر پہ جاتی ہون تا کہ کچھ دوا وغیرہ کرون ملکہ
نے اجازت دی تھی یہ وہان کا رنگ بے رنگ دیکھکر چلی آئی بس اُس نے عرض کیا کہ مین اُس دن
سے ایسی حالت مین مبتلا ہون اسقدر مہلت نہ ملی کہ حاضر حضور ہوتی اور جب سے مین آئی ہون اور
اپنے بستر پر پڑی ہون تو اُٹھی بھی نہین ہون کہ کوئی مجکو دیکھتا اور میرے حال سے آگاہ ہوتا اور حضور
کو خبر کرتا آج صبح کو مین اس قدر ہوشیار ہوئی تھی کہ سوار ہوکر حکیم صاحب کے پاس گئی تھی ملاحظہ
فرماییے کہ یہ نسخہ اُنھون نے تحریر کیا ہے یہ کہکر ایک نسخہ اُسکے پاس تھا جو کہ کبھی کا لکھا ہوا تھا پیش کیا
بس اس سبب سے مجکو آپ کے حکم کی خبر نہ ہوئی اور نہ حاضر ہو سکی ہان جب وہان سے واپس آئی
تو محلدار نے مجھ سے کہا کہ تجھکو بادشاہ نے طلب کیا ہے اور ہم نے بادشاہ سے عرض کر دیا ہے کہ سب
خواصین ہمراہ ملکہ ہین تو کب آئی مین نے یہ سب حال محلدار سے بیان کیا اُنھون نے کہا کہ جاؤ حاضر

بادشاہ مجھے اور مین تو اپ ناظر کو لینے جاتی ہون وہ اودھر گئین اور مین اپنے بستر پر گئی کہ ذرا حواس درست ہو لین
تو حاضر خدمت ہون کہ یہ خواص بیہوش تھی اور آپ کے حکم سے آگاہ کیا مین فوراً حاضر ہوئی کیا حکم ہوتا ہی کیون یہ
لونڈی طلب کی گئی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ خیر مین نے سب حال سُن لیا اب تو یہ بیان کر کہ پندرہ دن سے
ماہ پارہ باغ کو گئی تھی وہ میرے سلام کو کیون نہین آئی اُسکا مزاج کیسا ہی طبیعت تو اچھی ہی اُس نے کانپ کر
عرض کیا کہ جان کی امان پاؤن تو عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر اُسپر اُسوقت ایسا رعب وداب
شاہی طاری ہوا کہ گو اُسکا قصد تھا کہ مین بیماری کا فقرہ کرکے عرض کرونگی کہ مین کیا جانون اور اپنی
جان بچاؤنگی مگر نہ پوشیدہ کر سکی صاف منہ سے نکل گیا کہ جبتک مین وہان تھی تب تک ملکہ کا مزاج اچھا تھا
اُسکے بعد کا حال مجھکو نہین معلوم کہ اُنکا مزاج کیسا ہی میرے خیال مین ایک امر ہی کہ جس دن ملکہ یہان سے
باغ کو تشریف لیے جاتی تھین تو اتفاق سے ایک مقام پر پردہ ہوا سے محافہ کا اُڑ گیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک
شاہ صاحب کھڑے ہوے ہین چنانچہ ملکہ فقیرون کو بہت دوست رکھتی ہین اُن شاہ صاحب کو بذریعہ
سواران سواری کے باغ مین طلب کیا اور بہت تکلف سے اُنکی دعوت کی کیا عرض کرون کہ وہ شاہ صاحب
کیسے ہین اُنکا سن کوئی بارہ تیرہ برس کا ہوگا ابھی بالکل عنفوان شباب ہی سبزہ تک نہین آغاز ہی چہرہ مثل آفتاب
کے روشن ہی بہت جوان رعنا اور خوبصورت ہین بلکہ اُس دن سے اُنکی دعوت و ضیافت مین مصروف
ہین جبتک مین آئی تھی وہ تشریف نہین لے گئے تھے اس عرصہ مین ماندی ہوکر چلی آئی پس میرے نزدیک
ابھی وہ تشریف لیجانے کے نہین ہون گے اور ملکہ اُنکی مہمانداری مین مصروف ہون گی اس سبب سے باغ سے
نہین تشریف لائی ہین بادشاہ نے یہ واقعہ جو اُس خواص سے سُنا کہ ماہ پارہ نے ایک فقیر جوان کو مہمان کیا ہی اُسکی
خاطرداری مین مصروف ہی اس سبب سے نہین حاضر ہوئی خیال کیا کہ وہ فقیر کون ہی اور کیسا ہی کہ جس کے
سبب سے یہ میرے پاس نہ آئی بڑا غضب کیا اس نے کہ جوان فقیر کے ہمراہ یہ باغ مین رہی گو فقیر ایسے
نہین ہوتے ہین کہ کسی کے ناموس مین رخنہ انداز ہون اور ہم لوگ فقیرون کو بہت دوست رکھتے ہین مگر
یہ خواص کہتی ہی کہ وہ بہت خوبصورت ہی اور اسکی طرز تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ فقیر نہین ہی بلکہ شاہزادہ
ہی کسی سبب سے فقیر ہوا ہی پس اس امر کو دریافت کرنا بہت ضرور ہی کہین ایسا نہ ہو کہ مین تو اس امر سے
مطمئن رہون کہ ماہ پارہ نے فقیر کی دعوت کی ہی کیا نقصان ہی وہان کوئی دوسرا گل شگفتہ ہوا اور آبرو ریزی
جائے تو بڑی خرابی ہو آج تک پشتہا پشت سے ایسی کوئی بات نہین ہوئی کہ جو ہمارے بزرگ انگشت نما
ہوے ہون شاہان ہم عصر مین پس اگر کوئی خرابی ہوئی اور مین تمام شاہان ہم عصر مین انگشت نما ہوا اُس
وقت سوا جان دینے کے کوئی دوسرا امر نہ ہوگا پس اسکا تدارک کرنا بہت ضرور ہی یہ خیال کرکے اپنے دل
مین اُس خواص سے کہا کہ کیون او لکاتہ تو نے اُسی دن کیون نہ مجکو اس حال سے آگاہ کیا اور کیون نہ بیان کیا
اگر مین آج بھی نہ طلب کرکے دریافت کرتا تو تو آج بھی نہ بیان کرتی ہی بشرط کہ تجکو اس جرم کی سزا دون یہ جو
تو نے خطا کی اور مجکو اس امر سے نہ آگاہ کیا اور پوشیدہ کیا تو بڑی لکاتہ ہی کہ ایسی قید ہوئی اور تو نے جرم کی یہ جو بادشاہ
نے غیض کی حالت مین کہا وہ ڈر گئی گو اُس نے اپنے بری ہونے کے لیے یہ فقرہ کیا تھا اور وہان سے
چلی آئی تھی اور نہ ظاہر کیا تھا اس خیال سے کہ جب کوئی گل کھلے گا اور میری نوبت آئے گی تو مین یہ عذر کرکے
اپنی جان بچاؤنگی کہ مین تو ماندی ہوکر چلی آئی تھی مگر کیا کرے کہ اسوقت جو دریافت کیا گیا وہ خیال
نہ رہا صاف منہ سے نکل گیا مگر اُسپر بھی یہ فقرہ کیا کہ حضور مین کیا عرض کرتی ابھی مجکو تپ آئی کہ
مین وہان سے چلی آئی مجکو اپنے تن بدن کا تو ہوش نہ تھا جس دن سے آئی ہون آج میری تپ اتری ہی

اور ایسی حالت ہوئی ہی کہ مین بات کرتی ہون مین جب وہان سے چلی تھی تو مین نے خیال کر لیا تھا کہ ضرور
حضور سے اس حال کو عرض کر دونگی مگر ناچار ہو گئی خطا تو ضرور ہوئی مگر عمداً نہین ہوئی بلکہ سہواً ہوئی بس
مین حاضر ہون جو چاہے سزا دیجیے خطاوار ضرور ہون یہ جو بادشاہ نے سُنا اور اُسکی حالت دیکھی خیال کیا
کہ یہ سچ کہتی ہی کیونکہ اُس نے اپنی حالت ہی ایسی بنائی تھی اور دوسرے اُسپر رعب بھی ایسا طاری ہوا
کہ اُس سے اور اُسکی حالت خراب ہو گئی تھی کہا کہ خیر اب تو تو نے ایسی خطا کی مین نے معاف کی کیونکہ
تو نے عذر معقول کیا اب کبھی ایسی خطا ہوگی تو کبھی معاف نہ کرونگا اور کوئی عذر نہ سنونگا یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ نوراب ناظر حاضر ہوا اور اس نے آکر مجرا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت کسی خواجہ سرا کو طرف باغ ملکہ
کے روانہ کرو کہ وہ جاکر ملکہ ماہ پارہ میری دختر سے میری طرف سے کہے کہ تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہی تم
بہت دن سے ہم سے اجازت لیکر باغ کو گئی ہو اُس دن سے نہ تم ہمارے سلام کو آئین نہ اپنے مزاج
کی کیفیت عرض کرا بھیجی بس اسیوقت حاضر ہو کہ ہمارا دل تم کو دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی اور جو خواجہ سرا جائے
اُس سے یہ کہدینا کہ وہ خود ملکہ کے پاس جاکر یہ پیام بیان کرے اور دیکھے کہ ملکہ کس شغل مین ہی اور ابھی اپنے
ہمراہ لائے دیر نہ لگائے یہ جو حکم دیا اُسی وقت نوراب ناظر نے ایک خواجہ سرا کو جو کہ قدیمی تھا اور جہان دیدہ
تھا طرف باغ کے پیام بادشاہ کا دیکر روانہ کیا اور خود حاضر خدمت رہا وہ خواجہ سرا اُدھر کو روانہ ہوا
یہان بادشاہ اس انتظار مین ہی کہ خواجہ سرا گیا ہی ماہ پارہ آتی ہی یہ تو دختر کے انتظار مین بیٹھا ہی اور
خواجہ سرا طرف باغ کے راہی ہوا آگے وہان باغ مین محفل عیش برپا ہی ناچ دگانا ہو رہا ہی ساغر بادہ گلگون چل
رہا ہی شاہزادہ لبہائے ملکہ کے بوسے بجائے گزک لے رہا ہی صحبت بے تکلف ہی گلون مین ہاتھ پڑے ہین
ٹانگون کی قینچیان بندھی ہوئی ہین کسی امر کا خوف نہین ہی سب اس راز سے آگاہ ہین مگر صحبت پاکبازانہ
ہی اور کوئی امر خلاف طریقہ اہل اسلام وقوع مین نہین آیا ہی جیسے ملکہ محل سے آئی تھی اُسی طور سے ہی
ابھی تک کوئی دوسرا امر نہیان ہوا ہی وہ گوہر ناسفتہ ابھی تک سفتہ نہین ہوا ہی ہان بوسہ و کنار کا تو ذکر
نہین ہی یہ تو ہمہ وقت ہی اسکا کوئی نقصان بھی نہین ہی مگر ابھی تک شاہزادہ نے ملکہ کو دوسری قسم سے
ہاتھ نہین لگایا ہی صرف اس خیال سے کہ جب تک اسکا باپ اور دیگر عزیز قریب مسلمان نہ ہولین اور وہ
اپنی خوشی سے اسکا عقد میرے ساتھ نہ کر دین اُسوقت تک دوسرا امر نہ ہو گو یہ خود عاقلہ و بالغہ ہی مگر اُنکی
بھی اجازت ضرور ہی یا وہ قتل ہو لین اگر دائرہ اسلام مین نہ آئینگے تو ضرور قتل ہونگے اُسوقت ملکہ
صاحب اختیار ہوگی تب عقد کرنا اور ہمبستر ہونا کوئی نقصان نہین ہی ابھی ناجائز ہی گو طبیعت ہر قسم
رغبت دلاتی ہی اور شیطان ورغلاتا ہی مگر شاہزادہ طبیعت پر جبر کرتا ہی اور اسطرف سے لعن و نفرین
کرکے رد کرتا ہی پس راوی بیان کرتا ہی کہ یہان تو صحبت بے تکلفی ہی عاشق و معشوق باہم بیٹھے ہوے
اختلاط کر رہے ہین اور ایک دوسرے کے ہم بغل ہونے سے خوش ہی صدا سے قلقل بلند ہی جام مے چل
رہا ہی سننے کا سرور ہی دل کو خوشی کا وفور ہی یہان صحبت کا رنگ جما ہوا ہی کہ وہان در باغ پر خواجہ سرا آکر پہونچا جلیبے
محلدار نے دور سے خواجہ سرا کو آتے ہوے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو خاص شاہی خواجہ سرا ہی بس وہ وہان سے
پنہان کرکے فوراً طرف بارہ دری کے چلی کہ ملکہ کو خواجہ سرا کے آنے سے آگاہ کردون کیونکہ وہ تو اس حال
سے آگاہ تھی کہ یہان یہ رنگ جما ہی اور اس قسم کی صحبت ہمہ وقت آراستہ رہتی ہی اور ملکہ اس شغل مین
مصروف ہی اگر مین نہ آگاہ کرونگی اور خواجہ سرا دیکھ لیگا تو جاکر بادشاہ سے عرض کرے گا بس بادشاہ
نہ معلوم ملکہ کا کیا حال کرے اور ہم لوگون سے کس طور سے پیش آئے بس آگاہ کرنا ضرور ہی یہ خیال

اپنے دل میں کر کے دوڑی ہوئی چلی ایسی بدحواس تھی کہ موے سر پریشان ہوائیاں اُڑتی ہوئی پسینے
چھوٹے ہوئے پسینہ میں غرق آکر روبرو ملکہ کے حیران ہو کر کھڑی ہو گئی یہاں وہ صحبت برپا تھی کہ جسکا ذکر ہو چکا اور
کسی امر کا خوف نہ تھا یہ جو اس حالت سے آکر کھڑی ہوئی ملکہ اور سب حاضرین جلسہ کی اسکی صورت دیکھ کر
حواس جاتے رہے ملکہ کے ہاتھ میں جام مے تھا اور شاہزادے کو دے رہی تھی ایسی بدحواس ہوئی کہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا اور سب شراب گر پڑی شاہزادے نے ملکہ کے رخسار کا بوسہ لے کر کہا کہ اے ملکہ کیوں اسوقت
طبیعت کیسی ہے اور کیوں اس قدر پریشان ہوئیں کہ شراب گرا دی ملکہ نے حواس درست کر کے کہا کہ کچھ نہیں میں نے
جو مخلدار کو بدحواس پایا تو میرے بھی حواس جاتے رہے کچھ خیال نہ رہا یہ ملکہ نے شاہزادے سے کہا اُدھر
وزیرزادی نے مخلدار کو بدحواس دیکھ کر کہا کہ کیوں بوا تم اس وقت اس قدر بدحواس کیوں ہو کچھ بیان تو کرو
کہ اس حالت تباہ سے کیوں آئی ہو خیر تو ہے یہ جو وزیرزادی نے کہا تو مخلدار نے عرض کیا کہ خیر کہاں اب
ہم سب قتل ہوئے ناک چوٹی کٹی آبرو گئی ہم نے اپنی جانیں اور آبرو سب ملکہ پر نثار کی غضب ہو گیا کہ خاص
بادشاہی خواجہ سرا ملکہ کے باغ کی طرف چلا آتا ہے ضرور بادشاہ کے حکم سے آتا ہے چونکہ میں تو دن رات
در باغ پر بیٹھی رہتی ہوں اور دیکھا کرتی ہوں کہ کوئی ملازم شاہی تو نہیں آتا ہے کیونکہ میں تو یہاں کے
حال سے اور یہاں کی صحبت سے واقف ہوں بس اسی خیال سے کہ اگر کوئی آئے تو میں ملکہ کو آگاہ کروں
بس جو خیال تھا وہی ہوا بس جب میں نے دور سے اسکو ادھر آتے ہوئے دیکھا اور یہاں کی صحبت کا خیال
کیا فوراً وہاں سے بھاگی کہ خبر کر دوں یہاں آکر پہونچی یقین ہے کہ وہ باغ میں آگیا ہوگا یہ خبر مخلدار نے کہا سب کے حواس
جاتے رہے ملکہ تو شاہزادہ کے پہلو سے ہٹ کر الگ بیٹھ گئی کشتیاں شراب و کباب کی اٹھا کر الگ
رکھ دی گئیں طائفوں کو برخاست کر دیا ملکہ مودب ہو کر بیٹھی شاہزادہ تو لباس فقیری زیب تن کیے
ہوئے تھا اسی طور سے بے خوف مسند پر بیٹھا رہا سب جو وہاں حاضر رہیں اب صحبت کا اور رنگ ہو گیا وہ
بے تکلفی جاتی رہی شاہزادے کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا مگر بمصلحت خاموش رہا یہاں تھوڑے عرصہ میں یہ
سب بند و بست ہو گیا مخلدار سامنے کھڑی تھی یہ امر مخلدار نے عرض کیا تھا کہ میں اس سبب سے خبر کرنے
آئی تھی کہ وہ اگر اس صحبت کو آکر دیکھ لیگا اور جا کر بادشاہ سے سب حال بیان کریگا ہم سب پر آفت
آئے گی ناک چوٹی کاٹی جائے گی اگر خبر کر دوں شاید کوئی بند و بست ہو جائے جو میرے خیال کے موافق ہوا کہ
اس رنگ کی صحبت تو برطرف ہو گئی اب اگر آکر دیکھے گا بھی تو یہی بیان کرے گا کہ ملکہ نے کسی صاحب کی
دعوت کی تھی وہی موجود تھے اور ملکہ بھی مخلدار یہ کہہ رہی تھی کہ وہ خواجہ سرا جو کہ بحکم بادشاہ طرف باغ ملکہ
کے ملکہ کو لینے آیا تھا در باغ ملکہ پر پہونچا کسی نے اسکو نہ روکا کیونکہ خواجہ سرا شاہی تھا بلا خوف اندر
باغ کے آیا اور طرف بارہ دری کے چلا اُدھر ملکہ نے شاہزادے سے عرض کیا تھا کہ اب کہیں پوشیدہ
ہو جائیں خواجہ سرا شاہی میرے پاس آیا ہے وہ آکر چلا جائے دیکھوں کس غرض سے آیا ہے یہ خوف ہے کہ
کوئی بدنام نہ کرے اگر بادشاہ کو اس حال کی خبر ہو گئی تو غضب ہو جائے گا بس تھوڑے عرصہ کے لیے
آپ پوشیدہ ہو جائیے جب وہ چلا جائے گا ظاہر ہو جیے گا شاہزادے نے انکار کیا اور کہا کہ اگر زیادہ
کہو تو میں اپنے کو ظاہر کر دوں گا مجھکو کسی امر کا خوف نہیں ہے بلکہ میرا منشا یہی ہے کہ کسی طور سے یہ امر
ظاہر ہو اور میں بادشاہ کو مسلمان کروں اور اہل شہر کو اگر منظور ہے کہ ایسا ہو تو اس امر میں اصرار کرو ورنہ
خاموش بیٹھی رہو میں حالت فقیری میں بیٹھا رہوں گا مجھکو کسی امر کا خوف نہیں ہے میرے بزرگ کسی کے
خوف سے پوشیدہ نہیں ہوئے ہیں جہاں گئے ہیں یوں ہی بلا خوف رہے ہیں میں کیوں ایسا

خواجہ سرا کے خوف سے پوشیدہ ہون وہ ہی کیا بلا اگر بادشاہ بھی آتے تو بھی مین نہ ڈرتا نہ ہرگز پوشیدہ ہوتا اگر
بادشاہ تمام لشکر لیکر آتے تو بھی مجکو کوئی خوف نہین اگر مجھ سے کچھ خواجہ سرا بولیگا تو مین اسکو جواب
دونگا اس سے اطمینان رکھو کہ جب تک میرے تن پر سر ہی اور بدن مین جان ہی تم لوگون پر آنچ نہ آنے دونگا
بعد میرے پھر جو کچھ ہو اس سے ناچار ہون کیونکہ وہ حالت مجبوری ہی بموجب مصرعہ سہ بعد از سر من کن فیکون
شدہ شدہ باشد ۔ یہ جو شاہزادہ نے برہم ہوکر کہا ہر ایک خاموش ہو رہی ملکہ نے تو پھر زبان سے کوئی
حرف نکالا دل مین کہا کہ عجب امر وجاہل سے سابقہ پڑا ہی کہ کسی بات سے نہین ڈرتا ہی خدا ہی کریم خیر کرے
اسکی جان بچائے اگر اسپر کچھ بھی آنچ آئی تو مین ضرور اپنے کو ہلاک کرونگی ملکہ یہ خیال کر رہی تھی اور ایک
خواص شاہزادے کے نہ پوشیدہ ہونے پر شاہزادے کو برا بھلا کہہ رہی تھی اور باہم اشارون مین ایک دوسرے
سے کہہ رہی تھی کہ ملکہ نے ہر ایک کی آبرو کھو دی اور جان بھی اور اپنی بھی آبرو دی ایسے شخص سے محبت کی
جسکے خیال مین کوئی بات بھی نہین آتی بلا خوف ہی مین یہ کہتی ہون کہ یہ اکیلے کیا کرینگے یہ امر فرض کیا جائے
کہ بڑے بہادر ہین مگر ایک کی دو اور دو اور دو کی دو اور چار ہین یہ لاکھون سے کیا مقابلہ کرینگے اگر بادشاہ اس حال
سے آگاہ ہوگیا کہ یہ فقیر نہین ہی بلکہ شاہزادہ ہی اور ملکہ سے آشنائی ہوگئی ہی اور ملکہ کو مسلمان کر لیا ہی تو
پھر وہ ہم کو زندہ رکھیگا نہ ملکہ کو نہ آپکو بڑا کشت و خون ہوگا افسوس مفت مین جان گئی اور آبرو ہم اس
حال سے آگاہ نہ تھے کہ یہ انجام ہوگا دوسرے نے اشارے سے کہا کہ بہن اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا ان باتون سے
کیا حاصل بس جو مقدر مین ہوگا پیش آئیگا نمک حلال وہی ہی جو اپنے مالک کے ساتھ نیکی کرے اور
اپنی جان و آبرو کو اسپر صدقہ کرے بس اب کیا حاصل ہی خواصین تو یہ باتین کر رہی ہین شاہزادہ
بیٹھا ہوا ہی اور ملکہ بھی ہمہ تن شاہزادے کا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو آغوش مین لیکے لب و رخسار کے بوسے
لون خواجہ سرا آتا ہی پھر یہ خیال کرتے کہ دیکھو کیا ہوتا ہی اب یہ بھی ممکن ہی کہ ملکہ ہمارے قبضہ سے نکل جائے
ابھی کوئی ایسی بات نہ کرو کہ تمھاری زیادتی ثابت ہو سنو تو یہ خواجہ سرا کیا پیام لایا ہی اگر کوئی ایسا پیام
لایا ہی کہ جو تمھارے مزاج کے خلاف ہی بس فوراً اپنے کو ظاہر کرنا اور اپنی مقام سے تلوار لیکر ذرا نہ
اس مقام پر سبب کر قتل ہو سے جانا جہان بادشاہ ہی بس یا اسکو مسلمان کرنا یا قتل کرنا اور سامنے خواجہ سرا
کے اس امر کو ظاہر کرنا کہ مین ملکہ پر عاشق ہون اور ملکہ کو مین نے مسلمان کر لیا ہی اب اسکو کوئی ہاتھ نہین
لگا سکتا ہی جب تک میرے دم مین دم ہی یہ خواجہ سرا تمھارا کیا کر لیگا سوا اس امر کے کہ بادشاہ
سے جاکر کہیگا وہ لشکر لیکر آئیگا تم اس امر کی نوبت کیون آنے دیتا تم خود ہی کیون نہ وہان
پہونچ جانا بس شاہزادہ اپنے دل سے یہ باتین کر رہا ہی ملکہ بسبب خوف کے خاموش بیٹھی ہی کہ وہ خواجہ سرا
آکر بارہ دری مین پہونچا پہلے اس نے سب طرف دیکھا اسکو کیا نظر آیا کہ ایک مسند زرنگار پر آراستہ
ہی اسپر ایک جوان رعنا کہ جسکا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہی زلفین دوش پر پڑی ہوئی ہین لباس
فقیری تن مین ہی مسند پر بیٹھا ہی مگر اسقدر رعب و دبدبہ و نشان و شوکت و جرات و شجاعت رخ سے
پیدا ہی اور آثار بہادری چہرہ سے عیان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیر بیٹھا ہوا ہی اس طرف یہ کسی کی
مجال نہین ہی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے خواجہ سرا نے یہ جو دیکھا اپنے دل مین خیال کیا کہ ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ
ہی کسی نہ کسی سبب سے اس نے فقیری اختیار کی ہی یہ دیکھا اور دل مین خیال کرکے کچھ رعب اسپر طاری ہوا
کہ اس نے جھککر سلام کیا اور دیکھا کہ ملکہ ایک طرف گوشہ مسند پر مودب بیٹھی ہی اور سب خواصین روبرو
حاضر ہین بس ملکہ کو بھی سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھی ہون

اے منصور تمہارا اسوقت کدھر آنا ہوا اور مزاج ظل اللہ کا تو اچھا ہے اور سب خیریت ہے اُس نے جواب
دیا کہ مین نے بہت دن سے حضور کو نہین دیکھا تھا آرزو قدمبوسی کی تھی مگر کاروبار سے مہلت نہ تھی جو حاضر ہوتا
حضور تمہارا اور مزاج شاہ بہت اچھا ہے میری خوبی تقدیر سے حکم شاہی میرے نام صادر ہوا کہ تم ملکہ کے پاس
جاؤ اور پیام دو کہ جب سے تم ہم سے اجازت لیکر باغ کو گئی ہو اُس دن سے نہ کچھ تمہارے مزاج کی
کیفیت معلوم ہوئی نہ ہمارے سلام کو آئین مزاج کیسا ہے جو نہین آئین لہذا ہمارا جی تمہارے دیکھنے
کو چاہتا ہے پس اسی وقت آؤ اب سیر باغ ہو چکی اگر کچھ طبیعت ناساز ہو تو آگاہ کرو ہم خود آئین کیونکہ
اب طبیعت بہت پریشان ہے آج کئی دن سے تم کو دیکھا نہین ہے پس مین یہ حکم پاکر ادھر کو روانہ
ہوا اور حاضر خدمت ہوا آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو یاد کیا ہے اور یہ پیام دیا ہے اور یہ ارشاد کیا ہے کہ
جو کچھ خاکسار نے عرض کیا ملکہ نے یہ پیام جو زبانی خواجہ کے سنا کہ بادشاہ نے یاد کیا ہے کہا کہ اے منصور
میری طرف سے بہت بہت تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مجھکو خود آپ کی قدم بوسی کی آرزو تھی مگر کچھ ایسے
کاروبار مین تھی کہ نہ آسکی آج مین خود ہی حاضر ہونے والی تھی کہ آپ کا حکم میرے نام پہونچا مین حاضر
ہوتی ہون اور جس سبب سے نہین حاضر ہوئی ہون وہ سب حاضر ہو کر خدمت والا مین عرض کرونگی یہ کہکر خواجہ سرا
کو انعام دیا اور کہا کہ جاؤ مین آتی ہون اُس نے عرض کیا کہ مجکو حکم ہے کہ اپنے ہمراہ لانا پس مین حاضر ہون تشریف
لے چلیے ملکہ نے کہا کہ تم جاؤ مین ابھی ابھی آتی ہون تم پہونچنے نہ پاؤگی کہ مین پہونچ جاؤنگی پس یہ
سنکے اُس نے عرض کیا بہت خوب اور عرض کیا کہ ایسا نہ کیجیے گا کہ نہ تشریف لائیے تو مجھپر عتاب
ہو کہ ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنے ہمراہ لانا تو کیون نہ ہمراہ لایا ہماری عدول حکمی کی جرم عدول حکمی مین مین
مبتلا ہون ملکہ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین آتی ہون تم پر عتاب نہ ہوگا خواجہ سرا یہ سنکے اور رخصت
ہو کر ملکہ و شاہزادے کو سلام کرکے وہان سے روانہ ہوا جب جو کچھ پیام خواجہ سرا نے بیان کیا شاہزادہ خاموش
بیٹھا سنا کیا جب ملکہ کو معلوم ہوا کہ خواجہ سرا چلا گیا شاہزادہ سے کہا کہ آپ یہان تشریف فرما رہین
مین والد کے پاس ہو آؤن ذرا تھی مین بہت دن سے سلام کو نہین گئی ہون جب سے باغ مین آئی ہون
پس ابھی جاتی ہون اور سلام کرکے اور اجازت لیکر آتی ہون آپ پریشان نہ ہوجیے گا مین اپنی وزیرزادی
اور چند خواصون کو آپ کی خدمت مین چھوڑے جاتی ہون جب تک ان سے دل بہلائیے شاہزادے
نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ نہ ہوگا اول تو میرا دل بدون تمہارے یہان نہ لگیگا دوسرے مین تم کو کیونکر
جانے دون یہ خواجہ سرا میرا یہان موجود ہونا ضرور بیان کریگا پس نہ معلوم تمہارے والد تم سے کس طور
سے پیش آئین تم کو یہان آنے دین یا نہ دین اگر تم نہ آؤ تو پھر مین کیا کرون ملکہ نے جواب دیا کہ آپ
اس امر سے اطمینان رکھین مین ابھی آتی ہون اگر یہ کہیگا بھی تو بادشاہ مجکو نہین منع کرینگے بلکہ اجازت
دینگے کیونکہ ہم لوگ فقیرون کو بہت مانتے ہین اپنا پیر و مرشد جانتے ہین جب مین یہ کہونگی کہ مین نے ایک
شاہ صاحب کو مہمان کیا ہے اور وہ میرے مہمان ہین مین اُنکی خاطر و مدارات مین مصروف تھی اس سبب
سے نہین حاضر ہوئی اور وہ اس وقت بھی میرے باغ مین موجود ہین پس بادشاہ فورًا اجازت دینگے
مین ابھی حاضر ہوتی ہون جب تک آپ ان سب سے باتین کرین اور دل بہلائین جب اس طور سے ملکہ
نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر اسقدر امر کا خیال رکھنا کہ اگر تم کو عرصہ ہوا اور تم نہ آئین تو مین
یہان نہ ٹھہرونگا فورًا درمحل پر آکر درانہ محل مین چلا آؤنگا اور جو کوئی مانع ہوگا اُسکو قتل کر دونگا اور تمہارے
باپ سے لڑکر اُنکو بھی قتل کر دونگا یا اپنی جان دیدونگا یہ مجھ سے نہ ہوسکے گا کہ تم وہان رہو اور مین یہان

بیٹھا رہون مین اسی فکر مین ہون کہ کسی تدبیر سے اس ملک کو اسلام آباد کرون ملکہ نے جواب دیا کہ ایسا غضب
نہ کرنا تم اکیلے ہو وہ لوگ لاکھون ہین کہان تک مقابلہ کروگے اگر کوئی نوع دگر ہوئی تو مین کیا کرونگی کس کے
بھروسے جیونگی پھر میرا کون ہے مین بھی آئی ہون شاہزادے نے جواب دیا کہ مجکو لاکھون کا کچھ خوف نہین ہے ہم
لوگ لاکھون سے نہین ڈرتے ہین اگر تم یہ امر نہین قبول کرتی ہو تو مین تم کو جانے بھی نہین دیتا ہون دیکھون
کون ایسا بہادر ہے جو مجکو یہان سے لیے جاتا ہے کیونکہ تم مسلمان ہو چکی ہو یہ کہکر شاہزادے نے ملکہ کا ہاتھ
پکڑ لیا ملکہ نے خیال کیا کہ اگر نہین جاتی ہون تو بڑی خرابی ہوتی ہے ابھی بادشاہ یہان آئین گے یہ راز افشا
ہو جائیگا اور کشتہ دشمن ہوگا یہ اکیلے ہین یا تو اسیر ہون گے یا خدانخواستہ قتل اور مین تمام شہر مین
مشہور ہونگی کہ بادشاہ کی دختر نے ایک فقیر سے آشنائی کی تھی بادشاہ کو جو خبر ہوئی تو بادشاہ نے
اس فقیر کو قتل کیا یہ اُسی فقیر کی لاش ہے یا اسیر کیا یہ اُسی فقیر کی قید ہے کیسی کم ظرف تھی کہ کسی شاہزادے
سے آشنائی کی نہ وزیرزادے سے آشنائی کی بھی تو ایک فقیر سے جو کہ در در کا پھرنے والا ہے کتنی بڑی
بدنامی کی بات ہے بس مناسب یہ ہے کہ کسی طرح سے انکو سمجھا کر مین وہان جاؤن تاکہ یہ پردہ ڈھکے اور یہ
راز افشا نہو یہ دل مین سوچکر کہا کہ اچھا آپ مجکو جانے دین اگر مین ایک پہر بھر کے اندر نہ آؤن تو آپ کو
اختیار ہے جو آپ کا جی چاہے وہ کیجیے گا یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اچھا جاؤ
مگر اس امر کا خیال رہے کہ عرصہ نہو ورنہ پھر مجکو اُسی مقام پر پاؤگی اگر ذرا عرصہ ہوا یہ امر یاد رکھنا کہ ہم لوگ
جس امر کا قصد کرتے ہین اور جو بات منہ سے کہتے ہین پھر وہی کرتے ہین چاہے اسمین جان رہے یا
جائے پس جو تم سے کہا ہے وہی کرونگا قول مردان جان دارد و تن مردان اعتبار اگر تم پہر بھر مین نہ آئین تو پھر
مجکو یہان نہ پاؤگی مین اندر محل کے ہونگا بادشاہ کے سر پر ملکہ نے جواب دیا بہت خوب یہ کہکر تبدیل
لباس کیا اپنا دیا وہ جو عامہ رکھا شاہزادے نے ملکہ کو آغوش تمنا مین لیکر خوب لب و عارض کے بوسے لیے
دست گستاخ کی آرزو پوری کی ملکہ نے کہا کہ عرصہ ہوتا ہے مجکو جانے دیجیے پس شاہزادہ خاموش ہو رہا ملکہ نے
حکم دیا کہ محافہ در باغ پر لگایا جائے بموجب حکم محافہ آیا بس ملکہ شاہزادے سے مل کر اور خدا حافظ کہکر مع چند
خواصون کے سوار ہو کر طرف محل کے روانہ ہوئی اپنی وزیرزادی اور چند خواصون کو شاہزادہ کے پاس چھوڑ گئی
اور اُن سے تاکید کر گئی کہ اگر شاید عرصہ ہو جائے تو شاہزادے کو بہلانا اور جانے نہ دینا اور کسی قسم کی
تکلیف نہ دینا اُن سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہم اپنے امکان بھر کوشش کرینگے اب ماننے نہ ماننے کا انکو
اختیار ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب تک سامنا رہا ملکہ شاہزادہ کو پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی تھی اور
شاہزادے کی آنکھ ملکہ کی طرف تھی اشارہ تھا کہ بہت جلد آنا ورنہ خرابی ہوگی ملکہ جواب دیتی تھی کہ ابھی
آتی ہون اطمینان رکھو بس جب ملکہ چلی گئی اور وہ خواصین اور وزیرزادی شاہزادہ کی خدمت مین آئین
شاہزادے نے کہا کہ اے وزیرزادی ملکہ نے یہ خیال کیا ہوگا کہ اس وقت یہ کہکر چلی جاؤ کہ تم کو اختیار ہے اگر مجکو
عرصہ ہو مین تم سے قسم کہا کر کہتا ہون کہ اگر ملکہ کو عرصہ ہوا تو یا یہان خود مین ایک کا بھی خوف نہ کرونگا فوراً
درانہ محل مین گھس جاؤنگا اور بادشاہ کو یا تو مسلمان یا قتل کرونگا وزیرزادی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ
آپ اطمینان رکھین ملکہ نے جو اقرار کیا ہے بموجب اسکے ضرور جلد آئین گی وہ آپ کے مزاج سے بخوبی واقف
ہو گئی ہین دوسرے بدون آپ کے انکو کب قرار آئیگا وہ صرف سلام کرنے گئی ہین گھنٹہ آدھ گھنٹہ بیٹھ کر
چلی آئینگی آپ اور کچھ خیال نہ کرین یہ کہکر ارباب نشاط کو طلب کیا اور کشتی مے پر ورد شاہزادے کے حاضر
کی عرض کیا کہ ناچ ملاحظہ فرمائیے دل بہلائیے شراب کا شغل کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ سب امر

بدرون ملکہ کے بیکار رہین جب ملکہ آپہنچین گی سب مشغول ہون گے یہ فرما کر کشتی ہم کو سرکا دیا اور مسطریہ کو منع کیا
یہ جو رنگ وزیرزادی نے دیکھا خیال کیا کہ یہ نہین مانین گے خداوند کریم خیر کرے اور ہم سب کی آبرو
بچائے بس یہ خیال کرکے خاموش ہو رہی سامنے بیٹھی ہی اور سب خواصین بہر خدمت حاضر ہین مسطریہ
کو رخصت کر دیا شاہزادہ مسند پر اس فکر مین بیٹھا ہی کہ جو وعدہ ملکہ کر گئی ہی وہ گذر جائے اور ملکہ میری
معشوقہ نہ آئے تو مین یہان سے درانہ در محل پر جاؤن اور جو کوئی مانع ہو اُسکو قتل کرون اندر محل کے
جاکر صندل شاہ کو مع اُسکے فرزند مظفر شیرگیر و کل اہل شہر کو مسلمان کرون شاہزادہ تو باغ مین بیٹھا
اس فکر مین مبتلا بیٹھا ہی ادھر سواری ملکہ کی طرف محل کے چلی جاتی ہی وہ خواجہ سرا جو کہ ملکہ کے پاس
بادشاہ کا پیام لیکر گیا تھا اور پیام پہونچا کر اور خلعت پاکر ملکہ سے رخصت ہو کر خدمت بادشاہ مین
روانہ ہوا تھا راہ طی کرکے حاضر خدمت ہوا مجرا بجا لایا یہان بادشاہ انتظار مین بیٹھے ہوے تھے کہ
خواجہ سرا آکر پہونچا جب مجرا کر چکا اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوا تو اب ناظر نے پوچھا کہ ملکہ کی خدمت
مین ہو آیا حکم شاہی سے ملکہ کو آگاہ کیا اُنھون نے کیا جواب دیا اُنکا مزاج کیسا ہی وہ کیون نہین تشریف
لائین اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مین بموجب حکم شاہ خدمت ملکہ مین گیا جہان پناہ کی طرف سے
دعا کہی کہ آپکو دعا فرمائی ہی اُنھون نے جہان پناہ کی مزاج کی حالت دریافت فرمائی مین نے عرض
کیا کہ مزاج مبارک بہت اچھا ہی مین نے پیام شاہی بیان کیا اور عرض کیا کہ آپکو یاد فرمایا ہی اُنھون نے
بہت بہت تسلیم عرض کی اور کہا کہ عرض کرنا کہ میرا مزاج تو اچھا ہی جہان پناہ کے جان و مال کی ترقی کی
خواستگار ہون مجکو خود قدم بوسی کا اشتیاق تھا مگر ایک کام مین مبتلا تھی حاضر نہ ہو سکی آج میرا خود
قصد حاضر ہونے کا تھا کہ حکم عالی پہونچا مین حاضر ہوتی ہون مین نے عرض بھی کیا کہ میرے ہمراہ سوار ہو کر چلیے کہا
کہ تم جاؤ مین ابھی حاضر ہوتی ہون مین زیادہ اصرار نہ کر سکا کیونکہ ملکہ عالم نازک مزاج بہت ہین برہمی مزاج
کا خوف ہوا مین خاموش مجرا کرکے رخصت ہو کر حاضر خدمت ہوا میرے سامنے محافے تیار ہونے
کا حکم دیا تھا تشریف لاتی ہونگی یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ سرا سے پوچھا کہ بارہ دری کیا کر رہی تھی اور کون
کون باغ مین تھا اُس نے عرض کیا کہ جب مین گیا تھا تو بارہ دری مین تشریف فرما تھین محفل عیش برپا تھی
حضور مین نے ایک شاہ صاحب کو ملکہ کے پاس دیکھا تھا کہ وہ بھی شریک بزم تھے ملکہ مع خواصون کے
اُنکی خاطر و مدارات مین مصروف تھین حضور اُن شاہ صاحب کی کیا شان و شوکت بیان کرون اول تو
وہ خوبصورت جری معلوم ہوتے ہین جوان رعنا ہین ایسا حسن ہی کہ وہ بارہ دری شعاع نور جمال سے روشن
تھی پریشان چہرے پر تھی کہ باوجود لباس فقیری زیب تن تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شاہزادہ جلوہ فرما
ہی اور آثار شجاعت و دلاوری رخ سے پیدا تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا شیر ببر یا نہنگ دریا ہے شوکت
مسند پر جلوہ گر ہی ہم نے تو آج تک ایسا کوئی فقیر نہین دیکھا جیسا اُنکو دیکھا میرے نزدیک کسی
ملک کے شاہزادہ ہین کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہی ہر کس و ناکس کی یہ مجال نہین ہی کہ اُنکی
طرف دیکھ سکے حضور کا بہت بڑا دربار ہی اور شاہزادہ عالم ایسے بہادر دربار مین جلوہ فرما ہوتے ہین
مگر مین نے جیسا اُن شاہ صاحب کو دیکھا نہ ایسا کوئی حسین آپکے شہر مین ہی نہ دربار مین نہ اُن کے
مثل کوئی بہادر میری نگاہ مین گذرا ہی آپکے دربار مین ہی مین کس سے مثال دون کیا تعریف کرون
خواجہ سرا نے جو یہ بیان کیا بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ صرف تیری حماقت کی تقریر ہی بھلا جو کہ فقیر ہوگا
وہ کیا ایسی شوکت رکھتا ہوگا تو نے ابھی فقیر نہین دیکھے اگر کسی ملک کا شاہزادہ ہوتا تو اُسکو کیا

ایسی ضرورت تھی کہ وہ راحت و آرام کو ترک کرکے فقیری اختیار کرتا کوئی فقیر ہوگا اور صاحب کمال ہوگا
یہ صرف تیری نگاہ کا فرق ہے اُنکا رعب و داب جو کہ بسبب خدا آگاہ ہونے کے تو نے دیکھا تو نے خیال کیا
کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے اور اُنکے مثل کوئی بہادر نہیں ہے میرے دربار میں ایسے ایسے بہادر ہیں کہ جن کا
مثل و نظیر پردۂ زمین پر نہیں ہے پھر دیکھا جائے گا ہم اُن سے ضرور ملاقات کرینگے اُس وقت تیرے جھوٹ
و سچ کا حال ظاہر ہو جائے گا خواجہ سرا نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ عرض کرکے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا کہ ابھی حاضر رہ شاید ملکہ نہ آئے تو تجھکو پھر جانا ہوگا وہ خواجہ سرا روبرو بادشاہ کے دست بستہ حاضر رہا
یہاں تک ملکہ روانہ ہو چکی تھی سواری ملکہ کی در محل پر پہونچی محلدار کو خبر ہوئی اُس نے ملکہ کی ماں کو آگاہ کیا انھوں
نے خواصوں اور اپنی وزیرزادی کو برائے استقبال روانہ کیا پردہ کیا گیا ملکہ مع خواصوں کے اُتری سب نے
ملکہ کو سلام کیا اور استقبال کرکے ایوان میں لائیں ملکہ نے ماں کو سلام کیا اُس نے دعا دے کر گلے سے
لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ بیٹا تم تو ایسی خوب جاکر باغ کی سیر میں مصروف ہوئیں باپ کے سلام تک
کو نہ آئیں ملکہ نے عرض کیا کہ کیا عرض کروں کہ کس سبب سے نہ حاضر ہونا ہوا ماں نے پوچھا کہ مزاج
تو اچھا تھا عرض کیا کہ جی ہاں اچھی تھی والد بزرگوار کہاں تشریف فرما ہیں میں خود اُنکے زیارت کی مشتاق تھی
آج آنے والی تھی کہ خواجہ سرا پیام شاہی لے کر پہونچا فوراً سوار ہو کر حاضر ہوئی بس یہ جو ماہ پارہ نے
کہا ماں نے جواب دیا کہ وہ بڑی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں تمہارے لیے بہت پریشان ہیں اپنے
محل خاص میں تشریف فرما ہیں چلو یہ کہکر بیٹی کو ہمراہ لیکر قصر شاہی کی طرف چلی وہاں بادشاہ خواجہ سرا
سے کہہ رہے تھے کہ ابھی تک ماہ پارہ نہیں آئی تو پھر جا اور کہنا کہ ہم انتظار کر رہے ہیں باوجود اسکے کہ ہم
نے طلب بھی کیا تو نہیں آئی رکھی اپنے ہمراہ لانا وہ عرض کر رہا ہے کہ تشریف لائی ہونگی یہ غلام جاتا ہے یہی
ذکر تھا کہ سامنے سے زوجہ مع دختر کے بادشاہ کو نظر آئی اور خواجہ سرا و نواب ناظر نے بھی دیکھا ہاتھ جوڑ کر عرض
کیا کہ ملکہ تشریف لائی ہیں حضور خیال فرماتے تھے کہ غلام نے دروغ عرض کیا بادشاہ نے جو دختر کو دیکھا
چہرہ فرط خوشی سے سرخ ہو گیا کیونکہ یہ دختر کو بہت چاہتا تھا کسی طرح کا رنج اُسکا بادشاہ کو گوارا
نہ تھا ایک الفت دلی تھی بادشاہ پر کیا منحصر ہے سب ملکہ ماہ پارہ سے الفت رکھتے تھے بھائی ماں
و دیگر اہل محفل سب کی جان و روح تھی وہ حسین بھی ایسی ہی تھی کہ اُسکا مثل و نظیر نہ تھا اور خوبصورت
سب کو دوست ہوتا ہے اور سب خوبصورت سے الفت کرتے ہیں پس جب قریب بادشاہ کے ملکہ
پہونچی جھک کر باپ کو سلام کیا پس بادشاہ نے دعا دے کر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اپنے برابر
بٹھایا بہت شفقت سے پیش آیا کہا کہ بیٹا میں نے تم کو پندرہ دن سے نہیں دیکھا تھا تمہارے دیکھنے
کو بہت دل چاہتا تھا ایسی تو تم خوب باغ میں جاکر رہیں کہو مزاج تو اچھا ہے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ دعا کرتی
ہوں میں خود مشتاق حضور تھی مگر ایسی ضرورت میں تھی کہ نہ حاضر ہو سکی آج حاضر ہونے کا قصد تھا کہ آپ کا حکم
پہونچا فوراً حاضر ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری خواص کشمیرہ اور اپنے خواجہ سرا کی زبانی سنا ہے کہ تم نے
ایک فقیر کی دعوت کی ہے اور وہ تمہارے مہمان ہیں اور سنا ہے کہ بڑے صاحب کمال ہیں تم نے ہم کو خبر نہ کی کہ ہم بھی
اُنکی قدم بوسی حاصل کرتے اور شرف ملازمت سے بہرہ مند ہوتے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ واقعی یہی امر ہے کہ
اسی سبب سے میں حاضر خدمت نہ ہو سکی اُنکی مہمانداری میں مصروف تھی اپنا افتخار جانکر اُنکی خدمت کرتی تھی
حضور ایسے صاحب کمال و صاحب جلال فقیر نہیں دیکھے نہ ایسے حسین و خوبصورت اور اس سن و سال میں کہ ابھی
پورے جوان بھی نہیں ہوئے اتفاق سے یہ شرف مجھکو حاصل ہوا جس دن میں آپ سے اجازت لے کر باغ کو

جاتی تھی راہ مین محافہ کا پردہ ہوا سے اُڑ گیا میری نگاہ اُنپر پڑی مین نے وہ رعب وداب وکشف وکمال اُن
مین پایا مین نے خیال کیا کہ یہ ضرور بندۂ خاص خداوندی آپ حیات ہین انکی خدمت کرنا باعث افتخار
ہی اور سبب نجات آخرت ہی بس مین انکو اپنے باغ مین لے گئی گو وہ نہ جاتے تھے بہت ہی اصرار سے
تشریف لائے بس مین اُس دن سے اُنکی خاطر مین مصروف تھی اس سبب سے براے سلام حاضر نہ ہو سکی اور
اسی سبب سے اس قدر عرصہ ہوا ابکی مرتبہ باغ مین رہنے کا ورنہ میرا کیا کام تھا جو مین اس قدر زمانہ تک
باغ مین رہتی بس یہ خطا تو مجھ سے ضرور ہوئی کہ مین نے انکو اپنا مہمان کیا اور اُن کے مہمانی کے سبب سے
سلام کو نہ حاضر ہوئی اور نہ اُنکی خبر آپ کو کی اس خطا کی جو چاہیے سزا دیجیے آپکی گنہگار ضرور ہون بادشاہ
نے بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ تمنے کوئی خطا نہین کی ہم نے تم کو کبھی اس امر کو منع نہین کیا
کہ تم کسی فقیر کی دعوت نہ کرنا بلکہ ان لوگون کی خدمت کرنا باعث ہم سب کی نجات کا ہی اور یہی لوگ
بندہ خاص خداوند ہین جو ہم گنہگارون کی بخشش کے سبب ہون گے خواہ جوان ہون خواہ پیر بلکہ جو
جوانی مین ترک دنیا کرتے ہین اُن کے بڑے مرتبے ہین اور اُنکی خدمت کرنا باعث افتخار
ہر دو جہان ہی ہان صرف اس امر کا خیال ہوا کہ تم نے ہم کو آگاہ نہ کیا اکیلے یہ شرف حاصل کیا دوسرے
تم نے اپنے مزاج کی حالت سے نہ آگاہ کیا اگر ہم سے کسی کے ذریعے سے کہلا بھیجتین تو اس قدر تشویش
نہ ہوتی نہ تکرار ہم خواجہ سرا کو روانہ کرتے بلکہ اُنکی ملاقات کو مع اپنے ارکین دولت کے آتے اور
شرف ملازمت حاصل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا اے فرزند آج مجکو خیال آیا کہ میری دختر نیک اختر
کئی دن سے سلام کو نہین آئی اسکا کیا سبب ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پندرہ دن سے سیر باغ کو
گئی ہوئی ہین ابھی تک وہان سے نہین آئین اب خیال ہوا کہ نہ معلوم مزاج کیسا ہی جو نہین آئی نہ کسی
نے خبر کی تمہاری خواصون کو جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اُنکے ہمراہ ہین ہان بعد تھوڑی دیر کے
معلوم ہوا کہ کشمیر خواص اپنے بستر پر ہی اسکو طلب کیا وہ بیماری حالت بخار مین حاضر ہوئی اُس سے
حالت دریافت کی اُسنے عرض کیا کہ مین تو کئی دن سے بیمار ہوکر ملکہ سے اجازت لیکر چلی آئی ہون جب
سے بخار مین مبتلا ہون اس قدر حالت نہ تھی کہ مین ملکہ کی حالت حاضر ہوکر عرض کرتی اسوقت حضور نے
طلب کیا حاضر ہوئی جب مین آئی تھی اُس دن تک ملکہ اچھی تھین اُس دن سے مجکو خود اُنکی حالت نہین
معلوم کہ کیسے ہین مین یہ خیال کرتی ہون کہ ملکہ نے ایک شاہ صاحب کی دعوت کی تھی شاید ابھی اُنکی
مہمانداری سے فرصت نہین ہوئی جو تشریف لائین جو مین نے سُنا اُسی وقت منصور خواجہ کو روانہ
کیا اور وہ پیام بھیجا جو کہ اُس نے تم سے بیان کیا اب مین نے تم کو دیکھ لیا اور معلوم ہوگیا یہ بیان کرو وہ
شاہ صاحب تشریف لے گئے یا ہین جب تک منصور گیا تھا تب تک تو تھے ملکہ نے عرض کیا کہ جی نہین
وہ ابھی تشریف نہین لے گئے ہین بلکہ میرے باغ مین تشریف فرما ہین مین اپنی وزیرزادی اور چند خواصون
کو اُنکی خدمت مین چھوڑ آئی ہون اور عرض کر آئی ہون کہ آپ تشریف فرما رہین مین والد بزرگوار کے پاس
ہو آؤن تو حاضر ہوتی ہون اُنھون نے طلب کیا ہی بس اُن سے اجازت لیکر آئی ہون وہ خود آپ کی
ملاقات کے مشتاق ہین ماہ پارہ نے بہت تعریف شاہزادے کی کی اور اس طرح سے تقریر کی کہ بادشاہ
نے فرمایا کہ تم شوق سے جاؤ اور اُنکی مہمانداری مین مصروف ہو آج سہ پہر کو ہم بھی سوار ہوکر تمہارے باغ
مین آئین گے اور شاہ صاحب سے ملاقات حاصل کرینگے ملکہ نے کہا کہ آپ کیون تکلیف فرمائین وہ خود
آپ کی خدمت مین آئین گے بلکہ انھون نے کئی مرتبہ آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور فرمایا

کہ مین بادشاہ کے پاس جاتا ہون دربار مین مین نے منع کیا کہ مین پہلے آپ کی تشریف آوری اور آپ کے اوصاف
کی بادشاہ کو خبر کرون تاکہ وہ بھی تو آگاہ ہو لین پھر آپ تشریف لیجائیے گا تاکہ آپ کی قدر و منزلت ہو لیکن
بادشاہ آپ کے حال سے کیا واقف ہون گے جس طرح سے اور فقیرون کی وہ قدر و منزلت کرتے ہین اسی طور
سے آپ کی بھی کرینگے وہ خاموش ہو رہتے تھے اس وقت بھی چلتے وقت فرمایا تھا کہ میری طرف سے بادشاہ
کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور عرض کرنا کہ اگر اجازت ہو تو مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون اور شرف
ملازمت حاصل کرون آپ کے حکم کا خواستگار رہون گو مین اہل دنیا سے پرہیز رکھتا ہون فقیر ہون اب
مجکو شاہ و شہریار کی ملاقات سے کیا غرض مگر مین نے جو ان کے روبرو آپ کے مزاج کی تعریف کی اور
عرض کیا کہ وہ آپ لوگون کی خدمت کو فخر جانتے ہین اس سبب سے انکو بھی آپ کی ملاقات کا اشتیاق
ہوا اور فرمایا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ مجکو شاہون سے کوئی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر بسبب
آپ کے اوصاف حمیدہ کے سننے سے اشتیاق زیارت ہوا پس آپ کیون تکلیف فرمائیے وہ خود کل
آپ کے پاس تشریف لائین گے آپ بھی اور کل اہل دربار بھی انکی زیارت سے مشرف ہون گے بادشاہ
نے فرمایا کہ ان سے میری طرف سے بہت دست بستہ ہوکر عرض کرنا کہ مجکو آپ کے تشریف آوری
کی خبر نہ تھی کہ آپ میری دختر کے باغ مین تشریف فرما ہین اگر خبر ہوتی تو مین ضرور آپ کی ملاقات کے لیے
حاضر ہوتا اور شرف ملازمت حاصل کرتا آپ کیون تکلیف فرمائیے مین خود حاضر ہونگا مجکو خود آپ کی
ملاقات کا اشتیاق ہے اور یون تو یہ آپ کا نفس خانہ ہے جس وقت چاہیے تشریف لائیے اپنے
قدم میمنت لزوم سے اس کلبۂ تاریک کو منور فرمائیے اور اپنے نور جمال سے ہم سب کے دیدون کے نور
کو روشن فرمائیے خانہ خانۂ شماست یہ تو خانہ بے تکلف ہے جس وقت جی چاہے تشریف لائیے یہ
خادم آپکی خدمت کرنے کو موجود ہے آپ لوگ تو ہم سب کے باعث نجات ہون گے آپ کی خدمت
کرنا تو ہم سب کا باعث افتخار ہے وہی فرزند جہان تک ہو انکو منع کرنا کہ وہ تشریف نہ لائین مین خود حاضر
ہونگا ہان اگر نہ مانین تو ناچاری ہے لیکن تم انکی خدمت مین جاؤ وہ پریشان ہونگے ملکہ نے عرض کیا کہ
مین اپنے امکان بھر منع کرونگی آئندہ انکو اختیار ہے مگر مین یہ جانتی ہون کہ کل وہ ضرور آپ کے
دربار مین آئین گے آج آپ سہیر کو نہ تشریف لائیے گا اگر وہ کل نہ آئین تو آپ کو اختیار ہے پھر تشریف
لائیے گا بادشاہ نے کہا کہ بہت اچھا پس ملکہ اٹھی باپ کو سلام کیا بادشاہ نے دعاے ترقی عمر و درجات
دیکر رخصت کیا ملکہ نے بھائی کے قصر مین جاکر مظفر شیرگیر کو سلام کیا اس سے ملی وہان سے محل مین
آکر مان سے رخصت ہوکر محافہ مین سوار ہوکر خوشی خوشی مع خواصون کے طرف باغ کے روانہ ہوئی
یہان بعد جانے ملکہ کے بادشاہ اپنی خوابگاہ مین تشریف لے گیا اور اس امر سے بہت خوش ہے کہ
ایسا صاحب کمال درویش میری دختر کا مہمان ہوا اور میری دختر نے بہت شرف حاصل کیا کل وہ ضرور
میری ملاقات کو آئے گا مین بھی انکی خدمت کرکے ملازمت حاصل کرونگا اور سبب اپنی نجات کا
پیدا کرونگا خداوند آب حیات نے ایسا صاحب کمال اپنی قدرت سے ملک مین بھیجا اور وہ یون
مہمان ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ بہزاران دل سے اور بدون ملاقات کے صرف ملکہ ماہ پارہ
اپنی دختر کے بیان سے نادیدہ شاہزادہ درویش نقلی کے اوصاف کا شیفتہ اور فریفتہ ہو گیا ہے اور
بہت ملاقات کا مشتاق ہے اور اسکو وہ اسقدر دن اور رات بے انتہا معلوم ہوتی ہے دعائین کرتا ہے
کہ کسی طرح سے یہ دن تمام ہو اور شب آئے اور شب بھی بسر ہو صبح ہو کہ مین ان شاہ صاحب سے ملون

اور ملاقات کرون بادشاہ تو اس فکر وتردد مین ہی کہ اسکا پھر حال بیان ہوگا اور ملکہ کی سواری راہ مین ہی
وہان شاہزادہ وزیرزادی سے بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ ابھی تک ملکہ نہین آئین ہین اب وہ آگئی ہونگے وعدے
مین تھوڑا سا زمانہ باقی ہی پہر زمانہ گذرا اور مین یہان سے روانہ ہوا از طرف محل کے وزیرزادی و دیگر خواصین
عرض کر رہی ہین کہ ملکہ تشریف لاتی ہونگی آپ اطمینان رکھیے کوئی پریشانی کی بات نہین ہی سب یہان
سمجھا رہی ہین مگر شاہزادہ ہر مرتبہ قصد کرتا ہی وزیرزادی باتون مین لگا لیتی ہی یہان تو یہ باتین ہو
رہی تھین کہ اسی عرصہ مین ملکہ کی سواری در باغ پر پہونچی ملکہ مع خواصون کے محافہ سے اتری اور
سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف بارہ دری کے چلی وہان عجب شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ زمانہ جو ملکہ مقرر
کر گئی تھی گذر گیا اور وزیرزادی ہم کو باتون مین لگائے ہوئے ہی اور ٹال رہی ہی اسکا انتظار ہی کہ ہم کہین
نہ جاوین ایک مرتبہ برہم ہو کر کہنے لگا کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ مین نہ جاؤن بس اب وہ وقت گذر گیا اب
مین نہ مانونگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا وزیرزادی نے کہا کہ مین آپکے روبرو ہاتھ جوڑتی ہون تھوڑی دیر
اور ٹھہر جائیے پھر آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ اب ممکن نہین ہی کہ مین دم بھر ٹھہرون
یہ کہکر طرف صحن کے چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک خواص دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ کہان تشریف لیے
جاتے ہین ملکہ تشریف لا ئی ہین محافہ سے اتر چکی ہین تشریف رکھیے شاہزادے نے فرمایا کہ کیون مجکو
فقرہ دیتی ہی مین ایسے فقرون مین کب آتا ہون اس نے عرض کیا کہ اگر مین آپسے جھوٹ عرض
کرتی ہون تو جو چور کا حال کیا جاتا ہی اس سے بدتر میرا حال کیجیگا یہ جو اس نے عرض کیا شاہزادہ
خاموش ہو رہا وزیرزادی سے کہا کہ تم جاکر دیکھو اگر یہ سچ کہتی ہی تو خیر ورنہ اسکو سزا دون یہ جو شاہزادے
نے کہا وزیرزادی طرف صحن کے چلی شاہزادہ اسی مقام پر ٹھہر رہا ابھی وزیرزادی باہر بارہ دری
کے نہ گئی تھی کہ سامنے سے ملکہ مع خواصون کے نظر آئی بس وزیرزادی نے جو ملکہ کو دیکھا مجرا کیا اور
چند قدم بڑھکر عرض کیا کہ خوب وقت پر تشریف لائین ہم سے اس وقت تک بمشکل روکا اب وہ
ہم سے ناراض ہونے لگے تھے اور برہم ہو کر جانے پر آمادہ ہو گئے تھے اور جا چکے تھے کہ خواص نے
آپ کے تشریف لانے کی خبر کی انکو یقین نہ آیا مجکو روانہ کیا کہ تم جا کر دیکھو یہ سچ کہتی ہی یا جھوٹ اور
خود اسی مقام پر کھڑے ہوے ہین مجکو ادھر روانہ کیا جلد تشریف لے چلیے ایسا نہو کہ وہ گھبرا کر
چلے جائین تو بیکار کو تکلیف ہو یہ سنا تھا کہ ملکہ قدم اٹھا کر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ
سامنے کھڑا ہوا ہی اور خواصین گرد ہین اور ادھر کو دیکھ رہا ہی شاہزادے نے ملکہ کو دیکھا بس
باہم چار آنکھ ہوئی باہم ملے ملکہ شاہزادہ کو دیکھکر ہنسی شاہزادہ ملکہ کو اور شاہزادے نے کہا کہ تم
نے بڑا قصد کیا اگر تھوڑی دیر اور نہ آتین تو مین وہان موجود نہوتا ملکہ نے جواب دیا کہ مین اقرار
کر گئی تھی مجکو خیال تھا مین کیونکر نہ آتی یہ کہکر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا اور مسند پر لاکر بٹھایا اور کہا کہ
آپکے مزاج مین بہت جلدی ہی بھلا اکیلے کیا کرتے یہ مین نے یقین کر لیا کہ آپ بڑے بہادر ہین
مگر لاکھون سے کیونکر مقابلہ کرتے خدا نخواستہ اسیر ہو جاتے سو رہا ان جنات کا بیان نہین چھوڑتا ہی شاہزادے
نے جواب دیا کہ ملکہ اس امر کا تم کبھی خیال نہ کرنا ہم لوگ ایسے نہین ہین کہ لاکھون سے خوف کرین بس
جس امر کا قصد کر لیا اسکو بدون پورا کیے ہوے نہین باز رہتے بس جو مقدر مین ہوتا وہ پیش
آتا اچھا اب اس ذکر کو موقوف رکھو یہ بیان کرو کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا اور کس لیے تم کو تمہارے باپ
نے طلب کیا تھا اور کیا باتین ہوئین ملکہ نے جواب دیا کہ کسی نے انکو تمہارے باغ مین آنے کی

مہر کر دی اسی امر کے دریافت کرنے کو طلب کیا تھا دوسرے پندرہ روز سے میں اسلام کو نہیں گئی تھی اور
مجھکو دیکھا بھی نہ تھا بس الفت پدری نے زور کیا طلب کیا یہ کہکر جو تقریر صندل شاہ نے کی تھی وہ
بیان کی اور جو خود جواب دیتے تھے وہ بیان کیے جو راوی قبل میں تحریر کر چکا ہے دوبارہ تحریر کرنے کی کیا ضرورت
ہے طول بیجا ہوگا ملکہ نے شاہزادے سے جب یہ کہا کہ جب بادشاہ نے تمہارا احال سُنا تو کہا کہ میں اُن
شاہ صاحب کی ملاقات کا مشتاق ہوں میں سہ پہر کو برائے ملاقات آؤنگا اُسکا میں نے یہ جواب دیا
کہ وہ خود آپکی ملاقات کے مشتاق ہیں بلکہ حاضری کی اجازت طلب کی ہے میرے منع کرنے سے وہ باز
رہے ورنہ اب تک کبکے حاضر ہو چکے ہوتے یہ تقریر میری بادشاہ نے سُنکے فرمایا کہ وہ کیوں تکلیف
کریں میں خود اُن کے پاس حاضر ہونگا یوں تو اُنکا گھر خانہ ہے جب چاہیں تشریف لائیں اُنکو مانع
کون ہے بس اے شاہزادے میں بادشاہ سے اقرار کر آئی ہوں کہ وہ کل تشریف لائینگے آپ تکلیف نہ
فرمائیے ورنہ وہ یہاں پر آنے کو راضی تھے لہذا تم کل دربار میں بادشاہ کے ضرور جانا شاہزادے نے
یہ جواب دیا کہ مجھکو کیا ضرورت ہے کہ میں جاؤں اُنکو خود غرض ہو تو وہ یہاں آئیں میرے قدم چومیں دین
اسلام قبول کریں یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ وہ تو آنے پر آمادہ تھے مگر میں نے
منع کیا بمصلحت پس اب تم کو لازم ہے کہ میں اقرار کر آئی ہوں میں جھوٹی ہونگی میں یہ کہہ آئی ہوں کہ وہ
خود آپکی ملاقات کے مشتاق ہیں وہ خود آئینگے لہذا اب تم انکار نہ کرو کل جاؤ اگر نہ جاؤ گے تو ہمکو
اپنے ہاتھ سے زمین میں دفن کر سکتے ہو ہم کو رو ہے تم کو ہمارے سر کی قسم اب انکار نہ کرنا یہ کہکر شاہزادے
کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ میں جھوٹی ہونگی تم کو میری بات کا خیال نہیں ہے تم کیسی ہم سے
الفت رکھتے ہو کہ ہماری بات جاتی رہے اگر میں اس امر میں جھوٹی ہوئی تو بادشاہ سب باتوں کو جھوٹ
خیال کرینگے پھر میری کسی بات کا یقین نہ لائینگے کیا تم کو یہ منظور ہے کہ میں اُن کے روبرو دروغ گو قرار
پاؤں یہ جو ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا ہے تو یہ وہ مقام ایسا تھا کہ شاہزادہ انکار کرتا ایسا تو نہ
تھا اگر کوئی یہ بھی کہتا کہ ہم اقرار کر آئے ہیں کہ ہم تم کو قتل کرینگے ایسی حالت میں یہ گوارا کیا جاتا کہ جان جائے
مگر ایسے معشوق کے کہنے سے انکار نہ کیا جائے بھلا کیونکر ہو سکتا ہے ایسا معشوق اپنے سر کی قسم دے وہ
کون ایسا ظالم ہوگا کہ وہ اپنے معشوق کے کہنے پر عمل نہ کرے گا اور وہ معشوق جو کہ شہرۂ آفاق اور حسن و
جمال میں طاق ہو اور اس طور سے گلے میں بے تکلف ہاتھ ڈالکر کہے ایسے مقام پر اگر فرشتہ بھی ہو تو وہ
بھی اُسکے کہنے سے انکار نہ کرے دوسرے جسپر خود ہی دل آیا ہو بھلا اُسکا ناراض ہونا یا اُسکو رنج دینا
کسی طور سے گوارا نہیں ہوتا ہے پس ایسی حالت میں جان کا بھی خوف نہیں کیا جاتا ہے راوی نے کہا ہے
کہ جب ملکہ نے اس طور سے کہا شاہزادے نے بھی خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے کہنے سے انکار کرتا
ہوں تو ملکہ کو رنج ہوگا دوسرے ای سکندر چلو صندل شاہ کے دربار کا رنگ دیکھو تمہارا تو یہ قصد
تھا کہ اس ملک کو اسلام آباد کرو جب تک نکلو گے نہیں اور دربار میں نہ جاؤ گے کیونکر حال معلوم ہوگا
اور کہاں تک ملکہ کے باغ میں پوشیدہ بیٹھے رہو گے جس کام کے لیے اپنا ملک و مال اور ماں کو چھوڑ کر
نکلے ہو اُس کام میں بھی تو حرج ہوتا ہے بس یہی نہ کہ جب دربار میں جاؤ گے دو چار سے ملاقات ہوگی
دو ایک دوست پیدا ہوں گے اُس وقت پھر اپنے قصد کو ظاہر کرنا اور تم نے یہ قصد مصمم کر لیا ہے کہ بدون
اس ملک کو اسلام آباد کیے ہوئے یہاں سے نہ جاؤ گے بس بیٹھے بیٹھے کیا ہوگا چلو دربار میں دیکھو کہ بادشاہ
کیونکر پیش آتا ہے کیا طریقہ ہوتا ہے کیونکر برتاؤ کرتا ہے جبتک ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ گے یہ ملک اسلام آباد

ہوگا ملکہ بھی کہ رہی ہی اسکا ناخوش کرنا بھی زیبا نہین ہی یہ تصور کرکے اور سوچ کے کہا کہ اگر تم اقرار کرآئی ہو اور
تمھاری یہی مرضی ہی تو اچھا مین کل جاؤنگا مگر ایک شرط سے کہ جاتے ہی مین اپنے کو ظاہر کرونگا اور بادشاہ
سے کہونگا کہ میرا دین قبول کرو اس آب پرستی کو ترک کرو اگر نہ مانیگا تو مقابلہ کرونگا اگر یہ امر تم کو منظور
ہی تو مین جاتا ہون شاہزادے نے صرف یہ امر ملکہ کے سُنانے کے لیے کہا تھا نہ کہ یہ اُسکا قصد مصمم ہو یہ جو
ملکہ نے شاہزادے کی زبانی سنا چہرہ کا رنگ اُڑگیا اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ ہمارا حلوا کھائے ہم کو ہی کرے
ہم کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جو ایسی حرکت کرے ابھی تو ایک دو مرتبہ دربار مین جاؤ وہان کا رنگ دیکھو
اہل دربار سے ملاقات پیدا کرو پھر تم کو اختیار ہی اس طور سے جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ تم
ہم کو بہت پریشان کرتی ہو تم کو ہمارے کامون مین کیا دخل ہی جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے اب ہم
کہان تک تمھارے باغ مین پوشیدہ بیٹھے رہین کوئی حد و انتہا بھی ہی مین تمھارے باغ مین آکر بہت
پچھتایا اگر مین یہ جانتا تو کبھی نہ آتا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب مجھ سے
اور اس سے مفارقت ہوئی ہی اے خداوند کریم کس بلا مین مبتلا ہو گئی اگر اس نے دربار مین جاکر اپنے کو
ظاہر کیا اور مقابلہ ہوا تو وہ لوگ لاکھون ہین اور یہ اکیلا ہی کیا ہوگا بس انجام یہ ہوگا کہ خدانخواستہ یا تو
یہ قتل ہوگا یا اسیر بس مین کیونکر بدون اسکے زندہ رہونگی راز بھی افشا ہوگا اور جان بھی جائیگی کس
آفت مین مبتلا ہوئی کیا کرون عجب جاہل سے سابقہ پڑا ہی جو کسی بات کو نہین قبول کرتا ہی اپنی ہی ہٹ کرتا ہی
واہ محبت بھی کی تو کس سے اور یہ حضرت دل بھی آئے تو کس پر جو کہ مرنے سے نہین خوف کرتا ہی موت کو حیات
جانتا ہی اب کیا تدبیر کرون کیون اقرار کرآئی تھی اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلھاڑی ماری بس یہ جو خیال
دل مین کیا اور جدائی کا جو خیال آیا گریہ گلوگیر ہوا رونے لگی اسکا رونا تھا کہ شاہزادے کو اب کہان تاب
ہی ملکہ کو خوب گلے سے لگایا اپنے دامن سے آنسو پاک کیے اور گلے سے لپٹا کر آغوش مین لے کر لب و
عارض کے بوسے لیے اور کہا کہ کیون روتی ہو اچھا جو تم کہو گی مین اُسی پر عمل کرونگا تم کو ہمارے سر کی
قسم اب نہ رو رقت کو ضبط کرو ورنہ مین ابھی چلا جاؤنگا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے آنسو پونچھ کر
کہا کہ مین اپنی حالت اور مقدر پر روتی ہون کہ تم ایسے جاہل اور بے خوف سے سابقہ ہوا ہی کہ کسی امر کا
خوف نہین ہی جان کا دینا کوئی بات نہین ہی بس مین یہ خیال کرکے روئی کہ میرا انجام کیا ہوگا یہ تو مین
گوارا نہ کرونگی کہ تم وہان جاکر اپنے کو ظاہر کرو اور تم سے مقابلہ ہو خدانخواستہ تم قتل یا اسیر ہو اور جب
بادشاہ کو یہ امر معلوم ہو کہ یہ میری بیٹی کا یار ہی اور میری بیٹی مسلمان ہوئی ہی وہ لشکر میری گرفتاری کے
لیے روانہ کرے اور وہ لوگ مجھ کو اسیر کرکے لے جائین اور تمام شہر مین یہ مشہور ہو کہ بادشاہ کی بیٹی
نے یار کیا تھا وہ یار بھی پکڑا گیا اور وہ بھی بس یہ ہوگا کہ تم نے اُدھر مقابلہ کیا اور تمھارے دشمنون کی
اسیری کی خبر آئی ادھر مین نے اپنی جان دی یہ الفت و محبت ہم نے اسی لیے کی تھی کہ جان جائے
پھر کیا چارہ ہی مگر افسوس ہی کہ کوئی آرزو پوری نہ ہوئی یون ہی پُر حسرت و ارمان دنیا سے چلی خدا ان
حضرت دل کا بھلا کرے جنکے سبب سے ہماری جان گئی یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے ہنس کر اور
آغوش مین لے کر خوب بوسے لیے اور کہا کہ تمھاری پاپوش اپنی جان دے اوی اے جان جہان
مین صرف تمھارا دل لیتا تھا خیر جو تم کہو گی وہی مین کرونگا تم رنج و غم نہ کرو معلوم ہوا کہ تم کو مجھ سے الفت
ہی مین تمھاری خوشی کرونگا قسم تمھاری جان کی تم رنج نہ کرو ملکہ نے کہا کہ مین ایسے فقرون مین کب
آتی ہون یہ فقرے اور کسی کو دو تم کہ چکے ہو کہ جو ہم لوگ زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین پھر کیونکر

مجکو یقین آنے ہان اگر تم اپنے ایمان کی قسم کھاؤ تب مجکو باور ہو مین یہ چاہتی ہون کہ دو ایک تمھارے دوست
ہو جائین اور تمھارے شریک حال ہون اُس وقت تم اپنے کو ظاہر کرو تو اچھا ہی ابھی کیا ضرور ہی شاہزادے
نے یہ سُنکے قسم کھائی اور کہا کہ اچھا مین دو ایک دن اور صبر کرتا ہون کیا کرون کہ تمھارے سبب سے ناچار
ہون تمھارا رنجیدہ ہونا گوارا نہین ہی یہ کہکر اختلاط کرنے لگا ملکہ کو بھی شاہزادے کے قسم کھانے سے
یقین ہوا بزم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا محفل عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا گزک
کی جگہ شاہزادہ ملکہ کے بوسے لینے لگا باہم اختلاط شروع ہو گیا تمنائے دلی پوری ہونے لگی پہر رات
تک یہی جلسہ رہا بعد پہر رات کے دونون نے خاصہ کھا کر مسہری پر جا کر آرام کیا کچھ دیر تک باہم اختلاط
رہا بعد اُسکے دونون اپنی اپنی کروٹ سے سو رہے یہان تک کہ صبح ہوئی دونون خواب راحت سے
بیدار ہوے خلوت خانہ سے باہر آئے امور ضروری سے فراغت کر کے منہ ہاتھ دھو کر ملکہ اور شاہزادہ
مع خواصون کے سیر باغ مین مصروف ہوا اور لب نہر کر کچھ عرصہ تک دونون عاشق معشوق بیٹھے
پانی سے کھیلا کیے جب خوب دن چڑھ آیا اُس وقت شاہزادے نے ملکہ سے کہا کہ اب ہم تمھارے باپ کی ملاقات
کو دربار مین جاتے ہین جب تمھارے کہنے کے اجازت دو ملکہ نے صورت دیکھکر کہا کہ بسم اللہ مگر کل کی قسم
کا خیال رہے اور جلدی تشریف لایئے گا اگر کل کے اقرار کے خلاف کیا یا عرصہ مین آئے تو مجکو زندہ نہ پایئگا
اگر میرا مردہ دیکھنے کا ارادہ ہو تو آیندہ آپ کو اختیار ہے شاہزادہ نے جواب دیا کہ جو مین نے تم سے کہا ہی
انشاء اللہ تعالے اُسمین فرق نہ ہوگا اور جہان تک ہوگا جلدی آؤنگا یہ کہکر اور ملکہ کو گلے سے لگا کر چند
بوسے لیکر دربار کی جانب چلے ملکہ نے کہا خدا حافظ و ناصر امام ضامن کی ضامنی جلد آنا دیکھو دیر نہ کرنا شاہزادہ
یہ سُنتا ہوا چلا اُدھر ملکہ نے محلدار سے کہا کہ تم باہر جا کر جو سوار پہرے پر ہون اُن سے کہنا کہ شاہ صاحب
کے ہمراہ جاؤ اور اُنکو دربار مین پہونچا دو اور تم باہر ٹھہرے رہنا جب شاہ صاحب تشریف لائین اُنکے
ہمراہ واپس آنا اور جو واقعہ وہان گذرے ہم کو خبر کرنا یہ جو ملکہ نے محلدار کو حکم دیا پس محلدار نے اُن
سوارون کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اتنے عرصہ مین شاہزادہ بھی باہر آ چکا تھا پس سوارون نے شاہزادے
کو درویش با صفا خیال کر کے سلام کیا شاہزادہ اُسی لباس درویشی سے آراستہ تھا پس اُن سوارون
نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم آپ کے ہمراہ ہین بموجب حکم ملکہ یہ مرکب حاضر ہی اسپر سوار
ہو جیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہی نہ مرکب کی حاجت ہی ہم فقیر ہین ہم کو
کوئی تزک و حشم کی حاجت نہین ہی جو اہل دنیا ہو اُسکو یہ سب درکار ہی اُن سوارون نے عرض کیا کہ یہ
آپ کو اختیار ہی چاہے مرکب پر سوار ہو جیے چاہے نہ ہو جیے مگر ہم ہمراہی سے باز نہ آئین گے کیونکہ
اگر ہم خلاف حکم ملکہ کرینگے تو ملکہ کا عتاب ہم پر نازل ہوگا ہماری نوکری پر بن جائے گی یہ جو اُنھون
نے عرض کیا بس سکتا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور طرف شہر کے پیادہ پا روانہ ہوا اُسی حالت سے کہ
لباس قلندرانہ زیب تن کیے ہوے عقب مین سوار ملکہ کی اردلی کے تھے شاہزادہ تو اودھر سے طرف
شہر اور دربار کے جاتا ہی ملکہ اودھر صحن باغ مین خواصون کو ہمراہ لیے ہوے شاہزادے کے سلامت
آنے کی دعا کر رہی ہی اور بال سر کے کھلے ہوے ہین پیشانی خاک پر رکھے ہوے ہی لب پر یہ دعا ہی کہ اے
کریم کارساز اے خداے نادیدہ مین تازہ مسلمان ہوئی ہون میرے حال پر رحم کر میرا باپ شاہزادے
سے اچھی طور سے پیش آئے کوئی باہم سخت کلامی نہو شاہزادہ اپنے کو ظاہر نہ کرے جب تک اُسکے
چند دوست نہ پیدا ہو لین کیونکہ ہر ایک اُسکی جان کا دشمن ہی وہ پھر زندہ و سلامت مجھ سے آکر

ملے مجکو اُس کے روبرو موت آئے ملکہ یہان یہ دعا کر رہی ہی اُدھر صندل شاہ نے وہ رات تڑپ تڑپ کر
بسر کی اسی انتظار مین کہ صبح ہو اور مین دربار کرون وہ شاہ صاحب تشریف لائین جو کہ میری دختر کے
مہمان ہین مین اُنکی ملازمت سے بہرہ مند ہون بس اسی خیال مین رات بھر سویا نہین آخر تمام ہی مین وہ
رات کاٹی سحر ہوئی آرام گاہ سے باہر آیا ساتھ ضروریہ سے فراغت کر کے اور لباس پہن کر بیرون محل آیا
یہان سب اہل دربار حاضر ہو چکے تھے سب کا مجرا ہوا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے تھے بادشاہ نے درگہ سالار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اگر کوئی شاہ صاحب یہان تشریف لائین اور
اندر آنے کا قصد کرین تو تم منع نہ کرنا فوراً اُنکو آنے دینا یہ جو حکم دیا درگہ سالار اپنے عہدے پر آ کر بیٹھا یہان
سب اہل دربار حیران ہوے کہ بادشاہ کو کیونکر معلوم ہوا کہ آج کوئی شاہ صاحب تشریف لائینگے
سب یہ خیال کر رہے تھے دربار کا یہ رنگ تھا کہ بادشاہ کے داہنی طرف اُسکا فرزند مظفر اسد گیر اور
دیگر سرداران معزز بائین طرف سپہ سالار لشکر کہ جنکا نام بہرام ستمگر جوار تھا اور زبردستان روزگار
سے تھے اپنے دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہوا اور سب افسران لشکر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کل اہل
دربار حاضر ہین کہ بادشاہ نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ لوگ حیران ہوے ہونگے کہ بادشاہ
کو کیا الہام ہوا کہ آج شاہ صاحب تشریف لائینگے آگاہ ہو جیے کہ آپ افسران لشکر ہین اور
کوتوال شہر بھی حاضر دربار ہے اور آپ لوگون کو میرا حکم ہے کہ شہر کے حالت کی خبر رکھا کیجیے مگر آپ لوگ
غافل ہین بالکل خبر نہین رکھتے ہین آج پندرہ دن سے ایک شاہ صاحب شہر مین تشریف لائے ہین
کئی دن تک تمام شہر مین پھرے کسی نے ہم کو آگاہ نہ کیا نہ ہم سے ذکر کیا اتفاق سے میری دختر کی سواری
باغ کو جاتی تھی اُس نے اُنکو دیکھا وہ اُنکو اپنے باغ مین لے گئی اپنا مہمان کیا ہے وہ اُس کے
باغ مین اُس دن سے تشریف فرما ہین کل میری دختر نے مجھ سے آ کر اُنکی حالت بیان کی اور کہا کہ
وہ آپ کی ملاقات کے بہت مشتاق ہین اگر اجازت ہو تو دربار مین تشریف لائین مین نے جواب
دیا کہ مین خود اُنکی ملاقات کے لیے تمہارے باغ مین آؤنگا ملکہ نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین وہ
کل خود حاضر ہونگے بس وہی شاہ صاحب آنے والے ہین اُنکے آنے کے لیے مین نے یہ حکم دیا ہے
افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ ایسے غافل ہین کہ ایسے لوگ شہر مین آئین اور آپ اُن کے حال سے
ہم کو آگاہ نہ کرین یہ جو بادشاہ نے کہا ہر ایک نے عذر کیا کہ ہم سے خطا ہوئی ہم لوگ شہر کی حالت
دریافت کرتے رہتے ہین مگر اس حال سے اچھی طور سے نہین آگاہ ہوے جو عرض کرتے ہان یہ ضرور
سُنا تھا کہ ایک شاہ صاحب تشریف لائے ہین جو کہ ابھی بالکل نوعمر ہین اور بہت حسین ہین پھر جو
اس خیال سے دریافت کیا کہ اُنکی حالت دریافت کر کے حضور مین عرض کرین معلوم ہوا کہ وہ تشریف
لے گئے بدین سبب خداوند سے نہین عرض کیا اب معلوم ہوا کہ وہ تشریف نہین لے گئے بلکہ ملکہ عالم کے
مہمان ہوے بادشاہ نے کہا کہ خیر مگر ثابت ہوا کہ آپ لوگ بالکل شہر کی حالت سے غافل ہین مین آپ
لوگون کے بھروسے پر تھا مگر آیندہ سے مین خود شہر کا بند و بست کرونگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اُدھر ہر ایک
کو خجالت ہوئی یہان دربار کا تو یہ رنگ ہے بادشاہ شاہ صاحب نقلی کا انتظار کر رہے ہین اُدھر
شاہزادہ مع اُن سوارون کے جب داخل شہر ہوا تمام اہل شہر مین غل مچ گیا کہ یہ وہی شاہ صاحب ہین
جو کہ تشریف لائے تھے اور ملکہ عالم اپنے ہمراہ باغ مین لے گئی تھین آج پھر شہر مین تشریف لاتے ہین
اور دیکھو ملکہ کی سواری کے سوار انکے ہمراہ ہین ہر ایک نے سلام کیا کوئی قدم چومتا ہے کوئی ہاتھون کو

بوسہ دیتا ہی کوئی آنکھوں سے لگاتا ہی شاہزادے کو آہستہ چلنا دشوار ہو گیا حاصل کلام یہ کہ اُسی حالت
سے شاہزادہ در دولت پر پہونچا درگہ سالار نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان رعنا لباس درویشی پہنے
ہوے بیراگی ہاتھ میں چہرہ اُسکا مثل آفتاب کے روشن اُس لباس شنگرفی میں اُس چہرے کا یہ عالم
ہی کہ گویا شفق میں آفتاب ہی سمت بندھی ہوئی کرتہ گلے میں زلفیں دوش پر پڑی ہوئیں بلکہ کی سواری
کے سوار ہمراہ اس طرف چلا آتا ہی سمجھ گیا کہ یہی شاہ صاحب ہیں کہ جنکی نسبت بادشاہ نے مجھ سے
فرمایا ہی کہ ایک شاہ صاحب تشریف لائیں گے اُنکو منع نہ کرنا بس اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا جب
شاہزادہ قریب آیا جھک کر سلام کیا قدم چومے ہاتھ آنکھوں سے لگائے در دولت تک اہل شہر کا مجمع
تھا یہاں سب آکر تھم گئے درگہ سالار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے آپ کی بابت
حکم شاہی صادر ہو چکا ہی کہ اندر آنے سے منع نہ کرنا غلام کی مجال نہیں کہ آپ کو منع کرے یہ عرض کر کے
پردہ اُٹھا دیا بس شاہزادہ داخل دربار ہوا وہ سب سوار ایک طرف پرا باندھ کر کھڑے ہو گئے اہل شہر واپس
گئے ادھر شاہزادہ سب دریچہ و جلوخانہ طے کر کے داخل دربار ہوا ہر ایک جلوخانہ کو خوب آراستہ و پیراستہ
پایا شاہزادہ وہ سب سامان دیکھ کر خوش ہوا اور خیال کیا کہ بادشاہ جلیل ہی اور صاحب لشکر کثیر اور صاحب
اختیار ہی خداوند کرے کہ یہ مسلمان ہو اور یہ سب اہل شہر بھی بس شاہزادہ یہ خیال کرتا ہوا چلا جاتا ہی
درگہ سالار اپنے مقام پر بیٹھ گیا جب شاہزادہ صحن دربار میں پہونچا جب سے بادشاہ نے کہا تھا مع
بادشاہ کے کل اہل دربار کی نگاہ اسی طرف تھی سب نے دیکھا کہ یکایک دربارگاہ سے روشنی پیدا
ہوئی اب جو سب نے دیکھا تو ایک جوان خوش رو عنبر مو کو دیکھا کہ شنگرفی سمت باندھے ہوے
کرتہ شنگرفی پہنے ہوے بیراگی ہاتھ میں لباس درویشی سے آراستہ چہرہ مثل ماہ چہاردہ کے روشن
زلفیں دوش پر پڑی ہوئیں رخ سے آثار جوانمردی و بہادری عیاں عجیب شان و شوکت کا
جوان ہی گو قلندرانہ وضع ہی مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہی یا فرشتہ درگاہ خدا ہی وہ رعب
و داب ہی کہ ہر ایک کے ہوش اُس صورت زیبا دیکھ کر کھڑے ہو گئے رعب سب پر چھا گیا ہر ایک
اپنے مذہب کے موافق درود پڑھنے لگا سب کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ کیا جوان ہی ضرور یہ کسی
ملک کا شاہزادہ ہی نہ معلوم کس سبب سے اس نے یہ لباس اختیار کیا ہی یہ صورت و شکل یہ
سن و سال اس لائق نہیں ہی کہ یہ ترک دنیا کرے نہ معلوم کیا مصیبت پڑی ہی کہ اس نے ترک دنیا
کی ہی ادھر شاہزادہ نے صحن میں پہونچ کر بغور دربار کی طرف دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہی
اُسکا سن کوئی پچاس برس کا ہوگا وزیر پس پشت کھڑا ہوا مگس رانی کرتا ہی تاج سر پر ہی قبائے
قلمکار زیب تن ہی دست راست کی طرف ایک جوان سر سے پاؤں تک دریائے آہن میں غرق خود سر پر
کج رکھے ہوے قبضہ شمشیر کو پکڑے ہوے جھوم رہا ہی بادۂ نخوت سے مست ہی اور اُسکے پہلو میں
بہت سے سردار ہیں جو کہ مثل قمر کے ہیں دوسرے طرف ایک اور جوان جو کہ اُس سے تن و توش
میں دو چند ہی اُسی طور سے بیٹھا ہی اور اُس طرف بھی افسران سپاہ بیٹھے ہوے ہیں دربار خوب
آراستہ ہی قریب تین ہزار کے اہل دربار سے کم نہ ہوں گے ہر ایک افسر اپنے قرینہ سے بیٹھا ہوا ہی حاجب
دربان چوبدار خاص بردار اپنے اپنے سلیقہ سے کھڑے ہیں اور سب اسی طرف دیکھ رہے ہیں شاہزادے
نے اُس دربار کو خوب آراستہ پایا اور سب اہل دربار کو اور اُن کے طریقے کو پسند کیا اور ثابت
ہو گیا کہ یہ سب بہادر ہیں خصوصاً مرد اسد گیر کو دیکھ کر بہت اپنے دل میں خوش ہوا بادشاہ

۸۰

نے جو شاہزادے کو دیکھا اہل دربار سے حکم کیا کہ جلد اٹھو اور استقبال کر کے لاؤ بس یہ حکم دینا تھا کہ سب
اہل دربار اٹھے اور حاضر خدمت ہوئے مجرا بجا لائے شہزادے نے سب کے سلام کا جواب دیا کسی نے قدم کو
پر بوسہ دیا کسی نے دست شاہزادہ چومے اور آنکھوں سے لگائے بڑی عزت سے ایوان میں لائے
کچھ ایسا رعب وداب تھا کہ خود بادشاہ مع اپنے فرزند کے تا لب فرش استقبال کو آئے اور سلام میں
سبقت کی اور قدم چومے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت کے قریب لایا اور حکم دیا کہ کرسی لاؤ شاہزادے نے فرمایا
کہ کرسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تارک دنیا ہوں میرے لیے یہی فرش کافی ہے بلکہ بوریا ہوتا تو بہتر تھا
یاں کرسی وغیرہ اہل دنیا کو زیبا ہے یہی خاک ایک دن اپنا بستر ہوگی اس سے کہاں تک پرہیز کیا جائے گا آپ
تخت پر تشریف رکھیے میں اسی فرش پر بیٹھ جاؤں گا بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا آپ ہمارے مہمان
ہیں اور ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم لوگ آپ کی خدمت کرنے کو اپنا فخر و افتخار تصور کرتے ہیں آپ کے
سبب سے ہمارے یہاں برکت ہے ہم کو زیبا ہے کہ ہم اپنی آنکھیں فرش کریں اس پر آپ تشریف رکھیں غلام
زیادہ تو اصرار کر سکتا نہیں ہے شاید خلاف مزاج عالی ہو اگر آپ کرسی پر تشریف نہ رکھیے گا تو غلام بھی
تخت پر نہ بیٹھے گا اسی فرش پر بیٹھے گا بس میری خوشی یہ ہے کہ غلام کو جہاں آپ نے اس قدر سرفراز فرمایا ہے
غلام نوازی کی ہے اتنی خوشی اور فرمائیے کہ کرسی پر تشریف رکھیے یہ جو بادشاہ نے کہا شہزادے نے جواب
دیا کہ تم نے ہم کو بہت مجبور کیا اگر ہم یہ جانتے تو کبھی نہ آتے ہمارے طریقہ میں مہربان کی خاطر شکنی کرنا گناہ
ہے خیر جو تم کہتے ہو اسی پر عمل کر لیتے ہم اس شہر میں آ کر بہت پریشان ہوئے ہمارے بہت سے طریقوں میں
فرق ہوا اور آج تک ہم کسی کے دربار میں نہیں گئے خیر ہم نے جو تمہاری تعریف سنی تو ہم کو اشتیاق ہوا
کہ تم سے ملیں یہاں جو آئے تو ہم کو یہ خلاف طریقہ کرنا پڑا کہ کرسی پر بیٹھیں اب تو آئے اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی نہیں
آتے یہ جو کہا بادشاہ کانپ گیا عرض کیا کہ کیا آپ ناخوش ہوئے اگر کوئی خطا ہوئی ہو معاف
فرمائیے جواب دیا کہ خطا تو کوئی نہیں ہوئی مگر تمہارے اصرار سے پریشان ہوئے یہ کہکر اس کرسی پر بیٹھ گئے
جو کہ خادم نے لا کر روبرو تخت کے بچھا دی تھی جب شاہزادہ بیٹھ چکا اس وقت بادشاہ نے عرض کیا
کہ غلام کو اجازت ہے جواب دیا کہ بسم اللہ تخت پر بیٹھو تمہارا تخت تم کو مبارک رہے بادشاہ نے یہ
عرض کی کہ آپ کے روبرو تخت پر بیٹھنا نہایت بے ادبی ہے مگر مجبوری ہے کہا کہ کوئی نقصان نہیں ہے یہ
کہکر اور خود ہاتھ پکڑ کر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا وہ سلام کر کے تخت پر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ
سب عزت و توقیر اسلام کی تھی ورنہ یہ اسکے غرور تھے اور اب تو خوش ہو گئے تھے بس جب بادشاہ
بیٹھ چکا پھر تو ہر ایک اجازت لے کر اور سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھا جب سب بیٹھ چکے بادشاہ
نے مزاج پرسی کی جواب دیا کہ فقیروں کے مزاج کو کیا دریافت کرتے ہو ہمارا کیا مزاج تم اپنے
مزاج کی حالت بیان کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ زندہ ہوں آپ کی دعا کا خواستگار ہوں کہا کہ با خوش
رہو بعد اسکے ہر ایک اہل دربار کی مزاج پرسی کی ہر ایک نے وہی کلمہ کہا جو بادشاہ نے کہا تھا سب
سے یہی کہا کہ با خوش رہو جب سب کی مزاج پرسی کر چکے اس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ
اپنے اسم گرامی نام نامی سے آگاہ فرمائیے کہا کہ اس عہد ذلیل و حقیر کو آوارہ شاہ کہتے ہیں تم اپنے
نام سے اور کل اہل دربار کے نام و حالت سے آگاہ کرو بادشاہ نے کہا کہ اس غلام کو صندل شاہ
کہتے ہیں اور یہ جو دست راست کی طرف زنگی بیٹھا ہے یہ غلام زادہ ہے اسکا نام مظفر اسد کہم
ہے اور یہ فلاں سردار ہے اور یہ فلاں سردار ہے سب کے نام سے آگاہ کیا اور مرتبہ سے اور عرض کیا کہ

جو بائیں طرف ہے یہ میرے لشکر کا سپہ سالار ہے اسکا نام بہرام سنگ خوار ہے اور جو اُس طرف سردار ہیں
ان سب کے یہ مرتبہ ہیں اور یہ نام ہیں جب یہ سب امر معلوم ہو چکے اُس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضور کا
کس طرف سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا یہاں تشریف لائے ہوئے اور اب کس طرف کا قصد ہے یہ جو بادشاہ
نے کہا جواب دیا کہ جہاں سے سب آئے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب کی بازگشت ہے وہاں میں بھی
جاؤنگا اور میں یہاں بیس دن سے آیا ہوں اور پندرہ دن سے آپ کی دختر کا مہمان ہوں مجکو آپ کی
ملاقات کا بہت اشتیاق تھا کئی مرتبہ قصد کیا مگر صرف اجازت کا خواستگار تھا کل ملکہ جو یہاں تشریف
لائیں اور آپ نے میری کیفیت سُنی اور فرمایا کہ میں اُنکی ملاقات کا مشتاق ہوں اور اُنکی ملاقات کی
بہت خواہش ہے کل میں باغ میں اگر ان سے ملاقات حاصل کرونگا پس ملکہ نے آپ سے کہا کہ وہ خود آئینگے
لہذا ملکہ نے مجھ سے آپ کی خواہش ظاہر کی یہ جو بادشاہ نے سُنا جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا یہ تو آپ
کا کفش خانہ تھا خوب کیا جو تشریف لائے مگر مجکو بڑا افسوس ہوا کہ آپ نے تکلیف فرمائی میں خود حاضر ہوتا میں
نے جب سے آپ کے اوصاف سُنے آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق تھا اور نہایت درجہ دل خوش
کرتا تھا خیر آپ کی مہربانی اور کرم ہے آپ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہم سب کو آپ کے شرف خدمت سے
ہمارے مقدر نے بہرہ مند کیا اور آپ کے نور جمال سے ہم سب کے دیدہ بے نور کو روشنی ہوئی میں اس
قدر امر کا امیدوار ہوں کہ میرے لیے خداوند کی درگاہ میں دعا فرمائیے اور دوسری میری خواہش یہ ہے کہ
جب تک آپ اس شہر میں رہیں میرے غریب خانہ پر تشریف رکھیے اور جو مجکو نان و نمک میسر ہے آپ کی
دعا سے اسکو نوش فرمائیے اور اُس گھر کو دیکھیے تاکہ برکت ہو اور ہم سب آپ کی خدمت کریں اور فخر و
افتخار حاصل کریں یہ جو بادشاہ نے کہا جواب دیا کہ یہ امر جو تم نے بیان کیا اسکا جواب یہ ہے کہ میں اس
وقت تک دعوت نہیں قبول کرسکتا ہوں جس وقت تک کہ ملکہ عالم مجکو رخصت نہیں کرتی ہیں کیا میں
اُنکا مہمان ہوں کیسے آپکی دعوت قبول کروں آپ کی اور ملکہ کی مہمانی میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ملکہ کے
پاس ہے وہ آپکا ہے جیسے میں اُنکا مہمان ہوں ویسے آپ کا مہمان ہوں مجکو کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب ہے اب
میں زیادہ قیام یہاں بھی نہ کرونگا دو ایک دن میں چلا جاؤنگا بادشاہ نے یہ سُنکے عرض کیا کہ یہ جو آپ
نے ارشاد کیا میں نے سُنا سب بجا ارشاد ہوا مگر یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اب میں زیادہ یہاں
قیام نہ کرونگا پس یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ بدون میری دعوت قبول کیے ہوئے یہاں سے تشریف لے جائیے
میں ضرور آپ کی خدمت کرونگا ان یہ جو ارشاد کیا کہ میں اُس وقت تک تمہاری دعوت نہیں قبول
کرسکتا ہوں کہ جبتک تمہاری دختر کا میں مہمان ہوں پس جب وہ آپ کو رخصت کرے اُس وقت میرے
غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے آپ کو قسم ہے خداوند کی کہ جبتک آپ میری دختر کے مہمان ہیں اور
باغ میں اُس کے تشریف فرما ہیں تو ہر روز میرے دربار میں تشریف لائیے اور تھوڑے عرصہ تک ہر روز
اپنی زیارت سے ہم سب کو مشرف فرماتے رہیے تاکہ ہم اُسی طور سے آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے
رہیں اسی طرح سے یہ شرف ہم کو حاصل ہوتا رہے شاہزادے نے یہ جواب دیا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ
میں ہر روز آؤں بادشاہ نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ضرور ہوگی مگر آپ کا تشریف لانا باعث
برکت اور ہم سب کی عزت کا ہے اور میرے دربار کی رونق ہے بس میری یہی خوشی ہے اور میری آرزو بھی ہے اور
مجکو یقین ہے کہ آپ میری عرض کو رد نہ فرمائیے گا بس میں آپ سے اسی امر کا امیدوار ہوں کہ میری عرض
کو قبول فرماکر ان سب کے روبرو مجکو سرفراز فرمائیے تاکہ میری آرزو دلی پوری ہو یہ جو بادشاہ نے

کہا مگر شاہزادے کو یہ امر منظور تھا کہ یہ اصرار کرے ورنہ انکار کرنے کی خود اسکی خواہش نہ تھی کہا کہ اچھا
جب تم اس قدر اصرار کرتے ہو اور ہم لوگ فقیر ہیں ہم کو یہ زیبا نہیں ہے کہ کسی کی خاطر شکنی کریں یہ امر ہم نے
قبول کیا ہم ہر روز بوقت صبح تمہارے دربار میں آیا کرینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھ کر چلے جایا کرینگے کہ ہماری
عبادت میں اور اوقات میں فرق نہ ہوگا ہو مگر تمہاری خاطر شکنی تو نہ ہوگی یہ جو جواب دیا بادشاہ خوش
ہو گیا بڑھ کر قدموں کو بوسہ دیا بہت عزت سے پیش آیا اور سب سے کہا کہ ہم نے ایسے خلیق اور با
مروت لوگ نہیں دیکھے کہ جو اپنے ایسے غلاموں کی عرض کو قبول کریں جو کسی خدمت کے لایق نہ
ہوں آج کل میرا ستارہ ترقی پر ہے کہ ایسے با خدا لوگوں سے ملاقات نصیب ہوئی اور زیارت
ایسے خاصان خدا کی میسر ہوئی سب اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ کی بدولت ہم بھی اس دولت سے
بہرہ یاب ہوئے ورنہ کہاں ممکن تھا کہ ہم ایسی نعمت سے بہرہ مند ہوتے بس جب یہ تقریر ہو چکی شاہزادہ
تھوڑے عرصہ تک وہاں بیٹھا رہا اس کے بعد ایک مرتبہ اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ اب میں رخصت ہوتا
ہوں اگر زندہ رہا تو کل پھر آؤنگا کیونکہ میری عبادت کا وقت آگیا اب یہاں ہرج ہوتا ہے اب
میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں نہ تم زیادہ اصرار کرنا ورنہ میری طبیعت کو ناگوار ہوگا سبب یہ تھا کہ شاہزادہ
کو ملکہ کا خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہیں یہاں [illegible] اور وہ نہ معلوم کیا خیال کرے اور اپنے کو ہلاک
کرے تو اس کے خون کا سبب میں ہونگا بس یہ جو شاہزادے نے کہا کسی کی جرات نہ ہوئی کہ
اصرار کرے بادشاہ نے عرض کیا کہ کل ضرور تشریف لائیے گا اور مجھکو سرفراز فرمائیے گا جواب دیا
کہ انشاء اللہ تعالی بس سب اہل دربار نے اٹھ کر قدم بوسی حاصل کی بادشاہ نے بھی اور [illegible] اور
تا لب [illegible] بادشاہ خود پہونچانے کو آیا بعد اس کے رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا اور سب
سردار دربار [illegible] پھر آئے اور پھر وسلام کر کے رخصت ہوئے شاہزادہ ان سب سے رخصت
ہو کر ان سواروں کے ہمراہ طرف باغ کے چلا اسی طور سے سب اہل شہر قدم بوسی حاصل کرتے تھے
نوبت باینجا رسید کہ شاہزادہ قریب باغ آیا سب اہل شہر اپنی طرف آئے یہاں ملکہ شاہزادہ کے
لیے دعا کر رہی تھی اور رو رہی تھی فریاد کرتی تھی کہ ابھی تک شاہزادہ نہیں تشریف لایا
نہ معلوم بادشاہ کس طرح سے پیش آئے خدا جلد انکی صورت دکھائے وہ سمجھ رہی تھی کہ ابھی تک ایسے
نہیں وہ خوشی خوشی آتے ہوں [illegible] ذکر تھا کہ ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ مبارک ہو شاہزادہ
تشریف لایا یہ سنتا تھا کہ ملکہ نے کہا سچ کہتی ہے اس نے عرض کیا کہ اگر جھوٹ ہو تو جو چاہا حال وہ
میرا حال کیجیے گا یہ جواب سنتے عرض کیا الحمد للہ ملکہ نے کہا [illegible] الہی تیرا شکر ہے [illegible]
کہ وہ شہریار وہاں سے سلامت آیا کوئی خرابی نہ ہوئی یہ کہکر سر کو جھکا سجدہ شکر بجا لائی ادھر
شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ صحن باغ میں کھڑی ہوئی طرف دروازہ باغ کے دیکھ رہی تھی کہ یکا یک
شاہزادہ نمایاں ہوا ملکہ کے جان میں جان آئی وہ [illegible] موقوف ہوا ادھر شاہزادہ نے
ملکہ کو دیکھا کہ صحن باغ میں کھڑی ہے بال پریشان ہیں پیشانی پر خاک کا نشان ہے خیال کیا کہ
تمہارے لیے اپنا یہ حال کیا ہے [illegible] قریب آئے ملکہ اپنے معشوق کو دیکھ کر خوش
ہوئی شاہزادہ نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم نے اپنا یہ کیا حال کیا ہے میں تو تم سے
کہہ گیا تھا کہ بہت جلد آتا ہوں [illegible] ویسا ہی کیا تم نے اتنی دیر میں اپنا یہ حال کیا ہے تو
یہ کہکر ملکہ کو لیکر بارہ دری میں آیا مسند پر بیٹھایا [illegible] خواصیں گرد و پیش ہیں ملکہ نے شاہزادہ

سے کہا کہ وہان کا حال بیان کرو کیا گذری اُسوقت شاہزادے نے سب بیان کیا جو کچھ گذرا تھا اور کہا کہ بادشاہ بہت اچھی طور سے پیش آئے اور میری بہت عزت کی اور کل اہل دربار بہت خاطر سے پیش آئے بادشاہ نے کہا کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیے مین نے جواب دیا کہ ابھی مین ملکہ کا مہمان ہون آپ کی دعوت قبول نہین کر سکتا ہون تب اُنھون نے اس امر پر اصرار کیا کہ اچھا ہر روز یہان میرے دربار مین تشریف لایا کیجیے تاکہ ہم آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کرین پہلے تو مین نے انکار کیا جب بہت اُنھون نے اصرار کیا تب مین نے اقرار کیا لہذا جب تک مین یہان مقیم ہون ہر روز جایا کرون تم اپنا یہی حال کیا کرو گی ملکہ نے کہا کہ تم نے یہ بڑا کیا کہ اقرار کیا ایسا نہو کسی دن حال ظاہر ہو جائے تو بڑی خرابی ہو شاہزادے نے کہا کہ اب جو کچھ ہو مین اقرار کر آیا ہون اپنے قول سے نہ پھرونگا ملکہ یہ سنکے اور یہ خیال اپنے دل مین کر کے کہ زیادہ اصرار کرنا اچھا نہین ہی ایسا نہو کہ یہ ناخوش ہو جائین اور اب جو جاہ اپنے کو ظاہر کرین تو خرابی ہو شاید کوئی صورت ایسی نکلے وہان ہر روز کے جانے مین نکلے کہ میرا باپ مع کل اہل دربار کے مسلمان ہو جائے کیونکہ وہ انکے ہمراہ بہت خاطر اور خوشی سے پیش آیا اے میرے خدا تو بادشاہ کے دل مین ایسی بات ڈالدے کہ وہ بدون مقابلہ کے مسلمان ہو جائے اس شہریار کا باپ موے تن نہ کم ہو یہ اپنے دل مین دعا کر کے حکم دیا کہ خاصہ فوراً حاضر کرو بس خاصہ حاضر کیا گیا دونون عاشق و معشوق یکجان دو قالب نے خاصہ نوش کیا اسکے بعد پھر آکر مسند پر بیٹھے گانے والیون کو حکم ملا کہ آکر گاؤ وہ حاضر ہو کر گانے لگین جام شراب گردش مین آیا گزک نے اپنا لطف دکھایا ایک مطربہ نے بالحان داودی یہ غزل گائی

بڑھ گیا درد جگر فرقت کے سامان دیکھ کر — کیا کرو گے حالت قلب پریشان دیکھ کر
تجکو او ظالم نہ آیا رحم وقت نزع بھی — پھیر روتے ہین مرا احوال پریشان دیکھ کر
آتے ہی فصل خزان کے رنگ بدلا باغ نے — عندلیبین اڑ گئین اجڑا گلستان دیکھ کر
جب سے سودا سر مین ہی زلف سیاہ یار کا — دم الجھتا ہی مرا تاریک زندان دیکھ کر
دامن صحرا مین دیوانہ سمجھکر بار بار — کھینچ لائی ہی کشش خار بیابان دیکھ کر
آلگی شمشیر قاتل مین بھی جوشش آ گئی بہت — قتل گہ مین زخم ہاے دل کے ارمان دیکھ کر
میری پابوسی کو آتی ہین بہت سی حسرتین — بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر
آبلے دل کے پھل جاتے ہین لڑکون کی طرح — دامن کہسار مین خار مغیلان دیکھ کر
مست ہو کر کچھ نہین ڈرتے حساب حشر سے — رند مشرب ساقی کوثر کی دوکان دیکھ کر
فکر عقبےٰ چاہیئے ہر وقت سب کو اے ریاض — خوش نہ ہونا چاہیے دنیا کے سامان دیکھ کر

دن بھر یہی جلسہ رہا اور پہر رات تک باہم یہی اختلاط رہا بعد اسکے کھانا کھا کر دونون نے جا کر آرام کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا یہان تک کہ صبح ہوئی موافق دستور کے سب بیدار ہوے اور سب کامون سے فراغت کر کے بارہ دری مین آئے یہان شاہزادہ و ملکہ دونون بیدار ہو چکے تھے سب کا مجرا ہوا شاہزادے نے بھی امور ضروری سے فراغت حاصل کی اسکے بعد سیر باغ ہمراہ ملکہ کر کے جب یقین ہوا کہ دربار بخوبی آراستہ ہو چکا ہوگا ملکہ سے کہا کہ اب ہم دربار کو جاتے ہین تم پریشان نہ ہونا ہم بہت جلد آتے ہین کل کی سی حالت

نہ کہا اور نہ ہم کو رنج ہوگا پس یہ کہکر بیرون باغ آئے سب سوارون نے مجرا کیا چند سوار بموجب حکم
ملکہ ہمراہ ہوئے شاہزادہ طرف دربار کے روانہ ہوا ملکہ بارہ دری مین آکر بیٹھی تھی مگر چپکے چپکے دعا
کر رہی تھی وہان صندل شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے ہر ایک شاہزادے کا ذکر کرتا ہی کہ کل
جو شاہ صاحب تشریف لائے تھے بہت خلیق اور با مروت تھے صاحب کمال معلوم ہوتے ہین
جو لوگ زیادہ گستاخ ہین اُنھون نے عرض کیا کہ ہم کو تو یہ درویش نہین معلوم ہوتے ہین بلکہ
کسی ملک کے شاہزادے ہین کیونکہ چہرے سے اور طرز تقریر سے اور رعب و داب سے یہ افراط ہوتا ہی
کہ کسی نہ کسی سبب سے اُنھون نے یہ وضع اختیار کی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر نہین ہی بلکہ یہ درویش
با خدا ہین پس اسی سبب سے یہ سب باتین ہین صاحب کمال ہونے کی یہی دلیل ہی ہر ایک خاموش ہو رہا
کل بھی بعد جانے شاہزادے کے دربار مین یہی تقریر ہوتی تھی اور جب بادشاہ نے دربار برخاست
کیا تھا تو اہل دربار باہم یہی ذکر کرتے ہوئے اپنے مکان پر آئے تھے آمدم بر سر مطلب یہان
بادشاہ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی ادھر شاہزادہ راہ طی کرکے داخل شہر ہوا اہل شہر کا مجمع ہمراہ ہوا
اُسی طور سے ہر ایک کا سلام و مجرا لیتا ہوا اور سب قدم بوسی کرتے ہوئے در دولت تک آئے
پس شاہزادہ داخل دربار ہوا سب واپس گئے درگہ سالار نے منع بھی نہین کیا جب بادشاہ کی نگاہ
شاہزادے پر پڑی سب اہل دربار کو برائے استقبال حکم دیا اور خود بھی مع اپنے فرزند ارجمند کے
تا لب فرش استقبال کیا لاکر بڑی عزت و آبرو سے برابر تخت کے کرسی پر بٹھایا کل سے زیادہ عزت
کی مزاج پرسی ہوئی بعد اُسکے سب بسبب اُنکے رعب و داب کے خاموش بیٹھے رہے جو کچھ گفتگو
ہوئی وہ بادشاہ سے ہوئی جب قریب پہر کے گذرا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جاتا ہون
بادشاہ اصرار نہ کرسکا پس دربار سے باہر آیا کل اہل دربار باہر تک پہونچانے گئے وہان سے رخصت ہوکر
شہر کو طی کرکے باغ مین آیا ملکہ سے ملا ملکہ نے سب حال بیان کیا یہان بعد جانے شاہزادے کے
بادشاہ نے بہت تعریف کی اور اپنا کاروبار دیکھا اُسکے بعد دربار برخاست کیا یہان باغ مین
شاہزادہ ہمراہ ملکہ کے عیش و راحت مین مصروف ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ اب یہ طریقہ شاہزادہ
نے اختیار کیا ہی کہ ہر روز ایک وقت یعنی دو گھنٹہ دربار مین ضرور جاکر بیٹھتا ہی اور رنگ دربار کا دیکھتا ہی اور
اس فکر مین ہی کہ اب کوئی تدبیر ایسی کرون کہ یہ سب لوگ مسلمان ہون اور میرا عقد ملکہ کے ساتھ
ہو جائے اب ملکہ بھی دوسرے دن تیسرے پہر کو خواہ صبح کو باپ کے سلام کو آتی ہی بادشاہ ملکہ سے
شاہزادہ کی حالت دریافت کرتا ہی ملکہ کہتی ہی کہ ای باباجان مین نے تو آج تک ایسا با خدا اور
عبادت گذار کوئی درویش نہین دیکھا بہت سے درویش آئے اور مین نے دعوت کی اور مہمانی مگر کوئی
ایسا نہ تھا جیسے یہ ہین رات دن سوائے عبادت کے دوسرا کام نہین ہی ہان صرف اُس قدر زمانہ تک
تو عبادت سے کوئی سروکار نہین ہی کہ جب تک آپ کے دربار مین رہتے ہین یا اور ضروریہ مین
مصروف ہوتے ہین بعدہ سوائے عبادت کے دوسرا کام نہین ہی رات کو سوتے بھی بہت کم ہین
ملکہ ایسی تقریر دروغ بادشاہ سے جب آتی تھی بیان کرتی تھی کہ بادشاہ کو دن بدن شاہزادہ کے
صاحب کمال ہونے کا یقین ہوتا جاتا ہی اور بیٹی سے یہ فرمائش ہی کہ جہان تک ہوسکے اُنکو اپنا مہمان
رکھ جانے نہ دینا کیونکہ ان کی خدمت کرنا موجب افتخار و سبب برکت ہی یہ جو بادشاہ کہتا تھا ملکہ خوش
ہوجاتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ خوب فقرہ لے اُنکی تک کام کیا ہی پس اسی طور سے چند دن

گذرے تھے کہ شاہزادہ دربار میں آتا تھا آج جو شاہزادہ دربار میں آیا اور اپنے مقام پر بیٹھا تھا اور سب
اہل دربار بھی حاضر تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ یعنی صندل شاہ تخت پر متمکن تھا مظفر اسد گیر
فرزند بادشاہ و بہرام سنگ خار سپہ سالار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ شاہزادے
سے باتیں کر رہا تھا کہ یکایک بیرون دربار سے رونے اور شور و غل کی صدا آئی معلوم یہ ہوا کہ گویا در
دولت پر ہزاروں آدمی رو رہے ہیں اور شور و غل کر رہے ہیں یہ صدا ہے کہ الٰہی ظل اللہ جہان پناہ ہماری
فریاد کو پہونچ ہماری دادرسی کر یہ جو صدا آئی بادشاہ نے گھبرا کر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ
کیسی شور و غل کی صدا ہے ذرا دریافت تو کرو یہ جو حکم دیا بس چوبدار چلا تھا وہ لوگ جو کہ در دولت پر
فریادی آئے تھے وہ سب کے سب داخل دربار ہوئے اور یکایک روبرو ایوان شاہی کے آ کر فریاد
کرنے لگے اور صدائے استغاثہ بلند کی یہ جو واقعہ دیکھا سب اہل دربار مع بادشاہ و شہزادہ کے حیران
ہوئے کہ یہ کون لوگ ہیں اور وہ جو چوبدار پر اسے پھر چلا تھا جانے نہ پایا تھا کہ یہ لوگ فریاد کناں داخل بارگاہ
ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر وہ بھی ٹھہر گیا بادشاہ و کل اہل دربار و شاہزادہ سکندر رستم خو نے
دیکھا کہ سیکڑوں مرد و زن ہیں اور سب اپنی لیاقت کے موافق کپڑے نفیس پہنے ہوئے ہیں اور
عورتیں زیور سے آراستہ ہیں مگر یہ سب لوگ پیچ قوم ہیں شریفان شہر سے نہیں ہیں بلکہ کوئی پیشہ ور
ہیں خواہ گاذر ہوں اور کوئی ہوں مگر ہیں اسی قبیل سے ہیں اور اُنکے گرد کوتوالی کے پیادے ہیں
با شمشیر برہنہ اور کوتوال بھی ہمراہ ہے اور درمیان میں اُن عورت و مرد کے ایک جوان کہ جسکا سن
کوئی سولہ سترہ برس کا ہوگا لباس نوشاہانہ پہنے ہوئے شملہ سر پر سہرہ بندھا ہوا ہاتھو پاؤں میں مہندی
لگی نوشاہ بنا ہوا ہے وہ سب عورت و مرد اُسکے گرد ہیں اور چند پیادے اُسکے قریب ہیں راوی نے
بیان کیا ہے کہ یہ لوگ جو بدون اجازت داخل دربار ہوئے اسکا سبب یہ ہے کہ صندل شاہ کا حکم ہے
کہ جو کوئی فریادی آئے خواہ ایک ہو خواہ ہزاروں کوئی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اُنکو دربار میں بدون
اجازت آنے دینا بس اسی سبب سے یہ لوگ داخل دربار ہوئے دوسرے درگہ سالار نے اسی سبب
سے اور بھی نہ روکا کہ کوتوال شہر مع اپنے پیادوں کے اُنکے ہمراہ تھا بس یہ جب سب نے دیکھا کہ
یہ لوگ فریادی ہیں اور اُنکے ہمراہ ایک نوشاہ بھی ہے بادشاہ نے اُنکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم
لوگوں پر کیا بلا نازل ہوئی ہے جو تم یوں فریادی آئے ہو سب نے دیکھا تھا کہ عورتیں سر کھولے
ہوئے تھیں مرد سر پریشان تھے جب یہ بادشاہ نے کہا تو اُنھوں نے سر پیٹ کر کہا کہ ہم کو آپ
کے کوتوال نے پریشان کیا ہے اور ہمارا یہ حال کیا ہے جو دیکھا آپ کے روبرو حاضر ہے ہم اسکو
لے کر آئے ہیں کوتوال شہر کہتا ہے کہ اسکو ہم کو دے دو تاکہ ہم اسکو برائے گرگ دیو خصال لے
جائیں کیونکہ اُسکے نام پر قرعہ نکلا ہے اگر اسکو گرگ نہ پہونچے گی تو وہ آکر سب کو کھا جائے گا اور شہر کو
تباہ کرے گا اے بادشاہ جب ہم نے یہ سنا ہمارے ہوش جاتے رہے کیونکہ ہم سب کا یہ ایک ہی
فرزند ہے ہم پانچ بھائی ہیں اُن میں یہ ایک لڑکا ہے بڑی مرادوں سے بیاہا ہے ہم نے اسکی شادی
کا سامان کیا تھا آج ہم برات لے کر دلہن کے گھر جانے والے تھے نوشاہ بنا چکے تھے کہ کوتوال
صاحب پہونچے اُنھوں نے ہم کو اس خیال سے آگاہ کیا ہم نے اُنکے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ تم
سب کنگال پر رحم فرمائیے اس سے ہاتھ اُٹھائیے کیونکہ یہ ہم سب کی پیرانہ سالی کا سہارا ہے
اندھے کی یہ ایک ہی لکڑی ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو دے دیں اور اسکو لے جا کر اس دیو

کے حوالہ کرین وہ اسکو کھا جاتا ہے یہ ہمارے قلب کیونکر گوارا کرینگے دوسرے آپنے ملاحظہ کیا ہی کہ ہم اسکی
شادی مین مصروف ہین اسکے عروس کو چاہتے بیاہتے ہین ابھی اسکا کوئی ارمان نہین نکلا ہی کہ یہ لقمہ اجل ہو اسکی
عروس کیا کہیگی نہ اس نے اسکی صورت دیکھی نہ اس نے اسکی کہ عروس مرگ کا سامنا ہوا لہذا ہم سب کی
جان پر ترس کھا کر اور کسی کو لیجائیے اسکو چھوڑ دیجیے اس قدر لوگ ہین ان مین سے جسکو آپکا جی چاہے
براے گرگ دیو لیجائیے کوتوال صاحب نے جواب دیا کہ یہ ہو نہین سکتا ہی کیونکہ قرعہ جو پھینکا گیا
تو اسکا نام نکلا اور حکم شاہی ہی کہ جسکا نام نکلے سواے اسکے دوسرے سے نہ بولنا بس ہم خلاف حکم
نہین کر سکتے ہین نہ اس طریقہ کو بدل سکتے ہین جو کہ برسون سے رواج پا چکا ہی اگر ہم اس طریقہ کے
خلاف کرینگے اول تو عتاب سلطانی مین مبتلا ہونگے دوسرے ہر ایک کو موقع عذر کا ہوگا اور ہر ایک
اپنی جان بچانے لگیگا اور دوسرے کا سہارا ڈھونڈھیگا بس ہم اس طریقہ کو نہین توڑ سکتے ہین ہم ضرور اسکو
لیجاینگے جب ہم نے دیکھا کہ کوتوال صاحب کسی طور سے ہم پر رحم نہین کھاتے ہین تب ہم نے
عاجز ہو کر ان سے کہا کہ ہمکو اسقدر مہلت دیجیے کہ ہم اپنی اس عرض کو بادشاہ سے عرض کرین شاید انکو
ہمارے حال پر رحم آوے کیونکہ وہ عادل ہین انصاف پسند ہین رعایا پرور ہین بس ہماری آپکی خدمت
مین یہ عرض ہی کہ اسکی جوانی پر رحم فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ابھی نوشاہ بنا ہی عروس کو بیاہنے کو
جاتا ہی اسنے باغ دنیا سے کوئی پھل نہین پایا ہی ابھی پورا جوان بھی نہین ہوا ہی باغ جوانی سے اسنے
کسی قسم کا ثمر نہین حاصل کیا ہی بس اسکو چھوڑ دیجیے اور ہم جو آدمی ہین ایک مین باپ ہون دوسرے
اسکی مان اور چار چچا ہین بس ہم سب کی یہ خواہش ہی کہ ان مین سے جسکو حکم ہو وہ کوتوال کے ساتھ جائے اور
اس دیو کا لقمہ ہو وے ہم کو نہین منظور ہی کہ ہمارے سبب سے سب اہل شہر پر آفت آوے بلکہ ہماری جان رہنے
بھی بچے اور اہل شہر بھی بچ جائے ہم اس امر کو منظور کرتے ہین ہماری دادرسی و فریادرسی فرمائیے ہم کو اس خون
کے داغ سے بچائیے کیونکہ ہم پانچون بھائیون کے سواے اسکے اور کوئی اولاد نہین ہی نہ اب امید ہی
کیونکہ ضعیفی نے اپنا عمل کر لیا ہی بہت سی ہم سب کے یہان اولادین ہوئین سب مرگئین یہی ایک مرادون
اور منتون سے بچا یہ پانچ گھرون کا چراغ ہی اسکے مرنے سے بہت سے گھر بے چراغ ہو جاینگے اور
بہت سے لوگ ہلاک ہونگے انکا خون ناحق ہوگا اگر بادشاہ ہماری دادرسی نہ کریگا تو ہم سب اپنی
جانین در دولت پر اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر دے دینگے آیندہ حضور کو اختیار ہی اس طور سے انھون
نے جو فریاد کی بادشاہ خاموش سنتا کیا اور سب اہل دربار اور شاہزادہ سکندر رستم بھی خاموش بیٹھے
ہوے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا واقعہ ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کیسا دیو اور کیسا اسکا لقمہ ہونا
یہ واقعہ تو کانون نے کبھو سنے آج تک نہین بیان کیا اسکو دریافت کرنا بہ ضرور ہی جب اس ہم سے
فراغت ہوئے دیکھو کہ بادشاہ کیا انصاف کرتا ہی ادھر بادشاہ نے انکی فریاد سنکے حکم دیا کہ تم سب
لوگ خاموش ہوجاؤ شور و غل نہ کرو ہم نے تمہاری تقریر سنی ہم انصاف کرتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ
کوتوال روبرو حاضر ہو اور واقعہ کو بیان کرے یہ حکم سنکے وہ لوگ خاموش ہو رہے اور کوتوال روبرو
حاضر ہوا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہی بیان کرو کوتوال نے عرض کیا کہ حضور کا حکم ہے کہ
دوسرے دن دس خم شراب کے سو من میوہ دس من غلہ ایک من روغن دس گوسفند اور ایک
آدمی اہل شہر سے براے دیو خنگال بھیج دیا کرو تاکہ کل اہل شہر کی جان بچے اور یہ بھی حکم دیا ہی کہ سب
اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی کی جائے بس جسکا نام نکلے وہ بھیجا جائے کیونکہ آپنے اس دیو نے

اقرار کر لیا ہے ورنہ وہ سب اہل شہر کو کھائے جاتا تھا اور شہر کو تباہ کرتا تھا آپ نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ ہم دوسرے
دن یہ چیزیں تمھارے لیے روانہ کیا کرینگے بس اس اقرار سے آپ کی یہ بلا ٹلی گو یہ امر ضرور ہے کہ ایک
عرصے کے بعد یہ شہر تباہ ہو جائیگا ایک مرتبہ نہ تباہ ہوا رفتہ رفتہ تباہ ہوا بس جب آپ کے حکم
کے اس دن سے وہی طریقہ جاری ہے کہ دوسرے دن ایک آدمی اور جو جو اشیا آپ نے فرمائی ہیں
روانہ کر دی جاتی ہیں اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہے جسکا نام ظاہر ہوتا ہے اسکو لیجاتے ہیں
چنانچہ آج بھی اسی طریقے سے قرعہ اندازی کی گئی یہ جو مرد ضعیف آپکے روبرو کھڑا ہے یہ تمام شہر کا
کا چودھری ہے اور جو سامان سرکار کی طرف سے تیار کی گئی ہے یہ انہیں کا لازم ہے یہ پانچ بھائی ہیں انمیں
ایک کے یہاں یہ ایک لڑکا ہے بس یہ اسکی شادی کے سامان میں مصروف تھا سرکار نے بھی روپیہ دلا دیا تھا
چنانچہ آج اسکی برات تھی میں نے بموجب قاعدہ مقررہ جو اہل شہر باقی ہیں ان کے نام پر قرعہ اندازی
کی تو اس لڑکے کے نام پر قرعہ نکلا بس میں نے پھر قرعہ اندازی کی پھر اسی کا نام نکلا پھر قرعہ ڈالا پھر
اسی کا نام نکلا چونکہ حکم یہ تھا ہی کہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی جائے جب تینوں مرتبہ اسی شخص کا نام نکلے
بس اسکو روانہ کیا جائے جب تینوں مرتبہ اسی کا نام نکلا تب میں ناچار ہوا اسکے گھر پر آیا اور اس مرد
ضعیف کو کہ جسکا نام رفیع ہے مع اسکے بھائیوں کے پاس جا کر طلب کیا اور سب حال سے آگاہ کیا یہ سنتا تھا
کہ یہ رونے پیٹنے لگے نوبت یہ ہوئی کہ سب جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم میں سے
جسکو جی چاہے لیجاؤ میں نے کہا کہ یہ خلاف قاعدہ میں نہ کرونگا چنانچہ اس امر پر یہ بات قرار پائی کہ
بادشاہ سے اس امر کی خواہش کی جائے جیسا وہ حکم دیں اسپر عمل کیا جائے بس یہ سنکے سب حاضر خدمت
ہوئے ہیں اصل واقعہ یہ ہے جو میں نے بیان کیا جب بادشاہ نے کوتوال کی زبانی سب حال سنا اس
چودھری کو مع اسکے بھائیوں کے اپنے روبرو طلب کیا وہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور تخت کو بوسہ
دیا اور کہا کہ آپ ہم سب کے مالک ہیں اور خداوند ہیں ہم سب آپکے تابعدار ہیں بڑی آپ کی
مہربانی اور غریب نوازی ہوگی کہ جو اسکو چھوڑ دیجیے اور ہم میں سے جسکو چاہیے اس دیو کی خوراک
کے لیے تجویز فرمائیے بادشاہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے رفیع تو ہی خیال کر کہ یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ میں اپنے طریقے کے خلاف کروں میں جو حکم دے چکا ہوں اسکے خلاف کبھی نہ ہوگا اور
اور جو قاعدہ مقرر ہو چکا ہے اسکے خلاف نہ کیا جائیگا اس وقت تم یہ عذر کرتے ہو اپنے فرزند کو بچا لو
اور اسکے عوض میں تم میں سے کسی کو میں روانہ کروں بس یہی عذر سب کو ہوگا اور ہر ایک یہی عذر پیش کریگا
میں اسوقت تمھارے سبب سے اپنے طریقے کو بدل کر اپنے تئیں ایک بلا لگا لوں بس صبر کرو کیونکہ
یہ تمھارا فرزند اسی قدر زندگی خداوند آب حیات کی سرکار سے لیکر آیا تھا کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکے
خلاف ہو بس اسکی اسی قدر زندگی تھی اور اسی طور سے قضا اسکی تھی کوئی اختیار نہیں ہے صبر کرو دل پر
جبر کرو یہ جو بادشاہ نے کہا انکو یقین ہوا کہ بادشاہ بھی ہماری کچھ نہ سنیگا بس وہ پانچوں ماہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگے اور زار زار رونے لگے ایک شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی
ان سب نے زمین دربار کو سر پر اٹھا لیا تھا عجب کہرام مچا ہوا تھا سب اہل دربار حیران ہوئے کہ کیا کیا جائے
شاہزادہ کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اپنے دل میں کہ یہ کیا واقعہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے شاہزادہ
تو خاموش ہے جب بادشاہ نے دیکھا کہ انھوں نے تو آفت برپا کر دی کہا کہ تم لوگ ذرا خاموش ہو جاؤ میں
انصاف کرتا ہوں ایک طریقہ میں اور بیان کرتا ہوں اگر تم لوگ بھی قبول کرو ان سب نے خاموش ہو کر کہا کہ

بیان فرمایئے بادشاہ نے کہا کہ وہ طریقہ یہ ہے کہ پھر قرعہ تم لوگوں کے نام پر ڈالا جاتا ہے پس اگر تم میں سے
کسی کے نام قرعہ نکلا تو اُسکو روانہ کرینگے ورنہ پھر اسی کو روانہ کرینگے اُس کے نام پر پھر قرعہ اندازی تم
سب کے سامنے کی جاتی ہے تاکہ تم لوگ بھی دیکھ لو یہ جو بادشاہ نے کہا اُن سب نے عرض کیا کہ بہت
خوب انھوں نے یہ بھی کہا کہ پہلے ہم لوگوں کے نام قرعہ اندازی کی جائے کوئی ہم پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ
جسقدر زن و مرد یہاں موجود ہیں ان سب کے نام پر قرعہ اندازی کی جائے پس یہ جو انھوں نے عرض
کیا بادشاہ نے کوتوال کو حکم دیا کہ ہر ایک کے نام پر قرعہ اندازی کرو یہ جو حکم بادشاہ نے دیا کوتوال
نے ہر ایک کے نام پر قرعہ اندازی شروع کی ادھر تو قرعہ اندازی شروع ہوئی اور وہ سب کھڑے ہوئے
ہیں بادشاہزادہ یعنی درویش نے بادشاہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہے ذرا میں بھی تو سنوں
اور اس حال سے آگاہ ہوں یہ جو بادشاہ سے شاہزادے نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ اے مرشد
کامل و اے درویش حق آگاہ آگاہ ہوجیے کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ اسکو عرصہ ہوتا ہے کوئی دو برس کا کہ
ایک دیو نامے دلہ جنگال کسی سبب سے پردہ قاف سے یہاں چلا آیا اور میرے شہر سے جنوب
کی طرف ایک صحرا ہے پر بہار ہے وہاں ایک پہاڑ پر رہتا تھا ہے اُسنے اُسپر اپنی بودوباش مقرر کی اتفاق سے
ایک ماہ پارہ میری دختر کو اسنے دیکھ لیا اسپر عاشق ہوگیا جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ یہاں کے بادشاہ
کی یہ دختر ہے اسنے ایک نامہ مجکو تحریر کیا اور اُسکی خواہش ظاہر کی میں نے اسکے جواب میں اسکو
جواب سخت دیا وہ بہت برہم ہوا بس اُس دن سے اسنے یہ طریقہ اختیار کیا کہ روانہ شہر میں چلا آیا اور
دس پانچ آدمیوں کو مار کر کھا گیا اور پھر چلا گیا دن بھر میں کئی مرتبہ آتا تھا اور اسی طور سے اہل شہر کو
پریشان کرتا تھا میں نے اُسکے خوف سے اپنی دختر کو تہ خانہ میں پوشیدہ کر دیا تھا اُسکا یہ قصد تھا کہ اگر
ملکہ کو پا جاؤں تو اُٹھا لے جاؤں مگر اس تدبیر سے اُسکا قابو ملکہ پر نہ چلا اُسنے اس طور سے پریشان
کرنا شروع کیا اسکو جب دس پندرہ دن گذرے اور شہر میں غدر مچا تو میرا فرزند و میرا سپہ سالار
دونوں لشکر لے کر اُسکا مقام قیام دریافت کر کے گئے وہ اس لشکر کو دیکھ کر تنہا برائے مقابلہ آیا ایک ہی
حملہ میں اُسنے ہزاروں کو کھا لیا اور میرے فرزند و سپہ سالار کو پکڑ کر لے گیا اور اُنکو قید کیا اور مجکو نامہ
لکھا کہ میں نے تمہارے لشکر کو شکست دی اور تمہارے فرزند و سپہ سالار کو اسیر کر لیا پس میں تم کو
آگاہ کرتا ہوں اور خبردار کہ اگر انکی اور تمام شہر کی اور اپنی زندگی منظور رہے تو ملکہ کو میرے حوالہ کر دو تاکہ میں اپنی
مقصود قسمت سے وصل حاصل کروں اور تم سب کی جان میرے ہاتھ سے بچے اگر اسکے خلاف کروگے تو میں
اُنکو بھی کھا لونگا اور سب اہل شہر کو بھی اور تم کو بھی یہ جو نامہ آیا میرے ہوش اُڑ گئے میں نے اپنے ارکین
سلطنت کو جمع کیا اور اُن سے رائے لی کہ کیا کیا جائے میرے وزیر نے رائے دی کہ میرے نزدیک
مناسب یہ ہے کہ اس نامہ کا یہ جواب تحریر کیجیے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر
ہو کر کچھ عرض کریں اور ہم سب آپ کے قبضہ میں ہیں جب چاہیے قتل فرمائیے مگر جو ہم عرض کریں
اسکو سماعت فرمائیے اگر لائق قبول ہو تو قبول فرمایئے ورنہ پھر آپ کو اختیار ہے اگر وہ اس امر کو قبول
کرے تو ہم اور آپ اُسکے پاس چلیں اور اُس سے یہ کہیں کہ ابھی ملکہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ آپ
کے پاس آئے اور آپ اُس سے وصل حاصل کریں کیونکہ وہ ابھی بالکل کمسن ہے اور آپ جوان ہیں
بھلا انصاف فرمایئے کہ کجا آپ اور کجا نازنین ہاں اگر آپ ہم کو اس قدر مہلت دیں کہ ہم اُسکو خوب
کھلا کر موٹا تازہ کریں اور وہ جوان بھی ہو جائے اُسوقت ہم ضرور آپ کی خدمت میں حاضر کرینگے

اُس وقت کوئی عذر نہ کرینگے ہم کو پانچ برس کی مہلت دی جائے پس وہ اگر اس امر کو قبول کرے تو
پھر اس عرصہ میں کوئی نہ کوئی فکر اُس کے قتل کی کی جائے گی اگر ان پری یہ جواب اُس وزیر نے کہا سب نے
اس رائے کو پسند کیا میں نے اُسی وقت وہی تقریر جواب میں تحریر کی اور روانہ کیا جب اُس کے
پاس جواب میرا پہونچا اُس نے مجھکو تو نہیں طلب کیا دوسرے دن صبح کو جب دربار آراستہ تھا وہ
دربار میں آیا سب اُسکو دیکھکر مارے خوف کے کانپ اُٹھے مگر دم بخود ہو کر رہ گئے اُسنے آتے ہی
ایک نعرہ کیا اور کہا کہ یہی شرط کہ تم سب کو کھا جاؤں میں تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ
اے شاہ دیوان قاف ہم سب آپکے غلام ہیں جو حکم ہو بجا لائیں مگر ایک عرض میری ہے اُسکو
سماعت فرمائیے اگر وہ لائق قبول ہو قبول فرمائیے یہ جو میں نے عرض کیا کہا کہو بیان کریں میں نے وہی
تقریر وزیر کی روبرو اُسکے بیان کی جب وہ میری تقریر سُن چکا قہقہہ مار کر ہنسا کہ تمام عمارت ہل گئی اور
کہا کہ وہ ابھی اس لائق نہیں ہے تو سچ کہتا ہے میں نے جواب دیا کہ اگر جھوٹ ہو تو آپ مجھکو اور کل
میرے عزیزوں اور اہل شہر کو اس دروغ گوئی کے جرم میں جو کھا جائے گا مجھکو کوئی عذر نہ ہوگا کہا کہ یہ
تو سچ کہتا ہے کہ پانچ برس کے عرصہ میں تو اُسکو خوب کھلا کر موٹا کرے گا اور اُسکے بعد میرے حوالہ
کرے گا میں نے جواب دیا کہ ضرور ایسا ہی اطمینان رکھیں یہ جو میں نے کہا اُسنے کہا کہ میں ایک شرط سے
یہ تیری عرض قبول کرتا ہوں اور تیرے فرزند اور تیرے سالار کو رہا کرتا ہوں میں نے عرض کیا کہ وہ
شرط بیان فرمائیے تب اُس نے کہا کہ وہ یہ شرط ہے کہ سو من میوہ اور دس من غلہ اور دس خم شراب کے
اور ایک من روغن اور دس گوسفند ہر روز دونوں وقت میرے پاس اُس درہ کوہ میں بھیج دیا
کرو اور ایک آدمی خواہ عورت خواہ مرد کہ میں شراب پی کر اور اُسکے گوشت کے کباب لگا کر بجائے
گزک کے کھاؤں پس اگر یہ تجھکو منظور ہو تو میں بھی تیری عرض کو قبول کرتا ہوں ورنہ میں تم سب کو
کھا جاؤنگا یہ جو اُس دیو نے کہا میرے ہوش جاتے رہے میں بدحواس ہو گیا کہ اور سب چیزیں تو ممکن ہیں
میں دو آدمی ہر روز کہاں سے لاؤنگا میں نے وزیر کی طرف دیکھا اُس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے شاہ
دیوان قاف ہم آپکو اس بات کا جواب کل دینگے آپ اسوقت تشریف لے جائیے پس یہ
جو میرے وزیر نے کہا اُس نے کہا اچھا اگر تم کل جواب نہ دوگے تو میں تم سب کو کھا جاؤنگا چنانچہ
میرے وزیر نے کہا کہ ضرور وہ دیو یہ کہکر چلا گیا کہ میں کل پھر اسی وقت آؤنگا جب وہ دیو چلا گیا تو
میں نے وزیر سے کہا کہ تم نے کیا تدبیر سوچی ہے اور کیا جواب دوگے اور سب اشیا تو ہم بہم کر سکتے ہیں مگر دو
آدمی روز کہاں سے لاوینگے جو اُسے گزک دیئے جائیں گے وزیر نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ کل جو وہ آئے
تو اُس سے یہ عرض کیا جائے کہ روز دونوں وقت تو نہیں ممکن ہے ہاں ایک دن درمیان میں دے کر
ایک وقت جو چیزیں آپ نے ارشاد کی ہیں میں حاضر کیا کرونگا مع ایک نفر آدمی کے یہ تو مجھ سے
آپکی خاطر ہو سکتی ہے اگر قبول فرمائیے تو کل سے حاضر کروں میرے فرزند کو رہا فرمائیے میں نے وزیر
سے پوچھا کہ اگر اُس نے قبول کر لیا تو دوسرے دن ایک آدمی کہاں سے آیا کرے گا وزیر نے کہا
کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ سب اہل شہر کو جمع کیجئے اور اُن سے یہ ماجرا بیان کیجئے اور کہیے کہ یہ بلا یوں
دفع ہوتی ہے کہ تم سب اہل شہر کے نام پر دوسرے دن قرعہ اندازی کی جائے گی پس جسکا نام نکلا
کرے گا وہ اُس کے گزک روانہ کیا جایا کرے گا پس اس طریقہ سے یہ بلا دفع ہو سکتی ہے تو یہ امر ہے کہ ہر
روز ایک آدمی اہل شہر سے کم ہوا کرے گا مگر سب اس امر سے محفوظ رہیں گے کہ ایک مرتبہ تو نہ قتل

ہوئے ہم اس عرصہ میں کوئی اور تدبیر کرلیں گے یہ جو وزیر نے کہا میں نے اُسی وقت شہر میں منادی کرادی
سب اہل شہر جمع ہوئے میں نے وزیر کی تقریر بیان کردی سب نے کہا کہ ہماری جانیں آپ پر سے
نثار ہیں ہم کو یہ امر منظور ہے ایک مرتبہ مرنے سے اسوقت نہ معلوم کہ کون مرے گا اگر نہیں قبول کرتے
تو سب مرتے ہیں پس میں نے جب اہل شہر کو اس امر پر آمادہ پایا اُس دن اُن سے ایک اقرارنامہ لکھ کر
رخصت کیا سب نے اُس پر دستخط کر دئے دوسرے دن جب دیو آیا اُس سے بیان کیا پہلے تو اُس نے
انکار کیا مگر پھر کچھ سوچ کر اُس نے قبول کیا اور چلا گیا یہ کہہ گیا کہ اس شرط میں فرق نہو ورنہ میں ایک مرتبہ
تم سب کو کھا جاؤنگا میں نے کہا کہ اچھا اے شاہ صاحب اُس دن سے یہ طریقہ یہاں جاری ہوگیا کہ دوسرے
دن سب اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی کی جاتی ہو جس کے نام پر قرعہ نکلتا ہی اسکے نام پر میں ہر تیسرے
قرعہ اندازی ہوتی ہی جب تین مرتبہ اُسی کا نام نکلا پس اُسکو اس حال سے آگاہ کیا جاتا ہی وہ بیچارہ
ناچار ہوکر ہوشیار راضی ہوکر جاتا ہی اور اُس دیو کا لقمہ ہوتا ہی میرے وزیر نے لاکھوں تدبیریں کیں
مگر کوئی پیش نہ آئی اس امر کو دو برس ہوگئے ہزاروں آدمی اُسکے لقمہ ہوئے اور ان سب کا خون
میرے سر پر ہوا مگر اُسنے اُسی دن میرے فرزند اور سپہ سالار کو رہا کردیا اور جن جن کو اسیر کیا تھا
سب کو رہا کردیا تھا پس جب سے یہ طریقہ جاری ہی آج اُس بیچارے لڑکے کے نام پر قرعہ نکلا پس
اُسکی باری ہی یہ اُسکے ماں باپ وہاں ہیں فریاد دیتے ہیں چاہتے ہیں کہ اسکے عوض میں ہم کو بھیج دیجیے
اور اسکو رہا کردیجیے یہ واقعہ ہی جو کہ میں نے آپ سے بیان کیا یہ جو شاہزادے نے سنا کہا کہ اب
بخوبی مجھکو معلوم ہوا اُدھر کوتوال نے عرض کیا کہ جس قدر لوگ یہاں زن و مرد تھے سب کے نام پر قرعہ
اندازی کی گئی کسی کے نام پر قرعہ نہیں نکلا سوا اسکے اس نوشاہ کے نام کے میں ناچار ہوں ان لوگوں
سے بھی دریافت کرلیا جاوے یہ جو کوتوال نے عرض کیا بادشاہ نے رفیع سے کہا کہ دیکھا اور تم نے
سُنا اب میں ناچار ہوں تم صبر کرو کہ اسکی قضا تھی یہ اپنی زندگی اتنے دن کی یہاں سے لکھا کر لایا تھا
اب رفیع مجبور ہوگیا اور خیال کیا کہ بادشاہ سچ فرماتے ہیں یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے
فرزند کے مقام پر آیا کہ خیر جو مرضی خداوند اب جناب کی کیا چارہ ہی معلوم ہوا کہ میرے فرزند کی اسی قدر
زندگی تھی آ دیکھا تو اس سے گلے مل لوا دھر اسکا لقمہ دیو نے کیا اُدھر ہم نے اپنی جان دی کیونکہ ہم
سے اسکی مفارقت گوارا نہ ہوگی یہ کہکر اپنے فرزند دلبند جگر پیوند کے قریب آیا اور گلے مل کر زار زار رونے لگا
ایک کہرام مچ گیا جو صاحب اولاد تھے اُن کے بے ساختہ آنسو نکل آئے دل بیقرار ہوگئے رونے لگے
خود بادشاہ کے آنسو نکل آئے یہ حال جو شاہزادے نے دیکھا تو بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ
آپ اس جوان لڑکے سے باز آیئے اور مجھکو اسکے عوض میں اُس دیو کی گزک کے لیے روانہ فرمایئے
کیونکہ مجھسے اسکے ماں باپ اور دیگر عزیزوں کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا ہی مجھکو اس جوان پر ترس آتا ہی
پس میں اسکے عوض میں اُس دیو کا لقمہ ہونگا یہ جو شاہزادے نے بادشاہ سے کہا بادشاہ نے
جواب دیا کہ اے فرشتہ خصال یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ میں آپکو اُس دیو کے پاس بھیج دوں اگر یہ طریقہ ہوتا
کہ ایک کے عوض میں دوسرا جاسکے تو اسکے اور عزیز کہ رہے ہیں میں انکی نسبت نہ حکم دیتا یہ تو نہیں
ہوسکتا ہی دوسرے میں کیونکر آپکو ایسے امر کی اجازت دوں کہ جس میں جان کا خوف ہو پس جب
خداوند آپ حیات مجھ سے استفسار کرینگے کہ تم نے میرے بندۂ خاص کو ایک ادنیٰ رعایا کے
عوض میں لقمۂ دیو کرایا اور اپنے ملازم کے فرزند کو بچایا تو میں کیا جواب دونگا جل جانے وہ زبان اور

خداوند آب حیات مجکو مع میری اولاد کے غرق کردین جو مین آپ کو اجازت دون ایسے خدا رسیدہ
و درکامل کو مین اپنے ہاتھ سے گنواؤن اور اپنے شہر کی برکت کو برباد کرون آپ تو میرے شہر کی برکت
ہین جب سے تشریف لائے ہین دن بدن اپنے شہر کی ترقی پاتا ہون بس مین کیونکر گوارا کرونگا کہ
آپ لقمہ اجل ہون یہ امر ہرگز نہین گوارا ہوگا آپ اس امر مین اصرار نہ فرمایئے یہ کہکر بادشاہ نے شاہ
صاحب نقلی کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ اپنے کلمے میرے روبرو نہ فرمایئے اس طور سے جو بادشاہ
نے کہا شاہزادے نے خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرو شاہزادے نے یہ امر اس سبب سے بادشاہ سے
کہا تھا کہ مین جاکر اُس دیو کو قتل کرونگا اور اس شہر سے اس بلا کو دفع کرونگا صاف صاف اس سبب
سے نہین کہا کہ کوئی یقین نہ لائیگا اسپر دہ مین کہا اُسکو بھی بادشاہ نے نہین قبول کیا اور کوتوال
سے کہا بادشاہ نے کہا ان سبکو یہان سے لیجا وین مجبور ہون مین نے تو چاہا تھا کہ اس جوان کی جان بچے
مگر کیا کرون کہ خداوند آب حیات کو منظور ہی نہین ہے اسکی قضا آگئی ہے یہ سنکے کوتوال نے اُن
سب سے کہا کہ چلو اُسوقت رفیع نے کہا کہ ای حضور ہم سبکو اس قدر اجازت ملے کہ ہم اسکے
ہمراہ اُس مقام تک جائین اور اسکو جی بھر کر دیکھ لین بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر کوتوال
سے کہا کہ اس امر کا خیال رہے کہ سوا اس جوان کے اور کوئی آگے قدم نہ بڑھانے پائے اُس دیو
کی طرف کوتوال نے کہا کہ بہت خوب بس کوتوال ان سبکو لیکر دربار سے چلا وہ لوگ روتے ہوے
چلے اُس جوان نے اس حسرت سے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ سب اہل دربار کے انسو نکل آئے اسکا
یہ مطلب تھا کہ میرے ماں و باپ و دیگر عزیز یہان بھی لیکر آئے مگر بادشاہ نے میری جوانی پر نہ رحم
فرمایا اور نہ دادرسی کی مجھے پیاسا اجل کے لقمہ ہونے کے لیے مقرر کیا مقدر ہی مین یہ لکھا ہوا تھا مین اُس
بادشاہ کی صورت نہ دیکھنے پاؤ وہ جو یہ خبر سُنیگی کہ میرا دوطفا لقمہ دیو ہوا تو کیا اپنے دل مین کہے گی
بس وہ جوان یہ دل سے باتین کرتا ہوا اُن کے ہمراہ چلا یہ حالت دیکھکر شاہزادے کو اُسکے حال پر
رحم آگیا پہلے بھی جو صندل شاہ سے کہا تھا تو یہ خیال کرکے کہا تھا کہ مین جاکر اُس دیو کو قتل کرون
اور ان سب کی جانین بچاؤن مگر جب صندل شاہ نے نہ منظور کیا تو خاموش ہو رہا مگر اُسکی
حسرت کی نگاہ دیکھکر پھر ترس آیا اور یہ خیال اپنے دل مین کیا کہ ای سکندر رستم تو یہان کیا
بیٹھا ہے چل تقدیر آزمائی کر دیکھ کہ تو اس دیو کو قتل کر سکتا ہے یا نہین تیرے بزرگون نے اکثر غیرون کے لیے
اپنی جان پر بنا دی ہے اور اُنکی کمک کی ہے تو بھی اُسی خاندان سے ہے تجکو لازم ہے کہ تو اُس دیو سے مقابلہ
کر اور اسکی جان بچا اور یہ بلا ان سب پر سے دفع کر دوسرے وہ تیرا رقیب بھی ہے اسکا قتل کرنا تیرے
اوپر واجب ہے شاید اگر یہ کار نمایان تجھ سے ہوا اور تو ان سب پر یہ امر ظاہر کرے اور ان سب کو
معلوم ہو تو کیا عجب ہے کہ سب تیری اطاعت کرین اور دین اسلام قبول کرین یہ خیال کرکے بادشاہ
سے کہا کہ ای بادشاہ ایک امر مین دریافت کرتا ہون مجھ سے صاف صاف بیان فرمایئے صندل شاہ
نے کہا کہ آپ دریافت کرین شاہزادے نے کہا کہ مین یہ دریافت کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اس دیو
کو قتل کرے اور تم سب کے اوپر سے یہ بلا دفع کرے اور تم کو اس بلا سے نجات دے اور تم پر یہ احسان
کرے اور اس احسان کے عوض وہ تم سے کسی ایسے امر کی خواہش کرے کہ جسکے تم قبول کرنے مین انکار
کرو اسکو تو کیا انکار کروگے اور اُسکے احسان کو نہ مانوگے صندل شاہ نے جواب دیا کہ ای مرشد کامل
اصل امر تو یہ ہے کہ اول تو مین کسی کو ایسا اس دنیا مین نہین پاتا ہون کہ جو دیو کو قتل کر سکے جب کہ میرے

فرزند و سپہ سالار اُسکا ایسے کرایسے جو کہ عنوان مردی و بہادری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین بہت بہادر ہین
عجب یہ نہ ہوا تو کون ایسا ہی کہ جو اِس بلا کو دفع کرے اور اِس عذاب سے نجات دے اور مین نے تو بڑی
بڑی دور نامے روانہ کیے کہ کوئی میری کمک کرے مگر کسی نے جواب تک نہ دیا مین نے یہ شرط لگائی ہی کہ اگر کوئی
اِس بلا کو میرے اوپر سے اور میرے اہل شہر کے اوپر سے دفع کرے اور یہ احسان میرے اوپر کرے تو اُسکے عوض
مین وہ یہ کہے کہ مجھکو سجدہ کرو اور خدائی مانو تو مین مع اہل شہر کے اُسکو سجدہ کرون اور اپنا دین آبائی ترک
کرون اور اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کرون مگر مجھکو کوئی دنیا مین ایسا نظر نہین آتا ہی دین و مذہب سے
زیادہ کوئی چیز نہین ہی مین اُسکے ترک پر بھی آمادہ ہون یہ جو صندل شاہ نے کہا بس شاہزادہ اُسنے
دل مین خوش ہوا اور دل سے کہا کہ تیرا مطلب حاصل ہوگیا اور اُسکے دل کا حال تیرے اوپر ظاہر ہوگیا اب
تجھکو لازم ہی کہ اِس امر مین ضرور کوشش کر اور اِس دیو کو قتل کر کہ بدون مقابلے کے بادشاہ مع اہل شہر کے
مسلمان ہو جائے گا اور تیری معشوقہ بھی تجھکو مل جائے گی یہ خیال کرکے صندل شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ
آگاہ ہو کہ یہ جو تو نے کہا کہ کوئی ایسا مجھکو نہین نظر آتا ہی کہ اِس بلا کو دفع کرے یہ تیرا قول درست ہی
اور بہت سچا ہی یہ امر کوئی بہت دشوار نہین ہی کہ جسکے عوض مین تم نے یہ شرط کی ہی کہ مین اپنا مذہب
ترک کرون گا کوئی ایسی شرط کرتا ہی صندل شاہ نے کہا کہ اب تو مین یہ شرط کر چکا ہون نہ کوئی ایسا
کرے گا نہ مین یہ شرط پوری کرونگا یہ سنکے شاہزادے نے کہا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ تم نے سنا بھی ہوگا
اور اخبار مین بھی دیکھا ہوگا کہ زمین عرب پر ایک شخص پیدا ہوا تھا جسکو بہت زمانہ ہوا کہ اُسکا نام حمزہ
تھا اور لقب صاحبقران وہ خدائے آسمانی کی پرستش کرتا تھا اُسکو نوشیروان نے اپنا فرزند
کیا تھا اُسنے اپنے دین کو رواج دیا اور بڑے بڑے معرکے کیے اور نوشیروان سے لڑا اور جس قدر
خدا بنے تھے سب کو برباد کیا اُسنے اور اُسکی اولاد نے اور قاف مین جاکر اٹھارہ برس دیوان قاف
سے مقابلہ کیا اور اُسکو اپنا مطیع کیا ازلہ قاف ثانی سلیمان خطاب پایا ہزارون طلسم فتح کیے اور
اُس حمزہ کی اولاد نے بھی بہت سے ملک برباد کیے اور طلسم فتح کیے اور کفر و کافری کی بنیاد کو مٹا دیا
اپنے دین و مذہب کو نشان تمام عالم مین برپا کیے حمزہ کی اولاد نے بھی ہزارون دیو قتل کیے دیو کا
قتل کرنا اُن لوگون کے نزدیک ادنی امر دشوار نہین ہی بس اُسی حمزہ کی اولاد سے خواہ تو یا خواہ پرتا اِس
ملک مین آئے گا اور اِس ملک کو فتح کرے گا اور دیو کو قتل کرے گا اگر تم لوگ ایمان اُسکا قبول کروگے
تو جان بچے گی ورنہ قتل کیے جاؤ گے وہ دین اسلام کو یہان بھی رواج دے گا یہ وقت آنے گا یہ مین تجھکو
خبر دیتا ہون یہ جو شاہزادے نے بیان کیا صندل شاہ نے سُنکے کہا کہ اے مرشد کامل یہ جو آپ نے
خبر دی مین نہین عرض کر سکتا ہون کہ آپ نے دروغ بیان کیا ضرور ایسا ہوگا مگر مجھکو یہ خبرین سنتے ہوے
ایک زمانہ ہوا بلکہ اُن لوگون کے دیکھنے کا مشتاق ہی کہ وہ کس قدر طاقت کے جوان ہین جو دیو سے
مقابلہ کرتے ہین یقین ہی کہ مثل دیو کے جوان ہونگے یہ حالات ایک عرصے سے سنتا چلا آتا ہون اُنھون نے
ہزارون ملک فتح کیے اور لشکر کشی کرکے گئے مگر کوئی اِس طرف نہین آیا کسی نے ادھر کا قصد
نہ کیا مجھکو ہر وقت اِس امر کا خوف تھا کہ ادھر بھی آئین گے اور یہان بھی مقابلہ ہوگا مگر نہ معلوم کس سبب سے
وہ لوگ ادھر نہین آئے اب کیا آئین گے اور اگر بالفرض حسب آپ کے ارشاد کے کوئی اُن مین سے آ بھی اور
اُسنے اِس دیو کو قتل بھی کیا اور مجھسے اپنے دین کے قبول کرانے کی خواہش کی تو مین ضرور
اُسکا دین قبول کرونگا بلکہ اُسکے ہمراہ اپنی دختر کی شادی بھی کر دونگا اگر وہ یہ کہے گا کہ مجھکو سجدہ کرو تو

اسکو سجدہ کروں گا میرے اور کیا منحصر ہے سب اہل شہر اور میرے عزیز اسکی اطاعت کرینگے جب اس امر سے بالکل شاہزادے کو اطمینان ہو گیا تو کہا کہ خیر جب وہ وقت آئیگا تو میرے کہنے اور خبر دینے کا حال ظاہر ہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور یہ اپنے دل میں خیال کیا کہ ای سکندر رستم خو تو یہاں کیوں بیٹھا ہے چل اور اس دیو کو قتل کر کیا جب یہ جوان دو وہاں کر آئیگا اور دیو اسکے لقمہ کر لیگا تب جانیگا یہ خیال کر کے صندل شاہ سے کہا کہ وہ دیو کہاں رہتا ہے صندل شاہ نے جواب دیا کہ میں نے آپ سے عرض نہیں کیا کہ میرے شہر سے ایک فرسخ پر ایک صحرا ہے اور اس صحرا میں ایک کوہ بلند شکوہ ہے اس پہاڑ پر وہ دیو مسکن گزین ہے وہ کوہ اسجگہ سے قیام ہے جنوب کی سمت میں پتہ بھی معلوم ہو گیا تو شاہزادہ خاموش ہو رہا پھر بھی صندل شاہ نے کہا تھا کہ اس صحرا میں لالہ اور گلاب کے درخت بہت ہیں اور ایک چشمہ ہے کہ اسمیں نہایت خوشگوار اور شفاف پانی ہے کہ دیکھنے سے انسان کو اسکے پینے کی خواہش ہوتی ہے جب یہ سب پتہ اور نشان معلوم ہو گیا شاہزادے کو تو تھوڑے عرصہ تک شاہزادے نے وہاں اور قیام کیا اسکے بعد کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں جاتا ہوں کل پھر آؤنگا بس بادشاہ تا لب فرش پہونچانے آیا اور کل سردار تا دربارگاہ میں سب رخصت ہو کر دربار میں آئے شاہزادہ اسی حالت درویشی میں مرکب پر سوار ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جب پہلے دن شاہزادہ دربار میں آیا تھا تو صندل شاہ نے ایک دستہ اسلحہ جواہر نگار اور ایک مرکب پری تمثال پیش کیا تھا گو شاہزادے نے بہت انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں فقیر ہوں مجھکو کیا ضرورت ہے یہ تو آپ لوگوں کے لیے ہے مگر بادشاہ نے قسمیں دے کر اور یہ کہکر کہ جب آپ یہاں تشریف لایا کیجیے تو اس مرکب پر سوار ہو کر اور یہ اسلحہ لگا کر آئیے کیونکہ آپ دربار میں تشریف لاتے ہیں تاکہ اہل شہر اور اہل دربار پر آپ کی عزت ظاہر ہو اسکے لگانے سے اور مرکب پر سوار ہونے سے آپکے کمال اور فقیری میں فرق نہ آئیگا جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تھا تب شاہزادے نے قبول کر لیا تھا بس جب دربار میں آتے تھے وہ ہتھیار لگا کر اور مرکب پر سوار ہو کر اور ملکہ کی سواری کے سوار بھی ہمراہ ہوتے تھے بس راوی بیان کرتا ہے اب جو شاہزادہ آج دربار سے باہر آیا اور سب سے رخصت ہو کر اور مرکب پر سوار ہو کر شہر کی راہ کو طے کر کے بیرون شہر آیا اور اس صحرا کی راہ لی جہاں وہ دیو مسکن گزین تھا اور صندل شاہ سے اسکا پتہ دریافت کر لیا تھا بس باغ کی راہ کو ترک کیا اور مرکب کو اٹھا دیا اور مہمیز کر کے چلا اس صحرا کی طرف اور مرکب کو تیز کیا اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوتوال اس جوان کو لیے جا کر دیو کے حوالہ کرے اور وہ اسکو کھا جائے مرکب کو مہمیز کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اور لب پر یہ دعا تھی کہ ای خداوند کریم ابھی وہ جوان رفیع چودھری کا لڑکا اس دیو کے پاس نہ گیا ہو اور دیو نے نہ کھایا ہو وہ پیادہ وہاں جاتا ہے ابھی اسکی عمر بھی نہیں آئی ہے بیاہنے جاتا تھا کہ یہ آفت اسپر آئی ہے تو اسکے حال پر رحم کر شاہزادہ یہ دعا کرتا چلا جاتا تھا جب ان سواروں نے یہ واقعہ دیکھا کہ جو ملکہ کے حکم سے ہمراہ شاہزادے کے روز آتے تھے کہ آج شاہ صاحب نے باغ کی راہ کو ترک کر کے اس صحرا کی راہ لی کہ جس صحرا میں دیو چنگال آدم خوار رہتا ہے آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہے یہ اپنے دل میں خیال کر کے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ای بھائی تم نے کچھ دیکھا کہ معلوم آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہے کہ باغ کی راہ کو ترک کر کے اس صحرا کی طرف جاتے ہیں کہ جہاں دیو چنگال آدم خوار رہتا ہے کیا وہ فراموش کی انکو اس حال سے آگاہ

کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ ضرور چاہیے یہ باہم صلاح کرکے پکار کر کہا کہ اے شاہ صاحب آپ نے
راہ فراموش کی یہ راہ باغ کی نہیں ہے بلکہ اس صحرا کی ہے کہ جہاں دیو چنگال رہتا ہے کہ جس کو
سرکار بادشاہ سے دو پہرے دن ایک انسان اور غلہ وغیرہ ملتا ہے اسی سبب سے کسی کی جان بچی ورنہ سب
کو کھا لیتا اُدھر نہ جائیے ورنہ وہ اذیت دے گا یہ راہ باغ کی نہیں ہے یہ لیتے جاتے ہیں مگر مرکب
کو مہمیز کیے جاتے ہیں عقب میں ان سواروں نے یہ کہا مگر شاہزادے نے کچھ خیال بھی نہ کیا کہ بکتے کیا
ہیں بلکہ اور مرکب کو تیز کر دیا انھوں نے پھر باہم یہ کہا کہ لو اور سنو ہم منع بھی کرتے ہیں وہ کچھ سنتے ہی
نہیں پھر کہا ایک بھی نہ سنا بس باہم یہ صلاح کی کہ سد راہ ہو اور منع کر دو یہ رائے باہم کرکے
اور مرکب کو تیز کرکے سد راہ ہوئے اور وہ کلمہ زبان پر لائے بس شاہزادے نے بنگاہ قہر و
غضب آلود اُنکی طرف دیکھا دیکھنا تھا کہ اُن کے اندام میں رعشہ پڑ گیا اور مارے خوف کے
شل ہو گئے کانپنے لگے شاہزادے نے بصد غیظ یہ کہا کہ او نابکارو سامنے سے ہٹ جاؤ تم کو
ہمارے کسی امر میں کیا دخل ہے کیا تم کوئی ہمارے اتالیق ہو ہمارا جدھر جی چاہتا ہے جاتے ہیں تم کون
ہو ہماری ہمراہی سے واپس جاؤ اور کوئی تم ہمارے مالک نہیں ہو نہ ہم کوئی تمہارے باپ کے
یا تمہاری ملک کے نوکر نہیں ہیں نہ ہم غلام ہیں کہ سوائے باغ کے اور کسی طرف کو نہ جائیں بس کہہ دیا
کہ اب کبھی ایسے کلام ہم سے نہ کرنا ورنہ سزا دونگا ہم اپنے دل کے مالک ہیں جدھر جی چاہتا ہے اُدھر
براہ راست جاتے ہیں وہ دیو ملعون ہمارا کیا کر لے گا ہم اُس کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں جو کچھ ہم کو کر
شاہزادے نے کہا وہ سوار ڈر گئے اور جرات نہ ہوئی کہ کچھ کہیں اور اپنے دل میں کہا کہ ہم کو کیا
ضرورت ہے کہ ہم بیکار کو باتیں سنیں ہم سے جب ملکہ دریافت کریں گی تو عرض کر دیں گے کہ ہم نے
منع کیا تھا مگر انھوں نے نہ مانا بلکہ ہم پر خفا ہوئے ہم کیا کرتے ہم کوئی اُن کے مالک نہ تھے جو زبردستی
لے آتے بس جو اُن کی کھال کھینچے گا وہ انکار سے ملے گا یہ باہم اشاروں میں باتیں کرکے ہٹ آئے
جب شاہزادہ آگے خفا ہو کر اور مرکب کو مہمیز کرکے روانہ ہوا یہ سوار بھی عقب میں چلے شاہزادے
نے پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے وہ سوار اس خیال سے چلے کہ دیکھیں یہ کہاں جاتے ہیں آیا
دیو کی طرف جاتے ہیں اور دیو ان سے کیونکر پیش آتا ہے کیونکہ یہ تو درویش ہیں بس وہ سوار اس سبب
سے عقب میں چلے آتے تھے انکو تو راہ میں رکھیے اب دربار کا حال سنیے جب یہ دربار سے چلے
آئے اور سب سردار اکو دربار میں بیٹھے اُس وقت بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے شاہ صاحب
کی تقریر سنی اُن کے کلام سے یہ امر ثابت ہوتا تھا کہ کوئی اولاد حمزہ سے ضرور یہاں آئے گا
بس شاید ایسا ہو گو مجھکو یقین نہیں جب حمزہ خود نہ آئے تو اور کون آئے گا اور یہ بلکہ ایسا ہی
بھی نہیں کہ کوئی ادھر کا قصد کرے اور شاید کوئی آیا اور شاہ صاحب کا قول درست نکلا اور
اُس نے دیو کو قتل کیا تو ضرور میں اُسکا دین قبول کرونگا کیونکہ وہ محسن ہوا اور اُس نے عذاب
سے نجات دی اور ضرور مذہب اسلام برحق ہے کیونکہ مدت سے میں خداوند آب حیات سے
دعا کر رہا ہوں کہ یا خداوند اس دیو کو آپ غرق فرمائیے مگر خداوند میری دعا قبول نہیں کرتے
ہیں اور ہم نے سنا ہے کہ کس قدر وہ تعریف اہل اسلام کی کرتے تھے ایک ندیم نے ہاتھ جوڑ کر عرض
کیا اگر گستاخی معاف ہو تو کچھ غلام بھی عرض کرے کہا کہ بیان کر عرض کیا کہ مجھکو تو یہ درویش نہیں
معلوم ہوتے ہیں بلکہ اسی خاندان سے ہیں اور مسلمان ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر بد ہیبت

اسلام اور اہل اسلام کی تعریف کرتے تھے اور پہلے کس تورے کہا تھا کہ آپکی مرضی ہو تو مین اس دیو کے پاس عوض مین اُس جوان کے جاؤن جب آپ نے اصرار کیا تو خاموش ہو رہے بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ تمہارا خیال خام ہی یقین لانے کے قابل نہین ہی اُنکو کیا ضرور ہی جو اس حالت سے یہان آتے جب کہ وہ لوگ بڑے بڑے ملکون پر در آمدہ گئے تو یہان کیا اُنکو خوف تھا جو فقیر ہوکر ہمارے ملک مین آتے بلاخوف و خطر کیون نہ چلے آتے مقابلہ کرتے یہ جو صندل شاہ نے کہا وہ خاموش ہو رہا بس یہان دربار آراستہ ہی یہی ذکر ہو رہے ہین ہر ایک اپنی اپنی رائے کے موافق کہہ رہا ہی انکو تو اسی مقام پر چھوڑیے

اب یہ داستان دفتر تیز بنگ قاف مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگی اگر جناب منشی صاحب مالک مطبع نے اس کے ترجمہ کا حکم دیا اور مین نے ترجمہ کیا تو ناظرین والاتمکین کو نہایت لطف حاصل ہوگا اور اس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ کیا کیا نادر داستانین ہین بس آمدم برسر قصہ راوی بیان کرتا ہی کہ جب کوتوال بموجب حکم بادشاہ رفیع بختیار کے دیو کے کوچے کر مع اُسکے عزیزون کے باہر دربار کے آیا اور کوتوالی مین آکر سب اشیا اپنے ہمراہ لیکر طرف مسکن دیو کے روانہ ہوا اور اُس کے سب عزیز ہمراہ تھے اور روتے جاتے تھے اہل شہر اُسکی نامرادی اور جوانی پر افسوس کرتے تھے جو صاحب اولاد تھے وہ کلیجہ پکڑ کر رہ جاتے تھے اور کف افسوس ملتے تھے بعض کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ یا خداوند آب حیات اُس عمر کا درخت بھی نہ برباد ہو یہ تو انسان ہی ابھی اسکی عمر کیا ہے اُسنے لطف جوانی کبھی نہ دیکھا اور لقمہ اجل ہوا بس کوتوال وہ سب اشیا لیے ہوے مع اُس جوان کے طرف مسکن دیو کے چلا آتا ہی اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا

اب شمہ حال سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہی

سکندر رستم خو مرکب کو ہمیز کیے ہوے اُسی طرف رواں ہین جدھر کا پتہ صندل شاہ سے سُنا تھا بقصد مقابلہ دیو چنگال و برائے قصد دیو بدخصال راوی کہتا ہی کہ شاہزادے نے وہ راہ راست چلنی قطع کی اس خیال سے کہ شاید کوتوال اُس جوان کو لیکر پہونچ گیا ہو اور دیو کا لقمہ نہ ہوا ہو اسکے قبل پہونچ جاؤن کہ کوتوال نہ پہونچے بس شاہزادہ بقدرت پروردگار اپنی خواہش کے موافق اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان کا پتہ سُنا تھا دیکھا کہ چارون طرف لالہ کے درخت لگے ہوے ہین لالہ اسقدر لگا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین آگ لگی ہوئی ہی اور ایک طرف ہزارون درخت گلاب کے ہین اُن مین گل سرخ کھلے ہوے ہین عجب طرح کا لطف ہی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہی اب جو شاہزادے کا دماغ خوشبو سے معطر ہوا صحرائی ہوا لگی جسم مین جان تازہ ہو کر آئی فرحت کا اور جوش دل مین پیدا ہوا یہ خیال کیا کہ اپنی منزل مقصد پر پہونچ گئے جس قدر صندل شاہ نے بیان کیا ہی اُسی قدر پایا ہی سرمو فرق نہین ہی یہی صحرا ہی کہ جہان وہ دیو نابکار آدم خور رہتا ہی اب نگاہ دور دور تک دوڑانے لگے کہ وہ دیو کہان ہی اور کوہ کس طرف ہی کہ یکایک نگاہ پڑی کہ سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی کہ از قلعہ کوہ تا پائین کوہ درخت گلاب کے لگے ہوے عجب لطف دکھاتے ہین وہ کوہ فلک شکوہ عروس منتسب اول بسبب کثرت گلاب کے بنا ہوا ہی آبشارین اُس کے اس طور سے جاری ہین کہ جیسے فوارہ سے پانی نکلتا ہی یا ساون بھادون کی جھڑی ہوتی ہی یہ اُس کوہ پر [illegible]

دیکھ کر اُدھر کو مرکب کو پھیر کر کے چلے جب تک اُس صحرا میں پہونچے تھے اُسوقت تک وہ سوار بھی چلے
آتے برابر مگر جب شاہزادہ اُدھر کو یعنی کوہ کی طرف چلا تو یہ سوار رُکے اور باہم کہا کہ یہ شاہ صاحب
دیوانے ہوگئے ہیں انکو اپنی جان دو بھر ہی وہاں اُتر رہیں جاتے ہیں کون اُدھر جاتے کوئی ہمکو اپنی جان
دو بھر نہیں ہی کہ ہم کام اُتر رہیں جاکر اپنے کو ہلاک کریں اُن میں جو منچلے تھے اُنھوں نے کہا کہ چلو ذرا دور
سے تماشہ دیکھ لیں کہ یہ جو اُدھر کو جاتے ہیں تو کس قصد سے جاتے ہیں کوئی دیو انکو کھا نہ جائے گا کوئی
نہ کوئی امر ضرور ہی جو شاہ صاحب بلا خوف چلے جاتے ہیں یہ جو دو ایک نے کہا جنکے دل ذرا خوف
زدہ ہوگئے تھے اُنکے دل بھی اُنکے کہنے سے قوی ہوگئے اور وہ سب عقب میں چلے جب چند قدم
شاہزادہ چلا تو سامنے سے درۂ کوہ نظر آیا اور برابر کوہ کے نیچے ایک چشمہ کہ پانی اُسکا بہت شفاف
تھا اور مثل آب گوہر کے چمک رہا تھا اور درختوں کا اُس مقام پر جھرمٹ تھا ابھی شاہزادہ کی نگاہ اُس پر
نہ پڑی تھی جو دیو نے ان سب کو دیکھا تھا مگر اُن سواروں نے دیکھ لیا بس دیکھنا تھا کہ یہ حالت
ہوئی کہ مارے خوف کے قدم نہ اُٹھ سکتے تھے طائر روح قفس جسم سے قریب تھا کہ پرواز کر جائے بس
اسی مقام پر ایک درخت کی آڑ میں جو کہ بہت تناور تھا مرکبوں کو روک کر کھڑے ہوگئے اور
دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اُنھوں نے دیکھا کہ دیو بیرون درہ ایک چٹان سنگ پر بیٹھا ہے
اور اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے یہ تو اُسکو پہچانتے تھے بسبب خوف کے پوشیدہ ہوگئے اُدھر شاہزادہ
چلا کہ یکایک نگاہ شاہزادہ کی اُس دیو پر پڑی دیکھا کہ زیر کوہ اور ایک کوہ پیدا ہے جو غور
سے دیکھا کہ ایک دیو چٹان سنگ پر بیٹھا ہے سر اُسکا مانند گنبد مرقد ضحاک ہے بال موٹے موٹے
ہیں کوتاہ گردن ہے اور تنگ پیشانی قد آور بہت ہے آنکھیں اُسکی مثل تنور کے روشن ہیں
بینی پچکی معلوم ہوتی ہے کہ دو در [illegible] منھ قعر بلا ہے سینہ مثل تختہ کوہ کے ہاتھ مثل
فالہ برگد کے ہیں رنگ اُسکا مثل قیر کے سیاہ ہے بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے ایک پہلو
میں چند فیل و چند نیل گاے [illegible] پڑے ہیں ایسی سڑ گئے ہیں کہ اُن سے نیلا نیلا پانی بہ رہا ہے اور
بوے بد آرہی ہے مگر وہ دیو اُنکا گوشت کھا رہا ہے اور وہ ہاتھی ہوئی خم شراب کی رکھی ہیں ہاتھ میں
زندہ ہے اُن خموں سے شراب لیتا ہے اور پیتا جاتا ہے یہ جو صورت اور قد و قامت شاہزادہ نے
دیکھا خوف پیدا ہوا سبب یہ تھا کہ ایک تو کم سن تھے دوسرے اُنھوں نے دیو کو دیکھا بھی
نہ تھا بس ابتدا میں رعشہ پڑ گیا دل نے کہا کہ واپس چل ہو تکیہ تنہا تھا اس سبب سے یہ حالت
ہوئی مگر فوراً ہی تو خیال آگیا کہ او سکندر یہ ایسا دل کس کام کا کہ دیو کو دیکھ کر خوف ہوا بس اگر
ایسا ہی دل تھا تو یہاں کیوں آیا جو سنیگا نفرین کریگا تو خاندان صاحبقران سے ہو کر اور
حمزہ کا پرپوتا ہو کر ایک دیو سے ڈر ہے ایسے تیرے جد امجد حمزہ نے بارہ برس کے سن میں بیرم قاف
میں جا کر ہزاروں دیو قتل کیے اُن پر کیا منحصر ہی تیرے باپ دادا نے بھی قتل کیے ہیں اور
تو ڈرا جاتا ہے بس یہ خیال دل میں کر کے اور اپنے دل کو قوی کر کے چلے وہ خوف جاتا رہا جب
یہ خیال کر لیا کہ اس زندگی سے مرنا بہتر ہی ہوگا کہ یہ دیو کھا جائے گا یہ تو اُدھر کو چلے چند قدم
چلے تھے کہ اُنھوں نے سنا کہ وہ دیو کہہ رہا ہے کہ اے خداوند ابلیس کیا سبب ہے کہ ابھی تک
صندل شاہ نے میری خوراک نہیں بھیجی نہ آدم زاد کو بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے سرکشی
کر رکھی ہے اگر آج نہ بھیجے گا یا اسی طور سے عرصہ کیا کریگا تو میں ایک دم میں سب کو کھا جاؤں گا

میرے حضرہ میں فرق آتا ہی اُسکے عرصہ کرنے سے یہ جو شاہزادہ نے سُنا خیال کیا کہ یہ دیو ابلیس پرست ہی
مرکب کو تیز کیا اس خیال سے کہ جلد اُسکو قتل کرنا چاہیے وہ دیو یہ کہتا جاتا ہی اور شراب پیتا جاتا ہی کبھی
سر جھکا لیتا ہی کبھی اِدھر اُدھر دیکھنے لگتا ہی یہ ذات خدا پر تکیہ کیے ہوئے چلے جاتے ہیں کچھ خوف نہیں ہی
کہ یکایک اُس دیو کے کان میں سم مرکب کی صدا جو پہونچی بس دیو نے یہ خیال کر کے کہا کہ شاید
صندل شاہ نے تیری خوراک روانہ کی ہی اور کوتوال وہ اشیا لے کر آ گیا بس سر اُٹھا کر صحرا کی طرف
دیکھا دیو کی نگاہ شاہزادہ پر پڑی دیکھا کہ ایک آدم زاد مرکب پر سوار گیروے کپڑے پہنے ہوئے
چہرہ بشکل آفتاب کے چمکتا ہوا میری طرف بلا خوف چلا آتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا شفق میں آفتاب
ہی یا سبزہ زار سے خورشید طالع ہو رہا ہی یہ دیکھ کر اُسنے قہقہہ لگایا اور یہ کہا کہ یا خداوند ابلیس شکر ہی
تیرا کہ تو نے میرے لیے کہ گزک ایسا آدم زاد بھیجا کہ جس کا مثل نہیں ہی اسکا گوشت بہت بامزہ
ہوگا میں کہاں تک تیری عنایتوں کا شکریہ ادا کروں یہ کہکر سجدہ کیا اُدھر وہ سوار دیکھ رہے ہیں
کہ شاہ صاحب طرف دیو کے مرکب اُٹھائے ہوئے چلے جاتے ہیں اور دیو نے اُنکی طرف دیکھ کر
سجدہ کیا یہ لوگ حیران ہوئے کہ واہ کیا خوب یہ نئی بات ہوئی کہ دیو نے شاہ صاحب کو دیکھ کر
سجدہ کیا صاحب کمال ہیں کہ دیو دیکھتے ہی مطیع ہو گیا اور سجدہ کیا یہ تقریر باہم کی مگر دیو کے کلمہ
ان لوگوں نے نہیں سنے ہاں شاہزادہ نے سنے تھے کہ وہ کسی قدر قریب پہونچ گئے تھے ادھر
دیو نے سر اُٹھا کر سجدے سے یہ صدائے بلند کہا کہ او آدم زاد بے بنیاد سیاہ بیر؟ دندان سفید یہ تو بتا
کہ وہ کون بیرحم تھے کہ جنھوں نے تجکو ادھر آنے سے نہ منع کیا معلوم ہوتا ہی کہ تجکو صندل شاہ
نے اپنا حمایتی بنا کر یا کوئی فقرہ دے کر میری طرف بھیجا ہی وہ تیرا نہایت دشمن ہی کہ یہ سلوک
اُسنے تیرے ساتھ کیا یا یہ امر ہوا کہ اُسکو کوئی انسان آج بہم نہیں ہوا کہ وہ حسب وعدہ میرے
لیے بھیجتا اُسنے تجکو فقرہ دیا خیر تجکو اس سے کیا خواہ اُسنے بھیجا ہو خواہ تجکو میرے خداوند نے میری
خوراک کے لیے یہاں اپنی قدرت سے پہونچایا ہو بس تو خوف نہ کر میں تیرے گوشت کے کباب
نہ بناؤنگا بلکہ یوں ہی کھاؤنگا مع مرکب کے اس طور سے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا اسی طور سے
نگل جاؤنگا یہ جو دیو نے کہا اُسکی تقریر شاہزادہ نے سُنی جواب دیا کہ او نابکار کیا تو بیہودہ
بکتا ہی اپنی زبان بند کر میں تیری جان کا ملک الموت ہوں تیری روح قبض کرنے آیا ہوں
تو نے بہت مردم آزاری پر کمر باندھی ہی اور بہت شہر صندلیہ کے لوگوں کو پریشان کیا ہی بس
تجکو معلوم ہوا کہ تو کافر ہی اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہی تو ابھی ... ہاتھ باندھ کر میری خدمت میں
حاضر ہو ابلیس پرستی ترک کر خدا کو سجدہ کر اور اس امر کا اقرار کر کہ اب نہ صندل شاہ کو پریشان
کرونگا نہ اہل شہر کو بلکہ یہاں سے چلا جاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو جان سے مارا جائیگا
بس دیو نے شاہزادہ کی تقریر سُنکے جواب دیا کہ او آدم زاد تو بہت چرب زبان ہی اور سخت کلامی
کرتا ہی بس خیریت اسی میں ہی کہ میرے پاس سے چلا جا نہیں تو میں تجکو کھا لونگا اب تو تیرا قتل مجھ
پر لازم ہوا کہ تو خدا پرست ہی بس میں منہ ڈھک لیتا ہوں تو اُس میں آکر کود پڑ مجکو تکلیف نہ دے
ورنہ اگر میں اپنے مقام پر سے اُٹھا اور تجکو پکڑ لایا پھر اسی طور سے نہ کھاؤنگا بلکہ تیرے کباب
بنا کر کھاؤنگا اُس سے زیادہ تجکو اذیت ہوگی شاہزادہ نے یہ سُنکے جواب دیا کہ او
نابکار بس اسقدر لاف و گزاف نہ کر تو مجھ سے واقف نہیں ہی میں اُس شخص کا بیٹا ہوں

ہون کہ جسنے دیو عفریت شما وسمندرون ہزاردست کو قتل کیا اور علاوہ اُنکے اور ہزارون دیو جان
سے مارے اور حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا میرے بزرگون نے
بھی ہزارون دیو قتل کیے میرے نزدیک تیری کیا اصل ہے حقیقت ہے تو میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا دیو نے یہ سُنکے جواب دیا کہ یون تو قر دیتا ہے مجھکو مین اُن لوگون کے خوف سے قاف
سے بھاگ کر یہان آکر مقیم ہوا اور یہ ہر وقت خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اُن مین سے آجائے
تو یہان سے بھی بھاگنا پڑے مین اُن لوگون سے بخوبی واقف ہون اور پہچانتا ہون مین حمزہ
اور اولاد حمزہ کے خوف سے یہان آکر مسکن گزین ہوا ہون او آدمزاد یہ تیرا اکنا بیکار ہے مجھکو خوف
دلاتا ہے مین تیرے فقرہ مین نہ آؤنگا بس آگاہ ہو اور خبردار ہو اے آدمزاد کہ مجھکو فرزندان حمزہ اور
حمزہ سے خوف تھا ہے اگر وہ لوگ ہوتے تو شاید مین خوف کرتا مین اُن سب کو بخوبی پہچانتا ہون
او کیون مجھکو فقرہ دیکے خوف دلاتا ہے تو اُس خاندان سے نہین ہے بس ابھی مین تیز بیٹھتا ہے کہ
مین منہ کھولتا ہون تو میرے منہ مین کود پڑنا کہ مین تجھکو نگل جاؤن اپنی جان کو اذیت ندے
شاہزادہ نے کہا کہ کیا خرافات بکتا ہے تیری قضا ہی آگئی ہے اس تقریر کا حال معلوم ہوا جاتا ہے
دیو نے کہا کہ تو یون نہ مانیگا تجھکو یہی امر منظور ہے کہ مین اپنے مقام پر سے حرکت کرون
اور تجھکو پکڑ لاؤن اور تیرے گوشت کے کباب بناکر کھاؤن خیر مین چاہتا تھا کہ تجھکو
تکلیف نہ ہو تجھکو اذیت ہو مگر تو منظور نہین کرتا ہے مین خود آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر
سے دیو نے حرکت کی اور اُٹھا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ نے جنبش کی اور ایک ابر سیاہ
اُٹھکر طرف آفتاب کے چلا اُدھر شاہزادہ نے یہ جو دیکھا کہ دیو نے اپنے مقام سے حرکت
کی اُسی مقام پر مرکب کو روک کر کھڑے ہوگئے دیو ادھر سے یہ کہتا ہوا چلا کہ تو نے آکر
مجھکو بڑی تکلیف دی میرے عیش مین خلل ڈالا یہ سب لشکر ہراُن سوارون نے شاہزادہ
اور دیو کی سنی اور باہم کہا کہ سُنا تم نے اُن شاہ صاحب نے کیا تقریر کی بالکل دیو سے
خوف نکیا اب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ خدا پرست ہین اور اُس خاندان سے ہین کہ جن کی
بہادری کا حال ہم سُنا کرتے تھے کہ ایک فرقہ خدا پرست پیدا ہوا ہے اُسنے تمام خدائیون کو
باطل کیا ہے اور ہزارون ملکون کو تباہ کیا اور لاکھون بہادرون کو اپنا مطیع کیا بہت سے دیو
قتل کیے یعنی حمزہ صاحبقران کی اولاد سے اپنے کو ظاہر کرتے ہین ہم کو پہلے اس امر مین
تجسس تھا کہ جیسے وہ لوگ ہین کہ بالکل اُنکے تن سے تقریر کی علامت نہین پائی جاتی ہے
کسی ملک کے شاہزادے ہین اسوقت ظاہر ہوا کہ یہ حمزہ عرب کی اولاد سے ہین
دیکھو کس بہادری اور جوانمردی سے دیو سے گفتگو کر رہے ہین ہم سُنا کرتے تھے کہ خدا
پرست بڑے بہادر ہین آج ثابت ہوگیا کہ واقعی جری ہین جانا بالکل خوف نہین ہے ہمارے
بھائیون ذرا دیکھو کہ یہ اس دیو سے کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ باہم تقریر کرکے وہ سب اس
طرف متوجہ ہوئے اور دیکھنے لگے اُدھر دیو یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ کے آیا کہ او آدمزاد اب
بھی کچھ نہین گیا ہے تو اس امر کا اقرار کر کہ مین منہ کھولون اور تو اُس مین کود پڑ تو مین ہرگز
کباب نہ بناؤن اور اپنے مقام چلا جاؤن شاہزادہ نے جواب دیا کہ بس اپنی زبان بند
کر اور ہزارون دشنام دین دیو کو بس یہ سُننا تھا کہ اُسکو بہت غصہ آیا اور نہایت غضبناک ہوا

ہو کر چلا اور قریب آکر اپنا ہاتھ طرف شاہزادہ کے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ظلمت نے طرف نور
کے رخ کیا اور لکہ ابر طرف آفتاب کے چلا بس جیسے ہی ہاتھ دیو کا قریب شاہزادہ کے آیا شاہزادہ
نے اس چالاکی سے مرکب کو پھیرا کہ اُس کے ہاتھ کی زد سے الگ ہو گیا اور مرکب پر سے کود
کر اور اُسکے بند دست کو پھرتی سے پکڑ کر جو جھٹکا دیا دیو منھ کے بھل طرف زمین کے چلا شاہزادہ
نے بند دست چھوڑ کر ایک گھونسہ اُسکے پہلو پر رسید کیا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ پسلیاں میری
ٹوٹ گئیں شاہزادہ گھونسہ مار کر الگ ہوا دیو گھونسہ کھا کر تلملا اور یہ کہکر اِدھر اُدھر
دیکھنے لگا کہ او آدم زاد تو بڑا دل لگی باز ہی جب میں نے تیرے پکڑنے کو ہاتھ دراز کیا تو
مرکب کو ہٹا کر میرے ہاتھ کے نیچے سے نکل گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا کہ میں منھ کے بھل
گر کے گرتے بچا تو نے میرے گھونسہ مارا اچھا دل لگی ہو چکی میں ایسی باتوں کو کب خیال
میں لاتا ہوں بدون کھائے ہوئے کب تجھکو چھوڑتا ہوں تو چلا کدھر گیا میرے سامنے آ
شاہزادہ نے جواب دیا کہ ایک ہی گھونسہ میں اندھا ہو گیا میں تیرے روبرو کھڑا ہوں
اور تو کہتا ہی کہ کدھر گیا سامنے تو میں موجود ہوں جو تیرا جی چاہے میرا بنا لے دیو نے
جو گھونسہ کھایا تھا تو اُسکو شاہزادہ کی قوت کا حال معلوم ہو گیا تھا مگر خیال کیا کہ تو
دیو ہی وہ انسان ہی وہ تیرا کیا مقابلہ کرے گا یہ دل میں تصور کر کے اپنے سامنے جو دیکھا تو
شاہزادہ کو کھڑا پایا بس دیکھتا تھا کہ ایک مرتبہ پھر ہاتھ بڑھایا ابکی شاہزادہ نے جیسے ہاتھ
اُسکا قریب آیا پکڑ کر جھٹکا دیا جیسے وہ زمین کی طرف چلا اُسکی شاخ سر کو پکڑ لیا اور زور
کیا اُدھر دیو نے زور کیا کہ شاخ چھوٹ جائے شاخ چھوٹی تو نہیں مگر یہ صدمہ دیو کو پہنچا
کہ درمیان سے ٹوٹ گئی دیو نے ایک ہائے کا نعرہ کیا اور کہا کہ او آدم زاد تو بڑا صاحب
طاقت ہی میں باز آیا جاتا ہوں اب یہاں بھی نہ رہونگا یہ کہکر قصد کیا کہ بھاگ جاؤں اور
وہ خون جو شاخ سر سے نکل رہا تھا اُسکو چلو میں لیتا تھا اور پی جاتا تھا شاہزادہ نے
جو اُسکا یہ قصد دیکھا کہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہی یہ کہکر اُس سے لپٹ گئے کہ اب میں بدون
قتل کیے ہوئے تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہوں کہ تو یہاں سے جا کر اور کسی مقام پر ظلم کرے اور
لوگوں کو پریشان کرے جب تک تو خدا پرست نہ ہووے گا اور اسکا اقرار نہ کر لے گا
کہ میں اب کسی کو اپنی زندگی بھر تکلیف نہ دونگا اور تمھاری اطاعت سے باہر نہ ہونگا
اُس وقت تک میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اُس سے لپٹ گئے دیو نے بھی دیکھا کہ
میں دیو ہوں اور یہ آدم زاد اسکو پیس کر مار ڈال یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ یہ جو تو نے
کہا یہ غیر ممکن ہی بس یہ کہکر وہ بھی شاہزادے سے لپٹ گیا باہم کشتی ہونے لگی جو بند دیو
باندھتا تھا شاہزادہ کھول دیتا تھا اور جو بند شاہزادہ باندھتا تھا دیو اُسکو رد کرتا تھا
برابر کے جوڑ ہو رہے تھے شاہزادہ بڑی ہوشیاری اور پھرتی سے لڑ رہا تھا اُسکی گردن تک
انکا ہاتھ نہیں پہونچتا تھا جب وہ ان پر جھکا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دامن سحاب
میں چاند آ گیا مگر یہ اس پھرتی سے نکل جاتے تھے کہ وہ حیران ہو کر رہ جاتا تھا انکی اُسکی کشتی
ہو رہی تھی اُدھر ان سواروں نے جو یہ واقعہ دیکھا باہم کہا کہ ہم نے یہ تماشا آج دیکھا
اور آج ہی ہم نے انسان کو دیو سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا مگر کس دل و جگر کا انسان ہی کہ

کیونکر دیو سے لڑ رہا ہی کسی طرح کا ہراس چہرہ پر نہین پایا گیا ہا حواس ہی ہمارے تو حواس دیو کو دیکھکر جاتے
رہتے تھے اور ہم اس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہو گئے تھے اور وہ لڑ رہا ہی کیا قدرت خداوند آبحیات ہی
ہم نے دیکھا کہ جب دیو نے ہاتھ دراز کیا تھا تو کس پھرتی سے اُسنے مرکب کو الگ کیا اور کیونکر
چالاکی سے مرکب پر سے کود کر دیو کا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ مُنھ کے بھل چلا تھا اور کس چستی سے
گھونسہ مارا یہ پھرتی وہ چالاکی ہم نے سواے اس جوان کے اور کسی مین نہین پائی اور کیونکر اُسکو
غصہ دلاکر اب حواس سے کشتی لڑ رہا ہی خداوند آب حیات اس جوان کو دیو پر فتح یاب کرین یہ ہم
سب کی جان بچانے کے لیے لڑ رہا ہی یہ سوار تو یہ باہم تقریر کر رہے تھے اور تماشہ کشتی کا دیکھ
رہے تھے اُدھر کشتی ہو رہی تھی اب کوتوال کا حال سماعت فرمایئے کہ وہ جو غلہ اور راس خوان
فرزند رفیع شہ باز کو لے کر چلا تھا اور سب اُسکے عزیز ہمراہ تھے کوتوال وہان آکر پہونچا دور سے
اُسنے دیکھا کہ چند سوار ایک درخت کی آڑ مین کھڑے ہوئے ہین اور اُس طرف تیور دیکھ رہے
ہین کہ جدھر دیو رہتا ہی یہ جو کوتوال نے دیکھا اور اُس کے پیادون نے کوتوال نے اُن سے
کہا کہ یہ آج کیا واقعہ ہی یہ سوار کیسے کھڑے ہین ذرا انکے قریب چل کر دریافت تو کرین پھر دیو کے
پاس چلین گے اور سب اشیا اُسکو دینگے یہ کہکر اُدھر کو سب چلے جب قریب پہونچے تو پہچانا کہ
یہ تو سوار ملکہ کی ہمراہی کے ہین اور وہ ہین جو کہ شاہ صاحب کے ساتھ ملکہ کے باغ سے آئے
ہین یہ دیکھ کر کوتوال اُنکے قریب آیا اور کہا کہ تم لوگ یہان کیون آئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو
اُن سوارون نے بھی کوتوال کو پہچانا اُنھون نے کہا کہ آپ یہان کیون آئے ہین اُسنے کہا کہ ہم
تو غلہ اور میوہ اور اس جوان کو لے کر آئے ہین کہ دیو کے حوالہ کرین تاکہ سب اہل شہر اُسکے
شر سے محفوظ رہین اور علاوہ میرے پیادون کے جو لوگ میرے ہمراہ ہین اس جوان کے جو
نوشاہ بنا ہوا ہی عزیز ہین اور سب الفت سے ہمراہ آئے ہین تم بیان کرو کہ تم یہان کیون کھڑے
ہوئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ کوتوال صاحب ہم وہ واقعہ دیکھ رہے ہین جو
ہم نے آجتک نہین دیکھا بلکہ سُنا بھی نہین یقین ہی کہ آپ نے بھی نہین دیکھا ہوگا عجب
تعجب خیز واقعہ ہی کوتوال نے کہا کہ کچھ صاف طور سے بیان کرو اُنھون نے کہا کہ آپ خود ملاحظہ
فرمالین کوتوال نے کہا کہ تم کچھ بیان تو کرو اُنھون نے کہا کہ سماعت فرمایئے کہ وہ جو شاہ صاحب
ملکہ کے مہمان ہین اور ہم اُنکے ہمراہ ہر روز آتے تھے دربار مین اور وہ بھی آتے تھے آج جو دربار
سے چلے ہم یہ سمجھے کہ مثل ہر روز کے آج بھی باغ کو جائینگے جب بیرون شہر آئے تب اُنھون نے
باغ کا راستہ ترک کیا اور اس طرف کا راستہ لیا ہم نے منع بھی کیا نہ سُنا بلکہ ہم پر خفا ہوئے
یہان آکر پہونچے ہم تو دیو کو دیکھ کر خوف سے جان کے اس مقام پر پوشیدہ ہو گئے وہ روبرو
دیو کے گئے اور اُس سے ہم کلام ہوئے بس اُن سوارون نے جو کچھ دیو سے اور شاہزادہ
سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ اُنھون نے اس دیو سے کہا کہ مین حمزہ صاحبقران کا پوتا ہون
ای کوتوال صاحب یہ جوان جو کہ فقیر بنا ہوا تھا مسلمان ہی بس دیو سے لڑائی ہونے لگی اور
سب حال بیان کیا اور کہا کہ ملاحظہ فرمایئے کہ وہ سامنے کشتی ہو رہی ہی یہ جو کوتوال نے
سُنا حواس جاتے رہے اور سب اپنے پیادون اور اُن لوگون سے کہا کہ جو رفیع شہباز کے
فرزند کے ساتھ تھے کہ تم نے سُنا اور اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو یہ واقعہ بھی قابل دید ہی اور

کہا کہ اُن شاہ صاحب نے بادشاہ سے بھی عرض کیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا مگر بڑے دل و جگر کا
انسان ہی ہم نے آج تک ایسا انسان نہین دیکھا ان خدا پرستون کی قوت کی تعریف سُنی تھی یا
اس درویش کو دیکھا تھا کہکر کوتوال اُس طرف دیکھنے لگا اُن سوارون نے کہا کہ ہم کو آج یقین ہوتا
ہی کہ یہ دیو اس جوان کے ہاتھ سے نہ بچے گا یہ جوان ہم سب پر سے یہ بلا ضرور دفع کرے گا خداوند
آب حیات اس جوان کو فتح مند کرین اُنکی وجہ سے بھی یہ دوسرے دنکی زحمت جاتی رہیگی
کوتوال نے کہا کہ مجکو بھی یقین ہی کہ یہ سب اشیا آج ہین پھیر کرکے جاؤنگا یہ کہکر اُس طرف جو
دیکھا تو کیا دیکھا کہ وہی شاہ صاحب جو بادشاہ کے برابر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے دیو سے کشتی
لڑ رہے ہین اس طور سے کہ کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت یہ دیکھکر کوتوال کو حیرت ہوئی اور سب
لوگون کو بھی مگر اب بغور دیکھنے لگے اُدھر دیو شاہزادہ سے لڑ رہا ہی بس یہ لوگ تو ہمہ تن چشم بنے
ہوئے دیکھ رہے ہین اُدھر دیو کی لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ سانس پھول گئی قوت نے کمی کی
یہان تک کہ ایک مقام پر شاہزادہ نے دیو پہ یا ددھکر اب جو زور کیا دیو سے اُسکا توڑ نہ ہوسکا چارون
شانہ چت زمین پر گرا اس طور سے کہ جیسے پہاڑ زمین سے اکھڑ کر بڑے زور سے دھماکا ہوا
کہ تمام صحرا ہل گیا اُدھر کوتوال اور سب پیادے اور وہ سوار اور رفیع شہباز اُس کا فرزند اور سب
لوگ یہ تماشا دیکھکر حیران ہوئے اور دم بخود ہوکر رہ گئے اور تعریفین کرنے لگے اور باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان بہت پر قوت ہی اسکی جہان تک تعریف کی جائے کم ہی یہ اس لائق ہی کہ بہت عزت
کی جائے اُدھر شاہزادہ نے جو دیو کو چت پایا جست کرکے سینہ پر سوار ہوا اور زانو سے
سینہ کو دبا کر بیٹھا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ میرے سینہ پر پہاڑ رکھا ہوا ہی پسلیان کڑکڑا گئین
یہ معلوم ہوا کہ پسلیان ٹوٹی جاتی ہین اُدھر شاہزادہ نے دیو سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہی دین اسلام
کے قبول کرتے ہین اور میری اطاعت مین اُسنے کہا کہ میری ہزار جانین ایک ایک موے
تن ابلیس پر نثار ہون مین کبھی خداوند ابلیس کو برا نہ کہونگا اُن پر لعن نہ کرونگا مجکو جان سے
جانا گوارا ہی ترک مذہب کرنا گوارا نہین ہی یہ کہکر چند کلمہ خلاف زبان پر لایا اب تو شاہزادہ
کو غصہ آگیا ایک گھونسہ جو سر پر مارا مغز سر اُسکا پریشان ہوگیا تھا یہ کھنی سر مین گھس گیا انھون
جلدی سے خنجر اپنا کھینچ کر اور ایک ہاتھ زیر گلو اور ایک بس سر پر رکھکر جو فشردہ کیا
گردن کو جسم سے کھینچ کر پھینکدیا یہ روح ناپاک پھڑک کر قفس جسم سے نکل گئی اس طور سے
کہ جیسے طائر اسیر پنجرے سے نکل جاتا ہی جسم اُسکا خاک پر ہڑپ کر رہ گیا انھون نے اس پر بھی اکتفا
نہ کی ایک پاؤن کو دونون پاؤن سے دبا کر دوسرے پاؤن کو ہاتھون سے پکڑ کر شل کر یا اس
کہنہ کے ایک ہاتھ زور مین چیر کر دکھدیا اور دور کھڑے ہوکر جوش مین آکر نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور
جھومتے ہوئے اسی حالت سے اس طرف اپنے مرکب کے چلے چونکہ یہ جب مرکب سے
اُترے تھے تو مرکب کو الگ کھڑا کر دیا تھا مرکب اصیل تھا وہ اُسی مقام پر کھڑا رہا
کسی طرف نہ گیا یہ تو اُس طرف چلے اُدھر سے وہ سوار اور کوتوال مع اپنے پیادون کے
اور ان سب سوارون کے جو کہ کوتوال کے ساتھ اپنے فرزند سے ملنے کو آئے تھے کہ ہم
اُس کو اس حد تک پہونچا دین کہ جہان دیو رہتا ہی اُسی کی ڈیرا اور [illegible] یہ صلاح
باہم کرکے چلے کہ اس جوان کی قدم بوسی کرین ہاتھ آنکھون سے لگا کا [illegible]

ہم سے ہو سکے عزت کرین بادشاہ کے پاس سب چلین اُن سے سب حال بیان کرین بادشاہ
ضرور عزت کریگا کیونکہ اُسنے بادشاہ کی آبرو بھی اس دیو کے ہاتھ سے بچائی اور جان بھی مع سب عزیز و اقارب
اور سب اہل شہر اور ہمارے فرزند کی جان بچائی ہے بس باہم صلاح کر کے کہ ہم سب کی جان بچائی ہے ہم بھی قدمبوسی
کرین تعریفین کرتے ہوئے اُدھر چلے شاہزادہ نے جو صدا سُنی اُدھر کو دیکھا سب کو پہچان لیا
کہ کوتوال ہے اور وہ سوار ہین جو میرے ہمراہ رہتے ہین اور وہ لوگ ہین کہ جنکا فرزند دیو
کے حوالہ کیا جاتا تھا اور وہ ڈولہ بھی ہے میری طرف سب خوشی خوشی آتے ہین یہ مرکب کیطرف
اس خیال سے چلے ہین کہ اس پر سوار ہو کر ان سے کہون جب یہ قریب آئین کہ اگر تم دین اسلام
قبول کرو اور آتش پرستی ترک کرو اور میری اطاعت کرو تو خیر ورنہ چلے جاؤ اور اپنے بادشاہ
سے کہدو کہ وہ ہوشیار ہو جائے مین آتا ہون اگر وہ اسلام قبول کریگا اور میری اطاعت تو
خیر ورنہ مثل اس دیو کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ تو دل سے باتین کرتے ہوئے مرکب
کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ انکی تعریف کرتے ہوئے انکی طرف چلے تھے یہ ابھی قریب مرکب
پہونچے تھے نہ وہ لوگ انکے پاس کہ پہاڑ کی طرف سے ایک غبار تودہ خود بلند ہوا اور اُس
غبار سے شعلہ آگ کے پیدا تھے اور رونے کی صدا آرہی تھی وہ غبار بلند ہو کر طرف شاہزادہ
کے چلا سب نے دیکھا کہ جب وہ غبار قریب شاہزادہ آیا تو ایک برق چمکی اور ایک پنجہ
اُس غبار سے ظاہر ہوا اور اُس جوان یعنی شاہزادہ کی کمر مین پڑا اور ایک بار طرف آسمان
کے بلند ہو گیا شاہزادہ اُس غبار کو دیکھکر سمجھا تھا کہ پنجہ لیکر بلند ہو گیا جھٹکا جو پہونچا شاہزادہ
بے ہوش ہو گیا جب شاہزادہ کو پنجہ لیکر بلند ہوا اُس غبار سے آواز آئی کہ ای بلا زبان
صندل شاہ وای سواران ملکہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس مقام سے واپس جاؤ اور
شاہزادہ کے حال سے ملکہ و صندل شاہ کو آگاہ کرو اور کہدو کہ ای ملکہ اب تو تمام عمر
فراق مین اس جوان کے بیقرار رہے گی اور اُسنے ملاقات نہ نصیب ہوگی اور صندل شاہ
سے کہنا کہ تیرے حمایتی نے دیو جنگال کو تو قتل کیا مگر دوسری بلا مین مبتلا ہوا بس اگر اپنی
زندگی چاہتا ہے تو اس کی کچھ فکر نہ کرنا ورنہ پشیمان ہوگا اُدھر یہ صدا آئی اور اُن سب نے یہ
واقعہ دیکھا اور صدا سُنی بہت افسوس کیا بعد صدا آنے کے وہ غبار بھی غائب ہو گیا اور
شاہزادہ بھی راوی بیان کرتا ہے کہ اب یہ داستان شاہزادہ سکندر رستم جو کہ دفتر نیرنگ
قاف مین تحریر ہوئی جو کہ اس دفتر کے بعد ہے اور یہ امر اُسی دفتر مین ظاہر ہوگا کہ یہ پنجہ کیسا
تھا اور یہ غبار اور شاہزادہ کو کون لے گیا اور کہان لے گیا پس ناظرین کی خدمت مین گذارش
ہے کہ یہ سب حال اُسی دفتر مین تحریر ہوگا اگر ترجمہ کی منشی صاحب سے اجازت ملی ورنہ
مین ناچار ہون معافی کا خواستگار ہون بس یہ داستان اب اس مقام پر ترک کی جاتی ہے
راوی نے کہا کہ جب وہ غبار اور پنجہ اور شاہزادہ غائب ہو گیا وہ [illegible] سب کے سب
باہم یہ صلاح کر کے کہ اب یہان ٹھہرنا بیکار ہے چلکر بادشاہ سے خبر کرین اور اس حال سے
آگاہ کرین کو دیو کے مرنے کی خوشی ہوئی کہ اس بلا سے [illegible] پائی اور عذاب سے
چھوٹے مگر اس جوان کے یون غائب ہو جانے کا بڑا صدمہ [illegible] خوشی مبدل بہ غم ہو گئی
سواران ملکہ نے کہا کہ ہم تو جا کر ملکہ کو اس حال سے آگاہ کرتے ہین [illegible] وہ سوار

اپنے مرکب اُٹھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئے اُدھر ملکہ شاہزادہ کا انتظار کر رہی تھی اور وزیرزادی سے کہہ رہی تھی کہ آج بڑی دیر ہوئی کہ شاہزادہ دربار سے نہین آیا خداوند کریم خیر کرے بس ملکہ کو شاہزادہ کے انتظار رہین اور سواران ملکہ کو طرف باغ کے چھوڑا جاتا ہے اور یہ حال بھی دفتر نیرنگ قاف مین تحریر ہوگا کہ جب سوارون نے جا کر ملکہ سے حال بیان کیا تو اُسنے کیا اپنا حال کیا اور کوتوال اور سب پیادون اور دیگر لوگونکو طرف بادشاہ کے اس خیال مین کہ چل کر بادشاہ کو اس حال سے خبر کرین اور صندل شاہ کو دربار مین رکھا جاتا ہے کہ وہ ابھی تک دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اور ان سب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے بس یہ سب داستانین دفتر نیرنگ قاف مین تحریر ہونگی اگر ترجمہ کی بابو صاحب کے مطبع سے اجازت ملی اور جب ناظرین ملاحظہ کرینگے تو لطف پائینگے انشاءاللہ تعالے اگر حیات نے وفا کی اور مجکو ترجمہ کی اجازت ملی بس اب مین نے اس داستان کو اس مقام پر ترک کیا اور عنان قلم کو مین نے طرف داستان صاحبقران کے منعطف کیا اب مین داستان صاحبقران اور سمندر رشاہ کو شروع کرتا ہون و دیگر حالات کے اور یہ داستان اب اس دفتر مین نہین تحریر ہوگی بلکہ دفتر نیرنگ قاف مین تحریر ہوگی اس دفتر کے کل داستانین نادرہ اور عجائب نگار ہین وہ دفتر اسم بامسمے ہے بس نیرنگ قاف ہی ہے جب ترجمہ ہوکر خدمت ناظرین مین پیش ہوگا اور ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو میری بیہودہ گی اور یاوہ گوئی کا لطف اُٹھائینگے والسلام خیر اختتام بموجب مصرعہ کس نگوید کہ دوغ من ترش است دیگر مشک آنست کہ ببوید نہ کہ عطار گوید میری اس تقریر کا اُسوقت حال ظاہر ہوگا زیادہ کیا عرض کرون اب مین یہان سے داستان صاحبقران اور دیگر داستانین تحریر کرتا ہون جو کہ اس دفتر سے متعلق ہین پہلے حالات نامہ جات جو کہ لشکر صاحبقران کے سردارون نے اپنے اپنے ملک کی طرف تحریر کیے ہین اُنکا حال تحریر ہوگا اُس کے بعد اُن نامون کا حال جو کہ سمندر رشاہ نے تحریر کیے ہین اُسکے بعد لطاف جادو اور ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور ان سب کے بعد صاحبقران کا مقابلہ سمندر رشاہ سے اور اُس جنگ و پیکار کا حال تحریر کیا جائیگا و دیگر حالات انشاءاللہ تعالی بتوفیق الٰہی

اب شمہ حال اُن نامون کا سماعت فرمایئے کہ جو مرتخ آفتاب علم نے اپنے بھائی اور اپنے نائب سمین جادو کو تحریر کیے تھے اور اُنکا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اور لشکر لے کر برائے کمک روانہ ہونا سمندریہ کی جانب اور اُس نامہ کا جو کہ قیصر صافت باطن نے اپنے نائب کو جو کہ اُسکی طرف سے طلسم فراۃ العدم کا حاکم ہے اور اُسکا بھی مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر برائے کمک روانہ ہونا اور اُن سب کا عین وقت پر پہونچنا و دیگر حالات

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ملکہ ایوان نہ طاقی کو خضران بن عمر ثانی رہا کر کے صلاح سمندر رشاہ سے لائے تھے اور وہ رخصت ہوکر اور مطیع اسلام ہوئین اور جہان تک

اس لیے گئی تھی کہ مین اپنے عزیزون اور اہل شہر کو مسلمان کرکے اور لشکر لیے کر ہمراہ لے کر اُن کے
آ ون ورا بھی مقابلہ موقوف ہوا اسکے جانے کے بعد لشکر اسلام یہان اس انتظار مین فروکش ہے
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ ہو اور مقابل لشکر صاحبقران کے سمندر جادو
کی طرف سے گرداب شاہ وغیرہ مع پانچ لاکھ ساحرون کے اُترے ہوئے ہین اُنکو حکم
سمندر جادو کا آچکا ہے کہ جب تک ہم حکم نہ دین اسوقت تک مقابلہ نہ کرنا یہان تو یہ
بند و بست ہے بس اُسی زمانہ مین مریخ آفتاب علم نے ایک نامہ اپنے بھائی مہتاب مشتری
خصلت کے نام اور ایک نامہ بنام سیمتن جادو اپنے نائب جو کہ طلسم فیروزیہ کا حاکم ہے
روانہ کیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ یہان سمندریہ پر صاحبقران اور سمندر جادو سے مقابلے
ہو رہے ہین لہذا تم سب کو لازم ہے کہ صاحبقران کی کمک کرو یہ وقت کمک کا ہے بہت جلد
لشکر لیکر آؤ بس یہ نامے ساحرون نے طرف طلسم فیروزیہ اور شہر مشتریہ کے روانہ ہوکے تھے
چنانچہ جو نامہ بر کہ مہتاب کے نام نامہ لے کر روانہ ہوا تھا وہ راہ طے کرکے شہر مشتریہ مین پہونچا
یہان دربار آراستہ تھا مہتاب مشتری خصلت تخت پر بیٹھا تھا اور سب سردار اور ارکین
دولت حاضر تھے کہ وہ ساحر صحن بارگاہ مین آکر پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر آکر صحن
مین اُترا اگر نامہ بر معلوم ہوتا ہے سب دیکھ رہے تھے کہ وہ نامہ بر آکر مجرا گاہ پر پہونچا مجرا کیا دعا
و ثنا بجا لایا مہتاب نے اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھو چوبی کرسی روبرو تخت کے بچھی ہوئی تھی
اُس پر سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا نام ہے اور کس کام
کو آئے ہو اُسنے عرض کیا کہ غلام کو ماہر جادو کہتے ہین مین فرستادہ ہون آپکے برادر صاحب
کا نامہ لے کر حاضر ہوا ہون شہر سمندریہ سے یہ جو سُنا مہتاب مشتری خصال نے کہا
کہ برادر صاحب کا مزاج تو اچھا ہے اور آج کل سمندریہ پر کس ضرورت سے گئے ہین اُسنے
تمام حال ابتدا سے بیان کیا اور کہا کہ صاحبقران سے اور سمندر جادو سے مقابلہ ہو رہے
ہین آپکے بھائی صاحب نے آپکو مع لشکر طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ
نامہ پیش کیا مہتاب شاہ نے وہ نامہ تعظیم کرکے لیا کیونکہ بڑے بھائی کا نامہ تھا وزیر کو دیا اُسنے
لفافہ چاک کرکے پڑھا جب مہتاب مشتری خصال مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور یہ
کہا کہ میری طرف سے تحریر کردو کہ مین بموجب حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہون وزیر نے یہ لکھکر
پیش کیا بادشاہ نے نامہ بر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا وہ جواب نامہ لے کر رخصت
ہوکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا بعد جانے نامہ بر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ تین لاکھ ساحر
آمادہ سفر ہون خیمہ وغیرہ نکالے جائین ہم کل یہان سے کوچ کرینگے طرف سمندریہ کے یہ
حکم دیکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آگئے اور اہل لشکر کو سپہ سالار نے
اور سب افسرون کو حکم شاہی سے آگاہ کیا اُسی وقت سے ہر ساحر اپنا بند و بست کرنے لگا
انتظام سفر ہونے لگا خیمے و بارگاہین کوٹھے سے نکالی گئین اور تخت ہائے سحر بار کیے
گئے ساحر اپنے سحر کو درست کرنے لگے اور سواری ہائے سحر طیار کین تین لاکھ ساحر
سواران بلا کے تھے کل افسرون نے اپنا سامان سفر کیا اُس دن اور رات اسی میں
بسر ہو گیا صبح کو بادشاہ نے جو دربار کیا افسرون نے عرض کیا کہ

سب سامان سفر طیار ہی لشکر آمادہ سفر ہی کیا حکم ہوتا ہی حضور سوار ہوں لشکر نہیت سے بہلیں ہم لشکر کے
بادشاہ نے حکم دیا کہ سواری دردولت پر حاضر کی جائے اور اپنے وزیر عطارد جادو کو اپنی
طرف سے شہر کا حاکم کیا اور قریب ایک لاکھ سپاہ کے شہر میں چھوڑی اور خود دنگل میں تشریف
لے گیا ناموس سے ملا اور سامان سفر سے درست ہو کر برآمد ہوا خزانہ بار کیا گیا بادشاہ یعنی
مہتاب مشتری خصال وزیر کو عدل و انصاف کی تاکید کرکے بارگاہ سے برآمد ہوا اور بیرون
بیرون بارگاہ جو جو افسر جانے کو تھے ہمراہ سب سامان سے لیس ہوئے تھے یعنی لاکھ لشکر
ساحروں کا سامان سفر سے درست تھا خزانہ بار ہو چکا تھا خیمہ و بارگاہیں ایک دانہ بار کرتا ہین
جلوس سواری موجود تھا کل افسر حاضر تھے کہ بادشاہ برآمد ہوئے سب کا مجرا ہوا مہتاب
مشتری خصال نے سب کا سلام لے کر تخت سحر پر قدم رکھا سحر جو کیا ابر پارہ خوش رنگ
سر پر آکر سایہ فگن ہوا اس میں ہزاروں چاند لگے ہوئے تھے ضو دے رہے تھے یہاں چاندی
ستاروں کی ضو ظاہر ہو رہی تھی کہ گویا اصلی چاند ہیں بارش مروارید ہو رہی تھی تخت پر
گلدستے لگے ہوئے تھے جب بادشاہ سوار ہو چکا کل لشکر اور افسر سوار ہوئے لشکر میں
نفیر سحر بجی نقارہ کوچ پر چوب پڑی حکم سواری کے بڑھنے کا ملا بادشاہ نے سب کو
رخصت کیا شہر سے بیرون شہر تشریف لایا لشکر کو طریقہ سے روانہ ہونے کا حکم دیا
پس لشکر نے پرے باندھے اور مہتاب مشتری خصال نے لاکھ ساحروں کا لشکر لیکر
طرف سمندریہ کے برائے جنگ صاحبقران روانہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر
پر سوار تھا کوئی ہنس پر کوئی اژدر پر کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر کوئی باز پر کوئی تخت
سحر پر کوئی ہنس آتشیں پر علم لشکر نصب ہی کہ جن پر تعریف خدا و نعت رسول خدا مرقوم
تھی اور اژدروں پر بھی بارگاہیں و خزانہ وغیرہ بار تھا پس اس انتظام اور بندوبست
سے یہ تو اُدھر کو روانہ ہوا اب اسکا حال پھر تحریر ہوگا اور نامہ بر جواب نامہ لئے ہوئے
جاتا ہی اب راوی اس نامہ بر کا حال تحریر کرتا ہی کہ جو سمیان جادو کے پاس نامہ لے کر
مریخ کا گیا تھا یہاں طلسم میں سمیان جادو مقیم ہی دربار آراستہ ہی سب اہل دربار
ساحران نامدار حاضر ہیں کل لشکر کے افسر دربار میں موجود ہیں کہ وہ نامہ بر ہوا پر اڑتا ہوا
طے کرکے صحن بارگاہ میں اترا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر ہوا سے زمین پر آیا سب اسکو
دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کون ساحر ہی اور کہاں سے آیا ہی کہ وہ مجرا گاہ پر آکر پہونچا مجرا کیا
اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس نامہ لیکر آیا ہوں اپنے آقا و مالک شاہزادہ مریخ
آفتاب علم والی طلسم کا انھوں نے آپ کو ایک نامہ تحریر کیا ہی اور وہ آج کل
سمندریہ پر تشریف فرما ہیں ہمراہ صاحبقران کے اور صاحبقران سے اور بندہ جادو
سے مقابلہ ہو رہے ہیں یہ جو اسنے بیان کیا سمیان جادو نے ہنس کر اور خوش ہو کر کہا
کہ کیا میرے آقا اور مالک نے مجکو نامہ تحریر کیا ہی زہے نصیب میرے اور وہ
نامہ کہاں ہی پس اس ساحر نے وہ نامہ نکال کر دیا اسنے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا
نامہ بر کو بوسہ دیا خود نامہ کو چاک کرکے پڑھا وہ ساحر روبرو تخت کے کھڑا رہا
ہی جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت سب اہل دربار کو نامہ سنایا اور خود قلم و

کاغذ ہیرے سے کر اپنے ہاتھ سے عرضی لکھی بعد القاب و آداب کے تحریر کیا کہ یہ حقیر سراپا تقصیر بموجب
حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہے اور شرف ملازمت حاصل کرتا ہے اور قدمبوسی صاحبقران سے بھی بہرہ
مند ہوگا مشتاق زیارت آنحضرت تھا اور بہت کچھ تحریر کیا اسکے بعد اپنا نام تحریر کیا عرضی کو بند
کر کے اس ساحر کو دیا اور خلعت و انعام سے سرفراز کیا وہ اسی وقت جواب نامہ لیکر اور رخصت
ہوکر طرف سمندر ریم کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہاں بیمن نے افسروں کو حکم دیا کہ بہت
جلد سامان سفر کرو میں کل صبح کو مع لشکر کے اپنے آقا کی خدمت میں روانہ ہونگا دربار برخاست
کیا افسروں نے [illegible] آکر شہد و لشکر کو آگاہ کیا اہل لشکر اسیوقت سے سامان سفر ہونے لگا بارگاہیں
و خیمہ شامیانے [illegible] پر بار کیے گئے خزانہ بار کیا گیا صبح تک سب سامان درست ہوگیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے سامان سے چاق و چست ہوگیا پس صبح کو بیمن جو محل سے نکلا تو
سب سے رخصت ہوکر اور سامان سفر سے درست ہوکر دربار میں آتے ہی افسروں سے
دریافت کیا کہ سب سامان درست ہے انھوں نے عرض کیا کہ بموجب حکم سرکار سب
سامان درست ہے پس بیمن نے اپنے فرزند [illegible] جادو کو حاکم طلسم کیا اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کی تاکید کر کے دو لاکھ ساحر یہاں چھوڑ کر اور خود تین لاکھ ساحروں کو لیکر
مع افسروں کے طرف سمندر ریم کے باشتیاق قدمبوسی فرمع آفتاب علم صاحبقران
کے روانہ ہوا اب اسکا حال بھی آئندہ تحریر ہوگا کہ یہ کس وقت سمندر ریم پر پہونچا اب
راوی اس نامہ بر کا حال تحریر کرتا ہے کہ جو نامہ قیصر صاف باطن کا لیکر طرف طلسم فراخ العدم
کے روانہ ہوا تھا یہاں طلسم میں قیصری طرف سے فراست جادو حاکم ہے ہر روز دربار
کرتا ہے کہ وہ نامہ بر آکر پہونچا درگہ سالار سے عرض کرائی کہ تمھارے بادشاہ کے پاس
میں نامہ لیکر آیا ہوں فراست جادو کو درگہ سالار نے نامہ بر کی خبر کی اسنے دربار میں طلب
کیا نامہ بر نے جا کر سلام بجا لا کر کرسی پر بیٹھ گیا فراست نے حال دریافت کیا اسنے سب حال
بیان کیا نامہ دیا فراست نے نامہ لیکر آنکھوں سے لگایا لفافہ پر بوسہ دیکر لفافہ چاک
کرکے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اسکے جواب میں عرضی تحریر کی کہ یہ غلام مع
لشکر کے حاضر خدمت ہوتا ہے عرضی تحریر کر کے اس نامہ بر کو دی کہ لے جاؤ اور انعام دیا
وہ عرضی لے کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہاں فراست جادو نے طیاری لشکر کا
حکم دیا اس طلسم میں ساحر کم ہیں غیر ساحر بہت ہیں پس اسی دن سے سامان سفر ہونے
لگا فراست نے دربار برخاست کیا ایک دن اور ایک شب میں سب سامان درست
ہوگیا خیمے وغیرہ بار ہوئے سب سامان ہوگیا دوسرے دن سرداروں نے فراست جادو سے
عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہے پس فراست نے اپنی طرف سے [illegible] کو طلسم کا
حاکم کر کے اسی دن وہاں سے مع ایک لاکھ ساحروں اور تین لاکھ غیر ساحروں کے جس
میں دس ہزار پہلوان تھے طلسم فراخ العدم سے طرف سمندر ریم کے کوچ کیا کوس سفری پر
چوب پڑی فوراً لشکر روانہ ہوا [illegible]
ساحروں کا مجمع تھا [illegible] اسکا بھی حال
آئندہ تحریر ہوگا [illegible] لکھا جاتا ہے

اب حال اس نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے کہ جو آفاق شاہ کا نامہ لے کر طرف آفاقیہ کے گیا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ نامہ بر آفاق شاہ کا نامہ لے کر روانہ ہوا یہاں آفاقیہ میں وزیر آفاق شاہ
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر ہیں کہ وہ نامہ بر پہونچا در کہ سالار سے
خبر کرا کے اندر دربار کے آیا مجرا کیا کرسی بیٹھنے کو ملی سلام کرکے کرسی پر بیٹھا نامہ دیا وزیر نے
نامہ پڑھکر اور نامہ کی تعظیم کرکے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر عرضی لکھی کہ یہ خاکسار سراپا انکسار
بہ عجلت جلد مع سپاہ خدمت خدیو بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے فوراً تعمیل حکم قضا شیم کرتا ہے نامہ
بر کو انعام دیکر رخصت کیا وہ تو عرضی لے کر طرف لشکر کے روانہ ہوا میاں وزیر نے سرداروں
کو طیاری لشکر اور سامان سفر کا حکم محکم دیا اسی وقت سے سامان ہونے لگا بس دوسرے
دن وزیر آفاق شاہ اپنے فرزند کو حاکم آفاقیہ کر گئے اور دو لاکھ کا لشکر ساحروں کا لے کر طرف سمندریہ
کے روانہ ہوا یہ بھی قطع راہ کرتا ہوا جاتا ہے اسکو بھی راہ میں چھوڑا جاتا ہے آیندہ حال تحریر ہوگا

اب شمہ حال اس پتلی کا سماعت فرمایئے کہ جسکو سمندر شاہ نے نامہ دیکر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ کیا ہے

پس راوی نے بیان کیا ہے کہ شیشہ پتلی زمرد نامہ سمندر شاہ کا لیکر مثل شرارہ آتش کے دربار
سمندر شاہ سے طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوئی اور قطع راہ کرکے داخل
طلسم ہوئی چونکہ دل یقین ہے کہ ساحر کے سحر کو طلسم مانع نہیں ہوتا ہے پس اس سبب سے سمندر
نے پتلی اسکے ہاتھ نامہ بھیجا تھا کہ اگر نامہ بر جائے گا تو وہ نہ جا سکے گا بس یہاں طلسم میں
گنجور شاہ بہ عیش و عشرت حکومت کرتا ہے کسی قسم کا خوف نہیں ہے دربار آراستہ تھا سب
سردار حاضر دربار تھے اور رکن طلسم کہ یکایک برق چمکی اور سب کی چشم خیرگی کرنے لگی
جب وہ برق چمک کر تھمی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلی زمرد کی اسکے ہاتھ میں نامہ ہے
سامنے تخت کے کھڑی ہے گنجور شاہ نے اس پتلی کو دیکھ کر کہا کہ تو کس کا نامہ لائی ہے وہ بزبان
انسانی گویا ہوئی کہ میں نامہ لائی ہوں سمندر شاہ حاکم شہر سمندریہ کا جو کہ متعلق ہے نہ طاق
سے گنجور شاہ نے کہا کہ لا نامہ دے بس اس پتلی نے نامہ گنجور شاہ کو دیا بس گنجور شاہ نے
نامہ لیکر وزیر کو دیا وزیر نے لفافہ چاک کرکے نامہ پڑھا بس گنجور شاہ جب مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا بہت برہم ہوا اور کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کرو کہ ہمارے تمہارے اس قسم کی
دوستی نہیں ہے کہ ہم تمہاری کمک کو آئیں چاہیے دیو مقابلہ ہو جائے بلکہ ہم بیکار کا درد
سر نہیں مول لے سکتے ہیں ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنا طلسم ترک کرکے اور لشکر لے کر تمہاری
کمک کو آئیں اگر تم کبھی ہماری کمک کو آئے ہوتے تو ہم بھی ایسا کرتے ہم کو کیا غرض ہے کہ ہم بیکار کو
اہل اسلام سے دشمنی پیدا کریں اور اپنی طرف انکو مخاطب کریں ہم کو ایسی ضرورت نہیں ہے کہ
پرائے قضیہ میں لبول کر اپنے سر بلا خرید کریں اور اپنے کو آفت میں ڈالیں فرض کرو ہم کو تمہارے
تمہارے ایسی ہی جان کی دوستی اور ملاقات ہوتی تو کیا مضائقہ تھا ہم کسی سردار کو کچھ لشکر دے کر

روانہ کرتے جب کہ ہمارے تمھارے دور کی صاحب سلامت ہی تو اتنی سی دوستی پر ہم یہ نہیں کر سکتے کہ
اتنا بڑا قصہ مول لیں ہان جب اہل اسلام ادھر کو آئینگے تو دیکھا جائے گا ہم مقابلہ کر لینگے اور ہم سے
یہ نہیں ہوگا کہ ہم ان پر لشکر کشی کر کے آئیں اور ایسے دشمن تو ہی پر کہ جن لوگوں نے ہزاروں طلسم برباد
کر دیے اُنکے نزدیک طلسم کا برباد کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہی بس میں تمھاری کمک کر کے اپنے طلسم
کو بھی برباد کراؤں یہ مجھ سے نہیں ہوگا مجھ سے اس امر کی امید نہ رکھو میں صاف طور سے تم کو جواب
دیتا ہوں اور یہ جو تم نے تحریر کیا ہی کہ عنقریب میں ہی آنے والا ہوں تو میں اس امر کو منع نہیں کرتا
ہوں پہلے بھی تمھارا ہی یہاں آنے کو کوئی مانع نہیں ہی اور جب تم ہمارے پاس اگر پناہ لوگے اور
اُسوقت کوئی تم سے مقابلہ کرے گا تو ہم جواب دے لیں گے اس امر کی ہم سے بالکل امید قطع
کر دو کہ ہم لشکر لیکر تمھاری کمک کو آئیں یہ محال ہی آیندہ تم کو اختیار ہی والسلام تھوڑی تحریر کو
بہت خیال کرو بس اسی قدر دوستی کو کفایت جانو کہ میں تمھارے یہاں آنے کو منع نہیں کرتا ہوں
اور نہ میں اپنے مقام سے آسکتا ہوں کیونکہ میں مطیع حکم ہوں اور جس امر کی بابت مقابلہ ہی یعنی
مذہب کی بابت خداوند خود اُن سے سمجھ لیں گے میں مطیع حکم خداوند ہوں ہان اگر شہنشاہ طاق نے میرے
نام کوئی حکم آتا تمھاری کمک کی بابت تو میں ضرور تمھاری کمک کرتا یہ جواب لکھوا کر اور
لفافہ میں بند کرا کے اُسی پتلی کو دیا اور کہا کہ سمندر شاہ کے پاس لیجا یہ اُنکے نامہ کا جواب ہی
بس اُس پتلی نے نامہ کنجور شاہ کے ہاتھ سے لیا اور مثل شرارہ کے وہاں سے روانہ ہوئی اُسکا
حال آیندہ تحریر ہوگا بعد جانے اُس پتلی کے کنجور شاہ نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ کیوں میں نے
جواب ٹھیک تحریر کیا مجھکو کیا ضرورت ہی کہ بیکار درد سر مول لوں اور خدا پرستوں سے عداوت
پیدا کروں اگر وہ ادھر نہیں آتے ہیں تو ضرور آئیں یہ بالکل خلاف عقل ہی اہل دربار نے عرض کیا
کہ حضور نے بہت معقول جواب دیا راوی کنجور شاہ کا حال پھر تحریر کریگا جب موقع ہوگا
اب راوی اُس پتلی کو راہ میں چھوڑتا ہی کہ جواب نامہ لیے ہوئے طرف سمندر شاہ کے روان ہی

اب راوی پیام بر کا حال تحریر کرتا ہی کہ جو بحکم سمندر شاہ کے نامہ لیکر طرف اشفاق جادو برادر آفاق جادو کے روانہ ہوا ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ پیام بر بحکم سمندر شاہ تخت پر سوار ہو کر طرف شہر اشفاقیہ کے روانہ
ہوا راہ طے کر کے شہر میں پہونچا یہاں اشفاق شاہ کی طرف سے اُس کا وزیر حاکم شہر تھا
پیام بر جادو جب دربار میں پہونچا خبر کرائی کہ میں وزیر صاحب کے پاس سمندر شاہ کی طرف سے
آیا ہوں انھوں نے اپنے وزیر اشفاق جادو کو نامہ تحریر کیا ہی وزیر جادو وزیر اشفاق نے پیام بر
جادو کو دربار میں طلب کیا اُسنے تخت پر اشفاق شاہ کو نہ پایا پوچھا کہ وہ کدھر گئے ہوئے
ہیں وزیر جادو نے کہا کہ وہ تو ملک احوال مہم پر گئے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ
کئی برس سے خراج نہیں دیا تھا اور سرکشی پر کمر باندھی تھی اُسکی تنبیہ کو بادشاہ تشریف لے گئے
اور سرکشی کی سزا دوں اگر نامہ لائے ہو تو ہم کو دو پیام بر جادو نے کہا اور بہت تعریف کی
کہ سوائے اشفاق جادو کے کسی دوسرے کو یہ نامہ صاحبقران اور بادشاہ
جہاں ہو وہاں جا کر نامہ دینا بس میں اعتراف کی وجہ تعریف کر
الات وکو کیسہ روشن

آپکو نہین دے سکتا ہون وزیر جادو نے کہا کہ تمکو اختیار ہی بس یہ سنکے پیامبر جادو وزیر جادو سے
رخصت ہوکر اور دربار سے باہر آکر طرف احراقیہ کے روانہ ہوا وہان اشفاق شاہ مع لشکر کے مقابل
احراق جادو کے پڑا ہوا ہی ابھی مقابلہ نہین ہوا ہی نامہ و پیام ہو رہا ہی کہ پیامبر پہونچا دیکھا کہ دو
لشکر ساحرون کے مقابلہ مین اترے ہوئے ہین پیامبر جادو نے خیال کرکے دیکھا کونسا لشکر
اشفاق شاہ کا ہی لیکن اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر تو شہر کی طرف فروکش ہی اور ایک اُسکے مقابلہ
مین بس اُسنے خیال کرلیا کہ یہ جو لشکر طرف شہر کے فروکش ہی احراق شاہ کا ہی دوسرا لشکر
آفاق شاہ کا ہی بس پیامبر جادو لشکر اشفاق شاہ مین آیا دیکھا کہ ساحرون کا لشکر ہی
اسنے کبھی لشکر اشفاق شاہ کو نہین دیکھا تھا نہ اُن لوگون نے پیامبر کو بس یہان بارگاہ
مین اشفاق شاہ بیٹھا ہوا تھا سب سردار لشکر حاضر تھے دربارگاہ پر پہونچا خبر کرائی کہ پیامبر
بر جادو سمندر شاہ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہی بس یہ خبر جب اشفاق شاہ کو ہوئی اسنے
طلب کرلیا پیامبر سامنے اشفاق شاہ کے پہونچا مجرا کیا کرسی بیٹھنے کو ملی سلام کرکے
بیٹھا اشفاق شاہ نے کہا کہ بادشاہ کا مزاج کیسا ہی اور آج کل کیا رنگ ہی اور اہل اسلام
سے کیا ٹھہری وہ مہم سر ہوئی یا نہین پیامبر نے عرض کیا کہ ابھی تو کسی طور سے مقابلے
ہو رہے ہین عشاق ترطاقی آئے تھے انھون نے مقابلہ کیے وہ بھی عیارون کے ہاتھ سے
مارے گئے انکی بہن ملکہ الیوان ترطاقی انکے بعد آئین اُن سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوئے
بڑے بڑے معرکہ ہوئے انھون نے لڑائی فتح کرلی تھی مگر عیارون نے عیاری ایسی ایسی کی کہ وہ بھی
ہاری گئین ہو تین انکی وزیرزادی بھی ماری گئی اور لشکر تباہ ہوا وہ بادشاہ سے منحرف ہوکر اپنے شہر کو چلی
گئین تھین مگر بادشاہ نے انکو طلب کرکے بہت کچھ نصیحت کی مگر انھون نے نہ مانا آخر کو بادشاہ
کو ان پر غصہ آیا اب کی بھائی صاحب کا ایسا واقعہ ہوا کہ جیسے انھون نے خواجہ نالیش سے اقرار
کیا تھا ویسے الیوان نے بھی اقرار کیا تھا جان سے جانا گوارا کیا مگر اقرار سے پھرنا نہ گوارا کیا چنانچہ
اُن پر بھی بہت ظلم ہوا بادشاہ کا اور بہت بے عزتی کی گئین اب تو سمندر شاہ جو جو کہ عالی
خاندان ہین اُن سب پر ظلم و ستم کرتے ہین ظلم و جور پر کمر کسی ہی چنانچہ اُنکے قتل کا انتظام ہوا
حضور ان مین ہم ثانی انکو بھی لقمان ثانی بن کر رہا کرکے سمندر شاہ کو بڑا صدمہ ہوا انھون
بھی بیعت ملکہ الیوان نے اہل اسلام کی اطاعت کی جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو انکے ملک
تاراج کرنے کیلئے حیران جادو کو مع اسی ہزار ساحرون کے روانہ کیا ہی اور جس دن
انسانی کو بھائی صاحب کا واقعہ ہوا اس دن سے آپ نے بھی آنا ترک کردیا خیر آپ تو ہم
سے گنجور شاہ یہین خوب جانتے ہی مگر الطاف جادو بھی نہین آئے تھے انھون نے علالت
نامہ لیکر ہیر کو دیا تھا جب ملکہ الیوان کی طرف سے بادشاہ کو ناامیدی ہوئی تو سملاق وغیرہ
آگاہ ہوا بہت برہم ہم کو طلب کیا کہ وہ برائے مقابلہ جائین چنانچہ انھون نے علالت
و سستی نہین ہی کہ ہم تمھارا ہم ہوا انکی گرفتاری کا حکم دیا یہ خبر انکو بھی ہوئی اس طور سے
سر نہین سولی سے سکتے ہین تم جادو دربار مین نہ حاضر ہو تو اُسکا گھر لوٹ لیا جاے
ملک کو آئین اگر تم کبھی ہماری کمک [illegible] نہ کیا اور کہلا بھیجا کہ غلام کل صبح کو حاضر ہوگا
اہل اسلام سے دشمنی پیدا کی ہین اور اپنی طرف کہ اپنے بڑے سفر کی بے عزتی کی جاے
پیرانے قضیہ مین [illegible] کر اپنے سر بلا خرید کرین
تمھارے ایسی ہی جادو کی دوستی اور ملاقات ہوئی تو کیہ

کوئی تدارک نہ کیا وہ سب کو مع ناموس و کل عزیزون و مال و اسباب کے مکان کو ترک کرکے نکل
گئے خبر بھی نہ ہوئی جب صبح ہوئی بادشاہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا تاراجی مکان کا حکم دیا بس
اب سمندر شاہ نے معزز لوگون کی بے عزتی پر کمر کسی ہی ہر ایک ناراض ہو رہا ہی اسلئے کہ ہر ایک کو
کہ جو کچھ سمندر نے بلکہ ایوان نہ طاقی و الطاف کے ساتھ ہیچ ادائیان ویسے مرد تمہارا اور
آبرو لینے کی فکر کی تھی سب پیام بر جا دو وے روبرو اشفاق کے بیان کی اور نامہ نکال کر اشفاق
کو دیا اشفاق نے نامہ ہاتھ مین لیا اسکے اوپر بوسہ دیا خود پڑھا بعدہ دہر سے اہل دربار کے
روبرو پڑھوایا جب سب مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تب جب سے زبانی نامہ بر کے سمندر شاہ
کی حرکتین سنتی ہین اور یہ معلوم ہوا ہی کہ اسنے ظلم و تعدی پر کمر کسی ہی جو کہ ذی عزت ہین انکی ہین کی
آبرو کا خواستگار رہتا ہی انکو ذلیل کرتا ہی بہت افسوس ہوا اول تو جب سے آرفاق شاہ پر وہ
ستم ہوا ہی اسی زمانہ سے یہ برخاستہ خاطر تھا یہ حال سنکے اور صدمہ ہوا جو کچھ خیال تھا وہ بھی
جاتا رہا اور سمجھ لیا کہ اب دربار سمندر شاہ مین جانا بالکل بیکار ہی وہان اب کوئی عزت نہ
ہوگی سوائے ذلت کے وہ دربار اس لائق نہین رہا کہ کوئی آبرو دار جائے بادشاہ کی بربادی کا
کا زمانہ آگیا مگر بمصلحت وقت اسی نامہ کے جواب مین عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اس
خاکسار سراپا انکسار کو نامہ حضور فیض گنجور ملا تھا درجہ شرف حاصل ہوا یہ سب آپکی
عزت افزائی اور غلام نوازی ہی کہ سرکار فیض آثار اس خاکسار کو بارہا الفاظ یاد فرماتے ہین
مین کہان تک حضور کے ان غلام نوازیون کا شکریہ ادا کرون مجکو خود حضور کی قدمبوسی کا عرصہ سے
اشتیاق تھا مگر یہ غلام ناچار تھا کیونکہ جب سے حضور سے رخصت ہوکر اپنے ملک کی طرف آیا
ہون ایکسا زمانہ تک تو اپنے ملک پر بادشاہون سے مقابلے رہے جب ان سے مہلت ملی تو اقبال
خداوند تو اور مہمات کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ جب سے اسوقت تک اتنی مہلت نہ ملی کہ حاضر
خدمت ہوکر شرف ملازمت حاصل کرتا اور سب حالات سے اپنے ولی نعمت کو آگاہ کرتا نامہ
بر سے دریافت فرمایئے گا کہ مین اسکو اپنے ملک پر نہین ملا بلکہ ملک احزاقیہ پر مقابلہ احزاق شاہ
ٹھہرا ہوا تھا کیونکہ اسنے سرکشی پر کمر کسی ہی اور کئی سال سے خراج نہین دیا ہی پس اسکی تنبیہ لازم
تھی مین اسکے ملک پر لشکر لے کر گیا تنبیہ کیا اسنے بھی میرے آنے کی خبر پاکر بقصد مقابلہ
لشکر روانہ کیا اور خود بھی بیرون شہر آکر میرے مقابلہ مین اترا چنانچہ اشتہار جنگ دیا جا چکا ہی صبح لڑائی
مقابلہ ہونے والا ہی مین اسی بندوبست مین مصروف تھا اور ہون کہ حضور کا حکم نامہ پہنچا اور
پڑھکر اسکے حکم قضا شیم سے آگاہ ہوا پس مین اس مقابلہ کو ترک کرکے اور لشکر یہان [illegible]
اور غلہ کا بندوبست کرتا ہوا حاضر ہوتا ہون سرکار دولتمدار لشکر لیکر ہمراہ [illegible] ذی عزت لوگون
تشریف لے جائین قبل ورود حضور فیض وجود یہ خاکسار وہان پہونچ جائیگا [illegible]
کی طرف سے اطمینان رکھین بلکہ اور جو ملک راہ مین اس خاکسار کو ملے بادشاہ [illegible]
بھی حاکمون کو اس حال سے آگاہ کرکے اپنے ہمراہ لیتا آئیگا اور بہت تعریف [illegible]
عرض نمود الٰہی آفتاب دولت تابان و درخشان باد یہ مضمون صاحبقران اور بادشاہ
ساحر کو دی اور انعام دیا اور زبانی بھی اسکے کہا کہ بہ تعجیل تشریف [illegible]
کوچ کرونگا سب بندوبست راہ مین کرتا ہوا بہمراہ الٰہی [illegible]

دیکھا ہے اور میری زبانی سنا ہے بادشاہ سے عرض کر دینا مین اسوقت نامہ تحریر کر کے احراق شاہ
کو اس حال سے آگاہ کرتا ہون اور مہلت طلب کرتا ہون یہ تحریر کرونگا کہ مجکو بادشاہ نے مع
لشکر کے یاد کیا ہے اور بہت تاکید ہے لہذا مین وہان جاتا ہون جب وہان سے مہلت ملے گی
تو تم سے آکر مقابلہ کرونگا وہ یقین ہے کہ منظور کرلے گا مین یہان سے کل اسی طرف روانہ ہونگا
یہ کہکر وزیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام احراق شاہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہمارے تمھارے
پرسون مقابلہ کا دن تھا اور تم بھی سامان جنگ مین مصروف تھے اور ہم بھی ہم کو تمھاری
جنگ کا اشتیاق تھا مگر بندہ ہر حال مین ناچار ہے وہ زمانہ جو کہ درمیان مین تھا ہزارون آرزو
وامید سے گذرا ایک دن باقی رہا تھا مگر قسمت نے لکھی کی ابھی ابھی ایک فرمان واجب التعظیم
ہماری سرکار فیض آثار یعنی سمندر شاہ کا جسکی طرف سے مین تم سے مقابلہ پر موجود ہون
صادر ہوا اور اسکا مضمون یہ ہے کہ سرکار نے اس حقیر کو مع لشکر طلب فرمایا ہے اور بہت تاکید
ہے لہذا مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین کل صبح کو یہان سے طرف بادشاہ کے مع لشکر کوچ کر جاؤنگا
بس تم بھی شہر کو واپس جاؤ جب مین وہان سے مہلت پاؤنگا تو پھر آکر تم سے مقابلہ
کرونگا مین اب یہان قیام کر نہین سکتا ہون اگر قیام کرونگا تو معتوب سرکار ہونگا لہذا اطلاع
تمکو تحریر کیا یہ نہ خیال کرنا کہ بسبب خوف کے یہ فقرہ کر کے چلے گئے اگر یقین نہ ہو تو کسی
کو بھیجکر دیکھوا لو کہ نامہ بر موجود ہے مین کسی سے خوف نہین کرتا ہون زیادہ کیا تحریر کرون یہ
لکھوا کر اور اپنے لشکر کے ایک ساحر کے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا اور پیامبر سے کہا کہ تم ٹھہر
رہو دیکھو کہ وہان سے کیا جواب آتا ہے بس اگر وہ قبول کرلے تو خیر مین کل یہان سے کوچ
کرون اگر نہ منظور کرے تو جو وہ جواب دے مین تم سے کہدون اور اپنی مجبوری ظاہر کرون تاکہ
عتاب شاہی سے محفوظ رہون پیامبر نے کہا کہ اچھا وہ تو وہان ٹھہرا اور وہ ساحر کہ
جسکے ہاتھ اشفاق نے احراق کے پاس نامہ روانہ کیا تھا نامہ لے کر طرف لشکر احراق کے
چلا وہان احراق شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہین یہی ذکر ہورہا ہے کہ پرسون
مقابلہ ہوگا دیکھئے کیا ہوتا ہے بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہے لشکر بھی اسکے ہمراہ کثیر ہے کہ وہ
ساحر در بارگاہ پر پہونچا اسنے آنے کی خبر کرائی درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ اشفاق شاہ
کے پاس سے ایک ساحر نامہ لے کر آیا ہے احراق شاہ نے کہا کہ اسکو بھیجدو بس درگہ
سالار نے کہا باہر آکر کہ دربار مین جاؤ طلب کیا ہے بس وہ ساحر نامہ لے کر اندر گیا یہان
کہ آپ شاہ سردارون سے کہ رہا تھا کہ نہ معلوم اشفاق شاہ نے کس امر کی بابت نامہ
سرکار پر نامہ بر نے آکر مجرا کیا اور نامہ دیا احراق شاہ نے نامہ وزیر کو دیا اسنے پڑھا جب
کا حیلہ کیا تھا چنانچہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا فوراً جواب تحریر کرایا کہ جو جواب آپ نے تحریر کیا
کی راہ سے الطاف جانتا ہے مین آپ کو کاذب نہین جانتا ہون جو دریافت حال کے لیے
کا عذر کیا بادشاہ کو فقرہ معلوم ہوا آپ کی تبھی خوشی ہے تو میری بھی یہی خوشی ہے آپ شوق سے
حکم دیا تھا کہ اگر کل صبح کو الطاف آکر مقابلہ فرمائیے گا مین بھی کل شہر کو چلا جاؤنگا جب
وہ اسیر کیا جائے خبر آپ لشکر کو تشریف لائیے مین ہر وقت موجود ہون راوی
دوسرے یہان بھی کسی کو یہ امر گوارا نہ تھا سبب منظور کرلیا کہ وہ تو مقابلہ نہین کرسکتا تھا

اُسنے اس امر کو غنیمت جانا اور اپنی جان بچائی اُسکو یقین تھا کہ ادھر مقابلہ ہوا اُدھر میرے لشکر نے
شکست کھائی نہ مین سحر مین مقابل ہون نہ لشکر مین صرف زبان کی پابندی کے سبب سے
مقابلہ کو موجود ہوا تھا یہ جو اُسکو نامہ پہونچا اور آگاہ ہوا دل مین بہت خوش ہوا کہ جان بچی
اب جب یہ آئینگے اُسوقت دیکھا جائیگا اسوقت تو اس بلا کو ٹالو اپنی جان بچاؤ
سوچ کے اُسنے یہ تحریر کرایا تھا جب یہ جواب تحریر ہو چکا اُس نامہ بر کو دیا وہ جواب لیکر پھر
آیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہان اہل دربار سے احتراق شاہ نے کہا کہ خوب ہوا
[illegible] نے حریف سے جان بچائی مین کسی طور سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا اور نہ کر سکتا ہون
مگر صرف اس خیال سے کہ پانچ سال کا خراج دینا پڑیگا زر کثیر خزانہ سے نکل جاویگا
مقابلہ پر آمادہ ہوا تھا اگر ظفر ہوئی تو روپیہ مار لیا تھا اور یہی حکومت بھی عوض مین ہوتی
شکست ہوتی روپیہ دے کر اس بلا کو دفع کرتا لیکن اب تو اسی طور سے کچھ دنون کو دفع ہو گئی
یہ جو احتراق شاہ نے کہا سب نے کہا کہ خوب ہوا لیکن یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی
اُس ساحر نے جواب نامہ لیجا کر اشفاق شاہ کو دیا اشفاق شاہ جب جواب سے
آگاہ ہوا تو اُس ساحر یعنی پیام بر سے کہا کہ اے پیام بر جاؤ اب تم جاؤ مین بھی کل یہان
سے کوچ کرونگا لیکن وہ ساحر اسی وقت رخصت ہو کر طرف شہر سمندریہ کے روانہ ہوا یہان
اشفاق شاہ نے لشکر کو سفر کے بندوبست کا حکم دیا جب وہ دن گذرا اور سامان
بندوبست ہو گیا لیکن شب کو اشفاق نے سب سرداروں اور اہل لشکر کو جمع کیا اور
کہا کہ اے بھائیون آگاہ ہو کہ مین نے تم کو اس لیے جمع کیا ہے کہ تم سب نے
سمندر شاہ نے میرے بھائی آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ جو ایک ادنی
اپنے عزیز اور ملازم سے ساتھ نہین کرتا ہے اور جو خیر خواہیان میرے بھائی نے بادشاہ کے
ساتھ کین وہ سب پر ظاہر ہین اُنھین کے سبب سے یہ حکومت قائم ہوئی ورنہ
مین یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ اپنی بڑی حکومت حاصل کرتے اور ان سب کشا ہون کو
مطیع اور خراج گذار بناتے یہ صرف میرے بھائی کی تدبیر تھی اُسکا عوض بادشاہ نے
یہ اُنکے ہمراہ کیا کہ جو اظہر من الشمس ہے لیکن اُس دن سے مین نے وہان کا جانا ترک کیا
اسی سبب سے مین نہین گیا اور نہ جاتا اور نہ جاؤنگا تم نے یہ بھی سُنا ہوگا کہ جو سلوک
زمانہ مین بادشاہ نے اور لوگون کے ساتھ کیا ہے کہ جو جو ذی عزت و صاحب آبرو
آبرو کے درپے ہین اور ذلیل کرتے ہین چند بدمعاشون نے بادشاہ کو ایسا
ہے کہ وہ اُنکے کہنے سے نہین نکلتے ہین لیکن وہ جو کہتے ہین بادشاہ مان لیتا ہے وہ ذی عزت
کے دشمن ہو رہے ہین جو جو خیر خواہ اور خیر اندیش ہین اور نمک حلال ہین
چاہتے ہین لیکن ایسی حالت مین وہان جانا بیکار ہے اور جبکہ بادشاہ قدردانی
کرے اور اُسکو خیال اپنے خیر خواہون کا نہ ہو تو کیا ضرور ہے یہ کہکر اور بہت تعریف
سلاطین کی اور کہا کہ وہ لوگ بہت قدردان ہین خصوصاً صاحبقران اور بادشاہ
بہادرون کی عزت کرتے ہین اور خیر خواہون کی تنہا [illegible] درجہ تعریف کرے
کہ بھائی صاحب کی کس قدر عزت کی کہ ملکہ غزالان کو کیسہ [illegible]

کی جو عزت و آبرو وہان ہو وہ کبھی سمندر شاہ کے یہان نہ تھی اور نہ ہوتی ہین مین اب صاف صاف
کہتا ہون کہ مین نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور اہل اسلام کی دوستی اور اطاعت پر کمر
کسی ہی مین سمندر شاہ کے پاس جا کر اپنی آبرو بھی نہ کھوونگا یہ امر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ اُس
حکومت کا برقرار رہنا کسی صورت سے ممکن نہین ہے ضرور سمندر شاہ قتل ہوگا بس جو جو اُسکے
ہمراہ ہونگے وہ مارے جاوینگے اور اُنکا گھر بار تاراج ہوگا اور اس اقلیم مین بھی اہل اسلام
کا ڈنکا بجیگا دین اسلام رواج پاویگا بس جو اُنکی اطاعت کریگا وہ اچھا رہیگا اگر ان کی
ہمراہی مین مارا جاویگا مرتبہ عالی پاویگا بس مین تم سب سے کہتا ہون کہ جس کو میرا ساتھ منظور
ہو وہ میرے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف چلے اور جس کو نہ منظور ہو وہ سمندر کو چلا جائے مین ا
سمندر شاہ کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ کل صبح کو لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے ملک کو جاؤنگا
وہان بھی سب کو اس امر سے آگاہ کرونگا بس جو میرا ساتھ دیگا وہ میرے شہر مین رہنے پائیگا
ورنہ جو ساتھ نہ دیگا اسکو شہر بدر ہونے کا حکم دونگا اپنے ملک و لشکر سے نکال دونگا کوئی
اہل شہر و اہل لشکر پر منحصر نہین ہے اگر میرا عزیز بھی ہوگا اسکے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرونگا یہ جو
تقریر اشفاق شاہ نے سب کے روبرو بیان کی اور یہ ظاہر کیا کہ مین نے سمندر شاہ کی
اطاعت ترک کی چونکہ اشفاق شاہ کے سردار و اہل لشکر سمندر شاہ کی حالت سن
سن کے برخاستہ خاطر ہو رہے تھے اور اہل اسلام کی قدردانی سن سن کے خوش ہوتے تھے
مگر اشفاق شاہ ان سب سے بہت اچھی طرح سے پیش آتا تھا اسی سبب سے ناچار تھے اگر اور
کوئی ان کا افسر ہوتا ضرور تھا کہ سب لشکر سے نکل جاتے مگر اشفاق کی رفاقت کو
ترک کرنا خلاف جانتے تھے اس سبب سے ساتھ دے رہے تھے جب یہ تقریر شاہ کی سنی سب نے
خوش ہو کر اور یک زبان ہو کر جواب دیا کہ الناس علی دین ملوکہم بس اے بادشاہ آگاہ
ہو جیے کہ ہم سب آپ کے ہمراہ ہین ہم کو سمندر شاہ سے کیا مطلب ہے ہم نے آپ کا
نمک کھایا ہے بس جہان آپ وہان ہم جو طریقہ آپ کا وہ ہمارا جسکی آپ نے اطاعت کی ہم نے
اسکی اطاعت کی ہم کو سمندر سے کیا غرض ہے ہم سمندر کو کیا جانین آپ کے سبب سے ہم
اسکی عزت و آبرو کرتے تھے ورنہ ہم اسکو اپنا بادشاہ کب خیال کرتے تھے ہم تو آپ کو
اپنا افسر اور سرپرست جانتے تھے اور جانتے ہین اگر آپ نے اہل اسلام کی اطاعت
کی اور وہ طریقہ اختیار کیا اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور تصویر پرستی ترک
کی ہم نے تو آپ سے پہلے ترک کی یہ امر ضرور ہے کہ جہان آپ کا پسینہ گریگا وہان ہم اپنا
خون گرا دینگے ہم اپنی جانین حضور پر سے نثار کرینگے یہ جو سرداران و اہل لشکر نے کہا
اشفاق شاہ بہت خوش ہوا اور ان سب سے کہا کہ اے بیٹے اس راز کو افشا نہ فرمائیے
میرا یہ قصد ہے کہ مین یہان سے اپنے شہر کو جاؤن اور یہی تقریر اپنے کل عزیزون اور اہل
شہر اور اپنے وزیر و اہل لشکر سے کہون دیکھون وہ کیا جواب دیتے ہین اگر انھون نے
انکار کیا تو اُسی وقت پھر سب کو مین نکال دونگا ایسی حالت مین فساد ضرور ہوگا اُس
وقت تم لوگ میری کمک کرنا اور اگر ان [illegible] نے بھی شامل ہونے اور تمہارے
کہنے پر اور میرے خیال کے موافق اقرار کیا تو خیر ان سب نے کہا کہ بہت خوب

پس اشفاق شاہ نے سب سرداروں اور اہل لشکر کو انعام کا امیدوار کرکے اور بہت تعریفیں اُن کی
کر کے کہ آپ لوگوں کے سبب سے میری حکومت ہے اور میں اس سے زیادہ تر آپ لوگوں سے امید
رکھتا ہوں رخصت کیا اور یہ حکم دیا کہ صبح کو سب سامان درست ہو کہ میں یہاں سے کوچ کر جاؤں
پس اُسی وقت سے سب سامان ہونے لگا اسباب وغیرہ سب اثر رہا سے سحر پار کیا گیا دن
سے بندوبست تھا کیونکہ جب نامہ سمندر شاہ کا آیا تھا اُسی وقت اشفاق نے سامان
سفر کرنے کا حکم دیا تھا اور سامان سفر درست ہو گیا تھا جو کچھ باقی تھا وہ اسوقت بندوبست
ہو گیا اب صرف خیمہ وغیرہ باقی رہ گئے ہیں وہ صبح کو بار ہو جائینگے پس سب نے سامان درست
کر کے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا اشفاق شاہ نے اپنے خیمہ میں آرام کیا راوی نے بیان
کیا ہے کہ اشفاق شاہ و کل سرداران اشفاق شاہ کے و اہل لشکر نے خواب میں اُسی
شب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ باریش سفید فقیرانہ لباس زیب تن کیے ہوئے اور چہرہ بہت نورانی
اُنکے ہمراہ بہت سے مرد پیر بوضع مریدوں کے ہیں تشریف لائے اشفاق شاہ اور سب
سرداروں و اہل لشکر سے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ زمانہ ادبار سمندر شاہ آگیا اور طلسم نہ طاق بھی برباد
ہو گا دین تصویر پرستی کوئی مذہب نہیں ہے سوائے خدا پرستی کے اور سب دین باطل ہیں پس
جو مذہب اسلام کو اختیار کرے گا اُسکے لیے بہشت ہے اور جو کافر رہے گا وہ نار جہنم میں جلایا جائیگا
پس جو خدا پرستوں کی اطاعت کرے گا اُسکا بڑا مرتبہ ہو گا وہ قتل و غارت سے بچے گا اور جو
سمندر شاہ اور زرپوان تاجدار کا ساتھ دے گا وہ قتل بھی ہو گا اور غارت بھی اور اُسکا انجام
دوزخ ہے پس آگاہ ہو کہ یہاں سے لے کر نہ طاق تک اہل اسلام کا قبضہ ہو گا اور دین اسلام کا
ڈنکا بجے گا پس تم سب کو اور کل باشندگان سمندریہ و نہ طاق کو اگر اپنی زندگی و آبرو درکار
ہے تو دین اسلام اختیار کریں اور سمندر کی رفاقت ترک کریں کیونکہ وہ کافر ہے ورنہ اختیار رہے
یہ مقام ضرور تباہ و برباد ہو گا جو اہل اسلام کے ساتھ مارا جائے گا وہ شہید کہلائے گا رتبہ عالی
پائے گا اور بہت سے کلمہ نصیحت کے کہے انجام یہ ہوا کہ اُسی عالم خواب میں اُن درویش وضع
مرد پیر نے مع اشفاق شاہ کے کل اہل لشکر کو مسلمان کیا اور طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور
ایک کاغذ اشفاق شاہ کو دیا کہ اس طور کی عمارت اپنے شہر میں اُن اُن مقاموں پر بناؤ کہ
جہاں جہاں بتکدے ہیں اور اُنکو منہدم کراؤ اس عمارت کا نام مسجد ہے اور اس امر کا اقرار لیا کہ
صاحبقران کی کمک کو لشکر لیکر جاؤ یہ سب امر تعلیم کر کے نظروں سے پوشیدہ ہو گئے یہاں
تو یہ خواب اشفاق شاہ وغیرہ نے دیکھا اُدھر اُسی شب کو شہر اشفاقیہ میں کل اہل شہر اور
اُس لشکر نے جو کہ وہاں برائے حفاظت تھا اور عزیزان اشفاق شاہ و وزیر اشفاق شاہ
و اہل محل نے بھی دیکھا بلکہ اُن لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بڑا سا میدان ہے وہاں لاکھوں
بلکہ کروڑوں آدمی ہیں لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اُنکے جسموں میں سانپ و عقرب لپٹے ہوئے
ہیں طوق آتشیں و زنجیر ہائے آگ میں گرفتار ہیں اور ہزاروں مہیب صورت لوگ
گرز آتشیں سے اُنکو اذیت دے رہے ہیں اور ایک طرف کو کھینچے لیے جاتے ہیں وہ لوگ
فریاد کر رہے ہیں مگر اُنکی کوئی فریاد رسی نہیں کرتا ہے یہ لوگ دیکھ کر ڈر گئے اور خوف زدہ
ہوئے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کافر ہیں اور یہ سب ادیان باطلہ کے پرستار

تھے کوئی زمرد پرست ہی کوئی لات پرست کوئی تصویر پرست پس اُنکو سزا دی گئی ہی کہ اُنھون نے
حالت کفر مین قضا کی اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ہین پس اُس کفر و کافری اور
اپنے خدا کے نہ پہچاننے اور اپنے پیدا کرنے والے کی نہ بندگی کرنے کے اور اُسکے ماننے والون
سے مقابلہ کرنے اور اُنکے کہنے پر نہ عمل کرنے کی یہ سزا ہی کہ اس عذاب سے داخل دوزخ کیے
جاتے ہین تا کہ اپنے کردار کی سزا پائین اور آتش جہنم سے جلین اور جنھون نے دین اسلام
اختیار کیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اور کفار کے
ہاتھ سے قتل ہوئے وہ وہ لوگ ہین جو کہ سامنے سبز لباس پہنے ہوئے ہمراہ حورون کے
طرف بہشت کے جاتے ہین خوشی خوشی پس جو خدا پرست ہوگا اور اہل اسلام
کی اطاعت کرے گا اُسکا یہ مرتبہ ہی اور جو کافر رہے گا اور اہل اسلام سے مقابلہ کریگا
اُسکو یہ سزا ملیگی پس یہ سنکے سب یہ واقعہ دیکھکر خوف زدہ ہوگئے اور ڈر گئے اور باہم کہنے
لگے کہ ہم سے تو آگ مین نہ چلا جائے گا اور اُن مرد درویش سے کہا کہ ہم تو اس عذاب
کی برداشت نہ کر سکین گے اُنھون نے جواب دیا تھا کہ پھر اطاعت اہل اسلام کرو اور
دین اسلام قبول کرو یہ جو اُنھون نے سُنا تھا اُس عالم خواب مین یہ سب بھی مطیع اسلام
ہوگئے تھے راوی نے بیان کیا ہی کہ اہل شہر و عزیزان اشفاق شاہ و وزیر اشفاق شاہ
پس جبکہ صبح کو ان سب کی اپنے اپنے مقام پر آنکھ کھلی اور رات کے خواب کا خیال
آیا کانپ گئے اور اسی وقت یہ قصد کر لیا کہ جب موقع ملے یہان سے نکل چلو اور
اہل اسلام کی اطاعت کرو راوی کہتا ہی کہ کل اہل شہر و اہل لشکر و عزیزان اشفاق شاہ
مع اہل محل اور وزیر و سردارون کے ہر ایک یہی ارادہ رکھتا تھا مگر ایک نے دوسرے کو اس
حال سے آگاہ نہ کیا تھا کہ شاید اُسنے نہ دیکھا ہو اور اُسکا یہ قصد ہو تو خرابی ہو ہمارے
حال سے وہ آگاہ ہو پس جب موقع پائین گے چلے جائین گے وزیر جادو نے جو کہ
حاکم شہر ہی طرف سے اشفاق شاہ کے یہ قصد کیا تھا کہ سب کو جمع کرکے یہ حال
بیان کرون مگر اس خیال سے کہ عزیزان بادشاہ و دیگر سردار موجود ہین کہین ایسا نہ ہو
کہ اس حال سے آگاہ ہوکر مجھکو قتل کرین تو یہ آرزو میرے دل مین رہ جائے کہ مین
اہل اسلام کی ہمراہی مین جنگ کرون کفار سے پس راوی نے کہا ہی کہ اسی سبب
سے وزیر جادو خاموش ہو رہا مگر ہر وقت اس امر کا خیال ہی کہ یہان سے نکل چلے
راوی کہتا ہی کہ وزیر سے لیکر اور کل عزیز و اہل محل و اہل شہر تک سب اسی خیال
مین مصروف ہین اور ہر ایک وقت کا منتظر ہی وہان جب صبح کو اشفاق شاہ بیدار ہوا
اور سب امور ضروریہ سے فراغت کر چکا برآمد ہوا خیمہ سے یہان سب اہل لشکر آمادہ
سفر تھے سب بادشاہ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے کہ اشفاق شاہ نے برآمد ہوکر
سواری طلب کی تخت حاضر کیا گیا پس اشفاق شاہ سوار ہوا اور خیمہ وغیرہ
سب اژدرون پر بار کیے گئے اشفاق شاہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا نہ بادشاہ نے
اپنے خواب کا حال بیان کیا نہ اہل لشکر نے پس اسی وقت اشفاق جادو کل لشکر
کو لیکر طرف اشفاقیہ کے روانہ ہوا جب اشفاق لشکر کو لیکر چلا گیا اشفاق جادو

اپنے لشکر کو لے کر داخل شہر ہوا اور خوشی خوشی باطمینان حکومت کرنے لگا اور اِدھر اشفاق شاہ راہ طے
کرکے داخل حد شہر ہوا اور زیر جادو کو خبر ہوئی وہ مع کل اہل شہر اور اہل لشکر کے استقبال کرکے شہر
میں لے گیا لشکر اپنے مقام پر اترا اُسدن تو اشفاق شاہ نے دربار نہ کیا کہ تھکا ہوا راہ کا تھا
دوسرے دن دربار کیا اور جب سب حاضر دربار ہوئے پس اشفاق شاہ نے وزیر کو حکم دیا
کہ آج شہر میں منادی کی جائے کہ کل سب اہل شہر اور کل ہمارا لشکر و کل عزیز اور کل ملازم و
سردار حاضر ہوں ہم کل کچھ حکم سنائیں گے اگر کوئی نہ آئے گا وہ سزا پائے گا یہ حکم میرا عام ہے عورتیں
و مرد سب حاضر ہوں ساحر و غیر ساحر باشندے و مسافر تک پس وزیر نے بموجب حکم بادشاہ منادی
کرادی چارچی نے ہر گلی کوچہ میں پھر کر سب کو اس امر سے آگاہ کیا ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ
نہ معلوم کیوں بادشاہ نے طلب فرمایا ہے دیکھیے کیا حکم سناتے ہیں یہاں اشفاق شاہ نے
چوبداروں کے ذریعے سے کل اپنے عزیزوں کو طلب کیا اور کل اہل دربار کو جمع کیا اور ایک
محفل تخلیہ آراستہ کی اس میں سمندر شاہ کی مذمت اور اسکے ظلم و ستم کی حالت اور اہل اسلام
کی قدردانی اور لیاقت کی تعریف کی اور اپنا خواب دیکھنا اور دین اسلام کی تعریف بیان
کی اور خواب کی حالت یہ جو سب عزیزوں اور سرداروں نے اور وزیر نے سنا جواب دیا کہ
آپ نے بہت بجا ارشاد کیا ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے پس ہر ایک نے اپنے
خواب کی حالت بیان کی اور عرض کیا کہ ہم لوگ اس فکر میں تھے کہ اگر موقع ملے تو یہاں
سے نکل جائیں مگر اب معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہی قصد ہے پس ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں
ہم سب کئی دن ہوئے کہ اس تصویر پرستی کو ترک کرچکے ہیں اور اہل اسلام کی اطاعت
اور دین اسلام کے مطیع ہوچکے ہیں یہ جو سب نے کہا اشفاق شاہ بہت خوش ہوا
اور کہا کہ میں نے اسی سبب سے کل اہل شہر کو جمع ہونے کا حکم دیا ہے یہی حال اُن سے
بیان کرونگا اور صاف صاف طور سے کہدونگا کہ جو سمندر شاہ کی رفاقت نہ ترک کرے
خواہ میرا عزیز ہو خواہ ملازم خواہ اہل شہر سے میرے شہر سے نکل جائے ورنہ میرے ہاتھ
سے ذلیل ہوگا یہ حکم دے کر پس جو میری اطاعت کرے گا وہ میرا دوست ہے اور میں اسکا
دوست ہوں جو اسکے خلاف کرے گا میں اسکا دشمن ہوں اور آگاہ ہو کہ یہ نقشہ جو میرے
پاس موجود ہے اُسی عالم خواب میں اُن مرد بزرگ نے مجھکو دیا تھا اور کہا تھا کہ مسجد کا نقشہ
ہے پس اسی طور کی مسجدیں اُن مقاموں پر کہ جہاں بتکدے تمہارے شہر میں ہوں بنوا دینا
پس میں کل ہی اُن سب آتش کدوں اور بتکدوں کے منہدم ہونے کا حکم دونگا اور مسجدوں
کے تعمیر ہونے کا یہ جو بادشاہ نے کہا سب خوش ہوئے اور ہر ایک نے اپنے دل
میں کہا کہ بدون کسی قسم کی زحمت کے ہم سب کی مراد بر آئی کہ بادشاہ نے خود ہم سے
دین اسلام اور اطاعت اہل اسلام کے اختیار کرنے کی خواہش کی پس ہر ایک کی یہی
مراد تھی سب نے بخوشی اشفاق شاہ کے کہنے کو قبول کیا اور خوشی خوشی اپنے
اپنے مقام پر آئے اور بادشاہ بھی خوش ہوا اور سب کی بہت تعریف کی اور داخل
محل ہوا جب وہ دن اور شب گذری صبح کو سب اہل شہر و اہل لشکر و عزیز و اقارب
آکر میدان وسیع میں جمع ہوئے کوئی ایسا نہ تھا کہ نہ آیا ہو لاکھوں آدمیوں کا مجمع تھا پس

جب اشفاق شاہ کو معلوم ہوا کہ سب آکر جمع ہوئے ہیں پس بادشاہ اُس مجمع میں آیا سب نے
بادشاہ کو مجرا و سلام کیا پس بادشاہ نے بلندی پر جا کر پہلے اُن سب کی تعریف کی اور کہا کہ آپ
لوگ یہ فرمائیں کہ میں نے آپ کے ساتھ کیا کیا برائیاں کیں اور کس طور سے میں آپ کے ساتھ
پیش آیا آیا میں نے عدل و انصاف سے حکومت کی یا لوگوں پر اور رعایا پر ظلم و ستم کیا پس
جو کچھ میں نے کیا ہو بیان فرمائیے اور یہ فرمائیے کہ آپ لوگ مجھ سے خوش ہیں یا ناخوش ہیں
صاف صاف بیان فرمائیے یہ جو اشفاق شاہ نے کہا پس سب نے پہلے اشفاق شاہ کی
بہت تعریف کی اور کہا کہ نہ آپ نے ہم پر کبھی ظلم کیا نہ ستم روا رکھا رعایا پروری اور انصاف گستری
کے ساتھ برتاؤ کیا اور حکومت کی اور ہم سب پر آپ نے اس طور سے شفقت و مہربانی
کی کہ جیسے پدر شفیق اپنی اولاد پر کرتا ہے پس ہم کیونکر یہ بیان کریں کہ آپ نے ہم پر ظلم و ستم کیا
اور ہم آپ سے ناخوش ہیں آپ آگاہ ہوں کہ ہم لوگ کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ اور کیا طفل اور کیا
جوان اور کیا پیر اور کیا عورت سب خوش ہیں اور ہم سب کی یہ دعا ہے کہ جب تک یہ دنیا
قائم ہے اُسوقت تک آپ ہم سب غلاموں کے سر پر قائم اور سلامت رہیے اور اسی طور
سے ہم سب پر مہربانی فرماتے رہیے بلکہ ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ جہاں پر خدا نخواستہ آپ کا
پسینہ گرے وہاں ہم سب اپنے خون کو نثار کریں بلکہ آپ کے قدم پر اپنی جانیں نثار کریں یہ
جواب سب نے ایک زبان ہو کر کہا بادشاہ نے کہا کہ مجھکو آپ لوگوں کی ذات سے یہی امید تھی بلکہ اس
سے زیادہ پس یہ کہکر بادشاہ نے سمندر شاہ کے ظلم و بدعت کی حالت اور اسکے مشیروں کی
کیفیت اور دزدی غرتوں کے بے عزت کرنے کی حالت اور جو جو ظلم اُسنے خیر خواہوں اور وفاداروں
پر کیے تھے سب بیان کیے اور وہ حالت و کیفیت جو کہ سمندر شاہ نے سہراب جادو اسکے
سپہ سالار و ملکہ غزالان کے ساتھ کی اور وہ حالت جو کہ آفاق شاہ کے ساتھ اور ملکہ
الوان طائی کے ساتھ کی اور اُنکی خیر خواہی سب بیان کی اور صاف طور سے کہدیا کہ میں
نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی کیونکہ وہ ظالم ہے اور ناقدر ہے اسکے بعد اپنے خواب کی
حالت اور تصویر کے جلنے کی کیفیت خواب میں اور تعریف دین اسلام و مذمت دین تصویر
پرستی اور تصویر اہل اسلام دیکھنا اُنکی اطاعت پر کمر باندھنا اور دین اسلام کی اطاعت کرنا
اور سمندر شاہ کے نامہ آنے کی کیفیت اور اپنا جواب تحریر کرنا اور سب کو اس حالت
سے آگاہ کیا کہ میں یہاں اس قصد سے آیا ہوں کہ آپ سب کو بھی مسلمان کر لوں اور پھر
اہل اسلام کی کمک کو جاؤں پس جو مجھکو دوست رکھتا ہو اور میرا دوست ہو وہ میرے کہنے پر
عمل کرے اور اہل اسلام کی اطاعت کرے اور دین اسلام کو قبول کرے ورنہ میرے شہر سے
نکل جائے اس امر کے نہ قبول کرنے پر میرے شہر میں نہ آئے ورنہ میرے ہاتھ سے اذیت
پاویگا میں نے اسی سبب سے سب کو جمع کر کے آگاہ کر دیا پس ہر ایک کو اپنے فعل
کا اختیار ہے میں کسی پر جبر نہیں کرتا ہوں یہ جو بادشاہ نے کہا سب نے خوش ہو کر جواب
دیا کہ ہم سب نے آپ کے کہنے پر عمل کیا اسوقت سے سمندر شاہ کی اطاعت
ترک کی اور مذہب تصویر پرستی کو ترک کیا دین اسلام اختیار کیا اور اطاعت اہل
اسلام کو قبول کیا کیونکہ ہم کو آپ ایسا بادشاہ عادل اور منصف نہ ملیگا بقول کہ الناس

علی دین ملوکہم پس جو آپ کا مذہب و طریقہ ہے وہ ہمارا بھی راوی نے کہا ہے کہ سب کا قبل سے یہی منشا تھا
اور سب اسی فکر مین تھے کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ ہمارا بادشاہ بھی اہل اسلام کی اطاعت کرے
اور سمندر شاہ مرتد کی اطاعت ترک کرے کیونکہ یہ لوگ تو اسُدن سے کہ جب سے خواب
دیکھا تھا مطیع اسلام ہو چلے تھے اور اسی فکر مین تھے کہ موقع ملے تو ہم یہان سے چلے جائین پس
جب بادشاہ نے یہ سب امر ظاہر کیے سب نے خوش ہو کر بادشاہ کے کہنے کو قبول کیا اور سب
خوش ہوئے پس اسی وقت اشفاق شاہ نے داروغہ عمارت کو طلب کر کے حکم دیا کہ سب
بتکدہ کہ جہان جہان تصویرین ہین خداوند باطل نہ طاق کی اُنکو منہدم کرا کے اُس اُس مقام پر
مسجدین بنوا دو اس حکم مین فرق نہ ہو اور پرسون کل لشکر طیار رہے ہم یہان سے طرف لشکر
اسلام کے براے کمک سفر کرینگے یہ حکم دے کر اشفاق شاہ نے مجمع کے برہم ہونے کا
حکم دیا اور خود یہان سے خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور ہر ایک ادنی و اعلی خوش خوش
اپنے گھر آیا اور ہر ایک کی مراد بر آئی اور یہ ہر ایک نے اسی قصد کو فسخ کیا کہ یہان سے چلے
جائین پس جس طور سے رہتے تھے اُس شہر مین اُسی طور سے مقیم رہے اُدھر داروغہ نے
جا کر تمام بتکدہ کہ جہان جہان تصویرین ہین سب منہدم کرا لیے اور بنا مسجدون کی کہ جنکے
نقشے کے ڈالی اُدھر لشکر مین بند و بست سفر ہونے لگا راوی نے بیان کیا ہے کہ اس کے
باشندون مین سے اور لشکر اشفاق شاہ کے دو ہزار آدمیون نے دین اسلام نہ اختیار
کیا نہ سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی بلکہ باہم یہ صلاح کی ایک مقام پر مجمع ہو کر کہ بادشاہ
مرتد ہو گیا کہ اُسنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور اپنے ہمراہ سب اہل شہر کو بھی مرتد کیا اور
نمک حرامی پر کمر کسی سمندر شاہ ایسا کوئی بادشاہ نہ ہوگا پس ہم تو یہ کبھی نہ کرینگے کہ اپنا
مذہب ترک کرین ہم نے یہان کا رہنا اور اشفاق کی ملازمت ترک کی اور ہم تو طرف
سمندر شاہ کے جاتے ہین اور اس حال سے آگاہ کرتے ہین یہ جو باہم صلاح کی سب نے
اس راے کو پسند کیا اور وہان سے اُسی دن شب کو کوچ کیا اور فرار ہو کر طرف سمندریہ
کے روانہ ہوئے راہ مین کہا کہ ہم سے نہ دیکھا جاتا نہ سُنا جاتا کہ شہر مین مذہب اسلام کے
طریقہ جاری ہون اللہ اکبر کی صدا بلند ہو ہمارے معبد کھودے جائین راوی نے کہا
ہے کہ ان سب کے قلب نہایت سیاہ تھے اُنکے دلون پر سے زنگ کفر نہ گیا تھا اُنکے
مقدر مین نار دوزخ مین جلنا لکھا تھا پس یہ دو ہزار آدمی تو طرف سمندریہ کے اُسی حالت
کفر مین روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب سب طور سے اشفاق شاہ
کو اطمینان ہو گیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر و عزیز و اقارب و سردار مسلمان ہو چکے
اور کسی قسم کا بادشاہ کو خوف نہ رہا اور دربار کر کے سب کو دیکھ لیا اور مسجدون کی بنا بھی پڑ
گئی پس تین لاکھ ساحرون کا لشکر لے کر اور غلہ کا بندوبست کر کے اور اپنے وزیر وزیر زادہ
کو اپنی طرف سے حاکم شہر کر کے عدل و انصاف و رعایا پروری کی تاکید کر کے طرف
لشکر اسلام کے کوچ کیا کہ اسکا ذکر آیندہ ہوگا اور یہان وزیر زادہ خوش خوش
حکومت کرتا ہے اور سب اہل شہر خوش ہین یہ ملک بھی اسلام آباد ہو گیا اب
اشفاق شاہ کا حال آیندہ تحریر ہوگا اب راوی ملکہ الیوان نہ طاق کی حالت تحریر

کرتا ہی کہ اُسنے اپنے ملک مین جاکر کیا کیا اور حیران جادو کی کیفیت یہ ہی کہ وہ جو لشکر لے کر
براے غارت شہر الوانیہ بہ حکم سمندر گیا تھا اُسکی حالت تحریر ہو گی انشاء اللہ تعالے
اُسکے بعد اور حالات قلم بند ہونگے

اب شمہ داستان ملکہ ایوان مہ طاقی کی اور کیفیت حیران جادو کی قلمبند ہوتی ہی ناظرین ملاحظہ فرمائین

بس راوی نازک خیال اس قصہ کو یون حوالہ قلم عجایب رقم کرتا ہی اور اشہب کلک کو یون
میدان مدعا مین جولان کرتا ہی کہ جب ملکہ ایوان مہ طاقی مطیع اسلام ہو کر اور صاحبقران و
بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اس قصد سے کہ مین اپنے عزیزون اور اہل شہر و اہل لشکر
کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر براے کمک آؤن کیونکہ اب بہت بڑا معرکہ پڑیگا سمندر شاہ سے
طرف الوانیہ کے روانہ ہوئی تھی اور اُس پہاڑ پر سے موتی لے کر جہان رکھدیا تھا الوانیہ کو
راہی ہوئی تھی قطع راہ کرکے داخل شہر ہوئی اُسکے داخل شہر ہونے کی کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ
یہ تنہا تھی اسلیے ہمراہ نہ لشکر تھا نہ سپاہ تھی کہ اسکے آنے کی خبر سب کو معلوم ہوتی نہ کسی کو اس
حال سے خبر تھی کہ ملکہ اس طور سے سمندر پیہ کو گئی ہی بلکہ سب کو یہ معلوم تھا کہ ملکہ نے ترک
حکومت کرکے گوشہ نشینی اختیار کی ہی اور اُنکی ہمشیرہ حکومت کرتی ہین بس یہ حال سب عزیزون
کو معلوم تھا کہ ملکہ سمندر پیہ کو گئی ہی بس ایوان وہان جو آئی تو اپنے حجرہ مین آکر اُتری جو جو
لوگ وہان موجود تھے وہ ملکہ کو دیکھ کر خوش ہوے ایوان نے اُنکو اپنے قریب بلا کر کہا
کہ جاؤ سوباق برق فراج کو لے آؤ اور میری بہن کو لے آؤ اور میرے دیگر عزیزون کو میرے
آنے سے آگاہ کرو اور کہو کہ آپ لوگون کو ملکہ نے طلب کیا ہی بس وہ ملازم بموجب حکم
گئے پہلے ملکہ کی بہن کو ملکہ کی تشریف آوری سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ نے یاد کیا ہی
اُسکے بعد ملکہ سوباق برق فراج ملکہ کی بھابی کو آگاہ کیا اور بعد اُسکے ہر ایک عزیز و اقارب
کو بس ملکہ کی بھابی اور بہن اپنے اپنے مقام سے یہ سنکے خوشی خوشی طرف ملکہ ایوان کے
روانہ ہوئی اور دیگر عزیز بھی اپنے اپنے مقام سے چلے سب سے پہلے سوباق برق فراج آکر پہونچی
اور پہنچکر اپنی خواہرون سے بس خالہ کو سلام کیا چونکہ ملکہ اس سے محبت بہت رکھتی تھی گلے سے
لگا یا پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اپنے برابر بٹھایا اور مزاج کی حالت دریافت کی اُسنے جواب دیا
کہ آپکے لیے دل بہت بیقرار تھا اب میرا قصد تھا کہ کل ضرور یہان سے طرف آپکے روانہ
ہوتی کہ آج آپ خود تشریف لائین ملکہ نے جواب دیا کہ مجکو خود اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو
کہ میری فکر مین آپ چلی آئے مین خود جلدی کرکے آئی کو مہلت نہ تھی مگر وقت آنے کا تھا صرف
تمہارے خیال سے آئی اور ایک امر ضروری بھی تھا اسکا بھی بندوبست کرنا ضرور تھا یہ کہکر
وہ موتی جو [illegible] سے نکال کر اسکو دیا اور کہا کہ لو اپنا موتی لو اُسنے کہا کہ اپنے پاس رہنے دیجیے
[illegible] جواب دیا کہ نہین تمہی رکھو میرے پاس بیکار ہی بس یہ سنکے اُسنے سلام کرکے
لے لیا [illegible] ہی تھین کہ سوباق کی ماں آکر پہونچی چونکہ اب حاکم ہی ایوان کی طرف
[illegible] بہن کو سلام کیا اور برابر آکر قدمون کو بوسہ دیا ملکہ ایوان نے گلے سے لگا یا اپنے

برابر بٹھایا فراج پری کی اُسنے جو کہ خسروون کا طریقہ ہے انھی طور سے جواب دیا وہان کی حالت دریافت کی ملکہ
نے کہا کہ بیان کرتی ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ اب اور عزیز آنے لگے سب سے ملکہ بہ خوشی اور
بکشادہ پیشانی ملی جب سب عزیز جمع ہو چکے پس ملکہ نے سب ملازمین محل کو جمع کیا اُسکے بعد ملکہ نے
سمندر کی سب حالت بیان کی اور کہا کہ سمندر نے مجکو یہان سے طلب کر کے یہ ظلم و ستم میرے
اوپر کیے پس میری زندگی نہ تھی کہ عیار لشکر اسلام عیاری کر کے مجکو لے گیا پس مین نے اہل اسلام کی
اطاعت کی اور مطیع اسلام ہوئی اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی پس مین اس سبب سے
صاحبقران سے اجازت لے کر آئی ہون کہ تم لوگون کو جمع کر کے اس حال سے آگاہ کرون اور تم کو
اور کل اہل شہر و اہل لشکر کو مسلمان کرون پس سمندر شاہ اب اس لائق نہین رہا کہ اُسکی اطاعت
کی جائے وہ اب قدر دانون کا دشمن ہو آفاق شاہ اپنے وزیر کے ساتھ اُسنے یہ سلوک کیا
اور دیگر لوگون کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور میرے ساتھ یہ انجام کیا پس تم لوگون کی کیا رائے ہے سب
نے کہا کہ اگر آپ نے مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر کی اطاعت ترک کی اطاعت اسلام
قبول کی پس ہم نے بھی کی اور ہم سب تو ہمیشہ سے سرکش تھے سمندر شاہ کیا ہے جب ہم نے
خداوند طاق کی اطاعت نہ کی اور آپ نے کبھی سمندر شاہ کو خراج نہ دیا نہ خداوند کو پس کیا
ضرور ہے کہ ہم اُسکا دباؤ اٹھائین پس جو کچھ آپ نے کیا خوب کیا ہم کو قبول و منظور ہے ہم سب آپکے
ہمراہ ہین اور آپ کے پسینہ پر اپنا خون گرائینگے سمندر شاہ کی کیا حقیقت ہے ہم خداوند طاق
سے مقابلہ کرینگے زیادہ ترسو باقی برق فراج اور ملکہ کی بہن نے کہا پس اُسی وقت الیوان نے
اُن سب کو مطیع اسلام کیا اور اُن سب کو اس امر پر آمادہ پایا کہ یہ سب میری اطاعت کو ترک نہ کرینگے
جب ملکہ الیوان کو ان سب کی طرف سے اطمینان ہوا اپنی بہن سے کہا کہ تم آج جب دربار کرنا
تو وزیر کو حکم دینا کہ وہ سب اہل شہر کو اس حال سے آگاہ کرے کہ کل کل اہل شہر جمع ہون کہ ملکہ
حکم سنا نہین گی اُسنے کہا کہ اچھا پس الیوان نے سب کو رخصت کیا سب رخصت ہو کر اپنے
اپنے مقام کو گئے مگر خوش یہ سب لوگ ملکہ کے مطیع تھے پس جو ملکہ نے کہا اُن سب نے قبول
کیا پس ان سب کو خداوند کریم نے توفیق نیک عطا فرمائی تھی کہ انھون نے بھی اطاعت اسلام
اور دین اسلام قبول کیا پس ملکہ کی بہن نے جب دربار کیا اور وزیر کو وہی حکم دیا وزیر نے
بذریعہ منادی کے ندا کرا دی پس دوسرے دن سب اہل شہر اور اہل لشکر جمع ہوئے الیوان
نے اُس مجمع مین آکر اور بلندی پر کھڑے ہو کر سب کو اپنی طرف مخاطب کر کے پہلے اُن سب کی
تعریف کی اور دریافت کیا کہ مین نے تم پر کسی طور کا ظلم و ستم تو نہین کیا پس مین تم سے دریافت
کرتی ہون کہ اگر کوئی میرا دشمن ہو اور میرے قتل پر آمادہ ہو تو تم میری شراکت کرو گے یا نہین
تم لوگ میرے دشمن کے شریک ہو گے یا میرے پس جو مین تم سے کہون اُس پر عمل کرو گے
یا میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے جلد بیان کرو یہ جو ملکہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ آپ نے
ہم پر کوئی ظلم و ستم نہین کیا بلکہ اس طور سے ہم پر مہربانی کی کہ جیسے مادر مہربان اپنے فرزند پر
کرتی ہے کبھی ہم پر آپ نے ظلم نہین کیا بلکہ ہم آپ کے عہد حکومت مین اس طور سے رہتے
اور رہے ہین کہ جیسے شکم مادر مین پس اگر خدا نخواستہ کوئی دشمن سرکار ہو تو ہم اُسکو اس طور سے
قتل کرین کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر رحم کھائین اور ہم کو اُسکے حال پر رحم نہ آئے

پس ہم آپ کے دشمن کے دشمن ہین اور دوست کے دوست ہم آپ کے قدمون پر جان نثار کرنے
کو موجود ہین ہم اُسکی کیون شراکت کرنے لگے ہم آپ کے شریک ہین اور ہم آپ کے فرمانے
کو بسر و چشم قبول کرینگے اگر آپ یہ فرمائین کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدمون پر
ڈالدو تو بھی ہم کو عذر نہو یہ جو سب نے کہا پس الیوان نے پہلے مذمت سمندر رشاہ کی کی
اور اُسکے ظلم و بدعت کی حالت جو کہ اُسنے آفاق شاہ اور دیگر لوگون پر اور اپنے اوپر جو کی
تھی بیان کی اور اُسکے بعد مذمت تصویر پرستی اور اہل اسلام کی تعریف اور صفت و ثنا دین
اسلام کی اور اپنے اسیری کی کیفیت اور بدعت سمندر جادو کی اور عیاری خواجہ نار الرشد
خضران بن عمر شامی کی بیان کی اور کہا کہ اے اہل مجمع جب مجکو عیار لشکر اسلام رہا کرکے لے گیا
اور مین نے بزرگی دین اسلام کی دیکھی اور میرے ساتھ صاحبقران و دیگر اہل اسلام بڑی
عزت سے پیش آئے اور اُنھون نے مجھسے ترک مذہب اور اپنی اطاعت کو کہا مین نے
اُس مذہب اور اُن لوگون کو اچھا پایا اور مذہب اسلام کو حق اور اہل اسلام کو قدردان دیکھا
پس اُنکی اطاعت کی اور دین اسلام اختیار کیا اور وہان سے رخصت ہوکر آئی کہ تم سبکو
مسلمان کردون اور لشکر لیکر برائے کمک جاؤن پس الیوان نے ایسی صفت و ثنا اور حمد و تعریف
دین اسلام کی بیان کی سب نے کہا کہ ہم نے آپ کی مہربانی سے دین اسلام کو قبول کیا اور
تصویر پرستی ترک کی اور اطاعت سمندر رشاہ اور ہم نے دین اسلام کو قبول کیا اور اہل اسلام
کی اطاعت کو پس ملکہ نے سب کو طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور سب کو رخصت کیا اور
وہان سے آکر اپنے محل مین دربار کیا سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے اُدھر اہل شہر اپنے
اپنے مقام پر واپس آئے گھر خوش سبب یہ تھا کہ الیوان نے کبھی کسی قسم کا ظلم رعایا پر نہ کیا
تھا سب خوش تھے پس جو ملکہ نے کہا وہ قبول کیا طریقہ یہ ہی کہ جو رعایا اپنے بادشاہ سے خوش
ہوتی ہی پس اُسکے کہنے پر عمل کرتی ہی پس جب سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے
بیان کیا ہی کہ الیوان نے انھین دنون مین اُسپری سے دین اسلام رائج ہوگیا الیوان نے مساجد کے بنے
کا حکم دیا مدرسے تعمیر ہونے کا حکم دیا جب سب طرف سے اطمینان ہوگیا ملکہ الیوان نے
اپنے سردارون کو حکم دیا کہ طیاری سفر کرو اور لشکر طیار ہو کہ مین برائے کمک لشکر اسلام کوچ کرونگی
یہ جو ملکہ سوماق پری کی فرزند نے اپنی خالہ سے سُنا کہا کہ خالہ اماں مین بھی آپکے ہمراہ چلونگی
اور سمندر رشاہ سے مقابلہ کرونگی الیوان نے جواب دیا کہ اے فرزند ابھی تمھارے چلنے کی
کوئی ضرورت نہین ہی کیونکہ تم ابھی کم سن ہو دوسرے تو نے ابھی کسی طور سے جنگ نہین دیکھی
ہی وہان ہزارون سر کٹتے خون ہوتے ہین اگر وہ پندرہ ہی ایسا نہ ہو کہ تجکو خوف معلوم ہوا اور تو ڈر جائے
سوماق نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا مین ضرور چلونگی صاحبقران اور بادشاہ کی زیارت کرونگی آپ
مجھے منع نہ کیجئے الیوان نے جواب دیا کہ جب اس مقابلہ سے فرصت ہونے کی تو مین انکو یہان
لاؤنگی وقت کرونگی اُس وقت تو زیارت کر لینا سوماق نے نہ مانا بہت اصرار کیا جب بہت
اصرار کیا الیوان نے جواب دیا کہ اچھا جب ہم چلینگی لشکر لے کر تو تم بھی چلنا ابھی
تم اپنے باغ کو جاؤ سیر و تماشہ مین مصروف ہو اور ملکہ نے سوماق کی خواصون کو الاسد
اکاسب کرکے کہا کہ تم لڑکی کو بہلانے رہنا اور اس طرف سے اُسکو مطمئن رکھنا تاکہ مین یہان

سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤن کیونکہ مجکو اُسکو ہمراہ لے جانا منظور نہین ہی ابھی وہ بچہ ہی ایسا نہ ہو کہ
وہ جنگ و پیکار دیکھ کر ڈر جائے اسی خیال سے الوان نے سوباق سے بھی کہا تھا اُن سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب پس سوباق خالہ سے رخصت ہوکر مع اپنی خواصون کے اپنے باغ مین
آئی اور سیر و تماشہ مین مصروف ہوئی مگر اس امر کا خیال ضرور ہی کہ ایسا نہ ہو کہ خالہ بدون میرے کوچ
کر جائین اور مجکو نہ لے جائین اسکو تو یہ خیال ہی مگر خواصون نے اُسکو ایسا کچھ لہو و لعب مین مصروف
کیا کہ اُسکو بالکل خیال نہ رہا یہان ملکہ نے سردارون سے کہا کہ جب سب لشکر طیار ہو جائے
اور سب سامان سفر درست ہو جائے تو مجکو خبر کرنا مین جس طور سے حکم دون اُس پر عمل کرنا سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب پس یہان سامان سفر کی طیاری ہو رہی ہی اور ملکہ اس انتظار مین
ہی کہ سب لشکر طیار ہو جائے اور سامان سفر درست ہو جائے تو کوچ کرون اب دونون بہنین
تخت سلطنت پر بیٹھی ہین اور حکومت کرتی ہین دربار آراستہ رہتا ہی اب حیران جادو کا
حال سماعت فرمایئے کہ یہ جو بموجب حکم سمندر رشاہ اسی ہزار ساحرون کا لشکر لیکر براے
تاخت و تاراج شہر الوانیہ سے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے قریب شہر الوانیہ کے پہونچا
اور صحرا سے ہمراہ اسپ و پیادہ لائق جنگ و پیکار دیکھ کر خیمہ و خرگاہ برپا کیے لشکر اترا پس یہان تو لشکر
اترنے لگا ادھر چند ساحر ملکہ الوان کے ملازمون سے جو کہ ہرکارون مین نوکر تھے براے
سیر و تماشہ اور بالادوی کے بیرون شہر آئے تھے اس لشکر کو دیکھ کر اس لشکر مین
آئے ساحرون کا لشکر دیکھا حال دریافت کیا پس جب معلوم ہوا کہ یہ لشکر سمندر ریہ سے
آیا ہی بحکم سمندر رشاہ اسکا افسر حیران جادو ہی سمندر رشاہ نے اس لشکر کو اس لیے یہان
بھیجا ہی کہ اگر اہل شہر اور ملکہ الوان کی بہن اطاعت نہ کرے اور سرکشی پیش کرے مثل سابق
کے خراج دینے کا اقرار نہ کرے اور مثل الوان کے خود سر رہے تو تم شہر کو تاخت و تاراج
کرنا اور اہل شہر کو اور کل عزیزون کو الوان کے قتل کرنا اور شہر کو غارت کر کے تالاب بنا دینا
پس حیران جادو اس لیے یہ لشکر لیکر آیا ہی پس وہ ساحر یعنی ہرکارے یہ حال دریافت
کر کے روانہ ہوئے وہان جب حیران جادو کا لشکر اتر چکا پس حیران نے دربار کیا اور
ایک نامہ بنام ہمشیرہ الوان تحریر کیا کیونکہ اُسکو یہ امر معلوم تھا کہ الوان نے تو اہل اسلام
کی اطاعت کی ہی اور لشکر اسلام مین ہی یہان اس خیال سے نہ آئی ہوگی کہ مین تو مسلمان
ہو گئی ہون اور سب اہل شہر تصویر پرست ہین اور میرے عزیز جب اُنکو یہ حال معلوم
ہوگا تو وہ ضرور میرے قاتل ہو جائینگے پس اس خیال سے حیران نے بنام ہمشیرہ الوان
نامہ لکھا اور سب حال الوان کی نمک حرامی کا اپنے نزدیک مطیع اسلام ہونے کا تحریر
کیا اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کیا پس وہ ساحر نامہ لے کر داخل شہر ہوا اور شہر کی سیر
کرتا ہوا طرف دربار کے چلا یہ تو ادھر سے نامہ لے کر جاتا ہی یہان دربار آراستہ ہی سب سردار
حاضر دربار ہین الوان شہ طاقی اور اسکی بہن دونون پہلو بہ پہلو تخت پر بیٹھی ہوئی ہین
اور حکومت کر رہی ہین کہ ہرکارون نے داخل دربار ہوکر مجرا کیا اور [illegible] کے عرض کیا
کہ ہم غلامان سرکار براے سیر صحرا گئے تھے ہم نے دیکھا کہ ایک لشکر قریب شہر کے مقیم
ہی ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حیران جادو اسی ہزار سے براے غارت شہر

الوان پیہ بحالت سمندر جادو آیا ہی اور یہان فروکش ہوا ہی سمندر جادو نے حکم دیا ہی کہ اگر اہل شہر اور جو کہ
حاکم شہر ہی میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ شہر کو غارت کرنا اور اہل شہر کو قتل کرنا اور عزیزان الوان کو اسیر
کرکے میری خدمت مین حاضر ہونا بس یہ لشکر اس قصد سے آیا ہی جب ہم کو معلوم ہوا بس ہم لوگ وہان
سے حاضر خدمت ہوے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کرین یہ سنکے الوان نے کہا کہ آیا ہی تو آنے دو
اپنے آنے کی سزا پائے گا ایسی ذلت اُٹھائے گا کہ عمر بھر یاد کریگا کیا مین کوئی سمندر شاہ کی باتحت بیٹھی
یا ہون یا میری بہن ماتحت ہی جو اُسکی اطاعت کرے حیران کی بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے شہر پر لشکر
لیکر آیا ہی اُسکے بنائے سے کیا بنے گا اگر خود سمندر شاہ آئے تو بھی یہ امر ممکن نہین ہی کہ ہم لوگ
اُسکی اطاعت کرین یہ کہکر الوان خاموش ہو رہی اور حکم دیا کہ ہرکارون کو انعام دیا جائے بس
ہرکارے انعام پاکر اور مجرا کرکے وہان سے باہر آئے یہان الوان نے کہا کہ اے حاضرین دربار تم نے
سُنا کہ سمندر شاہ نے حیران جادو کو میرے شہر کے غارت کرنے کو روانہ کیا ہی اور وہ آکر بیرون شہر
فروکش ہوا ہی خیر آیا ہی تو آنے دو مین اُسوقت تک نہین خبر لیتی ہون جب تک وہ کوئی نامہ وغیرہ
نہین روانہ کرتا ہی بس جب اُسکا نامہ یہان آئیگا اور وہ اپنے آنے سے خبر دیگا اُسوقت لشکر
لیکر جاؤنگی اور مقابلہ کرکے اُسکو شکست دونگی سب اہل دربار نے کہا کہ حیران کی کیا حقیقت ہی اگر
سمندر شاہ بھی آئے تو آپ کے غلامون کے ہاتھ سے امان نہ پائے شکست اُٹھا کر بھاگے اور
فرار پر کمر باندھے اور اُسکو امان نہ ملے الوان نے کہا کہ تم ایسے ہی ہو یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ نامہ بر
در دولت پر آکر پہونچا اور اُسنے درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کرو کہ حیران جادو کا نامہ بر نامہ
لیکر آیا ہی بس درگہ سالار نے جاکر اندر دربار کے الوان سے عرض کیا کہ نامہ بر آیا ہی حیران جادو
کا بس الوان نے کہا کہ اُسکو بھیجدو تاکہ نامہ کا حال ظاہر ہو بس درگہ سالار نے بیرون دربار آکر نامہ
بر کو دربار مین جانے کی اجازت دی بس نامہ بر اندر دربار کے آیا دربار کو آراستہ پایا الوان کو
تخت حکومت پر جلوہ گر دیکھا اور اُسکی بہن کو اور سب سردارون کو کرسیون پر اور نمگیرون پر
متمکن دیکھا بس مجرا کیا کرسی چوبی ملی سلام کرکے کرسی پر بیٹھا ساقی نے بحکم ملکہ جام شراب دیا
نامہ بر نے شراب پیکر کہا کہ مین نامہ بر ہون نامہ لایا ہون ملکہ نے نامہ طلب کیا اُسنے نامہ دیا
بس ملکہ نے دبیر کو اشارہ کیا دبیر نے نامہ بر کے ہاتھ سے نامہ لیا اور اُسکو لفافہ چاک کرکے پڑھنا
شروع کیا اُسمین پہلے تعریف خداوند تصویر کی تحریر تھی جب سب اہل دربار نے سُنی ہر طرف سے
صدائے لعن بلند ہوئی اُسکے بعد تعریف و توصیف سمندر شاہ کی تھی اُسکے بعد تحریر تھا کہ اے ہمشیرہ
الوان آگاہ ہو کہ الوان نے اپنا دین آبائی ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر شاہ
سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی بادشاہ نے جو اس امر کی بابت کہا کہ تو نے کیون دین اسلام اختیار کیا اور
اپنا مذہب ترک کیا جواب دیا کہ جو میرے دل مین آیا مین نے کیا بادشاہ نے بہت پند و نصیحت کی
اُسنے نہ مانا آخر کو آمادہ فساد پر ہوئی تب بادشاہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا لوگ برائے قتل لے گئے
مگر عیار لشکر اسلام اُسکو رہا کرکے لے گئے اب وہ لشکر اسلام مین ہی بس مین تم کو آگاہ کرتا ہون
چاہئے تم کو معلوم ہو کہ تمھاری بہن مرتد ہو گئی اور وہ اب یہان نہ آئے گی بس اُسی غیض و
غضب مین بادشاہ نے مجھکو ادھر کو روانہ کیا تاکہ مین تم کو اس حال سے آگاہ کرون بادشاہ نے
کہا ہی کہ وہ خود سری اور سرکشی الوان مین تھی بس جب وہ ہم سے منحرف ہو گئی اب وہ طریقہ ہم

جاری رکھنا نہیں چاہتے ہیں لہذا تم کو آگاہ کرتے ہیں کہ تم ہماری اطاعت کرو اور شہر کا خراج ہر سال
روانہ کیا کرو تاکہ داخل خزانہ سرکار ہو بس مجکو حکم ہے کہ اگر وہ لوگ اس امر کو قبول کریں تو اُن سے اقرار
لیکر اور میری طرف سے اُنکو حاکم کرکے اور میرے نام سکہ جاری کرکے چلے آنا اور اگر اسکے خلاف
کریں اور میرے حکم کو نہ مانیں تو سب اہل شہر کو قتل کرنا اور کل عزیزان الیوان کو قتل و غارت کرکے
اور جو باقی رہیں اُنکو اسیر کرکے میری خدمت میں حاضر کرنا بس میں تم کو تحریر کرتا ہوں کہ بموجب
فرمان شاہی عمل کرو ورنہ میرے ہاتھ سے تباہ و خراب ہوگے میں بموجب حکم شاہ اسی ہزار کا لشکر
لیکر آیا ہوں ایک دم میں تمام شہر کو غارت کرونگا اور اہل شہر اور تم سب کو قتل کرکے اور غارت
شہر کو منہدم کرکے تالاب بنا دونگا یہی مجکو حکم ہے آیندہ تم کو اختیار ہے آگاہ ہو کہ اگر میرے نامہ کے
مضمون سے آگاہ ہوکر اور غاشیہ اطاعت کو دوش پر رکھکر اور میری خدمت میں حاضر ہو کر
سمندر شاہ کی اطاعت کا اقرار نہ کروگی اور اسی طور سے سرکشی پر آمادہ رہوگی جس طور سے الیوان
نمک حرام تھی تو یاد رکھ کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگی اور سب اہل شہر مارے جاینگے اور
ان سب کا خون تمہارے سر پر ہوگا بس اگر نہ قبول کروگی تو آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو کر
اپنی آغوش میں عروس مرگ کو پاؤگی سوائے ذلت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا بس میں نے تم کو ہر
حال سے آگاہ کر دیا جو حق تھا وہ ادا کیا تاکہ پھر کوئی نہ کہے کہ آگاہ نہ کیا یہ دیکھو عدول حکمی میں کیسی
خرابی ہے اب وہ زمانہ نہیں ہے وہ زمانہ الیوان کے ساتھ گیا اُس پر بادشاہ نے رعایت کی ورنہ
اُسکی کیا یہ مجال تھی جو خودسری کرتی خیر تم کو بادشاہ کا حکم قبول کرنا ضرور ہے ورنہ سزا پاؤگی
آیندہ اختیار ہے میں نامہ کے جواب کا منتظر ہوں اگر میرے موافق جواب تم نے دیا تو خیر ورنہ
جواب نامہ پاکر کل لشکر لیکر داخل شہر ہونگا اور سب کو قتل کرونگا مجکو تم سے کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ عورت
ذات کی لڑائی کیا ایک ڈانٹ میں عورت دب جاتی ہے میں ایسا نہیں ہوں کہ عورت سے دب
جاؤں بس میں نے جو کچھ تم کو لکھنا تھا اور آگاہ کرنا تھا آگاہ کر دیا بس تم کو اختیار ہے
میں نے اپنے حق دوستی کو ادا کر دیا بموجب شعر میں نے اس شعر پر نامہ کو ختم کیا ہے شعر
اگرچہ حق بود گفتم تمام * تو دانی دگر بعد ازین والسلام * جب دبیر نے نامہ ختم کیا اور سب اہل
دربار اور ملکہ الیوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوئیں بس ملکہ کو بہت غصہ آیا اور
ہوئی دبیر کے ہاتھ سے نامہ اسی حالت غیض میں لے کر چاک کر ڈالا اور اُس نامہ بر کو دیکھ کر
کہا کہ حیران جادو سے یہ نامہ دے کر کہنا کہ اسکی جتی بنا کر اپنے مقام میں زیر رکھ لے اسکا جواب
یہی ہے اور دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے حیران جادو کو تحریر کر دو کہ او نمک حرام یہ تو کیا کرتا ہے تیری
بھی یہ لیاقت ہے کہ تو ہم سے مقابلہ کریگا ہم وہ لوگ ہیں کہ آج تک کسی سے نہیں دبے اور نہ کسی
کی اطاعت کی نہ کسی کو خراج دیا بس تو کیا ہے اگر خود تیرا بادشاہ لشکر لیکر آئے گا تو وہ بھی ہم سے شکست
پائے کہ تمام عمر یاد کرے بس خیریت اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور کسی کو بھیج ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیری قضا تجکو یہاں ظفر کر لائی ہے بس اسی میں
خیریت ہے کہ میری خدمت میں حاضر ہو کر میری اطاعت کر اس امر کا خیال کر
میں ہی میری بہن یاران تیری کل تیرے بادشاہ کے باپ کی ملکہ تھی
جو یہ لکھا کہ کل جھانک مارا اور کو مٹھا یا تو یہ جانتا تھا کہ میں یہاں نہیں ہوں بس اسی

سبب اسکے تو نے یہ کلمہ تحریر کیے مین تیری سرکوبی کو یہان موجود ہون مین نے یہان آکر قبل
سے سب اہل شہر اور اہل لشکر و اپنے عزیزون پر اپنے مسلمان ہونے اور اپنی اطاعت اہل
اسلام کے کرنے کی سب حالت بیان کردی اور ان سب کو بھی مسلمان کر لیا اب تیری
یہان دال نہ گلے گی تو بیکار یہان فتنہ پردازی کرنے کو آیا ہے کیون قضا نے گھیرا ہے بس تو
کیون تکلیف کرے مین تو خود لشکر لے کر تیرے مقابلہ کو بیرون شہر آتی ہون بس تیرا جو جی چاہے
میرا کر لے مین موجود ہون اہل شہر نے تیرا اور تیرے بادشاہ کا کیا نقصان کیا ہے جو تو اور وہ انکی
تباہی پر آمادہ ہے بس مجھکو کیا ضرورت ہے کہ مین بیکار اُن کا خون کراؤن بس مین خود ہی کیون نہ
تیرے مقابلہ کو آؤن زیادہ کیا تحریر کرون یہ امر تو دل سے دور رکھ کہ یہان کوئی تیرے اس
خوف دلانے سے ڈر جائے اور سمندر کی اطاعت کرے یہ امر بالکل غیر ممکن ہے بس آمادہ
جنگ ہو مین لشکر لے کر آتی ہون اور بہت سے کلمات سخت و سست تحریر کرائے بلکہ
دشنام تحریر کرائے اور ایسے کلمہ کہ جنکے سننے سے نامرد کو بھی غصہ آجائے بس اس طور کا جواب
تحریر کرا کے اُس ساحر کو دیا وہ ساحر جواب نامہ لے کر روانہ ہوا بعد جانے اُس ساحر کے
الوان نے حکم دیا سردارون کو کہ اسی وقت ایک لاکھ ساحرون کا لشکر طیار ہو کہ مین لشکر
لیکر برائے مقابلہ حیران جادو جاؤن کیونکہ وہ بڑا نطفہ حرام ہے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ جواب
نامہ دیکھتے ہی لشکر لے کر اندر شہر کے نرغہ کر کے چلا آئے اور اہل شہر کو قتل کرے تو
بڑی خرابی ہو اس امر سے کیا فائدہ سردارون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین لشکر
طیار ہے یہ سنکے الوان نے یاران سے کہا کہ ای بہن مین ایک لاکھ کا لشکر لے کر برائے
مقابلہ حیران جاتی ہون تم پرسون تک دو لاکھ ساحرون کا لشکر لے کر آنا تاکہ مین اُس مقابلہ
سے فرصت کر کے اُسی طرف سے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جاؤن کیونکہ اگر شہر سے
جاؤنگی تو سوماق کو معلوم ہوگا وہ ضد کریگی اُسوقت خرابی ہوگی یا تو اُسکو رنج دون یا
اُسکو ہمراہ لے جاؤن لیجانے مین خرابی ہے آزردہ کرنے کو دل گوارا نہین کرتا ہے بس یہ طریقہ
اچھا نکلا ہے کہ اُسی طرف سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤن یاران نے کہا کہ اچھا بس ملکہ الوان
نے اُسی وقت ان سردارون کو اجازت دی کہ جنھون نے کہا تھا کہ لشکر طیار ہے کہ تم جاؤ
اور لشکر کو لے کر آؤ مین برآمد ہوتی ہون اور خیمہ وغیرہ اژدرون پر بار کراؤ بس وہ سردار
دربار سے باہر آئے اور سب اہل کارون کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اسی وقت خیمہ و
بارگاہین وغیرہ اژدرون پر بار کر کے چھاؤنی مین جا کر اُن سردارون نے ایک لاکھ
ساحرون کا لشکر جو کہ طیار رکھا اُسکو کمربندی کا حکم دیا بس تھوڑے عرصہ مین وہ سب
ساحر طیار ہو گئے نشان لشکر اژدرون پر نصب کیے گئے بس جب لشکر طیار ہو گیا
سب سردار در دولت پر حاضر ہوئے کہ ملکہ الوان برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا
کیا تخت سحر حاضر کیا گیا ملکہ اُس پر سوار ہوئی لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا سب سردار
اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئے گرد تخت ملکہ حلقہ باندھ کر چلے بس سواری ملکہ کی
بصد جاہ و حشم روانہ ہوئی عقب مین ایک لاکھ ساحر تھے تاز و ترقے پر سوار ابر سحر
سرون پر سایہ فگن عجب شان و شوکت سے الوان لشکر لے کر شہر سے روانہ ہوئی بیرون

شہر پہونچی مقابل لشکر حیران فروکش ہوئی بارگاہین وغیرہ برپا ہونے لگین یہان باران نے سردارون کو
حکم دیا کہ پرسون تک تین لاکھ اور ساحر طیار ہو جائین پرسون لشکر اپنے ہمراہ لیکر اپنی بہن کی خدمت
مین جاؤنگی یہ حکم دیکے دربار برخاست کیا اُسوقت سردارون نے اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ
کردیا چونکہ سامان سفر تو ہو رہا تھا کہ ملکہ الوان نے یہ حکم دیا تھا کہ لشکر طیار ہو مین براے کمک اہل
اسلام جاؤنگی بس یہ جو حکم سردارون نے اہل لشکر کو دیا انکی وقت سے جلد جلد سامان سفر ہونے
لگا یہان تو یہ سامان ہو رہا ہے اور وہان بیرون شہر الوان نے بمقابلہ حیران لشکر کو اُترنے کا حکم
دیا ہے اُدھر لشکر حیران مین سب اطمینان سے بیٹھے ہین حیران نے دربار کیا ہے سب سردار حاضر
ہین جواب نامہ کا منتظر ہے کہ وہ ساحر جواب نامہ لیکر آیا اور عرض کیا کہ ملکہ الوان بھی موجود ہے آپکو
یہ خیال تھا کہ وہ نہ ہونگی لشکر اسلام مین ہونگی اُنھون نے وہان سے یہان آکر سب اہل شہر
کو مسلمان کیا اور سب اہل لشکر کو اور اپنے عزیزون کو ہر مقام پر طریقہ اسلام جاری ہے آپکا
نامہ چاک کر ڈالا اور بہت سخت و سست کہا اور وہ آمادہ جنگ ہین لشکر لیکر آئی ہین
ہزارون دشنام آپکو دین اور لاکھون سمندر شاہ کو آپکو جواب نامہ سے اُنکی سرکشی ظاہر
ہو جائیگی یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا حیران نے دبیر کو دیا دبیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا
بس جب حیران مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ایسا غصہ آیا کہ کانپنے لگا چہرہ لعل ہو گیا اور کہا کہ
الوان کی قضا آئی ہے خیر میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے یہ کہکر سردارون سے کہا کہ لشکر کو جلدی
کا حکم دو مین کیون اس امر کا انتظار کرون کہ الوان لشکر لیکر آئے تو مقابلہ کیا جائے بس گیا
ضرور ہے کہ عرصہ ہو مین شرفہ کرکے کیون نہ شہر پر قبضہ کرلون اندرون شہر کیون نہ مقابلہ کرون
سردارون نے جواب دیا کہ بہت خوب ابھی سردار بیرون بارگاہ نہ آئے تھے کہ جاسوس
لشکر حیران بارگاہ مین آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ پہلوان
جہان و ساحر زمان آگاہ ہون کہ ملکہ الوان معطافی ایک لاکھ ساحر لیکر بیرون شہر آئین
ہین اور آپکے مقابلہ مین اپنے لشکر کو فروکش کیا ہے لشکر ابھی ابھی آکر اُترا ہے بارگاہین وغیرہ
برپا ہو رہی ہین یہ سننا تھا کہ حیران نے سردارون سے کہا کہ الوان نے بہت جلدی کی
بڑی غفلت ہوئی خیر آئی ہے تو کہان جاتی ہے اب مین بدون قتل کیے کب مانتا ہون اور
اس شہر پر قبضہ کیے ہوے کہدو کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر
حیران چار دو مین طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر کو دم لگا ادھر ملکہ الوان کا لشکر اُتر چکا تھا
ملکہ نے دربار کیا تھا سب سردار حاضر تھے کہ طبل جنگ کی صدا کان مین آئی طائران نیم
خبر نواخت طبل جنگ سنکر حاضر ہوے ملکہ کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا ملکہ نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی بجا ادھر ملکہ نے
دربار برخاست کیا اُدھر حیران نے سب سردار اپنے اپنے مقام پر دونون طرف کے آئے
سامان جنگ مین مصروف ہوے طرفین کے ساحر اپنا اپنا سحر درست کرنے لگے وہ باقی ماندہ
دن اور وہ شب سامان جنگ مین دونون لشکرون کو گذری طبل جنگ بجا کیا یہان
تک کہ شب برطرف ہوئی اور ہنگامہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونون میدان مصاف مین
آکر صف آرا ہوے نقیبون نے نقابت کی ساحرون نے سحر کرکے پست و بلند زمین کو

ہموار کیا جو درخت حائل نظر تھے اُنکو قلم کیا ابر سحر بنا کر اُسکے ذریعہ سے آب پاشی کر کے گرد و غبار
کو بٹھایا پس جب سب درستی ہو چکی اور دونون طرف صف بندی ہو چکی اُسوقت ایلوان
نے اپنا تخت قلب لشکر سے نکالا اور وسط میدان مین آکر کہا کہ او حیران جادو اگر کچھ دم
رکھتا ہے اور غیرت بھی ہے تو مجھ سے آکر مقابلہ کر کیا اس امر سے فائدہ کہ بیکار بندگان خدا کا خون
ہو میرے تیرے فیصلہ ہو جائے اگر مین تیرے اوپر غالب آؤن تو تیرا لشکر میری اطاعت
کرے اگر تو مجھکو اسیر کر لے خواہ قتل تو میرے اہل شہر اور اہل لشکر اور سب عزیز مع میری بہن
کے تیری اطاعت کرینگے یہ سننا تھا کہ حیران جادو نے بھی اپنا تخت سحر قلب لشکر سے
نکالا او مقابلہ ملکہ ایلوان کے آکر تخت کو روکا اور کہا کہ اے ایلوان اب بھی کچھ نہین گیا ہے تو
اس امر کا اقرار کر کہ مین نے سمندر شاہ کی اطاعت کی اور اب برابر خراج دیے جاؤنگی اور
اپنا مذہب قدیم اختیار کیا تو مین واپس جاؤن اور سفارش کر کے تیری خطا بادشاہ سے
معاف کرا دون ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مجھکو شرم آتی ہے کہ مین کیا دن دہاڑے
عورت سے مقابلہ کرون عورت و مرد کا مقابلہ تو رات کو پلنگ پر ہوتا ہے گو تو ضعیف
ہو گئی ہے مگر اگلے زمانہ کی عورت ہے جو تیرے ساتھ مقابلہ کرتے مین مرد کو تکلیف ملیگی
وہ جوان عورت کے ساتھ نہ ملے گی بس میری یہ رائے ہے کہ اگر تو قبول کرے تو مین تجھکو
اپنی ہم بستری کے لیے سمندر شاہ سے طلب کرون تو بھی ساحرہ ہے مین بھی ساحر ہون
مین سحر کرکے تجھکو جوان کر لونگا ایسا جوان کہ جسکا مثل و نظیر نہ ہوگا بلکہ ناکتخدا بنا لونگا جب
مین اور تو پلنگ پر ہونگے اُسوقت مقابلہ کا مزا ہوگا اور یہان کیا مقابلہ کا مزا ہوگا تو
بڑی بے غیرت ہے کہ سامنے دو دریا سے لشکر کے کہتی ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرو مین ایسا بے
غیرت نہین ہون کہ تجھ سے یہان مقابلہ کرون اگر شب بھی ہوتی تو کیا نقصان تھا یہ جو
حیران نے کہا ملکہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اُس طور کا مقابلہ تو اپنی مان کے ساتھ
کر یا بہن کے ساتھ کیا بیہودہ بکتا ہے تیری قضا بھی آگئی ہے بس اب اگر ایسے کلمہ زبان
پر لائے گا تو تیری زبان گدی کی طرف سے نکال لی جائیگی تو کیا میری خطا کو معاف کرائیگا
اور کیا تیرا بادشاہ میری خطا معاف کرے گا اجو تو حربہ سحر رکھتا ہے اُسنے کہا کہ پہلے تو حربہ کر
اُسنے جواب دیا کہ جب سے ہم مطیع اسلام ہوئے ہین یہ طریقہ ترک کیا کہ حریف پر پیش
دستی کرین بس جب حریف کے حربہ سے ہمارا خدا ہم کو بچاتا ہے تو ہم اپنا حربہ کرتے ہین پس
یہ سنتے حیران نے ایلوان پر سحر کیا ایلوان نے رد کر دیا پھر حیران نے سحر کیا ملکہ نے رد کر دیا
باہم دس پندرہ سحر کی رد و بدل ہوئی جب حیران نے دیکھا کہ مین کسی طور سے ایلوان پر
غالب نہین آتا ہون جو سحر کرتا ہون ایلوان رد کر دیتی ہے بس ایک مرتبہ ایلوان کی طرف دیکھ کر
کہا کہ اے ایلوان یہ تو سحر ہو چکے نہ تم غالب آئین نہ مین بس مین سحر کرتا ہون بھلا اسکو تو رد کرو
ملکہ نے کہا کہ ہان مین ہوشیار ہون تو سحر کر مین نے ایسے طفل مکتب بہت سے تعلیم دیے ہین
حیران نے کہا کہ ہان مین بھی جانتا ہون کہ تم نے ہزارون کو اپنے کتاب کا سبق دیا ہوگا اور تعلیم
کیا ہوگا یہ جو حیران نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تیری مان تو ابھی تک سر بازار
اپنی کتاب کا سبق دیا کرتی ہے پھر آئندہ ور روندکو اور تیری بہن وہ ابھی جوان ہے مین کیا

سبق دو نگی حیران نے کہا کہ اچھا خبردار ہو جا یہ کہکر اور جھولی سے ترنج نکال کر اور اپنی ران کا خون دے کر
اسم سحر پڑھکر ملکہ کی طرف پھینکا اور ایک دستک دی جیسے وہ ترنج قریب ملکہ پہونچا ملکہ نے
اشارہ کیا کہ وہ ترنج بیچ سے شق ہو گیا اور اُسکے اندر سے ایک شعلہ نکلا وہ بالا ہو گیا اور ایک
گنبد آتشین بنکر طیار ہوا اور طرف ملکہ کے چلا ملکہ جب تک سنبھلے سنبھلے کہ وہ گنبد ملکہ کے اوپر آپڑا
ملکہ مع تخت کے اُس گنبد آتشین میں پوشیدہ ہو گئی دونوں لشکروں نے دیکھا کہ ایک دھوان
اُس گنبد سے نکلا اہل لشکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ تمام ہو گئی سحر حیران نے ملکہ کو قتل کیا قصد کیا کہ
جنگ مغلوبہ کریں سب ملکہ کے لیے افسوس کرنے لگے اہل لشکر حیران جادو خوش ہوئے
ادھر حیران جادو نے اپنی کلاہ کج کر کے صدا دی کہ زودم و پست گردم بھلا عورت کہیں مرد سے
مقابلہ کر سکتی ہے یہ کہکر اپنے تخت پر جھوما اُدھر ملکہ کے لشکر نے قصد کیا چاہا کہ اپنے مقام سے حرکت
کرے کہ جب حیران جادو نے یہ کہا کہ زودم و پست گردم آواز آئی کہ ارے زودم و پست کر رہی ہوں
تیری حریف موجود ہوں ادھر دیکھ حیران جادو نے ملکہ کی صدا پہچان کر پشت کی طرف دیکھا جب
ملکہ اُدھر نظر آئی تو طرف دست راست کے دیکھا اور جب سے ادھر بھی ملکہ نظر آئی اُدھر
ملکہ نے پھر صدا دی کہ اندھا ہو گیا میں سامنے موجود ہوں یہ اُدھر اُدھر دیکھ رہا ہے اسنے جو سامنے
تخت کے نگاہ کی دیکھا کہ ملکہ زمین سے نکل رہی ہے اہل لشکر ملکہ نے جب ملکہ کو دیکھا انھوں نے
تو اپنے قصد کو فسخ کیا اور خوش ہوئے مگر حیران کے حواس جاتے رہے کہ یہ میرے اپنے زیر د
سحر سے بچ گئی ملکہ نے زمین سے نکلتے ہی ایک مرتبہ اُس برج آتشین کی طرف نگاہ کر کے
اُف کیا وہ گنبد خاک ہو کر رہ گیا جب ملکہ زمین سے نکلی تھی تو اُسکے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا بیضہ فولادی تھا ملکہ نے گنبد کو برباد کر کے حیران جادو سے کہا کہ میں نے تیرا
سحر رد کیا اب تو میرا سحر رد کر اور خبردار ہو جا حیران نے کہا کہ میں خبردار ہوں تو سحر کر لیکن
ملکہ نے وہی بیضہ فولادی حیران کے سینہ کو تاک کر مارا بس جیسے حیران کے قریب وہ
بیضہ پہونچا اُسنے انگشت کا اشارہ کیا کہ وہ بیضہ درمیان سے شق ہو گیا اس میں سے ایک
جانور سفید رنگ پیدا ہوا اور پرواز کر کے بالا ہو گیا اور گرد سر حیران گردش کرنے لگا
سات مرتبہ گردش کر کے اُسنے صدا ہے افسوس بلند کی اس صدا کا بلند کرنا تھا کہ حیران کی
یہ حالت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گیا سکتہ کا عالم ہو گیا اُدھر ملکہ نے سحر کو رد کر دیا
بس اُس طائر نے لشکر کی طرف رخ کر کے وہی صدا دی جس کے کان میں اُس طائر کی صدا پہونچی
اُسکی یہی حالت ہوئی یہاں تک کہ قریب دو ہزار اہل لشکر کے اس سحر میں مبتلا ہو کر
سے نکل آئے اور ملکہ سے کہنے لگے کہ ہم آپ کے غلام ہیں کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ تم
سب اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالو یہ جو ملکہ نے کہا اُن سب نے ایک ایک خنجر
خنجر سحر میانوں سے کھینچکر اپنے گلوں پر رکھ کر جو [illegible] پھیرا دو ہزار سر گلے کے کٹ
کے دو ہزار لاشیں زمین پر تڑپنے لگی یہ جو واقعہ اہل لشکر حیران جادو نے دیکھا اور یہ
امر اُن پر ثابت ہوا کہ یہ سحر ایوان کا ہے اور اس سحر میں مبتلا ہو کر سب نے اپنی جان
دی جو اس طائر کی صدا سنیگا اُسکا بھی یہی حال ہوگا سب نے اپنے کانوں میں انگلیاں
دے لیں مگر حالت یہ ہے کہ جس کے کان میں صدا جاتی ہے وہ بھی [illegible] لشکر سے باہر

باہر چلا آتا ہے اور ملکہ سے کہتا ہے کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ اپنے کو ہلاک کر وہ ہلاک کرتا ہے ادھر
حیران جادو نے ملکہ سے کہا کہ مین تمھارا غلام ہون مجکو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ یہی حکم ہے
جب مین جالون کہ تم میرے غلام ہو کہ اپنے سر کو کاٹ کر پھینکدو یہ سننا تھا کہ حیران نے خنجر پر
ہاتھ ڈالا اور نیام سے لے کر گلے پر رکھا ادھر حیران نے خنجر گلے پر رکھا ادھر زمین شق ہوئی اور
ایک پتلی زمین سے پیدا ہوئی اور جست کر کے برابر اُس طائر کے پہونچی اور اُس کو جال مار کر
پکڑ لیا راوی نے کہا ہے کہ یہ سمندر جادو کا تھا کہ سمندر نے حیران کی حفاظت کے لیے مقرر کیا
تھا ورنہ الیوان نے تو اسکا کام تمام کر دیا تھا بس اُس پتلی نے اُس طائر کو پکڑ کر اور سر پر لا کر
حیران کے ذبح کیا جب اُسکے خون کے قطرے حیران پر گرے حیران کو ہوش آیا خنجر اپنے ہاتھ
مین پایا حیران ہوا اُس پتلی نے سامنے آکر کہا کہ کوئی ایسا غافل ہوتا ہے اور یون حریف کے سحر
مین مبتلا ہوتا ہے دیکھو تو اپنے لشکر کا حال کہ کیا حال ہوا ہے اب جو حیران نے پلٹ کر دیکھا تو ہزارون
لاشون کو زمین پر تڑپتے پایا حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے اُس پتلی نے کہا کہ یہ سب سحر مین الیوان
کے مبتلا ہوئے تھے اور اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر ہلاک ہوئے اور یہی حالت تمھاری بھی
تھی اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتی تو تمھارا بھی کام تمام تھا یہ کہکر پتلی نے قصد کیا کہ زمین پر گر کر
غرق زمین ہو جاؤن الیوان نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلا
فولادی زمین سے پیدا ہوا الیوان نے اُس پتلے کی طرف اشارہ کیا کہ لینا اس لکاتہ فحبہ پتلی کو
اس چھنال نے آکر اپنے یار کو بچایا اور میرے سحر کو برباد کیا یہ کہنا تھا کہ وہ پتلا مثل شرارہ
کے قریب اُس پتلی کے پہونچا اور ہائے جان جہان کہکر مثل بلا کے اُسکے چمٹ گیا اور پیار
کرنے لگا بوسے لینے لگا وہ کہنے لگی کہ دور موئے یہ کیا کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا تھا کہ جو مرد کا
کام ہے وہ کرتا ہون مین تو تیرا مدت سے عاشق ہون آج تو ہاتھ آئی ہے بدون اپنے مصرف
مین لائے تجکو کب چھوڑتا ہون ان دونون لشکرون کے سامنے تیرے شیشۂ عصمت کو
اپنے تیشہ سے توڑتا ہون یہ کہتا ہے اور چٹاچٹ بوسے لیتا ہے اور یہ قصد ہے کہ پکڑ لے جاؤن
پس یہ جو حال اس پتلی نے دیکھا ایک مرتبہ لڑنے پر آمادہ ہوئی باہم کشتی بالا سے ہوا ہونے
لگی اور وہ پتلا یہ کہتا جاتا ہے کہ بڑی سرکش عورت ہے ہان سچ ہے کہ سب عورتین جو کہ ناکتخدا
ہوتی ہین وہ پہلی شب اسی طور سے ہشت و مشت کرتی ہین پس نوبت باینجا رسید
کہ وہ پتلا اس پتلی کو پکڑ لایا دونون لشکرون کے لوگ یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور متحیر ہو کر تقریر
پتلے کی سنتے ہین حیران خود حیران کھڑا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے اُس پتلی کے بچانے کی کیا تدبیر کرون
ادھر وہ پتلا اُس پتلی کو پکڑ لایا روبرو الیوان کے اور اُس پر غالب آیا حالت یہ تھی کہ بوسے لیے
جاتا تھا پس جب الیوان کے روبرو پہونچا پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ اس لکاتہ
کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈال اس نجس نے اپنے یار کو بچایا میرے سحر کو برباد کیا یہ الیوان کا کہنا
تھا کہ اُس پتلے نے اُس کی ایک ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑ لی اور دوسری دوسرے ہاتھ
سے اور قصد کیا کہ چیر ڈالون وہ پتلی چلائی کہ اے حیران کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے مین نے تجکو
بچایا تو مجکو اس ظالم کے پنجہ سے نہین بچاتا ہے بس یہ سنکے حیران جادو نے قصد کیا کہ
سحر کرون ادھر اس پتلے نے ایک جھٹکا دیا کہ وہ پتلی مقام شرمگاہ سے لیکر تا بہ گلو دو

ہوگئی آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من پتلی سحر سمندر شاہ بود اُدھر وہ پتلا
اسکو چیر کر غرق زمین ہوگیا جب تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی سب نے دیکھا ملکہ
سامنے کھڑی ہوئی ہے اور حیران جادو بھی کھڑا ہوا ہے نہ وہ پتلی ہے نہ پتلا جب حیران جادو نے
دیکھا کہ الیوان نے سحر کرکے اس پتلی کو بھی غارت کیا اور میرے دو ہزار لشکر کے لوگ قتل کئے
بہت بڑا سحر کیا بس ایک مرتبہ برہم ہوکر تخت پر سے کودا اور زمین پر آکر ایک مشت خاک
اُٹھائی اور اس پر اسم سحر دم کرکے اور الیوان سے کہا کہ خبردار ہوجا تو نے تو بہت بڑا سحر کیا
کہتا مجھکو میرے خداوند لقا میرے نے بچایا بس الیوان نے جواب دیا کہ میں ہوشیار ہوں تو سحر کر
یہ سنکے حیران نے وہ خاک الیوان پر ماری سب نے دیکھا کہ سنگ ریزے ہر طرف
ملکہ کے چلے ادھر حیران وہ خاک ملکہ پر مارکر اور سحر کرکے اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا ادھر
جس قدر سنگ ریزے تھے اُسی قدر پھول بنکر طیار ہوگئے اور طرف ملکہ کے چلے یا تو وہ
خاک تھے یا چادر گل ہوگئے اب جو اسکی خوشبو پھیلی اور اہل لشکر ملکہ کے دماغ مین
پہونچی سب مست ہوگئے اور اشعار بہاریہ پڑھنے لگے ادھر وہ چادر گل ملکہ پر گری
اور ملکہ ان پھولون کے سبب سے عروس بن گئی اور اسکا بھی دماغ معطر ہوگیا اور ملکہ
بھی مست ہوکر جھومنے لگی اور اشعار بہاریہ پڑھنے لگی جب حیران نے دیکھا کہ کل لشکر
کے ساحر مست ہوگئے اور ملکہ بھی مست ہوگئی بس اسنے سحر کیا کہ چند پتلے پیدا ہوئے
انکو اسنے اپنے روبرو طلب کرکے کہا کہ ان سب کے سر کاٹ لاؤ بس ایک پتلا تو طرف
ملکہ کے کارد لے کر چلا اور باقی پتلے طرف لشکر کے راوی نے کہا ہے کہ ابھی وہ پتلا نہ لشکر
مین پہونچا تھا نہ ملکہ کے قریب پہونچا تھا کہ درمیان سے زمین شق ہوئی اور ایک پتلا
پیدا ہوا کہ اُسکے ایک ہاتھ مین ایک جام تھا اور دوسرے ہاتھ مین ایک شیشہ اُس
پتلے نے زمین سے نکلتے ہی اُس شیشہ کو اُن پتلیون کی طرف کھینچ مارا اور جام کو لیکر
قریب ملکہ کے آیا اور اُس سے پانی لیکر ملکہ کے منھ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ملکہ ہوشیار ہوجاؤ
یہ کہکر اور چھینٹا دے کر اور الیوان کو ہوشیار کرکے اُسی پتلے نے وہ جام اُچھال دیا کہ وہ جام
بالاے ہوا جاکر ابر بن گیا اور تمام لشکر پر محیط ہوگیا اور اُس سے بارش ہونے لگی جسمین سے
اور ہر قطرہ پانی کا گرا وہ ہوشیار ہوگیا ایک دم مین تمام لشکر کو ہوشیار کر دیا حیران نے
یہ معرکہ دیکھا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سحر کرکے اس پتلے کو قتل کرون مگر رہ جاتا ہے ادھر اُس
پتلے نے جو شیشہ اُن پتلون پر مارا اور وہ شیشہ اُنکے قریب آکر خود بخود شق ہوگیا
اور اُس سے شعلہ نکلا کہ اُس شعلہ نے انکو جلانا شروع کیا ادھر وہ پتلے جلنے لگے ادھر
یہ سب ہوشیار ہوئے اُن پھولون کا یہ حال ہوا کہ سب پژمردہ ہوکر رہ گئے بالکل خوشبو
جاتی رہی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے اوپر پھولون کی چادر پڑی ہوئی پائی مگر سب پھول مرجھائے
تھے ملکہ نے ان سب کو نوچ کر پھینک دیا اور حیران کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو نے بھی بہت
بڑا معرکہ کا سحر کیا تھا مجھکو بھی بچایا میرے خداوند کرم نے مین پہلے ہی سے یہ تدبیر
کر آئی تھی ورنہ تو نے تو اپنا کام کر چکا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پتلہ یہ سب کام
کرکے غائب ہوگیا اسکا غائب ہونا تھا کہ وہ ابر بھی غائب ہوگیا راوی بیان کرتا ہے

کہ جب ملکہ پر حیران نے برج آتشین گرایا تھا اور ملکہ اُس مین پوشیدہ ہو گئی تھی بس اُسی حالت مین ملکہ
سحر کرکے نکل گئی تھی وہ جو دھوان سب نے دیکھا تھا وہ ملکہ نے اُس برج آتشین سے
نکل کر اور غرق زمین ہوکر یہ سب بندوبست کیے تھی بس جب حیران نے دیکھا کہ الیوان نے
اِس سحر کو بھی رد کیا اور میرے سب پتلہ ہاے سحر جلا دیے غصہ آگیا اور پنجہ سحر نیام سے لیکر ملکہ
پر آپڑا ملکہ نے بھی پنجہ نیام سے لیا لگی پنجہ بازی ہونے باہم ضرب چلنے لگی رد و بدل ہونے لگے جو
ضرب ملکہ کرتی ہے حیران رد کرتا ہے اور جو حیران کرتا ہے ملکہ رد کرتی ہے تھوڑے عرصہ تک تو
باہم خوب پنجہ چلا اب حیران دبنے لگا ملکہ دبانے لگی بس ایک مقام پر جو دباو پڑا اب حیران
نے دیکھا کہ کوئی صورت مفر کی نہین ہے بس عقب مین ہٹا کر اور یہ کہکر کہ او الیوان خبردار
ہو بس پنجہ کا وار کیا ملکہ نے سپر سحر پر روکے اور خبردار کہکر جو اپنا وار کیا حیران نے بھی سپر
سحر سے چہرہ کو بچا لیا ملکہ نے سر کا ہاتھ بچا کر جو کمر پر وار کیا حیران جب تک سپر روکے پنجہ
پنجہ جو دوال کمر پر پڑا مثل خیار تر کے دو ہو گیے حیران پنجہ سحر سے قتل ہوکر زمین پر گرا اُسکے
پیر غل مچانے لگے تاریکی ہو گئی آگ برسنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی
آثار حشر و نشر برپا ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من حیران جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم
بمطلب خود نہ رسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی الیوان نے دیکھا
کہ لاش حیران کی سامنے پڑی ہے بس جب اہل لشکر حیران نے اپنے مالک کو کشتہ پایا اور
الیوان کو زندہ سب کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا اور ایک مرتبہ حربہ ہاے سحر لیکر طرف
الیوان کے چلے یہ جو حال لشکر الیوان نے دیکھا وہ بھی چلے بس دونون لشکر باہم مل گیے
جنگ مغلوبہ ہو گئی ترنج و نارنج پیکان کے تختے چلنے لگے ابر سحر بن بن کر گرنے لگے آتش سحر
مشتعل ہونے لگی کافر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہونے لگے بازار مرگ گرم ہو گیا دریاے
خون روان ہوا لاشہ خاک پر تڑپنے لگے سر خاک پر لوٹنے لگے تھوڑے عرصہ تک جنگ
مغلوبہ رہی لشکر حیران جما ہوا اُکھڑ گیا آخر لشکر بے سردار کب تک مقابلہ کرے شکست
کھائی لشکر الیوان نے قدم لشکر حیران کے اُٹھا دیے بس کفار بھاگ کر پڑاو پر آئے یہان
بھی حریف نے نہ ٹھہرنے دیا قتل کرنا شروع کیا پڑاو چھوڑ کر بھاگے ان سب نے پڑاو بھی
لوٹ لیا تعاقب کیا بہت دور تک تعاقب مین آئے جب سب لشکر کوہ و صحرا مین
منتشر ہو گیا اُسوقت الیوان نے کہا اپنے اہل لشکر سے کہ اب تعاقب کرنے سے کیا
فائدہ بھاگے ہو ڈنکا بھی ہماری کرو یہ جو ملکہ نے کہا بس سب اہل لشکر تھم گیے الیوان اپنے
اہل لشکر کو لیکر طرف پڑاو کے واپس آئی اُدھر وہ لشکر شکست خوردہ حیران کا ایک
مقام پر جمع ہوا اور سب کے سب بحالت خراب طرف سمندر ریگ کے بھاگے اس
خیال سے کہ سمندر شاہ کو اس حال سے آگاہ کرین یہ تو اُدھر کو بھاگے ہوے چلے
یہان اُدھر الیوان نے اپنے فرودگاہ پر پہونچکر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اور جو لشکر کے
سپاہی جنگ مغلوبہ مین مرے تھے اُنکے دفن کا اور کفار کے سوختنی کا [illegible] اب جو شمار کیا
گیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کفار مارے گیے اور دو ہزار اہل اسلام کام آئے بس اُن
سب کو ملکہ نے دفن کرایا اور کفار کی لاشون کو اُس صحرا مین پڑا رہنے دیا کہ زاغ و زغن

کھا چاہیں پس سب سردار کرین طبول کھول کر بارگاہ میں آئے ملکہ تخت پر آکر بیٹھی سب حاضر
دربار ہوئے ملکہ کو سب نے خوشی کی اور ظفر کی نذریں دیں ملکہ نے خوش ہو کر سب کو انعام
دیا لشکر آسودہ ہوا ملکہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے ملکہ اپنے خوابگاہ
میں گئی وہ رات براحت و آرام بسر کی یہاں جب سحر ہوئی اب ملکہ نے دربار کیا ملکہ اس
انتظار میں ہے کہ ماران لشکر لے کر آئے تو میں سب لشکر لے کر برائے کمک اہل اسلام
جاؤں طرف سمندریہ کے ایوان یہاں اس انتظار میں ہے وہاں آج جو شہر میں مہران نے
دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے اُن سے ملکہ ماران نے دریافت کیا کہ لشکر طیار ہے
انھوں نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہے سامان سفر سے پس ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر کو کوچ
کا حکم دیا جائے اور جلوس سواری در دولت پر حاضر کیا جائے ملکہ ابھی یہ حکم دے رہی تھی
کہ ملکہ ایوان کی طرف یابی کی اور حیران کے بارے جانے کی اور لشکر کی شکست کھا کر
بھاگنے کی حالت بیان کی پس ملکہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی پس اُسوقت حکم کوچ دیا سرداروں
نے سب لشکر کو حکم ملکہ سے آگاہ کیا لشکر میں کمر بندی ہوئی سب سامان سفر طیار ہوا
جلوس سواری در دولت پر حاضر کیا پس ملکہ سب لشکر کو اور سرداروں کو ہمراہ لے کر
طرف ایوان کے روانہ ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ ان سب واقعات کی خبر سوماقی
برق فرارج کو نہیں ہوئی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے باغ میں لہو لعب میں مصروف
تھی اور باغ بھی شہر سے دس کوس پر تھا بدین سبب خبر نہ ہوئی پس ماران لشکر لے کر
بیرون شہر آئی ایوان کو خبر ہوئی سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا سردار استقبال
کر کے لے گئے ایوان کو ماران نے سلام کیا اُسنے برابر جگہ دی لشکر اترا پس سب
حال ایوان نے اپنی بہن سے جنگ و پیکار کا بیان کیا وہ سنکے بہت خوش ہوئی
اُسدن تو ایوان نے وہاں اور قیام کیا پس دوسرے دن تین لاکھ ساحروں کا لشکر لیکر
مع خیمہ و بارگاہ کے اپنی بہن ماران سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ انکا
حال آیندہ تحریر ہوگا اور ماران باقی ماندہ لشکر لے کر شہر میں واپس آئی اور انتظام شہر میں
مصروف ہوئی پس اب راوی الطاف جادو کا حال تحریر کرتا ہے

اب شمہ حال الطاف جادو وزیر سمندر رشاہ کا سماعت فرمایئے

راوی نے اس داستان ندرت بیان کو اس طور سے بیان کیا ہے کہ جب الطاف جادو
سمندر رشاہ سے منحرف ہو کر اور منحرف سمندر رشاہ رات کو مع اپنی ناموس و مال
و اسباب و عزیزوں کے شہر سے نکل کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا تھا اس عجلت
میں چلا سب کو ہمراہ لے کر راتوں ہی رات قریب لشکر اسلام پہونچ گیا جب صبح ہوئی
تو اسنے در لشکر اسلام پر پہونچکر خیمہ و خرگاہ بر پا کیے اس میں سب کو اتارا اور خود بھی اک خیمہ
میں بیٹھا اور ایک عرضی اس مضمون کی خدمت صاحبقران میں روانہ کی پہلے القاب
و آداب تحریر کیا اُسکے بعد تحریر کیا کہ یہ خاکسار آپ کا الطاف جادو واسطے اخلاص آیا
ہے کہ اشتیاق قدمبوسی میں اپنے گھر سے نکل کر مع کل مال و اسباب و اہل و عیال

لشکر کے قریب مقیم ہوا ہی مین نے آپ کے اوصاف بہت کچھ سُنے ہین اُنکو سُنکے مجکو اشتیاق ہوا
کہ آپ کی قدمبوسی حاصل کرون پس اُس اشتیاق مین یہان آیا ہون کہ آپ کی ملازمت حاصل
کرکے اپنے دیدہ ہاے بے نور کو آپ کے نور قدم سے روشن کرون پس اس امر کا امیدوار
ہون کہ مجکو اجازت ملے کہ مین مع سب اپنے اہل و عیال کے حاضر خدمت ہون اور جو جو
بارعت مجھ پر سمندر شاہ نے کی ہی وہ کیا آپ کی خدمت مین عرض کرون زیادہ حد ادب
الٰہی آفتاب دولت تابان و درخشان باد یہ عرضی لکھوا کر ایک ساحر کے ہاتھ خدمت صاحبقران
مین روانہ کی وہ ساحر یہ عرضی لے کر اُدھر کو روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان لشکر
اسلام مین دربار آراستہ تھا ظل اللہ تخت پر جلوہ فرما تھے اور صاحبقران دنگل سلطنت پر
جلوہ گر تھے اور سب عزیز صاحبقران و بادشاہ اپنے اپنے دنگلون پر جلوہ گر تھے اور
سب سردار بھی اور ایک طرف سب شاہان اطراف سمندریہ مثل سہراب شاہ وغیرہ
کے اور ایک سمت سب ساحران لشکر اسلام مثل فرخ آفتاب عالم و آفاق شاہ وغیرہ
کے عیاران لشکر اسلام تختہاے طلائی پر بیٹھے ہوئے تھے خضران بن عمر ثانی کرسی ہاے
پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب خادم و خدمتگار حاضر تھے دربار آراستہ تھا کہ وہ ساحر
عرضی لے کر در دولت پر حاضر ہوا یہان دربارگاہ پر جبریل بن عادی مرتبہ درگہ سالاری پر
بیٹھے ہوئے تھے اُس ساحر نے جبریل سے عرض کیا کہ میری خبر کر دیجیے صاحبقران کو کہ
ایک ساحر عرضی لے کر آیا ہی الطاف جادو کی پس جبریل کرسی پر سے اُٹھ کر داخل
بارگاہ ہوئے مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے عرض کیا کہ ایک ساحر سمندریہ کا ایک عرضی
لے کر آیا ہی اور کہتا ہی کہ یہ عرضی الطاف جادو کی ہی اُسنے خدمت صاحبقران مین روانہ
کی ہی اُسکے بابت کیا حکم ہوتا ہی یہ جو صاحبقران نے سُنا پلٹ کر آفاق شاہ کی طرف
دیکھا اور سہراب کی اور فرمایا کہ تم الطاف جادو سے واقف ہو کہ یہ کون ہی اور کس
مرتبہ کا ساحر ہی کیونکہ تم تو اس شہر کے رہنے والے ہو اور اہل دربار سے ہو آفاق شاہ
نے کہا کہ حضور یہ الطاف جادو بھی بہت بڑا ساحر زبردست ہی اور معزز ساحرون
مین سے ہی یہ بھی ایک وزیر ہی سمندر شاہ کا اور وزیر معزز ہی اسکا واقعہ یہ ہی کہ ہمیشہ
سمندر شاہ کے چار وزیر رہے جب کہ مین وزیر تھا تو یہ بھی وزیر تھا مین اس مرتبہ
تھا کہ لشکر لیے ہوئے شہر شہر پھرا کرتا تھا اور ہر ایک ملک پر سمندر شاہ کا قبضہ
کراتا تھا یہ سب ملک میرے فتح کیے ہوئے ہین پس جب میری طرف سے سمندر شاہ
کو اطمینان ہو گیا اور میری خیرخواہی دیکھ لی یہ امر ضرور ہی کہ سمندر شاہ میرا بہت پاس
کرتا تھا اور مجکو بہت دوست رکھتا تھا مجھ سے کہا کہ اب تم ضعیف ہو گئے ہو تو اب
ملک کو جاؤ اور اپنے مقام پر کسی اور کو مقرر کرو پس مین نے بھی منظور کیا مین نے اپنے
بھائی اشفاق شاہ کو اپنے مقام پر مقرر کیا اور خود آفاقیہ مین آ کر حکومت کرنے
لگا میرا طریقہ حالت ملازمت مین بھی یہ تھا کہ برس دن کے بعد دربار مین ایک ماہ
کے لیے آتا تھا اور بعد ترک ملازمت بھی وہی طریقہ رہا پس مین وزیر لشکر تھا اور وہی
طریقہ میرے بھائی نے جاری رکھا اور الطاف جادو وزیر ملک ہی اُسکے پاس تمام

ملکون کے کاغذ آتے ہین یہ اُن پر دستخط کرتا ہے اور آٹھوین دن دربار مین جاتا ہے اور دو وزیر دربار مین
کہ جنکے نام شملاق و امراق ہین بس آج کل وہ زیادہ مقرب بارگاہ ہین یہ سارے فسادات
اُنکی ذات کے ہین بس الطاف جادو وزیر سمندر شاہ ہے یہ اُسی نے عرضی لکھی ہے نہ معلوم
اس عرضی کا کیا مضمون ہے اور کس سبب سے عرضی لکھی ہے ساحر کو طلب فرماکے عرضی ملاحظہ
فرمائیے صاحبقران نے جبرئیل سے فرمایا کہ اُس ساحر کو اندر بارگاہ کے آنے کی دو اجازت سنا دو
جبرئیل نے بیرون دربار آکر اُسکو اجازت دی وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا اُسنے ایسا دربار آراستہ
پایا کہ کبھی نہ دیکھا تھا ایک طرف آفاق شاہ و ملکہ غزالان و سہراب جادو و ملکہ کوکبہ روشن
تن کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیگر ساحران معزز کو اور ایک طرف تہراب شاہ و اقبال شاہ
وغیرہ کو پایا اور دیگر شاہان اطراف و جوانب سمندر ریہ کو پایا اور سرداران صاحبقران و عزیزان
صاحبقران کو متمکن پایا ایسا دربار دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا ایسا رعب و داب تھا کہ کیا ممکن تھا کہ
کوئی سر اُٹھا کر دیکھ سکے ایک طرف عیاران لشکر موجود تھے بس اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا کہ
آفاق شاہ نے اُس ساحر کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے مہربان جادو اچھے رہے کدھر
آنا ہوا تمہارے مالک و آقا تو بہت اچھے ہین اُسنے سر اُٹھا کر آفاق شاہ کی طرف دیکھا
اور کہا کہ آپکے جان و مال کو دعا کرتا ہون اور میرے آقا کا بھی مزاج اچھا ہے آفاق شاہ نے
کہا کدھر آنا ہوا اُسنے عرض کیا کہ مین اُنکی عرضی لے کر خدمت صاحبقران مین آیا ہون
آفاق شاہ نے کہا کہ وہ کہان ہین اُسنے عرض کیا کہ وہ سمندر شاہ سے ناراض ہوکر مع
اپنے مال و اسباب و اہل و عیال و عزیز و اقارب کے راتکو شہر سے نکل کر چلے
آئے ہین اور قریب لشکر صاحبقران مقیم ہین اُسی مقام پر سے عرضی لکھی ہے آفاق شاہ نے کہا
کہ کیون ناراض ہونے کا کیا سبب ہوا اُسنے کہا کہ اسکا حال مجھکو نہین معلوم مین بیچارہ کیا
جانون آفاق شاہ نے کہا کہ وہ عرضی کہان ہے اُسنے کہا کہ میرے پاس ہے کہا کہ پیش کرو اُسنے
وہ عرضی جیب سے نکال کر خدمت صاحبقران مین پیش کی صاحبقران نے دبیر کو اشارہ
کیا اُسنے عرضی اُسکے ہاتھ سے لے کر لفافہ چاک کرکے پڑھی سب اہل دربار نے سنی بس
صاحبقران نے دبیر سے کہا کہ اسکی پشت پر لکھدو کہ تم شوق سے آؤ ہم کو خود تمہاری
ملاقات کا اشتیاق ہے تم تو ہمارے دینی بھائی ہو چکے ہو اب کوئی تمہاری طرف بہ نگاہ
کج نہین دیکھ سکتا ہے یہان سب تمہارے دوست ہین کوئی دشمن نہین ہے تم شوق سے
آؤ یہ تمہارا گھر ہے بس یہ مضمون تحریر کراکے صاحبقران نے اُس ساحر کو خلعت سے
سرفراز کیا اُسی کے روبرو سہراب جادو و ملکہ غزالان کو حکم دیا کہ آپ لوگ جائین
اور الطاف جادو کا استقبال کرکے لائین بس یہ سب ساحر بموجب حکم صاحبقران
اپنے سردارون کو لے کر باہر بارگاہ کے آئے ادھر وہ ساحر جواب عرضی لے کر اور
خلعت پاکر صاحبقران کو سلام کرکے بیرون بارگاہ آیا اور طرف الطاف جادو
کے روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد یہان سے یہ صاحب تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر
چلے صاحبقران نے خواجہ ثالث کو حکم دیا کہ اے خضر زمان بن ٹھن کر تم بھی جلد لشکر سے جاکر
کھڑے ہو جب سہراب جادو وغیرہ الطاف جادو کو لے کر داخل لشکر ہوتین

تو جو کچھ خیمے وغیرہ اُسکے ہمراہ ہون اُنکو مقام مناسب پر برپا کراؤ اُسکا مال و اسباب احتیاط سے
رکھواؤ اور سہراب سے کہنا کہ وہ الطاف کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مع اُسکے عزیز و اقارب
کے بارگاہ مین آئے بس خواجہ یہان سے روانہ ہوئے اور حد لشکر پر آکر الطاف جادو و
سہراب کے منتظر کھڑے ہوئے اُدھر وہ ساحر جواب عرضی لے کر الطاف جادو کی خدمت
مین پہونچا اور صاحبقران و بادشاہ و سردارون کے خلق و مروت کی تعریف کی اور کہا کہ جب
صاحبقران نے سُنا کہ آپ قریب لشکر آکر فروکش ہوئے ہین سہراب جادو و ملکہ غزالان
کو برائے استقبال روانہ کیا ہے یقین ہے کہ راہ مین ہونگے اس ساحر نے دربار کی بہت تعریف
کی اور وہ عرضی کہ جسکی پشت پر جواب تھا الطاف جادو کو دی الطاف نے جواب
عرضی پڑھا بس مضمون سے آگاہ ہوکر اپنے کل سردارون اور عزیزون کو ہمراہ لے کر باہر
بارگاہ کے آیا اور طرف سہراب جادو کے چلا اُدھر سہراب مع غزالان و سردارون
کے اِدھر کو آرہا تھا کہ راہ مین ملاقات ہوئی باہم صاحب سلامت ہوئی اُسکے بعد
الطاف جادو سہراب وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمہ مین آیا بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا
مزاج پرسی کی ایک نے دوسرے کا مزاج پوچھا بعدہ سہراب نے الطاف سے اِدھر
آنے کی حالت دریافت کی الطاف نے کہا کہ مین روبرو صاحبقران کے سب حال
بیان کرونگا سہراب نے کہا کہ پھر چلو صاحبقران انتظار کر رہے ہونگے یہ سُنکے الطاف
نے جواب دیا کہ بہت اچھا اور اُٹھ کھڑا ہوا بس سہراب و غزالان و سب سردارون کو
ہمراہ لے کر باہر خیمہ کے آیا اور ملازمون کو حکم دیا کہ سب اسباب بار کرو اور چلو اول تو سب
اسباب بار ہی تھا جو کچھ خیمہ وغیرہ برپا تھے سب بار ہوئے بس الطاف جادو کو سہراب
اپنے ہمراہ لے کر طرف لشکر اسلام کے چلا عقب مین سب سردار اور عزیز الطاف اور
ناموس اور خیمہ وغیرہ اور مال و اسباب تھا یہان سرحد لشکر پر خواجہ کھڑے ہوئے تھے
سہراب نے دور سے دیکھکر الطاف سے کہا کہ دیکھو وہ خواجہ سلامت کھڑے ہین
انھون نے سحران کو قتل کیا اور عشاق کو اور ماہیان کو اور آفتاب جادو کو انھون نے
سب سحر عیاران کیکن ہین یہ بہت بڑے عیار ہین شاہ عیاران کا لقب ہے سب واقعات
بیان کیے اور کہا کہ پہچان لو بس سہراب الطاف کو لے کر لشکر مین آیا پہلے الطاف
خواجہ سے ملا خواجہ نے الطاف کی بہت تعریف کی اور کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ تم
بہت سخی ہو مثل تمھارے شہر سمندریہ مین کوئی سخی نہین ہے بہت تعریف کی بس
الطاف نے خوش ہوکر ایک مالا مروارید کا دیا خواجہ نے خوش ہوکر وہ مالا لیا اور
بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی تم بہت سخی ہو یہ کہکر سہراب سے کہا کہ تم تو انکو
لے کر مع اُنکے عزیزون کے بارگاہ مین جاؤ کہ صاحبقران اُنکے منتظر ہین اور مین اُنکے
خیمہ وغیرہ برپا کراتا ہون یہ کہکر خواجہ ناموس الطاف و مال و اسباب و خیمہ وغیرہ
کو لے کر آیا سہراب چلو [illegible] روانہ ہوئے اور جاے مناسب پر لشکر مین خیمہ وغیرہ برپا
کرا کے ناموس کو اُتارا اسباب مال و اسباب ملازمان الطاف کے سپرد کر کے اور
[illegible] کر کے طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے اِدھر سہراب الطاف جادو کو لے کر

دربارگاہ پر پہونچا الطاف نے جبرئیل کو دیکھا سہراب سے کہا کہ یہ کون ہین کہا کہ داروغہ
بارگاہ پس سہراب اُن سب کو لے کر داخل بارگاہ ہوا یہان صاحبقران انتظار کر رہے تھے
الطاف نے دربار کو خوب آراستہ پایا پس الطاف نے صاحبقران و بادشاہ کو اور سب
سرداروں کو سلام کیا صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران نے گلے سے لگایا بادشاہ
نے دست شفقت پشت پر رکھا پس حلقہ ساحران مین الطاف کو مع اُسکے عزیزون کے
جگہہ ملی صاحبقران و سب اہل اسلام بہت شفقت و خاطر سے پیش آئے الطاف آفاق شاہ
وغیرہ سے ملا سب عزیزان الطاف نے شرف ملازمت حاصل کیا اور اپنے مرتبہ کے موافق
ہر ایک بیٹھا پس صاحبقران نے الطاف سے آنے کا سبب دریافت کیا اُسنے وہ سب
حال جو کہ اُس پر گذرا تھا سمندر جادو کی طرف سے اور اسی جلد مین وہ تحریر ہی بیان کیا اور
کہا کہ یہ ظلم و ستم میرے اوپر سمندر نے کیا اور دیگر لوگون پر پس مین نے دیکھا کہ اب یہان
رہنا بیکار ہی دوسرے آپکی ملازمت کا مین بہت مشتاق تھا پس مین نے خیال کیا کہ یہی
وقت ہی یہان سے نکل چلنے کا پس مین وہان سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا یہ تو ظاہر ہے تکلیف ہر جنس کی اٹھانی چاہیے اگر کوئی
مانع نہین ہوتا ہی تمہارے بیان سے بہت خوش ہوا پس الطاف نے وہ سب
حالات جو کہ اُس پر گذرے تھے اور اسی جلد مین تحریر ہو چکے ہین ناظرین ملاحظہ فرما چکے
ہونگے سب کے روبرو بیان کیے ہر ایک نے سمندر کی وہ لعنت سنکے نفرین کی سب اہل
دربار الطاف جادو سے خوش ہوئے اُسکے ہمراہی بھی ہر ایک سے اچھی طور سے ملے
پس ابھی الطاف دربار مین تھا کہ خواجہ آکر پہونچے انھون نے بہت کچھ تعریف کی اور
صاحبقران سے کہا کہ مین نے بموجب حکم آپکے سب تیار و انتظام کر دیا یہ عرض کر کے
اپنی کرسی پر بیٹھ گئے کہ استنے مین جبرئیل نے ایک فرد لاکر صاحبقران سے دستخط کرا کے
الطاف کو دی اُس فرد مین تحریر تھا کہ سرکار صاحبقران و بادشاہ سے چند خیمہ و چوبدار
و دیگر ملازم اور سب سامان خیمہ کی آرائش کا اور سامان باورچی خانہ تم کو اور تمھارے
عزیزون کے لیے مقرر ہوا اور ہر ایک کا مشاہرہ معقول مقرر ہوا پس آج سے تم سب
کے نام دفتر سرکار مین لکھے گئے اور ملازم ہو گئے فرد مین ہر ایک کے مشاہرہ کی شرح
لکھی کیونکہ یہان کا طریقہ ہی کہ جو کوئی شہر یا لشکر اسلام مین آتا ہی خواہ اُسکے ساتھ سامان
بود و باش ہو خواہ نہ ہو سرکار صاحبقران سے ضرور علی قدر مرتبہ مقرر ہوتا ہی پس وہی
طریقہ ساتھ الطاف کے بھی برتا گیا پس جب وہ فرد الطاف کو ملی اور اُسمین سب
ملازمون کے نام لکھے تھے الطاف نے آفاق سے اُس فرد کا حال دریافت کیا کہ یہ کیسی
فرد ہی آفاق نے کہا کہ یہان کا طریقہ ہی کہ جو شہر یا لشکر اسلام مین آتا ہی اُسکو سرکار
صاحبقران سے خیمہ اور اُسکا سامان اور جسقدر لوگ اُسکے ہمراہ ہوتے ہین سب کا
مشاہرہ مقرر ہوتا ہی اور چند چوبدار و دیگر ملازم سرکار سے مقرر ہوتے ہین اُنکی تنخواہ
خزانہ سے ملتی ہی اور باورچی خانہ کا سب سامان اور مصارف خزانہ سے مقرر ہوتا ہی
اور کچھ سپاہ اُسکے پاس کے نام کی جاتی ہی پس یہ فرد اُسی کی ہی اس مین سب حساب ہوگا

یہ حال سنکے الطاف بہت خوش ہوا کہ دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام و خیمون کو روانہ
ہوئے الطاف بھی مع اپنے ہمراہیون کے باہر آیا آفاق شاہ ہمراہ تھا وہ الطاف کو اپنے ہمراہ
لیکر اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوا راہ مین اُن ملازمون اور چوبدارون نے آکر مجرا کیا جو کہ سرکار صاحبقران
سے مقرر ہوئے ہین الطاف نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مطلب ہے اُنھون نے کہا کہ ہم کو
کیا حکم ہوتا ہے الطاف نے کہا کہ میرا کیا حکم کوئی تم میرے ملازم ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم
سب آپکے ملازم ہین ہم سب کو سرکار صاحبقران سے مشاہرہ ملیگا اور ہم آپکی خدمت
مین حاضر رہینگے یہ سنکے الطاف نے جواب دیا کہ تم سب اُس مقام جاکر قیام کرو کہ جہان
میرے خیمے وغیرہ برپا ہین مین آتا ہون اور اپنے عزیزون کو بھی روانہ کیا اور خود آفاق شاہ کے
ساتھ اُسکے خیمہ مین آیا تھوڑے عرصہ تک یہان بیٹھا رہا اُسکے بعد اپنے مقام پر آیا سب بندوبست
ٹھیک پایا بہت خوش ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ الطاف کے آنے کی لشکر اسلام مین
بہت خوشی ہوئی ہر ایک سردار نے اُسکی دعوت کی بس یہان تو الطاف کی دعوت
ہورہی ہے اور وہ دین اسلام سے مشرف ہوچکا ہے اور صاحبقران کو یہ انتظار ہے کہ لشکر کفار
مین طبل جنگ بجے تو یہان بھی طبل جنگ بجوایا جاوے اور مقابلہ کیا جاوے بس ان سب کو
تو مصروف دعوت اور صاحبقران کو انتظار جنگ مین چھوڑا جاتا ہے اب حال سمندر شاہ
لکھا جاتا ہے اور کیفیت جنگ و پیکار لشکر اسلام و لشکر کفار تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ بتوفیق الٰہی

اب ذو قلم داستان سمندر شاہ کا جواب نامہ گنجور شاہ سے آگاہ ہونا اور
اُس نامہ بر کا آنا جو کہ طرف اشفاق شاہ کے گیا تھا اور عرض کرنا کہ اشفاق شاہ
مع لشکر حاضر ہوتا ہے اور اُسکی عرضی دینا پھر خبر آنا کہ چند پہلوان غیر ساحر آئے
ہین اُنکا دربار مین آنا اور سب حال سنکے لاف وگزاف کرنا اُن لوگون کا
آکر سمندر شاہ سے حال اشفاق شاہ بیان کرنا جو کہ شہر اشفاقیہ سے فرار
کرکے چلے آئے تھے سمندر شاہ کا حال اشفاق شاہ سنکے برہم ہونا اور
کہنا کہ مین جنگ مسلمانان سے فراغت کرلون تو ان سب کو سزا دونگا
اور حکم دینا کہ پیش خیمہ روانہ کیا جاوے پرسون ہم کوچ کرینگے براے مقابلہ
اہل اسلام و طیاری لشکر کا حکم دینا اُس لشکر کا بھاگ کر آنا جو کہ حیران جادو
کے ہمراہ الوانیہ پر گیا تھا اور حال جنگ سے و قتل حیران سے سمندر شاہ
کو آگاہ کرنا بس افسوس کرنا سمندر شاہ کا اور لشکر لیکر بیرون شہر آنا اور
اہل اسلام سے مقابلہ ساحرون سے و غیر ساحرون سے اور ہر ایک

نذر دگار سمندر شاہ کا و اہل اسلام کا عین وقت پر پہونچنا عشاق حجرہ نشین
کا ہاتھ سے سوباق برق مزاج کے مارا جانا اور جنگ مغلوبہ ہونا سمندر شاہ
کا شکست کھا کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے فرار کرنا صاحبقران کا بعد
فتح شہر سمندر رو پر قبضہ فرمانا اور ملکہ نسیم سمن و دختر سمندر شاہ کا ساتھ
سہراب جادو کے عقد ہونا اور عاشق و معشوق کا وصل سے شاد ہونا
صاحبقران کا جشن خوشی کرنا اُس سے دریافت کرکے اور ملکہ نسیم سمن کو حاکم
سمندر رو کرکے صاحبقران کا تعقب سمندر شاہ میں طرف طلسم کے روانہ
ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار بلبل ہزار داستان قلم کو گلشن مضامین میں یوں زمزمہ سنج کرتے ہیں
و شہسوار کلک کو میدان مدعا میں یوں جولان کرتے ہیں و شمشیر آبدار زبان کو اس طور سے
معرکہ آرائی لشکر معنی کرتے ہیں کہ جب سمندر شاہ نے بیٹی زمرد کے ذریعہ سے نامہ طرف گنجور شاہ
کے روانہ کیا اور ایک حکم نامہ بنام اشفاق شاہ اور حیران جادو کو برائے غارت
شہر الوانیہ روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر طیار ہو اور سب سامان سے درست ہو
کیونکہ میں برائے مقابلہ اہل اسلام لشکر کشی کرونگا لشکر میں بندوبست ہونے لگا تھا
اور وہ جو بادشاہ ساحر و نجیر ساحر بیرون شہر آکر مقیم ہوئے ہیں وہ بھی سامان لشکر کشی کرتے
ہیں پس سمندر شاہ دربار کرتا ہوا اور اہل دربار سے ہر روز یہ کہا کرتا ہے کہ تک اطراف میں آیا
و حیران یا ولیہ پوش مہم الوانیہ سے فارغ ہوکر حاضر ہوا اشفاق جادو بھی آیا اسی دن کا ذکر ہے
کہ دربار آراستہ تھا اور سب سردار حاضر دربار تھے کہ اچھنا بیس جادو نے آکر مجرا گاہ پر
سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ غلام نے غلہ کا بندوبست برائے لشکر کر لیا ہے جب حضور کا
جی چاہے کوچ فرمائیں سمندر شاہ نے اسکو اس خدمت کے صلہ میں انعام دے کر
رخصت کیا ابھی دربار آراستہ تھا کہ وہ سوار حاضر ہوئے کہ جو برائے تلاش الطاف جادو
گئے تھے اور وہ ساحر اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم نے بہت تلاش کیا کہیں الطاف جادو
کا نشان نہ پایا ہم جب قریب لشکر اسلام پہونچے تو معلوم ہوا کہ الطاف جادو شہر سے
نکل کر داخل لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے بہت عزت کی اور وہ دعوت ہر ایک سردار
کی کھا رہا ہے اور بہت خوش ہے یہ خبر سنکر سمندر شاہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ یہ بدولت
اپنے مقام سے حرکت کرتے ہیں سب نمک حراموں کو اُنکے افعال کی سزا دینگے اور اہل
اسلام کو قتل کرینگے اب مجھکو ان سب کی تباہی کا خیال آگیا ہے اسپر سے ہاتھ سے بچ کر
کہاں جاتے ہیں یہ کہکر ان سب کو رخصت کیا سمندر شاہ خاص میں بیٹھا تھا کہ ایک
چندہ ہرکارے حاضر دربار ہوئے مجرا کرکے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ حضور آگاہ ہوں کہ

کما ابطال قوی بازو عفطال قوی تن قتلطال سخت پنجہ گرگان گرز زن پیکان نیزہ باز
وزراک تیغ زن و غواک سخت کمان یہ پہلوانان جہان سات لاکھ کا لشکر لے کر براے
کمک حضور آئے ہیں انکا لشکر بیرون شہر فروکش ہے اور یہ سب غیر ساحر ہیں بس یہ
سب پہلوان مع اپنے سرداروں کے طرف دربار کے آئے ہیں یہ سننا تھا کہ سمندر شاہ خوش
ہوگیا اور گوہر سالار کو حکم دیا کہ پہلوان جو آئے تو منع نہ کرنا دربار کی آراستگی کا حکم دیا فوراً دربار
آراستہ ہوگیا ان سب کے لیے کرسیاں آراستہ کردی گئیں کہ وہ آکر پہونچے داخل دربار کفر
اطوار ہوئے ہر ایک نے سمندر شاہ کے تخت کو بوسہ دیا مجرا کیا اور جو مقام اسکے لیے
مقرر ہوا تھا اس پر بیٹھ گیا جب یہ سب بیٹھ چکے اس وقت ادراک و غواک نے سمندر شاہ
سے دریافت کیا کہ کچھ خداوند جہاں لشکر اسلام اور سبب جنگ و پیکار بیان کریں سمندر شاہ
نے شملاق کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وزیر میرا بیان کریگا بس انھوں نے شملاق سے کہا
کہ تم بیان کرو شملاق نے کہا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ نے سہراب جادو اپنے
سپہ سالار کو اس علت میں کہ اسنے یہ خواہش کی تھی کہ میری شادی ملکہ نسیم سیمتن
اپنی دختر کے ہمراہ کردیجیے وہ اس پر عاشق ہوگیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا ایک
تو یہ لازم تھا دوسرے خود بادشاہ کا قصد تھا کہ میں اپنی دختر کو اپنی تصرف میں لاؤں
اس سے وصل حاصل کروں اسکے باغ جوانی سے ثمر آرزو حاصل کروں بس مقرر دیکر
ناہیان طوفان کش کے پاس روانہ کیا کہ تم وہاں جاؤ آج کل طوفان پر کسی نے لشکر کشی
کی ہے اسنے کمک طلب کی ہے بس تم اسکی کمک کو جاؤ اور سہراب کو جب اُدھر روانہ
کرچکا تو طوفان کو خفیہ طور پر لکھ بھیجا کہ اسنے بہت سرکشی پر کمر کسی ہے اسکو اسیر کرلینا
میں نے یہاں اس [illegible] اسے اسیر نہیں کیا کہ سب لشکر اسکا تابع ہے غدر کا خوف ہے
بس جب سہراب وہاں پہونچا ناہیان طوفان کش حاکم دریاے سبز رنگ نے
سہراب کو غافل پاکر اسیر کرکے پاس ساحران سیہ پوش اپنی بہن کے روانہ کیا وہ
کنارے دریاے سبز رنگ کے مسکن گزین تھی بس اسی زمانہ میں لشکر اسلام
کنارے دریاے سبز رنگ کے آکر مقیم ہوا صنوبر شاہ و دلوانہ [illegible]
اطاعت اہل اسلام کی اطاعت کی جب ساحران کو خبر ہوئی اسنے حباب جادو اور
سہراب جادو کو قید سے رہا کرکے براے مقابلہ صاحبقران روانہ کیا حباب تو
مارا گیا اور سہراب اسیر ہوا سہراب نے اہل اسلام کی اطاعت کی اور ساحران
[illegible] کو سب حالات سے اہل اسلام کو آگاہ کیا ساحران کو قید دیا جب سمندر شاہ
کو خبر ہوئی مقابلہ کی کہ ساحران سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہورہا ہے بس اپنے دوسرے
سپہ سالار آفتاب جادو کو براے کمک ساحران روانہ کیا بس عیاران لشکر اسلام
نے سہراب کی کمک سے اس پار آکر ساحران کو بھی عیاری کرکے قتل کیا اور آفتاب
کو بھی اور ناہیان کو بھی قتل کیا دریا کو ہٹا دیا بس اب لشکر اسلام کا عروج ہوا انھوں
نے ادھر کو شملاق کی بستی تمام اپنے قبضہ میں کیا ہر ایک بادشاہ نے عاجز ہوکر اسلام کی
اطاعت کی اور بعض نے یہ خوشی [illegible] اس پر یہ ہوا کہ دختر آفتاب جادو ہمشیرہ گلاب جادو

جو کہ اسوقت دربار میں موجود ہیں برائے اسیری عیاران لشکر اسلام گئیں تھیں وہ بھی واپس آئیں
اور شہر یکسر اہل اسلام ہو گئیں وہ جو اسیر ہو کر گئیں اُنھوں نے جو اہل اسلام کو قوی دیکھا اُنکی خواہش
شہوانی نے زور کیا وہ ہر ایک سردار پر عاشق ہو گئیں اور مسلمان ہو گئیں اور شہر یکسر اہل اسلام ہو گئیں
بس ان سب نے یہ آفت جہاں برپا کی غزالان نے تو عاشق ہو کر بس پھر جو مقابلہ ہوا اُن میں
اہل اسلام کی فتح ہوئی شملاق نے سب حال لشکر اسلام کے مقابلوں کا بیان کیا اور کہا کہ اب
بادشاہ کا قصد ہے کہ برائے مقابلہ لشکر کشی کریں چنانچہ ہم سب کو طلب کیا ہے خدا پرست بہت
قوی ہیں اور زبردست ہیں اُن سب نے یہ حال سنکے کہا کہ اُنکی کیا حقیقت ہے جب مقابلہ
ہوگا اُسوقت حال کھلے گا اُن غلاموں کی جنگ کا حال بادشاہ ملاحظہ فرمائیں کہ کیونکر اہل
اسلام کو قتل کرتے ہیں جنکی تعریف وزیر صاحب کر رہے ہیں یہ سب ہم لوگوں کے روبرو طفل
مکتب ہیں آپ شوق سے لشکر کشی فرمائیے اور ہمارے مقابلہ کا تماشہ ملاحظہ فرمائیے
کیونکہ ہم ان سب خدا پرستوں کو قتل کرتے ہیں یہ سنکے سمندر شاہ بہت خوش ہوا اور جو
کچھ صدمہ تھا وہ برطرف ہوا مگر شملاق نے اس طور سے حال بیان کیا کہ سب کو ناگوار ہوا
خصوصا سمندر شاہ کو نسیم کا حال بیان کرنا اُسکو بہت ناگوار ہوا اور گلاب کو غزالان
کی حالت کے بیان ہونے سے رنج ہوا مگر کیا کرے شملاق بہت بادشاہ کا منہ چڑھا ہوا
تھا اُس نے یہ سب حال اُن سب نے کہا اور سمندر نے اُنکی تقریر سُنی بہت خوش ہوا اسی حالت
خوشی میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک برق چمکی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں جب سب نے
آنکھیں کھولکر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ زمرد کی پتلی سامنے تخت سمندر شاہ کے کھڑی ہے بس سمندر شاہ
نے کہا کہ جواب نامہ لائی اُسنے کہا کہ جی ہاں یہ کہکر نامہ سمندر کے ہاتھ میں دیا سمندر شاہ نے نامہ
لیکر اُسکے ہاتھ سے صندوقچہ کھلوا دیا پتلی پھاند کر صندوقچہ کے اندر چلی گئی اُسکے سمندر شاہ
نے وہ نامہ وزیر کو دیا وزیر نے وہ نامہ پڑھا بس سمندر شاہ و اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے جب سمندر شاہ کو معلوم ہوا کہ کنجور شاہ نے کمک کرنے سے انکار کیا اور وہ
نہ آئیگا اور نہ کسی کو برائے کمک روانہ کریگا بڑا صدمہ ہوا اور اہل دربار سے کہا کہ سُنا
تم نے کہ کنجور شاہ نے بھی انکار کیا مجھکو کیا پرواہ ہے کیا میں نے کوئی اُسکے بھروسے پر حکومت
کی اور اسقدر ملکوں پر قبضہ کیا ہے کیا تو ہی کمک سے کنجور شاہ نے کیا ہے نہ معلوم وہ اپنے دل
میں سمجھا کیا کہ انکار کیا اس سے کہ بعد اس کے بھی سمجھ لیا جائیگا اُسکو بہت زور ہو گیا ہے
و نیز نہ طاق میں جو بیٹھا ہے اور خداوند نے ایک جو طلسم کا مالک کیا ہے اور کچھ شہر کا [illegible] دیے ہیں
اس پر غرور کرتا ہے لیکن اس معرکہ سے فرصت کرکے خداوند سے کنجور شاہ کی شکایت بہت
کرونگا اور اس غرور کی سزا خداوند سے دلواؤنگا خیر یہ معلوم ہو گیا کہ اب اُدھر سے کمک کسی
نہ آئیگی اب مجھکو صرف اشتیاق شاہ کا اور حیران بادلہ پوش جادو کا انتظار ہے کہ وہ
آ لیں تو میں یہاں سے لشکر کشی کروں مگر سمندر شاہ کو اس امر سے بہت افسوس ہے
کہ کنجور شاہ نے میری کمک نہیں کی نہ کسی کو برائے کمک روانہ کیا صاف انکار کیا
سمندر شاہ اسی صدمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور سب حاضر دربار تھے کہ یکایک دربان
سالار نے آکر عرض کیا کہ کچھ لوگ شہر اشتیاقیہ سے آئے ہیں اور فرمایا کہ ان میں سمندر شاہ

نے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہوا جو شہر اشفاقیہ کے لوگ آئے ہیں جلد ہی انکو اندر بھیجدو کہ میں ان سے
حال دریافت کرون کیونکہ اشفاق شاہ تو اپنے ملک پر نہ تھا وہ احراقیہ پر تھا اور میرے
نامہ کا جواب اسنے تحریر کیا تھا کہ میں حاضر ہوتا ہون راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی دن پیامبر جادو
بھی جواب نامہ اور عرضی اشفاق شاہ کی لیکر آیا تھا اور سمندر شاہ نے پڑھوا کر سنی تھی
پس سب آگاہ ہو چکے تھے کہ اشفاق شاہ لشکر لیکر آتا ہے اب جو یہ درگہ سالار نے آکر عرضی
سمندر شاہ کو دی خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اشفاق شاہ تو ادھر کو روانہ ہوا ادھر کسی نے اسکے
ملک پر لشکر کشی کر کے قبضہ کر لیا اور یہ لوگ وہان سے فرار کر کے میرے پاس بھاگ کر آئے
ہیں انکی حالت دریافت کرنا ضرور ہے پس درگہ سالار نے جا کر ان میں سے چند لوگون کو
جو کہ معزز تھے دربار میں بھیجا وہ لوگ دربار میں آئے اور مجراگاہ پر سے مجرا کیا انھون سب نے
دربار کو آراستہ پایا اہل دربار نے ان سب کو دیکھا کہ بحال پریشان ہیں پس بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ کیا تمھاری حالت ہے کچھ بیان تو کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم اشفاق شاہ کے
ہاتھ کے تباہ کیے ہوئے ہیں انھون نے ہم کو شہر سے شہر بدر کیا ہے آگاہ ہو جیکہ اشفاق شاہ
مسلمان ہو گیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اشفاق شاہ لشکر لیکر براے کمک
اہل اسلام روانہ ہوا ہے ہم نے یہ حال دیکھا کہ جہان ہمارے خداوند کی تصویر ہے وہ
عمارت کھود دی جاوے اور اسی مقام پر مسجدین بنائی جائین اور صداے اللہ اکبر بلند ہو پس
ہم وہان سے فرار کر کے چلے آئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کرین سمندر شاہ نے کہا
کہ یہ کیا بیان کرتے ہو اشفاق شاہ کی عرضی تو آج میرے پاس آئی ہے کہ میں لشکر لیکر
حاضر خدمت ہوتا ہون اور تم یہ بیان کرتے ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا انھون نے عرض کیا کہ
ہم آپ سے سچ عرض کرتے ہیں اسنے آپ کو دھوکا دیا ہے تا کہ میں لشکر اسلام میں پہونچ
جاؤن بڑا غضب ہو گیا پس ان سب نے قسم کھا کر کہا تب سمندر شاہ کو یقین آیا بڑا صدمہ
ہوا اور کہا کہ اشفاق نے بھی دغا کی خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا ان سب
سے سمجھ لونگا بعد اسکے اہل اسلام کے یہ کہکر ان سب کو رخصت کیا اور کہا کہ تم اسی ملک
میں مقیم ہو اور مسکن کرو میں ہو وہ لوگ دربار سے باہر آئے اور مکان کرایہ کے لیکر
مقیم ہوئے ابھی سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور اہل دربار سے کہہ رہا ہے کہ ان سب نے
نمک حرامی پر کمر باندھی ہے اور سرکشی اختیار کی ہے میں ان سب کو سزا دونگا مجھ سے بچ
کر کے کہان جاینگے میں لشکر اسلام کو غارت کر دونگا جب یہ سب غارت ہو جائینگے
اسوقت ان سب کو اس نمک حرامی کا حال معلوم ہوگا ابھی تو خوشی خوشی مسلمان
ہوئے ہیں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ لشکر جو کہ حیران بادلیہ پوش کے ہمراہ الوانیہ پر گیا
تھا اور حیران ہاتھ سے الوان کے مارا گیا تھا اور لشکر شکست کھا کر بھاگا تھا پس
اسکے باقی ماندہ سردار بحالت خراب تباہ و برباد قطع راہ کر کے داخل شہر سمندریہ
ہوئے اور وہ سب سردار جو کہ قتل ہونے سے بچے تھے اور مجروح تھے اسی حالت
سے در دولت پر آئے اور درگہ سالار سے اجازت لے کر داخل دربار ہوئے سمندر شاہ
نے اور سب اہل دربار نے انکو پہچانا تا بحالت تباہ و خراب و مجروح جو دیکھا تو دریافت

کہا کہ یہ کیا حال تمہارا ہے حیران بادلہ پوش جادو تمہارا افسر اعلیٰ کہاں ہے کچھ حال تو بیان کرو کہ کیا
آفت آئی پس جو سمندر رشاہ نے کہا انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے افسر حیران بادلہ پوش جادو
آپ سے رخصت ہو کر اور لشکر لے کر شہر الیواشہ پر گئے بیرون شہر فرو کش ہوئے چونکہ وہ
پہونچ جاتے تھے کہ الیوان نے طیاری کی لشکر اسلام میں ہے پس اسکی یہیں سے نام نامہ نہایت تہدید
آمیز تحریر کیا وہاں الیوان آچکی تھی اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اپنے عزیزوں کو مسلمان
کر چکی تھی پس اسنے جو نامہ کا مضمون سنا بہت خفت جواب تحریر کیا اور لشکر لے کر برائے
مقابلہ بیرون شہر آئی مقابلہ ہوا ہمارا افسر یعنی حیران جادو بہ ہاتھ سے الیوان کے مارا گیا ہم
نے لشکر الیوان سے شکست کھائی اور وہاں سے بھاگے سب خیمے وغیرہ لشکر الیوان
نے لوٹ لیے یہ واقعہ گذرا ہم پر یہ آفت آئی یہ سننا تھا کہ ایک صدمہ عظیم سمندر رشاہ کو
ہوا اُن لوگوں کو حکم دیا کہ تم جا کر اپنا علاج کرو وہ سب دربار سے باہر آگئے اور اپنے
مقام پر آئے جو کہ مجروح تھے وہ شفاخانہ کو گئے انکا علاج ہونے لگا ان سب کے جانے
کے بعد سمندر رشاہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ جن جن لوگوں کی امید تھی ان سب
سے نا امیدی ہو گئی پس اب کس کی امید ہے کہ فلاں آئے تو میں لشکر کشی کروں پس میں نے
کوئی ان لوگوں کے بھروسہ پر یہ لشکر کشی کا قصد نہیں کیا تھا ہمارا پیش خیمہ آج شہر
سے نکلے اور بیرون کل لشکر جو کہ ہمارا ہے وہ اور جو لشکر کہ ہمارے مددگاروں کا ہے اور بیرون
شہر مقیم ہے آمادہ سفر ہو ہم پرسوں یہاں سے بر سر اہل اسلام برائے مقابلہ کوچ کریں گے یہ
حکم دے کے وزیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ
ہم نے آج پیش خیمہ روانہ کیا ہے پس ہمارے ہمراہ لشکر قریب تین لاکھ کے ساحر و
غیر ساحروں کا ہوگا ایسا مقام تجویز کرنا کہ پر آب و گیاہ ہو کسی امر کی تکلیف نہ ہو اور اس
امر کا خیال رہے کہ ایک طرف لشکر ساحروں کا اترے گا اور ایک سمت غیر ساحروں کا
بیچ میں میری بارگاہ ہوگی میدان وسیع برائے مقابلہ بھی رہے پس ان سب امروں کا
خیال رہے پس وزیر نے بموجب بیان سمندر رشاہ حکم نامہ تحریر کرکے پیش کیا پس
سمندر رشاہ نے ایک طائر سحر کے ہاتھ وہ حکم نامہ پاس گرداب شاہ کے روانہ کیا
وہ طائر نامہ لے کر جانب لشکر کے روانہ ہوا یہاں سمندر رشاہ نے دربار برخاست کیا
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آگئے اور وہ سردار و پہلوان جو کہ آج وارد ہوئے
تھے وہ اپنے لشکر میں آئے پس اُدھر گلاب جادو نے چھاؤنی میں آکر اور ایک لاکھ
اور پچاس ہزار غیر ساحروں کا لشکر انتخاب کر کے بسر کردگی سواج تیغزن و طوفان
خنجر جادو پیش خیمہ اور بارگاہیں اور خیمہ و خزانہ آلات و رباسے اُٹھنیں بار کرا کے طرف
لشکر اسلام کے بحکم سمندر رشاہ روانہ کیا اور کل لشکر کو سامان جنگ سے درست
ہونے کا حکم دیا لشکر میں طیاری ہونے لگی اور سب سردار سامان جنگ کرنے لگے
اور بیرون شہر و بادشاہ اور وہ سردار جو صعوبت سفر اُٹھا کر مقام دور و دراز سے
ہمراہ لشکر لے کر آئے تھے سامان جنگ میں مصروف ہوئے پس انکو اسی
حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال گرداب شاہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال گرداب شاہ کا سماعت فرمایئے اور لشکر اسلام کا

پس راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں گرداب شاہ مقابل لشکر اسلام کے مع لشکر کے فروکش ہے اور
جواب عرضی کا منتظر ہے کہ دیکھیے کیا جواب آتا ہے کہ وہ طائر جو کہ اسکی عرضی لیکر گیا تھا آکر پہونچا
گرداب شاہ وغیرہ بارگاہ میں تخت پر بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار
تھے کہ اُس طائر نے آکر جواب عرضی ہاتھ میں گرداب شاہ کے دیا گرداب شاہ نے
پڑھا اور جواب نامہ سے آگاہ ہوا یہ جواب آیا تھا کہ جب تک ہم کوئی حکم تم کو نہ دیں اُس
وقت تک تم طبل جنگ بجوا نا مقابلہ کرنا یا تو میں خود آتا ہوں یا کسی سردار کو لشکر لیکر براے
مقابلہ روانہ کرتا ہوں اور بہت اچھی طور سے لشکر کی حفاظت کرنا اور دوسرے حکم کے منتظر رہو یہ
جواب پڑھکر وہ خاموش ہو رہے چار سو سال لشکر اسلام نے ساحران اور بادشاہ کو اس
حال سے آگاہ کیا وہان الطاف جادو کی دعوت ہو رہی ہے سب اسکی مہمانداری میں مصروف
ہیں ہر ایک سردار کے یہاں روز جشن ہوتا ہے اس جواب کو آئے ہوئے گرداب شاہ وغیرہ کے پاس
کوئی دس دن گذرے تھے کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ تھا گرداب شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا تھا کہ طائر آکر سامنے بیٹھا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ میں نامہ لایا ہوں سمندر شاہ
کا یہ کہکر وہ نامہ گرداب شاہ کے ہاتھ میں دیا گرداب شاہ نے نامہ کو آنکھوں سے لگایا
لفافہ پر نامہ کے بوسہ دیا اور دبیر کو دیا کہ پڑھو پس دبیر نے پڑھا گرداب شاہ اور دیگر اہل
دربار مضمون سے آگاہ ہوئے پس گرداب شاہ نے دبیر سے کہا کہ ہم سب کی طرف سے
ایک عرضی تحریر کرو کہ ہم حکم سرکار سے آگاہ ہوئے پس جیسا حکم صادر ہوا ہے اُسیکے بموجب
کاربند ہونگے دبیر نے تحریر کر دیا گرداب شاہ وغیرہ نے اُسپر اپنی مہر اور دستخط کرکے
اس طائر کو دیا وہ طائر منقار میں دبا کر اڑ گیا بعد جانے طائر کے گرداب شاہ وغیرہ نے
کہا کہ آخر کو بادشاہ کو خود تکلیف کرنا پڑی براے مقابلہ اہل اسلام یہ کہکر اسی وقت سوار
ہوکر صحرا میں آئے اور ایک میدان کا مع امراے لشکر سمندر شاہ تجویز کیا جو کہ پر از آب و گیاہ تھا
اور نہایت خوشگوار تھا پس جو پست و بلند زمین تھی سب بذریعہ سنگ کے ہموار کی اور جو
درخت تھے وہ سب کٹوا کے میدان کو صاف کر دیا سمندر شاہ کے خیموں اور بارگاہوں کی
اور دیگر بادشاہوں کے خیموں کی جگہ مقرر کی اور ایک سمت براے لشکر غیر ساحران میدان صاف
کیا اور ایک طرف براے لشکر ساحران میدان درست کیا اور وسط میں جگہ براے بارگاہ
سمندر شاہ مقرر کی ایسا بند و بست کیا یہ لشکر جو کہ اترا ہوا ہے اسی لشکر میں شامل ہو جاے
پس یہ بند و بست کرکے بارگاہ میں آئے اور طائر سحر مقرر کیے کہ جب پیش خیمہ شاہی آئے تو ہمکو
آگاہ کرنا راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے کہ طوفان خیز جادو و مواج تیغ زن ہمراہ ایک
لاکھ ساحروں اور پچاس ہزار غیر ساحروں سے پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے
بیرون شہر آکر پہونچا اور طرف لشکر گرداب شاہ کے چلے پس یہاں صبح کا وقت تھا کہ
گرداب شاہ دربار میں تھا سب اہل دربار حاضر تھے کہ طائران سحر نے آکر خبر دی کہ اے
بادشاہ آگاہ ہو کہ مواج تیغ زن اور طوفان خیز جادو مع ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ کے

پیش خیمہ بادشاہ کا اور خزانہ لیے کر قریب لشکر آ پہونچے ہین بس یہ سننا تھا کہ گرداب شاہ وغیرہ سب
سردارون اور لشکر کو لے کر براے استقبال آیا اور براے استقبال کر کے اُس صحرا مین لایا کہ جو پہلے سے قیام
لشکر مقرر کیا تھا بس سب خیمہ اور بارگاہین برپا کرائین ایک طرف یعنی طرف دست چپ کے
شاہان و پہلوانان غیر ساحرون کے لشکر کے افسرون کے خیمے و بارگاہین برپا کین اور دست راست
کی طرف لشکر ساحران کے بادشاہون اور افسرون کے خیمے و بارگاہین برپا کین گئین وسط مین
خیمے و بارگاہین سمندر شاہ کی برپا ہوئین بازار مین آراستہ ہوئین جھنڈے نصب کیے گئے بس
لشکر ساحران اپنی طرف اُترا اور غیر ساحران اپنی حد کی طرف بس یہ سب بندوبست کر کے گرداب شاہ
وغیرہ اپنے مقام پر آئے وہان لشکر اسلام مین دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے کہ ہرکارون
کے جوڑی داخل بارگاہ ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعاے اونکہ شاہی بجا لائے اوسکے بعد عرض کیا کہ ہم لشکر
کفار مین تھے کہ طائران سحر نے کفار کو خبر دی کہ دو ہزار سردار ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ سے
سمندر شاہ کا پیش خیمہ لیکر آئے ہین بس یہ سنکر گرداب شاہ وغیرہ نے انکا استقبال کیا
اور روبروے لشکر حضور میدان لق و دق مین خیمے برپا کرائے اور بارگاہین سمندر شاہ کے ساتھ
لشکر غیر ساحران بھی ہین ایک طرف لشکر ساحران اُترے گا اور ایک سمت غیر ساحران چنانچہ
ایسا ہی بندوبست ہوا اور بیچ مین بارگاہ سمندر شاہ کی ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ خوب
ہوا کہ خود سمندر شاہ برائے مقابلہ نکل آیا لشکر لے کر بس اب فیصلہ ہو جائے گا جسکو خدا دے
وہ لے فتح و شکست خدا کے اختیار مین ہے کہان تک انتظار کیا جائے خداوند کریم نے سن لی
کہ سمندر شاہ نے خود قصد مقابلہ کیا میرا خود قصد تھا کہ سمندر شاہ کو لکھون کہ خود آکر مقابلہ
کرو اس سے کیا فائدہ کہ سردارون اور افسرون کو طول دیتے ہو فیصلہ ہو جائے میرے تحریر
کرنے کی نوبت نہ آئی وہ خود براے مقابلہ نکل آیا خیر دیکھا جائے گا خداے بزرگ است
کوئی خوف نہین ہے بلکہ مجھکو خوشی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو مین براے فتح بطاق
روانہ ہون اور آسمان ناز جہاد کو قتل کرکے خدمت مین صاحبقران اول کے روانہ ہون
اور عبادت خدا مین مصروف ہون یہ فرما کر اور اُن ہرکارون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور فرمایا
کہ لشکر کفار مین جاؤ یہ خبر دریافت کرو کہ سمندر شاہ کب آئے گا تاکہ ہم اسکی آمد کا تماشہ
دیکھین بس وہ ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور داخل لشکر ہوکر اور صورت بدل
کر پھرنے لگے یہان صاحبقران اس انتظار مین ہین کہ ہرکارے آکر خبر دین کہ سمندر شاہ
لشکر لے کر شہر سے نکلا اور ادھر کو آتا ہے تو مین سرحد لشکر پر جاکر آمد لشکر کا تماشہ دیکھون
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب دو دن گذرے اور وہ دن آیا جو کہ سمندر شاہ نے لشکر
کے کوچ کے لیے مقرر کیا تھا بس سمندر شاہ سب اپنے ناموس سمیت [illegible] کر برآمد ہوا
یہان کل سردار لشکر ساحر و غیر ساحر اور کل شاہان اطراف و افسران سپاہ و پہلوانان
جنگ آزما و ساحران غدار حاضر دولت ہین صبح سے اور کل لشکر ساحرون کا
اور غیر ساحرون کا طیار ہے سب اسباب اژدرہا سے سحر پر بار ہو چکا ہے و خزانہ وغیرہ
و خیمے پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے مگر پھر بھی خزانہ ہمراہ ہے اور بارگاہین و خیمہ ہین غلہ بھی
اور دیگر ضروریات اور ہر قسم کا اسباب ہے ہر قسم کے لوگ ہمراہ ہین طائفے بہت سے

ہمراہ ہین سامان مے‌خانہ و دیگر اسباب عیش ہمراہ ہی سب بار ہو چکا ہی جو لشکر ساحرون کا ہی اُسکے
علم اژدرون کے پشت پر نصب ہین اُنکے پھریرون پر تعریف خداوند لقا کی تحریر ہی پھریرے
اُنکے کھل چکے ہین اور جو لشکر غیر ساحرون کا ہی اُسکے نشان ہاتھیون پر ہین اُنکے بھی پھریرے کھلے
ہوئے ہین اُن پر بھی تعریف خداوند لقا تحریر ہی اور سب جلوس سواری دردولت
پر موجود ہی غیر ساحرون کا لشکر ایک سمت پرا باندھے ہوئے کھڑا ہی اور ساحرون کا ایک سمت
غیر ساحر مرکبون پر اسلحہ لگائے ہوئے سوار ہین پیدل صف بستہ الگ کھڑے ہین ساحر
مرکب ہاے سحر پر اور دیگر سواری ہاے سحر پر مثل باز و ہنس و اژدر و طاؤس و تخت سحر
وغیرہ پر سوار ہین اور کوئی ابر طیار کر رہا ہی کہ اُس سے بارش ہو رہی ہی کوئی آگ برسا رہا
ہی کوئی سنگ کوئی چمن بناتا ہی کوئی اژدر ہوا ایک اپنا کمال دکھا رہا ہی غیر ساحر کوئی
سیف کے ہاتھ نکال رہا ہی کوئی تلوار ہلا رہا ہی کوئی نیزہ کوئی مرکب کو کاوے پر ڈالے
ہوئے ہین کوئی گرز کو تھولے لیے ہوئے ہی بس یہان تو لشکر طیار ہی اور آمادہ سفر ہی لشکر
ساحران ہین انتظار ہی کہ حکم ہو تو نفیر سحر کو دم دین اور غیر ساحران ہین کہ کوس سفری پر چوب
پڑے یہان تو یہ بندوبست ہی اُدھر بیرون شہر جو بادشاہ ساحر و غیر ساحر و پہلوان
لشکر لیکر براے کمک آئے تھے خود تو اپنے لشکر کو براے سفر درست و طیار
کرکے اور سب مال و اسباب بار کراکے ساحر ایک سمت اور غیر ساحرون کو ایک سمت
کھڑا کرکے دردولت پر آکر موجود ہوئے تھے بس بیرون شہر بھی ہر ایک کا لشکر براے سفر طیار ہی کہ یکایک سمندر شاہ محل
سے برآمد ہوا سب حاضرین دربار کا مجرا ہوا سمندر شاہ نے شاہان و امرا کیطرف دیکھکر اور اپنے سپہ سالار کیطرف
مخاطب ہوکر کہا کہ سب لشکر طیار ہی اُنھون نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہی صرف حکم کی دیر ہی اور حضور کے سوار ہونے
کی وزیرون نے عرض کیا کہ سب جلوس سواری دردولت پر موجود ہی بس یہ سنکے سمندر شاہ نے اپنے اُستاد
عشاق کیطرف دیکھا اور کہا کہ اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عشاق گنبد نشین نے کہا کہ شوق سے سوار ہو اب کس امر کا
انتظار ہی بس سمندر شاہ نے ان شاہون سے اور پہلوانون سے پوچھا کہ آپ لوگون کا بھی
لشکر طیار ہی اُنھون نے جواب دیا کہ سب لشکر طیار ہین اب آپکے تشریف لے
چلنے کی دیر ہی ادھر آپ شہر سے برآمد ہوئے وہ بھی ہمراہ ہو جائین گے یہ سنکے سمندر شاہ
نے حباب جادو کی طرف دیکھا اس ساحر کا نام حباب دریا ساز ہی اور اشارہ
کیا وہ حاضر خدمت ہوا بس اُسکو حکم دیا کہ تم یہان کی حکومت کرو میری طرف سے
کسی قسم کی بدانتظامی نہ ہونے پاے کہ شہر مین سب طور سے انتظام رکھنا ورنہ خرابی
ہوگی اور چند افسران سپاہ کو طلب کرکے کہا کہ پچاس ہزار ساحر و غیر ساحر ہین یہان
چھوڑے جاتا ہون بس تم لوگ سب مع اپنے لشکر کے حباب کی اطاعت سے باہر
نہ ہونا اور بجاے میرے خیال کرنا کسی قسم کی عدول حکمی نہ کرنا ورنہ سزا ملے گی یہ کہکر حباب
کو اپنے روبرو تخت پر بٹھایا اور اُسکے فرزند کو اُسکا نائب کیا کہ جسکا نام زورق جادو
تھا راوی نے کہا ہی کہ یہ بندوبست کرکے سمندر شاہ نے کچھ اشارہ کیا دفعتہً زمین
کے زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ گلنار جادو و سحر جادو و سحاب جادو اور بہت
سے ساحر و جادوگر زمین سے پیدا ہوئے اور سب نے سمندر شاہ کو سلام کیا اور

عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہم اہل اسلام پر لشکر کشی کرتے ہین تم سب بھی ہمراہ چلو سب نے عرض
کیا کہ بہت خوب بس اسی وقت سے وہ بھی ہمراہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ سمندر رشاہ ابھی سوار نہ ہوا
تھا کہ ایک مرتبہ ہوائے گرم کا جھونکا آیا اور برق چمکی سب نے دیکھا کہ آلشار جادو سامنے
سمندر رشاہ کے کھڑا ہے اسکا واقعہ یہ ہے کہ یہ سابق مین آیا تھا اسکا ذکر ہو چکا ہے اور یہان سے چلا
گیا تھا بس اپنے ملک مین پہونچا اور وہان سے لشکر اپنا ہمراہ لے کر براے کمک آیا کیونکہ
اسکو سب واقعات معلوم تھے بس اپنے لشکر کو ہوا پر قائم کر کے خود سمندر رشاہ کے پاس
آیا یہ سمندر رشاہ سے دبتا نہین ہے امتحان ہو چکا ہے دونون برابر رہے ہین بلکہ آلشار جادو
جبر سا رہا ہے یہ داستان تحریر ہو چکی ہے صرف ملاقات کے سبب سے براے کمک آیا ہے
بس اسنے یہان جو یہ سامان دیکھا سمندر رشاہ سے بعد صاحب سلامت کے پوچھا کہ کیا
قصد ہے یہ کیا سامان ہے سمندر رشاہ نے جواب دیا کہ مین نے کئی سردار براے مقابلہ
اہل اسلام روانہ کیے وہ مارے گئے یا اہل اسلام کے شریک ہو گئے بس مین نے عاجز ہو کر
خود قصد کیا بس براے مقابلہ اہل اسلام لشکر لے کر جاتا ہون آلشار نے کہا کہ مین بھی خوب وقت پر
پہونچا چلو مین بھی ہمراہ ہون سمندر رشاہ خوش ہو گیا بس سردارون وغیرہ اور شاہون و
ساحرون وغیرہ ساحرون کو ہمراہ لے کر بیرون دربار آیا اور سب افسر ساحر وغیرہ ساحر و دیگر
ملازم و جلوس سواری موجود تھا سب نے سلام کیا سب کا مجرا ہوا بس سمندر رشاہ
نے مجرا سب کا لیکر اشارہ کیا کہ ایک تخت سحر پیدا ہوا اسکے چارون کونون پر چار شیر
سنہرے بنے ہوئے تھے انکے منھ سے شعلے نکل رہے تھے اور آنکھون سے موتی گرتے تھے شیرون
پر انکے گلدستہ ہر رنگ کے پھول کے رکھے ہوئے تھے اس سے خوشبو آ رہی تھی اس
تخت پر وہ ہی میز رکھی ہوئی تھی اور وہی سب سامان صندوقچہ آئینہ جام حوض گلدستہ
پارچہ سنگ و دیگر سامان سحر اس میز پر رکھا ہوا تھا اور ایک ابر اس تخت پر سایہ
فگن تھا کہ جس سے بارش مروارید و دیگر جواہر کی ہو رہی تھی اور سامنے تخت کے ایک
سنگ سفید کی چٹان ہوا پر قائم تھی کہ جس پر فرش کیا ہوا تھا اس پر پریان خود بخود
پیدا ہوتین تھین اور ناچتی تھین اور غائب ہو جاتی تھین اس ابر سے صدا ساز و آواز
وغیرہ ہر قسم کی آ رہی تھی اور سامنے تخت کے ایک تازہ چمن طیار تھا گویا وہ باغ
روان تھا ادھر ادھر تخت کے دو نہرین جاری تھین کہ جس کا پانی بہت شفاف تھا
انکے ہر رنگ کی مچھلیان پڑی ہوئی تھین وہ بالاے آب شناوری کر رہی تھین ان
کے منھ سے حباب پیدا ہوتے تھے اور بالاے تخت جا کر شق ہوتے تھے باہم لڑ کر اور
ان پر پریان ظاہر ہوتی تھین اور وہ باہم ملکر ہوا پر ناچتی تھین یہ حال کو دہنی طرف
کی نہر کے حبابون کا تھا اور بائین طرف کی نہر کی مچھلیون کے حباب جو ہوا پر جاتے
تھے اور شق ہوتے تھے ان سے پہلوان پیدا ہوتے تھے اور باہم کشتی لڑتے تھے
جب اس طور کا تخت سمندر رشاہ نے سحر سے پیدا کیا بس بالاے تخت قدم رکھا
قدم کا رکھنا تھا کہ ہزارون گھنٹے بجنا شروع ہوئے خود بخود بجنے لگے اور بارش گہر بکثرت ہونے
لگی اور چارون طرف سے صدا آنے لگی کہ صدا و ندا صدہا کی مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور صدا

نغمہ و سرود آرہی تھی بس اب لشکرون مین بھی یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ سوار ہوا اسلامی دغی گفتہ
و ناقوس بجنے لگے سمندر شاہ نے سمجھ لیا کہ تخت بلند ہوا اور حکم دیا کہ جلوس سواری بڑھے اور سب کو
حکم دیا سب سوار ہون پس سب اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئے ساحر اپنی سواریون پر
اور غیر ساحر اپنی سواریون پر پس جب سب بادشاہ اور سب سردار سوار ہو چکے اور سب
گرد تخت سمندر شاہ آکر موجود ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے حکم دیا کہ آگے آگے
سب کے وہ بادشاہ اپنا لشکر لے کر طرف قیام گاہ کے چلین کہ جو ساحر ہین اور براے کمک
آئے ہین اور انکے بعد وہ بادشاہ اور پہلوان جو کہ غیر ساحر ہین اپنا لشکر لے کر روانہ ہون
انکے ہمراہ لشکر ساحران کے نشان انکے بعد لشکر غیر ساحران کے نشان ہون اسکے بعد اور
سب جلوس سواری اسکے بعد ہمارے بلازمین چوبدار و خاص بردار وغیرہ اور ہماری اردلی
کے مرکب اور دیگر سواریان و لشکر اسکے بعد ہمارا تخت ہوگا اور سب افسر و سردار
ہونگے اور بادشاہ اسکے بعد ہمارا کل لشکر ساحران و غیر ساحران ہو سواے پچاس ہزار
لشکر کے کہ جو براے حفاظت شہر رہے گا یہ جو حکم دیا پس ان بادشاہون اور پہلوانون
و غیر ساحرون نے اپنے اپنے لشکر کے افسرون کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور لشکر لیکر
طرف اہل اسلام کے کوچ کرو یہ حکم دینا تھا کہ وہ لوگ ساحر و غیر ساحر بیرون شہر آئے
یہان لشکر طیار تھے پس ڈنکا بجایا گیا گیارہ بادشاہ ساحر براے کمک آئے تھے اور انکا لشکر
قریب دس لاکھ کے ہوگا اور سب ساحر تھے پس انکے افسر بموجب حکم ان بادشاہون
کے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے ابر سے ترشح ہوتا جاتا تھا گرد و غبار بیٹھتا جاتا تھا اور سڑک پٹتی
جاتی تھی ساحر اپنی اپنی سواریون پر سوار تھے سحر کے کرشمہ دکھاتے جاتے تھے اس طریقہ
سے یہ لشکر روانہ ہوئے انکے عقب ان سردارون اور بادشاہون کا لشکر تھا کہ جو غیر ساحر تھے
انکے لشکرون کے علم ہاتھیون پر تھے آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے ان کے بعد
ہاتھی نشان کے تھے اور جلوس سواری تھا اسکے بعد لشکر قریب دس لاکھ کے غیر ساحرون
کا تھا یہ سب وہ تھے جو براے کمک آئے تھے انکا لشکر تھا اور سب زبردست پہلوان
اور چند بادشاہ تھے یہ لوگ تو اس طریقہ سے چلے جس طور سے حکم ملا تھا وہان شہر
مین یہ بندوبست کیا گیا کہ آگے آگے ساحرون کے لشکر کے نشان ان کے آگے ابر سے چھڑکاؤ
ہوتا ہوا انکے عقب مین غیر ساحرون کے لشکر کے نشان سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے انکے
عقب مین تمام جلوس سواری جو شایان عظیم کے ساتھ ہوتا ہے ہزارون خاص بردار و
چوبدار کئی ہزار کسانڈنیان شتری دمامے بجتے ہوئے نفیر بجتی ہوئی ڈنکا ہوتا ہوا ہزارہا
مرکب باساز و یراق مرصع کار سائیس چوریان لیے ہوئے اسکے بعد اور جلوس سواری
بعد لشکر اردلی کا ساحرون کا بھی اور غیر ساحرون کا بعد اسکے تخت سمندر شاہ کا اس کے
تمام لشکر کے سردار اس تخت کو گھیرے ہوئے اور سب بادشاہ اسکے بعد دس بارہ
لاکھ کا لشکر ساحران و غیر ساحران بعد لشکر کے اور سب سامان اس طریقہ سے
سمندر شاہ کا لشکر شہر سے نکلا اسدن تمام شہر مین ہل چل پڑی ہوئی تھی مگر راوی
نے کہا ہے کہ ان سب واقعات کی دفتر سمندر شاہ کو خبر ہوئی تھی مگر وہ اپنے باغ

نے ندا کی ایسی اُس دن سے خفا ہو گئی ہے کہ جس دن سمندر شاہ نے برائے صندوقچہ اُس پر
بدعت کی تھی کہ پھر اُس نے صورت سمندر شاہ کی نہ دیکھی تھی سب نے بادشاہ کی سواری کا
تماشہ دیکھا اور سب اہل شہر و حباب دریا ساز جادو مع اُس لشکر کے جو کہ برائے حفاظت
رہا ہے شہر پناہ تک بادشاہ کو پہونچانے گئے پس جب سواری مع لاؤ لشکر کے شہر سے نکل
گئی سب واپس آئے حباب جادو بندوبست شہر میں مصروف ہوا سب اہل شہر
اپنے اپنے گھر آئے ادھر سمندر شاہ بڑے تزک و حشم سے لشکر لیے ہوئے چلا جاتا ہے ڈنکا
ہوتا ہوا علم کے پھریرے لہراتے ہوئے باجے جنگی بجتے ہوئے گھنٹہ و ناقوس کھڑکتے ہوئے
نقیب القاب گو گرتے ہوئے اسلحہ اہل لشکر کے ضو دیتے ہوئے اور لباس انکے چمکتے ہوئے
اور اسی طور سے ساحروں کے اسلحہ اور لباس کی بہار سحر کی نیرنگ سازیاں دکھاتے
ہوئے چلے جاتے تھے کہ اُدھر طائران سحر نے گرداب شاہ وغیرہ اور مواج تیغ زن و
طوفان خنجر جادو کو خبر دی کہ لشکر بادشاہ کی آمد ہے ہرکارے بھی آکر حاضر ہوئے انھوں نے
بھی یہی عرض کیا کہ بادشاہ کی سواری کی علامت معلوم ہوتی ہے بس یہ سننا تھا کہ وہ لوگ
بھی مسلح و مکمل ہو کر اور اپنا اپنا لشکر ہمراہ لے کر صف آرا ہوئے ساحر ایک طرف وغیرہ ساحر
ایک جانب طوفان خنجر جادو بھی اپنا لشکر لے کر گرداب شاہ کے ہمراہ صف آرا ہوا
یہ حال دیکھ کر اور خبر دریافت کر کے ہرکارگان لشکر اسلام طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
وہاں صاحبقران و بادشاہ بارگاہ میں جلوہ فرما تھے سب سردار ساحر وغیرہ ساحر حاضر دربار
تھے اور سب بادشاہ و شہزادگان صاحبقران و عیاران لشکر مع خواجہ خضران بن عمر ثانی کے
کہ ہرکاروں نے مجرا گاہ پر سے آکر مجرا کیا دعا و ثنائے شاہی بجا لائے یہ شعر ورد زبان کیا
شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ۔ یہ دعا کر کے کھڑے ہوئے خواجہ
نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو بیان کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم غلام بموجب احکام
شاہی لشکر کفار میں صورت تبدیل کیے ہوئے موجود تھے کہ دیکھیں کب خبر آتی ہے کہ
سمندر شاہ آتا ہے بس ابھی ابھی طائران سحر و ہرکاروں نے گرداب شاہ وغیرہ کو آکر
خبر دی کہ آمد لشکر بادشاہ اور سواری جہان پناہ ہے یہ سنتے وہ سب لوگ اپنی اپنی
سپاہ لے کر صف آرا ہوئے ہم یہ خبر پا کر حاضر ہوئے کہ آپ کو خبر کریں باقی خیریت ہے بس
صاحبقران نے انکو انعام دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ چلیے لشکر پر سامنے اُس مقام
کے کہ جہاں سے لشکر آئے گا کرسیاں و دنگل آراستہ ہوں اور تخت شاہی ہم آمد لشکر کفار
کا تماشہ دیکھیں گے اور جہان پناہ بھی ملاحظہ فرمائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت سب
بندوبست ہو گیا صرف زبان سے نکلنے کی دیر تھی کیا بات تھی ایک خیمہ مع مسند و سامان
برپا کیا گیا اُس میں کرسیاں و دنگل و تخت شاہی وغیرہ برپا کیا گیا سراپردہ اُسکے بلند
کرا دیے گئے کہ بالکل سامنا تھا پس صاحبقران سے جا کر عرض کیا صاحبقران و بادشاہ
و کل شاہزادے و سردار و ساحر ہمراہ بادشاہ و صاحبقران کے آراستہ خیمہ میں
الطاف جادو بہت خوش ہے اور اُسکی خاطر بھی بہت کی جاتی ہے سب مہمان آ کر
بیٹھے اور طرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں کہ ناگاہ شہر سمندر پر کی طرف سے ایک ابر سیاہ اٹھا

سب اہل اسلام نے بھی دیکھا اور گرداب شاہ وغیرہ نے یہ لوگ تو ادب سے کھڑے ہو گئے
کہ بادشاہ کی آمد ہے جب وہ ابر قریب آیا تو دیکھا اس سے چھڑکاؤ ہوتا ہے اور خود سڑک بن جاتی ہے
اسکے عقب نشان ہین لشکر ساحران کے بعد اسکے جلوس سواری ہے اسکے بعد لشکر ساحرون کا
پس وہ ابر بھی آکر ایک طرف قائم ہوا اور وہ نشان ہے اور وہ لشکر ہے ہرکاران گرداب شاہ
نے گرداب شاہ سے اور ہرکاران لشکر اسلام نے صاحبقران سے دریافت کرکے بیان
کیا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہے یہ وہ ساحر ہین کہ انکی بادشاہ برائے کمک سمندر شاہ لشکر لیکر آگئے ہین
اور یہ لشکر وہ ہے کہ مدد سمندر شاہ کو طلبیدہ اس کا آیا ہے اسکے بعد لشکر غیر ساحرون کا اور پہلوان
آئینگے جو کہ سمندر شاہ کے طلب کیے ہوئے ہین اسکے سمندر شاہ کا لشکر آئیگا ہرکارے
یہ بیان کر رہے تھے کہ گرد و غبار بلند ہوا جب وہ غبار شق ہوا سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے نظر
آئے وہ آکر ایک طرف قائم ہوئے خدیو غیر ساحرون کا لشکر تھا انکے بعد ہزارون ہاتھیون
پر نشان آئینہ پیشانیون پر لگے ہوئے غرض کہ لشکر ساحرون کا بھی آکر ٹھہرا ہرکارون نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ یہ سب لشکر برائے کمک آیا ہے اس مین بہت سے پہلوان ہین صاحبقران
وغیرہ نے دیکھکر ان پہلوانون کی تعریف فرمائی کہ واقعی پہلوان لائق ہین اور زبردست معلوم
ہوتے ہین یہی ذکر تھا کہ پھر ایک ابر زمردگون سمندر ریہ کی طرف سے بلند ہوا ہرکارے برائے خبر
دونون طرف روانہ کیے گئے اور فوراً حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اب سمندر شاہ آتا ہے دیکھا کہ
زیر ابر ایک بہت وسیع سڑک بنتی جاتی ہے اور اس ابر سے اس سڑک پر چھڑکا ہوتا جاتا ہے گرد
وغبار بیٹھتا جاتا ہے دونون طرف سڑک کے چمن بنتے جاتے ہین پس وہ ابر وسط مین آکر قائم ہوا
اسکے نشان لشکر اژدرون کے پشت پر نمودار ہوئے سیاہ پھریرے تھے اسکے بعد غبار
اٹھا جب غبار شق ہوا سقے نظر آئے فیلان کوہ پیکر پر نشان لشکر ظاہر ہوئے وہ بھی ٹھہر
گئے پھر تو جلوس سواری آنے لگا جب سب جلوس سواری آچکا اب سپاہ کے
غول کے غول ساحرون کے ہوا پر اور غیر ساحرون کے بالاے زمین جنگی باجے بجتے ہوئے
ڈنکا بجتا ہوا شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہوئے نقیب باادب باش
کی صدا دیتے ہوئے ایک طرف آکر ادب سے کھڑے ہو گئے دیکھا کہ سیکڑون بادشاہون اور
سردارون و پہلوانون کے بیچ مین تخت سمندر شاہ کا اسی سازوسامان سے جو کہ اوپر
بشرح وبسط تحریر ہوچکا ہے اس تخت پر سمندر شاہ بیٹھا ہوا بائین طرف سپہ سالار لشکر
ساحران اور دہنی طرف سپہ سالار لشکر ساحران کا اور دونون وزیر عقب پشت مگس رانی
کرتے ہوئے برابر تخت سمندر شاہ کے ایک تخت طلائی پر عشتاق استاد سمندر شاہ
بیٹھا ہوا عقب مین لشکر آکر پہنچا صاحبقران وغیرہ سمندر شاہ و عشتاق وغیرہ کو پہچانتے
تھے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوئی گرداب شاہ وغیرہ کا مجرا ہوا اسلامی دہنی جہان
جو لشکر صف آرا تھا اس مین باجے جنگی بجے داخلہ کی توپین فیر ہوئین کل لشکر کے نشان
جلوہ گری مین آئے پس سمندر شاہ تخت اپنا بہی بارگاہ کے قریب لایا تخت پر سے
اترا داخل بارگاہ ہوا سب لشکر کو اترنے اور ٹھہرنے کا حکم دیا پس ساحرون کا لشکر اپنے
مقام پر اترا اور غیر ساحرون کا اپنے مقام پر اور خیمہ وغیرہ برپا ہوئے اب اس مقام پر لشکر

کفار بھی قریب چالیس لاکھ کے تھے ساحر و غیر ساحر ملا کر اور قریب دس ہزار کے پہلوان ہیں جو کہ
برائے مقابلہ اہل اسلام سمندر رشاہ نے اطراف و جوانب سے طلب کیے ہیں پس جب سب
لشکر اُتر چکا اور سمندر رشاہ داخل بارگاہ ہوا وہ تخت ایک طرف پہلو بارگاہ میں ہوا پر
قائم ہو گیا مگر سب سامان اُسی طور سے ہے جب سب لشکر کھول چکا اپنے اپنے بستر لگا چکا
سردار اور افسر اور بادشاہ وغیرہ جو کہ ہمراہ آئے تھے وہ اور جو یہاں قبل سے مقابلہ میں اُتر
رہے تھے وہ اور دیگر جو کہ پیشیں خیمہ لے کر آئے تھے وہ سب داخل بارگاہ ہوئے سمندر رشاہ
نے جلوس تخت پر کیا سب نے نذریں دیں ارباب نشاط کو حکم ہوا اُنھوں نے مبارکباد
گائی انعام ملا یہ صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین رخصت ہوئے بعد تھوڑی دیر کے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر بادشاہ اسلام نے بھی جب سمندر رشاہ آچکا اور
بارگاہ میں جا چکا اپنا دربار برخاست کیا یعنی اب دربار نہ کیا جلد لشکر پر سے سب کو
رخصت کر دیا خود خیمہ خاص میں داخل ہوئے جب وہ شب گذری یہاں بادشاہ اسلام
نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے اُدھر سمندر رشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے پس سمندر رشاہ نے حکم دیا کہ دبیر حاضر ہو شملاق و امراق نے عرض کیا کہ دبیر
کی کیا ضرورت ہے جواب دیا کہ میں نامہ تحریر کروں گا بادشاہ اسلام و صاحبقران کو اور
اپنے آنے سے آگاہ کروں گا اگر اُنھوں نے میرے خوف کے سبب سے میری اطاعت
کر لی تو خیر ورنہ طبل جنگ بجوا کر مع سب نمک حراموں کے انکو تباہ کروں گا شملاق و
امراق نے عرض کیا کہ نامہ روانہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بارہا ایسا ہوا کہ
جو کوئی سردار برائے مقابلہ آیا نامہ اُسنے روانہ کیا وہاں سے جواب جنگ آیا پس کیا
ضرور ہے کہ پھر نامہ روانہ کیا جاوے اور یہ امر ضرور ہے کہ وہاں سے جواب جنگ آئیگا
پس ہماری تو یہ رائے ہے کہ طبل جنگ بجوائیے سمندر رشاہ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا
سچ ہے مگر وہ جو کہ نامے سرداروں نے روانہ کیے اور اُسکے بعد جنگ ہوئی تو اُسکا
اثر ان تک رہا اور یہ لوگ اُن سرداروں کی کیا اصل جانیں کہ جن کو قتل کیا یا اسیر لیں
اب میں آیا ہوں مجھکو بھی لازم ہے کہ نامہ روانہ کروں میری اور بات ہے میں بادشاہ ہوں وہ
میرے ملازم تھے پس شملاق و امراق خاموش ہو رہے دبیر حاضر ہوا سمندر رشاہ نے
کہا کہ ہماری طرف سے ایک نامہ بنام صاحبقران تحریر کرو پس جو مضمون سمندر رشاہ نے
بتایا وہ دبیر نے تحریر کیا اور نامہ پیش کیا پس سمندر رشاہ نے نامہ کو دیکھ کر اُس پر اپنی
مہر کی دبیر نے لفافہ میں بند کیا پس سمندر رشاہ نے ایک ساحر کہ نام اُسکا شمر ریز جادو
تھا اور ایک غیر ساحر کہ نام اُسکا بہران تیغ باز تھا ان دونوں کو نامہ دے کر طرف اہل اسلام
کے روانہ کیا یہ دونوں کچھ سوار ہمراہ لے کر اور چند ساحر روانہ ہوئے طرف لشکر اسلام کے
اُدھر ہرکاروں نے لشکر اسلام کے یہ حال دریافت کر کے بارگاہ میں حاضر ہو کر اور دعا و
ثنائے شاہی بجا لا کر صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا کہ نامہ برنامہ لے کر سمندر رشاہ کی
طرف سے آپکی خدمت میں آتے ہیں دو سردار ہیں ایک ساحر دوسرا ایک غیر ساحر ہے جو
صاحبقران نے ہرکاروں کی زبانی سُنا آراستگی دربار کا حکم دیا اور درگاہ سالار سے فرمایا کہ

خبردار انکو آنے سے اندر بارگاہ کے منع نہ کرنا کوئی خبر کرنے کی حاجت نہین ہے آنے دینا بس یہان
تو یہ بندوبست ہے فوراً دربار آراستہ ہو گیا دنگل وکرسیون سے پیراستہ ہو گیا اور سب سامان ضروری
سے چنانچہ دو کرسیان چوبی روبرو تخت کے آراستہ کی گئین کہ جس پر دو نامہ بر بٹھائے جائین گے
یہان تو یہ سب سامان ہوا اُدھر وہ دونون اُس راہ کو طے کر گئے کہ جو درمیان ہین براسے مقابلہ
چھوڑی گئی تھی لشکر اسلام مین پہونچے اتنا بڑا لشکر فرو کش پایا کہ لشکر سمندر شاہ جو کہ تئیس لاکھ
ہے اسکے روبرو کچھ حقیقت نہین رکھتا ہے دیکھا ہزارون بازارین آراستہ ہین بارگاہین لاکھون
برپا ہین خیمے کرورون استادہ ہین ہزارون سرداروں وافسرون وامیرون ووزیرون وشاہون
کی ڈیوڑھیان ہین کہ جن پر پہرے چوکی سوارون کے مقرر ہین بازارون کے جھنڈے ہوا سے
لہرا رہے ہین نشان لشکر بلند ہین فوجین چارون طرف اتری ہوئی ہین سوار وپیدل خوش خوش
خوشیان کرتے پھر رہے ہین عجب شان وشوکت کا لشکر ہے یہ سیر وتماشہ لشکر کا کرتے ہوئے دربارگاہ
پر پہنچے اور قصد کیا کہ اندر جائین پھر خیال آیا کہ شاید درگہ سالار منع کرے پہلے خبر کرالین تو پھر
جائین یہ دونون باہم صلاح کر کے طرف درگہ سالار کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہماری خبر
کر دیجیے کہ دو شخص نامہ لیکر سمندر شاہ کا آئے ہین اجازت کے خواستگار رہین درگہ
سالار نے اُنکی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ لوگون کے نام کیا ہین کہا کہ ہم مین سے ایک کا نام
شرر ریز جادو اور دوسرے کا نام ہیران تیغ باز ہے یہ سنکے درگہ سالار نے کہا کہ آپ دونون
صاحب شوق سے جائین آپکی اجازت ہو چکی ہے کہ اگر نامہ بر آئین تو روکنا نہین بدون
اطلاع آنے دینا کوئی مقام خوف واندیشہ نہین ہے بس مین تابع حکم ہون آپ لوگ جائین
مگر اور لوگ جو آپکے ہمراہ ہین یہ اسی مقام پر قیام کرین انکی اجازت نہین ہے ہیران تیغ باز
نے کہا کہ ہم خود انکو نہین لے جائین گے آپ بیکار منع کرتے ہین ہم کو طریقہ دربارشاہون کا
معلوم ہے بس یہ دونون کافر اپنے ہمراہیون کو وہان ٹھہرنے کا حکم دیکر اور پردہ اُٹھا کر اندر
بارگاہ کے سب جلوخانہ طے کر گئے آگے مختصر یہ کہ ہر ایک جلوخانہ دوسرے جلوخانہ سے
زیادہ آراستہ تھا انکے حواس وہ سامان دیکھ دیکھ کر پرواز کیے جاتے تھے یہان تک کہ یہ
بارگاہ مین پہونچے ایسا دربار آراستہ پایا کہ بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا شعر زیر
بارگاہ وزیرے کیر ودار + تو گوئی کہ یک عرش وکرسی ہزار + دیکھا کہ وسط بارگاہ مین تخت
آراستہ ہے اُس پر بادشاہ جلوہ فرما ہین اور بہت سے بیم تختون پر اور بہت سے بادشاہ
بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما ہین ساحران نامی وسرداران گرامی کرسیون
پر اور دنگلون پر متمکن ہین ہزارون بلکہ لاکھون ہین اُن مین ہر ایک سے رستم وقت کا رستم
واسفندیار معلوم ہوتا ہے بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین خود سرون پر ہیچ رکھے ہوئے ہین
سلاح وسنجوگ سے آراستہ ہین یہ دیکھ کر اُنکے طائر حواس نے قفس دماغ سے پرواز کیا
حیران ہو کر رہ گئے مگر بیٹھے ہوشیار اور باتہذیب اپنے کو سنبھال کر ہمراہ عرض بیگی کے
مجرا گاہ پر آئے اُسنے پہلے بادشاہ کو بتایا پھر صاحبقران کو ان دونون نے سلام کیا اور
مودب کھڑے ہو گئے اشارہ جاری ہوا کہ کرسیون پر جو کہ روبرو تخت کے آراستہ ہین بیٹھ
جاؤ سلام کر کے بیٹھ گئے ساقی کو حکم ملا کہ جام شراب دو ساقی نے جام لبریز کر کے دونون کو

دیے دونون نے سلام کرکے جام لیے اور پی گئے بس جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شمر ریختہ جادو
پکارا منم نامہ دار رقم نامہ وار صاحبقران نے اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ کس کا نامہ لائے ہو کہا کہ
سمندر رنگ شاہ کا فرمایا کہ لاؤ بس اوسنے نامہ جھولی سے نکال کر صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران
نے نامہ ہاتھ سے لے کر دبیر کو دیا بس دبیر نے وہ نامہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف
خداوند نہ طاق یعنی خداوند تصویر کی تحریر تھی اسکے بعد نعمت و ثناخود سمندر رنگ شاہ کی تھی اسکے
بعد یہ چند سطرین مہمل تھین انکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران وای
سرداران اسلام و افسران لشکر خداپرستان وای اہل اسلام و مسلمانان ناکام آگاہ ہو خصوصاً بادشاہ
و صاحبقران بگوش و ہوش اس نامہ کو سنین اور پنبۂ غفلت کانون سے دور کرین اور حجاب غفلت
کو آنکھون پر سے دور کرکے اس مضمون نامہ کو خود دیکھین اور اس پر عمل کرین ورنہ انجام بد ہی
سواے خرابی کے نیکی کی امید نہین ہی آیندہ انکو اختیار ہی بس معلوم ہو کہ آج تک تو مین نے
یہ خیال کیا کہ تم لوگ یہان سے چلے جاؤگے اور مین کیا ایسے لوگون پر لشکر کشی کرون کہ جنکو مین
پشہ سے بھی کم خیال کرتا ہون ایک جنبش لب مین انکا خاتمہ ہی بس یہ خیال کرکے لشکر کشی نہ کی تم
لوگون نے یہ خیال کیا کہ ہم نے سمندر کو دبا لیا اور سرکشی پر کمر کسی تم نے ساحران کو عیاری
کر گئے اور آفتاب کو اور ماہیان کو قتل کیا مین نے خیال کیا کہ ہوگا وہ مارے گئے تو مارے گئے
یہ لوگ واقف نہ تھے دوسری حرکت یہ ہوئی کہ تم نے میرے خراج گذارون کو اغوا کرکے چند
چند نمک حرامون کے جو کہ تمھارے شریک ہوگئے ہین جن کے اغوا سے تم لوگ ادھر آئے
ہو اپنا شریک کیا اور لشکر لے کر سمندر پر آئے ہین مین نے اسی خیال سے کہ یہ غیر ساحر
ہین انسے کیا مقابلہ کرون اور ساحر بھی انکے ہمراہ ہین ونا کیا لیاقت رکھتے ہین چند میرے ملازم
ہین جو کہ نمک حرام ہوگئے ہین باقی اور رہین انکا مار لینا کیا بات ہی میری یہ لیاقت نہین
ہی کہ مین مقابلہ کو ایسون کے جاؤن بس سردار [illegible] ساحر روانہ کیے جو کہ زبردست ساحر
ہوا تمھارے لشکر کے عیارون نے عیاری کرکے یا تو قتل کیا یا پھر اپنا تعلیم کیا کہ اوسنے
نمک حرامی پر کمر کسی اور تمھارا شریک ہوا میری اطاعت سے انحراف کیا چنانچہ آفاق شاہ
وغیرہ نے ایسا ہی کیا ابھی کل کا ذکر ہی کہ ابوالراس کو اسی نافرمانی کے جرم مین مین نے قتل
کرنا چاہا تمھارا عیار رہا کرکے لے گیا الطاف جادو خود بخود مجھ سے منحرف ہوکر چلا آیا
تمھارے پاس بس اسی مین خیریت ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ مین تم پر رحم کھاتا ہون
کہ کیا تم کو ہلاک کرون اور اسی میرے رحم نے تم کو اسقدر نڈر کر دیا کہ تم لوگون نے اعلان میرے
مقابلہ کو آئے مین نے اسکی فکر پہلے نہ کی کہ اب اسقدر زحمت کرنا پڑی کاش مین خود تمھارے
مقابلہ کو چلا آتا اور تم کو غارت کرتا تو کیون اسقدر صدمہ اٹھاتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہی
کو مین اسی خیال سے آیا ہون کہ تم کو تمھارے ان کردارون کی سزا دون مگر پیشتر تمکو
آگاہ کرتا ہون کہ تم یہان سے چلے جاؤ اور جسقدر میرے ملازم و باج دار تمھارے شریک
ہوگئے ہین انکو میرے حوالہ کرو تاکہ مین انکو اس حرکت ناشایستہ کی سزا دون تاکہ وہ
میرے مجرم ہین اگر اسکے خلاف کروگے یا [illegible] میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے مرغان ہوا
و ماہیان دریا کو تمھارے حال پر رحم آئیگا اور تم [illegible] آئے تھے بس مین نے یہ نامہ تحریر

کیا اب یہی امر تمھارے حق مین بہتر ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ مین تم پر اسقدر اور رعایت کرتا ہون
کہ جو ملک میرے تم نے اپنے قبضہ مین کر لیے ہین وہ بھی مین نے تم کو دے دیے مین اُنکا بھی خواستگار
نہین ہون پس اگر یہ امر نہ قبول کروگے اور اسی سرکشی پر آمادہ رہوگے تو یاد رکھو کہ ایک شخص بھی
یہان سے زندہ مر جائے گا اول تو مین ساحر زبردست ہون اور لاکھون ساحر میرے ہمراہ ہین
چند ساحر جو کہ تمھارے ہمراہ ہین اُنکی کیا حقیقت ہی یہ سب طفل مکتب ہین ان مین چند تو ایسے
ہین جو کہ میرے ملازم تھے اور جو کہ تمھارے ہمراہ آگئے ہین وہ کیا ہین مین اُنکو بھی لڑکیون سے
بدتر جانتا ہون دوسرے میرے ہمراہ لشکر عظیم ساحرون کا اور پہلوانون کا بھی ہی کہ جن مین ایک ایک
اپنے وقت کا فیل مست اور زور آور دیو زبردست ہی دیو کی کچھ حقیقت نہین جانتا ہی ایک ضرب مشت
مین اُسکا کام کرتا ہی پس اُنکے ہاتھ سے امان پانی دشوار ہوگی آئندہ تم کو اختیار ہی مین نے آگاہ
کر دیا زیادہ کیا تحریر کرون اس لشکر کثیر سے سر بر ہونا محال ہی یہ بالکل خام خیال ہی مین مثل اُن
سردارون کے نہین ہون جو کہ اکثر میرے حکم سے مقابلہ کو آئے اور شکست کھا کر اسیر ہوئے
یا قتل یا عیاری کے سبب سے تمھارے شریک ہوئے پس مین ابھی تک رحم کرتا ہون اگر
غصہ آگیا تو خرابی ہوئی اور پھر تم کو حاصل نہ ہوگا سوا اپنے جان جانے کے ایک بھی زندہ نہ بچے گا
پس تم کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین نے سمجھا دیا بموجب شعر مشہور انچہ حق بود گفتم تمام * تو دانی
دگر بعد ازین والسلام * یہ جو مضمون نامہ صاحبقران نے سنا بہت غصہ آیا دبیر سے فرمایا
کہ ہماری طرف سے پہلے تعریف خدا لکھو اُسکے بعد نعت اور رندہ ہون کی اور لکھو کہ ہزار ہزار و لاکھ
لاکھ لعنت خداوند تصویر پر اور اُسکے پرستارون پر پس اس مہمل تحریر کا یہ جواب ہی کہ تو کیا ہم پر
رحم کھائے گا او غلام بچے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر رحم کھائے اور تیرا لشکر میرا کیا بنا
لے گا سب میری شمشیر کے شکار ہونگے اور لقمہ دہان اجل ہونگے کیا ساحر و کیا غیر ساحر و یہ بھی تو
سمجھ کہ مین تجھکو مثل سگ و خوک کے قتل کرونگا اور تیرا گوشت و استخوان زاغ و زغن کھائینگے
اور تیرے ہمراہیون کا کیون اسقدر غرور کرتا ہی پس اسی مین خیریت ہی کہ میری اطاعت کر دین
اسلام کو قبول کر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان ورنہ اسکی سزا پائے گا ضرور میرے ہاتھ سے
مارا جائے گا اگر تیرے لشکر کے پہلوان مثل فیل مست کے زبردست ہین اور دیو سے ہم پلہ
ہین تو ہم فیل کش و دیو کش ہین اگر وہ دیو ایک مشت ضرب سے ہلاک کرتے ہین تو ہمارے
خاندان کے طفل عالم شیرخواری مین دیو کو پشہ سے بدتر جانتے ہین جوانون کا کیا ذکر ہی پس اگر زندگی
چاہتا ہی تو غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھ کر حاضر خدمت ہو اور قدمبوسی حاصل کر
ورنہ اپنی موت کا امیدوار رہ یہ تو بخوبی ہم کو ثابت ہو گیا کہ تیری قضا اب آگئی ہی جو تو لشکر
لے کر ہمارے مقابلہ کو آیا ابھی تک قضا نہ تھی جو نہین آیا تھا جس کی قضا آپہنچا جس کے مقدر
مین ظلمت سے نکلنا تھا اور نور اسلام سے مشرف ہونا تھا وہ مقابلہ کو آیا یا تو مارا گیا یا مشرف
باسلام ہوا یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ اسی مین خیریت ہی کہ تم لشکر لے کر یہان سے چلے جاؤ اور وہ
جو کہ ہمارے ملازم تمھارے شریک ہوئے ہین اُنکو ہمارے حوالہ کر دو تا کہ اُنکو سزا دون پس
اُسکا یہ جواب ہی کہ تو اُنکا تو اب ایک موے تن نہ پائے گا جب تک وہ کافر تھے اور ہمارے
مقربین نہ تھے اُس حالت مین تجکو اختیار تھا اگر اُس حالت مین وہ ہمارے دامن مین اگر پناہ

لیتے تو ہم ضرور انکی کمک کرتے اور ہرگز نہ دیتے نہ کہ اب کہ جب وہ ہمارے شریک ہوگئے اور ہمارے
دینی بھائی ہوگئے تو ہم تیرے حوالہ کر دین یہ بالکل امر محال ہی بس اگر اطاعت کرنا ہی تو اوکر اطاعت
کرو ورنہ آمادہ جنگ ہو اب ایسی مہمل تحریر ہم کو نہ لکھنا ورنہ بڑی خرابی ہوگی آیندہ تم کو اختیار
ہی تمھارے اس نامہ کا جواب جنگ ہی اور اب جو ایسی تحریر کروگے تو تم کو زبان تیغ سے جواب
دیا جائیگا تم ہم کو کیا سمجھاؤگے بلکہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہین کہ تم اطاعت کرو اور مذہب اسلام
اختیار کرو زیادہ کیا لکھا جائے بس یہ جواب لکھوا کر اُن نامہ بروں کو دیا اور اُن سے زبانی فرمایا کہ
سمندر سے کہدینا کہ کیون شامت آئی ہی کیون قضا سر پر کھیل رہی ہی کیون اجل دامن گیر ہوئی
ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ میرے پاس حاضر ہو کر دین اسلام اختیار کرو ورنہ مقابلہ پر آمادہ
ہو مجھکو کچھ خوف نہین ہی مین لشکر و سپاہ سے ڈرتا نہین ہون انھون نے عرض کیا ہم ضرور
آپکا پیام بادشاہ سے عرض کر دینگے پہلے انکا قصد ہوا تھا جب کہ صاحبقران نے بہت
سخت و سست کہا تھا مگر کچھ خیال دل مین کرگئے اور باہم اشارہ کرکے خاموش ہو گئے
نہین تو قصد ہوا تھا کہ جواب دین مگر یہ خوف ہوا کہ یہان ہزارون ساحر ہین اور ہزارون
پہلوان ہین ہم دو ہین کیا کرینگے ہلاک ہو جائینگے یا اسیر بس یہ جو خیال کیا تو کچھ جواب نہ دیا
خاموش ہو رہے اور جواب نامہ لے کر اور صاحبقران و بادشاہ کو سلام کرکے چلے
کہ بادشاہ و صاحبقران نے حکم دیا کہ ان دونون کو خلعت سے سرفراز کرو بس اُن کو
سرکار صاحبقران سے خلعت عنایت ہوئے وہ خلعت سے مخلع ہو کر صاحبقران
وغیرہ کو سلام کرکے بیرون بارگاہ آئے اور اپنے ہمراہیون کو ہمراہ لے کر طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوئے یہان بعد جانے نامہ برون کے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب
بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا یہ فرما کر صاحبقران خاموش ہو رہے اور گفتگو ہونے
لگی یہان لشکر کفار مین سمندر شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی اور انتظار نامہ برون کا کر رہا ہی کہ
وہ نامہ بر راہ طی کرکے اپنے لشکر مین آئے اور اپنے بادشاہ کی بارگاہ مین آئے
اور سلام کیا سمندر شاہ نے دریافت کیا کہ جواب نامہ لائے کیا کیفیت دیکھی انھون نے
سب حالت بارگاہ صاحبقران کی بیان کی اور جو پیام زبانی صاحبقران نے دیا تھا
بیان کیا اور جواب نامہ دیا سمندر شاہ نے جو انکی زبانی سُنا کہ صاحبقران نے بہت
سخت و سست کہا اور بہت کچھ جواب نامہ مین سخت کلمات تحریر ہین اور کہا ہی کہ
آمادہ جنگ ہو اور یہی مضمون نامہ مین ہی بہت برہم ہوا وزیر سے کہا کہ نامہ لے کر پڑھو
تو سہی بس وزیر نے نامہ پڑھا جواب نامہ کا سُننا تھا کہ ایک دو دفعہ پیچ و تاب کھا کے
کر تو لکر پار گذر گیا غیض و غضب طاری ہوا اُس نابکار کا چہرہ مثل آتش افروختہ کے
لعل ہو گیا منہ سے شعلے نکلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نابکار کا تمام جسم آتش و مریخ
سے بنا ہوا ہی اُسی حالت غیض مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مشلاق و افراق نے اور
افروختہ نے کہا کہ ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ نامہ نہ روانہ فرمایئے وہ لوگ اس لائق
نہین ہین کہ انکو نصیحت کی جائے یا اُن پر رحم کھایا جائے آپ نے نہ سماعت فرمایا
اِن کلمات کے سننے کی آپ کو خواہش تھی وہ سن لیے انجام وہ ہی جو کہ ہم نے عرض کیا

تھا ان باتون سے سمندر اور زیادہ جوش وخروش مین آیا دریاے غیظ وغضب کو ترقی ہوئی طوفان
غصہ کی طغیانی ہوئی مثل موجون کے پیچ وتاب کھانے لگا ہمہ تن آپ غیظ مین غرق ہو گیا
بس حکم دیا کہ ابھی ابھی لشکر مین طبل جنگ بجے کل مین ان خدا پرستون کو ضرور مقابلہ کر کے
غارت کرونگا یہ لوگ بہت مغرور معلوم ہوتے ہین یہ حکم دینا تھا کہ لشکر مین یہ خبر ہو پہنچی
چوبدارون نے افسرون کے پاس پہونچائی اسی وقت لشکر ساحران مین نفیر سحر بجائی گئی اور
کوس حربی پر چوب پڑی اور لشکر غیر ساحران مین نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لشکر کفار مین
کوس جنگ گڑگڑایا کہ زمین ہل گئی ایک تہلکہ پڑ گیا ساحر و غیر ساحر اور کل لشکر کفار کو معلوم
ہوا کہ طبل جنگ بجا ہے کل اہل اسلام سے مقابلہ ہوگا بس اسی وقت سے ساحر لوگ اپنا سحر
جگانے لگے اور اپنے آلات حرب وضرب درست کرنے لگے اور غیر ساحر اپنے سلحہ و
سنجوگ کی درستی مین مصروف ہوئے یہان لشکر مین تو سامان جنگ ہونے لگا یہان
جب سمندر رشاہ کو معلوم ہوا کہ طبل جنگ بج چکا ہے یہ کہکر دربار برخاست کیا کہ دیکھین
کل اہل اسلام کیونکر مقابلہ کرتے ہین ضرور قضا ہے ان سب کی بس دربار برخاست کیا سب
سردار اپنے اپنے مقام پر آئے ساحر سحر سازی مین مصروف ہوئے غیر ساحر اسلحہ کی درستی
مین یہان تو کفار مین سامان جنگ ہو رہا ہے وہان صاحبقران دربار مین تشریف فرما
ہین کہ یکایک نقارہ کے بجنے کی صدا کان مین پہونچی بادشاہ سے فرمایا کہ سماعت فرمائیے
سمندر رشاہ نے جواب کے دیکھتے ہی طبل جنگ معلوم ہوتا ہے کہ بجوادیا صدا نقارہ کے
بجنے کی آرہی ہے بادشاہ نے جواب مین فرمایا کہ بجا ارشاد ہوا بس صاحبقران نے خواجہ
سے فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرو کہ وہ جا کر خبر لاوین کیا لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے
یہ اسکی صدا ہے یا اور کسی قسم کی خوشی سے نقارہ بجایا گیا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت
خوب ہے اور چند ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا جاؤ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کفار مین کیسا
نقارہ بجا ہے وہ ہرکارے یہ سنکے سلام بجا لائے اور قصد کیا کہ روانہ ہون کہ یکایک
ایک جوڑی ہرکارون کی پسینہ مین غرق گرد آلودہ آکر حاضر دربار ہوئی ہاتھ اٹھا کر
دعا و ثنا بجا لائے اور عرض کیا کہ ہم نامہ برون کے ہمراہ لشکر کفار مین گئے اور بارگاہ
مین پہنچے کہ نامہ برون نے جا کر زبانی پیام بھی دیا اور نامہ بھی بس سمندر رشاہ نے زبانی
پیام سنکے اور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر فوراً حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اس وقت اس
ناری کو ایسا غصہ تھا کہ تمام منہ سے شعلہ نکل رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کندۂ جہنم
ہے یہ حکم دینا تھا اسی وقت لشکر ساحران و غیر ساحران مین بموجب حکم سمندر رشاہ
طبل جنگ بجے اور اہل لشکر کو معلوم ہوا وہ سامان جنگ مین مصروف ہوئے ہین
کفار خاصر کا یہ قصد ہے کہ کل میدان جنگ مین آکر غلامان سرکار کو اپنا جوہر دکھلائین
جب طبل جنگ بجا اٹھنے دربار برخاست کیا ہم جان نثار ادھر کو روانہ ہوئے کہ حضور
کو اس حال سے آگاہ کرین باقی خیریت ہے یہ سننا تھا کہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ
سے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید سبحانی طبل جنگ بجے اگر یہین سے
کل میدان جنگ مین جا کر اسی سمندر رشاہ کا سارا جوش وخروش نہ مٹایا اور اسکو ل

پانی کے نہ بہایا تو کچھ کام نہ کیا یہ بھلا ہم کو کیا اپنا جوش دکھائے گا اگر وہ سمندر شاہ ہے تو مین بھی
وہ طوفان ہون کہ ایک ہی مرتبہ مین سارا جوش مٹا دونگا اور اسکی کشتی حیات دریائے اجل
مین غرق کر دونگا یہ میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہے یہ حکم دیا تھا کہ خواجہ فوراً اپنی کرسی پر سے
اٹھے اور بیرون بارگاہ آئے اور طرف نقارخانہ کے چلے ادھر نقارچیون اور داروغہ نقارخانہ
کو بھی خبر ہو گئی کہ خواجہ تشریف لائے ہین طبل جنگ بجنے کا صاحبقران نے حکم دیا ہے کل
سمندر شاہ کے لشکر سے مقابلہ ہوگا وہان طبل جنگ بج چکا ہے بس نقارچیون نے نقارون
کو درست کیا داروغہ نقارخانہ نذر لے کر کھڑا ہوا کہ خواجہ آکر پہونچے اسنے نذر پیش کی
پہلے انکار کیا مگر اس طور سے کہ اسپر یہ ثابت نہ ہو کہ انکا قصد نہین ہے بس جب اسنے
اصرار کیا یہ کہکر نذر قبول کی کہ کبھی تم تو پریشان کرتے ہو بیکار زیر بار ہوتے ہو انھون نے عرض
کیا کہ یہ سب آپ کا تصدق ہے بس خواجہ وہان سے نقارہ کے قریب آئے نقارچیون
نے طبل اسکندری پر سے غاشیہ اٹھایا خواجہ نے پینترہ بدل کر ایک چوب نقارہ
پر لگائی ایسی صدا پیدا ہوئی کہ گوش گردون کر ہوگئے جانور صحرا سے پریشان ہو ہو کر طرف
اپنے آشیانون کے بھاگنے لگے طائران سحر درختون پر سے اڑکر مثل غبار کے پریشان ہو
گرے زمین [illegible] سے اہل [illegible] سمجھے کہ صور قیامت پھونک دیا گیا تمام زمین بھر
ہل گئی بعض بعض جو کفار کے اٹھ کر گرے ایسی صدا تھی کہ چودہ طبق کوس تک جاتی تھی
خواجہ تو چوب لگا کر زیر نقارخانہ کو دپڑے ادھر نقارہ کی صدا بلند ہوئی سب لشکر
اسلام کے اہل لشکر ساحر و غیر ساحر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ بجا ہے کل کفار سے مقابلہ
ہوگا سب خوش ہوئے کہ بہت دل گھبراتا تھا اور بہت دنون سے ہاتھون مین درد
تھا اور یہی دل چاہا کرتا تھا کہ کہین تلوار چلے خیر خداوند کریم نے وہ دن دکھایا کہ مقابلہ
کا دن آیا طبل جنگ بجا اب کل ہاتھون کا درد جاتا رہیگا کچھ تو دل بہلے گا اہل لشکر مین
تو یہ تقریر ہونے لگی باہم اور سامان جنگ مین مصروف ہوگئے ادھر صاحبقران و
بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے درستی اسلحہ مین
مشغول ہوئے بس وہ دن تمام ہوا رات آئی باہم دونون لشکرون کے ساحرون و غیر
ساحرون مین تقریر تھی کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کس کی فتح ہوتی ہے اور کس کی شکست
کون کون دریائے خون مین غرق ہوتا ہے اور کون کل زخم نمر پر کھاتا ہے دیکھین کل کون
عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے دیکھین کس کا پاؤن آگے بڑھ کر پڑتا ہے
اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے تو دونون طرف کے غیر ساحرون مین تقریر تھی مگر جو کہ مشتاق جنگ
اور بہادر تھے اور جو کہ بزدل تھے وہ اس فکر مین تھے کہ تاریکی ہو جائے تو لشکر سے نکل
جائین جب ظفر ہوگی پھر آملین گے کوئی ہماری جان بیکار نہین ہے کہ ہم لڑکر جان دین
بس نامرد اور بزدل لشکرون سے نکل گئے تھے اور بہادر و جوانمرد خوش خوش سامان
جنگ مین مصروف تھے پہرہ ہوش سماعت سے معطل تھے تو غیر ساحرون کی حالت
تھی ساحر دونون طرف کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے جگا رہے تھے اونگ
گوگل گندھک کے جلنے کی خوشبو آرہی تھی دھوان بلند تھا ساحرون مین نہ باہم

تقریر ہوتی تھی کہ دیکھیں کل کون سحر کرتا ہے کہ کفار کا خاتمہ ہوا اسی طور سے کفاروں میں ذکر تھا کہ کل کون اہل اسلام کا خاتمہ سحر کر کے کرتا ہے دیکھیں کون نئے سحر دکھاتا ہے بس یہی باتیں دونوں کے لشکروں میں ہو رہی ہیں جو کہ بہادر تھے وہ سامان جنگ درست کر کے ایک دوسرے کی ملاقات کو گئے وہاں بیٹھے ہوئے جنگ و پیکار کی باتیں کر رہے ہیں اور رخوش ہیں گھڑی گھڑی خیموں سے باہر نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے ہیں کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے یا نہیں ستارے سحری چمکا یا نہیں نسیم سحری کے جھونکے چلے دامنوں کو ہوا کی خبر کرتے ہیں کہ اگر نسیم سحری کے جھونکے چل رہے ہونگے تو انکو حرکت ہوگی جب آثار سحر نہیں پاتے ہیں تو پھر اندر خیموں کے چلے جاتے ہیں حالت یہ ہے کہ کسی کو شوق جنگ و اشتیاق ملاقات عروس فرنگ میں کسی کو نیند نہیں آتی ہے اسکی مفارقت میں بیقرار ہیں تڑپ رہے ہیں بس اسی حالت میں تھے کہ ادھر لشکروں میں طلایہ پھر رہا تھا طبل جنگ بج رہا تھا صدا ایسے حاضر باشید و ناظر باشید و ہوشیار باشید و بیدار باشید کی بلند تھی اہل لشکر تلواروں کو صیقل کر رہے تھے خنجروں کو سان پر چڑھا رہے تھے کمانوں کو درست کر رہے تھے اور جواں مرد انتظار سحر میں تڑپ رہے تھے صبح ہونے کی خدا سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک مرغ سحر نے اذان کی صدا کان میں آئی لشکروں میں ورد زبان صبح کی بجنے لگیں دونوں طرف سب بیدار ہوئے نسیم سحری کے جھونکے چھک چھک کر آنے لگے باغوں میں پھول کھلنے لگے طائران خوش الحان زمزمہ سنجی کرنے لگے اور اپنی اپنی زبان میں مصروف حمد و ثنائے خدا ہوئے بلبلیں خوشی سے پہلوئے گل میں اڑ اڑ کر آنے لگیں ظلمت شب کا فور ہونے لگی نور سحری اپنا عمل دنیا پر بڑھانے لگا سپاہ ظلمت نے شکست کھا کر فرار ہونے کا سامان کیا بس انجمن ستارگان درہم و برہم ہوئی شاہ مغرب نے بسبب خسرو خاور کے مع اپنے ہمراہیوں کے تخت اطلسی سے طرف اپنے محل مغرب کے کوچ کیا اور تارے نگاہوں سے پوشیدہ ہونے لگے دریائے فلک میں ڈوبنے لگے اور جادہ کہکشاں نور سحر میں پوشیدہ ہو گیا نظم

لگے ہونے نظروں سے تارے نہاں	چھپا نور میں جادہ کہکشاں	سو نون اذان سنتے ہوئے بہرہ بلند
ہوئی صوت اللہ اکبر بلند	رخ شمع مائل بزردی ہوا	فراخ فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس ہے نسیم رواں	اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیاں	

بس ادھر ہر ایک سپاہی اپنے اپنے بستر سے انگڑائیاں لے لے کر اٹھا لشکر اسلام میں موذنوں نے اذان کی صدا بلند کی لشکر کفار میں گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے اور خداوند تصویر کے جی پکاری جانے لگی اہل اسلام تو بعد فراغت امور ضروریہ نماز و وظائف میں مصروف ہوئے اور کفار اپنے طریقہ میں مشغول ہوئے غرض کہ ہر ایک دونوں لشکروں میں عبادت خدا میں اپنے اپنے طریقہ سے مصروف ہوا ادھر تخت اطلسی پر آمد آمد شاہ خاور کی کاشانہ مشرق سے شروع ہوئی شاہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب سر پر تاج شعاعی رکھے ہوئے اور جسم میں قبائے نور پہنے ہوئے ہاتھ میں نیزہ خطوط شعاعی لیے ہوئے اور شمشیر نور کہ جس سے ظلمت شب کو شکست دی ہے حمائل کیے ہوئے تخت اطلسی پر آ کر جلوہ گر ہوا

اور تمام عالم کو اپنے پرتوے جمال سے روشن کیا اُس وقت آفتاب کا یہ عالم تھا کہ جیسے پھول نسیم
سحری کھا کر کھلتا ہے اسی طور سے آفتاب آسمان پر نمودار تھا بموجب شعر مہتاب ہوا گم فلک
نیلوفری سے * پھولا گل خورشید نسیم سحری سے * تھوڑی تھوڑی دھوپ کی شعاع جا بجا ظاہر
ہونے لگی پس سب نے آثار سحر دیکھ کر اور عبادت خدا سے فراغت کر کے لباس پہنے ہتیار
لگائے پس دونوں لشکروں میں کمر بندی ہونے لگی یعنی کفار و اسلام میں سب اہل لشکر ساحر
وغیر ساحر طیار ہو ہو کر اور پیٹے باندھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ سرداران خیموں سے باہر نکلے نشان
ہر رنگ کے کھولے ہوئے ہوا سے صبحی کے اُنکے پھریرے بل کھا رہے تھے اور پنجہ اور اسلحہ سوارون
اور پیادوں کے بسبب دھوپ کے چمک رہے تھے پس جب سرداران خیموں سے نکلے ہر ایک
نے اپنے رسالہ اور پلٹنوں کو طرف میدان جنگ کے جانے کا حکم دیا اور خود طرف در دولت
کے روانہ ہوئے پس اہل لشکر غیر ساحر تو مرکبوں پر سوار ہو کر اور پیدل اپنے طریقہ سے روانہ
ہوئے اور ساحر سوار ہائے سحر پر سوار ہو کر طرف میدان مصاف کے روانہ ہوئے لشکر
اسلام کے ہر رنگ کے نشانوں کے پھریرے جو ہوا سے اُڑتے تھے اور غبار جو بسبب تگا پوئے
مرکبوں کے اُڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ غبار نہیں ہے بلکہ غبار یاقوت نگار و زمرد نگار ہے جس
رنگ کے پھریرے ہوتے تھے اُسی رنگ کا صحرا کا رنگ ہو جاتا تھا سرداران لشکر اسلام اپنے
لشکر کو طرف رزمگاہ کے روانہ کر کے در دولت پر آکر حاضر ہوئے اسی طور سے ساحران مطیع
اسلام اپنے لشکر کو طرف میدان کے بھیجکر خود دولت پر آکر موجود ہوئے ساحروں کا جو لشکر
چلا کوئی آگ برساتا ہوا چلا کوئی سنگ کوئی پانی کوئی مروارید وہ صبح کا وقت وہ لشکروں
کا باجے جنگی بجاتے ہوئے جانا عجب لطف تھا اور نیا سماں تھا اُدھر کفار کا بھی لشکر
آراستہ ہو کر طرف میدان کے چلا اُس لشکر کے سب نشانوں کے پھریرے سیاہ تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ پردے ظلمات سے ظلمت نے خروج کیا ہے اور سب سردار ساحر و غیر ساحر
و بادشاہ دربارگاہ سمندر شاہ پر آکر موجود ہوئے کہ بادشاہ برآمد ہو کے تو اُس کے ہمراہ
طرف میدان کے چلیں راوی کہتا ہے کہ مشتاق حجرہ نشین استاد سمندر بھی اپنے خیمے
سے باہر آیا اور سمندر کا انتظار کرنے لگا سب سرداروں نے اُسکو سلام کیا یہاں تو یہ سب
انتظار سمندر شاہ کا کر رہے ہیں وہاں سرداران اسلام انتظار بادشاہ و صاحبقران میں
در دولت پر حاضر ہیں زین پوش بچھائے بیٹھے ہوئے ہیں کچھ تیر و کمان سنبھالے ہوئے
خاک کا تودہ بنایا ہے اُس پر نشانہ لگا رہے ہیں کچھ سیف بلا رہے ہیں کچھ چوگان بازی میں
مصروف ہیں کچھ نیزہ بازی میں یہاں تو یہ رنگ تھا ہاں مسجد خاص میں صاحبقران بعد فراغ
فریضہ سحری کے دعاؤں میں مصروف تھے کہ خواجہ جا کر پہونچے عقب پشت کھڑے ہوئے
کہ صاحبقران نے اپنی فتح و ظفر کی دعا مانگ کر سجدہ شکر کیا اُسکے بعد سر اُٹھا کر پس پشت
دیکھا خواجہ نے مجرا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کا کیا حال ہے خواجہ نے عرض کیا کہ
کل لشکر طرف میدان کے گیا اور سردار سب در دولت پر حاضر ہیں اور سب بادشاہ آپکا
اور جہان پناہ کا انتظار کر رہے ہیں جلد تشریف لے چلیے الساعۃ ہو کہ جہان پناہ برآمد
ہو جائیں اُسکے بعد آپ مسجد سے نکلے صاحبقران نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا

خادم نے حاضر کیا صاحبقران نے تبرکاً بعد جسم پر آراستہ کیے اسلحہ لگائے خود کج سر پر رکھا
سب اسلحہ وغیرہ سے آراستہ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے یہاں سائیس مرکب کو ساز
و یراق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا تھا بس صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران قریب مرکب
آئے گردن مرکب پر انگشت شہادت سے یا علی ولی لکھ کر اور دامن گردان کر سوار ہوئے
دونوں رکابیں ہلال بن گئیں قدم سے باگ لی خواجہ نے گوشہ زین پوش کو پکڑ لیا
مرکب باین ہمہ کر زمین پر قدم رکھنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ عروس شب اول راہ چل رہی ہے
خلاصہ یہ کہ صاحبقران بھی جلوخانہ میں پہونچے سب سرداروں کا مجرا ہوا ہر ایک برائے
تعظیم کھڑا ہو گیا صاحبقران بھی ان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے اپنے نفریوں کے قریب
آ کر مرکب پر سے اتر پڑے اور زین پوش بچھا دیا اس پر بیٹھ گئے اور انتظار آمد شاہ کرنے لگے
راوی نے بیان کیا ہے کہ اندرون محل خاص بادشاہ نے بھی نماز سے فراغت کر کے جسم
مبارک کو پوشاک شاہی سے آراستہ کیا تاج مرصع کار سر پر رکھا قبائے قلم کار زیب
تن فرمائے اور جواہرات سے مزین ہوئے ہتھیار جواہر نگار لگائے شمشیر الماس نگار
ہاتھ میں لی تخت طلب فرمایا فوراً مہرویان پری تمثال حور جمال ازسرتاپا جواہر میں غرق
کار چوبی لہنگے پہنے ہوئے دو بیٹھ زر دوزی سروں پر تخت طاؤسی لے کر حاضر ہوئیں
اور سب سامان سواری زرتار آ کر موجود ہوا بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا سب نے
صدائے مبارک و سلامت بلند کی اور خادمان محل نے یہ صدائے بلند کہا کہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم نصر من اللہ و فتح قریب مہرویوں نے تخت اس ہمایوں بخت کا دوش
پر رکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سلیمان کے تخت کو پریاں دوش پر رکھے ہوئے
قاف کو لیے جاتی ہیں آگے آگے خواجہ ناظر کوڑا پکڑے ہوئے انتظام کرتا ہوا
روانہ ہوا طفلان مہر طلعت کے ہاتھوں میں لوٹے کہ جس میں عود و عنبر سلگتا ہوا
آگے آگے تخت کے مہرویان کنول الماس نگار لیے ہوئے اس میں شمع ہائے مومی
کافوری روشن روشن چوکی بجتی ہوئی بیٹھے جھنجھنے سروں میں شہنا لوگ بہیں یہ شعر بجاتے ہوئے
الٰہی تخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ گل امید تو دائم شگفتہ ٭ بچشم
بدخواہ تو خار بادا ٭ قریب بالعل پردے کے پہونچی رنبوری پردہ چرخی پر کھینچا گیا قطاعت
کی صدا آئی پس جو لوگ اس مقام پر انتظار سواری کر رہے تھے وہ خبردار ہو گئے
نقیبوں نے پکار کر کہا کہ سب موجود ہو جائیں جہان پناہ خدیو بارگاہ فلک جاہ
کیوان بارگاہ فریدون فر ثانی سکندر دارا حشم صاحب جام جم تشریف لاتے ہیں سب آگاہ
ہوں یہ جو کہا سب سردار بادشاہ اور لڑکے اپنے اپنے میل اور قرینہ اور طریقے سے مودب
کھڑے ہو گئے صاحبقران سب کے آگے تھے کہ پہلے طفلان ماہ پیکر لوٹے لخلخے
لیے گزرے اس کے بعد اور سب سامان سواری بعد تخت شاہی بس کہاروں نے
آگے بڑھ کر کہاریوں سے تخت لیا زنانہ عملہ واپس گیا خادمان در دولت نے صدائے
نصر من اللہ و فتح قریب بلند کی سواری جلوخانہ میں آ کر پہونچی سب کے پہلے
مجرا صاحبقران کا ہوا غرض پیش دستی کیا جہان پناہ صاحبقران نگاہ رو برو بادشاہ

نے دست مبارک سینہ پر رکھا کہ تمھاری جگہ ہمارے دل میں ہے اسکے بعد پھر تو ہر ایک عزیز کا مجرا ہونے لگا
اور ہر ایک اپنے مرتبے کے ہمراہ تخت چلا سات سو شاہان جلیل کا حلقہ گرد تخت شاہی کے ہوا یہانتک
کہ بادشاہ سب کا سلام و مجرا لیتے ہوئے جلوہ خانہ سے برآمد ہوئے سب کی سواریاں موجود
تھیں پس صاحبقران کو اشارہ ہوا کہ سوار ہو جیسے دن بہت چڑھ آیا ہے پس صاحبقران
مرکب پر سوار ہوئے سب بادشاہ مرکبوں پر سوار ہو کر گرد تخت کے آگئے اب تو
سب سردار ساحر و غیر ساحر سوار ہو گئے جب سب سوار ہو چکے اس وقت سواری مثل
باد بہاری کے طرف صحرا کے چلی وہ صبح کا وقت و نوبت کی صدا وہ شہنائیوں کی پیاری
پیاری آواز دلوں میں چٹکی لیتی تھی وہ نسیم سحری کے جھونکے وہ گلہائے خودرو کی خوشبو
دماغ جان کو معطر کیے دیتی تھی ہر مقام پر صنعت پروردگار ظاہر تھی عجب گل کاری کی تھی
کہ جس سے اس کی صنعت ظاہر ہوتی تھی پس بادشاہ و صاحبقران و سب سردار تعریف خداوند
کریم کرتے ہوئے میدان جنگ میں پہونچے سب لشکر کا مجرا ہوا نشان لشکر کو جلوہ ملا
سلامی کے باجے بجے صاحبقران نے صف بندی کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ لشکر ساحران ایک
سمت ہمارے لشکر کے صف بستہ کھڑا ہوا اور جب تک کوئی ساحر اس لشکر سے
برائے مقابلہ نہ نکلے اس وقت تک کوئی ہمارے لشکر سے نکلنے کا قصد کرے اب یہ
سنکے مرزخ آفتاب علم و آفاق شاہ و سہراب جادو وغیرہ نے ساحروں کا لشکر ایک
سمت کو صف بستہ کرکے استادہ کیا اور خود آگے لشکر کے تخت سحر پر سوار ہو کر کھڑے
ہوئے ابر سحر سروں پر سایہ فگن تھے بارش مروارید ہو رہی تھی کہ مرزخ نے سحر کیا کہ جس
قدر درخت حائل نگاہ تھے سب قلم ہو گئے پست و بلند زمین برابر ہو گئی آفاق شاہ
نے سحر کرکے گرد و غبار کو مٹا دیا اور چھڑکاؤ کر دیا اور صف آرائی نے نکل کر لشکر کی صفیں درست
کیں ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح میمنہ و میسرہ سات سو صفیں آراستہ کیں پیادوں کے شانوں
سے شانہ ملا ہوا مرکبوں کے سم سے سم دم سے دم جو کوئی ذرا صف سے بڑھا اسکو ہٹا
کے برابر کر دیا جو کوئی پیچھے ہٹا گیا اس کے مرکب کی باگ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ برابر
ہو گیا سب صفیں درست ہو چکیں صاحبقران بہ مرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
لشکر کے زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے تبرداروں کو حکم ملا کہ پست و بلند زمین کو
برابر کرو جو درخت حائل نظر ہوں انکو قلم کرو سقوں کو حکم ملا کہ تم چھڑکاؤ کرکے گرد و غبار
کو بٹھا دو یہ لوگ چلے تھے کہ یکایک لشکر الکفار کی آمد شروع ہوئی سیاہ نشان نمودار
ہوئے وہ مہیب صورتیں کہ دیو بھی دیکھے تو ڈر جائے پس یہ لوگ ایک سمت آکر کھڑے
ہوئے اسکے بعد ساحران غدار جھولیاں دوش پر لیے ہوئے اژدہا پر سوار [illegible]
منہ سے نکلتے ہوئے آکر میدان میں پہونچے کہ وہاں سمندر شاہ جادو [illegible] باہر آیا سب کا
مجرا ہوا اسی تخت پر سوار ہو کر طرف میدان کے چلا کہ [illegible] پر سوار ہو کر [illegible]
یہاں آیا تھا سر پر ابر سحر سایہ فگن تھا [illegible] بارش جواہر [illegible] ہوتی تھی [illegible]
برابر تخت سحر [illegible] [illegible] بادشاہ اور سردار
اس شان و شکوہ سے یہ میدان [illegible] آکر موجود ہوا [illegible] لشکر [illegible]

ہونے کا حکم دیا چنانچہ لشکر ساحران کو دست راست کی طرف مقرر کیا اور غیر ساحران کو دست
چپ کی جانب اور خود مع بادشاہون اور سردارون کے وسط مین قائم ہوا پس یہان بھی ساتون
صفین آراستہ ہوئین ساحرون نے سحر کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا درخت قلم کیا ابر سے
پانی برسا کر چھڑکاؤ کیا پس لشکر اسلام و کفار کے سقون اور سردارون نے بھی نکل کر اپنا اپنا کام
کیا جب سب بندوبست ہوچکا تو دونون لشکرون سے نقیب نکلے اُنھون نے نقابت شروع
کی پہلے ثبات دنیا بیان کی اُسکے بعد بہت کچھ بہادرون کی تعریف کی اور بہت کچھ بے ثباتی دنیا
کو ثابت کیا کہ دونون لشکرون کی صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا بہادرون کا خون
شجاعت رگون مین جوش کھانے لگا یہی قصد ہوا کہ لشکر پر جا پڑین ہر ایک جوش شجاعت
مین آکر جھومنے لگا قبضہ شمشیر چومنے لگا چہرے فرط بہادری سے سرخ ہوگئے پس کٹکیٹ کرکے
گھگرا اور نقیب نقابت کرکے میدان سے صف پاے لشکر مین واپس آگئے تھوڑے عرصہ تک
سناٹا رہا اُسکے بعد ایک مرتبہ لشکر کفار کے علم جلوہ گری پر آگئے اور لشکر غیر ساحران سے ایک
پہلوان کہ نام اُسکا بلوط شیر کش تھا صف لشکر سے نکل کر روبروے تخت سمندر شاہ
کے آیا سمندر شاہ نے اجازت دی اپنے مرکب کو کاوہ کرکے میدان مین آیا پہلے خوب
سلحشوری دکھائی جب آپ بھی اور مرکب بھی خوب پسینہ مین غرق ہوگیا نیزہ زمین مین
گاڑ کر اور اُسکو [illegible] پکڑ کر ایک دو کاوے [illegible] کرکے دم راست کرنے لگا جب پسینہ خشک
ہوگیا اور دم راست ہوا پس طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان و
اے گروہ [illegible] مین سے جسکو تمناے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے اور ذائقہ موت میرے
ہاتھ سے چکھے یہ کہنا تھا کہ ایک مرتبہ جبرئیل بن عادی نے اپنے مرکب کو صف سے نکالا اور
روبروے تخت شاہی کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے کیون زحمت کی اور
کوئی اُسکے مقابلہ کو جاتا عرض کیا کہ اسوقت غلام کا اس کافر سے مقابلہ کرنے کو جی چاہا
غلام نے قصد کیا بادشاہ نے فرمایا جاؤ سپرد خدا و نذر کرنا حکم کیا اور جام شراب عنایت کیا جبرئیل نے
سلام کرکے جام لیا اور لاجرعہ کرکے پی لیا اور پھر سلام رخصت کرکے اور تنگ مرکب کو اپنے
مرضی کے موافق درست کرکے پھر گیا اور جب سامنے صاحبقران کے پہونچے جھک کر مجرا
کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام کو اجازت بادشاہ سے ملی ہے آپ بھی مرحمت فرمائیے صاحبقران
نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا پس جبرئیل مرکب کو دوڑا کرکے اُسکے برابر پہونچے اُسنے یہ قصد
کیا اور [illegible] لی باہم لگا اور چلی دونون لشکرون کے ساحر و غیر ساحر و سب
سردارون نے دیکھا کہ کچھ قدم مرکب بلوط اور ایک قدم مرکب جبرئیل کا بیٹھا ہوا سپرون
سے شرارے نکل کر بالاے آسمان گئے پس دونون مرکبون کو رانون سے مل کر باہم مقابل ہوکے
بلوط نے کہا کہ او خدا پرست تیرا نام کیا ہے نام اپنا بیان کر تاکہ میرے ہاتھ سے گمنام نہ مارا
جاے کیونکہ مجھکو سب بلوط شیر کش کہتے ہین جو کوئی میرے مقابلہ کو آمادہ ہوا میرے ہاتھ
سے مارا گیا پس اسی مین خیریت ہے کہ میرے ساتھ چل سمندر شاہ کی اطاعت کر دین جمہور
پرستی اختیار کر ورنہ زندہ بچنا محال ہے جبرئیل نے کہا کہ مجھکو جبرئیل بن عادی کہتے ہین تیرا
خود میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ تیرا خیال خام ہے پس مجھکو خود یہ امر لازم ہے کہ تیرے

ہمراہ چل کر صاحبقران کی اطاعت کر اور تصویر پرستی کو ترک کر اُسنے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا جواب دیا کہ
لا ضرب بہادری کی اُسنے کہا کہ پہلے تو ضرب لگا جواب دیا کہ اپنا یہ دستور نہیں جب خدا تیری
ضرب سے بچائے گا تو پھر ہم بھی ضرب کرینگے پس یہ سُنکے اُسنے کہا کہ اگر یہ تمہارا طریقہ نہیں ہے تو میرا تو
طریقہ ہے بس یہ کہکر سینہ تیغ کینہ چنبر مل کو تاک کر نیزہ کا وار کیا چنبر مل نے سنان کو سنان پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونوں لشکروں کے بادشاہ و سردار دیکھ رہے ہیں اور اہل لشکر کہ نیزہ
بازی ہو رہی ہے خوب نیزہ بازی کی کوئی ایک سو دس طعن کے رد و بدل ہوئی ایک مقام پر
چنبر مل نے اُسکے نیزہ کو گانٹھ کر آواز دی کہ خبردار ہو جا کہ تیرا نیزہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہے اُسنے
کہا کہ یہ سنا ہوا ہے بس یہ تو بند باندھ چکے تھے ایک مرتبہ مرکب کو جو مہمیز کرتے ہیں نیزہ صاف
اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور بالائے آسمان جا کر سنان نیزہ چمکی وہ نیزہ کو آپ تھا
میں غرق ہو گیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ تم لوگ نیزہ بازی میں کامل ہو غضب کیا
تم نے کہ روبرو دو دریا کے لشکر کے میرے ہاتھ سے نیزہ ہوائی گیا بس نیزہ بازی خلال
بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر تیغ آبدار نیام سے لیا اور خبردار کہکر وار کیا انھون نے
اُس کے وار کو سپر پر روکا اور خود تلوار نیام سے لے کر اُس پر وار کیا لگی تیغ بازی ہونے
اور وار رد ہونے لگے اُس نے کئی وار کیے انھون نے رد کیے اب انھون نے کہا کہ تو
تو وار کر چکا اب میں وار کرتا ہون خبردار ہو جا اُسنے کہا کہ خبردار ہون بس انھون نے
دونون رکابون پر زور دے کر اور ہاتھ کو بلند کرکے وار کیا اُس نے سپر کو سر کی پناہ کیا
یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا خود و بلغہ اور غرق چار آئینہ کو کاٹ کر [illegible] میں در آئی انھون نے
جھٹکا دیا سر اسپ کے جبڑے کو کاٹتی ہوئی دراتی گردن کو قلم کرتی ہوئی سینہ کے [illegible]
لہراتی ہوئی تشکم کو چیرتی ہوئی تنگ مرکب پر پہونچی اور [illegible]
تلوار نے لیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر وہ کافر گرا [illegible]
نقش کرکے حوالہ مالک کی لشکر اسلام کے لوگون نے [illegible] کی لشکر کفار کے
لوگون کا رنگ اُڑ گیا یہ ضرب دست دیکھکر [illegible] سمندر [illegible] کہا کہ
خداوند [illegible] سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا [illegible] مقابلہ کا حال [illegible]
کیا ہان اگرچہ لوگ پریشان ہونگے تو [illegible]
مقابلہ کا حکم فرمایئے مناسب تو یہی ہے سمندر [illegible] پہلوان [illegible]
جانے سے یہ امر نہیں ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے [illegible] سردار [illegible]
پہلوانون کی کمی ہے یہ لوگ بڑی بڑی [illegible] آئے ہیں اور
انھون نے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں [illegible] دیکھ لیا [illegible]
یہ سنکے خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک [illegible] اور پہلوان [illegible]
لے کر چنبر مل کے مقابلہ کو آیا [illegible] رد و بدل ہاتھ [illegible] چنبر مل کے [illegible] اور ایک پہلوان
نکلا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک نکلا اسکو چنبر مل نے اسیر کر لیا [illegible] پہلوان جان سے
مارے اور دو اسیر ہوے اور تین مجروح بس [illegible] ایک پہلوان اُن
پہلوانون میں سے کہ جو لشکر لے کر [illegible] سمندر [illegible]

ہوا سلیم نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا سلطان کوہ نشین نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اُس دن دوپہر
سے لیکر شام تک لشکر جنزبیل کے پانچ سردار ہاتھ سے البطال کے مجروح ہوئے اور دو جان سے مارے گئے جب
رات ہوئی سمندر شاہ نے طبل باز بجوایا اور البطال پر سے زر نثار کرتا ہوا خوش خوش طرف قیام گاہ کے
واپس چلا ادھر لشکر اسلام میں بھی کوچ میں بازگشت بجا بادشاہ سب سرداروں کو لیکر زودگاہ پر واپس
آئے لشکر نے کمر کھولی جو کہ مجروح تھے اُنکے ٹانکے لگائے گئے مرہم کی پٹیاں چڑھائی گئیں دفع ماندگی
اور اُدھر صاحبقران و کل سردار لباس تبدیل کرکے بارگاہ میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا ذکر
جنگ و پیکار ہونے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ پہلوان زبردست ہے خوب مقابلہ کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ جنزبیل کے مرکب نے سکندری کھائی ورنہ جنزبیل اسے بھی قتل کرتا یا اسیر اور جس قدر گئے وہ
اس قابل نہ تھے صاحبقران نے فرمایا کہ درست ارشاد ہوا دیکھیے طبل جنگ بجتا ہے یا نہیں سب نے
عرض کیا کہ آج تو ضرور طبل جنگ بجے گا یہاں تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سمندر شاہ نے قیامگاہ پر پہنچکر لشکر کو کمر
کھولنے کا حکم دیا خود خیمہ خاص میں آکر لباس تبدیل کیا اور بارگاہ میں آیا سب سردار بھی آکر حاضر ہوئے ساحر
و نجبر ساحر دونوں جب دربار جمع ہو چکا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی لشکر
کفار میں بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر نواخت طبل لیکر لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہوکر بادشاہ کو طبل
جنگ بجنے سے آگاہ کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل بجے بس یہاں بھی طبل جنگ بجا
دونوں طرف طیاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ بجنے لگے طلایہ پھرنے لگا صاحبقران و بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر سامان جنگ میں مصروف ہوگئے اُدھر کفار بھی
سمندر شاہ نے دو پہر رات تک دربار کیا اور شملاق کی طرف دیکھکر کہا کہ تم نے دیکھا کیسا البطال نے خدا
پرستوں کو مجروح کیا تم تو کہتے تھے کہ غیر ساحر مقابلہ نہ کریں بلکہ ساحر کریں کیونکہ یہ آن سے سر بر ہونگے یہی
لوگ خاتمہ کر دینگے یہ سنکے شملاق نے جواب دیا کہ خیر دیکھا جائیگا بس سمندر شاہ نے بھی دربار برخاست
کیا رات بھر سامان جنگ ہوا کیا طبل جنگ بجا کیا یہاں تک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا خانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی حسب معمول دونوں طرف وردیاں بجیں سب اُٹھے لشکر اسلام کے لوگ عبادت خدا
سے فراغت کرکے میدان میں آئے حسب طریقہ گذشتہ جب صاحبقران و بادشاہ تشریف لا چکے
صف بندی ہوئی اور سمندر شاہ کا بھی لشکر اپنے طریقہ کی عبادت سے فراغت کرکے مع سمندر شاہ کے
میدان میں آیا موافق کل کے لشکر صف آرا ہوا نقیبوں نے دونوں طرف سے نکل کر نقابت کی ترکیبوں
نے کڑکا لیا جب یہ لشکر میں واپس آئے البطال فوجی باز و سمندر شاہ سے اجازت لیکر میدان
میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نکل کر گرگین درشت چنگال نے بادشاہ سے اجازت لیکر
اُسکا مقابلہ کیا تھا وہیں اُسکو گرد و برد کر دیا نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا گرگین نے
وار کو خالی دیکر اپنا وار کیا اُسنے خالی دیا بس ایک مقام پر گرگین نے موقع پاکر اُسکے بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور قصد کیا کہ تلوار چھین لوں پر وہ بھی ہوشیار ہو گیا زور ہونے لگے دونوں حریفوں پر
پہلے کو دو پڑے کشتی ہونے لگی پہر ہر کشتی میں گرگین نے اُس کو باندھ لیا اور اپنے عیار کے
حوالہ کرکے لشکر کو روانہ کیا اور مرکب پر خود سوار ہو کر پھر مبارز طلب کیا بس لشکر البطال سے کئے
سردار سمندر شاہ سے اجازت لیکر مقابلہ کو آتے گئے اور مجروح ہونے لگے بس گرگین
نے تین پہر تک آٹھ پہلوان لشکر کفار کے مجروح کیے اور پانچ جان سے مارے اور چھ کو اسیر

کرلیا جب یہ رنگ عقطال قوی تن نے دیکھا اپنے لشکر کی صف سے نکل کر روبرو سمندر شاہ کے
آیا اور اجازت لے کر طرف میدان کے چلا کہ سنقلاق نے کہا کہ اے عقطال تم اکطال کا انجام دیکھ چکے
ہو مقابلہ کو نہ جاؤ اُسنے برہم ہو کر جواب دیا کیا کہتے ہو دیکھ لینا کہ جو میں جا کر کرونگا بس یہ کہکر اور مرکب
کو مہمیز کر کے میدان میں آیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ہم منگاور ہوا دونوں برابر رہے بس اُس کافر نے نہ
نیزہ بازی کی نہ گرز بازی آتے ہی تلوار کا وار کیا کرمین نے خالی دیا لگی رد و بدل ہونے بس ایک تھا
پھر اُسنے مکر کو بتلا کر جو وار سپر کا کیا یہ چمک تلوار کی دیکھ کر عقب کی طرف مرکب کو ہٹانے لگے وہاں پر
موش خانہ تھا مرکب کا پاؤں اُس میں جاتا رہا سکندری کھائی تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی تلوار
تو چھنا کر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غش آنے لگا بس یہ حال دیکھ کر اور ایک سردار میدان میں
آیا لشکر کرمین سے کرمین کو طرف لشکر کے روانہ کیا خود مقابلہ کیا زخمی ہوا بس تا بہ شام تین پہلوان علاوہ
کرمین کے مجروح ہوئے اور ایک نے جام شہادت نوش کیا شام ہو گئی طبل باز دونوں طرف بجا
دونوں لشکر واپس گئے بس صاحبقران نے لباس تبدیل کر کے اور بادشاہ نے دربار کیا سب سردار
حاضر دربار ہوئے لشکر نے کمر کھولی اُدھر سمندر شاہ نے بھی فرودگاہ پر پہونچکر اور تبدیل لباس
کر کے دربار کیا اور لشکر کمر کھول کر آسودہ ہوا جب دربار آراستہ ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں
طبل جنگ بجا سامان جنگ ہونے لگا ہرکاروں نے صاحبقران کو خبر دی یہاں بھی طبل جنگ بجا
سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا دونوں طرف دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر
آکر آرام پذیر ہوئے یہاں تک کہ سحر ہوئی دونوں لشکر میدان میں دونوں جانب آکر صف آرا ہوئے جب نقیب
نقابت کر چکے عقطال اپنے لشکر سے نکل کر اور سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا مبارز
طلب کیا آج مملوک بن مالک نے بادشاہ سے اجازت لے کر اور میدان میں آکر اُس سے مقابلہ کیا
بعد نیزہ بازی و تیغ بازی کے کشتی کی نوبت آئی مملوک نے اُسکو اسیر کر لیا شام تک اسکے لشکر کے
سرداروں نے مقابلہ کیا بعض کو مملوک نے جان سے مارا بعض کو مجروح کیا اور چند کو اسیر کیا بس
سمندر شاہ نے شام کو طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر فرودگاہ پر واپس آئے کمر کھولی دونوں
طرف کے سردار لباس تبدیل کر کے دربار میں آئے اپنے لشکر میں سمندر شاہ نے دربار کیا اُدھر بادشاہ
اسلام نے دربار کیا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا رات بھر طیاری
جنگ ہوا کی طبل جنگ دونوں طرف بجا کیا دربار برخاست ہوئے سب آکر آرام پذیر ہوئے صبح ہوئی
دونوں لشکر رزمگاہ میں آئے جب صف بندی ہو چکی نقیب نقابت کر چکے لشکر سمندر شاہ سے
قلطال سخت پنجہ نکلا سمندر شاہ سے اجازت لے کر اور مبارز طلب کیا دو ایک گمنام سرداروں
نے مقابلہ کیا وہ اُسکے ہاتھ سے مجروح اور شہید ہوئے بس شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے نکل کر بادشاہ
سے اجازت لے کر اُسکا مقابلہ کیا اُسنے اپنا نام بتایا انکا نام دریافت کیا انھوں نے بھی بتایا بس نیزہ بازی
ہوئی نیزہ شاہزادہ نے ہوائی کیا گرز چلا گرز بھی انکے گرز کی ضرب سے ٹوٹ گیا تلوار کی نوبت آئی جو ہی
تلوار چلی اُسنے گر [illegible] انھوں نے اُسکی تلوار چھین لینے کے قصد سے اسکا بند دست پکڑ لیا وہ بھی لپٹ گیا
باہم زور ہونے لگے آخر دونوں مرکبوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی ایک طمطہ بھر کی کشتی میں
شاہزادہ نے اُسکو باندھ لیا اور اپنے عیار کے حوالہ کیا اُسکے لشکر کے سردار اجازت لے
لے کر آنے لگے اور مارے جانے لگے نوبت با این جار رسید کہ شام تک شاہزادہ نے دس پہلوان کو

جہان سے مارے اور پندرہ مجروح کیے اور پانچ کو مع قلطال کے اسیر کر لیا سمندر شاہ نے شام کو طبل باز
بجوایا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس آئے بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر مین اور سمندر شاہ نے
اپنے لشکر مین دربار کیا اور سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے پس یہان بھی طبل جنگ بجا دربار برخاست کیا سب سردار اپنے
اپنے خیمون مین آکر آرام پذیر ہوئے طبل جنگ بجا کیا طلایہ پھرا کیا سمندر شاہ نے بھی دربار برخاست
کیا اسکے بھی سردار اپنے اپنے مقام پر آئے یہانتک کہ صبح ہوئی دونون لشکر رزمگاہ مین پہونچے صف
بندی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اسکے بعد گرگان گرزن سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان مین
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار نے نکل کر اسکا مقابلہ کیا پس وہ ہاتھ سے اس کے
مارا گیا پھر اسنے مبارز طلب کیا اب کی شاہزادہ آصف انجم طلعت نے اپنے مرکب کی باگ لی اور
بادشاہ سے اجازت لے کر میدان مین آئے اسنے نام دریافت کیا اپنے نام سے آگاہ کیا اسنے کہا کہ
آگاہ ہو کہ مجکو گرگان گرزن کہتے ہین مین گرز سے مقابلہ کرتا ہون میرے گرز کی ضرب کی پناہ نہین
ہے ایک ضرب گرز سے مین پہاڑ کو گرا دیتا ہون جواب دیا کہ تو وار کر پس اسنے گرز کو گرد سر چرخ دیکر وار
کیا اس سے صدا ایسے بانسے کی پیدا ہوئی پس اسنے دونون رکابون پر قدم جما کر اور رکاب سے بلند ہوکر دونون
ہاتھون سے پکڑ کر گرز کو یا خداوند تصور کہکر جو وار کیا تھا انھون نے اپنے گرز کو اپنے چہرہ کی پناہ کیا
گرز گرز پر آکر بیٹھا شراقہ کی صدا پیدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہوگیا غبار بلند ہوا دونون گرز فولادین
پھل گئے شرارے گرزون سے نکل کر بالا ہوا سے ہوا گئے گوش گردون کر ہوگئے شاہزادہ مع مرکب شق
گرد مین چھپ گیا اسنے خود کو بیچ کر کے صدا دی کہ زدم و بستم کردم کوئی آکر خبر لے یہ سننا تھا کہ عیار
شاہزادہ کا دوڑا اور پیالہ لگا سے پانی لے کر چھینٹا دیا اور اندر گرد کے جاکر دیکھا کہ دونون ہاتھ تو ستونون
مین مگر مرکب تا بہ شکم غرق زمین ہے آنکھین شاہزادے کی بند ہین کہ اسنے آواز دی مزاج مبارک
کیسا ہے حریف زیادتی کر رہا ہے آنکھ کھول دی فرمایا کہ بلا کی ضرب لگائی بچایا میرے پروردگار عالم نے
یہ فرما کر مرکب کو جو جنبش دیا مرکب اصیل تھا طبقہ زمین کا لیکر نکلا پس محمودی نے رومال سے چہرہ
کی گرد پونچھتے ہوئے کہا یہ فرماتے ہوئے کہ گرا دی و کر اب سنبھال کر دی اسنے جواب دیا سلامت رکھیا
پھر گرز لے کر چلا آتے ہی وار کیا مگر حیران ہے اور دل مین کہتا ہے کہ کیا صاحب قوت جوان ہے کہ میرے
گرز سے بچ گیا میرے گرز سے آجتک کوئی زندہ بچا ہی نہین آتے ہی وار کیا انھون نے مرکب کو
بڑھا کر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کے قصد کیا کہ گرز چھین لون مگر وہ لپیٹا گیا اور
ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ کلمہ محمود پکڑ لیا خیر بہر طور جو کچھ ہوا کشتی کی نوبت آئی کشتی ہونے
لگی تھوڑے عرصہ مین شاہزادہ نے زیر کر کے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور پھر مبارز طلب کیا
اب لشکر کفار سے پہلوان آنے لگے اور قتل و مجروح و اسیر ہونے لگے یہ کیفیت تھی کہ شمع شبستان
صاحبقرانی پر پہلوان مثل پروانون کے نثار ہوتے تھے شام تک بہت سے پہلوان کفار
کے لشکر کے مجروح ہوئے اور بہت سے قتل اور بہت سے اسیر سمندر شاہ نے شام کو
طبل باز بجوا دیا دونون لشکر واپس گئے فرودگاہ پر کمرین کھولین مگر سمندر شاہ نے پھر دربار
کیا اور پھر طبل جنگ بجوایا گو ان سب کے مارے جانے اور اسیر ہونے کا بڑا صدمہ ہے
حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیکر دربار برخاست کیا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ

کہ سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہے پس صاحبقران نے بھی طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا اور دربار
برخاست کیا رات بھر دونوں طرف طبل جنگ بجا کیا سامان جنگ ہوا کیا طلایہ پھرا کیا صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد صف بندی اور نقابت نقا کے نہنگان فرد باز لشکر کفار
سے سمندر شاہ سے اجازت لے کر نکلا مبارز طلب کیا شاہزادہ عین الزمان نے بادشاہ سے اجازت
لے کر اور لشکر سے نکل کر اُسکا مقابلہ کیا ہم تنگاور ہوئے تنگاوریں مرکب کو اُسکے گرد برد کر دیا اُسنے
نام دریافت کیا آپنے اپنے نام سے آگاہ کیا اُسکا نام پوچھا اُسنے بھی اپنا نام بتایا پس اُسنے نیزہ کا وار
کیا انھوں نے روکے چند طعن میں اُسکا نیزہ ہوا کیا وہ بہت شرمندہ ہوا تلوار لیکر میدان سے چلا
انھوں نے اُسکے بند دستہ کو پکڑ لیا زور ہونے لگے مرکب پر سے کود پڑے کشتی ہونے لگی آخر کو شاہزادہ
نے اُسکو زیر کر کے گرفتار کیا اپنے عیار کے حوالہ کیا شام تک پندرہ پہلوان قتل کیے اور دس اسیر
اور بہتوں کو مجروح کیا شام کو سمندر شاہ نے طبل باز بجوایا دونوں لشکر واپس آئے قیام گاہ
پر آتے ہی سمندر شاہ نے دربار کیا اور طبل جنگ بجوا دیا دربار برخاست کر کے اپنے خیمہ خاص
میں جاکر سو رہا بعد کھانا زہر مار کرنے کے ہرکاروں نے صاحبقران کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ
کیا یہاں بھی دربار آراستہ تھا صاحبقران نے طبل رزمی کے بجنے کا حکم فرمایا بادشاہ نے دربار
برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے رات بھر فریقین میں سامان جنگ
ہوا کیا صدا سے بیدار باش بلند رہی صبح کو دونوں لشکر حسب معمول رزمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے
نقیبوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے واپس گئے اُسوقت اور اک تیغ زن
سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا بعد سخن شوری دکھانے کے مبارز طلب کیا لشکر اسلام
سے شاہزادہ نور الزمان نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر
میدان میں تشریف لائے اور اُس سے ہم تنگاور ہوئے گرد برد کر دیا اُسنے مرکب کو سامنے قدم بڑھا جب
جا کر سامنے ہوئے دیکھا روکا اور رانوں میں مسل کر اور سامنے آکر مقابل ہو کر یہ شعر پڑھا ۔ شعر ۔ بگو نام خود را
وزین انجمن ۔ کہ بسیار تند آمدی سوے من ۔ شاہزادہ نے اپنے نام سے آگاہ کیا اُسنے کہا کہ مجھکو
بھی اور اک تیغ زن کہتے ہیں پس یہ کہکر اور خبردار کہکر شاہزادہ پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے اُسکی
ضرب کو اپنی سپر پر روکا اور ایا وار کیا چند وار ہوئے رد و بدل ہوتی تھی کہ ایک مقام پر شاہزادہ نے
جو سپر کو جھکا دیا اُسکا علی بند پشت پر جا چھوڑا اور پنجہ علی دراز کر کے اُسکے بند دستہ پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار کی باڑھ سے بچا کر زور قصد کیا کہ تلوار پر قبضہ کر دوں اُسنے بھی اپنا دوسرا ہاتھ اُٹھا کر کمر زنجیر میں
ڈالدیا پس زور ہونے لگے ایک مرتبہ پشت مرکب سے دونوں زمین پر آئے کشتی ہونے لگی غرض
کشتی ہوئی انجام کار شاہزادہ نے اُسکو زیر کیا اور مشکیں باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا
اور خود مرکب پر سوار ہو کر مبارز طلب کیا شام تک دس پہلوان گرفتار ہوئے اور پندرہ جان
سے مارے گئے اور بہتیل اسیر ہوئے طبل باز بجا دونوں لشکر واپس آئے فرودگاہ پر سمندر نے
دربار کیا چونکہ اب سمندر کو غصہ بہت تھا اُسی حالت غصہ میں طبل جنگ بجوایا اور دربار
برخاست کیا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی انھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا دربار برخاست
کیا چنانچہ رات بھر طبل جنگ بجا کیے صبح ہوئی خلاصہ یہ کہ دونوں لشکر موافق دستور کے
رزمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے جب نقابت ہو چکی غوک سخت کمان میدان میں آیا

خوب سلیقے شوری دکھائی خوب چوگان بازی کی اسکے بعد لشکر اسلام سے مبارز طلب کیا آج شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لے کر رزمگاہ میں آئے پہلے ہم نگاور ہوئے
اسکا مرکب دس قدم پسپا ہوا انکا مرکب ایک قدم ہٹ کر رہ گیا وہ مرکب کو سنبھل کر زانوک میں ہم
مقابل ہوا بعد نام دریافت کرنے کے نیزہ بازی ہونے لگی خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ نے نیزہ
ہوا میں کیا اسنے تلوار کا وار کیا انکی نگاہ تلوار سے لڑی رہی جیسے تلوار قریب سر آئی پھیلی دی کہ تلوار
چوٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی کو مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر قاش
زین سے اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دے کر اسکو زمین پر مار کر مشکیں باندھیں اور عیاروں کے حوالہ
کیا اسیطرح تا شام کیا لشکر کفار سے سرداروں سے آنے کا جو آیا یا تو قتل ہوا یا مجروح یا اسیر تا
شام پندرہ پہلوان اسیر ہوئے اور بیس قتل اور پچیس مجروح جب شام ہوئی سمندر شاہ طبل
باز بجوا کر واپس گیا پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا صبح کو مقابلہ ہوا راوی نے
بیان کیا ہے کہ پندرہ دن کے میدان داریوں میں لشکر کفار کے کل سردار جو کہ نخچیر ساحر تھے قتل و اسیر و
مجروح ہو گئے جو کہ سمندر شاہ کے لشکر میں تھے وہ بھی اور جو اور ملکوں سے برائے کمک
آئے تھے وہ بھی اور جو خود اپنا لشکر لے کر آئے تھے وہ بھی اور جو غیر ساحر بادشاہوں کے ہمراہ
آئے تھے وہ بھی سب اہل اسلام کے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے اور اسیر اور مجروح
اب کوئی باقی نہیں ہے کہ جو نکل کر مقابلہ کرے اور جو باقی بھی ہیں وہ دم چراتے ہیں اور باہم
کہتے ہیں کہ کون ان لوگوں سے مقابلہ کرے کہ جو انکے مقابلہ کو گیا تو مارا گیا یا اسیر ہوا یا مجروح
ہم کو اپنی جان دو بھر نہیں ہے پندرھویں دن سہ پہر سے پڑا بند ہو گیا کوئی مقابلہ کو نہ نکلا
جب یہ رنگ سمندر شاہ نے دیکھا فوراً طبل باز بجوا کر واپس گیا فرودگاہ پر صاحبقران
اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ پر واپس آئے لشکریوں نے کمر کھولی بادشاہ نے تبدیل لباس کر کے
دربار فرمایا صاحبقران و سب سردار حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ طریقہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ اب کچھ دنوں مقابلہ نہ ہوگا کیونکہ آج تو یہ حالت تھی کہ کوئی مقابلہ کو نہ نکلا آخر
سمندر شاہ نے پریشان ہو کر طبل باز بجنے کا حکم دیا اور لشکر لے کر واپس گیا بس اب کچھ
دنوں صبر کرے گا اور آسودہ ہو کر مقابلہ کرے گا آفاق شاہ وغیرہ نے عرض کیا کہ ابھی نہیں
وہ ایسا نہیں ہے ابھی تاؤ میں تو بلا اتشدار ہے بس اب جب تک اسکے دم میں دم ہے اور لشکر
میں ایک آدمی بھی موجود ہے افسوس تب تک وہ ہرروز مقابلہ کیے جائے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے [illegible] یہ فرما کر اور باتیں کرنے لگے ادھر سمندر شاہ نے
فرودگاہ پر پہنچ کر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا خود لباس تبدیل کر کے دربار میں آیا سب سردار
حاضر ہوئے اور سب بادشاہ جو کہ باقی تھے بس سمندر شاہ نے عشاق اپنے استاد
کی طرف دیکھ کر کہا کہ بڑا غضب ہوا سب پہلوان و سردار نخچیر ساحر کام آئے اور کچھ نہ
ہوا جو شملاق نے کہا تھا وہی ہوا کہ یہ سب کام آئے ساحروں کے لشکر کو
مقابلہ کا حکم دیا تھا میں نے خیال کیا تھا کہ کوئی تو ایسا ہوگا کہ ان سب کو قتل کرے گا
کیونکہ ان لوگوں نے بہت لاف و گزاف کیا تھا مگر کچھ نہ ہوا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب افسوس سے کیا حاصل عشاق نے کہا کہ اب کیا تمہاری رائے ہے آیا کچھ دنوں

مقابلہ نہ کرو گے یا مقابلہ ہوگا سمندر رُ نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ میں انکو دم لینے دوں دیکھیے
طبل جنگ بجواتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مگر اس طور سے کہ کل سے اب کوئی غیر ساحر
مقابلہ کا قصد نہ کرے ساحروں سے مقابلہ کا تماشا دیکھیں کہ یہ کیونکر مقابلہ کرتے ہیں اور لشکر اسلام
کو غارت کرتے ہیں پس اسی طور سے طبل جنگ بج گیا ساحروں کے جہان میں جان آگئی آفاق
نے سمندر شاہ سے کہا کہ جو میں نے عرض کیا تھا دیکھیے پیش آیا میں نے تو انکا طریقہ جنگ دیکھکر
خیال کر لیا تھا کہ انسے تلوار سے مقابلہ میں سر بر ہونا محال ہے مگر آپ نے میرا کہنا نہ سنا اور جنگ
دروغ کو خیال کیا اسکا انجام دیکھا کہ کیا ہوا سوا افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور وہی تدارک
کرنا پڑا جو کہ غلام نے عرض کیا تھا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل اب ہم
دیکھتے ہیں کہ خدا پرست ساحروں سے کیونکر مقابلہ کرتے ہیں اور کیونکر انکو قتل کرتے ہیں اب ذرا
مشکل ہی ہے یہ تلوار کی لڑائی نہیں ہے کہ ایک ہاتھ میں خاتمہ کر دیا اب وہ لڑائی ہے کہ ایک ہاتھ کے
دانہ میں انکا تماشا بدل جائیگا سب نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا پس سمندر شاہ نے
دربار برخاست کیا پس جب ساحروں کو معلوم ہوا کہ کل سے ہم کو مقابلہ کرنا ہوگا ہر ایک اپنے
سحر کو درست کرنے لگا اور جگانے لگا چنانچہ یہاں تو ساحروں میں سامان جنگ ہو رہا ہے
اور سمندر شاہ دربار برخاست کر چکا ہے سب ساحر و غیر ساحر سردار جو کہ قتل و اسیر ہونے سے
اور مجروح ہونے سے بچے ہیں اپنے اپنے مقام پر آئے ہیں ساحر تو سحر کا بندوبست کر رہے
ہیں اور غیر ساحر اطمینان سے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں طبل جنگ بج رہا ہے طلایہ پھر رہا
ہے ادھر ہرکاروں نے بادشاہ و صاحبقران کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ
اب سمندر شاہ نے عاجز ہو کر ساحروں کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل سے لشکر ساحران
مقابلہ کریگا اب غیر ساحر مقابلہ نہ کرینگے یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
بھی طبل جنگ بجے ہم ساحروں سے مقابلہ کرینگے اگر ہمارے خدا کو ہماری ظفر منظور ہے تو ہم
انکو بھی قتل کرینگے کیا خوف ہے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہے وہ مالک و مختار ہے اسکی ذات پر
بھروسا کرنا بہت اچھا ہوتا ہے وہی ہر بلا سے نجات دینے والا ہے انسان کو لازم ہے کبھی
بلا کو بلا خیال نہ کرے جب کہ غیر ساحروں نے ہمارا کچھ نہ بنایا تو ساحر کیا بنا لینگے اپنے اپنے
کیا دکھا دینگے اور میرا توکل اس مضمون پر تکیہ ہے اور خدا کی ذات پر بھروسہ ہے مصرعہ بر سر اولاد
آدم ہر چہ آید بگذرد ✤ دیگر مشکلے نیست کہ آسان نشود ✤ مرد باید کہ ہراسان نشود ✤ دیگر
[illegible] نصیب ✤ ہر چہ آید بر سر من یا نصیبا ✤ یہ فرماکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
بس اسی وقت طبل جنگ بجا جو کہ لشکر میں ساحر تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ اب کل
ہم سے مقابلہ ہوگا اور غیر ساحروں کو بھی کچھ خوف نہیں ہے پس یہاں بھی طبل جنگ بجنے
لگا آفاق شاہ وغیرہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ جب حضور نے یہ فرمایا تھا کہ اب
کچھ دنوں مقابلہ نہ ہوگا تو ہم نے عرض کیا تھا کہ جی نہیں وہ ایسا نہیں ہے کہ مقابلہ نہ کرے عجب
نظم حرام ہے حضور نے ملاحظہ فرمایا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ پھر کیا خوف ہے
مقابلہ کیا جائیگا عرض کیا کہ اس خیال سے نہیں عرض کیا کہ مقابلہ نہیں کیا جائیگا
بلکہ اس خیال سے کہ ملاحظہ فرمایئے کس قدر عداوت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر ہو

کوئی ہمارا بھی تو حافظ ہے آفاق شاہ وغیرہ خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا
سب اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں سے بھی ساحر سمندر شاہ نے بھی ساحروں کو سلاح درست کرنے
لگے اسی بیقراری و بے تابی میں زمانہ شب بسر ہوا اہل اسلام نے اشتیاق جنگ میں رات
آنکھوں میں کاٹ دی جیسے نیا دولہا شب برات کو اس انتظار میں اور خوشی میں بسر کرتا ہو
ہو تو عروس کے گھر جائیں اور عروس بیاہ کر لائیں یا وہ طفل جو کہ عید کی خوشی میں رات بھر
جاگتے ہیں کہ کسی طور سے سحر ہو جائے تو ہم خوشی عید کی کریں یا وہ لوگ کہ جن سے اپنے
عاشق یا معشوق سے ملاقات کا وعدہ ہوتا ہے اور وہ شب مفارقت کو انتظار ملاقات
میں بسر کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ رات بھر صدائے بیدار باش و ہوشیار باش دونوں طرف بلند
رہی طبل جنگ بجا کیا ساحر سحر درست کیا کئے کہ یکایک خاتمہ شب سے صبح پیدا ہوئی
ساحر شب اپنی جھولی نور کو دوش پر رکھکر مع اپنے ہمراہیوں کے طرف ہوم خانہ مغرب کے راہی
ہوا اور ساحرہ شب نے اپنے چہرۂ سیاہ کو نقاب روز میں پوشیدہ کیا اور ساحر روز یعنی آفتاب
اپنے جھولی نور کو لے کر طاؤس فلکی پر جلوہ گر ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکل آیا دونوں لشکر
بصد کر و فر میدان میں آئے اس دن لشکر سمندر شاہ میں لشکر ساحران پر عجب شان تھی ہر ایک
ساحر اسباب سحر اور نئے نئے جادو سے آراستہ تھا اسی طور سے لشکر اسلام کے بھی ساحر بھی ہر
ایک اپنا سحر درست کر کے آیا تھا جب دونوں لشکر صف آرا ہو چکے ابھی نقیب نہ نکلے
تھے کہ سمندر شاہ نے ایک ساحر سے کہا کہ تو میدان جنگ میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی
طرف متوجہ کر کے کہہ کہ اب وہ زمانہ گیا کہ تم نے میرے لشکر کا ستیاناس کر دیا واقعی امر یہ ہے کہ
تم سے کوئی نہیں لڑ سکتا ہے بس اب اسی میں خیریت ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے
ہاتھوں سے سخت پریشان ہو گے اور گوشۂ پناہ تلاش کرو گے سوائے گوشۂ موت کے جائے
امن نہ ملے گی اب میں اپنے خاص لشکر سے تم سے مقابلہ کراؤں گا یعنی اب ساحروں سے مقابلہ
کرنا پڑے گا اور یہ جو ساحر تمہارے ہمراہ ہیں ان پر بھروسہ نہ کرنا وہ میرے لشکر کا کچھ نہ کر سکیں گے
بس میں نے آگاہ کر دیا آئندہ تم کو اختیار ہے پس اس ساحر نے بموجب حکم سمندر شاہ میدان
میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی طرف متوجہ کر کے سمندر شاہ کا پیام بیان کر دیا صاحبقران نے
ایک سوار سے کہا کہ تم میدان میں جا کر اور سمندر کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہدو کہ ہم کو خدا پر
بھروسہ ہے اور کسی پر نہیں ہے پس تو جو اور لشکر ساحروں کو جمع کرے کہ وہ ہم سے مقابلہ کریں
ہم کو کوئی خوف نہیں ہے جو ہمارے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئے گا کیوں بار بار ہم کو خوف
دلاتا ہے ہم ڈرنے والوں میں نہیں ہیں یہ ساحران عجیب ساحروں سے بلکہ مثل سگ و خوک
کے قتل ہونگے ہمارا خدا ہمارا حافظ ہے تو کیا ہے جو ہم کو قتل یا غارت کرے گا اگر اسکو منظور نہیں
ہے تو تو ہمارا کچھ نہیں کر سکتا ہے پس وہ سوار میدان میں آیا اور اسنے صاحبقران کا پیام پکار کر
سمندر شاہ سے کہا سمندر شاہ نے سنکے اس ساحر سے کہا کہ واپس چلا جا وہ ساحر واپس
آیا اور وہ سوار طرف اپنے لشکر کے واپس گیا دونوں طرف سے نقیب نکلے انہوں نے
نقابت کی بعد نقابت کرنے کے لشکر دونوں میں واپس گئے اب سمندر شاہ نے اپنے
لشکر کی طرف دیکھا یعنی ساحروں کی طرف تب دیکھتا تھا کہ تمام نشان لشکر ساحران

سے جلوہ گری میں آئے اور ملکہ ماہ پیمائش اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر سامنے سمندر شاہ کے
آئی اور اجازت خواہ ہوئی سمندر جادو نے اسکو اجازت میدان دی بس وہ اپنے طاؤس کو
اڑاتی ہوئی میدان جنگ میں آئی پہلے تو اُسنے بطور ساحر شوری کے کچھ شعبدے دکھائے کبھی ابر
بنایا ہوا کبھی پتھر برسائے کبھی آگ برسائی جب یہ شعبدہ دکھا چکی اُسوقت طرف لشکر اسلام کے
مخاطب ہو کر پکاری کہ جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ صدا اُس کا دینا تھا کہ
دست چپ کی طرف سے ایک سردار گمنام اپنے مرکب کو مہمیز کرکے روبرو بادشاہ کے آیا
اور عرض کی کہ مجھکو اجازت ملے کہ میں جا کر اس لکا سے مقابلہ کروں بادشاہ نے فرمایا کہ وہ
ساحرہ ہے تم غیر ساحر ہو کیونکر مقابلہ کروگے تم اپنے مقام پر جاؤ اور کوئی مقابلہ کو نکلے گا اُسنے
عرض کیا کہ حضور ملاحظہ کریں کہ یہ غلام کیونکر اسکو قتل کرتا ہے میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے
ساحرہ ہے تو کیا خوف ہے دوسرے اب تو یہ غلام قصد کر چکا ہے یہ جو عرض کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ جاؤ سپرد خدا و ندکریم کیا چونکہ طریقہ لشکر اسلام کا ہے کہ جو برائے مقابلہ پہلے قصد کرے خواہ
حریف اُس سے زبردست ہو خواہ نہ ہو بس وہی مقابلہ کو جائے گا دوسرا نہ جائے گا اس
سبب سے اور بادشاہ ناچار ہوئے اُسکو اجازت دی بس وہ مرکب کو مہمیز کرکے اور سلام
رخصت کرکے طرف رزمگاہ کے چلا یہ جو حال مریخ و آفاق شاہ و سپہر آب و الطاف
و کوکب نے و دیگر سرداروں نے دیکھا باہم یہ صلاح کی کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ ساحروں سے
مقابلہ ہے اب صاحبقران کسی غیر ساحر کو برائے مقابلہ نہ جانے دینگے ہم لوگ مقابلہ کرینگے
یہ تو نیا واقعہ ہوا کہ غیر ساحر کو اجازت پیکار مل گئی مفت اسکی جان گئی چلو خدمت صاحبقران
میں عرض کرتے ہیں یہ باہم مشورہ کرکے یہ سب کے سب اپنی صف سے نکل کر خدمت
صاحبقران میں حاضر ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ کیا ہم غلاموں اور کنیزوں سے حضور
کچھ ناراض ہیں کہ غیر ساحر کو ساحر سے مقابلہ کرنے کی اجازت ملی یہ تو خلاف ہے جب تک
ہم جان نثار زندہ ہیں اسوقت تک کوئی غیر ساحر ساحر کے مقابلہ میں نہ جائے حضور
غلامان حضور ہم جان نثاروں کے جان نثاری کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں وہ ساحر ہیں یہ غیر
ساحر ایک وار انکا نہیں سہہ سکتے یہ بیکار ہو جائیں گے پھر بیکار لشکر کے قتل ہونے سے کیا حاصل
ہاں جب ہم غلام نہ ہوں اور کنیزان نہ ہوں اُسوقت حضور کو اختیار ہے یہ جو اُن سب نے عرض
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اب تو یہ سردار مقابلہ کو جاتا ہے جانے دو پھر دیکھا جائیگا
اُسنے مبارز طلب کیا تم میں سے کوئی نہ نکلا اُسنے قصد کر دیا یہ ہمارے طریقہ اور قاعدے کے
خلاف ہوتا کہ دوبارہ اجازت طلب کرتا اور ہم نہ دیتے یہ کیونکر ہو سکتا ہے اُنھوں نے عرض
کیا کہ اُسکے منھ سے پوری بات نہ نکلنے پائی تھی کہ اُسنے قصد کر دیا ہم تو اسی قصد سے کھڑے
ہوئے تھے کہ وہ مبارز طلب کرے اور ہم جا کر مقابلہ کریں اجازت لے کر اگر خلاف
مزاج عالی نہ ہو تو اُسکو واپس فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے بس اُسکو
مقابلہ کرنے دو جو اُسکے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئے گا یہ فرما کر فرمایا کہ اب تم لوگ
اپنے مقام پر جاؤ اور مقابلہ کا تماشہ دیکھو وہ سب کے سب وہاں سے اپنی صف میں
آئے اور اُس کے لیے افسوس کرنے لگے ادھر وہ جوان میدان میں پہونچا اور کہا کہ او لکا

ہاپ رہی ہے ہوا پر سے زمین پر آ تو مین مقابلہ کرون تیری جان کا ملک الموت مین ہون تیری روح قبض کرنے
آیا ہون وہ یہ سنکے ہنسی اور کہا کہ تم مقابلہ کروگے کیون اپنی جان کے درپے ہوئے ہو ابھی پورے جوان
بھی نہین ہوئے ہو تمکو تو اپنے حال پر رحم زیبا ہے ابھی تم نے دنیا مین کیا دیکھا ہے اپنے باغ جوانی سے کون سا
پھل حاصل کیا ہے جو میرے مقابلہ کو آئے ہو واپس جاؤ مجھکو تمھارے اوپر ترس آتا ہے اور کسی کو آنے دے
اس جوان نے کہا کہ تو میرے حال پر ترس نہ کھا اور زمین پر آ مجھسے مقابلہ کر ہم اس بہادر کے غلام ہین
کہ جسکو موت سے بالکل ہراس نہین ہے ہم اس دین کے پیرو ہین کہ جس مین موت کو حیات خیال کرتا زیبا
ہے بس مرنے کا کچھ غم نہین ہے یہ کہکر کہا کہ تو بڑی لگاتی ہے خوب باتین بناتی ہے یہ جو کہا اسکو غصہ آیا اور
چند سخت کلمے بھی کہنے لگے اور خداوند تصویر پر لعنت بھیجی تھی پس وہ طاؤس سحر کو زمین پر لا کے دونون
لشکر کے ساحر و غیر ساحر دیکھ رہے ہین کہ اُسنے زمین پر آکر اُن سے کہا کہ لا کیا ضرب بہادری رکھتا ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہے تو پہلا حربہ کرلے یہ سنکے اُسنے کہا کہ مین تیرے اوپر کیا
سحر کرون تو ساحر نہین ہے مین تجھ سے تلوار سے مقابلہ کرونگی یہ کہکر تیغ سحر کو نیام سے لیا اور وار کیا
اُنھون نے اسکے تیغ کے وار کو رد کرکے اپنا وار کیا لگے تیغ چلنے بس ایک مقام پر اُنھون نے جو
موقع پایا خبردار کہکر جو وار کیا اُسکے سر پر تیغ پڑا کہ اوچھا سا زخم سر مین آیا اُسنے تیغ کیا کہ کچھ گزند
ہوگیا اور سر سے نکل گیا مگر چند قطرے خون کے اُسکی پیشانی پر بہکر سینہ پر آئے بس خون کا نکلنا
تھا کہ اسکو غصہ آگیا اور یہ کہکر کہ تم لوگ بہت زبردست ہو لوہو نہ مانو گے پیچھے ہٹکر اور جھولی
سے دانہ ماش کے نکالکے اُس پر کچھ اسم سحر پڑھکر اُس جوان پر مارے اُن دانون کا اس
جوان کے قریب جانا تھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا وہ جوان مع مرکب کے مثل ہیزم خشک کے
جلنے لگا لشکر اسلام یہ واقعہ دیکھکر کانپ گیا سمندر شناور سے سمّاق نے عرض کیا کہ حضور
نے ملاحظہ کیا کہ کیونکر خدا پرست کو آپکی کنیز نے قتل کیا ہے اسی طور سے غارت ہونگے
سمندر عیار نے جواب دیا کہ تمھارا خیال درست ہے وہ جوان تو جل رہا تھا یہ حال جو
ملکہ کوکب روشن تن نے دیکھا قبل اسکے کہ وہ مبارز طلب کرے اسنے طاؤس سحر کو
سامنے سے نکالا اور خدمت بادشاہ مین آئی اس خیال سے قبل سے آئی کہ ایسا نہ ہو
کہ وہ مبارز طلب کرے اور کوئی سردار تیغ ساحر قصد مقابلہ کرے تو بڑی مشکل ہوگی بس
خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ جاکر مقابلہ کرے
بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اُسنے مبارز نہین چاہا ہے کیونکر اجازت دی جائے جسوقت وہ
حریف کی خواستگار ہوگی اُس وقت دیکھا جائیگا بادشاہ یہ فرما رہے تھے کہ اُس
لکاتہ نے اُس جوان کو جلا کر اور لشکر اسلام کی طرف منھ کرکے باآواز بلند جسقدر ان کو
مخاطب کرکے کہا کہ کیا غیر ساحرون کو میرے مقابلہ روانہ کرتے ہو کہ جو دانہ
ماش کے دانہ مین جل جاتے ہین تمھارے لشکر مین بھی تو ساحر ہین اُس مین سے
کسی کو میرے مقابلہ کے لیے روانہ کرو تاکہ کچھ لطف مقابلہ کا ملے اگر ایسے جوان
آئینگے اسی طور سے جل کر خاک ہوجائینگے یہ جو اُسنے کہا اور مبارز طلب کیا
کوکب نے عرض کیا کہ اب تو اجازت ملے مریخ و نجم نے قصد کیا کہ ہم
اجازت حاصل کرکے میدان سے نکلین اور مقابلہ اس کا کرین دیکھا کہ کوکب

بادشاہ سے اجازت طلب کر رہی ہے بس یہ لوگ ٹھہر گئے اور راؤد جب یہ کوکب نے عرض
کیا کہ اب تو اجازت ملکہ وسیارہ طلب کر رہی ہے بادشاہ نے یہ خبر پا کر اجازت دی
کہ سپرد خداوند کریم کے کیا کوکب سلام کر کے اور اپنے طاؤس کو اڑا کر سامنے
صاحبقران سے آئی اور صاحبقران کو سلام رخصت کر کے میدان کا رخ کیا
اور ستمگار کو کہا کہ کیوں لاف و گزاف کرتی ہے میں تیرے مقابلہ کو آتی ہوں یہ کہکر اور
طاؤس کو اڑا کر اسکے برابر پہونچی اسنے جو کوکب کو اپنے مقابلہ میں دیکھا کہا کہ ای کوکب
تم کو کیا ہو گیا کہ تمنے اجداد و آبائی ترک کر کے خداپرستی اختیار کی بس اسی میں خیر بیٹا ہے
کہ میرے ساتھ چلو اپنی خطا بادشاہ سے معاف کراؤ پھر وہی مذہب اختیار کرو ورنہ میرے
ہاتھ سے ماری جاؤ گی کوکب نے جواب دیا کہ یہ مقام پند و نصیحت کا نہیں ہے بلکہ مقابلہ کا
بس تو اپنا جوہر کر تو کیا میری خطا معاف کرائے گی اور وہ کیا ہی میری کیا خطا معاف
کرے گا جب میں نے کوئی خطا ہی کی ہو ہزار ہزار لعنت ہے خدا و ند تصویر پر اور اسکے
پرستاروں پر بلکہ تو میرے ہمراہ چل اور دین اسلام اختیار کر کہ تیری بخشش کا سبب
ہو یہ جو کوکب نے جواب دیا اسنے کہا کہ معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہے دیکھا اب بھی
کچھ نہیں گیا ہے میں تیری سفارش بادشاہ سے کر سکتی ہوں تو نے کوئی ایسی خطا نہیں
کی ہے کہ بادشاہ تیرے قصور کو نہ معاف کریں کوکب نے جواب دیا کہ میں تجھ سے کہہ
چکی ہوں کہ یہ مقام بزم و سرکار ہے نہ جاے بزم و گفتار اپنی زبان بند کر اور جو کچھ
تجھکو جو کرنا ہو کر جب با [illegible] زبان درس و تیغ بر کشش خلاف ہے کہ جاے سخن
نیست اندر مصاف ؛ یہ جو کوکب نے کہا بس ماہ مہلقا جادو نے کہا کہ اچھا معلوم
ہوا جاتا ہے یہ کہکر اور جھولی سے ایک مٹھی دانہ ماش کے نکال کر اسم سحر
ان پر دم کر کے کوکب پر مارے کوکب نے ان ماش کے دانوں کو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھکر ایک اسم پڑھکر اشارہ کیا کہ ایک مرغ پیدا ہوا وہ ان دانوں کو راہ میں چگ گیا کوکب
نے کہا کہ یہ کیسی فاش کا سحر کیا ہے کوئی سحر تازہ کر کہ جی لگے اسنے تو یہ دیکھا کہ کوکب نے
میرے سحر کو رد کیا مرغ سحر کو کوکب نے دانہائے ماش کو چن کر کھا لیا بس پھر اسنے جھولی
میں ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ نکالا اسکو زبان کے خون سے رنگین کر کے کوکب کی طرف
پھینکا جیسے وہ گولہ قریب آیا کوکب نے اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا وہ موم کا ہو کر رہ گیا
اور اسی گولہ پر کچھ اسم سحر دم کر کے اس پر مارا اسنے جو گولہ کو آتے ہوئے دیکھا ایک
کٹار نکال کر جھولی سے کچھ اشارہ کیا کہ وہ گولہ بیچ سے دو ہو گیا اس سے شعلہ نکلا
اسنے اشارہ کیا کہ وہ شعلہ کوکب کی طرف چلا کوکب نے اف جو کیا وہ شعلہ فرو ہو کر
رہ گیا اسی طور سے چند سحر باہم رد و بدل ہوئی جو اسنے کیا کوکب نے رد کیا جو
کوکب نے کیا اسنے رد کیا بس ایک مرتبہ اسنے کہا کہ ای کوکب یہ سحر میرا بہت زبردست
سحر ہے بس تو اب زندہ نہ بچے گی کوکب نے کہا کہ میں خبردار ہوں یہ سننا تھا کہ اسنے اپنے
گلے سے طوق طلائی اتارا اور اسکا چاند اس سے جدا کیا اور اسم سحر پڑھکر طرف آسمان
کے پھینکا وہ چاند بالاے آسمان جا کر شق ہوا اور اس سے ایک برق چمک کر چلی بس

روک کر کوکبہ نے کہا کہ اب مین حسرت کرتی ہون پنج یہ کہکر اشارہ کیا اُن ستارون کی طرف بس ایک
ستارہ چلا جب تک یہ بند و بست کرے کرے وہ ستارہ سحر پر پڑا کہ سر کو توڑ کر اُس مقام کی
خبر لیتا ہوا اُس طاق ویران کو کشادہ کرتا ہوا اندر تک نکل گیا اسکے بھی مرنے کی علامت بلند
ہوئی پھر غل مچانے لگے تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی کہ نام مین سیماب جادو
ہو دستے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام کی لاش برہنہ زمین پر پڑی ہے اور اُسکا وہ مقام مثل
طاق کے نمایان ہے یہ دیکھکر ہر ایک نے اہل اسلام سے لاحول پڑھکر منہ پھیر لیا سمندر شاہ
نے سحر کیا کہ ایک چادر اُسکی لاش پر خود بخود پڑ گئی جب سیماب بھی یا کٹھسے کوکبہ سے
ہاری گئی بس بلکہ بیتاب جادو سمندر شاہ سے اجازت لے کر آئی آتے ہی نارنج
سحر کا وار کیا آگ برسائی خون کا دریا بہایا مگر سب کو کوکبہ نے رد کیا اور خود جو سحر یہ
کیا یعنی اُسی ستارہ کو جو اشارہ کیا یہ بھی مثل اُن دونون کے قتل ہوئی تا شام کوکبہ نے
ہزار ہا ساحر لشکر کفار کے جان سے مارے جب شام ہو گئی سمندر شاہ نے طبل امان
بجنے کا حکم دیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہ پر واپس آئے سب اہل اسلام نے
کوکبہ کی بہت تعریف کی لشکر نے کرکے تعلی دونون لشکر آسودہ ہوئے صاحبقران و بادشاہ
نے دربار کیا اُدھر سمندر شاہ نے بھی دربار کیا مکدر خاطر تھا مگر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا طبل
جنگ بجا ہرکارون نے صاحبقران کو بھی آگاہ کیا یہان بھی کوس حربی بجا کوکبہ کی
بہت تعریف ہو رہی ہے بس بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے درستی سحر مین مصروف ہوئے اُدھر سمندر شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ
آج تو کوکبہ نے بڑا غضب کیا کہ بار ساحرون کا صفایا کر دیا جو گیا مارا گیا سب نے عرض کیا
کہ وہ حضور کی آنکھین دیکھی ہوئی ہے اُسکے سحر ایسے ہی ہین ایک ہی سحر سے اُسنے سب کو قتل
کیا وہ سہرا سحر نہ کیا سمندر شاہ نے کہا کہ پروا کیا ہے تم مہان تک قتل کرو گی جب مجکو غصہ آئیگا ایک ہی
جنبش لب مین کام تمام ہے یا کسی زبردست ساحر کو حکم دونگا وہ سب کی مشکین باندھ لیگا یہ کہکر دربار
برخاست کیا رات بھر دونون طرف طیاری جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب
صف بندی ہو چکی اور نقیب نقابت کر چکے اُسوقت لشکر سمندر شاہ سے طوفان جادو
برائے میداندار ہی میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو گیا جو
کہ ملازم تھا سہراب جادو کا اور شاگرد بھی ہے بس طوفان نے اُس سے کہا کہ سحر کر اُسنے کہا کہ یہ ہم
لوگون کا طریق نہین ہے تو سحر کر بس اُسنے کارد سحر کو جھولی سے نکال کر اور سحر اُس پر کرکے اسکی طرف
پھینکی اُسنے اُسکو رد کرنا چاہا مگر وہ رد نہ ہو سکی کیونکہ وہ کوئی زبردست ساحر نہ تھا اُسکے سینہ پہ پڑی
کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گئی اُسکا کام تمام تھا کہ اُسنے مبارز پھر طلب کیا ایک اور ایک شاگرد سہراب کا اجازت
لیکر نکلا اور مقابلہ کیا اُسنے وہی کارد اُسکے بھی کھینچ ماری کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اور ایک ساحر نکلا اُسنے
بھی مقابلہ کیا طوفان نے کارد ماری اس ساحر لشکر اسلام نے جیسے کارد کو آتے دیکھا سحر کرکے اُسکو
ہاتھ مین لے لیا اور وہی کارد طوفان پر ماری طوفان نے اس کارد کو رد کرکے جو سحر کیا تو زمین شق ہوئی اور
وہ ساحر لشکر اسلام اُس زمین مین سما گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسکی لاش زمین پر پڑی ہوئی نظر آئی یہ حال دیکھکر
سہراب کو تاب نہ رہی اپنا تخت سحر بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت لیکر میدان مین آیا

اور طوفان کا مقابلہ میں طوفان سے جو سہراب کو مقابلہ پایا پہلے بہت کچھ سمجھایا جب اُسنے نہ مانا
پس ایک مرتبہ جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک بیضہ فولادی نکالکر سہراب پر مارا سہراب نے
جو بیضہ فولادی کو اپنی طرف آتے دیکھا اشارہ کیا کہ وہ بیضہ بیچ سے شق ہوا اور ایک
ایک غبار پیدا ہوا وہ سہراب پر آکر گرا سہراب اس غبار میں پوشیدہ ہوا پس بعد تھوڑی دیر
کے سہراب جھاڑ کر اُس غبار سے نکلا طوفان نے سحر کیا کہ ابر سحر آسمان پر محیط ہو گیا اور
پانی برسنے لگا تھوڑے عرصہ میں جہاں پر سہراب کھڑا تھا ایک دریا بنکر طیار ہو گیا پس
سہراب نے سحر کیا کہ ایک اژدر اُس پانی سے ظاہر ہوا ایک مرتبہ کی دم کشی میں سب
پانی پی گیا زمین خشک ہو گئی پس سہراب نے ایک مرتبہ اُس اژدر کو اشارہ کیا وہ
طرف طوفان کے چلا جب طوفان نے دیکھا کہ اژدر میری طرف آتا ہے جھٹ اسم سحر پڑھکر
پھونکا وہ اُس پر پڑا سے کہ وہ اژدر طرف سہراب کے چلا پس سہراب نے تخت پر سے
کود کر اور اژدر کے کان میں ہاتھ ڈالکر اُسکو چیر کر پھینکدیا اور جست کر کے تخت پر سوار ہوا
اور ایک مرتبہ خاک زمین سے اُٹھا کر اپ جو پڑھکر ماری ایک برج خاکی بنکر طوفان
پر گرا طوفان اُس میں پوشیدہ ہو گیا پس سہراب نے سحر کیا کہ وہ برج غائب ہو گیا
بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین طوفان کو پکڑے ہوئے ہوا پر سے
زمین پر آیا اور اُسکو ذبح کیا پس اُسکا ذبح ہونا تھا کہ ہاے کی ہوئی چیبا روشنی ہوئی سب
نے دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش پڑی ہوئی ہے پس اور ایک ساحر سہراب کے مقابلہ
کو نکلا سہراب نے اُسکے سحر کو رد کر کے اُسی نازنین کو اشارہ کیا اُسنے اُسکو پکڑ کر ذبح
کر ڈالا راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے تا شام سہراب نے بیس ساحر کو قتل
اور پانچ اسیر کیے جو ساحر آیا اسنے معمولی سحر کیا پس اس سبب سے اختصار
کے نیرنگ کا سحر نہیں لکھا اگر لکھتا تو طول ہو جاتا اور اصل مطلب رہ جاتا کیونکہ اس
دفتر کو ختم کرنے کا حکم اسی جلد میں ہے پہلے ہی رنگ داستان بہت اگر اختصار نہ
کرونگا تو کیونکر تمام واقعات تحریر ہونگے اگر ہر ایک ساحر کا سحر
جدید طریقے سے تحریر ہوتا تو ناظرین نے دیکھا ہوگا کسی کتاب میں پس انشاء
اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعار باقی ہے تو دفتر ثانی میں تحریر کرونگا آمدم برسر
مطلب پس جب شام ہوئی شہنشاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر
واپس آئے قیام گاہ پر اُترکر دم لیا اور صاحبقران دربار شہنشاہ میں دربار کیا ادھر شہنشاہ
نے دربار میں آکر حکم لڑائی کا دیا طبل جنگ بجا ہرکاروں نے خبر بادشاہ
اسلام کو پہونچائی وہاں بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونوں طرف طیاری رہی دوپہر
رات تک دربار آراستہ رہا صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صف آرائی
کے لشکر شہنشاہ سے ہوا نقارہ بجا دو مقابلہ کو نکلا نیزہ طلب کیا آج ملازمان
ملکہ [illegible] الان نے نکل کر مقابلہ کیا دو ساحر ملازمان ملکہ نے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے
پس ملکہ اجازت لیکر مقابلہ کو آئی [illegible] ملکہ [illegible] رد کردیا اسم اعظم
سحر کیا کہ طائر پیدا ہوا [illegible] ملکہ کے [illegible] ہمایش دی کہ ملکہ [illegible] ہو کر رہ گئی

آگے جہان اسکو کسی قدر دولت ملی وہ اپنے کو بھول جاتا ہے تیری ذات سے کب کسی کو راحت
ملنے کی سوائے تکلیف کے تو اپنی حقیقت کو تو خیال کر اور یہ خیال کر کہ یہ کن لوگون کا صدقہ ہے
جو اسوقت تو بادشاہ بنا ہوا ہے یہ سب ہم لوگون کا صدقہ ہے کہ تجکو اسقدر عروج دیا اور بادشاہ
کر دیا ورنہ تمام عالم مین تباہ پھرتا اور کوئی بات نہ پوچھتا ہم کو دغا دین وے اُس پر تو نے ہماری
قدر نہ کی سچ فردوسی نے کہا ہے کہ شعر پرستار زادہ نیاید بکار ۔ اگرچہ بود زادۂ شہریار ۔ جب کہ لونڈی
بچہ ہو اور نطفہ بادشاہ کا ہو اس سے بہتر کی امید نہیں ہے تو غلام سے کیا ہو گی جو کہ خود غلام
ہو بس اب زیادہ اپنی حقیقت کو نہ بھول اور ہم لوگون سے مقابلہ نہ کر بس اسی مین خیریت ہے
کہ صاحبقران کی اطاعت کر ورنہ کتے کی موت مارا جائے گا اور سوا اسکے افسوس کے کچھ ہاتھ
نہ آئے گا یہ سب جو کہ بادشاہ اور سردار تیرے لشکر مین ہین یہ کیا ہم سے مقابلہ کر سکتے ہین ہمارا
دیکھے ہوئے ہین بہت سے اس مین ایسے ہین جو کہ ہمارے شاگرد ہین وہ کیا مقابلہ کرینگے
اگر مقابلہ کو آئین گے بھی تو مارے جائین گے وہ جو تیرے وزیر سماق و اعراق ہین انکو بھیج
کہ وہ آکر مقابلہ کرین تو وہ تو اپنے کو ساحری وقت و جمشید زمانہ جانتے ہین اس سے کیا حاصل
کہ تین روپیہ کی پیادون کو قتل کراتا ہے اور خود برائے مقابلہ نہیں آتا ہے یہ جو الطاف نے کہا
سمندر کو بہت غصہ آیا اور مثل مار سر دم بریدہ [illegible] پیچ و تاب کھایا بروت تخس کے سب
بال مثل تنکے کے کھڑے ہو گئے منہ مین کف بھر آیا [illegible] کانپنے لگا تمام زمانہ نگاہ
مین تیرہ و تار ہو گیا بس قصد کیا کہ مقابلہ کو جاؤن اور الطاف کو اس سخت کلامی کی سزا
دون یہ رنگ جو مشتاق اسکے استاد نے دیکھا کہا کہ اے سمندر شاہ کبھی ایسا قصد نہ کرنا کہ مقابلہ
کو جانا تمہاری بلا ایسے کم ظرفون کے مقابلہ کو جائے وہ اسی واسطے تہور کرتے ہین کہ تم
غصہ مین آکر مقابلہ کو نکل آؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو کوئی نام نہ ہوا اگر انھون نے تم کو
زخمی کیا تو تمہاری آبرو جاتی رہی ان سب مین کرکری ہوگی تمہاری یہ لیاقت نہیں
ہے کہ تم بادشاہ ہو کر ہر اعلیٰ و ادنیٰ سے مقابلہ کو نکلو تمہارے غلام بہت سے ہین وہ
مقابلہ کرینگے بس کبھی ایسا قصد نہ کرنا تمہاری یہ لیاقت نہیں ہے کہ تم الطاف یا
آفاق یا اسمرا اسپ کے مقابلہ کو جاؤ ادھر تو مشتاق سمندر سے یہ باتین کر رہا تھا ادھر
الطاف نے جو دیکھا کہ کوئی مقابلہ کو نہین آتا ہے کھڑے کھڑے ایک سحر کیا کہ ایک ابر
آسمان پر نمودار ہوا اور وہ لشکر سمندر شاہ پر محیط ہوا اس سے بارش تیرون کی ہونے لگی
بس جس کے وہ تیر لگا اس کے سینہ پر خواہ سر پر تڑاق دوسرے مقام سے پار ہو گیا
ہزارہا اس بلا سے ہلاک ہوئے لشکر مین کچھ تہلکہ پڑ گیا تلاطم پیچ گیا شور و غل کی جو
صدا بلند ہوئی سمندر شاہ نے دریافت کیا کہ معلوم ہوا کہ بارش تیر و تفنگ ہو رہی
ہے تمام ساحران لشکر اعلیٰ و ادنیٰ لشکر سپرہا سحر کی پناہ کی مگر کسی طور سے نہین
بچتے ہین اور رئیس ساحر بھی سپرون کی آڑ لیے ہوئے ہین مگر مفر نہین پاتے ہین قریب
ہے کہ لشکر فرار کر جائے یہ جو سمندر شاہ نے سنا اپنے [illegible] کو دیکھا اس مین تحریر تھا
کہ یہ الطاف جادو کا اسنے یہ سحر کیا ہے جب اس کے مقابلہ کو کوئی نہین
نکلا اسنے یہ سحر کیا یہ جو سمندر نے تحریر پایا مشتاق سے کہا کہ ملاحظہ کیا آپ نے کہ

اس نمک حرام نے کس قدر سر اُٹھایا ہی بدون سزا پائے ہوئے نہ مانے گا آپ مجھکو منع کرتے ہین
اب مین جاتا ہون مجھ سے صبر نہین ہو سکتا ہی اور جا کر اس نمک حرام کو سزا دیتا ہون اس
سرکشی کی دیکھیے تو کیا غدر کر رکھا لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا ہی یہ جو سمندر شاہ نے کہا عشاق نے
کہا کہ تم کو قسم ہی میری جان کی اور سر خداوند کی کہ ایسا قصد نہ کرنا اور کسی کو برائے مقابلہ روانہ
کرو سمندر شاہ نے کہا کہ سچ امر تو یہ ہی کہ جس قدر یہان بادشاہ ہین اور سردار ہین اور افسر ہین
اور ساحر لشکر ہین ان مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو الطرف سے یا آفاق سے یا اشفاق سے
یا سمہر ایپا سے یا ہزار الالان سے یا زوجہ آفاق سے یا کوکیم سے مقابلہ کر سکے سوائے تیرے
یا آپ کے یا شملاق و امراقی کے بلکہ یہ بھی مقابلہ نہین کر سکتے ہین وہ اُنسے بھی زبردست
ہین بس جو اُنکے مقابلہ کو جائیگا مارا جائیگا کیونکہ یہ سب اُن لوگون کے زیر کیے ہوئے
ہین اور ان لوگون نے ان سب کو زیر کر کے میری اطاعت کرائی ہی بس وہ کیا آپ کی
حقیقت سمجھتے ہین بیکار ہی کہ مین ان کو بھیج کر قتل کراؤن اور شرمندہ ہون بس یہی بہتر ہی
کہ خود مقابلہ کرون عشاق نے کہا کہ اے سمندر شاہ تم نہ مقابلہ کو جاؤ بلکہ مین ان سبکو
باندھ لاؤنگا اور تمھارے حوالہ کرونگا یا قتل کرونگا تمھارا جانا کسی صورت سے زیبا
نہین ہی سمندر نے کہا کہ آپ کا جانا مثل میرے جانے کے ہی جیسے آپ مقابلہ کو نکلے
ویسے مین پھر کیا ضرور ہی کہ آپ تشریف لے جائین عشاق نے کہا کہ یہ تم نے درست
کہا مگر مجھ مین اور تم مین فرق ہی تم بادشاہ ہو تمھارا بڑا مرتبہ ہی گو مین تمھارا استاد ہون
مگر نوکر ملازم ہون بس میرا جانا سب ہی تمھارے جانے سے سمندر نے گو اصرار بہت
کیا مگر عشاق نے نہ مانا آخر کو سمندر شاہ مجبور ہو گیا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہی یہ کہکر
کہا کہ استاد اس بلا کو تو دفع فرمائیے یہ جو لشکر پر نازل ہی بس یہ سنکے عشاق نے
انگشت سے طرف اُس ابر کے اشارہ کیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا و تیر وغیرہ برسنا
موقوف ہو گیا لشکر کو اُس مصیبت سے نجات ملی اب جو عشاق نے قصد کیا کہ مقابلہ
کو جاؤن تو دیکھا کہ دن تمام ہو چکا ہی شام قریب ہی سمندر شاہ سے کہا کہ اے سمندر شاہ
اسوقت تو طبل باز بجوا کر پھر چلو کیونکہ دن قلیل باقی ہی جاتے ہی اور مقابلہ کی گفتگو مین
شام ہو جائے گی واپس آنا ہوگا بس چلکر طبل جنگ بجواؤ مین کل نکل کے مقابلہ کرونگا
سمندر شاہ نے یہ سنکے طبل باز بجواؤ بالطاف جادو طبل بازی کی صدا سنکے طرف اپنے
لشکر کے واپس چلا لشکر اسلام مین بھی طبل باز بجا بس دونون لشکر فرودگاہ پر واپس آئے
کمر کھولی آسودہ ہوئے اُدھر سمندر شاہ نے خیمہ خاص مین جاکر لباس تبدیل کیا اور
دربار مین آیا سب سردار حاضر ہوئے جب سب حاضر ہو چکے اسوقت سمندر شاہ نے
سب کو مخاطب کر کے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو آفاق شاہ
وغیرہ سے مقابلہ کر سکے کیونکہ تم سب ان لوگون کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہو جب ہی تو
اطاعت کی ہی بس کل کوئی مقابلہ کو میدان مین نہ جائے اور برائے مقابلہ نہ جائے کل ہمارے
استاد عشاق جادو تنہا مقابلہ کرینگے اور ان چند نمک حرامون کا خاتمہ کر دینگے پھر اختیار ہی جس کا
جی چاہے برائے مقابلہ جائے کیونکہ سوائے ان چند نمک حرامون کے کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام

ہین نہین ہی کہ جو اسطرف کے ساحرون سے مقابلہ کر سکے بس وہ سب تمہارے شمد کار ہین اُنکا قتل
کرنا کوئی امر دشوار نہین ہی ہان جب تک یہ چند نمک حرام اُس لشکر مین ہین اُس وقت تک
مشکل ہی یہ جو سمندر شاہ نے کہا سب نے سر جھکا لیا نہایت شرمندہ ہوں بلکہ اپنے دل مین
کہا کہ بادشاہ سچ کہتے ہین یہ کہکر سمندر شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہمارے استاد
کے نام پر بس اُسی وقت طبل جنگ عشاق سحرہ لشکر مین اُنکے نام پر لشکر کفار مین بجایا گیا
سب لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق جادو مقابلہ لشکر اسلام سے کرینگے ہر ایک کو عشاق
کے مقابلہ کا اشتیاق ہوا اور باہم اپنے لگے کہ کل سحر معرکے ہونگے گو وہ لوگ بھی بہت
زبردست ہین مگر عشاق سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین یہ استاد بادشاہ ہین دوسرے پہلو
نشین سامری و جمشید ہین اُنکے سحر کا کون جواب دے سکتا ہی کل لشکر اسلام کے ساحرون
کا خاتمہ ہی یہان تو لشکر مین ہر طرف یہ چرچا ہی اُدھر سمندر نے یہ حکم دے کر دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور خواب مرگ مین مبتلا ہوگئے اس سبب سے کہ معلوم
ہو چکا تھا کہ کل اور کوئی مقابلہ کو نہین جائے گا سوائے عشاق جادو کے پھر کیا ضرورت
ہی کہ سحر کی طیاری کرین وہ جائینگے لشکر اسلام کا خاتمہ کر کے میدان سے واپس آئینگے
بس اس سبب سے سب خواب مرگ مین مبتلا ہوگئے عشاق نے اپنے خیمہ مین
آکر اپنے سحر کو جگایا یہان تو سامان جنگ لشکر مین ہو رہا ہی عشاق اپنے سحر کو جگا رہا
ہی طلایہ پھر رہا ہی صدا ہے بیدار باش ہوشیار باش بلند ہی اور ہرکارے لشکر اسلام کے
یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ہین وہان صاحبقران و بادشاہ دربار مین تشریف
فرما ہین سب سردار ساحر وغیرہ ساحر حاضر دربار ہین الطاف جادو کی تعریفین ہو رہی ہین
وہ سلام کر رہا ہی اور عرض کرتا ہی کہ کل بہت بڑے لوگون سے سامنا ہوگا یا تو خود سمندر
مقابلہ کو نکلے گا اگر غیرت دار ہی یا عشاق اُسکا استاد صاحبقران فرما رہے ہین کہ پھر کیا
خوف ہی سب عرض کر رہے ہین کہ جی کچھ خوف نہین ہی الطاف نے عرض کیا کہ اسی سبب
سے تو مین نے اُسے کر دیا کہ یا تو وہ خود نکلے یا اُسکا استاد تاکہ جلدی مقابلہ کا فیصلہ ہو
ہم غلامان حضور مریخ فلک سے نہین ڈرتے ہین عشاق کیا آپدی ہی اور سمندر
کیا شغال ہی اگر اقبال حضور ہم لوگون کے شامل حال ہی تو اُنکا بھی بچنا ہمارے ہاتھ
سے محال ہی آپکے اقبال سے اور بفضل ذوالجلال سے اُنکو بھی قتل کر سکتے کوئی خوف
نہین ہی آفاق شاہ وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ حضور کل مقابلہ ملاحظہ کرینگے کہ کیسے کیسے
معرکے سحر ہوتے ہین مریخ آفتاب علم ہر تیر جھجوم کر رہا ہی کہ دیکھیے ہماری بھی
باری آئی ہی کہ ہم عشاق سے مقابلہ کرین یا آپ ہی لوگ سب کو قتل کرتے ہین مجکو اُسکے
مقابلہ کا بہت اشتیاق ہی میرا دل چاہتا ہی کہ سمندریہ کے باشندون سے اور فیروزیہ
کے باشندون سے سحر چلین کیونکہ ہر مرتبہ وہ لوگ یہی کہتے ہین کہ اور اطراف و جوانب
کے اور طلسمون کے اور ملکون کے ساحر یہان کے لوگون سے اور اس ملک کے اطراف
و جوانب کے لوگون سے سحر مین مقابلہ نہین کر سکتے ہین ہمارے نزدیک وہ طفل مکتب
ہین ہم برسون اُنکو سحر کی تعلیم کرین تب وہ اس قابل ہون کہ ہماری برابری کرین آفاق شاہ نے

وغیرہ نے جواب دیا کہ جب ہم لوگ موجود ہین تو آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ ایسے کم ظرفون سے
مقابلہ کرین شاہزادہ طلسم فیروز بہ ہو کر ہان جب بہ طاق پر مقابلہ ہوگا اسوقت آپ کے سحر کا
ہم لوگ تماشہ دیکھین گے ہان وہ لوگ آپ کے مقابلہ کے قابل ہین اور وہ لوگ کامل ہین اُنکے
سحر و ساحری مین لطف حاصل ہوگا ہم کو ان لوگون سے مقابلہ کرتے دیکھیے عمرو یہ سنکے خاموش
ہو رہا صرف اسقدر جواب دیا کہ یہ آپ لوگون کی لیاقت ہے اور بندہ نوازی ہے ورنہ مین کس
لائق ہون یہ بھی نہین جانتا ہون کہ سحر و ساحری کیا شے ہے صرف دو ایک شعبدہ جانتا ہون
وہی جو کہ آپ لوگون سے سنے ہین اور آپ کو دیکھا ہے ورنہ مجھ سے تو ایک لڑکا اچھا ہے ہان
آپ لوگ کاملین سے ہین یہ سب آپ کی لیاقت ہے جو میری طرف خیال ایسا فرماتے
ہین یہ سب بزرگون کا فیض صحبت ہے کہ مین بھی ساحرون مین شامل کیا جاتا ہون ورنہ مین
کیا جانون جو کہ خود اچھے ہوتے ہین وہ دوسرون کو بھی اچھا خیال کرتے ہین آفاق شاہ وغیرہ
نے کہا کہ یہ سب آپ کا انکسار ہے ہم سب آپ کے سامنے طفل مکتب ہین برسون آپ
ہم کو تعلیم کرین تب کہین اس لائق ہون کہ سحر کر سکین آپ نے اُن اُن لوگون کی صحبت
اٹھائی ہے جو کہ کاملین سے تھے ایک زمانہ کثیر تک اپنے طلسم کی ولی عہدی کی ہے انکے
والد ایسے ساحر زبردست تھے کہ حاکم طلسم تھے ساحر اُنکے نام سے کانپتے تھے ہم لوگ انکی
صحبت مین بن گئے یہ آپ کا فیضان صحبت ہے جو ہم اسقدر سحر کر سکتے ہین دوسرے
صاحبقران کا اقبال ہے یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سرکار سے حاضر ہوئے مجرا گاہ سے مجرا
بجا لائے دعا و ثنائے شاہی ادا کر کے عرض کرنے لگے کہ سمندر شاہ نے اپنے استاد عشاق
کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل وہ غلامان سرکار سے مقابلہ کرے گا اور کل اپنے اہل لشکر
و سردارون و بادشاہون کو منع کیا ہے کہ تم مین سے کوئی براے مقابلہ نہ جائے کل استاد
ان چند نمک حرامون کو اسیر کرین یا قتل پھر جسکا جی چاہے مقابلہ کو لشکر اسلام سے
نکلے کیونکہ جب تک وہ نمک حرام اُس لشکر مین رہین گے اسوقت تک کوئی اُس
لشکر سے مقابلہ نہین کر سکتا ہے بعد اُن کے کوئی ایسا ساحر پھر اُس لشکر مین نہین ہے جو
ہم تم سے مقابلہ کر سکے بس یہ کہا طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے صاحبقران نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ہم کل اُسکے استاد سے مقابلہ کرینگے
یہ اُس کا خیال خام و تصور ناتمام ہے خداے بزرگ است بس یہ فرما کر طبل رزمی کے
بجنے کا حکم دیا یہان بھی لشکر مین طبل رزمی بجا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق مقابلہ
کرے گا سب نے باہم کہا کہ کیا پروا ہے کوئی مقابلہ کرے خدا ہمارا مالک ہے کوئی عشاق
دو ہری تو نہین باندھے ہے ہان یہ امر ہے کہ وہ پرانا ساحر ہے وہ سحر ہم سے زیادہ جانتا
ہوگا یہ امر تو خوب ہے کہ اگر ہم اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کوئی اُسکا نام نہ ہوگا اگر
ہم نے اُسکو قتل کیا بارے ہمارا نام ہو جائے گا ہماری شہرت ہوگی کہ ان لوگون نے
اتنے بڑے ساحر کو قتل کیا اہل لشکر مین تو یہ ذکر ہو رہا ہے طلایہ پھر رہا ہے صدا سے
حاضر باشین و ناظر باشین کی بلند ہے صاحبقران نے دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آئے مگر ساحر لوگ آرام پذیر ہوئے ساحر اپنے سحر جگانے لگے

اور تیار کرنے لگے بیرون کو اُنکے خوراک دینے لگے بخورات سلگانے لگے اس خیال سے کہ
بڑے زبردست ساحر سے مقابلہ ہے پس وہ رات اسی سامان مین اہل اسلام و کفار کو گذری
ستارہ سحری آسمان پر چمکا موذنون نے اذان دی لشکرون مین ورودی بجی ہر ایک نے
اپنے اپنے مقام سے اٹھکر عبادت خدا سے فراغت کی سلحہ و سنجوک سے آراستہ ہو کر
بر دولت پر حاضر ہوئے لشکر طرف میدان کے روانہ ہوئے بادشاہ و صاحبقران تشریف
لائے پس سب کو ہمراہ لے کر طرف میدان جنگ کے تشریف لائے اور صف بندی
ہونے لگی اُدھر کفار نے بھی اپنے دینی امور سے فراغت کر کے اور آمادہ پیکار ہو کر
لشکر طرف میدان کے روانہ کیا خود دربارگاہ سمندر شاہ پر جا کر کھڑے ہو گئے
عشاق اپنے خیمہ سے اسباب سحر سے آراستہ ہو کر نکلا آج اُسکی وہ صورت تھی
کہ اگر پیر فلک بھی دیکھے تو ڈر جائے عجب ہیبت ناک شکل تھی فرشتہ کا بھوت
نفوم ہوتا تھا تمام جسم پر خاک ملے ہوئے تھا آج بہت کچھ اسباب سحر تخت پر
رکھا ہوا تھا وہ سردار اور بادشاہ اُسکی صورت دیکھ کر ڈر گئے جب وہ خیمہ سے برآمد
ہو چکا اُسکے بعد سمندر شاہ برآمد ہوا پس لشکر کو لے کر اور عشاق کو میدان مین آیا
جس نے عشاق کی صورت کفار مین سے دیکھی مارے خوف کے کانپ گیا اور
منہ پھیر لیا لشکر اہل اسلام کی جو اُس پر نگاہ پڑی تھی پناہ بذات پروردگار کہکر اور لاحول
پڑھکر منہ پھیر لیا پس جب سمندر شاہ میدان مین آچکا پس دونون طرف سے
صف آرا ہو کر اُنھون نے صفون کو آراستہ کیا اُسکے بعد جب صفین آراستہ ہو چکین
تو نقیبون نے نکل کر نقابت کی جب نقیب بھی نقابت کر کے لشکرون مین جا چکے
اُس وقت عشاق نے ایک ساحر سے کہا کہ تو پکار کر اہل اسلام سے کہدے کہ
ای خدا پرستان اگر اپنی زندگی کے خواستگار ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت
سمندر شاہ مین حاضر ہو اُسکی اطاعت کرو ورنہ اب تمھارے ظلم و ستم کی حد ہو چکی
آج مین مقابلہ کو آتا ہون ایک دم مین تم سب کو باندھ کر سمندر شاہ کے حوالہ
مثل گوسفندان قربانی کے قتل کرونگا مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون میرا کوئی جواب
دینے والا نہین ہے مین پہلو نشین سامری ہی ہون آیندہ تم کو اختیار ہے مین آگاہ
کیے دیتا ہون پس اُس ساحر نے یہ کلمے پکار کے اہل اسلام سے کہے اُدھر کسی نے
جواب باصواب نہ دیا سوائے لعن و نفرین کے پس اُسکو غصہ آیا اور سمندر شاہ سے
اجازت لے کر طرف میدان کے چلا سمندر شاہ حد لشکر تک ہمراہ آیا وہان تخت
روک کر دونون استاد و شاگرد گلے ملے پس اُسکے بعد سمندر شاہ تو اپنے مقام پر جا کر کھڑا ہوا
اور عشاق تخت اُڑا کر میدان مین آیا اور تخت کو روک کر تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر
دیکھا کیا اُسکے بعد تخت پر سے کود پڑا اور کچھ زمین پر لکیرین بنائین پھر تخت پر بیٹھا اور اہل
اسلام کے خوف دلانے کے لیے چند شعبدہ کیے پہلے آگ برسائی پھر سانپ و بچھو
پھر آفتاب پیدا کیا پھر خون برسایا پھر اژدر و شیر بھیڑیا سے پیدا کیے اور چند شعبدہ دکھائے
جب اہل اسلام اس سے بھی نہ ڈرے تو اُسنے کیا کہ اپنی جھولی سے چند دانہ ماش کے

نکال کر اور اسم سحر اُن پر دم کر کے زمین پر مارے کہ تمام زمین کانپنے لگی زلزلہ آگیا یہ جو حال
آفاق شاہ وغیرہ نے دیکھا انھوں نے سحر کیا کہ زمین قائم ہو گئی اسنے برف لشکر اسلام
پر برسائی فرخ نے سحر کر کے برف کو دفع کیا جب یہ سب شعبدہ کر چکا اسکے بعد
اسنے کیا کیا کچھ دانہ جھولی سے نکالے اور اسکے روبرو تخت پر ایک کاسہ میں
خون خوک تھا ان دانوں کو اُس خون میں ڈال دیا اور سحر کرنا شروع کیا بعد تھوڑے سے عرصہ کے
وہ دانہ اُس میں سے نکالے اور کچھ اُن پر دم کر کے زمین پر مارے انکا زمین پر گرنا تھا کہ
ایک تہلکہ پڑ گیا زمین مثل ہنڈولے کے ہلنے لگی اور غبار بلند ہوا سب نے لینے
دونوں لشکروں کے لوگوں نے دیکھا کہ اُس زمین سے غبار بلند ہوا اور بالاے ہوا
جا کر قائم ہوا اب سب نے دیکھا کہ ایک گنبد خاکی سب پر اُس غبار کا بنکر بالاے
سر عشاق قائم ہو گیا وہ تزلزل زمین کا برطرف ہو گیا پس جب وہ گنبد طیار ہو چکا
اسوقت حسن نابکار نے اُس گنبد کی طرف دیکھ کر کچھ سحر اپنی زبان پر جاری کر کے قدم
سے کہ اُس گنبد کو مثل چاک کمہار کے گردش ہونے لگی دونوں لشکروں کے اہل لشکر
نے دیکھا کہ اُس گنبد کے کئی دروازے ہیں ہر دروازہ پر ایک زنگی سیاہ فام شمشیر برہنہ
ہاتھوں میں لیے ہوئے بیٹھا ہے جب وہ نابکار یہ سب تدبیریں کر چکا تو وہ تخت پر
سے زمین پر آیا اور کچھ خط کھینچے اُن پر سحر کیا کہ اُس مقام پر دیوار زمین سے پیدا ہو گئی اور
اسکے پشت پر ایک عمارت بلوری بنکر طیار ہوئی ایسی کہ اسکے ادھر کا حال ادھر
والوں کو ادھر کا حال اُدھر والوں کو معلوم ہوتا تھا جب وہ یہ عمارت بنا چکا اُس
وقت تخت پر سوار ہوا اور اپنے تخت کو برابر اُس عمارت کے لاکر ہوا پر قائم کیا
اور آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان تم آگاہ ہو کہ میں پہلے ان لوگوں سے مقابلہ کرونگا
جو کہ سمندر رشاد سے پھر گئے ہیں اور تمہارے لشکر میں ہیں ان کے بعد ان لوگوں سے
جو کہ ساحر ہیں ان سے بعد غیر ساحروں سے یہ جو میں نے کہا کہ جو ساحر ہیں اُن سے اُن
لوگوں سے مراد ہے کہ جو تمہارے ساتھ اور ملکوں کے ساحر ہیں تم میں سے مقابلہ کو
ان لوگوں میں سے کوئی نکلے کہ جو سمندر رشاد کے شریک تھے اور جو لشکر میں ہیں
مقابلہ کو نکلیں یہ صدا دیتا تھا کہ اولان اول بلکہ غزالان آہو چشم نے اپنے طاؤس سحر
کو صف سے نکالا اور خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر اجازت کی خواستگار ہوئی
بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے تم کیوں نکلیں کسی اپنے ویسے ساحر کو جانے دیا ہوتا اور
طرز مقابلہ دیکھا ہوتا کہ کس طور سے مقابلہ کرتا ہے پھر قصد کیا ہوتا غزالان نے عرض کیا
کہ کیا ضرور تھا کہ کوئی اور جا کر اسکا شکار ہوتا کیونکہ وہ ایسا ساحر معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے
کا ساحر اس سے مقابلہ کرے دوسرے میں اسکے طلسم جنگ سے واقف ہوں
تیسرے اسکی خواہش یہ ہے کہ یہ لونڈی کو اجازت مرحمت فرمائیے کہ وہ جا کر مقابلہ
کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا پس غزالان نے سلام رخصت کیا
اور طاؤس کو اڑایا اور روبرو حاضر ہوئی سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت
ملے یہ لونڈی شکار ہونے کو جاتی ہے اسکا جستجو ان [illegible] نے فرمایا کہ ساحر [illegible]

ذرا سمجھ بوجھ کر مقابلہ کرنا غزالان نے عرض کیا کہ کنیز کو خود خیال ہے دوسرے آپ کا ارشاد ہے
یہ کہکر اور مجرا کر کے طاؤس کو اڑا کر چلی ادھر مشتاق نے گلاب جادو سے کہا وہ پہلوے
تخت سمندر شاہ میں بمرتبہ سپہ سالاری کھڑا تھا کہ آپکی ہمشیرہ صاحبہ استادہ ہے
مقابلہ کرنے آئی ہیں تم کیسے بے شرم و بے حیا ہو کہ کھڑے ہوئے ہو تمکو شرم نہیں آتی کہ
بہن نے یار کر لیا اور شہوت کے غرض کے سبب سے دین آبائی بھی ترک کیا گلاب
نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اے مشتاق یہ میری بہن نہیں ہے بلکہ میرے ماں اور باپ نے
اسکو لے کر پرورش کیا تھا میں اکیلا ہوں دوسرے میں کیا کروں جب اسکو اس امر کا
خیال نہ ہوا تو میرے شرم و حیا کرنے سے کیا ہوتا ہے اور اب تو یہ طریقہ نکلا ہے کہ وزیرزادیاں
امیرزادیاں شاہزادیاں جوان ہوئیں اور مستانی رہوئیں انکو فکر ہوئی کہ کوئی یار پیدا کیجیے
جنکو کوئی دوسرا نہ ملا وہ ملازموں سے مبتلا ہوگئیں انکی محبت کا دم بھرنے لگیں اگر اس نے
ایسا کیا تو کیا اب جو طریقہ دنیا کا ہے اسکے خلاف کیا اسنے تو اپنے کسی نوکر سے آشنائی نہیں
کی کہ جو سبکی نگاہوں میں سبک ہو بلکہ ایک غیر مذہب والے سے کی میں کیا
شرمندہ ہوں وہ تو شرمندہ ہوئے نہیں ہیں کہ جنکی لڑکیاں جوان ہوکر اپنے ملازموں
سے طریقہ محبت پیدا کرتی ہیں اور یہ فکر کرتی ہیں کہ کسی طور سے کہ تنہا ہو جائے یار کا ساتھ
ہو جائے یہ جو گلاب نے کہا مشتاق تو خاموش ہو رہا بلکہ سمندر زرد ہو گیا اور کہنے
لگا کہ یہ کیا بیہودہ تقریر ہے بس موقوف کرو گلاب نے عرض کیا کہ میں نے نہیں اس
قصہ کو چھیڑا تھا بلکہ وزیر شاہ نے میرے سبک کرنے کو چھیڑا میں نے جو اصل امر تھا
وہ بیان کیا اور جواب دیا یہ کہکر خاموش ہو رہا ادھر غزالان قریب مشتاق طاؤس کو
اڑا کر پہنچی مشتاق نے جو غزالان کو دیکھا کہا او چھوکری تو بہت مغرور ہوئی ہے میرے
مقابلہ کو آئی ہے تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ تیرا باپ ہمیشہ سمندر شاہ کا سپہ سالار رہا اور
اب بھائی ہے اور تو نے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ ایک غیر مذہب کے آدمی پر عاشق
ہوئی اسکے عشق میں اپنا مذہب بھی ترک کیا اور اپنے ولی نعمت سے مقابلہ کو آمادہ
ہوئی اور نمک حرامی پر کمر باندھی بس غنیمت اسی میں ہے کہ میرے ہمراہ چل کر میں تیری
خطا تیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرا دوں ورنہ یاد رکھ کہ باندھ کے جاؤں گا
پھر سوائے قتل کے اور کوئی چارا نہ ہوگا پھر امان نہ ملے گی آئندہ تجھکو اختیار ہے بلکہ
نے جواب دیا کہ او کیدی تو کیا بکتا ہے کہ اپنے ولی نعمت سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی
کیسا ولی نعمت اس ولی نعمت کی ایسی کی تیسی جو کہ دوسرے کی آبرو کا خواہاں ہو خیال
تو کرو کہ میں اسکی دختر کے برابر ہوں وہ میرے باپ کے برابر اور مجھ پر عاشق ہو
کہ کسی صورت سے اسکی آبرو لوں بس میں نے جو یہ رنگ دیکھا اپنی حفظ آبرو
کے لیے اسکی رفاقت ترک کی اور اس مذہب کو برحق اور سب کو باطل پایا اختیار
کیا یہ کوئی فرض نہیں ہے کہ جو مذہب ماں باپ کا ہو وہی اولاد بھی اختیار کرے بس
انکو دوسرے مذہب کی بزرگی نہیں ظاہر ہوئی انکے نزدیک وہی مذہب اصل تھا
اسلیے انھوں نے نہیں ترک کیا نہ کوئی انکو راہ نما ملا جو انکو سمجھاتے اور راہ راست

کے دکھانے سے وہ ترک کرتے ہیں مجکو بزرگی ثابت ہوگئی ہیں نے ترک کیا یہ کوئی میراث
نہیں ہے کہ بعد وفات والدین اولاد کو ملے یا اولاد اس پر قابض ہو یہ دین و مذہب کا معاملہ
ہے جسکو جس مذہب کی بزرگی جب ثابت ہوئی اسنے قبول کیا اور یہ جو تو نے کہا کہ عشق
میں ایک غیر مذہب کے تو نے ترک کیا ہیں نے تو مذہب ہی ترک کیا یہ نہیں کہا کہ
شاہزادی ہو کر کسی اپنے باپ کے ملازم پر عاشق ہوئی ہوں اور اسکی محبت
میں یہ فکر ہو کہ چاہے سب طرح تباہ ہو جائے مگر یار مل جائے میں تو ایک ادنی سپہ سالار
کی لڑکی تھی جس مذہب کی تھی ویسا شوہر بھی تجویز کر لیا یہ نہیں کیا کہ کسی چمار کے ساتھ عشق
کیا عشاق یہ سنکے زرد ہو گیا غزالان نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا کہ میرے ہمراہ چل میں
تیری خطا تیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرا دوں یہ میرا کوئی بھائی ہے نہ بادشاہ میرا
بادشاہ وہ سامنے تخت پر جلوہ فرما ہے کہ جسکی طرف سے میں مقابلہ کرنے آئی ہوں وہ
کب میرا بھائی ہے اور کب بادشاہ میں مسلمان وہ کافر میرے اُنکے کیا رشتہ اور کیا
قرابت یہ سلسلہ ترک ہو گیا مقراض اسلام نے اس رشتہ قرابت کو بہ سبب اُنکے قطع
کر دیا یہ جو تو نے کہا کہ اگر میں اسیر کر لے جاؤنگا تو پھر سوائے قتل کے کوئی چارہ
نہ ہوگا تو میں اس سے نہیں ڈرتی ہوں اگر میری موت ہے تو کوئی مجکو بچا نہیں سکتا ہے
اگر زندگی ہے تو کوئی قتل ہم نہیں کر سکتا ہے یہ شعر میرے قول پر دال ہے شعر اگر تیغ عالم
بجنبد ز جا ۔ نہ بُرد رگے تا نخواہد خدا ۔ اگر اسکی طرف سے میری آئی ہے تو
مجھے پروا نہیں ہے اگر نہیں آئی ہے تو تو کیا اگر تمام عالم میرے قتل کی فکر کرے گا تو
ایک بال بیکا نہ کر سکے گا بس تیرا جو جی چاہے وہ کر میں موجود ہوں یہ سنکر
ملکہ نے کہا عشاق کے جواب دیا کہ تو بہت تیز زبان ہے اور تجکو مسلمانوں کے
خدا پر بہت بھروسہ ہے لے اب تجکو تیرا خدا بچا لے بس معلوم ہوا کہ تو یوں ہرانے کی
تیری قضا ہی آئی ہے تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتی ہے یہ کہکر غزالان پر سحر
دکھانے کو سحر کیا غزالان نے اُس سحر کو استارہ سے رد کر دیا عشاق نے یہ دیکھکر
کہا کہ تو بہت چالاک ہے اس سحر کو تو رد کر دیا یہ کہکر اور چند دانہ ماش کے اُس بد
معاش نے اُٹھا کر زمین پر مارے زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا ہوا اور اُڑکر چلا
جیسے وہ طائر پیدا ہوا اور چلا غزالان نے جلدی سے جھولی سے ایک مقراض نکالی
اور پرچہ کاغذ اور ایک پتلہ مقراض سے کاٹا اور سحر کیا کہ وہ پتلہ بصورت انسان کی
ہو گیا بس جھولی سے ایک جال نکال کر اسکو دیا اور ایک [illegible] اور استارہ کیا کہ اس
طائر کو پکڑ کر ذبح کر اور اسکا دل و جگر توڑ لا یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلہ [illegible]
طائر کی طرف چلا طائر بلند ہو چکا تھا کہ اس پتلے نے جا کر جال مار کر اسکو پکڑ لیا
وہ تڑپتا رہا ہاتھ نہ چھوڑا اور لا کر سامنے ملکہ کے ذبح کیا ملکہ نے جلدی ہی اس کا
خون چلو میں لیا وہ طائر جب ذبح ہو چکا پس پتلہ نے اُسکا دل و جگر نکال لیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہے بس ملکہ نے اُس طائر کے خون کا قطرہ [illegible] کی پیشانی پر
عشاق کی طرف کیا کہ اسکو قتل کر یہ میرا دشمن ہے یہ سنتا تھا کہ وہ پتلہ [illegible]

برق کی چمک کی طرف عشاق کے چلا اور چلتے ہی برس پڑا اگر عشاق ساحر زبردست
نہ ہوتا تو پتلہ نے کام تمام کیا تھا بس عشاق نے سنبھل کر تلپیے پتلہ نے کارد کا وار
کیا عشاق نے اف جو کی ایک شعلہ منھ سے نکلا کہ وہ پتلہ جلنے لگا جب ایسا
زبردست سحر بلکہ سے نہ گیا عشاق کو غصہ آیا اور ایک مرتبہ اس گنبد خاکی کی طرف
دیکھ کر اشارہ کیا کہ یا تو وہ گردش کر رہا تھا یا ساکت ہو گیا اور شق ہوا اور اس سے
ایک صورت مہیب پیدا ہوئی اور آواز آئی کہ ای غزالان ادھر دیکھ کہ میں کون ہوں
اس صدا پر غزالان نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ہیبت ناک شکل نظر آئی کہ غزالان
کو ساحرہ زبردست تھی مگر اس شکل کو دیکھ کر کانپ گئی وہ شکل کسی اور نے نہیں دیکھی
سوائے غزالان و عشاق کے بس جیسے غزالان کانپی اور جسم میں لرزہ پیدا ہوا
وہ شکل تو غائب ہو گئی اب سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اس میں چند حلقے تھے
غزالان یہاں طاؤس پر کھڑی ہوئی عالم سکوت میں کانپ رہی ہے کہ وہ پنجہ مع ان حلقوں
کے قریب غزالان کے آیا سب نے دیکھا کہ سر و گردن و کمر غزالان کی ان حلقوں میں
پھنس گئی مگر غزالان اسی طور سے کھڑی رہی حرکت تک نہ کی وہ پنجہ غزالان کو
اس طور سے اسیر کر کے اس گنبد کی طرف مثل شرارہ کے تڑپ کر چلا گیا سب
نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی ہے کہ اس برج سے لٹک رہی ہے اور سر غزالان کے
حلقہ اس زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں بس اب دیکھا کہ وہ زنجیر کھینچنے لگی بیچاری غزالان
طاؤس پر سے بلند ہو کر اس گنبد میں غائب ہو گئی وہ زنجیر بھی غائب ہو گئی ایک
برق چمک کر گری کہ وہ طاؤس جلنے لگا راوی نے کہا ہے کہ بلکہ غزالان اس شکل کو
دیکھ کر از خود فراموش تھی یہ سحر ہے عشاق کا بس جب غزالان اس گنبد میں پہونچی
بے ہوش آیا اپنے کو طوق و سلاسل میں اسیر پایا اور چاہا کہ پھر تڑپ سے ہوئے دیکھا
حرکت کرنا چاہا بالکل حس و حرکت نہ کر سکی مثل مضغہ گوشت کے اپنے کو پایا بس
زندگی سے مایوس ہو گئی بلکہ غزالان کا تو یہاں یہ حال ہے وہاں عشاق نے غزالان کو
گو اسیر کر کے اور اس گنبد میں قید کر کے مبارز طلب کیا گرگین نے جو اپنی معشوقہ کا یہ حال
دیکھا فوراً مرکب کو پیرے سے نکال کر بدون اجازت کے تو یہ حرکت بیجا کی کہ اجازت
نہ لی ایسی نافرمانی کبھی اہل اسلام سے نہیں ہوئی مگر اس وقت کچھ خیال نہ رہا فراق
معشوقہ میں جہاں تیرہ و تار ہو گیا بس مرکب کو جولان کر کے قریب عشاق کے ہو گیا
عشاق نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر کہا کہ کدھر آتا ہے کیا قصد ہے گرگین
نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو مجھ سے جدا کیا میں تیرے قتل کرنے کو
آتا ہوں یہ کہکر اور دونوں رکابوں پر کھڑے ہو کر تیغ نیام سے نکال کے وار کیا چونکہ
عشاق تخت پر تھا اس پر تیغ پڑا نہیں گوشہ تخت پر پڑا کہ وہ گوشہ کٹ گیا
اسکا کٹنا تھا کہ عشاق نے دیکھا کہ اگر میں اس مقام پر ہوتا تو ضرور اسکے ہاتھ سے
مارا جاتا یہ دل میں خیال کر کے قصد کیا کہ کچھ سحر کروں کہ گرگین نے پھر وار کیا اب
اسنے سعی کیا کہ گرگین کے ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو گئے قریب تھا کہ مرکب پر سے

کوکبہ کے جب یہ حالت کوکبہ کی ہوئی بس ایک ریسمان اُس گنبد سے پیدا ہوئی کوکبہ اُس ریسمان میں
بندھ گئی وہ ریسمان کوکبہ کو لے کر اس میں غائب ہو گئی کوکبہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مقام پر اسیر
پایا اور زبان میں سوزن پائے اور بالکل بے حس و حرکت اور دیکھا کہ گلین و عزالان بھی خاک پر اسیر
پڑی ہوئی ہیں کوکبہ سے عزالان نے اشارہ سے پوچھا کہ تم اسیر ہوئیں کوکبہ نے بھی اشارہ سے
جواب دیا مگر نہ آئی کچھ میں آیا کہ انکی یہاں تو یہ رنگ ہے وہاں چند ساحر یکے بادیگرے لشکر کوکبہ کے جادو
ایکر آئے اور اسیر ہوئے انکی لڑائی کا حال کیا تحریر ہو وہ کوئی ساحر زبردست نہ تھے کیا حال تحریر کیا
جائے یہاں جو ساحران زبردست ہیں انکے مقابلہ کا حال تحریر ہوگا طول کے خیال سے انکی لڑائی نہیں
لکھی بس اسقدر کافی ہے کہ ایک سحر اُنھوں نے عشاق پر کیا اور ایک عشاق نے ان پر اسکے بعد
گنبد کی طرف اشارہ کیا کوئی زنجیر میں اسیر ہو کر اندر گنبد کے غائب ہو گیا کوئی ریسمان سے باندھ کر کھینچ لیا
گیا اور سب اسی حالت سے بے حس و حرکت طوق و زنجیر میں گرفتار زبان میں سوزن خاک پر پڑے
ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم جلا جاتا ہے ایسی بیقراری
ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی کیا کریں نہ ہاتھ پاؤں میں حرکت ہے نہ زبان میں طاقت یہ حال جو سہراب نے دیکھا
اور ابھی عشاق نے مبارز طلب کیا بس اپنے تخت سحر کو پرے سے نکال کر روبروئے بادشاہ کے حاضر ہو کر اور
اجازت حاصل کر کے اور رضا صاحبقران سے رخصت ہو کر عشاق کے مقابلہ میں آیا اور تخت روک کر کھڑا ہوا
عشاق نے جو سہراب کو دیکھا کہا کہ ای سہراب تم کو کیا ہوا تھا جو تم نے بادشاہ کی اطاعت ترک کی
بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو میں بادشاہ سے کہہ کر تمکو پھر سالاری دلا دونگا اور تمھاری خطا
معاف کرا دونگا کیوں اپنی شامت بلاتے ہو یاد رکھو کہ مثل عزالان و کوکبہ کے تمھارا بھی حال ہوگا سہراب
نے جواب دیا کہ تو بیکار پند و نصیحت کرتا ہے جو تیرا جی چاہے وہ کر میں مقابلہ کو آیا ہوں یہ سننا تھا کہ عشاق
نے ترنج سحر تخت پر سے اٹھا کر سہراب پر مارا سہراب نے جب وہ قریب آیا اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا اور
ہنس کر کہا کہ ایسے سحر تو بچے کرتے ہیں کوئی استادی کا سحر کرو بس یہ سنکے عشاق نے اپنے ہاتھ کو گردش
دیا [illegible] برقیں چمک کر سہراب پر گرنے لگیں سہراب نے انکو بھی دفع کیا جب وہ برقیں دفع
ہو گئیں تو عشاق ایک مرتبہ تخت پر سے کود پڑا اور شیر ببر بنکر طرف سہراب کے چلا یہ جو سہراب نے
دیکھا فوراً تخت پر سے کودا اور گینڈا بنکر شیر ببر پر حملہ کیا بس اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اسکی ٹکڑے ٹکڑے کر کے
زمین پر لٹا دیا اسکے لہو سے پیدا ہو کر اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا عشاق نے تخت پر بیٹھتے ہی ایک
[illegible] پیدا ہوا اور زمین سے جھولوں کی آنے لگی سہراب نے اسکا یہ توڑ کیا کہ سحر کیا کہ وہ پانی
آتشکدہ ہو گیا تمام جنگل خاک ہو گیا عشاق نے برہم ہو کر سحر کیا کہ ایسا ابر پیدا ہوا کہ اس سے برق چمک کر
سہراب پر گری سہراب نے سحر کیا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اسنے اس برق کو پکڑ لیا بس سہراب نے
اس سحر کو رد کر کے اور جھولی سے ایک گولہ نکال کر اور سینہ پر رکھ کے اسکو ریزہ ریزہ کر کے عشاق کے سینہ کو
تاک کر مارا کہ وہ گولہ سینہ عشاق پر آکر پڑا عشاق الٹ کر ضرب گولہ سے تخت سے گرا اگر دوسرا
ساحر ہوتا تو کام تمام تھا چونکہ یہ ساحر زبردست ہے پہلو نشینوں سامری کا ہے دوسرے اہل اسلام کا
ستارہ گردش میں ہے قران نحس ہے لشکر اسلام پر اس سبب سے جو ادھر کا ساحر جاتا ہے اسیر ہو جاتا
ہے مگر عشاق کی قضا بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں اسکا قاتل اور ہی شخص ہے یہ دن سبب
ہے کہ سحر اُنکا اس پر اثر نہیں کرتا ہے ورنہ ان لوگوں کے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے

اپنے کمال کے سحر کر رہے ہیں پس عشاق کا تخت سے گرنا تھا کہ لشکر اسلام میں ایک قہقہہ برپا ہوا اور
خفیف ہوا اٹھا اور کہا کہ او سہراب تو نے غضب کیا کہ مجھکو دو دو بار لشکر کے سامنے ذلیل کیا تو اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکر اور مشت خاک اٹھا کر اسم سحر دم کرکے سہراب پر ماری کہ وہ خاک
ایک چادر خاکی بنکر سہراب پر آ کر گری سہراب اسکے دفع کرنے میں مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ
ایک ہوا چلی اور اس ہوا کے ساتھ صحرا سے ایسی خوشبو آئی کہ سہراب کا دماغ اس خوشبو سے معطر
ہو گیا اس خوشبو کا آنا تھا کہ کچھ سہراب کے حس و حرکت و حواس میں فرق ہوا زیادہ نہیں لیکن بیہوشی سی
ہوئی اول تو یہ اس غبار کو دفع کر رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا پس ادھر عشاق نے اس گنبد کی طرف دیکھا وہ
گردش سے ساکت ہوا اور شگافت ظاہر ہوا ایک پنجہ اس شگاف سے پیدا ہوا کہ سہراب کی کمر پنجہ پکڑ کر
اس گنبد میں لے گیا پس اب جو سہراب کو ہوش آیا اپنے کو اسیر پایا پاؤں میں بیڑی ہاتھ میں ہتھکڑی پایا اور کسی ذخیرہ کو بھی
اسیر دیکھا بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ کے اندر پڑا ہوں اسقدر گرمی تھی اس گنبد میں کہ تمام اعضا جلے جاتے
تھے ادھر عشاق نے مبارز طلب کیا چند شاگرد سہراب بے اجازت لے کر مقابلہ کو آئے ذرا ذرا سے
عرصہ میں اسیر ہو گئے پس یہ حال دیکھ کر الطاف جادو اپنے تخت کو صف سے نکال کر خدمت بادشاہ
میں آیا بادشاہ اسلام و صاحبقران سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں آیا عشاق نے کہا کہ کچھ
تقریر کرنا تو بیکار ہے پس کیونکہ تم لوگ ماننے والے نہیں ہو کل تو نے بہت چرب زبانی اور سخت کلامی
کی اور بہت سے لشکر سمندر شاہ کے لوگ ہلاک کیے آج اسکا مزا ملا جاتا ہے الطاف نے کہا کہ جو تیرا
جی چاہے وہ کر میں موجود ہوں یہ سنتا تھا پس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے پیدا ہوا اسکے
سر پر ایک صندوق رکھا تھا عشاق نے الطاف سے کہا کہ تو ایسے ویسے سحر سے ہلاک نہ ہو گا تیرے
لیے کوئی عمدہ سحر کرنا چاہیے پس جب وہ سوار صندوق لیکر قریب عشاق کے آیا عشاق نے اوس سوار سے
وہ صندوق لیا اور تخت پر رکھا الطاف جادو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عشاق نے وہ صندوق کھولا اور
اسمیں سے ایک گولا اور ایک ڈبیہ نکالی اور پھر بند کر کے اس سوار کو دیا وہ سوار وہ صندوق لے کر جدھر سے
آیا تھا اسی طرف چلا گیا اب عشاق نے وہ گولہ اپنی ران میں نشتر دے کر اس خون سے لعل کیا اور
الطاف سے کہا کہ جب جانوں جو تو اس سحر کو میرے رد کرے میں نے اسی سبب سے اور سحر نہیں کیے
کہ بیکار ہیں تو ساحر زبردست ہے الطاف نے جواب دیا کہ سحر کر میں بڑی دیر سے کھڑا ہوں نہ معلوم تو کیا
کر رہا ہے عشاق نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے اب یہ کہکر عشاق نے اس گولہ کو اپنے ہاتھ پر لیا اور سحر
کیا کہ اس گولہ سے یکایک ایک چاند پیدا ہوا وہ بالا سے ہوا جا کر قائم ہوا اس چاند سے ایک چادر نور پیدا
ہوئی کہ وہ تمام تخت الطاف پر محیط ہو گئی اب یہ عالم ہوا کہ اس چادر نور نے ذات الطاف کے رخ
کیا اور ایسا عجب الطاف پر گری اسکا گرنا تھا کہ وہ چاند گر گر کر چلا یہاں الطاف نے کیا تدبیر کی کہ
جیسے وہ چادر نور اس پر گری اسکے سامنے عنبر کا نسمہ میں خون رکھا تھا وہ اٹھا کر اس چادر پر مارا کہ ایک
شعلہ پیدا ہوا وہ چادر نور شعلہ ہو کر غائب ہو گئی رہا چاند جیسے قریب آیا اپنے کا نسمہ سامنے چاند کے کر دیا
وہ چاند کا نسمہ میں گر کے شعلہ ہو کر اڑ گیا اسکا اڑنا تھا کہ پھر عشاق نے سحر کیا کہ اس گولہ سے ایک
ایک برق نکلی اور چاہا کہ گری جیسے قریب الطاف پہونچی الطاف نے وہی کا نسمہ خون کا سامنے کیا
کہ وہ برق اس کا نسمہ کے قریب آ کر غائب ہو گئی پس اب کی مرتبہ عشاق نے وہ گولہ الطاف پر مارا
الطاف نے اس گولہ کو آتے ہوئے دیکھ کر دستک دی کہ یکایک صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سامنے الطاف

کہ آیا الطاف نے کہا لینا اس گولہ کو بس اس شیر نے اُس گولہ کو کرلیا اور الطاف نے دستک دے کر اشارہ
کیا شیر کو کہ عشاق کو کھالے بس وہ غراتا ہوا اور عشاق کے چلا جیسے عشاق نے دیکھا کہ شیر آتا ہے بس ایک
مرتبہ دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے ظاہر ہوا کہا کہ مارلے اس شیر کو اُس سوار نے آتے ہی شیر کا مقابلہ کیا شیر نے
پنجہ مارا اُس نے خالی دے کر جو تلوار کا وار کیا شیر کے دو ٹکڑے ہوئے شکم شیر سے ایک شعلہ نکلا کہ اُس نے اُس سوار کو
ہلاک کیا بس اب الطاف نے وہ کاسہ خون اٹھا کر اور پڑھ کر سحر پھونکا جو عشاق پر مارا وہ تمام خون شعلہ ہوکر
عشاق پر آکر گرا اور کپڑوں میں عشاق کے آگ لگ گئی اس حرکت سے الطاف کی عشاق کو بہت غصہ
آیا اور پھر ایک مرتبہ اُس ڈبیہ کو کھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اُس میں سے ایک پھول نکالا اگر خشک اور اُس پر کچھ
پڑھ کر الطاف پر مارا وہ پھول درمیان میں جاکر قائم ہوا اور تازہ ہوگیا اُس سے خوشبو پیدا ہوئی کہ جس کے سونگھنے
سے دماغ الطاف معطر ہوا اور زبان میں لکنت حواسوں میں ابتری ہاتھ پاؤں میں رعشہ اس حالت میں بھی الطاف
نے قصد کیا کہ اس سحر کو اسکے دفع کروں اُدھر عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً کھلا اور رنگ کا فانوس ظاہر ہوا
اور ایک ہاتھ پیدا ہوا کہ وہ الطاف جادو کو تخت پر سے اٹھالے گیا اب جو الطاف کو ہوش ہوا اپنے کو اسیر بلا
پایا مثل سہراب وغیرہ کے اسکے بھی زبان پر تکلمہ تھا جب الطاف اس طور سے اسیر ہوا تو برادر الطاف جوہر جادو
نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اُسکے بعد فرزند الطاف نے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اور حمید الطاف کے عزیزوں
نے مقابلہ کیا اسیر ہوگئے چونکہ ستارہ ان سب کا گردش میں ہے بس ابکی مرتبہ آئینہ اندام زوجہ آفاق شاہ کو تاب
نہ رہی طاؤس سحر کو اڑا کر اور حضور بادشاہ اسلام و صاحبقران سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں آئی عشاق
تو اس سے جلا ہوا تھا جیسے یہ آئی بس ایک مرتبہ سحر کیا کہ برق چمک کر چلی اور عشاق نے بجلی کے سر پر آکر تفانہ کی گولہ
بھی اٹھا کر مارا بس آئینہ اندام نے برق و گولہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر جھولی سے آئینہ نکال کر سامنے کیا جیسے آئینہ
کا عکس برق و گولہ پر پڑا دونوں سرد ہوکر رہ گئے اور ایک برق آئینہ کی ضو کی چمک کر عشاق کی طرف چلی عشاق
نے سپر سحر کو سر کی پناہ کیا جیسے برق قریب سپر آئی اُس سپر سے دو پنجے پیدا ہوئے برق کو پکڑ لیا یہاں سے جو آئینہ اندام
نے عکس ڈالا آئینہ کا تو سپر کے بیچوں بیچ میں آگ لگ گئی عشاق نے وہ سپر اٹھا کر پھینک دی اور جیب سے کاغذ کے پتلے
تراشے ہوئے رکھے تھے بس ایک پر سحر کیا کہ وہ بصورت انسان ہوگیا اُسکے ہاتھ میں تلوار دے کر کہا کہ یہ جو ساحرہ
طاؤس پر سوار کھڑی ہے اسکو جاکر قتل کر وہ پتلا چلا آئینہ اندام نے آئینہ کا عکس ڈالا کہ وہ مثل کاغذ کے جل گیا بس
عشاق نے دوسرا پتلا روانہ کیا وہ بھی جل گیا ابکی مرتبہ ماش کے آٹے کا پتلا بنا کر اور سحر کر کے روانہ کیا بس آئینہ اندام
نے کیا کہ خود بھی ماش کے آٹے کی ایک پتلی بنائی اور اُس پر سحر کیا جب وہ بصورت انسانی ہوئی اپنے سر کا بال توڑ کر
کوڑا بنا کر اسکو دیا کہ مارے کوڑے کے اس پتلہ سے تلوار چھین لے اور اسکو ہلاک کر وہ پتلی جس وقت کہ قریب پتلا آئی
دونوں مقابل ہوگئے وہ کوڑا مارنے لگی اس قدر کوڑے مارے کہ وہ پتلہ دہائی دینے لگا یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا کہ
میرے پتلہ پر آئینہ اندام زوجہ آفاق کی پتلی غالب آئی سحر کیا کہ شعلہ زمین سے نکلا وہ پتلی جلنے لگی ملکہ نے جو دیکھا
کہ عشاق نے سحر کر کے میری پتلی کو جلا دیا بس آئینہ کا عکس چھوڑا اور وہ پتلہ جلنے لگا غرض دونوں جل کر خاک ہوگئے
اب عشاق نے اُس ڈبیہ کو پھر کھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اور ایک پتلی اس ڈبیہ سے نکالی جیسے ہی وہ سامنے
آئی پاؤں برابر پورا انگشت کے تھی یا فوراً قد پیدا کرلیا عشاق سے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے عشاق نے کہا کہ یہ جو ساحرہ
سامنے کھڑی ہے اسکے جھونٹے پکڑ کر میرے سامنے لے آ وہ چلی آئینہ اندام نے جو اسکو اپنی طرف آتے دیکھا دستک دی کہ
ایک پتلی زمرد زمین سے پیدا ہوئی کہا کہ ملکہ کیا حکم ہے ملکہ نے کہا کہ یہ جو پتلی میری طرف آتی ہے اسکو پکڑ کر مار ڈالو
عشاق کو پکڑ لا بس وہ پتلی ملکہ کی پتلی عشاق سے لپٹ گئی کشتی ہونے لگی ملکہ کی پتلی [illegible]

کو پکڑ لیا اور قریب عشاق آکر دونوں پاؤں پکڑ کر چیر ڈالا اسکو ہلاک کرکے طرف عشاق کے چلی ملکہ نے زور دیا جب قریب عشاق
پہونچی عشاق نے اسکو دیکھکر غصہ میں تو بھرا ہوا تھا کہا او نجبہ دور ہو میرے روبرو سے ورنہ ہلاک ہوگی نجبہ کا کہنا تھا کہ اس
پتلی نے بڑھکر ایک ایسا طمانچہ عشاق کے منہہ پر مارا کہ تڑاقہ کی صدا آئی عشاق کا منہہ پھر گیا بڑی شرمندگی ہوئی بس غصہ
آگیا ہاتھ بڑھاکر اسکو پکڑ لیا اور چیر کر پھینکدیا ملکہ سے کہا کہ تو نے بڑی ذلت دی کہ تیرے سحر کی پتلی نے طمانچہ مارا سو تو جا
تو میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے یہ کہکر ایک صندوقچہ کھولا اور ایک آئینہ نکالا اسکا عکس ملکہ پر ڈالا ملکہ نے بھی اپنا آئینہ اسکے
آئینہ کے مقابل کیا دونوں کا عکس جب باہم ملا یعنی وہ اس میں نظر آیا اور یہ اُس میں تو ایک مرتبہ ایک غبار بلند ہوا
زمین سے اور ایک گنبد بنکر ملکہ پر گرا ملکہ اُس غبار کے دفع کرنے میں مصروف ہوئی کہ عشاق نے طرف گنبد کے دیکھا او
اسی طور سے ساکت ہوا شگاف پیدا ہوا اس میں ایک زنجیر اُس گنبد سے جھکی کہ وہ اُس غبار کے اندر گری ملکہ تو اُس غبار
کو دفع کر رہی تھی ادھر سے غافل تھی وہ زنجیر کمر میں پیچیدہ ہوئی اب ملکہ کو معلوم ہوا جب تک ملکہ اُسکا تدارک کرے
وہ ملکہ کو کھینچ کر گنبد میں لے گئی وہ طاقت ملکہ کی ہر چند کہ الطاف وغیرہ کی ہوئی تھی اب ملکہ نے اپنے کو اسیر
پایا یہ حال منسورہ جادو نے دیکھا تھا لہ کہکر بلاؤں کو اڑا کر عشاق پر آ پڑی ایسی بد حواس
ہوئی کہ کچھ خیال نہ کیا نہ کچھ سحر کیا آتے ہی تیغ کا وار کیا عشاق نے اسکے وار کو رد کرکے جو سحر کیا منسورہ اُس
سحر کو دفع کرنے لگی یعنی اس سحر میں مبتلا ہو گئی تھی بس اُس گنبد سے ایک ہاتھ نکلا فی الفور دیکھتے عشاق کے
منسورہ کو اٹھا لے گیا یہ بھی اسیر ہوئی مثل الطاف وغیرہ کے بس اب آفاق کو تاب نہ رہی زوجہ اور بھاوجی
کے اسیر ہونے سے بس آفاق شاہ نے اپنا تخت اپنی صف سے نکالا اور تیغ وغیرہ سے ملکر روبرو بادشاہ کے حاضر ہوا
عرض کیا کہ غلام کو اجازت میدان ملے اس نابکار نے بہت سر اٹھایا ہے گو یہ امید نہیں ہے کہ میں اس پر غالب آؤں
مگر شاید اقبال حضور سے اور فضل خداوند کریم سے اسکی موت میرے ہاتھ سے ہو کیونکہ اب مجھ سے یہ حالت لشکر
کی نہیں دیکھی جاتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بھائی آفاق شاہ تم نے دیکھا کہ جو اسکے مقابلہ کو گیا اسیر ہو گیا تم نہ جاؤ
اور کسی کو جانے دو آفاق شاہ نے عرض کیا کہ شاید حضور اس حقیر کو اس قابل نہیں خیال فرماتے ہیں جو مقابلہ
سے منع کرتے ہیں فرمایا کہ نہیں یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ تم لوگ لشکر کی زینت ہو اگر تم نہ ہوگے تو
زینت جاتی رہیگی آفاق شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہم تو غلامان سرکار سے ہیں ہاں زینت لشکر
آپ و صاحبقران و دیگر عزیزان صاحبقران ہیں ہم تو جان نثار ہیں ہمارا تو یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے
اپنی جان نثار کریں اور آپ لوگوں پر آنچ نہ آنے دیں اپنی زندگی بھر بس اب اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ
غلام کو دم بھر ٹھہرنا ناگوار ہے یہ جو آفاق شاہ نے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ کرو جاؤ سپرد خدا کیا
بس آفاق شاہ بادشاہ سے رخصت ہوکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ظل اللہ نے
تو اجازت مرحمت فرمائی اب آپ بھی غلام کو آزاد فرمائیے تاکہ غلام جاکر اس کبر سے مقابلہ کرے اور اپنے دل کا
حوصلہ نکالے اگر افضال خدا اور اقبال حضور سے غالب آیا تو خیر ورنہ سورۂ فاتحہ سے نہ فراموش فرمائیے گا
اور جہاں تک ممکن ہو لاش اس غلام کی حاصل کرکے دفن فرمائیے گا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ تم کیوں
مقابلہ کو جاتے ہو اور کوئی جائیگا عرض کیا کہ اب غلام سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہے کہ جیسے ہر ایک سردار
سے خالی ہوتا ہے اس زندگی سے تو مرنا بہتر ہے اور کچھ نہ فرمائیے اجازت مرحمت فرمائیے غلام کو ایک لحظہ برابر
ایک سال کے معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے ناچار ہوکر اجازت دی آفاق شاہ صاحبقران کو سلام رخصت
کرکے اور تخت سحر کو اڑا کر سامنے عشاق کے آیا اور پکارا کہ میں تیرا ہمنبرد آ پہونچا عشاق نے آفاق شاہ کو
دیکھکر کہا کہ میں تو تیرا بڑے عرصہ سے متلاشی تھا میں خود مقابلہ سے تیرا طلب کرنے والا تھا کہ تو یہاں آپ [illegible]

کچھ لطف مقابلہ کا ملے گا مگر یاد رکھو کہ مثل اُن سب کے تو بھی اسیر ہوگا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ اگر تو مثل انہی
کے تھا تو میں تیرے سرکوبی کو موجود ہوا ہوں جو میرے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئے گا الغرض ہمادری یہ سننا تھا کہ
عشاق نے ایک مرتبہ دستک دی کہ ایک ابر سیاہ رنگ صحرا سے اُٹھا اور وہ سر پر آفاق شاہ کے آکر سایہ فگن ہوا
اور اُس سے بارش تیر و تفنگ ہونے لگی اور برق گرنے لگی آفاق شاہ نے یہ دیکھکر فوراً روئی تخت پر سے اٹھائی اور
اُس روئی کو خون سے لعل کیا اور اُسکو اس ابر کی طرف اُڑا دیا اور اسم سحر پڑھکر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ یا تو
وہ روئی تھی یا ایک شعلہ جوالہ بن گئی اور اُس ابر کے قریب پہونچ کر اُس پر گری کہ وہ جلنے لگا دم بھر میں
وہ ابر سیاہ جلکر خاک ہو گیا اب جو دستک آفاق نے دی یا تو وہ شعلہ تھا یا ابر بن گیا اور عشاق کے سر پر آکر محیط
ہوا جیسے اس ابر کا سایہ عشاق پر پڑا عشاق کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا اور اُس ابر سے آتش کی بارش ہونے لگی پس عشاق
نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً سحر کیا ایک ابر سفید رنگ پیدا ہوا اور وہ آکر اس ابر آتش بار پر محیط ہوا اور بارش ہونے لگی اور وہ ابر
سحر آفاق برطرف ہو گیا پس آفاق نے یہ دیکھکر اشارہ کیا کہ ایک برق کوند کر گری کہ جس سے اُس ابر عشاق کو فقط نابود کر دیا
اور مٹا دیا پس عشاق نے کچھ پڑھکر دستک دی کہ تمام زمین کو زلزلہ سا ہوا اور شق ہونے لگی پس آفاق شاہ نے سحر کر کے
دستک دی زلزلہ موقوف ہو گیا پس عشاق نے سحر کیا کہ ایک چاند آسمان پر نکلا یہ نئی بات تھی کہ تھا تو چاند مگر گرمی کی
روشنی میں ایسی تھی کہ آفاق شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ میں جلا جاتا ہوں آفاق نے سحر کیا کہ ایک عقرب پیدا ہوا اور اُسنے
قریب چاند کے پہونچکر ڈنک مارا کہ وہ چاند سیاہ ہو کر غائب ہو گیا عقرب جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا عشاق کا
جب یہ بھی سحر رد ہوا پس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے ظاہر ہوا اور ایک حبشی دونوں قریب عشاق
کے آئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ اس ساحر کو مارو جو کہ تخت پر سوار ہے پس وہ دونوں طرف آفاق کے چلے آفاق
نے جو اپنی طرف آتے ہوئے انکو دیکھا قریب بھی نہ آنے دیا دور ہی سے جو ابرو کا اشارہ کیا ایک برق کوند کر گری کہ دونوں
جلکر خاک ہو گئے انکا جلنا تھا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک غبار صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور اُس غبار سے ایک فیل
مست ظاہر ہوا کہ چاروں طرف ہتھیاں اُسکی [illegible] ہوئیں چلا آتا ہے پس عشاق نے اسکو اشارہ کیا کہ لینا اسکو یہ
اشارہ کرنا تھا کہ وہ فیل مست خرطوم اُٹھا کر طرف آفاق شاہ کے چلا اور قریب پہونچکر قصد کیا کہ آفاق شاہ
کو تخت پر سے اُٹھا کر اور خرطوم میں لپیٹ کر زمین پر مارے کہ وہ قیس زمین ہو جائے جیسے فیل نے آفاق شاہ
پر حملہ کیا آفاق نے ایک مرتبہ چند دانہ ماش کے فیل پر مارے کہ وہ جلنے لگا پس آفاق شاہ نے کہا کہ او عشاق
تو نے کوئی حربہ مجھ پر کیے میں نے سب روکے اور میں نے کیسے تو نے روکے یا اسوقت تک کوئی تو نے وہ سحر نہیں
کیا کہ جو اُستادی اور کمال کا ہو تو کیسا پہلوان ساحر ہے حیرت لوگوں نے تیری دھاک باندھ دی ہے ورنہ تو
کچھ نہیں ہے تجھ سے تو لڑکے آج کل کے اچھے ہیں یہ سننا تھا کہ عشاق کو غصہ آگیا اور سامنے تخت پر ایک صندوقچہ رکھا
تھا اسکو کھولا اور ایک فولادی گولہ نکالا کہ جس پر ہزاروں ٹیکے دیے ہوئے تھے اور ایک بچہ خوک تخت پر ذبح کیا ہوا
رکھا تھا اسکا شکم چاک کیا اور اسکا خون لیکر اس گولہ پر لگایا اور ایک کارد نکالی اور ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنا
اُس پر سحر کیا کہ وہ بصورت پتلا انسانی ہو گیا اور سامنے عشاق کے کھڑا ہوا پس وہ کارد ہاتھ میں دی اور اُس گولہ
کو طرف آفاق کے اُٹھا کر پھینکا وہ گولہ قہقہہ کرتا ہوا چلا اس پتلہ کو اشارہ کیا کہ جب گولہ قریب آفاق پہونچے تو تم
کارد اس پر مارنا پس وہ پتلہ بھی مثل شرارہ کے چلا آفاق شاہ نے دیکھا کہ ایک گولہ اور پتلہ میری طرف آتا ہے
پس اسنے دستک دی کہ زمین شق ہو گئی اور ایک پتلہ پیدا ہوا آفاق نے کہا کہ لینا اس پتلہ کو وہ پتلہ لپک کر اس
پتلہ کے پاس آیا اور اُس سے لپٹ گیا دونوں میں کشتی ہونے لگی جیسے گولہ قریب آفاق پہونچا آفاق نے
گولہ کیطرف اشارہ کیا کہ وہ گولہ درمیان سے شق ہوا اسنے تو اپنے نزدیک سحر کو ہٹایا یہاں گولہ کا شق ہونا تھا کہ

چمک ہوئی اور برق کوند کر چلی فوراً آفاق شاہ تخت پر سے کود کر غرق زمین ہو گیا وہ برق تخت پر گری تخت جلنے لگا کہ
عشاق نے صدا دی کہ کام تمام کیا یہ صدا دینا تھا کہ آفاق شاہ زمین سے نکلا یہ کہتا ہوا کہ کس کا کام تمام کیا میں تیرا
حریف موجود ہوں ادھر وہ دونوں پتلے لڑ رہے ہیں یہ جو عشاق نے سُنا اور دیکھا کہ آفاق زمین سے نکلا اور دیکھتا
ہے کہ وہ دونوں ٹکڑے گولے کے ہوا پر قائم ہیں جیسے آفاق زمین سے نکلا عشاق نے ایک ٹکڑے کی جانب اشارہ کیا
کہ وہ ٹکڑا پلٹ کر اور سرپوش کی صورت ہو کر چلا جب تک وہ ٹکڑا قریب آفاق آئے آفاق نے پھر اشارہ کیا کہ وہ سر
پوش یعنی ٹکڑا گولہ کا شق ہوا اور ایک برق چمکی اور پتلہ سحر آفاق پر پڑی کہ وہ جلنے لگا آفاق نے جو یہ واقعہ دیکھا
اٹھا کر خاک جو پتلہ عشاق پر ماری اُس خاک نے باروت و آگ کا کام کیا وہ پتلہ بھی جلنے لگا ادھر عشاق نے
دوسرے ٹکڑے کو اشارہ کیا وہ اژدر بنکر ہوا پر سے زمین پر آیا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے آنے دیا جب وہ
اژدر قریب آگیا بس دونوں جبڑوں میں ہاتھ پھیلا اسم سحر پڑھکر سینے اور دم کیا اور ڈالدیا کہ اُسکے شعلوں نے آفاق پر
اثر نہ کیا ہاتھ ڈالدیے اور شق کر ڈالا چیر کر پھینک دیا اُس اژدر کا مرنا تھا کہ اُسکے شکم سے ایک باز پیدا ہوا اُسنے
بلند ہو کر صدا سے ہیبت دی صدا اُسکا دینا تھا کہ آفاق جھوما آفاق کا جھومنا تھا کہ تڑاقے سے زمین شق ہوئی اور
اور ایک پتلہ پیدا ہوا اُسنے بلند ہو کر اُس باز کو پکڑ لیا اور سر پر آفاق کے لا کر ذبح کیا بس جب چند قطرے
خون کے آفاق پر پڑے آفاق کی یہ حالت ہوئی کہ بیہوش ہو کر تخت پر رہ گیا اب عشاق نے اُس پتلہ کو
اشارہ کیا کہ لینا اسکو اور قتل کرنا وہ پتلہ وہی چھری لیکر جس سے باز کو ذبح کیا تھا آفاق پر چلا آفاق عالم سکوت میں
بیخود بیٹھا ہی جیسے پتلہ آفاق کے قریب آیا اب پھر زمین تڑاق سے شق ہوئی اور اُس سے ایک پتلہ صندلی
پوش پیدا ہوا اور اُسنے ڈانٹ کر کہا کہ کیا کرتا ہے دست خود را نگہدار یہ کہکر اور جست کر کے اُس پتلہ
کے قریب پہونچا اور ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ منہ اُسکا پھر گیا اُسنے قصد کیا کہ میں
بھی طمانچہ ماروں کہ اُسنے چھری اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسکے جو ماری اُسکے شکم سے شعلہ نکلا کہ یہ اور وہ دونوں جلنے لگے
یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا فوراً اسم پڑھا اور ایک پتلہ پیدا ہوا وہ بموجب اشارہ عشاق آفاق کی طرف چلا ابھی
راہ میں تھا کہ ایک مرتبہ پھر زمین شق ہوئی اور ایک پتلہ پیدا ہوا اُسکے ہاتھ میں ایک پھول تھا اور دوسرے ہاتھ
میں ایک نارنج اُس پتلہ نے وہ نارنج تو پتلہ عشاق پر مارا اور وہ پھول لیکر قریب آفاق آیا اور سونگھایا بس پھول
کا قریب دماغ جانا تھا کہ آفاق کو ہوش آگیا دیکھا کہ میرا پتلہ سحر مجھکو گل خوشبو سونگھا رہا ہے وہ نارنج جو قریب اُس
پتلہ کے پہونچا جو کہ عشاق کا تھا اور اُسکے سینہ پر پڑا وہ پتلا اُس نارنج کے ضرب سے ہلاک ہوا اور وہ نارنج ہوا پر
قائم ہوا بس جب وہ پتلہ جو کہ نارنج لیکر آیا تھا آفاق کو ہوشیار کر چکا لپک کر اُس نارنج کے پاس آیا اور نارنج
لیکر غرق زمین ہو گیا مع پھول اور نارنج کے بس آفاق نے اپنے حواس درست کر کے اپنے جوڑے سے … نکالا اور
ڈالا اور کہا کہ اے عشاق اب میں حملہ کرتا ہوں میری باری ہے یہ کہکر ایک بیضہ فولادی جوڑے سے … ہوئی اور چلا جیسے
اُسکو اسم سحر پڑھکر طرف عشاق کے پھینکا وہ گولہ ہو گیا اور مثل برق کے اُس میں چمک پیدا … عمل کے اُس نے ظاہر
قریب پہونچا تھا عشاق نے کارد کا اشارہ کیا وہ ٹوٹا اُسکا ٹوٹنا تھا کہ ہزاروں طائر پیدا … کی نوبت ہو کہ رہائی ہو
ہو گئے اور ایک مرتبہ سب عشاق پر گرے اور اُسکو نوچنا شروع کیا اب عشاق … ہو گیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام میں
رہا ہے مگر وہ طائر اسکو مہلت نہیں دیتے ہیں کہ وہ کچھ تدبیر کرے پریشان … وہ طائر اسی طور سے اڑ رہے ہیں سب
بلند ہوا بہت شرمندہ ہوا فوراً تخت پر سے کودا اور غرق زمین ہو گیا … نے چھوٹی … جتنی اُس میں سے
تھوڑے سے عرصہ کے بعد جو نکلا تو طائر پھر اُسکی طرف سے چلے … وں کی طرف پھونکی بس وہ خاک مشتعل ہو کر اُس
خاک نکالی اور ایک … اُس میں وہ خاک بھر کر طائروں کی صورت …

تمام خیال ہے اب زندگی ختم ہوئی ہے تو ساحر خیال کر رہے ہیں اور غیر ساحر تو اور زیادہ مایوس ہیں دلوں میں اپنے کہہ رہے
ہیں کہ جب ساحر اسکا کچھ نہ بنا سکے تو ہم غیر ساحر کیا کر سکیں گے ہم نے تلوار ضرب کرنے کے قصد سے اٹھائی اسنے
بانس کا دانہ اٹھا کر مار دیا ہم بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے اسنے پکڑ لیا دل کی حسرت دل ہی میں رہی کیا برا مقابلہ
ہے اسی طور سے مرنا اچھا ہے کہ ہم نے بھی وار کیا اسنے بھی وار کیا جسکا چل گیا وہ اچھا رہا یہاں تو مقابلہ کرنا بالکل ہی بیکار ہے
کس پر وار کریں وار کر رہے ہیں تو بھی اسیر ہوتے ہیں نہیں کرتے ہیں تو بھی اگر کیا بھی تو کیا نتیجہ ہوا سوائے اسیری
کے بس غیر ساحر یہ خیال کر رہے ہیں اور زندگی سے مایوس ہیں مگر فرخ اودھر تخت اڑا کر سامنے عشاق کے
پہونچا عشاق نے فرخ کو دیکھ کر کہا کہ کیا آپ اس اقلیم کے ساحر ہو گئے جو تم میرے مقابلہ آئے ہو کیا میں نہیں
واقف ہوں کہ تم شاہزادے ہو طلسم فیروزہ کے اور فیروز ستارہ پیشانی ساحر زبردست تھا جو کہ تمہارا باپ تھا
ایسا زبردست تھا کہ مالک طلسم تھا مگر یہاں کے ادنیٰ ساحر سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا بس تم کیا مقابلہ کرو گے
بیکار آئے میرے نزدیک تمہارے اسیر کرنے میں اتنی بھی کوشش نہ کرنا پڑے گی کہ جتنی غیر ساحر کے اسیر کرنے میں
ہوتی ہے یہاں کے ادنیٰ ساحر کے اسیر کرنے میں کرنا پڑتی ہے فرخ آفتاب عالم نے کہا کہ یہ درست ہے کہ
میں یہاں کے ساحروں کی برابری نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ کاملین سحر ہیں مگر ہمارے دین و مذہب میں یہ امر ضرور
ہے کہ جو غرور کرتا ہے وہ پست ہوتا ہے تیرا غرور تجھکو پست کرے گا اور شاید تو نے یہ نہیں سنا کہ قد زنا بلعب علم علی
بعض میدان تو نے کہاں سنا ہوگا کیونکہ یہ آیت ہے تو ہم لوگوں میں ہے بس شاید یہ حقیر تیرے اوپر غالب آ گئے تو
تو اپنا سحر کر جو فرخ نے کہا تو عشاق نے جواب دیا کہ خیر میرے نزدیک تو یہ بہتر ہوگا کہ پہلا تو سحر کر تاکہ
تیرا حوصلہ نکل جائے پھر تو میں تجھکو ادنیٰ سحر میں اسیر کروں گا فرخ نے جواب دیا کہ یہ تو اپنا طریقہ نہیں ہے جب تیری
ضرب سے ہمارا ہم کو بچا لے گا تو ہم اپنا حربہ کریں گے یہ سنکے عشاق نے کہا کہ میں تیرے روبرو کیا سحر کروں یہ
گولہ ہی کافی ہے یہ کہکر گولہ تخت پر سے اٹھایا اور کہا کہ تو اسی کو رد نہیں کر سکے گا ادھر عشاق نے گولہ مارا
لیا ادھر فرخ نے مسکرا کے دستک دی کہ آفتاب مہر منیر پر قائم ہوا بس اسنے گولہ مارا فرخ نے اشارہ کیا
آفتاب کی طرف آفتاب بلند ہوا اور اسکا عکس گولہ پر پڑا گولہ میں خود بخود شعلہ پیدا ہوا اور جل
گیا جب عشاق کا گولہ اس طور سے جلا ادھر وہ آفتاب پھر اپنے مقام پر آ کر قائم ہو گیا بس عشاق نے یہ واقعہ
دیکھ کر ایک نارنج سحر نکال کر کہا کہ بھلا اسکو تو نہیں کر سکو گے جلا دو گے فرخ نے کہا کہ کیا معلوم کہ یہ جلے گا یا نہیں
تو مارو تو معلوم ہو جائے گا بس عشاق نے نارنج کو طرف فرخ کے پھینکا نارنج تو ادھر سے چلا فرخ نے ایک
آفتاب کو اشارہ کیا بلکہ تخت پر سے جھک کر خاک زمین سے لی اور وہ خاک اس نارنج پر ماری کہ وہ نارنج اسی مقام
اترا لگا عشاق نے یہ جو دیکھا کہا کہ معلوم ہوا کہ تو بھی کچھ جانتا ہے میں یہ جانتا تھا کہ تو ادنیٰ سحر میں اسیر ہو جائے گا
یقین ہے کہ ایسے ہی کوشش کرنا پڑے گی جیسی کہ عجبی آفاق کے لیے کرنا پڑی تھی اسنے تو ایسا گولہ مارا تھا کہ اس وقت تک
کے سبب سے ہے اور اسکا اثر باقی ہے یہ کہکر عشاق نے ایک نارنج جھولی سے نکالا اور اسکو خون خوک سے رنگین کیا
ساحروں نے منتر پڑھا اور اسی نارنج کو طرف آسمان کے پھینکا وہ قہقہہ کرتا ہوا اچھلا اور اس سے شعلے نکلنے لگے ادھر فرخ
ناموس پر تباہی آئی آفتاب اسقدر بلند ہوا کہ اسکا عکس فرخ پر پڑا اور وہ نارنج جلا اس سے ایک شعلہ نکل کر اوپر
خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے آتے ہوئے دیکھا فوراً آسمان سحر کو تباہ کیا اور شعلہ سیمرغ گر گیا اسنے شور کیا کہ اسی مقام
گیا ہیں نہیں کوئی خرابی نہیں ہوئی اور بالا سے آسمان جا کر گی اور گر کر طرف فرخ کی طرف چلی فرخ نے جو برق
کو اشارہ کیا کہ وہ فرخ پر گر گیا وہ برق اس آفتاب سے
ان کیا ہے کہ وہ فرخ عشاق ہی جل گیا بس عشاق نے

قریب سپر مرصع یہ پہونچنے پائیں تھیں کہ سپرین قائم ہوگئیں پس وہ برقین کڑک کر گرین ایک نور سا صحرا میں پیدا ہوا روشنی ہوگئی
زمین ہل گئی اپنے ٹکرانے سے جب وہ سپروں پر گرین اور سب سپروں کو قلم کرکے اور جلا کے ان سپروں میں سے پتلے جو کہ وہ
پتلے لیے ہوئے تھے نکلا تا تھا کہ ایک تو ریسمان کا ٹکڑا ہوکر رہ گئی اور دو مہری بال اور سامنے تخت مرصع کے وہ بال بھی اور
ریسمان گری مرصع نے عشاق سے کہا کہ گو یہ تیرا سحر بال کا باندھا تھا کہ کوئی بچ نہیں سکتا تھا مگر سپر اس سحر اس
سے بھی باریک ہوا جو کہ تیرے سر کو دو بال ہوا کیا واہیات سحر کرتا ہے کوئی اور سحر کر یہ جو مرصع نے کہا اور
عشاق نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا ادھر مرصع نے دستک دی کہ ایک دلنور زمین سے پیدا ہوا اور
یہ اشارہ مرصع اس سوار کو اٹھا لیا اور پھر غائب ہوگیا پس مرصع نے ان پتلوں کی طرف اشارہ کیا کہ
عشاق کو قتل کر ڈالو پس وہ پتلے سپرین دوش پر رکھ کر اور تلواریں علم کرکے طرف عشاق کے چلے
عشاق نے خیال کیا کہ یہ پتلے سحر ہیں اور بہت زبردست ہیں گو میں قتل نہ ہونگا مگر انکے ضرب
سے کوئی نہ کوئی عضو بیکار ہو جائیگا یہ خیال کرکے اسکی فکر کی جیسے وہ پتلے اسکے قریب آئے اس نے
نکال خاک جمشید ان پتلوں پر ماری کہ وہ خاک جو ان پر پڑی وہ جلنے لگے یہ حرکت جو مرصع نے
دیکھی تیغ سحر کھینچ کر عشاق پر آ پڑا اور وار کیا عشاق نے اسکا وار سپر پر روک کر اپنا وار کیا دونوں
وار کی رد و بدل ہوئی تھی کہ عشاق نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ یہ ساحر زبردست ہے کیسے کیسے
میں نے سحر کیے اسنے رد کیے اب سمجھے ہوئے کہ مقابلہ کر رہا ہے اور تمام ہونے کو ہے پس یہ تیرے ہاتھ
سے یوں زیر نہ ہوگا جب تک مکر نہ کرے گا پس یہ خیال کرکے دل میں فوراً جھولی سے خاک پھر
جمشیدی نکالی اور مرصع کی طرف اڑائی اور وار بھی کرتا جاتا تھا مرصع اس حال سے غافل تھا وہ خاک
مرصع پر پڑی اس خاک کا پڑنا تھا کہ مرصع کی یہ حالت ہوئی کہ تمام بدن کی طاقت زائل ہوگئی بے
حس و حرکت ہوگیا جب یہ حالت مرصع کی ہوئی کہ وہ اپنا خود فراموش ہوگیا پس عشاق نے اشارہ
کیا گنبد کی جانب گنبد ساکت ہوا اور شگاف ظاہر ہوا اس سے چند حلقہ پیچان سے مرصع پر گرے کہ
مرصع کا کمر و سر ان حلقوں میں پھنسا پس جھٹکا پڑا مرصع صاف اٹھا ہوا اس گنبد میں چلا گیا یہ بھی اسیر
ہوا اسی طور سے راوی نے کہا ہے کہ یہاں گنبد میں سب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے حالت یہ تھی کہ
معلوم ہوتا ہے کہ انگارے ہیں کہ ہم ان پر پڑے ہیں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ حرکت کریں مگر ایسے ثابت قدم
ہیں کہ اپنے قول سے نہیں پھرتے ہیں پس مرصع بھی ان سب میں قید ہوا یہاں عشاق نے دیکھا کہ شام
ہوگئی ہے پس یہ کہا لشکر اسلام کی طرف رخ کرکے کہ اے خدا پرستان میں تم سب کو شب بھر کی مہلت دیتا ہوں
پس اگر تم کو اپنی زندگی منظور ہے تو باہم صلاح کرکے خدمت سمندر شاہ میں صبح کو حاضر ہونا میں اس سے تم سب
کی خطا معاف کرا دونگا اگر تم لوگ میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو یاد رکھو کہ مثل ان سب کے تم سب کو بھی
اسیر کرونگا ورنہ قتل کرونگا آئندہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر اسنے اپنے تخت سحر کو طرف لشکر کے پھیرا اور چلا سمندر شاہ
اور کل لشکر خوش ہے پس سمندر شاہ نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا طبل بازگشت بجا اور لشکر [illegible] میں
بھی بجا عشاق کی اس تقریر کا اہل اسلام نے یہ جواب دیا تھا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر ہم [illegible] ہمارے لشکر
میں کچھ پروا [illegible] سمندر شاہ [illegible] ہم لوگ موت سے نہیں خوف کرتے ہیں پس سمندر شاہ [illegible] خواجہ نے اور دیگر
اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا فرودگاہ پر آیا خوش ہوکر [illegible] حکم دیا کہ لشکر کھولے پس یہ حکم [illegible] خواجہ اٹھے اور نقارخانہ
اور سب سردار اپنے خیموں میں [illegible] عشاق اپنے خیمے میں [illegible] بادشاہ اسلام [illegible] تو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
اور [illegible] ساحران کو ہمراہ لے کر [illegible] فرودگاہ [illegible] آئے لشکر

[illegible] انا للہ و انا الیہ راجعون و دیگر کل [illegible]
کہا کہ کل خاتمہ ہو گیا پھر [illegible] ہے یہ تو نہ ہوگا
[illegible] اطاعت کریں یا صاحبقران کو اور سب سرداروں [illegible]

ہیں بدل لباس کرکے بارگاہ میں تشریف لائے سب سردار حاضر ہوئے جو سردار کہ ساحر تھے اور اسیر ہوگئے تھے اُنکے
دنگلون پر خاشیہ پڑے ہوئے تھے صاحبقران نے اُنکے دنگلون کو دیکھکر ایک آہ سرد دل سے کھینچی جہان پناہ سر جھکائے
ہوئے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ صاحبقران نے سر اُٹھاکر بادشاہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج تمام بارگاہ
ساحرون سے خالی ہوگئی یہ ساحر زبردست ہے بس معلوم ہوا کہ کل ہم سب کی بھی قضا ہے یہ تو مجھ سے نہین ہوگا کہ مین
سمندر شاہ کی اطاعت کرون اور اپنا مذہب ترک کرون مجھکو نہ اپنی فکر ہے نہ اہل لشکر کی ہان جو فکر ہے وہ ناموس
کی کہ یہ بیچاریان کیا کرینگی جبکہ انکا کوئی سرپرست نہ ہوگا کیونکہ اسوقت موقع ہے کہ مین سب ناموس
طرف خانہ کعبہ کے روانہ کرون تاکہ یہ لوگ وہان جاکر سب حال صاحبقران سے بیان کرین تاکہ وہ ہم غریبون کا
خون کا عیوض اس کافر خاص سے لین زمانہ کیا ہے جو یہ امر وقوع مین آئے بڑی خرابی ہوگی ہم لوگ قتل ہوئے
ناموس تباہ ہوئین یہ بیچاریان کیا کرینگی کدھر جائینگی کون انکی سرپرستی کرے گا مجھکو کچھ اپنی فکر و تشویش نہین
ہان ان سب کی فکر ہے کوئی ایسا نہین ہے کہ جو انکو لیکر نکل جائے اور خانہ کعبہ مین پہونچادے یہ جو صاحبقران
نے فرمایا بادشاہ نے جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو کچھ قبلہ نے فرمایا ہے بجا ہے مگر کیا کیا جائے ایسی حالت مین
کون ہے جو آپ کے ناموس اور میرے ناموس کو لیکر ہمراہ یہان سے نکل جائے اب تو کوئی یہ امر گوارا نکرےگا
کہ ایسی حالت مین آپ کو یہان چھوڑکر چلا جائے صاحبقران نے یہ سُنکے جواب مین فرمایا کہ پھر اسکی ناموس
کیا تدبیر کی جائے کیونکہ میرا یہ قصد ہے کہ کل جب وہ لشکر لے کر آئے اور عشاق میدان مین آکر مبارز طلب
کرے تو مین جاکر اُسکا مقابلہ کرون کیونکہ صاحب اسم اعظم ہون شاید میرے ہاتھ سے اسکی موت ہو مجھ سے یہ حال
دیکھا نہ جائیگا کہ سردار مرجائین اور اُسکے ہاتھ سے قتل یا اسیر ہون یہ فرماکر صاحبقران نے فرمایا کہ اہل دربار آگاہ
کہ یہ امر تو اسوقت غیر ممکن ہے کہ تم مین سے کوئی میرے ناموس کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہو اگر تم مین سے
کوئی ایسا کرے تو کیا اچھی بات ہے کیونکہ ناموس تباہی سے بچین اور انکی بے پردگی نہ ہو سب نے کہا
یہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپ کو چھوڑکر ایسی حالت مین چلے جائین دنیا ہم کو کیا کہے گی کہ جب موقع جنگ کا ہوا
اور جان نثاری کا آیا اُسوقت یہ لوگ صاحبقران کو چھوڑکر چلے آئے ساتھ نہ دیا تہمت جان نثاری کا دم بھرتے تھے
بس ہم سے یہ نہ ہوگا دوسرے یہ ہے کہ نہ ہم آپ کو اپنی زندگی مین اُسکے مقابلہ کو جانے دینگے جب تک ہم زندہ ہین
اُسوقت تک ہم آپ کو نہ جانے دینگے بعد ہمارے آپکو اختیار ہے یہی سردارون نے کہا اور یہی عزیزون نے
صاحبقران نے فرمایا کہ اس امر کا ہم کو پہلے ہی سے یقین تھا خیر اب مین ایک امر اور تم سب سے کہتا ہون کہ شاید
اس تہلکہ سے بچے تو وہ یہ کرے کہ جس طور سے ممکن ہو تمام ناموس کو صاحبقران کے پاس خانہ کعبہ مین پہونچادے
اور سب حال سُنکے صاحبقران کو آگاہ کرے کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ کل لشکر کا خاتمہ ہے اور سب کی قضا
خواہ ایک مرتبہ ہو خواہ دو دفعہ کرکے بس تم سب کو لازم ہے کہ یہ رات عبادت خدا مین بسر کرو ناموس کو کہو مین نے [illegible]
[illegible] اگر ہم کیا جو اُسکی مرضی ہوگی اور جو اُنکے حق مین بہتر ہوگا اور جو انکے مقدر مین کاتب تقدیر نے تحریر کیا ہے وہ پیش آئے گا
آپ نے کیا [illegible] گیا ہے کہ اُنکی تباہی کا زمانہ آگیا گو زمانہ سابق سے کبھی ایسا نہین ہوا کہ ناموس تباہ ہوئی ہون سوا ایک اس
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ [illegible] ئل مین لقا ہے اور صاحبقران اول سے مقابلہ ہوا ہے اور صاحبقران اول نہ تھے اور اس زمانہ مین
ہماری جانین لین نہ ہم [illegible] اسلام کو تباہ کیا اور جو بیس ہزار اہل اسلام کو قتل کرکے اُنکے سرون کا برج بنوایا اُس زمانہ مین
لوگون سے کہا تھا کہ یہ امر نہ ہوا [illegible] یا اب میری صاحبقرانی کے زمانہ مین آنے والی ہے حضرت صاحبقران کے زمانہ مین
فرمائے ہین ہم سب آپ کے ادنیٰ [illegible] سے وہی سامان مہیا کر رہا تھا اور پھر سب جمع ہوگئے تھے اور ناموس بھی
سے کہ سکتے ہین اگر کرین تو ہم کو زیبا ہے کہ [illegible] تھی مگر میرے زمانہ مین اب اس لشکر کا تباہی سے بچنا محال ہے چونکہ ہم
[illegible] انکی مسافت تشریف کی نسبت یہ فرماکر صاحبقران

ہین وہ میرے ہمراہ جائین وینگے اہل لشکر تباہ ہوکر نکل جائینگے بس ناموس کی خرابی ہوگی کوئی کسی کا پرسان حال نہ
ہوگا بس ملال ہے تو اس امر کا کہ آپ سب لوگون کو لازم ہے کہ میری ہمراہی ترک فرمائیے اپنے اپنے ناموس کو اس تاریکی
شب مین لے کر نکل جائیے اُنکے ہمراہ میری بھی ناموس کو تو بڑا احسان ہو سب نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی خدمت
والا مین عرض کر چکے ہین کہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپ کے قدمون کو چھوڑین خدا وہ دن نہ لائے کہ ہم زندگی مین آپ سے جدا
ہون آپ سے جو جدا ہونگے تو پھر کس کو منہ دکھائینگے اور کہان جاکر اپنی زندگی بسر کرینگے آپ ایسا قدردان ہم کو ملنا محال
ہے بس ہماری تو یہ آرزو و حسرت ہے کہ ہم اپنے سر کو آپ کے قدم پر نثار کرین اور یہ آرزو نہین ہے کہ آپ کی رفاقت کو ترک
کرین یہ جو سردارون اور عزیزون نے جواب دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر مین کیا کرون ناموس کی بھی بربادی ہوگی
بس صاحبقران نے کل عیارون کو مع خواجہ کے اپنی طرف مخاطب ہوکر انسے یہی کلمہ فرمائے انھون نے بھی یہی
جواب دیا جو کہ سردارون نے دیا تھا بس صاحبقران انکا بھی جواب سنکے خاموش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے فرمایا کہ
خیر یہ تو معلوم ہوا کہ کوئی یہان سے نہ جائیگا بس اب سب کو لازم ہے کہ یہ شب شب آخر ہے زندگی کی بس جہان تک
ممکن ہو عبادت خدا کر لی جائے اور کچھ توشہ زاد سفر مہیا کیا جائے کیونکہ کل سامنا اُس قہار و قبار سے ہوگا جو کہ ہم
سب کا پیدا کرنے والا ہے بس یہ شب الحاح و زاری مین بسر کیجائے اور مغفرت کی دعا مین بعد گریہ و زاری کے یہ دعا
کی جائے کہ اے کریم کوئی ایسا سبب پیدا کر کہ ناموس تباہی سے بچین اور ہم اس کافر پر ظفر پائین یہ جو صاحبقران
نے فرمایا سب نے عرض کیا کہ کیا نقصان ہے یہان تو صاحبقران و بادشاہ اس فکر مین ہین اور یہ فکر ہے کہ کوئی
صورت ناموس کے بچنے کی نکلے اور ہر ایک کو زندگی سے یاس ہے ہر ایک کو ناموس کی طرف سے ہراس ہے مگر سب
حاضر دربار مین ناموس بیٹھی ہوئی ہین ادھر اپنے لشکر مین سمندر رنشاہ نے لباس کو تبدیل کرکے دربار کیا سب
خوش خوش بیٹھے ہوئے ہین عشاق بھی آکر دربار مین اپنے مقام پر بیٹھا سب عشاق کی تعریف کر رہے ہین
کہ رہے ہین کہ استاد آپ نے تو آج وہ وہ کمال کے سحر دکھائے ہین کہ جو ہم نے اپنی عمر مین کبھی نہین دیکھے
انصاف کا امر یہ ہے کہ ان لوگون نے بھی خوب خوب مقابلہ کیا اور خوب خوب جواب دیا مگر کہان آپ اور کہان وہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک پھر آپ پہلو نشین سامری تھے وہ آپ کا کچھ نہ کر سکے عشاق نے کہا کہ مجھکو پہلے تو یقین
تھا کہ مرہج اس اقلیم کا ساحر نہین ہے یہ کیا میرے مقابلہ مین سحر کرے گا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ساحر
زبردست ہے مجھکو اسکی اسیری سے یاس تھی مگر خداوند تصویر نے اُس پر مجھکو ظفریاب کیا اگر کچھ اور عرصہ اور
گذرتا تو ظفر پانا دشوار تھا کیونکہ اسکے ستارہ نحس نکل جاتے سعد آجاتے پھر مین ظفر نہین پاتا خیر اس کو
تو مین نے اسیر کر لیا اب کل ان لوگون سے مقابلہ ہے جو کہ غیر ساحر ہین انکا اسیر کرنا کیا مشکل ہے جن لوگون کا
خوف تھا انکو سب کو اسیر کر لیا ہان اب ایک شخص لشکر اسلام مین بہت زبردست ہے کہ جس پر ظفر پانا دشوار
ہے کیونکہ وہ صاحب باطل السحر ہے اگر اس سے مقابلہ ہوا تو بڑی خرابی ہوگی وہی تو سرغنا اور سرآمد لشکر
ہے صاحبقران جب تک وہ اسیر یا قتل نہ ہوگا اسوقت تک لشکر پر ظفر پانا بیکار ہے سردارون کو اگر
[illegible] وہ اکیلا ان سب کو کافی ہے کیونکہ باطل السحر کا مالک ہے خداوند تصویر اس پر ظفر
اسکی بھی فکر کیجائے [illegible] کہا کہ استاد کچھ تدبیر کرکے اسکے اسم اعظم کو [illegible]
یاد دیجئے تاکہ یہ خوف [illegible] عشاق نے کہا کہ ہان یہی تدبیر کرونگا [illegible]
لے گا اُسوقت تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ [illegible] آگاہ [illegible] مین اسم [illegible]
یا کسی نے سمجھ لیا ہے اور منہ پر [illegible]
حالت مین وہ لشکر سے گر چلا نہ جائے [illegible]

نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اب آپ مقابلہ کو نکلیں اور کوئی مقابلہ کو جائے ادنیٰ ساحران سب کو کافی ہیں کیونکہ وہ لوگ
سحر سے تو واقف نہیں ہیں جو مشکل ہوگی بس جو ساحر تھے اُن سب کو آپ نے اسیر کر لیا عشّاق نے کہا کہ میں
کل اور مقابلہ کرونگا اور صاحبقران کو اپنے مقابلہ میں طلب کرونگا بس جب اُنکو اسیر کرلونگا اُسوقت واپس آؤنگا
پھر جسکا جی چاہے جا کر مقابلہ کرے پھر کوئی مقام خوف نہیں ہے سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب شملاق نے کہا کہ
آج اسقدر ایک میری عرض ہے اگر قبول فرمایئے عشّاق نے کہا کہ بیان کرو اگر لائق قبول ہوگی تو قبول کرونگا ورنہ جواب
دونگا شملاق نے کہا کہ میری عرض یہ ہے کہ جن جن اشخاص ساحروں اور غیر ساحروں کو آپ نے اسیر کیا ہے انکو قتل فرمایئے تاکہ
دل کی بھڑاس تو نکلے اور حسرت نکلے جیسا جیسا اُنھوں نے ہم سب کو پریشان کیا ہے اُسکی سزا پائیں اور سب کا عیوض
لیں کہ چن چن کر فدا پرستوں نے قتل کیا ہے عشّاق نے جواب دیا کہ زیادہ گھبراؤ نہیں اب کیا یہ لوگ رہا بھی ہوتے
ہیں میں صاحبقران کو بھی اسیر کروں اور بادشاہ کو اور عزیزان صاحبقران کو بس پھر ان سب کو اور انکو ایک مرتبہ قتل
کرونگا اے سمندر شاہ میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ جب میں صاحبقران اور عزیزان صاحبقران اور بادشاہ کو اسیر
کرلوں بس تم یہ کرنا کہ فوراً فوراً مقابلہ کا حکم دیدو ادھر میں ان سب کو اسیر کروں ادھر تم جنگ مغلوبہ کا حکم دیدو اور ایک
حملہ کر کے سبکو اسیر کرلو اور اس طور سے حملہ کرنا اور لشکر کو گھیر لینا کہ ایک بھی نکل کر جانے نہ پائے اور انکے ہمراہ جو عورات ہیں
انکو بھی اسیر کر لینا مال و اسباب بہت ہاتھ آئے گا سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب بس یہ رائے جب قرار پا چکی
سمندر شاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ جام شراب دے ساقی نے سب کو شراب پلائی سمندر شاہ نے حکم دیا کہ ارباب
نشاط حاضر ہو کر مبارکباد گائیں اور سب اہل بزم کو خوش کریں یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت طائفہ حاضر ہوئے رقص و سرود
شروع ہوا ساقی شراب پلانے لگا سب اہل محفل مع سمندر شاہ کے شراب پیکر مست ہوئے اسی عالم مستی میں
سمندر شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ حکم دینا تھا کہ نقارہ پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
ہوگا اور عشّاق مقابلہ کو جائے گا لشکر میں سامان جنگ ہونے لگا یہاں بزم عشرت آراستہ ہے سب بیٹھے ہوئے
شراب پی رہے ہیں اور گانا سن رہے ہیں ایک مطرب نے اہل دربار کی طرف دیکھکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند
شعر ایک غزل کے کہ جو شاعر نے غزل میں کہے ہیں آپ لوگوں کے روبرو گاؤں اور آپ لوگوں کا دل خوش
کروں آپ لوگ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اُسنے خوب یہ غزل میں کہا ہے اپنی طباعی دکھائی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور
اُسکو گاؤ ہم بھی سنیں کہ کیا شاعر نے کہا ہے یہ کیسے شعر ہیں کہ جسکی تو تعریف کرتی ہے اس مطرب نے عرض کیا کہ گو وہ شعر عمدہ
نہیں ہیں مگر غزل میں عمدہ ہیں بہت لوگوں نے غزل کہی مگر ایسی نہیں جیسی کہ اس شاعر نے کہی ہے حضور ملاحظہ
فرمائیں یہ کہکر سازندوں سے کہا کہ ساز ملاؤ اُسنے گانا گایا اور چھیڑ چھیڑ سروں میں یہ شعر گانا شروع کیے شعر کہیں معشوق
کو غنچہ دہن گر اُسکے حلقہ چشم ہوئے بنائیں شوخ کے رفتار کر [illegible] ہوئے اس مطلع پر سب نے خوب تعریف
کی اُسنے کہا کہ دوسرا مطلع سماعت فرمایئے سب خاموش ہوئے اُسنے دوسرا مطلع گانا شروع کیا تمنا ہے کسی کی تیغ ہو
سر جو کسی کی گردن ہو پھر اُسکے بعد یارب سر کٹے نالہ یہ مدفن ہو سب تعریف کرنے لگے اُسنے عرض کیا کہ یہ سرے
آپ نے کیا سنا ہے فرمایئے پھر تعریف کیجئے کیونکہ ذرا شعر سمجھا جاتا ہے یہ کہکر اُسنے پھر دونوں مطلع گائے اُسکا یہ کہوں شعر [illegible]
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ [illegible] سا ہو سینہ طاق اور پیٹ [illegible] سا پھر اس پر کیا قیامت کہ صراحی اول نہ تھے اور اس زمانہ میں
ہماری جانیں لیں نہ ہم [illegible] مکان یار کی دیواریں جس سے کہ روزن ہمسروں کا برج ہوا یا اُس زمانہ میں
لوگوں سے کہا تھا کہ یہ امر نہ ہوا [illegible] اور [illegible] زمانہ میں آنے والی ہے حضرت صاحبقران کے زمانہ میں
فرماتے ہیں ہم سب آپ کے ادنی غلام ہیں یہی سامان مہیا کر دیا تھا اور پھر سب جمع ہو گئے تھے اور ناموس بھی [illegible]
سے کم [illegible] ہیں اگر کہیں تو ہم کو زیبا ہے کہ [illegible] اب اس لشکر کا تباہی سے بچنا محال ہے چونکہ سردار
نے انکی بہت تعریف کی بس یہ فرمایا کہ صاحبقران

ہنسی کے لوٹنے لگے یہ بھی نہ خیال رہا کہ سمندر شاہ بیٹھا ہوا ہے بہت تعریف کی اور بہت کچھ انعام اُسکو ملا اُس نے
عرض کیا کہ میں نے اسی سبب سے تو یہ شعر گائے کہ آج دن خوشی کا ہے خداوند تصویر نے یہ دن نصیب کیا کہ ہم لوگون
کے گانے کی نوبت آئی ورنہ جس دن سے یہاں لشکر آیا اور مقابلہ شروع ہوا سوائے رنج و صدمہ کے دوسرا امر نہ
تھا آج اُستاد صاحب کی بدولت نصیب ہوا بس میں نے خیال کیا کہ یہ شعر گاکر آپ لوگون کو خوش کرون بس
راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو یہ چرچا ہو رہا ہے سب خوش و خرم گانا سن رہے ہیں وہاں اپنے لشکر میں صاحبقران
بارگاہ میں تشریف فرما ہیں دربار میں سب موجود ہیں اور وہی تقریر ہو رہی ہے جو کہ بالا مذکور ہو چکی ہے کہ صاحبقران
نے فرمایا کہ آج ابھی تک طبل جنگ نہیں بجا معلوم ہوتا ہے کہ کل مقابلہ نہ ہوگا اگر ایسا ہو تو کیا اچھی بات ہے میں کسی
نہ کسی کو راضی کر کے ناموس کو طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دون بادشاہ نے فرمایا کہ طبل جنگ ضرور بجے گا وہ کم بخت
مہلت نہ دے گا اگر یہی امر ہے تو مہلت طلب کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہمت گوارا نہیں کرتی ہے کہ ایک
کافر سے التجا کرون اور مہلت کا خواستگار ہون اگر نہ دے تو اپنا سخن رائگان جائے کیا فائدہ صرف اس امر کا
خیال ہے کہ طبل جنگ کے بجنے کی خبر آئے تو میں بھی حکم دے کر دربار برخاست کرون اور سب ناموس کو
اپنے اور سردارون کے جمع کر کے انکو پند و نصیحت کرون اسکے بعد عبادت خدا میں مصروف ہون کیونکہ یہی
شب زندگی کی شبون میں باقی ہے یہ ذکر تھا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ صدائے طبل گوش مبارکون
میں آئی فرمایا کہ سماعت فرمایئے وہ طبل جنگ لشکر کفار میں بجا صاحبقران و سرداروں نے بھی سنا صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا خبر تو منگاؤ کہ یہ طبل جنگ کس کے نام پر لشکر کفار میں بجا ہے آیا اُسی
کافر کے نام پر بجا ہے یا اور کسی کے نام پر خواجہ نے ہرکارون کو حکم دیا وہ چلے گئے اور ابھی باہر بارگاہ کے نہ
آئے تھے کہ تھوڑی ہرکارون کی جو کہ لشکر اسلام کی بابت خبر لشکر کفار میں موجود تھی وہ خبر نواخت
طبل جنگ اور دیگر حالات دریافت کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئی تھی آکر پہونچی مجرا گاہ پر سے
مجرا و سلام بجا لائے خواجہ نے پوچھا کہ کیا خبر لائے انھون نے دعا دے کر بادشاہ کو یون عرض کیا کہ ہم
لشکر میں موجود تھے کہ سمندر شاہ فرودگاہ پر طبل باز بجوا کر واپس گیا لباس تبدیل کر کے دربار میں آیا سب
سردار حاضر دربار ہوئے عشاق بھی اپنے خیمہ سے لباس تبدیل کر کے آیا پہلے تو سب نے بہت تعریف کی
وہ اسقدر پھولا کہ اپنے کو بھول گیا پھر صلاح ہونے لگی عشاق نے کہا کہ میں کل پھر مقابلہ کرونگا اور
صاحبقران و بادشاہ و دیگر پیران صاحبقران کو جیسا اسیر کرون تم جنگ مغلوبہ کرنا بس یہ رائے
قرار پائی ہکران ہرکارون نے کل تقریر دربار سمندر شاہ کی جو کہ مرقوم ہو چکی ہے بیان کی اور کہا کہ بعد
اس تقریر اور رائے قرار پانے کے شہر آشوب شراب خواری شروع ہوئی ناچ گانا ہونے لگا اسی حال سے [illegible]
[illegible] سمندر شاہ نے عشاق کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے [illegible]
[illegible] میں آکر مقابلہ کرے گا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ
[illegible] جنگ آخر [illegible] ہے کہ بجنے کی نوبت نہ آئے [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] سمجھے یہ [illegible]
گویا ان [illegible]
خبر اسکی بھی [illegible]
مجھ کو دے تاکہ یہ [illegible]
کو آئے گا اس وقت تاکہ یہ [illegible]
قلب پر کسی نے سمجھ لیا [illegible]
حالت میں وہ لشکر [illegible]

اس حالت میں چھوڑ کر نکل جائیں ہم برسوں سے صاحبقران کا نمک کھا رہے ہیں ایسا قدردان اور بہادر
کہاں سے لائیں گے جو اطاعت کر بیٹھیں اور دنیا ہم کو کیا کہے گی پس مرگ انبوہ جشنے وارد یہاں غم ہے تو اس امر کا کہ
ایسے مقام پر موت آئی کہ جہاں سب کافر ہیں کوئی مسلمان نہیں ہے دفن و کفن نہ نصیب ہوگا خیر نہ ہوا اسکی
پرواہ نہیں ہے جن کو نصیب ہوا انھوں نے کیا کیا اچھا ہے جو نشان قبر نہ باقی رہے اگر کسی صحرا میں مرتے کوہسار
سے نصیب ہوتا اہل لشکر تو یہ تقریر کرتے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے اور سامان جنگ میں
مصروف ہے مگر افسوس اس امر کا کرتے جاتے ہیں کہ افسوس حسرت دل نہ نکلے گی کیونکہ ساحر سے مقابلہ ہے خیر ہم
اپنا تو وار کر بیٹھے چاہے چلے چاہے نہ چلے ہم کیوں حسرت دل کی دل میں رہنے دیں اہل لشکر کے تو یہ خیالات
ہیں وہاں بارگاہ میں صاحبقران نے طبل جنگ کے بجنے کا حکم دے کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو
دریائے سبز رنگ کے کنارے سے لیکر اور سمندر یہ تک شریک ہوئے تھے مثل منصور شاہ و یقین شاہ و
بہت و مہر آب شاہ و اقبال شاہ و اقبال شاہ و حیرت شاہ و مراد شاہ کے اور دیگر سرداروں کے
پس انکو اپنی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ آپ لوگ کیوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں کیونکہ آپ لوگ تو تازہ مسلمان
ہوئے ہیں پس اپنے اپنے لشکر کو لیکر اور ناموس کو میرے لشکر سے نکل کر اپنے اپنے ملک کو تشریف لیجائیے
بعد اس معرکہ کے سمندر شاہ سے مل جائیے گا اسکی اطاعت کر لیجئے گا وہ آپ سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے گا
کیونکہ اسکو جو کچھ غرض ہے ہم اہل اسلام سے ہے آپ لوگ تو اسکے ہمیشہ سے مطیع و فرمان بردار ہیں اگر وہ کچھ کہے تو یہ
جواب ہے کہ وہ لوگ ہم سے زبردست تھے ہم نے بسبب خوف جان کے انکی اطاعت کر لی تھی جب آپ نے
انکا استیصال کیا ہم بھی نکل آئے پس وہ قبول کرے گا ان سب نے جواب میں عرض کیا کہ ہم لوگوں کا یہ شیوہ
نہیں ہے کہ جسکی اطاعت ترک کی پھر اسکی اطاعت کریں یا جس چیز کو برا جان کر ترک کیا پھر اسکو قبول
کریں پس ہم کو مرجانا گوارا ہے مگر اب آپ کی خدمت سے جدا ہونا گوارا نہیں ہے یہ فرمایئے کہ سوائے موت
کے اور کیا خوف ہے ہم کو یہ بتایئے کہ اگر ہم اسوقت جان بچا کر چلے گئے اور کل نہ مرے تو اب ہم نہ مرینگے
پس اگر اسکا اطمینان ہو جائے کہ اگر کل بچ گئے تو پھر ہم نہ مرینگے تو ہم چلے جائیں اور جب کہ مرنا ضروری ہے خواہ
کل خواہ بعد دو ایک دن کے تو پھر کیا ضرور ہے کہ ایسی نعمت عظمیٰ یعنی مرتبہ شہادت اور سیر جنت کو ترک
کریں اور پھر ابھی ضلالت میں مبتلا ہوں یہ کون سی عقل ہے پس جو اور سب کا حال ہوگا وہی ہم سب کا
حال ہوگا یہ قافلہ کا قافلہ آپ کے ہمراہ ہوگا آپ کا دامن ہمارا ہاتھ ہوگا یہ جو انھوں نے عرض کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ شاباش مرحبا دیندار اور وفادار ایسے ہی ہوتے ہیں ہم نے اس سبب سے کہا تھا کہ یہ لوگ تو برسوں
سے جو کچھ کہ ہمیشہ سے ہمراہ ہیں اور کیفیت دین اسلام سے آگاہ ہو چکے ہیں ہزاروں معرکہ قبل میں ہو چکے ہیں انھوں
نے آپ نے کیا کچھ ہمراہی رفاقت نہ کی تو کوئی نقصان نہیں ہے میں نے خیال کیا کہ آپ لوگ تازہ مسلمان ہوئے ہیں
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ کثرت دیکھی اور کیا لذت مذہب اسلام کی اٹھائی پس میں نے اپنے دل میں تصور کیا کہ
ہماری جانیں لیں نہ ہم اسکا یہ خیال کریں اپنے دل میں کہ انھوں نے ہم کو اپنا شریک سا کر کے اور فقرہ دے کر
لوگوں سے کہا تھا کہ یہ امر نہ ہوا اور [illegible] شراکت کرتے نہ ہماری جانیں جاتیں پس اس سبب سے میں نے آپ
فرمایا ہیں ہم سب آپ کے ادنیٰ خادم ہیں [illegible] ہو [illegible] حوصلہ تا قیامت [illegible] ہیں کیا
سے کہ سکتے ہیں اگر کریں تو ہم کو زیبا ہے ہمیں منافق ہو [illegible] اٹھا کر تا سینہ پر [illegible] سب کا یہ حال ہوا کہ مارے
لنگر انکی محبت تعریف کی پس یہ فرما کر صاحبقران [illegible] پس یہ شعر جوش مطرب نے گایا

تھوڑے عرصے کے لیے بھیجدیجیے کہ مین اُن سے بھی کچھ کہہ سن لون اور پند و نصیحت کرون سب نے عرض کیا کہ وہ
آپ کی کنیزین ہین ابھی حاضر ہونگی صرف حکم کی دیر تھی صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ لوگ تشریف لیجائین
اور اپنے اپنے مقام پر جاکر یہ شب عبادت الٰہی مین بسر کرین اور دعا کرین شاید کوئی صورت فتح و ظفر کی نکل آئے
اور کوئی پردۂ غیب سے اسکا قائل پیدا ہو سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس صاحبقران و بادشاہ نے یہ
فرماکر دربار برخاست کیا اور داخل محل خاص ہوئے سب سردار اور بادشاہ اپنے اپنے مقام پر آئے اور جس جس کے
ناموس تھے انھون نے اُن سے کہا کہ تم فوراً چلی جاؤ خیمہ صاحبقران مین انھون نے تم کو یاد
فرمایا ہے وہ بیچاریان سب کی سب خیمہ خاص صاحبقران مین آئین صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کیا جب سردارون
اور بادشاہون کی جو کہ لشکر اسلام مین ہین ناموس جمع ہوچکین اُسوقت صاحبقران نے اپنے ناموس کو
اور بادشاہ کے ناموس کو اور دیگر عزیزون کے ناموس کو اور کل عورات پردہ نشین اور غیر پردہ نشین کو طلب
کرکے فرمایا کہ اے صاحبان عفت و عصمت تم کو آج کے مقابلہ کا حال بخوبی معلوم ہوگا کہ کل تک تو
ہماری ظفر ہوا کی آج صبح سے جس قدر ساحر تھے سب کو عشاق استاد سمندر جادو نے اسیر کرلیا اور
جو غیر ساحر گیا وہ بھی اسیر ہوگیا اور اس امر کا یقین ہے کہ کوئی اُس پر غالب نہ آئے گا کیونکہ وہ ساحر
زبردست ہے اور اس وقت اُس نے پھر طبل جنگ کل کے مقابلہ کے لیے بجوایا ہے بس کل تک لشکر
کا خاتمہ ہے مین نے بہت فکر کی کہ تم لوگون کو کسی سردار کے ہمراہ کرکے طرف خانہ کعبہ کے روانہ کردون مگر
کسی نے اس امر کو قبول نہ کیا بلکہ مین نے یہان تک کہا کہ آپ لوگ اپنے ناموس کو لے جائین اُنکے
ہمراہ میرے ناموس کو بھی اُس پر بھی نہ قبول کیا مین نے کہا کہ آپ صرف اپنے ناموس کو لے جائین
انھون نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ جو سب کا حال وہ انکا حال کیا انکا مرتبہ ان شاہزادیون
سے زیادہ ہے کہ جو ہماری مالک و مختار ہین وہ تو یہان رہین اور ہم انکو یہان سے روانہ کردین راوی
نے بیان کیا ہے کہ بہادر صاحبقران نے سردارون سے دربار مین فرمایا تھا کہ تم لوگ اپنے اپنے
ناموس کو لے جاؤ جیسا کہ یہی جواب سب سردارون نے دیا تھا اس حقیر نے بسبب طول کے نہین
تحریر کیا اگر وہان تحریر کرتا تو پھر دوبارہ یہان تحریر ہوتا طول ہوتا اس لیے نہین تحریر کیا یہان پر
تحریر کیا یہ کوئی صاحب نہ فرمائین کہ صاحبقران نے کب سردارون سے کہا تھا اور کب سردارون
نے یہ جواب انکو دیا تھا غرض کہ تحریر ہوا صاحبقران نے اُن عورات سے فرمایا کہ مین نے تم سب کو
اس لیے طلب کیا ہے کہ تم سب مل کر آج شب بھر دعا کرو اور اگر خدا نخواستہ کل کفار کی ظفر
ہو تو تم سب کو لازم ہے کہ قبل اس امر کے کہ کفار خیام وغیرہ تاراج کرین تم یہان سے کسی جانب
کو نکل جانا یہ ہرگز نہ کرنا کہ [illegible] خیام تاراج کرنے آئین اس وقت نکل جانے کا قصد
ایسا نہ ہو کہ تم مین سے کوئی اسیر ہوجائے [illegible] ہوس جہان تک ہوسکے
کی کوشش کرنا اور یہ میری پند و نصیحت [illegible] یاد رکھو کہ اگر اس آفت سے
اور کسی تدبیر سے خدمت [illegible] رہین پھر بچنا ہو تو میرے
[illegible] نقارہ [illegible] خوب لشکا [illegible]
ہوگا سب نے صدائے نقارہ سنکر [illegible]
[illegible] زوالجلال [illegible]
[illegible] صاحبقران ترک [illegible]

کے بال سرونکے کھولدیے اور چہرہ پر خاک مل لی بصد تضرع و زاری و بہزار نالہ و بیقراری درگاہ باری میں یوں التجا کرنے لگیں کہ اے کریم کارساز
و اے رب بے نیاز تو ہی سب کا مالک و مختار ہے تیرے نزدیک اس بلا کا دفع کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہے تو اگر ابھی چاہے تو
یہ سب بلا دفع ہو جائے تیرے نزدیک اس مخمصہ سے نجات دینا کوئی بات ہے راحم و رحیم تیری ذات ہے تو نے حضرت
خلیل جد امجد حضرت حمزہ صاحبقران کو آتش نمرود سے نجات دی اس آگ کو گلزار کر دیا تو نے حضرت یونس کو
شکم حوت سے زندہ نکالا سلمان کو شیر کے پنجے سے رہائی دی اور بہتوں کی امداد کی بس تیرے نزدیک ہم سب پر رحم
کرنے ہو سکتا ہے اگر تو ابھی چاہے تو یہ سب بلا آسان ہوئی جاتی ہے اے خداوند کریم واسطہ تجھکو اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ
تجھکو انبیاے ماسبق کا گلشن صاحبقرانی کو اس سموم ظلم و ستم سے بچا اور اس گلشن بیخزان کو خزان سے محفوظ رکھ آمین
وہ وہ نونہالان صاحبقرانی ہیں کہ جن تک کبھی تیر ظلم نہیں پہونچا اور نہ باغبان قضا نے انکی طرف دیکھا ہے اب تو
انکو باغبان قضا اور تیر ظلم سے بچا انمیں وہ وہ گل خوشرنگ صاحبقرانی ہیں کہ جنکو صاحبقران اول و ثانی
نے مہ و سال ریاضت سے کرکے درست کیا ہے اور انکے سبب سے رونق گلشن لشکر ہے اور کبھی ان تک دست گلچین اجل
نہیں پہونچا ہے اب بھی دست گلچین اجل سے انکو بچا اور اس باغ بیخزان میں وہ وہ شجر تازہ ہیں کہ جو ابھی بور سے
نشو و نما کو نہیں پہونچے ہیں اور ابھی سبزہ تک نہیں نکلا ہے اور انکو صاحبقران اول و ثانی نے اپنے خون دل و جگر
سے سینچا ہے انکو اس آفت خزان سے محفوظ رکھ اس گلزار لشکر میں وہ وہ گل تازہ و تر ہیں کہ جنکی خوشبو
سے دماغ جہان معطر ہوتا ہے انکو آفت تباہی سے بچا تو بڑا رحیم ہے اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اس بلا سے نجات
دے ہماری اس التجا کو سن لے راوی بیان کرتا ہے کہ ناموس تو یوں بلک بلک کر دعا کر رہے ہیں ادھر کل اہل لشکر
کیا ادنے اور کیا اعلے یعنی سائیس تک اور کل سرداران لشکر و عزیزان صاحبقران سجادہ پر بیٹھے ہوے عبادت
احدی میں مصروف ہیں اپنی مغفرت کی دعا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ تو ہی بچانے والا ہے کوئی سجدہ میں ہے کوئی رکوع
میں کوئی قنوت پڑھ رہا ہے کوئی سلام پھیر رہا ہے کوئی سجدۂ شکر میں مصروف ہے کوئی ہاتھ اٹھاکے دعا مانگ رہا ہے
کوئی مناجات پڑھ رہا ہے کوئی صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت کر رہا ہے کوئی فتح و ظفر کی دعا میں مصروف ہے صاحبقران و
بادشاہ اپنے اپنے مقام پر مشغول عبادت پروردگار ہیں طلایہ لشکر میں پھر رہا ہے ہر ایک بیدار ہے عجب وہ
شب تھی گویا اہل اسلام کے لیے شب قدر تھی گو شب قدر کو سب خوش ہوتے ہیں آج وہ حال نہیں ہے سب
مغموم و رنجور ہیں عبادت خدا میں مصروف ہیں یہاں لشکر اسلام کا تو یہ حال ہے ادھر لشکر کفار کی حالت مجھکو تو
تحریر ہو چکی ہے اور کچھ اور بہ تحریر ہوئی ہے کہ صحبت رقص و سرود برپا ہے ناچ و رنگ ہو رہا ہے سب خوش خوش
بیٹھے ہوے ہیں نصف شب کے قریب رات آچکی ہے ابھی تک سمندر شاہ نے دربار نہیں برخاست کیا ہے
طلایہ پھر رہا ہے کہ ہرکارے حاضر دربار سمندر شاہ ہوے انھوں نے بعد ادائے آداب کے عرض کیا کہ ہم نے لشکر
اسلام [illegible] جنگ بہ پہونچی اب سمندر شاہ نے گانے والوں کو منع کیا کہ تھم جاؤ
لو کل جانا ہے ہر لشکر [illegible] شاہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ صاحبقران
ایسا نہو کہ تم میں سے کوئی اسیر ہو جائے تو [illegible] جواب پا چکے دربار برخاست کیا
کی کوشش کرنا اور یہ میری پند و نصیحت [illegible] آفت [illegible] ہماری کی ہرکاروں نے
اور کسی تدبیر سے خدمت [illegible] پہنچا ہو تو یہ کہ عبادت خدا میں مصروف
خدمت [illegible] نقارہ پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی اہل لشکر اپنے اپنے خیمے میں الگ دعا مانگ
ہوگا سب نے صداے نقارہ سنکے یہ آیۃ زبان پر جاری کی انا [illegible] جائیگا ہم دیکھتے ہیں کہ اب کل ان
علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام [illegible] دشمنی اور [illegible] ہم
کہ ہم رفاقت صاحبقران [illegible] کریں اور [illegible] صورت [illegible] مفر کی نہیں ہے یہ دونوں امر [illegible]

دربار میں بیٹھا رہا پھر جو خیمہ میں آیا تو کچھ ایسا بند و بست کیا کہ خیمہ غائب ہو گیا اہل لوگ واپس آئے صاحبقران
نے فرمایا کہ معلوم ہوا تھا اگلی ہی خواجہ نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا مگر اس امر کا خیال رہے کہ بندہ تو
لشکر سے چلا جائیگا طرف خانہ کعبہ کے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں جب میں دیکھونگا کہ لشکر شکست کھانیکو
ہی اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم اسوقت چلے جاؤ تو بہتر ہی میرا بھی کام نکلے گا کہ میں تمہارے ہمراہ
اپنا ناموس کر دونگا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہوگا میں اسوقت چلا جاؤں جب کوئی دوسری حالت لشکر
کی دیکھونگا اسوقت کوچ کر دونگا ناموس کی بابت جو آپنے فرمایا تو اسکا کیا جواب دوں یہی جواب ہے کہ میں خود اپنے
ناموس کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا اس آفت میں انکو کہاں لیجاؤنگا بس یہ امید رکھنا مجھ سے بیکار ہے میں اسکے پیچھے یہ بلا
نہ لگاؤنگا مجھکو معاف فرمایئے یہ مجھ سے نہ ہوگا مجھکو اپنی جان بچانی دشوار ہوگی نہ معلوم کیونکر میں عمان پہونچوں
صاحبقران نے فرمایا کہ خیر بس صاحبقران یہ باتیں کرتے ہوئے دربدولت پر آئے سب سرداروں کو
دربان جمع پایا سب نے سلام کیا صاحبقران نے سب کا مجرا سلام لیا اور کرسی پر آکر بیٹھے ہوئے
ادھر بادشاہ بھی عبادت سے فراغت کرکے اور لباس وغیرہ سے آراستہ ہوکر تخت پر سوار ہوکر برآمد ہوئے
سب ناموس سے ملے ہر ایکبار دیکھنے لگا جب بادشاہ برآمد ہوئے ہمنا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کہیں گھر
سے جنازہ نکلتا ہی بس بادشاہ سب کی رخصت کرکے برآمد ہوئے پیچھے صاحبقران کا مجرا ہوا اسکے بعد اور
سب کا مجرا سلام ہوا بس بادشاہ سب کو ہمراہ لیکر طرف میدان کے روانہ ہوئے میدان میں پہونچے
یہاں لشکر آچکا تھا بس صف بندی کا حکم فرمایا صف بندی ہونے لگی یہاں صف بندی ہو رہی ہی ادھر سمندر شاہ
بیدار ہوا عشاق اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے خیمہ سے نکلا اور سب سردار حاضر ہوئے بس سمندر شاہ
بھی کل لشکر کو ہمراہ لیکر خوشی خوشی میدان میں آیا یہاں بھی صف بندی ہوئی جب دونوں طرف صف بندی
ہو چکی سقوں نے آبپاشی کی نقیبوں نے نقارہ سے تاکید کی بس نقیب لقابت کرکے لشکروں میں واپس
آئے لشکر کفار سے عشاق نے اپنے تخت کو بڑھایا اور میدان میں آکر تخت کو روکا مبارز طلب کیا بس
لشکر اسلام سے ابھی کوئی نہ نکلا تھا کہ طرف سے طلسم فیروزہ کے ابر سفید رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر
قریب میدان دونوں لشکروں کے آکر قائم ہوا سب نے دیکھا کہ اس ابر سے اژدر آتش فشاں پیدا ہوئے
اور انکی پشت پر نشان لشکر تھے پھریروں پر نقش تھا اونکے تعریف خدا اور نعت رسالت پناہ تحریر تھی بس
وہ اژدر ایک طرف قائم ہوئے دونوں لشکروں کے لوگ دیکھنے لگے کہ یہ لشکر کس کا آتا ہی اہل اسلام یہ
سمجھے تو ضرور بہت خوش ہوگیا اور کفار یہ کہ یہ جو لشکر آرہا ہی ساحر کا ہی اور ساحر بھی مطیع اسلام نہیں یہ لوگ تو
ہم لوگوں سے تھے کہ جب وہ نشان لشکر آچکے جلوس سواری آیا بعد جلوس سواری کے اور لشکر شروع ہوئی
ساحر قاہر قہر قہر کے پر سوار سحر سے نیزہ ساز بیان کرتے ہوئے نمودار ہوئے اہل اسلام نے پہچان لیا کہ
یہ ساحر طلسم فیروزہ کے ہیں مگر سمندر شاہ وغیرہ نے پوچھا ناکہ طائران سحر ادھر بھیجے تاخبر دریافت کرکر
حاضر ہوں ادھر مومنین چاروں نے چوب دستی سے آراستہ اور پوچھا کہ ایک لشکر تو لشکر اسلام ہی
دوسرا لشکر کفار ہی بس دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے دیکھ رہا ہی
اور لشکر اسلام سے کوئی مقابلہ کو نہیں نکلا بس اسنے بذریعہ طائران سحر کے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ لشکر اسلام سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہی آپکے ہمراہ کے ہوئے ہیں مگر کہ میں اہل اسلام شاید
آئے اب کل سے عشاق استاد سمندر شاہ نے نکلکر مقابلہ کیا چنانچہ جتنے ساحر لشکر اسلام میں زبردست
تھے سب اسیر ہوگئے حتی کہ مرشح آفتاب علیہم تک اسیر ہوگیا اب کوئی ساحر لشکر میں ایسا نہیں ہی کہ جو

مقابلہ کرنے بس آج پھر میدان داری ہوئی ہی اور اپنے لشکر مبارز طلب کیا ہی اب غیر ساحر یہ انکا قصد ہی کہ نکلکر
مقابلہ کرین چنانچہ خود صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ انکے لشکر کی آمد شروع ہوئی سب اس طرف متوجہ
ہوگئے اس سبب سے کوئی نہین نکلا یہ سننا تھا کہ تہمتن جادو کو بہت غصہ آیا اور سردارون سے کہا
کہ تم تو لشکر لیکر خدمت صاحبقران مین جاؤ مین اسکا سر لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون میری طرف سے عرض
کرنا کہ غلام اسکو سزا دیلے اور اپنے آقا و مالک کا عوض لے لے تو پھر حاضر ہو صاحبقران دیکھ رہے
تھے اور دونون لشکر کے سامنے سے تخت پر سوار تہمتن جادو نظر آیا عقب مین تین لاکھ ساحرون کا
لشکر تھا بس اپنے صاحبقران یعنی بدیع الملک کو دیکھکر جھککر سلام کیا اور بادشاہ اسلام کو چونکہ
اسکا یہ حال اخبار سے معلوم ہوچکا تھا اور سردارون کو طرف لشکر اسلام کے مع سپاہ کے جانے کا
حکم دیا اور کہا کہ جدھر ساحرون کا لشکر ہی ادھر جاکر تم لوگ بھی صف باندھکر کھڑے ہو مین بھی آتا ہون
یہ کہکر اور اپنا تخت طرف عشاق کے بڑھایا صاحبقران نے جو تہمتن جادو کو ادھر جاتے ہوئے
دیکھا پکار کر فرمایا کہ بھائی تہمتن جادو کچھ دیر تو دم لیا ہوتا پھر مقابلہ کو نکلے ہوتے تہمتن جادو نے
اسی مقام پر سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام اسکو سزا دیلے تو پھر حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرے یہ لشکر
حاضر ہوتا ہی جسکو جس طرف حکم ہو صف آرا ہو یہ کہا اور تخت اڑا کر ادھر کو چلا اور تین لاکھ ساحر خدمت
صاحبقران و بادشاہ مین پہونچے سب نے قدمبوسی حاصل کی صاحبقران نے خیر انکی پوچھی تھے
سردارون سے دریافت فرمایا کہ کیونکر ادھر کو آنا ہوا انھون نے سب واقعہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا
نامہ پہونچا تھا کہ سمندر شاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہی برائے کمک آؤ چنانچہ تہمتن جادو ہمارے
افسر اعلی جو کہ آقا کی طرف سے حاکم تھے وہ فورا لشکر لیکر روانہ ہوے راہ مین سنا بیان کیا ہی کہ اسی
زمانہ مین جب سمندر شاہ لشکر لیکر آیا ہی تو سب نامہ بر واپس آئے تھے یعنی مریخ آفتاب علم کے
اور قیصر صاف باطن اور آفاق شاہ کے چونکہ کوئی ضروری امر نہ تھا کہ انکا حال تحریر کیا جاتا
اس سبب سے نہین تحریر کیا گیا خلاصہ یہ کہ سب کو معلوم ہوا تھا کہ جن جنکو جنھے طلب کیا ہی سب لشکر
لیکر آتے ہین ہان امر ضروری یہ تھا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے طلب کیے ہوئے لوگون کا انتظار تھا اور یہ
خیال تھا کہ راہ مین ہونگے چنانچہ تہمتن جادو فراسو فتنہ آپہونچا اسی طور سے ہر ایک آئیگا بس جب
سردارون نے صاحبقران سے سب حال عرض کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ جہان سب ساحر
صف بستہ کھڑے ہین تم بھی اپنے لشکر کی صف آراستہ کرو چنانچہ اسی مقام پر ان ساحرون نے بھی
اپنے لشکر کی صف بندی کی تین لاکھ ساحر صف باندھکر کھڑے ہوے ادھر [illegible] نے سمندر شاہ
کو خبر دی کہ یہ لشکر طلسم فیروز سے برائے کمک اہل اسلام طلب کیا ہوا مریخ آفتاب علم کا آیا ہوا
اسکا حاکم تہمتن جادو ہی جو کہ لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کرکے خود برائے مقابلہ استاد صاحب
کے آتا ہی سمندر شاہ نے کہا کہ اسکی بھی قضا اسکو طلسم فیروز سے لائی ہی جب مریخ آفتاب علم
استاد کا کچھ نہ کرسکا تو یہ کیا کریگا سمندر شاہ تو یہ کہ رہا تھا کہ تہمتن جادو تخت اڑا کر قریب عشاق
پہونچا اور کہا کہ او نابکار تو نے بہت سر اٹھایا ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہو اور میرے آقا و مالک مریخ آفتاب علم کو رہا کردے ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عشاق نے جواب دیا کہ تو خود اپنے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل کہ مین
سمندر شاہ سے تجھکو ملا دون ورنہ یاد رکھ کہ مثل اور سبکے تجھکو بھی اسیر کرلونگا اور اپنے نام سے

آگاہ کر اور اس امر سے کہ تو کہان سے یہ لشکر لیکر آیا ہے تاکہ میرے ہاتھ سے گمنام نہ مارا جائے تہمتن جادو نے
جواب دیا کہ بہادرون کا نام زبان شمشیر سے ظاہر ہوتا ہے خیر آگاہ ہو کہ میرا نام تہمتن جادو ہے اور مین
ملازم ہون صرصر پیچ آفتاب علم کا اپنے آقا کی طرف سے حاکم طلسم فیروزیہ تھا کہ حکم نامہ پہونچا کہ تو لشکر
لیکر فوراً حاضر ہو بس مین تین لاکھ ساحر لیکر حاضر ہوا یہان آکر معلوم ہوا کل سے تو ستا بہ کر رہا ہے اور تو نے
بہت اہل اسلام کو پریشان کیا ہے اور میرے آقا کو دھوکے سے اسیر کیا ہے بس مین خدمت صاحبقران مین
بھی نہ گیا اسی طرف آیا کہ پہلے تجکو سزا دے لون تو پھر قدمبوسی حاصل کرون لا کیا جو سر رکھتا ہے یہ سنتا
تھا کہ عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے پیدا ہوا عشاق نے اشارہ کیا کہ اسکو قتل کر
بس تہمتن جادو فوراً تخت پر سے کودا اور زمین پر آکر دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہو بس یہ اژدر
پر سوار ہوا اور اژدر نے اپنے اوپر کودا کیا کودا کرنا تھا کہ پشت اژدر سے برق کوند کر اس سوار پر
گری کہ وہ سوار فی النار ہو گیا اور عشاق بھی تخت پر سے کودا اور اسنے بھی دستک دی ایک اژدر
اور صحرا سے پیدا ہوا یہ اژدر پر سوار ہوا اور اسنے بھی کودا کیا اسکے اژدر کے سر سے برق کوند کر
بلند ہوئی تہمتن جادو نے پھر کودا کیا کہ پھر برق کوند کر بلند ہوئی دونون برقین باہم ملکر لڑنے لگین
دو بجلیان باہم بالا سے ہوا چمکنے لگین یہ سلسلہ کہ تک دونون برقین باہم جدا ہو کر لڑا کئین کہ تہمتن جادو
نے دستک دی دونون برقین گر کر عشاق پر چلین عشاق نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر
دستک دی کہ وہ دونون پھر کر تہمتن جادو کی طرف چلین تہمتن جادو نے جو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا بس دستک دی کہ وہ ہوا پر جا کر گم ہو گئین بس ابکی جو تہمتن جادو نے دستک دی دونون
برقین کوند کر لشکر شمشیر شاہ پر گرین اور کئی سو ساحرون کو جلا کر خاک کر دیا لشکر مین ایک تلاطم
مچ گیا سب وائی وائی کرنے لگے یہ جو صدا کان مین عشاق کے آئی بس ایک مرتبہ پلٹ کر دیکھا یہ واقعہ
نظر آیا بس اسنے پڑھکر اسم سحر پڑھکر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ وہ برقین یا تو لشکر
شمشیر شاہ پر کوند کر گر رہی تھین یا ایک مرتبہ بلند ہو کر طرف لشکر اسلام کے کڑک کر چلین
کڑاکے کی صدا جو تہمتن جادو نے سنی اور دیکھا کہ اب برقین لشکر کفار پر نہین گرتی ہین پلٹ کر طرف
آسمان کے دیکھا کہ دونون برقین جھپٹ کر لشکر اسلام پر گرا چاہتی ہین بس فوراً تہمتن جادو نے پشت
اژدر پر سے جھک کر خاک زمین سے اٹھالی اور اسپر اسم سحر پڑھکر جو برقون کے اوپر ماری خاک کا
مارنا تھا کہ وہ برقین خاک سیاہ ہو گئین دونون لشکرون نے دیکھا کہ دونون ٹکڑے ریسمان
کے باہم لپٹے ہوئے خاک پر گرے ان برقون کا گرنا تھا کہ عشاق کو غصہ آگیا اسنے اژدر کو اشارہ
کیا کہ وہ قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا طرف تہمتن جادو کے چلا تہمتن جادو نے جو اژدر کو اپنی طرف
آتے ہوئے دیکھا اسنے بھی اژدر کو اشارہ کیا وہ بھی چلا بس باہم دونون اژدر لڑنے لگے اور
قلابہ چھوڑنے لگے یہ دونون اسی طور سے پشت اژدر پر سوار ہین اژدر لڑ رہے ہین نوبت باینجا
رسید کہ اژدر تہمتن جادو اژدر عشاق پر غالب آنے لگا اور یہ مغلوب ہونے لگا عشاق نے
یہ واقعہ دیکھا فوراً سحر کیا کہ اژدر نے ایک ایسا قلابہ آتشین چھوڑا کہ وہ چادر آگ تہمتن جادو پر
پڑی یہ اسکو دفع کرنے مین مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک برق کوند کر سر تہمتن جادو
پر گری کہ کاسہ سر مین در آئی فوراً تہمتن جادو نے سحر کیا کہ وہ برق تو نکل گئی مگر زخم کاری لگا
خون سر سے بہنے لگا غشی سی تہمتن جادو پر طاری ہوئی بس عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ کیا

کہ گنبد ساکت ہوا کیونکہ وہ تو اسی طور سے گردش کر رہا تھا اور شق ہوا اور ایک ریسمان پیدا ہوئی کہ جو بہر
گردن تہمتن جادو میں پڑی اور تہمتن جادو کو وہ ریسمان کھینچکر اسی گنبد میں لیگئی اور مثل سابق کے
قید کیا جب تہمتن جادو اس طور سے اسیر ہو گیا عشاق نے مبارز طلب کیا لشکر تہمتن جادو
سے کئی ساحر نکلے اسیر ہوئے اب اسنے پھر مبارز طلب کیا کہ خود صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ بادشاہ
سے اجازت لیکر برائے مقابلہ جاؤں کیونکہ خیال فرمایا تھا دل میں کہ سوائے میرے یہ کسی سے قتل
نہوگا کیونکہ میں مالک باطل السحر ہوں بس صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور
آسمان پر اور نمایاں ہوا وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دو سو علم نشان دو لاکھ سپاہ کے ظاہر ہوئے
پھریروں پر تعریف خدا وندکریم مرقوم تھی علمداروں نے قریب لشکر اسلام آکر صاحبقران و بادشاہ
و قیصر صاف باطن کو سلام کیا اب جو پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر خیر ساحروں کا طلسم مراۃ العدم
سے برائے کمک آیا ہے بعد نشانوں کے اور سب سامان گذرا اسکے بعد دو لاکھ کا لشکر خیر ساحروں کا
نمودار ہوا سب نے صاحبقران کو اور سب کو سلام کیا موجب حکم صاحبقران وہ لوگ صف باندھکر
کھڑے ہوئے آنے کا حال دریافت کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے بادشاہ کا نامہ گیا تھا بس صرآت جادو
دو لاکھ ساحر اور دو لاکھ خیر ساحر لیکر روانہ ہوئے وہ بھی آتے ہیں چنانچہ ہوا بر انھیں کی آمد کا ہے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ابر شق ہوا اور نشان لشکر پیدا ہوئے اژدروں پر تھے بس سب نے
سلام صاحبقران وغیرہ کو کیا اور جدھر ساحروں کا لشکر تھا جا کر صف باندھکر کھڑے ہوئے سب نے
دیکھا کہ صرآت جادو طاؤس پر سوار عقب میں لشکر بیشمار نمودار ہوا اسنے جو دو لشکر صف آرا
دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عشاق لشکر اسلام سے مبارز طلب ہے بس اپنے لشکر کو
تہمتن جادو کے ماتحت لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے اور بادشاہ اور صاحبقران اور اپنے
آقا کو سلام کر کے طرف عشاق کے چلا ادھر ہرکاروں نے سمندر رشتاد کو خبر دی کہ طلسم مراۃ العدم
سے صرآت جادو دو لاکھ ساحر اور دو لاکھ خیر ساحر لیکر صاحبقران کی کمک کو آیا ہے اور لشکر کو
لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے خود برائے مقابلہ عشاق آتا ہے سمندر رشتاد نے کہا کہ یہ بھی مثل
تہمتن جادو کے اسیر ہوگا ادھر صرآت جادو کو جو صاحبقران نے اسطرف جاتے دیکھا فرمایا کہ ٹھہر جاؤ
یہ ساحر زبردست ہے اور تم تھکے ہوئے ہو اور کوئی مقابلہ کریگا صرآت جادو نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا کہ یہ
غلام اس سے مقابلہ کریگا یہ کہکر چلا ادھر عشاق نے دیکھا کہ ایک ساحر میری طرف آتا ہے دل میں
خیال کیا کہ تو کہانتک مقابلہ کئے جائیگا یہ تو اسی طور سے برائے کمک آتے جائینگے بس بہتر یہ ہے
کہ اب مقابلہ نہ کر جو ساحر خواہ زبردست خواہ زیردست آئے خاک قبر جمشید ہی سے گرفتار کر
ولیکن یہ خیال کر کے جھولی سے خاک نکالی اور اسی قصد سے کھڑا ہوا کہ جب یہ قریب آئے اسیر
بنا دوں بس جیسے ہی صرآت جادو قریب آیا اس کافر نے کیا کیا کہ وہ خاک ماری صرآت جادو
تو اس حال سے غافل تھا تمام خاک اسپر پڑی اور وہ بے حس و حرکت ہوا اس نابکار نے
صرآت جادو سے نہ نام دریافت کیا نہ مقام کا نشان یہ حرکت کر بیٹھا صرف اسقدر تو
صرآت جادو نے عشاق سے کہا کہ او عشاق تو نے بڑی دغا کی یہ خلاف جوانمردی کام کیا
صرآت جادو کی تقریر سنکے عشاق نے جواب دیا کہ پھر کیا کروں کسی طور سے لڑائی کا خاتمہ تو ہو
بہت ساحر اسیر ہو چکے اب اور کہاں سے چلے آتے ہیں کہانتک ہر ایک سے مقابلہ کروں اب

ہیں نے یہ طریقہ اختیار کیا صراّت جادو نے قصد کیا کہ کچھ جواب دے مگر طاقت جواب دینے کی نہ تھی حس و حرکت
زائل ہو چکی تھی جواب نہ دے سکا جھوم کر طاؤس پر سے گرنے لگا کہ عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ
کیا اسی طور سے ریسمان پیدا ہوئی اور صراّت جادو کو بھی باندھ کر گنبد میں کھینچ لیا اور بند کیا سب
ساحر اور غیر ساحر جو کہ اسیر ہوئے تھے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے ہیں جس خاک پر پڑے ہیں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاک نہیں ہے بلکہ آگ ہے ہر ایک کے جسم میں آبلہ پڑ گئے ہیں کیا کریں ناچار ہیں
پس یہاں عشاق نے صراّت جادو کو اسیر کر کے مبارز طلب کیا پس صاحبقران نے خواجہ سے
فرمایا کہ پکار کر کہدو کہ اب نہ کوئی ساحر نہ کوئی غیر ساحر برائے مقابلہ نکلے میں جا کر مقابلہ کرونگا دوسرا
امر یہ بھی تھا کہ بعد اسیر ہونے صراّت جادو کے چند ساحر لشکر سے نکلے تھے وہ اسیر ہو چکے تھے
پر اب بند ہو گیا تھا پس خواجہ نے پکار کر کہا اور میدان کو قرق کیا صاحبقران وہاں سے روبرو
بادشاہ کے تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا قصد ہے آپکا صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں خود
مقابلہ جاؤنگا کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ جو مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر ہو
پس کیا ضرور ہے کہ بیکار کو بندگان خدا کا خون ہوا اور زحمت ہو میں خیال کرتا ہوں کہ بلا میرے
جائے ہوئے یہ معرکہ سر نہوگا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہے پس جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا
غیر ساحر کی تو کیا اصل ہے اور میں مالک اسم اعظم ہوں میرے اوپر اسکا سحر اثر نہ کریگا پس [illegible]
کرونگا یہ جو صاحبقران نے فرمایا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا اور دونوں ہاتھ ملنے لگے ہیں
صاحبقران کے ڈالدیے سب سردار اور عزیز اسی مقام پر جمع ہو گئے اپنے اپنے مقام سے آکر
بادشاہ نے صاحبقران سے کہا کہ یہ نہوگا کہ آپ مقابلہ کو جائیں پہلے میں مقابلہ کرلوں پھر آپکو اختیار
ہے آپکے سبب سے میری بادشاہت ہے میں آپکو نہ جانے دونگا صاحبقران فرماتے ہیں
میں جہان پناہ ہیں آپکے سبب سے لشکر کی رونق ہے اگر میں نہونگا لشکر تباہ نہوگا آپکے قدم سے تو
لشکر کی تباہی کا خوف ہے پس بادشاہ یہ فرما رہے ہیں صاحبقران یہ جواب دے رہے ہیں اور عزیز بھی
کہ رہے ہیں کہ آپ مقابلہ کو نہ جائیں ہم جا کر مقابلہ کرینگے آپکے سبب سے ہم سبکی عزت و آبرو ہے
ہر ایک کو یہی جواب صاحبقران دیتے ہیں کہ مجھکو جانے دو تم میں سے جو جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا
یہاں تو یہ واقعہ ہے کہ صاحبقران بادشاہ اور سرداروں اور عزیزوں سے رخصت چاہ رہے
ہیں کوئی نہیں دیتا ہے دونوں طرف سے اصرار ہے پس ان سب کو تو اسی حالت میں چھوڑے اور
اب دوسرا قصہ بیان ہوتا ہے اسکے بعد پھر یہ داستان تحریر ہوگی

**اب شمہ حال ملکہ ایوان شہ طاقی کا سماعت فرمایئے کہ یہ جو لشکر لیکر اپنے
اہل شہر کو مسلمان کر کے اور حیران بادلہ پوش کو شکست دیکر جو کہ سمندر شاہ
کی طرف سے اسکے ملک کو غارت کرنے آیا تھا طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوئی و دیگر حالات داستان ہذا**

راوی بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان شہ طاقی جو تین لاکھ ساحر دن کا لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام روانہ ہوئی تھی بعد قطع مراحل و طے منازل کے قریب سمندر پر اُس دن پہونچی کہ جسدن عشاق نے میدان میں آکر کل ساحران مطیع اسلام کو اسیر کر لیا تھا چنانچہ یہ دو منزلہ و سہ منزلہ کرتی ہوئی آتی تھی بدین سبب یہ بھی اور اسکا کل لشکر تھک گیا تھا اور یہ بھی بسبب راہ کے کسلمند تھی پس اسنے بصلاح سرداران لشکر اُس مقام پر قیام کیا اور شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو جب یہ وہاں سے کوچ کرنے لگی تو اسنے خیال کیا کہ ذرا کچھ حال سمندر بیشاہ اور لشکر اسلام کا دریافت کروں کہ مقابلہ تو نہیں ہوا سمندر بیشاہ کس فکر میں ہے یہ اپنے دل میں خیال کر کے اپنے بوہم خانہ میں جا کر کچھ لونگ وغیرہ کا بخور کیا اور ایک ماش کے آٹے کی پتلی بنا کر اُسپر سحر کیا جب وہ گویا ہوئی اُس سے دریافت کیا کہ تو یہ بیان کر کہ لشکر اسلام کس فکر میں ہے اور سمندر بیشاہ کس فکر میں ہے آیا ابھی مقابلہ تو اہل اسلام اور سمندر بیشاہ سے نہیں ہوا یہ جو اسنے کہا وہ پتلی کچھ عرصہ تک ساکت رہی اُسکے بعد گویا ہوئی کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ سمندر بیشاہ بتیس لاکھ کا لشکر لیکر جسمیں ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مقابلہ میں لشکر اسلام کے آیا طبل جنگ بجا چنانچہ پہلے تو غیر ساحر سے مقابلہ ہوا لشکر اسلام غالب آیا اسکے بعد سمندر بیشاہ نے اپنے ساحروں کو حکم دیا کہ مقابلہ کو نکلو ادھر سے بھی ساحروں نے نکلکر مقابلہ کیا چنانچہ اس معرکہ میں بھی اہل اسلام کا غلبہ رہا پس سمندر بیشاہ نے عاجز ہوکر خود نکلنے کا قصد کیا اُسکے استاد نے منع کیا اور بعد صلاح کے یہ رائے ہوئی کہ میں نکلوں یعنی عشاق چہرہ نشین پس اُسکے نام پر طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے عشاق نے نکلکر میدان میں آکر ایک گنبد ہوا کی بالا سے ہوا بنایا اسکے بعد مبارز طلب کیا چنانچہ لشکر اسلام سے [illegible] غزالان نکلیں عشاق سے خوب خوب مقابلہ کیا آخر کو اسیر ہوئیں یعنی عشاق نے اسیر کر لیا پھر جو نکلا پہلے تو خوب لڑا اسکے بعد اسیر ہوا نوبت یہ آئی کہ صبح سے قریب شام مقابلہ ہوا وہ خوب لڑا جب عشاق نے دیکھا کہ یہ مغلوب نہو گا تو خاک جمشیدی سے اُسکو اسیر کر کے اُسی گنبد میں قید کیا خلاصہ یہ کہ کوئی دو ڈیڑھ سو ساحران نامی اور کوئی پندرہ سولہ غیر ساحر کل عشاق نے لشکر اسلام کے اسیر کیے رات ہوگئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر فرودگاہ پر واپس آئے رات بھر لشکر کفار میں خوشی رہی لشکر اسلام میں سب عبادت خدا کیا کیے آج جب صبح ہوئی پھر دونوں لشکر میدان میں آئے عشاق نے نکلکر مبارز طلب کیا ابھی کوئی لشکر اسلام سے مقابلہ کو نہیں نکلا تھا کہ طلسم فیروزہ سے تہمتن جادو نائب مرسخ آفتاب علم کو جب اسکے طلب کرنیکے لشکر لیکر آتا تھا آکر پہونچا جب اسنے عشاق کو میدان میں مبارز طلب دیکھا لشکر کو تو خدمت صاحبقران میں روانہ کیا اور خود آکر عشاق سے مقابلہ کیا خوب لڑا آخر کو اسیر ہوا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر ہوے اسکے بعد پھر مبارز طلب کیا صاحبقران نے خود قصد کیا تھا کہ طلسم مرآۃ العدم سے صراف جادو حسب الطلب وغیرہ ہائت باطن کے لشکر ساحران و غیر ساحران لیکر آیا اسکو بھی جب یہ معلوم ہوا تو یہ بھی مثل تہمتن جادو کے لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے اور خود مقابلہ عشاق میں آیا وہ بھی اسیر ہوا اُس سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی کہ عشاق نے خاک جمشیدی سے اسکو اسیر کر لیا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر ہوے اب جو اسنے مبارز طلب کیا ہے تو خود صاحبقران نے قصد کیا ہے بادشاہ سے اجازت طلب کر رہے ہیں وہ نہیں دیتے ہیں اصرار ہو رہا ہے یہ واقعہ ہے اور یہ ساحران اسلام و غیر ساحران اسلام اُس گنبد میں قید ہیں اور بیہوش و بیحرکت پڑے ہیں عجب اندھیر شدہ ہوئے ہیں جسمیں تھا کہ باہر پڑے ہیں وہ مثل آگ کے جل رہی ہیں ایکم بخاری حال ہے کہ آنکے جسم میں آبلے پڑ گئے ہیں اور اُس گنبد میں

سب اسیر ہین یہ حال ہی لشکر اسلام کا جلد اسنے کو ہوپنچائیے ورنہ صاحبقران نہ نکلکر مقابلہ کرین اسی ملکہ ایک امر
ضروری ہی کہ اس عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن ہی کیونکہ یہ سحر بند ہی جب تک کہ اسکا قاتل نہ آئیگا نہ یہ صاحبقران
کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے یہ بھی مین آپکو خبر دیتی ہون کہ آج یہ ضرور مارا جائیگا اور سمندر شاہ
کا اقبال بدل گیا سا ہوا وہ بار کے سمندر شاہ شکست کھا کر طرف طلسم گنجوری کے بھاگیگا مگر ابھی چند ساعت تو
یہ زندہ رہیگا اور اہل اسلام پر یہی مصیبت رہیگی جب تک کہ اُنکے ستارے نحس ہین ہان بدلا جانتے ہین کچھ
ہی زمانہ باقی ہی ادھر بدلے ادھر عشاق کا قاتل آیا بس یہ ہی نشانی ہی اہل اسلام کے ستارہ انکے بدلنے کی جسوقت
عشاق مارا جائے بس سمندر شاہ پریشان ہو کر جنگ مغلوبہ کا حکم دیگا ادھر جنگ مغلوبہ ہوئی اور اہل اسلام کی
ظفر ہوئی اب سمندر شاہ یہان ٹھہر نہین سکتا ہی جو گھڑی ٹھہرا ہی وہ گھڑی ٹھہرا ہی ورنہ اُسکے ستارے بھی سست
نحس آ گئے ہین یہ ضرور ہی کہ اس مقابلہ مین قتل نہین ہوگا اسکی قضا طلسم گنجوری مین ہی یہ جو اس پتلی نے کہا
ایوان کو بہت بڑی فکر ہوئی سحر کیا کہ وہ پتلی تو غائب ہوئی یعنی ماش کا آٹا ہو کر رہ گئی اور اسنے سرداروں کو
طلب کر کے حکم دیا کہ تم تو لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے چلو مین آتی ہون مگر بہت جلد راہ طی کرنا ایسا نہو کہ صاحبقران
مقابلہ کو نکل آئین تو بڑی شرمندگی ہوگی مجکو خواجہ سے مین بند و بست کر کے آتی ہون ایک ضرورت سے جاتی
ہون راوی نے کہا ہی کہ ایوان کے ایسے حواس گئے تھے یہ خبر سنکے کہ اُسنے پہلے سے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ عشاق کا
قاتل کون ہی اور یہ کیونکر قتل ہوگا اگر دریافت کرتی تو معلوم ہو جاتا بس یہ حکم دیکر اور سحر کر کے پر پرواز پیدا کر کے
ایک طرف کو روانہ ہوئی سرداران لشکر لشکر کو لیکر اُسیوقت طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے گو لشکر اسلام سے
واقف نہ تھے مگر سمندر پری کی طرف چلے اور ایوان نے پتہ بھی بتا دیا تھا یہ تو ادھر چلے یہان صاحبقران اصرار
کر رہے ہین بادشاہ اجازت نہین دیتے ہین عشاق مبارز طلب کر رہا ہی ایوان جو پر پرواز پیدا کر کے طرف
آسمان کے چلی تھی عشاق تو اس حال سے بالکل بیخبر تھا کہ اب کون ایسا ہی کہ جو میرے اسیروں کو بچائیگا
نہ یہانتک غبار پہونچ سکتا ہی نہ کوئی ساحر لشکر مین ایسا ہی بس یہ بیخوف کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا تھا ایوان
جو وہان سے چلی ایک مرتبہ یہان آکر جھکی اسنے جو غور کر کے زمین کی طرف دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ صاحبقران
قریب تخت بادشاہ کھڑے ہوئے ہین تخت بادشاہ کا زمین پر رکھا ہوا ہی اور بادشاہ صاحبقران کے
گلے سے لگے ہوئے ہین سب سردار غیر ساحر اور غیر ساحرات اُسی مقام پر ہین لشکر ساحران ایک طرف کھڑا ہوا
ہی مگر عجب عالم ہی کہ بڑے بڑے ساحروں سے خالی ہی جسقدر اہل لشکر ہین سب مغموم کھڑے ہوئے
ہین عجب ایک سناٹا لشکر مین ہی یہ حال دیکھکر ایوان کو بھی بڑا صدمہ ہوا نگاہ دوڑا کر خواجہ کو دیکھا
کہ خواجہ کہان ہین دیکھا کہ خواجہ بھی قریب صاحبقران ہین بس ایوان تو اپنے کو سحر سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھی وہ سب کو دیکھ رہی تھی اُسکو کوئی نہین دیکھ سکتا تھا ایک مرتبہ ایوان نے لشکر سمندر شاہ
کی طرف دیکھا سب کو خوش و خرم پایا بڑا صدمہ ہوا اُنکے خوش ہونے کا بس ایوان بلند ہو کر اُس
گنبد کے قریب آئی اور سحر کیا کہ سقف گنبد شگافتہ ہو گئی بس اسنے کیا تدبیر کی کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
تھے سحر کر کے سب کو اُس گنبد کے اندر سے نکال لیا اور ایک تختہ بڑا لے سحر سے اسنے سحر
کیا تھا کہ سب بیہوش ہو گئے تھے اُسکے بعد سب کو نکال لیا اور اُنکے عیوض مین ماش کے پتلے
بنا کر اُسی صورت کے اور اُسی طور سے اسیر اُس گنبد مین ڈالدیے اس امر کی کسی کو خبر بھی نہوئی
جو وہان در گنبد پر بیٹھے تھے وہ بھی آگاہ نہوئے گنبد اُسی طور سے گردش کیا کیا اسنے یہ
نہین کیا کہ سحر عشاق کو مٹا دے اس خیال سے کہ ذرا اُسکو بھی خبر کا ہو گو ممکن تھا کہ اس گنبد کو

مٹا کر نکال لائی صرف خفیف کرنے کو اُسنے سحر بدل گیا جیسے کہ بیہوش پڑا ہیں بہمن رویین تن نے کیا تھا
بس یہ سب کو لیکر اُسی حالت بیہوشی میں ایک ابر سحر پر ڈالکر اور اس ابر کو غائب کرکے وہاں سے
بہت جلد روانہ ہوئی اسقدر جلد چلی کہ اسکا لشکر لشکر اسلام تک نہ پہونچنے پایا تھا راہ میں تھا کہ
یہ اپنے لشکر میں پہونچ گئی اور اپنے کو ظاہر کیا اور سب سے کہا کہ اسی مقام پر بہت جلد ایک خیمہ برپا
کر دو اور تھوڑے عرصہ تک قیام کرو مگر کوئی خیمہ میں نہ آئے بس فوراً ایک خیمہ برپا کیا گیا یہ اُس خیمہ میں
آئی اسنے اُس ابر سحر کو بھی اندر خیمہ کے سحر کرکے کھینچ لیا اول اُس مقام پر خیمہ برپا کرایا تھا کہ جس مقام پر
اسنے ابر سحر کو زمین پر اُتارا تھا مگر وہ سبکی نگاہ سے پوشیدہ تھا بس جب خیمہ برپا کر چکا اب اسنے سحر کیا کہ
سبکے جسم پر سے قید سحر دفع ہوئی اور زبان سے ہر ایک کی سوزن نکالی قید سحر کا دفع ہونا تھا کہ سبکے
جسموں میں طاقت آگئی جب یہ سوزن نکال چکی اور قید دفع کر چکی اب اسنے سحر کیا کہ سب کو ہوش
آیا اب جو ہوش آیا ہر ایک نے اپنے کو رہا پایا ہاتھ پاؤن کو جو حرکت دی انمین بھی طاقت پائی
خیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں یہی حال غیر ساحروں کا بھی تھا کہ ایوان نے کہا کہ آپ لوگ کچھ
فکر نہ کریں جلد اُٹھیں آپکی اس کنیز نے آپ سب کو رہا کیا ہے مشتاق کو نمک دی ہے جب معلوم ہوگا
بہت خفیف ہوگا میں نے سحر بدل کر کے آپکو گنبد سے نکال لائی ہوں اور آپ سب لوگوں کی صورت
بناکر ڈال آئی ہوں یہ جو ایوان نے کہا اب جو سب نے آنکھیں کھولکر دیکھا تو اپنے کو ایک خیمہ میں پایا
اور ایوان کو کھڑے ہوئے دیکھا سواے بہمن جادو وہرات جادو اور انکے لشکر کے ساحروں نے
اور دیوانہ ہوشت و بہوشت نے تو نہیں پہچانا اور سب نے پہچان لیا فریبدہ وڈھالی سو کے سب ساحر
و غیر ساحر تھے بس سب اُٹھے اور ایوان سے ملے اور اُسکا شکریہ ادا کرنے لگے ایوان نے کہا کہ یہ
وقت شکریہ ادا کرنے کا نہیں ہے اور نہ مجھسے حال دریافت کرنے کا ہے جب اطمینان سے ہونگی تو بیان
کرونگی بس آپ لوگ اسقدر کام کریں کہ جو ساحر ہیں وہ سحر سے اور جو غیر ساحر ہوں انکی ساحر صورتیں تبدیل
کریں مثل میرے اہل لشکر کے اور میرے لشکر کے ہمراہ چلیں کیونکہ وہاں مشتاق مبارز طلب کر رہا ہی
اور صاحبقران نکلا چاہتے ہیں ایسا نہو کہ وہ میدان میں اُسکے مقابلہ میں آجائیں تو بڑی خرابی ہو
بس یہ تدبیر کیجیے اور جب میں پکار کر عرض کروں کہ آپ لوگ اپنے کو ظاہر کیجیے بس فوراً
اپنی اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہو جائیگا اور اپنے اپنے مقام پر لشکر میں تشریف لیجائیے گا
اور غیر ساحروں کی بھی صورتیں بدل دیجیئے گا سب نے قبول کیا کیونکہ نہ قبول کرتے کہ اتنا بڑا
احسان کیا تھا بس سب نے صورتیں تبدیل کیں سحر سے اور غیر ساحروں کی بھی تبدیل کیں بس
ایوان اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے نکلی سب اہل لشکر حیران ہوے کہ یہ اسقدر ساحر
ملکہ کہاں سے لائیں ایوان نے سب کو حیران دیکھا کہا کہ تم لوگ حیران ہو کہ یہ اسقدر ساحر کہاں سے
آگئے یہ لوگ میرے پاس بہت عرصہ سے ملازم ہیں مگر پوشیدہ و یہ ساحران زبردست سے ہیں اور معزز
ہیں انکا حال کسیکو نہیں معلوم تھا یہ پوشیدہ طور سے میرے ہمراہ رہتے تھے اور میری حفاظت کرتے تھے
بس اسوقت میں نے انکو ظاہر کیا اور اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے باہر آئی یہ کہکر پشت پر سوار ہوئی اور وہ سب ساحر
یعنی جسکو رہا کیا تھا اور غیر ساحر طاؤس دیو پر سوار ہوکر گرد پشت ایوان قائم ہوئے غیر ساحروں کیلیے ساحروں نے
سحر سے طاؤس وغیرہ بنائے اور انمین سے ہر ایک سحر سے طاؤس پر سوار ہوکر چلے بس ایوان ان سبکو اپنے
ہمراہ لیکر اور لشکر اپنا لیکر اُس مقام سے چلی اور اسقدر جلد روانہ ہوئی کہ بہت جلد پہونچی قریب لشکر اسلام کے کہ صاحبقران

نہ نکلنے پائے تھے بادشاہ سے فرما رہے تھے کہ اجازت مرحمت فرمائیے عشاق میدان میں کھڑا ہوا تماشہ دیکھ
رہا تھا اور ہنس رہا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور ابر بسنتی رنگ دکھائی دیا یہ جو بادشاہ نے
اور کل اہل لشکر نے دیکھا صاحبقران سے بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا خوشرنگ ابر اٹھا ہے اس
ابر کو دیکھکر ایک قسم کی فرحت ہوتی ہے ضرور کوئی نہ کوئی مددگار ہمارا آتا ہے خداوند کریم نے شاید کسیکو اپنی قدرت
سے بھیجا ہو کہ جو آکر اس کافر کو قتل کرے صاحبقران نے فرمایا کہ گو اسکی ذات سے اس سے زیادہ امید ہے
مگر اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہماری کمک کو آئے گو ساحر و غیر ساحر بہت سے دوست ہیں مگر انکو اس معرکہ کی
خبر کب ہے جو کمک کو آئینگے اور فرض کرو مع جیسا آپ فرماتے ہیں ایسا ہی ہو تو جو آئیگا وہ اسکے ہاتھ سے
اسیر ہوگا اسپر فتح نہ پائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے مگر ذرا ملاحظہ تو فرما لیجئے صاحبقران نے
فرمایا کہ بہت خوب یہ فرما کر ادھر دیکھنے لگے جدھر سے ابر اٹھا تھا اور یہ سب سردار اور سب عزیز اور بادشاہ
اور کل اہل لشکر ساحر و غیر ساحر وغیرہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ یہ ابر آمد ساحر کا ہے اور یہ ہی ہر ایک کو یقین ہوا تھا
سمندر شاہ اور اسکا لشکر کل اور عشاق بھی اسی طرف متوجہ ہوا شملاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر زبردست یا تو آپکی کمک کو آتا ہے یا اہل اسلام کی سمندر شاہ نے کہا کہ یہ مت
تو ہمارے مددگاروں کے آنے کی ہے کوئی ہمارا مددگار آتا ہے اگر آتا ہے تو بیکار آتا ہے تو خاتمہ کرچکے ہیں سمندر شاہ
شملاق سے یہ کہہ رہا تھا کہ ادھر وہ ابر ایک طرف میدان میں دونوں لشکروں سے الگ آکر قائم
ہوا تب تو سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ یہ تو نہ میرا مددگار معلوم ہوتا ہے نہ اہل اسلام کا کیونکہ وہ ابر
الگ دونوں لشکروں کے آکر قائم ہوا ہے شملاق نے جواب دیا کہ معلوم ہو جائیگا ادھر صاحبقران نے بادشاہ سے
فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ابر الگ قائم ہوا یہ کوئی دوسرا حریف پیدا ہوا ہے کہ جو
الگ ٹھہرا ہے خیر اگر اس سے جان بچی تو اس سے بھی مقابلہ کیا جائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھئے
پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے میرا تو دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی ہمارا دوست ہے جو جب
معرکہ کوئی مشغول ہے اس پر وہ زرنگاری میں آکر ٹھہرا ہوا ان نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا تھا
کہ تم دونوں لشکروں سے الگ اپنے پرے جمانا چنانچہ اسی سبب سے وہ لوگ الگ کھڑے
ہوئے بس راوی نے بیان کیا ہے کہ جب [illegible] لشکر ابوالان کا آگیا اور [illegible] جس وقت وہ ابر
شق ہوا [illegible] بادشاہ اور صاحبقران اور کل اہل اسلام اور سمندر شاہ اور عشاق اور کل لشکر
سمندر شاہ نے دیکھا ایک لشکر [illegible] ساحروں کا [illegible] غور کرکے سمندر شاہ نے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ابوالان [illegible] کے لوگ ہیں [illegible] ابوالان [illegible]
آگے لشکر کے [illegible] لشکر کی طرف [illegible] سمندر شاہ
نے [illegible] شملاق سے کہا کہ [illegible] اہل اسلام [illegible] کہ اہل [illegible]
مسلمان [illegible] لشکر [illegible] لشکر [illegible] تھا اور اسکے
غارت [illegible] مقابلہ [illegible] اور اسکو قتل کیا اور لشکر کو شکست دی
اب کیا سبب ہوا کہ [illegible] اپنے لشکر [illegible] شملاق نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ اہل اسلام کو [illegible] اور آپ سے بھی [illegible] اس سبب
سے کہا کہ [illegible] تو معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
[illegible]

اسکی قدر کرکے بے عزت کیا اسپر طرہ یہ ہوا کہ لشکر اُسکے ملک کے تباہ و برباد کرنے کو روانہ کیا بس یہ
اور خرابی ہوئی اُسنے اس لشکر کو شکست دی اور خود لشکر لیکر آئی ساحرہ زبردست ہی ہم پلہ ہی آپکے استاد
کی جو سن آپکے استاد کا ہوگا وہی ایوان کا بھی ہوگا بلکہ کچھ سن مین زیادہ ہوگی کسکی نواسی ہی بلکہ شعلہ جادو
کی آگ کا پتلہ ہی اسکے مقابلہ مین عشاق مثل چنگاری کے بھی نہین ہین اسکا سحر آپ ملاحظہ کرچکے ہین کہ جب اسنے آپکی طرف
سے آکر اہل اسلام سے مقابلہ کیا ہی ایک ادنی سے سحر مین سب کو اسیر کرلیا تھا اور خود مقابلہ کو
نہ نکلی تھی صرف اپنے مقام ہی سے کھڑے کھڑے سحر کیا تھا جسکی وزیرزادی ایسی تھی کہ جسنے کل لشکر اسلام کو
پکڑلیا وہ خود کیسی ہوگی ایک ذرا سے اشارہ مین لشکر اسلام مین تلاطم مچ گیا کسقدر ساحر و غیر ساحر
اسیر ہوے تھے جب اسنے دریا بنایا تھا اور ایک اشارہ ابرو مین ایوان نے اسم اعظم صاحبقران آنکے
قلب پرسے محو کردیا تھا پھر لگادی تھی نہ عیاری خواجہ کرتے تو اہل اسلام اس بلاسے نجات پاسکتے وہ بھی
ساحر تھے جنکے گرفتار کرنے مین استاد صاحب کو مشکل پڑی تھی کس کس تدبیر سے اور دھوکے سے اور
فقرہ سے اور مکاری سے اسیر کیا ہی بس اگر ایوان اس قصد سے آئی ہی تو بڑی خرابی ہوئی دیکھیے
پہلے کس سے مقابلہ کرتی ہی ایوان سے تو کوئی ساحر اس لشکر کا نہین مقابلہ کرسکتا ہی بس ہان اگر
کچھ مقابلہ مین ٹھہرینگے تو استاد یا آپ باقی تو سب اسکے لقمہ ہین اور ہم سب اسکے نزدیک حلوۂ تازہ
ہین سمندر شاہ نے کہا کہ اگر وہ ہمسے مقابلہ کوے گی تو ہم یہ جواب دینگے کہ ہم اہل اسلام کا
خاتمہ کرلین تو پھر تمسے مقابلہ کرین اگر وہ پہلے اہل اسلام کی طرف توجہ کریگی تو بھی ہم یہ ہی
کہینگے کہ ہم انکا خاتمہ کرچکے ہین تمکو کیا ضرورت ہی جو تم زحمت کرو ہمسے انسے فیصلہ ہوجانے دو
شملاق نے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہان شملاق و سمندر شاہ مین تو یہ تقریر ہورہی ہی ادھر
عشاق کھڑا ہوا ایوان کی طرف دیکھ رہا ہی ایوان اس قصد سے آگے اپنے لشکر کے کھڑی ہی
کہ ابکی یہ اہل اسلام سے مبارز طلب کرے تو مین اپنے لشکر سے اسکے مقابلے کو نکلون ادھر
لشکر اسلام کے لوگون اور خود بادشاہ و صاحبقران اور سردارون و خواجہ نے جو
دیکھا کہ ایوان لشکر کثیر لیکر حسب وعدہ آئی تو مگر الگ صف آرا ہوئی اور آگے لشکر کے
کھڑی ہوئی دونون لشکرون کی طرف دیکھ رہی ہی صاحبقران نے یہ دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ آپکا
فرمانا تو درست ہوا کہ لشکر ساحرون کا آیا ہی مگر یہ آپکا دوست نکلا نہ سمندر شاہ کا گو یہ
دوستی کا دعوی کرتی تھی اور یہ ہی اقرار کرگئی تھی کہ لشکر لیکر حاضر ہوتی ہون اور آئی مگر
نہ معلوم کیا سبب ہی جو الگ کھڑی ہی اور اپنے لشکر کو بھی الگ صف آرا کیا ہی خواجہ نے یہ سنکے
عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھ عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ فرمائین خواجہ نے
عرض کیا کہ مین نے اسوقت عرض کیا تھا کہ جب یہ مطیع اسلام ہوئی تھی کہ اسکا کیا اعتبار ہی
اسکی پیشانی سے ظاہر نہین ہوتا ہی یہ مکر کرتی ہی آپنے فرمایا تھا کہ ظاہر کو دیکھتے ہین باطن کا
حال خدا کو معلوم ہی بس ملاحظہ فرمائیے میرا قول درست ہوا کہ وہ فقرہ کرکے گئی اور اپنی
جان اسنے بچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا کیا نقصان ہوا وہ اُسی کا ہوا اسکے نصیب مین
دین اسلام سے مشرف ہونا نہ لکھا تھا سیر جنت اسکے مقدر مین نہ تھی نار دوزخ مین جلنا مقدر مین
تھا بس کیا ضرورت تھی کہ جب اسنے کہا کہ مین نے آپکا دین قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئی
مجھکو اجازت دیجئے کہ مین اپنے شہر مین جاکر اپنے سب عزیزون اور اہل لشکر کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر آپکی کمک کو

آؤں تو میں کیوں منع کرتا جو کچھ مجھکو سمجھانا تھا سمجھا دیا تھا راہ راست بتا دی تھی خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
امر تو ضرور ہے مگر آپ ان لوگوں سے واقف نہیں ہیں یہ بڑے مکار ہوتے ہیں انکے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ انقلاب اس طور کا نہیں ہے نہ میں ایسا ہوں کہ کسی کے قول کا اعتبار نہ کروں
یہ فرماکر فرمایا بادشاہ سے کہ آپ مجھکو اجازت دیجئے اب کس امر کا انتظار ہے بادشاہ نے فرمایا کہ آپ
مجھکو اجازت مرحمت فرمایئے یہ فرماکر بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کچھ پتا ہوا کہ یہ ایوان کس
قصد سے آئی ہے خواجہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اس قصد سے آئی ہے کہ
چاہا کہ آپ لوگوں سے مقابلہ کروں اور بعوض لوں اس ذلت کا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر سمندر رشاہ
کی کیوں نہ خبر لی کیا ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ یا تو اس سے بھی مقابلہ کرے گی کیونکہ اسکے بھی تو ہاتھ سے
زک پائی ہے یا آپ لوگوں سے مقابلہ کرکے خواہ شکست پائے خواہ ظفر پھر سمندر رشاہ سے ملیگی اگر ظفر
پائی تو سمندر رشاہ خود اس سے ملنے کی خواہش کرے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اس بلا سے تو جان بچے
پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ ہی باتیں تھیں اور صاحبقران برائے اجازت اصرار فرما رہے تھے کہ
عشاق نے ایوان کی طرف سے منہ پھرا کر اور اہل اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا اب
تم میں سے کوئی میرے مقابلہ کو نہ آئیگا کیا میں خود آؤں وہ جو بڑے بہادر بنتے تھے اور دلاور
اپنے کو جانتے تھے اور مالک اسم اعظم ہیں وہ بھی نہیں مقابلہ کو نکلتے پس میں کہاں تک انتظار
کروں اگر کوئی نہیں آتا ہے تو میں خود آتا ہوں ساری بہادری کا حال تم لوگوں کی کھل گیا یہ جو
عشاق نے کہکر نہیب دی پس صاحبقران نے بادشاہ سے اس طور سے کہا کہ عشاق
و سمندر رشاہ و کل لشکر سمندر رشاہ و اہل لشکر اسلام و ایوان اور اسکے اہل لشکر نے سنا کہ صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سنا کہ اس مردار نے کیا کلمے اپنی زبان پر جاری کیے اب مجھکو
ان کلمات کے سننے کی تاب نہیں ہے یا تو اجازت فرمایئے یا جواب صاف بس اگر اجازت نہ دیجئے گا
تو میں اپنا گلا کاٹ کر اپنے کو ہلاک کرونگا تاکہ میں دوبارہ یہ کلمات نہ سنوں یہ جو بادشاہ
سے صاحبقران نے فرمایا اور عشاق نے مبارز طلب کیا ایوان تو اس امر کی منتظر تخت
روکے اپنے لشکر کے آگے کھڑی تھی بس ایک مرتبہ تخت کو اڑا کر طرف عشاق کے چلی اور
صاحبقران سے پکار کر عرض کیا کہ حضور توقف فرمائیں یہ آپکی کنیز سراپا تقصیر اس کافر کے
مقابلے کو جاتی ہے مجھکو سب حال معلوم ہے کہ کل سے اسنے آپکو اور شہریار کو بہت پریشان کر رکھا ہے
اور بہت سر اٹھایا ہے میں اسکا سر کاٹ لیتی ہوں یہ یوں نہ مانیگا جب تک یہ مقتول نہ ہو جائیگا
بڑے بڑے ساحروں کو اسنے مکر سے اسیر کیا ہے پس آپ نہ تشریف لائیں کنیز اسکو کافی ہے میری موجودگی میں
آپ کیوں تکلیف کریں میں تو اسکے مقابلہ کی بہت دنوں سے مشتاق تھی اور اسی قصد سے آئی
ہوں کہ یا تو آج میں نے اسے قتل کیا یا اسنے مجھے میں نے جو اپنا لشکر الگ صف آرا کیا تو ایک مصلحت
سے آپ یہ خیال فرماتے ہونگے کہ ایوان نے مکر کرکے جان اپنی بچائی اب ہمسے مقابلہ کرنے آئی ہے ایسا
نہیں ہے بلکہ ایک مصلحت ہے اور میں تو آپکی کنیز زر خرید ہوں سے بدتر ہوں اسکو عذر ہوگا مجھکو عذر بھی نہ ہوگا پس
اس کنیز کو اپنے قدموں پر نثار ہونے دیجئے پھر آپکو اختیار ہے ابھی تو میں آپکو برائے مقابلہ تشریف نہ لانے دونگی
پہلے میں مقابلہ کرونگی اور مقتل آپ سب جان نثاروں کے اپنے کو نثار کرونگی اور میں انتظار کر رہی تھی کہ یہ مبارز
طلب کرے تاکہ میں مقابلے کو جاؤں پس اسنے اب مبارز طلب کیا ہے اب میں جاتی ہوں یہ جو ایوان نے عرض کیا بادشاہ

صاحبقران وخواجہ نے سر اٹھا کر ایوان کی طرف دیکھا ایوان نے تخت پر سے جھک کر سب کو سلام کیا
ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں کنیز ہوں میری عرض قبول ہو صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ اے ایوان تو برائے
مقابلہ نہ جا کیونکہ یہ کل سے جو مقابلہ کو آیا ہے بس جو اسکے مقابلہ کو نکلا وہ اسیر ہوا یہ سوائے میرے اور
کسیکے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا کیونکہ میں مالک اسم اعظم ہوں ایوان نے کہا کہ اے خواجہ کنیز تصدق ہو چکی ہر کنیز کی سب غرض
ہوگی اگر مقابلہ کو نہ جاؤنگی سب یہ خیال کرینگے کہ ایوان عشتاق سے ڈر گئی جو صاحبقران کے منع کرنے
سے مقابلہ کو نہ نکلی کنیز کو بھی اپنے اوپر سے تصدق فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ تمنے بڑا دھوکا دیا
ہمکو نہ معلوم تھا کہ تمھارا یہ قصد ہے ورنہ میں کب کا برائے مقابلہ نکل چکا ہوتا خیر جو مصلحت پروردگار
تمکو اختیار ہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے اور خواجہ سے فرمایا کہ تمنے دیکھا کہ یہ کیا امر ہوا جو ہمارا اور تمھارا
خیال تھا وہ غلط نکلا میں خود حیران تھا کہ ایوان کے چہرہ سے نور اسلام ظاہر تھا اسنے پھر کیوں مکر کیا
اور میں نے دھوکا کھایا معلوم ہوا کہ کسی سبب سے اسنے اپنے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے اپنے
قول کی پختہ ہے اور بہت صادق الوعدہ ہے خواجہ نے عرض کیا کہ یہ امر میرے خیال میں نہ آیا کیا مصلحت ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ خیر اگر زندگی ہے تو بعد معلوم ہو جائیگا بس صاحبقران اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے
بادشاہ کا تخت قلب لشکر میں قائم ہوا اور سب سرداران اپنے اپنے مقام پر آئے خواجہ صاحبقران کے
پاس آئے اور سب طرف میدان کے متوجہ ہوئے اور سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا تو نے
ایوان نے اہل اسلام کی طرفداری کی تو تو کہتا تھا کہ وہ آپ سے اور اسنے دونوں سے مقابلہ
کرنے آئی ہے لشکر لیکر اب تو وہ انکی طرف سے برائے مقابلہ آئی ہے اور پھر بھی تو نے سنا کہ اسنے کہا کہ
بمصلحت میں نے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے نہ معلوم کیا مصلحت ہے شملاق نے کہا کہ کیا عرض کروں
حضور روشنی تو یہی پایا جاتا تھا خیر مجکو یہ نہ معلوم تھا مگر اب مقام فکر و تردد ہے بڑے سخت سے سامنا
ہے سمندر شاہ نے کہا کہ استاد اسکو بھی اسیر کر لینگے یہ عورت ہو کر بھلا کیا استاد کا مقابلہ کرے گی شملاق
نے عرض کیا کہ ذرا مشکل ہے جو ہم سمجھے ہیں اسکا اسیر ہونا غیر ممکن ہے یہ دھوکا نہ کھائیگی کہ استاد کسی فریب سے
اسیر کر لیں سمندر شاہ نے کہا کہ دیکھو تو کیا ہوتا ہے اب سب کفار بھی اسی طرف متوجہ ہوئے یہاں یہ تقریر ہو رہی
تھی کہ ادھر ایوان صاحبقران سے یہ عرض کرکے اور تخت کو اڑا کر سامنے عشتاق کے آئی اور تخت کو
روک کر کھڑی ہوئی عشتاق نے کہا کہ اے ایوان تو نے صاحبقران کو کیوں نہ میرے مقابلہ کو آنے دیا جو تو
خود آئی وہ منع بھی کرتے رہے اسیر بھی تو نے نہ سنا کیوں اپنے پاؤں سے دہان اژدر میں اپنے کو گرایا یاد رکھ
کہ میں تجکو بھی مثل ان سبکے اسیر کرونگا کیوں اپنی قضا بلاتی ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے
قدموں پر گر اور یہ کہہ کہ میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دیجیے بس میں تجکو خدمت سمندر شاہ میں لیجاؤں اور تیری
خطا معاف کرادوں وہ میرے کہنے سے تیری خطا معاف کردے گا نہیں تو یاد رکھ کہ مثل ان سبکے تیرا بھی حال ہوگا
کل سے اسوقت تک میں نے اسقدر ساحران اسلام کو اسیر کیا کہ اب کوئی لشکر اسلام میں ایسا ساحر نہیں رہا کہ
میرے مقابلہ کو آسکے بلکہ پراگندہ ہو گیا میں بڑی دیر سے مبارز طلب کر رہا ہوں کوئی مقابلہ کو نہیں آتا تھا کہ خود صاحبقران
نے عاجز ہو کر قصد کیا تھا کہ تو آ گئی میں یہ اس سبب سے کہتا ہوں کہ ہم اور تم ایک مقام کی [illegible] اور میرے
تیرے پرانی ملاقات ہے تیرے باپ سے بڑا یارانہ تھا اور تیرے بھائی سے ہم اور ہمارا اور تو ہمیشہ ساتھ [illegible] جمشید کے دربار
میں پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے اس ملاقات کا خیال ہے ورنہ میں کبھی ایسے کلمے نہ کہتا اسکے بعد تجکو اختیار ہے کہ پھر کوئی نہ کہے
کہ عشتاق نے ملاقات کا بھی خیال نہ کیا دوسرے [illegible] اور تو بھی میرا اسیر [illegible]

میرے تیرے مقابلہ کا لطف اسوقت ہوگا تو اگر سمندر شاہ کی اطاعت کرے تو بس میرے تیرے مقابلہ پانشب ہا کو
پلنگ پر ہوگا دیکھ تو کیا لطف ملتا ہے مین بھی ساحر ہون اور تو بھی ساحرہ ہے مین بھی اگلے زمانے کا ہون تو بھی جو
کرتب مجکو معلوم ہونگے وہ آجکل کے جادوگرونکو نہ معلوم ہونگے تو جو بسبب مستانی ہوئیکے کہ بہت دنون سے مرد سے
سابقہ نہین ہوا ہے اور تونے جو اہل اسلام کو موٹا تازہ پایا تیرے منہ مین انکو دیکھکر پانی بھر آیا اور تیری رگ شہوت نے زور کیا
تونے یہ خیال کیا کہ ان لوگون سے خوب مطلب نکلے گا بس اسی جوش مستی مین تونے انکی شراکت کی اور اپنے دین کو بھی ترک
کیا ارے نادان یہ لوگ صرف دیکھنے کے خوبصورت ہوتے ہین اور موٹے تازے اور کوئی بات انمین نہین ہوتی ہے
کہ جسپر عورتین مرتی ہین وہ امر انمین نہین ہوتا ہے دیکھ پچتائیگی تجھسا تو ہی مرد کوئی نہ پائیگی آگے تجکو اختیار ہے مین نے
سمجھا دیا یہ جو تقریر بیہودہ عشاق نے کی ایوان کو سنکے نہایت ہی غصہ آیا یہ عالم ہوا کہ مثل بید کے کانپنے لگی
چہرہ سرخ ہوگیا کف منہ سے جاری ہوا دلمین آیا کہ ایسا طمانچہ مارون کہ منہ اسکا پھر جائے گدی سے زبان
کھینچ لون کہ پھر یہ ایسے کلمے زبان پر نہ لائے مگر کیا کرے طریقہ اسلام سے ناچار تھی کہ بغیر دشمنی جائز نہ تھی مگر
اسی حالت غیظ مین کہا کہ او ناکارہ مرتد نابکار و بیحیا اپنی ماں کے پاس جاکے شب کو پلنگ پر مقابلہ کرنا
اسکی مستی کو تھامنا کہ جنہون نے شیطان سے فعل بد کرا کے تجھ ایسا بیحیا جنا کہ جسکو حیا تک نہین کیا وہ
دن بھول گیا کہ جب تیرے ساتھ خلوت مین سامری و جمشید فعل بد کیا کرتے تھے اور تو خوش
ہوتا تھا اکثر انھون نے سر دربار تیرے گال چومے ہین اور تجکو اپنی گود مین بٹھا کر دوسرا امر
کیا ہے سب نے دیکھا ہے کوئی میرے اوپر منحصر نہین ہے جسقدر لوگ اسوقت ہوتے تھے سب اس امر سے
واقف تھے اور تو خوش ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب علم خدائی اور نیرنجات آپنے بذریعہ اپنے
آلہ کے میرے پیٹ مین اتار دیئے وہ وقت بھول گیا تو اس امر کی قدر جانے تو اس امر کو کیا جانے
جو تو اسوقت یہ بیہودہ تقریر کرتا ہے بس اپنی زبان کو بند کر مین طریقہ اسلام سے ناچار ہون ورنہ
تجکو اس تقریر کا خوب اچھے طور سے جواب دیتی اور دونگی ٹھہر جا تو میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہے اور
یہ جو تونے کہا کہ مجکو پرانی ملاقات کا خیال ہے کہ مین اور تم ایک مقام پر پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے تو
اسکا یہ جواب ہے کہ جب تک مین عالم کفر مین تھی میرے تیرے دوستی اور ملاقات تھی مجکو بھی تیرا
پاس تھا اب مین خدا پرست تو کافر میرے تیرے کونسی ملاقات میرے تیرے زمین آسمان کا
فرق ہے کہین بھی کافر سے اور مسلمان سے ملاقات ہوئی ہے آگ و پانی کہین ایک جا رہ سکتے ہین
اجتماع ضدین محال ہے یہ تیرا صرف خیال ہی خیال ہے اور یہ جو تونے کہا کہ تو کیون مقابلے کو آئی صاحبقران
کو آنے دیا ہوتا انھون نے منع بھی کیا تو نے نہ سنا اسکا یہ جواب ہے تیری بھی یہ لیاقت تھی کہ وہ تیرے
مقابلے کو آتے تو ایک ادنے مرتبے کا آدمی سامری و جمشید کا لونڈا وہ صاحبقران دوسرے یہ کہ
لیکن تیرے خوف سے مقابلے کو نہ آئی اللہ اللہ اب آپ ایسے کامل ہوگئے کل کی بات ہے کہ بات کرنا
نہ جانتے تھے نہ سامری جمشید کی دوسری طور سے خدمت کرتے نہ ساحرون مین نام پیدا
کرتے یہ صرف تیرے اس فعل کرانے کا صدقہ ہے جو تو ساحر ہوگیا اور ہمارے سامنے ساحری کا
دعوی کرتا ہے یہ مٹی کا گھروندا اپنا کر مغرور ہوگیا ہمین نے ایسے ایسے بہشت سے بناکے اور ڈھا ڈالے
ہان تیری قدر اس لطیفہ حرام کی بیچاری سمندر کو ہوگی جو کہ مثل تیرے ہے اور عالم طفلی مین اسنے بھی
تیرا ایسے سے وہ فعل بد کرایا ہے اور تجھ سے بھی جب تو تو اسکا استاد ہے وہ تیرا شاگرد ہے اسکے
نزدیک تو نے یہ کمال کا سحر کیا ہے یہ کیا سحر ہے اور یہ جو تو کہتا ہے کہ مین نے سب ساحران اسلام کو اسیر کیا

ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اے مرتد تونے ایک کو بھی بجوانمردی نہین اسیر کیا بلکہ بہ مکاری اور بفریب کاری
کسیکو دھوکا دیکر کسیکو کسی بلا مین مبتلا کرکے وہ اسکے دفع کرنے مین مصروف ہوا تونے سحر کرکے اسیر کیا
چنانچہ صرآت جادو و مریخ آفتاب علم کو تونے خاک جمشیدی سے بیحس و حرکت کرکے اسیر کیا ہے بطور
سے اور سبکے ساتھ سلوک کیا ہوگا تو میرے سامنے کیا منھ لیکر بات کرتا ہے پہلے اپنی ناک تو درست کرلے
کہ ناک کٹو کر مجھسے کلام کرتا ہے مین ایسے نکٹے سے نہین تقریر کرتی ہون یہ مقام مرجانے کا ہے کہ ہر ایک کو مکر سے
اسیر کیا اور پھر مجھسے یہ کہتا ہے کہ مین نے سب کو اسیر کر لیا ارے نالائق کسی کو بمردی نہین اسیر کیا اور یہ جو تونے
کہا کہ تو میرے ساتھ چل کہ مین تیری خطا بادشاہ سے معاف کرادون وہ تیرا شاگرد کیا میری خطا معاف کریگا
بلکہ تو اور تیرا شاگرد میرے ساتھ چلے مین صاحبقران سے قصور معاف کرادون او عشتاق تجکو اس
امر پر بہت غرور ہے کہ مین نے سحر کیا اور یہ گنبد بنایا اور سب ساحران اسلام کو اسیر کیا تو یہ امر کوئی
غرور کرنے کا نہین ہے تو کیسا ساحر ہے ذرا اپنے قیدیون کو گنبد کو مٹا کر دیکھ کہ وہ گنبد مین ہین یا نہین ہین
وہ غائب ہوگئے ہین تو کیسا ساحر ہے کہ کوئی تیرے ساحرون کو لیگیا اور تجکو خبر نہوئی واہ کیا خوب
اسی منھ پر دعوی سحر و ساحری ہے بس اگر تو ساحر ہوتا تو تجکو یہ حال معلوم ہوجاتا بس تیرے سحر کا حال
معلوم ہوگیا یہ کہکر ایوان نے اپنے لشکر کی طرف منھ کرکے کہا کہ اے ساحران لشکر اسلام آپ لوگ اپنے کو
ظاہر فرمائیے کہ یہ وقت ظاہر ہونیکا ہے اور آپ لوگ اپنے کو ظاہر کرکے اپنے اپنے مقام پر اپنے لشکر
مین جاکر قیام فرمائیے یہ پکار کر ایوان کا کہنا تھا کہ ساحران لشکر اسلام تو اس امر کے منتظر تھے مینے
ایک ساحر نے جو سحر کیا کہ سبکی صورتین اصلی ہوگئین جو غیر ساحر تھے انکی صورتین ساحرون نے سحر
سے بدل دین اور وہ بھی صورت اصلی پر سب آگئے بس لشکر ایوان سے نکلکر سامنے عشتاق
کے آئے اور کہا کہ او عشتاق دیکھ کہ ہمکو ملکہ ایوان نے تیری قید سے رہا کیا اور ہم اسکے سبب
سے رہا ہوئے اب جو عشتاق نے ان سب کو دیکھا ایک حیرت ہوئی ان سب نے جھککر صاحبقران
اور بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے کو عشتاق کو دکھا کر اور سب پر ظاہر کرکے خدمت صاحبقران
مین آئے اور قدم بوسی حاصل کی اسکے بعد بادشاہ کی بھی سلام کرکے اپنے اپنے مقام پر آکر اپنے اپنے پرے مین کھڑے
ہوئے پھر لشکر کا وہی عروج ہوگیا اور وہی شان و شوکت ہوگئی وہ سناٹا اور اداسی
جاتی رہی ساحر اپنے لشکر مین آئے اور غیر ساحر اپنی صف مین دیوانہ ہوت و مبہوت تھا اپنے
لشکر مین آکر کھڑے ہوئے جہان پر انکے ساتھ کے دیوانے کھڑے ہوئے تھے بس یہ جب سب اپنے
مقام پر آکر استادہ ہوئے صاحبقران و بادشاہ اور کل لشکر اسلام یہ واقعہ دیکھکر حیران ہوگیا صاحبقران
نے اور بادشاہ نے تو اپنے ہمراہی بادشاہون سے جو کہ گرد تخت تھے انسے یہ کلمہ فرمایا اور خواجہ سے
صاحبقران نے کہ ملکہ ایوان نے بڑا کام کیا اور خوب زک عشتاق کو دی ادھر عشتاق ان سبکو دیکھکر
دریاے حیرت مین غرق ہوگیا گرداب فکر مین غوطہ زن ہوا اور زرد ہوکر رہ گیا کہ یہ کیا واقعہ ہوا ادھر
سمندر شاہ اور کل لشکر یہ سانحہ دیکھکر ایک عالم سکتہ مین ہوگیا ہر ایک کو حیرت ہوگئی شملاق نے
سمندر شاہ سے کہا کہ دیکھا آپنے کہ کیا کام کیا ایوان نے اور کیا زک دی ہے اور کیا سحر کیا ہے کہ
استاد صاحب کا دل جانتا ہوگا دیکھیے سحر اسکا نام ہے کہ بالکل استاد کو خبر نہوئی اور وہ اپنا کام کرگئی یہ جو
سمندر شاہ سے شملاق نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ کچھ مقام فکر نہین ہے استاد ایوان کو اسیر
کرکے پھر ان سبکو اسیر کرلینگے جاتی کہان ہے سمندر شاہ تو یہ باتین کر رہا ہے ادھر ایوان نے عشتاق سے

کہا کہ تو نے میرے سحر کو دیکھا بس اب میرے روبرو سے چلا جا تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا تیرا حال کھل گیا یہ سنکے
عشاق نے کہا کہ او ایوان تو مجھکو دھوکا دیتی ہے بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ میرے گنبد سحر سے میرے قیدیوں کو
نکال لائے تو نے راہ میں خبر پائی ہوگی کہ عشاق نے سب ساحران اسلام کو اسیر کر لیا ہے بس تو نے دریافت کر کے
اپنے لشکر کے ساحروں کو انکی صورت بنا کر مجھکو دکھا دیا میں ایسے فقرے میں نہیں آتا ہوں ایوان نے جواب دیا
اگر تجھکو یقین نہیں آتا ہے تو اپنا گنبد سحر مٹا کر دیکھ لے کہ وہ ساحر ہیں یا نہیں ہیں اگر تو نہ دیکھے تو میں سحر کے
اتار لوں اور تجھکو دکھا دوں عشاق نے جواب دیا کہ مجھکو کیا ضرورت ہے کہ بیکار کا کام کروں ایوان نے
کہا کہ پھر کیونکر تجھکو یقین آئے بس اب جبتک تو اس امر کو دریافت نہ کریگا اسوقت تک میں مقابلہ نہ کرونگی
عشاق نے جو یہ سنا ناچار ہوا سحر کیا کہ یا تو وہ گنبد بالائے ہوا گردش کر رہا تھا یا گردش کرتا ہوا
زمین پر آیا اور زمین پر پہونچکر گم ہو گیا بس عشاق نے جو دستک دی کہ وہ گنبد دھواں اور غبار
ہو کر اڑ گیا اور وہ حبشی جو کہ اسکے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غائب ہو گئے اب سب نے دیکھا
سب ساحران اسلام و غیر ساحر طوق و سلاسل میں مسلسل خاک پر بیحس و حرکت پڑے ہوئے
ہیں یہ دیکھنا تھا کہ عشاق نے پکار کر ایوان سے کہا کہ تو نے دیکھا تو مجھکو فریب دیتی تھی یا نہیں بھلا
میں کب مانتا اور تیرے کہنے پر کب عمل کرتا تو نے بڑا ایک دھوکا دیا تھا ادھر سمندر شتاد نے شملاق سے
کہا کہ تم نے دیکھا ایوان نے استاد کو دھوکا دیا تھا اگر وہ ایسے جہاندیدہ نہوتے تو فریب میں آجاتے
شملاق نے کہا کہ اس میں بھی کوئی بھید ہے آخر عشاق سے ایوان نے کہا کہ ذرا انکو اٹھا کر
دیکھ تیرے نزدیک تو سب وہی لوگ ہیں بس یہ سننا تھا کہ عشاق اپنے تخت پر سے کودا اور
ان سبکی طرف چلا صاحبقران و بادشاہ اور کل اہل اسلام حیران تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ جسقدر
ساحر و غیر ساحر ہمارے لشکر کے اسیر ہوئے تھے سب کو ایوان لے آئی اور سب ایوان کے
لشکر سے نکلے یہ کہاں سے آگئے بس سب اسی طرف متوجہ ہوئے اور کفار بھی بس عشاق نے قریب
ان سبکے پہونچکر اور جیسے آفتاب عالم کا ہاتھ پکڑ کر قصد کیا کہ اٹھاؤں جیسے زور کیا ہاتھ شانہ پر سے
اکھڑ کر اسکے ہاتھ میں آگیا ادھر ایوان نے سحر کیا کہ وہ حالت اسکی جاتی رہی ماش کا آٹا ہو کر رہ گیا
اب جو اسنے اسکو پھینک کر اور خفیف ہو کر آفاق کے پتلے پر جو کہ آفاق کی صورت تھا ہاتھ رکھا عشاق
کا ہاتھ گھس گیا اور ماش کے آٹے میں لت پت ہو گیا بس یہ جو واقعہ ہوا اور اہل اسلام نے دیکھا
کہ سب ماش کے آٹے کے پتلے ہیں اور عشاق نے بھی دیکھا اور لشکر کفار نے بھی بس عشاق خفیف
ہوا اور اپنے دھوکا کھانے سے اور زیادہ اور لشکر اسلام میں اسکے اس طور سے دھوکا کھانے سے
ایک قہقہہ پڑا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ اور زیادہ خفیف ہوا اور شرمندہ ہو کر رہ گیا اس ماش کے آٹے کو
اسی مقام پر چھوڑ کر اپنے تخت پر آکر سوار ہوا ادھر اہل اسلام نے ایوان کی بہت تعریف
کی اور قہقہہ زنی کرنے لگے شملاق نے سمندر شتاد سے کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ دوسرا
دھوکا استاد نے کھایا اور کیسے خفیف ہوئے میں نے عرض نہ کیا تھا کہ اس میں بھی کوئی بھید ہے وہ ہی نکلا نہ
سمندر شتاد نے جواب دیا کہ یہ شعبدہ بازی ہے ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ ایوان
استاد پر غالب آئی شملاق نے عرض کیا کہ میرا یہ منشا نہیں ہے بلکہ یہ منشا ہے کہ بڑے غضب کے
دھوکے دئیے سمندر شتاد نے کہا ہاں اسکا فقرہ چل گیا استاد کو اس حال سے خبر نہ تھی کہ ایوان
آئی ہے اور وہ یہ حرکت کریگی وہ تو بالکل بیخوف تھے بس وہ طرف مقابلہ کے متوجہ تھا اس طرف

کا خیال بھی نہ تھا وہ غافل پاکر اپنا کام کر گئی عذرہ یہ تھا کہ آگاہ کر کے لیجاتی تو ہم جانتے شملاق نے کہا کہ
جس طور سے حریف کا قابو چل گیا وہ اپنا کام کر گیا سمندر شاہ نے کہا کہ خیر تمہارا ہی کہنا درست ہی یہ
دھوکے کا کام تھا ہو گیا اب مقابلہ مین کیا کرے گی شملاق نے کہا گستاخی معاف جو ہوگا ملاحظہ کریجیے گا
میان تو یہ تقریر ہو رہی تھی ادھر عشاق کو اہل اسلام کے قہقہہ زنی پر بہت غصہ آیا اور ایوان سے کہا
کہ تو نے بڑا دھوکا مجھکو دیا مین اس حال سے واقف نہ تھا کہ تو آئی ہی اور یہ حرکت کرے گی اگر واقف ہوتا
تو اس امر کا حال معلوم ہوتا اور مین دیکھتا کہ تو کیونکر لیجاتی خیر اب مین ان سب کے عوض مین تجھکو قتل کرونگا
پہلے تو میرا قصد تھا کہ اسیر کرون اب قتل کرونگا کیونکہ تو نے بہت مجھکو خفیف و ذلیل کیا ان سب کے سامنے ایوان
نے کہا کہ پھر انتظار کس کا ہی جو کچھ مجھکو کرنا ہو کر یا صرف زبانی دھمکاتا ہی مین نے سنا ہی کسی شاعر نے ایک شعر
کہا ہی اسکا مضمون تیرے حسب حال ہی یعنی تو زبانی بہت کچھ بکتا ہی تجھ سے ہو کچھ نہین سکتا ہی اس شاعر
کا مطلب یہ ہی کہ جو لوگ زیادہ تقریر کو طول دیتے ہین اور اپنے کو بہت کچھ خیال کرتے ہین اور حریف
پر بہت گرم ہوتے ہین انسے کچھ نہین ہو سکتا ہی انکی مثال یہ ہی اور اس مثال کو اسنے نظم کیا ہی ایک شعر مین
بس وہ شعر تیرے اوپر صادق آتا ہی کہ تو بھی بہت گرم ہوتا ہی اور بہت لاف و گزاف زبان سے
کرتا ہی مگر کچھ دکھاتا نہین ہی وہ شعر یہ ہی سن لے اور خفیف ہو غیرت کے معنی یہ ہین کہ اس شعر کو سنکے
تو خفیف ہوتا اور پھر کچھ کرتب دکھاتا اور وہ سحر جو کہ تو نے سامری و جمشید سے پائے ہین اور مین بھی
کچھ دکھاؤنگی جو کہ تجھکو آتے ہین اور جو مین نے استادون سے یاد کیے ہین یہ کہکر ایوان نے یہ
یہ شعر پڑھا شعر گرجتے ہین جو بہت وہ برستے نہین کبھی پھنکارتے ہین جتنے سانپ وہ ڈستے نہین کبھی
یہ شعر پڑھکر کہا کہ بہت خوب نظم کیا ہی بس یہ جو عشاق نے سنا اور زیادہ غصہ آیا اور تخت کو
پیچھے ہٹا کر اور یہ کہکر کہ او ایوان خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اب مین حربہ کرتا
ہون مین تیرے اوپر وہ سحر کرتا ہون کہ جسکو مین نے بڑے بڑے سحرون کی محنت مین حاصل کیا ہی اور اسپر
قبضہ کیا ہی اور سب تعلیم کیے ہوئے سامری و جمشید کے ہین کیونکہ تو بھی بڑی ساحرہ ہی تو ایسے
ویسے سحر سے نہین زیر ہوگی یہ جو عشاق نے کہا ایوان نے جواب دیا کہ شوق سے تو وہی سحر کر
مین بھی تو مشتاق ہون تیرے انہین سحرون کی دیکھون کہ تو نے کیسی محنت کی ہی یا جھوٹ بولتا ہی
اور دیکھون کہ تو کیسا پہلو تشیر سامری و جمشید ہی اور [illegible] تو معلوم ہو کہ تو نے
اپنے معشوق کو کیسے سحر تعلیم کیے ہین مین خبردار ہون یہ سننا تھا کہ عشاق نے جوڑے پر ہاتھ
ڈالا اور حالت غصہ مین ایک تکمہ یا سا چھلا جوڑے سے نکال کر اور [illegible] طرف آسمان کے
اچھالا وہ چھلا طرف آسمان کے گیا اور وہان [illegible] تھوڑے عرصہ تک قائم رہا
اسکے بعد اس مین ایک چمک پیدا ہوئی اور ایک برق کوند کر چلی طرف ایوان کے بس ایوان
نے جیسے برق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اسم سحر پڑھکر اور دست کو دیکر اپنی کلمہ کی انگشت کو بلند
کیا جیسے برق قریب انگشت آئی اب جو انگشت کو حرکت دیا وہ برق پر پڑی انگشت کا برق پر
پڑنا تھا کہ برق درمیان سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گری سب نے دیکھا کہ وہی چھلا تھا کہ دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گرا ایوان نے کہا کہ او عشاق تو نے اسی سحر پر محنت کی تھی اسکا [illegible] کرنے مین تو مجھکو کچھ
محنت نہ کرنا پڑی یہ سننا تھا کہ عشاق نے [illegible] ہو کر پھر دست کو دی اور ایک سنسناتی ہوئی ہوا چلی
اور غبار اڑا جیسے وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ ایک فیل مست چلا آتا ہی جیسے قریب عشاق کے پہونچا عشاق نے

ایوان کی طرف اشارہ کیا کہ لینا اسکو وہ فیل مست خرطوم اٹھاکر اور خرطوم کا گھونسا بناکر طرف ایوان کے چلا
ایوان خاموش اپنے تخت پر بیٹھی رہی کہ آتے ہی اُس فیل مست نے یہ قصد کیا کہ گھونسا مارکر اور خرطوم میں
لپیٹ کر تخت پر سے اٹھالون اور زمین پر ماروں کہ نقش زمین ہوجائے جیسے اسنے گھونسا مارا ویسے ہی ایوان نے
موقع پاکر اسکی خرطوم پکڑلی اور جھٹکا جو دیا تو خرطوم مع سر خرطوم کے کھنچ آئی پس ایوان نے وہ خرطوم پھینک دی
اودھر ہاتھی نے چرخ مارا اور قریب تھا کہ گرے یکایک اسکے دہن سے ایک شعلہ نکلا کہ جسکے سبب سے وہ ہاتھی
جلنے لگا اور تمام جسم اسکا شعلہ ہوگیا لو نکلنے لگی اور مثل فیل آتشبازی چرخ کرنے لگا ادھر یہ رنگ دیکھکر عشاق
نے دستک دی دستک دینا تھا کہ اسی آگ سے یعنی جسم فیل سے ایک طائر برابر کبوتر کے پیدا ہوا کہ جسکے
جسم پر تمام گل تھے اور وہ بلند ہوا اور اسنے منقار کھولی لو نکالنے کے لیے اسکا منقار کا کھولنا تھا ایوان
تو دیکھ رہی تھی بس فوراً تخت پر سے تنکے کی کمان اٹھائی اور تنکے کا تیر اس کمان میں پیوست کرکے اور
اس طائر کے دہن کو تاک کر جو مارا وہ تیر نشانہ پر بیٹھا بس دہن کے اندر تھا اور قدم کی طرف سے
نکلا تیر کا پڑنا تھا کہ ایک شور نشور برپا ہوا آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہوگئی برق چمکنے لگی اور وہ طائر
جلنے لگا ادھر وہ طائر جلکر خاک ہوا اودھر ہاتھی اب عشاق کو اور غصہ آیا کہ میں نے جو سحر کیا
اسنے فرار وکرد یا عشاق نے یہ خیال اپنے دلمیں کرکے چند دانے ماش کے زمین پر مارے کہ
یکایک جابجا سے زمین شق ہونے لگی اور اس زمین شق شدہ سے حباب برابر بیضہ بط نکلنے لگے
نیا تماشا تھا کہ بدون پانی کے حباب پیدا ہو رہے تھے اور ان حبابوں میں انگل انگل بھر کے پتلے
تھے کہ جنکے ہاتھوں میں تلوار ین تھیں یہ جو ایوان نے دیکھا فوراً سحر کے دستک دی کہ اسی طور سے
زمین شق ہوئی اور بالشت بالشت بھر کے پتلے کہ انکے ہاتھوں میں تنا ور کی بنی ہوئی غلیلیں تھیں
پیدا ہوئے ایوان نے انکو اشارہ کیا وہ پتلے ان حبابوں پر مثل طفلان خوردسال کے غلے بازی
کرنے لگے جسپر غلہ مارا وہ حباب ٹوٹ گیا اور وہ پتلہ جو اسکے اندر تھا جلنے لگا جتنے کہ حباب
ان پتلوں نے توڑ ڈالے ایک کو باقی نہ رکھا یہ جو عشاق نے دیکھا کہ ایوان نے میرے حبابوں کو
اس طور سے برباد کیا پھر دستک دی کہ پھر زمین شق ہوئی اور اسی قدر پتلے پیدا ہوئے جتنے پتلے
ایوان کے تھے انکے بھی ہاتھوں میں غلیلیں تھیں پس اشارہ کیا ایوان کے پتلوں سے اور
عشاق کے پتلوں سے غلہ بازی ہونے لگی پس جسپر خواہ ایوان کے پتلے پر غلہ پڑا خواہ عشاق
کے [illegible] جلنے لگتا تھا انکا پتہ بھی نہ لگتا تھا یہ سب پتلے عشاق کے اور ایوان کے جلکر خاک سیاہ
ہوگئے مگر ایک پتلہ ایوان کا باقی رہا کہ عشاق نے سحر کیا کہ اس پتلہ کے بھی جسم میں آگ
لگ گئی وہ بھی جلنے لگا ایوان نے کہا کہ او عشاق کوئی تو سحر کارنامہ کا کر کہ پھول لگے
یہ کیا کہ ہاتھی بنایا اس سے طائر پیدا کیا پھر خاک سے حباب ظاہر کیے عشاق نے یہ سنکر ایک تھیلہ
جھولی میں ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج نکالا اسکو صحرا کی طرف پھینکا وہ نارنج فاش ہوگیا پھر تھوڑی
دیر میں ایک ہوا کا جھونکا آیا کہ اسنے تمام صحرا کو تیرہ و تار کردیا غبار سے [illegible] تاریکی
ہر طرف ہوگئی سب نے دیکھا کہ کیسا پر فضا باغ لگا ہے کیا کیا خوشنما پھول کھلے ہیں ماشاء اللہ [illegible]
کر رہی ہیں ہوا سے [illegible] جھونکے آرہے ہیں بلبلیں نغمہ سرائیں قمریاں کر رہی ہیں ڈالیاں ثمر
اثمار و زیادتی گل سے جھوم رہی زمین سے لگے جاتے رہی ہیں نہریں جاری ہیں فوارے
چھوٹ رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساون بھادوں کی جھڑی لگی ہے یہ جو باغ نظر آیا سب اسے

ایوان و صاحبقران سے جسکے دماغ مین یہان کے گلونکی خوشبو پہونچی سب مست ہوگئے اور نوبت
مجنون پہونچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور جھومنے لگے ادھر تو یہ رنگ تھا ادھر باغ مین جو بارہ دری سنگ مرمر کی
تھی اُسپر پچی کاری کی ہوئی تھی اُسکے پردے خود بخود بلند ہوئے اور اُس بارہ دری سے ہزارون
نازنین مہ جبین زیب تن کیا ہوا دریائے جواہر مین غرق لباس گلنار پہنے آراستہ عجب ناز و ادا سے
نکلین اور سامنے آکر کھڑی ہوئین بس جسکی نگاہ اُنپر پڑی وہ فریفتہ ہوگیا اہل لشکر اور سردارونکا
کیا ذکر بادشاہ تک اس سحر مین مبتلا ہوئے مگر صاحبقران بسبب اسم اعظم کے اور ایوان بسبب
اپنے سحر کے نہین مبتلا ہوئی ادھر اہل لشکر سے اور اُن نازنینون مین اشارے ہونے لگے انھون نے
اشارہ سے کہا کہ یہان آؤ تو جانین بس سبکی یہ نوبت ہے کہ نہ پاس صاحبقران ہے نہ بادشاہ دیوانہ وار
مجنون مثال شعر عاشقانہ ورد زبان ہین اور یہ ہی چاہتے ہین کہ کسی طور سے اپنے کو اُس باغ مین
نازنینون کے پاس پہونچا دین لشکر مین ایک تلاطم ہے ایوان نے جو پلٹ کر دیکھا تمام لشکر اسلام
درہم برہم ہے صفت یہ کہ سیاحہ بھی اس سحر مین مبتلا ہوئے ہین اور لشکر ایوان کا تو یہ حال ہوا کہ
وہ تو دیوانہ وار طرف باغ کے چلا یہ جو ایوان نے لشکر اسلام کا حال دیکھا اور لشکر کو اپنے اس حال
مین پایا خیال کیا کہ عشاق کے سحر نے ان سب پر اثر کیا یہ اُسی مین مبتلا ہوئے ہین عشاق سے ایسا کر
کہا کہ یہ کیا حرکت ہے دیکھا کہ عشاق اپنے تخت پر نہین ہے اب یہ حیران ہوئی کہ یہ مرتد کہان گیا اب جو
غور کرکے دیکھتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ عشاق وسط باغ مین ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ایک گلدستہ اُسکے
روبرو رکھا ہوا ہے ایوان نے یہ دیکھکر آواز دی کہ مین نے دیکھا تجکو تو خوب سحر کرکے اور میرے
لشکر کو اور لشکر اسلام کو مبتلائے سحر کرکے باغ مین جاکر پوشیدہ ہوا ہے میرے تیرے مقابلہ تھا ان لوگون
نے تیرا کیا کیا تھا جو تو نے انپر سحر کیا بس خیریت اسی مین ہے کہ تو اپنے سحر کو ان سب پر سے اُتار لے اور میرے
اوپر سحر کر دیکھ مین وہ سحر کرونگی کہ تیرے شاگرد کا سب لشکر ہلاک ہوگا اور تیرے اس سحر کو مٹائے
دیتی ہون عشاق نے ایوان کے اس کلمہ کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ کرسی سے اُتر کر وہ ہی گلدستہ ایوان
کی طرف پھینکا کہ وہ گلدستہ بیرون باغ آکر شق ہوا اُس سے ایک حبشی شمشیر برہنہ اُسکے ہاتھ مین نکلا
اور وہ ہی تلوار لیکر طرف ایوان کے چلا یہ کہتا ہوا کہ رہ تو جا میرے مالک سے کس طور کے کلام کرتی
ہے کہ مین اس تقصیر کی تجکو سزا دیتا ہون تو میرے ہاتھ سے جائیگی کہان وہ حبشی جیسا قریب ایوان
پہونچا ایوان نے دیکھا کہ یہ میرے قریب آگیا ایک مرتبہ جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسپر چند لکیرین بنائین
اور پیشانی پر سے پسینہ لیکے وہ اُس کاغذ کو جب درست کر چکی دست دیگر اُٹھا کر اُس حبشی کے سامنے کیا
جیسے اُس حبشی کی نگاہ اُس کاغذ پر پڑی ایک مرتبہ وہ تلوار پھینک کر اور دوڑ کر ایوان کے قدم پر
گر پڑا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے ایوان نے فوراً دست دی کہ ایک تھیلی ایک تھال حلوے کا لیکر پیدا
ہوئی ایوان نے اُس تھیلی سے وہ حلوا لیکر اُس حبشی کو دیا کہ کھا لے وہ کھا گیا اب ایوان نے
کہا کہ وہ جو باغ مین کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اُسکا سر کاٹ لا تو اور تجکو حلوا کھلاؤن یہ سننا تھا کہ
وہ حبشی پھر وہ ہی تلوار ہاتھ مین لیکر مثل شعلہ جوالہ کے طرف باغ کے چلا یہ جو رنگ عشاق نے دیکھا
اُن نازنینون سے کہا کہ اس حبشی کو پکڑو میرے پاس نہ آنے دو بس یا تو وہ نازنینین طرف لشکر اسلام
اور ایوان کے کھڑی رہتی تھین اور اشارہ کر رہی تھین یا ایک مرتبہ سب اُس حبشی کی طرف چلین
وہ حبشی شعلہ جوالہ بنا ہوا چلا آتا تھا شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے تھی کہ اُن نازنینون نے آکر اُسکو راہ مین روکا اور کہا کہ کہان جاتا

ہے اسی مقام پر ٹھہر یہ باغ ہے عشاق جادو کا انکا حکم نہین ہے کہ کوئی اس باغ مین آئے حبشی نے جواب دیا کہ کیسا حکم
اور کیسا عشاق مین تو ضرور باغ مین جاؤنگا اور مین بحکم ملکہ ایوان عشاق کا سر لینے آیا ہون وہ میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے اسکو قتل کرونگا کیونکہ وہ میری ملکہ کا دشمن ہے جسکا مین غلام ہون وہ حرامزادہ سامنے کرسی پر بیٹھا ہے
خود نہین منع کرنے آیا مجکو کھیجا ہے دیکھون تو کون مجکو منع کرتا ہے مین تو نہ مانونگا یہ کہکر اس حبشی نے قصد کیا
کہ آگے قدم بڑھاؤن کہ ان نازنینون نے کہا کہ کیا کرتا ہے دیکھ پچھتائیگا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا حبشی
نے کہا کہ تم سب میرے ہاتھ سے ماری جاؤ گی نہین ہٹ جاؤ انھون نے کہا کہ ہم تو آگے نہ جانے دینگے
اسنے کہا کہ ہم تو جائینگے یہ کہکر پھر قصد کیا کہ پھر وہ سامنے آگئین اس حبشی نے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے
کیون اپنی شامت بلاتی ہو انھون نے کہا کہ تیری شامت آئی ہے تیری کیا مجال جو تو آگے قدم بڑھا سکے
یہ سننا تھا کہ حبشی کو اور غصہ آیا اور اسنے قدم اٹھایا کہ وہ نازنینین لینا لینا کہکر دوڑین بس انکا
دوڑنا تھا یہ تلوار تو برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے تھا ایک مرتبہ علم کی اور وار کیا وار کا کرنا تھا کہ ایک برق
کوند کر گری ان نازنینون پر اس برق کا گرنا تھا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے تودہ بارود مین آگ لگادی
سب مثل ہیزم خشک کے جلنے لگین اور چلانے لگین کہ اے عشاق جادو بچاؤ اور لشکر ایوان و
لشکر اسلام کی طرف منھ کرکے کہا کہ تم لوگ کیسے ہمارے عاشق ہو کہ اس حبشی نے تو ہمپر یہ ظلم و ستم
کیا اور تم لوگ خاموش کھڑے ہوئے دیکھا کیے کچھ تمنے اسکو سزا نہ دی اگر ہم سبکے تم عاشق ہو
تو اس حبشی کو قتل کرو یہ انکا کہنا تھا کہ ہزارون آدمی لشکر اسلام کے اور کل لشکر ایوان تلوارین
لیکر اس باغ کی طرف چلا یہ جو واقعہ ایوان نے دیکھا فوراً سحر کیا کہ وہ جو تلوارین لیکر چلے تھے
ان سبکے پاؤن زمین نے پکڑ لیے وہ ساکت ہو کر رہ گئے اب جو ان نازنینون نے کہا کہ خبر تو جواب دیا
کہ ہم نا چار ہین پاؤن قابو مین نہین ہین یہ تو یہ کہہ رہے تھے کہ وہ سبکی سب جلکر خاک ہو کر رہ گئین
عشاق نے دیکھا کہ ایوان نے میرے سحر کو اپنے قابو مین کرکے میرے دوسرے سحر کو مٹایا اور وہ حبشی
میری طرف تلوار لیے ہوئے آتا ہے اسنے کرسی پر سے اٹھکر ایک گلاب کا پھول توڑا اور اسپر کچھ دم کیا
وہ حبشی اتنے عرصے مین قریب عشاق پہونچ گیا اور جاتے ہی تلوار کا وار کیا ادھر اسنے وار کیا
ادھر عشاق نے وہ گل سرخ اس حبشی پر مارا اسکا پڑنا تھا کہ جیسے بارود مین آگ لگادی وہ حبشی
جلنے لگا یہ جو ایوان نے دیکھا کہ اسنے حبشی کو جلا دیا بس ایک مرتبہ جھولی سے خاک نکالی اسپر
اسم سحر پڑھکر اس باغ کی طرف پھینکدیا وہ خاک نہ تھی گویا اس باغ کے لیے سموم خزان تھی
کہ ایک ہوا ایسی گرم چلی کہ وہ تمام باغ خشک ہو گیا خاک اڑنے لگی ابھی جو جھونکا آیا تمام باغ جلنے لگا
بارہ دری گری عشاق نے جو یہ واقعہ دیکھا وہان سے غرق زمین ہو کر اپنے تخت پر آبیٹھا دم بھر
مین وہ باغ جلکر خاک سیاہ ہو گیا نشان تک نہ باقی رہا ادھر سب اہل اسلام و لشکر ایوان کو
ہوش آیا ایوان نے بھی اپنا سحر انپر سے اتار لیا انھون نے اپنے کو لشکر سے الگ پایا بہت حیران
ہوئے کہ یہ کیا امر ہے اور ایوان سے پوچھا کہ ہم تو صفون مین تھے وہان کیونکر پہونچے انھون نے کہا
کہ مجکو کیا معلوم کہ کیونکر پہونچے وہ لوگ اور حیران ہوئے یہ تو سب حیران ہین ادھر عشاق نے ایوان سے
کہا کہ تو نے ... میرے سحر رد کیے جب جانون کہ یہ میرا سحر رد کرے راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے بہت سے
سحر ہوئے سب ایوان نے رد کیے مگر ابھی تک ایوان نے کوئی سحر نہین کیا سوائے عشاق کے سحر رد کرنے کے ایس
عشاق نے جو یہ کہا ایوان نے کہا کہ شوق سے تو وار کر بس عشاق نے ایک بیل نکالا اسکے چارون طرف چار سو دانے

سے تھے اور اُسپر گیرو سے چار تصویرین بنی ہوئی تھین اور ہر دون سوزن کے برابر سوراخ تھے بس
عشاق نے فوراً دستک دی کہ ایک پتلی ایک کاسہ خون کا لیے ہوئے زمین سے نکلی اسنے عشاق
کو دیا بس وہ خون عشاق نے لیکر اُس بیل کو اُس کاسہ مین ڈالدیا اور اُس پتلی نے ایک ناریل
عشاق کے ہاتھ مین دیا عشاق نے وہ ناریل اُس سے لیکر تخت پر رکھ لیا وہ پتلی ناریل و
کاسہ دیکر غائب ہو گئی اُدھر وہ پتلی غائب ہوئی اُدھر عشاق نے اُس بیل کو کاسہ سے نکالا
اور اسم سحر اُسپر دم کرکے ایوان کی طرف پھینکا وہ بیل قریب ایوان کے آکر شق ہوا اُسکا شق ہونا
تھا کہ غبار اُڑا اور ایوان اُس غبار مین پوشیدہ ہوئی کچھ تاریکی ہوئی اسنے سحر کیا کہ وہ غبار برطرف ہوا
سب نے دیکھا کہ چار عشاق ایک صورت کے اُس غبار کے برطرف ہونے سے پیدا ہوے دونون
لشکرون نے دیکھا کہ عشاق تخت پر نہین ہے اب سبکو حیرت ہوئی کہ یہ تو ایک تھا یہ چار کہان سے
آگئے سب حیران ہوکر دیکھ رہے ہین اور اُدھر وہ چارون تلوارین بلند کرکے چلے ایوان بھی حیران
ہے کہ یہ ایک کے چار کیونکر ہوگئے مگر ہنس رہی ہے کہ وہ چارون چلے آئین سے ایک دہنی طرف کو اور
ایک بائین سمت اور پشت کی طرف سے اور روبرو سے تلوارین لیکر ایوان پر حملہ آور ہوے
اور چارون نے ایک مرتبہ وار کیا ایوان نے سحر کیا کہ چار سپرین چارون طرف قائم ہوگئین چارون
کے وار اُن سپرون پر پڑے خالی گئے اتنے عرصے مین ایوان نے اپنا بندوبست کرلیا ابکی جو انھون نے
وار کیا ایک مرتبہ ایوان نے تخت کو خالی کردیا اور خود کود کر الگ ہو گئی اور سامنے جا کر کھڑی ہوئی
پھر اُنکے وار خالی گئے تخت پر پڑے ابکی جو وار خالی گئے اور انھون نے ایوان کو تخت پر نہ پایا دیکھا
کہ سامنے کھڑی ہے ایک مرتبہ چارون تلوارین پکڑ کر طرف ایوان کے چلے جیسے قریب پہونچے ایوان
نے جھولی سے ایک اپنی ہیکل کان کی نکالی اسکو سحر کرکے جو اُنپر مارا ایک برق تڑپ کر گری کہ ایک کے
سر سے جو گذری تو ٹانگون سے نکلی وہ ابھی چلنے نہ پایا تھا کہ دوسرا بھی بلند ہوئی دوسرے پر گری اُسی طور
سے تیسرے پر اور چوتھے پر بس چارون کا کام تمام کیا وہ چارون جلنے لگے ایک شور گیرودار
بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی آگ برسنے لگی ایوان جست کرکے تخت پر سوار ہوئی اسنے سحر کیا کہ وہ تاریکی
برطرف ہوئی سب نے دیکھا کہ چار بانس کے آٹے کے پتلے خاک پر جلے ہوے پڑے ہین ایوان نے آواز دی کہ
واہ میان عشاق واہ کیا خوب تمنے سحر کیا ذرا سامنے آئیے یہ جو ایوان نے کہا دیکھا کہ عشاق زمین سے
نکلا مگر کچھ شرمندہ سا اور غصہ سے اُسکا چہرہ لعل ہو رہا ہے نکلتے ہی تخت پر جست کرکے سوار ہوا اور وہ ناریل اُٹھا کر
اور خبردار کہکر مارا وہ ناریل وہان سے چلا ایوان نے جو اسکی ترکیب دیکھی تو خراب پائی فوراً سحر سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اگر یہ ناریل آپ پر پڑ گیا تو غضب ہوگیا یہ ضرب اسکی خالی نجائیگی ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہونچائیگی
اپنے کو اس سے بچائیے یہ جو ایوان کو معلوم ہوا فوراً اسنے سحر کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی اور سحر سے ایک پتلی
اپنی صورت کی بنا کر چھوڑ گئی بس وہ ناریل تو قریب آچکا تھا اُس پتلی سحر پر جو کہ ایوان کی ہمشکل تھی اُسکے سینے پر آکر پڑا وہ جیسے ہی پڑا
اُس پتلی مین آگ لگ گئی اور وہ ناریل شق ہوا غبار بلند ہوا آگ چارون طرف برسنے لگی اُدھر عشاق نے
کلاہ کج کرکے آواز دی کہ زدم وبستم اگرچہ مگر حیران ہے کہ ایوان کے مرنے کی کوئی علامت نہ ظاہر ہوئی نہ اُسکے
مرنیکی صدا آئی یہ کیا واقعہ ہوا اُدھر اہل اسلام ساحر و ساحرہ و لشکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ کو عشاق نے
قتل کیا اسنے قصد کیا کہ جنگ مغلوبہ کردین اُدھر سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا تمنے کیونکر اُستاد نے
ایوان کو قتل کیا لشکر سمندر شاہ کو یقین ہوا کہ ایوان عشاق کے ہاتھ سے ماری گئی شملاق نے سمندر شاہ کا یہ

کلام سنکے عرض کیا کہ یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اُستاد نے ایوان کو قتل کیا یہ امر تو ظاہر ہی مگر ہنوز کوئی علامت
اُسکے مرنے کی نہین برپا ہوئی نہ اُسکے پیروان نے غُل مچایا نہ اُسکے نام کی صدا آئی یہ کیا امر ہی کیونکہ ساحر زبردست
تھی اگر کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو خیال کیا جاتا کہ علامت مرگ اُسکی نہ ظاہر ہوئی اُسکے مرنے کے آثار تو
ظاہر ہونا تھے اور ایسے کہ تمام صحرا کانپ جاتا تاریکی ہو جاتی سمندر رشاہ نے کہا کہ اسی امر مین مین بھی فکر
کر رہا ہون کہ یہ کیا بات ہی شملاق نے کہا کہ اسمین بھی کوئی بھید ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین اُدھر عشاق
نے زد و صدم و بست کر دم کی صدا دی یہ صدا دینا تھا کہ آواز آئی کہ ازدی و کرا بست کر دی مین تیرے
مقابلہ کو موجود ہون او کافر تو جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے یہ بھی ایک شعبدہ تھا تو کیا تجکو قتل کریگا
مین تیری جان کی ملک الموت موجود ہون یہ صدا سب نے سنی یعنی دونون لشکرون نے بس لشکر ایوان نے
جو جنگ مغلوبہ کا قصد کیا وہ فسخ کیا اُدھر سمندر رشاہ سے شملاق نے عرض کیا کہ کچھ آپنے سنا کہ کیا صدا آئی
عیوض صدائے مرگ کے اُسکی خود آواز آئی سمندر رشاہ نے کہا کہ تمہارا گمان درست تھا اب دونون لشکرون
نے دیکھا کہ ایوان زمین سے نکلی مگر دونون ہاتھون مین اُسکے کچھ تھا فورًا زمین سے نکلی اور جست کر کے تخت
پر سوار ہوئی عشاق نے جو ایوان کو زندہ دیکھا اور سمندر رشاہ و شملاق اور کل اہل لشکر سمندر رشاہ
نے سب دنگ ہو گئے اور زرد ہو گئے مگر لشکر ایوان و لشکر اسلام دیکھکر ایوان کو خوش ہوئے
ایوان کو جو عشاق نے تخت پر پایا پس برہم ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور قصد کیا کہ ایوان پر حربہ کرے
ایوان نے جو یہ قصد عشاق کا دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون عشاق اب تو ہی سحر کیے جائیگا میری نوبت
نہ آنے دیگا مین تو تیرے بہت سے سحر رد کر چکی ہون اب ایک دو میرے سحر تو رد کر عشاق نے
جواب دیا مین نے کب منع کیا ہی کہ تو سحر نہ کر شوق سے سحر کر مین تیرے سحر کا مشتاق ہون ایوان نے کہا
کہ ای عشاق مین بہت سے سحر نکرونگی صرف دو سحر کرونگی دیکھون تو کیونکر انکو رد کرتا ہی دیکھے دو ہی
حربے میرے پاس بھی ہین عشاق نے کہا کہ مین موجود ہون تیرا جو جی چاہے وہ سحر کر بس یہ کہکر عشاق
تھم گیا ایوان کے ہاتھ مین ایک آہنی کڑا تھا اور دوسرے ہاتھ مین ایک پھول تھا جو کہ وہ زمین سے
لیکر نکلی تھی بس ایوان نے وہ پھول ایکبار اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا یا تو وہ خشک تھا یا تازہ ہو گیا
اور ایک ہوا جو چلی اُس پھول کی خوشبو جو پھیلی اور اہل لشکر سمندر رشاہ کے دماغ مین جو پہونچی سب ایکبارگی
مست و از خود رفتہ ہو گئے اور تلوارین اور حربہ ہائے سحر پھینک پھینک کر شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے طرف
ایوان کے چلے اُدھر ایوان نے سحر کیا کہ وہ پھول شگفتہ ہوا اور اُس سے ایک آفتاب پیدا ہوا اور اُسکا
عکس جو اُن لوگون پر پڑا اُسکے سب پکارے کہ ای ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہین ہمکو نہ خطا ہی جو حکم ہو ہم
بجا لائین ایوان نے یہ سنکے انگشت کا اشارہ کیا کچھ لوگ الگ ہو گئے کچھ جو باقی رہے انکو حکم دیا
کہ تم سبکے سب سمندر رشاہ کو پکڑ لاؤ اور جو کہ الگ ہوئے تھے انکو حکم دیا کہ تم اپنے سر کاٹ ڈالو
یہ حکم دیا تھا بس جنکو سمندر رشاہ کی گرفتاری کا حکم دیا تھا وہ تلوارین پکڑ کر سمندر رشاہ کی
طرف چلے اور جنکو سر کاٹنے کا حکم دیا تھا انھون نے فورًا اپنے گلے کاٹ ڈالے وہ لوگ
جو سمندر رشاہ کی طرف چلے تھے انکو سمندر رشاہ نے اپنی طرف بقصد فاسد آتے دیکھکر اپنے
اہل لشکر کو حکم دیا کہ انکو پکڑ لو کیونکہ یہ ایوان کے سحر مین مبتلا ہو کر دیوانہ ہو گئے ہین بس
اہل لشکر سمندر رشاہ انکی طرف چلے اُدھر ایوان نے اپنے گلے کا سے لشکر مین ایک تلاطم پیدا کیا
اُدھر ایوان نے اُس آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ پھر اُسی طور سے پھول ہو کر رہ گیا یہ جو تلاطم لشکر

میں بچا عشاق نے پلٹ کر لشکر کی طرف دیکھا کہ کئی سو تو سر کٹے ہوئے خاک پر پڑے ہیں اور بہت سے
آدمی تلواریں کھینچے ہوئے سمندر رشاہ کی طرف جاتے ہیں اور سمندر رشاہ نے اپنے لشکر کے لوگوں کو
انکے گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے وہ لوگ چلے ہیں گو یہ لوگ بھی اسی لشکر کے ہیں یہ تلاطم جو عشاق نے لشکر
میں دیکھا ایوان سے پلٹ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے تو نے میرے اوپر تو کوئی سحر نہ کیا اور اہل لشکر کو ہلاک کیا
ایوان نے جواب دیا کہ یہ عیوض اسکا ہے کہ تو نے میرے اہل لشکر کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر میں آگاہ ہوگئی
میں نے بچا لیا اگر تو ساحر زبردست ہے تو اپنے اہل لشکر کو میرے سحر سے بچا لے ورنہ سب کا اسی طور
خاتمہ کر دونگی دیکھو وہ باہم جنگ ہونے لگی عشاق نے جو پلٹ کر دیکھا تو یہ واقعہ دیکھا کہ وہ لوگ جو کہ
سحر ایوان میں مبتلا ہوئے تھے اور سمندر رشاہ کو اسیر کرنے چلے تھے انسے اور دوسرے اہل لشکر سے
تلوار چل رہی ہے یہ جو عشاق نے دیکھا بس پلٹ کر اور ایک نارنج اٹھا کر جو اس پھول پر مارا جیسے
قریب پھول نارنج پہونچا اس سے ایک برق چمک کر گری کہ وہ نارنج جل گیا عشاق کو اور غصہ آیا
بس فوراً جھولی سے کچھ دانہ ماش کے برابر نکالے انکو اپنی ران کے خون سے رنگین کیا اور وہ
اٹھا کر اس گل پر مارے بس جب وہ قریب پہونچے انسے شعلے پیدا ہوئے اور پھول پر گرے جیسے
پھول پر وہ شعلے گرے پھول تو مرجھا کر رہ گیا مگر اس سے ایک آفتاب پیدا ہوا جسنے اپنا عکس
اہل لشکر سمندر رشاہ پر ڈالا تھا بس وہ آفتاب سرک کر طرف عشاق کے چلا ایوان نے
دستک دی کہ وہ آفتاب اور زیادہ زور سے کڑکا اور چلا یہ جو عشاق نے دیکھا بس دستک
دی کہ ایک گنبد آہنی پیدا ہوا عشاق اسکے اندر پوشیدہ ہوگیا وہ آفتاب اس گنبد پر گرا اور
اسکو ریزہ ریزہ کر دیا عشاق فوراً غرق زمین ہوگیا بس آفتاب اس گنبد کو مٹا کر بلند ہوا
اور لشکر سمندر رشاہ پر گرا کہ سیکڑوں اہل لشکر ہلاک ہوئے پھر بلند ہوا لشکر میں ایک تلاطم
مچ گیا اور وہ پھول جب خشک ہوا تھا وہ لوگ ہوش میں آئے تھے کیونکہ اسکی خوشبو سے
مدہوش ہوئے تھے اسکے خشک ہونے سے ہوش میں آگئے تھے اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے
تھے کہ وہ آفتاب پھر گرنے لگا دو مرتبہ گرا اٹھا تیسری مرتبہ جو آفتاب بلند ہوا تھا اور سرک کر چلا تھا کہ
یکایک عشاق زمین سے نکلا باہر جو آیا دیکھا کہ لشکر میں تہلکہ پڑا ہوا ہے بس جیسے آفتاب سرک کر
گرنے لگا اسکے ہاتھ میں خاک تھی وہ اسنے آفتاب پر ماری اس خاک کا پڑنا تھا کہ ایک چھناکا ہوا
اور وہ آفتاب ٹوٹ کر زمین پر گرا سب نے دیکھا ایک آہنی توا تھا عشاق نے اس سحر کو مٹا کر
کہا کہ او ایوان دیکھا تو نے کیونکر میں نے تیرے سحر کو مٹا دیا گو تیرے سحر کے سبب سے اور
بہت سے اہل لشکر سمندر رشاہ کے مارے گئے خیر اسکا عیوض تجھ سے لونگا ایوان نے کہا کہ خیر تو نے
ایک سحر کو میرے رد کیا اور اپنی اور اہل لشکر کی جان بچائی ہے پر دوسرا سحر یہ ہے بس اسکو رد کر دے
تو جانوں اور یہ تیرے کا دیر ہے یہ کہکر وہ کڑا آہنی جو کہ ہاتھ میں تھا اسکو گردش دیکر عشاق پر مارا وہ جیسا
ایوان کے ہاتھ سے رہا ہوا تھا اسوقت تو کڑا تھا جب رہا ہوکر چلا اب شمشیر آبدار و برق شعلہ بار
بنکر چلا طرف عشاق کے عشاق نے جو اپنی طرف اسکو آتے دیکھا اب جو خیال کیا دل میں اور سحر
سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے گو طلسم بند ہوں اگر یہ سحر
اسکا چل گیا تب میرے اوپر تو ضرور ہلاک ہوگا اگر ہلاک سے بچا تو ایسا بیکار ہو جاؤنگا کہ پھر زندگی کا بھی
قابل نہونگا کہ اٹھ بیٹھ سکوں سوا اسکے بے حس و حرکت پڑے رہنے کے بلکہ دوا کے ہونیکی ضرورت

ہوگی کہ وہ خدمت کریں یہ جو عشاق نے سحر سے دریافت کیا اور معلوم ہوا بس اسنے کیا تدبیر کی کہ اپنی
ہمشبیہ یعنی ہمزاد کو اپنے مقام پر فوراً سحر کرکے چھوڑا اور خود تخت پر سے کود کر غائب ہو گیا اور پھر وہ
برق شعلہ بار آکر اُس ہمشبیہ عشاق پر پڑی کہ اسکو قتل کرتی ہوئی اور اسکو جلاتی ہوئی غرق زمین
ہو گئی ایک سیاہ آندھی چلی تاریکی ہو گئی شور و غل برپا ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں غبار بلند
ہوا برف باری ہونے لگی آگ برسنے لگی ہر طرف سے صدائے ہولناک آرہی تھی پتھر برس رہے تھے
ایک تلاطم اُس صحرا میں برپا تھا اہل لشکر سمندر رشاہ و خود سمندر رشاہ و شملاق وغیرہ کو حیرت
ہوئی اور سب کو یقین کلی ہوا کہ عشاق کو ایوان نے قتل کیا وہ تلاطم برپا تھا کہ آواز آئی
کشتی کہ نام من ہمشبیہ عشاق ساحر و نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم
یہ صدا سب نے سنی اہل اسلام کو تو خوشی ہوئی سب خوش ہو گئے مگر کفار یہ صدا سنکے بیقرار ہوئے
اور خصوصاً سمندر رشاہ بہت حیران ہوا ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ امر ضرور ہے کہ جب ہمشبیہ ساحر
کی قتل ہوتی ہے یا ساحر خود قتل کراتا ہے تو وہ اسی کے نام کی صدا دیتی ہے اور اس ساحر کا زور کچھ
کم ہو جاتا ہے اسی سبب سے ہر ساحر اپنے ہمزاد کو نہیں قتل کراتا ایسی ہی مجبوری کے مقام پر جیسے
اور اسباب جادو نے یا اور ساحروں نے کیا ہے بس وہ ہی طریقہ عشاق نے بھی کیا دوسرے
یہ بات ہے کہ اکثر سنا گیا ہے کہ جب ساحر قتل ہوتا ہے تو جو اسکے سحر کے اشیاء ہوتے ہیں وہ مٹ جاتے
ہیں پس اسی طور سے ہمزاد کے بھی قتل ہونے سے بھی مٹ جاتے ہیں مگر اُس ساحر کے کہ جسکی
تعمیر اور تیاری میں اسکا ہمزاد بھی شریک ہوتا ہے یا یہ ساحر کہ جسکا ہمزاد قتل ہوا ہے یا خود اُسنے قتل
کرایا ہے اور کوئی بند و بست اسکا نہیں کیا کہ وہ چیزیں کہ جو میرے سحر سے تیار ہوئی ہیں ہمیشہ
تو مٹ جائینگی اگر بند و بست کر لیا ہے تو ہمزاد کے قتل ہونے پر نہ مٹیں گی بلکہ اُسکے خود کے قتل ہونے
پر برباد نہ ہونگی چنانچہ عشاق نے اسکا بند و بست کر لیا تھا کہ میرے ہمزاد کے قتل ہونے پر کوئی چیز میری
سحر سے جو بنی ہے نہ برباد ہو اسی سبب سے سب اشیائے سحر عشاق جو کہ سمندر رشاہ کے پاس تھیں
یا جو جو عمارت تھی قائم رہی برباد نہیں ہوئی مگر اس صدا کے آنے پر لشکر سمندر رشاہ میں ایک تلاطم
پڑ گیا سب رونے لگے ہر طرف سے صدا آنے لگی ہائے اُستاد وائے اُستاد سمندر رشاہ کی عجب
حالت ہو گئی کہ گریبان چاک کر ڈالا تاج سر پر سے پھینکدیا شملاق کو معلوم تھا کہ بہت سے سحر
اور بہت سی چیزیں اسوقت سمندر رشاہ کے پاس ایسی ہیں کہ جو عشاق کی بنائی ہوئی ہیں دیکھوں
وہ بھی برباد ہوئیں یا نہیں یہ خیال اپنے دل میں کرکے اب جو دیکھا تو انکو اسی طور سے برقرار پایا
سمندر رشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ ایک بات میری سن لیجیے پھر روئیے گا کیونکہ یہ امر ضرور ہے کہ اُستاد
مارے گئے اب ان سا ساحر پیدا ہونا غیر ممکن ہے مگر ایک امر میں مجھکو حیرت ہے سمندر رشاہ نے کہا کہ مجھکو
ہر وقت حیرت ہوا کرتی ہے اسوقت میں بھی تیرا مذاق نہیں جاتا اسنے جواب دیا کہ میری کیا مجال جو مذاق
کرتا ہوں کیا مجکو اُستاد کے مرنے کی خوشی ہے جو مذاق کرتا ہوں میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جس سے
آپکو اس امر کا یقین ہوگا کہ اُستاد زندہ ہیں سمندر رشاہ نے کہا کہ پھر وہ ہی تو نے مذاق کی بات
کہی شملاق نے کہا کہ ذرا سماعت فرمائیے پھر فرمائیگا کہ مذاق کی بات کہی سمندر رشاہ نے جو
یہ سنا کہا کہ بیان کر شملاق نے عرض کیا کہ مجھکو حیرت اس امر میں ہے کہ جسقدر سحر اُستاد کے تھے
سب قائم ہیں اور جو چیزیں انکی بنائی ہوئی تھیں وہ سب موجود ہیں پس اگر اُستاد قتل ہو جاتے

تو ضرور یہ سب برباد ہو جاتیں اور ایک کا بھی انمیں سے نام و نشان نہ باقی رہتا یہ کیا سبب ہے کہ سب
اسی طور سے برقرار ہیں سمندر شاہ نے جو یہ گذشتہ ما شمّلاق سے کہا کہ یہ تو تو نے ایک بات طریقہ
کی کہی مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے فرمایا نہیں مہ ان سب کا اختیار تجکو دے گئے ہیں جو یہ نہیں
برباد ہوئے ہیں انکے بعد ہیں انکا اک طور اور رہے ہیں لیکن گئے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ قتل نہیں
ہوئے تو صدا کیسی آئی بس اگر مثل ایوان کے دھوکا دیا ہوتا تو صدا نہ آتی جیسے اسکے مرنے کا اسکو یقین
ہوا تھا مگر صدا کے نہ آنے سے شک تھا ویسے اسکے یہاں نہیں ہوتا یہ صدا کیوں آئی شمّلاق نے کہا کہ یہ
سب ارشاد آپکا درست ہے مگر مجکو ضرور شک ہوتا ہے دیا انتو سب اہل لشکر روبرو ہیں سمندر شاہ بھی
مغموم ہے شمّلاق کے اس کہنے سے رہ تا تو خود بھی ہے مگر مغموم ہے اودھر ایوان نے جب دیکھا کہ وہ تاریکی
وغیرہ رفع ہو گئی اور سب علامت سحر برطرف ہو گئی ایوان نے دیکھا کہ نہ عشاق کی لاش ہے نہ تخت ہے
یہ خیال کیا کہ جیسے اس تاریکی میں لاش اٹھا لیگئے بس ایک مرتبہ جو سمجھ کرکے آواز دی کہ زدم و پیستا
کردم یوں کام تمام کرتے ہیں یہ کہکر خوشی رہا ور نے کہا ہے کہ ابھی نہ عشاق کی موت کا وقت تھا
آیا تھا نہ اسکا قاتل آیا تھا نہ ایوان اسکی قاتل تھی نہ ابھی اہل اسلام کے ستارہ دین کی نحوست برطرف
ہوئی تھی کیسے عشاق قتل ہو جاتا کیونکہ میں عرض کرچکا ہوں کہ جب تک سانپ عشاق کی تیغ نہ آئیگا
اسوقت تک عشاق قتل نہو گا جو کہ ساحری تو نشید بنا گئے ہیں دیکھیے اس تیغ کو کون لیکر
آتا ہے اور کون عشاق کو قتل کرتا ہے اور کب قتل ہوتا ہے گو ہمزاد کے قتل کرانے سے لطف تو نہ
سحر کی اثر جسم کی گھٹ گئی ہے چونکہ اہل اسلام کا ستارہ گردش میں ہے بس اس سبب سے ابھی زور ہے
یہ جو صدا ایوان نے دی کہ زدم و پیستا کردم برابر سے آواز آئی کہ ازدی کرا پیستا کردی تو
یوں نہ قتل ہو گی سحر سے بلکہ مجکو تلوار سے قتل کر دیگا کیونکہ تو سحر میں زبردست ہے اور کامل ہے میرا
تیرا پلہ برابر ہے میں سحر میں تیرے اوپر غالب آ نہ سکونگا نہ تو میرے اوپر جو صدا ایوان نے سنی پلٹ کر دیکھا
کہ عشاق زمین سے نکل رہا ہے نیچے سے ہاتھوں میں ابھی آدھا اسکو دیکھکر تخت پر سے کود پڑی
نیچے لیکر عشاق بھی جست کرکے زمین سے نکلا اور باہر آکر پھیرا بدر اگر کھڑا ہوا اب جو اہل اسلام
نے دیکھا سب کو حیرت ہوئی اور باہم کہا کہ وہ ہی تدبیر کی جو کہ ایوان نے کی تھی اب ایوان کے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ ہرا صرف میں غالب آئی ہے آدھر شمّلاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے
جو میں عرض کرتا تھا وہ ہی ہوا نہ دیکھیے وہ استاد نے اسے کو ظاہر کیا معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ہمزاد قتل
کرایا اب جو سمندر شاہ نے دیکھا تو عشاق کو میدان میں کھڑا پایا شمّلاق سے کہا کہ تم نے
سچ کہا تھا یہ کہکر نقیبوں سے کہا کہ لشکر میں پکار دو کہ کوئی رنج و غم نہ کریں استاد زندہ ہیں
انھوں نے اپنے ہمزاد کو قتل کرایا تھا یہ انکے مرنے کی علامت بلند ہوئی تھی نقیبوں نے لشکر میں پکار دیا
اب پھر سب کو اطمینان ہوا ادھر دیکھا تو عشاق کو میدان میں روبرو ایوان کے استادہ پایا اور
دیکھا کہ اب دونوں میں تیغ چلا چاہتا ہے شمّلاق نے کہا کہ اب استاد نے ایوان کو قتل کیا سحر میں
تو نہیں قتل کرسکتے تھے ہاں تلوار کے مقابلے میں ضرور ماریںگے کیونکہ وہ عورت ہے اور یہ مرد ہیں
عورت تلوار کی لڑائی مرد سے نہیں لڑسکتی ہے کیسی ہی اس فن میں کبھی کاملہ ہو مگر مرد کا مقابلہ
تلوار میں نہیں کرسکتی ہاں اور کسی حربہ جنگ میں مثل نیزہ و گرز کے استاد نے بندر بیر اچھی کی
اب کوئی دم میں اسکا خاتمہ ہے اب جانی کہاں ہے شمّلاق تو سمندر شاہ سے یہ کہہ رہا ہے وہاں

ایوان نے عشاق سے کہا کہ تو نے اسوقت بڑا کام کیا کہ اپنے ہمزاد کو قتل کرایا ورنہ تیرا بچنا محال تھا
مگر دیکھو سے مجھ میں اور تجھ میں اتنا فرق ہے کہ میں نے بجلی سحر کو قتل کراکے تیرے حربہ سے اپنے کو بچایا اور
تو نے اپنے ہمزاد کو قتل کراکے میرے حربہ سے اپنی جان بچائی اور تو جو مجھ سے مقابلہ کرنے پر آیا وہ
ہوا ہے تو میں اسپر بھی راضی ہوں کیونکہ میں اس فن سے بھی واقف ہوں تو نے اس خیال سے کہ میں مرد
ہوں اور فنون سپہ گری سے آگاہ ہوں یہ عورت ہے یہ کیا واقف ہوگی بس میں اسکو اس فن میں
زیر کر لونگا اور قتل کر ڈالونگا کیونکہ یہ سوائے سحر و ساحری کے فنون جنگ سے آگاہ نہ ہوگی تو یہ تیرا خیال
درست ہے مگر میں نے اس فن کو بھی خوب حاصل کیا ہے اسی وقت کے لیے کہ کہیں ایسا ہو کہ تلوار کی
نوبت آئے تو بڑی خرابی ہو لیکن اس سے بھی آگاہ ہونا خوب ہے استادوں سے حاصل کیا ہے میں اسمیں
کبھی شرمندہ نہیں ہوں آ مقابلہ کر عشاق نے جواب دیا کہ اگر شرمندہ نہیں ہے تو وار کر ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ تو نے
محنت کرکے اس فن میں کیا کمال حاصل کیا ہے ایوان نے کہا کہ پہلے تو وار کر پھر میں وار کرونگی یہ سننا تھا کہ عشاق
نے تیغ سحر علم کرکے وار کیا ایوان نے سپر سحر کو پناہ کیا اور اسکا وار خالی دیا اپنا وار کیا عشاق نے
خالی دیا بس دونوں تیغ مثل ستارے چمکنے لگے دو بجلیاں تھیں کہ کوندنے لگیں شرارے سروں سے نکلکر
بالائے آسمان جانے لگے جھنکار تیغ کی بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں باہم لپٹی ہوئی چمک رہی ہیں
ایوان و عشاق اس طور سے گردش کر رہے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاٹ کے پتلے پھر رہے اور ذریعہ
کل کے پھر رہے ہیں کسی مقام پر نہ ایوان کو کوئی کم پاتا تھا نہ عشاق کو معلوم ہوتا تھا کہ دو پتلیاں
کھڑی ہوئی ہیں ہر مرتبہ اہل لشکر اسلام کو یقین ہوتا تھا کہ ابھی ایوان نے مار لیا اور کفار کو یقین
ہوتا تھا کہ عشاق قتل ہوا اسی طور سے جب عشاق کا وار چلتا تھا تو اہل اسلام کو ایوان
کے قتل ہونے کا یقین ہوتا تھا اور کفار کو عشاق کے فتحیاب ہونے کا پھر کچھ کامل دو دن لڑا کیے تیغ آری
سپر بت مثل غربال کے ہو گئیں بلکہ پرزے پرزے ہو گئیں عشاق نے دم لیا اور ایوان سے کہا کہ تو
خوب اس فن سے بھی واقف ہے بس پھر وہ خنجر لیکر مقابلہ کرنے لگا ایوان بھی لڑنے لگی کبھی یہ
اسکے حد کی طرف آجاتی تھی یعنی ایوان کبھی ایوان کی حد میں عشاق چلا جاتا تھا اگر ایوان کا خنجر
پہلو سے نکل گیا تو عشاق کا خنجر سر پر آکر خالی گیا اگر اسنے طمانچہ لگایا تو ایوان نے بھنڈارے کا
ہاتھ لگایا اسنے کمر بچائی تو ایوان نے بھڑے کا ہاتھ لگایا اسکا خنجر اگر تن سے قریب تھا نہ آکر نکل گیا
تو ایوان کا بھی خنجر سر پر سے سن سے نکل گیا اسی طور سے بڑی دیر تک لڑا کی یہ نوبت تھی کہ نہ
ادھر ظفر پا این را خدا و نہ این را ظفر نہ او را خطر دونوں برابر تلے ہوئے لڑ رہے تھے برابر کے ہاتھ چل
رہے تھے جب ایوان کو عشاق نے اس فن میں بھی کامل پایا اور اپنے دلمیں خیال کیا کہ میں نے
تو تلوار کا مقابلہ اس لیے کیا تھا کہ یہ اس سے ناواقف ہوگی یہ تو اس فن میں بھی کامل نکلی اس پر
غالب آنا دشوار ہے بدون دھوکے بازی کے بس یہ خیال دلمیں کرکے عشاق نے کمر کا ہاتھ لگایا
ایوان اس طرف متوجہ ہوئی دھوکا تو تھا ہی بس فوراً بتایا تو کمر اور لگایا سر سپر سر پر سے
ہٹ چکی تھی خنجر سر پر بیٹھا تا دابرو اتر آیا ایوان نے جو یہ حال دیکھا کہ اسنے دھوکا دیا بتائی
کمر اور ضرب لگائی سر پر میں دھوکے میں آکر مجروح ہوئی فوراً سحر کیا کہ خنجر تو سر سے نکل گیا
خون نکلنے لگا سحر کیا کہ خون بند ہو گیا مگر زخم اسی طور سے رہا فوراً دوپٹہ پھاڑا اس سے خوب
مضبوط سر کے زخم کو باندھا اور عشاق سے کہا کہ مکاری کرنے لگا عشاق نے جواب دیا کہ

جس طور سے ہو حریف کو زک دے ایوان نے جواب دیا کہ اچھا کوئی پروا کی بات نہیں ہے کبھی ہمارا بھی تو
موقع ہوگا مگر ہم کہکر وار کرینگے راوی نے بیان کیا ہے کہ چونکہ ابھی اہل اسلام کے ستارون کی
نحوست بر طرف نہوئی تھی اس سبب سے ایوان عشاق کے ہاتھ سے مجروح ہوئی راوی
بیان کرتا ہے پھر باہم پیچ چلنے لگا کہ پھر عشاق نے دھوکا دیکر وار کیا ابکی ایوان کا نشانہ نشانہ ہوا
اسنے اسکو بھی کسیکر باندھا اور مقابلہ مین مصروف ہوئی اسی طور سے چند زخم ایوان نے کھائے
زخم سر چو پارہ ہوگیا کسن چھوٹی اور سامنے کی صورت تھی کہ برابر مقابلہ کیے جاتی ہے لڑ رہی ہے یہان تو
مقابلہ ہو رہا ہے اور ایوان زخمی ہو رہی ہے اور عشاق سے مقابلہ کر رہی ہے مگر راوی ان دونونکو
اسی مقابلہ مین چھوڑتا ہے اور

اب شمہ حال ملکہ سوماق برق مزاج بھانجی ایوان کا قلم بند کرتا ہے اسکو سماعت فرمائیے

کہ ملکہ سوماق برق مزاج بھانجی ایوان کی جب ایوان لشکر اسلام سے مسلمان ہو کر آئی
تھی تو اپنی خالہ کے پاس آئی تھی ایوان اسکا سوق لیگئی تھی وہ اسکو دیا تھا اسنے سب حال پوچھا
تھا تو بیان کیا تھا خلاصہ یہ کہ ایوان نے سب کو یعنی تمام اپنے اہل لشکر اور اہل شہر و عزیزونکو مسلمان
کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر تیار رہے ہم ہمراہ لیکے اہل اسلام لشکر لیکے جاینگے چنانچہ سوماق نے بھی
ضد کی تھی چونکہ سوماق کو ایوان نے پرورش کیا ہے اس سبب سے الفت بہت تھی اور سوماق بھی
ایوان کو ماں جانتی ہے اور راز صد جانتی ہے پس اسی الفت کے سبب سے ضد کی تھی کہ مین بھی
آپکے ہمراہ چلونگی پہلے تو ایوان نے بہت کچھ سمجھایا بجھایا تھا جب اسنے نہ مانا تھا تو یہ کہکر اسکو باغ کی
طرف اسکے روانہ کیا تھا کہ جب ہم جاینگے تو بلا لینگے چونکہ وہ بچہ تھی اس فقرہ مین آگئی تھی اور
اسکی ہمسنون کو بہت تاکید سمجھا دیا تھا کہ ملکہ کو ہمہ وقت سیر و تماشا مین مصروف رکھنا ادھر کا
خیال بھی نہ آنے دینا چنانچہ جب سوماق چلی گئی تھی اسکے بعد حیران بادلہ پوشش کا نامہ آیا تھا
اور ایوان نے مقابلہ کیا تھا اور اسکو شکست دیکر اور تین لاکھ کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان تو تحریر ہوئی کہ وہ آکر عشاق سے لڑی
اور مقابلہ کر رہی ہے مگر سوماق کا حال نہین تحریر ہوا تھا اب اسکا حال قلم بند ہوتا ہے کہ یہ باغ مین
جاکر ایسی سیر باغ مین مصروف ہوئی اور لہو و لعب مین کہ بالکل اس طرف سے غافل ہوگئی دوسرے
انیسون اور خواصون نے بھی بموجب حکم ملکہ ایوان سوماق کو ایسا لہو و لعب مین مصروف کیا کہ
اسکو کچھ خیال نہ رہا نہ کسی ادھر کی خبر پہنچی نہ وہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ حیران بادلہ پوشش میری خالہ
سے لشکر لیکر آیا ہے اور خالہ مقابلہ کو لشکر لیکر گئی ہین نہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ خالہ اسنے
اسکو شکست دیکے بھگا دیا اور خود لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوگئین اگر کسی وقت خیال
کبھی آیا اور ذکر کیا تو مصاحبون نے دوسری بات شروع کر دی اس ذکر کو کاٹ دیا خواصون
نے ایسا جھوٹی کو سب خبرین کہین مگر ملکہ سے حضور ہر ذکر عرض کرتی تھین پس اسی طور سے چند روز

گذرے کہ ایکدن سوماق کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ امی جان نے کہا تھا کہ جب مین لشکر لیکر براے مقابلہ
اہل اسلام جاؤنگی تو تجکو بھی باغ سے طلب کرونگی اور اپنے ہمراہ لیجاؤنگی اس امر کو عرصہ بہت ہوا
اور وہ تو اُس زمانے مین کوچ فرمانے والین تھین کیا سبب ہی کہ مجکو نہین طلب کیا کیا لشکر لیکر روانہ
نہین ہوئین یا کسی ضرورت سے رک گئین ذرا حال دریافت کرنا چاہیے لیس اسکے پاس موتی ہی
مین عرض کرچکا ہون کہ اسنے بڑی محنت سے موتی تیار کیا ہی اول تو حربہ بے پناہ ہی کسی سے رد نہین
ہوسکتا ہی اگر سامری و جمشید پر بھی سوماق یہ حربہ کرے تو انکو بھی بچنا دشوار ہو دوسرے یہ صفت ہی
کہ جسکا چاہے حال دریافت کرلے چاہے کسی مقام پہ ہو پہونچکر اسکی حالت ہوگی وہ پیش نگاہ ہوجائیگی
اور صاحب گوہر اسکے حال سے بخوبی آگاہ ہوجائیگا یا اور جو حالت دریافت کریگا اُس موتی سے معلوم
ہوجائیگی لیس یہ جو مین نے عرض کیا ہی اسی قسم کا موتی اُسنے تیار کیا تھا مین قبل مین بھی عرض کرچکا ہون
اور وہ ہی گوہر الوان آس سے جب دو بارہ سمندر شاہ نے طلب کیا ہو گئی تھی تو لیتی گئی تھی چنانچہ
جب آئی تھی تو دیدیا تھا لیس سوماق نے جو یہ خیال اپنے دلمین کیا کہ امی جان کا حال دریافت
کرون کسی کو اُنکے پاس روانہ کرکے دریافت کراؤن تو وہ جھوٹ سچ آکر بیان کرے اس سے موتی ہی کیون نہ
دیکھ لون لیس یہ خیال کرکے دلمین جوڑے مین سے ڈبیا نکالی اُسی ڈبیا مین موتی رہتا ہی اُسکو
کھولا اور ہاتھ پر رکھکر کہا کہ مجکو میری خالہ ملکہ الوان کی حالت دریافت کرنا ہی جو اُنکا حال ہو
مجھے اوپر ظاہر ہوجائے وہ جس فکر مین ہون اور جہان ہون لیس یہ جو اسنے نیت کرکے موتی
مین دیکھا کیا دیکھتی ہی کہ ملکہ الوان لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین چلی جاتی ہین اسکو حیرت ہوئی
کہ یہ کیا سبب ہی یہ کہان جاتی ہین مین تو شہر مین چھوڑ آئی تھی یہ کہان مع لشکر تشریف لیے جاتی ہین
شاید آج موتی نے خطا کی پھر دیکھا پھر وہی نظر آیا اب اسنے یہ نیت کی کہ مجکو میری خالہ کی کیفیت
معلوم ہوجاے کہ یہ مع لشکر کے کہان جاتی ہین کیونکہ مجھ سے تو اقرار کیا تھا کہ مین جب براے
کمک اہل اسلام جاؤنگی تو تجکو بھی ہمراہ لیتی جاؤنگی اب یہ کہان جاتی ہین آیا طرف لشکر اسلام کے
جاتی ہین یا اور کسی مہم پر اُس موتی مین اسنے یہ تحریر پایا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ جب تجنے بہت ضد
کی تو ملکہ نے یہ فقرہ تمکو دیا کہ تم باغ مین جاکر اپنا دل جبتک بہلاؤ جب مین لشکر لیکر کوچ
کرونگی تمکو بھی طلب کرونگی لیس تم ادھر باغ کو آئین اُدھر حیران بادلہ پوش لشکر لیکر بحکم
سمندر شاہ براے تاخت و تاراج ملک الوانیہ آیا تھا اسنے نامہ لکھا تھا وہ نامہ آیا لیس آپکی
خالہ صاحبہ نے نکلکر اسکا مقابلہ کیا اسکو قتل کیا لشکر کو شکست دی اسکے بعد تین لاکھ کا لشکر لیکر
اُسی طرف سے براے کمک اہل اسلام روانہ ہوگئین اُسی طرف تشریف لیے جاتی ہین اس
حال کا ظاہر ہونا تھا اور سوماق کو معلوم ہونا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ آپ اُسدن سے یہان
آکر ایسی غافل ہوئین کہ پھر آپکو خیال بھی نہ آیا اور ایسی لہو و لعب مین مصروف ہوئین کہ پھر
کچھ فکر نہ کی لیس یہ جو سوماق پر ظاہر ہوا یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی صاحبون و
خواصون و جلیسون و انیسون کو حکم دیا کہ بہت جلد اسباب سفر سے آراستہ ہو اور سامان
سفر کرو مین اپنی خالہ صاحبہ کے پاس جاؤنگی تم سب نے بڑی غلطی کی مجکو اس حال سے
آگاہ نہ کیا کہ آپکی خالہ صاحبہ لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے تشریف لیگئین جب وہان سے
آلون تو سزا دونگی وہ عذر کرنے لگین ملکہ نے کہا کہ لیس پھر عذر کرنا جب سزا ملیگی اسوقت

سامان سفر کردا انھون نے کہا کہ ہم جاکر دریافت کر آئین وہ ابھی تشریف نہین لیگئی ہین اگر تشریف
لیجاتین تو آپکو ضرور طلب فرماتین ملکہ نے کہا کہ بس آپ مہربانی فرمائیے وہ تشریف لیگئین انھون
نے مجکو فقرہ دیا تھا مین سمجھی تھی فقرے مین آگئی بس مجکو سب حال سوتی سے ظاہر ہوچکا ہے مین دریافت
کرچکی ہون کوئی جانے کی ضرورت نہین ہے یہ جو ملکہ نے کہا سب سامان سفر اور اسباب سحر سے
آراستہ ہونے لگین کیونکہ ملکہ کے مزاج سے بخوبی واقف ہین کہ ذرا سے مین خفا ہوجاتی ہین
تو مان وخالہ کی تو تشفی نہین ہین تو ہماری کیا اصل ہے تھوڑے عرصے مین سب سامان سفر اور
اسباب سے آراستہ ہوگئین ملکہ انکو حکم دیکر بارہ دری مین گئی تھی وہان جاکر خود اپنے کو سامان
سفر اور کل اسباب سحر سے آراستہ کیا اور جب تیار ہوچکی تو باہر آئی مصاحبون کو طلب کرکے پوچھا
کہ سب سامان تیار ہے اور سامان سفر سے لیس ہین اور اسباب سحر سے عرض کیا کہ جی ہان لیس ہین
ملکہ نے سحر کیا طاؤس سحر تیار ہوکر سامنے موجود ہوا اس پر ملکہ طاؤس پر سوار ہوئی اپنے سوار ہونیکے
بعد اور سب کو حکم دیا کہ تم سب بھی سوار ہولیں قریب دو سو کے خواصین تھین وہ اور باقی خادمین
وجلیسین وانیسین تھین اور سب ساحرہ تھین یہ سب قریب آٹھ نو سو کے تھین اور سب خواتین
یا لڑکیان سب بموجب حکم ملکہ سوار ہوئین کوئی طاؤس پر کوئی باز پر کوئی ہنس پر کوئی قاز پر کوئی
قرقرے اور کوئی اژدر سحر پر لیس ملکہ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اور سوتی سے حال دریافت کرنیکے
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی بہت جلد راہ طی کرتی ہوئی جاتی تھی چنانچہ دو منزلہ سہ منزلہ اسنے
طی کیا یہان تک کہ قریب سمندر کے پہونچی ایک جہاز اسنے لشکر کے فرودگاہ ہونیکا حکم دیا یعنی انھین
سب مصاحبون وغیرہ کو اور لشکر اسکے ہمراہ تھا اور سحر کیا کہ ایک خیمہ برپا ہوگیا یہ اس خیمہ مین اتری
اور سب بھی سحر سے خیمہ برپا کرکے اترین وہ پہر رات تک اسکے ہمراہ باتین ہوا کی جب نصف شب کے
قریب آئی تو سب سے رخصت ہوکر چلی گئی پہرہ والیان رہ گئین پلنگ پر یہ آکر لیٹی اسکو نیند نہ آئی
کچھ خیال ملکہ ایوان کا جو بندھا تو دل پریشان ہوا اس سوتی کو نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا اور خود بھی
دیکھا کہ ملکہ قریب لشکر پہونچ چکی ہے ایسا تھوڑا فاصلہ ہے صبح کو جو روانہ ہوگی تو قریب دوپہر کے
لشکر اسلام مین پہونچ جائیگی اسنے خیال کیا کہ ذرا لشکر اسلام کا تو حال دریافت کرون اسنے جو لشکر
اسلام کا حال دریافت کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کل ساحران لشکر اسلام کو عشاق نے قید کیا ہے
وہ گنبد جو بنا ہے ہوا قائم ہے اور بہت تکلیف سے وہ لوگ بسر کررہے ہین اور سب اہل اسلام جو کہ
غیر ساحر ہین اپنی زندگی سے مایوس ہوکر عبادت خدا مین مصروف ہین کیونکہ صبح کو پھر عشاق
مقابلے کو آئیگا عجب بلا لشکر اسلام پر نازل ہوئی ہے اور کل ایوان بھی عشاق کے ہاتھ سے
زخمی ہوگی یہ جو سوماقی نے دیکھا از بس اہل اسلام کی حالت بھی دیکھی اور گرفتار کو خورش پایا بہت
ہی صدمہ ہوا اور یہ جو معلوم ہوا کہ ایوان بھی مجروح ہوگی بس یہ دریافت کیا کہ عشاق
کسکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور کون اسکا قاتل ہے معلوم ہوا کہ عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن ہے
یہ طلسم بند ہے یہ سب پر غالب آئیگا ملکہ نے یہ جو دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ تو معلوم ہوا کہ یہ سحر بند
ہے کیا اسکے قتل کی بھی تو کوئی تدبیر ضرور ہوگی کیونکہ جسنے اسکو سحر بند کیا ہوگا تو اسنے کیا ہوگی اگر اسنے
اپنے کو خود سحر بند کیا تو اسنے کی ہوگی لکھا پایا کہ ارے ملکہ آگاہ ہو کہ اسکو طلسم بند یا سحر بند ساحری
جمشیدی نے کیا ہوا اور اسکے قتل کی یہ تدبیر کی ہے کہ ایک تیغ بنا کر اسکو دیا تھا کہ اسکو مخفی ثلث رکھنا

کیونکہ جب تک یہ تیغہ کسی کے ہاتھ نہ لگے گا اُسوقت تک تیری قضا نہ آئیگی اگر کوئی لاکھ تدبیر کرے کہ تجکو
قتل کرے مگر تو قتل نہوگا اگر تمام عالم ایک ہو جاوے تو بھی تو قتل نہوگا ہاں اگر یہ تیغہ مل جائیگا تو ایک بچہ
تجکو قتل کر ڈالے گا بس تیری موت اس تیغہ پر منحصر ہے لہذا اسکو بہت حفاظت سے رکھنا چنانچہ عشاق
نے اُسکو بڑی حفاظت سے رکھا ہے اُس تیغہ کا نام تیغۂ عشاق کش ہے پس جب تک وہ تیغہ نہ آئیگا
عشاق نہ مارا جائیگا یہ جو سوماق کو معلوم ہوا پس اُسنے خیال کیا کہ اے سوماق اس موتی سے
تو اُس تیغہ کا نشان بھی دریافت کرے کیونکہ یہ تو نے خوب چیز بنا لی کہ جو حال دریافت کرنا ہو اُسے دریافت
کر لیا یا جو امر نہ معلوم ہوا اسکو معلوم کر لیا پس نشان تیغہ معلوم کریگا اور کوشش کر کے اُس تیغہ کو حاصل کر اور پھر لیکر عشاق
سے مقابلہ کر اُسکو قتل کر کے سبب اہل اسلام کو اس بلا سے نجات دے کتنا بڑا ثواب ہوگا پس یہ
خیال دل میں کر کے اور یہ بھی خیال کیا کہ کتنا بڑا نام ہوگا یہ ہمت کر کے موتی کو دیکھا کہ تجکو نشان اُس
تیغہ کا معلوم ہو جاوے پس نشان معلوم ہوا سوماق نے سحر کیا کہ ایک پتلی آسی کی صورت کی اُسکے
آگے پیر سحر سے تیار ہو گئی اور خود سوماق سحر کر کے غرق زمین ہوئی اور فکر میں تیغۂ عشاق کش کے
زیر زمین روانہ ہوئی نقب کنی کرتی ہوئی کئی منزل نکل گئی پس ایک مقام پر طبقہ زمین کا
توڑا چونکہ شب تھی مگر ایک صحرا میں نکلی پس وہاں مشعل سحر روشن کر کے ایک طرف کو اسکی روشنی میں چلی
چونکہ نشان تیغہ تو مل چکا تھا پس وہ اُسی پتہ پر برابر چلی جاتی تھی یہاں تک کہ اُس مقام پر پہونچی کہ جہاں کا
نشان ملا تھا دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہے اور بہت سرسبز ہے پس اُس درہ کوہ کے اندر داخل ہوئی دیکھا کہ
ایک ساحر جوگی سنگ مرمر پر بیٹھا ہوا ہے جوڑا بندھا ہوا جوگی وضع ہے جاگ رہا ہے جیسے اُسنے سر اُٹھا کر
روشنی کی طرف دیکھا دیکھا کہ ایک لڑکی بہت خوبصورت میری طرف چلی آتی ہے پس اُسنے آواز دی
کہ کون اجل رسیدہ ادھر آتا ہے یہ مقام آنے کا نہیں ہے میں یہاں کا مالک ہوں سوماق نے یہ صدا اُسکی
کہا کہ او اجل رسیدہ میں تیری جان کی ملک الموت ہوں اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں تیغۂ
عشاق کش کو حاصل کروں اُس جوگی نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تو تیغہ کی فکر میں آئی ہے اب تیرا زندہ
بچنا میرے ہاتھ سے دشوار ہے یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا چونکہ سوماق کو جلدی تھی اور یہ فکر تھی
کہ کسی صورت سے اسکو قتل کر کے تیغہ حاصل کروں پس جیسے وہ ساحر اُٹھا اُسنے فوراً موتی کو
اپنے جوڑے سے نکالا اور ہاتھ پر رکھا اور اُسکا عکس اُس جوگی پر ڈالا وہ تو نارنج سحر اُٹھا کر چلا کہتا
اس خیال سے کہ یہ لڑکی ہے بھلا کیا مقابلہ کریگی ایک ہی نارنج میں گرفتار ہو جائیگی اس حال سے
واقف نہ تھا کہ جان کی خواہاں ہے پس یہ تو بلا خوف چلا آتا تھا جیسے عکس اُس موتی کا جوگی پر
پڑا ایک برق چمک کر موتی سے اُس جوگی پر گری جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اُس برق نے اُس
جوگی کو جلا دیا اُسکا جلنا تھا کہ ایک شور قیامت اُٹھا ایک تو تاریکی تھی اور ہو گئی برف باری
و سنگ باری شروع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دریان جادو بود جب تاریکی دفع ہوئی سوماق
نے دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل سامنے ہے پس اُسنے جاتے ہی اُس قفل کو توڑا اور دروازہ کھولا
دروازے کا کھولنا تھا کہ دیکھا ایک اژدر آتش فشاں قلعہ آتشیں چھوڑتا ہوا اندر سے چلا پس اُسنے یہ
تدبیر کی کہ اُس اژدر پر بھی اُس موتی کا عکس ڈالا وہ بھی عکس موتی سے جلنے لگا ادھر اُسپر عکس پڑا
اُدھر اُس اژدر کے جسم سے شعلہ نکلا اور وہ جلنے لگا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو
بود جب سوماق اژدر کو قتل کر چکی اور چلا چلی اب اندر دروازے کے آئی دیکھا کہ ایک

مکان بہت وسیع ہے بس یہ صحن مکان طے کرکے دالان مین آئی اور شمال کی طرف جو حجرہ تھا اُسکی
طرف متوجہ ہوئی جیسے اُدھر کو قدم اُٹھایا قدم کا اُٹھانا تھا کہ آواز آئی کہ او ظالم کدھر جاتی
ہے تو بڑی بےخوف ہے دربان جادو و داروغہ جادو کو مار کر یہان پہونچی ہے پھر بھی کچھ خوف
نہین کرتی ہے کھڑی رہ مین تیری جان کا ملک الموت آتا ہون بس یہ جو صدا آئی سوماق نے
پلٹ کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوگی جسکے بڑے بڑے بال سیاہ فام بڑے بڑے دانت آنکھون اور
منھ سے شعلے نکلتے ہوے میری طرف چلا آتا ہے یہ ہی کہتا ہوا کہ کہان جاتی ہے بس جیسے وہ قریب
آیا سوماق نے اُسکی طرف بھی موتی کو کیا اُسی طور سے اُس موتی سے برق پیدا ہوئی اور اُس
جوگی پر بھی پڑی کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا بس نہایت ہی ہنگامہ محشر افزا برپا ہوا آوازین
ہولناک آئین تاریکی انتہا درجہ کی ہوگئی جب وہ سب آفتین کم ہوئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
پاسبان جادو ہون جب یہ صدا آچکی اور وہ تاریکی وغیرہ رفع ہوچکی اُسوقت سوماق نے
دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش پڑی ہوئی ہے بس یہ حجرہ کی طرف چلی اور حجرے کا قفل توڑکر اندر گئی
اور سقف حجرہ سے اُس صندوق کو جو کہ لٹکا ہوا تھا سحر کرکے اُتارا اور اُسکا قفل توڑا اور پرکا پٹرا جو
ہٹایا دیکھا کہ ایک کیسی سیاہ ناگن بیٹھی ہوئی ہے زبان نکالے ہوے بس فوراً کچھ اسم پڑھکر
اُسپر ہاتھ ڈالدیا اب جو ہاتھ ڈالا قبضہ پر پڑا اب جو اُٹھایا نہ وہ ناگن تھی نہ اور کچھ تھا ایک تلوار
نیام مین تھی اُسکے قبضہ پر لکھا تھا کہ این تیغ عشاق کش بس جب سوماق نے وہ تیغ پایا بہت
خوش ہوئی اپنے دلمین کہا کہ خداوند کریم نے میری کمک کی کہ یہ تیغ ہاتھ آیا بس اُس صندوق وغیرہ
کو اُسی طور سے چھوڑ کر باہر آئی اور مکان کو طے کرکے درہ مین آئی اور وہان سے اُس مقام پر
آئی کہ جہان پر وہ نقب توڑا تھا بس نقب مین جاکر اُسی طور سے راہ طے کرکے اپنے خیمہ مین
صبح ہوتے ہوتے پہونچ گئی راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سب کام ملکہ نے حسب نشان دہی کو ہمزاد
جو کہ اُسکے پاس ہے کیا اور اُس موتی کے ذریعہ سے پتہ بھی ملا اور سب کو قتل بھی کیا بس خیمہ
مین آکر تھوڑے عرصہ تک آرام کیا بعد کو جب صبح ہوئی بیدار ہوئی فوراً سب کو کوچ کا حکم دیا
اور کہا کہ تم لوگ تو بالائے ہوا روانہ ہو مین اندر اندر زمین کے آتی ہون قریب لشکر اسلام
پہونچکر ایک طرف صف باندھکر کھڑی ہونا جو کوئی دریافت بھی کرے تو کہنا کہ جب ہمارا مالک
آئیگا وہ خود اپنے نام و نشان سے آگاہ کرے گا اول تو مین تم سے پہلے پہونچونگی یہ کہکر اور
سحر کرکے غوطہ زن زمین ہوئی اور سحر سے زمین کشی کرتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
اُسکی خواصین اور مصاحبین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکر چلین یہ تو ادھر سے جاتی ہین اور
سوماق اندر زمین کے چلی جاتی ہے مگر ساتھ عجلت کے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ خانہ جان
پہونچ گئی ہون اور مقابلہ ہونے لگا ہو یا صاحبقران نے نکلکر مقابلہ کیا ہو کیونکہ سب ساحران
لشکر اسلام قید ہوچکے ہین بس یہ تو اس خیال و فکر مین چلی جاتی ہے وہان الوان سے اور عشاق
سے تیغ زنی ہو رہی ہے اور الوان بہت زخمی ہوچکی ہے اور پسپا ہونے لگی اور عشاق بڑھا جاتا
ہے اور حملہ کرتا ہے کہ اب اُسکے ظلم و ستم کی حد ہوچکی تھی اور نحوست بھی ستارۂ اہل اسلام کی
جا چکی تھی اور عشاق نے غرور بھی کیا ہے اور اُسکا یہ قصد ہے کہ کسی مقام پر موقع پاکر ایسا
ہاتھ لگاؤن کہ الوان کا سر تن پہ سے کٹکر زمین پر گرے تو الوان بہت زخمی ہے اور خون بھی

بہت نکلا ہی طاقت بھی کم ہوتی جاتی ہی ایوان ایسی جرأت کی عورت ہی کہ اسقدر مجروح ہی خون
جسم سے بہ رہا ہی مگر مقابلہ سے ہٹتی نہیں ہی برابر عشاق کے وار کو روک رہی ہی کوئی مقام
ایسا نہیں ہی بظاہر جسم میں جو کہ زخمی نہوا ہو اسے تا پا مجروح تھی زخم کاری لگے تھے اب اسقدر طاقت
نہ تھی کہ وار کرے سوائے وار روکنے کے آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں ہر مرتبہ ہاتھ رک جاتا تھا بس اب
جو یہ حالت ایوان کی ہوئی اسکو اپنی زندگی سے نا امیدی ہوئی بس اپنے دل میں یہ خیال
کیا کہ او ایوان اب کوئی صورت زندگی کی نظر نہیں آتی ہی طاقت جواب دے چکی ہی ہاتھ اب
اٹھو نہیں سکتا ہی بس اب جو وہ وار کریگا کام تمام ہو جائیگا یہی وقت ہی کہ خداوند کریم سے رجوع
کر اور اپنے گناہوں کے عفو ہونے کی دعا کر اور اہل اسلام کی اس بلا سے نجات پانے کی یہ خیال کرکے
بس رجوع قلب سے آہستہ آہستہ یوں دعا کرنے لگی اور یہ شعر زبان پر بصد عجز و انکسار جاری کیا شعر
جو عاجز رہا نندہ وانم ترا ٭ درین عاجزی چون نخوانم ترا ٭ تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ہا
دعا کے کند من کنم مستجاب ہا ٭ اے کریم میرے حال پر رحم کر یہ میں نہیں عرض کرتی ہوں کہ مروں
نہیں اگر میرا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہو تو کچھ خوف نہیں ہی شوق سے ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ میری
روح آکر قبض کریں کوئی مجھکو عذر نہیں مگر آرزو یہ تھی کہ میں اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لیتی کہ
سمندر پر فتح ہو گیا اور اہل اسلام کا اسپر قبضہ ہوا عشاق و سمندر شاہ مارا گیا اور سکہ
بادشاہ اسلام کا سمندر میں جاری ہوا اور دوسری میری یہ خواہش تھی کہ میں اس کافر
ظالم کے ہاتھ سے نہ ماری جاتی تو اچھا تھا مگر جو تیری مشیت تیسری میری یہ آرزو ہی کہ جو
کچھ گناہ مجھ سے حالت کفر میں سرزد ہوے ہیں انکو معاف کر دینا اور میری توبہ کو قبول فرما
چوتھی آرزو میری یہ ہی کہ اس بلا سے لشکر اسلام کو نجات دے اور ان سب کو اس کافر کے
ہاتھ سے بچالے کیونکہ یہ سب تیرے بندے ہیں اور تیرے دین و مذہب کے رواج دینے کے
لیے جان پر کھیلے ہوے ہیں اگر یہ خدانخواستہ ہلاک ہوے تو کون پھر تیرے دین کو رواج دیگا
اور کوئی ایسا نہیں ہی کہ بیکسوں کی حالت پر رحم کھاے اس ملک میں انکا دشمنوں کے سوا
کوئی نہیں ہی بس جہانتک ہو اے کریم کارساز اپنی عنایت اور بندہ نوازی سے ان سب کو
بچالے واسطہ تجھ کو اپنے عزت و جلال کا واسطہ انبیاے سابق کا میری سب آرزو انکو پورا
کر اگر میری موت بھی آئی ہو تو اسوقت ٹل جاے میں اس کافر کے ہاتھ سے نہ قتل ہوں اگر قتل
ہوئی تو سب ہنسینگے اور دشمن خوش ہونگے اور اہل اسلام پر سے اس بلا کو دفع کر یہ دعا جو
ایوان نے اس حالت مجبوری اور ناچاری میں رجوع قلب سے مانگی چونکہ اب زمانہ
اجابت دعا کا قریب آچکا تھا اور میعاد عرصہ ہو چکا تھا اہل اسلام پر سختی گذر رہتے ہوے ستاروں کی
نحوست بھی جا چکی تھی ایوان کی دعا قبول ہوئی عشاق زیادتی بھی کر رہا تھا در آسمان وا کھلے
تیر دعا ہدف اجابت پر جا کر پڑا درگاہ خدا میں ایوان کی دعا قبول ہوئی ایوان تو دعا کر رہی
تھی عشاق نے پھر تیغ کا وار کیا اسنے جھک نیچے دیکھکر سپر کا ہاتھ اٹھایا ادھر اسنے وار کیا ایوان
نے سپر اٹھائی کہ درمیان سے زمین شق ہوئی اور غبار بلند ہوا عشاق یہ واقعہ دیکھکر
تھا ایوان بھی حیران ہوئی مگر بسبب غبار بلند ہونے کے کچھ دکھائی نہ دیا لشکر کفار نے
بھی دیکھا سمندر شاہ خوش ہو ہوکر شملاق سے کہہ رہا تھا کہ اسنا دے ایوان کو آج قتل

کیا اب یہ جاتی کہاں ہے دیکھو کس قدر مجروح ہوئی ہے از سر تا پا جراحت سے چور ہے شملاق نے عرض کیا کہ مین نے
پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اب اُستاد قتل کرینگے مگر آپنے ملاحظہ کیا کہ وہ بھی کس غضب سے لڑ رہی ہے اور
مقابلہ کر رہی ہے یہ تو حالت ہے مگر بھاگتی نہیں ہے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ بات ہے کہ قضا پاؤن پکڑے
ہوئے ہے سب کفار خوش ہو رہے ہین سمندر شاہ و شملاق مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ شملاق
نے دیکھا کہ درمیان مین عشاق اور ایوان کے زمین شق ہوئی اور غبار اٹھا شملاق نے
سمندر شاہ سے کہا کہ آپنے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ خود بخود زمین شق ہوئی ہے اور غبار بلند ہوا ہے
دیکھیے یہ کیا واقعہ ہے شملاق تو ادھر سمندر شاہ سے کہہ رہا تھا اور یہ واقعہ سب کفار کے
لشکر نے بھی دیکھا سب اُسی طرف متوجہ ہوئے اہل اسلام نے بھی دیکھا وہ بھی اُسی طرف متوجہ ہوئے
اور اہل اسلام ایوان کے لیے دعا کر رہے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ جب وہ غبار برطرف ہوا دونون
لشکرون کے اہل لشکر نے اور سردارون اور بادشاہ اسلام و صاحبقران و عیارون و ایوان
نے بھی دیکھا ادھر سمندر شاہ اور شملاق اور کل سردارون اور عشاق نے بھی دیکھا کہ ایک
آفتاب اُس غبار کے برطرف ہونے کے بعد ظاہر ہوا اب جو سب نے غور کرکے دیکھا کہ ایک لڑکی
برس بارہ تیرہ ایک کی چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا مگر غبار آلودہ بیٹھا یا ان گندمی ہے بین ناک
مین ایک موتی کی نتھ کنوار پنے کی نشانی اور سر سے پانک زیور مین غرق جسم مین لباس سرخ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب شفق مین ہے بس راوی بیان کرتا ہے کہ اسکے سراپا کی کیا تعریف
کرون جو کہ از سر تا پا نور کے سانچے مین ڈھلی ہو ہر عضو اسکا سکو سے درست تھا اٹھتی
جوانی تھی سینے پر ابھار قیامت ڈھاتا تھا دل عشاق کو پامال کیے ڈالتا تھا عجب طرح
کی رفتار تھی قیامت خیز و بلا کی شوخ مزاج تھی اور چستی و چالاکی سے ہر عضو مین خون دوڑ رہا تھا
ہر عضو جہکتا تھا عجب نور کی صورت اور حور کی سیرت اُس نازنین نے پائی تھی کہ دیکھنے والون کے
دل بے اختیار ہاتھ سے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ اگر سراپا تحریر کیا جاوے تو طول ہو اصل مطلب فوت ہو میان تو
سب ہر مقام پر اختصار مد نظر ہے یہ چند شعر کافی ہین فقط — [illegible]

حسن یوسف فقط کہانی تھا	تھا پہ اُس گل کا جامہ زیب بدن	سادگی پوشاک پہ بھی سو جوبن
ابرو ہی ابر پیکر مین ڈالے ہوئے	پیاری پیاری پھبن نکالے ہوئے	ناک مین نتھ کا فقط تنکا
شعر خجل حیا لا کی مقناطیس نمائین کا	چشم بد دور وہ حسین آنکھین	تشنگ چشم غزال جیسی آنکھین
سیاہ رنگ آشیانہ تھا قربان	روح گریان کی تھی تو بانکی جان	جو سب اہل لشکر اسلام

اور بادشاہ و صاحبقران اور کل سردارون نے دیکھا ہے تو حیرت ہوئی کہ یہ نازنین
یکایک کہان سے پیدا ہوئی اور کون ہے ہر ایک یہ سراپا اور زیور آراستہ دیکھکر حیرت زدہ ہوا سب کو
سکتہ ہوا ایوان کی جو اُس پہ عالم یعنی حالت تحیر رہی اور مقابل مین نگاہ پڑی کیونکہ درمیان
مین ایوان و عشاق کے پیدا ہوئی تھی کہا کہ او سوداق تو کہاں ادھر سمندر شاہ اور دیگر
سردارون اور اہل لشکر نے جو دیکھا ہے ایک کو حیرت ہوئی اور سب مع سمندر شاہ کے
اسکے حسن پہ فدا اور پریشان ہوگئے جوانون کا کیا ذکر ہے جو کہ پیر تھے اور مرنے کے قریب تھے
وہ بھی اسکو دیکھکر بیقرار ہوگئے عشاق کا یہ عالم ہوا کہ آشفتہ ہو کر اُس کو دیکھکر اپنے کلیجہ پر
ہاتھ رکھ لیا اور زبان سے آہ نکل گئی و لکھواتے کے نیچے ایک چوٹا چوبند اپنے عشق کا حسن

سے آگئی واقعی اُسکا حُسن زاہد فریب عابد کُش تھا ایسا اُسنے حُسن وجمال پایا تھا کہ اگر فرشتگان قرب
دیکھ لیتے تو مثل ہاروت و ماروت کے چاہ مین قید ہونے کی خواہش کرتے اُسکے چاہ زنخدان
مین ڈوب کر مرجاتے اور پھر عمر بھر نہ نکلتے بس جب اُنکا یہ حال ہوتا جو کہ نفس امارہ نہین رکھتے ہین اور
وسوسۂ شیطانی سے بچے ہوئے ہین تو خیال کرنے کا مقام ہو کہ جو نفس امارہ اور خواہش نفس رکھتے
ہین اور شیطان جنکے اوپر ہمہ وقت حاوی ہی تو اُنکا کیا حال ہوا ہو گا خلاصہ یہ کہ ہر ایک خدا پرست
و کافر اُسکو دیکھکر دلدادہ و فریفتہ ہوگیا مگر اہل اسلام تو صابر ہین صبر کو کام مین لائے کفار کا یہ حال ہو
کہ سب اسی طرف متوجہ ہین شملاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا کہ یہ نیا گل کھلا خاک سے
یہ کون نازنین زمین سے پیدا ہو گئی کیا حسین ہی اور کس باغ کی پھول ہی اور کس شجر حسن کا ثمر ہی
اور کس آسمان جمال کی قمر ہی سمندر شاہ نے کہا کہ مین خود حیران ہون کہ یہ کیا واقعہ ہی کیا کوئی
سحر ہی ایوان کا یا کوئی ہمیر ہی اُسکا کہ اُسکی مدد کو ایسی صورت دلفریب بنکر ظاہر ہوا کہ جسکے سبب سے
دل کو کشش ہوتی ہی اسکا حسن تو مقناطیسی اثر رکھتا ہی شملاق نے عرض کیا کہ کچھ عقل نہین
کام کرتی ہی ضرور بالضرور یہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی اور کوئی نہ کوئی فریب ہی خداوند تصور استاد کو
بچائین جب سے مین نے اس نازنین کو دیکھا ہی مجکو اُستاد کی طرف سے یاس ہوگئی ہی اب مجکو
بچتے نہین معلوم ہوتے ہین خود بخود دل مین دھڑکن ہو رہی ہی بالقول اچھل رہا ہی خیالات فاسد
آرہے ہین سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہی میرا بھی حال ہی مگر کوئی مقام انتشار نہین ہی خداوند تصور
کا فضل ہی اگر یہ سحر ہی ایوان کا تو اُستاد دفع کرینگے اگر ہمیر ہی اسکا تو بھی اسکی تدبیر کرینگے اگر
کوئی اسکی عزیز ہی تو اسکے ساتھ قتل کرینگے یہ جاتی کہان ہی بلکہ مین استاد سے کہدونگا پکار کر کہ
جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ اسیر کر لیجئے گا کیونکہ مین اسیر عاشق ہو گیا ہون سمندر شاہ
شملاق سے یہ کہ رہا ہی کفار سے بھی اسکو بچانا نہین ہی کیونکہ نہ آجتک یہ کبھی ایوان کے
ساتھ سمندر رسید مین آئی نہ میلے مین نہ کسی مقابلہ مین ایوان نے کبھی اسکو گھر سے نکلنے نہین دیا
اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ اسپر کسی کی نگاہ پڑے اور نظر لگ جائے تو خرابی ہو دوسرا سبب
یہ تھا کہ یہ خیال تھا کہ یہ لوگ بہت خراب ہین سمندر شاہ وغیرہ ایسا نہو کہ کوئی عاشق ہو جائے
اور خواہش کرے تو اسوقت مین خرابی ہوگی اور پھر مین ان لوگون کے ساتھ اسکو منسوب نکرونگی
کسی عالی خاندان شہزادے کے ساتھ منسوب کرونگی جو کہ اصل ونسل کا بادشاہ ہوگا نباہوا نہوگا
بس ان ان خیالات سے ایوان نے اسکو کسی مقام پر نہ جانے دیا نہ کبھی اپنے ہمراہ لیگئی مہمان کے
ہمراہ جانے کی روادار ہوئی سوا اسکے محل یا باغ کے اس سبب سے کوئی سوماق سے واقف نتھا
نہ پہچانتا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہی جب کفار نہ واقف تھے تو اہل اسلام کیا واقف ہونگے
اگر کوئی ایوان کے شہر مین گیا بھی اور دربار مین تو بھی سامنا نہین ہوا سوماق کا کیونکہ اُسکو
حکم ہی نتھا دربار مین آنے کا جب کوئی غیر ملک کا آدمی دربار مین آئے تو اس زمانے مین یہی
ملک کا یہ طریقہ تھا کہ جب یہ خبر آتی تھی کہ فلان سوداگر یا فلان ملک سے نامہ برنامہ لیکر یا
کوئی سفیر آتا ہی تو اسوقت اگر سوماق دربار مین ہوتی تھی تو اُٹھا دیجاتی تھی بس یہ تو جملۂ معترضہ تھا
آمدم برسر مطلب کہ کسی نے سوا کے لشکر ایوان اور ایوان کے ملکہ کو نہین پہچانا سب حیرت زدہ
ہو رہے ہین عشاق کی تو یہ نوبت ہی کہ مثل تصویر کے کھڑے ہوا اسکی صنعت [illegible]

سب کام بھول گیا ہے نہ ایوان پر وار کرتا ہے نہ کچھ اُس نازنین سے سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے
بس ساکت کھڑا ہے جب ایوان نے سوماق سے کہا کہ اے سوماق تو کہاں سوماق نے
ایوان کی طرف دیکھا اُسکو از سر تا پا جراحت سے چور رہا پایا دیکھا کہ ایک طرف لشکر کثیر
صف آرا ہے مگر سب مسلمان ہیں آگئیں ساحر و نکا بھی لشکر ہے اور سب پریشان ہیں اور اسی طرف
دیکھ رہے ہیں اور ایک طرف خالد کا لشکر صف آرا ہے اور ایک سمت لشکر کفار ہے مگر لشکر کفار
بھی اسی طرف دیکھ رہا ہے سوماق نے سمندر رشاہ اور اسکے لشکر اور عشاق اور کل
سرداروں کو پہچان لیا اور بلکہ جو جو سردار اور ساحر سمندر رشاہ کی طرف سے لشکر
اسلام کے شریک ہو گئے تھے اُنکو بھی پہچان لیا اسکا سبب یہ تھا کہ ان سبکی تصویرین دیکھ چکی
تھی اور پرچہ اخبار سے اسپر یہ بھی ظاہر ہو چکا تھا کہ فلان فلان بادشاہ اور سردار شریک
لشکر اسلام ہو گئے ہین بس اس سبب سے اسنے لشکر اسلام اور کفار کی شناخت کر لی سوماق
عشاق کی بھی تصویر دیکھ چکی تھی بس اسنے عشاق کو بھی پہچان لیا کہ یہ ہی عشاق ہے دوسرے
یہ بھی موقع سے ظاہر ہو چکا تھا کہ تیری خالہ سے اور عشاق سے مقابلہ ہو رہا ہے اس سبب سے
اور شناخت کر لیا بس ایوان سے جو یہ کہا سوماق نے ایوان کی طرف دیکھکر کہا ای جان
آپکا یہ کیا حال ہوا واہ کیا خوب آپ نے مجکو فقرہ دیا مجھے کبھی بھلا دیا اور خود لشکر لیکر اس طرف
تشریف لائیں یہ بھی آپکے فقرہ مین آگئی کہ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ جب لشکر لیکر جاؤ تو تمکو ہمراہ
ضرور لیجاؤنگی مین نے خیال کیا کہ امی جان کبھی جھوٹ نہ بولینگی چنانچہ اسی خیال کے سبب سے
مین بے فکر ہو گئی بس آپ مجکو فقرہ دیکر اس طرف تشریف لے آئیں اور مجکو آگاہ بھی نہ کیا
یہان آپکا یہ حال ہوا جب عرصہ ہوا میرا خود دیکھو دم گھبرایا اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ
لشکر لیکر تشریف لے گئیں بس مین بھی اُسوقت بدون والدہ کو آگاہ کیے ہوئے روانہ ہوئی
مع انیسوں اور جلیسوں اور خواصوں اور مصاحبوں کے اُنکو بالائے آسمان چلنے کا حکم دیا
اور خود بطرفۃ العین ہو کر چلی خیر عین وقت پر تو پہونچی اور آپکو زندہ دیکھا اگر تھوڑی دیر نہ آتی
تو آپکے دشمنوں کو زندہ نہ پاتی یہ کیا غضب کیا کہ مجکو آگاہ نہ کیا اب آپ لشکر مین تشریف لیجائیں
مین اس سے مقابلہ کرتی ہوں یہ سونڈی کاٹا جاتا کہاں ہے اسنے میری امی جان کو بہت پریشان
کیا کیا لا اور تو جانتی ہے مین آتی کی لونڈی موجود ہون ایک جنبش لب مین تو اسکا کام تمام ہو گا نعوذ
کیا سبب ہوا جو آپ مجروح ہوئیں یہ جو سوماق نے کہا ایوان نے ایک آہ کی اور کہا کہ ای دختر گرامی
تو کیوں بدون اماں کے آگاہ کیے باغ سے ادھر چلی آئی افسوس اُن کمبختوں نے تجکو منع
بھی نہ کیا اور ادھر آنے دیا اگر خدا نخواستہ تجکو کچھ چشم زخم پہونچا تو مین کسی طرف کی نہ رہی
اور اس بڑھاپے مین یہ صدمہ مجکو پہونچا اور کیا مین اپنا زور سیاہ داران تیری ماں کو دکھاؤنگی
اگر خدا نخواستہ تجکو نوع دگر ہو گئی ای سوماق تو واپس جا اور اس سے مقابلہ نہ کر جبکہ مین
جو زندہ ہوں اسکے قریب مین اگرچہ مجروح ہوئی تو تیری کیا حقیقت ہے اپنی جوانی اور میرے حال
اور اپنی ماں پر رحم کر تو نے بڑا غضب کیا کہ تو یہاں آئی مین اسی سبب سے تجکو فقرہ دیکر
اور بدون تیری اطلاع کے چلی آئی تھی بلکہ تو مقابلہ نہ کر سوماق نے جواب دیا کہ امی جان
آپ اطمینان فرمائیے اور اپنے لشکر مین جائیے اور زخموں کو اپنے باندھئے مین اب

کھڑے ہین یہ صاحبقران ہین اور وہ تخت پر بادشاہ اسلام ہین اور یہ سب لشکر غیر ساحر دکھائی دیا اور
وہ لشکر ساحر و نگا اور کہا کہ یہ سپاہ سمندر رشاہ کی ہی اور وہ سمندر رشاہ کھڑا ہی اُن سب نے کہا
کہ اسکو تو پہچان لیا تھا ہان صاحبقران وغیرہ کو نہین پہچانا تھا تو اب معلوم ہوگیا یہ سب بھی
لشکر ایوان مین آکر صف آرا ہوئین ایوان نے اُن سب کو دیکھکر سوماق سے کہا کہ تمھاری
خواہین وغیرہ بھی آگئین سوماق نے عرض کیا کہ جی ہان وہ میرے ہمراہ چلین تھین مین اس طرف
سے آئی وہ ظاہر کی راہ سے اب مین مقابلۂ عشاق جاتی ہون یہ کہکر طرف عشاق کے چلی
عشاق نے اسکو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر دل سے کہا کہ یہ تجھ سے مقابلہ کرنے آتی ہی تیرا دل
اسکے مقابلہ سے خوف کرتا ہی اور یہ تیرے دل کی حالت ہی کہ جب سے اسکو دیکھا ہی بیقرار ہی دیکھیے
ہوتا کیا ہی پس یہ خیال کیا کہ جہان تک ممکن ہوگا پہلے اسکو نصیحت کرونگا جب نہ مانے گی تو پھر مقابلہ
کرونگا اور زندہ اسیر کرونگا کیونکہ اس سے زندگی کا مزہ حاصل ہوگا اس پیاری سالی مین خوب
مزے ہونگے راتون کو جب لپیٹ کر ساتھ سوئیگی کیسی جوان ہی کیا کیا لطف ملینگے مگر عشاق کی
حالت یہ ہی کہ اسکو دیکھکر کانپا جاتا ہی اندام مین لرزہ پڑا ہوا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی خیال و لیکن
کرتا ہی کہ معشوق کا جو سامنا ہی اور تو اسیر عاشق ہوچکا ہی دل قابو مین نہین ہی اور یہ بھی خیال ہی
کہ ایسا نہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے اس سبب سے تیری یہ حالت ہی یہ تو سن چکا تھا اور اسیر ثابت
ہوچکا ہی کیونکہ کھڑا ہوا سن رہا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہی اور بہادران کی لڑکی ہی سوماق اسکا
نام ہی خالد کی محبت مین بدون مان کو آگاہ کیے ہوے باغ سے چلی آئی ہی ایوان بھی اس سے
الفت کرتی ہی پس اسنے ایسے ہی خیالات دلمین کیے جب یہ ادھر کو چلی سمندر رشاہ نے شملاق سے کہا کہ
ضرور یہ کوئی قرابت دار ایوان کی ہی کیونکہ مینے دیکھا کہ ایوان سے باتین کرکے اور اسکو روک کر
استاد کے مقابلہ کو چلی ہی شملاق نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی ادھر
سوماق عشاق کے مقابلہ مین پہونچی اور کہا کہ او بوک کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی بس خیریت اسی مین
ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھکر امی جان کے قدمون پر گر اور اپنی خطا معاف کرا اور مثل ہم سبکے
دین اسلام قبول کر ورنہ یاد رکھ کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو نے بہت سبکو پریشان کیا ہی
مین تیری جان کی ملک الموت ہون میری طرف کیا کھڑا ہوا حیرت سے دیکھ رہا ہی جو مین کہتی ہون
اسپر عمل کر یہ جو سوماق نے عشاق سے کہا اور عشاق نے سوماق کو اپنے روبرو کھڑا ہوا پایا
اور اسکی زبان سے تقریر سنی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول دہن سے گر رہے ہین تقریر نہین کرتی
ہی ایسی شیرین زبان تھی کہ عشاق اسکی تقریر پر مثل فرہاد کے جیسے فرہاد شیرین کی تقریر سنکے
فریفتہ ہوگیا تھا ویسے ہی یہ بھی سوماق کی تقریر سنکر اور زیادہ فریفتہ ہوا اور دل قابو سے جاتا رہا
دلمین قصد کیا کہ لپک کر اسکو گلے سے لگا لیجیے اور لب و عارض کے بوسے لیجیے مگر خوف معلوم ہوا
کہ ایسا نہو کہ خفا ہو جاے تو پھر بڑی خرابی ہوگی یہ ابھی نہ سمجھا کہ اس نے اور کہا اگر ایسی حرکت
کی تو مشکل ہی یہ خیال دل سے کرکے اور اسکی تقریر سنکے عشاق نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم تم نے یہ جو فرمایا
کہ مین تیری جان کی ملک الموت ہون یہ بجا ارشاد ہوا تمنے کوئی تلوار نہ لگائی نہ کوئی سحر کیا مگر مین
بدون اسکے تمھاری صورت دیکھکر مرگیا جو چاہو سو کرو یہ سر حاضر ہی میرا دل تو تیر آنکھ کا ہی بس
تڑپ رہا ہون تم اپنی تیغ نگاہ سے مجھکو قتل کرچکین اب کیا قتل کروگی یہ سر حاضر ہی چاہو کاٹ لو

چاہو بخشش دو مین تو تمھارا غلام ہون جب سے تمکو دیکھا ہے دل قابو مین نہین ہے بس وہ تدبیر کرو
کہ دل قابو مین آسکے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو میرے ہمراہ یہان سے چلو میرے
مقام پر مین سمندر شاہ کو بھی چھوڑ دونگا وہ جانے اُسکا کام جانے اور لشکر اسلام سے وہ مقابلہ
کریگا بس مین تمکو یہان سے اپنے ہمراہ اپنے مقام پر لیجاؤنگا اور تمھارے ساتھ عقد کرونگا گو
مرد پیر ہون مگر اسقدر قدرت رکھتا ہون کہ تمھاری خواہش پوری کردونگا اور اپنے کو سحر سے
جوان بھی کرلونگا مگر اسی شرط سے کہ تم میرا ساتھ دو اور یہ جو تمنے اپنی خالہ کے بہکانے اور ڈرانے
سے اپنا دین ترک کیا ہے اسکو اختیار کرو کیونکہ تمھاری خالہ ایک تو عورت ہین اور دوسرے
ضعیف ہوگئی ہین اس سبب سے انکی عقل بالکل زائل ہوگئی ہے بس انھون نے عقل سے تو کام
لیا نہین صرف اہل اسلام کے بہکانے پر جو کہ ایک عالم کو خراب کرتے پھرتے ہین آگئین اور انکا
دین قبول کرلیا اور یہان سے جاکر تم سب کو بھی بہکایا اور دین قدیمی ترک کرایا تم میرے کہنے پر
عمل کرو اور اپنا دین اختیار کرو اور میرے ہمراہ چلنے پر راضی ہو اگر ممکن ہو اپنی خالہ کو بھی سمجھا دو
اور انکو بھی اس امر پر راضی کرو کہ وہ بھی اپنا مذہب قدیم اختیار کرین اور جس طور سے حکومت
کر رہی تھین کرین اگر سمندر شاہ انسے کسی قسم کی خصومت کریگا تو مین اسکو اسکا جواب دونگا
تمسے کوئی غرض نہوگی اور اگر وہ نہ راضی ہون تم ضرور ایسا کرو بلکہ مین تمھاری خالہ اور بابان کو بھی
قتل کرکے اس ملک کا حاکم کرونگا تم حکومت کرنا ان سب پر تمھارا قبضہ کرا دونگا کیونکہ اب تو مین
تمھاری غلامی اختیار کرتا ہون یہ جو تمنے کہا کہ تم اپنے روبان سے ہاتھ باندھکر میری خالہ کے قدمون پر سر
کرو اور اپنی خطا معاف کراؤ مجھکو کوئی عذر نہ تھا کیونکہ اب تو وہ میری بزرگ ہوگئین اور مین
انکا خوردار سابق سے مجھکو انکی خدمت مین نیاز تھا مین نے پہلے انکو سمجھایا تھا مگر انھون نے
میرے کہنے کو سماعت نہ کیا مین ناچار ہوگیا اور اب بھی مجھکو عذر نہین ہے صرف اسقدر خیال
ہے کہ وہ میرے دشمنون کی طرف ہین اور دوسرا مذہب رکھتی ہین اگر یہ امر منظور ہو تو مین
اسقدر عذر بھی نہین کرتا وہ اسوقت اپنا مذہب قدیم اختیار کرین اور اہل اسلام کی رفاقت ترک
کرین مین موجود ہون کیونکہ اب تو انکا خوردار ہوا چاہئے وہ اس گستاخی کی جگہ سے اپنا دین اور اپنے
اوصاف بلا زوم کے ہاتھ سے میری گوشمالی کرائین مگر وہ کام کرین کہ ایک تو اپنا مذہب قدیم
اختیار کرین دوسرے تمھارے ساتھ میرا عقد کر دین تاکہ مین تمسے وصل حاصل کرکے اپنے
دل مضطر کو تسکین دون مجھکو کسی قسم کا عذر نہین ہے بلکہ حاضر ہون یہ جو تقریر مہ لقا عشاق کے
سو ماق کا یہ حال ہوا غیظ و غضب سے کہ کانپنے لگی تیوریان چڑھ گئین اور برہم ہوئی یہ معلوم
ہوتا تھا کہ دو سرو ہیان ہین کہ برائے قتل عشاق بس ہین وہ شکنین پیشانی پر غیظ و غضب
سے پڑ رہی تھین انکا یہ حال تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ برائے قتل عاشقان تلوار ابرو ہین کھینچ کر نیام
سے باہر نکل آئی ہین برہم ہوکر اور تیوری پر بل ڈال کر ملکہ مہ لقا عشاق کی طرف دیکھکر کہا
کہ کیا تجھکو دیوانہ ہوگیا ہے کہ جو ایسے کلمات پوچ زبان پر لاتا ہے سمجھ کیا کہا اور تو سمجھا کیا انکا
جواب مہمل دیا چونکہ بالکل تجھ مین سمجھ نہین آیا بس یہاں سے بطور سے ہمارے سوال کا جواب دے
اس تقریر فضول کو جانے دے کیا سرے قضا سوار ہے جو تو اس طور سے تقریر کرتا ہے کیا تو نے
کوئی ہمکو بھی ایسا ویسا تصور کیا ہے ابکی جو ایسی تقریر کی تو ابھی بہت زبان کھینچ لی جائیگی سمجھا

شامت تو نہیں آئی ہے جو تو یہ تقریر کرتا ہے کیا سڑی ہو گیا ہے جو اس جانے رہے ہیں بسبب پیرانہ سالی
کے بس جو کچھ میری خالہ نے کیا خوب کیا اور جو کچھ کہنے کیا اچھا کیا تو کوئی بڑا نالائق نہیں ہے جو مجھکو
سمجھاتا ہے اور تو کیا میری خالہ اور ماں کو قتل کرکے مجھکو بادشاہ کرے گا اور تمام ملک سمندر پیشاہ کے
میرے قبضے میں کرا دیگا بس اگرچہ امر شدنی ہے اور خداوند کریم کو منظور ہے کہ میں تمام ملکوں پر
سمندر پیشاہ کے قابض ہوں تو وہ کوئی نہ کوئی ایسی صورت نکالے گا کہ میرا قبضہ ہو جائیگا اور خداوند کریم
وہ دن نہ لائے کہ میں خالہ اور ماں کو قتل کرکے خود حکومت کروں بلکہ یہ ہے کہ میں انکے سامنے
با آبرو و عزت دنیا سے جاؤں میرے روبرو انکے قتل کرنے کا نام لیتا ہے خبردار تیری زبان
کاٹ ڈالوں جہاں آئندہ یہ تقریر کرے وہاں تیرا خون بہا دوں اور تجھکو آئندہ منع کروں اور تو کیا اطاعت
کرے گا تیرے سر پر تو شیطان سوار ہے تیرا انتقام تار ہے تیرا مسلمان ہونا دشوار ہے یہ جسکو خدا توفیق
دیتا ہے وہ اس راہ کو اختیار کرتا ہے تو کیا کرے گا بس اب کسی قسم کا جواب نہ دینا اگر اپنی جان کی
خیر چاہتا ہے تو اطاعت اسلام کر ورنہ حرج ہو گا میرے گوش تیری تقریر کے سننے کی تاب نہیں لا سکتے
ہیں عشاق نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم وائے آرام دل مضطر وائے جان عاشق رنجور یہ جو تمنے فرمایا
کہ تو دیوانہ ہو گیا ہے ہر چند میں تمہاری صورت دیکھکر دیوانہ ہو گیا ہوں اور تمہارے عشق کا بھوت
میرے سر پر سوار ہے بس تمکو اختیار ہے چاہے قتل کرو چاہے اپنے وصل سے شاد کرو عاشق
تو ہمیشہ معشوق کے ظلم و ستم کی برداشت کرتے ہیں تمکو میں وہ ناز جو تمپر بار اور ناگوار
گزرتا ہو وہ آنکھیں جو تمکو نگاہ دشمنی سے دیکھیں بس تمکو جو امر لازم ہو وہ کرو چاہے میری
زبان کھینچ لو چاہے اپنی آغوش میں لو اور اپنے لب و عارض کے بوسے دو ورنہ میں تو تمپر
نثار ہو جاؤنگا اور یہی جان [illegible] یہ جو عشاق نے کہا اور بوسوں کا نام لیا سوماق
کو تاب نہ رہی اور کہا کہ تو [illegible] تقریر کیے جاتا ہے شامت تیری آئی ہے رہ تو جا یا کہاں
ہے میں سارا دیوانہ پن نکالے دیتی ہوں اور تیرے عشق کو تیرے سر پر سے اتارے دیتی
ہوں اپنے وصل سے شاد کرتی ہوں عروس مرگ سے تجکو ہمکنار کرتی ہوں تو یوں
نہ مانے گا جیسا کیا سزا پائیگا اسی طور سے بیہودہ بکے جائیگا یہ کہکر سوماق نے موتی
نکالا اور استاد کے ہاتھ پر رکھکر سامنے گیا عشاق کے عشاق اسکے عشق میں بیہوش کھڑا تھا
اور کہہ رہا تھا کہ جو چاہو وہ کہو میں تو بندہ بے زر ہوں مگر اپنے وصل سے شاد کرو ورنہ
معلوم کیا کیا بیہودہ کلمے زبان پر لا رہا تھا کہ جو باعث خیال و غضب کے سوماق طریقہ
اسلام سے واقف ہی نہ تھی دوسرے اسکی تقریر بیہودہ سے بہت غصہ آیا تھا بس اسنے
خود ہی پہلے اسپر حملہ کیا یعنی موتی کا عکس ڈالا عکس پڑنا تھا کہ ایک برق کوند کر بالائے آسمان
گئی اور وہاں سے کڑک کر چلی پر جو تخت سمندر پیشاہ سے دیکھا شملاق سے کہا کہ غضب ہوا استاد
تو خاموش کھڑے ہیں اسکی طرف دیکھ رہے ہیں اور اسنے حربہ کیا اب کیا ہوگا دیکھو وہ برق
جھک کر استاد پر گرا چاہتی ہے میں پکار کر کہتا ہوں کہ آپ کس فکر میں ہیں شملاق نے کہا کہ ضرور
بس سمندر پیشاہ نے اپنا تخت پرستان سے نکالا اور چند قدم بڑھکر پکارا کہ اے استاد آپ کس فکر میں
ہیں اسنے اپنا حربہ کیا ہے دیکھئے وہ برق کڑک کر کوند کر آپ پر [illegible] چاہتی ہے [illegible] کی فرمائیے ادھر
تو سمندر پیشاہ نے کہا آتو حضرت میں [illegible] عشق ہوئی اور ایک [illegible] نہیں سے پیدا ہوئی اسکے [illegible] ایک

پھول تھا اسنے عشاق کو دیا جیسے عشاق کے ہاتھ مین وہ پھول آیا زخم شانہ پر رکھا اور بہم ہو کر
عشق رفو چکر ہو گیا اس پھول کی یہ خاصیت ہی کہ اگر عشق اصلی کا امر نہین ہوا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا
ہی انسان ہوش مین آجاتا ہی اسی عشاق کا بنا ہوا ہی اور اس وقت شاہ اسلام کی اطاعت کر اس امر پر غرور نہ کر
ہو گو عشاق کو سوماق سے عشق اصلی تھا مگر پھول کے سونگھنے ہی بر طرف ہین میرے قتل کا تیغہ بنا سکتے ہین
فکر مین ہین سوماق نے بڑے غضب کا حربہ آپ پر کیا ہی جلد اسکے ہین اور تیغہ بنا چاہتی ہین وہ بھی قتل نہو
خاصیت ہی کہ جس سے حد درجہ کی الفت ہوا اور عشق ہوا اور جسے پیدا کرنے کم نے مقرر فرمائی ہی اس سے
مرتبہ کی عداوت ہو جاتی ہی اور وہ چونکہ عاشق ہوتا ہی اپنے معشوق کا کیا کر سکتا ہی بس اب تیری زندگی
کو سوماق کی الفت جو جاتی رہی بلکہ دشمن ہو گیا ایسا دشمن ہوا کہ ٹکڑے کرے اور وہ جو تیغہ سامری تھا تمشید
ہوا بس جب یہ اس پتلی نے کہا اور صفدر سمندر شاہ نے پکار کر کہا عشاق یاد ہی کوئی نہین پا سکتا ہی یہ امر
سکے دیکھا دیکھا کہ برق کوند کر میری طرف آتی ہی جلدی اسے وہ کچھ اسیا ہوا اور صفدر وہ تیغہ زمین سے
اس پتلی نے قصد کیا کہ مین غرق زمین ہون یہ امر سب عل پا جائیگا یہ امر کوئی خدا کے نزدیک مشکل
سکو آگاہ کیا چونکہ اسکا تمام برق مزاج ہے خداوند عالم واقف نہو اس سے کوئی بات پوشیدہ
وہی وہ پتلی غرق زمین نہونے پائی اور قہر سے واقف ہی اور تمام عالم کے اسرارات اور کل غارات
گری کہ وہ جلنے لگی اور جہان سنیے زمین مین پیدا کی ہین اور آسمان مین جسکو بندے نہین دیکھ سکتے ہین بلکہ
بھی یہ امر عشاق کو لیے آگاہ نہین ہین وہ واقف ہی اور جو اشیا کہ اسکے بندون نے اپنے
تو مجکو غافل کیا لے خوف سے زمین مین خواہ اور کسی طور سے پوشیدہ کی ہین گو انہیں ہمجنس تو آگاہ
برق گرانا ہین مگر خداوند عالم ضرور آگاہ ہی اور اسکی پیش نگاہ ہین بس اس امر پر غرور کرنا نہایت
ہیچکہ کہا لیا ئی ہی میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ تو میرے کہنے پر عمل کرا اور اپنی زندگی کو برباد کر آئندہ
سنے کو اختیار ہی گو مین یہ بخوبی جانتی ہون کہ یہ پند و نصیحت تجکو سود مند نہو گی کیونکہ تیرا قلب بسبب
سحر کے تک کفر کے سیاہ ہو رہا ہی اور ایسا تاریک ہی کہ تیرے کشادہ دل مین شمع نور اسلام کی روشنی
اور بالکل نہین ہی پھر کیونکہ یہ پند و نصیحت تجکو فائدہ دے گی غیر ممکن ہی کہ تیرا قلب اس سیاہی سے
پاک و صاف ہو اور تو راہ ضلالت کو ترک کرے اور راہ ہدایت کو قبول کرے خیر مین نے سمجھا دیا
اور یہ بھی معلوم ہی کہ تیری عمر تمام ہو گئی ہی تیرا انتظار نار دوزخ کو ہی کہ عشاق سیاہ قلب
آئے تو مین اسکی خاطر کرون بس اب تجکو اختیار ہی ذرا سمجھ بوجھ کر جواب دے نہین تو اپنی مرگ کا
خواستگار ہو اب میرا وار ہوگا اسوقت تک تو مین تجکو بھلایا کی تو نے مجکو مجروح بھی کیا خیر کیا
مضائقہ ہی کچھ پروا نہین ہی شیر جو ہین وہ زخمی ہو کر اپنے حریف پر حربہ کرتے ہین جبتک
مجروح نہین ہو لیتے ہین اسوقت تک نہین حملہ ور ہوتے ہین بس اب مجروح ہو چکی ہون اب
مین بھی حملہ کرونگی اور میرا حملہ ایسا ہوگا کہ تیرا بچنا محال ہوگا تجکو جان بچانا دشوار ہوگا ایک
ہی وار مین دو پرکالے ہونگے آئندہ تجکو اختیار ہی بموجب شعر — منت انچہ حق بود گفتم تمام ؛
تو دانی دگر بعد از ین والسلام ؛ سوماق کی یہ تقریر عشاق نے سنکر جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ تو بھی مثل ایوان کے دیوانی اور بے عقل ہو گئی ہی یہ جو مہمل تقریر کرتی ہی جو کہ تیری سمجھ مین
بالکل نہین آتی کیسا غرور اور کیسا خدا بس جو ہمارا خدا ہی وہ خدا ہی یعنی خداوند لقا جو بیچارگی
جوت کا خداوند جو کہ مثل ہمارے ہی ہم اس سے ہر امر کو عرض کر سکتے ہین وہ ہماری سنتا ہی

ہم اُسکی سُنتے ہین یہ نہین کہ نہ خدا کو دیکھ سکتے ہین نہ اُسکے کلام کو سُن سکتے ہین یہ جو تقریر تو نے کی ہے یہ
کسی خدا پرست کے روبرو کرو وہی اس مہمل تقریر پر عمل کرے یا جو کہ مثل تم لوگون کے بےعقل
ہو اُس سے کہ وہ بسبب اپنی کم عقلی کے تیرے کہنے پر عمل کرے گا اور مجکو اس امر کا غرور ہے کہ
خداوند سامری وجمشید مجکو سحر بند کر گئے ہین بس اب کوئی مجکو نہین قتل کر سکتا ہے اُنکا جو کام
ہوتا ہے وہ نیک ہوتا ہے کیونکہ خداوند تھے دوسرے اس امر کا بھی مغرور غرور ہے کہ انھون نے
جو تیغ بنا کر مجکو دیا ہے اور مین نے اُسکو بحفاظت رکھا ہے بس کوئی اسکو نہین پا سکتا ہے اور بدون
اُس تیغ کے مین نہین قتل ہو سکتا ہون خلاصہ یہ کہ مین مر نہین سکتا ہون غرور ہم لوگونکو کرنا زیبا ہے
کہ جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین اگر ہم سب ملکر دعوی خدائی کرین تو زیبا ہے مگر جو امر جسکے لیے تھا
وہ اُسی کی ذات پر ختم ہوگیا اور یہ خدا پرستونکا خدا ہے کہ زندگی و موت خدائے آسمانی
کی طرف سے ہے بس جسقدر اُسنے مقرر کی ہے اُس سے زیادہ کوئی نہین جی سکتا ہے یہ ہم لوگون کا
قول نہین ہے بلکہ ہم لوگونکا مقولہ یہ ہے کہ زندگی و موت اپنے قبضے مین ہے کہ جب تک جی چاہا
زندہ رہے جب جی چاہا مر گئے بس جسقدر تن پروری اور رفتار جسم کرینگے زندگی کو ترقی
ہوگی جیسا کہون کہ پیدا کرینگے عمدہ اشیا کھاینگے اور بالکل بےفکری کے ساتھ آرام و راحت سے
بسر کرینگے اُسی قدر زندگی زائد ہوگی بس کہہ یہ امر آپکے قول کے خلاف ہوا یا نہین اور آنکا مقولہ
بالکل غلط انکا بس سن کہ یہ کسیکی کیا طاقت ہے کہ مجکو قتل کر سکے یا تیغ تک اُسکا دسترس ہے یہ بالکل
محال ہے اور یہ جو تو نے کہا کہ مجکو پند و نصیحت کا اثر نہو گی کیونکہ تیرا قلب بسبب سیاہی کفر کے
تاریک ہو رہا ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایسی حالت تیری ہوئی ہے یہ نصیحت ہے کہ میری اطاعت کر
ورنہ یاد رکھ کہ ابھی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ سر تن پر سے اتر جائیگا آئندہ تجکو اختیار ہے سو باقی
سنکر برہم ہو کر جو دیا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ تو اول درجہ کا سیاہ قلب ہے اور عشاق
یہ غرور و تکبر سوائے ذات باری کے اور کسی کو زیبا نہین بس جو یہ غرور و تکبر کرتا ہے وہ ایسا پست
ہوتا ہے کہ اُسکا کاسہ سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہے دیکھ لے کہ جن جن لوگون نے غرور کیا اُنکا کیا انجام
ہوا مثل شداد و نمرود و فرعون کے یہ تو بندے تھے اور اس وقت تک کوئی اُنکا نام نہین لیتا
ہے جب تک کہ پہلے اُنپر لعنت نہین کر لیتا ہے اور تا بہ قیامت یہ امر جاری رہیگا خیال تو کر کہ وہ
عزازیل کہ جسنے تم سب بہکائے ہوئے ہوا اور وہ تم سب کا اُستاد ہے بلکہ اب تو تم اُس سے بھی
زیادہ ہوا اسکو مدتون سبق مکر و فساد و وہ قبل خلقت آدم ایسا مقرب فرشتہ تھا کہ جسکی
کچھ تعریف ہو نہین سکتی تھی تمام فرشتگان آسمان کو منبر پہ بیٹھکر درس دیتا تھا بس جب خداوند عالم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا اور تمام فرشتون کو حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے حکم
باری تعالے کو قبول کیا مگر عزازیل نے یہ سمجھکے خیال کیا کہ مجھ ایسا فرشتہ مقرب خاک کے
پتلے کو جو کہ میرے سامنے بنا ہے سجدہ کرے بس انکار کیا یہ امر جناب احدیت کو ناگوار ہوا یا تو
مقرب بارگاہ تھا یا اسی وقت سے معتوب ہوا آسمان پر سے نکالدیا گیا طوق لعنت گلے میں ڈالا
شہر غرور سے یہ ثمر ملا از خلقت آدم تا این دم از این دم تا قیامت اُسپر لعن و نفرین
رہ گئی کوئی اسکا نام بدون لعنت کے نہین لیتا ہے ہمہ وقت لعین کا کوڑا اُسکی پشت پہ
پڑتا ہے جیسا کہ شاعر نے اُسکی نسبت نظم کیا ہے شعر تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

ہین ہی عشاق وہی تو تم سب کا بہکانے والا ہی اور تم سب کا اُستاد ہی تم سب اُسکے پیرو ہوا اور
یہ جو تونے کہا کہ کوئی مجکو قتل نہین کرسکتا ہی نہ تیغہ پاسکتا ہی او کور باطن اپنی آنکھون پرسے حجاب
غفلت کو دور کر اور دیکھ کہ یہ وہی تیغہ ہی یا کوئی اور تلوار ہی اور قدرت خدا کو دیکھ کہ تو نے
کس حفاظت سے اس تیغہ کو رکھا تھا اور ہمین ساحر مقرر کیے تھے مگر مجکو کس آسانی سے مل گیا
بالکل زحمت نہوئی اسی تلوار کا تیغہ عشاق کش نام ہی اسی سبب سے مین کہتی ہون کہ تیری
قضا میرے ہاتھ ہی یہ کہکر کمر سے اس تیغہ کو نکالا اور اُسپر سے نیام کو دور کرکے چمکا کر عشاق
کو دکھایا اُسکے جوہر جو ہر چمکا اور عشاق نے اس تیغہ کو دیکھا ایک عجب عالم ہوا سکتہ ہوکر رہ گیا
بہ دل وارسکے طائر روح اسکے قفس جسم سے پرواز کرگیا چہرہ زرد ہوکر رہ گیا یہ معلوم
ہوا کہ تمام جسم کا خون خشک ہوگیا تصویر موت آنکھون کے نیچے پھر گئی بڑی عرصے تک ساکت
کھڑا دیکھا کیا اور خیال کیا کہ یہ تیغہ اسکے ہاتھ کیونکر لگا یہ وہان تک کیونکر پہونچی اور اسکو
نشان کیونکر ملا کیا کوئی میرا ملازم جو کہ محافظ تیغہ تھا وہ مل گیا یہ کیا امر ہوا کیا یہ اُن سب کو
قتل کرکے تیغہ لے آئی اب کیا تدبیر کرون اسکے روبرو سے بھاگ جاؤن اپنی جان بچاؤن پھر
خیال کیا دل مین کہ ایک چھوکری کے روبرو سے بھاگنا تو بڑے ننگ کی بات ہی چونکہ اسکی
قضا آچکی تھی اس سبب سے اسکو یہ خیال ہوا اور اسکو یہ بھی خیال ہوا کہ شاید اسنے تمثیل پایا
ہو کہ عشاق کی موت تیغہ سے ہی کیونکہ یہ سحر بند ہی بس سحر سے دریافت کرکے اُسی کے مثال
پر تیغہ بنا لائی ہو اور مجکو فقرہ دیتی ہو ہر طور اسکے روبرو سے بھاگنا تو کسی طور سے اچھا نہین
ہی یہ لڑکی ہی اسکو فقرہ دو شاید فقرے مین آجائے اور تیغہ مجکو دیدے تو مین بھر کیا ہی پھر کون
مجکو قتل کرسکتا ہی ایک مرتبہ جو تیغہ ہاتھ آجائے تو توڑکر پھینکدون باقی نرکھون کہ پھر کسی کے
ہاتھ لگے اور ہمہ وقت خوف رہے یہ خیال کرکے سوماق سے کہا کہ او چھوکری تو مجکو
دھوکا دیتی ہی یہ وہ تیغہ نہین ہی بھلا وہ تیغہ کہان وہ ایسے مقام پر ہی کہ جہان انسان کا گذر
غیر ممکن ہی تو کیونکر پاسکتی ہی ہان تو اُسی کے مثال یہ تیغہ بنا کر لائی ہی خوب بنایا ذرا مجکو دے
مین دیکھون کہ یہ تیغہ وہی یا دوسرا اور یہ بتا کہ تیرے ہاتھ کیونکر لگا سوماق نے کہا
کہ او عشاق گرگ جہاندیدہ تو مجھ غزال رعنا کو دھوکا دیتا ہی مین کب تیرے دھوکے مین
آتی ہون کہ تیغہ مجکو دیدون تاکہ تو اس پر قبضہ کرے اور سنکے یہ کہ یون فقرہ دیکر لیتے ہین
آخر سمجھ تھی فقرے مین آگئی یہ اس امر کو تو اپنے دل سے پوچھ کہ مین کہان سے لائی اور سے ساحران
زبردست کو قتل کرکے مسافت دور و دراز کو طی کرکے بڑی محنت و مشقت سے یہ تیغہ
ہاتھ لگا ہی اب بھی دیکھو مین کہتی ہون کہ بہت سے یہ عمل کرا دیا مت ساحران پر واقف
ہوا ابھی کچھ گیا نہین ہی آئندہ تجکو اختیار ہی عشاق نے جواب دیا کہ او سوماق تو مجکو فقرہ
دیتی ہی اور خوف دلاتی ہی پر تو مجھ سے کبھی نہوگا کہ مین اپنے آبائی دین و مذہب کو ترک
کردون اور باپ دادے اصل مذہب کو اختیار کردون جو کہ بالکل اصلیت نہ رکھتا ہو یہ امر
کبھی نہ کرونگا اور اپنی تمام عمر کی محنت کو تیرے خوف سے برباد نہ کرونگا مجکو اختیار ہی
دائرہ سحر مجھ کیا ہوگا یہ تیغہ وہ تیغہ ہی نہین ہی یہ جو عشاق سے کہا سوماق نے جواب دیا
کہ مین کیا کرون تیری قضا ہی آئی او مغرور عشاق نے بھولی سے اسکو نکالی اسپر کچھ اسم سحر

دم کرکے فوراً اپنے تمام جسم پر مل لی اور سوماق سے کہا کہ اگر یہ وہی تلوار ہے تو بھی یہ میرا کچھ نہیں
کر سکتی ہے میں نے وہ تدبیر کر لی ہے کہ یہ تلوار میرا ایک مو تن بھی نہ میلا کرے گی تو وار
کرکے دیکھ لے واقعی یہ امر تھا کہ اگر اسکی قضا نہ آئی ہوتی تو اسنے ایسی ہی تدبیر کی تھی کہ اپنے کو سحر
سے روئیں تن کر لیا تھا مگر کیا ہوتا ہے قضا کے مقابلہ میں روئیں تنی بھی ہیچ ہے وہ ایسی تلوار تیز ہے
کہ روئیں تن تو کیا اگر آہنی بدن ہو جائے تو بھی بدن کاٹے ہوئے اور فنا کیے ہوئے نہیں چھوڑتی
ہے اگر خدا کی طرف سے حکم ہو جائے القصہ سوماق نے یہ کہکر کہ خبردار ہو جا اپنے کو بچا اور تیغہ علم
کرکے وار کیا عشاق نے سحر کرکے دستک دی کہ سو سپریں سحر کی عشاق کے سر پر قائم ہو گئیں
یہ ان سپروں کے سایہ میں کھڑا ہوا بلکہ اسنے یہ تدبیر کی کہ سحر کرکے نیچے پر اسکو بھی زیر سپر قائم کیا
ادھر سوماق نے یا یزدان پاک کہکر جو وار کیا ایک برق تھی کہ کوند کر ابر سپر پر گری اسکی چمک
تو سب نے دیکھی مگر یہ امر کسی کو نظر نہ آیا کہ کب گری عشاق تو اس امر سے بیخوف تھا کہ ایک تو
سیکڑوں سپریں میرے سر پر ہیں دوسرے میں نے اپنے کو روئیں تن کر لیا ہے یہ تیغہ میرا کیا کرے گا
راوی نے بیان کیا ہے کہ اس تیغہ کا نام ہی عشاق کش تھا بس ابر سپر پر مثل برق کے کوند کر گرا
اور اسکو مثل قرص پنیر کے کاٹکر اور قلم کرکے نیچے پر آیا نیچے کو بھی مثل خیار تر کے دو کیا اور خود پر آکر
بیٹھا خود اور دو بلکہ فرق جبین کو کاٹکر کانوں تک سر پر آیا سوماق نے جھٹکا دیا کہ وہ تیغہ اس طور سے
سر میں در آیا کہ جیسے صابون میں تار آہنی در آتا ہے نادر ابرو پہنچا تھا کہ عشاق نے قصد کیا تھا
کہ سحر کروں کہ تیغہ سر سے نکل جائے اول تو قضا تھی دوسرے سوماق نے چالاکی کی کہ فوراً بالقوت
تمام دونوں ہاتھوں سے پکڑکر جو جھٹکا مارا تیغہ صاف کاسۂ سر کو کاٹکر صراحی گردن میں آیا اسکو
قلم کرتا ہوا صندوق سینہ میں آیا دل و جگر کو مثل الماس کے تراش کر اور دروازہ سینہ کو کھولکر
شکم میں آیا اسکی آتش افروختہ کو اپنی آب و تاب سے گل کرکے ٹانگوں کی راہ سے صاف نکل گیا
اور زمین پر آتے ہی زمین کو بوسہ دیا اور چمک کر بلند ہوا صرف عشاق کے منہ سے اسقدر تو
صدا آئی کہا افسوس بڑا دھوکا کھایا اور جان دی بس دونوں ٹکڑے جسم عشاق کے زمین پر گرے
ایک ہائے کی صدا آئی بس ان دونوں ٹکڑوں کا زمین پر گرنا تھا کہ ایک شور قیامت افزا برپا
ہوا آندھیاں سیاہ اٹھنے لگیں غبار بلند ہوا صداہائے مہیب و ہولناک آنے لگیں یہ
غل مچانے لگے ہر طرف سے رونے کی صدا آرہی تھی اور اس صدا سے یہ آواز پیدا تھی کہ ہائے
عشاق ہائے عشاق پتھر کوند کوند کر گرنے لگیں شعلہائے آتشیں ہر طرف سے بلند ہونے
لگے وہ صحرا کرۂ نار ہو گیا برف باری سنگ باری ہونے لگی بڑی بڑی سلیں سنگ کی
گرنے لگیں تاریکی ہوئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا ایک صدائے مہیب ایسی آئی کہ
تمام صحرا ہلگیا اس تاریکی میں جب برق چمک کر زمین پر گری دیکھا کہ کالی کالی صورتوں
کے انسان نیلے نیلے کپڑے پہنے ہوئے سر پر خاک اڑا رہے ہیں اور ہائے عشاق کہکر
رو رہے ہیں عشاق کے پیر ساری تدبیر بھول گئے ہائے ہائے کا غل مچانے لگے راوی نے
بیان کیا ہے کہ جو جو عمارت جہاں جہاں عشاق کے سحر سے تعمیر کی ہوئی تھی سب منہدم ہو گئی
اور کہ جہاں ہموار ہو گئی اور دھواں ہو کر وہ گنبد کہ جس میں ہمیشہ عشاق رہتا تھا وہ
اور وہ مکان کہ جہاں اسنے تیغہ رکھا تھا ازبسکہ وہ عمارت تھی جو کہ شہر سمندر ہے میں اسکو

بنائی ہوئی تھی سب برباد ہو گئی اور وہ باغ اور مکان جو کہ اسکے سحر کے تھے سب مین
آگ لگ گئی اور وہ سحر جو کہ اسنے ایجاد کیے تھے سب مٹ گئے ایک بھی باقی نہ رہا راوی
نے بیان کیا ہے کہ جلد اول مین اس دفتر کے تحریر ہوا ہے کہ جب عشاق سمندر شاہ پاس
آیا ہے اور سمندر شاہ نے شکایت کی ہے بس اسنے چند تدبیرین سحر سے کین تھین اور کہا تھا کہ
تو سمجھ رکھنا ہو میا کوئی شہر مین لشکر ایکر بدون اجازت کے نہین آسکتا ہے وہ بھی سب برباد
ہوئین وہ سحر یہ تھا کہ اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر ہوئی تھی اسنے سحر کیا تھا
کہ شہر سمندریہ اس صحرا سے دور ہو گیا تھا کہ جہان لشکر اسلام خیمہ زن ہوا تھا یہ سحر عشاق
کا سبب تھا ورنہ شہر سمندریہ سامنے لشکر اسلام کے تھا بس اسکے مرنے ہی وہ سحر بھی برطرف
ہوا اور شہر سمندریہ نظر آنے لگا سمندر شاہ خود ایسا ساحر زبردست نہین ہے صرف عشاق
سے اور اسکے ملازمان خیرخواہ نے اسکو بنا رکھا ہے وہ میز و آئینہ اور سنگ و صندوقچہ
نگار سمتہ وغیرہ جو کہ ہمہ وقت اسکے روبرو رہتے تھے اور کالنہ پر آب جسمین ماہیان خوشرنگ
پڑی رہتی تھین وہ سب ساختہ عشاق تھا اور یہ سب عشاق نے سمندر شاہ کو بنا دیا تھا
صرف اتنیرا سقدر سمندر شاہ کا قبضہ تھا کہ سمندر شاہ اسنے کام لیتا تھا ورنہ مالک عشاق تھا
عشاق کے قتل ہوتے ہی وہ سب کارخانہ بھی برباد ہو گیا وہ باز سیاہ و سفید وہ گنبد جو کہ قبر
ساحری پر دریاے سبز رنگ مین بنا ہوا تھا بعد برباد ہونے دریاے سبز رنگ اسکے
قائم بنا تھا جلد اول مین ذکر ہوا ہے کہ جب دریاے سبز رنگ برباد ہوا ہے اور سمندر شاہ
کو خبر ہوئی اور سمندر شاہ سب کامون سے فراغت کر کے اندر محل کے گیا ہے اور باز سفید رنگ
نے آکر سمندر شاہ کو خبر دی ہے اور سمندر شاہ نے اسکو روانہ کیا ہے کہ تو گنبد پر جا کر بیٹھ اور
جو کوئی ادھر آئے اسکو منع کرنا اور اسی طرح سے باز سیاہ کو بس وہ گنبد اور باز بھی عشاق
کے سحر کے تھے اسکے مرنے سے وہ باز بھی جل گئے اور گنبد بھی خاک سیاہ ہو گیا ہان سمندر شاہ
بھی ساحر زبردست ہے اور بہت سے اسکے بھی ایجاد کیے ہوے ہین وہ باقی ہین بس جب
یہ تفرقہ اور تلاطم تھا کہ جو کچھ عشاق کے سحر کا تھا سب برباد ہوا اور بیرق محل مچانے لگے ایک
تہلکہ پڑ گیا زمین کو زلزلہ ہوا لشکر کفار کے تو ہوش جاتے رہے اہل اسلام دعائین اور آیات
صحیفہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پڑھنے لگے کسی کی زبان پر یہ جاری تھا یا نار کونی بردا و سلاما
علی ابراہیم کوئی کہہ رہا تھا کہ یا حافظ یا حفیظ کوئی پڑھتا تھا الی النار و السقر مع الجن و المردة
یہان تو یہ تلاطم تھا ادھر عشاق کی روح قبض کر کے ملک الموت نے فرشتگان عذاب
کے حوالے کی وہ اسکو گرز آتشین مارتے ہوئے دوزخ کی طرف لیگئے اور سپرد مالک کی
جو شیاطین اسکے استقبال کو آئے تھے اسکی روح سے ملے اور خوش ہوئے مالک دوزخ نے
قعر ہاویہ مین روح کو ڈالدیا اور عذاب ہونے لگا راوی کہتا ہے کہ یہان یعنی صحرا مین
ایک ہنگامہ تلاطم برپا تھا عشاق و شملاق و ابراق حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ کیسا
تلاطم ہے نہ معلوم یہ کسکے مرنے کا حشر و نشر برپا ہے کون ایسا زبردست ساحر مرا ہے یا خدا کیا ہے
آخر جو یہ استاد کی خبر سنو شملاق نے کہا کہ ای بادشاہ وہ جو امر ہے یا تو ایوان مجھ سے سنتا تھا
وہ مر گئی ہے یہ اسکے مرنے کا تلاطم ہے یا سواق کو استاد نے قتل کیا یا سواق نے اسکو

سے اُستاد قتل ہوے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ملکہ سوماق برق مزاج سے اور
عشاق سے مقابلہ ہوا تھا تو ملکہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا تھا اس سبب سے پیدا ظاہر
ہوا تھا سبب یہ کہ اس نازنین کا نام سوماق برق مزاج ہے اس سبب سے شملاق
نے یہ نام لیا ورنہ شملاق کیا یا نے شملاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ آپنے ملاحظہ
تو کیا ہوگا کہ جب سوماق نے اُستاد کو تلوار نیام سے نکالکر دکھائی تھی تو اُستاد کا چہرہ زرد
ہوگیا تھا اور سکتہ سی کیا حالت ہوگئی تھی نہ معلوم کیا سبب تھا جو اُس تلوار کو دیکھکر اُستاد کا
یہ حال ہوا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر اس وقت تک نہیں ظاہر ہوسکتا ہے جس وقت
تک یہ تاریکی نہیں دفع ہوئی ہے اور صدا نہیں آتی ہے یہ ہی باتیں تھیں کہ آتش شیشون اور گلدستون
مین اور آئینون مین اور کالنسون مین و صندوقچہ مین اور دیگر اشیا مین جو کہ ساختہ سحر عشاق
تھے آگ خود بخود لگ گئی اور شہر سمندریہ کی طرف شعلے بلند ہوے یہ جو واقعہ سمندر شاہ
نے دیکھا سر پیٹ لیا اور تاج سر سے اُتار کر پھینکدیا اور ہاے اُستاد کہکر گریبان کو چاک کیا
اور شملاق سے کہا کہ غضب ہوگیا اُستاد کو سوماق نے قتل کیا یہ انھین کے مرنے کی
علامت ہے اے شملاق و اصراق جو سحر کہ اُستاد کے ساختہ میرے پاس تھے دیکھو سب مین آگ
لگ گئی اور برباد ہوے اب کیا تدبیر کیجائے اُستاد تو قتل ہوے اہل لشکر سے کہدو کہ سب
اپنے گریبان چاک کرین اُستاد کو سوماق نے قتل کیا اب میری سلطنت پر ادبار آیا
ماہیان و سحران و آفتاب جادو یون مارے گئے عشاق نہ طاقی ملک کو آیا تھا
وہ یون قتل ہوا اور جو خیر خواہ تھے انھون نے ساتھ چھوڑ دیا اور ان سے یہ سلوک کیا
اُستاد ایک سرپرست باقی تھے وہ یون مارے گئے یہ کہتے شملاق وغیرہ بھی رونے لگے
سمندر شاہ کا تو یہ حال ہوا کہ اپنے کو تخت پر سے گرانے لگا شملاق وغیرہ نے روک لیا
اُدھر وہ تاریکی ہر طرف ہونے لگی روشنی ظاہر ہونے لگی آواز آئی کہ کشتے مرا نام است
عشاق جہان نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا
آچکی روشنی ہوئی سب نے یہ صداے کشتی اہل اسلام تو اس صدا کو سنکے خوش ہوے مگر کفار
نے جو یہ صداے کشتی ایک کہرام لشکر مین پڑگیا اُدھر شملاق و اصراق وغیرہ نے یہ صدا سنکے
موجب حکم سمندر شاہ پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ عشاق کو سوماق نے قتل کیا سب اپنے
گریبان چاک کرو سر پر خاک اُڑاؤ سمندر شاہ نے جو یہ صداے کشتی اور اپنی حالت تباہ کی
جب صحرا مین بالکل روشنی ہوئی کفار و اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک لاش خاک پر دو پرکالہ
کی ہوئی پڑی ہے اور بہت سے طائر سیاہ رنگ مثل زاغ و زغن کے آتے ہین اور اس لاش پر
نوچ کر کھاتے ہین لاش سے ایک شعلہ پیدا ہوتا ہے وہ جل جاتے ہین تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صحرا سے ہزار ہا شیر
و گرگ و اژدر پیدا ہوے اور لاش پر آکے پنجون سے خاک اُڑائی خاک سے شعلہ نکلا
وہ بھی جل گئے اب دیکھا کہ ایک غول کا غول سیاہ پوش نکل آیا سب سیاہ پوش تھے دو دو تین
کالی وانت بڑے بڑے وہ بھی آکر لاش پر روے اور جلکر خاک ہوے اسکے بعد جوق جوق
گروہ گروہ نیلی پوشون کے آئے انکی عورتین اور مرد سب تھے اور گرد لاش کے پٹک پٹک کر روتے
ایکبارگی اس لاش سے شعلہ پیدا ہوا لاش بھی جلنے لگی اور وہ بھی دم بھر مین جلکر خاک ہوگئے

خاک کا انبار زمین پر ہو گیا اُس راکھ سے ایک طائر سیاہ رنگ برابر فاختہ کے پیدا ہوا اور اُسنے بلند ہو کر
بزبان انسانی کہا کہ مین نے آج اس ظالم کے قید سے نجات پائی اب اپنے مسکن کو جاتا ہون
راوی نے تحریر کیا ہے کہ وہ پیر تھا عشاق کا اور ہزارون کو عشاق نے اپنے قبضے مین کیا تھا کہ یہ سب
پیر تھے جو کہ آکر لاش پر رو رہے تھے اور جل گئے تھے مگر یہ سب سے زبردست پیر تھا اُس طائر نے
یہان یہ صدا دیکر اور بالائے سر سمندر شاہ جاکر بزبان انسانی کہا کہ اے سمندر شاہ آگاہ ہو کہ
عشاق مارا گیا تیرا اقبال گیا اب تیرا یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہے آگاہ ہو کہ تجھ سمندر پر فتح
ہوگا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سمندر پر یہ کیا منحصر ہے نہ طاق بھی برباد ہوگا
یہان سے لیکر تا بہ طاق و قبہ سلیمانی و شہر جمشید یہ سب پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگا اور
دین اسلام کا ڈنکا بجیگا اب ہم لوگون کا دور دورہ ہو چکا عمر طلسم تمام ہو گئی آئینہ اندام
مالک طلسم آئینہ سے یہان آکر اپنے قدمون کی نحوست سے یہ سب کچھ برباد کرایا وہ آتا ہے
ایوان تاجدار اُسکو پناہ دیتا ہے اہل اسلام ادھر آتے مگر یہ کیونکر ہوتا کیونکہ مدت طلسم تمام
ہو چکی تھی یہ صدا دیکر وہ طائر ایک سمت کو اڑکر چلا گیا یہ صدا سب اہل اسلام کھڑے رہے
سُنتی اور سمندر شاہ نے بھی سمندر شاہ تو اپنے آپ مین نہ تھا رو رہا تھا لشکر کفار مین تلاطم
مچا ہوا ہے ہر ایک سردار رو رہا ہے جو سرداران اور بادشاہ ساحر وغیرہ ساحرا اور کل لشکر سمندر شاہ سب
گریان ہین لطف یہ ہے کہ جو لوگ کمک کو آئے تھے وہ بھی رو رہے ہین یہان تو ایک عجب تلاطم
ہے ادھر ایوان نے اتنے عرصے مین کہ جب تک سوماق نے مقابلہ کیا اپنے زخمون کو باندھا مرہم
سحر کے پھاہے لگائے کہ خون بند ہوا طاقت جسم مین آئی کھڑی ہوئی مقابلہ دیکھ رہی تھی اور
سوماق کی فتح کی دعا کر رہی تھی درگاہ خدا مین اور دونون کی تقریر سن رہی تھی سوماق
کے جواب سے پر لوٹ جاتی تھی بس جب سوماق نے وار کیا اور عشاق قتل ہوا اور
تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی اور یہ سب واقعات ہو چکے لاش بھی عشاق کی جلکر خاک
ہو گئی اور وہ طائر بھی صدا دے کے چلا ایوان نے دیکھا کہ سوماق تیغہ ہاتھ مین لیے ہوئے
کھڑی ہے خون اُس تیغہ سے ٹپکتا جاتا ہے یہ دبدبہ مین جھوم رہی ہے خون کو پونچھتی جاتی ہے بس ایوان
نے دوڑکر سوماق کو گود مین اٹھا لیا اور کہا کہ اے فرزند تو نے بڑا کام کیا اس کافر خاسر کو
فی النار کیا اور تعریفین کرنے لگی دعائین دینے لگی پیشانی کے بوسے لینے لگی اور صاحبقران
اور بادشاہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ آپ لوگون کی دعا کی برکت سے اس آپکی کنیز نے اس کافر کو
قتل کیا صاحبقران و بادشاہ اور کل اہل اسلام نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ بڑا کام کیا
ایوان نے سوماق کے ہاتھ چوم لیے ادھر ہمراہیان ایوان یعنی تین لاکھ ساحر و مصاحبان
سوماق نے ایک مرتبہ لشکر کفار کی طرف منہ کر کے اور قہقہہ لگا کر یہ کہا کہ یون قتل
کرتے ہین اتنے بڑے ساحر کو اے سمندر شاہ اب کوئی تیرے لشکر سے مقابلہ کو نہین نکلے گا
بس لشکر کا خاتمہ ہو گیا عشاق کے دم تک مقابلہ تھا یہ لشکر ایوان وغیرہ نے کہا خود
ایوان نے بھی سوماق کو گود سے اتار کر اور سمندر شاہ کی طرف منہ کر کے کہا
کہ اب بجز استاد کو رونا کسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیا اور استاد کی فکر کر وہیں
رہ گئے کیا اس رونے سے عشاق زندہ ہو جائیگا اے سمندر جادو کیا بس اسی عشاق پر تیرا

بھروسا تھا اب کوئی مقابلہ کو نہ آئیگا بس ساری حقیقت کھل گئی پر اسے پہلے پر شکرا یا اسلئے بیہودہ
جو مارا گیا سبکے ہاتھوں پاؤں کے طوطے اڑ گئے ہیں کیا اب بچتا ہاہم خون چکا ہی گیا تو الیاس خائین ساری
تیری بادشاہت کا حال کھل گیا یہ کیا عورتوں کے طریقے کو مردوں نے اختیار کیا ہی کہ ہاے ہاے
کرکے اُستاد کو رو رہا ہی اگر ایسا ہی تھا اور عورتوں کا طریقہ کیا تھا تو گھر میں بیٹھا ہوتا اور چوڑیاں
اور نتھ پہنکر بیٹھا ہوتا کیوں سپر تلوار باندھکر میدان میں آیا ہی بس یہان سے چلا جا اور گھر
میں بیٹھکر اُستاد کو روا رے او نامرد ہم عورتیں بھی تو اس طور سے نہیں روتے ہیں جس طور سے
تو روتا ہی واہ کیا خوب صورت تو مرد کی اور سیرت عورت کی یہ سنکر ایلوان نے سمندر شاہ
کی طرف متوجہ ہو کے کہا لشکر اسلام میں ایک قہقہہ پڑا سمندر شاہ بہت خفیف ہوا سب
رونا بھول گیا اور ایلوان کو یہ جواب دیا کہ او ایلوان کیا بیہودہ بکتی ہی تیری کیا بچی نے
جو اُستاد کو قتل کیا ہی تو تو بہت خوش ہی دیکھ میں تجکو اسکے غم میں رلاتا ہوں اسکو قتل کرنا
ہولتا یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتی ہی یہ ساری تیری خوشی نکالے دیتا ہوں بہت
خوش ہو رہی ہی اور قہقہے لگا رہی ہی یہ سب قہقہہ زنی نکل جاتی ہی یہ کہکر سمندر شاہ نے
شملاق سے کہا کہ یہ لوگ یوں نہ مانینگے اور فرداً فرداً انسے کوئی مقابلہ بھی نہیں کر سکتا
اور میری یہ لیاقت نہیں ہی کہ میں انسے مقابلہ کروں کیونکہ جو ساحر ہیں وہ سب میرے
ملازم ہیں جب میں مقابلہ کو نکلونگا جب یہی لوگ آکر مقابلہ کرینگے بالکل میری شان
کے خلاف ہی انسے مقابلہ کرنا بس میں جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہوں شملاق نے کہا
کہ یہ آپکی رائے بہت نیک ہی بس سمندر شاہ نے شملاق و اطراق سے کہا کہ نقیبوں
سے کہو کہ لشکر میں پکار دیں کہ سب اب اُستاد کے واسطے نذر دیں یہاں رنج و غم نہ کریں
فرودگاہ پر چلکر آپکی ماتم داری کیجائیگی پہلے ان لوگوں سے آپکے خون کا عیوض لے لیا
جائے پھر جو آپکی ماتم داری کیجائیگی آپکے دشمنوں سے تو معاوضہ کر لیا جائے گا یہاں
لشکر میں ایک تلاطم مچا ہوا تھا ہر ایک گریاں تھا عجب عالم تھا بس شملاق و اطراق
نے نقیبوں کو حکم دیا وہ یہ حکم پاکر چلے انھوں نے لشکر میں پھر کر شملاق نے کہا
تھا پکار دیا بس وہ تلاطم جو کہ مچا ہوا تھا برطرف ہوا سب خاموش رہے صف بندی
ہو گئی اُسی طور سے پھر لشکر درست ہو گیا جب سب کو اطمینان ہوا سمندر شاہ نے
دیکھا کہ لشکر میں جو تلاطم تھا وہ برطرف ہوا اور دیکھا کہ ایلوان و سوماق اُسی
طور سے کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی یہ دیکھکر سمندر شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا بس اسنے
خود پکار کر ساحروں و غیر ساحروں سے کہا کہ لینا ایلوان کو اور سوماق کو بھی ان
دونوں کو زندہ نہ جانے دینا سب ملکر ان دونوں کو قتل کرو اُستاد کے خون کا
عیوض لو یہ اُستاد کو قتل کرکے میدان سے زندہ نہ واپس جائیں اور جاکر خوشی
نہ کرنے پائیں جیسا انھوں نے اُستاد کو قتل کیا ہی اسکی سزا پائیں خصوصاً سوماق کو زندہ
نہ چھوڑنا اس ایلوان نکانہ کو اسکے رنج و غم میں مبتلا کرا دینا یہاں لشکر سب ملکر اہل اسلام
و لشکر ایلوان کو شکست دو اپنا نام روشن کرو یہ جو سمندر شاہ نے پکارکر اہل لشکر سے
کہا بس یہ کل لشکر کا سننا تھا کہ ایک طرف سے کل بادشاہ جو کہ ساحر تھے اور سمندر شاہ

کی کمک کو آئے تھے اور کل لشکر سمندر شاہ میں کہ ساحر تھے اور کل سردار سمندر شاہ کے ساحر اور
آن بادشاہ ہوشنگ ترسول اور پنسول و ناریج و ترنج و گولہ فولاد و پیکان کے گچھے لیکر اور سحر کرتے ہوئے
ابر سے آگ برساتے ہوئے طرف ایوان وسوباق کے حملہ کر کے اور نعرہ کرتے ہوئے ایک
طرف سے وہ بادشاہ جو کہ غیر ساحر تھے اور وہ سردار جو کہ غیر ساحر تھے اور جو کہ دعویٰ پہلوانی
رکھتے تھے اور کل غیر ساحر و انکا لشکر اور جو کہ سمندر شاہ کی کمک کو غیر ساحر بادشاہ و پہلوان و سردار
آئے تھے وہ اور کل لشکر سمندر شاہ غیر ساحران اور کل سردار غیر ساحر تلوارین و سپرین و تیغ
و نیزے و گرز و تبر و تیر و کمان لیکر اور مرکب اٹھا کر اور پیدل بکثرت حملہ آور ہوئے ایوان
وسوباق پر یہ جو حال لشکر ایوان وسوباق کی خواصون نے دیکھا وہ لوگ بھی ایک قسم
حربہ ہائے سحر سنبھال کر طرف لشکر کفار کے لپٹا لپٹ کر کے چلے آتے تھے ہاتھون مین ترسول و پنسول
تھے اور دیگر حربہ ہائے سحر تھے آتے ہی کفار سے بھڑ گئے بس حربہ ہائے سحر کے وار ہونے لگے ادھر
سوباق نے نعرہ کفار کا دیکھکر فوراً دستک دی کہ ایک طاؤس چڑا ہوا اسپر سوار ہو کر اور موتی
کو ہاتھ پر رکھکر کفار پر جا پڑی اور عکس گوہر سے برقین چمکا چمکا کر کفار کو جلانے لگی ایک تلاطم
ڈالا یا لشکر کفار مین ایوان نے جو یہ حال دیکھا وہ بھی اپنے تخت سحر پر سوار ہو کر اور حربہ ہائے
سحر سنبھال کر کفار پر جا پڑی اور جاتے ہی حربہ کیا کہ ایک برق کوند کر جو گری ہزارون کے سر اڑ گئے
ادھر لشکر ایوان بھی حربہ کرنے لگا جب سمندر شاہ نے دیکھا کہ ایوان وسوباق نے لشکر
مین تلاطم ڈالدیا بس یہ بھی اپنا تخت بڑھا کر چلا کہ خیال آیا کہ تخت پر سے کیا مقابلہ ہوگا
جنگ مغلوبہ ہے پس اسنے دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہوا یہ اسپر سوار ہو کر لشکر ایوان کی
طرف چلا اسکا چلنا تھا کہ اور جسقدر بادشاہ و سردار ساحر و غیر ساحر تھے مثل شبلاق و اطراف
دگلاب جادو وغیرہ کے سب حربہ ہائے سحر اٹھا کر چلے یہ جو واقعہ صاحبقران نے دیکھا خیال
فرمایا کہ ایوان کی کمک کرنا ضرور ہے کیونکہ کل لشکر سمندر شاہ اسپر حملہ آور ہوا ہے پس کیا عجب بات
ہے کہ اسی جنگ مغلوبہ مین اس لڑائی کا فیصلہ ہو جائے یہ خیال فرما کر مرکب کی باگ لی اور
تیغ عقرب سلیمانی کو علم کیا اور نعرہ کیا کہ منم صاحبقران ثالث باریغ الملک نوجوان
ای کفاران بیحیا و بیوفا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ نعرہ کرکے
غیر ساحر و نیر حملہ آور ہوئے یہ واقعہ لشکر اسلام نے دیکھا بس کل سردار ساحران اپنا اپنا لشکر
ساحران لیکر اور حربہ ہائے سحر سنبھال کر اور نعرہ کرکے کہ منم مہرخ آفتاب علم منم آفاق شاہ
منم الطاف جادو و منم تمتن جادو و منم آتش جادو و منم سہراب جادو و منم گوہر
روشن تن منم ملکہ غرہ الال و منم ملکہ آئینہ اندام جادو و منم وزیرا قاف شاہ
لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے بادشاہ اسلام و کل سرداران نیکنام نے جو دیکھا کہ صاحبقران
نے لشکر کفار پر حملہ کیا پس بادشاہ نے تخت کو ترک فرمایا اور مرکب طلب فرما کر اسپر
سوار ہو کر مع سات سو بادشاہ ہوئے اور کل لشکر غیر ساحران کے کفار پر حملہ کیا نعرہ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ⁂ بہار گلستان کاؤس جم ⁂ منم خسرو خسروان عجم
منم مالک تخت و تاج و علم ⁂ بادشاہ کا نعرہ کرنا تھا کہ پھر تو منم منم کی ہر طرف سے
صدا بلند ہوئی کہ ایک سمت سے صدا آئی کہ منم نورالزمان و عین الزمان [illegible]

کی آدھر وہ لشکر جب قریب میدان جنگ کے پہونچا سردار لشکر یعنی مہتاب مشتری خصلت
برادر صریح نے جو جنگ مغلوبہ دیکھی بذریعہ ہرکارون کے دریافت کیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کس سے
جنگ ہو رہی ہے انھون نے دریافت کر کے عرض کیا کہ لشکر اسلام سے اور سمندر شاہ سے
مقابلہ ہے ملاحظہ فرمائیے وہ صاحبقران جنگ فرما رہے ہین اور وہ آپکے بھائی صاحب مقابلہ
فرما رہے ہین مہتاب کل لشکر اسلام کو پہچانتا تھا اور یہ بھی بذریعہ پرچہ اخبار اور صریح کے نامہ
سے ثابت ہو چکا تھا کہ صاحبقران ثانی تو طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہین اور شاہزادہ
بدیع الملک نوجوان کو صاحبقران کا لقب دے گئے ہین اب وہ صاحبقران ہین پس یہ
تو اسکو معلوم تھا یہ جو ہرکارون نے بیان کیا اور اسکو معلوم ہوا پس مہتاب مشتری خصلت
نے یہ دیکھکر کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اپنے لشکر کو حکم فرمایا کہ کفار کو گھیر کر مار لو اور خود
مرکب [illegible] پر سوار ہو کر اور آتش ابر سحر کو جو کہ اسکے سر پر سایہ فگن تھا اور آسمین ہزار دل
جانے لگے ہوئے تھا آتش ابر کو اشارہ کیا وہ ابر چلا پس جب مہتاب نے لشکر کو یہ حکم دیا کہ
کفار کو گھیر کر مار لو پس کل لشکر جو کہ قریب چار لاکھ کے تھا برابر اسکے اہل اسلام لیکر چلا تھا
وہ کل لشکر ایک مرتبہ جرار ہاتھ لیکر لشکر کفار پر آپڑا اور ایک ہی حملہ مین تلاطم ڈالدیا
آدھر مہتاب نے جو ابر کو اشارہ کیا آتش ابر سے جانا جدا ہو ہو کر کفار پر گرنے لگا لشکر کفار
مین ہلچل پڑ گیا آدھر طائران سحر نے سمندر شاہ کو جا کر خبر دی کہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ برائے کمک
اہل اسلام کے آیا ہے اسکا بادشاہ مہتاب مشتری خصلت برادر صریح آفتاب علم ہے وہ
لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام کے آیا ہے یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا کہ اگر آیا ہے تو وہ بھی
مارا جائیگا شملاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لشکر جو کہ ابھی آیا تھا
اسنے تلاطم ڈالدیا سمندر شاہ نے کہا کہ لشکر کو آگاہ کرو کہ اہل اسلام کی کمک آئی ہے ذرا
خبردار ہو کر [illegible] بلکہ سرین شملاق نے نقیبون کو آگاہ کیا انھون نے تمام لشکر مین پکار دیا
آدھر بادشاہ اسلام کو ہرکارون نے آگاہ کیا کہ صریح کا بھائی لشکر ساحران لیکر برائے
کمک آیا ہے یہ جو ابر نمودار ہوا تھا اسی کی آمد کا تھا دیکھیے وہ آئی ہے لشکر کے مقابلہ کرنے لگا ہے کفار
قتل ہونے لگے ہین آدھر صریح کو طائران سحر نے خبر دی کہ آپکے بھائی صاحب لشکر لیکر آئے ہین
اور [illegible] جنگ مغلوبہ ہو رہے ہین صریح یہ سنکے خوش ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ مہتاب
کے آنے سے وہ [illegible] پس لشکر اسلام کا ہر طرف ہو گیا پھر جنگ کرنے لگے پھر وہ ہی تلاطم برپا ہو گیا
پھر کفار مر کر گرنے لگے پھر دریا سے خون بہنے لگا پھر سرونکا مینہ برسنے لگا پھر سر و تن کا انبار ہونے لگا
پھر ابر سحر سے آگ برسنے لگی پھر ترنج و نارنج و گولے چلنے لگے پھر تلوارونکی بجلیان کوندنے لگین
سنانین نیزونکی چمکنے لگین کمانین کڑکنے لگین شہباز تیر جانونکا شکار کرنے لگے خودونکی چھتریان اڑنے
لگین سر مانند حبابون کے تیرنے لگے ساحر اور غیر ساحر مر مر کر گرنے لگے ساحرون کے مرنے کی
علامت بلند ہوئی طوفان موت کی طغیانی ہو گئی گرداب قضا نے کفار کو گھیر لیا ایک شور
محشر و نشر برپا ہو گیا ابھی مہتاب کو آئے ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک سمت سے اشتفاق شاہ
برادر آفاق شاہ لشکر ساحرون کا لیکر آ پہونچا چونکہ اسکا حال تحریر ہو چکا ہے کہ یہ بعد جانے نامہ
سمندر شاہ کے اور سمندر شاہ کے بلالانے سے آگاہ ہو کر پھر گیا تھا اسنے سب لشکر کو اور

اہل شہر کو مسلمان کیا تھا اور مہم افراقیہ کو موقوف کرکے لشکر ساحران لیکر براے کمک اہل اسلام
روانہ ہوا تھا بس یہ بھی آکر پہونچا اور حال دریافت کرکے شریک جنگ ہوا سمندر شاہ کو
ہرکاروں نے خبر دی کہ اشتفاق شاہ بھی آکر شریک اہل اسلام ہوا سمندر شاہ نے کہا کہ
مجکو تو معلوم تھا کہ اُسنے بھی نمک حرامی کی خیر آنے دو اُس نمک حرام کو بھی اُدھر بادشاہ اسلام
و صاحبقران کو بھی معلوم ہوا کہ کوئی اشتفاق شاہ ہے وہ بھی لشکر لیکر آیا ہے اور آپکا شریک
ہوا ہے آفاق شاہ سے سن چکے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی کا نام اشتفاق شاہ ہے اور وہ
وزیر سمندر شاہ ہے خیال فرمایا کہ وہی ہوگا مگر اس امر سے حیران ہوے کہ یہ کیا سبب ہے
کہ وہ میرا شریک ہوا سمندر شاہ کی کیوں شرکت کی خیال فرمایا کہ بعد فیصلہ جنگ معلوم
ہو جائیگا پھر جنگ میں مصروف ہوے اور عین مقابلہ میں آفاق کو بھی خبر ہوئی کہ آپکے بھائی
لشکر لیکر آئے تھے وہ سمندر شاہ کے نہ شریک ہوے بلکہ اہل اسلام کی طرف سے لشکر سمندر شاہ
سے مقابلہ کر رہے ہیں آفاق شاہ حیران ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ اشتفاق
اہل اسلام کا شریک ہوا شکر خدا کا کہ وہ بھی راہ راست پر آگیا ورنہ بڑی خرابی تھی شاید میرے
اُسکے مقابلہ ہوتا اُسوقت بسبب خون عزیزی کے مجکو کچھ خیال ہوتا اور رعایت کرتا تو بڑی
خرابی ہوتی خیر یہ امر معلوم ہو جائیگا بعد فیصلہ جنگ کے کیوں اُسنے سمندر شاہ کی اطاعت ترک
کی یہ خیال کرکے آفاق شاہ بھی لڑنے لگا راویوں نے اس قصہ کو یوں تحریر کیا ہے کہ جب
اشتفاق اور مہتاب لشکر لیکر آئے اور لشکر تازہ دم آیا کسی قدر اہل اسلام نے دم لیا
اور پھر لڑنا شروع کیا ایک سمت سے مہتاب نے کفار پر ترشح کیا اور ایک سمت سے اہل اسلام
نے اور ایک جانب سے اشتفاق شاہ نے بس ان سب نے کفار کو بیچ میں لے لیا اور
جنگ رستمانہ کرنی شروع کی ایسے ایسے حملے کیے کہ کفار کے دم بند ہو گئے بس سواے کوچہ موت
کے یا کوچہ زخم یا گوشہ کمان کے کوئی مقام امن و امان کفار کو نہ ملتا تھا چلانے پھرتے تھے
انبوہ لشکر کفار میں تلاطم پڑ گیا راہ چارہ بند ہو گئی ہر طرف سے حملے ہونے لگے کسی سمت مفر نہ تھا
صاحبقران و بادشاہ اور سرداروں نے شمشیر ساحروں کے دم بند کر دیے تھے برابر
شمشیر زنی و گرز بازی و تیر اندازی کر رہے تھے کسی نے کفار پر نیزہ مارا اور پشت مرکب
سے اٹھاکر زمین پر مارا کہ استخوان اُسکے سرمہ سا ہو گئے کسی نے گرز کا وار کیا کہ وہ مع راکب
و مرکب پیوند زمین ہو گیا کسی نے سوار کو اٹھا کر سوار پر مارا کہ دونوں داخل دوزخ ہوے
کسی نے تلوار کا وار کیا کہ دو پرکالے ہوے کسی نے تیر جانستان سے ہلاک کیا کسی نے
خنجر سے شکم چاک کرکے قصہ پاک کیا کسی نے مرکب سے پامال کر ڈالا کہ کاسہ سر چور چور
ہو گیا کسی کے تبر کا وار چل گیا کسی نے جوہر تیغ ہوا ہی کیا بہر طور کفار کی جان پر بنی ہوئی تھی
سب موت کے گھاٹ اتر رہے تھے جانو نیر بنی ہوئی تھی اہل اسلام کی بن آئی تھی آستینیں
کہنیوں تک الٹے ہوے خون ٹپکتا ہوا جسم سے شرارے خون کے جھڑتے ہوے خود سر و پر تیغ
رکھے جوش شجاعت سے چہرہ سرخ گل زخم جسم پر کھلے ہوے اشتیاق عروس مرگ میں دولہا
بنے ہوے پھبیاں گلہاے زخم کی تن پر پڑی ہوئی خون سے کپڑے لالہ رنگ قبضے تلوار کے
ہاتھوں میں لگے ہوے نیند شبانہ روز کے جاگے ہوے آنکھوں میں نیند کے لال لال ڈورے

بڑے ہوئے مگر برابر مقابلہ کیے جاتے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے ہین کفار کو دم لینے کی
مہلت نہین دیتے ہین اسی طور سے ساحران اسلام بھی مقابلہ کر رہے ہین غضب کی جنگ
ہو رہی ہی راوی بیان کرتا ہی کہ اب یہ نوبت ہی کہ ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ کفار فرار کرین
مگر وہ لوگ بھی جان لڑاے ہوے ہین اور لڑ رہے ہین یہان تو جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی ادھر اتفاق سے ایک طرف سے سہراب کفار کو قتل کرتا ہوا آتا تھا اور ایک
سمت سے سوماق برق مزاج ساحرون کو غارت کرتی ہوئی آئی تھی کہ سہراب
سے اور سوماق سے اس حالت جنگ مین ملاقات ہوئی سہراب نے سوماق سے
کہا کہ اے ملکہ مجھے تم سے کچھ صلاح کرنا ہی بابت جنگ کے ذرا کسی مقام پر چلو کہ جہان کچھ
دیر دم لین اور صلاح کرین سوماق نے کہا کہ اچھا بس یہ دونون کفار کو قتل کرتے
ہوے میدان جنگ سے الگ نکل آئے اور ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوے
اپنے اپنے طاؤس و مرکب کو روک کر اتفاق سے ملکہ غزالان کو پیاس لگی اور تشنگی
نے غلبہ کیا کیونکہ مین شبانہ روز ہوے ہین لڑتے ہوئے سب تشنہ و گرسنہ اور
بے خور و خواب ہین ملکہ نے خیال کیا کہ میدان جنگ سے الگ ہو کر اور کسی مقام پر پانی
تلاش کر کے پیلون اور ذرا دم بھی لے لون یہان اور تو سب مقابلہ کر رہے ہین تاکہ
حواس درست ہو جائین مقابلہ کرنے کی طاقت آجاے بس یہ خیال کر کے دل مین یہ کفار کو
قتل کرتی ہوئی ایک سمت کو چلی اور حد میدان جنگ سے باہر آئی طاؤس سحر کو بلند
کیا اور ہر طرف نگاہ دوڑانے لگی بتلاش آب کہ کوئی چشمہ یا چاہ نظر آئے تو وہان جاکر
پانی پی آؤن کہ اسکی نگاہ سہراب و سوماق پر پڑی اسنے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک
ساحرہ ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوے ہین پہ دور سے پہچانا نہین بس اسنے خیال
دل مین کیا کہ انکو چلکر دیکھو کہ یہ کون ہین آیا لشکر کفار کے ساحر ہین یا لشکر اسلام کے ہین
اگر کفار کے ہین تو کس قصد سے یہان کھڑے ہین کیا کوئی لشکر اسکے کمک کفار یہان آتا
ہی اسکا انتظار کر رہے ہین اگر ایسا ہو تو مین بھی لشکر لیکر یہان آؤن اور اس لشکر سے مقابلہ
کرون میدان جنگ تک نہ جانے دون کیونکہ اب کفار کی حالت خراب ہی اگر کمک آگئی
تو پھر مقابلہ دم بھر کرنے لگینگے جنگ کو طول ہوگا اگر اہل اسلام کے ہین تو وہ کس قصد سے
کھڑے ہین یہ حال دریافت کرنا ضرور ہی یہ دل مین سوچکر ادھر کو چلی ادھر سوماق
سہراب سے کہہ رہی تھی کہ اے سہراب بیان کرو کہ کس صلاح کے لیے تم یہان آئے ہو
جلد بیان کرو تاکہ اسکی تدبیر کرین سہراب کہہ رہا تھا کہ اے ملکہ ذرا دم لے لین تو بیان کرین
کہ غزالان قریب پہنچ گئی اپنا اسپ بڑھاتا کہ ایک تو سہراب جادو ہے دوسری ملکہ سوماق
ہی اسنے خیال کیا کہ یہ دونون کس قصد سے یہان آئے تھے یہ مقابلہ کرنے کو تنہا
نکلے ہین یہان آکر دم لے رہے ہین یہ خیال کرکے اسنے قصد کیا کہ آواز دون ادھر
سہراب کی نگاہ غزالان پر پڑی تو دیکھا کہ ملکہ غزالان طاؤس پر سوار ادھر چلی آتی ہی مگر
ادھر ادھر دیکھ رہی ہی سوماق سے کہا کہ ملکہ دیکھو غزالان آتی ہو چشم کیا لشکر سے جدا ہو کر
ادھر کو آتی ہین تو خوب ہوا اسسے بھی صلاح کرینگے دو سے تین رائین بہتر ہین کہ سوماق

ہیں اس تدبیر سے سمندریہ بہت آسانی سے قبضے میں آجائیگا اور سمندر رشاہ قلعہ بند ہوکر
لڑنے بھی نہ پائیگا باقی جو آپکی راے ہوا اور یہاں تو سب سردار لڑ رہے ہیں اگر ہم لوگ
نہونگے تو کوئی مقابلہ میں نقصان نہوگا اور قلعہ و شہر بھی ہاتھ آجائیگا اگر وہ بھاگ کر داخل
شہر ہوگیا اور قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا اول تو ہزاروں بندگان خدا کا خون ہوگا دوسرے
قلعہ مشکل سے ہاتھ آئیگا تیسرے جنگ کو طول ہوگا سوماق و غزالان نے کہا کہ یہ
راے تمہاری بہت ٹھیک ہی جو یہ تمنے تدبیر سوچی ہی چلو ابھی اسکا بند و بست کرتے ہیں
یہ کہکر تینوں ساحر وہان سے پھر میدان جنگ میں آئے دیکھا کہ اسی طور سے مقابلہ ہو رہا
ہی کفار قتل ہو رہے ہیں آتے ہی انھوں نے حملہ کیا راوی کہتا ہی کہ خواصان سوماق اور
مصاحبان سوماق کا یہ سحر ہی کہ وہ جھولیوں سے چھوٹی چھوٹی گڑیاں نکالتی ہیں اور
انکی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالتے ہیں اسی طور سے حریف کی بھی ٹانگیں چر جاتی ہیں اور ہلاک
ہو جاتا ہی یہ سب کی سب اس طور سے آفت برپا کر رہی ہیں پس سوماق نے ان سب کو
جمع کیا اور کچھ لشکر اپنی خالہ کے لشکر میں سے لیا اور راستے کہا کہ تم ہمارے عقب میں لڑتی ہوئی
آؤ چار صد ہم جاتے ہیں اسی طرف کو تم بھی آؤ ادھر غزالان نے بھی کچھ لشکر قریب چار ہزار کے
جمع کیا اور یہ ہی اپنے بھی آن سب سے کہا اور سہراب نے بھی یہ ہی کیا اور ایک مقام
مقرر کر لیا تھا کہ ہم لشکر لیکر اس مقام پر آئینگے کیونکہ یہ تینوں جدا جدا لڑنے لگے تھے اور لشکر
کے جمع کرنے کی فکر کرنے لگے تھے پس ہوا فق اقرار کے ہر ایک لشکر کو جمع کرکے اور حملہ کرتا
ہوا ایک طرف کو چلا تلاطم ڈالدیا ہر ایک کے عقب میں لشکر تھا راوی نے اس طور
سے بیان کیا ہی کہ سامنے شہر سمندریہ کا پھاٹک دکھائی دیتا تھا مگر مقام جنگ وہ سے پندرہ
کوس پر تھا پس سوماق و غزالان و سہراب لڑتے ہوے اپنے اپنے لشکر کو لیے ہوے
جنگ مغلوبہ کرتے ہوے اس میدان جنگ سے باہر نکل آے اور اس صحرا میں آکر جمع ہوے
اب جو شمار کیا تو سب لشکر دس ہزار ساحروں کا تھا پس یہ ساحران زبردست جو کہ اپنے
وقت کے ساحری جمشید تھے ایک سپہ سالار لشکر سمندر رشاہ اور ایک شہر الوانیہ کی
رہنے والی یعنی سوماق کہ جسکے سحر کا سواے عشاق یا سمندر رشاہ یا شملاق یا آمراق
یا گلاب جادو وغیرہ کے کوئی جواب دینے والا نہ تھا تیسری غزالان تھی کہ جسکا
کوئی ہمسر نہ تھا سواے چہار ساحروں کے کہ جنکا نام میں تحریر کر چکا ہوں دوسرے
سمندر رشاہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ اس لشکر کو براے حفاظت شہر چھوڑ آیا تھا کہ جسکا سہراب
سپہ سالار تھا کسی زمانے میں اور جب سے سہراب کو سمندر رشاہ نے ماہیان
طوفان کش کے پاس بھیجکر اسیر کرا دیا تھا اسدن سے اس لشکر نے اور کسیکی سپہ سالاری
منظور نہیں کی اور ہر وقت اس لشکر کے ساحروں اور سرداروں کو یہ ہی فکر تھی کہ کسی
طور سے ہم اپنے سپہ سالار سے جا ملیں مگر بسبب اس امر کے کہ وہ مسلمان ہوگیا ہی
وہ لشکر سہراب کے پاس نہیں آیا مگر جب سے یہ سنا ہی کہ سہراب نے نصرت
اہل اسلام کی ہی بہر حال یہ ہی قصد کیا کہ جا کر شریک ہوں مگر جب یہ خیال ہوا کہ تبدیل مذہب
کرنا پڑیگا اس قصد کو فسخ کر دیا پس شہر میں وہ لشکر قریب دو لاکھ کے اور ایک

ساحر زبردست سمندر شاہ کی طرف سے حاکم ہے بے خوف وخطر حکومت کر رہا ہے بالکل بے اس
نہیں ہے خیال یہ ہے کہ کون سمندر شاہ کو شکست دے سکتا ہے اگر شکست بھی ہوگی تو بادشاہ
بھاگ کر آئیگا اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے گا اور کوئی حریف ہیں سے بدون شکست
دیے سمندر شاہ کے یہاں نہیں آسکتا ہے کیونکہ درمیان میں تو بادشاہ کی سپاہ ہے بس
اسی خیال سے وہ بےخوف حکمرانی کر رہا تھا کوئی خطرہ نہ تھا اس نے یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ صبح سے
دوپہر رات تک دربار کرتا تھا اور سب سرداروں کو حکم تھا کہ مسلح ومکمل دربار میں آیا کریں
اور ہرکارے مقرر کیے تھے برائے خبر کہ دم بدم کی خبر دیا کریں ہر سب بند و بست تھا
اسے کچھ خوف نہ تھا ہرکارے خبر دیتے تھے مگر جب سے عشاق مارا گیا ہے اور جنگ مغلوبہ
ہوئی ہے کسی نے اسکو خبر نہیں دی ہے یہ یہاں بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا کہ یکایک
وہ چیزیں اور وہ عمارت جو کہ سحر عشاق کی تھیں وہ یکایک مٹ گئیں اور عمارت برباد
ہوگئی اور ایک شور و غل اور تاریکی ہوگئی جب روشنی ہوئی اسنے اہل دربار سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے عشاق جہاں نشین استاد شہنشاہ مارے گئے کیونکہ یہ جو کچھ عمارت تھا اور اشیا
و باغات اُنکے اس شہر میں تھے وہ سب برباد ہوگئے دیکھو کیسی تاریکی ہوئی ہے اہل دربار نے
کہا کہ یہ قول آپکا درست ہے مگر انکو کوئی قتل نہیں کرسکتا ہے وہ بڑے ساحر زبردست ہیں نہ تو
کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام میں ہے کہ جو اُنکو قتل کرے نہ عیار اُنپر عیاری کرسکتے ہیں معلوم ہوتا ہے
اُنھوں نے خود کسی مصلحت سے یہ سب اشیا اپنے سحر کے مٹا دیے ہیں آپ کچھ فکر و تردد نہ کریں اسنے
جواب دیا کہ مجھکو کیا فکر و تردد ہے میں جس طور سے یہاں نیابت بادشاہ میں حکومت کرتا ہوں کیے جاؤنگا
تا اُنکی تشریف آوری کے کوئی اس شہر کی طرف میری زندگی میں بنگاہ کج نہیں دیکھ سکتا ہے نہ یہاں
آسکتا ہے اول تو قریب تیس لاکھ لشکر میرے ماتحت ہے دوسرے آپ لوگ میرے مددگار ہیں
تیسرے میں خود کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتا ہوں بس پھر کیا خوف ہے ہاں چند ہرکارے جاکر
خبر لائیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور آج وہ ہرکارے نہیں آئے کہ جو ہر روز وہاں کی خبر
دیا کرتے تھے سب نے جواب دیا کہ وقت شب دن بھر کی خبر لیکر آئینگے دوسرے ہرکارے انکا
روانہ کرنا بیکار ہے جب وہ شب کو آئینگے انسے کل حال معلوم ہو جائیگا وہ یہ سنکے خاموش ہو رہا
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ یہاں حکومت کر رہا ہے در شہر کھلا ہوا ہے مگر روز ہرکاروں کا انتظار
کرتا ہے اور اس فکر میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ ہرکارے خبر لیکر نہیں آئے تصفت یہ ہے کہ جو ہرکارے کہ
یہ خبر کے لیے اور روانہ کرتا ہے وہ بھی واپس نہیں آئے ہیں وہ بھی جاکر وہاں مقید ہو جاتے
ہیں یہ اس فکر و تردد میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ جو کوئی برائے خبر جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آتا ہے یہ
حال کچھ نہیں کھلتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کیا گذری اور کیا ہوا جو یہ تمام عمارت سحر و دیگر
اشیا جو کہ بنالی ہوئی عشاق کی تھیں سب برباد ہوگئیں بس یہ تو اس فکر و تردد میں ہے اور
در شہر اس خیال سے کھلا رہنے دیا ہے کہ شاید بادشاہ کی شکست ہوا اور وہ بھاگ کر
شہر کی طرف آئے اور در شہر بند ہو تو خرابی ہو بس کھلا ہوا ہے برابر آمد و رفت ہے پھر تو اس فکر و تردد
میں ہے [illegible]
[illegible]

جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اب راوی اس قصہ کو تھوڑی دیر کے لیے موقوف رکھتا ہے اور تھوڑا حال ملکہ نسیم جادو و دختر سمندر شاہ کا بیان کرتا ہے کہ اسکا حال عرصہ سے نہیں تحریر ہوا ہے صرف جلد دوم میں کچھ معرض تحریر میں آیا تھا جب سے پھر نوبت تحریر کی نہیں آئی اسکا حال بیان کرنا لازم ہے

اب شمہ حال ملکہ نسیم جادو و دختر سمندر شاہ کا ملاحظہ فرمائیے قلم بند ہوتا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جلد دوم میں یہ داستان یہاں تک تحریر ہو چکی تھی کہ ملکہ نسیم کے پاس سہراب جادو آیا تھا اور باہم عاشق و معشوق ہو گئے تھے ملکہ کو سہراب نے مسلمان کیا تھا اور ملکہ سے سب حال بیان کیا تھا صندوقچہ کا ملکہ نے یہ حال سنکے اقرار کیا تھا کہ میں امکان بھر کوشش کرونگی چنانچہ ملکہ گئی تھی اور تبدیل ہیئت صندوقچہ بدل لائی تھی اور سہراب کو دیا تھا سہراب نے وہاں آکر اس صندوقچہ کے ذریعہ سے انتک [illegible] کو شکست دی تھی اور سب اہل اسلام کو اس بلا سے بچایا تھا چنانچہ سمندر شاہ کو معلوم ہوا تھا اسنے ملکہ نسیم کو بلا کر پہلے آسانیت سے دریافت کیا تھا جب اسنے انکار کیا تھا تو خوب زد و کوب کی تھی اسقدر کوڑے مارے تھے کہ ملکہ کا بدن پاش پاش ہو گیا تھا مگر ملکہ انکار سے گئی تھی اقرار نہ کیا تھا چنانچہ ایسی طاقت طاق ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑی تھی جب یہ حال سمندر شاہ کی دایہ نے اسکا دیکھا تھا اسکو نہایت [illegible] آگئی تھی کیونکہ اسنے نسیم کو بھی پالا تھا بس اس فرتوت نے سمندر شاہ کو ڈانٹا تھا اور یہ کہا تھا کہ کیا چھوکری کو مار ڈالیگا تجکو اپنے صندوقچہ سے غرض ہے میں تیرا صندوقچہ لاکے دیتی ہوں یہ تو سمندر شاہ سے کہا تھا اور ملکہ کی خواصوں پر خفا ہوئی تھی کہ تم کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو اٹھا کر نہیں لیجاتی ہو چنانچہ خواصیں اور ملکہ کی وزیرزادی جو کہ ہمراز تھی ملکہ کو اٹھا کر باغ میں لیگئیں تھیں اور یہاں دایہ نے لشکر اسلام میں پہونچکر فریب کر کے سہراب سے صندوقچہ حاصل کیا تھا اور لیکر چلی تھی کہ راہ میں انحضر ماہی پوش [illegible] اثنا راہم جادو سے ملاقات ہوئی تھی بس انحضر نے بعد دریافت حال کے دایہ کو قتل کر کے صندوقچہ پر قبضہ کیا تھا اور طرف اثنا راہم کے روانہ ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان نہیں تحریر ہوئی ہے آئندہ تحریر ہوگی مگر جب سمندر شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تھا تو بہت برہم ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ انحضر سے مقابلہ کرے لیکن مگر اہل دربار کے سمجھانے سے اسنے اس قصد کو فسخ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب اہل اسلام کی مہم سے فراغت ہو جاویگی اسوقت انحضر سے سمجھ لونگا اور اندر محل کے یہ حکم دیدیا تھا کہ اول تو نسیم زندہ نہ بچیگی کیونکہ [illegible] خوب کوڑے لگائے ہیں بس اگر زندہ بچ جاوے تو کوئی آج سے اسکا [illegible] نام نہ لے [illegible] میرے روبرو آئے [illegible] باغ میں رہے جو کوئی میرے روبرو یا میری [illegible] میں اس شوخ دیدہ کا نام لے گا [illegible] محل میں آئی تھی تو سب اہل محل کو قتل کرونگا کوئی عذر [illegible] کیا کہ [illegible] تمام خاندان بھر کی جانیں لی تھیں اور اسکو

یہ خیال نہوا کہ مین کیا حرکت کرتی ہون اگر یہ صندوقچہ دیکھ لیگی تو باپ بھی مارا جائیگا اور یہان بھی اور
سب اہل شہر تباہ ہونگے ایسی بدستانی ہوئی تھی اور ایسی آتش شہوت نے زور کیا تھا کہ کچھ
خیال نہ رہا اپنی آگ فرو کرنے کے لیے سب کا قتل گوارا کیا بس ایسی بیحیا اور بیباک کا زندہ
رکھنا بیکار ہے جو کہ ننگ خاندان ہو گو مین نسیم کو اپنی جان و روح خیال کرتا تھا مگر اسوقت
نفرت ہو گئی کہ میری قاتل ہے اگر اسکا قابو ہوگا تو ضرور یہ مجھکو قتل کر ڈالے گی مقام افسوس ہے کہ
آشنائی بھی کی تو کس سے کہ جو اپنا ملازم تھا نہ کسی شاہزادے نہ شہریار زادے سے بس
ایسے کا محل مین آنا کوئی ضرورت نہین ہے کہ جس سے خوف ہو اور اپنی زوجہ سے کہا تھا کہ اگر
تمکو اپنی دختر کی محبت و الفت زیادہ ہو تو تم بھی اسیوقت میرے سامنے اسکے پاس چلی جاؤ
ورنہ آج سے اسکا ذکر نہ کرنا یہ خیال کر لو کہ وہ مر گئی اگر تمنے اسکا ذکر میرے روبرو کیا یا میری
غیبت مین آیا یا اسکو بلایا یا خود اسکے دیکھنے کو گئین اور مجھکو خبر ہوئی تو یاد رکھو کہ تمکو اس
بیرحمی سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمھارے حال پر ترس کھائینگے اور مجھکو رحم
نہ آئیگا بس بہتر یہ ہوگا کہ یا تو اسکی الفت سے دست بردار ہو یا اسکے پاس چلی جاؤ زوجہ نے
جواب دیا تھا کہ مین اسکی الفت سے دست بردار ہوئی کبھی نام نہ لونگی اگر لون تو چور کا
حال وہ میرا حال آپکو اختیار ہے کیونکہ جب آپ اس سے ناخوش ہین تو مین کب خوش ہو سکتی ہون مین
تو آپکی تابعدار ہون مجھکو آپکی خوشی سے غرض ہے جبکہ وہ آپکی دشمن ٹھہری تو میری پہلے دشمن ہوئی
سمندر شاہ نے یہ سنکے اپنی زوجہ کو جواب دیا تھا کہ مین اور تم اگر زندہ ہین تو نسیم ایسی
ہزار دولت لڑکیان ہو جائینگی میری زندگی کی خیر مناؤ اس کمبخت بدکار پر لعنت کرو ایسی جی تو
کیا اور نہ جی تو کیا جو کہ ماں باپ کی قاتل ہوا اور باپ کے گھر کی تباہی کی فکر کرے راوی
بیان کرتا ہے جو حکم سمندر شاہ نے دیا تھا اور خود اسکو نسیم سے ایسی نفرت ہوئی تھی
کہ نام تک نہین لیتا تھا گو اسکا یہ قصد تھا قبل مین کہ مین نسیم سے عقد کرون اور اپنے
تصرف مین لاؤن اسکے ساتھ ہمبستر ہون کیونکہ اس دین و مذہب مین بیٹی باپ پر اور
باپ بیٹی پر حلال ہے اور یہان ہمراہ فرزند کے اور بہن بھائی اگر ہمبستر ہون تو جائز تھا
پس بدین سبب سمندر شاہ بھی یہ قصد رکھتا تھا کہ ایسی حسین و خوبصورت و جوان رعنا
کہ جسکا اسوقت شہر سمندر میں حسن و جمال مین کوئی جواب دینے والا نہین ہے کیون غیر کے
قبضے مین جائے اور دوسرا اسکے باغ حسن سے گل مراد حاصل کرے اور اسکے در ناسفتہ
کو سفتہ کرے مین خود کیون نہ اسکے نہال جوانی سے ثمر آرزو حاصل کرون اور اسکو اپنے
تصرف مین لاؤن بس اسی خیال سے وہ نسیم کے ساتھ اور طور سے پیش آتا تھا چونکہ
ابھی نسیم اس قابل نہوئی تھی جو وہ ہمبستر ہوتا اور جب سے ہوئی بھی تھی تو خود نسیم
اسکی صحبت سے پرہیز رکھتی تھی کیونکہ وہ خود سہراب پر عاشق تھی اس سبب سے
بچی ہوئی تھی اور ادھر یہ اہل اسلام سے جو مقابلے وغیرہ ہونے لگے تھے اور سمندر شاہ
کو فکر و تردد لاحق ہو گیا تھا بدین سبب اور اسکا خیال اس طرف سے کم ہو گیا تھا اور سوچ
لیا تھا کہ بعد فیصلہ اہل اسلام کے جب اطمینان ہوگا اسوقت اس امر کو اختیار کرونگا
اسی سبب سے نسیم کی شادی بھی نہین تلاش کرتا تھا یہ امر اور بھی ناگوار ہوا کہ مین خود

اسکو اپنے تصرف مین لانیوالا تھا اسنے خود بار تلاش کر لیا بس نفرت ہو گئی دوسرے خداوند کریم
کو نسیم کی پردہ دری اُس ظالم کے ہاتھ سے منظور نہ تھی ایسے اسباب پیدا کیے کہ اسکو نفرت
ہو گئی تھی یہان ہو جب حاکم سمندر شاہ آسدن سے کوئی نسیم کا نام بھی بھولے سے نہ لیتا تھا
زوجہ سمندر شاہ خود دختر سے باطن مین جلتی تھی بظاہر تو ایسی محبت کرتی تھی کہ جو مان کو اولاد
سے ہوتی ہے مگر باطن مین اُسکی دشمن تھی اس سبب سے کہ وہ سمندر شاہ اپنے شوہر کا منشاء
سمجھ گئی تھی اور اُسنے خیال کر لیا تھا کہ یہ بیٹی پر مرتا ہے اور ضرور اپنے تصرف مین لائیگا بیٹی کو
میری سوت بنائیگا وہ خود اس فکر مین تھی کہ یا تو یہ کسی کے ساتھ نکل جائے یا مرجائے ایسا
ہو کہ یہ سمندر شاہ کے سامنے نہ آئے مگر سمندر شاہ کے خوف سے کچھ کر نہین سکتی تھی بظاہر
اسکی الفت کا دم بھرتی تھی اور اپنی جان و روح جانتی تھی جب یہ حکم سمندر شاہ نے
دیا بظاہر تو ملال کیا مگر دل مین خوش ہوئی اور خیال کیا کہ یہ خار یون دفع ہوا اور نتیجہ
آخر یہ کھلا سمندر شاہ کو اُس سے نفرت ہو گئی بس اسدن سے اُسنے نسیم کا نام تک
نہ لیا آمدم بر سر مطلب یہ تو جملہ معترضہ تھا اب نسیم کا حال تحریر ہوتا ہے کہ جب خواصین اور
وزیرزادی اسکو اُس حالت بیہوشی مین سمندر شاہ کے روبرو سے اٹھا کر باغ مین لائین
اسکا تمام پیراہن جسم ضرب سے کوڑونکی تار تار ہو گیا تھا اور تمام بدن پاش پاش تھا خون
جاری تھا تمام اُس گورے جسم پر نیل پڑ گئے تھے زلفین پریشان تھین چہرہ جو کہ مثل
گل صبح کے شگفتہ تھا اور مثل مہر کے درخشان تھا اسکا یہ حال تھا کہ زرد ہو گیا تھا مثل
زعفران کے بس سب خواصون اور وزیرزادی نے ملکہ کو لا کر مسہری پر لٹایا اور
رومال سے تمام جسم کا خون پاک کیا روتی جاتی ہین اور خون پاک کرتی جاتی ہین ایک
نے جلدی پیس کر اور چونا ملا کر جہان چوٹ لگی تھی لگانا شروع کیا ایک نے گلاب
کیوڑا وغیرہ لا کر لخلخہ تیار کیا ایک نے مرہم کے پھاہے بنا بنا کر جہان جہان زخم تھے
رکھنے لگے ایک نے دودھ و پھٹکری جوش کی کوئی زلفین درست کرنے لگی کوئی
پنکھا جھلنے لگی کوئی رومال گرم کر کے سینکنے لگی کوئی ہاتھ پاؤن دابنے لگی کوئی تلوے
سہلانے لگی بس جو تدبیرین لائق بادشاہزادیون کے تھین سب خواصین کرنے لگین ادھر
وزیرزادی نے گلاب و کیوڑے کے چھینٹے ملکہ کے منھ پر دیے لخلخہ سنگھایا کہ ملکہ کو ہوش
آیا آہ کر کے آنکھ کھولی اسقدر طاقت نہ تھی کہ کلام کرے اشارے سے کہا کہ پانی ملا کے
جب آنکھ کھولی تو اپنی خواصون کو دیکھا بعد اسکے ادھر ادھر دیکھا کہ وہ ظالم یعنی سمندر شاہ
تو نہین ہے اپنی بارہ دری پائی بس پانی اشارے سے طلب کیا اس امر سے اطمینان ہو گیا
کہ اپنے باغ مین ہون اُس ظالم کے پاس نہین ہون یہان اب تو خوف نہین ہے بس جب ملکہ
نے آنکھ کھولی اور پانی اشارے سے طلب کیا سب کی جان مین جان آئی حواس درست ہوے
اور اطمینان ہوا کہ ملکہ زندہ ہے ورنہ سب مایوس ہو گئی تھین وہ یہی تھین یہ خیال تھا کہ ملکہ نے
ایسا ضرب تازیانہ کا اُٹھایا کہ اُس نازک بدن پر جو پڑے جس جسم پر پھول کی چھڑی نہ پڑی ہو
اور پھول سے نیل پڑتا ہو شاید بدنصیب انتقال کیا ہو [illegible] القصہ [illegible]
[illegible] ملکہ کی زندگی کی دعا خداوند کریم سے [illegible]

بس ملکہ کے ہوش مین آنے سے سب بہت خوش ہوئین ملکہ نے جو پانی طلب کیا وزیرزادی نے
فوراً وہ دوا جو پینگر کی جو کہ گرم کی ہوئی رکھی تھی گلاس مین انڈیل کر ملکہ کے منھ سے لگایا اور عرض
کیا کہ ملکہ عالم پہلے اسے نوش فرمالیجیے پھر پانی نوش فرمائیگا ملکہ انکار کرنا مناسب نہ سمجھی پی گئی اب
کسی قدر ملکہ مین طاقت آئی حواس درست ہوے دیکھا کہ سب خواصین خدمت گزاری مین مصروف
ہین اتنے عرصہ مین سب نے تمام زخمون پر پھاہے لگا دیے تھے جہان جہان چوٹ لگی تھی سینک کر
باندھ دیا بس اب جو ملکہ کو راحت ملی ملکہ نے آہستہ سے وزیرزادی سے کہا کہ کچھ حال لشکر
اسلام کا بھی معلوم ہوا کہ وہان کیا ہوا کیا بہرسمند رشاہ نے صندوقچہ کی وزیرزادی نے
عرض کیا کہ جب آپ بیہوش ہو گئین اس وقت آپکی دایہ جسنے آپکے والد کو بھی پرورش کیا ہی
انہون نے برہم ہو کر بہت کہا کہ کیا کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو ملکہ کو اٹھا کر لیجاؤ اور بادشاہ سے کہا کہ کیا
ملکہ کو مار ڈالیگا تجکو اپنے صندوقچے سے کام ہی مین صندوقچہ لائے دیتی ہون اتنا تو ہمنے سُنا اُسکے
بعد ہم آپکو لیکر یہان چلے آئے اُسکے بعد کا حال پھر نہین معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے ایک آہ کی اور کہا کہ افسوس
وہ بڑی مکارہ ہی ضرور صندوقچہ لے آئیگی کوئی ایسا نہین ہی کہ جو انکو اس حال سے آگاہ کرے مفت
میری محنت برباد ہو گئی سب نے عرض کیا کہ ہم تو مجبور ہین اور ناچار ہین کیا کر سکتے ہین صبر فرمائیے
جو مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا آپ رنج و صدمہ نہ فرمائیے کیونکہ ابھی آپ نے کسقدر تکلیف اٹھائی
اور ایسا صدمہ اٹھایا ہی کہ جس سے جان سے بچنے کی امید نہ تھی اور ابھی کیا امید نہ معلوم کیا ہو
ایسا نہو کہ بسبب رنج و صدمہ کے پھر حضور کو غش آجائے اللہ اللہ کر کے تو ہوش آیا ہی
طاقت جسم مین صدمہ اٹھانے کی بھی نہین ہی خون تمام نکل چکا ہی بس ہم سب پر رحم فرمائیے ملکہ
نے جواب دیا کہ اچھا تو ہو کہ جو مین مر جاؤن اس کشاکش سے نجات پاؤن اب صدمات کے
اٹھانے کی طاقت نہین ہی میرے دل مین اب قوت نہین ہی سب نے عرض کیا کہ ہم سب
آپکی الا بلا لیکر دنیا سے جائین آپ زندہ رہین یا جو آپکے دشمن ہون وہ دن خدا ہمکو نہ دکھائے
کہ ہم زندہ ہون اور آپکے دشمن خدانخواستہ نہون ملکہ نے جواب دیا کہ مرنا تو ضرور ہی ہی بس
اس ذلت و خواری سے زندہ رہنا کیا ضرور ہی کہ ایک ظالم کے ہاتھ سے تازیانے کھائین
اور پھر زندہ رہین دوسرے مفارقت کے صدمے اٹھائین اور اپنے دوست سے
جدا رہین سب نے عرض کیا کہ خدا وہ بھی دن لاتا ہی کہ آپ اور سہراب جادو ایک جا
ہونگے آپ انکے شربت دیدار سے اور وہ آپکے شربت وصال سے سیراب ہونگے ان دونون کی
کب امید تھی کہ انسے آپسے ملاقات ہوگی اور اس امر کی خبر آئیگی کہ وہ زندہ ہین صبر فرمائیے
خداوند کریم پر نگاہ رکھیے وہ یہ بھی سامان بہم کر دیگا یہ کہکر خواصین سمندر شاہ کو کوسنے لگین
ملکہ نے فرمایا تم سب ملکر صبر کرو اور خدا پر اس ظلم و ستم کی سزا کو چھوڑ دو وہ عادل ہی سزا دیگا
سن لینا کہ کس ذلت و خواری سے یہ ظالم مارا گیا وہ منتقم حقیقی ہی اس جور و ستم کا انتقام لیگا
صبر کا بہت عمدہ ثمرہ ہی یہ کہکر ملکہ نے کہا کہ مجکو اٹھا کر بٹھاؤ سب نے ملکہ کو اٹھا کر بٹھایا ملکہ نے
اپنے ہاتھ سے سب زخمون پر پھاہے لگائے دوسرا لباس بدلا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دن
اور وہ شب تو ملکہ پر بہت اذیت سے گزری صبح سے تمام جسم کے زخم پھر ہرے ہو گئے اور جہان
جہان چوٹ لگی تھی اور درد تھا وہ بھی کم ہو گیا ملکہ نے دوسرے کون خود اپنے ہاتھ سے شربت اتار

نکالکر نوش کیا خواصون وغیرہ نے اغذیۂ لطیف حاضر کین ملکہ نے نوش فرمائین ملکہ کے جسم مین
طاقت آئی چونکہ زخم کچھ ایسے گہرے نہ تھے کہ جلد اندمال مین کچھ زمانہ گذرتا دو ایک دن مین
ملکہ تندرست ہوگئی زخمون اور چوٹ کا نشان تک باقی نہ رہا پھر جیسی ملکہ تھی ویسی ہوگئی سب نے
شکر خدا کیا اور سب خوش ہوے اور ملکہ سے عرض کیا کہ غسل صحت فرمایئے اپنی تندرستی کا جلسہ
فرمایئے ملکہ نے فرمایا کہ مین اب جلسۂ خوشی اسوقت آراستہ کرونگی کہ جب یہ سنونگی کہ
سمندر رشتاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا شہر سمندریہ مین عمل ہوگیا سب نے عرض کیا کہ
بہت خوب مگر غسل تو فرمایئے کہا کہ اچھا یہ فرماکر کہا کہ کوئی جاکر خبر تو لاے کہ کیا گذری
صندوقچہ سمندر رشتاہ پاس آیا یا نہین اور اب سمندر رشتاہ کس فکر مین ہے پس چند خواصین
یہ حکم پاکر روانہ ہوئین اور وہان سے خبر دریافت کرکے حاضر ہوئین یہان ملکہ غسل کرچکی تھی
اور تبدیل لباس کرکے کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی کرسی پر پانی سے کھیل رہی تھی وزیرزادی
برابر کھڑی ہوئی تھی اور سب خواصین حاضر تھین کہ وہ خواصین جو خبر کو گئی تھین آکر حاضر
ہوئین اول تو یہ بیان کیا کہ اے ملکۂ عالم آپنے سنا بادشاہ نے سب اہل محل اور آپکی والدہ صاحبہ
کو حکم دیا ہے کہ اب کوئی میرے روبرو یا میری غیبت مین لشیم کا نام نہ لے اور نہ لشیم
میرے محل مین آنے پاے نہ اسکی کوئی خواص اگر مین سن لونگا کہ کسی نے نام لیا یا لشیم آئی یا
اسکی خواص تو سب اہل محل کو قتل کرونگا جتنا کچھ ہم جو گئے تو محل مین نہ جانے پاے باہر ہی
سے واپس آئے ملکہ نے فرمایا کہ مجکو وہان جانے کی پروا کیا ہے خدا اس ظالم کا منہ اب مجکو
زندگی مین نہ دکھاے اسکے مارے جانیکی خبر آئے مین اسوقت منتظر ہون لیکن اسکا ابھی نہین
ہوا ان میری یا پوشش کبھی وہان نہین جاتی ہے میری بلا کو کیا غرض ہے جو جاے نہ معلوم وہ
سمجھا کیا ہے یا ان سے کچھ حال دریافت بھی کیا انھون نے عرض کیا کہ ہم کنیزین اسی سے
سمجھی تھین کیون نہ دریافت کرتے ہمنے دریافت کرلیا کہ دایہ بادشاہ کی لشکر اسلام
مین گئی اور کسی تدبیر سے صندوقچہ حاصل کیا اسکو لیکر آتی تھی کوئی اخضر یا ہی پوشش
رہنے والی نہ طاق کی دریا پر شکار کھیل رہی تھی اسکو جو صندوقچے کا حال معلوم ہوا اسنے
دایہ کو قتل کیا اور خود صندوقچہ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوئی یہ حال جو بادشاہ کو
معلوم ہوا بہت غصہ آیا قصد کیا کہ آپ سے مقابلہ کرین مگر سب نے سمجھایا تو یہ کہا کہ اچھا
بعد ختم اہل اسلام کے آپ سے سمجھا جائیگا خلاصہ یہ کہ نہ وہ صندوقچہ یہان آیا نہ اہل اسلام
کے پاس رہا وہ سبز پوش شخص اسکو لے گیا ملکہ نے فرمایا کہ شکر اس خداوند کریم کا کہ جسنے
اس بلا سے اہل اسلام کو نجات دی اور اس لگانہ کو بھی اسکے افعال کی سزا دی اب راوی
بیان کرتا ہے کہ ملکہ اپنے باغ مین رہتی ہے براحت و آرام بسر کرتی ہے اس فکر مین ہے کہ یہ خبر
آئے کہ سمندر رشتاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا قبضہ سمندریہ پر ہوگیا چند خواصین مقرر
کی ہین کہ وہ دمبدم کی خبر دیتی رہین کہ اب سمندر رشتاہ کس فکر مین ہے اور کیا تدبیر کررہا ہے
مگر حکم ملکہ کا خواصون کو یہی ہے کہ محل مین نہ جانا پس راوی کہتا ہے کہ ملکہ کو روز کی خبر ملتی
ہے جب ملکہ یہ سنتی ہے کہ یہ کام اہل اسلام نے کیا فلان ساحر سمندر رشتاہ کی طرف کا
مارا گیا ملکہ کو خوشی ہوتی ہے اور ملکہ سجدۂ شکر بجالاتی ہے اور جب ملکہ سمندر رشتاہ کی

اچھائی سُستی ہی اور سُستی ہی کہ اہل اسلام پر یہ وقت پڑا ہی تو صدمہ ہوتا ہی سمندر شاہ
کو گالیان اور کوسنے دیتی ہی اور اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا کرتی ہی خلاصہ یہ کہ خواصون
نے ملکہ کو اس حال سے بھی آگاہ کیا کہ ملکہ ایوان نہ طائی آئی اور اُسنے اہل اسلام سے
مقابلہ کیا اور بہت سے اہل اسلام کو اسیر کر لیا قران ثالث اور برق ثانی نے عیاری
کرکے سب کو رہا کیا اور اسکی وزیرزادی کو قتل کیا اور خواجہ نے عیاری کرکے ایوان کو پکڑکر
دربار سمندر شاہ سے لیگئی اور اُسکو اپنا مطیع کرکے اہل اسلام کو اُسکے سحر سے نجات دلائی
اور آتش سے اقرار لیکر رہا کر دیا وہ اپنے ملک کو چلی گئی یہ بھی خبر ملکہ سے بیان کی جب سمندر شاہ
کو معلوم ہوا تو اُسنے پھر اُسکو طلب کیا اور آتش سے بہت کچھ کہا کہ تو اہل اسلام سے مقابلہ کر اُسنے
قبول کیا اُسکو بہت کچھ خوف دلایا اور دھمکایا وہ راضی نہوئی آخر اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ
نے پھر عیاری کی اور اُسکو رہا کیا اور سمندر شاہ کو قتل کیا تھا کہ سمندر شاہ کے دوستانے
آکر بچا لیا تو ایوان شریک اہل اسلام ہوگئی ہی اور اپنا لشکر لینے گئی ہی ملکہ یہ سب خبرین سنکے
خوش ہوئی اور بہت تعریف خواجہ کی کی اور ایوان کی اُسکے دوسرے دن خواصون نے
ملکہ سے یہ خبر بیان کی کہ بادشاہ نے الطاف جادو کو طلب کیا تھا وہ اپنے مکان میں
گوشہ نشین ہوا تھا دربار میں آنا ترک کیا تھا اسلیئے کہ جو کر اہل اسلام سے مقابلہ کرو وہ نہین
آیا اور شب کو سب مال و اسباب لیکر شہر سے نکل گیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی بادشاہ
کو جو اس حال کی خبر ہوئی بہت برہم ہوگیا بس آج ایک ساحر کو اسّی ہزار سے طرف الواثیہ کے
روانہ کیا ہی کہ شہر الواثیہ کو تاخت و تاراج کر اور ایک نامہ طرف طلسم ہوش ربا کی کے
روانہ کیا ہی اُسکو براے کمک طلب کیا ہی اور ایک نامہ اپنے وزیر اشفاق شاہ کو
روانہ کیا ہی اُسکو بھی طلب کیا ہی اور چند سردار براے تلاش الطاف جادو روانہ کیے ہیں انکو
حکم دیا ہی کہ الطاف جہان سے پکڑ لاؤ اور کل افسران فوج اور جو بادشاہ ساحر و عیار
براے کمک آئے ہیں انکو سامان سفر کا حکم دیا ہی اور یہ کہا ہی کہ ان نامون کا جواب آلے تو
میں خود لشکر لیکر شہر سے نکلونگا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا بعد ان سے مقابلہ کرکے
قصہ فیصل ہوگا اور جو کچھ حال گذرا تھا اور پہلے بھی ہوچکا ہی ناظرین ملاحظہ کرچکے ہین ملکہ سے
خواصون نے بیان کیا اب ملکہ کو فکر ہوئی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی الطاف کے آنے کی واقعات
سُنکے ملکہ خوش ہوئی اور سب حالات سنکے فکر مین مبتلا ہوئی کہ بعد چند دن کے خواصون
نے آکر عرض کیا کہ ملکہ غضب ہوا بادشاہ آج پچیس لاکھ کا لشکر ساحرون اور بہت ساحر ونکا لیکر
اور سب سردار ونکو اور جو بادشاہ کمک کو آئے تھے ساحر و ہر ساحر سردار و پہلوان
ان سبکو ہمراہ لیکر اور تین لاکھ سپاہ اور چند سردار کو یہان چھوڑ کر اپنی طرف سے ایک ساحر کو
بادشاہ کرکے براے مقابلہ اہل اسلام روانہ ہوا ہی اور وہ ساحر یہان کا حاکم ہوا ہی یہ خبر
سنکے ملکہ کے چہرے کا رنگ اُتر گیا اور ہوائیان اُڑنے لگین وزیرزادی سے کہا کہ دیکھیے
کیا نتیجہ ہوتا ہی [illegible] اُن سبکی کمک کرنیوالا ہی اور وہ ہی سب کا حافظ ہی وزیرزادی نے
عرض کیا [illegible] کی فتح و ظفر کا سبب قدرت لکھ چکا ہی تو پچیس لاکھ کیا ہین اگر پچیس کروڑ بھی ہونگے
تو کچھ [illegible] ان کو [illegible] نہ دشمن اگر قوی ہست نگہبان قوی تر است ملکہ نے فرمایا

کہ یہ امر درست ہے یہ فرما کر ان خواصون سے دریافت کیا کہ تو یہ خبر لائی ہین کہ گیا بخیور شاہ
فوج لیکر براے کمک آگیا اور اشفاق برادر آفاق شاہ بھی اور یہ وہ ساحر جو کہ براے
غارت شہر ایوانیہ گیا تھا شہر ایوانیہ کو غارت کرکے واپس آیا جو سمندر شاہ خود براے
مقابلہ روانہ ہوا کیونکہ اُسنے تو یہ عہد کیا تھا کہ جب یہ سب لوگ آ پہنچینگے یا انکے پاس سے جواب
آئیگا تب مین براے مقابلہ جاؤنگا انھون نے عرض کیا کہ کیا آپکو اس حال سے آگاہی نہین ہے
ابھی ملکہ عالم بخیور شاہ نے جواب صاف دیا کہ ہم تمھاری کمک کرینگے ہم بیکار اہل اسلام سے عداوت
نہ پیدا کرینگے وہان سے جواب صاف سنا آیا وہ سوار واپس آئے جو کہ براے اسیری الطاف جادو
گئے تھے انھون نے آکر خبر دی کہ الطاف جادو مع ایک لشکر اسلام ہو گیا وہان اسکی دعوتین
ہو رہی ہین اشفاق کے پاس سے عرضی آئی تھی کہ مین آتا ہون قدمبوسی کو بادشاہ کو اشفاق
اور اُس ساحر کا انتظار تھا جو ایوانیہ پر گیا تھا بس اُسکا لشکر ایوانیہ پر سے شکست کھا کر آیا
وہ ملکہ ایوان کے ہاتھ سے مارا گیا اشفاق شاہ نے یہ کیا کہ بادشاہ کو عرضی لکھی کہ مین
حاضر ہوتا ہون اسکے بعد اپنے کل لشکر اور اہل شہر کو مسلمان کیا اور خود بھی مسلمان ہوا اور اپنے
وزیر کو اپنے شہر کا حاکم کرکے اور لشکر لیکر براے کمک اہل اسلام روانہ ہوا ہے اُسکے شہر سے
دو ہزار اہل شہر بھاگ کر آئے تھے انھون نے سب حال بیان کیا تھا بس بادشاہ کو بہت غصہ
آیا اُسی دن پانچ بادشاہ وغیرہ ساحر بہت سا لشکر لیکر براے کمک آئے بس سمندر شاہ نے یہ
سب خبرین پا کر اور برہم ہو کر سامان سفر کا حکم دیا چنانچہ جب سب سامان درست ہو گیا بادشاہ
نے کوچ کیا یہ جو خبر ملکہ نے سنی کہا کہ خوب اشفاق نے کام کیا کیون نہ ایسی بات کرتا اُسکا
بڑا بھائی جبکہ شریک اہل اسلام ہے وہ کیونکر نہ اُنکا شریک ہوتا بس کچھ تو ملکہ کو خوشی اور کچھ فکر
تھی ملکہ نے ہرکارے مقرر کیے کہ روز کی خبرین جو میدان جنگ مین واقع ہو رہے اُسکی ہم کو دیا کرو
چنانچہ ملکہ کو ہر روز کی خبر ملتی تھی جب تک ملکہ نے یہ سنا کہ اہل اسلام غالب رہے اور کفار یعنی
سمندر شاہ کے لشکر کے ساحر وغیرہ ساحر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے ملکہ بہت
خوش ہوتی تھی نوبت بانیجا رسید کہ خبر آئی کہ آج عشاق استاد بادشاہ نے نکلکر مقابلہ کیا اور
سب اہل اسلام کے ساحرون کو اسیر کر لیا بادشاہ کے لشکر مین خوشی ہے اور اہل اسلام پر
مصیبت کا آسمان ٹوٹا ہے وہ لوگ بلا مین مبتلا ہین ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا اور رانی وزیر زادی
اور سب خواصون سے کہا کہ خدا اس عشاق کو غارت کرے جسنے یہ تہلکہ لشکر اسلام مین ڈالدیا
ہے خداوند کریم اُنکی مدد کرے چنانچہ یہ خبر ملکہ کو رات کو ملی تھی ملکہ نے وہ رات دعا مین
بسر کی صبح کو ہرکارے پھر خبر یہ لائے چنانچہ وہ پہر کے وقت جسدن عشاق ہاتھ سے
سموباق کے مارا گیا ہے ملکہ صحن باغ مین کرسی پر بیٹھی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے تھی اہل اسلام
کے نجات کی عشاق کے ہاتھ سے دعا کر رہی تھی کہ یکایک ایک سیاہ آندھی اٹھی تمام باغ
تاریک ہو گیا شہر سمندریہ کی طرف سے شعلے آگ کے بلند ہوتے دکھائی دیے شور و غل
کی صدا آئی غبار بلند ہوا برف وغیرہ آسمان سے برسی ہے داغ جو ملکہ نے دیکھا اور دیکھا کہ
تمام شہر سمندریہ مین آگ لگی ہوئی ہے اینٹ پتھر برس رہی ہے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر زبردست لشکر سمندر شاہ کا مارا گیا یہ اُسکے مرنے کی علامت ہے وزیر زادی نے

عرض کیا کہ ساحر زبردست کون ہی فی الحال تو کل سے عشاق اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا ہی
ابھی کل ہرکارون کی زبانی سُنا تھا کہ اُسنے سب ساحران اسلام کو اسیر کر لیا ہی آج لشکر
غیر ساحران سے مقابلہ کریگا پس معلوم ہوتا ہی کہ وہ مارا گیا یہ اُسی کے مرنے کی علامت ہی آپکی
دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ خدا بخشین کند تیرے منھ مین گھی شکر وہی ظالم مارا گیا
ہوا ہی مین میرا دل بھی یہ ہی گواہی دیتا ہی اچھا کوئی براے خبر جاسکے اور یہ خبر شہر مین جاکر دریافت کرے
ابھی کوئی خواص ملکہ کی بدون حکم ملکہ جانے نہ پائی تھی صرف ملکہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جائے وہ بہرے حکم
کی امیدوار تھی کہ چند خواصین بضرورت کسی کام کے صبح سے شہر کو گئی ہوئی تھین وہ آکر حضور
ملکہ مین حاضر ہوئین منھ پر ہوائیان اُڑتی ہوئین حواس گم سب منتشر سانس پھولی ہوئی سامنے ملکہ کے آکر
کھڑی ہوئین اور اپنے حواس درست کرکے یون عرض کرنے لگین کہ اے ملکہ عالم بڑا غضب ہوا عشاق
تجھ نشین مارا گیا اہل اسلام کے ہاتھ سے گو یہ خبر شہر مین مشہور نہین ہی ہم اپنی عقل سے
کہتی ہین کیونکہ جو باغات اور جو عمارت عشاق نے سحر کے شہر مین تھے اور جو اشیا سحر عشاق
کے تھے وہ سب برباد ہوگئے سب مین آگ لگ گئی ملاحظہ فرمایئے کہ وہ شعلے بلند ہین اہل شہر
بہت پریشان ہین ملکہ نے یہ سُنکے فرمایا کہ شکر خدا یہ خبر تو آئی تم سب کا گمان درست ہی ضرور
عشاق مارا گیا ہمکو کیا ایک اور دشمن خدا کم ہوا شکر کرو تمنے اپنی یہ کیون حالت بنائی ہی
مقام خوشی ہی نہ یہ کہ یاس و ہراس انھون نے عرض کیا کہ ہمکو یہ خوف ہی کہ بادشاہ شکست
کھا کر داخل شہر ہوگا اہل اسلام کا شہر پر قبضہ ہوگا وہ داخل شہر ہونگے شہر کے غارت کا حکم
دینگے پس اس امر کا خوف ہی کہ سواران اہل اسلام یہان بھی آکر لوٹ مچائینگے اور ہم سب کو
بھی لوٹ لیجائینگے ملکہ نے فرمایا کہ تم اس امر سے بیخوف رہو ہمکو کوئی نہین لوٹنے کا مین نے دین
اسلام کسلئے قبول کیا ہی اسی غارت و لوٹ سے اپنے کو بچانے کے لیے اگر ایسا ہوا تو پھر کس
کام کی یہ بات ہوئی کہ اپنا دین بھی دیا مان باپ سے بھی جدائی ہوئی پس کوئی بھی نہ لوٹنے گا جب
تم یہ کہدوگی کہ ہم ملکہ نشیم کے ملازم ہین اور ملکہ دین اسلام قبول کر چکی ہی پس سب تمکو
چھوڑ دینگے اور بلکہ تمھاری حفاظت کے لیے پہرہ مقرر ہو جائیگا یہ سُنکے خواصون کی جان مین
جان آئی اب ملکہ اس انتظار مین ہی کہ خبر آئی کہ کیا واقعہ گذرا راوی نازک خیال روایت
کرتا ہی کہ قریب شام ہرکارون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ اے ملکہ صبح کو دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوے کہ شمشین جادو براے کمک لشکر اسلام اپنے مقام سے چل نکلا تھا وہ
آکر پہونچا اُسنے عشاق سے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا پھر عشاق نے مبارز طلب کیا تھا
کہ مرأت جادو وکودہ بھی بموجب حکم اپنے آقا کے لشکر لیکر براے کمک اہل اسلام چلا تھا
آکر عین وقت پر پہونچا اور یہ عشاق سے مقابلے کو نکلا وہ بھی اسیر ہوا اب صاحبقران نے قصد
کیا تھا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی نے آکر مقابلہ کیا وہ براے کمک لشکر لیکر ایوانیہ سے چلی
تھین انھون نے راہ مین خبر پائی تھی پہلے یہ داغ عشاق کو دیا کہ سب اسیرونکو اُسکی قید سے
رہا کر لیا اور اُنکی صورت کے آٹے کے پتلے بنا کر ڈالدیے یہ بہت بڑا چرکا عشاق کو
دیا عشاق بہت خفیف ہوا چنانچہ مقابلہ ہوا ایوان سحر مین عشاق پر غالب آئی نیمچہ سحر
لیکر عشاق نے ایوان سے مقابلہ کیا ایوان نے بھی نیمچہ سے لڑنا شروع کیا بڑے عرصے

تک خوب تیغ بازی ہوئی پس عشاق نے ایوان کو ٹہوکے سے مجروح کیا اُسنے کئی زخم کاری
کھائے تھے اور قریب تھا کہ ایوان عشاق کے ہاتھ سے ماری جائے کہ اُسکی بھانجی سوماق
برق مزاج نے زمین سے پیدا ہوکر اور اپنی خالہ کو ہٹا کر عشاق سے مقابلہ کیا بلکہ یہ فرزند بہت
بڑی تدبیر کرکے آیا تھا کہ اپنے کو سحر بند کیا تھا اور اپنے قتل کا تیغہ بنایا تھا بڑی حفاظت سے
اُسکو رکھا تھا مگر سوماق بھی بلا کی ساحرہ ہے اُسنے کسی تدبیر سے اُس تیغہ کو پیدا کیا اور آکر مقابلہ کیا
خلاصہ یہ کہ عشاق کو اُس تیغہ سے قتل کیا سمندر شاہ کو بڑا صدمہ ہوا خوب بید رویا اور اہل لشکر
بھی رونے اُسی غصے اور صدمے میں جنگ مغلوبہ کا حکم دیا پس دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کسی کے لشکر میں ابھی ابتری نہیں پڑی ہے بلکہ اہل اسلام زیادتیاں
کر رہے ہیں خوب جنگ ہو رہی ہے یہ واقعہ بھی ملکہ نے سُنا فرمایا کہ جاؤ انہی مقام پر ٹھہرو جو واقعہ
گذرے آکر بیان کرو وہ سلام کرکے پھر چلی گئیں ملکہ یہاں برائے فتح و ظفر اہل اسلام دعا میں مصروف
ہوئی دوسرے دن انھوں نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ ابھی اُسی طور سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے آج یہ امر
واقع ہوا تھا قریب تھا کہ کفار کو شکست ہو کہ چند بادشاہ ساحر انکا لشکر لیکر برائے کمک آگئے
انھوں نے جنگ کو روک لیا شکست نہونے پائی اور چند بادشاہ اور پہلوان غیر ساحر ونکے
آگئے پس اس سبب سے کفار پھر لڑنے لگے مگر بڑے غضب سے اہل اسلام مقابلہ کر رہے ہیں ساحر
ساحروں سے غیر ساحر غیر ساحروں سے لاکھوں کا کھیت ہوا ہے ایک رات اور ایک دن اسی معرکہ
میں گذرا ہے اہل اسلام کو بالکل ہراس نہیں ہے بہادری سے لڑ رہے ہیں یقین ہے کہ اہل اسلام کی فتح ہو
ملکہ نے اُنکو انعام دیکر رخصت کیا راوی نے روایت کی ہے کہ ہرکاروں نے کل حال کی ملکہ کو خبر دی
یہاں تک سیرابی کی اور اتفاق کے آنے کی بھی خبر دی کہ یہ لوگ لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام
آئے ہیں پس آج وہ دن ہے کہ جس دن سہراب جادو و سوماق برق مزاج و غزالان آہو چشم
باہم صلاح کرکے اور لشکر لیکر اور جنگ مغلوبہ سے الگ ہوکر برائے غارتگری شہر سمندریہ چلے
تھے ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی خدا سے دعا کر رہی تھی کہ اے میرے خدا آج یہ خبر آئے کہ سمندر شاہ
نے شکست کھائی اور اہل اسلام غالب آئے سمندر شاہ کا لشکر بھاگا ملکہ کو تو اس حال میں
چھوڑا جاتا ہے اب حال سہراب وغیرہ کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو لشکر لیکر چلے تھے اور ایک مقام پر
ٹھہر گئے تھے اب جو وہاں سے چلے چونکہ عشاق مارا جاچکا تھا شہر سمندریہ سامنے تھا اور سہراب
و غزالان یہ دونوں بخوبی حالات شہر سے واقف تھے عشاق نے یہ سحر گرد شہر کیا تھا کہ اگر
غنیم لشکر لیکر آئے تو داخل شہر نہو سکے اور ہمکو خبر ہو جائے اُسکے مرنے سے سحر تو دفع ہو چکا تھا
پس یہ سب لشکر لیکر قریب شہر پہونچے اور بیرون شہر سے حربہ سنبھال کر جو ساحر سوار
ہو رہے تھے برائے نگہبانی مقرر تھے اُنکو آتے ہی سہراب نے اسیر کر لیا اور خود جیسے ہی داخل شہر ہوا
ایک سحر کیا کہ چاروں طرف شہر میں آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہونے لگے ادھر غزالان نے
بھی سحر کیا کہ تیر برسنے لگے سوماق نے سحر کیا کہ بجلیاں چمک کر گرنے لگیں جب یہ تینوں ساحر سحر
کر چکے اور انکا لشکر داخل شہر ہوا پس انھوں نے حکم دیا کہ سب اہل شہر کو قتل کرو اور غارت
اور لوٹ لو جو امان طلب کرے امان دو اور جب تک امان کے خواستگار نہوں اُسوقت تک
قتل و غارت سے باز نہ آنا مگر امان بھی بشرطیکہ ایمان دینا یہ حکم دینا تھا کہ لشکریان سہراب و

غزالان وسوباق نے شہر میں غدر ڈالدیا تمام بازاروں میں قتل عام ہونے لگا اہل شہر قتل ہونے
لگے دکانیں لٹنے لگیں شہر میں تلاطم مچ گیا ہر طرف سے شور و غل کی صدا بلند ہوئی کہ غنیم لشکر لیکر
اندر شہر کے چلا آیا ہے اُسنے اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا ہے اور تمام شہر میں تلاطم ڈالدیا ہے سہراب و
غزالان و سوباق سے جو اندر شہر کے آ گئے تھے اس سبب سے کسی کے مکان اور عمارت
بلند کر کے پڑ بیٹھیں اُنمیں ہزاروں دب کر کئی انبار ہو گئے تھے ہیں شہر میں ایسا تہلکہ پڑ گیا کہ ایک غریب
و امیر جو ہو سکے لیکر اپنے اپنے مقام سے چلا جوق جوق لوگ جمع ہو کر آنے لگے اور قتل ہونے لگے
ابھی اُسکو خبر بھی نہیں جو کہ یہانکا حاکم ہے وہ مزے سے بیٹھا ہوا دربار میں حکومت کر رہا ہے سب سردار
حاضر ہیں جیسا کہ ہوتے ہیں لشکر کھوسنے پڑا ہوا ہے کہ یہاں تلاطم مچا ایسا جو شور و غل شہر میں بلند ہوا کوتوال
شہر جو کوتوالی میں بیٹھا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ شہر میں ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ کسی طرف سے غنیم نے موقع پاکر اندر شہر کے آ کر قبضہ کر لیا ہے اہل شہر کو قتل کر رہا ہے یہ
سنتا تھا کہ کوتوالی کے سب پیادے ہمراہ لیکر طرف شہر کے چلا یہ خیال کیا کہ اُنکو خبر کر دوں جو
یہاں کے حاکم ہیں بادشاہ کی طرف سے یعنی سہراب پیادہ جو اسکا دوسرا نام بھی ہے جو کہ قبل ازین تحریر
ہوا ہے یہ اپنے پیادوں کو تو طرف شہر کے روانہ کیا کہ تم جا کر اس بلوے کو روکو اور خود طرف دربار
کے چلا ہے تو اودھر سے چلا آ و ادھر سہراب نے غزالان سے کہا کہ آپ لشکر کے ہمراہ رہیں اور اہل شہر
کی خبر لیں اور میں اور باتکہ سوباق طرف محلات شاہی اور دربار کے جاتا ہوں دیکھوں کون سہراب شاہ
کی طرف سے یہاں کا حاکم ہے اُس سے مقابلہ کروں اور اُسکو قتل کر کے سب عمارت شاہی پر قبضہ
کر لوں خزانہ وغیرہ ہر اور ناموس سکندر شاہ کو اسیر کر لوں غزالان نے کہا کہ اچھا بس غزالان
تو شہر کے غارت و قتل میں مع لشکر کے مصروف ہوا اُسنے تلاطم ڈالدیا ہے ہر گلی کوچہ خون سے
اہل شہر کے رنگین ہیں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے بازار و مکان گر کر جل رہے ہیں تاراج و تباہ ہو رہے
ہیں تاراج ہوئے دکانیں لٹ رہی ہیں بازار میں تباہ ہو رہا ہے شہر میں تو تلاطم ہو رہا ہے جو
کوتوالی کے اُس مقام پر آ لگے یہ واقعہ دیکھکر اور ڈر کے گھبرا کر چلانے لگے لیکن ٹھہر نہ سکتا اگر خود
مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں قدر ہی سے بھاگ رہے ہیں آخر کوتوال شہر آ کر پہنچا وہ دربار میں پہنچا
دیکھا کہ سب سردار جو کہ یہاں بادشاہ برائے حفاظت شہر چھوڑ گیا ہے دربار میں موجود ہیں اور تخت
پر سہراب پیادہ تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے مگر متفکر ہے کیونکہ کوتوال نے سامنے اُسکے جا کر اور
مندیل سر سے اتار کر پھینکدی اور کہا کہ آپ یہاں کیا بیٹھے ہوئے ہیں غضب ہو گیا غنیم لشکر
لیکر کسی سمت سے شہر میں چلا آیا اور اندر شہر کے آ کر تاخت و تاراج و قتل عام شروع
کر دیا تمام شہر میں تہلکہ پڑا ہوا ہے اہل شہر قتل ہو رہے ہیں یہ سنتا تھا کہ سہراب پیادہ کے حواس
جاتے رہے فورًا بدحواس ہو کر تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سب سرداروں سے کہا کہ کیا تدبیر کروں
بڑا غضب ہو گیا کوتوال سے کہا کہ تو در محلات کے پہرہ والوں سے کہدے کہ وہ اندر محلات
کے خبر کر دیں کہ سب خبردار ہوشیار ہو جائیں حریف لشکر لیکر اندر شہر کے چلا آیا ہے اور سب
اہل شہر کو قتل کر رہا ہے اور سرداروں سے کہا کہ آپ لوگ فورًا چھاونی میں جا کر لشکر کو تیار
کر کے حریف کے مقابلے کو آئیں میں برائے مقابلہ حریف جاتا ہوں سب نے کہا کہ بہت خوب
بس سب سردار فورًا دربار سے باہر آ کے وہاں سے اپنے اپنے مکان پر آئے اپنے اپنے مکانوں کا بندوبست

کر کے چھاؤنی میں آئے اور لشکر کو اس حال سے آگاہ کیا لشکر میں تیاری ہونے لگی ادھر کوتوال سے
سہراب جادو نے پوچھا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اندر شہر کے لشکر لیکر آئے انکا
افسر کون ہے اسنے جواب دیا کہ جب میں نے یہ خبر سنی محل کوتوالی کے پیادوں کو تو ادھر روانہ کیا اور خود
آپکو آگاہ کرنے کے لیے آیا ہوں میں نے یہ نہیں دریافت کیا سہراب نے کہا کہ خیر تم ادھر جاؤ اور سب کو
آگاہ کرو کہ اس مقام پر آؤ کہ جہاں حریف لڑ رہا ہے کوتوال تو محلات کی طرف روانہ ہوا اور سہراب
بیرون دربار آیا اور اژدر پیکر کو سنک و بکر پر لاد گیا اور آپ سوار ہو کر چلا تھا ادھر سے سہراب
وسوماق اہل شہر کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے ادھر سے یہ ادھر کو جاتا تھا اور چند سردار
اسکے ہمراہ تھے پس سہراب کو بخوبی پہچانتا تھا جیسے اسکی نگاہ سہراب پر پڑی اسنے پکار کر کہا کہ
او سہراب مجکو معلوم ہوا کہ یہ فتنہ برپا تیرا ہی ہے تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے تو نے شہر
میں آکر غارت ڈالا یا اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا یہ صدا جو سہراب کے کان میں پہونچی سہراب
نے اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تیری ہی تلاش میں آتا تھا خوب سامنا ہوا سہراب نے
دیکھا کہ اسکے سر پر تاج رکھا ہوا ہے کہا کہ معلوم ہوا وہ نامرد تجھ ایسے نامرد کو اپنی طرف سے
یہاں کا حاکم کر گیا ہے خیر تو جاتا کہاں ہے حکومت کرکے بہت اترایا ہے یہ سب تیری اتراہٹ نکالے
دیتا ہوں یہ کہکر سہراب کی طرف سہراب چلا اسنے سرداروں سے کہا کہ لینا یہ مرے قریب
آنے نہ پائے راوی نامہ فہم بیان کرتا ہے کہ سردار لشکر سہراب کے چلے اتنے عرصہ میں دو
سردار لشکر کو آراستہ کرکے آگئے پس یہاں مقابلہ ہونے لگا تین لاکھ سپاہ تھی تمام شہر میں پھیل گئی
حرب و جنگ کے چلنے لگے سوماق نے تہلکہ ڈالدیا بڑے معرکے کی جنگ ہونے لگی لشکر سہراب وغیرہ
سے لشکر کفار لڑنے لگا اہل شہر کو قتل ہونے سے مفر نا ہر گلی کوچہ میں مقابلہ ہو رہا تھا غزالان
وسوماق نہایت جوانمردی سے لڑ رہی تھیں سہراب آن سرداروں سے مقابلہ کر رہا تھا جو سامنے
آیا اسنے برق سحر چمکا کر گرائی انکے دو پرکالے ہوئے بہت سے سردار سہراب نے قتل کیے سہراب
کھڑا ہوا سرداروں کو لڑوا رہا ہے خود نہیں مقابلہ کرتا ہے سردار مارے جا رہے ہیں ادھر کوتوال نے
جا کر محلات میں یہ خبر کردی کہ حریف نے شہر کو آکر گھیر لیا اور اندر شہر کے چلا آیا اور لڑ رہا ہے اور سب
اہل شہر قتل ہو رہے ہیں آپ لوگ خبردار ہو جائیں یہ جو خبر محلات میں پہونچی ایک تہلکہ پڑ گیا ہے ایک
صورت ماتم اس ہوگئی پس زرجہر ملکہ پرشاہ نے حکم دیا کہ سب مال واسباب کو باندھکر ایک مقام پر
جمع کرو اگر ہماری فتح ہوئی اور حریف مارا گیا تو خیر ورنہ اس مال واسباب کو لیکر یہاں سے نکل جائینگے
اسی وقت سب مال واسباب بندھنے لگا اور سب اہل محل آمادہ اس بات پر ہوکر بیٹھے کہ اگر ہماری ظفر
ہوئی تو خیر ورنہ یہاں سے گریز کرینگے طرف لشکر بادشاہ کے مگر یہ خبر نہیں ہے کہ وہاں خود بادشاہ پر وقت
سخت ہے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے پس اہل محل کا تو یہ حال ہے کوتوال آن سبکو اس حال سے آگاہ کرکے
ادھر کو روانہ ہوا کہ جہاں مقابلہ ہو رہا تھا پس کوتوال سے اور غزالان سے سامنا ہو گیا کوتوال
پکارا کہ او غزالان نمک حرام معلوم ہوا کہ تو یہ لشکر لیکر آئی ہے میرے ہاتھ سے بچکر جاتی کہاں ہے
یہ کہکر غزالان پر کوتوال نے سحر کیا غزالان نے اسکے سحر کو رد کرکے اپنا جو سحر کیا یعنی کان کی بجلی
اتار کر جو ماری وہ برق بنکر جو کوتوال پر گری کوتوال کے دو پرکالے ہوئے اسکو غزالان نے اپنا
تمام زیور صرف کرنا شروع کیا ایک آن میں تمام لشکر میں تہلکہ ڈالدیا اور اہل شہر کو قتل کرنا

شروع کیا تلاطم مچا ہوا تھا بازار مرگ گرم تھا ہر طرف جو سے خون رواں تھی سروں کے انبار لاشوں کے
ڈھیر لگے ہوئے ہیں ساحر جل رہے ہیں خاک کے انبار ہو ہو کر رہ گئے ہیں ہر طرف ترنج و نارنج جل رہے
ہیں غرض کہ شہر سمندر پر امواج اجل کے تلاطم میں آگئی تھی طوفان مرگ نے آتش طغیانی کی تھی گرداب
موت میں مبتلا تھے کشتی حیات اُنکی قریب غرق ہونے کے پہونچی تھی ہر طرف امواج موت سے تلاطم
پڑا ہوا تھا سب موت کے گھاٹ اُتر رہے تھے سوا کے گوشہ قلعہ کے اور کوچہ تھا کہ کوئی گوشہ
اہل شہر و لشکر کو پناہ کا نہیں ملتا تھا بازار میں تباہ ہو رہی تھیں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے
عمارات شہر منہدم ہو ہو کر گر رہی تھیں اُن اہل شہر اسکے نیچے دب رہے تھے اہل اسلام نے تلاطم ڈال دیا
تھا اُدھر سہراب نے بہت سے سردار قتل کیے جب سہراب نے یہ واقعہ دیکھا خود اتر کر سحر کو
پڑھا کر سامنے سہراب کے آیا ملکہ سوباق نے کیا کہا کہ ایک بالا مو نمودار ہوا اُتار کر اور اُسکو توڑ کر
کچھ سونے کی طرف اور کچھ بائیں طرف پھینکے ایک طرف سے گر گیا اور ایک سمت سے شیر پیدا
ہوئے اور وہ لشکر کفار کو ہلاک کرنے لگے تلوار آتش سحر کرنے لگے مگر وہ کسی صورت سے دفع نہیں
ہوتے تھے ہیں زیادہ ہوتے جاتے ہیں ایک تلاطم مچا ہوا تھا جھپٹ کر شیر نے طمانچہ مارا اُسکا سر تن سے
جدا ہو گیا اُدھر ملکہ غزالان نے کیا تدبیر کی کہ ایک فولادی پنجہ جھولی سے نکال کر اُسکو اسم پڑھ کر بالا
آسمان اچھالا وہ بلند ہو کر مشرق ہوا اور آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آتش بلند ہو کر صدا دی قسم سحر
ملکہ غزالان بس جسپر اُسنے اپنا عکس ڈالا وہ جلنے لگا ہزاروں اس طرح سے ہلاک ہوئے سوباق
و غزالان نے لشکر کے حملوں کو روکا اور لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا اُدھر سہراب سے اور سہراب
سے مقابلہ ہو گیا سہراب نے سحر کیا کہ زمین کو زلزلہ ہوا بس سہراب نے ایک نقش لکھ کر زمین پر
ڈالا وہ زلزلہ موقوف ہوا اور سہراب نے سحر کیا کہ ایک مرتبہ تمام زمین ہلی اور شق ہونے لگی اور
کفار و اہل شہر غرق ہونے لگے سہراب نے جو یہ واقعہ دیکھا تو سحر کیا کہ شق ہونا زمین کا برطرف ہوا
سہراب نے سہراب پر گولا مارا سہراب نے اس گولے کو رد کر کے اور سحر کو پڑھ کر اور
قریب پہونچ کر اُسکے سحر کا وار کیا سہراب نے اژدر کو اشارہ کیا جسپر سوار تھا کہ اُسکے منہ سے آگ نکل جا
اژدر نے فقط دم کشی منہ کھولا شعلہ منہ سے نکلا سہراب قریب تو پہونچ چکا تھا ایک مرتبہ جھولی سے
ایک نارنج نکالا جیسے اژدر نے منہ کھولا اور شعلہ نکلا سہراب نے وہ نارنج دہان اژدر میں
ڈال دیا اس نارنج کا دہان اژدر میں گرنا تھا کہ ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا وہ اژدر جلنے لگا
یہ جو واقعہ سہراب جادو نے دیکھا فوراً اژدر سے کود پڑا ادھر سہراب نے تلوار کا وار کیا
وہ تلوار اسکے سر پر پڑی کہ سر اسکا مجروح ہوا اُسنے چاہا کہ اچھل کر میں بھی وار کروں کہ سہراب
نے سحر کیا جب تک نہ سنبھلے سنبھلے ایک برق کو نازل کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے ہوئے
بس اسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی شہر میں تہلکہ پڑ گیا اور غل مچ گیا کہ جو ہم سب کا
افسر تھا اور جسکو بادشاہ اپنی طرف سے حاکم کر گیا تھا وہ ہاتھ سے حریف کے مارا گیا
اب ہم بلا سردار کے ہو گئے یہ جو شور و غل مچا اور یہ خبر محلات میں پہونچی بس سب مستورات
محل اپنا اسباب اٹھا کر اور اپنے بچوں کو گود میں لیکر سمندر شاہ محلات
سے نکلکر چور دروازے سے بھاگیں طرف صحرا کے اسی طور سے اہل شہر کی بھی عورات
اور زن و بچہ سمندر شاہ بھی مع اپنی خواصوں کے محل سے نکلکر بھاگی تمام محلات شاہی ویران

اور خالی ہو گئے سہراب جادو کا مارا جانا تھا کہ اہل سحر اور اہل لشکر کے حواس جاتے رہے سب
بدحواس ہو گئے جی چھوٹ گئے اب شہر میں بھگدڑ پڑ گئی ہر طرف سے لوگ بھاگنے لگے ادھر
شیروں ڈگرگوں نے ہلاک کرنا شروع کیا ادھر آتش طاؤس نے جلانا شروع کیا سہراب
نے یہ سحر کیا کہ ایک مرتبہ بجلی تڑپ کر زمین پر ڈالا زمین میں زلزلہ پڑ گیا کفار پریشان ہوئے زمین
شق ہونے لگی اور کفار بھاگنے لگے ایک تلاطم مچا ہوا ہے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی
سب جانیں بچانے کی فکر میں ہیں کہ کوئی صورت تو جان بچنے کی نظر آئے مگر کہاں نہیں نہیں آفتوں
میں گھرے ہوئے تھے لشکر اڑ رہا تھا تنزل ان وسوماق کی یہ حالت تھی کہ جہاں انکے لشکر کا کوئی
ساحر کفار کے سحر میں مبتلا ہوا انھوں نے پڑھ کر اسکی گرہ کی کفار کو قتل کیا اپنے ساحر کو بچا لیا
پھر تماشا دیکھنے لگیں اب شہر سمندر پر یہ معلوم ہے سہراب جادو کے کوئی ساحر ایسا نہ تھا کہ جو
ان لوگوں سے مقابلہ کرتا جو سردار تھے وہ پہلے ہی سامنے سہراب کے کام آچکے تھے اور جو باقی
تھے وہ جاکر سامنا نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ جب سہراب انکے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم کیا
چیز ہیں جو انسے مقابلہ کریں راوی نازک تقریر بیان کرتا ہے کہ اول تو یہ تینوں ساحر زبردست دوسرے
انکے ستارے نیک اور کفار کے ستارے گردش میں آچکے تھے اقبال سمندر رشاہ کا جا چکا تھا ادبار نے
گھیر لیا تھا اہل اسلام کا اقبال اوج پر تھا بس کیونکر نہ اہل اسلام کی فتح ہوتی بس لشکر بے سردار
خوب لڑا آخر کو لشکر میں بھی ابتری پڑی جب سہراب نے دیکھا کہ لشکر کفار میں ابتری پڑی ایک دم
پکار کر کہا کہ اے اہل لشکر کفار و اے اہل شہر کیوں اپنی جانیں برباد کرتے ہو دین اسلام قبول کرو
اس قتل و غارت سے امان پاؤ اور سہراب نے اس لشکر کو دیکھکر کہا جو کہ انکے ماتحت رہا تھا
اور یہ انکا سپہ سالار تھا کہ کیوں بھائیوں ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم تمہارے افسر تھے تم ہمارے حکم سے
لڑتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ تم ہمسے مقابلہ کر رہے ہو وہ مہربانیاں اور ہماری قدردانی جو کہ تم
تمہارے ساتھ کی ہیں تم بھول گئے کیوں تم ایسے ناقدرے ہو تم بھی ملازم ہو یہ تمہاری خطا نہیں ہے صرف
انکے نمک کا اثر ہے مجکو تو اس امر کا یقین تھا کہ جب تم یہ خبر پاؤ گے کہ ہمارا افسر بادشاہ اسیر کر لیا گیا
تو تم لوگ ضرور فساد کرو گے اور سمندر رشاہ نے اس امر کا یقین کر لیا ہوگا مگر میرا یہ خیال غلط
نکلا مجکو یہ خیال تھا کہ تم لوگ میرے ایسے خیر خواہ ہو کہ میرے لیے اپنی جانیں نثار کر دو گے
اسکا منشا وجہ یہ ہوا کہ مجھ ہی سے لڑ رہے ہو میں نے اپنے مقام پر یہ خیال کیا تھا جیسا میں
یہاں اہل اسلام کے ساتھ آیا تھا صاحبقران کا پیش خیمہ لیکر جب یہ خبر اس لشکر میں
پہونچی کہ تمہارا افسر قید بلا سے رہا ہو کر شریک خدا پرستاں ہوا ہے اور اب اہل اسلام کا
پیش خیمہ لیکر قریب سمندر یہ آکر پہونچا ہے تو ضرور تم لوگ ملازمت سمندر رشاہ ترک کر کے
میرے شریک ہو گے یہ نہ جانتا تھا کہ جب وقت پڑے گا تو مجھ ہی سے مقابلہ کرو گے حیف
کی بات ہے کہ تم تو میرے ماتحت رہے اور میں تمہارا افسر رہا بس میں تمکو قتل کروں چاہیے
تم مجکو قتل کروا و میری قدر نہ کرو مگر میرا ہاتھ تم پر نہیں اٹھتا میں تمکو کیا قتل کروں معلوم
ہوا کہ تم لوگ بڑے بے مروت اور ناحق شناس ہو یہ جو سہراب نے پکار کر کہا میں اس
امر کو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ لوگ اسی وقت سے برخاستہ خاطر ہیں جب سے انکو
یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے افسر کو بادشاہ نے دھوکے سے اسیر کر لیا ہے اور اسی دن سے

ہوا کہاں تک لڑیں ایک تو کوئی افسر نہیں دوسرے اپنے ہاتھ پاؤں دشمن ہو گئے بقول کسے کہ گھر کا
بھیدی لنکا ڈھائے اب کیونکر ٹھہر سکتے ہیں مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا ٹھہرنا دشوار ہوا یہ رنگ جو
سہراب نے دیکھا غزالان وسوباف سے کہا کہ تم یہاں مقابلہ کرو میں اس تلاش میں جاتا
ہوں کہ ملکہ نسیم جادو و دختر سمندر شاہ کو لا کر تخت پر بٹھا دوں اور یہ منادی کرا دوں کہ جو کوئی
ملکہ کی اطاعت نہ کریگا اور دین اسلام قبول نہ کریگا وہ قتل کیا جائیگا دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ
کہیں ایسا نہ ہو کہ ملکہ کو خبر ہو کہ کوئی بادشاہ لشکر لیکر شہر میں گھس آیا ہے یہ خبر پا کر کہ سمندر شاہ
مارا گیا بلکہ اہل اسلام آگیا ہے شہر خالی ہوا ہے اسکی فتح ہو گئی بس تب بھی بھاگ جائے اپنی ماں اور
دیگر عزیزوں کے ہمراہ تو خرابی ہو جسکے لیے یہ سب امر گوارہ کیے وہ ہی ہاتھ نہ آئی مجھکو یقین ہے کہ جب تک
میں وہاں سے واپس آؤنگا یہاں فتح ہو جائیگی اور سب امان طلب کرینگے تم امان دینا مگر بشرط
ایمان غزالان وسوباف نے کہا کہ اچھا بس سہراب طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف محلات
شاہی کے آیا محلات شاہی کو خالی پایا دیکھا کہ ویران پڑے ہیں خاک اڑ رہی ہے بڑا صدمہ ہوا
خیال ہوا کہ ناموس سمندر شاہ غدر کی خبر پا کر بھاگ گئے ملکہ بھی انکے ساتھ چلی گئی خیر جو ہو
ادھر ادھر چلکر ملکہ کے باغ میں تو ملکہ کو دیکھو تو اگر معشوق نہیں ملا تو اسکے مسکن کی زیارت ہو جائیگی
یہ تو ادھر کو چلا ادھر غزالان قتل کرتی ہوئی اس مقام پر آئی کہ جہاں اسکا مکان تھا دیکھا کہ تمام
خادمائیں اور میری ماں اس فکر میں کھڑی ہیں کہ راہ ملے تو نکلیں غزالان نے جو ماں کو دیکھا خون عزیزی
نے رگوں میں جوش مارا اور پکاری کہ ای والدہ مہربان آپ حیران کیوں کھڑی ہیں میری طرف چلی
آئیے میں اسلام قبول فرمائیے آپکے لیے پھر کسی طرح کا ضرر نہیں ہے ہاں اگر دین اسلام قبول کرنے سے
انکار فرمائیگا تو پھر مشکل ہے یہ جو صدا مادر غزالان نے سنی اور اپنی دختر کی صدا پائی ایک مرتبہ
حیران ہو کر دیکھا دیکھا کہ غزالان طاؤس سحر پر سوار بالائے ہوا کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے بس مہر
مادری سے تاب نہ رہی اور یہ کہکر کہ ای میری غزالان تو کہاں تھی تونے ہم سبکی محبت کو ترک کیا
برسوں کے بعد آج صورت دکھائی دی ای بیٹیا جو تو نے کہا مجھکو بدل و جان قبول ہے میں نے تصویر پرستی
ترک کی دین اسلام قبول کیا یہ کہکر اور سحر کرکے قریب غزالان پہونچی دختر کو گلے سے لگایا یہ غزالان
کو بہت چاہتی تھی اسکے غم میں دن رات رویا کرتی تھی بسبب گلاب جادو کے جو کہ اسکا شوہر تھا
کچھ کہہ نہ سکتی تھی کیونکہ اسکا حکم تھا کہ غزالان کا کوئی نام نہ لے اسنے خلاف شرافت حرکت کی
اپنا دین ترک کیا اور اہل اسلام کی شہرت کی اور خود اہل اسلام کے کسی ایک سردار سے
عقد کر لیا بس بیٹی کے خوف سے کچھ نہ سکتی تھی مگر ہر وقت غزالان کا خیال تھا اب جو
دختر کو دیکھا خوش ہو گئی اور اسکی شکر گزار ہوئی اور جسقدر عورتیں اور خادمائیں تھیں سب
سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور میرے ساتھ رہے کیونکہ
میں نے اپنی پیاری بیٹی کو بعد ایک مدت دراز کے پایا ہے اور جسکو یہ منظور نہ ہو وہ چلا جائے
بس سب نے مادر غزالان کا کہنا قبول کیا بس اب غزالان اور اسکی ماں دونوں ملکر
جنگ میں مصروف ہوئیں ادھر سوباف نے عمارت شاہی پر جا کر قبضہ کر لیا اور خزانے
پر بھی قبضہ کیا جسنے مقابلہ کیا اسکو قتل کیا اب ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہوئی
انھوں نے کہنا شروع کیا کہ امان بشرط ایمان بس لشکری و شہری رومال سے ہاتھ باندھ باندھ

حاضر ہونے لگے غزالان وسوباق نے اپنے اہل لشکر و لشکر سہراب کو جو کہ تازہ شریک ہوا تھا منع
کیا کہ اب انکو قتل نکرو اور نہ شہر کو غارت کرو اور نہ کسی کے مال و اسباب کو لوٹو ہر طرف یہ
پکار کر کہا یا گیا جو بشرطیکہ امان امان طلب کریگا اُسکو امان دینا ورنہ قتل کرنا یہ جو پکار کر کہا گیا
ہر طرف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آنے لگے اور امان طلب کرنے لگے راوی نے روایت
کی ہے کہ یہ معرکہ اندر شہر کے دو شبانہ روز برابر رہا اور لگاتار قتل ہوا تیسرے دن بوقت
صبح سب نے امان طلب کی سوباق وغزالان نے امان دی اہل اسلام و لشکر سہراب نے
جو کہ تازہ شریک ہوا تھا قتل و غارت اہل شہر سے ہاتھ روک لیا ہر طرف امان کی پکار ہوگئی
رئیسان شہر و امیران شہر و افسران سپاہ حاضر ہونے لگے اور دائرہ اسلام میں آنے لگے غزالان
وسوباق نے منادی کرادی کہ سب بتکدے کہ جنمیں تصویریں آویزاں ہیں منہدم کرائے جائیں
اہل لشکر غزالان وسوباق یہ بندوبست کرنے لگے کل اہل شہر جو کہ امان کے خواستگار ہوئے
تھے اور اہل لشکر حاضر ہوتے تھے اور جو گلے میں تصویریں پڑی تھیں اُنکو اُتار کر پھینکدیتے تھے
اور اطاعت اسلام اختیار کرتے تھے لاکھوں تصویریں جمع ہوگئیں تھیں اس معرکہ میں ہزاروں
اہل شہر اور ہزاروں اہل لشکر اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت مال و اسباب
اہل اسلام کے ہاتھ لوٹ میں آیا اور ہزاروں اسیر ہوئے کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہاں لاشیں
نہ پڑی ہوں اور سر و تن کا انبار نہو یا خون کی کیچڑ نہو بس یہاں تو غزالان وسوباق سبکو
امان دے رہی ہیں اور سب حاضر ہو رہے ہیں آدھر سہراب طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ
باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا کر رہی تھی کہ خواصوں نے ملکہ کو خبر دی کہ
اے ملکہ عالم آپنے کچھ اور سنا بڑا غضب ہوگیا کہ کوئی دوسرا بادشاہ یہ خبر پاکر کہ شہنشاہ
کل لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام گیا ہے شہر خالی ہے کچھ سپاہ برائے حفاظت چھوڑ گیا ہے یہ جو
خبر اُسکو معلوم ہوئی وہ لشکر لیکر اندر شہر کے یلغار کرکے چلا آیا اور آج دو دن سے اہل شہر کو
قتل کر رہا ہے سہراب جادو جو کہ آپکے والد کی طرف سے یہاں کا حاکم تھا وہ ہاتھ سے
اُس بادشاہ کے مارا گیا اور سب لشکر جو کہ برائے حفاظت شہر یہاں بادشاہ چھوڑ گیا تھا کچھ
اُسمیں سے مارا گیا کچھ بھاگ گیا اور باقی اُسکا شریک ہوا اور سب ناموس شاہی جسقدر تھا
محلات سے نکلکر دوسرے دروازے شہر کے بھاگ گئے اپنی جان بچا کر اور ہزاروں
اہل شہر بھاگے ہیں شہر میں غدر مچا ہوا ہے میں اسوقت ایک ضرورت سے کہیں گئی تھی تو دیکھا جسدم
یہ واقعہ دیکھکر اور کچھ لوگوں سے دریافت کرکے بخوف جان واپس آئی ملکہ نے کہا کہ تو نے
اُس بادشاہ کا بھی نام دریافت کیا جو کہ یہاں یلغار کرکے آیا ہے اور شہر پر قبضہ کر لیا اُسنے جواب دیا کہ
یہ خبر سنکے میرے حواس بجا نرہے میں اپنی جان لیکر بھاگی ہوں اور میں نے نہیں دریافت کیا ملکہ نے
کہا کہ تو نے بڑی نادانی کی اور سب خواصیں بولیں کہ اے ملکہ اب کیا ہوگا ملکہ نے جواب دیا کہ جب وہ
یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا جیسے ہم پر پڑیگی وہ برداشت کرینگے پیشتر از مرگ واویلا کرنے سے
کیا حاصل تمنے سنا کہ دو دن سے وہاں یہ معرکہ ہے بس اسوقت تک تو ادھر نہیں آیا
اور کیوں آتا کیونکہ میرا باغ تو شہر سے بہت دور ہے وہاں یہ معرکہ پڑا ہوا تھا یہاں بالکل
خبر نہ تھی گو کچھ شور و غل کی صدا آتی تھی اور شعلہ آگ کے بلند ہوتے دیکھتی تھیں سے یہ خیال کیا تھا

کہ شہر میں کسی کے یہاں شادی ہوگی اور سب ساحر تو وہاں رہتے ہیں بہ تعلق اُنکے شہر کے ہونگے وہ اپنا
سحر جگاتے ہونگے دوسرے یہ ہیں اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا میں مصروف تھی مجکو کیا خبر کہ شہر میں
کیا ہوتا ہے یہ سب سے بہتر ہے اور دل میں قرار دے لیا کہ چاہیے شہر تباہ ہو جائے آباد رہے
مجکو کیا چاہیے سمندر شاہ کے قبضے میں رہے چاہے کسی دوسرے کے ہاں اگر اہل اسلام کا قبضہ
ہوتا تو ہمکو بھی خوشی ہوتی اگر آپکے مقدر میں ہے تو جب اُنکو سمندر شاہ کی مہم سے فراغت ہوگی وہ اس
ماجرے کی تیوں سے جو میں نے سنا اسکی کیا حقیقت ہے وزیرزادی نے عرض کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا ہے
کہ کسی اہل اسلام کے سردار نے یہ کارروائی کی ہو کہ سمندر شاہ تو کل لشکر لیکر ہمارے مقابلہ
کو آیا ہے کچھ تھوڑا سا لشکر شہر میں ہے بس یہاں جنگ ہو رہی ہے سمندر شاہ اسطرف مصروف ہے بس
وہ تھوڑا سا لشکر لیکر شہر میں داخل آیا ہو اس خیال سے کہ شہر پر قبضہ کر لے تا سمندر شاہ شہر میں
بھاگ کر نہ جا سکے اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ نہ کرے تو جنگ کا طول ہوگا جب وہ بھاگ کر
شہر کی طرف آئیگا تو ہم اسکو اندر نہ آنے دینگے بس وہ عاجز ہو کر یا تو اور کسی سمت بھاگ جائیگا
یا مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ یہ تیری بھی رائے ٹھیک ہے شاید ایسا ہی ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کچھ کہ
ہوا ہوگا پوشیدہ نہ رہیگا راوی کہتا ہے کہ ملکہ کا باغ شہر سے اسقدر فاصلے پر تھا کہ یہاں پہ
سب معرکہ گذرا اور ملکہ کو بالکل خبر نہ ہوئی ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کی فتح و ظفر کی دعا
کر رہی تھی اور سحر کا رسے اسکو جنگ مغلوبہ کی خبر دیا سکے یہاں شہر پر اہل اسلام کا قبضہ بھی ہو گیا اور
گرفتار بھاگ بھی گئے اور ناموس سمندر شاہ پر راوی نے روایت کی ہے کہ ہزاروں اہل شہر اور
ہزاروں اہل لشکر اپنا مال و اسباب و ناموس کو لیکر دوسرے دروازے سے شہر کے بھاگ
نکلے اس خیال سے کہ لشکر میں بادشاہ کے جا کر قیام کریں اور بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کریں
اور ناموس سمندر شاہ بھی اسی خیال سے بھاگے تھے اور ملکہ کو خبر نہونے کا دوسرا سبب
یہ بھی تھا کہ ملکہ نے اپنی خواصوں کو منع کر دیا تھا کہ اب کوئی شہر میں بدون حکم ہمارے نہ جانے
اگر جائیگا تو سزا پائیگا بس خواصان ملکہ اور ملازمان ملکہ شہر میں نہیں جاتی تھیں یہ خواص کسی
ضرورت سے ملکہ سے اجازت لیکر گئی تھی جو آتے ہی اُسکو یہ خبر دی ورنہ ملکہ کو خبر بھی نہوتی ملکہ
نے یہ واقعہ سنکر فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہو جائیگا یہ فرما کر دعا میں مصروف ہوئی کہ
اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تو اہل اسلام کو سمندر شاہ پر فتحیاب فرما اور گرفتار کو
اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست دے ملکہ صحن باغ میں بیٹھی ہوئی یہ دعا کر رہی تھی اور
خواصیں گرد بیٹھی تھیں مگر متفکر تھیں کہ اس واقعہ کا کیا انجام ہوتا ہے جو دوسرے
کسی بادشاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے کہ دیکھا یکایک ایک برق چمکی اور ایک طرف سے غبار بلند
ہوا ایسی [illegible] کہ سب کی آنکھیں اس برق کی چمک سے خیرہ ہو گئیں پس سب نے آنکھیں [illegible] کر طرف
اسکے دیکھا ملکہ نے اپنی وزیرزادی سے فرمایا کہ [illegible] کسی ساحر کے آنے کی ہے
ہوشیار ہو جاؤ اور سب خواصوں سے کہا کہ تم بھی ہوشیار ہو جاؤ شاید کوئی ساحر اس
لشکر کا [illegible] آتا ہو تو اسکی خبر لی جائے اگر وہ دشمن ہے [illegible] فساد
ہوا [illegible] باغ ملکہ میں آ کر چمکا یہ برق اسی سحر کی تھی اور [illegible] سے
[illegible] باغ کی طرف دیکھا [illegible] طاقت [illegible]

ملکہ نسیم جادو بالائے کرسی لب نہر جلوہ گر ہی عکس رخ سے تمام باغ روشن ہی اور عکس جو چہرے کا
نہر کے پانی مین پڑتا ہی اور اسمین جو لہر آتی ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون شمعین پانی مین روشن
ہین مگر حالت یہ ہی کہ سر کے بال کھلے ہوئے ہین دوپٹہ سینے پر سے ڈھلکا ہوا ہی ہوائیان چہرے پر اڑ رہی
ہین سب خواصین گرد و پیش حربہ ہاے سحر لیے ہوئے کھڑی ہین اور آسمان کی طرف دیکھ رہی ہین
حیران ہو ہو کر بس یہ جو حالت سہراب نے ملکہ کی دیکھی اور اپنے معشوق کو جلوہ گر پایا دل بیقرار
ہو گیا ایک مرتبہ طاؤس سحر کو جھکا کر بلندی سے طرف بستی کے متوجہ ہوا ملکہ کی وزیرزادی کی نگاہ
پڑی دیکھا کہ ایک ساحر طاؤس پر سوار بالائے آسمان سے باغ کی طرف آتا ہی چونکہ وہ بلند
تھا اس سبب سے نہ پہچانا ملکہ سے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ ایک ساحر ادھر کو آتا ہی جیسا کہ
آپنے فرمایا تھا کہ یہ برق آمد ساحر کی ہی وہی ہوا یہ اسی ساحر کی آمد کی برق تھی ملکہ نے فرمایا
کہ مین نے پہلے ہی خیال کر لیا سب خواصون نے کہا کہ ہم سحر کرکے راہ مین روکین یہان نہ آنے
دین وزیرزادی نے بھی یہی عرض کیا ملکہ نے جواب دیا کہ نہین یہان آنے دو وہ کیا یہان آکر
کریگا کوئی وہ ایسا زبردست تو ہی نہین کہ تم سب کو قتل کر ڈالیگا وہ ایک ہی اور تم اسقدر
ہو اور سرے سے میری وزیرزادی اسکو کافی ہوگی اسکا مطلب تو معلوم ہو کہ وہ یہان کیون آیا ہی
کیا اسکی غرض ہی سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر سب اس طرف متوجہ ہوئین اور ملکہ
بھی سہراب جادو اتنے عرصے مین قریب آگئے تھے اب جو سب نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو
سہراب جادو ملکہ کے عاشق ہین اور ہمارے مالک ہین سر جھکا کر رہ گئین سہراب جادو
مسکراتے ہوئے طاؤس سحر کو نیچا کرتے ہوئے چلے آتے ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی پہلی ہی نظر مین
پہچان لیا اور مسکرا کر سر جھکا لیا اب جو اپنے کو دیکھا تو سر کے بال پریشان اور دوپٹہ سینے پر
سے ہٹا ہوا پایا جلدی سے دوپٹہ درست کیا اور زلفونکو درست کرنے لگی اس خیال سے
کہ یہ میرا عاشق ہی مجکو جو اس حالت سے دیکھے گا تو اپنے دل مین کہے گا کہ ملکہ کیسی بےسلیقہ اور بیحیا
ہی کہ اس صورت سے باغ مین بیٹھی رہتی ہی لبس اپنے کو درست کرنے لگی اور سر جھکا لیا مگر
دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی تھی وزیرزادی نے جو سہراب کو آتے ہوئے دیکھا اور خواصون
نے تو کہا کہ ملکہ وہ تشریف لائے اسقدر خوش ہوئین کہ مارے خوشی کے بات نہین کیجاتی ہی
یہی کہتی ہین کہ ملکہ وہ تشریف لائے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی ہی خاموش بیٹھی ہوئی انکی باتین
سن رہی ہی کہ وزیرزادی نے سبکو ڈانٹا اور کہا کہ کیا تم دیوانی ہو گئی ہو جو یہ کہے جاتی ہو
کہ وہ آئے وہ تشریف لائے پھر کیا کیا جائے آئے تو آئین انکا گھر ہی اسکی خوشی کیا ہی یہ کہکر
ملکہ سے عرض کیا کہ آپکے عاشق زار و شیدائے رخ تابان فریفتہ روئے زیبا شیفتہ زلف دوتا
مجروح خدنگ نگاہ قتیل ابروئے کج ادا سہراب جادو گر باوفا تشریف لاتے ہین ذرا اٹھکر انکا
استقبال فرمائیے انکے دل رنجور کو شاد فرمائیے یہ جو وزیرزادی نے عرض کیا ملکہ نے مسکرا کر
فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گئی ہی اپنی حد کو بھول گئی ہی مجکو کیا ضرورت ہی کہ مین ایک غیر مرد کے
استقبال کو اٹھون وزیرزادی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا دل سے کوئی اسوقت پوچھے کہ جو
اسکا حال ہوگا ہان ابتو ایسی باتین فرمائیگا ملکہ نے فرمایا کہ مجکو ایسی باتین اچھی نہین معلوم
ہوتی ہین وہ میرے عاشق نہین ہین بلکہ تیرے عاشق ہین تیرے لیے آئے ہین اسنے مسکرا کر

جواب دیا کہ بیجا ارشاد ہوا اسدن شب بھر میرے ہی ساتھ تو صحبت رہی مین ہی تو اسکے ساتھ شراب پیا کی مین ہی
تو لا کر انکو مسند و تکیہ دیا تھا اور مین ہی تو وقت رخصت کے رو رہی تھی مین سنے ہی تو خدا حافظ
کہا تھا مین نے ہی تو دامن پکڑ لیا تھا یہ سب حرکتین میری تھین یہ جو اسنے بیتہ کی کہی اسوقت
ملکہ کو کچھ شرم آئی اور کچھ خوشی ہوئی یہ کہکر کرسی پر سے اٹھی کہ تو بہت گستاخ ہوگئی ہی اور
بہت چرب زبانی پر کمر باندھی ہی جب تک تجکو سزا نہ ملیگی تو نہ مانے گی نہ معلوم کیا واہی تباہی
بکتی ہی ملکہ یہ فرماتی ہوئی قدم اٹھا کر بارہ دری کی طرف روانہ ہوئی اور داخل بارہ دری
ہوکر پردے کو چھوڑ دیے اور مسند پر جا کر بیٹھی یہ حرکت ملکہ کی سہراب نے دیکھی جلدی سے
طاؤس کو صحن باغ مین اتارا وزیرزادی کھڑی ہوئی تھی اور چند خواصین باقی مندہ خواصین ملکہ
کے پاس چلی گئی تھین اس خیال سے کہ ملکہ اکیلی بارہ دری مین تشریف لیگئی ہی یہان جب
سہراب طاؤس پر سے اترا اسکے لباس کا یہ حال ہی کہ تمام خون سے رنگین ہو رہا ہی کچھ اچھے
اچھے زخم بھی لگے ہین انپر خون جم گیا ہی جا بجا ہاتھون مین خون بھرا ہوا ہی عجب حالت ہی یہ جو
حالت وزیرزادی اور جو انھون نے دیکھی حیران ہوئین کہ یہ کیا حالت ہی کہان سے اس حالت سے
آتے ہین پھر خیال آیا کہ جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس حالت جنگ و پیکار مین
انکو ملکہ کا خیال آیا اور یہ خیال کیا کہ ہمشیر شاہ تو یہان مصروف جنگ ہی چلو ملکہ کو دیکھ
آئین بس اسی طور سے لڑتے ہوے اور چلے آتے ہین بس سب نے سہراب کو سلام کیا سہراب
نے جواب سلام دیکر وزیرزادی سے کہا کہ ملکۂ عالم کہان تشریف فرما ہین اسنے عرض کیا کہ
ابھی تو یہان کرسی پر جلوہ گر تھین آپکو تشریف لاتے ہوے دیکھکر اٹھکر اندر بارہ دری کے
تشریف لیگئی ہین سہراب نے کہا کہ معلوم ہوا ملکہ ہمسے ناراض ہین ہان ہم اسی قابل ہین
ہمسے خطا ہی ایسی ہوئی ہی ہم اس سے بڑھکر لائق سزا ہین ہم تو عاشق ہین جو انکا جی چاہے ہمپر
ستم کرین ہم سبکی برداشت کرینگے بہتر تو یہ ہوگا کہ ان صدمون کے دینے سے وہ میرے سر کو
اپنے ہاتھ سے قلم کرین ہم تو انسے ملنے کو آئے اور وہ ہمکو دیکھکر بارہ دری مین چلی گئین ہان
ہم اسی لائق تھے یہ کہکر سہراب آنکھون مین آنسو بھر لایا وزیرزادی نے عرض کیا کہ آپ بھی
تشریف لیچلیے ملکہ سے ہمکلام ہون آپ تو بخوبی انکے مزاج سے واقف ہین آپنے انکو صرف
اسقدر صدمہ ہی کہ جب سے صلح و ہ لیکر گئے پھر خبر نہ لی نہ معلوم انپر کیا گذری دشمنون کی زندگی
کی کب امید تھی دوبارہ زندگی ہوئی ایسی علیل ہوئی تھین سہراب نے جواب دیا کہ یہان انپر ستم
گذرے وہان ہمکو اسقدر فرصت نہوئی کہ ہم آکر شرف دیدار سے مشرف ہوتے اور شراب
وصل ملکہ سے بہرہ مند ہوتے دن رات سوا سے مقابلہ کے دوسری فکر نہ تھی نہ معلوم اسوقت بھی
کیونکر آنا ہوا ہی چلو مین حاضر ہون میری سفارش کرنا وزیرزادی نے عرض کیا کہ ہاتھ منھ تو دھو لیجیے
یہ خون تو پاک فرمائیے ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا صورت ہو رہی ہی جو کوئی دیکھے ڈر جائے سہراب
نے جواب دیا کہ اسقدر مہلت کہان صرف ملکہ کو دیکھ لین اور دو دو باتین کر لین اپنا قصور
معاف کرالین نہ معلوم زندہ بچین یا نہ بچین کیونکہ آج کئی شاخ روز سے جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی اپنی آنکھون کے سامنے وہ وہ لوگ قتل ہو گئے ہین جو کہ زینت پہلو تھے یہ عالم ہی کہ ابھی
برابر کھڑے تھے پلٹ کر جو دیکھا تو خاک پر تڑپتے پایا بس ایسی حالت مین کیا امید زندگی ہاتھ منھ

دھونے کی کہان مہلت اور خون پاک کرنے کی کہان فرصت بس جلو دیر نکرو یہ کہکے وزیرزادی
سہراب کو ہمراہ لیکر طرف بارہ دری کے چلی سہراب نے کیا تدبیر کی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیے
اور سر جھکائے ہوئے ہمراہ وزیرزادی کے ہو لیا اور خنجر نیام سے نکالکر ہاتھ مین لے لیا وزیرزادی
پردہ اٹھاکر اندر بارہ دری کے آئی دیکھا کہ ملکہ مسند پر بیٹھی ہوئی ہے زلفین وغیرہ درست
کرلی ہین اسی طرف دیکھ رہی ہے اور سب خواصین ادب سے کھڑی ہوئی ہین بس وزیرزادی
سہراب کو لیکر قریب ملکہ آئی سہراب نے جو ملکہ کو مسند پر جلوہ گر دیکھا بس دل مضطر کو
تاب نہ رہی یہ کہتا ہوا چلا کہ ای ملکۂ عالم ای قوت دل وجگر ای راحت قلب مضطر یہ عاشق زار وشیفتہ
دیدار و فریفتۂ رخسار حاضر ہے اسکی خطا کو عفو فرمائیے جو اس سے حالت مجبوری مین ہوگئی ورنہ
یہ خنجر موجود ہے اور یہ سر حاضر ہے اسکو اپنے دست نازک سے قلم فرمائیے اگر میری خطا لائق عفو نہو اسقدر
عتاب وخطاب بیکار ہے مین تو مرغ نیم بسمل سے بدتر ہون کیونکہ وہ پھڑک تو سکتا ہے یہان تو پھڑکنے
کی بھی اجازت نہین ہے بموجب مصرعہ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔ گھٹکے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد
کی ہے ای ملکۂ عالم وای راحت جان عاشق وای سرور قلب ناتوان مین تو پہلے ہی آپکی تیغ ابرو
وخدنگ نگاہ سے بسمل ہو چکا ہون دام گیسو مین مبتلا ہون اسقدر غصہ میرے حال پر بیکار ہے یہ کہکر
ملکہ کے قدمون پر گرا ملکہ نے ہائین ہائین کہکر اپنا پاؤن ہٹا لیا اور وزیرزادی سے فرمایا کہ تو
بہت شوخ دیدہ ہوگئی ہے مین اسی سبب سے وہان سے اٹھکر یہان چلی آئی تو اپنے یار کو یہان
بھی لے آئی رہ تو جا دیکھ اسکی سزا تجھکو دیتی ہون یہ وزیرزادی سے فرماکر سہراب کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ ذرا دل کو سنبھالیے قابو مین لائیے ایسے خود رفتہ نہین ہو جاتے ہین دیکھ بھالکر
باتین کرتے ہین مجھ سے آپسے کیا غرض مین کیون خفا ہونے لگی آپنے میری کیا خطا کی ہے جو مین عفو کرون
مین جانتی ہون کہ یہ کارستانی اسی شوخ دیدہ کی ہے یہ ہی تمکو یہ پٹی پڑھا کر لائی ہے خیر رہ تو جا
تو میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے وزیرزادی نے کہا کہ جی ہان وہ تو ایسے ننھے ہین کہ جو مین نے
تعلیم کیا اسپر انھون نے عمل کیا وہ کچھ جانتے نہین ہین ابھی انکا دودھ چھوٹا ہے کیا کرون مجکو انہین
کچھ فائدہ ہے اس سبب سے مین نے ہی انکو تعلیم کیا یہ جو آپنے کہا ملکہ کو ہنسی آگئی لاکھ ضبط کیا
مگر ضبط نہو سکی وزیرزادی نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا عرض کیا کہ ای ملکہ آپکو میرے سر کی قسم آپ انکی
خطا کو معاف فرمائیے ہاتھ کھولدیجیے پہلو مین بٹھائیے کیونکہ یہ دم بھر کے مہمان ہین آپکو لازم ہے
کہ انکی خاطر فرمائیے کیا اعتبار زندگی کا یہ جنگ مغلوبہ مین سے تو آپکے دیکھنے کو آئے ہین
ملاحظہ فرمائیے کہ تمام لباس خون سے تر افشان ہو رہا ہے بس ایسی حالت مین آزردہ ہونا
بیکار ہے جو اپنے پاس آئے اس سے خفا ہونا خلاف دستور ہے گو انسے خطا ہوئی کہ جسدن سے
یہ صدمہ دیکھ بیٹھ گئے پھر انھون نے خبر نہ لی یہ کیا کرین مجبور تھے ورنہ انکے دل کو لگی تھی یہ کب
ایسی حرکت کرتے کہ نہ آتے ایسے ہی ناچار تھے جو نہ آسکے بس اتنی سی خطا پر کوئی اپنے چاہنے والے
سے خفا نہین ہوتا ہے ای ملکہ سب ملتے ہین مگر محبت کرنیوالا نہین ملتا ہے بس غصہ ہو چکا اب اپنے
عاشق کے ہاتھ کھولدو پہلو مین بٹھالو باتین کرو یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ کو قسمین بھی دین ملکہ
کو خود یہ امر منظور تھا سہراب کی یہ حالت گران گذر رہی تھی اور اپنے عاشق کو جو ناچار
ومجبور دیکھا رحم آگیا یہ فرماکر وزیرزادی سے کہ تیری خاطر سے مین انکے ہاتھ کھولے دیتی

ہوں ورنہ انھوں نے ایسی خطا کی تھی کہ یہ اس لائق نہ تھے کہ انکی خطا معاف کیجاتی تو سفارش
کرتی ہو اور مجکو تیری خاطر بہت عزیز ہے بس مین یہ امر بھی گوارہ کرتی ہون یہ فرما کر اور
اپنے ہاتھ سے سہراب کے ہاتھ کھولے اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سہراب روبرو ملکہ
کے بیٹھنے لگا کہ وزیرزادی نے ٹھوکا دیا جب سہراب نے اسکی طرف دیکھا اشارہ کیا کہ پہلو مین
جا کر بیٹھو یہان کہان بیٹھتے ہو یہ جو اشارہ پایا بس سہراب پہلوے ملکہ مین مسند پر جا کر بیٹھ گیا وزیرزادی
نے سہراب سے کہا کہ پھر ہم ہی کام آئے آپکو لازم ہے کہ ہماری خاطر کیا کیجیے اگر ہماری خاطر نہ کیا کیجیگا
تو پھر کبھی یہ بات نہ حاصل ہوگی نہ ہم سفارش کرتی نہ یہ بات حاصل ہوتی اور بہت سی مذاق کی باتین
وزیرزادی نے کین سہراب نے جواب دیا کہ آپکا بڑا احسان ہوا میرے حال زار پر مین آپکا ممنون
احسان ہون اب سہراب نے قصد کیا کہ ملکہ سے کچھ کلام کرے بس ملکہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ای راحت جان
عاشق تمھارا غصہ ابھی تک فرو نہین ہوا ہم کو کیا ہم کے مہمان ہین ہم سے کیون خفا ہو مسافر ہم عاجز
سے خفا ہونا بیکار ہے اس گردش دوران کے ہاتھون سے ناچار ہین کہ اسنے کوئی امید ہماری نہ
بر آنے دی ای ملکہ ہم تو ہر وقت بر سر دار ہین استقدر تمھارا دیکھنا ہمارے مقدر مین تھا کہ زندہ رہے
ورنہ زندگی کی کب امید تھی کیونکہ دل تو عشاق نے اسیر کر لیا تھا اور ایسے مقام پر قید کیا
تھا کہ جہان کی زمین مثل تنور کے جل رہی تھی اور ایسے مجبور تھے کہ کروٹ تک نہین لے سکتے
تھے خداوند کریم بھلا کرے ملکہ لولو کا ان ہی کی طاقت کا کہ اسنے رہا کیا اسپر بھی امید زندگی نہ تھی یہ خیال
تھا کہ اگر دوسرا لولو اپنی عشاق سے ہاتھ سے مغلوب ہوئی پھر ہم سب اسی ملکہ سے اسیر ہو جائینگے
چونکہ زندگی باقی تھی اسکو ملکہ سوماق نے آکر قتل کیا اب اسدن سے آج تک جنگ مغلوبہ
ہو رہی ہے برابر تلوار چل رہی ہے یہ عالم ہے کہ جو ابھی سامنے لڑ رہا تھا اب جو دیکھا خاک پر پڑا
ایڑیان رگڑ رہا ہے ایسی حالت مین کیا امید زندگی ہو ای ملکہ مین اسوقت تمھارے دیکھنے
کو سبکو چھوڑ کر چلا آیا ہون خلاف مروت کیا ہے دیکھیے اب کس کو جا کر زندہ پاتا ہون اور کسکو
قتل شدہ بس مجھ سے باتین کر لو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرو گلے سے لگا لو یہی آرزو
پوری ہو جائے اور تو سب امیدین خاک مین ملی جاتی ہین اگر زندہ رہے اور اس آفت
سے نجات ملی اور اہل اسلام کی فتح ہوئی تو پھر تو ہم ہین اور تم ہو اور سب مرادین بر آئینگی
ورنہ حسرت و آرزو لیکر کنج لحد مین جا لیٹینگے یہ خلاف مروت ہے کہ جسکا دامن پکڑا اور جسکا ساتھ دیا
اب ایسی حالت مین جبکہ وقت پڑا ہے اسکا ساتھ چھوڑ دین جب ہمپر وقت پڑا تھا تو ہم انکے
ساتھ تھے انھون نے ہر طرح ہمارا خیال رکھا اب جو وہ ایک بلا مین مبتلا ہوئے ہین اب انکا
ساتھ نہ دین تو اور دنکو ہم سے کیا امید ہوگی یہ جو سہراب نے کہا ملکہ نے اسکا بھی کچھ جواب
نہ دیا خاموش سنا کی مگر دل پر از حد صدمہ پہونچا اور ایک نشتر قلب پر لگا آنسو نکل آئے
اور خیال کیا کہ سہراب سچ کہتے ہین ادھر سہراب بھی یہ کلام کرکے خاموش ہو رہا جب
وزیرزادی نے دیکھا کہ ملکہ نے کسی بات کا سہراب کی جواب نہ دیا اور دیکھا کہ
خاموش بیٹھی ہے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب تو یہ کام صحبت شراب و کباب سے گرم کر
جبکہ ملکہ کا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوگا اسوقت کچھ کلام کریگی اور یہ غصہ فرو ہوگا
بس خواصون کی طرف اشارہ کیا کہ کشتی شراب کی اور نان کباب کی بہت جلد حاضر

کر دی انھوں نے بموجب حکم وزیرزادی شراب و کباب حاضر کیا وزیرزادی نے سہراب
کی طرف اشارہ کیا کہ آپ اپنے ہاتھ سے جام لبریز کر کے ملکہ کو دیجئے تاکہ ملکہ کا غصہ فرو
ہو سہراب نے جواب دیا کہ اے وزیرزادی اسقدر مہلت کہاں ہے کہ میں ہم صحبت شراب و کباب
گرم کروں خلاصہ جو پوچھتی ہو تو میں ملکہ کو لینے آیا ہوں یہ کہکر اسدن سے کل حال بیان
کرنا شروع کیا کہ جسدن صندوقچہ سے گیا تھا کل واقعات بیان کئے یہاں تک کہ عشاق
کے مقابلے اور سب کا اسیر ہونا ایوان نہ طاقی کا سب کو رہا کرنا اور عشاق سے
مقابلہ کرنا اور ملکہ [illegible] الن کا مجروح ہونا ملکہ سوماق کا آکر عشاق چہرہ نشین کو
قتل کرنا اور [illegible] کا ہونا اور ساحروں اور غیب ساحروں کا سمندر ریشاہ
کی کمک کو آنا اور اہل اسلام کی بھی کمک کا آنا اپنا اور شہزادہ الان ابو حشم اور
ملکہ سوماق کا باہم صلاح کر کے لشکر لیکر شہر سمندر ریشہ پر آنا اور یہاں تاخت و
تاراج کرنا سہراب جادو و نائب سمندر ریشاہ کا مارا جانا اور اہل شہر کا قتل ہونا اور
فرار ہو کر گستا لشکر کا شریک ہونا اور اپنا ملکہ شہزادہ الان اور ملکہ سوماق کو مصروف جنگ
چھوڑ کر اس قصر سے ادھر آنا کہ ملکہ کو لاکر تخت پر بٹھا دوں سب بیان کیا اور کہا کہ میں
ملکہ کو لینے آیا ہوں ملکہ خفا ہیں اب کیا کروں وہاں وہ دونوں لڑ رہی ہونگی انتظار
کر رہی ہونگی میں وہاں شہر کا کچھ حال نہیں معلوم کہ وہاں کیا گذری ابھی اسی طور سے مقابلہ
ہو رہا ہو یا اہل اسلام کی ظفر ہوئی یا نہیں آج ہمکو یہاں آئے ہوئے تیسرا دن ہے جب
ہم تینوں آدمی لشکر لیکر شہر کی طرف چلے تھے تو اہل اسلام کا غلبہ تھا مگر اب حال نہیں
معلوم کہ وہی غالب رہے کہ کفار خدا نخواستہ غالب آگئے بس میرا قصد یہ ہے کہ یہاں کا بندوبست
کر کے پھر وہاں جاؤں وہاں کا رنگ دیکھوں ملکہ عالم کی یہ حالت ہے اب کیا کروں وزیرزادی
نے جب یہ سنا تو خوش ہو کر کہا کہ شکر ہے اسکا کہ تمنے خبر سنائی ملکہ کو اس امر کی زیادہ فکر تھی
کہ ملکہ نے سنا تھا کہ کسی اور بادشاہ نے آکر شہر سمندر ریشہ پر قبضہ کر لیا اب معلوم ہوا کہ یہ
ساری کارروائی آپکی ہے بس شہزادہ سہراب جائیے ملکہ کو بہلائیے اور آنکو راضی کیجئے اپنے ہمراہ لیجائیے
جلدی کیا ہے وہ تو لڑ رہی ہیں وہ کوئی ایسی ویسی نہیں ہیں کہ شکست کھا جائینگی انکی ایک
ساحرہ ایسی ہے کہ جسنے عشاق چہرہ نشین ایسے زبردست ساحر کو قتل کیا اور شہزادہ الان ابو حشم
بھی کوئی کم نہیں ہیں میں انکے حال سے بخوبی واقف ہوں کیونکہ وہ اور ہم لوگ اور ملکہ عالم
ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہیں وہ حالات شہر اور مقامات شہر سے بھی خوب آگاہ ہیں یہ تو آپنے
خوب کیا جو اس طور سے ملک پر قبضہ کر لیا یہ جو وزیرزادی نے کہا بس سہراب نے
اسکے کہنے موافق شراب سے جام لبریز کر کے ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا
کہ آپ نوش فرمائیے مجکو معاف فرمائیے مگر ملکہ کے دل کا یہ حال ہے کہ جب سے یہ واقعات سنے
ہیں دل مثل غنچہ گل کے شگفتہ ہو گیا ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ سہراب کو گلے سے لگا لوں کہ اسنے
یہ خوشخبری سنائی ادھر وزیرزادی نے سبکو اشارہ کیا کہ سب خواصیں بہانہ کر کے ٹل گئیں یہ
خود بھی بحیلہ پیشاب کے وہاں سے چلی آئی اور سہراب سے اشارہ کیا کہ اب میں جاتی ہوں
تم ملکہ کو راضی کر لو وزیرزادی کا جانا تھا اور خلوت کا ہونا تھا بس سہراب نے جام شراب کو

ہاتھ سے کشتی مین رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر پھر ملکہ نسیم جادو کے قدمون پر گر پڑا اور کہا
کہ اے روح و جان عاشق میرے قصور کو از برائے خدا معاف کرو مین ان آلامون مین
تھا جو نہ حاضر ہو سکا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ عاشق بیقرار ستم کشیدہ صدمۂ فراق حاضر نہوتا اور
شربت دیدار سے سیر و سیراب نہوتا مگر کیا کرون مجبور و ناچار تھا ملکہ نسیم جادو نے جو یہ حالت
سہراب اپنے عاشق دلدادہ کی دیکھی اور از حد مضطرب و بیقرار ہو تیوری پر بل ڈالکر کہا کہ مین نے
ایسے بہت سے فقرے سنے ہین وہ شوخ دیدہ میرے پیچھے عجب بلا لگا گئی خود نکل کر چلی گئی خیر وہ تو
جائے میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے بس معلوم ہوا کہ تم لوگ اپنے مطلب کے ہو جب غرض
ہوئی تب خبر لی آستانہ پر جو آئے تو وہ فقرہ کرتے ہوئے آئے مجھکو فقرہ دیکر چلے گئے کہ
جسکے سبب سے ہمپر وہ شدائد گذرے کہ خدا کسی دشمن پر بھی نہ ڈالے ہم تڑپ تڑپ کے مرتے بچے
مگر ہماری کسی نے خبر نہ لی ماں باپ کے روبرو اور اپنے عزیزون اور یگانون کے نزدیک
رسوا بھی ہوئے بدنامی بھی گوارہ کی عزت و آبرو مین بھی دھبا لگا یا ظلم و ستم بھی سہے طعنہ زنی
بھی گوارہ کی مگر کوئی بھی پرسان حال نہوا اور کیون ہوتا کیا غرض تھی اپنا کام تو نکل چکا تھا
چاہے زندہ رہے چاہے مرجائے ہم نہوتے تو ہماری بہنین ہزارون تھین اور کسی خوبصورت محبوبہ
سے دل لگا لیتے بقول کسی شاعر کے گر وہ نہین تو اور کوئی مہجبین سہی ؎ ہمکو تو دل لگی سے غرض ہے کہین سہی
جب سے اب آپ تشریف لائے اب بھی ایک نیا فقرہ بناتے ہوئے آئے جب اپنی غرض ہوئی
تو ادھر کا خیال آیا ہین آپکے ایسے فقرون پر کب آتی ہون بس کیا ضرور ہے مجھے ایسے بیوفا
اور بے مروت سے کلام کرنا آپ اور کسی کو بادشاہ بنائیے میری کیا ضرورت ہے مین
ایسے بہت سے فقرے بنا یا کرتی ہون مین ایسی محبت کی قائل نہین ہون کہ منہ دیکھے کی
محبت ہو جب مثل جب آنکھ ہوئی چار دل مین آیا پیار جب ہوئی اوٹ دل مین آئی کھوٹ
بس مجھکو معاف فرمائیے مجھکو اسیقدر آپکی عنایت کافی ہے کہ آپ میرے اوپر مہربانی فرماتے
ہین مین کیا کرونگی حکومت کرکے یہ باتین اور کسی سے کیجئے یا اُس شوخ دیدہ کے ساتھ یہ باتین
کیجئے جو کہ آپکو یہان لائی ہے مین ایسے مرد خود غرض سے بات نہین کرتی ہون یہ جو ملکہ نے
فرمایا سہراب نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ جو کچھ آپنے فرمایا اور شکایت کی سب آپکی شکایت
بجا ہے مگر مین کیا کرون ناچار تھا اور مین تو تجھسے لایزال اس گل سے چہرے کا بلبل ہون
اور اس سرو قامت کا قمری ہون اور اس شجر قد شمشاد کا فاختہ ہون تجھپر بخدا مرتا ہون جان
و دل سے تمہاری الفت کا دم بھرتا ہون جو تمہاری مفارقت مین میرا حال ہے وہ خوب خدا پر
روشن ہے کیا بیان کرون جو تمہاری مہاجرت مین میرے قلب کا حال ہے یقین ہے اب وہ
دن اپنی مفارقت کے گنجائین ہم اور تم ایک جا ہو جائین اے ملکۂ عالم یہ وقت شکوہ و شکایت
کا نہین ہے جب وہ دن جامع المتفرقین لائیگا جو چاہنا شکایت کر لینا اب یہ جام شراب
پیلو اور میرے ہمراہ چلو تاکہ مین شہر کا بندوبست کرون ملکہ سے یہ جو سہراب نے کہا
اور بہت منتین کین اور ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ خود اسکی عاشق تھی بس اپنے معشوق کی یہ
حالت نہ دیکھی گئی کہا کہ کیا کرون مین بھی ناچار ہون تمہاری ان باتون سے تو دل
یہ چاہتا ہے کہ تم سے کلام کرون مگر جب آن بیوفائیون کا خیال آتا ہے غصہ آجاتا ہے بس سہراب

ملکہ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا آپکی تو دلگی ہو گئی مگر میں نے صرف اس خیال سے اُنسے کلام نہ کیا تھا
کہ یہ بے مروت ہیں پھر اب جا کر خبر نہ لینگے اپنے مطلب سے تشریف لائے ہیں ایسے سے کلام
کرنا کیا ضرور ہی خیر میں نے تیرا اور انپر بہت رحم کیا کہ جو اُنسے کلام کیا اُسنے سنکر اسکا جواب دیا کہ
آپکی بڑی عنایت و مہربانی میرے حال پر ہوئی مگر اپنے دل سے تو پوچھیے کہ قبل اسکے آنے کے
اُسکا کیا حال تھا اور اب کیا حال ہے یہ سنکر اور چند باتیں طعنہ و طنز کی کہیں تب ملکہ نے
ہنسکر فرمایا کہ اب تو تمھاری بن آئی جو تمھارے دل میں آئے کہو اُسنے کہا کہ جی ہاں یہ تو
میرے عاشق ہیں اور میرے پاس آئے ہیں آپ سے کیا غرض آپنے میرے اوپر بڑی
مہربانی کی جو اُنسے کلام کیا ملکہ نے کہا کہ لے اچھا اب یہ باتیں ہو چکیں سامان چلنے کا کرو
سب کو آمادہ کرو اور سب اسباب بار کرو پس اُسیوقت وزیرزادی نے سب سامان
کیا اور سب مال و اسباب خواصوں کے حوالے کرکے اور اُنسے یہ کہکر کہ یہ سب تم لیکر عقب
سے آؤ اور آکر ملکہ سے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لے چلیے پس ملکہ اور سہراب اور
وزیرزادی ایک تخت پر سوار ہوے سہراب نے سحر کیا کہ وہ تخت طرف شہر کے
چلا اور سب خواصیں مال و اسباب لیکر عقب میں روانہ ہوئیں یہاں سہراب اُسوقت
آکر پہونچا کہ ملکہ سوماق اور ملکہ عزالان آ پہونچیں تمام اہل شہر کو امان دے چکی تھیں
اور سب اہل شہر اور اہل لشکر جو کہ قتل ہونے سے اور بھاگنے سے بچ رہے تھے آ آکر
اطاعت کر رہے تھے خزانہ اور عمارات شاہی پر قبضہ کر لیا تھا پس سہراب نے آکر سب
حال دریافت کیا انھوں نے سب کیفیت بیان کی سہراب نے ملکہ نسیم جادو کو سب
سے ملایا وہ سب بھی خوش ہوے اُسوقت سہراب نے ملکہ نسیم جادو کو لاکر تخت
پر بٹھایا اور پہلے آپ نذر دی اُسکے بعد اور سب نے نذر گذرانی ملکہ نسیم جادو
نے سبکی نذر قبول کرکے حکم دیا کہ جو ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اُسکو
امان دی جائے پس بحکم سہراب اور ملکہ عزالان آ پہونچیں اور ملکہ سوماق جارچی
نے ملکہ نسیم جادو کے نام کا جاریج دیا کہ آج سے ملکہ نسیم جادو کی حکومت شہر سمندریہ
میں قائم ہوئی پس سہراب نے سب عمارات شاہی اور محلات شاہی اور تمام رئیسوں کے
مکانوں پر اور جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑکر بھاگ گئے تھے مہر کرا دیا اور ملکہ
نسیم جادو کے نام کا سکہ اُسیوقت جاری ہوا اسلامی کی نوبتیں بجنے لگیں سب اہل لشکر
اور اہل شہر نے ملکہ نسیم جادو کو نذر دی ہر طرف امن و امان ہوئی سب اہل شہر
دائرۂ اسلام میں آئے تمام بتکدے منہدم کیے گئے مساجد کی بنا ڈالی گئی سہراب
نے حکم دیا کہ تمام شہر لاشوں سے صاف و پاک کیا جائے اہل اسلام کی لاشیں دفن
ہوں اور کفار کی لاشیں صحرا میں ڈالدی جائیں تاکہ زاغ و زغن کھا جائیں اب جو شمار
کیا گیا اور ہر گلی کوچہ لاشوں اور خون سے صاف و پاک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تین ہزار
اہل اسلام درجۂ شہادت سے فائز ہوے اور پچیس ہزار کفار جسمیں اہل لشکر اور اہل شہر
دونوں تھے اور دو ہزار اہل اسلام مجروح ہوے جو کہ مجروح تھے بحکم سہراب شفاخانہ کو
روانہ کیے گئے اور دس ہزار کفار زرادی نے بیان کیا ہے کہ یہ جو پچیس ہزار کفار کا ذکر

آتے تھے انہیں بہت سے ہو تیر ہو گئے تھے بس ہر جگہ کو جو صاف و پاک کیا گیا کفار کی لاشیں بیرون
شہر صحرا میں ڈالدی گئیں کہ وہ طعمہ زاغ و زغن ہو گئیں اہل اسلام کو دفن کیا اور جو
دس ہزار مجروح ہوئے تھے چونکہ اطاعت کر چکے تھے اور ایمان لا چکے تھے بس وہ بھی
شفاخانہ کو روانہ کیے گئے یہ بند و بست کر کے سہراب نے ملکہ غزالان آہو چشم
اور ملکہ سوماق سے کہا کہ یا تو آپ لوگ یہاں کا بند و بست کریں قلعہ وغیرہ کو
آراستہ کریں اور جب سمندر شاہ اس طرف کیا گر آئے اسکو داخل شہر ہونے
دیں اور میں لشکر لیکر جاؤں میدان جنگ کی خبر لوں یا آپ لوگ وہاں جائیں
میں یہاں کا بند و بست کروں ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم نے کہا کہ آپ
یہاں کا بند و بست کیجیے ہم وہاں جاتے ہیں سہراب نے کہا کہ نہیں آپ یہاں کا
بند و بست کریں میں جاتا ہوں انھوں نے کہا کہ نہیں ہم جائینگے سہراب نے کہا کہ
جو مرضی آپ لوگوں کی بس ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم جسقدر لشکر لیکر
اندر شہر کے آئی تھیں بس جو انمیں سے شہید ہوئے یا مجروح اور جو باقی رہے انکو
یہ دونوں لیکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئیں جب یہ دونوں شہر سے باہر
نکل آئیں بس آگے آگے ملکہ سوماق طاؤس پر سوار اسکے عقب میں غزالان اور
اسکے عقب میں لشکر یہ تو اس طریقے سے طرف میدان جنگ کے چلیں ادھر سہراب
نے بعد جانے ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان کے شہر کا بند و بست کیا جو قصور پر تھا
کہ اہل شہر اور اہل لشکر کے کلوں سے لیتیں تھیں انکو جلوا دیا ہر مقام پر پہرا چوکی
مقرر کی حکم دیا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے درست ہو بس اسی وقت سے سامان
جنگ ہونے لگا قلعہ کو توپ و تفنگ سے اور دیگر آلات جنگ سے درست کیا ہر طرف
پہرہ چوکی مقرر کیا گیا سہراب نے کل محلات شاہی پر قبضہ کیا اسکو آراستگی سے درست
کیا ملکہ تشیم جادو کو وہاں قیام کرنے کا حکم فرمایا سب خواصوں نے طرح طرح کے سامان سے
مکانات کو آراستہ کیا ملکہ محلات شاہی میں آگئی ادھر سہراب نے قلعہ وغیرہ کو آراستہ کیا
یہاں یہ سامان ہونے لگا اور قلعہ آراستہ ہو گیا ہر ایک برج و فصائل پر سپاہ مقرر ہوئی
پل تختہ اٹھا دیا گیا خندق میں پانی بھر گیا ہر برج پر سپاہ کا پہرہ مقرر ہوا خود سہراب فصیل قلعہ پر
اسکے زیر شامیانہ زرنگار کرسی پر کل آلات حرب و ضرب سے آراستہ پیراستہ ہوکر بیٹھا اور سپاہ کو
حکم دیا کہ جب سمندر شاہ کو یا اسکے لشکر کو ادھر آتے ہوئے دیکھنا فوراً گولا باری کرنا انکو اندر
شہر کے نہ آنے دینا سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہی حکم آن سواروں کو بھی دیا جو کہ شہر
پر براے پاسبانی مقرر ہوئے تھے یہاں سہراب یہ حکم سب کو دیکر اور خود کرسی پر بیٹھ کر دوربین
ہاتھ میں لیکر طرف صحرا کے دیکھنے لگا یہاں یہ سامان ہوا ادھر ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان
لشکر لیے ہوے چلی جاتی ہیں طرف میدان جنگ کے انکو راہ میں چھوڑیے اب کچھ حال [illegible]
کا سماعت فرمایئے کہ یہاں میدان جنگ میں اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے چوبیس شبانہ روز
گذر چکے ہیں مگر اب کفار کا یہ حال ہے کہ عجب طرح سے لڑ رہے ہیں ہر مرتبہ جب اہل اسلام
حملہ کرتے ہیں انکے قدم اکھڑ جاتے ہیں پھر سردار جرأت دلا کر انکو آمادہ کرتے ہیں [illegible]

مقرر تھا کہ پائمال ہو رہے تھے جسم کے استخوان ٹاپون سے سرمہ ہو رہے تھے ایک شور نشور
برپا تھا بازار رستخیز کا نقشہ تھا ملک الموت روحین قبض کرتے کرتے پریشان ہو گئے تمام
پاؤن پہ پھر گیا روحین اس طرح سے اس صحرا مین پریشان تھین کہ جیسے شب کو جانورونکو
اُڑا دو اور وہ پریشان ہو کر اُڑتی پھرین یا طائرونکو ایک مرتبہ قفس کھولکر اُڑا دو مثل طائر
گم کردہ آشیان کے پران تھین
کے خوف سے پریشان تھے جسم سے نکلکر طائر روح بہت حیران تھے صبا و اجل
کر رہا تھا کہ اس طور سے ساعت شبانہ روز پیر فلک سر لئے ہوئے عینک مہر و ماہ لگائے ہوئے جنگ کا تماشہ
لشکر کفار کے بھی چھوٹ گئے پاؤن اکھڑ گئے بس اب اہل اسلام نے جو جم کر حملے کیے
قریب شکست کے نوبت پہونچی ادھر صاحبقران نے جم کر مقابلہ کیا ثابت قدمی نہ دکھا سکے
لشکر غیر ساحران کا سپہ سالار تھا سامنا ہو گیا اور طوفان تیغ باز جو کہ کل
گا ٹھکرا آپ جو وار کیا اسکے زخم کاری لگا اسپے تیغہ مارا صاحبقران نے سپر پر
کے کیا صاحبقران نے جو جھٹکا دیا تیغہ جگرگاہ تک اتر گیا کہ تیغ کو ہر طرف
تیغ نے زمین کو بوسہ دیا وہ دو ٹکڑے ہو کر اسکا مرنا تھا ابھی مرتبہ جو جھٹکا دیا
طغیان گرزن تھا سامنے آتے ہی گرز کا وار کیا صاحبقران سپہ سالار کہ جسکا نام
بند و بست بر ہاتھ اٹھا لیا اور کمر زنجیر پکڑ کر صدر زین سے اٹھا لیا غالی دیگر اسکے
ادھر تو سپہ سالار رحم سے بلند ہوا ادھر سر ایک جو بہادر رہے جو سردار باقی
قتل کیا یا اسیر کیا بادشاہ اسلام نے علم لشکر کو قلم کر کے گرا دیا شہنشاہ نے انکو بلند کر لیا
قریب نقارچی پہونچکر نقارے کو شکستہ کیا نقارچی کو قلم کیا عمرو کعب بن مالک نے
اٹھا لیا اب لشکر پر تباہی آئی نشان شکست بلند ہوا ادھر لشکر ساحران کی [illegible]
فرمائیے کہ گلاب جادو سے اور آفاق سے سامنا ہوا آتے ہی آفاق پر سحر کیا
نے اسکا سحر رد کر کے اپنا سحر کیا وہ اس سحر کے دفع کرنے مین مصروف ہوا ادھر آفاق
نے دوسرا سحر کر کے اسکو اسیر کر لیا ملکہ کوکب سے ملکہ طوفانی بلا شور سے سامنا ہوا
اسکو کوکب نے اسیر کر لیا ملکہ آتشیز اندام زہرہ جبین آفاق شاہ سے اور ملکہ جمال آرا
سے مقابلہ ہوا بعد رد و بدل کے ملکہ جمال آرا کو ملکہ آتشیز اندام نے اسیر کر لیا
الطاف جادو سے اور ملکہ ابر جمال سے مقابلہ پڑا وہ بھی اسیر ہو گئی
اشفاق شاہ سے اور گرداب موج زن سے سامنا ہوا اسکو اشفاق شاہ نے
اسیر کیا مہتاب مشتری خصلت سے دریا ساز جادو سے مقابلہ ہوا اسکو
مشتری نے اسیر کیا مہوش جادو نے بحران ساز کو اسیر کیا صراحت جادو نے
ملکہ طغیان موج خیز کو اسیر کیا چنانچہ اسی طور سے بہت سرداران لشکر اسلام نے
سرداران و نامیان لشکر سمندر شاہ کو اسیر کر لیا اتفاق سے سمندر شاہ سے
اور صبح آفتاب علم سے سامنا ہو گیا ادھر ان ساحرون نے ساحران کفار کو اسیر
کر کے اب جو لشکر پر حملہ کیا بس قریب علم لشکر پہونچکر علم لشکر کو قلم کیا باجے جو بج رہے تھے
انکو بھی شکستہ کیا بس لشکر ساحران مین بھی طور شکست کا پیدا ہو گیا ادھر [illegible]

ہین شکست ہوتی ہی تو اسکے عنوان بہت سے ہوجاتے ہین شکست کھانیکے اب جو لشکر بھاگا
ادھر سے اہل اسلام نے دیا وُڈالا لشکر غیر ساحران پر لشکر غیر ساحران نے اور ساحرون پر
ساحرون نے راوی کہتا ہی کہ لشکر اہل اسلام کے غیر ساحرون نے غیر ساحرونکو زیر تیغ رکھ لیا
اور تلوار و تفنگ و تیر کی آتش بوچھار کردی اور ساحرون نے ساحرون پر سحر کی بوچھار کردی
ہزارون حالت بھاگنے مین قتل ہوے اور ہزارون مجروح اور ہزارون اسیر ہو لوگ انکو
قتل کرتے ہوے اور بھاگتے ہوے پڑاؤ پر آکر پہونچے یہان آکر کفار ٹھہرے اور پھر لڑنے لگے بڑے
عرصے تک یہان بھی کشت و خون ہوا یہان بھی لاشون کے انبار سرونکے ڈھیر ہوگئے دریاے
خون یہان بھی بہنے لگا مگر اب کہین لشکر تھم نہین سکتا ہی بھاگے ہوے لشکر کے کہین پانو جم سکتے
ہین پڑاؤ کو بھی چھوڑکر بھاگے اہل اسلام لوٹنے لگے کچھ تو پڑاؤ کی لوٹ مین مصروف ہوے اور
سب لشکر کفار کے عقب مین چلے کفار سے خیمہ و خرگاہ و خزانہ و بارگاہ ہین اور کل مال و اسباب
چھوٹ گیا کچھ اٹھا نہ سکے بس اب آگے آگے سمندر شاہ ہی عقب مین جو سردار کہ قتل اور اسیر
ہونے سے بچے ہین مگر مجروح ہین وہ ہین اور انکے عقب مین کل لشکر ساحر و غیر ساحر کا ہی انمین مجروح
ہزارون ہین وہ بھی گرتے پڑتے ہمراہ ہین اور بھاگے ہوے چلے جاتے ہین عقب مین لشکر اسلام
انکو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی صاحبقران سبکے آگے ہین تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہی اس خیال سے
تعاقب نہین چھوڑتے ہین کہ ایسا نہو کہ یہ داخل شہر ہوکر اور قلعہ بند ہوجاے اور قلعہ بند
ہوکر مقابلہ کرے تو بڑی خرابی ہو اور قلعے کا محاصرہ کرنا پڑے اس سے بہتر یہ ہی کہ اسکا تعاقب
نہ چھوڑکر یونہی اسکو قتل کرتے ہوے اور لشکر کو بھگاتے ہوے ساتھ ہی قلعہ مین گھس چلو وہان
چلکر اہل شہر پر یورش کرو اسکو یعنی سمندر شاہ کو وہان بھی نہ ٹھہنے دو وہان سے بھی بھگادو
تاکہ یہ قلعہ بند ہوکر مقابلہ نہ کرسکے اور سمندر شاہ سب لشکر کو لیے ہوے اور بھاگتا ہوا شہر کیطرف
اس خیال سے چلا آتا ہی کہ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جو کہ قتل اور اسیر ہونے سے بچا ہی داخل شہر
ہوکر در شہر پناہ بند کرلون اور قلعہ بند ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ کرون اسکی خبر نہین ہی کہ وہان
شہر مین دوسرے کی عملداری ہوگئی ہی وہان اب داخل ہونا محال ہی اقبال بدل گیا ہی دیر رفتہ
کا زمانہ آگیا ہی اب حکومت مقدر سے جا چکی ہی بدنصیبی نے آکر گھیر لیا ہی لشکر ادبار کی چڑھائی ہوگئی ہی
راوی کہتا ہی کہ یہ بھاگتا ہوا اور اہل اسلام لشکر کو مارتے قتل کرتے ہوے قریب شہر پہونچے
ابھی شہر کوئی دو کوس پر تھا کہ سمندر شاہ نے دیکھا کہ شہر کی طرف سے لشکر ساحر نکلا آتا ہی
اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہی سیراب جادو جنگ مغلوبہ کی خبر پاکر میری کمک کو آتا ہی یہ
یہ اس طرف کو چلا ادھر غزالان و سوماق نے دیکھا کہ سمندر شاہ شکست کھا کر اور
میدان جنگ سے بھاگ کر ادھر کو آتا ہی بقصد قلعہ بند ہونے کے بس جو لشکر انکے ہمراہ
تھا اسکو حکم دیا کہ لشکر سمندر شاہ پر حملہ کرے اور ملکہ سوماق بلاؤس بھی سحر پڑھا کر چلی
اور اہل لشکر بھی حربہ ہاے سحر اٹھا کر چلے ادھر سے سمندر شاہ چلا اب جو دو لشکر قریب آیا اور
سمندر شاہ اور اسکے اہل لشکر نے دیکھا کہ یہ تو لشکر اسلام ہی جو کہ شہر کی طرف سے آتا ہی
یہ کیا واقعہ ہی یہ لوگ ادھر کیونکر آگئے اتنے ہوش اڑ گئے اور خیال کیا کہ بڑا غضب
ہوا آگے دشمن وہ لشکر ہمکو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے اس لشکر نے آکر گھیر لیا برا کام کیا

اس لشکر نے خوب آگا آکر روکا بس یہ لوگ یعنی کفار تھم گئے انکا تھمنا تھا کہ وہ لشکر آکر انسے مل گیا
اور تلوار چلنے لگی چونکہ سمندر شاہ سبکے آگے تھا اور ادھر سوماق سبکے آگے تھی سمندر شاہ سے
اور سوماق سے مقابلہ ہونے لگا سمندر شاہ نے دیکھا کہ یہ وہی لڑکی ہی کہ جسنے میرے
اُستاد کو قتل کیا ہی اور اسنے موتی کے ذریعہ سے میرے لشکر کے ہزارون ساحر اور
غیر ساحر قتل کیے ہین بس اسکو قتل کرنا لازم ہی یہ خیال دل مین کرکے اپنے دل سے کہا کہ
یہ لشکر لیکر ادھر کیونکر آئی اب جو غور کرکے دیکھا تو غزالان کو بھی دیکھا کہ وہ بھی ہی اور لشکر
کو لیکر میرے لشکر پر گری ہی یہ خیال آیا کہ یہ کام اس حرام غزالان بیسوا کا ہی کیونکہ یہ تو سب راہون
اور راستون سے واقف ہی جب اسنے دیکھا کہ مین شکست کھا کر بھاگا بس لشکر تھوڑا سا
لیکر اور کسی راہ سے میرے آگے آ نکلی اور اس طور سے لشکر کو آکر روکا خیر یہ لوگ کہان
جاتے ہین پہلے اس سوماق کا کام تو تمام کرلون اسکو اپنے موتی پر بہت کچھ بھروسا ہی اسکے
موتی کو مٹانا چاہیے بس یہ خیال کرکے اپنی ران مین نشتر دیا اسکے جو اسونکو دیکھنا
چاہیے کہ کس قدر بہا جو اس ہی کو شکست کھا کر بھاگا ہی اور یہ دوسرا معرکہ پڑا ہی کہ یہ تو ادھر
بھاگا ہوا آتا تھا کہ لشکر نے آکر سامنا کیا اور عقب مین بھی لشکر اسلام ہی مگر اسنے کیا
چالاکی کی کہ فوراً نشتر دیکر ران سے خون لیا اور اس خون پر کچھ پڑھکر اور ایک چٹکی خاک
کی جھولی مین سے نکالی اس خاک کو اس خون سے رنگین کیا اور کچھ اسم پڑھ اس خاک پر
پڑھکر دم کیا بس ایک سلائی طلائی نکالی اس سے وہ خاک بطور سرمہ آنکھون مین لگائی
اور باقی جو رہی وہ منھ پر مل لی یہ تدبیر کرکے طرف سوماق کے دیکھا ادھر غزالان کل لشکر
کو لیکر کفار کے لشکر پر گری جو کہ سوماق نے غزالان سے کہا تھا کہ مین تم لشکر کو لیکر
انکے سامنے مقابلہ کرو کیونکہ یہ لشکر شکست کھاتا ہوا اور بھاگا ہوا ہی عقب مین اسکے
لشکر اسلام ضرور ہوگا تم ادھر سے روکو اور قتل کرو اور لشکر اسلام عقب سے آلے
بس گھیر کر مار لو تو شہر تک جانے نہ دو وہین جا کر اس طرف سے سمندر شاہ سے مقابلہ کرتی
ہون اور بہادری [illegible] دکھلاتی ہون [illegible] قتل عشاق کے قتل کرتی ہون بس
غزالان تو لشکر پر آ پڑی اور سوماق طرف سمندر شاہ کے چلی راوی کہتا ہی کہ کفار
یہ واقعہ اور لشکر کو دیکھکر [illegible] کہ غزالان مع لشکر کے لشکر پر آ پڑی اور قتل کرنے لگی
عقب مین لشکر اسلام چلا آتا تھا کفار [illegible] لشکر غزالان سے یہان بھی جنگ [illegible]
کا سا مار [illegible] وہی [illegible] کفار [illegible] کہ ادھر لشکر اسلام آ پہونچا اور [illegible] گھیر
لیا اور قتل کرنا شروع کیا سامنے سے تاکہ غزالان نے دبا ڈالا اور عقب سے لشکر اسلام
نے [illegible] کا ناطقہ بند ہو گیا مگر مقابلہ کر رہے ہین ادھر سمندر شاہ نے ملکہ سوماق کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھکر آواز دی کہ او چھوکری کدھر آتی ہی میری طرف نہ آ ورنہ میرے
ہاتھ سے ماری جائیگی تو بہت گستاخ ہو گئی ہی کیا تو نے مجکو بھی عشاق خیال کیا ہی وہ تو
دھوکے مین آکر تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہین تیرے دھوکے مین نہ آونگا [illegible] کیون
اپنی قضا بلا لی ہی ملکہ سوماق نے کہا کہ مین تیرے قتل کرنے کو آئی ہون تو لشکر اسلام
سے جان بچا کر بھاگا ہی اس [illegible] جا کر اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ

سے برق چمک کر حریف پر گری اور حریف ہلاک ہوگیا میں نے خود دیکھا ہے کہ تو نے اُس گوہر آبدار سے
میرے لشکر کے لاکھوں آدمی قتل کیے ذرا وہ موتی میں بھی تو دیکھوں کہ وہ موتی کیسا ہے یہ جو سب نے
کہا ہے آیا جھوٹ ہے یا سچ ہے سوماق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تو بالکل کور ہوگیا ہے وہ موتی میرے
گلے میں پڑا ہوا ہے جو تو نے صفت بیان کی ضرور اُس گوہر میں ہے اور ضرور یہی ہیں اُس گوہر سے تجھکو قتل
کرونگی دیکھو یہی ہے وہ موتی ہے جو کہ میرے گلے میں ہے تیرے سامنے میں موتی لیے ہوئے موجود ہوں تجھکو
دکھائی نہیں دیتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ گوہر آبدار جسکو سوماق نے تیار کیا تھا اور جسکے ذریعہ
سے مہیاں کا حال دریافت کرکے اپنے باغ سے چلی تھی اور راہ میں موتی کے ذریعہ سے تیغ
عشاق کو شکست حاصل کیا تھا ورنہ مشکل تھا تیغ کا ہاتھ آنا اور عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن تھا اگر
یہ گوہر نہوتا تو یہ عقدہ حل نہوتا اور اسی گوہر کے ذریعہ سے لاکھوں ساحر اور غیر ساحر لشکر کفار
سے ملکہ سوماق نے فی النار کیے ہیں اب جو شہر کو فتح کرکے ملکہ سوماق طرف میدان جنگ
سے چلی تھی اُس گوہر کو ایک رشتۂ ریشم میں گوندھ کر گلے میں ڈال لیا تھا وہ گوہر آبدار اُسکے سینہ
پر پڑ رہا ہے درمیان میں اُن دونوں گوہروں کے جو کہ اُسکے صدف سینہ سے اُبھرے تھے اور
اُنکی آب و تاب جوانوں کے دلوں کو پامال کیے ڈالتی تھی اور اُن گوہروں کے بہت سے لوگ
عاشق تن مشتاق تھے کہ اگر ہاتھ آجائیں تو ہم منہ سے لگائیں مگر اُنکا ہاتھ آنا غیر ممکن تھا بس
درمیان میں انکے وہ گوہر چمک رہا تھا تو بیٹھے کے اوپر سے اُسکا عکس جو رخساروں پر پڑ رہا
تھا تو عجب اُسوقت ملکہ سوماق کے چہرے کی رنگت تھی اور عجب نور تھا بس سمندر شاہ
نے جب اُس موتی کے دیکھنے کی خواہش کی ملکہ سوماق نے کہا کہ میرے گلے میں تیرے روبرو
موجود ہے تو اندھا ہے جو تجھکو دکھائی نہیں دیتا اور دیکھ یہ ہی گوہر ہے جب یہ اُسنے کہا اب
سمندر شاہ نے دیکھا کہ واقعی وہ گوہر اُسکے سینے پر چمک رہا ہے اُسنے خوب غور سے
اُسکو دیکھا چونکہ یہ سرمہ سحر اپنی آنکھوں میں لگا چکا تھا اُس سحر کا اور سرمے کا یہ اثر تھا کہ اگر
کسی ساحر نے کوئی چیز اپنے کمال کو صرف کرکے بنائی ہو اور جو حریف ہے وہ اس چیز کو یہ سرمہ لگا کے
دیکھے تو اُسکا اثر اور وہ سحر اُسپر اثر نہیں کرتا ہے اگر حریف اس حال سے آگاہ نہو اگر حریف آگاہ
ہوگیا اور اُسنے تدارک کر لیا تو پھر یہ بات نہیں رہتی ہے چنانچہ یہ ہی تدبیر سمندر شاہ نے
کی تھی اس حال سے ملکہ سوماق واقف نہ تھی ورنہ تدارک کر لیتی یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سرمہ
واقعی سحر لگائے ہوئے ہے اُسکی نگاہ سے گوہر کو بچانا چاہیے [illegible] سوماق نے سمندر شاہ
سے اس طریقہ سے کہا اور سمندر شاہ نے [illegible] سے موتی کو دیکھا اور اس گوہر کے
[illegible] سے وہ اثر موتی کا [illegible] سمندر شاہ نے ملکہ سوماق سے کہا کہ ایسے جھوٹے موتی
پر تکیہ [illegible] کہ وہ بہت عمدہ موتی ہوگا یہ تو کچھ بھی نہیں ہے صرف لوگوں کے ڈرانے
معلوم ہوتا ہے یہ موتی تو نے گلے میں ڈال لیا ہے واہ کیا خوب بیکار کو لوگوں نے یہ امر مشہور
کیا ہے کہ ملکہ سوماق نے گوہر تیار کیا ہے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ حالات اُس سے دریافت
کرتی ہے اور اُسکے عکس سے برق گراتی ہے یہ جھوٹا موتی بھلا کیا حالات بیان کرے گا اور کیا
اُسکے عکس سے برق گرے گی یہ سب باتیں ہیں یہ جو سمندر شاہ نے کہا ملکہ سوماق نے جواب دیا
ابھی [illegible] معلوم ہوا جاتا ہے کہ یہ موتی جھوٹا ہے یا سچا ہے ابھی سب حال جھوٹ سچ کا ظاہر ہوا جاتا ہے تو
سے بیان سچا ہے